aazzamm@yahoo.com
خواب زادہ
ایس ایم الیاس

خواب زادہ

ایس ایم الیاس

ناشر : محمد علی قریشی
باہتمام : عبدالحفیظ قریشی
بار اول : ۱۹۹۸ء
مطبع : نیّر اسد پریس
قیمت : -/۱۵۰ روپے

کتاب پر مت لکھیں
کتاب پر لکھنے والے سے قیمت وصول کی جائے گی

مجھے نہیں معلوم کہ جس وقت میری یہ سرگزشت کسی کی نظر سے گزرے گی اس وقت میں زندہ بھی ہوں گا یا نہیں اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ میرے لکھے ہوئے ان حروف کو دیمک چاٹ جائے اور ان پر کبھی کسی کی نظر بھی نہ پڑے۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں' میں تو اپنے ذہن کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہوں اور چونکہ میں یہ باتیں کسی سے کہہ نہیں سکتا اس لئے انہیں کاغذ پر منتقل کر رہا ہوں۔

میرا تعلق پنجاب کے ایک نچلے متوسط گھرانے سے ہے۔ میرے والد انگریز کے عہد میں محکمہ آبکاری میں کلرک تھے اور چونکہ بہت ایماندار تھے اس لئے ہمارا گھر شروع سے ہی معاشی بدحالی کا شکار رہا۔ میں اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا اور انہیں میرے مستقبل سے بہت امیدیں وابستہ تھیں۔ میری والدہ نے اپنے زیور بیچ بیچ کر میرے تعلیمی اخراجات پورے کئے تھے کیونکہ میرے والد کی استطاعت نہ تھی کہ میری بڑی بہن کے لئے اچھا جہیز فراہم کرنے کے ساتھ ہی ساتھ میرے تعلیمی اخراجات بھی پورے کر سکیں۔ آٹھویں جماعت تک میرا شمار سکول کے ذہین اور چالاک لڑکوں میں ہوتا تھا لیکن نویں جماعت میں پہنچتے ہی میری دوستی چند اوباش لڑکوں سے ہوئی اور پھر آہستہ آہستہ میں انہی کے رنگ میں رنگ گیا۔ اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ پڑھائی سے میرا دل اچاٹ ہو گیا اور میں اپنا تمام وقت لڑائی جھگڑے' کھیل اور آوارہ گردی میں گزارنے لگا۔ میں ایک شریف خاندان سے تعلق رکھتا تھا لیکن بچپن سے ہی میرے اندر ذہانت' عیاری اور جاہ پسندی کے جراثیم موجود تھے۔ میں ٹیڑھی راہ پر تو پہلے ہی چل نکلا تھا اس پر مستزاد یہ کہ میٹرک میں اقبال سنگھ سوڈھی میرا یار غار بن گیا۔ یہ سکھ لڑکا تین سال سے میٹرک میں فیل ہو رہا تھا اور اس کے بارے میں مشہور تھا کہ اسے پڑھائی سے دور کا واسطہ نہیں ہے۔

اقبال سنگھ بھی فٹ بال کا اچھا کھلاڑی تھا اور میں بھی' ہم اپنے اسکول کی جانب سے کئی مرتبہ میچ کھیلنے کے لئے دوسرے شہر بھیجے گئے۔ اس آمد و رفت کے دوران ہی اقبال سنگھ سوڈھی نے مجھے نظربازی کے اسرار واموز سے آشنا کیا۔ میں تندرست و توانا تھا' وجیہہ تھا' شکیل و جمیل تھا۔ بیس برس کی عمر میں پچیس برس کا کھایا کھیلا ہوا مرد نظر آتا تھا۔ شاید یہی باتیں تھیں کہ مجھے لڑکیوں کا کوئی خاص تعاقب کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی بلکہ وہ خود ہی میری مردانہ وجاہت پر مرمٹتی تھیں۔ غرض ان سب باتوں نے مجھ کر لیے

کو نیم چڑھا بنا دیا اور میٹرک کے امتحان کی تیاری کے بجائے میں صنف نازک کو فتح کرنے کے نت نئے گر سیکھتا رہا۔

میں نے جیسے تیسے میٹرک کا امتحان دیا لیکن نتیجے کے خوف نے میرے دن کا چین اور رات کی نیند حرام کر دی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے میٹرک میں پاس ہونے کی ایک فیصد امید بھی نہ تھی اور ساتھ ہی میں یہ بھی جانتا تھا کہ میرے میٹرک کے امتحان کی فیس' والدہ کا آخری زیور بیچ کر ادا کی گئی ہے۔ اس صورتحال نے مجھ پر ایک عجیب سا احساس گناہ طاری کر دیا تھا اور میں اچھی طرح جانتا تھا کہ میٹرک کا نتیجہ معلوم ہوتے ہی میرے والدین ریت کی دیوار کے مانند ڈھے جائیں گے۔

نتیجہ آنے میں جب چند ہی دن باقی رہ گئے تو ضمیر کی ملامت مجھ سے برداشت نہ ہو سکی اور میں نے گھر سے فرار ہو کر والدین کے معاشی استحکام کے لئے کچھ کر گزرنے کا منصوبہ بنایا۔ اقبال سنگھ میرا یار تھا اسے جب میرے منصوبے کا علم ہوا تو وہ میری نادانی پر بہت ہنسا۔ یہ 1936ء کا پر آشوب دور تھا۔ معاشی بدحالی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ پنجاب کے گریجویٹ نوجوان پولیس میں بطور سپاہی بھرتی ہونے کے لئے بمبئی یا کلکتہ کا رخ کرتے تھے۔ ایسے حالات میں ایک غریب باپ کے میٹرک فیل بیٹے کو بھلا کون نوکری دیتا۔

غرض یہ کہ اقبال سنگھ نے پہلے تو مجھے اس منصوبے سے باز رکھنے کی پوری کوشش کی لیکن جب اس نے اندازہ لگایا کہ میں اس بارے میں کوئی بات سننے پر تیار نہیں تو اس نے مجھے بتایا کہ اسکے ایک چچا کرنل گجندر سنگھ ریاست ولاس پور میں خاصی بڑی چیز ہیں۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا کہ وہ ایک دو دن میں مجھے اپنے چاچا کے پاس لے چلے گا اور وہ کچھ نہ کچھ ضرور کر گزریں گے۔

اقبال سنگھ ادھر مجھ سے یہ وعدہ کر کے گیا اور ادھر میں چپکے چپکے گھر سے فرار ہونے کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔ میں نے اپنے چند جوڑے کپڑے سمیٹے' انہیں ایک ٹرنک میں رکھا اور ٹرنک رات کو ایک دوسرے دوست کے ہاں پہنچا دیا۔ چند دوستوں سے دو دو چار چار روپے قرض لئے اور اس طرح پچیس تیس روپے اکٹھے کئے اور پھر تیسرے دن اقبال سنگھ اور میں ولاس پور کے لئے روانہ ہو گئے۔

گاڑی رات کو دس بجے ولاس پور پہنچی۔ کرنل گجندر سنگھ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ اقبال سنگھ کی چاچی نے ہمارا سواگت کیا اور بیٹھک میں سونے کا انتظام کر دیا۔ کھانے کا جھگڑا ہم اسٹیشن سے ہی نمٹا کر آئے تھے تاکہ چاچی کو ناوقت تکلیف نہ ہو' اس لئے ہم دونوں چاچا کا انتظار کئے بغیر لمبی تان کر سو گئے۔ دوسرے دن صبح ابھی ہم سو کر اٹھے ہی تھے کہ چاچا گجندر سنگھ بیٹھک میں وارد ہو گئے اقبال سنگھ کو گلے سے لگایا' مجھ سے بھی بہت تپاک سے ملے۔ اس اثناء میں چاچی نے گرم گرم ناشتے کی سینی ہمارے سامنے لگا دی۔

ناشتے کے دوران چاچا گجندر سنگھ نے ہماری آمد کا سبب پوچھا تو اقبال سنگھ نے میرا مسئلہ ان سے بیان کیا۔ پہلے تو ملازمت کے ذکر پر انہوں نے چونک کر مجھے دیکھا' میری تعلیمی لیاقت دریافت کی' چند اور باتیں پوچھیں پھر خاموشی سے چائے پینے لگے۔ ان کے اس رویئے سے میرا دل بیٹھ سا گیا۔ چائے وغیرہ سے فارغ ہو کر انہوں نے مجھے مخاطب کیا۔ "مہاراجہ کے باڈی گارڈ دستے میں ایک اسامی خالی ہے' اگر تم چاہو تو میں کوشش کروں لیکن یہ سمجھ لو کہ مہاراجہ کی نوکری ہنسی کھیل نہیں ہے۔ تمہیں ہروقت راج محل کے احاطے میں محدود رہنا ہو گا' مہاراجہ کے اشارے پر اپنی جان دینا اور دوسرے کی جان لینا تمہارا کام ہو گا۔ اس کے علاوہ بھی اور بہت سی کڑی شرطیں ہیں۔ اگر تم چاہو تو میں مودی صاحب سے بات کروں۔ ویسے یہ بھی بتا دوں کہ تنخواہ افسروں جتنی ہے۔ یعنی سو روپیہ' ماہوار۔ کھانا پینا' وردی' سادہ لباس گھوڑا' سائیس' اردلی اور بنگلہ وغیرہ سب مفت ہے۔"

چاچا گجندر کی یہ بات سن کر میں تو جیسے خوشی سے دیوانہ ہو گیا۔ "چاچا جی! میں تو ہر قسم کی نوکری کو تیار ہوں اور یہ تو نوکری ہی شاہی ہے۔" میں نے چاچا گجندر سے کہا۔

"دراصل ہزہائی نس نے وائسرائے کے باڈی گارڈ دستے کی طرز پر بلکہ اس سے بھی اچھا باڈی گارڈ دستہ تیار کیا ہے۔ مہاراجہ ایک ایک وردی پر تو پانچ پانچ سو روپے خرچ کرتے ہیں اور ایسی ایسی چار وردیاں ہر سال ملتی ہیں۔ باڈی گارڈ کی اسامی پر زیادہ تر پنجاب اور سرحد کے جوان ہیں' ہاں افسر مرہٹے ہیں۔"

"چاچا ——— آپ دیکھ نہیں رہے نعیم کی تو باچھیں کھلی جا رہی ہیں۔" اقبال سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"باچھیں کھلنی بھی چاہئیں۔ قسمت والوں کو ہی ایسی جگہ ملتی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ نعیم کی صحت اور اس کا قد وغیرہ بہت اچھا ہے اور یہاں یہی سب کچھ دیکھا جاتا ہے۔ ویسے یہ تو ہے کہ اس نوکری میں پابندیاں بہت سخت ہیں لیکن ان کے بدلے میں جو آسائشیں ملتی ہیں وہ مجھ جیسے افسروں کو بھی نصیب نہیں۔" چاچا نے کہا۔ میں ان کی باتیں سن کر ایک مسرت آگیں محسوس کرنے لگا تھا۔ "میں بخوشی تیار ہوں چاچا جی۔" میں نے بے اختیار ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے' تم تیار ہو جاؤ' میں دس بجے تمہیں مودی صاحب کے پاس لے جاؤں گا۔" چاچا نے کہا اور اندر چلے گئے۔

پانچویں دن' وزن میں سات پونڈ کی کمی ہونے کے باوجود کرنل گجندر سنگھ کی سفارش پر میرا تقرر ہو گیا اور میرے لئے یہ اتنی بڑی بات تھی کہ اس دن میرے پیر زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔ اس رات اقبال سنگھ نے اور میں نے اس خوشی میں خوب شراب لنڈھائی اور پہلو بھی گرم کیا۔ دوسرے دن صبح اقبال سنگھ واپس جا رہا تھا اور میری تربیت کا عرصہ

شروع ہونے والا تھا۔ اقبال سنگھ کو میں نے سختی سے منع کر دیا کہ وہ ابھی میرے والدین کو کچھ بھی نہ بتائے۔ پہلی تنخواہ ملنے کے بعد منی آرڈر کے ساتھ ہی انہیں اپنے بارے میں سب کچھ لکھوں گا۔

○

چھ ماہ کی نہایت سخت تربیت کے دوران مجھے نشانہ بازی' شمشیرزنی' جو جتسو' پیراکی' پولو' شہسواری اور دیگر فوجی کھیلوں کی تربیت دی گئی۔ چھ ماہ کے اختتام پر میں نے اپنے تمام امتحانات امتیازی حیثیت سے پاس کیے۔ اس مختصر سے عرصے میں میرے قد میں ڈیڑھ انچ اور وزن میں تیس پونڈ کا اضافہ ہو چکا تھا۔ پاسنگ آؤٹ پریڈ کے بعد مجھے کارپورل بنا دیا گیا' تنخواہ میں دس روپے کا اضافہ ہوا اور ساتھ ہی محل کمپاؤنڈ میں تین کمروں کا ایک کوارٹر ایک اردلی اور ایک سائیس دے دیا گیا۔

کیپٹن دیش مکھ میرے افسر اعلیٰ تھے' اپنی ذہانت اور صلاحیت کے سبب میں جلد ہی ان کے بہت قریب ہو گیا۔ اس قربت کی ایک وجہ اسکاچ وہسکی کی وہ ایک بوتل بھی تھی جو میں ہر ہفتے انہیں نذر کر دیا کرتا تھا۔ دراصل ہمیں شراب ہفتے میں دو بوتل کے حساب سے ملتی تھی۔ میں زیادہ شراب پینے سے گریز کرتا تھا اور پھر مجھے اس بات کا بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ شراب کا تحفہ کیپٹن دیش مکھ کو مجھ پر مزید مہربان کر سکتا ہے' اس لئے میں نے مناسب یہی سمجھا کہ ہر ہفتے ایک بوتل انہیں پہنچا دوں۔

میں اپنے والدین کو اپنی ملازمت کی ایک عرصہ پہلے اطلاع دے چکا تھا اور اب انہیں ہر ماہ مبلغ اسی روپے ماہوار منی آرڈر کر دیتا تھا۔ اقبال سنگھ بھی میٹرک میں ایک بار پھر فیل ہونے کے بعد حکومت کے سرکاری شکاری کی حیثیت سے ملازم ہو گیا تھا اور میری بار بار کی دعوت کے باوجود وہ اب تک میرے پاس نہیں آ سکا تھا کیونکہ وہ بیچارا آئے دن انگریز افسروں کے ساتھ شیر کے شکار میں مصروف رہتا تھا۔ کرنل گجندر سنگھ سے راج محل میں کئی مرتبہ ملاقات ہوئی تھی اور وہ پہلے والی شفقت کے ساتھ پیش آئے۔ کرنل گجندر سنگھ' مہاراجہ کی نگاہوں میں ریزیڈنٹ کے بعد دوسرا درجہ رکھتے تھے اور اسی لئے وہ راج محل کی ہر تقریب میں ریزیڈنٹ کے ساتھ مدعو کئے جاتے تھے اور یہاں تقریبوں اور ضیافتوں کا کوئی شمار نہ تھا۔ ان تقریبوں میں کم از کم چار باڈی گارڈز اور کیپٹن دیش مکھ ضرور شریک ہوتے تھے۔ کبھی کبھی یونیفارم میں تلوار اور پستول کے ساتھ لیکن زیادہ تر سادہ لباس میں' جو سفید پتلون' بند گلے کے ہاف کوٹ اور جودھپوری صافے پر مشتمل تھا۔

سادہ لباس میں ہمارا خصوصاً" میرا اس طرح محفلوں میں آنا راج کماروں کو پسند نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہمارے سامنے ماند پڑ کر رہ جاتے۔ ہم مرکز نگاہ ہوتے اور ان

کو کوئی لڑکی دیکھنا پسند نہ کرتی۔ آخر جل کر اپنی شان جتانے کے لئے ہم میں سے کسی کو سگریٹ کیس یا لائٹر وغیرہ اٹھا کر دینے کا اشارہ کرتے لیکن ہم سے پہلے کوئی نہ کوئی ملازم ان کے حکم کی تعمیل کر دیتا اور وہ گھٹ کر رہ جاتے۔ دوسری طرف ہزہائی نس تھے جو اپنے باڈی گارڈز کو اولاد کی طرح چاہتے تھے اور ان کے سوائے کسی کے حکم کی تعمیل ہم پر واجب نہ تھی۔ مہاراجہ کی عمر پچپن اور ساٹھ سال کے درمیان تھی۔ وہ دوہرے جسم کے گورے چٹے اور درمیانہ قد کے وجیہہ اور خوش مزاج انسان تھے۔ رقص و سرور کے دلدادہ تھے۔ ہر ہفتے کی رات دربار ہال میں محفل موسیقی منعقد ہوتی اور ہر اتوار کو عام لوگوں کے لئے نیشنل گارڈن میں ان کے درباری مغنی اور قاصائیں ملک کے نامور فنکار موجود ہوتے تھے۔

کارپورل ہونے کے بعد ہزہائی نس میری طرف کچھ زیادہ متوجہ ہو گئے تھے اور اب تقریبات کے علاوہ ہر دوسرے روز مجھے ایڈی کانگ کے کمرے کے قریب' جو مہاراجہ کے ڈرائنگ روم سے کچھ ہی فاصلے پر تھا مجھے ڈیوٹی دینا پڑتی تھی۔ میں جس کیبن میں بیٹھتا تھا وہ ڈرائنگ روم کے دروازے پر تھا جس میں ایک میز اور چند کرسیاں پڑی تھیں اور میز پر ٹیلیفون۔

ڈرائنگ روم بہت کم ہی استعمال ہوتا تھا کیونکہ معدودے چند بڑے لوگوں کو ہی مہاراجہ سے ملنے کی سعادت نصیب ہوتی تھی۔ کسی بھی مہمان کی موجودگی میں باڈی گارڈ کا ہزہائی نس کے پاس ہونا لازمی تھا۔ گو ایسا موقع مہینے دو مہینے میں ایک آدھ مرتبہ ہی آتا تھا۔ راج محل میں مہاراجہ کے خاندان کے سوا کسی غیر متعلق فرد کا گزر نہ تھا۔ اس لئے چوتھی منزل کی غلام گردش ایک ایسا مقام تھا جہاں ہروقت راجکماروں راجکماریوں' ان کی سہیلیوں اور خادم خادماؤں کی آمدورفت رہتی تھی۔ شکل و صورت یا لباس سے ہمارے لئے یہ سمجھنا دشوار تھا کہ ان میں کون راجکماری ہے اور کون سہیلی؟ لیکن راج کماریوں کی پہچان صرف یہ تھی کہ وہ ہمیشہ نظریں جھکائے آہستہ آہستہ چلتی تھیں اور ان کے پیچھے ایک یا دو لڑکیاں ہوتی تھیں۔

یوراج (ولی عہد) اور ان سے چھوٹے راجکمار انگلینڈ میں مقیم تھے اور کزن راج کمار جو "دربار" کہلاتے تھے' دوسرے محلوں میں رہتے تھے یہ محل ایک دوسرے سے میلوں کے فاصلے پر تھے۔ راج محل کی پہلی دوسری تیسری اور پانچویں منزلیں قریبی رشتہ دار اور راج کماریوں اور ان کے لواحقین کے لئے مخصوص تھیں' جن میں سے کسی کے تصرف میں سات آٹھ کمروں سے کم نہ تھے۔ چوتھی منزل کے تمام کمرے مہاراجہ اور مہارانی کے لئے مخصوص تھے۔ راج محل کی ہر شام رنگ و نکہت کے لحاظ سے پرستان کی شام ہوتی تھی۔

چند روز سے ایک راجکماری میرے سلام کے جواب میں (جو سر کو خم دینے تک

محدود تھا) نگاہیں اٹھا کر دیکھنے لگی تھی اور پھر ایک روز وہ مسکرا دی اور جب میں نے تمام ہمت مردانہ مجتمع کر کے اس کا جواب مسکراہٹ سے دیا تو وہ آگے نکل چکی تھی لیکن وہ جس قدر حسین تھی اس سے کہیں زیادہ حسین اس کی مسکراہٹ تھی۔ ایک دن وہ بالکل تنہا تھی۔ میں نے سلام کیا تو مسکرا دی' رکی اور پلٹ کر مسکرائی اور پھر آگے بڑھ گئی۔ میں اس کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ وہ ہزہائی نس کے ڈرائنگ روم کے اس دروازے کی طرف جا رہی تھی جو صرف خاندان کے افراد کے لئے مخصوص تھا۔ اچانک میری نظر ایک ریشمین رومال پر پڑی جو مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر پڑا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر اسے اٹھا لیا اور میرا دماغ کسی قیمتی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ وہ دروازے پر پہنچ کر رکی اور پلٹ کر واپس آنے لگی۔ میں نے تیزی سے چند قدم آگے بڑھ کر رومال اس کے سامنے کر دیا۔ اس نے مسکرا کر رومال پکڑ لیا اور مرہٹی میں پوچھا۔ "تمہارا نام؟"

میں نے انگریزی میں جواب دیا۔ "نعیم ملک! یور ایکسی لینسی۔"

"مرہٹی نہیں جانتے کیا----؟" اس کا دوسرا سوال انگریزی میں تھا۔

"بہت کم جانتا ہوں۔ یور ایکسی لینسی۔"

"سیکھو نعیم---- یہ بڑی خوبصورت زبان ہے۔" اس نے کہا اور میری دنیا زیروزبر کر کے چل دی۔

اس کے بعد ہر روز وہ نئے نئے سوالات سوچ کر آنے لگی۔ ایک ایک دو دو منٹ رکنے لگی۔ کچھ عرصے بعد رومال' فاؤنٹین پین وغیرہ کے تحفے دینے لگی۔ میں آہستہ آہستہ اس کی محبت میں گرد و پیش کے خطرات سے بے نیاز ہوتا چلا گیا۔ آخر ایک روز اس نے کہا۔ "میں یہاں تم سے کھل کر بات نہیں کر سکتی نعیم۔"

"آپ نے میرے دل کی بات کہہ دی یور ایکسی لینسی۔"

"تو پھر..... ہم کہاں مل سکتے ہیں؟"

"جہاں آپ کہیں۔"

"آج آٹھ بجے نیشنل زولوجیکل گارڈن میں برج پر ..... آسکو گے؟"

"ضرور پہنچوں گا۔" وہ ہاتھ ہلا کر چل دی۔

شام کو سات بجے میں گھر سے تیار ہو کر نکلا۔ اپنے کوارٹر سے نکلتے ہی درختوں کی آڑ لیتا ہوا جنگلے کی طرف بڑھنے لگا۔ ہر طرف تاریکی تھی۔ دور پرے بل کھاتی ہوئی سڑک پر کہیں کہیں روشنی تھی لیکن پورے باغ میں اندھیرا تھا اور کہیں کوئی آدمی نظر نہ آتا تھا۔ جنگلے کی طرف بھی کوئی نہ تھا میں نے ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے اپنا جسم ہوا میں اچھال کر دوسری طرف کود گیا۔ اس طرف آرمی ہیڈ کوارٹرس سے شہر کو جانے والی سڑک تھی۔ اس راستے پر آتے ہی میں نے چسٹر کا کالر اوپر چڑھایا مفلر سر پر اور چہرے پر لپیٹا

اور سواری کا انتظار کرنے لگا۔ نصف گھنٹا گزرنے کے بعد بمشکل ایک تانگہ جس میں تین چار سواریاں بیٹھی ہوئی تھیں اس طرف آیا۔ میں تانگے والے کے احتجاج کے باوجود زبردستی اس میں سوار ہو گیا۔ تانگہ برج کے قریب پہنچا تو میں اتر گیا۔ برج سے ذرا پہلے سڑک سے کچھ ہٹ کر درختوں کی آڑ میں بلیو پیکارڈ کھڑی ہوئی تھی۔ میں اس کو دیکھ کر ٹھٹکا۔ قریب جا کر دیکھا تو گاڑی میں کوئی نہ تھا۔ آس پاس بھی کوئی نظر نہ آتا تھا۔ میں جیب سے سگریٹ کیس نکالتا ہوا سڑک پر آیا اور دوسری طرف چلنے لگا۔ نیچے صرف درمیانی حصے میں ندی بہہ رہی تھی۔ پل رسیوں پر قائم تھا اور ہر قدم کے ساتھ لچکتا تھا۔ میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا درمیان میں پہنچ کر رکا اور سگریٹ کے کش لینے لگا۔ سردی شباب پر تھی اور دور تک کسی کا پتا نہ تھا۔ میں پھر کار کی طرف جانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ مخالف سمت سے کوئی پل پر آتا ہوا دکھائی دیا۔ آنے والا بھی چسٹر پہنے---- اور کالر اوپر چڑھائے ہوئے تھا۔ قریب آنے پر چہرہ دیکھ کر میرے جسم میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ یہ وہی تھی۔ نگاہیں ملتے ہی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کے خم مچل گئے۔ "مجھے یقین تھا نعیم تم ہر قیمت پر پہنچو گے۔" اس نے رک کر انگریزی میں کہا۔

"انگریزی بولنے کا شوق اور وہ بھی ایک حسین راجکماری کے ساتھ! میں تو سر کے بل آتا۔" میں نے معنی خیز جواب دیا وہ مسکرا دی۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے نعیم۔ میں راجکماری تو نہیں ہوں۔"

"شاید ٹھیک ہی کہہ رہی ہیں آپ۔ ظاہر مہاراجہ آف دلاس پور کی صاحبزادی کو راج کماری کہنا تو واقعی بالکل غلط بات ہے۔" میرا جواب سن کر وہ مسکرا دی۔ اسی وقت پل پر کسی کے قدموں کی آہٹ ہوئی۔ میں نے چونک کر اس طرف دیکھا۔ ایک خوش وضع آدمی گنگناتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ ہم گھوم کر پل پر رسی کے بنے ہوئے جنگلے پر جھک گئے اور ندی کی طرف دیکھنے لگے۔ آنے والا آہستہ آہستہ گزر گیا۔

"میرے خیال میں نعیم ..... کہیں اور چلنا چاہیے۔ یہاں ....."

میں نے اس کی بات کی تائید کی' تو اس نے غور سے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا۔ "آؤ----" میں گھوم کر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ وہ گاڑی کے قریب جا کر رکی جیب سے چابی نکال کر دروازہ کھولا اور مجھے اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ میں نے ڈرائیو کرنے کو کہا تو اس نے ٹھوکا دیکر گاڑی میں دھکیل دیا۔ میں وہیل کے نیچے سے گزر کر دوسرے دروازے کے قریب بیٹھ گیا۔ اس نے اندر داخل ہو کر آہستہ سے دروازہ بند کیا اور سیلف پر پیر رکھ کر انجن اسٹارٹ کیا۔ گاڑی سڑک پر آتے ہی گھوم کر دیکھتے ہوئے بولی۔ "انگریزی اسٹائل میں لیڈیز ہی ڈرائیو کرتی ہیں۔ کیوں یہ بات تو غلط نہیں کہہ رہی۔"

"صرف اس وقت جب ڈرائیور کی مہارت مشکوک ہو۔"

"میں تمہیں ڈرائیور نہیں سمجھتی اور جہاں تک مہارت کا تعلق ہے ...... کیا کہا جا سکتا ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ میں لا جواب ہو گیا اس نے ایک موڑ کاٹا اور گارڈن کے پیچ و خم سے گزرتی ہوئی آخری حصے میں جنگل کی سمت' سڑک کے اختتام پر پہنچ کر رکی۔ گھاس کے قطعے پر گاڑی چڑھائی اور گاڑی کا رخ شہر کی سمت کر کے انجن بند کر دیا۔ میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو مسکرا دی۔ ڈیش بورڈ لیمپ کی سرخ روشنی میں وہ شعلہ نظر آ رہی تھی۔ تنہائی میں اس کے قرب کی مسرت مجھے فضا کی بلندیوں میں اڑائے لئے جا رہی تھی۔ میں تمام خطرات سے بے نیاز اس کی رعنائیوں میں گم تھا۔ آخر اس نے خود ہی مہر سکوت توڑی۔ "میں سوچ رہی ہوں نعیم۔" اس نے انداز میں پلکیں جھپکاتے ہوئے کہنا شروع کیا اور پھر کچھ سوچ کر یہ بتائے بغیر کہ وہ کیا سوچ رہی تھی' خاموش ہو گئی۔ "راجکماری جی۔" میں نے کہا۔ "آپ کیا سوچ رہی تھیں؟"

"کیا تم مجھے ...... کیا تم مجھے تباہ ہوتے دیکھ سکتے ہو؟" اس نے غمگین لہجے میں کہا غیر اختیاری طور پر میرا ہاتھ اس کے ہونٹوں پر پہنچ گیا اس کے ہونٹ لرز رہے تھے۔

"راجکماری جی---- دیکھنا تو درکنار میں یہ سننے کے لئے بھی زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ اوہ خدایا ..... کیا آپ مجھے کسی اور طریقے سے قتل نہیں کر سکتیں۔"

"شاید میں اپنا مفہوم واضح نہ کر سکی۔ میں کہنا چاہتی تھی کیا میں تم پر اعتماد کر سکتی ہوں؟"

"میں تمہارے لئے اپنی جان تو دے سکتا ہوں لیکن تمہیں کچھ نہیں کہہ سکوں گا۔"

"شکریہ نعیم ڈیر۔" اس نے مسکرا کر میری طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے دونوں ہاتھوں سے تھام کر اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ "میں صرف آپ کے لئے زندہ رہوں گا۔" وہ دیر تک میرے ہاتھ تھامے آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھتی رہی۔ اس کی خاموشی میرے دل و دماغ میں ہیجان برپا کر رہی تھی۔ وہ میری دلی کیفیت کو سمجھ گئی۔ اپنی انگلی سے انگوٹھی اتاری اور آگے بڑھ کر میرے چسٹر کی اندرونی جیب میں ڈال دی۔ میں اس کو نکالنے لگا تو پھر ہاتھ تھام لیا۔ "ابھی نہیں۔" اس نے ملتجیانہ لہجے میں کہا۔

"پھر کب؟" میں نے بے چینی سے پوچھا۔ اس نے دونوں ہاتھ میرے کندھوں پر رکھ دیئے۔ میرے جسم میں برقی رو دوڑنے لگی۔ جذبات کا گلا گھوٹنے میں میری روح لرز اٹھی۔ وہ بھی تلملا کر رہ گئی۔ ہاتھ ہٹاتے ہوئے رک رک کر کہنے لگی۔ "سنو نعیم---- ریاست دھام نگر کے یوراج اگلے مہینے یہاں شکار کھیلنے آ رہے ہیں۔ جس میں ہز ہائی نس کے ساتھ باڈی گارڈز حسب دستور سادہ لباس میں شریک ہوں گے۔ میں کوشش کروں گی کہ کسی ریاست کے راجکمار کی حیثیت سے مہمانوں سے تمہارا تعارف کرایا جا سکے۔ اس

سے آگے تمہارا کام ہے۔ تمہیں کوشش کرنا ہو گی کہ کسی وقت تنہائی میں یہ انگوٹھی اس کو تمہاری انگلی میں نظر آ جائے ...... دراصل یہ اسی کی ہے۔" وہ مسکرائی اور پھر سلسلہ آگے بڑھایا۔ "یوں سمجھو کہ یہ منگنی کی انگوٹھی ہے اور میری رضا مندی کے خلاف قبول کی گئی ہے۔"

"اوہ! کس قدر مضحکہ خیز۔" میری زبان سے بے اختیار نکلا "میں سمجھ گیا آپ کیا چاہتی ہیں اور کیوں چاہتی ہیں یہ راجکمار کو دیکھنے کے بعد سمجھ جاؤں گا۔"

"تم سمجھ گئے ہو لیکن ابھی میری بات ختم......"

"ہو گئی---- راجکمار یہ انگوٹھی میرے پاس دیکھ کر وہ سب کچھ سمجھ جائیگا جو آپ سمجھانا چاہتی ہیں۔"

"ہاں---- تم صاف صاف کہہ دینا کہ یہ انگوٹھی میں نے تمہیں انگلینڈ میں اپنی نشانی کے طور پر دی تھی۔ میرا نام تو جانتے ہو نا؟"

"نہیں ابھی مجھ کو یہ اعزاز حاصل نہیں۔" میں نے جواب دیا۔ اس نے اپنا نام بتایا اور میں نے زیر لب راجکماری یشودھرا کا نام دہرایا۔

"کیا ہز ہائی نس کو معلوم نہیں کہ یہ منگنی آپ کی مرضی کے خلاف ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"وہ جانتے ہیں لیکن انہیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں یا پھر یوں سمجھو کہ میری شخصیت ان کے لئے کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی۔"

"بہر کیف کسی کے لئے آپ زندگی سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں اور آپ جانتی ہیں وہ کون ہے..... اور......"

"وہ میری اپنی تلاش ہے۔" اس نے مسکرا کر میری بات کاٹی۔

"یہ اور بات ہے کہ وہ خود کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔" میں نے اپنا جملہ پورا کیا۔ اس نے مسکرا کر میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"آؤ واپس چلیں۔" اس نے سیلف اسٹارٹر پر پاؤں رکھ کر دبایا۔ انجن اسٹارٹ ہو گیا۔ "میں تمہیں راج محل کمپاؤنڈ میں کہیں اتار دوں گی۔" گاڑی نے ہلکا سا جھٹکا لیا اور سڑک پر پھسلنے لگی "لیکن گیٹ پر محافظ ہوتے ہیں۔" میں نے خدشہ ظاہر کیا۔

"اس گاڑی کے شیشوں سے صرف باہر دیکھا جا سکتا ہے اندر کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ اس نے جواب دیا۔

چند منٹ میں گاڑی راج محل کے صدر دروازے پر پہنچ گئی۔ ہارن کی آواز سنتے ہی ایک سپاہی نے دوڑ کر دروازہ کھولا اور پہریدار نے بندوق سے سلامی دی۔ گاڑی تیزی سے اندر داخل ہوئی اور خاصی---- دور تک چلنے کے بعد ایک سنسان جگہ پر رک گئی۔ میں

نے خدا حافظ کہہ کر دروازہ کھولا اور نیچے اتر گیا۔ "کل پھر اسی وقت ---- اسی جگہ۔"
اس نے آہستہ سے کہا اور روانہ ہو گئی۔

کئی ہفتے گزر گئے اور ہم اسی طرح ملتے رہے۔ مقام اور وقت بدلتے رہے۔ میں خود کو ایک نظر نہ آنے والی آگ میں جلتا محسوس کر رہا تھا جس کی حدت مسرت اور سرخوشی کے باوجود وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شدت اختیار کرتی جا رہی تھی۔ جذبہ احترام مجھے حد ادب سے آگے بڑھنے نہ دیتا تھا۔ ابھی تک میری زندگی کی قیمت ایک حسین تبسم کے سوا کچھ نہ تھی۔ مجھے ان بے پناہ خطرات کا پورا پورا احساس تھا میں جن میں گھرا ہوا تھا لیکن دل کے ہاتھوں مجبور تھا۔ میں اس کے کسی حکم کی تعمیل سے گریز کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی دعوت ملاقات پر میں یہی سمجھا تھا کہ وہ بہت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے اور بہت جلد تمام منزلیں طے کر جائیگی۔ ایک ادنٰے خادم ہونے کی حیثیت سے میں یہی سوچ سکا تھا کہ وہ مجھے ایک کھلونے کی طرح استعمال کرنا چاہتی ہے اور میں صرف اس وقت کے تصور سے خائف تھا جب وہ کھیلتے کھیلتے اکتا جائے اور افشائے راز کے خوف سے کھلونے کو توڑ پھوڑ کر پھینک دے لیکن رات کی تنہائیوں میں اس کے ضبط و تمکنت کا یہ عالم دیکھ کر کہ وہ میری ہر بے تکلفی کی کوشش کو خوبصورتی سے نظر انداز کر جاتی ہے۔ مجھے اپنے پہلے خیال پر ندامت محسوس ہونے لگی۔ وہ اب بھی میری دسترس سے باہر تھی اور دسترس سے باہر بھی نہیں تھی۔ میں اس کے دل پر حکمرانی کر رہا تھا۔ وہ میری روح پر بری طرح چھائی ہوئی تھی میں خلوت میں بہت کچھ تھا۔ جلوت میں کچھ بھی نہیں۔ ایک معمولی باڈی گارڈ، اور وہ بھی اس کا نہیں۔ مر مر کے جی رہا تھا اور جی جی کے مر رہا تھا۔

آخر ایک روز مختصر سی تمہید کے بعد اس نے خالص ذاتی سوال کیا۔ "تمہارے گھریلو حالات کیسے ہیں نعیم----؟"

"آپ کے نقطہ نظر کے مطابق تو انہیں سرے سے حالات ہی نہیں کہا جا سکتا۔" میں نے جواب دیا۔ وہ مسکرا دی۔

"میرے نقطہ نظر کے مطابق؟ ..... نہیں سمجھی۔"

"آپ کے معیار کے مطابق۔" میں نے دوسرے الفاظ میں وضاحت کی۔

"پھر بھی الفاظ کی گہرائی کم نہیں ہوتی۔ بہرکیف میں تمہیں کسی قدر بہتر دیکھنا چاہتی ہوں اور ....." اس نے کوٹ کی جیب سے لائیڈس بنک کا ایک بیرر چیک جو پانچ ہندسوں پر مشتمل تھا۔ نکالا اور کھول کر میری طرف بڑھایا۔ میں شکریہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔ اس نے میرے چہرے پر نظریں گاڑ دیں۔ میں اس کی نگاہوں کی تاب نہ لا سکا اور گاڑی کے ڈیش بورڈ کی طرف دیکھنے لگا۔ کچھ دیر بعد اس نے کندھے میں انگلی چبھو کر میری توجہ اپنی طرف مبذول کرائی۔ "کیوں ڈیئریسٹ ...... کیا تم اس کو توہین......"

"نہیں...... انتہائی عزت افزائی سمجھتا ہوں ...... لیکن۔"

"شٹ اپ۔ یہ میری توہین کر رہے ہو تم۔"

"توہین---- آپ کی؟ میں..... کر سکتا ہوں؟" میں نے ایک ایک لفظ پر زور دیکر کہا۔ چیک لے کر اسے بوسہ دیا اور جیب میں رکھ لیا۔ وہ مسکرا دی اور "شکریہ" کہہ کر موضوع گفتگو بدل دیا۔ "وسنت اوتسو آ رہا ہے نعیم۔ جانتے ہو کیا ہوتا ہے وسنت اوتسو؟"

"آپ ہولی کا تہوار کہنا چاہتی ہیں۔"

"ہاں---- کھیلو گے؟"

"آپ کے ساتھ؟"

"نہیں پہلے کسی اور کے ساتھ۔ بشرطیکہ راج محل میں تمہارا کوئی مخلص ترین دوست ہو۔ ایسا دوست جس پر تم مکمل اعتماد رکھتے ہو۔"

"راج محل میں میرا دوست؟" میں مسکرا دیا...... صرف ایک ہی ہے اور وہ......" میں نے اسکی طرف اشارہ کر کے جملہ مکمل کر دیا۔ وہ مسکرا دی۔ "نہیں کوئی اور...... تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی---- دلیر---- طاقتور---- جو تمہارے لئے آگ میں بھی کود سکے اور پانی میں بھی آگ تو محض محاورے کے طور پر کہا ہے میں نے۔"

"شاید آپ کا مقصد "تیراک" کہنا تھا---- جو آپ براہ راست نہیں کہنا چاہتیں۔"

وہ مسکرا دی۔ "تمہارے جملے میں لفظ "شاید" غیر ضروری ہے نعیم۔"

"یہاں تک صاف نظر آ رہا ہے لیکن اس سے آگے تاریکی ہے۔"

"رہنے دو---- پردہ اٹھنے پر صاف نظر آ جائیگا---- اور---- اور پھر میں تمہارے ساتھ ہولی کھیلوں گی۔"

"پردہ۔ کب اٹھے گا؟"

وہ مسکرا دی۔ "وسنت اوتسو پر...... یہ بھی ممکن ہے کہ پردہ نہ اٹھانا پڑے۔ بشرطیکہ۔ اس انگوٹھی سے مقصد حل ہو جائے۔"

"اوہ خدایا۔" میں نے منہ پر انگلیاں رکھتے ہوئے کہا۔ اس نے مسکرا کر نگاہیں دوسری طرف پھیرلیں اور کہا۔ "گھبرا گئے؟"

"جی...... اتنا طویل انتظار۔" میں نے پژمردہ ہو کر کہا۔ "آپ کیا جانیں میرے لئے زندہ رہنا کتنا دشوار ہے اور دیوانہ ہو جانا کتنا آسان۔ کاش آپ نے میرے امتحان کا کوئی اور طریقہ اختیار کیا ہوتا۔" وہ جواب دینے کی بجائے میرے چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔ "اوہ گاڈ۔" بمشکل اس کے منہ سے نکلا۔ ہونٹ کپکپائے۔ آنکھیں خمار آلود ہونے لگیں۔ دفعتاً" سیلاب کا بند ٹوٹ گیا۔ اس کی بانہیں میری گردن کی طرف بڑھیں اور دوسرے ہی لمحے وہ میری آغوش میں تھی۔ اس کے ہونٹوں کی سرخیاں میرے ہونٹوں میں جذب ہونے

لگیں۔ فرق مراتب ختم ہو گیا۔ ہم دونوں سطح زمین سے بلند ہو کر فضاؤں میں پرواز کر رہے تھے۔ دیر تک وارفتگی کا عالم طاری رہا...... اس حسین خواب کا طلسم ٹوٹا تو دس بج رہے تھے۔

پھر گاڑی سے اترتے وقت آج "خدا حافظ" کی بجائے ہونٹوں کا تصادم ہوا اور اس نے دروازہ بند کرتے کرتے ہنس کر کہا۔ "اب میں تمہارے چیک میں برابر کی حصہ دار ہوں ڈارلنگ۔"

"ڈیر! اگر یہ تمہارا عطیہ نہ ہوتا تو میں اس حقیر چیک کو تمہارے بستر کی ایک شکن پر قربان کر سکتا تھا۔" میں نے مسکرا کر اس کے رخسار پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔ اس نے دروازہ کھول دیا۔ "کتنا حسین انداز بیان۔ ایک بار پھر کہو نعیم۔"

"یہ چیک تمہارے بستر میں آنے والی ایک شکن کے صدقے کے لئے بھی ناکافی ہے۔" میں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر جملہ دوہرایا اور اس نے میرے بالوں میں انگلیاں ڈال کر کھینچنا چاہا تو میں خود ہی کھنچتا چلا گیا۔ دروازہ ایک بار پھر بند ہوا اور اس کے بستر پر ایک طویل اور گہری شکن پڑ گئی۔

دوسرے دن شام کو چار بجے تمام یونٹوں کی پریڈ تھی۔ باڈی گارڈ کیولری یونٹ سب سے آگے تھی۔ سوا چھ چھ فٹ کے دیو قامت جوان' جگمگاتی ہوئی زرد و سفید وردیوں میں ملبوس' دھوپ میں چمکتی ہوئی رو پہلی تلواریں اٹھائے سیدھی قطاروں میں مارچ کرتے ہوئے تمام گراؤنڈ پر چھائے ہوئے تھے۔ دوسری تمام یونٹیں ان کے سامنے حقیر نظر آ رہی تھیں کچھ فاصلے پر راج محل کی پانچوں منزلوں کی تمام کھڑکیاں جلوہ گاہ حسن بنی ہوئی تھیں تمام نگاہیں پریڈ گراؤنڈ کی طرف مرکوز تھیں۔ نہ معلوم کس کس کی نگاہوں کو اوپر دیکھنے کی اجازت نہ تھی۔ ساڑھے چار بجے میجر جنرل ساؤنت نے تمام یونٹوں کا معائنہ کیا۔ کچھ دیر بعد مہاراجہ تشریف لائے اور پریڈ گراؤنڈ بینڈ کی موسیقی سے گونج اٹھا۔ سلامی دی گئی۔ ساڑھے پانچ بجے تک پریڈ ہوتی رہی اور اس کے بعد مارچ پاسٹ پر تقریب کا اختتام ہوا۔

پریڈ ختم ہوتے ہی کیپٹن دلیش مکھ گھوڑے کو ایڑ لگا کر میرے قریب آئے اور مسکرا کر آہستہ سے کہا۔ "ختم تو نہیں کر ڈالی نعیم؟"

میں نے نفی میں گردن ہلا کر کہا۔ "جام لبریز ہے سر اور آپ کا انتظار کر رہا ہے۔"

"بہت خوب! چلو پھر تکے بھنوالو۔ میں یونیفارم بدل کر آ رہا ہوں۔" انہوں نے باگ موڑی اور اپنے بنگلے کی طرف روانہ ہو گئے۔

ٹھیک چھ بجے کیپٹن دلیش مکھ میرے کمرے میں داخل ہوئے میں نے اٹھ کر ان سے مصافحہ کرتے ہوئے میز کے قریب ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ ان کے بیٹھتے ہی اردلی ایک ٹرے میں خالی گلاس سوڈے کی بوتلیں کاجو اور تکے وغیرہ کی پلیٹیں لے آیا اور میز پر

رکھ کر چلا گیا۔ میں نے الماری سے اسکاچ کی بوتل نکالی اور میز پر رکھ کر سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کیپٹن نے بوتل کھول کر وہسکی گلاسوں میں انڈیلی سوڈا ملایا اور میری طرف دیکھا "کیپٹن دلیش مکھ کا جام صحت۔" میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا...... وہ شکریہ کہہ کر مسکرائے اور چسکیاں لے کر سگریٹ سلگایا اور ماضی کی طرف پلٹ پڑے۔ اپنے عہد شباب کی رنگین داستان سنانے لگے۔ کبھی چہرے پر مسرت کے آثار نظر آتے کبھی غم کے پھر...... باقاعدہ رونے لگے۔ مجھے ہنسی ضبط کرنا دشوار ہو گئی۔ رومال آنکھوں پر رکھ کر ہنسنے لگا۔ کیپٹن سمجھے کہ میں انکے افسانے سے متاثر ہو کر رونے لگا ہوں' ایک دم اٹھے اور مجھے سینے سے لگا کر رونے لگے۔ ہنسی کے مارے میرا برا حال ہونے لگا...... بمشکل ضبط کر کے کیپٹن کو کندھے سے الگ کیا اور غمگین لہجہ بنا کر کہا--- "اف...... کس قدر درد بھری کہانی ہے سر آپ کی۔"

کیپٹن نے سگریٹ کا کش لیا۔ خود کو سنبھالا اور بولے۔ "بھئی نعیم معاف کرنا--- آج میں تم سے بہت بے تکلف ہو گیا......"

"آپ کیا فرما رہے ہیں سر...... میں آپ کا بچہ ہوں۔" میں نے فدویانہ لہجے میں کہا...... "واقعی سر...... کتنی بڑی ٹریجڈی...... اف۔"

"سچ کہا تم نے...... ٹریجڈی...... اور کیسی ٹریجڈی...... رتنا گری سے ایک الو کا پٹھا۔ آیا اور میری محبوبہ--- میری زندگی' میری شانتا کو ڈنکے کی چوٹ پر لے گیا...... اور سالا دلیش مکھ بیٹھا بیٹھا رائفل صاف کرتا رہا...... ہاہ......" انہوں نے سگریٹ کا ایک لمبا کش لیا اور چھت کی طرف دھواں چھوڑنے لگے۔

"محبت صرف قربانی کا نام ہے سر--- جس طرح آپ نے دی۔"

کیپٹن نے گلاس میز پر رکھ دیا اور مسکرا کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ "کیا بات کہی ہے میری جان--- دل کا کانٹا نکال دیا۔" میں نے ہاتھ ملایا اور انہوں نے پوری طاقت سے دبایا۔ "مجھے خوشی ہوئی سر آپ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تو آئی۔"

"مزا آگیا نعیم--- خدا کی قسم مزا آگیا--- جی چاہتا ہے تمہارا منہ چوم لوں۔"

"چوم لیجئے کیپٹن--- لیکن مسلمان کا منہ ہے--- آپکا دھرم......"

"شٹ اپ نعیم--- اب بیوقوف بھی نہ سمجھو--- کیا مجھے معلوم نہیں تمہارے منہ کو......" وہ کچھ سوچ کر رک گئے--- میں کیپٹن کو سنجیدہ ہوتے دیکھ کر خطرہ محسوس کرنے لگا۔ "میں نہیں سمجھا سر۔" میں نے اپنے چہرے پر معصومیت طاری کرتے ہوئے کہا۔

"سمجھتا ہوں---" انہوں نے گلاس اٹھا کر حلق میں انڈیلا اور مونچھیں صاف کرتے ہوئے کہا--- "ایک مہینے سے تقریباً" روزانہ شام کو آٹھ بجے تم غائب ہو رہے

ہو۔ دس بجے سے پہلے کبھی نہیں لوٹتے...... اگر ابھی تک تمہارے ہونٹ اچھوتے ہیں---- تو یا تو تم ڈفر ہو یا پھر کوئی بہت پہنچے ہوئے رشی۔ کہو میں غلطی پر ہوں...... اور میں تمہاری دوست کا نام بتاتا ہوں۔" میں لرز اٹھا---- انکی معلومات میرے وہم و گمان سے کہیں زیادہ تھیں---- مجھے اپنا سر گھومتا نظر آنے لگا----

"سر میں واقعی آپ کی اجازت کے بغیر جاتا رہا ہوں---- لیکن یہ آپ پر مکمل اعتماد ہونے کے باعث ہوا ورنہ......"

"اجازت کو چھوڑو مائی ڈیئر...... میں بھی اپنے سینے میں ایک پریمی کا دل رکھتا ہوں اور اگر تمہارا غائب ہو جانا کھل جاتا تو یہی کہتا کہ میں نے اجازت دی تھی" پھر نیچی آواز میں کہا---- "خودکشی نہ کرو نعیم میں تمہارا دشمن نہیں ہوں---- اور اگر ہوتا تو اب تک تم......" انہوں نے انگلی سے ٹریگر دبانے کا اشارہ کیا۔ میں نے گلاس میز پر رکھ دیا اور مری ہوئی آواز میں کہا---- "شاید آپ صحیح فرما رہے ہیں سر۔"

"شاید---- اڑا دو نعیم۔" انہوں نے مسکرا کر کہا...... "آٹھ بجنے میں تھوڑی دیر ہے...... یہ بتاؤ آج جا رہے ہو یا نہیں؟" اس سوال کا جواب دینا کھلے اعتراف کے مترادف تھا لیکن اب کیپٹن کو اعتماد میں لینے کے سوا چارہ نہ تھا---- اگر وہ دشمن ہوتے تو مجھے کب کا ختم کر چکے ہوتے---- ایک طرح میری کامیابی ان کی مرہونا احسان تھی۔ انہوں نے مجھے ضرورت سے زیادہ آزادی دے رکھی تھی۔ "آپ بتایئے سر مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

"میں تمہیں مشورہ دیتے ہوئے ڈرتا ہوں نعیم---- سچ...... میں ڈرتا ہوں میں تمہاری زندگی کی دعا کے سوا کچھ نہیں کر سکتا نعیم---- تم جس بلندی پر پہنچ کر حادثات میں گھرے ہو وہاں تک میری رسائی نہیں۔"

"آج میں جاؤں یا نہ جاؤں کیپٹن؟"

"جاؤ---- نہ جانے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا---- آہ نعیم ...... خیر، مجھے کوئی صدمہ نہ دے جانا۔" کیپٹن کی آنکھیں بھر آئیں ...... "میں تمہیں سچ مچ بیٹا سمجھنے لگا ہوں۔"

کیپٹن نے اٹھ کر مجھے پھر سینے سے چمٹا لیا۔ اور میرے کندھے پر سر رکھ کر رونے لگے۔ یہاں پہنچ کر میں بھی ضبط نہ کر سکا اور رونے لگا۔

○

دوسرے روز میں نے کیپٹن دیش مکھ کو لنچ پر مدعو کیا---- وہ سوا بارہ بجے آ گئے۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ دوپہر کو دو بجے سے شام کے چھ بجے تک میری ڈیوٹی راج محل

میں تھی۔ کھانا شروع ہوا تو میں نے ایک گلاس اور کل والی بوتل جس میں تین چار پیگ کونیک تھی۔ ان کے سامنے رکھ دی۔ انہوں نے خود ہی انڈیلی' خود ہی ٹوسٹ کیا اور خود پینے لگے۔ "رات کو میں بہت جذباتی ہو گیا تھا۔ نہیں؟" انہوں نے گلاس رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"مجھے کچھ معلوم نہیں کیا ہوا سر۔ آپ کے جانے کے بعد بستر پر گرنا یاد ہے۔ اس کے بعد صبح آٹھ بجے واسو نے چائے کے لئے جھنجھوڑا تو پتا چلا اسی دنیا میں ہوں۔"

"اس قدر غفلت کی نیند خطرناک ہے نعیم---- تمہیں ہوشیار رہنا ہے۔"

"میں ہوشیار ہوں...... اور پھر......" میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈیڈی سازشوں سے مجھے نہیں بچا سکتے تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ گولیوں سے بھی نہ بچا سکیں۔" کیپٹن نے گلاس میز پر رکھ کر قہقہہ لگایا۔ "تم نے بہت دیر بعد ڈیڈی کا ریفرنس دیا نعیم---- میں سوچ رہا تھا شاید تم نے اس رشتے کو اہمیت ...... میرا مطلب ہے کوئی خاص اہمیت نہیں دی۔"

"آپ نے اچھا کیا' خاص اہمیت کہہ کر جملے کو سنبھال لیا۔ ڈیڈی ورنہ میں سمجھتا آپ نے مجھے بہت بڑی گالی دی ہے۔"

کیپٹن نے ایک گھونٹ لیا۔ اور پھر ڈیڑھ گھنٹے اس طرح کھاتے پیتے اور گفتگو کرتے گزر گئے۔

پونے دو بجے میں یونیفارم پہن کر راج محل کے قریب پہنچا تو پورٹکو میں کاروں کی قطار کھڑی تھی اور ڈرائیور نوکروں سے ہلکے پھلکے سوٹ کیس اور اٹیچی کیس وغیرہ کاروں میں رکھوا رہے تھے۔ مہاراجہ کی رولس رائس ابھی تک نہیں آئی تھی۔ صدر دروازے سے اندر داخل ہوا۔ متعینہ پولیس گارڈ نے بندوق پر ہاتھ مار کر سلام کیا اور لفٹ میں سوار ہو کر چوتھی منزل پر ہزہائی نس کے اقامتی کمروں کے صدر دروازے پر پہنچا اور سیکرٹری کو فون سے اپنی آمد کی اطلاع دی۔ چند منٹ بعد اس نے پھر فون کیا اور ہزہائی نس سے ملنے کا حکم دیا۔ میں ڈرائنگ روم سے اندرونی راہداری میں پہنچا اور دو تین کمروں سے گزر کر ہزہائی نس کے ڈرائنگ روم کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا اندر سرخ لائٹ ہوئی اور دوسرے لمحے دروازے پر ہلکی سی رنگ ہوئی۔ میں نے دروازہ کھولا اور پردہ اٹھا کر اندر داخل ہوا۔ ہزہائی نس بریچز اور بادامی فل بوٹ پہنے ہوئے آرام کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ہونٹوں میں پیچوان حقے کی سنہری نے دبی ہوئی تھی اور ایک نوکر ان کی پنڈلیوں پر چمڑے کی گیٹس باندھ رہا تھا---- میں نے سلام کیا تو انہوں نے مسکرا کر آنکھوں سے جواب دیا۔ "کار پورل نعیم۔" انہوں نے منہ سے نے نکالے بغیر کہا۔ فضا میں خوشبودار دھواں پھیلنے لگا۔

"یور ہائی نیس۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔

"تمہیں ہمارے پروگرام کی اطلاع مل گئی؟"

"یس یور ہائی نس ...... کیپٹن دلیش مکھ نے مجھے چار پانچ دن کے لئے تیار ہو کر آنے کا----"

"پورا ہفتہ۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "کتنا عرصہ ہو گیا تمہیں یہاں کارپورل۔"

"آٹھ ماہ یور ہائی نیس۔"

"آٹھ مہینے میں کیا کیا سیکھے؟" انہوں نے معنی خیز انداز میں کہا، وہ اس وقت بڑے اچھے موڈ میں تھے۔

"ہر وہ چیز یور ہائی نیس، جو آپ کو پسند ہے۔"

"میں تمہیں مرہٹی بولتے دیکھنا پسند کرتا ہوں۔"

"سیکھ رہا ہوں یور ہائی نیس۔ سمجھنے لگا ہوں لیکن الفاظ کا ذخیرہ ابھی ناکافی ہے۔"

انہوں نے حقے کا ایک کش لیا اور مسکرا کر بولے---- "کسی مرہٹی اسپیکنگ لڑکی سے شادی کر لو ایک مہینے میں بولنے لگو گے۔"

"آپ میری عزت افزائی کر رہے ہیں۔ یور ہائی نیس۔" میں نے پھر سر جھکا دیا۔

ایک انجانے خوف سے دل بیٹنے کی بجائے حلق میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔

"او کے کارپورل کیپٹن دلیش مکھ آئیں تو فوراً ان کو ہمارے پاس بھیجو۔"

"بہتر ہے یور ہائی نیس۔" میں نے ان کو رخصتی سلام کیا اور پلٹ کر چلنے لگا۔ اسی وقت مہارانی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئیں۔ وہ اس وقت گجراتی ساڑی پہنے ہوئے تھیں اور مجسم شعلہ نظر آ رہی تھیں۔ ان کو دیکھتے ہی میں نے رک کر سیلوٹ کیا۔ وہ گردن کے اشارے سے سلام کا جواب دے کر چلتے چلتے رک گئیں اور انگریزی میں سوال کیا۔ "تم سارجنٹ نعیم ہو؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کا ادنیٰ خادم کارپورل نعیم، یور ہائی نیس۔" مہارانی آگے بڑھیں اور مہاراجہ کے قریب صوفے پر بیٹھ گئیں۔ "تم نے ہمارے کارپورل کو پروموشن دے دیا۔ یور ہائی نیس۔" مہاراجہ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اور ان کے برابر صوفے پر بیٹھ گئے۔ میں نے چلتے چلتے مہارانی کو کہتے سنا۔ کم از کم سارجنٹ تو ضرور ہونا چاہئے اسے۔ "اس سے زیادہ میں نہ سن سکا۔ دروازہ کھولا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔" اپنے کیبن کے قریب پہنچا تو ایڈی کانگ کے کمرے کے دروازے پر کیپٹن دلیش مکھ سیکرٹری سے باتیں کرتے ہوئے نظر آئے۔ میں ان کے قریب پہنچا اور سلام کیا۔ "میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا نعیم۔" انہوں نے کہا۔ "ہز ہائی نس آپ کو یاد فرما رہے ہیں سر۔" میں نے ان کو مطلع کیا۔ وہ سیکرٹری سے مصافحہ کر کے ڈرائنگ روم کی طرف چل دیئے۔ سیکرٹری نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ "آج کھلے جا رہے ہو کارپورل۔"

"آپ کی قیافہ شناسی کی داد دیتا ہوں مسٹر مہتا۔"

"آجکل میں تمہارے سوا کسی کا چہرہ غور سے نہیں دیکھتا کارپورل۔"

"تھینک یو مسٹر مہتا .... ممکن ہے جلد ہی آپ مجھے سارجنٹ کہہ کر مخاطب کیا کریں----"

"مبارک ہو---- تم بہت تیزی سے آگے بڑھ رہے ہو----" اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور اونچا اٹھا کر ہتھیلی دیکھنے لگا۔

"یہ بھی جانتے ہیں کیا آپ؟" میں نے مسکرا کر کہا۔

"ہوں! .... ٹھیک ہے نعیم صاحب---" اس نے ہاتھ چھوڑ کر میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میں مسکرا دیا۔

"کوئی خاص بات مسٹر مہتا؟" میں نے اس کی متجسس نگاہوں سے بچنے کے لئے کہا۔

وہ مسکرا دیا۔

"بہت کچھ، نعیم----"

"مثلاً" جناب؟"

"سنو نعیم ..... مائی ڈیئر---- آجکل اپنا ہاتھ کسی کو نہ دکھانا۔ میرا مطلب ہے جو ہاتھ دیکھنا جانتا ہو اس کو۔"

"بہتر ہے۔ لیکن کچھ بتایئے تو۔"

"کیا نہیں بتا سکتا---- پوچھو۔"

"پوچھ تو رہا ہوں۔" میں نے پھر مسکرا کر کہا۔

"تمہیں خوف زدہ نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن تمہیں ہر قدم دو مرتبہ سوچ کر اٹھانا چاہئے۔ تمہارے چاروں طرف، مہربانیوں، نامہربانیوں ..... محبت، نفرت، سازشوں اور خطروں کا ہجوم ہے۔ نہ معلوم کونسی طاقت غالب آتی ہے۔ بہرکیف بھولنا نہیں میں نے تمہیں دوستانہ وارننگ دی تھی۔" میں خوف زدہ ہونے کے باوجود پھر مسکرا دیا۔ "خاک نہیں سمجھا مسٹر مہتا۔ آپ کا اسٹائل تو ماہرین سے بھی زیادہ الجھا ہوا ہے۔"

"تم سمجھ گئے ہو---- مجھے زیادہ نہ گھسیٹو نعیم ...... اس سے زیادہ الجھا ہوا معاملہ میں نے آج تک نہیں دیکھا۔"

"شکریہ مسٹر مہتا۔ بہت بہت شکریہ۔" میں اس سے ہاتھ ملا کر اپنے کیبن میں آ گیا۔ میرا دماغ خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ کیپٹن دس منٹ میں واپس آ گئے۔ وہ سیدھے میری طرف چلے آ رہے تھے۔ قریب پہنچتے ہی مسکرا کر کہا۔ "مبارک ہو"۔ میں نے وجہ دریافت کئے بغیر ان کا شکریہ ادا کیا۔ کیپٹن نے میرے سینے پر آہستہ سے گھونسہ لگاتے ہوئے کہا۔ "بتاؤ کیا؟"

"مجھے معلوم ہے سر۔" میں نے جواب دیا۔ "شاید آپ مجھے ترقی دے رہے ہیں۔"

وہ ہنس دیئے۔ جیب سے ایک لفافہ نکال کر میرے ہاتھ میں دیا۔ اس پر کوئی پتا یا نام نہیں تھا۔ میں کھولنے لگا۔ کیپٹن نے تیزی سے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ "تمہارا نہیں ہے۔"

"سوری سر۔۔۔" میں نے معذرت طلب کی۔

"پانچویں منزل پر راجکماری یشودھرا دیوی کو پہنچانا ہے۔ جاؤ دے آؤ میں یہاں ہوں۔"

"کس نے دیا ہے سر۔" میں نے جھینپتے ہوئے کہا۔

"ہز ہائی نس نے ......" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ میں گھوم کر چلتے چلتے رک گیا۔

"سر مجھے خوف ہے ہز ہائی نس کچھ جانتی ہوں۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔۔۔۔ لیکن کیا ہو سکتا ہے۔۔۔۔ جاؤ۔" میں لفٹ سے آخری منزل پر پہنچا اور صدر دروازے کا ہینڈل گھمایا۔ ایک لڑکی نے دروازہ کھولا اور دیکھتے ہی پر نام کیا۔۔۔۔ "حکم؟"

"راج کماری یشودھرا دیوی۔۔۔۔"

"اندر آیئے۔" اس نے پلٹتے ہوئے کہا میں اندر داخل ہو گیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا اور چلنے لگی۔ ہال اور راہداریاں بالکل چوتھی منزل جیسی تھیں۔ دو تین برآمدوں۔ راہداریوں اور کمروں سے گزرنے کے بعد ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر وہ رکی اور آپ یہاں ٹھہریئے۔ "کہہ کر اندرونی داخل ہو گئی۔ چند لمحے بعد آ کر دروازہ کھولا اور کہا۔" پدھاریئے' میں اندر داخل ہوا۔ دروازے کے پہلو میں دائیں جانب ذرا ہٹ کر ایک مسہری کے قریب صوفے پر دو لڑکیاں بیٹھی ہوئی چائے پی رہی تھیں۔ یشودھرا مسہری پر تکیوں کے سہارے بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک عورت اس کے قریب کھڑی تھی۔ آہٹ ہوتے ہی اس نے میری طرف دیکھا۔ بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا۔۔۔۔ "تم؟۔۔۔۔ کیسے آئے؟" قریب کھڑی ہوئی عورت اس کے لہجے سے گھبرا گئی اور مڑ کر میری طرف دیکھنے لگی۔ میں نے سر جھکا کر راجکماری کو سلام کیا اور لفافہ اس کی طرف بڑھایا۔ "یورایکسی لینسی" میں نے انگریزی میں کہنا شروع کیا۔ "یہ مہارانی نے دیا ہے۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر لفافہ لے لیا اور کھول کر پڑھنے لگی۔ صوفے پر بیٹھی ہوئی دونوں لڑکیاں میری طرف دیکھنے لگیں۔ لباس اور شکل سے ان کا مہاراجہ کے خاندان سے ہونا ظاہر ہوتا تھا میں نے جھک کر دونوں کو سلام کیا اور انہوں نے سر کے اشارے سے جواب دیا۔

"کیا لکھا ہے یشو؟" ایک نے اٹھ کر قریب آتے ہوئے مرہٹی میں پوچھا۔ اس نے خط اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "کہتی ہیں اگر طبیعت اچھی ہو تو مدھو ساگر کے لئے تیار ہو کر آ جاؤ۔"

"چلو یشو ڈیئر۔ تمہاری وجہ سے ہم بھی رکے ہوئے ہیں۔" دوسری لڑکی نے اٹھ کر قریب آتے ہوئے کہا۔

یشودھرا نے پیر سکیڑے اور مسہری سے نیچے اترنے لگی۔" ٹھیک ہے ...... چل رہے ہیں۔ جاؤ تیار ہو جاؤ۔" دونوں لڑکیاں ہنستی ہوئی پہلو والے دروازے میں غائب ہو گئیں۔ اس نے میری طرف دیکھ کر انگریزی میں کہا۔ "تم ٹھہرو۔۔۔۔ میں جواب لکھ دیتی ہوں۔"

میں نے سر جھکا کر کہا "بہتر ہے" وہ کھڑی ہو گئی اور چلنے لگی۔ دو قدم چل کر لڑکھڑائی۔ میں نے لپک کر اس کا بازو تھام لیا۔ "آپ کمزور ہیں۔" میں نے کہا اور اس نے آہستہ سے کہا۔ "نہیں میری جان ....." اور پلٹ کر عورت کی طرف دیکھا اس نے بڑھ کر دوسرا ہاتھ تھام لیا۔ "لائبریری میں لے چلو اور تم رکمنی .... ماتا جی سے کہو میں بالکل ٹھیک ہوں اور نربلا دیوی کے ساتھ مدھو ساگر جا رہی ہوں .... میرا اٹیچی لیتی آنا۔" لڑکی پلٹ کر تیزی سے چلدی۔۔۔۔ ہم اس کو لئے ہوئے لائبریری میں داخل ہوئے۔۔۔۔ صوفے کے قریب پہنچ کر میں نے اس کا بازو چھوڑ دیا۔۔۔۔ اس نے خادمہ کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔۔ "اوہ جمنا لپک کر جاؤ اور رکمنی سے کہو میرا چسٹر' شال اور مفلر ضرور رکھ لے۔" خادمہ تیزی سے روانہ ہو گئی۔ میدان صاف ہوتے ہی وہ میری بانہوں میں تھی۔ میں نے اس کے بالوں کو بوسہ دے کر علیحدہ کر دیا۔ میں ڈر رہا تھا۔ کہیں کوئی آ نہ جائے۔ میری نظریں دروازے پر مرکوز تھیں۔ "کیا واقعی تمہاری طبیعت خراب ہے؟" میں نے سوال کیا۔ وہ مسکرا کر وائٹنگ ٹیبل کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔ "کسی قدر .... تھی .... لیکن اب نہیں ہے۔۔۔۔ تم نے درشن دیئے میں ٹھیک ہو گئی۔"

"اوہ میری روح۔۔۔۔ میرے درشن ہی کیا۔۔۔۔ میں تو خود تمہارا ادنیٰ سا پجاری ہوں۔"

"ایسا نہ کہو نعیم۔۔۔۔ مجھے دکھ ہوتا ہے۔۔۔۔ تم میرے دیوتا ہو۔" وہ کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔۔۔۔ میں اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ اس نے پیڈ پر لکھنا شروع کیا۔ دو تین سطریں لکھ کر کاغذ تہہ کیا۔ لفافے میں رکھا اور میری طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور لفافہ لے لیا۔ "میں آپ کے ساتھ چل رہا ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے۔ ڈارلنگ۔"

"ہز ہائی نس میرے متعلق۔۔۔۔ میرا مطلب ہے ہمارے متعلق کتنا جانتی ہیں۔ یشو؟"

"کیسے معلوم ہوا وہ کچھ جانتی بھی ہیں؟"

"انہوں نے آج مجھے دیکھتے ہی ترقی دلوائی۔ اس سے مجھے۔۔۔۔"

"اوہ۔۔۔۔ اس کے بارے میں مت سوچو۔"

"اچھا۔۔۔۔ اب یہ بتایئے آپ کو کیا ہو گیا تھا؟"

"شٹ اپ---- میں صرف اتنا کہہ سکتی ہوں۔ اب بالکل ٹھیک ہوں---- مدھو ساگر چل کر بتاؤں گی۔"

راجکماری سے رخصت ہو کر میں ڈرائنگ روم میں پہنچا تو ہز ہائی نس اسلحے کی الماری کے قریب کھڑے ہوئے ایک آٹو میٹک رائفل ہاتھ میں لئے اس کے بولٹ کا فنکشن دیکھ رہے تھے۔ مہارانی اسی صوفے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے قریب پہنچ کر ان کو فوجی سلام کیا اور دونوں ہاتھوں پر لفافہ رکھ کر پیش کیا۔ انہوں نے لفافہ کھول کر خط نکالا اور سرسری نظر ڈال کر مہاراجہ کو مخاطب کیا۔ "یشودھرا دیوی بھی چل رہی ہیں۔ یور ہائی نس۔" مہاراجہ نے رائفل سے نگاہیں ہٹائے بغیر کہا۔ "اوہ ...... گڈ ....."

میں نے ہز ہائی نس کو رخصتی سلام کیا۔ "کیسی طبیعت ہے ان کی نعیم؟" انہوں نے سوال کیا۔ میں چلتے چلتے رک گیا۔ "ٹھیک ہیں' یور ہائی نیس۔" مہاراجہ رائفل لئے ہوئے بالکنی کے پاس چلے گئے اور کسی چیز کا نشانہ لینے لگے۔ مہارانی نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ "ہم نے اسی لئے تم کو بھیجا تھا کہ---- ٹھیک ہو جائیں---- تو ہمیں آ کر بتا سکو۔"

"بالکل تندرست ہیں یور ہائی نیس۔" میں نے چہرے پر معصومیت طاری کرتے ہوئے کہا۔ لیکن جس انداز میں انہوں نے جملے کو الٹی سیدھی قلا بازیاں کھلا کر دوہرا مفہوم پیدا کیا تھا وہ مجھے لرزہ براندام کر دینے کو کافی تھا۔

اسی وقت مہاراجہ کمرے میں آ گئے۔ "سارجنٹ۔" انہوں نے آواز دی۔ میں رک کر ان کی طرف گھوم گیا۔

"یور ہائی نیس۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔

"ہم کو اس رائفل میں کچھ گڑ بڑ معلوم ہوتی ہے۔ ذرا دیکھنا۔" ہمارے درمیان چھ سات قدم کا فاصلہ تھا۔ میں نے ایک قدم بڑھایا۔ لیکن اس سے پہلے وہ پوری طاقت سے رائفل میری طرف پھینک چکے تھے۔ رائفل سیدھی میرے سر پر آئی لیکن جسم سے دو فٹ کے فاصلے پر میرے دائیں ہاتھ کی گرفت میں تھی۔ اس کا دھکا میرے ہاتھ کو چار انچ سے زیادہ نہ دھکیل سکا۔ مہارانی چونک کر اپنی سیٹ سے اچھل پڑیں۔ مہاراجہ ہنس دیئے۔ میں نے بولٹ کھینچ کر میگزین کھولا۔ بند کیا۔ ٹرائیگر دبا کر دیکھا۔ مجھے سب کچھ ٹھیک معلوم ہو رہا تھا۔

"مجھے تو کوئی خامی نظر نہیں آئی' یور ہائی نیس۔ اگر آپ حکم دیں تو اس سے فائرنگ کر کے دیکھوں۔"

"ٹھیک ہے---- لیکن کہاں؟"

"جہاں آپ حکم دیں' یور ہائی نیس۔"

مہاراجہ نے ہز ہائی نس کی طرف دیکھا۔ "یہاں نہیں' یور ہائی نیس۔" مہارانی نے کہا---- "مدھو ساگر پر مناسب ہے۔" مہاراجہ---- اوکے کہہ کر الماری کی طرف بڑھے اور 45 کیلی بر کا ایک ری فل نکال کر کہا۔ "نعیم"! میں نے ان کی طرف دیکھا اور انہوں نے "کیچ" کہہ کر ری فل زور سے میری طرف پھینکا۔ میں نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر کیچ کیا اور کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ مہاراجہ نے مسکرا کر مہارانی کی طرف دیکھا۔ "یور ہائی نس آپ نے دیکھا میرے باڈی گارڈز کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں؟" مہارانی صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور ان کے قریب پہنچ کر بولیں۔ "یور ہائی نیس' میں کبھی غلط سفارش نہیں کیا کرتی۔"

مہاراجہ ہنس دیئے۔ "آپ نے سفارش نہیں کی یورہائی نس ترقی دی ہے اور وقت سے پہلے۔ بہت پہلے اس کی سروس ایک سال بھی نہیں ہے۔"

مہارانی مسکرا دیں۔ "یور ہائی نیس۔ اس نوجوان کی انفرادیت کے آپ بھی معترف ہیں۔ مجھے یاد نہیں اس سے پہلے کوئی باڈی گارڈ ہمارا موضوع گفتگو رہا ہو۔" ہز ہائی نس نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ آگے بڑھ کر صوفے پر بیٹھ گئے۔ میں نے اس تعطل سے فائدہ اٹھایا۔ ہز ہائی نس کی ذرہ نوازی کا شکریہ ادا کیا اور سلام کر کے باہر نکل گیا۔

پانچ بجے تقریباً پچاس کاریں مہاراجہ کے خاندان کے سوا سو افراد کو لئے ہوئے مدھو ساگر کی طرف جا رہی تھیں۔

○

مدھو ساگر نواس دو پہاڑیوں کے درمیان ایک میلوں لمبی چوڑی اور عمیق جھیل کے درمیان تعمیر کیا ہوا ایک سہ منزلہ محل تھا۔ جو پچاس ساٹھ کمروں' برآمدوں' گیلریوں' چبوتروں۔ ساون بھادوں' عجائب خانوں اور ساحلی نشست گاہوں پر مشتمل تھا۔ محل وقوع کے قدرتی مناظر اور انسان کی صناعی نے مل کر اس کو رشک ارم بنا دیا تھا۔ شہر کی طرف دو سو فٹ لمبا اور بارہ فٹ چوڑا پل سڑک کو محل سے ملاتا تھا اور دوسری سمت چھ فٹ چوڑا۔ چار سو فٹ لمبا برج تھا جو محل سے سامنے والی پہاڑی تک لے جاتا تھا۔ اس طرف شکار گاہ اور سیرو تفریح کے مقامات تھے۔ پہاڑی سے کئی چشمے اور آبشار جھیل میں گرتے تھے۔ حد نظر تک خودرو پھولوں اور سرسبز و شاداب درختوں کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ پہاڑیوں کی بلندی سے دیکھنے پر مدھو ساگر جھیل کی لہریں لیتے ہوئے پانی میں ایک کشتی نظر آتا تھا۔ محل کے دونوں سروں پر دو سوئمنگ پول تھے۔ ایک زنانہ' جس کے ایک طرف سنگ مرمر کی سیڑھیاں اور ہر طرف بلند دیواریں اٹھا کر پردے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس کی گہرائی صرف پانچ فٹ تھی۔ دوسرے کنارے پر مردانہ' جو پوری جھیل پر محیط تھا۔ صرف ڈائیونگ

بورڈز کی وجہ سے ہی اس کو سومنگ پول کہا جا سکتا تھا جو بارہ فٹ' تیس فٹ اور پچاس فٹ کی بلندی پر بنائے گئے تھے۔ یہ مہاراجہ کے خاندان کے لئے تھے۔ لیکن تیس سال قبل یوراج' مدہوسان کے ڈوب جانے کے بعد راج کماروں کے لئے قطعی ممنوع قرار دے دیا گیا تھا اور اب صرف باڈی گارڈز کے زیر استعمال تھا اور راج کمار سنگ مرمر کی بنچوں پر بیٹھے بیٹھے ان کو چھلانگیں لگاتے دیکھ کر کانپتے رہنے کے سوا کچھ نہ کرتے تھے۔ باڈی گارڈز کو تربیت کے دوران یہیں تیرنا سکھایا جاتا تھا۔ سومنگ انسٹرکٹر ایک کوئی مسلمان تھے جو اس وقت کیولری میں رسالدار میجر کے عہدے پر فائز تھے۔ ان کا پورا نام ان کے قد سے بھی طویل تھا۔ اندراج کے مطابق وہ رسالدار میجر سید ابو سلمان محمد رضوان ہاشمی تھے۔ مشرع متقطع مسلمان تھے۔ سومنگ پول میں ڈائیو کرتے وقت اگر ان کی خشخشی ڈاڑھی کو نظر انداز کر دیا جائے تو ان سے زیادہ توازن اور حسن کسی جل پری کے غوطے میں ہی ہو سکتا تھا۔ لیکن کس کی مجال تھی کہ ڈارھی کی طرف ہلکا سا بھی اشارہ کر سکے۔ وہ راج محل کی مسجد میں پانچوں وقت باقاعدگی سے نماز پڑھتے تھے۔ مہاراجہ ان کے زہد و تقویٰ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ابتدا میں وہ مجھے مسلمان سمجھ کر محبت آمیز سلوک کرتے رہے۔ فن شناوری کی تعلیم دینے میں بھی انہوں نے مجھ پر خصوصی توجہ دی۔ لیکن رفتہ رفتہ میری خلاف شرع زندگی اور ہندوؤں سے خاص ربط ضبط دیکھ کر مجھ سے بیزار ہو گئے۔ اب ان کی نگاہوں میں میرے لئے محبت کی بجائے طنز کے نشتر ہوتے تھے۔

مدہو ساگر پہنچنے کے بعد میں نے مہارانی کے ریمارکس کیپٹن دیش مکھ کے گوش گزار کر دیے۔ اور وہ سوچ میں پڑ گئے۔ کچھ دیر بعد مسکرا کر بولے۔ "اس کے معنی ہیں اب خدا کو تمہارا باڈی گارڈ بننے کی پرارتھنا کی جائے۔" میں ان کا جملہ سن کر ہنس دیا۔ ہنسنے کے علاوہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ "شکریہ ڈیڈی۔" میں نے ہنستے ہنستے کہا۔ "میں کچھ اداس ہوں۔ اگر اجازت ہو تو ذرا سیر فلک کر آؤں۔" میرا جملہ سن کر وہ معنی خیز انداز میں مسکرائے اور پھر مجھے وہاں سے جانے کی اجازت دے دی۔

اس محل میں صرف ایک لفٹ کام کر رہی تھی۔ اور وہ مہاراجہ کے خاندان کے لئے مخصوص کر دی گئی تھی۔ دوسری زیر مرمت تھی اور بند پڑی تھی۔ چنانچہ میں سیڑھیاں چڑھتا ہوا تیسری منزل پر پہنچا۔ زینہ ختم ہوتے ہی گزر گاہوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ میں چند منٹ کسی خادم یا خادمہ کے اس طرف آنے کا انتظار کرنے کے بعد سامنے کی طرف چلنے لگا۔ یہ گزر گاہ آگے چل کر جھیل کی طرف وسیع و عریض بارہ دری پر ختم ہوتی تھی۔ ابھی نصف راستہ طے کیا تھا کہ پیچھے سے کسی کے قدموں کی آہٹ ہوئی۔ میں نے گردن گھما کر دیکھا ایک خادمہ دونوں ہاتھوں سے مشروبات کا طشت سنبھالے بارہ دری کی طرف چلی آ رہی تھی۔ اس کے پیچھے ایک اور الہڑ سی دوشیزہ تھی جس کی آنکھیں بجلیاں گرا رہی

تھیں اور جس کا بدن دعوت نظارہ دے رہا تھا۔ میں محسور ہو کر رہ گیا۔ خادمہ نے میرے قریب پہنچ کر کہا۔ "ادھر نہ جانا ...... راجکماریاں سیر کر رہی ہیں۔" میں راجکماریوں کا نام سنتے ہی "اوہ!" کہہ کر پلٹ گیا۔ لڑکی میرے قریب آ کر رک گئی۔ میں نے مسکرا کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ وہ غور سے میری طرف دیکھ کر بولی۔ "کہاں جانا چاہتے ہو؟"

میں نے اس کی طرف دیکھا اور آہستہ سے کہا۔ "ہز ہائی نس کے پاس۔"

"آؤ میں تمہیں دربار ہال پہنچا دوں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ مجھ پر اس کی مترنم آواز سے وارفتگی طاری ہونے لگی۔ میں راجکماری یشو سے ملنے اوپر آیا تھا۔ لیکن اس قہر مجسم کو دیکھ کر میرے قدم زمین سے چپک کر رہ گئے ہیں۔ اس کی مسکراہٹ کا جادو جاگتا دیکھ رہا تھا۔ وہ میری دلی کیفیت بھانپ کر پلٹتے ہوئے بولی۔ "آؤ" میں مشین کی طرح اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ کونے پر گھومتے ہی میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "سنو!" وہ تیزی سے پلٹ کر غصے سے میری طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "یہ کیا؟"

میں نے جواب دیا۔ "میں ہز ہائی نس کے پاس جانے سے پہلے تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

اس نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اگر تم سرکاری افسر نہ ہوتے تو اس حرکت پر ....." وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ میں گھبراہٹ کے باوجود ہنس دیا۔ وہ آگے بڑھی۔ "تم نے تو اس طرح میرے شریر کو ہاتھ لگا دیا جیسے تم میرے پتی ہو۔"

"اچھا تو تمہارا پتی تمہیں اس طرح ہاتھ لگا کر چھوڑ دیتا ہے؟" میں نے اس کے برہنہ شانوں پر دونوں ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔ میرے جسم میں برقی لہر سی دوڑنے لگی۔ اس کا غصہ ہوا میں تحلیل ہو گیا۔ "ابھی میرا کوئی پتی نہیں۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"مجھے خوشی ہے۔ تم کنواری ہو۔ لیکن تم کو کیسے معلوم ہوا کہ پتی اس طرح ہاتھ لگاتا ہے؟" وہ لاجواب ہو کر پلٹی اور کہنے لگی۔ "چپ چاپ چلے آؤ۔"

"کہاں؟" میں نے کہا۔ "دربار ہال یا تمہاری باتیں سننے کے لئے؟"

اس نے پلٹ کر دیکھا اور مسکرا دی۔ "تم پیے ہوئے ہو شاید۔"

"میں تمہاری آنکھوں کے میخانے میں ڈوب گیا ہوں۔" میں نے چلتے ہوئے کہا۔

"اچھا جی۔" اس نے گردن گھما کر کہا۔ "آؤ پھر مہاراجہ کے پاس چلو۔ وہ تمہیں تیرنا سکھا دیں گے۔"

"اور اگر انہوں نے کہہ دیا جاؤ دونوں ساتھ تیرو۔ تو؟" وہ چلتے چلتے رک گئی اور پلٹ کر پھر مسکرا دی۔ میں نے اس کا ہاتھ دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔ "تم نے مجھے دیوانہ کر دیا ہے۔" اس نے مسکرا کر میرے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ "کسی نے سن لیا تو مجھے بھی دیوانی ہونا پڑے گا۔"

"اچھا ہو گا۔ پھر میرے سوا تم کسی کی نہ ہو سکو گی۔" اس نے اس طرح میری طرف دیکھا کہ میں تڑپ کر رہ گیا۔ "چلو میں بات کرونگی اس نے خود سپردگی کے انداز میں کہا۔ پھر پلٹی اور تیزی سے چلنے لگی۔ میں ہنس کر اس کے پہلو بہ پہلو چلنے لگا۔" تمہاری مسکراہٹ نے مجھے جیت لیا۔ میں نے کہا۔ وہ گردن گھما کر مسکرا دی اور ایک طویل سانس لے کر نیچی آواز میں بولی۔ "تم سے بڑھ کر مسکراہٹ تو کرشن بھگوان ہی کی ہو سکتی ہے۔"

"مجھے معلوم ہے۔ اسی لئے میں تمہاری مسکراہٹ اپنے ہونٹوں میں سمو لینا چاہتا ہوں۔" وہ لاجواب ہو کر ہنس دی۔ مجھے الفاظ کی طاقت معلوم تھی۔ میرے پاس الفاظ کی کمی بھی نہ تھی۔ میں نے ان الفاظ میں اس کو محبت کی پیش کش کی جو اس نے کبھی نہ سنے تھے۔ آخری جملہ سن کر وہ بری طرح لڑکھڑا گئی۔ "تمہارا نام پریتم" اس نے لجاتے ہوئے کہا۔

"پریتم ہی کہے جاؤ۔ ویسے نعیم بھی کہہ سکتی ہو۔"

"اوہ۔۔۔۔ تو تم نعیم ہو؟ .... اہو بھاگیہ میرے۔ پریتم۔"

"کیسے۔"

"ایسے ہی کمار .... سنا تھا۔ آج دیکھ لیا۔"

"پالیا نہیں کہو گی۔"

"اہو بھاگیہ میں کیا نہیں آتا میری جان۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیا۔ اس کی نظریں میرے چہرے پر جم کر رہ گئیں۔ اور یکایک چال میں تیزی آ گئی۔ ہزہائی نس کے کمروں کا سلسلہ ہونے کے باعث تمام راہداری خالی تھی۔ کئی غلام گردشوں سے گزرنے کے بعد ہم ایک ایسے کمرے کے سامنے پہنچ کر رکے جو سگریٹ اور شراب پینے کے لئے مخصوص تھا۔ میں نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور اسے اشارہ کیا۔ وہ اندر داخل ہو گئی۔ میں نے اندر پہنچ کر دروازہ بند کر دیا۔ وہ ایک منبر تک پہنچ کر رک گئی۔ میں نے بڑھ کر اس کے بازو تھامتے ہوئے کہا۔ "نام نہیں بتاؤ گی۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "تمہاری پریتما کا نام نرملا ہے پریتم۔"

"اوہ۔ نام بھی شکل جتنا پیارا ہے۔" میں نے اس کو آغوش میں کھینچتے ہوئے کہا۔

"سچ؟ ..... لوٹ کر چلے تو نہ جاؤ گے پریتم؟"

"میں خود لٹ چکا ہوں۔ میں نے اس کے ہونٹ چومتے چومتے کہا۔ تم پہلی نظر میں میرے دل میں اتر گئی ہو نرملا۔ میں تمہیں دھوکا نہیں دے سکتا۔ اور اب زیادہ دیر برداشت بھی نہیں کر سکتا۔ دروازہ بند کر دو۔ پلیز۔"

"بند کر دو پریتم۔ میں تمہاری ہوں۔ صرف تمہاری۔"

باہر نکلتے وقت اس کا الوداعی بوسہ تشنہ تھا۔ وہ مجھ سے واقف نہ تھا۔ میں اس کو جانتا روز پھر اسی وقت ملنے کا وعدہ لے کر وہ لچکتی ہوئی چلی گئی۔ پہنچ کر میں نے ہزہائی نس اور مہارانی سگریٹ سلگائی اور خیالات کی رو میں بہنے لگا۔ واقعات اس قدر تیزی سے آٹومیٹک کا فنکشن بالکل صحیح کہ میں خود بھی حیران تھا۔ نرملا کے حسن و شباب نے مجھ پر وارفتگی طاری کر دی تھی۔ کی بے پناہ کشش سے مسحور ہو کر محبت کا ڈرامہ کھیلنے میں جس احمقانہ جرأت کا مظاہرہ کیا وہ اب خود میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ اپنی جگہ یشودھرا کا بہترین نعم البدل تھی۔ صرف خواب گاہ کی حد تک۔ اور بس۔

○

صبح دس بجے میں سادہ لباس میں ہزہائی نس کو سلام کرنے کے لئے تیسری منزل پر پہنچا۔ دربار ہال کے قریب پہنچ کر خیال آیا کہ یہ وقت تو مہاراجہ کے ناشتے کا ہے۔ گیارہ بجے سے پہلے تو وہ تیار بھی نہیں ہو پاتے۔ اے ڈی کانگ کے سیکرٹری کے ساتھ کچھ وقت گزارا جا سکتا تھا۔ لیکن پھر اس کو بھی نظر انداز کر دیا۔ سگریٹ سلگایا اور راہداری میں ٹہلنے لگا۔ چند منٹ اسی طرح گزرے ہوں گے کہ ایک موڑ پر کنور نرنجن سامنے سے آتے ہوئے ملے۔ یہ بتیس سال پستہ قد فربہ اندام شخص تھے۔ سیروتفریح، شطرنج، شراب اور عورت ان کا مقصد زندگی تھا۔ کبھی کبھی شکار سے بھی شوق فرما لیتے تھے۔ دو تین شیر اور چیتے مار چکے تھے، بکرے باندھ کر، تیس فٹ اونچے مچان سے بڑے اہتمام کے ساتھ۔ ان شیروں، چیتوں کے ساتھ ان کے درجنوں فوٹو تھے۔ جو ڈرائنگ روم کی آرائش میں اضافہ کر رہے تھے۔ باضابطہ بیوی کے چکر میں نہیں پڑے تھے۔ بے ضابطہ کئی تھیں۔ راگ رنگ کے رسیا تھے۔ کئی سال سے ستار بجانا سیکھ رہے تھے۔ اور کئی سال سے شطرنج کے بین الاقوامی مقابلے کی تیاری اور تیاری سے زیادہ تشہیر کر رہے تھے۔ اور بس۔

ان کے قریب آتے ہی میں نے درباری سلام کیا تو مسکرا کر جواب دیا اور بولے۔ "ارے ناعم یہ تم ہو؟" کنور نرنجن سنگھ کے علاوہ بھی بہت سے دوسرے مجھے نعیم کی بجائے ناعم ہی کہتے تھے۔

"یور ایکسی لینسی۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ کنور صاحب نے ہنس کر میری کمر پر دھپ جمائی۔ "تم نے تو مجھے چکرا دیا۔ ناعم۔ میں سمجھا کوئی پرنس آ رہا ہے۔ یہ برچیز اور جودھپوری صافہ تو تمہیں کھائے جا رہے ہیں۔"

میں ہنس دیا۔ "آپ میری قدر کر رہے ہیں یور ایکسی لینی .... یہ آپ کی عظمت ہے۔"

"قسمت کی بات ہے مائی ڈیئر۔ جنہیں عظیم ہونا چاہئے۔ وہ عظیم نہیں بنتے

"اچھا ہو گا۔ پھر میرے سوا تم کسی ؟"
طرف دیکھا کہ میں تڑپ کر رہ گیا۔ "چلو جی کیا ہونا چاہیے تھے۔" انہوں نے فلسفیانہ انداز
کہا۔ پھر پلٹی اور تیزی سے چلنے لگی۔ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئے۔ میں نے آگے
مسکراہٹ نے مجھے جیت [illegible] وہ صوفے پر بیٹھ گئے اور مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔
"آپ کے سامنے میرا بیٹھنا مناسب نہیں یورایکسی لینسی۔" میں نے کرسی پر بیٹھتے
ہوئے کہا۔ "آپ پھر شہزادے ہیں ...... اور میں ...."
"ہاں شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" انہوں نے شیروانی کی جیب سے سونے کا سگریٹ
کیس اور لائٹر نکال کر میری طرف بڑھایا۔ "تمہارے ساتھ بڑی ٹریجڈی ہے نا۔ تمہیں دیکھ
کر بہت سے راجکماروں کو پسینہ آجاتا ہے اور تم ...... کچھ بھی نہیں بن سکے۔ کچھ بھی تو
نہیں۔"
"کیا کر سکتے ہیں یورایکسی لینسی۔" میں نے سگریٹ سلگا کر ان کو لائٹر دیتے ہوئے
کہا۔ مجھے حیرت تھی کہ ان کو بھی قسمت سے شکایت تھی----!
انہوں نے سگریٹ کا طویل کش لیا اور بولے۔ "خیر چھوڑو نا غم تم نہیں سمجھ سکتے
.... یہ بتاؤ سنگیت سے دلچسپی رکھتے ہو؟"
"دیوانگی کی حد تک۔"
"تو پھر آج رات نو بجے میرے ساتھ چلو۔ چل سکتے ہو؟"
"چل سکتا ہوں۔"
"تو تیار ہو جاؤ۔ میں تمہیں اپنی پسند دکھانا چاہتا ہوں۔"
منظور ہے لیکن ہزہائی نس نے روک لیا تو مجبوری ہے۔ "رائٹ ...... ایسی
صورت میں فون پر بتا دینا۔"
دربار ہال میں جا کر میں نے ایڈی کانگ کے سیکرٹری سے ہزہائی نس کو اپنی آمد کی
اطلاع دینے کو کہا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور چند سیکنڈ بات کرنے کے بعد کہا جائیے۔ لیکن
آج کیا دو بجے ڈیوٹی پر نہیں آ رہے؟
میں نے چلتے چلتے رک کر کہا۔ "میرے پاس ہزہائی نس کی سب مشین گن ہے۔
اس کے متعلق کچھ عرض کرنا تھا۔"
وہ بہتر ہے کہہ کر خاموش ہو گیا۔ میں ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔ اندر داخل
ہوا تو ایک صوفے پر ہزہائی نس اور مہارانی اور دوسرے پر یشودھرا' سادھنا اور کرنل رگھبیر
سین ناستک بیٹھے ہوئے تھے۔ کرنل ایک آنکھ سے کانا لامبے قد کا' بڑی بڑی مونچھوں والا
ریٹائرڈ انڈین آرمی آفیسر تھا۔ لوگ اس کو الٹا دہریہ کہتے تھے۔ کیونکہ خدا کے وجود سے
منحرف ہونے کے باوجود حد درجہ تنگ نظر' متعصب ہندو تھا۔ یشودھر کا خالہ زاد بھائی تھا۔
بدمزاج ہونے کی وجہ سے ہزہائی نس اس کو پسند نہ کرتے تھے اور ہمیشہ ایک تیر کے فاصلے پر
رکھتے تھے۔ اس کو یہاں دیکھ کر میرا ماتھا ٹھنکا۔ وہ مجھ سے واقف نہ تھا۔ میں اس کو جانتا
تھا اور اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ سمجھتا تھا۔ قریب پہنچ کر میں نے ہزہائی نس اور مہارانی
کو درباری سلام کیا اور شارٹ کٹ لگایا۔ یور ہائی نس آپ کی آٹو میٹک کا فنکشن بالکل صحیح
ہے۔"
"تم نے فائر کر کے دیکھا؟" مہاراجہ نے سوال کیا۔
"دس بارہ شاٹس اور پھر فل برسٹ یور ہائی نس۔"
"برسٹ ایک لومڑی پر مارا تھا۔ جواب نہیں ہے۔"
"معلوم نہیں ہمیں کیوں شک ہو گیا تھا کہ اس میں خامی ہے۔"
"آپ کا مزاج پرفیکشن کے انتہائی نقطہ عروج پر ہے یور ہائی نس جو چیز اس مقام سے
ذرا نیچے نظر آتی ہے آپ کی طبیعت اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتی ہے۔" میرا جملہ سن
کر ہزہائی نس نے مسکرا کر مہارانی کی طرف دیکھا اور وہ بھی مسکرا دیں۔ کرنل نے جو غور
سے سن رہا تھا۔ مہاراجہ سے مخاطب ہو کر سوال کیا۔
"کون ہے یہ لڑکا؟"
"میرا باڈی گارڈ ......" ہزہائی نس نے مختصر سا جواب دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ
مجھ کو اس سے متعارف کرانے سے گریزاں تھے۔
"سارجنٹ نام تو نہیں' یور ہائی نس؟" اس نے دوسرا سوال کیا۔
مہاراجہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ میں نے گھوم کر کرنل کو سلام کیا۔ نظریں ملتے ہی
یشودھرا مسکرا دی۔
"چالاک نظر آتا ہے۔ کرنل نے مہاراجہ سے کہا۔"
"ہونا ہی چاہیے۔ مہاراجہ نے مسکرا کر کہا۔ کرنل کی نگاہیں میرے چہرے پر جم کر رہ
گئیں۔"
"اوکے نعیم۔" ہزہائی نس نے کہا۔ "ڈیوٹی پر آتے وقت آٹو میٹک لیتے آنا۔"
"بہتر ہے یور ہائی نس۔" میں نے سلام کرتے ہوئے کہا۔ [illegible]
اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ کرنل کی نگاہیں میرا تعاقب کر رہی تھیں۔ مہاراجہ کا مجھ پر اس
نیچے آنے تک میں یہی سوچتا رہا کہ ہزہائی
کسی مقصد کے تحت تھا یا محض اتفاقیہ؟ اگر، حاضرین انہیں دیکھتے ہی رکوع میں چلے
میرے متعلق بہت کچھ جان چکے تھے اور دریافت کرنے پر انہوں نے صرف اتنا بتایا
تھے۔ لیکن کیوں؟ ...... کیا یشودھرا کھل رہی گے۔ ایڈی کانگ نے کیپٹن دلیش مکھ کو
کے پاس پہنچا' مسرت' حیرت اور خوف کا "اسکی بھی کیا ضرورت ہے" کہہ کر ٹال دیا۔
ہی میں نے انہیں احوال سنایا۔ انہوں سا سے لگی ہوئی کھڑی تھی۔ ایڈی کانگ نے

کھوپڑی غلطی سے الٹی ڈھولا۔ مہاراجہ اندر داخل ہو گئے۔ اور بیٹھتے ہی میری طرف دیکھ کر کہا۔
میں نے ہنس کے سارجنٹ۔" میں نے سر کو خم کیا اور وھیل پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے
ڈیڈی۔" ۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اے ڈی سی نے جھک کر مہاراجہ کو سلام کیا۔
"تہ پڑ اتے ہی انہوں نے کمزور سی آواز میں کہا۔ "بڑی شکار گاہ۔"
میں نے "بہتر ہے" کہہ کر ایکسی لیریٹر پر دباؤ ڈالا۔ گاڑی فراٹے بھرنے لگی۔ تھوڑی
دور جانے کے بعد ہم جھیل کے بڑے پل کو جانے والی سڑک پر آ گئے۔ پل کے قریب پہنچ
کر انہوں نے کہا۔ "ہم تمہیں شیر دکھانے لے جا رہے ہیں نعیم۔"
"ذرہ نوازی ہے یور ہائی نیس۔" میں نے سر کو خم دے کر کہا۔ "گاڑی پل پر جا رہی
تھی۔ مہاراجہ نے کھڑکی کا شیشہ گرا کر جھیل کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ میں نے رفتار کم کر
دی۔ تازہ ہوا کے جھونکے اندر آنے لگے۔ پل ختم ہو گیا۔ گاڑی سرسبز میدان میں آ گئی۔
منظر حسین سے حسین تر ہوتا جا رہا تھا۔ سہ پہر ہونے کے باوجود خود رو پھولوں کے نکھار
میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ یکایک مہاراجہ پھر اسی موضوع پر لوٹ گئے۔" دیسی شیر بہت
خونخوار ہوتا ہے نعیم۔ انہوں نے کہا۔
میں نے گردن گھمائے بغیر جواب دیا۔ "یو ہائی نیس' شیر اہنسا پر عمل کرنے لگے تو
کانگریسی اس پر سوار ہو کر چرخہ کاتتے پھریں۔"
مہاراجہ نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ اور ہنستے چلے گئے۔ "خوب ہو تم بھی۔" کہا اور پھر
ہنسنے لگے۔ میرا دماغ اڑانیں لینے لگا۔ جوش مسرت میں میرے پاؤں کا دباؤ بڑھنے لگا اور
گاڑی پھر اڑنے لگی۔ پیچ و خم سے گزرتے ہوئے دس منٹ میں ہم شکار گاہ کے دروازے
پر کھڑے تھے۔ پہریدار نے سلامی دے کر دروازہ کھولا۔ گاڑی اندر داخل ہو گئی۔ دو تین
منٹ ناہموار میدان کے نشیب و فراز سے گزرنے کے بعد گھنا جنگل شروع ہو گیا۔ اونچے
اونچے درخت' جھاڑیاں' نالے' پہاڑیاں' غار' ٹیکریاں گہرے گہرے گڑھے اور تالاب راستے
میں حائل ہونے لگے۔ جگہ جگہ گیدڑ' لومڑیاں' خرگوش' پہاڑی بکرے' ہرن' سانبھر' مور'
تیتر' نیل گائے اور چیتل وغیرہ چلتے پھرتے دوڑتے بھاگتے دکھائی دینے لگے۔ لیکن ابھی تک
کوئی درندہ نظر نہیں آیا تھا۔ یہ جنگل دس بارہ مربع میل کے علاقے میں پھیلا ہوا تھا۔ جس
کے تین طرف پہاڑ تھے اور ایک طرف لوہے کا اٹھارہ فٹ اونچا جنگلہ میلوں میں پھیلا ہوا
تھا۔ یہ قدرتی شکار گاہ تھی۔ جس پر پہریداروں کی تنخواہ کے سوا کوئی خرچ نہ تھا۔ چھوٹی
شکار گاہ کے لئے باقاعدہ محکمہ قائم تھا اور سپروائزر جو جانوروں کی نگہداشت پر مامور تھا
باضابطہ ریکارڈ رکھتا تھا۔ تمام جانوروں کی افزائش نسل اسی کی ذمہ داری تھی۔
اس وقت ساڑھے چار بج رہے تھے۔ ہم جتنا آگے بڑھ رہے تھے۔ راستہ دشوار گزار
ہوتا جا رہا تھا۔ آخر ایک پہاڑی کے دامن میں ککروندے کی جھاڑیوں کے قریب پہنچ کر

مہاراجہ نے گاڑی روکنے کا اشارہ کیا۔ میں نے انجن بند کیا اور دروازہ کھول کر باہر نکلا۔
حفظ ماتقدم کے طور پر ہولسٹر سے پستول نکالا اور بائیں ہاتھ سے پچھلا دروازہ کھولا۔ مہاراجہ
باہر نکل آئے۔ اور گردوپیش کا جائزہ لینے لگے۔ ان کے چہرے پر اس خوشی کا شائبہ تک نہ
تھا جو ایسے حسین جنگل میں قدرتی مناظر دیکھ کر انسان کو ہوتی ہے۔ تھوڑی دیر ادھر ادھر
دیکھ کر انہوں نے سگریٹ سلگایا اور پہاڑی کی طرف چلتے ہوئے کہا "آؤ۔" میں ان کے
دائیں طرف ہو کر ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ چند منٹ میں ہم اتنی بلندی پر پہنچ گئے کہ چاروں
طرف دور دور دیکھ سکتے تھے۔ ایک بلند درخت کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے۔ وسط جنگل کی
طرف نظر دوڑائی اور چھڑی سے ایک پہاڑی نالے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "
یہاں جانور پانی پینے آتے ہیں اور اب کسی بھی وقت ہمارا سامنا ریچھ یا شیر سے ہو سکتا
ہے۔"

"ٹھیک ہے یور ہائی نس میں تیار ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ مہاراجہ نے میرے
چہرے پر نظر ڈالی۔ خوف و ہراس کی کوئی علامت نہ پا کر وہ مسکرا دیئے اور آہستہ آہستہ
نشیب کی طرف چلنے لگے۔ میں چوکنا ہو کر ان کے ساتھ چل رہا تھا۔ مجھے تعجب صرف یہ تھا
کہ وہ اتنے خطرناک مقام پر صرف ایک گارڈ کے ساتھ غیر مسلح کس طرح آ گئے۔ ان کے
پاس سبک سی چھڑی کے سوا کوئی ہتھیار نہ تھا۔ وہ بار بار کنکھیوں سے میری طرف دیکھ رہے
تھے۔ آخر چشمے کے کنارے ایک بلند مقام پر پہنچ کر رک گئے۔ میں نے چند قدم آگے بڑھ
کر نیچے کی طرف دیکھا۔ تقریباً" پندرہ سو فٹ کی گہرائی پر چشمے کا پانی تین چار فٹ چوڑے
نالے کی صورت میں پتھروں اور چٹانوں سے ٹکراتا ہوا بہہ رہا تھا۔ حد نظر تک کہیں کوئی
جانور نہ تھا۔ کچھ دیر دیکھنے کے بعد میں پلٹ کر مہاراجہ کے قریب آ گیا۔ "ایک خوبصورت
منظر کے سوا کچھ بھی نہیں یور ہائی نیس۔" میں نے کہا۔ انہوں نے کلائی کی طرف نظر ڈالی
اور خاموش رہے۔ میں بھی سر جھکا کر خاموش کھڑا ہو گیا۔ اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ وہ جن
درختوں کے قریب کھڑے تھے بجائے خود حسین قطعہ زمین تھا۔ جس پر جا بجا خود رو
گیندے اور گلاب کے پھول کھلے ہوئے تھے اور جنگل خوشبو سے مہک رہا تھا۔ دور پس
منظر میں ککروندے کی جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ میری توجہ زیادہ تر اسی طرف تھی۔
"ہم یہاں کچھ دیر شیر کا انتظار کریں گے۔" انہوں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔
"تو کیا یہ بہتر نہ ہو گا یور ہائی نس کہ آپ کسی اونچی جگہ بیٹھ کر آرام فرمائیں۔"
میں نے کچھ فاصلے پر ایک اونچے درخت پر بندھے ہوئے مچان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
کہا۔ وہ مسکرا دیئے۔ "نہیں ہم دیکھنا چاہیں گے کہ تم کس طرح ہمارا بچاؤ کرتے ہو۔"
"یہ تو معمولی بات ہے یور ہائی نیس۔" "شیر آٹومیٹک لے کر نہیں آئے گا۔"
وہ پھر مسکرا دیئے۔ "اور اگر میگزین خالی ہونے کے بعد دوسرا آ گیا؟"

"یور ہائی نیس۔ آپ کے قریب پہنچنے کے لئے اس کو جستجو سیکھ کر آنا ہو گا۔"

وہ ہنس دیئے۔ "شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو نعیم۔"

"شاید کا لفظ اڑا دیجئے یور ہائی نیس۔ اور یقین فرما لیجئے' آپ کے سوا اولاس پور میں کوئی طاقت نہیں ہے جسے میں طاقت سمجھتا ہوں۔" مہاراجہ نے میرے چہرے کی طرف دیکھ کر ایک ٹھنڈی سانس لی میں نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔ وہ خیالات میں گم تھے اور چھڑی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھے دائیں ہاتھ سے آہستہ آہستہ گھما رہے تھے۔ یہ ان کی شدید ذہنی الجھن کی علامت تھی۔ میں چکرا گیا۔ ان کا طرز عمل میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ آخر انہوں نے کمزور سی آواز میں کہا۔ "ہمیں معلوم ہے نعیم ...... لیکن اگر ایسے ہمہ صفت انسان کا تعلق میرے خاندان سے نہیں ہے تو وہ برداشت نہیں کیا جا سکتا۔"

"میں نہیں سمجھ سکا یور ہائی نیس۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"میرا اشارہ تمہاری طرف ہے۔"

"آپ کا یہ جملہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے یور ہائی نیس۔ لیکن مجھ میں ہزاروں خامیاں اور کوتاہیاں ہیں جنہیں۔ جنہیں میں ظاہر نہیں ہونے دیتا۔"

"اپنی کمزوری کو ظاہر نہ ہونے دینا بذات خود بہت بڑی خوبی ہے۔"

"یہ آپ کی محبت ہے یور ہائی نیس۔ میری ہر خوبی اور میری ہر صفت آپ کے چرنوں کا پرتاپ ہے۔ اور آپ کے چرنوں میں ارپن کرنے کے لئے ہے۔ یہی میری زندگی کا مقصد ہے۔"

"ہمیں معلوم ہے نعیم .... ہمیں معلوم ہے۔" انہوں نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔ "لیکن اس کا کیا علاج کہ تمہاری شخصیت نے بہت سی شخصیتوں کو کمپلیکس میں مبتلا کر دیا ہے۔" میں نے سر جھکا دیا۔ اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ مجھے خاموش دیکھ کر مہاراجہ نے کہا۔ "ہمیں افسوس ہے نعیم۔ لیکن ریاست کا مفاد اسی میں ہے کہ روئے زمین پر تمہارا وجود باقی نہ رہے۔"

میں نے زندگی میں پہلی بار ان کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ "میں آپ کے اشارے پر وجود رکھتا ہوں یور ہائی نس اور ایک اشارے پر یہ وجود بہ آسانی عدم' میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ ایک سارجنٹ کی برخاستگی سے بھی ریاست پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اور قتل سے بھی کوئی انقلاب نہیں آئے گا۔"

"تم نے صحیح کہا نعیم۔ تم ہمیشہ ہر بات صحیح کہتے رہے ہو۔ اور اس سے بڑی غلطی کوئی نہیں ہے۔"

"میں فلاسفر نہیں ہوں یور ہائی نیس۔ ایک معمولی سپاہی ہوں اور وہ بھی نامکمل۔ میں صرف جان قربان کرنا جانتا ہوں اور وہ حاضر ہے۔" میں نے پستول دونوں ہاتھوں پر رکھ کر

ان کے سامنے کر دیا۔ مہاراجہ کے چہرے کا رنگ سفید پڑ گیا۔ انہوں نے بمشکل خود پر قابو پا کر ایک ایسے لہجے میں جو ان کا نہیں معلوم ہوتا تھا' منہ پھیرتے ہوئے کہا۔ "ہم تمہیں اپنے ہاتھ سے ختم نہیں کر سکتے نعیم' کلمہ کلام پڑھو اور کنپٹی پر پستول رکھ کر فائر کر دو۔"

"خودکشی میں کلمہ کلام کا تکلف ضروری نہیں یور ہائی نیس۔" میں نے کہا اور پستول کنپٹی کے قریب لا کر ٹرائیگر دبا دیا۔

○

ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا کنپٹی کے قریب معمولی سی جلن محسوس ہوئی اور میں اپنے آپ کو اسی طرح صحیح سالم کھڑا دیکھ رہا تھا۔ میں نے پھر پستول اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو فائر کئے۔ نتیجہ صفر تھا۔ مہاراجہ نے لپک کر میرا ہاتھ پکڑا اور پستول لے کر اپنے ہاتھ سے میرے ہولسٹر میں ڈال دیا۔ "تم واقعی جانثار ہو نعیم۔" انہوں نے پیٹھ تھپک کر کہا۔ "آو۔"

ہم دونوں چلنے لگے۔ اس امتحان میں کامیابی کے احساس سے میرے قدم زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔ میں خود کو فضاؤں میں اڑتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ پہاڑی پر پہنچ کر مہاراجہ نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا۔ "آٹو میٹک میں تو ڈمی کارتوس ہیں نعیم۔ اب کس چیز سے میری حفاظت کرو گے؟"

"نعیم کا جسم آپ کی مضبوط ڈھال ہے یور ہائی نیس۔" میں نے جواب دیا۔

"تم سے یہی توقع کی جا سکتی ہے۔ یقین کرو مجھے تمہاری ضرورت ہے۔" میں نے اظہار ممنونیت میں سر جھکا لیا اور خاموشی سے چلتا رہا۔ چند منٹ بعد کار تیزی سے راج محل کی طرف اڑی جا رہی تھی اور مہاراجہ پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے سگریٹ سے شغل فرما رہے تھے۔

کار ہل مین پل عبور کر کے گیٹ میں داخل ہوئی۔ کیبن کے سامنے کھڑے ہوئے گارڈز نے بندوق سے سلامی دی۔ ایڈی کانگ' کیپٹن دلیش کھ اور سیکرٹری تینوں صدر دروازے کی سیڑھیوں سے اتر کر پورٹیکو میں آ گئے۔ گاڑی رکتے ہی ایڈی کانگ نے بڑھ کر پچھلا دروازہ کھولا اور سلام کیا۔ مہاراجہ گاڑی سے باہر نکلے کیپٹن دلیش کھ سے سیلیٹ کر کے سیٹ سے سگریٹ کیس اور لائٹر اٹھایا۔ میں باہر نکل کر ان کے ساتھ ساتھ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ مہاراجہ ایڈی کانگ اور کیپٹن کے ساتھ لفٹ میں داخل ہوئے۔ ایڈی کانگ دروازہ بند کرنے لگا تو مہاراجہ نے ہاتھ کے اشارے سے روک کر کہا۔ "تم بھی آ جاؤ نعیم۔" میں لپک کر لفٹ میں داخل ہو گیا۔ ایڈی کانگ نے دروازہ بند کرتے ہوئے تعجب خیز نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔ پہلا موقع تھا کہ افسروں کی موجودگی میں ہز ہائی نس نے مجھے سارجنٹ کی بجائے نعیم کہہ کر بلایا تھا۔ اور یہ بھی پہلا موقع تھا کہ ایک سارجنٹ کو افسروں کے ساتھ لفٹ میں کھڑے ہونے کا اعزاز بخشا گیا۔ کیپٹن نے معنی خیز نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور تیسری منزل کا بٹن دبایا۔ لفٹ آہستہ آہستہ اوپر جانے لگی۔

ایڈی کانگ نے مسکرا کر مہاراجہ سے کہا۔ "حضور کو خاصی دیر ہو گئی۔ ہز ہائی نس بہت متفکر ہیں۔"

مہاراجہ مسکرا دیئے ایڈی کانگ کے ہاتھ سے سگریٹ لے کر سلگاتے ہوئے بولے۔

"تم نے ان سے کہا ہو گا کہ ہم صرف ایک سارجنٹ کو لے کر گئے ہیں۔"

"بجا ہے یور ہائی نیس۔ لیکن ہز ہائی نس نے خود سوال کیا تھا کہ آپ کس کس کو لے کر گئے ہیں۔" مہاراجہ نے میری طرف دیکھا۔ میں نے سر جھکا لیا۔ لفٹ تیسری منزل پر پہنچ کر رک گئی۔

دربار ہال میں داخل ہوتے ہی مہاراجہ نے ایڈی کانگ کو رخصت کر دیا۔ پھر مجھے اور کیپٹن کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ ڈرائنگ روم اس وقت راجکماریوں سے بھرا ہوا تھا۔ مہاراجہ کے اندر داخل ہوتے ہی وہ سب کھڑی ہو گئیں۔ مہارانی نے آگے بڑھ کر استقبال کیا۔' مہاراجہ کی پیشانی پر تلک لگایا اور ان کو لے کر کانفرنس روم کی طرف چل دیں۔ تمام راجکماریاں ان کو جھرمٹ میں لئے ہوئے تھیں۔ ان میں یشودھرا بھی تھی۔ اس نے چلتے چلتے مڑ کر میری طرف دیکھا اور مسکرا کر سر کے اشارے سے سلام کیا۔ اسی وقت کیپٹن دلیش کھ نے اس کی طرف دیکھا اور وہ منہ پھیر کر چل دی۔ کیپٹن میری طرف دیکھ کر مسکرا دیئے۔ تھوڑی دیر میں ڈرائینگ روم میں ہمارے سوا کوئی نہ تھا۔ چند منٹ انتظار کرنے کے بعد کیپٹن دروازے کے قریب ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ میں ان کے سامنے کھڑا رہا۔ انہوں نے جیب سے سگریٹ کیس نکال کر میری طرف بڑھایا۔ میں نے دیر سے سگریٹ نہیں پیا تھا۔ اس لئے شکریہ کے ساتھ ایک سگریٹ سلگایا اور ان کو لائٹ دی پھر باتیں شروع ہو گئیں۔ باتوں کے درمیان کیپٹن کی نظر میری کنپٹی پر پڑ گئی اور وہ بارود کی سیاہی دیکھ کر چونک پڑے۔ اٹھ کر غور سے دیکھا۔ میرے ہاتھ سے رومال لے کر صاف کیا۔ سرخی اور پستول کی بیرل کا نشان دیکھ کر معاملے کی تہہ کو پہنچ گئے اور پوچھا۔ "یہ کیسے ہوا نعیم؟"

"پورا ون ایکٹ میلو ڈرامہ ہے سر۔" میں نے جواب دیا "فرصت اور تنہائی میں تفصیلات عرض کروں گا۔"

"خیر مجھے خوشی ہے کہ تم بخیریت واپس آ گئے۔" انہوں نے رازدارانہ انداز میں کہا۔

"ایک ایسے امتحان کے بعد جس سے شاید ہی کوئی گزرا ہو۔"

کیپٹن کچھ کہنا ہی چاہتے تھے کہ اسی وقت دروازہ کھلا اور ایک خادمہ طشت ہاتھوں پر اٹھائے ہمارے پاس آئی اور کیپٹن سے مراٹھی میں کہنے لگی۔ "یہ آپ کے لئے ہے۔" کیپٹن نے ایک شیشے کے ٹیبل کی طرف اشارہ کیا اور وہ ٹرے رکھ کر چلی گئی اس کے جاتے

ہی انہوں نے میرا بازو پکڑ کر گھسیٹا اور ہم دونوں آمنے سامنے صوفوں پر بیٹھ گئے۔ ٹرے میں طرح طرح کی مٹھائیوں کی دو پلیٹیں' چائے دان اور طشتریاں وغیرہ تھیں۔ کیپٹن نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور کھانا شروع کر دیا۔ چند منٹ میں دونوں پلیٹیں صاف تھیں۔ میں نے سگریٹ سلگا کر چائے بنائی اور وہ چسکیاں لینے لگے۔ کیپٹن نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "ہم بھی عجب بلانوش ہیں نعیم۔ چار آدمیوں کی خوراک اڑا گئے اور ابھی اتنی ہی اور کھا سکتے ہیں۔"

"ہم سفید ہاتھی ہیں سر۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "خدا ہزہائی نس کو سلامت رکھے جو وہ ہمیں پال رہے ہیں۔"

"ہاں بھئی۔ لیکن ہم قربانی کے بکرے بھی ہیں۔ کیا معلوم کب چھری تلے آ جائیں۔"

"چھری کی مار میں نہیں آتے سر۔ گولی ہی کام کر سکتی ہے سودہ ہمارے پاس بھی ہے۔"

"مجھے افسوس ہے سر۔ کاش آپ میری موجودگی میں کسی سے محبت کرتے۔" دروازہ پھر کھلا اور وہی خادمہ پھر نمودار ہوئی۔ ہم خاموش ہو گئے وہ ٹرے اٹھا کر لے گئی۔ تھوڑی دیر بعد مہاراجہ اور ان کے پیچھے مہارانی' یشودھرا' درگا دیوی اور انوپا دیوی وغیرہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئیں۔ ہم نے اٹھ کر سلام کیا۔" ہزہائی نس نے کیپٹن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "دیلش کھ۔ اب تم دونوں آف ہو۔ رن ساڑھے دس بجے رادھا اور مشتری کا گانا ہو گا۔ اس وقت آ جانا۔" ہم نے بیک وقت فوجی سلام کیا اور باہر نکل آئے۔

"میں آپ کی کار میں کلچ پلیٹ ڈلوانے لے جا رہا ہوں سر۔" میں نے نچلی منزل پر آتے ہی کیپٹن سے کہا۔

"وعدہ کرو کہ میری کار آؤٹ آف پکچر رہے گی؟"

"یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے سر۔ کار آپ کو کرنل گجندر سنگھ کے گیراج میں مل جائے گی۔ اگر میں نہ لوٹ سکا تو۔"

"خدا نہ کرے۔ خیر لے جاؤ۔ لیکن یہ سمجھ لو۔ آج تمہارا پیچھا ضرور کیا جائے گا۔"

"مجھے یقین ہے سر اور میں اس کے لئے تیار ہوں۔"

"اچھا۔ آج سہ پہر والی کہانی سناؤ۔ لباس تبدیل کر کے آؤ اور پھر میں تمہیں اپنے تمام دیوی دیوتاؤں اور تمہارے اللہ کے حوالے کر دیتا ہوں۔"

"تھینک یو" کہہ کر میں نے ان کو کہانی سنا ڈالی۔ اور وہ حیران رہ گئے۔

میں نے منہ ہاتھ دھو کر لباس تبدیل کیا۔ آٹومیٹک اور فالتو کارتوس پتلون کی جیبوں میں ڈالے اور گیراج سے کیپٹن کی کار نکال کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ پل عبور کر کے

سڑک پر آیا تو سات بج رہے تھے۔ یشودھرا سے آج ملاقات کا وعدہ نہ تھا۔ لیکن صرف اس توقع پر کہ میرا چھٹی پر ہونا اس کے علم میں تھا اور شاید وہ پہنچنے کی کوشش کرے۔ میں اس سے ملنے کے لئے چل پڑا تھا۔ سوا سات بجے میں کیمپ پہنچا۔ کرنل گجندر سنگھ کے بنگلے پر ان کے اردلی کے سوا کوئی نہ تھا۔ وہ اپنی فیملی کو لے کر شہر گئے ہوئے تھے۔ ان کا اردلی مجھے پہچانتا تھا۔ اس نے بیٹھک کھولنے کا ارادہ کیا لیکن میں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ نہ معلوم وہ کس وقت واپس لوٹیں اس لئے انتظار کرنا بے کار ہو گا۔ اردلی کو بھی معلوم نہ تھا وہ کس وقت لوٹیں گے۔ میں نے گاڑی بنگلے کے پہلو میں کھڑی کر دی اور اردلی سے کہہ دیا کہ میں ساڑھے نو بجے واپس آؤں گا اگر کرنل صاحب اس دوران میں آ گئے تو ان سے مل لوں گا ورنہ گاڑی لے کر واپس چلا جاؤں گا۔

آٹھ بجے سے پہلے میں گارڈن میں داخل ہو گیا۔ برج کو جانے والی سڑک میوزیم کے عقب سے ہو کر گزرتی تھی۔ یہاں دور دور تک گھاس کے لان تھے۔ جن پر لوہے کی سینکڑوں نشستیں پڑی ہوئی تھیں۔ کہیں کہیں رومانی جوڑے بینچوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ گھاس پر بھی جگہ جگہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن سردی کا موسم ہونے کی وجہ سے بہت کم لوگ باقی رہ گئے تھے۔ میں سڑک کے قریب لیمپ سے کسی قدر فاصلے پر پڑے ہوئے ایک بنچ پر سڑک کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا اور سگریٹ سلگا کر کش لینے لگا۔ برج یہاں سے دو سو گز سے کم فاصلے پر تھا۔ چند منٹ بعد بلیو پیکارڈ آہستہ اہستہ چلتی ہوئی میرے سامنے سے گزری۔ میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ سوچا یہیں روک لوں۔ لیکن میں اطمینان کرنا چاہتا تھا کہ کوئی دوسری کار اس کا پیچھا تو نہیں کر رہی۔ اس کو برج کی طرف جاتے دیکھتا رہا۔ ابھی پیکارڈ برج کے قریب نہ پہنچی ہو گی کہ ایک ٹورنگ آتی ہوئی دکھائی دی۔ میرے سامنے سے گزرنے لگی تو میں نے بنچ کی پشت پر دونوں ہاتھ رکھ کر منہ کو آڑ میں کر کے غور سے دیکھا۔ ٹورنگ کو کرنل رگھبیر ڈرائیو کر رہا تھا۔ کندھے پر پستول کا ہولسٹر پڑا ہوا تھا۔ وہ تنہا تھا۔ اس کی گاڑی گزرنے کے بعد میں اٹھ کر گھاس سے ہوتا ہوا اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ وہ پیکارڈ نظروں سے اوجھل ہونے پر تیزی سے گاڑی چلانے لگا تھا۔ لیکن اسی نوے گز چلنے کے بعد پل کی طرف جانے کی بجائے دائیں ہاتھ کو چڑیا گھر کی طرف جانے والی سڑک پر مڑ گیا۔ میں تیزی سے پل کی طرف دوڑا۔ یشودھرا گاڑی کھڑی کر کے پل کو جانے کے لے سڑک پر آئی ہی تھی کہ میں پیچھے سے پہنچ گیا۔ وہ آہٹ سنتے ہی پلٹی اور مجھے دیکھ کر مسکرا دی۔ "میرا خیال صحیح تھا۔" اس نے کہنا شروع کیا تھا کہ میں نے تیزی سے بات کاٹ دی۔ "کرنل رگھبیر آپ کا پیچھا کر رہے ہیں۔ فوراً" گاڑی سڑک پر لایئے اور واپس چلئے۔ میں کراس روڈ سے آگے آپ کو چلتا ہوا ملوں گا۔"

وہ یہ سنتے ہی تیزی سے گاڑی کی طرف چلنے لگی۔ میں لوٹ کر پھر انہیں بینچوں کے

قریب آ گیا۔ کرنل کا کہیں پتا نہیں تھا۔ شاید وہ سڑکوں کی بھول بھلیاں میں پھنس گیا تھا۔ اسی وقت مجھے راجکماری کی پیکارڈ آتی ہوئی نظر آئی۔ میں سڑک عبور کر کے دوسری طرف پہنچ گیا۔ یشودھرا نے مجھے دیکھتے ہی گاڑی روک کر اگلا دروازہ کھولا۔ میں سوار ہو گیا اور دروازہ بند کر کے اسے اسٹیرنگ چھوڑنے کا اشارہ کیا۔ وہ دوسری طرف سرک کر میری طرف دیکھنے لگی۔ میں نے وہیل سنبھالا۔ گاڑی اسٹارٹ کی اور تیزی سے مین گیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہم خاصی دور نکل گئے لیکن ٹورنگ کا کہیں نشان نہ تھا۔ دروازے سے نکلتے ہی میں نے اطمینان کا سانس لیا اور کیمپ کے ساتھ ساتھ دیہات کی طرف جانے والی سڑک پر مڑتے ہی ایکسی لیٹر دبانا شروع کر دیا۔ کیمپ ختم ہوتے ہی سیدھی لمبی سڑک تھی۔ میں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا۔ کوئی گاڑی نہ تھی۔ میں نے رفتار کم کر دی اور یشودھرا کی طرف دیکھا۔ وہ سرک کر قریب آ گئی اور مسکرا کر سر میرے شانے پر رکھ دیا۔ گاڑی اب گھنے جنگل سے گزر رہی تھی۔ ہر طرف اندھیرا تھا۔ سڑک پر بھی روشنی کا انتظام نہ تھا۔ دونوں طرف اونچے اونچے درختوں کی قطاریں تھیں۔ میں نے گاڑی کی رفتار اور کم کر دی اور سڑک سے اتر کے جنگل میں داخل ہونے کے لئے موزوں جگہ تلاش کرنے لگا۔

یشودھرا میرا ارادہ بھانپ گئی۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا "نعیم یہ جنگل خطرناک ہے۔"

میں ہنس دیا۔ "شہر خطرناک ہوتے ہیں جانم۔ جنگل نہیں۔" میں نے رفتار اور بڑھاتے ہوئے کہا۔ ہم شہر سے گیارہ میل دور نکل چکے تھے۔ اور اب پہاڑی سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

"ہمارے لئے دونوں خطرناک ہیں۔" اس نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "ہمارے لئے زندہ رہنے کی صرف ایک صورت ہے یشو ..... اور وہ یہ کہ ہم دونوں خطرناک ہو جائیں۔"

"وہ کس طرح؟"

"ہر اس چیز کو جو ہمارے راستے میں آئے ......" میں نے انگلی سے ٹرائیگر دبانے کا اشارہ کر کے جملہ پورا کیا۔ وہ میرا منہ تکنے لگی۔

"تم ڈر گئیں شاید -----؟"

"نہیں۔" اس نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "شاید تم صحیح کہہ رہے ہو ...... شاید ہمارے لئے یہی ایک راستہ ہے ......"

"اور شاید میں یہی راستہ اختیار کر رہا ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ وہ بھی ہنس دی۔ میں نے ایک جگہ فاصلہ دیکھ کر گاڑی سڑک سے کچے راستے میں اتار دی اور جھاڑیوں سے بچتے بچاتے سو ڈیڑھ سو گز آگے بڑھ کر درختوں کے جھنڈ میں گاڑی روک کر انجن بند کر دیا۔ گاڑی رکتے ہی وہ ناگن کی طرح بل کھا کر مجھ سے لپٹ گئی اور ہم دنیا و مافیہا سے

غافل ہو کر ایک دوسرے میں سما گئے۔

پندرہ منٹ گزر گئے۔ ہم نے ہوش میں آ کر آنکھیں کھولیں اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔ یشودھرا نے اپنے رومال سے میرے ہونٹ صاف کئے اور وینٹی بیگ سے آئینہ نکال کر بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ اسی وقت گاڑی کی چھت پر دھماکے کی آواز آئی اور کار لرز کر رہ گئی۔ ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی بہت بھاری مگر نرم چیز چھت پر گری ہو۔ یشودھرا کی چیخ نکل گئی۔ میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ گاڑی بری طرح ہل رہی تھی۔ وہ خوفزدہ ہو کر مجھ سے لپٹ گئی۔ میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر بمشکل آٹومیٹک نکالا۔ یشودھرا پھر چیخ اٹھی۔ ونڈ اسکرین سے ایک چیتے کی خونخوار نگاہیں ہمیں گھور رہی تھیں۔ وہ ابھی تک چھت پر تھا۔ اور گردن نیچی کر کے جھانک رہا تھا۔ میں نے پستول والا ہاتھ سیدھا کیا۔

"نہیں نہیں۔" کہہ کر یشودھرا نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ "گاڑی میں گولی کے سوراخ کا ہم کوئی جواب نہ دے سکیں گے نعیم۔" اس نے تیزی سے کہا۔ میں اس کی سادگی پر مسکرا دیا۔ "اور اگر چیتے نے ہمیں پھاڑ ڈالا یا زخمی کر دیا تو کیا جواب دیں گی آپ؟" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اب گاڑی ہل نہیں رہی تھی۔ چیتا خاموش تھا۔ پھر مجھے ان مخصوص شیشوں کا خیال آیا جو اس گاڑی میں لگے تھے' دراصل اس کو اندر کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ یکایک چیتے نے سر اٹھایا۔ شاید وہ کسی اور سمت دیکھنے لگا تھا۔ سامنے سڑک پر روشنی پھیلتی جا رہی تھی۔ یہ کسی تیز رفتار گاڑی کی ہیڈ لائٹ تھی۔ تھوڑی دیر میں کسی موٹر انجن کی آواز آنے لگی۔ چیتے نے ہماری گاڑی سے چھلانگ لگائی۔ گاڑی پھر لرز کر رہ گئی۔ اسی وقت کرنل کی ٹورنگ تیزی سے ہمارے سامنے سے گزر گئی۔ چیتا اس کے تعاقب میں چھلانگیں لگاتا ہوا غائب ہو گیا۔ یشودھرا کرنل کی گاڑی پہچان کر خوف زدہ ہو گئی۔ میں خاموشی سے گاڑی کو دور جاتے دیکھ رہا تھا۔ دو تین منٹ گزرنے کے بعد میں نے انجن اسٹارٹ کیا اور آہستہ آہستہ ٹائروں کے نشانات پر گاڑی چلاتا ہوا سڑک پر آیا اور پیچھے کی طرف نظر ڈال کر پوری رفتار سے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ کیمپ کے قریب پہنچ کر گاڑی روکی۔ اور یشودھرا کو جلد از جلد مدھوساگر پہنچنے کو کہہ کر نیچے اتر گیا۔

گاڑی روانہ ہو گئی اور میں پیدل چلتا ہوا کرنل گجندر سنگھ کے بنگلے میں پہنچ گیا۔ وہ ابھی تک نہیں آئے تھے۔ میں نے گھڑی پر نظر ڈالی نو بج کر چالیس منٹ ہوئے تھے۔ میں نے دس منٹ اور انتظار کیا اور جب مجھے یقین ہو گیا کہ یشودھرا مدھوساگر پہنچ چکی ہو گی تو اردلی سے کرنل صاحب کو سلام عرض کرنے کا کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کی اور روانہ ہو گیا۔ جس وقت میں مدھوساگر پہنچا تو دس بج کر دس منٹ ہوئے تھے۔ میں نے گاڑی گیراج میں کھڑی کی اور سیدھا اوپر چل دیا۔ اس وقت سوا دس بجے تھے۔ گانا شروع نہیں ہوا تھا اور

کیپٹن دیش مکھ سیکرٹری کے چیمبر میں بیٹھے ہوئے ان سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو مسکرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ "کلچ پلیٹ بدلوا لائے یا نہیں سارجنٹ؟"

"مجھے افسوس ہے سر' کئی جگہ دریافت کیا لیکن اس قسم کا کسی کے پاس نہیں ہے۔ کل پھر تلاش کروں گا۔"

"کل تو میں خود بھی تلاش کر لوں گا سارجنٹ۔ ویسے بہت خطرناک تو نہیں ہے نا؟"

"زیادہ تیز چلانے میں خطرہ ہے سر۔"

"پھر تو ٹھیک ہے۔ تم جیسے تیز چلانے والوں کے لئے خطرہ ہے۔ اچھا آؤ۔ ہز ہائی نس ڈنر سے اٹھ چکے ہیں۔ اوکے مسٹر مہتا۔" مسٹر مہتا نے دانت نکال دیئے اور گڈ نائٹ کیپٹن کہہ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھادیا۔ کیپٹن نے ہاتھ ملایا اور مجھے بالکنی کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔ ایڈی کانگ کے چیمبر اور ڈرائنگ روم کے درمیان والی گزر گاہ بالکنی کو جاتی تھی جو بذات خود ہز ہائی نس کے تمام کمروں کی عقبی گزر گاہ تھی۔ اس وقت یہاں کوئی نہ تھا۔ ہم ایک سرے پر پہنچ کر رک گئے۔ میں نے سگریٹ کیس اور لائٹر نکال کر کیپٹن کو پیش کیا۔ انہوں نے ایک سگریٹ نکالا میں نے ان کو لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا۔

"تمہارے جانے کے نصف گھنٹے بعد بلیو پیکارڈ اور اس کے فوراً بعد ناستک کی ٹورنگ روانہ ہوئی تھی۔ کوئی گڑ بڑ تو نہیں ہوئی۔"

میں نے نفی میں گردن ہلائی "نو سر۔"

"درشن ہوئے یا نہیں-----؟"

"درشن ہوئے لیکن بڑی مشکل سے۔"

"اور وہ کہاں مارا گیا-----؟"

"چکر میں ڈال دیا تھا۔ اب معلوم نہیں کہاں گاڑی دوڑاتا پھر رہا ہے۔"

"بہت خوب پیکارڈ بھی ساڑھے نو بجے پہنچ گئی تھی۔"

"آپ کے پاس تو ہماری پوری نقل و حرکت کا ریکارڈ ہے سر۔"

"ہونا بھی چاہئے۔" کیپٹن نے سگریٹ نیچے پھینک کر پیر سے دباتے ہوئے کہا۔ "آؤ اندر چلیں۔" میں نے بھی سگریٹ پیر سے دبایا اور ان کے پیچھے چل دیا۔ ڈرائنگ روم میں مہاراجہ کے سوا کوئی نہ تھا۔ ہم نے سلام کیا۔ سر کے اشارے سے جواب مل گیا۔

"میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا دیش مکھ۔" کیپٹن نے سر جھکا دیا۔ مہاراجہ نے مسہری کے سرہانے لگے ہوئے ایک بٹن کو دبایا۔ دو لڑکیاں دوڑتی ہوئی آئیں اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئیں۔ "دربار ہال میں اطلاع دو ہم آ رہے ہیں۔" مہاراجہ نے لڑکیوں سے کہا۔ وہ دونوں سلام کر کے روانہ ہو گئیں۔ ایک منٹ انتظار کرنے کے بعد انہوں نے سگریٹ سلگایا اور سگریٹ کیس اور لائٹر میری طرف بڑھا دیا۔ میں نے دونوں چیزیں چسٹر کی جیب

میں رکھ لیں۔ کیپٹن نے مہاراجہ کو چسٹر پہنایا اور وہ خراماں خراماں دیوان ہال کی طرف چل دیئے۔ کیپٹن دائیں جانب تھے اور میں بائیں جانب' دروازے پر پہنچتے ہی دو لڑکیوں نے آگے بڑھ کر دروازے کھولے اور وہ اندر داخل ہوئے۔ پورے ہال میں راجکماریوں سہیلیوں اور خادماؤں کے سوا کوئی نہ تھا۔ مہاراجہ کے قدم رکھتے ہی سب نے سر جھکا دیئے۔ مہارانی اور چند راجکماریوں نے جن میں یشودھرا بھی تھی' مہاراجہ کا دروازے پر استقبال کیا۔ مہاراجہ نے ایک بلند چبوترے پر پہنچ کر زرنگار مخملی کرسی پر بیٹھ کر سب کو بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ مہارانی ان کے برابر کرسی پر بیٹھ گئیں۔ دائیں جانب صوفوں کی تین قطاروں پر راجکماریاں اور سہیلیاں تھیں اور بائیں جانب قطار میں دس گیارہ "درباری" اور ان کے پیچھے خادم اور خواص وغیرہ۔ بیچوں بیچ قالین پر تین چار گانے والیاں اور ان کے سازندے تھے۔ مہارانی سے ذرا پیچھے ہٹ کر ایک کرسی میرے لئے تھی۔ مہاراجہ کے بیٹھتے ہی ایک درباری رقاصہ کھڑی ہوئی اور مہاراجہ کو کورنش بجا لا کر پچھلے قدموں ہٹتی ہوئی سازندوں کے قریب پہنچی اور ہال موسیقی سے گونجنے لگا۔

ایک بجے مٹھائیوں اور چائے کے لئے گانا بند کیا گیا۔ اس وقفے کے دوران بہت سے لوگ باہر نکلنے لگے۔ میں بھی باہر نکل آیا۔ دراصل میری نظر نرملا پر پڑ گئی تھی۔ وہ ابھی ابھی باہر نکلی تھی۔ میں بالکنی میں پہنچا تو وہ لوٹ رہی تھی۔ میں نے اس کو ایک طرف چلنے کا اشارہ کیا اور بالکنی کے آخری سرے پر غسلخانوں کی طرف چلنے لگا۔ کونے پر وہ میرے قریب پہنچ گئی اور قبل اس کے کہ میں کچھ کہتا وہ میرا ہاتھ دبا کر آگے بڑھ گئی۔ میں نے زیادہ پیچھا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ لوگ آ جا رہے تھے۔ میں سگریٹ پی کر پھر واپس پہنچ گیا۔ چائے کے دوران ہز ہائی نس نے کرنل رگھبیر کو یاد کیا۔ کیپٹن نے ان کو بتایا کہ شام کے ساڑھے سات بجے کے قریب وہ اپنی ٹورنگ میں شہر کی طرف گئے تھے۔ ممکن ہے دیر سے لوٹے ہوں اور سونے چلے گئے ہوں یا شہر میں دیر ہو جانے پر بڑے راج محل میں رک گئے ہوں۔ ہز ہائی نس "ٹھیک کہتے ہو۔" کہہ کر خاموش ہو گئے۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ گانا سننے کے بعد تین بجے کے قریب وہ اٹھے۔ ان کو خوابگاہ تک پہنچا کر ہم بھی آ گئے۔ رخصت ہوتے وقت کیپٹن نے مجھ سے پوچھا۔ "یہ ناستک کہاں مر گیا نعیم .... کوئی حادثہ تو نہیں ہو گیا؟"

"معلوم نہیں سر........ میں خود بھی یہی سوچ رہا ہوں۔" میں نے کہا۔

"ایسا تو کوئی امکان نہیں کہ تمہاری گاڑی کا تعاقب کرتے ہوئے کسی نے دیکھا ہو؟"

"میری گاڑی سے اگر آپ کی کار مراد ہے تو وہ کرنل سوڈھی کے بنگلے کے سوا کہیں ثابت نہیں کی جا سکتی۔"

"پھر ٹھیک ہے۔ جہنم میں جائے کمبخت۔ اوکے نعیم گڈ نائٹ۔"

کرنل رگھبیر صبح ساڑھے سات بجے واپس آیا۔ نو بجے تمام محل میں یہ خبر گشت کر رہی تھی کہ شام کو ناستک جنگل میں سیر کرنے گیا تھا۔ آدم خور چیتے نے امین پور تک اس کی کار کا پیچھا کیا اور وہ بمشکل جان بچا کر آیا ہے۔ گیارہ بجے ہزہائی نس نے دونوں محلوں سے تیس جوان طلب کئے۔ شہر سے چند شکاری بلائے اور شکار پارٹی مرتب کی جانے لگی۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد دو بجے کے قریب دو لاریاں اور تین کاریں شکاریوں کو لے کر امین پور کی طرف روانہ ہو گئیں۔ بہترین نشانہ باز لے جانے کی خواہش ظاہر کی لیکن مہاراجہ نے باڈی گارڈوں میں سے کسی کو لینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔

تین دن تک سینکڑوں مربع میل علاقے میں پہاڑوں اور جنگلوں کا کونا کونا روندا جاتا رہا۔ کاریں اور لاریاں دوڑتی رہیں۔ شکاریوں کے لئے کھانے پینے کا سامان' پٹرول' سگریٹ وغیرہ بھیجے جاتے رہے۔ ہزاروں روپیہ خرچ کیا گیا۔ لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ چیتے کا کہیں پتا نہ تھا۔ آخر چوتھے روز شکاریوں کو واپس بلا لیا گیا۔ مہاراجہ کو پہلے ہی یقین تھا کہ اس علاقے میں ہرن' لومڑی' گیدڑ' خرگوش' اور اکا دکا بھیڑیوں کے سوا کوئی خطرناک درندہ نہیں تھا۔ شکار پارٹی سے تمام روئیداد سننے کے بعد انہوں نے اس کو کرنل رگھبیر کی ایک چال سمجھا جس کی تہہ میں کوئی اور ہی مقصد تھا۔ انہوں نے ناراض ہو کر مودی صاحب کو حکم دیا کہ شکار کے تمام مصارف کرنل رگھبیر سنگھ سے وصول کئے جائیں۔

شکار کے سہ روزہ پروگرام کے دوران میدان بالکل خالی رہا۔ ہم ہر شام آٹھ اور دس بجے کے درمیان غائب ہو جاتے۔ یشودھرا گیراج کا دروازہ کھول کر ادھر ادھر ہو جاتی۔ میں موقع دیکھ کر گاڑی میں سوار ہو جاتا۔ وہ گاڑی بیک کر کے باہر نکالتی اور دو دو جگہ پہریداروں کی سلامی لیتی ہوئی نکل جاتی۔ اور اسی طرح بے دھڑک واپس آ جاتی۔ یشودھرا مہارانی کو بڑی حد تک اعتماد میں لے چکی تھی اور اب کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتی تھی۔ اس کو معلوم تھا مہارانی کا ہزہائی نس پر بہت اثر ہے۔ اتنا کہ ان کے اشارے پر وہ آگ میں چھلانگ لگا سکتے ہیں۔ وہ ان کی "اٹوائی کھٹوائی" کے تصور سے ہی کانپتے تھے۔

کرنل کی واپسی کے بعد ہم کسی قدر محتاط ہو گئے۔ وہ مہاراجہ کی ناراضگی اور مالی چرکے سے بری طرح جھلایا ہوا تھا۔ اور اب اس کے سوا کوئی کام نہ تھا کہ ہماری نقل و حرکت کی نگرانی کرتا رہے۔ لیکن یہ نگرانی صرف خفیہ سرگرمیوں کی حد تک تھی۔ وہ یشودھرا پر کسی قسم کی پابندی لگانا تو درکنار کھل کر کچھ کہنے کی بھی جرات نہ کر سکتا تھا۔ یشودھرا نے مجھے بتا دیا تھا کہ "وہ تم سے براہ راست بات کرنے کی حماقت کبھی نہیں کرے گا۔ اور اگر کبھی ایسا ہو جائے تو یہ کبھی نہ بھولنا کہ مہارانی اور ریزیڈنٹ تمہاری پشت پر

ہیں۔ اور ان دو طاقتوں کو ہزہائی نس بھگوان کے بعد سب سے بڑا مانتے ہیں۔ اس لئے وہ تمہارے خلاف نہیں ہو سکتے۔" مجھے معلوم تھا کہ خود مہاراجہ میری پشت پر ہیں۔

دو روز بعد راج محل کی رونق میں یکا یک اضافہ ہو گیا۔ ہر جگہ نواب جھالا واڑ کی آمد آمد کا چرچا تھا۔ تیسری صبح نو بجے مہاراجہ کی رولس رائس دروازے پر آ گئی اور ایڈی کانگ نے باڈی گارڈ طلب کیا۔ کیپٹن دلیش کھ مجھے اور بھاسکر راؤ کو لے کر اوپر پہنچے۔ ہز ہائی نس ہال میں آ چکے تھے اور ایڈی کانگ کے ساتھ ہمارا ہی انتظار کر رہے تھے۔ کیپٹن نے سلامی دی اور ہمراہ لے کر نیچے آئے۔ لفٹ سے پورٹیکو تک سرخ قالین بچھا ہوا تھا۔ مہاراجہ اس پر چلتے ہوئے سیڑھیوں تک آئے پھر کار میں سوار ہو گئے۔ کیپٹن اور ایڈی کانگ ان کے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ اور بھاسکر موٹر سائیکلوں پر ان سے آگے تھے۔ گیٹ سے باہر نکلتے وقت سواری کے ساتھ دس کاریں اور تھیں جن میں راجکمار اور اکابرین تھے اور نصف سے زیادہ خالی تھیں۔

مہاراجہ کی سواری اسٹیشن پہنچنے کے چند منٹ بعد ٹرین پلیٹ فارم پر آ کر رکی۔ نواب صاحب کا سیلون گارڈ وین کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ مہمان نیچے اترنے لگے۔ مہاراجہ سیلون میں داخل ہوئے اور نواب صاحب کو ساتھ لئے ہوئے نیچے اترے۔ راجکماروں نے نواب صاحب کے گلے میں زرتار ہار ڈالے۔ مصافحہ معانقہ ہوا اور سب کاروں میں سوار ہونے لگے۔ نواب صاحب کے ساتھ ایک باڈی گارڈ اور تین شکاری اور پولو کے کھلاڑی تھے۔ جن میں ایک انگریز بھی تھا۔ سامان بیسوں سوٹ کیسوں' بکسوں اور ہولڈالوں پر مشتمل تھا۔ معلوم ہوتا تھا نواب مستقل رہائش قیام کے ارادے سے تشریف لائے ہیں۔ راج محل پہنچتے ہی قلعے سے توپوں کی سلامی اور گارڈ آف آنر دیا گیا۔ تمام رسومات سے فارغ ہونے کے بعد نواب صاحب مہاراجہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہنستے' قہقہے لگاتے مہمان خانے میں داخل ہوئے۔ مہمان خانہ پہلی منزل پر تھا اور اس کے دونوں پہلوؤں میں پانچ کمرے مصاحبین کے لئے آراستہ کئے گئے تھے۔ ناشتے پر سینکڑوں معززین نواب صاحب کے ساتھ شریک تھے اور دوپہر کو کھانے کے وقت پورا ڈائننگ ہال بھرا ہوا تھا۔

شام کو چار بجے پولو میچ ہوا۔ پانچ بجے تک ہم نے مہمان ٹیم پر دو گول کئے۔ ان کے ہاں مسٹر اسٹیفن کے سوا کوئی اچھا کھلاڑی نہ تھا۔ نواب صاحب اچھے تھے اور باقی سب دوسرے درجے کے کھلاڑی تھے۔ نواب صاحب نے کھیل ختم ہونے پر مہاراجہ کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا۔ "آپ کی ٹیم واقعی بہت اچھی ہے۔" کرنل رگھبیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "شاید تم کوچ کرتے ہو ان کو؟" کرنل نے خواہ مخواہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ مہاراجہ نے اس جھوٹ پر تیوری چڑھا کر دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

شام کو آٹھ بجے کھانا کھانے کے بعد دربار ہال میں محفل رقص و سرور قائم ہوئی اور

صبح تین بجے تک جاری رہی۔ نواب صاحب نے ہر گانے والی کو دل کھول کر انعام دیا۔ اختتام محفل پر جس رقاصہ کی طرف ان کا التفات پایا گیا تھا۔ ان کے جانے کے بعد ان کے کمرے میں بھجوا دی گئی۔ میں نیچے جانے کے لئے زینے کی طرف جا رہا تھا کہ کرنل ناستک لفٹ کے قریب کھڑا ہوا ملا۔ مجھے دیکھتے ہی بولا "سارجنٹ ٹھہرو۔ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"

میں نے رک کر کہا۔ "کہئے کیا حکم ہے؟"

ادھر ادھر دیکھ کر اس نے کہا۔ "مجھ کو پہچانتے ہو؟"

میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر لاپرواہی سے کہا "کیا آپ بتا سکتے ہیں صبح کے ساڑھے تین بجے آپ نے تعارف کی ضرورت کیوں محسوس کی؟"

"میں تمہیں بتا دنا چاہتا ہوں تم آگ سے کھیل رہے ہو اور۔"

"شکریہ۔ میں یاد رکھوں گا۔ گڈ نائٹ۔" میں نے چلتے چلتے کہا۔ وہ میری طرف گھورتا رہ گیا۔

○

صبح کو کھانے کے بعد شکار کا پروگرام تھا۔ نواب صاحب اور مہاراجہ تیار ہو کر نکلے اور سہ پہر کو تین بجے کے قریب دس بارہ شکاریوں کے ساتھ کاروں میں بیٹھ کر چھوٹی شکار گاہ پہنچ گئے۔ شکار گاہ کے جنگلے اور واچ ٹاور کو جھنڈیوں اور کاغذی پھولوں سے لدا پھندا دیکھ کر مجھے گمان ہونے لگا کہ شاید آج ہر شکار کے گلے میں بھی ایک ہار پڑا ہوا ہو۔ گاڑیاں پھاٹک کے قریب چھوڑ کر تمام شکاری بندوقیں لے کر پیدل اندر داخل ہوئے۔ نواب صاحب اور مہاراجہ کی رائفلیں دوسرے شکاری لئے ہوئے تھے اور وہ سب کے درمیان چل رہے تھے۔ گھنا جنگل شروع ہوتے ہی ایک تالاب کے کنارے شیشم کے درخت پر مچان بندھا ہوا تھا۔ چار شکاریوں کو اس پر بھیج دیا گیا۔ تقریباً پانچ سو گز کے فاصلے پر دوسرا مچان تھا۔ اس پر بھی ایک پارٹی کو بھیج دیا گیا۔ اتنے ہی فاصلے پر سامنے کی جانب تیسرا مچان نواب صاحب مہاراجہ اور **مصاحبین** کے لئے تھا۔ پہلے کے عین سامنے اسی فاصلے پر چوتھا مچان تھا۔ جس پر میں اپنے تین ہمراہیوں کے ساتھ ڈٹ گیا۔ یہ ایک لفٹ نما مچان تھا۔ جس میں چار نشستوں کی گنجائش تھی۔ ٹیلیفون اور فلیش لائٹ کا اہتمام تھا۔ دھوپ سے بچنے کے لئے بالائی حصہ ڈھکا ہوا تھا۔ مجھے شکار پر رحم آنے لگا' جن کے پاس نہ یہ سامان تحفظ تھا اور نہ جدید ترین رائفلیں نہ دور بین۔ اگر اب بھی کوئی شکاری شیر کا شکار کرنے کی بجائے خود شکار ہو جائے۔ تو .... تو کیا؟ میں سگریٹ پیتا رہا' سوچتا رہا اور دل ہی دل میں اس حسن انتظام کی داد دیتا رہا۔ کیونکہ میرے ساتھیوں میں دو نواب صاحب کے شکاری تھے

اور ایک جو ہماری ریاست کا تھا وہ مجھ سے اتنا ناواقف تھا کہ مجھ کو بھی نواب صاحب کا آدمی سمجھ بیٹھا تھا۔ مچان پر بیٹھے بیٹھے رات کے آٹھ بج گئے اور کوئی شکار نہ آیا۔ کہیں فائر نہ ہوا۔ ہرن چیتل اور بارہ سنگھے وغیرہ آتے جاتے رہے۔ دوسرے مچانوں سے ٹیلیفون پر پیغامات ملتے رہے۔ چائے کے وقت چائے اور کھانے کے وقت نفیس ترین کھانے آتے رہے۔ صرف شیر نہ آیا۔ شاید اس کو پروگرام کی اطلاع نہیں ملی یا پھر کہیں مہمان خصوصی کے فرائض انجام دے رہا ہو گا۔ نو بجے "تھکے ہارے" شکاری اچھوتی بندوقیں اور کنوارے کارتوس لئے ہوئے راج محل میں داخل ہو رہے تھے۔ سرخ قالین پر چلتے ہوئے نواب صاحب نے مسکرا کر ہزہائی نس سے کہا۔ "یار خدا کی قسم مزا آگیا۔"

مجھے ان کے اس جملے پر مزا آگیا۔ مہاراجہ نے ہنس کر کہا "مزا تو کل آئے گا جب تمہیں پیدل شکار گاہ میں لے جایا جائیگا۔ آج تو محض نوابی ٹھاٹھ دکھائے ہیں۔" میں نے دل میں کہا۔

ایک دن اور بھی جئے ہی بنی۔

شکر ہے نواب نے پلٹ کر نہیں کہا۔ "یار کیوں مزا کرا کرا کر رہا ہے۔"

کھانے کے بعد پھر محفل موسیقی کا پروگرام تھا لیکن آج سب نے اس قدر شراب پی کہ کسی کو اپنے کمرے تک جانے کا ہوش نہ تھا۔ مہاراجہ پینے کے باوجود ٹھیک تھے اور نواب فصاحت علی اپنی غیر معمولی قوت برداشت سے نشے پر غالب آ رہے تھے۔ تاہم دربار ہال تک جا کر محفل میں شرکت کرنے کی سکت کسی میں نہ تھی۔ چند راجکماروں' درباریوں اور سرکاری ملازموں نے گانا سنا۔ باادب باملاحظہ کی پابندیاں نہ ہونے کے باعث آج کی محفل صحیح معنوں میں محفل تھی۔ نصف شب گزرنے کے بعد تمام دروازے بند کر دیئے گئے اور پھر جنہوں نے کبھی ایک قطرہ بھی نہ چکھی تھی انہوں نے شرابی بن کر وہ خرمستیاں دکھائیں کہ اودھم مچ گیا۔

دو بجے کے قریب مودی صاحب نے کیپٹن کو دو بوتلیں برانڈی کی بھجوائیں۔ کیپٹن نے لانے والے کو اپنے کمرے کی چابی دے کر مجھے اس کو لے چلنے کا اشارہ کیا اور خود مودی خانے کی طرف چل دیے۔ میں نیچے پہنچ کر لڑکے کو رخصت کر رہا تھا کہ وہ دوسرے لڑکے کے سر پر خوان رکھے ہوئے پہنچ گئے تھے۔ میں نے تمام سامان میز پر رکھوایا اور لڑکوں کو رخصت کر کے دروازہ بند کیا۔ میز پر طرح طرح کی مٹھائیاں' شیرمال قورمہ' دو بھنے ہوئے مرغ اور چند پھل چنے ہوئے تھے۔ ہم تین بجے تک کھاتے اور پیتے رہے اور پھر جو سوئے تو گیارہ بجے آنکھ کھلی۔ شیو' غسل اور چائے وغیرہ سے فارغ ہو کر اوپر پہنچے تو دوپہر کا کھانا میزوں پر چنا جا رہا تھا۔ تین بجے پھر شکار پارٹی کی کاریں راج محل سے نکل کر چھوٹی شکار گاہ کی طرف جا رہی تھیں۔ آج شکاریوں کی تعداد کل سے کچھ کم تھی۔ صرف کرنل

ناسٹک کا اضافہ ہوا تھا۔ جو بزعم خود بہت بڑا شکاری تھا۔ چھوٹی شکار گاہ۔ بڑی کا ہی ایک حصہ تھی جسے ایک بلند دیوار ایک دوسری سے علیحدہ کرتی تھی۔ یہ چند مربع میل کا دشوار گزار پہاڑی علاقہ تھا جو گھنے جنگل اور ندی نالوں کی وجہ سے نیل گاؤ' ہرن' ریچھ' شیر چیتے اور بھیڑیئے وغیرہ کے شکار کے لئے یکساں موزوں تھا۔

مہاراجہ صرف وائسرائے ہند' گورنر یا مخصوص دوستوں کو ہی شیر کے شکار کا اعزاز بخشتے تھے۔ ورنہ بڑی شکار گاہ میں ہرن' بارہ سنگھے وغیرہ کے شکار پر ٹرخا دیا کرتے تھے۔ ساڑھے تین بجے کے قریب ہم شکار گاہ میں داخل ہو گئے۔ یہاں بھی مخصوص مقامات پر' جہاں شیر چیتے پانی پینے آتے تھے یا جہاں ان کی پناہ گاہیں تھیں' بڑی شکار گاہ جیسے مچان بنے ہوئے تھے۔ یہ سب چار پانچ سو گز کے فاصلے سے ایک دوسرے کے سامنے ایک بڑے دائرے میں تھے۔ لیکن ان مچانوں تک پہنچنے میں ہر قدم پر درندوں سے تصادم کا خطرہ رہتا تھا۔ نصف میل اندر جانے کے بعد پہلے ہی مچان پر مہاراجہ' ایڈی کانگ' نواب صاحب اور ان کے انگریز مینجر کو سیڑھی کے ذریعے چڑھا دیا گیا۔ سامان خورد نوش اور سگریٹ وغیرہ صبح ہی پہنچا دیے گئے تھے۔ دوسرا مچان چار سو گز کے فاصلے پر تھا۔ اس پر دو راجکمار ایک پیشہ ور شکاری اور کرنل ناسٹک۔ اس مچان سے چار سو گز پر سامنے ہی نالے کے دوسری طرف تیسرا مچان تھا۔ جس پر کیپٹن دلیش مکھ' بھاسکر' میں اور محمد بنارس فٹ ہو گئے۔ ہمارے بائیں جانب تین چار سو گز کے فاصلے پر چوتھا مچان چند دوسرے لوگوں کے تصرف میں تھا۔ ہر مچان چاروں طرف ایک نہ ایک ایسے پوائنٹ کو کور کرتا تھا جہاں کسی نہ کسی جانور کی آمدورفت کا امکان تھا۔ ساڑھے چار بجے کے بعد سگریٹ نوشی اور بولنے چالنے کی ممانعت کر دی گئی۔ گھنا جنگل ہونے کی وجہ سے پانچ بجتے ہی زمین پر اندھیرا پھیلنے لگا اور پرندوں کے غول آشیانوں کی طرف پرواز کرنے لگے۔ دوسرے اور تیسرے مچان کے درمیان دو پہاڑی سلسلوں کے وسط میں واقع گہرے نالے میں کچھ ہلکی سی آہٹ ہوئی۔ کیپٹن دلیش مکھ نے دور بین اٹھا کر غور سے دیکھنا شروع کیا۔ ہم نے بھی دیکھنے کے لئے اپنی اپنی دور بینیں اٹھائیں۔ ایک ہرنی پانی پیتے پیتے چوکنی ہو کر ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ تین چار گز کے فاصلے پر اس کا بچہ جو آٹھ دس سیر وزن کا ہو گا۔ چمک کر اچھلا اور پانی میں گر گیا۔ ہرنی نے نالے کے دوسری طرف چھلانگ لگائی۔ لیکن نصف فاصلے تک پہنچی تھی کہ کسی طرف سے ایک چیتے نے چھلانگ لگا کر اس کی گردن دبوچ لی۔ وہ اس کی گرفت میں بری طرح تڑپ رہی تھی۔ اسی وقت ہماری طرف سے تین بندوقیں چلیں۔ چیتے نے ہرنی کو چھوڑ کر ایک طرف چھلانگ لگائی۔ دوسرے مچان سے دو فائر ہوئے۔ چیتا نالے میں گر کر تڑپنے لگا۔ کیپٹن نے ایک اور گولی چلائی۔ دوسرے مچان سے پھر ایک فائر ہوا۔ اور بھاسکر کے ہاتھ سے بندوق چھوٹ کر نیچے گر گئی' وہ دائیں ہاتھ سے بائیں بغل تھام کر منہ کے بل مچان کے راڈ

پر گر پڑا۔ وہ میرے اور کیپٹن کے بیچ میں تھا۔ اس کا ہاتھ اور کوٹ خون میں تر ہو چکا تھا۔ ہم نے بندوقیں رکھ کر اس کو سنبھال کر لٹایا۔ کوٹ کے بٹن کھولے اور قمیص پھاڑ ڈالی۔ ہٹا کر دیکھا تو گولی بغل کے گوشت کو پھاڑتی ہوئی باہر نکل گئی۔ کیپٹن نے چیخ کر کہا۔ "خطرناک نہیں بھاسکر۔ گھبراؤ نہیں۔ یہ لو۔" انہوں نے برانڈی کی بوتل کھول کر اس کے منہ سے لگا دی۔ دو گھونٹ لے کر وہ سنبھل گیا۔ میں اور بنارس اس کو فرسٹ ایڈ دینے لگے۔ کیپٹن نے ٹیلیفون پر ہزہائی نس کو حادثے کی اطلاع دی اور بات ختم کر کے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "نعیم مجھے یقین ہے کہ گولی تمہارے لئے تھی۔" میں نے اثبات میں گردن ہلائی۔ "اور تم شاید یہ بھی جانتے ہو کہ کس نے گولی چلائی تھی۔"

میں نے ــــ کوئی جواب نہ دیا۔ نیچے جھک کر دیکھا۔ چیتا بے حس و حرکت پڑا تھا۔ نہ معلوم وہ کس کی گولی سے مارا گیا۔ مجھے بھاسکر کو مسکراتے دیکھ کر بے ساختہ پیار آ گیا۔ بینڈیج کو گرہ دے کر میں نے اس کا گال چوم لیا۔ "تو شیر ہے سارجنٹ بھاسکر۔" بنارس نے اس کو سہارا دے کر اٹھایا اور وہ سنبھل کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔ میں نے اس کو اپنے شانے سے لگا کر سہارا دیا۔ حادثے کی اطلاع ملتے ہی تمام شکاری ہماری طرف چل پڑے تھے اور اب قریب آ چکے تھے۔ ہزہائی نس نے کیپٹن کو دوبارہ ٹیلیفون کیا اور وہ حادثے کی تفصیل بیان کرنے لگے۔ تمام شکاری ہمارے مچان کے نیچے آ گئے تو ہم نے ڈوریوں کا جھولا بنا کر سارجنٹ بھاسکر کو نیچے اتارا اور وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا۔

واپس ہوتے وقت گیٹ پر پہنچتے ہی چند سوالات کرنے پر کرنل رگھبیر نے اعتراف کر لیا کہ گولی اس کی رائفل کی تھی اور جلدی میں فائر کرتے ہوئے رائفل کی نالی جھٹکے سے اوپر اٹھ گئی تھی۔ راج محل کو ٹیلیفون کیا جا چکا تھا۔ چند منٹ بعد ایمبولینس آ گئی اور ہم بھاسکر کو لے کر اسپتال کی طرف چل دیئے۔ کیپٹن بھی ہمارے ساتھ ایمبولینس میں سوار تھے۔ لیفٹنٹ کرنل جوشی نے بھاسکر کا آپریشن کیا اور دو گھنٹے بعد وہ اسپیشل وارڈ کے کمرے میں تکیوں کے سہارے بیٹھا ہوا سگریٹ پی رہا تھا۔ کیپٹن نے محمد بنارس کو اس کی نگہداشت کے لئے چھوڑا اور ہم دونوں مدھو ساگر پہنچے۔ ہزہائی نس مہمانوں کے ساتھ کھانا کھا کر اندر جا چکے تھے۔ سیکرٹری نے ہمیں کھانے کے بعد فوراً ہزہائی نس سے ملنے کا حکم دیا۔

"سنو نعیم۔" مہاراجہ کے بیڈ روم کے دروازے پر پہنچ کر کیپٹن نے آہستہ سے کہا۔ "ہزہائی نس کے سوالات کے جواب بہت محتاط ہو کر دینا۔"

"سمجھتا ہوں سر۔ لیکن میں یہ گولی لوٹاؤں گا ضرور۔ بھاسکر غریب کو معلوم نہیں' وہ اس کو حادثہ سمجھتا ہے لیکن میں اور آپ جانتے ہیں کہ یہ گولی میرے لئے تھی اور یہ قتل عمد کا معاملہ ہے۔"

"بے وقوف نہ بنو۔ ہز ہائی نس جانتے ہیں اور کرنل کو کچھ ہوا تو تم کسی طرح نہیں بچ سکو گے۔"

"بچنا چاہتا بھی نہیں میں۔" میں نے جواب دیا۔ کیپٹن نے گھور کر میری طرف دیکھا۔ "تم اپنے کمرے میں جاؤ۔ میں اکیلا ہز ہائی نس سے ملوں گا۔" انہوں نے تیز لہجے میں کہا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا سیکرٹری کے چیمبر کے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا اور سگریٹ سلگایا۔ بمشکل دو منٹ گزرے ہوں گے کہ کیپٹن دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکلے۔ مجھے دیکھتے ہی مسکرا کر بولے۔ "اوہ۔ اچھا ہوا تم یہیں مل گئے نعیم۔"

میں نے کہا "مجھے معلوم تھا سر' آپ کو میری ضرورت پڑے گی۔ فرمایئے کیا حکم ہے؟"

"مہاراجہ تمہیں بلا رہے ہیں۔ لیکن سگریٹ ختم کر لو۔ میں نے کہہ دیا تھا کہ تم نیچے اپنے کمرے میں ہو۔" میں نے دو کش لے کر سگریٹ منہ سے نکالا اور دیوار میں لگے ہوئے ایش ٹرے میں بجھا دیا۔ "آیئے سر۔" میں نے کمرے کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ اندر مہاراجہ' مہارانی یشودھرا اور سادھنا کماری اسی موضوع پر باتیں کر رہے تھے۔ اشارے سے میرے سلام کا جواب دیتے ہوئے مہارانی نے سوال کیا۔ "تم بھاسکر سے کتنے فاصلے پر بیٹھے تھے۔ ناعم جس وقت اس کو گولی لگی؟"

"بالکل قریب تھا یور ہائی نس۔" میں نے جواب دیا۔

"بالکل قریب ...... کتنے قریب۔ ایک فٹ۔ دو فٹ کتنے؟"

"ہمارے جسم ایک دوسرے کو چھو رہے تھے۔ یور ہائی نس۔" میں نے کہا۔ مہاراجہ اور سادھنا کماری کی نظریں میرے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"یعنی تمہارا دایاں بازو بھاسکر کے بائیں بازو سے ملا ہوا تھا؟"

"آپ کا خیال صحیح ہے یور ہائی نس۔"

"تمہارے خیال میں یہ کیسے ہوا ناعم۔؟"

"ایکسیڈنٹ تھا یور ہائی نس۔ شکار میں یہ بالکل نیچرل ہے۔"

"نیچرل؟ کیسے۔ نشانے میں چالیس پچاس فٹ کا فرق کیسے ممکن ہے؟"

"یور ہائی نس۔ آپ تو جانتی ہیں اگر نوزل (نالی) ایک انچ کا سولہواں حصہ بھی اوپر نیچے ہو جائے تو پانچ سو گز کے فاصلے پر گولی پچیس تیس فٹ اوپر نیچے ہو جاتی ہیں۔"

"ہم مانتے ہیں۔ لیکن جس جگہ چیتا دیکھا گیا۔ وہ نمبر تھری سے سو گز دائیں جانب ہے' تو کرنل کو بچا تو نہیں رہے ہو ناعم!"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے یور ہائی نس۔ لیکن کرنل صاحب کو بھاسکر سے کیا دشمنی

ہو سکتی ہے۔"

"ممکن ہے۔ تم سے ہو؟"

"مجھ سے دشمنی کی کیا وجہ ہو سکتی ہے یور ہائی نس۔ جبکہ کرنل مجھ سے واقف بھی نہیں ہیں۔"

"تمہیں یقین ہے وہ تم سے واقف نہیں ہیں؟"

"اتنے واقف ہیں کہ میں ایک معمولی سارجنٹ ہوں اور شاید یہ بھی کہ میرا نام نعیم ہے۔"

"ہمارا خیال ہے وہ اس سے بہت زیادہ جانتے ہیں۔"

"میں آپ کے خیال کی تردید نہیں کر سکتا یور ہائی نس۔"

"کیوں نہیں کر سکتے۔" مہاراجہ نے کہا۔ "کیا ہرہائی نس صحیح کہہ رہی ہیں؟"

"مجھے صحیح غلط سے بحث نہیں یور ہائی نس۔" میں نے مہاراجہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "ہر ہائی نس مہارانی ہونے کی حیثیت سے میری ماں ہیں اور میں سمجھتا ہوں ان کی ہر بات کو تسلیم کرنا میرا دھرم ہے۔"

مہاراجہ ہنس دیئے۔ "لیکن کیا تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس سے زیادہ جاننے کے لئے ہے بھی کیا؟"

"یہ صحیح ہے یور ہائی نس وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے۔ اور اگر جانتے ہیں تو غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔"

"یہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو ناعم۔" مہارانی نے کہا اور کیپٹن سے مخاطب ہو گئیں۔ "بھاسکر خطرے میں تو نہیں ہے کیپٹن؟"

"معمولی سا زخم ہے یور ہائی نس۔" کیپٹن نے کہا۔ "دو انچ دائیں طرف ہوتا تو پھر واقعی۔"

"خیر شکر ہے بچ گیا۔ ہم کرنل کو شکار کے لئے ڈس کوالیفائی کر رہے ہیں کیپٹن۔" یہ مہاراجہ تھے۔

"آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں یور ہائی نس۔"

"اچھا کیپٹن۔ تم جا سکتے ہو۔"

ہم سلام کر کے چل دیئے۔ اپنے کمرے میں آتے ہی کیپٹن نے کہا۔ "تم کافی بہکے ہو نعیم۔"

"اس سے کم بہکنا میرے بس میں نہ تھا سر۔" میں نے جواب دیا۔ "ان میں سے ہر ایک کو یقین ہے گولی مجھ پر چلائی گئی تھی۔ وہ صرف مجھ پر اس کا رد عمل دیکھنا چاہتے تھے۔"

"ہاں۔ اور تم نے اس کو ایکسیڈنٹ ثابت کرنے کی اچھی کوشش کی۔ یہ میں تسلیم کرتا ہوں۔"

"شکریہ کیپٹن۔" میں نے ہنس کر کہا۔ سیلوٹ کیا اور اپنے کمرے میں چلا آیا۔

چیتے کو مارنے کا اعزاز نواب فصاحب علی کو دے دیا گیا۔ حالانکہ انہوں نے جس وقت اس کی پہلی جھلک دیکھی۔ اس وقت چیتے کو مرے ہوئے پندرہ بیس منٹ ہو چکے تھے۔ دس بجے کے قریب ایک فوٹو گرافر نے نواب صاحب اور ان کی اس رائفل کے جس نے بھول کر بھی کسی ذی روح کے قتل عمد کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔ بیسوں پوز لئے جن میں چیتے کو کیمرے کے ہر زاویے سے نواب صاحب کا قتیل خنجر ناز ثابت کیا گیا تھا۔ ایک فرنٹ پوز سے، جس میں وہ منہ سے پائپ لگائے، چیتے کی پسلیوں پر پاؤں رکھے اور پاؤں کے قریب رائفل ٹکائے شاہانہ وقار سے سینہ تانے کھڑے ہوئے تھے۔ یہ تاثر پیدا ہوتا تھا جیسے یہ حقیر چیتا تو راستے میں حائل ہونے کی وجہ سے انہوں نے محض تفریحاً" مار گرایا تھا۔ ورنہ ببر شیر سے کم کسی چیز پر گولی چلانا ان کی کسر شان ہے۔ میں سوچ رہا تھا۔ سبحان اللہ کیا نشانہ ہے حضور نواب صاحب بہادر کا۔

بے تیر بے کمان کے جو دل شکار کرلے

تصویر کشی کی رسم ادا کرنے کے بعد بے گناہ چیتے کی کھال میں بھس بھروانے کی مہورت ہونے لگی تو ہم واپس چلے آئے۔ کیونکہ کام اب چیر کر نمک لگانے کا باقی تھا۔ جو یقیناً" نہایت غیر شاعرانہ تھا۔

دوپہر کو "ساٹھ ماری" کا اہتمام کیا گیا۔ یہ اسپین کی بل فائٹ قسم کی فائٹ تھی جو نشے میں بدمست ایک ہاتھی اور دس گھڑ سواروں کے درمیان اس وقت تک جاری رہتی جب تک کہ ہاتھی نڈھال ہو کر نہ گر جائے، یا کوئی سوار موت کے گھاٹ نہ اتر جائے۔ "ساٹھ ماری" پانچ سال قبل ایک سوار کی موت واقع ہو جانے کے بعد ممنوع قرار دے دی گئی تھی۔ لیکن اچانک دو روز قبل اس کا اعلان ہونے کے بعد اس وقت تک پندرہ ہزار روپے کے ٹکٹ فروخت ہو چکے تھے اور بکنگ جاری تھی۔ ٹکٹ کی شرح پانچ، دس، بیس اور تیس روپے تھی۔ اٹھارہ سال سے کم عمر کے لڑکوں اور عورتوں کا داخلہ ممنوع تھا۔ ہندو مہاجن خود اس لڑائی کو دیکھنے سے گریز کرتے تھے۔ صرف مسلمان، راجپوت، مرہٹے عیسائی اور پارسی اس خطرناک کھیل میں دلچسپی لیتے تھے۔ جس گول میدان میں ساٹھ ماری ہوتی تھی وہ ایک مربع میل کے رقبے میں پھیلا ہوا تھا۔ چند دروازوں کے سوا چاروں طرف بیس فٹ اونچی اور چھ فٹ چوڑی فصیل تھی جس پر آگے پیچھے دو دو نشستوں کا انتظام تھا۔

ڈیڑھ بجے مہاراجہ کی سواری میدان میں پہنچی تو سو ڈیڑھ سو درباری نشستوں کے سوا تمام کرسیاں پر ہو چکی تھیں۔ کھلے ہوئے میدان میں ہر دو سو تین سو گز کے فاصلے پر پچاس

گز لمبی اور بیس فٹ اونچی دیواریں آڑے ترچھے زاویے سے بنی ہوئی تھیں۔ جن کے وسط میں محراب نما دروازے سے ہاتھی کو اندر دھکیلا گیا۔ وہ چیختا چنگھاڑتا میدان میں آ کر ٹہلنے لگا۔ اشارہ ہوتے ہی ایک سوار دیوار کے عقب سے گھوڑا دوڑتا ہوا نکلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لمبا سا ہنٹر تھا جس کو وہ مسلسل گردش دیئے جا رہا تھا۔ قریب پہنچتے ہی اس نے ہاتھی کے پہلو میں ہنٹر مارا اور گھوڑے کو موڑ کر بگٹٹ چھوڑ دیا۔ ہنٹر پڑتے ہی ہاتھی تیزی سے پلٹ کر سوار کی طرف لپکا۔ بھاری جسامت کے باوجود وہ نہایت تیزی سے دوڑ رہا تھا۔ ابھی وہ سوار کے قریب پہنچنے ہی پایا تھا کہ دوسری طرف سے دوسرا سوار ہاتھی کی طرف تیزی سے چلا اور وہ سونڈ بڑھا کر پہلے سوار کو اٹھانا چاہتا تھا کہ پیچھے سے ایک زور دار ہنٹر پڑا۔ ہاتھی غضبناک ہو کر پیچھے پلٹا۔ سوار اس کے مڑنے سے پہلے گھوڑا موڑ چکا تھا اور سرپٹ جا رہا تھا۔ یہ سلسلہ اسی طرح ڈیڑھ گھنٹے تک چلتا رہا۔ تماشائی دور بینوں سے دیکھ رہے تھے اور جس سمت حملے کا رخ ہوتا وہاں اکثر اوقات سوار فصیل تک پہنچ جاتے تھے اور دور بین کی ضرورت ہی نہ رہتی تھی۔ ہاتھی دس گھوڑوں پر تقسیم تھا اس لئے بری طرح ہانپ رہا تھا۔ پندرہ منٹ کا وقفہ دیا گیا اور اس کے بعد پھر لڑائی شروع ہو گئی۔ اس مرتبہ ایکشن زیادہ تیزی لئے ہوئے تھا۔ سوار اس سرعت سے حملے کر رہے تھے کہ یہ تمیز کرنا مشکل ہو جاتا تھا کہ کس کے پیچھے ہاتھی دوڑ رہا ہے اور کون ہاتھی کے پیچھے جا رہا ہے بعض اوقات ہاتھی سوار کے اتنا قریب پہنچ جاتا تھا کہ تماشائیوں میں شور مچ جاتا لیکن دوسرے لمحے عقب سے یا کسی پہلو سے ہنٹر پڑتا اور ہاتھی پلٹ پڑتا۔ اب ہاتھی تھک کر چور ہو چکا تھا اور بری طرح ہانپ رہا تھا اس کے جسم سے پسینہ پانی کی طرح بہہ رہا تھا۔

لیکن اس کے باوجود غصے میں جھلا جھلا کر ہر حملے کا جواب دے رہا تھا۔ پانچ بجے کے قریب جب ہاتھی بالکل بے دم ہو چکا تھا، گرنے والا تھا ایک سوار سے غلطی ہو گئی۔ ہنٹر مارنے والا سوار سرپٹ جا رہا تھا۔ ہاتھی اس کے عقب میں بڑھتا ہوا گھوڑے کے قریب پہنچا سونڈ بڑھا کر سوار کو پکڑنے لگا تھا کہ دیوار قریب آ گئی۔ اگلا سوار دروازے سے داخل ہو کر دوسری طرف نکل گیا۔ ہاتھی دیوار کو قریب پا کر پچھلے سوار کے اندازے سے کچھ پہلے پلٹ پڑا اور اس نے ہنٹر کا ہاتھ مار کر گھوڑے کو گھمانا چاہا تو پلٹتے پلٹتے گھوڑے کا پٹھا سونڈ کی لپیٹ میں آ گیا۔ تماشائیوں کی چیخیں نکل گئیں۔ کئی سواروں نے ادھر ادھر سے یورش کر کے ہنٹر برسائے لیکن ہاتھی نے گھوڑے کو ایک جھٹکے میں گھسیٹ لیا۔ سوار چھلانگ لگا کر نکل گیا۔ ہاتھی گھوڑے کے اوپر گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا۔ ہنٹروں کی بارش ہوتی رہی لیکن گھوڑا ہاتھ پاؤں مار کر ختم ہو چکا تھا۔ آخر ریفری نے سیٹی بجا کر سواروں کو روکا۔ پیدل ہونے والے جوان کو ایک سوار نے اپنے گھوڑے پر گھسیٹ لیا اور میدان سے باہر نکل گیا۔ آخر لوگوں کا شوروغل دیکھ کر کھیل ختم کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ کئی مہاوت آنکس اور

زنجیریں لے کر بڑھے اور ہاتھی ابھی ہوش میں بھی نہ آنے پایا تھا کہ اس کے پچھلے پیروں میں زنجیریں ڈال دی گئیں۔

یہ تمام گھوڑے پولو کے تھے اور تمام کھلاڑی ایک ہی مدراسی خاندان کے افراد تھے۔ مہاراجہ کو گھوڑے کے ضائع ہونے کا افسوس تھا لیکن سوار کے بچ جانے کی بے حد خوشی تھی۔ شام کو تمام کھلاڑیوں کو شاندار دعوت دی گئی اور جس کھلاڑی کا گھوڑا مارا گیا تھا اسے ایک جوڑا اور سو روپے مہاراجہ کی طرف سے اور دوسرا جوڑا اور سو روپے انعام نواب صاحب کی طرف سے دیئے گئے۔

تقریب ختم ہونے کے بعد ہزہائی نس تمام مہمانوں سے رخصت ہو کر محل کی طرف چلے۔ میں ان کے ساتھ اوپر آیا وہ اپنے کمرے میں داخل ہو گئے تو میں اپنے کیبن میں چلا گیا اور سگریٹ پینے لگا۔ سگریٹ ختم ہونے کے بعد باہر نکل کر سیکرٹری کے چیمبر کی طرف چلنے لگا تھا کہ نرملا اس طرف آتی ہوئی دکھائی دی۔ میں دروازے میں داخل ہوتے ہوتے رک گیا۔ وہ میرے کیبن کے قریب آ کر ٹھہر گئی اور کہنے لگی۔ "ناعم آج میرے کمرے میں آؤ گے تم؟"

"مشکل ہے نرملا ڈیئر۔ تم کو معلوم ہے۔ مہمان آئے ہوئے ہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"پھر کب پریتم؟"

"ان کے جاتے ہی پریتما۔" میں نے اسکے رخسار کو چھو کر کہا۔ وہ سر جھکا کر چلی گئی۔ میں سیکرٹری کے پاس جا کر کھڑا باتیں کرنے لگا۔ چند باتیں کر کے وہ اپنے مخصوص موضوع پر آ گیا۔ اور مسکرا کر کہنے لگا۔

"ذرا ہاتھ تو دکھاؤ اپنا۔" میں نے مسکرا کر دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف کر لئے۔ "نہیں دکھاؤں گا مسٹر مہتا۔ میرا ہاتھ آپ کو الجھا کر رکھ دیتا ہے۔"

"میں الجھتا نہیں ہوں۔ لاؤ۔" اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"چھوڑیئے بھی۔ کوئی اور بات کیجئے۔ آپ نے خود کہا تھا کہ میں آج کل کسی کو ہاتھ نہ دکھاؤں۔"

"میرے سوا۔ میں دوست ہوں۔"

"اچھا تو بغیر ہاتھ دیکھے بتایئے۔" وہ میرے چہرے کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ "گزری ہوئی بتا سکتا ہوں۔ آنے والی ہاتھ دیکھ کر ہی بتاؤں گا۔"

"بتایئے۔"

"اک حادثہ گزر گیا کل کہو غلط؟"

"غلط بالکل غلط محض قیاس آرائی۔"

"غلط؟ تم اپنے قرآن کی قسم کھاؤ۔ میں آج ہی اپنی پامسٹری اور ایسٹرولوجی کی تمام کتابیں جلا ڈالوں گا۔" میں نے مسکرا کر دایاں ہاتھ اس کے سامنے کر دیا۔ "شاید غلط نہیں۔ لیکن یاد رکھئے آپ مجھے دوست کہہ چکے ہیں۔" وہ ایک منٹ خاموشی سے میرا ہاتھ دیکھتا رہا اس کے بعد سر اٹھا کر بولا۔ "مجھے یاد ہے لیکن آپ بھی یاد رکھئے گا کہ میں آپ کا دوست ہوں۔ سنئے ایک حادثہ اور آ رہا ہے۔ اور وہ ...." اس نے پھر لکیروں کی طرف نظریں جما دیں اور تھوڑی دیر بعد بغیر سر اٹھائے بولنے لگا۔ "پانی کا حادثہ ہے .... اسی شہر میں .... اسی مہینے میں .... میرا مطلب ہے تیس دن کے اندر اندر ...... اس لئے ہوشیار حضور۔"

"آپ؟ .... حضور؟ .... یہ سب کیا ہے مسٹر مہتا۔ میں عہدے میں آپ سے بہت کم تر ہوں۔" میں نے انہیں اپنی حیثیت یاد دلائی۔

"آپ۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "ہمیں ابھی سے حضور کہنے کی عادت ...." میں ہاتھ چھڑا کر ہنس دیا۔" اچھا یہ بتایئے پلیز۔ کیا میں اس حادثے سے جو اسی شہر میں' اسی مہینے میں۔ ندی جھیل یا تالاب وغیرہ میں پیش آنے والا ہے۔ بچ جاؤں گا؟"

"ہاں۔ لیکن ذرا ہوشیار رہنا۔ خدا تمہاری حفاظت کرے دوست۔"

"تھینک یو سر۔ میں کبھی نہیں بھولوں گا کہ آپ نے مجھے سہارا دیا۔" اس نے مسکرا کر ہاتھ بڑھا دیا اور میں نے اس سے مصافحہ کیا' مڑا اور اپنی کیبن میں آ گیا۔

رات کو نو بجے ڈنر کے بعد مہاراجہ کو ان کے کمرے تک پہنچانے کے بعد میں فارغ تھا۔ نیچے جا کر کھانا کھانے کی بجائے میں ٹہلتا ٹہلتا دائیں جانب والے کاریڈور سے گھوم کر جھیل کے سمت والی بارہ دری کی جانب چل دیا۔ اگلے کونے پر جو بیس قدم ہو گا۔ دو عورتیں کھڑی ہوئی باتیں کر رہی تھیں۔ ایک کونے کی آڑ میں اور دوسری سامنے میرے قدموں کی آہٹ سنتے ہی سامنے والی تیزی سے بڑھ کر میرے قریب آنے لگی۔ اور دوسری نے جھانک کر دیکھا۔ یہ یشودھرا تھی۔ نظریں ملتے ہی مسکرائی اور آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔ پہلی اسی کی خادمہ تھی اور مجھے ایک مرتبہ دیکھ چکی تھی۔ قریب آ کر چکرا گئی۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ کیا کہے۔ بمشکل اتنا کہہ سکی۔ "اس طرف راجکماریاں ہیں۔" میں نے بھولپن سے کہا۔ "اچھا؟" اور پلٹنے لگا۔ اسی اثناء میں یشودھرا قریب پہنچ گئی۔ میں نے اس کو جھک کر پرنام کیا۔ "اوہ سارجنٹ اس طرف نہ جانا۔" اس نے کہا پھر مسکرا کر گھڑی کی طرف دیکھا اور انگریزی میں بڑبڑائی جملے کا مطلب یہ تھا کہ "دیر ہو گئی ہے لیکن یہاں سے وہیں چلے جاؤ۔" میں نے اس کو پھر سلام کیا اور دربار ہال کی طرف لوٹ آیا۔ اندر داخل ہوا تو سیکرٹری بیٹھا ہوا سگریٹ سلگا رہا تھا۔ "کیا گھر جانے کا ارادہ نہیں ہے مسٹر مہتا----؟" میں نے ہنس کر کہا۔

"ابھی کھانا کھا کر آیا ہوں۔ چلتا ہوں۔ تم کھانے پر کہیں دکھائی نہیں دیئے نعیم۔"

"میں آپ کے ساتھ شہر چلوں گا۔ اگر آپ کا اعتراض نہ ہو۔"

"اعتراض؟ کیوں؟" اس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ "آؤ کہاں جا رہے ہو؟"

"ایک دوست کے ہاں دعوت ہے۔ اچھا آپ گاڑی نکالیں۔ میں ذرا لباس بدل لوں۔" میں نے چلتے ہوئے کہا۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر میں نے کوٹ' بیلٹ اور ٹوپی اتاری جسٹر اور فلیٹ کیپ پہنی' ہولسٹر سے پستول اور ریفل نکالے اور کیپٹن کے فلیٹ میں پہنچا انہوں نے دیکھتے ہی پوچھا۔ "کھانا کھا لیا نعیم؟"

"سر میری دعوت ہے اگر آپ اجازت دیں۔" میں نے کہا۔

"کونسی دعوت؟"

"پینے پلانے کی سر۔"

"واقعی؟" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ سوچ میں پڑ گئے۔ اٹھ کر میرے پاس آئے اور آہستہ سے کہا۔ "زندگی سے نہ کھیلو نعیم۔ ابھی چوبیں گھنٹے ہوئے ہیں۔"

میں مسکرا دیا۔ "تھینک یو سر۔ لیکن کھیل شروع ہو گیا ہے۔ تو پھر میں پیچھے کیسے ہٹ سکتا ہوں۔"

"اچھا ڈیئر۔ خدا حافظ۔ گاڑی تو نہیں مانگی تم نے؟"

"مسٹر مہتا کے ساتھ جا رہا ہوں۔"

"وہ جانتا ہے؟" میں نے نفی میں گردن ہلائی اور خدا حافظ کہہ کر چل دیا۔ باہر سیکرٹری کار میں انتظار کر رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی وہیل سے سرک کر ایک طرف ہو گیا۔ میں--- دروازہ کھول کر سوار ہو اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ کیمپ سے دو فرلانگ اس طرف سیکرٹری کا شکریہ ادا کیا اور گاڑی سے اتر کر چہرے پر مفلر لپیٹا۔ ہیٹ آنکھوں تک جھکائی اور پیدل چلنے لگا۔

ندی کے پل سے گزر کر سڑک پر آیا ہی تھا کہ بلیو پیکارڈ میرے قریب پہنچ کر آہستہ ہو گئی اور چند قدم پر جا کر رک گئی۔ میں تیزی سے بڑھ کر اس کے قریب پہنچا۔ یشودھرا نے اگلا دروازہ کھول کر کہا۔ "کم ان نعیم۔" میں نے پیچھے کی طرف دیکھا کہ کہیں تعاقب تو نہیں کیا جا رہا۔ دور تک کوئی نہ تھا۔ میں گاڑی میں سوار ہو گیا اور دروازہ بند کر لیا۔ گاڑی تیزی سے روانہ ہو گئی۔

"میری طرف سے دلی مبارکباد پریتم۔" یشودھرا نے مسکرا کر کہا۔ میں ہنس دیا' اس کا اشارہ کل کے واقعے کی طرف تھا۔

"کس طرف چلنا ہے؟" راجکماری نے پوچھا۔

"کیمپ کا راؤنڈ لے کر امین پور روڈ اسٹیشن کی طرف سے میں ڈرائیو کروں گا۔"

"مجھے آج صرف باتیں کرنی ہیں ڈارلنگ۔" وہ مسکرائی۔

"آپ کا خادم مرتے دم تک سننے کو تیار ہے۔ یورا ایکسی لینی۔"

"یورا ایکسی لینی پلیز شٹ اپ۔" اس نے کہا اور اسٹیشن کے قریب ایک اندھیرے کونے میں گاڑی روک دی۔ میں نے اس کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر گود میں لیا اور پیار کر کے بائیں طرف بٹھاتے ہوئے وہیل سنبھال لیا۔ گاڑی تیزی سے کیمپ کی طرف چلنے لگی۔ ٹرن لینے سے پہلے میں نے پیچھے کی طرف نظر دوڑائی۔ حد نظر تک کوئی نہ تھا۔ امین پور روڈ آتے ہی یشودھرا نے کہا۔ "سنو میری جان۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "سناؤ میری جان۔ مالکونس میں کچھ۔"

"اب ہمارا پریم راز نہیں رہا۔" اس نے کہا۔ میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کھینچتے ہوئے کہا۔ "کب تک رہتا۔"

"ہزہائی نس' مہارانی' سادھنا کماری' رگھبیر سب جانتے ہیں۔"

"کیپٹن بھی جانتے ہیں۔"

"اچھا----؟ .... تم نے بتایا ہو گا۔"

"نہیں۔ بلکہ انہوں نے مجھے بتایا۔"

وہ ہنس دی۔ "خیر اچھا ہوا بتا دیا ورنہ تم کو کیسے معلوم ہوتا۔ اچھا اب سنجیدہ ہو جاؤ۔ تم نے وہ چیک اپنے والد کو بھیج دیا۔؟"

"نہیں۔ میرے پاس پڑا ہے۔"

"کیوں؟ وہ تو آؤٹ آف ڈیٹ ہو گیا۔ خیر اس کو پھاڑ ڈالنا میں کل دوسرا لکھ دوں گی۔ لیکن اسے فوراً بھیج دینا۔ بڑے راج محل چلنے کے بعد تمہیں چند چیزیں ...."

"چیزیں۔ کیسی چیزیں؟" میں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"چند انگوٹھیاں' ہار وغیرہ ...... وہ لائیڈس بنک کے والٹ میں رکھوا دینا۔ وہ انگوٹھی تو ہے نا تمہارے پاس؟"

"اور کہاں جاتی؟"

"ٹھیک ہے اب شاید ہی اس سے کام لینے کی ضرورت پڑے ...... اگر ہزہائی نس نے مشورہ دیا تو میں خود ہی اس کو لوٹا دوں گی جھکی ہے۔ یہی تو رکاوٹ ہے ورنہ اب تک ......" وہ بولتے بولتے رک گئی۔

"...... تن من دھن سے سنت نوین چندر کی سیوا کر رہی ہوتیں۔" میں نے جملہ پورا کیا۔

"سیوا تو خیر کر رہی ہوں۔ میرا مطلب تھا اگر یہ رکاوٹ نہ ہوتی تو رگھبیر کی یہ مجال نہ تھی کہ میری گاڑی کا پیچھا کر سکتا۔"

"کرنے دو۔ بگاڑ کیا سکتا ہے۔"

"ہاں' لیکن کیا اس میں میری اہانت کا پہلو نہیں نکلتا۔"

"تو پھر اس سے کھل کر کہہ دو تمہارے معاملات میں ٹانگ اڑانے کی کوشش نہ کرے۔"

"میں بہت جلد اس سے کہنے والی ہوں۔ ہزہائی نس کی موجودگی میں۔"

"کہہ ڈالو۔ لیکن بہت جلدی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سے پہلے مجھے کچھ کہنا پڑے۔ بھاسکر کے زخمی ہونے کے بعد میری قوت برداشت جواب دے چکی ہے۔"

"ایسا نہ کرنا میری جان۔ خدا کے لئے ایسا نہ کرنا۔ سب مخالف ہو جائیںگے .... مجھے کچھ سوچنے دو نعیم۔"

"آؤ دونوں مل کر سوچیں۔ وہ اس رات والا "گوشہ عافیت" آ گیا۔" میں نے کہا اور رفتار کم کر کے پیچھے کی طرف دیکھا۔ پھر سڑک میلوں تک خالی دیکھ کر گاڑی نیچے اتار دی۔ وہ تھوڑی دیر میری طرف دیکھتی رہی اور جب میں نے دو تین ٹرن لے کر انہی جھاڑیوں کے درمیان پہنچ کر انجن بند کر دیا تو وہ سراپا تلاطم سمندر تھی جس کے مدوجزر میں تمام سوچیں غرق ہو گئیں۔

واپسی میں گارڈن کے دروازے کے سامنے سے گزرتے ہوئے میں نے یشودھرا سے کہا۔ "یشو ڈیئر سوا دس بج رہے ہیں اور میں نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا۔"

"اوہ! اب کیا کریں نعیم۔" اس نے پریشان ہو کر کہا۔ میں ہنس دیا۔ وہ سوچ میں ڈوب گئی۔

"کیپٹن سے کہنا وہ کوئی انتظام کر دیں گے۔" آخر اس نے ترکیب بتائی۔

"وہ سو چکے ہوں گے۔" میں نے کہا۔ وہ مسکرا دی۔ "اچھا پھر میرے ساتھ سہی۔"

"میں یہی چاہتا ہوں۔ تم نے ابھی تک میرے ساتھ کھانا نہیں کھایا جانم۔"

"مصلحت نہیں تھی ڈیئر .... مصلحت اب بھی نہیں ہے۔ لیکن جب تم نے زبان سے کہہ ہی دیا تو ...."

"پھر جانے دو یشو .... غلط قدم اٹھانے سے بہتر ہے کہ قدم نہ اٹھایا جائے۔ اچھا اب تم وہیل سنبھالو۔ میں یہیں اتر رہا ہوں۔"

"نہیں' چلے چلو .... اس وقت کوئی سواری نہیں مل سکے گی اور ابھی محل چار میل کے فاصلے پر ہے۔"

"چار میل کا فاصلہ کچھ نہیں جان من۔ مجھ میں اور تم میں ہزاروں میل کا فاصلہ تھا جو میں نے پیدل طے کیا۔ فاصلے سمٹتے رہتے ہیں۔"

وہ مسکرا دی۔ "وہ فاصلہ تم نے نہیں۔ میں نے طے کیا ہے ڈیئر۔"

"یہ تم نے صحیح کہا یشو ڈیئر......... واقعی میں اس کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔"

"پلیز اب بھی سوچنے کی ذمہ داری مجھ پر رہنے دو۔"

"اچھا۔ اب مجھے اتار دو۔ ایک میل لیفٹ رائٹ کرنا اتنا خطرناک نہیں ہے۔ جتنا راج محل میں اس پردہ دار گاڑی سے اترتے ہوئے پکڑا جانا۔"

اس نے آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس سنسان مقام پر تمہارا تنہا جانا اس سے بڑا خطرہ ہے .... یہ اندھیری رات' یہ ویران سڑک' یہ دونوں طرف بڑے بڑے درخت اور گھنی جھاڑیاں۔ نہیں یورا ایکی لینسی۔" میں نے ہنس کر اس کا منہ چوم لیا اور گاڑی کی رفتار بڑھا دی۔ راج محل بمشکل دو فرلانگ رہا ہو گا کہ ایک کار کی تیز روشنی نے چندھیا کر رکھ دیا۔ میں نے رفتار کم کر کے گاڑی کو بالکل دائیں پر لے لیا لیکن اسی وقت سامنے والی گاڑی نے دائیں طرف ٹرن لیا اور سڑک روک کر کھڑی ہو گئی۔ یہ ٹورنگ کار تھی۔ گاڑی رکتے ہی رگھبیر نے بائیں جانب والا دروازہ کھولا اور کود کر سڑک پر کھڑا ہو گیا۔---- یشودھرا نے میری طرف دیکھا۔ میں سمجھ گیا وہ کیا چاہتی تھی۔ میں نے گاڑی روکنے کی بجائے ایکسی لیٹر دبایا۔ بائیں ہاتھ سے یشودھرا کو گرایا اور گاڑی کے اگلے حصے سے رگھبیر کا نشانہ لے کر پوری طاقت سے گاڑی ٹکرا دی۔ ایک دھماکہ ہوا اور دو چیخیں فضا میں بلند ہوئیں۔ ایک یشودھرا کی تھی اور دوسری رگھبیر کی جو ٹورنگ اور پیکارڈ کے درمیان کچلا گیا تھا۔ ٹورنگ دوسری طرف الٹ گئی۔ پیکارڈ کا بمپر اس کے انڈر کیرج میں پھنس گیا اور انجن بند ہو گیا۔ اسٹیرنگ پر میری گرفت مضبوط ہونے کے باعث ایک جھٹکے کے سوا مجھے کوئی چوٹ نہ آئی تھی۔ میں نے بائیں جانب والا دروازہ کھولا اور نیچے اتر کر یشودھرا کو جھنجھوڑا۔ "یشو ڈیئر ٹھیک ہونا؟" اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ "اچھا اب بے ہوش ہو جاؤ۔ میں چلا۔ سنبھال لو گی نا؟" اس نے مجھے چلے جانے کا اشارہ کیا اور اٹھ کر وہیل پر سر رکھ دیا۔ میں نے دروازہ بند کیا اور تیزی سے جھاڑیوں میں گھس گیا۔ اسی وقت راج محل کی طرف سے کاروں کے آنے کی آوازیں آنے لگیں۔ میں جھاڑیوں کی آڑ میں تیزی سے شہر کی طرف دوڑنے لگا۔ جس وقت حادثے کے مقام پر آدمیوں کا شوروغل بلند ہوا میں ان سے دو سو گز کے فاصلے پر تھا۔

نصف گھنٹے میں ساڑھے چار میل کا فاصلہ طے کر کے گیارہ بجے میں پل کے قریب کھڑا سواری کا انتظار کر رہا تھا۔ میرے جسٹر کی جیب میں ایک ہوٹل سے خریدے ہوئے ایک درجن ابلے ہوئے انڈے تھے۔ بائیں ہاتھ میں پسا ہوا نمک تھا اور پل کی دیوار سے انڈے توڑ توڑ کر کھا رہا تھا۔ ایک انڈا باقی تھا کہ ایک تانگہ اسٹیشن کی طرف جاتا ہوا میرے قریب پہنچا۔ میں نے اس کو اشارہ دے کر روکا۔ کوچوان سمجھا کہ بیگار میں پھنس گیا۔ گھبرا

کر بولا۔ "سرکار اسٹیشن جا رہا ہوں۔" میں کچھ کہے بغیر تانگے میں سوار ہو گیا اور اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ "کیا کما لو گے اسٹیشن جا کر۔" بولا "سرکار یہی روپیہ بارہ آنے۔" میں نے جیب سے دو روپے نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ "لو دوست۔ مدھو ساگر محل چلو۔ ابھی ساڑھے دس پونے گیارہ بجے ہیں۔ جلدی کرو گے تو شاید گاڑی سے سواریاں بھی مل جائیں۔"

تانگے والے نے گھوڑے کو چابک لگایا اور وہ سرپٹ دوڑنے لگا۔ تانگے والا بار بار مڑ کر تشکر آمیز نظروں سے میری طرف دیکھتا رہا۔ حادثے کے مقام پر خون کے بڑے بڑے دھبوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ دونوں گاڑیاں ہٹائی جا چکی تھیں۔ میں نے پہلے گیٹ پر پہنچ کر تانگہ چھوڑ دیا اور سگریٹ پیتا ہوا اندر داخل ہوا۔ پہرے دار دروازے پر کھڑا تانگے کو دیکھ رہا تھا۔ میں سامنے سے گزرا تو اٹینشن ہو کر سلام کیا اور کہنے لگا۔ "صاحب آج تو بڑا اکسمات ہو گیا۔"

"کیا؟" میں نے رک کر پوچھا۔ میری آواز سن کر ڈیوٹی حوالدار بھی کوٹھڑی سے نکل آیا اور بولا "سلام سارجنٹ صاحب۔" پہریدار نے کہا۔ "راجکماری یشودھرا بائی کی گاڑی کرنل صاحب کی گاڑی سے ٹکرا گئی۔"

"ارے رے۔" میں نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا "پھر کیا ہوا ویسے تو ٹھیک ہیں نا دونوں؟"

"کدر صاحب۔ بائی صاحب بے ہوش ہے اور کرنل صاحب تو......" حوالدار نے کہنی سے ٹھوکا دیا اور وہ خاموش ہو گیا۔ میں نے حوالدار کی طرف دیکھا۔ اس نے گردن جھکا لی اور کہا "سورگ باش ہو گئے صاحب۔"

"افسوس۔" میں نے کہا۔ جیب سگریٹ کیس نکال کر حوالدار کو سگریٹ دیا اور اندر داخل ہوا۔ راج محل میں ہنگامہ برپا تھا۔ تمام بتیاں روشن تھیں اور ہر منزل پر عورتیں اور مرد چل پھر رہے تھے۔ ہر جگہ یہی تذکرہ تھا۔ چند آدمیوں سے یہی واقعہ مختلف لفظوں میں سن کر مجھے کیپٹن کی تلاش ہوئی۔ میں ان کے کمرے میں گیا۔ تالا پڑا ہوا تھا۔ مجھے شدت کی پیاس لگی ہوئی تھی اپنے کمرے میں جا کر کئی گلاس پانی پیا۔ کپڑے تبدیل کئے اور جسٹر پہن کر کیپٹن کی تلاش کے لئے اوپر گیا۔ وہ اس وقت سیکرٹری کے چیمبر میں بیٹھے ہوئے پائپ پی رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو کہا۔ "آ گئے تم نعیم؟"

میں نے جواب دیا۔ "ابھی پندرہ بیس منٹ پہلے آیا ہوں سر۔"

"معلوم ہو گیا۔؟"

"بڑی ٹریجڈی ہوئی سر لیکن خدا کی لاٹھی بے آواز ہے سر۔"

"اچھا ہوا تم نہیں تھے نعیم۔ میں تو خبر سن کر کانپ گیا تھا مل بھی سکے یا نہیں؟"

"ملا تھا لیکن گارڈن پر علیحدہ ہو گئے تھے ہم۔ ایکسی ڈنٹ کس وقت ہوا سر؟"

"ساڑھے دس بجے کے قریب۔"

"اس وقت تو میں پل کے قریب کھڑا ہوا تانگے کے انتظار میں انڈے کھا رہا تھا۔"

میرا جملہ سن کر کیپٹن نے ہنسی ضبط کرنے کے لئے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ "خدا کے لئے برخوردار اپنے کمرے میں جا کر سو جاؤ۔ مجھے معلوم ہے تمہیں خوشی ہے لیکن کسی نے ہنستے دیکھ لیا تو میں تو خیر برطرف ہو کر بچ جاؤں گا۔ تم لٹکا دیئے جاؤ گے۔ یہ رجواڑوں کا رند الٹا بھی چھیلتا ہے اور سیدھا بھی۔"

میں اپنے کمرے میں آ کر بستر پر لیٹ گیا لیکن نیند کی بجائے متضاد خیالات نے گھیر لیا۔ میری زندگی یشودھرا کی مٹھی میں تھی اور وہ مٹھی بند بھی رہ سکتی تھی اور کھل بھی سکتی تھی۔ میں بستر پر کروٹیں بدل رہا تھا۔ آنکھیں بند کرتے ہی تخیل عجیب ڈراؤنے منظر پیش کرتا۔ ذرا نیند آ جاتی تو یہی منظر خواب میں تبدیل ہو جاتے۔ کبھی خود کی جیل کی تنگ و تاریک کوٹھری میں بند کمبل میں لپیٹا ہوا دیکھتا تھا' کبھی فائرنگ اسکواڈ کے سامنے کھڑا ہوا۔ کبھی یشودھرا کہتی ہوئی دکھائی دیتی۔ "میں تمہیں ہیرو سمجھ کر پوجتی تھی نعیم۔ تم تو ولین ثابت ہوئے۔ تم نے حالات کا مقابلہ کرنے کی بجائے بزدلوں کی طرح دھوکے سے میرے کزن کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ تم نے غداری کی۔ تم نے نامردی دکھائی۔ میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔ میں تم پر تھوکتی ہوں۔ میں تمہیں پھانسی کے تختے پر دیکھنا چاہتی ہوں۔ میں تمہیں فائرنگ اسکواڈ کی گولیوں سے چھلنی ہوتے دیکھنا چاہتی ہوں۔" کبھی وہ پھولوں کی مالا لئے ہوئے دکھائی دیتی۔ اس کے مسکراتے ہوئے ہونٹوں سے موسیقی کے سوتے پھوٹنے لگتے۔ وہ تلک لگا کر مالا گلے میں ڈالتی' پیر چھو کر مترنم آواز میں کہتی۔ "میرے دیوتا' میرے محبوب پریتم تو نے آخر مجھے جیت لیا۔ تو نے اسی مکتی سے اپنے دشمن کو موت کے گھاٹ اتارا ہے جس طرح کرشن نے مہا بھارت میں شکھنڈی کو سامنے کھڑا کر کے ارجن کے تیروں سے بھیشم پتامہ کے جسم کو چھلنی کرایا تھا۔ جس طرح انہوں نے یدھشٹر جیسے ستیہ وادی کے منہ سے اشوتھامہ ہاتھی کو اشوتھامہ کی مرتبہ کہ لوا کر درد ناچاریہ سے شستر ڈلوا کر ارجن سے مروایا تھا۔ تم کرشن ہو میرے نعیم۔ ساکھشات کرشن بھگوان کا سروپ۔ شکل صورت سے بھی اور کرتویہ سے بھی ویسے ہی چت چور' ویسے ہی چھلیے۔ میں تمہیں پوجتی ہوں' پوجتی رہی ہوں اور پوجتی رہوں گی۔"

اس حسین خواب پر میری آنکھ کھل گئی۔ تکیے کے نیچے سے سگریٹ کیس اور لائٹر نکالنے لگا۔ اسی وقت کیپٹن نے بزر دبایا۔ میری مسہری کے سرہانے لگی ہوئی گھنٹی جھنجھنا اٹھی۔ میں نے بستر سے اٹھ کر سوئچ آن کیا اور سگریٹ سلگا کر پہلو والا دروازہ کھول کر کیپٹن کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ انہی کپڑوں میں تھے۔ جن میں اوپر چھوڑ کر آیا تھا۔

میں نے سلام کیا۔ تو آہستہ سے بولے۔ "نعیم میں نے تمہیں خوشخبری سنانے کو جگایا ہے۔"
"شکریہ سر۔ بہت بہت شکریہ۔" میں نے کہا۔
"راجکماری یشودھرا ہوش میں آگئی ہیں۔ ڈاکٹر نے انہیں زیادہ بولنے کی اجازت تو نہیں دی' لیکن چونکہ ہزہائی نس نے سوال کیا تھا۔ اس لئے ڈاکٹر مجبور تھا۔ انہوں کہا " کرنل نے ان کی گاڑی روکنے کے لئے ایک دم کار آڑی کھڑی کر دی اور وہ گھبرا گئیں۔ بریک کی بجائے ایکسی لیٹر دب گیا' پھر دھماکہ ہوا اور وہ بے ہوش ہو گئیں۔"
"انہیں کہیں چوٹ تو نہیں آئی سر؟"
"نہیں۔ ڈاکٹر کہتا ہے صرف صدمے کا اثر ہے۔ دو تین دن میں بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔ کہو خوشخبری ہے یا نہیں؟
"یقیناً" ہے سر۔ آپ سے کیا چھپانا ہے۔ مجھے بہت خوشی ہے۔"
"مجھے تم سے زیادہ خوشی ہے۔ پوچھو کیوں؟"
"آپ سے پوچھنا بھی پڑے گا ڈیڈی۔۔؟"
"نہیں۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "بتاتا ہوں۔ خوشی مجھے ان کے ہوش میں آنے پر نہیں۔ بلکہ ان کے بیان پر ہے۔ سچ کہتا ہوں نعیم مجھے شک تھا کہ تم انوالو ہو ..... راجکماری ......"
"آپ نے مجھے دکھ پہنچایا سر۔ اگر میں انوالو ہوتا تو آپ سے نہ چھپاتا خواہ کچھ بھی ہو جاتا۔ میں نے آپ کو ڈیڈی کہا ہے۔"
"آئی ایم سوری۔" انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا "لیکن میں نے اپنا خیال ظاہر کرنے میں تم سے جھوٹ بولنا پسند نہ کیا۔ اب مجھے اطمینان ہے تم محفوظ ہو۔"
میں نے سر جھکا دیا اور انہوں نے آگے بڑھ کر مجھے سینے سے لگا لیا۔ "آؤ نعیم بیٹھیں۔" انہوں نے ڈرائنگ روم کی طرف چلتے ہوئے کہا۔
"مجھے بھوک لگی ہے سر۔"
"صرف کاجو ہیں۔ سو دو چار پونڈ سے تمہارا کیا بھلا ہو گا۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔
"جتنے ہیں سب دے دیجئے۔"
"انہوں نے الماری سے براؤن پیپر کی ایک تھیلی نکال کر میرے ہاتھ میں تھما دی۔ میں نے ایک پلیٹ میں ایک مٹھی کاجو نکال کر میز پر رکھ دیئے اور تھیلی میں سے نکال نکال کر چبانے شروع کر دیئے کیپٹن نے برانڈی کی بوتل اور گلاس نکال کر میز پر رکھ دیئے اور صوفے پر بیٹھ گئے۔ دونوں گلاسوں میں انڈیل کر میری طرف دیکھا اور مسکرا کر بولے۔ نعیم پانچ بجنے والے ہیں۔ مندروں میں پوجا ہو رہی ہو گی اور ہم یہاں۔ میں نے قطع کلام کر کے کہا۔ "کرنل ناستک کی صحت کا جام پی رہے ہیں۔"

کیپٹن ہنسنے لگے اور پھر سنجیدہ ہو کر بولے۔ "نعیم خدا کے لئے ہنسانے والی باتیں نہ کرو۔ دونوں مارے جائیں گے۔"
میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "سر ہماری زبان کی ایک کہاوت ہے۔" شام کے مرے کو کوئی کہاں تک روئے۔" اسی لئے آپ نے دیکھا ہو گا کہ زیادہ تر موتیں خصوصاً" نیک اور دور اندیش لوگوں کی موتیں صبح چار اور پانچ بجے کے درمیان واقع ہوتی ہیں۔ تاکہ عزیز و اقارب ایک گھنٹہ نہ رونے پائیں کہ دن نکل آئے اور وہ لٹھا ململ کافور اور لوبان کے چکر میں پڑ کر رونا دھونا بھول جائیں۔" کیپٹن نے ایک جرعہ حلق سے اتارا اور مسکرائے۔ "تم شیطان ہو نعیم مردوں کا مذاق نہیں اڑایا کرتے۔"
"ٹھیک ہے سر۔" میں نے گلاس خالی کر کے ہاتھ تھیلی میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "لیکن ایک دہریئے کی موت پر خدا کو ماننے والوں کو عید اور دیوالی منانے کا حق ہے۔ ویسے ہمیں منافقت بھی کرنی پڑے گی۔ کرنل کو یقیناً" فوجی اعزاز سے!"
"دفنایا جائے گا۔" انہوں نے میرا جملہ مکمل کر دیا۔
"پھونک ڈالتے تو حساب کتاب سے بچ جاتا۔" میں نے اپنے گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا۔

دروازے پر دستک ہوئی اور دونوں نے چونک کر دیکھا۔ "یہ ساغر و مینا اپنے کمرے میں لے جاؤ نعیم۔ میں دیکھتا ہوں کون ہے۔" کیپٹن نے کہا۔ میں نے تمام چیزیں سمیٹیں اور اپنے کمرے میں آ کر بغلی دروازہ بند کر دیا۔ کچھ دیر باتوں کی آواز آتی رہی۔ پھر دروازہ کھلا اور کیپٹن اندر آ کر میرے سامنے کرسی پر بیٹھ گئے۔ "ہزہائی نس پوجا کر رہے ہیں نعیم۔ جلد شیو اور غسل وغیرہ سے فارغ ہو جاؤ۔ ناشتہ آ رہا ہے ہمیں جلد ہی اوپر جانا پڑے گا۔ سنجیدہ رہ سکو تو چلنا ..... ورنہ ابھی کہہ دو میں بنارس خاں کو لے جاؤں گا۔"
"میں سوبر ہوں سر۔ ابھی تیار ہو جاتا ہوں صرف آدھ گھنٹے میں۔"
"اچھا تو یہ سب میری الماری میں رکھ دو اور تیاری کرو۔" انہوں نے ایک سگریٹ سلگایا اور دھواں چھوڑتے ہوئے اپنے کمرے میں چل دیئے۔ صبح سات بجے غسل اور ناشتے سے فارغ ہو کر ہم نے یونیفارم پہنا۔ کیپٹن کے اشارے پر میں اپنے کمرے کے درازے سے باہر نکلا۔ اس وقت باڈی گارڈ کے تمام جوان برآمدے میں موجود تھے۔ ہر ایک کے بائیں بازو پر تین انچ چوڑی کالی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی سب اٹینشن ہو گئے۔ سیکنڈ سیکرٹری نے آگے بڑھ کر ایک کالی پٹی میرے بازو پر لگا دی۔ دروازے کے سامنے گیٹ تک پورے صحن میں سینکڑوں کرسیاں پڑی تھیں جن میں سے اکثر پر مہمان بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے۔ ایک جانب کاروں کی قطار تھی۔ گیٹ پر درجنوں فوجی سپاہی اور افسر ریسپشن کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ پانچ منٹ توقف کرنے کے بعد میں نے کیپٹن

کے دروازے پر دستک دی اور ایک منٹ بعد وہ سر جھکائے باہر نکل آئے گا۔ گارڈ کا معائنہ کیا۔ سیکنڈ سیکرٹری نے ان کے بازو پر کالی پٹی باندھی اور ان کو لے کر اوپر چلا گیا۔

صبح کے سات بجے سے رات کے آٹھ بجے تک یہی ہنگامہ رہا۔ آخر نو بجے تمام ہندو اور فوجی رسومات ادا کرنے کے بعد لاش کو نذر آتش کیا گیا اور دس بجے غسل کرنے کے بعد کھانا کھایا گیا۔ گیارہ بجے فارغ ہو کر میں سونے کی تیاری کر رہا تھا کہ کیپٹن اپنے کمرے میں داخل ہوئے۔ دروازہ بند کر کے انہوں نے گھنٹی دے کر مجھے طلب کیا۔ میں دروازہ کھول کر ان کے کمرے میں پہنچا۔ انہوں نے قریب آکر کہا۔ "نعیم مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ یشودھرا کماری اب بالکل ٹھیک ہیں۔ ممکن ہے تم ان سے ملنے کے لئے بے چین ہو۔ لیکن کم از کم ایک ہفتے تک ان سے ملنے کی کوشش نہ کرنا۔ بہت ممکن ہے ان کی نقل و حرکت کی خفیہ نگرانی کی جا رہی ہو۔"

"شکریہ سر۔" میں نے کہا۔ "میرا بھی یہی خیال ہے۔ اتنے بڑے حادثے کو آسانی سے تو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔"

"کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک یشودھرا کماری کا تعلق ہے ..... خدانخواستہ تم کسی طرح پھنس گئے تو پھر........"

"آپ بجا فرما رہے ہیں سر........ بہت بہت شکریہ۔"

"شٹ اپ .... شکریوں کا ڈھیر نہ لگاؤ۔ جا کر آرام سے سو جاؤ۔ چنی ہے تو دو پیگ پڑی ہے لے جاؤ .... اور یاد رکھو میری اجازت کے بغیر تمہیں کمرے سے باہر نہیں نکلنا ہے۔"

میں نے سر جھکا دیا۔ کیپٹن نے الماری کھول کر میرے ہاتھ میں بوتل تھما دی اور میں اپنے کمرے میں چلا آیا۔

تین روز مندروں میں اشلوکوں کا جاپ ہوتا رہا اور مسجدوں میں قرآن خوانی۔ قرآن خوانی سے ایک ہندو کا اشلوکوں سے ایک ناستک کا کیا تعلق تھا۔ یہ میری سمجھ میں نہ آسکا۔ لیکن یہ مہاراج ادھیراج کا حکم تھا۔ مولوی صاحب قبلہ بھی چپ اور پنڈت جی مہاراج بھی چپ۔ روشن پہلو واضح تھا اور وہ یہ کہ ہزہائی نس دونوں مذہبوں کا یکساں احترام کرتے تھے اور دونوں قوموں کو ایک نظر سے دیکھتے تھے۔ فوج اور ایڈمنسٹریشن میں ہندوؤں سے یادہ تعداد مسلمانوں کی تھی۔ وزیر اعظم مسلمان تھا۔ ہائیکورٹ کا جج مسلمان تھا۔ ملٹری چیف ہندو تھا۔ فنانس میں پارسیوں کی اکثریت تھی۔

کرنل کی موت کے بعد دعوتیں تقریبیں اور محفلیں معطل ہو کر رہ گئی تھیں۔ چوتھے روز نواب جھالا واڑ بھی رخصت ہو گئے۔ اور پانچویں روز مہاراجہ بڑے راج محل میں منتقل ہو گئے۔ یہاں آکر یشودھرا پھر چلنے پھرنے لگی۔ شام کے وقت دوسری راجکماریوں کے

ساتھ باغیچے کی سیر کو بھی نکلنے لگی۔ میں نے کئی مرتبہ اس کو راہداری سے گزرتے دیکھا۔ وہ سچ مچ بیمار اور کمزور معلوم ہوتی تھی۔ رفتہ رفتہ اس کی مسکراہٹوں کا جادو جاگنے لگا۔ رخساروں پر شفق کروٹیں لینے لگی اور آنکھوں میں پیغام ابھرنے لگے۔ گیارھویں روز راہداری سے گزرتے ہوئے وہ میری طرف دیکھ کر مسکرائی اور میدان خالی دیکھ کر رومال گراتی ہوئی چلی گئی۔ میں نے لپک کر رومال اٹھایا اور جیب میں ٹھونس لیا۔ ہال کا ایک چکر لگایا اور اپنی کیبن میں آکر رومال نکال کر دیکھا۔ میری توقع کے خلاف اس میں کوئی پرچا نہ تھا صرف ایک کونے پر سرخ ریشم سے My Love کڑھا ہوا تھا۔ روح حنا کی لپٹیں آ رہی تھیں۔ چند منٹ میں پوری کیبن مہکنے لگی۔ میں نے اس کو ایک کاغذ میں لپیٹا اور پینٹ کی جیب میں سرکا دیا۔

صبح سات بجے کیپٹن کے اردلی نے آکر کیپٹن کا ایک نوٹ دیا جس پر لکھا تھا۔ "سارجنٹ نعیم۔ ٹھیک نو بجے مہارانی کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔" نیچے ان کے دستخط تھے۔ میں نے جلدی جلدی شیو کیا۔ غسل سے فارغ ہو کر ناشتہ کیا۔ یونیفارم پہنی اور پونے نو بجے سیکرٹری کے چیمبر میں پہنچ گیا۔ کیپٹن کا نوٹ دیکھتے ہی اس نے رنگ کیا اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "جائیے مسٹر نعیم۔" میں نے اس انداز تخاطب پر مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔ دروازے پر لائٹ دیکھ کر ہنڈل گھمایا اور اندر داخل ہوا۔ ہرہائی نس، سادھنا کماری اور یشودھرا صوفوں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ ہزہائی نس شاید بیڈ روم میں تھے۔ میں نے تینوں کو سلام کیا۔ ہرہزئی نس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "یونیفارم کی ضرورت نہ تھی سارجنٹ۔ خیر کوئی ہرج نہیں۔ تمہیں سادھنا اور یشودھرا کو کے بی مشرف بیگ چغتائی کی حویلی لے جانا ہے۔"

"بہتر ہے یوارہکسی لنسی۔" میں نے جواب دیا۔ یشودھرا نے پرس سے گیراج اور پیکارڈ کی چابیوں کا چھلا نکال کر میرے ہاتھ میں دیا۔ گاڑی لے کر لوٹنے تک وہ پورٹیکو میں انتظار کرتی رہیں۔ میں نے گاڑی سیڑھی کے ساتھ کھڑی کر کے پچھلا دروازہ کھولا۔ اور وہ دونوں سوار ہو گئیں۔ گیٹ سے باہر نکلتے ہی سادھنا نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"نعیم!" میں نے پیچھے دیکھے بغیر کہا۔ "یور ایکسی لنسی۔"

"چھوڑو بھئی یہ رسمی تکلفات۔" اس نے ہنس کر کہا۔ "ایک بات پوچھتی ہوں بالکل سچ بتانا۔ بتاؤ گے؟"

"پوچھئے یور ایکسی لنسی۔" میں نے کہا۔

"تمہیں ہندو دھرم سے دلچسپی ہے؟"

"بہت زیادہ یور ایکسی لنسی۔ میں ہندو دھرم کا، ہندو سماج کا اور ہندو کلچر کا زیر بار احسان ہوں۔"

"اگر میں تمہیں چند کتابیں دوں تو پڑھنا پسند کرو گے؟"
"کیوں نہیں۔ لیکن کونسی کتابیں ہیں یورایکسی لینسی؟"
"بھگود گیتا۔ رامائن .... منو ...."
"میں نے بھگود گیتا' رامائن' مہا بھارت' اور ایک دو وید اور شاستر پڑھے ہیں۔"
"کس نتیجے پر پہنچے؟"
میں ہنس دیا۔ "کتابوں سے کسی دھرم کے متعلق کس طرح نتیجہ مرتب کیا جا سکتا ہے یورایکسی لینسی۔ کاغذ پر تو ہر مذہب شاندار نظر آتا ہے۔"
"تم نے کون کون سے مذاہب کی کتابیں پڑھیں؟"
"اسلام۔ ہندو دھرم۔ عیسائیت۔ یہودیت۔ بدھ مت جین مت' خالصہ دھرم۔ آریہ مت .... اور پوچھیے۔"
"کافی پڑھا ہے تم نے کیوں یشودھرا؟"
"ابھی پڑھ رہا ہوں یورایکسی لینسی۔ برا تو نہ مانیں گی اگر یہ پوچھ لوں کہ آپ نے اپنے دھرم کے علاوہ کس کس مذہب کو پڑھا؟" سادھنا ہنس کر رہ گئی۔ میں نے پلٹ کر یشودھرا کی طرف دیکھا وہ مسکرانے لگی۔ میں نے ایک ہاتھ سے سگریٹ نکال کر منہ میں لگایا۔ اسٹیرنگ وہیل پر ماچس رکھ کر تیلی جلائی اور سگریٹ روشن کیا۔ سادھنا غور سے دیکھ رہی تھی۔ میں نے بیک ویومرر کی طرف دیکھ کر اس سے کہا۔ "مذہب کو سمجھنا اتنا ہی مشکل ہے یورایکسی لینسی' جتنا گاڑی چلاتے ہوئے ایک ہاتھ سے سگریٹ سلگانا۔" دونوں ہنسنے لگیں۔ میں نے ایک ٹرن لے کر گاڑی سرسوتی دروازے کے نیچے سے گزاری۔ اور دو تین سو گز کے فاصلے پر قاضی واڑے میں کے بی مشرف چغتائی کی حویلی کے سامنے کھڑی کر دی۔ گاڑی رکتے ہی سادھنا دروازہ کھول کر اتری۔ اور "تھینک یو مسٹر نعیم۔" کہہ کر چل دی۔ میں نے یشودھرا کی طرف دیکھا۔ وہ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔ "چلو نعیم۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "پہلے گاڑی میں پٹرول ڈلواؤ۔ ذرا لمبا جانا ہے۔"
پٹرول پمپ سے پٹرول بھرا کر پے منٹ کرنے تک یشودھرا پچھلی سیٹ پر بیٹھی رہی۔ میں نے وہیل سنبھال کر دروازہ بند کیا اور گاڑی چلتے ہی وہ پچھلی سیٹ سے پھسل کر اگلی سیٹ پر آ گئی اور دونوں بانہیں میرے گلے میں ڈال کر کندھے پر سر رکھ دیا۔ میں نے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر منہ چوم لیا۔ "آہ میری جان۔" میں نے کہا۔ "یہ بارہ روز مر مر کے گزارے ہیں۔" وہ سسکیاں لینے لگی میں نے اس کو سینے سے لگا کر بھینچ لیا۔ گاڑی شرابی کی طرح جھومتی ہوئی چلنے لگی۔ اس نے خود کو سنبھالا اور میرا ہاتھ اٹھا کر وہیل پر رکھ دیا۔ "شریر ہے نعیم۔ پھرا یکسیڈنٹ کر بیٹھو گے۔" میں سنبھال کر چلانے لگا اور رفتار بڑھ دی۔ "مجھ سے ا یکسیڈنٹ نہیں ہوا کرتا یشو ڈارلنگ۔"

"مجھے معلوم ہے پریتم ...... کیا میں نے بہت بڑا بلیدان نہیں دیا تمہارے لئے؟"
"تمہارے سوا کوئی نہیں دے سکتا یشو۔ اگر تم ذرا بہک جاتیں تو ....." میں نے بائیں ہاتھ کی انگلی سے فائر کرنے کا اشارہ کیا۔
"اگر میں بہکتی تو ہینڈ بریک لگا کر اس کو بچا سکتی تھی۔ لیکن گاڑی رکتے ہی تم دونوں ایک دوسرے پر فائر کرتے اور وہ یا تم دونوں مارے جاتے ...... اور کتنا بڑا سکینڈل ہوتا۔ یقیناً" مجھے بھی مرنا پڑتا۔ اس لئے میں نے تمہارے فیصلے کے سامنے سر جھکا دیا۔ اس سے اچھا انجام اور کسی طرح نہیں ہو سکتا تھا۔"
"تم نے ایک لمحے میں اتنی باتیں کیسے سوچ لیں یشو؟"
"ایک لمحے میں نہیں سوچا گیا ڈارلنگ۔ ابتدائے محبت سے اس وقت تک کوئی لمحہ تمہاری سوچ سے خالی نہیں ہے۔"
"یہ محض ذرہ نوازی ہے یورایکسی لینسی۔"
"شٹ اپ۔"
"جیسی آگیا دیوی .... اب کس طرف لے چلوں .... امین پور روڈ۔"
"دن دھاڑے ڈاکہ نہیں ڈالا جاتا۔"
"ڈاکہ ہوتا ہی وہ ہے جو دن دھاڑے ڈالا جائے اور .... جتا کر ڈالا جائے۔"
"چیت چور' ڈاکہ نہیں ڈالتے پریتم .... میں ویسے ہی لٹ چکی ہوں۔"
"تو پھر تم ہمیں لوٹ لو۔ لیکن سواری "گوشہ عافیت" ہی جاری ہے۔" میں نے پل کے قریب پہنچتے پہنچتے کہا۔ وہ "خوب!" کہہ کر مسکرا دی۔
"گارڈن میں لے چلو۔ کچھ دیر ہینگنگ برج سے ندی دیکھیں گے پھر میوزیم میں چلیں گے۔"
"سوری مجھے تمہارے پیچھے پیچھے چلنا پڑے گا۔ دیکھنے والے کہیں گے راجکماری باڈی گارڈ ساتھ لے کر آئی ہے۔"
"یونیفارم میں آنے کو کس نے کہا تھا؟"
"راجکماری بن کر آنے کو کس نے کہا تھا؟" میں نے امین پور روڈ کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ وہ خاموش ہو گئی۔ گاڑی فرانے بھرنے لگی۔ "گوشہ عافیت" کا رنر دن کے وقت رات سے کہیں زیادہ حسین تھا۔ روشنی میں اس خطرناک جنگل کا حسن باغ ارم کو شرما رہا تھا۔ خودرو پھولوں اور زرد سرخ بیروں سے لدی پھندی جھاڑیوں سے فضا مہک رہی تھی۔ میری نگاہیں اس دلکش منظر پر جم کر رہ گئیں۔ انجن بند کر کے میں نے یشودھرا کی طرف دیکھا۔ وہ بھی ماحول کی رنگینی میں کھوئی ہوئی تھی۔ میں نے اس کو آغوش میں لے کر کہا۔ "تو آپ باغ حسن ہے اپنی بہار دیکھو۔" اس نے مسکرا کر میرے منہ پر منہ رکھ دیا اور

دوسرے ہی لمحے اور مدہوش کن تھے۔ میں ان تمام حسین مناظر کا جزو بن کر رہ گیا۔ معرکہ آرائی، حسن و عشق، خود سپردگی اور مزاحمت، مزاحمت اور خود سپردگی کی طویل داستان تھی۔ ہوش میں آنے کے بعد میں نے اس کی طرف اور اس نے میری طرف دیکھا اور ایک مشترکہ قہقہہ گونج اٹھا۔ اس نے ہنس کر میرا سر پکڑ کر اپنے سر سے ٹکرایا اور کار کا دروازہ کھول کر باہر کود گئی۔ دیر تک ہم گھاس پر دوڑتے رہے اور پاگلوں کی طرح قہقہے لگاتے رہے۔ جھاڑیوں سے بیر توڑ توڑ کر کھاتے رہے۔ یہاں حد نظر تک ہم ہی ہم تھے۔ یا کبھی کبھار کوئی خرگوش یا گیدڑ کسی جھاڑی سے نکل آتا اور ہمیں دیکھ کر بھاگ جاتا۔

یشودھرا تھک کر ایک جھاڑی کے قریب ریت پر لیٹی ہوئی تھی۔ میں قریب کی جھاڑی سے بیر توڑ توڑ کر رومال میں اکٹھے کر رہا تھا۔ ایک گھنی جھاڑی سرخ سرخ بیروں سے لدی دیکھ کر میں اس طرف چلا۔ جھاڑی کے قریب پہنچا ہی تھا کہ "چاغوں" کی آواز کے ساتھ ایک مورنی جھاڑی کے دوسرے رخ سے پھڑ پھڑا کر نکلی اور ریت پر دوڑنے لگی۔ اس کے پیچھے ایک یا دو روز پہلے نکلے ہوئے چھوٹے چھوٹے بچے چیاؤں چیاؤں کرتے جھاڑی سے نکل کر دوڑنے لگے۔ میں تیزی سے دوڑ کر اس طرف پہنچا اور ایک بچہ پکڑ کر کوٹ کی جیب میں دال لیا۔ یشودھرا کو آواز دے کر بلایا اور وہ بھاگتی ہوئی اس طرف آنے لگی۔ اس اثناء میں میں دوسرا بچہ پکڑ کے تیسرے کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ ان کی تعداد دس بارہ سے اوپر تھی اور بڑی تیزی سے دوڑ رہے تھے۔ مورنی ایک جھاڑی کے قریب پہنچ کر رک گئی اور بری طرح چیخ رہی تھی میں نے لپک کر ایک بچہ اور پکڑ لیا۔ جھاری قریب آ گئی بچے اس میں غائب ہونے لگے۔ گھٹتے گھٹتے ایک اور ہاتھ آ گیا۔ یشودھرا کوشش کے باوجود ایک بھی نہ پکڑ سکی۔ مورنی چیختی چلاتی رہی۔ ہم دوڑ کر کار کے پاس پہنچ گئے۔ یشودھرا نے پوچھا "کتنے پکڑے؟" میں نے جیب سے نکال کر چاروں بچے اس کو دکھائے۔

اس نے کہا۔ "کیا کرو گے؟" میں نے جواب دیا۔ "پال لینا۔" اس نے آنکھیں سکیڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "جی؟"

میں نے کہا۔ "کیوں، کیا ہوا؟ مور تو بڑا حسین ہوتا ہے۔ عورتیں اس کے گیت گا گا کر ناچتی ہیں۔ اپنے آنگن میں آنے کی پرارتھنا کرتی ہیں۔ تم ......"

"میں ایک ہی مور پال سکتی ہوں۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"مور پالا ہے تو اس کے بچوں سے گریز کیوں؟"

"بچے میں اسی سے پلواؤں گی۔ تم سے پلواؤں گی۔" اس نے لجا کر کہا اور میری آغوش میں منہ چھپا لیا۔ میں نے اس کا منہ اوپر اٹھا کر چوم لیا۔ "اسے تمہاری تمنا سمجھوں یا اطلاع ڈیئر؟" میں نے پوچھا۔ "دونوں باتیں پریتم۔" اس نے جواب دیا۔

"اوہ! میری جان۔" میں نے اسی جھاڑی کی طرف چلتے ہوئے اسے جواب دیا۔ جھاڑیاں

چڑیاں چیختی پھر رہی تھیں۔ وہ میرے لئے بے چین پھرتی نظر آئی۔ میں نے اسے چیخنے سے منع کیا اور ہم دونوں جھاڑی کی طرف بھاگ گئے۔ یشودھرا کا چہرہ خوشی سے تمتمانے لگا۔ "تم بہت اچھے ہو نعیم ..... سچ بہت زیادہ اچھے۔"

"آؤ۔" میں نے اس کا بازو تھام کر کہا۔ "چھوٹے آدمیوں کی زیادہ تعریف نہیں کیا کرتے۔"

وہ بری طرح بگڑ گئی۔ "تم خود کو چھوٹا کہہ کر میری توہین کر رہے ہو نعیم۔" اس نے جھٹک کر بازو چھڑاتے ہوئے کہا۔ میں نے جھپٹ کر پھر اسے تھام لیا۔ "آئم سوری ڈیئر..... میں بڑا ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میں عظیم ہوں۔ میں نعیم ہوں۔ میری تعریف کرو۔"

وہ ہنس دی۔ میں نے اس کو اٹھا لیا اور کار کی طرف چلنے لگا۔ چند قدم چلنے کے بعد کہنے لگی۔ "اتار دو نعیم۔ تم تھک جاؤ گے۔"

"تھک جاؤں گا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "میرے لئے تم گلاب کا پھول ہو یشو۔ میں تمہیں اٹھا کر شہر تک لے جا سکتا ہوں۔" وہ میری آغوش سے پھسل کر اتر گئی۔ اسی وقت جھاڑی کے پیچھے سے ایک ہرن کودتا ہوا نکلا۔ اس کے بعد دوسرا۔ میرا ہاتھ خود بخود پستول پر پہنچ گیا۔ میں نے جھک کر پستول نکال لیا۔ تیسرا ہرن گزرا اور اس کے پیچھے چوتھا۔ وہ چوکڑی بھر کر اوپر اٹھا تو میں نے فائر کر دیا۔ تیس چالیس گز سے زیادہ فاصلہ نہ تھا۔ گولی ہرن کے اگلے بازو پر گردن کے قریب لگی اور شانہ توڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔ وہ الٹ کر زمین پر گرا۔ تڑپ کر اٹھنا چاہا لیکن اگلی دونوں ٹانگیں ٹوٹ چکی تھیں، منہ ریت میں دھنس گیا۔ پھر تڑپا اور گر کے تڑپنے لگا۔ میں نے پستول ہولسٹر میں ڈالا اور پتلون کا پائنچہ سرکا کر دائیں پنڈلی کے کیس میں سے چھرا نکال کر دوڑا۔ ہرن مجھے قریب آتے دیکھ کر پھر تڑپنے لگا۔ اس کے دونوں پہلوؤں سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔ میں نے چھرے کا دستہ دانتوں میں دبا کر دونوں ہاتھوں سے اس کی سنگوٹیاں پکڑنی چاہیں تو اس نے ٹانگیں مارنی شروع کر دیں۔ وہ بری طرح اچھلتا کودتا اور لوٹنیاں لگاتا رہا۔ آخر ایک بار اس کی سنگوٹیاں میرے ہاتھوں میں آ گئیں۔ دوسرے لمحے میرا پاؤں اس کے دھڑ پر تھا۔ اور چھرا گردن پر۔ نصف کے قریب گلا کاٹ کر میں نے اس کو تڑپنے اور ٹھنڈا ہونے کے لئے چھوڑ دیا۔ دوڑ کر کار کے پاس آیا اور سیٹ کے نیچے ٹول بکس سے گاز نکال کر خون پونچھا۔ یشودھرا دونوں رخساروں پر ہتھیلیاں رکھے، ہرن سے بیس قدم کے فاصلے پر کھڑی دیکھ رہی تھی۔ میں نے قریب سے گزرتے ہوئے اس کی طرف دیکھ کر منہ سکیڑا۔ "رام رام .... جیو ہتھیا ...... ہرے ہرے ...... شکاری میں اور قصائی میں کوئی فرق نہیں۔"

وہ ہنسنے لگی۔ "اب ایسی برہمنی بھی نہ سمجھو نعیم ...... بندوق ہوتی تو ایک میں بھی گرا دیتی لیکن یہ پکڑنا اور گلا کاٹنا ذرا سخت کام ہے۔"

ہرن ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ میں نے گاز سے اس کا خون صاف کیا اور سینگ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا کار تک لے آیا۔ دھکیل دھکال کر زبردستی ڈکیج بکس میں ٹھونسا۔ یشودھرا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور وہ اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ میں نے وہیل سنبھالا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ سڑک پر پہنچ کر یشودھرا نے اطمینان کا سانس لیا اسے خطرہ تھا کہ گاڑی ایکسیڈنٹ کا شکار ہو چکی ہے' نہ معلوم مرمت ہونے کے بعد انجن میں ٹیلوں اور گڑھوں سے نکلنے کی طاقت باقی رہی ہے یا نہیں۔ مجھے معلوم تھا انجن بالکل ٹھیک حالت میں ہے۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد اس نے کہا۔ "آج تم سگریٹ پینا بھول گئے نعیم۔"

"نہیں۔ آپ پلایئے۔" میں نے اس کی طرف گھومتے ہوئے کہا۔ اس نے میرے کوٹ کی بریسٹ پاکٹس سے سگریٹ اور دیا سلائی نکالی اور سلگا کر میرے ہونٹوں میں لگا دی۔

"آج تم نے بڑا کمال کیا ڈیئر۔ پستول سے فلائنگ شاٹ لگانا بہت مشکل ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"یورایکسی لینسی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میں نے مشق ہی فلائنگ شاٹس کی کی ہے آپ کو معلوم نہیں۔"

"میں تمہیں اس شاٹ پر انعام دینا چاہتی تھی۔ لیکن تم الفاظ کا گورکھ دھندا پھیلا رہے ہو اس لئے انعام ضبط۔"

"تمہارے ملنے کے بعد کسی اور انعام کی ضرورت باقی رہتی ہے کیا؟"

"الفاظ سے نہ کھیلو نعیم۔ حقائق کی دنیا میں آؤ۔ اگر مجھے انعام سمجھ کر خوش ہو رہے ہو تو یہ بھی سوچو اس انعام کا خرچ ......" وہ بولتے بولتے رک گئی۔ شاید اسے مناسب الفاظ نہیں مل رہے تھے۔

"کیا خرچ آئیگا ...... اور میں اس کا متحمل بھی ہو سکوں گا یا نہیں یہی نا؟" میں نے اس کا جملہ پورا کیا۔ اور وہ مسکرا دی۔

"قریب قریب یہی۔" اس نے کہا۔

"دراصل ...... چاندنی میرا بیک گراؤنڈ مالی اعتبار سے۔"

اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "کیا میں نہیں جانتی حضور آپ کو یاد نہیں۔ میں نے کہا تھا سوچنے کا کام مجھ پر چھوڑ دو؟"

"یاد ہے اور اسی لئے میں اپنی ننھی سی جان کو' جو بظاہر بہت دیوزاد اور ایک دوست کے الفاظ میں اللہ میاں کا چوزہ نظر آتی ہے ایسا کوئی روگ نہیں لگانا چاہتا جسے سوچ کہا جاتا ہے۔"

"میں تمہارے انداز بیان پر مرتی ہوں نعیم۔ تمہاری ہر ادا پر مرتی ہوں اور مر نہ

سکی۔" اس نے سرک کر میری گود میں سر رکھ دیا۔ میں نے ایک ہاتھ اس کی بغل میں دے دیا۔ "میں تم پر مرتا ہوں اور مر بھی سکتا ہوں۔ اگر زندہ ہوں تو محض اس وجہ سے کہ تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھنا چاہتا۔" اس کا سر میری گود میں رکھا ہوا تھا اور آنکھوں کے گوشوں سے آنسو گر رہے تھے۔

"آئم سوری ڈیئر۔" میں نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھراتے ہوئے کہا۔ "اچھا یہ بتاؤ یہ ہرن ہز ہائی نس کو پیش کر دیا جائے۔؟"

وہ مسکرا کر بولی۔ "ہز ہائی نس خوش ہوں گے۔ انھیں ہرن کے کباب بہت پسند ہیں۔"

"تو پھر اب راج محل چلیں؟ میرا مطلب ہے سادھنا کماری • ساتھ لے کر۔"

"ٹھیک ہے لیکن اس سے پہلے ......" اس نے پرس کھول کر ایک جیولری بکس نکالا اور میری گود میں رکھ دیا ...... "یہ اپنے بنگلے میں پہنچا دینا۔"

"یہ کیا ہے؟ میں نے سوال کیا۔

"جو میں نے کہا تھا۔ اسے لائیڈس بنک میں۔"

"تمہارے نام سے؟"

"اپنے نام سے والٹ ریز رو کرا لینا۔ اس میں کچھ بھی رکھ سکتے ہو۔ ان کی راز داری قابل اعتماد ہے۔"

"یہ اتنا بڑا ہے کہ میری جیب میں پورا نہیں آئے گا۔"

"کوٹ اتار کر اس میں لپیٹ لو تاکہ کسی قسم کی الجھن کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔"

○

راج محل پہنچ کر میں نے ہرن کیپٹن کے حوالے کر دیا کہ ہزہائی نس کو پہنچا دیں اور خود کوٹ بغل میں دبائے ہوئے اپنے بنگلے آ گیا۔ ہاتھ منہ دھو کر بیڈ روم میں آیا اور دروازہ بند کر کے جیولری بکس کھولا۔ اس میں ایک موتیوں کا مردانہ ہار' دو بازو بند ایک ہیرے کا زنانہ نکلس۔ ساڑی کی سنہری بیلٹ' چند جڑاؤ پن ایک جڑاؤ روشن پٹی۔ سنہری کف لنکس اور قمیض کے بٹن۔ یاقوت اور ہیرے کی دو انگوٹھیاں وغیرہ تھیں۔ نیچے ایک کاغذ پر مختصر سی تحریر تھی۔ "سارجنٹ نعیم احمد ملک میرے چند زیورات جن کی تفصیل نیچے درج ہے بطور امانت اپنے پاس رکھنے کے مجاز ہیں (فہرست) دستخط راجکماری یشودھرا۔ تاریخ۔"

میں نے وہ تحریر ایک لفافے میں بند کر کے اپنے سوٹ کیس میں اور جیولری بکس اٹیچی کیس میں رکھ کر الماری میں مقفل کیا اور کھانا کھا کر کیپٹن کے بنگلے پہنچا۔ انہوں نے دیکھتے ہی کہا۔ "نعیم میں نے ہزہائی نس کو ہرن کی اطلاع دے دی ہے۔ شامی کباب بنانے کا حکم ہوا ہے۔ تم فورا" راج محل چلے جاؤ۔ طلبی ہوئی ہے۔"

میں راج محل پہنچا تو مہتا صاحب سے ملاقات ہوئی' انہوں نے فورا" مجھے اندر جانے کا اشارہ کیا۔ میں ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔ اندر داخل ہوا تو حسب معمول' ایک تھا راجہ' ایک چہیتی رانی۔ دونوں صوفوں پر بیٹھے اپنی اپنی کتاب پڑھ رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو دونوں نے بیک وقت گردن اٹھا کر دیکھا۔ "تم آ گئے ناعم؟" مہارانی نے کہا۔

"حاضر ہوں یور ہائی نیس۔" میں نے گردن جھکا کر کہا۔ اسی وقت مہاراجہ نے کہا۔

"یہ ہرن کہاں سے مار لائے نعیم؟"

"امین پور کے قریب جنگل میں سے یور ہائی نیس۔"

"ادھر شکار ملتا ہے؟"

"بہت زیادہ یور ہائی نیس۔"

"اوہ۔ گڈ۔" کہہ کر انہوں نے مہارانی کی طرف دیکھا۔ مہارانی مسکرا دیں اور کتاب ٹیبل پر رکھتی ہوئی بولیں۔ "آپ کا چہیتا باڈی گارڈ ہے یور ہائی نس۔"

"ہے تو۔" انہوں نے ہنس کر کہا اور پھر میری طرف دیکھا۔ "کل پھر جاؤ نعیم بندوق لے کر ایک دو اور مار لاؤ۔"

"بہتر ہے یور ہائی نیس۔ آپ حکم دیں تو ابھی شام تک لا سکتا ہوں۔۔۔!"

مہاراجہ مسکرا دیئے۔ "اگر کہیں باندھ آئے ہو تو ویسے ہی کھول لاؤ۔ بندوق کی کیا ضرورت ہے۔۔۔؟"

"یور ہائی نس وہاں اس قدر شکار ہے کہ کسی بھی وقت کچھ نہ کچھ مل سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے۔"

یقین ہے تو جاؤ۔ میری الماری سے ونچسٹر لے لو۔" انہوں نے ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں الماری کی طرف چل دیا۔ ونچسٹر اور اس کے کارتوس لئے اور پھر ان کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے ریسیور رکھتے ہوئے کہا۔ "مورس منگائی ہے۔ ٹھیک رہے گی؟"

"ٹھیک ہے یور ہائی نیس۔"

"اچھا جاؤ۔ کیپٹن کو ہمارے پاس بھیج دو .... اور شکار کئے بغیر نہ آنا۔" میں چونک گیا۔ مہارانی مسکرا دیں۔

"شکار کے ملنے کی شرط نہیں ہونی چاہئے یور ہائی نیس۔" مہارانی نے کہا۔ لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اب مجھے محسوس ہوا کہ میں نے خود کو بڑھا کر پیش کرنے میں غلطی کی۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ اجازت طلب کی اور نیچے چلا آیا۔

○

چار بجے سے شام کے چھ بجے تک اس جنگل کا' جس کو ڈیلائٹ کارنر کا نام دیا تھا' چپہ چپہ چھان مارا لیکن کہیں ہرن یا بارہ سنگھے کا نام نشان نہ تھا۔ گیدڑ' لومڑیاں اور خرگوش وغیرہ کئی جگہ دکھائی دیئے۔ لیکن ایسا کوئی جانور نہ تھا جسے شکار کیا جا سکتا۔ آخر سورج غروب ہونے لگا۔ میں مایوس ہو کر سڑک پر آیا۔ گاڑی کے قریب آ کر سگریٹ سلگاتے ہوئے سڑک کے دوسری طرف قسمت آزمائی کرنے کا خیال آیا اور میں تیزی سے اس سمت چلنے لگا۔ گھنے درختوں کے درمیان سے گزر کر دو سو قدم پہنچا تھا کہ جھاڑیوں کے دوسری طرف ڈیڑھ سو گز کے فاصلے پر تین چکارے آہستہ آہستہ ٹیلے کی طرف جاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ میں خوشی سے اچھل پڑا۔ بندوق اٹھائی اور بیچ والے ہرن کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ ہرن پچھاڑ کھا کر گرا۔ دوسرے چھلانگیں لگاتے ہوئے غائب ہو گئے۔ میں تیزی سے دوڑا۔ ہرن لوٹ پوٹ کر اٹھا اور ٹیلے کی طرف دوڑنے لگا۔ لیکن وہ صرف تین ٹانگوں سے دوڑ رہا تھا۔ اس کی رفتار اب بھی انسان سے تین چار گنا تیز تھی۔ تھوڑی دور دوڑنے کے بعد وہ پھر ایک مرتبہ گرا۔ میں اور تیزی سے دوڑا۔ لیکن جب دس قدم رہ گیا تو مجھے دیکھتے ہی پھر تڑپ کر اٹھا' پھر اٹھا' پھر گرا پھر اٹھنے لگا۔ لیکن خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اب اس میں زیادہ جان نہ تھی۔ دو تین چھلانگیں لگائیں اور ایک جھاڑی میں منہ چھپا کر بیٹھ گیا۔ اندھیرا اتنا بڑھ چکا تھا اور اب دوڑنے بھاگنے کا وقت نہ تھا۔ میں نے [illegible]

فاصلے سے سر کا نشانہ لے کر دوسرا فائر کیا اور وہ لیٹ گیا۔ میں نے ھگ کر اس کے گلے پر چھرا پھیر دیا۔ اور پھر اس کی گردن اگلی ٹانگوں میں پھنسائی اور گھسیٹتا ہوا سڑک کی طرف چل دیا۔ ابھی میں سڑک سے سوا سو سوگز دور تھا کہ پیچھے سے جانوروں کے دوڑنے بھاگنے کی آوازیں آنے لگیں۔ میں ہرن کو چھوڑ دیا اور پیچھے پلٹ کر دیکھا۔ تین چار ہرن چوکڑیاں بھرتے وئے اسی طرف آ رہے تھے۔ میں نے بندوق سیدھی کی اور پچھلے ہرن پر فائر کیا لیکن ٹرائیگر دبنے سے پہلے ایک چیتے نے چھلانگ لگائی اور ہرن کی گردن پر منہ ڈال رہا تھا کہ گولی سینے میں پیوست ہو گئی۔ ہرن زمین پر گر کے اٹھا اور چھلانگیں لگاتا ہوا دائیں طرف نکل گیا۔ چیتا زمین پر تڑپنے لگا۔ میرے ہوش خطا ہو گئے۔ دوڑ کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور ٹارچ اٹھا کر ایک درخت کی آڑ سے چیتے کی طرف لائٹ پھینکی۔ اس نے غرا کر ایک پلٹی کھائی اور تڑپ کر ٹانگیں پھیلا دیں۔ میں خوشی سے دیوانہ ہو کر اچھلنے لگا۔ تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد رائفل سے نشانہ لیتے ہوئے آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ قریب پہنچ کر ادھر ادھر نظر دوڑائی لیکن کوئی پتھر وغیرہ نہ تھا۔ آخر اوپر کی جیب سے سگریٹ کیس نکالا اور پھینک کر سر میں مارا۔ چیتا بے حس و حرکت پڑا رہا۔ وہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ چند قدم اور بڑھ کر دیکھا تو گولی سینے سے داخل ہو کر پشت سے پار نکل گئی تھی۔ اس کو گھسیٹ کر کار تک لایا۔ اس کا وزن اڑھائی من سے کم نہ تھا۔ چیتے کو پچھلی سیٹ کے قریب لاد کر ہرن کو ڈکّی بکس میں ٹھونسا۔ دروزے بند کر کے شیشے چڑھائے اور گاڑی موڑ کر اندھا دھند شہر کی طرف چھوڑ دی۔ میں کامیابی کے نشے میں مخمور تھا۔

ساڑھے سات بجے راج محل پہنچا تو مین گیٹ پر پہریدار نے سلامی دے کر رکنے کا اشارہ کیا۔ میں نے بریک لگا کر شیشہ چڑھایا تو اس نے جھک کر کہا۔ "صاحب بہادر کپتان صاحب نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ آئیں تو آپ کو اطلاع دی جائے کہ مہاراجہ صاحب کے سامنے پیش ہونے سے پہلے ان سے مل لیں۔" میں نے کہا ٹھیک ہے۔ "گیئر لگایا اور کیپٹن کے بنگلے کی طرف چل دیا"۔ قریب پہنچ کر ہارن دیا تو وہ دروازے سے باہر نکل رہے تھے۔ دیکھتے ہی مسکرا کر بولے۔ "نہال یا کنگال۔"

میں نے سلام کر کے کہا۔ "بتایئے اپنا خیال۔"

وہ آگے بڑھنے لگے تو میں نے کہا۔ "قریب نہ آیئے وہیں سے بتایئے۔"

"بتاتا ہوں۔" انہوں نے رک کر کہا۔ "خالی تو نہیں ہو۔"

"سر یہ کہنا تو مشکل نہیں۔ یہ بتایئے کیا لایا۔۔۔۔؟"

"ہرن۔" انہوں نے کہا اور مسکرانے لگے۔

"اچھا اب تشریف لے آیئے اور معائنہ فرمایئے۔"

انہوں نے پچھلا دروازہ کھولا۔ میں نے اندر کی روشنی جلائی اور وہ چیتے کو دیکھ کر

اچھل پڑے۔ "شاباش جوان شاباش۔" انہوں نے ہاتھ بڑھا کر میری پیٹھ ٹھونکتے ہوئے کہا۔ میں نے "تھینک یو سر۔" کہہ کر پچھلا دروازہ بند کر کے اگلا دروازہ کھول دیا۔ وہ میرے برابر آ کر بیٹھ گئے۔ میں گاڑی اسٹارٹ کی اور راج محل کے پورٹیکو میں سیڑھیوں سے لگا کر کھڑی کر دی۔ وہ نیچے اترے اور کہا۔ "آؤ۔" میں اتر کر ان کے ساتھ لفٹ کے ذریعے اوپر پہنچا۔ ہال میں داخل ہوتے ہوئے میں نے کہا۔ "سر چیتے کی خوشی میں آپ نے ہرن کے متعلق تو پوچھا ہی نہیں۔۔۔۔؟"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "ارے ہاں۔۔۔۔ وہ بھی۔۔۔۔"

"ڈکّی بکس میں ٹھونس رکھا ہے سر۔"

"اوہ! تم جادوگر ہو نعیم۔ اب تمہاری ترقی یقینی ہے۔"

"آپ کی خوشی میرے لئے سب سے بڑی ترقی ہے سر۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ انہوں نے ہاتھ بڑھا کر بٹن دبایا۔ اسی لمحے دروازے پر لائٹ ہو گئی۔ ہم نے اندر داخل ہو کر سلام کیا۔ مہاراجہ نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "ہرن لائے۔"

کیپٹن نے مسکرا کر کہا۔ "یور ہائی نیس۔" ہرن بھی اور ......"

"اور کیا۔۔۔۔؟" مہاراجہ نے ہنستے ہوئے تیزی سے پوچھا۔ کیپٹن نے کہا۔ "یور ہائی نس وہ چیتا جس کی تلاش میں پوری شکار پارٹی ناکام ہو گئی تھی۔۔۔!"

"کیا مار دیا۔۔۔۔؟" انہوں نے حیرت سے کہا۔

"کار میں پڑا ہوا ہے یور ہائی نیس۔"

ہز ہائی نس کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔ "ویل ڈن نعیم ..... تم شیر ہو۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کے چرنوں کا پرتاب ہے' یور ہائی نس۔" انہوں نے آگے بڑھ کر میری پیٹھ ٹھونکی۔ کیپٹن نے اشارہ کیا اور میں نے جھک کر ان کے پیر چھو کر دونوں ہاتھ آنکھوں سے لگا لئے۔ انہوں نے مسکرا پھر پیٹھ تھپتھپائی اور کیپٹن سے کہا۔ "دونوں شکار اوپر لاؤ لیفٹننٹ ہم ہز ہائی نس کو دکھائیں گے۔" کیپٹن سر جھکا تیزی سے پلٹے اور باہر نکل گئے۔ مہاراجہ نے مسہری کے سرہانے ایک بزر پر ہاتھ رکھا۔ اور کہا۔

"تم کیا بلا ہو نعیم؟"

"آپ کا ایک ادنیٰ خادم یور ہائی نیس۔"

"تمہیں معلوم ہے تم نے کتنا خطرناک کھیل کھیلا ہے آج؟"

"آپ کا حکم میری طاقت ہے یور ہائی نیس۔ میں خطرہ نہیں جانتا کس کو کہتے ہیں۔"

"میں نے شیر غلط نہیں کہا تمہیں۔ واقعی تم خطرہ نہیں جانتے۔"

میں نے پھر سر جھکا دیا۔ اسی وقت مہارانی اندر داخل ہوئیں۔ مجھے دیکھتے ہی مسکرا کر بولیں۔ "مجھے یقین تھا نعیم تم آٹھ بجے سے پہلے لوٹو گے اور کامیاب لوٹو گے۔" میں نے

سر جھکا کر کہا۔ "آپ کے چرنوں کے پرتاب سے میں کبھی ناکام نہیں لوٹتا یور ہائی نیس۔"
"ٹائیگر ...... اب آپ اس کو ٹائیگر نعیم کہا کریں گی یور ہائی نیس۔"
"بالکل صحیح ہے یور ہائی نیس۔ اور میں اس کو اس خطاب کی مبارکباد کے ساتھ پانچ سو روپے انعام دیتی ہوں۔" میں نے سر جھکا کر شکریہ ادا کیا۔ مہارانی نے مسہری کے قریب جا کر ایک بٹن دبایا۔ اسی وقت دو خادمائیں اندر داخل ہوئیں۔ انہوں نے ایک سے کہا "ہماری گورنیس سے پچیس اشرفیاں اور چاندی کی طشتری لے کر آؤ۔" وہ سر جھکا کر پچھلے پاؤں چلی۔ انہوں نے دوسری سے باآواز کہا۔ "تم جا کر سادھنا کماری۔ یشودھرا کماری' رنت دیوی' شانتا دیوی وغیرہ کو بلا لاؤ۔" خادمہ سر جھکا کر چلی گئی۔ مہاراجہ نے کیپٹن کی طرف دیکھ کر کہا۔ ان سپاہیوں کو رخصت کر دو لیشونت۔" کیپٹن کے اشارہ کرنے سے پہلے تمام سپاہی سلام کر کے رخصت ہو گئے۔ مہاراہ صوفے پر بیٹھ گئے اور پائپ سلگا کر پینے لگے۔ مہارانی ان کے پہلو میں بیٹھ گئیں۔ "اب پوری تفصیل سناؤ ٹائیگر۔" مہاراجہ نے کہا۔ میں نے مختصر الفاظ میں تمام واقعہ بیان کر دیا۔

تمام راجکماریاں اور ان کی سہیلیاں آ گئیں۔ میں ڈر رہا تھا کہ یشودھرا کے چہرے سے کسی بات کا اظہار نہ ہو جائے۔ لیکن یشودھرا بالکل نارمل تھی اس کی حرکات و سکنات سے کسی طرح یہ پتا نہیں چلتا تھا کہ اس کو مجھ سے معمولی سا بھی لگاؤ ہے۔ حالانکہ وہ اچھی طرح پہچان چکی تھی کہ یہ وہی چیتا تھا جو پہلی رات کار کی چھت پر آ چڑھا تھا اور پھر کرنل رگھبیر کی کار کے پیچھے دوڑا تھا۔ اس کا چہرہ تمام تاثرات سے خالی تھا۔ مہاراجہ نے ٹائیگر کا خطاب اور ہنٹنگ پارٹی کے مصارف کے مساوی رقم انعام دینے کا اعلان کیا۔ اور دو روز بعد پہلی تاریخ سے دس یوم کی رخصت منظور فرمائی۔ اس کے بعد انہوں نے ہمیں جانے کی اجازت دے دی۔

○

دوسرے دن شام کو آٹھ بجے میں مدھو ساگر کے اس پار' بڑی شکار گاہ کو جانے والی سڑک پر راجکماری کا انتظار کر رہا تھا۔ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب بڑے پل سے پیکارڈ اس طرف آتی ہوئی دکھائی دی میں درختوں کی آڑ سے نکل کر سامنے آیا۔ پیکارڈ میرے قریب پہنچ کر رک گئی اور یشودھرا نے دروازہ کھول کر کہا۔ "اندر آ جاؤ نعیم۔" میں نے گاڑی کے عقب میں نظر دوڑائی۔ پل دوسرے سرے تک خالی پڑا تھا۔ میں نے گاڑی میں بیٹھ کر وہیل سنبھال لیا اور دروازہ بند کر کے گیئر لگایا۔ شکار گاہ سے کچھ ادھر ایک پہاڑی کے دامن میں گاڑی کو سڑک سے اتار کر جھاڑیوں کی آڑ میں لے کر انجن بند کر دیا اور یشودھرا کی طرف مخاطب ہوا۔ نگاہیں ملتے ہی اس نے کہا۔ "نعیم میں تمہیں مبارکباد پیش

میری رہنمائی کرنے میں خوشی محسوس کرینگے۔ میں نے ان کا
کرنا چاہتی ہوں۔ بتاؤ کس سلسلے میں۔ انہوں نے کش لیتے ہوئے سوال کیا۔ "آپ کہاں سے
میں نے اس کو آغوش میں لے ... یا۔ "لاہور سے۔" چند رسمی باتیں کرنے کے بعد
...ذبق سوچنے کا کام آپ پر چھوڑ دیا ہے۔ اس ساختہ نکل گیا۔ "نعیم"۔ لیکن دوسرے لمحے ہی
خود کو پیش کر دیں تو بہتر ہو گا۔" دراصل میرا نام مسعود احمد ہے بھائی جان۔
وہ مسکرا دی۔ میری بانہوں کا دائرہ تنگ ہوا۔
پایا اور جب مجھ پر اس کا خمار طاری ہونے لگا تو میرے بالوں میں ... ھلیاں پھنسا کر پیچھے کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہنے لگی۔ "تم اس طرح شکار کر کے پیچھے اپنی جان خطرے میں کیوں ڈالتے ہو؟"
"آج ایسی کون سی خاص بات ہو گئی----؟"
وہ مسکرا دی۔ "میں ایک ہندو عورت ہوں نعیم۔ میرے لئے اپنے ہونے والے بچے کے باپ کی زندگی کیا اہمیت رکھتی ہے تم اس کا تصور نہیں کر سکتے۔" میرے ہاتھ اس کے ...وں سے پھسل گئے اور حیرت زدہ ہو کر اس کا منہ تکنے لگا۔" تو ...... کیا ...... کیا واقعی؟ میں بمشکل کہہ سکا وہ نیچی نگاہیں کر کے اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھتی ہوئی آہستہ سے بولی۔ "ہاں پریتم۔"
"خیر۔" میں نے سنبھل کر اس کو بانہوں میں لیتے ہوئے کہا۔ "دیکھا جائے گا۔" اس نے میری آغوش میں منہ چھپا لیا۔ میں نے اس کے بالوں کو چوم کر اس کا چہرہ اوپر اٹھایا۔ وہ مسکرا دی۔ "میں نے اپنے اندر کچھ تبدیلیاں محسوس کرنے کے بعد ہی اس روز تمہیں اشارہ کیا تھا۔ لیکن ایسا اکثر ہو جایا کرتا ہے میرا خیال تھا شاید ...." وہ بولتے ہوئے رکی اور پھر آگے چلی۔ "لیکن وہ خیال غلط تھا۔ کل ہر ہائی نس نے غور سے میری طرف دیکھ کر کہا۔" تمہارا وزن بڑھتا جا رہا ہے یشو۔ یہ تو غنیمت ہے کہ ابھی انہیں کوئی اور شک نہیں ہے ورنہ غضب ہو جاتا۔"
"اب کیا ہو گا----؟" میں نے پریشان ہو کر پوچھا۔
"کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔ ورنہ اگر مہاراجہ یا مہارانی کو شبہ بھی ہو گیا تو تمہارا نام و نشان تک مٹ جائے گا اور مجھے فوراً ہی کسی بڈھے اور بدصورت مہاراجہ کے پلے باندھ دیا جائے گا۔ مہارانی کو کسی حد تک اس بات کا اندازہ ضرور رہے کہ میں تم میں دلچسپی لیتی ہوں لیکن ان کے خیال میں یہ محض دلچسپی ہے' وہ یہی سمجھتی ہیں کہ میں تم سے دل بہلا رہی ہوں اور جس دن میرا جی تم سے بھر گیا اس دن تمہیں کھلونے کی طرح توڑ کر پھینک دوں گی۔ تم ان ریاستوں کے راجگان کا مزاج سمجھ ہی نہیں سکتے۔ یہ انسانوں کو تفریح کے طور پر سر چڑھاتے ہیں اور پھر اسے پاتال میں پھینک کر بھی لطف اٹھاتے ہیں۔"
راجکماری کا لہجہ بہت تلخ تھا۔

سر جھکا کر کہا۔ "آپ کے چرنوں کے پرتاب سے میں کبھی خیال میں تم سادھنا کماری کو اپنے
"تاگیر ...... اب آپ اس کو تاگیر نعیم کہا"
"بالکل صحیح ہے یور ہائی نیس۔ اور میر[illegible] ہیں ڈیئر!"
[illegible] انعام دیتی ہوں۔" میں نے سر جھ[illegible]۔ مہاراجہ نے دو دن بعد مجھے خود ہی دس دن کی رخصت عنایت [illegible] سے تیسرے دن بمبئی پہنچ جاؤں گا' تم بھی وہاں آ جاؤ۔" میں نے اس کی زلفوں سے کھیلتے ہوئے کہا۔

"مشکل ہے لیکن کوشش کروں گی۔ بدقسمتی سے برٹش ریزیڈنٹ ایک مہینے کی چھٹی پر گیا ہوا ہے اور اس کے نائب سے میں واقف نہیں ہوں۔ ورنہ میں یہ گناہ کرنے کی بجائے کوئی اور کوشش کرتی۔"

"غلط تحریر کو مٹانا کوئی گناہ نہیں ہے جان من۔ ایک غزل ساقط ہوتی ہے تو ہو جانے دو۔ ہم دو غزلہ اور سہ غزلہ کہہ سکتے ہیں۔" میرا یہ جملہ سن کر وہ ہنسکر مجھ سے لپٹ گئی۔
"تم کیا بلا ہو نعیم---- جی چاہتا ہے تمہیں ساتھ لے کر مدھو ساگر میں چھلانگ لگا دوں اور پھر ہم دونوں امر ہو جائیں۔" میں نے اس کو اپنی بانہوں کے حصار میں لیا تو اس نے میرے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ دیئے اور ڈیش بورڈ لیمپ کی سرخ روشنی تاریکی میں ڈوب گئی۔

رخصت ہونے سے پہلے اس نے مجھے یہ ہدایت ضرور کی کہ میں اس کا دیا ہوا جیولری بکس اپنے ساتھ نہ لے جاؤں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے مہارانی کو مجھ پر کسی قسم کا شبہ ہو اور بمبئی میں میری نگرانی ہو رہی ہو۔ اس کا خیال تھا کہ مجھے یہ کام دو ہفتے کے لئے ٹال دینا چاہئے۔ اس کے علاوہ ہم نے وہاں ملنے اور اس پریشانی سے نجات حاصل کرنے کا منصوبہ بھی بنایا اور پھر تین دن بعد بمبئی میں ملنے کا وعدہ کر کے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

○

تیسرے دن میں بمبئی پہنچ گیا اور یشودھرا کے بنائے ہوئے پروگرام کے مطابق ایک درمیانہ درجے کے ہوٹل میں مسعود احمد کے فرضی نام سے ڈبل روم اپارٹمنٹ میں ٹھہر گیا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد لباس تبدیل کر کے شہر کی سیر کے لئے نکلا اور گرانٹ روڈ اسٹیشن سے چرچ گیٹ جانے کے لئے الیکٹرک ٹرین میں سوار ہوا۔ میں پرنس آف ویلز میوزیم دیکھنا چاہتا تھا لیکن یہ مقام چرچ گیٹ سے کچھ فاصلے پر تھا اور یہاں سے مجھے ٹیکسی پکڑنا تھی۔ میرے سامنے والی نشت پر چند مقامی ہندوؤں کے درمیان ایک صاحب شیروانی اور ترکی ٹوپی پہنے بیٹھے تھے اور بار بار میری طرف دیکھ رہے تھے۔ ٹرین اسٹارٹ ہوتے ہی میں نے آغاز گفتگو کرنے کے لئے ان سے میوزیم کی جائے وقوع دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ وہ خود

بھی اسی طرف جا رہے ہیں اور میری رہنمائی کرنے میں خوشی محسوس کرینگے۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کر کے سگریٹ پیش کیا۔ انہوں نے کش لیتے ہوئے سوال کیا۔ "آپ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں۔" میں نے جواب دیا۔ "لاہور سے۔" چند رسمی باتیں کرنے کے بعد انہوں نے نام پوچھا اور میری زبان سے بے ساختہ نکل گیا۔ "نعیم"۔ لیکن دوسرے لمحے ہی مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور مسکرا کر کہا۔ "دراصل میرا نام مسعود احمد ہے بھائی جان۔ میں غلطی سے آپ کو اپنا تخلص بتا گیا۔"

یہ سنتے ہی انہوں نے ہنس کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔ مجھے بھی شعر کہنے کا شوق ہے میں نفیس مالیگانوی تخلص کرتا ہوں۔ آپ غالباً" نعیم لاہوری لکھتے ہونگے۔"

"نہیں نفیس صاحب میں مسعود نعیم لکھتا ہوں۔ وہ بھی کبھی کبھی۔ باضابطہ شاعر تو ہوں نہیں۔ بہرکیف آپ سے اتفاقیہ ملاقات ہو جانے کی خوشی کا اظہار کرنے کے لئے میرے پاس کافی الفاظ نہیں ہیں۔" میں نے سراپا انکسار بن کر کہا۔

"یہ آپ میرے جذبات کی ترجمانی کر رہے ہیں نعیم صاحب۔ یقین فرمایئے آپ کی شخصیت میں کچھ ایسی کشش ہے کہ میں آپ سے متعارف ہونے کے لئے بے چین تھا۔"

"یہ آپ کی ذرہ نوازی ہے نفیس صاحب۔ آج میں بالکل تنہا ہوں اور اگر آپ کی مصروفیات اجازت دیں تو کچھ دیر اپنے قریب کا شرف بخشئے۔"

وہ مسکرا دیئے۔ "مجھے ویسٹ اینڈ واچ کمپنی سے اپنی گھڑی لینے کے سوا شام تک کوئی کام نہیں ہے اس لئے ...."

"تو پھر۔" میں نے ہنس کر ان کا قطع کلام کیا۔ "قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو' کہہ کر شعر مکمل کر دیجئے۔" نفیس صاحب ہنس دیئے تھوڑی دیر میں ٹرین چرچ گیٹ پہنچ گئی اور ہم ٹیکسی میں سوار ہو کر میوزیم کی طرف چل دیئے۔ نفیس صاحب نے ویسٹ اینڈ سے اپنی رسٹ واچ لی اور شام تک میرے ساتھ رہے۔ میوزیم کے علاوہ گیٹ وے آف انڈیا اور ڈاکیارڈ وغیرہ کی سیر کی۔ کئی ہوٹلوں میں چائے' کافی پی' ایک دوسرے کے شعر سنے۔ سیاسی حالات پر تبصرے کئے۔ ہنستے اور قہقہے لگاتے رہے۔ وہ بے حد دلچسپ اور ہشت پہلو شخصیت تھے۔ میں ان کے خلوص سے بہت متاثر ہوا۔ وہ ایک اردو روز نامے میں سب ایڈیٹر تھے اور خلافت ہاؤس میں جیلانی صاحب کے ساتھ رہتے تھے۔ آخر شام کو وکٹوریہ ٹرمنل پر میری قیام گاہ کا پتا اور فون نمبر وغیرہ نوٹ کر کے رخصت ہوئے اور میں ہوٹل چلا آیا۔

○

دوسری صبح یشودھرا اور سادھنا بمبئی پہنچنے والی تھیں۔ اس لئے میں ذرا سویرے اٹھا'

غسل اور ناشتے سے فارغ ہو کر سات بجے ان کو رسیو کرنے کے لئے بمبئی سینٹرل اسٹیشن پہنچ گیا۔ اور گجرات میل سے فرنٹیئر میل تک ہر آنے والی ٹرین دیکھتا رہا۔ لیکن وہ کسی گاڑی سے نہ پہنچیں۔ آخر نو بجے جب تم پلیٹ فارم مسافروں سے خالی ہو گئے اور ٹرین بھی یارڈ میں چلی گئی تو مایوس ہو کر ریفرشمنٹ روم کی طرف چل دیا۔ اس وقت میری پریشانی کی انتہا نہ تھی۔ ذہن متضاد خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ مجھے خوف محسوس ہونے لگا کہ کہیں ہمارا منصوبہ ٹھپ نہ ہو جائے۔ ہم نے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد یہ پلان مرتب کیا تھا۔ اور سادھنا نے ہزہائی نس سے بمبئی جانے کی اجازت مل جانے کے بعد مجھے روانہ ہونے کا سگنل دیا تھا۔ پھر ان دونوں کے مقررہ وقت پر نہ پہنچنے کے معنیٰ؟ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ ریفرشمنٹ روم میں داخل ہو کر میں ایک میز پر بیٹھ گیا اور بیرا کو اشارے سے بلا کر ناشتہ اور چائے لانے کو کہا۔ وہ سر جھکا کر چلا گیا۔ میں نے جیب سے سگریٹ کیس اور لائٹر نکالا اور ایک سگریٹ سلگا کر دونوں چیزیں میز پر رکھ دیں۔ قریب ہی ایک پولیس افسر نے جو یونیفارم سے اے ایس آئی معلوم ہوتا تھا۔ چائے پیتے پیتے نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ میں سگریٹ کے دھوئیں میں گھرا اپنے خیالات میں اس قدر کھویا ہوا تھا کہ ویٹر میرے سامنے ناشتے کی ٹرے رکھ کر چلا گیا اور مجھے خبر تک نہ ہوئی اسی طرح سگریٹ کے کش لگاتا رہا۔ آخر ویٹر نے خود ہی میری توجہ مبذول کرانے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "صاحب آپ کا چائے ٹھنڈا ہو جائے گا۔"

میں "اوہ!" کہہ کر چائے بنانے لگا۔ کپ اٹھا کر منہ سے لگایا تھا کہ اے ایس آئی میز سے اٹھا اور قریب آ کر ہچکچاتے ہوئے بولا۔ "معاف کیجئے گا جناب ...... آپ فلم اسٹار ہیں کیا---؟" میں نے ہاتھ سے کپ رکھتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور ہنس کر کہا۔ "نہیں۔"

وہ مسکرا کر کہنے لگا۔ "تعجب ہے صاحب۔" میں نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے سگریٹ کیس اور لائٹر اس کی طرف سرکایا اور پھر چائے پینے لگا۔ وہ کرسی پر بیٹھ گیا اور شکریہ کہہ کر سگریٹ سلگانے لگا۔ لائٹر میز پر رکھ کر کش لگا کر کہنے لگا۔ "تو کیا آپ جینت نہیں ہیں جناب اور آپ نے "پاسنگ شو" میں کام نہیں کیا---؟"

میں نے ہنس کر جواب دیا--- "میں جینت نہیں ہوں مسٹر......"

"کتھاریہ" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "میرا نام سرجو پرشاد کتھاریہ ہے۔ میں یہاں جی آر پی میں اے ایس آئی ہوں۔"

"میرا نام مسعود نعیم ہے۔" میں نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس نے اٹھ کر مصافحہ کیا۔ "تو کتھاریہ صاحب ..... میں جینت سے واقف تک نہیں ہوں اور "پاسنگ شو" میں کام کرنا تو درکنار "پاسنگ شو" کا نام بھی آپ سے سن رہا ہوں۔ گو میں خود ایک طرح کا "

پاسنگ شو" ضرور ہوں۔"

وہ ہنس دیا۔ "میں صبح سے آپ کو پلیٹ فارم پر دیکھ رہا ہوں۔ شاید آپ کسی کو رسیو کرنے آئے تھے لیکن وہ نہیں پہنچ سکیں۔"

"آپ کا خیال صحیح ہے کتھاریہ صاحب میں کسی کو رسیور کرنے آیا تھا لیکن آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ کوئی عورت ہی ہے؟"

"ہم پولیس والے بڑے پہنچے ہوئے ہوتے ہیں مسٹر نعیم ......" اس نے مسکرا کر کہا۔ "اور اب میں اس پوائنٹ پر آپ سے شرط لگا سکتا ہوں کہ میرا خیال غلط نہیں ہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ دلچسپ آدمی ہیں مسٹر کتھاریہ۔ ہاں وہ عورت ہی ہے بلکہ ایک نہیں دو عورتیں۔ میری وائف اور سسٹر ان لاء۔"

"تو پھر" اس نے کہا۔ "شام کو پانچ بجے کاٹھیا واڑ ایکسپریس آتی ہے۔ اس پر بھی دیکھ لیجئے۔ شاید اس سے آ جائیں۔"

"بہتر ہے۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر۔" اس نے اٹھتے ہوئے پھر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ میں بھی اٹھ کھڑا ہوا اور کاؤنٹر پر پہنچ کر بل ادا کیا۔ اس نے اپنی چائے کا بل دینا چاہا تو میں نے کہا۔ "آپ نے میرے ساتھ چائے پی ہے۔" مینجر نے دونوں کا بل لے لیا۔ اور وہ گیٹ تک ساتھ آیا۔ میں نے یہاں پہنچ کر اس سے مصافحہ کیا اور ہوٹل کی طرف چل دیا۔

شام کو چار بجے میں نے لباس تبدیل کر کے چائے منگائی اور اسٹیشن جانے کی تیاری کرنے لگا۔ ویٹر نے ٹرے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "کوئی صاحب آپ سے ملنے آئے ہیں۔"

"مجھ سے؟" میں نے کہا۔ "کون صاحب ہیں؟"

"دروازے پر کھڑے ہیں۔" اس نے چلتے چلتے رک کر کہا۔

"بھیجے جاؤ۔" میں نے کہا۔ ویٹر سر جھکا کر چل دیا۔ میرا ذہن فوراً نفیس صاحب کی طرف منتقل ہوا۔ لیکن دوسرے لمحے کتھاریہ مسکراتا ہوا اندر داخل ہو رہا تھا۔ وہ اس وقت گرم سوٹ پہنے ہوئے تھے اور بڑا پیارا لگ رہا تھا۔ "آیئے چائے پیجئے کتھاریہ صاحب۔" میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ وہ بیٹھ گیا۔ میں نے پیالیوں میں چائے انڈیلی۔ دودھ شکر ڈالی اور ایک پیالی اس کی طرف بڑھائی۔ "میں اسٹیشن ہی جا رہا تھا مسٹر کتھاریہ۔"

"ظاہر ہے۔" اس نے پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔ "آپ نے یہ نہیں پوچھا میں یہاں کس طرح پہنچا---؟"

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ آپ خود کہہ چکے ہیں کہ پولیس والے بڑے پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔"

وہ ہنس دیا۔ "نہیں نعیم صاحب۔ میں نے اپ کو ہوٹل میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ ڈیوٹی سے آف ہو کر گھر گیا۔ کپڑے تبدیل کئے اور آپ کے پاس چلا آیا۔"

"آپ کی محبت ہے مسٹر کتھاریہ۔" میں نے پیالی رکھتے ہوئے کہا۔

"سگریٹ پیجئے۔" کتھاریہ نے سگریٹ سلگایا۔ مجھے اس کے طرز عمل پر حیرت تھی۔ اس کے اس قدر تیزی سے قریب آنے کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ چائے ختم کر کے میں نے سگریٹ سلگایا اور چلنے کو اٹھا تو وہ بھی کھڑا ہو گیا اور مسکرا کر کہنے لگا۔ "مسٹر نعیم کہیں آپ یہ تو نہیں سوچ رہے کہ یہ کتھاریہ کیسا پولیس آفیسر ہے کہ پہلی ہی ملاقات میں گلے کا ہار ہو گیا۔۔۔؟"

"ارے .... کمال کر دیا آپ نے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ کیا مجھے اتنا غیر مہذب سمجھتے ہیں کہ آپ کے خلوص کو نظرانداز کر کے ......"

"بھئی پولیس مین بھی تو ہوں۔ اس لئے آپ نہ جانے کیا ......"

"میں اس کو آپ کی محبت کے سوا کچھ نہیں سمجھتا۔ آیئے۔"

وہ "شکریہ" کہہ کر مسکرا دیا۔ میں نے دروازہ بند کیا اور دونوں نیچے اترنے لگے۔

ہوٹل بھی بمبئی سینٹرل اسٹیشن سے قریب ہی تھا۔ گیٹ پر آتے ہی کتھاریہ نے کہا۔ "اگر اپ کی بیگم اس گاڑی سے آ گئیں تو مسٹر کتھاریہ کو ان سے متعارف کرائیں گے آپ؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ضرور مسٹر کتھاریہ۔ میں اسے عزت افزائی سمجھوں گا۔"

پولیس اسٹیشن کے سامنے سے گزرتے ہوئے ہر سامنے آنے والے کانسٹیبل اور ہیڈ کانسٹیبل نے کتھاریہ کو اٹینش ہو کر سلام کیا۔ پورچ سے گزرتے ہوئے ہم پلیٹ فارم پر پہنچے۔ تھوڑی دیر بعد کاٹھیا واڑ ایکپریس آ گئی اور رکتے ہی مسافروں کا ہجوم اُمڈ آیا۔ میں بڑھ کر فرسٹ کلاس کمپارٹمنٹ کے قریب پہنچا۔ ایک انگریز اپنی بیوی اور لڑکی کے ساتھ نیچے اترا۔ کمپارٹمنٹ میں کوئی اور نہ تھا۔ دوسرے اور تیسرے کمپارٹمنٹ میں بھی اور لوگ تھے۔ وہ اس ٹرین سے بھی نہیں آئی تھی۔ میں پھر مایوس ہونے لگا۔ مسافروں کا رش ختم ہوتے ہی کتھاریہ میرے پاس آ گیا۔ "نہیں پہنچیں۔" میں نے اس سے کہا۔ "کوئی بات نہیں مسٹر نعیم۔" صبح کی کسی نہ کسی ٹرین سے ضرور پہنچیں گے۔ کہاں سے آ رہی ہیں وہ؟

"نو ساری سے۔" میں نے اصل مقام کا نام چھپاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے پھر...... فرنٹیر میل کے سوا تمام میل اور ایکسپریس ٹرینیں نو ساری پر ٹھہرتی ہیں۔ چلیں۔۔۔۔؟"

"چلئے۔" میں نے مری ہوئی آواز میں کہا۔ وہ میری طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ "آپ کچھ ضرورت سے زیادہ پریشان ہو رہے ہیں۔ آیئے ہمارے گھر چلئے۔" اس نے ایک وکٹوریہ کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ میں نے "شکریہ" کہہ کر پیچھا چھڑانا چاہا تو اس نے میرا

بازو تھام لیا اور وکٹوریہ میں سوار ہو گیا۔ "آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں مسٹر کتھاریہ۔" میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "چلئے ہوٹل چلئے۔ وہاں کچھ پیئں گے۔ آپ پیتے تو ہیں نا؟" وہ ہنس دیا۔ وکٹوریہ چل دی۔ کوچوان سے مہابیر نیشن، لیمنگٹن روڈ چلنے کو کہہ کر میری طرف مخاطب ہوا۔ "ہمارا تمام خاندان پیتا ہے مسٹر نعیم۔ ہم گجراتی ناگر برہمن کھانے پینے کے معاملے میں بہت آگے ہیں۔"

"ٹھیک ہے، لیکن میں آپ کی مسز اور دوسرے فیملی ممبرز کی موجودگی میں نہیں پی سکتا۔" میں نے اپنی کمزوری ظاہر کی۔

"اچھا نہ پینا۔" اس نے کہا۔ "گراموفون پر گانے سنتے رہنا۔ چائے تو پی سکتے ہو نا۔۔۔؟" میں خاموش ہو گیا۔ بلڈنگ کے سامنے گاڑی رکتے ہی اس نے کرایہ ادا کیا اور دونوں نیچے اتر کر زینہ چڑھنے لگے۔ یہ چار منزلہ عمارت تھی اور وہ سب سے اوپر کی منزل پر رہتا تھا۔ آخری زینہ چڑھتے ہوئے کہنے لگا۔ "مسٹر نعیم میں تمہاری بھابی کو حیرت میں ڈالنے کے لئے تمہیں جنیت کہہ کر متعارف کراؤں گا۔ تھوڑی دیر بظاہر نہ کرنا۔"

میں نے کہا "کیا فائدہ مسٹر کتھاریہ؟" اس کا طرز عمل میری سمجھ سے بالا تر ہوتا جا رہا تھا۔ وہ دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے آہستہ سے بولا۔ "ذرا مذاق رہے گا۔" میں لاجواب ہو کر رہ گیا۔ ایک لمحے میں دروازہ کھلا اور اندر بجلی سی چمک گئی۔ ایک سروقامت پچیس چھبیس سالہ حسینہ نے مخمور نظروں سے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر دروازے کی اوٹ میں ہو گئی۔ کتھاریہ نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "آجایئے مسٹر جنیت۔" میں دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ کتھاریہ نے دروازہ بند کر دیا اور پلٹ کر کہا۔ "ان سے ملئے مسٹر جنیت۔ یہ ہیں مسز اندو کتھاریہ۔" میں نے اس کی طرف دیکھا اور ہاتھ جوڑ کر نمستے کیا اس نے "آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔" کہہ کر ہاتھ بڑھا دیا۔ میں اس کی ترقی پسندی پر خفیف ہو کر رہ گیا۔ آخر بادل ناخواستہ مصافحہ کیا اور مسکرا کر کہا۔ "آپ کے مزاج کیسے ہیں؟"

"فائن" کہہ کر اس نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔ میں "شکریہ" کہہ کر بیٹھ گیا۔ وہ میرے سامنے بیٹھ گئی۔ کتھاریہ کھڑا دیکھتا رہا۔ "سرجو!" اسنے مسکرا کر کہا۔ "پکچر میں تو مسٹر جنیت کی عمر پچیس تیس کے درمیان نظر آتی ہے لیکن ویسے یہ انیس بیس سال سے زیادہ نہیں ہیں۔۔۔۔!"

کتھاریہ نے ہنس کر کہا۔ "ہاں میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا۔"

"سرجو بھائی آپ سے مذاق کر رہے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا "میرا نام مسعود نعیم ہے مسٹر کتھاریہ۔"

"اوہ!" وہ ہنس دی۔ "تم بھی خوب ہو سرجو۔"

"ہیں ہی!" لیکن کیا یہ جنیت کی ٹرو کاپی نہیں ہیں۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ کو معلوم نہیں۔" میں نے پلٹ کر کہا۔ "جنیت میری کاپی ہے۔ میں ایکسٹر نہیں اوریجنل ہوں مسٹر کتھاریہ۔"

"آپ کی مراد ہے کہ اصل ہیرو۔" اندر نے پوچھا۔

"آپ کو کیا نظر آتا ہوں۔ ہیرو یا ویلن۔؟"

"سائیڈ ہیرو۔" اندر نے ہنس کر کہا۔

"پھر آپ مجھے صرف کتھاریہ کا نیا دوست سمجھئے۔ سائڈ ہیرو بننا میری توہین ہے۔" کتھاریہ" ایکسکیوزمی" کہہ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ میں نے اندو کی نگاہوں کی تاب نہ لاتے ہوئے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگائی۔ وہ مسکراتی ہوئی نگاہوں سے دیکھتی رہی۔

میں نے سلسلہ کلام جاری رکھنے کے خیال سے سگریٹ کا دھواں خارج کرتے ہوئے کاو۔ "سرجو بھائی کہاں چلے گئے؟" اس نے دوسرے کمرے کی طرف نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔ "شاید کچن میں چائے کے لئے کہنے کو گئے ہیں۔"

"اس تکلف کی کیا ضرورت تھی۔ ہم نے ابھی چائے پی ہے۔" میں نے کہا۔

"اور سہی۔"

"سائیڈ ہیرو زیادہ چائے نہیں پیا کرتے۔"

"اور بھی کئی چیزیں پلائیں گے۔ یہاں تک کہ آپ ...." وہ ہنسنے لگی۔ اسی وقت کتھاریہ واپس آگیا اور کہنے لگا۔ "چائے کے ساتھ کیا پسند کرینگے آپ؟" سوال مجھ سے تھا۔

"آپ زحمت کر رہے ہیں مسٹر کتھاریہ ...... کہیں سیر کو چلتے تو بہتر تھا۔۔۔؟"

"چائے پی کر چلیں گے۔" اس نے کہا۔ "اندو کیا تم تیار ہو؟"

"اگر سینما چلو تو تیار ہوں۔" اس نے جواب دیا۔ کتھاریہ نے میری طرف دیکھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھی آپ لوگوں کا ساتھ دوں گا؟" میں نے کہا۔ وہ میرے پاس بیٹھ گیا۔ اسی وقت ایک لڑکی چائے کی ٹرے لے کر آگئی۔ وہ حسن' شباب اور صحت کی مکمل تصویر تھی۔ اس نے ٹرے میز پر رکھتے ہوئے میری طرف دیکھا۔ میری نظریں اس کے چہرے پر جم کر رہ گئیں۔ ململی ساڑی سے اس کی رعنائیاں جھلک رہی تھیں۔ وہ ایک شراب تھی ناچشیدہ۔ ایک کلی تھی نودمیدہ۔ اندو کی تمام صباحتیں' تمام نزاکتیں اس سادہ حسن کے سامنے ماند پڑ گئیں۔ مجھے کتھاریہ کی خوش قسمتی پر رشک آنے لگا۔ وہ اس میدان میں اگر مجھ سے آگے نہ تھا تو پیچھے بھی نہ تھا۔ اندو نے چائے بناتے ہوئے انکھیوں سے اس کو میری طرف دیکھتے پا کر کہا۔ "درگا گرامو فون پر کسی گانے کا ریکارڈ تو رکھو ذرا۔" درگا نے ایک

منٹ میں اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔ اور متانانہ قدموں سے چلتی ہوئی دوسرے کمرے میں غائب ہو گئی۔ ہم چائے پینے لگے۔ چند لمحوں بعد کمرے میں موسیقی کی لہریں ابھرنے لگیں۔ اور یہ سلسلہ کھانے تک چلتا رہا۔ کھانے کے دوران ان کے انداز پذیرائی سے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے ہم برسوں سے ایک دوسرے کے جانے پہچانے دوست ہیں۔ میرے لئے یہ ایک نیا تجربہ تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ پرخلوص مہمان نوازی کتھاریہ کے خاندانی خصائل کی آئینہ دار تھی یا صوبہ گجرات کی دیرینہ روایات میں شامل تھی؟ ساڑھے آٹھ بجے کھانے سے فارغ ہو کر ہم قریبی سینما میں آخری شو دیکھنے چل دیئے۔ میرے انتہائی اصرار کے باوجود کتھاریہ نے مجھے ٹکٹ نہ خریدنے دیئے۔

گیلری میں آتے ہی مینجر نے ٹارچ کی لائٹ سے آخر صف کی درمیانی نشستوں کی طرف اشارہ کیا اور ہم بیٹھ گئے۔ اندو ہم دونوں کے بیچ والی سیٹ پر تھی۔ جس وقت ہم پہنچے کسی انگریزی فلم کا ٹریلر دکھایا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد پکچر شروع ہو گئی۔ اور تھوڑی دیر بعد اندو کا سر میرے کندھے پر آگیا۔ میں اس کو اتفاق سمجھ کر نظرانداز کرتا را لیکن جب سر کے علاوہ اس کا ہاتھ بھی میری گود میں آگیا تو میری توجہ اسکرین سے ہٹ کر اندو پر مرکوز ہو گئی۔ میں نے گردن گھما کر اس کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا دی۔ میں نے کتھاریہ کی طرف دیکھا' وہ پکچر دیکھنے میں محو تھا۔ اندو کا ہاتھ میرے ہونٹوں پر چپک گیا۔

فلم ختم ہونے کے بعد انہوں نے مجھے اپنے گھر لے جانے پر بہت اصرار کیا۔ میں تھک چکا تھا۔ اسلئے میں نے دونوں کا شکریہ ادا کیا اور صبح پھر ملنے کا وعدہ کر کے ہوٹل چلا آیا دوسرے روز صبح کی گاڑیاں آتی رہیں اور ایک ایک کر کے خالی ہوتی رہیں۔ میرے لئے مایوسی کے سوا کسی میں کچھ نہ تھا۔ میری گھبراہٹ بڑھنے لگی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ را تھا کہ یشودھرا کہاں رک گئی۔ یہ تمام پروگرام اس نے سادھنا کے مشورے سے مرتب کیا تھا۔ اورینٹل ہوٹل کا قیام۔ میرا فرضی نام مسعود احمد اور اپنا سلطانہ مسعود سب کچھ انہی کا تجویز کردہ تھا۔ انہیں میرے بمبئی پہنچنے کے چوبیں گھنٹے بعد یہاں پہنچنا تھا اور اڑتالیس گھنٹے گزر چکے تھے۔ پروگرام میں تبدیلی کا میرے پاس کوئی حل نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ والس پور لوٹ جاؤں۔ لیکن لوٹ بھی نہیں سکتا تھا۔ کہ نہ معلوم وہ کب اور کس وقت یہاں پہنچ جائیں۔

فرنٹیر میل خالی ہو جانے کے بعد میں نے یارڈ میں ٹہلتے ہوئے کتھاریہ کو اشاریہ کیا اور ہم دونوں ریفرشمنٹ روم کی طرف چل دیئے۔ چائے پینے کے بعد ایک ڈیڑھ گھنٹے تک میں کتھاریہ کے ساتھ باتیں کرتا رہا اور دوپہر کو ہوٹل میں اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دے کر واپس چلا آیا۔ ریسپشن کاؤنٹر پر پہنچ کر خلافت ہاؤس۔ ٹیلیفون کیا۔ دوسری طرف رسیور اٹھایا گیا اور آواز آئی۔ "ہیلو۔ جیلانی۔" میں نے ان کو آداب عرض کر کے کہا۔ "

"مہربانی فرما کر نفیس صاحب کو اورینٹل ہوٹل بھیج دیجئے۔" انہوں نے پوچھا "کون صاحب بول رہے ہیں۔" میں نے جواب دیا۔ "مسعود نعیم کہہ دیجئے۔"

جیلانی نے "بہتر ہے" کہہ کر ریسور رکھ دیا۔ میں نے اوپر آ کر کمرہ کھولا اور کپڑے تبدیل کر کے ان کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ نصف گھنٹہ نہیں گزرا تھا کہ نفیس صاحب مسٹر جیلانی کے ساتھ آ پہنچے۔ مصافحے معانقے کے بعد چائے سگریٹ سے تواضع کی اور یہ سلسلہ ایک بجے کتھاریہ کے آنے تک چلتا رہا۔ کھانے کے تھوڑی دیر بعد وہ دونوں رخصت ہو گئے۔ ان کے جاتے ہی میں نے کپ بورڈ سے بوتل گلاس نکالے اور تین بجے تک دونوں پیتے رہے۔ تیسرے پیگ پر کتھاریہ کے چہرے سے نشے کی علامات ظاہر ہونے لگیں۔ مین نے ہاتھ روک لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ گھر جانے کے لئے اٹھ کر چلنے لگا تو اس کی لڑکھڑاہٹ دیکھ کر میں نے اس کو پھر بٹھا دیا۔ وہ ہنس کر کہنے لگا۔ "کچھ زیادہ ہو گئی نعیم' بہتر ہو گا نعیم تم مجھے گھر پہنچا دو۔" میں اس کی حالت دیکھ کر ہنس دیا اور کپڑے تبدیل کرنے لگا۔ اس نے نشے میں بڑبڑانا شروع کر دیا۔ "یونیفارم پہنے ہوئے نہ ہوتا تو تمہیں تکلیف نہ دیتا نعیم۔" میں نے کہا .اس میں کیا تکلیف ہے مسٹر کتھارہ یہ میں چل رہا ہوں۔" وہ بولا۔ "تم مائینڈ نہ کرنا مائی ڈیئر میں تمہیں صرف نعیم کہہ رہا ہوں ......" میں نے ٹائی کی گرہ لگاتے ہوئے کہا۔ "کوئی بات نہیں سرجو بھائی آپ بڑے ہیں۔"

اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "ہاں میں تمہیں چھوٹا بھائی سمجھ کر ہی نعیم کہتا ہوں ...... مجھے تم سے محبت ہے۔ میرا کوئی چھوٹا نہیں۔ تمہیں میرے بھائی ہو۔ ہو نا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کوئی شک ہے کیا۔۔؟"

وہ سن کر مسکرایا۔ اٹھ کر لڑکھڑاتا ہوا میرے پاس آیا اور ہاتھ پھیلا کر بولا "آؤ میرے سینے سے لگ جاؤ۔" میں نے کوٹ کا ایک بٹن لگایا اور اس کو سینے سے لگا کر کہا ...... "بس سرجو بھائی۔ اب تو خوش ہو؟ تمہیں گھر چھوڑ آؤں۔" وہ میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر چلنے لگا۔ سڑک پر آ کر میں نے ایک وکٹوریہ روکی اور اس کو تھام کر مہابیر مینشن لے گیا اوپری منزل پہنچ کر وہ کسی قدر سنبھلا اور بغیر سہارے کے اہستہ آہستہ چلتا ہوا اپنے فلیٹ کے دروازے پر پہنچ گیا۔

اندر داخل ہوتے ہی اندو اس کی حالت دیکھ کر سمجھ گئی کہ پیے ہوئے ہے۔ بازو سے پکڑ کے بیڈ روم میں لے گئی اور مسہری پر بٹھا کر یونیفارم اتارنے لگی۔ میں اس کا ہاتھ بٹاتا رہا۔ کتھاریہ یونیفارم کے نیچے سلیپنگ پاجامہ پہنے ہوئے تھا۔ اندو نے اس کو لٹاتے ہوئے پوچھا۔ "کافی پیو گے سرجو؟"

اس نے بھاری آواز میں کہا "ہاں سوئی ضرور لیکن اس کو بھاگنے نہ دینا ...... یہ میرا

بھائی ہے۔ پہلے یہ کافی پیئے گا پھر میں کافی پیوں گا ..... پہلے یہ کھانا کھائیگا ...... پھر میں کھانا کھاؤں گا۔ تم سمجھیں' پہلے یہ اس کے بعد میں۔"

اس نے ہنس کر کہا۔ "بس ڈارلنگ ...... اب آرام کرو .... آؤ نعیم۔" سٹنگ روم کو جانے کی بجائے وہ میرا ہاتھ تھام کر پینٹری کی طرف لے گئی۔ اندر ایک کوچ پر درگا سو رہی تھی۔ آہٹ پاتے ہی اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور اٹھتی ہوئی بولی۔ "صاحب گئے کیا اندو بائی۔۔۔۔؟"

اندو نے کہا۔ "ہاں۔ لیکن سو رہے ہیں۔"

درگا نے میری طرف دیکھ کر پوچھا۔ "چائے پئیں گے آپ؟" اندو نے میری طرف سے جواب دیا۔ "ابھی نہیں۔ ایک گھنٹے کے بعد۔"

درگا نے کہا۔ "اچھا ......" اندو پیچھے مڑی اور مجھے لئے ہوئے سٹنگ روم کی طرف لوٹی۔ میں نے چلتے چلتے بیڈ روم میں مسہری پر نظر ڈالی۔ کتھاریہ خراٹے لے رہا تھا۔ سٹنگ روم میں آتے ہی اس نے دروازہ بند کیا۔ کھڑکیوں کے پردے کھینچے اور میری گردن میں جھول گئی۔ ہونٹ ملے' اس کا دباؤ بڑنے لگا اور وہ مجھے لئے ہوئے صوفے پر گر گئی۔

ساڑھے چار بجے جب مجھے اسٹیشن جانے کا ہوش آیا تو اس نے کافی تیار کرا کے کتھاریہ کو جگا دیا اور مجھے پھر رک جانا پڑا۔ اس وقت تک کی پریشانیوں کے پیش نظر مجھے یہ گاڑی نہ دیکھنے کا کوئی افسوس نہ ہوا۔ کافی پینے کے بعد کتھاریہ کسی قدر سوبر ہو گیا۔ ساڑھے پانچ بجے کے قریب میں اٹھا پھر واپس آنے کا وعدہ کر کے ہوٹل چلا آیا۔

دو روز اور گزر گئے۔ میں صبح و شام تمام گاڑیوں پر پہنچتا رہا اور ہر مرتبہ مایوس ہو کر لوٹتا رہا۔ آخر اکتا کر میں نے یہ بے مصرف دوڑ بھاگ ترک دی اور سیر و تفریح میں وقت گزارنے لگا۔ بمبئی میں میرے لئے بے پناہ کشش تھی۔ اورینٹل ہوٹل بجائے خود مرکز حسن و کمال تھا جہاں بیک جنبش ابرد ہر سامان نشاط فراہم کیا جا سکتا تھا۔ ہر فلور پر کال گرلز کے کمرے تھے جو فلم اسٹارز' پلے بیک سنگرز اور کلاسیکل ڈانسرز کے ناموں کی آڑ میں ادارہ خدمت خلق چلا رہی تھیں۔ میری جیب میں ہر ایسے دروازے کی چابی تھی لیکن مجھے اس کے استعمال کی فرصت نہ تھی۔ جہاں "کھل جا سم سم" کہنے سے دروازہ کھلتا ہو وہاں چابی کون استعمال کرتا ہے۔ اور میں کہ مرا مزاج لڑکپن سے شاعرانہ تھا ماحول کی رنگینیوں میں گم ہو کر رہ گیا۔

آج میری رخصت کا چھٹا دن تھا۔ دوپہر کا کھانا کھا کر اٹھا ہی تھا کہ ایک ویٹر نے آ کر کہا۔ "آپ کا ٹیلیفون ہے۔" میں اپارٹمنٹ کا دروازہ بند کر کے کاؤنٹر پر آیا۔ مینجر نے ریسیور میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے ماؤتھ پیس میں "ہیلو مسعود بول رہا ہوں" کہا۔

دوسری طرف سے آواز آئی۔ "مسعود ڈارلنگ تمہاری سلطانہ بول رہی ہے۔ میں چار روز سے ہوٹل میٹک میں ہوں .... تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔ پریشان تو نہیں ہو----؟" وہ اکسائٹمنٹ میں بولے چلی جا رہی تھی۔

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "آہ سلطانہ .... میری روح ...... پریشان کیا ...... یہ کیوں نہیں پوچھتیں کہ اب تک خودکشی کیوں نہیں کی ..... خیر میں آ رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے گھبرائی ہوئی آواز آئی۔ "نہیں نہیں ابھی نہ آنا۔ یہاں میرے ساتھ پوری فوج ہے۔ میں بذریعہ کار آئی ہوں۔"

"خوب" میں نے کہا۔ "میں یہاں تمام دن اسٹیشن کے چکر کاٹتا رہتا ہوں۔"

"مجھے افسوس ہے میری جان میں مجبور تھی۔ ہزہائی نس کے حکم سے۔ خیر شام کو میں تمہیں کلینک سے فون کروں گی اور تم مجھ سے مل سکو گے۔ میں تڑپ رہی ہوں نعیم۔ ارے معاف کرنا مسعود ڈیئر۔ تم مجھ سے محبت تو ....."

"ہاں سوئٹی۔" میں نے بات کاٹ کر کہا۔ "تمہاری محبت ہی میری زندگی ہے۔ جس روز میں تمہاری محبت سے دست کش ہوا۔ میری روح میرے جسم سے دست کش ہو جائیگی۔ اور یہ تم خود بھی جانتی ہو' دوسری طرف سے ماؤتھ پیس کو بوسہ دینے کی آواز آئی اور میں ہنس دیا۔ اس نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا۔ "میں شام کو آٹھ اور ۹ بجے کے درمیان "مینڈوزا ہیلتھ ویز سے تمہیں فون کروں گی۔" اس وقت صرف سادھنا سوری۔ فرزانہ محمود۔ تمہاری کیا----؟" وہ ہنس دی۔

"میری بھابی ....." میں نے ہنس کر کہا۔

"ہاں بس صرف وہی میرے ساتھ ہوں گی۔ میں ڈر رہی ہوں نعیم ..... مسعود۔"

"میں آٹھ بجے تمہارے پاس ہوں گا۔ تم گھبراؤ نہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"نہیں ڈارلنگ ...... میرے فون سے پہلے نہیں ...... پلیز۔"

"او کے ڈیئریسٹ۔"

"گڈ بائی مسعود۔"

"خدا حافظ ...." میں نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ نگاہیں ملتے ہی مینجر نے مسکرا کر دوسری طرف منہ پھرا لیا۔ میں اس کا شکریہ ادا کر کے اپارٹمنٹ کی طرف چل دیا۔ چائے پی کر تھوڑی دیر شام کے اخبار کا مطالعہ کیا۔ اور ساڑھے پانچ بجے کے قریب لباس تبدیل کر کے کتھاریہ سے ملنے چل دیا۔ فلیٹ کا دروازہ نصف سے زیادہ کھلا ہوا تھا۔ سامنے صوفے پر اندو اور اس کے برابر میں ایک اٹھائیس تیس سالہ فربہ اندام گورا چٹا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ کمرہ ملی جلی آوازوں اور قہقہوں سے گونج رہا تھا۔ میں نے دروازے پر ہاتھ مارا۔ اندو اور کتھاریہ نے بیک وقت مڑ کر اس طرف دیکھا۔ کتھاریہ نے صوفے سے

اٹھتے ہوئے کہا۔ "ارے تم ہو۔ اندر آ جاؤ۔"

میں اندر داخل ہوا تو اندو نے بھی اٹھ کر "جنیت" کہا سامنے والے صوفے پر بیٹھی ہوئی ایک بیس اکیس سالہ فتنہ قیامت نے اٹھتے ہوئے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور دیکھتی چلی گئی۔ میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا اور سانس لینا بھول گیا۔ وہ زلزلۃ الارض کی شان نزول تھی۔ میں نے اس سے پہلے اتنے حسین خدوخال' اتنا گداز جسم اور اس قدر دل میں چبھنے والے مخروطی ابھار ایک جگہ کبھی نہیں دیکھتے تھے۔ وہ زبیدہ گریٹا گاربو اور مارلین ڈیٹرش کا مجموعہ تھی۔ اس میں اس طرح کھویا ہوا تھا کہ یہ سوچنا بھی گوارا نہ کیا کہ میرے پیچھے صوفے پر بیٹھا ہوا شخص اس کا شوہر بھی ہو سکتا ہے اور اس نامعقول حرکت پر بگڑ کر گھونسہ بھی لگا سکتا ہے۔ آخر اندو نے میری محویت سے دلی کیفیت کا اندازہ لگا کر مداخلت کی ضرورت محسوس کی اور میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "جنیت مسٹر شلیندر دیوان سے ملو۔" میں ایک طویل سانس لے کر پیچھے مڑا۔ دیوان نے اٹھ کر ہاتھ ملایا اور مسکرا کر مزاج پرسی کی۔ وہ سوٹ پہنے ہوئے ہونے کے باوجود ناٹے قد اور بڑھے ہوئے پیٹ کے باعث کسی گور دوارے کے حلوے کا کڑاہ معلوم ہوتا تھے جو بتدریج متحر کے چوبے جی میں ڈھلتا جا رہا تھا۔ دیوان سے متعارف کرانے کے بعد اندو نے کسی قدر ہچکچاتے ہوئے کہا۔ "اور یہ ہے میری چھوٹی بہن۔ ششی کلا۔ اس دیوان کے بچے کی نصف بہتر۔" ششی کلا نے ہاتھ بڑھا کر مصافحہ کیا اور مسکرا کر کہنے لگی۔ "بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر مسٹر جنیت۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "مجھ سے مل کر ...... یا جنیت سے ...... مسز دیوان----؟"

اس نے میرے ہاتھ پر گرفت سخت کرتے ہوئے کہا۔ "آپ سے مل کر .... لیکن کیا آپ مسٹر جنیت نہیں ہیں؟"

"نہیں مسز دیوان .... میں جنیت نہیں ہوں۔ میرا نام مسعود نعیم ہے۔ یہ سرجو بھائی کی جدت ہے کہ ...."

"اوہ!" وہ کتھاریہ کی طرف دیکھ کر مسکرا دی۔ "یہ سرجو بھائی تو عجیب چیز ہیں۔ مجھے بھی بے بی گار بو کہتے ہیں۔"

اندو نے پھر مداخلت کی۔ "بیٹھ جاؤ نعیم۔" اس نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے ششی کے ہاتھ سے ہاتھ نکالا اور کتھاریہ کے برابر بیٹھ گیا۔ ششی آگے بڑھ کر اپنے شوہر کے پاس بیٹھ گئی۔ دیوان نے جیب سے سونے کا سگریٹ کیس اور لائٹر نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "سگریٹ پیجئے مسٹر؟"

اندو نے کہا۔ "نعیم۔" میں نے ہاتھ بڑھا کر سگریٹ کیس اٹھایا اور سگریٹ نکال

لیا۔ ششی نے دو سگریٹ نکالے ایک دیوان کے منہ میں ٹھونسا دوسرا اپنے منہ میں لگا کر لائٹ دی اور ہنس ہنس کر کش لینے لگی۔ کتھاریہ نے مسکرا کر کہا۔ "مجھ سے کیا خطا ہوئی کہ سگریٹ سے محروم کر دیا گیا؟" اس نے سگریٹ کیس کھول کر دیکھا' بند کیا' اور کتھاریہ کے ہاتھ میں دیتی ہوئی بولی۔ "سب تمہارے۔" سگریٹ کیس خالی تھا۔ دیوان اٹھ کر دوسرے کمرے میں سگریٹ لینے چلا گیا۔ ششی نے میری طرف دیکھا۔ "آپ نے یہ نہیں پوچھا ہم کہاں رہتے ہیں؟" میں نے مسکرا کر آنکھوں سے اپنے دل کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "آپ کے رہنے کے قابل تو نہیں ہے لیکن میرا خیال ہے کہ آپ قلب گجرات میں رہتی ہیں۔" وہ ہنسنے لگی۔ اندو نے اس الجھے ہوئے جملے پر چونک کر کہا۔ "احمد آباد۔ گجرات کے قلب میں تو نہیں ہے۔"

"اوہ! ...... بڑودہ سمجھا تھا میں۔" میں نے ٹالنے کے خیال سے کہا۔ اس نے اشارہ نہیں دیکھا تھا۔ لیکن ششی کی ہنسی اور ذومعنی جملے سے سمجھ گئی کچھ گھپلا ہے ضرور۔ کہنے لگی۔ "اگر بڑودہ بھی ہے تو وہ رہنے کے قابل کیوں نہیں؟"

"میں سمجھتا ہوں کہ بمبئی سے کم درجے کا شہران کا شایان شان نہیں۔" میرا جواب تھا۔ کتھاریہ نے بات ختم کرنے کے لئے کہا۔ "ٹھیک تو کہہ رہا ہے۔" اندو مسکرا کر خاموش ہو گئی۔ درگا کچن سے نکل کر کمرے میں آئی اس وقت دیوان بھی سگریٹ لے کر آ گیا۔ اندو اٹھ کر درگا کے ساتھ مرہٹی میں باتیں کرنے لگی۔ جو کھانے پکانے سے متعلق تھیں۔

ساڑھے سات بجے کے قریب کھانا میز پر چنا جانے لگا۔ میں نے کتھاریہ سے رخصت چاہی تو وہ برا سا منہ بنا کر بولا۔ "کچوریاں نہیں کھلا رہے بھئی۔ بھاگتے کیوں ہو؟"

"کچوری سے بھی نہیں بھاگتا۔ لیکن مجھے آٹھ بجے ایک جگہ جانا ہے۔"

اندو نے کہا۔ "ایک گھنٹہ لیٹ سہی۔ کھانے کے سامنے سے اٹھنا گناہ ہے۔" میں ہنس دیا۔

ششی نے اندو کی طرف دیکھ کر کہا۔ "پیتے ہیں؟"

اندو نے ہنس کر کہا۔ "پیتا نہیں انڈیلتا ہے۔ کتنی ہے تمہارے پاس؟"

"جتنی کہو۔ بمبئی کے وائن اسٹورز خالی تو نہیں ہو گئے۔ شیلندر!"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ان سے نہ کہئے مسز دیوان میں لے آتا ہوں۔" سب نے قہقہہ لگایا۔ دیوان بھی ہنس دیا۔ جیب سے چابی نکال کر ششی کو دیتے ہوئے بولا۔ "میرے ٹرنک میں اسکاچ کی دو بوتلیں ہیں۔ ایک لے آؤ۔" کتھاریہ نے ہنس کر کہا۔ "اونٹ کے منہ میں زیرہ نہ ڈالو ششی دونوں نکال لاؤ۔" ششی اٹھ کر اٹھلاتی ہوئی چل دی۔ اندو نے اس کی چال دیکھ کر برا سا منہ بنایا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو مسکرا کر منہ لیا۔

کتھاریہ سب کچھ جانتے ہوئے انجان بن گیا۔

تھوڑی دیر کھانا شروع ہو گیا۔ ششی نے پانچ گلاسوں میں انڈیلی۔ سوڈا ملایا اور میری طرف دیکھ کر بولی۔ "ٹوسٹ پلیز۔"

"سرجو بھائی کی صحت کا جام۔" میں نے گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ جام خالی کر کے سرجو نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "میری صحت کو کیا ہوا ہے؟" ایک مشترکہ قہقہہ لگا۔ اسی وقت میں نے اپنے پاؤں پر دباؤ محسوس کیا ...... سامنے بیٹھی ہوئی ششی کی طرف دیکھا۔ وہ گلاس کی آڑ میں مسکرا رہی تھی۔ میرے پاؤں پر اس کے سینڈل کا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔ تیسرے پیگ پر کتھاریہ اور دیوان نے ہاتھ روک لیا اندو بھی "بس" کہہ کر اٹھ گئی۔ ششی دوسری بوتل اٹھا کر کارک کھولنے لگی۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر کہا۔ "کافی ہو گئی مسز دیوان ...... مجھے بہت دور جانا ہے ...... کل دیکھیں گے۔" اس نے میز کے نیچے میرے پیر کو زور دار کچوکہ دیا اور کارک کھولتے ہوئے کہا۔ "میں کل کا انتظار نہیں کرتی جناب۔"

مجھے یہ خاندان ضرورت سے زیادہ ایڈوانسڈ نظر آیا۔ ساڑھے آٹھ بجے بمشکل پیچھا چھڑا کر نکلنے میں کامیاب ہو سکا۔ بلڈنگ سے نیچے اترتے ہی ٹیکسی پکڑی اور ٹیلیفون کے چکر میں پڑنے کی بجائے سیدھا مالا بار ہل کی طرف روانہ ہو گیا۔ کلینک کے مین گیٹ پر ہی ٹیکسی چھوڑ کر میں پیدل اندر داخل ہوا۔ پورٹیکو میں دو کاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ میں نے بائیں ہاتھ سے سینے کے قریب فلیٹ تھام رکھی تھی۔ تاکہ مانوس چہرہ نظر آتے ہی ہیٹ کی آڑ میں منہ چھپایا جا سکے۔ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کنکھیوں سے کاروں کی طرف دیکھا۔ یشودھرا کی پیکارڈ کھڑی ہوئی تھی۔ شاید وہ خود ہی ڈرائیو کر کے یہاں پہنچی تھی۔ ہال میں آتے ہی میں نے ایک نرس سے بیگم سلطانہ مسعود کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا "اگر آپ مسٹر مسعود ہیں تو تیسری منزل پر روم نمبر ۶۵ میں چلے جائیں۔"

"میں نے ادھر ادھر دیکھا۔ اس نے لفٹ کی طرف اشارہ کیا۔ میں لپک کر لفٹ میں پہنچا۔ آپریٹر سلام کر کے ایک طرف ہٹ گیا۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور تیسری منزل کا بٹن دبایا۔ لفٹ اوپر جانے لگی۔ میں نے روم نمبر ۶۵ کی سمت پوچھی تو سر جھکا کر بولا۔ میں ساتھ چل رہا ہوں۔"

لفٹ آپریٹر نے روم نمبر ۶۵ کی کال بیل پر ہاتھ رکھا۔ ایک نرس نے دروازہ کھول کر میری طرف دیکھا۔ میں نے اپنا نام بتایا۔ وہ مسکرا کر پورا دروازہ کھولتے ہوئے بولی' تشریف لائیے۔ میں اس کے پیچھے چل دیا۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک سائیڈ ڈور کھولا۔ سامنے یشودھرا بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ سادھنا اس کے قریب ایک کرسی پر بیٹھی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی مسکراتی ہوئی اٹھی اور بولی۔ "جگانا نہیں اس کو نعیم۔ ڈاکٹر نے مارفیا کا انجکشن دیا ہے۔"

میں نے غور سے یشودھرا کے چہرے کی طرف دیکھا۔ وہ بے خبر سو رہی تھی۔ "ویسے پوزیشن کیا ہے سادھنا دیوی؟" میں نے گیلری والے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا......

"شام چار بجے آپریشن روم سے آئی ہے۔ بالکل ٹھیک ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"آپ نے مجھے فون نہیں کیا۔"

"سات بجے کے بعد فون کرنے کا ارادہ تھا لیکن یشودھرا کچھ تکلیف محسوس کرنے لگی اس لئے ڈاکٹر نے اس کو سلا دیا۔"

"اب میں کس وقت بات کر سکوں گا۔"

"کیا کہہ سکتی ہوں۔ ٹھہرو ڈاکٹر سے پوچھتی ہوں۔" اس نے یشودھرا کی مسہری کے سرہانے لگا ہوا بزر دبایا۔ تھوڑی دیر میں بغلی دروازے سے لیڈی ڈاکٹر اندر آئی۔ سادھنا نے مسکرا کر کہا۔ "میٹ مسٹر مسعود ڈاکٹر: اس نے مسکرا کر مجھ سے ہاتھ ملایا۔ اور مبارکباد دی۔ سادھنا نے کہا۔ ڈاکٹر یہ اپنی وائف سے بات کرنے کو بے چین ہیں۔"

"ڈاکٹر مسکرا دی۔" ظاہر ہے لیکن انہیں انتظار کرنا پڑے گا۔ کم از کم تین گھنٹے۔ اگر خود جاگ اٹھیں تو اور بات ہے۔

سادھنا نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "اب تو انتظار کرنا ہی پڑے گا۔ پھر ڈاکٹر کی طرف دیکھ کر بولی۔ "تھینک یو ڈاکٹر" لیڈی ڈاکٹر مسکرا کر چل دی۔ سادھنا نے اپنی کرسی کی طرف اشارہ کیا اور دونوں اس طرف چل دیئے۔ میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا۔" آپ بمبئی کب پہنچیں سادھنا دیوی؟ میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

آج چوتھا دن ہے۔ مجھے افسوس ہے تم بہت پریشان ہوئے ہو گے۔ لیکن کیا کیا جائے۔ ہز ہائی نس نے ہمیں ٹرین سے نہیں آنے دیا۔ دو نوکرانیاں اور تین باڈی گارڈ کے ساتھ کر کے بذریعہ کار بھیجا ہے۔ ہوٹل میجسٹک میں قیام کرنے کا حکم دیا ہے۔ اب بتاؤ ہم تمہیں کس طرح ملتے اور کہاں ملتے۔"

"یہاں کس طرح پہنچیں؟"

"ہم دونوں دوپہر سے گورنر کے ہاں مہمان ہیں۔ یشودھرا نے تمہیں گورنمنٹ ہاؤس سے ہی فون کیا تھا۔"

"یہاں کب تک رہنا ہو گا آپ کو؟"

"بارہ گھنٹے اس کے بعد ہم گورنر ہاؤس چلے جائیں گے۔" ایک روز قیام کرنے کے بعد پھر ہوٹل ...... دو تین روز بعد جب یشودھرا بالکل تندرست ہو جائے گی تو واپس ہو جائیں گے۔ اور یہ تو بتاؤ کہ "تم کب تک ٹھہرو گے؟"

"جب تک رخصت ختم نہ ہو جائے۔ آخری دن شام کی گاڑی سے بمبئی چھوڑ دوں گا۔ ہوٹل میں فون کر سکتا ہوں؟"

"نہیں۔ ایسا نہ کرنا۔"

"تو پھر آپ مجھے فون کریں۔"

"مشکل ہے۔ وہ دونوں ہر وقت ہمارے ساتھ رہتی ہیں اور ان میں سے ایک انگریزی بھی سمجھتی ہے۔ پرمیلا .... شاید تم جانتے ہو۔"

"جی نہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔" میں صرف راج کماریوں کو جانتا ہوں۔"

سادھنا منہ پر رومال رکھ کر ہنسنے لگی۔" تم بڑے شیطان ہو نعیم۔ میں نے جھک کر آداب عرض کیا۔ وہ ہنس دی۔ پھر بات بدلنے کے خیال سے بولی۔" یہ بتاؤ کھانا کھا کر آئے ہو یا نہیں؟"

میں نے کہا۔ "کھانا کھا چکا ہوں۔ کافی پی سکتا ہوں اگر ممکن ہو۔"

"ممکن کیوں نہیں ہے۔ یہاں ایک اشارے پر ہر چیز۔ جملہ پورا کئے بغیر اس نے جھک کر دیوار میں لگا ہوا بزر دبایا اور پلٹ کر مسکراتی ہوئی بولی۔ "نعیم یشو تمہیں دیکھ کر جتنی ہے۔" میں بھی ناخوش نہیں ہوں لیکن ----" اسی وقت ایک نرس کمرے میں داخل ہوئی اور وہ بولتے بولتے رک گئی۔ نرس کی طرف دیکھ کر بولی۔ "کافی پیئیں گے ہم وہ سر جھکا کر واپس ہو گئی۔ میں نے سادھنا کی طرف دیکھا۔ "آپ کچھ فرما رہی تھیں۔"

اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ "ہاں نعیم۔ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے ...... اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے۔ وہ نہیں ہے جو ہونا چاہئے۔ کاش تم کسی راج محل میں پیدا ہوئے ہوتے۔"

"شکریہ" یور ایکسی لنسی۔ "میں نے سر جھکا کر کہا۔" لیکن مجھے خوشی ہے اپنے حالات پر۔ افسوس راج محل میں پیدا ہونے پر ہوتا اگر ٹھگنا اور بدشکل چیچک رو ہوتا۔

سادھنا بے ساختہ ہنس دی۔ اور بولی "تم واقعی خوبصورت شیطان ہو نعیم۔ تمہارے سوچنے کا انداز----!"

"اس وقت تک آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گا ...... کیا عرض کروں۔" میں ہنس کر خاموش ہو گیا۔

"میں سمجھ گئی۔ تم کہنا چاہتے ہو ...... جب تک میں خود محبت کر کے نہ دیکھوں۔"

"جی نہیں---- میں کیسے یقین کر سکتا ہوں کہ آپ نے کسی سے محبت نہیں کی ہو گی۔" وہ خاموش ہو گئی اور یشودھرا کی طرف دیکھنے لگی۔ میں اس کی آنکھوں میں کرب کی تحریر ابھرتے دیکھ کر چپ ہو گیا۔ اسی وقت دروازہ کھلا اور نرس کافی لے کر آ گئی اور آہستہ سے ٹرے رکھ کر چلی گئی۔ سادھنا نے پیالیاں سیدھی کیں اور کافی انڈیل کر ایک پیالی میری طرف سرکائی۔ میں نے یشودھرا کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر پیالی اٹھائی اور پھر نہ جانے کس طرح پیالی پھسل کر فرش پر گری اور چھناکے کے ساتھ ٹوٹ گئی۔ میر "اوہ

کہہ کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا پیالی ٹوٹنے کی آواز سے یشودھرا جاگ اٹھی۔ اس نے آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا۔ ایک پھیکی سی مسکراہٹ اس کے مضمحل چہرے پر ابھری۔ "اور نعی ای ایم" کہہ کر دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔ سادھنا نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور بکھری ہوئی کافی اور پیالی کے ٹکڑوں سے بچتی ہوئی گیلری والے دروازے کی طرف چل دی۔ میں نے جھک کر یشودھرا کا منہ چوم لیا۔ اس کی انگلیاں میرے بالوں میں پھنس کر رہ گئیں۔" "یشو میری جان۔" "میری چاندنی۔ میں نے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "کیسی طبیعت ہے؟"

"میں بالکل ٹھیک ہوں ڈارلنگ۔ کب آئے تم؟" اس نے جواب دیا۔

"واقعی ٹھیک ہو .... یا مجھے تسلی دینے کے لئے کہہ رہی ہو؟"

"سچ ...... میں ٹھیک ہوں نعیم ...... بتاؤ کب آئے تم ......؟ میں نے کلائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ڈیڑھ گھنٹہ ہوا۔"

"اچھا بیٹھو...... بہت پریشان تو نہیں ہوئے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں اب پریشان نہیں ہوں۔" وہ مسکرا دی۔

گیارہ بجے تک باتیں کرنے کے بعد میں نے اجازت چاہی۔ یشودھرا نے کہا۔ "کس طرح جاؤ گے' نعیم ...... یہاں ٹیکسی اسٹینڈ نہیں ہے۔" میں چکرا گیا۔ اس نے سادھنا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "پیکارڈ کی چابی دے دو۔"

"میرے خیال میں یہ ٹھیک نہیں ہے۔" میں نے کہا۔ "آپ کی گاڑی پر دلاس پور کی پلیٹ ہے۔ ایک معمولی ہوٹل کے سامنے اس کا پارک کیا جانا غلط ہے۔ میں پیدل چلا جاؤں گا راستے میں ٹیکسی مل جائے گی۔"

سادھنا نے کہا۔ "یہی مناسب ہے ......"

یشودھرا نے کہا "صبح آؤ گے نا؟"

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور خدا حافظ کہہ کر رخصت ہو گیا۔

دوسرے دن میں صبح دس بجے سو کر اٹھا۔ شیو اور غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر ناشتہ کیا اور کپڑے پہن کر کلینک پہنچا۔ اس وقت یشودھرا ہشاش بشاش تھی۔ دوپہر کا کھانا کلینک میں یشودھرا اور سادھنا کے ساتھ کھایا۔ انہوں نے مجھے اسی دن دلاس پور لوٹ جانے کا مشورہ دیا۔ وہ خود بھی تین چار دن بعد واپس ہونے والی تھیں۔ شام کو چار بجے چائے پی کر میں واپس ہونے لگا تو یشودھرا دروازے تک چھوڑنے آئی۔ میں نے اس کو الوداعی بوسہ دیا اور خدا حافظ کہہ کر رخصت ہو گیا۔ نیچے پہنچنے کے بعد وہ دیر تک بالکنی سے ساتھ ہلاتی رہی۔

شام کو میں کتھاریہ کے گھر پہنچا تو کتھاریہ کے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا

اور اندر ششی کے سوا کوئی نہ تھا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ اٹھ کر دروازے پر آئی اور سرگوشی کے لہجے میں بولی۔ "نعیم فوراً واپس ہو جاؤ۔ میں تم سے ملنے کے لئے تڑپ رہی ہوں۔ کسی ایسی جگہ کا نام بتاؤ جہاں سات بجے مل سکو۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "اندر تو آنے دو۔" اس نے کواڑ تھام کر کہا۔ "نہیں۔ اندر آ گئے تو اندو باتھ روم سے آ جائیگی اور تم رک کر رہ جاؤ گے۔" میں اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا اور مجھے اندر کھینچ کر دروازہ بند کرتے ہوئے ایڑیاں اٹھا کر ہونٹ چوم لئے۔ ایک منٹ کچھ جذباتی سا رویہ اختیار کرتی رہی۔ پھر سنبھل کر بولی نہ بتاؤ کہاں؟ میں نے اپنے ہوٹل کا نام اور روم نمبر بتایا تو کہنے لگی۔ "نہیں۔ وہاں سرجو بھائی پہنچ جائیں گے۔ اچھا چرچ گیٹ اسٹیشن پر ہندو ریفرشمنٹ روم میں میرا انتظار کرو۔ پلیز۔"

میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "تو پھر سات بجے کیوں؟ میں سیدھا چرچ گیٹ جا رہا ہوں۔ دس منٹ بعد تم بھی آ جاؤ۔ ممکن ہے ہم سنٹرل اسٹیشن پر ہی مل جائیں۔"

"اوکے۔ گڈ بائی۔" اس نے دروازہ بند کر دیا اور میں کتھاریہ سے ملے بغیر چل دیا۔ شاید وہ اس وقت گھر پر تھا بھی نہیں۔ میں ریل سے چرچ گیٹ پہنچا۔ تھوڑی دیر کے انتظار کے بعد وہ بھی مل گئی۔ وہ مجھے کسی اچھے ہوٹل لے جانا چاہتی تھی لیکن میرے انکار پر چپ ہو گئی۔ ہم دونوں ٹیکسی لے کر الموڑا ہوٹل پہنچے۔ وہاں چوتھی منزل پر ہمیں ایک کمرہ مل گیا۔ مینجر نے سامان ساتھ نہ ہونے کا باعث پہلے کسی قدر پس و پیش کی لیکن جب میں نے اسے بتایا کہ ہم اورینٹل ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور صبح یہاں منتقل ہو جائیں گے تو اس نے معذرت طلب کی اور ہمیں کمرہ دے دیا۔ دروازہ بند ہوتے ہی وہ وارفتگی کی آخری منزل پر تھی۔ گریٹا گاربو کے ابھار میرے دل میں برے کی طرح پیوست ہونے لگے۔ ہاتھ پھیلاتے ہی وہ میری بانہوں میں تھی اور اس کے ہونٹ میرے ہونٹوں میں شیرینی گھول رہے تھے۔ دوسرے لمحے ہم مسہری میں سما گئے۔ میرے خیال کے مطابق وہ نہ صرف واقف آداب جمال بلکہ نہایت رواں چلتا پرزہ ثابت ہوئی۔ میں نے اس کو آرٹ کی انتہائی بلندیوں تک پہنچایا اور جب بہشت کے دروازے کھٹکھٹا کر زمین پر لوٹے تو وہ دھنکی ہوئی روئی کا ڈھیر تھی۔

ہم صبح چار بجے تک کھاتے پیتے رہے اور ہفت افلاک کی سیر کرتے رہے۔ غرض یہ کہ ششی نے مجھے زندگی کی بعض ایسی لذتوں سے مانوس کیا جن سے میں قطعی ناواقف تھا۔

ششی کے جانے کے بعد مجھے یشودھرا کی ہدایت کا خیال آیا' اس کے کہنے کے مطابق تو مجھے کل رات ہی دلاس پور روانہ ہو جانا تھا' والٹ لینے کی بجائے دلاس پور میں ہی لائیڈس بنک کی برانچ میں والٹ حاصل کر لینا زیادہ مناسب اور آسان رہے گا۔ مہاراجہ از

خود مجھے دس دن کی چھٹی مرحمت فرمائی تھی اور اب ہفتے پندرہ دن میں بمبئی جانے کے لئے مزید چھٹی کا ملنا ایک محال سی بات تھی لیکن اب مناسب یہی تھا کہ میں مزید دیر نہ کرتا اور دلاس پور روانہ ہو جاتا چنانچہ میں نے کتھاریہ کو فون کر کے اپنی روانگی کی اطلاع دی۔ اس نے میرے اس طرح اچانک جانے پر بہت واویلا مچایا' وہ چاہتا تھا کہ وہ لوگ مجھے الوداعی دعوت دیں اور اس کے بعد مجھے اسٹیشن رخصت کرنے جائیں لیکن میں جانتا تھا کہ اس طرح میرا بھرم کھل جانے کا اندیشہ ہے اس لئے میں نے کتھاریہ کی ایک نہ سنی۔ کتھاریہ سے بات کرنے کے بعد میں نے نفیس صاحب سے بھی فون پر ہی رخصت چاہی اور پھر اسی دن شام کو دلاس پور روانہ ہو گیا۔

میں دوسرے دن شام کو دلاس پور پہنچا اور سیدھا اپنے کوارٹر کا رخ کیا۔ کوارٹر میں داخل ہوتے ہی میں نے سب سے پہلے اس بات کا اطمینان کیا کہ جیولری بکس اپنی جگہ موجود ہے' غسل سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کیا اور کیپٹن دلیش مکھ سے ملنے چل دیا۔ وہ مجھے چھٹی ختم ہونے سے پہلے ہی دلاس پور میں دکھ کر حیران ہوئے۔ لیکن میں نے یہ کہہ کر ان کی حیرت دور کر دی کہ میں سیر و تفریح چھوڑ کر اس لئے یہاں آگیا ہوں کہ طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔

بمبئی سے میں ان کے لئے چند تحفے لایا تھا وہ ان کی خدمت میں پیش کئے اور پھر ان کی شراب کی پیش کش کی طبیعت کی خرابی کا بہانہ بنا کر رد کر دیا۔ میں ان پر مکمل بھروسہ کرتا تھا لیکن اتنا بھی نہیں کہ اس سنگین معاملے میں انہیں اپنا شریک کر لیتا۔ میری چھٹی ختم ہونے میں ابھی دو دن باقی تھے اور میں ان دنوں میں مکمل آرام کرنا چاہتا تھا۔ بمبئی میں بہت آوارگی کی تھی لیکن زندگی اس عیاشی اور بے فکری کے سوا بھی کچھ تھی۔ میں اپنی اور یشو کی آئندہ زندگی کے بارے میں منصوبہ بنانا چاہتا تھا۔

یشودھرا نے بمبئی جانے سے پہلے مجھے جیولری بکس اپنے ساتھ لے جانے سے منع کر دیا تھا کیونکہ اس کے خیال میں یہ خطرے سے خالی نہیں تھا۔ اور اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ بمبئی میں سیف ڈپازٹ عرصے تک میں اس جیولری بکس کو جس میں کئی لاکھ کی مالیت کے زیورات تھے۔ اپنے گلے کا ہار نہیں رکھنا چاہتا تھا۔

میں نے اپنے اردلی واسو کو ہدایت کر دی کہ وہ کسی کو میری آمد کے بارے میں نہ بتائے اور اگر کیپٹن دلیش مکھ پوچھیں تو کہہ دے کہ میری طبیعت خراب ہے اور میں سو رہا ہوں۔ اپنا کمرہ اندر سے بند کر کے گیارہ بجے رات تک میں پیتا رہا اور سوچتا رہا۔ سوچتا رہتا اور پیتا رہا۔ مجھے کچھ نہیں معلوم تھا کہ آنے والے دن میرے لئے کیا لے کر آ رہے ہیں۔ یشودھرا کی محبت مجھے پرخطر اور انجان راہوں پر لے جا رہی تھی اور میں اس راستے پر چلنے کے لئے مجبور تھا۔ اس مجبوری کی ایک وجہ یشودھرا کی دیوانہ بنا دینے والی محبت تھی اور

دوسری وجہ میری طبیعت کی ہنگامہ خیزی اور خطر پسندی۔

یشودھرا سے پہلے بھی میری زندگی میں بہت سی لڑکیاں آئی تھیں اور یشو کے بعد بھی میں نے نرملا' اور ششی جیسے معرکے سر کئے تھے۔ لیکن یہ سب عورتیں میرے لئے محض فتوحات کی حیثیت رکھتی تھیں جبکہ یشو میری زندگی کی وہ پہلی عورت تھی جس کا قرب حاصل ہونے کے باوجود میں اسے دیوی کا درجہ دیتا تھا۔ اس نے میری خاطر اپنی عزت اپنا عیش و آرام غرض یہ کہ اپنی ہر چیز میری محبت میں داؤ پر لگا دی تھی۔

میں اس کے بارے میں سوچتا رہا۔ نہ آجانے اس کی طبیعت اب کیسی ہو گی؟ اس کے کہنے کے مطابق ایک دو دن میں اسے دلاس پور پہنچ جانا چاہئے۔ آخر ہم دونوں کب تک اس طرح تمام دنیا سے چھپ چھپ کر ملتے رہیں گے۔؟ یشودھرا کو باضابطہ طور پر اپنانے کا کوئی طریقہ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ ہم دونوں کے درمیان اصل خلیج تو مذہب کی تھی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہندو یہ کیونکر برداشت کر لیں گے کہ ان کی راجکماری کو ایک ملیچھ بیاہ کر لے جائے اور وہ دیکھتے رہیں۔ کرنل رگھبیر سنگھ کا معاملہ تو جیسے کل ہی کی بات تھی۔ لیکن ایک رگھبیر سنگھ کے ختم ہو جانے سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہز ہائی نیس' مہارانی اور اس کے علاوہ راجکماروں اور راجکماریوں کی ایک فوج میری دشمن ہو جائے گی۔ ریاست کی ہندو رعایا تو الگ رہی۔ پھر محل میں وجود اعلیٰ ہندو افسر کیا مجھے چھوڑ دیں گے؟

یہ سب کچھ سوچتے سوچتے میرا ذہن ماؤف سا ہو گیا۔ میں نے زندگی میں کبھی اتنی دیر تک کسی مسئلے پر اتنی سنجیدگی سے نہیں سوچا تھا لیکن اس مرتبہ میں حالات کی ایک ایسی بھول بھلیاں میں پھنس گیا تھا جس سے نکل جانا کچھ ناممکن سی بات تھی۔

ان ہی خیالات سے الجھتے الجھتے نہ جانے مجھے کب نیند آ گئی اور پھر دوسرے دن گیارہ بجے کے قریب کھلی۔ غسل سے فارغ ہو کر میں نے ناشتہ کیا' اپنا بہترین سوٹ نکال کر پہنا' یشو کی دی ہوئی تمام چیزوں سے بھرا ہوا جیولری بکس براؤن رنگ کے ایک تھیلے میں لپیٹا اور لائڈس بنک جا پہنچا۔ میری شخصیت' میرا لباس اور رکھ رکھاؤ دیکھ کر انگریز مینجر نے بہت اہتمام سے میرا استقبال کیا اور جب اسے یہ معلوم ہوا کہ میں مہاراجہ آف دلاس پور کے باڈی گارڈ دستے میں سارجنٹ ہوں تو وہ مزید خوش اخلاقی سے پیش آیا۔ میں نے اپنے نام سے ایک والٹ لیا اور اس میں یشو کی دی ہوئی تمام چیزیں رکھ کر والٹ کی چابی لے کر واپس راج محل چلا آیا۔

○

دوسرے دن میں حسب معمول اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو گیا۔ کیپٹن دلیش مکھ کے لئے میں بمبئی سے جو تحفے لایا تھا۔ اس میں اسکاچ وہسکی کا ایک پورا کیس بھی تھا۔ شاید اسی

لئے انہوں نے رات مقدار سے کچھ زیادہ ہی پی لی تھی اور صبح ان کی طبیعت اس قدر خراب تھی کہ وہ ڈیوٹی پر حاضر نہ ہو سکے۔

میں ہزہائی نس کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

"ناعم۔ تم اس عرصے میں ہمیں کئی مرتبہ یاد آئے۔" مہاراجہ نے حقے کا کش لگاتے ہوئے مسکرا کر مجھے دیکھا۔

"یہ سب کچھ حضور کا کرم ہے' عزت افزائی ہے۔ حضور کے چرنوں سے دور میں بہت بے چین تھا۔" میں نے ان کے قدموں کو چھوتے ہوئے کہا۔

"شاید اسی بیتابی کے سبب تم بمبئی سے راج محل آنے کے لئے دو دن بعد ہمارے حضور حاضر ہوئے ہو۔" مہاراجہ نے مجھے چبھتی ہوئی نگاہوں سے دیکھا اور میں لرز کر رہ گیا۔ میرے راج محل لوٹ آنے کی خبر صرف چند ہی لوگوں کو تھی اور انہیں بھی میں نے منع کر دیا تھا کہ وہ میری واپسی کا ذکر مہاراج سے نہ کریں۔ تو کیا اس کا مطلب یہ تھا کہ بمبئی میں میری نگرانی کی جا رہی تھی؟ کیا یشو کا اور میرا بھید کھل گیا؟ یہ تمام خیالات ایک لحظے کے ہزارویں حصے میں میرے ذہن میں گھوم گئے اور میرا پورا بدن پسینے میں ڈوب گیا۔

"حضور۔ میری کیا مجال کہ میں یہاں پہنچتے ہی حضور کے قدموں کی دھول کو اپنی آنکھوں سے لگانے کے لئے حاضر نہ ہوتا۔ لیکن میری طبیعت بہت خراب تھی اور میں ایسے عالم میں حضور کو اپنی صورت نہیں دکھنا چاہتا تھا۔" میں نے اپنے حواس مجتمع کرتے ہوئے نیچی نگاہوں سے کہا۔

"خوب۔ تو یہ بات تھی' بمبئی سے واپسی پر طبیعت کی خرابی تو ظاہر سی بات ہے۔ ہمیں دھیان ہی نہیں رہا تھا کہ ہمارا ٹائیگر ناعم دیش ناریوں میں بہت مقبول ہے۔ مہاراج نے کہا۔ میں نے دیکھا کہ وہ زیر لب مسکرا رہے تھے۔ اور یہ دیکھ کر میری جان میں جان آئی۔ مہاراج میری طبیعت کی خرابی کا سبب کچھ اور سمجھے تھے اور مجھے اطمینان ہو گیا کہ بمبئی میں میری نگرانی نہیں ہوئی ہے بلکہ یہیں کسی نے مہاراج کو میری آمد کی اطلاع دے دی ہے۔

اس دن مہاراج کے کمرے سے باہر آیا تو میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ میرے خدا میں کن الجھے ہوئے معاملوں میں پھنس گیا تھا۔ رات کا کھانا میں نے کیپٹن کے ساتھ ہی کھایا اور کھانے کے بعد ہم کونیک پیتے رہے اور غم غلط کرتے رہے۔

ڈیوٹی پر حاضر ہونے کے تیسرے دن یشودھرا' راجکماری سادھنا اور اپنی داسیوں کے ساتھ بذریعہ کار ولاس پور واپس پہنچ گئی۔ جس وقت وہ اور سادھنا کماری بالائی منزل کی طرف جانے کے لئے لفٹ کی طرف بڑھیں اتفاق سے اسی وقت میں سامنے کے کمرے سے ٹہلتا ہوا نکل رہا تھا۔ یشو کو دیکھ کر میرا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔ ایک لمحے کے لئے تمام

محلاتی آداب بھول کر میں اس کی طرف بڑھا لیکن پھر عقل نے میرے پیر روک لئے' میں نے اٹینشن ہو کر دونوں کو سلام کیا اور وہ سر کے اشارے سے میرے سلام کا جواب دیتی ہوئی لفٹ میں داخل ہو گئیں۔ میرا جی چاہا کہ لپک کر لفٹ میں سوار جاؤں لیکن یہ آداب کے خلاف تھا اس لئے میں دل مسوس کر رہ گیا۔ میرے لئے تو اتنا بھی بہت تھا کہ میں نے چند لمحوں کے لئے ہی سہی یشو کو اتنے قریب سے دیکھ تو لیا تھا۔ وہ مجھے کچھ کمزور سی نظر آئی۔ اور میرا دل اس کے لئے کٹ کر رہ گیا۔ میری خاطر وہ کیسے ذہنی اور جسمانی دکھ بھوگ رہی تھی' میرا جی چاہا کہ میں اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ کر کہیں اتنی دور لے جاؤں جہاں یہ خطرے اور یہ احتیاطیں نہ ہوں۔ لیکن یہ سب کچھ میری بس میں نہ تھا اور میں کسی جھنجلائے ہوئے شیر ببر کی طرح رداہ داری میں ٹہلتا رہا۔

دو دن گزر گئے لیکن یشو سے نہ تو فون پر بات ہو سکی اور نہ ہی ملاقات کی راہ نکلی۔ تیسرے دن شام ساڑھے چار بجے کے قریب میں مہاراج کی قیام گاہ والی منزل پر سیکرٹری کے کیبن میں تنہا بیٹھا ہوا تھا کہ یشودھرا مجھے اپنی طرف آتی ہوئی دکھائی دی۔ نپے تلے قدم اٹھاتی ہوئی وہ سیدھی کیبن کے سامنے آکر رکی' میں اسے دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا اور جھک کر آداب بجا لایا۔

"بڑے ظالم ہو۔ ہم تمہاری وجہ سے اتنی مصیبتیں بھگتا کئے اور تم نے ہمیں پلٹ کر بھی نہ پوچھا۔" اس نے مسکرا کر شکایت کی۔

"تم راج محل کی راجکماری نہ ہوتیں پھر دیکھتیں کہ میں تمہیں کس طرح سینے سے لگا کر رکھتا۔ یہاں ہزار تو بندشیں ہیں اوپر سے مجھے الزام دیتی ہو۔ میں تو کب سے تمہارے درشن کو ترس رہا ہوں۔"

"اچھا سنو' جیولری بکس محفوظ تو ہے؟" اس نے میری بات کاٹ دی۔

"ہاں--- میں نے اسے یہیں لائیڈس بنک کے والٹ میں رکھ دیا ہے۔ آخر کب تک اپنے کوارٹر میں رکھتا۔"

"چلو ٹھیک ہے یہاں ہی سہی۔ لیکن جیسے ہی موقع ملے تمام چیزیں بمبئی لے جانا۔ ان چیزوں کا ولاس پور میں رہنا خطرے سے خالی نہیں یشو کی پیشانی پر فکر کی لکیریں ابھر آئیں۔

"تم فکر نہ کرو۔ تمام فکریں میرے لئے چھوڑ دو۔" میں نے اسے نگاہوں ہی نگاہوں میں چومتے ہوئے کہا۔

"اچھا' بھائی قاضی جی میری تمام فکریں سمیٹ کر بیٹھو' میں تو چلی۔" یہ کہہ کر اس نے ہونٹوں کا دائرہ سا بنا کر ایک ہوائی بوسہ میری طرف اچھال دیا۔ میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی' وہاں دور دور تک کسی کا نام و نشان بھی نہ تھا' میں تیزی سے اس کے قریب ہو

گا۔ "اب اتنا بے چین تو نہ کرو کہ میں یہیں تمہیں چوم لینے پر مجبور ہو جاؤں۔"

"کیوں اتنے بیتاب ہو؟" یشو کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"تمہیں میری بیتابی میں کبھی کمی بھی محسوس ہوئی ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"اچھا تو سنو میں دس منٹ بعد دائیں جانب کے پانچویں کمرے میں تمہارا انتظار کروں گی۔"

"خطرہ تو نہیں ہو گا؟" میں نے پوچھا۔

"کیوں نعیم ٹائیگر بھی خطرے سے ڈرتا ہے۔" یشودھرا کے لہجے میں طنز کی آمیزش تھی۔

"نعیم خطرے سے نہیں تمہاری بدنامی سے ڈرتا ہے۔" میں نے کہا۔

"دس منٹ بعد" اور بس اتنا کہہ کر وہ لچکتی ہوئی اسی کمرے کی جانب چلی گئی۔

یشودھرا کے جانے کے پانچ منٹ بعد مہاراج کے سیکرٹری مہتا صاحب واپس آ گئے۔ وہ کسی ضروری کام سے مجھے وہاں بٹھا کر گئے تھے۔ میں نے ان سے وقت گزاری کے طور پر ادھر ادھر کی چند باتیں کیں اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ مہتا صاحب سے رخصت ہو کر میں کیبن سے باہر نکلا اور بڑے نارمل انداز میں ٹہلتا ہوا یشودھرا کے بتائے ہوئے کمرے کی جانب بڑھا۔ اس کمرے کے دروازے کے سامنے پہنچ کر ہی سگریٹ سلگانے کے بہانے رکا اور کیبن کی طرف دیکھا' مہتا صاحب کسی سے فون پر بات کر رہے تھے اور میری خوش قسمتی سے ان کی پشت میری طرف تھی۔ راہداری میں کوئی اور بھی نہ تھا۔ میں اس لمحے کو غنیمت جان کر بے دھڑک دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گیا۔

یہ ایک وسیع سٹنگ روم تھا اور یشودھرا سامنے ایک کوچ میں دھنسی ہوئی کوئی رسالہ پڑھ رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی وہ رسالہ میز پر رکھ کر اٹھی۔ میں نے پھرتی سے دروازہ لاک کیا اور دوسرے ہی لمحے یشو میری بانہوں میں تھی اور میں اسے کچھ ایسی بے تابی سے پیار کر رہا تھا جیسے وہ اس کی اور میری پہلی خلوت ہو۔

ہم دونوں اپنی دنیا میں گم تھے کہ اچانک کسی نے زور سے دروازے پر ہاتھ مارا۔ اس کی آواز سنتے ہی ہم دونوں ایک دوسرے سے اس طرح الگ ہوئے جیسے ہمیں بجلی کا جھٹکا لگ گیا ہو۔

"اندر کون ہے؟" یہ مہارانی کی آواز تھی' میں نے بوکھلا کر یشو کی طرف دیکھا وہ خوف سے لرز رہی تھی اور اس کا چہرہ دھلے ہوئے لٹھے کی طرح سفید ہو گیا تھا۔

میرا فعال ذہن ہزاروں میل فی سیکنڈ کی رفتار سے چلنے لگا۔ آج میرا خاتمہ یقینی تھا۔ اور چوہے کی طرح مارے جانے سے مجھے شدید نفرت تھی۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا' فرار کی کوئی راہ نہ تھی۔ میں نے یشو کو اشارہ کیا کہ وہ مہارانی کے سوال کا جواب دے دے ورنہ

وہ فوراً" مشکوک ہو جاتیں۔

"ماتا جی۔ اندر میں ہوں' ابھی دروازہ کھولتی ہوں۔ یشو نے کہا۔ اور اسی لمحے میری نظر ایک دیو پیکر الماری کی طرف گئی۔ ٹیک کی یہ بھاری بھرکم الماری یہاں اس لئے تھی کہ سٹنگ روم میں آرام کرنے والے راجکمار یا راجکماریاں اپنے کوٹ' کیپ یا سویٹر وغیرہ تھوڑی دیر کے لئے اس لماری میں رکھ سکیں۔ میں ایک لمحے کی تاخیر کے بغیر اس الماری کی طرف لپکا اور دوسرے ہی لمحے میں الماری کے اندر تھا۔ میں نے الماری کا وہ پٹ کھینچ کر بند کر لیا جس کے پیچھے میں کھڑا تھا اور دوسرا بھی کھینچ کر تقریباً" برابر کر لیا۔ بس ذرا سی جھری چھوڑ دی تاکہ مجھے سانس لینے میں وقت محسوس نہ ہو۔

اسی لمحے یشودھرا نے دروازہ کھول دیا' اور مجھے آوازوں سے اندازہ ہوا کہ مہارانی کئی اور راجکماریوں اور داسیوں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئیں۔

"سٹنگ روم کا دروازہ بند کرنے کی کیا ضرورت تھی یشو؟" ان کا لہجہ خاصا سخت تھا۔

"مجھے تو معلوم بھی نہ تھا کہ دروازہ اندر سے بند ہے' شاید جب میں اندر آئی ہوں گی اسی وقت بے دھیانی میں دروازہ لاک کر دیا ہو گا" یشو نے کہا۔

"آئندہ ایسی بے دھیانی سے کام نہ لینا۔" مہارانی کے لہجے میں سرزنش تھی۔

آپ اندازہ نہیں کر سکتے ہیں کہ اس وقت میرا کیا عالم تھا۔ مجھے الماری کے اس خانے میں نہ جانے کب تک ساکت و صامت کھڑے رہنا تھا' میری وحشت کا یہ عالم تھا کہ میں سانس بھی آہستہ سے لے رہا تھا کہ یشودھرا کی حالت بھی مجھ سے کسی طرح بہتر نہ ہو گی۔

میں یہ سمجھا تھا کہ مہارانی دس پندرہ منٹ بعد وہاں سے رخصت ہو جائیں گی لیکن آج تو وہ جیسے قسم کھا کر بیٹھی تھیں کہ اپنی بقیہ زندگی یہیں بسر کر دیں گی۔ یہ ہلکے جاڑے کا موسم تھا لیکن اول تو کمرہ روشن آتشدان کی وجہ سے گرم تھا' پھر اوپر سے مجھ پر الماری میں کھڑے رہنے کی جو آفت نازل ہوئی اس نے مجھے سر سے لے کر پیر تک پسینے میں ڈبو کر رکھ دیا۔ میری ٹانگیں شل سی ہو گئیں اور میں اب ماؤف ذہن سے یہ سوچ رہا تھا کہ ہلے جلے بغیر میں کتنی دیر اور اسی طرح کھڑا رہ سکوں گا۔

میرے کانوں میں مہارانی اور سادھنا کماری کی باتوں کی آواز آ رہی تھی' کبھی کبھی یشودھرا کی آواز بھی کان میں آ جاتی تھی۔ کہ اچانک میرے کانوں سے مہارانی کی آواز ٹکرائی۔

"اف یہاں تو بہت گرمی ہے۔ پرمیلا ذرا میرا یہ کوٹ اتارنا تو سہی۔" مہارانی اپنی داسی سے مخاطب تھیں۔

"ہاں واقعی بہت گرمی ہے۔ پرمیلا میرا کوٹ بھی الماری میں لٹکا دینا یہ راجکماری سادھنا کی آواز تھی۔ پھر چند لمحوں بعد الماری کا دروازہ کھلا اور مجھ پر بجلی سی گر پڑی۔

ایک زنانہ ہاتھ گرم کوٹ تھامے الماری میں داخل ہوا۔ میں سرک کر دوسرے پٹ کی آڑ میں ہو گیا۔ کوٹ ہینگر پر لٹکا کر آنے والی داسی نے جو یقیناً" پرمیلا ہی ہو گی۔ دروازے کا کھلا ہوا پٹ بند کیا اور چلی گئی۔ شکر ہے دروازہ پوری طرح بند نہیں ہوا تھا اور مجھے سانس لینے کے لئے ہوا مل رہی تھی۔ میری گھبراہٹ کی انتہا نہ تھی۔ یہ چند لمحے میرے لئے قیامت کی صدیاں بن کر گزرے اور قیامت کا سلسلہ جاری تھا۔ مہارانی ابھی تک باتیں کئے جا رہی تھیں۔ ان کی آواز جو ہمیشہ میرے لئے تقویت اور سکون کا باعث ہوا کرتی تھی اس وقت مجھ پر گراں گزر رہی تھی۔ یشودھرا کی ناعاقبت اندیشی نے مجھے چوہے دان میں بند کرا دیا تھا اور ان کی گھریلو باتوں کا ایک ایک جملہ میرے لئے موت کی سرگوشی اور چلنے والی کے قدموں کی آہٹ موت کے قدموں کی چاپ سے کم نہ تھی۔ ہرہائی نس کے ٹائیگر کی حالت خود ہرہائی نس کے خوف سے بیریم سلفیٹ کھائے ہوئے چوہے سے بدتر تھی۔ مجھے اپنی حماقت، گھبراہٹ حتیٰ کہ اپنی ذات پر غصہ آنے لگا۔ دل چاہتا تھا دھڑاکے سے الماری کے دونوں پٹ کھول کر باہر نکل پڑوں اور پستول تان کر۔ جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے، کہتا ہوا کمرے سے دندناتا ہوا نکل جاؤں۔ لیکن دوسرے لمحے ہی اس خیال کو جھٹک دینا پڑا۔ باہر نکل کر کہاں جا سکتا تھا۔ ایک بزر کے دباتے ہی راج محل کے اندرونی اور بیرونی تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں اور ہر دروازے پر بندوقوں اور سنگینوں کے سوا کچھ نظر نہ آتا--- اور پھر؟--- یشودھرا کی بدنامی؟ کیا میری موت سے بھی اس کی تلافی ممکن تھی؟ میں اس کی بدنامی کے تصور سے کانپ اٹھا--- میرے لئے خاموشی کے سوا کوئی راستہ نہ تھا۔

نصف گھنٹہ امیدوبیم میں صدیوں کی طرح رینگ رینگ کر گزرا آخر میرے کانوں میں ہرہائی نس کی آواز آئی--- "چلو یشودھرا کھانے کا وقت ہو گیا۔ ہزہائی نس ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے۔" میں نے ان کے آخری الفاظ سن کر اطمینان کا سانس لیا۔ سب کے اٹھ کر چلنے کی آہٹ ہوئی اور میں پرمیلا کے الفاظ سن کر پھر لرز اٹھا۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "آپ کا چسٹر وارڈ روب سے لے آؤں یور ہائی نس؟"

مہارانی نے کہا--- "نہیں--- یہیں رہنے دو۔" مجھے ان کے الفاظ سن کر اپنے بچ نکلنے کی امید ہونے لگی--- چند لمحوں میں کمرہ خالی ہو گیا اور میں نے دروازہ بند

ہونے کی آواز سنی۔ تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد وارڈ روب سے باہر نکلا اور طویل سانس لے کر حواس مجتمع کر کے کمرے کے دروازے پر نظر ڈال کر سگریٹ سلگایا۔ اب مجھے کسی قدر اطمینان تھا۔ پکڑے جانے کی صورت میں بھی مجھے صرف اپنی جان کے خطرے کے سوا یشودھرا کی بدنامی کا ڈر نہ تھا۔ میں ایک صوفے پر بیٹھ کر باہر نکلنے کے متعلق سوچنے لگا۔ میری گھڑی میں آٹھ بج کر بیس منٹ ہوئے تھے اور یہ ہزہائی نس کے کھانا کھانے کا وقت تھا۔ کاریڈور میں کبھی کبھار کسی کے چلنے کی آہٹ سنائی دیتی اور پھر سکوت طاری ہو جاتا۔ سگریٹ ختم کر کے میں دبے پاؤں دروازے کے قریب آیا اور ہینڈل گھما کر کھولنا چاہا---- اور سہم کر رہ گیا۔ دروازہ مقفل کر دیا گیا تھا۔ پلٹ کر عقبی دیرواز ے پر آیا اور اندر کا سیفٹی کیچ کھول کر ہینڈل گھمانے کی کوشش کی۔ ادھر بھی لاک تھا۔ میں مایوس ہو کر لوٹا اور سر تھام کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ راہ فرار مسدود تھی۔ بڑی دیر تک سوچتا رہا لیکن کوئی طریقہ سمجھ میں نہ آیا۔ کھڑکیوں پر چاندی کی مضبوط جالیاں تھیں۔ وینٹی لیٹر فرش سے بارہ فٹ کی بلندی پر تھے۔ کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ رات کے وقت سٹنگ روم ویسے بھی بند رہتا تھا۔ اور اب رات ہی تو تھی۔ ایک ہلکی سی امید کی کرن نظر آتی تھی۔ اور وہ یہ کہ یشودھرا کسی نہ کسی وقت مجھے نکالنے کی کوشش ضرور کرے گی۔ لیکن نصف شب سے پہلے اس کا بھی امکان نہ تھا۔ اور نصف شب کے بعد ہر کاریڈور کے سرے پر ایک مسلح گارڈ موجود ہوتا تھا اور پھر یشودھرا کس طرح آ سکتی ہے۔ تاوقتیکہ گارڈ کو خریدنے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ لیکن کیا وہ ایسا کر سکے گی؟ سوچتے سوچتے میرا دماغ ماؤف ہونے لگا۔ آخر گھبرا کر اٹھا۔ دونوں دروازوں کے سیفٹی کیچ چڑھائے اور ایک کے سوائے تمام بتیاں گل کر کے صوفے پر دراز ہو گیا۔ اب میں کم از کم صبح ہونے تک محفوظ تھا۔ میری ڈیوٹی صبح دس بجے سے شروع ہوتی تھی اور میں اس وقت یونیفارم میں تھا۔ لہٰذا اگر دس بجے تک بھی باہر نکلنے میں کامیاب ہو جاؤں تو بچ نکلنے کے امکانات تھے۔ اس خیال سے مجھے کسی قدر اطمینان ہوا۔ صوفے کی پشت سے لگا ہوا ریشمیں تکیہ لے کر سر کے نیچے رکھا اور سگریٹ سلگا کر لیٹا لیٹا پینے لگا۔ نیند سے آنکھیں بوجھل ہونے لگیں تو اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ گیارہ بجے راہداری اور گیلری کی بتیاں گل ہو گئیں اور ہر طرف خاموشی مسلط ہو گئی میں ٹہلتا ٹہلتا ملحقہ کلوک روم کی طرف چل دیا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ بتی جلاتے ہی واشنگ بیسن کے آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر چونک گیا اور گھبرا کر پیچھے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہاں کون تھا جو دکھائی دیتا۔ آئینے کے فریم پر نظر پڑتے ہی مجھے اپنی حماقت کا احساس ہوا اور ہنسی آنے لگی۔ اسی وقت میری نظر کلوک روم کے بغلی دروازے پر پڑی۔ ہینڈل گھما کر کھولتے ہی چار فٹ کے فاصلے پر سامنے ایک دروازہ نظر آیا۔ میں نے غیر شعوری طور پر نیچے کی طرف دیکھا تو خوف سے لرز اٹھا اور گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا۔ میرے سامنے چار فٹ کا چوکور خلا تھا

جس میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ خوف کا اثر زائل ہوتے ہی میں نے آگے جھک کر دیکھا تو تمام معاملہ سمجھ میں اگیا۔ یہ ایک خفیہ لفٹ تھی جس کے موٹے رسے دروازے سے ذرا ہٹ کر دونوں پہلوؤں میں نیچے تک جا رہے تھے۔ لفٹ گراؤنڈ فلور پر تھی۔ میں نے سیدھا ہو کر دروازے کے دائیں جانب فریم پر نظر ڈالی۔ فریم بالکل سپاٹ تھا۔ غور سے دیکھنے پر فریم ڈبل فولڈ فلیپر نظر آیا۔ میں نے اس کو دونوں ہاتھوں سے انگلیاں ڈال کر زور سے کھینچا تو فولڈ کھل گیا اور فریم پر پانچ بٹن دکھائی دیئے۔

میری خوشی کا ٹھکانا نہ تھا۔ مجھے فرار کی تمام راہیں مسدود ہو جانے کے بعد ایک نئی شاہراہ کھلتی نظر آ رہی تھی۔ میں نے سوچنے کی بھی زحمت گوارا نہ کی اور بٹن پر انگلی دبا دی۔ نیچے گھڑگھڑاہٹ ہوئی اور لفٹ اوپر آنے لگی۔ میں نے احتیاطاً" پستول نکال کر سفیٹی کیچ چڑھا لیا۔ لفٹ میرے سامنے آ کر رک گئی۔ میں نے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور پانچویں فلور کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں میں لفٹ پانچویں منزل پر تھی اور میں اپنے سامنے بالکل اسی طرح کا دروازہ دیکھ رہا تھا۔ ہینڈل گھما کر اندر داخل ہوا تو یہاں بھی کلوک روم جیسا ہی چھوٹا کمرہ تھا لیکن اس میں واشنگ بیسن اور آئینہ وغیرہ نہ تھا۔ میں نے لفٹ کو نیچے چلتا کیا اور دروازہ بند کر کے بڑے کمرے کا دروازہ آہستگی سے کھولا اور باہر جھانک کر دیکھا۔ جنوبی دروازے کے پہلو میں فرنچ ونڈو کے سامنے مسہری پر ایک عورت اس طرف پشت کیے ہوئے بے خبر سو رہی تھی۔ اس کے بال تکیے پر بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے باہر نکل کر ادھر ادھر نظر دوڑائی تمام کمرے میں اس کے سوا کوئی نہ تھا۔ وسط میں صوفہ سیٹس اور ٹیبل وغیرہ تھے۔ میں تھوڑی دیر کھڑا رہا اور پوری طرح اطمینان کرنے کے بعد دبے پاؤں شمالی دروازے کی طرف بڑھا۔ ہینڈل گھما کر دیکھا تو مقفل تھا۔ مایوس ہو کر اس طرف والے دروازے کی طرف چلنے لگا۔ تمام کمرے میں قالین بچھا ہوا ہونے کے باعث میرے چلنے سے کوئی آہٹ نہیں ہو رہی تھی لیکن نہ معلوم کس طرح سونے والی کی نیند اچٹ سی گئی۔ وہ ذرا کلبلائی، لحاف سرکایا اور اس کی طرف کروٹ لی۔ میں چہرے پر نظر پڑتے ہی ٹھٹھک کر رہ گیا۔ یہ راجکماری روپا تھا۔ اور مجھ سے اچھی طرح واقف تھی۔ یشودھرا کی پھوپھی زاد بہن ستائیس اٹھائیس سالہ بیوہ جو چار پانچ سال قبل شوہر کی موت کے بعد دلاس پور آ گئی تھی اور سال میں ایک یا دو مرتبہ چند دنوں کے لئے سسرال جاتی اور اپنے شوہر کے حصے کا چند لاکھ روپیہ فصلانہ لے کر چلی آتی۔ ماں کا پہلے انتقال ہو چکا تھا۔ اس لئے اب ماموں ممانی کے ساتھ رہتی تھی۔۔۔۔ اس کا بیڈ روم کا جنوبی دروازہ ڈرائنگ روم میں اور ڈرائنگ روم کا راہداری میں کھلتا تھا۔ اس سے پچیس تیس قدم کے فاصلے پر یشودھرا کے ڈرائنگ روم کا دروازہ تھا۔ میں اس وقت بھڑوں کے چھتے میں گھرا ہوا کھڑا تھا۔ کچھ سوچ رہا تھا لیکن کیا سوچ رہا تھا مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میرا دماغ شل ہو چکا تھا اور

جم کر رہ گئے تھے مجھے جنوبی دروازے کا درمیانی فاصلہ میلوں دور کی چیز نظر آ رہا تھا۔ چند منٹ انتظار کر کے چلنے کے لئے قدم اٹھایا۔ روپا کی آنکھیں بند تھیں۔ میں اس کے چہرے کی طرف دیکھتا ہوا سنبھل سنبھل کر اور رک رک کر بڑھ رہا تھا۔ مسہری کے سرہانے تک پہنچ کر میں نے طویل سانس لیا اور تیزی سے چند قدم بڑھا کر دروازے کا ہینڈل تھمایا۔ دروازہ لاک تھا۔ میرا دماغ چکرا گیا۔ چند لمحے توقف کر کے پوری طاقت سے ہینڈل کو مروڑی دی۔ ہینڈل کسی قدر سرکا۔ میں نے اور طاقت سے مروڑا۔ ایک ہلکا سا تڑاخہ ہوا اور ہینڈل ٹوٹ کر میرے ہاتھ میں آ گیا۔

میں نے پلٹ کر مسہری کی طرف دیکھا۔ روپا چونک کر اٹھی اور تکیے کے نیچے سے ریوالور نکال کر مسہری سے کود پڑی۔ میں اس کی طرف منہ کر کے سیدھا کھڑا ہو گیا۔ میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی اس کا بایاں ہاتھ حیرت کے انداز میں ہونٹوں پر آ گیا۔ آہستہ سے بولی۔ "تم ..... ناعم!"

میری زبان تالو سے چپک کر رہ گئی۔ بمشکل کہہ سکا۔۔۔ یور ایکسی لینسی۔"

"یہاں کس طرح آئے تم؟"

میں نے کلوک روم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "لفٹ سے۔"

"لفٹ سے؟" اس کا ہاتھ پھر ہونٹوں پر آ گیا۔۔۔۔ "تمہیں کس نے بتایا؟ کہاں جانا چاہتے تھے؟" اس نے ریوالور بستر پر پھینکتے ہوئے کہا۔

"کہیں نہیں۔۔۔۔ میں یہیں ...." میں نے جملہ ادھورا چھوڑ کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔

"یہاں؟ ...... میرے بیڈ روم میں؟" میں نے اثبات میں گردن ہلا کر نگاہیں جھکا لیں۔ اس نے اپنے سر پر ہاتھ پھرا کر بالوں کی لٹ درست کی اور ایک قدم آگے بڑھا کر بولی۔۔۔۔ "کندھوں پر سر بھاری پڑ رہا ہے ناعم؟"

میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غمگین لہجے میں کہا۔۔۔۔ "ہاں۔"

"اس نے تیوری چڑھا کر کہا۔ "اچھا۔ ایسا ہے؟" تو جاؤ صبح کا انتظار کرو۔"

میں نے ہاتھ بڑھا کر اپنا پستول اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ "صبح بہت دور ہے یور ایکسی لیسی۔ محبت کے مجرم انتظار نہیں برداشت کر سکتے۔ یہاں سے میرا زندہ لوٹ کر جانا آپ کی توہین ہے۔"

وہ مسکرا دی۔۔۔۔ "تم الفاظ سے کھیلنا جانتے ہو ناعم۔۔۔۔ خیر۔۔۔ میں تمہاری اس جسارت کو معاف کر سکتی ہوں۔۔۔ یہ لو چابی۔۔۔۔" اس نے تکیے کے نیچے سے چابی نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔ جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ۔۔۔" اس کی آواز میں لرزش تھی۔ میں نے اس کے دلی جذبات سے اس کے زخم کی گہرائی کا اندازہ لگا

لیا۔ اور مسکرا کا اس کا ہاتھ پیچھے ہٹا دیا۔ "رہنے دو یور ایکسی۔"

"تو پھر؟ اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ میں نے جواب دینے کے بجائے اس کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لے کر چوم لیا۔ وہ لرز کر رہ گئی۔ میں آگے بڑھا۔ "ہتھیلی پر سر لے کر آنے والے ناکام نہیں لوٹا کرتے۔" آپ میرے متعلق غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔"

"اچھا۔" اس نے دبی آواز میں کہا۔ اور میرے چہرے پر نظر ڈال کر منہ پھرا لیا۔ میں نے دیکھا وہ اظہار مسرت سے گریز کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ میرے ہاتھ بے ساختہ اس کے عریاں شانوں پر پہنچ گئے۔ "روپا ..... میری جان۔ میں نے اس کو بھینچتے ہوئے کہا۔ "تم نے مجھے دیوانہ کر دیا ہے۔" اس نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ مسکرا کر میری طرف دیکھا اور "ناعم" کہہ کر دونوں بانہیں گلے میں ڈال دیں۔ ایڑیاں اٹھائیں اور ہونٹ میرے ہونٹوں میں پیوست کر دیئے۔ میں نے اس کو سینے سے لگا لیا۔ اور وہ ناگن کی طرح بل کھا کر میرے وجود میں سما گئی۔ اس نے ایک ہاتھ سے میرا سر تھام رکھا تھا اور دوسرا مسلسل کمر پر پھرے جا رہا تھا۔ چند لمحوں میں اس کی سسکیاں نکلنے لگیں۔ میں نے اس کو پھولوں کی مالا کی طرح اٹھا کر مسہری پر ڈال دیا۔ صبح کے پانچ بجے تک ہم بیڈ لیمپ کی انگوری روشنی میں طلسم ہوش ربا کے حسین مناظر سے گزرتے رہے۔ اور ہر منظر میں وہ مجھ پر چھائی رہی۔ اس کا انداز خود سپردگی، رم اور گریز سے قاصر، بیگانگی سے ناآشنا اور شدت جذبات سے وارفتگی کے حدود چھو رہا تھا۔ میرا چہرہ گردن اور شانے اس کے دانتوں اور ناخنوں سے زخمی ہو چکے تھے۔ اس نے تین چسکیوں میں برسوں کی پیاس بجھائی تھی۔ میرے جسم کی خراشیں غار ہائے ایلورہ کی دیواروں کے منقش کام شاستر کا نمونہ پیش کر رہی تھی۔ سات بجے مجھے کلوک روم میں چھپا کر اس نے ناشتا طلب کیا اور چائے سے فارغ ہوتے ہی آخری بازی کا مطالبہ کر کے پھر بساط شطرنج پھیلا دی۔ میں اس کو کشت پر کشت دیتا رہا حتی کہ وہ مات کھا گئی۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "ایک بازی اور۔"

وہ کھلکھلا کر ہنس دی اور بولی---- "نہیں ٹائیگریس اب چھلانگ لگانے کے قابل نہیں رہی۔"

"اوکے----" میں نے ہنس کر کہا۔ "اس کرم فرمائی کے لئے ممنون ہوں۔"

"ٹائیگر۔ تم بہت شریر ہو۔"

اس نے ہنس کر میرے منہ پر الٹ ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "ٹھہرو مجھے تمہارے گلے میں پٹا ڈالنا ہے۔"

"پٹا پڑا ہوا ہے ڈیئریسٹ۔" میں نے کہا۔

"کس کا؟" اس نے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہزہائی نس کا۔"

"اوہ----" اس نے طویل سانس لے کر کہا۔ "میں سمجھی تھی۔"

"کیا؟"

"کچھ نہیں پریتم..... تم میرے ہو ..... اور میرے ہی رہو گے۔" وہ مسہری سے اتری اور تیزی سے دوسرے کمرے کی طرف چل دی۔ چند منٹ بعد لوٹی تو اس کے ہاتھ میں موتیوں کی مالا اور ایک ہیرے کی انگوٹھی تھی۔ مالا کی آب و تاب دیکھ کر میری گردن خود بخود جھک گئی۔ اس نے مسکرا کر میرے گلے میں ڈال دی۔ قمیص کے بٹن کھول کر اندر سرکائی اور دائیں ہاتھ کی انگلی میں انگوٹھی پہنا دی۔ میں نے اس کو اپنی بانہوں میں اٹھا کر چوم لیا۔ چند ہیجان انگیز لمحوں سے گزرنے کے بعد اس نے دروازہ کھول کر گیلری میں جھانکا اور مطلع صاف پا کر مجھے نکلنے کا اشارہ کیا۔ دوسرے لمحے میں کمرے سے باہر تھا۔ گیلری کے سرے پر پہنچ کر لفٹ کی طرف جا ہی رہا تھا کہ سامنے سے کنورا شیر سنگھ آتا ہوا دکھائی دیا۔ میں نے قریب آتے ہی اس کو سیلوٹ کیا۔ اس نے سر کے اشارے سے جواب دیتے ہوئے مشکوک نظروں سے میری طرف دیکھا اور دیکھتا چلا گیا۔ میں تیزی سے بڑھ کر زینے کے قریب پہنچ گیا۔ میں اس کو سوال کرنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ کیونکہ محل کا یہ حصہ رنواس کہلاتا تھا اور میرے پاس یہاں آنے کا کوئی جواز نہ تھا۔ کنورا ایشر سنگھ کے زد سے بچ نکلنے پر مجھے خوشی تھی لیکن اس کی چبھی ہوئی نظریں میرے دل میں بری طرح کھٹک رہی تھیں۔ مجھے خوف تھا کہیں وہ ہزہائی نس سے شکایت نہ کر دے۔ اس خیال کے ساتھ ہی مجھے روپا کی انگوٹھی یاد آ گئی۔ سیڑھیاں اترتے اترتے میں نے انگوٹھی اتار کر اندرونی جیب میں ڈال لی۔ گراؤنڈ فلور پر گیٹ حوالدار نے مجھے دیکھتے ہی اٹینشن ہو کر سلام کیا اور رسمی لہجے میں بولا۔ "آج بہت سویرے آ گئے سارجنٹ صاحب۔"

"ہاں۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ اور فوراً" موضوع بدل دیا۔ مسٹر مہتا تو نہیں آئے نا ابھی؟"

اس نے جواب دیا۔ "نہیں صاحب بہادر۔" میں "اچھا" کہہ کر تیزی سے بنگلے کی طرف روانہ ہو گیا۔ کیپٹن دیش مکھ میرے بیڈ روم میں کرسی پر بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کہاں گئے تھے نعیم---- میں بیس منٹ سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔"

"مسٹر مہتا سے ملنے گیا تھا سر۔ آپ نے چائے پی؟" میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"داسو چائے بنا رہا ہے" انہوں نے کہا---- "مسٹر مہتا تو نو بجے سے پہلے کبھی نہیں آتے۔ ابھی تو سوا آٹھ ....."

"میرا خیال تھا آ گئے ہوں گے......"

کیپٹن نے سر ہلایا---- "نہیں جی...... راج محل نہیں گئے تم؟"

میں ہنس دیا---- "گیٹ حوالدار سے پوچھئے سر۔ راج محل کے سوا کہیں اور جاتا تو یونیفارم کیوں پہنتا؟"

کیپٹن مسکرا کر چپ ہو گئے۔ اسی وقت داسو چائے کی ٹرے لے کر آگیا۔ اور میز پر رکھ دی۔ مجھے اس کی عقلمندی پر خوشی ہوئی کہ مجھے دیکھ کر اس نے کسی تعجب کا اظہار نہیں کیا۔ رات کی غیر حاضری کے متعلق اشارہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اپنے افسر کی راز داری تو اس کا دھرم تھا۔ نو بجے کے قریب کیپٹن چائے پی کر چلے گئے ہیں۔ ڈیوٹی پر جانے کی تیاری کرنے لگا۔ شیو اور غسل سے فارغ ہو کر دھلی ہوئی وردی پہنی اور راج محل پہنچ گیا۔ چارج لے کر کیبن میں داخل ہوا اور سگریٹ پینے لگا۔ اسی وقت یشودھرا لفٹ سے باہر نکلی اور آہستہ آہستہ اس طرف آنے لگی۔ میں کیبن سے نکل کر کاریڈور میں آگیا۔ نگاہیں ملتے ہی ایک پھیکی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر ابھری اور غائب ہو گئی۔

"نعیم" اس نے آہستہ سے کہا---- آٹھ بجے---- "میں نے سر جھکا لیا اور وہ نیچی نظریں کیے آگے بڑھ گئی۔ اس کی آنکھیں کسی قدر سرخ تھیں۔ معلوم ہوتا تھا رات بھر نہیں سو سکی ہے۔ میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ کیبن میں آکر کرسی پر بیٹھ گیا اور سلگتا ہوا سگریٹ اٹھا کر پینے لگا۔ دو تین کش لئے تھے کہ آنکھیں بند ہونے لگیں۔ میں نے سگریٹ بجھایا اور باہر نکل کر ٹہلنے لگا۔ ایک گھنٹے بعد یشودھرا ڈرائنگ روم سے لوٹی اور مسکراتی ہوئی آہستہ آہستہ لفٹ کی طرف چلی گئی۔ اس وقت اس کا چہرہ پھول کی طرح کھلا ہوا تھا۔

شام کو آٹھ بجے میں ہینگنگ برج پر کھڑا ہوا ندی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جس میں آجکل بارہ فٹ سے زیادہ پانی تھا اور سطح آب پل سے چالیس پینتالیس فٹ نیچے تھی۔ بارش کے دنوں میں یہی ندی قیامت بنی ہوتی تھی اور پانی پل سے چار پانچ فٹ نیچے رہ جاتا تھا۔ میں انہی خیالات میں محو تھا کہ پل کے سرے پر درختوں کے نیچے کار آنے کی آواز سن کر چونکا اور تیزی سے اس کے قریب پہنچ گیا۔ یہ پیکارڈ ہی تھی۔ گاڑی نے درختوں کے نیچے یوٹرن لیا۔ سڑک پر آتے ہی اگلا دروازہ کھلا اور یشودھرا نے باہر جھانک کر دیکھا۔ میں نے ادھر ادھر نظر دوڑائی اور اندر داخل ہو کر وہیل سنبھال لیا۔ باغ کی ویران سڑکوں کے چند چکر کاٹے اور آخری سرے پر جنگل کی جانب جنگلے کے قریب گاڑی روک کر انجن بند کر دیا۔

یشودھرا نے میرے کندھے پر سر رکھ کر کہا---- "میں رات بھر نہیں سو سکی نعیم تم وہاں سے کس طرح نکلے۔"

"شکر کرو ڈیئر زندہ نکل آیا ..... تم نے تو کچھ نہ کیا۔" میں نے شکایت آمیز لہجے میں کہا۔ وہ آبدیدہ ہو گئی اور بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "میرا آنا بہت خطرناک تھا پریتم ..... ایک ہی راستہ تھا۔ لیکن میں کسی طرح اس کو اختیار کرنے کی جرات نہ کر سکی۔"

"کیا؟" میں نے سوال کیا۔

"اس میں روپا دیوی کو اعتماد میں لینا پڑتا تھا۔ اور میں ان کو رازداں نہیں بنا سکتی تھی۔"

"کیوں؟----"

وہ روتے روتے ہنس دی۔ "اتنے بھولے تو نہ بنو نعیم۔"

"اچھا میری جان----" میں نے اس کو چوم لیا ..... "خیر میں نکل آیا اور تمہارے پاس ہوں۔"

"کیسے؟ .... مجھے نہیں بتاؤ گے؟"

"صبح آٹھ بجے کسی نے گیلری کی سمت والا دروازہ باہر سے کھولنا چاہا۔ میں نے سیفٹی کیچ چڑھا رکھا تھا۔ نہ کھلا تو وہ چکر کاٹ کر کاریڈور والے دروازے پر گیا۔ اس دوران میں گیلری والا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا----" میں نے جھوٹ بولا۔

"اوہ ..... نعیم ..... لیکن میں مر گئی۔"

"میں بھی مر گیا---- یشو۔" میں نے اس کو بھینچتے ہوئے کہا۔ "آؤ پھر دونوں بہشت میں داخل ہو جائیں۔"

"نہیں پریتم ...... ابھی نہیں۔ میں صرف اتنا ہی جاننے کے لئے بے چین تھی۔ واپس چلو۔"

"جو حکم یور ایکسی لینسی۔" میں نے سیلف دباتے ہوئے کہا۔ انجن اسٹارٹ ہو گیا۔ یشودھرا کا تمام وزن میرے اوپر آگیا۔ گاڑی سڑک پر آتے ہی ہوا سے باتیں کرنے لگی۔

دو تین روز گزر گئے۔ اب مجھے اطمینان ہو گیا کہ ایشر سنگھ نے ہز ہائی نس سے میری شکایت نہیں کی۔ اس دوران میں کئی مرتبہ ہز ہائی نس کے سامنے آ چکا تھا اور اگر کوئی بات ہوتی تو وہ کسی نہ کسی انداز میں اس کا ذکر ضرور کرتے۔ یشودھرا اب پوری صحت مند تھی۔ شام کو چار بجے سے کچھ دیر قبل وہ دیوان ہال تک آئی اور آٹھ بجے باغ میں پہنچنے کا اشارہ کر کے لوٹ گئی۔ ساڑھے آٹھ بجے ہم ڈیلائٹ کارنر کے رومان پرور ماحول میں چٹکی ہوئی چاندنی کے تقاضے پورے کر رہے تھے۔ ایک گھنٹے بعد پھر پیکارڈ پھر راج محل کی طرف لوٹ رہی تھی۔ میں صدر دروازے سے تقریباً" چار فرلانگ کے فاصلے پر گاڑی سے اتر گیا۔ پونے دس بجے بنگلے پر پہنچ کر کھانا کھا رہا تھا کہ کیپٹن دلیش مکھ پہنچ گئے۔ میں نے ان کو دیکھتے ہی الماری سے وسکی کی نئی بوتل نکلوائی اور پھر ہم رات کے گیارہ بجے تک پیتے رہے۔ آواز ملا ملا کر "اندھے کی لاٹھی تو ہی ہے تو ہی جیون اجیارا ہے۔" گاتے رہے۔ کیپٹن نشے میں بالکل سنگل بن چکے تھے۔ آخر سوا گیارہ بجے جب وہ بنگلے جانے کو تیار ہو رہے تھے۔ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ واسو دوڑ کر دیکھنے گیا اور فوراً" واپس آکر بولا۔ "کوئی

آپ کو بلا رہا ہے سارجنٹ صاحب۔" کیپٹن نے اٹھتے اٹھتے پھر بیٹھ گئے۔ میں نکل کر دروازے پر آیا۔ ایک سوٹیڈ بوٹیڈ آدمی کھڑا ہوا سگریٹ پی رہا تھا۔ میں اس سے واقف نہ تھا۔ دیکھتے ہی "گڈ ایوننگ سارجنٹ نائم" کہہ کر اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ میں نے مصافحہ کر کے کہا۔ "فرمایئے کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

بولا۔ "میں کیمپ سے آ رہا ہوں۔ کرنل سوڈھی کی طبیعت خراب ہے وہ آپ سے فوراً ملنا چاہتے ہیں۔"

میں نے غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ "کرنل مجھ سے ملنا چاہتے ہیں .... کیوں؟ ..... کوئی خط دیا ہے انہوں نے؟" اس نے نفی میں سرہلایا۔ مجھے اس کی بات میں وزن نظر نہیں آیا۔ کچھ سوچ کر میں نے کہا "خیر اندر آیئے۔" اس نے سڑک کی طرف اشارہ کر کے کہا---- "میری گاڑی کھڑی ہے---- آپ تیار ہو کر آ جایئے۔ میں گاڑی میں بیٹھا ہوا ملوں گا۔" اس کی ہچکچاہٹ سے مجھے مزید شبہ ہوا۔

"بہتر ہے۔" میں نے کہا ...... "آپ کا نام؟"

"آپ مجھے ....." اس نے اٹکتے ہوئے کہا۔ "آنند پرکاش کہہ سکتے ہیں۔"

"اپنے نام پر اٹکنے کے کیا معنی مسٹر؟" میں نے گرج کر کہا اور بائیں ہاتھ سے کوٹ کا کالر پکڑ کر اسے اندر گھسیٹ لیا۔ اس نے سیڑھیوں میں پیر پھنسانے کی کوشش کی لیکن میں نے زور سے جھٹکا دیا اور وہ منہ کے بل گرتے گرتے بچا۔ حاضری میں گھسیٹ کر میں نے گھونسہ تانتے ہوئے ڈپٹ کر کہا---- "سچ بتاؤ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟" اس نے جواب دینے کے بجائے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا لیکن جبڑے پر گھونسہ پڑتے ہی وہ دیوار کی طرح گر گیا۔ کیپٹن میری آواز سن کر اندرونی دروازے میں آ چکے تھے۔ "کون ہے یہ نعیم؟" انہوں نے پوچھا۔ میں نے جھک کر اس کی دائیں جیب سے پستول نکال کر کیپٹن کے ہاتھ میں دیا اور بیرونی دروزے کی کنڈی چڑھا کر اس کو گردن سے پکڑ کے اٹھایا۔ وہ لڑکھڑانے لگا۔ کیپٹن نے اس کا بازو پکڑا اور دونوں گھسیٹ کر اندر لے آئے۔ کیپٹن نے اس کو کرسی پر بٹھا کر واسو کو پانی لانے کا اشارہ کیا۔ تھوڑی دیر میں وہ پانی کے چند گھونٹ لے کر پوری طرح ہوش میں آ گیا۔ کیپٹن نے گھونسہ تان کر کہا۔ "سچ بتاؤ تم کون ہو۔ ورنہ ناک توڑ ڈالوں گا۔" جواب دینے کے بجائے وہ کرسی سے لڑھک کر نیچے گر گیا اور پھر بے ہوش ہو گیا۔ میں نے کیپٹن کی طرف دیکھا۔ کیپٹن نے میری طرف---- "اس کو چھوڑیئے سر۔ واسو سنبھال لے گا۔" میں نے کہا۔

"باہر ایک کار کھڑی ہے۔ اس کو دیکھتے ہیں۔ کون کون ہے اس کے ساتھ۔"

کیپٹن نے واسو کو چابیاں دیتے ہوئے کہا۔ "واسو دوڑ کر میرے بنگلے پر جاؤ اور پرب سے کہو کہ میرا پسٹل اور اسٹین گن لوڈ کر کے لے آئے ..... جلدی کرو۔" واسو چابیاں

لے کر پچھلے دروازے سے ہوا ہو گیا۔ میں نے کیپٹن کو مختصر الفاظ میں اس شخص کا بیان اور اپنا خیال بتایا۔ کیپٹن نے سرگوشی کے لہجے میں انگریزی میں کہا۔

"میں شرط لگاتا ہوں یہ برٹش کیمپ کا آدمی نہیں---- یہیں کا ہے......"

"میرا بھی یہی خیال ہے سر۔"

اور میرا خیال بالائے خیال یہ ہے کہ یہ ..... ادھر آؤ۔" میں نے ادھر آنے کے بجائے سر جھکا کر کان ان کے منہ کے قریب کر دیا۔ "یہ کہ" انہوں نے کہا۔ "یہ سسرال کی طرف سے پہلا گڈ ول مشن ہے۔"

اگر ایسا ہے تو ..... پھر سر؟"

"سر کو اس تصویر سے باہر رکھو۔ چند لاتیں لگاؤ اور باہر پھینک دو۔"

"اور کار جو باہر کھڑی ہے۔"

"اچھا تو اکیلا نہیں ہے؟ .... خیر تم دوسرے کمرے میں چلے جاؤ میں اس سے بات کرتا ہوں۔" میں دوسرے کمرے میں جا کر سگریٹ پینے لگا۔ تھوڑی دیر میں واسو اور پرب آ گئے۔ میں نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ ایک شخص بنگلے کی طرف سے گاڑی کی جانب جاتا ہوا نظر آیا۔ شاید وہ اسی کا پتا لگانے آیا تھا۔ کار کا اگلا دروازہ کھول کر وہ سوار ہوا اور بغیر ہیڈ لیمپ چلائے ویسٹرن گیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ میں ڈرائنگ روم کے دروازے پر آیا۔ اور جھک کر اندر دیکھا۔ کیپٹن اس کے سامنے بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی بولے۔ "آ سکتے ہو نعیم۔" میں ان کے قریب پہنچ گیا۔ کیپٹن نے کہا۔ "اس نے سب کچھ بتا دیا ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ خود بھی نہیں جانتا اس کو بھیجنے والا کون ہے ...... اسے صرف تمہیں بلانے کو بھیجا گیا تھا۔"

"مقصد کیا تھا؟" میں نے پوچھا۔

"یہ کہتا ہے اس کو کچھ معلوم نہیں۔ لیکن یہ جھوٹ ہے تمہارا کوئی دشمن ...... لیکن کون ہو سکتا ہے؟" انہوں نے آنکھ دبا کر کہا۔

"کیا کہہ سکتا ہوں سر...... بہت سے ہیں .... اور کوئی بھی ہو سکتا ہے۔" میں نے بھی مصلحت آمیز جواب دیا۔

"خیر یہ تمہارا مسئلہ ہے تلاش کرتے رہنا ...... یہ اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔" انہوں نے پھر آنکھ ماری اور اس کی طرف دیکھا۔ "جاؤ دفع ہو جائے لیکن یاد رکھنا اگر دوسری بار میرے سامنے لائے گئے تو ....." انہوں نے انگلی سے ٹرائیگر دبانے کا اشارہ کیا۔ وہ کرسی سے اٹھا اور کیپٹن کو سلام کر کے لڑکھڑاتا ہوا چل دیا۔ میں نے کیپٹن کی طرف دیکھا۔ کیپٹن نے بوتل اٹھا کر ایک پیگ گلاس میں ڈالا اور گھونٹ لے کر بولے---- "برخوردار کھیل شروع ہو گیا ہے اور اب .... اوہ مائی گاڈ۔ (مائی گاڈ) .... سگریٹ دو نعیم۔"

میں نے سگریٹ اور لائٹ دی۔ انہوں نے ایک کش لے کر گلاس خالی کیا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر میری طرف دیکھا۔ "معلوم ہے میں نے اس کو چھوڑا کس لئے؟"

"آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں سر۔"

"کیا کہا جا سکتا ہے۔ لیکن مصلحت یہی ہے کہ پردہ نہ اٹھنے دیا جائے۔ پردے کے پیچھے سے ہم ہر گولی کے جواب میں دس گولیاں چلا سکتے ہیں۔ پردہ اٹھ جانے کے بعد ہماری کوئی مجال نہیں کہ نظر اٹھا کر بھی دیکھ سکیں ......"

"لیکن سر یہ تو معلوم ہونا چاہئے کہ پس پردہ ہے کون؟"

"میں نے قصداً یہ جاننے کی کوشش نہیں کی---- ورنہ کچھ مشکل تو نہ تھا۔ میں نے اس کو یہ تاثر دیا ہے کہ ہم اس کو تمہارے کسی ساتھی کا بھیجا ہوا آدمی سمجھتا ہیں--- کیا سمجھے؟"

"سمجھ گیا جناب۔"

"اچھا چلتا ہوں۔ تم اس سلسلے میں زبان بند رکھو گے نعیم ...... داسو کو بھی سمجھا دینا بالکل ذکر نہ کرے ......"

"بہتر ہے سر۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ کیپٹن مجھے ہوشیار رہنے کی تاکید کر کے رخصت ہو گئے۔

دوسرے دن ساڑھے بارہ بجے کے قریب روپ ہزہائی نس کے ڈرائنگ روم سے نکل کر کاریڈور میں آئی۔ میں اس کو دیکھتے ہی کیبن سے نکل کر دربار ہال کے سامنے آیا اور اندرونی حصے پر اچٹتی سی نظر ڈال کر دروازے کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی میرے قریب آ کر رک گئی۔ میں نے سلام کیا اور اٹینشن کھڑا رہا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "ٹائم سات بجے---- پولو گراؤنڈ-----" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ میرا ذہن رات کے واقعے کی طرف منتقل ہو گیا۔ یہ کس کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ کہیں اشیر سنگھ تو نہیں؟ لیکن .... وہ تو میرے متعلق زیادہ نہیں جانتا---- سوائے اس کے کہ اس روز پانچویں منزل کی گیلری سے گزرتے ہوئے دیکھا تھا---- یہ قابل اعتراض تو ہے۔ پھر وہ گھور کر خاموش کیوں ہو گیا۔ نہ جواب طلب کیا نہ ہزہائی نس سے شکایت کی ...... شاید وہ اس سے زیادہ جانتا ہے اور ...... کہیں ایسا تو نہیں کہ ----" کسی نے پیچھے کی طرف میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور میرے خیالات کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ پلٹ کر دیکھا تو مسٹر متا تھے۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "صاحب جی' متا صاحب---- حکم؟"

انہوں نے ڈرائنگ روم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "یاد فرما رہے ہیں۔" میں ہال سے گزرتا ہوا ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ اندر مہارانی اور مہاراجہ بیٹھے تھے اور ان کے

سامنے کیپٹن دیش مکھ کھڑے ہوئے مرہٹی میں کچھ کہہ رہے تھے۔ سلام کرتے ہی ہزہائی نس نے میری طرف دیکھا۔ "ٹائیگر رات کو کسی سے جھگڑا ہوا تمہارا؟" انہوں نے سوال کیا۔ میں نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ ہزہائی نس نے غور سے سنا اور بولے---- "لیفٹیننٹ بھی یہی کہتا ہے---- لیکن کون تھا وہ؟"

"کیمپ کا کوئی آدمی تھا یور ہائی نیس۔" میں نے جواب دیا۔

"گرفتار کیوں نہیں کیا؟" ہزہائی نس نے پوچھا۔ میں اس سوال سے چکرا گیا۔

"مجھے کچھ کریک معلوم ہوا یور ہائی نیس۔" میں نے کہا۔ "دوسرے اس کے جبڑے کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ میں نے اس کو کافی سمجھا۔ کیپٹن صاحب نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔"

"کیمپ کا آدمی رات کے گیارہ بجے راج محل میں کس طرح داخل ہو سکتا ہے لیفٹیننٹ؟" ہزہائی نس نے کیپٹن سے پوچھا۔

"آ سکتا ہے یور ہائی نس ..... سب یہیں کے تو ہیں۔ ایک دوسرے سے رشتہ داریاں اور تعلقات ہیں۔ لوگ آتے جاتے رہتے ہیں----"

"تم نے کرنل سوڈھی سے فون کر کے نہیں پوچھا؟" ہزہائی نس نے مجھ سے سوال کیا۔

"یور ہائی نیس---- مجھے اس شخص کے بیان پر خود ہی یقین نہیں تھا تو آدھی رات کو کرنل سوڈھی کو کیا تکلیف دیتا۔"

مہارانی نے مسکرا کر کہا---- "یہ تو ٹھیک ہے-- لیکن تم ..... کیا تم خطرہ محسوس نہیں کرتے؟"

"نہیں یور ہائی نیس۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "وہ کوئی چیز نہیں ہے۔"

"اور اگر راج محل کا کوئی آدمی اس کی پشت پناہی کر رہا ہو تو؟ جیسا کہ ہمارا خیال ہے۔"

"ممکن تو ہے یور ہائی نیس۔" میں نے جواب دیا۔ "آپ کی ذرہ نوازی سے مجھے عزت ملی ہے تو چند جلنے والے بھی پیدا ہو جانا بالکل فطری ہے لیکن یور ہائی نس کیا مجھے ان سے خوف زدہ ہو کر آپ کے احکام سے گریز کرنا چاہئے---- وہ کیا ہیں؟" ہزہائی نیس' مہارانی کی طرف دیکھ کر ہنس دیئے۔ کیپٹن بھی مسکرا دیئے۔ "اوکے ٹائیگر--- ہزہائی نس نے کہا۔ "اپنی حفاظت کرو۔"

"میرا فرض صرف آپ کی حفاظت کرنا ہے---- یور ہائی نیس میری حفاظت کے لئے آپ کا سایہ کافی ہے۔"

ہزہائی نیس کیپٹن کی طرف مخاطب ہو گئے۔ "لیفٹیننٹ' کیا واقعی اس کا جبڑا ٹوٹ گیا

ہے؟" کیپٹن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا "یور ہائی نس' وہ دو مرتبہ بے ہوش ہوا اور بولنے سے قاصر تھا۔ اس لئے ......"

"اوکے ---- ٹیلیفون نعیم ----" انہوں نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ میں نے لپک کر ٹیلیفون اٹھا لایا اور ٹیبل پر رکھ دیا۔ انہوں نے ریسیور اٹھا کر ڈائل میں انگلی گھمائی اور پھر سوچ کر ریسیور رکھ دیا۔ "کوئی فائدہ نہیں ---- وہ ہمارا نہیں' کوئی باہر کا بلایا ہوا آدمی ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہمارے کسی ہسپتال میں داخل نہیں کیا گیا ہو گا۔"

کیپٹن نے کہا۔ آپ کا خیال درست ہے یور ہائی نس۔ لیکن میں ڈھونڈ نکالوں گا اگر ...... حکم ہو۔"

"کیا ضرورت ہے ---- وہ مسکرائے۔ اگر ٹائیگر کا جبڑا ٹوٹا ہوتا تو ڈھونڈتے ---- اس کا ٹوٹا ہے ---- اور یہی سزا کافی ہے۔" ہز ہائی نس ہنس دیئے۔ ہز ہائی نس نے کہا۔ "اچھا لیفٹننٹ ----" ہم سلام کر کے باہر نکل آئے۔ ہال میں آتے ہی کیپٹن نے میری کمر تھپکی۔ "بولنا جانتا ہے ٹائیگر۔ خدا کی قسم بات بنانا تجھ سے مجھ کو بھی سیکھنا پڑے گا۔" میں نے جھک کر درباری سلام کیا ---- "ڈیڈی ٹائیگر آپ کا بچہ ہے۔ آپ سے کچھ سیکھنا چاہتا ہے۔"

"جیو صاحبزادے۔" انہوں نے ہنس کر کہا اور اے ڈی سی چیمبرز میں داخل ہو گئے۔ مہتا صاحب نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔ میں اپنی کیبن میں چلا آیا۔

ساڑھے تین بجے کے قریب یشودھرا لفٹ سے نکل کر دروازے میں کھڑی کیبن کی طرف دیکھ رہی تھی۔ میں نے کھڑکی کے شیشے میں دیکھا اور کیبن سے نکل کر کاریڈور میں آیا۔ اس نے رومال پیشانی کو لگایا اور نیچے گرا دیا۔ میں تیزی سے بڑھ کر لفٹ کے قریب پہنچا۔ وہ لفٹ میں داخل ہوئی اور بٹن پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ "نعیم رات کو کچھ گڑ بڑ ہوئی کیا؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا ---- بولی "یونیفارم بدل کر چھ بجے کے بی کی حویلی کے قریب پہنچ جاؤ۔ میں تم سے بات کرنا چاہتی ہوں۔" میں "بہتر ہے" کہہ کر زینے کی طرف دیکھنے لگا۔ سیڑھیوں پر کسی کے بھاری قدموں کی آہٹ سنائی دے رہی تھی۔ شاید یشودھرا نے بھی محسوس کی۔ کیونکہ اس نے بٹن دبا دیا اور لفٹ اوپر جانے لگی۔ اسی وقت بنارس خان کا چہرہ نمودار ہوا۔ لفٹ نے نصف فاصلہ طے کیا تھا کہ وہ اوپر پہنچ گیا اور مسکرا کر سلام کیا۔ وہ یشودھرا کا چہرہ نہ دیکھ سکا لیکن کمر سے نچلا حصہ اس کے پہنچنے تک نظر آ رہا تھا۔ مجھے پسینہ آ گیا۔ وہ بھی سمجھ گیا اور کچھ کہے بغیر کیبن کی طرف چل دیا۔ دوسرے لمحے میں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پلٹ کر چلنے لگا۔ اتفاقیہ طور پر میری نظر فرش پر پڑ گئی۔ یشودھرا کا رومال ابھی تک پڑا ہوا تھا۔ میں نے تیزی سے جھک کر اٹھایا اور پتلون کی جیب میں ٹھونس کر کیبن کی طرف چل دیا۔ چارج لیتے وقت بنارس خان کئی بار میری طرف دیکھ

کر مسکرایا۔ لیکن اس نے زبان سے ایک لفظ نہ کہا۔ میں نے بھی کئی مرتبہ لفٹ کے قریب جانے کا عذر پیش کرنے کا ارادہ کیا لیکن زبان پر نہ لا سکا۔ اور مصافحہ کر کے چلا دیا۔ بنگلے تک پہنچتے پہنچتے مجھے دونوں اپائنٹ منٹ یاد آ گئے۔ ساتھ ہی چھ بجے اور سات بجے کے ٹائم کا خیال آیا۔ اتنے ٹائٹ پروگرام سے عہدہ برآ ہونے کی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ میرے پاس کوئی سواری نہ تھی۔ گھوڑے پر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ سائیکل کی سواری باڈی گارڈز کے لئے ممنوع تھی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ دونوں جگہ پہنچنا کسی طرح ممکن نہیں ہے۔ انہی خیالات میں غرق بنگلے پہنچ کر لباس تبدیل کیا۔ کھڑے کھڑے چائے پی اور پستول جیب میں ڈال کر کیپٹن کے بنگلے پہنچا۔ سلام کرتے ہی کہا ---- "ڈیڈی مجھے آپ کی کار کی ضرورت ہے۔" کیپٹن نے آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھا۔ مسکرائے اور بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں بادل ناخواستہ صوفے پر ٹک گیا۔ "چائے پیو گے؟" انہوں نے پوچھا۔

میں نے جواب دیا۔ "ابھی پی کر آیا ہوں سر۔"

"بولے "وسکی؟" میں نے کہا ---- "کار ڈیڈی۔ کار۔"

فرمایا ---- "سوری۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو سر۔" انہوں نے ہاتھ کی آڑ کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ جاؤ۔ میں پھر بیٹھ گیا ---- اور برا سا منہ بنا کر کہا۔ "مجھے دیر ہو رہی ہے سر۔"

"ریس نہ کھیلو زندگی کے ساتھ نعیم ----" انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔

"پھر کیا کروں سر؟"

"کہاں جانا چاہتے ہو؟"

"ریس کورس ----"

"وہ کہاں ہے؟ ---- بمبئی؟ ...... پونا؟ کلکتہ؟"

"واپسی پر بتاؤں گا کیپٹن۔"

"اور اگر واپس نہ آئے؟"

"تو سمجھ لیجئے گا یہی جواب تھا۔"

"ہم! ---- پرب" انہوں نے دروازے کی طرف منہ کر کے آواز دی۔ پرب دوڑتا ہوا اندر آیا۔ "کیا کیا پکا رہے ہو؟"

"مچھلی۔ گردے۔ پسندے ----"

"جو کچھ تیار ہو۔ سب کا سب لے آ۔ جو کچھ تیار ہوتا جائے۔ سب کا سب لاتے جاؤ ---- اور الماری میں جو کچھ ہے سب نکال کر میز پر لگا دو"

"سر میں نے ہنس کر کہا۔ میں چوبے جی نہیں ہوں کہ حلوے کی کڑھائی میں سر رکھ کر مر جانے کو ہمیشہ باشی ہو جانا سمجھوں۔"

"نہیں نا؟---- لیکن پھر بھی---- کھا پی کر مرنا بہتر ہے۔" انہوں نے پرب کی طرف دیکھ کر کہا۔ پرب نے وسکی کی بوتل گلاس اور کاجو نکال کر میز پر رکھے اور کچن کی طرف چلا گیا۔

"تو سر۔ میں آپ کے نظریہ حیات سے متفق نہیں ہوں۔ میرے خیال میں زندہ رہنا بہتر ہے۔ خوراک کا نعم البدل تو شاعری بھی ہو سکتی ہے اور محبت بھی----"

"ڈیڈی کی کار میں محبت نہیں کی جاتی۔"

"میں آپ کی کار اس لئے نہیں مانگ رہا سر۔ بلکہ اس لئے کہ مجھے ایک دوست کو شان دکھانا ہے۔"

"ڈیڈی کے سر کی قسم کھاؤ اور لے جاؤ۔ پٹرول زیادہ نہیں ہے۔ ڈلوانا ہو گا۔"

"منظور ہے سر۔"

"کیا منظور ہے؟"

"ڈیڈی کے سر کی قسم بھی اور پٹرول کا خرچ بھی سر۔"

"اچھا پھر آؤ شروع کریں۔" انہوں نے گلاسوں میں انڈیلی اور میں نے ایک گلاس اٹھا لیا۔ "پیتے پلاتے ساڑھے پانچ بج گئے۔ میں نے آخری پیگ حلق میں انڈیلا اور اٹھتے ہوئے کہا۔ "چابی سر!" انہوں نے چابی نکال کر میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "چلا سکو گے؟" میں ہنس کر باہر نکلنے لگا تو بولے---- "یاد رکھو نعیم تم میری کار میں کلچ پلیٹ ڈلوانے لے جا رہے ہو۔" میں ہنستا ہوا چل دیا

خان بہادر کی حویلی کے قریب امیوزمنٹ پارک کے دروازے پر کار چھوڑ کر میں پیدل چلتا ہوا حویلی کے پھاٹک پر پہنچا تو چھ بجنے میں تین منٹ تھے۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور سڑک پر ٹہلنے لگا۔ چند منٹ بعد پانی دروازے کی طرف سے پیکارڈ آتی ہوئی دکھاء دی میں تیزی سے بڑھ کر پھاٹک سے آگے نکل گیا۔ قریب پہنچتے ہی گاڑی رک گئی۔ اور یشودھرا نے اگلا دروازہ کھولا۔ میں نے وہیل سنبھالا اور دروازہ بند کر کے گاڑی بیک کی' ٹرن لیا اور روانہ ہو گیا۔ پانی دروازے سے مین روڈ پر آتے ہی یشودھرا نے کہا۔ "امین پور روڈ۔" میں نے اسپیڈ بڑھائی اور نیشنل گارڈن کی طرف ٹرن لیا۔ شہر سے نکلتے ہی۔ یشودھرا نے کہا۔ "نعیم' بنارس خاں نے مجھے دیکھ تو نہیں لیا؟"

میں نے کہا۔ "چہرہ نہیں دیکھ پایا لیکن اتنا ضرور سمجھ گیا۔ کہ میں لفٹ کے قریب کھڑا ہوا کسی عورت سے باتیں کر رہا تھا۔ آپ نے رومال بھی تو نہیں اٹھایا۔"

"اوہ!" اس نے چونک کر کہا۔ "کیا اس نے رومال بھی دیکھ لیا؟"

"ہاں۔" میں نے کہا۔ "خیر وہ اعتماد میں لئے بغیر بھی قابل اعتماد ہے۔"

"میں دو ہزار روپے کا چیک لیتی آئی ہوں۔ کل صبح کیش کرا کے بنارس کو......"

اس نے پرس کھول کر چیک نکالتے ہوئے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے یشو....."

"اس کی زبان بند رکھنے کی ضرورت ہے اور تمہیں ایک رازداں دوست کی بھی ضرورت ہے۔ رکھ لو۔" اس نے چیک میری جیب میں ٹھونس دیا۔ "ڈیلائٹ کارنر" کے قریب پہنچتے ہی میں نے بیک ویو مرر سے پیچھے کا جائزہ لے کر گاڑی سڑک سے اتار دی۔ وہ میرے چہرے کی طرف دیکھ کر مسکرا دی۔ "نہیں پریتم---- میں ایک خاص بات کہنے کے لئے تمہیں لائی ہوں۔"

"وہ بھی کہتی رہئے۔" .... میں نے ہنس کر کہا۔ گاڑی جھاڑیوں کے درمیان بیک کی اور انجن بند کر دیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے میرے بال پکڑ لئے اور کہا---- "ذرا سنجیدہ ہو ڈیئر۔ اور مجھے رات کا واقعہ بتاؤ۔ میں نے سنا ہے ....."

"تم نے صحیح سنا ہے ڈیئر...... لیکن یہ کوئی اتنی بڑی بات تو نہیں۔"

"چھوٹی بھی نہیں----- کون ہو سکتا ہے یہ نعیم؟"

"معلوم نہیں چاندنی۔ مجھے شک ہے کہ کنور ایشر سنگھ ...." "کیا وہ کچھ جانتا ہے؟"

"شاید .... کیوں؟"

"اس نے مجھے اس روز پانچویں منزل پر گیلری سے گزرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔"

"اوہ---- تو تم پانچویں منزل پر کیوں آئے تھے۔"

"میں تمہیں اطلاع دینا چاہتا تھا کہ کنج قفس سے نکل آیا ہوں۔" "تم نے پہلے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔"

"قصداً" نہیں کیا---- اب وجہ پیدا ہوئی تو بتا رہا ہوں۔ بہرکیف میں نے ہنس کر اس کے ہاتھ بالوں سے ہٹاتے ہوئے کہا۔ یہ اتنا اہم مسئلہ تو نہیں جس کے لئے اصل پروگرام ..... اور ...... اس حسین ماحول کے تقاضوں کو نظرانداز کر دیا جائے۔"

"نہیں ڈیریسٹ ...... نہیں ...... میں بہت پریشان ہوں ...... کچھ سوچنا چاہتی ہوں ...... چلو واپس چلیں ...... کل ......" میں نے ہونٹوں سے اس کا منہ بند کر دیا۔ اور اس وقت ہٹایا جب وہ گرمی آغوش سے پگھلنے لگی---- اور تاب مقاومت سے محروم ہو گئی---- ہوش میں آنے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ سوا سات بج چکے ہیں---- روبا پولو گراؤنڈ پہنچ چکی ہو گی اور ...... اور اس کے بھی کچھ مطالبات ہوں گے---- یشودھرا میک اپ درست کر رہی تھی کہ میں نے گاڑی اسٹارٹ کر کے سڑک پر لی اور فل اسپیڈ سے کے بی کی حویلی کی طرف دوڑا دی۔ پھاٹک پر پہنچ کر میں نیچے اتر گیا اور امیوزمنٹ پارک کی طرف چل دیا۔ کیپٹن کی کار میں سوار ہوا اور جب پولو گراؤنڈ پہنچا تو آٹھ بجنے میں چند منٹ

تھے۔ پولو گراؤنڈ اس وقت مکمل تاریکی میں ڈوبا تھا۔ میں نے لائٹ آف کر کے انٹرنس گیٹ کے قریب گاڑی روک دی اور اندر نظر دوڑائی تمام گراؤنڈ خالی پڑا تھا۔۔۔۔ کسی کار کا نشان تک نہ تھا۔ شاید وہ واپس جا چکی تھی۔ مزید اطمینان کرنے کے لئے میں نے ہیڈ لیمپ روشن کر کے پورے گراؤنڈ کا چکر لگا اور واپس ہونے لگا تھا کہ شہر کی طرف سے ایک کار کی چندھیا دینے والی روشنی ونڈ اسکرین پر پڑی۔ میں نے گاڑی آہستہ کر کے بائیں جانب لے لی۔ آنے والی گاڑی کی روشنی اور رفتار بھی کم ہوئی اور قریب آتے ہی رک گئی۔ روپا کو دیکھ کر میں نے بریک لگایا۔ اس گاڑی کے شیشے رنگین نہ تھے۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے مسکرا کر کہا۔۔۔۔ "معاف کرنا نائیم مجھے دیر ہو گئی۔"

"میں نے کہا کوئی بات نہیں ڈیئر...... لیکن اب؟ آپ کی گاڑی تو چلتا پھرتا نگار خانہ ہے۔"

وہ ہنس دی۔ "ہاں اور تم ٹھہرے رنگین شیشوں کے عادی۔" میں نے چونک کر کہا۔

"عادی؟ کیسے بھلا؟"

وہ کر ہنس دی۔۔۔ "گھبراؤ نہیں میری جان۔۔۔ میں تو مذاق کر رہی تھی۔۔۔ آؤ۔۔۔" میں دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ "کیا یہ دونوں گاڑیاں یہیں پڑی رہیں گی؟" میں نے سوال کیا۔ وہ سوچ میں پڑ گئی۔۔۔ میں نے سگریٹ نکال کر اس کے چہرے کی آڑ میں لائٹر جلایا۔ وہ ہنس دی۔ میں نے سگریٹ سلگا کر کہا۔ "فرمایئے نا؟"

مسکرا کر کہنے لگی۔۔۔ "تم ہی کچھ بتاؤ نا نائیم۔"

"مجھے نعیم کہو۔ نائیم نہیں۔ ہاں کیا بتاؤں؟"

"کہاں چلیں؟"

"مدھو ساگر۔ لیکن یہاں آنے کا کیا مقصد تھا؟"

"میرا خیال کچھ آگے پنور دھن کنج کی بارہ دری ہے۔ اس کی سیر کریں گے۔"

"نان سینس۔ آیئے میرے پیچھے پیچھے چلی آئی۔ میں اس گاڑی کو ورکشاپ میں پہنچانا چاہتا ہوں۔ آپ ساون بھادوں سرتیا کے کنارے چند منٹ انتظار کریں تو میں پیدل آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا اور چند منٹ میں ہم مدھو ساگر کے اس پار ہوں گے۔" روپا نے اثبات میں سر ہلا کر دروازہ بند کر دیا اور ٹرن لینے کو آگے بڑھی۔۔۔ میں نے وہیل سنبھالا اور تیزی سے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہریجنوں کے علاقے میں سڑک سے کچھ ہٹ کر دائیں جانب پیپ کے نیچے ایک کار کھڑی ہوئی دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی۔۔۔ لیکن میں تیزی سے گزر رہا تھا اس لئے تفصیل سے نہ دیکھ سکا۔ مین بازار میں پہنچ کر گاڑی سروس کے بہانے ورکشاپ میں چھوڑی اور سرتیا کی طرف پیدل چل دیا۔ چکر بچانے کے لئے گھاٹ کی طرف جانے والی پگڈنڈی اختیار کی اور دس منٹ بعد گھاٹ کے قریب تھا۔ سڑک

یہاں سے چند قدم کے فاصلے پر تھی۔ میں درختوں کی آڑ سے نکل کر سیڑھیوں پر آیا تو سامنے ہی روپا کی کار کھڑی دکھائی دی۔ میں نے لپک کر سڑک پر پہنچا۔ روپا نے دروازہ کھولا اور میں ادھر ادھر نظر دوڑا کر اندر داخل ہوا۔ وہ بائیں طرف سرک گئی اور میں نے وہیل سنبھال لیا۔ گاڑی چند قدم چلی ہو گی کہ پیچھے سے کسی کار کی ہیڈ لائٹ بیک ویو مرر پر پڑی۔ میں نے گیئر بدلنے کے بجائے رفتار کم کرتے ہوئے پیچھے کی طرف دیکھا۔ یہ گاڑی وہی معلوم ہوتی تھی جو شہر کے مضافات میں کھڑی دکھائی دی تھی۔۔۔ میں سوچ میں پڑ گیا۔ روپا نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "کیا بات ہے ٹائیگر؟"

میں نے ہاتھ سے پیچھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ٹائیگر کے پیچھے شکاری کتے لگ گئے ہیں شاید۔"

"کیا؟" اس نے پیچھے پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا...... "ایک گاڑی تو ہے ٹائیگر۔"

"تمہیں رات کا واقعہ نہیں معلوم کیا؟"

"نہیں۔۔۔۔ کیا ہوا تھا رات کو؟"

"چھوڑو۔۔۔۔ اس وقت کی فکر کرو۔ ..... میں نے اسپیڈ بڑھا کر گیئر بدلا .... گاڑی پیچھے چلی آ رہی تھی۔

"کون ہو سکتا ہے یہ نعیم؟"

"اگر میں کہوں 'کنور ایشر سنگھ' تو تمہیں تعجب ہو گا؟" میں نے تیسرا گیئر بدلتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔۔ اس کی یہ مجال نہیں میرا پیچھا کر سکے۔"

"کر رہا ہے ..... اور شاید اکیلا نہیں ہے ...... بولو کیا کہتی ہو؟"

"گاڑی روک دو۔" اس نے ڈیش بورڈ کی پاکٹ کھول کر اعشاریہ 32 کالانگ بیرل ریوالور نکالا۔ اور اپنے الفاظ دوہرائے۔ روک دو گاڑی نعیم۔"

میں ہنس دیا۔ "کیا واقعی شوٹنگ کے لئے تیار ہو ڈیئر؟"

"گاڑی روکو نعیم ...... یہ مذاق نہیں ہے۔"

میں نے اسپیڈ بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔ "مدھو ساگر کے پل پر روک دیں گے۔۔۔ وہاں گولی کی آواز سننے والا بھی کوئی نہ ہو گا اور لاشیں غائب کرنے میں بھی آسانی ر گی۔ ہمیں بھی اور انہیں بھی۔۔۔۔"

"او کے۔۔۔۔۔ چلتے رہو ...... تمہارے پاس پستول ہے؟"

میں نے کوٹ کی اندرونی جیب سے پستول نکال کر اس کی گود میں ڈال دیا۔۔۔۔ بولی "ٹھیک ہے۔ لیکن تم گاڑی سے نہیں اترو گے ۔۔۔۔۔ میں ۔۔۔۔۔۔"

"تم اکیلی انہیں ہینڈل کر سکو گی؟"

"شاید اس کی نوبت ہی نہ آئے ....."

"اچھا میں تمہارے فائر کا انتظار کروں گا۔"----- میں نے اسپیڈ اور بڑھائی----- اور بڑھائی حتیٰ کہ سوئی ساٹھ اور پینسٹھ کے درمیان لرزنے لگی۔ میں انکھیوں سے اس کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھتا رہا وہ بالکل نارمل تھی----- پیشانی پر بل پڑے ہوئے تھے اور بار بار پلٹ کر دیکھ رہی تھی۔ پل قریب آنے لگا۔ میں نے رفتار کم کرنی شروع کر دی۔ نصف پل گزرتے ہی اس نے میرے پیر پر پیر رکھ کر کلچ دباتے ہوئے کہا۔ "روک دو۔" میں اس کی جرات دیکھ کر حیران تھا۔ "چھوڑو روپ۔" میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔" اسپیڈ بڑھا کر نکل جاتے ہیں----- پھر کبھی دیکھیں گے۔"

"ڈر گئے کیا؟" اس نے کہا۔

"ڈرنے والا ہوتا تو ٹائیگر نہیں بن سکتا تھا روپ ڈیئر..... لیکن تم سے ملنے کے بعد مجھے زندگی سے دلچسپی ہو گئی ہے۔"

"دلچسپی ہو گئی ہے تو" ....وہ ہنس کر دیکھتے ہوئے بولی۔ "تو پھول توڑنے کے لئے کانٹے ہٹانا ہی پڑیں گے۔ "میں نے گاڑی روک دی----- اس نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔" "سنو نعیم۔ تم اس وقت تک سامنے نہ آنا۔ جب تک کہ میں تمہارا نام لے کر نہ پکاروں۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ انجن بند کیا اور اپنا پستول اٹھا کر دروازے کی طرف سرکنے لگا۔ وہ میرے چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو مسکرا دی----- لیکن اس کی مسکراہٹ میں غم کی جھلک تھی۔ میرے دل پر چوٹ سی لگی----- وہ مجھ سے مل کر خوش ہوئی تھی لیکن اس خوشی کے لمحات بہت ہی مختصر تھے۔ ہمارا تعاقب کرنے والی کار آہستہ آہستہ قریب آتی جا رہی تھی۔ وہ اترنے لگی تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے کہا۔ "روپ جانے دو' ابھی وقت ہے۔ آؤ نکل چلیں۔" وہ میری طرف دیکھ کر پھر مسکرائی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے----- منہ پھراتے ہوئے بولی۔ "یہ میری غیرت کا سوال ہے نعیم۔ یہ میری محبت کے امتحان کا وقت ہے۔ تمہیں کھو کر میں زندہ نہیں رہ سکتی۔" اس کے الفاظ سن کر میں سر سے پاؤں تک کانپ اٹھا۔ وہ ایک ہی زقند میں یشودھرا سے آگے نکل رہی تھی۔ پچھلی کار دس گز کے فاصلے پر رک گئی۔ اس میں دو آدمی سوار تھے۔ بائیں جانب والے نے گاڑی ٹھہرتے ہی دروازہ کھولنا چاہا تھا کہ روپا نے اس کی کنپٹی پر پستول رکھ کر کہا۔ "کون ہو تم؟"

"یور ایکسی لینسی آپ؟" اس نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں' میں "روپا نے گرج کر کہا -----" انیشر سنگھ کہاں ہے؟" وہ تو نہیں ہیں راج کماری۔"

"پھر تم نے ہمارا پیچھا کس لئے کیا؟" وہ خاموش تھا۔ روپا گرج کر بولی۔-------

"جواب دو' ورنہ تمہارا بھیجا اڑا دوں گی۔"

"انیشر سنگھ نے سارجنٹ نعیم-----" فائر کی آواز نے اس کا جملہ پورا نہ ہونے دیا۔ وہ سیٹ پر ڈھیر ہو گیا----- ڈرائیور نے ہاتھ جوڑ لئے----- "راجکماری میں بے قصور ہوں۔"

"شاید----- لیکن میرا فیصلہ یہ ہے ....." اس نے دوسرا فائر کیا اور اس نے وہیل پر سر ٹکا دیا۔ میں گاڑی سے اتر کے اس کے قریب آ گیا۔ "تھینک یو روپ۔" میں نے گاڑی کے اندر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"اب ٹائیگر؟" اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ میں نے کوٹ اتارا اور روپا کی کار کی پچھلی سیٹ پر پھینکا۔ قمیص' جوتا' پتلون بھی اتارا اور صرف انڈرویئر میں دوسری کار کے پاس پہنچا۔ وہ دونوں ختم ہو چکے تھے۔ اگلی سیٹ کے سامنے خون ہی خون تھا۔ میں نے ڈرائیور کی لاش کو بائیں طرف دھکیلا اور وہیل سنبھالا----- "کار بڑھاؤ روپ" میں نے کہا۔ وہ لپک کر گاڑی میں سوار ہوئی اور پل پار کر گئی۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور آہستہ آہستہ پل عبور کر کے سڑک پر رک گیا۔ پچاس قدم کے فاصلے پر جا کر روپا نے گاڑی کو ٹرن دے کر بیک کیا اور شہر کی طرف رخ کر کے کھڑی کر دی۔ اس اثناء میں میں نے آہستہ آہستہ بائیں جانب گاڑی موڑ کر پل کے برابر میں اتاری اور ڈھلان میں کھڑی کر کے باہر نکل آیا----- روپا میرا مقصد سمجھ گئی اور دوڑتی ہوئی میرے قریب آ کر بولی۔ "ٹھیک ہے ٹائیگر----- بسم اللہ کے دھکیل دو۔" گھبراہٹ اور پریشانی کے باوجود مجھے ہنسی آ گئی۔ ہاتھ بڑھا کر ہینڈ بریک کھولا۔ دروازے پر دونوں ہاتھ رکھ کر زور لگایا۔ گاڑی تیزی سے لڑھکنے لگی۔ میں پیچھے ہٹ گیا۔ دوسرے لمحے ایک دھماکہ ہوا اور گاڑی جھیل کی تہہ میں پہنچ گئی۔ میں سڑک پر آیا اور اپنے جسم پر نظر ڈالی۔ پاؤں خون آلود تھے۔ ہاتھوں میں بھی خون لگا ہوا تھا۔ سیٹ کے نیچے سے گاز نکال کر حتی الامکان دھبے دور کئے اور پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر کپڑے پہننے لگا۔ روپا ڈرائیو کر رہی تھی۔ اس نے فائرنگ کی جگہ گاڑی روک کر غور سے سڑک دیکھی اور پھر چل دی۔ میں نے گاز جھیل میں پھینکی اور جس وقت گاڑی پل عبور کر کے سڑک پر آئی میں کپڑے پہن چکا تھا۔ ساون بھادوں سریتا کے گھاٹ پر آ کر میں نے منہ ہاتھ اور پاؤں دھوئے' پونے دس بجے میں ورکشاپ سے کیپٹن کی گاڑی لے کر راج محل پہنچ چکا تھا۔ بنگلے میں کیپٹن مسہری پر لیٹے ہوئے کوئی کتاب پڑھ رہے تھے۔ میں نے سلام کر کے کار کی چابی ان کو دی تو مسکرا کر بولے۔ "ارے تم تو بالکل سوبر ہو نعیم۔"

میں نے کہا۔ "تھوڑی سی اور پلا دیجئے سر۔"

کتاب رکھتے ہوئے بولے۔ "الماری میں سے نکال لو اور پیتے رہو جتنی چاہو۔" چند پیگ پی کر میں نے کسی قدر سکون محسوس کیا اور ساڑھے دس کے

رخصت طلب کر کے اپنے بنگلے پہنچ گیا۔

تمام رات بے چینی میں گزری۔ صبح اٹھا تو کسلمند تھا۔ شیو اور غسل سے فارغ ہو کر ناشتہ کرنے تک ذہن بوجھل تھا۔ نو بجے یونیفارم پہنی اور معمول سے بیس منٹ پہلے ڈیوٹی پر پہنچ گیا۔ راج محل میں حالات بالکل معمول پر تھے۔ کسی قسم کا کوئی تذکرہ' کوئی کانا پھوسی' کوئی اشارہ ایسا نہ تھا جو رات کے واقعے کی ہلکی سی نشان دہی کرتا ہو۔۔۔۔۔ آخر میں نے ان خیالات کو ذہن سے جھٹک دیا اور بڑی حد تک مطمئن ہو گیا...... ساڑھے تین بجے جس وقت ہز ہائی نس سہ پہر کی چائے پینے میں مصروف تھے۔ روپا کاریڈور سے گزری اور میرے قریب آ کر لفٹ میں آؤ۔" کہتی ہوئی تیزی سے نکل گئی۔ میں نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی اور اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ لفٹ کے پاس پہنچ کر وہ پلٹی اور زینے کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "ٹائیگر سات بجے کہاں مل سکتے ہو۔"

میں نے جواب دیا۔ "روپ' ابھی ہمیں ایک دوسرے سے دور رہنا چاہئے۔ کنور ایشر چوٹ کھایا ہوا ناگ ہے۔"

مسکرا کر بولی۔۔۔۔۔ "فکر نہ کرو۔ میں اس کا سر کچل سکتی ہوں۔ مجھے معلوم ہے۔ ہمیں ایک دن یہاں سے فرار تو ہونا ہے۔۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔۔۔"

"جذباتی فیصلہ نہ کرو روپ۔ تمہیں بہت کچھ چھوڑنا پڑے گا اور حاصل کچھ نہ ہو گا۔"

وہ پھر مسکرا دی۔ "خیر تم ملنے کی جگہ بتاؤ۔" اس نے کہا۔

"مدھو ساگر۔" میں نے کہا۔

اس نے سر ہلا کر کہا۔ "نہیں۔۔۔۔۔ پڈر دھن کنج۔ سات بجے۔ تم اپنی گاڑی نہ لانا۔"

میں نے بہتر ہے کہا اور کیبن کی طرف چلا آیا۔ چار بجے کے قریب جب میں بنارس خاں کو چارج دے کر چلنے والا تھا۔ کنور ایشر سنگھ دربار ہال سے نکل کر دروازے پر آیا۔ میں نے اور بنارس خاں نے اس کو سیلوٹ کیا۔ اس نے مسکرا کر سلام کا جواب دیا اور مجھ کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔ میں اس کے ساتھ ہال میں آیا تو بولا "سارجنٹ نعیم میں آج شام کو سورت جا رہا ہوں۔ کیا تم میری گاڑی ڈرائیو کرنا پسند کرو گے؟"

میں جل کر رہ گیا۔ دل چاہتا تھا صاف انکار کروں لیکن مصلحتاً مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔ "کنور صاحب میرے لئے اس سے بڑی عزت افزائی کیا ہو سکتی ہے کہ آپ کے ساتھ باہر کی سیر کروں۔" اس نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور مسکرا کر بولا۔ "ویل ڈن سارجنٹ' تم سے اسی جواب کی امید تھی۔۔۔۔۔ ویسے ہم صبح سات بجے واپس آ جائیں گے۔۔۔۔ تمہیں کسی سے کہنے کی ضرورت نہیں ہے......" وہ پھر مسکرایا اور بولا......

یہ میرا نجی دورہ ہے۔"

"ٹھیک ہے کنور صاحب۔" میں نے کہا۔ "آپ صرف ہز ہائی نس کے کان میں بات ڈال دیں۔ کیونکہ ان کی اجازت کے بغیر تو باڈی گارڈز راج محل کمپاؤنڈ سے باہر بھی نہیں نکل سکتے۔"

"اچھا سارجنٹ .... میں ان سے کہہ کر تمہیں فون کروں گا..... تم تیار رہنا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "جناب میں آپ کی خدمت کے لئے ہر وقت حاضر ہوں۔"

وہ مسکراتا ہوا سیکرٹری کے چیمبر کی طرف چل دیا اور میں اس کی حماقت پر دل ہی دل میں ہنستا ہوا زینے کی طرف چل دیا۔ مجھے معلوم تھا وہ ہز ہائی نس سے ان کے باڈی گارڈ کا اردلی مانگنے کی بھی جرات نہیں کر سکتا۔ جہاں تک رات کے واقعے کو ہضم کر کے بیٹھ جانے کا تعلق تھا وہ بڑا کامیاب ایکٹر تھا۔ لیکن ایک کار اور دو آدمیوں کا اس طرح غائب ہو جانا اتنا غیر اہم نہ تھا کہ آسانی سے نظر انداز کر دیا جائے۔ شاید وہ ان کے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا تھا۔

چھ بجے میں کپڑے پہن کر جانے کو تیار ہو رہا تھا کہ پرب آ گیا اور کہا "صاحب بہادر کپتان صاحب نے آپ کو یاد کیا ہے۔" میں کوئی سوال کئے بغیر اس کے ساتھ ہو لیا۔ ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی کیپٹن نے میرے سلام کا انتظار کئے بغیر کہا۔۔۔۔۔ "کہیں جا رہے تھے ٹائیگر؟"

میں نے جھوٹ بولا۔ "آپ ہی کے پاس آ رہا تھا سر۔"

وہ ہنس دیئے۔ "جھوٹ ...... میرے پاس تم پستول لے کر کبھی نہیں آتے۔" میں نے ہنس کر اپنے سینے پر نظر ڈالی۔ کوٹ کی اندرونی جیب میں پستول کا ابھار کسی قدر نظر آ رہا تھا۔ کیپٹن نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ میں بیٹھ گیا۔ انہوں نے پرب کی طرف دیکھ کر کہا۔ "لے آؤ۔" پرب باورچی خانے کی طرف چل دیا۔ "کہاں جا رہے تھے تم؟" وہ پھر مجھ سے مخاطب ہوئے۔ "کوئی اپائنٹ منٹ تو......"

میں نے جواب دیا۔ "قریب قریب ایسا ہی ہے سر۔"

"تیزی سے نہ دوڑو نعیم۔"۔۔۔۔۔۔ وہ پرب کو آتے دیکھ کر بولتے بولتے رک گئے۔ اس نے ٹرے میز پر رکھی اور الماری سے بوتل اور گلاس نکالے۔ پلیٹوں میں دو بھنی ہوئی مرغابیاں تھیں۔ انہوں نے گلاسوں میں انڈیلی اور کہا۔ "ہاں شروع کرو۔" میں نے گلاس اٹھا کر "آپ کی صحت کے نام" کہا اور ہونٹوں سے لگا لیا۔ جام چلتے رہے۔ پلیٹیں خالی ہوتی رہیں پرب لاتا رہا۔ پونے سات بج گئے۔ مجھے بار بار گھڑی پر نظر ڈالتے دیکھ کر انہوں نے تیز نظروں سے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا بے چینی ہے صاحب؟"

میں نے کہا "کچھ نہیں سر' غالباً ڈاب آپ کی سروس بک میں لکھا جا رہا ہے۔"

"عذاب ثواب کی حد تک گوارا ہے لیکن مجھے خطرہ ہے اگر سروس بک چھن گئی تو کیا ہو گا---- میں لینڈ لارڈ نیملی سے نہیں ہوں---- اور میری راتیں بھی رنگین نہیں گزرتیں۔"

"آپ کا فرزند ارجمند ایک ایسا ٹائیگر ہے جس کے گلے میں ہیروں کا پٹہ پڑا ہوا ہے ڈیڈی۔ اور کچھ؟"

کیپٹن نے آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھا۔ اور ہنس دیئے۔ "میرا بھی ایسا ہی کچھ خیال تھا۔ لیکن کیا میں ....."

میں نے ان کا قطع کلام کر کے کہا---- "آپ لینڈ لارڈ کے باپ ہیں ..... اگر اپنے تحفظ کے لئے آپ کا یہاں آنا ضروری نہ سمجھتا تو میں آپ کو استعفیٰ دلا چکا ہوتا۔"

"چلو اچھا ہوا۔ اب تمہاری زندگی کے سوا اور کوئی فکر نہیں رہی۔"

"شکریہ ڈیڈی------ اب اجازت ہے۔"

"اجازت نہیں ہے۔ آج نہ جانے کیوں میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ اگر تم چلے گئے تو پھر پلٹ کر نہ آ سکو گے-------"

"آپ آج کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ مجھے جانے ہی دیں!"

"آج نہیں------ کل---- چلو گلاس لبریز کر دو اور بے ہوش ہونے تک پیتے رہو۔ آج میں تمہیں کسی قیمت پر نہیں جانے دوں گا۔" ان کا لہجہ اتنا سخت تھا کہ میں نے کوٹ اتار کر مسہری پر رکھ دیا۔ اور دونوں گلاس بھر دیئے ...... رات کو گیارہ بجے داسو مجھے بلانے آیا تو مجھ میں دو قدم چلنے کی سکت نہ تھی۔ کیپٹن نے اس کو ڈانٹ کر بھگا دیا اور صوفے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "یہیں پڑ رہو ٹائیگر۔" پھر انہوں نے جھک کر میرے جوتے اتارے۔ اور میں صوفے پر دراز ہو گیا۔

صبح آٹھ بجے چائے پینے کے بعد اپنی کوتاہی کا احساس ہوا۔ نہ معلوم۔ روپا کتنی پریشان ہوتی ہو گی اور اب اس کا رد عمل کیا ہو گا۔ بغیر سلگا سگریٹ میری انگلیوں میں دبا ہوا تھا اور مجھے اس کے جلانے کا ہوش نہ تھا۔ "آپ نے رات مجھے روک کر اچھا نہیں کیا-----"

"رات کی بات بھول جاؤ اور عیش کرو۔" کیپٹن نے کہا۔

سہ پہر کو ٹھیک اسی وقت روپا پھر کاریڈور میں آئی۔ میں اس کو دیکھ کر آہستہ آہستہ لفٹ کی طرف چلنے لگا۔ وہ تیزی سے بڑھ کر میرے قریب پہنچ گئی اور بولی "نعیم بہت اچھا ہوا کل شام تم نہیں آئے۔ میں بارہ دری میں پہنچی تو وہاں پہلے سے کئی آدمی موجود تھے۔"

"مجھے ایک بزرگ نے باہر نکلنے سے روک دیا تھا پریا۔"

"ہیں!" اس نے چونک کر کہا۔ "کون ہیں وہ؟"

"ہیں میرے روحانی بزرگ ...... انہوں نے کہا کہ اگر کہیں گئے تو قتل ہو جاؤ گے ...... میں تمہاری فکر میں رات بھر بے چینی سے ٹہلتا رہا ڈیئر۔"

"ہم بڑی مشکل سے ان لوگوں کو ڈاج کرنے میں کامیاب ہوئی نعیم۔ کوئی اور طریقہ سوچو میری جان۔ میں تڑپ رہی ہوں اور آج------ ضرور ملنا چاہتی ہوں۔ فون ہے تمہارے بنگلے میں؟"

میں نے نفی میں گردن ہلائی......" ہوتا تو بھی کیا۔ ایکس چینج میں ہر کال سنی جاتی ہے۔ فون پر بات کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسے ہزہائی نیس کے سامنے ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈال دینا۔ وہ مسکرا دی۔ میں نے پوچھا۔ "کل باہر جانے سے پہلے تم نے کسی کو بتایا تھا تم کہاں جا رہی ہو؟" وہ سوچ میں پڑ گئی---- میں نے زینے کی طرف دیکھا۔ بنارس خان کے آنے کا وقت ہو رہا تھا اور وہ گفتگو ختم نہیں کر رہی تھی۔ مجھے چوکنا دیکھ کر لفٹ میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔ "ہاں نعیم میں نے جمنا سے ذکر کیا تھا۔"

"کون ہے وہ؟"

"میری خدمت گار------- لیکن وہ قابل اعتماد ہے۔"

"فوراً" نکال دو اسے۔ ان حالات میں اعتماد اور رحم دونوں الفاظ بے معنی ہیں۔ مدھوساگر پر تمہارا طرز عمل بہت صحیح تھا۔ تم نے ایک سیکنڈ بھی ضائع نہ کیا----- عورت اتنی جلدی اتنے خطرناک فیصلے پر نہیں آ سکتی۔"

وہ ہنس دی------ "تم عورت کے متعلق کچھ نہیں جانتے میری جان..... اچھا تمہارا بنگلہ کیپٹن لیفٹنٹ سے کون سے نمبر پر ہے؟ میں نے ہنس کر آہستہ سے اس کو لفٹ میں دھکیل دیا۔" ایسا غضب نہ کرنا۔ روپ ڈیئر..... اچھا خدا حافظ۔"

"اچھا ڈیئریسٹ---- تم سلامت رہو ہزار برس۔" اس نے بٹن دبایا اور لفٹ پر جانے لگی---- میں ہزار برس سلامت رہنے کی بددعا دینے والے شاعر کی چالاکی پر غور کرتا ہوا کیبن کی طرف چل دیا۔

دو ماہ گزر گئے۔ میں موقع محل دیکھ کر جنگلہ پھلانگتا رہا۔ سفید اور رنگین شیشوں والی کاریں بدلتا رہا اور ان دونوں کاروں کو تصادم سے بچاتا رہا۔ روپا میری تھی۔ میں اس کا نہ تھا۔ اس کی قوت خرید یشودھرا سے کہیں زیادہ تھی لیکن میں بکنے والی چیز نہ تھا۔ یشودھرا کی ملکیت تھا۔ وہ خود میری طرف بڑھی تھی۔ اس نے مجھے ذرے سے آفتاب بنایا تھا۔ اور روپا کماری محض ایک اتفاقیہ حادثے کی نتیجے میں میری زندگی میں آئی تھی------- اس وقت جبکہ میں بزعم خویش سرفراز بن چکا تھا۔ اور پھر ویسے بھی اس میں اور یشودھرا میں' برانڈ نیو اور سیکنڈ ہینڈ کا بنیادی فرق تھا۔ اس کی پہلی سسکی پر اس کی زندگی بھر کی چیخیں قربان کی جا سکتی تھیں۔ لیکن روپ نذر' بیباک اور تموّل میں یشودھرا سے کہیں بڑھ کر ہونے

کے باعث جس تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی اس سے میں خطرہ محسوس کرتا تھا جو عورت ایک منٹ میں دو خطرناک اور مسلح آدمیوں کو شوٹ کر کے پیشانی سے پسینہ پونچھنے کی زحمت بھی گوارا نہ کرے وہ دل شکستہ ہونے پر کیا نہیں کر سکتی؟ --------- یہ خیالات اکثر مجھے پریشان کرتے۔ لیکن میں جس وادیٔ رنگین میں قدم رکھ چکا تھا۔ اس میں واپسی تو درکنار پیچھے پلٹ کر دیکھنے کی فرصت نہ تھی اور میں ہرچہ بادا بادا ماکشتی درآب اندا ختیم کہہ کر آگے ہی آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا------- ساحل دور سے دور تر ہوتا جا رہا تھا۔ اور میں انجام سے بے نیاز وقت کا ہر مطالبہ پورا کر رہا تھا------- دونوں کے قصر ناز ایک ہی منزل پر تھے------ اور شاید روپا کو یشودھرا سے میری وابستگی کا کچھ علم بھی ہو لیکن یشودھرا کو میرے اس ایڈونچر کی ہوا تک نہ لگی تھی۔

لیکن ایک دن' جبکہ میں دوپہر کو کیبن میں بیٹھا ہو اور دو تین ہلکے پھلکے شاعروں کی خوراک جتنا لائٹ ریفرشمنٹ کر رہا تھا۔ سادھنا دیوی ہزہائی نیس کے ڈرائینگ روم سے نکل کر کاریڈور میں آئیں۔ میں ان کو دیکھ کر ہاتھ پونچھتا ہوا کیبن سے نکلا اور سلام کیا۔ وہ رک گئیں اور ادھر ادھر دیکھ کر بولیں------- "نعیم شام کو چار بجے ڈیوٹی سے آف ہو کر گیرج سے میری گاڑی نکلوا کر پورچ میں منگا لینا۔ مجھے کے بی کے ہاں جانا ہے۔ یہ لو چابی۔" انھوں نے پرس سے چابی نکال کر میرے ہاتھ میں دی۔

"بہتر ہے یور ایکسی لینسی۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کے ساتھ اور کون ہو گا؟"

انھوں نے سرگوشی کے لہجے میں کہا----- "جس کا تمہیں انتظار ہے وہ نہیں ہو گی------ میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں----- اور وہ اس کے سامنے نہیں پوچھ سکتی۔"

"بہتر ہے ...... سادھنا دیوی--------" میں نے سر جھکا کر کہا اور میری دھڑکنوں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور ہر دھڑکن اپنی جگہ خطرے کا الارم تھی۔

"میں نے ہزہائی نیس سے اجازت لے لی ہے ٹائیگر۔"

"ضرورت نہیں تھی------ آپ مجھے کہیں بھی لے جا سکتی ہیں------ آف ہونے کے بعد۔"

"خیر..... احتیاط کے طور پر یہ ضروری تھا۔"------

"آپ بہتر سمجھ سکتی ہیں----- لیکن یشودھرا کو لے آتیں تو میں بھی بہتر سمجھ سکتا تھا۔"

"کہہ رہی ہوں نہیں----- نہیں------ نہیں------" وہ مسکرا کر چل دیں۔ میں کیبن میں آگیا------ اور کھانے کے بجائے سگریٹ سلگا کر سوچنے بیٹھ گیا۔

ساڑھے چار بجے سادھنا کی گاڑی آگئی۔ میں نے ان کو اطلاع دی۔ وہ لفٹ سے نیچے آئیں اور میں نے ان کو سوار کرا کے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ میں اس وقت بھی یونیفارم میں تھا۔ گیٹ سے نکلتے ہی انھوں نے کہہ----- "شہر سے دور کہیں ایسی جگہ چلو جہاں کوئی نہ ہو۔"

"میں نے کہا۔ نیشنل میوزیم چلئے۔"

"بولیں نہیں۔ پٹور دھن کنج چلو۔"

میں نے کہا------ "کس طرف ہے وہ؟"

"چلو میں گائیڈ کرتی ہوں۔" ---- انھوں نے اگلی سیٹ پر آ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ میں ہر موڑ اور چوراہے پر ان سے اشارے لیتا ہوا پٹور دھن کنج میں لے آیا۔ یہ لیموں سنگترے اور نارنگی وغیرہ پھل دار درختوں کا شاداب اور چہچہاتا ہوا باغ تھا۔ عین وسط میں بارہ دری تھی---- میں دو تین مرتبہ روپا کے ساتھ یہاں آ چکا تھا لیکن قصداً" انجان بنا ہوا تھا---- مجھے سادھنا کماری کے تیوروں سے محسوس ہو رہا تھا کہ ان کا موضوع گفتگو روپا کماری ہو گی۔ بارہ دری کے قریب دو تین مالی بیٹھے ہوئے بیڑی پی رہے تھے۔ گاڑی دیکھتے ہی جھک جھک کے سلام کرتے ہوئے ادھر ادھر ہو گئے۔ میں نے گاڑی روک کر دروازہ کھولا اور نیچے اتر کے کھڑا ہو گیا۔ سادھنا باہر آتے ہوئے بولیں۔ "آؤ"---

بارہ دری میں داخل ہوتے ہی انھوں نے سنگ مرمر کے بنچ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "بیٹھ جاؤ نعیم۔" میں نے بیٹھنے کے بجائے سگریٹ سلگایا----- "میں ٹھیک ہوں۔" انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کے کھینچا----- میں خاموشی سے ان کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا اور سگریٹ کا کش لیا۔

"تم مجھے کیا سمجھتے ہو نعیم؟" انھوں نے سوال کیا۔

میں نے ہنس کر کہا۔ "راجکماری سادھنا دیوی۔"

بولیں۔ "اور کچھ؟"

"اپنی ہمدرد' رازداں' بڑی سالی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "لیکن آج آپ کو ان سوالوں کی ضرورت کیوں پیش آئی۔"

"میں تمہارا ہر راز جانتی ہوں' جہاں تک یشودھرا کا تعلق ہے۔ لیکن میں نے سنا ہے---- خدا کرے غلط ہو---- کہ ایک ودھوا راجکماری کو بھی تم سے دلچسپی ہے---- یا پھر تمہیں اس سے دلچسپی ہے یا -----"

"یا مجھے راجکماری سے دلچسپی ہے---- اور اس میں آپ بھی شامل ہیں----"

وہ مسکرا دیں---- "دلچسپی سے میرا مطلب ہے محبت۔"

"اچھا اچھا محبت۔"---- میں نے ہنس کر کہا---- "تو کون ہے وہ ودھوا

راجکماری؟"

"روپا کماری ودھوا نہیں کیا؟"

"ہیں---- لیکن کیا واقعی---- آپ دھرم سے کہہ رہی ہیں کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہیں----"

"نہیں---- میں نے آنکھ سے نہیں دیکھا۔ کانوں سے سنا ہے اور اسی لئے میں تم سے تصدیق کرنا چاہتی ہوں۔"

میں ہنس دیا۔ "میں سمجھتا ہوں آج آپ کچھ بیمار ہیں سادھنا دیوی۔"

"کیوں؟ تو کیا میں نے غلط سنا؟"

"انسان ہزار غلط باتیں سنتا ہے۔ شکایت یہ ہے کہ آپ نے یقین بھی کر لیا۔" میں نے مغموم سا منہ بنا کر سر جھکا لیا۔

"مجھے افسوس ہے لیکن یقین نہ ہونے کے باوجود میں تصدیق کئے بغیر نہ رہ سکی۔ اگر اس افواہ میں صداقت کا شائبہ بھی ہے تو....." وہ خاموش ہو کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔

"سادھنا بہن!" میں نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "آپ نے یہ الفاظ کہہ کر مجھے ختم کر دیا...."

"تم قرآن کی قسم کھا کر کہہ دو یہ جھوٹ ہے۔ مجھے یقین آ جائے گا....."

"کیا یشودھرا بھی یہ افواہ سن چکی ہے۔ سادھنا بہن؟"

"نہیں۔ اسی لئے میں تم سے جاننا چاہتی ہوں کہ اگر غلط ہے تو میں اس کو قسم کھا کر مطمئن کر سکوں---- وہ کان میں بھنک پڑتے ہی پہلے میرے پاس آئے گی۔"

"میں بھی جانتا ہوں---- لیکن سادھنا دیوی آپ مجھے قسم دلانے سے پہلے ایک بات سن لیں اور وہ یہ کہ جو شخص جھوٹ بول سکتا ہے وہ جھوٹی قسم بھی کھا سکتا ہے۔ اور میں اپنی صداقت کے ثبوت میں قسم سے زیادہ مستحکم چیز پیش کرنا چاہتا ہوں----" سادھنا نے آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھا۔ میں نے سگریٹ پھینک کر جیب سے فاؤنٹین پن اور نوٹ بک نکالی۔ اور ایک صفحے پر انگریزی میں دو تین لائن کا نوٹ لکھا جس کا مفہوم تھا:

"میں نعیم احمد ملک بدرستی ہوش و حواس اعتراف کرتا ہوں کہ میرے لئے میری زندگی میں کوئی دلکشی نہیں رہی اور میں ہر پہلو پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے بعد اپنے آپ کو ہلاک کر رہا ہوں۔ میری موت کی ذمہ داری میری ذات کے سوائے کسی پر عائد نہیں ہوتی۔ دستخط سارجنٹ نعیم' اے ملک آف باڈی گارڈز یونٹ ولاس پور اسٹیٹ۔"

مسکرا کر نوٹ بک سادھنا کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "جس روز میرا جھوٹ اور یشودھرا سے بے وفائی ثابت ہو جائے آپ اس نوٹ کو میری جیب میں ڈال کر چلی جائیں۔ اگر چند قدم چلنے کے بعد آپ کو پستول کی آواز اور میرا جسم گرنے کا دھماکا نہ سنائی دے تو پلٹ کر

آپ خود شوٹ کر دیں آیئے۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ نوٹ پڑھ چکی تھی۔ اٹھنے کے بجائے نوٹ زمین پر پھینک کر کھڑی ہو گئی۔ "مطمئن کرنے کا یہ طریقہ خوب ہے نعیم---- اگر یشودھرا کو دکھا دیا جائے تو تمہارے گولی چلانے سے پہلے وہ صدمے سے مر جائے گی۔"

"یہ اس کو دکھانے کی ضرورت نہیں ہے سسٹر ڈیئر۔ میرے آپ کے درمیان ہے۔ اپنے پاس رکھیے اور اس کی بنیاد پر اس کو اطمینان دلایئے---- اگر وہ اس قسم کی کوئی خبر سنے۔" انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے نوٹ اٹھا کر ان کے پرس میں ٹھونس دیا---- اور کہا "چلئے' اور اگر آپ نے نوٹ ضائع کرنے کی کوشش کی تو" میں نے پستول نکال کر اپنی کنپٹی پر رکھ لیا۔ "وہ دھماکہ آپ اسی وقت سن لیں گی۔" وہ کانپ اٹھی اور آگے بڑھنے یا پستول جھپٹنے کی کوشش کرنے کے بجائے ہاتھ جوڑنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔ میں نے پستول ہولسٹر میں ڈال کر ان کے ہاتھ چومتے ہوئے کہا---- "یور ایکسی لینسی یہ آپ کو زیب نہیں دیتا۔ اگر محبت کے رشتے میں ذرا سا بھی شک پیدا ہو جائے تو میں یشودھرا کا محبوب نہیں ایک ادنیٰ سارجنٹ باقی رہ جاتا ہوں۔"

وہ مسکرا کر میرے رخسار پر ہلکا سا چانٹا لگا کر بولیں---- "تم بہت برے ہو نعیم ...... ذرا سی بات کا......"

"آپ کو کیا معلوم میں یشودھرا کو کیا سمجھتا ہوں سادھنا دیوی۔ اس کے دل میں شک یا شکایت پیدا ہونے سے پہلے میرے لئے مرجانا' امر ہو جانا ہے۔"

"مجھے یقین ہو گیا نعیم---- آؤ چلتے ہیں---- لیکن وعدہ کرو اس بات کو بھول جاؤ گے۔"

"آپ نے مجھے زخمی کر دیا ہے سادھنا دیوی---- لیکن خیر۔"---- میں نے ان کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے کہا۔ "میں زخم کھا کر بھی مسکرانا جانتا ہوں۔"

کے بی کی حویلی میں ایک گھنٹہ رہنے کے بعد سادھنا کماری باہر آئیں۔ کے بی اور دو تین خواتین ان کے ساتھ ڈیوڑھی تک پہنچانے آئیں۔ میں نے گاڑی سیڑھیوں کے قریب کھڑی کر کے ان کو سیلوٹ کیا اور پچھلا دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔ حویلی کی دو سن رسیدہ خواتین نے ان کو بیمار کی طرح تھام کر سوار کرایا اور میں نے گاڑی باہر نکالی۔ راستے بھر میں خاموش رہا۔ راج محل پہنچنے کے بعد میں نے لباس تبدیل کیا اور کھانا کھائے بغیر کیپٹن کے بنگلے پہنچ گیا۔ اس وقت ساڑھے سات بج رہے تھے۔ میں نے حقیقت کو دھاندلی سے جھوٹ ثابت کر کے سادھنا سے پیچھا چھڑا لیا تھا---- لیکن یہ سودا مجھے بہت مہنگا پڑا تھا۔ میں نے اپنی زندگی رہن در رہن کر دی تھی---- میں بے حد پریشان تھا۔ ڈرائنگ روم میں کیپٹن آرام کرسی پر دراز پیچ ان کی مہنال ہونٹوں میں دبائے دھوئیں کے بادل نکال رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر مسکرائے۔ میں سلام کرنا بھی بھول گیا اور قریب پہنچ کر کہا۔ "ڈیڈی

آج میں بہت پریشان ہوں۔" انہوں نے منہ سے حقے کی نے نکالتے ہوئے کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "چہرہ بتا رہا ہے نعیم---- لیکن تمہاری پریشانی کا علاج بھی شاید ختم ہے۔"

میں نے جیب سے دو تین نوٹ نکال کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "منگوایئے سر، کسی سے، پلیز۔" کیپٹن نے بِرب کو بلایا اور میری طرف اشارہ کر کے کہا۔ "روپے لے کر سائیکل پر بیٹھو اور دس منٹ میں فرام روز کاکا کے وائن اسٹور سے دو بوتلیں وسکی، چار سوڈا، دو پونڈ کا جو..... لے کر ہوا کی طرح واپس آؤ۔"

میں نے نوٹ اس کو دیتے ہوئے کہا۔ "جاتے ہوئے واسو کو بھیجتے جاؤ۔" وہ سائیکل لے کر روانہ ہو گیا۔ کیپٹن نے میری طرف دیکھ کر کہا----- "الماری کھول کر دیکھو نعیم شاید کچھ بچی کھچی، جھوٹی کوئی مل جائے تو-----" میں نے اٹھ کر الماری کھولی۔ بوتل میں دو تین پیگ پڑے ہوئے تھے۔ میں نے مسکرا کر ان کو دکھائی تو ہنس کر کہا۔ "لے شیخ آنکھ میچ کے پی جا ثواب ہے۔ جو کچھ بچی کھچی مری جھوٹی شراب ہے۔

میں نے کہا۔ "سر پھر تو بیٹھنے کا تکلف بھی حرام ہے۔" وہ ہنس کر بولے۔ "شروع ہو جاؤ۔" میں نے بوتل منہ سے لگا کر نیٹ ہی انڈیل لی اور کاجو کی مٹھی بھر کر چباتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں بِرب پہنچ گیا اس نے تمام چیزیں میز پر رکھ کر کھانا چنا اور ہم رات کے دس بجے تک کھاتے پیتے رہے۔ خاصی پینے کے بعد میں گنگنانے لگا۔ کیپٹن نے تھوڑی دیر سن کر کہا--- "تم تو اچھا گا سکتے ہو نعیم۔ ذرا آواز اونچی تو کرو۔" اور جب میں نے آواز اونچی کی تو "واہ واہ کہہ کرتا تالیاں بجانے لگے اور پھر خود بھی گانے میں شامل ہو گئے۔ گانا ختم ہوا تو بولے۔" تم نے تو سماں باندھ دیا نعیم۔ سب غم دھل گئے۔ اور گاؤ۔"

میں نے کہا---- "نیند آ رہی ہے سر۔ کل پھر ریہرسل کریں گے۔"

بولے "اچھا---- اب تو پریشان نہیں ہو؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "پریشان کہاں تھا سر۔ پینے کو دل چاہ رہا تھا۔"

"جم جم، نت نت، صاحبزادے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "ایک بوتل کا نفع میرے لئے کم تو نہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈیڈی بیٹا تو سر سے پیر تک باپ کا نفع ہوتا ہے۔ کل آپ وسکی کا پورا کیس منگا لیں----" میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر جتنے نوٹ پکڑ میں آئے نکال کر ان کے تکیے کے نیچے رکھ دیئے۔ انہوں نے مسکرا کر دیکھا اور مسہری پر دراز ہو گئے۔ میں اٹھ کر لڑکھڑاتا ہوا دوسرے کمرے کی طرف چل دیا---- رب نے مجھے مسہری پر [illegible] آغوش میں بھینچ لیا۔

ایک ہفتے میں دو تین مرتبہ میں نے آفیشل طریقے پر سادھنا اور یشودھرا کو ڈرائیو کیا

اور روپا کو خوبصورتی سے ٹرخاتا رہا۔ ایک بار کیپٹن کے ہاں ڈنر پارٹی کا انتظام کا بہانہ کیا دوسری مرتبہ ہزہائی نیس کے ساتھ حاضر رہنے کا۔ مجھے معلوم تھا وہ کسی انداز میں میرے متعلق دریافت کرنے کی ہمت نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن آٹھویں یا دسویں دن وہ شام کو پونے چار بجے کاریڈور سے گزری۔ میں نے سلام کیا وہ لفٹ کی طرف چلتی رہی کیبن اور زینے کے درمیان پہنچتے ہی اس نے پرس سے دو چابیوں کا گچھا نکال کر میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "رات کو ایک بجے گیٹ کے قریب والے گیسٹ ہاؤس کا تالا کھول کر اندر چلے جانا۔ یہ دوسری چابی جس کے کمرے میں لگے اس میں ایک سرنگ ہے جو خفیہ لفٹ کے دروازے پر پہنچتی ہے وہی لفٹ۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"آپ نے پہلے سے یہ بات کیوں نہ بتائی؟" میں نے پوچھا

وہ بولی---- "چابیاں نہیں تھی---- ڈپلی کیٹ بنوائی ہیں اور میرا دل جانتا ہے---- کس طرح!---- خیر لیکن چوتھے فلور پر نہ پہنچ جانا----- وہ ہرہائی نیس کا کمرہ ہے اور وہ کبھی کبھی ..... لیکن نو بجے تک اکثر وہاں بیٹھتی ہیں۔" میں نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا اور کیبن کی طرف چل دیا۔

شام کو کیپٹن کے بنگلے پر پھر پینے پلانے کا پروگرام تھا۔ ہم حسب معمول گیارہ بجے تک پیتے رہے اور جب بہت پی گئے تو بستروں میں پہنچ گئے۔ میں ان چابیوں کا استعمال کر کے پھنسنا نہیں چاہتا تھا۔ گیسٹ ہاؤس کے کمرے گیٹ سے چند قدم کے فاصلے پر تھے اور سنتری کی نظروں سے صرف اس وقت اوجھل ہوتے تھے۔ جب وہ سردی یا بارش سے بچنے کے لئے کیبن میں کھڑا ہو۔ اور یہ گرمی کا موسم تھا۔ سنتری کے کیبن میں جانے کا امکان نہ تھا۔

دوسرے روز ڈیڑھ بجے کے قریب روپا کیبن کی طرف آتی دکھائی دی---- میں سلام کر کے اس کے پیچھے ہو لیا اور پتلون کی جیب سے چابیاں نکال کر لفٹ کے قریب پہنچتے ہی کہا۔ "جب تک سنتری رازداں نہ ہو ان کا استعمال ناممکن ہے۔"

اس نے مسکرا کر کہا---- "ہاں میں نے صبح تک کھڑکی سے دیکھا۔ وہاں ہر وقت سنتری ہوتا ہے---- اچھا ہوا تم نہ آئے۔"

"آیا اور تین گھنٹے روشوں کی آڑ میں چھپا رہا۔ لیکن وہاں سے سنتری اس وقت ہٹتا ہے جب دوسرا آ جائے۔"

"تو پھر اس کا مقصد کیا ہے؟"-----

میں مسکرا دیا۔ "ممکن ہے ہزہائی نیس نے ایام جوانی میں اپنی آسائش کے لئے بنوایا ہو---- انہیں کون روک سکتا ہے۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ میں نے گھوم کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ وہ جلدی لفٹ میں داخل ہو گئی اور بولی۔ "او کے ٹائیگر آج ساڑھے

سات بجے میرتیا گھاٹ پر----"

"نہیں روپ ڈیئر---- جھیل پر نہیں---- وہاں----"

"تین مہینے ہو گئے۔ اب کیا رکھا ہے نعیم----"

"ممکن ہے خفیہ نگرانی کی جا رہی ہو------"

"اوہ------ تم گھاٹ پر تو پہنچو---- دیکھا جائے گا----"

میں "بہتر ہے" کہہ کر اس سے رخصت ہو گیا----- وہ اوپر چل دی۔ شام آسمان پر بادل چھا گئے۔ میرا باہر جانے کا ارادہ متزلزل ہونے لگا۔ لیکن ساڑھے سات یہ سوچ کر کہ آج بھی وعدہ پورا نہ کیا تو روپا ناراض ہو جائے گی' پستول جیب میں ڈالا چل دیا۔ شہر سے باہر جنگل پر تاریکی کا تسلط تھا۔ گھنے درختوں اور جھاڑیوں میں سے گزر ہوئے ہر قدم پر سانپ کا خطرہ تھا۔ مجھے خوف محسوس ہونے لگا۔ پستول ہاتھ میں لے لیا آہستہ آہستہ آہٹ لیتا ہوا گھاٹ پر پہنچا۔ پگڈنڈی سے گھوم کر سیڑھیوں کی طرف آ رہا کہ سفید ساڑی میں ملبوس ایک عورت چبوترے سے اٹھی اور "شیکھر؟" کہہ کر میرے میں بانہیں ڈال دیں---- یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا کہ میں گھبرا گیا۔ ایک ہاتھ اس کو علیحدہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ بری طرح چمٹی ہوئی "شیکھر' شیکھر" کئے جا تھی۔ ویرانہ' تنہائی اور اندھیرے کے باوجود اس کے گداز جسم کی گرمی اور جذبات کرنے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس کی کمر تھپتھپا کر آہستہ سے علیحدہ کرتے ہوئے کہا سندری' میں شیکھر نہیں ہوں۔" میری آواز سنتے ہی وہ اچھل کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئی میرا چہرہ دیکھنے لگی۔ میں ہنس دیا۔ اسی وقت پچھلی جھاڑیوں میں ہلکی سی آہٹ ہوئی اور ٹا کی روشنی ہمارے چہروں پر پڑی۔ میں نے پلٹ کر دیکھا۔ سفید کرتے اور دھوتی میں ملبو ایک نوجوان چند قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا۔ مجھ سے نگاہیں ملتے ہی اس نے لڑکی کی طر دیکھ کر کہا---- "یہ کیا رمنی؟" رمنی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ گم صم کھڑی تھی نوجوان نے اوپر سے نیچے تک میرے سراپا کا جائزہ لیا اور میرے ہاتھ میں پستول دیکھ کانپ گیا۔ "آپ۔ آپ---- سرکار آپ کون ہیں؟" وہ بمشکل کہہ سکا۔ میں نے پستو والا ہاتھ پتلون کی جیب میں ڈال کر کہا---- "گھبراؤ نہیں---- تمہاری رمنی میری نہیں---- میں اپنی رمنی کی تلاش میں آیا تھا شیکھر..... یہ اندھیرے میں مجھے شیکھر بیٹھی..... اور کچھ نہیں۔ آؤ سنبھالو اسے۔" وہ میرے لہجے میں مطمئن ہو کر مسکرا دیا جب میں نے چلنے کے لئے قدم اٹھایا تو میرے پیروں میں گر پڑا ..... اور "سرکار' سرکار" رٹ لگانے لگا۔ میں نے اس کا بازو تھام کر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "احمق نہ بنو شیکھر۔" ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ میں مسکرا کر سڑک کی طرف چل دیا۔ چند قدم چلا تھا کہ اس ٹارچ میری طرف کر کے راستہ دکھانا شروع کر دیا۔ میں نے پلٹ کر کہا---- "نہیں

روشنی نہ کرو۔" اس نے ٹارچ بجھا دی اور جھپٹ کر میرے قریب آ گیا۔ "سر' آپ اپنا تعارف...."

"میں نے کہا تو' میں بھی تمہاری طرح اپنی----"

"یہ تعارف نہیں سر۔" اس نے کہا۔

"پھر کبھی سہی---- اب ہم ایک دوسرے کو پہچان سکتے ہیں۔" میں نے چلتے چلتے کہا۔ وہ سر جھکا کا لوٹ گیا---- میں سڑک پر پہنچ کر ایک درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ چند منٹ توقف کر کے سگریٹ نکالا اور سلگانے سے پہلے لائیٹر سے رسٹ واچ دیکھی۔ سوا آٹھ بج رہے تھے۔ میں کافی دیر سے پہنچا تھا۔ اور بہت ممکن تھا کہ روپا آئی ہو اور انتظار کر کے لوٹ گئی ہو۔ تاہم یہاں تک پہنچنے کے بعد میں اس کا انتظار کئے بغیر نہیں جا سکتا۔ سگریٹ ختم ہونے تک درخت کی آڑ میں رہ کر دونوں طرف دیکھتا رہا۔ اور پھر آہستہ آہستہ جھیل کے پل کی طرف چلنے لگا۔ بیس منٹ گزر گئے پل قریب آ گیا تھا لیکن روپا کی گاڑی کا نشان تک نہ تھا۔ مجھے غصہ آنے لگا---- روپا پر بھی اور اپنے آپ پر بھی۔ لیکن اس پیچ و تاب میں بھی لوٹنے کے بجائے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا---- حتیٰ کہ پل کا پہلا سرا آ گیا۔ میں پل پر چلنے لگا۔ پل کی سڑک پر کوئی فٹ پاتھ نہ تھی۔ صرف ہر سو گز کے فاصلے پر پیدل چلنے والوں کو دو رویہ ٹریفک سے بچنے کے لئے چار فٹ لمبے اور چار فٹ چوڑے پلیٹ فارم بنا دیئے گئے تھے اور جھیل کی طرف حفاظتی جنگلہ لگا ہوا تھا۔ پل خالی پڑا تھا۔ روشنی بھی برائے نام تھی۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد پہلے پلیٹ فارم پر ہی میں سڑک کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا۔ چند ہی منٹ میں کھلی ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے نیند آنے لگی---- سگریٹ جلانے کی کوشش تیز جھونکوں نے کامیاب نہ ہونے دی تو اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ سوا نو بجے کے قریب شہر کی طرف سے ایک کار کی روشنی دکھائی دی۔ میں پلیٹ فارم پر کھڑا ہو کر اس کو اپنی طرف آتی ہوئی دیکھنے لگا۔ گاڑی پل پر پہنچتی تو میں اس کو پہچان کر سڑک پر بائیں جانب پہنچ گیا۔ گاڑی میرے قریب پہنچ کر رک گئی۔ روپا نے "آئم ویری سوری" کہہ کر دروازہ کھولا اور میں اس کے برابر میں بیٹھ گیا۔ اس نے تیزی سے اسٹارٹ لیتے ہوئے کہا---- "تمہیں بہت انتظار کرنا پڑا نعیم ...... مجھے افسوس ہے۔ لیکن کچھ رکاوٹیں پیدا ہو گئی تھیں---- انہیں -----"

"کیا؟" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

"آج پھر میرا تعاقب کیا گیا---- اور اب کہیں ٹھہرنے کے خیال سے نہیں' صرف تم کو لے جانے کے لئے آنا پڑا ہے---- کدھر سے چلیں؟" میں نے کوئی جواب نہ دیا اور سوچنے لگا---- پل عبور کرتے ہی میں نے گاڑی رکوائی۔ روپا کو اٹھا کر اپنی سیٹ پر بٹھایا اور گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔ پیڑول تو کافی ہے نا؟ روپا نے اثبات میں سر

بلایا۔ میں نے گیئر بدل کر ایکسی لیریٹر پر دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ گاڑی ہوا سے باتیں کرتی ہوئی گھاٹی سے گزرنے لگی---- پہلے ہی موڑ پر سامنے سے ایک جیپ آتی دکھائی دی جس میں ڈرائیور کے علاوہ تین آدمی اور بیٹھے تھے اور سب مسلح فوجی تھے۔ روپا نے گھبرا کر کہا۔
"بیک کرو نعیم۔" میں نے گاڑی روک کر بیک ٹرن لیا۔ پھر بیک کی اور ٹرن لے کر تیزی سے شہر کی طرف دوڑا دی۔ اس دوران میں جیپ سڑک پر رکی کھڑی رہی۔ فوجی باتیں کرتے رہے لیکن کسی نے کوئی فائر نہ کیا۔ شاید اس لئے کہ روپا مجھ سے بری طرح لپٹی ہوئی تھی۔ گاڑی کی اسپیڈ بڑھتے ہی اس نے جذباتی لہجے میں کہا---- "سنو نعیم۔ شائد ہمارا وقت قریب ہے----" اس کی آواز بھرانے لگی۔ "وعدہ کرو ساتھ مریں گے۔"
میں نے بغیر اس کی طرف دیکھے جواب دیا۔ "نہیں---- یہ تمہاری تذلیل ہے۔"
"ہو گی---- میں اس کو عزت سمجھتی ہوں----" اس نے تیزی سے کہا۔
میں نے کہا۔ "وہ صرف مجھے اڑانا چاہتے ہیں۔ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ اور اگر کہنا چاہتے تو اب تک کار کو چھلنی کر چکے ہوتے۔"
"ہاں۔" اس نے کہا---- "لیکن میں راج کماری ہوں نعیم۔ ویشیا تو نہیں کہ اپنے محبوب کو---- میں تمہارے بستر میں رہ چکی ہوں۔ تمہاری قبر میں بھی رہنا چاہتی ہوں۔"
"ہوش میں آؤ روپ---- میں اپنا بچاؤ کرنا چاہتا ہوں---- تم علیحدہ ہو جاؤ اور لاشیں گنو---- ان میں اگر ایک میری بھی ہو تو کیا فرق پڑتا ہے---- یہ بھی ممکن ہے جھیل میرے لئے آغوش مادر ہو جائے۔ میں تیراکی کا پرائز ہولڈر ہوں----" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور سسکیاں لینے لگی---- پل پر گاڑی آتے ہی بولی---- "اچھا ڈریسٹ تو پھر ایسا کرو میں نیچے اتر کے انہیں روکتی ہوں۔ تم گاڑی لے کر نکل جاؤ۔" میں نے گاڑی پل کے بیچوں بیچ کھڑی کر دی۔ اس نے پستول ہاتھ میں لیا اور دروازہ کھول کر پیچھے کی طرف چل دی۔ میں نے جھک ک جوتوں کے تسمے ڈھیلے کرنے شروع کر دیئے۔ تعاقب کرنے والی گاڑی ڈیڑھ سو گز کے قریب فاصلے پر رک گئی---- میں جھک کر سیٹ کی آڑ میں ہو گیا۔ روپا بمشکل چالیس پچاس قدم پہنچی ہو گی کہ سامنے سے ایک اور کار تیزی سے پل پر آنے لگی۔ اب فرار کی دونوں راہیں مسدود ہو چکی تھیں۔ میں نے جوتے اتار کر بائیں ہاتھ میں لئے اور گاڑی سے نکل کر قریبی پلیٹ فارم کی طرف دوڑا۔ دو گولیاں میرے کان کے پاس سے گزر گئیں---- یہ فائر جیب سے کئے گئے تھے۔ شہر کی طرف سے آنے والی گاڑی چالیس پچاس قدم کے فاصلے پر آ کر رکی دو آدمی نیچے اترے اور میری طرف دوڑے ان کے ہاتھوں میں پستول تھے---- میں پلیٹ فارم پر پہنچ چکا تھا۔ اگلے آدمی کو پستول سیدھا کرتے دیکھ کر جنگلے پر جھک گیا---- گولی میرے سر پر سے گزر گئی---- جیپ کی طرف سے دوسرا فائر ہوا تو تمام گولیاں جنگلے پر اس جگہ پڑیں جہاں ایک ثانیہ قبل میرا سر تھا---- لیکن میں سر کے بل جھیل میں چھلانگ لگا چکا تھا۔

پانی میں ایک چھپاکا سا ہوا اور میں تیزی سے نیچے جانے لگا۔ پندرہ بیس فٹ گہرائی میں پہنچنے کے بعد چھلانگ کا زور ختم ہوا۔ میں نے جوتے چھوڑ دیئے۔ پستول منہ میں دبایا اور پلٹی کھا کر دونوں ہاتھوں سے پانی کاٹتا ہوا تیزی سے اوپر آنے لگا۔ میں نے جس وقت سطح آب سے سر ابھار پل کے نیچے تھے۔ دو تین آدمی جنگلہ تھامے جھک کر جھیل میں جھانک رہے تھے۔ میں پلٹا اور پل کے قریب پہنچ کر نچلے حصے کے جوڑ میں انگلیاں پھنسا دیں۔ اوپر سے فوجیوں کے بولنے اور جھلا کر ایک دوسرے کو سخت سست کہنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ روپا کے چیخنے چلانے کی کوئی آواز نہ تھی۔ شاید انہوں نے کسی طرح اس کو گرفت میں لے لیا تھا۔ اور وہ بے بس ہو چکی تھی۔ اوپر سے کسی نے کہا۔ "کہیں نظر نہیں آتا شاید۔ کپڑوں اور جوتوں نے ابھرنے ہی نہیں دیا۔" کسی نے کہا۔ "اچھا تیراک ہے حوالدار صاحب۔ غوطہ لگا کر کہیں دور نکل گیا ہو گا۔"
"تو گھاس کھا گیا ہے ونایک۔" یہ حوالدار کی آواز تھی۔ "حوالدار بھی سالا تیراک ہے لیکن پچاس فٹ اونچے پل سے فل سوٹ میں چھلانگ لگا کر تین مہینے میں بھی اوپر نہیں آ سکتا۔"
"تو پھر گیا پیندے میں۔"
"اوپر آتے آتے سانس ٹوٹ گیا ہو گا۔ دو سیر پانی پیٹ میں پہنچنے کے بعد تیس مار خاں بھی اوپر نہیں آتا۔ گیا سالا جہنم میں۔" حوالدر نے گالی دے کر کہا۔ اسی وقت کسی نے کہا۔ "وہ رہا۔ اسی طرف آ رہا ہے۔" میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی پل کے دروازے سے تیس چالیس گز کے فاصلے پر ایک تربوز یا خربوزہ لہروں پر ہلکورے کھاتا ہوا آہستہ آہستہ اسی طرف بڑھ رہا تھا اور ابتدائی تاریخوں کے چاند کی ہلکی روشنی میں صاف نظر آ رہا تھا۔
"ہاں وہی ہے۔"
حوالدار نے کہا۔ "اڑا دو اور کھیل ختم کرو۔"
دوسرے لمحے تین چار بندوقوں کے ایک ساتھ چلنے کی آواز آئی اور تربوز---- غائب ہو گیا۔ "اچھا بیٹے ٹائیگر اب اگلے جنم میں ملنا۔" حوالدار نے قہقہہ لگا کر کہا۔
میں نے دائیں ہاتھ کی انگلیاں درز میں پھنسائیں اور بایاں ہاتھ نکالا۔ تھوڑی دیر بعد پل پر ان کے چلنے کی آہٹ ہوئی اور پھر جیپ کے اسٹارٹ ہو کر چلنے کی آواز آئی۔ کار کی

حیرت زدہ ہوگیا۔ "کب آئے صاحب؟" اس نے پوچھا۔
"کافی دیر ہوئی۔" میں نے جواب دیا۔ "تم کسی سے باتیں کر رہے تھے۔ کون تھا۔۔۔؟"
"کھامکر۔ وہ کل خاندیش جا رہا ہے۔" اس نے کہا۔
"چائے بناؤ واسو۔" میں نے کہا۔ "اور دیکھو الماری سے سگریٹ بھی نکال دو۔"
واسو سگریٹ کا پیکٹ دے کر باورچی خانے کی طرف چلا گیا۔ میں نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے سگریٹ سلگایا اور لمبے لمبے کش لینے لگا۔ تھوڑی دیر بعد چائے آگئی اور میں نے پیالی میں انڈیل کر پینی شروع کر دی۔ واسو ٹرے لے کر جانے لگا تو میں نے پوچھا۔ "کیپٹن صاحب نے تو مجھے نہیں بلایا تھا واسو؟" اس نے نفی میں سر ہلایا۔ میں نے کہا۔ "اچھا اب سو جاؤ۔"
مجھے بستر پر لیٹے ہوئے چند منٹ گزرے ہونگے کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے بیڈ سوئچ دبا کر لائٹ کی اور بستر سے اٹھنے لگا تھا کہ واسو نے دروازہ کھول دیا۔ پرب اندر داخل ہو اور سلام کر کے بولا۔ "سارجنٹ صاحب کپتان صاحب بہادر نے کافی منگائی ہے اور کہا ہے پئی ہو تو آجاؤ۔" میں نے واسو کی طرف دیکھا وہ کافی کاٹن لینے چل دیا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "پینے کی تو کئی چیز ہیں پرب' کپتان صاحب اس وقت کیا پینے کو بلا رہے ہیں؟"
بولا "کرنل صاحب بہادر بیٹھے ہیں۔ دونوں نے وسکی پی اور اب کافی کے لئے یہاں بھیجا ہے۔"
میں نے کہا۔ "پھر ٹھیک ہے کافی لے جاؤ۔ کرنل صاحب کے سامنے میں سلیپنگ سوٹ میں نہیں جا سکتا۔" پرب کافی لے کر چلا گیا۔ میں بتی بجھا کر پھر بستر دراز ہوگیا۔
صبح ساڑھے سات بجے غسل اور شیو سے فارغ ہو کر چائے کا انتظار کر رہا تھا کہ کیپٹن دلیش مکھ اندر داخل ہوئے میں نے اٹھ کر سلام کیا اور ٹیبل کے قریب ایک کرسی گھسیٹ کر ان کو بٹھایا۔ واسو نے ناشتے کی ٹرے میز پر رکھ دی۔
"رات کو تم آئے کیوں نہیں نعیم۔" انہوں نے بیٹھتے ہی کہا۔
"کرنل صاحب کی وجہ سے سر۔" میں نے جواب دی۔ "سلیپنگ سوٹ میں ان کے سامنے آنا مناسب معلوم نہیں ہوا۔"
"شام کو کہیں گئے تھے۔؟"
"شہر گیا تھا سر...... نو بجے کے قریب واپس آگیا۔"
"ٹھیک ہے۔" انہوں نے چائے کا گھونٹ لے کر کہا۔ "میں نے ان کو تمہارے کہیں نہ جانے کا کہا تھا۔"

"کیا انہوں نے میرے متعلق پوچھا تھا سر؟"
کیپٹن نے اثبات میں سر ہلایا۔ "میری سمجھ میں نہیں آیا' کیوں پوچھا انہوں نے۔"
"سر کرنل صاحب تو میرے متعلق زیادہ نہیں جانتے۔"
"یہ تمہارا خیال ہے ...... تمہارے متعلق کون کتنا جانتا ہے یہ تم کیسے جان سکتے ہو۔ خاموش پانی ہمیشہ گہرے ہوتے ہیں۔"
میں نے ہونٹوں سے پیالی ہٹا کر کہا۔ "بجا ہے سر۔"
"وہ میرے پاس بہت کم آتے ہیں نعیم ...... آج رات کے سوا دس بجے اچانک آ جانا مجھے پریشان کر رہا ہے۔ سچ بتاؤ کوئی گڑ بڑ تو نہیں ہے؟ ...... میرا مطلب ہے۔ تم کہیں دیکھے تو نہیں گئے؟"
"سر میں کسی ایسی جگہ نہیں گیا جہاں دیکھا جا سکتا۔" میں نے وثوق سے کہا۔ "اور کسی ایسی شخصیت کے ساتھ نہیں گیا جس کے ساتھ دیکھا جان خطرناک ہو۔"
کیپٹن مسکرا دیئے۔ "تو پھر فکر کی کوئی بات نہیں نا؟"
"فکر کیا ڈیڈی۔ ہمیں کوئی امر ہونے کی تمنا تو نہیں۔۔۔؟"
"کرنل صاحب کی دعوت کر ڈالیں؟" انہوں نے موضوع بدلا۔
"ضرور کیجئے سر' لیکن میں سروس کے سوا تو کچھ نہیں کر سکوں گا۔"
"پھر جانے دو۔ مجھے خاک لطف آئے گا۔"
"کر ڈالئے ڈیڈی۔ کھلایا پلایا رائیگاں نہیں جاتا۔ اور پیسہ روپیہ تو۔ آپ جانتے ہی ہیں۔"
وہ ہنس دیئے۔ چائے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے سو کا ایک نوٹ نکال کر چپکے سے ان کی جیب میں سرکا دیا اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد وہ چلے گئے۔
دس بجے میں راج محل پہنچ گیا۔ چارج لینے کے بعد ہال میں گیا۔ ایڈی کانگ اور ان کے سکریٹری کا چیمبر خالی تھا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور ہال میں ٹہلنے لگا۔ مجھے حیرت تھی کہ دونوں بیک وقت کہاں گئے۔ یہ نہ صرف خلاف معمول بلکہ خلاف قانون بھی تھا۔ ان میں سے ایک کو ضرور ہونا چاہئے تھا۔ کئی منٹ گزر گئے۔ میں اپنے کیبن کی طرف چلنے لگا۔ اسی وقت مسٹر مہتا صدر دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ جواب دینے کے بجائے حیرت زدہ ہو کر میری طرف دیکھنے لگے۔ میں مسکرا دیا۔ "کیا بات ہے مسٹر مہتا؟" میں نے پوچھا۔ "آپ کی طبیعت کچھ ...." وہ میری بات کاٹ کر بولے۔ "ہاں مسٹر نعیم .... کچھ ایسا ہی ہے۔" وہ چلنے لگے تو میں ان کے ساتھ ساتھ چیمبر تک پہنچ گیا۔ اور جب وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہونے لگے تو پھر پوچھا۔۔ "کیا ہوا مسٹر مہتا۔۔؟" پلٹ

کر بولے۔ "کچھ نہیں ٹائیگر ذرا یونہی۔" بات ادھوری چھوڑ کر میز سے ایک فائل اٹھا لی اور ورق گردانی کرنے لگے۔ میں اکتا کر کیبن کی طرف چل دیا۔

گیارہ بجے کاریڈور میں کچھ زندگی کے آثار پیدا ہونے لگے۔ ساتھ ساتھ میری گھبراہٹ بھی بڑھنے لگی۔ میری توقع کے خلاف روپا ابھی تک دکھائی نہیں دی تھی۔ حالانکہ اسے دس بجے کسی نہ کسی بہانے کاریڈور میں آکر رات کے حادثے کے انجام کی تحقیق کرنی چاہئے تھی۔ شاید اسے میرے بچ نکلنے کی کوئی امید نہ رہی ہو گی۔ میں پریشان تھا اور پریشانی کی صورت میں جس چیز کے دامن میں پناہ لے سکتا تھا۔ وہ یہاں دستیاب نہ تھی۔ میں خود کو مصروف رکھنے کے لئے سگریٹ سے سگریٹ سلگا کر پیئے چلا جا رہا تھا۔ بارہ بجے کے قریب سادھنا لفٹ سے اتر کے اس طرف آتی دکھائی دی۔ میں سگریٹ ایش ٹرے پر رکھ کر کیبن سے باہر نکلا اور قریب آتے ہی اس کو سلام کیا۔ اس نے دروازے کی طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا۔ "ٹھیک تو ہو نا نعیم؟"

میں نے کہا۔ "آپ کی نگاہ کرم چاہئے دیدی رانی۔"

وہ نیچی نگاہیں کر کے مسکراتی ہوئی چلی گئی۔ اس کے شفقت آمیز طرز تکلم سے میری دل کو تقویت پہنچی۔ میں اس کو ہز ہائی نس کے ڈرائنگ روم کے داخلے کی گزر گاہ میں جاتے دیکھتا رہا۔ ساڑھے تین بجے ہز ہائی نس نے مجھے اندر طلب کیا۔ مسٹر مہتا نے حکم پہنچاتے ہوئے کہا۔ "شاید تمہیں کہیں جانا پڑے گا۔ ٹائیگر۔ ہز ہائی نے ہل مین منگانے کا بھی حکم دیا ہے۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے ...... مسٹر مہتا ..... شکر ہے تم نے بولنا تو پسند کیا۔" وہ مسکرا دیئے اور دروازے تک ساتھ آئے۔ میں نے ڈرائنگ روم میں پہنچ کر مہاراجہ کو سلام کیا۔ یہاں اس وقت مہارانی اور سادھنا دیوی بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے ان کو بھی سلامی دی۔ "ہر ہائی نس اور سادھنا' مدھو ساگر بھون جانا چاہتی ہیں ٹائیگر۔" مہاراجہ نے کہا "اور تم ان کے ساتھ جا رہے ہو۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "جو حکم یور ہائی نس۔"

"چائے پی چکے ہو؟" مہارانی نے پوچھا۔ میں نے سر جھکا دیا۔ انہوں نے ہنس کر کہا۔ "ارے پاگل ہو ٹائیگر۔ نہیں پی تو اسموکنگ روم میں جاؤ۔" اور انہوں نے بزر دبایا۔ ایک داسی اندر داخل ہوئی اور انہوں نے مرہٹی میں اس کو اسموکنگ روم میں چائے پہنچانے کو کہہ کر مجھے اس کے ساتھ جانے کا اشارہ کیا۔ "جلدی نہیں ہے ٹائیگر۔" ہز ہائی نس نے کہا۔ "تم اطمینان سے چائے پی سکتے ہو۔" میں نے سر جھکا کر اظہار تشکر کیا اور چل دیا۔ بالکنی میں پہنچتے ہی داسی پلٹی اور مسکرا کر بولی۔ "کیا بات ہے ٹائیگر شری حضور تم کو کیپٹن ریش کھ سے بھی زیادہ سمان دیتا ہے۔"

"میں شری حضور کا ٹائیگر ہوں۔ کیپٹن صرف ایک آفیسر ہے۔" میں نے ہنس کر کہا ...... وہ بھی ہنس دی اور اسموکنگ روم کا دروازہ کھول کر پلٹتی ہوئی بولی۔ "میں ابھی آتی ہوں۔ کیا کیا کھاؤ گے ٹائیگر؟"

"جو کچھ تم کھلاؤ۔ لیکن پہلے نام۔"

وہ جواب دیئے بغیر تیزی سے چل دی۔ میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور سگریٹ سلگایا۔ تھوڑی دیر میں وہ ٹرے لے کر آگئی اور میز پر رکھ کر بولی "میرا نام ساوتری ہے۔ کیوں؟"

میں نے "اچھا نام ہے" کہہ کر کھانا شروع کر دیا۔ وہ کھڑی دیکھتی رہی۔ میں نے چائے کی پیالی اٹھائی تو بولی۔ "کس طرح اچھا نام ہے ٹائیگر۔۔۔۔؟"

"ایک دیوی کا نام ہے جس کی میں عزت کرتا ہوں۔"

"تم دیوی کی عزت کرتا ہے ٹائیگر؟ تم تو ماڈرن ہے نا؟"

میں نے ہاتھ سے پیالی رکھ کر اس کی طرف دیکھا۔ ہاتھ جوڑتی ہوئی بولی۔ "تم برا مان گیا ٹائیگر۔۔۔۔؟"

"معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ساوتری۔ لیکن ...... خیر۔ اچھا یہ بات یہیں ختم کر دو۔ میں ناراض نہیں ہوں۔"

"اچھا تو چائے پیو۔" میں نے مسکرا کر پیالی اٹھا لی اور خالی کر کے رکھ دی۔ "بس ..... لو اب چلتے ہیں۔"

وہ "آبھار" کہہ کر ہنس دی۔ میں کرسی سے اٹھ کر ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔ دروازہ کھولتے ہوئے اس نے ایک بار پھر کہا۔ "ناراض تو ہیں ٹائیگر؟" مہارانی نے ہز ہائی نیس کی طرف دیکھا۔ "جائیے" ہز ہائی نے کہا۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔

پورچ میں ہل مین کھڑی ہوئی تھی۔ شوفر نے مہارانی کو دیکھتے ہی دروازہ کھول کر سلام کیا اور پیچھے ہٹ گیا۔ وہ دونوں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئیں۔ میں نے دروازہ بند کر دیا۔ مہارانی نے کہا۔ "تم ڈرائیو کرو گے نعیم۔" میں نے سر جھکا کر اگلی سیٹ پر جگہ لے لی۔ ڈرائیور سلام کر کے پیچھے ہٹ گیا۔ میں نے دروازہ بند کر کے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ ابھی تک مجھے معلوم نہ تھا کہ مدھو ساگر پیلس جانے کا مقصد کیا ہے۔ گیٹ سے باہر نکلتے ہی ہز ہائی نیس نے سادھنا سے مرہٹی میں باتیں شروع کر دیں۔ ایک مرتبہ جب روپا کا نام لیا تو میرے کان کھڑے ہوئے اور میں نے پوری توجہ سے سننا شروع کر دیا۔ "اس کا دل کمزور ہے ...... لیکن ایسا بھی کیا کہ ...... ڈر کر ...... ہوش کھو بیٹھے اور جاگنے پر بھی باؤلی باؤلی باتیں کرتی رہے۔"

سادھنا نے کسی اوٹ پٹانگ ... نسائی بیماری کا نام لے کر کہا۔ "ممکن ہے اس کا اثر ہو؟"

ہرہائی نیس نے کہا۔ "ممکن ہے۔"

گاڑی پھاٹک کے قریب پہنچتے ہی گارڈ فال ان ہو گیا۔ سلامی دی اور گاڑی پورچ میں رک گئی۔ میں نے بڑھ کر لفٹ کا دروازہ کھولا وہ دونوں اندر چلی گئیں۔ میں زینے کی طرف چلنے لگا۔ ہرہزئی نس نے کہا۔ "ہمارے ساتھ آؤ۔" میں سر جھکا کر ایک کونے میں کھڑا ہو گیا اور بٹن دبایا۔ اوپری منزل پر لفٹ رکتے ہی ایک گارڈ نے سلامی دی۔ اور آگے آگے چلنے لگا۔ میں مہارانی اور سادھنا دیوی کے پیچھے تھا۔ جھیل کی بارہ دری کی طرف ایک پانچ کمروں والے فلیٹ میں دروازے پر ایک نرس نے استقبال کیا۔ میں دروازے پر رک گیا۔ ہرہائی نیس نے کہا۔ "اندر آؤ۔ ٹائیگر۔"

میں بادل نخواستہ ان کے ساتھ چلنے لگا۔ دل میں ہزاروں وسوسے پیدا ہو رہے تھے۔ سب سے بڑا خطرہ سادھنا دیوی تھیں۔ روپا کے حیرت' استعجاب یا خوشی کے معمولی سے اظہار پر وہ تمام صورت حال سمجھ سکتی تھیں اور ...... اور میرا پروانہ اجل ان کے وینٹی بیگ میں تھا۔ میں کانپ اٹھا۔ درمیانی کمرے میں لیڈی ڈاکٹر نے مہارانی اور راجکماری سادھنا کا استقبال کیا۔ اور تیسرے کمرے میں لے گئی۔ یہاں کھڑکی کے قریب روپا ایک مسہری پر بے خبر سو رہی تھی ...... ہرہائی نیس ایک صوفہ کرسی پر بیٹھ گئیں اور سادھنا کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے لیڈی ڈاکٹر کی طرف مخاطب ہوئیں۔ اس نے کہا "راجکماری نے ابھی تک کچھ نہیں کھایا ہے یور ہائی نیس۔ اس وقت مارفیا کے زیر اثر ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو جگاؤں۔"

"جگا سکتی ہو تو ضرور جگاؤ۔" انہوں نے کہا۔ "کب سے سو رہی ہیں؟"

"ہم نے ایک بجے دودھ وغیرہ پلانے کی کوشش کی تھی یورہائی نس۔ پینے کی بجائے چیخنے اور رونے چلانے لگیں تو مارفیا دے کر سلا دیا۔"

"کیا سبب ہو سکتا ہے اس کا ڈاکٹر؟" سادھنا نے سوال کیا مجھے جھرجھری آ گئی۔

"شاک۔ ڈر گئی ہیں شاید۔"

مہارانی نے کہا۔ "جگاؤ دیکھیں۔"

لیڈی ڈاکٹر نے روپا کا شانہ ہلایا۔ روپا دیوی' روپا دیوی کہہ کر آوازیں دیں۔ تھوڑی دیر میں وہ کلبلائی۔ آنکھیں کھول کر دیکھا۔ لیڈی ڈاکٹر نے کہا "ہرہائی نیس آپ کو دیکھنے آئی ہیں۔ ذرا دیکھئے تو ...... "روپا نے مہارانی اور سادھنا کے چہروں پر نظر ڈالی اور دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپ کر رونے لگی۔ سادھنا نے اٹھ کر اس کا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔ مہارانی نے اس کے سر پر ہاتھ پھرا کر کہا۔ "روپا۔ روپا کیا ہے۔ ہوش میں آؤ ذرا۔" روپا کی سسکیوں میں اور اضافہ ہو گیا۔ میں لرز کر رہ گیا۔ اسے کچھ ہوش نہ تھا میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ خوف کی جگہ محبت اور ہمدردی نے لے لی۔ مجھے اپنی زندگی بے حقیقت نظر

آنے لگی۔ منہ پھرا کر آنسو پونچھے اور دروازے سے سرک کر ہرہائی نیس کے عقب میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر رو کر شاید روپا کا دل ہلکا ہوا اور اس نے سادھنا سے علیحدہ ہو کر مہارانی کی طرف دیکھا۔ میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس کی زبان سے بے ساختہ "تم؟" نکلا۔ میں سرک کر دروازے کے قریب آڑ میں ہو گیا۔ اس نے ایک دم بات سنبھالی۔ "آپ۔ یور ہائی نیس!" کہا اور مہارانی کے گلے میں بانہیں ڈال کر پھر سسکیاں لینے لگی۔ سادھنا نے گردن گھما کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ میں دروازے میں کھڑا ہوا تھا ...... وہ پھر روپا کی طرف مخاطب ہو گئی۔

ہرہائی نیس نے روپا کی کمر تھپک تھپک کر اس کو پیچھے سرکایا اور محبت آمیز لہجے میں کہا۔ "کیا ہوا روپا۔ اتنا گھبرانے کی کیا بات ہو گئی؟" اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے رات کو بہت ڈراؤنا خواب دیکھا۔ اس وقت سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ...... جیسے ......" اس نے پھر مہارانی کے کندھے پر سر رکھ دیا اور خاموش ہو گئی۔

اس نے ان کے کندھے سے سر اٹھا کر آنکھیں پونچھتے ہوئے کہا۔ "بھوک نہیں ہے یور ہائی نیس۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی میرے دل کو مٹھی میں لے کر کھینچ رہا ہے۔"

"ایسا ہو جایا کرتا ہے۔ روپ۔ کوئی بات نہیں ڈیئر۔ اب میرے ہاتھ سے کچھ کھا لو ......" انہوں نے پلٹ کر میری طرف دیکھا۔ "ڈاکٹر سے کہو نعیم کہ کچھ فروٹ جوس اور دودھ وغیرہ لائے۔" میں نے دوسرے کمرے میں جا کر ڈاکٹر کو مہارانی کا پیغام دیا اور چند منٹ میں ایک نرس تین چار گلاس ٹرے پر لئے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ مہارانی نے اپنے ہاتھ سے اٹھا اٹھا کر روپا کو جوس اور دودھ وغیرہ پلایا اور پیار سے پوچھا۔ "اب کیسا محسوس کر رہی ہو۔"

"بہت بہتر ہوں یور ہائی نیس۔" اس نے کہا۔ "لیکن میں اکیلی نہیں رہوں گی۔ تم آج میرے پاس ٹھہر جاؤ سادھنا دیدی۔"

سادھنا نے ہنس کر کہا۔ "اچھا۔" مجھے اس کے مطالبے میں خطرے کا سگنل نظر آنے لگا۔ کہیں وہ سادھنا سے اپنی محبت کی داستان نہ بیان کرنا شروع کر دے۔

ہرہائی نیس نے کہا۔ "تمہارے پاس کئی لڑکیاں ہیں روپ۔ سادھنا کا یہاں رہنا ٹھیک نہیں ہے اور پھر کل تک تو تم آ ہی جاؤ گی۔" روپا نے اثبات میں سر ہلایا۔ مہارانی نے اس کے سر پر ہاتھ پھرایا اور اٹھ کھڑی ہوئیں اور ساتھ ہی میری جان میں بھی جان آئی۔

ہرہائی نیس اور سادھنا کو اوپر پہنچا کر میں نیچے آیا اور پیلس سے نکل کر بنگلے کی طرف چلنے لگا۔ سڑک عبور کر کے سو سوا سو قدم پر روشوں سے گزرتے ہوئے سڑک کے

موڑ پر میجر ہاشمی دو جوانوں کے ساتھ جو سفید کپڑوں میں ہونے کے باوجود تن و توش سے فوجی معلوم ہوتے تھے' کھڑے ہوئے باتیں کر رہے تھے...... میں نے ان کو دیکھتے ہی "ہیلو میجر" کہہ کر انگوٹھے سے پی کیپ اوپر اٹھائی۔ ہاشمی صاحب انگریزی طرز کا سلام کب پسند کرنے والے تھے۔ یہ تو ان کے جذبہ ایمانی کی توہین کے مترادف تھا۔ مسکرا کر بولے۔ "صاحب بہادر و علیکم السلام۔ جنت المقام دوزخ الحرام۔"

میں نے چلتے چلتے ہنس کر کہا۔ "مجھے اتنی فرصت کہاں ہاشمی صاحب۔" دونوں جوانوں نے غور سے میری طرف دیکھا۔ ایک نے کسی وجہ سے اتنا لمبا سانس لیا کہ اس کے سینے میں تناؤ پیدا ہو گیا۔ میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور تیزی سے چلتا ہوا بنگلے پہنچ گیا۔ یونیفارم اتارنے کے بعد چائے پیتے پیتے میں نے ہاشمی صاحب کی اس ملاقات کے معنی پر غور کیا تو اس کے سوا اور کوئی وجہ سمجھ میں نہ آئی کہ شاید انہوں نے مجھے ان دو اجنبیوں کو دکھانے کے لئے ہی زحمت فرمائی تھی۔

شام کو کھانا کھانے کے بعد میں نے جان ہیگ کی بوتل کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھی اور کیپٹن کے بنگلے پر پہنچ گیا۔ کیپٹن اس وقت **ڈلری** کمانڈر میجر سعید حسن برنی کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ میں نے سیلوٹ کیا تو مسکرا کر بولے۔ "میجر برنی یہ ہے میرا فیورٹ سارجنٹ نعیم۔۔۔۔۔۔"

میجر نے گلاس میز پر رکھ کر کہا۔ "یو مین ٹائیگر' کیپٹن۔۔۔۔۔۔؟"

کیپٹن نے ہنس کر کہا۔ "تو پھر آپ اس کو جانتے ہیں میجر...... بیٹھ جاؤ ٹائیگر۔"

میں "تھینک یو سر۔" کہہ کر قریب ہی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ کیپٹن نے اپنے سگریٹ کیس کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "اسموک ٹائیگر۔"

میں نے شکریہ ادا کر کے کہا۔ "سر آپ کے سامنے کیسے پی سکتا ہوں۔" میجر نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ میں دو تین منٹ میں اس فرضی ڈسپلن سے بور ہو کر اٹھنے لگا تو کیپٹن نے ہاتھ سے اشارہ کر کے روک دیا اور بولے۔ "میجر برنی کا تعلق یوپی سے ہے ٹائیگر۔ شاید تم متعارف نہیں ہو ان سے...... تمہارے تو ہم زبان اور ہم وطن ہیں۔"

میں نے کہا۔ "مجھے خوشی ہوئی سر۔" میجر نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "تم کہاں کے رہنے والے ہو سارجنٹ نعیم؟"

میں نے کہا۔ "پنجاب کا سر۔"

مسکرا کر بولے۔ "پھر تو تم وسکی کے نام سے بدکتے ہو گے۔ پنجابی بڑے راسخ الاعتقاد ہوتے ہیں۔"

کیپٹن ہنس دیئے۔ میں نے میجر سے کہا۔ "سر یہ آپ نے صحیح فرمایا میں واقعی وسکی کے نام سے بھاگتا ہوں۔ جان ہیگ پیتا ہوں۔"

میجر نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "خوب بھئی۔۔۔۔۔۔ مان گئے تمہیں۔" کیپٹن بھی ہنس دیئے اور میجر کی طرف دیکھ کر بولے۔ "یہ شیطان پیتا نہیں ہے۔ انڈیلتا ہے۔"

میجر نے ایک گلاس منگایا اور اس میں چار انگل وسکی انڈیل کر کہا۔ "اٹھا لو ٹائیگر اور پی جاؤ۔۔۔۔۔۔ وی آر فرینڈز ناؤ۔"

میں نے کیپٹن کی طرف دیکھا اور انہوں نے اپنا پسندیدہ شعر پڑھنا شروع کر دیا۔ "لے شیخ آنکھ میچ کے پی جا ثواب ہے...... میں نے گلاس اٹھا کر پینی شروع کر دی اور پیتے پیتے دونوں کی نگاہ بچا کر جیب سے بوتل نکال کر ہاتھ میں لے لی اور گلاس خالی کر کے بوتل بھی اس کے پاس رکھ دی۔ میجر نے میز کی طرف دیکھا تو حیرت زدہ ہو کر بولا۔ "یہ کہاں سے آئی کیپٹن؟" کیپٹن نے کندھے اچکا دیئے۔ میں نے کہا۔ "پیجئے سر۔۔۔۔۔۔ میں نے آپ کو شعبدہ دکھایا ہے۔ یہ اصلی والی نہیں شربت ہے۔" کیپٹن نے پرب کو بلا کر کہا۔۔۔۔۔۔ "پیچ کس لا کر کھول ڈالو پرب۔"

بوتل کھل گئی۔ میجر برنی سمجھ گئے۔ ٹائیگر صرف سارجنٹ نہیں۔۔۔۔۔۔ کچھ اور بھی ہے۔ دو دو پیگ پینے کے بعد سینئر جونیئر کا امتیاز ختم ہو گیا اور میجر صاحب دوستانہ انداز میں ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔

ساڑھے دس بجے وہ کیپٹن سے مصافحہ کر کے رخصت ہو گئے۔ ہم انہیں دروازے تک چھوڑنے آئے۔ اندر آ کر میں نے کیپٹن سے رخصت طلب کی تو بولے۔ "بیٹھ جاؤ۔۔۔۔۔۔ برنی کے سامنے میں تم سے کھل کر بات نہیں کر سکا۔۔۔۔۔۔ ابھی کوئی زیادہ وقت تو نہیں ہوا۔" میں آہستہ سے کرسی میں سما گیا۔ انہوں نے ایک ایک پیگ دو گلاسوں میں انڈیلی اور میری طرف دیکھا۔ میں نے گلاس اٹھا کر کہا۔ "سر آپ بہت پی چکے ہیں۔۔۔۔۔۔ کہیں طبیعت خراب نہ ہو جائے۔"

وہ گلاس اٹھا کر بولے۔ "طبیعت سالی میری طرف سے جہنم میں جائے۔" میں ہنس دیا۔ انہوں نے ایک گھونٹ پی کر سگریٹ کیس میری طرف سرکایا اور بولے۔ "پرسوں سے دسنت اُتسو شروع ہے نعیم۔"

میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "جی ہاں عبیر گلال کا موسم آ گیا۔۔۔۔۔۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن ذرا تم محتاط رہنا اور سمجھا دینا تمہارے اوپر رنگ وبگ پھینکنے سے گریز کریں۔ کیا سمجھے۔۔۔۔۔۔؟"

"سمجھ گیا سر۔۔۔۔۔۔" میں نے گلاس رکھتے ہوئے کہا اور سوچنے لگا کس کس کو سمجھاؤں گا۔ تین چار کے ساتھ ہولی کھیل چکا ہوں۔ کسی نہ کسی کے چھینٹے تو ضرور پڑینگے۔ مگر بے روپا کے متعلق انہیں کچھ معلوم نہیں تھا۔

گیارہ بجے میں نے پھر اجازت طلب کی کیپٹن نے کہا۔ "اچھا شب بخیر۔" پرب مجھے

بنگلے تک پہنچانے کو ساتھ ہو گیا۔ دروازے سے نکلتے ہی بولا۔ سارجنٹ صاحب بہادر------ آج میں شام کو آپ کے بنگلے گیا تو واسو بہت سارے نوٹ اپنے بکس میں رکھ رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر گھبرا گیا۔ یہ آپ نے اس کو دیئے کیا؟"

میں نے حیرت زدہ ہو کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ "نہیں پرب میں کبھی کبھی دس بیس روپے تو ضرور دیتا ہوں لیکن اتنے زیادہ نہیں...... کتنے ہوں گے تمہارے خیال میں؟"

"صاحب بہادر...... دو تین ہزار سے کم تو نہیں ہو سکتے۔"

میں نے "شکریہ پرب" کہہ کر پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پچاس روپے نکال کر اس کے ہاتھ میں دے دیئے۔

وہ ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "صاحب بہادر اس کی ضرورت۔"

"سب کو اس کی ضرورت ہوتی ہے پرب------ جیب میں رکھ لو اور واپس ہو جاؤ...... میں جا سکتا ہوں۔" میں نے اس کی کمر تھپکتے ہوئے کہا------ وہ سلام کر کے پلٹا اور آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ میں نے اس کی پریشانی کی وجہ سمجھ کر کہا۔ "سنو پرب!" وہ رک گیا۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "تم فکر نہ کرنا پرب------ تمہارا نام نہیں آئے گا۔" اس نے جھک کر میرے گھٹنوں کو ہاتھ لگائے اور بولا۔ "صاحب بہادر آپ سے یہی امید تھی...... میں آپ سے بھی اتنی محبت رکھتا ہوں جتنی کپتان صاحب سے۔" میں نے پھر اس کی پیٹھ ٹھونکی اور بنگلے کی طرف چل دیا۔ اس انکشاف نے میرا نشہ ہرن کر دیا۔ واسو' جس کو میں انتہائی وفادار اور قابل اعتماد سمجھتا تھا۔ چور نکلا۔ یقیناً" اس نے میرا سوٹ کیس کھول کر ہی یہ روپیا نکالا ہو گا۔ میں بھی سوچتا جا رہا تھا اور دروازے پر پہنچا تو خفیہ طریقے سے انکوائری کرنے کے بعد اس کو سزا دینے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

واسو نے پہلی دستک پر دروازہ کھولا اور میں اس کے چہرے پر نظر ڈالے بغیر خواب گاہ میں چلا گیا۔ وہ دروازہ بند کر کے میرے پاس ایا۔ جھک کر جوتوں کے تسمے کھولے۔ سلیپنگ سوٹ لا کر دیتے ہوئے بولا۔ "کافی بناؤں صاحب؟" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ سر جھکا کر چلا گیا۔ میں نے سلیپنگ سوٹ پہنا دروازہ بند کیا اور سگریٹ سلگا کر اپنا سوٹ کیس کھولا۔ کپڑے نکال کر دیکھے۔ کسی چیز کی ترتیب میں فرق نہیں آیا تھا نیچے نوٹوں کے بنڈل بھی صحیح حالت میں تھے۔ مجھے یقین ہو گیا سوٹ کیس کو چھوا تک نہیں گیا------ تو پھر؟" میں سوٹ کیس بند کر کے سوچنے لگا۔ "واسو کے پاس اتنے نوٹ کہاں سے آئے؟ پرب غلط بیانی نہیں کر سکتا------ تو کیا------ کسی نے اس کو رشوت دی؟ لیکن کیوں اور کس نے؟ یکایک میرا ذہن کنورا یشر سنگھ کی طرف منتقل ہوا۔ وہ چوٹ کھایا ہوا ناگ تھا۔ کئی بار مجھے ختم کرنے کی کوشش کر چکا تھا اور ہر مرتبہ ناکامی کے سوا جو کچھ حاصل

ہوا وہ دو جوانوں کی موت اور ایک کار کی قیمت کا جرمانہ تھا۔ یہ دوسرا ناسک بلکہ اس سے کہیں زیادہ چالاک اور عیار تھا۔ ناسک نے جو کچھ کیا اپنے طریقے پر کیا۔ یہ خود سامنے آنے کے بجائے دوسروں کے کندھے پر بندوق چلا رہا تھا۔ میں کئی بار اس کی انگلیوں میں آ کر پھسل چکا تھا اور ابھی تک اس کے سینے پر مونگ دل رہا تھا۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ مایوس ہو کر اوچھے ہتھیاروں پر اتر آیا ہو اور لیکن واسو------ کیا وہ مجھ سے بے وفائی کر سکتا ہے۔ کیا وہ غداری پر آمادہ ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے تو کس حد تک جا سکتا ہے؟ یہ سوچتے سوچتے میرا دماغ خراب ہونے لگا۔ آخر خود ہی اس کو شراب کے اثر پر محمول کر کے سوچنے اور عمل کرنے کا کام صبح پر ملتوی کیا اور بستر پر دراز ہو گیا۔

صبح آٹھ بجے شیو اور غسل سے فارغ ہو کر ڈرائنگ روم میں آیا تو واسو ناشتے کی ٹرے میز پر رکھ رہا تھا۔ میں نے ایک کپ میں چائے انڈیلی اور اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میرے سامنے بیٹھ جاؤ واسو اور چائے پیو۔"

وہ میری طرف دیکھ کر ہنس دیا اور کہنے لگا۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے صاحب------؟"

میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا اور کرسی پر بٹھا کر کہا۔ "ایسے۔" اس نے گھبرا کر میری طرف دیکھا اور کچھ کہے بغیر چائے پینی شروع کر دی۔ میں تھوڑی دیر اس کو دیکھتا رہا پھر اٹھ کر بغیر چائے پیئے یونیفارم پہننے لگا۔ چائے ختم کر کے وہ میرے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں یونیفارم پہن کر چلنے لگا تو ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "صاحب چائے نہیں پیو گے------؟"

میں نے کہا------ "نہیں------"

بولا "کیوں سرکار------ مجھ سے کیا خطا ہوئی------؟"

میں نے پلٹ کر کہا------ "اب میں تم پر اعتبار نہیں کرتا۔ شاید تم بک چکے ہو۔" وہ خوف زدہ ہو کر میری ٹانگوں سے لپٹ گیا اور رونے لگا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا اور کہا۔ "سنو واسو' مجھ سے کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ اگر تم نے شام تک اپنا بے گناہ ہونا ثابت نہیں کیا تو تم ایسی جگہ بھیج دیئے جاؤ گے جہاں سے کوئی لوٹ کر نہیں آتا۔"

"سرکار۔" اس نے پھر ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "شاید پرب نے آپ سے کچھ کہا ہے------ لیکن......"

میں نے اس کی بات کاٹ دی۔ "پرب کا نام نہ لو------ میں کسی کے بہکانے میں نہیں آیا کرتا۔"

"ضروری ہے------ صاحب------ اسی نے میرے پاس روپیہ دیکھ کر آپ

کو......"

"روپیہ؟" میں نے بگڑ کر کہا۔ "روپے کا نام کس نے لیا۔۔۔۔۔؟"

"میرے بکنے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے۔"

"اچھا۔۔۔۔۔ تو پھر بتاؤ تمہارے پاس روپیہ کہاں سے آیا۔"

"مجھے خود بھی نہیں معلوم لیکن دو ہزار روپیہ ملا ہے اور میں اس کا انتظار کر رہا ہوں جو کسی وقت مجھے کوئی خاص حکم دینے والا ہے۔"

"تو کیا وہ پھینک کر چلا گیا۔۔۔۔۔؟"

"جی نہیں۔۔۔۔۔ ایک عورت دے کر گئی ہے۔"

"کون عورت۔۔۔۔۔؟"

"میں اس کو جانتا ہوں اور کسی وقت بھی آپ کے پاس لا سکتا ہوں لیکن وہ خود بھی کچھ نہیں جانتی۔ اس کو بھی کسی عورت نے دیا ہے اور یہ کہلوایا ہے کہ داسو اگر تھوڑے دنوں میں مالدار بننا چاہتے ہو تو ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ میں نے کہہ دیا میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

"تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔۔۔۔۔؟"

"کیا فائدہ سرکار۔۔۔۔۔ جب تک اصلی آدمی سامنے نہ آئے۔۔۔۔۔ کیا آپ مجھ پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔؟"

"میں تم پر آدھی دنیا سے زیادہ بھروسہ کرتا رہا ہوں لیکن اب نہیں کرتا۔"

"اسی لئے آپ نے چائے نہیں پی؟"

"ہاں۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے تم پر اعتماد کرنا خود کو خطرے میں ڈالنا ہے۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ سر جھکا کر اپنی کوٹھڑی میں گیا اور سوٹ کیس لا کر میرے سامنے ڈال دیا...... تالا کھولنے لگا تو میں نے کہا۔ "کیا کرنا چاہتے ہو۔۔۔۔۔؟" اس نے تمام نوٹ نکال کر میرے ہاتھ میں دے دیئے اور بولا۔ "انہیں جلا دو صاحب۔" میں نے ہنس کر تمام نوٹ سوٹ کیس میں پھینک دیئے اور باہر نکلنے لگا۔ اس نے میرے پیر پکڑ لئے اور بولا۔ "صاحب میں آپ کو اپنے دیوتا کے برابر سمجھتا ہوں۔ اگر آپ تھوڑے دن صبر کریں تو میں یہ تمام راز کھول کر دکھا دوں گا۔ آپ بھلے اپنے کھانے پینے کا کوئی اور انتظام کر لیں۔" میں نے کوئی جواب دینے کے بجائے میز پر بیٹھ کر ناشتہ کرنا شروع کر دیا۔ اس نے چائے دانی پر ہاتھ لگا کر دیکھا اور کپ لبریز کر دیا۔ جب تک میں چائے پیتا رہا وہ وہیں کھڑا رہا۔ میں نے کئی بار اس کو منہ پھرا پھرا کر آستین سے آنسو پونچھتے دیکھا۔ ناشتہ ختم کر کے اٹھتے ہوئے میں نے اس کا بازو تھپک کر کہا۔ "کوئی بات نہیں داسو، سچ اور جھوٹ ظاہر ہو کر رہے گا۔ اگر تم سچائی پر ہو تو میں تمہیں کبھی علیحدہ نہیں کروں گا لیکن اگر واقعی تم سے

غلطی ہو گئی ہے تو پھر...... پہلی فرصت میں دلاس پور کو گڈ بائی کہہ دینا۔۔۔۔۔ میں آستین میں سانپ پالنے والوں میں سے نہیں ہوں۔"

اس نے سر جھکا کر کہا۔ "مجھے منظور ہے حضور۔"

میں باہر نکل آیا اور راج محل کی طرف چل دیا۔ حالانکہ ابھی نو بج کر پچیس منٹ ہوئے تھے۔

دوپہر کو ڈیڑھ بجے کے قریب میں کھانا کھا کر سگریٹ سلگاتا ہوا اے ڈی سی چیمبرس کی طرف جا رہا تھا کہ لفٹ کی طرف سے سادھنا اور یشودھرا ہز ہائی نیس کے ڈرائنگ روم کی طرف جاتی ہوئی دکھائی دیں۔ میں چلتے چلتے رک گیا اور انہیں سلام کیا۔ سادھنا نے یشودھرا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اسے لے چلیں کیا؟" یشودھرا نے مسکرا کر کہا۔ "مجھ سے پوچھنے کی ضرورت بھی ہے کیا۔۔۔۔۔؟" وہ مسکرا کر آگے بڑھ گئی۔ میں کچھ نہ سمجھ سکا کہ کہاں جا رہی ہیں۔ ان کو جاتے دیکھتا رہا اور جو وہ کاریڈور سے اندر چلی گئیں تو میں مسٹر مہتا کے پاس پہنچ گیا اور ان سے باتیں کرنے لگا۔ یہ ہز ہائی نس کے کھانے کا وقت تھا اور ہمارے عیش کا۔۔۔۔۔ کچھ دیر بعد مسٹر مہتا اندر چلے گئے۔

ساڑھے تین بجے چائے کے ساتھ ہی مسٹر مہتا میرے پاس آئے اور بولے۔ "ٹائیگر چائے برخاست۔۔۔۔۔ حضور یاد فرما رہے ہیں۔" میں نے ٹرے واپس کر دی۔ آئینے کے سامنے آ کر یونیفارم پر ایک نظر ڈالی اور تیزی سے ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔ اندر شاہی جوڑے کے علاوہ سادھنا اور یسودھرا بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ سلام کرتے ہی مہارانی نے کہا۔ "ٹائیگر ان دونوں راجکماریوں کو مدھو ساگر لے جاؤ۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے یور ہائی نیس۔" بولیں۔ "چائے تو نہیں پی سکے ہو گے۔۔۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "کوئی بات نہیں یور ہائی نیس۔"

انہوں نے بزر دبا کر کہا۔ "اسموکنگ روم میں چلے جاؤ۔۔۔۔۔" میں سر جھکا کر چل دیا۔ بالکنی میں ساوتری سامنے سے آتی ہوئی نظر آئی۔ دونوں ہاتھ سینے پر رکھ کر جھکی اور سیدھی ہو کر بولی۔ "چائے پئیں گے۔۔۔۔۔؟"

"ہاں تم اور کیا پلا سکتی ہو۔۔۔۔۔؟" میں نے ہنس کر کہا "لیکن یہ درباری سلام کیوں۔۔۔۔۔؟"

"آپ بھی تو ہمارے درباری ہیں۔" اس نے پلٹتے ہوئے کہا۔ میں اس کے پیچھے پیچھے اسموکنگ روم تک آیا۔ وہ دروازہ کھول کر ہاتھ سے اشارہ کرتی ہوئی بولی۔ "پدھاریئے۔" میں سلام اور "دربار" کے خطاب پر غور کرتا ہوا اندر داخل ہوا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ دروازہ بند کر کے چلی گئی۔ میں سگریٹ پینے لگا۔ تھوڑی دیر میں وہ ٹرے لئے ہوئے اندر آئی اور مسکرا کر میرے سامنے رکھ دیا۔ میں نے چائے کپ میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "

ساوتری ایک بات بتاؤ گی------؟"

بولی۔ "دو پوچھو۔"

"تم نے مجھے دربار کہا------ کیوں؟"

"اپنا دربار کہا ہے اور ہم ایسا مانتا ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ میں نے پیالی منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔ "پھر ٹھیک ہے۔"

"اچھا اب بولو اور کیا پینا مانگتے ہو؟"

مجھے ہنسی آ گئی۔ "اتنی دیر میں جواب کیوں دیا------؟" میں نے چائے کا گھونٹ لے کر کہا۔

"دیا تو------ اب آپ جواب دو۔"

"مجھ سے جواب نہ مانگو چائے کے علاوہ کچھ بھی پلا دو۔"

وہ ہنس دی۔ "اچھا ٹائیگر ہم تم کو کچھ بھی پلائیگا لیکن بڑا آدمی بڑا ہوتا ہے...... اور چھوٹا......"

"مجھ کو بڑا آدمی سمجھتی ہو تو...... بات کو ختم کر دو...... پہلے کی طرح...... آؤ چلتے ہیں۔" وہ سر جھکا کر رہ گئی۔ میں اٹھ کر دروازے کی طرف چلنے لگا۔ دروازہ بند کرتے ہوئے بولی۔ "اچھا ناغم ہم بات ختم نہیں کرتا۔ اب تو خوش ہو؟" میں ہنس دیا۔ وہ بھی ہنس دیا ور دوسری طرف روانہ ہو گئی۔

مدھوساگر پہنچ کر میں سادھنا اور یشودھرا کو لے کر اوپر آیا سادھنا نے روپا کے کمرے کا بزر دبایا۔ ایک نرس نے آ کر دروازہ کھولا اور سلام کیا اندر پہنچ کر وہ دونوں روپا کے بیڈ روم کی طرف چلنے لگیں۔ میں درمیانی کمرے میں رک گیا۔ سادھنا نے دروازے پر پہنچ کر پیچھے کی طرف دیکھا اور کہا۔ "رک کیوں گئے نعیم؟"

میں نے کہا۔ "میں یہیں آپ کا انتظار کروں گا یور ایکسی لنسی۔"

بولی۔ "چلے آؤ۔" میں بادل ناخواستہ ان کے پیچھے پیچھے اندر پہنچ گیا۔ میرا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ مجھے خوف تھا سادھنا اور یشودھرا کی موجودگی میں اگر روپا ذرا بھی بہک گئی تو کھیل ختم ہے۔ شاید سادھنا ابھی تک مطمئن نہیں تھی اس لئے بار بار ہمارا سامنا کرا رہی تھی۔ روپا تکیے کے سہارے بیٹھی ہوئی کوئی انگریزی ناول پڑھ رہی تھی۔ دیکھتے ہی کتاب پھینک کر سادھنا کیطرف متوجہ ہو گئی۔ تشریف لانے کا شکریہ ادا کیا۔ مصافحہ معانقہ ختم ہونے کے بعد روپا نے میری طرف نظر ڈالی اور لا تعلق ہو کر پھر ان سے مخاطب ہو گئی۔ وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئیں اور اس کی صحت سے متعلق سوال جواب کرنے لگیں۔ میں یشودھرا کے پیچھے کھڑا ہوا سادھنا پر نظریں جمائے اس کی باتیں سنتا رہا۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد سادھنا نے پوچھا۔ "اب تمہاری واپسی کب ہو گی روپ-----؟"

اس نے کہا۔ "بالکل ٹھیک ہوں دیدی---- ابھی لے چلو----"

سادھنا ہنس دی۔ "تمہارے ساتھ تو بہت سازو سامان ہے روپ...... دو تین کاروں کے بغیر......"

تو فون کر کے منگوا لیجئے...... یا مجھے ساتھ لے چلئے۔ سامان اور نوکرانیاں آتی رہیں گی۔ اب یہاں میری طبیعت نہیں لگتی۔"

سادھنا نے نرس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ڈاکٹر کو بلاؤ۔" نرس سر جھکا کر چل دی۔ یشودھرا روپا سے باتیں کرنے لگی۔ لیڈی ڈاکٹر کے آتے ہی سادھنا نے اس سے کہا۔ "ڈاکٹر روپا دیوی کو بڑے محل لے جائیں؟"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "جو مرضی لیکن دو چار دن مکمل آرام کرتیں تو زیادہ بہتر تھا۔"

روپا مسکرا کر مسہری سے کود پڑی اور کہنے لگی۔ "میں بالکل ٹھیک ہوں ڈاکٹر---- آرام تو وہاں بھی کر سکتی ہوں۔"

ڈاکٹر نے کہا۔ "ایز یو پلیز۔" روپا نے یشودھرا کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا---- "چلو یشو ڈیئر۔"

گیٹ سے باہر نکلتے ہی میں نے اسپیڈ بڑھائی تو سادھنا نے کہا۔ "بہت تیز نہ چلانا ٹائیگر۔" میں نے گاڑی آہستہ کر دی۔

روپا نے کہا۔ "تو یہ ہے وہ سارجنٹ جس کو ٹائیگر کا خطاب دیا ہرہائی نس نے؟"

سادھنا نے کہا۔ "ہاں روپ...... کیا تمہیں معلوم نہیں؟"

"اونہوں---" اس نے بلند آواز میں کہا۔ "صرف سنا تھا۔"

"تو اچھا ہوا آج دیکھ بھی لیا۔" سادھنا نے ہنس کر کہا۔

راج محل کے پورچ میں گاڑی کھڑی کر کے میں نے پچھلا دروازہ کھولا۔ تینوں راجکماریاں نیچے اتریں اور میں ان کو لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر چھوڑ کے واپس چلا آیا۔

دوسرے روز سے وسنت اوتسو شروع ہو گیا اور راج محل کا گوشہ گوشہ باغ ارم بن گیا۔ ہر طرف عبیر اور گلال اڑنے لگا۔ رنگ اور پچکاریاں قہقہے اور چہچے۔ دوڑ بھاگ اور بدمستیاں---- معلوم ہوتا تھا مسرت اور شادمانی کا سیل بے پناہ امڈ آیا ہے جس میں دنیا کے غم و رنج غرق ہو چکے ہیں۔ شہر میں راج محل سے کہیں زیادہ ہنگامہ برپا تھا۔ رنگ پاشی کے علاوہ پٹاخوں' دھماکوں اور آتش بازی کے شور سے گلیاں اور محلے گونج رہے تھے۔ جگہ جگہ مردوں اور عورتوں کا جمگھٹا تھا جو ایک دوسرے پر رنگ کی پچکاریاں بھر بھر کے پھینکنے میں مصروف تھے۔

تیسرے دن مہاراجہ کی سواری نکلی۔ وہ آٹھ گھوڑوں کی سنہری بگھی میں سوار تھے۔ بائیں جانب مہارانی بیٹھی تھیں۔ سامنے کی سیٹ پر یشودھرا اور سادھنا تھیں۔ عقب میں میجر جنرل گپتے اور کیپٹن یشونت کھڑے ہوئے تھے آگے پیچھے پوری باڈی گارڈ یونٹ کے جوان گھوڑوں پر سوار زرق برق وردیوں میں ملبوس' سڑک کے دونوں طرف کھڑے ہوئے لوگوں کے درمیان سے گزر رہے تھے۔ راج محل سے تر پولئے بازار کے اختتام تک آدمیوں کا ہجوم تھا۔ دونوں طرف کے مکانوں کی چھتیں کھڑکیاں اور گیلریاں عورتوں اور بچوں سے بھری ہوئی تھیں۔ سواری پر ہر طرف سے پھولوں کی بارش ہو رہی تھی۔ جے جے کے نعروں سے آسمان گونج رہا تھا۔ سواری پر رنگ یا عبیر گلال پھینکنے کا حکم نہ تھا۔ دو اڑھائی گھنٹے بعد سواری راج محل لوٹی۔ مہارانی اور راجکماریاں اوپر چلی گئیں۔ ہزہائی نس گراؤنڈ فلور پر ایوان عام میں داخل ہو گئے۔ یہاں چند مذہبی رسومات ادا کی گئیں۔ مٹھائیاں تقسیم ہوئیں اور جلسہ ختم کر دیا گیا۔

چار بجے شام کو مہاراجہ سادہ کپڑوں میں ہولی کھیلنے کے لئے رنگ محل میں آئے۔ ان کے دائیں بائیں دو باڈی گارڈز تھے جن میں ایک میں اور دوسرا لیفٹننٹ چکرورتی تھا۔ کیپٹن یشونت اس وقت سفید کپڑوں میں راجکماروں اور اکابرین شہر کے ساتھ پہلے سے استقبال کے لئے رنگ محل میں موجود تھے۔ رنگ محل راج محل کے دو بازوؤں کے درمیان وسیع و عریض بلند چبوترے پر بنا ہوا تھا جس پر دو بڑے حوضوں میں سرخ اور سبز رنگ بھرے ہوئے تھے۔ ہر حوض کے کناروں پر سینکڑوں پچکاریاں رکھی ہوئی تھیں۔ تین جانب راج محل کے کمروں کی گیلریاں اور بارہ دریاں تھیں جن پر سینکڑوں عورتیں رنگ برنگی ساڑیوں میں ملبوس' ہاتھوں میں پچکاریاں لئے ہوئے کھڑی تھیں۔ صدر دروازے پر وزیراعظم (پردھان منتری جو مسلمان تھے) اور اکابرین نے مہاراجہ کو سلامی دی اور اوپر لے کر آئے۔ ہزہائی نس نے اپنی پچکاری اٹھا کر حوض میں سے رنگ بھرا اور ان کے ساتھ ہی سینکڑوں پچکاریاں اٹھائی گئیں۔ مہاراجہ نے "سنبھالئے نواب صاحب" کہہ کر وزیراعظم پر رنگ پھینکا اور اس کے بعد تو ہر طرف سے رنگ کی بارش ہو رہی تھی۔ ایک ہڑبونگ مچ گیا۔ سینکڑوں کے مجمع میں صرف میں اور چکرورتی اس میں حصہ لینے سے قاصر تھے----- گو ویسے ہم دونوں بھی رنگوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ پچکاریوں سے رنگ پھینکتے پھینکتے اکتا کر ایک "دربار" نے اے ڈی سی کو اٹھا کر حوض میں پھینک دیا اور پھر پھینکنے اور دھکیلنے کا سلسلہ چل نکلا۔ ہزہائی نس نے کیپٹن یشونت کی طرف آنکھ سے اشارہ کی اور انہوں نے نواب صاحب کو گود میں اٹھا کر حوض میں پھینک دیا۔ حوض میں پانی گہرا تھا اور نواب صاحب شاید تیرنا بھی نہیں جانتے تھے' ویسے بھی پچاس سال سے نکل چکے تھے اوپر آتے آتے پانی پی گئے۔ چند لوگوں نے انہیں کھینچ کر نکالا تو چوکڑی بھولے ہوئے تھے۔ مہاراجہ

ان کو دیکھ دیکھ کر قہقہے لگا رہے تھے اور سب ان کی طرف متوجہ تھے۔ میں اور چکرورتی پاس پاس کھڑے تھے۔ کسی نے سامنے کی طرف سے رنگ بھرا ہوا شیشے کا قمقمہ میرے اوپر پھینکا میں سر بچانے کیلئے ایک دم جھک گیا قمقمہ چکرورتی کے کندھے سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی چیخ سنائی دی۔ میں نے پلٹ کر دیکھا اس کی بھیگی ہوئی وردی سے دھواں سا نکل رہا تھا۔ میں نے جھپٹ کر اس کے بٹن کھولے اور کوٹ اتار دیا۔ چیخ سن کر سب اس طرف متوجہ ہو گئے اور ایک ہنگامہ سا برپا ہو گیا۔ چکرورتی کے کوٹ کی آستین میں جگہ جگہ سوراخ ہو گئے تھے اور اس کا دایاں ہاتھ اور انگلیاں کسی قدر جل گئی تھیں۔ ہزہائی نس نے طیش میں آ کر اے ڈی سی سے کہا۔ "پتہ لگاؤ یہ قمقمہ کس نے پھینکا۔"

میں اور کیپٹن یشونت' چکرورتی کو لے کر باہر آ گئے۔ اس کی صرف ہتھیلی کی پشت کسی قدر جل گئی تھی۔ کوٹ اور قمیص کی آستین گیلی ہونے کی وجہ سے بازو بالکل محفوظ تھا۔ گردن اور چہرہ بھی بچ گیا تھا۔ چکرورتی کو فرسٹ ایڈ دے کر ہسپتال بھیج دیا گیا اور ہم پھر ہزہائی نس کی خدمت میں پہنچ گئے۔ وہ ابھی تک اس حرکت پر برہم تھے لیکن تھوڑی دیر بعد جب چکرورتی ہسپتال سے ڈریسنگ وغیرہ کرا کے واپس آیا تو ان کا غصہ فرو ہو گیا اور پھر قہقہوں اور چہچہوں میں شامل ہو گئے۔ ساڑھے چھ بجے ہم ان کو اوپر پہنچا کر واپس آ گئے۔

میں نے قصداً" کیپٹن کو حقیقت سے آگاہ نہیں کیا۔ خود چکرورتی کو بھی اس سے زیادہ کچھ معلوم نہ تھا کہ اس کو لگنے والے قمقمے کے رنگین پانی میں تیزاب کی آمیزش تھی۔ صرف مجھے معلوم تھا کہ ایک بار پھر طوطے کی بلا بندر کے گلے پر پڑ گئی تھی۔ بنگلے پر پہنچ کر میں نے رنگ میں بھیگی ہوئی یونیفارم اتار کر غسل کیا اور کپڑے بدل کر کھانا کھائے بغیر باہر نکلنے لگا۔ داسو کچھ کہنے کے لئے بے چین تھا لیکن میں نے اس کو یونیفارم سرکاری لانڈری میں ڈالنے کو کہا اور چل دیا۔

ساڑھے سات بجے میں ہینگنگ برج پر یشودھرا کا انتظار کر رہا تھا۔ اکا دکا لوگ پل پر آ جا رہے تھے۔ میرا دایاں ہاتھ پتلون کی جیب میں پستول کے بٹ پر تھا اور لائٹ سے ذرا فاصلے پر کھڑا ہوا سڑک پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا۔ پندرہ بیس منٹ بعد ایک گاڑی کے ہیڈ لیمپ کی روشنی اس طرف آتی دکھائی دی۔ میں اس کو دیکھتے ہی آہستہ آہستہ ٹہلتا ہوا پل کے سرے پر پہنچا۔ اس اثنا میں گاڑی پل کے قریب آ کر رکی۔ میں ٹھٹک کر رہ گیا۔ یہ روپا کی گاڑی تھی۔ میں پیچھے پلٹ گیا اور تیزی سے دوسری طرف چلنے لگا۔ پل عبور کر کے پیچھے طرف دیکھا تو روپا گاڑی سے اتر کے پل پر آ چکی تھی۔ میں تیزی سے دائیں طرف مڑا اور فاؤنٹین کی طرف ہوتا ہوا سو ڈیڑھ سو گز چل کر دوسرے پل سے ندی عبور کر کے سڑک پر

کے چکر میں پڑنے کے بجائے گھاس کے لان سے گزرتا ہوا میوزیم کے عقب سے گزرنے والی سڑک کے قریب ایک پوسٹ لیمپ کے نیچے کھڑا ہو کر سگریٹ پینے لگا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ روپا اتفاقیہ طور پر پل پہنچی تھی یا اس کو کسی طرح ہماری ملاقات کی جگہ کا علم ہو گیا تھا۔

چار پانچ منٹ گزر گئے۔ میں نے سگریٹ ختم کر کے پھینکا اور پھر ہینگنگ برج کی طرف چلنے لگا۔ روپا ابھی تک نہیں لوٹی تھی اور یشودھرا ابھی پہنچی ہی نہ تھی۔ سڑک میوزیم کے پہلو میں پہنچ کر مڑتی تھی اور اس سے آگے شیروں اور چیتوں کے جنگلوں کی طرف جانے والی سڑک کو کراس کرتی تھی۔ میں نصف صافصد طے کر پایا تھا کہ ایک کار کی آواز سن کر پلٹا......یہ پیکارڈ تھی۔ یشودھرا نے مجھے دیکھتے ہی بریک لگ اکر دروازہ کھولا۔ میں نے ادھر ادھر نظر دوڑائی اور گاڑی میں سوار ہو کر' وہیل سنبھال لیا۔ چوراہے سے بیس پچیس گز اس طرف مخالف سمت سے آنے والی ایک کار کی تیز روشنی پیکارڈ کے ونڈ اسکرین پر پڑی۔ یہ روپا کی گاڑی تھی۔ میں نے لائٹ تیز کر کے ایکسی لریٹر دبایا اور تیزی سے دائیں جانب ٹرن لے کر پوری رفتار سے گاڑی چھوڑ دی اور دو تین سو گز کا فاصلہ طے کرنے کے بعد دوسرے موڑ کے قریب اسپیڈ کم کر کے پیچھے کی طرف دیکھا۔ روپا کی کار کا پتا نہ تھا۔ شاید اس کو اسپیڈ کی وجہ سے پیکارڈ کا پلیٹ نمبر نظر نہ آیا۔ یشودھرا ابھی اس کی گاڑی کو پہچان نہ سکی تھی کیونکہ اس نے اس کا کوئی ذکر نہ کیا۔ تھوڑی دیر سڑکوں کے چکر کاٹنے کے بعد میں نے باغ کے دروازے کا رخ کیا اور باہر نکلتے ہی امین پور روڈ کی طرف ٹرن لے کر رفتار بڑھانی شروع کر دی۔ کیمپ کے حدود سے نکلتے ہی یشودھرا میری آغوش میں تھی اور اس کے ہونٹوں کا گلال میرے ہونٹوں پر! اس نے مسکرا کر ایک جام اور پلایا---- وارفتگی میں گاڑی "ڈیلائٹ کارنر" سے آگے نکل گئی۔ سڑک کی سطح بتدریج نیچی ہونے لگی اور دونوں طرف غیر مانوس مناظر دکھائی دینے لگے تو مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ بریک لگاتے ہوئے میں نے کہا۔ "ڈیلائٹ کارنر پیچھے رہ گیا یشو ڈیئر۔"

وہ مسکرا دی۔ "مجھے معلوم ہے نعیم۔"

"تو پھر بتایا کیوں نہیں ڈیرسٹ؟" میں نے گاڑی بیک کر کے ٹرن لیتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ ہاؤس فل کا نوٹس مل چکا ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "خیر یہ لو وسنت اوتسو کا تحفہ۔" اس نے وینٹی بیگ سے ایک موتیوں کی مالا نکال کر میرے گلے میں ڈال دی۔ میں نے ایک اور ٹرن لے کر گاڑی کھڑی کر دی اور شکریہ ادا کر کے کہا۔ "آپ نے انگریزی میں کیا فرمایا یور ایکسی لینسی......؟ ہاؤس فل؟"

وہ ہنس دی۔ "پھر بمبئی جانا پڑیگا شاید۔"

"اوہ!" میں نے گیئر لگاتے ہوئے کہا۔ گاڑی چلنے لگی۔ "معلوم ہتا ہے اللہ میاں

اور بھگوان دونوں ہی ہمارا جلوس نکلوانے کا فیصلہ کر چکے ہیں...... آؤ پھر ہو جائے ایک لغزش مستانہ۔"

"نہیں سمجھی پریتم-----"

"میرا مطلب ہے۔ جب جلوس ہی نکلنا ہے تو جنگل میں منگل کیوں نہ منایا جائے۔"

یشودھرا نے جواب دینے کے بجائے میرے بازو میں کاٹ لیا۔ میں نے اسپیڈ بڑھائی اور "گوشہ نشاط" آتے ہی گاڑی سڑک سے اتار کے کگرونڈے کی آڑ میں ٹرن لیا اور سڑک کی طرف رخ کر کے انجن بند کر دیا۔ وہ آنکھیں بند کر کے میری بانہوں میں ڈھلک گئی۔ سڑک پر ایک بیل گاڑی کی کھڑکھڑاہٹ سن کر میں نے ڈیش بورڈ لیمپ گل کر دیا۔ کائنات ستاروں سے جگمگا اٹھی۔ دو سیارے ٹکرائے اور فضائے بسیط میں دور تک چنگاریاں پھیل گئیں۔ دیر تک مناظر تبدیل ہوتے رہے آخر ڈراپ سین پر روشنی ہوئی اور ہم ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر ہنسنے لگے۔ اس کیفیت کا اظہار صرف "در فٹے منہ" کہ کر ہی کیا جا سکتا تھا لیکن مشکل یہ تھی کہ یشودھرا پنجابی زبان سے نا بلد تھی۔ الفاظ کہنے کے بجائے میں نے تازہ ہوا میں سانس لینے کے لئے کھڑکی کا شیشہ گرا دیا وہ دیر تک اپنا میک اپ سنبھالتی رہی آخر میرے ہونٹوں پر رومال پھراتی ہوئی بولی---- "اور کوئی سیوا پریتم۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "حکم صادر فرمایئے یور ایکسی لینسی۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "بیک ٹو پویلین۔"

میں نے کھڑکی کا شیشہ چڑھا کر سیلف اسٹارٹر پر پیر مارا۔ گاڑی ہلکا سا جھٹکا لے کر اسٹارٹ ہو گئی۔ گیئر لگاتے ہی آہستہ آہستہ ریت پر رینگنے لگی۔ سو قدم چل کر سڑک پر چڑھتے ہوئے ایک زور دار جھٹکا لگا اور انجن بند ہو گیا۔ میں سیلف دبا کر اسٹارٹ کرنا چاہا لیکن انجن آواز دیکر رہ گیا۔ دو تین مرتبہ سیلف دبانے کے بعد انجن اسٹارٹ نہ ہوا تو میں نے گھبرا کر میٹر پر نگاہ ڈالی۔ گاڑی میں پٹرول کا قطرہ نہ تھا۔ "مارے گئے----!" میری زبان سے نکلا۔

یشودھرا نے گھبرا کر کہا۔ "کیا ہوا نعیم؟"

"کباڑہ" میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ نے پٹرول ڈلوایا تھا آج----؟"

"ہاں---- دوپہر کو---- چار گیلن---- اس نے رک رک کر کہا۔ "ایک دو گیلن ٹینک میں پہلے موجود تھا۔" "اب کیا کریں۔ شہر تو آٹھ نو میل ہے۔"

میں نے دروازہ کھولتے ہوئے رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ "نو بج چکے یشو---- اگر تم گاڑی کی کھڑکیاں بند کر کے اکیلی یہاں ٹھہر سکو تو میں دوڑتا ہوا جا کر گیارہ بجے تک شہر سے پٹرول لا سکتا ہوں۔ پستول تو ہے نا تمہارے پاس----؟"

"پستول ہے۔ ڈرتی بھی نہیں لیکن گیارہ بجے تو بہت دیر ہو جائے گی۔ اور پھر۔ تم

کہاں تک دوڑو گے۔ آٹھ نو میل تو بہت ہوتے ہیں۔"

"جو کچھ بھی ہو۔ دوسرا کوئی طریقہ نظر نہیں آتا۔ یہاں کوئی لفٹ نہیں مل سکتی۔ اگر ملے بھی تو ہم ....." اس نے گردن جھکا لی۔ میں نے گاڑی سے اتر کر دروازہ بند کرتے ہوئے خدا حافظ کہا اور تیزی سے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ دو میل کا فاصلہ طے کرنے میں میں پسینہ پسینہ ہو چکا تھا۔ گو یہ فاصلہ صرف پندرہ منٹ میں طے کیا تھا۔ لیکن پورے نو میل یہ اسپیڈ برقرار رکھنا کس طرح ممکن تھا اور اگر ممکن ہو تب بھی کیا۔ ہم کافی لیٹ ہو چکے تھے اور گیارہ بجے سے پہلے یشودھرا بھی راج محل نہیں پہنچ سکتی تھی۔ میرا تو ذکر ہی کیا۔ مجھے تو ابھی کئی مراحل سے گزرنا تھا۔

پیچھے سے گھنٹی کی آواز کے ساتھ سائیکل کے پہیوں کی سرسراہٹ سنائی دی۔ میں چلتے چلتے پلٹ پڑا اور تیزی سے دوڑتی ہوئی سائیکل کا کیریئر پکڑ لیا۔ سائیکلسٹ بمشکل گرتے گرتے بچا۔ کود کر سڑک پر کھڑا ہو گیا اور جھلا کر چیخا۔ "سوں جھے؟" میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی گھبرا گیا اور ہینڈل میرے ہاتھ میں تھماتے ہوئے بولا۔ "معاف کرنا صاحب جی۔ میرا مطلب ہے آپ کو سائیکل چاہیے تو ....."

میں نے اس کو بار پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ہاں مجھے پٹرول پمپ تک جانا ہے۔ بیٹھ جاؤ۔" وہ ایک لفظ کہے بغیر پھدک کر بار پر بیٹھ گیا اور میں نے سیٹ پر بیٹھ کر زور زور سے پیڈل چلانے شروع کئے۔ بیس منٹ میں ٹاور کے قریب پٹرول پمپ پر پہنچ کر سائیکل والے کا شکریہ ادا کر کے اس کو چلتا کیا اور سروس اسٹیشن پر آئی ہوئی ایک کار میں چار گیلن پٹرول کا ٹن رکھ کر واپس ہوا۔ پیکارڈ کے ٹینک میں پٹرول ڈال کر یشودھرا کو راج محل کی طرف روانہ کیا اور کار سروس اسٹیشن میں چھوڑ کے میں ایک قریبی ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے چلا گیا۔

راج محل کے صدر دروازے سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر تانگے سے اتر کے اپنی آمد و رفت کے خفیہ راستے کی طرف جا رہا تھا کہ درختوں کی آڑ سے ایک عورت جو سیاہ شال میں منہ چھپائے ہوئے تھی۔ تیزی سے نکل کر سڑک پر آئی اور میرے قریب آ کر چہرے سے شال ہٹاتی ہوئی بولی۔ "ٹائیگر بات سنو۔" میں چلتے چلتے ایک دم رک گیا۔ "تم؟ ساوتری؟"

"ادھر نہ جاؤ ٹائیگر۔ پکڑے جاؤ گے۔" اس نے سرگوشی کے لہجے میں کہا اور مخالف سمت میں چلنے لگی۔ "میرے پیچھے پیچھے آ جاؤ۔" میں اس کے ساتھ ہو لیا۔ کچھ دور چل کر درختوں کی آڑ میں پہنچ کر میں نے اس سے پوچھا۔ "کیا ہے ساوتری؟"

اس نے کہا۔ "مہاراجہ کو کسی نے پرچہ دیا ہے کہ تم باہر گئے ہوئے ہو۔ کسی کے ساتھ۔"

"کس کے ساتھ؟" میں نے پوچھا۔

"نام نہیں لکھا۔ لیکن اس کا تعلق راج محل سے ہی بتاتا ہے۔"

"اچھا پھر ....؟"

"مہاراجہ نے تمہیں تلاش کرنے کو آدمی بھیجے۔ تم نہیں ملے..... انہوں نے ہر جگہ پہرا لگا دیا..... اب۔"

"شکریہ ساوتری..... کیپٹن ڈیش مکھ نے کچھ نہیں بتایا؟"

"وہ شام سے شہر گئے ہوئے ہیں۔ اب ایک ہی راستہ ہے۔ اتر کی طرف دھوبیوں کے کوارٹر دیکھے ہیں تم نے؟"

"ہاں' لیکن وہ گیٹ تو دو میل کے فاصلے پر ہے۔"

"ہے..... لیکن ادھر پہرا نہیں ہے۔"

"گیارہ بج چکے ہیں ساوتری۔ ہم بارہ سے پہلے وہاں نہیں پہنچ سکتے۔ اگر میں شہر چلا جاؤں اور کیپٹن کے ساتھ واپس آ جاؤں تو؟"

"تمہیں معلوم ہے وہ کہاں گئے ہیں؟"

"نہیں....."

"تو پھر میرے ساتھ چلتے رہے۔ میں کوشش کروں گی کہ تم بچ کر نکل جاؤ....."

"شکریہ ساوتری..... ایک بات بتاؤ گی؟"

"پوچھو ناعم۔"

"تمہیں مہارانی نے بھیجا ہے....؟"

"نہیں....." وہ میرے چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔ "کیا مہارانی سے ایسی امید کر سکتے ہو؟"

"میرا خیال تھا۔ شاید ایسا ہو۔ ورنہ تمہیں کس طرح معلوم ہو سکتا تھا....."

"میں نے شری حضور کو مہارانی سے بات کرتے سنا تھا۔"

"پھر تم نے اپنے آپ کو بہت بڑے خطرے میں ڈالا ساوتری۔" اس نے گھوم کر میری طرف دیکھا اور جذباتی لہجے میں بولی۔ "تم خطرے میں ہو تو ہم کیا چیز ہے ناعم۔ ہم جیسی لڑکیاں تو ایک ایک گھر میں پانچ پانچ سات سات پیدا ہوتی ہیں۔ تم جیسا شیر جوان لاکھوں گھروں میں ایک پیدا ہوتا ہے۔" اس کی آواز بھرا گئی اور منہ پھیر کر رونے لگی۔

"یہ تمہاری محبت ہے ساوتری۔" میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "میں تمہیں کبھی نہ بھولوں گا۔ اگر زندہ رہا۔"

وہ میری طرف دیکھ کر بولی۔ "ایسا نہ کہو ناعم ہمارا دل پھٹ جائے گا۔"

"اچھا بائی..... میں کچھ نہیں بولتا۔ تیز چلو....." وہ قدم بڑھا کر چلنے لگی۔ شال

دروازے کے قریب پہنچ کر میں نے کہا۔ "ساوتری اب ہم موت کی وادی میں قدم رکھ رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے پھر کبھی ایک دوسرے سے نہ مل سکیں اس لئے....." میں بولتے بولتے رک گیا۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا۔ "بولو نائم..... رک کیوں گئے؟"

اس نے سر جھکا لیا۔ کچھ دور چل کر آہستہ سے بولی۔ "یہ سوال کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے؟"

"نہیں..... لیکن ایک وجہ ہے۔"

"کیا.....؟"

"ہو سکتا ہے دروازے میں داخل ہوتے ہی میں کسی پر گولی چلا دوں یا کوئی مجھ پر.....

"بالکل چلا دینا....." اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "میں مرتے مرتے یم دوت کو بھی نہیں بتاؤں گی کہ تم نے گولی چلائی....." میں نے آگے بڑھ کر اس کو آغوش میں لے لیا اور وہ میرے سینے سے سر لگا کر سسکیاں لینے لگی۔ میں نے اس کے بالوں کو چوم کر آہستہ سے علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔ "اندر جاؤ ساوتری۔ اگر میدان خالی ہو تو بیس قدم پر جا کر مجھے اشارہ کر دینا....."

وہ مسکرا کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اندر داخل ہو گئی اور کچھ فاصلے پر جا کر اندر آنے کا اشارہ کیا۔ میں دائیں بائیں دیکھتا ہوا اس کے پیچھے چلنے لگا۔ دھوبیوں کے کوارٹروں کے درمیان سے گزر کر وہ گھاٹ کی طرف چلنے لگی۔ میں بھی بہت احتیاط سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اس کی رہنمائی میں چل رہا تھا۔ مجھے بغیر کسی کی نظر میں آئے بغیر اپنی منزل مقصود پر پہنچنا تھا۔ اور پھر یہ بھی ممکن تھا کہ وہاں پہلے ہی پرتپاک استقبال کا انتظام کر دیا گیا ہو۔ آخری روش کی آڑ میں رک میں میں دیر تک سوچتا رہا۔ آخر یہی سمجھ میں آیا کہ رات یہیں کہیں بینچ پر گزاری جائے۔ اگر کوئی تلاش کرتا ہوا آگیا تو وہ خود ہی میرے سوتے ہوئے پائے جانے کا گواہ بن جائے گا اور اگر کوئی نہ آئے تو..... صبح دیکھا جائے گا۔ یہ سوچ کر میں ایک سنگ مرمر کے بینچ کے قریب پہنچا۔ کوٹ اتار کے سرہانے رکھا اور بینچ پر دراز ہو گیا۔

ٹھنڈی ہوا کے معطر جھونکوں سے مجھے لیٹتے ہی نیند آنے لگی۔ لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ راج محل میں میری تلاش ہو رہی ہے۔ کوئی نہ کوئی اس طرف بھی آیا ہو گا اور اگر نہیں آیا تو کسی بھی لمحے کوئی آ سکتا ہے اور ضروری نہیں کہ ہر آنے والا بے ضرر ہی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے اس کا تعلق ایشر سنگھ گروپ سے ہو اور اس اور کا جواب میری نیند اڑا دینے کو کافی تھا۔ میں نے کوٹ کی جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا اور لیٹا لیٹا پینے لگا۔ تھوڑی دیر میں راج محل میں رنگین بتیوں کے سوا تیز روشنی والے بلب ایک ایک کر کے

گل ہونے لگے۔ لان بتدریج تاریک ہوتا جا رہا تھا۔ میں نیند اڑانے کے لئے ایک سگریٹ سے دوسرا سگریٹ سلگا کر پئے جا رہا تھا۔ ڈیڑھ بجے کے قریب پولیس دستہ راؤنڈ کرتا ہوا اس طرف سے گزرا۔ میں نے ہاتھ لٹکا کر سگریٹ کو گھاس میں رگڑ کے پھینک دیا اور پاؤں پھیلا دیئے۔ اسی وقت کسی کو کہتے سنا۔ "یہ کون سو رہا ہے؟"

دوسرے نے کہا۔ "ہو گا کوئی درباری شراب کے نشے میں کٹیا بھی راج محل ہوتی ہے۔"

"دیکھو۔ کون ہے؟" کسی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ دو جوانوں کو میں نے اپنی طرف آتے دیکھا۔ میں نے ان کے ساتھ نشے میں ڈوبی ہوئی آواز میں بات چیت کی۔ ان میں سے ایک سپاہی نے مجھے اٹھاتے ہوئے کہا۔ "کچھ زیادہ ہو گئی صاحب..... چلئے آپ کو بنگلے پہنچا دیں۔"

اور جب میں پا بدستے دگرے بنگلے پہنچا تو وہاں توقع کے مطابق دروازے پر دو آدمی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھا۔ گشتی پولیس کے حوالدار سے مرہٹی میں چند سوال کرنے کے بعد ایک نے کہا۔ "اچھا صاحب کو بنگلے میں لے جاؤ۔ میں کپتان صاحب بہادر کو بلا کر لاتا ہوں۔"

حوالدار اور ایک سپاہی جو مجھے تھامے ہوئے تھا دروازہ کھلوا کر اندر لائے اور مسہری پر لٹا دیا۔ داسو نے میرے جوتے اتارے..... میں نے بڑبڑاتے ہوئے پتلون کی جیب سے پستول نکال کر اس کے ہاتھ میں دیا اور کروٹ لے کر آنکھیں بند کر لیں۔ حوالدار اور سپاہی سلام کر کے رخصت ہو گئے۔ داسو میرے سر پر تیل اور پانی ملا کر مالش کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں کیپٹن دلیش مکھ پہریدار کے ساتھ آ گئے اور داسو سے کہا۔ "سارجنٹ کو جگاؤ۔" داسو نے میرا بازو ہلا کر کہا۔ "سارجنٹ صاحب کپتان صاحب بہادر آئے ہیں۔"

میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور "گڈ مارننگ سر" کہہ کر اٹھ بیٹھا۔ کیپٹن نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے افسری لہجہ میں کہا۔ "کدھر تھا تم سارجنٹ؟"

میں نے آنکھیں مسلتے ہوئے کہا۔ "معلوم نہیں سر....."

انہوں نے کہا۔ "شراب پیا تم نے؟"

میں نے اثبات میں گردن ہلا کر کہا۔ "بہت زیادہ سر..... میں اکیلا تھا۔ شاید کسی لان میں۔ پیتا رہا' پیتا رہا..... پھر سو گیا۔"

کیپٹن نے مسکرا کر کہا۔ "تم نے دیوالی کے بجائے دیوالہ منایا..... پھر داسو کی طرف دیکھ کر کہا۔ "نیبوں کھلاؤ اس کو۔" داسو باورچی خانے کی طرف چل دیا۔ میں مسہری کے سرہانے سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔ "سگریٹ پی سکتا ہوں سر؟" کیپٹن نے پہریدار کو اشارہ کیا اس نے میرے ہاتھ میں سگریٹ نکال کر دیا۔ میں نے سگریٹ سلگا کر کش لیا اور

دوسری طرف منہ کر کے دھواں نکالا۔ کیپٹن نے کہا۔ "تم کو معلوم ہے سارجنٹ ہزہائی نس تم سے بہت ناراض ہیں۔"

میں نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔ "کیوں سر؟"

"کسی نے ان کو شکایت کی کہ تم راج محل سے غائب ہو۔" "غائب؟ میں تو کہیں گیا ہی نہیں سر۔"

"یہ تو ہمیں اب معلوم ہوا..... پہلے تو ہم اس خبر کو سچ سمجھتے تھے۔"

"سر، کبھی ایسا ہوا ہے کہ میں آپ کی اجازت کے بغیر کہیں گیا ہوں؟"

"نہیں..... بٹ اٹس ڈیم سرئیس ٹائیگر....." انہوں نے کہا پھر پہریدار کی طرف دیکھا۔ "او کے جوان..... جا سکتے ہو۔" پہریدار نے اٹینشن ہو کر سلام کیا اور باہر چل دیا۔ تھوڑی دیر بعد داسو لیموں کے بجائے کافی بنا کر لایا تو اس نے اس کو دروازہ بند کر کے آرام کرنے کو کہا اور کافی انڈیلنے لگے۔ میں نے ان کے ہاتھ سے کافی پاٹ لیتے ہوئے کہا۔ "یہ آپ کا کام نہیں ڈیڈی۔"

وہ مسکرا کر بولے۔ "یہ سب کیا ہے نعیم؟"

میں نے کافی کا کپ ان کی طرف سرکاتے ہوئے کہا۔ "ایکٹنگ سر؟"

بولے۔ "تو کیا....."

میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "پھنس گیا تھا ڈیڈی۔"

"کہاں تک نہیں پھنسو گے..... اللہ میاں ساتھ دے رہا ہے..... سو کب تک؟ اسے کبھی نہ کبھی اوروں کا بھی ساتھ دینا پڑے گا۔ خیر کہاں گئے تھے کہ بارہ بجے تک نہ لوٹ سکے؟" میں نے ان کے سادتری کے سوا تمام باتیں بتا دیں۔ کافی پی کر وہ چلے گئے۔ داسو دروازہ بند کر کے سیدھا میرے کمرے میں آ گیا اور میز پر بیٹھ کر میرا سر دبانے لگا۔ چند منٹ بعد بولا۔ "صاحب کیسی طبیعت ہے؟"

میں نے کہا "ٹھیک ہوں۔ جاؤ سو جاؤ۔"

بولا۔ "نہیں صاحب بہادر مجھے کچھ کہنا ہے۔ ناراض تو نہیں ہو گے؟"

"کہو....." میں نے اسے اجازت دی۔ بولا "صاحب میں نے اس عورت کو قسم دے کر پوچھا کہ وہ روپیہ کس نے دیا ہے تو اس نے بتایا کہ کنور ایشر سنگھ جی نے دیا ہے اور..... صاحب آپ مجھ پر ناراض ہو جائیں گے۔"

"پاگل ہو داسو۔" میں نے کہا۔ "اگر تم مجھ سے بے وفائی نہ کرو تو میں کیوں ناراض ہونے لگا۔ تم میرے بہت سے راز جانتے ہو۔"

صاحب۔" وہ بولا۔ "کنور ایشر سنگھ نے مجھے ایک پڑیا بھجوائی ہے جو ضروری کوئی زہر ہے اور کہلوایا ہے۔ یہ نعیم کی شراب میں ڈال کر پلا دو۔ اب آپ بتائیں صاحب کہ میں

کہاں جاؤں۔ کنور ایشر سنگھ تو مجھے گولی مار دیں گے اگر....."

"وہ میرے کتے کو بھی نہیں مار سکتا۔ روپیہ ہضم کر جاؤ۔ اور اس عورت کو وعدے پر ٹرخاتے رہو۔ اگر وہ خود تم کو آ کر کچھ کہے تو کہہ دینا کنور صاحب نعیم کو مجھ پر کچھ شک ہو گیا ہے اور وہ میرے ہاتھ سے کھانا پینا چھوڑ چکے ہیں۔" داسو نے سر دباتے دباتے اٹھ کر میرے پیروں میں سر رکھ دیا۔ میں نے ہنس کر اس کو اٹھایا اور کہا۔ "جاؤ سو جاؤ اور دعا کرو کہ کل کا دن خیریت سے گزر جائے۔" وہ سر جھکا کر مسکراتا ہوا چلا گیا۔

صبح دس بجے میں یونیفارم پہن کر راج محل کی طرف چلا تو مجھے آج انہی پیروں پر واپس آنے کی امید نہیں تھی۔ پرچہ نویس نے۔ جو کوئی بھی وہ تھا بھرپور وار کیا تھا۔ راج محل سے غیر حاضری اتنا بڑا جرم نہیں تھا۔ خصوصاً" اس تہوار کے موقع پر جب ہر شخص فیسٹیول موڈ میں بے لگام ہو رہا تھا۔ لیکن "راج محل کی شخصیت" کے ساتھ کہہ کر اس نے اس کو انتہائی خطرناک کر دیا تھا اور ہزہائی نس جو خود بھی مجھے پارسا نہیں سمجھتے تھے۔ اس اشارے پر نہ معلوم ناراض ہو کر کیا کر بیٹھیں۔ انہی خیالات میں غرق، خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتا ہوا، میں اوپر پہنچا تو مسٹر مہتا کیبن کے پاس کھڑے ہوئے میرا انتظار کر رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو بولے۔ "سیدھے ڈرائنگ روم میں چلے جاؤ۔" میں ہال میں داخل ہو گیا۔ وہ بھی ساتھ ساتھ آ رہے تھے۔ چیمبر کے قریب پہنچ کر بولے۔ "کیپٹن لیٹونت بھی موجود ہیں۔ کچھ گڑبڑ تو نہیں ہے ٹائیگر؟"

میں نے کہا۔ "آپ کو معلوم نہیں تو میں کیا جان سکتا ہوں؟"

بولے۔ "پھر ٹھیک ہے۔ کوئی کام ہو گا۔ خوش باش جاؤ۔" میں ہنس کر چل دیا۔ اندر پہنچا تو ہزہائی نس، مہارانی، سادھنا دیوی اور کیپٹن لیٹونت بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سلام کیا تو ہزہائی نس نے کہا۔ "رات کہاں غائب ہو گئے تھے ٹائیگر؟"

ان کا لہجہ سن کر مجھے کسی قدر اطمینان ہوا۔ سر جھکا کر کہا۔ "مجھے اپنی غلطی کا اعتراف ہے یور ہائی نس۔ میں کل کچھ ضرورت سے زیادہ فیسٹیول موڈ میں تھا۔" ہزہائی نس نے مسکرا کر کیپٹن کی طرف دیکھا۔ شاید کیپٹن انہیں گشتی دستے کا حوالہ دے کر پہلے ہی ہموار کر چکے تھے۔ میری طرف دیکھ کر بولے۔ "تمہیں لان میں جا کر اس طرح خود کو ایکسپوز نہیں کرنا چاہئے تھا۔ ایسی صورت میں تمہارا کوئی بھی دشمن....."

"سر میرا کوئی ایسا دشمن نہیں..... لیکن غلطی بہرحال غلطی ہے اور میں آپ سے اور ہزہائی نس سے بہت شرمندہ ہوں....."

"دشمن نہیں ہیں۔ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ رہنا۔" کیپٹن نے سخت لہجے میں کہا۔ "مجھے ابھی معلوم ہوا ہے ہزہائی نس کو کسی نے اطلاع دی کہ تم شہر گئے ہو اور تمام راج محل میں تمہاری تلاش ہوتی رہی۔ یہ کیا ہے دشمنی نہیں تو دوستی ہے کیا؟"

"دشمنی ہی ہے سر۔" میں نے سپر انداز ہو کر کہا۔ "مجھے افسوس ہے سر۔ میں ہزہائی نس کے لئے پریشانی کا باعث بنا۔"

"تم ہزہائی نس کی محبت کا غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہو نعیم۔"

"سر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ آئندہ میں اس طرح کی دیوالی کبھی نہیں مناؤں گا۔"

ہزہائی نس مسکرا دیئے۔ "دیوالی پر پابندی نہیں ہے۔ تمہارا طریق کار غلط تھا۔ خیر ہم معاف کرتے ہیں۔" کیپٹن نے کہا۔ "یہ آپ کی بندہ پروری ہے یور ہائی نس۔ او کے ٹائیگر۔ آج شام کو تم میرے بنگلے پر دیوالی مناؤ گے۔ سیلوٹ۔" میں سلام کر کے اباؤٹ ٹرن ہو گیا۔

مسٹر مہتا کے چند سوالوں کے جواب دے کر کیبن پر آیا اور سگریٹ سلگا کر "رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گزشت" گنگنانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن دیش مکھ کاریڈور میں آئے۔ میں نے سلام کیا تو مسکرا کر بولے۔ "تم کئی بار جال میں آکر نکل چکے ہو نعیم۔ لیکن ہر مرتبہ ہزہائی نس نے اس کا جھٹکا محسوس کیا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو......" وہ روپا کو اس طرف آتے دیکھ کر بولتے بولتے رک گئے۔ روپا ہماری طرف دیکھے بغیر نظریں جھکائے گزر گئی۔ کیپٹن نے موضوع گفتگو تبدیل کرتے ہوئے کہا۔ "میں اس ودھوا راجکماری کا بڑا احترام کرتا ہوں نعیم۔ جوانی اور دولت کی فراوانی کے باوجود اس کے قدم کو لغزش نہیں ہوئی۔"

"میں بھی ان کا بڑا احترام کرتا ہوں سر....." میں نے کہا۔

کیپٹن مجھے شام کو بنگلے پر آنے کا کہہ کر چلے گئے۔ وہ بمشکل گراؤنڈ فلور پر پہنچے ہوں گے کہ روپا چکر کاٹ کر واپس آتی ہوئی دکھائی دی۔ میں آہستہ آہستہ لفٹ کی طرف چلنے لگا۔ وہ قدم بڑھا کر میرے پاس پہنچ گئی اور بولی۔ "نعیم۔ میری جان' تم نے مجھے پاگل کر دیا۔ میں..... اگر آج تم نہ ملے تو سچ مچ دیوانی ہو جاؤں گی۔ بتاؤ کہاں ملو گے؟"

میں نے اس کو گزشتہ رات کا واقعہ سنایا تو بولی۔ "کل شام کو میں خود تمہیں باغ میں تلاش کرتی پھری لیکن....."

"آپ کو کس نے کہا تھا کہ آپ نے زحمت فرمائی؟"

"مجھے معلوم ہوا تھا۔ خیر اسے چھوڑو۔ آج میں کسی نہ کسی طرح تمہارے بنگلے پہنچ رہی ہوں۔ اپنے اردلی کو کہیں ٹرخا دینا۔"

"آپ ایسی غلطی نہ کریں یور ایکسی لنسی..... وہ مجھے زندہ دفن کر دیں گے۔"

"ایسا کوئی پیدا نہیں ہوا نعیم....."

"آپ ایک بار آنکھوں سے دیکھ چکی ہیں۔ اگر جھیل میں چھلانگ نہ لگاتا تو....."

"اب ایسا کبھی نہ ہو گا.... میں اسی لئے تمہارے گھر آ رہی ہوں کہ مجھے وہاں دیکھ کر خاندانی وقار سب کی زبان بند کر دے گا۔"

"یہ انتہائی اقدام کس لئے۔ اچھا میں ایک دو روز میں کوئی انتظام کر کے آپ کو بتاؤں گا۔"

"تو کیا۔ میں دو روز انتظار کروں گی؟" اس نے زینے کی طرف دیکھا اور پرس سے ایک چیک نکال کر میرے کوٹ کی جیب میں ٹھونستے ہوئے کہا۔ "میں تمہارا صدقہ اتارنا چاہتی ہوں نعیم۔---- دو ہزار روپے کسی مسجد میں اور دو ہزار روپے مندر میں دے آنا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "چار ہزار تو میری کل قیمت بھی نہیں ہے روپ۔" اس نے "شٹ اپ" کہہ کر الٹا ہاتھ میرے منہ پر مارا اور لفٹ میں داخل ہو گئی۔ میں "تھینک یو ڈارلنگ" کہہ کر کیبن کی طرف چل دیا۔ کیبن میں آ کر جیب میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو پانچ ہزار کا بیرر چیک تھا۔ میں اس کا ہینڈ رائٹنگ دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ دستخط اور بھی آرٹسٹک تھے۔ مسٹر مہتا کو کیبن کی طرف آتا دیکھ کر میں نے چیک پتلون کی جیب میں سرکا دیا اور سگریٹ سلگایا۔ "یاد فرما رہے ہیں۔" انہوں نے آتے ہی کہا۔ میں تیزی سے ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔ اندر یشودھرا اور ہزہائی نس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دونوں کو سلام کیا۔ مہاراجہ نے کہا۔ "ٹائیگر' یشیودھرا دیوی کو نواب صاحب کی حویلی لے جاؤ اور وہاں سے بیگم صاحبہ اور ان کی صاحبزادیوں کو لے کر آدھ گھنٹے میں واپس آ جاؤ۔ انہیں کھانا یہاں کھانا ہے۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے یور ہائی نس۔" پھر یشودھرا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "بڈھرائیے یور ایکسی لینسی۔" یشودھرا اٹھ کر دروازے کی طرف چلنے لگی۔ میں اس کے پیچھے چل دیا۔ کاریڈور میں آتے ہی میں نے کہا۔ "آج یہ انقلاب کیسے آیا یشو؟" وہ نیچے دیکھتے ہوئے آہستہ سے بولی۔ "کیا؟"

میں نے کہا۔ "تمہیں بغیر کسی محافظ کے میرے ساتھ کس طرح بھیج دیا....."

"ہم دونوں بیگم صاحبہ کے استقبال کے لئے بھیجے جا رہے ہیں۔ مہارانی سادھنا کو بھیجنا چاہتی تھیں لیکن وہ مصروف تھیں اس لئے فون کر کے مجھے بلا لیا....."

نیچے پورچ میں مہارانی کی لل مین کھڑی تھی۔ ڈرائیور نے سلام کر کے دروازہ کھول دیا اور ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ یشودھرا پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ میں نے اگلی سیٹ پر بیٹھ کر دروازہ بند کیا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ گیٹ سے باہر نکلتے ہی یشودھرا اگلی سیٹ پر آ گئی اور بولی۔ "رات کو کس وقت پہنچے نعیم؟" میں نے اس کو ساوتری کا ذکر کئے بغیر تمام واقعہ سنایا۔ بولی۔ "سادھنا نے مجھے بتایا تمہاری پیشی ہوئی تھی اور دیش مکھ نے تمہیں ڈانٹ

پلائی۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "وہ سب ہزہائی نس کو دکھانے کے لئے تھا۔ تمہیں معلوم ہے کیپٹن میرے پاپا ہیں۔"

وہ مسکرا کر کہنے لگی۔ "ہزہائی نس میرے پاپا ہیں۔۔۔۔"

میں نے اس کو آغوش میں لیتے ہوئے کہا۔ "تو پھر ان دو پاپاؤں کی پاپائیت سے فائدہ کیوں نہ اٹھائیں۔ ڈیلائٹ کارنر بہت دور تو نہیں۔"

"تھینک یو سر۔" اس نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ "ہزہائی نس آدھ گھنٹے مین آپ کو راج محل میں دیکھنا چاہتے ہیں اور مجھے یقین نہیں کہ بیگم صاحبہ تیار بیٹھی ہوں۔ وہ کچھ دیر صاحبزادیوں کا میک اپ کرنے میں' کچھ دیر غرارہ سنبھالنے میں اور پھر کچھ دیر چلتے چلتے گلوری کھانے میں ضرور لگائیں گی اس لئے۔۔۔۔۔"

"جو حکم۔" میں نے ہنس کر کہا۔ اس نے اپنا سر میرے کندھے پر ٹکا دیا۔

یشودہرا کی توقع کے برعکس' ہم حویلی کی ڈیوڑھی میں پہنچے تو بیگم صاحبہ گاڑی کا انتظار کر رہی تھیں۔ ان کے ساتھ ان کا لڑکا' دو لڑکیاں اور ایک خادمہ موجود تھیں۔ میں نے اتر کے پچھلا دروازہ کھولا اور یشودہرا جو پائیں دروازے کے قریب پچھلی سیٹ پر پہنچ گئی تھی۔ باہر نکلی اور بیگم صاحب کو سر جھکا کر سلام کیا۔ انہوں نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور گاڑی میں بیٹھ گئیں۔ دونوں صاحبزادیاں ان کے ساتھ بیٹھنے کے بعد یشودہرا بمشکل فٹ ہو سکی۔ صاحبزادے فرنٹ سیٹ پر میرے ساتھ بیٹھتے ہوئے ہچکچائے۔ بیگم صاحبہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "تم جاؤ امی۔ میں بعد میں آ جاؤں گا۔" میں نے دروازہ بند کیا اور بیگم صاحبہ کے جواب دینے سے پہلے گاڑی سٹارٹ کر دی۔ ٹرن لیا اور ڈیوڑھی سے باہر نکل گیا۔ صاحبزادے دیکھتے رہ گئے۔

راج محل پہنچتے ہی بیگم صاحبہ نے مہارانی سے میری شکایت کی۔ انہوں نے مسٹر مہتا کو فون کر کے صاحبزادے کے لئے دوسری گاڑی بھیجنے کا حکم دیا اور خاموش ہو گئیں۔ تھوڑی دیر بعد یشودہرا کاریڈور میں آئی۔ میں نے کیبن سے نکل کر سلام کیا۔ چلتے چلتے رک کر کہنے لگی۔ "بیگم نے ہرہائی نس سے تمہاری شکایت کی کہ صاحبزادے کو چھوڑ کے چلے آئے۔"

میں نے کہا۔ "انہیں شکر ادا کرنا چاہئے کہ یہ سب کچھ تمہاری موجودگی میں ہوا ورنہ میں اس کا جواب گھونسے سے دیتا۔"

وہ منہ پر رومال رکھ کر ہنس دی اور پھر کہنے لگی۔ "تم نے بہت اچھا کیا نعیم۔ مجھے خوشی ہوئی۔"

"ہرہائی نس تو ناراض نہیں ہوئیں مجھ سے؟"

"نہیں۔۔۔۔ وہ مسکرا دیں اور صاحبزادے کے لئے گاڑی بھجوا دی۔ ویل ڈن ٹائیگر۔۔۔۔۔" وہ مسکرا کر چل دی۔

ڈیڑھ بجے تک کھانا کھانے کے انتظار کر کے میں مسٹر مہتا کے پاس گیا اور پوچھا۔ "آج اپواس (روزہ) ہے مسٹر مہتا؟"

وہ ہنس کر بولے۔ "کیا ابھی تک کھانا نہیں کھایا۔" میں نے نفی میں سر ہلایا۔۔ انہوں نے رسیور اٹھا کر مودی صاحب کا نمبر ڈائل کیا اور میرا نام لے کر کھانے کے متعلق پوچھا۔ چند جملے تبدیل کرنے کے بعد رسیور رکھ کر کہا۔ "ہزہائی نس نواب صاحب اور ان کی فیملی کے ساتھ ڈرائنگ روم میں ہیں۔ اس لئے سرکار دو بجے تک تو آپ گاتیری منتر کا جاپ کریں یا قل ہو اللہ پڑھیں' کھانا نہیں ملتا۔ اس کے بعد۔ پھر ٹرائی کریں گے۔" میں ان کا شکریہ ادا کر کے کیبن میں آ کر بیٹھ گیا۔ سوا دو بجے سادھنا ڈرائنگ روم سے نکل کر کاریڈور میں آئی۔ میں اس کو دیکھتے ہی اٹھ کر باہر آیا اور ساتھ ساتھ چلتا ہوا کیبن تک آیا۔ وہ راستے میں کنکھیوں سے دیکھتی رہی لیکن کچھ نہ بولی۔ میں نے لفٹ کا بٹن دبا کر اس کی طرف دیکھا۔ تو مسکرا کر بولی۔ "بول بچہ کیا مانگتا ہے؟"

"مانگنا کیا تھا بھوک لگی ہے۔" میں نے کہا۔ وہ واپس ہونے لگی۔ چند قدم چل کر بولی۔ "اسموکنگ روم میں جاؤ بھجواتی ہوں۔" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ "آپ ڈرائنگ روم میں جا کر سیکرٹیری کو فون پر کہلوایئے۔ میں آفیشل طریقے پر کھانا چاہتا ہوں۔"

○

میں کاریڈور کا چکر کاٹ کر اسموکنگ روم میں پہنچا تو ساوتری ٹرے میز پر رکھ کر دروازے کی طرف آ رہی تھی۔ میں نے اس کو تنہا پا کر دروازہ بند کر دیا اور کواڑ سے پیٹھ لگا کر دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔ وہ دوڑ کر میرے قریب پہنچی اور گلے میں باہیں ڈال کر جھول گئی۔ میں نے اس کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے میرے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ دیئے اور ہم گرد و پیش سے بے نیاز ہو کر ایک دوسرے میں گم ہو گئے۔ "تم نے مجھے بچا لیا ساوتری۔" میں نے اس کو فرش پر ٹکاتے ہوئے کہا۔ وہ میرا ہاتھ پکڑے پکڑے میز کی طرف چلتی ہوئی بولی۔ "وہ میرا فرض تھا نا۔ جس سے پیار ہو اس کو کون مصیبت میں دیکھ سکتا ہے۔ خیر اڑھائی بج چکے ہیں۔ کھانا کھاؤ۔ میں دروازہ کھولتی ہوں۔"

میں کرسی پر بیٹھ کر مٹھائیوں پر ہاتھ صاف کرنے لگا۔ وہ دروازہ کھول کر واپس آئی اور کچھ فاصلے پر کھڑی دیکھتی رہی۔ گلاس خالی ہونے پر پانی انڈیل کر دیتی رہی۔ کھانا ختم کر چکا تو پیالی میں کافی انڈیلتی ہوئی بولی۔ "ایک بات بتاؤ گے ٹائیگر؟"

میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "دو پوچھو ڈیئر۔۔۔۔"

بولی۔ "رات کو کس کے ساتھ گئے تھے؟"

"کسی کے ساتھ نہیں گیا۔ لیکن میرے ساتھ کوئی ایسی چیز ضرور تھی جس نے وقت کا احساس نہیں ہونے دیا۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "مثلاً" کیا چیز؟"

"زمرد...." میں نے ایک طوائف کا نام لیا جو اکثر راج محل میں مجرے کے لئے آیا کرتی تھی۔

"پھر"

"میں اس کے ساتھ پیتا رہا..... اور....."

"جھوٹ۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "رات کو تمہارے منہ سے شراب کی بو نہیں آئی۔ بالکل نہیں آئی۔"

"شاید تم نے محسوس نہیں کی ہوگی۔"

وہ معنی خیز انداز میں مسکرا دی۔ میں اس کے سوالوں سے گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ٹرے اٹھائی اور مسکراتی ہوئی دروازے کی طرف چل دی۔

○

شام کو چھ بجے میں کیپٹن کے بنگلے جانے کو تیار ہونے لگا تو روپا کے الفاظ یاد آئے۔ اس کا راج محل سے نکل کر بنگلے تک آنا کسی طرح ممکن نہ تھا لیکن وہ وارفتگی سے آگے بڑھ کر دیوانگی کے حدود میں قدم رکھ چکی تھی۔ اس سے کسی بھی انتہائی اقدام کی توقع کی جا سکتی تھی۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا۔ لیکن کشتی بھنور میں دھکیل دینے کے بعد محسوس کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد میں اس فیصلے پر پہنچا کہ وہ آئے یا نہ آئے' میدان خالی ضرور ہونا چاہئے۔ داسو پر اب پھر اعتماد کیا جا سکتا تھا لیکن اس حد تک تو نہیں اور پھر وہ بلا کی زود رنج بھی تھی۔ کوئی کام مرضی کے خلاف ہوتے ہی بگڑ جاتی تھی۔ میں نے سوٹ کیس سے چند نوٹ نکالے اور داسو کو بلا کر کہا۔ "یہ روپے لو اور کھانا کھانے کے بعد شہر چلے جاؤ۔ وسکی کا ایک کیس خریدو اور......"

"صاحب۔" اس نے حسب توقع بات کاٹ کر کہا۔ "ایک بوتل بھی چھپا کر لانی پڑتی ہے۔ پورا کیس کون گیٹ سے گزرنے دے گا۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے تم کیس خرید کر اپنے خاندیش والے دوست کے گھر رکھ دو۔ یہ دس روپے تمہارے خرچ کے لئے ہیں۔ رات کو کھاؤ پیو' سینما دیکھو اور صبح واپس آ جاؤ۔ میں کپتان صاحب کی کار میں رکھ کر کسی وقت لے آؤں گا۔"

اس نے نوٹ جیب میں رکھے اور بولا۔ "بہتر ہے۔" میں کرسی پر بیٹھ کر سگریٹ پینے

لگا اور باورچی خانے میں چلا گیا۔ داسو کو شہر کی طرف روانہ کر کے میں نے اگلے دروازے کو قفل لگایا اور لان کی طرف کھلنے والا دروازہ کھلا چھوڑ کے کیپٹن کے بنگلے کو چل دیا۔ جب میں اندر پہنچا تو میجر برنی اور کیپٹن ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے سیلوٹ کیا تو کیپٹن نے کہا۔ "ٹائیگر ایک گھنٹہ لیٹ ہو۔ چھ بجے آتے تو مدراسی کافی ملتی۔"

میں نے سلام کر کے کہا۔ "سر آپ کا یاد فرمانا ہی بہت بڑی عزت افزائی ہے۔ کافی تو پیتے ہی رہتے ہیں۔"

میجر برنی نے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بہت مزیدار تھی سارجنٹ۔ کھانا تو نہیں کھا کر آئے ہو؟"

"جی نہیں۔" میں نے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ آج ہمارے ساتھ کھاؤ..... لو سگریٹ پیو۔" کیپٹن نے اشارہ کیا اور میں نے سگریٹ لگا کر سلگایا۔ وہ پھر باتیں کرنے لگے۔ چند جملے سن کر میرے کان کھڑے ہوئے۔ موضوع گفتگو بیزی یونٹ کے دو جوانوں کی گمشدگی تھا جو بغیر رخصت کئی مہینے سے غائب تھے۔ پولیس ان کا کھوج لگانے میں ناکام رہی تھی اور اب انکوائری میجر برنی کے پاس تھی۔ ان کی باتوں سے پتا چلا کہ پولیس کی تحقیقات سے انہیں کوئی کلیو ایسا نہیں مل سکا تھا جو تفتیش کے آگے بڑھانے میں معاون ثابت ہو سکے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کسی بااثر شخصیت نے بھاری رشوت دے کر انکوائری کا گلا گھونٹ دیا ہے۔ تاہم میں اس گفتگو سے بے حد گھبراہٹ محسوس کر رہا تھا۔ کیپٹن بھی اس غیر دلچسپ موضوع سے بور ہو چکے تھے کیونکہ انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "میجر صاحب کو کچھ پلاؤ ٹائیگر۔" میں نے ہنس کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "جو حکم سر۔" میجر نے مسکرا کر کہا۔ "اس روز والی ٹائیگر۔"

میں نے الماری کھول کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "وسکی ہے صرف۔"

بولے "خیر..... ہے تو شراب ہی..... غالب کہتا ہے۔ ہائے غالب ظالم نے کیا کہا ہے....."

میں نے بوتل اور گلاس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "سر کیا کہہ دیا غالب نے؟"

بولے۔ "فارسی سمجھتے ہو؟"

میں نے گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "سر ایک جام چڑھانے کے بعد دیوان غالب کا حافظ اور دیوان حافظ پر غالب ہو جاتا ہوں۔"

ہنس کر بولے۔ "تو پھر بیٹھ جاؤ اور یہ تینوں جام چڑھا کر [illegible] بنتے ہو....."

میں نے کیپٹن کی طرف دیکھا۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "ہو جائے۔" میں نے ایک پیگ پی کر کہا۔

"میجر صاحب۔ میں آپ کو غالب کے تین شعر سناتا ہوں اگر ان میں سے ایک شعر وہ نہ ہو جو آپ سنانا چاہتے تھے۔ تو میں شراب چھوڑ کے مفتی صدر الدین بن جاؤں گا اور غالب کا مزار قرق کرا دوں گا۔"

کیپٹن نے ہنس کر کہا۔ "شراب چھوڑ دینا نعیم لیکن ڈکلیئر نہ کرنا۔ تمہارے حصے کی شراب میں لیتا رہوں گا۔"

میجر نے کہا۔ "اگر تم نے میرا پسندیدہ شعر سنا دیا تو سو روپے انعام ..... ابھی' اسی وقت۔"

کیپٹن نے قہقہہ لگایا۔ "نعیم۔ تم ہارو یا میجر صاحب۔ دونوں صورتوں میں ڈیش کھ کے مزے ہیں۔"

میں نے دوسرے گلاس کی طرف ہاتھ بڑھا کر ہٹاتے ہوئے کہا۔ "سوال یہ ہے کہ کیا ہم میجر صاحب سے سو روپے لیتے ہوئے اچھے لگیں گے سر؟"

"کیوں نہیں۔" کیپٹن نے کہا۔ "بڑا آفیسر چھوٹے آفیسر کو انعام دے سکتا ہے۔"

میجر نے جیب سے نوٹ بک اور نوٹ بک میں سے ایک سو کا نوٹ نکال کر میز پر رکھ دیا۔ میں نے نوٹ بک نکال کر ایک ورق پر لکھا۔ "میں سارجنٹ نعیم خدا کو حاظر و ناظر جان کر عہد کرتا ہوں کہ آج سے کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔" دستخط کئے اور ورق پھاڑ کے میجر کے سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے کہا۔ "تحریر کے الفاظ مبہم ہیں۔ تاریخ کے بغیر "آج" کوئی معنی نہیں رکھتا اور ہاتھ نہیں لگانے کے معنی شراب ترک کر دینا نہیں ہوتا۔ واضح الفظ میں لکھو شراب نہیں پیوں گا۔ تادم آخر۔"

میں نے ان کے حکم کی تعمیل کر کے کہا۔ "پہلا شعر۔

مغاں کہ دانہ انگور آب می سازد ستارہ می شکند' آفتاب می سازد"

میجر نے کہا۔ "نہیں۔" میں نے دوسرا شعر سنایا۔

"مے بزباد مکن عرض کہ ایں جوہر ناب پیش ایں قوم زشوراب زمزم' نہ رسد

بولے۔ "نوپ۔" میں نے کہا۔ "لاسٹ۔

من در عجم کہ مے فروشاں کے شاں زیں شے چو فروشند' چہ خواہند خرید۔"

میجر نے ہنس کر کیپٹن کی طرف دیکھا اور بولے۔ "نعیم کی تحریر پھاڑ دو کیپٹن۔ یہ جیت گیا اور سچ تو یہ ہے پہلا شعر ہی وہ تھا۔ دوسرے دو تو میں نے گھپلا کر کے سنے ہیں۔ ویلڈن ٹائیگر تیرا جام کبھی خالی نہ ہو۔"

میں نے کہا۔ "تھینک یو سر۔ افسوس ہے' آداب عرض' نہیں کہہ سکتا۔" کیپٹن نے گریز کے ساتھ میرا نوٹ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "مجھے تمہارے جیتنے کا افسوس ہوا نعیم۔"

میں نے نوٹ اٹھا کر پھاڑتے ہوئے کہا۔ "سر اس سو روپے کی جانی بیگ منگا لیجئے۔ افسوس کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

انہوں نے ہنس کر گریز میجر کی طرف سرکا دیا لیکن میجر نے اٹھ کر بیرے کو بلایا اور نوٹ دے کر صبح بیگ لانے کو کہا اور واپس آ گئے۔ تھوڑی دیر میں کھانا آ گیا اور کھانے کے دوران اور اس کے بعد دیر تک ہم اندھا دھند پیتے رہے۔ دس بجے کے قریب کیپٹن نے سیکنڈ سیکریٹری کو فون کر کے ہزہائی نس سے شہر جانے کی اجازت طلب کی اور میری دیکھ کر کہا۔ "تم ڈرائیو کر سکو گے؟"

میں نے کہا۔ "سر مجھے تو ہر چیز گھومتی دکھائی دے رہی ہے۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "ہاں تم کچھ زیادہ پی گئے ہو۔ خیر چلو گے تو سہی۔"

میں نے کہا۔ "مشکل ہے سر۔"

بولے "پھر وعدہ کرو سیدھے بنگلے جا کر سو جاؤ گے۔"

میجر نے کہا۔ "کیا شرارت بھی کرتا ہے یہ؟"

کیپٹن نے کہا۔ "کبھی کبھی جھگڑا کر بیٹھتا ہے۔"

میجر نے کہا۔ "مجھے یقین نہیں کیپٹن۔ آپ کچھ چھپا گئے۔ حالانکہ چھپانا نہیں چاہئے۔ آپ کی طرح میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں۔"

"یہ اس کی خوش قسمتی ہے میجر کہ آپ پسند کرتے ہیں اسے۔ لیکن حقیقت ہے کہ پینے کے بعد یہ بہت بچّہ ہو جاتا ہے۔ دماغ کے بجائے ہاتھ سے کام لیتا ہے اور....."

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میں اب صرف سونے کے موڈ میں ہوں سر۔"

انہوں نے میری پیٹھ تھپک کر میجر کی طرف دیکھا اور دروازے کی طرف چلنے لگے۔ باہر سڑک پر میجر کی کار کھڑی ہوئی تھی۔ دونوں آگے بڑھ کر اس میں سوار ہو گئے۔ میں چند منٹ ان کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا اور جب کار ٹرن لے کر گیٹ کی طرف روانہ ہو گئی تو بنگلے کی طرف چل دیا۔

○

پچھلے دروازے سے اندر داخل ہوا تو میرے بیڈ روم کی کھڑکیوں کی درازوں سے روشنی نظر آ رہی تھی۔ میں نے دروازے کی کنڈی چڑھائی اور بیڈ روم کا دروازہ کھولا۔ صوفے پر روپا بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ خلاف توقع نہ تھا اور میں پہلے سے اس کے تیار تھا۔ لیکن اس کو دیکھ کر میرے جسم میں سردی کی لہر دوڑ گئی۔ نگاہیں ملتے ہی وہ مسکرا دی۔ میں نے بھی مسکرانے کی ناکام سی کوشش کی اور کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔

وہ صوفے سے اٹھ کر لپٹتی ہوئی بولی۔ "تم گھبرا گئے شاید نعیم۔"

میں نے اس کو آغوش میں سمیٹتے ہوئے کہا۔ "ہاں روپ..... لیکن اب اس کا ذکر نہ کرو۔ تم آ ہی گئی ہو تو ہمیں ہولی منانے کے سوا اور کچھ سوچنا ہی نہیں ہے۔ کسی نے تمہیں دیکھا تو نہیں؟"

"نہیں۔" اس نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میں اس راستے سے آئی ہوں۔ جس سے آنے میں تم کامیاب نہ ہو سکے تھے۔"

"اوہ!" میری زبان سے نکلا۔ "تو تم انڈر گراؤنڈ ہو کر یہاں تک پہنچی ہو روپ۔ لیکن اب مجھے انڈر گراؤنڈ ہونے سے بچا سکو گی؟"

"اگر نہیں بچا سکی تو میں خود بھی....."

میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دی اور جملہ ناتمام رہ گیا۔ وہ میرا ہاتھ ہٹا کر اٹھ رہی تھی کہ کسی نے پچھلا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے چونک کر میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور گھبرا کر سوالیہ انداز میں میرا منہ تکنے لگی۔ دروازہ پھر کھٹکھٹایا گیا اور میں گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

○

روپا نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "کون ہو سکتا ہے نعیم؟" جواب دینے کے بجائے میں نے جھپٹ کر الماری کا تالا کھولا۔ پستول ہولسٹر سے نکال کر ہاتھ میں لیا اور الماری کو قفل لگا ہی رہا تھا کہ تیسری مرتبہ دروازے پر دستک ہوئی۔ اس مرتبہ زور سے۔ میں نے کوٹ اتار کے مسہری پر پھینکا اور دروازہ کھولنے کو آگے بڑھا تو روپا نے میرا ہاتھ پکڑ کے روک لیا اور بولی۔ "نعیم میں کھڑکی سے انگنائی کو زد میں لیتی ہوں۔ اگر کوئی دشمن ہو تو تم نیچے جھک کر کمرے کی طرف دوڑنا اور جب تک میں ایک دو کو گرا نہ دوں' فائر نہ کرنا۔"

میں نے کہا۔ "شاید کوئی دوست ہو۔ ابھی زیادہ رات نہیں گزری ہے۔ ایسے حملے دو بجے کے بعد ہوا کرتے ہیں۔"

"خیر۔" اس نے کہا۔ "خدا کرے ایسا ہی ہو تو دروازے سے ہی ٹرخا دینا۔" ایک بار پھر کنڈی کھنکھنائی گئی۔ میں نے بولٹ کھینچتے ہوئے اس کی طرف گردن گھما کر دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں وہی خطرناک کھلونا تھا۔ "گولی چلانے میں بہت جلدی نہ کرنا۔" کہہ کر میں انگنائی میں نکل گیا اور بیرونی دروازہ کھول دیا۔ باہر کیپٹن اور میجر برنی کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے تعجب ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "سر آپ تو شہر گئے ہوئے تھے؟"

"واپس آ گئے۔" انہوں نے اندر آتے ہوئے کہا۔ "تم سو گئے تھے کیا؟"

"صوفے پر تھا شاید نیند آ گئی ہو....." میں نے جواب دیا۔ وہ دونوں سیدھے بیڈ روم کی طرف چلنے لگے۔ میری سٹی گم ہو گئی۔ دروازے کے قریب پہنچ کر کہا۔ "سر چینی ہو تو ڈرائنگ روم میں تشریف رکھئے" وہ اندر داخل ہوتے ہوتے رک گئے اور پلٹ کر بولے۔ "کیا خیال ہے برنی صاحب؟"

میجر نے مسکرا کر کہا۔ "جان بیگ ہو تو ایک ایک پیگ ہو جائے۔" کیپٹن پلٹ کر دوسرے کمرے کی طرف چلنے لگے۔ میری جان میں جان آئی۔ دروازہ کھول کر ان کو اندر بٹھایا اور بوتل اور گلاس لانے کے بہانے بیڈ روم میں جا کر پستول ہولسٹر میں رکھا اور روپا کو مسہری پر لیٹنے کا اشارہ کر کے ڈرائنگ روم سے ملحقہ دروازہ بند کر دیا اور الماری سے بوتل اور گلاس لے کر ڈرائنگ روم کو چل دیا۔

میں نے گلاس میز پر رکھ کر دو گلاسوں میں برانڈی انڈیلی' میجر نے کہا۔ "تم نہیں پیو گے کیا؟"

میں نے کہا۔ "بہت زیادہ ہو گئی سر۔ شکریہ۔" دونوں نے گلاس اٹھا لئے۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور کش لینے لگا۔ کیپٹن نے ایک چسکی لے کر کہا۔ "واسو نظر نہیں آیا ٹیگر۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "یہی لانے کو بھیجا ہے سر۔ صبح آئے گا۔"

میجر نے سگریٹ سلگاتے ہوئے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "اس وقت تو تم کافی سوبر نظر آ رہے ہو نعیم۔"

"سوبر تو ہوں سر۔" میں نے کہا۔ "لیکن نیند سے برا حال ہے۔"

"اگر تمہیں اسٹرانگ چائے پلائی جائے تو؟"

"اگر آپ پینا چاہیں تو بنا سکتا ہوں۔"

"نہیں۔ بلکہ ہمارے ساتھ چلو۔ شہر میں پئیں گے۔ ہم اسی لئے واپس آئے ہیں کہ تمہارے بغیر لطف نہیں آئے گا۔"

"یہ عزت افزائی ہے سر لیکن کل پر رکھتے تو بہتر تھا۔"

"آج کیا ہے؟" کیپٹن نے کہا۔ میں نے اس سوال پر پیدا ہونے والی گھٹن کو چھپاتے ہوئے کہا۔ "کچھ نہیں سر۔ کل ذرا پینے میں احتیاط برتوں گا۔"

"گیٹ اپ۔" کیپٹن نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "تم چل رہے ہو۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے' چلئے۔" ہم تینوں ڈرائنگ روم سے نکل کر صحن میں آئے۔ کیپٹن نے کہا۔ "کوٹ پہن لو اور دروازے کو تالا لگاؤ۔"

میں نے کہا۔ "بہتر ہے آپ دونوں صاحبان چلئے میں حاضر ہوا۔" وہ باہر نکلے۔ میں نے اندر کی کنڈی چڑھائی اور بیڈ روم میں پہنچا۔ روپا بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی بولی۔

"دفع ہو گئے؟"

"نہیں روپ۔" میں نے افسردہ ہو کر کہا۔ "مجھے افسوس ہے ۔ سخت افسوس۔ وہ مجھے ساتھ لے جا رہے ہیں۔"

"نان سینس۔ تم کیسے جا سکتے ہو ڈیر۔" اس نے تلخ لہجے میں کہا۔

"مجبوری ہے روپ۔" میں نے مسہری سے کوٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن دلیش مکھ اور میجر برنی ہیں۔ ورنہ میں کبھی نہ جاتا۔"

اس نے کوٹ پکڑ کے کھینچتے ہوئے کہا۔ "یہ میری توہین ہے نعیم۔"

"ایسا نہ کہو ڈیرسٹ۔ میں ایک گھنٹے میں کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے واپس آ جاؤں گا۔ تم یہیں رہو اور بے فکر ہو کر سو جاؤ۔" اس نے آگے بڑھ کر میرے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔ میں نے اس کو بھینچ کر چوم لیا اور جب وہ جذباتی ہونے لگی تو علیحدہ ہٹ کے کوٹ

پہننے لگا۔ "برا نہ ماننا پر۔تما اور پلیز یہیں ملنا۔" میں نے چلتے چلتے کہا۔ وہ مسکرا دی۔

میجر برنی نے کار ڈرائیو کی اور شہر کے حسین ترین بازار میں' جہاں رات کو بالکنیوں اور گیلریوں پر چاند ستارے جگمگاتے ہیں۔ ایک کیفے کے سامنے گاڑی کھڑی کر دی۔ ہم اتر کے اندر داخل ہوئے اور ایک کونے میں خالی میز پر بیٹھ گئے۔ کیپٹن نے ویٹر کو چائے کا آرڈر دیا۔ مجھے ان کی طرف دیکھ کر ہنسی آ گئی۔ منہ پھرا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ لیکن وہ بھانپ گئے۔ مسکرا کر بولے۔ "کیا ہے نعیم؟"

میں نے کہا کچھ نہیں سر۔ سوچ رہا ہوں یہ آپ مجھے کہاں لے آئے؟"

"میجر صاحب لائے ہیں بھئی۔" انہوں نے جواب دیا۔ میں نے میجر کی طرف دیکھا۔ بولے۔ "صرف گانا سنیں گے اور چل دیں گے۔" میں ہنس دیا۔ وہ کچھ کہنے جا رہے تھے کہ ویٹر نے ٹرے لا کر میجر کے سامنے رکھ دی۔ میں نے ہاتھ بڑھایا تو کیپٹن نے ٹرے اپنی طرف کھینچ کر چائے بنانی شروع کر دی۔ میجر نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "ہنسے کس لئے تھے نعیم؟"

میں نے کہا۔ "سر' صرف گانا سن کر چل دینے پر....."

وہ ہنس کر بولے۔ "تو پھر کیا ارادہ ہے تمہارا؟"

"آپ مجھے لائے ہیں۔ ارادہ آپ کا ہونا چاہئے۔"

کیپٹن نے کہا۔ "چائے اٹھاؤ نعیم....." میں نے شکریہ سر' کہہ کر کپ اٹھا لیا۔ میجر نے بھی..... ایک چسکی لی اور سگریٹ نکالتے ہوئے کہنے لگے۔ "کیپٹن شاید ٹھیک ہی کہہ رہا ہے نعیم۔" کیپٹن نے تیموں جیسا منہ بنا کر کہا۔ "لیفٹننٹ تو جتی سی آدمی ہے میجر صاحب۔ آپ کو واقعی دیوالی منانی چاہئے۔" میجر نے کپ میز پر رکھ کے میری طرف دیکھا۔ "کس کے ہاں چلیں؟" میں نے چائے کے گھونٹ کو اتنا طویل کر دیا کہ اکتا کر وہ خود ہی بول پڑے۔ "رادھا کے ہاں چلتے ہیں لیکن وہاں سر یا جناب وغیرہ نہ کہنا پلیز وہاں ہم محض دوست ہوں گے۔" کیپٹن نے بل ادا کئے اور ہم سگریٹ سلگاتے ہوئے باہر نکل کر کار میں بیٹھ گئے۔

شاید رادھا واحد رقاصہ تھی جس سے برنی صاحب واقف تھے کیونکہ گاڑی ایک کونے میں کھڑی کر کے اترتے ہی وہ ہمیں لئے ہوئے سیدھے اس کے بالا خانے پر پہنچ گئے۔ اس وقت ساڑھے گیارہ بج رہے تھے اور محفل پورے شباب پر تھی۔ چھ سات شوقین مزاج ٹکٹکی باندھے اس کا ناچ دیکھ رہے تھے۔ وہ اس وقت "سنو' سنو' سنو' سنو موری بات" گا رہی تھی اور غضب کے توڑے لے رہی تھی۔ ہم ہال میں داخل ہوئے تو اس نے میجر برنی کو دیکھتے ہی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کورنش کی اور مسکرا کر گاؤ تکیے کی طرف اشارہ کیا۔ ہم تینوں جوتے کھولے بغیر تکیوں سے کمر لگا کر بیٹھ گئے۔ اس کی ماں نے سگریٹ کا

پلیٹ طشتری میں رکھ کر برنی صاحب کو پیش کیا۔ گانا ختم ہونے تک ہم ایک ایک دو دو فائیور رادھا کو دیتے۔ لوگ ایک ایک کر کے کھسکنے لگے۔ گانا ختم کر کے رادھا طشتری میں پان لے کر آئی۔ برنی کے سامنے بیٹھ کر مزاج پرسی کی۔ میمونہ نہ آنے کی شکایت کی۔ برنی نے اس سے کیپٹن کا تعارف کرایا۔ پھر مسکرا کر میری طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "میرے ہموطن دوست نعیم۔" رادھا نے ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "آپ بہت اچھا گاتی ہیں۔"

وہ ہنس دی۔ "آپ میری حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔" "حوصلہ افزائی" پر میں نے چونک کر اس کی وطنیت پوچھی۔ تو بولی۔ "حضور وطن کیا۔ واس پوری سمجھئے۔"

میں نے کہا۔ "یقین نہیں آتا۔" میجر نے ہنس کر کہا۔ "دلی کی ہیں بھئی۔" مکالمے چلتے دیکھ کر دو آدمی جو باقی رہ گئے تھے اٹھ کر چل دیئے۔ رادھا نے ان کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا اور باتیں کرتی رہی۔ سازندے بھی ایک ایک کر کے کھسکنے لگے۔ چند منٹ باتیں کرنے کے بعد اس نے برنی صاحب کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا پینا پسند کیجئے گا؟" انہوں نے ہماری طرف دیکھا۔ کیپٹن نے کہا۔ "ہمیں اجازت دیجئے برنی صاحب۔" رادھا نے کہا۔ "کیسے ممکن ہے کہ آپ چائے بھی نہ پئیں۔"

کیپٹن نے کہا۔ "اچھا پھر چائے سہی۔" وہ لچکتی ہوئی اٹھی اور چائے لینے چلی گئی۔ چائے اور پان سگریٹ کے تکلف سے گزرنے کے بعد میں نے کیپٹن کی طرف دیکھا۔ انہوں نے دس روپے کا نوٹ نکال کر پانوں کی طشتری میں رکھ دیا۔ میں نے بھی ان کی تقلید کی اور دونوں اٹھ کر چل دیئے۔

کیپٹن کو ان کے بنگلے پر پہنچا کر میں راستے اور روشوں کا جائزہ لیتا ہوا اپنے بنگلے کے پچھلے دروازے پر جا رکا۔ تھوڑی دیر سگریٹ سلگا کر اس سرے سے اس سرے تک ٹہلتا رہا اور جب ہر طرف سے اطمینان ہو گیا تو چوروں کی طرح دیوار پھاند کر اندر پہنچا۔ بیڈ روم کا کواڑ دھکیلتے ہی کھل گیا۔ میں نے اندر سے دروازہ بند کر کے روشنی کی۔ رویا مسہری پر غافل پڑی سو رہی تھی۔ میں نے شب خوابی کا لباس تبدیل کر کے سگریٹ سلگایا اور رویا کی طرف دیکھا اسے کچھ ہوش نہ تھا۔ مجھے اس کی احمقانہ حرکتوں کی اس قدر غفلت کی نیند پر بھی تعجب تھا۔ شاید یہ خطرناک حالات جن سے وہ گزر رہی تھی اس کے لئے کوئی معنی نہ رکھتے تھے۔ آخر دو ایک کش لگانے کے بعد میں اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور مسکرا کر دونوں ہاتھ میری گردن میں ڈال دیئے۔ صبح کے چار بجے تک ہم ٹیسے اور گلال حل کرتے رہے۔ ہولی کی ٹی میں گلاب پاشیاں ہوتی رہیں۔ اور جب کیف و سرور کی انتہائی بلندیوں میں پرواز کرتے کرتے مضمحل ہو کر زمین پر لوٹے تو مرغ بانگ دینے لگے تھے۔ وہ مسکرا کر بستر سے اٹھی اور خود کو سنبھالنے لگی۔ آئینے کے سامنے جا کر

بالوں میں کنگھا پھرایا' کوٹ پہنا اور چلنے لگی۔ میں نے دروازہ کھول کر ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ ہر طرف سناٹا تھا۔ اشارہ پاتے ہی وہ باہر نکل گئی میں نے دروازہ بند کیا اور اندر آ کر بستر پر لیٹ گیا۔

صبح کو داسو نے دروازہ کھٹکھٹا کر مجھے جگایا تو دس بجنے میں نو منٹ تھے۔ میں ہڑ بڑا کر اٹھا اور سیدھا باتھ روم کی طرف دوڑا۔ منٹ میں منہ ہاتھ دھو کر باہر نکلا اور بغیر شیو کئے یونیفارم پہن کر راج محل کو چلنے لگا۔ داسو نے دروازے سے نکلتے نکلتے چائے کا کپ میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ میں نے دو تین گھونٹ لئے اور کپ اس کو دے کر باہر نکل گیا۔ دس بج کر ایک منٹ پر کیبن پر موجود تھا۔ اسے سنبھالنے کے دس منٹ بعد میں نے اپنی ٹیبل کی دراز سے ریزر نکالا اور ٹوائیلٹ روم میں جا کر شیو کیا منہ ہاتھ دھو کر دس منٹ میں پھر کیبن پر پہنچ گیا۔ اور کوٹ کی جیب سے کاجو نکال نکال کر کھانے لگا۔ چائے نہ ملنے کی وجہ سے بری حالت تھی۔ بار بار جمائیاں آ رہی تھیں اور بے چینی سے ادھر ادھر ٹہلتا پھر رہا تھا۔ کئی مرتبہ مودی خانے کو فون کر کے چائے منگانے کا ارادہ کیا لیکن ہر بار کچھ سوچ کر رہ جاتا تھا۔ آج کسی قسم کی بے قاعدگی کا اظہار مجھے مناسب معلوم نہیں ہو رہا تھا۔ ساڑھے گیارہ بجے کے قریب راجکمار ایشر سنگھ کاریڈور میں آیا۔ میں نے اس کو سیلیوٹ کیا۔ اس نے دیوان ہال میں نظر دوڑائی اور دو قدم کے فاصلے پر رک کر بولا۔ "تم کدھر کا رہنے والا ہے نائم؟" اس کے انداز تخاطب سے میرے دماغ کا پارہ چڑھنے لگا۔ بمشکل خود پر قابو پا کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "عجیب ساسوال ہے یور ایکسی لینسی۔"

وہ تیوری چڑھا کر بولا۔ کیوں۔ "کیا میں احمق ہوں؟"

میں نے کہا۔ "میں ڈاکٹر نہیں ہوں کہ کسی کی دماغی حالت پر سرٹیفکیٹ دے سکوں۔"

وہ غصے سے تلملا اٹھا۔ پیر پٹخ کر بولا۔ "تمہاری یہ جرات؟"

"میری جرات۔ جیسے آپ جانتے تھوڑا ہی ہیں۔"

بگڑ کر بولا۔ "میں تمہیں دیکھوں گا۔"

"ابھی نہیں دیکھا کیا ایشر سنگھ جی؟ کس کس کو ناپید کرنا چاہتے کس کس کو "دیوانی" بنانا چاہتے ہو۔" میں نے دیوانی پر زور دے کر کہا وہ گھٹ کر رہ گیا۔ کچھ بولنے کی کوشش کی لیکن میں نے ساتھ دیا۔ میں نے ایک قدم آگے بڑھا کر کہا۔ "تم مجھے دوستی کے سوا کسی طرح نہیں جیت سکتے ایشر سنگھ جی۔" وہ کندھے اچکا کر چل دیا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور ٹہلتا ہوا سیکرٹری کے چیمبرز کی طرف چل دیا۔ ممتا نے میری شکل دیکھتے ہی مسکرا کر کہا۔ "آج تمہارا موڈ کچھ آف معلوم ہوتا ہے ٹائیگر۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مسٹر ممتا۔ مجھے چائے نصیب نہیں

"دیر سے اٹھے کیا۔" انہوں نے پوچھا۔
"پونے دس بجے آنکھ کھلی اور دس بجے آپ نے یہاں دیکھا اس لئے۔"
"وہ تو ہونا تھا؟" انہوں نے رسیور اٹھا کر مودی صاحب کا نمبر ڈائل کیا اور چار کپ چائے کی ٹرے منگوانے کو کہا۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور کیبن کی طرف چل دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک لڑکا چائے کی ٹرے لے کر آ گیا۔ جس میں چائے کے علاوہ مسٹر مہتا کا پسندیدہ ویجی ٹیرین ناشتا بھی تھا۔ میں ندیدوں کی طرح ٹوٹ پڑا اور تھوڑی دیر میں خالی پلیٹوں اور پیالوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ اب مجھے ہر چیز حسین نظر آنے لگی سگریٹ سلگاتا ہوا باہر نکلا اور ٹہلنے لگا۔

ساڑھے تین بجے میں کیبن میں بیٹھا ہوا سہ پہر کی چائے پی رہا تھا۔ میرے ذہن پر روپا مسلط تھی۔ اس کی رات کی احمقانہ حرکت سے قطع نظر دن میں بھی اس کا طرز عمل کچھ عقلمندی کا نہ تھا۔ وہ ابھی تک ایک بار بھی نظر نہیں آئی تھی۔ میرے دل میں طرح طرح کے وسوسے آ رہے تھے۔ میری ڈیوٹی کا وقت ختم ہونے والا تھا۔ اور یہاں سے فارغ ہونے کے بعد کل صبح دس بجے تک نہ میں یہاں آ سکتا تھا نہ اس کی کوئی خبر مل سکتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد بنارس خان آ گیا اور میں اس کو چارج دے رہا تھا کہ ہمارے ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ مسٹر مہتا بول رہے تھے۔ انہوں نے میری آواز سنتے ہی کہا۔ "نعیم ہزہائی نس یاد فرما رہے ہیں۔" میں نے ریسیور کریڈل پر رکھا اور ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔ میں سوچتا جا رہا تھا کہ اگر آج دس منٹ کیبن سے غیر حاضر رہ کر شیو نہ کیا ہوتا تو اس وقت میرا کیا انجام ہوتا۔ شیو نہ کرنا ہی ایک ایسی غلطی تھی جس کا بروقت تدارک میرے لئے خوش کن تھا۔ بڑی غلطیوں کے بعد سوچ کر میں اس وقت ذہنی الجھن میں مبتلا ہونا نہیں چاہتا تھا۔

"ڈرائنگ روم میں' ہزہائی نس' مہارانی راج کماری سادھنا اور ایک دربار (کزن پرنس) شیو دان سنگھ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ہزہائی نس کو سلام کیا۔ انہوں نے اشارے سے جواب دے کر کہا۔ ٹائیگر دھار وہیڑہ گئے ہو کبھی؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آج پہلی مرتبہ آپ کی زبان مبارک سے نام سن رہا ہوں' یور ہائی نس۔"

بولے۔ "یہاں سے گیارہ میل کے فاصلے پر پہاڑی کے دامن میں ایک تین چار سو گھروں کی آبادی ہے۔ چاروں طرف گھنا جنگل اور پہاڑی ندی نالے ہیں قریب ترین دوسرا گاؤں گھاٹی کے اس پار اڑھائی کوس کے فاصلے پر ہے۔ قریب قریب اتنے ہی فاصلے پر چاروں جانب اسی طرح کے دیہات ہیں یہاں۔ دھاروہیڑہ میں دو تین مہینے سے ایک باگھ لاگو

ہو گیا ہے۔ خیال یہ ہے کہ جوڑا ہے۔"
"آدم خور ہے' یور ہائی نس؟" میں نے سوال کیا۔
"نہیں--- شیو دان سنگھ نے کہا۔" صرف بکری' گائے اور چھوٹی موٹی بھینسیں وغیرہ غائب ہو رہی ہیں۔ بہت سے شکاریوں نے کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ اب میں نے آٹھ دس شکاریوں کی ایک پارٹی بنائی ہے۔ اور کل صبح روانہ ہو رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں تم بھی ہمارے ساتھ ہو۔ ہزہائی نس نے اسی لئے تمہیں بلایا ہے۔"
"میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے دربار۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "لیکن میں اچھا شکاری نہیں ہوں۔ خصوصاً" شیر کے شکار کا بالکل تجربہ نہیں رکھتا۔"
ہزہائی نے مسکرا کر کہا۔ "ایسا ہوتا تو تمہیں ٹائیگر کا خطاب کبھی نہ دیا جاتا۔"
میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کا حکم ہے تو میں تنہا جانے کو تیار ہوں یور ہائی نس۔ لیکن تجربے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔"
ہزہائی نس ہنس دیئے۔ "آج آپ کے ٹائیگر نے پہلی مرتبہ حماقت کا مظاہرہ کیا یور ہائی نس۔" انہوں نے مہارانی کی طرف دیکھ کر کہا۔
مہارانی نے کہا۔ "یور ہائی نس' میں ایسا نہیں سمجھتی۔ یہ اگر اکیلا جانا چاہتا ہے تو یقیناً" کوئی وجہ ہو گی۔"
ہزہائی نس نے کہا۔ "ٹھیک ہے یور ہائی نس آپ کو معلوم ہو جائے گا۔" پھر میری طرف دیکھ کر کہا۔ "اوکے نعیم اکیلے جاؤ۔ لیکن ہمیں یقین دلاؤ شیر کی لاش آئے گی--- تمہاری نہیں۔"
میں نے ان کے چرن چھو کر کہا۔ "آپ کے پرتاپ سے میری لاش نہیں آئے گی یور ہائی نس۔"
انہوں نے شیو دان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا کہتے ہو شیو دان سنگھ؟"
"جیسی آگیا یور ہائی نس۔ لیکن اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ٹائیگر' ضرورت سے زیادہ آتم وشواس (خود اعتمادی) رکھتے ہیں۔"
"یہ اس کا اپنا پرابلم ہے۔ ہمارا نہیں۔" انہوں نے میری طرف دیکھا۔ "کب جا رہے ہو؟"
"جس وقت آپ حکم دیں یور ہائی نس۔"
"اچھا تیاری کرو۔ کتنا وقت چاہتے ہو؟"
"پرسوں اسی وقت روانہ ہو جاؤں گا۔ یور-----"
"اوکے۔ جاؤ۔ جو کچھ چاہئے مودی خانے سے لو۔ ہماری ڈاج گیراج سے نکلواؤ اور شوٹنگ روم سے جو کچھ لینا ہو وہ بھی لے سکتے ہو-----" میں نے جھک کر سلام کیا اور باہر نکل

آیا۔

دیوان ہال سے باہر نکلنے لگا تو اے ڈی سی نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے اپنے پاس بلایا۔ وہ اس وقت فون پر کسی سے باتیں کر رہے تھے۔ میں چیمبرز میں داخل ہوا تو "بہتر ہے یورہائی نس" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور میری طرف دیکھ کر بولے۔ "کہاں جا رہے ہو ٹائیگر؟"

میں نے کہا۔ "سرشکار کے لئے تیار ہونے کا حکم ملا ہے۔" مسکرا کر بولے' کاہے کا شکار۔ ہرن کا؟"

میں نے کہا۔ "جی نہیں' شیر وغیرہ کا پروگرام ہے۔ انہوں نے ریسیور اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کرتے ہوئے پوچھا۔" ہزہائی نس بھی جا رہے ہیں کیا؟ "پھر ماؤتھ پیس میں کہنے لگے۔" فورمین۔ ہزہائی نس کی شکاری ڈاج کار تیار کر کے فوراً" بھیج دو۔" ان کے ریسیور رکھتے ہی میں نے کہا۔ "سر میں اکیلا ہی جا رہا ہوں۔"

"ایں؟" ایڈی کانگ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ ٹیلیفون پر انگلیاں رکھتے ہوئے آہستہ سے بولے۔ "ناراض ہیں کیا؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "میں نے خود ہی کسی وجہ سے اکیلا جانے کی درخواست کی ہے سر۔"

"اوہ .... سمجھا ...... ٹھیک ہے ٹائیگر ..... بالکل ٹھیک تم نے ایک مرتبہ کے ایکسیڈنٹ سے سبق حاصل کیا۔"

"سر۔ آپ کے سوا کوئی اس گہرائی تک نہیں پہنچ سکا۔" میں نے کہا۔

"آئی وش یو گڈ لک ٹائیگر۔" میں تھینک یو سر کہہ کر چیمبرز سے نکل کر کاریڈور کی طرف چل دیا۔ نیچے ڈرائیور ڈاج لئے ہوئے کھڑا تھا۔ میں نے گاڑی میں جگہ لی اور اسٹیشن جا کر پوسٹ آفس سے اقبال سنگھ کو ایکسپریس ٹیلیگرام کر کے اڑتالیس گھنٹے کے اندر اندر شیر کے شکار کی تیاری کے ساتھ دلاس پور پہنچنے کی تاکید کی۔

واپس پہنچا تو کیپٹن میرے ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے۔ شاید ایڈی کانگ نے انہیں فون پر سب کچھ بتا دیا تھا۔ سلام کرتے ہی ہنس کر بولے۔ "مراٹھی میں ایک کہاوت ہے نعیم۔ اندھے کے پیر کے تلے بٹیرا آگیا۔ اندھا شکاری بن بیٹھا۔"

"میں سمجھ گیا سر آپ کا اشارہ اس چیتے کے شکار کی طرف ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "لیکن کیا واقعی آپ ایسا سمجھتے ہیں؟" بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگے۔ "نہیں۔ تم نے بہت عقلمندی کا ثبوت دیا ہے میں تمہاری پوزیشن میں ہوتا تو میں بھی یہی کرتا۔ میں نے الماری سے بوتل اور گلاس نکال کر ان کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔" ڈیڈی ایک احساس مجھے پریشان کر رہا ہے۔

وہ چونک کر بولے کیا؟ "میں نے گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے کہا۔" میرا مقصد آپ

سمجھ گئے۔ سمجھنا ہی چاہئے تھا کیونکہ آپ میرے متعلق سب کچھ جانتے ہیں لیکن بالکل یہی الفاظ اے ڈی سی کے تھے اب سوال یہ ہے کہ کیا ہزہائی نس۔

انہوں نے گلاس اٹھا کر کہا۔ "پیو نعیم .... اپنے ذہن کو زیادہ تکلیف نہ دو۔" میں نے گلاس اٹھا کر ایک سانس میں خالی کر دیا۔ وہ ہنس کر بولے۔ "کس کی صحت کا جام تھا یہ؟"

"کسی کا نہیں سر' کھانا کھانے کے بعد میں پورا کیس لے کر آپ کے بنگلے پہنچ رہا ہوں۔ پھر رات بھر آپ کی صحت کے جام لنڈھائے جائیں گے۔ میجر بنی کو بھی بلا لیجئے۔"

وہ گلاس میز پر رکھتے ہوئے بولے۔ "تمہارا کوئی پروگرام تو نہیں؟"

"ابھی تو نہیں سر' .... لیکن ......" میں جملہ ادھورا چھوڑ کر کنپٹی کھجانے لگا۔

"پھر بنی صاحب کو نہ بلاؤ۔"

"آپ بجا فرما رہے ہیں سر۔"

"ہزار دعوے ہوں دوستی کے دگر دگر ہے' جگر جگر ہے۔"

"یہ تم نے جگر مراد آبادی کا مصرعہ سنایا نعیم۔"

میں نے نفی میں سر ہلایا۔ "یہ مصرع نہیں ہے سر' تاریخ ہے۔ کچھ لوگوں کے لئے۔"

"سوری کڈ۔" انہوں نے کہا۔ "مجھے تاریخ سے کوئی دلچسپی نہیں۔" "مجھے بھی نہیں ہے۔ لیکن جو خود کچھ نہ ہوں انہیں پدرم سلطان بود کہنے کا حق تو ضرور دینا چاہئے۔ سنا ہے' خچر سے کسی گدھے نے پوچھا۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی؟ جواب دیا۔ مابدولت ابا حضور سے واقف نہیں۔ اتنا جانتے ہیں کہ ماموں جان شاہی اصطبل کی زینت ہوتے ہیں۔ غالباً" یہ اس زمانے کا ذکر ہے جب گدھے گھوڑے پند و وعظ فرمایا کرتے تھے۔"

کیپٹن ہنس دیئے۔ "برخوردار۔" انہوں نے کہا۔ "اس زمانے میں بھی کون سا فرق پڑ گیا۔ ان ہی خطوط پر کام ہو رہا ہے۔ وہی جہل کا نام علم۔ تاریکی کا نام روشنی۔ جنوں کا نام عقل۔ ریکنے کا نام جلترنگ اور ڈنڈے کا نام بھگوان۔ ڈیم اٹ۔"

"مجھے اتفاق ہے آپ سے سر۔" میں نے کہا۔ "ویسے' اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو عرض کروں گا کہ آج تک جتنے بھگوانات" گزرے ہیں ان میں مجھے صرف کرشن بھگوان کا دل پسند آیا۔ گوکل سے کاشی اینڈ وائس ورسا۔ ڈیڑھ ہزر گوپیوں کا دہی بلونے اور مکھن کھانے کے سوا کبھی ایک تنکا نہ توڑا مرحوم نے۔ لیکن اس کے باوجود مقبولیت کا یہ عام تھا۔ ماہر رومان کی کہ ہندو تو خیر ہندو ہیں۔ ایک مسلمان مصنف نے "کرشن جل جلالہ" کے عنوان سے آپ کی سوانح حیات لکھی۔ کیپٹن نے ہنس کر بوتل اٹھائی اور دونوں گلاسوں میں کر کے ایک گلاس میری طرف بڑھا دیا۔ "پیو کہ ماحصل ہوش ...... میں نے اپنا گلاس

خالی کیا اور واسو کو ساتھ لے کر اس کے دوست کے ہاں سے کیس لانے چل دیا۔ کیپٹن بیٹھے ہوئے آہستہ آہستہ چسکیاں لیتے رہے۔ نصف گھنٹے میں ہم سرکاری گاڑی کے لگیج بکس میں جان ہیگ کا کیس لے کر واپس آ گئے۔ کیپٹن کے بنگلے میں جا کر میں نے کیس کھلوایا اور دو بوتلیں واسو کو اپنے بنگلے لے جانے کو دے دیں۔ واسو کے جانے کے تھوڑی دیر بعد کیپٹن آ گئے۔ میں نے کیس ان کو دکھایا۔ انہوں نے برب کو چکن روسٹ کرنے کو کہا اور میرا بازو پکڑ کے ڈرائنگ روم میں لاتے ہوئے کہنے لگے۔ "نعیم اپنے تمام پروگرام کینسل کرو۔ میجر برنی کو بلاتے ہیں۔"

میں نے برا سا منہ بنا کر ان کی طرف دیکھا۔ سر' تو کیا وہ شعر اور سلوگن سب بیکار گئے؟"

بولے۔ "بیٹھو۔ سمجھاتا ہوں۔"

میں نے ان کی الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "سمجھ گیا سر۔ بالکل سمجھ گیا۔"

وہ ہنسنے لگے۔ میں نے گلاس اور بوتل نکال کر میز پر رکھی انہوں نے ریسیور اٹھا کر مجر برنی کا نمبر ڈائل کیا اور میری طرف دیکھ کر بولے ایک نئی بوتل بھی لے آؤ نعیم----" میں نے دروازے پر جا کر برب کو اشارہ کیا اور اس نے جان ہیگ کی ایک بوتل لا کر میرے ہاتھ میں دے دی۔ میں بوتل کھولتا ہوا اندر آیا اور دونوں گلاسوں یں انڈیلی۔ کیپٹن ریسیور رکھ کے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "ابھی دس منٹ ہیں آ رہے ہیں۔" میں نے گلاس ان کی طرف سرکایا اور صوفے پر بیٹھ کر پینے لگے۔ "یہ آپ کی صحت کا جام ہے ڈیڈی۔" میں نے کہا۔

بولے "پینے کے بعد؟"

میں نے کہا۔ "میں کہیں اور تھا۔ اور اب بھی یہاں نہیں ہوں۔"

ایک گھونٹ لے کر بولے۔ "ولی ہوتے جا رہے ہو۔ جسم یہاں ہے۔ روح کے مدینے میں پہنچی ہوئی ہو گی۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "مرزا غالب جیسا ولی ہوں۔ اگر میری شرابی روح وہاں پہنچی بھی تو دروازہ بند پا کر لوٹ آئے گی۔"

گلاس خالی کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہنے لگے۔ "آہ غالب میں بڑا پسند کرتا ہوں' اس جنٹلمین کو نعیم ..... بڑا خوددار تھا۔"

"واقعی سر۔" میں نے ان کے گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "بینک بیلنس ہوتا تو نہ جانے کیا قیامت برپا کرتا۔"

"ہاں۔" انہوں نے افسوس کا اظہار کیا۔ "معلوم نہیں ہر عظیم آدمی تنگدست کیوں ہوتا ہے؟"

بقصد

"میرے خیال میں اس لئے کہ وہ اپنی تمام انرجی عظیم بننے کی کوشش میں صرف کر دیتا ہے۔ حصول معاش کے لئے دوڑ بھاگ کی طاقت کہاں سے لائے۔ مرزا غالب کو ایک آفر کی گئی تو پیروں نے جواب دے دیا۔ پالکی میں بیٹھ کر انٹرویو کے لئے پہنچے تو ریسپشن سے لوٹ آئے کہ مینجنگ ڈائرکٹر نے خود استقبال کرنے کے بجائے اپنے پی اے کو کیوں بھیجا۔ اب آپ ہی بتایئے ایسا آدمی عظیم نہ بنے تو کیا ٹاٹا یا برلا بنے؟"

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "میں اس کو لکھوں گا کہ نئی نسل تمہارے شعروں کے بجائے تمہاری ناکامی کے اسباب سمجھنے کی کوشش کرتی ہے۔"

"آپ دہلی جا کر اس کے مزار پر شراب پاشی کیجئے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ اور گلاس لبریز کر کے منہ سے لگا لیا۔ تھوڑی دیر بعد میجر برنی آ گئے۔ اور ہم گیارہ بجے تک کھاتے پیتے رہے۔ ساڑھے گیارہ بجے میں برنی صاحب کو بنگلے پہنچا کر گھر لوٹا۔

دوسرے روز میں نے اسلحہ خانے سے ونچسٹر الیون شاٹ "سیلیبوپک سائٹ" پچاس کارتوس اور مودی صاحب سے کھانے پینے کا سامان لے کر پیک کرایا۔ ساڑھے تین بجے ہزہائی نس نے مجھے پھر ڈرائنگ روم میں طلب کیا۔ اس وقت صرف مہارانی ان کے ساتھ تھیں۔ سلام کرتے ہی انہوں نے پوچھا۔ "کب روانہ ہو رہے ہو نعیم؟"

میں نے جواب دیا۔ "کل صبح یور ہائی نس۔"

بولے۔ "کیا واقعی بالکل اکیلے جانا چاہتے ہو؟"

"میں نے ایک دوست کو بلایا ہے۔ اگر وہ شام کی گاڑی سے پہنچ گیا تو اس کو ساتھ لے جاؤں گا۔"

مہارانی نے پوچھا۔ "کون ہے وہ؟"

"ایک پیشہ ور شکاری ہے یور ہائی نس۔" میں نے کہا۔

بولیں۔ "اگر وہ نہ آ سکا تو؟"

"ضرور آئے گا یور ہائی نس۔ اور اگر نہ آ سکا تو پھر آپ کا خادم پیشہ ور شکاری بننے کی کوشش کرے گا۔"

وہ ہنس دیں اور مہاراجہ کی طرف دیکھ کر بولیں۔ "شاید یہ کسی پر بھروسا نہیں کرتا۔" مہاراجہ نے کہا۔ "شاید"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یور ہائی نس میں خدا پر اور اپنے مہاراجہ پر بھروسا کرتا ہوں۔ یہ دونوں میری محافظ طاقتیں ہیں۔ اور میرے لئے کافی ہیں۔"

مہارانی نے کہا۔ "پھر بھی ایک آدمی تو ضرور ساتھ ہونا چاہئے جو اس علاقے سے واقف ہو۔"

"وہ بہت مل جائیں گے۔ یور ہائی نس۔"

مہاراجہ نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ لیکن تم ہر دوسرے دن پروگریس رپورٹ ضرور بھیجتے رہنا۔"

میں سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے یورہائی نس۔"

اسی وقت ساتری نے اندر آ کر سادھنا کماری کی آمد کی اطلاع دی۔ مہارانی نے کہا۔ "لے آؤ انہیں۔"

ساوتری الٹے قدموں واپس ہو گئی اور سادھنا دیوی کو لے آئی۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے مہاراجہ کو مہاراجہ سلام کر کے مہارانی کے قریب بیٹھتے ہوئے میری طرف دیکھا اور بولیں۔ "تم ابھی گئے نہیں؟"

میں نے جواب دیا۔ "صبح جا رہا ہوں یوراکیسی لنسی۔"

بولیں۔ "اگر فرصت ہو تو ہمیں چغتائی صاحب کے ہاں پہنچا دو۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "جو حکم یوراکیسی لنسی۔" مہارانی نے کہا۔ "کس وقت جاری ہو سادھنا؟"

بولیں۔ "جس وقت آپ ٹائیگر کو فارغ کر سکیں۔"

انہوں نے ہنس کر کہا۔ "اسپئیر ہے۔ لے جاؤ۔

ہزہائی نس نے کہا۔ "جاؤ ٹائیگر یونیفارم پہن کر گاڑی نکلوالو اور انہیں لے جاؤ۔ تمہیں ٹرین پر کس وقت جانا ہے۔"

میں نے جھک کر کہا۔ "ساڑھے سات بجے یورہائی نس۔"

سادھنا نے کہا۔ "تم ہمیں چھوڑ کے اسٹیشن چلے جانا اور ساڑھے آٹھ بجے پھر پہنچ جانا۔"

"اوہ" مہارانی نے کہا۔ "کھانا وہیں کھاؤ گی کیا؟"

"جی۔" سادھنا نے کہا۔ "آج ان کے نواسے کی بسم اللہ ہے۔"

مہارانی نے کہا۔ "ہمیں معلوم ہے۔ پتریکا آئی ہوئی ہے۔" ہماری طرف سے سوا سو روپے بچے کو دے آنا۔ یشودھرا نہیں جا رہیں کیا؟"

"جا رہی ہیں یورہائی نس۔" سادھنا نے پرس سے یشودھرا کی پیکارڈ کی چابی نکال کر میری طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ میں نے چابی لے کر مہاراجہ کو سلام کیا اور باہر نکل آیا۔

پانچ بجے میں یونیفارم پہن کر راج محل پہنچا تو پیکارڈ پورچ میں کھڑی ہوئی تھی اور سادھنا اور یشودھرا پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ گیٹ کا پہریدار پورچ میں ٹہل رہا تھا۔ میں نے اگلا دروازہ کھول کر سادھنا کو سلام کیا۔ اور وہیل سنبھال لیا میرے گیٹ سے نکلتے ہی یشودھرا اگلی سیٹ پر آ گئی اور بولی۔ "دیدی کہتی ہیں کل تم شکار پر جا رہے ہو نعیم۔"

میں نے کہا۔ "جا رہا ہوں یشو۔"

"لیکن اکیلے کیوں؟"

"اس لئے کہ پیچھے سے گولی کھا کر مرنے میں کوئی رومانس نہیں۔"

"ٹھیک کہہ رہے ہو یشو۔" سادھنا نے کہا۔ "لیکن ایسا کیوں ہے نعیم؟"

میں نے گردن گھما کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ بھی پوچھنے کی ضرورت ہے کیا دیدی؟"

"ہاں ناستک کے بعد کوئی اور پیدا ہو گیا ہے کیا؟"

"بہت سے اور میں ان کی عزت کرتا ہوں۔ اور سامنے آ گئے تو اور بھی زیادہ عزت کروں گا۔"

یشودھرا نے پیچھے گھوم کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "یہ کب تک چلتا رہے گا دیدی؟"

"کیا کہہ سکتی ہوں۔"

یشودھرا پلٹ کر میری طرف مخاطب ہوئی۔ "تم کار لے کر کہیں اور نکل جاؤ نعیم دور ..... سورت، بڑودہ، بمبئی، کہیں بھی اور آٹھ دس روز بعد واپس آ کر کہہ دو۔ کوئی شیر نہیں ملا۔ یہ سن کر میں بے ساختہ ہنس دیا۔"

سادھنا نے کہا۔ "ٹھیک تو ہے۔ زیادہ سے زیادہ اتنا کرو کہ ایک بار وہاں کے لوگوں کو اپنی جھلک دکھا دو۔ کار وہیں چھوڑ دو۔ جنگل میں کہیں مچان بندھواؤ اور چلتے بنو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "شاید آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں سادھنا دیوی۔"

"بالکل ایسا ہی کرو نعیم۔ تمہیں میری جان کی قسم۔" یشودھرا نے کہا۔

"قسم نہ دلاؤ یشو۔ میں بھی اسی انداز میں سوچ رہا ہوں۔ اس نے مسکرا کر میری گود میں سر رکھ دیا۔ اور سیٹ پر پھیل گئی۔ میں نے بایاں ہاتھ اس کے شانے پر رکھ دیا۔ گاڑی کے بی کی حویلی کے دروازے پر رکی۔ اور سادھنا تیزی سے باہر نکل کر گاڑی کا دروازہ بند کرتی ہوئی ڈیوڑھی میں داخل ہو گئی۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور تیزی سے باغ کی طرف روانہ ہو گیا۔ پل پر سے کار گزرنے لگی تو یشودھرا چونک کر اٹھ بیٹھی۔ اور اسٹیئرنگ وئیل پر ہاتھ رکھ کر باغ کے دروازے کی طرف موڑنے لگی۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں یہاں بہت ہجوم ہے۔ ڈیلائٹ کارنر چلتے ہیں۔" اس نے آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھا۔ میں نے دوسری طرف منہ پھرا کر امین پور روڈ کی طرف ٹرن لیا۔ کیمپ کی باؤنڈری ختم ہوتے ہی وہ میری آغوش میں تھی۔ ڈیلائٹ کارنر کے قریب پہنچ کر سڑک چھوڑنے سے پہلے میں نے پیچھے کی طرف دیکھا دو تین سو گز کے فاصلے پر ایک کار تیزی سے اسی طرف آ رہی تھی اور ہمارا درمیانی فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ میں نے گاڑی سڑک کے درمیانی حصے میں لی اور ایکسی لریٹر پر دباؤ بڑھانا شروع کیا۔ کار فراٹے بھرنے لگی۔ مجھے بار بار پیچھے دیکھتا پا کر یشودھرا نے میرے کندھے سے سر ہٹا کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ اور بولی "یہ تو روپا دیوی کی کار معلوم ہوتی ہے نعیم۔"

میں نے کہا۔ "کوئی بھی ہو۔ پٹرول کتنا ہے؟"
"فل۔" اس نے جواب دیا۔
"اس رات جیسا فل تو نہیں؟" وہ مسکرا دی۔ میں نے اسپیڈ اور بڑھائی۔ اور بڑھائی حتیٰ کہ اسپیڈومیٹر کی سوئی پچپن اور ساٹھ کے درمیان تیرنے لگی۔ یشودھرا نے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "وہ کار بہت پیچھے رہ گئی۔ اب تو نظر بھی نہیں آتی۔" میں نے کہا۔ "تھینک گاڈ۔"

تھوڑی دیر میں چڑھائی آ گئی اور رفتار خود بخود کم ہونے لگی۔ ندی کے کنارے چٹانی سلسلے میں ریسٹ ہاؤس کے قریب پہنچ کر میں نے اسپیڈ کم کر کے پیچھے نظر ڈالی۔ کار کا کہیں پتا نہ تھا۔ ریسٹ ہاؤس کے عقب میں ایک میل کے فاصلے پر انٹرسیکشن کے سنگ میل پر بلرام پورا ایک میل' دلاس پور 32 میل دیکھ کر میں نے اس طرف ٹرن لیا اور رفتار بڑھانے لگا۔ سات بجے ہم پھر کے بی کی حویلی کے دروازے پر تھے۔ یشودھرا اتر کے اندر چلی گئی میں نے دروازہ بند کیا اور اسٹیشن کی طرف چل دیا۔ پل عبور کر کے گھنٹہ گھر کی طرف ٹرن لیتے وقت میری نظر نیشنل گارڈن کے دروازے سے نکلتی ہوئی اسٹوڈی بیکر پر پڑی۔ روپا نے میرا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ لیکن چونکہ پیکارڈ کے اندر کوئی چیز نہیں دیکھی جا سکتی تھی۔ اس لئے میں نے اس کو نظرانداز کر دیا اور اسٹیشن پہنچ کر پارکنگ لاٹ میں گاڑی روکی۔ انجن بند کر کے دروازہ کھول رہا تھا کہ ہلکا سا جھٹکا لگا اور پیکارڈ دو فٹ آگے بڑھ گئی۔ مجھے معلوم تھا یہ کون ہو سکتا ہے؟ دیکھنا صرف یہ تھا کہ جھٹکے سے مڈگارڈ وغیرہ کو نقصان نہ پہنچا ہو۔ میں نے دروازہ کھولا اور باہر نکل کر پچھلی کار پر نظر ڈالی۔ روپا وہیل پر بیٹھی ہوئی مسکرا رہی تھی۔ غصے کا اظہار کرنے کے بجائے میں نے جھک کر سلام کیا۔ بولی گاڑی میں کون ہے؟"
"بھگوان۔" میں نے کہا اور آگے بڑھ کر گاڑی کا پچھلا حصہ دیکھنے لگا۔
"تمہیں ایکسپلین کرنا ہے نعیم۔" اس نے گاڑی بیک کرتے ہوئے کہا۔ "میں آج پھر آ رہی ہوں۔"
"شاید میں گھر پر نہ ہوں۔ میرا ایک دوست آ رہا ہے۔" میں نے مڈگارڈ پر رومال پھراتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک دم بریک لگایا۔ میں رومال جیب میں رکھ کر سیدھا ہو گیا۔ بولی سنو نعیم۔ مجھے بہت باتیں کرنی ہیں۔ "تمہیں خدا کی قسم ہے گھر پر ملنا۔"
میں نے "بہتر ہے" کہہ کر فوجی سلام کیا اور پلیٹ فارم کی طرف چل دیا۔
اقبال سنگھ اس ٹرین سے نہیں پہنچا تھا۔ تمام مسافروں کے گزر جانے کے بعد میں مایوس ہو کر اسٹیشن سے باہر نکلا اور کار لے کر کے بی چغتائی کی حویلی پہنچ گیا۔ سادھنا کماری کو ایک نوکر کے ذریعے اپنی آمد کی اطلاع بھجوائی۔ چند منٹ بعد وہ یشودھرا کو ساتھ لئے

ہوئے باہر آئیں۔ اور میں ان کو لے کر راج محل کی طرف چل دیا۔ مین روڈ پر آتے ہی سادھنا نے میرے دوست کے متعلق سوال کیا اور جب میں نے انہیں بتایا کہ وہ نہیں پہنچا تو بولیں۔ "اچھا ہی ہوا۔ اب تو تمہیں ہماری تجویز پر عمل کرنے میں کوئی پس و پیش نہیں ہونا چاہئے۔"
میں نے ہنس کر کہا "ایسا ہی ہو گا۔"
یشودھرا نے کہا۔ "تمہارے وعدے پر ہمیں یقین ہے نعیم۔"
"شاید ہزہائی نس میرے دوست کے متعلق آپ سے دریافت کریں سادھنا دیوی۔"
"ضرور پوچھیں گے۔ میں انہیں بتا دوں گی' نہیں پہنچا۔"
"شکریہ۔"
دونوں راجکماریوں کو راج محل کی چوتھی منزل پر چھوڑ کر میں بنگلے پہنچا۔ کھانا کھانے کے بعد داسو کو کچھ روپے دے کر اسکاچ کا کیس خریدنے کے بہانے شہر کی طرف بھیج دیا اور کپڑے اتار کر بستر پر دراز ہو گیا۔ اور سگریٹ پیتے پیتے سو گیا۔ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میری آنکھ کھل گئی۔ گھڑی پر نظر ڈالی تو سوا دس بجے تھے۔ اس وقت روپا نہیں آ سکتی تھی۔ میں سوچ رہا تھا یہ کون ہو سکتا ہے۔ اس وقت پھر کنڈی ہلائی گئی۔ میں اٹھ کر حاضری کے دروازے پر آیا۔ باہر کوئی سیاہ پوش عورت سمٹی سمٹائی کھڑی تھی۔ اور جالی میں سے اندر جھانک رہی تھی۔ میں نے دروازہ کھول دیا۔ اس نے میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہی کہا۔ "داسو دیو ہے؟" میں نے اس کو اندر آنے کا اشارہ کیا تو بولی۔ "میں اندر نہیں آ سکتی۔ اس کو یہاں بھیج دو۔" میں اس کے لہجے سے ایک ثانیہ میں معاملے کی تہہ کو پہنچ گیا۔ دروازے سے ہٹ کر کہا۔ "وہ اس کمرے میں سو رہا ہے۔ خود جا کر جگا لو۔" وہ پس و پیش میں پڑ گئی۔ میں اس کو چھوڑ کر بیڈ روم کی طرف چلنے لگا۔ وہ میری لاپروائی کے انداز سے دھوکا کھا گئی۔ اندر آ کر کواڑ بند کئے اور ڈرائنگ روم میں داخل ہو گئی۔ میں نے تیزی سے پلٹ کر حاضری کے دروازے کی کنڈی چڑھائی اور ڈرائنگ روم میں پہنچ کر لائٹ آن کی۔ روشنی ہوتے ہی اس نے شال میں چہرہ چھپانا چاہا۔ لیکن میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے کہا۔ "ایشر سنگھ نے بھیجا ہے تمہیں؟" ایشر سنگھ کا نام سنتے ہی وہ کانپ گئی۔ کچھ بولنا چاہا لیکن زبان نے ساتھ نہ دیا۔ میں نے ہنس کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ وہ گداز جسم کی گول چہرے والی نوجوان عورت تھی۔ میں نے اس کے سراپا کا جائزہ لیا۔ وہ مجھے اس طرح دیکھتے پا کر شرما گئی۔
"بیٹھ جاؤ۔" میں نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔ "کیا داسو سے روپیہ واپس لینے آئی ہو؟" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموش کھڑی رحم طلب نظروں سے دیکھتی رہی۔

"تمہارا نام؟" میں نے اکتا کر پوچھا۔ مری ہوئی سی آواز میں بولی۔ "شکنتلا۔"
میں نے ہنس کر کہا۔ "میرا نام دُشینت ہے۔ شکنتلا ہو تو جانتی ہو گی میں تمہارا کیا ہوں؟"

بولی۔ "مجھے تو نعیم بتایا گیا تھا۔" اس نے جھینپ کر کہا۔

"اسی لئے تم نے ایسا کیا۔ ورنہ کوئی عورت اپنے دھرم پتی کو زہر دینے پر تیار نہیں ہو سکتی۔"

"مجھے معاف کر دو نعیم۔" وہ میرے پیر چھونے کے لئے جھکتے ہوئے بولی۔ میں نے اس کے بازو تھام کر اٹھا لیا۔ اس نے نگاہیں جھکائیں۔

"کر دیا۔ آؤ اپنا زہر واپس لے جاؤ۔ میں نے اس کو چھوڑتے ہوئے کہا اور بیڈ روم کی طرف چلنے لگا۔ وہ میرے پیچھے پیچھے چلتی ہوئی جافری سے گزر کر بیڈ روم میں آ گئی۔ میرا یہ خیال غلط ثابت ہوا کہ جافری میں آتے ہی وہ دروازہ کھول کر بھاگنے کی کوشش کرے گی۔ کمرے میں آتے ہی میں نے الماری کھول کر سوٹ کیس سے واسو کی دی ہوئی شیشی نکالی اور اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "تمہیں ثابت کرنا پڑے گا کہ دوبارہ ایسی کوئی سازش نہیں کرو گی۔"

اس نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور نگاہیں جھکا کر کہا۔ "کبھی نہیں کروں گی کبھی نہ کرتی اگر پہلے کبھی تمہیں دیکھا ہوتا۔ سچ نعیم۔"

"اس سے کیا فرق پڑ جاتا؟" میں نے کہا۔

"پڑ جاتا .... دیکھنے کے بعد تو ...... کیا تم یقین کر سکتے ہو۔ تمہیں پوجنے کو جی چاہتا ہے۔"

"تمہیں امتحان دینا پڑے گا۔"

"جس طرح چاہو۔ میں آج سے تمہاری شکنتلا ہوں نعیم۔" اس نے بڑھ کر میرے کندھے پر سر ٹکا دیا۔ میں نے اس کا منہ چوم لیا۔ اس کے ہاتھ میری کمر کے گرد حمائل ہو گئے۔ میں اس کی دھڑکنوں میں گم ہو کر رہ گیا۔ یقین کرنے کو دل نہیں چاہتا تھا کہ ایسی عورت قاتل کا کردار انجام دے سکتی ہے۔ وہ دیر تک بوس و کنار کی لذت سے سرشار ہوتی رہی۔ آخر جب اس کی سانسیں سسکیوں میں تبدیل ہونے لگیں تو میں نے آہستہ سے اس کو علیحدہ کر دیا۔ وہ ایک نشے کی سی کیفیت میں لڑکھڑائی اور میرا ہاتھ تھام کر صوفے پر گرتی ہوئی بولی۔ "نعیم ناراض ہو گئے؟"

میں نے کہا۔ "نہیں۔ یہاں تک پہنچ کر کوئی ناراض نہیں ہوا کرتا۔" صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے بولی۔ "پھر؟"

میں نے شیشی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اسے اس پر استعمال کر ڈالو جس

نے بھیجی تھی یہی تمہارا امتحان ہے۔"

"منظور ہے میری جان کے مالک۔" اس نے میرا ہاتھ کھینچ کر صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "لیکن پہلے یہ تو ثابت کرو تم میرے ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا تمہیں چھوڑ دینے سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔"

"ہوتا ہے۔" اس نے جذباتی لہجے میں کہا۔ "لیکن تم مجھے اپنی بنانے سے کیوں گریز کر رہے ہو۔ ممکن ہے پکڑی جاؤں اور .... میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔ "شکنتلا ایسا ہو تو تم خطرہ محسوس کرتے ہی میرے پاس چلی آنا ...... میں تمہیں ایک ایسی ہستی کے پاس بھیج دوں گا جہاں کوئی تمہاری طرف آنکھ نہیں اٹھا سکے گا۔" وہ مسکرا دی اور کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ میں نے ہنس کر کہا۔ نام لینے کی ضرورت نہیں پڑتا .... تم جانتی ہو۔ اس نے شیشی بلاؤز کے نیچے غائب کر دی اور صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ میں نے اس کی کمر تھپک کر کہا۔ "شکنتلا کامیاب ہو کر آ جاؤ۔ چار ہزار روپے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔"

"وہ آنکھیں سکیڑتی ہوئی بولی۔" اور تم؟

میں نے ہنس کر کہا۔ "میں تو تمہارے گلے کی مالا ہوں۔" اس نے ہاتھ پھیلا کر منہ میرے سامنے کر دیا۔ ایک طویل بوسہ دے کر میں نے اسے دروازے پر پہنچا دیا۔ اپنے اس ضبط پر مجھے خود بھی حیرت ہوئی۔

میں نے الماری سے بوتل نکال کر گلاس میں دو تین پیگ وسکی انڈیلی۔ لیمونیڈ سے گلاس لبریز کیا اور مسہری پر بیٹھ کر آہستہ آہستہ پینے لگا۔ چند منٹ پہلے گزرے ہوئے واقعات پر غور کرتے کرتے رسٹ واچ کی طرف دیکھا تو گیارہ بج کر چالیس منٹ ہو چکے تھے۔ اب روپا کسی بھی لمحے آ سکتی تھی۔ میں اٹھ کر صحن میں آیا اور پچھلے دروازے کی کنڈی کھول دی۔ سگریٹ سلگایا اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد میں نے دروازے میں آکر اس کا استقبال کیا۔ وہ مسکرا کر اندر آ گئی۔ اور بولٹ چڑھا دیا۔ "آپ بہت خطرناک کھیل کھیل رہی ہیں یور ایکسی لینسی۔" میں نے کہا۔

"ہاں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ کھڑکی بند کی اور مسہری پر بیٹھ گئی۔ "تم صبح شکار پر جا رہے ہو اس لئے۔"

میں نے اثبات میں گردن ہلائی۔

بولی۔ "اکیلے کیوں۔"

میں نے کہا۔ "یوں ہی۔"

بولی۔ "مجھے خطرہ ہے کہ تمہارے اوپر حملہ کرنے کے لئے یہ چال چلی گئی ہے نعیم۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے لیکن ہز ہائی نس کا حکم ہے انکار تو نہیں کر سکتا۔"

"تم اپنے کسی دوست کو ساتھ لے جاؤ۔"
"کوئی نہیں ہے۔ ایک ہے وہ پہنچ نہ سکا۔ خیر یہ بتاؤ ششکلا کو جانتی ہو؟"
وہ حیرت سے میرا منہ تکنے لگی' میں اس کے پہلو میں بیٹھ گیا' اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔ "کیا ہوا روپ؟ جواب کیوں نہیں دے رہیں تم؟" بولی۔ وہ ایشر سنگھ کی داشتہ ہے۔ "تم کو کس نے نام بتایا۔"
اب میری حیرت کی باری تھی۔ جواب دینے کے بجائے میں سوچ رہا تھا کہ وہ بے وقوف بنا گئی۔ اور افسوس یہ تھا کہ سوکھی نکل گئی۔ لیکن میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ وہ دھوکا نہیں دے سکتی۔ مجھے خاموش دیکھ کر روپا نے کہا۔ "چپ کیوں ہو نعیم؟"
میں ہنس دیا۔ "کیا بتاؤں روپ' بہت طویل قصہ ہے۔ مختصراً یہ کہ اگر اس پر کوئی آفت آ جائے تو تم اس کی حفاظت کرنا۔ وہ ہمارے لئے کام کر رہی ہے۔"
"لیکن کیوں؟"
"عجیب سوال ہے روپ۔ فرض کرو وہ میری داشتہ بننا چاہتی ہے۔"
"وہ ہنس دی۔" بنا لو ...... لیکن میں تمہاری داشتہ کی کس لئے حفاظت کروں۔
"میں ہنس دیا۔ وہ کٹ کر رہ گئی۔ میں نے کہا۔ "تو تم نے واقعی فرض کر لیا؟"
"نہیں--- لیکن بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی۔"
"پھر جانے دو۔"
"اچھا ناراض نہ ہو میری جان۔ میں اس کو ہر طرح بچانے کی کوشش کروں گی۔ لیکن کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ تمہیں دھوکا نہیں دے رہی۔"
"اگر ایسا ارادہ ہوتا تو وہ کبھی نہ کہتی کہ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے۔"
"روپا چونک گئی۔" تو کیا اس نے میرا نام لیا۔
"نام لینے کی نوبت نہیں آئی۔"
"خیر مجھے یقین نہیں وہ ایشر کے خلاف ...... تم نے شراب پی رکھی ہے نعیم؟"
"میں ہنس دیا۔" کیوں؟ "کیا تم نہیں پیتیں؟"
"ہمارے ہاں کنواری اور ودھوا راجکماریاں نہیں پیتیں۔"
"تو تم کنواری ہو یا ودھوا روپ؟"
وہ ہنس دی۔ "میں سمجھ گئی لیکن پیوں گی نہیں۔"
"نہ پیو۔ لیکن مجھ پر اعتراض کیوں کیا؟"
"میرا خیال تھا تم نہیں پیتے۔ خیر پیو۔"
"پلاؤ۔ اپنے ہاتھ سے۔"
"پلاؤں گی ایک سوال کا سچا جواب دو قسم کھا کر۔"

"سوال ذاتی نوعیت کا ہے؟"
"کیا میں تم سے ذاتی نوعیت کا سوال نہیں کر سکتی؟"
"کیجئے ویسے میں سمجھ چکا ہوں اور .... میں ہنس دیا۔"
"رکے کیوں ہو؟"
"میں نے امین پور روڈ پر تمہیں اپنا پیچھا کرتے دیکھ کر قصداً" اسپیڈ بڑھائی تھی۔"
"کیوں ---- کیا گاڑی میں کوئی تھا؟"
"ہاں۔" میں نے بے جھجک کر کہا۔ وہ میری بے ساختگی پر حیران رہ گئی۔
"کوئی پردہ نشین؟"
"نہیں ایک دوست جس پر میں مر کے کبھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا کہ تم سے مجھے کوئی ربط یا تعلق ہے۔"
"یشودھرا کہاں تھی؟"
"کے پی کے ہاں' سادھنا کے ساتھ۔"
"پھر تم واپس کس راستے سے آئے؟"
"بلرام پور ہو کر۔ مجھے یقین تھا کہ تم کہیں نہ کہیں رک کر میرا راستہ روکو گی۔"
وہ ہنس دی۔ "میں نے غلط جگہ پر تمہارا انتظار کیا۔ اگر کے پی کی حویلی پر کیا ہوتا تو-----"
"تو کیا ہوتا؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔
"تم اتنا سچا بیان نہ دے سکتے۔"
"پھر اب سزا کس کو ملنی چاہئے۔ جھوٹ بولنے والے کو یا غلط جگہ انتظار کرنے والی کو؟" میں نے الماری میں سے بوتل اور گلاس نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ وہ میز سے بوتل اٹھاتی ہوئی بولی۔ "ہم خود ایک دوسرے کے لئے سزا ہیں ڈیئر۔ الجھنے سے کیا فائدہ۔ بیٹھ جاؤ میں تمہیں پلاتی ہوں۔"
میں پھر بیٹھ گیا۔ "پلاؤ۔" اس نے گلاس میں انڈیلی اور اٹھا کر میرے ہاتھ میں دیا۔ میں نے دوسرے گلاس میں انڈیل کر اس کو تھما دیا۔ "تمہاری آنکھوں کے نام روپ۔" اس نے ہنس کر مجھے دیکھا۔ میں نے گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "اب سزا کے لئے تیار ہیں ہم۔" وہ میری گردن میں جھول گئی۔ اور سینے پر سر رکھ کے بولی۔ "وعدہ کرو اس سزا میں ششکلا کو شامل نہیں کرو گے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ ""جو حکم۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کر دی۔
ساڑھے گیارہ بجے' جبکہ واسو نے مجھے جگا کر ناشتے کی ٹرے لا کر رکھی ہی تھی' کیپٹن اندر داخل ہوئے۔ میں نے انہیں سلام کر کے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ مسکرا کر بولے۔ "معلوم

ہوتا ہے ابھی جاگے ہو۔" میں نے چائے بنا کر پیالی ان کے سامنے سرکاتے ہوئے کہا۔ "کل رات کچھ طبیعت خراب تھی۔ دیر تک جاگتا رہا۔"

پیالی اٹھاتے ہوئے کہنے لگے۔ "ہمارے پاس کیوں نہیں آئے؟؟"

"واسو شہر گیا ہوا تھا سر۔"

"کیوں؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ کے لئے ایک کیس اور منگائی ہے۔"

"بے کار منگائی۔ تمہارے واپس آنے تک میں راشن میں ملنے والی بھی نہیں پیوں گا۔ ویسے روانہ ہونے سے پہلے سلامی ضروری دے آنا۔"

"یقیناً" سر۔ تین بجے جاؤں گا۔ اس وقت چائے پر مہارانی بھی موجود ہوں گی۔"

"ہزہائی نس نے مجھ سے کہا کہ ایک آدمی تمہارے ساتھ کر دیا جائے۔ بولو کس کو لے جانا چاہتے ہو؟"

"کسی کو نہیں سر۔ اگر کوئی ایسا ہوتا جس پر مجھے مکمل اعتماد ہو تو آپ سے ضرور درخواست کرتا۔"

"بھاسکر کو لے جاؤ۔ وہ تمہیں پسند کرتا ہے اور قابل اعتماد آدمی ہے۔"

"میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں اور قابل اعتماد بھی سمجھتا ہوں۔ لیکن آپ جانتے ہیں سر' میری دوستی اعتماد سے کہیں زیادہ بڑی چیز طلب کرتی ہے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ اپنے جرم کی سزا میں کسی دوست کو شریک کروں۔ بھاسکر پہلے ہی میرے لئے زخم کھا چکا ہے۔"

"بنارس خان؟"

"نو سر۔ شکریہ۔"

کیپٹن اٹھ کھڑے ہوئے۔ سگریٹ سلگایا اور بولے۔ "یہ حکم ہے تم بھاسکر کو لے جا رہے ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "میں تعمیل کروں گا۔ آپ تشریف رکھئے چائے تو ختم کیجئے۔"

وہ مسکرا کر پھر بیٹھ گئے اور سرگوشی کے لہجے میں بولے۔ "میں نے اس کو سمجھا دیا ہے کہ تمہارے ہر حکم کو میرا حکم سمجھے۔"

چائے پی کر کیپٹن چلے گئے۔ اور بارہ بجے کے قریب بھاسکر نے آ کر ڈاج کا مکمل چارج سنبھال لیا۔ ساڑھے تین بجے جب میں ہزہائی نس کو سلامی دے کر واپس آیا تو پوری کار سوٹ کیسوں' ہولڈالوں اور کھانے پینے کے سامان سے اس طرح بھری ہوئی تھی جیسے ہم شکار کے لئے جانے کے بجائے ورلڈ ٹوئر پر جا رہے تھے۔ بھاسکر نے مجھے دیکھتے ہی سلام کر کے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ میں نے ہنس کر اس کی کمر پر ہاتھ مارا اور اگلا دروازہ کھول کر اس کو اندر دھکیلا اس نے وہیل سنبھالا اور میں نے اس کے برابر میں بیٹھ کر دروازہ بند

کیا۔ گاڑی چل دی۔ گیٹ سے گزرتے ہوئے پہریدار نے بندوق کے بٹ پر ہاتھ مار کر سلامی دی۔

ساڑھے چار بجے کے قریب ڈاج خوش منظر جنگلی اور پہاڑی سلسلے کے نشیب و فراز سے گزرتی ہوئی دھاروہیڑہ میں داخل ہو گئی۔ چوپالوں ور دوکانوں پر بیٹھے ہوئے لوگ اٹھ اٹھ کر سلام کرتے رہے چوک میں پہنچ کر ایک وسیع حویلی کے سامنے بھاسکر نے گاڑی روک کر انجن بند کر دیا۔ لوگ جمع ہونے لگے۔ بھاسکر نے باہر نکل کر کہا۔ "ذیلدار کو بلاؤ۔" ایک شخص دوڑ کر ڈیوڑھی پر پہنچا اور ذیلدار کو آواز دی۔ اور دوسرے لمحے وہ دھوتی جھٹکتا ہوا باہر نکل آیا۔ کار دیکھتے ہی دونوں ہاتھوں سے سلام کر کے بولا۔ "پدھاریئے سرکار۔" میں دروازہ کھول کر گاڑی سے باہر آ گیا۔ وہ ہمیں ساتھ لے کر بیٹھک میں پہنچا۔ یہاں مونڈھے اور کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ دیوار کے ساتھ دو بڑی بڑی چارپائیوں پر بستر بچھے ہوئے تھے۔ اس نے ہمیں کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے گاڑی سے تمام سامان اتروا کر بیٹھک میں منگوایا اور قرینے سے لگوا دیا۔ تھوڑی دیر بعد گاؤں کے سفید پوش آنے شروع ہوئے اور باتیں کرنے لگے۔ چائے کے دوران بھاسکر نے اپنی آمد کا مقصد بیان کیا۔ حالانکہ یہ غیر ضروری ہی تھا۔ یہاں کے ماحول اور لوگوں کے اطمینان اور سکون سے ہی پتا چلتا تھا کہ یہاں شیر تو درکنار کسی بھیڑیئے کا بھی خطرہ نہیں ہے۔ ذیلدار بڑا متواضع قسم کا آدمی تھا۔ اطمینان سے سنتا رہا کبھی کبھی مسکراتا بھی رہا۔ آخر بڑی متانت سے بولا۔ سارجنٹ صاحب شیر باگھ تو پہاڑی علاقوں میں آتے جاتے ہی رہتے ہیں۔ آپ کب آنے والے تھے۔ ہماری خوش نصیبی ہے کہ آپ نے زحمت فرمائی۔

میں بھاسکر کی طرف دیکھ کر ہنس دیا۔ وہ ذیلدار سے کہنے لگا۔ "سارجنٹ صاحب نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ یہاں کوئی شیر نہیں ہے۔"

ذیلدار نے میری طرف دیکھ کہا۔ "آپ کا یہ خیال بہت صحیح تھا صاحب۔ اس علاقے میں کوئی درندہ آ جاتا ہے تو میں واردات ہونے سے پہلے سرکار کو اطلاع دیتا ہوں۔ خیر اب آپ کو شری حضور نے بھیجا ہے تو کچھ روز دیہات کی کھلی آب و ہوا سے فائدہ اٹھایئے۔ دودھ دہی اور مرغی انڈے کھایئے۔ ہرن چیتل وغیرہ کا شکار کیجئے۔"

میں ہنس دیا۔ "شریمان!" میں نے کہا۔ "ہم آپ کے آمنترن کے آبھاری ہیں۔ پرنت جس کارن ہمیں یہاں بھیجا گیا ہے اگر اس کا کوئی اسنیوا نہ ہی ہو تو پھر ٹھہر کر کیا کریں۔"

ذیلدار مسکرا بولا۔ "سارجنٹ صاحب آپ نوجوان ہیں۔ تجربہ کار افسر تو ذرا ذرا سے کام میں ہفتے گزار دیتے ہیں۔"

"اپنی جگہ وہ بھی ٹھیک ہیں شریمان۔" میں نے کہا۔ "لیکن ہم لوگ ہزہائی نس سے

دور ہوتے ہی بے چینی محسوس کرتے ہیں۔"

ذیلدار نے کہا۔ "آپ کی شردھا غلط تو نہیں۔ ہمارے مہاراجہ ہندو مسلمان دونوں کی آنکھ کا تارا ہیں اور آپ تو ان کے رنگ رکھشک ٹھہرے۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "اب آپ سمجھ گئے۔ پھر بھی میں کل بھاسکر راؤ کو بھیج کر حکم حاصل کر لوں گا۔" اس خیال کو سب نے پسند کیا۔ رات کو کھانا کھانے کے بعد ذیلدار نے مقامی پاتروں (گانے بجانے والیوں) کو بلایا اور ایک بجے تک ناچ رنگ کی محفل جمی رہی۔ اور جب رخصت ہوتے وقت میں نے گانے والیوں کو سو روپے انعام دیئے تو تمام سفید پوش حیران تھے کہ یہ سارجنٹ کوئی بگڑا ہوا نواب زادہ تو نہیں۔

صبح ناشتا کرنے کے بعد ہم دونوں بندوقیں لے کر جنگل میں نکل گئے۔ دوپہر تک میلوں بھٹکتے پھرے۔ ہر راہ گیر اور کسان سے شیر کے متعلق پوچھا لیکن ہر شخص نے یہی جواب دیا کہ اس جنگل میں ہرن' گیدڑ' لومڑی اور خرگوش وغیرہ کے سوا کوئی خطرناک جانور نہیں۔ میں ہر بار بھاسکر کے چہرے کی طرف دیکھ کر رہ جاتا۔ دوپہر کو قیام گاہ کی طرف لوٹتے ہوئے میں نے ایک چکارا گرا لیا۔ ذبح کرنے کے بعد خیال آیا کہ ہم گاؤں سے دو میل کے فاصلے پر ہیں۔ بیس سیر وزن رائفل پر لٹکا کر لے جانے کے خیال نے ساری خوشیوں میں تحلیل کر دی' آخر بھاسکر نے مشورہ دیا کہ "ہرن کے پیٹ کی آلائش نکال کر سڑک تک لے جاتے ہیں۔ اس کے بعد میں گاؤں جا کر گاڑی لے آؤں گا۔" مجھے یہ تجویز پسند آئی۔ سڑک تین فرلانگ کے فاصلے پر تھی۔ وہ مجھے سڑک کے قریب ایک درخت کے نیچے بٹھا کر کار لانے چلا گیا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور ہرن کے متعلق سوچنے لگا۔ خالص ہندو دیہات میں جہاں شکار صاف کر کے والا ہی نہ ہو۔ وہاں اس کا لے جانا بھی مجھے کچھ مناسب معلوم نہ ہوا۔ آخر اس فیصلے پر پہنچا کہ بھاسکر گاڑی لے کر آئے تو اس کے ساتھ ہزہائی نس کو بھجوا دیا جائے۔ اور تمام صورت حال بھی بیان کر دی جائے۔ بیٹھے بیٹھے اکتا کر ٹہلنے لگا۔ وقت گزرتا جا رہا تھا۔ بھوک لگنے لگی تو کوٹ کی جیب سے کاجو نکال نکال کے کھانے لگا۔ کاجو ختم ہو گئے اور مجھے پیاس لگنے لگی۔ درختوں کی آڑ سے نکل کر سڑک پر آیا اور پانی کی تلاش میں قیاس کی بنا پر گاؤں سے مخالف سمت میں چلنے لگا۔ جہاں ایک چشمے پر قریبی گاؤں کا پنگھٹ نظر آیا۔ میں بڑھ کر سیڑھیاں اترا اور ہاتھ منہ دھو کر پانی پیا۔ گھاٹ کے قریب پانی کافی گہرا دکھائی دے رہا تھا۔

بندوق پر پانی کا ہاتھ پھراتے پھراتے گردوپیش کے حسین منظر اور سنسان مقام دیکھ کر نہانے کو دل چاہنے لگا۔ اور میں ہرن اور بھاسکر کو بھلا کر کپڑے اتارنے لگا۔ کوٹ اور قمیص اتار کر سیڑھیوں پر رکھی۔ جوتے کھول کر موزے اتارے پتلون کھینچی۔ نیچے پاپلین کا انڈر ویئر پہنے ہوئے تھا۔ بنیان جھٹک کر دور پھینکا اور پانی میں غوطہ لگا دیا۔ تقریباً" دس

فٹ نیچے جانے کے بعد جس چیز کو ہاتھ لگا وہ ایک گاگر کا کنارہ تھا۔ میں نے اس پر گرفت مضبوط کر کے جھٹکا دیا۔ گاگر ہاتھ میں آ گئی۔ میں اس کو لئے ہوئے اوپر آیا اور پہلی سیڑھی پر رکھ دیا۔ یہ پیتل کی گاگر تھی جس میں پانی کے علاوہ پتھر کنکر اور مٹی بھی تھی۔ میں تھوڑی دیر تیرتا اور مسل مسل کر نہاتا رہا اور پھر غوطہ لگایا۔ اس مرتبہ تھوڑی کاوش اور ادھر ادھر تلاش کے بعد ایک نقشین لٹیا ہاتھ لگی۔ میں موٹر کے ہارن کے انتظار میں تقریباً" نصف گھنٹے نہاتا اور غوطے لگا لگا کر کچھ نہ کچھ چیز ہر پہلی یا دوسری کوشش پر نکال کر لاتا رہا۔ حتیٰ کہ سیڑھیوں پر چار گاگر دو لوٹے اور تین لٹیاں جمع ہو گئیں۔ ہارن کی آواز نہ آنی تھی نہ آئی۔ آخر تنگ آ کر پانی سے نکلا اور سیڑھیوں پر بیٹھ کر ہوا سے جسم سکھانے لگا۔ رسٹ واچ میں ساڑھے تین بج رہے تھے۔ "کہاں مر گیا یہ کمبخت بھاسکر۔" میں بڑبڑایا۔ ادھر ادھر نظر دوڑائی اور دور دور تک کسی آدمی کا نشان نہ تھا۔ میں نے گیلا انڈر ویئر اتارا۔ جلدی جلدی پتلون چڑھائی' قمیص پہنی اور انڈر ویئر کو نچوڑ کر جھٹکا دیا۔ کپڑے جوتے پہن کر بندوق اٹھائی اور سیڑھیاں چڑھ کر باہر نکلا۔ چند قدم چل کر سڑک پر پہنچ گیا اور گھومنے لگا تھا کہ ایک گوالا مویشیوں کو ہانک کر لے جاتا ہوا ملا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ "سڑک پر کوئی کار تو نظر نہیں آئی؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ "نہیں سرکار۔"

میں نے اس کو روک کر کہا۔ "سنو' میں نے پنگھٹ پر چھ سات برتن پانی سے نکال کر رکھے ہیں۔ شاید تمہاری گاؤں والیوں ہی کے ہیں۔ لے جاؤ اور جس جس کے ہوں اس کو دے دو۔"

بولا۔ "اتنے برتن اکیلا کس طرح لے جاؤں سرکار۔"

"تم جانو———" میں نے چلتے چلتے کہا۔

درختوں کے اس جھنڈ کے قریب پہنچا جہاں ہرن چھوڑ کے گیا تھا' تو میرے قدموں کی آہٹ سن کر تین چار گیدڑ ادھر ادھر بھاگ گئے۔ میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو ایک درجن سے اوپر گیدڑ ہرن سے لپٹے ہوئے ضیافت اڑا رہے تھے۔ میں نے دل میں کہا۔ چلو بوجھ ہلکا ہوا——— ایک دو اور بھاگ گئے لیکن جو زیادہ بھوکے تھے' تکا بوٹی کرتے رہے۔ میں پلٹ کر دھار وہیڑہ کی طرف چل دیا۔ تھوڑی دیر میں گاؤں کے حدود میں پہنچ گیا۔ اس وقت ساڑھے چار بجے رہے تھے۔ بھوک سے آنتیں قل ہو اللہ کا ورد کر رہی تھیں۔ میں جلد از جلد کچھ کھانا چاہتا تھا۔ سڑک کے موڑ پر حد نظر تک میدان میں سرکنڈوں اور سرکیوں کا شہر آباد تھا جو دھاروہیڑہ کی بلندی شروع ہونے تک پھیلا ہوا تھا۔ سڑک کا چکر کاٹ کر جانے کے بجائے میں نے سوچے سمجھے بغیر کیوں کے درمیان شارٹ کٹ لیا۔ سرکیاں ایک دوسری سے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر تھیں۔ چند قدم چلنے کے بعد سرکیوں سے دو تین بڑے بڑے کتے نکلے اور مجھے دیکھتے ہی بھونکتے ہوئے آگے بڑھنے لگے' میں ان کی

جسامت اور خطرناک دھانے دیکھ کر گھبرا گیا۔ معاً" میرا ہاتھ بندوق کی طرف بڑھا اور میں رک کر ایک کتے پر گولی چلانے والا تھا۔ کہ ایک عورت تیزی سے باہر نکلی اور چیخی۔ "جھبرو، کالو، موتی۔" کہتے اس کی آواز سنتے ہی خاموش ہو کر دم ہلانے لگے۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں بھگایا اور میری طرف پلٹ کر بولی۔ "دربار اس طرف کہاں آ گئے؟"

میں نے بندوق کا سلنگ کندھے میں ڈال لیا۔ اور کہا "ذیلدار کی حویلی جانا چاہتا ہوں۔"

وہ ہنس دی۔ "ارے" وہ غور سے میری طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "سرکار مجھے نہیں پہچانا؟ میرا نام تابو ہے۔" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ گو میں اس کو پہچان چکا تھا۔ وہ رات کو ناچنے کے لئے آنے والی پاتروں میں سے ایک تھی۔ اس نے جھک کر میرے گھٹنے چھونے چاہے۔ میں پیچھے ہٹ گیا۔ "ایسا نہ کرو" میں نے کہا۔ دونوں ہاتھ جوڑتی ہوئی بولی۔ "دربار آ ہی گئے ہو تو ہماری کٹیا کے بھاگ جگاتے جاؤ۔"

کسی کے بھاگ سوتے چھوڑ دینا "دربار" کی روایات کے خلاف تھا۔ خصوصاً" کسی ایسی عورت کے، جو حسین بھی ہو اور جوان بھی۔ میں نے پوچھا۔ "کیا تم اکیلی رہتی ہو؟"

وہ چلتی ہوئی بولی۔ "آیئے بتاتی ہوں سرکار۔" میں اس کے ساتھ چلنے لگا۔ وہ ایک سرکی میں پہنچ کر چارپائی کی طرف اشارہ کر کے بولی۔ "بیٹھئے سرکار ...... میں آپ کو دکھاتی ہوں۔ یہاں کون کون ہے۔"

میں نے کہا "نہیں، میرا مطلب یہ نہیں تھا۔"

بولی۔ "مطلب نہ سہی دربار۔۔۔ آپ بڑے لوگ ہیں۔ پر یہاں بھی اپسرائیں بستی میں چکرا گیا لیکن کچھ کہنے سے پہلے وہ باہر جا چکی تھی۔ میں نے رائفل کندھے سے علیحدہ کی اور چارپائی کے پائے پر ایک پاؤں رکھ کر جیب سے سگریٹ نکالنے لگا۔ بمشکل دو تین کش لگائے ہوں گے کہ وہ ایک سولہ سترہ سال لڑکی کو لئے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ لڑکی نے مسکرا کر سلام کیا۔ میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالی اور سلام کا جواب دینا تو درکنار سانس لینا بھول گیا۔ وہ ہنگامہ تھی۔ مجھے خاموش دیکھ کر تابو نے کہا۔ "اس کا نام گلابو ہے دربار۔ یہ ابھی سیکھ رہی ہے۔"

"کیا؟" میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔

"یہی ...... ناچنا گانا سرکار۔"

"اسے کچھ سیکھنے کی ضرورت ہے کیا ...... یہ تو سکھا سکتی ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"گلابو بھی ہنس دی۔" اگر اتنا جانتی تو رات کو میں بھی آتی اور تم سے سو روپے کا

نوٹ چھین لاتی۔" اس نے کہا۔ میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک نوٹ کھینچا اور اس کے سر پر پھرا کر نیچے پھینک دیا۔ اس نے جھک کر میرے پیر چھونے چاہے۔ میں نے اس کے بازو تھام کر اٹھا لیا۔ اس نے آگے بڑھ کر میرے سینے پر سر رکھ دیا۔ تابو نے جھک کر نوٹ اٹھا لیا۔ میں نے اس کی کمر تھپک کر پیچھے سرکتے ہوئے کہا۔ "اچھا گلابو اب میں چلتا ہوں۔"

اس نے مسکرا کر بھرپور نگاہوں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیوں؟"

میں ہنس دیا۔ "اس کیوں کا کیا جواب دوں؟"

"جو تمہارا دل چاہتا ہو دربار۔۔۔" اس نے ٹھنڈا سانس لے کر کہا۔

میں ہنس دیا۔ "دل تو تمہیں چھوڑ کر جانے کو نہیں چاہتا لیکن" میں نے جملہ نامکمل چھوڑ دیا۔

"لیکن کیا؟ پہلے اتنا بڑا مان دیا۔ اور اب کچھ کہے سنے بغیر جا رہے ہو **احسان** نہیں کیا میرا؟"

میں ہنس دیا۔ تابو نے کہا۔ "بولنا سیکھ گلابو۔ بڑے لوگوں سے اس طرح بات نہیں کرتے۔"

وہ ہنسنے لگی۔ "ان سے اسی طرح بات کرنے کو جی چاہتا ہے۔ میں کیا کروں؟" اس نے کہا اور پھر میری طرف مخاطب ہوئی۔ "اپنا نام تو بتاؤ دربار۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ضرور بتاؤں گا لیکن اس وقت جانے دو۔"

"پھر آؤ گے؟"

"آؤں گا۔۔۔ یا تمہیں بلا لوں گا۔"

"میں نہیں۔ تم آؤ گے۔"

میں ہنس دیا۔ "اچھا میں آ جاؤں گا۔ لیکن یہ تمہارے جھبرو، کالو، موتی آنے دیں گے؟"

"ان کی پرا نہ کرو یہ بتاؤ کس وقت آؤ گے۔ کس طرف سے آؤ گے ...... میں اور تابو تمہیں سڑک پر ملیں گے۔"

میں نے کہا۔ "اسی طرف سے!۔ تابو جدھر سے تم نے آتے دیکھا تھا۔"

"نام نہیں بتاؤ گے؟" گلابو نے کہا۔

"شیام" میں نے چلنے کے لئے رائفل کا سلنگ کندھے میں ڈالتے ہوئے کہا۔ گلابو نے ہاتھ پکڑ لیا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "کیوں؟"

بولی۔ "نہ جاؤ۔"

میں ہنس دیا۔ "کھانا کھا کر آ جاؤں گا۔" اس نے گردن گھما کر تابو کی طرف دیکھا

اور مرہٹی سے بھی زیادہ الجھی ہوئی زبان میں کچھ کہا۔ جو میری سمجھ سے بالا تر تھا۔ لیکن تابو نے شدھ مرہٹی میں جو جواب دیا وہ یہ تھا "میری مجال نہیں۔ تم ہی کہہ لو۔"

وہ میری طرف دیکھ کر مسکراتی ہوئی بولی۔ "شیام میرے ہاتھ کا کھانا ناپسند کرو گے۔؟"

میں نے کہا۔ "میں تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا گلابو۔ پسند نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔"

"تو پھر بیٹھ جاؤ۔" اس نے میرے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھ کر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔ "تابو دوڑ کر حلوائی کی دکان سے کچھ لے آئے گی۔" تابو تیزی سے باہر نکل گئی۔ میں پلنگ پر بیٹھ گیا۔ وہ بھی میرے برابر میں بیٹھ گئی۔ اور مسکرا کر بولی۔ "اب میں تمہیں جانے نہیں دوں گی۔"

"اب میں جاؤں گا بھی نہیں۔" میں نے رائفل اتار کے پلنگ پر رکھ دی۔ وہ ایک دم میری گود میں آ گئی۔

شام کو آٹھ بجے کے قریب تابو نے پوچھا۔ "ناچ دیکھنا چاہتے ہو دربار؟"

میں نے کہا۔ "میرے یہاں موجود ہونے کا ڈھنڈورا پٹوانا چاہتی ہو؟"

بولی۔ "نہیں۔ یہ تو ہمارے ہاں ہر رات کا مشغلہ ہے۔ آپ ...... وہ ہنس دی۔" خیر اب صبح تک یہاں کوئی نہیں آئے گا۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔ وہ ہنستی ہوئی چلی گئی۔ میں گلابو کے گلاب چننے میں محو ہو گیا۔

صبح پانچ بجے جب مندر میں گھنٹے بجنے لگے۔ میں کپڑے پہن کر باہر نکلا۔ گلابو مجھے آخری سرے تک چھوڑنے آئی اور بار بار پھر آنے کے وعدے کراتی رہی۔ راستے پر پہنچ کر رخصت ہوتے وقت اس نے بانہیں پھیلا دیں۔ میں نے اس کو سینے سے لپٹا کو چوم لیا۔ علیحدہ ہونے لگا تو وہ سسکیاں لے کر روتی ہوئی پھر لپٹ گئی۔ میں نے اس کو تسلی دی اور آنسو پونچھتے ہوئے کہا "یہ کیا گلابو؟ ..... میں تمہیں کار کی سیر کراؤں گا۔ راج محل دکھاؤں گا۔ اکثر تمہارے پاس آتا رہوں گا۔ رونے کی تو کوئی بات نہیں ہے۔"

وہ مسکرا دی اور پھر لپٹتی وئی بولی۔ "میں کیا کروں شیام۔ تمہیں جاتے دیکھ کر کلیجا پھٹتا ہے۔"

"یہ تو کمزوری ہے گلاب۔ ہر وقت تو کوئی کسی کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ ہاں میں یہ وعدہ کر سکتا ہوں کہ جب تک یہاں ہوں۔ تمہارے پاس رہوں گا۔ جانے کے بعد بھی موقع ملنے پر آتا رہوں گا۔ تمہیں کبھی کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گا' اور کہو؟"

وہ ہنس دی۔ اور "بڑی مہربانی شیام" کہہ کر لوٹ گئی۔ میں گاؤں میں داخل ہو کر

زیلدار کی حویلی پہنچا تو احاطے میں ڈاج کا کہیں پتا نہ تھا اور بیٹھک کا دروازہ دھکیلا تو وہاں بھاسکر بھی نہیں تھا۔ مجھے کوئی تعجب نہ ہوا۔ کسی معقول وجہ کے بغیر بھاسکر مجھے جنگل میں تنہا چھوڑ سکتا تھا۔ نہ اس طرح کار لے کر فرار ہو سکتا تھا۔ میں نے کپڑے اتارے رائفل بستر کے ایک گوشے میں چھپائی اور تان کر سو گیا۔

آٹھ بجے زیلدار نے مجھے جگایا۔ چائے پلاتے ہوئے کہنے لگا۔ "بھاسکر راؤ دوپہر کو کار لے کر گئے تھے۔ کیا ابھی تک نہیں لوٹے؟" میں نے کہا "شاید ولاس پور چلا گیا۔ آج شام تک کسی وقت ضرور آ جائے گا۔" وہ خاموش ہو گیا۔ میں نے چائے ختم کر کے سگریٹ سلگایا تو کہنے لگا رات کو دس بجے ایک فوجی آدمی آپ کو پوچھتا ہوا آیا تھا۔ میں نہیں تھا۔ میرے کیمرے سے اس کی بات ہوئی۔ کیمرے نے اس کو بتایا آپ شیر کی تلاش میں گئے ہوئے ہیں اگر وہ انتظار کرنا چاہے تو بیٹھک میں ٹھہر سکتا ہے۔ لیکن وہ چلا گیا۔ "میں نے کہا" ممکن ہے آج کسی وقت پھر آئے۔ "زیلدار نے نیچی آواز میں کہا۔" میں نے کہا " ممکن ہے آج کسی وقت پھر آئے۔" زیلدار نے نیچی آواز میں کہا۔ "پہلے میرا بھی یہی خیال تھا سارجنٹ صاحب۔ لیکن صاحب مجھے چوکیدار نے بتایا کہ رات کو کئی مرتبہ اس کو یہاں دیکھا گیا۔ چوکیدار نے ایک بار اسے ٹوکا بھی۔ لیکن اس نے ڈانٹ دیا۔ چوکیدار نے اسے سرکاری افسر سمجھ کر خاموش ہو گیا۔ سچ بتایئے آپ کی کسی سے دشمنی تو نہیں؟"

میں نے کہا۔ "شریمان دشمنی اور دوستی کے متعلق کیا کہا جا سکتا ہے۔ جس کو آپ دوست سمجھتے ہوں وہ دشمن بھی ہو سکتا ہے اور جس کو دشمن سمجھتے ہوں وہ کسی وقت دوست ثابت ہو سکتا ہے۔ بہرکیف اگر کوئی دشمن ہے تو آج رات کو میں اسے پکڑ لوں گا۔

"نہیں سارجنٹ صاحب آپ اکیلے ہیں۔ کوئی خطرہ مول نہ لیں۔ اگر وہ دشمن ہے تو اکیلا نہیں ہو سکتا۔"

"دیکھیں گے ممکن ہے شام تک بھاسکر آ جائے۔"

"اگر نہ آیا تو میں آج بیٹھک میں سوؤں گا۔ اور دیکھوں گا کون ہے۔ اگر وہ آج پھر آیا۔"

"میں آپ کی اس ہمدردی کا شکر گزار ہوں شریمان۔"

وہ ہنس دیا۔ "یہ میرا دھرم ہے سارجنٹ صاحب۔" اس نے کہا اور نوکر سے ناشتے کے برتن لے جانے کو کہتا ہوا حویلی میں چلا گیا۔ میں سگریٹ سلگا کر سوچ میں ڈوب گیا۔ دن بھر کوئی نہ آیا۔ میں پڑا سوتا رہا۔ ساڑھے چار بجے چائے پینے کے بعد کپڑے پہنے۔ پتلون کی جیب میں پستول ڈالا۔ رائفل کندھے پر لٹکائی اور گاؤں سے باہر نکل گیا۔ ایک میل کے فاصلے پر چار پانچ سو فٹ بلند پہاڑی کی چوٹی پر ایک مندر بنا ہوا تھا۔ میں جس پگڈنڈی پر چل رہا تھا وہ درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان سے گزرتی ہوئی اسی طرف جا

رہی تھی۔ میں نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر دیکھا۔ دور تک کوئی نہ تھا اس وقت سوا پانچ بج رہے تھے۔ پھولدار جھاڑیوں اور ہرے بھرے درختوں کے حسین منظر سے مسحور ہو کر میں غیر ارادی طور پر پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ نصف بلندی پر پہنچ کر مجھے یکایک خطرے کا احساس ہوا اور چلتے چلتے ایک دم رک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ کہیں کچھ نہ تھا لیکن مجھے یقین تھا۔ میں نے کوئی آہٹ سنی ہے۔ اوپر جانے کا ارادہ ترک کر کے میں پلٹا اور نیچے اترنے لگا۔ غنیمت تھا کہ پہاڑی سر سبز تھی اور بل کھاتی ہوئی پگڈنڈی پر جھاڑیوں اور درختوں کی آڑ سے ایک گز جگہ بھی غیر محفوظ نہ تھی۔ پہاڑی سے ہموار سطح پر آتے آتے میں نے ایک بار پھر آہٹ سنی اور پلٹ کر دیکھا ایک جھاڑی کی آڑ میں سے ایک آدمی نیچے آتا ہوا دکھائی دیا اور پھر دوسری جھاڑی کی آڑ ہو گیا۔ پھر دوسرا اور اس کے پیچھے تیسرا اسی چھدری جھاڑی کی آڑ میں سے گزرتا دکھائی دیا۔ میں نے چوکنا ہو کر پیچھے کی طرف دیکھا تو تیس چالیس قدم کے فاصلے پر درختوں کے عقب میں ایک دس بارہ فٹ لمبی' چار پانچ فٹ اونچی چٹان نظر آئی۔ میں جھپٹ کر اس کے پیچھے ہو گیا۔ اور رائفل کندھے سے اتار کر ہاتھ میں لے لی۔ تھوڑی دیر میں تین آدمی فوجی وردی میں ملبوس کندھوں پر رائفلیں لٹکائے آہستہ آہستہ باتیں کرتے ہوئے پہاڑی سے اتر کے نیچے آئے۔ میں نے چٹان کے پیچھے سے سر نکال کر ان کے عقب میں نظر دوڑائی۔ پیچھے کوئی نہ تھا۔ یہ تینوں بیک نظر اجنبی معلوم ہوئے لیکن سب سے پیچھے والا غور سے دیکھنے پر کسی قدر جانا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ وہ چلتے چلتے دس بارہ قدم کے فاصلے پر کسی قدر جانا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ وہ چلتے چلتے دس بارہ قدم کے فاصلے پر ایک درخت کی ابھری ہوئی جڑوں پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ زبان مرہٹی تھی۔ اس لئے کوئی لفظ اگر سنائی بھی دیتا تھا تو میں اس سے کوئی جملہ مرتب کرنے سے قاصر تھا۔ تھوڑی دیر بعد شام ہو گئی اور جنگل میں اندھیرا ہونے لگا۔ باتیں کرتے کرتے ایک نے سگریٹ سلگانے کے لئے دیا سلائی جلائی اور اس کا چہرہ صاف دکھائی دیا۔ یہ ان دو آدمیوں میں سے ایک تھا جو میں نے کچھ عرصہ پہلے رسالدار میجر ہاشمی کے ساتھ کھڑے ہوئے دیکھے تھے۔ میں نے رائفل کا سیفٹی کیچ آہستہ سے پیچھے کھینچا۔ اور غور سے ان کی باتیں سننے لگا۔

تھوڑی دیر بعد ایک نے مرہٹی میں کہا۔ "رات کو بار بار گاؤں میں جانا ٹھیک نہیں ہے۔"

دوسرے نے کچھ کہا لیکن میں صاف نہ سن سکا۔ پہلے نے کہا۔ "تمام رات کہاں رہا پھر؟"

اب میری سمجھ میں آیا۔ موضوع گفتگو میں ہی تھا۔ دوسرے نے کہا۔ "جہنم کی کھاڑی میں۔"

میں نے گاؤں کے فاصلے کا اندازہ لگایا۔ اور یہ بھی کہ یہاں سے فائر کی آواز اس وقت گاؤں تک پہنچ سکتی ہے یا نہیں۔ اور پھر میں ایک فیصلے پر پہنچ گیا۔ وہ تینوں ایک دوسرے سے تین تین چار چار فٹ کے فاصلے پر آمنے سامنے جڑوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ رائفلیں ٹانگوں سے لگی ہوئی تھیں۔ میں ایک چھلانگ لگا کر ان کے سامنے آ کر ہینڈز اپ کرا سکتا تھا۔ لیکن ہینڈز اپ کرانے کے بعد؟ جلوس' تحقیقات' اسکینڈل یہ سب میرے پروگرام میں نہیں تھا۔ مر جاؤ یا مار ڈالو۔ خاموشی کے ساتھ۔ ع

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
کے سوختہ جاں شد و آواز نیامد

میں یہاں تک پہنچا تھا کہ ایک نے کہا۔ "اسماعیل تو جا۔ ہم یہیں بیٹھے ہیں۔"

اسماعیل نے بندوق اٹھائی اور اٹھ کر چلنے لگا۔ کسی نے کہا۔ "ذیلدار پوچھے تو کہہ دینا شکار میں ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔" میں نے رائفل سیدھی کی اور ٹرائیگر دبا دیا گولی کی آواز سے جنگل گونج اٹھا اور اسماعیل چیخ کر پشت کے بل گر پڑا۔ دوسرا آدمی پورا اٹھنے نہ پایا تھا کہ میں نے دوسرا فائر کر دیا اور وہ درخت کی جڑ پر الٹ گیا۔ میں چٹان کی آڑ سے نکل کر سامنے آ گیا۔ اور تیسرے نے دیکھتے ہی دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ میں نے قریب پہنچ کر نال اس کے سینے پر ٹکا دی۔ "بول! تم مجھے مارنے آئے ہو؟" میں نے گرج کر کہا۔ وہ کانپنے لگا۔ میں اس کو دھکیلتا ہوا پیچھے لے گیا۔ "اب بتاؤ کس نے بھیجا تھا تمہیں؟"

وہ ہکلانے لگا۔ میں نے ڈانٹ کر کہا۔ "صرف نام...... اور کچھ نہیں۔"

"ایشر سنگھ جی۔" اس نے کہا۔ "جی کے ساتھ ہی گولی نے اس کو جنت کی طرف روانہ کر دیا۔" میں اس کو تڑپتے دیکھتا رہا۔

کچھ دیر سوچ کر میں نے اس کی بندوق سے دو تین ہوائی فائر کئے اور آخری فائر گری پڑی ہوئی لاش پر کیا۔ دوسری رائفل اٹھائی اور ایک فائر کر کے دوسرا اس لاش پر کیا۔ تیسری بندوق سے ایک فائر پہلی لاش پر کیا اور بندوق اس کے قریب رکھ کر پسینہ پونچھتا ہوا آہستہ آہستہ گاؤں کی طرف واپس ہو گیا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد راستہ تبدیل کیا اور پاتروں کی سرکیوں کی طرف گھوم گیا۔ میں سوچتا جا رہا تھا کہ اگر یہاں گولیاں چلنے کی آواز سنی گئی ہو گی تو گلابو اس کا ذکر ضرور کرے گی اور اگر یہاں کوئی آواز نہیں سنی گئی تو گاؤں میں سنائی دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ویسے گاؤں کے سرے پر لوگوں کا اجتماع یا غیر معمولی نقل و حرکت کا شائبہ نہ تھا۔ ار اگر رات گزر گئی تو صبح تک گیدڑ لومڑی اور بھیڑیے وغیرہ رائفلوں کے سوا سب کچھ صاف کر دیں گے۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور ٹہلتا سرکیوں کے قریب پہنچ گیا۔ جھبرو' کالو اور موتی وغیرہ نے استقبالیہ دیا اور دوسرے لمحے گلابو دوڑتی ہوئی باہر آ گئی۔ کتوں کو ڈانٹ کر بھگایا اور دوڑ کر ہاتھ پکڑتی ہوئی بولی۔ "میں تمہاری راہ تک رہی تھی شیام۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "اور میں کھنچا چلا آیا۔ تم کیا بلا ہو گلابو؟" وہ ہنس کر کھنچتی

ہوئی اس کٹیا میں داخل ہو گئی اور چارپائی کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی۔ "بیٹھ جاؤ بتاتی ہوں! میں بیٹھ گیا۔ وہ بھی بیٹھ گئی۔ میں نے پوچھا تابو کہاں ہے؟"

بولی "گاؤں میں سودا سلف لانے گئی ہے۔"

"تم نہیں جاتیں کبھی۔"

"بہت کم .... وہ بھی کسی کے ساتھ۔"

"کیوں؟" میں نے سوال کیا۔ بولی۔ "یوں ہی۔"

"ڈرتی ہو' کوئی اٹھا نہ لے جائے؟"

وہ ہنس دی .... بولی "اٹھا تو کوئی نہیں سکتا شیام .... صرف پیچھا کرتے ہیں۔ اور یہ کم نہیں ہے۔ ہم ناچتے گاتے ہیں۔ اور اپنی مثال نہ دینا۔ ہر رامو اور دینو کو اپنا جسم پیش نہیں کر سکتے۔"

"میں تمہیں اٹھا لے جاؤں تو؟"

وہ ہنس دی۔ "اٹھانے کی کیا ضرورت ہے میری جان۔ تم اشارہ کرو میں ویسے ہی چلی چلتی ہوں۔ لیکن کہو تو؟"

"اچھا میرے ساتھ گاؤں میں چلو۔ دیکھیں کون چھیڑتا ہے تمہیں اور اس کی گردن نہیں ٹوٹتی۔"

اس کے ہونٹوں پر ایک افسردہ سا تبسم ابھرا اور غائب ہو گیا۔ "آج لیکن کل؟ ...... اگر مجھے بچانا چاہتے ہو تو مستقل بچاؤ شیام ...... ورنہ خیر جانے دو .... میں بھی کہاں یہ ذکر لے بیٹھی۔" میں نے ہنس کر اٹھتے ہوئے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جتنے نوٹ گرفت میں آئے نکال کر اس کو دے دیئے ...... وہ اٹھی اور میرا ہاتھ پکڑ کے بولی "جا رہے ہو؟"

میں نے کہا۔ "ہاں لیکن کھانا کھانے کے بعد شاید پھر آؤں گا۔ یہاں سے جانے کے بعد بھی پھر آؤں گا اور یقین کرو اب کوئی تمہیں ستا نہیں سکے گا۔" وہ سر جھکا کر میرے ساتھ چلنے لگی۔ میں نے اس کی مملکت سے نکلتے ہی اسے واپس کر دیا۔ اور چکر کاٹ کر گاؤں میں داخل ہو گیا۔ ذیلدار کی حویلی پہنچا تو سامنے میدان میں ڈاج کھڑی ہوئی تھی۔ بیٹھک کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ دروازے پر پہنچتے ہی بھاسکر نے اٹھ کر سیلوٹ کیا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "کہاں غائب ہو گئے تھے؟" بولا "صاحب میں گاڑی لے کر آپ کے پاس جانے کو نکلا تھا۔ ہرن پڑا ہوا ملا۔ آپ کہیں نہیں تھے۔ میں نے دور دور آپ کو تلاش کیا آخر واپس ہو کر گاڑی کے پاس پہنچا تو وہاں ایک موٹر سائیکلسٹ کپتان صاحب کا پیغام لئے ہوئے کھڑا تھا جس میں مجھے فوراً پہنچنے کی تاکید تھی۔"

"ڈاج کیوں لے گئے؟" میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال تھا شام تک لوٹ آؤں گا۔" اس نے جواب دیا۔

میں ہنس دیا۔ "تم نے یہ نہیں سوچا میں کس طرح جاؤں گا؟"

"سر غلطی تو ہوئی۔ میں نے سوچا ڈاج کو اس طرح چھوڑنا ..... آپ کہاں چلے گئے تھے؟"

"نہا رہا تھا اور اگر تم نے گھاٹ پر دیکھا ہوتا تو .... خیر کپتان صاحب نے کس لئے بلایا تھا؟"

"سر..... ایشر سنگھ جی کا ہارٹ فیل ہو گیا۔ ان کا انتم ......"

"کب؟" میں نے چونک کر کہا۔

پرسوں رات کو گیارہ بجے اٹیک ہوا اور چار بجے سورگباش ہو گئے۔"

"اوہ .... بڑے اچھے آدمی تھے۔ میں نے منافقت کی ..... دل میں کہہ رہ تھا۔ کام کر گئی کمبخت ...... شاید ......"

مجھے خاموش دیکھ کر اس نے کہا۔ "ہزہائی نس نے کپتان صاحب سے فرمایا ہے۔ آپ کو بلا لیا جائے۔"

"تو پھر چلو ...... میں بھی یہاں گھبرا گیا ہوں۔ ذیلدار کو اطلاع دے دو ہم جا رہے ہیں۔" وہ باہر نکل گیا۔ میں نے سوٹ کیس میں سے وسکی کی بوتل نکالی اور منہ سے لگا کر تین چار گھونٹ لئے۔ بوتل سوٹ کیس میں ڈالی اور سگریٹ پینے لگا۔ تھوڑی دیر میں بھاسکر اور ذیلدار اندر داخل ہوئے۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "شرمان آپ کی زحمت کا بہت بہت شکریہ ..... ہم جا رہے ہیں۔"

وہ مسکرا کر بولا۔ "مجھے بھاسکر راؤ نے سب بتا دیا صاحب۔" کھانا تیار ہے۔ کھا کر جائیے۔

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "جیسی مرضی آپ کی" وہ کرسی پر بیٹھ گیا مجھے اطمینان ہو گیا ..... یہاں ...... فائرنگ کی آواز نہیں سنی گئی۔ چند منٹ میں کھانا آ گیا اور نو نہیں بجے تھے کہ ہم ڈاج میں بیٹھ کر ولاس پور کی طرف روانہ ہو رہے تھے۔ بھاسکر ڈرائیو کر رہا تھا اور میں پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا ایشر سنگھ کی موت سے متعلق باتیں کرتا ہوا اپنی رائفل کی نالی صاف کرتا جا رہا تھا۔ شاید بھاسکر کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو گا کہ اس کا افسر شکار کو نکلنے کے وقت سے اب تک تین آدمیوں کا شکار کر چکا ہے۔

بنگلے میں داخل ہوتے ہی واسو نے مسکرا کر کہا۔ "صاحب مبارک ہو۔"

میں نے پوچھا "کیا؟" بولا "اپنا دشمن گیا صاحب۔ اب تو آپ مجھ پر کبھی ناراض نہ ہوں گے۔"

"ہشت پاگل۔" میں نے اس کو ڈانٹا۔ "مرنے والوں کو اس طرح یاد نہیں کیا

کرتے۔۔۔۔ سامان اتار لیا گاڑی سے؟"

"سب چیزیں اتار لیں صاحب۔" وہ مسکراتا ہوا چلا گیا۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ دس بجنے والے تھے۔ میں اٹھ کر کیپٹن کے بنگلے پر پہنچا تو پرب نے بتایا وہ میجر برنی کے بنگلے گئے ہوئے ہیں۔ میں نے فون پر ان کو اپنے آنے کی رپورٹ دی۔ دو تین سوال کرنے کے بعد آفیشل ڈم کی بلندیوں سے اترتے ہوئے پوچھا۔ "کھانا کھا چکے ہو؟"

"میں نے کہا کھا لیا سر۔"

"بولے چینی ہو تو آ جاؤ۔"

میں نے کہا "سر برنی صاحب کا بنگلہ کون سے ویلس میں ہے؟" تو بولے آرام کرو۔ صبح دس بجے تمہیں ڈیوٹی پر جانا ہو گا۔" میں نے "تھینک یو" سر کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور گھر چلا آیا۔ بستر پر لیٹتے ہی گلابو کی نم آلود آنکھیں ذہن میں کھٹکنے لگیں۔ اس کی تحقیر کا تصور مجھے بے چین کر رہا تھا۔ اور ساتھ ہی یہ خیال بھی کہ میں چلتے وقت اس سے مل بھی نہ سکا تھا ممکن ہے وہ اس وقت بھی میرا انتظار کر رہی ہو۔ یہاں پہنچ کر خیالات نے دھارا بدلا اور مندر والی پہاڑی کے ہولناک واقعات نظروں میں گھومنے لگے اور مجھے اپنا انجام بھیانک نظر آنے لگا۔ ان ہی متضاد خیالات میں گھرا ہوا آخر نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔

دس بجے میں ڈیوٹی پر پہنچ گیا۔ گیارہ بجے کے قریب ہزہائی نس نے یاد فرمایا میں نے اندر پہنچ کر سلام کیا۔ مہارانی نے مسکرا کر کہا۔ "شیر کہاں ہے نعیم؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یورہائی نس وہاں اگر کوئی شیر ہوتا تو اس وقت آپ کے چرنوں میں پڑا ہوتا۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "ہمارا شروع سے یہی خیال تھا۔"

میں نے درباری انداز اختیار کیا۔ "حضور کا خیال کبھی غلط ثابت نہیں ہوتا یورہائی نس۔ شیودان سنگھ جی کو کسی نے غلط اطلاع دی شاید۔"

"تم شیودان سنگھ سے واقف ہو؟"

"بہت کم یورہائی نس۔" میں نے کہا۔

مہارانی نے کہا۔ "گمبھیر آدمی نہیں ہے۔ شاید تمہارے ہاتھ سے شکار کرا کے خود کریڈٹ لینا چاہتا ہو۔"

"آپ بہت صحیح فرما رہی ہیں یورہائی نس۔ لیکن ہم سے اتنی خدمت لینے کا حق تو ہر پرنس کو ہے۔ ویسے ہی ہزہائی نس سے حکم کرا سکتے تھے۔"

"تم نے تنہا جانے کا کہہ کر اس کا پروگرام تلپٹ کر دیا۔"

"ہو سکتا ہے یورہائی نس۔"

"تم نے وہاں کوئی شکار نہیں کیا ٹائیگر۔" ہزہائی نس نے کہا۔

"ایک ہرن' یورہائی نس جسے گیدڑ کھا گئے۔"

"تم کہاں چلے گئے تھے۔"

"گھاٹ پر پانی پینے گیا تھا یورہائی نس' گہرا پانی دیکھ کر نہانے لگا۔ گاؤں والوں کے ساتھ آٹھ گاگریں اور لوٹے نکال کر رکھے اور واپس آیا تو ہرن آدھا رہ گیا تھا۔"

ہرہائی نس ہنس دیں۔ "چلو ہمارے باڈی گارڈ نے پرجا کو کچھ فائدہ تو پہنچایا۔"

مہاراجہ نے کہا۔ "ہمارے کسی آدمی سے کبھی پرجا کو نقصان نہیں پہنچے گا یورہائی نس۔ اچھا ٹائیگر۔" میں سلام کر کے باہر نکل آیا۔

سہ پہر کو تین بجے یشودھرا ڈرائنگ روم سے نکل کر کاریڈور میں آئی۔ میں نے کیبن سے نکل کر لفٹ کی طرف دیکھا اور جب وہ قریب آئی تو سلام کیا۔ "بولی خدا کا شکر ہے تم واپس آ گئے نعیم۔"

میں نے کہا۔ "کیا کوئی خاص بات تھی یشو؟"

بولی "نہیں کچھ نہیں۔ شام کو مل سکتے ہو؟"

"سر آنکھوں پر۔" میں نے جواب دیا۔ وہ مسکراتی ہوئی لفٹ میں داخل ہو گئی۔ "آٹھ بجے۔" اس نے اوپر جاتے جاتے کہا۔ "ڈیلائٹ کارنر۔" میں نے کہا اور واپس چلنے لگا۔ اسی وقت زینے سے اترتی ہوئی روپا پر نظر پڑی اور میں ٹھٹھک کر رہ گیا۔ کاریڈور میں آتے ہی بولی۔ "خدا کا شکر ہے۔ واقعی روپ ...."

چلتی چلتی بولی۔ "میں آج رات کو آ رہی ہوں۔"

میں نے کہا۔ "سر آنکھوں پر۔" اور پھر دونوں جملوں کے دو مختلف شخصیتوں کے سامنے دوہرائے جانے کے اتفاق پر خود بخود ہنسی آ گئی۔ روپا گردن گھما کر دیکھتے ہوئے بولی۔ "کیوں ہنسے نعیم؟"

میں نے کہا۔ "روپ حالات کا علم نہیں ہے تمہیں؟"

"تم رات کو بتا سکتے ہو مجھے۔ اتنا جانتی ہوں ایک بڑا دشمن نابود ہو گیا۔"

"یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہے۔ ممکن ہے تمہاری اور میری نگرانی کی جا رہی ہو؟"

"کیوں؟"

"میں نے عرض کیا نا تمہیں علم نہیں ہے۔ میں کن مشکلوں میں گھرا ہوا ہوں۔"

"یہی تو میں جاننا چاہتی ہوں۔"

"آ جایئے پھر۔ خواہ کچھ بھی ہو۔"

وہ مسکرا کر چل دی۔ میں اس کی عقل پہ ماتم کرتا ہوا کیبن میں چلا گیا۔ مجھے خوف تھا اس نے زینے سے اترتے ہوئے میری زبان سے ڈیلائٹ کارنر کا نام نہ سن لیا ہو۔

شام کو سات بجے کھانا کھاتے ہوئے میں نے واسو سے کہا اب وہ دو ہزار روپے شوق

سے ہضم کر سکتا ہے۔ اس کی باچھیں کھل گئیں۔ مسکرا کر بولا۔ "صاحب آپ ہی بتائیں کیا کروں؟" میں نے کہا۔ "آج ہی دس بیس روپے لے کر شہر جاؤ کھاؤ پیو' دوستوں کے ساتھ سینما دیکھو۔ زیادہ خرچ کرنا چاہو تو گانا سننے چلے جاؤ۔ روپیہ پھینکنے کے طریقے تو ہر شخص جانتا ہے۔ اور اس طرح ملا ہوا روپیہ پھینکنے ہی کے لئے ہوتا ہے۔"

"تو پھر آج میں جا سکتا ہوں صاحب؟"

"ہاں' ہاں۔ یہی تو میں کہہ رہا ہوں۔"

وہ ہنس کر پلیٹیں اٹھانے لگا۔ اور میں ہاتھ دھو کر کپڑے پہن رہا تھا کہ سلام کر کے روانہ ہو گیا۔

آٹھ بج چکے تھے۔ میں گارڈن اور کیمپ کی درمیانی سڑک پر ٹہل رہا تھا۔ پیکارڈ ابھی تک نہیں پہنچی تھی۔ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب اکتا کر باغ کے دروازے کی طرف چلنے لگا تھا کہ اسٹیشن کی طرف سے ایک کار تیزی سے دوڑتی ہوئی ایک دم ٹرن لے کر میرے اوپر آ گئی۔ ٹائروں کی رگڑ سے ماحول گونج اٹھا۔ میں نے بچنے کی آخری کوشش میں گاڑی کے مڈگارڈ پر ہاتھ رکھ کر چھلانگ لگائی اور سڑک کے کنارے پر جا گرا۔ گاڑی چند قدم پر پہنچ کر رک گئی۔ میں کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہو گیا۔ دائیں پاؤں پر زور پڑتے ہی لچک کر رہ گیا۔ لوگ بھاگ دوڑ دوڑ کر جمع ہونے لگے۔ ایک شخص نے لپک کر مجھے سہارا دیا میں نے جھک کر اپنے پیر پر نظر ڈالی ٹخنے سے اوپر جتے کی رگڑ سے کھال پھٹ گئی تھی اور خون بہہ رہا تھا۔ میں نے سیدھا ہو کر گاڑی کی طرف دیکھا۔ شیو دان سنگھ گاڑی سے اتر کے باہر کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا۔ میں اس کی طرف بڑھا۔ پیر آہستہ آہستہ زمین پر ٹکنے لگا تھا۔ "شکریہ شیودان سنگھ جی۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔

بولا "ارے یہ تم ہو ٹائیگر؟ ...... مجھے افسوس ہے۔"

"افسوس کی ضرورت نہیں ہے دربار۔" میں مجمع کی طرف دیکھ کر جھکتے جھکتے رک گیا۔

وہ بولا "اچھا آؤ تمہیں راج محل پہنچا دوں۔" میں نے گاڑی کی طرف دیکھا۔ اس میں کوئی اور نہ تھا۔ میں نے کچھ سوچ کر کہا چلئے اس نے میرا بازو پکڑ کے سہارا دینا چاہا۔ میں نے ہاتھ کھینچ کر ہٹتے ہوئے چند قدم اٹھائے اور کار پکڑ کے اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ شیودان ہچکچاتا ہوا وہیل پر آیا اور دروازہ بند کر لیا۔ لوگ ادھر ادھر ہو گئے۔ گاڑی نے دو تین ٹرن لئے اور راج محل کی طرف چلنے لگی۔ پل سے نکلتے ہی میں نے کہا۔ "آپ کو تعجب تو ہو گا اتنی بڑی کوشش کے بعد ایک ٹانگ ٹوٹ سکی اور وہ بھی پوری نہیں ٹوٹی۔"

اس نے جھٹکے سے گردن گھما کر میری طرف دیکھا اور چیخ کر کہا۔ "کیا؟"

میں نے ہنس کر کہا "چیخو نہیں شیو دان۔ میں مرتے ہوئے آدمی کی چیخ سے بھی نہیں گھبرایا کرتا۔"

"تم مجھے غصہ دلانا چاہتے ہو نعیم" اس نے اسی لہجے میں کہا۔

"ہاں۔" میں نے کہا۔ "میں تمہارا غصہ دیکھنا چاہتا ہوں۔" تم نے ابھی جو کچھ کیا وہ تو محبت تھی نا؟" وہ گھور کر رہ گیا۔ میں آگے چلا گیا۔ "سنو شیو دان۔ تم ایک تنکے سے زیادہ نہیں۔ اگر خود کو بچانا چاہتے ہو تو بچا لو۔ میں اس حملے کو معاف کر سکتا ہوں۔" میں نے دیکھا اسٹیئر کرتے ہوئے اس کے ہاتھ صحیح کام نہیں کر رہے تھے۔ میں نے مسکرا کر وہیل پر ہاتھ رکھ لیا۔ اس نے دایاں ہاتھ وہیل سے ہٹا کر پتلو کی جیب میں ڈالنا چاہا۔ میں نے ڈانٹ کر کہا۔ "کھلونا نکالنے کی کوشش نہ کرو۔" وہ ٹھٹھک کر رہ گیا۔ کچھ سوچ کر دوبارہ وہیل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ "تم کیا کہنا چاہتے ہو آخر؟"

"تمہاری ایسی کی تیسی۔"

"یہ کیا؟ ..... تم اس حد تک بڑھ چکے ہو نعیم؟"

"تمہیں معلوم ہے۔ اچھی طرح معلوم ہے۔ میں کس حد تک بڑھ چکا ہوں۔ اور اگر نہیں معلوم ہوتا تو آج ...... میری ٹانگ میں یہ خراش نہ آئی ہوتی۔ بہرکیف تم پھر بھی لیئر ثابت ہوئے۔ کہ ایک خراش تو لا سکے۔ تمہارے تمیں مارخاں تو اتنا بھی نہ کر سکے۔"

"تو کیا ...... تو کیا؟"

"شٹ اپ"

وہ میرے منہ کی طرف دیکھنے لگا۔ آخر نحیف سی آواز میں بولا۔ "نعیم کچھ سوچو میں راجکمار ہوں"

"تم نے کیوں نہیں سوچا نعیم دو راجکمار ہے۔ اور یہ راجکماری مجھے ورثے میں نہیں ملی ہے بلکہ ......"

وہ جھینپ گیا۔ "آئم سوری نعیم۔" اس نے بات کاٹ کر کہا۔

میں نے ہنس کر کہا۔ "تو پھر ہم دوست ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کا خون نہیں بہانا چاہئے۔"

"شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔"

"تو پھر راج محل میں داخل ہونے سے پہلے مردانہ قول دو۔" اس نے گاڑی روک کر دایاں ہاتھ میری طرف بڑھا دیا۔ میں نے مسکرا کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ شیو دان تم اپنی تین بندوقیں کھو چکے ہو۔" شیودان کے چہرے پر تاریکی چھا گئی۔ سنبھل کر بولا۔ خیر اب اس کا ذکر بے کار ہے۔ اطلاع کا شکریہ۔"

میں نے کہا۔ "دوست تم گریٹ ہو۔" وہ مسکرا دیا۔ گاڑی چلاتے ہوئے بولا۔ "چلو شہر میں کسی پرائیویٹ ڈاکٹر سے تمہاری ڈریسنگ کرا دوں۔"

میں نے کہا "ٹھیک ہے۔"

ڈریسنگ کرانے کے بعد وہ مجھے بنگلے کے دروازے پر چھوڑ کر چلا گیا۔ اور میں اگلے دروازے سے داخل ہو کر پچھلے دروازے سے نکلا اور کیپٹن کے بنگلے پہنچ گیا اس معمولی خراش سے میری چال میں بھی کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ کیپٹن نے سلام کرتے ہی ایک گلاس میں برانڈی انڈیل کر میرے ہاتھ میں تھما دی اور مسکرا کر کہا۔ "ٹائیگر کی صحت کا جام۔" میں نے "شکریہ" کہہ کر ایک گھونٹ لیا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور دو پیگ پینے کے بعد میری طرف غور سے دیکھتے ہوئے بولے۔ "تمہارے کپڑوں پر دھول کہاں سے آ گئی نعیم؟" میں نے اپنے بائیں کندھے کی طرف دیکھا۔ یہاں سڑک پر قلا بازی کھانے کا نشان تھا۔ جھاڑتے ہوئے کہا۔ "پرنس شیو دان کی گاڑی کی جھپٹ میں آگیا تھا سر۔"

"کیا ان سے بھی کچھ لین دین ہے؟" انہوں نے کہا۔

"نو سر!" میں نے ہنس کر کہا۔ "بلکہ اب تو شاید دوست ہیں۔"

"وہ کیسے؟"

"اپنی کار پر بنگلے میں چھوڑ کر گئے ہیں۔"

"او---- چلو خیر...... اچھا ہے۔"

اسی وقت برنی صاحب آ گئے اور نیا دور جام شروع ہو گیا۔ رات کے گیارہ بجے جب مزید پینے کی سکت نہ رہی تو میں دونوں افسروں سے اجازت طلب کر کے لڑکھڑاتا ہوا گھر کی طرف چل دیا۔ راستے پر ٹھنڈی ہوا لگتے ہی مجھے معلوم ہونے لگا کہ سو قدم چلنا کتنا بڑا مسئلہ ہے۔ پانچ منٹ میں بمشکل گھر پہنچا بھی تو غلط رخ پر۔ سامنے والے دروازے پر' جہاں اندر سے کنڈی لگی ہوئی تھی۔ طویل چکر کاٹ کر پچھلے دروازے کی طرف جانے کے بجائے اسی دروازے کی کنڈی کھٹکھٹانے لگا۔ اور دیر تک کھٹکھٹاتا رہا۔ اور جب یاد آیا کہ واسو گھر پر نہیں ہے تو پلٹنے لگا۔ اسی وقت بیڈ روم کا دروازہ کھلا اور جافری میں سے روپا کو جھانکتے دیکھ کر خوف سے تمام نشہ ہرن ہو گیا۔ تھوڑی دیر جھانک کر دیکھنے کے بعد وہ جھک کر دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "کھولو نا۔ میں ......"

اور پھر میرے سر پر کوئی سخت چیز لگی' آنکھوں میں ستارے ناچنے لگے۔ میں چکرایا اور اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔

نہ معلوم میں کتنی دیر بے ہوش رہا۔ جب آنکھ کھلی تو روپا میرے اوپر جھکی ہوئی تھی۔ میں اپنے کمرے میں بستر پر پڑا ہوا تھا۔ درد کی ایک لہر اٹھی اور میرا ہاتھ خود بخود سر پر پہنچ گیا۔ میں نے آنکھیں بند کر کے سر کو ہتھیلی سے دبایا۔ اسی وقت میرے چہرے پر دو گرم گرم قطرے گرے۔ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا روپا کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ "روپ" میری زبان سے نکلا۔ اس نے "نعیم" کہہ کر میرے سینے پر سر رکھ دیا۔ اور ہچکیاں لے لے کر رونے لگی۔ میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کہا۔ "روتی کیوں ہو روپا؟"

اس نے سر اٹھا کر میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "نعیم ..... میری جان ..... خدا کے لئے بتاؤ' میں تمہارے لئے کیا کروں؟"

"تم اتنا تو نہ گھبراؤ روپ" میں نے کہا۔ "صرف پانی پلاؤ مجھے۔" اس نے میز سے پانی کا گلاس اٹھا کر میرا سر دوسرے ہاتھ سے سنبھالا اور گلاس ہونٹوں سے لگا دیا میں نے چند گھونٹ لے کر کسی قدر تقویت محسوس کی اور کہنیوں پر زور دے کر اٹھنے لگا۔ روپا نے مسہری کے سرہانے دو تین تکئے رکھ کر مجھے ان کے سہارے بٹھا دیا اور پیشانی پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ "اب کیسی طبیعت ہے؟"

میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہوں روپ یہ بتاؤ میرے سر میں کیا چیز لگی ہے کہ میں گر گیا۔"

وہ جواب دینے کے بجائے پھر رونے لگی۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر اس کو سینے سے لگا لیا۔ اور کہا۔ "خدا کے لئے اتنی کمزوری نہ دکھاؤ روپ"

وہ پیچھے سرکتی ہوئی بولی۔ "نعیم رونا اس بات کا ہے کہ میں کچھ نہ کر سکی .... میں نے اس کو دیکھ لیا ہے ...... میں اس کو شوٹ کر سکتی تھی لیکن نہ کر سکی۔"

"اوہ روپا---؟" میں نے اس کو کھینچتے ہوئے کہا۔ "یہ تو اچھا ہی ہوا۔ اسکینڈل ہو جاتا۔ بہت بڑا سکینڈل۔"

"اگر تمہیں فوراً سنبھالنا نہ ہوتا تو میں اسکینڈل کی پرواہ نہ کرتی۔ لیکن تمہارے سر سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔ اگر دیر ہو جاتی تو ...... خیر وہ کہاں جا سکتا ہے ...... کہاں جائیگا وہ نعیم ..... میں اس کو پاتال میں سے بھی نکلوا لوں گی ..... اور کتے کی طرح ...."

میں نے اس کو بکتے دیکھ کر منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا۔ "کیا شیو دان تھا؟"

روپ نے جواب دیا "نہیں ڈیئر...... اس کا چھوٹا بھائی واسو جان سنگھ۔"

"میں سمجھ گیا روپ۔" میں نے کہا۔ "پہلے یہ بتاؤ کیا ہم اس وقت گھرے ہوئے تو نہیں ہیں۔"

"کون گھیر سکتا ہے۔" اس نے جھنجلا کر کہا۔ کیا ہزہائی نس اسکینڈل گوارا کر سکتے ہیں۔ کیا وہ پسند کریں گے کہ میں ریزیڈنٹ کے پاس جا کر اس سے کہوں کہ میں نعیم پر مرتی ہوں۔ مجھے کورٹ شپ کی اجازت دی جائے؟"

"ہزہائی نس ایسا نہیں کر سکتے شاید۔" میں نے کہا۔ "لیکن یہ کر سکتے ہیں کہ نعیم نہ ہو۔"

"تم مجھے گالی نہ دو نعیم۔ میں تم سے ایک مرتبہ پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ میں بستر میں تمہارے ساتھ رہ چکی ہوں تو قبر میں بھی ساتھ جاؤں گی۔" میں نے ہاتھ کے بجائے ہونٹوں سے اس کا منہ بند کر دیا وہ پیچھے سرک کر ہنس دی۔ "وصول پایا یورائیکسلنسی۔ واقعی شیر زخمی ہونے پر بھی خطرناک ہی رہتا ہے۔"

"اچھا روپ۔ ہم شیر ہی سہی۔ لیکن ہیں پالتو۔ اب ایک دو پیگ برانڈی پلاؤ اور اپنے حریم ناز میں پہنچنے کی کوشش کرو۔"

اس نے الماری سے بوتل نکال کر گلاس میں برانڈی انڈیلی اور میرے منہ سے لگاتی ہوئی بولی۔ "تمہارے سر میں اسی وقت ٹانکے لگا دیے جاتے تو بہتر تھا۔"

"صبح دیکھا جائے گا۔" میں نے ایک گھونٹ لے کر کہا۔

"میں کیپٹن کو جگاؤں؟" میں نے پیتے پیتے اس کی طرف دیکھا اپنے گلاس میرے ہاتھ میں تھمایا۔ اور رائٹنگ ٹیبل کی طرف چل دی۔ پیڈ پر کچھ لکھتی رہی اور پھر لا کر میری آنکھوں کے سامنے کر دیا۔ انگریزی میں لکھا تھا۔ "ٹائیگر نشے میں سیڑھیوں سے گر کر زخمی ہو گیا ہے اس کو فوراً ہسپتال پہنچائیے۔"

"اپنے دستخط بھی کر دو۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"ضروری نہیں ورنہ یہ بھی کر دیتی......" "پہنچائے گا کون----؟"

"میں دروازہ کھٹکھٹاؤں گی اور جب ان کا اردلی جافری میں آئیگا تو جالی میں سے پرچا اندر پھینک کر چل دوں گی۔"

میں نے تمام پہلوؤں پر غور کر کے کہا۔ "ٹھیک ہے۔" اس نے گلاس میز پر رکھ کر مجھے لٹایا اور منہ چوم کر باہر نکل گئی۔

مشکل سے دس منٹ گزرے ہوں گے کہ کیپٹن ڈیش مکھ میرے سرہانے کھڑے تھے۔ "نعیم!" انہوں نے پکارا میں نے کہا۔ "میں اس تکلیف دہی کے لئے معذرت خواہ ہوں جناب۔"

وہ برابر میں کھڑے ہوئے اپنے اردلی کی طرف دیکھ کر بولے۔ "پرب دوڑ کر بنگلے جاؤ اور ہاسپٹل فون کر کے میری طرف سے کہو فوراً ایمبولینس لے کر پہنچیں۔"

میں نے پرب کو اشارے سے روک کر کہا۔ "سر ایمبولینس کی ضرورت نہیں۔ صرف ایک ڈاکٹر زخم کو سینے اور ڈریس کرنے کا سامان لے کر آ جائے۔"

کیپٹن نے پرب کو کہا۔ "یہی کہہ دو۔ جاؤ جلدی کرو۔" پرب تیزی سے باہر نکل گیا۔

وہ کرسی پر بیٹھ گئے اور سگریٹ سلگاتے ہوئے بولے۔ "کیا واقعی تم گر پڑے نعیم؟"

میں نے کہا۔ "اور کیا کہا جا سکتا ہے سر۔"

"میرا بھی یہی خیال تھا کہ ایک روز ایسا ہو گا۔" انہوں نے کہا۔ "اچھا وہ پرچا لے کر جانے والی۔"

"سر کچھ بھی سمجھ لیجئے......"

"یشودھرا؟" انہوں نے میرے کان میں آہستہ سے پوچھا۔

"نہیں ڈیڈی...... اس سے آپ ایسی توقع کر سکتے ہیں کہ یہاں آ جائے؟"

"پھر کون؟"

"ایک ادنیٰ سی عورت، جس نے مجھے گرتے ہوئے دیکھا۔ اٹھا کر اندر لائی پٹی باندھی اور آپ کو اطلاع دی۔"

"ادنیٰ کے سوائے تمام بیان سچا ہے۔ یہاں کوئی ادنیٰ عورت ایسی نہیں جو اتنی اچھی انگریزی لکھ سکے۔" انہوں نے پرچا میرے ہاتھ میں دے دیا۔

میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "سر لکھا تو خود میں نے ہے۔" وہ ہنس دیئے۔ "خیر کچھ معلوم ہے چوٹ کیسی ہے؟"

"نو سر۔ ڈاکٹر زخم دیکھے گا تو معلوم ہو گا۔ ہے کچھ تگڑی سی۔"

"ہم!" انہوں نے ایش ٹرے میں راکھ جھاڑتے ہوئے کہا۔ "لوکے' یشونت عقلمند ہے کہ کسی سالی پریزاد کے چکر میں نہیں پڑا۔ ورنہ اس کا بھی ناریل کئی بار چٹکایا گیا ہوتا۔ باہ اچھی گزر گئی۔ رت جگے کئے نہ آنکھیں دکھنی آئیں۔"

"واقعی سر۔ ناریل بڑی قیمتی چیز ہے۔ آپ الماری سے کچھ نکال کر نہیں پی رہے۔"

انہوں نے اٹھ کر الماری سے بوتل اور گلاس نکالا۔ اور میری طرف دیکھ کر بولے۔ "پیو گے----؟"

"پی ہے سر۔" میں نے جواب دیا۔ وہ گلاس میں انڈیل کر پینے لگے۔ وہ چسکیاں لے کر بولے۔ "تم کہاں گرے تھے نعیم؟"

میں نے کہا۔ "دروازے کی سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے سر۔" انہوں نے گلاس میز پر رکھا اور جافری سے نکل کر باہر گئے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ بند کر کے واپس آئے تو

خاموش تھے۔ ایک بار میری طرف دیکھا اور کرسی پر بیٹھ کر پینے لگے۔ میں نے کہا۔ "کیا بات ہے سر' آپ خاموش کیوں ہو گئے؟" مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولے۔ "کچھ نہیں نعیم ...... سوچ رہا ہوں جو ادنیٰ عورت تمہیں اٹھا کر یہاں تک لائی۔ پٹی باندھی اور چیخ مار کر بے ہوش نہ ہوئی وہ کون عظیم عورت ہے۔ بے پناہ طاقتور .... اس کے سینے میں شیرنی کا دل ہے اور یقیناً" وہ نہیں ہو سکتی جس کا میں نے نام لیا تھا۔"

"سر آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں۔" میں نے کہا۔ "لیکن اب ...... زیادہ نہ سوچئے۔ خدا کے واسطے۔"

"واسو شہر گیا ہوا ہے شاید ..... ایں نا؟"

میں نے کہا۔ "جی۔"

انہوں نے سگریٹ سے سگریٹ سلگا کر رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ "دو بجنے والے ہیں۔ ایک گھنٹہ ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر کو پہنچ جانا چاہئے تھا۔" وہ بڑبڑائے پھر میری طرف دیکھ کر کہا۔ "اس کو کس طرح چھپاؤ گے؟"

میں نے کہا۔ "آپ فکر نہ کیجئے سر ...... صبح میں ڈیوٹی پر ہوں گا۔ باقی آپ جائیں!"

وہ ہنس دیئے۔ "اگر صبح تم ڈیوٹی انجام دے سکے تو پھر میں سمجھوں گا کہ دنیا کا ہر کارنامہ کسی نہ کسی احمق نے ہی انجام دیا ہے۔" میں مسکرا کر چپ ہو گیا۔ وہ ٹہلنے لگے۔ تھوڑی دیر میں پرب ایک ڈاکٹر اور ایک کمپاؤنڈر کو لے کر کمرے میں داخل ہوا۔ کیپٹن نے بڑھ کر ڈاکٹر سے مصافحہ کیا اور میری طرف اشارہ کر کے کہا۔ "کافی گہرا زخم ہے ڈاکٹر۔ اگر خطرناک نہ ہو تو آؤٹ ڈور ہی رکھیے۔" ڈاکٹر نے "اوکے کیپٹن" کہہ کر پٹی کھولنی شروع کر دی۔ زخم میں Probe ڈال کر گہرائی کا اندازہ لگایا۔ میں زور سے آنکھیں بھینچ کر درد برداشت کرتا رہا۔ ڈاکٹر نے زخم صاف کر کے ٹانکے لگائے۔ ڈریس کیا اور کیپٹن سے پوچھا۔ "کچھ پلایا ہے؟"

میں نے کہا۔ "کافی اور تھوڑی برانڈی ڈاکٹر۔" ڈاکٹر بولا۔ "الٹی تو نہیں ہوئی؟"

میں نے کہا۔ "نہیں۔"

بولا۔ "پھر تمہاری کھوپڑی لوہے کی بنی ہوئی ہے سارجنٹ۔" میں مسکرا دیا۔ وہ کیپٹن سے مخاطب ہو کر بولا۔ "کوئی بہت ہی کرارا ہاتھ پڑا ہے۔"

کیپٹن نے ہنس کر کہا۔ "دو دوست نشے میں ٹکرا گئے تھے۔ اس وقت زحمت کرنے کے لئے ممنون ہوں ڈاکٹر۔" میں نے اشارہ کیا انہوں نے الماری سے پچیس روپے نکالے۔ بیس روپے ڈاکٹر کو اور پانچ کمپاؤنڈر کو دیئے۔ تھوڑے تکلف کے بعد ڈاکٹر نے "شکریہ کیپٹن" کہہ کر روپے جیب میں ڈال لئے اور خدا حافظ کہہ کر رخصت ہو گیا۔ کیپٹن نے

پرب کو دروازے کی سیڑھیوں پر ریت ڈال دینے کو کہا اور بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اٹھتے ہوئے بولے۔ "اب آرام کرو نعیم صبح اٹھ بجے پرب تمہیں جگا جائیگا اور اگر تم نے خود بغیر کسی کی مدد کے میرے بنگلے پر پہنچ کر ناشتا کیا تو میں سمجھوں گا تم ڈیوٹی کر سکتے ہو۔"

میں نے کہا۔ "یہ ٹھیک ہے سر۔" وہ "خدا حافظ" کہہ کر چلنے لگے اور پھر کچھ سوچ کر رک گئے۔ "نعیم میں سمجھتا ہوں۔ تمہارا اکیلا رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ پرب یہیں رہے گا۔ تمہارے پستول کہاں ہے؟" میں نے بستر کے نیچے سے پستول نکال کر دکھایا۔ بولے "ٹھیک ہے۔ اچھا پرب تم یہیں سو جاؤ۔ آؤ اندر سے دروازہ بند کر لو۔" وہ روانہ ہو گئے۔ پرب نے واپس آ کر آہستہ آہستہ میرا سر دبانا شروع کیا اور میں آرام محسوس کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں میری آنکھ لگ گئی۔

صبح آٹھ کے پرب مجھے جگا کر چلا گیا۔ میں نے اٹھ کر منہ ہاتھ دھویا اور اس وقت کسی قدر کمزوری محسوس کی۔ لیکن بحیثیت مجموعی چاق و چوبند تھا۔ سر میں ہلکا ہلکا سا درد اور بھاری پن تھا۔ شیو وغیرہ سے فارغ ہو کر یونیفارم پہن رہا تھا کہ نو بجے کے قریب واسو آ گیا۔ وہ سیڑھیوں پر ریت اور جافری سے کمرے تک جگہ جگہ خون کے دھبے دیکھ کر گھبرا گیا۔ میرے اتارے ہوئے کپڑے اور بستر وغیرہ بھی خون آلود تھے۔ میں نے اس کو مختصر الفاظ میں مطمئن کیا اور کمرہ اور کپڑے وغیرہ دھو ڈالنے کو کہہ کر کیپٹن کے بنگلے چلا گیا وہ ابھی بستر پر بیٹھے ہوئے بیڈ ٹی پی رہے تھے۔ میرے سلام کرتے ہی اٹھ کر پیٹھ ٹھونکی اور بیٹھنے کا اشارہ کر کے پرب کو میرا ناشتہ لانے کو کہا۔ میں صوفے پر بیٹھ گیا۔ اوپر سے نیچے تک غور سے دیکھ کر بولے۔ "نعیم تمہاری اندرونی حالت تو خدا جانتا ہو گا لیکن بیرونی طور پر تمہارے ٹرن آؤٹ میں کوئی فرق نہیں نظر آتا۔ واقعی تم صحیح معنوں میں میرے شیر ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "سر آپ کی دعائیں میرے ساتھ ہیں۔" آہستہ سے بولے۔ "نعیم' ابھی کسی قسم کا انتقام لینے کی کوشش نہ کرنا۔"

میں نے کہا۔ "بہتر ہے سر۔" پرب باورچی خانے سے ٹرے لے کر آ گیا۔ ناشتہ ایک پیالہ موسمی کا رس۔ ایک سیر دودھ اور چار فروٹوں پر مشتمل تھا۔ تمام برتن اپنی آنکھوں کے سامنے خالی کرانے کے بعد پندرہ منٹ بعد کیپٹن نے مجھے چائے پینے کی اجازت دی۔ وہ اس وقت افسر سے زیادہ شفیق باپ کا رول ادا کر رہے تھے۔ ناشتے اور چائے کے بعد میں نے اپنے جسم میں بے پناہ قوت محسوس کی۔ پونے دس بجے راج محل کی طرف جاتے ہوئے میں ہمیشہ کی طرح اسمارٹ تھا۔

ساڑھے گیارہ بجے میں کیبن میں بیٹھا ہوا سگریٹ پی رہا تھا کہ لفٹ کی طرف سے روپا اس طرف آتی دکھائی دی۔ وہ سر جھکائے کسی سوچ میں ڈوبی ہوئی آہستہ آہستہ چل رہی

تھی۔ کیبن کے سامنے آکر اس کی نظر مجھ پر پڑی تو ایک دم چونک کر کھڑی ہو گئی اور حیرت زدہ ہو کر بولی نعیم .... تم؟"

میں اس کی غیر حاضر دماغی پر خوف زدہ ہو کر کیبن سے باہر نکل آیا۔ وہاں میں نظر دوڑا کر اس کے قریب پہنچ کر کہا۔ "یورایکسی لنسی آپ کی طبیعت خراب ہے شاید؟"

"آہ نعیم۔ یہ تم ہی ہو نا؟" اس نے کہا۔ اب مجھے اس کی دماغی حالت پر شک ہونے لگا۔ آہستہ سے کہا۔ "ہوش میں نہیں ہو کیا روپ؟"

بولی۔ "ہاں میں بیمار ہوں نعیم۔ میرے دل پر۔"

"اوپر لوٹ جاؤ۔ روپ پلیز۔ تم ہزہائی نس کے پاس جانے کے قابل نہیں ہو۔" وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے میری طرف دیکھنے لگی۔ میرا دماغ چکرا گیا۔ اس کی محبت مجھے موت بن کر سر پر منڈلاتی نظر آنے لگی۔ یہاں کسی بھی لمحے کوئی آ سکتا تھا .... اور .... اس کے بعد جو کچھ ہوتا اس کا تصور آسانی سے کیا جا سکتا تھا۔ میں بائیں طرف مڑا اور آہستہ آہستہ لفٹ کی طرف چلنے لگا۔ میرا خیال تھا وہ میرے ساتھ ساتھ اس طرف آئیگی اور میں اس کو سمجھا بجھا کر واپس بھیجنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ لیکن چند قدم جا کر پیچھے کی طرف دیکھا تو وہ ہزہائی نس کے ڈرائنگ روم کی طرف جا رہی تھی۔ میری قوت برداشت جواب دے گئی ...... ڈرتا ڈرتا کیبن میں آیا اور رسیور اٹھا کر کیپٹن کا نمبر ڈائل کیا۔ رنگ ہوتے ہی انہوں نے "کیپٹن دلیش مکھ" کہا۔ میں نے کہا۔ "سارجنٹ نعیم بول رہا ہے۔ سر میری طبیعت ایک دم خراب ہو گئی ہے۔ کیا آپ مہربانی فرما کر ...."

انہوں نے جواب دیا۔ "گھبراؤ نہیں ...... بھاسکر کو بھیجتا ہوں۔ پندرہ بیس منٹ صبر کرو۔" میں نے "تھینک یو سر" کہہ کر رسیور رکھ دیا اور سگریٹ پینے لگا۔ چالیس منٹ گزر گئے۔ بھاسکر کا ابھی تک پتا نہ تھا۔ تاہم اتنی دیر خیریت سے گزر جانے کے بعد مجھے اطمینان سا ہونے لگا کہ شاید روپا سے ایسی حرکت سرزد نہیں ہوئی جو خطرناک ثابت ہوتی۔ پانچ سات منٹ اور گزر گئے۔ میں نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ چند منٹ گزرے ہوں گے کہ میرے بازو پر کسی کا ہاتھ پڑا۔ میں نے انکھیں کھول کر دیکھا تو بھاسکر کے بجائے مسٹر مہتا کھڑے ہوئے تھے۔ مسکرا کر بولے۔ "کیا بات ہے ٹائیگر؟"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "طبیعت ٹھیک نہیں ہے مہتا صاحب۔"

بولے۔ "بیڑا غرق ہو گیا پھر تو ...... ہزہائی نس یاد فرما رہے ہیں ...... اور شاید تمہیں کہیں بھیج رہے ہیں۔"

آخری جملہ سن کر مجھے کچھ اطمینان ہوا۔ سنبھل کر باہر نکلتے ہوئے بولا۔ "ٹھیک ہے مہتا صاحب میں جا سکتا ہوں۔ شکریہ۔"

بولے .... "اچھا تو پھر پدھارو۔" میں نے یونیفارم پر ایک نظر ڈالی' پی کیپ

درست کی اور چل دیا۔ ڈرائنگ روم میں اس وقت ہزہائی نس نے اس موسمی کا رس اور کماری' ارونا دیوی اور قریب ہی ایک صوفے پر مودی صاحب بیٹھے ہوئے کر میں کیپٹن کے ہی ہزہائی نس نے میرے چہرے کی طرف دیکھا۔ اور ان کی نگاہیں جم کر رہ گ انہیں مختصر کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ مسکرا کر بولے۔ "کیا بات ہے ٹائیگر ...تمہارا زخم بھوت دیکھ کر آ رہے ہو؟" سب کی نگاہیں میری طرف اٹھ گئیں۔ میں نے جھینپ مٹانے کے لئے کہا۔ "نہیں یورہائی نس۔ بھوت کیا چیز ہے؟"

مہارانی نے کہا۔ "پھر تمہارا رنگ کیوں اڑا ہوا ہے ٹائیگر؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یورہائی نس میں بالکل ٹھیک ہوں صرف سر میں درد ہے۔ بہرحال ہر حکم کی تعمیل کر سکتا ہوں۔"

مودی صاحب نے مسکرا کر کہا۔ "دوڑ بھاگ والا کام ہے۔ کر سکتا ٹائیگر؟"

میں نے کہا۔ "حکم کیجئے۔" وہ ہزہائی نس کی طرف دیکھنے لگے۔ ہزہائی نس نے گردن ہلا کر کہا۔ "کہہ دو۔" مودی صاحب نے ایک خط دکھاتے ہوئے کہا۔ "دھاروہیڑہ کا ذیلدار لکھتا ہے۔ جنگل میں ایک آدمی کی لاش کا کچھ حصہ ملا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کوئی شیر یا چیتا وغیرہ ضرور ہے۔ ہزہائی نس اب پھر ایک پارٹی بھیج رہے ہیں اور تم ان کے انچارج ہو گے۔ ذیلدار نے تمہیں خاص طور پر مانگا ہے۔"

میں نے ہزہائی نس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "جو حکم شری حضور کا۔"

ہزہائی نس مسکرا کر بولے۔ "وہی حکم جو پہلے تھا۔ شیر کی لاش آنی چاہئے۔ ٹائیگر کی نہیں۔"

میں نے کہا۔ "یورہائی نس اگر شیر ہے تو مارا بھی جائیگا اور اگر نہیں ہے تو جب تک واپسی کا حکم نہ ملے گا ٹائیگر وہیں بھٹکتا رہے گا۔"

"اچھا جاؤ تیار ہو جاؤ۔ پانچ بجے شکاری تمہارے پاس پہنچ جائینگے۔ اپنی پسند کے آدمی لے جانا۔"

"بہتر ہے یورہائی نس۔ اگر حکم ہو تو بھاسکر کو بھی لے جاؤں۔"

"لے جاؤ۔ یشونت کو ہمارے پاس بھیج دو" میں سلام کر کے واپس ہوا اور ہال میں دیکھا تو بھاسکر میرا انتظار کر رہا تھا۔ سیلوٹ کر کے بولا۔ "سر کیپٹن صاحب تو کہہ رہے تھے آپ کی طبیعت خراب ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اس وقت تھی اب نہیں ہے۔" کیبن میں آکر میں نے پھر کیپٹن کو فون کیا۔ انہوں نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے تم اور بھاسکر شکار پر جا رہے ہو۔ میں بنارس خان کو بھیج رہا ہوں۔ سیدھے میرے بنگلے پہنچ جاؤ۔"

میں نے ریسیور رکھ دیا اور زینے کی طرف چل دیا۔ نصف کاریڈور عبور کیا تھا کہ لفٹ پانچویں منزل سے آکر رکی اور ساوتری باہر نکلی۔ مجھے دیکھتے ہی زینے کی طرف گھوم گئی

تھی۔ کیبن کے پیچے دیکھتی ہوئی بولی۔ "ٹائیگر ذرا بات سنو۔" میں اس کے قریب پہنچ حیرت زدہ ہو کر آکر کہا۔ "غیروں کی طرح کیوں بات کر رہی ہو ڈیئر؟" ٹائیگر میں تمہارے واسطے جان دے سکتی ہوں۔ غیر نہ سمجھو لیکن یہ بتاؤ روپا دو ڈارلنگ کو کیا ہو گیا ہے؟"

میں نے انجان بنتے ہوئے کہا۔ "روپا دیوی کون؟"

وہ ہنس دی۔ "میرے پاس وقت نہیں ہے نعیم ...... لیکن اتنا جانتی ہوں وہ تمہارے لئے دیوانی ہو چکی ہے۔ آج وہ مہارانی سے ملنے آئی تھی۔ اچھا ہوا میں اس کو ویٹنگ روم میں لے گئی اور اس کی بڑبڑاہٹ سے سمجھ گئی کہ بیمار ہے۔ میں نے بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر واپس کیا۔ ورنہ اس کا تو خیر کیا بگڑتا۔ آج تمہاری خیر نہیں تھی۔" ساوتری کی باتیں سن کر میرا دماغ چکرا گیا۔ میں نے فریم پکڑ کے آنکھیں بند کر لیں۔ ایک ثانیے میں اندھیرا دور ہو گیا اور میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو اس کی انکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔ آہستہ سے بولی۔ "تو کیا سچ مچ زخمی ہو نعیم۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "ہاں ساوتری۔ میں زخمی ہوں ...... تم نے ایک بار پھر مجھے موت کے منہ سے بچا لیا ہے۔ روپا نے بھی بچایا لیکن وہ واقعی دیوانی ہے۔" اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ ساڑھی کے پلو سے آنکھیں پونچھتی ہوئی بولی۔ "وہ کچھ نہیں نعیم۔ میں تمہیں پوجتی ہوں۔ لیکن یہ روپا ہوئی کیا وہ اس وقت تمہارے بنگلے میں تھی؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ منہ پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ "اوما جا دیوا۔ وہ تمہارے خون کے چھینٹوں والی ساڑھی۔۔۔ دیکھ کر رات بھر روتی رہی ہے۔" میں نے کہا۔ "ساوتری کیا یہ سب اس نے خود کو تم بتایا؟"

وہ مسکرا دی۔ "تو اور کون بتا سکتا تھا۔"

"تم پھر اس کے پاس جاؤ۔ میری جان۔ تم اسے سمجھا سکتی ہو کہ میں ٹھیک ہوں اور اگر وہ مجھے زندہ دیکھنا چاہتی ہے تو زبان بند رکھے۔" وہ لوٹ کر لفٹ کی طرف چلنے لگی۔ میں نے اس کو روک کر کہا۔ "میں چند روز کے لئے باہر جا رہا ہوں ساوتری۔ کیا تم مجھے شام سے پہلے کہیں مل سکتی ہو؟"

"آج نہیں پریتم۔ واپس آنے پر میں تمہیں ضرور ملوں گی۔ اپنی حفاظت کرنا ...... خدا تمہاری حفاظت کرے۔" میں اس کو لفٹ میں اوپر جاتے دیکھتا رہا اور جب وہ نظروں سے غائب ہو گئی تو سیڑھیاں اترنے لگا۔ میں پھر اتنی کمزوری محسوس کر رہا تھا جیسے ابھی ابھی چوٹ کھا کر اٹھا ہوں۔ پورچ میں پہنچا تو بنارس خاں بھاسکر کی جگہ لینے کے لئے آتا ہوا ملا۔ اسکے سوالات سے بچنے کے لئے سیلوٹ کا جواب دیتے ہی میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

کوارٹر میں پہنچتے ہی میں نے یونیفارم اتاری۔ واسو نے دو تین گلاس موسمی کا رس اور پھر زعفرانی دودھ کا پیالہ بھر کر پلایا۔ چار بجے کے قریب چکن سوپ پی کر میں کیپٹن کے بنگلے میں پہنچ گیا۔ انہوں نے اس نئے پروگرام کی وجہ دریافت کی تو میں نے انہیں مختصر الفاظ میں تمام واقعہ سمجھایا۔ بولے "تمہیں کھسکنے کی کوشش کرنی چاہئے تھی۔ اگر تمہارا زخم بگڑ گیا تو کیا ہو گا؟"

"واپس چلا آؤں گا سر۔" میں نے کہا۔ "بھاسکر ساتھ ہے۔ آپ اسے اشارہ کر دیں کہ شکار کے بجائے مجھے سنبھالنے کی کوشش کرے۔" انہوں نے الماری سے بوتل نکال کر ایک گلاس میں تھوڑی انڈیلی اور میری طرف سرکا دی۔ میں نے گلاس اٹھا کر منہ سے لگایا۔ بولے۔ "بھاسکر کو سمجھا دوں گا کہ تمہاری بیماری کا کوئی من گھڑت افسانہ سنا کر ہر وقت تمہارے ساتھ رہے۔ دیکھنا یہ ہے پارٹی میں اور کون کون ہے؟"

پانچ بجے بھاسکر ڈاج لے کر آ گیا۔ میرا سوٹ کیس اس میں میں رکھا اور شکاریوں کے نام کیپٹن کو بتائے۔ انہوں نے کہا۔ "ٹھیک ہے' ان کے لئے دوسری گاڑی منگوا لو اور وہاں بھی ان کے قیام کا علیحدہ انتظام کرانا۔ سارجنٹ نعیم کی طبیعت دوپہر سے اچھی نہیں ہے ......"

بھاسکر نے کہا۔ "سر آپ نے مجھے دوپہر کو بتا دیا تھا۔ آپ بالکل فکر نہ کریں۔ میں انہیں کمرے سے نکلنے ہی نہ دوں گا اور اگر طبیعت خراب ہوئی تو فوراً واپس لے آؤں گا۔"

شام کو چھ بجے ہم دھاروہیڑہ میں پہنچ گئے۔ ذیلدار نے اپنی حویلی میں ہی ہمارے قیام کا انتظام کیا تھا۔ کھانے کے دوران بھاسکر نے اس کو میرے بیمار ہونے کے متعلق بتایا اور رات کو دس بجے جب گانے کا پروگرام ہوا تو میرا اور بھاسکر کا سامان ڈیوڑھی کے ایک کمرے میں منتقل کرایا جا چکا تھا۔ میں گانے کی محفل میں شریک نہ ہوا۔ بھاسکر کے جانے کے بعد میں نے ذیلدار کو بلوایا اور اس کے خط کا تذکرہ کر کے تفصیلات پوچھیں۔ اس نے بتایا۔ "آپ کے جانے کے دو روز بعد ان پورنا مندر کی پہاڑی کے پاس جنگل میں ایک ادھ کھائی لاش اور ایک بندوق گوالوں کو نظر آئی اور انہوں نے مجھے اطلاع دی۔ یہ صبح نو بجے کا واقعہ ہے۔ دس بجے جب میں گھوڑی پر سوار ہو کر وہاں پہنچا تو پنجر پڑا ہوا تھا۔ بندوق غائب تھی۔ میں نے اس طرف جانے والے ایک ایک آدمی کو بلا کر پوچھا لیکن بندوق کا کوئی پتا نہ چلا۔ اسی لئے میں نے مودی صاحب کے خط میں اس کا کوئی ذکر بھی نہ کیا۔ اب آپ بتائیں آپ کا خیال ہے؟" میں نے کہا۔ "میرے خیال میں یہ کسی شکاری کی لاش ہے جو اپنی غفلت سے کسی درندے کا شکار ہو گیا۔ لیکن بندوق کا غائب ہو جانا سمجھ میں نہیں آتا۔" میری سمجھ میں اور بھی کئی باتیں نہیں آ رہی تھیں۔ مثلاً" دوسری دو بندوقیں کہاں

غائب ہوئیں؟ لیکن ان کا ذکر کس طرح کر سکتا تھا۔

ذیلدار نے کہا۔ "میری سمجھ میں بھی کچھ نہیں آتا۔"

"ممکن ہے کسی دوسرے گاؤں کا کوئی آدمی ...... یا کوئی چور اچکا ادھر سے گزرا ہو اور بندوق دیکھ کر للچا گیا ہو۔"

ذیلدار نے نفی میں سرہلایا۔ "یہاں ایسا کوئی نہیں تائیگر۔ بندوق دیکھ کر کانپ جانے والے لوگ ہیں۔"

"بدمعاش ایسے نہیں ہوتے۔ ہتھیار مل جانا تو ان کے لئے بہت بڑا انعام ہے کوئی اور شکاری تو نہیں آیا تھا؟"

"میرے پاس کوئی نہیں آیا۔ بالا بالا آ کر نکل گیا ہو تو معلوم نہیں ...... خیر...... گانا نہیں سنو گے؟"

"تھوڑی دیر بعد اگر طبیعت ٹھیک ہوئی تو شاید آ جاؤں۔ آپ سنیں۔"

وہ ہنس دیا۔ "میں بوڑھا آدمی راگ رنگ میں کیا دلچسپی لوں گا۔ آپ سرکاری درباری لوگ آ جاتے ہیں تو ذرا رونق ہو جاتی ہے ...... ویسے کسی افسر یا درباری نے آج تک پاتروں کو اتنا بڑا انعام نہیں دیا جتنا آپ نے ایسا معلوم ہوتا ہے آپ کسی بہت بڑے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"یہ آپ کی محبت ہے شریمان۔ اتنا ضرور ہے کوئی مجھے مان یا محبت کی نظر سے دیکھتا ہے تو میں اس کے لئے بڑے سے بڑا بلیدان دینے کو تیار ہو جاتا ہوں۔ روپیہ پیسہ تو ہاتھ کا میل ہے۔"

ذیلدار نے اٹھتے ہوئے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "خدا تمہیں بڑی عمر دے سارجنٹ۔ اس عمر میں یہ سنسکار کسی کے نہیں ہوتے۔"

میں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "آپ میری عزت افزائی کر رہے ہیں شریمان۔" وہ میری پیٹھ تھپک کر چلنے لگا۔ اسی وقت اس کا نوکر اندر آ کر بولا۔ "شریمان تابو آپ کو سلام کرنے آ رہی ہے۔" میں نے ہنس کر ذیلدار کی طرف دیکھا۔ اس نے نوکر سے کہا۔ "آنے دو۔" نوکر چلا گیا۔ میں نے کہا۔ "شریمان یہ تابو کیا نام ہوا میری سمجھ میں نہیں آیا۔"

مسکرا کر بولا۔ "مہتاب۔"

"تو کیا یہ لوگ مسلمان ہیں؟" میں نے متعجب ہو کر پوچھا۔

"ہوں گے کبھی۔ اب تو نہ ہندو ہیں نہ مسلمان۔ نٹ لوگ ہیں۔ مرد کھیل کرتب دکھاتے ہیں۔ عورتیں ناچتی گاتی ہیں۔ عید بقرعید بھی مناتے ہیں اور ہولی دیوالی بھی۔ نہ پوجا کرتے ہیں نہ نماز پڑھتے ہیں۔" میں یہ سوال کر کے جھینپ گیا۔ تابو نے اندر آ کر ذیلدار کو سلام کیا۔ میری طرف دیکھ کر ہاتھ جوڑتی ہوئی بولی۔ "سلام حضور ...... کیسی طبیعت ہے

آپ کی؟"

میں نے کہا۔ "اچھی نہیں تابو۔"

مسکرا کر بولی۔ "سرکار آج تو اچھی ہونی چاہئے۔ ہم تو آپ کی آس لے کر آئے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "اتنی بری بھی نہیں ہے کہ تمہاری آس پوری نہ کر سکوں۔" وہ سر جھکا کر مڑی اور چلتے چلتے کہنے لگی۔ "خدا آپ کو سلامت رکھے۔"

ذیلدار چلتے چلتے پھر کرسی پر ٹک گیا۔ آہستہ سے بولا۔ "سارجنٹ صاحب آج آپ کے ساتھ بہت سے آدمی ہیں۔ زیادہ بڑا انعام نہ دیں...... یا اگر دینا ہی چاہیں تو یہاں بلا کر علیحدگی میں دیں۔ جلنے والے ہزار باتیں بنا لیتے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "شریمان آپ نے ایسی عمدہ نصیحت کی ہے جو ایک باپ ہی اپنے بیٹے کو کر سکتا ہے۔ میں اس جذبے کا بے حد ممنون ہوں۔"

ذیلدار مسکرا کر اٹھا اور باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد گانا شروع ہو گیا۔ میں پڑا پڑا سنتا رہا۔ محفل رنگ پر آئی تو بھاسکر اندر آیا اور بولا۔

"سارجنٹ صاحب ناچ دیکھنے کا ارادہ نہیں ہے کیا؟"

میں نے کہا۔ "نہیں۔ میں سونا چاہتا ہوں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔"

بولا "حکم؟"

"تابو سے کہہ دیں گانا سننے نہیں آؤں گا۔ صبح ان کی سرکیوں میں آ کر خود انعام دے جاؤں گا۔"

وہ مسکرا دیا۔ "انعام کیا سر ...... ڈسپلن قائم رکھنے کے لئے آپ کی ضرورت ہے۔"

میں حیرت سے اس کا منہ تکنے لگا۔ "ڈسپلن؟"

بولا "سر' تابو وغیرہ کے ساتھ ایک نئی لڑکی ہے کوئی ...... اس پر ہلڑ مچ رہا ہے۔ ہمارے تمام ساتھی شراب پئے ہوئے ہیں اور ......"

میں ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ بیٹھا۔ "ذیلدار کہاں گئے؟"

"انہوں نے بہت سمجھایا سر' لیکن کوئی نہیں سنتا۔ آخر وہ پریشان ہو کر چلے گئے۔"

میں نے کپڑے پہنتے ہوئے کہا۔ "اچھا تم ان سے جا کر کہو اگر......"

"کس سے کہوں صاحب ...... گاؤں والے بھی ایسی ہی حرکتیں کر رہے ہیں۔"

"اچھا ان سے کہو میں آ رہا ہوں اور اگر وہ باز نہ آئے تو محفل برخاست کر دوں گا۔" بھاسکر تیزی سے باہر نکل گیا۔ میں نے کوٹ پہنتے ہوئے اس کو بولتے سنا۔ شور اور زیادہ بڑھنے لگا۔ میں نے پی کیپ سر پر رکھی اور باہر نکل آیا۔ محفل درہم برہم ہو چکی تھی

اور ہڑبونگ مچی ہوئی تھی۔ پاتریں اور ان کے سازندے ایک لڑکی کو اپنے پیچھے چھپانے کی کوشش کر رہے تھے اور وہ سہمی ہوئی کھڑی تھی۔ میرے ساتھ آنے والے شراب کے نشے میں اس کو چھیڑ رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی لڑکی نے چیخ کر کہا۔ "دربار!" یہ گلابو تھی۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو ڈانٹ کر کہا۔ "ہٹ جاؤ۔ کیا بدتمیزی ہے۔" وہ پیچھے ہٹ کر کرسیوں پر بیٹھ گئے لیکن اسماعیل اور کھگے دونوں اکڑ کے کھڑے ہو گئے۔ گاؤں کے چند جوان لڑکے بھی شرارت کر رہے تھے۔ لیکن وہ ٹھٹھک کر ادھر ادھر ہو گئے اور گلابو موقع پاتے ہی دوڑ کر میرے پیچھے آگئی۔ میں نے اسماعیل کی طرف دیکھ کر کہا۔ "گانا نہیں سننا چاہتے کیا؟"

وہ آگے بڑھ کر کہنے لگا۔ "گانا ہی سن رہے ہیں۔"

ایک سازندے نے کہا۔ "سرکار یہ تو ہاتھا پائی کر رہے ہیں۔ کوئی لڑکی کی ساڑھی کھینچ رہا ہے کوئی پیچھے سے چٹکی لے رہا ہے۔"

میں نے کہا۔ "بڑی ذلیل حرکت ہے اسماعیل۔ چلو بیٹھ جاؤ اپنی جگہ پر۔"

کھگے آگے بڑھ کے بولا۔ "کیا پاتروں کے ساتھ تفریح کرنے پر بھی پابندی ہے سارجنٹ صاحب؟"

"تفریح سے تمہارا کیا مقصد ہے کھگے؟" میں نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

بولا۔ "یہ ہمارے کھلونے ہیں۔" میرا خون کھول اٹھا۔ گھونسے کے سوائے اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ لیکن ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "کھلونا خریدنا پڑتا ہے کھگے۔ کیا تم نے اس کی قیمت ادا کر دی؟"

"آپ آرام کریں سارجنٹ صاحب۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ میں نے بھاسکر کی طرف دیکھا۔ "اس بدتمیز کو میرے سامنے سے دفع کر دو بھاسکر۔" بھاسکر نے ایک قدم بڑھایا تھا کہ اسماعیل اس کے سامنے آگیا اور چیخ کر بولا۔ "مجال ہے کسی کی؟"

"مجال؟" میں نے پتلون کی جیب سے پستول نکالتے ہوئے کہا۔ "یہی الفاظ پھر کہو اور اپنا بھیجا ہوا میں اڑتا ہوا دیکھ لو۔" وہ کانپ گیا پستول دیکھتے ہی لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ راول اور کرلاسکر کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ بھاسکر نے کھگے کی گردن پکڑ کر ایک جھٹکا دیا اور پیچھے سے ٹک لگائی۔ وہ لڑکھڑا کر میرے پیروں کے پاس آگرا۔ میں نے اس کی گردن پر پیر رکھ دیا اور بھاسکر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "گاڑی لے آؤ بھاسکر۔ میں ان دونوں کو اسی وقت ہزہائی نس کے سامنے پیش کروں گا۔" اس نے راول اور کرلاسکر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اس کو سنبھالو ...... اور اگر نہیں سنبھالتے تو میں تم کو بھی سنبھالتا ہوں۔" کرلاسکر نے بڑھ کر اسماعیل کو پیچھے دھکیلا اور کرسی پر بٹھا دیا۔

میں نے پستول جیب میں ڈال لیا اور زیلدار کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میں ان دونوں کو دلاس پور لے جا رہا ہوں شرمان ...... اور ہزہائی نس سے ان کی تفریح کا انتظام کراتا ہوں لیکن

آپ گاؤں والوں کو بتا دیں کہ بات یہیں ختم نہیں ہوئی میں صبح پھر واپس آ رہا ہوں اور وہ تمام دیہاتی جنھوں نے اس لڑکی کو ستایا ہے کل دوپہر کو یہاں بکروں کی طرح چیخ رہے ہوں گے ......" چند آوازیں آئیں۔ "دھنیہ ہو سرکار آئے ہو تو ایسا ہو۔"

بھاسکر ڈاج لے کر آگیا۔ میں نے کھگے کو اٹھا کر کھڑا کیا اور دھکیل کر کار میں ٹھونس دیا۔ بھاسکر نے اسماعیل کو اٹھنے کا اشارہ کیا اور وہ کانپنے لگا۔ کرلاسکر اور راول گڑگڑانے لگے۔ "صاحب ایسا نہ کیجئے مہاراجہ انہیں تہس نہس کر ڈالیں گے۔ آپ نے جو سزا دے دی ہے وہ کافی ہے۔" میں نے زیلدار کی طرف دیکھا۔ اس نے سر جھکا کر کہا۔ "میرے خیال میں کافی ہے صاحب۔ اگر یہ تحریری معافی مانگ لیں۔"

میں نے کہا۔ "آپ جو مناسب سمجھیں شرمان۔"

زیلدار نے راول اور کرلاسکر سے کہا۔ "یہ آپ دونوں کی ذمہ داری ہے۔"

میں نے مڑ کر گلابو اور تابو کی طرف دیکھا جو اپنے سازندوں کے ساتھ ایک طرف کھڑی تھیں۔ مجھے اپنی طرف مخاطب دیکھ کر سب نے ہاتھ جوڑ لئے۔ میں نے حویلی کی طرف چلتے چلتے کہا۔ "میں ان کی اس حرکت پر شرمندہ ہوں گلابو۔ مجھے تمہاری محفل بگڑ جانے کا بھی افسوس ہے لیکن اس کا تدارک کیا جا سکتا ہے۔ تم سب صبح آٹھ بجے آ کر اپنا انعام لے جانا۔"

سازندوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "دربار آپ کے اس انصاف سے ہمیں سب کچھ مل گیا۔ مائی باپ۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "پھر بھی تمہیں آٹھ بجے یہاں حاضر ہونا ہے۔ ورنہ مجھے تمہارے ہاں آنا پڑے گا۔" زیلدار نے انہیں اشارہ کیا اور وہ دعائیں دیتے ہوئے چل دیئے۔ میں زیلدار کو ساتھ لے کر حویلی میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں بھاسکر ان کو لے کر اندر آگیا۔ کرلاسکر نے کہا "سارجنٹ صاحب آپ ہمارے انچارج ہیں۔ ہم آپ سے معافی مانگنے کو تیار ہیں ——"

"یہ بڑی شرم کی بات ہے کرلاسکر۔" میں نے کہا۔ "لیکن خیر اب بات ختم ہو گئی۔ اسماعیل اور کھگے کو جیسا کہ زیلدار صاحب نے کہا ہے' لکھ کر معافی مانگنی پڑے گی۔ اور آپ چاروں صاحبان اپنی رائفلیں بھاسکر کے حوالے کر دیں۔ اب ہم آپ لوگوں پر بھروسا نہیں کر سکتے۔"

کرلاسکر نے ہاتھ جوڑ لئے۔ "یہ تو بہت بری بات ہے صاحب ہزہائی نس کو معلوم ہو گا تو۔"

"حکم کی تعمیل کرو۔ میں یہیں بات ختم کر سکتا ہوں۔ تم دونوں سے مجھے زیادہ شکایت بھی نہیں ہے۔" وہ سلام کر کے رخصت ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد بھاسکر اور کرلاسکر

چاروں بندوقیں لے آئے اور کونے میں کھڑی کر کے چلے گئے۔ زیلدار کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "شریمان! اب مجھے یہ تو بتایئے کہ کیا واقعی یہاں کوئی شیر یا چیتا وغیرہ ہے۔؟"

"ضرور ہو گا ورنہ شکاری کو کوئی لکڑ بگھا یا بھیڑیا تو نہیں مار سکتا۔" زیلدار نے کہا۔

میں نے پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا۔ "مر گئے پھر تو ...... ہزہائی نس نے کہا ہے' شیر کی لاش لئے بغیر نہ لوٹنا۔ اور یہاں صرف قیاس پر گاڑی چل رہی ہے۔"

"آپ کچھ دن یہاں تلاش تو کریں۔ پھر دیکھا جائے گا"

"مجھے یقین نہیں شریمان کہ اس علاقے میں شیر ہو۔ وہ شکاری ممکن ہے سانپ وغیرہ کے کاٹنے سے مر گیا اور بعد کو جنگلی جانوروں نے کھا پی کر برابر کر دیا ہو۔"

"آپ ان چار آدمیوں کو واپس بھیج دیں۔ اگر یہ ......"

"صبح پہلا کام یہی کروں گا۔" میں نے بات کاٹ کر کہا۔

"اچھا تو پھر آرام کیجئے۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "شیر چیتے اگر یہاں نہیں ہیں تو دوسرے علاقے میں کہیں نہ کہیں مل ہی سکتے ہیں...... ہزار پانسو خرچ ہو جائینگے تو کون سی بڑی بات ہے۔" وہ مسکراتا ہوا چل دیا۔

دوسری صبح چائے ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد ہم نے اپنے غیرپسندیدہ ساتھیوں کو دلاس پور چلتا کر دیا اور زیلدار کے مشورے پر شکار کا ایک بہترین پلان مرتب کیا۔ آٹھ بجے کے قریب بھاسکر اور میں رائفلیں لے کر جنگل کی طرف نکل گئے۔ ان پورنا مندر والی پہاڑی کے قریب دور دور تک انسانی ہڈیاں بکھری تھیں۔ میں آگے بڑھنے لگا تو بھاسکر نے کہا۔ "چھوڑیئے صاحب آپ کی طبیعت پہلے ہی اچھی نہیں ہے۔ آیئے چلتے ہیں۔"

میں نے کہا "ٹھیک کہتے ہو۔ انسان جیسے سرکش درندے کا یہ انجام دیکھ کر بڑھنے کے بجائے قدرت کے انصاف کی داد دینی چاہئے ...... آؤ۔"

وہ مسکرا کر بولا۔ "سر ہمارا شاستر بھی یہی کہتا ہے کہ جو جیسا بوتا ہے ویسا ہی کاٹتا ہے۔"

"میں کھیتی باڑی کے متعلق زیادہ نہیں جانتا۔ بھاسکر۔ اتنا سمجھتا ہوں کہ ...." میں نے چلتے چلتے سگریٹ سلگا کر کہا۔ "اللہ رے اس گلشن ایجاد کا عالم۔ جو صید کا عالم' وہی صیاد کا عالم ...... یہ یہاں کسی کو شکار کرنے آیا ہو گا' خود شکار ہو گیا۔"

دس بجے حویلی پہنچے تو بیٹھک میں گلابو' تابو اور دو تین سازندے بیٹھے ہوئے ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی اٹھ کر سلام کیا اور "قدم قدم پر خیر" کی دعائیں دینے لگے۔ زیلدار نے کہا۔ "دیکھ آئے صاحب؟" میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "جی دیکھ آئے۔ آپ آج چار پانچ ادمیوں کو بھیج کر کسی اونچے درخت پر نالے کے قریب کسی درخت پر

مچان بندھوا دیں۔ ہم کل شام کو ایک بکرا لے کر جائینگے اور وہیں بیٹھیں گے۔ ممکن ہے دو تین راتوں میں کوئی نتیجہ نکل آئے۔" زیلدار "اسی وقت' صاحب اسی وقت۔" کہتا ہوا اٹھ کر چل دیا۔ میں گلابو اور تابو وغیرہ کی طرف مخاطب ہوا۔ تابو نے کہا۔ "دربار رات کو اس لڑکی کو پہلی بار محفل میں لائے تھے ہم آپ کی وجہ سے ہمیں بڑا دکھ ہے کہ آپ اس کا گانا نہ سن سکے۔"

"کوئی بات نہیں تابو پھر کبھی سن لیں گے۔" میں نے بھاسکر کو اپنے سوٹ کیس کی چابی دیتے ہوئے کہا۔ "انہیں پچاس روپے دے دو بھاسکر۔ وہ سوٹ کیس کھولنے لگا۔ تابو نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "دربار' آپ ہی کا دیا ہوا کھاتے ہیں ...... ہم تو یہ کہنے ......"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کیوں جھوٹ بول رہی ہو تابو .... سب کو بھگوان دیتا ہے۔ یہ اور بات ہے تولنے میں ڈنڈی مار جاتا ہے۔ کس کے پلے پڑتا ہے کسی کے نہیں۔" گلابو اور تابو کھکھلا کر ہنس دیں۔ سازندے صرف مسکرا کر رہ گئے۔ ایک بڈھے نے سلام کرتے ہوئے کہا۔ "سرکار آپ نے ایسی بات کہی ہے کہ ..... بس کیا عرض کروں؟" میں اس کے گریز پر ہنس دیا۔ بھاسکر نے سوٹ کیس سے روپے نکال کر میرے سامنے کر دیئے۔ میں نے پچاس روپے تابو کو دے دیئے۔ سب نے ہزاروں سال جینے کی دعائیں دیں۔

تابو نے کہا۔ "دربار اس کا گانا کب سنو گے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "لمبی قینچی چلانا چاہتی ہو تابو' شاید۔"

بولی۔ "نہیں سرکار یہ بات نہیں ہے۔ آپ قسم لے لیں۔"

میں نے کہا۔ "پھر؟ اور کیا بات ہے؟"

کہنے لگی۔ "سرکار ابھی سے اتنا اچھا گاتی ہے کہ راج دربار میں ایسی کم ہوں گی۔ ہم چاہتے ہیں آپ ایک بار سن لیں۔ اگر آپ سمجھیں کسی قابل ہے تو شری حضور کے دربار میں بلوا لیں۔"

میں ہنس دیا۔ "سنو تابو۔ اگر میں نے اس کے گانے ناچنے کی تعریف کی تو شری حضور کہیں گے شکار کھیلنے کے بجائے میں راجہ اندر بنا بیٹھا رہا ہوں۔"

وہ ہنس دی۔ "سرکار۔ وہ تو آپ ہیں۔ اگر آپ کے راجہ اندر ہونے سے غریبوں کا بھلا ہو جائے تو کیا ہرج ہے؟"

میں نے کہا "اچھا۔ آج رات پھر آ جاؤ۔ اگر واقعی اس میں کچھ جان نظر آئی تو میں مودی صاحب سے ذکر کروں گا۔"

"جیو دربار گھنے گھنے جیو۔" کہتے ہوئے وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور باہر نکلنے لگے۔ گلابو چلتے چلتے رک گئے اور میری طرف دیکھا۔ میں نے مسکرا کر بھاسکر کی طرف دیکھا۔ وہ چابی میرے حوالے کر کے سگریٹ سلگاتا ہوا باہر کھسک گیا۔ گلابو نے میدان خالی دیکھ کر

کہا۔ "شیام میں رات بھر سوئی ہوں تو قسم لے لو۔ ہر مرتبہ کتے بھونکنے پر باہر نکل آتی تھی کہ شاید تم آ گئے۔ لیکن تم کہاں آنے والے تھے ..... آج آؤ گے؟"

"کوشش کروں گا ..... ابھی مجھے بھاسکر پر زیادہ بھروسہ نہیں ہے۔"

"اچھا پھر تم نہ آنا۔ میں تابو کو لے کر یہاں آ جاؤں گی۔ تابو بھاسکر کو سنبھال سکتی ہے۔"

"کل سہی گلابو۔ میں آج کل سے بہتر ہوں۔ کل آج سے بہتر ہونگا۔"

"مجھے نیند نہیں آئے گی شیام۔

"تم یہاں آ گئیں تو پھر مجھے بھی نہیں آئے گی۔"

"اچھا شیام۔ ایک وعدہ کرو۔"

"کیا۔۔؟"

"تم مجھے دلاس پور بلاؤ گے۔"

"گانا سننے کے بعد وعدہ کروں گا۔ اگر تم ٹھس نکلیں تو مہاراجہ اس بنا پر تو تمہیں لانے سے رہے کہ تم ان کے باڈی گارڈ کو چاہتی ہو یا ان کا باڈی گارڈ تمہیں چاہتا ہے۔"

"منظور ہے۔" اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "چیز کھانے کو پیسے نہیں دو گے شیام؟" میں نے جتنے نوٹ میرے پاس پڑے تھے سب اٹھا کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ اس نے مسکرا کر بلاؤز کے مخروطی ابھاروں میں غائب کر دیئے۔ مجھے ہنسی آ گئی۔ مسکرا کر قریب آتی ہوئی بولی۔ "کس بات پر ہنسے؟"

"سوچ رہا ہوں۔ یہ تمہارے مندر کے کلس یا ایڈورڈ ہشتم کی بوسہ گاہ" وہ کچھ نہ سمجھی۔ کیسے سمجھ سکتی تھی کہ میرا اشارہ نوٹوں پر چھپی ہوئی تصویر کی طرف تھا۔ "ہونہہ" کہہ کر مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی۔ اس کے جاتے ہی بھاسکر اندر آ گیا تو میں نے ہنس کر کہا۔ "شیر ویر تو یہاں ہے نہیں مائی ڈیئر۔ شیرنی کا شکار کرنا چاہو تو اور چاہو گے کیا چاہنا پڑے گا۔ یہ فلس ہو چکا ہے۔"

وہ کرسی کی پشت پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ "سر آپ میرے افسر ہیں۔ جب آپ خود ہی مجھے دوستی کی دعوت دے رہے ہیں تو میں کہاں کا گم تم بدھ ہوں کہ سوتی چھوڑ کر بھاگ جاؤں۔"

میں نے اٹھ کر اس کو سینے سے لگا لیا۔ "آج سے ہم دوست ہیں۔" اس نے ہٹ کر سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو سر۔"

تھوڑی دیر بعد زیلدار کے ساتھ دو معمر آدمی کمرے میں داخل ہوئے۔ دونوں نے جھک کر درباری سلام کیا۔ میں نے جواب دے کر زیلدار کی طرف دیکھا اور انہیں کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ زیلدار نے کہا۔ "یہ یہاں کے سفید پوش ہیں۔ سرکار دربار میں پوچھے

جاتے ہیں۔ عزت دار ور قابل اعتماد ہیں۔"

میں نے دونوں سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "کہئے شریمان میں کیا سیوا کر سکتا ہوں۔؟"

ایک نے کھنکھارتے ہوئے کہا۔ "دربار ہم آپ سے معافی مانگنے آئے ہیں۔ رات کو جن لڑکوں نے پاتروں سے چھیڑ چھاڑ کی ان میں دو لڑکے ہم دونوں کے ہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "شریمان آپ میرے بزرگ ہیں معافی مانگ کر مجھے شرمندہ نہ کریں۔ اپنے بچوں کو ڈانٹ دیں کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کریں دیہاتی لوگ تو اپنے گاؤں کی ہر بہن بیٹی کو اپنی بہن بیٹی سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ کسی بھی قوم سے تعلق رکھتی ہوں۔"

دونوں نے بیک زبان کہا۔ "دربار ڈانٹا کیا ہم نے آج انہیں کھانا پانی بھی نہیں دیا۔ ہم آپ کے پاس تو اس لئے آئے کہ رات کو آپ بہت ناراض ہو گئے تھے۔ آپ نے اپنے آدمیوں کو لات گھونسے مارے اور صبح ہی واپس بھگا دیا۔ اب عرض یہ ہے کہ ....."

"میں نے ان کو اس لئے سزا دی کہ وہ سرکاری آدمی تھے جن کا کام رعایا کی جان مال اور آبرو کی حفاظت کرنا ہے نہ کہ خود ان کے لئے خطرہ بننا۔"

دونوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "دھنیہ ہو سرکار۔ پرجا رکھشک ہو تو ایسا ہو۔"

میں نے کہا۔ "یہ ہمارا دھرم ہے شریمان جی۔ آپ لوگوں کے بچوں کو تو صرف ڈرانا تھا اور وہ ڈر گئے۔ یہ کافی ہے۔" دونوں شریمان اٹھ کھڑے ہوئے اور سلام کر کے رخصت ہو گئے۔ زیلدار نے کہا۔ "اب کھانا کھا لیں تو اچھا ہے دو تین گھنٹے آرام کر کے شام کو مچان کا معائنہ بھی کرنا ہے۔"

میں نے کہا۔ "جیسی آپ کی مرضی۔" وہ اٹھ کر کھانے کا انتظام کرتے چلا گیا اور میں آنکھیں بند کر کے اپنے کردار کا محاسبہ کرنے لگا۔ میری بلند اخلاقی اور پاکیزگی کے پس پردہ آوارگی اور مقصد براری کے سوا کچھ نہ تھا۔ گزشتہ شب اگر یہی عامیانہ حرکتیں گلابو کے سوا کسی دوسری لڑکی کے ساتھ کی گئی ہوتیں تو میں زیادہ سے زیادہ یہی کر تاکہ ناراض ہو کر چل دیتا۔ لیکن گلابو سے میرے کچھ عہد و پیمان تھے۔ اس لئے اس کے ساتھ کوئی ناشائستہ حرکت کر کے میرے انتقام سے کس طرح بچ سکتا تھا۔ بہرکیف مجھے کسی قدر افسوس بھی تھا کہ میں نے ان کو ضرورت سے زیادہ سخت سزا دی تھی۔ صرف اس خیال سے کہ ہزہائی نس ریاستی حکام کو غیر ضروری بالا دستی دینے کے خلاف تھے اور ایسے معاملات میں' جن سے رعایا میں ان کی مقبولیت براہ راست متاثر ہوتی ہو کسی جانبداری کے روادار نہ تھے۔ مجھے یقین تھا کھنگے اور اسماعیل کی مجال نہ تھی کہ وہ اس معاملے کو مہاراجہ تو درکنار اپنے افسروں کے نوٹس میں بھی لا سکیں۔ قانونی طور پر میں محفوظ تھا۔ غیر قانونی طور پر ان سے کمزور نہ تھا۔ سہ پہر کی چائے پینے کے بعد میں بھاسکر کو ساتھ لے کر "مچان" کا معائنہ

کرنے گیا۔ اور دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا۔ مچان اناڑی پن کا شاہکار تھا۔ ڈھاک کے بلندوبالا درخت پر ساٹھ ستر فٹ کی اونچائی پر چار لکڑیوں کے فریم پر رندہ کئے ہوئے تختے اور کھو لگا کر تخت طاؤس تیار کیا جا رہا تھا۔ چار بڑھئی اور دس بارہ مزدور کام میں جتے ہوئے تھے۔ مچان ابھی نامکمل تھا۔ شاید ان کے خیال میں شیر ایک پندرہ بیس فٹ چھلانگ لگانے والا درندہ نہیں بلکہ اڑنے والا پرندہ تھا اور شکری ایک معمولی سارجنٹ نہیں بلکہ خود ہزہائی نس تھے میں نے ہنس کر بھاسکر کی طرف دیکھا۔ وہ بھی ہنس دیا۔ میں نے ایک بڑھئی سے کہا۔ "بھئی اتنی محنت کیوں کر رہے ہو۔ سیدھا سادہ سا مچان باندھ کر پرال ڈلوا دی ہوتی۔"

بولا۔ "دربار آپ کے لئے کیا ہم کھیت کے رکھوالوں جیسا مچان باندھتے۔؟"

میں نے کہا۔ "اچھا۔ جیسی تمہاری مرضی۔"

بولا۔ "دربار بن جائے جب دیکھنا۔"

میں نے کہا۔ "زیادہ خوبصورت بنا دیا تو میں والس پور لے جاؤنگا۔" بھاسکر نے سر ہلا کر چلنے کا اشارہ کیا اور ہم واپس ہو گئے۔

رات کو دس بجے ناچ گانے کی محفل سجائی گئی۔ تابو اور گلابو کے علاوہ دو پاتریں اور بھی آئی تھیں۔ آج شروع سے ہی نظم و ضبط قائم تھا۔ تمام لوگوں نے گزشتہ شب کے واقعے سے سبق حاصل کر لیا تھا اور جنہوں نے شرارت کی تھی وہ پہچانے جانے کے خوف سے آنے کی جرات ہی نہ کر سکے تھے۔ بارہ بجے تک وغیرہ ہو غیرہ کا ناچ گانا ہوتا رہا۔ اس کے بعد گلابو کی باری آئی۔ اس کا ابتدائی کہروا ہی غضب تھا۔ وہ ایسے ایسے توڑ لے رہی تھی جو رقاصہ نہیں ایک ربڑ کے جسم والی نٹ کی لڑکی ہی لے سکتی تھی۔ معلوم ہوتا تھا اس کے جسم میں ہڈیوں کے بجائے اسپرنگ لگے ہوئے ہیں۔ محفل پر سکوت طاری تھا اور سارنگی بجانے والے استاد کے سوا' جو کبھی کبھی اس کی حوصلہ افزائی کے لئے "ٹھر کے بٹیا" اور "جم کے بٹیا" یا کیا کہنے ہیں۔ "جراہٹ کے بٹیا" کے نعرے لگا رہا تھا۔ دوسری کوئی آواز نہ تھی۔ ہر شخص ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا کہ کہیں پلک جھپکانے میں کوئی ٹھمکا نظر سے نہ نکل جائے۔ ناچ ختم ہوتے ہوتے ہیں میں نے اور بھاسکر نے دس دس روپے دیئے۔ پاندان کے تکلف کے سوا وہ ہر اعتبار سے شہر کی معروف رقاصاؤں کا جواب تھی۔ تھوڑی دیر پنکھا جھل کر پسینہ خشک کرنے کے بعد وہ گانا گانے کے لئے کھڑی ہوئی اور "موری 'اج سرم تورے ہاتھ" سے گزرتی ہوئی درباری' شنکر' مالکونس وغیرہ سنا کر غزلوں پر آ گئی۔ سرتال سے واقفیت کے علاوہ اس کی آواز میں بھی بلا کا لوچ تھا۔ میں مسحور ہو کر رہ گیا۔ وقفے کے دوران سگریٹ سلگاتا ہوا سوچ رہا تھا۔ اتفاقیہ طور پر ٹوٹ کر میری گود میں آ گرنے والا یہ بہشتی سیب کس قدر شیریں نکلا۔ لیکن کیا اس کی خاطر آدم کی طرح میرے لئے جنت کو ترک کر دینا ممکن ہے؟ "شاید نہیں ...... تو کیا حضور جد امجد نے اس سیب کے

لئے بہت بڑی قربانی دی؟" میں خیالات کی رو میں بہتے بہتے بہکنے لگا۔ "نہیں ..... شاید یہ سرے سے قربانی ہی نہ تھی۔ ایک شدید جسمانی مطالبہ تھا جس کی آسودگی کے لئے اس ایک سیب کے سوا کوئی دوسرا سیب تو کجا گندم کا دانہ تک نہ تھا۔ چنانچہ بڑے ابا حضور نے اسی کو بغل میں دبایا' جنت کو بائی بائی ٹاٹا کہا اور آنکھیں بند کر کے زمین کی طرف چھلانگ لگا دی۔ یہ پہلا پیرا شوٹ جمپ تھا۔ جو اگر بڑی امی حضور کے علاوہ کوئی دوسری سائڈ ہیروئن دستیاب ہوتی تو ہرگز نہ لیا جاتا۔ ہائے رے ایک سلپ کہ لغزش کہیں جسے۔ ہمارا بیڑہ غرق ہوتا تھا۔ اور وہ بھی سیبوں کے انبار میں۔" سازوں سے ابھرتی ہوئی موسیقی نے مجھے خیالات فاسدہ کے جال سے نکالا اور میں نے سگریٹ کا کش لے کر گلابو کی طرف دیکھا۔ اس نے تاپ لے کر گردن کے ایک جھٹکے کے ساتھ مسکرا کر میرے چہرے پر نظر ڈالی اور بھیروں کے بول شروع کر دیئے۔ "پیا سونے دے میکا جگی ساری رات۔"

آواز کے زیروبم اور زت کے چلت پھرت نے میرے جذبات میں ہلچل مچا کر رکھدی۔ کرسی سے اٹھ کر ایک نوٹ اس کے ہاتھ میں تھمایا اور "تمہارے گانے سے مجھے بھی نیند آ گئی۔" کہتا ہوا بیٹھک کی طرف چل دیا ...... میرے ساتھ ہی بھاسکر بھی اٹھ گیا۔ میں سلیپنگ سوٹ پہن کر بستر پر بیٹھ رہا تھا کہ وہ گانا ختم کر کے رخصتی سلام کرنے کے بہانے تابو کے ساتھ چھم چھم کرتی بیٹھک میں آ گئی اور مسکرا کر کہنے لگی۔ "کیسا گاتی ہوں میں شیام؟"

اسی وقت ذیلدار کو داخل ہوتے دیکھ کر بات بدلتے ہوئے بولی۔ "شیام کلیان کیسا گایا میں نے حضور۔؟"

ذیلدار نے کہا۔ "تیری ایسی کی تیسی۔ شیام کلیان کب گایا تو نے کیا بالکل اناڑی سمجھتی ہے ہمیں؟"

ہنس کر بولی۔ "آپ کو نہیں شریمان چاچا جی۔ میں دیکھنا چاہتی تھی دربار کو راگ راگنی کا کچھ گیان ہے یا نہیں۔ آپ سچ کہتے ہیں۔ میں نے ایمن کلیان گایا تھا۔ اچھا نمستے نمستے دربار۔"

میں نے کہا "تم بہت اچھا گاتی ہو گلابو۔ ناچتی بھی خوب ہو۔ جاؤ آرام کرو۔" وہ دونوں جھک کر سلام کرتی ہوئی روانہ ہو گئیں۔

شام کو چار بجے ہم پھر مچان دیکھنے گئے۔ کام ختم کیا جا چکا تھا اور سوتی رسوں کی سیڑھی لٹکائی جا رہی تھی۔ میں نے بھاسکر کو چڑھ کر دیکھنے کا اشارہ کیا۔ وہ مچان پر چڑھا اور دیر تک جنگل کا تفصیلی جائزہ لے کر نیچے اترا تو مسکرا رہا تھا۔ میں نے پوچھا "کیا ہے" تو بولا۔ "صاحب اور تو جو کچھ ہے وہ ہے' لیکن یہ مچان۔ معلوم ہوتا ہے اڑن کھٹولا نیچے اترتے اترتے درخت میں پھنس گیا ہے۔"

میں نے کہا۔ "یہیں سے نظر آ رہا ہے۔"
بولا "سر لیکن شیر تو یہاں ہے نہیں۔ صرف مچان کی خوبصورتی سے کیا شری حضور خوش ہو جائینگے۔؟"

میں نے اس کا بازو پکڑ کے کہا۔ "آؤ واپس چلیں ...... کل سے ڈرامہ شروع ہو گا۔"

اس نے چلتے چلتے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ "ڈرامہ کیا صاحب؟"
میں نے ہنس کر سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "اس جنگل میں شیر نہیں ہے۔ لیکن تم دیکھو گے کہ ڈراپ سین میں ایک شیر' چیتا یا تیندوا ضرور آئے گا اور شری حضور ہمیں انعام دیں گے۔"

"اور کیا چاہئے ہمیں۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔ "کسی طرح خالی ہاتھ نہ جائیں۔ اور سب کچھ گوارا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔ "آج آرام کرینگے۔ کل مچان پر رات گزار دیں گے۔ پرسوں شام کو چپ چاپ ذاج لے کر غائب ہو جائیں گے اور لوٹیں گے تو گاڑی میں ہزہائی نس کی خوشنودی کا سامان ہو گا۔"

"ایسی کونسی جگہ ہے صاحب جہاں ......"
"ابھی نہیں بتا سکتا۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔
"مجھے بھی سسپنس میں رکھنا چاہتے ہیں آپ؟" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ سسپنس ہی سمجھو ...... کم از کم کہانی کے کلائمکس کو پہنچنے تک تو میں سسپنس قائم رکھنا ہی چاہتا ہوں۔ بہرکیف دوسرا' جس کا تعلق تمہاری ذات سے ہے' ختم کر سکتا ہوں۔"

وہ ہنس دیا۔ "کیا سر؟" اس نے پوچھا۔
"تابو۔" میں نے کہا۔ "وہ آج آ رہی ہے۔"
"اور گلابو نہیں کیا صاحب؟"
"وہ بھی اس کے ساتھ آ رہی ہے ..... لیکن تمہیں اس کو تابو کے ذریعے کہلوا دینا ہے کہ تمہارا شیام زخمی ہے۔"
وہ چلتے چلتے رک گیا اور گھبرا کر بولا۔ "کیا واقعی سر؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔
بولا۔ "پھر میرا خیال ٹھیک ہی تھا صاحب۔"
"تم کو کیسے خیال آیا۔۔؟"
"پہلی رات جب آپ نے اسماعیل پر پستول نکالا۔ مجھے یقین ہو گیا تھا آپ ضرور زخمی ہیں۔ ورنہ اس کی گستاخی پر گھونسہ لگائے بغیر نہ رہتے۔"

میں نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ مار کر کہا۔ "تم نے بڑی حد تک صحیح سمجھا۔ لیکن بھاسکر میں غصے میں بھی گھونسہ نہیں مارتا۔"
"لیکن یہ کیسے ہوا؟"
"ہو جایا کرتا ہے بھاسکر ڈیئر۔ کوئی خاص بات نہیں۔ ایک حادثہ تھا ہو گیا۔ ویسے بھی میرے جسم میں کچھ زیادہ ہی خون تھا۔ اور پڑا پڑا خراب ہو رہا تھا۔" وہ میری صحت سے متعلق چند دعائیہ کلمات کہہ کر خاموش ہو گیا۔

رات کے دس بجتے ہی گاؤں میں سناٹا چھا گیا۔ بازار سرے سے تھا ہی نہیں۔ مختلف مقامات پر شارع عام پر اور کہیں کہیں گلیوں میں اکا دکا دکانیں کھانے پینے کی چیزوں کی۔ بساط خانے اور کپڑے وغیرہ کی تھیں جو سر شام ہی بند ہو جایا کارتی تھیں۔ سب سے زیادہ بارونق اور دیر تک کھلی رہنے والی دکانیں حلوائیوں کی تھیں۔ جہاں مٹھائیاں اور دودھ وغیرہ فروخت ہوتا تھا لیکن وہ بھی بند ہو چکی تھیں اور اس وقت ہر جگہ تاریکی اور خاموشی تھی۔

بھاسکر چند منٹ پہلے میرے کمرے میں آیا تھا اور ہم بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے۔ زیلدار کھانا کھانے کے بعد فوراً ہی حویلی میں چلا گیا تھا۔ اسے معلوم تھا ہم دونوں پیتے ہیں اس لئے کھانے کے بعد وہ زیادہ دیر نہیں ٹھہرتا تھا۔ ادھر ادھر کی دو چار باتیں کرنے کے بعد بھاسکر نے مسکرا کر پوچھا۔ "صاحب کیا آپ نے ان کو آنے کے لئے کہہ دیا تھا؟"
میں نے کہا۔ "نہیں۔ لیکن وہ ضرور آئینگی۔"
"سر۔" اس نے ہنس کر کہا۔ "شیام کا لفظ سن کر ہی میں سمجھ گیا تھا کہ پچھلی مرتبہ میری غیر حاضری میں آپ بانسری بجا چکے ہیں۔ اسی لئے آپ کا دعوی کہ وہ ضرور آئینگی محض قیاس نہیں' تجربے کی بنا پر ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ انتظار آخر کب تک اور کیوں؟" دور گلی میں کتے بھونکنے کی آواز آئی اور میں اسکو جواب دیتے دیتے رک گیا۔ کتے زور زور سے بھونکنے لگے۔ میں نے بھاسکر کی طرف دیکھا۔ وہ اٹھا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ میں نے بستر پر دراز ہو کر دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے اور روپا کے طرز عمل سے پیدا ہونے والے خطرات پر غور کرنے لگا۔ وہ شروع ہی سے ابنارمل تھی۔ اور اب تو معلوم ہوتا تھا اس کا دماغی توازن بگڑ چکا ہے۔ وہ کسی بھی لمحے ایسی قیامت برپا کر سکتی تھی جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے اپنا انجام قریب نظر آنے لگا۔ بیٹھک کے عین سامنے چوک میں ایک کتے کے بھونکنے اور بھاسکر کے اس کو ڈانٹنے کی آواز سن کر میرے خیالات کا سلسلہ ٹوٹا اور میں نے بستر پر اٹھتے ہوئے سگریٹ اور لائٹر نکالا۔ جس وقت سگریٹ سلگا رہا تھا بھاسکر گلابو کے پیچھے پیچھے اندر داخل ہوا۔ ان دونوں کے پیچھے تابو تھی۔ گلابو نے مسکرا کر کہا۔ "آخر مجھ کو آنا پڑا نا۔؟"
"تو کیا ہوا؟" میں نے تابو کو دروازہ بند کرنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کون

سے تار ٹوٹ گئے ستار کے؟"

وہ ہنس دی "اچھا نہیں ٹوٹے شیام۔ اب بیٹھنے کو بھی نہیں کہو گے کیا؟"

میں نے تابو کی طرف دیکھ کر کہا۔ "پہلے ان دونوں کو چھوٹنے دو۔"

بھاسکر نے گلابو کی طرف دیکھ کر کہا۔ "گلابو بائی' میں تمہیں بتانا بھول گیا۔ صاحب زخمی ہیں۔ اس لئے نہ آسکے ورنہ تمہارے پاس وہیں۔"

گلابو نے کہا۔ "ہم بھی گھائل ہیں۔ دونوں برابر ہو گئے۔"

تابو اور بھاسکر کواڑ کھول کر باہر نکل گئے۔ گلابو نے دروازے کی کنڈی چڑھا دی۔ "کدھر سے زخمی ہیں حضور؟" اس نے پلٹ کر قریب آتے ہوئے کہا۔

میں نے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "بالائی منزل کا پلاستر اکھڑ گیا ہے۔" اس نے میرے سر سے رومال ہٹا کر دیکھا اور چمک کر پیچھے ہٹ گئی۔" ٹانکے لگے ہوئے ہیں۔ کیسے ہوا یہ شیام؟"

"گھوڑے سے گر پڑا تھا۔ بیٹھ جاؤ۔" وہ پلنگ پر بیٹھ کر آہستہ آہستہ میرا سر دبانے لگی۔ چند منٹ بعد بولی۔ "شیام برا نہ ماننا۔ لیکن تم گھوڑے سے گرتے تو شری حضور تمہیں شکار کو کبھی نہ بھیجتے۔"

میں نے ہنس کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "تو پھر کیسے زخم آیا تمہارے خیال میں؟"

"مجھے کیا معلوم۔ پر اتنا سمجھ سکتی ہوں کہ کوئی ایسی بات ہے ..... جو ......"

"مثلاً "کیا۔؟"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

"چھوڑو شیام۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے ولاس پور لے چلو۔ میں تمہاری حفاظت کروں گی۔" مجھے ہنسی آ گئی۔ بستر پر اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "میں تمہیں جلد بلواؤں گا۔ لیکن تم وہاں زیادہ سے زیادہ مہینے میں ایک دو مرتبہ گانے کے لئے آیا کرو گی۔ راج محل میں رہنے کون دے گا تمہیں اور پھر میری حفاظت تم کرو گی؟ ..... تم؟"

وہ مسکرا دی۔ "تمہیں کیا معلوم شیام۔ میں کیا کر سکتی ہوں۔"

"میرے خیال میں تمہیں ولاس پور جانے کے بجائے ..... شادی کر لینی چاہئے گلابو۔ شہر میں تم۔" میں آگے کچھ نہ کہہ سکا۔

وہ بولی۔ "میں سمجھ گئی شیام۔ لیکن میں ایسا نہ کروں گی .... تم مجھے اپنی نگرانی میں رکھنا ......"

"میں راج محل سے باہر نہیں نکل سکتا۔"

"تو پھر میں یہیں رہوں گی۔ تم میرے آنے جانے کے لئے گاڑی کا انتظام کرا دینا اور کبھی کبھی آتے رہنا۔"

"یہ کوشش کر سکتا ہوں۔"

"یہ بہت ہے۔ اس وقت سر دبانے کے علاوہ اور کیا خدمت کروں؟"

میں ہنس دیا۔ "شکریہ گلابو ...... یہ بتاؤ میں تمہارے لئے اور کیا کر سکتا ہوں؟"

"تم نے بہت کچھ کر دیا۔ شیام ...... میرے پاس تمہارے دیئے ہوئے اڑھائی تین سو روپے ہیں۔ یہی چھپانے مشکل ہو رہے ہیں۔ اگر زیادہ ہو گئے تو ماں باپ وہی کر ڈالیں گے جو تم نے ابھی کہا۔"

میں نے کہا۔ "شادی؟"

اس نے اثبات میں گردن ہلائی۔ میں نے کہا۔ "تو اچھا تو ہے۔"

مسکرا کر بولی۔ "میری شادی ہو چکی ہے شیام۔ صرف ڈھول نہیں بجائے گئے۔ کیا تم پسند کرو گے کہ میں دوبارہ بیاہی جاؤں؟"

میں نے کہا۔ "نہیں گلابو۔"

"تو پھر دوبارہ یہ بات زبان پر نہ لانا۔ جب تک کہ میں خود ذکر نہ چھیڑوں۔"

"اچھا۔" میں نے کہا۔ "یہ بتاؤ پینا چاہتی ہو؟"

اس نے نظریں گھما کر میری طرف دیکھا اور بولی۔ "میں نے کبھی نہیں پی شیام۔ کیا تم مجھے پلانا پسند کرتے ہو؟" میں نے نفی میں گردن ہلائی۔

"تو پھر کیوں کہا؟"

"میں سمجھا تھا شاید تم پیتی ہو گی۔ دیسی یا خود ساختہ میں تمہیں انگریزی پلاتا۔"

"شکریہ جناب۔ آپ نے خوب سمجھا۔ شاید آپ نے یہ بھی سمجھا ہو گا کہ میں۔"

اس نے میرے سینے سے سر لگا کر جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ میں نے اس کا سر سینے سے ہٹا کر منہ چوم لیا اور کہا۔ "نہیں اتنا احمق بھی نہ سمجھو۔"

"تو پھر اگر میں تمہارے خواب دیکھتی ہوں تو کیا غلط ہے کیا۔ مجھے یہ حق نہیں۔؟"

"تمہیں حق ہے۔" میں نے زچ ہو کر کہا۔ "لیکن خواب دیکھنے سے فائدہ---؟"

"اس وقت نہیں۔ کچھ دن بعد میں تم سے پوچھوں گی۔ شیام بتاؤ میں کس کے خواب دیکھوں ...... اور ...... اور ...... خیر جانے دو۔" وہ پھیکی سی ہنسی ہنس دی۔ لیکن اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"کہہ ڈالو گلابو۔" میں نے اس کی کمر تھپتھپا کر کہا۔

اس نے میرے بازو پر آنکھیں رگڑتے ہوئے کہا۔ "اور وہ ایک شریف زادے کی غیرت کا امتحان ہو گا۔" میں اس کی بات سن کر چکرا گیا۔ جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو اس کا سر سینے سے لگا کر بالوں پر ہونٹ رکھ دیئے۔ اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر مجھے بھینچ لیا۔

دوسرے روز شام کو چار بجے ہم نے مچان کے قریب ایک بکرا بندھوایا اور کھانے

سے فارغ ہونے کے بعد بندوقیں لے کر مچان پر پہنچ گئے۔ تمام رات میں بے خبر پڑا سوتا رہا اور بھاسکر بکرے کی آوازیں سن سن کر جمع ہونے والے گیدڑوں کو بھگاتا رہا۔ صبح چائے کے وقت ہم واپس آ گئے اور رات تو شیر کی موجودگی کا افسانہ گھڑ کے چند لوگوں کو سنا دیا۔ تھوڑی دیر میں یہ خبر تمام گاؤں میں پھیل گئی اور لوگ جنگل میں جاتے ہوئے ڈرنے لگے۔ مویشی چرنے والے بھی گاؤں کے حدود سے باہر نہ گئے۔ پروگرام کی تکمیل کے لئے قرب و جوار کی تمام بستیوں میں خوف و ہراس پھیلانا ضروری تھا۔ بھاسکر تمام دن سوتا رہا۔ اور میں ذیلدار کے دوستوں کو شیر نظر آنے اور بچ کر نکل جانے کا واقعہ نپے تلے الفاظ میں سناتا رہا۔ خوف زدہ نہ ہونے کی تاکید کر کے زیادہ سے زیادہ خوف زدہ کرتا رہا۔ اور شیر کو ختم کئے بغیر واپس نہ جانے کا یقین دلاتا رہا۔ آج تمام دن بیٹھک میں غیر معمولی رونق رہی۔ شام کو میں نے ذیلدار کو اپنے خفیہ پروگرام سے آگاہ کیا۔ اور اس سے وعدہ لیا کہ ہمارے یہاں سے جانے کو صیغہ راز میں رکھا جائے۔ ہماری غیر حاضری کے دوران اگر کوئی دلاس پور سے آئے تو اس کے سوا کچھ نہ کہا جائے کہ ہم شکار کی تلاش میں گئے ہوئے ہیں۔ باقی ہم خود سنبھال لیں گے۔ ذیلدار خوش تھا کہ ہم یہ سب کچھ اس کو صحیح ثابت کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔

رات کو آٹھ بجے ہم نے اپنا تمام سامان ڈاج میں رکھا اور بڑودہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں آنے والے ہر شہر میں پٹرول پمپ پر چند منٹ پٹرول اور چائے کے لئے ٹھہرتے ہوئے ساڑھے گیارہ بجے بڑودہ پہنچ گئے۔ یہاں تھوڑی دیر آرام کیا۔ پٹرول ٹینک بھروا دیا اور رتلام کی طرف چل دیئے۔ میں نے راستے میں بھاسکر کو اقبال سنگھ کے متعلق بتایا اور اپنے پروگرام کی وضاحت کی۔ وہ اتنا ضرور جانتا تھا کہ مالوے کا جنگل، شیر، چیتے اور ریچھ وغیرہ جیسے خطرناک جانوروں سے بھرا پڑا ہے اور موسم گرما میں انگریز شکاری دور دور سے شیر کے شکار کے لئے وہاں جاتے ہیں۔ اسے یہ سن کر تعجب ہوا کہ اقبال سنگھ کو نان میٹرک ہونے کے باوجود ڈی ٹی ایس نے محض اس بناء پر گارڈ کی حیثیت سے ریلوے میں لے لیا ہے کہ وہ ایک بہترین شکاری ہے اور دو تین سال کے عرصے میں پانچ چیتے اور تین شیر مار چکا ہے۔ مجھے خود بھی معلوم نہ تھا۔ اس وقت اس کا ٹوٹل اسکور کیا تھا۔ صبح سوا آٹھ بجے ہم رتلام پہنچ گئے اور جس وقت ہماری گاڑی اقبال سنگھ کے بڑے بھائی کے کوارٹر کے سامنے رکی وہ جافری میں یونیفارم پہن رہا تھا۔ "بالے" کہتے ہی وہ میری آواز پہچان کر باہر نکلا اور کار سے اترتے اترتے مجھ سے لپٹ گیا۔ کمر میں ہاتھ ڈال کر مزاج پرسی کرتا ہوا اندر لے گیا۔ اور کرسی پر بٹھاتے ہوئے بولا۔ "تیرا ٹیلیگرام ملا تھا نعیم۔ لیکن میں شیو رائٹ کے ساتھ شکار پر گیا ہوا تھا۔ چار پانچ روز بعد لوٹا تو بہت دیر ہو چکی تھی۔ اس لئے نہ آ سکا۔ ٹھہر میں تیرے لئے ناشتا لاؤں۔"

میں نے ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا۔ "میں جھٹکے کا ناشتہ کرنے کو نہیں آیا ہوں بے۔ پہلے یہ بتا کہاں جا رہا ہے؟"

بولا۔ "نو بجے والی ککسڈ ٹرین سے ناگدہ جا رہا ہوں۔ چلتا ہے؟"

"نہیں۔" میں نے کہا۔ "یہ بتا واپس کب آئیگا؟"

"شام کو چھ بجے۔"

"ناگدہ میں کتنا وقت فاضل ہو گا؟"

"تقریباً" چار گھنٹے۔ چل جنگل میں منگل منائینگے۔"

"اتنی دیر میں ایک شیر یا چیتا مار دینے کا وعدہ کرتے ہو تو چلتا ہوں۔"

میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "دو ہیں۔ لیکن تیری والی کیا ہوئی؟"

"ہے تو لیکن بے بے بڑبڑائیگی۔"

"کہہ دینا ڈی ٹی ایس آیا ہوا ہے۔ جا جلدی لے آ اور بتا کار کہاں کھڑی کریں؟"

"لائن کے کونے پر نیم کے نیچے۔" اس نے چلتے چلتے کہا۔

میں اٹھ کر باہر نکلنے لگا تو پلٹ کر بولا "بے بے کو سلام نہیں کرے گا۔؟"

میں نے کہا۔ "شام کو واپسی پر ...... پونے نو بج رہے ہیں۔ اگر دس منٹ میں پلیٹ فارم پر نہیں پہنچے تو تیری گاڑی لیٹ ہو جائے گی۔ جا جلدی کر۔ ہم گاڑی کھڑی کر کے بندوقیں وغیرہ لے کر ٹرین پر جا رہے ہیں۔ کوئی بڑی چادر ہو تو کار پر ڈلوا دینا۔" وہ ہنس کر اندر چلا گیا۔

بھاسکر کو سیکنڈ کلاس میں بٹھا کر میں بریک دان میں اقبال سنگھ کے پاس آ گیا۔ راستے میں ناگدہ پہنچنے تک وہ میرے حالات پوچھتا رہا اور میں نے اسکے پسندیدہ موضوع کے سوا اپنی ترقی اور مہاراجہ کی نظر عنایت کے افسانے اتنے پھیلا کر بیان کئے کہ اس کو اپنے چچا چچی کی خیریت دریافت کرنے تک کا ہوش نہ رہا۔ آخر ناگدہ اسٹیشن پر اترنے کے بعد ویٹنگ روم میں میں نے اس کو کرنل گجندر سنگھ اور اس کے خاندان کی "کلکتا کے سما چار" دیئے۔ اپنی بہن۔ بہنوئی اور ان کے بچوں کے حالات پوچھے اور کھانا کھانے کے لئے ریفرشمنٹ روم کی طرف چل دیئے۔ کھانے کے دوران میں نے اس کو اپنے سر کے زخم کے متعلق بتایا۔ وہ مجھے ریلوے ہاسپٹل میں لے گیا اور ڈاکٹر نے ٹانکے نکال کر ڈریسنگ کر دی۔ زخم بالکل ٹھیک ہو چکا تھا۔

تھوڑی دیر ویٹنگ روم میں ستانے کے بعد اقبال سنگھ نے کہا "آؤ تمہیں جنگل کی سیر کرا لاؤں۔"

میں نے کہا۔ "شکار کا کوئی چانس؟"

وہ ہنس کر بندوق اٹھاتے ہوئے بولا۔ "ہاں صاحب بہادر کی آمد کی خبر سن کر شیر اور

چیتے صف بستہ کھڑے ہونگے۔ جس کی طرف اشارہ کیجئے گا دم ہلاتا ہوا آگے بڑھ کر قدموں میں سر رکھ دے گا۔ سچ کہنا بے پہلے کبھی گیدڑ بھی مارا ہے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "بارہ سنگھا مارا ہے۔ اور وہ بھی ٹھیک بارہ بجے۔ پھر آج تو ایک رتلام سے ساتھ لے کر آیا ہوں۔ شیر نہ ملا تو وہی سہی۔"

"کیوں دلاس پور میں کوئی نہیں تھا کیا؟" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایک کرنل ہے لیکن وہ چاچا بن چکا ہے۔" میں نے بندوق اٹھاتے ہوئے کہا۔ "چل آگے ہو واہگورو۔"

وہ ہنستا ہوا ویٹنگ روم سے باہر نکلا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم دونوں بھی نکل کر چلنے لگے۔ مسافر خانے کے سامنے کھڑے ہوئے ایک تانگے میں سوار ہوئے اور شہر سے دوسری طرف جانے والی سڑک پر ہو لئے چند میل جانے کے بعد جنگل شروع ہو گیا۔ اقبال سنگھ نے تانگے والے کو ٹھہرنے کو کہا اور تانگے سے اتر کر پہاڑی نالے کی پلیا سے گزرتے ہوئے جنگل میں داخل ہو گئے۔ تین بجے تک میلوں کا چکر کاٹنے کے بعد ایک ٹیکری پر دو تین ہرن چرتے ہوئے دکھائی دیئے۔ اقبال سنگھ نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "گرا دے دیکھیں۔"

"کونسا؟" میں نے بندوق سیدھی کرتے ہوئے پوچھا۔

"سینگوں والا۔" میں نے نشانہ لے کر ٹرائیگر دبایا۔ ہرن نے ایک چھلانگ لگائی اور ٹیکری سے نیچے آ رہا۔ دوسرے ہرن چھلانگیں لگاتے ہوئے جھاڑیوں میں غائب ہو گئے۔ تینوں نے دوڑ کر تڑپتے ہوئے ہرن کو پکڑ لیا۔ گولی گردن توڑ کر شانے کی ہڈی میں رک گئی تھی۔ میں نے چاقو نکال کر ذبح کر دیا۔

شام کی ٹرین سے اقبال سنگھ ہرن لے کر چلا گیا۔ ہم یہیں رہ گئے۔ دوسرے روز وہ اسی ٹرین سے پانچ روز کی رخصت لے کر آنے کا وعدہ کر کے گیا تھا۔ میں نے اس کو سمجھا دیا تھا کہ ہماری آمد محض ذاتی نوعیت کی ہے اس لئے وہ کسی اور شکاری کو ساتھ نہ لائے۔

شام کا کھانا کھانے کے بعد ہم ڈپٹی اسٹیشن ماسٹر کے آفس میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ کہ کانٹا بدلنے والا ایک دیہاتی کو لے کر ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا "صاحب یہ آپ لوگوں کے آنے کی خبر سن کر آیا ہے۔ اس کے گاؤں کے قریب جنگل میں ایک چیتا ریوڑ میں سے کئی بکریاں لے جا چکا ہے۔" میں نے دیہاتی کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سلام کرتا ہوا آگے بڑھا اور کہنے لگا۔ "صاحب میں آنند پور بانس سے آیا ہوں۔ ہمارے ہاں ایک چیتا لاگو ہو گیا ہے۔ اگر آپ اس کو مار دیں تو بڑی کرپا ہو۔"

میں نے پوچھا۔ "تمہارا گاؤں یہاں سے کتنی دور ہے چودہری؟"

بولا۔ "چھ میل' پورب کی طرف پہاڑ کی تلہٹی میں ہے۔ ایک ندی کے کنارے۔

ابھی چلو صاحب۔ ہم چار پانچ آدمی آئے ہیں۔ ہمارے پاس گھوڑے ہیں۔ دو تین کوتل ہیں' آپ لوگوں کے لئے۔"

میں نے بھاسکر کی طرف دیکھا۔ بھاسکر نے کہے۔ "بابو اقبال سنگھ کو آ لینے دیجئے سر۔"

"تمہیں ہمارے متعلق کس نے بتایا چودہری؟" میں نے پوچھا۔

ایک تانگے والے نے ہمارے گاؤں کے ایک آدمی سے ذکر کیا تھا کہ رتلام سے شکاری آئے ہوئے ہیں۔ اس نے آ کر مجھے بتایا۔ میں مکھیا ہوں صاحب اگر آپ مہربانی کر کے چلیں تو بڑا احسان ہو گا۔ ہم بہت پریشان ہیں۔ رات کو کوئی گھر سے باہر نہیں نکلتا۔ اور سارے گاؤں میں ایک بھی بندوق نہیں ہے ..... برچھے بھالے' کلہاڑیاں اور تلواریاں ہیں سو ان سے شیر چیتے تو نہیں مارے جا سکتے۔"

میں نے کہا۔ "چودہری گھبراؤ نہیں۔ کل ہمارا بہترین شکاری دوست دوپہر کی گاڑی سے آ رہا ہے۔ تیسرے پہر ہم آنند پور میں ہوں گے اور چیتے کو مارے بغیر واپس نہ ہوں گے۔"

وہ کہنے لگا۔ "پھر ہم رات کو یہیں ٹھہرتے ہیں سرکار۔ کل آپ کو ساتھ لے کر ہی جائینگے۔"

"بہتر ہے" میں نے کہا۔ "لیکن ٹھہرو گے کہاں؟"

"ٹھہرنے کا تو انتظام ہے صاحب ..... اچھا اجازت .... میں کل دن ایک بجے حاضر ہونگا" وہ سلام کر کے چل دیا۔

ہمیں آنند پور بانس آئے ہوئے چار دن گزر چکے تھے۔ اقبال نے وسط جنگل میں ایک درخت پر مچان بندھوایا تھا اور ہم مسلسل تین راتیں اس میں بیٹھ کر گزار چکے تھے لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ بکرا بندھا رہتا اور چیتا گاؤں میں کسی نہ کسی باڑے میں گھس کر بکری بھیڑ اٹھا کر غائب ہو جاتا۔ میں رات بھر جاگنے اور تمام دن سونے سے بری طرح تنگ آ چکا تھا اور اقبال سنگھ کو یہاں سے چل دینے پر ابھار رہا تھا۔ لیکن وہ تیار نہیں ہو رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کس مصیبت میں پھنس گئے۔

چوتھی رات ہم نے جنگل کو جانے کے بجائے مکھیا کی حویلی کی چھت پر اڈا جمایا۔ یہ حویلی گاؤں کے سرے پر تھی اور درختوں اور جھاڑیوں کے سوائے کسی دوسرے مکان کی آڑ نہ تھی۔ سامنے کے رخ پر پانچ سو گز کے فاصلے پر پہاڑی تھی۔ دس بجے تک ہر آہٹ کتے بھونکتے اور دوڑتے بھاگتے پھرتے رہے لیکن اس کے بعد قطعی خاموش ہو گئے۔ ہم آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے۔ اقبال نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ہمیں چپ ہونے کا اشارہ کیا۔ چند منٹ سکوت میں گزر گئے۔ دفعتہً ایک کتا تیزی سے بھاگتا ہوا حویلی کے پہلو والی

گلی میں غائب ہوگیا وہ اس قدر سہما ہوا تھا کہ غرانا بھی بھول گیا تھا۔ ہم چوکنے ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ اسی وقت چیتا ایک مکان کے احاطے کی باڑ سے چھلانگ لگا کر جھاڑیوں کی طرف دوڑا۔ اس کے منہ میں ایک بھیڑ کی گردن دبی ہوئی تھی۔ حویلی سے اس کا فاصلہ ڈیڑھ سو گز کے قریب تھا۔ ہم تینوں اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ اقبال کی پیشانی پر بندھی ہوئی ٹارچ سے ایک تیز شعاع نکلی۔ روشنی پڑتے ہی چیتے کے منہ سے بھیڑ چھوٹ کر گر پڑی اور اس نے پلٹ کر دیکھا۔ تینوں رائفلوں نے شعلے اگلے اور چیتا ایک چھلانگ لگا کر چت ہو گیا۔ تڑپ کر اٹھا اور پھر چھلانگ لگائی اور غرا کر گر پڑا۔ میں نے تیسری مرتبہ چھلانگ لگانے کی کوشش کرتے دیکھ کر بندوق سیدھی کی تو اقبال نے ہاتھ بڑھا کر پکڑتے ہوئے کہا۔

"کیوں کھال کا ناس مار رہا ہے۔ ختم ہوگیا۔ چل اٹھائیں۔"

مکھیا لالٹین لئے ہوئے اوپر گیا۔ "مار دیا صاحب بہادر؟" اس نے بے چینی سے کہا۔

اقبال نے سر گھما کر روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔ "وہ پڑا ہے" مکھیا دیکھتے ہی خوشی سے اچھل پڑا۔ چیتا ہاتھ پاؤں رگڑ کے ٹھنڈا ہو گیا۔ ہم مکھیا کو ساتھ لئے ہوئے نیچے اترے۔ تھوڑی دیر میں لوگ لالٹینیں لے لے کر نکلنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے مجمع ہو گیا۔ ہم نے مکھیا سے کہہ کر اسی وقت بیل گاڑی جتوائی اور چیتے کو اس میں ڈلوایا۔ آدھ گھنٹے تک مرد عورتیں اور بچے چیتے کو دیکھنے آتے رہے۔ اس اثناء میں پانچ چھ گھوڑے گھوڑیاں فراہم کر لئے گئے اور ہم اڑھائی بجے ناگدہ پہنچ گئے۔ چار بجے بمبئی جانے والی گڈس ٹرین کے بریک میں چیتے کو ڈلوایا اور چھ بجتے بجتے رتلام پہنچ گئے۔

گاڑی رکتے ہی ہم گارڈ کو ساتھ لے کر ریفرشمنٹ روم میں آئے۔ منہ ہاتھ دھو کر ناشتا کیا۔ چائے پینے کے بعد بھاسکر سے کار منگوا کر پلیٹ فارم کے آخری سرے پر بریک وان کے قریب رکوائی اور تینوں نے مل کر چیتے کو گھسیٹ کر نیچے اتارا اور کار کی پچھلی سیٹ کے درمیانی حصے میں ٹھونس کر دروازہ بند کر دیا۔ ریلوے لائنز میں آ کر بے بے کو سلام کیا۔ بہن اور بے بے کے لئے دو سو روپے بمشکل تمام اقبال کی جیب میں ڈالے اور بہن اور بہنوئی سے ملے بغیر اسی وقت ولاس پور کی طرف روانہ ہو گئے۔ بڑودہ میں دوپہر کا کھانا کھا کر تھوڑی دیر آرام کیا۔ گاڑی دھلوائی۔ موبل آئل اور پٹرول ڈلوایا اور پھر چل دیئے۔ شام کو پانچ بجے دھاروبیڑہ پہنچ کر ذیلدار سے معلوم کیا کہ ولاس پور سے تو کوئی نہیں آیا۔ اس نے بتایا کہ وہ خود ہی وہاں گیا تھا اور مودی صاحب سے کہہ کر آیا ہے کہ شکاری رات دن جنگل میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔

چھ بجے تک چیتے کی نمائش کرانے کے بعد چائے ناشتہ کر کے ولاس پور کی طرف چل دیئے۔ چیتے کو دو گولیاں لگی تھیں۔ ایک کنپٹی پر اور دوسری کولہے پر۔ میں نے تیسری گولی خالی جانے پر خدا کا شکر ادا کیا۔ خواہ وہ کسی کی بھی ہو۔ دو گولیاں لگنے کے معنی تھے کہ

ہم دونوں ہی کامیاب شکاری تھے۔ راج محل پہنچتے پہنچتے ہم نے ہزہائی نس کو سنانے کے لئے افسانہ مرتب کر لیا۔ تاکہ دونوں کے بیانات میں تضاد پیدا نہ ہو جائے۔

ساڑھے سات بجے شیو، غسل اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ہم دونون درباری لباس پہن کر کیپٹن دلیش مکھ کی معیت میں ہزہائی نس کو سلام کرنے کے لئے ادھر گئے۔ آٹھ بجے کھانا کھانے کے بعد طلبی ہوئی اور ہم ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے۔ ہمارے پیچھے پیچھے چار آدمی کمبل میں لپٹا ہوا چیتا لے کر اندر داخل ہوئے۔ ڈرائنگ روم اس وقت راج کماریوں سے بھرا ہوا تھا۔ چیتا ہزہائی نس کے قریب رکھ دیا گیا۔ انہوں نے اٹھ کر سر سے پیر تک غور سے دیکھا۔ پلٹوا کر دیکھا اور بولے۔ "جوان پٹھا ہے کس وقت شکار ہوا نعیم؟"

"کل رات دو بجے کے قریب یورہائی نس۔" میں نے جواب دیا۔

"اچھا؟ تو شاید اسی جگہ نہیں مرا۔"

میں نے کہا۔ "نہیں یورہائی نس۔ پہلی گولی کولھے پر لگی تھی۔ کئی میل نکل گیا۔ رات کو تلاش نہ کیا جا سکا۔ صبح بڑی مشکل سے نظر آیا۔"

حملہ تو نہیں کیا۔۔۔۔؟"

"چھلانگ لگا کر بھاسکر کی طرف چلا ہی تھا کہ میں نے فائر کر دیا یورہائی نس۔۔۔۔ اور یہ گولی مہلک ثابت ہوئی۔"

"کتنا فاصلہ تھا۔۔۔۔؟"

"مشکل سے پچاس یا ساٹھ گز یورہائی نس۔"

"شاباش ٹائیگر۔ ویلڈن بھاسکر۔ ہم دونوں کی کارکردگی سے خوش ہوئے۔" ہم نے جھک کر چرن چھو لئے۔ ہزہائی نے دونوں کی پیٹھ تھپکی اور کیپٹن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کل چار بجے دونوں کو پھر پیش کرو لیفٹننٹ" کیپٹن نے سلام کیا اور ہم اٹینشن ہو گئے۔ ہزہائی نس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "تم دونون کئی راتیں جاگے ہو گے نعیم؟ دو روز آرام کرو۔"

میں نے کہا۔ "یورہائی نس میں کل ڈیوٹی پر آؤں گا۔ یہ تمام ہفتہ آرام ہی میں گزرا ہے دن بھر سوتے رہے ہیں۔

مہارانی نے کہا۔ "ٹھیک ہے ٹائیگر کل ضرور آؤ۔"

مہاراجہ ہنس دیئے۔ "واقعی ٹائیگر ہم بھی اکثر سوچتے ہیں تم ہمارے دربال ہال کی شوبھا ہو۔" میں نے پھر جھک کر ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگائے اور سیدھا ہونے لگا تو یشودھرا کے چہرے پر نظر پڑی۔ وہ مسکرا رہی تھی۔

ہزہائی نس کے ڈرائنگ روم سے لوٹے تو کیپٹن نے بھاسکر سے کہا۔ "تم تو کل چھٹی مناؤ بھاسکر۔ ہاں تین بجے اسی طرح ٹپ ٹاپ ہو کر میرے پاس پہنچ جانا۔" بھاسکر سیلوٹ کر کے روانہ ہو گیا۔ کیپٹن مجھے ساتھ لئے ہوئے بنگلے میں داخل ہوئے۔ ڈرائنگ روم میں

آتے ہی پ ب کو الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئے۔ میں نے کہا "سر میں اس باادب بالملاحظہ وردی میں بھنچا جا رہا ہوں ...... اگر ...."

میری بات کاٹ کر بولے۔ "پچھلے سال کی سلی ہوئی ہے نا .... تم اس تیزی سے پھیل رہے ہو کہ ربر کی فلیکسیبل یونیفارم تمہارا ساتھ دے سکتی ہے ..... سرکار زخم کیسا ہے اب؟"

"بھر گیا سر۔" میں نے ہیٹ اتار کر سر جھکاتے ہوئے کہا۔ "اب حکم ہو تو ......"

انہوں نے گردن کے جھٹکے سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "دس منٹ میں واپس۔"

میں سلام کر کے تیزی سے باہر نکل گیا۔ یونیفارم اتار کر واسو کے حوالے کی اور سلیپنگ سوٹ پہن کر واپس پہنچا تو کیپٹن کے سامنے ساغرو مینا رکھے ہوئے تھے اور منہ سے سگریٹ لگا ہوا تھا۔ بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "پیو اور پلاؤ۔" میں نے دو گلاسوں میں انڈیل کر کہا "آپ کی صحت کے نام" مسکرا کر ایک گھونٹ لیا اور گلاس ہونٹوں سے ہٹاتے ہوئے بولے۔ "نعیم تم نے اسماعیل وغیرہ کو وہاں سے کیوں بھگا دیا تھا؟"

میں نے گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی وہ دونوں کچھ غلط ثابت ہونے لگے تھے۔ کیا انہوں نے آپ سے شکایت کی؟"

"ہاں۔ یہی ہیں وہ کئی دوستوں سے یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ تمہیں ایک پاتر سے دلچسپی ہے۔"

"آپ بھاسکر سے پوچھئے گا کہ کیا ہوا؟"

انہوں نے گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "کیا میں تمہارا یقین کرتا؟"

"تو پھر اس نے ..... میرا مطلب ہے اسماعیل نے پوری بات کہی۔ کیپٹن ڈیڈی۔ میں نے اس کو بھرے مجمع میں کک بھی لگائی ہے اس لئے کہ اس نے ایسی حرکت کی تھی کہ آپ یا ہزہائی نس ہو تو اسی وقت شوٹ کر دیتے۔" کیپٹن خاموش ہو گئے۔ میں نے گلاس اٹھا کر منہ سے لگایا اور خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "اور یہ بھی سچ ہے کہ مجھے ایک گانے والی سے دلچسپی ہے۔ لیکن اس حد تک کہ وہ کسی طرح ہزہائی نس کے دربار تک پہنچ جائے۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔" انہوں نے چونک کر کہا۔

"وہ اس قابل ہے سر۔" میں نے ان کے گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا۔

"ممکن ہے۔ اچھا گاتی ناچتی ہو ..... یا بہت خوبصورت ہو۔ دل میں گھسنے والے خطوط رکھتی ہو یا کچھ اور بلا ہو۔ لیکن دربار کے کچھ اور آداب بھی ہوتے ہیں جنہیں یہ راجہ نواب کسی طرح نظرانداز نہیں کر سکتے۔"

"مثلاً" کیا سر ------؟"

"چھوڑو کڈ۔ ہو سکتا ہے ..... تمہاری دل کشنی ہو۔"

"آپ کی بات سے۔ میری دل کشنی سر؟" میں نے کہا "اور کس لئے وہ میری کچھ نہیں ہے۔"

"دربار میں نٹنیاں اور کنجریاں پیش نہیں کی جا سکتیں۔ چاہے وہ اندر لوک سے آئی ہوں۔"

"میرا خیال تھا درباروں میں فن کے لحاظ سے۔ خیر اتنی زیادہ دلچسپی مجھے بھی نہیں۔"

"خدا کرے۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ میں نے گلاسوں میں اور انڈیلی۔ اور گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "میں اب بالکل صحتیاب ہوں۔"

کیپٹن نے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا۔ "پھر؟ ...... کیا ارادہ ہے؟"

"خون کے بدلے خون سر۔"

"احمق مت بنو۔" انہوں نے کہا۔

"عقلمندی کا تقاضا کیا ہے سر؟ معذرت کا خط لکھوں؟"

"سب کچھ بھول جاؤ .... تم اچھے جا رہے ہو کڈ۔ کل تمہیں انعام و اکرام کے لئے طلب کیا گیا ہے۔ ممکن ہے پروموشن لے مرو ..... بات دب گئی ہے اس وقت اکھڑنے کا موقع نہیں ہے۔ پھر کبھی سہی۔" میں نے ہنس کر سر جھکا لیا۔ مجھے خاموش دیکھ کر سگریٹ کیس بڑھاتے ہوئے بولے۔ "آج رات تم یہیں سو رہے ہو۔ اور میں تمہیں نو بجے سے پہلے نہیں جگاؤں گا۔" میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا اور دھواں خارج کرتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو سر۔"

صبح دس بجے میں ڈیوٹی پر پہنچ گیا۔ ممتا نے چیتا شکار کرنے کی مبارکباد دی۔ ایڈی کانگ نے بھی اظہار مسرت کیا۔ آج میں معمول سے زیادہ ایکٹو تھا۔ روانگی کے وقت جس قسم کی الجھنوں میں گرفتار تھا وہ سب دور ہو چکی تھیں۔ ہزہائی نس مزید مہربان نظر آ رہے تھے میرا ذہن بار بار ساوتری کی دانشمندی کی طرف منتقل ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اس وقت کامیابی کی طرف گامزن تھا۔ ورنہ حالات بالکل برعکس ہوتے۔ رات کو وہ ڈرائنگ روم میں موجود تھی لیکن میں اس کی طرف دیکھ بھی نہ سکا تھا۔ سوچ رہا تھا اگر آج اسموکنگ روم میں چائے پینے کا موقع بھی مل جائے تو۔ اپنا دل ہاتھوں پر رکھ کر اسے پیش کر دوں۔ پھر خود ہی اس شاعرانہ خیال پر ہنسی آ گئی۔ دل پیش کرنے کا سلیس اردو ترجمہ عملی طور ٹوٹ کر چل دینے کے سوا کچھ نہ تھا۔ میں ندامت محسوس کرنے لگا اور سگریٹ سلگا کر کیبن سے باہر نکل آیا۔ ساڑھے گیارہ بجے کے قریب روپا لفٹ سے نکل کر کاریڈور میں آئی۔ میں اس کو دیکھتے ہی آگے بڑھا۔ وہ مسکرا کر پلٹی اور لفٹ کی طرف چلنے لگی۔ میں نے قریب پہنچ کر کہا۔ "روپ کیسی طبیعت ہے تمہاری؟"

وہ لفٹ کے دروازے پر رک کر بولی۔ "تڑپ رہی ہوں نعیم۔ تم ٹھیک ہو گئے؟"
"میں بالکل ٹھیک ہوں روپ۔ لیکن تمہارے تڑپنے کی وجہ!"
"انتقام انتقام ...... میں بہت جذباتی ہوں ڈیریسٹ۔ لیکن اب مطمئن ہوں۔ تم آ گئے اور میں نے سو جان کا انتظام ......"
"یہ نہ کرو روپ ..... میں خود ......"
"نہیں ..... خیر وہ ہو گیا۔ چند روز میں سن لو گے وہ جھیل میں گر کر ڈوب گیا۔"
مجھے اس کی باتیں سن کر پسینہ آ گیا۔ اس نے میرے چہرے سے گھبراہٹ کا اندازہ لگا لیا۔ اور مسکرا کر بولی۔ "گھبراؤ نعیم؟"
میں نے نیچی آواز میں کہا۔ "قتل کسی مسئلے کا حل نہیں ہے روپ یہ مسائل پیدا کرتا ہے ..... میں ....."
"الفاظ ضائع نہ کرو نعیم ...... یہ ہو چکا ہے ...... اور کافی مہنگا پڑا ہے ...... اب یہ بتاؤ کہاں مل سکتے ہو ..... میں تمہارے مکان پر نہیں آ سکتی۔" اسی وقت زینے پر آہٹ ہوئی۔ وہ لفٹ میں داخل ہو گئی اور میں کیبن کی طرف چل دیا۔
پونے چار بجے کیپٹن اور بھاسکر پہنچ گئے۔ میں نے باہر نکل کر سلام کیا۔ کیپٹن نے سر سے پیر تک تنقیدی نظر ڈال کر میرے ٹرن آؤٹ کا جائزہ لیا۔ نکٹائی گرہ ٹھیک کی' پینٹ کی کریز کو زاویے بدل بدل کر دیکھا اور بولے۔ "آؤ۔"
چند منٹ ایڈی کانگ کے چیمبرز میں سگریٹ پینے کا بعد ہم ہزہائی نس کے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے اور سلام کیا۔ یہاں اس وقت مہارانی کے سوا ہزہائی نس کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ مسکرا کر سلام کا جواب سر کے اشارے سے دیتے ہوئے بولے۔ "لیفٹنٹ ہم نے نعیم کو سارجنٹ میجر پرموٹ کرنے کا اور بھاسکر کو پانچ سوا روپے انعام اور تنخواہ میں دس روپے ترقی دینے کا فیصلہ کیا ہے ...... کیا کہتے ہو؟"
کیپٹن نے سر جھکا کر کہا۔ "یورہائی نس بالکل ٹھیک ہے۔ اس سے زیادہ فیاضانہ انعام ان دونوں کے لئے اور کیا ہو سکتا ہے؟"
مہارانی نے مسکرا کر کہا۔ "یورہائی نس نعیم کو پانچ سو روپے میں اپنے پرس سے دیتی ہوں۔"

ہزہائی نے ہنستے ہوئے کہا۔ "چلئے وہ بھی ہم دیئے دیتے ہیں یورہائی نس۔"
کیپٹن نے کہا۔ "ایک ہی بات ہے۔ یورہائی نس۔ انعام بہرحال ہزہائی نس ہی اپنے شبھ ہاتھ سے عطا فرمائیں گی۔" دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنس دیئے۔ کیپٹن منہ پھرا کر مسکرا دیئے۔ ہزہائی نس نے بزر دبایا۔ بغلی دروازے سے ساوتری اندر داخل ہوئی اور سر جھکا کر بولی۔

"آ گیا مہاراج۔؟"
مہارانی نے کہا۔ "اسموکنگ روم سے مودی کو بھیجو ...... اور ان سب کے لئے چائے کا انتظام کراؤ۔" وہ سر جھکا کر الٹی ہوئی دروازے میں غائب ہو گئی۔ ہزہائی نس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "دھاروہیڑہ کا ذیلدار تمہاری تعریف کرتا ہے نعیم۔"
میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یہ آپ کے چرنوں کا پرتاپ ہے' یورہائی نس۔ میں ذیلدار صاحب کا شکر گزار ہوں۔"
مسکرا کہنے لگے۔ "ہم نے تمہاری شکایت ملنے پر اس کو بلایا تھا۔ اس نے بتایا۔ اسماعیل اور کھکلے نشے میں تھے سارجنٹ نعیم نے جو کچھ کیا وہ پرجا کے دل میں مہاراجہ کی محبت بڑھانے والی بات تھی۔"
"میری زندگی کا مقصد ہی اس کے سوا اور کیا ہے یورہائی نس کہ پرجا کے دل میں آپ کی محبت بڑھانے کی کوشش کروں۔ ان دونوں شکاریوں نے گاؤں کے لوگوں کے سامنے گھٹیا حرکتیں شروع کر دی تھیں مجھے مجبوراً" ......"
"ہمیں معلوم ہے۔" ہزہائی نس نے کہا۔ "اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈسپلن رکھنے کے لئے طاقت استعمال کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے جو ہوا ٹھیک ہوا۔" اسی وقت مودی اپنے ساتھ ایک لڑکے کو لئے ہوئے اندر داخل ہوا جو دونوں ہاتھوں سے ایک آبنوسی کشتی تھامے ہوئے تھا۔ مودی نے ہزہائی نس اور مہارانی کو جھک کر سلام کیا اور کیپٹن کو انعام کی مبارکباد دی۔ کیپٹن نے مہاراجہ اور مہارانی کی ذرہ نوازی کا اعتراف کر کے عزت افزائی کا شکریہ ادا کیا۔ لڑکے نے آگے بڑھ کر کشتی مہارانی کے سامنے کر دی۔ انہوں نے ایک مخملیں تھیلی پر ہات رکھ کر کہا۔ "ٹائیگر!"
میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور تھیلی اٹھا کر آنکھوں سے لگا لی۔ انہوں نے دوسری پر ہاتھ رکھ کر بھاسکر کا نام لیا۔ انعام دینے کے بعد ہزہائی نس نے کیپٹن کو اشارہ کیا اور وہ سلام کر کے ہمیں لے کر سموکنگ روم کی طرف چل دیئے۔ دروازے پر پرمیلا نے مسکرا کر ہمارا استقبال کیا اور راستہ چھوڑ کر کھڑی ہو گئی۔ کیپٹن نے پرمیلا کی طرف دیکھ کر مرہٹی میں کہا۔ "تو کہاں سے آ دھمکی پرمیلا۔ تجھے دیکھ کر تو میری بھوک بھاگ جاتی ہے۔" وہ ہنس کر بولی۔ "اچھا تو ہے دادا (بڑے بھائی) پانچ پانچ تھالیاں صاف کرنے والے لے کر آئے ہو۔ ان کو فائدہ پہنچے گا۔" کیپٹن ہنستے ہوئے کمرے میں داخل ہو گئے۔ میں نے چلتے چلتے رک کر کہا۔ "کہاں مل سکتی ہو شام کو؟" اس نے دیوار کی آڑ میں ہو کر انگوٹھا دکھا دیا۔ میں نے ہنس کر آگے بڑھ گیا۔ کمرے میں ایک میز مٹھائیوں اور پھلوں کی پلیٹوں سے بھری ہوئی تھی۔ میز کے دوسری طرف ساوتری کھڑی تھی۔ کیپٹن اور بھاسکر کرسیوں پر بیٹھ چکے تھے۔ میں دوسری طرف جا کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ ساوتری نے آہستگی سے جالی دار

خوان پوش اٹھایا۔ کیپٹن نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "بسم اللہ کرو۔"
ساوتری ہنس کر مرہٹی میں بولی۔ "نہیں ٹائیگر۔ ماں کی قسم بس نہیں ملایا۔ بے فکر ہو کر کھاؤ۔"
میں نے کھانا شروع کرتے ہوئے کہا۔ "سر ہے کوئی جواب' ان آفت کی پرکالیوں کا؟"
کیپٹن نے مسکرا کر کہا۔ "بڑی تیز ہیں بھئی۔ ہزبائی نس سے بھی نہیں چوکتیں۔ ہم کیا چیز ہیں؟"
میں نے ہنس کر کہا۔ "ایسا تو نہیں ہے سر۔ ہم بھی چیز تو ہیں اور آپ تو پھر۔ بہت ہی بڑی چیز ہیں۔" کیپٹن اور بھاسکر ایک بجے کھانا کھا چکے تھے۔ میں نے اسی ضیافت کے انتظار میں کچھ نہیں کھایا تھا۔ پلیٹ کے بعد پلیٹ خالی کرتا رہا۔ کیپٹن اور بھاسکر دیکھتے رہے۔ جب ختم کر چکا تو بولے۔ "شاباش میرے صف شکن۔"
ساوتری نے کیپٹن سے مرہٹی میں کہا۔ "خدا اس کی بیوی پر رحم کرے اگر وہ باورچن نہیں ہے۔"
کیپٹن نے ہنس کر کہا۔ "خدا کس کس پر رحم کرے۔" میں ان کے اس ذہانت آمیز جملے پر پھڑک اٹھا۔ دل چاہتا تھا اس معنی آفرینی پر انہیں داد دوں لیکن مصیبت یہ تھی کہ اتنی اردو وہ بھی نہیں جانتے تھے کہ معنی آفرینی کا مفہوم سمجھ سکیں اور مثال دے کر میں انہیں نہیں سمجھا سکتا تھا۔ اس لئے چپ ہو گیا۔ کیپٹن اٹھ کر واش بیسن پر ہاتھ دھونے گئے۔ ساوتری ان کے پیچھے پیچھے گئی اور ہینگر سے تولیہ لے کر کھڑی ہو گئی۔ وہ ہاتھ پونچھتے ہوئے واپس آئے تو بھاسکر چلا گیا۔ میں نے دل میں سوچا۔ یہ موقع غنیمت ہے۔ بھاسکر واپس آیا تو میں نے جیب سے سگریٹ کیس اور لائٹر نکال کر اس کے ہاتھ میں دیا اور بیسن کی طرف چل دیا۔ ہاتھ دھوتے دھوتے کہا۔ "ساوتری آج رات کو آ سکتی ہو؟"
بولی۔ "نعیم دل تو چاہتا ہے ابھی تمہارے ساتھ چلوں میری جان ...... لیکن تمہارے پاس آتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔"
میں نے کہا۔ "کیوں پر-تما؟"
اس نے تولیہ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "تم راجکمار بن چکے ہو نعیم۔۔۔۔"
میں نے کہا۔ "ساوتری میں تمہارے لئے سب کچھ چھوڑ سکتا ہوں۔ راجکماریاں مجھ سے کھیل سکتی ہیں میری نہیں ہو سکتیں۔ تم میری ہو سکتی ہو۔ تم ...."
"میں تمہاری ہو چکی ہوں نعیم ...... میں آج ضرور آؤں گی لیکن سوچتی ہوں کہ اگر میرے آنے کے بعد پچھلے دروازے سے روپا کماری آ گئی تو میرا کیا ہو گا ...... تمہارا کیا ہو گا؟"

گی؟"
"وہ کہہ چکی ہے اب نہیں آئے گی۔ تم گیارہ بجے آ جاؤ۔ پلیز۔" میں نے چلتے چلتے کہا۔ وہ چائے لانے چلی گئی۔ میں سگریٹ سلگا کر میز کے سامنے ٹہلنے لگا۔ کیپٹن نے ہنس کر کہا۔ "زیادہ کھا گئے نا؟"
میں نے کہا۔ "ذرا بیلٹ ٹائٹ ہو گئی ہے سر۔ بیٹھ سکتا ہوں۔"
بھاسکر نے کہا۔ "سر دھاروہیڑہ میں ایک ایک سیر ربڑی کھڑے کھڑے پی جایا کرتے تھے۔ وزن میں میں بھی ان سے کچھ کم ہی ہوں۔ لیکن آدھ سیر بھی ہضم نہیں کر سکتا۔"
"بھاسکر میں اکثر سوچتا ہوں۔ چالیس سال کی عمر میں یہ کیا بلا بن جائے گا۔"
میں نے ہنس کر کہا۔ "سر آپ کو یقین ہے کہ میں چالیس سال کی عمر تک پہنچ سکوں گا۔"
کیپٹن ہنس دیئے۔ "نہیں اگر تمہارے چرنے کا یہی انداز رہا تو بہت پہلے ایک دھماکہ ہو گا اور تم واجد علیشاہ کے پڑوس میں پہنچ جاؤ گے۔"
"سر آج آپ جملے چست کرنے کے موڈ میں ہیں۔" میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "لیکن کہاں راجہ بھوج' کہاں تنخواہ تیلی۔ میری ایک ماہ کی تنخواہ واجد علی شاہ کے پان کے ایک بیڑے کی قیمت سے بھی کم ہے۔ اس سے میرا کیا تقابل؟" وہ مسکرا کر خاموش ہو گئے۔ میں نے دروازے کی طرف دیکھا۔ پرمیلا اور ساوتری چائے کی ٹرے لئے اندر داخل ہو رہی تھیں۔ چائے پی کر ہم عقبی دروازے سے نکل کر نیچے آئے اور اپنے اپنے بنگلوں کو چل دیئے۔ تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد آٹھ بجے کھانا کھا کر میں نے تھیلی اٹھائی اور کیپٹن کے بنگلے پر پہنچا۔ وہ کھانا کھا کر چہل قدمی کرنے کے لئے نکل رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی مسکرا کر اندر لوٹ آئے اور بیٹھتے ہوئے کہنے لگے۔ "تمہیں پرموشن کی خوشی میں چند لوگوں کو پارٹی دینا ہو گی نعیم۔"
میں نے الماری کھول کر تھیلی رکھتے ہوئے کہا۔ "دے ڈالئے سر۔ کیا مجھ سے کہنے کی ضرورت بھی ہے؟"
"اس سنڈے کو تین بجے .... ٹھیک رہے گا۔"
"ہر ڈے ٹھیک ہے سر .... جب آپ چاہیں۔" میں نے بوتل اور گلاس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "آدھی بھی نہیں ہے تو۔"
"پرب سے دوسری نکلوا لو۔ لیکن مہمانوں کی فہرست بناؤ۔"
"سر یہ کام مجھے کہاں آتے ہیں۔ آپ اپنے اسٹینو سے بنوالیں تو بہتر ہو گا۔"
کیپٹن ہنس دیئے۔ "اچھا تو انڈیلو۔" میں نے دونوں گلاس بھر کے بوتل خالی کر دی اور پرب کو آواز دی۔ وہ ڈرتا ہوا اندر آ کر بولا۔ "حکم صاحب بہادر۔" میں نے خالی بوتل

اٹھا کر دکھائی وہ سر جھکا کر پینٹری کی طرف چل دیا۔ میں نے گلاس اٹھا کر کہا۔ "سر یہ لبریز جام۔ ہزہائی نس کی صحت کے نام۔"

کیپٹن نے آہستگی سے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "زندہ باد مہاراجہ۔" گلاس ہونٹوں تک پہنچے تھے کہ میجر برنی نے دروازے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "آخ چھیں۔۔۔۔!"

کیپٹن نے ایک طویل گھونٹ لے کر کہا۔ "آیئے برنی صاحب۔" میں نے گلاس آدھا خالی کر کے میز پر رکھ دیا اور کرسی سیدھی کر کے کہا۔ "بیٹھئے میجر صاحب۔" پرب نے نئی بوتل لا کر میز پر رکھ دی میجر برنی نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کھولو سالی کو۔" وہ بوتل کھولنے لگا۔ کیپٹن نے کہا۔ "برنی صاحب اپنا ٹائیگر سارجنٹ میجر ہو گیا .... اور ......" میجر برنی نے مسکرا کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "کانگریچولیشنز نعیم۔" میں نے مصافحہ کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا او تیسرے گلاس میں انڈیل کر ان کی طرف بڑھایا۔ کیپٹن نے کہا۔ "اسے پانچ سو روپیہ انعام بھی ملا ہے میجر۔"

ہنس کر بولے۔ "او فائن۔ سب روپے کی وہسکی منگا لو کیپٹن۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "سر نفتی پر سنٹ مارجن رہنے دیں تو میں آپ کو اندر لوک کی اپسرا کا گانا سنوا سکتا ہوں۔"

میجر نے ہونٹوں سے گلاس ہٹا کر کہا۔ "کیا واقعی؟" میں نے کہا۔ "بالکل!" کیپٹن نے گھور کر میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "تو جانے دیجئے سر۔"

میجر برنی کیپٹن کی طرف دیکھ کر بولے۔ "کیوں کیپٹن کیا اعتراض ہے آپ کو؟"

"بولے۔" بے وقوف ہے ...... تتلی کو اپسرا کہتا ہے۔"

میجر نے اچھل کر کہا۔ "آؤ' دستر خوان پر چٹنی اور ..... آگے کیا کہوں کیپٹن' آپ مہاتما گوتم بدھ ہیں۔"

میں نے کہا۔ "اس حد تک جانا ممنوع ہے برنی صاحب۔ آپ اس کو امانت سمجھیں گے۔"

کیپٹن نے کہا۔ "اسی لئے تو میں نے کہا تھا تم بے وقوف ہو یوکہ ماحصل ہوش۔"

میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ایزیو پلیز۔"

گیارہ بجے جب مجھے ہر چیز دگنے فاصلے پر دکھائی دینے لگی تو دونوں افسروں سے معذرت طلب کر کے لڑکھڑاتا ہوا باہر نکلا اور سنبھل سنبھل کر چلتا ہوا بنگلے پہنچ گیا۔ دروازے پر ہاتھ مارتے ہی کواڑ کھل گئے اور میں یہ دیکھ کر کھولنے والا کوئی نہ تھا اندر جاتے جاتے ٹھٹک کر رہ گیا۔ اسی وقت پیچھے سے کسی نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو میرا ہاتھ شکنتلا کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور گھسیٹتی ہوئی جنگلوں کے کونے پر لے گئی۔ میرا نشہ ہرن ہو گیا۔ "کیا ہے

شکنتلا؟" میں نے آہستہ سے پوچھا۔

"تمہارے بنگلے میں چار آدمی چھپے ہوئے ہیں۔" اس نے ادھر ادھر دیکھ کر سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "تم کیپٹن کے پاس چلے جاؤ ...... لیکن زبان نہ کھولو تو بہتر ہے۔"

"شکریہ پریتما۔" میں نے روشوں کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "لیکن وہ کون تھا۔۔۔؟"

"سو جان اور اس کے ساتھی' جنہیں میں نہیں جانتی۔ میں نے انہیں باتیں کرتے سنا۔ اور ان کے آنے کے چند منٹ بعد چھپتی چھپاتی یہاں آ گئی۔ اس وقت واسو سامنے والے دروازے پر ایک آدمی سے کہہ رہا تھا۔ "سارجنٹ صاحب کیپٹن کے بنگلے گئے ہوئے ہیں۔" میں اس طرف آئی تو وہ چاروں پچھلے دروازے سے بنگلے میں داخل ہو رہے تھے۔ میں نے سو جان کو پہچان لیا۔ کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ اچھا جاؤ نعیم .... میری جان۔"

میں نے روشوں کی آڑ میں پہنچ کر اسے چوم لیا۔ وہ بھرائی ہوئی واز میں بولی۔ "یہ وقت محبت کرنے کا نہیں ہے نعیم .... خدا کے لئے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرو۔ میں تمہاری ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے شکنتلا۔ تم نے میرے لئے زبردست بلیدان دیا ہے۔ لیکن تم ملیں بھی تو ایسے حالات میں ...... اچھا خدا حافظ جاؤ۔"

"نہیں۔" اس نے کہا۔ "میں تمہیں کیپٹن کے بنگلے میں جاتا دیکھ کر جاؤں گی۔"

"میں وہاں نہیں جا سکتا شکنتلا۔ یہیں رہوں گا۔"

"پھر میں بھی یہیں ہوں۔"

"تم فکر نہ کرو۔ میرے پاس اس وقت پستول بھی نہیں ہے کہ ان سے لڑنے کا خیال کر سکوں۔ تم جاؤ میری جان۔"

"لیکن تم یہاں سے کیوں نہیں ہٹ جاتے؟"

"کوئی ایسی ہی بات ہے ...... شکنتلا۔ پلیز تم چلی جاؤ ..... پلیز۔" میں نے کہا مجھے خوف تھا کہیں ساوتری آ پہنچی تو سو جان مجھے پھنسانے کے لئے فوراً" اس کو قتل کر ڈالے گا۔ شکنتلا کچھ دیر سوچتی رہی پھر میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ "کہیں ایسا تو نہیں کہ تم ...... اور ..... کسی کا انتظار ......" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ لیکن روپا کماری نہیں ایک وفادار دوست ہے۔ اب تو مان جاؤ پریتما اس نے بلاؤز کے نیچے سے ایک چھوٹا سا پستول نکال کر میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "الیون شاٹ۔ غضب کا نشانہ ہے لیکن پلیز استعمال نہ کرنا ڈیئر۔" میں نے ایک بار پھر اس کو چوما اور پیٹھ تھپک کر کہا۔ "گڈ نائٹ ڈیئر۔" وہ مسکرا کر روانہ ہو گئی۔ کچھ دور نکل گئی تو میں روشوں کی آڑ سے نکل کر بنگلوں

کے کونے پر آ گیا اور پچھلے دروازے کی طرف راستے کی نگرانی کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد میجر بنی کیپٹن کے بنگلے سے نکل کر سامنے والی رو کے کونے پر آئے اور جھومتے جھامتے مخالف سمت میں چلتے ہوئے دوسرے بنگلوں کی طرف گھوم گئے۔ میں تیزی سے چلتا ہوا کیپٹن کے بنگلے پر پہنچا۔ وہ دروازے میں کھڑے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی مسکرا کر بولے۔ "میں تمہارے پاس ہی آ رہا تھا نعیم ...... لیکن تم یہاں کیسے؟"

میں نے قریب پہنچ کر کہا۔ "گڑ بڑ ہے کچھ ڈیڈی۔"

چونک کر کہنے لگا۔ "کیا؟ اس رات جیسی؟"

"شاید زیادہ خطرناک۔ اندر تین چار آدمی معلوم ہوتے ہیں۔" وہ پلٹ کر بنگلے میں داخل ہوتے وئے بولے۔ "ایک منٹ ٹھہرو۔"

میں آہستہ آہستہ ٹہلتا ہوا کونے کی طرف چلنے لگا۔ ایک آدمی نے میرے بنگلے سے گردن نکال کر جھانکا اور پیچھے ہٹ گیا۔ شاید اس نے مجھے دیکھ لیا تھا۔ میں کونے کی آڑ میں ہو گیا۔ دو منٹ نہیں گزرے ہونگے کہ کیپٹن اسٹین گن لوڈ کرتے ہوئے میرے قریب پہنچ گئے۔ "ہیں یا نکل بھاگے؟" انہوں نے پوچھا۔

"وہ بھاگنے والے نہیں ہیں ڈیڈی۔ یہ بتایئے کیا کرنا ہے۔" بولے "تم یہیں ٹھہرو۔ میں جا کر دروازہ کھٹکھٹاتا ہوں۔"

"میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ دروازہ کھٹکھٹانے کے بجائے میرا نام لے کر آواز دیجئے۔ یقیناً" آپ کی آواز سن کر وہ گھبرا جائینگے۔ اگر بھاگیں تو بھاگ جانے دیجئے۔ فائر نہ کیجئے۔ اگر مقابلہ کریں تو اسٹین گن مجھے دے کر آپ ہٹ جایئے ...... میں خود ......"

چلتے ہوئے بولے۔ "تمہارا آخری جملہ بکواس ہے۔ اور سب کچھ اسی طرح ہو گا۔"

میں نے کہا۔ "تھینک یو سر۔" وہ خاموشی سے چلتے رہے۔ میرے بنگلے کے دروازے پر جا کر انہوں نے کنڈی کھٹکھٹائی اور چیخ کر کہا۔۔۔ "ٹائیگر۔۔۔۔۔!" دروازے کے دونوں پٹ کھل گئے۔ اندر کھسر پھسر ہونے لگی۔ کیپٹن نے دروازہ بند کر کے پھر کھٹکھٹایا اور آواز دی۔ "ٹائیگر۔ ٹائیگر ..... نعیم ...... باہر آؤ۔" جواب کے بجائے اندر صحن میں کئی آدمیوں کے دوڑنے اور چلنے کی آہٹ ہوئی۔ کیپٹن نے پھر آواز دی۔ "نعیم باہر نکلو ..... میں کیپٹن دلیش مکھ بول رہا ہوں۔" تین سر کمپاؤنڈ وال پر دکھائی دیئے اور غائب ہو گئے۔ وہ برابر والے بنگلے میں کود چکے تھے۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "ادھر منتقل ہو گئے۔" کیپٹن نے اسٹین گن کی نالی سے دروازہ دھکیلا اور دیوار کی طرف نشانہ لیتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ میں ان کے شانہ بشانہ چل رہا تھا۔ کسی نے سر ابھار کر دیکھنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ میں نے بیڈ روم میں داخل ہو کر لائٹ کی۔ کیپٹن دیر تک دروازے میں کھڑے رہے۔ آخر میں نے کہا۔ "اندر آ جایئے سر..... کھیل ختم ہو گیا۔" انہوں نے دروازہ بند کیا اور کرسی

بیٹھتے ہوئے بولے۔ "واسو کو کہیں باہر بھیج دیا تھا کیا تم نے۔"

میں نے کہا۔ "نہیں۔ ارے؟ مجھے تو اس کا خیال ہی نہیں رہا۔"

اٹھتے ہوئے بولے ...... "چلو اس کے کمرے میں دیکھتے ہیں۔" کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور واسو منہ پر رومال ڈالے بے خبر سو رہا تھا۔ کیپٹن نے ہاتھ بڑھا کر اس کو جھنجھوڑا۔ وہ بے ہوش تھا۔ رومال اٹھاتے ہی ان کی زبان سے نکلا۔ "کلوروفارم!"

میں نے گھبرا کر کہا۔ "سر ختم تو نہیں ہو گیا؟" کیپٹن نے کوئی جواب نہ دیا۔ نبض دیکھتے رہے۔ پھر اس کے سینے پر کان رکھ کر دل کی دھڑکنیں سننے لگے۔ آخر سیدھے ہوتے ہوئے بولے۔ "نہیں ..... لیکن کیا کہا جا سکتا ہے۔ دوڑ کر میرے بنگلے جاؤ اور ڈاکٹر کو ....." وہ بولتے بولتے رک گئے۔

"فون کر کے ڈاکٹر کو بلاؤں۔" میں نے ان کا جملہ پورا کرنا چاہا۔

بولے ..... "نہیں .... ڈاکٹر کو بلانا مناسب نہیں۔ وہ چند روز پہلے بھی .... اس کو اٹھا کر اپنے کمرے میں لے چلو اور پنکھے کے نیچے لٹاؤ۔" میں نے جھک کر اس کو کندھے سے لگایا اور کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا۔ اپنے بیڈ روم میں لا کر مسہری پر لٹایا۔ کیپٹن نے پنکھا کھول دیا۔ چند منٹ میں اس کا تنفس مربوط ہونے لگا۔ کیپٹن نے پانی میں رومال بگو کر اس کے چہرے پر پھیرا۔ چلو میں پانی لے کر منہ میں ٹپکایا۔ اور نبض پر انگلیاں رکھ کر دیکھیں۔ سینے کو اوپر نیچے ہوتے دیکھ کر میں نے کہا۔ "سر اب کچھ ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔ تھوڑی برانڈی پلائیں۔۔۔۔؟" وہ مسکرا کر بولے۔ "برانڈی امرت نہیں ہوتی کہ ہر مرض میں دی جا سکے۔ کیا معلوم کلوروفارم کی بے ہوشی میں الکحل فائدہ کرتی ہے یا نقصان۔" میں نے ان کے ہاتھ سے گیلا رومال لے کر پھر واسو کے منہ پر پھیرا۔ کیپٹن کچھ سوچ کر بولے۔ "اسمیلنگ سالٹ ہے نعیم۔۔۔۔؟" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ کہنے لگے۔ "پرب سے جا کر کہو تھوڑا نوشادر اور چونا دے دے۔"

"ایمونیا کا رب بنا کر سنگھانا چاہتے ہیں سر۔؟"

"کوشش کرتے ہیں۔ شاید چھینکیں آتے ہی آنکھیں کھول دے۔" انہوں نے کہا۔

میں تیزی سے باہر نکل گیا۔ ساوتری ابھی تک نہیں آئی تھی لیکن کسی بھی لمحے پہنچ سکتی تھی۔ میں تیزی سے باہر نکل گیا۔ مجھے خود بھی باہر نکلنے کے لئے ذرا سے اشارے کی ضرورت تھی۔ ساوتری ابھی تک نہیں آئی تھی لیکن کسی بھی لمحے پہنچ سکتی تھی۔ دروازے پر آتے ہی کیپٹن کے بنگلے جانے کے بجائے کونے پر پہنچ کر رک گیا۔ اسی وقت روشوں کی آڑ میں ایک آدمی کی گردن سے اوپر کا حصہ نظر آیا اور فوراً غائب ہو گیا۔ میں نے خطرہ محسوس کر کے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ میری جیب میں جو زنانہ پستول تھا وہ اتنے فاصلے کے لئے قطعی بیکار تھا۔ اس لئے فرار کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ ہر لمحے فائر کا خطرہ تھا لیکن

آواز نہ ہوا اور مجھے پیچھے ہٹتا ہوا دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔ اندر سے کیپٹن کے بولنے کی آواز آئی۔ میں غور سے سننے لگا۔ وہ مرہٹی میں کہہ رہے تھے۔ "نعیم آ جائے تو کافی بنوا دوں۔" میں سمجھ گیا واسو ہوش میں آ گیا ہے اور کیپٹن اسی سے باتیں کر رہے ہیں۔ دروازہ بند کیا اور تیزی سے اندر داخل ہوا۔ وہ تکئے سے کمر لگائے بیٹھا تھا۔ "اوہ واسو۔۔۔!" میں نے تقریباً چیخ کر کہا۔ کیپٹن نے کہا۔ "نعیم یہ ٹھیک ہے' جلدی سے کافی تیار کرو۔" واسو نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن کیپٹن نے ہاتھ لگا کر روک دیا۔ میں باورچی خانے کی طرف بڑھ دیا۔ دروازہ کھول کر روشنی کی اور کافی کاٹن تلاش کرنے لگا۔ درجنوں ڈبے ریک اور کپ بورڈ پر پڑے ہوئے تھے۔ میں الجھ کر رہ گیا۔ اس کے سوا کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ پہلے سٹوو جلا کر پانی رکھ دیا جائے۔

ایک ڈبے پر پولسن کافی لکھا دیکھ کر اٹھایا تو وہ خالی تھا۔ میں پانی گرم کرنے کو رکھ کر اسٹور روم پر آیا۔ کواڑوں کو دکھا دیا تو دروازہ اندر سے بند تھا۔

"یہ کیا۔۔؟" میں بڑبڑایا۔ اسٹور کا ایک ہی دروازہ تھا۔ بند ہونے کے معنی اس کے سوا کیا ہو سکتے تھے کہ اندر کوئی موجود ہے۔ خود بخود میرا ہاتھ جیب میں پہنچ گیا۔ میں نے پستول نکالا اور دوسرے ہاتھ سے دروازے کو دھکا دینا چاہا۔ اسی وقت دروازہ تھوڑا سا کھلا۔ دراز میں سے کسی نے جھانکا۔ میں نے پستول سیدھا کیا۔ دروازہ نیم وا ہو گیا۔ سامنے ساوتری کھڑی تھی۔ "اوہ!" میں نے سرگوشی کے لہجے میں کہا اور اندر داخل ہو گیا۔ ساوتری نے کنڈی لگائی اور میں نے اس کو سینے سے لگا لیا۔ "کب سے یہاں ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"آہ نعیم۔" اس نے گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا۔ "تم کہاں تھے۔ یہاں تو ..... شکر ہے انہوں نے مجھے نہیں دیکھا اور میں ......"

"شکر ہے تم بچ گئیں۔" میں نے جو کچھ ہو سکتا تھا اس کے تصور سے سہم کر کہا۔ "ابھی یہیں رہو کیپٹن بیٹھے ہوئے ہیں۔"

"کون تھے وہ نعیم ..... ان کے پاس پستول اور تلواریں تھیں۔ کیپٹن نے آواز دی تو سب۔"

"پھر بتاؤں گا پر یتما۔ مجھے کافی بنانی ہے۔ تم اس بکس پر بیٹھ جاؤ۔" میں نے کافی کاٹن شیلف میں سے اٹھایا اور آہستہ سے دروازہ کھول کر نکل گیا۔ کافی کی ٹرے لے کر بیڈ روم میں پہنچا تو واسو کرسی پر بیٹھا ہوا کیپٹن کو تمام واقعہ سنا رہا تھا۔ اٹھتے ہوئے بولا۔ "صاحب بہادر معاف کرنا آج آپ کو میرے لئے ......"

میں نے ہنس کر کہا۔ "پاگل ہے کیا واسو' مجھے خوشی ہے کہ تو ٹھیک ہو گیا۔ باقی سب دیکھا جائے گا۔" کافی پی کر واسو بالکل ٹھیک ہو گیا۔ وہ ٹرے اٹھا کر چلنے لگا تو میں نے روک

دیا۔ "تم یہیں صوفے پر آرام کرو۔ میں خود رکھ آؤں گا۔"

کیپٹن نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "میرے خیال میں تم دونوں میرے بنگلے میں چلو نعیم۔ یہاں رہنا ٹھیک نہیں ہے۔"

میں نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "سر آپ واسو کو لے کر جایئے۔ اس وقت ایک بجنے والا ہے۔ میں صبح تک جاگ کر ان کا انتظار کروں گا۔ خدا کرے وہ ایک بار پھر ادھر کا رخ کریں۔"

"اچھا پھر میں بھی یہیں ٹھہرتا ہوں۔" انہوں نے کہا۔

"سر' آپ کیوں اپنی نیند خراب کرتے ہیں۔ کیا میں انہیں ہینڈل نہیں کر سکتا؟"

"کر سکتے ہو۔ لیکن میرے ساتھ ہونے سے یہ ثابت ہو گا کہ تم نے قانون اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔"

"سر انہی الجھنوں کی وجہ سے میں خاموش ہوں۔ ورنہ وہ اب بھی دور نہیں گئے۔ میں نے روشوں کے پیچھے سے ایک آدمی کو جھانکتے دیکھا ہے۔"

"کب؟"

"ابھی آپ کے بنگلے کی طرف جاتے ہوئے۔ اسی لئے میں واپس آگیا۔" انہوں نے اسٹین گن اٹھاتے ہوئے کہا۔ "آؤ میرے ساتھ۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "سر وہاں جا کر ان پر حملہ کرنے کا کوئی جواز؟ یہاں کم از کم حفاظت خود اختیاری کا حق تو ہے۔" وہ چلتے چلتے رک گئے اور مسکرا کر بولے۔ "تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" میں نے سلام کر کے کہا "سر اسٹین گن یہاں چھوڑ جایئے اور میرا پستول لے کر واسو سے اونچی آواز میں باتیں کرتے ہوئے اپنے بنگلے تشریف لے جایئے۔ باقی مجھ پر چھوڑ دیجئے۔ اگر وہ اس طرف آ گئے تو..... بہرکیف میں انہیں ایک وارننگ ضرور دوں گا۔ کیپٹن نے میرا پستول لیا اور واسو کو ساتھ لے کر چل دیئے میں اسٹین گن لے کر ان کے ساتھ باہر نکلا اور جب تک وہ روشوں کے سامنے سے گزر کر گھوم نہ گئے دروازے پر کھڑا دیکھتا رہا۔

بیرونی دروازے کی کنڈی چڑھا کر میں نے اسٹور کا دروازہ کھولا۔ اور ساوتری کو لے کر کمرے میں آیا۔ دروازے کا بولٹ چڑھا کر مسہری پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ لیکن وہ بیٹھنے کے بجائے مجھ سے لپٹ کر رونے لگی۔ "یہ سب کیا ہے نعیم؟" اس نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا۔

میں نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی۔ "کچھ نہیں پریشان۔" میں نے کہا۔ "گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔" وہ آنکھیں پونچھ کر میری طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "نعیم تم تو بہت خطروں میں گھرے ہوئے ہو۔ میں کیا کروں؟" میں نے ہنس کر اس کے بالوں پر ہونٹ رکھ دیئے ..... وہ چند لمحے میرے کندھے پر سر رکھے خاموش کھڑی رہی۔ پھر علیحدہ ہو کر دونوں

ہاتھوں سے بازو تھام کر کہنے لگی۔ "کیا یہ سب روپا کماری کی وجہ سے نہیں؟"

میں نے کہا۔ "کیا کر سکتے ہیں ڈیئر..... تم جھوگی نہیں؟"

وہ مسہری کے بجائے صوفے پر بیٹھ گئی۔ میں اس کے برابر بیٹھ گیا۔ اس نے میرے سینے سے سر لگا دیا۔ میں نے اس کو آغوش میں لے لیا۔ "بتاؤ ساوتری' میری جان کس طرح تمہارے کام آ سکتی ہے۔ تم مجھے خرید چکی ہو۔"

"ایسی بات نہ کہو نعیم ..... میں تمہیں پوجتی ہوں۔ میرا سب کچھ تمہارا ہے .... لیکن کیا تم کسی طرح میرے ہو سکتے ہو؟"

"مجھے اپنا سمجھو پرتما۔" میں نے ضمیر کی ملامت کی پرواہ کئے بغیر کہا۔ خدا جانے یہ جملہ میں کتنی بار دوہرا چکا تھا۔

"میں تمہیں اپنا نہ سمجھتی تو سب کچھ قربان کرنے کے لئے کبھی یہاں نہ آتی نعیم۔ لیکن۔ تم۔" وہ بولتے بولتے رک کر میرا منہ تکنے لگی۔

"رک کیوں گئیں ساوتری؟" میں نے کہا۔

"برا تو نہیں مان جاؤ گے۔" میں نے اس کو زور سے بھینچ لیا۔ وہ ہنس دی۔ "میرے برا ماننے سے ڈرتی ہو تو پھر مجھے کیا خاک اپنا سمجھتی ہو؟"

"میں کہہ چکی ہوں۔ میں تمہیں اپنا دیوتا سمجھتی ہوں نعیم ..... خیر اتنا اشارہ کر سکتی ہوں کہ روپا تمہیں جس طرح چاہتی ہے۔ اس طرح چاہنے والوں کی کہانیاں لوگ کتابوں میں پڑھتے ہیں۔ میں تمہیں کہانی نہیں بننے دوں گی۔"

"کہانی نہیں بننے دو گی۔ لیکن کیسے؟"

"میں ایک ہفتے کے بعد بتاؤں گی اگر ..... ناراض تو نہیں ہو جاؤ گے؟"

"میرا خیال ہے کہ کچھ دنوں بعد تم بھی اتنی ہی عقلمند ہو جاؤ گی۔ جتنی روپا ہے۔ اگر تمہیں یقین ہو گیا کہ میں تمہارا ہوں۔"

"اچھا۔" وہ مسکرا دی۔ "لیکن میں تمہاری زندگی سے کھیلوں گی نہیں۔ اس کی حفاظت کروں گی۔"

"وہ بھی کر رہی ہے۔ لیکن نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔"

"جو عورت اپنی محبت کو راز نہیں رکھ سکتی وہ کیا حفاظت کرے گی نعیم۔۔۔"

"شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔" میں نے کہا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور میرے سینے پر سر ٹکا دیا۔ میرے ہونٹ اس کے بالوں پر چپک گئے اور تھوڑی دیر میں آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں۔ وارفتگی کا یہ لمحہ گھنٹوں میں تبدیل ہو گیا اور جب میں نے آنکھیں کھول کر رسٹ واچ پر نظر ڈالی تو صبح کے چار بجنے میں دس منٹ باقی تھے۔ ساوتری اسی طرح صوفے پر ٹانگیں پھیلائے میری گود میں سر رکھے سو رہی تھی۔ میں نے سگریٹ نکال کر

سنگانے کے لئے دیا سلائی جلائی تو وہ کسمسائی اور مسکرا کر آنکھیں کھول دیں۔ میں نے سگریٹ کا کش لے کر دھواں چھوڑتے ہوئے کہا۔ "جاگ رہے ہیں ساوتری۔"

سنبھل کر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "تو کیا ہم سو گئے تھے؟"

میں ہنس دیا۔ "نہیں' ہم نہیں۔ صرف تم۔"

"تم نے مجھے جگایا کیوں نہیں نعیم۔۔۔۔؟"

"جگا تو دیا۔ مجبوراً" اس خیال سے کہ شاید تم جان چاہو گی ورنہ کبھی نہ جگاتا۔"

وہ مسکرا دی۔ "اب مجھے یقین ہو گیا نعیم تم مجھے واقعی اپنی سمجھتے ہو۔ تم نے میری حفاظت کی۔"

"حفاظت؟ کس سے بھلا؟"

"خود سے۔"

"یہ تم نے صحیح کہا۔ اور شاید میری زندگی میں تم پہلی لڑکی ہو جس کی زبان سے میں یہ بات سن رہا ہوں۔"

"میں نے کچھ ایسا ہی محسوس کیا نعیم ..... تم نہیں سمجھ سکتے اس اخلاقی بلندی پر میں تمہیں کیا سمجھنے لگی ہوں۔"

"پستی بلندی کچھ نہیں ساوتری۔ تم نے مجھے دیوتا کہا ہے۔ میری زندگی بچائی ہے۔ میں تمہیں اپنانے میں کامیاب نہ رہا تو لوٹنے کی کوشش کبھی نہ کروں گا۔ میرا عہد ہے۔"

اس نے جواب دینے کے بجائے میرے پاؤں چھو لئے۔ میں چونک کر اٹھ کھڑا ہوا اور گود میں اٹھا کر اس کا منہ چوم لیا۔ وہ ہنس دی۔ میں نے اس کی کمر تھپکتے ہوئے کہا۔ "جانے سے پہلے میرے ہاتھ سے چائے پیتی جاؤ پریتما۔"

"دیر ہو جائے گی نعیم ...... ورنہ میں خود تمہیں اپنے ہاتھ سے پلاتی۔"

"تم کئی مرتبہ پلا چکی ہو۔ آج مجھے موقع دو ...... یہ میری تمنا ہے۔"

"یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے نعیم ......"

"تمنا میں۔۔۔۔ منو کامنا میں مناسب نامناسب کچھ معنی نہیں رکھتے۔" میں نے چلتے ہوئے کہا۔ وہ سر جھکا کر خاموش ہو گئی۔ دونوں پرائمس جلا کر دس منٹ میں چند انڈوں کا آملیٹ اور چائے تیار کر کے میں ٹرے لے کر بیڈ روم میں پہنچا تو وہ دروازے میں کھڑی ہوئی مسکرا رہی تھی۔ "تم نے الٹی گنگا بہائی ہے نعیم۔" وہ ہنس کر کہنے لگی۔ میں اس سنمان انوپم سنمان کا کس طرح شکریہ ادا کروں؟" میں نے ٹرے میز پر رکھ کر اس کا بازو تھامتے ہوئے کہا۔ "اب اتنا شرمندہ بھی نہ کرو پریتما کہ میں عہد توڑنے پر مجبور ہو جاؤں۔" وہ کھل کر ہنس دی۔ میں نے اس کو صوفے پر بٹھا کر کہا۔ "آہستہ ہنسو ڈیئر..... اور شروع ہو جاؤ۔" اس نے چمچے سے انڈا اٹھایا۔ اور میرے منہ میں دینے لگی۔ میں نے پھونک مار

کر کہا۔ "گرم ہے ..... اس نے گھبرا کر ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ میں نے چمچ لے کر اس کے منہ سے لگا دیا۔ اس نے منہ کھول دیا اور انڈا چباتی ہوئی بولی۔ "کتنے جھوٹے ہو نعیم' اس کو گرم کہتے ہیں؟"

میں نے پیالوں میں چائے انڈیلتے ہوئے کہا۔ "جھوٹ بول کر تمہیں اپنا جھوٹا کھلانا تھا۔ لو اور کھاؤ۔"

مسکرا کر بولی۔ "تمہارا جھوٹا کھانا تو میرا دھرم ہے پریتم۔"

"شکریہ۔" میں نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ "مجھے خوشی ہے تم زبان سے جھوٹا کہنے کے باوجود مجھے سچا سمجھتی ہو۔" اس نے میرا کپ اٹھا کر منہ سے لگایا اور گھونٹ لے کر کہنے لگی۔ "نعیم تم نے عملی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ تم مجھے اپنی سمجھتے ہو۔ تم نے کسی راجکماری کو اپنے ہاتھ سے چائے بنا کر پلائی ہو۔ ایسا میں نہیں مانتی۔"

"یہ صحیح ہے ...... لیکن ......" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "کسی راجکماری نہ کہو۔ صرف روپا تک ہی محدود رکھو۔" وہ مسکرا کر خاموش ہو گئی اور چائے پینے لگی۔ چائے پینے کے بعد میں دروازے تک اس کے ساتھ آیا اور حد نظر تک میدان خالی دیکھ کر اشارہ کیا۔ وہ سیڑھیوں سے اتر کر ہاتھ ہلاتی ہوئی راج محل کی طرف چل دی اور روشوں کی آڑ میں نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ میں دروازہ بند کر کے بیڈ روم میں آ گیا۔ اسی وقت کسی نے پچھلے دروازے پر دستک دی۔ میں نے چیخ کر کہا۔ "کون ہے؟" جواب میں کیپٹن کی آواز سن کر تیزی سے صحن میں آیا اور دروازہ کھول کر کہا۔ "گڈ مارننگ سر۔" وہ اندر آ گئے اور بولے۔ "کیا رات بھر جاگتے رہے؟"

میں نے کہا۔ "جی نہیں' ابھی تھوڑی دیر پہلے جاگا ہوں۔ آپ ایسے صحیح موقع پر آئے ہیں سر' کہ بس۔" میں بولتے بولتے رک گیا۔ میز پر میری حماقت کا ثبوت موجود تھا۔ نظر پڑتے ہی کیپٹن نے کہا۔ "چائے پی رہے تھے؟"

"جی۔" میں نے ٹرے اٹھاتے ہوئے کہا۔ "آپ کے واسطے لا رہا ہوں۔" وہ مسکرا دیئے۔ میں تیزی سے باہر نکل گیا۔ لیکن کھیل ختم تھا۔ وہ دو کپ دو پلیٹیں اور چمچے دیکھ چکے تھے۔ میں چائے اور انڈے ٹرے میں رکھ کر لایا اور کیپٹن کے سامنے رکھتے ہوئے بولا۔ "آپ بہت جلدی جاگ اٹھے سر۔"

چائے انڈیلتے ہوئے بولے۔ "ہاں۔ بلکہ یوں سمجھو سویا ہی نہیں اونگھتا رہا۔ بیٹھ جاؤ اور میرے ساتھ بھی ایک کپ پیو۔"

میں ہنس دیا۔ "آپ کے ساتھ پیونگا سر۔ لیکن بھی کیا۔"

"آج بھی شاید وہ ادنیٰ عورت یہاں آئی تھی؟"

میں ڈھٹائی کی ہنسی ہنسنے لگا۔ "شاید آپ دو کپ اور دو پلیٹیں دیکھ کر کہہ رہے

ہیں۔"

"نہیں" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "تمہارے صوفے پر وینی بھی پڑی ہوئی ہے۔" میں نے گردن گھما کر دیکھا جوڑے کا گجرا مسلا ہوا پڑا تھا۔ مجھے پسینہ آ گیا۔ "معلوم نہیں یہ کہاں سے آ گیا۔" میں نے کیپٹن کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"کوئی بات نہیں۔" انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ہتھیلی پر سر لے کر پھرنے والوں کو یہ حق ہے کہ مرتے مرتے بھی کھیر کا چمچہ ان کے منہ میں ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ بات نہیں ہے سر...... لیکن ...... کیا عرض کروں۔"

"عرض کیا کرو گے۔ چلو ایک کپ اور لاؤ اور چائے پیو۔ شکر ہے آج کا سورج بھی طلوع ہوتا دیکھ رہے ہو۔" میں باورچی خانے سے کپ لے آیا۔ چائے پینے کے بعد وہ میری مسہری پر لیٹ گئے۔ میں نے انہیں سگریٹ اور لائٹ دی۔ ایک کش لے کر کہنے لگے۔ "رات کو اسٹین گن نکالتے ہوئے دیکھا۔ تمہاری انعام کی تھیلی الماری میں رکھی ہوئی ہے۔"

"آپ ٹی پارٹی دے رہے ہیں نا۔ کیا روپے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

"اتنی بڑی پارٹی تو نہیں کہ......"

"میں اس لڑکی کا ناچ دکھانا چاہتا تھا۔ جسے آپ نے بری طرح مسترد کر دیا۔"

وہ ہنس کر اٹھ بیٹھے اور سگریٹ جھاڑتے ہوئے کہنے لگے۔ "سمجھا۔ خیر بلوا لو۔ میں ہزہائی نس سے اجازت لے لوں گا۔"

میں نے کہا۔ "سر زحمت نہ کیجئے۔ مجھے اس سے اتنا تعلق نہیں ہے جتنا آپ سمجھتے ہیں۔"

"خیر نہ سہی۔" انہوں نے کہا۔ "اگر بلانا چاہتے ہو تو اجازت ہے' غزل گا لیتی ہے کیا؟"

"وہ خود ایک غزل ہے سر۔"

"ایسی ہے؟ تو تم خود جا کر لاؤ۔ کتنے میں آ جائے گی؟"

"بالکل فری سر۔ آپ اپنے ہاتھ سے سو روپے دے دیں گے تو زندگی بھر آپ کی تعریف کرتی رہے گی۔"

"میں دس دس روپے دیتا رہوں گا۔ تاکہ دوسرے آفیسر بھی لٹیں۔"

"سر آپ تو سب کچھ جانتے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اتنے جتی ستی تو نہیں جتنا ظاہر کرتے ہیں۔"

"یہ میں نے کب کہا کہ میں کوئی رشی ہوں۔ تمہیں تو یہ بھی بتا چکا ہوں کہ ناکام عاشق ہوں۔ ایک ناکام عاشق ...... ہاہ .... لیکن اچھا ہے۔ تقدیر کے سوا کوئی دشمن نہیں رکھتا۔"

"تقدیر آپ کی لونڈی ہے سر..... آپ خواہ مخواہ شانتا ساوتری کے پجاری بن بیٹھے ..... ورنہ لڑکیوں کی پوری بٹالین آپ کو پریزنٹ آرمز کر رہی ہوتی۔ اور ان کے لئے آپ کو ایک حرم سرا قائم کرنی پڑتی۔"

کیپٹن نے قہقہہ لگایا اور اٹھ کر میری کمر تھپکتے ہوئے بولے۔ "جیتے رہو کنڈو۔ اور ہمیں اس طرح ہنساتے رہو۔" اور وہ ہنستے ہوئے چل دیئے۔

گیارہ بجے کے قریب یشودھرا کاریڈور میں آتی دکھائی دی۔ میں تیزی سے لفٹ کی طرف چلا۔ وہ چلتے چلتے رکی اور پلٹ کر لفٹ کے دروازے پر پہنچ گئی اور بٹن پر ہاتھ رکھتی ہوئی کہنے لگی۔ "نعیم شام کو آٹھ بجے پینگنگ برج پر ...... آؤ گے۔؟"

"آنکھوں سے یشو۔ میں تمہارے لئے بے چین ہوں۔"

"یشودھرا بھی تڑپ رہی ہے نعیم۔"

"ڈیلائٹ کارنر میں چاندنی بھی ریت کے ذروں سے ٹکرا کر مایوس لوٹ رہی ہے۔ کئی روز سے۔" وہ مسکرا کر لفٹ میں داخل ہو گئی اور دروازہ بند کر کے اوپر جانے لگی۔ میں سلام کر کے کیبن میں چلا آیا۔

تین بجے میں کیبن میں بیٹھا ہوا سہ پہر کی چائے پی رہا تھا کہ کیپٹن بھاسکر' وجے اور بنارس خان کو لئے ہوئے زینے کی طرف آتے دکھائی دیئے۔ میں نے دو تین گھونٹ لے کر چائے ختم کی اور باہر نکل کر سیلیوٹ کیا۔ کیپٹن نے ہال میں نظر دوڑائی۔ "ٹائیگر' رسالدار میجر ہاشمی نہیں آئے کیا ابھی۔؟"

میں نے کہا۔ "جی نہیں۔ کیوں آتے وہ؟"

بولے۔ "تو تمہیں بھی نہیں معلوم کیا غضب ہو گیا؟"

"نہیں۔" میں نے کہا۔ "خیریت تو ہے سر۔؟"

"خیریت کیا۔" انہوں نے ہال میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "دربار سو جان سنگھ جی مدھو ساگر میں ڈوب گئے۔"

"یہ کیسے ہوا سر؟" میں نے ان کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"سر صوبہ اور ڈگے وغیرہ کے ساتھ مچھلی کے شکار کو گئے تھے مجھے تو اے ڈی سی نے فون پر اطلاع دی۔" چیمبر کے دروازے پر پہنچتے ہی مسٹر مہتا اور اے ڈی سی باہر نکل آئے اور باتیں کرنے لگے۔ جو حادثے سے متعلق تھیں۔ ہزہائی نس کے چائے پینے کا وقت تھا۔ اس لئے ابھی تک ان کو اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ میں روپا کی پیش گوئی پر غور کرتا ہوا کیبن کی طرف چلنے لگا۔ وہ واقعی کانٹا نکالنے میں ماہر تھی۔ میں نے میز کی دراز سے سگریٹ نکالا اور کرسی پر بیٹھ کر پینے لگا۔ تھوڑی دیر میں ہاشمی صاحب آتے دکھائی دیئے۔ وہ یونیفارم میں تھے۔ ان کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ میں کیبن سے نکل کر باہر آیا۔ سلام کرنے سے پہلے

مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولے۔ "تائیگر پروموشن مبارک ہو۔" میں نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "شکریہ میجر۔"

مسکرا کر بلے۔ "ذرہ نوازی۔ کیپٹن ڈیش مکھ آ گئے کیا؟"

"ایڈی کانگ چیمبرز میں ہیں' جائیے۔" میں نے کہا۔ وہ عادتاً سلام کے لئے ہاتھ اٹھا کر ہال کی طرف چل دیئے۔ چار بجنے میں چند منٹ باقی تے کہ کیپٹن اور رسالدار میجر باہر نکلے۔ میں نے کیپٹن نے پوچھا "سر کیا حکم ملا؟"

انہوں نے چلتے چلتے کہا۔ "ہم سب مدھو ساگر جا رہے ہیں۔ تمہیں شاید ہزہائی نس کے ساتھ آنا پڑے۔ یہیں ٹھہرو۔"

میں نے سیلوٹ کر کے کہا۔ "بہتر ہے سر۔" وہ سب چلے گئے۔

موجودہ حکمران خاندان سے سوہان کا دور پرے کا کوئی رشتہ رہا ہو گا۔ ہزہائی نس اور ان کے بھتیجے بھانجوں اور قریبی رشتہ داروں کو نہ اس کی زندگی سے کوئی دلچسپی تھی نہ موت سے۔ اس لئے میرا خیال تھا کہ ہزہائی نس اور مہارانی تو درکنا راج محل سے شاید ہی کوئی جانے کی زحمت گوارا کرے لیکن چونکہ وہ پچیس چھبیس سال کا جوان عمر آدمی تھا ورنہ صرف یہ کہ حادثے کی موت مرا تھا بلکہ ابھی تک اس کی لاش بھی جھیل میں سے نکالی نہ جا سکی تھی۔ لہٰذا رسم دنیا کے علاوہ خاصا اچھا تماشا بھی دیکھنے کو مل رہا تھا۔ اس لئے چند منٹ بعد ہزہائی نس مجھے فون کر کے اندر طلب کیا تو نصف درجن سے زیادہ راجکماریاں ڈرائنگ روم میں میں موجود تھیں اور مہارانی کے سوا سب مدھو ساگر جانے کو تیار تھیں۔ ان میں یشودہرا اور سادھنا دیوی نہیں تھیں۔ روپا بھی نہیں تھی۔ مہاراجہ کو لے کر مدھو ساگر پہنچا تو پل کے قریب بارہ دری پر چھ سات کاریں' ایمبولینس' ٹرکس اور لاریاں کھڑی ہوئی تھیں اور سینکڑوں آدمیوں کا ہجوم تھا۔ چار پانچ کشتیاں جھیل میں اس سرے سے دوسرے سرے تک آ جا رہی تھیں اور جگہ جگہ سطح آب سے ایک دو فٹ اوپر سوتی رسے پھیلائے جا رہے تھے۔ کہیں کہیں غوطہ خور کشتیوں میں تیار بیٹھے ہوئے تھے۔ رسالدار میجر ہاشمی کے جوان بھی موجود تھے۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ جھیل میں جس جگہ حادثہ ہوا' پانی کی گہرائی ایک سو سات فٹ تھی۔ ڈائیونگ سوٹ کے بغیر کسی غوطہ خور کے لئے تہہ تک جا کر واپس آنا ممکن نہ تھا۔ ہزہائی نس کے لئے راج محل کی دوسری منزل کی بارہ دری پر نشست کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جہاں چند صوفوں پر مہاراجہ' ایڈی کانگ اور دو تین درباری وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن ڈیش مکھ بھی آ گئے۔ ہزہائی نس نے ان سے انتظام کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ برٹش کیمپ سے دو تین ڈائیونگ سوٹ اور گیس سانڈر منگوا لئے گئے ہیں۔ اس کے بعد کوشش کی جائیگی۔

ہزہائی نس نے کہا۔ "روشنی کا انتظام؟"

"پٹرومیکس موجود ہیں۔" کیپٹن نے جواب دیا۔ اسی وقت اوپر کی بارہ دری میں خواتین پہنچ گئیں۔ ایک درباری نے کہا۔ "کچھ بھی کہو۔۔۔ مدھو ساگر بارہ سال میں ایک بھینٹ ضرور لیتا ہے۔" ہزہائی نس نے اسے گھور کے دیکھا۔ کیپٹن نے کہا۔ "شریمان حادثے تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ مدھو ساگر کے علاوہ دوسری جھیلوں اور تالابوں میں بھی لوگ ڈوبتے رہتے ہیں۔"

دو تین گھنٹے تلاش کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ لاش کا کہیں پتا نہ تھا۔ ساڑھے سات بجے ہزہائی نس اٹھ گئے اور دس بجے تک کوشش جاری رکھنے کا حکم دے کر چل دیئے۔ واپسی میں کیپٹن بھی ہمارے ساتھ تھے۔ ہزہائی نس کو ڈرائنگ روم میں پہنچا کر میں کیپٹن کے ساتھ واپس ہوا۔ راستے میں میں نے کہا۔ "سر اپنی ٹی پارٹی کا کیا ہو گا اب؟"

کہنے لگے۔ "ملتوی ...... صبح تک اگر لاش نہ نکالی جا سکی تو چوبیس گھنٹے میں پھول کر خود اوپر آ جائے گی اور پھر ہمیں تمام دن کمربستہ تو رہنا ہی پڑے گا ..... کیا ہمارے اتوار کا ستیاناس مارا ہے کمبخت نے۔"

"سر مجھے تو کل کی چھٹی دے دیں۔"

"میرے بنگلے چلو۔ رات بر چھٹی مناتے ہیں۔"

"میں شہر جانا چاہتا ہوں سر۔ اگر آپ اجازت دیں۔" کیپٹن نے آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھا۔ دروازے پر پہنچ کر میں رک گیا۔ بولے "اندر آ جاؤ۔" میں اندر داخل ہو گیا۔ دروازہ بند کرتے ہوئے کہنے لگے۔ "اگر اس دوڑ بھاگ میں ہزہائی نس طلب کر لیا تو؟"

"گیارہ بجے تک واپس آ جاؤں گا۔" میں نے جواب دیا۔ انہوں نے صوفے پر بیٹھے ہوئے پرب کو کھانا لانے کو کہا۔ پھر میری طرف مخاطب ہو گئے۔ "مجھے حیرت ہے نعیم ...... تم ان خطرناک حالات میں بھی خود کو خطرے میں ڈالنے سے باز نہیں آتے۔"

"سر آج میں بہت بور ہوا ہوں۔ چند دوستوں سے ملنے کو جی چاہتا ہے آپ کچھ اور نہ سمجھیں۔ چاہیں تو اپنی کار عنایت فرما دیں۔"

وہ ہنس دیئے۔ "خوب ...... اسے کہتے ہیں یک نہ شد دو شد۔"

"سر اس لئے کہ میں خود کو ایکسپوز نہیں کرنا چاہتا۔"

انہوں نے کچھ سوچ کر کہا۔ "اچھا لے جاؤ۔ کھانا تو کھا لو۔"

"کھانا تو شہر میں ہی کھاؤں گا ڈیڈی۔"

"شامت اعمال۔ میں ناحق تمہیں یہاں گھسیٹ لایا۔ اچھا جاؤ۔" انہوں نے کار کی چابی نکال کر میری طرف اچھال دی۔

میں گاڑی لے کر بنگلے پہنچا تو آٹھ بج رہے تھے۔ تیزی سے اندر داخل ہوا اور یونیفارم اتارنے لگا۔ واسو نے کہا۔ "صاحب کھانا نکالوں؟"

"نہیں۔" میں نے کہا۔ "میں جا رہا ہوں۔ صرف کوٹ اتار کے لا دو۔" اس نے آگے بڑھ کر ہینگر سے کوٹ اٹھایا اور مجھے تھما دیا۔ میں نے شرٹ اور پینٹ تبدیل کئے بغیر کوٹ پہنا۔ ہولسٹر اتار کے پستول جیب میں ڈالا اور باہر نکل گیا۔ ابھی سوا آٹھ نہیں بجے تھے کہ پل پر پہنچ گیا۔ نیشنل گارڈن کی طرف ٹرن لینے سے پہلے پیچھے کی طرف نظر دوڑائی تو پل کے دوسرے سرے پر ایک کار تیزی سے اسی طرف آتی دکھائی دی۔ فاصلہ ہونے کے باعث صاف پہچانی نہ جا سکی لیکن اتنا ضرور معلوم ہو گیا کہ وھیل پر کوئی عورت تھی۔ اور وہ یشودھرا نہیں تھی اور کار بھی رنگین شیشوں والی نہ تھی۔ میں نے اسپیڈ کم کر کے اس کو نکل جانے کا موقع دیا۔ لیکن شاید وہ کار کی پلیٹ نمبر دیکھ چکی تھی۔ جونہی میں نے برٹش کیمپ کی طرف ٹرن لیا اس نے رفتار کم کی اور باگ میں جاتے جاتے کیمپ کی طرف گھوم کر اور گیٹ میں داخل ہوتے ہوئے اور بیک کر کے چند قدم پر جا کر رک گئی۔ یہ روپا ہی تھی۔ میں نے گاڑی روک کر سلام کرتے ہوئے کہا۔ "یور ایکسی لینسی آپ؟"

مسکرا کر بولی۔ "کہاں جا رہے تھے؟"

"ذرا سا راستہ دیکھئے اور دیکھ لیجئے۔ لیکن آپ اس وقت یہاں کیسے ۔۔۔؟"

"تمہاری تلاش میں جہنم میں بھی جا سکتی ہوں۔" میں دروازہ کھول کر گاڑی سے باہر نکل آیا۔ "آیئے پھر میں آپ کو کرنل جندر سنگھ سے متعارف کراؤں۔" میں نے کہا۔

"وہ کون ہے؟"

"وہ جہنم کا سیکنڈ ان کمانڈ ہے۔ ہمیں کس آرام دہ طریقے پر روسٹ کرنے کی سفارش کر سکتا ہے۔"

وہ ہنس دی۔ "خیر اس وقت تو کہیں اور چلو' مجھے تم سے بہت کچھ کہنا ہے۔"

"سب کچھ سامنے ہے یور ایکسی لنسی۔" میں نے آگے بڑھ کر آہستہ سے کہا۔ "انتظام کا شکریہ ...... لیکن کیا اس وقت ہمارا اس طرح ملنا خطرناک نہیں؟"

"تو پھر گاڑی بیک کرو۔"

"یہ گاڑی کیپٹن کی ہے روپ۔ اگر تم میرے ساتھ مرنا چاہتی ہو تو میں اس کو یہیں چھوڑ کر تمہاری گاڑی میں چلتا ہوں۔ بیک کرو۔" اس نے مسکرا کر گاڑی بیک کی اور سڑک پر پہنچتے ہی امین پور کی طرف رخ کر لیا۔ میں نے دیکھا مرنے کی دھمکی کا اس پر کوئی اثر نہ تھا۔ میں نے کیپٹن کی گاڑی کو آگے بڑھایا اور کرنل جندر سنگھ کے بنگلے کے پیچھے جا کر روکا تو وہ اسٹیئرنگ وہیل سے ہٹ کر ایک طرف بیٹھی ہوئی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی

ہنس کر بولی۔ "شوفر مجھے امین پور لے چلو۔" میں نے وھیل سنبھال کر دروازہ بند کیا اور گیئر ڈال کر تیزی سے اسٹارٹ لیا وہ سرک کر قریب آ گئی۔

"آج میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا ہے نعیم۔ اب اگر موت بھی آئے تو اس اطمینان کے ساتھ مروں گی کہ دنیا کی طرف میرا کچھ باقی نہیں۔"

"کیا میری طرف بھی کچھ نہیں۔۔؟" میں نے ہنس کر کہا۔ وہ لپٹتی ہوئی بولی۔ "تمہیں میں ساتھ لے کر جاؤں گی۔"

"گاڑی میں پٹرول کتنا ہے روپ؟" میں نے موضوع گفتگو بدلنے کے لئے کہا۔ مسکرا کر بولی۔ "وہاں جانے کے لئے گاڑی کی ضرورت نہیں پڑتی۔"

"روپ!" میں نے تقریباً چیخ کر کہا۔ "یہ آج کیسی باتیں کر رہی ہو ڈیئر؟"

"ڈر گئے۔؟"

"ڈرنا چاہئے۔ زندگی بار بار تو نہیں ملتی؟"

"میں نہیں ڈرتی۔"

"مجھے حیرت ہے۔ راجکماری ہونے کے باوجود بھی تمہیں زندگی سے دلچسپی نہیں۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔"

"میرے خیال میں تم کچھ دنوں کے لئے کہیں اور چلی جاؤ۔ ان حادثوں کا تمہاری صحت پر اچھا اثر نہیں پڑ رہا۔ اور یہاں یہ سلسلہ نہ معلوم کب تک جاری رہے۔"

"میں سمجھ سکتی ہوں۔ لیکن اب تمہیں اکیلا چھوڑ دینا خطرناک ہے یہی جو آج پاتال کی سیر کر رہا ہے نہ معلوم کس حد تک پہنچتا۔ اگر انتظام نہ کیا جاتا۔ اور ابھی ایک دو۔ نہ جانے کتنے باقی ہیں۔"

"موضوع بدلو روپ۔ یہ کچھ اچھا نہیں ہو رہا۔ قانون مکافات ہمیں وہی لوٹا کر رہے گا جو ہم نے ان کو دیا ہے۔ خدا جانتا ہے میں ایک چیونٹی کو بھی مارنا نہیں چاہتا۔ لیکن یہاں حالات ایسے ہیں کہ زندہ رہنا ہو تو اپنے سوا کسی کی زندگی کو زندگی نہ سمجھو۔ خیر ڈیئر اب تو بتاؤ پیٹرول کتنا ہے؟"

"کیا ارادہ ہے۔۔۔۔؟"

"بھاگ چلیں۔ اگر پٹرول ہے"

"چھ سات گیلن ہے۔ ڈکی بکس میں ،، چار لاکھ کا زیور کپڑا بھی ہے۔" اس نے ہنس کر کہا۔ میں ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ ڈیلائٹ کارنر کا علاقہ گزرتا دیکھ کر میری نگاہیں خود بخود اس طرف گھوم گئیں اور خیالات یشودھرا کی طرف منتقل ہو گئے۔ ممکن ہے وہ اس وقت پیگنگ برج پر میرا انتظار کر رہی ہو۔ مجھے اپنے اس طرح اچکے جانے پر افسوس ہوا۔ مجھے خاموش دیکھ کر روپا نے کہا۔ "تم نے جواب نہیں دیا نعیم؟" میں نے

الیکسی لریٹر پر دباؤ بڑھاتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "جواب یہ ہے کہ ہم بھاگ رہے ہیں۔ ویران ریسٹ ہاؤس تک ..... جہاں تمہیں چٹانوں میں کھڑے کھڑے جنت کی سیر کرائی جائے گی۔"

اس نے گھور کر میری طرف دیکھا اور پھر کچھ سوچ کر مسکرا دی۔ "میں نے ابھی کہا تھا کہ دنیا کی طرف میرا کچھ باقی نہیں ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے تمہارا میری طرف بہت کچھ باقی ہے۔"

"باقی واقی کچھ نہیں ڈیریسٹ۔" میں نے اس کو گھسیٹ کر چومتے ہوئے کہا۔ "اتنا ضرور کہوں گا کہ بحر ظلمات میں گھوڑے دوڑانے والے شہسواروں سے محبت کرنے والی شہزادیوں کو پھولوں کی سیج اور پہاڑ کی چٹانوں میں کوئی فرق محسوس نہیں ہونا چاہئے۔" اس نے مسکرا کر میرے کندھے میں کاٹ لیا اور دانتوں پر زور دیتی چلی گئی۔ میں نے درد سے بے چین ہو کر کہا۔ "آدم خور نہ بنو روپ۔" اس نے ہنس کر ایک لمحے کے لئے منہ اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ اور پھر دانت گاڑ دیئے۔ ریسٹ ہاؤس قریب آتا جا رہا تھا اور چڑھائی شروع ہو گئی تھی۔ میں نے رفتار میں مزید اضافہ کرتے ہوئے کہا۔ "روپ گوشت کاٹ لو لیکن یاد رکھو میں ایسی جگہ کاٹوں گا کہ تم ایک ہفتہ کسی کو منہ نہ دکھا سکو گی۔" اس نے منہ ہٹا کر ہاتھ جوڑ لئے۔ "ایسا غضب نہ کرنا نعیم۔ میں اس سیڈ سٹک طرز عمل کی معذرت چاہتی ہوں۔"

"معاف کر دیا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ گاڑی ریسٹ ہاؤس کے سامنے والے میدان میں روک کر بیک کی اور چٹانوں کے قریب ایک جھاڑی کی آڑ میں کھڑی کر کے باہر نکل آیا۔ روپا کسمساتی ہوئی باہر نکلی اور ادھر ادھر دیکھ کر کہنے لگی۔ "بڑی سنسان جگہ ہے نعیم۔ یہاں تو شیر وغیرہ بھی ہوں گے۔؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ہیں تو ..... وہ چیتا میں نے یہیں سے مارا تھا۔" وہ پلٹ کر گاڑی کی طرف چلنے لگی۔ میں نے جھپٹ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔

"کیوں؟"

"میں درندوں سے ڈرتی ہوں نعیم ...... چلو واپس چلتے ہیں۔"

"کیا واقعی ڈرتی ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں نعیم سچ میں ڈر رہی ہوں۔ جلدی گاڑی میں آ جاؤ۔ کہیں۔" اس نے جملہ ادھورا چھوڑ کر دروازے کا ہینڈل گھمایا۔ میں نے اس کو گھسیٹ لیا اور ہنس کر کہا۔ "کیوں ڈر رہی ہو روپ۔ یہاں کوئی درندہ نہیں ٹائیگر کے سوا۔ آؤ چٹانیں توڑیں۔" وہ میری کمر میں ہاتھ ڈال کر چلنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد ہم پہاڑی کی بلندیوں میں کیوپڈ کی آنکھوں کو روشنی سے فیضیاب کر رہے تھے۔ واپسی پر اس کی چال ڈھال بدلی ہوئی تھی۔ تمام راستے میں اس کے جسم کا آدھا وزن اٹھائے ہوئے تھا۔ کیمپ کے گیٹ سے ایک فرلانگ کے

فاصلے پر میں کار سے اتر گیا۔ اس وقت دس بجنے والے تھے۔ وہ شب بخیر کہہ کر روانہ ہو گئی۔ میں نے کرنل سوڈھی کے بنگلے کے عقب سے کیپٹن کی کار لی اور ایک بار میں کھانا کھا کر راج محل میں پہنچا تو گیارہ بجے رہے تھے۔

چار پانچ دن گزر گئے۔ سو جان سنگھ کی انتم کریا کرم ہو چکی تھی۔ وہ کسی خاص اہمیت کا حامل نہ تھا۔ اور پھر اس کی موت بھی ایک قدرتی حادثے کا نتیجہ تھی جس میں کوئی بات مشتبہ نہ تھی۔ ریاست کا ایک سر صوبہ (انسپکٹر پولیس) اس کے ساتھ تھا۔ اس لئے جوانمرگ ہونے کے باوجود وہ بہت جلد رفت گزشت ہو گیا۔ شام کو چار بجے کے قریب جبکہ میں ڈیوٹی سے آف ہو کر چلنے کو تیار تھا۔ کیبن ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ "ہیلو" کہتے ہی کیپٹن نے مجھے اپنے بنگلے آنے کو کہا۔ میں نے "حاضر ہوتا ہوں سر۔" کہہ کر ریسیور رکھا اور بنارس خان کو دیو کرتا ہوا زینے کی طرف چل دیا۔ پانچویں منزل سے لفٹ نیچے آئی اور یشودھرا باہر نکلی۔ میں چلتے چلتے رک گیا۔ اس نے مسکرا کر پرس میں سے چابی نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "کے بی کے ہاں چلنا ہے نعیم۔ کتنی دیر میں کار لے کر آ سکتے ہو؟"

میں نے کہا۔ "ابھی چلئے۔"

"نہیں ...... ایک گھنٹے کے بعد ......" اس نے چلتے چلتے کہا۔ میں زینے سے اترنے لگا۔ کیپٹن کے بنگلے کے سامنے بھاسکر ان کی کار لئے ہوئے کھڑا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی سیلیوٹ کر کے بولا۔ "سر' دھاروہیڑہ سے گلابو بائی کو لانا ہے۔" میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ "ارے" وہ قریب آ کر کہنے لگا۔ "سر اکیلی تو نہیں آئیگی وہ---- ایں نا-----؟" مجھے ہنسی آ گئی۔ "نہیں۔" میں نے سیڑھی پر پاؤں رکھتے ہوئے کہا۔ "تابو کے بغیر کیسے آ سکتی ہے ...... لیکن ......" میں کچھ سوچ کر جملہ پورا کئے بغیر بنگلے میں داخل ہوا۔ کیپٹن آرام کرسی پر لیٹے ہوئے حقہ پی رہے تھے۔ سلام کرتے ہوئے ہونٹوں سے منہال ہٹاتے ہوئے بولے۔ "بیٹھ جاؤ ..... پرب چائے لے آؤ۔" پرب کچن کی طرف چل دیا۔ میں صوفے پر بیٹھ گیا۔ کیپٹن بھی آرام کرسی سے اٹھ کر میرے سامنے صوفے پر آ بیٹھے۔ "کل تمہاری طرف سے ٹی پارٹی دے رہا ہوں۔" انہوں نے کہا۔

"بہتر ہے سر' دے ڈالئے۔" میں نے کہا۔ پرب نے چند چیزوں کی ٹرے لا کر میز پر رکھ دی۔

بولے۔ "یونیفارم تبدیل کر کے دھاروہیڑہ چلے جاؤ اور اس گانے والی کو لے آؤ۔"

میں ہنس دیا۔ "سر وہ اکیلی تو نہیں آئے گی ...... اور پھر اس کے قیام کا کہاں انتظام کیا آپ نے؟"

"یہیں لے آنا۔ میں نے ہز ہائی نس سے اجازت لے لی ہے۔ چوبیس گھنٹے کی۔"

پرب نے دوسری ٹرے لا کر رکھدی اور چائے تیار کرنے لگا۔ میں نے کیپٹن سے جلسہ گاہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا۔ "ان ڈور اسپورٹس کلب۔"

میں نے چائے کا گھونٹ لے کر کہا۔ "بہتر ہے سر۔ میں یشودھرا کماری کو لے کر کے بی کے ہاں جا رہا ہوں۔ وہاں سے لوٹنے کے بعد۔"

"ارے۔" انہوں نے چمک کر کہا۔ "دس بجے تو محفل شروع ہو جانی چاہئے۔ اگر تم دیر سے۔"

"میں ذیلدار کے نام خط لکھ دیتا ہوں سر۔ بھاسکر جا کر لے آئیگا۔"

"خیر تم چائے تو پیو ...... سوچتے ہیں۔" انہوں نے کہا۔ پھر مسکرا کر آہستہ سے بولے۔ "اب یشودھرا کماری اکثر تمہاری ساتھ باہر نکلنے لگی ہیں۔ نعیم منزل قریب معلوم ہوتی ہے۔"

"آپ کا خیال ہے ڈیڈی۔" میں نے کپ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "یا پھر آپ حقائق سے گریز کر رہے ہیں۔ ورنہ حالات سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں اول منزل سے صرف ایک گولی کے فاصلے پر ہوں۔"

"حماقت کی باتیں مت کرو۔" انہوں نے بگڑ کے کہا۔ اور کپ میز پر رکھ کے پرب کو اندر بلایا۔ میں نے ان کے چہرے کی طرف دیکھ کر نگاہیں جھکا لیں۔ "چائے کا سامان سمیٹو پرب اور۔" انہوں نے الماری کی طرف اشارہ کیا۔ "اس نعیم کے بچے نے موڈ خراب کر دیا۔" پرب نے میز خالی کر کے وہسکی کی بوتل اور گلاس رکھ دیئے۔

"وہ صرف مذاق تھا سر۔" میں نے کہا۔

"ہو گا۔ انڈیلو اور پیو۔ اپنی صحت کا جام۔ مجھے دو دو پلاؤ۔ جب تک کہ میں پہلی حالت میں نہ آجاؤں۔"

میں نے گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "سر مجھے ڈرائیو کرنا ہے اور آپ سے کیا بتاؤں' وہ کہاں بیٹھتی ہیں اور کس طرح بیٹھتی ہیں ..... اس لئے۔۔۔۔۔"

وہ مسکرا دیئے۔ "کیا میں نہیں سمجھ سکتا جو پڑھانے کی کوشش کر رہے ہو ..... لیکن ...... کیا انہیں معلوم نہیں ہے تم کلاس ون کے 'پکنگ' ہو۔۔۔۔؟"

"معلوم ہے۔ لیکن یہ تو مجھے خود بھی معلوم نہیں میں کس کلاس میں آتا ہوں۔ سچ پوچھئے تو میں خود کو شرابی ہی نہیں سمجھتا۔"

وہ ہنس دیئے۔ "اچھا خیر پیو تو۔ شرابی کیپٹن دیش مکھ ہے جو انسان ہی اس وقت بنتا ہے جب نشے میں ہو۔" میں نے گلاس اٹھا کر منہ سے لگا لیا۔ خالی کر کے سگریٹ سلگایا۔ ایک پیگ اور پیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ "اب اجازت اور آشیرواد ڈیڈی۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "ذیلدار کو لیٹر لکھتے جاؤ۔"

"ذیلدار انگریزی بہت کم جانتا ہے سر' آپ مرہٹی میں لکھ دیں۔ اور اگر میں سات بجے تک واپس آگیا تو خود بھی چلا جاؤں گا۔"

بولے۔ "اچھا جاؤ خدا حافظ۔"

میں نے پیکارڈ کا فیول ٹینک فل کرایا اور پورچ میں لا کر سیڑھیوں سے لگا دی۔ یشودھرا ابھی نہیں آئی تھی اس لئے گاڑی سے نیچے اترا اور ڈسٹر نکال کر کھڑکیوں اور شیشوں پر پھرانے لگا۔ گیٹ حوالدار کیبن سے نکل کر باہر آیا اور سیلوٹ کر کے بولا۔ "صاحب بہادر یہ آپ کو نہیں سجتا۔ لاؤ میں صاف کر دیتا ہوں۔ آپ اوپر جا کر راجکماری جی کو لے آئیں۔"

میں نے ڈسٹر سیٹ کے نیچے رکھتے ہوئے کہا۔ "گاڑی صاف ہے حوالدار۔ ذرا شیشے پر پانی کے نشان نظر آ رہے تھے۔ تم مہربانی کر کے مہتا صاحب کو فون کر دو یشودھرا دیوی کی گاڑی آگئی ہے۔" وہ کیبن کی طرف چلنے ہی لگا تھا کہ لفٹ نیچے آئی اور سادھنا دیوی اور یشودھرا دیوی باہر آئیں۔ میں نے سیلوٹ کر کے پچھلا دروازہ کھولا اور وہ دونوں سوار ہو گئیں۔ گارڈ کی سلامی کے ساتھ میں نے وہیل سنبھالا اور گاڑی لے کر روانہ ہو گیا۔ ایسٹرن گیٹ سے نکلتے ہی یشودھرا اگلی سیٹ پر آگئی۔ میں نے گردن گھما کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ "دیدی رانی آپ کئی دن کے بعد نظر آئیں۔ کیا وجہ؟"

بولیں۔ "طبیعت خراب تھی۔ یشودھرا نے نہیں بتایا تمہیں؟"

میں نے یشودھرا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "نہیں دیدی۔"

"اگر کہتی بھی تو کیا کر لیتے۔" یشودھرا نے کہا۔

"دعا۔ پراتھنا۔" میں نے جواب دیا۔

انٹر سیکشن پر پہنچتے ہی میں نے گاڑی نیشنل گارڈن کی طرف موڑنی چاہی لیکن یشودھرا نے شہر کی طرف اسٹیئر کر دی۔ سادھنا ہنسنے لگیں۔ میں نے اسپیڈ بڑھا دی۔ حویلی قریب آتے ہی یشودھرا پچھلی سیٹ پر چلی گئی۔ گاڑی کو گیٹ پر روک کر میں نے ہارن بجاتے ہوئے پوچھا۔ "آپ کتنی دیر یہاں ٹھہریں گی۔ سادھنا دیدی؟"

بولیں۔ "تقریباً" گیارہ بجے تک ہم دونوں یہیں رہیں گے۔" پھاٹک کھل گیا۔ اور میں نے گاڑی کمپاؤنڈ میں لے کر سیڑھیوں کے قریب کھڑی کر دی سادھنا دیوی نے کہا۔ "یشودھرا شاپنگ کر کے کتنی دیر میں لوٹو گی؟" میں دروازہ کھول کر باہر نکلا اور پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "ایک ڈیڑھ گھنٹے میں۔" وہ مسکرا کر باہر نکلی۔ میں نے تیزی سے دروازہ بند کر کے سادھنا کو رخصتی سلام کیا اور گاڑی لے کر باہر نکل لیا۔ مین روڈ پر آتے ہی یشودھرا پھر اگلی سیٹ پر تھی۔ میں نے اس کو ایک ہاتھ سے گھسیٹ کر سینے سے لگا لیا۔ گاڑی پل پر پہنچ چکی تھی۔ میں نے امین پور روڈ کی طرف اسٹیئر کرتے ہوئے اسپیڈ بڑھائی

اور بڑھاتا چلا گیا۔ ڈیلائٹ کارنر تیزی سے پس منظر میں جانے لگا۔ اس نے استفہامیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے ایک ہاتھ سے اس کو گھسیٹتے ہوئے کہا۔ "آج آپ کو زندگی کے نئے زاویے دکھائے جائینگے پریتما۔"

"کوئی اور کارنر تاڑلیا ہے کیا؟" اس نے سادگی سے کہا۔

"نہیں۔ وہی کارنر' وہی ہم۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "زاویہ نہیں سمجھتیں کیا آپ؟"

"سوری ڈیئر۔ میں معمے حل نہیں کر سکتی۔"

"نہ کیجئے۔ جب آپ خود حل ہونے لگیں تو معمہ بھی حل ہو جائیگا۔"

"ڈیم اٹ۔"

"رائٹ۔ ابھی اندھیرا نہیں ہوا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "دراصل یہ کچھ پریکٹیکل قسم کی چیز ہے جو الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی۔"

وہ مسکرانے لگی۔ ریسٹ ہاؤس کی بلند سطح شروع ہوتے ہی میں نے گیئر بدلا اور پہاڑی جھاڑیوں کی آڑ میں پہنچ کر انجن بند کر دیا۔ چند منٹ بعد ہم چٹان پر بیٹھے ہوئے غروب آفتاب کا منظر دیکھ رہے تھے۔ ریسٹ ہاؤس کے سامنے دور دائیں پہلو میں پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا تھا اور بلندوبالا درختوں اور کرونڈے اور بیریوں کی جھاڑیوں کے درمیان سے سڑک گزرتی تھی۔ بائیں جانب سو سوا سو فٹ نیچے ندی بہتی تھی جس میں آجکل چار پانچ فٹ گہری پتلی سی دھار کے سوا کچھ تھا تو پتھر اور چٹانیں تھیں یا دونوں کناروں پر گھنا جنگل تھا۔ ندی پر پچاس ساٹھ فٹ اونچا پل بنا ہوا تھا۔ یہی وہ سڑک تھی جو بلرام پور ہوتی ہوئی چکر کاٹ کر پھر دلاس پر سے جا ملتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد سورج غروب ہو گیا۔ اور شفق کی سرخی پھیکی پڑنے لگی۔ یشودھرا دلاس پور کے حسین مناظر پر تبصرہ کر رہی تھی۔ وہ مجھ سے تین چار فٹ کے فاصلے پر کسی قدر بلندی پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کا رخ دلاس پور کی طرف تھا سڑک پر اندھیرا پھیلنے لگا تو وہ کسمسا کر اٹھی اور کہنے لگی۔ "چلو نعیم واپس چلیں۔"

میں اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ اس نے جھک کر میرا ہاتھ پکڑا اور اٹھانے لگی۔ میں نے ہنس کر اس کو گود میں گھسیٹتے ہوئے کہا۔ "میں یہاں موسم کا حال سننے کے لئے تو نہیں ایا یشو۔"

"مجھے معلوم ہے پریتم۔" اس نے کہا۔ پھر وہ ہنس کر میری بانہوں میں جھول گئی اور گھوم کر نیچے اترنے لگی۔ اسی وقت میری نظر پل کے آخری سرے پر پڑی۔ "یہ کون آ رہا ہے؟" میری زبان سے نکلا۔ یشودھرا نے پلٹ کر دیکھا شہر کی طرف سے ایک کار کی روشنی سڑک سے پل کی طرف بڑھتی چلی آ رہی تھی۔ مجھے خطرے کا احساس ہونے لگا۔ دیہات کی

طرف کار میں جانے والے عام کاروباری لوگوں کا یہ وقت نہ تھا۔ یشودھرا کے چہرے پر بھی تفکر کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ "کون ہو سکتا ہے نعیم؟" اس نے سوال کیا۔ آواز میں گھبراہٹ تھی۔

"آپ کار میں سوار ہو جائیں۔" میں نے کہا۔ "اور بلرام پور کی طرف چل دیں۔ میں یہیں ٹھہرتا ہوں۔ آپ تھوڑی دیر بعد واپس ہوں اگر کار نکل جاتی ہے تو میں نیچے کھڑا ہوا ملوں گا اور اگر یہ ہماری تلاش میں آئے ہیں تو میں جنگل کی طرف نکل جاؤں گا اور کسی نہ کسی طرح راج محل یا وقت ہوا تو چغتائی صاحب کی حویلی پہنچنے کی کوشش کروں گا۔"

اس نے اثبات میں گردن ہلائی اور تیزی سے نیچے اتر کے کار اسٹارٹ کر دی۔ شہر سے آنے والی گاڑی نصف پل عبور نہ کرنے پائی تھی کہ یشودھرا جھاڑیوں سے نکل کر میدان میں گاڑی لائی اور لائٹ آن کئے بغیر بلرام پور کی طرف چل دی میں چٹان کی آڑ سے گاڑی کو دیکھتا رہا۔ یہ کوئی باہر کی کنور میل شیورلے تھی جس میں ڈرائیور کے علاوہ چار آدمی خاکی وردیاں پہنے ہوئے سوار تھے۔ ہر اک کے کندھے سے ریوالور ہولسٹر لٹکا ہوا تھا۔ رائفل کسی کے پاس نہ تھی۔ میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ گاڑی چڑھائی سے گزر کر اوپر آئی اور ریسٹ ہاؤس کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ چاروں آدمی دروازے کھول کر نیچے اترے ایک نے ٹارچ جلا کر چاروں طرف گھما کر دیکھا۔ "یہاں تو کوئی گاڑی نہیں ہے صاحب۔" ٹارچ والے جوان نے مرہٹی میں کہا۔ صاحب نے (جو کوئی بھی وہ تھا) سگریٹ نکال کر سلگایا اور کش لیتے ہوئے کہا۔ "ریسٹ ہاؤس کے پیچھے دیکھو۔" دو جوان چل دیے۔ تھوڑی دیر بعد واپس آکر ایک نے کہا۔ "وہاں بھی نہیں۔" اس نے ٹارچ اپنے ہاتھ میں لی اور چاروں طرف روشنی ڈال کر دیکھتا رہا۔ اور نفی میں سر ہلا کر بولا۔ "اونہوں۔!"

"اطلاع تو یہ تھی کہ ایک گاڑی امین پور روڈ پر جاتی ہوئی دیکھی گی ہے۔ آگے چلیں صاحب؟"

"کدھر چلیں؟" صاحب پکارے جانے والے نے کہا۔ "امین پور یا بلرام پور؟"

"جدھر آپ کہیں صاحب۔ ان چٹانوں پر چڑھ کر دیکھیں؟"

وہ ہنس دیا۔ "بے وقوف کہیں کا۔ کار یہاں نہیں ہے تو چٹانوں پر کون ہو گا۔ آؤ امین پور کی طرف دیکھتے ہیں۔" چاروں کار میں سوار ہو گئے۔ ڈرائیور نے گاڑی بیک کی اور سڑک پر ڈال کر گیئر بدلا! تھوڑی دیر میں ماحول پر خاموشی طاری ہو گئی۔ میں گاڑی کو دور تک جاتے دیکھتا رہا اور جب انٹر سیکشن پر امین پور کی طرف ٹرن لیتے ہوئے دیکھا تو آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا۔ ہر آہٹ پر میرا ہاتھ پستول پر پہنچتا رہا۔ لیکن نکلنے کی نوبت نہ آئی۔ دس منٹ اسی بے چینی کے عالم میں گزرے ہوں گے کہ درختوں کی آڑ سے ایک کار کے ہیڈ لیمپ کی روشنی سڑک پر پڑی۔ میں پھر ایک چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔ یہ یشودھرا کی

پیکارڈ تھی جو ریسٹ ہاؤس کے سامنے پہنچ کر رکی اور میں تیزی سے نیچے اتر کے اس کی طرف لپکا۔ یشودھرا نے دروازہ کھولا۔ میں نے وہیل سنبھالا اور دروازہ بند کر کے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ پل عبور کرنے کے بعد پیچھے کی طرف دیکھا۔ شیورلے کا کہیں پتہ نہ تھا۔ "ایک بار پھر بچ گئے' یشو" میں نے کہا۔

"کون تھا نعیم۔؟ میں نے گاڑی امین پور کی طرف جاتی ہوئی دیکھی لیکن فاصلہ اتنا تھا کہ پہچان نہ سکی۔" یشودھرا نے کہا۔

"چار پانچ فوجی تھے' لیکن بھیجنے والا کون ہے یہ معلوم نہیں۔" میں نے کہا۔ "وہ خاموش ہو گئی۔ دس منٹ بعد ہم چغتائی صاحب کی حویلی پہنچ گئے اور سوا نو بج رہے تھے کہ راج محل میں داخل ہو گئے۔ یشودھرا نے سادھنا سے اس واقعے کا کوئی ذکر نہ کیا۔

میں دونوں کو اوپر پہنچا کر واپس ہوا تو بھاسکر گلابو' تابو اور ان کے تین سازندوں کو لے کر آ چکا تھا۔ انہیں ایک خالی بنگلے میں ٹھہرایا گیا تھا۔ میں کیپٹن کے بنگلے پہنچا تو وہاں اس وقت اعلیٰ فوجی افسروں کا ہجوم تھا۔ میجر برنی بھی موجود تھے اور کوئی سیٹ خالی نہ تھی۔ میں نے کیپٹن کو سیلیوٹ کیا۔ انہوں نے اٹھ کر تمام افسروں سے میرا تعارف کرایا۔ رات کے دس بجے سے صبح کے پانچ بجے تک ناچ اور گانا ہوتا رہا۔ ان دو گمنام اور بے حیثیت سے پاتروں نے سننے والوں کو مسحور کر دیا۔ تمام رات روپے کی بارش ہوتی رہی اور صبح کو جس وقت قیام گاہ کی طرف جانے لگیں تو لوگوں کے جوم سے نکالنے کے لئے کیپٹن اور میجر برنی کو ان کے ساتھ جانا پڑا۔ تمام دن سونے کے بعد سہ پہر کو کیپٹن نے دونوں کو راج محل کی پہلی دوسری اور تیسری منزل کے ان تمام کمروں کی سیر کرائی جو اس قسم کے سازو سامان سے آراستہ تھے جو کسی عجائب خانے میں ہی پایا جاتا ہے اور سیاحوں اور پبلک کو دکھائے جانے کے لئے مخصوص تھے۔ شام کو گانے والیوں کو مزید انعام دے کر رخصت کر دیا گیا اور بھاسکر ان کو کار میں بٹھا کر دھاروہیڑہ چھوڑ آیا۔ میں اس تمام فنکشن کے دوران نہایت محتاط رہا۔ اور ان دونوں بہنوں سے مختصر سی رسمی بات چیت کے سوا کسی قسم کا تعلق ظاہر نہ ہونے دیا۔ لیکن اس کے باوجود کیپٹن کی طرف سے پارسائی کے بجائے اچھی ایکٹنگ کا سرٹیفکیٹ ملا۔ شام کا کھانا کھانے کے بعد میں نے چند پیگ چڑھائے اور واسو کو کسی بھی حالت میں نہ جگانے کی تاکید کر کے بستر پر دراز ہو گیا۔

دوسرے دن میں کھانا کھا کر آٹھ بجے کیپٹن کے بنگلے پہنچا تو میجر برنی اور کیپٹن ٹھاکر ان کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔ کیپٹن ٹھاکر بلارم کے رہنے والے تھے اور ان پاشا ٹائپ مونچھوں کی وجہ سے ہر جگہ پہچانے جاتے تھے۔ مجھ سے واقف تھے۔ چند روز پہلے ٹی پارٹی اور گانے کی محفل میں بھی ملاقات ہو چکی تھی۔ بیٹھتے ہی میجر برنی نے کہا۔ "ٹائیگر ختم ہو گئی۔ کیا جتنیں؟"

"یہ تو اچھی خبر نہیں سر۔" میں نے کہا۔

ٹھاکر نے کیپٹن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میرے بنگلے چلئے۔" پھر میری طرف مخاطب ہوتے ہوئے بولے۔ "کتنی پی سکتے ہو ٹائیگر؟"

کیپٹن نے ہنس کر کہا۔ "یہ نہ پوچھئے میرے اردلی کو بھیج کر اپنا تمام اسٹاک منگا لیجئے اور دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام کر شیرں کا پینا دیکھئے۔" ٹھاکر نے ہنس کر جیب سے پین نکالا اور پرچا لکھ کر ریب کو دے دیا۔ "تین بوتلیں ہیں کیپٹن۔ میں ان کو ختم ہوتے دیکھنا چاہتا ہوں۔ پھر چاہے پہلی تاریخ تک بوند بوند کو ترسنا پڑے۔"

"ساڑھے گیارہ بجے ایک قطرہ نہ رہے۔" کیپٹن نے کہا۔

میجر برنی نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ "تین بوتلیں۔ تین گھنٹے' تین پینے والے ......"

ٹھاکر نے ہنس کر کہا۔ "چوتھا میں نہیں ہوں کیا؟"

"آپ ابھی سے ترسنے کی پریکٹس کیجئے کیپٹن۔" میجر برنی نے کہا۔ "ساقی اکثر محروم ہی رہا کرتا ہے۔"

کیپٹن نے ہنس کر کہا۔ "نہیں میجر صاحب ہم بخیل ملا نہیں ہیں کہ ساقی کو جنت کے وعدے پر ٹرخا کر پس پر وہ اپنا حوض بھرنا شروع کر دیں۔ ٹھاکر ہمارے شریک طعام اور شریک کلام ہیں تو شریک جام بھی رہیں گے۔"

"ویسے آپ پریشان نہ ہوں۔ اگلے ہفتے وسکی کی بارش ہونے والی ہے۔"

"کیوں۔۔؟"

"گورنر آ رہا ہے۔"

"اوہ۔ باڈی گارڈز کے مزے آ گئے کیپٹن۔ ہم سوکھے رہ گئے۔" میجر نے کہا۔ "کتنے دن کا پروگرام ہے؟"

"خدا بہتر جانتا ہے۔" کیپٹن نے کہا۔ "آ رہے ہیں تو تمام تقریبات پوری کر کے جائینگے۔"

"ہائے راما۔!" ٹھاکر نے کہا۔ "تو نے ٹھاکر کو کیپٹن بنایا اور شاید میجر یا کرنل بھی بنا دے گا۔ لیکن اگر چھ سات انچ زیادہ قد بھی دے دیتا تو آج باڈی گارڈز میں ہوتا اور ڈنر' ڈانس' وسکی' شکار' اسپورٹس اور سیر و تفریح میں انگریزوں کے دوش بدوش نہ ہوتا۔ کیا ذرا سی بات پر مار کھائی ہے کیپٹن۔" کیپٹن نے قہقہہ لگایا۔ میجر نے کہا۔ "گلاس بھر کے غٹ غٹاؤ ٹھاکر اور عورتوں کی طرح کڑھنے کے بجائے گانا سناؤ۔" ٹھاکر نے گلاس میں انڈیل کر بوتل میری طرف سرکائی اور گنگنانا شروع کر دیا۔ "کیا کارن ہے اب رونے کا' کالی رات ہوئی اجیالی۔"

میجر نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "ڈیم اٹ۔ کس قدر بے سرے آدمی ہو ٹھاکر۔ دیکھو ایسے

گاتے ہیں۔" انہوں نے غزل شروع کر دی۔ میں نے اپنے اور کیپٹن کے گلاسوں میں انڈیل کر پینی شروع کر دی۔ دو تین گھونٹوں میں خالی کر کے پھر بھرتے ہوئے کہا۔ "آپ بہت اچھا گاتے ہیں سر۔"

کیپٹن نے کہا۔ "ہاں میرا بھی یہی خیال ہے ..... لیکن ایک خیال اور بھی ہے۔"

"کیا سر---؟" میں نے ان کے گلاس میں بھی انڈیلی۔

"اگر ایک ڈیڑھ گھنٹہ اسی غزل پر ریاض کرتے رہیں۔ تو نہ جانے کیا قیامت ڈھائیں۔" انہوں نے ایک آنکھ بند کرتے ہوئے کہا۔ میجر نے قہقہہ لگا کر گلاس آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "وسکی ختم کر کے ریاض کروں گا کیپٹن۔ شکار پوری میں بھی نہیں ہوں۔"

"ایزیو پلیز سر۔" ٹھاکر نے ان کے گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا "ویسے اصولاً" آپ جیسے خوش گلو آدمی کو شراب سے پرہیز کرنا چاہئے۔"

"بجا ہے۔" میجر نے کہا۔ "اصولاً" تو مجھے فوج سے بھی استعفیٰ دے دینا چاہئے تاکہ سڑک کے کنارے بیٹھ کر ریاض کرنے کے سوا کوئی جھمیلا نہ رہے۔" کیپٹن نے گلاس رکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر انہوں نے اپنی پیٹنٹ غزل' نکتہ چیں ہے غم دل ......" شروع کر دی۔ بارہ بجے کے قریب شعرو شراب ایک ساتھ ختم ہو گئے۔

دو روز بعد شہر کی تزئین و آرائش کا سلسلہ شروع ہوا۔ سڑکوں کی مرمت ہونے لگی۔ جگہ جگہ دروازے بنائے گئے۔ راج محل کو جھنڈیوں اور رنگین قمقموں سے آراستہ کیا گیا۔ کیمپ میں بھی وسیع پیمانے پر تیاریاں ہونے لگیں۔ گورنر کی آمد سے ایک روز قبل ریزیڈنٹ نے راج محل اور ہزہائی نس نے برٹش کیمپ میں چائے پی اور انتظام سے متعلق صلاح مشورے کئے۔ ان تمام سرگرمیوں کے دوران میں حسب معمول راج محل میں ڈیوٹی دیتا رہا۔ حتیٰ کہ ہزہائی نس کے ساتھ کیمپ جانے والوں میں بھی کیپٹن بھاسکر وجے سنگھ بنارس خان وغیرہ تھے۔ مجھے شامل نہیں کیا گیا۔ میں نے کیپٹن سے اپنے اس طرح نظر انداز کئے جانے کی شکایت کی تو انہوں نے کہا کہ پروگرام اے ڈی کانگ نے مرتب کیا تھا۔ میں خاموش ہو گیا۔ بہرکیف گھاٹے میں نہ تھا۔ تمام بڑے افسروں اور ہزہائی نس کی مصروفیت سے درباری پابندیاں نرم پڑ گئی تھیں اور میرے مشاغل کا میدان وسیع ہو گیا تھا۔ ممتا صاحب کو چکمہ دے کر کیبن سے آدھا آدھا گھنٹہ غائب ہو جاتا۔ نرملا سے تجدید مراسم کی۔ ساوتری کے ساتھ چائے پی۔ ایک مرتبہ یشودھرا کے ساتھ کھانا کھایا جس کا اہتمام سادھنا دیوی نے کیا۔ ہزہائی نس ہر مسئلے میں طلب کرتیں۔ غرض راج محل میں بالواسطہ میری اہمیت بڑھتی جا رہی تھی۔ پھر بھی راج محل کی چار دیواری اور ماحول کی یکسانیت سے تھکن محسوس کر رہا تھا۔ آخر جس روز صبح کو گورنر کی اسپیشل بمبئی سے آنے والی تھی' شام کو ڈیوٹی

سے آف ہونے کے بعد میں بھاسکر کے پاس پہنچا اور اس کو چند گھنٹے کے لئے شہر سے کسی دوست کی کار لانے کو کہا۔ وہ میرا مقصد سمجھ کر بولا۔ "سر آج تو یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ نہ معلوم ہزہائی نس کس وقت آپ کو طلب کر لیں۔"

"دیکھا جائیگا۔" میں نے دس روپے کا نوٹ اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "میں کیپٹن صاحب سے شہر جانے کی اجازت لے لیتا ہوں۔" وہ "بہتر ہے" کہہ کر خاموش ہو گیا۔ میں کیپٹن کے بنگلے کی طرف چل دیا۔

ڈرائنگ روم میں سارجنٹ آئزیک درباری لباس پہنے کھڑا تھا اور کیپٹن ہاتھ میں وسکی کا گلاس لئے ہوئے مختلف زاویوں سے اس کا معائنہ کر رہے تھے۔ سیلیوٹ کرتے ہی میری طرف دیکھ کر بولے۔ "ٹائیگر میں تمہارا انتظار کر رہا تھا۔" میں نے کہا۔ "حکم جناب" میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "یہ نیا سوٹ سل کر آیا ہے' ذرا پہن کر دکھاؤ۔" میں نے آگے بڑھ کر پیکٹ اٹھایا اور بیڈ روم کی طرف چل دیا۔ کیپٹن کرسی پر بیٹھ کر پینے لگے۔ میں نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر یونیفارم پہنا اور ٹپ ٹاپ ہو کر ڈرائنگ روم میں آیا۔ کیپٹن گلاس رکھ کر اٹھے۔ میں نے پھر سیلیوٹ کیا۔ انہوں نے قریب آ کر سر تا پا میرا جائزہ لیا۔ آئزیک کو برابر میں کھڑا کر کے دونوں پر ایک نظر ڈالی اور مسکرا کے بولے "گورنر کے باڈی گارڈز میں شاید ہی ایسی جوڑی نکل سکے۔"

آئزیک نے کہا۔ "سر کوئی نہیں ہے۔ ٹائیگر جیسے۔" مجھے اس کے ریمارک پر ہنسی آ گئی او میں نے منہ پھیر لیا۔ اسکے اس جملے میں منافقت جھلک رہی تھی۔ انگلش اسپیکنگ اور مجھ سے پانچ سال سینیئر ہونے کے باعث اس کو میرا اتنے کم عرصے میں سارجنٹ میجر ہو جانا ناگوار تھا۔ جس کا اظہار وہ کئی مرتبہ جونیئر آفیسرز میس میں کر چکا تھا۔ کیپٹن نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ "تم دونوں دوسرا حکم ملنے تک' جو کسی بھی وقت مل سکتا ہے۔ اپنا بنگلہ چھوڑ کر کہیں نہ جاؤ گے۔"

میں نے چونک کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "سر کیا ڈیوٹی پر بھی نہیں؟"

"اگر اس سے پہلے کوئی حکم نہ ملے تو دس بجے میرے پاس پہنچ جانا میں یہیں ہوں گا۔"

"تھینک یو سر۔" کہہ کر ہم نے سلام کیا اور رخصت ہو کر اپنے اپنے بنگلے کو چل دیے۔ مجھے بیش قیمت یونیفارم ملنے کی خوشی سے زیادہ اپنے پروگرام کے تلپٹ ہو جانے کا افسوس تھا۔

صبح دس بجے جس وقت ہزہائی نس' بنارس خاں اور بھاسکر کو داہنے بائیں لئے ہوئے اے ڈی کانگ سے باتیں کرتے ہوئے ہال سے برآمد ہوئے میں کیبن کے قریب دروازے کے سامنے کھڑا ہو کر کڑھ رہا تھا۔ ہزہائی نس سلامی لیتے ہوئے لفٹ کی طرف چلے گئے۔ انہوں

نے میری طرف ایک نظر دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔ مجھے اپنی محرومی بری طرح کھلنے لگی۔ سارجنٹ آئزک بھی میری طرح ناردرن گیٹ پر ٹنگا ہوا تھا۔

تقریباً" نصف گھنٹے راج محل کے سامنے فوج اور رسالے کی سرگرمیاں رہیں اس کے بعد مہاراجہ کی سواری باہر نکلتے ہی خاموشی طاری ہو گئی۔ گیارہ بجے کے بعد چوتھی منزل پر "میلا راج" قائم ہو گیا۔ راجکماریوں ان کی سہیلیوں اور داسیوں کی آمدورفت کا سلسلہ جاری تھا اور اس طرح ہجوم در ہجوم نظر اٹھا کر دیکھنے کی گنجائش نہ تھی۔ صرف سونگھ کر محسوس کیا جا سکتا تھا کہ رنگ و نکہت کا ایک دو رویہ سیلاب رواں دواں ہے۔ یورش ہرہائی نس کے ڈرائنگ روم پر تھی جو اس وقت تنہا تھیں۔ ممکن ہے انہوں نے ایک دو راجکماریوں کو طلب کیا ہو۔ لیکن یہاں پوری رجمنٹ حرکت میں آگئی تھی۔ کچھ جانے پہچانے چہرے بھی گزر رہے تھے۔ لیکن نہ انہیں ہم کو پہچاننے کی مجال تھی نہ ہمیں ان کی تاب جمال۔

دوپہر کو دو بجے کیپٹن نے شام کو سات بجے پھر ڈیوٹی پر آنے کا حکم دے کر ریلیو کر دیا۔ اس وقت یہاں صورتحال بدل چکی تھی۔ راج محل نے یکسر مردانہ جون بدل لی تھی۔ راجکماریوں کے بجائے اب کاریڈور میں راجکماروں اور درباریوں کی صورتیں نظر آنے لگی تھیں۔ میں کھانا کھا چکا تھا۔ آف ہوتے ہی کپڑے تبدیل کر کے گورنر کے استقبال کی روداد بیان کر رہے تھے۔ میں ے دونوں کو سلام کر کے ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور ان کی باتیں سننے لگا۔ آج شام کو گورنر ڈنر پر یہاں آ رہے ہیں اورمودی صاحب اور ان کا سٹاف کی مصروفیات کا یہ عالم تھا کہ انہیں ہرہائی نس سے بات کرنے کی بھی فرصت نہ تھی۔ باتیں کرتے کرتے میری طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ "شام کو تمہاری شکایت رفع ہو جائے گی۔"

میں نے کہا۔ "مجھے کوئی شکایت تو نہیں ہے سر۔ گورنر صاحب کو دیکھنا چاہتا تھا سو کسی نہ کسی وقت موقع مل ہی جائیگا۔"

وہ ہنس دیئے۔ "نہیں میں دیکھ رہا ہوں تم نے اور آئزک نے اس وقت نظرانداز کئے جانے کو بری طرح محسوس کیا ہے۔ اور یہ قدرتی ہے۔ نئے سوٹ دیئے جانے پر خود میرا خیال یہی تھا کہ وہ ہمیں پیش پیش رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ نہ معلوم کیوں؟"

"آپ کی اور بات ہے سر۔" میں نے کہا۔ "آپ ہرہائی نس کے دست راست ہیں۔ ہمیں اس انداز میں سوچنے کا حق ہیں۔"

"تم بہت مہذب آدمی ہو۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ میں نے "تھینک یو سر" کہہ کر بات ختم کر دی۔

گارڈ آف آنر وغیرہ کی رسمی کارروائیوں سے گزرنے کے بعد دیوان ہال میں داخل ہوتے وقت دروازے پر میں نے اور آئزک نے ہرہائی نس اور گورنر کو تلوار سے سلامی دی۔ وہ اس وقت مہاراجہ سے گفتگو کرتے ہوئے جا رہے تھے اور اس قدر منہمک تھے کہ بغیر دیکھے ہاتھ اٹھا کر جواب دیتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ ان کے عقب میں ہرایکسی لنسی اور مہارانی باتیں کرتی ہوئی جا رہی تھیں اور پھر گورنر کے باڈی گارڈز ریزیڈنٹ ان کی لیڈی اور فوجی افسروں کا ہجوم تھا۔ کرنل سوڈھی نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور اندر داخل ہو گئے۔

نو بجے کھانا شروع ہونے سے پہلے کیپٹن دلیش مکھ دروازے پر آئے۔ ان کے ساتھ بھاسکر اور بنارس خان تھے۔ جن کو علی الترتیب زینے پر اور دروازے کے سامنے تعینات کر کے کسی مہمان کو اندر نہ آنے دینے کی تاکید کر کے گراؤنڈ فلور گارڈ کو بھی فون پر ہی حکم دیا اور ہمیں لے کر اندر داخل ہوئے۔ یہاں ہال کے دونوں سروں پر پچاس پچاس کرسیوں کی دو دو قطاریں تھیں۔ درمیان کا حصہ خالی تھا۔ میزوں پر کھانے چنے جا چکے تھے۔ دروازے سے بائیں جانب کرسیوں پر گورنر' ان کی لیڈی' ریزیڈنٹ کی لیڈی' ریزیڈنٹ اور اعلیٰ فوجی حکام تھے۔ ان کے سامنے والی نشستوں پر ہرہائی نس' مہارانی' چند راجکماریاں اور راجکمار دوسرے پہلو میں وزیر اعظم ایڈی کانگ اور چند زعمائے شہر تھے۔ گورنر اور ریزیڈنٹ کے عقب میں ان کے دو انگریز باڈی گارڈ اور سیکرٹری وغیرہ تھے۔ ان سب کا رخ دروازے کی طرف تھا۔ کھانا شروع ہونے تک کیپٹن نے ہمیں چند ضروری ہدایات دیں۔ مثلاً" کھانے کے دوران کسی کو سلام نہیں کیا جاتا۔ ہرہائی نس کے سوا کسی مہمان کے حکم کا نوٹس نہیں لیا جاتا۔ خواہ وہ گورنر یا ان کی لیڈی ہی کیوں نہ ہوں وغیرہ وغیرہ۔ ہم آڑ میں کھڑے ہوئے ان کی باتیں سنتے رہے۔ تھوڑی دیر میں کھانا شروع ہو گیا۔ کیپٹن نے ہمیں اشارہ کیا اور ہم آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر ہرہائی نس کی کرسی کے قریب پہنچ گئے۔ سب کھانے میں مشغول تھے۔ جاز کی ہلکی موسیقی اور جھاڑ فانوسوں سے چھن چھن کر آنے والی نرم روشنی ایک سرور افزا خوابناک ماحول پیدا کر رہی تھی۔

کھانا کھاتے کھاتے گورنر یا ہرہائی نس کی طرف سے کوئی لطیفہ ہو جاتا تو قریبی کرسیوں پر بیٹھی ہوئی خواتین کے نقرئی قہقہے فضا میں گونج اٹھتے اور سب ان کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ ان کے لطیفوں سے پوری طرح محفوظ ہونے کے لئے میں کھسک کر ذرا اور قریب پہنچ گیا۔ گورنر نے گلاس ہونٹوں کو لگاتے لگاتے گردن اٹھا کر مہارانی کے پیچھے کھڑے ہوئے آئزک کی طرف دیکھا۔ اس کا قدوقامت اور یونیفارم دیکھ کر مسکرایا۔ ایک گھونٹ لے کر اس کی نظروں کا زاویہ بدلا وہ ہرہائی نس سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ میرے چہرے پر نظر پڑی۔ بولتے بولتے رک کر غور سے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر حیرت و استعجاب کے نقوش

ابھرے اور گلاس ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے رہ گیا۔ میں نے جھینپ کر نظریں جھکالیں۔ ہزہائی نس نے چونک کر کہا۔ "اوہ! یورایکسی لنسی۔" گورنر نے مسکرا کر "سوری" کہا اور گلاس ہاتھ سے رکھ کر نیپکن کی طرف دیکھنے لگا۔ شراب چھلک گئی تھی اور چند قطرے اسٹیک کی پلیٹ پر نظر آرہے تھے۔ ایک بیرے نے بڑھ کر پلیٹ تبدیل کر دی۔ ہزہائی نس نے گردن گھما کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ ان کے ساتھ کئی نظریں میرے چہرے پر مرکوز ہو گئیں۔ میں گھبرا کر آئزیک کی طرف دیکھنے لگا۔ تمام چلتے چلتے رک گئے اور ماحول میں تعطل سا پیدا ہو گیا۔ چند لمحے بعد پھر چچوں اور کانٹوں کے پلیٹوں سے ٹکرانے کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اور وقت آہستہ آہستہ رینگتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ چند لقمے لینے کے بعد گورنر نے سیکرٹری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہمم-----!"

سیکرٹری نے آہستہ سے کہا۔ "یس یورایکسی لینسی۔ حیرت ناک بات ہے۔"

گورنر نے ہنس کر بات اڑاتے ہوئے کہا۔ "نہیں یورہائی نس۔" مہاراجہ نے معنی خیز نظروں سے لیڈی کانگ کی طرف دیکھا اور مسکرا دیئے۔

رات کے ساڑھے گیارہ بجے مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد ہم ہزہائی نس کو سلام کر کے ڈیوٹی سے آف ہونے لگے تو انہوں نے کیپٹن سے کہا۔

"تم نے دیکھا پشونت ...... اس لئے ہم آئزیک اور نعیم کو انگریز حکمرانوں کے سامنے لانے سے گریز کرتے ہیں۔"

کیپٹن نے کہا۔ "بجا ہے یورہائی نس۔ آپ کے باڈی گارڈز گورنر کے باڈی گارڈز سے کہیں بہتر نظر آرہے تھے۔"

ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "اس کے علاوہ شاید کچھ اور بھی ہے۔"

کیپٹن نے کہا۔ "ممکن ہے یورہائی نس۔"

"بحیثیت مجموعی انتظام بہت اچھا رہا۔ گورنر کے رویے سے ظاہر ہوتا تھا وہ بہت متاثر ہوا ہے۔" انہوں نے بیڈ روم کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ کیپٹن نے رخصتی سلام کیا۔ ہزہائی نس کا خوشگوار موڈ دیکھ کر میری جان میں جان آئی۔

زینہ اترتے ہوئے آئزیک نے کہا۔ "سارجنٹ میجر آپ کی زندگی میں تبدیلی آنے والی ہے لیکن میں مبارکباد نہیں دوں گا۔"

میں نے اس کے لہجے کی تلخی محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "میں کسی کی مبارکباد کا انتظار کئے بغیر آگے بڑھنا جانتا ہوں سارجنٹ۔"

کیپٹن نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا اور آنکھ سے اشارہ کیا۔ میں خاموش ہو گیا۔ پورچ سے باہر نکلتے ہی آئزیک نے کہا۔ "نہیں کیپٹن، شیر اس وقت تک شیر ہی رہے گا جب تک کہ ببر شیر سامنے نہ آجائے۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "اور شاید وہ ببر شیر تم ہو ...... میں چاہتا ہوں تم اپنا ببر شیر ہونا ثابت کرو۔ سارجنٹ۔"

کیپٹن نے ہم دونوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اب اگر کسی نے ایک لفظ زبان سے نکالا تو میں اسے ڈسپلن کی خلاف ورزی سمجھوں گا۔" آئزیک نے سیلیوٹ کیا اور اپنے بنگلے کی طرف چل دیا۔

تین روز گورنر کے اعزاز میں دعوتوں ضیافتوں اور سیروشکار کا سلسلہ جاری رہا۔ دو مرتبہ گورنر نے بھی برٹس کیمپ میں مہاراجہ کو ڈنر دیا۔ اب ہر تقریب میں اور ہر مقام پر میں اور آئزیک ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ کیپٹن کے سوا ہم نے کسی پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ ہمارے درمیان بول چال نہیں ہے۔ چوتھے روز جبکہ گورنر "خراج عقیدت" قبول فرما کر شام کو آٹھ بجے بمبئی واپس جانے والے تھے۔ سہ پہر کو تین بجے کے قریب کرنل سوڈھی نے کیپٹن کو ٹیلیفون کر کے مجھے کیمپ بلایا۔ میں نے کپڑے تبدیل کئے اور کیپٹن کی کار لے کر کیمپ کی طرف روانہ ہو گیا۔ کرنل کے بنگلے کے سامنے گاڑی کھڑی کی اور دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ کرنل کی بیٹھک کا بیرونی دروازہ کھلا ہوا تھا۔ ہارن کی آواز سنتے ہی وہ باہر نکلے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے مسکرا کر میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا۔ مزاج پرسی کی اور اندر لے جا کر صوفے پر بٹھایا۔ میں نے اقبال سنگھ کے خط پتر کے متعلق پوچھا تو میرے برابر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "شاید اگلے مہینے دو چار دن کے لئے یہاں آئے تجھے خط نہیں لکھتا کیا؟" میں نے کہا۔ "کبھی کبھی لکھتا ہے۔" وہ اس وقت فل یونیفارم میں تھے۔ ادھر ادھر کی چند باتیں کر کے میں نے کہا۔ "چاچا جی آج کیسے یاد فرمایا؟"

مسکرا کر بولے "تجھے گورنر کے ساتھ چائے پلانی ہے۔" میں ہنس دیا۔ وہ ٹیلیفون کا ریسیور اٹھاتے ہوئے بولے۔ "یقین نہیں کیا۔" میں جواب دینے کے بجائے ان کا منہ تکنے لگا۔ انہوں نے ڈائل پر دو نمبر گھمائے اور ماؤتھ پیس میں بولے۔ "سر چائے کا وقت ہو گیا۔" ایک سیکنڈ کا وقفہ دے کر کہا۔ "حاضر ہوتا ہوں سر۔" ریسیور رکھ کر اٹھتے ہوئے بولے۔ "چلو نعیم۔"

میرے ذہن میں پہلے ڈنر پر گزرے ہوئے واقعات گھومنے لگے۔ اب کرنل کے بلانے کا مقصد میری سمجھ میں آیا۔ لیکن بعد از وقت میں نے مصلحت آمیز رویہ اختیار کیا اور شکریہ ادا کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔ دروازے سے نکلتے ہوئے میں نے سادگی سے کہا۔ "چاچا جی آپ نے میری عزت افزائی کی۔" مسکرا کر بولے۔ "تو میرا بچہ نہیں ہے کیا پاگل۔ گورنر صاحب تجھے پسند کرتے ہیں۔ اگر کسی کام کو کہیں تو انکار نہ کرنا۔" ریزیڈنٹ کے ڈرائنگ روم میں گورنر، ان کی لیڈی، ریزیڈنٹ کی لیڈی اور ریزیڈنٹ بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے اندر داخل ہو کر سلام کیا۔ گورنر اور ریزیڈنٹ نے بیٹھے بیٹھے مسکرا کر مصافحہ کیا اور

سامنے والے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں شکریہ ادا کر کے بیٹھ گیا۔ کرنل اسی طرح کھڑے رہے۔

گورنر نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "تمہارا نام نعیم ملک ہے؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یس یورایکسی لینسی۔"

ریزیڈنٹ نے کہا۔ "یورایکسی لینسی اس کا تعلق پنجاب سے ہے اور اس کا خاندان تاج برطانیہ سے وفادار ہے۔"

گورنر نے کہا۔ "گڈ ..... آئی لائک ہم۔" ریزیڈنٹ نے میری طرف دیکھا۔ میں نے گورنر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یہ آپ کی ذرہ نوازی ہے یورایکسی لینسی۔"

گورنر نے کرنل کی طرف دیکھ کر کہا۔ "بیٹھ جاؤ کرنل۔" کرنل شکریہ ادا کر کے بیٹھ گئے۔ ریزیڈنٹ نے اپنے اردلی کو چائے لانے کا اشارہ کیا اور گورنر سے باتیں کرنے لگے۔ چائے کے دوران بھی وہ آپس میں باتیں کرتے رہے ہنستے مسکراتے رہے۔ میں "تاج برطانیہ سے وفادار خاندان" کے مفہوم پر غور کرتا رہا۔ چائے ختم ہوتے ہی دونوں لیڈیاں ایک ایک کر کے اندر چلی گئیں۔ ریزیڈنٹ نے کرنل کی طرف دیکھا اور وہ بھی کھسک گئے۔ ریزیڈنٹ نے سگریٹ کا ٹن میری طرف سرکاتے ہوئے کہا۔ "اسموک ینگ مین۔" میں نے شکریہ ادا کر کے سگریٹ سلگایا اور پینے لگا۔ گورنر نے پائپ کا کش لے کر دھواں چھوڑتے ہوئے کہا۔ "کیا تم یہاں۔ میرا مطلب ہے ہزہائی نس کی سروس میں بالکل مطمئن ہو نعیم---؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میں بہت مطمئن ہوں یورایکسی لینسی۔"

ریزیڈنٹ نے ہنس کر کہا۔ "نہیں ہونا چاہئے۔ تمہیں خود بھی معلوم نہیں تمہیں قدرت نے بڑے بڑے کاموں کے لئے بنایا ہے۔ یہ محدود وسائل رکھنے والی ریاست تمہارا میدان نہیں ہے نعیم۔ تمہیں اپنے بزرگوں کی طرح برٹش کراؤن کی خدمت کرنی چاہئے۔ جہاں تمہارے لئے ترقی کے لامحدود امکانات ہیں۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یہ آپ میری عزت افزائی کر رہے ہیں سر" لیکن میں میٹرک کلیر نہیں کر سکا..... اس لئے کسی بڑی پوسٹ کے لئے تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ ہزہائی نس نے جس طرح مجھے نوازا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے جس کا میں مستحق ہوں۔"

"تعلیم کوئی رکاوٹ نہیں ہے نعیم۔" ریزیڈنٹ نے کہا۔ "ہزایکسی لینسی تمہیں پسند کرتے ہیں ...... اور کسی مشن پر بھیجنا چاہتے ہیں۔ اگر تم اس میں کامیاب ہو گئے تو ممکن ہے بہت بڑی شخصیت بن جاؤ۔ ہم اس کے متعلق کوئی وعدہ نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ وعدہ کر سکتے ہیں کہ ناکام یا ناپسند ہو کر بھی لوٹے تو تمہیں سیکنڈ لیفٹنٹ کی حیثیت سے فوج میں لے

ہو جائیگا۔ بولو کیا کہتے ہو؟" میں نے اپنے گرد ایک آہنی شکنجے کا حلقہ تنگ ہوتا محسوس کیا۔ "عزت افزائی اور فیاضانہ پیشکش کا شکریہ ادا کرتے ہوئے گورنر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "یورایکسی لنسی' میرا جسم' میری روح' میرا گوشت آپ کی ملکیت ہے۔ لیکن میں ہزہائی نس سے تادم مرگ وفاداری اور خدمت کا حلف اٹھا چکا ہوں۔ اس لئے۔" میں موزوں الفاظ تلاش کرنے کے لئے رکا۔ صاف انکار مجھے مناسب معلوم نہیں ہوا۔ گورنر نے میری ہچکچاہٹ محسوس کر کے کہا۔ "تم استعفیٰ دے کر ذمہ داری سے بری ہو سکتے ہو۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یورایکسی لینسی آپ کی سرپرستی کے بغیر یہ ممکن نہیں۔ ہزہائی نس آپ کے اشارے پر مجھے فارغ کر سکتے ہیں۔" یہ الفاظ میں کہنے کو تو کہہ گیا لیکن اس تصور سے کانپ اٹھا کہ اگر یہ تیار ہو گئے تو کیا ہو گا۔ کیا میں سب کچھ چھوڑ سکتا ہوں .... یا گورنر یا برٹش گورنمنٹ اس سے زیادہ کچھ دے سکتی ہے جو مجھے یہاں حاصل تھا۔ "خداوندا!" میں نے دل میں کہا اور سگریٹ کا ہلکا سا کش لے کر گورنر کی طرف دیکھا وہ میرے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھ رہے تھے۔ مسکرا کر بولے۔ "یہ ہم ان پر ظاہر نہیں کر سکتے۔ اور تم بھی ان سے اس ملاقات کا ذکر نہیں کرو گے۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے یورایکسی لینسی ..... آپ مہربانی فرما کر مجھے کچھ سوچنے کا موقع دیجئے اگر ناگوار نہ ہو۔"

"ایک ہفتہ۔" انہوں نے کہا۔ "آج کے دن تمہیں ریزیڈنٹ صاحب کے پاس حاضر ہو کر حکم نامہ لینا ہے اور فوراً" بمبئی پہنچنا ہے۔" میں ان کے لہجے سے سمجھ گیا۔ سوچنے کا موقع' تیاری کے وقفے کا نام تھا۔ یہ کھلا حکم تھا۔ مجھے خاموش دیکھ کر ریزیڈنٹ نے کہا۔ "کوئی اور پرابلم---؟"

میں نے آہستہ سے کہا۔ "ہزایکسی لینسی کے حکم کے بعد پرابلمز کوئی معنی نہیں رکھتے سر۔"

گورنر نے ریزیڈنٹ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ضرور ہوں گے لیکن تم ان کو حل کرنے میں مدد کر سکتے ہو۔"

ریزیڈنٹ نے کہا۔ "یقیناً" یورایکسی لینسی۔" گورنر نے مسکرا کر مصافحے کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھایا۔

میں راج محل لوٹا تو دنیا کا مایوس ترین' دل شکستہ انسان تھا۔ جس کے چاروں طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ کیپٹن کے بنگلے کے سامنے پہنچ کر کار کا انجن بند کیا اور باہر نکل کر دروازے کی سڑھیوں پر آیا۔ مجھے خوف تھا۔ کیپٹن میری شکل دیکھتے ہی دل کی حالت کا اندازہ لگا لیں گے اور پھر اس وقت تک سوالات کرتے رہیں گے جب تک کہ سب کچھ نہ اگلوا لیں۔ میں نے رک کر سگریٹ سلگایا۔ کش لگاتے ہوئے گردوپیش کے چمن زار پر نظر

ڈالی اور چہرے پر مسکراہٹ طاری کرنے کی کوشش کرتا ہوا اندر داخل ہوا۔ کیپٹن صوفے پر بیٹھے ہوئے شام کا اخبار پڑھنے میں محو تھے۔ سلام کرتے ہی بولے۔ "بیٹھو۔ کیا بات تھی---؟" میں نے الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "کچھ نہیں سر۔ اقبال سنگھ کا خط آیا تھا۔ وہ آنے والا ہے ...... آپ پئیں گے کیا؟"

مسکرا کر بولے--- "انکار تو میرے مشرب میں حرام ہے۔ نکالو کرنل نے سوکھی چائے پر ٹرخا دیا کیا---؟"

میں نے گلاس اور بوتل میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "وہ مجھے اس سے مبرا سمجھتے ہیں۔ اس لئے میرے سامنے خود بھی نہیں پیتے۔"

انہوں نے قہقہہ لگا کر گلاس اٹھا لیا۔ دو تین پیگ پینے کے بعد میں ان سے اجازت لے کر چل دیا۔ مجھے خوشی تھی کہ میں ان کو ڈاج دینے میں کامیاب تھا۔ رات کو ہزہائی نس گورنر کو سی آف کرنے گئے تو ہم بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہ دیر تک سیلون میں بیٹھے ہوئے گورنر سے باتیں کرتے رہے۔ اسٹیشن سے واپسی پر میں اور آئزیک انہیں ڈارئنگ روم پہنچا کر لوٹنے لگے تو انہوں نے کوٹ اتار کر میری طرف بڑھاتے ہوئے آئزیک کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اوکے۔" آئزیک سلام کر کے رخصت ہو گیا۔ میں ان کا کوٹ الماری میں رکھ کر ان کے پاس آیا تو مسکرا کر بولے۔ "ٹائیگر ہمارا خیال صحیح ثابت ہوا۔"

میں نے سر جھکا کر درباری لہجے میں کہا۔ "یور ہائی نس آپ کا خیال کبھی غلط ثابت ہوا ہو۔ ایسا مجھے یاد نہیں۔"

بولے۔ "تمہیں یاد ہے گورنر صاحب تمہیں دیکھ کر چونکے تھے؟"

"میں نے بھی کچھ ایسا ہی محسوس کیا تھا۔ یور ہائی نس۔" میں نے کہا۔

"آخر آج چلتے چلتے وہ اپنی پسندیدگی کا اظہار کر ہی گئے۔ کیا تم ان کے پاس جانے کو تیار ہو؟" انہوں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

میں نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "کس لئے یور ہائی نس۔ میرا ان سے کیا تعلق---؟"

ہزہائی نے ہنس کر کہا۔ "ہے بھئی' ہم سب انہی کے تو ہیں تمہیں جانا پڑے گا۔"

"آپ کا حکم ہو تو مجھے اس کی تعمیل کرنے پر فخر ہو گا یور ہائی نس۔"

"ٹھیک ہے۔ کل ریزیڈنٹ سے مل لو۔ شاید ان کو کچھ زیادہ معلوم ہو۔"

"بہتر ہے یور ہائی نس۔ میں نے سر جھکا کر کہا۔ "لیکن اگر اسکے معنی آپ کو ہمیشہ کے لئے چھوڑنے کے ہیں تو میں گورنر کے پاس جانے کے بجائے دنیا چھوڑنا پسند کروں گا۔" ہزہائی نس ہنس دیئے۔" ایسی کوئی بات نہیں ہے پاگل۔" انہوں نے کہا۔ "شاید کوئی

[illegible] ضرورت انہیں مجبور کر رہی ہے ممکن ہے کسی مشن کے لئے تمہارا انتخاب کیا ہو۔ [illegible]ف تم فارغ ہوتے ہی ہمارے پاس آ سکتے ہو۔"

میں نے کہا۔ "جو حکم۔" انہوں نے سگریٹ کیس کی طرف اشارہ کیا میں نے [illegible]یٹ کیس کھول کر ان کی طرف بڑھایا اور لائٹ دی۔ ایک کش لے کر بولے۔ "اچھا ..... اس کا ذکر نہ کرنا۔ کسی سے بھی ...... شاید وہ اسے خفیہ رکھنا چاہتے ہوں۔" میں "بہتر ہے یور ہائی نس" کہہ کر سلام کیا اور باہر نکل آیا۔ مجھے اس مسئلے کے اس طرح [illegible]ل ہو جانے پر دلی خوشی تھی۔

دو تین روز گزر گئے۔ میں نے ابھی تک اس کا ذکر کسی سے نہی کیا تھا لیکن دو [illegible]ستیاں ایسی تھیں جن سے چھپانا میرے لئے کسی طرح ممکن نہ تھا۔ کیپٹن دیش مکھ' جو [illegible]یرے منہ بولے باپ تھے اور یشودھرا جو میری زندگی تھی۔ روپا کو بھی بڑی حد تک یہی [illegible]م حاصل تھا۔ لیکن وہ بے حد جذباتی اور تیز مزاج تھی۔ اس کے نزدیک کوئی جرم بڑا [illegible]رم نہ تھا۔ کوئی اقدام بڑا اقدام نہ تھا۔ مشتعل ہو جانے کے بعد وہ بے حد خطرناک تھی۔ [illegible]ں اس سے خائف تھا۔ وہ اس فہرست میں نہ تھی۔

تیسری شام کو چار بجے کے قریب میں نے تمام خطرات کی پرواہ کئے بغیر کیبن سے [illegible]یشودھرا کا نمبر ڈائل کیا۔ دوسری طرف سے ہیلو کا انتظار کئے بغیر ریسیور اٹھانے کی کلک [illegible]ہوتے ہی کہا۔ "یشو ایک منٹ کے لئے لفٹ میں آؤ۔"

اس نے آواز پہچانتے ہی کہا۔ "آ رہی ہوں یور ایکسی لنسی۔" میں نے ریسیور کریڈل [illegible]ر رکھا اور زینے کی طرف چل دیا۔ راستے میں بنارس خاں آتا ہوا ملا۔ سلام کر کے بولا۔ " [illegible]یجر آپ کو کیپٹن صاحب نے یاد کیا ہے۔"

میں نے کہا۔ "انہی کے پاس جا رہا ہوں۔ اچھا ہوا تم دس منٹ پہلے آ گئے۔" وہ سلام کر کے کیبن کی طرف چل دیا۔ میں زینے کے قریب پہنچ کر رک گیا اور سگریٹ سلگانے لگا۔ اسی وقت لفٹ نیچے آئی اور یشودھرا نے دروازہ کھول کر کہا۔ "آج خلاف معمول کیسے---؟"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "میں کچھ عرصے کے لئے یہاں سے اچانک غائب ہو رہا ہوں۔ ...... یشو ...... گھبرانا نہیں۔"

"اوہ .... آٹھ بجے گارڈن میں ملو نعیم میں تفصیل سے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

"کوشش کروں گا۔ لیکن اگر نہ مل سکوں تو اتنا ہی کافی ہے۔"

"استعفیٰ دے رہے ہو کیا؟" اس نے میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے سوال کیا۔

"نہیں ..... ہزہائی نس کی مرضی سے ...... اچھا میں شام کو ملوں گا یشو ڈیئر۔"

"اچھا۔" اس نے مری ہوئی آواز میں کہا۔ اور دروازہ بند کر کے بٹن دبا دیا۔ لفٹ

اوپر جانے لگی۔ میں نیچے چل دیا۔ سیڑھیاں اترتے ہوئے میرے قدم ڈگمگا رہے تھے۔ کیپٹن کے ڈرائنگ روم میں پہنچا تو وہ ٹائی باندھ رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی بولے۔ "نعیم تمہیں تعجب ہو گا' برنی صاحب نے مجھے تمہیں اور ٹھاکر کو کھانے پر بلایا ہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "مبارک ہو سر۔ لیکن میں وہ کارنامہ انجام نہیں دے سکوں گا جو آپ چاہتے ہیں۔"

مسکرا کر بولے۔ "کیوں۔۔۔؟ یہ مچھلی تو بڑی مشکل سے پھنسی ہے۔ اگر مقروض نہ کرایا تو کیا مزا آئے گا۔"

میں نے کہا۔ "سر بیٹھ جایئے۔ میں ایک انکشاف ..... محض اس لئے کہ ڈیڈی کہہ کر آپ پر اعتماد کرتا ......"

جملہ پورا ہونے سے پہلے وہ صوفے پر بیٹھ گئے اور بولے۔ "بیٹھ جاؤ۔ گورنر کے سلسلے میں کچھ کہہ رہے ہو شاید۔"

میں نے کہا۔ "جی ڈیڈی۔ میں گم شدہ بیٹا ہوں آپ کا۔ اور نہ جانے پھر ملن کب ہوتا ہے۔ ایچ ایچ جانتے ہیں لیکن آپ ان پر ظاہر نہیں کرینگے کہ آپ کو معلوم ہو چکا ہے۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے۔"

بولے۔ "اچھا نعیم' خدا حافظ' لیکن ......" وہ انگلیوں سے کنپٹی بجانے لگے۔

میں نے کہا۔ "آپ کچھ فرما رہے تھے ڈیڈی۔"

آہستہ سے بولے۔ "تمہیں دیکھ کر جینے والوں کا کیا ہو گا؟"

"بتا دیا ہے سر۔" میں نے کہا۔ "تفصیل سے بتانے جا رہا ہوں۔ آٹھ بجے۔"

"بتا دو نعیم ...... میں سمجھتا ہوں گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ مجھے تمہارا مستقبل شاندار نظر آ رہا ہے۔"

"آپ کی دعائیں چاہئیں ڈیڈی۔ گورنر کے وعدے بھی کچھ اسی قسم کے ہیں۔ میں دعوت میں چل رہا ہوں۔ اگر آپ ساڑھے سات بجے مجھے رخصت کر دیں۔"

"چلو۔ زیادہ نہ پینا۔ اور اگر میں تمہیں بھیجنا بھول جاؤں تو یاد دلا دینا۔"

کیپٹن کے اشارے سے سات بجے کھانا میز پر لگا دیا گیا۔ کھانا کیا تھا۔ مختلف شکلوں میں گوشت کا انبار تھا۔ ہز ہائی نس کی صحت کے جام سے شروع ہوا' بوتلیں اور پلیٹیں خالی ہوتی رہیں اور آٹھ بجے تک سلسلہ جاری رہا۔ میجر برنی کے وال کلاک نے مجھے وقت کا احساس دلایا۔ میں چونک کر اٹھا اور کیپٹن کی طرف دیکھا انہوں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اوہ۔۔۔! تمہیں تو میری کار کی بیٹری چارج کرانا تھی نعیم۔۔۔"

میں نے کہا۔ "یہی سوچ کر اٹھا ہوں سر۔"

انہوں نے جیب سے چابی نکال کر میرے ہاتھ میں دے دی۔ "اگر جلد واپس ہو سکو

ابھیں آ جانا۔ ہنوز میجر صاحب کی دلی دور است۔"

میجر نے ہنس کر کہا۔ "نہیں نعیم۔ میجر کی دلی قریب آ گئی۔ صرف آخری خم باقی

میں تیزی سے باہر نکل گیا۔ پیکارڈ برج کے قریب درختوں کے نیچے کھڑی ہوئی تھی۔ میں نے گاڑی سڑک سے نیچے اتاری اور اس کے برابر لگا کر انجن بند کر دیا۔ یشودھرا نے دروازہ کھول کر کہا۔ "بہت انتظار کرایا نعیم۔" میں نے دروازہ لاک کر کے پیکارڈ میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "مجھے افسوس ہے یشو لیٹ ہو گیا۔ اس نے گاڑی کا انجن اسٹارٹ کیا۔ میں نے وہیل سنبھالا اور سڑک پر لایا۔ چند منٹ میں ہم ایمن پور روڈ پر تھے۔ میں نے مختصر الفاظ میں اس کو تمام باتیں بتائیں۔ ڈیلائٹ کارنر پہنچ کر اس نے کہا۔ "اگر تمہاری غیر حاضری میں میش پور سے کوئی آیا تو کیا ہو گا۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "ریذیڈنٹ کو سب کچھ بتا دینا۔ وہ تمہارے لئے ہر ممکن کوشش کرے گا۔ اور اگر تم نے اشارہ کر دیا تو مجھے فوراً بلا سکتا ہے۔" اس نے آبدیدہ ہو کر میرے شانے پر سر رکھ دیا۔

ایک ڈیڑھ گھنٹے ڈیلائٹ کارنر کے دلکش ماحول میں اندیشہ ہائے دور دراز سے بے نیاز ہو کر آنکھ مچولی کھیلنے کے بعد ہم واپس ہو گئے۔ دوسرے روز میں نے یشو کے دیئے ہوئے تمام تحائف لائیڈس بنک کے لاکر میں منتقل کئے۔ دو سوٹ کیس خفیہ طریقے سے ریذیڈنٹ ہاؤس پہنچائے اور گورنر کی روانگی سے ٹھیک سات دن بعد ریذیڈنٹ سے ضروری کاغذات لے کر رات کے دس بجے والی ٹرین سے بمبئی روانہ ہو گیا۔

○

صبح ساڑھے آٹھ بجے ٹرین بمبے سینٹرل پہنچی۔ اوپن پلیٹ فارم پر ٹرین کے رکتے ہی ایک قلی نے میرے کمپارٹمنٹ کا دروازہ کھول کر دونوں سوٹ کیس اور ہولڈال اتار کے قریب ہی کھڑی ہوئی ٹیکسی میں رکھ دیئے۔ میں نے اس کو پیسے دیئے اور پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے میری طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ میں نے کہا۔ "ہوٹل۔" قبل اس کے کہ وہ پوچھتا کونسا ہوٹل؟ شلوار قمیص اور ہاف کوٹ میں ملبوس ایک شخص نے تیزی سے آگے بڑھ کر ایک کارڈ میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ میں نے کارڈ پر نظر ڈالی۔ "سیوائے بار اینڈ ہوٹل۔" میں زیر لب بڑبڑایا۔ ایجنٹ نے پنجابی لہجے میں رلی ہوئی انگریزی میں بات دہرانی شروع کر دی۔ جس کا مفہوم تھا کہ "سر ہمارے کمرے صاف ستھرے اور ہوادار ہیں۔ شاندار فرنیچر سے آراستہ ہیں۔ مشرقی اور مغربی طرز کے لذیذ کھانوں کا انتظام ہے۔ جملہ سہولتیں فراہم ہیں۔ آپ گھر جیسا ماحول پائینگے۔" وغیرہ وغیرہ۔ میں نے ڈرائیور کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سیوائے چلو۔" ایجنٹ نے مسکرا کر "تھینک یو سر" کہا اور ڈرائیور کے برابر والی نشست پر پہنچ گیا۔ ٹیکسی چل دی۔ اس نے پیچھے گھوم کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "سر کون سی منزل پر ٹھہرنا پسند کریں گے؟" میں نے کوئی جواب نہ دیا تو خود ہی کہنے لگا۔ "چوتھی منزل ٹھیک رہے گی۔" میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا اور پینے لگا۔ دو منٹ میں گاڑی سیوائے کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ ہوٹل کے ایک پورٹر نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور سامان نیچے اتارا۔ میں بھی ڈرائیور کو پیسے دے کر گاڑی سے اترا۔ ریسپشن پر مینجر نے اٹھ کر مجھ سے ہاتھ ملایا اور چابیوں کا گچھا نکال کر ایجنٹ سے کہا۔ "یہ لو دینا ..... صاحب کو ان کی پسند کا کمرہ دے کر مجھے نمبر بتا جانا۔ میں رجسٹر کی تکمیل کے لئے ان کو یہاں روکنا نہیں چاہتا۔" دینا نے چابیاں لے لیں اور میری طرف دیکھ کر کہا۔ "چلئے جناب۔"

چوتھی منزل پر سرے کا ایک کمرہ مجھے پسند آیا۔ اس میں ایک مسہری چار کرسیاں ایک ٹیبل ایک الماری اور ایک ڈریسنگ ٹیبل تھی۔ ویٹر کو بلانے کے لئے بزر تھا۔ پورٹر نے میرے دونوں سوٹ کیس اور ہولڈال الماری میں رکھ دیئے اور دینا کی طرف دیکھنے لگا۔ میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک روپیا نکالا اور اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ اس نے جھک کر سلام کیا اور باہر نکل گیا۔ دینا نے مسکرا کر کہا "صاحب چلتا ہوں اگر کوئی خدمت ہو تو کسی بھی وقت یاد فرمالیں۔"

میں نے کہا "ٹھیک ہے مسٹر دینا .... جاتے ہوئے میرے لئے ناشتا بھجواتے جائیں۔"

اس نے کہا۔ "بہتر ہے جناب۔ اگر اکیلے طبیعت گھبرانے لگے تو ....." وہ ہنس دیا۔ اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ میں مسہری پر بیٹھ کر سگریٹ پینے لگا۔ چند منٹ بعد مینجر نے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور رجسٹر کی خانہ پری کر کے چلتے چلتے بولا۔ "ملک صاحب دینا ناتھ' جو آپ کو لے کر آیا ہے ہمارا قابل اعتماد آدمی ہے۔ آپ بھی اس کو اپنا قابل اعتماد خادم سمجھئے۔ یہ آپ کے لئے ہر چیز کا انتظام کر سکتا ہے۔" میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور وہ سلام کر کے چل دیا۔ میں اس ہوٹل کے منتظمین کی ذہنیت پر غور کرنے لگا۔ ابھی مجھے یہاں آئے ہوئے نصف گھنٹہ نہیں گزرا تھا کہ دو صاحبان کو میری تنہائی اور "ہر چیز" کے انتظام کی فکر لاحق ہو گئی۔ ناشتہ کرنے کے بعد میں دروازہ لاک کر کے سو گیا۔ دوپہر کو ڈیڑھ بجے ایک ویٹر نے دروازہ کھٹکھٹا کر مجھے جگایا اور کھانے کے متعلق پوچھا۔ میں نے اس کو آرڈر نوٹ کرایا اور منہ ہاتھ دھونے لگا۔ واپس لوٹا تو دینا دروازے میں کھڑا ہوا تھا۔ میں نے اس کو اندر آنے کا اشارہ کیا اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "مسٹر دینا مجھے تین بجے ٹیکسی کی ضرورت پڑے گی۔"

وہ مسکرا کر آگے بڑھا اور میرے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "سرکار ٹیکسی تو ایک منٹ میں دس آ جائینگی لیکن آپ کے شایان شان نہیں' اگر کہیں تو میں پرائیویٹ کار کا بھی انتظام کر سکتا ہوں۔ اور خوبصورت ساتھی کا بھی۔"

میں اس کی بے تکلفی پر ہنس دیا۔ سگریٹ کیس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا "یہ بعد کو دیکھا جائے گا۔ پہلے مجھے ...... ایک انگریز آفیسر کے پاس جانا ہے اور وہاں پرائیویٹ کار اور ٹیکسی میں کوئی فرق نہیں۔"

وہ سگریٹ سلگاتے ہوئے بولا۔ "شام کو کس وقت واپسی ہو گی؟"

میں نے کہا۔ چھ سات بجے تک۔ اور اگر کوئی دوست مل گیا تو شاید دیر بھی ہو جائے۔ یہاں کوئی خطرہ نہیں؟ میرا مطلب ہے سامان کے لئے!"

"نہیں صاحب .... ہم کس لئے ہیں۔ اگر ہوٹل میں چوریاں ہونے لگیں تو یہاں کون ٹھہرنا پسند کریگا۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔ "اسی وقت ویٹر کھانا لے کر آ گیا اور میز پر رکھنے لگا۔ وہ اٹھ کر چلا گیا۔ کھانا کھاتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ یہ دینا کوئی کلاس ون کا پیرا سائٹ ہے۔ انتہائی بے باک اور نڈر۔

تین بجے سوٹ بجے تبدیل کر کے میں نے ٹیکسی منگائی اور گورنمنٹ ہاوس پہنچ کر ہزایکسی لینسی کے فرسٹ سیکرٹری کو اپنی آمد کی اطلاع دی وہ فوراً" اٹھ کر چیمبر سے نکل کر

ریسپشن روم میں آیا۔ مسکرا کر مصافحہ کیا مزاج پرسی کی اور چیمبر میں لے آیا۔ کرسی پر
بیٹھتے ہی اپنی پی اے کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا اور وہ ایک ٹرے میں اسکاچ کی بوتل اور دو
گلاس رکھ کر لائی اور ہمارے سامنے رکھ کر چلی گئی۔ چند منٹ باتیں کرنے کے بعد اس نے
خود اندر جا کر گورنر کو اطلاع دی اور اجازت ملتے ہی مجھے اپنے ساتھ لے جا کر گورنر سے
معانقہ کرا کے باہر چلا گیا۔ چند رسمی سوالوں کے بعد انہوں نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔
میں شکریہ ادا کر کے بیٹھ گیا۔ "ہاں سارجنٹ میجر۔" انہوں نے کہا۔ "تمہیں دلاس پور میں
کیا تنخواہ ملتی تھی۔" میں حیرت سے ان کا منہ تکنے لگا۔ مجھے ان سے اس سوال کی توقع نہ
تھی۔ "تنخواہ کا کوئی مسئلہ نہیں ہے یورایکسی لینسی۔" میں نے سنبھل کر کہا۔ "میں آپ
کے حکم کی تعمیل میں حاضر ہوا ہوں اور واپسی کا حکم ملنے تک تعمیل کرتا رہوں گا۔"
وہ ہنس دیئے۔ "تنخواہ تو بنیادی چیز ہے۔ سارجنٹ میجر تنخواہ کے بغیر ہم بھی کام نہیں
کر سکتے۔"

"پھر آپ ہی اس کا فیصلہ کریں یورایکسی لنسی۔" گورنر نے کچھ سوچ کر بزر دبایا۔
سیکرٹری اندر داخل ہوا اور دونوں میں باتیں ہونے لگیں۔ چند منٹ تبادلۂ خیالات کرنے کے
بعد سیکرٹری مجھ سے مخاطب ہوا۔ "سارجنٹ میجر تم اپنا سامان لے آؤ۔ میں بیچلرز کوارٹرز میں
تمہاری رہائش کا انتظام کر رہا ہوں۔ کل تمہیں اپائنٹ منٹ لیٹر مل جائے گا۔ بیچلرز کوارٹر کا
نام سن کر مجھے شاک سا لگا۔ میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "آپ مجھے
کہیں بھی ٹھہرا سکتے ہیں۔"
سیکرٹری نے مسکرا کر کہا۔ "تھینک یو سارجنٹ میجر۔ آؤ میرے ساتھ۔" میں نے
کرسی سے اٹھتے ہوئے محسوس کیا کہ میں سر پر کوہ ہمالیہ لے کر اٹھ رہا ہوں۔ گورنر نے غور
سے میری طرف دیکھا۔ میں نے خود کو سنبھالا اور مسکرا کر کہا۔ "گڈ نائٹ سر۔" گورنر نے
"گڈ نائٹ" کہہ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ مصافحہ کرتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ "ہر
بڑے ہاتھ میں خوش بختی کا پیغام نہیں ہوتا اگر وہ ہاتھ انگریز کا ہے۔" سیکرٹری نے اپنے
چیمبر میں آ کر مجھے پھر ایک پیگ پلایا اور بولا۔ "کس وقت تک پہنچ رہے ہو؟"
میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "رات کو آنا تو آپ کے لئے بھی تکلیف کا
باعث ہو گا۔ صبح کسی وقت پہنچ جاؤں گا۔"
سیکرٹری نے کہا۔ "جس طرح تمہارے لئے مناسب ہو۔" میں اٹھ کھڑا ہوا اور
مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ سیکرٹری نے مسکرا کر ہاتھ ملاتے ہوئے پوچھا۔ "کہاں ٹھہرے
ہوئے ہو سارجنٹ میجر؟" میں نے کہا۔ "سیوائے ہوٹل۔" وہ کندھے اچکا کر رہ گیا۔ میں
نے مسکرا کر "گڈ نائٹ" کہا اور اس کے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا دے کر باہر نکل آیا۔
گورنمنٹ ہاؤس آتے ہوئے مین گیٹ پر میری ٹیکسی روک لی گئی تھی اور میں نے

کرایہ ادا کر کے اس کو واپس کر دیا تھا۔ اب میرے سامنے پھر سواری کا مسئلہ تھا۔ انٹرویو
بھی میرے لئے کچھ زیادہ حوصلہ افزا ثابت نہ ہوا تھا۔ میں دل برداشتہ سر جھکائے سبز لان
کے درمیان پر پیچ راستے سے آہنی گیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ قریب پہنچتے ہی مسلح پہرے
دار نے دروازہ کھولا اسی وقت گارڈ روم سے ایک گورا سارجنٹ چھلانگ لگا کر باہر نکلا اور
فوجی سلام کر کے کہنے لگا۔ "سر آپ دو منٹ کے لئے گارڈ روم میں آ جائیں۔ آپ کے
لئے گاڑی ابھی آ رہی ہے۔" یہ پذیرائی غیر متوقع تھی مجھے تعجب ہوا لیکن "تھینک یو
سارجنٹ" کہہ کر اس کے ساتھ گارڈ روم میں چلا گیا۔ دو سولجر جو بنچوں پر لیٹے ہوئے تھے
اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ سارجنٹ نے میز کے قریب پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔
میں شکریہ ادا کر کے بیٹھ گیا۔ اس نے سگریٹ پیش کر کے لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "سر مجھے
افسوس ہے کہ آتے وقت میں نے آپ کے شایان شان استقبال نہیں کیا۔"
میں نے ہنس کر کہا۔ "تم مجھ سے واقف بھی تو نہ تھے سارجنٹ۔"
"شکریہ جناب۔" اس نے کہا۔ "مجھے سیکرٹری نے فون پر بتایا کہ آپ ہزایکسی لینسی
کے خاص آدمی ہیں۔"

میں نے سگریٹ کا کش لے کر کہا۔ "یہ سیکرٹری صاحب کی عزت افزائی ہے
سارجنٹ۔" اس کی باتیں سن کر گورنر کے طرز عمل کے متعلق میرے خیالات تبدیل ہونے
لگے۔ میں محسوس کرنے لگا کہ شاید میں ضرورت سے زیادہ زود رنج واقع ہوا ہوں کہ بیچلر
کوارٹرز کا نام سنتے ہی پیش کش کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا۔ سارجنٹ کے ساتھ
ادھر ادھر کی باتیں کرنے میں چند منٹ گزرے ہوں گے کہ ایک بلیو سنگر کار گارڈ روم کے
دروازے پر رکی۔ سارجنٹ نے آواز سنتے ہی کہا۔ "سر آپ کی گاڑی آ گئی۔ میں کرسی سے
اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے باہر نکل کر پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے آفیسر کو سلام کیا۔ آفیسر دروازہ
کھول کر باہر نکلا اور مجھ سے مصافحہ کرتے ہوئے بولا۔ "کیپٹن مائیکل۔" میں نے مختصر الفاظ
میں کہا۔ "این اے ملک۔"

اس نے سیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "سر مجھے ابھی ابھی حکم ملا ہے کہ
آپ کو ہوٹل سے فوراً یہاں لے آؤں۔ میں "ضرور" کہہ کر گاڑی میں سوار ہو گیا۔ وہ
میرے برابر میں بیٹھ گیا۔ برٹش کیپٹن کی زبان سے "سر" کا لفظ سن سن کر مجھ پر نشہ طاری
ہونے لگا۔ مجھے اپنی چالاکی پر خوشی تھی کہ میں اپنا تعارف کرانے میں سارجنٹ میجر کا لفظ
گول کر گیا۔

گاڑی کے ریڈی ایٹر پر برٹش فلیگ دیکھ کر سیوائے کا مینجر بوکھلا گیا۔ وہ ہمارے
آگے پیچھے چکر کاٹ رہا تھا۔ میں نے اپنے اپارٹمنٹ کی چابی مینجر کو دینی چاہی تو کیپٹن نے
ہاتھ بڑھا کر چابی مجھ سے لے لی۔ اوپر پہنچ کر کیپٹن مائیکل نے خود تالا کھولا پھر الماری کا تالا

کھولا اور پورٹر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ٹھیک ہے ہماری گاڑی میں رکھ دو۔" پورٹر سامان لے کر چل دیا اور جیب سے سیکرٹری کا دستخط شدہ بینک چیک نکالتے ہوئے مینجر سے بولا۔ "بل کتنا ہوا؟"

میں نے اس کا ہاتھ روک کر کہا۔ "ویٹس آل رائٹ کیپٹن۔ آپ یہ زحمت نہ کریں۔ میں ادائیگی خود کروں گا۔"

وہ مسکرا کر بولا۔ "نہیں جناب۔ مجھے حکم یہی ملا ہے۔" میں خاموش ہو گیا۔ مینجر جواب دینے سے قاصر تھا۔ کیپٹن نے جیب سے پین نکال کر کہا۔ "یس مینجر۔"

مینجر نے بمشکل کہا۔ "جناب تیس اور چالیس کے درمیان جو چاہیں دے دیں۔!"

کیپٹن نے چیک لکھ کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

ہم گورنمنٹ ہاؤس پہنچے تو شام کے آٹھ بج رہے تھے۔ گاڑی نیشنل کلب کے گیسٹ ہاؤس کے قریب پہنچ کر روک دی گئی۔ کیپٹن نے ایک وسیع کمرے میں میرے قیام کا انتظام کرایا۔ میرا مختصر سامان اندر منتقل کرایا اور ایک مسلمان اردلی کو تمام باتیں سمجھا کر رخصت ہو گیا۔ کمرہ بیش قیمت سامان سے آراستہ تھا۔ میں نے دروازہ بند کر کے لباس تبدیل کیا اور سگریٹ سلگا کر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ چند منٹ بعد اردلی دروازہ کھول کر اندر آیا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں ایک آبنوسی ٹرے پر کافی پاٹ۔ کپ۔ وائن گلاس اور اسکاچ کی بوتل رکھی ہوئی تھی۔ ٹرے ایک شیشے کے ٹیبل پر رکھ کر بولا۔ "حضور کھانا کس وقت کھاتے ہیں؟"

میں نے سگریٹ ایش ٹرے ڈالتے ہوئے کہا۔ "نو بجے۔"

"بہتر ہے۔" کہہ کر اس نے پوچھا۔ "معاف کیجئے ہندوستانی کھانے یا انگریزی حضور؟"

میں نے پیالی میں کافی انڈیلتے ہوئے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ہندوستانی .... نیم اسلامی۔"

ایک خفیف سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر ابھری۔ میں نے کافی تیار کر کے پیتے ہوئے پھر اس کی طرف دیکھا۔ بولا "سرکار نیم اسلامی سمجھ میں میں نہیں آیا۔"

میں نے کہا۔ "گوشت کی حد تک اسلامی' باقی یہ سب چلے گا۔" میں نے بوتل کی طرف اشارہ کیا۔

"غیر اسلامی ...... اب تو سمجھ گئے۔؟"

وہ مسکرایا اور سر جھکا کر بولا۔ "تعمیل ہو گی حضور۔"

میں نے گلاس میں ایک پیگ انڈیل کر چسکیاں لینی شروع کر دیں' وہ کھڑا دیکھتا رہا پھر جھک کر کافی بناتے ہوئے بولا۔ "حضور گستاخی معاف۔ آپ نے مجھے حیرت میں مبتلا کر

دیا ہے۔"

میں نے گلاس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "کیا۔۔۔؟"

ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "سرکار' میں پچھلے سال دو مرتبہ حضور گورنر صاحب بہادر کے ساتھ آپ کو دیکھ چکا ہوں۔ لیکن ....."

"کیا؟" میں نے چونک کر کہا۔ وہ خائف ہو کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ میں نے نرم لہجے میں کہا۔ "تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں آج پہلی بار یہاں آیا ہوں۔"

وہ سر جھکا کر بولا۔ "حضور آپ کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہی کہتے ہوں گے۔" مجھے ہنسی آ گئی۔ میں نے کافی کا ایک گھونٹ لیا اور سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "لیکن تم بھی غلط تو نہیں کہہ سکتے۔"

"حضور بجا فرما رہے ہیں۔ میں دو مرتبہ آپ کو دیکھ چکا ہوں قسم کھا سکتا ہوں سرکار ...... لیکن مجھے حیرت کسی اور بات پر تھی۔"

"وہ بات بھی کہہ ڈالو۔" میں نے کہا

"سرکار اب تک میں۔ اور میں کیا ہم سب خادم لوگ۔ اردلی خانساماں' بیرے' ڈرائیور وغیرہ آپ کو ہندو شہزادے کی حیثیت سے پہچانتے رہے ہیں۔ اور اب آپ کہتے ہیں۔"

"میں نیم مسلمان ہوں۔" میں نے ہنس کر اس کا جملہ پورا کیا۔

وہ مسکرا کر بولا۔ "سرکار آپ کی خوش مزاجی میری حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ گستاخی معاف فرمائیں تو عرض کروں۔"

"گستاخی معاف کر دی گئی۔ کہو۔"

"سرکار نیم مسلمان نہیں ہوا کرتا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "شراب پینے سے ہو جاتا ہے۔"

وہ زچ ہو کر بولا۔ "حضور کہتے ہیں تو پھر......"

"سنو!" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "حضور' ہر بات ٹھیک ہی کہے یہ ضروری نہیں ہے۔" اس نے سر جھکا لیا۔ میں نے دو پیگ اور پیے۔ کافی ختم کی اور دوسرا سگریٹ سلگاتے ہوئے ٹرے اٹھا لینے کا اشارہ کیا۔ وہ ٹرے لے کر چلا گیا۔ اس کی باتوں نے مجھے سوچ میں ڈال دیا۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ ہندو شہزادہ کون ہے جو مجھ سے اس قدر مشابہت رکھتا ہے کہ کئی مرتبہ دیکھنے والے دھوکا کھا جائیں۔

ایک گھنٹے بعد وہی اردلی ایک بیرے کے ساتھ ٹرالی پر مشرقی اور مغربی کھانوں کی ایک درجن سے اوپر ڈشز لے کر آیا۔ بیرے نے میز پر کھانا چنتے ہوئے کئی بار غور سے میری طرف دیکھا لیکن خاموش رہا۔ میں نے کھانا شروع کیا تو دونوں دبے پاؤں باہر نکل گئے۔

کھانا ختم ہونے پر میں نے بزر دبایا۔ بیرا اندر داخل ہوا اور پلیٹیں ٹرالی پر رکھ کر لے گیا۔ چند منٹ بعد اردلی آیا اور کہنے لگا۔ "اگر حضور کھانا کھانے کے بعد ٹہلنے کے عادی ہوں تو اوور کوٹ نکال دو۔" میں نے چابی نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔ اس نے بغیر بتائے ٹرنک کا تالا کھولا اور میرا چسٹر نکال کر لے آیا۔ میں اس کی عقلمندی کا قائل ہونے لگا۔ وہ میرے قریب پہنچ کر دونوں ہاتھوں میں چسٹر تھام کر کھڑا ہو گیا۔ میں صوفے سے اٹھا اور ہزہائی نس کی طرح اردلی کی طرف پشت کر کے دونوں ہاتھ پھیلا کر آستینوں میں داخل کر دیئے۔ اس نے کوٹ پیچھے سے ہموار کیا۔ سامنے آ کر بٹن لگائے اور سگریٹ کیس اور لائٹر چسٹر کی جیبوں میں ڈال دیے۔ میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا باہر نکل گیا۔ نیچے تین طرف سمندر لہریں لے رہا تھا اور ایک طرف روشنیوں کا شہر تھا۔ ان پر جگہ جگہ انگریز جوڑے چہل قدمی کر رہے تھے۔ میں غیر ضروری تعارف اور ملاقات سے بچنے کے لئے سب سے الگ تھلگ تھا۔ سڑک پر ٹہلتا رہا۔ ویسے بھی ابھی تک مجھے اپنی حیثیت معلوم نہ تھی۔ اور ہزایکسی لینسی کی طرف سے اس سلسلے میں------ کوئی ہدایت نہیں ملی تھی۔ ایک گھنٹے کے قریب ٹہلنے کے بعد اپنی قیام گاہ کو لوٹ آیا اور پڑ کے سو گیا۔

دوسرے دن شام کو چار بجے مجھے سیکرٹری کا چند حرفی نوٹ ملا۔ "برائے مہربانی مجھ سے مل لو۔" مجھے اس اختصار پر تعجب تو ہوا کہ انہوں نے میرا نام تک لکھنے کی زحمت گوارا نہ کی تھی۔ لیکن قبل اس کے کہ بیرے سے اس کے متعلق کوئی سوال کرتا اس نے خود ہی کہہ دیا۔ "یہ حضور کے لئے ہی ہے۔" میں اس کی عقلمندی پر مسکرا دیا۔ اٹھ کر لباس تبدیل کیا اور سیکرٹری کے چیمبر میں پہنچ گیا۔ انہوں نے مسکرا کر مصافحہ کیا اور کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگے۔ "تنہائی میں بور تو نہیں ہوئے--؟"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "جی نہیں۔ آپ کی لائبریری دیکھ کر تو دل چاہتا ہے کہ آپ مجھے دس سال کے لئے ریڈنگ روم میں بند کر دیں۔"

"انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "تاکہ تم انسائیکلو پیڈیا بریٹینکا بن کر باہر نکلو اور ہمارے لئے مصیبت بن جاؤ۔ ایں نا؟"

"جی نہیں۔" میں نے کہا۔ "ہم کچھ بھی ہیں' احسان فراموش ہرگز نہیں۔ کچھ بھی بن سکتے ہیں۔ لیکن احسان فراموش کبھی نہیں بنتے۔"

"یہ پسندیدہ خیالات ہیں مسٹر ملک۔ لیکن مطالعے کی وسعت کے ساتھ ساتھ خیالات اور نظریات میں بھی تبدیلی آنے لگتی ہے۔ انسان کا انداز فکر بدل جاتا ہے اور وہ اپنے خول سے باہر نکلنے اور کچھ کر گزرنے کے لئے (صحیح یا غلط) بے چین ہونے لگتا ہے۔"

میں ہنس دیا۔ "یہ آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ اور میں اس فراخدلی پر آپ کا احترام کرتا ہوں۔ لیکن یقین فرمایئے۔ مجھے اپنا خول اتنا عزیز ہے کہ میں اس سے باہر نکلنا کبھی

گوارا نہیں کر سکتا۔"

وہ ہنس دیئے ...... اور سگریٹ کیس بڑھاتے ہوئے بولے "خول سے تمہاری مراد ولاس پور کا راج محل ہے شاید؟" میں نے "تھینک یو سر" کہہ کر سگریٹ نکالی اور سلگانے میں جواب گول کر گیا۔ وہ تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد بولے۔ "تمہیں راج محل چھوڑنے کا صدمہ تو ضرور ہو گا۔"

میں نے سگریٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں جناب بالکل نہیں۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "تم مجھے اپنا دوست سمجھو اور راج محل چھوڑنے کا غم نہ کرو۔"

میں نے کرسی سے اٹھ کر کہا۔ "سر' میں کیا چیز ہوں' ہزہائی نس مہاراجہ آف ولاس پور کا باڈی گارڈ ..... شہزادہ تو نہیں کہ راج محل چھوٹنے کا صدمہ ہو ...... آپ نے دوست کہہ کر میری عزت افزائی کی ہے۔"

سیکرٹری نے اٹھ کر میرے شانے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "احمقانہ باتیں مت کرو' مجھے معلوم ہے تم سچ نہیں بول رہے ...... بیٹھ جاؤ ....."

میں بیٹھ گیا۔ وہ بیٹھتے ہوئے بولے۔ "کیا پیو گے؟"

"شکریہ کچھ بھی پلا دیجئے۔ ایسی کوئی چیز نہیں جس کے پیتے ہی میں سچ بولنا سیکھ جاؤں۔"

"وسکی۔ مائی ڈیئر۔ وسکی ..... چند پیگ پیو' اتنے دلیر ہو جاؤ گے کہ جھوٹ تمہیں خود ایک بزدلانہ فعل نظر آنے لگے گا۔"

"کسی حد تک آپ بجا فرما رہے ہیں۔ لیکن میں ایک گیلن پی کر بھی اس سے زیادہ سچ نہیں بولتا جتنا ضروری ہو۔"

وہ ہنس دیئے۔ "خیر ہم سے کہاں تک چھپو گے۔"

مجھے بھی ہنسی آ گئی۔ "ہاں آپ سے زیادہ دیر نہیں چھپ سکتا۔ آپ ہر چیز کو خورد بین سے دیکھتے ہیں۔"

سیکرٹری نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "کبھی کبھی خورد بین سے بھی اور زیادہ فاصلہ ہو تو دوربین سے بھی۔ ہزایکسی لینسی تمہیں پسند کرتے ہیں اور ......"

میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "یہ ہزایکسی لینسی گورنر کی ذرہ نوازی ہے۔ میں جانتا ہوں ایسا کوئی انڈین پرنس نہیں جو گورنر صاحب سے قربت کے اعزاز کی تمنا نہ رکھتا ہو۔ لیکن معدودے چند ہیں جنہیں ہزایکسی لینسی پسند فرماتے ہیں۔ شاید خورد بین سے دیکھنے کے بعد۔ اور مہاراجہ ولاس پور' ان میں سے ایک ہیں۔ بہرکیف جہاں تک میں سمجھتا ہوں' میں اتنی اہم شخصیت نہیں ہوں جس کے لئے آپ کو خورد بین استعمال

کرنے کی زحمت اٹھاتی پڑے۔"

"کیسے کہا جا سکتا ہے؟" انہوں نے کہا۔ "یقین کرو ملک ہزایکسی لینسی نے ابھی تک تمہارے متعلق ہلکا اشارہ بھی نہیں کیا۔ میں بالکل اندھیرے میں ہوں ...... اس وقت میں نے تمہیں صرف اس لئے بلایا ہے کہ اگر تم شہر کی سیر کرنا چاہو تو جا سکتے ہو تمہاری نقل و حرکت پر کوئی پابندی نہیں ہے ..... میں تمہیں پرائیویٹ کار دے سکتا ہوں۔" میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے ہاتھ ملایا تو بولے۔ "میں نے ٹرانسپورٹ آفیسر کو حکم دے دیا ہے" تم کسی بھی وقت مورس W 7683 فون کر کے منگوا سکتے ہو۔ وہ تمہارے ہی لئے ہے۔ "میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھا۔ اس وقت پانچ بجنے میں دس منٹ تھے۔" سیکرٹری نے مسکرا کر کہا۔ "کیا ابھی جانا چاہتے ہو؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا تو بولے۔ "اچھا جاؤ۔ پانچ منٹ میں تمہاری قیامگاہ پر کار پہنچ جائے گی۔ تمہیں دس بجے سے پہلے واپس پہنچ جانا چاہئے۔" میں نے پھر شکریہ ادا کیا اور گڈ نائٹ کہہ کر باہر نکل آیا۔

سگریٹ سلگانے سے سگریٹ ختم ہونے تک کے وقفے کے دوران گاڑی میری نشست گاہ کے سامنے پہنچ گئی۔ میں ہارن کی آواز سن کر باہر نکلا۔ سفید یونیفارم میں ملبوس ڈرائیور نے باہر نکل کر سلام کیا اور پچھلا دروازہ کھول دیا۔ میں نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "تم نہیں جا رہے ہو ڈرائیور۔" وہ پھر سلام کرتے ہوئے بولا۔ "بہتر ہے حضور...... لیکن سیکرٹری صاحب سے کہہ دیتے تو بہتر ہوتا۔"

میں نے ویل پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میرے بیڈ روم میں ٹیلیفون ہے۔ تم اندر جا کر ان سے بات کر سکتے ہو۔"

وہ سر جھکا کر اندر چل دیا۔ میں گاڑی کے میٹر دیکھنے لگا۔ پٹرول نصف ٹینک سے زیادہ تھا۔ انجن کا فنکشن صحیح تھا اور سب سے اچھی بات یہ تھی کہ گاڑی پر گورنمنٹ ہاؤس کا فلیگ نہ تھا۔ اس کے معنی یہ تھے کہ میں کہیں بھی جا سکتا تھا۔ چند منٹ بعد ڈرائیور واپس آ گیا اور کہنے لگا "سر زحمت معاف کیجئے گا لیکن یہ میرا فرض تھا کہ سیکرٹری صاحب کو اطلاع دی جائے۔ انہوں نے کہا ہے آپ کہیں بھی جا سکتے ہیں اور ڈرائیور کو لے جانا یا نہ لے جانا آپ کی مرضی پر موقوف ہے۔" میں نے "ٹھیک ہے" کہہ کر گاڑی بیک کی اور گیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

ہل کے پیچ و خم سے گزر کے نیچے آتے ہی میں نے چرچ گیٹ کا رخ کیا اور ہارن بی روڈ سے گزرتا ہوا گیٹ آف انڈیا پہنچ گیا۔ کچھ دیر موٹر لانچ میں سمندر کی سیر کی اور سورج غروب ہونے کے بعد گرین میں کھانا کھا کر کتھاریہ سے ملنے کے لئے بمبئی سینٹرل کی طرف چل دیا۔ پولیس اسٹیشن کے سامنے گاڑی روک کر نیچے اترا اور اندر داخل ہو کر ایک

کانسٹیبل سے کتھاریہ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا وہ یہاں سے تبدیل ہو کر سورت چلے گئے ہیں۔ میں مایوس ہو کر لوٹا۔ برآمدے سے نکل کر کار کی طرف چلنے لگا تو خاکی وردی میں ملبوس ایک انگریز سارجنٹ کار کے قریب کھڑا ہوا ڈائری کی ورق گردانی کر رہا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھولنے کے لئے ہینڈل پر ہاتھ رکھا تو اس نے اٹینشن ہو کر سلام کیا۔ میں نے جواب دیا تو انگریزی میں کہنے لگا۔ "سر کیا سیکرٹری صاحب بھی آنے والے ہیں؟" میں سمجھ گیا کہ وہ ڈائری میں کار کا نمبر دیکھ کر پہچان گیا ہے کہ یہ گاڑی گورنر ہاؤس سے تعلق رکھتی ہے۔ ہنس کر کہا۔ "نہیں سارجنٹ' یہ گاڑی صرف مجھ کو لے کر آئی ہے۔"

"آپ۔" وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا اور سنبھل کر بولا۔ "میں آپ کے کسی کام آ سکتا ہوں سر؟"

"شکریہ سارجنٹ۔" میں نے جواب دیا۔" میں یہاں ایک دوست کی تلاش میں آیا تھا لیکن اس کا ٹرانسفر ہو چکا ہے۔" سارجنٹ نے پھر سلام کیا اور برآمدے کی طرف چل دیا۔ میں نے گاڑی میں سوار ہونے کے بجائے انجن بند کر کے گاڑی مقفل کی اور پلیٹ فارم کی طرف چل دیا۔ پورچ سے اندر داخل ہونے کے ئے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا کہ میری نظر ہال میں کھڑی ہوئی ایک پارسی عورت پر پڑی۔ وہ پچیس چھبیس سال کی انتہائی خوبصورت عورت تھی۔ زرق برق ریشمین ساڑھی اور ہم رنگ ساٹن کے سلیولیس بلاؤز میں ملبوس' وہ جنت کی حور معلوم ہوتی تھی۔ اس کے کاندھے پر سرخ چمڑے کا وینٹی بیگ پڑا ہوا تھا اور ہاتھ میں اسپشن کی زنجیر تھی۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی پلیٹ فارم کی طرف جا رہی تھی اس نے میری طرف بھرپور نگاہوں سے دیکھا اور چلتے چلتے رک گئی۔ میں کسی سحر زدہ کی طرح اس کی طرف کھنچنے لگا۔ مجھے اپنی طرف دیکھتا پا کر اس نے مسکرا کر گردن جھکا لی اور کتے کے سر پر ہاتھ پھرانے لگی۔ پورچ میں کار میں آ کر رک رہی تھیں اور فرسٹ سیکنڈ کلاس کے مسافر اتر اتر کے سامان کے ساتھ اندر آ رہے تھے۔ اس فتنہ قامت کے ساتھ اسپشن کے سوا نہ کوئی ساتھی تھا نہ سامان۔ میں آنے جانے والوں کے درمیان سے گزرتا ہوا اس کی طرف بڑھا اور رک کر سگریٹ سلگانے لگا وہ گھوم کر پورچ کی طرف دیکھنے لگی جیسے کسی کی آمد کا انتظار ہو۔ میں نے سگریٹ سلگا کر رسٹ واچ کی طرف دیکھا اور آہستہ آہستہ پلیٹ فارم نمبر ۲ کی طرف چلنے لگا۔ وہ بھی اسی طرف چلنے لگی اور میرے قریب آ کر انگریزی میں کہنے لگی۔ "آپ کو معلوم ہے گجرات میل کون سے پلیٹ فارم سے روانہ ہوتی ہے؟"

میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آیئے میں گجرات میل پر ہی جا رہا ہوں۔"

وہ چند قدم چلنے کے بعد بولی۔ "آپ کسی کو رخصت کرنے آئے ہیں؟"

"گجرات میل کو۔" میں نے جواب دیا وہ مسکرا دی۔ میں نے ٹکٹ ونڈو پر جا کر دو پلیٹ فارم ٹکٹ خریدے اور واپس آ گیا۔ وہ دروازے کے قریب کھڑی اپنے کتے کے سر پر ہاتھ پھراتی رہی۔ میں نے گیٹ کے قریب پہنچ کر اس کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔ وہ میرے پیچھے پیچھے اندر داخل ہو گئی۔ گیٹ پر کھڑا ٹکٹ کلکٹر اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ وہ گردن جھکا کر تیزی سے آگے بڑھی اور میرے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ چند قدم پر گجرات میل کھڑی تھی۔ اس وقت نصف سے زائد کمپارٹمنٹ مسافروں سے بھر چکے تھے۔ پلیٹ فارم پر سینکڑوں مرد عورتیں اور بچے چل پھر رہے تھے۔ قلی مسافروں کا سامان چڑھا رہے تھے۔ میں نصف پلیٹ فارم عبور کر کے فرسٹ سیکنڈ کلاس کے ڈبوں کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ "اب مجھے آپ کو خدا حافظ کہنا چاہیے۔" میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیوں؟" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "گجرات میل کو رخصت نہیں کرنا چاہتے کیا؟" میں ہنس دیا۔ "کس کو رخصت کروں۔ میرا کوئی دوست اس میں نہیں جا رہا۔ شاید آپ بھی نہیں جا رہیں۔" وہ ہنس کر جھکی اور کتے پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ وہ سیدھی ہوتی ہوئی بولی۔ "میں اپنے چند دوستوں کو رخصت کرنے آئی ہوں۔ اگر وہ جا رہے ہیں تو کہیں نہ کہیں ضرور ہوں گے۔ آپ کو فرصت ہے تو آیئے دوسرے کمپارٹمنٹس میں دیکھتے ہیں۔" وہ انجن کی طرف چلنے لگی۔ میں کہنا چاہتا تھا کہ مجھے فرصت نہیں ہے۔ لیکن میں اپنی فطرت سے مجبور تھا۔ کچھ نہ کہہ سکا اور اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ پلیٹ فارم برج کے پاس سے گزرے تو سیڑھیاں چڑھتے ہوئے دو پولیس کانسٹیبلوں نے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ پھر میری طرف دیکھا اور ایک نے ہنستے ہنستے دوسرے سے کہا۔ "آج تو کسی سیٹھ کا لڑکا کا پکڑ لائی ہے۔" میں نے گردن گھما کر ان کی طرف دیکھا تو وہ پانچوں چھٹی سیڑھی سے بھی اوپر پہنچ چکے تھے۔ میں نے محسوس کیا ان کے ریمارکس ہمارے متعلق ہی تھے۔ شاید عورت یہاں جانی پہچانی چیز تھی۔ اس کے طرز عمل سے میرے لئے یہ اندازہ کر لینا دشوار تھا کہ وہ بڑے سلیقے سے میرے گرد جال پھیلا رہی ہے۔ لیکن وہ کیا اور اسکا جال کیا؟ ایک لمحے میں اس کا جال پاش پاش ہو سکتا تھا۔ میرے پاس بڑے نوٹوں کا شمار نہ تھا۔ ایسے بڑے نوٹ جن کے لئے پسینے کا کوئی قطرہ نہیں بہایا گیا تھا۔ اس وقت بھی میری جیب میں دس بارہ نوٹ پڑے ہوئے تھے جو میں اندو پر خرچ کرنے کے لئے لایا تھا اور اب جبکہ وہ یہاں نہ تھی تو ..... خیر' یہ اس سے کہیں اونچی چیز تھی۔ "ہو جائے ایک بازی۔" میں نے سوچا۔ اب ہم آخری ڈبے کے سامنے تھے۔ اس سے آگے انٹر اور تھرڈ کی بوگیاں تھیں جن میں خیالی دوست تلاش کرنا اس کے بھی شایان شان نہ تھا اور میرے بھی۔ میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میڈم اب اجازت چاہتا ہوں۔"

اس نے ترچھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تھک گئے کیا؟" میں ہنس دیا۔ وہ کچھ دیر میرے چہرے کی طرف دیکھتی رہی پھر آہستہ سے بولی۔ میں بھی چلتی ہوں۔ آیئے۔" ہم دونوں پلٹ کر چلنے لگے۔ گیٹ کے قریب پہنچ کر کہنے لگی۔ آپ کا اسم گرامی؟"

میں نے کہا۔ "فرینک۔ ولیم فرینک۔"

اس نے مسکرا کر ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ "میرا نام تہمینہ ہے۔ آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ بات آپ کو پہلے کہنی چاہئے تھی۔"

بولی۔ "کیوں؟"

"اب ہم ایک دوسرے سے رخصت ہو رہے ہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"تو کیا ہوا' پھر ملیں گے .... بہرکیف آپ میرے ساتھ ایک کپ چائے ضرور پیئیں گے۔"

گیٹ سے ہال میں جاتے ہوئے' ٹکٹ کلکٹر نے پھر غور سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ اس کی طرف دیکھے بغیر گیٹ سے گزر گئی۔ میں نے جیب سے دو پلیٹ فارم ٹکٹ کلکٹر کے ہاتھ میں دے دیئے اور ہال میں پہنچ گیا۔ وہ ویٹنگ رومز کے زینے کی طرف چلنے لگی۔ میں اس کے پیچھے چلتا رہا۔ تیسری منزل پر پہنچ کر اسنے پورا ہال کراس کیا اور کونے والے کمرے کے دروازے میں چابی لگا کر کھولتے ہوئے کہا۔ "تشریف لایئے۔" میں نے اندر داخل ہو کر ادھر نگاہ دوڑائی۔ کمرے میں ایک لوہے کا پلنگ' دو کرسیاں ایک ٹیبل اور ایک ڈریسنگ ٹیبل کے سوا کچھ نہ تھا۔ ڈریسنگ ٹیبل پر ایک اٹیچی کیس اور اس کے نیچے چمڑے کے دو سوٹ کیس رکھے تھے۔ مشرق کی جانب دو کھڑکیاں کھلتی تھیں۔ دائیں جانب اٹیچڈ باتھ روم تھا۔ اندر آتے ہی اس نے دروازہ بند کیا اور مسکرا کر بولی۔ "بیٹھیے مسٹر فرینک۔ کیا پینا چاہیں گے گرم یا ٹھنڈا۔"

میں نے کہا۔ "کیوں زحمت کرتی ہیں مس تہمینہ۔"

"مس نہ کہیئے۔" اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "میرا نام بیگم تہمینہ سراج ہے ...... اور یہ ایک لمبی اور المناک کہانی ہے۔"

"مجھے سن کر افسوس ہوا۔" میں نے کہا۔ "میں اپ کو پارسی سمجھ را تھا۔"

"تھی کبھی۔ اب ایک دھوکے باز مسلمان کی بیوی ہوں اور وہ بھی نہیں رہی۔"

"کیوں ---؟"

"وہ مجھے چھوڑ کر حیدر آباد بھاگ گیا۔"

"آپ کو ...... چھوڑ کر ...... بھاگ گیا۔ مجھے اس بات پر یقین نہیں آ رہا۔"

وہ ہنس دی۔ یہ ایک کھوکھلی اور بے روح سی ہنسی تھی۔ جس میں اس کا درد نمایاں تھا۔ "خی" اس نے کہا۔ "چھوڑیے یہ سب مجھے پہلی ملاقات میں آپ کو نہیں بتانا تھا۔ بتایئے نا۔ کیا پئیں گے آپ؟"

میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "اگر آپ برا نہ مانیں تو بتایئے آپ یہاں کس کے ساتھ۔"

"کسی کے ساتھ نہیں' اکیلی تنہا ...... اس کے ساتھ۔" اس نے کتے کی طرف اشارہ کیا۔ "میں ایک فرم میں ملازم ہوں اور یہاں رہتی ہوں۔ اب تو بتایئے کیا پئیں گے۔؟"

میں کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ "ساڑھے آٹھ بج رہے ہیں۔ اگر مجھ پر اعتماد کر سکتی ہیں تو چلئے کہیں کھانا کھایئے۔"

وہ ہنس دی۔ "اعتماد کرتی ہوں' چلئے۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

میں اس کو لے کر نیچے آیا اور پورچ کی سیڑھیوں کے قریب رک کر کہا۔ "ایک منٹ یہیں ٹھہریئے۔ میں گاڑی لے آؤں۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "کہیں دور جانا ہے؟"

میں نے کہا۔ "جہاں آپ کھانا پسند کریں۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں سیڑھیاں اتر کر پولیس اسٹیشن کی طرف چل دیا۔ گاڑی اسٹارٹ کی اور پورچ میں لا کر سیڑھی سے لگا دی۔ وہ نگاہیں جھکا کر آگے بڑھی۔ پچھلی سیٹ پر اپنے کتے کو بٹھایا اور اگلا دروازہ کھول کر میرے برابر میں آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے پورچ سے نکلتے ہی دایں جانب گاڑی موڑ دی اور ہر ر کا رخ کیا۔ اسٹیشن کے حدود سے نکلتے ہی اس نے کہا۔ "ولیم تمہارے لب ولہجے سے تمہیں اینگلو انڈین تسلیم کرنے کو دل نہیں چاہتا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "پھر کیا تسلیم کرنا چاہتی ہیں آپ؟"

"تمہارا تعلق یو۔پی سے ہے شاید۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "میرا تعلق دہلی کے مغلیہ خاندان سے ہے۔"

وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ "خوب ..... تو ولیم فینک کیسے ہوئے؟"

"جیسے تمینہ سراج۔"

"میں تو دھوکا کھا گئی تھی۔ ورنہ تمینہ اشراف ہوتی۔"

"میں غوطہ کھا گیا تھا۔ ورنہ میرا نام مرزا خارا شگاف تیموری ہوتا۔ اب بتایئے کھانا کہاں کھائیں گی۔"

"کہیں بھی۔"

"آپ پیتی ہیں-----؟"

"پیتی ہوں۔ لیکن زیادہ نہیں پیوں گی۔"

"میں بھی زیادہ نہیں پیتا۔" میں نے گرانٹ روڈ کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ اور پل کے قریب ایک بار کے سامنے پہنچ کر گاڑی روک دی۔ انجن بند کر کے نیچے اترا اور دروازہ لاک کر کے بار کی طرف چلا۔ دروازے پر پہنچتے ہی اس نے میرا بازو تھام لیا۔ کھانے کے دوران اور پھر کافی کے ساتھ چار پیگ پینے کے بعد وہ بہکنے لگی۔ میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھا تو نو بج کر سترہ منٹ ہو چکے تھے۔ ویٹر کو بلا کر بل ادا کیا اور پچاس روپے تمینہ کے پرس میں رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "چلو .... تمہیں اسٹیشن پہنچا دوں۔"

وہ لپٹتی ہوئی بولی۔ "اور تم؟ تم کہاں جاؤ گے؟"

میں نے اس کا بازو تھامتے ہوئے کہا۔ "آؤ بتاتا ہوں۔" وہ گاڑی تک پہنچتے پہنچتے دو مرتبہ لڑکھڑائی۔ میں نے دروازہ کھول کر اس کو سیٹ پر بٹھایا اور بمبئی سینٹرل کی طرف روانہ ہو گیا۔ گاڑی مین روڈ پر آتے ہی اس نے میرے کندھے پر سر ٹکا دیا اور کمر کے گرد ہاتھ ڈال کر بولی۔ "ہاں اب بتاؤ تمہارا مکان کہاں ہے؟"

"میرا کوئی مکان نہیں تمینہ۔" میں نے کہا۔

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔ میرا کمرہ تمہارا ہی ہے۔"

میں ہنس دیا۔ "بددعا تو نہ دو تمینہ۔"

"تو پھر جھوٹ کیوں بول رہے ہو۔"

"اس لئے کہ اگر میں سچ بتا دوں کہ کہاں رہتا ہوں تو تم کہو گی کہ یہ اس سے بھی بڑا جھوٹ ہے۔"

"نہیں کہوں گی۔ بتاؤ۔"

"میں راج محل میں رہتا ہوں۔"

وہ ہنس دی۔ "شیش محل کیوں نہیں کہتے ڈیرسٹ۔"

"اس لئے کہ خواب نہیں' حقیقت بیان کر رہا ہوں۔"

"مجھے اپنا راج محل دکھا سکتا ہو؟"

"ضرور دکھاؤں گا۔"

"تو آج میرے ساتھ رہ جاؤ۔ کل میں تمہارے ساتھ جاؤنگی۔"

"میں رہ نہیں سکتا۔ دس بجے کے بعد تمام ہوٹل بند ہو جائیں گے اور تمہارا گھر یہاں سے بہت دور ہے۔" میں نے گاڑی موڑتے ہوئے تمینہ سے کہا۔ "تم بڑے ظالم ہو ڈیئر۔ تمہیں میرے جذبات کا بھی احساس نہیں کیا؟"

"کل احساس ہو گا ڈیئر اب جانے دو۔"

"قسم کھاؤ کل ضرور آؤ گے۔"

"خدا کی قسم میں کل ضرور آؤں گا۔ اچھا شب بخیر۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "شب بخیر۔" میں تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آیا۔ دس بجنے میں بارہ منٹ تھے۔ گاڑی میں سوار ہوا اور اسٹیشن سے نکلتے ہی فل اسپیڈ سے روانہ ہو گیا۔

تمام رات خواب میں یشودھرا کو پریشان پھرتے دیکھتا رہا۔ صبح اٹھا تو خود پریشان تھا۔ بستر پر پڑا پڑا اینٹھ رہا تھا۔ اٹھنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ نو بجے اردلی اندر داخل ہوا۔ خدا جانے وہ کتنی مرتبہ جگانے کی کوشش کر چکا تھا۔ مجھے چھت کی طرف گھورتے دیکھ کر بولا۔ "سرکار کچھ طبیعت خراب ہے کیا؟"

میں نے کمبل سرکا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "نہیں۔ ٹھیک ہوں' چائے لے آؤ۔" وہ سر جھکا کر چلا گیا۔ میں نے باتھ روم میں جا کر منہ دھویا اور چائے پی کر اخبار دیکھنے لگا۔ گیارہ بجے کے قریب جبکہ میں کپڑے تبدیل کر کے ریڈنگ روم کی طرف جا رہا تھا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ فرسٹ سیکرٹری بول رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہزایکسی لنسی گورنر کے لنچ پر جانے سے پہلے مجھے دفتر میں حاضر ہونے کا حکم دیا ہے۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کا خادم بارہ بجے آپ کے دفتر میں پہنچ رہا ہے۔" انہوں نے "تھینک یو" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور "ہزایکسی لینسی۔ یورایکسی لینسی۔ اور ہرایکسی لینسی" پر غور کرنا شروع کر دیا ان ناموں کا آپس میں بہت گہرا تعلق تھا۔ میں نے انہیں بتایا کہ ان میں سے بیشتر جھوٹ پر مبنی تھے۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ "یہ میں محض اس لئے دریافت کر رہا ہوں کہ کسی ایسی جگہ پر ہرگز نہ جانا جو کسی انداز میں قابل اعتراض ہو' کیونکہ اس پرائیویٹ کار پر جو تمہیں دی گئی ہے گورنمنٹ ہاؤس کا فلیگ نہ ہونے کے باوجود' پولیس اور سی آئی ڈی کے آفیسرز کو نظر رکھنے کی ہدایات ہیں۔ تم سمجھ گئے ہو میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔"

"میں کسی ایسی جگہ سے واقف نہیں ہوں سر۔" میں نے کہا۔ "آپ فکر نہ کیجئے۔ ویسے میرے ساتھ کوئی دوست گاڑی میں ہو تو یہ تو قابل اعتراض نہیں ہے نا۔؟"

"نہیں۔ لیکن گرل فینڈز کے معاملے میں محتاط رہنا۔ کال گرل نہیں ہونی چاہئے۔ خصوصاً" ایسی' جس کو پولیس والے پہچانتے ہوں۔"

"شکریہ اس قیمتی مشورے کا۔" میں نے کہا۔ "میں اتنا گرا ہوا نہیں ہوں۔"

"یہ فطری ہے۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "اور مجھے معلوم ہے ولاس پور میں صرف اعلیٰ کردار جوانوں کی گنجائش ہے۔"

"آپ کی معلومات حقیقت پر مبنی ہیں سر۔" مگر اس حقیقت میں کتنی حقیقت تھی یہ سوچ کر مجھے ہنسی آنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد اندر سے طلبی ہوئی اور میں سیکرٹری کا اشارہ پاتے ہی اندر تھا اور گورنر کے چیمبر میں داخل ہو گیا۔ اس وقت ان کے کمرے میں ایک

پینتالیس پچاس سالہ تخیم شحیم انگریز بیٹھا ہوا تھا جو کرخت "چہرے اور مضبوط تن و توش سے اعلیٰ فوجی افسر معلوم ہوتا تھا۔ میں نے گورنر کو سلام کیا تو اس نے غور سے میری طرف دیکھا۔ ہزایکسی لینسی نے اس سے میرا تعارف کرایا تو ایک خفیف سی مسکراہٹ اس کے درشت چہرے پر ابھری اور کرسی پر بیٹھے بیٹھے میری طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ مصافحہ کرنے میں میری طرف سے بھی کوئی گرمجوشی نہ تھی۔ ہزایکسی لینسی نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو اس نے پھر ایک بار میری طرف دیکھا۔ میں اس کی تیز نگاہوں کو نظر انداز کر کے "بہت بہت شکریہ یورایکسی لینسی" کہہ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ گورنر نے آفیسر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "برگیڈیئر یہ لڑکا کسی وجہ سے مجھے پسند ہے۔ اسے ٹرائی کرو اور مجھے بتاؤ یہ کہاں تک چل سکتا ہے۔"

برگیڈیئر نے میرے چہرے پر بھی ایک نظر ڈالی اور کہا۔ "کیا آپ کے خیال میں یہ مضبوط ہے یورایکسی لینسی؟"

گورنر نے مسکرا کر کہا۔ "میرا تو یہی خیال ہے۔"

اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "نوجوان خدا تم پر رحم کرے' میں بہت سخت استاد ہوں۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "میں سمجھتا ہوں۔" ہزایکسی لینسی ہنس دیئے۔ "یہ تمہارے چہرے سے تمہیں سمجھ گیا۔" انہوں نے کہا۔ میں نے دل میں کہا۔ "پھر مجھے کس جرم کی پاداش میں اس قصاب کے حوالے کیا جا رہا ہے؟

"ٹھیک ہے نوجوان۔" برگیڈیئر نے مجھے خاموش دیکھ کر کہا۔ میں تمہیں انٹیلی جینٹس ڈپارٹمنٹ میں لے رہا ہوں۔ تمہارا کوئی رینک یا عہدہ نہیں ہے۔ میرے محکمے میں تم سب سے سینئر آدمی ہو گے۔"

"یہ بالکل فطری سی بات ہے۔" میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "نہ جانے کیوں میرا دل اسے سرکنے کو نہیں چاہ رہا تھا۔"

"میری پوری بات سنو۔" اس نے کہا۔ "وہاں تمہیں لینس کارپورل سے لے کر کمیشن رینک تک ہر شخص کے حکم کی تعمیل کرنی پڑے گی۔"

"سوری برگیڈیر یہ ممکن نہیں ہے۔" میں نے اس کو ناراض کرنے کے لئے قصداً" سخت جملہ کہا۔ وہ حیرت سے میرا منہ تکنے لگا۔ میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ "ہزایکسی لینسی نے یہ نہیں کہا ہے کہ میں سولجر کی حیثیت سے انٹیلی جینٹس ڈیپارٹمنٹ جوائن کر رہا ہوں۔ میں صرف آپ کی اور ان انٹیلی جینٹس آفیسرز کے حکم کی تعمیل کر سکتا ہوں جو مجھ سے زیادہ انٹیلی جینٹ ہوں۔" وہ تلملا اٹھا چند لمحے گورنر کی طرف دیکھتا رہا۔ وہ مسکرا رہے تھے۔ ہونٹوں میں دبے ہوئے پائپ سے ہلکا ہلکا دھواں نکل رہا تھا۔

ہزایکسی لینسی کی طرف سے کوئی اشارہ نہ پا کر وہ سنبھل گیا۔ اور لہجہ تبدیل کرتے ہوئے بولا۔ "تم کیا کیا جانتے ہو؟"

"میں اپنے خیال میں مسٹر نو آل ہوں بریگیڈیئر۔" میں نے کہا۔ "آپ میرا امتحان لے کر ثابت کریں کہ میں کیا نہیں جانتا اور وہیں سے میں اپنی ٹریننگ کی ابتدا کرنا چاہتا ہوں۔"

اس کے کرخت چہرے پر خفیف سی مسکراہٹ ابھری۔ "یہ مناسب بات ہے۔"

میں نے کہا۔ "تھینک یو بریگیڈیئر ...... اور آپ دیکھیں گے کہ جو آفیسرز میری معلومات میں' کسی بھی انداز سے اضافہ کر سکتے ہیں۔ مجھے ہمیشہ انتہائی فرماں بردار اور حکم کی تعمیل میں جان پر کھیل جانے والا سرفروش پائینگے۔"

"اوہ فائن" کہہ کر وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔ "مجھے ایسے ہی نوجوان پسند ہیں۔"

بریگیڈیئر نے کھڑے کھڑے پھر مجھ سے مصافحہ کیا اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ اب بتایئے آپ کیا کیا سیکھ چکے ہیں؟"

میں اس کا لہجہ بدلتے دیکھ کر مسکرا دیا۔ "میں نے ملٹری کورس مکمل کیا ہے۔ باکسنگ اور سوئمنگ چیمپئن ہوں۔ شہسواری' شمشیر زنی' نشانہ بازی وغیرہ میں بھی کلاس ون رہا ہوں۔ کم از کم ولاس پور میں یہاں کے متعلق وقت بتائے گا۔"

وہ اوپر سے نیچے گردن ہلاتا رہا۔ کچھ سوچ کر بولا۔ "کیا تم قتل کر سکتے ہو؟"

میں اس کی طرف دیکھ کر ہنس دیا۔" سوری میں پیشہ ور قاتل نہیں ہوں۔"

"میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" اسنے مسکرا کر کہا۔ "میرا مطلب تھا کیا تم انسان کو شوٹ کر سکتے ہو؟"

"خود حفاظتی کے لئے یقیناً" کر سکتا ہوں۔ بشرطیکہ وہ عورت نہیں ہے۔"

"اور اگر وہ عورت ہی ہے تو---؟"

"نو سر۔"

وہ ہنس دیا۔ "تم عورت کو کیا سمجھتے ہو مای ڈیئر؟"

"عورت۔" میں نے کہا۔ "اور مجھے معلوم ہے مغربی ممالک میں مجرم بھی عورت کا احترام کرتے ہیں۔"

"فرض کرو کہ وہ کسی ملک کی جاسوس ہے اور اسے یہ معلوم ہے کہ تم اس کے بارے میں جانتے ہو لیکن اگر تم اس کا احترام کرتے ہو تو وہ تمہیں شوٹ کر دے گی۔"

"ایسی عورت آپ کو درآمد کرنی پڑے گی بریگیڈیئر۔ میرے تجربے میں ایسی کوئی عورت نہیں آئی۔"

ہزایکسی لینسی میری طرف دیکھ کر ہنس دیئے۔ "میرا خیال ہے تم صحیح کہہ رہے ہو۔"

میں نے کہا "تھینک یو سر۔" وہ بریگیڈیئر کی طرف دیکھ کر بولے۔ "اب تم اس کے بارے میں جان گئے ہو۔ اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور اسے وہی بنا دو جو میں بتانا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ نہ بھولنا کہ یہ نوجوان مجھے پسند ہے۔" بریگیڈیئر نے اٹھ کر گورنر سے مصافحہ کیا اور چلتے چلتے مجھ سے کہا۔ "آٹھ بجے ہماری گاڑی آ کر تمہیں لے جائے گی۔"

سیکرٹری کے چیمبر میں آ کر میں رک گیا اور سگریٹ سلگاتا ہوا ان کی میز کی طرف چلنے لگا۔ سیکرٹری نے میری طرف دیکھ کر فائل بند کی اور کہا۔ "شاید جا رہے ہو؟"

میں نے کہا۔ "جا رہا ہوں جناب ...... کیا اپ مجھے بتانا پسند کرینگے۔ میری پوزیشن کیا ہو گی؟"

سیکرٹری نے کندھے اچکا کر کہا۔ "ہزایکسی لینسی نے مجھے اس سلسلے میں کوئی حکم نہیں دیا۔ بیٹھتے کیوں نہیں؟"

"میں "شکریہ" کہہ کر بیٹھ گیا۔ "میں بہت پریشان ہوں سر۔"

"یہ فطری سی بات ہے۔" انہوں نے کہا۔

"نہیں سمجھ سکا سر۔"

"راج محل میں رہنے کے بعد کسی دوسری جگہ۔ خصوصاً" کیمپ جیسے ماحول کا فوراً عادی ہو جانا آسان کام نہیں ہے۔ لیکن اگر تم یہ یقین کر لو کہ ہزایکسی لینسی تمہیں پسند کرتے ہیں تو تم تمام دشواریوں پر عبور پا سکتے ہو۔ اور یہ حقیقت ہے۔ جلد ہی تم محسوس کرو گے کہ تم ایک خوش قسمت انسان ہو۔" میں نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "سر آپ کی باتوں نے مجھے نیا عزم اور ولولہ بخشا ہے اور اب میں حالات کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "دیکھو اپائنٹ منٹ لیٹر اور رینک وغیرہ کی پرواہ نہ کرو۔ ویسے تمہیں ہر ماہ چیک ملتا رہے گا۔ اتنی رقم کا جو تمہیں شاندار طریقے پر زندہ رکھ سکے۔"

میں نے دبی ہوئی آواز میں کہا۔ "تھینک یو سر۔"

وہ مسکرا دیئے اور میرے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔" یہ ممکن ہے کہ تمہارے معیار کے مطابق نہ ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ میرا معیار کیا سر۔ میں ایک معمولی سارجنٹ میجر ہوں۔"

"کیا تم ہمیں احمق سمجھتے ہو۔" انہوں نے میرے کان کو ہاتھ لگا کر ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ لنچ ٹائم۔"

میں ہنس کر اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے ہاتھ بڑھا دیا۔ "ہم اس بات کی کوشش کریں گے کہ تمہارے نقصان کی تلافی ہو سکے۔"

"اوہ!" میں نے مصافحہ کرتے ہوئے۔ "شاید آپ میرے ماضی کے متعلق کچھ جانتے

ہیں سر۔ اچھا گڈ بائی۔"

شام کو چار بجے میں نے فون پر سیکرٹری سے مورس بھجوانے کی درخواست کی۔ انہوں نے آٹھ بجے سے پہلے واپس پہنچ جانے کی پر شرط کار بھیجی۔ میں نے ڈرائیور کو واپس کر دیا اور کار لے کر نکل گیا۔ ساڑھے سات بجے میں سینٹرل پہنچ گیا۔ گاڑی اوپن پلیٹ فارم کے پاس کھڑی کر کے اور ہال سے گزرتا ہوا تہمینہ کے کمرے پر پہنچا۔ دروازہ بند تھا۔ میں دستک دینے لگا تھا کہ چند فٹ کے فاصلے پر دوسرے کمرے کے دروازے سے ایک ادھیڑ عمر کی عورت جو سفید ساڑھی پر سفید زین کا کوٹ پہنے ہوئے تھی' باہر نکلی اور میری طرف دیکھ کر بولی۔ "سر آپ کس سے ملنا چاہتے ہیں--؟"

میں نے ہاتھ روک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مسز تہمینہ سراج سے .... وہ اندر ہیں نا---؟"

اس نے دروازے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ہیں تو لیکن اگر آپ برا نہ مانیں تو میں ..... ذرا ادھر تشریف لایئے۔"

میں نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "فرمایئے۔"

اس نے پلٹ کر اپنے کمرے کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "آیئے جناب۔" میں اس کے کمرے میں داخل ہو گیا۔ اندر ایک الماری چار کرسیاں اور ایک میز پڑی ہوئی تھی۔ "سر ٹھنڈا پئیں گے یا گرم" انہوں نے مجھ سے کہا۔ میں نے "نو تھینکس" کہہ کر تہمینہ کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ اس سے نہ ہی ملیں تو بہتر ہے۔ ہلکی سی سلام دعا کے بعد انہوں نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ اگر "آپ ناراض نہ ہوں تو میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔"

میں نے مسکرا کر جیب سے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "فرمایئے۔" اس نے پھر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر ایک قدم آگے بڑھایا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ میرے قریب ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ میں نے سگریٹ سلگا کر ایک کش لیا۔ وہ میرے چہرے پر نظر ڈالتی ہوئی کہنے لگی۔ "سر مجھے معلوم نہیں کہ آپ کوئی بڑے آفیسر ہیں یا کسی سیٹھ کے لڑکے ہیں۔ لیکن اتنا سمجھ سکتی ہوں کہ آپ کسی بڑے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ معاف کیجئے۔" وہ کچھ سوچ کر رک گئی۔

"نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے" آپ فرمایئے کیا کہنا چاہتی ہیں مجھ سے انہوں نے مجھے تہمینہ کے متعلق ساری باتیں بتائیں کہ وہ کہاں سے آئی ہے اور کیا کرتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اس کا کردار صحیح نہیں ہے اس کے ہاں اوباش قسم کے لوگوں میں آنا جانا لگا رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ ایک خطرناک بیماری میں بھی مبتلا ہو گئی ہے۔ مجھے ان کی باتیں سن کر تعجب ہوا اور میں سوچ میں پڑ گیا۔ مجھے سوچ میں پڑے ہوئے دیکھ کر وہ

بولیں کہ "دیکھو میں تمہیں نصیحت کے طور پر کہہ رہی ہوں کہ اس سے بچ کر رہنا۔ یہ باتیں محض تمہیں بتانے کے لئے نہیں ہیں۔ اور میں اس کی برائی نہیں کر رہی۔ لیکن یہ ظالم اتنی خوبصورت ہے کہ دنیا کا کوئی بھی مرد ..... ٹھوکر کھا کر سکتا ہے ..... آپ خیر اب آپ سمجھ چکے ہیں۔ اور میں اپنا فرض پورا کر چکی۔ شکریہ جناب۔" اس کی باتیں سن کر مجھے پسند آ گیا۔ جہاں تک الفاظ کا تعلق ہے اس نے نہایت سلیقے سے انتہائی شائستہ انداز میں نصیحت کی تھی لیکن پھر بھی میں ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے اس نے مجھے گالی دی ہو جہاں تک تہمینہ سے دوستی کا تعلق تھا۔ ابھی وہ میری کچھ نہ تھی۔ اس میں شک نہیں میں اس کی خوبصورتی سے مسحور ہو کر اس کی طرف بڑھا تھا اور جس تیزی سے بڑھا تھا اس کو دیکھتے ہوئے اس مخلص خاتون کی نصیحت کی نوبت آنے تک تہمینہ میرے لئے کبھی کی پرانی ہو چکی ہوتی۔ لیکن اس نے جس طرح اپنے فریب خوردہ ہونے کی داستان بیان کی تھی۔ اس سے میرا جذبہ محبت رحم اور ہمدردی میں تبدیل ہو گیا تھا۔ اس وقت بھی میرے آنے کا مقصد صرف اس کو یہ بتانا تھا کہ شاید ہم دیر تک نہ مل سکیں ..... لیکن اب جبکہ وہ ایک گھناؤنی چیز ثابت ہو رہی تھی یہ تکلف بھی غیر ضروری تھی۔ اظہار ہمدردی کے لئے لاکھوں انسان مل سکتے تھے۔ کیا ضروری ہے کہ وہ ایک خوبصورت عورت ہی ہو۔

میں سگریٹ آخری کش لیتا ہوا اٹھا اور اپنی محسنہ کا شکریہ ادا کر کے کمرے سے باہر نکلا۔ تہمینہ کے کمرے کا دروازہ بدستور بند تھا۔ ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈال کر نیچے اترا اور گاڑی میں بیٹھ کر نفیس مالیگانوی سے ملنے کے لئے خلافت ہاؤس کی طرف روانہ ہو گیا۔ تمام راستے تہمینہ کے متعلق سوچتا رہا۔ مجھے اس کے کردار سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس کی ذات سے بھی کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ ایک اچھی دوست ہو سکتی تھی اور یہ میرے لئے کافی تھا۔ لیکن اس کا خطرناک مرض میں مبتلا ہونا میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اس کی صحت قابل رشک تھی۔ رہن سہن صاف ستھرا اور معیاری تھا وہ بدچلن اور آوارہ ہو سکتی تھی لیکن بازاری ہرگز نہ تھی۔ اس کا معیار زندگی اتنا گرا ہوا ہرگز نہ تھا کہ کوئی بھی اس کی خلوت میں پہنچ سکے۔ پھر یہ بیماری کیا معنی کہیں ایسا تو نہیں اس عورت نے کسی دشمنی کی بنا پر اسے لوگوں کی نظروں سے گرانے کے لئے یہ الزام تراشا ہو۔

خیر۔ انٹر سیکشن پر سرخ سگنل دیکھ کر میرے خیالات کا سلسلہ ٹوٹا۔ میں نے گاڑی روکی اور سگریٹ سلگایا۔ سگنل کھلنے پر ٹریفک کے پیچھے چل دیا۔ چند فرلانگ چلنے کے بعد ناگام کی طرف ٹرن لیا اور خلافت ہاؤس پہنچ گیا۔ یہاں بھی مایوسی کے سوا کچھ نہ تھا۔ گاڑی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی تو پریس سے ایک مشین مین گاز سے ہاتھ پونچھتا ہوا باہر نکلا۔ میں نے اس سے جیلانی کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا۔ "وہ اور نفیس ساڑھے دس بجے شب کو واپس آتے ہیں۔" میں نے مزید کچھ کہے بغیر گاڑی بیک کی اور پھاٹک سے نکل

گیا۔ اس وقت شام کے چھ بج رہے تھے اور مجھے آٹھ بجے گورنمنٹ ہاؤس پہنچنا تھا۔ میرے پاس دو گھنٹے کے قریب فاضل وقت تھا لیکن ان چند لوگوں کے علاوہ کوئی ایسا دوست نہ تھا جس کے ساتھ وقت گزارا جا سکے۔ میں آہستہ آہستہ ڈرائیور کرتا ہوا جے جے ہسپتال کے قریب پہنچا اور ایک ایرانی ریسٹورنٹ کے سامنے گاری روک کر چائے پینے کے لئے اندر داخل ہوا۔ کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے مینجر نے غور سے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر "شام بخیر" کہا۔ میں شام بخیر کہہ کر بیٹھنے کے لئے موزوں جگہ دیکھنے لگا تو اس نے کیبن نمبر ۴ کی طرف اشارہ کیا۔ میں آگے بڑھا ایک لڑکے نے دروازے کھولتے ہوئے کہا۔ "تشریف رکھئے۔"

میں نے اس کو کیک اور چائے کا آرڈر دیا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ لڑکا دروازہ بند کر کے چلا گیا۔ میں ان تمام اتفاقات پر غور کرنے لگا۔ جنہوں نے پے درپے رونما ہو کر میری زندگی یکسر بے کیف کر دی تھی اور اب یہ عالم تھا کہ گنے چنے چند دوستوں سے ملنے کی مسرت سے بھی محروم تھا۔ مجھے آج رات کو گورنمنٹ ہاؤس سے بھی کسی انجانے مقام کو جانا تھا۔ کہاں اور کب تک کے لئے؟ یہ مجھے معلوم نہ تھا اتنا معلوم تھا کہ اس جگہ کا چیف جس سے میرا تعارف کرایا گیا تھا مجھے بالکل پسند نہ تھا۔ لہٰذا آنے والی صبح میرے لئے کیا لے کر آتی ہے یہ احساس مجھے پریشان کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد چائے لے کر آنے والے لڑکے نے ان خیالات سے نجات دلائی۔ اس نے ٹرے میز پر رکھی اور باہر نکل گیا۔ میں چائے بنانے لگا۔ اور پھر انہی خیالات میں غرق ہو گیا۔ چائے اور سگریٹ سے شغل کرتے کرتے ایک گھنٹہ گزر گیا۔

○

میرا دل گورنمنٹ ہاؤس واپس جانے کو نہیں چاہ رہا تھا۔ سوا سات بجے کے قریب پھر ویٹر کو بلایا اور کھانا لانے کو کہا۔ میں اب کہیں اور جانے کے بجائے تمام وقت یہیں گزار کر آٹھ بجے واپس جانے کے موڈ میں تھا۔ تھوڑی دیر میں کھانا آگیا اور میں دیر تک آہستہ آہستہ کھاتا رہا اور بمبئی سے فرار ہونے کے متعلق سوچتا رہا۔ لیکن کسی پہلو سے بھی یہ کوئی عقلمندانہ اقدام نظر نہ آیا۔ تمام ہندوستان انگریزوں کے قبضے میں تھا۔ بھاگ کر کہاں پناہ مل سکتی تھی۔ اور پھر میرے لئے بھاگنا تقریباً" ایک ریاست ٹھکرا کر چل دینے کے مترادف تھا۔ کیا کیا چھوڑ سکتا تھا۔ اور کس کس کو بھلا سکتا تھا۔ میرے پاس نقد اور جیولری کی شکل میں کئی لاکھ روپیہ تھا۔ اس کے بل پر میں ہندوستان کے علاوہ کسی دوسرے ملک میں بھی امیرانہ زندگی بسر کر سکتا تھا لیکن کیا یشودھرا کو چھوڑ سکتا تھا جو میری روح تھی؟ روپا سے منہ م[illegible] تا تھا جو مجھے خرید چکی تھی؟ میرے لئے کئی قتل کر چکی تھی' جن میں سے

ایک اس کا دور کا رشتہ دار بھی تھا۔ مجھے اپنے احمقانہ خیالات پر خود ہی ہنسی آنے لگی۔ کافی پیتے پیتے میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی تو آٹھ بجنے میں صرف دس منٹ باقی تھے۔ ویٹر سے بل طلب کیا اور بل ادا کر کے کیبن سے باہر نکلا۔ ایک ایس آئی کاؤنٹر کے قریب کھڑا ہوا مینجر سے باتیں کر رہا تھا۔ مینجر نے مجھے دیکھتے ہی کہا۔ "ان صاحب کی کار ہے۔" ایس آئی نے گھوم کر میری طرف دیکھا اور اٹینشن ہو کر سلام کیا۔ میں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ "کیا بات ہے؟" میرا خیال تھا شاید ہوٹل کے سامنے پارک کرنے پر اس کو کوئی اعتراض ہے۔ لیکن ایس آئی نے نہایت مودبانہ لہجے میں کہا۔ "سر آپ کو کس طرف جانا ہے؟"

میں نے کہا "مالا بار ہل!"

بولا۔ "سر مجھے معلوم ہے آپ گورنمنٹ ہاؤس جائیں گے۔ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کو شہر کے خطرناک حالات سے آگاہ کر دوں۔"

"خطرناک حالات؟" میں نے متعجب ہو رک کہا۔ "کیا؟"

فرقہ ورانہ فساد۔ سر۔" اس نے کہا۔ چھ بجے لال باغ میں ایک آدمی کو قتل کر دیا گیا۔ ساڑھے چھ پر مدن پورہ میں دو ختم کر دیئے گئے اور اب متعدد مقامات پر حملے ہو رہے ہیں۔ کئی جگہ کرفیو نافذ ہے۔ آپ کے تمام راستے مخدوش ہو چکے ہیں۔ اب۔"

"میں تیزی سے گاڑی نکال لے جاؤں گا۔" میں نے کہا۔ اس نے نفی میں گردن ہلائی۔ "نو سر۔ راستہ محفوظ نہیں ہے۔ اور اب جبکہ ہم آپ کو دیکھ چکے ہیں ہم پر آپ کی سکیورٹی کی ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے۔"

"آفیسر۔" میں نے اعلیٰ انگریز افسروں کے لہجے میں کہا۔ "تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو۔ میں اپنی حفاظت کر سکتا ہوں۔"

"مجھے یقین ہے سر لیکن۔" اس نے کہا۔ "بہتر ہو گا اگر آپ چند منٹ یہیں انتظار کریں۔ میں پولیس وین لے کر آتا ہوں۔" میں خاموش ہو گیا وہ سلام کر کے **اباؤٹ ٹرن** ہوا اور باہر نکل گیا۔ میں سگریٹ سلگاتا ہوا پر اسی کیبن کی طرف چل دیا۔ ریسٹورنٹ اس وقت کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور تمام لوگوں کی نظریں میرا تعاقب کر رہی تھیں۔ گورنمنٹ ہاؤس کی ایک کار نے مجھے خواہ مخواہ سرکاری اور غیر سرکاری حلقوں میں ایک اہم شخصیت بنا دیا تھا۔ ایک ایسی شخصیت کا احترام لوگوں پر فرض تھا۔ ابھی تک انگریز دلوں پر حکومت کرتا تھا۔ لاکھ طفیلی سہی لیکن مجھے اس احترام پر مسرت تھی۔ آٹو میٹک دروازہ اندر داخل ہوتے ہی بند ہو گیا۔ میں کرسی پر بیٹھتے ہوئے محسوس کر رہا تھا جیسے میں گورنر کی کرسی پر بیٹھ رہا ہوں۔ مجھے اپنے چند منٹ پہلے کے تنزلی خیالات [illegible] افسوس ہونے لگا۔ تھوڑی دیر بعد [illegible] آئی نے بوتھ کا دروازہ کھولا۔ میں اس کے ساتھ [illegible] گاڑی میں سوار ہوا۔ قریب

ہی ایک سیاہ رنگ کی وین کھڑی ہوئی تھی جس میں ڈرائیور کے علاوہ چار مسلح پولیس مین بیٹھے تھے۔ ایس آئی دوسری طرف کا دروازہ کھول کر میرے برابر میں بیٹھ گیا۔ اس کے دائیں ہاتھ میں سروس ریوالور تھا۔ مجھے اس غیر ضروری پیش بندی پر ہنسی آگئی۔ انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہارے خیال میں یہاں سے چلتے ہی لوگ ہم پر مشین گنوں سے حملہ کر دینگے۔"

وہ شرمندہ ہو کر مسکرا دیا۔ "یہ بات نہیں ہے جناب لیکن پتھر اور سوڈے کی بوتلیں بھی زخمی تو کر سکتی ہیں۔" میں نے لاپرواہی سے کندھے اچکا کر۔ گیئر لگایا اور محمد علی روڈ پر گاڑی ڈال دی۔ وین گاڑی سے پچیس تیس گز کے فاصلے پر ہمارے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ تمام سڑکیں سنسان پڑی تھیں۔ فورٹ کے علاوہ ہر جگہ کرفیو لگا ہوا تھا۔ کہیں کسی قسم کی کوئی گڑ بڑ نہ تھی۔ متعدد راستوں سے گزرتے ہوئے ہم مالا بار ہل پہنچ گئے۔ گورنمنٹ ہاؤس سے کچھ فاصلے پر میں نے گاڑی روک کر ایس آئی کی طرف دیکھا۔ "میرے خیال میں اب کوئی خطرہ نہیں آفیسر۔" میں نے کہا۔ وہ دروازہ کھولتے ہوئے بولا۔ "جی ہاں اب میں اجازت چاہوں گا۔"

میں نے "بہت بہت شکریہ آفیسر" کہہ کر اس سے مصافحہ کیا اور دروازہ بند کر کے آگے چل دیا۔ قیامگاہ پر پہنچ کر گاڑی ڈرائیور کے حوالے کی اور کمرے میں آکر سیکرٹری کو فون کر کے اپنی آمد کی اطلاع دی انہوں نے رسمی مزاج پرسی کے بعد سب سے پہلے شہر میں ہنگامہ ہو جانے کے متعلق ذکر کیا۔ میں نے ان کو تمام واقعہ تفصیل سے بتایا۔ پولیس آفیسرز کے تعاون سے متعلق سن کر کہنے لگے۔ "یہ تمہاری گاڑی کا کرشمہ ہے۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "اس کرشمہ ساز گاڑی کو ٹریننگ کے دوران بھی میری حفاظت میں اور مجھے اس کی حفاظت میں رہنے دیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔"

وہ ہنس دیئے۔ "اعتراض نہ ہوتا خوب کہا تم نے۔ خیر کل ہزایکسی لنسی سے درخواست کرتا۔"

میں نے کہا۔ "سر' کل نہ معلوم میں کہاں ہونگا۔ شاید آپ جانتے ہوں۔ بہر کیف ابھی تھوڑی دیر میں گاڑی آئے گی اور میں چلا جاؤں گا میرا سامان پیک ہو چکا ہے۔"

انہوں نے جواب دیا۔ "نہیں' تم کل چار بجے شام کو جاؤ گے اور انڈ مان نہیں جا رہے۔ یہیں بمبئی میں رہو گے۔ او کے؟"

میں نے "گڈ نائٹ سر" کہہ کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور اطمینان کا سانس لیا۔ سکون کے چند گھنٹے اور نصیب ہو گئے تھے۔ جیب سے سگریٹ نکالنے لگا تو اردلی نے کہا۔ حضور کھانا میز پر لگا دیا گیا ہے۔" میں نے سگریٹ کیس جیب میں ڈال دیا اور کھانا کھائے ہوئے ہونے کے باوجود میز پر پہنچ گیا۔

دوسرے روز شام کو چار بجے ایک کیپٹن جیپ لے کر آیا۔ سیکرٹری نے مجھے فون کر کے ہزایکسی لنسی کی طرف سے چند ہدایات دیں۔ ہر ہفتہ گورنمنٹ ہاؤس پہنچ کر پروگریس رپورٹ پیش کرنے کا حکم دیا اور "میں تمہاری کامیابی کا خواہشمند ہوں" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ میں نے اردلی کو دس روپے انعام دیئے اور کیپٹن کے ساتھ جیپ میں سوار ہو کر چل دیا۔ گیٹ سے باہر نکلتے ہی کیپٹن نے اپنا تعارف کرایا۔ میرا نام کیپٹن بریڈ لے ہے مسٹر نسلی۔"

"مجھے آپ سے مل کر خوشی ہوئی کیپٹن۔" میں نے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"آپ کو میرا نام سیکرٹری نے بتایا ہو گا شاید۔"

"جی نہیں۔ بریگیڈیئر ہلنگیں نے ....." اس نے کہا۔ "آپ اینگلو انڈین ہیں کیا"۔"

"ہاں کیپٹن' بالکل۔" میں نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "میرے والد ہندوستانی ہیں اور والدہ انگریز۔"

"فائن۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "کرسچن۔"

"ہاں۔ میری ماں کا یہی خیال ہے۔"

اس نے غور سے میری طرف دیکھا۔ "فادر سمجھتے ہیں کہ میں مسلم ہوں۔" میں نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

وہ ہنس دیا۔ "تو آپ کے فادر مسلم ہیں؟"

میں نے کہا۔ "ہاں کیپٹن۔ لیکن میں نے شادی ایک ہندو لڑکی سے کی ہے۔"

"ونڈر فل۔" وہ ہنس کر بولا۔ "اگر مائینڈ نہ کریں تو بتائیں آپ کے بچے کیا ہوں گے؟ میرا مطلب ہے مذہب کی رو سے۔"

"مجھے اپنے متعلق معلوم نہیں تو بچوں کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں' جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے۔"

"میں آپ کو پسند کرتا ہوں مسٹر نسلی۔"

"پر نسلی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہے کیپٹن۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ دل میں بریگیڈیئر کا شکریہ ادا کر رہا تھا جس نے مجھے ایک نیا نام عطا فرمایا۔ مصلحتاً" یا غلط فہمی کی بنا پر گاڑی نے تھوڑے تھوڑے فاصلے سے چند ٹرن لئے اور ایک نسبتا" بے رونق اور سنسان سی سڑک پر آگئی۔ جہاں بمبئی کی فلک بوس عمارتوں کے بجائے ٹائلوں والے ایک منزلہ مکانوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ "یہ ہماری منزل ہے۔" کیپٹن نے گیٹ پر گاڑی رکتے ہی کہا۔ میں نے دل پر جبر کر کے کہا۔ "بہت خوب" ایک پیر مار کے گیٹ کھولا۔ گاری اندر داخل ہوئی چند فرلانگ چل کر کوارٹروں کے درمیان سے گزرتی ہوئی ایک بنگلے کے سامنے پہنچ کر

رک گئی۔ کیپٹن نے دروازہ کھولا اور ہم نیچے اترے۔ ڈرائیور اور اردلی نے میرا سامان بنگلے میں پہنچایا۔ ایک کمرے میں لوہے کی ایک مسہری' دو کرسیاں' ایک ٹیبل اور ایک الماری دوسرے میں چند کرسیاں ایک ٹیبل' دیواری آئینہ اور ایک راشنگ ٹیبل تھا۔ اٹیچڈ باتھ روم اور پینٹری وغیرہ برابر کے دوسرے پورشن میں یہی کیپٹن قیام پذیر تھا۔ میرا سامان رکھوا کر وہ مجھے اپنے سٹنگ روم میں لے گیا اور اردلی سے چائے تیار کر کے لانے کو کہا۔ سگریٹ دیتے ہوئے اس نے بتایا۔ بنگلے کے علاوہ اردلی میں بھی ہم دونوں ایک دوسرے کے پارٹنر تھے۔

چائے پینے کے بعد کیپٹن مجھے بریگیڈیئر کے پاس لے گیا۔ اپنے اخبار سے نگاہیں اٹھا کر ہماری طرف دیکھا اور کہا۔ "اوکے کیپٹن۔" کیپٹن ریڈلے سلام کر کے باہر نکل گیا۔ بریگیڈیئر نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "سٹ ڈاؤن۔" میں "شکریہ" کہہ کر بیٹھ گیا۔ وہ پائپ کا کش لے کر بولا۔ "ہزایکسی لینسی کی ہدایت کے مطابق میں نے تمہیں یورپین گریڈ میں لے لیا ہے۔ لیکن یہاں کسی کو معلوم نہ ہو کہ تم مسلمان یا ہندوستانی ہو۔ ہم یہاں تمہیں پرنسلی کے نام سے پکاریں گے۔"

"ایز یو پلیز۔" میں نے کہا۔ "اس کے معنی ہیں ملٹری میں میرا کوئی رینک نہیں۔"

"میں نے تمہارا تقرر نہیں کیا۔ ہزایکسی لینسی جانیں وہ تمہیں کیا بنانا چاہتے ہیں۔ ویسے یہ بہت بڑی عزت ہیں پرنسلی اور اس پر فخر ہونا چاہیے۔"

"مجھے بہت فخر ہے جناب۔" میں نے کہا۔ "لیکن انٹیلی جنس میں جہاں ہر شخص عہدے سے پہچانا جاتا ہے۔ مسٹر پرنسلی کچھ اچھا نہیں لگتا۔"

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہاں کئی سولین ٹریز ہیں۔ گوانڈین کوئی نہیں ہے۔ بہرکیف تمہیں ثابت کرنا ہے کہ ہزایکسی لنسی کا انتخاب بہترین ہے۔"

"آپ فکر نہ کیجئے۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کا بہترین شاگرد ثابت ہوں۔"

"اوکے بوائے۔" بریگیڈیئر نے ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے اٹھ کر مصافحہ کیا۔ "کیپٹ بریڈلے کے پاس اس ہفتے کا پروگرام ہے۔" اس نے کہا۔ "میں گڈ نائٹ کہہ کر باہر نکل آیا۔

شام کو آٹھ بجے اردلی نے مجھ سے پوچھا۔ "ڈنر آپ کیپٹن صاحب کے ساتھ کھائیں گے یا اپنے کمرے میں؟" میں نے جواب دیا کیپٹن صاحب سے دریافت کرو۔ کہنے لگا "صاحب کیپٹن صاحب نے تو کہا ہے اگر آپ ساتھ کھانا چاہتے ہیں تو فوراً" چلے آئیں کھانا میز پر لگا ہوا ہے۔ میں کچھ کہے بغیر اٹھا اور کیپٹن کے کمرے میں پہنچ گیا۔ ایک بیرا ٹرالی سے کھانے کی پلیٹیں اٹھا اٹھا کر میز پر رکھ رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر میرا کھانا بھی چننے لگا۔ اردلی نے ایک کرسی اٹھا کر میز کے دوسری طرف رکھ دی۔ کرسی پر بیٹھتے بیٹھتے میں نے بوتل کی طرف

دیکھا۔ جس میں دو پیگ سے زیادہ نہ تھی۔ کیپٹن نے کہا۔ "ہمیں دن میں دو مرتبہ ایک ایک پیگ ملتی ہے۔"

میں نے چمچہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "کافی ہے نابالغوں کے لئے۔"

کیپٹن نے ہنس کر کہا۔ "صحیح کہہ رہے ہو لیکن بالغ کیا کریں؟"

"کھانا شروع کرو کیپٹن" میں نے کہا۔ "بالغوں کی ہدایات میرے سوٹ کیس میں ہیں۔ زبانی یاد نہیں۔"

"اس کے معنی ہیں تم پیتے نہیں۔"

میں نے نفی میں سر ہلایا۔ "یہ دونوں پیگ تم پی جاؤ۔" اس نے دوسرے لقمے کے ساتھ گلاس میں انڈیلی۔ فاکنن بیئر سے تین چوتھائی گلاس بھرا اور دو گھونٹ لے کر گلاس رکھتے ہوئے بولا۔ "پرنسلی زندہ باد۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تھینک یو کیپٹن۔ اگر تمہیں دو پیگ کافی ہو جاتی ہے تو جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں' پیتے جاؤ۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "بہت بہت شکریہ پرنسلی۔ تم بہت اچھے دوست ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "میرے متعلق یہ عام خیال ہے کیپٹن۔"

کیپٹن ہنس دیا۔ گلاس اٹھاتے ہوئے بولا۔ "خیر اب زیادہ خوش نہ ہو۔"

"اور تم اس وقت مجھ سے جلنے نہ لگنا۔ جب میں پینا شروع کر دوں۔"

اس نے ہنس کر گلاس رکھتے ہوئے کہا۔ "او۔ لیکن کب پیو گے؟"

میں نے کہا۔ "جب تم وعدہ کر لو کہ نظر نہیں لگاؤ گے۔"

کیپٹن نے آنکھیں میچ کر کہا۔ "بس؟"

میں آہستہ سے اٹھ کر اپنے کمرے میں گیا اور اسکاچ کی بوتل لے کر واپس آ گیا۔ کیپٹن نے کانٹا ہاتھ رکھتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "یہ کیوں نہیں کہتے ہو کہ تم پرنس ہو۔"

میں نے بوتل اس کے سامنے سرکاتے ہوئے کہا۔ "میرے متعلق یہ بھی ایک عام خیال ہے کیپٹن لیکن سچ بتاؤ اگر میرے پاس ایسی ایک درجن بوتلیں ہوں تو ...." کیپٹن نے ہنس کر میرا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "تو پھر میں تمہیں راک فیلر سمجھوں گا۔"

بس تو پھر تم مجھے راک فیلر ہی سمجھو۔" میں نے کہا۔

کیپٹن نے قہقہہ لگایا اور اردلی کو آواز دی۔ "گھانی!" اردلی لپک کر اندر آ گیا۔ کیپٹن نے بوتل اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا۔ "اسے کھولو۔" بوتل کھل گئی اور ہم رات کے دس بجے تک پیتے رہے۔ کیپٹن چند گھنٹوں میں میرا بہترین دوست تھا۔ مجھے شراب کی طاقت معلوم تھی کہ معلوم نہیں۔ لیکن کچھ لوگ اس کے ساتھ منافقت برتتے ہیں۔

فزیکل ٹریننگ کے نام پر مسلسل ایک ہفتہ مجھے سخت امتحانات سے گزرنا پڑا۔ ہر

شعبہ فن کے چیمپئن آفیسرز سے دوستانہ میچ کرا کے مجھے ہر ممکن طریقے سے نیچا دکھانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن جب کسی طرح کامیابی نہ ہوئی تو بریگیڈیئر نے کھلے دل سے اعتراف کیا کہ اس میدان میں مجھ سے آگے کوئی نہیں تھا۔ صرف نشانہ بازی میں چالیس سالہ آئرش میجر ہنری رولینڈ میرے لئے ناقابل تسخیر تھا۔ جو ایک ہاتھ سے چینی کی پلیٹ اچھال کر دوسرے ہاتھ سے پستول نکالتا اور بیس پچیس فٹ کی بلندی پر پہلے یا دوسرے فائر سے اڑا دیتا۔ لیکن یہ اسٹینڈرڈ سے آگے کی چیز تھی اور اس کا تعلق سالہا سال کی مسلسل پریکٹس سے تھا۔ اس پریکٹس کے لئے ہزاروں کارتوسوں کی ضرورت تھی۔ اور یہاں ایک کارتوس بھی فاضل نہ تھا۔ دس روز بعد مجھے فنی تربیت کے شعبے میں پہنچا دیا گیا۔ یہاں پہلا سبق مختلف ممالک کے نقشے اور شہروں کے نام ازبر کرنا تھا۔ جہاں تک ٹریننگ کا تعلق تھا میں بہت اچھا جا رہا تھا۔ اسٹاف کے تمام آفیسر اور ٹریز میری کارکردگی اور اخلاق سے مطمئن تھے۔ نسلی امتیاز پوری شدت سے موجود تھا۔ لیکن میرے ذاتی تعلقات اس پر حاوی تھے۔ میرا لب و لہجہ انگلش ایکسنٹ کی نقل کرتے کرتے بتدریج نکھرتا جا رہا تھا۔ کیپٹن بریڈلے اور چند آفیسرز جن سے دوستانہ مراسم تھے جانتے تھے کہ میں اردو اسپیکنگ علاقے کا اینگلو انڈین ہونے کے باعث خالص انگریزی لہجے سے قاصر ہوں۔ لیکن اس طرف کبھی کسی نے کوئی اشارہ نہیں کیا۔ بحیثیت مجموعی میں اس ماحول سے مطابقت اختیار کر چکا تھا تاہم ہیڈ کوارٹر کی چہار دیواری میں مقید رہنا میرے لئے سوہان روح تھا۔ یہاں سے کہیں جانے کی اجازت نہ تھی اور میں گھٹن محسوس کر رہا تھا۔ دو ہفتے اسی طرح گزر گئے۔ پندرہویں روز صبح دس بجے کے قریب بریگیڈیئر نے مجھے دفتر میں طلب کیا۔ میں کپڑے تبدیل کر کے چند منٹ میں پہنچ گیا۔ اس وقت دفتر میں بریگیڈیئر کے علاوہ دو تین آفیسر جن میں ہمارے انسٹرکٹر' کرنل ڈینس بھی شامل تھے۔ ایک سفید کپڑوں میں ملبوس انگریز سے باتیں کر رہے تھے۔ سلام کرتے ہی بریگیڈیئر نے کہا۔ "یہ ہے وہ نوجوان جناب۔" پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "پرنسلی' مسٹر پارکنز سے ملو۔"

میں نے سر کو خم دے کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "آپ سے مل کر خوشی ہوئی جناب۔"

پارکنز نے مسکرا کر پوچھا اور کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ میں "تھینک یو سر" کہتے ہوئے بیٹھ گیا۔

"یہاں تنہائی تو محسوس نہیں کر رہے تم؟" پارکنز نے سوال کیا۔

"جی نہیں میں بہترین دوستوں کے درمیان ہوں۔ بہترین آفیسرز بہترین انسٹرکٹرز' بہترین ماحول' ہر چیز بہترین۔"

وہ میرا جواب سن کر مسکرا دیا۔ "مجھے خوشی ہوئی تم مطمئن ہو۔ ہزایکسی لنسی یہی سننا

چاہتے ہیں۔" اس نے کہا۔ "آج شام کو چار بجے تمہیں گورنمنٹ ہاؤس پہنچ کر مسٹر جسمیں۔ میرا مطلب ہے' فرسٹ سیکرٹری سے ملنا ہے۔"

"بخوشی حاضر ہونگا سر۔" میں نے جواب دیا۔ تمام آفیسر حیرت کی نگاہوں سے میری طرف دیکھ رہے تھے۔

"تمہیں دو تین روز وہاں ٹھہرنا ہو گا۔ اس لے اپنے سامان لینے آنا۔" پارکنز نے کہا۔

"بہتر ہے سر۔ میں دو بجے یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا۔" پارکنز نے "او کے" کہہ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے کرسی سے اٹھ کر ہاتھ ملایا اور گڈ بائی کہہ کر دفتر سے نکل آیا۔

دو بجے کیپٹن بریڈلے گاڑی لے کر آیا۔ اردلی نے میرے سوٹ کیس لا کر گاڑی میں رکھے اور اڑھائی بجے ہم گورنمنٹ ہاؤس پہنچ گئے۔ کیپٹن مجھے کلب میں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ شام کو چار بجے میں سیکرٹری سے ملا۔ انہوں نے تمام حالات پوچھنے کے بعد کہا۔ بریگیڈیئر نے ہزایکسی لنسی کو تمہارے متعلق بہت اچھی رپورٹ دی ہے۔ میں نے کہا۔ "یہ ان کی مہربانی ہے۔"

مسکرا کر بولے۔ "بریگیڈیئر کی ڈکشنری میں مہربانی کا لفظ نہیں پایا جاتا۔ ان کی رائے سو فی صد حقیقت پر مبنی ہوتی ہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تو پھر شاید میں ایسا ہی ہوں۔"

"شاید اڑا دو۔" انہوں نے کہا۔ "ہزایکسی لنسی بریگیڈیئر کی رپورٹ کے بعد "شاید" سننا پسند نہیں کرتے۔"

اسی وقت سیکرٹری کی اسسٹنٹ نے اپنے کمرے کے دروازے سے جھانک کر کہا۔ "مسٹر جسمیں آپ کی چائے آ گئی ہے۔" سیکرٹری نے کرسی سے اٹھتے ہوئے میرے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "آؤ" چائے کی میز پر دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ سیکرٹری کی اسسٹنٹ بڑے انہماک سے ہماری باتیں سن رہی تھی۔ کبھی کبھار درمیان میں بولتی بھی جا رہی تھی۔ اس کو میری صحیح پوزیشن معلوم نہ تھی۔ شاید وہ مجھے کوئی بڑی شخصیت سمجھے ہوئے تھی کیونکہ جتنی مرتبہ اس نے مجھے مخاطب کیا۔ اس کا لہجہ نہایت مودبانہ تھا۔ چائے سے فارغ ہو کر ہم پھر سیکرٹری کے چیمبر میں آ گئے اور کافی دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ مجھے حیرت تھی کہ ابھی تک ہزایکسی لنسی نے مجھے یاد نہیں کیا۔ سیکرٹری نے بھی ابھی تک کچھ نہیں بتایا کہ میرے یہاں بلائے جانے کا کیا مقصد تھا۔ پانچ بجے کے قریب سیکرٹری کو اندر بلایا گیا۔ وہ ایکسکیوز می کہہ کر ہزایکسی لنسی کے کمرے میں گئے اور دس منٹ بعد دوسرے بغلی دروازے سے واپس آ کر مجھے اندر چلنے کو کہا۔ میں اٹھ کر ان کے ساتھ ہو لیا۔ ایک طویل راہداری سے گزرنے

کے بعد ایک آراستہ ہال میں پہنچ کر سیکرٹری نے مجھے ٹھہرنے کو کہا اور پردہ اٹھا کر دوسرے کمرے میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد لوٹے تو ان کے ساتھایک سفید وردی میں ملبوس اردلی دونوں ہاتھوں میں ایک ٹرے لئے ہوئے ہال میں داخل ہوا۔ اس ٹرے میں بادامی زر بفت کی شیروانی۔ موتیوں کی مالا اور بادامی رنگ کا صافہ رکھا ہوا تھا۔ سیکرٹری نے اردلی کو ایک سائیڈ روم کی طرف جانے کا اشارہ کر کے میری طرف دیکھا۔ "ہزایکسی لنسی اور ان کی مہمان تمہیں درباری لباس میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کمرے میں جا کر صافہ اور شیروانی پہن کر آ جاؤ۔" میں "بہتر ہے" کہہ کر کمرے کی طرف چل دیا۔ اردلی نے سلام کر کے کہا۔ "حضور اگر صافہ باندھنے میں کوئی دشواری محسوس کریں تو میں دروازے پر حاضر ہوں۔"

میں نے کہا۔ "نہیں کوئی دشواری نہیں۔"

جھک کر بولا۔ "بہتر ہے سرکار۔ جودھپور اسٹائل ہو۔"

میں "اوکے" کہہ کر اندر داخل ہو گیا۔ کوٹ اور ٹائی اتار کے میز پر رکھی۔ شیروانی پہن کر صافہ باندھنے لگا۔ ریشمیں ہونے کے باعث بار بار بندش سلپ ہونے لگی تو دروازے میں کھڑے ہوئے اردلی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ لپک کر آیا۔ پہلے مالا اٹھا کر گلے میں ڈالی اور پھر ایک منٹ میں انتہائی مہارت سے صافہ باندھ کر کلغی لگائی اور جھک کر بولا۔ "سرکار آئینے میں ملاحظہ فرمایئے۔ میری نظر بد مجھ پر پڑے۔ آپ پرستان کے شہزادے معلوم ہوتے ہیں۔" کوٹ کی جیب سے دس روپے کا نوٹ نکال کر اردلی سے کہا۔ "لو مٹھائی کھانا۔" اس نے جھک کر سلام کیا اور کرتا چلا گیا۔ میں نوٹ اس کے کندھے پر رکھ کر باہر نکل گیا۔ سیکرٹری نے دیکھتے ہی کہا۔ "واہ بہت خوب۔ اچھا میرے ساتھ آؤ۔"

میں تھینکس کہہ کر ان کے ساتھ چلنے لگا۔ انہوں نے پردہ اٹھا کر اندر دیکھا۔ ہاتھ سے کچھ اشارہ کیا اور پردہ ایک طرف کھینچ کر پیچھے ہٹتے ہوئے بولے۔ "ہزایکسی لنسی طلب فرما رہے ہیں۔" میں دروازے سے گزر کر دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے کوئی نہ تھا بلکہ اسی طرح کا دروازہ کھلا ہوا تھا جس میں سے میرے قدوقامت کا ایک شخص بالکل اسی لباس میں اندر داخل ہو رہا تھا۔ چہرے پر نظر پڑتے ہی حیرت سے میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ بالکل میرا ہم شکل تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے میں آئینے کے سامنے کھڑا ہوا اپنا عکس دیکھ رہا ہوں۔ معاً مجھے خیال آیا کہ سامنے والی دیوار میں کوئی بری سائز کا آئینہ لگا ہوا ہے اور یہ سب کچھ محض عکس ہے لیکن دوسرے لمحے بائیں جانب سے زنانہ اور مردانہ آواز میں "ونڈر فل" کی آواز آئی اور ملے جلے قہقہے سن کر میرا خیال تبدیل ہو گیا کیونکہ اسی وقت میرے ہم شکل نے اپنے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے۔ میں نے اس کو یکسر نظر انداز کر کے بائیں طرف دیکھا۔ ہزایکسی لنسی گورنر اور مادام کرسیوں پر بیٹھے

ہوئے تھے ان کے پہلو میں ایک پچاس پچپن سالہ وجیہہ شخص شیروانی اور صافہ پہنے دونوں ہاتھ ایک چھڑی کی مٹھ پر رکھے کرسی پر بیٹھا ہوا حیرت زدہ ہو کر میری طرف دیکھ رہا تھا۔ میں نے چند قدم بڑھ کر درباری انداز میں جھک کر مادام اور ہزایکسی لنسی کو سلام کیا۔ انہوں نے "گڈ ایوننگ مائی بوائے" کہہ کر مصافے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ ہاتھ ملاتے ہوئے مجھ پر ہزایکسی لنسی کی مسکراہٹ اور "مائی بوائے" کے الفاظ سے پھر نشہ طاری ہو گیا۔ تعارف کرانے کے لئے انہوں نے مہمان کی طرف گھوم کر دیکھا تو بے ساختہ "اوہ" کہہ کر کھڑے ہو گئے اور چلنے لگے میں نے ان کی نظروں کا تعاقب کیا تو میرا ہم شکل اسی طرح آنکھوں پر ہاتھ رکھے کھڑا نظر آیا۔ میں تیزی سے آگے بڑھا اور ہزایکسی لنسی سے پہلے اس کے پاس پہنچ گیا۔ اور شانہ پکڑ کر کہا۔ "گڈ ایوننگ برادر۔" اس نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹا کر میری طرف غور سے دیکھا اور قہقہہ لگا کر دائیں طرف دیکھنے لگا۔ "میں دو ہو گیا پاپا۔ ہی ہی ہی" اس کا انداز پاگلوں جیسا تھا۔ میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ مہمان بھی مادام کے پاس سے اٹھ کر اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "یس ڈارلنگ تم دو ہو گئے۔ آؤ ادھر آؤ۔" وہ اس کے ساتھ کرسیوں کی طرف چلنے لگا۔ ہزایکسی لنسی نے مجھے چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ ایک شہزادہ ہے لیکن اس کا دماغی توازن درست نہیں ہے۔"

میں نے کہا۔ "یہ سن کر مجھے بہت صدمہ ہوا ہے یورایکسی لنسی۔"

انہوں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "شاید اب تم سمجھ گئے ہو گے کہ پہلی بار تمہیں دیکھ کر چونکنے کی وجہ کیا تھی؟"

"کسی حد تک یورایکسی لنسی۔" میں نے جواب دیا۔ انہوں نے گھوم کر مہمان کی طرف دیکھا۔ "آپ نے دیکھا یورایکسی لنسی' میرا خیال ہے یہ ہمارا کام کر سکتا ہے۔"

مہمان نے سر جھکا کر کہا۔ "یس یورایکسی لنسی۔ میرے خیال میں آپ درست کہہ رہے ہیں۔"

ہزایکسی لنسی نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "ہزہائی نس دی مہاراجہ آف شیر دھام پور سے ملو...... اور یورہائی نس آپ اسے کسی بھی نام سے بلا سکتے ہیں۔" ہزایکسی لنسی کے آخری جملے سے میرے دل پر چوٹ لگی۔ میں نے محسوس کیا جیسے میری حیثیت ایک بے زبان حیوان سے زیادہ نہ تھی۔ جیسے اس کا مالک جب چاہے کسی دوسرے کو فروخت کر سکتا تھا۔ میں سر جھکا کر خاموش ہو گیا۔ شاید مادام نے میرے چہرے سے میری افسردگی کا اندازہ لگا لیا۔ انہوں نے ہزایکسی لنسی سے فرانسیسی میں کچھ کہا اور میز پر رکھے ہوئے سگریٹ بکس سے ایک سگریٹ اٹھایا۔ ہزایکسی لنسی نے ان کو لائٹ دیتے ہوئے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "بیٹھ جاؤ نا عیم ..... مجھے تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔"

میں "شکریہ یورایکسی لنسی" کہہ کر بیٹھ گیا۔ وہ مہاراجہ کی طرف گھوم کر بولے۔ "یورہائی نس آپ کے محل میں کونسی زبان بولی جاتی ہے؟"

"یورایکسی لنسی۔" مہاراجہ نے کہا۔ "وہی ہندی اور انگریزی' جو سرکاری زبانیں ہیں۔"

"پھر تو ٹھیک ہے" انہوں نے کہا۔

مادام نے مسکرا کر کہا۔ "نائیم سچ کہو کیا تم نے ہزایکسی لنسی "کسی بھی نام سے بلانے" کو محسوس نہیں کیا؟" میں ان کی عقلمندی پر دنگ رہ گیا۔ وہ ہزایکسی لنسی سے کہیں زیادہ ذہین تھیں۔ مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے سر جھکا کر کہا۔ "یورایکسی لنسی' میں نے آپ سے زیادہ ذہین خاتون نہیں دیکھی۔"

ہزایکسی لنسی نے مسکرا کر کہا۔ "میں اپنے اس جملے پر شرمندہ ہوں نائیم' اسے بھول جاؤ۔"

"مجھے شرمندہ نہ کریں۔" میں نے اٹھ کر کہا۔

ہزایکسی لنسی گورنر نے مجھ سے کہا۔ "ہزہائی نس تمہیں یوراج یارشی کرن کے سوا کچھ نہیں کہیں گے۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے یورایکسی لنسی۔" میں نے کہا۔ انہوں نے مجھے بیٹھ جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اب میں تمہیں بنیادی بات بتا دوں۔ یہ بدنصیب لڑکا ہزہائی نس کا یوراج ہے۔ ان کی دوسری بیوی سے ایک راجکماری ہے۔ یوراج کی دماغی حالت سے تم اندازہ کر سکتے ہو کہ یہ کسی طرح حکمران نہیں بن سکتا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وراثت راجکماری کو منتقل ہو جائے۔ ریاست دوسرے خاندان میں چلی جائے گی۔ ہزہائی نس میرے خاص دوستوں میں سے ہیں۔ اور دوستی کے علاوہ حکومت برطانیہ کا مفاد بھی اسی میں ہے کہ ریاست اسی خاندان میں رہے۔ تمہیں یوراج کا رول ادا کرنا ہے۔ اور یہ ایک بہت مشکل کام ہے۔ اس میں ہزاروں پیچیدگیاں ہیں۔ لیکن مجھے امید ہے تم اپنی ذہانت سے ان پر عبور پا لو گے۔"

"میں کوشش کروں گا یورہائی نس۔" میں نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے تم ذہین بھی ہو اور بہادر بھی--- اور پھر برٹش گورنمنٹ پشت پر ہے .... حالات کے مطابق تمہارا ہر قدم۔ صحیح یا غلط ریاست کے مروجہ قانون سے مستثنیٰ ہو گا .... اس سے زیادہ کچھ چاہتے ہو تو بتاؤ۔"

"اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے یورایکسی لنسی۔ میں شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں پاتا۔ یہ میری بہت بڑی عزت افزائی ہے مائی لارڈ۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یہ میری زندگی کی معراج ہے۔ جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔" مادام نے غور سے میری

طرف دیکھ کر کہا۔ "اس سے پہلے کہ ہم کسی فیصلے پر پہنچیں میں تم سے ایک وعدہ لینا چاہوں گی۔"

میں نے جھک کر کہا۔ "میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کا وعدہ کرتا ہوں یورایکسی لنسی۔" انہوں نے مڑ کر مہاراجہ کی طرف دیکھا۔ پھر گورنر کی طرف دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور مریض یوراج کو لے کر چل دیئے۔ وہ سرگوشی کے انداز میں بولیں "راجکماری بلا کی ذہین اور خوبصورت ہے۔ تمہیں اس کے بھائی کا رول ادا کرنا ہے۔ وعدہ کرو تم بھی اسے حقیقی بہن سمجھتے رہو گے اور اس کی تمہیں بھائی سمجھنے کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کبھی نہیں کرو گے۔"

"میں اس کو آپ کی موجودگی میں بہن کی حیثیت سے قبول کرتا ہوں یورایکسی لنسی اور وہ مرتے دم تک میری بہن رہے گی۔

"شاباش نائیم۔" انہوں نے میری پیٹھ تھپک کر کہا۔ "میں بھی وعدہ کرتی ہوں کہ تمہاری بقیہ زندگی' خواہ تم کہیں بھی رہو' راجکماروں جیسی ہو گی۔" میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ وہ اٹھیں اور دوسرے کمرے سے مہاراجہ اور ہزایکسی لیسی کو بلائیں۔ اس وقت راجکمار ان کے ساتھ نہ تھا۔ کرسی پر بیٹھتے ہی مادام نے پھر فرانسیسی کا سہارا لیا۔ چند جملے تبدیل کئے ہزایکسی لنسی نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ "مجھے خوشی ہے نائیم' تم ہماری توقعات کے مطابق ہو۔"

میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ وہ مہارجہ کی طرف مخاطب ہو گئے۔ "آپ یوراج کو انگلینڈ بھیج سکتے ہیں یورہائی نس۔ کچھ عرصہ یہاں ٹھہر کے نائیم کو اپنے خاندان کے افراد سے متعارف کرائیے۔ ان کے نام' رشتے' عادات و خصائل سے روشناس کرائیے۔ مجھے امید ہے یہ جلدی ہر چیز پر عبور حاصل کر لے گا۔ اور پھر ویسے بھی اسے پنچ کر بتدریج صحت یاب ہونا ہے۔ اس کے ساتھ ایک دو نرسیں ہوں گی اول تو وہ کسی کو ملاقات ہی نہیں کرنے دیں گی اور اگر کوئی خاص قریبی رشتہ دار مثلاً" راجکماری یا آپ کی رانی وغیرہ جن سے ملنا ناگزیر ہو ملنے آئیں تو پروگرام کے مطابق یہ ان کے استقبال کے لئے پوری طرح تیار ہو گا۔ اگر کوئی لغزش ہو بھی جائے جس کی مجھے توقع نہیں ہے' تو اس کی یادداشت کی کمزوری پر محمول کی جا سکتی ہے ...... اور پھر تھوڑے عرصے میں تو یہ خود آپ سے زیادہ معلومات حاصل کر لے گا۔ اس کا تعلق ہمارے انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ سے ہے۔ اور آپ سمجھ سکتے ہیں یہ کیا ہو سکتا ہے۔"

مہاراجہ اس تمام تقریر کے دوران بار بار شکریہ ادا کرنے اور اثبات میں گردن ہلانے کے سوا کچھ نہیں کر سکے۔ رازدارانہ گفتگو ختم ہونے کے بعد ہزایکسی لنسی نے بزر دبایا اور بیرا مشروبات لے کر آ گئے۔ اور راجکمار شانتی کرن کی صحت کا جام پینے کے بعد میٹنگ

برخاست کر دی گئی۔ میں اپنی قیامگاہ کو چلا آیا۔ رات کو کھانا کھانے کے بعد بستر پر لیٹا تو متضاد خیالات نے گھیر لیا۔ مجھے اس پیش کش پر کوئی مسرت نہ تھی۔ ایک ایسے شخص کو بناوٹی راجکمار بننے کی کیا خوشی ہو سکتی ہے جو پس پردہ حقیقی راجکماروں کی سی زندگی گزار رہا ہو اور عملی طور پر راجکمار بننے کے قریب ہو۔ میری منزل قرب آنے کے بجائے مجھ سے دور ہوتی جا رہی تھی۔

چند روز مہاراجہ شردھام نگر نے مجھے ہزایکسی لنسی کی ہدایت کے مطابق ایک علیحدہ کمرے میں اپنے خاندان اور امراء میں سے ان افراد کی تصویریں' نام اور حالات نوٹ کرائے جن سے مجھے بحیثیت شانتی کرن جلد یا بدیر ملاقات کرنی تھی۔ اب مجھے کہیں آنے جانے کی اجازت نہ تھی۔ کیونکہ اصلی راجکمار چند معتمدین کے ساتھ انگلینڈ روانہ ہو چکا تھا۔ اور ایک ماہ بعد مجھے یہاں سے اس کے روپ میں انہی لوگوں کے ساتھ شردھام نگر جانا تھا۔ راجکمار اس سے پہلے بھی ایک بار علاج کے لئے انگلینڈ جا چکا تھا لیکن شفایاب نہ ہو سکا تھا۔ وہ لاعلاج تھا۔ اس مرتبہ اس کو علاج کے لئے بھیجا جانا محض ڈرامہ تھا جس میں اس کو ہندوستان سے ہٹا کر جلد از جلد میرے پردے میں گدی کا وارث بنا دینا مقصود تھا۔

ایک ہفتے کے بعد مہاراجہ میری کوچنگ سے فارغ ہو کر اپنے سیکرٹری' باڈی گارڈ اور خدمت گاروں کے ساتھ تاج ہوٹل چلے گئے اور ان کے جانے کے بعد مجھے پھر تربیت حاصل کرنے کے لئے ملٹری ہیڈ کوارٹر بھیج دیا گیا۔ یہاں پھر سر پرنسلی تھا۔ اور چار دیواری میں محصور ہونے کے باوجود کیپٹن بریڈلے جیسے چند دوستوں کی قربت میں خود کو ان پابندیوں سے آزاد پا رہا تھا جو گزشتہ ہفتے گورنمنٹ ہاؤس میں مجھ پر عائد تھیں۔ تین ہفتے اور گزر گئے۔ چوتھے ہفتے مجھے پھر گورنمنٹ ہاؤس طلب کیا گیا۔ کیپٹن بریڈلے نے ہدایات کے مطابق میرا تمام سامان گاڑی میں رکھوایا اور گورنمنٹ ہاؤس پہنچا کر پھر ملنے کا وعدہ کر کے واپس ہو گیا۔ اس مرتبہ سیکرٹری نے خود مجھے رسیو کیا۔ اور ہزایکسی لنسی کے چیمبر میں لے گئے۔ انہوں نے مجھے چند ضروری ہدایات دیں۔ کوئی پیچیدگی پیدا ہونے پر مرلی کے نام سے مسٹر البرٹ فرزلے پوسٹ بکس نمبر # بمبئی کو بذریعہ ٹیلیگرام اطلاع دینے کو کہا۔ مہاراجہ کی طرف سے ایک الیون شاٹ آٹو میٹک پستول اور ضروری سامان خریدنے کے لئے پانچ ہزار روپے نقد دیئے اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

ایک گھنٹے بعد کیپٹن بریڈلے پھر موجود تھا۔ لیکن اس وقت وہ سولین لباس میں تھا اور جیپ کے بجائے گورنمنٹ ہاؤس کی مورس لے کر آیا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی ہنس کر بولا۔ "سیکرٹری نے کہا ہے تمہیں شاپنگ کے لئے وہائٹ وے لیڈ بے جانا ہے۔ سچ؟"

میں نے جواب دیا۔ "ہاں چند سوٹ' ایک دو شیروانیاں' چند سلیپنگ پاجامز' ایک لیور لیو بار -- وغیرہ خریدنا چاہتا ہوں۔" وہ ہنس دیا۔ میں نے کہا کیا بات ہے بریڈلے؟"

بریڈلے سگریٹ کا کش لے کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ اردلی چائے کی ٹرے لے کر آ رہا تھا کیپٹن طویل سانس لے کر بولا۔ "اوہ گڈ لارڈ۔" میں اس کی بے صبری پر ہنس دیا۔ اردلی ٹرے رکھ کر چلا گیا۔ میں نے دو کپ چائے تیار کی۔ دو تین گھونٹ لینے کے بعد کہا۔ "اب میں گاڑی چلانے کے قابل ہو گیا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "ڈرائیونگ کو چھوڑو کیپٹن۔ یہ بتاؤ کیا کہنا چاہتے تھے۔"

"وہائٹ وے بہت مہنگے ہیں پرنسلی۔ اگر تم واقعی پرنسلی ہو تو وہاں جانا۔ ورنہ ....."

"میں واقعی پرنسلی ہوں بریڈلے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے پانچ ہزار تو ابھی ابھی ملے ہیں۔"

"گڈ۔ لیکن وہائٹ وے میں اتنی چیزوں کے لئے پانچ ہزار کافی نہ ہو سکیں گے۔"

"سات ہزار۔؟" میں نے کہا۔

"ہاں۔ شاید۔ لیکن کیوں نہ کرافورڈ مارکیٹ چلیں۔ وہاں یہ سب کچھ اڑھائی تین ہزار میں مل جائے گا۔"

"لیبل۔؟" میں نے کہا۔

"ہاں یہ نہیں ہو گا۔ لیکن ......"

"مجھے لیبل ہی تو خریدنا ہے دوست۔ سوٹ تو میرے پاس بھی ہیں۔"

"پھر تم پرنسلی نہیں' پرنس ہو۔"

پھر وہ میرے ساتھ ہو لیا۔ باہر آتے ہی میں نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ مسکرا کر بولا۔ "میں پرنس نہیں ہوں مائی ڈیئر۔" میں نے وہیل سنبھالتے ہوئے کہا۔ "بیٹھ جاؤ کیپٹن ..... ایک وقت آئے گا کہ تم انگلینڈ میں اپنے دوستوں سے کہا کرو گے کہ ایک انڈین پرنس نے تمہیں لارڈ کرزن کی طرح ڈرائیو کیا تھا۔"

اس نے ہنس کر مجھے ایک طرف سرکاتے ہوئے کہا۔ "میں یہ کہنا پسند کروں گا کہ میں انڈیا میں ایک پرنس کو ڈرائیو کرتا رہا ہوں۔ بشرطیکہ تم مجھے سمجھا دو کہ تم پرنس کس طرح ہو۔"

"گاڑی چلاؤ کیپٹن۔ چھ سات ماہ بعد میں بمبئی آؤں گا تو تمہیں خود معلوم ہو جائے گا۔"

کیپٹن نے کار اسٹارٹ کر دی۔ میں نے دو سگریٹ جلا کر ایک اس کو تھما دیا۔ چند منٹ میں ہم وہائٹ وے میں داخل ہو رہے تھے۔ میں نے چند چیزیں خریدیں۔ سوٹوں کا کپڑا پسند کیا اور ناپ دے دیا۔ دو ہزار روپے ایڈوانس دے دیئے اور سیلز گرل نے دو روز بعد سوٹ تیار کر کے گورنمنٹ ہاؤس بھجوانے کا وعدہ کیا۔

تیسرے روز وہائٹ وے سے میرے تمام سوٹ اور ضروری چیزیں ایک سوٹ کیس

میں رکھ کر پہنچا دی گئیں۔ اسی شام سات بجے کے قریب سیکرٹری نے مجھے فون پر اطلاع دی کہ تاج ہوٹل سے ہزہائی نس کی گاڑی تمہیں لے جانے کو یہاں پہنچ رہی ہے۔ فوراً ہزایکسی لینی کی قیامگاہ پر پہنچ جاؤ۔ میں نے لباس تبدیل کیا اور اردلی کو اپنا سامان پیک کرنے کو کہہ کر روانہ ہو گیا۔ جس وقت میں پورچ میں داخل ہوا۔ مسٹر جیمس برآمدے میں ٹہل رہے تھے۔ سلام کرتے ہی مسکرا کر جواب دیا۔ "گڈ ایوننگ پرنس کرن۔" میں نے آہستہ سے تھینکس کہہ کر مصافحہ کیا۔ انہوں نے دروازہ کھولا اور میری کمر پر ہاتھ رکھ کر اندر داخل ہو گئے۔ کئی کاریڈور اور کمرے عبور کر کے ڈرائنگ روم کا پردہ ہٹا ر اندر جھانکا اور اشارہ ملنے پر مجھے لئے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ ہزایکسی لنسی اور مادام آتش دان کے قریب صوفوں پر بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ انوں نے اٹھ کر میرے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔ مادام نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے "گڈ ایوننگ یورایکسی لنسی" کہہ کر سر کو خم دیا۔ ہزایکسی لنسی نے میرے شانے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "تم خوش نصیب ترین انسان ہو نائیم۔ لیکن تمہارا رول اور تمہاری ذمہ داریاں بھی بہت بڑی ہیں۔"

میں نے کہا۔ "میں سمجھ سکتا ہوں یورایکسی لنسی۔ آپ سرپرست ہیں تو کوئی دشواری ایسی نہیں جس پر میں عبور نہ پا سکوں۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے تمہاری وفاداری اور صلاحیتوں پر اعتماد ہے۔ اچھا خدا حافظ۔"

میں نے خدا حافظ کہہ کر دونوں کو سلام کیا اور سیکرٹری کے ساتھ باہر نکل آیا۔ پورٹیکو میں سفید سیڈان کھڑی ہوئی تھی۔ قریب ہی میرا اردلی اور ڈرائیور کھڑے ہوئے تھے۔ دونوں نے جھک کر سلام کیا۔ اردلی نے آگے بڑھ کر کہا۔ "سرکار آپ کے تینوں سوٹ کیسوں اور ہولڈال لگیج بکس میں ہیں۔ چسٹر آپ کی سیٹ پر ہے اگر حکم دیں تو پہنا دوں۔" میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر دس روپے کا نوٹ نکالا۔ اور اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "تمہارا انعام۔" اس نے سیکرٹری کی طرف دیکھا اور سلام کر کے نوٹ لے لیا۔ میں نے سیکرٹری کا شکریہ ادا کر کے ہاتھ ملایا اور کار کی طرف بڑھا۔ سیکرٹری کمرے میں داخل ہو گئے۔ ڈرائیور نے پچھلا دروازہ کھولا اندر سے ایک اینگلو انڈین لڑکی سفید یونیفارم پر فرکوٹ پہنے باہر نکلی اور "گڈ ایوننگ یوایکسی لنسی" کہہ کر دروازے کے قریب کھڑی ہو گئی۔ میں نے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ شکل و صورت اور جسمانی اعتبار سے دھماکہ تھی۔ ہزایکسی لنسی رشی کرن نظروں کی حدت سے پگھل کر فضا میں تحلیل ہو گیا اور خالص نعیم اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ میں نے گڈ ایوننگ میڈم کہا تو وہ سر جھکا کر بولی۔ "یورایکسی لنسی میں آپ کی نرس ہوں۔" میں نے اس کے بازو کو ہاتھ لگا کر بیٹھنے کا اشارہ کیا

تو۔۔۔۔ وہ بھی اندر آگئی اور میرا چسٹر اٹھا کر بولی۔ "اسے پہن لیجئے۔ سردی کافی ہے۔" ڈرائیور نے دروازہ بند کر کے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ میں نے چسٹر اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔ "تمہارا نام۔۔۔؟"

مسکرا کر بولی۔ "لوسی کیتھ۔ آپ لوسی کہہ سکتے ہیں یورایکسی لنسی۔"

میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "مس کیتھ کیوں نہیں؟"

مسکرا کر کہنے لگی۔ "اختصار کے لئے یورایکسی لنسی۔ لوسی کیتھ کافی بڑا نام ہے۔"

"اتنا بڑا بھی نہیں۔ کیا تم بمبئی چھوڑنا پسند کرو گی۔"

"میں آپ کے ساتھ چل رہی ہوں یورایکسی لنسی۔"

"گڈ۔ پاپا نے سلیکٹ کیا تمہیں؟"

"ہزایکسی لنسی نے مجھے لیٹر دیا تھا یورایکسی لنسی۔"

"میرا بھی یہی خیال تھا۔"

"اب آپ چسٹر پہن لیجئے۔" اس نے میرے ہاتھ سے کوٹ لے کر کمر پر ڈالتے ہوئے کہا۔ میں نے ہاتھ پھیلا دیئے اس نے کوٹ پہنایا اور بٹن لگاتے ہوئے بولی۔ "ہوٹل پہنچنے پر آپ ذرا کمزور نظر آئینگے یورایکسی لنسی۔ میرے سہارے کے بغیر چلنے کی کوشش نہیں کریں گے۔"

"اوہ پھر تو میں ہمیشہ کمزور نظر آنے کی کوشش کروں گا۔ میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔

اس نے نگاہیں جھکا کر کہا۔ "آپ میری عزت افزائی کر رہے ہیں۔"

"شاید ہزایکسی لنسی نے میری عزت افزائی کی ہے مس کیتھ۔" میں نے جواب دیا۔ وہ مسکرا کر خاموش ہو گئی۔ گاڑی تاج کے پورٹیکو میں پہنچ کر رک گئی۔ وہ میرا بازو تھام کر باہر نکلی اور لفٹ میں سوار ہو کر پانچویں منزل پر پہنچ گئے۔ ہزہائی نس کے کمرے کے دروازے پر ایک اردلی کھڑا ہوا اسی طرف دیکھ رہا تھا اس نے دروازہ کھول کر سیکرٹری کو ہمارے آنے کی اطلاع دی اور وہ دوسرے لمحے ہزہائی نس اور ان کے سیکرٹری دروازے پر کھڑے تھے۔ میں نے ہاتھ جوڑ کر نمستے کیا۔ ہزہائی نس نے "کرن ڈارلنگ" کہہ کر مجھے سینے سے لگا لیا۔ [illegible] اور سیکرٹری نے مجھے اندر لے جا کر مسہری پر بٹھا دیا۔ ڈنر کے بعد مس کیتھ مجھے لے کر میرے بیڈ روم میں آگئی اور سلیپنگ پاجامہ دے کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ میرے اور اس کے کمرے کے درمیان ایک رنگین پردے کے سوا کوئی چیز حائل نہ تھی۔ میں نے لباس تبدیل کر کے اس کو آواز دی۔ ایک منٹ بعد وہ نائٹ گاؤن پر فرکوٹ پہنے مسکراتی ہوئی اندر آئی اور مسہری کے قریب ایک کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے اپنے گھٹنوں پر کمبل کھینچتے ہوئے کہا۔ "مس کیتھ میں ڈرنک کرنا چاہتا

ہوں۔"

اٹھتی ہوئی بولی۔ "ضرور کیجئے۔ یور ....."

میں نے سوٹ کیس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "نکالئے۔ بار سے منگانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "آپ کے سوٹ کیس سے نکالنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ہزہائی نس نے میرے کمرے میں پہلے ہی اس کا اہتمام کر دیا ہے۔ اگر مائنڈ نہ کریں تو وہیں چلئے ......" میں نے کمبل سرکا کر پیر نیچے لٹکائے۔ اس نے جھک کر سلیپر میرے قریب کر دیئے۔ میں نے پہنتے ہوئے کہا۔ "اتنا شرمندہ نہ کرو مس کیتھ۔ سلیپر میں خود بھی پہن سکتا تھا۔"

"میں اور کس لئے ہوں یور ایکسی لنسی۔" اس نے سیدھی کھڑی ہوتے ہوئے کہا۔

میں ہنس دیا۔ "ڈونٹ بی سلی ..... آؤ ..... دروازہ بولٹ کر دیا ہے؟"

"یس یور۔"

میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "ٹائیٹل کا زیادہ استعمال مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے مس کیتھ۔ تم مجھے یوراج کہہ سکتی ہو۔" میں نے چلتے ہوئے کہا۔ اس نے آگے بڑھ کر پردہ اٹھایا اور تھام کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے اندر داخل ہو کر ادھر ادھر دیکھا۔ ایک مسہری، صوفہ سیٹ، سنگھار میز، الماری اور ایک دیوار میں بلٹ ان بار پر اسکاچ، برانڈی، بیئر اور سوڈا واٹر کی بوتلیں گلاس وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔ میں اس حسن انتظام کا قائل ہو گیا۔ مس کیتھ نے مجھے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے ایک شیشے کا ٹیبل میرے قریب رکھا اور پوچھا۔ "وسکی یا برانڈی؟"

میں نے کہا۔ "برانڈی۔ تم چاہو تو وسکی بھی پی سکتی ہو۔"

مسکرا کر بولی۔ "کیا میں آپ کے ساتھ پی سکتی ہوں یور ایکسی لنسی؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا ہم ایک دوسرے کے دوست نہیں بن سکتے؟"

"یہ میری عزت افزائی کر رہے ہیں آپ۔" اس نے بار کی طرف چلتے ہوئے کہا۔

میں نے ٹیبل سے سگریٹ ٹن اٹھایا اور سلگانے لگا۔ وہ بوتلیں اور دو گلاس لے کر آ گئی اور میرے سامنے صوفے پر بیٹھ کر گلاسوں میں انڈیلنے لگی۔ میں نے گلاس اٹھایا۔ اس نے اپنا گلاس اٹھا کر کہا۔ "ٹو پرنس رشی کرنز ہیلتھ" دو تین پیگ پی کر میں بہک جانے کے خیال سے ایک دم اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اوکے مس کیتھ۔ گڈ نائٹ۔"

اس نے اٹھ کر انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔ "کیا بہت نیند آ رہی ہے یور ایکسی لنسی؟"

میں نے چلتے چلتے کہا۔ "ہاں مس کیتھ۔ شب بخیر۔" وہ شب بخیر کہہ کر آہستہ سے صوفے پر بیٹھ گئی۔

صبح ناشتے کے بعد ہزایکسی لنسی میرے کمرے میں تشریف لائے اور ریاست کے دو تین اعلیٰ حکام سے جو ان کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھے اور اسی نسبت سے میرے بھی بزرگ ہوتے تھے۔ میرا تعارف کرایا۔ ان میں سے ایک میرے حقیقی ماموں لفٹنٹ کرنل ارجن سنگھ تھے اور وہ اس راز سے واقف تھے کہ اصلی رشی کرن کو علاج کے لئے انگلینڈ بھیج کر عرصہ دراز کے لئے غائب کر دیا ہے۔ دوسرے مصاحبین اور سیکرٹری مجھے اصلی یوراج تسلیم کئے ہوئے تھے اور اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ میرا علاج بمبئی ہی کے کسی کلینک میں ہوا ہے اور اب میں رو بصحت ہوں۔ تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد لیفٹنٹ کرنل اور ہزہائی نس کے سوا سب میرے لئے دعائیہ کلمات کہہ کر رخصت ہو گئے۔ ہزہائی نس نے مجھے چھوٹی مہارانی۔ شانتا کماری کی حقیقی ماں اور ان کے بھائی ٹھاکر اجیت سنگھ کے عادات و اطوار کے متعلق مزید چند معلومات فراہم کیں اور ہر نئے شخص سے ملاقات کے وقت خود ان کے ساتھ آنے کا وعدہ کیا۔ نصف گھنٹے کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلے گئے۔ اسی شام ہمیں فرنٹیر میل میں اپنا سیلون اٹیچ کئے جانے کی اطلاع مل گئی اور ہم شردھام نگر روانہ ہو گئے۔

○

اس کے بعد "خواب زادہ" کے دوسرے حصّے کا مطالعہ کریں۔

aazzamm@yahoo.com
خواب زادہ
ایس ایم الیاس

خواب زادہ

ایس ایم الیاس

ناشر : محمد علی قریشی

باہتمام : عبدالحفیظ قریشی

باراوّل : ۱۹۹۸ء

مطبع : نیّر اسد پریس

قیمت : ۱۵۰/- روپے

پہلے سفر میں مجھے کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ شروھام کس خطۂ ارض پر واقع ہوا تھا اور کیسا شہر تھا یا کیا اس کا حدود اربعہ اور محل وقوع تھا۔ کیونکہ کسی جنکشن پر رات کے ایک بجے ہمارا سیلون فرنٹیر میل سے علیحدہ کر دیا گیا تھا اور ہم کار کے ذریعے صبح کے اڑھائی بجے شہر پہنچے تھے۔ میری کار میں مس کیتھ کے سوا کوئی نہ تھا وہ مجھے بیماروں کی طرح کمبل میں لپیٹے ہوئے تھی۔ کار راج محل کے پورٹیکو میں رکی تو وہ مجھے تھامے ہوئے باہر نکلی۔ سیڑھی پر قدم رکھتے ہی گارڈ نے سلامی دی۔ میرے ماموں لیفٹنٹ کرنل ارجن سنگھ نے میرا دوسرا بازو تھاما۔ اور ہم پاپا (ہزہائی نس) کے پیچھے پیچھے تین چار سیڑھیاں چڑھ کر لفٹ میں داخل ہوئے۔ مس کیتھ مجھے لے کر لفٹ کے صوفے پر بیٹھ گئی۔ یہ صوفہ صرف دو نشستوں پر مشتمل تھا۔ غالباً" ہزہائی نس اور مہارانی کے لئے۔ میں نے اس اعزاز کو بڑی شدت سے محسوس کیا لیکن مصلحتاً" سر جھکا کر خاموش ہو گیا۔ ویسے بھی ایک لمحے میں ہی منظر تبدیل ہونے والا تھا۔ لہٰذا تکلف کی گنجائش بھی نہ تھی۔ لفٹ چوتھی منزل پر پہنچ کر رکی۔ ماموں نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا۔ کیتھ میرا بازو تھام کر اٹھی اور پہلے ہزہائی نس اور ان کے پیچھے پیچھے وہ مجھے لے کر باہر نکلی۔ سامنے مہارانی، راجکماری اور درجنوں داسیاں اور کماریاں ہاتھوں میں ہار لئے کھڑی تھیں۔ مہارانی اور ان کے بعد تمام کماریوں نے مہاراجہ کے گلے میں ہار ڈالنے شروع کئے۔ ہم سرخ قالین پر کھڑے رہے۔ مہارانی میری طرف بڑھیں تو میں نے انہیں ہاتھ جوڑ کر "نمستے ماتا جی" کہا۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر گلے میں ہار ڈالا اور ایک طرف ہو گئیں۔ راجکماری شانتا نے آگے بڑھ کر غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا۔ میں نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ "شنو! اچھی ہو نا؟" میں نے اپنے سبق کا پہلا جملہ نحیف سی آواز میں ادا کیا۔ اس نے میرے گلے میں ہار ڈالتے ہوئے کہا۔ "بھیا مجھے بڑی خوشی ہے۔ آج مہینوں بعد تم نے مجھے شنو کہا۔" میں مسکرا دیا۔ ایک دو کماریوں نے اور ہار ڈالے۔ ہزہائی نس نے ایک لڑکی کو مسکرا کر دونوں ہاتھو میں ہار لئے بڑھتے دیکھ کر کہا۔ "اب رہنے دو سبرا۔ کرن کی طبیعت بہت اچھی نہیں ہے۔ ان کو جلدی آرام کی ضرورت ہے۔" ان کے الفاظ سن کر سب پیچھے ہٹ گئے ہزہائی نس نے کیتھ کو اشارہ کیا۔ ہم آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ سبرا نے چلتے چلتے ہار میرے گلے میں ڈال دیا۔ میرا بیڈ روم قیمتی سازوسامان سے آراستہ فرش پر سرخ قالین بچھا ہوا تھا۔

مسہری کے قریب شیشے کے ٹیبل پر دودھیا رنگ کا ٹیبل لیمپ رکھا ہوا تھا۔ چھت میں جھاڑ فانوس روشن تھے۔ اندر داخل ہوتے ہی کیتھی نے مجھے مسہری پر بٹھا دیا۔ جھک کر جوتے اور ہزہائی نس نے دونوں ہاتھوں سے میرے بازو تھام کر ریشمیں بستر پر لٹا دیا۔ کیتھی نے لحاف اڑھا دیا۔ مہارانی اور راجکماری کمرے میں آ چکی تھیں۔ کچھ دیر کھڑے مہاراجہ سے علاج معالجے کے متعلق باتیں کرتی رہیں۔ آخری وہ کیتھی کی طرف مخاطب ہو گئے۔ "تمہارا کمرہ برابر میں ہے مس کیتھی" انہوں نے کہا۔ "ابھی تھوڑی دیر میں چائے وغیرہ آ جائے گی۔ چائے پینے کے بعد تم آرام کرو۔ صبح ہم تمہاری مدد کے لئے ایک دو نرسیں پہنچوا دیں گے۔"

کیتھی نے کہا۔ "بہتر ہے یوربائی نس۔"

مہاراجہ سب کو ساتھ لے کر چل دیئے۔ لیفٹنٹ کرنل نے باہر نکلتے ہی پردہ کھینچ کر کمرہ بند کر دیا۔ کیتھی نے اٹھ کر آہستہ سے بولٹ چڑھا دیا۔ میں نے سگریٹ کا اشارہ کیا۔ اس نے دو سگریٹ سلگا کر ایک میرے ہونٹوں میں دے دیا اور مسہری کے قریب ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ "اب آپ اپنی ریاست میں ہیں۔ یورایکسی لنسی۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "اور میں آپ کی پہلی سیکرٹری ہوں۔"

"تم ریاست میں آنے سے پہلے بھی سیکرٹری تھیں۔" میں نے پیر سکیڑ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تو اب پرائیویٹ سیکرٹری سمجھیے۔" اس نے سگریٹ کا دھواں چھوڑتے ہوئے کہا۔

میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ "تم اس سے کہیں زیادہ ہو ڈارلنگ۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "شکریہ یورایکسی لنسی۔ آپ نے مجھے ڈارلنگ کہا۔"

"میں بہت پہلے کہہ چکا ہوتا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "لیکن اس خیال سے کہ مہذب لوگ تیزی سے بڑھنا پسند نہیں کرتے۔ پیشنٹ (مریض) نہ ہونے کے باوجود پیشنس (صبر) سے کام لیتا رہا۔"

وہ ہنس دی۔ اٹھ کر میرے شانوں پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ "یورایکسی لنسی کی حاضر جوابی کا جواب نہیں۔"

"یہ انہیں الفاظ کا انتخاب ہے۔" وہ پھر ہنس دی میرے بازوؤں پر اس کا دباؤ بڑھنے لگا۔ "آپ الفاظ کا سلسلہ ٹوٹنے دیں تو میں آپ کا انتخاب پوچھنے کی جرات کروں۔" وہ لفظ "انتخاب" پر زور دے رہی تھی۔

"حیرت ہے کہ تمہیں میرا انتخاب معلوم نہیں۔"

"معلوم تو ہے لیکن میں خود بھی آپ کا جواب جانتی ہوں یورایکسی لنسی۔"

میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تمہیں معلوم ہے ڈارلنگ۔ اسی

لئے میں الفاظ ضائع کرنا نہیں چاہتا۔"

"یقیناً" یورایکسی لنسی۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "بڑے لوگ کمٹ مینٹ نہیں کیا کرتے۔"

"میں ابھی بڑا کہاں ہوں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ابھی تو صرف تمہارا بیمار ہوں۔"

وہ میرے چہرے کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "ایک اعتبار سے صحیح کہہ رہے ہیں آپ۔ جہاں تک میرے پروفیشن کا تعلق ہے آپ میرے بیمار ہیں۔"

میں ہنس دیا۔ "جہاں تک تمہارے پروفیشن کا تعلق ہے' میں بیمار ہی کب ہوں۔؟"

"تو پھر میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھوں؟"

"ارے۔ چائے ابھی تک نہیں آئی۔" میں نے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا۔ اس نے پھر میرے بازو تھام لئے۔ "موضوع سے مت ہٹئے۔ مجھے ہرایکسی لنسی نے ہندوستانی شہزادوں کی روایات سے پوری طرح آگاہ کر دیا ہے۔"

"انہوں نے تمہیں یہ بھی بتا دیا ہو گا کہ میں اس زمرے میں شامل نہیں ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"درست ہے۔" اس نے اثبات میں گردن ہلا کر کہا۔ "اور یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اگر انتہائی اشتعال کی حالت میں بھی راز افشا کیا گیا تو وہ میری زندگی کا آخری دن ہو گا۔"

"یہ بھی حقیقت ہے۔" میں نے کہا۔ "لیکن مجھ پر ان روایات کا اطلاق کس طرح ہو سکتا ہے۔"

"اس سے کہیں زیادہ۔ میرا مطلب ہے تم ان سے زیادہ۔" وہ بولتے بولتے رک گئی۔" میں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "کیا؟" وہ ہنس کر پیچھے سرکتی ہوئی بولی۔ "شاید میں ضرورت سے زیادہ بہک رہی ہوں۔ یورایکسی لنسی۔"

"ہاں۔" میں نے کہا۔ "اتنی زیادہ کہ اب پیچھے ہٹنا ممکن نہیں ہے ڈارلنگ۔ تم خطرناک کہنا چاہتی تھیں۔ یہ بڑی آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔"

اس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "آئم سوری۔"

"غیر ضروری ہے۔ صرف یہ بتاؤ کس اعتبار سے؟"

دروازے پر سرخ بلب روشن ہو گیا اور وہ جواب کی زحمت سے بچ گئی۔ دروازے کی طرف چلتے چلتے اس نے مجھے لیٹ جانے کا اشارہ کیا اور آگے بڑھ گئی۔ دو لڑکیاں سونے کی کشتیوں میں چائے اور ناشتے کے لوازمات لئے ہوئے اندر داخل ہوئیں۔ میں مسہری کے سرہانے سے پشت لگائے بیٹھا تھا ایک لڑکی نے اپنی بغل میں دبائی ہوئی چاندی کی نقشین رحل نکال کر کھولی اور میرے سامنے رکھ دی۔ دوسری نے اس پر کشتی رکھ دی۔ مس کیتھی نے چائے تیار کی اور لڑکیوں کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں سر جھکا کر باہر چلی گئیں۔

میں نے کیتھ کو اشارہ کیا اور وہ میرے سامنے بیٹھ کر چائے پینے لگی۔ دو گھونٹ لینے کے بعد میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اب بتا سکتی ہو۔ ڈارلنگ۔" اس نے نفی میں گردن ہلائی۔"

"ڈرو نہیں۔" میں نے اس کو تسلی دی۔" ہم ایک دوسرے سے ناراض ہو کر بھی علیحدگی کا تصور نہیں کر سکتے۔"

وہ کھل اٹھی۔ کپ ٹرے پر رکھتی ہوئی مسکرا کر بولی۔ "کیا یہ آپ کے دل کی آواز ہے یور ......"

"مجھے معلوم نہیں دل کی آواز کیا ہوتی ہے۔" میں نے اس کی بات کاٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں جو کچھ کہتا ہوں وہ میری اپنی آواز ہے۔"

وہ مسکرا کر پھر چائے بناتی ہوئی بولی۔ "شکریہ یور ...."

"خدا کے لئے انسانوں کی زبان میں گفتگو کرو۔ میں اس "یورایکسی لنسی" کی گردان سے تنگ آگیا ہوں۔ تم دوست کی طرح بات کیوں نہیں کرتیں۔ کیا ہزایکسی لنسی نے یہ کہہ دیا ہے کہ بچ کے رہنا۔"

"نہیں۔" وہ ہنسنے لگی اور ہنستی چلی گئی۔

"میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ گواہ رہنا۔" میں نے کہا۔ وہ اور زور سے ہنسنے لگی۔

"اتنا ہنسنے کی کیا بات ہے۔ ڈارلنگ۔"

"کچھ نہیں' یونہی۔ میں آپ کو پھر کبھی بتاؤں گی۔"

"اچھا --- پھر کبھی سہی --- اور اگر کچھ شرائط ہوں تو لکھ کر دکھا دینا۔"

وہ پھر ہنس دی۔ "یہ کس نے کہا؟"

"شاید ہرایکسی لنسی نے کہا ہو۔" وہ چپ ہو گئی۔ میں نے چائے ختم کر کے سگریٹ سلگایا۔ کیتھ نے بزر دبا کر لڑکیوں کو بلایا اور وہ چائے کی کشتیاں اور ٹل لے کر چلی گئیں۔ مجھے رحل کے اس استغنا پر حیرت تھی۔ کیتھ نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا حکم ہے میرے لئے؟"

"دوستوں کو حکم نہیں دیا جاتا۔ تمہیں اختیار ہے چاہے سو جاؤ' چاہے جاگتی رہو۔ اور چاہے ناچتی رہو۔ صبح تک۔" وہ مسکرائی اور گڈ نائٹ کہہ کر چل دی۔ میں بستر پر دراز ہو گیا۔

صبح دس بجے میں سو کر اٹھا تو ناشتے کے بعد کیتھ نے مجھے بتایا کہ "آٹھ بجے ٹھاکور اجیت سنگھ آپ سے ملنے آئے تھے۔ میں نے کہہ دیا یوراج ابھی سو رہے ہیں' وہ گیارہ بجے پھر آنے کو کہہ کر چلے گئے۔" میں نے کہا۔ "ہاں وہ میرے ماموں ہیں۔ میری سوتیلی ماں

کے بھائی۔ یعنی شانتا کے سگے اور میرے ..... زبردستی کے ..... ذرا ٹیلی فون اٹھانا۔ کیتھ نے میز سے ٹیلی فون اٹھا کر میرے پاس رکھ دیا۔ میں نے ہزہائی نس کا نمبر ڈائل کیا۔ ریسیور اٹھاتے ہی انہوں نے کہا۔ "کرن جاگ اٹھے۔" میں نے کہا "ہاں پاپا۔ آداب عرض۔ ٹھاکر ماما ملنے آئے تھے۔ میں سو رہا تھا۔ اب گیارہ بجے پھر آئینگے۔"

انہوں نے مختصر الفاظ میں کہا۔ "تم تیار ہو نا۔؟"

میں نے جواب دیا۔ "تیار ہوں پاپا۔ بالکل تیار ہوں۔"

"ہم گیارہ بجے تمہارے پاس ہوں گے۔" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ میں نے اپنی ڈائری کھول کر ٹھاکور کی تصویر دیکھی۔ تفصیلات پر ایک سرسری نگاہ ڈالی اور بند کر کے اٹیچی میں رکھ دی۔ گیارہ بج کر دس منٹ پر ہزہائی نس اور ٹھاکر ایک ساتھ میرے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ میں نے اٹھ کر ہزہائی نس کو سلام کیا انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر ٹھاکور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کرن' ان کو پہچان سکتے ہو؟"

میں نے غور سے ٹھاکور کی طرف دیکھ کر کہا۔ "شاید بابا جی ہیں۔"

ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "شاید کیوں؟"

"صبح نام بتا کر گئے تھے۔ میں اب تک انہی کے متعلق سوچتا رہا ہوں پاپا۔"

بولے۔ "اچھا نمسکار تو کرو۔ تمہارے ماما ہی ہیں۔" میں نے ہاتھ جوڑ کر نمستے کہا اور ماما نے مسکرا کر مجھے سینے سے لگا لیا۔ "مجھے آنند ہے۔ کرن بیٹے تمہاری طبیعت ٹھیک ہو گئی۔ اچھا بیٹھ جاؤ۔ "میں "شکریہ" کہہ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ ہزہای نس اور ٹھاکور میرے سامنے بیٹھ گئے۔ کیتھ ان کے پیچھے جا کر کھڑی ہو گئی۔ ٹھاکور نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور سگریٹ کیس جیب سے نکالتے ہوئے بولے۔ "کرن سگریٹ پیو گے؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کے اور پاپا کے سامنے؟"

مسکرا کر بولے۔ "کیوں؟ پہلے تو ہر وقت پیتے رہتے تھے۔"

میں نے کہا۔ "پہلے کا مجھے زیادہ ہوش نہیں ماما جی۔"

"کیا آپریشن کیا گیا تھا--؟" انہوں نے ہزہائی نس کی طرف دیکھ کر سوال کیا۔ ہزہائی نس نے منہ پھرا کر ہونٹوں پر انگلی رکھی۔ ٹھاکور نے "سوری" کہہ کر بات ختم کر دی اور میری طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "اب تو چلنے پھرنے کو جی چاہتا ہو گا کرن۔"

میں نے کہا۔ "جی ماما جی .... لیکن ڈاکٹروں نے ابھی آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے اور نگرانی کے لئے ......" میں نے کیتھ کی طرف دیکھا .... "یہ سمجھتی ہیں ابھی مجھے کھانا بھی ان کے ہاتھ سے ہی کھانا چاہیے۔"

کیتھ نے مسکرا کر کہا۔ "یورایکسی لنسی آپ کی اندرونی حالت ہم آپ سے بہتر جانتے ہیں۔"

"خوب ہے۔!" میں نے ہنس کر کہا۔ "میری اندرونی حالت تم مجھ سے بہتر کس طرح جان سکتی ہو؟ مجھے معلوم ہے میں تمہیں گود میں اٹھا کر ایک میل دوڑ سکتا ہوں۔"

وہ ہزہائی نس کی طرف دیکھ کر ہنس دی۔ "یورہائی نس۔ آپ کے راجکمار کس قدر معصوم ہیں۔"

ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "تم سچ کہہ رہی ہو مس کیتھ۔ مجھے اپنے بیٹے کی معصومیت پر ناز ہے۔ اسے کچھ معلوم نہیں اس کے جملے کا کچھ اور مفہوم بھی ہو سکتا ہے شاید۔ اس کی مرحومہ پھوپھی نے اس کا نام رشی کرن کسی غیبی اشارے پر ہی رکھا ہو گا۔ یہ واقعی رشی ہے۔"

میں نے دل میں کہا۔ "ماشاء اللہ۔" اور ہونقوں کی طرح ان کے منہ تکنے لگا۔

کیتھ نے کہا۔ "آپ بجا فرما رہے ہیں یورہائی نس۔"

"تمہیں ان کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا ہے مس کیتھ۔ خواہ یہ کچھ بھی کہیں۔"

"ضرور یورہائی نس!" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کے علاقے میں کوئی دریا یا جھیل ہے یورہائی نس؟"

"ایک دریا ہے۔ کئی جھیلیں ہیں۔ خوبصورت وادیاں ہیں۔ جنگل ہیں۔ کیوں؟"

"شام کو چہل قدمی کے لئے یوراج کو کسی ایسے مقام پر لے جانا چاہتی ہوں یورہائی نس۔"

"ضرور لے جاؤ۔ ہم گاڑی بھجوا دیں گے۔" انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "آؤ ٹھاکور۔" میں نے اٹھ کر پرنام کیا۔ دونوں میرے سر پر ہاتھ رکھ کر آشیرواد دیتے ہوئے چل دیئے۔ کیتھ انہیں صدر دروازے تک چھوڑنے گئی۔ تھوڑی دیر بعد واپس آئی تو اس کے ہونٹوں سے مسکراہٹ کے سوتے پھوٹ رہے تھے۔ مسہری کے قریب آ کر کہنے لگی۔ "ولی بننے کی مبارکباد پیش کرتی ہوں یورایکسی لنسی۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کر ڈالو۔"

"کیا یورایکسی لنسی؟"

"جو کچھ پیش کرنا چاہتی ہو؟"

"مائی ڈیئر پرنس۔ آپ بہت شریر ہیں۔" وہ مسکرا کر صوفے کے بازو پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "میں آپ کو صرف مبارکباد پیش کرنا چاہتی تھی اس امید پر کہ ......"

"اوہ!" میں نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "مجھے افسوس ہے ڈارلنگ' میں الفاظ کا زیادہ قائل نہیں ہوں۔ خصوصاً" رسمی الفاظ کا تکلف برطرف' تمہاری یہ مبارکباد۔ کیا میں اسے چھو سکتا ہوں؟ چکھ سکتا ہوں؟ سونگھ سکتا ہوں؟

وہ ہنس دی۔ "کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا پیش کروں؟" میں نے ہنس کر سگریٹ کی

طرف اشارہ کیا۔ اس نے سگریٹ نکال کر میرے ہونٹوں میں دیا اور دیا سلائی جلا کر لائٹ دیتی ہوئی بولی۔ "اتنی بڑی تمہید کے بعد سگریٹ پر بات ختم ہو جانا کس قدر تعجب خیز ہے یورایکسی لنسی۔" میں نے کش لے کر اس کی طرف دیکھا۔ "تمہیں یقین ہے بات ختم ہو گئی ڈارلنگ؟" اس نے چونک کر دیکھتے وئے کہا۔ "کیا نہیں؟"

میرے جواب دینے سے پہلے دروازے پر لائٹ ہوئی۔ اس نے گردن گھما کر اس طرف دیکھا اور پھر میری طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "اجازت ہے؟" اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ کیتھ نے رسیور اٹھا کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے آلہ کان سے لگا کر "ہیلو"

دوسری طرف سے ہزہائی نس کی آواز ہائی۔ "کرن تمہاری ماتا جی اور بہن تمہیں دیکھنے آ رہی ہیں۔"

میں نے کہا۔ "او کے پاپا۔ تھینک یو ..... گڈ ......"

انہوں نے میرا جملہ کاٹ کر تیزی سے کہا۔ "سنو ...... وہ کچھ شبہ کرنے لگی ہیں۔ تمہیں ہوشیار رہنا ہے۔"

میں نے "بہتر ہے پاپا" کہہ کر رسیور رکھ دیا اور کیتھ کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف جھپٹی۔ دوسرے لمحے مہارانی اور راجکماری اندر داخل ہوئیں۔ میں نے اٹھ کر پرنام کیا۔ "کیسی طبیعت ہے کرن؟" انہوں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہوں ممی۔" میں نے جواب دیا۔ شانتا غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "کیا دیکھ رہی ہو شنکو۔۔؟"

وہ قریب آ کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ "تمہارے سر کی طرف دیکھ رہی ہوں کرن بھیا۔ پہلے تو اتنا بڑا نہیں تھا۔"

مہارانی ہنسنے لگیں۔ میں نے کہا۔ "پہلے سے کچھ بھاری تو میں بھی محسوس کر رہا ہوں شنو۔ لیکن ویسے بھی میرا وزن بڑھتا جا رہا ہے۔"

"شاید یہی وجہ رہی ہو۔" شانتا نے نفی میں گردن ہلائی۔ میں مسکرایا۔

مہارانی نے کہا۔ "یہ بہت شکی ہے کرن۔"

میں نے کہا۔ "پگلی ہے۔ تھوڑی دیر بعد کہے گی۔ تمہاری آواز بھی بھاری ہو گئی ہے کرن بھیا۔" شانتا نے قریب کھڑی ہوئی داسی کے چہرے پر سرسری نگاہ ڈال کر میری طرف دیکھا اور مسکرا کر بولی۔ "اچھا ہوا تم نے خود ہی کہہ دیا۔" میں ہنس دیا۔ کیتھ نے کہا۔ "یورایکسی لنسی۔ ایک بجنے والا ہے۔ انجکشن کا وقت ہو گیا۔"

"تھوڑی دیر ٹھہر جایئے مس کیتھ۔" میں نے کہا اور شانتا کی طرف دیکھا۔ "تو میری آواز بھی بھاری ہو گئی ہے نا شنو۔۔۔؟"

اس نے کہا۔ "ہاں میرا اور چند لوگوں کا یہی خیال ہے۔"

"چند لوگ' کون---؟"

"چند لوگ....." اس نے پھر وہی الفاظ دوہرائے۔

میں نے مہارانی کی طرف دیکھا۔ "میرا ایسا کوئی خیال نہیں کرن۔" انہوں نے کہا۔ "میں تو سمجھتی ہوں صحت کے ساتھ انسان میں تبدیلی آنا لازمی ہے۔ رنگ روپ میں بھی' چال ڈھال میں بھی اور مزاجی کیفیت میں بھی۔"

"شاید شنو مجھے ہمیشہ بیمار دیکھنا پسند کرتی ہیں۔"

شانتا نے اٹھ کر کہا۔ "ایسا تو نہیں ہے....."

"پھر کیا ہے۔"

"میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتی کرن۔"

میں نے کیتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "انجکشن لے آؤ مس کیتھ۔" وہ سر جھکا کر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ میں نے سگریٹ سلگایا۔ مہارانی نے کہا۔ "مس کیتھ ڈاکٹر ہے کیا کرن---؟"

"نہیں ممی۔ صرف کوالیفائیڈ اسٹاف نرس ہے۔"

"کب تک تمہارے ساتھ رہے گی۔؟"

میں ہنس دیا۔ "جب تک آپ کو ناگوار نہ ہو۔"

وہ بھی ہنس دیں۔ "پگلا' کہیں کا۔" میں نے ان کے سامنے سر جھکا دیا۔ انہوں نے شانتا کی طرف دیکھا۔ "کیا پہلے یہ اتنی بات برداشت کر سکتا تھا---؟"

شانتا نے کھڑکی سے باہر خلاؤں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا فرق پڑتا ہے۔؟"

میں نے کیتھ کو آتے دیکھ کر بائیں آستین چڑھاتے ہوئے کہا۔ "صحت سے بڑا فرق پڑتا ہے شنو" کیتھ نے انجکشن دے کر بازو سہلاتے ہوئے میری آنکھوں کی طرف دیکھا۔ "اب چند منٹ آرام کیجئے یوراکیسی لنسی۔" اس نے کہا۔ یہ رخصتی سگنل تھا۔ مہارانی صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ان کے ساتھ ہی شانتا بھی اٹھ گئی۔ دروازے کی طرف پلٹتی ہوئی بولیں۔ "اچھا آرام کرو کرن۔" میں نے کچھ کہنے کے بجائے پیشانی پر ہاتھ رکھ کر انہیں سلام کیا۔ تھوڑی دیر میں میدان صاف تھا۔

"تو انہوں نے خوشبو سونگھ لی یوراکیسی لنسی؟" کیتھ نے آہستہ سے کہا۔

"خلاف توقع تو نہیں ڈارلنگ۔" میں نے کہا۔ "دو آدمیوں میں کتنی ہی مشابہت کیوں نہ ہو' خوردبینی جائزے کی متحمل تو نہیں ہو سکتی۔"

"صحیح ہے۔" اس نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "اب؟"

"اب کیا---؟ اب شطرنج کا کھیل شروع ہو گا۔ اگر انہیں حقیقت کا یقین ہو گیا۔"

"آپ کے دوست کون کون ہیں۔ کچھ معلوم ہے؟"

میں نے نفی میں سر ہلایا۔ "اس وقت اتنا ہی سمجھ سکتا ہوں کہ ہزہائی نس' اور لیفٹیننٹ کرنل میرے راز سے واقف ہیں لہٰذا....."

"اور میں---؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ "کیا میں کسی حساب میں نہیں ہوں---؟"

"تم میری رازداں ہو..... لیکن....."

"کسی حساب میں نہیں؟" اس نے بات کاٹ کر کہا۔

میں ہنس دیا۔ "ایسا نہیں ہے..... حساب میں ہو..... رازداں بھی ہو..... لیکن ہمراز نہیں ہو۔"

وہ مسکرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ "یوراکیسی لنسی میں اسے بہت بڑی عزت افزائی۔"

"محبت نہیں سمجھ سکتیں؟" میں نے جملہ پورا ہونے سے پہلے اس کی اصلاح کی۔

وہ ہنس دی۔ "شکریہ لیکن میں اس میں آپ سے آگے ہوں۔"

"ان جذبات کے لئے ممنون ہوں۔ لیکن سوال آگے پیچھے کا نہیں اعتراف کا ہے۔ تم نے پہل نہیں کی۔ میں نے کی ہے۔ بہرکیف اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ محبت محبت ہے اور ہم دونوں کو اس کا دعویٰ ہے۔ تاہم محبت' خلوص' وفاداری اور محبت' تکمیل کے لئے مفاد کی وابستگی چاہتی ہے۔ ابھی تمہارے مفادات وابستہ نہیں ہیں۔"

"میں بہت پہلے سے انہی خطوط پر سوچ رہی ہوں یوراکیسی لنسی۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں آپ کو ہزاکیسی لنسی کے بجائے کرن کہنا شروع کروں۔ کیا آپ کے لئے کوئی کمٹ منٹ لازمی نہیں---؟"

"کمٹ منٹ' کیا---؟" وہ مسکرا کر رہ گئی۔ میں کچھ دیر اس کے جواب کا انتظار کرتا رہا۔ اس نے میری جواب طلب نگاہوں سے بچنے کے لئے مڑ کر سگریٹ کیس کی طرف ہاتھ بڑھایا میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کھینچ لیا۔ وہ مسکرا دی۔ "تم آخر کیا کہنا چاہتی ہو؟" میں نے پوچھا۔ جواب دینے کے بجائے اس نے دونوں ہاتھ میری گردن میں حمائل کر کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ دیئے۔ دوسرے لمحے وہ مسہری پر میرے پہلو میں سمائی ہوئی تھی۔ عملی اعتراف کے حدود اربعہ میں پہلا قدم رکھتے ہی دروازے کی لائٹ نے کسی کی آمد کا اعلان کیا۔ میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ کیتھ نے دیوار کی طرف ہاتھ بڑھا کر ایک سوئچ دبایا۔ روشنی گل ہو گئی۔ یہ "واپس جاؤ" کا سگنل تھا۔ ہم پھر ایک دوسرے میں ڈوب گئے۔ لمحات طویل ہوتے چلے گئے۔ سسکیوں کی دنیا سے نکلنے کے بعد دھڑکنیں اعتدال پر آتے ہی اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اب ہمارے مفادات ایک دوسرے سے وابستہ ہیں کرن۔"

"اب ہم ایک دوسرے سے وابستہ ہیں ڈالنگ۔" میں نے جواب دیا۔ وہ مسکراتی

ہوئی اٹھی اور پھر میری آغوش میں سما گئی۔ میں نے اسے چوم لیا۔ اس نے میرے سینے میں چہرہ چھپاتے ہوئے کہا۔ "میں اس وابستگی کے دوام کا وعدہ لینا چاہتی تھی کرن۔ لیکن اس میں مجھے محبت کے بجائے خود غرضی کی شان نظر آئی۔ اس لئے ......"

"دوام کس چیز کو ہے؟" میں نے اس کو قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "محبت کو ...... اور ہم کرتے رہیں گے۔ تم نے اچھا کیا الفاظ کے بجائے محبت کی طاقت پر اعتماد کیا۔ میں تمہارے اس جذبے کا احترام کرتا ہوں۔"

"چند ہدایات تھیں کرن۔" اس نے کہا۔ "جن پر عمل کرنے کے لئے میں نے اس قدر ضبط کا مظاہرہ کیا ورنہ میں پہلی ملاقات سے تمہاری ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے ڈیئر۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اور مجھے معلوم ہے یہ ہدایات تمہیں ہرایکسی لینسی کی طرف سے ملی تھیں۔ لیکن ہرایکسی لنسی میرے متعلق بہت کم جانتی ہیں۔"

اس نے حیرت سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تمہیں یہ سب کس نے بتایا کرن؟"

"کسی نے نہیں۔ میرا قیاس ہے۔"

وہ ہنس دی۔ "مجھے یقین ہے کرن تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیونکہ یہ بات تیسرا کوئی نہیں جانتا۔ اچھا بتاؤ ہدایات کیا تھیں؟"

میں نے ہنس کر اس کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ "کھانا کھانے کے بعد .... یہ دیکھو۔ ڈیڑھ بج چکا ہے۔" کیتھ آہستہ سے اٹھی اور بزر دباتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

شام کو پانچ بجے جس وقت ہم جھیل کی سیر کو جا رہے تھے۔ سیکرٹری ایک اٹھارہ انیس سالہ لڑکی کو لے کر آیا اور کہنے لگا۔ "یورایکسی لنسی۔ یہ نرس ہے جس کا وعدہ شری حضور آپ سے کر گئے تھے۔ یہ آپ کے ساتھ رہے گی اور مس کیتھ کے حکم کے مطابق عمل کرے گی۔" میں نے یونیفارم میں ملبوس لڑکی کو غور سے دیکھا۔ وہ چھریرے جسم کی خوبصورت خدوخال کی مالک تھی۔ نگاہیں ملتے ہی اس نے سر جھکا کر نمستے کیا۔

کیتھ نے کہا۔ "تمہارا نام---؟"

"رمولا ناگر۔ مس کیتھ۔" اس نے جواب دیا۔ سیکرٹری نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "یورایکسی لنسی۔ مس ناگر کو روم نمبر پانچ دیا گیا ہے آپ کسی بھی وقت بزر دبا کر انہیں طلب کر سکتے ہیں۔ ویسے دن کے وقت یہ آپ کے ساتھ رہا کریں گی۔"

کیتھ نے کہا۔ "ٹھیک ہے' ہزہائی نس کو میری طرف سے بہت بہت شکریہ کہنا۔" سیکرٹری سلام کر کے رخصت ہو گیا۔ کیتھ نے رمولا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "او کے مس ناگر' ہم گھومنے جا رہے ہیں۔ واپسی پر میں تمہیں تمہارے فرائض سمجھاؤں گی۔"

رمولا شکریہ ادا کر کے ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ کیتھ نے ایک خادمہ کو اٹیچی کیس اٹھانے کو کہا اور میرا بازو تھام کر دروازے کی طرف چلنے لگی۔ وسیع ہال اور کاریڈور سے گزر کر لفٹ کے ذریعے ہم نیچے آئے۔ دروازے پر پہنچتے ہی گارڈ نے بندوقوں سے سلامی دی۔ سیڑھیوں پر کھڑے ہوئے ڈرائیور نے سلام کر کے کار کا پچھلا دروازہ کھولا۔ کیتھ میرے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ دوسری طرف سے سفید وردی میں ملبوس ایک مسلح باڈی گارڈ' ڈرائیور کے برابر والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس خوبرو جوان کی نشست و برخاست کا انداز بڑی حد تک مجھ سے ملتا جلتا تھا ویسے صورتاً" وہ آزک اور بنارس خان کے درمیان کی چیز تھا۔ ڈرائیور نے وہیل سنبھال کر دروازہ بند کیا اور گاڑی پورچ سے نکل کر گیٹ کی طرف پھسلنے لگی۔ انجن کی نرم آواز سے کار کے رولس رائس ہونے کا پتا چلتا تھا۔ میں نے خود کو اوپر اٹھتا ہوا محسوس کیا۔ راج محل اور اس کا حدود اربعہ کسی طرح ولاس پور کے راج محل سے کم نہ تھا۔ گیٹ سے نکلتے ہی کیتھ نے اٹیچی کھول کر سگریٹ کاٹن اور لائٹر نکالا۔ میں نے اٹیچی پر نظر ڈالی۔ اندر ایک سرنج اور اسٹتھ اسکوپ کے سوا میڈیسن کیس میں اگر کوئی چیز تھی تو جان ہیگ کی بوتل' گلاس' بسکٹوں کے پیکٹ' میک اپ کا سامان اور ایک چھوٹا سا پستول تھا۔ "یہ گولیاں کب کھلاؤ گی مس کیتھ؟" میں نے پستول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ مسکرا دی اور سامنے دیکھتے ہوئے بولی۔ "یہ آپ کے لئے نہیں ہیں یورایکسی لنسی۔ مجھے اکثر ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ جب نیند نہ آئے۔"

"اچھا!" میں نے کہا۔ "پھر ان گولیوں کے بعد تو تمہیں خوب نیند آتی ہو گی۔" وہ مسکرا دی۔ گاڑی شہر کی بیرونی سڑکوں سے نکل کر کھلی شاہراہ پر آتے ہی فراٹے بھرنے لگی۔ پچاس پچپن میل کی رفتار پر بھی انجن کی آواز ہوا کی تیز سرسراہٹ سے زیادہ نہ تھی۔ شاک ابزوربرز کا فنکشن اس قدر صحیح تھا کہ گاڑی سڑک پر چلنے کے بجائے پانی پر تیرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ دس بارہ منٹ میں ہم جھیل پر پہنچ گئے۔ یہاں حد نظر تک سبزہ زار اور گنجان درختوں کے ساتھ ساتھ خوردو پھولدار جھاڑیوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ جھیل کے دوسرے کنارے پر پہاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ کنارے کے قریب گاڑی رکتے ہی باڈی گارڈ دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ کیتھ نے اٹیچی کیس اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دیا اور دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ باڈی گارڈ نے میری طرف کا دروازہ کھولا۔ میں نے باہر نکلتے ہی اس کے سراپا پر نظر ڈالی۔ وہ مضبوط تن و توش کا پچیس چھبیس سالہ جوان تھا۔ قدوقامت میں چھ فٹ سے کچھ کم۔ جسم پر سفید زین کا ہنٹنگ کوٹ' پتلون' سر پر پیک کیپ اور کراس بیلٹ میں پستول بحیثیت مجموعی خاصا باوقار نظر آ رہا تھا۔ "تمہارا نام؟" میں نے سوال کیا۔ وہ اٹینشن ہو گیا اور سیلیوٹ کر کے بولا۔ "یورایکسی لنسی آپ کے غلام کو سید نعیم الدین بخاری کہتے ہیں۔"

اس کا نام سن کر میں سکتے میں آگیا۔ شردھام میرے متحیر کن اتفاقات اپنے دامن میں لئے ہوئے تھا۔ یہ دوسرا اتفاق تھا۔ جس نے مجھے حیرت میں مبتلا کر دیا۔ ایک باڈی گارڈ نعیم آقا تھا اور دوسرا باڈی گارڈ نعیم خود کو اس کا غلام کہنے پر مجبور تھا۔ میں نے چلنے کے لئے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سید تو غلام نہیں ہوا کرتے گارڈ۔" اسی وقت کیتھ نے آگے بڑھ کر میرا بازو تھام لیا۔ باڈی گارڈ نے پھر سیلوٹ کر کے کہا۔ "جو حکم یور ایکسی لنسی۔" مجھے اس کے جواب پر ہنسی آگئی۔ چلتے چلتے کیتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "واقعی شخصیت کا انحصار صرف بالائی منزل پر ہے۔" کیتھ مسکرا دی۔ وہ کچھ نہ سمجھ سکا۔ ہمارے پیچھے پیچھے چلتے رہا۔ کنارے پر پہنچ کر میں نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر کہا۔ "تعجب ہے پاپا نے اتنی حسین جھیل کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ یہاں تو ایک بڑی خوبصورت سیر گاہ بنائی جا سکتی ہے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہی تھی۔" کیتھ نے کہا۔ "شاید اس وجہ سے کہ شہر سے پندرہ میل کے فاصلے پر ہے۔ تم سردی تو محسوس نہیں کر رہے؟"

میں ہنس دیا۔ "ابھی نہیں، کچھ دیر ٹہلنے کے بعد محسوس کر سکتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے تمہارے میڈ یسن بکس میں سردی اور گرمی دونوں کا علاج موجود ہے۔"

نصف گھنٹے کے قریب جھیل کے کنارے کنارے دور تک چہل قدمی کرنے کے بعد ایک چٹان پر بیٹھ کر کیتھ نے اٹیچی کیس سے بوتل اور گلاس نکال کر دو دو پیگ برانڈی انڈیلی اور ایک گلاس میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "تمہاری صحت کے نام ڈارلنگ۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈیم اٹ ......"

اس نے گلاس اٹھا کر میری طرف دیکھا اور مسکرا کر بولی۔ "کیوں کیا ہوا؟"

"کچھ بھی نہیں۔" میں نے گلاس تھامتے ہوئے کہا۔ "لیکن اگر ہونٹوں سے ہونٹ ملاتے ہوئے ڈرتی ہو تو کم از کم گلاس ٹکرا کر ہی جام صحت تجویز کرو۔"

اس نے مسکرا کر گلاس ٹکرایا اور میں نے پینی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر جھیل پر سورج کی آخری کرنوں سے سونا بکھرنے کا منظر دیکھنے کے بعد ہم واپس ہو گئے۔ ہم اپنے حصے میں پہنچے تو رمولا ناگر ڈرائنگ روم میں بیٹھی ہوئی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ اس نے اٹھ کر استقبال کیا۔ کیتھ نے دروازہ بند کیا اور اس کو ساتھ لے کر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ میں لباس تبدیل کر کے بیٹھا ہی تھا کہ کیتھ واپس آگئی اور سگریٹ نکال کر دیتی ہوئی بولی۔ "مس ناگر کو میں نے اس کے فرائض سمجھا دیئے ہیں کرن۔" میں نے سگریٹ کا دھواں چھوڑتے ہوئے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ "فرائض تو سب تم نے اپنے ذمے لے لئے ہیں ..... اب اس کے لئے کیا باقی رہا ہے؟"

وہ مسکرا کر میرے پہلو میں بیٹھتی ہوئی بولی۔ "اس لہجے میں بات نہ کرو کرن۔ میں

اپنے فرائض میں جس کو شامل کر سکتی ہوں وہ مس ناگر نہیں ہے۔ تم حصوں میں تقسیم ہو سکتے ہو۔ ہو جانا۔ لیکن میں تمہیں سطح سے نیچے نہیں گرنے دوں گی۔"

میں ہنس دیا۔ "وہ صرف مذاق تھا ڈیئر۔" میں نے اس کو آغوش میں گھسیٹتے ہوئے کہا۔ "یہاں میری خلوت میں تمہارے سوا کوئی نہیں آئے گی۔" وہ کھل اٹھی اور "کرن!" کہہ کر مجھ سے لپٹ گئی۔ میں نے اس کو چوم لیا۔

کھانا کھانے کے بعد وہ پھر میری خوابگاہ میں تھی۔ ہم گیارہ بجے تک پیتے رہے اور پھر صبح کے آٹھ بجے تک وہ میری ہم خواب وہم خیال رہی۔

صبح دس بجے میں نے اپنے باڈی گارڈ کو طلب کیا۔ وہ ساڑھے گیارہ بجے اندر آیا تو سہما سہما نظر آ رہا تھا۔ اس وقت ڈرائنگ روم میں اکیلا تھا۔ کیتھ ناشتہ کر کے پھر اپنے بیڈ روم میں جا کر سو گئی تھی۔ خادمائیں دوسرے کمروں میں تھیں اور رمولا ابھی واپس گئی تھی۔ میں نے سر کے اشارے سے باڈی گارڈ کے سلام کا جواب دے کر کہا۔ "تمہاری سروس کتنی ہے؟"

سر جھکا کر بولا۔ "سات سال حضور۔"

"کس رینک میں ہو؟" میں نے دوسرا سوال کیا۔

"سارجنٹ ہوں سرکار۔"

"تنخواہ کیا ملتی ہے؟"

"پچاس روپے اور راشن کپڑا سرکار۔" اس نے کہا۔ میں اس کی باتیں سن کر سوچ میں پڑ گیا۔ میرا ذہن مہاراجہ ولاس پور کی طرف منتقل ہو گیا جن کا باڈی گارڈ یونٹ تنخواہ یونیفارم اور دیگر مراعات کے اعتبار سے برٹش گورنروں کے باڈی گارڈز سے بھی بہتر تھا۔ مجھے خاموش دیکھ کر وہ بولا۔ "حضور میں مستقل آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "تمہارا کیپٹن کون ہے؟"

بولا۔ "رام سنگھ جی۔ یور ایکسی لنسی۔"

میں نے کہا۔ "اچھا میں آج ہی پاپا سے کہہ کر تمہیں مستقل طور پر لے لوں گا۔ تعلیم کہاں تک ہے تمہاری؟"

"چوتھی جماعت پاس ہوں، یور ایکسی لنسی۔" در جو جو چیزیں پسند کریں، مں

"اردو۔؟" ے ہاتھ میں دے دی۔ اس نے رمولا

"جی یور ایکسی لنسی۔ لیکن میں ہندی بھی

"گھریلو حالات ——؟" ئے کہا۔ "میری گاڑی لے جاؤ۔ ڈرائیور

"جناب! تین بچے ہیں، بیوی ہے، بوڑھی ژ، طرف دیکھ۔ وہ سر جھکا کر کہنے لگا۔"

"اوہ! پھر تو۔" میں نے اٹھ کر الماری کی،

دیتے ہوئے کہا۔ "بہت تو نہیں ہیں لیکن کچھ حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔" اس نے جھک کر میرے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا اور سیدھا ہوتے ہوئے بولا۔ "خدا حضور کو ہزاروں سال کی عمر عطا فرمائے۔"

میں ہنس دیا۔ "پاگل میرا تماشا بنانا چاہتا ہے۔ فوراً" دوسری دعا مانگ کر نو سو چالیس سال کم کرا۔ مجھے ساٹھ ساٹھ بہت ہیں۔" وہ ہنسی چھپانے کے لئے گردن جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے پلٹ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "اچھا بخاری۔ جب کوئی ضرورت ہو مجھے بتانا۔ اب جا سکتے ہو۔" اس نے فوجی سلام کیا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ میں نے بزر دبا کر رمولا ناگر کو بلایا۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی سر جھکا کر کہا۔ حکم یورایکسی لنسی۔" میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "بمبئی جانے سے پہلے تم نے مجھے دیکھا تھا مس ناگر؟" میں نے سوال کیا۔

"صرف دو ایک مرتبہ یورایکسی لنسی۔" اس نے کہا۔

"مجھے یاد نہیں' میں نے تمہیں دیکھا ہو۔" میں نے کہا۔ "خیر اب میری صحت کیسی ہے؟"

"بہت اچھی یورایکسی لنسی۔"

"واقعی ---؟"

"واقعی یورایکسی لنسی۔ اس وقت تو آپ کسی سے بات ہی کب کرتے تھے۔"

میں ہنس دیا۔ "ہاں مجھے کوئی بات کرنے کے قابل نظر ہی نہیں آتا تھا۔ تم ڈاکٹر نیل کنٹھ رائے سے واقف ہو مس ناگر؟"

"صرف سننے کی حد تک یورایکسی لنسی۔ وہ آپ کا علاج کرتے رہے ہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "علاج؟ وہ مجھے بیمار کرتے رہے ہیں۔" وہ سر جھکا کر خاموش ہو گئی۔ میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ اس نے اپنی گھبراہٹ چھپانے کے لئے سر جھکا لیا۔ "تو تم ڈاکٹر روائے کے زمانے میں یہاں نہیں تھیں؟" میں نے دوسرا سوال کیا۔ وہ اور گھبرا گئی۔ "یہیں تھی یورایکسی لنسی۔" اس نے سنبھل کر کہا۔

"لیکن میں ان کے ساتھ علاج میں شریک نہیں تھی۔ میں ڈاکٹر یاگ نک کے ساتھ آئی تھی اور میں چپ ... ت ہے جب ہزہائی نس ڈاکٹر روائے سے مایوس ہو کر بمبئی اٹھ کر استقبال کیا۔ کیتھ ...

چل دی۔ میں لباس تبدیل کر کے ... تعلق ... خیال ہے۔؟" وہ پھر خاموش ہو گئی۔ ہوئی بولی۔ "مس ناگر کو میں نے اس کی ریشانی دیکھ کر کہا۔ "لیکن کیوں ---؟" دھواں چھوڑتے ہوئے اس کے چہ" اس نے کہا۔

لے لئے ہیں ..... اب اس کے لئے کیس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "تم جا وہ مسکرا کر میرے پہلو میں

سکتی ہو۔" اس نے چلنے کے لئے ایک قدم بڑھایا اور کچھ سوچ کر رک گئی۔ میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ اسکے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ میں نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "شاید تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں ہے۔" اس نے جھک کر میرے گھٹنے چھونے کی کوشش کی۔ میں نے اسکے بازو تھام کر اٹھا لیا۔ وہ کانپنے لگی۔ "ڈرو نہیں مس ناگر۔ میں اب دماغی مریض نہیں ہوں۔ اگر تم ....."

"یورایکسی لنسی۔" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "میں ایک ادنیٰ خادمہ ہوں۔ راج محل کے معاملات میں دخل اندازی کر کے کتنے دن زندہ رہ سکتی ہوں۔"

"جب تک یوراج رشی کرن زندہ ہے۔" میں نے اس کو قریب کھینچتے ہوئے کہا۔ " بشرطیکہ تم اس کے ساتھ ہو۔ ورنہ اس وقت تک زندہ رہو گی۔ جب تک کہ وہ لوگ زندہ ہیں جن کے ساتھ تم ہو اور مجھے معلوم ہے وہ کون ہیں۔" اس نے جواب دینے کے بجائے رحم طلب نگاہوں سے میرے چہرے کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ میں نے مسکرا کر اسکو سینے سے لگا لیا۔ وہ بری طرح کانپ رہی تھی۔ میں تھوڑی دیر اس کی کمر تھپتھپاتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ سنبھل گئی۔ اور سر اٹھا کر میری طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "یورایکسی لنسی ......"

میں نے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا۔ "رمولا تم میرے ساتھ ہو۔" اس نے مسکرا کر گردن جھکا لی۔ میں نے آگے بڑھ کر دراز سے ایک ہزار روپے کا بنڈل نکال کر اسکے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "اسے رکھ لو۔"

اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "اس کی ضرورت نہیں یورایکسی لنسی۔ میں آپ کی ہوں۔"

"میری ہونے کے لئے تمہیں بہتر ہونا پڑے گا رمولا۔" میں نے نوٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اور اس کے بغیر کوئی بہتر نہیں ہو سکتا اسے رکھ لو۔"

اس نے پھر ہاتھ کھینچ کر کہا۔ "یورایکسی لنسی آپ مجھے وہ چیزیں دے سکتے ہیں جن سے میں آپ کے خیال میں بہتر ہو سکتی ہوں؟" میں نے ٹیلیفون ریسیور اٹھا کر سیکرٹری کو رنگ کیا اور "یس یورایکسی لنسی" سنتے ہی اپنے باڈی گارڈ کو بھیج دینے کا حکم دیا۔ وہ دور کھڑی دیکھتی رہی۔ دوسرے لمحے بخاری اندر داخل ہوا۔ میں نے اس کو دیکھتے ہی رمولا کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "مس ناگر کو شہر لے جاؤ بخاری اور جو جو چیزیں پسند کریں انہیں دلا دو--- یہ لو---" میں نے نوٹوں کی گڈی اس کے ہاتھ میں دے دی۔ اس نے رمولا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آیئے مس ناگر۔"

میں نے اس کو رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میری گاڑی لے جاؤ۔ ڈرائیور نہیں جائے گا ..... تم اور ......" میں نے رمولا کی طرف دیکھ۔ وہ سر جھکا کر کہنے لگا۔ "

یورایکسی لنسی۔ مجھے تو کار چلانی نہیں آتی۔"

"خدا کی پناہ۔" میں نے متعجب ہو کر کہا۔ "تم کیسے باڈی گارڈ ہو۔ خیر ڈرائیور کو لے جاؤ۔ لیکن میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو ایک مہینے میں ایکسپرٹ ڈرائیور بن کر دکھانا ہو گا۔ اوکے مس ناگر۔"

وہ دونوں روانہ ہو گئے۔ میں اپنے اور سید نعیم الدین بخاری کا موازنہ کرنے لگا۔ "غریب سید زادہ۔ نعیم ہو کر بھی کچھ نہیں جانتا۔ کچھ نہیں کر سکتا سوائے فوجی اور درباری سلامیاں دینے کے۔" سوچتے سوچتے مجھے ہنسی آ گئی۔ عین اسی وقت کیتھ ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ وہ ابھی گاؤن پہنے ہوئے تھی۔ مسکرا کر بولی۔ "کیا بات ہے کرن' کیوں ہنس رہے ہو؟"

میں نے بات بنا کر کہا۔ "رات کا خواب' الٰہی توبہ۔ آپ سنئے گا تو شرمایئے گا۔" وہ میرے قریب آ گئی اور گلے میں بانہیں ڈالتی ہوئی بولی۔ "رات کو خواب کس وقت دیکھا تم نے کرن؟"

میں ہنس دیا۔ "تمہارے جانے کے فوراً" بعد ڈارلنگ۔"

وہ بیٹھتی ہوئی بولی۔ "دیکھنے سے کیا باقی رہ گیا تھا جسے سن کر شرم آئیگی۔ کرن' تمہیں جھوٹ بولنے میں زیادہ مہارت نہیں ہے۔"

"یہ سچ ہے۔" میں نے کہا۔ "میں انٹرنیشنل معیار کا جھوٹ بولنے سے قاصر ہوں۔ تمہیں مجھ کو سکھانا ہو گا۔"

"میں جھوٹ بولنا نہیں جانتی ڈارلنگ۔"

"تم انٹرنیشنل ہو۔ اگر تم بھی۔"

اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور قریب قریب چیخ کر بولی۔ "کرن! یہ گالی ہے۔ اینگلو انڈین لیڈی کو انٹرنیشنل کہنا' ہاف کاسٹ اور بلیک اینڈ وہائٹ اسکاچ کہنے سے بھی بدتر گالی ہے۔ پلیز۔"

میں نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "اچھا ہوا تم نے مجھے خود بتا دیا۔ اگر کبھی لڑائی ہوئی تو میں ....." وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی اور اپنے کمرے کی طرف چلنے لگی۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر گاؤن کا دامن پکڑ لیا۔ ایک جھٹکے کے ساتھ وہ پھر میری گود میں تھی اور کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔

ڈیڑھ بجے کے قریب بلکہ کھانا کھانے کے بعد میں ڈرائنگ روم میں داخل ہو رہا تھا۔ ہال کی طرف کھلنے والے دروازے پر لائٹ ہوئی۔ کیتھ جو میرے پیچھے آ رہی تھی بڑھ کر آگے پہنچی اور دروازہ کھول دیا۔ باڈی گارڈ اس کو سلام کر کے اندر داخل ہوا اور آہستہ آہستہ میری طرف بڑھنے لگا۔ میں نے اس کی دیکھ کر کہا۔ "کیا ہے بخاری؟"

اس نے سر جھکا کر کہا۔ "سرکار میں نے آپ کے حکم کے مطابق ڈرائیونگ سیکھنے کے لئے ٹرانسپورٹ سپروائزر سے گاڑی مانگی تھی۔ وہ کہتا ہے یہ ٹریننگ سینٹر نہیں ہے۔" میں نے اس کے چہرے سے اندازہ لگایا اس نے کیتھ کو دیکھ کر بات بنائی تھی۔ ورنہ وہ رمولا کی شاپنگ کے متعلق کچھ کہنے آیا تھا۔ مجھے پہلی مرتبہ اس کی ذہانت کا احساس ہوا۔ میں نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے کہا۔ "شام کو چار بجے میری کار منگوا لینا۔ میں اپنے ڈرائیور کو حکم دوں گا کہ تمہیں ایک ہفتے میں پر فیکٹ ڈرائیور بنا دے۔" اس نے "شکریہ یورایکسی لنسی" کہہ کر سیلوٹ کیا اور اباؤٹ ٹرن ہو گیا۔ کیتھ نے اسکے باہر نکلتے ہی دروازہ بند کیا اور صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "یورایکسی لنسی آپ نے اپنے باڈی گارڈ کو ضرورت سے زیادہ آزادی دے دی ہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "اس لئے کہ وہ میرا باڈی گارڈ ہے .... میری جان کا محافظ اور ایک پرنس کی زندگی میں باڈی گارڈ بھائی اور بیٹے سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔"

"مجھے معلوم ہے ڈارلنگ۔ لیکن پھر بھی ...... پھر بھی وہ ایک معمولی سپاہی ہے ...... اور تم ...."

"حماقت کی باتیں مت کرو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہارے ہاتھ میں میرا دل ہے۔ اس کے ہاتھ میں میری جان۔ لہٰذا تم خود سمجھ سکتی ہو وہ کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔" وہ بگڑتے بگڑتے کچھ سوچ کر مسکرا دی۔ میں نے اس کو سینے سے لگا لیا۔ کاش اس کو یہ بھی بتا سکتا کہ میرا دل ہر سمت چھلانگیں لگاتا رہا ہے اور لگاتا رہے گا۔ اور ان چھلانگوں میں باڈی گارڈ ہی مجھے ٹوٹنے پھوٹنے سے بچا سکتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ "اب آرام کرو" کہہ کر اٹھی اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔ میں نے دروازہ بند کر کے بیڈ روم میں جانے کے بجائے باڈی گارڈ کو بلانے کے لئے بزر دبایا۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی سلام کر کے کہا۔ "یورایکسی لنسی مس ناگر کو ان کی پسند کی گھڑی' لاکٹ' ساڑیاں اور تمام سامان دلا دیا ہے۔ دو سو تیس روپے باقی بچ گئے ہیں جو انہوں نے نہیں لئے۔ میں یہی عرض کرنے آیا تھا۔ لیکن مس کیتھ کو دیکھ کر بات بدل دی۔"

"کیوں بھلا؟" میں نے اس کی ذہانت کا اندازہ لگانے کے لئے الٹا سوال کیا۔ "مس کیتھ کیا چیز ہے؟"

وہ ایک ثانیہ کنفیوژ ہوا اور مسکرا کر بولا۔ "سرکار وہ اس سے حسد کرنے لگتی اور یہ بھی ممکن تھا آپ سے اسی طرح کا مطالبہ کرتی۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "ہاں یہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔"

"سرکار" اس نے کسی قدر مطمئن ہو کر کہا۔ "اب اس روپے کو آپ رکھ لیں۔"

"نہیں یہ مس ناگر کو دے دو اور اگر وہ نہ لیں تو تم اپنے بچوں اور والدہ کے لئے

کپڑے وغیرہ بنا لیتا۔" اس نے جھک کر فرشی سلام کیا اور دعائیہ انداز اختیار کرنے لگا تھا کہ میں نے کہا۔ "بخاری تم میرے باڈی گارڈ ہو۔ دعا گو نہیں۔ یہ کام تمہاری والدہ بزرگہ کا ہے۔ تم اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرو۔ مجھے گھٹیا آدمی پسند نہیں ہیں۔"

"بہتر ہے یورایکسی لنسی" کہہ کر اس نے سلام کیا اور رخصت ہو گیا۔ میں نے سگریٹ سلگاکا اور سوچنے لگا۔ "نہ معلوم اس نعیم کو نعیم بنانے میں کتنا عرصہ لگے اور کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اس کو درست کرتے کرتے میں خود بیک ٹو پو -لیلین نہیں ہو جاؤں گا۔ بیک ٹو پولیلین یعنی ولاس پور ...... آہ خدا وہ دن تو لائے۔" میں خیالات کی رو میں بہنے لگا۔ یشودھرا۔ روپا' شکنتلا کی تصویریں نظروں کے سامنے ابھرنے لگیں اور میری آنکھیں بھر آئیں۔ میں نے صوفے کی پشت پر سر ٹکا دیا اور بے اختیار رونے لگا۔ اچانک کسی کے قدموں کی چاپ سن کر چونکا اور آستین سے آنکھیں پونچھتے ہوئے گردن اٹھا کر دیکھا سامنے رمولا کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اس وقت سرخ بارڈر والی گلابی ریشمیں ساڑی میں ملبوس تھی۔ اور گلے میں سونے کا نیکلس تھا۔ نظریں ملتے ہی مسکرائی لیکن چہرے سے دلی کیفیت کا اندازہ لگا کر گھبرا گئی۔ بمشکل رک رک کر بولی۔ "یورایکسی لنسی ...... کیا آپ کی طبیعت ناساز ہے؟"

میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں مس ناگر ..... میں ٹھیک ہوں۔"

"تو پھر.... کیا آپ ....." وہ کچھ سوچ کر رکی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"بیٹھ جاؤ مس ناگر۔" میں نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کیتھ نہیں آ سکتی جب تک کہ میں خود نہ بلاؤں۔" وہ کسمساتی ہوئی میرے سامنے بیٹھ گئی۔ میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ سرخ بلاؤز اور ساڑی میں وہ یونیفارم سے دس گنا کشش انگیز نظر آ رہی تھی۔ لیکن ابھی نعیم بننا قرین مصلحت نہ تھا۔ میں نے اس کی ہر اپیل کو نظر انداز کر دیا۔ آخر اس نے خود ہی مہر سکوت توڑی۔ " یورایکسی لنسی! میں اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کرنے حاضر ہوئی تھی۔" اس نے سنبھل سنبھل کر کہا۔

"اوہ! یہ کوئی بات نہیں مس ناگر۔" میں نے کہا۔ "ہم دوست ہیں۔ ایک دوسرے کے کام آتے رہیں گے۔" ڈاکٹروں اور نرسوں کا تو ویسے بھی میری زندگی بچانے میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔"

"یہ بھگوان کے ہاتھ میں ہے یورایکسی لنسی۔ ہم کیا چیز ہیں۔"

"غلط ...... بالکل غلط۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اگر ڈاکٹر رووائے میرا علاج کرتا رہتا تو بھگوان ...... کیا خیال ہے تمہارا؟" وہ لاجواب ہو کر میرا منہ تکنے لگی۔ "بولو مس ناگر"

میں نے کہا۔ "اچھا ایک بات بتاؤ۔ کیا ڈاکٹر رووائے میری ممی اور سسٹر کا معالج نہیں ہے؟"

"بے شک ہے یورایکسی لنسی۔" اس نے کہا۔ "لیکن اگر وہ قابل اعتماد نہ ہوتا تو ہزہائی نس آپ کے علاج کے لئے اس کو کبھی ......"

"اسے چھوڑو۔ اگر وہ مشتبہ نہ ہوتا تو پاپا ڈاکٹر یاگ تک سے بدل کیوں دیتے اس کو۔"

"یہ تو صحیح ہے یور ......"

"صحیح غلط کے چکر میں بھی نہ پڑو ...... یہ بتاؤ ڈاکٹر رووائے کے اسسٹنٹ وغیرہ سے واقف ہو تم ---؟"

"واقف تو ہوں یورایکسی لنسی ...... لیکن آپ یقین فرمایئے کوئی ڈاکٹر اپنے کسی اسسٹنٹ کو اپنے راز سے آگاہ نہیں ہونے دیتا۔ اگر وہ کسی کی زندگی سے کھیل رہا ہے اور پھر ایک راجکمار کی زندگی؟ بہت بڑی بات ہے یورایکسی لنسی۔"

"شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو مس ناگر۔" میں نے کہا۔ "لیکن ایک وعدہ کرو گی؟ اس لئے نہیں کہ میں نے تمہیں ایک حقیر سا تحفہ دیا ہے بلکہ اس لئے کہ میں تمہیں پسند کرنے لگا ہوں اور ہم ایک دوسرے کے قریب ہو سکتے ہیں۔"

"یہ عزت افزائی ہے یورایکسی لنسی۔ میں وعدہ کرتی ہوں۔ آپ حکم کیجئے۔"

"تم میری صحت کی محافظ ہو۔ میرا کھانا پینا' دوا دارو سب تمہاری نگرانی میں ہیں۔ ممکن ہے کچھ لوگ تمہیں خریدنے کی کوشش کریں ...... وعدہ کرو تم پہلی فرصت میں مجھے ان کے نام بتا دو گی۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں یورایکسی لنسی۔ آپ یقین کیجئے میں آپ کے اشارے پر جان دے سکتی ہوں۔"

"احمق مت بنو۔ ہم زندگی میں ایک دوسرے کے کام آ سکتے ہیں۔ مرنے کے بعد نہیں۔" اس نے مسکرانے کی کوشش کی لیکن آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اس نے منہ پھیرا لیا۔ اس کی دلی کیفیت کا اندازہ لگانا دشوار نہ تھا۔ میں اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھا وہ کھڑی ہو گئی۔ "یورایکسی لنسی۔" وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی اور وارفتگی کے عالم میں دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔ میں نے اس کو آغوش میں لے لیا اور وہ کانپنے لگی۔ میں اس کی کمر پر ہاتھ پھراتا رہا۔ چند سسکیاں لے کر اس نے منہ اوپر اٹھایا۔ میں نے چومنے کے بجائے اس کو دونوں شانوں سے تھام کر کہا۔ "رمولا ڈیئر۔ رمولا ڈیئر زیادہ آگے بڑھنے سے پہلے یہ بتاؤ اس میں کسی کی حق تلفی تو نہیں ہو جائے گی؟"

وہ پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی۔ میں نہیں سمجھ سکی یورایکسی لنسی ......"

"میرا مطلب ہے تم کسی اور سے تو محبت نہیں کرتیں۔ یا کوئی اور تم سے محبت

نہیں کرتا۔؟"

"یہ آپ نے کیسے سمجھ لیا یور......"

"تم بیس اکیس سال کی ہو' ناممکن ہے کہ ......"

اس نے جملہ پورا ہونے سے پہلے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور بولی۔ "گالی نہ دیجئے یور ایکسی لنسی۔"

"تم کسی سے منسوب نہیں ہو؟"

"نہیں نہیں۔ میں زندگی میں پہلی بار اپنے دل سے شکست کھا رہی ہوں یوراج ....."

میں نے زبان کے بجائے ہونٹوں سے اس کا جواب دیا' وہ میرے وجود میں سما گئی۔ چند لمحے بعد وہ میری گود سے پھسل کر مسہری کی تزئین کا سامان بن چکی تھی۔ اس نے عملی طور پر ثابت کر دیا کہ اس کی خلوت میں اس سے پہلے کوئی شریک نہیں ہوا تھا۔

دوسرے روز گیارہ بجے بخاری نے ہزہائی نس کی داسی کی آمد کی اطلاع دی۔ میں نے شان نزول دریافت کی تو بتایا گیا کہ مہارانی نے خیریت معلوم کرنے کو بھیجا ہے۔ وہ دوپہر کا کھانا آپ کے ساتھ کھانا چاہتی ہیں۔ میں نے داسی کا نام دریافت کیا تو اس نے کہا۔ "ریکھا کہتے ہیں۔ لیکن ....." وہ بولتے بولتے رک گیا ..... میں نے مسکرا کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ "لیکن کیا؟"

"سرکار" وہ کنپٹی کھجاتا ہوا بولا۔ "دیکھ لیجئے ..... بھیجتا ہوں اگر حکم ہو؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "بھیج دو۔ کیا تم ذرا عقلمند ہونے کی کوشش نہیں کر سکتے بخاری۔"

چلتے چلتے کہنے لگا۔ "بے وقوف نہیں ہوں حضور ..... آپ سے ڈرتا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "یہ بے وقوفی کی دلیل ہے ..... میں تمہیں دو تین مرتبہ کہہ چکا ہوں' ہم دوست ہیں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں دوست کہہ کر پکارا کروں۔" اس نے تیزی سے جھک کر میرے گھٹنے چھو لئے اور سیدھا ہوتے ہوئے بولا۔ "میں خادم ہوں سرکار ..... اچھا اب نہیں ڈرا کروں گا۔ جب تک کہ آپ کو ناراض نہ کر لوں۔"

"شاباش۔ جاؤ ریکھا کو آنے دو۔" اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا اور "آ جایئے ریکھا بائی" کہہ کر ایک طرف ہو گیا۔ دوسرے لمحے دروازے پر ایک بجلی سی کوندی اور میری نگاہوں میں عزیز لکھنوی کا شعر گھوم گیا۔

از سر نو واقعات طور تازہ کر دیئے
ایک بجلی سی گرا دی آ کے چلمن کے قریب

وہ اپنی تمام قہر سامانیوں کے ساتھ تبسم میں نگاہوں کا فسوں ملاتی ہوئی خراماں

میری طرف بڑھ رہی تھی۔ میں اس کے حسن سے مسحور ہو کر قطعی بھول گیا کہ وہ داسی ہے اور تعظیم کے لئے اٹھتے اٹھتے رہ گیا۔ وہ قریب آ کر کورنش کے انداز میں جھکی تو مجھے ہوش آیا کہ میں نعیم نہیں راجکماری رشی کرن ہوں۔ سنبھل کر بولا۔ "آؤ ریکھا۔ کیسی ہو؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ "آپ کی کرپا ہے یوراج جی۔" اور غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ پچیس چھبیس سال کی بھرپور عورت تھی اور دس بیس مہارانیاں اس پر قربان کی جا سکتی تھیں۔ میں نے اس کو بیٹھنے کو کہتے کہتے ایک بار خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"کیا ماتا جی اور شنو بھی آ رہی ہیں؟"

"نہیں انہوں نے مجھے آپ کو بلانے کے لئے بھیجا ہے یوراج جی۔ آپ کھانا ان کے ساتھ کھائیں گے۔ ہزہائی نس بھی آج وہیں ملیں گے۔"

"چلتا ہوں ریکھا لیکن تم ممی سے جا کر کہہ دو کھانا نہیں کھا سکوں گا۔"

"یہ کیوں یوراج جی۔۔؟ وہ تو آپ کے لئے بڑے چاؤ سے کھانا تیار کرا رہی ہیں۔"

"میں مجبور ہوں ریکھا۔" میں نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ "مس کیتھ اپنی آنکھوں کے سامنے مجھے پرہیزی کھانا کھلاتی ہیں ....."

"ایک وقت کے کھانے سے کیا ہوتا ہے یوراج جی۔" اس نے کہا۔ "ہزہائی نس کو بڑا دکھ ہو گا کہ اگر آپ نے انکار کر دیا۔"

میں نے ہنس دیا۔ "مجھے انکار کب ہے ریکھا۔ لیکن پرہیز کیا پاپا بھی چاہتے ہیں میں پکوان اور مشٹان کھانا شروع کر دوں؟"

"یہ تو مجھے معلوم نہیں۔" اس نے کہا۔ "لیکن۔"

"بہتر ہو گا تم پاپا کے پاس جاؤ۔ اگر وہ کہتے ہیں یہ صحیح ہے تو پھر مس کیتھ مجھے کچھ نہیں کہہ سکے گی۔" وہ سلام کر کے چلی گئی۔ دروازہ بند ہوتے ہی میں نے کیتھ کو بلایا اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس نے کہا۔ "پرواہ نہ کرو کرن' میں اس کی اجازت کبھی نہ دوں گی۔ چاہے ہزہائی نس خود ہی کیوں نہ کہیں۔"

میں نے کہا۔ "ہاں یہ صرف تم ہی کر سکتی ہو ڈارلنگ۔ مجھے اس دعوت میں ٹریپ نظر آ رہا ہے۔"

"ڈیم اٹ۔" اس نے ہنس کر کہا۔ "میں اپنے کمرے میں جاتی ہوں جیسے ہی وہ آئے گی میں بھی پہنچ جاؤں گی۔ اوکے۔؟" وہ مسکراتی ہوئی چلی گئی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر ہزہائی نس کا نمبر ڈائل کیا۔ گھنٹی بجنے لگی اور دیر تک بجتی رہی۔ کوئی اٹھانے والا نہ تھا۔ میری حیرت کی انتہا نہ تھی۔ یہ ہزہائی نس کا خفیہ نمبر تھا۔ جو بطور خاص میرے لئے تھا اور ان کے نہ ملنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ میں نے دوسرا نمبر ڈائل کیا وہ وہاں بھی نہ تھے۔ ایڈی کانگ اور ان کے سیکرٹری بھی موجود نہ تھے۔ باڈی گارڈ کیبن سے بھی کوئی جواب نہ تھا۔

میں نے تنگ آ کر ریسیور رکھ دیا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ سب کہاں چلے گئے۔ آخر باڈی گارڈ کو بلا کر کہا کہ وہ ہزہائی نس کے متعلق معلوم کر کے آئے اور اگر موجود ہوں تو ان سے عرض کرے کہ رشی کرن درشن کرنا چاہتا ہے۔ وہ روانہ ہو گیا۔ میں نے الماری سے اسکاچ کی بوتل اور گلاس نکال کر ایک پیگ پیا۔ سگریٹ سلگایا اور ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد بخاری لوٹا اور سر جھکا کر کہنے لگا۔ "یورایکسی لنسی۔ شری حضور تو تمام عملے کے ساتھ شکار گاہ گئے ہوئے ہیں۔"

"خوب۔" میری زبان سے نکلا۔ "کس وقت؟"

"دس بجے سرکار۔!" اس نے جواب دیا۔ اسی وقت دروازے پر روشنی ہوئی۔ میں نے روشنی دیکھ کر کہا۔ "شاید ریکھا ہے۔ جاؤ اس کو اندر بھیج دو۔" وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ ریکھا مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ میں نے سگریٹ کا دھواں خارج کرتے ہوئے کہا۔ "بڑی دیر لگائی تم نے۔"

سر جھکا کر بولی۔ "یوراج جی ہرہائی نس کہتیں ہیں آپ کی صحت کی خوشی میں وہ ایک چھوٹی سی دعوت دے رہی ہیں۔ جس میں چند راجکماریوں اور راجکماروں سے آپ کا تعارف کرایا جائے گا اس لئے ....."

"تعارف؟" میں نے اسکی بات کاٹ کر کہا۔ "کیا میں کوئی نیا آدمی ہوں؟ کیا وہ مجھے نہیں جانتے؟ تمہیں یقین ہے ممی نے تعارف کا لفظ استعمال کیا؟"

"جی یوراج۔" اس نے کہا۔ "ہزہائی نس نے انٹروڈکشن کہا تھا۔"

میں ہنس دیا۔ "خوب کہا۔ مجھے معلوم نہیں تھا ممی کی گرامر اتنی کمزور ہے۔ خیر ان سے عرض کرنا۔ ابھی رشی کرن اتنا صحتیاب نہیں ہوا کہ اس کی خوشی منائی جائے اور اتنا غیر معروف بھی نہیں کہ اس کا تعارف کرانا پڑے۔ جو جانتے ہیں وہ جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے وہ بہت جلد جان لیں گے کہ رشی کرن ان تمام کوششوں کے باوجود جو اس کو مٹانے کے لئے کی گئیں۔ زندہ ہے اور اب ان کو مٹنے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے جنہوں نے اس کو حرف غلط سمجھا تھا۔" ریکھا میری باتیں سن کر سناٹے میں آ گئی۔ اس نے کچھ بولنا چاہا۔ لیکن زبان ساتھ نہ دے سکی اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے میری طرف دیکھنے لگی۔ میں نے اس کو خاموش دیکھ کر کہا۔ "پاپا کہاں ہیں ریکھا؟"

"وہ شکار کو گئے ہیں یورایکسی لنسی۔" اس نے کمزور سی آواز میں کہا۔

"کیا تم کسی ذریعے سے فوراً نہیں بلوا سکتی ہو ریکھا؟" میں نے اس کی طرف دیکھ کر سوال کیا۔ وہ میرے تیور دیکھ کر سہم گئی اور کوئی جواب نہ دے سکی۔

"سنو ریکھا۔ تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" میں نے کہا۔ "بیٹھ جاؤ اور اگر پی سکتی ہو تو ایک پیگ پی لو۔ میں تم سے کھل کر بات کرنا چاہتا ہوں۔" وہ ایک لفظ کہے

بغیر صوفے پر بیٹھ گئی۔ میں نے ایک گلاس میں تھوڑی سی انڈیل کر اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اس نے اٹھ کر گلاس لے لیا اور کھڑی کھڑی پینے لگی۔ میں نے اس کا بازو تھام کر صوفے پر بٹھا دیا۔ دو تین گھونٹ لینے کے بعد اسکی توانائی عود کر آئی اور اس نے مسکرا کر کہا۔ "آپ نے مجھے بہت بڑا سمان دیا یورایکسی لنسی میں کس طرح آپ کا شکریہ ادا کروں؟"

میں نے اس کے ہاتھ سے خالی گلاس لیتے ہوئے کہا۔ "ڈونٹ بی سلی ریکھا۔ میں تمہیں پسند کرنے لگا ہوں۔"

اس نے نگاہیں جھکا کر کہا۔ "یورایکسی لنسی میں آپ کی داسی ہوں ایک دم اتنی خوشیاں تو نہ دیجئے کہ میں دیوانی ہو جاؤں۔"

"ہو جاؤ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے خوشی ہو گی میں نے تم سے اپنا بدلہ لے لیا۔" وہ دیوانہ وار اٹھی۔ اور میرے پیروں میں گر گئی۔ میں نے جھک کر اس کو بازوؤں سے اٹھایا اور سینے سے لگا لیا۔ اس کی بانہیں میرے گلے میں آ گئیں۔ میں نے اس کو چومتے ہوئے کہا۔ "تم نے مجھے پہلی نظر میں دیوانہ کر دیا ہے ریکھا۔ کون سے بھگوان نے تمہیں بنایا؟"

میرے الفاظ سن کر وہ چیخ اٹھی۔ "یوراج! میرا دم نکل جائے گا۔ میرے پریتم۔" میں نے ہنس کر اس کو گود میں اٹھا لیا۔ اس نے سرشار ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ میں نے دیکھا جسم کی حدت سے اس کا چہرہ گلنار ہو رہا تھا اور جب میرا چہرہ گلنار ہونے لگا تو میں نے آہستہ سے اس کو صوفے پر بٹھا دیا۔ پہلی قسط میں اس سے آگے بڑھنا میرے پروگرام میں شامل نہ تھا۔ حالانکہ اس وقت وہ مجسم آگ تھی اور خود سپردگی کی حدود سے بہت آگے نکل چکی تھی۔ صوفے پر ٹکتے ہی اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ہلکے ہلکے سرخ ڈوروں نے ان نشیلی آنکھوں کو اور قیامت بنا دیا تھا۔ میرے لئے خود نعیم نہ بنے رہنا دشوار ہو گیا۔ میں اس سے علیحدہ ہو کر باتیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ میرے جسم میں پیوست ہو جانا چاہتی تھی۔ یہ وہ نازک مرحلہ تھا جب اعصابی جنگ کلائمیکس پر تھی۔ اگر وہ غالب آ جاتی تو مجھ سے نعیم ہونے کا اقرار کر سکتی تھی ...... یہ میری زندگی اور موت کا سوال تھا اور زندہ رہنے کے لئے مجھے ہر قیمت پر غالب آنے کی ضرورت تھی۔ اس احساس نے کہ ریکھا ہرہائی نس کا سب سے مہلک ہتھیار بھی ہو سکتی ہے میں گرتے گرتے سنبھلا اور میں غالب آ گیا۔ اس کے دہکتے ہوئے رخساروں پر ہتھیلیاں رکھ کر کسی قدر سرکتے ہوئے مسکرا کر بولا۔ "ریکھا ..... ڈیئر ..... یقین کرو، تم پہلی عورت ہو جس کو میں اپنا دل دے رہا ہوں۔ میری زندگی تمہاری ہے۔"

وہ میرے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ "ایسا نہ کہئے یوراج آپ ....."

"یوراج نہیں صرف کرن۔ کہو ریکھا۔"

اس نے مسکرا کر میرے سینے پر منہ رکھتے ہوئے کہا۔ "کرن .... میں اپنی زندگی تمہارے چرنوں میں ارپن کر چکی۔ جس طرح چاہو لے لو۔"

میں نے اس کی پیٹھ سہلاتے ہوئے کہا۔ "نہیں میری جان' ہمیں ایک دوسرے کی زندگی کی حفاظت کرنا ہے۔ آج سے ہمارا مفاد' ہمارا مستقبل اور ہماری زندگیاں ایک دوسرے وابستہ ہیں۔"

اس نے میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تو پھر ساودھان ہو جاؤ کرن۔ تمہارے چاروں طرف سازشوں کے جال بنے جا رہے ہیں ...... اور .... اور سچ تو یہ ہے ...." وہ بولتے بولتے رک گئی۔

میں نے اس کی آنکھوں کی طرف دیکھا۔ "سچ تو یہ ہے تمہیں میری محبت پر وشواس ...."

اس نے پھر میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "میں ڈرتی ہوں کرن۔"

"کس سے؟ ہرہائی نس سے؟ ان کے بھائی سے؟ وہ کیا چیز ہیں ریکھا۔ میں انہیں چٹکی میں مسل سکتا ہوں۔ وہ مجھے شردھام کا راجہ بننے سے نہیں روک سکتے ریکھا۔ تمہارا خوف تمہیں میری بننے سے روک سکتا ہے۔ ابھی تم نے مجھ سے محبت کا اقرار کیا۔ کیا نہیں؟ تو پھر خوف کیسا۔ تمہیں انگلی لگانے والے کو میری گولی اس سے بہت پہلے چاٹ لے گی کہ وہ انگلی اٹھا سکے' جاؤ یہ ایک راجپوت کا وچن ہے۔" میرے الفاظ سے اس پر پھر نشہ طاری ہونے لگا۔ سنبھل کر اٹھتی ہوئی بولی۔ "میں تمہیں کرن کہہ کر پکار چکی ہوں۔ تمہاری ہو چکی ہوں۔ اب تمہاری زندگی کی حفاظت کرنا میرا پتنی دھرم ہے کرن۔ فکر نہ کرو۔" میں نے اس کو سینے سے لگا لیا۔ آخر رسٹ واچ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "اچھا پران آدھا اب اجازت۔"

"پھر کب آؤ گی؟" میں نے پوچھا۔

"شام کو۔"

"بہتر ہے۔ میں انتظار کروں گا پر یتما۔ ہرہائی نس سے کیا کہو گی؟"

"اوہ پروا نہ کرو۔ کہہ دوں گی مس کیتھ کہتی ہیں کہ یوراج نے پرہیزی کے سوا کچھ کھایا تو وہ چھوڑ کے چلی جائیں گی۔"

"رائٹ ..... تھینکس ......" میں نے ہنس کر کہا۔ وہ آہستہ آہستہ پلٹ کر دروازے کی طرف چل دی۔

دروازہ بند ہوتے ہی میں نے وسکی کا ایک پیگ پیا اور آرام چیئر میں دراز ہو گیا۔ میرے کانوں میں اپنے الفاظ گونجنے لگے۔ "ریکھا یقین کرو' تم پہلی عورت ہو جس کو میں اپنا

دل دے رہا ہوں۔ میری زندگی تمہاری زندگی ہے ...... پہلی عورت۔" مجھے اپنے سفید جھوٹ پر ہنسی آنے لگی۔ اور پھر اس ہنسی پر غصہ آنے لگا۔ یہ سوچ کر کہ جھوٹ جو انسانی معاشرے کی تشکیل کے بعد سے آج تک کامیاب زندگی کا بنیادی اصول ہے۔ میرے لئے ہنسی کا باعث کیسے ہو سکتا ہے جبکہ دنیا میں سچ نام کی کوئی جنس حماقت کے بازار کے سوا کہیں نہیں پائی جاتی۔ خیالات سے چھٹکارا پانے کے لئے میں نے اٹھ کر ایک پیگ اور پیا اور سگریٹ سلگا کر ٹہلنے لگا۔ لیکن خیالات نے پیچھا نہ چھوڑا۔ میں نے اپنی زندگی پر نظر ڈالی۔ اور یہ سوچ کر ہنسی آنے لگی کہ صداقت کی دنیا ایک نان میٹرک کو کلرک یا ٹکٹ کلکٹر نہیں بنا سکی۔ جھوٹ کی دنیا نے اسے راجکمار بنا دیا۔ اور کیا ایک مرتبہ راجکمار؟ میرے خیالات کا سلسلہ طویل ہوتا چلا گیا۔ "کون احمق تھا جس نے کہا کہ آخر کار سچائی کی فتح ہوتی ہے۔ لیکن ہاں شاید "آخر کار" سے اس کی مراد "مرنے کے بعد" ہو۔" میرا سلسلہ خیال دراز ہوتا چلا گیا۔ آخر بزد نے میری مشکل آسان کی کیتھ ڈارلنگ روم میں داخل ہوئی۔ "کھانا کھانے کا ارادہ نہیں ہے کیا؟" اس نے کہا۔ میں اٹھ کر اس کے ساتھ ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔ کھانا کھاتے ہوئے اس نے ریکھا کے متعلق دریافت کیا۔ اور میں نے اس کو بھی جھوٹ کے سوا کچھ نہ بتایا۔ اس کا مشورہ تھا کہ شام کو اس کا ذکر ہزہائی نس سے کیا جائے۔ لیکن میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ انہیں بلاوجہ فکر میں مبتلا کیا جائے جبکہ میں خود بہت اچھا جا رہا تھا۔

کھانے کے بعد میں اپنے بیڈ روم میں مسہری پر آ کر لیٹ گیا مجھے رہ رہ کر خیال آ رہا تھا کہ میرا تمام کاروبار جھوٹ پر چل رہا تھا۔ لیکن آج ریکھا سے جس قدر جھوٹ بولا تھا اسکا کوئی جواب نہ تھا۔ شاید اس سے کم جھوٹ اس کو متزلزل نیں کر سکتا تھا۔ وہ میری زندگی کی خواہاں دشمن کی معتمد تھی۔ اس کے تمام رازوں سے واقف تھی اور ممکن ہے مجھے گرفت میں لینے کے لئے بھیجی گئی ہو۔ لیکن اب وہ گرفت میں تھی۔ وہ مجھے اپنی دیوتا کی سا کشی اور اسکلا جی کی زحمت کے بغیر اپنا دھرم پتی تسلیم کر چکی تھی۔ لہٰذا ڈبل کراس کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ انہی خیالات میں میری آنکھ لگ گئی۔

ساڑھے تین بجے ہونٹوں کے لمس اور معطر تنفس کی گرمی سے میری آنکھ کھل گئی۔ رمولا دونوں کہنیاں تکیے پر ٹکائے مجھ پر جھکی ہوئی تھی۔ نگاہیں ملتے ہی مسکرا کر میرے سینے سر پر رکھ دیا۔ میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور پھول کی طرح اٹھا کر اپنے اوپر گرا لیا۔ ہنس کر لپٹتی ہوئی بولی۔ "کرن قسم لے لو اگر رات بھر سو سکی ہوں۔ یہ تم نے کیا جادو کر دیا؟"

میں نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھنساتے ہوئے کہا۔ "وہی جو تم نے مجھ پر کر دیا۔ قسم نہیں کھاتا لیکن رات بھر میں بھی تارے گنتا رہا ہوں۔"

شرما کر بولی۔ "تو میں بہت دور تو نہیں تھی۔"

"نہیں۔" میں نے کہا۔ "لیکن رات کو اکثر مس کیتھ مجھے چیک کرتی ہیں۔"

وہ سر اٹھا کر ہنستی ہوئی بولی۔ "کہیں میڈیکل چیک اپ تو نہیں کرتیں۔۔۔؟"

"سنو ڈیئر۔ میں ہندو لڑکیوں کے علاوہ سب کو اچھوت سمجھتا ہوں اور کیتھ ہندو تو درکنار ہندوستانی بھی نہیں ہیں لٰہذا۔" ٹیلیفون کی گھنٹی نے سلسلہ کلام منقطع کر دیا۔ دو تین مرتبہ رنگ ہونے کے بعد میں نے رمولا کی طرف دیکھا اور اس نے مسہری سے چھلانگ لگا کر ریسیور اٹھایا اور "ہیلو" کہا۔ دوسری طرف کا جملہ سننے کے بعد بولی۔ "سو رہے ہیں۔ اچھا..... ہرہائی نس آ رہی ہیں؟ اٹھاتی ہوں۔"

اس کے اٹھانے سے پہلے میں خود اٹھ گیا۔ وہ برا سا منہ بناتی ہوئی دروازہ کھولنے کے لئے ڈرائنگ روم کی طرف چل دی۔ میں نے بزر دبا کر کیتھ کو بلایا اور چائے منگانے کو کہتا ہوا ٹوائلٹ کی طرف چل دیا۔ منہ ہاتھ دھو کر ڈرائنگ روم میں پہنچا تو ہرہائی نس۔ شنو ٹھاکور اور ڈاکٹر روائے صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ہاتھ جوڑ کر نمستے ممی' نمستے ٹھاکور ماما کہا۔ ڈاکٹر روائے نے سرو قد ہو کر سلام کیا۔ میں نے غور سے اس کی طرف دیکھ کر مصنوعی انداز اختیار کرتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے تم ڈاکٹر روائے ہو۔"

اس نے سر جھکا کر کہا۔ "یورایکسی لنسی ..... اب کیسی طبیعت ہے حضور کی؟"

میں نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "بالکل ٹھیک ہوں ڈاکٹر۔"

ڈاکٹر نے چہرے سے اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے بڑی خوشی ہوئی یورایکسی لنسی۔"

"کا ہے کی؟" میں نے کہا۔ "اپنی ناکامی کی؟"

ہرہائی نس تیز نظروں سے میری طرف دیکھا۔ "ایسا نہ کہو کرن۔ یہ تمہارے معالج ہیں۔" ڈاکٹر میرا منہ تکنے لگا۔

میں نے ہنس کر کہا۔ "بہتر ہے ممی۔ آپ ناراض تو نہیں ہیں نا مجھ سے؟"

مسکرا کر بولیں۔ "ناراض بھی نہ ہو نگی کیا۔ تم کھانے پر نہ آئے ..... خیر لیکن اس کے بعد معذرت کرنے بھی نہ پہنچے۔"

"آتا ..... لیکن مجھے نیند آ گئی ممی۔ سچ ..... آپ کا فون بھی مس ناگر نے ریسیو کیا ...... پاپا کہیں گئے ہوئے ہیں کیا؟"

"ہاں کرن! میں تمہیں بتانا بھول گئی۔ ہزہائی نس شکار کو گئے ہوئے ہیں۔۔۔!"

"کس وقت واپس آئینگے۔ مجھے ان سے کچھ عرض کرنا ہے۔"

"کیا؟ مجھے کیوں نہیں بتاتے۔ میں بھی تمہارے لئے کیا نہیں کر سکتی۔"

"آپ نہیں کر سکتیں ممی۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"مثلاً"؟"

"کیا آپ اس کیتھ سے میری جان چھڑا سکتی ہیں۔ یہ نہ مجھے کہیں جانے دیتی ہے۔ نہ پرہیزی کے علاوہ کچھ کھانے پینے دیتی ہے۔ گورنیس بنی ہوئی ہے۔ جیسے میں کوئی بچہ ہوں۔" ڈاکٹر اور شانتا کے سوا سب ہنس دیئے۔ کیتھ نے ہنس کر کہا۔ "یورہائی نس۔ یوراج سے کہیئے میں ان کی جان ہزہائی نس کے حکم سے بھی نہیں چھوڑوں گی جب تک کہ ڈاکٹر ہرمین چھ ماہ بعد آ کر کرن کو بالکل تندرست ہونے کا سرٹیفکیٹ نہ دے دیں۔"

ہرہائی نس نے ڈاکٹر ہرمین کا نام سنتے ہی چونک کر کہا۔ "تمہارا مطلب ہے ڈاکٹر ہرمین آف سسٹرا سبرگ مس کیتھ۔؟"

"جی یورہائی نس۔" کیتھ نے سر جھکا کر کہا۔ ڈاکٹر روائے نے کہا۔ "ہاں میں جانتا ہوں وہ جرمنی کے بہترین سرجن ہیں۔"

کیتھ ہنس دی۔ "اور ماہر نفسیات بھی۔" ڈاکٹر سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ چائے پیتے پیتے میں نے کئی بار ڈاکٹر روائے کی طرف دیکھا۔ وہ کن اکھیوں سے میری طرف دیکھے جا رہا تھا۔ میں نے شانتا کو خاموش دیکھ کر کہا۔ "شنو تمہیں آج میں بہت سنجیدہ دیکھ رہا ہوں۔ ناراض ہو کیا؟"

"نہیں تو۔" اس نے چہرے پر مسکراہٹ طاری کرتے ہوئے کہا۔ "میں سوچ رہی ہوں تمہاری صحت یابی کا جلسہ کب ہو گا۔۔۔۔؟"

"یہ چند باتوں پر منحصر ہے۔" میں نے کہا۔ اور کھل کر بات کرنے کے لئے کیتھ کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا۔ "اف یو ڈونٹ مائنڈ" وہ مسکرا کر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

"کا ہے پر منحصر ہے بھلا؟" شانتا نے کیتھ کے جاتے ہی کہا۔

"ڈاکٹر ہرمین کے اشارے پر۔ گورنر بمبئی کی آمد۔ اور دو اہم شخصیتوں کے جواب پر۔"

ہرہائی نس نے تیزی سے سوال کیا۔ "دو اہم شخصیتیں کون؟"

"مائی موم اینڈ سسٹر' یورہائی نس۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ اور شنو۔ میں اس جواب پر ان کا رد عمل دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن بجائے ڈائریکٹ اظہار خیال کے انہوں نے سائیڈ ٹریک کرنے کے لئے کہا۔ "اور ٹھاکور؟ کیا یہ تمہارے ماما نہیں؟"

"یقیناً" ہیں ممی۔" میں نے کہا۔ "لیکن پھر کرنل ارجن سنگھ جی بھی ہیں۔ اور وہ میرے سگے ماموں ہیں۔"

"سگا سوتیلا کیا ہوتا ہے کرن؟" انہوں نے کہا۔ "تمہیں اس انداز میں نہیں سوچنا چاہیئے۔"

"یورہائی نس۔" میں نے ڈرامائی انداز میں سر جھکا کر کہا۔ "میرے سوچنے نہ سوچنے

سے حقیقتیں نہیں بدل سکتیں۔ ٹھاکور ماما کی جو ہمدردیاں شنو کے ساتھ ہو سکتی ہیں رشی کرن کے ساتھ نہیں ہو سکتیں۔ گھٹنے پیٹ کر طرف ہی مڑتے ہیں۔"

ٹھاکور نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ "کرن بیٹے!" انہوں نے کہا۔ "بہت زیادہ ذہین ہونا تمہارے لئے اوور ایکٹنگ کے مترادف ہے ابھی۔"

"ٹھاکور ماما!" میں نے ان کی بات کاٹ کر کہا۔ "اپنی بات کی وضاحت کریں۔"

ہرہائی نس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "کرن! بزرگوں سے اس لہجے میں بات نہیں کرتے۔" پھر ٹھاکور کی طرف دیکھ کر بولیں۔ "دادا اپنے الفاظ واپس لو۔" میں نے ٹھاکور کے بولنے سے پہلے کہا۔ "یورہائی نس الفاظ واپس ہونے پر بھی اپنے نقوش نہیں مٹا سکتے۔ ٹھاکور نے مجھے ایکٹر کہا ہے اور انہیں اس کی وضاحت کرنی پڑے گی۔"

"میں وضاحت کروں گا کرن۔" ٹھاکور نے کہا۔ "وقت آنے پر۔"

"وہ وقت یہی ہے ٹھاکور جی۔" میں نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "سروہی میان سے نکالنے کے بعد اگر آپ کسی راجپوت سے یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ آپ کو پینترا بدلنے کا موقع بھی دے گا۔ تو آپ راجپوتوں کے متعلق بہت کم جانتے ہیں۔ وار کیجئے ابھی۔ بھرپور وار۔"

ہرہائی نس گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور ڈپٹ کر بولیں۔ "کیا بیہودگی ہے کرن ..... کیا تم مجھے اپنی ماں نہیں مانتے؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "مانتا ہوں ماتا جی ...... لیکن بتایئے ٹھاکور مجھے کیا مانتے ہیں؟" جواب دینے کے بجائے انہوں نے تریا چرتر سے کام لیا۔ آگے بڑھیں اور مجھے سینے سے لگا لیا۔ اور جب علیحدہ ہوئیں تو ٹھاکور اور ڈاکٹر وہاں سے جا چکے تھے۔ میں نے خالی صوفوں کی طرف دیکھ کر معنی خیز نظروں سے ہرہائی نس کی طرف دیکھا۔ مسکرانے کی ناکام کوشش کرتی ہوئی بولیں۔ "پاپ کٹا۔ اچھا ہوا چلے گئے۔ تمہیں غصہ آ گیا۔ اور یہ تمہاری صحت کے لئے مضر ہے۔"

"میری صحت ....." میں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "بھگوان کی دیا سے کہئے یا ڈاکٹر ہرمین کے علاج سے ...... اتنی اچھی ہے کہ اب آپ مجھے رشی کرن کے بجائے کمبھ کرن (راون کا طاقتور بھائی) کہہ سکتی ہیں۔"

"میں ڈاکٹر ہرمین کو تمہارے وزن کا سونا انعام دوں گی۔" انہوں نے کہا۔

"پھر آپ کو اتنا ہی سونا ڈاکٹر روائے کو دینا پڑے گا یورہائی نس۔"

"روائے کو خاک ڈلواؤنگی۔ وہ کچھ نہ کر سکا۔"

"آپ ایک لحاظ سے صحیح کہہ رہی ہیں ممی۔ واقعی وہ کچھ نہ کر سکا۔ سوائے اس کے ڈاکٹر ہرمین کے لئے ایک سنہری موقع فراہم کر دیا۔ بہرکیف پاپا اس کو انعام کا مستحق سمجھ چکے ہیں اور ....."

"نان سینس۔" انہوں نے کہا۔ "میں کہہ چکی ہوں کہ اب وہ راج محل میں کسی کا علاج نہ کر سکے گا۔ اگر تم اس سے ناراض ہو تو میں اس کو ریاست بدر کر سکتی ہوں کرن۔" میں ہنس کر چپ ہو گیا۔ وہ تھوڑی دیر میرے چہرے کا جائزہ لیتی رہیں پھر بولیں۔ "چپ کیوں ہو گئے کرن؟"

"چھوڑیئے ممی۔ سلسلہ طویل ہے۔ آپ کو اتنے آدمیوں کو جلاوطن کرنا پڑے گا کہ ریاست میں کچھ نہ رہے گا۔" وہ کچھ کہنا چاہتی تھیں لیکن شانتا کی طرف دیکھ کر چپ ہو گئیں۔ شانتا نے مسکرا کر کہا۔ "کرن۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈاکٹر ہرمین کے علاج نے تمہاری ذہنی صلاحیتوں کو اتنا بڑھا دیا ہے کہ کوئی نہیں مان سکتا کہ تم وہی رشی کرن ہو۔ ماما بھی یہی کہنا چاہتے تھے لیکن ....."

میں نے ہنس کر اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "شنو ڈیئر لیپا پوتی نہ کرو بے بی۔ مجھے پوری طرح احساس ہے کہ میں ذہنی مریض کبھی نہ تھا بلکہ ...... خیر جانے دو ....." شانتا اصرار کرنا چاہتی تھی لیکن ہرہائی نس نے کہا۔ "شنو! بہتر ہو گا پھر کسی وقت بات کریں ..... اب کرن کو آرام کرنے دو۔"

شانتا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "جو حکم ممی۔" اتنی کھل کر باتیں نہیں کرنی تھی کرن۔ اب وہ کھل کر سامنے آ جائیں گے۔"

کیتھ آخری جملہ سن کر چونک گئی۔ زیادہ وقت سے مراد کرن؟"

اس نے سوال کیا۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ مسکرا کر الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "پہلے پلاؤ پھر بتاتا ہوں۔" اس نے الماری کھول کر دو گلاسوں میں انڈیلی اور لا کر میرے سامنے رکھ دیئے۔ میں نے گلاس اٹھا کر ایک طویل گھونٹ لیا اور سرگوشی کے انداز میں کہا۔ "ڈارلنگ خدا معلوم وہ غریب آپریشن کے بعد زندہ بچتا بھی ہے یا نہیں۔ اگر اس کو کچھ ہو گیا تو ممکن ہے ہرہائی نس اس شاک سے دماغی توازن ......"

"تم بہت صحیح کہہ رہے ہو کرن۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ "لیکن جہاں تک میرا خیال ہے ہرایکسی لنسی اس خبر کو دبا دینگے۔ اور اپنے طریقے پر تمہاری سیکیورٹی کو ملحوظ رکھ کر ظاہر کریں گے۔"

"شاید۔ لیکن ہم اس پہلو کو نظرانداز نہیں کر سکتے۔ اس پر تمہاری اور میری زندگی کا انحصار ہے۔" اس نے گلاس اٹھا کر آہستہ آہستہ پینی شروع کر دی۔ اس کے ہاتھوں میں ارتعاش تھا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "تمہارے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ ڈر گئیں کیا۔؟"

"ہاں میری جان۔" اس نے کہا۔ "اپنے لئے نہیں تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ میری زندگی وابستہ ہے کرن۔ میں نے کچھ حسین خواب دیکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ خدا نہ

کرے اگر ......" اس کا گلا رندھنے لگا تو وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ اس کی حالت دیکھ کر میرے دل پر چوٹ لگی۔ میں سر تھام کر بیٹھ گیا۔ اب مجھے احساس ہوا کہ میں ہر لڑکی کو اپنانے کا وعدہ کر کے کتنا بڑا ظلم کرتا ہوں۔ آج تک کسی نے اس طرح کھل کر کہنے کی ہمت نہیں کی تھی۔ شاید اس لئے کہ وہ مشرقی تہذیب و تمدن کی پروردہ تھیں۔ حیا نے ان کو مہر بلب کر دیا۔ ورنہ محسوسات سب کے یہی رہے ہوں گے۔ یہ مغربی تہذیب کی حامل ہے' کہہ گئی۔ لیکن رمولا کیا کہے گی۔ کیا کہے گی۔ یکایک خیالات نے پلٹا کھایا اور غیر ارادی طور پر میری زبان سے نکلا۔ "ڈیم اٹ۔ یہ ہزہائی نس کی مہمان نوازی کے سوا کچھ نہیں۔ جس کی وہ گراں قدر قیمت ادا کر رہے ہیں۔" میں نے گلاس خالی کیا اور بیڈ روم کی طرف چل دیا۔

شام کو آٹھ بجے میں کھانے سے فارغ ہو کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر "ہیلو" کہا۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ریکھا" میں نے اس کو چونکانے کے لئے کہا۔ "دس از کرن۔ مجھے تم سے محبت ہے ریکھا ڈیریسٹ" میرا خیال تھا وہ کہے گی۔ "کیا کہا یورایکسی لنسی۔" یا "میں انگریزی نہیں جانتی پریتم۔" لیکن چونکنا اس کے بجائے میرا انتظار کر رہا تھا کیونکہ اس نے جواب دیا۔ "یہ میں بھی جانتی ہوں لیکن الفاظ کا بار بار دہرانا اچھی بات نہیں۔"

میں نے کہا "ٹھیک ہے آ رہی ہو کیا---؟"

اس نے کہا۔ "نہیں۔ آپ کو دس بجے میلا کنج میں فوارے کے پاس پہنچنا ہے۔ کبھی گئے ہیں۔؟"

"نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"راج محل سے کار لے کر نکلئے۔ آشا ساگر کے کنارے پہلا باغ میلا کنج ہی ہے۔ ضرور آنا۔ ضرور۔ اچھا گڈ نائٹ۔"

"گڈ نائٹ۔" ریسیور رکھتے ہی میں نے بزر دبا کر بخاری کو بلایا۔ اس کے سلام کرنے سے پہلے میں نے کہا۔ "ڈرائیور سے کہو نو بجے میری گاڑی پورچ میں کھڑی کر کے چلا جائے۔" وہ سر جھکا کر چلا گیا۔ میں نے گرم سوٹ پہنا۔ اوور کوٹ کی جیب میں پستول ڈالا اور سر پر فیلٹ رکھ کر کیتھ کے کمرے میں پہنچا۔ وہ دیکھتے ہی بولی۔ "باہر جانا ہے کیا؟" میں نے کہا "ہاں تم نہیں جا رہی میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں واپس آ جاؤں گا۔ تم میرے بستر میں سو جاؤ۔ پاپا فون کریں تو سنبھال لینا۔" اس نے غور سے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر بولی۔ "اچھا۔ باڈی گارڈ کو تو لے جا رہے ہو نا؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور گڈ نائٹ کہہ کر چل دیا۔

تھوڑی دیر تک ادھر ادھر کی سڑکوں کے چکر کاٹنے کے بعد دس بجے میں نے

اشاساگر کے کنارے' درختوں کی آڑ میں گاڑی کھڑی کر کے باڈی گارڈ کو گاڑی میں چھوڑا اور باغ میں داخل ہوا۔ سردی کا موسم ہونے کے باعث ہر طرف سناٹا تھا۔ میں اوور کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے دروازے میں داخل ہوا اور آہستہ آہستہ ٹہلتا ہوا فوارے پر پہنچ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ یہاں حد نظر تک ویرانی کے سوا کچھ نہ تھا۔ سردی محسوس ہونے لگی تو میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا اور فوارے کی دیوار پر ایک پاؤں رکھ کر کش لگانے لگا۔ فوارہ بند تھا لیکن اس کے گرد گول حوض میں پانی بھرا ہوا تھا۔ پوسٹ لیمپ کی ہلکی روشنی میں رنگین مچھلیاں تیرتی نظر آ رہی تھیں۔ میں اس نظارے میں محو ہو گیا۔ چند منٹ گزر گئے۔ میں نے سگریٹ پھینکتے ہوئے پلٹ کر دوسری طرف دیکھا۔ شہر کی سمت والے دروازے کی طرف سے کوئی تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا اس طرف آ رہا تھا۔ میں نے غور سے دیکھا۔ آنے والا سیاہ اوور کوٹ پہنے ہوئے تھا اور چال سے مرد معلوم ہوتا تھا۔ میں نے مایوس ہو کر دوسرا سگریٹ نکال کر سلگایا اور ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں اس نے میرے قریب پہنچ کر کوٹ کا کالر نیچے کیا اور آہستہ سے کہا۔ "یورایکسی لنسی۔" "آواز پہنچاتے ہی میں "اوہ ریکھا" کہہ کر تیزی سے آگے بڑھا اور وہ ہاتھ پھیلا کر میرے سینے سے لگ گئی۔" میں نے اس کے بالوں پر ہونٹ رکھ دیئے۔ "تم نے بہت انتظار کرایا پر-تما۔" اس نے سر اٹھا کر دیکھا اور دروازے کی طرف جاتے ہوئے بولی۔ "اچانک روک لی گئی تھی۔ ورنہ ساڑھے نو بجے یہاں ہوتی ..... آپ کے ساتھ کون کون ہے؟"

"صرف باڈی گارڈ۔" میرا جواب تھا۔ "میں نے ڈرائیور کو قصداً" ساتھ نہیں لیا۔"

"کیا باڈی گارڈ آپ کا معتمد ہے؟" اس نے پوچھا۔

"شاید لیکن کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ ابھی کوئی امتحان نہیں لیا گیا۔"

"تو پھر رسک لینا غلط ہے۔ میں یہیں ٹھہرتی ہوں' آپ اس کو ٹرخا دیں۔" اس نے دروازے کی آڑ میں رک کر کہا۔ میں تیزی سے بڑھ کر کار کے قریب پہنچا۔ باڈی گارڈ نے کہا "یورایکسی لنسی" میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "بخاری تم راج محل کی طرف چل دو۔ اور آدھے گھنٹے کے بعد مجھے گیٹ سے پچاس قدم کے فاصلے پر آڑ میں کھڑے ہوئے ملو۔"

اس نے سر جھکا کر کہا۔ "حضور آپ کو تنہا نہیں ہونا چاہئے۔" میں نے ہنس کر گاڑی کا اگلا دروازہ کھولا۔ اور وہیل سنبھالا۔ وہ سلیوٹ کر کے راج محل کی طرف چل دیا۔ انجن اسٹارٹ کرتے ہی ریکھا دروازے کی آڑ سے نکل کر باہر آ گئی اور میرے برابر میں بیٹھ گئی۔ دروازہ بند ہوتے ہی میں نے گیئر لگایا۔ اس نے میری کمر میں ہاتھ ڈال کر کندھے پر سر رکھ دیا۔ سڑک پر آتے ہی میں نے شہر کی مخالف سمت میں ٹرن لیا اور ایکسی لیٹر پر دباؤ ڈالا۔ گاڑی فراٹے بھرنے لگی۔ میونسپل حدود سے باہر نکلتے ہی اس نے سر اٹھا کر میری

طرف دیکھا۔ "یوراج!" اس نے کہا۔ "حالات بہت خطرناک ہو گئے ہیں۔ پہلے انہیں آپ کے متعلق شک تھا لیکن اب ڈاکٹر روائے نے یقین دلا دیا ہے کہ آپ رشی کرن ہرگز نہیں ہیں۔"

میں ہنس دیا۔ "میں چاہتا ہوں وہ شک اور یقین کی کشمکش میں گھل گھل کر مرنے کے بجائے کھل کر سامنے آ جائیں اور کوئی عملی قدم اٹھائیں ہم ہر طرح تیار ہیں۔"

"کیا تیار ہیں آپ؟" اس نے پوچھا۔

"یہ ان کے طرز عمل پر منحصر ہے ڈیریسٹ ..... میں نے ہر طرح کہا تھا اس میں سب کچھ آ جاتا ہے۔"

"آپ ان کے متعلق کم جانتے ہیں اس لئے ایسا کہہ رہے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم ہے ریاست کی فوج میں کون کون ہرہائی نس کے زیر اثر ہیں؟"

"چند نام جانتا ہوں۔ ممکن ہے چند اور بھی ہوں۔ لیکن وہ کیا چیز ہیں' پاپا کی کمزوری ہے کہ انہیں برداشت کر رہے ہیں۔" اس نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر میرے ہاتھ میں دیا۔ میں نے جیب میں ٹھونستے ہوئے کہا۔ "زبانی بتاؤ' اسے صبح پڑھوں گا۔" اس نے چھ سات نام لئے جن میں سے دو میرے لئے انجانے تھے۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کر کے کہا۔ "میں پاپا سے ان کو نکالنے کے مطالبہ کروں گا۔ اور اگر انہوں نے پس و پیش سے کام لیا تو ....." نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ اور بولی "میں سمجھ گئی کرن۔ اس کے بغیر بات نہیں بنتی۔"

"میں بے چینی سے انتظار کر رہا ہوں کہ ان کی طرف سے ایک قدم تو اٹھے۔"

"میں تمہاری حفاظت کے انتظام کو کافی نہیں سمجھتی کرن۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہاری شبھ کامنائیں کافی ہیں ریکھا۔"

"ہزہائی نس کو اشارہ تو کرو کہ شانتا کماری کی طرف سے ایکٹیو ٹیز شروع ہو گئی ہیں۔ وہ خود کچھ کریں گے۔"

"ایکٹیو ٹیز....." میں نے کہا "کیا ایکٹیو ٹیز؟"

"آج کا واقعہ۔ ڈاکٹر روائے کا تم سے ملنا۔ اور اس کے بعد ان کا ہرہائی نس کے ڈرائنگ روم میں گھنٹوں مشورے کرنا ...... جہاں میں نے ان کی کچھ باتیں سنیں۔"

"اوکے ..... صبح میں انہیں کمرے میں بلا کر بات کروں گا۔"

"کس وقت؟"

"تم بتاؤ۔"

"سات بجے۔ پوجا پاٹ سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ چائے پی کر فوراً" تمہارے پاس

پہنچ سکتے ہیں۔ اس وقت ہرہائی نس سوتی ہوتی ہیں۔"

"کیا میں انہیں بتا دوں' تم ہماری طرف ہو۔؟"

"پھر تمہیں بہت کچھ بتانا پڑے گا۔ ورنہ وہ کبھی یقین نہ کریں گے کہ میں ہرہائی نس کے خلاف ہو سکتی ہوں۔"

"اگر انہوں نے پوچھا تو کہہ دوں گا ہم ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔"

"پھر وہ پوچھیں گے کس حد تک؟"

"پسندیدگی کے حدود تعین نہیں کئے جا سکتے۔ یہ دریا کے دھارے کی طرح رخ بدل سکتے ہیں۔ اور پھر ایک راجہ کی پسندیدگی؟ جس کے دھارے ہی ان گنت ہوتے ہیں۔ نہیں' پاپا یہ سوال نہیں کر سکتے۔"

وہ مسکرا کر میری طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "کرن ..... یہ تم اپنے جذبات کی عکاسی تو نہیں کر رہے؟"

"نہیں۔" میں نے اس کی طرف گردن گھما کر کہا۔ "یہ میں تمہیں پاپا کی سوچ کا انداز بتا رہا ہوں ریکھا ڈیئر۔"

"ویسے یہ ایک حقیقت بھی ہے۔"

"ہو گی۔ لیکن راجاؤں کے لئے اور میں راجہ نہیں ہوں۔ صرف ایک راجکمار۔ جس کا راجکمار ہونا بھی ایک نزاعی مسئلہ ہے۔"

"میں اسے کوئی مسئلہ نہیں سمجھتی بہرکیف ہزہائی نس کو میرا نام بتائے بغیر بھی بہت کچھ سمجھایا جا سکتا ہے....."

"بغیر بتائے کون سمجھا ہے ڈیئر۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا تم سمجھ گئی ہو میں تمہیں کہاں لئے جا رہا ہوں؟"

"سچ ہے میرے راجکمار جی مجھے کیا معلوم؟ میں کیسے سمجھ سکتی ہوں۔ آپ مجھے کہاں لے جانے کے قابل سمجھتے ہیں۔ گاڑی کی رفتار سے کچھ کچھ آبھاس ہوتا ہے کہ بمبئی سے پہلے تو کیا رکنا پسند کریں گے آپ؟" میں نے ہنس کر ایکسی لیٹر سے پاؤں اٹھانا شروع کر دیا۔ گاڑی کی رفتار بتدریج دھیمی ہوتی چلی گئی۔ پندرہ میل سے سوئی پیچھے ہونے لگی تو سوئچ آف کر دیا۔ تھوڑی دور چل کر گاڑی رک گئی۔ "بمبئی آ گیا ڈیئر۔" میں نے کہا "اب کہئے کیا سلوک کیا جائے آپ کے ساتھ؟"

"وہی جو سکندر نے پورس کے ساتھ کیا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ میں نے سوئچ آن کر کے سیلف اسٹارٹر پر پیر رکھا۔ انجن جاگ اٹھا۔ ڈیش بورڈ کی گھڑی میں بارہ بج کر دس منٹ ہو رہے تھے۔ میں نے گاڑی بیک کر کے شہر کا رخ کیا۔ اس نے شکریہ کہہ کر پھر میرے کندھے پر سر رکھ دیا۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ریکھا' اگر تم کہہ دیتیں کہ وہی جو

سکندر نے رخسانہ کے ساتھ کیا تو میں بڑی الجھن میں پڑ جاتا۔"

وہ کندھے سے سر اٹھا کر دیکھتی ہوئی بولی۔ "رخسانہ کو؟" پورا ایکی لسی!"

میں نے کہا۔ "وہ جس نے پورن کورا کھی باندھ کر بھائی بنایا تھا۔ اور سکندر اس کو گھر والی بنا چکا تھا۔"

"اوہ!" اس نے پھر میرے کندھے پر سر رکھتے ہوئے کہا۔ "تو اس میں الجھن کیا تھی پریتم؟"

"یہی کہ پریتم بالکل اناڑی ہے۔"

اس نے پھر سر اٹھا کر دیکھا اور بولی۔ "ایکی لسی جس انداز سے آپ کمند ڈالتے ہیں وہ تو آپ کو کھلاڑی ثابت کرتا ہے۔"

میں نے گاڑی کی اسپیڈ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "پریکٹیکل نہیں۔"

راج محل سے کچھ فاصلے پر میرا باڈی گارڈ ہی درخت کے نیچے کھڑا ہوا ملا۔ میں نے کھڑکی کا شیشہ نیچے اتارتے ہوئے کہا۔ "بخاری تم اپنے کوارٹر چلے جاؤ۔" اس نے سیلوٹ کر کے کہا۔ "بہتر ہے سرکار۔" میں نے شیشہ چڑھایا اور تیزی سے گاڑی بڑھائی۔ پھاٹک پر پہنچتے ہی پہریدار نے دروازہ کھول کر بندوق سے سلامی دی۔ ریکھا اس وقت سیٹ پر لیٹی ہوئی تھی۔ میں نے اندر داخل ہوتے ہی کوارٹروں کی طرف ٹرن لیا۔ اور تھوڑی دور جا کر روشوں کے درمیان گاڑی کو بریک لگایا۔ ریکھا دروازہ کھول کر نیچے اتر گئی۔ میں نے کوارٹروں کی قطار میں گاڑی کو بیک کیا اور دو تین سو گز کا چکر کاٹ کر راج محل کے پورٹیکو میں پہنچ کر سیڑھیوں پر اتر گیا۔ گارڈ نے سلامی دی اور میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا لفٹ میں پہنچ گیا۔ کاریڈور سے گزر کر ہال میں آیا۔ اپارٹمنٹ کی طرف مڑتے ہی چیمبرز کے پہلو والی کیبن میں لائٹ ہوئی اور ایک مضبوط تن و توش کے جوان نے جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھا باہر نکل کر سلام کیا۔ میں نے دروازے کی طرف بڑھتے بڑھتے رک کر کہا۔ "کون ہو تم؟" سر جھکا کر بولا۔ "حضور کا گارڈ۔" میں نے نام پوچھا تو کہنے لگا۔ "اودھم سنگھ نائیک سرکار۔ میں گیارہ بجے سے چھ بجے تک حضور کی حفاظت کرتا ہوں۔"

میں دروازہ کھول کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ بیڈ روم میں پہنچ کر دیکھا تو بستر پر کچھ بے ترتیبی نظر آئی۔ میں نے کیتھ کے اپارٹمنٹ کی طرف کھلنے والے دروازے کی طرف دیکھا۔ بولٹ چڑھا ہوا تھا بظاہر کسی کے یہاں آنے کی کوئی علامت نہ تھی۔ لیکن پھر بھی کوئی بات ایسی تھی کہ مجھے کسی کے مداخلت کرنے کا شبہ ہو رہا تھا۔ چسٹر اتار کر ہینگر پر رکھتے رکھتے یہ احساس اور بھی شدید ہونے لگا۔ چاروں طرف غائرانہ نظر دوڑا کر دیکھا۔ ہر چیز اپنی جگہ پر صحیح تھی۔ مسہری کا کشن اٹھا کر سرہانے کے خفیہ خانے کو کھول کر دیکھا۔ میری نوٹ بک اپنی جگہ پر موجود تھی۔ بستر ہموار کر کے چسٹر ڈرائر کا نچلا حصہ کھول کر

اٹیچی کیس نکالا۔ اس کے دونوں لاک ٹوٹے ہوئے تھے۔ مجھے جھرجھری سی آ گئی۔ اس میں روپا کے دیئے ہوئے کئی جواہرات تھے۔ ایک ہیرا لگا ہوا ساڑی پن تھا۔ ایک سونے کی بیلٹ تھی جس کے لاکٹ میں کئی ہیرے جڑے ہوئے تھے۔ میں نے ڈھکنا کھول کر دیکھا۔ ہر چیز موجود تھی۔ میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ تیزی سے سیدھا ہو کر سگریٹ سلگایا۔ میرا خیال صحیح تھا میری غیر موجودگی میں کوئی میرے بیڈ روم میں داخل ہوا تھا۔ لیکن وہ چور ہرگز نہ تھا اور نہ ہزاروں روپے کی قیمت کے جواہرات کبھی نہ چھوڑتا۔ میں نے اٹیچی کو اسی حالت میں چھوڑ کر چسٹر پہنا اور ڈرائنگ روم میں واپس آ کر ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ یہاں کوئی بے ترتیبی نہ تھی۔ بیرونی دروازہ کھول کر باہر نکلا اور اودھم سنگھ کو آواز دی۔ وہ ایک سیکنڈ میں میرے سامنے تھا۔ سر جھکا کر بولا۔ "حکم سرکار۔" میں نے اس کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔ اور پلٹتے پلٹتے اس کے چہرے پر نظر ڈالی۔ اس کا رنگ اڑ چکا تھا۔ میں ڈرائنگ روم سے گزر کر بیڈ روم میں آیا اور دروازے میں پہنچ کر ایک بار پھر پلٹ کر دیکھا۔ وہ بھاری قدموں سے چلتا ہوا میرے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ اس طرح جیسے اس کو مقتل میں لے جایا جا رہا ہو۔ بیڈ روم میں داخل ہوتے ہی میں نے اٹیچی کیس کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "یہ ادھم کس نے مچایا اودھم سنگھ؟" اٹیچی پر نظر پڑتے ہی وہ کانپنے لگا۔

"ان داتا' مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔" اس نے بمشکل کہا۔ میں نے تیز نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہے صرف پندرہ منٹ پہلے کوئی اس کمرے سے نکلا ہے۔ اور وہ چور نہیں تھا اور کسی کھڑکی سے بھی نہیں گیا بلکہ دروازے سے گیا ہے' تمہارے سامنے سے۔ بتاؤ کون تھا وہ؟"

اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "سرکار قسم لے لو جو....."

"شٹ اپ" میں نے ڈپٹ کر کہا۔ "تم معطل کئے جاتے ہو۔ اپنے پستول مسہری پر رکھ دو۔"

اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ہولسٹر اتار کر مسہری پر رکھ دیا۔ میں نے چسٹر کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پستول نکالتے ہوئے کہا۔ "اپنی کیبن میں چلو اور اس غداری کے صلے میں جو کچھ انعام ملا ہے۔ میرے حوالے کرو۔" اس نے کچھ بولنے کی کوشش کی لیکن میں نے کہا۔ "میں اپنی گولی کی آواز کے سوا کوئی دوسری آواز نہیں سنوں گا۔ چلو" وہ پلٹ کر آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ کیبن میں داخل ہو کر لکڑی کے بکس پر سے کشن سرکایا اور ڈھکنا کھول کر دس دس روپے والے نوٹوں کا بنڈل نکال کر کانپتے ہوئے ہاتھوں سے میری طرف بڑھایا۔ میں نے اس کو باہر نکلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میرے بیڈ روم میں چلو اور اسی مسہری پر رکھ دو۔" وہ نکل کر چلنے لگا۔ بیڈ روم کے دروازے میں پہنچ کر میں نے اس کے ہاتھ سے بنڈل لے کر مسہری پر پھینکا اور کہا۔ "اودھم سنگھ اگر گولی سے مرنا نہیں چاہتے تو

سامنے والی کھڑکی کھول کر باہر چھلانگ لگا دو۔"

میرا فیصلہ سن کر وہ کانپ اٹھا۔ ہاتھ جوڑ کر گھٹنوں کے بل بیٹھتا ہوا بولا۔ "حضور میں بے گناہ ہوں۔ اگر آپ ایک بات ......"

"ہو گے" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "دنیا میں ہزاروں بے گناہ مارے جاتے ہیں۔ تمہارے اضافے سے کوئی بڑا فرق نہیں پڑے گا۔" وہ میرے تیور دیکھ کر مایوس ہو گیا اور اٹھ کر کھڑکی کی طرف چلنے لگا۔ میں اس کے ساتھ ساتھ بڑھتا رہا۔ اس نے کھڑکی کھول کر نیچے جھانکا اور میری طرف دیکھ کر بولا۔ "حضور میں آپ کے حکم کی تعمیل میں جان دے دیتا ہوں۔ لیکن میری چار کنواری بہنیں' ایک ماں اور اندھا باپ بے سہارا ہو جائیں گے۔ آپ کو ان کی پرورش کا وعدہ کرنا ہو گا۔"

"وہ میری ذمہ داری نہیں۔" میں نے سختی سے کہا۔ "تمہیں شریک جرم ہونے سے پہلے انجام سوچنا چاہئے تھا۔ اپنی ذمہ داریوں پر نظر ڈالنی چاہئے تھی۔"

"کیا کر سکتا تھا سرکار۔ پوزیشن یہی تھی جو اس وقت ہے۔"

"تو پھر نام کیوں نہیں بتاتے؟" میں نے قریب قریب چیخ کر کہا۔

"کوئی فائدہ نہیں غریب پرور ..... کوئی فائدہ نہیں۔ آپ کی گولی سے بچ کر ان کی گولی۔"

"کس کی گولی؟ تم نام بتاؤ اور میری پناہ میں آ جاؤ۔ سنو اودھم سنگھ۔ میں بیمار رشی کرن نہیں ہوں۔ چار ماہ سے پہلے پہلے گورنر میری ولیعہدی کا اعلان کرنے یہاں آ جائیں گے ...... اور میں شردھام کا مالک ہوں گا۔ یہ بہن بھانجیوں کی ساڑھی میں منہ چھپا کر وار کرنے والے مجھ سے بچ کر نہ نکل سکیں گے اگر اب بھی نہیں سمجھے تم تم گدھے ہو۔ اور تمہیں کتے کی موت مار دینا کوئی پاپ نہیں ہے۔"

اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "سرکار آپ مجھے پناہ دینے کا وچن دیجئے میں نام بتاتا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "میں پہلے وچن دے چکا ہوں۔ نام بتاؤ تم محفوظ ہو"

"یور ایکسی لنسی۔ ٹھاکور ماما کے کنور جی تھے۔"

"کیا تلاش کرنے آئے تھے؟" میں نے پوچھا۔ اس نے کہا۔ "سرکار میری کیا مجال تھی کہ میں پوچھ سکتا۔ لیکن وہ کسی ثبوت کی تلاش میں آئے تھے ...... چلتے ہوئے کہنے لگے اودھم سنگھ ہم کچھ نہیں لے جا رہے ہیں۔ یہ لو تمہارا انعام۔" میں نے مسہری سے نوٹوں کا بنڈل اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ "یہ لو تمہارا انعام۔ میرا خیال تھا ٹھاکور ماما خود ملوث ہیں۔" وہ نوٹوں کا بنڈل پھینک کر میرے پیروں پر گر پڑا۔ اور گڑگڑا کر بولا۔ "میرے مالک آپ نے مجھے جیون دان دیا ہے۔ اب میری زندگی آپ کے لئے ہے۔" میں

نے اس کو اٹھنے کا حکم دیا اور مسہری سے اس کا ہولسٹر اٹھا کر لیتے ہوئے کہا۔ "مجھے تم سے زیادہ بہادر سپاہیوں کی ضرورت ہے اودھم سنگھ ..... تم اپنی زندگی چار کنواری بہنوں اور ماں باپ کے لئے بچا کر رکھو۔" وہ کچھ نہ بولا۔ سر جھکا کر چلنے لگا۔ میں نے اس کو روک کر کہا۔ "یہ روپیہ اٹھا لو اودھم سنگھ تمہارا ہی ہے۔ لیکن شاید تمہیں ہزہائی نس کے سامنے پیش ہونا پڑے ...... میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔" اس نے جھک کر روپیہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "جو حکم سرکار کا۔" سلام کیا اور باہر نکل گیا میں نے سگریٹ سلگا کر رسٹ واچ پر نظر ڈالی' ڈیڑھ بج رہا تھا۔ کچھ سوچ کر کیتھ کی طرف والا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور اس کے بیڈ روم کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ تیسری دستک پر کمرے میں روشنی ہوئی اور کیتھ نے کہا۔ "کون ہے؟"

"دس از کرن۔" میں نے کہا۔ "ناوقت تکلیف کے لئے معذرت خواہ ہوں۔"

اس نے دروازہ کھول کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔ اندر آؤ۔" میں نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "کپڑے پہن لو شاید ہمیں ہزہائی نس کو بلانا پڑے۔"

اس نے بولٹ چڑھا کر مسہری کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "کیوں؟" میں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے واقعہ سنانا شروع کر دیا۔ وہ غور سے سنتی رہی۔ تمام باتیں سننے کے بعد سگریٹ سلگاتی ہوئی بولی۔ "میرے خیال میں ہزہائی نس کو ڈسٹرب کرنا ٹھیک نہیں ڈیئر۔"

"کیوں؟" میں نے کہا۔

"اس وقت انہیں جگانے سے محل میں ہنگامہ مچ جائے گا ..... اور مقصد پھر بھی حل نہ ہو گا۔ اگر ان کو تمہاری طبیعت خراب ہونے کے بہانے سے بھی بلایا گیا تو مہارانی ان کے ساتھ ضرور آئیں گی۔ اور تم ان سے اصل بات نہ کہہ سکو گے۔ تاوقتیکہ انہیں پوری طرح ایکسپوز کرنے کو تیار نہ ہو۔ کیا تم ایکسپوز کرنا چاہتے ہو؟"

میں نے سگریٹ کا کش لے کر کہا۔ "نہیں۔ ہزہائی نس کو ایکسپوز کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ ہزہائی نس ان سے دبتے ہیں۔"

"تو پھر خاموش رہو۔ صبح پھر غور کریں گے۔"

میں "اوکے" کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ "تھینک یو فار ...."

"نان سینس۔" اس نے بستر سے چھلانگ لگا کر کہا۔ "میں تم سے بدلہ نہیں لوں گی کیا۔" میں نے ہنس کر اسے گود میں اٹھاتے ہوئے کہا۔ "آؤ پھر۔ یہ سہی۔ تم بھول گئیں میں تمہیں اپنے کمرے میں سونے کو کہہ کر گیا تھا۔"

"صبح آٹھ بجے چائے لے کر آنے والی خادماؤں کے بزر نے ہمیں جگایا۔ میں اٹھ کر اپنے کمرے میں آیا۔ کیتھ نے دروازہ کھول کر انہیں اندر بلایا اور میں ٹوائلٹ کی طرف

چل دیا۔ چائے پینے کے بعد میں نے ہزہائی نس کو رنگ کیا۔ "ہیلو" کہتے ہی میں نے آداب عرض کیا۔ "بولے کیسی طبیعت ہے۔ کرن؟" میں نے کہا۔ "دعا ہے پاپا۔ ممی سو رہی ہوں تو میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں۔" جواب دیا۔ "تمہاری امی بھی تمہاری خیریت پوچھ رہی ہیں کرن۔" میں اس بے ربط جملے سے سمجھ گیا کہ سر پر سوار ہیں۔ ہزہائی نس نے ماؤتھ پیس سے دوسری طرف منہ پھرا کر کہا۔ "یورہائی نس' کرن سلام عرض کر رہا ہے۔" پھر صاف آواز آئی۔ "کرن اب تو دن کے وقت باغ میں چل قدمی کیا کرو۔" میں نے نمستے کہہ کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور سگریٹ سلگا کر سوچنے لگا۔ ہزہائی نس مجھے بہت کمزور قسم کے راجہ نظر آئے۔ ان میں اپنی رانی کی سازشوں سے عہدہ برآ ہونے کی بھی طاقت نہیں ہے۔ شاید اسی لئے انہوں نے گورنر کے دامن میں پناہ لی تھی۔ ان سے کسی قسم کی توقع رکھنا بے سود تھا۔ میں نے کیتھ کو بلا کر کہہ دیا کہ ہزہائی نس کو رات کے وقت واقعے کے متعلق کچھ نہ بتایا جائے۔

دوپہر کو میں نے اپنے باڈی گارڈ کو اندر بلا کر کہا۔ "بخاری شام کو بازار جاؤ اور سوفٹ سوتی رسہ خرید کر لاؤ۔ لیکن کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہئے۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے" میں نے بیس روپے نکال کر اس کو دیئے اور وہ سلام کر کے چلا گیا۔ شام کو چھ بجے اودھم سنگھ کو طلب کیا۔ وہ اندر آیا تو چہرے سے چھ مہینے کا بیمار نظر آ رہا تھا۔ میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا "اودھم سنگھ ...... کیا یم دوت دکھائی دے گیا۔؟"

سنبھلتے ہوئے بولا۔ "نہیں ان داتا میں بالکل ٹھیک ہوں۔ کوئی حکم سرکار؟"

"اتنے کمزور آدمی کو کیا حکم دیا جا سکتا ہے دوست۔" میں نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ سکڑتا سکڑاتا صوفے پر بیٹھ گیا۔ میں ہنس دیا۔ "پاگل آدمی کچھ تو راجپوت بن۔"

ہاتھ جوڑ کر اٹھتے ہوئے بولا۔ "ان داتا راجپوت ہی ہوں لیکن آپ سے نمک حرامی کر کے پشچا تاپ میں مبتلا ہوں۔ میرے جیون پر دھتکار ہے۔"

میں نے اس کی کمر تھپکتے ہوئے کہا۔ "یہ احساس تو تمہاری غیرت مندی کا ثبوت ہے۔ خیر اب سب کچھ بھلا دو اور راجپوت کی طرح بہادری کا ثبوت دو۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "حکم سرکار۔"

"سنو۔" میں نے کہا۔ "ان سے پھر ملو اور کہو مجھے اس واقعے کا بالکل علم نہیں ہوا اور اگر وہ چاہیں تو میری غیر حاضری میں تلاشی پھر لے سکتے ہیں۔ تم انہیں اپنے تعاون کا پورا یقین دلا سکتے ہو۔"

اس نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے حضور۔ بالکل ایسا ہی ہو گا میں ٹھاکور سے بات کرنے کے بعد آپ کو اطلاع دوں گا۔" میں نے اس کی پیٹھ تھپک کر رخصت کر دیا۔

چار پانچ دن گزر گئے۔ اب میں دن کے وقت کیتھ کی نگرانی میں راج محل کے باغیچوں میں ٹہلنے لگا تھا۔ کسی کسی سے ملنے بھی لگا تھا۔ پانچویں روز شام کو چھ بجے اودھم سنگھ کی طرف سے سگنل ملا۔ میں نے بخاری کو سوتی رسے کے متعلق چند ہدایات دیں اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اپنی گاڑی کے لئے ٹیلیفون کیا اور ساڑھے نو بجے کے قریب کیتھ کو ساتھ لے کر سیر کے لئے روانہ ہو گیا۔ راج محل سے نکلتے ہی دو تین فرلانگ پر گاڑی روکی اور کیتھ کو ساڑھے گیارہ بجے اسی مقام پر واپس پہنچ کر انتظار کرنے کو کہہ کر نیچے اتر گیا۔ کیتھ نے ویل سنبھالا اور جھیل کی طرف روانہ ہو گئی۔ میں تھوڑی دیر ادھر ادھر ٹہلتا رہا اور دس بجتے ہی ریکھا کے بتائے ہوئے خفیہ راستے سے راج محل میں داخل ہو گیا۔ لفٹ کے بجائے زینے سے چڑھ کر راہداریوں سے گزرتا ہوا ہال کے دروازے پر پہنچا تو ساڑھے دس پونے گیارہ کا عمل تھا۔ ادھر ادھر دیکھ کر اطمینان کر لینے کے بعد آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اودھم سنگھ وقت سے پہلے آ چکا تھا۔ کیبن سے باہر نکل کر میرے قریب آیا اور سرگوشی کے لہجے میں بولا۔ "یورایکسی لنسی جلدی سے چیمبر میں جا کر بیٹھ جایئے۔ وہ آنے ہی والے ہیں۔" میں چیمبر کی طرف بڑھا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہاں باہر کی ہلکی ہلکی روشنی آ رہی تھی۔ میں نے دروازہ بند کر کے ایک کرسی گھسیٹی اور اپنے اپارٹمنٹ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا۔ اودھم سنگھ نے ہال کی دو بتیاں اور بجھا دیں اور چیمبر میں مکمل اندھیرا چھا گیا۔

○

سوا گیارہ بجے کے قریب ہال کے دروازے کا ایک کواڑ تھوڑا سا کھلا اور کسی نے جھانک کر اندر دیکھا۔ اودھم سنگھ کیبن سے نکل کر دروازے کی طرف چلنے لگا۔ دروازہ اور کھلا۔ ایک بلند قامت جوان اوور کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اندر داخل ہوا۔ اور آہستہ سے دروازہ بند کر کے اس سے باتیں کرنے لگا۔ چیمبر کا دروازہ بند ہونے کے باعث میں کچھ نہ سن سکا۔ شیشے کی کھڑکی پر پڑا ہوا پردہ سرکا کر ان کی نقل و حرکت دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر دیکھا اور دروازہ کھول کر میرے اپارٹمنٹ میں داخل ہو گیا۔ میں ابھی تک اس کا چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا کیونکہ ہال میں روشنی برائے نام تھی اور وہ چسٹر کے کالر اوپر چڑھائے ہوئے تھا۔ تاہم قدوقامت سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ شانتا کا کزن دلیپ سنگھ تھا۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد میں نے آہستگی سے دروازہ کھولا اور چیمبر سے باہر نکل کر دبے پاؤں چلتا ہوا اپنے اپارٹمنٹ کے دروازے پر آیا۔ آہستہ آہستہ دروازہ کھول کر پردہ سرکا دیا۔ اندر ایک بتی جل رہی تھی میں نے چاروں طرف نظر دوڑا کر دیکھا۔ پستول نکال کر انگوٹھے سے سیفٹی کیچ سرکایا اور اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔

ڈرائنگ روم میں کوئی نہ تھا۔ میں آہستہ آہستہ بیڈ روم کی طرف چلنے لگا۔ دروازہ بھڑا ہوا تھا۔ میں نے ہینڈل رکھ کر کواڑ سرکایا۔ اسی وقت بیڈ روم کی الماریسے ٹرنک فرش پر گرائے جانے سے آواز آئی۔ میں نے دلیپ سنگھ کو اس پر جھکا ہوا دیکھ کر دروازہ پھر بند کر دیا۔ چند لمحے توقف کرنے کے بعد پھر کواڑ کھول کر اندر جھانکا۔ اس کے ہاتھ میں چند چابیوں کا گچھا تھا اور تالا کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ہر نئی چابی آزمانے سے پہلے دروازے کی طرف دیکھتا جا رہا تھا۔ میرے لئے اس کی نظر میں آئے بغیر کمرے میں داخل ہونے کا امکان نہ تھا۔ الماری کے اوپر اس کا اعشاریہ ۴۵ کیلی برکا سروس ریوارلور رکھا ہوا تھا جسے وہ پلک جھپکتے میں اٹھا سکتا تھا اور میں دروازے کی دراز میں سے اس کی نقل و حرکت دیکھنے کے سوا کچھ نہ کر سکتا تھا۔ ہمارا درمیانی فاصلہ بھی اتنا زیادہ تھا کہ چھلانگ لگا کر اس کے سر پر پہنچنا ممکن نہیں تھا۔ آخر تھوڑی جدوجہد کے بعد تالا کھل گیا۔ اس نے ڈھکن اٹھا کر چہرے سے پسینہ پونچھا اور دروازے کی طرف دیکھ کر کپڑے نکال نکال کر باہر رکھنے لگا۔ میرا خیال تھا اس میں کوئی چیز ایسی نہیں تھی جس سے میری اصلی شخصیت پر کوئی روشنی پڑ سکتی۔ لیکن چند لمحے بعد مجھے اپنا یہ خیال بدلنا پڑا۔ تمام سوٹ نکالنے کے بعد جب اس نے نیچے سے ایک لفافہ اٹھایا اور کھول کر پڑھنے لگا تو مجھے یاد آیا۔ یشودھرا کا وہ خط تھا جو اس نے اپنے جواہرات لائیڈس بنک کے لاکر میں رکھنے کے اختیارات کے سلسلے میں دیا تھا۔ "اس سے بڑا ثبوت کیا چاہئے؟" میں دل ہی دل میں بڑبڑایا۔ دلیپ سنگھ میری گردن بلکہ ہزہائی نس کے راج مکٹ پر ہاتھ ڈال چکا تھا۔ سوچنے کا موقع نہ تھا۔ لیکن میں فائر بھی کرنا نہ چاہتا تھا۔ میرا پلان کچھ اور تھا۔ میں نے زور سے دروازہ کھولا اور قبل اس کے کہ وہ پلٹ کر دیکھتا دو چھلانگوں میں اس کے سر پر پہنچ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ریوالور اٹھانے کی کوشش کی لیکن ابھی وہ سیدھا ہونے نہ پایا تھا کہ میرے پستول کا کندہ اس کی کنپٹی پر پڑا اور وہ آواز نکالے بغیر فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ میں نے اس کا مفلر کھینچ کر اس کے سر پر لپیٹا۔ خط اٹھا کر جیب میں رکھا اور تمام سوٹ اور قمیض کوٹ وغیرہ اٹھا اٹھا کر ٹرنک میں پھینکے اور پلٹ کر دیکھا۔ وہ بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ میں نے کمرے کی بیرونی کھڑکی کھول کر اوپر دیکھا۔ صرف دو فٹ اوپر سوتی رسا لٹک رہا تھا۔ میں نے ایک بار پھر اس کے جسم پر نظر ڈالی۔ ٹرنک اٹھا کر الماری میں رکھا اور اس کا پستول جیب میں ڈال کر الماری بند کر دی۔ سگریٹ لگاتے ہوئے ایک بار پھر اس کی طرف دیکھا۔ اور بزر دبا کر اودھم سنگھ کو بلایا۔ وہ دوڑتا ہوا اندر داخل ہو اور دلیپ سنگھ کو بے ہوش پڑا ہوا دیکھ کر سہم گیا۔ میں نے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔ "کیا ہوا ابے بزدل۔ دم نکل گیا کیا؟"

خوفزدہ ہو کر بولا۔ "نہیں ان داتا۔ آپ حکم دیجئے۔"

"حکم؟" میں نے گھورتے ہوئے کہا۔ "حکم یہ ہے کہ اس پلندے کو اٹھا کر کھڑکی کے باہر پھینک دے۔" وہ ایک لمحے جھجکا لیکن میرے تیور دیکھ کر جھکا اور ——— اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھانے لگا۔ میں نے دیکھا کہ اس کا جسم کانپ رہا تھا اور پوری طرح اٹھا نہیں پا رہا تھا۔ "اودھم سنگھ!" میں نے ڈانٹ کر کہا۔ "راجپوت ہونے کا ثبوت دو ورنہ تم بھی اس کے ساتھ جا رہے ہو۔ میرے لئے یہ ایک کھیل ہے۔" اس نے پوری طاقت لگا کر اس کو اٹھایا اور کھڑکی پر ٹکا کر میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے نیچے دھکیل دینے کا اشارہ کیا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے دھکیل دیا۔ نیچے سڑک پر دھماکہ ہوا اور اودھم سنگھ کھڑا کھڑا ہانپنے لگا۔ میں نے مسہری کے نیچے سے سوت کا ٹوٹا ہوا دس بارہ فٹ کا ٹکڑا نکالا اور کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔ اور اودھم سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اپنی کیبن میں جاؤ اور آرام سے بیٹھ جاؤ۔ اگر تم سے اس کے متعلق پوچھا جائے تو کہنا مجھے کچھ معلوم نہیں۔ نہ میں نے کسی کو اندر جاتے دیکھا نہ کوئی آواز سنی۔" اس نے اثبات میں گردن ہلائی اور میرا اشارہ پا کر نکل گیا۔ میں نے دلیپ سنگھ کا ریوالور جیب میں ڈالا اور قالین کو دیکھنے لگا۔ خون کا کوئی دھبا نہیں تھا۔ نیچے شوروغل برپا ہو چکا تھا۔ میں اپارٹمنٹ سے نکلا اور اودھم سنگھ کو اپنے سیر کو گئے ہوئے ہونے کا اعلان کرنے کا حکم دے کر راہداری میں آیا اور غلام گردش سے گزرتا ہوا خفیہ راستے سے راج محل سے باہر نکل گیا۔ کیتھ طے شدہ مقام پر درختوں کی آڑ میں کار لئے میرا انتظار کر رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی انجن اسٹارٹ کرتی ہوئی بولی۔ "کافی انتظار کرایا آپ نے۔"

"ہاں!" میں نے وہیل سنبھال کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "انجن بند کر دو اور بیگ میں سے کچھ نکال کر مجھے پلاؤ۔"

اس نے بیگ اٹھا کر گود میں رکھتے ہوئے کہا۔ "یہاں سے گاڑی نکال لوں' سڑک پر چل کر کہیں روشنی میں پئیں گے۔" میں نے گاری سڑک پر ڈالی اور دو تین سو گز پہنچ کر ایک پوسٹ لیمپ کے نیچے کھڑی کر دی۔ کیتھ نے بیگ کھول کر گلاس میں انڈیلی اور گلاس میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ میں دو تین گھونٹوں میں خالی کر کے واپس کرتے ہوئے کہا۔ "اب چلنا چاہئے۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے پینے کو نہیں کہو گے؟"

میں نے گیئر لگاتے ہوئے کہا۔ "ہاں ضرور بلکہ ایک پیگ تو زیادہ پیو تو بہتر ہے۔"

"وہ کس لئے؟"

"ذرا شاک پروف ہو جاؤ گی۔" اس نے گلاس میں انڈیلی اور خود پینے کے بجائے میرے منہ سے لگا دیا۔ میں نے ایک ہاتھ سے سہارا دے کر گلاس خالی کر دیا اور اسپیڈ بڑھائی۔ اس نے تمام چیزیں رکھ کر بیگ بند کر دیا۔ گاڑی راج محل کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ پہریدار نے پھاٹک کھول دیا اور ایک طرف ہو کر بندوق سے سلامی دی۔ گاڑی پورچ کے

قریب پہنچ گئی تو راج محل کی دیوار کے قریب لوگوں کا ہجوم تھا۔ میں سیڑھیوں کے قریب گاڑی کا انجن بند کر کے کیتھ کے ساتھ گاڑی سے باہر نکلا۔ پہریدار نے سلامی دی تو میں نے پوچھا۔ "یہ اس وقت لوگ کیوں جمع ہو رہے ہیں؟"

پہریدار نے مغموم لہجے میں کہا۔ "حضور شری دلیپ سنگھ جی محل کی چھت پر سے گر گئے۔

میں نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "چھت پر کیا کر رہے تھے وہ۔۔؟"

"معلوم نہیں حضور۔ شاید رسا ٹوٹ گیا۔"

"رسا؟ ...... کیسا رسا۔۔۔؟"

"معلوم نہیں حضور۔ ان کی لاش کے ساتھ پڑا ہے۔"

"کیا مرگئے وہ۔؟"

"اسی پچاسی فٹ کی بلندی سے گر کر کیسے بچ سکتے تھے حضور ان کا بھیجا پاش پاش ہو گیا۔"

میں نے کیتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کتنی بڑی ٹریجڈی ہے مس کیتھ۔" کیتھ نے کہا۔ "جی ہاں یورایکسی لنسی۔" میں پھر پہریدار کی طرف مخاطب ہوا۔ "پاپا اور ممی کو اطلاع دے دی گئی؟"

اس نے کہا۔ "جی ہاں' شری حضور آئے تھے لیکن پھر ٹھاکور صاحب کو لے کر اوپر چلے گئے۔"

"لاش کہاں ہے؟"

"سرکار' ہسپتال بھیج دی گئی۔"

میں نے کہا۔ "اچھا پاپا کو فون کر کے کہو یوراج اور مس کیتھ سیر سے آگئے ہیں اور آپ کی سیوا میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔" اس نے لپک کر کیبن سے ٹیلیفون اٹھایا اور ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔ "ان داتا! آپ خود بات کر لیجئے۔ ہمیں ہزہائی نس سے بات کرنے کا اختیار نہیں ہے۔" میں نے ہزہائی نس کا نمبر ڈائل کیا۔ گھنٹی بجنے لگی اور بجتی رہی ایک منٹ کے وقفے کے بعد کسی نے ریسیور اٹھا کر "ہیلو" کہا۔ یہ کسی عورت کی آواز تھی۔ میں نے کہا۔ "پاپا سے کہو رشی کرن سیر سے واپس آگئے ہیں کیا آپ سے ملنے آسکتے ہیں؟" وہ "پلیز ہولڈ آن" کہہ کر غائب ہو گئی۔ میں ریسیور کان کے قریب رکھے کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد ہزہائی نس کی آواز آئی۔ "رشی کرن! کیا تم ابھی لوٹے ہو۔؟"

میں نے کہا۔ "جی پاپا۔ میں ابھی آ رہا ہوں پورچ میں کھڑا ہوں۔ مجھے اس درگھٹنا کا بڑا صدمہ ہے۔ اگر آپ آگیا دیں تو ماتا جی اور ماما جی کو آشواسن دینے کے لئے حاضر ہو جاؤں۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "نہیں رشی بیٹے۔ اس وقت یہاں کا واتا ورن انوکل نہیں ہے۔ ہاہا کار مچی ہوی ہے۔ تمہیں شاک لگے گا اور طبیعت خراب ہو جائے گی۔ جاؤ آرام کرو۔"

میں نے کہا۔ "جو آگیا پاپا۔ ممی کو میری طرف سے آشواسن دیجئے۔"

انہوں نے کہا۔ "اچھا ...... جاؤ سو جاؤ۔" میں نے ریسیور رکھ دیا اور کیتھ کے ساتھ لفٹ کی طرف چل دیا۔ ہال میں داخل ہوتے ہی اودھم سنگھ نے دروازے پر آ کر سلام کیا۔ میں نے اس کو اپنے ساتھ اندر آنے کا اشارہ کیا۔ کیتھ اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ میں نے اوور کوٹ اتار کر ہینگر پر ڈالتے ہوئے اودھم سے پوچھا۔ "کوئی آیا تھا؟" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "کوئی نہیں آیا سرکار ...... اور اب مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں رہنے کے قابل ہو گیا ہوں۔"

میں ہنس کر کہا۔ "ہو جاؤ گے۔ اور اگر صحیح آدمی ثابت ہوئے تو نہال کر دیئے جاؤ گے۔ آج شام کو اپنے پہلے کارنامے کا انعام لے جانا۔"

وہ میرے گھٹنے چھو کر بولا۔ "ان داتا۔ آپ نے مجھے جیون دان دیا ہے۔ انعام بھی دیا ہے اور سرکار آپ ہی کا نمک ...."

"نمک مرچ کو چھوڑو۔" میں نے ہنستے ہوئے بات کاٹ کر اس کی کمر تھپکی۔ "کام کئے جاؤ۔ تھوڑے دنوں میں تمہارے تمام مسائل حل کر دیئے جائینگے۔ اچھا جا سکتے ہو۔" وہ سلام کر کے رخصت ہو گیا۔ میں شب خوابی کا لباس پہننے لگا۔ اسی وقت کیتھ آگئی۔ مسکرا کر بولی۔ "ڈارلنگ میں شاک پروف ہو کر آئی ہوں۔" میں نے اس کو گود میں اٹھاتے ہوئے کہا۔ "اور اسٹرپ ٹیزر نہیں کیا؟" وہ کھلکھلا کر ہنس دی اور میری گود سے پھسل کر بستر پر گر پڑی۔

صبح گیارہ بجے میں جاگا اور منہ ہاتھ دھو کر ڈائننگ روم میں چائے پینے گیا تو رمولا کیتھ کو دلیپ سنگھ کے حادثے کے متعلق بتا رہی تھی۔ مجھے دیکھ کر بولتے بولتے چپ ہو گئی اور جھک کر سلام کیا۔ میں کیتھ کے سامنے بیٹھ گیا اور ناشتا کرنے لگا۔ بارہ بجے کے قریب ریکھا آئی اور کہنے لگی۔ "یورایکسی لنسی آپ کو کنور دلیپ سنگھ جی کے اکشمات کا تو معلوم ہی ہے۔ اگر آپ کشل ہیں تو شام کو ان کے کریا کرم میں شریک ہو جائیں۔ یہ ہزہائی نس کی درخواست ہے۔"

میں نے کیتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا حکم ہے' ناٹ انکیل؟"

اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "نہیں یورایکسی لنسی' آپ کے لئے کریا کرم میں شرکت مناسب نہیں۔"

میں نے ریکھا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سنا تم نے؟"

"اس نے کہا۔ "ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ یورایکسی لنسی۔" کیتھ نے سوال کیا۔ "کیا

تم انگریزی سمجھتی ہو؟"

وہ مسکرا کر بولی۔ "میں تین چار سال انگلینڈ میں رہی ہوں مس کیتھ۔" کیتھ "فائن" کہہ کر چپ ہو گئی۔ میں نے ریکھا سے "حادثے" کی تفصیلات پوچھیں تو اس نے بتایا۔ پولیس چیف نے ہزہائی نس کو بتایا ہے کہ محل کی برجی سے ایک رسا بندھا ہوا ملا ہے جس کا دوسرا ٹکڑا لاش کے قریب پڑا ہوا تھا۔ دلیپ سنگھ چھت سے اتر کے کسی کمرے میں داخل ہونا چاہتے تھے کہ رسا ٹوٹ گیا اور ......"

"کمرے میں جانا چاہتے تھے؟ کس کے کمرے میں؟" کیتھ نے سوال کیا۔ ریکھا نے معنی خیز نظروں سے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا مس کیتھ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے تو اس میں کسی رومان کی جھلک نظر آتی ہے۔ رات کے گیارہ بجے دلیپ سنگھ جی کے چوروں کی طرح کسی کے کمرے میں جانے کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ چوری تو وہ کر نہیں سکتے۔"

ریکھا نے کہا۔ "یورایکسی کیا عرض کر سکتی ہوں۔"

"ضرورت بھی نہیں۔" میں نے کہا۔ "آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے پوسٹ مارٹم رپورٹ کیا ظاہر کرتی ہے؟"

"پوسٹ مارٹم نہیں کرایا گیا یورایکسی لنسی۔" اس نے کہا۔

"اچھا کیا۔" میں نے کہا۔ "تمام واقعات حادثے کی نشان دہی کرتے ہیں پھر خواہ مخواہ لاش کو چیر پھاڑ کے خراب کرنے سے کیا حاصل؟"

"ہزہائی نس اس حادثے پر بہت ناراض ہیں یورایکسی لنسی۔ وہ اس واقعے کو راج محل کے لئے ایک بدنما دھبا سمجھتے ہیں اور تفتیش بند کرنے کا حکم دے چکے ہیں۔"

"بدنما دھبا نہیں بلکہ کلنک کا ٹیکہ۔" میں نے کہا۔ "میرا خیال ہے آج نہیں تو کل پاپا اور ممی میں زبردست جنگ ہو گی۔"

ریکھا نے کہا۔ "آپ کا خیال بالکل صحیح ہے یورایکسی لنسی ...... اچھا اب اجازت چاہتی ہوں، جے جے۔" وہ سلام کر کے چلی گئی۔ میں نے کیتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ایک پیگ بناؤ۔"

تمام دن راج محل میں کاروں کی آمدورفت کا سلسلہ جاری رہا۔ پانچ بجے کے قریب فوجی بینڈ ماتمی دھن بجانے لگا۔ میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ ایک ایمبولینس کار میں لاش کا صندوق رکھا جا رہا تھا۔ فوجی دستہ سلامی دے رہا تھا اور کمپاؤنڈ ہزاروں آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر میں راج محل کمپاؤنڈ خالی ہو گیا۔ میں نے اوپر دیکھا۔ رسا ہٹایا جا چکا تھا۔ میں مسکرا کر کھڑکی سے کھسک آیا۔

کھانا کھانے سے پہلے میں نے ہزہائی نس کو فون کیا۔ پہلی گھنٹی پر ہی ریسیور اٹھا لیا گیا

اور آواز آئی۔ "کرن بیٹے کیسی طبیعت ہے؟" میں نے ہزہائی نس کی آواز پہچانتے ہی کہا۔ "آداب عرض پاپا۔ آپ کا آشیرواد ہے۔ ممی اور ٹھاکور ماما کو آشوا سن دینے کے لئے آنا چاہتا ہوں۔ کیا حکم ہے۔" انہوں نے سے کسی قدر سکوت کے بعد کہا۔ "انہیں جہنم میں جانے دو۔"

میں نے انکسار کے لہجے میں کہا۔ "نہیں پاپا ..... جسے نرک میں جانا تھا پہنچ گیا۔ لوک نندا سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ میں ان کو تسلی دوں۔"

وہ تیزی سے بولے۔ "نہیں کرن ...... تمہیں معلوم نہیں۔ یہ سب چکر کیا تھا۔ جبکہ سچ تو یہ ہے کہ معذرت ان لوگوں کو تم سے کرنی چاہئے ..... میں تمہیں کیا بتاؤں .... یہ کتنی بڑی سازش تھی۔ کتنا خطرناک کھیل تھا۔"

"انجام سے زیادہ خطرناک تو نہیں۔" میں نے کہا۔ وہ کسی قدر توقف کے بعد بولے۔ "تو کیا تمہیں معلوم ہو گیا۔؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ مجھ سے زیادہ نہیں جانتے پاپا۔"

وہ ہنس کر بولے۔ "بھگوان تمہیں زندہ رکھیں۔" میں نے "گڈ بائی" کہہ کر رکھ دیا۔ اور ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔

دوسرے دن صبح دس بجے کے قریب ہرہائی نس نے اپنے آنے کی اطلاع بھجوائی۔ میں کیتھ کو ساتھ لے کر ڈرائنگ روم میں آ گیا اور ان کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں وہ آئیں تو سیاہ ساڑی پہنے ہوئے تھیں۔ شانتا کماری بھی سیاہ پوش تھی۔ ٹھاکور بھی سیاہ شیروانی میں ملبوس تھے۔ میں نے صوفے سے اٹھ کر ان کو سلام کیا اور دلیپ سنگھ کی موت پر افسوس کا اظہار کیا۔ وہ تینوں ایک ہی صوفے پر بیٹھ گئے۔ تینوں کے چہرے اترے ہوئے تھے۔ ٹھاکور کی حالت بدتر تھی۔ ہرہائی نس نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کرن تمہارے نہ آنے سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تم۔"

میں نے ان کی بات کاٹ کر کہا۔ "ممی میں خود بھی بہت شرمندہ ہوں لیکن یہ لوگ۔" میں نے کیتھ کی طرف اشارہ کیا۔ "شاید مجھے شیشے کا پتلا سمجھتے ہیں جو ذرا سی ٹھیس سے ٹوٹ سکتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ...... لیکن اب انہیں کس طرح سمجھاؤں ...... میں آنا چاہتا تھا۔ پاپا کو فون بھی کیا۔ لیکن انہوں نے کہا۔ مس کیتھ تمہاری صحت کو کسی صدمے یا شاک کی متحمل نہیں سمجھتیں۔ بہتر ہے تم ان کی ہدایات پر عمل کرو۔ اس لئے ....."

ہرہائی نس نے کہا۔ "خیر کوئی بات نہیں۔ غنیمت ہے تم غلط افواہیں سن کر سورگباشی سے ناراض نہیں ہو۔"

میں نے غمگین لہجے میں کہا۔ "ناراض؟ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں ممی۔ وہ میرے کزن

تھے۔ مجھ سے بڑے تھے۔ ان سے ناراضگی کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ افواہیں؟ میں افواہوں پر وشواس نہیں رکھتا۔"

"ہزہائی نس اور تمہارے کرنل ماما ان کو سچ مانتے ہیں اور ہم سے ناراض ہیں۔"

"اوہ! آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ کل میں نے پاپا کو فون کیا تو ان کے لہجے میں واقعی تلخی تھی۔ خیر میں ان سے عرض کروں گا کہ محض ایک رسے کی بنا پر سورگباشی پر شک کر کے ان کی آتما کو دکھ نہ پہنچائیں۔ ممکن ہے وہ اوپر گئے ہوں اور رسا دیکھ کر محض تجسس کی بنا پر دیکھنے جھکے ہوں اور گر پڑے ہوں۔ اس کے سوا میری سمجھ میں کوئی وجہ نہیں آئی۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے کرن۔ صرف ان کا ناوقت اوپر جانا میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہیں ایسا تو نہیں وہ چوتی منزل سے گرے ہوں؟"

"چوتھی منزل سے کس طرح؟ میرے تمام کمرے لاک تھے۔ چیمبرز لاک تھے۔ مس ناگر اور نوکرانیوں کے کمرے کاریڈور سائیڈ پر ہیں۔ ہال میں پہرے دار تھا اگر وہ یہاں آتے تو اس کی نظر میں آئے بغیر کس طرح رہ سکتے تھے؟" میری بات سن کر وہ خاموش ہو گئیں۔ ٹھاکور نے کہا۔ "کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ سوائے اس کے کہ ہونی اپنے بل کر لیتی ہے اور انسان مجبوراً" وہی کرتا ہے جو ہونا ہوتا ہے۔"

"یہ آپ نے سچ کہا ٹھاکور ماما۔ پرار بدھ کر سامنے کسی کی نہیں چلتی۔ ہم سب کیول اسی کے آدھین ہیں۔"

"اچھا کرن۔" مہارانی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "چلتے ہیں۔ اگر طبیعت ٹھیک ہو تو ہمارے پاس آ جانا۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں کوشش کروں گا ممی۔"

دونوں بزرگوں نے میرے سر پر ہاتھ پھرایا۔ شانتا شروع سے آخر تک خاموش تھی۔ مجھے وہ ان سب سے زیادہ حسین نظر آئی۔ میں انہیں دروازے تک چھوڑنے گیا۔

ڈرائنگ روم میں واپس پہنچتے ہی کیتھ نے کہا۔ "ان تینوں میں شانتا کماری سب سے خطرناک ہے کرن۔"

"میں بھی ماسٹر مائنڈ اسی کو سمجھتا ہوں۔" میں نے کہا۔ "اس کو شاید ہی میری باتوں کا یقین آیا ہو۔"

"میں تمام وقت اسی کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی ہوں۔ اسے تمہاری باتوں پر یقین نہیں آیا۔ اس سے ہوشیار رہنا کرن۔"

میں ہنس دیا۔ "میں لڑکیوں سے کبھی ہوشیار نہیں رہا۔ لڑکیاں مجھ سے ہوشیار ہیں۔ گو شانتا کے لئے اس کی بھی ضرورت نہیں۔ وہ میری بہن ہے۔"

"حماقت کی باتیں مت کرو۔" اس نے کہا۔ "لڑکی بہت خطرناک چیز کا نام ہے۔

خصوصاً" ایسی صورت میں جب مرد اسے بہن سمجھتا ہو اور وہ مرد کو بھائی تسلیم نہ کرتی ہو۔"

"شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔" میں نے اعتراف کیا۔ "لیکن کیا وہ خود بھی میدان میں آ جائیں گی؟"

"یقیناً" آئے گی۔ اور تمہیں زندہ رہنے کے لئے اسے بہن کے بجائے دشمن سمجھنا ہو گا۔ ویسے ایک طرح بہن سمجھنا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔"

میں نے چونک کر کہا۔ "وہ کس طرح؟" وہ ہنس دی۔ "بہن کہنے کے بعد تم اس کی نگاہوں کی گرمی سے نہیں پگھل سکتے۔" میں خاموش ہو گیا۔ اس نے رسٹ واچ کی طرف دیکھا اور اٹھ کر چل دی۔

شام کو سات بجے جبکہ میں سیر کو جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا کرنل ماما مجھ سے ملنے کو آئے۔ ان کے چہرے سے مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ سلام کرتے ہی مسکرا کر سینے سے لگا لیا اور پیشانی چوم کر بولے۔ "آج میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوا ہے بیٹے۔"

میں نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کیسے پوجیہ ماما۔۔۔؟"

بیٹھتے ہوئے بولے۔ "اس لئے نہیں کہ ایک دشمن مر گیا۔ بلکہ اس لئے کہ شانتی کرن کی آنکھیں کھل گئیں اور اب وہ سمجھ گئے ہیں کہ دوسری مہارانی نے ان کو کس قدر بے وقوف بنایا ہے۔ تمہیں معلوم ہے وہ دلیپ سنگھ کے کریا کرم میں بھی شریک نہیں ہوئے۔"

"مجھے معلوم ہے کرنل ماما۔" میں نے کہا۔ "میں ان سے بات کر چکا ہوں۔" وہ سگریٹ سلگانے لگے۔ ایک کش لگا کر بولے۔ "کرن بیٹے ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔"

میں نے کہا۔ "کیا ماما جی؟"

"یہی" وہ بولے۔ کہ "دلیپ سنگھ کمند کے ذریعہ تمہارے کمرے میں کس لئے آنا چاہتا تھا؟"

"کمند ڈال کر وہ جہنم میں جانا چاہتا تھا ماما جی ...... اور پہنچ گیا' پہنچا دیا گیا۔"

کرنل نے اٹھ کر پھر مجھے سینے سے لگا لیا اور بولے۔ "بھگوان تیری بھجاؤں میں ہسیم سین جتنی شکتی دیں۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کا آشیرواد چاہئے ماما جی۔ میں آپ کا تمام حساب بیباق کرا کے جاؤں گا۔"

"جاؤ گے کیسے؟ اس ریاست کو اپنی سمجھو۔ تمہیں یہیں رہنا ہے۔" میں مسکرا کر ان کے پاس پہنچ گیا اور نیچی آواز میں کہا۔ "ٹھاکور میں ہر روز خدا سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کے بھانجے کو جلد صحت بخشے اور میں جلد از جلد اس کو گدی پر بٹھا کر اپنے مقام کو لوٹ جاؤں۔" کرنل کے چہرے پر افسردگی چھا گئی۔ رازدارانہ لہجے میں بولے۔ "بیٹے اس کا کوئی

امکان نہیں ہے۔ وہ لاعلاج قرار دیا جا چکا ہے۔"

"کوئی مرض لاعلاج نہیں ہے۔" میں نے کہا۔ "ہاں۔ یہ ممکن ہے کچھ زیادہ وقت لگے ...... اور یہ ...... میرے حق میں بہتر نہیں ہے۔"

کرنل متعجب ہو کر میرا منہ تکنے لگے۔ "تو کیا تمہارے لئے شردھام کی حکومت میں کوئی کشش نہیں۔؟" انہوں نے بمشکل حیرت پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"ہے۔ لیکن اس پر میرا کوئی حق نہیں۔" میں نے کہا۔

"نہ سہی۔" حقدار اگر صحتیاب بھی ہوا تو اس قابل کبھی نہ ہو سکے گا کہ منظرعام پر حکمران کی حیثیت سے لایا جا سکے۔ وہ زیادہ سے زیادہ پس منظر میں رہ کر نام کا ہزہائی نس بن سکتا ہے۔"

"یہ صحیح فرما رہے ہیں آپ۔ لیکن ڈپلی کیٹ پرنس کے کچھ حدود ہیں جن سے آگے بڑھنا ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔ یہی کل کا واقعہ لیجئے۔ اگر دلیپ اپنی کوشش میں کامیاب ہو جاتا تو آپ مجھ سے باتیں کرنے کے بجائے مجھے رو رہے ہوتے۔ آپ کی اور ہزہائی نس کی اطلاع کے لئے اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ اب یہ سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور اس قسم کے حادثات اکثر رونما ہوتے رہیں گے۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر مرتبہ ہم ہی شکاری ثابت ہوں۔ کبھی نہ کبھی شکاری کو بھی شکار ہونا پڑتا ہے۔"

"اوہ!" کرنل کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔ "تو کیا؟ تو کیا؟"

"جی کرنل ماما۔" میں نے ان کی بات کاٹ کر کہا۔ "انہوں نے سر جھکا لیا۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد بولے۔ "کرن۔ ہاں اب تم میرے لئے کرن ہی ہو۔ بیٹے مجھے بتاؤ اگر واقعی خطرہ پیدا ہو گیا ہے تو ہم کچھ اور انتظامات کریں۔"

"کیا انتظام کرنل ماما؟" میں نے کہا۔ "باڈی گارڈ؟ بندوقوں کا پہرا۔؟"

"ہاں کم از کم ایک پہرے دار ہر وقت ہونا چاہئے۔" انہوں نے خیال ظاہر کیا۔ میں ہنس دیا۔ "نہیں پوجیہ۔ اس کی ضرورت نہیں۔"

"میں ہزہائی نس سے ذکر کروں گا۔ اگر یہاں کے آدمیوں پر وشواس نہیں ہے تو بمبئی سے کسی انگریز۔"

"ابھی نہیں۔ اگر ضرورت ہوئی تو میں آپ کو خود بتاؤں گا۔" کرنل نے دوسرا سگریٹ سلگایا اور ایک دو کش لے کر کچھ سوچتے ہوئے چلنے لگے۔ دروازے پر پہنچ کر مڑے اور بولے۔ "کرن میں ہزہائی نس کے پاس جا رہا ہوں۔ وہ اس کے متعلق اتنا نہیں جانتے۔"

میں نے کہا۔ "جس طرح آپ مناسب سمجھیں۔ لیکن ان سے کہئے ہزہائی نس سے صلح کر لینا ہی مصلحت کا تقاضا ہے۔" وہ گھوم کر سلامتی کی دعا دیتے ہوئے باہر نکل گئے۔

میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور اٹھ کر ڈائننگ روم کی طرف چل دیا۔ ساڑھے آٹھ بجے حسب معمول میں نے گاڑی طلب کی اور کیتھ کو لے کر راج محل سے نکلا۔ آج ہمارے ساتھ ڈرائیور تھا۔ باڈی گارڈ اس کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ گیٹ سے نکلتے ہی میں نے اودھم سنگھ کو سائیکل پر شہر کی طرف جاتے دیکھا۔ وہ اس وقت بھی یونیفارم میں تھا۔ میں نے ڈرائیور کو گاڑی روکنے کو کہا۔ اس نے بریک لگایا اور گردن گھما کر دیکھتے ہوئے بولا۔ "حکم یور ایکسی لنسی۔" میں نے کہا۔ "تم اور بخاری دونوں واپس جاؤ اور ہمارے ڈرائنگ روم میں بیٹھو۔ جب تک کہ اودھم سنگھ نہ پہنچ جائے۔ وہ دونوں "بہتر ہے حضور" کہہ کر نیچے اتر گئے اور راج محل کی طرف چل دیئے۔ میں وہیل پر آ گیا۔ کیتھ نے دوسری طرف کا دروازہ کھول کر اگلی سیٹ پر آتے ہوئے کہا۔ "تم نے ان کو واپس کر دیا کرن؟" میں نے گاڑی بیک کرتے ہوئے کہا۔ "میں اودھم سنگھ کا پیچھا کر کے دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ کہاں جا رہا ہے۔" اس نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "کیا تمہیں اس پر کچھ شک ہے کرن؟" میں نے گاڑی کو ایک اور ٹرن دیا اور گیئر بدلتے ہوئے کہا۔ "نہیں۔ لیکن اس وقت اس کا باہر جانا میری سمجھ میں نہیں آیا اس لئے۔" میں راج محل سے ایک ڈی سوٹو نکلتی ہوئی دیکھ کر بولتے بولتے رک گیا۔ اس میں لیفٹننٹ چتر سنگھ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کا رخ شہر کی طرف تھا۔ وہ اس وقت نائٹ کیپ پہنے ہوئے تھے اور اوور کوٹ کے اٹھے ہوئے کالروں سے بمشکل ان کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔ میں نے انٹر سیکشن سے تیس چالیس قدم کے فاصلے پر گاڑی روک دی اور ڈی سوٹو کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ کیتھ نے سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے جواب دینے کے بجائے جیب سے سگریٹ نکالا۔ کیتھ نے مجھے لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "کرن!" میں نے ہاتھ بڑھا کر ہیڈ لیمپ بجھا دیئے اور آہستہ آہستہ گاڑی شہر کی طرف جانے والی سڑک پر لاتے ہوئے کہا۔ "اس کا تعاقب کرنا ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "تمہارا دماغ واقعی خراب ہے۔"

میں نے کہا۔ "ان حالات میں زندہ رہنے کے لئے دماغ کا خراب ہونا ضروری ہے۔" میں نے ڈی سوٹو کو تقریباً" دو سو گز کے فاصلے پر دائیں جانب ٹرن لیتے دیکھ کر اسپیڈ بڑھائی۔ چند سیکنڈ میں ہمارا فاصلہ پچاس گز سے بھی کم رہ گیا۔ میں نے پھر رفتار کم کر دی۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد اگلی کار کی روشنی میں کچھ فاصلے پر اودھم سنگھ کی۔ سائیکل تیزی سے جاتی ہوئی دکھائی دی۔ اس نے سامنے سے تانگے آتے دیکھ کر بائیں طرف ہو کر ان کو راستہ دیا۔ تانگے ڈی سوٹو کے برابر سے گزرنے لگے۔ سائیکل شہر میں داخل ہونے لگی۔ اگلی کار سے اس کا فاصلہ بیس پچیس گز تھا اور میری گاڑی سے تقریباً" سو گز۔ یکایک ڈی سوٹو کی رفتار میں اضافہ ہوا اور وہ ہوا کی طرح سائیکل کی طرف بڑھنے لگی۔ میرا ارادہ ہوا کہ زور سے ہارن بجا کر اس کو آگاہ کر دوں لیکن اسی وقت ڈی سوٹو کے ہیڈ لیمپ چندھیا

دبنے کی حد تک تیز ہو گئے اور میں تذبذب میں پڑ گیا۔ ادھر شاید اودھم سنگھ کار کی تیز روشنی اور رفتار سے گھبرا گیا۔ اس نے ایکسٹریم لیفٹ پر جاتے جاتے سائیکل کا بریک لگایا اور نیچے اترنے لگا۔ لیکن ابھی اس کا بایاں پیر پیڈل پر ہی تھا کہ ڈی سوٹو نے فل اسپیڈ سے ٹکر ماری۔ سائیکل اور اودھم سنگھ کھلونوں کی طرح اچھل کر سڑک سے دس فٹ کے فاصلے جا پڑے۔ میرے برابر میں بیٹھی ہوئی کیتھ کی چیخ نکل گئی۔ ڈی سوٹو نے رکنے یا اسپیڈ کم کرنے کے بجائے ہیڈ لائٹ ذرا کم کی اور تیزی سے شہر میں داخل ہو گئی۔ سامنے سے آنے والا ایک تانگہ بمشکل اس کی زد سے بچا اور حادثے کے مقام پر پہنچ کر رک گیا۔ میں نے رک کر اودھم سنگھ کا انجام دیکھنے کے بجائے ہارن دے کر تانگے سے اترنے والے آدمیوں کو بچایا اور فل اسپیڈ سے ڈی سوٹو کے تعاقب میں بڑھنے لگا۔ بازار آنے سے پہلے اس نے دیہات کی طرف جانے والی ایک کراس روڈ پر خطرناک ٹرن لیا اور پوری رفتار سے گاڑی چھوڑ دی۔ مجھے اس کی حماقت پر ہنسی آنے لگی۔ اسے کیا معلوم ہو سکتا تھا کہ اس کے تعاقب میں آنے والی گاڑی رولس رائس اور چلانے والا نعیم ہے جو حادثات کی جستجو میں رومان جیسے پسندیدہ مشغلے کو بھی "پھر کسی وقت" پر ٹرخا کر آگ میں چھلانگ لگا دیتا ہے۔ میں نے پینتالیس میل کی رفتار پر ٹرن لیا۔ گاڑی پھرکی کی طرح گھوم گئی اور دوسرے لمحے اسپیڈومیٹر کی سوئی پچپن سے بڑھ کر ساٹھ پر پہنچ رہی تھی۔ کیتھ کی سٹی گم دیکھ کر میں نے ہیڈ لیمپس روشن کر دیے۔ لائٹ پڑتے ہی چتر سنگھ نے تیزی سے گردن گھما کر دیکھا اور اسپیڈ بڑھا دی۔ لیکن ساٹھ میل فی گھنٹہ ڈی سوٹو کی حد ادب تھی۔ رالس ایک سو پانچ تک جا سکتی تھی۔ اور میں اس کو نوے تک لے جانے کی ہمت رکھتا تھا۔ اب ہمارا درمیانی فاصلہ پچاس گز سے بھی کم تھا اور میں اس کو ایک میل کے اندر پکڑ سکتا تھا۔ لیکن محض اس کی گھبراہٹ کا تماشا دیکھنے کے لئے میں نے قصداً رفتار کم کر دی اور فاصلہ بڑھنے دیا۔ کیتھ ایکسی ڈنٹ کے شاک سے سنبھل چکی تھی۔ ڈی سوٹو کو آگے نکلتے دیکھ کر بولی۔ "کیا بات ہے کرن، کنٹرول نہیں کر سکتے۔ کیا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "وہ میری جیب میں ہے۔ ڈارلنگ ...... چند میل اور چلنے دو پھر پہاڑی راستہ شروع ہو جائے گا۔ دیکھتے ہیں کہاں تک جا سکتا ہے۔"

وہ نفی میں گردن ہلا کر بولی۔ "اونہوں ...... یہ بات نہیں ہے۔ تمہارا ارادہ کچھ اور ہے۔ کرن۔"

میں نے کہا۔ "کیا؟"

بولی۔ "میں شرط لگاتی ہوں تم اس کو ختم کرنا چاہتے ہو۔"

میں نے کہا۔ "تم واقعی میری بیوی بننے کے لائق ہو۔ مجھے ایسی ہی انٹیلی جنٹ پارٹنر چاہیے۔"

"تو کیا تم اس کو شوٹ کر دو گے۔؟"

"شاید" میں نے گاڑی کی اسپیڈ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اب چڑھائی شروع ہونے لگی تھی۔

"ایسا نہ کرنا ڈیئر۔ کم از کم میرے سامنے۔"

"کیوں؟" کیا اس نے تمہارے سامنے میرے گارڈ کو ختم نہیں کیا؟"

"تم اس کو گرفتار کر لو۔"

"سوری۔ میں پولیس آفیسر نہیں۔ پرنس ہوں اور وہ معمولی مجرم نہیں۔ ایک لفٹیننٹ ہے۔ جب وہ کوئی راہ فرار نہ دیکھے گا تو گولی چلانے میں دریغ نہیں کرے گا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن ......"

"اگر تم نہیں دیکھ سکتیں تو سینے پر کراس بناؤ اور آنکھیں بند کر کے لیٹ جاؤ۔" یہ کہہ کر میں نے اسپیڈ اور بڑھائی۔ فاصلہ کم ہونے لگا۔ گاڑیاں سو گز آگے پیچھے ایک پل پر سے گزر رہی تھیں اس سے آگے ڈھلوان تھی۔ میں نے تیزی سے فاصلہ کم کرنا شروع کیا۔ پل عبور کر کے چتر سنگھ نے پیچھے کی طرف نظر ڈالی۔ میں نے پوری طاقت سے چیخ کر کہا۔ "اسٹاپ!" ڈی سوٹو کی رفتار میں کوئی فرق نہ آیا۔ وہ ڈھلوان پر اڑی جا رہی تھی۔ میں نے ایکسی لریٹر پر پیروں کا دباؤ بڑھا دیا۔ ایک میل پہنچتے پہنچتے رائس ڈی سوٹو کے بکس کو چھو رہی تھی۔ اوور ٹیک کرنے میں خطرہ تھا۔ فائر کا بھی اور گاڑی ٹکرانے کا بھی۔ لہٰذا میں نے اس سے گریز کیا اور ایک بار پھر چیخ کر کہا۔ "رک جاؤ۔ رک جاؤ چتر سنگھ ...... ورنہ گولی تمہارا فیصلہ کرے گی۔" اس نے بیک ویو مرر کا اینگل درست کر کے میرا چہرہ دیکھا چونکا اور منہ بنا کر رہ گیا۔ میں نے چیخ کر کہا۔ "میں رشی کرن تمہیں حکم دیتا ہوں کہ فوراً گاڑی کو بریک لگاؤ۔"

اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "رشی کرن۔ کہاں ہے رشی کرن؟" میں نے دیکھا میری دھمکی کا اس پر کوئی اثر نہ تھا۔ وہ اسی رفتار سے گاڑی دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ میں نے کیتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تم سیٹ پر لیٹ جاؤ۔ میں فائر کر رہا ہوں۔" وہ سکڑ سکڑا کر سیٹ میں سما گئی اور کھڑکی کا شیشہ نیچے اتارنے لگی۔ میں نے بائیں ہاتھ سے پستول نکال کر انگوٹھے سے سیفٹی کیچ سرکایا اور ایکسی لیٹر پر دباؤ ڈالا۔ ایک لمحے میں میری گاڑی کا انجن ڈی سوٹو کی اگلی نشست کے برابر پہنچ گیا۔ اور وہ پوری طرح میری زد میں تھا۔ میں نے ریوالور سیدھا کیا اور اس کی کنپٹی کے لیول میں آتے ہی ٹرائیگر دبا دیا۔ گولی اس کے کان پر لگی اور اس کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکرا گیا۔ میں نے ایکسی لیٹر سے پاؤں اٹھا لیا۔ ادھر ڈی سوٹو شرابی کی طرف ڈگمگائی اور سڑک سے لڑھک کر قلا بازیاں کھاتی ہوئی نشیب میں ایک درخت سے ٹکرا کر ڈھیر ہو گئی۔ میں نے گاڑی کو بریک لگایا اور نیچے اتر کے اس کے پاس پہنچا۔ ڈی

سوٹو بائیں پہلو کے بل پڑی تھی۔ دروازے اور کھڑکیاں وغیرہ مڑ تڑ کر جگہ جگہ سے پچک گئے تھے۔ انجن بند ہو چکا تھا۔ چتر سنگھ کی ٹانگیں اسٹیرنگ وہیل اور سیٹ کے درمیان پھنسی ہوئی تھیں۔ اور سر زمین کی طرف دروازے پر ٹکا ہوا تھا۔ اس کا جسم جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ چکا تھا۔ میں نے سرسری نگاہ ڈالی اور "خس کم جہاں پاک" کہتا ہوا پیچھے کی طرف آیا۔ پٹرول ٹینک سے لیک ہوتا دیکھ کر میں نے جیب سے دیا سلائی نکالی اور جلا کر دور سے اس پر پھینک دی۔ ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور گاڑی شعلوں کی لپیٹ میں تھی۔ میں کچھ دیر دور کھڑا اس کے جلنے کا تماشا دیکھتا رہا اور جب یقین ہو گیا کہ چتر سنگھ' اودھم سنگھ سے بھی آگے پہنچ گیا ہے تو آہستہ آہستہ اپنی گاڑی کی طرف چلنے لگا۔ میں بالکل نارمل تھے۔ مجھے اپنے کئے پر کوئی ندامت نہیں تھی بلکہ خوشی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ اودھم سنگھ کی روح کس قدر خوش ہو گی کہ ایک گھنٹہ گزرنے سے پہلے میں نے اس کا انتقام لے لیا۔ کیتھ کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ "کرن!" اس نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اب واپس چلو۔ میں ڈر رہی ہوں۔" میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ "کیا واقعی؟"

"ہاں یہ سب کچھ میری برداشت سے باہر ہے پلیز جلدی چلو۔" اس نے کہا۔ میں نے دروازہ بند کیا اور گاڑی کو الٹے سیدھے ٹرن دے کر شہر کی طرف رخ کیا اور فل اسپیڈ سے چھوڑ دی۔ کیتھ کو خاموش دیکھ کر میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ساڑھے دس بج رہے ہیں۔ ہم شہر سے پچاس ساٹھ میل دور نکل آئے ہیں۔"

بولی۔ "ہاں کرن۔ ذرا تیز چلاؤ۔"

میں نے کہا۔ "نہیں میں خود کو نروس محسوس کر رہا ہوں۔ کیا تم نہیں چلا سکتیں؟"

اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "نہیں۔ اگر کہو تو تمہیں ایک پیگ پلا سکتی ہوں۔"

اس نے بیگ اٹھا کر کھولا میں نے گاڑی کھڑی کر دی۔ "چلتے رہو کرن۔" اس نے بوتل کھول کر میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ میں نے بوتل منہ سے لگا کر تین چار گھونٹ لئے اور اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "ڈیئر میرے لئے ایک سگریٹ سلگاؤ۔" اس نے بوتل بیگ میں رکھ کر سگریٹ سلگایا اور میرے منہ سے لگا دیا۔ بارہ بجے کے قریب ہم راج محل پہنچے تو مین گیٹ کھلا ہوا تھا اور کمپاؤنڈ کی تمام بتیاں جل رہی تھیں۔ میں نے پورٹیکو میں پہنچ کر گاڑی روکی تو گارڈ نے سلامی دی۔ اور میرے ڈرائیور نے لپک کر دروازہ کھولا۔ میں باہر نکلا تو گارڈ انچارج نے آگے بڑھ کر کہا۔ "ان داتا شری حضور آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ کئی گاڑیاں آپ کی تلاش میں گئی ہوئی ہیں سرکار۔"

میں نے کہا۔ "نہیں۔"

سر جھکا کر بولا۔ "سرکار اطلاع ملی تھی کہ آپ اودھم سنگھ کو ٹکر مارنے والی گاڑی

کے پیچھے گئے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "ہاں لیکن ہمیں واپس آتے ہوئے راستے میں کوئی گاڑی نہیں ملی۔ خیر اودھم سنگھ کا کیا ہوا؟"

"سرکار۔" اس نے غمگین لہجے میں کہا۔ "وہ ہسپتال پہنچتے پہنچتے دم توڑ گیا۔"

میں نے کہا۔ "اچھا پاپا کو فون کرو ہم ان کے پاس پہنچ رہے ہیں۔" میں نے لفٹ کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ میرا باڈی گارڈ ہمارے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ میں نے اس کو لفٹ میں چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تم کب سے یہاں ہو بخاری؟" بولا۔ "حضور میں تو اسی وقت سے اندر آ گیا تھا۔ کپتان صاحب مجھے ڈسمس کرنے کی دھمکی دے کر آپ کی تلاش میں گئے ہیں۔" میں نے لفٹ کا بٹن دباتے ہوئے کہا۔ "تمہیں کوئی ڈسمس نہیں کر سکتا۔!" چوتھی منزل پر لفٹ رکتے ہی بخاری نے دروازہ کھولا۔ میں نے کہا۔ "پاپا کون سے کمرے میں ہیں۔ کچھ معلوم ہے؟"

اس نے ہال کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ گارڈ سے معلوم ہو جائے گا سرکار" میں کیتھ کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ ہال میں داخل ہوئے تو ہزہائی نس کے گارڈ نے سلامی دیتے ہوئے کہا۔ "یورایکسی لنسی' ہزہائی نس ڈرائنگ روم میں تشریف لا چکے ہیں۔ آیئے۔" اس نے بڑھ کر ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولا۔ میں کیتھ کو ساتھ لئے ہوئے اندر داخل ہوا۔ ہزہائی نس صوفے پر بیٹھے ہوئے پائپ پی رہے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے اٹھے اور سلام کی پرواہ کئے بغیر آ کر میرے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔ "کرن تم نے ہمیں پریشان کر دیا۔ تمہیں اس کا پیچھا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

میں نے کہا۔ "پاپا عرض کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھئے۔" انہوں نے میرے ہاتھ تھام کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کیتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مس کیتھ بیٹھ جاؤ۔" کیتھ "تھینکس یورہائی نس" کہہ کر قریب ہی ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ میں نے تمام واقعہ تفصیل سے بیان کیا۔ وہ خاموشی سے سنتے رہے۔ میں نے بات ختم کی تو بولے۔ "ہمیں معلوم نہیں تھا کرن کہ یہ اس حد تک جائینگے۔"

"وہ اس سے کہیں آگے جائینگے پاپا۔" میں نے کہا۔ "لیکن آپ فکر نہ کیجئے۔ اگر رفتار یہی رہی تو ایک دو مہینے میں میدان تمام کانٹوں سے صاف ہو جائے گا۔ ان کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے۔ اور پھر ایسے چند غداروں کا انجام دیکھنے کے بعد باقی خود بخود کانپ جائینگے۔"

"یہ صحیح ہے۔" انہوں نے کہا۔ "لیکن کرن تمہاری حفاظت کا انتظام ہم کافی نہیں سمجھتے۔ تم خود بتاؤ ہم کیا کریں؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "پاپا میری حفاظت کے لئے خدا کافی ہے۔ آپ مطمئن رہئے

...... اور پلیز...... ممی سے صلح کر لیجئے۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ میرے ساتھ اٹھتے ہوئے بولے۔ "اچھا اس نئے حادثے کا ری ایکشن دیکھنے کے بعد کوشش کریں گے۔" میں نے کہا۔ "میں کوشش کروں گا پاپا۔ شب بخیر۔"

صبح سب سے پہلے خیریت دریافت کرنے کے لئے آنے والوں میں ہرہائی نس اور شانتا کماری تھیں۔ میں چند منٹ پہلے چائے ناشتے سے فارغ ہوا تھا۔ کیتھی اپنے کمرے میں پھر سونے کے لئے چلی گئی تھی۔ میرے ڈرائنگ روم میں رمولا ناگر تھی۔ اس نے دروازے پر دونوں کا استقبال کیا اور ساتھ لئے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ میں نے اٹھ کر سلام کیا۔ ہرہائی نس مسکرا کر میرے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولیں۔ "رات کہاں غائب ہو گئے تھے کرن؟" میں نے ان کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ایک قاتل کا پیچھا کرتے ہوئے پچاس ساٹھ میل نکل گیا تھا ممی۔"

"قاتل؟" وہ متعجب ہو کر بولیں۔ "ہم نے تو سنا ہے لیفٹیننٹ چتر سنگھ تھا۔"

"میں نام نہیں جانتا۔ اتنا جانتا ہوں اس نے جان بوجھ کر اودھم سنگھ کو کار کی لپیٹ میں لیا اور فرار ہونے کی کوشش کی۔ آہ بیچارہ اودھم سنگھ۔" میں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "اس کی چار کنواری بہنوں اور بوڑھے ماں باپ کا کیا ہو گا؟"

"وہ تو تمہارا باڈی گارڈ تھا۔" شانتا نے کہا۔

"نہیں۔ میرا باڈی گارڈ بخاری ہے تشنو اور اس کو کسی نے اس طرح قتل کیا ہوتا تو اس وقت تک آدھے فوجی افسروں کو ختم کر چکا ہوتا۔"

ہرہائی نس ہنس دیں۔ "تم بہت جذباتی ہو گئے ہو کرن۔ لیکن سنا ہے چتر سنگھ بھی ختم ہو گیا۔ اس کی ادھ جلی لاش اور کار کیمپ میں پہنچ چکی ہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ہاں ممی اس نے خود کشی کر لی۔"

"خود کشی؟ کیوں ــــــ؟"

"اس لئے کہ میں نے اس کو گرفتار کر لیا تھا۔ اس کے لئے دوسرا راستہ نہ تھا۔"

"اوہ! تم نے کتنا بڑا خطرہ مول لیا کرن۔ اگر وہ مایوسی کی حالت میں تمہارے اوپر گولی چلا دیتا تو؟"

"تو میں اس پر گیارہ گولیاں چلاتا۔"

"پگلے۔ وہ فوجی تھا اور فوجی تو مرتے ہی رہتے ہیں۔ کیا اس کی زندگی تمہاری زندگی کا قیمت کی ہے؟" مجھے ہنسی آ گئی۔ "ممی ڈیئر۔ میں راجپوت پرنس ہوں۔ اگر گولی سے ڈر کے میں ایک بے گناہ کے قاتل کو چھوڑ دوں تو پھر مجھے کسی ڈنڈی مارنے والے بنیئے یا بھکشا مانگنے والے برہمن کے گھر جنم لینا چاہئے تھا۔ تلوار باندھنے والے راجپوت راجہ کے محل میں نہیں۔"

"تم نہیں جانتی ممی۔" شانتا نے کہا۔ "خود کو راجپوت ثابت کرنے کے لئے انسان کو بہت سے خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔" یہ ذو معنی جملہ میرے لئے کھلا چیلنج تھا۔ اس نے بڑی خوبصورتی سے کہہ دیا تھا کہ تم اس لئے خطرے میں پڑے کہ خود کو راجپوت ثابت کر سکو۔ میرے مزاج کا پارہ چڑھنے لگا۔ بمشکل ضبط کر کے میں نے کہا۔ "شنتو ڈیئر میدان جنگ اور معرکہ آرائی ایک ایسا امتحان ہے جس میں راجپوت اپنی تلوار کی کاٹ سے پہچانا جاتا ہے۔ افیون کا گھولیا پی کر مہارانا پرتاپ کی جے جے کار تو بہروپیے بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ تمام زندگی بہروپیے ہی رہتے ہیں خود کو راجپوت ثابت نہیں کر سکتے۔ تم ابھی بچہ ہو اور وہ بھی ایک عورت۔ اگر تم میدان جنگ کے معنی سمجھتی ہو تو اپنی تمام افواج کو۔ اس فوج کو جو تمہارے لئے آگ میں چھلانگ لگا سکتی ہو۔ میرے مقابلے کے لئے لے آؤ تمہیں تھوڑی دیر میں پتا چل جائے گا کہ اصلی راجپوت کون ہے اور خود کو راجپوت ثابت کرنے کے لئے خطرے میں پڑنے والا کون؟" شانتا میرا جواب سن کر سناٹے میں آ گئی۔ ہرہائی نس نے مناقانہ تبسم کرتے ہوئے کہا۔ "کرن شنتو کا اشارہ تمہاری طرف نہیں تھا ...... وہ......"

"تو پھر شنتو احمق ہے ممی۔" میں نے ان کی بات کاٹ کر کہا۔ "شاید یہ ابھی تک مجھے دماغی مریض سمجھتی ہے۔ بہتر ہو گا یہ اپنے خیالات میں تبدیلی لائے اور مجھ سے چھوٹی بہن کی طرح بات کیا کرے۔ اور ہاں یہ بات برسبیل تذکرہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا آپ کے اور پاپا کے ستاروں میں کوئی ٹکراؤ ہو گیا ہے ممی؟"

ہرہائی نس میرے چہرے کی طرف دیکھ کر ہنس دیں۔ "ہاں کرن۔" انہوں نے کہا۔ "وہ کچھ کھچے کھچے سے ہیں۔"

"سنئے ممی۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "چھوٹی چھوٹی باتوں پر گرہستھ آشرم کا واتاورن خراب کرنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ اور لیکھ پر میکھ کوئی نہیں مار سکتا ......"

وہ مسکرا کر بولیں۔ "کرن تمہارا جملہ معلوم ہوتا ہے کوئی مہارشی بول رہا ہے۔ لیکن کیا دوسرے جملے میں تم اشارہ نہیں کر رہے؟"

میں نے ایک لمحہ ان کے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "پوجیہ ماتا جی اگر اشارہ بھی ہے تو اس میں کوئی کشاکش یا طنز تو نہیں۔ تقدیر پر شاکر رہنے کی نصیحت بھی ایک مہارشی ہی کر سکتا ہے۔"

"یہ تو ٹھیک ہے کرن۔" انہوں نے کہا۔ "لیکن تم میرے بچے ہو کر میرے سامنے مہارشی بننے کی کوشش کیوں کر رہے ہو؟"

میں ہنس دیا۔ "اس لئے ممی کہ آپ مجھے اپنا بچہ تو تسلیم کریں۔ مہارشی میں خود بن جاؤں گا۔" ہرہائی نس زچ ہو کر رہ گئیں۔ شانتا نے ماں کی گھبراہٹ دیکھ کر کہا۔ "بہت دیر

ہو گئی ممی۔ اب اٹھئے بھی۔" وہ دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ میں نے اٹھ کر سر جھکاتے ہوئے کہا۔ "نمستے ماتا جی۔" وہ میرے سر پر ہاتھ پھیر کر آہستہ آہستہ چل دیں۔ رمولا ان کو دروازے تک چھوڑنے گئی اور واپس آئی تو مسکرا رہی تھی۔ میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے اس کو آغوش میں لے کر کہا۔ "کیوں ہنس رہی ہو رمو۔ بلکہ میری پسندیدہ رم۔" گرمی آغوش سے پگھل کر وہ مجسم شراب بن گئی۔ مسکرا کر گلے میں بانہیں ڈالتی ہوئی بولی۔ "تو میں رم ہوں کرن؟ تم شراب سمجھ کر پیتے ہو مجھے؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر اس کے ہونٹ چوم لئے۔ "ایسے" میں نے کہا۔ وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ اس کی ہنسی بذات خود قلقل مینائے شراب تھی۔ مجھ پر خمار کی سی کیفیت طاری ہونے لگی۔ اور جب خمارا اترا تو دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر اپنی ناوقت حماقت پر ہنس دیئے۔ وہ اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کی طرف چلتے چلتے رک کر بولی۔ "کرن' تم نے رمو کی رم کے نشے میں۔"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "یہ نہیں پوچھا کہ رمو تو کیوں ہنسی؟"

وہ مسکرا کر چلتی ہوئی بولی۔ "اچھا اب رات کو گیارہ بجے بتاؤں گی۔ پلیز اکیلے ہی ملنا ...." میں نے جھپٹ کر اس کو پیچھے سے پکڑ لیا۔ "رمو سپنس پیدا کرنا چاہتی ہو شاید۔ لیکن ڈیئرسٹ میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔ مجھے ابھی بتا دو۔" وہ پلٹ کر مسکرا دی اور رازدارانہ لہجے میں بولی "کرن ہرہائی نس نے رات کو دس بجے مجھے اپنے بیڈ روم میں آنے کو کہا ہے۔"

میں نے کہا۔ "سچ؟"

کہنے لگی۔ "تمہاری جان کی قسم' سچ۔ اور ان کا لہجہ ایسا تھا کہ میں بہت کچھ سمجھ گئی۔ جاؤں کیا؟"

"یہ بھی پوچھنے کی ضرورت ہے کیا ڈیرء ...... اور دیکھو پھر رات کو مجھ سے نہ ملنا۔ شاید وہ کسی سے تمہارا تعاقب کروائیں۔"

شام کو تین بجے ٹیلیفون کی گھنٹی نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ اس وقت کیتھ میرے کمرے میں موجود تھی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور ہیلو کیا۔ دوسرے لمحے "چند لمحوں کے لئے توقف فرمایئے یورہائی نس" کہہ کر ریسیور میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے "آداب عرض پاپا" کہا۔ دوسری طرف سے ان کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔ "کرن تمہیں اپنی ماں کے ساتھ چائے پینا ہے۔ ابھی' اسی وقت۔ لو ان سے بات کرو۔" میں نے کہا "جو حکم پاپا۔" میرے الفاظ کا جواب ہرہائی نس نے دیا۔ "کرن ڈارلنگ فوراً" چلے آؤ۔ کہاں بھلا۔؟"

"میں نے کہا۔ "پاپا کے ڈرائنگ روم میں۔"

ٹھیک ہے تمہارے دونوں ماما بھی موجود ہیں۔ کرنل بھی' ٹھاکور بھی۔"

میں نے کہا۔ "آ رہا ہوں ممی۔ ویسے درخواست پر عمل کرنے کا شکریہ ...... نمستے۔"

ریسیور رکھ کر میں نے کیتھ کی طرف دیکھا۔ "تیار ہو جاؤ پاپا بلا رہے ہیں۔"

"مجھے یا تمہیں ڈیئر۔؟" اس نے کہا۔

"مجھ میں تم شامل ہو ڈارلنگ۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "تم صرف چائے پینا۔ میں چائے کے ساتھ ساتھ منافقانہ باتیں بھی کرتا رہوں گا۔" وہ مسکرا کر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ میں لباس تبدیل کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد کیتھ شعلہ جوالہ بن کر آ گئی اور بزر دبا کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ میں صافہ باندھ کر اس کی طرف پلٹا تو بولی۔ "تم بنے بنائے پرنس ہو کرن۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "اسی لئے بار بار جنت سے حوروں کے پیغام آتے ہیں۔"

وہ مسکرا کر اٹھتی ہوئی بولی۔ "مجھے چھوڑ کر نہ چل دینا ڈارلنگ۔"

"نہیں جا رہا۔" میں نے کہا۔ "زمین پر بھی کافی امکان ہیں میرے لئے پھر معمولی سے عیش کے لئے غیر ملک کون جائے۔"

چونک کر بولی۔ "کیا واقعی؟"

میں نے ہنس کر اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "چونکو نہیں تم پہلی ہو ڈارلنگ۔"

"اور دوسری کون----؟" اس نے جملے کی ساخت سے سوال پیدا کیا۔

"ڈیم اٹ۔ تمہارے ہوتے بھی کسی کی ضرورت ہے کیا؟ چھ لڑکیاں ملا کر تم کو ایک بنایا گیا ہے۔"

"تم کسی فلرٹ کی طرح باتیں کر رہے ہو کرن۔" اس نے کہا۔ اسی وقت ایک خادمہ اندر داخل ہو کر بولی۔ "حکم مس صاحبہ؟" مس صاحبہ کو پسینہ آ گیا۔ اسے معلوم تھا میری دونوں خادمایں انگریزی پڑھی ہوئی ہیں۔ سنبھل کر بولی۔ "یوراج اور ہم ہزہائی نس کے پاس جا رہے ہیں۔ تم ادھر حاضر رہنا۔" پھر میری طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ "چلئے یورایکسی لنسی۔" لڑکی سر جھکا کر ایک طرف ہو گئی۔ ہم دونوں چل دیئے کاریڈور میں پہنچ کر میں نے کہا۔ "ڈارلنگ تم فارسی میں دختر خر ہو۔ سمجھ میں نہیں آتا انگریزی میں تمہیں کیا کہوں؟"

کچھ نہ سمجھنے کے باوجود مسکرا کر بولی۔ "لیس یورایکسی لنسی مجھ سے حماقت ہوئی اور میں اس پر شرمندہ ہوں۔"

"خیر۔ لیکن کیا!! ہو گیا۔ کل سے پورے محل میں مشہور ہو جائے گا کہ مس کیتھ یوراج کو کرن کہہ کر پکارتی ہے۔" وہ خاموش ہو گئی۔ ڈرائنگ روم کے دروازے پر پہنچ کر بولی۔ "میں انعام دے کر اس کا منہ بند کرنے کی کوشش کروں گی۔" میں نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ کوشش بھی کر دیکھو۔"

اندر ہزہائی نس' مہارانی' شانتا' کرنل اور ٹھاکور کے علاوہ دو تین راجکماریاں اور بھی بیٹھی تھیں۔ میں نے جھک کر سلام کیا۔ تمام بزرگوں نے اٹھ کر باری باری میرے پر ہاتھ پھرا اور بیٹھنے کے بجائے ڈرائنگ روم کی طرف چلنے لگے۔ ہزہائی نس نے چلتے چلتے کہا۔ "سرلا دیوی تم اور تمام راجکماریاں مس کیتھ کے ساتھ میری لائبریری میں چلی جاؤ گی۔" سرلا دیوی "جو حکم" کہہ کر کیتھ اور دونوں راجکماریوں کو لے کر دوسرے دروازے کی طرف چل دیں۔ ڈرائنگ روم میں ہر چیز شیشے کی بنی ہوئی تھی۔ میز کا اوپر کا حصہ تو خیر شیشے کا ہونا سمجھ میں آتا ہے۔ لیکن یہاں تو سالم میزیں اوپر سے نیچے تک بلوریں تھیں۔ کرسیاں' کراکری' ٹرالی ٹرے ہر چیز معلوم ہوتا تھا کہ بلور تراش کر نکالی گئی ہے۔ میں دیکھ کر مبہوت ہو گیا۔ لیکن اظہار حیرت میرے لئے اپنی شخصیت کا نقاب الٹ دینے کے مترادف تھا۔ اس لئے بالکل خاموش رہا اور ہزہائی نس کا اشارہ ملتے ہی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ میرے بائیں جانب کرنل ماما اور دائیں طرف ہزہائی نس تشریف فرما ہو گئے۔ سامنے کی کرسیوں پر نسل غیر یعنی ہزہائی نس' شانتا اور ٹھاکور ماما براجمان ہو گئے۔ میز پر چھ افراد کے لئے پوری پنجاب رجمنٹ کا راشن موجود تھا۔ اس کے باوجود سروس کے لئے چار حسین خادمائیں دست بستہ کھڑی تھیں۔ ہزہائی نس نے اشارہ کیا اور سب نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں کیک اٹھاتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ ڈائننگ روم کی مناسبت سے چاروں خادمائیں بھی شیشے کی نہیں تو گلاس فائبر کے لباس میں ضرور ملبوس ہونی چاہئے تھیں لیکن پھر سوچا کہ اس صورت میں ڈیڈی اور ان کے یہ چار مہمان آؤٹ آف پروپورشن ہو جائیں گے۔ خیر دیکھیں گے۔ ہزہائی نس بن جانے کے بعد۔ فی الحال تو کچھ بولنے کی ضرورت تھی۔ کیونکہ ابھی تک سب خاموش تھے۔ چنانچہ چائے کا گھونٹ لے کر ہزہائی نس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "پاپا اب تو میری صحت ...... کیسی ہے آپ کے خیال میں؟"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "اچھی ہے۔ لیکن بہت اچھی نہیں۔ کیوں؟"

میں ہنس دیا۔ "اس سے اچھی اور کیا ہو گی۔ آپ کو معلوم ہے میرا وزن کتنا بڑھ گیا ہے۔"

"بھگوان کی دیا ہے۔" ماما نے کہا۔ "مطلب کیا ہے کرن بیٹے؟"

"یہی ماما جی' کہ اب شکار وکار کی اجازت مل جائے تو ......"

"اونہوں۔" ہزہائی نس بات کاٹ کر کہا۔ "ابھی تو تمہارے صحتیاب ہونے کا جلسہ بھی نہیں ہوا۔"

"یہ جلسہ ہی ہے پاپا۔"

وہ ہنس دیئے۔ ماما کی طرف دیکھ کر بولے۔ "کرنل اسے شدھ ہندی میں سمجھاؤ جلسہ کسے کہتے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "سمجھ گیا پاپا...... خیر اب چلنے پھرنے کی تو اجازت دیجئے۔"

ہزہائی نس بولیں۔ "اب کونسی پابندی ہے کرن۔ شام کو گھنٹوں کار میں گھومتے رہتے ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ وہ تو محض سیرو تفریح ہے ممی۔"

"تم کہاں جانا چاہتے ہو؟"

"میں نے عرصے میں شہر نہیں دیکھا۔"

"تو دیکھ آؤ۔" ہزہائی نس نے کہا۔

شانتا نے کہا۔ "میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ہشت میں دم چھلا نہیں باندھتا۔"

میرے بے ساختہ جملہ پر سب ہنس دیئے۔ شانتا نے کہا۔ "میں تمہاری دم کے پیچھے نہیں' آگے آگے چلوں گی کرن۔"

"سوری بے بی۔" میں نے کہا۔ "آپ اپنی سہیلیوں کے ساتھ آنکھ مچولی اور کوڑا جمال شاہی کھیلیں۔"

ہزہائی نس درمیان میں بولیں۔ "کرن بہن کو بھلے ساتھ نہ رکھو لیکن آخر کوئی نہ کوئی لڑکی کسی نہ کسی روپ میں دم چھلا تو ضرور بن کر رہے گی۔" میں ہزہائی نس کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "لے جاؤ کرن۔ تمہاری چھوٹی سی بہن ہے۔ برا مان جائے گی۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے پاپا۔ ابھی لے جاتا ہوں۔ لیکن صرف آج۔ چلو شنو سہیلیوں کی پلٹن نہ لینا اپنے ساتھ۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "ریکھا کو لے جاؤ شنو۔"

سانتا نے کہا۔ "بہتر ہے کہاں چلو گے کرن؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "چڑیا گھر۔"

شانتا نے منہ بنا کر کہا۔ "میں نہیں جاتی۔"

"ڈرتی کیوں ہو شنو۔" میں نے کہا۔ "وہاں کوئی جنگلہ خالی نہیں ہے۔ یہ بتاؤ تمہارے پرس میں کتنے روپے ہوں گے۔؟"

"جتنے تمہاری جیب میں۔ کیوں؟ کیا جانوروں کو ڈنر دینا ہے؟"

"وہ تو پاپا ہر روز دیتے ہیں۔ میں چند مصیبت زدہ انسانوں کو۔"

ہزہائی نس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "مصیب زدہ کون؟"

میں نے کہا۔ "ہیں پاپا۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ اور آپ یقیناً" ان کی سرپرستی فرمائیں گے۔"

ہزہائی نس نے ایک داسی سے کہا۔ "بھنڈاری جی کو فون کرو۔" میری طرف دیکھ کر بولے۔ "کتنا روپیا چاہئے کرن۔؟" میں نے کنپٹی کھجاتے ہوئے کہا۔ "فی الحال صرف دس ہزار ...۔... باقی حالات دیکھ کر عرض کروں گا۔" ہزہائی نس مسکرا کر بولیں۔ "دس ہزار بہت بڑی رقم ہوتی ہے کرن" میں ہنس کر خاموش ہو گیا۔ ہزہائی نس نے داسی کی طرف دیکھا۔ "ان سے کہو خزانے سے دس ہزار روپے لے کر فوراً" حاضر ہوں۔" داسی سر جھکا کر تیزی سے دروازہ کھول کر نکل گئی۔ میں نے شانتا سے کہا۔ "چلو شنو تیار ہو جاؤ۔" ہزہائی نس سمجھ گئے میں کہاں جانا چاہتا تھا۔ افسردہ لہجے میں بولے۔ "شانتا کو وہاں نہ لے جاؤ کرن۔"

میں نے کہا۔ "نہیں پاپا۔ میں وہاں کا جانا ملتوی کرتا ہوں۔ شانتا کو گارڈن لے جاتا ہوں ورنہ یہ کہیں گی یہ سب کچھ ان کو ٹالنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔" شانتا نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو کرن۔" میں بھی اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر ہزہائی نس اور ان کے ساتھ سبھی اٹھ کھڑے ہوئے اور ڈرائنگ روم میں آ گئے۔ ہزہائی نس نے صوفے پر بیٹھتے ہی ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ایک داسی نے ٹیلیفون اٹھایا اور ٹرے لے کر ان کے قریب آ گئی۔ انہوں نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "گارڈن سپرنٹنڈنٹ" تھوڑے وقفے کے بعد ہیلو کہہ کر بولنے لگے۔ "ڈیڈی آج پانچ بجے سے آٹھ بجے تک باغ پبلک کے لئے بند رہے گا۔ پولیس کو حکم دے کر عورتوں اور بچوں کے سوا سب کو باہر کرا دو ابھی فوراً"۔"

ان کے ریسور رکھتے ہی میں نے کہا۔ "پرجا کے رنگ میں بھنگ ڈالنا تو ہمارا مقصد نہ تھا پاپا۔ رہنے دیا ہوتا۔"

ہزہائی نس مسکرا کر بولیں۔ "مفت میں درشن کرانا چاہتے ہو کرن؟"

میں نے کہا۔ "شنو ساتھ جا رہی ہیں ورنہ اپنے درشن پر تو میں ٹکٹ لگا دیتا ممی۔"

ہزہائی نس نے ہنس کر کہا۔ "تمہاری مرضی کرن۔ لیکن درباری لباس میں نہ جاؤ۔ ہجوم میں گھر جاؤ گے ...."

میں نے کہا۔ "بہتر ہے ہنٹنگ سوٹ پہن لیتا ہوں۔"

ہزہائی نس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے" ان کے اٹھتے ہی سب کھڑے ہو گئے۔ میں کپڑے تبدیل کرنے کے لئے اپنے کمرے کو چل دیا۔ وہ سب ہزہائی نس کے ڈرائنگ روم کی طرف روانہ ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد میں نیچے آیا تو پورچ میں رائس کھڑی ہوئی تھی۔ لیکن اس میں کیتھ کے سوا کوئی نہ تھا۔ میرا باڈی گارڈ اور ڈرائیور، دونوں سیڑھیوں پر کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے باڈی گارڈ سے راجکماری کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ دوسری گاڑی میں وچترا دیوی کو لینے گئی ہیں۔ ہزہائی نس نے کہا ہے "آپ باغ کو چلے جائیں وہ وہیں مل جائیگی۔"

میں نے پورچ سے باہر نکلتے ہی کیتھ سے پوچھا۔ "تمہیں معلوم ہے وچترا کون ہے؟" بولی۔ "راجکماری کی سہیلی ہے کوئی۔" میں خاموش ہو گیا۔ مین گیٹ پر آتے ہی گارڈ نے سلامی دے کر دروازہ کھولا۔ کیتھ نے اپنے برابر میں رکھی ہوئی صندوقچی دکھاتے ہوئے کہا۔ "یہ ہزہائی نس نے دس ہزار روپیا دیا ہے۔"

میں نے اپنے باڈی گارڈ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "بخاری! اودھم سنگھ کا مکان دیکھا ہے تم نے؟"

اس نے گردن گھما کر کہا۔ "دیکھا ہے یور ایکسی لنسی۔ موہن پورہ میں ہے۔ کیا حضور وہاں جانا چاہتے ہیں؟"

میں نے کہا۔ "ہاں" ڈرائیور نے کہا۔ "ان داتا آپ کے جانے کے قابل جگہ نہیں ہے۔"

"تو یہ اس جگہ کا قصور نہیں، ہمارا ہے۔" میں نے کہا۔ "ہمیں تمام ریاست کو اپنے جانے کے قابل بنانا چاہئے۔" ڈرائیور نے رکتے رکتے کہا۔ "خدا حضور کو سلامت رکھے اور تمام ہندوستان کا سمراٹ بنائے۔" مجھے ہنسی آ گئی۔ "پاگل" میں نے کہا۔ "ہندوستان کے سمراٹ اب "ستھم ویی جینو جے" کرنے والے برہمن بنیں گے اور پورے بھارت دیش کو لنگوٹی بندھوا کر بھیک منگوائیں گے۔ راجپوتوں کے لئے اب کوئی چانس نہیں۔" ڈرائیور کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن باڈی گارڈ نے کہنی مار کر اس کو خاموش کر دیا۔ کیتھ نے کہا۔ "یہ روپیہ کس لئے ہے یور ایکسی لنسی؟"

میں نے کہا۔ "ابھی معلوم ہو جائے گا۔" ڈرائیور نے مین روڈ سے ٹرن لیا اور گاڑی ایک نسبتاً" تنگ سڑک پر چلنے لگی۔ تھوڑی دیر میں ایک بے رونق سے محلے کے نیم پختہ مکانوں اور ناہموار میدانوں کے درمیان سے گزرتی ہوئی چند بے ترتیب مکانوں کے پاس پہنچ کر رک گئی۔ گاڑی رکتے ہی عورتیں اور بچے ارد گرد جمع ہونے شروع ہو گئے۔ بخاری نے گاڑی سے اتر کر پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "یور ایکسی لنسی یہ سامنے والا مکان اودھم سنگھ کا ہے۔" میں نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "یہ صندوقچی اٹھا لو" ڈرائیور اودھم سنگھ کے مکان کی طرف چلنے لگا۔ دروازہ کھٹکھٹاتے ہی ایک بارہ تیرہ سالہ بچی نے کواڑ کھول کر دیکھا۔ اور کار دیکھتے ہی گردن گھما کر کہا۔ "ماتا جی کوئی سرکاری افسر آیا ہے۔"

"ماتا جی کوئی سرکاری افسر آیا ہے۔"

ڈرائیور نے کہا۔ "بیٹی سرکاری افسر نہیں شری ....."

میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اس نے پلٹ کر کہا۔ "جی ان داتا۔" اسی وقت ایک جوان لڑکی اور ایک بڑھیا نے دروازے سے باہر جھانکا۔ میں نے نمسکار کر کے کہا۔ "بائی جی میں راج محل سے آپ کی سیوا میں حاضر ہوا ہوں۔" بڑھیا نے آشیرواد

دے کر کہا۔ "اندر پدھارو کنور جی۔" میں نے بخاری کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آؤ" اور دونوں آگے پیچھے اندر داخل ہوئے۔ بڑھیا نے انگنائی میں پڑے ہوئے مونڈھوں کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا۔ "بائی جی وقت کم ہے۔ میں شری حضور کی طرف سے آپ کو آشواسن دینے آیا ہوں۔" میں نے بخاری کے ہاتھ سے صندوقچی لے کر اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "یہ انہوں نے آپ کی بچیوں کی شادی پر خرچ کرنے کے لئے دیا ہے۔" بڑھیا نے کانپتے ہاتھوں سے صندوقچی لیتے ہوئے مہاراجہ کو دعائیں دیں۔ انگنائی میں کھڑی ہوئی دو تین پڑوسنوں نے بھی دعاؤں میں اس کا ساتھ دیا۔ میں نے کہا۔ "شری حضور کو اودھم سنگھ جی کی مرتیو کا بہت افسوس ہے۔ ان کی پنشن آپ کو ہر ماہ ملتی رہے گی۔ اچھا ...... نمستے۔"

بڑھیا نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ "کنور جی۔ میں آپ کی سیوا کروں۔"

بخاری نے کہا۔ "بائی جی یہ کنور جی نہیں شری یوراج جی ہیں۔" بڑھیا کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ صندوقچی اپنی لڑکی کے ہاتھ میں دے کر جھکنے لگی۔ میں نے اس کا بازو تھام کر کھڑی کرتے ہوئے کہا۔ "یہ آپ کیا کر رہی ہیں بائی جی۔ میں تو آپ کا بچہ ہوں۔" تمام عورتیں دعائیں دینے لگیں۔ میں نے گھور کر بخاری کی طرف دیکھا اور مڑ کر دروازے کی طرف چلنے لگا۔ بڑھیا نے زمین چھو کر دونوں ہاتھ آنکھوں سے لگا لئے اور "یوراج رشی رشی کرن جی امر رہیں" کی صداؤں سے صحن گونجنے لگا۔ میں تیزی سے باہر نکل کر گاڑی میں سوار ہو گیا۔ ہجوم سے گاڑی نکلتے ہی میں نے باڈی گارڈ سے کہا۔ "بخاری احمق ہو تم۔ ذرا عقلمند بننے کی کوشش کرو۔" اس نے میری طرف دیکھ کر سر جھکا لیا۔

کیتھ نے کہا۔ "کیا ہوا یور ایکسی لنسی؟"

میں نے کہا۔ "ہوا تو کچھ نہیں۔ میں یہاں اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ سید صاحب نے اپنی سادگی سے ......"

وہ ہنس کر بات کاٹتے ہوئے بولی۔ "ہارون الرشید بننا چاہتے تھے کیا؟"

"نہیں۔ ہز ہائی نس ابھی میرا منظر عام پر آنا پسند نہیں کرتے۔"

"ٹھیک ہے" اس نے مسکرا کر کہا۔ "آپ نے بخاری کو بتا دیا ہوتا باڈی گارڈ اتنے عقلمند کہاں ہوتے ہیں کہ ......"

"باڈی گارڈ؟" میں نے ہنس کر کہا۔ اور کچھ سوچ کر بولتے بولتے رک گیا۔ کیتھ نے کہا۔ "آپ کچھ کہنے جا رہے تھے۔" میں نے کہا۔ "نہیں بہرکیف میرے ذہن میں باڈی گارڈ کا تصور کچھ اور ہے اور وہ اس سے بہت مختلف ہے جو کچھ بخاری ہے۔" وہ مسکرا کر منہ پھیرتی ہوئی بولی۔ "آپ کے معیار پسندیدگی سے میں بھی گھبراتی ہوں۔"

"تم ضرورت سے زیادہ عقلمند ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "گاڑی سڑک پر آتے ہی

ڈرائیور نے پوچھا۔ "کس طرف سرکار؟" کیتھ نے کہا "گارڈن۔"

باغ کے دروازے پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ پھاٹک تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ دونوں طرف پولیس مین کھڑے ہوئے تھے۔ گاڑی دیکھ کر انہوں نے سلامی دی اور پھاٹک کھول دیا۔ میوزیم کے سامنے شاننا کی کار کھڑی ہوئی تھی۔ ہم گاڑی سے اتر کے اندر داخل ہوئے۔ ویدی استقبال کے لئے دروازے پر موجود تھا۔ اس نے بتایا راجکماری اپنی سہیلیوں کے ساتھ پہلی منزل پر انتظار کر رہی ہیں۔ ہم اس کے ساتھ اوپر پہنچے۔ شاننا تین لڑکیوں کے ساتھ ایک اسٹال پر کھڑی ہوئی مغل آرٹ دیکھ رہی تھی۔ آہٹ پاتے ہی ہماری طرف متوجہ ہوئی اور مسکرا کر بولی۔ "کہاں چلے گئے تھے کرن؟ آؤ ان سے ملو۔" اس نے ایک لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالی اور دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا۔ "وچترا دیوی" شاننا نے کہا۔ میں نے ہاتھ جوڑ کر نمستے کیا۔ وچترا نے نمستے کرتے ہوئے غور سے میری طرف دیکھا۔ "آپ کا مزاج؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ "مہربانی' نوازش۔" میں نے جواب دیا۔ شاننا نے مسکرا کر کہا۔ "ہیں نا سچ مچ کے شہزادے میرے بھیا۔ وچترا دیوی؟"

وچترا نے کہا۔ "اس میں بھی کوئی شک ہے کیا۔" ریکھا اور سرلا مسکرا دی۔ "میں تو جھوٹ موٹ کے راجکمار کا پاٹ ادا کر رہا ہوں شنو۔ سچ مچ کے شہزادے تو ایسے ہوتے ہیں۔" میں نے گیلری میں رکھی ہوئی ایک مغل شہزادے کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وچترا نے تیز نگاہوں سے شاننا کی طرف دیکھا اور چلتے ہوئے بولی۔ "آیئے ..... پھر باغ میں بھی تو چلنا ہے۔" تمام گیلریوں کے چکر کاٹ کر دوسری تیسری منزل کے نوادر دیکھنے کے بعد ہم باہر نکل کر چڑیا گھر کی طرف چلنے لگے۔ وچترا بار بار مجھے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش میں مصروف رہی۔ سات بجے راج محل کی طرف لوٹے تو وہ بھی ہمارے ساتھ تھی۔

میں نے اپنے کمرے میں آ کر لباس تبدیل کیا اور سگریٹ سلگا کر کیتھ کی طرف دیکھا۔ "بھوک لگ رہی ہے ڈارلنگ۔" اس نے رسٹ واچ پر نظر ڈال کر کہا۔ "چلئے کھا لیتے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو کپڑے تبدیل کر آؤں؟" میں "اوکے" کہہ کر صوفے پر دراز ہو گیا۔ وہ اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ چند منٹ کا وقفہ دے کر میں نے اس کو بزر دبا کر بلایا وہ بالوں میں کنگا پھیرتی ہوئی آئی اور میں اس کو ساتھ لے کر ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔ کھانے کے دوران کیتھ نے کہا۔ "کرن۔ شاننا کماری کا تمہارے ساتھ باغ جانے کا مقصد کچھ سمجھ میں آیا؟" میں نے ہاتھ سے چمچہ رکھتے ہوئے کہا۔ "ہاں شاید وچترا دیوی سے تعارف کرانے کے لئے ایک بہانہ تھا۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" اس نے کہا۔ "لیکن کیوں؟"

میں ہنس دیا۔ "شاید وہ دکھانا چاہتی تھی کہ شرد ھام میں ایک ایسی فتنہ قیامت حسینہ

بھی ہے جس کی آنکھوں میں میخانے، مسکراہٹ میں بجلیاں، تکلم میں موسیقی اور خرام ناز میں زلزلے پنہاں ہیں۔"

"نان سنس۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "شاید تم اسے پسند کرنے لگے ہو۔ خیر، میں کچھ اور کہنا چاہتی تھی۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "اور میں بھی اسی نتیجے پر پہنچا ہوں۔ جو تم کہنا چاہتی ہو۔"

"میں تو اس کو خطرناک سمجھتی ہوں۔" اس نے کہا۔ "اور تم؟"

"میری صحت ایسی بری تو نہیں کہ وہ فوراً خطرناک ثابت ہو جائے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ اس نے آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھا اور مسکرا دی۔ میں کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ کافی پینے کے بعد دونوں کیتھ کے روم میں آکر سگریٹ پینے لگے۔ نو بجے کے قریب ایک خادمہ نے شانتا کے آنے کی اطلاع دی۔ کیتھ نے میری طرف معنی خیز نظروں سے دیکھ کر اس سے سوال کیا۔ "راجکماری کے ساتھ وچترا دیوی بھی ہیں کیا؟"

خادمہ نے کہا۔ "جی مس صاحب۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "جاؤ انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ۔" خادمہ سر جھکا کر واپس ہو گئی۔ میں ڈرائنگ روم میں پہنچا تو شانتا اور وچترا دروازے سے اندر داخل ہو رہی تھیں۔ میں نے مسکرا کر استقبال کیا۔ وچترا نے ہاتھ جوڑ کر نمستے کیا۔ میں نے جواب دے کر صوفے کی طرف اشارہ کیا۔ وچترا نے کہا۔ "یور ایکسی لنسی میں راجکماری کو آپ سے معافی طلب کرنے کے لئے لے کر آئی ہوں۔"

میں نے کہا۔ "دیوی۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ یہ میری چھوٹی بہن ہے۔ اسے ایسے مذاق کا حق ہے۔ خیر ویسے میں اسے خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں۔"

مسکرا کر بولی۔ "نہیں یور ایکسی لنسی۔ میں نے محسوس کیا کہ ان کے جملے میں کشاکش تھا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "چلئے آپ کے کہنے سے معاف کر دیا۔" وہ مسکرا کر شکریہ ادا کرتے ہوئے بیٹھ گئی۔ شانتا نے ہنس کر کہا۔ "ابھی تو میں نے معافی بھی نہیں مانگی۔" میں نے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "تمہاری معافی میں قبول بھی کب کرنے لگا تھا۔"

وہ ہنس دی۔ "کرن پھر تو تمہاری چابی ہاتھ آ گئی۔" میں نے اٹھ کر بزر دباتے ہوئے کہا۔ "میں کسی نیشن سے کھلنے والا تالا ہوں شنو۔ چابی نہیں لگتی۔" ایک خادمہ نے آکر کہا۔ "حکم؟" میں نے وچترا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کافی پیجئے گا یا چائے؟"

شانتا نے کہا۔ "کافی" خادمہ سر جھکا کر باہر نکل گئی۔ میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ شانتا۔۔۔ وچترا سے مخاطب ہو کر بولی۔ "وچترا ایم اے کرنے کے بعد ڈاکٹریٹ انگلینڈ سے کر کے آؤ تو بہتر ہے۔" اس نے کہا۔ "پتا جی انگلینڈ جانے کی اجازت شاید ہی دیں۔" میں خاموش بیٹھا ان کی گفتگو سنتا رہا۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ان مکالموں

کے پردے میں وچترا کی کوالی فیکیشنز مجھے سنائی جا رہی تھیں۔ خادمہ کافی کی ٹرے رکھ کر چلی گئی تو شانتا میری طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ "کیا انگلینڈ جانے میں کچھ برائی ہے کرن؟" میں نے کافی پاٹ اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "نہیں شنو" وچترا نے میرا ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔ "کافی بنانا عورتوں کا کام ہے یور ایکسی لنسی۔"

شانتا نے ہنس کر کہا۔ "وچترا، تم جیسی گھریلو لڑکیوں کو تو فلسفے کے مسائل پر سر کھپانے کے بجائے شادی کر لینی چاہئے۔" میں نے شانتا کی طرف دیکھا وہ موضوع گفتگو کو قصداً" گھما پھرا کر ایک مخصوص سمت میں لے جانا چاہ رہی تھی۔ وچترا نے پیالیوں میں کافی انڈیلتے ہوئے بے ساختہ کہا۔ "مجھے مسئلے حل کرنے میں مزا آتا ہے شانتا۔ اور شادی کوئی مسئلہ نہیں۔"

"تمہاری بھول ہے۔" شانتا نے پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔ "شادی زندگی کا اہم ترین مسئلہ ہے۔"

"ہو گا۔" وچترا نے کہا۔ میں نے ان کی باتوں سے اکتا کر پیالی اٹھائی اور کافی پینے لگا۔ شانتا کھلکھلا کر ہنس دی۔ پیالی چھلک گئی اور اس کی ساڑی پر کافی گر گئی وہ "اوہ" کہہ کر اٹھی اور ساڑی جھٹکنے لگی۔ میں نے بزر دبا کر خادمہ کو بلایا اور پانی لانے کو کہا۔ شانتا نے کہا۔ "نہیں کرن۔ اس طرح صاف نہیں ہو گی۔ میں ابھی آئی۔" وہ نوکرانی کے ساتھ بیسن کی طرف چل دی۔ میں نے کافی کی پیالی ٹرے پر رکھ کر دوسرا سگریٹ سلگایا۔ وچترا نے پاٹ اٹھایا تو میں نے "شکریہ" کہہ کر روک دیا اور سگریٹ پینے لگا۔ مجھے یہ ناوقت ملاقات کچھ عجیب سی لگ رہی تھی۔ ہر بات میں تصنع کا پہلو نمایاں تھا۔ شانتا کے اس طرح چھوڑ کر چل دینے سے بھی یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ہمیں تنہائی میں بات کرنے کا موقع دینا چاہتی تھی۔ اور یہ تمام چیزیں محض اتفاقیہ نہیں بلکہ سوچی سمجھی اسکیم کے تحت پیش آ رہی تھیں۔ وچترا کا غیر معمولی حسن مجھے ایک خوبصورت جال نظر آنے لگا۔ مجھے خاموش دیکھ کر اس نے آخری گھونٹ لیا اور پیالی رکھ کر مسکراتے ہوئے بولی۔ "آپ کو نیند تو نہیں آ رہی یور ایکسی لنسی؟"

میں نے کہا۔ "نہیں میں دس بجے سے پہلے کبھی نہیں سوتا۔"

بولی۔ "ہاں۔ میں نے سنا ہے آپ شام ہونے کے بعد سیر کو نکلا کرتے ہیں۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ اسی وقت شانتا اندر آئی تو وچترا صوفے سے اٹھتی ہوئی بولی۔ "میرے خیال میں اب چلنا چاہئے۔" شانتا نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "اوہ..... دس بج چکے ...... چلو۔" میں ان کو دروازے تک چھوڑنے آیا۔ دوسرے کمرے سے گزرتے ہوئے شانتا نے پیچھے رہ کر میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے کان میں کہا۔ "کرن بھیا۔ کیسی ہے؟"

میں ہنس دیا تو بولی۔ "اس کے معنی ہیں تمہیں پسند ہے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "صرف وہ تل جو اس کے رخسار پر ہے۔" شانتا ہنس دی۔ وچترا چلتے چلتے رک گئی اور پلٹ کر دیکھنے لگی۔ شانتا نے کہا۔ "ایک منٹ وچترا۔" پھر میری طرف دیکھ کر بولی۔ "مجھے بہت پسند ہے کرن۔ تمہارے لئے۔" میں نے وچترا پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "شکریہ۔ لیکن شنو ایک چھوٹے سے تل کے لئے ایک سو پچیس پونڈ کی عورت کا وزن گھسیٹنا مجھے ......" اس نے آگے بڑھ کر اپنی سہیلی کا ہاتھ تھاما اور اس کو لے کر باہر نکل گئی۔

○

دوسرے دن گیارہ بجے کے قریب رمولا ڈرائنگ روم میں آئی تو اس کے چہرے پر سراسیمگی طاری تھی۔ میں نے غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو مسکرا دی۔ میں نے اٹھ کر ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "کیا بات رمو کچھ گھبرائی ہوئی نظر آ رہی ہو؟"

بولی۔ "نہیں یورایکسی لنسی۔"

میں نے کہا۔ "مجھ سے چھپانے کی کوشش نہ کرو رمو۔ رات کو کوئی ایسی بات ضرور پیش آئی ہے جس سے تم خوفزدہ ہو گئی ہو۔ ورنہ اس وقت تم خود مجھ سے کچھ کہنے کے لئے بے تاب ہوتیں۔" اس نے جواب دینے کے بجائے میرے کندھے پر سر رکھ دیا اور سسکیاں لینے لگی۔ میں نے اس کی کمر تھپتھپائی۔ اور آہستہ سے کہا۔ "ہرہائی نس نے دھمکی دی تمہیں؟" اس نے سر اٹھا کر کہا۔ "نہیں یورایکسی لنسی۔ انہوں نے مجھے سونے کا ہار انعام میں دیا ہے لیکن ساتھ ہی جو خدمت سونپی ہے وہ میرے لئے ممکن نہیں ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "ظاہر ہے انعام یونہی نہیں دیا جاتا۔"

"یہ بھی نہیں۔ میری پریشانی کی وجہ کچھ اور ہے۔"

"کیا؟"

"وہ کہتی ہیں انہیں یقین ہے تم رشی کرن نہیں ہو۔ کیا یہ سچ ہے یورایکسی ......"

"فرض کرو سچ ہے۔" میں نے کہا۔

"وہ کہتی ہیں۔ مجھے کسی طرح یہ ثابت کرنا ہے ......"

میں ہنس دیا۔ "خیر تمہیں ہار مل گیا ...... اور جو کچھ دیں' گھسیٹتی رہو پوچھیں تو کہہ دو کوشش کر رہی ہوں۔"

"لیکن کب تک؟"

"جب تک ممکن ہو ...... ویسے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ تمہاری طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتیں۔"

"شکریہ کرن ...... میں بہت خوفزدہ ہو رہی تھی۔ بہرکیف انہیں معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ میں نے یہ باتیں ......"

"کیسی باتیں کر رہی ہو۔ تم میری جان ہو رمو۔ اور یہ بھی یقین کر لو کہ وہ مجھے شردھام کا راجہ بننے سے نہیں روک سکتیں۔ جنہوں نے روکنے کی کوشش کی ان کا انجام سب نے دیکھ لیا گو یہ کسی کو معلوم نہیں۔ یہ کیسے ہوا تم ابھی بہت کچھ دیکھو گی۔ سمجھیں یا دوسری طرح سمجھاؤں۔؟" میں نے اسے گود میں اٹھا کر چوم لیا۔ اور وہ پھڑک کر رہ گئی۔

شام کو حسب معمول کیتھ کے ساتھ سیر کو گیا اور جب رات گئے واپس ہوا تو لفٹ سے اترتے ہی کاریڈور میں زینے کے قریب ریکھا کھڑی ہوئی ملی۔ میں نے کیتھ کو آگے نکل جانے دیا اور اس کے پاس جا کر کہا۔ "ریکھا تم؟ اس وقت یہاں----؟" وہ سرگوشی کے لہجے میں بولی۔ "ہاں یوراج۔ دیر سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ صرف یہ کہنے کے لئے کہ رمولا پر اعتماد نہ کرنا۔ وہ خریدی جا چکی ہے۔" میں نے جھک کر اس کا منہ چومتے ہوئے کہا۔ "شکریہ پر-تما فکر نہ کرو۔ اور اگر آ سکتی ہو تو میرے کمرے میں چلو میں تمہارے لئے بے چین ہوں۔" اس نے پژمردہ لہجے میں کہا۔ "کرن میں تمہارے اوپر قربان ہو سکتی ہوں لیکن راز کھل جائے گا اور پھر میں تمہارے لئے کچھ نہ کر سکوں گی۔" میں نے پھر اس کا شکریہ ادا کیا اور ہال کی طرف چل دیا۔

کمرے میں آتے ہی کیتھ نے پوچھا۔ "کون تھی کرن----؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ایک خیر خواہ۔ جسے تم نہیں جانتیں۔" وہ مسکرا کر کپڑے تبدیل کرنے کے لئے اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر ہزہائی نس کو فون کیا۔ "ہیلو کرن۔" کہتے ہی آداب عرض کر کے کہا۔ "پاپا یہ نائٹ گارڈ آپ نے تعینات کیا ہے یا کیپٹن نے اپنی مرضی سے بھیج دیا ہے؟"

بولے۔ "کیپٹن ہمارا معتمد ہے کرن۔ وہ تمہارے لئے غلط آدمی کبھی نہیں بھیج سکتا۔"

"ٹھیک ہے پاپا۔ اب ایک خاص درخواست کرنا چاہتا ہوں ریکھا کو کل تنہائی میں طلب کر کے کم از کم ایک ہزار روپیہ انعام دے دیجئے پلیز۔"

"ریکھا کو؟ ...... اچھا اطمینان رکھو۔" انہوں نے کہا۔ میں نے شکریہ ادا کر کے شب بخیر کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

میں کیتھ کے کمرے میں بے خبر سو رہا تھا کہ اچانک اپنی خوابگاہ میں کسی چیز کے گرنے چھناکا سن کر میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے تکئے کے نیچے سے پستول نکالتے ہوئے کیتھ کو جھنجھوڑا۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کرتا ہوا مسہری سے نیچے اتر کے دروازہ کھولا اور ننگے پاؤں اپنے کمرے کی طرف چل

دیا۔ دروازہ کھول کر اندر جھانکا تو اندھیرے میں کچھ دکھائی نہ دیا۔ میں آہستہ آہستہ اندر داخل ہوا اور سوئچ آن کیا۔ روشنی ہوتے ہی میری مسہری پر جھکا ہو ایک شخص اچھل کر سیدھا ہو گیا۔ چہرے پر مفلر لپیٹا ہوا ہونے کے باوجود میں نے اس کو لباس اور قدوقامت سے پہچان لیا۔ وہ ڈاکٹر روائے تھا۔ مجھے دیکھتے ہی کانپنے لگا۔ اس کے دائیں ہاتھ میں سرنج دیکھ کر میں ایک لمحے میں معاملے کی تہہ کو پہنچ گیا۔ "ڈاکٹر روائے!" میں نے پستول سیدھا کرتا ہوئے کہا۔ "تشریف آوری کا شکریہ۔ سرنج رکھ دو۔ اور مفلر ہٹا کر صوفے پر بیٹھ جاؤ۔ اس نے سرنج مسہری پر رکھ دی۔ مفلر چہرے سے ہٹاتے ہوئے اس کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔ میں نے کیتھ کو آواز دی۔ وہ دروازے پر کھڑی ہوئی تھی۔ ایک لمحے میں اندر آ گئی اور گھبرا کر بولی۔ "کون ہے یہ؟"

میں نے روائے کے چہرے سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔ "مائی فیملی ڈاکٹر بیٹھ جاؤ روائے۔ تم نے مجھے تلاش کی زحمت سے بچا لیا۔" ڈاکٹر دیت بنا ہوا کھڑا تھا۔ میں نے اس کو صوفے پر دھکیلا تو پتھر کی طرح گر پڑا۔ میں نے کیتھ کو اشارہ کیا۔ اس نے اس کے اوور کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پستول نکالا اور میرے ہاتھ میں دے دیا۔ ایک چھوٹا سا زنانہ پستول تھا جس کا سائز بمشکل چار انچ رہا ہو گا۔ میں نے الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ میری ممی کا ہے۔ اسے حفاظت سے اپنے پاس رکھ لو۔" کیتھ نے پستول لے لیا۔ میں نے کہا۔ "میں پاپا کو فون کرتا ہوں' اگر یہ اٹھنے کی کوشش کرے تو فوراً" شوٹ کر دینا۔" اس نے گردن جھکا کر کہا۔ "یورایکسی لنسی۔ کسی کو گولی مارنا میرے بس کی بات نہیں۔" میں نے کچھ سوچ کر کہا ...... "شاید ہزہائی نس کو اس وقت زحمت دینا ویسے بھی ٹھیک نہیں۔ اور پھر یہ پستول دیکھ کر تو ...... خیر ٹھیک ہے۔ تم اپنے کمرے میں جاؤ اور اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لو۔ کوئی آواز نہ نکلنے پائے ......"

وہ سر جھکا کر اپنے کمرے کو چل دی۔ میں نے ڈاکٹر کا بازو پکڑ کے اس کو کھڑا کیا۔ اس نے رحم طلب نظروں سے میری طرف دیکھا اور ہاتھ جوڑ کر گڑگڑانے لگا۔ میں نے ہنس کر کہا "روائے کیا تم کسی رحم کے مستحق ہو"

اس نے کہا۔ "نہیں یورایکسی لنسی۔ لیکن غیر مستحق پر رحم کرنا بہت بڑی دریا دلی ہے۔"

"میں دریا دل نہیں ہوں۔" میں نے کہا۔ "تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔ میں وہ بیمار رشی کرن بھی نہیں ہوں جسے تم گائے کی طرح ذبح کر سکو۔ خیر میں مکالموں پر وقت ضائع نہیں کروں گا۔ تم ختم ہو کسی دیوی دیوتا کا سمرن کرنا چاہتے ہو تو کر لو۔" وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھنے کے سوا کچھ نہ بولا۔ میں اس کو گھسیٹ کر اسی کھڑکی کے قریب لے آیا اور پستول کی نالی کمر پر رکھتے ہوئے کہا۔ "کھولو اور نیچے چھلانگ لگا دو۔" وہ پھر ہاتھ جوڑ کر

گڑگڑانے لگا۔ میں نے بولٹ کھینچ کر کھڑکی کھولتے ہوئے کہا۔ "ون ..... ٹو ......" وہ کھڑکی پر ہاتھ رکھ کر کانپنے لگا۔ میں نے اس کی ٹانگوں میں ہاتھ ڈالا اور اٹھا کر سر کے بل نیچے پھینک دیا۔ ایک چیخ فضا میں گونجی اور سڑک پر دھماکہ ہوا۔ میں نے کھڑکی بند کر کے لائٹ آف کی اور کیتھ کے کمرے میں پہنچ گیا۔ وہ اندھے منہ بستر پر پڑی ہوئی کانپ رہی تھی۔ میں نے اس کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ "مجھے افسوس ہے لیکن اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔"

چند منٹ میں وہ اعتدال پر آ گئی۔ میں نے اٹھ کر دو گلاسوں میں وسکی کے دو دو پیگ انڈیلے اور ایک اس کے ہاتھ میں دیا۔ دو گھونٹ پینے کے بعد وہ مسکرانے لگی۔ نیچے راج محل کے دروازے پر آوازیں بڑھتی جا رہی تھیں۔ میں اپنے کمرے میں آ گیا۔ سرنج اور پستول الماری میں رکھے اور بستر میں گھس کر سو گیا۔ دس بجے کیتھ نے مجھے جگا کر ہزہائی نس کی آمدن کی اطلاع دی۔ میں نے جلدی جلدی منہ ہاتھ دھو کر ایک پیالی چائے پی اور سگریٹ سلگا کر ڈرائنگ روم میں ان کا انتظام کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد کرنل ماما اندر داخل ہوئے۔ میں نے اٹھ کر سلام کیا اور ہزہائی نس کے متعلق پوچھا۔ وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "بہت مصروف ہیں اسی لئے مجھے بھیجا ہے۔"

میں نے کہا۔ "آپ ان سے کہئے کسی بات پر مشتعل نہ ہوں۔"

مشتعل تو ہیں بیٹے۔ ڈاکٹر روائے کے ساتھ جو کچھ ہوا۔ وہ تو خیر۔ لیکن سوال یہ ہے۔"

"جواب یہ ہے۔" میں نے ان کا قطع کلام کیا۔ "کہ ہزہائی نس بالکل شانت رہیں۔ رشی کرن امر ہے۔ اور گورنر ان کی پشت پر ہے۔"

"یہ تو ٹھیک ہے ...... لیکن بیٹے ریاست کا معاملہ ہے۔ پرجا میں ہاہا کار مچ جائے گی۔"

"آپ کوشش کریں۔ کوئی بات راج محل سے باہر نہ نکلنے پائے۔ بڑے افسروں کا منہ سونے چاندی سے بند کر دیں' چھوٹوں کو وہ خود سنبھال لیں گے ...... بائی دی وے۔ یوراج کی کوئی خیر خیر؟"

انہوں نے افسردگی کے ساتھ کہا۔ "گورنر صاحب نے اشارہ کیا ہے کچھ بہتر ہے۔"

"کچھ بہتر ہے۔" میں بڑبڑایا۔ خدا رحم کرے۔ "ماما نے ہاتھ جوڑ کر آنکھیں بند کر لیں اور میرے الفاظ دہرائے۔" خدا رحم کرے۔ "مجھے یہ سوچ کر ہنسی آ گئی کہ ملا دین محمد واحدی اپنے آخری ایام میں اس ہندو راجپوت کی زبان سے خدا کا نام سن لیتے تو کس قدر خوش ہوتے۔ اسی وقت کرنل نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور بولے۔ "کس بات پر مسکرائے بیٹے؟" میں نے کہا۔ "اپنی حالت پر ٹھاکور۔ آپ میری کامیابی پر خوش ہو رہے ہوں گے

لیکن مجھ سے زیادہ ناکام شاید ہی ہو گا۔"

شکر ہے کرتی نے تفصیل جاننے کی کوشش نہ کی اور "بھگوان نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔" کہہ کر چپ ہو گئے کچھ دیر سوچ کر بولے۔ "ڈاکٹر تمہارے کمرے میں آیا تھا کیا؟"

میں نے اثبات میں گردن ہلائی تو بولے۔ "کس طرح؟"

میں نے کہا۔ "معلوم نہیں۔ لیکن۔ خیر۔"

"لیکن کیا۔۔۔۔؟"

گارڈ کی نظر میں آئے بغیر کوئی اندر نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کے متعلق پاپا نے رات ہی کہا تھا کہ ۔۔۔ خیر دیکھیں گے۔"

"میں سمجھتا ہوں تمہارے محل پر چوبیں گھنٹے پہرا ہونا چاہئے۔ تمہاری اپنی پسند کے آدمیوں کا۔"

"کاش میرے پاس وقت ہوتا۔"

"تم ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئے بیٹے۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور یہ ہزہائی نس کے الفاظ سمجھو کہ تمہیں اس کے آنے کے بعد بھی یہاں رہنا ہو گا۔"

"پوجیہ ماما۔ آپ کی ریاست کی کوئی کل سیدھی نہیں ہے۔ اگر میں یہاں رہا تو آپ کو روزانہ ایک لاش اٹھوانی پڑے گی۔ حتیٰ کہ میرا بھی نمبر آ جائے گا۔ اور خدا جانے کب آ جاتا ہے۔"

"ہرے ہرے، رشی کرن ایسا نہ کہو۔" انہوں نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"میں آج رات ہی ختم تھا۔ اگر قدرت نے مدد نہ کی ہوتی۔ یہ دیکھئے۔" میں نے الماری سے ہائپو ڈرمک سرنج نکال کر ان کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ "وہ مجھے سوتے میں زہر کا انجکشن دینا چاہتا تھا۔ اگر کامیاب ہو جاتا تو ایک منٹ میں ہارٹ فیلیور سے موت واقع ہو جاتی اور خیر جانے دیجئے۔" کرنل نے اٹھ کر مجھے سینے سے لگا لیا۔ اور رہانسے ہو کر بولے۔ "ہے بھگوان تو نے بڑی سہاتیا کی ورنہ ہم کہیں کے نہ رہتے۔"

"ہاں ماما۔" میں نے کہا۔ "پھر تو آپ رشی کرن کو بھی کس طرح سامنے لاتے۔ ہاں اگر میری لاش غائب کر دیتے تو چانس تھا۔" کرنل نے میری پیشانی چوم کر کہا۔ "بس بیٹے۔ میں زیادہ نہیں سن سکتا۔ تم نے جو کچھ کیا بالکل ٹھیک کیا۔ اور جو کچھ کرو گے ہمیں منظور ہے چاہے راج گدی رہے یا نہ رہے۔ میں خاموش ہو گیا۔ وہ آنکھیں پونچھتے ہوئے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر چل دیئے۔ میں ان کی شفقت سے متاثر ہو کر دروازے تک پہنچ گیا اور ہال کے دروازے سے نکلنے تک دیکھتا رہا۔ گیٹ پر باڈی گارڈ کو کھڑا دیکھ کر اشارے سے بلایا۔ اس نے قریب آ کر سلام کیا۔ میں نے کہا۔ "بخاری رات کو یہاں پہرے پر کون

تھا؟" اس نے کہا۔ "حضور پدم سنگھ حوالدار تھا۔ لیکن وہ رات سے غائب ہے۔"

"غائب ہے۔؟" میں نے کہا۔ "کیسے غائب ہو گیا۔ اسے باہر کیوں جانے دیا گیا۔۔۔۔؟"

"سرکار باہر جاتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا۔ شری حضور نے بیسیوں آدمی اس کی تلاش میں بھیجے ہیں۔ محل کا کونا کونا دیکھ لیا گیا۔ کہیں پتا نہیں۔" میں نے کچھ سوچ کر سوال کرتے کرتے بات بدل کر کہا۔ "بخاری میرا باڈی گارڈ ہونا اب تمہارے لئے خطرناک ہو گیا ہے۔ لہٰذا اگر تم اپنا تبادلہ کرا لو تو بہتر ہو گا۔" اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے دایاں ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "سرکار، خدا اس ہاتھ کو کندھے سے علیحدہ کر دے اگر آپ کی حفاظت میں مرتے دم تک گولیاں نہ چلائے۔ رہی میری زندگی تو اس کو میں آپ کے قدموں پر نثار کرنے میں فخر محسوس کروں گا۔" میں نے اس کا بازو تھپتھپا کر کہا۔ "مجھے تو یقین ہے۔ لیکن تم اتنے چالاک نہیں ہو جتنا اس وقت کے حالات کا تقاضا ہے۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "یور ایکسی لنسی کیا عرض کر سکتا ہوں۔ اس کا جواب تو وقت ہی دے گا۔"

"کافی عقلمندانہ جواب ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "ڈرائیونگ میں کیا پوزیشن؟"

"پچاس میل تک کنٹرول کر سکتا ہوں یور ایکسی لنسی۔"

"اچھا۔ آج شام کو ہمیں ڈرائیو کر کے دکھاؤ۔" میں نے چلتے چلتے کہا۔ اس نے مسکرا کر سیلوٹ کیا اور دروازہ بند کر دیا۔

سہ پہر کی چائے پی کر میں باہر جانے کو تیار ہو رہا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ "ہیلو" کہتے ہی ہزہائی نس نے کہا۔ "کرن ہرہائی نس تم سے ملنے آ رہی ہیں۔ ان کے ساتھ ایک لڑکی ہے ...... شانتا کی خاص سہیلی۔ کیا نام ...." وہ رک گئے میں نے کہا۔ "وچترا دیوی تو نہیں۔؟" بولے "ہاں وچترا۔ تم جانتے ہو؟"

میں نے جواب دیا۔ "جی پاپا ...... شنو ہمارا تعارف کرا چکی ہیں۔"

"اچھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا۔ خیر، تمہیں ہوشیار رہنا ہے۔ وہ بہت انٹیلی جینٹ ہے اور شاید کچھ کریدنے کی کوشش کرے گی۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ کے خادم کو کریدنے کے لئے ہائیڈرالک ڈرل چاہئے پاپا۔ خیر .... اب ایک درخواست ہے۔"

"کیا۔۔۔۔؟" انہوں نے کہا۔

"حوالدار پدم سنگھ کی تلاش میں زیادہ دوڑ بھاگ نہ کرائیے۔ مجھے معلوم ہے وہ کہاں ہو سکتا ہے۔"

!" انہوں نے حیرت کے لہجے میں کہا۔ "تمہیں معلوم ہے؟"

"جی۔ شاید میں جلد ہی اسے آپ کے سامنے پیش کر سکوں ...... یا اس کی معافی کی درخواست کروں۔ یہ حالات پر منحصر ہے۔" ہزہائی نس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا۔ "زیادہ نہ سوچئے پاپا۔ یہ آپ کا نہیں میرا پرابلم ہے ...... گڈ بائی۔" انہوں نے مجھ سے پہلے ریسیور رکھ دیا۔

میں کیتھ کے کمرے میں پہنچا۔ وہ لباس تبدیل کر کے اٹیچی کیس میں سامان رکھ رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی بولی۔ "چلیں۔۔؟" میں نے کہا۔ "ہرہائی نس آ رہی ہیں۔ چند منٹ ٹھہرنا پڑے گا۔"

مسکرا کر بولی۔ "بلاوجہ وقت ضائع ہو گا۔"

"کیا کیا جائے۔" میں نے پلٹ کر چلتے ہوئے کہا۔ دروازے کی طرف دیکھا تو ہرہائی نس ڈرائنگ روم میں داخل ہو رہی تھیں۔ ان کے ساتھ اس وقت ریکھا کے سوا کوئی نہ تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ وہ صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولیں۔ "کرن' رات کو ایک اور آدمی محل کی چھت سے گر کے مر گیا۔"

میں نے کہا۔ "ہاں ممی۔ سنا ہے ڈاکٹر روائے تھا۔"

"ہاں خیال تو یہی ہے۔ پہچانا نہیں جا سکا۔ اس کی کھوپڑی پاش پاش ہو گئی چہرہ ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کا تھیلا بن کر رہ گیا تھا۔"

"لیکن وہ راج محل میں کیسے پہنچا؟ ...... اس کا تو داخلہ بند تھا۔"

"اسی سے تو خیال ہوتا ہے وہ کوئی اور تھا۔؟"

"تھا تو روائے ہی موم۔" میں نے کہا۔ "ایک سرنج پائی گئی ہے جس میں ......"

ہرہائی نس کے چہرے کا رنگ فق ہوتے دیکھ کر میں بولتے بولتے رک گیا۔ انہوں نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ "سرنج؟" میں نے الماری سے سرنج لا کر دکھائی۔ "یہ سرنج۔"

"اس میں تو کوئی دوائی ......"

"زہر۔" میں نے بات کاٹ کر کہا۔ ہرہائی نس چکرا گئیں۔ میں نے ریکھا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ریکھا زرا دیکھو تو کیتھ تیار ہو گئیں یا نہیں۔" ریکھا اٹھ کر چل دی۔ میں نے کہا۔ "یور ہائی نس۔ یہی نہیں ایک زنانہ پستول بھی ملا ہے۔ جو یقیناً" کسی پرنسس کا ہی ہو سکتا ہے۔ میں یہ دونوں چیزیں شام کو ہزہائی نس کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔"

"وہ پستول مجھے دکھاؤ تو شاید میں پہچان لوں۔ کس کا ہو سکتا ہے۔"

میں ہنس دیا۔ "کیا ضرورت ہے یور ہائی نس۔ ہزہائی خود پہچان لیں گے۔"

"ہزہائی نس ٹمپرامینٹل ہیں ڈیئرسٹ ...... ممکن ہے کوئی ایسا ہنگامہ برپا کر دیں کہ بعد کو تمہیں بھی افسوس ہو۔"

"یہ آپ نے سچ فرمایا۔ واقعی ہنگامہ برپا ہو گا۔ اور اسی کارن میں نے یہ راز ابھی

تک ظاہر نہیں کیا۔"

"یہ تم نے بہت اچھا کیا۔ میں تمہاری عقلمندی سے خوش ہوئی کرن۔"

"شکریہ یور ہائی نس ...... اگر میں یہ دونوں چیزیں آپ کو دیدوں تو آپ ان کے بدلے میں ......"

"جو تم مانگو۔" انہوں نے میری بات کاٹ کر کہا۔ میں نے ہاتھ بڑھا دیا اور انہوں نے اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ "مانگو کرن۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "پدم سنگھ۔"

○

ہرہائی نس نے خوفزدہ نظروں سے میری طرف دیکھا اور رک رک کر بولیں۔ "تم اسے مار ڈالو گے کرن؟"

میں نے ان کو صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "نہیں یورہائی نس۔ اگر مار ڈالنا چاہتا تو یہاں کبھی نہ بلاتا۔ مجھے معلوم ہے وہ کہاں چھپا ہوا ہے۔ وہیں پہنچ کر ختم کر سکتا تھا۔"

"اچھا۔" انہوں نے مرے ہوئے لہجے میں کہا۔ میں نے سرنج خالی کر کے ان کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "پدم سنگھ کو بھیج دیجئے۔ پستول میں اسی کے ہاتھ آپ کو بجھواؤں گا۔ ویسے وہ ریاست بدر ضرور کیا جائے گا۔ لیکن صرف ادائیگی فرض میں غفلت برتنے کے الزام ہیں۔"

"بہتر ہے۔" انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ریکھا کو بلاؤ۔ میں جانا چاہتی ہوں۔" میں نے کیتھ کے کمرے سے ریکھا کو بلایا اور وہ اس کو ساتھ لے کر چلی گئیں۔

شام کو سات بجے سیر سے واپس آنے کے بعد دیر تک ہرہائی نس کی طرف سے کسی کے آنے کا انتظار کرتا رہا لیکن کوئی نہ آیا۔ نوکرانیوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ہماری غیر حاضری میں بھی کوئی نہیں آیا تھا۔ مجھے حیرت تھی کہ اتنی بڑی شخصیت کو اپنے قول اقرار کا بھی پاس نہیں۔ رات کو نو بجے کے قریب گارڈ نے اپنی آمد کی اطلاع بجھوائی تو میں برہم ہو کر اس کو واپس بھگا دینے کے خیال سے ہال میں آیا۔ لیکن اس کی یونیفارم اور ٹرن آؤٹ ریاست کے سپاہیوں سے مختلف نظر آنے پر میں خاموش ہو گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر سیلوٹ کیا اور خود ہی کہنے لگا۔ "چھوٹے سرکار ہم تین جوان برٹش کیمپ سے آپ کی حفاظت کے لئے تعینات کئے گئے ہیں۔ آپ ہمیں گارڈ روم بتائیں اور مہربانی فرما کر فرائض بھی سمجھا دیں۔"

میں نے چیمبر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "یہاں اپنا سامان رکھو اور آرام کرو۔ اور یہ کیبن پہرہ دینے والے کے لئے ہے۔ فرائض صرف یہ کہ کوئی اندر نہ آئے۔ اندر سے جو نوکر نوکرانیاں باہر جائیں۔ انہیں پہچان کر آ جانے دو اور بس یہی۔ اب تم اپنے ساتھیوں کو بلوا لو۔ تھوڑی دیر بعد تمہارے لئے چائے اور سگریٹ وغیرہ کا انتظام کرایا جائے گا۔" وہ سیلوٹ کر کے اباؤٹ ٹرن ہو گیا۔ میں نے اندر آ کر ہزہائی نس کو ٹیلیفون کیا تو انہوں نے کہا۔ "یہ انتظام تمہارے کرنل ماما نے کیا ہے۔ اور یہ گارڈ مستقل طور پر چوبیس گھنٹے

تمہارے اپارٹمنٹ کے چیمبر میں رہے گا۔" میں نے شکریہ ادا کر کے شب بخیر کیا اور ریسیور رکھ دیا۔ اور خادمہ کو کچن بھیج کر تین آدمیوں کے لئے چائے بنا کر چیمبر میں پہنچوانے کا حکم دیا۔

ساڑھے گیارہ بجے میں کیتھ کے ساتھ وسکی کے چند پیگ پی کر اپنے بیڈ روم میں آیا اور سونے کے لئے لباس تبدیل کر رہا تھا کہ ڈرائنگ روم میں بزر اور سرخ لائٹ نے اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے قمیص پہنتے پہنتے خود جا کر دروازہ کھولا۔ گارڈ نے سلامی دے کر کہا۔ "سرکار تکلیف معاف فرمائیں' ہال کے دروازے پر ایک عورت سیاہ چادر میں منہ چھپائے کھڑی ہے اور حضور سے بات کرنا چاہتی ہے۔"

میں دروازے کی طرف چلنے لگا تو وہ میرے ساتھ ہو لیا۔ دروازے پر پہنچ کر میں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا اور جھانک کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کون' ریکھا؟"

اس نے چہرہ کھول کر کہا۔ "جی یورایکسی لنسی۔"

میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اندر کھینچ لیا اور پلٹ کر دیکھا۔ گارڈ میرا مقصد سمجھ گیا اور اپنی کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ ریکھا ہال میں داخل ہوتے ہی رک گئی اور کہنے لگی۔ "یوراج میرے پاس جو تھوڑا بہت وقت تھا وہ آپ کے گارڈ نے ضائع کرا دیا۔ ورنہ میں اندر چلتی۔ خیر جو کچھ مجھے کہنا ہے۔ وہ یہاں بھی کہا جا سکتا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ کی حفاظت کا معقول انتظام ہو چکا ہے۔ لیکن اب آپ کو بہت محتاط رہنا ہو گا۔ مہارانی نے آج اپنے بھائی کے علاوہ کئی افسروں سے ملاقات کی ہے۔ مجھے زیادہ تو معلوم نہیں لیکن جو کچھ میرے پلے پڑا اس سے یہ نتیجہ اخذ کر سکی ہوں کہ اب وہ آپ کو کوئی موقع نہیں دینگے۔ وہ سمجھ چکے ہیں کہ اگر آپ کو قتل بھی کر دیا جائے تو ہزہائی نس مصلحتاً آپ کی موت کا اعلان ...." اس کی آواز بھرانے لگی اور وہ خاموش ہو گئی۔ میں نے اس کی کمر تھپکتے ہوئے کہا۔ "ریکھا ڈیئر۔ فکر نہ کرو میں امر ہوں۔ وہ کیا چیز ہیں۔ تم دیکھو گی میں انہیں لاوارث کتوں کی طرح شوٹ کرتا چلا جاؤں گا اور ہزہائی نس ان کی موت کا بھی اعلان نہیں کر سکیں گے۔"

وہ آنکھیں پونچھ کر بولی۔ "ٹھاکور انتقام کی آگ میں پھنک رہا ہے کرن۔ اور وہی مہارانی کو ابھار رہا ہے ورنہ وہ تو آپ سے ڈرنے لگی ہیں۔"

میں نے کہا "ریکھا' میں ابھی تک صرف بچاؤ کرتا رہا ہوں لیکن اب .... تم ریکھا .... خیر میں تمہارا ممنون ہوں۔ تم میرے لئے خود کو خطرے میں ڈال رہی ہو۔"

اس نے مسکرا کر ایڑیاں اٹھائیں اور میرا منہ چوم لیا۔ میں ہنس دیا۔ وہ کل پھر اسی وقت آنے کا وعدہ کر کے باہر نکل گئی۔ میں اس کے ایثار پر غور کرتا ہوا اپنے کمرے میں آ گیا۔

بیڈ روم میں داخل ہوتے ہی کیتھ نے تکیے سے سر اٹھا کر پوچھا۔ "کرن یہ وقت

تمہارے باہر نکلنے کا تھا۔"

میں نے بستر پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "نہیں ڈیئر۔ میں گارڈ کو چند ہدایتیں دینے گیا تھا۔ میرا خیال تھا تم سو چکی ہو۔"

"مجھے اپنے کمرے میں نیند نہیں آئی۔" اس نے کہا۔ "آج میں کچھ بے چین ہوں ڈارلنگ۔" میں نے ہنس کر اس کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ "آیئے آپ کی بے چینی کا علاج کریں۔ ون پیگ فار لیڈیز۔ ٹو پیگ فار جینٹس۔"

ہزہائی نس ریزیڈنٹ کے ساتھ شکار پر گئے ہوئے تھے اور رات کو دیر سے لوٹنے والے تھے۔ چند اعلیٰ فوجی افسر اور سول حکام بھی ان کے ہمرکاب تھے۔ مجھے انہوں نے روانہ ہونے سے صرف چند منٹ پہلے فون پر اپنے پروگرام سے مطلع کیا تھا۔ میں نے اس مہم میں شریک ہونے کی خواہش کا اظہار کیا تو انہوں نے کہا "ابھی تمہیں منظر عام پر لانا قرین مصلحت نہیں ہے۔" میں "بہتر ہے" کہہ کر خاموش ہو گیا۔ شام کو پانچ بجے کے قریب ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ دوسری طرف ریکھا تھا۔ جواباً" میں نے کہا۔ "بول رہا ہوں لیکن تم پاپا کے بیڈ روم میں کیسے؟" وہ بات کاٹ کر بولی۔ "کٹ اٹ آوٹ پلیز۔ اس وقت میٹنگ ہو رہی ہے اور چند خطرناک لوگ مہارانی کے کمرے میں موجود ہیں۔"

"خطرناک؟" میں نے کہا۔ "کون ہیں وہ؟"

"دیوان کا لڑکا رمیش اس کا دوست سوبھاگیہ سنگھ اور کیپٹن اجمود راول۔ یہ سب زہریلے ناگ ہیں کرن ...... ہوشیار۔" اس نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔ اور میں نے شکریہ ادا کیا تو وہ ریسیور رکھ چکی تھی۔ میں نے بخاری کو اندر بلا کر رمیش اور کیپٹن اجمود کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا۔ "راول ہزہائی نس کے رشتہ داروں میں سے ہے اور رمیش۔"

میں نے اس کو بولتے بولتے خاموش ہوتے دیکھ کر کہا۔ "رمیش کیا؟"

سر جھکا کر بولا۔ "یور ایکسی لنسی وہ راجکماری شانتا دیوی کا امیدوار ہے۔ اور امید کیا۔ شری حضور اس کو پسند نہیں فرماتے ورنہ اب تک ان کی سگائی ہو چکی ہوتی"

میں نے کہا۔ "سمجھ گیا۔ شکریہ بخاری۔ لیکن اب تمہیں مرنے مارنے کے لئے تیار رہنا ہو گا۔"

مسکرا کر بولا۔ "تیار ہوں سرکار۔ اور اگر حکم ہو تو ابھی یہاں سے نکل کر بیک وقت دونوں کو شوٹ کر سکتا ہوں۔" میں نے اس کی کمر تھپک کر کہا۔ "ابھی نہیں۔ ہاں وہ یہاں آئیں تو ہال میں قدم رکھتے ہی بلا تکلف گولی چلا دینا۔ میں پہلی گولی کی آواز پر تمہارے ساتھ ہونگا۔" وہ سر جھکا کر باہر نکل گیا۔ میں نے ہنٹنگ سوٹ پہنا۔ آٹو میٹک

چند ریفل جیب میں ڈالے اور اپنی گاڑی طلب کی۔ کیتھ نے مجھے تیار ہوتے دیکھ کر پوچھا۔ "شکار کو جا رہے ہو؟"

میں نے اثبات میں گردن ہلائی تو بولی۔ "میں بھی چل رہی ہوں۔"

میں نے کہا۔ "نہیں تم نہیں جا رہیں۔"

"پھر تم کیسے جا سکتے ہو؟" اس نے جھپٹ کر میرا کوٹ پکڑتے ہوئے کہا۔ میں ہنس دیا۔ "رائٹ! لیکن اگر میں نہ گیا تو تمہیں ایسا منظر دیکھنا پڑے گا جو تم پسند نہیں کرتیں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔ "آئی ڈونٹ بلیو یو کرن۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ایسی کوئی حرکت کر سکیں۔ برٹش کیمپ کے سپاہیوں کی موجودگی میں۔" میں نے اس کی ٹھوڑی اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "آج ہزہائی نس غیر حاضر ہیں۔ مہارانی اس وقت ایک فوجی کیپٹن سے ساز باز کر رہی ہیں۔ اگر وہ ایک یونٹ لے کر آ گیا تو کیا کر سکیں گے ہم۔"

"یہ ناممکن ہے۔" اس نے کہا۔ "رات کی تاریکی میں چھپ کر حملہ کرنے کی حد تک تو میں یقین کر سکتی ہوں۔ لیکن کھلم کھلا کسی فوجی دستے کا راج محل میں داخل ہو کر ایک راجکمار کو قتل کرنے کی کوشش کرنا کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا۔ خصوصاً" ایسی صورت میں جبکہ ہز ایکسی لنسی نے ریزیڈنٹ کو اس کی حفاظت کی ذمہ داری سونپ رکھی ہو۔"

"تمہیں یقین ہے کہ ریزیڈنٹ کو اس راز سے آگاہ کر دیا گیا ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"کیا نہیں؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ "اگر تمہیں یقین نہ ہو تو میں ابھی ٹیلیفون پر ریزیڈنٹ سے کنفرم کرا سکتی ہوں۔"

میں ہنس دیا۔ "ڈونٹ بی سلی۔"

اس نے بڑھ کر ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہارا خیال ہے میں جھوٹ بول رہی ہوں۔"

"شاید نہیں۔" میں نے کہا۔ "لیکن میں نے تمہیں احمق اس لئے کہا کہ تم ریزیڈنٹ جیسے ذمہ دار آفیسر سے ٹیلیفون پر اتنا اہم راز فاش کر دینے کی غلطی کی توقع کر رہی ہو۔"

"یہ صحیح ہے" اس نے مسکرا کر اعتراف کیا اور ریسیور رکھتے ہوئے بولی۔ "خیر لیکن آؤ میرے ساتھ کیمپ چلو ...... میں ......"

"میں پھر کہوں گا تم احمق ہو۔" میں نے کہا۔ "اب وہ آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھنے لگی۔ مجھے ہنسی آ گئی۔ وہ بگڑ کر چلنے لگی۔ میں نے اس کا بازو پکڑ کے جھٹکا دیا۔ وہ پھرکی کی طرح گھوم گئی۔ "سنو ------" میں نے کہا۔ "ذرا حقیقت پسند ہونے کا ثبوت دو۔

کیا ریزیڈنٹ کیمپ میں ہے؟ کیا وہ ہزہائی نس کے ساتھ شکار کو نہیں گیا"

وہ مسکرا کر بولی۔ "ہاں کرن واقعی تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ آئم سوری۔"

"سوری کہنے سے بات نہیں بنتی۔" میں نے کہا۔ "مہارانی' ریزیڈنٹ اور ہزہائی نس کی غیر حاضر سے فائدہ اٹھائے بغیر نہ رہے گی۔ اس لئے یہاں سے کھسک جانا بہتر ہے۔"

"پھر میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔" اس نے کہا۔ "اسی وقت دروازے پر لائٹ ہوئی۔ میں نے گرین بلب سوئچ دبایا اور بخاری نے اندر داخل ہو کر گاڑی پورٹیکو میں آ جانے کی اطلاع دی۔ کیتھ نے اپنا اٹیچی کیس لانے کو کہا۔ وہ کیتھ کے کمرے سے اٹیچی کیس لے آیا اور میں ان کو لے کر نیچے آیا۔ لفٹ سے اترتے ہی دروازے پر گارڈ نے سلامی دی۔ ڈرائیور نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔ پورٹیکو سے کچھ فاصلے پر ایک اور گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ میں نے اس طرف دیکھا تو بخاری نے آہستہ سے کہا۔ "رمیش کی گاڑی ہے یورایکسی لنسی۔"

میں نے گاڑی میں سوار ہوتے ہوئے کہا۔ "سمجھ سکتا ہوں۔" وہ سر جھکا کر ڈرائیور کے برابر والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور گاڑی چل دی۔ پورٹیکو سے باہر نکلتے وقت گارڈ نے پھر سلامی دی۔ گاڑی سڑک پر آتے ہی گارڈ حوالدار زینے کی طرف چلنے لگا۔ میں نے ڈرائیور کو واپس لوٹنے کو کہا۔ اس نے یو ٹرن لیا اور گاڑی پورٹیکو میں لا کر کھڑی کر دی۔ میں دروازہ کھول کر باہر نکلا اور لفٹ میں سوار ہو کر چوتھی منزل کا بٹن دبایا۔ تیسری منزل سے گزرتے ہوئے حوالدار سیڑھیاں چڑھتا دکھائی دیا۔ اس نے لفٹ کی طرف دیکھا اور ٹھٹھک کر رہ گیا۔ چوتھی منزل پر پہنچتے ہی لفٹ سے نکل کر زینے کی طرف آیا۔ وہ آخر سیڑھی پر مجھے سامنے کھڑا دیکھ کر سٹپٹا گیا۔ گھبرا کر سلام کے لئے ہاتھ اٹھانے لگا۔ میں نے ڈپٹ کر کہا۔ "تم اوپر کس کے حکم سے آئے؟"

ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولا۔ "حضور ہرہائی نس کا حکم ہے کہ اپ کہیں جائیں تو انہیں فوراً" اطلاع دی جائے۔"

میں نے اسکی بھرائی ہوئی آواز سے اندازہ لگایا کہ وہ جھوٹ بولنے کی ہمت نہیں رکھتا اور کسی سازش کے تحت نہیں بلکہ محض تعمیل حکم کے لئے جا رہا تھا۔ اوپر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اچھا چلو۔ انہیں اطلاع دو میں باہر جا رہا ہوں۔ لیکن یاد رکھو یہ تم دروازے میں کھڑے کھڑے کھو گے۔ اگر تم نے میری موجودگی کا اشارہ کیا تو ......!" میں نے جیب سے پستول نکال کر اس کی کمر پر رکھ دیا۔ وہ خوفزدہ ہو کر میرے آگے آگے چلنے لگا۔ کاریڈور عبور کر کے کئی غلام گردشوں سے گزرتا ہوا ہرہائی نس کے ڈرائنگ روم کے سامنے پہنچ کر رکا اور بزر دبایا۔ تھوڑی دیر میں دروازہ کھلا اور ریکھا سامنے آئی۔ میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ حیران رہ گئی۔ اندر کی طرف منہ کر کے بولی۔

"یورہائی نس گارڈ حوالدار سلامی کو حاضر ہوا ہے۔" وہیں بیٹھے بیٹھے مہارانی نے کہا۔ "اندر کیوں نہیں آتا؟"

حوالدار نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور بولا۔ "ان داتا راجکمار باہر جا رہے ہیں۔"

"کون کون ساتھ ہیں ان کے؟" مہارانی نے سوال کیا۔

"ڈرائیور' باڈی گارڈ اور مس صاحب ان داتا۔" حوالدار نے جواب دیا۔

"یہ مس صاحبہ ہر وقت اس پر سوار رہتی ہے۔ اچھا جاؤ اجمود کیا کہتے ہو؟" ہرہائی نس نے کہا۔

"اٹھو رمیش جی ...... سوبھاگیہ جی ......" میں نے کسی کو کہتے سنا ریکھا نے دروازہ بند کر دیا۔ حوالدار پیچھے ہٹ کر خاموشی سے چلنے لگا۔ وہ کاریڈور میں آتے ہی میرے پیروں پر گر پڑا۔ "ان داتا میں بے گناہ ہوں۔ میں ....." میں نے اس کو اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ہاں .... اور اسی لئے ابھی تک زندہ ہو ...... لیکن اس وقت میرے گارڈ کے زیر نگرانی رہو گے جب تک کہ ہزہائی نس کے سامنے یہ تمام واقعہ بیان نہ کر دو۔ چلو۔" وہ میرے اشارے پر چلنے لگا۔ اس کی ٹانگیں بری طرح لڑکھڑا رہی تھیں۔ میں اس کو اپنے ہال میں لے کر آیا اور پہریدار کو اپنی واپسی تک اسے زیر حراست رکھنے کا حکم دے کر نیچے آ گیا۔ گاڑی میں سوار ہوتے ہی گارڈ نے پھر سلامی دی۔ گاڑی چل دی۔ میں نے گیٹ پر ہنچتے پہنچتے پچھلے شیشے سے پورچ کی طرف دیکھا تو کیپٹن اجمود' رمیش اور سوبھاگیہ سنگھ کو ساتھ لئے ہوئے دروازے سے باہر نکل رہا تھا۔ گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے میں نے ڈرائیور سے باآواز بلند کہا۔ "جھیل کی طرف بلونت سنگھ۔"

راج محل سے کچھ دور ہوتے ہی کیتھ نے میری طرف دیکھ کر پوچھا "یورایکسی لنسی آپ اوپر گئے تھا۔ معلوم ہوتا ہے موسم کچھ خوشگوار نہیں۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال صحیح ثابت ہوا کیتھ۔ موسم خراب ہی نہیں خطرناک ہے۔ تمہیں ہمارے ساتھ نہیں آنا چاہئے تھا۔" کیتھ نے سگریٹ کیس میرے ہاتھ سے لے کر اٹیچی میں رکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "تم نہ ہو تو میری جان کی کیا قیمت ہے کرن؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تم آدھی ہندوستانی ہو کر خالص ہندوستانی عورت کے انداز میں بات کر رہی ہو۔"

مسکرا کر بولی۔ "تم سے ملنے کے بعد میں پوری ہندوستانی ہو گئی ہوں اور اب نہ دو ملکوں میں تقسیم ہو سکتی ہوں نہ دو مردوں میں۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" میں نے کہا اور ڈرائیور کی طرف مخاطب ہو گیا۔ کندھے پر ہات رکھتے ہی اس نے گردن گھما کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "حکم ان داتا۔"

میں نے کہا۔ "بلونت سنگھ کیا تم میرے وفاداروں میں ہو؟"

اس نے ایک بار پھر پلٹ کر دیکھا اور کہنے لگا۔ "ان داتا یہ بھی پوچھنے کی ضرورت ہے کیا؟"

میں نے کہا۔ "ہاں۔ اس لئے کہ میں امتحان لئے بغیر کسی کو وفادار تسلیم نہیں کرتا۔ اور زبردستی کسی کو وفاداری پر مجبور بھی نہیں کرتا۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ گاڑی ی اسپیڈ بڑھائی اور جھیل کے قریب پہنچ کر انجن بند کر دیا۔ میں نے پیچھے کی طرف نظر دوڑائی۔ دور تک سڑک خالی پڑی تھی۔ گاڑی رکتے ہی بخاری نے نیچے اتر کر دروازہ کھولا۔ میں باہر نکل آیا۔ ڈرائیور نے دوسری طرف کا دروازہ کھول کر کیتھ کا اٹیچی کیس اٹھایا اور گھوم کر میرے قریب آ گیا۔ میں نے جھیل کی طرف چلتے ہوئے اس کے چہرے پر نظر ڈالی۔ وہ روہانسو ہو رہا تھا۔ کیتھ نے سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا میں نے اس کو نظرانداز کر کے چلتے چلتے بخاری سے کہا۔ "تم یہیں ٹھہر جاؤ تھوڑی دیر میں وہ یہاں پہنچنے والے ہیں۔ انہیں یہیں روکنے کی کوشش کرنا۔ لیکن سختی سے نہیں۔" وہ سیلوٹ کر کے وہیں ٹھہر گیا۔ کنارے پر پہنچ کر کیتھ نے ڈرائیور کے ہاتھ سے اٹیچی کیس لے لیا۔ اس نے پلٹ کر میری طرف دیکھا اور نیچی نگاہیں کر کے کہنے لگا۔ "ان داتا آپ امتحان کے متعلق کچھ فرما رہے تھے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا تم اسی کے متعلق اب تک سوچتے رہے بلونت؟"

بولا۔ "ان داتا آپ ہمارے مالک ہیں۔ اپ کی نظروں میں اگر ہماری وفاداری شکوک ہے تو ہمارے جیون پر دھتکار ہے۔"

"بلونت!" میں نے کہا۔ "تمہاری وفاداری مشکوک نہیں ہے لیکن ثابت کرنے کے لئے کسی نہ کسی امتحان کی ضرورت تو پڑتی ہی ہے اور امتحان کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ تمہیں جھیل میں چھلانگ لگانے کا حکم دیا جائے۔" یہ سن کر اس نے مسکرا کر سر جھکا لیا۔ پھر میں کیتھ کی طرف چلنے لگا تو کہنے لگا۔ "ان داتا بھگوان کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ میں یہی سوچ رہا تھا کہ اگر آپ حکم دیں تو جھیل میں چھلانگ لگا دوں۔"

میں نے اس کا بازو تھپتھپا کر کہا۔ "پاگل ایسے احمقانہ امتحان اس زمانے میں نہیں لئے جاتے۔ میں نے جھیل کا نام اس وجہ سے لیا کہ تم اسی انداز میں سوچ رہے تھے---- جاؤ گاڑی میں بیٹھ جاؤ وقت آنے پر امتحان ہو جائے گا۔" وہ سلام کر کے گاڑی کی طرف بڑھ گیا تو میں کیتھ کے ساتھ ایک اونچی چٹان پر جھیل کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا۔ اس وقت شام کے ساڑھے چھ بج رہے تھے۔ سورج پہاڑیوں کی اوٹ میں جا چکا تھا لیکن غروب ہونے میں نصف گھنٹہ باقی تھا اس لئے ابھی اندھیرا ہونا شروع نہیں ہوا تھا۔ ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکوں سے جھیل کا پانی ہلورے لے رہا تھا لہریں چٹانوں سے ٹکرا رہی تھیں۔ کچھ فاصلے پر مرغابیاں تیرتی پھر رہی تھیں ہم دیر تک اس منظر میں کھوئے رہے حتیٰ کہ شفق سے

پانی کا رنگ تبدیل ہونے لگا۔ میں نے اٹیچی سرکا کر سگریٹ نکالے۔ کیتھ نے لائٹ دیکر سگریٹ سلگایا۔ میں نے کش لیتے ہوئے سڑک پر کار کی آواز سن کر پلٹ کر دیکھا۔ دوسرے لمحے ہماری گاڑی سے دس بارہ قدم کے فاصلے پر ایک کار جھٹکے کے ساتھ رکی اس کے وہیل پر کیپٹن اجود تھا۔ گاڑی رکتے ہی رمیش اور سوبھاگیہ پچھلی سیٹ سے اتر کے ہماری طرف چلنے لگے۔ کیتھ نے اٹیچی سے پستول نکال لیا۔ دونوں آگے بڑھتے ہوئے بخاری کے قریب پہنچے تو اس نے اس کا راستہ روک کر کہا۔ "اس طرف یوراج تشریف رکھتے ہیں جناب۔"

سوبھاگیہ نے کہا۔ "ہمیں معلوم ہے اور ہم انہی کے پاس----"

بخاری کہنے لگا۔ "نہیں جا سکتے جناب---- مجھے ایسا کوئی حکم نہیں ملا کہ آپ کو----"

رمیش بولا۔ "تم نہیں پہچانتے ہمیں----؟"

بخاری نے پستول پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "نہیں---- آپ یہیں سے واپس ہو جائیں----"

سوبھاگیہ نے گرج کر کہا---- "ورنہ----؟" بخاری نے پستول نکال لیا میں اٹھ کر تیزی سے اس طرف جھپٹا---- رمیش نے جیپ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو بخاری نے پستول سیدھا کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔ "ہینڈز اپ!" رمیش نے ہاتھ اوپر اٹھانے کے بجائے پستول نکال لیا۔ اسی وقت اجود نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے اس پر فائر کر دیا۔ فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے نشانہ خطا ہو گیا۔ بخاری نے فائر کی آواز سنتے ہی رمیش کی کنپٹی پر پستول کا کندہ مارا اور آواز نکالے بغیر وہیں ڈھیر ہو گیا۔ سوبھاگیہ اس وقفے میں پستول نکال چکا تھا لیکن سیدھا کرنے سے پہلے اس کی کلائی میری گرفت میں تھی ایک جھٹکے میں اس کا ہاتھ بل کھا کر کمر پر آ گیا۔ میں نے کلائی کو ذرا مروڑا تو پستول ہاتھ سے چھٹ گیا---- اور وہ منہ کے بل زمین پر ٹک گیا۔ بخاری کیپٹن کی طرف دوڑا جو بلونت سنگھ کو پستول سے روکے ہوئے تھا۔ بخاری کو اپنی طرف آتے دیکھ کر اس نے تیزی سے ہاتھ کا زاویہ بدلا اور میری طرف نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ میں پستول کا رخ اپنی طرف ہوتے دیکھ کر سوبھاگیہ پر گر پڑا گولی میرے کندھے کے اوپر سے گزر گئی۔ اسی وقت میں نے گولی چلنے کی آواز کے ساتھ ایک چیخ سن کر سر اوپر اٹھایا اور بخاری کی طرف دیکھا وہ تیزی سے کیپٹن کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کیپٹن کا سر سٹیرنگ وہیل پر ٹکا ہوا تھا۔ میں نے سوبھاگیہ کی کمر پر پستول کی نالی رکھ کر ٹرائیگر دبا دیا۔ وہ چیخ مار کر پیر رگڑنے لگا۔ میں نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا---- "اڑا دو بخاری---- دیکھ کیا رہے ہو----؟"

بخاری نے بائیں ہاتھ سے کیپٹن کا ہاتھ پکڑ کے گھسیٹا اور وہ اوندھے منہ زمین پر گر

پڑا۔ گولی اس کی گردن پر لگی تھی اور دوسری کی ضرورت نہ تھی۔ "ویلڈن بخاری۔۔۔" میں نے کہا۔۔۔ اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور "تھینک یو سر" کہہ کر پستول ہولسٹر میں ڈال دیا۔۔۔ میں نے آگے بڑھ کر بلونت کی پیٹھ تھپکی اور بخاری سے کہا۔ "رمیش جی کے متعلق کیا خیال ہے بخاری۔۔۔؟"

"جو حکم یور ایکسی لنسی۔۔۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔۔۔ میں نے جھک کر اسے ہلایا۔۔۔ پلٹ کر کنپٹی دیکھی۔۔۔ خاصی کراری چوٹ تھی جو زخم نہ بننے کے باوجود ایک ڈیڑھ انچ قطر کے پھوڑے کی طرح ابھر آئی تھی۔ میرے خیال میں یہ چوٹ اتنی سخت ہرگز نہ تھی کہ ایک جوان عمر آدمی بے ہوش ہو جائے۔ دو تین مرتبہ جھنجھوڑنے پر بھی جب اس نے آنکھ نہ کھولی تو میں نے بخاری کی طرف آنکھ مار کر اونچی آواز سے کہا۔ "شاید یہ بھی ختم ہو گیا بخاری۔۔۔ تم اور بلونت اسے اٹھا اور جھیل میں پھینک دو۔" بلونت نے جھک کر اس کی ٹانگیں پکڑیں اور تھوڑی سی دور گھسیٹا۔۔۔ اس نے ایک طویل "آہ" کی اور آنکھیں کھول دیں۔۔۔ بلونت نے اس کی ٹانگیں چھوڑتے ہوئے کہا۔ "ان داتا یہ تو زندہ ہے۔" میں نے پستول نکال کر اس کی پیشانی کا نشانہ لیا۔۔۔ وہ اچھل کر بیٹھ ہو گیا اور ہاتھ جوڑنے لگا۔ "گیٹ اپ یو سوائن۔" میں نے چیخ کر کہا۔

وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے پستول جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "اتنے بزدل آدمی پر گولی ضائع کرنا بیکار ہے بخاری۔۔۔ اسے جھیل میں پھینک دو۔" بخاری اس کی طرف بڑھنے لگا۔ بلونت سنگھ نے کہا۔ "یوراج انہیں معاف کر دیجئے۔۔۔ شاستر میں لکھا ہے۔۔۔"

"شٹ اپ۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "شاستر میں نامردوں کے لئے کوئی معافی نامہ میں نے نہیں پڑھا لیکن خیر اسے میری گاڑی میں ڈالو۔"

کیتھ قریب ہی ایک چٹان پر کھڑی ہوئی تھی۔ میں نزدیک پہنچا تو دیکھتے ہی بولی۔ "آر یو آل رائٹ کرن؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں لیکن اب؟"

"تھینک لارڈ۔" اس نے کہا۔ "شاید ایک ہی بچا ہے۔" میں نے اثبات میں گردن ہلائی۔۔۔ اس نے جھک کر اٹیچی کیس اٹھایا اور بولی۔ "آؤ۔۔۔ ریزیڈنٹ سے ملیں۔"

"میں سمجھ سکتا ہوں۔" میں نے گاڑی کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ وہ بھی چلنے لگی۔ بلونت وہیل پر بیٹھا ہوا اسی طرف دیکھ رہا تھا۔ رمیش اور بخاری پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دروازہ کھول کر رمیش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "رمیش تمہیں ریزیڈنٹ کے سامنے حلفیہ بیان دینا ہو گا۔۔۔ کیا تم مجھے یقین دلا سکتے ہو کہ تم میں سچ بولنے کی جرات ہے؟" اس نے سر اٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہاں کرن۔۔۔ یقین کرو' میں سچ بولوں

گا ایشور کو حاضر و ناظر جان کر۔"

میں ہنس دیا۔ "رمیش ایشور کو حاضر و ناظر جان کر لوگ سو فیصدی جھوٹ بولتے ہیں۔۔۔ خصوصاً" تم جیسے بزدل لوگ۔۔۔ اس لئے میں تمہارے الفاظ پر یقین کرنے کے بجائے تم سے فول پروف گارنٹی چاہتا ہوں بولا گارنٹی پیش کر سکتے ہو۔۔۔؟"

اس نے سر جھکا کر کہا۔۔۔ "مائی ڈیر۔"

"مائی ڈیر مت کہو۔" میں نے ڈانٹ کر کہا۔ "میری بات کا جواب دو۔"

"میں صرف ورڈ آف آنر دے سکتا ہوں۔" اس نے کہا۔

"ڈیم اٹ۔۔۔ تم آنر کے معنی بھی نہیں جانتے۔"

"جنٹلمینز پرامس۔۔۔؟"

میں نے نفی میں گردن ہلائی۔۔۔ "میں تمہیں شریف نہیں مانتا۔" اب اس نے سر جھکا لیا تھا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے باہر گھسیٹ لیا اور اس کی کار کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "اپنی گاڑی میں بیٹھو اور سیدھے کیمپ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔۔۔ پندرہ منٹ بعد میں بھی آ رہا ہوں اور تمہیں ریزیڈنٹ کے دفتر یا بنگلے میں بیٹھا ہو دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ تمہارا امتحان ہے۔۔۔ جاؤ۔" میں نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور وہ گاڑی کی طرف چل دیا۔ انجن اسٹارٹ کرتے ہی میں نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔ "سنو رمیش۔۔۔ یہ تمہاری زندگی کا آخری چانس ہے۔۔۔ اگر ذرا بہکے تو میں تمہیں ریزیڈنٹ کے سامنے کھڑا کر کے شوٹ کر دوں گا۔۔۔ تم اسے میرا ورڈ آف آنر سمجھ سکتے ہو۔۔۔ گڈ نائٹ۔" اس نے گاری اسٹارٹ کی اور یو ٹرن لے کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ میں اپنی گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔ کیتھ نے سگریٹ کیس نکال کر میری طرف بڑھایا بخاری نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "یور ایکسی لنسی شری حضور راج محل پہنچ چکے ہوں گے۔۔۔ کیا آپ پہلے ان سے۔۔۔"

میں نے سگریٹ سلگاتے سلگاتے رک کر کہا۔ "نہیں میں ان کو ملوث کرنا نہیں چاہتا۔۔۔ یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے۔"

بلونت سنگھ نے کہا۔ "ان داتا کپتان صاحب کا تو خیر ٹھیک ہے لیکن یہ سوبھاگیہ سنگھ بہت بڑے جاگیردار کا بیٹا ہے۔۔۔ کہیں ریاست میں ہلچل نہ مچ جائے۔"

"ایک کتا بھی نہیں بھونک سکے گا۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا "اور اگر بھونکا تو میرے پستول میں بہت گولیاں ہیں۔۔۔ مجھے معلوم ہے میرے کسی فعل کے لئے ہزہائی نس پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں کی جا سکتی راج سنگھاسن محفوظ ہے۔"

کیتھ نے کہا۔ "پھر بھی ہزہائی نس کو بالکل اندھیرے میں رکھنا تو مناسب نہیں ہے۔"

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔" میں نے کہا۔ "ریزیڈنٹ کے ساتھ شکار کو گئے ہوئے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ ریزیڈنٹ خود انہیں تمام واقعہ بتائے۔" وہ کچھ سوچ کر بولی۔ "کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ پہلے میں تنہا جا کر ریزیڈنٹ سے ملوں۔"

میں نے کہا۔ "یہ بہتر ہے ---- لیکن کیا وہ تم سے واقف ہیں؟"

"واقف ہیں ---- ہزایکس لنسی تعارف کرا چکے ہیں۔" وہ بولی ---- میں نے درواز کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "بخاری تم میرے ساتھ یہیں رہو بلونت مس کیتھ کو لے کر جا رہا ہے۔" بخاری کار سے اتر کر میرے پاس آگیا ---- میں نے کیتھ سے کہا۔ "تمہیں زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں یہاں پہنچنا ہے۔" اس نے سگریٹ کیس اور لائٹر بخاری کو دیتے ہوئے کہا۔ "جلد لوٹنے کی کوشش کروں گی ----" گاڑی چل دی۔ میں نے دونوں لاشوں کو اچٹتی سی نظر ڈالی اور بخاری کو لے کر جھیل کی طرف چل دیا۔ چٹان پر پہنچ کر میں نے بخاری کو اپنے پاس بٹھایا اور سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "اب تم میرے کام کے ہوتے جا رہے ہو بخاری۔"

وہ سر جھکا کر بولا۔ "یورایکس لنسی ---- حضور میری عزت افزائی کر رہے ہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "اچھا عزت افزائی کرتا ہوں ---- لو سگریٹ پیو۔"

اس نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ "نہیں یور ایکس لنسی ---- آپ کے سامنے نہیں پی سکتا۔"

"پاگل ہو ----؟" میں خود پیش کر رہا ہوں ---- لو پیو ----" میں نے سگریٹ کیس کھول کر آگے بڑھایا ---- اس نے سلام کر کے سگریٹ نکالا اور ہونٹوں میں دبا لیا۔ میں نے اس کو لائٹ دینی چاہی تو میرے گھٹنوں پر سر رکھ کے کہنے لگا۔ "سرکار اب اتنا شرمندہ تو نہ کیجئے ---- آپ شہزادے ہیں اور میں ایک ادنی باڈی گارڈ۔"

باڈی گارڈ ادنی نہیں ہوتے سید ----" میں نے ہنس کر کہا۔ "پریوں میں گھرے رہتے ہیں کلفام کی طرح ---- اگر واقعی کلفام بھی ہوں اور بالائی منزل بھی ذرا سپریئر کوالٹی کی ہو ---- بھئی مجھے تو بہت پسند ہیں ---- کاش میں باڈی گارڈ ہوتا ---- اور میرا نام بھی نعیم ہوتا ----" وہ ہنسنے لگا اور پھر پاس ادب سے منہ پھیر کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ مجھے بے ساختہ ہنسی آگئی۔ اس کی احتیاط پر بھی اور اپنے انکشاف حقیقت پر بھی لیکن بخاری کچھ نہ سمجھا۔ اس کی بالائی منزل خالی تھی۔ وہ نعیم تھا لیکن ای ٹیشن ---- ساختہ مقبوضہ جاپان ---- تھوڑی دیر میں ہنسی ضبط کر کے بولنے کے قابل ہوا تو میری طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "یورایکسی لنسی ---- آپ ایک ریاست کے ولی عہد ہیں۔ عنقریب راجہ بنیں گے ---- ہم جیسے ہزاروں باڈی گارڈ آپ کے [illegible] ہوں گے (خادم کو نہ بھولئے گا) آپ خدارا ایسی تمنا نہ کیجئے ---- اور تمنا کرنے سے بھی کیا ہوتا ہے سرکار ---- آپ

کے اقبال کا ستارہ بلند ہے یونیفارم میں بھی آپ شہزادے ہی رہیں گے ---- مقدر جسے آپ کرم کہتے ہیں بھبوت لگانے سے بھی نہیں چھپا کرتا ---- آپ نے وہ کویتا تو ضرور سنی ہو گی ----"

میں نے ٹالنے کی غرض سے کہا ---- "ہاں ہاں کیوں نہیں؟"

مسکرا کر بولا۔ "کونسی بھلا ----؟"

میں نے کہا۔ "وہی ---- غالب کی۔

وصل کی رات کٹ گئی صرف اس اختلاف میں
وس نے کبھی کہا کہ یوں ہم نے کبھی کہا کہ یوں"

"سرکار ----!" اس نے بے اختیار قہقہہ لگا کر کہا۔ "میرا اشارہ تو کوی گنگ کی ہندی کویتا کی طرف تھا لیکن خیر وہ علیحدہ بات ہے۔ آپ نے یہ شعر غالب سے کیسے منسوب کر دیا۔ غالب بھلا "وس" کہہ سکتے ہیں۔ ان کے نزدیک تو یہ بنو ولد فجو کی زبان ہے اور پھر خیال؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "خیال خام خیالی ہے۔ ہوا کرے لیکن مقطع میں غالب موجود ہے ---- خواہ منفی انداز میں سہی

غالب دہلوی سے بھی جس میں غزل نہ بن پڑی
ہم نے اسی زمین میں کہہ کے دکھا دیا کہ یوں"

اس نے کہا۔ "حضور آپ کے مذاق شعری نے تو مجھے حیرت میں مبتلا کر دیا ---- آپ تو سرکار ----"

"قصیدہ بازی سے مجھے نفرت ہے بخاری۔" میں نے کہا۔ "خصوصاً" تنہائی میں تو ہر چیز کو اس کے اصلی روپ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ بغیر ملمع کرے۔ اچھا اب ---- اس تمہید کے بعد تمہیں اپنے مذاق کا شعر سناتا ہوں جو واقع غالب کا ہے

دل نہیں ورنہ دکھاتا تجھ کو داغوں کی بہار
اس چراغاں کا کہوں کیا' کار فرما جل گیا"

وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ "گستاخی معاف حضور' کہیں حسب حال [illegible] میں نے غیر اگر ہے تو وہ کونسی سرزمین ہے جہاں کار فرما بلکہ ایک فرماں روا شعلوں [illegible] دیکھتے ہیں ہزہائی نس

میں نے غور سے اس کی صورت دیکھ کر کہا۔ "بخار[illegible]

نقاب چاک کر دیا۔ تم وہ نہیں ہو جو نظر آتے ہو لیکن

اس نے ہاتھ جوڑ دیئے۔ "سرکار پھر

دینے کے بجائے آپ نے مجھ سے جواب طلبی کا عمل تھا۔ میں ریزیڈنٹ کو اپنے [illegible] دور سے کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹ سڑک پر آ[illegible] گارڈ نے سلامی دی اور آگے بڑھ کر دروازہ

گئی۔ بخاری نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "سرکار شاید مس کیتھ آ رہی ہیں۔" میں نے سڑک پر نظر ڈالی اور اٹھ کر چلنے لگا۔ ہم سڑک کے قریب پہنچے تھے کہ دو گاڑیاں لاشوں سے کچھ فاصلے پر پہنچ کر رک گئیں۔ اگلی گاڑی رالس تھی۔ کیتھ دروازہ کھول کر باہر نکلی۔۔۔۔ ساتھ ہی پچھلی گاڑی سے ریزیڈنٹ اور ان کے ساتھ دو فوجی افسر اترے۔۔۔۔ ریزیڈنٹ نے آگے بڑھ کر مجھ سے ہاتھ ملایا اور ٹارچ کی روشنی میں دونوں لاشوں کا معائنہ کیا۔ میں کیتھ سے باتیں کرتا رہا۔ اس نے بتایا کہ رمیش ریزیڈنٹ کو تحریری بیان دے چکا ہے اور ان کے دفتر میں بیٹھا ہوا ہے۔ ریزیڈنٹ نے دیوان صاحب کو بلانے کے لئے ایک آدمی بھیجا ہے۔" میں نے اس سے ہزہائی نس کے متعلق پوچھا تو کہنے لگی کہ ریزیڈنٹ نے ابھی انہیں اطلاع نہیں دی۔" میں نے کہا۔ "مجھے خوف ہے اب ہزہائی نس کو معلوم ہوئے بغیر نہ رہے گا کہ یہ سب کچھ مہارانی کے اشارے پر ہو رہا ہے۔۔۔۔"

"کیا کہہ سکتی ہوں کرن۔" اس نے کہا۔ "ممکن ہے ریزیڈنٹ اس معاملے کو رمیش کی ذات تک ہی محدود رکھے۔۔۔۔ زیادہ گہرائی میں جانے سے بات بڑھ جانے کا خطرہ ہے آخر مہارانی کے ذرائع بھی بہت وسیع ہیں اور پھر ریاست میں سیاسی پارٹیاں بھی ہیں اگر وہ کھل کر مخالفت پر اتر آئیں تو کسی بھی پارٹی کو ہزہائی نس کے خلاف ابھار سکتی ہیں۔"

"ہیں یہ صحیح ہے۔ مایوس ہونے پر انسان سب کچھ کر گزرتا ہے۔"

ریزیڈنٹ نے اپنے کیپٹن کو چند ہدایات دیں اور ہمارے پاس آ کر کہنے لگے۔ "آیئے یورایکسی لنسی میں آپ کی گاڑی میں راج محل چل رہا ہوں۔" میں "تھینک یو ویری مچ" کہہ کر گاڑی کی طرف چلنے لگا۔ بخاری نے ہمیں آتے دیکھ کر پچھلا درواز کھولا۔۔۔۔ ریزیڈنٹ نے میرے اور کیتھ کے درمیان جگہ لی اور ہیٹ اتار کر اپنی گود میں رکھ لی۔ گاڑی چلتے ہی میری طرف دیکھ کر کہنے لگے۔ "یورایکسی لنسی مجھے مس کیتھ اور۔۔۔۔ رمیش کے بیانات سے تمام واقعات معلوم ہو گئے ہیں۔۔۔۔ کوشش کروں گا کہ ہزہائی نس دونوں لاشوں کو خفیہ طور پر ٹھکانے لگانے پر رضا مند ہو جائیں۔۔۔۔ تو۔۔۔۔!"

کوالٹی کی ہر نے ان کی بات کاٹ دی۔ "وہ آپ کے مشورے پر ضرور عمل کرینگے۔۔۔۔ نام بھی نعیم ہو گا۔ کہوں گا کہ اس جھگڑے کو طول دینا مناسب نہیں ہے۔"

لگا۔ مجھے بے ساختہ ہنسی کہیں لنسی مجھے خوشی ہے کہ آپ ان حالات میں بھی ٹھنڈے بخاری کچھ نہ سمجھا۔ اس کی بالائی خیال تھا آپ بہت مشتعل ہونگے۔"

مقبوضہ جاپان۔۔۔۔ تھوڑی دیر میں ہنسی۔۔۔۔ کیونکہ مجھ پر یہ پہلا حملہ نہیں ہے۔۔۔۔ کر کہنے لگا۔ "یورایکسی لنسی۔۔۔۔ آپ ایک۔ نہیں جا سکتا۔"

گے۔۔۔۔ ہم جیسے ہزاروں باڈی گارڈ آپ ۔ایکسی لنسی آپ ابھی تک آفینسو نہیں آپ خدارا ایسی تمنا نہ کیجئے۔۔۔۔ اور تمنا کر۔ کچھ کیا اس کو حادثے کے علاوہ کچھ ثابت

نہیں ہونے دیا۔"

"میں نے اس آرٹ میں اسپشلائز کیا ہے جناب۔" میں نے کہا۔

"تو پھر بتایئے اس سلسلے میں کیا کرنا چاہئے؟"

"ہزہائی نس سے بات کر کے دیکھئے۔۔۔۔ اگر وہ معاملہ دبانا چاہیں تو اس کو بڑی آسانی سے سوہاگیہ سنگھ اور کیپٹن راول کا ڈوئیل ثابت کیا جا سکتا ہے۔ ضرورت ہو تو رمیش کمار کو عینی شاہد کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔" تجویز سن کر انہوں نے غور سے میری طرف دیکھا اور مسکرا دیئے۔ "ٹھیک ہے۔" وہ کچھ سوچ کر بولے "لیکن کیا آپ اس کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں۔۔۔۔؟"

"آپ ہی بتایئے ان حالات میں اور کیا کیا جا سکتا ہے۔۔۔۔؟"

"جلا وطن۔۔۔۔ وہ خطرناک تو ہے۔"

"نو سر۔۔۔۔" میں نے نفی میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ "اسے خطرہ سمجھنا میری توہین ہے۔"

وہ مسکرا کر رہ گئے۔ میں نے بخاری سے سگریٹ کیس اور لائٹر لے کر ان کو پیش کیا' لائٹ دی اور سگریٹ کیس کیتھ کی طرف بڑھایا اس نے مسکرا کر انکھیوں سے ریزیڈنٹ کی طرف دیکھا اور انہیں میری طرف مخاطب دیکھ کر سگریٹ کھینچ لیا۔۔۔۔ ریزیڈنٹ کہہ رہے تھے۔ "مائی ڈیئر پرنس۔۔۔۔ آپ ابھی نوجوان ہیں۔۔۔۔ اتنی بڑی چوٹ کھا کر وہ کبھی چین سے نہ بیٹھے گا۔۔۔۔ اگر پولٹیکل پارٹیوں کو اکسا دیا تو ریاست میں ہلچل مچ جائے گی۔۔۔۔ اور یہ پہلو اتنا کمزور ہے کہ ہم بھی زیادہ مدد نہ کر سکیں گے۔"

میں نے کہا۔ "پھر جس طرح آپ مناسب سمجھیں۔"

"آپ نے ایک غلطی کی ہے یورایکسی لنسی۔" انہوں نے سگریٹ کا کش لے کر کہا۔ "اس کو بھی صاف کر دینا تھا۔ آپ کی جھیل اتنی وسیع ہے کہ تین آدمی تو کیا تین سو کو بھی پناہ دے سکتی ہے۔"

میں نے اثبات میں سرہلا کر کہا۔ "واقعی جناب یہ غلطی مجھ سے ہو گئی۔ میں نے غیر ضروری شویلری کا مظاہرہ کیا۔"

وہ مسکرا کر میری کمر تھپکتے ہوئے کہنے لگے۔ "خیر' پروا نہ کیجئے۔ دیکھتے ہیں ہزہائی نس کیا کہتے ہیں۔"

○

ہم راج محل پہنچے تو ساڑھے دس بجے کا عمل تھا۔ میں ریزیڈنٹ کو اپنے اپا میں لے آیا۔۔۔۔ ہال میں داخل ہوتے ہی گارڈ نے سلامی دی اور آگے بڑھ کر درواز

کھولا--- میں نے ریزیڈنٹ کے بیٹھتے ہی کیتھ کو ڈرنک لانے کا اشارہ کیا اور ریسور اٹھا کر ہزہائی نس کو رنگ کیا۔ دوسری گھنٹی پر انہوں معمول کے مطابق "ہیلو کرن!" کی آواز لگائی۔ میں نے آداب عرض کر کے کہا۔ "پاپا میری طبیعت خراب ہے--- کیا آپ تنہا تشریف لا سکتے ہیں---؟" انہوں نے پوچھا--- "کیا واقعی---؟" میں نے کہا۔ "نہیں پاپا--- یہاں ایک بڑی شخصیت آپ کا انتظار کر رہی ہے۔"

ابھی ہم نے دو پیگ پیے تھے کہ ہزہائی نس آ گئے۔ ریزیڈنٹ نے اٹھ کر ہاتھ ملایا۔ میں نے اٹھتے اٹھتے کیتھ کے ذریعے اپنا گلاس غائب کرا دیا۔ دس منٹ میں ہم نے مختصر الفاظ میں تمام واقعہ ان کے گوش گزار کر دیا۔ تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد آخر یہ طے پایا کہ رمیش کمار سے بیان کرایا جائے کہ وہ شام کو اپنے دوستوں کے ساتھ جھیل کی سیر کو گئے تھے جہاں سوبھاگیہ سنگھ اور کیپٹن اجمود راول کے درمیان مذاق میں بات بڑھ گئی۔ انہوں نے پستول نکال کر ایک دوسرے پر فائر کر دیئے اور دونوں ہلاک ہو گئے۔

گیارہ بجے میں ریزیڈنٹ کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر کیمپ پہنچانے گیا۔ ریزیڈنٹ کے دفتر کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ ایک کرنل اور دو تین میجر اور کیپٹن وغیرہ ہال میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہماری گاڑی رکتے ہی کرنل اٹھ کر برآمدے میں آیا اور سیلوٹ کر کے ریزیڈنٹ کا استقبال کیا۔ ریزیڈنٹ نے چلتے چلتے اسے مجھ سے متعارف کرایا اور ہم ہال روم میں اندر داخل ہوئے۔ تمام فوجی افسروں نے اٹینشن ہو کر سلامی دی۔ ریزیڈنٹ نے مجھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے بغلی دروازے کا پردہ اٹھایا۔ یہ ان کا چیمبر تھا۔ میں ان کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ یہاں رمیش اور دیوان کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے ہمیں دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے--- دیوان نے ریزیڈنٹ سے مصافحہ کیا اور میری طرف دیکھتے ہوئے "یورایکسی لنسی" کہہ کر سر جھکا دیا۔ ریزیڈنٹ نے رمیش کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مسٹر رمیش خدا کا شکر ادا کرو میں تمہیں ہزہائی نس سے معافی دلانے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔" پھر مجھ سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا۔ "یورایکسی لنسی میں آپ کے تعاون کا شکر گزار ہوں اپنے دشمنوں کو اس طرح معاف کر دینے والے میں نے کم دیکھے ہیں۔"

میں نے دیوان کے چہرے پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی۔ "صرف ایک احساس نے مجھے سب کچھ بھلا دینے پر مجبور کر دیا جناب--- اور وہ یہ کہ پاپا دیوان صاحب کی خدمات کے معترف ہیں اور مجھے ہمیشہ ان کا احترام کرنے کی نصیحت کرتے رہے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ اس عمر میں ان کے گھر کا چراغ گل کرتے ہوئے میرا دل کانپ اٹھا ورنہ اپنے قاتل کو کون چھوڑتا ہے۔ خصوصاً" ایسی صورت میں جبکہ وہ بے ہوش پڑا ہو۔" دیوان نے بڑھ کر میرا ہاتھ چوم لیا۔ ریزیڈنٹ میری طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ میں نے دیوان کو بازو سے تھام کر کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "شریمان راج نریش سے آپ کی وفاداری اور سالہا سال کی

رفاقت ہم سے ایثار کا مطالبہ کرتی ہے جسے ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ یہ آپ پر کوئی احسان نہیں صرف بدلہ ہے۔"

"آپ کی عظمت کا ثبوت ہے یورایکسی لنسی۔" دیوان نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"دیوان صاحب آپ دیکھ رہے ہیں--- یہ ایک ایسا پیچیدہ مسئلہ پیدا ہو گیا ہے کہ اگر صحیح طریقے پر حل نہ کیا گیا تو اتنا بڑا فتنہ کھڑا ہو جائے گا کہ ریاست کا وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔" ریزیڈنٹ اب معاملے کی بات پر آ گئے--- دیوان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "آپ صحیح فرما رہے ہیں۔"

ریزیڈنٹ نے پوچھا--- آپ کوئی ایسی تدبیر بتا سکتے ہیں جس سے یہ مسئلہ پر امن طریقے پر حل ہو جائے---"

دیوان نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔ "کیا عرض کر سکتا ہوں جناب--- سوائے اس کے آپ نے اور ہزہائی نس نے جو فیصلہ کیا ہوا اس پر عمل کرنے کو تیار ہوں۔"

ریزیڈنٹ نے کہا۔ "آپ سے ہمیں یہی توقع تھی۔ بہرکیف اب پروگرام یہ ہے کہ مسٹر رمیش اپنے قول و عمل سے یہ ثابت کرینگے کہ سوبھاگیہ اور کیپٹن اجمود نے بیک وقت پستول نکال کر ایک دوسرے پر گولیاں چلائیں اور دونوں ہلاک ہو گئے۔ ہم ابھی پولیس چیف کو بلا کر ان کا بیان دلا دیتے ہیں۔ وہ اسی وقت لاشوں کا رسمی سا پوسٹ مارٹم کرا کے ڈسپوز آف کر دینگے۔"

دیوان نے کہا۔ "یہ بالکل ٹھیک ہے جناب--- سوائے اس کے کہ پولیس چیف کو یہاں بلایا جائے۔"

"رائٹ لیکن پھر آپ ہی یہ زحمت کریں۔"

دیوان اٹھ کھڑا ہوا۔ "بہتر ہے--- اب مجھے اجازت دیجئے--- بہت بہت شکریہ۔"

ریزیڈنٹ نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا اور وہ رمیش کو لے کر چل دیا۔ تھوڑی دیر بعد میں بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "یورایکسی لنسی میں آپ سے غائبانہ متعارف ہوں--- آپ کے یہاں پہنچنے کے دوسرے روز سے--- لیکن آپ کو دیکھنے کے بعد میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ تعارف مکمل نہیں تھا۔ میں آپ کی شخصیت میں چند غیر معمولی چیزیں دیکھ . . وں۔"

میں ہنس دیا۔ "شخصیت! غیر معمولی چیزیں--- ہاؤ آئی ونڈر سر---؟"

وہ ہنس دیئے۔ "جی--- آپ یقین نہیں کرینگے--- بٹ آئی تھنک سو---"

"تھینک یو سر---" میں نے کہا--- "اب میں اکثر رات کے وقت آپ کے پاس آتا رہوں گا--- گڈ نائٹ---"

○

ہال میں داخل ہوتے ہی میں نے اپنے گارڈ سے کہا۔ "گیٹ حوالدار کو میرے کمرے میں بھیجو" اور بیڈ روم میں پہنچ کر لباس تبدیل کیا---- ڈرائنگ روم میں واپس آیا تو حوالدار گردن جھکائے کھڑا تھا۔ مجھے دیکھ کر سلام کرنے کی سکت اس میں نہ تھی۔ ہاتھ اٹھاتے اٹھاتے گھبرا کر پیروں میں گر پڑا۔ مجھے اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر ترس آ گیا۔ میری نظر میں وہ زیادہ قصور وار بھی نہ تھا اور میرے پاس ضائع کرنے کے لئے زیادہ وقت بھی نہ تھا۔ "اٹھ جاؤ گنو کے جائے۔" میں نے بمشکل ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا۔ وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر ہاتھ جوڑنے لگا اور گڑگڑا کر بولا۔ "ان داتا ایشور جانتا ہے میں بے گناہ ہوں۔ مہارانی جی کے حکم کی تعمیل ضرور کی ہے حضور---- سو آپ جانتے ہیں ہماری کیا مجال ہے کہ----"

"میں تمہاری قسم کا اعتبار کرتا ہوں۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "جاؤ---- آئندہ ایسی غلطی نہ کرنا---- اگر ایسا کوئی حکم ملے تو پہلے میرے پاس آنا---- میں تمہیں تعمیل حکم سے نہیں روکوں گا----" اس نے جھک کر دونوں ہاتھوں سے سلام کیا۔ وہ باہر نکل رہا تھا کہ میں نے رسیور اٹھا کر گارڈ سے کہا اسے جانے دو اور بیڈ روم میں چلا آیا۔ صبح دس بجے کے قریب کرنل ماما میرے پاس آئے---- میں نے ڈرائنگ روم میں ان کو رسیو کیا---- بیٹھتے ہی بولے۔ "کرن ایک بات پوچھنے آیا ہوں سچ سچ بتانا۔"

میں نے کہا۔ "ماما جی---- کیا میں آپ سے کبھی جھوٹ بولا ہوں؟"

ہنس کر کہنے لگے۔ "نہیں وہ بات ایسی ہے کہ شاید تم ظاہر کرنا پسند نہ کرو۔"

میں نے کہا۔ "ایسی کوئی بات نہیں ماما جی جسے میں آپ سے نہ کہہ سکوں۔"

بولے۔ "کیپٹن راول کی گھروالی میرے پاس پہنچی تھی۔ اس کے ساتھ اس کے دو بچے بھی تھے۔ مجھ سے کہنے لگی دربار مہارانی نے میرا سہاگ اجڑوا دیا اب میرا اور ان بچوں کا کیا ہو گا----؟" میں نے کہا۔ "باؤلی مہارانی کو تیرے پتی کو مروانے سے کیا فائدہ---- بولی فائدہ تو کچھ نہیں لیکن انہوں نے اس کو یوراج پر حملہ کرنے کو بھیجا تھا اور وہ اور سوبھاگیہ دونوں انہی کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں۔ اس پر میں نے اس کو کسی طرح ڈانٹ کر بھگایا اس کو تو چھوڑو لیکن یہ بتاؤ کہ کیا واقعی ایسا ہوا----؟"

میں نے کہا۔ "ہاں ماما جی وہ سچ کہتی ہے ایسا ہی ہوا ہے----"

"تم نے شانتی کرن کو بتایا----؟" انہوں نے سوال کیا۔

میں نے نفی میں سر ہلایا---- "کیا ضرورت ہے کہ انہیں شاک پہنچایا جائے کیا

میں کچھ کمی کر رہا ہوں---- ماما جی----؟"

بولے---- "نہیں بیٹے تو گن گن کر ہمارے بدلے لے رہا ہے---- بھگوان تیری بھجاؤں میں شمبھو جتنا بل دے---- تجھے دیکھ کر میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔"

"بھگوان آپ کا کلیجہ ہمیشہ ٹھنڈا رکھے ماما جی۔" میں نے کہا۔ "پر آپ راول کی ودھوا سے میری طرف سے کہہ دیں کہ اگر اس نے مہارانی کا نام لیا تو کیپٹن کو راج دروہی قرار دیکر اس کا گھربار زمین جاگیر سب کچھ ضبط کر لیا جائیگا اور وہ لوگوں کے برتن مانجھتی نظر آئے گی۔"

ماما نے حیرت سے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "تو کیا تم مہارانی کی سازشوں پر پردہ ڈالنا چاہتے ہو کرن----؟"

میں نے کہا۔ "اگر ظاہر کر دیا تو وہ سنبھل جائینگی۔ میں چاہتا ہوں وہ آخری سپاہی تک لڑتی رہیں---- ابھی ان کے پاس کچھ فورس ہے۔ انہیں استعمال کرنے دیجئے---- آپ لوگوں کی دعا سے میں ایک ایک کو ختم کر دوں گا اور آخر ایک ایسا مرحلہ آئے گا کہ ان کی چیخیں نکل جائینگی۔ وہ دیوانوں کی طرح چیخ چیخ کر اعتراف کریں گی---- قوت برداشت ختم ہونے کے بعد عورت کا ہسٹرک ہونا اتنا ہی یقینی ہے جتنا دن کے بعد رات ہونا۔ لہٰذا آپ مہربانی فرما کر اس وقت کا انتظار کریں اور وہ وقت زیادہ دور نہیں ہے۔" وہ کچھ دیر سوچتے رہے پھر سگریٹ سلگاتے ہوئے اٹھے اور چلنے لگے---- میں نے کہا۔ "ماما جی پاپا سب کچھ سمجھ چکے ہیں لیکن پھر بھی آپ انہیں یہ تمام باتیں نہ بتائیں تو بہتر ہے۔"

وہ پژمردہ لہجے میں بولے۔ "اچھا جیسی تمہاری مرضی۔" آگے بڑھے اور میرے سر پر ہاتھ پھیر کر دعائیں دیتے ہوئے چلے گئے۔

اسی رات ہزہائی نس میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ "کرن یوراج کا آپریشن کامیاب ہو گیا۔ اب وہ بہتر ہے اور امید ہے کہ ایک ہفتے میں یہاں پہنچ جائے گا۔"

میں نے کہا۔ "مبارک ہو یورہائی نس۔"

بجھے ہوئے لہجے میں بولے۔ "اتنا صحتیاب نہیں ہوا کہ مبارکباد دی جائے۔ خط کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کامیاب آپریشن سے مراد یہ ہے survive کر گیا---- اور کچھ نہیں---- اور----" وہ رک رک کر کہنے لگے---- "اور اس کے یہاں آنے سے مسائل میں اضافہ ہو گا۔ کمی نہیں---- اس کو چھپا کر رکھنا ہو گا---- اور خدا جانے وہ خاموش رہتا ہے یا وہی چیخ پکار، توڑ پھوڑ---- اور خداوند۔" وہ سر پکڑ کر رہ گئے۔ میں نے ان کو تسلی دی۔ "آپ پریشان نہ ہوں---- یورہائی نس---- ممکن ہے وہ واقعی بہتر ہوں۔"

"خیر---- جو خدا کی مرضی۔" انہوں نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ "بہرکیف ہمارے

ساتھ تمہاری مشکلوں میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔ تمہیں انہی کمروں میں رہنا ہو گا اور حالات کے مطابق عمل کرنا ہو گا۔ جیسے بھی مناسب ہو۔"

میں سناٹے میں آگیا---- دل چاہتا تھا صاف کہہ دوں کہ کیا آپ مجھے بھی پاگل کرنا چاہتے ہیں---- لیکن کچھ نہ کہہ سکا۔ وہ تھوڑی دیر میرے چہرے کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر آہستہ سے بولے---- "کرن---- ہاں ہم تمہیں کرن ہی کہیں گے---- یہ نہ سمجھنا ہم تمہیں یہاں ان کمروں بند کر کے پاگل کرنے کو لائے ہیں---- نہیں----"

میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "یورہائی نس----" لیکن آواز بھرانے لگی اور میں نے خاموش ہو کر سر جھکا لیا۔ انہوں نے اٹھ کر مجھے سینے سے لگا لیا اور کمر تھپکتے ہوئے کہنے لگے۔ "کرن اس ریاست کو اپنی ہی سمجھو۔ اگر کرن حکمران نہ بن سکا تو اس کے مکمل صحتیاب ہونے تک تمہیں اس کا رول ادا کرنا ہے۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یورہائی نس---- میں کیا عرض کروں---- مجھے ریاست سے کوئی دلچسپی نہیں ہے---- خدا کی قسم---- کوئی دلچسپی نہیں ہے تاہم میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔ خواہ اس کے لئے مجھے کتنی ہی بڑی قربانی دینا پڑے۔ آپ نے مجھے بیٹا کہا ہے اور میں آپ کا بیٹا ہونا ثابت کروں گا۔"

ہزہائی نس حیرت کی نظروں سے میری طرف دیکھنے لگے۔ آخر بمشکل بڑبڑائے۔ "ایسی کیا بات ہے کرن----؟"

میں نے بات بدلتے ہوئے کہا۔ "کچھ نہیں پاپا میں ذرا حماقت کی حد تک جذباتی واقعی ہوا ہوں اور کچھ نہیں----"

انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔ "انہوں---- ایسا نہیں ہے کرن---- لیکن کیا ہم تمہیں کمپنسیٹ نہیں کر سکتے۔ تم تمام خزانہ لٹا دو۔ ہم تمہارا ہاتھ نہیں پکڑیں گے۔ تم کسی چیز کا نام لو اور وہ چیز تمہارے پاس ہو گی لیکن تم نام تو لو کرن۔" میں نے جھک کر ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگا لیا۔ "شکریہ پاپا۔" "میں نے نگاہیں ملائے بغیر کہا۔ "میں آپ کی محبت کا معترف ہوں---- اور اس وقت تک یہاں رہوں گا---- جب تک آپ کے مسائل حل نہ ہو جائیں۔ آپ یوراج کو لے آیئے---- دیکھتے ہیں وہ کس حالت میں ہیں۔" وہ میرا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھاتے ہوئے بولے۔ "وہ کل رات کو دو بجے کے بعد یہاں ہوں گے لیکن تم نے مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا کرن کہ شاید---- خیر جانے دو---- تم جیسے بہادر آدمیوں کی آنکھوں میں آنسو نہیں آیا کرتے جب تک کہ ان کی روح زخمی نہ ہو۔"

میں نے موضوع بدلنے کے لئے کہا۔ "پاپا یوراج کے ساتھ کوئی ڈاکٹر آ رہا ہے----؟"

انہوں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "تم اس کے سامنے نہیں لائے جاؤ گے کرن۔"

"پھر بھی آپ اس کو اعتماد میں لئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی جگہ ہمارا سامنا ہونا ناگریز ہے۔"

"انہوں نے سر ہلا کر کہا۔" ہاں لیکن حتی الامکان کوشش یہی ہو گی کہ تم ایک دوسرے کے سامنے نہ آؤ----" وہ اٹھ کر چلنے لگے---- میں دروازے تک ان کے ساتھ آیا اور ہال سے نکلتے نکلتے کہا۔ "پاپا رمیش کو بھی میرے سامنے نہیں آنا چاہئے۔" انہوں نے آہستہ سے کہا۔ "ایک ہفتے میں وہ یہاں سے انگلینڈ چلا جائے گا۔" میں نے سر جھکا کر سلام کیا اور اپنے کمرے میں چلا آیا۔ قید کی معیاد طویل ہوتی جا رہی تھی۔ میں نڈھال ہو کر صوفے پر گر پڑا اور سر تھام کر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازے پر آہٹ ہوئی۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو رمولا مسکراتی ہوئی اندر داخل ہو رہی تھی۔ میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی ٹھٹک کر رہ گئی۔ میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "آؤ رمو----" وہ تیزی سے آگے بڑھی اور دونوں ہاتھ میرے کندوں پر رکھ کر کہنے لگی۔ "کیا بات ہے کرن' بہت افسردہ نظر آ رہے ہو۔" میں نے اس کو کھینچتے ہوئے کہا۔ "تھا لیکن اب نہیں ہوں۔"

"مجھے دیکھ کر----؟" میرے کندھے پر سر رکھتے ہوئے وہ بولی---- میں نے کہا۔

"ہاں ڈیر---- مس کینتھ کی طرف کار دروازہ لاک کر دو اور کچھ پلاؤ----" وہ تیزی سے اٹھی اور دروازہ لاک کرتی ہوئی گلاس اور بوتل اٹھا لائی۔ تھوڑی دیر میں دونوں حافظ شیرازی کے شعر کی مجسم شرح تھے۔

○

میں ابھی صبح کی چائے پی رہا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجی---- کینتھ نے دوسری طرف سے چند جملے تبدیل کر کے رسیور میرے ہاتھ میں دے دیا۔

میں نے رسیور کان سے لگا کر "پالاگن پوجیہ پتا شری" کہا---- دوسری طرف سے ہزہائی نس کے ہنسنے کی آواز آئی۔ "آج تو ٹھیٹھ برج بھاشا بول رہے ہو کرن---- کون کون میں تمہارے کمرے میں----؟"

"مس کینتھ کے سوا کوئی نہیں پاپا----!"

بولے۔ "اچھا خیر شاید چائے پی رہے ہو۔"

"جی پاپا----" میں نے کہا۔ "حکم ہو تو حاضر ہو جاؤں؟" کچھ سوچ کر بولے۔ "نہیں کرن---- بلکہ آج تو تمہیں باہر نہیں نکلنا ہے۔ کسی سے ملاقات بھی نہیں کرنی ہے۔ تمہاری طبیعت بہت خراب ہے۔ بمبئی سے ایک انگریز ڈاکٹر بلوایا گیا ہے جو رات کو

یہاں پہنچ رہا ہے۔ تم سمجھ گئے نا۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "بالکل سمجھ گیا پاپا۔۔۔ آپ اعلان کرا دیں کہ کوئی مجھ سے ملنے نہ آئے۔"

انہوں نے "ٹھیک ہے" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ میں نے کنتھ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ وہ گھبرا گئی۔ "ڈارلنگ اگر وہ پاگل ہمارے قریب کے کمروں میں رہا تو ہمیں بھی پاگل کر دیگا۔"

میں نے کہا۔ "وہ برابر والے چار کمروں میں قیام کریگا اور اگر تکلیف وہ ثابت ہوا تو ہی ایک راستہ ہے۔۔۔"

"کیا۔۔۔؟" اس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ میں بھی پاگل ہو جاؤں۔۔۔ تم چند روز مجھے سنبھالو اور پھر بمبئی لے کر چل دو۔"

وہ ہنس دی۔ "ہزایکسی لنسی کو کیا کہو گے۔۔۔؟"

"کہہ دوں گا۔۔۔ مجھے پاگل خانے بھیج دیا جائے۔"

"اور میں۔۔۔؟" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے راہبہ بنا کر ننری بھیج دیا جائے۔"

"ڈونٹ بی سلی۔۔۔ تمہیں میری تیمار داری کے لئے وہاں بھی میرے ساتھ جانا ہو گا۔"

"منظور ہے ڈارلنگ۔۔۔ لیکن میں اب ایک ہفتے سے زیادہ یہاں نہیں ٹھہر سکوں گی۔"

"پھر تو ہمارا نکاح فسخ ہو جائیگا ڈیئرسٹ۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ وہ خاک نہ سمجھ سکی۔۔۔ حیران ہو کر بولی۔ "کیا۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "میرا مطلب ہے میرا آئندہ نسلوں کا شجرہ نسب محفوظ ہو جائے گا۔"

"کیا کہہ رہے ہو کرن۔۔۔؟" وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولی۔ "آج کیسی اردو بول رہے ہو جو سمجھ میں نہیں آتی۔"

میں نے انجان بن کر کہا۔ "اوہ مجھے افسوس ہے۔۔۔ میں کہہ رہا تھا اس طرح بھاگنے سے تمہاری سروس ختم ہو جائے گی اور میرا تو مستقبل ہی خطرے میں پڑ جائیگا۔"

"پروا نہیں۔۔۔ میں ہزہائی نس سے کہوں گی۔ نقلی کرن تندرست ہو گیا اور اصلی کرن سے میرا کوئی **ایگریمنٹ** نہیں۔۔۔ اس لئے گڈ بائی۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔۔۔ کہہ دیکھنا۔۔۔ اور جو کچھ جواب ملے وہ مجھے بتانا۔" وہ چائے کا کپ ٹرے پر رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

میں اسے جاتے دیکھتا رہا۔ اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ میں نے محسوس کیا وہ جو کچھ کہہ رہی تھی اس میں مذاق کا شائبہ نہ تھا۔ میں چند منٹ اس کے طرز عمل پر غور کرتا رہا پھر سگریٹ سلگایا اور اٹھ کر اس کے کمرے میں پہنچا۔ وہ تکیے پر سر رکھے رو رہی تھی۔ میں تھوڑی دیر دروازے میں کھڑا دیکھتا رہا۔ اسے میرے آ جانے کا بھی کوئی ہوش نہ تھا۔ میں نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "لیو۔۔۔" اس نے چونک کر تکیے سے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور پلکیں بھیگی ہوئی تھیں۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپ لیا۔۔۔ میں نے اس کو آغوش میں لیتے ہوئے کہا۔ "کیا واقعی پاگل ہو گئی ہو لیو؟"

اس نے رومال سے آنکھیں پونچھتے ہوئے کہا۔ "کیا نہیں ہونا چاہئے کرن۔۔۔ کتنے حملے، کتنے قتل، کتنے خطرات، کس قدر گھٹن، کس قدر پابندیاں۔"

میں نے اس کو تھپک کر کہا۔ "کس قدر آسائشیں۔۔۔ کتنی بڑی تنخواہ اور کس قدر انعام و اکرام؟ یہ بھی تو کہو ڈیر۔"

"یہ آزادی کی قیمت نہیں ہو سکتی کرن۔" وہ طنزیہ لہجے میں بولی۔۔۔ میں نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لے کر کہا۔ "آزادی محض ایک لفظ ہے۔۔۔ فریب کاروں کا تراشا ہوا۔۔۔ سادہ لوح انسانوں کو دوسرے فریب کاروں کی غلامی سے آزادی دلانے کا وعدہ کر کے اپنی غلامی میں لینے کے سوا جسکا کوئی مفہوم نہیں ہوتا۔ اگر آزادی اتنی ہی گراں قدر چیز ہوتی جتنی ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تو ابتدائی انسان جس کی آزادی پر کوئی قدغن نہ تھا آج کے انسان سے زیادہ مہذب، زیادہ خوشحال اور زیادہ مطمئن ہوتا لیکن کیا وہ ایسا تھا۔۔۔؟"

"نہیں کرن۔۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تاریخ کو کون جھٹلا سکتا ہے۔"

میں اس کی سادگی پر ہنس دیا۔

"یہ بھی صحیح نہیں ہے۔۔۔ فریب کار جھٹلا سکتے ہیں۔۔۔ یہ فریب خوردہ آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لیتے ہیں۔ صرف چند ذہین لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ ٹام ڈاک اور ہیری کی غلامی سے نکال کر زید، بکر، عمر یا دتو، نتھو اور ہتو کی غلامی میں چلے جانے سے حالات میں کوئی خوشگوار تبدیلی نہیں آتی۔ تم جس کی مجموعی تنخواہ بمعہ یورپین گریڈ ون ففٹی پلس ہنڈرڈ پلس تھرٹی فائیو پلس ففٹی۔ ٹوٹل تھری تھرٹی فائیو تھی۔ شردھام کی غلامی میں۔۔۔ اگر اسے غلامی ہی سمجھ لیا جائے۔۔۔ تو ایک ہزار پلس تمام آسائشیں ہیں۔۔۔ ہزہائی نس کی طرف سے انعام و اکرام، رالس رائس کار اینڈ وہاٹ ناٹ۔۔۔ مجھے تو خیر اپنا بلینک چیک سمجھو۔۔۔ کیا یہ سب آزادی میں تمہیں مل سکتا ہے؟ یا تم

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

کا پرچم لے کر اٹھ رہی ہو۔۔۔۔؟"
"نو۔۔۔۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ "میرے جگر میں کوئی درد نہیں ایک درد کے سوا جو تم جانتے ہو۔"
"بات یہ ہے کہ تم یکسانیت سے گھبرا گئی ہو اور تبدیلی چاہتی ہو۔۔۔۔ کینتھ آنے والا کرن۔۔۔۔ دنیا کا مظلوم ترین انسان ہے۔ جس کے متعلق ہمیں ابھی کچھ معلوم نہیں ممکن ہے وہ بہتر حالت میں ہو لیکن خدانخواستہ اگر بدترین حالت میں بھی ہے تو میں اسے چھوڑ کر نہیں بھاگوں گا۔۔۔۔ اور تمہیں بھی نہیں بھاگنے دوں گا۔ ہمیں اپنا سب کچھ اس پر قربان کرنا ہے مائی لو۔" وہ میری طرف دیکھ کر ہنس دی۔۔۔۔ میں نے الماری سے بوتل نکال کر گلاس میں انڈیلی اور اس کے منہ سے لگا دیا۔۔۔۔ دو پیگ پینے کے بعد وہ الیہ دھن میں نشاطیہ نغمہ گنگنا رہی تھی۔ "یو آر آلویزان مائی ہارٹ۔"
میں نے ہنس کر کہا۔ "تشنہ مضراب ہے ساز۔۔۔۔" آخری گھونٹ لے کر گلاس الماری رکھا اور اس کو گود میں اٹھا کر مسہری پر لڑھکا دیا۔

○

کرن کو آئے ہوئے دور روز گزر چکے تھے۔ وہ میرے برابر والے اپارٹمنٹ میں اقامت گزیں تھا۔ اس کے بیڈ روم کا دروازہ میرے ریڈنگ روم میں کھلتا تھا جو مستقل طور پر بند تھا لیکن چند روز پہلے دروازے کے ہینڈل میں ایک سپائی ہول بنایا گیا تھا۔ جس میں میگنی فائنگ گلاس لگا ہوا ہونے کے باعث آنکھ رکھتے ہی اس کمرے کا تمام منظر سامنے آ جاتا تھا۔ اس دروازے کی چابی میرے پاس تھی۔ ہزہائی نس نے رشی کرن کے آنے کے بعد اس نام کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ وہ مجھے کرن اور یوراج کو رشی کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔۔۔۔ اس کا معالج ڈاکٹر شیلڈن تھا جو بمبئی سے اس کے ساتھ آیا تھا۔ اس کے علاوہ اس کی نرس، خادم اور خادمائیں بھی علیحدہ تھیں۔ جن کی رہائش کا انتظام اس طرح کیا گیا تھا کہ میرے ملازمین سے کسی طرح متصادم ہونے کا کوئی امکان نہ تھا۔ ان کا مین ہال، کاریڈور، زینہ لفٹ ہر چیز علیحدہ تھی۔ پوزیشن کے اعتبار سے رشی کا اپارٹمنٹ محل کا دوسرا حصہ تھا۔ جس کا بظاہر میرے اپارٹمنٹ سے کوئی رابطہ نہ تھا۔ ہزہائی نس نے میری طبیعت زیادہ خراب ہونے اور دوسری جانب کے اپارٹمنٹ میں منتقل کئے جانے کے اعلان کے ساتھ ہی میرے اپارٹمنٹ سے گارڈ ہٹا دیا تھا۔ اب بخاری کے سوا جو ہروقت ہال کے چیمبر میں رہتا تھا دوسرا کوئی محافظ نہ تھا۔۔۔۔ گارڈ۔۔۔۔ مستقل طور پر رشی کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ ہزہائی نس کی ہدایات کے مطابق میں کئی کئی بار سپائی ہول کے ذریعہ اس کے کمرے کا جائزہ لیا کرتا تھا۔ جہاں کبھی کبھار ماما یا پاپا اس کو دیکھنے آیا کرتے تھے۔ انہوں نے

اب میری طرف آنا بالکل ترک کر دیا تھا۔ میرے اور ان کے درمیان رابطہ کا واحد ذریعہ ٹیلیفون تھا۔ بحیثیت مجموعی رشی کی صحت بری نہ تھی لیکن دماغی اعتبار سے وہ وہیں کا وہیں تھا۔ وہ ہروقت سوتا رہتا تھا۔ جاگتا تو خاموش رہتا۔ ایک خادمہ جس سے وہ مانوس تھا۔ بات بھی کیا کرتا تھا لیکن عجیب اوٹ پٹانگ انداز میں۔ ادھر وہ اس سے بات کر کے ہٹی ادھر وہ سب کچھ بھول گیا۔ اکثر کسی چیز کی فرمائش کرتا اور جب وہ لے کر آتی تو اس کو واپس کر دیتا۔ وہ اصرار کرتی کہ حضور آپ نے ہی تو طلب کی تھی تو کہتا کہ تم پاگل ہو۔۔۔۔ میں نے کچھ نہیں منگایا۔ میں اور کینتھ گھنٹوں اس کی نقل و حرکت دیکھا کرتے۔ وہ خطرناک کسی طرح نہ تھا۔ کسی بات پر بگڑ جاتا تو بار بار پیشانی پر ہاتھ مارتا۔۔۔۔ اور سر جھٹک کر کہتا۔ "ڈیم اٹ۔۔۔۔ آئم اے فول۔" پھر خادمہ کی طرف دیکھتا اور کہا۔ "ڈیم اٹ۔۔۔۔ آئم اے فول۔" پھر خادمہ کی طرف دیکھتا اور کہتا۔ "آئم سوری۔"
وہ زیادہ تر سلیپنگ سوٹ میں رہتا تھا اور غسل خود کرتا تھا۔ کھانے کے وقت کھانا طلب کرتا۔ چائے کے وقت چائے۔ اکثر شام کو وسکی بھی پیا کرتا۔۔۔۔ اور سگریٹ بھی۔ اس کے پاس متعدد کتابیں تھیں لیکن تنہائی میں بھی وہ پڑھنا پسند نہیں کرتا تھا۔ اگر کبھی موڈ میں آ کر کوئی کتاب اٹھا کر کھولی بھی تو دو تین ورق الٹے اور اکتا کر پھینک دی۔ میں کئی روز اس کی حالت کا جائزہ لیتا رہا۔ آخر ایک دن جبکہ وہ بالکل تنہا تھا میں نے چابی نکال کر دروازہ کھولا اور اس کے کمرے میں داخل ہو گیا کینتھ نے پیچھے سے دروازہ بند کر لیا۔ میں آہستہ آہستہ اس کے قریب پہنچا اور چند قدم کے فاصلے پر رک کر کہا۔ "رشی!"
اس نے چونک کر میری طرف دیکھا اور صوفے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا کچھ دیر غور سے میری طرف دیکھتا رہا۔۔۔۔ پھر اپنی طرف دیکھا۔ میرے لباس پر نظر ڈالی اور حیرت زدہ ہو کر میری طرف انگلی اٹھا کر بولا۔ "تم۔۔۔۔؟" میں نے اس کے خلاف توقع نارمل طرز عمل پر خوش ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہاں میں۔۔۔۔ ڈیرسٹ رشی۔"
"ڈیریسٹ رشی۔" وہ بڑبڑایا اور ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے بولا "لیکن کیا تم بھی رشی ہو۔۔۔۔؟ کیا میں پھر دو ہو گیا ہوں۔۔۔۔؟"
میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "رشی ڈیر اس سے پہلے بھی کبھی دو ہو چکے ہو کیا۔۔۔۔؟" اس نے اپنے کندھے سے میرا ہاتھ ہٹانے کے بجائے اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔۔۔۔ پھر میرے چہرے کو ہاتھ لگا کر دیکھا اور مسکرا دیا۔۔۔۔ میں بھی مسکرا دیا اور سینے سے لگاتے ہوئے بولا۔ "کیا تمہیں یاد نہیں رشی ہم بمبئی میں ملے تھے۔"
اس نے آہستہ سے الگ ہوتے ہوئے کہا۔ "اچھا۔۔۔۔ ہم بمبئی میں ملے تھے۔۔۔۔ تمہارا نام؟"
میں نے اس کا بازو تھام کر مسہری پر بٹھا دیا۔ "میرا نام کرن ہے۔"

وہ پھیل کر مسہری سے اٹھ کھڑا ہوا اور غور سے میری طرف دیکھ کر بولا۔ "کرن؟ لیکن یہ تو میرا نام ہے۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "ہاں تمہارا نام رشی کرن تھا لیکن اب صرف رشی ہے کرن میں ہوں۔۔۔۔ تمہارا آدھا حصہ ہوں۔۔۔۔ تم میرا آدھا حصہ ہو۔۔۔۔ دو پر تقسیم ہو جانے کے بعد ہم ایک دوسرے کے بغیر نا مکمل ہیں۔ میں تمہیں ڈھونڈتا پھر رہا ہوں۔۔۔۔ کیا تم بھی مجھے ڈھونڈتے رہے ہو کبھی؟" اس نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے افسردہ لہجے میں کہا۔ "نہیں۔۔۔۔ مجھے کیا معلوم تم کہاں رہتے ہو۔۔۔۔؟"

میں نے گردن گھما کر اپنے کمرے کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ "یہاں اس کمرے میں۔"

اس نے میرا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ "یہ تو بہت قریب ہے کرن۔"

"ہاں۔۔۔۔ دیکھو گے۔۔۔۔؟" اس نے نفی میں گردن ہلائی۔۔۔۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "کیوں رشی؟" کہنے لگا۔ "میں ڈر جاؤں گا۔"

میں نے کہا۔ "نہیں رشی۔۔۔۔ اب تم آدھے نہیں ہو۔۔۔۔ کرن تمہارے ساتھ مل گیا۔۔۔۔ تم پورے ہو گئے۔۔۔۔"

وہ زور سے قہقہہ لگا کر مجھ سے لپٹ گیا۔ "کیا سچ؟" اس کے قہقہے میں مخبوط الحواس ہونے کا شائبہ تک نہ تھا۔ یہ ایک صحت مند قہقہہ تھا۔ میں نے کہا۔ "بالکل سچ۔۔۔۔ کیا تم اپنا بھی یقین نہیں کرتے۔۔۔۔؟"

بولا۔ "کرتا ہوں کرن۔۔۔۔ لیکن اس کے سچ ہونے کا ثبوت آج ملا ہے۔۔۔۔ پاپا سے میں نے جب بھی کہا میں آدھا رہ گیا ہوں تو انہوں نے یقین نہیں کیا۔۔۔۔ اب میں ان کو بلا کر دکھاؤں گا۔۔۔۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "دکھا دینا۔۔۔۔ وہ بہت خوش ہوں گے لیکن پہلے تم میرا محل تو دیکھ لو۔"

"اچھا۔۔۔۔ چلو۔" اٹک اٹک کر وہ بولا۔۔۔۔ میں اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے کمرے کی طرف چلنے لگا۔ دروازے کا ہینڈل گھما کر کھولا کینتھ جو سپائی ہول سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اٹھ کر چلنے لگی۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔ "یہ کون ہے کرن؟" کینتھ نے اس کو دیکھتے ہی مسکرا کر سر جھکا لیا۔ میں نے ہنس کر جواب دیا۔ "یہ میری وائف ہے رشی۔"

میرے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا۔ "ارے۔۔۔۔ تو تم نے مجھ سے بالا بالا رہ کر شادی بھی کر لی کرن۔۔۔۔؟"

میں نے اس کو صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "کیا کرتا۔۔۔۔؟ دل گھبرانے لگا تو

شادی کر لی۔۔۔۔ وسکی پیو گے رشی۔۔۔۔؟"

کہنے لگا۔ "پی لوں گا۔۔۔۔" میں نے کینتھ کی طرف دیکھا اور وہ دوسرے کمرے کی طرف چل دی۔ رشی غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ میری طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "دل تو میرا بھی بہت گھبراتا ہے کرن۔۔۔۔ کیا واقعی شادی کرنے سے ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "ہاں رشی بالکل! یہ بہترین علاج ہے۔۔۔۔ ذرا دل گھبرایا' فوراً" شادی کر لی۔ پھر دل گھبرایا' پھر شادی کر لی' پھر دل گھبرایا۔۔۔۔"

"اوہ!" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "یہ تو بڑی اچھی ترکیب ہے کرن۔۔۔۔ تمہیں کس نے بتائی؟"

"اس بات کو چھوڑو کہ مجھے کس نے بتائی تمہیں میں بتا رہا ہوں۔"

وہ میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "تھینک یو کرن۔۔۔۔ آج میں پاپا سے کہوں گا میں شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن ایسی ہی ہونی چاہئے جیسی تمہاری والی ہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تو اس میں پاپا سے کہنے سننے کی کیا ضرورت ہے رشی۔" "یہی لے لو۔۔۔۔ اصولاً" بھی یہ آدھی تمہاری ہے۔"

اس نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ "کیا سچ کرن۔۔۔۔؟ لیکن پھر تم کیا کرو گے۔۔۔۔؟"

"آہ رشی۔۔۔۔" میں نے کہا۔۔۔۔ "میری فکر نہ کرو۔۔۔۔ میرے پاس کئی پڑی ہیں دیسی ساخت کی۔۔۔۔ ان سے کام چلا لوں گا۔۔۔۔ یہ تمہیں پسند ہے تم لے لو ویسے بھی آج کل میرا دل نہیں گھبرا رہا۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "نہیں کرن یہ کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔"

میں نے پوچھا۔ "کیا اچھا نہیں معلوم ہوتا؟" میں دیکھنا چاہتا تھا اس کا دماغ کس حد تک اس کے ساتھ چل سکتا ہے۔

"یہی کہ دونوں کی ایک عورت ہو۔" اس نے کہا میں نے اس کو پھر الجھانے کی کوشش کی "لیکن ہم دو نہیں ہیں نا تم رشی ہو میں کرن ہوں دونوں مل کر پورا رشی کرن بنتا ہے۔"

اس وقت کینتھ ٹرے میں دو گلاس لئے ہوئے اندر داخل ہوئی اور ٹیبل پر رکھ کر چلنے لگی تو میں نے ایک گلاس اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دیا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔ وہ سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔ رشی نے ایک گھونٹ لے کر اس کی طرف دیکھا اور نظریں جھکا لیں۔

میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "تم کچھ کہہ رہے تھے رشی۔"

بولا۔ "ہاں تم ٹھیک ہی کہہ رہے تھے کرن۔۔۔۔ میں آج ماما جی سے بات کروں گا۔"

میں ہنس دیا۔ "ایسی باتیں بزرگوں سے نہیں کی جاتیں رشی۔"

گھونٹ لے کر بولا۔ "اچھا کرن نہیں کروں گا لیکن ایک بات بتاؤ تم مجھ سے الگ کیوں ہو گئے۔۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "تم خود مجھ سے الگ ہوئے ہو' میں نہیں ہوا رشی۔ ہم پھر ایک ہو سکتے ہیں۔۔۔۔ اگر تم میرے کہنے پر عمل کرو۔"

اس نے گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "ضرور کروں گا بولو کیا۔۔۔۔؟"

"ایک تو یہ کہ اس ملاقات کا ذکر کسی سے نہ کرنا اور دوسرے یہ کہ میرے کمرے کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھنا۔۔۔۔ جب تک کہ میں خود تمہارے پاس نہ آؤں۔۔۔۔ کیا سمجھے۔۔۔۔؟"

بولا۔۔۔۔ "سمجھ گیا لیکن تم پھر کب ملو گے۔۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "ہر روز سوائے شام کے۔۔۔۔ جب میں سیر کو جاتا ہوں۔"

"بہتر ہے کرن۔۔۔۔ میں یاد رکھوں گا۔۔۔۔ اب چلتا ہوں۔۔۔۔ تم مجھے بھول نہ جانا۔" میں اس کے ساتھ دروازے تک گیا۔ دروازہ لاک کیا اور واپس آ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔ کینتھ دیر تک اس کے متعلق سوالات کرتی رہی۔ اس کا خیال تھا وہ مکمل طور پر صحت یاب ہونے کے بعد بھی ذہنی اعتبار سے اس قابل نہ ہو سکے گا کہ بغیر کسی سہارے کے زندہ رہ سکے۔ مجھے یہ سن کر افسوس ہوا۔ شام کو کھانا کھانے کے بعد میں نے ہزہائی نس کو فون کر کے سیر کو جانے کی اجازت حاصل کی اور کینتھ کو ساتھ لے کر ہال میں آیا۔ بخاری ہمیں دیکھتے ہی چیمبر سے نکل کر باہر آیا اور سلام کر کے بولا۔ "یورایکسی لنسی گاڑی پورچ میں کھڑی ہوئی ہے۔ آپ دونوں مہربانی فرما کر اسموکنگ روم سے گزر کے مغربی گیٹ پر تشریف لے جائیں۔"

میں نے کہا۔ "آؤ ادھر سے چلتے ہیں لیکن پہلے رمولا کو ہمارے اپارٹمنٹ میں بھیج دو۔۔۔۔ وہاں کوئی نہیں ہے۔"

اس نے سر جھکا کر کہا۔ "سرکار مس ٹاگر کو تو رخصت سے واپس آتے ہی ڈاکٹر شیلڈن کے ساتھ لگا دیا گیا۔"

یہ خبر تشویشناک تھی۔ میں سوچ میں پڑ گیا۔ رمولا میری معتمد ہی نہیں ہمراز بھی تھی۔ مہارانی کسی سازش کے تحت اس کو انعام و اکرام دے کر اعتماد میں لینے کی کوشش کر رہی تھیں۔ یہاں تک وہ مجھے بتا چکی تھی۔ اب اس سے آگے جو پیش آنے والا تھا اس کا ہمیں انتظار تھا کہ یوراج آ گیا۔ رمولا کو اس سے کیا ہمدردی ہو سکتی تھی۔ جب تک کہ

اس کو میری موجودگی کا علم نہ ہو اور یہ کس طرح ہو۔۔۔۔؟ میرے اپارٹمنٹ کا ہال ہی مقفل کر دیا تھا اور اب وہ یہاں نہیں آ سکتی تھی۔ میں انہیں خیالات میں محو تھا کہ کینتھ نے مسکرا کر کہا۔ "یہ سن کر آپ کو شاک ہوا ہے یورایکسی لنسی۔۔۔۔؟" میں نے چونک کر کہا۔ "نہیں مس کینتھ۔۔۔۔ لیکن رمولا کو شیلڈن کے اسٹاف میں نہیں بھیجا جانا چاہئے تھا۔۔۔۔ خیر آؤ چلتے ہیں۔"

سیر کے دوران بھی میں انہیں خیالات میں کھویا رہا۔ کینتھ بار بار مجھے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتی رہی اور میں ہوں ہاں میں جواب دے کر اس کو ٹالتا رہا۔ سگریٹ پر سگریٹ پھونکتا رہا۔ گاڑی جھیل پر پہنچی تو میں نے چہل قدمی کیلئے اترنے کی بجائے واپس ہونے کا حکم دے دیا اور شہر اور دریا کا چکر کاٹ کر باغ میں گاڑی رکوائی۔۔۔۔ تھوڑی دیر وکرم گھاٹ پر روشنی کی بہار دیکھی اور دس نہیں بجے تھے کہ راج محل پہنچ گئے۔۔۔۔ دیر تک اندھا دھند پیتے رہے اور جب مزید پینے کی سکت نہ رہی تو پڑ کے سو گئے۔

دوسری صبح ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد دس بجے کینتھ نے گاڑی منگوائی اور ریزیڈنسی چلی گئی۔ میں نے تھوڑی دیر بعد لائبریری روم میں جا کر ٹائمز اور دوسرے اخبارات کی ورق گردانی کی اور تنہائی سے اکتایا تو یوراج سے ملنے کے خیال سے درمیانی دروازے پر آ کر سپائی ہول سے جھانکنے لگا وہ مسہری پر تکئے سے کمر لگائے چھت میں لٹکے ہوئے جھاڑ فانوس کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھے جا رہا تھا۔ میں دیر تک اس کی حرکات کا جائزہ لیتا رہا۔ اس دوران وہ کئی بار مسکرایا۔۔۔۔ کئی بار کچھ بڑبڑایا۔ اس وقت بھی وہ میرے جیسا سلیپنگ سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ اس کے چہرے پر اس سنجیدگی کا شائبہ تک نہ تھا جو کل نظر آ رہی تھی۔ مجھے مایوسی ہونے لگی۔ آخر جیب سے چابی نکال کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ اس نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا' لیکن اس کا چہرہ تمام تاثرات سے خالی تھا۔ آنکھوں سے اجنبیت کا احساس مترشح تھا۔ میں نے چند قدم بڑھ کر کہا۔ "ہیلو رشی ڈیر۔" میری آواز سن کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری اور آنکھوں میں مانوس سی چمک پیدا ہوئی لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ مجھے بھول گئے کیا۔۔۔۔؟"

پیشانی پر ہاتھ پھیر کر بولا۔ "نہیں بھولا تو نہیں۔۔۔۔ تم وہی ہو۔۔۔۔ ایں نا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ہاں رشی میں "ایں نا" ہی ہوں۔۔۔۔ تم مجھے بیٹھنے کو نہیں کہو گے۔۔۔۔؟"

وہ مسکرایا۔ "بیٹھ جاؤ۔۔۔۔ میں تمہیں پہچان تو گیا ہوں اور کچھ بات بھی کہنا چاہتا تھا لیکن بھول گیا۔۔۔۔"

میں نے مسہری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "یاد کر لو۔۔۔۔ میں بیٹھا ہوں۔۔۔۔ لو سگریٹ پی کر یاد کرو۔" میں نے اس کو سگریٹ دیا۔ اس نے سگریٹ ہونٹوں میں دبایا اور کش لگا کر بولا۔ "اوہ سلگاؤ تو سہی۔۔۔۔" میں نے اس کو لائٹ دی۔۔۔۔ دو تین کش لگا کر کہنے لگا۔

"میں نے رات سپنا دیکھا۔"

میں نے کہا۔ "بہت اچھا کام کیا۔"

کش لے کر دھواں چھوڑتے ہوئے بولا۔ "اچھا کیا خاک کیا میں نے اس کو تھپڑ مار دیا اور وہ بہت روئی۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "کون۔۔۔۔؟"

وہ انگلیوں سے کنپٹی بجانے لگا۔۔۔۔ "وہی بھئی۔۔۔۔ کیا نام ہے۔۔۔ وہی چھریری سی۔۔۔۔"

"رمولا۔۔۔۔؟" میں نے پوچھا۔

اس نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔ "ہاں وہی تمہیں کیسے معلوم ہوا۔۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "اسے چھوڑو۔۔۔۔ یہ بتاؤ تم نے اسے چانٹا کیوں مارا اور کیا یہ واقعی سپنا تھا۔۔۔۔ یا سچ مچ ایسا ہوا؟"

اس نے غور سے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "شاید سپنا ہی تھا۔۔۔۔ کیا نام تمہارا۔۔۔۔؟"

"کرن۔۔۔۔" میں نے جواب دیا۔ اس نے آنکھیں پھاڑ کر میری طرف دیکھا۔"

اوہ۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔ یو آر ہاف آف مائی اون سیلف۔"

میں نے دل میں کہا۔ "بدقسمتی میری۔" وہ کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "کرن۔۔۔۔ تو میں کیا کہہ رہا تھا۔۔۔۔؟"

"تم نے رمولا کو چانٹا مار دیا۔۔۔۔ یہ کہہ رہے تھے۔"

"ہاں۔۔۔۔ وہ بدتمیز ہے۔۔۔۔ رات کو اس نے مجھے چومنے کی کوشش کی۔۔۔۔ جان نہ پہچان۔۔۔۔ ماسی جی پرنام۔۔۔۔ میں نے بھی ایسا چانٹا۔۔۔۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "کھو۔ سپنا نہیں ہے رشی تم نے سچ مچ اسے چانٹا مارا شیم ٹویو۔۔۔۔ عورت پر ہاتھ اٹھایا تم نے۔۔۔۔؟"

اس نے مسہری سے اٹھکر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا۔ "آئم ویری سوری کرن۔۔۔۔ تمہارا اس سے کیا تعلق ہے۔۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "وہ میری کچھ نہیں۔۔۔۔ تمہاری نرس ہے۔ میں ناراض اس لئے ہوں کہ تم نے محبت کا جواب نفرت سے دیا۔" اس نے مجھے کھینچ کر بٹھانے کی کوشش

کرتے ہوئے کہا۔ "ناراض نہ ہو کرن۔۔۔۔ میں آج اس سے معافی مانگ لوں گا اگر تم کہو۔"

میں نے کہا۔ "نہیں۔۔۔۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں شام کو پھر آؤں گا اس وقت بتاؤں گا کیا کرنا ہے۔۔۔۔ اب جانے دو۔" جواب دینے کے بجائے وہ مجھ سے بری طرح لپٹ گیا۔ میں نے چھڑانے کی کوشش کی تو رونے لگا۔ میں گھبرا کر اس کو سینے سے لگا لیا اور تسلی دینے لگا۔ "مرد رویا نہیں کرتے رشی۔۔۔۔ ہنسا کرتے ہیں۔۔۔۔ ہنسو دیکھیں۔" وہ ہنسنے لگا۔ میں نے اسکی کمر تھپک کر کہا۔ "شاباش۔۔۔۔" اچھا اب مجھے اجازت دو۔۔۔۔ شام کو پھر ملیں گے۔" اس نے ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا۔ میں اپنے کمرے میں آ گیا اور دروازہ لاک کر دیا۔ مجھے اس کی حالت دیکھ کر سخت مایوسی ہوئی۔۔۔۔ شاید کینتھ نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ وہ اس سے زیادہ ٹھیک نہیں ہو سکتا تھا جتنا اس وقت تھا اور اس وقت وہ جو کچھ تھا۔ ذہنی اعتبار سے بمنزلہ صفر تھا۔ بالفاظ دیگر میری رہائی کا کوئی امکان نہیں تھا۔ میں سر پکڑ کے بیٹھ گیا۔

ڈیڑھ بجے تک کینتھ کا انتظار کرنے کے بعد میں نے کھانا کھایا اور بیڈ روم چلا گیا۔ ساڑھے تین بجے ایک نوکرانی نے مجھے جگایا اور چائے لینے چلی گئی۔ میں نے منہ ہاتھ دھویا اور چائے پینے لگا۔ کینتھ ابھی تک نہیں لوٹی تھی مجھے اس غیر معمولی تاخیر پر گھبراہٹ ہونے لگی۔ اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ پھر کچھ سوچ کر رسیور اٹھایا اور ہزہائی نس کو رنگ کیا۔ ان کے "ہیلو کرن" کہنے کے انداز سے منہ میں نوالہ ہونے کا پتا چلتا تھا۔ میں نے آداب عرض کر کے کہا۔ "شاید آپ چائے پی رہے ہیں پاپا۔"

بولے۔ "ہاں۔۔۔۔ تمہاری ممی بھی خیریت پوچھ رہی ہیں۔۔۔۔ اب کیسی طبیعت ہے تمہاری؟"

میں نے کہا۔ "آپ کا رشی پہلے سے بہت بہتر ہے پاپا۔"

انہوں نے کہا۔ "تھینک گاڈ۔۔۔۔" پھر دوسری طرف منہ کر کے بولنے کی آواز آئی۔ "کرن تمہیں پرنام کہہ رہا ہے یور ہائی نیس۔"

میں نے کہا۔ "پاپا اب کمرے بدلتے رہا کریں گے۔" انہوں نے کہا۔ "اچھا اچھا اب تم سیر کو جایا کرو کرن۔۔۔۔ تمہاری ممی تمہیں دعا کہہ رہی ہیں۔ شام کو وہ شانتا کے ساتھ تمہیں دیکھنے آ رہی ہیں۔ اچھا اگر سیر کو جا رہے ہو تو کل صبح آ جائینگی۔۔۔۔ اور دیکھو کرن۔۔۔۔ مس کینتھ کو ضرور ساتھ لے کر جانا۔۔۔۔ جیتے رہو۔۔۔۔" کلک کی آواز آتے ہی میں نے رسیور رکھ دیا اور صوفے پر دراز ہو کر ایک ناول پڑھنے لگا۔ ساڑھے چار بجے کے قریب کینتھ واپس آئی۔۔۔۔ بخاری اس کو چھوڑ کے چیمبر میں چلا گیا۔ میں نے کینتھ کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ بہت دیر لگائی۔" اس نے بیٹھتے ہی ریڈنٹ کی

لیڈی کے حسن اخلاق اور دوسرے انگریز افسروں اور ان کی بیویوں سے ملاقات کی طویل داستان چھیڑ دی۔ میں بیٹھا بیٹھا سنتا رہا۔ تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد وہ لباس تبدیل کرنے چلی گئی۔ میں اس کے جانے کے بعد ریڈنگ روم میں آیا اور دروازے سے یوراج کے کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے لیٹا ہوا سگریٹ پی رہا تھا۔ میں نے دروازہ کھول کر کہا۔ "رشی کیسی طبیعت ہے۔۔۔۔؟" گردن گھما کر دیکھتے ہوئے بولا۔ "اچھا ہوں۔۔۔۔"

مجھے ہنسی آ گئی۔ "اچھے ہوتے تو کہتے آؤ کرن آ جاؤ۔۔۔۔ ٹھیک ہوں۔"

اس نے ٹانگیں مسہری کے نیچے لٹکا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "آؤ کرن اندر آ جاؤ۔۔۔۔"

میں نے مسکرا کر دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "نہیں تم میرے کمرے میں آؤ۔۔۔۔" وہ اٹھ کر میرے پاس آ گیا۔ میں اس کا ہاتھ تھام کر اپنے ڈرائنگ روم میں لے آیا اور کینتھ کو بزر دے کر بلایا۔ اس کے آتے ہی میں نے کہا۔ "رشی مس کینتھ کے ساتھ باتیں کرو۔۔۔۔ ڈرنک کرنا چاہتے ہو تو ڈرنک کرو۔۔۔۔ میں تمہارے کمرے میں جا رہا ہوں تم اس وقت تک یہیں رہو گے جب تک میں واپس نہ آ جاؤں۔۔۔۔ کیا سمجھے۔۔۔۔؟"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "یہیں رہوں گا جب تک کہ تم واپس نہ آ جاؤ۔" میں نے اس کی پیٹھ تھپکی اور اس کے کمرے میں پہنچ کر بزر دبایا۔ ابھی مسہری پر بیٹھا ہی تھا کہ ایک خادمہ اندر داخل ہوئی اور مسہری سے کچھ فاصلے پر رک کر بولی۔ "حکم ان داتا۔" میں نے کمزور سی آواز میں کہا۔ "رمولا کو اندر بھیجو ہم دوائی پئیں گے۔" وہ سر جھکا کر باہر نکل گئی۔ میں نے اپنی ٹانگیں اوپر کھینچیں اور بستر پر دراز ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں رمولا اندر داخل ہوئی اور سر جھکا کر کچھ فاصلے پر رک کر بولی۔ "آپ نے مجھے بلایا یورایکسی لنسی۔" میں نے تکئے سے سر اٹھا کر کہا۔ "ہاں۔۔۔۔ ہمیں دوائی پلاؤ۔"

اس نے میری طرف دیکھے بغیر کہا۔ "ابھی وقت نہیں ہوا یورایکسی لنسی۔۔۔۔" میں نے شال دور پھینکی اور بستر سے اٹھ کر اس کے قریب پہنچا۔ وہ گھبرا کر دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "رمولا میں اپنی غلطی پر شرمسار ہوں۔۔۔۔" اس نے میری آواز پر چونک کر میرے چہرے کی طرف دیکھا اور حیرت زدہ ہو کر اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "آپ یور۔۔۔۔" میں نے اس کو کھینچ کر سینے سے لگا لیا۔۔۔۔ "رمو۔۔۔۔ مجھے افسوس ہے ڈارلنگ۔۔۔۔" میں نے کہا۔ وہ میرے گلے میں بانہیں ڈال کر رونے لگی۔ میں نے اس کی پیٹھ تھپکی اور مسہری کے پاس لا کر کہا۔ "بیٹھ جاؤ۔۔۔۔" اس نے گردن اٹھا کر پھر میرے چہرے کی طرف دیکھا اور "کرن!" کہہ کر

پھر مجھ سے لپٹ گئی۔۔۔۔ "کل کیا ہو گیا تھا تمہیں کرن۔۔۔۔؟"

میں نے مسہری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "تم اب تک نہیں سمجھیں؟" اس نے نفی میں گردن ہلائی۔۔۔۔ میں اس کی سادگی پر ہنس دیا۔ اسے میرے متعلق بہت کچھ معلوم تھا۔ مہارانی اسے اور بھی بہت کچھ بتا چکی تھیں۔ اس کے باوجود وہ ابھی تک مغالطے میں مبتلا تھی۔

"مجھے تمہارے چانٹے کا۔۔۔۔ ملال نہیں ہے کرن۔" اس نے کہا "ملال یہ ہے کہ تم پھر بیمار ہو گئے۔"

"ہاں رمو۔۔۔۔" میں نے اس کی غلط فہمی دور کرنے کا خیال ترک کرتے ہوئے کہا۔ "مجھ پر پھر فٹس پڑنے لگے ہیں اور جب دورہ پڑتا ہے تو میں سب کچھ بھول جاتا ہوں۔ قطعی بدل جاتا ہوں۔" وہ مجھ سے لپٹ کر پھر رونے لگی۔ میں نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا۔ "رمو میری جان گھبراؤ نہیں۔۔۔۔ میں جلد ٹھیک ہو جاؤں گا۔ تم تو میڈیکل پروفیشن سے تعلق رکھتی ہو۔۔۔۔ آسانی سے سمجھ سکتی ہو۔ ذہنی توازن بگڑ جانے کے بعد بڑی مشکل سے ٹھیک ہوتا ہے۔"

وہ آنسو پونچھ کر بولی۔ "ہاں کرن۔۔۔۔ لیکن تم تو اتنے بدل جاتے ہو کہ کوئی نہیں کہے گا تم کرن ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "اسی لئے تو سانتا اور ہرہائی نس کہتی ہیں کہ اصلی کرن مر گیا اور میں کوئی دوسرا ہوں۔ اب میں کیا بتاؤں یہ سب انہی کی مہربانی ہے اتنا ضرور ہے اب میں کبھی کبھی مکمل طور پر صحت مند ہوتا ہوں تو ان کا قرض چکا رہا ہوں۔ سنو رمو۔۔۔۔ اب تم نے مجھے دونوں حالتوں میں دیکھ لیا ہے۔۔۔۔ اب میری کسی بات پر برا نہ مانو گی۔۔۔۔ کسی حرکت پر تعجب نہ کرو گی ہو سکتا ہے میں کل پھر تمہیں بھول جاؤں۔۔۔۔ ہو سکتا ہے کل اس سے بہتر حالت میں ہوں۔ تمہیں یہ سب کچھ برداشت کرنا ہے۔۔۔۔"

اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "یہ میرا فرض ہے کرن۔۔۔۔ اس لئے بھی کہ تم میرے ہو اور اس لئے بھی کہ میں تمہاری نرس ہوں۔" میں نے اس کا منہ چوم لیا اور وہ مسکرا کر مجھ سے لپٹ گئی۔

تھوڑی دیر بعد جب میں اس کو رخصت کر کے اپنے کمرے میں آیا تو میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو چکا تھا۔ اب یوراج رمولا کی نفرت کا شکار نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے جانے کے بعد کینتھ نے دروازہ لاک کر کے کہا۔ "کرن ہارڈ لک فار اس۔۔۔۔ اگر رشی کے مکمل صحتیاب ہونے پر ہی تمہیں اور مجھے واپس ہونا ہے تو ہم کبھی نہیں جا سکیں گے۔" میں نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔ کہنے لگی۔۔۔۔ "میں نے اس ایک ڈیڑھ گھنٹے میں اس کی نفسیات کا پورا پورا تجزیہ کر لیا۔ اکیس سال کی عمر میں بھی اس کی مینٹل ایج تو

سال سے زیادہ نہیں ہے وہ ذہنی طور پر نابالغ ہے اور شاید زندگی بھر نابالغ ہی رہے گا۔"

"شٹ اپ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم ماہر نفسیات تو نہیں ہو کہ اس کی ذہنی عمر اور نفسیاتی کیفیت کا تعین کر سکو۔"

"اچھا پھر--- انتظار کرو۔" اس نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ میں نے کہا۔ "کریں گے--- کر رہے ہیں۔"

وہ چڑ گئی۔ "اچھا مائی لارڈ--- ضرور کیجئے--- میں آپ کے پاگل ہونے کا انتظار کروں گی۔" میں ہنس دیا--- اٹھ کر دو گلاسوں میں رم کا ایک ایک پیگ انڈیلا اور ایک اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ اس نے ایک گھونٹ لے کر میری طرف دیکھا۔ میں نے ایک لمبی چسکی میں ختم کر کے گلاس اس کی گود میں پھینکتے ہوئے کہا۔ "مائی ڈیر--- جب تک تم باقی ہو جب تک رم باقی ہے میرے پاگل ہونے کا کوئی امکان نہیں---" اس نے مسکرا کر ترچھی نظروں سے میری طرف دیکھا اور دونوں گلاس ٹیبل پر رکھ کر تکیے سے کمر لگا دی میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا اور بخاری کو فون کر کے گاڑی منگانے کا حکم دیا۔

○

سہ پہر کا وقت تھا۔ کینتھ چائے پی کر اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی کہ ٹیلیفون کی گھنٹی جھنجھنانے لگی۔ اس نے چلتے چلتے ریسور اٹھا کر میری طرف اشارہ کیا۔ میں نے بڑھ کر ریسور ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ "آداب عرض پاپا۔"

دوسری طرف سے ہزہائی نس نے کہا۔ "کرن ایک نہایت اہم مسئلے پر تم سے بات کرنی ہے۔ اپنے باڈی گارڈ سے کہو فوراً" ہمیں لے جائے۔" میں نے بہتر ہے کہہ کر ریسور رکھ دیا اور بخاری کو ان کے پاس جانے کا حکم دیا۔ ڈرائنگ روم میں واپس آتے ہی کینتھ نے کہا۔ "کیا بات ہے کرن ڈانس کرتے پھر رہے ہو؟"

میں نے کہا۔ "خدا ہی جانتا ہے--- ابھی آ رہے ہیں پوچھ لینا۔"

اٹھ کر چلتی ہوئی بولی۔ "خدا کرے آتے ہی کہیں اب تم دونوں جا سکتے ہو۔"

"وہ کہیں گے تم دونوں میں جو ہوم سک ہو وہ جا سکتا ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "انہیں معلوم ہے تم ہاٹ ڈاگس کے لئے تڑپ رہی ہو۔" وہ منہ چڑا کر دروازے کے پیچھے غائب ہو گئی۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور صوفے پر بیٹھ کر لمبے لمبے کش لینے لگا۔ "اہم مسئلے" سے کہیں زیادہ پریشان کن ہزہائی نس کا لہجہ تھا۔ جس نے مجھے سوچ میں ڈال دیا تھا۔ نصف سگریٹ ختم کر کے میں رسٹ واچ پر نظر ڈالتا ہوا اٹھا اور متعدد کمروں سے گزر کے ہزہائی نس کے استقبال کے لئے اسموکنگ روم کے دروازے پر پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ کرنل ماما کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور انہیں

ساتھ لے کر ڈرائنگ روم میں آیا۔ بخاری ہمیں پہنچا کر ہال کی طرف چلا گیا۔ صوفے پر بیٹھتے ہی ہزہائی نس نے کرنل کے ہاتھ سے ایک لفافہ لے کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کرن تم رشی سے کئی بار مل چکے ہو اس کی دماغی حالت کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے---؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "پاپا کیا عرض کروں--- کچھ زیادہ امید افزا نہیں۔" وہ افسردہ ہو کر بولے۔ "صحیح کہہ رہے ہو--- وہ ٹھیک نہیں ہو سکا--- ڈاکٹر شیلڈن کا خیال ہے کہ شاید آگے چل کر ٹھیک ہو جائے۔"

کرنل نے درمیان میں لقمہ دیا۔ "اگر اس کی شادی کر دی جائے۔"

میں نے کہا۔ "ممکن ہے--- کر ڈالئے۔" کرنل کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ ابھری۔ "کر ڈالئے۔" انہوں نے کہا۔ "کرن بیٹے تم نے ایسے کہہ دیا جیسے یہ آسان کام ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "مشکل بھی کیا ہے ماما جی؟"

ہزہائی نس نے کہا۔ "اس حالت میں مشکل تو ہے کرن--- جس راجکماری سے اس کا رشتہ ہو رہا ہے انہیں سب معلوم ہے۔ ولایت میں آپریشن کے متعلق بھی جانتے ہیں۔ اس کے صحتیاب ہو کر آنے کی اطلاع بھی انہیں مل چکی ہے اور اب یہ خط آیا ہے۔" انہوں نے خط میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

میں نے دریافت کیا۔ "کیا لکھا ہے پاپا---؟"

بولے۔ "خود پڑھ لو کرن--- تم اب ہم میں سے ہی ہو--- تمہارے کرنل ماما تمہیں گود لے رہے ہیں۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میں ماما جی کو بجائے والد سمجھتا ہوں یورہائی نس اس تکلف کی کیا ضرورت ہے؟"

کرنل نے کہا۔ "یہ رسم دنیا ہے بیٹے۔"

"اعلان تو آپ نہیں کر سکتے ماما جی راز دارانہ طریقے پر گود لینا کوئی معنی نہیں رکھتا--- اس لئے آپ میرے الفاظ کو پتھر کی لکیر سمجھیں--- میں جب تک آپ کے پاس ہوں۔ آپ کا ہی بیٹا ہوں کرن کا رول کرتا رہوں گا۔ ہزہائی نس کو پاپا کہتا رہوں گا۔ اب بتایئے خط میں کیا لکھا ہے اور کرن اس سلسلے میں کیا سیوا کر سکتا ہے۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "دو روز بعد رشی کے سسرال سے گانٹھیں آ رہی ہیں---"

"گانٹھیں؟" میں نے ان کا قطع کلام کیا۔ "کاہے کی گانٹھیں؟" وہ مسکرا دیئے--- کرنل ماما نے کہا۔ "دلہن والوں کی طرف سے دس پندرہ عورتیں اور مرد شادی کی تاریخ کا اعلان کرنے آئینگے--- دولہا کو انگوٹھی پہنائینگے۔ چند چیزیں نشانی کے طور پر دینگے اور ایک دو روز قیام کر کے واپس چلے جائیں گے--- دونوں طرف شادی کی تیاریاں ہونے لگیں

گی۔"

میں نے ہزہائی نس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سمجھ گیا پاپا۔"

کرنل میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولے۔ "اصل مسئلہ یہاں سے پیدا ہوتا ہے کرن۔۔۔۔ رشی کی دماغی حالت تو تم دیکھ رہے ہو۔"

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ نیچی نظریں کرتے ہوئے بولے۔ "ایسی صورت میں۔۔۔۔ اگر دلہن والوں کے سامنے اس کے بجائے تمہیں پیش کر دیا جائے تو۔۔۔۔"

میں حیرت اور خجالت کے ملے جلے احساس سے سر جھکا کر خاموش ہو گیا۔ کرنل نے میرا بازو تھام کر کہا۔ "کیا حرج ہے۔۔۔۔ بر دکھانے میں ایسی ہیرا پھیری عام ہے۔"

میں نے بمشکل ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا یہ مناسب ہے ماما جی؟"

ہزہائی نس نے کہا۔ "حالات کے تحت کچھ ایسا نامناسب بھی نہیں کرن۔"

"بہتر ہے پاپا۔" میں نے کہا۔ "اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آگے چل کر الجھنیں پیدا نہ ہوں گی تو میں۔۔۔۔ اس ڈرامے کے پہلے ایکٹ میں حصہ لینے کا وعدہ کر سکتا ہوں۔"

وہ ہنس دیئے۔ "شکریہ کرن۔۔۔۔ آگے کی فکر نہ کرو۔"

کرنل نے پھر کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "تم نے سادہ لفظوں میں اتنی گہری بات کہی ہے بیٹے کہ کوئی بڑا وِدوان پنڈت ہی کہہ سکتا تھا۔ بھگوان تمہیں بڑی عمر دیں۔"

ہزہائی نس نے اٹھ کر میری پیشانی چوم لی۔۔۔۔ کرنل نے کہا۔ "میں تمہیں بیٹا کہنے میں فخر محسوس کرتا ہوں کرن۔۔۔۔" میں نے سر جھکا دیا۔

ہزہائی نس نے کہا۔ "یہ ہماری زندگی کا راز ہے کرن۔" میں نے پھر سر جھکا دیا۔ انہوں نے میری پیٹھ تھپکی اور سر پر ہاتھ پھرایا۔ کرنل نے آگے بڑھ کر بزر دبایا اور بخاری کے آتے ہی اس کو ساتھ لے کر چل دیئے۔

○

کرنل اور ہزہائی نس کو گئے ہوئے ایک گھنٹہ گزرا ہو گا۔ میں کینتھ کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ جو ان کی اس اچانک تشریف آوری کے سلسلے پر ہی مبنی تھیں۔ وہ واقعی اس خوش فہمی میں مبتلا تھی کہ شاید اب اس کو انعام و اکرام دے کر رخصت کر دیا جائے گا۔ میں اس کو یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ جب تک میں یہاں ہوں اس کے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ میری بیماری کا نہیں تنہائی کا علاج تھی۔ یکایک ٹیلیفون کی گھنٹی نے ہمیں اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے اٹھ کر ریسیور کان سے لگایا۔ "ہیلو" کہتے ہی ہزہائی نس نے کہا۔ "کرن ہم نے رنواس میں گانٹھوں کا ذکر کر دیا ہے۔ شانتا اور چند راجکماریاں بدھائی دینے آ رہی ہیں۔۔۔۔ تم فوراً رشی کے کمرے میں پہنچ جاؤ۔۔۔۔ ان

کو اپنے کمرے میں بھیج دو۔۔۔۔ مس کینتھ سے کہنا رشی کے آنے کے بعد دروازہ لاک کر دیں۔"

میں نے کہا۔ "بہتر ہے۔۔۔۔" بولے۔ "تمہیں کسی قدر بھولپن کا مظاہرہ کرنا ہے کرن۔۔۔۔ اچھا خدا حافظ۔"

میں نے ریسیور رکھ کر کینتھ کی طرف دیکھا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "اب کیا حکم ہے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "سین ٹرانسفر ہو رہا ہے۔" ماتھے پر ہاتھ مار کر کہنے لگی۔ "مارے گئے۔"

میں سگریٹ سلگاتا ہوا ریڈنگ روم کی طرف چل دیا۔"

○

رسمی جملے تبدیل کر کے میں نے یوراج کو اپنے کمرے میں پہنچا دیا اور کینتھ کو دروازہ مقفل کرنے کا اشارہ کر کے یوراج کے بیڈ روم سے گزرتا ہوا ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔ یہاں شیشے کے آرائشی سامان کے سوا ہر چیز میرے ڈرائنگ روم سے ملتی جلتی تھی۔ میں نے سگریٹ سلگا کر صوفے پر بیٹھتے ہی بزر دبایا۔ تھوڑی دیر میں ایک خادمہ اندر داخل ہوئی اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے رشی کے انداز میں اس کی طرف گھور کے دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ "تمہیں کس نے بلایا ہے؟" وہ گھبرا کر کہنے لگی۔ "جی ان داتا۔۔۔ جی میں حضور۔۔۔" میں نے اس کو مزید زحمت سے بچانے کے لئے بات کاٹ کر کہا۔ "جاؤ مس ناگر کو اندر بھیجو۔" وہ تیر کی طرح دروازے سے نکل گئی۔ مجھے اپنے طرز عمل پر ندامت محسوس ہونے لگی۔۔۔ واقعی۔۔۔ صحیح پرنس بننا آسان کام نہیں تھا۔ چند لمحے بعد رمولا اندر آئی تو اس قدر خائف تھی کہ اس کے قدم نہیں اٹھ رہے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی میرے قریب آئی اور مرے ہوئے لہجے میں بولی۔ "یورایکسی لنسی۔۔۔!" میں نے کتاب ہاتھ سے رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "رمو ڈیر۔۔۔ اتنی دیر؟" مجھے مسکراتا دیکھ کر وہ کھل اٹھی اور تیزی سے جھپٹ کر میری آغوش میں آ گئی "کرن مجھے ڈرا دیا تھا اس کم بخت نے۔۔۔ آہ کرن۔۔۔" اس نے گردن اٹھا کر میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "کب ٹھیک ہو گے تم۔۔۔؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ٹھیک نہیں ہوں کیا۔۔۔؟" وہ کچھ نہ بولی۔ میں نے آہستہ سے الگ کرتے ہوئے کہا۔ "اچھا جلدی سے پلاؤ دیکھیں۔" وہ ہوا کی طرح اڑتی ہوئی بیڈ روم میں گئی اور آدھا گلاس بھر کے لے آئی۔ میں نے گلاس لیتے ہوئے کہا۔ "تم نہیں پیو گی؟" وہ ہنس دی۔ "رات کو اسی انداز میں بات کرنا۔۔۔ تمہارے ساتھ ساتھ پیونگی۔" میں نے گھونٹ لے کر اس کی طرف دیکھا۔ "میرے ساتھ ساتھ؟ میں تو وائن بیرل ہوں ڈیر۔۔۔ بھول کر بھی ایسی غلطی نہ کر بیٹھنا۔۔۔ بے موت ماری جاؤ گی۔۔۔" وہ ہنسنے لگی اور ہنستے ہنستے آبدیدہ ہو گئی۔ میں نے دو تین گھونٹوں میں گلاس خالی کر کے ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔ "کیا ہوا رمو۔۔۔؟" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموشی سے گلاس اٹھا کر چلنے لگی۔۔۔ اسی وقت دروازے پر لائٹ ہوئی۔ اس نے میری طرف دیکھا۔۔۔ میں نے دروازہ کھول کر دیکھنے کا اشارہ کیا۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور پیچھے ہٹ گئی۔ شانتا اور وچترا اندر داخل ہوئیں۔ ان

کے پیچھے پیچھے ایک نوکرانی دونوں ہاتھوں میں ایک آبنوسی ٹرے لئے ہوئے تھی جس میں دو تین ہار رکھے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو قریب پہنچتے دیکھ کر کہا۔ "یہ کیا اٹھا لائی ہو شنو؟" رمولا مجھے پھر رنگ بدلتے دیکھ کر آہستہ سے باہر نکل گئی۔

شانتا نے ہنس کر کہا۔ "تمہیں بدھائی دینے آئی ہوں۔"

"مجھے۔۔۔ بدھائی؟" میں نے کہا۔ "کیوں بھلا؟" اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرے سے موتیوں کا بھاری ہار اٹھا کر دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے کہا۔ "تمہاری شادی کی مبارکباد کے سلسلے میں۔۔۔" میں نے اس کا ہاتھ پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔ "کب ہوئی میری شادی؟"

بولی۔ "ہونے والی ہے۔"

"کس سے؟" میں نے کہا۔

"یہ تو پاپا جانیں۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "پھر مالا بھی انہی کو پہناؤ بے بی۔"

وچترا نے مسکرا کر کہا۔ "پہن لیجئے یوراج۔۔۔" میں نے مڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم پہناؤ تو پہن لیتا ہوں۔" اس نے دونوں ہاتھ بڑھا کر شانتا سے ہار لیا اور میرے گلے میں ڈال دیا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "ورمالا پہنانے کا شکریہ وچترا دیوی۔"

شانتا نے ہنس کر کہا۔ "واقع کرن بھیا؟"

میں نے کہا۔ "تو کیا نہیں؟" شانتا نے پھولوں کے ہار بھی اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دے دیئے۔۔۔ اور بولی۔۔۔ "یہ بھی پہنا دو وچترا۔۔۔ مجھے آشانہ تھی میری منو کا منا اتنی جلدی پوری ہو جائے گی اور اس طرح ہو جائیگی۔" وچترا نے ایک ہار میرے گلے میں ڈال دیا۔ میں نے دوسرا ہار جھپٹ کر اس کے گلے میں ڈال دیا۔ شانتا خوشی سے اچھلتی ہوئی بولی۔ "مبارک ہو کرن بھیا۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "بیٹھ جاؤ۔۔۔ مبارکباد ہو گئی۔" شانتا میرا ہاتھ پکڑ کے کھینچتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی۔ میں نے وچترا کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور وہ دوسری طرف بیٹھ گئی۔ شانتا نے کہا۔ "کرن۔۔۔ اب پاپا کیا کہیں گے وہ تو تمہاری شادی کی تیاری کا حکم دے چکے اور تم۔۔۔"

"میں نے بھی اپنی شادی کا حکم دے دیا شنو۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"تو کیا تم ان کا حکم نہیں مانو گے۔۔۔؟"

"تو کیا میں دو شادیاں کر لوں۔۔۔ ایک اپنی پسند کی۔۔۔ ایک ان کی پسند کی۔۔۔؟"

"نہیں کرن تم اپنی پسند کی کرو۔" اس نے مسکرا کر کہا "لیکن اس کا کیا ہو گا جس کی طرف سے دو روز بعد گانٹھیں آ رہی ہیں۔"

"اس کو پاپا اپنی گانٹھ میں باندھ رکھیں۔" شانتا کھلکھلا کر ہنس دی۔ وچترا نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ شاید وہ بھی ہنس رہی تھی۔ میں اپنے جملے کے بجائے ان دونوں پر ہنس دیا۔ آخر شانتا نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ "کرن بھیا---- تو کیا تم اپنی پسند کا اعلان کر دو گے----؟"

میں نے کہا۔ "تم بتاؤ شنو کیا کرنا چاہئے؟"

"ابھی اعلان کرنا ٹھیک نہیں---- پاپا تمہاری بیماری کا بہانہ کر کے نامنظور کر دیں گے اور ان لوگوں کے آنے سے پہلے ہی جھگڑے پڑ جائیں گے اچھا ایک منٹ ٹھرو' میں ممی کو بلاتی ہوں۔ ان سے مشورہ کرنا چاہئے۔" وہ اٹھ کر چلنے لگی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے روکتے ہوئے کہا۔ "نہیں انہیں بلانا ٹھیک نہیں شنو---- وہ پاپا سے کہہ دیں گی۔" اس نے ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔ "تمہیں کیا معلوم---- وہ وچترا کو کس قدر چاہتی ہیں اور پاپا---- پاپا جس راجکماری سے رشتہ کرانا چاہ رہے ہیں وہ بس نام کی راجکماری ہے۔"

"تصویر میں تو بہت خوبصورت نظر آتی ہے۔" میں نے محض قیاس کی بنا پر کہا۔

"تصویر میں بہت سے بد شکل آدمی خوبصورت نظر آتے ہیں اور خوبصورت آدمی----"

"ہاں یہ تو صحیح ہے تصویر میں میں بھی خوبصورت نظر آتا ہوں---- حالانکہ----"

وہ ہنس دی۔ "کیا کہہ رہے ہو کرن---- تم تو راجہ اندر ہو----" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہاں یہ بھی ایک طرح صحیح ہے شنو۔"

"کس طرح بھلا----؟"

میں نے سرہلا کر کہا۔ "یہ تو معلوم نہیں ---- میرا خیال ہے کہ شاید میں۔"

"تم بہکنے لگے کرن---- خیر میں اتنا جانتی ہوں وہ تمہارے لائق نہیں ہے اس سے ریکھا لاکھ درجے بہتر ہے۔"

"ریکھا----" میں نے کہا۔ "ریکھا تو بہت خوبصورت ہے شنو---- ممی سے بھی خوبصورت ہے۔" وہ ہنس دی۔ "ہو گی---- وچترا کے تو پاؤں کے برابر بھی نہیں---- اچھا میں ابھی آئی----" وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔ میں نے وچترا کی طرف دیکھا۔ وہ سر جھکا کر اپنی انگلیوں سے کھیلنے لگی۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "وچترا ڈیریسٹ۔" اس نے ترچھی نظروں سے دیکھتے ہوئے زیر لب کہا۔ "لیس کرن ڈارلنگ۔"

"اتنی دور سے ڈارلنگ؟" میں نے منہ بنا کر کہا۔ وہ مسکرا کر قریب ہو گئی اور میں نے اس کو بازوؤں میں جکڑ لیا---- "کرن!" وہ میری آنکھوں میں جھانکتی ہوئی بولی۔ "کیا میں واقعی اتنی خوش نصیب ہوں کہ تم میرے ہو گئے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "نہیں! میں

اتنا خوش نصیب ہوں کہ تم میری ہو گئیں۔"

"اوہ کرن!" اس نے قریب قریب چیخ کر کہا۔ میں دیوانی ہو جاؤں گی پریتم۔" میں نے اس کا منہ چوم لیا۔ "ہو جاؤ پر-تما---- میں بھی دیوانہ ہوں---- اچھا ہے ہماری محبت لوک گیت میں ڈھل جائے شردھام کے راجہ رانی اک دیوانہ' ایک دیوانی۔"

"اوہ کرن!" نے پھسل کر میری گود میں سر رکھتے ہوئے کہا۔ "چاند کی کرن---- میری روح کو اتنا تو نہ گدگداؤ کہ اگر تم نہ مل سکو تو زندہ بھی نہ رہ سکوں----" میں نے کوئی جواب دینے کے بجائے اس کے بالوں پر ہونٹ رکھ دیئے۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے میرا سر تھام کر آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر سرخ لائٹ ہوئی اور ہم سنبھل کر بیٹھ گئے۔ شانتا اور مہارانی اندر داخل ہوئیں۔ میں نے اٹھ کر سلام کیا مہارانی نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر آشیرواد دیا اور مسکرا کر صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولیں۔ "کرن کیا واقعی تم نے وچترا کو پرپوز کیا ہے؟"

میں نے اثبات میں سر ہلایا---- بولیں---- "بیٹھ جاؤ----" میں ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ وہ وچترا کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں۔ "تم بھی بیٹھ جاؤ وچترا---- کرن کے برابر میں----" وچترا کسمساتی ہوئی بیٹھ گئی۔ ہرہائی نس نے کہا۔ "بھگوان نے ان دونوں کو ایک دوسرے کے لئے بنایا ہے۔ نہیں شنو؟" شنو نے مسکرا کر کہا۔ "ممی ایشور جانتا ہے اگر میرا بس چلے تو ابھی ان دونوں کی شادی کرا دوں۔ آپ کو کیا بتاؤں آج میں کتنی خوش ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے شنو----" انہوں نے کہا۔ "میں خود کرن سے یہی کہنا چاہتی تھی لیکن چند واقعات نے کرن کو مجھ سے مشکوک کر دیا تھا۔ اس لئے مجھے خوف تھا کہ شاید میری بات نہ مانے۔"

"ہاں موم۔" میں نے کہا۔ "یہ سچ ہے---- ہم دونوں ایک، دوسرے پر شک کرتے رہے ہیں۔ آپ مجھے رشی کے بجائے کچھ اور سمجھتی رہی ہیں اور میں---- خیر جانے دیجئے ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں۔ بہرکیف وچترا آپ کو بھی پسند ہے۔ شنو کو بھی---- گویا---- گویا---- کیا کہنا چاہئے۔"

وہ ہنس دیں۔ "کرن---- کیا ضرورت ہے کہ کہا ہی جائے۔ بہت سی باتیں کہے بغیر بھی سمجھی جا سکتی ہیں۔ ارے ہاں---- تم نے وچترا کو انگوٹھی پہنائی یا----" میں نے نفی میں گردن ہلائی۔ "کل تیار کرادوں گا ممی---- میری انگوٹھی تو ان کے انگوٹھے میں بھی نہیں آئے گی۔ ورنہ یہی----" میں نے اپنی انگلی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا---- انہوں نے ہنس کر بایاں ہاتھ آگے بڑھایا اور مٹھی کھول دی۔ ہتھیلی پر ہیرے کی انگوٹھی جگمگا رہی تھی۔ میں نے مسکرا کر اٹھا لی۔ بولیں "اپنے ہاتھ سے وچترا کی انگلی میں پہنا دو۔"

میں نے ان کے حکم کی تعمیل کر دی۔ وچترا نے اٹھ کر ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا اور انہوں نے گلے سے ہار اتار کر اس کے گلے میں ڈال دیا اور "سوبھاگیہ وتی ہو بہو رانی" کہہ کر سینے سے لگا لیا۔ علیحدہ ہوتے ہی شانتا نے کہا۔ "پتردودھو مبارک ہو ماتا جی۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر صوفے پر بیٹھ گئیں اور میری طرف دیکھ کر بولیں۔ "کرن بہتر ہو گا کہ تم ہزہائی نس کو اشارہ کر دو کہ تم جو کچھ چاہتے تھے وہ مل گیا۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "آپ فکر نہ کیجئے موم۔"

"اچھا۔" انہوں نے کہا۔ "اب میں وچترا کو شانتا کے ساتھ رکھوں گی۔ یہ روزانہ تم سے ملنے آیا کریں گی۔"

"بہتر ہے موم—— میں آنے سیر کو لے جاؤں تو آپ کو اعتراض تو نہ ہو گا۔"

"اعتراض کیوں اب یہ تمہاری منگیتر ہے۔ اچھا ہے ہزہائی نس اسی بات سے سمجھ جائیں—— بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ شانتا کو بھی نہ لے جاؤ—— اور مس کینتھ کو بھی—— آج کہاں گئی وہ——؟"

میں نے کہا۔ "لنچ کے بعد ریزیڈنٹ کے بنگلے گئی تھی۔ آنے والی ہو گی۔"

تھوڑی دیر وہ ہزہائی نس کے عمل اور ردعمل سے متعلق باتیں کر کے روانہ ہو گئیں۔ ان کے جاتے ہی میں نے گلے سے ہار اتارا اور تکئے کے نیچے رکھ کر بیڈروم میں آیا۔ سگریٹ سلگا کر ٹہلتے ہوئے شانتا اور ہزہائی نس کی اس خوشی کا اندازہ لگاتا رہا جو اس وقت انہیں اپنی کامیابی پر ہو رہی تھی۔ مجھے پوری طرح احساس تھا کہ اس ڈرامے سے میرے لئے الجھنیں پیدا ہو جائینگی۔ یہ بھی ممکن تھا کہ ہزہائی نس مجھ سے ناراض ہو جائیں لیکن میں اپنی افتاد طبع سے مجبور تھا۔ مجھے الجھنوں اور ہنگامہ خیزیوں سے محبت تھی یکساں اور بے کیف زندگی سے چڑ تھی اور یہاں اس کے سوا کچھ نہیں تھا۔ جتنے حملے اس وقت تک ہوئے ان میں بھی کوئی خاص ایڈونچر نہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ خود اپنے بچھائے ہوئے جال میں پھنس پھنس کر مرتے رہے اور میری آستین خواہ مخواہ خون کے چھینٹوں سے داغدار ہوتی رہی۔ اب مخالف گروپ نے حکمت عملی بدلی تھی اور اس میں کسی قدر رومان تھا۔ دیکھنا یہ تھا کہ وچترا واقعی ہی مجھ سے محبت کرتی ہے یا محض ہزہائی نس کی آشنائے راز آلہ کار ہے۔ خیالات کا سلسلہ یہاں تک پہنچ کر رک گیا مجھے یہاں آئے ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی اور اب رشی کو یہاں پہنچانا ضروری تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر درمیانی دروازے کا خفیہ بزر دبایا۔ کینتھ نے کواڑ کھول کر جھانکتے ہوئے مسکرا کر اندر آنے کا اشارہ کیا۔ میرے بیڈ روم میں رشی مسہری پر ٹانگیں لٹکائے دیوار میں ٹنگی ہوئی تصویروں کی طرف ٹکٹکی لگائے گنگنا رہا تھا "بالم آئے بسو مورے من میں" میں نے کینتھ کی طرف پلٹ کر دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "یہ جشن موسیقی کب سے ہو رہا ہے——؟" بولی۔ "

تقریباً" پندرہ منٹ سے—— ایک ہی رٹ لگی ہوئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے گراموفون ریکارڈ میں نیڈل اٹک کر رہ گئی ہے۔" میں نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "ہیلو رشی!" اس نے چونک کر میری طرف دیکھا اور ہونٹوں پر انگلی رکھ کر کہا۔ "ہش" میں نے مسکرا کر کہا۔ "آگے چلو بھئی تم تو پہلے بولوں میں ہی الجھ کر رہ گئے۔"

آنکھیں نکال کر بولا۔ "بیڑہ غرق—— تو نے ساری محفل درہم برہم کر دی کرن۔"

میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "محفل کو چھوڑو رشی—— میں جان محفل سے مل کر آ رہا ہوں—— تم ملنا چاہتے ہو——؟" مسکرا کر بولا۔ "تمہیں کیا معلوم میں کس کے متعلق کہہ رہا ہوں۔ کس سے ملے تم——؟" میں ہنس دیا۔ "جیسے میں جانتا نہیں—— ارے باؤلے کیا رشی اور کرن علیحدہ علیحدہ ہیں؟ جو کچھ تم ہو وہی میں ہوں—— جو کچھ تم سوچتے ہو وہی میں سوچتا ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تمہاری گرامر ذرا کمزور ہے۔ تم اپنی محبوبہ کو بالم کہہ رہے ہو حالانکہ بالم مرد ہو سکتا ہے عورت نہیں—— میں اسی محبوبہ کو سجنی پر-تما وغیرہ کہتا ہوں۔ اب تو سمجھے۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"واقعی کرن—— کوئی الو کا پٹھا شاعر تھا وہ——"

"ہو گا۔" میں نے کہا "اور بھی لاکھوں ہیں—— ان کی گنتی کرنا ہماری ذمہ داری نہیں—— یہ بتاؤ سمجھے یا نہیں؟"

سر ہلا کر کہنے لگا۔ "نہیں—— تم سمجھاؤ۔" میں نے کہا۔ "سمجھاتے ہیں سنو! کل شام کو وہ شانتا کے ساتھ آئے گی—— شانتا کو ٹرخا دینا۔ اس سے دل کی باتیں کرنا لیکن دیکھو اس سے کوئی ناشائستہ حرکت نہ کر بیٹھنا۔"

"کس سے؟" اس نے پوچھا۔

"اس کا نام وچترا ہے۔" میں نے کہا۔ "اچھا اب اپنے آئندہ بھون کو پدھارو۔" وہ مشینی انداز میں مسہری سے کود کر کھڑا ہو گیا اور بولا۔ "مجھے پہنچاؤ گے نہیں کرن؟" میں اس کا بازو پکڑ کے ریڈنگ روم میں لایا۔ دروازہ کھول کر اندر جانے کا اشارہ کیا—— وہ آگے بڑھنے لگا تو کہا۔ "سنو رشی—— اب وہ گانا کبھی نہیں گاؤ گے——" وہ بولا۔ "بہتر ہے لیکن پھر کیا گاؤں؟"

"گاتے ہی کیوں ہو؟" میں نے کہا۔ "یہ بڑا مشکل ہے اور پھر بے سرے آدمی کے لئے؟ خدا کی پناہ—— اچھا جاؤ—— تمہارے تکئے کے نیچے ایک ہار رکھا ہے رشی—— پھینک نہ دینا——" وہ مسکرا کر "او کے" کہتا ہوا اندر چلا گیا۔ میں نے دروازہ لاک کر دیا۔

○

دوسرے روز سہ پہر کو ہزہائی نس اور ماتا جی میرے پاس آئے۔ میں نے اٹھ کر ان کا

استقبال کیا۔ ہزہائی نس نے بیٹھتے ہی کہا۔ "کرن ایک بڑی مشکل پیدا ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر ہرمین تو خیر رشی کی شادی کے خلاف تھا ہی---- لیکن اب وہ خود بھی عجیب عجیب باتیں کرنے لگا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہم نے اس سے کہا رشی ہم تمہاری شادی کر رہے ہیں---- تو معلوم ہے اس نے کیا جواب دیا؟"

میں نے کہا۔ "جی پاپا کیا جواب دیا----؟"

بولے۔ "کہنے لگا---- پاپا میری شادی ہو چکی---- یہ دیکھئے ورمالا---- اس کے گلے میں موتیوں کا ہار پڑا ہوا تھا---- اب بتاؤ کیا کریں؟ وہ تو ٹھیک ہونے کے بجائے اور زیادہ بہکنے لگا۔"

میں نے کہا۔ "پاپا اسے چھیڑنا ہی نہیں چاہئے تھا اور شادی میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا آپ ملتوی کر دیں تو بہتر ہو گا۔"

"ملتوی نہیں کر سکتے نا۔" کرنل ماما نے کہا۔ "ہم رشی کے صحتیاب ہونے کا اعلان کر چکے ہیں۔ ایسی صورت میں اس کی شادی کو جو تین سال سے مسلسل ملتوی کی جاتی رہی ہے' مزید روکنا ممکن نہیں---- دوسرے ڈاکٹر ہرمین کا ایک خیال یہ بھی ہے کہ شاید شادی ہونے کے بعد وہ ٹھیک ہو جائے لیکن زیادہ احتمال اس کے بگڑ جانے کا ہے۔ سو ہم قسمت آزمائی کرنا چاہتے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں ماما جی---- خیر---- فرمایئے پاپا کچھ کہہ رہے تھے۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "ہاں---- کل شادی کی تاریخ آ جائے گی جو بہر حال دس پندرہ یا زیادہ سے زیادہ بیس روز کے اندر اندر ہو گی۔ رسوم کے وقت تو خیر تم کو پیش کر کے بات بنا لیں گے لیکن شادی کے وقت؟"

"ظاہر اس سارے ہنگامے سے تو اسی کو گزرنا ہو گا۔"

"یہی تو پرابلم ہے کرن۔" انہوں نے کہا---- "نہ اس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے نہ تم کو ساتھ لے جایا جا سکتا ہے۔"

"بجا ہے پاپا---- راج محل کی بھول بھلیاں میں تو لوگوں کو چکر میں ڈالا جا سکتا ہے۔ کبھی اس کو غائب کر دیا---- کبھی مجھ کو---- لیکن دوسری جگہ یہ کیسے ممکن ہے۔ برات میں ہزاروں آدمی ہوں گے اور پھر وہاں پہنچ کر سسرال کے ہزاروں ہوں گے۔ کس کس کی آنکھوں میں دھول ڈالی جا سکتی ہے۔ نہیں پاپا یہ ممکن نہیں۔" ہزہائی نس نے افسردگی کے ساتھ کہا۔ "بے شک اس خیال نے مجھے چکرا کر رکھ دیا ہے۔ کیا تم کچھ نہیں سوچ سکتے کرن؟" میں خاموش ہو گیا۔ وہ تھوڑی دیر میرے چہرے کی طرف دیکھتے رہے پھر بولے۔ "کوئی راستہ نکالو کرن' کسی بھی طرح' ہماری تمام امیدیں تم سے وابستہ ہیں۔" میں

نے تمام پہلوؤں پر غور کر کے کہا۔ "جہاں تک میرے ساتھ چلنے کا سوال ہے میں بھیس بدل کر چل سکتا ہوں یورہائی نس لیکن اس سے آگے؟ فائنل اسٹیج---- آخری مرحلے پر تو رشی کو ہی آنا پڑیگا اور اگر وہاں وہ بگڑ بیٹھا تو کیا ہو گا۔" کرنل نے کہا۔ "اوہ پھر تو کام بنا رکھا ہے' کرن بیٹے---- آخری مرحلے تک پہنچنے کے بعد اگر وہ بگڑا بھی تو اس کا حل مشکل نہیں---- اگنی دیوتا کے چند چکر تو اسے نشہ پلا کر بھی کٹوائے جا سکتے ہیں---- اس کے بعد کیا باقی رہتا ہے۔ سالیوں کا ہنسی مذاق---- سسرال والوں کے جملے اور چھیڑ چھاڑ---- سو وہاں پھر تم سنبھال لینا۔ مسئلہ صرف یہ تھا کہ تم کو کس طرح ساتھ لے جایا جائے۔ سو یہ تم نے حل کر دیا۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ کرنل' ہزہائی نس کی طرف مخاطب ہو گئے۔ "رشی کا جوڑا آتے ہی فوراً" اس جیسا دوسرا سلوانا پڑیگا۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "یہ کوئی بات نہیں کرنل---- چوبیں گھنٹوں میں تیار ہو سکتا ہے۔ ایک رات میں ہو سکتا ہے۔" کرنل نے کہا۔ "بس تو---- اور تو سب ٹھیک ہو گیا۔" پھر میری طرف دیکھ کر بولے۔ "خدا میرے بیٹے کو سلامت رکھے---- یہ ہمارے تمام مسائل کا ایک ہی حل ہے۔" ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "ہمیں اس پر فخر ہے کرنل---- چلو کل مہمانوں کی موجودگی میں اس کی صحتیابی کا جلسہ بھی کرا دیتے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "یہ مناسب ہے پاپا---- کچھ اس طرح کیجئے کہ مہمانوں کو مجھ سے بات کرنے کا زیادہ موقع نہ ملے اور ایک منٹ میں ان کی رسم بھی ادا ہو جائے۔" "ٹھیک ہے۔" انہوں نے کہا۔ "تم فکر نہ کرو ایسا ہی ہو گا---- اچھا چلتے ہیں۔" کرنل نے اٹھ کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دونوں چل دیئے---- میں دروازے تک ان کو چھوڑنے آیا۔

○

میری اقامت گاہ کے راز سے صرف وہ چند ہستیاں آگاہ تھیں جنہیں میری زندگی کے راز سے بھی واقفیت تھی۔ یعنی ہزہائی نس' کرنل ماما' کینتھ اور بخاری---- رمولا ناگر ابھی تک صحیح پوزیشن سے واقف نہ تھی۔ اس لئے اپارٹمنٹ جو بظاہر مقفل کر دیا گیا تھا۔ اس وقت ان دو تین شخصیتوں کے سوا سب کے لئے ناقابل رسائی تھا۔ تمام ملازمین بجز ایک خانساماں اور ایک ملازمہ' رشی کے اپارٹمنٹ سے ملحقہ کمروں میں منتقل ہو چکے تھے اور ہماری نشست و برخاست کا انتظام کچھ اس طرح کیا گیا تھا کہ بیک وقت دونوں سے ملنا کسی کے لئے ممکن نہ تھا۔ سیرو تفریح کے لئے جاتے وقت رشی کو میرے کمروں میں پہنچا دیا جاتا جہاں کینتھ یا کرنل ماما اس کے ساتھ موجود ہوتے اور میں اس کے اپارٹمنٹ سے باہر نکلتا---- اور بخاری کو لے کر چلا جاتا۔

شام کو سات بجے کے قریب کرنل ماما تنہا میرے پاس آئے---- ان کی بغل میں

ایک بریف کیس تھا۔ میں نے اٹھ کر ان کو سلام کیا۔ بریف کیس ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولے۔ "کرن اس کو اپنے پاس رکھو--- یہ میری طرف سے تمہارا جیب خرچ ہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ماما جی آپ کی مہربانی سے میرے پاس کیا نہیں ہے؟"

بولے۔ "کیا میں نہیں جانتا لیکن وہ شانتی کرن کی طرف سے ہے--- میں نے تمہیں اپنا بیٹا کہا ہے--- میری طرف سے بھی کچھ ہونا چاہئے۔" میں خاموش ہو گیا۔ وہ مسکرا کر بولے۔ "کرن یہ محض اس لئے ہے کہ تم اپنے گارڈ' اپنے ڈرائیور' مس کمنتھ اور ریکھا وغیرہ کو جب چاہو اور جس قدر چاہو انعام و اکرام دے سکو۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے ماما جی۔"

وہ سگریٹ سلگانے لگے۔ ایک دو کش لے کر بولے۔ "تم کہیں باہر تو نہیں جا رہے تھے کرن؟" میں نے کہا۔ "جی نہیں--- آج کہیں نہیں جا رہا۔"

"ٹھیک ہے۔" انہوں نے کہا۔ "مجھے کل ہونے والے جلسے کے متعلق کچھ باتیں کرنا تھیں کیونکہ میں وہاں نہ ہونگا۔ صرف اس وقت جھلک دکھانے جاؤں گا جب تم اپنے اپارٹمنٹ میں آ چکے ہو گے۔"

"رشی کے پاس رہیں گے شاید آپ۔" میں نے کہا--- انہوں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "یہ ہزہائی نس کا مشورہ ہے کرن--- میں نے تو کہا تھا یہاں مس کمنتھ سنبھال سکتی ہیں۔" میں نے کہا۔ "آپ کا میرے ساتھ ہونا زیادہ ضروری ہے ماما جی--- میں بہت کم لوگوں سے واقف ہوں۔ آپ مجھے گائیڈ کر سکتے تھے--- میری طرف سے بہت سے سوالوں کے جواب دے سکتے تھے۔ یہاں کیا ہے--- صرف رشی کو باتوں میں الجھائے رکھنا--- تو یہ کام کمنتھ بھی کر سکتی ہے۔ نہیں میں پاپا سے کہتا ہوں۔ آپ جلسے میں میرے ساتھ رہیں گے۔" وہ خاموش ہو گئے اور سگریٹ پینے لگے۔ میں نے بڑھ کر ٹیلیفون رسیور اٹھایا اور ہزہائی نس کا نمبر ڈائل کیا۔ گھنٹی بجنے لگی اور تھوڑے تھوڑے وقفے سے مسلسل بجتی رہی میں رسیور کان سے لگائے جواب کا انتظار کرتا رہا دوسری طرف کوئی رسیور اٹھانے والا نہ تھا۔ کرنل ماما نے میری طرف گھوم کر کہا۔ "کیا بات ہے کرن؟" میں نے رسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔ "پاپا ڈرائنگ روم میں نہیں ہیں--- بیڈ روم میں بھی نہیں ہیں۔"

"کہاں چلے گئے؟" انہوں نے کہا۔

"خدا جانے---؟" میں نے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ وہ تھوڑی دیر جلسے کے متعلق باتیں کرنے کے بعد رخصت ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد میں نے بریف کیس کھول کر دیکھا۔ اس میں ایک پارکر پین' ایک زسِتھ واچ' ایک ٹائی پن' ایک ہیرے کی انگوٹھی ایک سونے کا سگریٹ کیس اور دس ہزار روپے کے نوٹ تھے۔ میں نے انگوٹھی پہن کر بریف کیس بند کیا اور الماری میں رکھنے جا رہا تھا کہ کمنتھ ہزہائی نس کو ساتھ لئے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی--- مجھے ان کے دوبارہ آنے پر تعجب ہوا۔ آداب عرض کر کے کہا۔ "پاپا آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ میں نے تھوڑی دیر پہلے آپ کو رنگ کیا تھا۔" ہزہائی نس نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کمنتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تھینک یو مس کمنتھ۔" وہ ان کا مطلب سمجھ گئی اور سر جھکا کر باہر نکل گئی انہوں نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں رشی کے پاس آیا تھا۔"

میں نے کہا "اور میرے پاس کرنل ماما آئے تھے پاپا--- میں فون پر آپ سے یہی کہنا چاہتا تھا کہ ماما جی جلسے میں میرے ساتھ رہیں گے۔ یہاں مس کمنتھ ہیں وہ رشی کو سنبھال لیں گی۔" ہزہائی نس "ایز یو پلیز" کہہ کر خاموش ہو گئے۔ میں نے کہا۔ "ماما میرے لئے کچھ تحفے لائے تھے پاپا۔" وہ مسکرا کر سگریٹ سلگانے لگے اور دھواں خارج کرتے ہوئے بولے۔ "وہ بہت دنوں سے کہہ رہے تھے کہ کرن کو بیٹا بنانے کے باوجود میں نے ابھی تک کچھ نہیں دیا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کرن کو آپ نے کیا نہیں دے رکھا ہے پاپا؟"

"اسے چھوڑو کرن---" انہوں نے کہا۔ "انہیں بھی حق ہے۔ خیر میں اس وقت تم سے کچھ اور کہنے آیا تھا لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے تم سے یہ بات کہنی بھی چاہئے یا نہیں؟" میں نے ان کے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "پاپا ایسی کوئی بات نہیں جو آپ مجھ سے نہ کہہ سکیں۔ اگر مجھ پر وشواس بھی کرتے ہیں۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "کرن میں دنیا میں تم سے زیادہ وشواس کسی پر نہیں کرتا۔ پر وہ بات ہی ایسی ہے کہ تمہیں شاید یقین نہ آئے۔"

"پاپا!" میں نے تیزی سے کہا۔ "آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات میرے لئے وید اور شاستر کا درجہ رکھتی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ---" انہوں نے مسکرا کر میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "یہ تمہاری محبت ہے کرن لیکن کون یقین کر سکتا ہے کہ رشی جیسا مخبوط الحواس ایک عورت کو آغوش میں لے کر---" وہ بولتے بولتے رکے اور دوسری طرف دیکھنے لگے--- میں نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ "عورت کون پاپا؟ کب کا واقعہ ہے یہ؟"

"آج کا--- ابھی کا۔" انہوں نے کہا۔ "میں اسی کے کمرے میں سے آ رہا ہوں--- وہ لڑکی دچترا تھی شاید--- شانتا کی سہیلی۔ جس کو یوراج سے بیاہنے کے لئے یہ تمام سازشیں ہو رہی ہیں--- ہزہائی نس اور شانتا کی طرف سے--- اوہ خدایا!"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ فکر نہ کریں پاپا میں رشی کو اس چلر سے نکال لوں گا۔" انہوں نے سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "کرن فلرٹیشن کی حد تک تو خیر گوارا ہے لیکن وہ کم بخت اس کو منگیتر کہہ رہا تھا۔ اگر کسی نے یہ بات اس کے دماغ میں بٹھا دی

اور اس نے گانٹھ میں باندھ لی تو بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ پاگل آدمی کو کون سمجھا سکتا ہے۔"
"کوئی بات نہیں پاپا۔۔۔" میں نے کہا۔ "آپ فکر نہ کیجئے۔۔۔ میں اس کو ہینڈل کر سکتا ہوں۔۔۔ اچھا ہوا آپ نے دیکھ لیا۔۔۔ ابھی کچھ نہیں بگڑا۔" وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولے۔ "کرن ایشور نے تمہیں ہماری بگڑی بنانے کو بھیجا ہے۔ میں تم پر فخر کرتا ہوں۔" میں نے ان کے گھٹنے چھو کر کہا۔ "آپ کیا فرما رہے ہیں یورہائی نس فخر مجھے ہونا چاہئے کہ آپ مجھے بیٹا سمجھتے ہیں۔" وہ میری پیشانی چوم کر چل دیئے۔ میں نے دروازے تک ان کے ساتھ آ کر کہا۔ "پاپا۔۔۔ میں ایک دو گھنٹے میں فون پر آپ کو مبارکباد پیش کروں گا۔۔۔ آپ مطمئن رہئے۔"

ان کے جانے کے بعد کنتھ نے آ کر کہا۔ "ساڑھے آٹھ بج رہے ہیں۔" میں نے گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اوہ۔۔۔ کھانے کا وقت ہو گیا۔" اس نے مسکرا کر میرا ہاتھ پکڑا اور ڈائننگ روم کی طرف لے کر چل دی۔ کھانے کے دوران میں خیالات میں کھویا ہوا تھا۔ رشی سے یہ مذاق اس قدر خطرناک رخ اختیار کر سکتا ہے۔ یہ تو میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھا۔ بہرکیف جہاں تک وچترا کا تعلق تھا اس کو آسانی سے موڑا جا سکتا تھا۔ مسئلہ صرف رشی کو ہینڈل کرنا تھا اور یہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ کس حد تک بڑھ چکا ہے۔ دیوانے کے سامنے ہو کر دینے پر مجھے افسوس ہونے لگا۔

کھانے کے بعد لائبریری میں آ کر میں نے دروازے کے کی ہول سے رشی کی خوابگاہ میں جھنکا اندر روشنی میں مسہری خالی نظر آ رہی تھی۔ صوفے بھی خالی تھے۔ میں نے ادھر ادھر نظر ڈال کر چابی نکالی اور دروازہ کھول کر دبے پاؤں اندر داخل ہوا۔ خوابگاہ میں کوئی نہ تھا۔ میں ڈرائنگ روم کے دروازے پر آیا اور وہ سرکا کر اندر دیکھا۔ رشی صوفے پر بیٹھا ہوا سگریٹ پی رہا تھا۔۔۔ میں کچھ دیر اس کی نقل و حرکت دیکھتا رہا وہ دھوئیں کے حلقے بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔ سگریٹ ختم ہونے لگا تو اس نے دوسرا سگریٹ سلگایا اور پہلے سگریٹ کا ٹکڑا ایش ٹرے میں ڈال کر کش لینے لگا۔ میں نے پردہ ایک طرف سرکایا اور اندر داخل ہوتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "رشی!" وہ ایک دم اچھل کر کھڑا ہو گیا اور میری طرف دیکھ کر بولا۔ "اوہ کرن۔۔۔ تم ہو۔۔۔؟ میں تو سمجھا تھا وہ آ گئی۔۔۔" میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "وہ کون؟" بولا۔ "وہی۔۔۔ وہی۔۔۔ وہ پیشانی پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ "وہی۔۔۔ نام بھول گیا کرن۔۔۔ بڑا مزہ آیا۔۔۔ میں نے اسے چوم لیا۔۔۔ اس نے مجھے چوم لیا۔"

"اور پاپا نے تم دونوں کو چوما چاٹی کرتے ہوئے دیکھ لیا۔" میں نے کہا۔ وہ "مائی گریشس" کہہ کر صوفے پر گر پڑا اور دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر رونے لگا۔ میں نے اس کا سر سینے سے لگا کر تھپکتے ہوئے کہا۔ "اس میں رونے کی کیا بات ہے رشی۔۔۔؟ دیکھ

لیا تو دیکھ لیا۔ اچھا ہوا پاپا کو معلوم ہو گیا کہ تم بالغ ہو گئے۔" اس نے میرے سینے سے سر اٹھا کر چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اچھا۔۔۔ تو کیا شادی سے پہلے بالغ ہونا بھی ضروری ہے۔۔۔؟" میں نے ہنسی ضبط کر کے کہا۔ "نہیں ضروری تو نہیں۔۔۔ لیکن اتنا غیر ضروری بھی نہیں۔" اسنے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے گھور کر میری طرف دیکھا اور قہقہہ لگا کر بولا۔ "کرن پاگل ہو گئے۔ ہو کیا؟" میں نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کیسے بھلا۔۔۔؟"

کہنے لگا۔ "کبھی کہتے ہو ضروری نہیں کبھی کہتے ہو غیر ضروری بھی نہیں۔۔۔ آخر کیا کہنا چاہتے ہو؟ خیر یہ بتاؤ میری شادی اسی سے ہو رہی ہے نا؟" میں نے اس کے سگریٹ کیس سے سگریٹ کھینچتے ہوئے کہا۔ "کس سے؟"

بولا۔ "اسی سے جو یہاں آئی تھی۔۔۔ جس کا میں نام بھول گیا۔" میں نے لائٹر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "مجھے کیا معلوم کون بلا ہے وہ؟"

اس نے میرے ہونٹوں میں دبا ہوا سگریٹ کھینچ کر دور پھینک دیا اور اٹھ کر کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔ "کرن مجھے تمہارا بائیکاٹ کرنا پڑے گا۔۔۔ تم نارومنی کی طرح دونوں طرف کی ڈھولکی بجا رہے ہو۔۔۔ تم نے مجھ سے کہا۔ وہ تمہارا انتظار کر رہی ہے۔۔۔ اور وہ میرا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے اسے دل دے دیا۔۔۔ اب۔۔۔"

"اچھا کیا۔۔۔" میں نے اس کو الجھانے کے لئے قطع کلام کر کے کہا۔ "اس نے تمہیں موتیوں کا ہار دیا۔۔۔ تم نے اسے ایک بیکار سی چیز دے دی عوض معاوضہ گلہ ندارد۔"

"اسے چھوڑو کرن۔۔۔ اب مجھے اس کا نام بتاؤ۔۔۔ مجھے یاد نہیں آ رہا کچھ عجیب سا۔۔۔ کچھ وچترسا۔۔۔ اور وہ وچترا دیوی۔۔۔ رائٹ۔۔۔ وچترا دیوی۔" میں نے بگڑنے کے انداز میں کہا۔ "یو ایڈیئٹ۔۔۔ وچترا تو میری منگیتر ہے۔۔۔ تم نے چوم لیا اسے؟ میں نے کہا نہیں تھا ناشائستہ حرکت نہ کرنا اس کے ساتھ۔۔۔" اس کا چہرہ زرد ہو گیا۔ سر جھکا کر کہنے لگا۔ "آئم مائی سوری کرن۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔" میں اٹھ کر چلنے لگا۔۔۔ اس نے جھپٹ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔ اور پھر معافی مانگنے لگا۔ میں نے ہنسی چھپانے کے لئے دوسری طرف منہ پھیر کر کہا۔ "چلو بھول جاؤ۔۔۔" اس نے میری پیشانی چومتے ہوئے کہا۔ "شکریہ کرن۔۔۔ تم گریٹ ہو۔۔۔ اچھا اب بیٹھ جاؤ اور پیاری پیاری باتیں کرو۔"

میرے پاس پیاری پیاری باتوں کا ذخیرہ ختم تھا اور منافقت کی باتیں کرنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ میں صرف وچترا سے اس کی توجہ ہٹانے کے لئے آیا تھا اور اس میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اس لئے بیٹھنے کے بجائے چہرے پر معصومیت طاری کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں رشی

ابھی مجھے پاپا کے پاس جا کر تمہاری طرف سے صفائی کرنا ہے——— انہیں تمہارے متعلق غلط فہمی ہو گئی ہے۔"

"اچھا کرن۔" اس نے کہا۔ "جاؤ پاپا کو سمجھا دو وچترا رشی کی کچھ نہیں لیکن ڈیر وچترا اپنے دل میں کیا کہے گی———؟"

"کچھ نہیں کہے گی——— اسے بھی غلط فہمی ہو گئی ہے——— وہ تمہیں کرن سمجھی ہو گی———"

"ہاں وہ کرن ہی کہہ رہی تھی——— اب آئے تو میں———"

"نہیں تم اسے کچھ نہ کہنا——— اگر کسی کو بھی معلوم ہو گیا کہ ہم دو علیحدہ علیحدہ چیز ہیں تو ہرہائی نس ایک کو ختم کرا دیں گی——— سمجھ گئے نا؟"

"سمجھ گیا——— اچھا کرن بائی بائی۔" اپنے کمرے میں آتے ہی میں نے ہزہائی نیس کو رنگ کیا——— وہ شاید فون کے منتظر ہی بیٹھے تھے۔ پہلی گھنٹی پر رسیور اٹھا لیا۔ ہیلو کہتے ہی میں نے کہا۔ "پاپا آداب عرض اور——— بوجھئے تو جانیں۔"

ہنس کر بولے۔ "بوجھ گئے کرن——— شاباش ہموار کر لیا———؟"

میں نے کہا۔ "پاپا——— میں اس کی دماغی مشین کا آپریٹر ہوں——— یہ تو بات ہی کچھ نہیں تھی ایک معمولی سی غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی اور قصور——— دراصل میرا تھا۔"

ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد انہوں نے کہا۔ "اوہ! ہم سمجھ گئے۔" میں نے معذرت طلب لہجے میں کہا۔ "آئم سوری پاپا——— آپ ناراض تو نہیں ہو گئے؟" ہنس کر کہنے لگے۔ "نہیں کرن——— سو بھاوک ہے——— اچھا ہی ہے تم اس ماحول میں دلچسپی لینے لگے۔ کرنل تو سنتے ہی اچھل پڑینگے۔ بتاؤ کیوں؟" میں نے کہا۔ "پاپا اس لئے کہ وہ نہیں چاہتے میں یہاں سے واپس جاؤں۔" وہ پھر ہنس دیئے میں نے شب بخیر کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

○

دوسری صبح ہنگامہ خیز تھی۔ سینکڑوں آدمی راج محل کا کمپاؤنڈ آراستہ کرنے میں مصروف تھے۔ حد نظر تک شامیانے ایستادہ ہو چکے تھے اور اب ان میں قالین اور میز کرسیاں بچھائی جا رہی تھیں۔ جا بجا رنگ برنگ برقی قمقموں اور جھنڈیوں کے جال پھیلائے جا رہے تھے۔ میں اپنے کمرے کی کھڑکی کے قریب کھڑا ہوا یہ تیاریاں دیکھ رہا تھا۔ شام کو منعقد ہونے والے جشن ضیافت اور محفل موسیقی کے تصور نے یادوں کے زخم ہرے کر دیئے اور میں ماضی کی تاریک وادیوں میں گم ہو کر رہ گیا——— ابھی تک یوراج کی حیثیت سے میرا کردار اطمینان بخش تھا۔ اس دوران میں پیدا ہونے والی مشکلات پر بھی کسی نہ کسی

طرح قابو پا لیا گیا تھا۔ شک کرنے والے مخالفین منہ کی کھا کر خاموش ہو چکے تھے لیکن ایک چیز اس وقت مجھے بے چین کئے ہوئے تھی اور میں ایسا محسوس کر رہا تھا کہ وچترا کے درمیان میں آ جانے سے مہارانی کی سازشوں کا جال مضبوط ہو گیا ہے۔ اس سے شادی کا وعدہ کر کے میں نے غلطی کی ہے اور آج ہو سکتا ہے اس غلطی کی مجھے بھاری قیمت ادا کرنی پڑے اور آج ممکن ہے——— جیتی ہوئی بازی پلٹ جائے۔ ہرہائی نس اس وقت تک شہ پر شہ اور شکست پر شکست کھاتی رہی ہیں لیکن وچترا ان کی بازی میں فرزیں کی حیثیت رکھتی ہے اور اگر انہوں نے جلسہ عام میں یہ مہرہ اٹھا کر محاذ پر رکھ دیا تو؟؟"

کرنل کی آمد کی اطلاع نے مجھے ان پریشان کن خیالات سے نجات دلائی۔ میں کھڑکی سے ہٹ کر ان کے استقبال کے لئے دروازے پر پہنچا اور ڈرائنگ روم میں لے کر آیا۔ بیٹھتے ہی انہوں نے رشی کو ہموار کرنے پر مجھے مبارکباد دی۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "ماما جی رشی تو میرے لئے موم کی ناک کی حیثیت رکھتے ہیں' جدھر چاہوں موڑ سکتا ہوں لیکن اس کو اس چکر سے نکالنے میں خود میری ناک دب گئی ہے اور وہ موم کی نہیں ہے۔ اب آپ بتائیں۔ "انہوں نے ہونٹوں میں دبا ہو سگریٹ نکال کر میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "مجھے خوف تھا کہیں ایسا نہ ہو جائے——— وہی ہوا۔" پھر ٹھنڈی سانس لے کر بولے——— "سو بھاوک ہے کرن بیٹے——— خیر——— کوئی بات نہیں——— پھر رشی کو سامنے لے آؤ اور اسے سمجھا دو کہ وچترا کو پہچاننے سے ہی انکار کر دے۔ آخر اس کی دماغی حالت سے فائدہ اٹھانے کا حق ہم کو بھی تو ہے۔"

"رشی کو تو میں نے سمجھا دیا ہے ماما جی۔" میں نے کہا۔

مسکرا کر بولے۔ "پھر کیا ہے——— خدا کرے یہ جلسہ اور تاریخ کی رسم خیریت سے تکمیل کو پہنچ جائیں۔ پھر تم کو اجازت ہے آزادی سے سیر تفریح کرتے رہو——— ایک کھلونا یہ بھی سہی———" میں نے ان کے اشارے کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "بمبئی سے کوئی شریک ہونے کو آ رہا ہے؟"

"نہیں گورنر صاحب کی طرف اشارہ ہے شاید تمہارا۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ریزیڈنٹ اور ان کی میم تو آئیں گی——— دراصل میں کسی ایسی شخصیت کے ساتھ منسلک ہونا چاہتا ہوں جہاں ہرہائی نس کی نگاہوں سے محفوظ رہ سکوں۔" وہ ہنس دیئے——— سگریٹ ہونٹوں کے قریب لاتے ہوئے۔ "فکر نہ کرو——— تم ریزیڈنٹ اور ہزہائی نس کے درمیان بیٹھو گے——— اور وہاں کسی کی نگاہیں نہیں پہنچ سکیں گی۔" میں نے لائٹر جلا کر ان کی طرف بڑھایا انہوں نے مسکرا کر سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔"

"میں نے یاد دلایا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ انہوں نے ایک کش لیا اور مسکرا کر کہنے

لگے۔ "کرن میری یادداشت کا اب خدا حافظ ہے۔ مجھے قدم قدم پر ٹوکا دے کر سنبھالے والے کی ضرورت ہے اور ہیر پھیر کر میری نظر تم پر پڑتی ہے۔ میرا ارادہ بلکہ میری آخری خواہش تم جانتے ہو۔ آج اس تقریب سے پہلے اگر تم ہاں کر دو تو یوں سمجھو جیسے تم نے میری زندگی میں پانچ سال کا اضافہ کر دیا۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "ماما جی آپ کی محبت اور خلوص دیکھتے ہوئے میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنی تمام عمر آپ کو دے ڈالوں۔ اپنی زندگی آپ پر قربان کر دوں---- یقین فرمایئے میں آپ کو اپنا باپ تصور کرتا ہوں---- مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ بڑے جاگیردار ہیں اور آپ کا متبنیٰ بن جانے پر کوئی بھی فخر محسوس کریگا لیکن چند چیزیں جو میں آپ کو نہیں بتا سکتا ایسی ہیں جن کے مقابلے میں شردھام کی سلطنت بھی میرے لئے کوئی کشش نہیں رکھتی۔ ویسے میں آپ کا بیٹا ہوں اور مرتے دم تک رہوں گا۔" کرنل میری باتیں سن کر خاموش ہو گئے---- کچھ دیر سوچنے کے بعد بولے۔ کرن! جہاں تک میں سمجھتا ہوں تمہارے دل پر کسی کی حکمرانی ہے۔ تم شاید اس سے وعدہ کر چکے ہو یہ بھی ممکن ہے شادی کر چکے ہو---- لیکن کیا تم سمجھتے ہو کہ میں تمہیں بیٹا بناتے ہی باندھ کر بٹھا لوں گا---- یا میرا بیٹا ہونا تمہارے لئے باعث کمتری ہے----" میں نے ان کے گھٹنے چھو کر کہا۔ "یہ آپ کیا فرما رہے ہیں ماما جی---- آپ میرے لئے باعث فخر ہیں آپ راجپوت ہیں---- ناک کا بال---- چوہان---- نہیں---- ایسی بات آپ کبھی بھول کر بھی نہ کہئے---- میں کیا عرض کروں آپ سے دراصل بات یہ ہے کہ میں جن حالات سے گزر رہا ہوں وہ ایسے ہیں کہ مجھے اپنی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ مجھ پر اب تک پانچ چھ بار قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں لیکن آپ جیسے بزرگوں کی دعا سے ابھی تک محفوظ ہوں۔ یہاں جتنے حملے ہوئے وہ آپ خود بھی جانتے ہیں---- اور سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ ایسی صورت میں آپ مجھے بیٹا بنا کر ایک نیا زخم کیوں کھانا چاہتے ہیں۔ مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ رشی صحتیاب ہو جائینگے۔ وہ ایک سیدھے سادھے پر امن راجکمار ہیں اور آپ کے سگے بھانجے ہونے کی حیثیت سے بغیر اعلان کئے بھی آپ کے بیٹے ہیں۔"

انہوں نے کھنکارتے ہوئے کہا۔ "کرن بیٹے---- میں نے تمہاری رام کہانی سن لی اور جو کچھ ان سنی رہ گئی وہ سمجھ لی---- میں صرف ایک نتیجے پر پہنچا ہوں اور وہ یہ کہ یا تو تم بھگوان کے نئے اوتار ہو جس کے لئے سنسار کی تمام دولت ایک حقیر سی چیز ہے۔ یا پھر کسی ایسی شہزادی سے تمہاری آنکھ لڑ گئی ہے جس کے روپ کا کوئی ٹھکانا نہیں۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "پوجیہ ماما جی---- آپ کا خیال معمولی سی ترمیم کے ساتھ بالکل درست ہے سوائے اس کے کہ میں اوتار یا دیوتا نہیں ایک معمولی انسان ہوں۔ جس کے دامن میں معصیت کے سوا کچھ نہیں۔" انہوں نے اٹھ کر میری سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ غلط

ہے کرن پاپ آتما اتنے تیاگی نہیں ہوا کرتے اتنی بڑی دولت ٹھکرا کر وچن کا پالن کرنا صرف دیوتاؤں اور مہا پرشوں کا کام ہے۔ خیر بھگوان تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔ میں تمہیں اپنا بیٹا ہی مانتا ہوں۔ اگر تم بھی مان جاتے تو اچھا تھا ورنہ میرے بعد میری جاگیر کے وارث تو بہت ہیں چاہے میں انہیں پسند کروں یا نہ کروں---- اچھا چلتا ہوں---- لیکن یاد رکھو تم سے مایوس نہیں ہوں۔" میں نے جھک کر ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگائے اور وہ میرے سر پر ہاتھ پھیر کر چل دیئے۔

شام کے چار بجے سے کاریں اور بگھیاں آنے کا سلسلہ شروع ہوا اور لوگ حسب مراتب اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھنے لگے۔ پانچ بجتے بجتے تمام پنڈال بھر گیا صرف ڈائس کی نشستیں جو اعلیٰ حکام' امراء وزرا اور ریزیڈنسی کے انگریز افسروں اور ان کی لیڈیز کے لئے مخصوص تھیں خالی رہ گئیں شامیانوں کے گرد پیش فوج اور رسالے کے جوان صف بستہ تھے اور فوجی بینڈ بج رہا تھا۔ میں درباری لباس' چست پاجامہ' شیروانی اور جودھپوری صافہ' کلغی اور موتیوں کا ہار پہنے رشی کے ڈرائنگ روم میں اے ڈی سی' سیکرٹیری' باڈی گارڈ یونٹ کے کیپٹن اور ہزہائی نس کے مشیر کار وغیرہ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہزہائی نس کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ مشیر کار ایک معمر اور درباری رسم و رواج سے آگاہ چاپلوس قسم کا "جی حضوریہ" تھا۔ میری طرف دیکھ کر بار بار مسکرا رہا تھا۔ وہ کچھ کہنے کے لئے بے چین تھا لیکن میری مزاجی کیفیت سے ناواقف ہونے کے باعث ہر بار تلملا کر رہ جاتا تھا۔ میں نے اس کا اضطراب محسوس کر کے مسکرا کر کہا۔ "اوما سنگھ جی اب میری صحت کیسی ہے؟" اس نے جھک کر کورنش کرتے ہوئے کہا۔ "ان داتا میری آنکھوں میں دھول' حضور تو ساکھشات راجہ اندر کا سروپ ہیں۔ نظر کی کیا مجال کہ آپ کے چہرے پر ٹھہر جائے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اوما سنگھ جی یہ تو کچھ نہ ہوئی---- چہرہ تو ایسا ہونا چاہئے جس پر نظر جم کر رہ جائے----" ایک ہلکا سا نعرہ تحسین بلند ہوا اور سیکرٹیری نے تین سلام کر کے کہا۔ "واہ کیا لاجواب جملہ کہا ہے ہمارے شری حضور نے۔" مشیر کار پھر رکوع میں چلا گیا اور سلامیاں کرتا ہوا بمشکل سیدھا ہو کر بولا۔ "واقعی جواب نہیں---- ہمارے چھوٹے سرکار کی بذلہ سنجی کا---- واہ واہ---- ان داتا---- غلام کا مطلب تھا حضور کے چہرے پر وہ نور ہے کہ نظریں خیرہ ہو جاتی ہیں سرکار اور پھر اس وقت تو حضور---- میں نے اسکو مزید بکنے سے روک کر بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "اوما سنگھ جی پھر تو آنکھوں میں دھول ڈالنے کی ضرورت ہی نہیں تھی آپ نے بیکار کہا۔" وہ پھر جھک کر بار بار پیشانی کو ہاتھ لگانے لگا۔ میں اس کی گھٹیا حرکتوں سے بیزار ہو کر اٹھتے ہوئے بولا۔ "خیر اوما سنگھ جی---- آیئے پاپا کے پاس چلیں۔" اس نے گدھے کی طرح پھر ہاتھ کا تیغہ پیشانی کی طرف چلایا اور بولا "ان داتا مہاراج ادھیراج بنفس نفیس یہاں تشریف لانے کا حکم فرما چکے ہیں---- لہذا----" میں نے طنزیہ انداز

میں مسکرا کر کہا۔ "آپ اردو ہندی اور ہندی اردو دونوں بڑی روانی سے بولتے ہیں ادا جی--- اور یہ بڑی اچھی بات ہے لیکن ہاتھ کی روانی میں ذرا تخفیف فرمائیں تو بہتر ہے۔" ایڈی کانگ نے مسکرا کر اپنے منہ پر رومال رکھ لیا۔ مشیر کار کٹ کر رہ گیا۔ "آیئے ہم بنفس نفیس مہاراج ادھیراج کی طرف چلتے ہیں۔" میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ کیپٹن اور بخاری آگے بڑھ کر میرے دائیں بائیں ہو گئے اور ایڈی کانگ نے دروازہ کھول کر پردہ اٹھا لیا۔ ہم باہر نکل گئے۔ کاریڈور میں آتے ہی ایڈی کانگ میرے برابر میں آ کر ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

ہم ہزہائی نس کے ڈرائنگ روم میں پہنچے تو وہ لباس تبدیل کر کے تیار ہو چکے تھے ان کے مصاحب خاص اور ایک ملازم کے سوا اس وقت اور کوئی ان کے ساتھ نہ تھا۔ میں نے اندر داخل ہوتے ہی جھک کر سلام کیا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر میرے سر پر ہاتھ رکھا اور پیشانی چومی۔ ایڈی کانگ نے کہا۔ "یورہائی نس چھوٹے سرکار خود ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے بجائے اس کے حضور زحمت فرماتے۔" ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "ہم اب تک پہنچ چکے ہوتے لیکن بھول گئے کہ تمہیں ان کے پاس بھیج چکے ہیں اور تمہارے آنے کا انتظار کرتے رہے۔" میں نے کہا۔ "پاپا یہ میرا فرض تھا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں نہ کہ آپ زحمت فرمائیں۔" انہوں نے مسکرا کر میرے گال پر ہلکی سی چٹکی لے کر کہا۔ "اچھا یور ایکسی لنسی یہ آپ کا فرض سہی--- آیئے اب ہم اپنا فرض پورا کریں۔" ایڈی کانگ نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ "یورہائی نس ابھی پانچ منٹ توقف فرمائیں تو بہتر ہے--- پروگرام کے مطابق آپ کو چھ بجے ریزیڈنٹ کو رسیور کرنا ہے۔"

وہ "ٹھیک ہے" کہہ کر صوفے پر بیٹھ گئے اور مجھے اپنے برابر میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اسی وقت پہلو والا دروازہ کھلا اور مہارانی اور شانتا کماری سہیلیوں اور راجکماریوں کے جھرمٹ میں گھری ہوئی اندر داخل ہوئیں۔ میں نے جھک کر مہارانی کو سلام کیا۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھرا کر مہاراجہ کو مبارکباد دی--- وہ مسکرا کر صوفے سے اٹھے ایڈی کانگ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چلو---" دروازے سے نکلتے نکلتے شانتا نے میری طرف دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ مہارانی ہزہائی نس کے پہلو بہ پہلو چلنے لگیں۔ ایڈی کانگ مہاراجہ کے دائیں جانب چل رہا تھا۔ لفٹ سے باہر نکلتے ہی سیڑھیوں سے پنڈال تک سرخ قالین بچھا ہوا تھا۔ صدر دروازے کے گارڈ کی سلامی لے کر باہر نکلتے ہی فوجی بینڈ بجنے لگا اور تمام حاضرین اجلاس کھڑے ہو گئے۔ دیوان ریاست حکام اور مصاحبین کے ساتھ استقبال کو آگے بڑھا اور سلامی دے کر سب داہنے بائیں ہو کر ڈائس کی طرف چلنے لگے۔ مہاراجہ کے گدی پر بیٹھتے ہی توپیں چلنے لگیں۔ مہارانی اور شانتا ان کے بائیں جانب براجمان ہو گئیں دیوان نے سر جھکا کر سلامی اور مبارکباد دیتے ہوئے

مجھے ان کے دائیں جانب بٹھا دیا۔ گیارہ توپوں کی سلامی ختم ہونے کے بعد کویراج دھو ہنیدر داس جی ایک لمبا چوڑا سنہری چوکھٹا دونوں ہاتھوں میں اٹھائے درمیانی کرسیوں سے نکل کر ڈائس کی طرف بڑھے۔ یہ دبلے پتلے معمر آدمی تھے۔ درباری لباس 'صافہ' شیروانی اور چست پاجامہ ان کے جسم پر مضحکہ خیز معلوم ہوتا تھا۔ چہرے سے صافہ بڑا' قدوقامت سے شیروانی بڑی' پتلی پتلی پنڈلیوں پر چوڑی دار پاجامہ' ڈھیلا' برہمن ٹائپ لٹکی ہوئی بڑی بڑی مونچھوں میں دونوں ہونٹ غائب--- دہانہ لاپتہ--- مجھے ان کی ہیت کذائی پر بے اختیار ہنسی آنے لگی۔ ڈائس کے سامنے پہنچ کر فریم بائیں بغل میں دبایا اور جھک کر دائیں ہاتھ سے ان گنت سلامیاں دے ڈالیں--- سیدھا ہوتے ہی درباری نقیب نے چیخ کر اعلان کیا۔ "مہاراج ادھیراج سینا کھاس کھیل' سمیر بہادر فرجند کھاس دولت انگلیہ چھترپتی ہج ہائی نس مہاراجہ سری سانتی کرن جی آف سردھام کے درباری کویراج سری دھو ہنیند رداس جی--- سری یوراج بہادر کی صحت یابی کا کیسدہ پیں فرماتے ہیں۔"

کویراج نے کھنکھار کے گلا صاف کر کے عینک درست کی اور زمانہ قبل مہا بھارت کے اس قدیم ہندی دستاویز پر نظر ڈال کر میری طرف دیکھا۔ میرا دم نکل گیا--- جس--- مختصر سے ملک الشعراء کا تعارف اتنا لمبا چوڑا ہے اس کا صحت یابی کا قصدیہ کیا کچھ ہو گا۔ اس احساس سے میں کانپ اٹھا۔ دیکھنا صرف یہ تھا کہ پہلے قصیدہ ختم ہوتا ہے یا ممدوح--- مطلع سنتے ہی مجھے متلی آ گئی

سفا جو آ گئی سہ جادہ دھام پور کے بیچ
کھسی کھسی ہے ہمارے سری ججور کے بیچ

یعنی--- لیکن کیا عرض کروں--- سر پیٹنے کو جی چاہ رہا تھا۔ جلسہ گاہ واہ وا' دھنیہ باد اور تحسین و آفرین کے شور سے گونج رہی تھی۔ دیوان جی نے چیخ کر کہا۔ "واہ کویراج کیا کہنے ہیں--- پھر پڑھیں۔" میں نے گردن گھما کر دیوان کی طرف دیکھا اور ان کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا--- میں نے ہزہائی نس کے کان کے قریب منہ لا کر آہستہ سے کہا۔ "پاپا خدا کے لئے اس سے پیچھا چھڑایئے ورنہ میرے بیچ سے شفا نکل جائے گی اور آپ کے بیچ سے ساری خوشی۔" انہوں نے ہنسکر کویراج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "واہ کویراج واہ--- شہزادے کو مطلع بہت پسند آیا۔" کویراج سلام کرتے کرتے دوہرا ہو گیا۔ ہزہائی نس نے اس کو آگے آنے کا اشارہ کر کے پیچھے کی طرف گھوم کر بھنڈاری جی کی طرف دیکھا۔ اس نے قریب آ کر کہا۔ "حکم ان داتا؟" آہستہ سے ماتر بھاشا میں بولے۔ "بھنڈاری اس بھاٹ کے لڑکے سے ہماری جان چھڑا۔" بھنڈاری نے سر جھکا کر کہا۔ "جوآگیا ان داتا۔" بولے۔ "بچارے مظلوم کو دو تین تھیلیاں دے دے اور خیرات کے حساب میں لکھ لے۔" بھنڈاری نے پیچھے ہٹ کر صدقے کے ڈھیر میں سے دو تھیلیاں اٹھائیں اور سامنے آ کر کہا۔ "بڑی

اچھی کویتا گھڑی ہے کوراج یہ لو اپنا انعام۔" کرراج نے جھک کر سات سلام کئے قصیدہ میز پر رکھا اور دونوں ہاتھوں میں تھیلیاں لے کر دوہرے ہوئے گئے۔ پچیس سیروزن ان کا اپنا بھی نہ تھا۔ میں نے ان کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر مسرت محسوس کی اور بھنڈاری کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ایک تھیلی ہماری طرف سے بھی۔" بھنڈاری نے مسکرا کر آہستہ سے کہا۔ " ان داتا بیچ میں سے ٹوٹ جائیگا بیچارا۔" ہزہائی نس میرا مقصد سمجھ گئے اور بولے۔ "بھنڈاری یوراج کی طرف سے بھی دو تھیلیاں' ایک جوڑا اور ایک گھوڑا۔" کوراج نے تھیلیاں ہاتھ سے رکھ کر ڈائس چوم لیا۔ بھنڈاری نے دو تھیلیاں اور اٹھائیں اور ڈائس پر رکھ دیں۔ گیٹ سے ریزیڈنٹ کی آمد کا ٹیلیفون آتے ہی کمانڈر نے دیوان کو اشارہ کیا اور وہ ان کے استقبال کے لئے اٹھے۔ گارڈ آف آنر سے فارغ ہو کر ریزیڈنٹ جلسہ گاہ کی طرف آنے لگے تو ہزہائی نس نے مجھے اشارہ کیا اور ہم نے پنڈال کے دروازے پر ان کا استقبال کیا--- ریزیڈنٹ کے ساتھ ان کی میم' سکرٹیری' چند انگریز فوجی افسران اور ان کی بیویوں کے علاوہ ایک ہندوستانی کرنل اور چند سول افسران تھے۔ مصافحہ اور معانقہ کے مرحلے سے گزرنے کے بعد سب اپنی مخصوص نشستوں پر بیٹھ گئے اور جلسے کی کارروائی شروع ہو گئی۔ دیوان نے سپاسنامہ پڑھا ریزیڈنٹ اور ان کی بیوی نے ہزہائی نس کو مبارکباد پیش کی۔ ریاستی حکام اور عمائدین نے نذریں گزاریں--- ریزیڈنٹ اور ان کی لیڈی اس تمام کارروائی کے دوران مجھ سے باتیں کرتے رہے۔ عوام میں مٹھائیاں تقسیم کی جانے لگیں اور بتدریج بھیڑ چھٹنے لگی۔ سات بجے کے بعد ہزہائی نس اٹھ کھڑے ہوئے اور ریزیڈنٹ عمائدین شہر اور اعلےٰ افسران سول کو لے کر دربار ہال کی طرف چل دیئے---- جہاں ڈنر اور موسیقی کا اہتمام کیا گیا تھا۔

دیوان ہال میں کھانے کی میزوں پر بھی نشستوں کا انتظام جلسہ گاہ کے انداز پر تھا۔ یہاں بھی میرے دائیں جانب ریزیڈنٹ بائیں جانب ان کی لیڈی' پھر ہزہائی نس' مہارانی اور انگریز خواتین وغیرہ--- کرسی پر بیٹھتے ہی ریزیڈنٹ نے کرنل ماما کے متعلق دریافت کیا۔ میں نے ان کی طبیعت خراب ہونے کا بہانہ بنا کر بات ختم کر دی۔ تھوڑی دیر میں میزوں سے خوان پوش اٹھا لئے گئے اور کھانا شروع ہو گیا۔ میں محتاط طریقے پر آہستہ آہستہ چند چیزوں سے شغل کرتا رہا--- ریزیڈنٹ نے کچھ دیر بعد مسکرا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا بات ہے یور ایکسی لنسی--- کھانا نہیں کھا رہے آپ؟" میں نے کہا۔ "کچھ بے چینی محسوس کر رہا ہوں کھانے کو دل نہیں چاہ رہا۔" ہزہائی نس نے چونک کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا بات ہے کرن؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کچھ نہیں بابا--- یونہی ذرا--- کوئی خاص بات نہیں۔" ریزیڈنٹ نے کہا۔ "کہیں ڈائٹنگ تو نہیں کر رہے آپ؟"

میں نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے فارک ہاتھ سے رکھ دیا۔ پارہ گڑھ سے آنے والے مہمانوں میں سے ایک شخص نے غور سے میری طرف دیکھا۔ میں نے ریزیڈنٹ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "صرف چند چیزیں ہیں جنہیں کھانے کی مجھے اجازت ہے۔" انہوں نے کہا۔ "پرواہ نہ کریں--- چند روز بعد ہر چیز کی اجازت ہو گی۔" ہزہائی نس نے کہا۔ " کرن تم آرام کی ضرورت تو محسوس نہیں کر رہے؟" میں نے جھک کر ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں یورہائی نس ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

تھوڑی دیر میں ڈنر ختم ہو گیا۔ سگریٹ وغیرہ تقسیم ہوتے ہی ہزہائی نس نے عمائدین اور حکام شہر سے مصافحہ کر کے ریزیڈنٹ' پارہ گڑھ کے مہمانوں اور قریبی رشتہ داروں کے سوا سب کو رخصت کر دیا اور جس وقت رنگ بھون میں پہنچے۔ جہاں رقص و سرود کا اہتمام تھا تو ریزیڈنٹ کے عملے کی شمولیت کے ساتھ پچاس ساٹھ سے زیادہ نفوس نہ تھے۔ اس ہال میں علےٰ قدر مراتب نشستوں کا انتظام تھا لیکن اس وقت یہ امتیاز ختم کر دیا گیا تھا۔ حاضرین جلسہ کی تعداد ہی اتنی مختصر تھی کہ رولنگ فیملی کی نشست گاہ میں بھی چند نشستیں خالی رہ گئیں--- دیوان ریاست نے مہمانوں کا تعارف ریزیڈنٹ سے کرایا اور ان کی آمد کا مقصد بیان کیا--- ایک دور جام کے بعد پارہ گڑھ سے آئے ہوئے جوڑے اور زیورات وغیرہ کے تھال پیش کئے گئے۔ سنہری حرف میں لکھی ہوئی پتریکا اور ایک انگوٹھی اور مالا مہاراجہ کے سامنے رکھی گئی اور انہوں نے مجھے اٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں ان کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ مہمان نے اپنے ہاتھوں سے انگوٹھی میری انگلی میں پہنا دی اور مالا گلے میں ڈال دی۔ میں نے سر جھکا کر سلام کیا۔ ہال دھنیہ باد' مبارکباد اور تالیوں سے گونج اٹھا---- میں کھسک کر اپنی کرسی میں سما گیا۔ ہرہائی نس اور شانتا کی نظروں کی تیزی میرے لئے ناقابل برداشت تھی۔ شادی کی تاریخ جانے کیا ٹھہری ماگھ ست وغیرہ ناقابل فہم ہندی سنسکرت زبان میں تھی کہ میرے پلے کچھ نہ پڑ سکا اور میں ہزہائی نس کی آڑ لے کر چہرے سے پسینہ پونچھنے میں مصروف ہو گیا۔ سوچ رہا تھا کسی طرح اس نمائشی ماحول کی گھٹن سے چھٹکارا ملے جہاں مسرت کی آڑ میں طنز آمیز تالیاں میرا تمسخر اڑا رہی تھیں۔ شکر ہے ہزہائی نس کی جہاں دیدہ نگاہوں سے میری دلی کیفیت پوشیدہ نہ رہ سکی۔ انہوں نے ایک نوکر کو اشارہ کیا اور اس نے ایک جام بھر کر میرے سامنے کر دیا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر گلاس اٹھایا اور منہ سے لگا کر ایک سانس میں خالی کر دیا۔ گلاس طشتری میں رکھتے رکھتے میری مزاجی کیفیت بدل گئی اور ہر چیز حسین نظر آنے لگی۔ اتنے میں کرنل ماما کو دروازے میں داخل ہوتے دیکھ کر ہزہائی نس نے کہا--- "پدھاریئے کرنل۔" ماما نے اندر آکر مہمانوں سے مصافحہ کیا--- طبیعت ناساز ہونے کی بناء پر تقریب میں شریک نہ ہونے کی معذرت خواہی کی۔ ریزیڈنٹ اور ان کے چند آدمیوں سے مصافحہ معانقہ کیا۔ ریزیڈنٹ نے مسکرا کر

کہا۔ "ابھی تھوڑی دیر پہلے یوراج نے آپ کی بیماری کے متعلق بتایا تھا۔"

ماما نے کہا۔ "جی ہاں آج صبح سے میرا جی اچھا نہیں ہے۔" مہارانی کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ مہاراجہ نے غور سے ان کی طرف دیکھا اور مہمان سے مخاطب ہو کر کہا۔ "شریمان---- میں کہہ رہا تھا۔ اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو یوراج کو آرام کرنے دیا جائے۔"

ترلوک سنگھ نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "بہتر ہے یورہائی نس رسوم پوری ہوئی گئیں۔" ریزیڈنٹ نے تائید کی۔ "ہاں ابھی انہوں نے کھانا بھی نہیں کھایا ہے۔" پھر میری طرف دیکھ کر کہا۔ "او کے یورایکسی لنسی۔" ہزہائی نس نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر اٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے اٹھ کر انہیں سلام کیا ہرہائی نس سے نگاہیں ملائے بغیر جھک کر پرنام کیا۔ ریزیڈنٹ سے مصافحہ کیا۔ ان کی میم کے سامنے خم ہوا اور کرنل کے ساتھ چل دیا۔ دو تین کاریڈور عبور کرنے کے بعد انہوں نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔ "کرن غضب ہو گیا رشی نے تمہارے ڈارئنگ روم کی کھڑکی سے اجلاس کی تقریب ہوتے دیکھ لی---- وہ دو گھنٹے سے اس میں شریک ہونے کی ضد کر رہا ہے اور ہم نہ جانے کس طرح اس کو روکے ہوئے تھے۔ اب وہ بری طرح چیخ رہا ہے۔ آخر مس کینتھ نے مجھے یہاں بھیجا کہ کسی طرح تمہیں لے آؤں تاکہ ڈاکٹر کو بلوایا جا سکے۔ اچھا ہوا ہزہائی نس پہلے سے میدان ہموار کر چکے تھے----"

میں نے کہا۔ "کینتھ نے اس کو مارفیا کا ایک شاٹ کیوں نہیں دے دیا؟"

کہنے لگے۔ "شاٹ---- شکر کرو اس نے اب تک اس کو الجھائے رکھا۔ ڈیڑھ گھنٹے سے تو ہم اس کو درباری لباس پہننے کے چکر میں ڈال کر روکے ہوئے ہیں۔ اسے مندیل باندھنا نہیں آتی اور ہر مرتبہ آئینہ دیکھ کر کھول ڈالتا ہے پھر باندھتا ہے۔ پھر کھول ڈالتا ہے۔ کبھی اٹھا کر پھینک دیتا ہے کبھی چیخنے لگتا ہے---- اوبھگوان---- آج جیسی پتا تو ہم پر کبھی نہیں پڑی---- ڈاکٹر کو بھی کس طرح بلاتے---- کہ----" وہ پیشانی پر ہاتھ مار کر چپ ہو گئے۔

میں نے کہا۔ "خیر ماما جی---- اب میں سنبھال لوں گا۔ یہ بتایئے کسی نے اس کی چیخ پکار سنی تو نہیں؟" انہوں نے طویل سانس لے کر کہا کیا کیا جا سکتا ہے بیٹے---- ہم تو اپنی سی تمام کوشش کر بیٹھے۔ کھڑکیاں بھی بند کرا دیں تھیں---- بیچ کے کمرے میں بھی لے آئے تھے---- لیکن آخر کہاں تک----؟ تم جانو نوکرانیاں، داسیاں، پہریدار، سبھی ہیں، کسی نہ کسی کو تو بھنک پڑی ہو گی۔"

"خیر----" میں نے کہا۔ "آپ زیادہ پریشان نہ ہوں---- دیکھا جائیگا---- راستہ تو صاف ہے نا؟"

انہوں نے اثبات میں سرہلا کر کہا۔ "میں نے سب کو ادھر ادھر بھیج دیا ہے۔"

ریڈنگ روم کے دروازے پر پہنچتے پہنچتے میں نے رشی کے چیخنے کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "کرن کہاں مر گیا؟ مجھے بتاؤ کرن کہاں مر گیا؟" میں نے پلٹ کر کرنل کی طرف دیکھا۔ انہوں نے کچھ کہنے کی بجائے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے دروازے کی طرف دھکیلا۔ میں نے اندر قدم رکھتے ہی کہا۔ "یہ رہا کرن----" اسنے صافہ دور پھینکا اور دوڑ کر مجھ سے لپٹ گیا۔ میں نے اسے زور سے بھینچا---- اور وہ ہنسنے لگا میں نے اسے ہنسنے دیا---- ہنس ہنس کر ہنسایا اور ہنستا چلا گیا---- ماما اور کینتھ بھی ہنسنے لگے تو میں نے گرفت ڈھیلی کرنی شروع کر دی۔ آہستہ سے علیحدہ کرتے ہوئے صوفے پر بٹھایا اور اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔ "تم مجھے یاد کر رہے تھے رشی---- ہے نا؟"

"ہوں----" اس نے سرہلا کر کہا۔ "تم جلسے میں گئے تھے---- مجھے کیوں چھوڑ گئے؟" میں نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "تم میرے دل میں تھے رشی---- میں کتنی مرتبہ تمہیں بتا چکا ہوں ہم دونوں ایک ہیں---- جہاں میں ہوں وہاں تم ہو---- جہاں تم ہو وہاں میں---- کیا علاج کرانے کے بعد تمہارا دماغ خراب ہو گیا جو مجھے اپنے سے الگ سمجھتے ہو----؟"

وہ مسکرا کر بولا---- "ہاں کرن کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہم دو ہیں تم ہر جگہ جا سکتے ہو---- اور مجھے ان چند کمروں میں بند کر دیا گیا ہے۔ میں بھی باہر نکلنا اور چلنا پھرنا چاہتا ہوں---- تم اپنے ساتھ کیوں نہیں رکھتے مجھے؟" میں نے اس کے رخسار پر چٹکی لے کر کہا۔ "کل سے تمہیں سیر کو لے جایا کروں گا اگر تم نے مجھے صبح اٹھتے ہی یاد دلایا۔"

"میں یاد دلاؤں گا کرن۔"

"او کے---- اب یہ بتاؤ کھانا کھایا یا نہیں؟" اس نے نفی میں سرہلا کر کہا۔ "تمہارے ساتھ کھاؤں گا۔" میں نے کینتھ کو اشارہ کیا اور وہ کھانا لانے کو چل دی۔ "لیکن سنو رشی۔" میں نے کہا۔ "تم اپنا کھاؤ گے---- میں اپنا نہ تم میرے کھانے پر ہاتھ مارو گے نہ میں تمہارے کھانے پر----" وہ مسکرا دیا۔ "اسی طرح۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہماری بیویاں بھی علیحدہ علیحدہ ہوں گی نہ تم میری بیوی پر ہاتھ مارو گے نہ میں تمہاری پر---- او کے؟" اس ہنس کر کہا---- "بشرطیکہ میری بیوی بھی تمہاری بیوی جیسی خوبصورت ہو۔"

میں نے کہا۔ "ضرور ہو گی---- بلکہ میں کوشش کروں گا کہ تمہاری والی زیادہ خوبصورت ہو---- لیکن اس شرط میں کوئی معقولیت نہیں ہے۔"

"معقولیت تو ہے۔" اس نے کہا---- میں نے سگریٹ نکال کر لگاتے ہوئے سوال

کیا---- "کیا؟"

بولا---- "ظاہر ہے دونوں ایک جیسی تو ہو نہیں سکتیں---- اور اگر ہوں بھی تو---- پسند اپنی اپنی' مزاج اپنا اپنا---- فرض کرو مجھے تمہاری والی پسند آ جاتی ہے----"

میں نے کہا۔ "وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے۔"

ہنس کر کہنے لگا۔ "ستر سالہ بڈھوں کے انداز میں نہ سوچو کرن۔" مجھے حیرت ہونے لگی۔ اس وقت وہ خاصی عقلمندانہ باتیں کر رہا تھا۔ میں نے مسکرا کہا۔ "یہ تو جھگڑے والی بات ہو گئی رشی۔"

بولا---- "میں فیصلہ کر سکتا ہوں ڈیر۔"

میں نے کہا۔ "کرو----"

بولا---- "بہتر ہے شادی کا نام نہ لیں۔"

میں نے کہا۔ "نام تو لے لیا رشی---- میں ابھی نام لے کر ہی آ رہا ہوں۔"

"گڈ!" اس نے اچھل کر کہا۔ "اپنے لئے یا میرے لئے؟ لیکن چھوڑو یار---- یہ چیز من تو شدم تو من شدی کے دعوے کی تردید کرتی ہے۔ اس لئے دونوں کی مشترکہ سہی---- شاستر میں بھی لکھا ہے درویدی۔"

"نان سینس" میں نے کہا۔ "وہ مہا بھارت کے زمانے کی بات ہے رشی ڈیر---- اس زمانے میں نہ ایسی شیر کی بچی کوئی عورت موجود ہے جو پانچ ہاتھیوں سے ٹکر لے سکے' نہ پانچ ایسے صابر و شاکر مائی کے لال پیدا کئے جا سکتے ہیں جو رام نام کی مالا جپتے ہوئے بیٹھے اپنی باری کا انتظار کر سکیں---- لہٰذا یہ لٹھ بجنے والی بات ہے۔"

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ کونے میں کھڑے ہوئے کرنل ماما سے ہنسی برداشت نہ ہو سکی اور وہ قہقہہ مار کے ہنسنے لگے۔ رشی نے چونک کر ان کی طرف دیکھا اور اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ یہ ایک اچھی علامت تھی۔ ایک امید افزا بات تھی۔ اس کی دماغی صلاحیتیں بتدریج اجاگر ہونے کی نشانی تھی۔ ماما نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "کوئی بات نہیں رشی بیٹے تم دونوں تاریخی واقعات اور حقائق بیان کر رہے ہو---- اس میں شرمانا کاہے کا۔"

رشی نے ہنس کر کہا۔ "تو کیا ہم کو یہ حق نہیں---- کیا ہم پرنس نہیں ہیں؟"

"بالکل ہیں۔" میں نے جواب دیا---- "لیکن پرنس ہونے کی حیثیت سے تمہیں معاشرے کو آگے بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے یا چار ہزار سال پیچھے دھکیلنے کی----؟"

اس نے لاجواب ہو کر کرنل کی طرف دیکھا۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "کرن ٹھیک کہہ رہا ہے---- تمہیں اس کی بات ماننی چاہئے۔" وہ سر جھکا کر خاموش ہو گیا---- میں نے کہا۔ "اچھا اب یہ بتاؤ تھوڑی دیر پہلے تم نے ہنگامہ کیوں برپا کر رکھا تھا؟ کیا تم چاہتے ہو

ہم میں سے ایک مار ڈالا جائے؟" اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "مجھے کچھ ہو جاتا ہے کرن---- میرا دل چاہتا ہے---- نہ جانے کیا چاہتا ہے---- تم کچھ بتا سکتے ہو----؟"

میں نے کہا۔ "بتا سکتا ہوں---- لیکن ایک شرط پر اور وہ یہ کہ تم میری بات مانو---- اور میری غیر حاضری میں کوئی طوفان برپا نہ کرو۔" اس نے میرے دونوں ہاتھ تھام کر کہا۔ "کوشش کروں گا کرن' لیکن یہ بتاؤ مجھے کیا ہو جاتا ہے؟"

"کیا ہو جاتا ہے---- یہ تم بہتر جانتے ہو---- میں صرف یہ جانتا ہوں کیوں ہو جاتا ہے اور اس کا تدارک حتی الامکان کر رہا ہوں اور کرتا رہوں گا اگر تم نے مجھے چانس دیا۔" کرنل نے چونک کر میری دیکھا---- ان کی نگاہیں کہہ رہی تھیں۔ "کیا واقعی؟" لیکن شاید وہ گفتگو کو طول نہیں دینا چاہتے تھے---- خاموش رہے۔

کھانے کے دوران یوراج نے کئی مرتبہ میرے سامنے رکھی ہوئی پلیٹوں کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن ہر مرتبہ میں نے اس کا ہاتھ پیچھے ہٹا دیا اور وہ منہ بنا کر رہ گیا۔ بادل ناخواستہ پرہیزی کھانا کھاتا رہا۔ کافی کا آخری کپ پینے کے بعد میں نے اس سے کہا۔ "رشی اس وقت تم بالکل نارمل ہو اگر خاموشی سے اپنے کمرے میں جا کر سو جاؤ اور کسی سے نہ ملنے کا وعدہ کرو تو ٹھیک ہے ورنہ ڈاکٹر کو بلوا کر مارفیا کا انجکشن لگوانا پڑے گا۔ تمہیں سوچنے کی نہیں مکمل آرام کی ضرورت ہے----" اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "وعدہ کرتا ہوں کہ ایسا ہی ہو گا۔"

میں نے اس سے مصافحہ کیا اور وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ میں اور کرنل ماما اس کو ریڈنگ روم میں لے کر آئے اور وہ اپنے کمرے میں چلا گیا---- دروازہ لاک کر کے میں نے کرنل کی طرف دیکھا۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "کرن تم تو واقعی اس کی چابی ہو---- تمہارے ساتھ باتیں کرتے دیکھ کر تو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ یہ کبھی دماغی مریض رہا ہو گا۔"

میں نے کہا---- "ماما جی یہ ٹھیک ہو جائے گا---- آپ فکر نہ کیجئے---- مسکرا کر بولے---- "ہاں ٹھیک ہو جائے گا---- لیکن---- اب کیا کہوں کرن۔" وہ پلٹ کر چلنے لگے۔ میں نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ماما جی!" وہ چلتے چلتے رک گئے لیکن اسی طرح دروازے کی طرف منہ کئے کھڑے رہے---- میں نے ان کے سامنے آ کر کہا۔ "کیا بات ماما جی---- آپ----" میں ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بولتے بولتے رک گیا۔ انہوں نے گردن جھکا کر آستین سے آنکھیں پونچھیں اور رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ "کچھ نہیں کرن۔" میں نے ان کے دونوں بازو تھام کر کہا۔ "اچھا بیٹھ جائیے ماما جی---- میں خود عرض کئے دیتا ہوں---- کیا ہے؟"

وہ صوفے پر بیٹھ گئے۔ میں نے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "آپ نہیں چاہتے رشی اتنا صحتیاب ہو جائے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں۔" وہ مسکرا کر بولے۔ "ہاں کرن--- تمہارے جانے کے تصور سے میرا دل ڈوبنے لگتا ہے۔ یقین کرو میں تم سے اتنی محبت کرتا ہوں کہ رشی اس کے مقابلے میں دور کی چیز ہوتا جا رہا ہے--- وہ میرا سگا بھانجا ہے اور تم گویا میرے سگے بیٹے ہو--- اکلوتے--- میری زندگی کا آخری سہارا۔" میں نے ان کے پر خلوص الفاظ سے متاثر ہو کر کہا۔ "میں آپ کے جذبات کا احترام کرتا ہوں ماما جی--- میں خود بھی آپ سے علیحدہ ہونا نہیں چاہتا--- لیکن حالات کچھ ایسے ہیں کہ ان پر میرا بھی اختیار نہیں ہے۔ بہرکیف آپ مجھے اپنا بیٹا سمجھتے ہیں تو یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ حالات کے تحت بیٹے کو بھی باپ سے جدا ہونا پڑتا ہے--- خواہ عارضی طور پر سہی۔"

"ہاں عارضی طور پر سہی۔" انہوں نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "یہ گوارا ہے--- تم واپس آنے کا وچن دو--- مجھے کوئی صدمہ نہ ہو گا۔" میں نے ہاتھ بڑھا کر قولدیا۔ "میں واپس آؤں گا ماما جی--- کوشش کروں گا جلد از جلد--- اگر مستقل طور پر نہ آ سکا تو عارضی طور پر--- آتا رہوں گا--- جاتا رہونگا ممکن ہوا تو آپ بھی میرے پاس آئینگے--- لیکن کچھ وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ کب؟ یہ حالات پر منحصر ہے۔" انہوں نے اٹھ کر میری پیشانی چوم لی اور بولے۔ "تم نے میری زندگی میں دس سال کا اضافہ کر دیا کرن--- خدا تمہاری تمام تمنائیں پوری کرے۔" میں نے جھک کر ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگائے اور وہ میرے سر پر ہاتھ پھرا کر مسکراتے ہوئے چل دیئے--- میں نے بیڈ روم میں آ کر کپڑے تبدیل کئے اور مسہری پر دراز ہو گیا۔ اس وقت گیارہ بج رہے تھے۔ کرنل ما کے خلوص نے مجھے بے حد متاثر کیا تھا۔ میں سمجھتا تھا ان کی محبت اپنی جگہ شروع ... ہی خلوص پر مبنی تھی لیکن اغراض و مقاصد سے مفرانہ تھی۔ اس کی کچھ وجوہ تھیں۔ ایک تو یہ کہ میں یوراج کا نعم البدل تھا اور اس کی جگہ پر کر سکتا تھا۔ دوسرے یہ کہ میں نے اس کی راہ کے چند کانٹے دور کئے تھے جنہیں کرنل بھی دور کرنا چاہتے تھے لیکن نہ کر سکتے تھے لیکن آج جبکہ انہوں نے کھلے الفاظ میں اعتراف کیا تھا کہ اگر یوراج کے صحتیاب ہونے کا مطلب مجھ سے محروم ہو جانا ہے اور وہ اس کی صحتیابی نہیں چاہتے تو مجھے احساس ہوا کہ ان کی محبت اغراض سے بالاتر ہے--- میں دیر تک انہی کے متعلق سوچتا رہا۔ حتی کہ بارہ بج گئے۔ میں نے بیڈ سوئچ دبا کر لیمپ گل کیا اور کروٹ لے کر سوزنی اور گھسیٹ لی۔

لائٹ آف ہونا ہمیشہ میری نیند کے لئے گرین سگنل کے مترادف رہا ہے لیکن آج نہ جانے کیوں کسی پہلو نہیں آ رہی تھی۔ خیالات کا سلسلہ تھا کہ ختم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔ کرنل کا شفقت آمیز چہرہ نظروں سے اوجھل ہوا تو وچترا کی طنز آمیز مسکراہٹ اور تیز نگاہوں کے نشتر دل میں چبھنے لگے۔ اس سے پیچھا چھڑایا تو رمولا سامنے آ گئی۔ اس کے ساتھ چند خطرات بھی وابستہ تھے۔ ہرہائی نس سے ملاقات کے متعلق وہ خود مجھے بتا چکی تھی لیکن اس کے بعد میرے اور اس کے درمیان رشی حائل ہو چکا تھا اور وہ مجھے کچھ نہ بتا سکی تھی ہرہائی نس اس سے کیا کام لینا چاہتی تھیں۔ ایک مرتبہ میں اس سے رشی کے کمرے میں ملا تو مجھے اسے پوچھنا یاد نہ رہا اور میں رشی کے طرز عمل کو اپنی دماغی کمزوری سے وابستہ کر کے معذرت خواہی کے سوا کچھ نہ کر سکا۔ وہ مایوس ہو کر کسی وقت بھی خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ رمولا پس منظر میں گئی تو پدم سنگھ سامنے آ گیا۔ مجھے معلوم تھا اس کے مفرور ہو جانے کا موقع مل گیا ہو یا پھر--- میں نے کروٹ بدل کر ان خیالات سے نجات حاصل کرنی چاہی لیکن کروٹیں بدلنے سے نجات نہ ملی--- خیالات کا عفریت میرے ذہن پر بری طرح مسلط تھا۔ مجھے غصہ آنے لگا۔ اس وقت تقریباً" ڈیڑھ دو بجے کا عمل رہا ہو گا--- میں نے کینتھ کو بھی ڈسٹرب کرنا مناسب نہ سمجھا ورنہ نیند کی دوا آسانی سے مل سکتی تھی۔ دفعتاً" میرا خیال اسکاچ کی طرف گیا۔ میں نے چادر دور پھینکی اور مسہری سے اتر کے الماری کی طرف جاتے جاتے بیڈ سوئچ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اسی وقت اپارٹمنٹ کے مین روم کے ہال کی طرف کھلنے والے صدر دروازے پر روشنی کا تیز جھماکہ ہوا اور غائب ہو گیا۔ میرا ہاتھ بڑھتے بڑھتے رک گیا۔ مجھے محل کے برقی نظام کے متعلق زیادہ معلوم نہیں تھا لیکن اتنا ضرور سمجھ سکتا تھا کہ دروازے کے بزر کی لائٹ میں انٹرفیرنس کی گئی ہے لیکن سوال یہ تھا کہ کس طرح؟ دروازے تک آنے کے لئے ہال میں آنا ضروری تھا اور ہال کے دروازے پر عرصے سے تالا پڑا ہوا تھا۔ مجھے خطرے کا احساس ہونے لگا۔ میں نے روشنی کرنے کا خیال ترک کر دیا اور تکئے کے نیچے سے پستول نکال کر دروازہ کھولا۔ باہر جھانکتے ہی صدر دروازہ آہستہ آہستہ کھلتا ہوا دکھائی دیا۔ کھڑکیوں کے شیشوں سے چھن کر آنے والی باہر کی ہلکی روشنی میں مجھے پہلے کمرے کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔

دروازہ کھلنے کے تھوڑی دیر بعد ایک سیاہ ساڑھی میں ملبوس عورت آہستہ سے کمرے میں داخل ہوئی' اس کے فوراً" بعد ایک مرد جس نے اوور کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال رکھا تھا اندر آیا اور دروازہ بند کرنے لگا۔ میں دروازے سے ہٹ کر مسہری کے پاس آیا۔ صوفے کے دو تین تکئے مسہری پر پھیلا کر چادر اوپر ڈال دی اور صوفے کے پیچھے آ کر بیٹھ گیا چند منٹ گزرے ہوں گے کہ میرے کمرے کے دروازے کا پردہ ہٹا اور کسی نے اندر جھانک کر دیکھا۔ میں نے سر نیچے کر کے سائیڈ سے دروازے کی طرف دیکھا۔ کمرے میں پہلا قدم رکھنے والا مرد تھا۔ اس نے بائیں ہاتھ سے پنسل ٹارچ جلا کر مسہری پر روشنی ڈالی اور گل کر کے دبے پاؤں کمرے میں آ گیا۔ گردن گھما کر پیچھے دیکھا اور دوسرے لمحے

عورت اندر داخل ہوئی ابھی تک میں دونوں میں سے کسی کو نہ پہچان سکا تھا۔ اندر بالکل اندھیرا تھا اور دو ہیولوں کے سوا کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ چند لمحے خاموش کھڑا رہنے کے بعد مرد نے عورت کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ وہ آہستہ آہستہ مسہری کے قریب پہنچ کر جھکی اور پھر سیدھی ہو گئی۔ مرد نے آہستہ سے کہا۔ "کر دیا؟" عورت نے نفی میں سرہلا کر اس کے کان کے قریب منہ لا کر کچھ کہا جو میں نہ سن سکا---- لیکن دوسرے لمحے مرد نے پستول بائیں ہاتھ میں لیا اور عورت کے ہاتھ سے کوئی چیز دائیں ہاتھ سے جھپٹ لی---- وہ مسہری کے قریب پہنچ کر جھکا---- عورت نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لئے---- میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ ایک جھٹکے سے کھڑا ہو کر تیزی سے آگے بڑھا---- اور جھکے ہوئے آدمی کے بائیں پہلو کا نشانہ لے کر ٹرائیگر دبا دیا---- ایک دھماکہ ہوا اور وہ انہی قدموں پر ڈھیر ہو گیا۔ عورت کی چیخ نکل گئی---- میں نے ہاتھ بڑھا کر پستول اس کے سینے پر رکھ دیا اور چیخ کر کہا۔ "سوئچ آن کرو۔" وہ گھبراہٹ میں ادھر ادھر ہاتھ مارنے لگی۔ میں اس کے پیچھے ہو گیا۔ اسی وقت کینتھ کے دروازے سے روشنی کی شعاع دیوار پر پڑی اور اس نے چیخ کر کہا۔ "یوراکیسی نسی---- آر یو آل رائٹ؟" میں نے کہا۔ "آ جاؤ ٹھیک ہوں۔" وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی دروازے پر آئی---- میں نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ آن کر دیا۔ روشنی ہوتے ہی عورت نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لئے---- کینتھ اس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی اور چہرے سے ہاتھ ہٹانے لگی۔ میں نے فرش پر پڑے ہوئے آدمی کی طرف دیکھا وہ بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا---- اس کے ہاتھ سے پستول چھوٹ چکا تھا۔ داہنے ہاتھ میں وہی سرنج تھی جو میں نے مہارانی کو واپس دی تھی---- اب تمام معاملہ میری سمجھ میں آ گیا---- میں نے پستول اٹھا کر کینتھ کے ہاتھ میں دیا---- میری حیرت کی انتہا نہ تھی۔ میرے سامنے رمولا ناگر سر جھکائے کھڑی تھی۔ میں نے اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو مس ناگر۔" وہ چیخ کر میرے قدموں پر گرنے لگی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے کینتھ کے ہاتھ میں دے دیا اور لاش کو پلٹ کر سیدھا کیا---- یہ پدم سنگھ تھا۔ گولی اس کے دل پر لگی تھی اور وہ ختم ہو چکا تھا۔ اس کے پہلو سے خون رس رہا تھا اور قالین پر دور تک پھیلا ہوا تھا---- سرنج گرنے میں خالی ہو چکی تھی۔ میں سب کچھ نظر انداز کر کے رمولا کی طرف متوجہ ہوا۔ "تم سے مجھے یہی توقع تھی رمولا۔" میں نے کہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کا تمام جسم کانپ رہا تھا---- کینتھ نے کہا۔ "یہ سب کیا ہے یوراکیسی نسی؟"

میں نے کہا۔ "یہی جو تم دیکھ رہی ہو---- مس ناگر کو چھوڑ دو۔"

اس نے کہا۔ "آپ مجھے بتائیں یوراکیسی نسی یہ یہاں اس وقت کس لئے آئی اور کس راستے سے آئی؟"

میں نے ٹیبل سے سگریٹ اٹھا کر سلگاتے ہوئے کہا۔ "یہ صدر دروازے سے آئی---- مجھے ہوشیار کرنے کے لئے---- میں اسی کی وجہ سے زندہ ہوں---" کینتھ نے تیز نگاہوں سے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "میں بیوقوف نہیں ہوں یوراکیسی نسی۔" میں آہستہ سے مسہری پر بیٹھ گیا۔ "اچھا۔" میں نے کہا۔ "میں جھوٹ بول رہا ہوں---- اس لئے کہ میں ایک عورت کے خون سے ہاتھ رنگنا نہیں چاہتا۔ اس کی زندگی اس کے لئے موت سے بڑی سزا ہے---- بولو کیا کہتی ہو----؟"

"میں اپنا فیصلہ محفوظ رکھوں گی---- آپ چاہیں تو اسے چھوڑ دیں۔ اس نے مجھ سے آنکھیں ملائے بغیر جواب دیا۔ میں نے رمولا کیطرف دیکھ کر کہا۔ "جا سکتی ہو مس ناگر---- میں تم سے کوئی جواب طلب نہیں کروں گا---- نہ تم اس سلسلے میں کوئی لفظ اپنی زبان سے نکالو گی۔ تھینک یو ویری مچ۔

وہ اسی طرح گم صم کھڑی رہی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا وہ انسان نہیں پتھر کی مورت ہے۔ میں مسہری سے اٹھ کر الماری کی طرف چلنے لگا۔ کینتھ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "یہ آپ کا کام نہیں یوراکیسی نسی---- میں لاتی ہوں۔" میں پھر مسہری پر بیٹھ گیا۔ وہ الماری سے اسکاچ کا نصف گلاس بھر کے لے آئی میری طرف بڑھایا---- میں نے چند گھونٹوں میں خالی کر کے گلاس ٹیبل پر رکھ دیا اور رمولا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میں پاپا کو فون کر کے بلا رہا ہوں مس ناگر---- اگر زندہ رہنا چاہتی ہو تو فوراً" چلی جاؤ---- میں نہیں چاہتا تمہارا نام آئے۔" رمولا پر اس دھمکی کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ میں نے اس کو خائف کرنے کے لئے ریسیور اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا۔ "جاؤ مس ناگر---- ابھی وقت ہے۔" اس نے قریب قریب چیخ کر کہا۔ "نہیں---- نہیں---- نہیں۔" میں نے ریسیور ہاتھ سے رکھ کر کہا۔ "پاگل لڑکی---- موت بہت بھیانک چیز کا نام ہے۔ ہز ہائی نس کو اگر حقیقت کا علم ہو گیا تو وہ تمہارے تمام خاندان کی جائیداد ضبط کرا کے انہیں جلا وطن کر دیں گے اور تمہیں پھانسی کے تختے پر چڑھا دیں گے۔ ایک راجکمار کا قتل اتنا آسان کام نہیں جتنا تم سمجھتی ہو---- جاؤ---- خدا کے لئے---- چلی جاؤ----" میرا خیال تھا اتنی مرتبہ "جاؤ جاؤ----" سن کر وہ چلی جائے گی لیکن جانے کے بجائے اس نے ہنسنا شروع کر دیا اور ہنستی چلی گئی---- کینتھ نے کہا۔ "بے وقوف نہ بنو ناگر---- چلی جاؤ۔" اس نے دونوں ہاتھ اپنی کمر پر رکھے اور سینہ تان کر کہا۔ "نہیں----" میں نے دیکھا اس کی آنکھیں ابلی پڑ رہی تھیں۔ کینتھ نے کہا۔ "اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" میں نے کہا۔ "ہاں میرا بھی یہی خیال ہے۔"

"پھر----؟" اس نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے تم اس کے لئے سافٹ کارنر رکھتے ہو لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ایک لاش کمرے میں رکھ کر تم شیریں فرہاد کی ریہرسل کرتے

رہو۔" میں نے جھینپ کر کہا۔ "بتاؤ کیا کریں؟" اس نے جواب دینے کے بجائے ریسور اٹھایا۔ میں نے کہا۔ "کیا رات کے دو بجے انہیں ڈسٹرب کرنا مناسب ہے۔" اس نے ہزہائی نس کا نمبر ڈائل کر کے ریسور میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "ہاں اس کے سوا کوئی راستہ نہیں۔" میں نے ریسور کان سے لگا کر گھنٹی بجنے کی آواز سنی اور رمولا کو ہاتھ سے چلے جانے کا اشارہ کیا۔ وہ ایک قدم آگے بڑھ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں---- تیسری چوتھی گھنٹی پر ریسور اٹھایا گیا اور زنانہ آواز آئی۔ "کون بے وقت اس وقت۔" میں نے مہارانی کی آواز پہچانتے ہی ریسور کریڈل پر دے مارا اور کینتھ کی طرف دیکھا---- اس نے آہستہ سے کہا۔ "کیا ہرہائی نس تھیں؟" میں نے مسہری سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ہاں ادھر آؤ۔" میں نے اس کو رشی کے کمرے کی چابی دے کر کہا۔ "آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر جاؤ ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول کر بخاری کو تلاش کرو اور میرے پاس لے آؤ۔" اس نے کہا---- "اور اگر رشی کی آنکھ کھل گئی تو؟" میں نے جواب دیا۔ "کہنا آپ کو کرن نے بلایا ہے---- میں دروازے میں کھڑا ہوں----" وہ چابی لے کر ریڈنگ روم کی طرف چل دی---- اس کے جاتے ہی رمولا صوفے سے اٹھی اور بانہیں پھیلا کر آگے بڑھی---- میں نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "وہیں رک جاؤ۔" اس نے میرے الفاظ کا کوئی نوٹس نہ لیا اور آگے بڑھ کر بولی۔ "کرن میری آخری تمنا ہے کہ تم مجھے اپنے ہاتھ سے گولی مار دو۔" میں نے ڈانٹ کر کہا۔ "میں کتیوں کو گولی نہیں مارا کرتا---- یہ میونسپلٹی والوں کا کام ہے۔ میں نے تمہیں پہچاننے میں غلطی کی تھی رمولا---- اور اس غلطی کے بدلے میں اپنی جان' اپنی عزت اور اپنی راج گدی' سب کچھ خطرے میں ڈال کر تمہیں بچانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اس سے پہلے کہ معاملہ ہزہائی نس تک پہنچے یہاں سے نکل جاؤ---- اپنی جان بچاؤ اور اگر تمہارے خون میں شرافت کا عنصر ہے تو باہر نکلنے کے بعد زباں بھگوان کے سوا کسی کے سامنے نہ کھولو---- جاؤ---- جدھر سے آئی ہو وہیں چلی جاؤ۔"

وہ طنزیہ انداز میں مسکرائی اور پیچھے ہٹ کر پھر صوفے پر بیٹھ گئی۔ میں اس کی احمقانہ جرات پر دنگ رہ گیا اور یہ دیکھ کر بھی کہ وہ پاگل نہیں ہوئی تھی۔ زندگی سے بیزار تھی۔ میں نے سوچ کر پستول والا ہاتھ سیدھا کرتے ہوئے کہا۔ "کیا واقعی تم مرنا چاہتی ہو مس ناگر----؟" وہ صوفے سے اٹھ کر ایک قدم آگے بڑھی اور سینہ تان کر بولی۔ "ہاں----" میں نے بائیں ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "تو آؤ۔" وہ نپے تلے قدم رکھتی ہوئی میرے ساتھ چلنے لگی۔ اس کے چہرے پر کوئی گھبراہٹ نہ تھی۔ وہ اس طرح چل رہی تھی جیسے میرے ساتھ ڈانس کرنے کو جا رہی ہو۔ میں اس کو لئے ہوئے کینتھ کے کمروں کے درمیان سے گزارتا ہوا اسموکنگ روم میں پہنچا اور کوچ کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے کہا۔ "یہاں بیٹھو---- میں ابھی اپنے باڈی گارڈ کو بھیجتا ہوں---- وہ تمہیں ٹھکانے لگا دیگا۔" وہ خاموشی سے دروازے کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئی۔ میں نے باہر نکل کر دروازہ بند کیا اور باہر سے بولٹ چڑھا کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا---- دروازے پر پہنچتے پہنچتے میں نے کینتھ اور بخاری کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔ بخاری نے سلام کر کے کہا۔ "یورایکسی لنسی کیا حکم ہے؟" میں نے لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اس کو ڈسپوز آف کرنا ہے۔"

"جو حکم۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔

"کس طرح؟ کہاں؟" میں نے سوال کیا۔

"میں شمالی دروازے پر ایمبولنس لے آتا ہوں سرکار---- اس کے بعد اس کو بیماروں کی طرح کندھے پر لاد کر نیچے لے جاؤں گا---- اپنی جھیل بہت بڑی ہے۔" میں نے اس کی پیٹھ تھپک کر کہا۔ "شاباش---- جاؤ ایمبولنس لے آؤ---- میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔" اس نے بہتر ہے کہہ کر سلام کیا اور پلٹ کر چل پڑا---- میں نے لاش کے قریب پڑی ہوئی سرنج اٹھا کر کینتھ کے ہاتھ میں دے دی---- اس نے سرنج کی نیڈل نکال کر سونگھتے ہوئے کہا---- "پوٹاشیم سائینائیڈ----"

میں نے سرنج کو غور سے دیکھا---- بیرل میں چند قطرے اب بھی باقی تھے۔ کینتھ نے طنزیہ انداز میں کہا۔ "ہم دونوں کے لئے اب بھی کافی ہے کرن---- کہاں گئی وہ؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "بھگا دیا میں نے۔"

"جواب نہیں آپ کی شیولری کا مائی ڈان کونیکزوٹ۔" اس نے کہا۔ "میں صبح بمبئی جا رہی ہوں۔"

"تمہارا خیال ہے وہ ڈھنڈورا پیٹتی پھرے گی؟"

"نہیں تمہاری پوجا کرنے آیا کرے گی---- بتاؤ کہاں ہے وہ؟"

"یہاں سے چلی گئی---- اب کیا معلوم کہاں ہے۔"

"راج محل میں ہی ہے---- باہر نہیں نکل سکتی---- جاؤ اسے تلاش کرو۔"

"آؤ میرے ساتھ۔" میں نے کہا اور وہ میرے ساتھ چل دی۔ میں اسے لے کر سموکنگ روم میں پہنچ گیا۔ رمولا اسی طرح کوچ پر بیٹھی ہوئی تھی جیسے میں اسے چھوڑ کر گیا تھا۔ مجھے دیکھ کر اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے کینتھ کی طرف دیکھ کر اسے کہا۔ "لو کینتھ! تم خود اس سے بات کر لو۔ اس کا معاملہ میں نے تمہارے حوالے کر دیا ہے۔"

"اوکے یورہائی نس!" کینتھ نے کہا اور پھر وہ رمولا کی طرف متوجہ ہو کر بولی۔

"تم نے یوراج کو زہریلے انجکشن سے ختم کرنے کی کوشش کی مس ناگر! لیکن یوراج اپنا بچاؤ کرنے میں کامیاب رہے تمہارا ساتھی اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے۔ ہزایکسی

لینی تمہیں اپنے ہاتھ سے مارنا نہیں چاہتے انہوں نے تمہیں بھاگ جانے کی اجازت بھی دے دی لیکن تم نہیں بھاگیں۔ اب بتاؤ مس ناگر تم کیا چاہتی ہو؟"

کینتھ کے ہاتھ میں سرنج دیکھ کر اس کی طرف اشارہ کر کے رمولا نے کہا۔ "ہاں میں نے کرن کو اسی سرنج میں بھرے زہر سے ختم کرنے کی کوشش کی تھی اب میں یہ چاہتی ہوں کہ یہی زہر میرا کام تمام کر دے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے بڑی چابکدستی سے وہ سرنج کینتھ کے ہاتھ سے جھپٹ لی اور بڑی تیزی سے اپنے بازو میں گھونپ لی۔ پوٹاشیم سائنائڈ کی بقیہ مقدار جو سرنج میں موجود تھی رمولا ناگر کے جسم میں داخل ہو چکی تھی اور اب اس کی موت یقینی تھی۔ رمولا کے ہونٹوں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ تھی اور چہرے پر اطمینان کے واضح آثار موجود تھے۔

بخاری نے پدم سنگھ اور رمولا کی لاشوں کو ٹھکانے لگانے کا کام بخوبی انجام دے دیا۔ اس عرصے میں ہزہائی نس کو بھی اطلاع دے دی گئی تھی اور تھوڑی دیر میں وہ میرے کمرے میں بیٹھے ساری روداد سن رہے تھے۔

دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد ہزہائی نس نے فون پر مجھے اطلاع دی کہ مہمان واپس جا رہے ہیں۔ وہ جانے سے پہلے تم سے ملنے کے لئے آئیں گے۔ تین بجے سے پہلے تمہیں رشی کے کمرے میں پہنچنا ہے۔ شاید ہم بھی ان کے ساتھ ہوں اور ہرہائی نس اور شانتا بھی۔ میں نے ہرہائی نس کے نام پر اپنے جسم میں جھرجھری محسوس کی۔ مجھے حیرت تھی۔ بار بار قاتلانہ حملے کرانے کے باوجود وہ مجھ سے آنکھیں چار کرنے کی جرات کر رہی تھیں۔ سرکیف سامنا کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ اڑھائی بجے رشی میرے کمرے میں تھا اور میں اس کے۔

سوا تین بجے بخاری نے مجھے ہزہائی نس' مہارانی اور مہمانوں کی آمد کی اطلاع دی۔ میں نے کاریڈور میں آکر ان کا استقبال کیا اور ڈرائنگ روم میں لے آیا۔ مہمانوں میں صرف ترلوک سنگھ جی ان کی دھرم پتنی اور ایک صاحب اور تھے۔ میں نے ان کو صوفوں پر بٹھایا اور ہزہائی نس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ ترلوک سنگھ نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "یوراج جی آج ہم وداع ہو رہے ہیں۔ سوچا آپ کے درشن کرتے جائیں۔ میں نے سر جھکا کر کہا۔ "سو بھاگیہ شریمان" ان کی پتنی بولیں۔ "یوراج جی اب آپ کی سواستھ کیسی ہے؟" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہوں شریمتی جی۔"

وہ بولیں۔ "سنا ہے کبھی کبھی آپ پر گھبراہٹ کا دورہ پڑتا ہے۔" میں نے کہا "مجھے کہیں آنے جانے کی اجازت نہیں شریمتی' ایسے میں گھبراہٹ ہونا سوبھاوک ہے۔ پاپا کا خیال ہے۔ اور ڈاکٹر بھی یہی کہتے ہیں کہ آپریشن کے بعد کچھ دن آرام کرنا چاہیے۔" ہزہائی نس مسکرا کر بولے۔ "چند دنوں کی بات ہے کرن۔ پھر دوڑتے پھرنا۔ ویسے اب تمہاری صحت پہلے سے بہت اچھی ہے۔" میں نے کہا "پاپا میرا بھی یہی خیال ہے۔" ترلوک سنگھ جی اٹھتے ہوئے بولے۔ "اچھا یوراج! بھگوان آپ کو جلد اچھا کریں۔ اب اجازت دیجئے۔" میں نے اٹھ کر کہا "جو حکم شریمان۔" انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دروازے کی طرف چلنے لگے۔ میں ان کے ساتھ دروازے تک آیا اور ہزہائی نس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سوم آپ ذرا ٹھہر جائیں مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "اچھا کرن۔"

میں نے مہمانوں کی طرف دیکھ کر نمستے کیا اور ان کے جانے کے بعد دروازہ بند کر

کے ہرہائی نس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ جھجکتی جھجکتی ہوئی بولیں۔ "کیا کہنا چاہتے ہو کرن؟" میں نے تکئے کے نیچے سے سرنج نکال کر ان کی طرف بڑھائی۔ تیوری چڑھا کر بولیں۔ "یہ کیا۔۔؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "وہی سرنج جو آپ نے پدم سنگھ اور مس ناگر کے ساتھ بھجوائی تھی۔"

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا کرن؟" انہوں نے غصے سے کہا۔

"کب تک خراب نہ ہو گا۔" میں نے کہا "ممکن ہے مہمانوں کے جانے کے بعد پاپا کا دماغ خراب ہو جائے۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ کو تھوڑی دیر میں معلوم ہو جائے گا۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا کہ وہ دونوں وہیں پہنچا دیئے گئے جہاں آپ مجھے پہنچانا چاہتی تھیں اور اب وہ کبھی لوٹ کر نہ آئینگے۔ یہ اس لئے بتا رہا ہوں کہ شاید آپ ان کا انتظار کر رہی ہوں اور میں یعنی آپ کا سوتیلا بیٹا رشی کرن امر ہوں ..... یہ اس لئے بتا رہا ہوں کہ آپ خواہ مخواہ اپنے آدمی اور خزانے کا روپیہ ضائع نہ کریں۔ میرے ہاتھ کہنیوں تک خون میں ڈوب چکے ہیں۔" مہارانی کی آنکھیں بند ہو گئیں وہ چکرا کر گرنے لگی تھیں کہ میں نے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور اٹھا کر مسہری پر لٹا دیا۔ تھوڑی دیر وہ بے سدھ پڑی رہیں۔ میں نے گھبرا کر ان کے منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے اور بازو پکڑ کر جھنجھوڑا۔ انہوں نے کراہ کر آنکھیں کھول دیں اور پیشانی پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔ میں نے رومال سے ان کا منہ پونچھا اور سہارا دے کر اٹھاتے ہوئے کہا۔ ممی آپ بہت کمزور ہیں۔ مجھے افسوس ہے اپنے الفاظ پر ..... خیر میں اس بات کو یہیں ختم کرتا ہوں۔ آپ جس طرح مناسب سمجھیں کراتی رہیں۔"

"میں کچھ نہیں کر رہی کرن۔" انہوں نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ "تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔"

میں نے کہا "پھر شانتا یا ٹھاکر ماما کر رہے ہوں گے۔"

"ان کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ ہاں کوشش کر سکتی ہوں کہ آئندہ ایسا نہ ہو۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میرا دل آپ کی طرف سے صاف ہو گیا ماتا جی۔ میں وعدہ کرتا ہوں پاپا کو آپ سے بدظن نہ ہونے دوں گا۔" اٹھتی ہوئی بولیں۔ "جیتے رہو کرن۔"

"آشیرواد کے بجائے آپ شنو کو حکم دیجئے موم! کہ کرن کو زندہ رہنے دیا جائے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ وہ مسکرا دیں اور میرے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولیں۔ "کرن آج سے ایسی کوئی بات نہ ہو گی لیکن یہ تو بتا دو وچترا کا کیا ہو گا؟ تم نے اس کے سارے سنہرے سپنے بکھیر دیئے وہ کس طرح زندہ رہے گی؟"

"وہ زندہ رہے گی موم۔" میں نے نیچی نگاہیں کر کے کہا۔ "آپ اس کو یہاں بھیج دیں۔"

"شنو کے ساتھ۔۔۔؟"

"اکیلی ہو تو بہتر ہے۔ میں اس سے تنہائی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ مجھ پر وشواس کریں۔"

"مجھے تم پر وشواس ہے۔" وہ مسکرا کر بولیں۔ میں نے سر جھکا دیا انہوں نے پھر ہاتھ پھیرا اور مسکراتی ہوئی چلی گئیں۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور صوفے پر بیٹھ کر سوچ میں ڈوب گیا۔ میں اس کو بلا تو بیٹھا تھا لیکن اس کو مطمئن کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہ تھے۔ اب مجھے اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ ایک ہی حل تھا کہ اپنے اپارٹمنٹ میں چلا جاؤں اور رشی کو یہاں بھیج دوں۔ میرے ضمیر نے یہ گوارا نہ کیا۔ پندرہ منٹ گزرے ہوں گے کہ وہ وچترا میرے کمرے میں داخل ہوئی۔ میں نے اس کو دیکھتے ہی کہا "آؤ وچترا" وہ میرے سامنے صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "آ گئی' کیسے یاد فرمایا؟"

"یاد۔۔۔" میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "بھولا کب تھا۔۔؟"

"بھول جانا چاہئے۔" اس نے کہا۔

"کیوں؟" میں نے سوال کیا۔ "کیا تم نے مجھے بھلا دیا؟"

"میری بات چھوڑیئے یوراج۔ عورت صرف ایک بار محبت کرتی ہے خواہ وہ کامیاب ہو یا ناکام۔"

"میرے متعلق کیا خیال ہے؟" میں نے پھر سوال کیا۔ وہ میری طرف دیکھ کر ہنس دی۔ میں نے اس کے چہرے پر نظریں جما دیں۔ وہ ہنستے ہنستے آبدیدہ ہو گئی۔ ایک طویل سانس لے کر نیچے دیکھتی ہوئی بولی۔ "آپ کے متعلق کیا عرض کر سکتی ہوں یوراج۔ آپ ایک لڑکی سے ورمالا پہنتے ہیں۔ دوسری سے انگوٹھی پہن لیتے ہیں۔" میں نے دونوں ہاتھ اس کے سامنے پھیلا دیئے۔ "کہاں ہے انگوٹھی؟" اس نے میری انگلیاں دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں ہے۔ لیکن وہ مالا بھی تو نہیں ہے اس سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں آپ؟"

"مالا میرے پاس ہے۔ انگوٹھی نہیں ہے۔ اس سے کیا ثابت ہوتا ہے؟" وہ کچھ نہ بولی۔ مسکرا کر میری طرف دیکھنے لگی۔ میں نے کہا "بولو" نیچی آواز میں بولی۔ "پہلے آپ بتایئے کہاں گئی انگوٹھی؟"

"مجھے معلوم نہیں۔ اتنا جانتا ہوں۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔"

"تو کیا آپ راجکماری سے شادی نہیں کر رہے؟"

"نہیں وچترا ۔۔۔۔ شادی میرے لئے مضر صحت ہے۔ شاید میں اس کا متحمل نہ ہو سکوں۔"

"نہیں سمجھی۔"

"مجھے جس قسم کی انیس تنہائی کی ضرورت ہے وہ تم ہو سکتی ہو۔" وہ پھر ہنس دی۔ "خوب عجیب باتیں کر رہے ہیں آپ۔"

"عجیب باتیں؟" میں نے کہا۔ "عجیب کیسے؟"

"ایک طرف شادی کو مضر صحت کہہ رہے ہیں آپ' دوسری طرف انیس تنہائی کی ضرورت بھی محسوس کر رہے ہیں۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "انیس تنہائی ...... ہاں ..... اور وہ بھی وچترا۔" وہ صوفے سے اٹھنے لگی۔ میں نے اشارہ کیا اور وہ پھر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "وچترا کے لئے شادی مضر صحت نہیں ہے۔"

"نہیں ہے ..... ہونی بھی نہیں چاہئے۔" میں نے کہا "لیکن وچترا میری صحت کے تقاضوں کو سمجھ سکتی ہے۔"

"کسی حد تک۔" اس نے کہا "لیکن فطرت کے تقاضے کے مقابلے میں صحت کے تقاضے کہاں ٹھہر سکتے ہیں؟ بہرکیف پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا آپ اتنا آگے بڑھنے کے بعد شادی سے انکار کر دیں گے؟"

"نہیں۔ میں نے اقرار ہی کب کیا ہے؟"

وچترا نے قہقہہ لگایا۔ میں نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "شاید تمہیں میری دماغی حالت پر شک ہے وچترا"۔ اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کرن میری بات چھوڑو۔ خود تمہارا اپنے متعلق کیا خیال ہے؟" میں اس کو "آپ" سے "تم" پر آتے دیکھ کر ہنس دیا۔ "اگر میں سو فیصد صحیح الدماغ نہ ہوتا تو ان حالات کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ جن میں میں گھرا ہوا ہوں؟" میں نے کہا۔ "تمہارے حالات کے متعلق مجھے زیادہ معلوم نہیں۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اتنا جانتی ہوں ہزہائی نس کے بھائی ......" وہ کچھ سوچ کر خاموش ہو گئی۔ میں نے کہا "کافی ہے" وہ بولی۔ "اگر تمہارا اشارہ انہی واقعات کی طرف ہے تو یہ ..... تمہاری ...... یوں سمجھو ...... میرے اطمینان کے لئے کافی نہیں ہے ..... تم شادی سے انکار نہیں کر سکتے۔"

"ایک ہی بات کو دوہرانے سے کوئی فائدہ نہیں وچترا! میں کہہ چکا ہوں۔ میں نے اقرار ہی کب کیا ہے؟ تم نے اسے ہنسی میں اڑا دیا۔ حالانکہ اس سے زیادہ سنجیدہ مسئلہ ہی اس وقت ہمارے سامنے نہیں ہے۔ کاش تم اتنی عقلمند ہوتیں کہ میرے جواب میں سچائی کا عنصر تلاش کر سکتیں۔" وہ پھر ہنس دی۔ "ٹھیک کہہ رہے ہو کرن۔ میں ڈاکٹر ہرمین سے رجوع کر سکتی ہوں۔ اگر تم ان کی فیس ادا کرنے کا وعدہ کرو۔" میں نے ہنس کر اس کا بازو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "پندرہ بیس دن اور اسی دماغ سے کام چلا لو۔ اس کے بعد بھی اگر میرے متعلق تمہارے خیالات یہی رہیں تو پھر ڈاکٹر ہرمین سے چیک اپ کرائینگے۔" "گڈ

نائٹ۔" وہ میری طرف دیکھتی ہوئی آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔ میں نے اس کو روک کر کہا۔ "ہزہائی نس سے کیا کہو گی؟"

"یہی کہ ڈاکٹر ہرمین کے زیر علاج یوراج نہیں' میں ہوں۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا اور باہر نکل گئی۔

دو ہفتے گزر گئے۔ اس دوران راج محل کی تزئین و آرائش میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ شہر کے بازاروں' مکانوں' سرکاری عمارتوں کی خوبصورتی بڑھتی رہی۔ باغات' پارک اور تفریحی مقامات آراستہ ہوتے رہے۔ پندرھویں دن دوسری ریاستوں سے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ قریبی رشتہ داروں کے سوا جن کے قیام کا انتظام راج محل کی نچلی دو منزلوں میں کیا گیا تھا۔ دوست ریاستوں سے آنے والے مہمان دوسرے محل میں ٹھہرائے گئے۔ تاہم ان کی ملاقاتوں کا سلسلہ رات کے دس بجے تک جاری رہتا۔ تمام رات دربار ہال میں ناچ گانا ہوتا۔ ہر وقت مہمان عورتوں مردوں کی آمدورفت کا سلسلہ جاری رہتا۔ میں گھٹ کر رہ گیا۔ تیسرے دن صبح دس بجے بارات جو پانچ چھ سو کاروں اور پچاس ساٹھ ٹرکوں اور فوجی گاڑیوں پر مشتمل تھی رشی کو لے کر روانہ ہو گئی۔ میں اس وقت برٹش کیمپ میں ریزیڈنٹ کے بنگلے میں تھا۔ پروگرام کے مطابق مجھے ریزیڈنٹ کے سیکرٹری مسٹر واٹر کے شوفر کی حیثیت سے شام کو آٹھ بجے کرن کی سسرال پہنچنا تھا۔ مس کینتھ رشی کے ساتھ جا چکی تھی۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد مسٹر اور مسز والٹر کی کار آ گئی اور میں ان کو لے کر چل دیا۔ ایک فوجی گاڑی جس میں تین انگریز ملٹری آفیسرز تھے۔ ہماری رہنمائی کر رہی تھی۔ ایک انگریز لیفٹننٹ اس کو ڈرائیو کر رہا تھا۔ پانچ بجے تقریباً" ڈیڑھ سو میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک شہر میں پہنچ کر ریلوے اسٹیشن پر ریفرشمنٹ روم میں چائے وغیرہ لی۔ گاڑیوں میں پٹرول ڈلوایا۔ پانی تبدیل کرایا اور نصف گھنٹے بعد پھر روانہ ہو گئے۔ ساڑھے آٹھ بجے پہنچے۔ راج محل کے پھاٹک سے اندر داخل ہوتے ہی دیوان ریاست اور چند حکام نے سیکرٹری کا استقبال کیا اور مہمان خانے میں لے کر آئے۔ یہاں سیکرٹری اور ان کی میم کے کمرے کے ساتھ کرنل ماما کا کمرہ تھا۔ اس کے برابر والے کمرے میں رشی اور کینتھ ملحقہ کمرے میں ہزہائی نس' پھر اے ڈی سی میں خاکی وردی میں ملبوس۔ سر پر پیک کیپ' آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگائے ہاتھ میں سیکرٹری کا بریف کیس اٹھائے ان کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ دیوان نے کمرے کے سازوسامان پر تنقیدی نظر ڈالی۔ اور سیکرٹری اور ان کی میم کے ساتھ صوفے پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگا۔ میں نے بریف کیس ایک میز پر رکھا اور سامان کے ٹرنک و سوٹ کیس رکھوانے لگا۔ دیوان چند منٹ رسمی باتیں کرنے کے بعد صبح پھر حاضر ہونے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گیا۔ سیکرٹری نے اس کو رخصت کرنے کے بعد اپنے دیلیٹ کو حکم دیا کہ ہزہائی نس کے اے ڈی کانگ کو ہماری آمد کی اطلاع دے۔ دیلیٹ سر

جھکا کر چلا گیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر صوفے پر بٹھاتے ہوئے ہنس کر بولا۔ "اب میں آپ کا شوفر ہوں یورایکسی لنسی"۔ میں ہنس دیا۔ مزوالٹر نے سگریٹ کیس کھول کر ہمارے سامنے رکھ دیا۔ ہم سگریٹ پینے لگے۔ تھوڑی دیر میں بغلی دروازے پر دستک ہوئی۔ سیکرٹری نے اٹھتے اٹھتے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "شاید آپ کے انکل ہیں یورہائی نس۔" میں نے کہا۔ "ہاں یہ کمرہ انہی کا ہونا چاہئے۔" اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا اور کرنل ماما مسکراتے ہوئے اندر آ گئے۔ میں نے اٹھ کر انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سیکرٹری کو لباس تبدیل کر کے ڈنر کے لئے تیار ہونے کو کہا اور مجھے ساتھ لے کر اپنے کمرے میں آ گئے۔ یہاں کینتھ نے مسکرا کر استقبال کیا۔ کرنل نے درمیانی --- دروازہ بند کر کے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کرن' اس طرف والا کمرہ میرا ہے اور میرے کمرے کے اس طرف والے کمرے میں رشی اور پھر ہزہائی نس اور دغیرہ دغیرہ کے کمرے ہیں۔ تم ہاتھ دھو کر کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے بلا لینا۔ میں تمہارے کپڑے نکال رہا ہوں۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے" وہ بغلی دروازہ کھول کر اپنے کمرے میں چلے گئے۔ کینتھ نے دروازے کا بولٹ چڑھا دیا۔ اور مسکرا کر بولی۔ "کرن میری سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا۔ شادی تمہاری ہو رہی ہے یا رشی کی؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "رشی میں اس کا معاون ہوں۔ حجلہ عروسی کے دروازے تک۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔" اس نے الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "پیو گے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تم سے انکار کر سکتا ہوں؟" وہ دو گلاس اور اسکاچ کی بوتل نکال کر لے آئی اور صوفے پر بیٹھ کر گلاسوں میں انڈیلنے لگی۔ میں نے کہا۔ "کیا نیٹ؟"

اس نے میرے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے گلاس اٹھا کر میرے ہاتھ میں تھما دیا اور اپنا گلاس ٹکراتے ہوئے کہا۔ "تمہاری صحت کے نام۔" میں نے تین چسکیوں میں خالی کر کے رکھ دیا۔ اس نے اپنا گلاس خالی کر کے پھر بوتل اٹھائی۔ میں نے ہاتھ سے روکتے ہوئے کہا۔ "کھانا کھانے کے بعد۔" وہ اٹھ کر کرنل کے کمرے کی طرف چل دی۔ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور دس منٹ بعد لوٹی تو اس کے ہاتھوں میں ایک اتنی بڑی ٹرے تھی جس کا سنبھالنا اس کے لئے مشکل ہو رہا تھا۔ میں نے اٹھ کر اس کے ہاتھوں سے ٹرے لی اور میز پر رکھ دی۔ وہ میرے سامنے بیٹھ گئی اور ہم نے کھانا شروع کر دیا۔ کھانے کے دوران وہ ہر مرتبہ پانی کے ساتھ اسکاچ شامل کرتی رہی۔ آج وہ پینے میں پیش پیش تھی۔ اور میں اس کا ساتھ دینے پر مجبور تھا۔ کھانا ختم ہونے کے بعد وہ خالی پلیٹیں لے کر چلنے لگی تو اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ تھی۔ میں نے اٹھ کر واش بیسن پر ہاتھ دھوئے اور سگریٹ سلگا کر پینے لگا۔ اس مرتبہ لوٹی تو اس کے ساتھ کرنل بھی تھے۔ دونوں کے ہاتھوں میں دو

کشتیاں تھیں۔ جن میں وہ جوڑا رکھا ہوا تھا۔ جو رشی کے لئے دولہن والوں کی طرف سے آنے والے جوڑے کی ہو بہو نقل تھا۔ کرنل نے دونوں کشتیاں سنگھار میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "کرن لباس تبدیل کر لو۔ میں مس کینتھ کو اپنے کمرے میں لے جا رہا ہوں۔" وہ دونوں چلے گئے اور دروازہ بند کر دیا۔ میں نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر لباس تبدیل کرنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد کرنل نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے آئینے کے سامنے سے ہٹ کر دروازہ کھولا اور وہ میرے کمرے میں آ گئے۔ حیرت زدہ ہو کر اوپر سے نیچے تک دیکھتے رہے اور پھر بے ساختہ ہاتھ پھیلا کر سینے سے لگاتے ہوئے بولے۔ "بھگوان تمہیں خوش رکھیں کرن۔ تم میرے کلیجے کی ٹھنڈک ہو۔" میں نے جھک کر ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگائے۔ انہوں نے میرے بازو تھام کر صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "ایشور جانتا ہے کرن۔ اس وقت اگر تم دونوں ایک کمرے میں موجود ہو تو شانتی کرن بھی نہیں پہچان سکتے کہ رشی کون ہے اور کرن کون؟"

"میں نے سر جھکا کر کہا۔ "کرنل ماما اس قدر مشابہت میں بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اس لئے بہتر ہو گا کہ رشی کی شادی ہونے کے بعد مجھے رخصت کر دیں۔"

انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "میں سمجھ سکتا ہوں بیٹے بلکہ اس سے کہیں زیادہ سمجھتا ہوں۔ جتنا تم سمجھانا چاہتے ہو۔ ہزہائی نس بھی جانتے ہیں اور ہم اس پہلو پر کافی سوچ چکے ہیں۔ لیکن یقین مانو ایسی کوئی بات پیدا نہیں ہونے دی جائے گی۔ تم کو راج محل میں رہنے کے باوجود رشی کی دھرم پتنی کے سامنے آنے سے بچایا جا سکتا ہے۔ اور پھر ہم کو تم پر پورا پورا وشواس ہے۔ اس لئے بھول کر بھی ایسے خیالات کو دل میں جگہ نہ دو۔" میں خاموش ہو گیا۔ وہ سگریٹ سلگا کر اٹھتے ہوئے بولے۔ "چلتا ہوں کرن۔ تم آرام کرو۔ اگر رشی نے کچھ عقلمندی کا ثبوت نہ دیا تو تمہیں زحمت دینے کی ضرورت پیش آئے گی۔ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کا کام ہے اور ہم کوشش کریں گے کہ اس پر کوئی گھبراہٹ طاری نہ ہو۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "خدا کرے ایسا ہی ہو۔" وہ میرے سر پر ہاتھ پھیر کر چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی کینتھ اندر آ گئی اور دروازہ بند کر کے میری طرف دیکھتی ہوئی مسکرا کر بولی۔ "کرن اس لباس میں تو تم کھائے جا رہے ہو۔ میری جان۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم ہو ہی کھانے کی چیز۔ یہ لباس ہو تو کیا اور وہ لباس ہو تو کیا اور کوئی لباس نہ ہو تو کیا؟"

وہ میرے پہلو میں بیٹھ گئی اور سینہ تان کر بولی۔ "نوش فرمائیے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "سوری! اس وقت میں شوکیس آئیٹم ہوں۔ ایک شکن پڑتے

ہی قیمت آدھی رہ جائے گی۔ خواہ وہ شکن میرے لباس میں ہو یا تمہارے بستر میں۔" وہ ہنس کر آگے سرکتی ہوئی بولی۔ "کرن میں نے سنا تھا محبت ہر مصلحت پر غالب آ جاتی ہے۔ لیکن آج ثابت ہوا مصلحت کے مقابلے میں محبت کوئی معنی نہیں رکھتی۔" میں اس کے شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں۔ محبت پر کوئی چیز غالب نہیں آتی۔ لیکن ہم شطرنج کے بادشاہ ہیں۔ کسی مملکت کے نہیں۔ ہماری محبت بھی مصلحت کی مرہون منت ہے اور اسے مصلحت کی مرہون منت ہی رہنا چاہئے۔ ورنہ وہ ہاتھ جو شطرنج کھیل رہا ہے۔ پوری بساط الٹ سکتا ہے اور ہم بادشاہ اور فرزین نہیں لکڑی کے بے جان مہرے ہو کر رہ جائینگے۔ کیا سمجھیں؟"

"سمجھ گئی کرن۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ اور مسکراتی ہوئی الماری کی طرف چل دی۔

O

صبح سات بجے کرنل ماما نے زور زور سے دروازہ کھٹکھٹا کر مجھے جگایا۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور سلام کر کے رشی کے ڈرامے میں کامیاب ہونے کی مبارکباد دی۔ انہوں نے میری پیٹھ پر ہاتھ مار کر قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "کام ہو گیا بھئی۔ یہ نہ پوچھو کتنا سنبھالنا پڑا ہے۔ خیر اب وہ تم سے ملنا چاہتا ہے۔ جلد منہ ہاتھ دھو کر آ جاؤ۔ چائے اسی کے ساتھ پینا۔" میں واپس ہو کر منہ ہاتھ دھونے چلا گیا۔ چند منٹ بعد کپڑے پہن کر کرنل کے کمرے میں پہنچا تو رشی صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ٹیبل پر چائے کا سامان رکھا ہوا تھا اور کرنل چائے کی چسکیاں لے رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور شکایت آمیز لہجے میں بولا۔ "کہاں غائب ہو گئے تھے کرن؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہارے ساتھ ہی تو ہوں ڈیئر۔" کرنل نے آگے بڑھ کر کہا۔ "بیٹھ جاؤ کرن ناشتہ کرو۔" ہم دونوں ایک ساتھ گئے۔ میں نے چائے دانی اٹھا کر پیالیوں میں انڈیلی۔ رشی نے کہا۔ "کرن' رات ماما اور پاپا نے مجھے بہت بور کیا۔" میں نے چائے میں چینی ملاتے ملاتے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مجھے معلوم ہے رشی لیکن یہ ضروری تھا ورنہ میں تمہیں کبھی پریشان نہ ہونے دیتا۔"

وہ بولا۔ "میں ایسا محسوس کر رہا ہوں کہ میں آدھا رہ گیا ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں رشی' تم ڈبل ہو گئے ہو تمہاری شادی ہو گئی۔ تمہیں ایک خوبصورت رانی مل گئی۔ اچھا چائے پیو۔" اس نے چائے کی پیالی ہونٹوں سے لگائی اور ہٹا لی۔ میں نے کہا "بہت گرم تو نہیں رشی۔"

وہ بولا۔ "گرم ٹھنڈی کی پرواہ کون کرتا ہے۔ یہ بتاؤ تمہاری شادی کیوں نہیں ہوئی۔ مجھے کیوں پھنسا دیا گیا؟"

"رشی!" میں نے کہا "تم باؤلے ہو گیا؟" میری دوسری شادی کرانا چاہتے ہو...... کیا تم نے میری بیوی نہیں دیکھی؟" وہ مسکرایا۔ پیالی اٹھا کر چسکی لینے کے بعد بولا۔ "دیکھی ہے کرن' مس کینتھ؟" "میں نے اثبات میں سرہلا کر چائے پینی شروع کر دی۔" اس نے دو تین گھونٹ لئے اور پیالی رکھ کر میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے کہا۔ "کیا ہے رشی؟" بولا "جھوٹ ہے کرن ...... مس کینتھ تمہاری بیوی نہیں۔"

میں ہنس دیا۔ "تمہارا جواب نہیں رشی ...... تم اچھی طرح جانتے ہو' اسے اور اب کہہ رہے ہو نہیں ہے۔"

"اب صحیح کہہ رہا ہوں۔" اس نے زور دے کر کہا۔ اگر وہ تمہاری بیوی ہوتی تو تم اسے مس کینتھ نہ کہتے بلکہ ......"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا "میں اس کو صرف جانم کہتا ہوں۔" اس نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "اونہوں۔ گھپلا ہے۔ ہندو راجکمار کی بیوی انگریز نہیں ہو سکتی۔۔۔" میں نے کہا "چائے پیو رشی۔ تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آئے گی۔"

"سمجھاؤ ضرور آئے گی۔" اس نے کہا۔ "لیکن لاجک سے نہ ہٹنا۔" میں نے سگریٹ سلگا کر ایک کش لیا۔ کہنے لگا۔ "بولو۔" میں نے کہا "میں نے پاپا کی مرضی کے خلاف اپنی شادی کی ہے۔"

بولا "ٹھیک ہے ...... لاجیکل ہے .... ایک راجکمار کو اپنی پسند کی شادی کرنے کا حق ہے۔"

"ہے تو۔" میں نے کہا۔ "لیکن پاپا کو ہزہائی نس ہونے کی حیثیت سے مجھ کو گدی سے محروم کر دینے کا بھی حق ہے اور یہ بھی لاجیکل ہے۔" اس نے چیخ کر کہا۔ "نو .... ناٹ ایٹ آل۔" میں نے معاملہ بگڑتے دیکھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور قریب آتے ہوئے کہا۔ "رشی غصہ نہ کرو۔ سوچو اگر وہ مجھے گدی سے محروم نہ کرتے تو تم کس طرح یوراج بن سکتے تھے؟"

"تو تم مجھ سے علیحدہ کوئی چیز ہو گیا۔۔۔؟"

"دنیا کی نظروں میں تو ہم دو ہی ہیں۔ یہ اور بات ہے ہماری آتما ایک ہے۔"

"تو تم نے مجھے یوراج بنانے کے لئے بلیدان دیا۔ ہے نا؟"

"نہیں کوئی بلیدان نہیں۔ تم یوراج ہوئے تو کیا۔ میں ہوا تو کیا؟"

وہ آہستہ آہستہ صوفے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا۔ "سنو کرن' میں دماغی اعتبار سے تم سے کمتر ہوں۔ راج کاج سنبھالنے کے لئے عقل کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ تمہارے پاس ہے' میرے پاس نہیں۔ یوراج تمہیں ہونا چاہئے اور تمہیں ہونا پڑے گا۔ ورنہ میں سمجھوں گا تم خود کو مجھ سے علیحدہ سمجھتے ہو۔" میں

نے اسکو مزید بہکنے سے روکنے کے خیال سے کہا۔ "اچھا رشی میں تمہیں ناراض نہیں کروں گا۔ اگر تم چاہو تو شردھام پہنچنے کے بعد پاپا سے کہہ سکتے ہو۔" کرنل نے آگے بڑھ کر کہا۔ "رشی میں خود ان سے کہہ دوں گا۔ کرن کی غلطی معاف کر دی جائے اور اس کو رشی کے بجائے یوراج ....."

"تھینک یو ماما۔" اس نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ میں نے اس کو صوفے پر بٹھا دیا اور سگریٹ دیتے ہوئے کہا۔ "رشی ڈیئر ..... اب تھوڑی دیر میں رنواس سے ناشتے کے لئے تمہارا بلاوا آنے والا ہے۔ جانا پسند کرو گے؟"

وہ تیوری چڑھا کر بولا۔ "نو۔ ناٹ ایٹ آل۔ میں ناشتہ کر چکا۔"

"وہ ناشتا بڑا رنگین ہو گا رشی۔ ہمیشہ یاد کرو گے۔"

"رنگین سے تمہارا مطلب؟"

"کلرفل---- ناشتا نہیں' ماحول---- حسینوں کا جھرمٹ ہو گا۔ سالیوں کی چھیڑ چھاڑ ہو گی۔ قہقہے اور چہچہے ہوں گے۔ تم مرکز ہر نگاہ ہو گے۔ ناشتے کا ناشتا اور دیویوں کے درشن---- بولو کیا کہتے ہو؟"

"ہیل' نو---- مجھے رات کی بورڈم پر ہی غصہ آ رہا ہے۔ اب دوبارہ نہیں پھنسنا چاہتا۔" میں نے کرنل کی طرف دیکھا۔ انہوں نے آہستہ سے کہا۔ "ابھی رہنے دو۔ تھوڑی دیر بعد پھر ٹرائی کرنا۔" میں خاموش ہو گیا۔ رشی نے میرا ہاتھ تھام کر کہا۔ "کرنل ماما نے کیا سبق پڑھایا کرن؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ماما تمہاری حمایت کر رہے ہیں۔"

"مخالفت بھی کریں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ میں جانتا ہوں وہاں میرا مذاق اڑایا جائے گا۔ اس لئے ماما سے کہہ دو رادھا کو یاد کریں۔"

کرنل نے آگے بڑھ کر کہا۔ "سنو رشی بیٹے۔ ناشتا تو ایک بہانہ ہے تمہیں دیکھنے کا۔ شادی ہونے کے بعد بھی بہت سی رسمیں ہوتی ہیں۔ وہ ادا کرنے سے گریز کرو گے تو کیسے کام چلے گا؟ ہزہائی نس کو معلوم ہو گا تو وہ بہت ناراض ہوں گے۔" وہ جھلا اٹھا۔

"میں کچھ نہیں جانتا ماما۔" اس نے پیر پٹک کر کہا۔ "پلیز آپ مجھے پریشان نہ کریں۔" ماما خاموش ہو کر ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور سگریٹ سلگانے لگے۔ میں رشی کو اپنے کمرے میں لے آیا۔ کینتھ نے دیکھتے ہی مسکرا کر نمستے کیا اور صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "بھابی مبارک ہو آج کرن نے اعتراف کر لیا کہ تم اس کی بیوی ہو----" کینتھ نے میری طرف دیکھ کر پوچھا۔ "کیا تم نے کچھ کہا ہے؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ ہنس کر بولی۔ "شکریہ رشی کمار جی۔ بتایئے آپ کو کیا پلاؤں؟" وہ الماری کی طرف دیکھ کر بولا۔ "وسکی لیکن اتنی پلاؤ کہ چلنے پھرنے کے قابل نہ رہوں۔ یہ لوگ مجھے بندر کی طرح نچانا چاہتے ہیں۔" کینتھ نے ہنس کر کہا "یہیں بیٹھے رہو رشی۔ میں سب کو بھگا دوں گی۔"

اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "جاؤ اب تم بھی ماما کے ساتھ بیٹھ کر رادھا کو یاد کرو۔"

"کیوں بھلا؟" میں نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میری والی کیا مر گئی ہے جو پرائی رادھا کو یاد کروں؟" وہ ہنسنے لگا۔ میں نے کینتھ کو اشارہ کیا اور اس نے بوتل اور گلاس نکال کر ٹیبل پر رکھ دیئے رشی گلاسوں میں انڈیلنے لگا۔ کینتھ کرنل کے کمرے میں چلی گئی۔ ایک ایک پیگ پینے کے بعد رشی نے پھر بوتل کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "رشی میں سوچ رہا ہوں۔" اس نے ہاتھ روک کر کہا۔ "کیا سوچ رہے ہو----؟"

"یہی----" میں نے کہا---- "کہ اگر عورت دنیا میں نہ ہو تو کوئی حسن نہیں لیکن ایک راجکمار رشی بھی ہے جسے عورت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ان حسین لمحات میں بھی جبکہ عورت ایک شہزادی کے روپ میں اور شہزادی ایک دلہن کے روپ میں بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی ہو۔" میرا یہ جملہ سن کر اس نے دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپ کر رونا شروع کر دیا۔ مجھے ہزہائی نس کی اس عجلت پر افسوس ہونے لگا جو انہوں نے اس کی شادی کا ڈھونگ رچانے میں کی تھی۔ کینتھ نے تیز نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور میں نے رشی کو سینے سے لگا لیا۔ اسی وقت کرنل اندر داخل ہوئے اور میری طرف دیکھ کر سر جھکا لیا۔ میں نے رشی کو گدگدا کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہنسو دیکھیں۔" وہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔ کرنل نے مجھے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پلٹ کر اپنے کمرے کی طرف چل دیئے۔ میں نے گلاس میں تھوڑی وسکی انڈیل کر اس کو دیتے ہوئے کہا۔ "ان کے ساتھ پیو رشی---- میں پاپا کے پاس جا رہا ہوں۔" اس نے مجھے جانے کا اشارہ کیا اور گلاس ہونٹوں سے لگا لیا۔ میں اٹھ کر کرنل کے کمرے میں پہنچ گیا۔ دروازہ بند کرتے ہوئے بولے۔ "کرن یہ تو بکھر گیا۔"

میں نے کہا۔ "کوئی اوپائے نہیں ماما---- کسی طرح سمٹنے میں نہیں آ رہا۔"

بولے۔ "خیر تم جلدی سے شیروانی پہنو---- بلاوا آ گیا ہے۔ لڑکیاں ہزہائی نس کے کمرے میں انتظار کر رہی ہیں۔"

"ماما جی!" میں نے ان کے شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ آپ مجھے کس امتحان میں----" انہوں نے مجھے کھینچ کر سینے سے لگا لیا اور پیٹھ تھپکنے لگے۔ میں نے ان کے کندھے پر سر رکھ دیا۔ آخر بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔ "کرن بیٹے---- تمہیں معلوم ہے یہ پریکشا بہت کٹھن ہے---- لیکن تم پر وشواس ہے۔ تم میرے بیٹے ہو کرن---- سگے بیٹے سے زیادہ---- اپنے پھوپھی زاد کے لئے اس امتحان سے گزر جاؤ۔ ہماری لاج رکھ لو----"

میں نے پیچھے سرکتے ہوئے کہا۔ "پوجیہ ماما جی---- میرے لئے یہ امتحان کٹھن ہے

تاہم میں اس سے گزر سکتا ہوں لیکن راجکماری؟ یہ آپ نے کچھ سوچا۔۔۔۔؟"
انہوں نے سر جھکا کر کہا۔ "سوچ لیا کرن۔۔۔۔ تم سے کسی غلطی کی توقع نہیں۔۔۔۔ جاؤ۔۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔۔" میں نے خاموش ہو کر شیروانی اٹھائی اور پہننے لگا۔ پٹکا اور تلوار باندھتے ہوئے کرنل کے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے تھے۔ "تم سے کسی غلطی کی توقع نہیں ہے۔" مجھے ہنسی آنے لگی۔ "تمہیں کیا معلوم کرنل۔" میں سوچنے لگا۔ "تم ایک ایسے غلط کار سے پارسائی کی توقع کر رہے ہو جس نے دوسروں کے لئے بہت کم غلطیاں باقی چھوڑی ہیں۔" صافہ باندھ کر آئینے سے ہٹتے ہی کرنل نے جھپٹ کر میری پیشانی چوم لی۔ میں نے ان کے سامنے سر جھکا دیا۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور دوسری طرف کا دروازہ کھول کر رشی کے کمرے میں داخل ہو گئے۔ مجھے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے میرے کمرے کا دروازہ لاک کیا اور عقبی گزر گاہ سے ہزہائی نس کی قیام گاہ کی طرف چل دیئے۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔ وہ چند منٹ بعد لوٹے تو ان کے ساتھ چار پانچ نوجوان لڑکیاں تھیں۔ دروازے میں داخل ہوتے ہی کمرہ ان کے چھچھوں سے گونج اٹھا۔ آداب اور پرنام کرتی ہوئی وہ میرے قریب آ گئیں۔ کرنل نے مسکرا کر سامنے والا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "پدھاریئے درراجہ۔" میں نے ان کی ہدایت کے مطابق منہ پر رومال والا ہاتھ رکھا اور دروازے کی طرف چلنے لگا۔ کاریڈور میں آتے ہی دو لڑکیوں نے میرے بازو تھام لئے اور آہستہ آہستہ لفٹ کی طرف چلنے لگیں۔

رنواس کا گوشہ گوشہ رشک ارم تھا۔ صدر دروازے کی تزئین و آرائش جاذب نظر تھی۔ ایک لڑکی نے تیزی سے آگے بڑھ کر اندر اطلاع دی اور ڈیوڑھی میں حسن کا سیلاب امڈ آیا۔ سینکڑوں عورتیں پھولوں کی تھالیاں اٹھائے دورویہ قطاروں میں کھڑی ہو گئیں اور پھول برسانے لگیں۔ میں نگاہیں جھکائے آگے بڑھتا رہا۔ ڈیوڑھی کے اندرونی دروازے پر راجکماریاں ہاتھوں میں پھولوں کے ہار لئے کھڑی تھیں۔ دہلیز پر قدم رکھتے ہی مہارانی دونوں ہاتھوں سے ہار تھامے آگے بڑھیں۔ میں نے جھک کر پرنام کیا۔ انہوں نے ہاتھ اٹھا کر میری گردن میں ہار ڈالنا چاہا لیکن ان کا ہاتھ نہ پہنچ پایا۔ پیچھے سے کسی نے کہا۔ "درراجہ ہو رنمو۔" میں چوکھٹ سے نیچے اتر کے صحن میں آ گیا اور سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ مہارانی نے ہار ڈال دیا اور پیچھے ہٹ گئیں۔ دوسرے لمحے درجنوں ہاتھ بڑھے اور میں ہاروں میں چھپ کر رہ گیا۔ آخر مہارانی نے اشارہ کیا اور لڑکیاں مجھے لے کر چلنے لگیں۔ تمام صحن کا قالین پھولوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ سامنے والے دالان تک پہنچتے پہنچتے اوپر کی گیلروں سے مسلسل پھول برستے رہے۔ دالان در دالان سے گزر کے ہال میں داخل ہوئے۔ یہاں میرے ساتھ مہارانی اور چند راجکماریوں کے سوا کوئی نہ تھا۔ میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ تمام ہار گلے سے اتار کے ایک لڑکی کے ہاتھ میں دے دیئے۔ دو راجکماریاں آگے بڑھ کر پہلو والے

کمرے میں گئیں اور دلہن کو ہال میں لے کر آئیں تو ان کے ساتھ چار راجکماریاں اور تھیں۔ وہ ان کے جھرمٹ میں سمٹی سکڑی لجاتی شرماتی نیچی نگاہیں کئے آہستہ آہستہ چلتی ہوئی میرے قریب پہنچ کر رک گئی۔ وہ زیورات' شال دو شالوں اور پھولوں میں اس طرح چھپی ہوئی تھی کہ بے نقاب ہونے کے باوجود ہمارے درمیان ہزاروں حجاب حائل تھے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے ؒنفت اور کمخواب کے ملبوسات کا قد آدم پلندہ زر و جواہر کے مرصع زیورات میں لپیٹ کر میرے سامنے لایا گیا ہے جسے چار عورتیں سہارا دیئے کھڑی ہیں اور مجھے یقین دلانے کی کوشش کر رہی ہیں کہ یہ ہے تمہاری نوعروس۔ یہ چل بھی سکتی ہے ہنس بھی سکتی ہے اور بول بھی سکتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی زبان تم سے مختلف ہو اور تم نہ سمجھو سکو لیکن یہ تم سے محبت کرے گی تم اس سے محبت کرو گے اور محبت بذات خود ایک ایسی ہمہ گیر زبان ہے جو الفاظ و معانی کی محتاج نہیں۔

ایک راجکماری کی چابک دستی نے میرے خیالات کا سلسلہ منقطع کیا۔ اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر میرے پٹکے کا سرا پکڑا اور دلہن کی زرتار چزی کے ساتھ باندھ دیا۔ میری ہمراہی لڑکیاں مجھے بائیں طرف موڑ کر ایک بلند چبوترے کی طرف لے چلیں جس پر سرخ مخمل کے فرش پر دو زرنگار کرسیوں کے درمیان میز پر ناشتے کا سامان چنا ہوا تھا۔ مہارانی نے آگے بڑھ کر ہمیں کرسی پر بیٹھایا۔ ایک لڑکی نے پلیٹوں کے اوپر سے خوان پوش اٹھا لیا اور میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"جمو راجکمار۔"

اسی وقت ہال میں عورتوں نے گانا شروع کر دیا۔ جو میرے لئے "بے حرف و حکایت و بے ساز و بے صدا۔" کے سوا کچھ نہ تھا۔ ناشتے میں بھی میرے لئے کوئی کشش نہ تھی۔ کھیر کے دو چمچے نوش کر کے میں نے چائے دانی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بائیں طرف بیٹھی ہوئی دلہن کی طرف دیکھا وہ ہاتھ میں خالی چمچہ پکڑے بیٹھی تھی۔ نگاہیں ملتے ہی اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔ میرے ہاتھ چائے دانی پر پڑنے سے پہلے ایک راجکماری نے میری پیالی میں چائے انڈیلنی شروع کر دی۔ میں نے پھر اس کی طرف دیکھا اور وہ پھر مسکرا دی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "سروج۔"

اس نے ترچھی نظروں سے میری طرف دیکھا اور چمچہ ہاتھ سے رکھ کر نیچے دیکھنے لگی۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ میں نے پیچھے کی طرف گردن گھما کر دیکھا۔ مہارانی چند راجکماریوں کے ساتھ کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی باتیں کر رہی تھیں۔ میں نے چائے کی پیالی اٹھا کر ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ "سروج ادھر دیکھو۔" اس نے مسکرا کر اور سر جھکا لیا۔ میں نے اس کا چمچہ اٹھا کر پلیٹ میں ڈالا۔ سامنے کھڑی ہوئی لڑکی مسکرا کر ایک طرف ہو گئی "منہ کھولو سروج۔" میں نے کہا اس نے نگاہیں اٹھا کر میری طرف دیکھا

اور آہستہ سے بولی۔ "نہیں پریتم۔۔۔۔" میں نے چمچہ اٹھا کر تیزی سے اس کے منہ میں
دے دیا۔ اس نے بھرپور نظروں سے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر میرا ہاتھ پیچھے ہٹا دیا۔
مجھے بجلیاں کوندتی دکھائی دینے لگیں۔ میں تھوڑی دیر میں سچ مچ کارتی کرن بن گیا۔ گردن
گھما کر دوبارہ پیچھے کی طرف دیکھا تو ہال میں ایک لڑکی کے سوا کوئی نہ تھا۔ میری نظر پڑتے
ہی وہ دوسری طرف دیکھتی ہوئی آہستہ آہستہ باہر نکل گئی۔ میں نے سروج کے سر سے شال
پیچھے کی طرف سرکاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "سروج تم تو اتنے لفافوں میں بند ہو کر میرے
سامنے آئی ہو کہ تمہارا اصلی روپ دیکھنے کے لئے مجھے دو شامن بننا پڑے گا۔" اس نے
آنکھیں بند کر کے سر میرے کندھے پر ٹکا دیا۔ میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی
طرف گھسیٹ لیا اور چمچہ اٹھا کر پھر اس کے منہ میں دے دیا۔ وہ آنکھیں بند کئے آہستہ
آہستہ منہ چلانے لگی۔ دو تین چمچے کھانے کے بعد میرے ہاتھ سے چمچہ لے کر آنکھیں
کھولتی ہوئی بولی۔ "بس پریتم۔۔۔۔" میں نے چائے کی پیالی اٹھا کر اس کی طرف بڑھائی۔
اس نے پیالی میرے ہاتھ سے لے کر میرے ہونٹوں سے لگا دی۔ میں نے ایک چسکی لی اور
اس نے ہاتھ پیچھے کھینچ کر اپنے منہ سے لگا لی۔ میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے پیچھے کی طرف دیکھا۔ اس لڑکی کے
سوا کوئی نہ تھا اور وہ بھی دروازے میں کھڑی ہوئی گانا سننے میں محو تھی۔ سروج نے پھر
میرے کندھے کا سہارا لیا۔ میں اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا۔ وہ منہ اوپر اٹھائے
میرے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کا حسن میرے دل میں حشر بپا کر رہا تھا۔ میں بار
بار اس کو چومنے کا ارادہ کرتا تھا اور ضبط کر کے رہ جاتا تھا۔ اس لئے نہیں کہ کرنل ماما اور
ہزہائی نس نے میرے لئے حد ادب مقرر کر دی تھی۔ یا ان کے اعتماد کی زنجیریں توڑنا میرے
لئے ناممکن تھا بلکہ اس لئے کہ سروج کے چہرے پر ایک معصومیت تھی جسے دیکھ کر میں
اس کے جسم کو چھونے میں بھی خفت محسوس کر رہا تھا۔ اس کی خودسپردگی میرے دامن ضبط
و تمکنت کی دھجیاں اڑائے دے رہی تھی۔ آخر اس ذہنی کشمکش سے نجات حاصل کرنے
کے لئے میں نے سگریٹ کا کش لے کر دھواں چھوڑتے ہوئے مسکرا کر اس کا رخسار
تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "اب اجازت دو سروج ڈیر۔ شام کو پھر ملیں گے۔"

اس نے میرے سینے سے سر اٹھا کر آہستہ سے کہا۔ "اتنی جلدی پریتم؟"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں ہمیشہ کے لئے تمہارا ہوں سروج وقت کی انتہا
تک۔" وہ میرے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی میں نے پٹکے کا سرا اٹھا کر کہا۔۔۔۔ "اسے اپنے
ہاتھ سے کھول دو پریتما۔۔۔۔ میں تمہاری زلفوں میں بندھ چکا ہوں۔ اب ان رسمی بندھنوں
کی ضرورت نہیں۔" اس نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے گرہ کھول دی اور میرے ہاتھ تھام
کر بولی۔ "کرن شام کو ضرور آنا ورنہ میں کھانا نہیں کھاؤں گی۔"

میں نے اس کے دونوں ہاتھ ہونٹوں سے لگا کر کہا۔ "میرا وعدہ ہے پریتما۔۔۔۔"

"ہمیں اٹھتے دیکھ کر دروازے میں کھڑی ہوئی لڑکی نے مہارانی کو اشارہ کیا اور وہ
راجکماریوں میں گھری ہوئی اندر داخل ہوئیں۔ ایک تیز طرار قسم کی عورت میرے قریب
پہنچ کر مسکراتی ہوئی بولی۔ "روپ کرن جی آپ نے تو کچھ بھی نہیں کھایا۔ کیا صرف پھول
سونگھ کر جیتے ہیں۔"

میں نے آہستہ سے کہا۔ "جی شریمتی۔ آپ کبھی دعوت کر کے دیکھئے گا لیکن آمنترن
میں آپ کو رشی کرن لکھنا ہو گا۔ میرا نام روپ کمار نہیں۔۔۔۔"

بولی۔۔۔۔ "مجھے معلوم ہے۔۔۔۔ لیکن یہاں آپ کو اسی نام سے پکارا جائے گا۔"

"اوہو بھاگیہ۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کا شبھ نام؟"

مسکرا کر کہنے لگی۔ "میرا کوئی نام نہیں راجکمار میں آپ کی بڑی سالی ہوں۔۔۔۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "اگر چھوٹی سالی ہوتیں تو آپ کا کیا نام ہوتا۔۔۔۔؟"

میرے سوال پر تمام راجکماریوں نے قہقہہ لگایا۔ مہارانی بھی مسکرا دیں۔ ایک لڑکی نے پیچھے
سے میرا پٹکا پکڑ کے کرسی کے دستے سے باندھ دیا۔ میں خاموش رہا۔ بڑی سالی کہنے والی نے
مجھے باتوں میں الجھائے رکھنے کے لئے کہا۔ "آیئے پہلے آپ کا پریچے (تعارف) چھوٹی
سالیوں سے کرا دوں۔ یہ ہیں سبھدرا کماری۔۔۔۔" اس نے ایک راجکماری کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے کہا۔ سبھدرا نے ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا۔ میں نے بھی سر جھکا کر نمستے کیا۔ وہ
اسی طرح یکے بعد دیگرے نام لیتی رہیں۔ میں سب کو سر کے اشارے سے سلام کرتا رہا۔
آخر مہارانی نے اکتا کر کہا۔ "بس کرو اجیتا۔۔۔۔ کرن کو بیٹھنے دو۔ کچھ دنوں میں خود
پریچت ہو جائیں گے۔"

اجیتا نے سر جھکا کر کہا۔ "جو آگیا۔" پھر میری طرف دیکھ کر بولی۔ "بیٹھئے روپ کرن
جی۔۔۔۔"

میں نے کہا۔ "تو آپ کا نام اجیتا ہے دیدی؟" اس نے شرارت آمیز لہجے میں کہا۔
"کیا آپ کو اچھا نہیں لگتا؟"

میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اچھا تو لگتا ہے' سچا نہیں لگتا۔"

وہ ہنس کر قریب آ گئی۔ بولی۔۔۔۔ "کیوں' اس میں جھوٹا کیا نظر آیا؟"

"یہی۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "آپ ابھی تک اجیتا کیونکر ہو سکتی ہیں۔ کیسے ممکن ہے
کہ کوئی آپ کو نہ جیت سکا ہو؟" وہ جھینپ کر کھسیانی ہنسی ہنسنے لگی ہال قہقہوں سے گونج
اٹھا۔ مہارانی منہ پر رومال رکھ کر ہنسنے لگیں۔ میں نے پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "اب
اجازت دیدی۔"

بولی۔ اچھا کرن جی پدھاریئے۔"

میں نے پیچھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کی کرسی لے جانے کو تو یہاں نہیں آیا تھا دیدی۔۔۔۔" ہنس کر ایک لڑکی کو پٹکا کھولنے کا اشارہ کرتی ہوئی بولی۔۔۔۔ "کرن جی آپ چھوٹے ہیں مگر بڑے کھوٹے ہیں۔" میں نے پیشانی پر ہاتھ رکھ کر سلام کیا اور ادھر ادھر نظر ڈال کر کہا۔ "میرے ساتھ کون چلے گا دیدی۔" مجھے لے کر آنے والی دونوں لڑکیاں آگے بڑھیں اور میں مہارانی کو پرنام کر کے سروج کی طرف دیکھتا ہوا چل دیا۔ اجیتا نے مسکرا کر کہا۔ "لیتے جاؤ نا۔۔۔۔" میں نے کہا "آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی دیدی کچھ دیر نظر بند رہنے دیں۔"

دالانوں سے باہر نکلتے ہی میں نے تکیرن سے کہا۔ "لیڈیز' اب جینٹ کی خطا معاف فرمایئے۔ مجھے راستہ معلوم ہے شکریہ۔" دونوں لڑکیاں ہنسنے لگیں۔ میں نے ان سے بازو چھڑا کر سلام کیا اور تیزی سے صحن عبور کرنے لگا۔ ایک نے کہا۔ "لیفٹ رائٹ' لیفٹ۔" میں نے گردن گھما کر کہا۔ "بوتھ" وہ کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔ میں ڈیوڑھی میں داخل ہو گیا۔ اسی وقت سامنے والے دروازے سے یشودھرا اور مہاراجہ اندر داخل ہوئے۔ نظر پڑتے ہی میں سناٹے میں آگیا۔ یشودھرا بھی ٹھٹک کر رہ گئی۔ مہاراجہ نے مسکرا کر کہا۔ "رشی کرن ان سے ملو۔۔۔۔ یہ ولاس پور کی راجکماری یشودھرا ہیں۔" میں نے چہرے پر اجنبیت طاری کرتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا۔ یشودھرا بے حس و حرکت کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو چکا تھا۔ ہزہائی نس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "اتنی جلدی واپس جا رہے ہو۔ آؤ ان سے مل کر جانا۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے۔۔۔۔" انہوں نے یشودھر کی طرف دیکھا اور وہ مسکرا کر چلنے لگی۔ صحن سے دالان میں داخل ہوتے ہوئے میں نے یشودھرا کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "کیا آپ ابھی تشریف لائی ہیں۔۔۔۔؟" اس نے مری ہوئی آواز میں کچھ کہا لیکن اس کے الفاظ ہال سے ابھرنے والے قہقہوں میں دب کر رہ گئے اور میں صرف اتنا سمجھ سکا کہ وہ چار دن پہلے یہاں آئی تھی۔

ہال میں قدم رکھتے ہی تمام راجکماریاں ہزہائی نس کو دیکھ کر کھڑی ہو گئیں۔ مہارانی نے مسکرا کر کہا۔ "اوہ یشودھرا! آؤ بیٹھو۔۔۔۔ اچھا ہوا تم کرن کو پکڑ لائیں۔ یہ پورا ایک گھنٹہ بھی تو نہیں بیٹھے تھے۔ یشودھرا مہارانی کے پاس بیٹھ گئی۔ ہزہائی نس نے مجھے ان دونوں کے سامنے بٹھا کر مہارانی کے بائیں طرف بیٹھتے بیٹھتے پیچھے کی طرف دیکھا۔ دو لڑکیاں سروج کو تھام کر لے آئیں اور میرے پاس بٹھانے لگیں۔ اس نے یشودھرا کو پرنام کیا۔ مہارانی میری طرف دیکھ کر بولیں۔ "کرن' یہ یشودھرا کماری تمہاری رشتے کی سالی ہیں۔ لکشمی نواس میں ٹھہری ہوئی ہیں۔"

میں نے یشودھرا کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔۔ "بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر یشودھرا دیوی۔۔۔۔" وہ مسکرا کر غور سے میرے طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "مجھے بھی آپ

سے مل کر خوشی ہوئی کرن جی۔ اب آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔۔۔ سنا تھا۔۔۔۔" مہارانی نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "ہاں لندن میں ان کا آپریشن ہوا تھا۔ اب بالکل ٹھیک ہیں۔" اسی وقت ایک داسی پانوں کی تھالی لے کر آ گئی۔ مہارانی نے ہزہائی نس کے سامنے پیش کی انہوں نے ایک بیڑا لے کر یشودھرا کے سامنے پیش کر دی۔ یشودھرا نے کہا۔ "انکل میں پان نہیں کھاتی۔" پھر تھالی لے کر میری طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔ "ہاں کرن جی کو پیش کر سکتی ہوں۔" میں نے آداب عرض کر کے پان اٹھایا اور منہ میں رکھ لیا۔ گو میں پان نہیں کھایا کرتا تھا اور یشودھرا کو یہ معلوم تھا۔ میرا مقصد اس کو ڈاج کرنا تھا۔ وہ بار بار میری طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے کا رنگ ابھی تک متغیر تھا۔ یہی کیفیت میری تھی لیکن میں اپنے دلی جذبات کو چھپانے میں اس سے زیادہ کامیاب تھا۔ تھوڑی دیر رسمی باتیں کرنے کے بعد آخر اس نے مہارانی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اچھا آنٹی اب میں اجازت چاہوں گی۔ دس بجے مجھے انجکشن کرانا ہوتا ہے۔"

یہاں میں نے کچھ بولنا ضروری سمجھا۔ "آپ کی طبیعت کچھ خراب ہے یشودھرا دیوی؟" میں نے سوال کیا۔۔۔۔ مسکرا کر بولی۔۔۔۔ "ہاں کرن میں چار پانچ ماہ سے بیمار ہوں۔"

"اوہ!" میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ "کیا شکایت ہے آپکو؟"

"شکایت کیا۔" اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "شاک سمجھ لیجئے۔۔۔۔"

"شاک؟" میں نے کہا۔ "شاک کی مدت اتنی طویل نہیں ہوتی یشودھرا دیوی۔"

"وہ ایسا ہی صدمہ ہے کرن لیکن چھوڑیئے۔ اس خوشی کے وقت اس کا ذکر اچھا نہیں معلوم ہوتا۔"

"مجھے سن کر افسوس ہوا۔ یشودھرا دیوی۔" میں نے کہا۔۔۔۔ مہارانی نے کہا۔ "کرن یہ بہت جذباتی ہیں کہ ایک دور پرے کے رشتے کی بہن کے ایکسیڈنٹ کو دل سے لگا بیٹھیں۔ حادثے ہوتے رہتے ہیں اور بھلانے بھی پڑتے ہیں۔ دنیا میں امر کون ہے۔"

میں نے کہا۔ "ہاں یشودھرا دیوی زندہ رہنے کے لئے غم کو بھلا دینا ہی عقلمندی ہے۔"

مسکرا کر بولی۔ "بھول جاؤں گی۔۔۔۔ مجھے افسوس ہے کرن اس وقت زبان پر ایسی نامناسب بات لے آئی۔ ایشور آپ دونوں کو خوش رکھیں۔" اس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے ہزہائی نس کی طرف دیکھا اور وہ بھی اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ یشودھرا نے چلتے چلتے کہا۔ "شام کو سیر سے لوٹنے کے بعد پھر آپ سے ملوں گی کرن جی۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "سو بھاگیہ۔ یشودہرا دیوی۔"

میں رنواس سے لوٹا تو میری روح زخموں سے چور تھی۔ دل و دماغ میں ایک نہ ختم ہونے والی کشمکش جاری تھی مجھ پر دیوانگی کی سی کیفیت طاری تھی۔ دل چاہتا تھا اس مصنوعی شہزادگی کا لبادہ چاک کر کے مہاراجہ شردھام کے منہ پر ماروں اور یشودھرا کو لے کر روانہ ہو جاؤں۔ سکریٹری کے کمرے سے داخل ہو کر اپنے کمرے میں پہنچا تو کرنل' رشی کے پاس سے اٹھ کر مسکراتے ہوئے میرے پاس آئے اور کہا۔ "ہو آئے کرن بیٹے؟" ان کے محبت آمیز لہجے نے میرا آدھا غصہ ختم کر دیا لیکن ساتھ ہی قوت برداشت بھی جواب دے گئی۔ "جی کرنل ماما۔" کہنے میں میری آواز بھرا گئی مجھے خود اپنی آواز پر اعتبار نہ آیا۔ کرنل نے چونک کر میرے چہرے کی طرف دیکھا اور بڑھ کر سینے سے لگا لیا۔ میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ وہ کچھ دیر کمر تھپکتے رہے اور پھر میرا ہاتھ پکڑ کے صوفے پر بٹھاتے ہوئے بولے۔ "کیا بات ہے کرن بیٹے—— کیا ہوا—— بولتے کیوں نہیں——" میں نے دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپ لیا۔ وہ تھوڑی دیر میرے سر پر ہاتھ پھیرتے رہے اور اٹھ کر دوسرے کمرے میں چل دیئے۔ میں دیر تک روتا رہا۔ آخر جی ہلکا ہوا تو رومال سے آنکھیں پونچھیں اور سگریٹ سلگا کر پینے لگا۔ دو تین کش لئے تھے کہ کینتھ اندر داخل ہوئی۔ وہ کچھ دیر کھڑی دیکھتی رہی اور جب میں نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو آہستہ آہستہ قریب آ کر بولی۔ "کرن تمہاری طبیعت اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ ایک پیگ پی لو۔" میں نے اس کو اشارہ کر کے پھر صوفے کی پشت پر سر ٹکا دیا۔ وہ بوتل اور گلاس اٹھا کر لے آئی۔ اس نے نصف گلاس بھر کر میری طرف دیکھا۔ میں نے گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا اور کھینچنی شروع کر دی۔ وہ کھڑی ہوئی میری طرف دیکھ رہی تھی۔ دو طویل گھونٹوں میں نصف سے زیادہ غائب ہوتی دیکھ کر آگے بڑھی اور گلاس پکڑ لیا۔ میں نے بگڑ کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ وہ میرے برابر میں بیٹھتی ہوئی بولی۔ "کیا ہے ڈارلنگ—— کیا ہو گیا تمہیں——؟"

میں نے اسکے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے کہا۔ "کچھ نہیں—— چلو آہستہ پیتا ہوں۔" وہ میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئی۔ میں نے چند منٹ میں گلاس خالی کر کے ٹیبل پر رکھا اور اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ میری بے چینی گھٹنے کے بجائے بڑھتی جا رہی تھی۔ یشودھرا کے طرز عمل سے معلوم ہوتا تھا وہ مجھے اچھی طرح پہچان چکی ہے۔ خرابی صحت شاک' ایکسیڈنٹ—— یہ تمام چیزیں بے مقصد سامنے نہیں لائی گئی تھیں یقیناً یہ تمام باتیں نعیم کو سنانے کے لئے ہی کہی گئی تھیں۔ رشی کرن کو نہیں اور—— اور اس کا ردعمل—— نہ جانے—— کیا ہو؟ میں ٹہلتے ٹہلتے رک گیا میز کے پاس جا کر کھڑے کھڑے اور انڈیلی اور گلاس منہ سے لگا لیا۔ کینتھ اٹھ کر میرے قریب آئی اور کہنے لگی۔ "کرن—— اس سے تمہیں کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ میرے خیال میں تمہیں آرام کی ضرورت

ہے۔ بیٹھو میں تمہیں مارفیا دے کر سلا دیتی ہوں۔" میں نے ایک گھونٹ لے کر کہا۔ "میں باہر نکلنا چاہتا ہوں—— ابھی—— اسی وقت۔" اس نے مجھے گھسیٹ کر صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "اچھا میں تمہیں ابھی نکالتی ہوں۔ گلاس رکھ دو اور بتاؤ کہاں جانا چاہتے ہو——؟" میں نے گلاس رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ تو مجھے معلوم نہیں۔" وہ ہنسنے لگی۔ "کیا کہنے ہیں کرن—— آج زندگی میں پہلی مرتبہ میں تمہیں بہکتے دیکھ رہی ہوں۔ تم دلہن کے ساتھ ناشتا کرنے لے جائے گئے تھے نہیں؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ آگے بڑھی—— "پھر کیا ہوا——؟ کیا وہ بہت بد شکل ہے اور تم دیکھ کر ڈر گئے؟" میں نے نفی میں سر ہلا دیا۔ بولی—— "کیا وہ بہت خوبصورت ہے۔ اتنی خوبصورت کہ تم مر مٹے؟" میں نے کہا۔ "خوبصورت ہے لیکن میں اس پر مرنے نہیں لگا اور مرنے لگوں تو وہ میری جیب میں ہے لیکن یقین کرو اعتماد شکنی میرا اصول نہیں۔ وہ آدھے گھنٹے تنہائی میں میرے رخسار پر رخسار رکھے بیٹھی رہی لیکن میں نے چار سو ساٹھ والٹ کے جھٹکے کھا کر بھی اس کو چومنا گوارا نہ کیا—— حالانکہ—— اب چھوڑو تم خود جانتی ہو——" مجھے ہنسی آ گئی۔ وہ بھی ہنسنے لگی—— "کیا——؟" اس نے میرے بازو میں کاٹتے ہوئے کہا—— میں نے اس کے منہ میں انگلی دے کر بازو چھڑاتے ہوئے جواب دیا۔ "یہی کہ میں بہت نیشنگ ہوں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "تسلیم—— اب آرام کر سکتے ہو؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا "جانا چاہتا ہوں۔" وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ "بتاؤ کس کے پاس کہاں؟"

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ تھوڑی دیر جواب کا انتظار کر کے کرنل کے کمرے کی طرف چل دی۔ میں پھر ٹہلنے لگا لیکن اب خمار چڑھنے لگا تھا۔ میں نے ٹانگیں لرزتی محسوس کیں اور لڑکھڑا کر گر جانے کے خوف سے دیوار کا سہارا لیتا ہوا مسہری کی طرف چلنے لگا۔ اسی وقت کرنل کے کمرے سے ہزہائی نس' کینتھ اور کرنل برآمد ہوئے۔ میں مسہری پر بیٹھتے بیٹھتے سرہانے کا سہارا لے کر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مسہری پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "کرن طبیعت خراب ہو گئی؟" میں نے کہا۔ "جی پاپا—— میری طبیعت بہت خراب ہے۔" کینتھ نے آگے بڑھ کر میرے جوتے کھولے۔ کرنل نے شیروانی اتاری اور آہستہ سے لٹا دیا ہزہائنیس نے کہا۔ "کرن تمہیں زیادہ نہیں پینی چاہئے تھی۔ خیر تھوڑی دیر آرام کرو۔ مس کینتھ انہیں لیموں کا شربت پلاؤ۔" میری آنکھیں بند ہونے لگیں اور تھوڑی دیر میں دنیا و مافیہا سے غافل ہو گیا۔

شام کو چار بجے میری آنکھ کھلی تو مجھے شدید بھوک لگی ہوئی تھی۔ کینتھ نے پانی کا جگ لا کر سلفچی میں میرا منہ ہاتھ دھلوایا اور کھانا لے کر آئی۔ میں اب خود کو بہتر محسوس کر رہا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد جسم میں توانائی آئی اور اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ کینتھ نے سگریٹ اور لائیٹر دیتے ہوئے کہا۔ "کرن میں سمجھتی ہوں۔ اب تم بالکل ٹھیک ہو۔" میں نے دھواں

خارج کرتے ہوئے کہا۔ "ہاں بیمار نہیں ہوں۔"

"تو پھر۔۔۔" اس نے کہا۔۔۔ "ہزہائی نس کئی مرتبہ تمہیں یاد کر چکے ہیں انہیں اطلاع دے دوں۔"

"ہاں۔۔۔ اب میں ان سے بات کر سکتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ وہ کرنل کے کمرے کی طرف چل دی۔ میرا سگریٹ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ کرنل اندر داخل ہوئے اور میرے سر پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگے۔ "کرن بیٹے کیسی طبیعت ہے اب۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہوں ماما لیکن دل پر گھبراہٹ اب بھی ہے۔ کیا آپ مجھے تھوڑی دیر کے لئے باہر جانے کی اجازت نہیں دے سکتے۔" وہ بولے۔۔۔ "ایک دو گھنٹے کے لئے تو جا سکتے ہو۔۔۔" میں نے کہا۔۔۔ "کافی ہے۔۔۔ لیکن میں رنگین شیشوں والی کار میں جانا چاہوں گا تاکہ کوئی دیکھ نہ سکے۔" اٹھتے ہوئے بولے۔ "ٹھیک ہے میں شانتی کرن سے کہہ کر انتظام کرائے دیتا ہوں۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے۔۔۔ لیکن پلیز ماما ذرا جلدی تشریف لایئے۔" وہ چلے گئے کینتھ میرے قریب آ کر کہنے لگی۔ "ہزہائی نس شاید ہی اجازت دیں کرن۔" میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالتے ہوئے کہا "کیوں؟"

وہ بولی "میرا خیال ہے۔۔۔ شاید غلط بھی ہو لیکن نہیں غلط نہیں ہو سکتا۔ وہ تمہیں اکیلا تو کبھی نہ جانے دیں گے۔"

"اگر میں تمہیں ساتھ لے جاؤں تو؟" میں نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ میری ضمانت پر وہ ضرور اجازت دے دیں گے۔" مجھے ہنسی آ گئی۔۔۔ وہ مسکرا کر بولی۔ "کیوں ہنسے؟"

"تمہاری ضمانت کی اہمیت پر۔۔۔" میں نے کہا "لیکن اگر تم میرے ساتھ جانا چاہتی ہو تو پھر تمہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ آئم سوری۔ میں کسی کو ساتھ نہیں لے جا سکوں گا۔"

"کیوں۔۔۔ کیا مجھ پر اعتماد نہیں ہے کرن؟"

"ہے۔۔۔ لیکن یہ اعتماد سے بہت آگے کی بات ہے۔"

"بتاؤ کیا۔۔۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔ زندگی کی آخری سرحد تک۔"

"سوری۔۔۔ تم ایک اچھی دوست ہو' بہترین بیوی ہو سکتی ہو لیکن خدا کے لئے مجھے یہ یقین دلانے کی کوشش نہ کرو کہ اگر میں مرجاؤں تو میرے ساتھ جل کر ستی بھی ہو سکتی ہو۔" وہ مسکرا دی۔۔۔ "اوکے کرن ڈونٹ ٹرسٹ می۔۔۔" میں نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "یہ بات نہیں ہے۔ میں تم سے زیادہ قابل اعتماد کسی کو نہیں سمجھتا لیکن یہ بات ہی کچھ ایسی ہے۔ میں ایک دوست کے پاس جا رہا ہوں جس کا خیال ہے کہ میں نے اس پر گولی چلائی۔ ہو سکتا ہے وہ مجھے دیکھتے ہی شوٹ کر دے ہو سکتا ہے مجھے ا یکسپلین

کرنے کا موقع دے لیکن میرا یقین نہ کرے اور میں خود اپنے اوپر گولی چلا کر ہلاک ہو جاؤں اور یہ بھی ہو سکتا ہے وہ مجھے دیکھتے ہی دیوانہ وار سینے سے لگا لے۔ اس لئے۔۔۔۔" کینتھ نے ہاتھ اٹھا کر روکتے ہوئے کہا۔ "ایک منٹ کرن۔۔۔ صرف یہ بتاؤ تمہارا ایسا دوست تمہیں کس طرح ملا۔۔۔؟"

میں نے کہا۔۔۔ "پلیز زیادہ گہرائی میں نہ جاؤ۔ مجھ پر یقین کرو۔۔۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا کہ اس وقت میں دنیا کا مایوس ترین انسان ہوں۔۔۔ مجھے جانے دو۔۔۔ یا میں مسرت کے شادیانے بجاتا ہوا لوٹوں گا۔ خیر یہ بھی راز رہنے دو۔۔۔" اس نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "اوکے کرن۔۔۔ تمہاری مرضی لیکن میں تمہاری بہترین معاون ہو سکتی تھی۔"

"مجھے یقین ہے لیکن یہ راز میرا نہیں۔ کسی اور کا ہے۔"

"کسی پردہ نشین کا۔۔۔" اس نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ "جو شادی میں شریک ہونے آئی ہے۔۔۔ اور۔۔۔ اور بھی بہت کچھ بتا سکتی ہوں۔۔۔" میں نے اس کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھام کر کہا۔ "تم میرے ساتھ چل رہی ہو۔ صرف وعدہ کرو کہ زبان نہ کھولو گی۔ خواہ میرا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو جائے یا تمہارے دل پر چھریاں چل جائیں۔" اس نے دوسرا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔ "مائی ورڈ آف آنر۔"

"اچھا' پھر ہزہائی نس کے پاس جاؤ اور ان سے اجازت دلاؤ۔" وہ سر جھکا کر روانہ ہو گئی۔

چند منٹ بعد کرنل اور ہزہائی نس کینتھ کے ساتھ اندر داخل ہوئے۔ میں نے اٹھ کر سلام کیا۔ ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "اب تو ٹھیک معلوم ہوتے ہو کرن۔۔۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔۔۔ "جی پاپا۔۔۔ میرے باہر جانے کے متعلق کیا حکم ہے۔۔۔؟" انہوں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھا۔ "ساڑھے پانچ بج رہے ہیں۔ اگر دو گھنٹے کے اندر اندر لوٹ سکتے ہو تو چلے جاؤ۔ تمہیں آٹھ بجے رنواس جانا ہے۔" میں نے کہا "اس سے بھی پہلے پہنچنے کی کوشش کروں گا پاپا لیکن رات کے وقت تو رشی کو بھیج کر دیکھئے۔" ہزہائی نس کی گردن جھک گئی۔ آہستہ آہستہ سر اٹھا کر کرنل کی طرف دیکھا۔ میں نے ان کو افسردہ دیکھ کر کہا۔ "خیر پاپا آپ فکر نہ کریں میں پہنچ جاؤں گا۔۔۔" کرنل نے کہا۔ "کرن رنواس میں تمہاری ذہانت اور عقلمندی کا چرچا ہو رہا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو رشی ایک منٹ میں تمام کھیل بگاڑ کر نہ رکھ دیگا۔ اس لئے کم از کم ایک دفعہ تو خیریت سے شردھام پہنچ جانے دو۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے ماما۔۔۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کرونگا۔۔۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "شیروانی پہنو۔۔۔ گاڑی آ چکی ہے۔ مس کینتھ کو لے کر چلے جاؤ۔ کرنل صدر دروازے تک تمہارے ساتھ جائیںگے۔" میں نے شیروانی اٹھاتے ہوئے کہا۔ "

ماما کو رشی کے پاس ہونا چاہئے پاپا۔" ہزہائی نس نے کرنل کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ٹھیک تو ہے۔" ماما نے شیروانی کی جیب سے دس کے کئی نوٹ نکال کر کینتھ کو دیتے ہوئے کہا۔ "یہ گیٹ پر پہنچتے ہی گارڈ کو انعام میں دے دینا مس کینتھ۔" کینتھ نے نوٹ لے کر پرس میں رکھ لئے اور میری طرف دیکھ کر بولی۔ "چلئے چلئے یور ایکسی لنسی۔" کرنل نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا اور ہم باہر نکل گئے۔

لفٹ سے پورچ میں آتے ہی گارڈ نے سلامی دی۔ ڈرائیور نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر سلام کیا۔ کینتھ نے گارڈ انچارج کو انعام دیکر ڈرائیور سے کہا۔ "تم نہیں چل رہے ہو۔" وہ سر جھکا کر ایک طرف ہوگیا میں نے آگے بڑھ کر اگلا دروازہ کھولا اور کینتھ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ڈرائیور نے پچھلا دروازہ بند کیا۔ میں نے وہیل سنبھالا اور گاڑی پورچ سے نکالی۔ مین گیٹ پر گارڈ نے پھر سلامی دی۔ سڑک پر آتے ہی میں نے شہر کو جانے والے راستے سے مخالف سمت میں ٹرن لیا اور چند سو گز جانے کے بعد ایک انٹرسیکشن پر کھڑے ہوئے پولیس مین کو دیکھ کر گاڑی سلو کرتے ہوئے کینتھ کو اس سے لکشمی نواس کا راستہ پوچھنے کو کہا۔ اس نے کھڑکی کا شیشہ نیچے اتار کر سر باہر نکالا۔ پولیس مین کے پاس پہنچ کر میں نے گاڑی روک دی اور وہ اس سے راستہ سمجھنے لگی۔ لکشمی نواس راج محل تین ساڑھے تین میل کے فاصلے پر تھا۔ ہم پانچ منٹ میں پہنچ گئے۔ بیشتر مہمانوں کا قیام ہونے کے باعث یہاں کاروں کی آمد و رفت کے لئے مین گیٹ کھلا رہتا تھا جس پر صرف ایک سپاہی بندوق لئے ٹہلتا رہتا تھا۔ ہماری کار اندر داخل ہوئی تو وہ اٹینشن ہو گیا۔ راج محل کی سہ منزلہ عمارت کے سامنے اور داہنے بائیں سینکڑوں گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں پورچ کے قریب پہنچ کر میں نے کینتھ سے کہا۔ "ریسپشنٹ سے یشودھرا کماری آف ولاس پور کا اپارٹمنٹ نمبر دریافت کرو۔" وہ دروازہ کھول کر نیچے اتری اور ریسپشن روم کی طرف چل دی۔ میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا اور گرد و پیش کا جائزہ لینے لگا۔ تھوڑی دیر میں وہ واپس آئی اور کہنے لگی۔ "وہ تیسری منزل پر چھتر بھون میں ہیں۔ میں نے فون پر ان سے بات کی---- وہ آہی رہی ہیں۔"

"ساتھ کون ہے؟" میں نے پوچھا---- اس نے کہا۔ "معلوم نہیں میں نے ان سے صرف یہ کہا تھا کہ "ہم آپ سے ملنے آئے ہیں۔" انہوں نے سوال کیا "ہم کون؟" میں نے جواب دیا---- "آپ صبح جن سے مل چکی ہیں" انہوں نے کچھ دیر سوچ کر کہا۔ "اچھا میں نیچے آ رہی ہوں۔" میں نے دروازہ کھول کر اس کو اندر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم صبح مل چکے ہیں----" مسکرا کر بولی۔ "کرن یہ سوال تم جیسے عقلمند آدمی کو نہیں کرنا چاہئے تھا۔ کیا دو اور دو چار نہیں ہوتے؟ اچھا ادھر دیکھو---- کیا یہ وہی نہیں----؟" میں نے پورچ کی طرف دیکھا۔ یشودھرا سیڑھیاں اتر

کے دروازے کی طرف آ رہی تھی۔ وہ تنہا تھی۔ میں نے کینتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "وہی ہے۔" یشودھرا نے دروازے سے نکل کر ہماری کار پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی اور پارک کی ہوئی کاروں کی طرف بڑھنے لگی۔ میں نے اس کو ایک کار کا دروازہ کھول کر بیٹھتے دیکھا جس پر ولاس پور اسٹیٹ کی پلیٹ نمبر تھی۔ یہ وہی رنگین شیشوں والی گاڑی تھی میری نگاہوں میں گزشتہ واقعات گھومنے لگے۔ میں ماضی میں گم ہو کر رہ گیا۔ یشودھرا کی گاڑی بیک ہو کر نکلی اور سیدھی ہو کر پھاٹک کی طرف چلنے لگی تو کینتھ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "کرن! وہ جا رہی ہے۔" میں نے "ہاں" کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کی اور گیٹ سے نکل کر اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اگلی گاڑی کی رفتار بڑھنے لگی۔ میں بھی اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ شہر سے اٹھارہ بیس میل دور جانے کے بعد گھنے جنگل میں ایک دریا کے کنارے بنی ہوئی بارہ دری کے قریب پہنچ کر اس نے گاڑی روکی اور نیچے اتر کے ہماری گاڑی پر نظر ڈالتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ میں نے انجن بند کر کے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "میں چند منٹ بعد تمہیں بلاؤں گا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "گڈ لک۔" میں "تھینک یو" کہہ کر بارہ دری کی طرف چل دیا۔ جگہ جگہ سنگ مرمر کے بنچ بچھے ہوئے تھے اور گرد و پیش کا انتہائی حسین منظر تھا لیکن میں اس وقت امید و بیم کی کشمکش میں مبتلا تھا۔ میرے لئے اس میں کوئی کشش نہ تھی۔ یشودھرا جنگلے کے قریب دریا کی طرف منہ کئے کھڑی تھی۔ ہوا کے جھونکوں سے اس کے کھلے ہوئے بال کاندھے پر لہرا رہے تھے۔ میں دھڑکتے دل سے اس کے قریب پہنچا۔ آہٹ پاتے ہی اس نے پلٹ کر دیکھا اور مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "مبارک ہو کرن!" میں نے کہا۔ "یشو مبارکباد دینے کے لئے تمہیں راج محل جا کر روم نمبر اکتالیس میں رشی کرن سے ملنا چاہئے۔"

"وہ میرے سامنے کھڑا ہے۔" اس نے تیوری چڑھا کر کہا۔

"یہ بھی صحیح ہے لیکن ڈرامے کے ہیرو اصلی ہیرو نہیں ہوا کرتے یشو---- تمہارے سامنے اس وقت تمہارا پرستار نعیم کھڑا ہے۔"

"ہو گا----" اس نے لاپروائی سے کہا۔ "مجھے خوشی ہے نعیم ایک اچھا اداکار ہے۔ وہ ہر پارٹ میں اوریجنل معلوم ہوتا ہے۔"

"یشو---- تمہیں غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔ میں صرف گورنر کے حکم سے ایک ڈیوٹی انجام دے رہا ہوں۔ ولاس پور میں باڈی گارڈ تھا۔ یہاں ایک نیم دیوانے پرنس کا پروٹو ٹائپ ہوں۔ وہاں بھی تنخواہ ملتی تھی یہاں بھی تنخواہ ملتی ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "وہاں بھی شہزادیاں ملتی تھیں۔ یہاں بھی شہزادی مل گئی۔" میں نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔ "یہاں کی شہزادی میری کچھ نہیں یشو---- میں تمہارا ہوں اور تمہارے لئے تڑپ رہا ہوں۔" وہ غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھنے لگی

اور جب اس کی پلکیں نم آلود ہونے لگیں تو میں نے اس کو آغوش میں لے لیا۔ اس نے کوئی مزاحمت نہ کی اور میرے سینے پر سر رکھ کر رونے لگی۔ میں نے اس کا چہرہ اوپر اٹھا کر رومال سے آنسو پونچھے اور وہ مسکرا دی۔ فضا میں نغمے بکھر گئے۔ میں نے اس کو پھر بانہوں میں جکڑ کر چوم لیا۔ اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "آہ نعیم---- میں ایک بار پھر تمہارا یقین کرنے پر مجبور ہوں---- خدا کرے یہ سچ ہو----" میں نے اس کو بنچ پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یشو اگر تم اجازت دو تو میں ایک گواہ پیش کرنا چاہتا ہوں جو بمبئی سے میرے ساتھ آئی ہے اور میری زندگی کے ایک ایک لمحے سے واقف ہے۔"

"وہی تو نہیں جس نے مجھے فون کیا تھا----؟" اس نے بنچ پر پیر رکھتے ہوئے کہا۔

"وہی---- وہ میری زندگی کا ہر راز جانتی ہے اور جھوٹ نہیں بول سکتی۔"

"بلا لو---- لیکن گواہی کی ضرورت نہیں---- جس روز میں تم پر یقین نہ کروں گی دنیا میں کسی پر بھی نہ کروں گی۔" میں نے اس کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر کہا۔ "یشو میری جان---- تم نے مجھے دوبارہ زندگی دی ہے۔ میں عہد کر کے چلا تھا کہ اگر تم کو یقین نہ دلا سکا تو میری لاش ہی واپس جائے گی اور شاید لاش بھی نہ جاتی کیونکہ----" اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "نعیم خدا کے لئے خاموش ہو جاؤ----!" میں خاموش ہو گیا۔ سورج غروب ہوئے دس منٹ گزر چکے تھے اور تاریکی بڑھتی جا رہی تھی۔ میں نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "رات ہو رہی ہے---- چلو گاڑی میں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ مجھے اس جنگل کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے اور ایک چھوٹے سے پستول کے سوا کوئی ہتھیار بھی نہیں ہے۔" وہ میرا ہاتھ پکڑے پکڑے سیڑھیوں کی طرف چلنے لگی۔ اسی وقت کینتھ کے چیخنے اور دھڑاکے سے کار کا دروازہ بند کرنے کی آواز آئی۔ میں نے چونک کر شیروانی کی جیب سے پستول نکالتے ہوئے گاڑی کی طرف دیکھا۔ ایک چیتا چند قدم کے فاصلے پر درخت کے نیچے کھڑا ہوا دم ہلا رہا تھا۔ یشودھرا پلٹ کر مجھ سے لپٹ گئی۔ میں نے گھبراہٹ میں چیتے کی طرف یکے بعد دیگرے تین فائر کئے نتیجہ صفر تھا لیکن پستول کے دھماکے سن کر چیتے نے چھلانگ لگائی اور جنگل میں غائب ہو گیا۔ یشودھرا بے ہوش ہو کر میرے بازو پر لٹک رہی تھی۔ میں نے ایک جھٹکے سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھایا اور کار کی طرف جھپٹا۔ قریب پہنچتے ہی کینتھ نے دروازہ کھول دیا۔ میں نے اس کو اندر دھکیلا اور پچھلی سیٹ پر لٹا دیا۔ کینتھ نے دروازہ بند کیا اور اس کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگی لیکن خوف سے اس کی بری حالت تھی۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ "کرن!" اس نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا---- "خدا کے لئے نکلو ورنہ۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "اب کوئی خطرہ نہیں۔ تم۔ اس کو سنبھالو۔"

وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر اس کو سنبھالنے لگی۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور بیک کر

کے سڑک پر لایا۔ چند سو گز چلنے کے بعد ایک کھلے مقام پر بریک لگاتے ہوئے پیچھے کی طرف دیکھا۔ کینتھ نے کہا۔ "کاش میں اٹیچی کیس ساتھ لے کر آتی۔" میں نے کہا "کھڑکیوں کے شیشے اتار دو میں دیکھتا ہوں کہیں پانی----" اس نے کھڑکی کا شیشہ نیچے اتارتے ہوئے کہا۔ "نہیں گاڑی سے باہر نہ نکلنا کرن---- مجھے ایک ترکیب۔" اس نے یشودھرا کی ناک پر انگلی اور انگوٹھا رکھ کے دبایا۔ میں نے گھبرا کر کہا۔ "یہ کیا مویشیوں والا علاج کر رہی ہو----؟" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اسی وقت یشودھرا نے منہ کھول کر سانس لیا اور آنکھیں کھول کر دیکھا۔ کینتھ نے ناک سے ہاتھ ہٹا لیا اور کمر کے نیچے ہاتھ ڈال کر سیٹ پر بٹھاتے ہوئے مسکرا کر بولی۔ "یو آر آل رائٹ یور ایکسی لنسی۔" یشودھرا نے سر پر ہاتھ پھیر کر سیٹ سے کمر لگا دی اور نحیف آواز میں بولی۔ "ہاں" میں اگلی سیٹ کھینچ کر اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور کمر تھپتھپا کر کہا۔ "یشو کیا ہو گیا تمہیں----؟"

اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "اوہ---- تم ٹھیک ہو نعیم----؟"

میں نے ہنس کر کہا---- "ایک جنگلی کتے کو دیکھ کر ڈر گئیں تم یشو؟"

"کتا نہیں تھا وہ---- میں نے دیکھا۔" میں نے ہنس کر اس کی بات کاٹی۔ "کتا تھا---- پستول کی آواز سنتے ہی بھاگ گیا خیر---- اب کیسی ہو----؟"

"میں ٹھیک ہوں---- شکریہ۔"

"تو پھر ان سے ملو یہ ہیں مس لیو کینتھ---- میری نرس' پرائیویٹ سیکرٹیری---- کمپینین---- باڈی گارڈ وغیرہ وغیرہ۔" اس نے کینتھ سے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "ہاؤ [illegible]----؟" کینتھ نے مسکرا کر اس کے سامنے سر جھکا دیا۔ وہ میری طرف دیکھ کر پھر مسکرا دی۔ میں نے کہا۔ "یشو تمہارا تعارف بڑے عجیب حالات میں ہوا لیکن خیر یہ ہماری قابل اعتماد دوست ہیں اور دوسری ملاقات پر تفصیلی گفتگو ہو گی۔ اب یہ بتاؤ گاڑی چلا سکو گی یا نہیں----؟" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "میں بہت کمزوری محسوس کر رہی ہوں نعیم---- شاید نہ چلا سکوں----" میں نے کہا "خیر دیکھا جائے گا---- یہ تمہیں ڈرائیو کریں گی---- پہلے لے تو آئیں۔"

وہ خاموش ہو گئی۔ میں نے وہیل پر جا کر گاڑی بیک کی اور بارہ دری کی طرف چل دیا۔ کینتھ اس کو مسلسل باتوں میں الجھائے رہی۔ ہیڈ لیمپس کی تیز روشنی دیکھ کر خرگوش اور گیدڑ وغیرہ بھاگتے رہے۔ کوئی خطرناک درندہ کہیں نظر نہ آیا۔ میں نے یشودھرا کی کار کے پہلو میں جا کر بریک لگایا اور کینتھ کی طرف دیکھ کر دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ وہ گاڑی سے اتر کے یشودھرا کی کار کے وہیل پر بیٹھی اور انجن اسٹارٹ کیا۔ میں نے گاڑی بیک کی اور تھوڑی دیر میں دونوں گاڑیاں شہر کی طرف دوڑ رہی تھیں۔ یشودھرا میرے پہلو میں بیٹھی ہوئی باتیں [illegible] رہی تھی۔ میں نے اس سے دلہن کے ساتھ شردھام جانے والی

راجکماریوں کے ساتھ شامل ہونے کی درخواست کی---- اس نے چلنے کا وعدہ کرتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "نعیم میں نے رشی کرن کو نہیں دیکھا اس لئے اس کی دماغی اور جسمانی حالت کے متعلق کچھ نہیں جانتی لیکن اتنا سمجھ سکتی ہوں کہ وہ ہر حیثیت سے ناکارہ ہے تو کیا تم----" وہ مسکرا کر خاموش ہو گئی۔ میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا----
"یشو میں تمہارا مطلب سمجھ گیا لیکن یقین کرو شردھام پہنچنے کے بعد نعیم سروج کماری کے سپنے میں بھی مشکل سے آئیگا اور پھر وہ اتنے بے غیرت نہیں ہیں کہ----" میں نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

وہ ہنس دی۔ "بے غیرت کوئی بھی نہیں ہوتا نعیم---- لیکن حالات سرکش سے سرکش انسان کو زمین چاٹنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ بہر کیف میں تم پر اعتماد کرتی ہوں----"

"شکریہ---- میں وعدہ کرتا ہوں کہ----"

"غیر ضروری ہے نعیم---- اعتماد ہو تو وعدے نہیں لئے جاتے۔"

"پھر شکریہ ڈیرئیسٹ۔" میں نے کلائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ساڑھے سات بج گئے تم راج محل چل رہی ہو نا یشو؟"

"چل رہی ہوں۔ گاڑی رکواؤ اب میں چلا سکتی ہوں۔"

"شام کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ---- ہوائی جہاز چلانے لگو گی۔" وہ ہنس دی۔ "تم وہاں پہنچتے ہی کرن بن جاؤ گے---- اور----" میں نے کہا---- "ڈیوٹی از ڈیوٹی---- یور ایکسی لنسی لیکن ریلیو ہوتے ہی میں آپ کے ساتھ ہوں گا۔ کینتھ آپ کو بتائیگی ہم کہاں مل سکتے ہیں۔"

○

میں نے راج محل کے پورٹیکو میں گاڑی روک کر دروازہ کھولا تو برآمدے میں پاپا' ہزہائی نس اور کئی راجکمار کھڑے ہوئے تھے۔ سیڑھیاں چڑھتے ہی پاپا نے آگے بڑھ کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور لفٹ کی طرف چلنے لگے۔ ہزہائی نس اور یوراج بھی ہمارے ساتھ ہو گئے پاپا نے لفٹ میں آتے ہی کہا۔ "کرن تم بہت غیر ذمہ دار ہو---- معلوم ہے ہم سب کس قدر پریشان ہوئے۔ "یوراج نے لفٹ آپریٹر کی طرف دیکھا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور لفٹ اوپر جانے لگی۔ میں نے کہا۔ "مجھے افسوس ہے پاپا---- واقعی کچھ لیٹ ہو گیا۔"

"ہونہہ----!" انہوں نے گھڑی میرے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ "کچھ لیٹ---- یا پورا آدھا گھنٹہ؟ سب تمہارے انتظار میں کھانا سامنے رکھے بیٹھے ہیں۔ خیر اب تمہیں یہاں سے سیدھا رنواس میں جانا ہو گا۔" لفٹ رکتے ہی پاپا کے سوا سب باہر نکل آئے۔

یوراج نے میرا ہاتھ تھاما۔ پاپا نے ہزہائی نس کو مسکرا کر سر کے اشارے سے سلام کیا۔ لفٹ اوپر چل دی اور ہم ہزہائی نس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔

رنواس میں بھی حالت اس سے مختلف نہ تھی۔ یہاں تمام خواتین اسی طرح مضطرب تھیں۔ مہارانی نے ہال میں داخل ہوتے ہی پچیس اشرفیاں میرے سر پر سے اتار کر اسی وقت برہمنوں میں تقسیم کرانے کو بھیجیں اور بلائیں لے کر ایک طرف ہٹ گئیں۔ ان کے ہٹتے ہی میں لڑکیوں کے مجمع میں گھر گیا۔ تمام راجکماریاں اور مہمان خواتین میزوں پر پہنچ گئیں۔ اجیتا میرا ہاتھ تھام کر کمرے کی طرف چلتے چلتے بولی۔ "بھاگنے کا ارادہ تھا کیا یوراج؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہارے بغیر کیسے بھاگ سکتا ہوں۔" وہ ہنس کر کہنے لگی۔ "میرا کیا کرو گے بھلا----؟"

"سروج کی نگرانی کرائیں گے۔" میں نے اس کی ناراضگی کے خوف سے ایک بے ضرر سا مصرف بتایا۔ اس نے آنکھیں نچاتے ہوئے کہا۔ "بس؟" میں نے کمرے میں قدم رکھتے ہوئے کہا۔ "باقی پھر کبھی۔" وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ اندر سروج مسہری اور صوفے کے درمیان کھڑی ہوئی سنگھار میز پر رکھے ہوئے فوٹو کو دیکھ رہی تھی جو فلیش کیمرہ سے لیا ہوا رشی کرن کا ایک شاٹ تھا۔ اجیتا کا قہقہہ سنتے ہی اس نے پلٹ کر دیکھا اور زیر لب "پران ناتھ" کہہ کر آگے بڑھتے بڑھتے رک گئی۔ اجیتا نے کہا۔ "گلے لگا لو کرن---- میں ٹل جاتی ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اتنا بے شرم تو نہ سمجھو ہمیں دیدی رانی۔" بولی۔ "دھرما تما بننے کی کوشش نہ کرو کرن---- من میں تو لڈو پھوٹ رہے ہوں گے۔ خیر آؤ پہلے کھانا کھا لو۔ بے چاری بھوکی بیٹھی ہے۔" میں نے ٹیبل کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "بے چارا بھی بھوکا کھڑا ہے آؤ سجنیا۔" سروج مسکرا کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ میں نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے پلٹ کر دیکھا تو اجیتا جا چکی تھی۔ میدان خالی دیکھ کر سروج نے منہ بنا کر کہا۔ "تم نے آج مجھے بہت ویاکل کیا پریتم---- کہاں چلے گئے تھے----؟"

"کہیں نہیں سروج۔" میں نے جواب دیا۔ "یونہی ذرا---- خیر کھانا کھاؤ لیکن صبح جتنا نہیں---- اچھی طرح۔" وہ سامنے والی کرسی سے اٹھ کر میرے پہلو میں آ کر بیٹھ گئی اور منہ کھول کر بولی---- کھلاؤ سوامی ناتھ۔" میں نے ایک لقمہ اٹھا کر اس کے منہ میں دیا اور ہنس کر کہا۔ "ناؤ ہیلپ یور سیلف----" اس نے جھینپ کر میری گود میں منہ چھپا لیا اور پھر کھانے کا سلسلہ ختم ہونے تک بار بار اس کا منہ میری گود میں آتا رہا اور میں گوتم بدھ کی طرح پتھرائی ہوئی آنکھوں سے خلاؤں میں نروان تلاش کرتا رہا۔ بالفاظ دیگر رنگ و نکہت کی حسین وادیوں سے خوفزدہ ہو کر تپتی ہوئی کھردری چٹانوں میں پناہ ڈھونڈتا رہا۔ [illegible] میرے لئے گولیوں کے سامنے سینہ سپر ہونے اور جھیلوں میں چھلانگ لگانے سے بڑی [illegible] تھی۔

کھانا کھا کر باہر نکلا تو ہال میں سے میزیں ہٹائی جا چکی تھیں اور کرسیوں کے وسط میں ایک لڑکی پیروں میں گھنگرو باندھے ناچ رہی تھی۔ ہمیں دروازے سے نکلتے دیکھ کر ناچتے ناچتے دونوں کنپٹیوں پر ہاتھ رکھ کر جھکی اور سیدھی ہو کر گانا الاپنے لگی۔ تمام خواتین نے پلٹ کر ہماری طرف دیکھا۔ مہارانی نے مسکرا کر پانچ اشرفیاں نکالیں اور گانے والی لڑکی کو دے دیں۔ اجیتا نے آگے بڑھ کر مجھے کرسی پر بٹھا دیا۔ چوتھی کرسی پر یشودھرا بیٹھی ہوئی تھی اس نے ایک بار میری طرف مسکرا کر دیکھا اور پھر گانا سننے میں محو ہو گئی۔ گیارہ بجے میں نے مہارانی سے رخصت طلب کی اور اپنی قیام گاہ کو لوٹا۔ کرنل نے خود اٹھ کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوتے ہی بولٹ چڑھا کر میرے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے کمرے کو چل دیئے۔ میں نے سلیپنگ سوٹ پہنا اور سگریٹ سلگا کر بستر پر دراز ہو گیا۔

سہ پہر کو دلہن راجکماری کو رخصت ہونا تھا۔ پروگرام کے مطابق یہاں سے رشی کرن کا پارٹ شروع ہوتا تھا کیونکہ اب ملاقاتوں اور خلوتوں کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا۔ صرف ایسی رسوم باقی رہ گئیں تھیں جن میں مکالموں کی گنجائش نہ تھی۔ ایک ایسے چلتے پھرتے مجسمے کی ضرورت تھی جو چہرے پر سہرے کا نقاب ڈالے منہ پر رومال رکھے، جس جگہ پر کھڑا کر دیا جائے کھڑا رہے۔ جہاں چلایا ہو وہاں چلنے لگے۔ رشی ان کاموں کے لئے ان فٹ نہ تھا۔ سنبھالنے کے لئے دائیں بائیں نکیرین متعین تھے جن میں کرنل ماما بھی شامل تھے۔ میں صبح کا ناشتا سروج کماری کے ساتھ کر کے اس کو آنے والے خوشگوار لمحات اور بے پناہ مسرتوں کا یقین دلا کر (جن میں سے مجھے رشی کی طرف سے ایک کا بھی یقین نہ تھا) راج محل سے غائب ہو چکا تھا اور شوفر کی وردی میں مسٹر والٹر کی کار لئے لکشمی نواس کے گیٹ سے کچھ فاصلے پر یشودھرا کی گاڑی باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا۔ میں نے والٹر سے کہہ دیا تھا۔ میرا انتظار نہ کریں اور گاڑیوں کی کمی نہیں ہے وہ خود کوئی انتظام کریں گے۔

اس وقت مجھے صرف ایک خیال رہ رہ کر پریشان کر رہا تھا اور وہ یہ تھا کہ اگر یشودھرا کے ساتھ کوئی اور ہوا تو بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا اور مجھے منہ چھپا کر کھسکنا پڑے گا۔ سب سے بڑی دشواری یہ تھی کہ اس کی پیکارڈ کے رنگین شیشوں کی وجہ سے اس کے ساتھ کوئی ہے یا نہیں یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا۔ گزشتہ رات میں دوسری گاڑی میں تھا کہ وہ میری گاڑی کو پہچان سکے۔

اڑھائی بجے کے قریب پیکارڈ گیٹ سے باہر نکلی۔ قریب آتے ہی میں نے ٹوپی اتار کر سر کھڑکی سے باہر نکالا اس نے کھڑکی کا شیشہ نیچے سرکایا اور میری طرف دیکھا۔ وہ تنہا تھی۔ میں نے سیلف پر پیر رکھتے ہوئے کہا۔ "یشو میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔" اس نے مسکرا کر گاڑی روک دی۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "پلیز فالومی۔" اس نے آگے جا کے یو ٹرن لیا اور میرے پیچھے آنے لگی۔ میں نے سیدھا بارہ دری کا رخ کیا وہ

تین میل جانے کے بعد اس نے رفتار بڑھائی اور گاڑی میرے برابر میں لاتی ہوئی بائیں دروازے کا شیشہ نیچے سرکا کر بولی۔ بارہ دری کا ارادہ تو نہیں نعیم؟" میں نے کہا "ہاں مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔ کچھ سننا ہے۔" وہ بولی۔ "تو اس خطرناک جنگل میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ سڑک سے ذرا ہٹ کے گاڑی روک دو اور میری گاڑی میں آ جاؤ----"
میں نے زمین ہموار دیکھ کر بائیں جانب گاڑی اتاری اور چند قدم پر ایک گھنے درخت کے نیچے روک دی اور نیچے اتر کے پیکارڈ کا دروازہ کھولا۔ یشودھرا نے سوئچ آف کر کے دونوں ہاتھ میری طرف پھیلا دیئے۔ میں نے اس کو گود میں اٹھا کر چوم لیا۔ تھوڑی دیر وارفتگی کا عالم طاری رہا اور جب وہ پھسل کر میری آغوش سے علیحدہ ہوئی تو دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس نے میرے چہرے کی طرف دیکھ کر سسکی لی اور کندھے پر سر رکھ کر بے اختیار رونے لگی۔ میں نے اس کے آنسو پونچھے اور کمر تھپک کر پچھلا دروازہ کھول کر اندر جانے کا اشارہ کیا۔ وہ اندر داخل ہو گئی۔ میں نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے دروازہ بند کر کے کہا۔ "یشو کل مس کنتھ کی موجودگی میں تم سے بات نہ کر سکا۔ اب مجھے تفصیل سے بتاؤ ہزہائی نس اور ہرہائی نس تو کشل ہیں نا؟"

"کشل ہیں---- تمہیں اکثر یاد کرتے ہیں۔" اس نے جواب دیا۔

"یہ تو میری عزت افزائی ہے یشو---- اگر سچ ہے۔"

"بالکل سچ ہے۔ وہ تمہیں باڈی گارڈ نہیں---- راج محل کی شوبھا کہتے ہیں نعیم۔"

"خدا کرے انہیں میری عمر لگ جائے---- میں بھی انہیں پرنس نہیں دیوتا مانتا ہوں۔ اچھا سا وھنا دیدی؟"

"اچھی ہیں---- تمہیں بہت یاد کرتی ہیں۔ میری وجہ سے لیکن اگر میں انہیں ایک بات بتا دیتی تو شاید وہ تم سے بیزار ہو جاتیں۔"

"وہ کیا؟" میں نے چونک کر کہا---- میرا ذہن سیدھا سوسائیڈ نوٹ کی طرف پہنچا۔

اس نے مغموم لہجے میں کہا۔ "پھر کبھی سہی۔"

میں نے کہا---- "تمہاری مرضی---- میں مجبور نہیں کروں گا۔ اچھا یہ بتاؤ شردھام چل رہی ہو یا نہیں؟"

"نہیں جناب----" اس نے سر ہلا کر کہا۔ "میں اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ بولی "کیوں ڈیریسٹ اس طرح کیوں دیکھنے لگے----؟"

میں نے کہا۔ "یہ دیکھ رہا ہوں کہ تلخ بات کہتے وقت بڑے لوگوں کی زبان کتنی شریں ہو جاتی ہے----؟"

"کیا میری زبان سے پہلی مرتبہ "جناب" سن رہے ہو ڈیئر؟" اس نے کہا۔

"نہیں---- لیکن "نہیں" پہلی مرتبہ سن رہا ہوں۔ سوچو تو یہ کتنا اچھا موقع تھا

کھو رہی ہو۔ میری بدقسمتی ہے۔"
"مجبوری ہے نعیم----"
"خیر' نعیم مجبور نہیں ہے۔ تم نہیں چل رہیں تو میں بھی نہیں جا رہا۔"
"یہ کیسے ممکن ہے؟ تم مہاراجہ شردھام کو اس طرح کیسے چھوڑ سکتے ہو؟ گورنر کو کیا جواب دو گے----؟ مس کینتھ کا کیا ہو گا----؟"
"تم کیا سمجھتی ہو' کیا میرے نہ جانے سے زمین کی گردش رک جائیگی؟ اور اگر رکتی ہے تو رک جائے۔ میں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں۔"
"کہاں؟"
"ولاس پور---- ابھی یہیں سے۔" وہ ہنس دی۔ "پاگل ہو گئے ہو نعیم؟"
"میں عقل کل نہیں ہوں۔ مجھے بھی پاگل ہونے کا حق ہے۔"
"اچھا----" اس نے کہا "راج محل واپس چلو---- اپنا سامان لے لو۔"
"میرا کوئی سامان نہیں یشو---- یا پھر پوری ریاست ہے۔ کیا کیا لے سکتا ہوں----؟"
"مجھے یقین ہے نعیم---- تم چاہو تو شردھام کی گدی حاصل کر سکتے ہو کیوں نہیں کرتے یہ میں نہیں جانتی لیکن کم از کم ایک جوڑا کپڑوں کا تو لے لو۔"
"اپنی اپنی ضرورت ہے یشو---- مجھے ریاست کی ضرورت نہیں ہے۔ یشودھرا کی ہے اور وہ مل گئی---- آؤ چلتے ہیں۔" میں نے اس کو اٹھا کر اگلی سیٹ پر بٹھایا اور وہیل پر بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کیا۔ وہ خاموش بیٹھی دیکھتی رہی۔ گیئر لگاتے ہی والٹر کی کار کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی۔ "اس کا کیا ہو گا؟" میں نے گاڑی بیک کر کے سڑک پر چڑھائی اور اس سے پوچھا۔ تمہارے پرس میں کاغذ اور قلم ہے----" اس نے پرس کھول کر نوٹ بک اور فاؤنٹین پن میری طرف بڑھا دیا۔ میں نے والٹر کے نام انگریزی میں مختصر سا نوٹ لکھا۔ "مسٹر والٹر میں ہز ایکسی لنسی کے پاس جا رہا ہوں۔ آپ اپنی کار بارہ دری کو جانے والی سڑک سے خود آ کر لے جائیں---- شکریہ----" نوٹ جیب میں رکھا اور نیچے اتر کے والٹر کی کار کو سڑک پر چڑھا کر پیکارڈ میں آ گیا۔ یشودھرا خاموش بیٹھی دیکھتی رہی۔ میں نے شہر کا رخ کیا---- لکشمی نواس کے قریب پہنچ کر اس نے کہا۔ "نعیم میرے ساتھ دو تین سوٹ کیس ہیں۔ ایک نوکرانی ہے اور کئی چیزیں ہیں۔ کیا انہیں چھوڑ کر چل دینا ہے----؟" میں سوچ میں پڑ گیا اور گیٹ سے کچھ فاصلے پر گاڑی روک دی میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "گاڑی اندر لے چلو میں اوپر جا کر سامان لاتی ہوں تم وہیل پر بیٹھے رہنا کسی کو معلوم بھی نہ ہو گا کہ تم گاڑی میں ہو----" میں نے کوئی جواب نہ دیا---- گاڑی اسٹارٹ کی اور پورچ میں لا کر انجن بند کر دیا۔ یشودھرا دوسری طرف کا دروازہ کھول کر باہر نکلی اور بند کر کے اوپر چل دی۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور لمبے لمبے کش لینے لگا۔

○

دس منٹ بعد جب وہ لوٹی تو اس کے ساتھ سامان کے بجائے سادھنا دیوی چلی آ رہی تھیں۔ مجھے پسینہ آ گیا۔ یشودھرا نے پچھلا دروازہ کھول کر پہلے سادھنا دیوی کو سوار کیا اور پھر خود اندر آ کر دروازہ بند کرتی ہوئی بولی۔ "چلو نعیم۔" میں نے پلٹ کر کہا۔ "آداب عرض سادھنا دیدی۔" مسکرا کر بولی۔ "گاڑی باہر نکالو پھر تمہارا سلام لیتی ہوں۔" میں نے انجن اسٹارٹ کیا اور "جو حکم" کہہ کر گیئر لگایا۔ گیٹ سے باہر نکلتے ہی انہوں نے کہا۔
"بارہ دری" میں نے دائیں طرف ٹرن لیا۔ تھوڑی دور جانے کے بعد وہ اگلی سیٹ پر آ گئیں اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولیں۔ "یشودھرا نے مجھے تمہارے متعلق کل سے اب تک کافی بتا دیا ہے نعیم لیکن----"
"لیکن----" میں نے ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "یشودھرا نے مجھے اب تک یہ نہیں بتایا کہ آپ بھی تشریف لائی ہوئی ہیں۔ یہ سامان لانے کو گئی تھیں اور آپ کو لے کر چلی آئیں۔"
"بولیں---- "ہاں ایک پاگل آدمی کو اسی طرح ہینڈل کیا جا سکتا ہے۔" میں نے ہنس کر کہا---- "تو میں پاگل آدمی ہوں دیدی؟" وہ غور سے میری طرف دیکھتی ہوئی بولیں---- "ہاں تم ذہنی مریض کے ساتھ رہ کر خود بھی ذہنی مریض ہو گئے ہو۔" میں نے والٹر کی گاڑی کے قریب پہنچ کر بریک لگایا۔ بولیں---- "میں نے تمہارا وہ پروانہ راہداری پھاڑ کر جلا دیا ہے نعیم---- کافی عرصہ ہوا تم سچے تھے یا جھوٹے یہ مجھے معلوم نہیں لیکن تمہارا آج کا دیوانہ پن دیکھتے ہوئے میں سمجھتی ہوں کہ رشی کی قربت کا اثر نہیں تم بہت پہلے سے پاگل ہو۔ وہ نوٹ ایک صحیح الدماغ آدمی کبھی نہیں لکھ سکتا۔" میں نے کہا----
"شاید آپ صحیح کہہ رہی ہیں دیدی۔" سادھنا دیوی بولیں---- "شاید---- شاید نہیں یقیناً" ورنہ تم یشودھرا کو اس طرح لے کر جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔" میری آنکھیں بھر آئیں اور سر خود بخود ان کے کندھے پر ٹک گیا۔ انہوں نے تھوڑی دیر میری کمر تھپتھپائی اور کہنے لگیں۔ "نعیم اچھا ہی ہوا میں یشودھرا کے ساتھ آ گئی تھی ورنہ یہ تم سے زیادہ پاگل ہے۔ خیر اب---- یہ گاڑی لے کر جاؤ ہم دلہن کے ساتھ شردھام چل رہے ہیں بس؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "شکریہ---- آبھار---- نوازش سادھنا دیدی---- اب میں پاگل نہیں رہا۔" وہ ہنس دیں---- "ہاں اب تم پاگل نہیں ہو۔"

میں نے گاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں والٹر کو نوٹ بھیج رہا ہوں وہ گاڑی منگا لے گا۔ میں آپ کو شردھام تک ڈرائیو کروں گا۔" انہوں نے یشودھرا کی طرف دیکھا اور اس نے مسکرا کر سر جھکا لیا۔ میں نے جیب سے پرچا نکال کر پھاڑ دیا اور یشودھرا سے نوٹ بک لے کر دوسرا نوٹ لکھنے لگا۔

سہ پہر کو سوا تین بجے رخصت ہو کر برات شردھام کی طرف روانہ ہوئی میں نے قصداً" اپنی گاڑی مسٹر والٹر کی گاڑی کے ساتھ رکھی۔ یشودھرا میرے برابر بیٹھی ہوئی تھی۔ سادھنا پچھلی سیٹ پر تھیں۔ ان کے دونوں سوٹ کیس لگیج بکس میں رکھے ہوئے تھے۔ میرے سوٹ کیس کہاں تھے مجھے معلوم نہ تھا۔ یشودھرا میرے ساتھ تھی اور یہ میرے لئے شردھام اور ولاس پور کی مشترکہ حکومت مل جانے سے زیادہ خوشی کی بات تھی۔ شام کو سات بجے ایک دریا کے کنارے تمام گاڑیاں روک دی گئیں۔ ریت پر دور تک فرش بچھائے گئے اور کھانے کے لئے اترنے کا حکم ملا۔ سادھنا دیوی اور یشودھرا گاڑی سے اتر کے مہمانوں میں شامل ہو گئیں۔ میں گاڑی کے تمام شیشے چڑھائے وہیل پر بیٹھا سگریٹ پھونکتا رہا۔ ایک گھنٹے کے بعد وہ لوٹیں تو سادھنا دیوی کے ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ تھا۔ گاڑی میں سوار ہوتے ہی یشودھرا نے پیکٹ میرے ہاتھ میں تھما دیا سادھنا نے پچھلی سیٹ سے تھرماس اٹھا کر اس کو پکڑا دیا۔ گاڑی چلتے ہی یشودھرا نے مٹھائی کا پیکٹ کھولا اور اپنے ہاتھ سے میرے منہ میں مٹھائی کے ٹکڑے اٹھا اٹھا کر دینے لگی۔ سادھنا اس کو چھیڑتی اور ستاتی رہی۔۔۔۔ پچیس تیس میل کا فاصلہ طے کرنے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آخر میں نے پانی پی کر سگریٹ سلگایا اور یشودھرا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "بڑا مزا آیا یشو۔۔۔۔ جی تو چاہتا ہے اسی طرح کھائے چلا جاؤں لیکن مٹھائی ہی ختم ہو گئی۔" یشودھرا ہنس دی "اور منگائی جا سکتی ہے نعیم۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اچھا تو پھر منگا لو ایک دو ٹرک بھر کر۔" سادھنا نے میرے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "سنو بھیم سین جی۔۔۔۔ دھرم شالہ ذرا آگے ہے۔۔۔۔ یہ لو اپنی بھوجن پتریکا۔" اس نے ایک مڑا تڑا کاغذ میری آنکھوں کے سامنے کیا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر کاغذ جھپٹ لیا اور کھول کر دیکھا۔ یہ میرا سوسائیڈ نوٹ تھا۔ میں نے گردن گھما کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "سادھنا دیدی یہ کیا؟ آپ تو کہتی تھیں پھاڑ کے جلا دیا۔" انہوں نے پھر میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور بولیں۔ "ابھی تک اس کی ضرورت تھی۔۔۔۔ اب نہیں رہی۔" میں نے بیک ویو مرر کا زاویہ بدل کر انکے چہرے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "اسکی ضرورت پر میں بعد میں بات کروں گا پہلے یہ فرمایئے یہ میرے آپ کے درمیان ایک معاہدہ تھا آپ نے یشودھرا پر اس کا اظہار کرنا کس طرح گوارا کیا؟"

"یشودھرا کو خود معلوم ہو گیا میں نے نہیں بتایا۔" انہوں نے جواب دیا۔ میں ہنس دیا۔ "اچھا سادھنا دیدی۔۔۔۔ ان کو خود معلوم ہو گیا لیکن اب کیوں اس کی ضرورت نہیں

رہی۔۔۔۔؟" یشودھرا نے میرے ہاتھ سے نوٹ چھین کر پرزے پرزے کر دیا اور پیچھے دیکھتی ہوئی بولی۔ "دیدی پلیز اس سے آگے کچھ نہ کہنا۔" انہوں نے غمگین لہجے میں کہا۔ "کیا میں اتنی بے وقوف ہوں یشو۔" میں نے پلٹ کر دیکھا۔ "آپ کو میرے ساتھ زیادہ عقلمندانہ طرز عمل اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ میں اسے مغائرت تصور کرتا ہوں۔" وہ ہنس دیں "میرا مطلب یہ تو نہیں تھا نعیم۔"

"تو بتایئے آپ کیا چھپا رہی ہیں۔" میں نے کہا۔۔۔۔ وہ پھر ہنس دیں۔ یشودھرا نے کہا۔ "خواہ مخواہ اصرار نہ کرو نعیم۔۔۔۔ میں بتاتی ہوں اس احمقانہ نوٹ کی ضرورت کبھی نہیں تھی۔ مجھے دیدی سے شکایت ہے انہوں نے تمہیں ایسے الفاظ لکھنے کی اجازت کیوں دی۔۔۔۔؟"

"مان گئے یور ایکسی لنسی۔" میں نے ہنس کر کہا "آپ دونوں دیویاں بہت عقلمند ہیں خیر اب میں اصرار نہیں کروں گا۔ اس نوٹ کے بغیر بھی میں وہی نعیم ہوں جو اس کی موجودگی میں تھا۔ آپ مجھ پر وشواس کر سکتی ہیں۔" یشودھرا نے مسکرا کر میرے کندھے پر سر رکھ دیا۔ "تم مجھے یقین دلانے کی کوشش نہ کرو نعیم۔ میں تم سے زیادہ اپنی ذات پر بھی وشواس نہیں کرتی۔" میں نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر گھسیٹتے ہوئے کہا۔ "شکریہ یشو ڈیر۔۔۔۔ تم میری مانگ کا سندھور ہو۔ میرا سہاگ تمہارے دم سے اور سادھنا دیدی کے آشیرواد سے ہے۔" وہ دونوں کھلکھلا کر ہنسنے لگیں۔ میں سگریٹ سلگا کر خاموش ہو گیا۔

رات کو گیارہ بجے کے قریب برات شردھام کے مضافات میں داخل ہو گئی۔ میں نے گاڑی کی رفتار کم کرنی شروع کی حتیٰ کہ کیمپ کے قریب پہنچتے پہنچتے ہم سب سے پیچھے رہ گئے۔ گیٹ کے قریب پہنچتے ہی میں نے وہیل یشودھرا کے ہاتھ میں تھما دیا اور اپنے اپارٹمنٹ کا راستہ سمجھا کر گاڑی گیٹ کے سامنے رکوائی یشودھرا کو "خدا حافظ تمہارا۔" اور سادھنا دیوی کو "نمستے دیدی رانی۔" کہہ کر کیمپ میں غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد مسٹر والٹر کی گاڑی سرونٹ کوارٹر میں گیٹ سے مجھے راج محل چھوڑ گئی۔ دو فوجی افسروں نے میرا سامان اتارا اور میں خفیہ راستے سے اپنے اپارٹمنٹ پہنچا تو کیتھ اور کرنل ماما کاریڈور میں میرا انتظار کر رہے تھے۔ وہ تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھے ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ میں نے محسوس کیا وہ رشی کے متعلق فکر مند تھے۔ میں ان سے زیادہ فکر مند تھا کیونکہ ذاتی طور پر براہ راست انوالو تھا اور ایک ایسے دھماکے کا متوقع تھا جس میں پورا راج محل بلکہ پوری ریاست کے اجڑ جانے کا خطرہ تھا لیکن یہ میری ذمہ داری نہ تھی۔ آخر چلتے چلتے انہوں نے کہا۔ "کرن بیٹے صبح تمہیں رشی کو سنبھالنا ہے۔۔۔۔ بازی خطرناک مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔" میں نے حتی الوسع کوشش کرنے کا وعدہ کیا اور وہ آشیرواد دے کر رخصت ہو گئے۔

صبح ساڑھے دس بجے ٹیلیفون کی گھنٹی نے مجھے جگایا۔ میں نے مسہری سے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا اور کان سے لگا کر "ہیلو---- کرن" کہا۔ دوسری طرف سے ہزہائی نس بول رہے تھے۔ میں نے آداب عرض کیا تو فرمانے لگے۔ "کرن کیا ابھی تک سو رہے ہو----" میں نے کہا---- "جی پاپا---- آج تو آپ نے ہی جگایا ہے۔" فرمایا۔ "غسل اور ناشتے سے جلد فارغ ہو جاؤ---- تمہاری چند سالیاں ملنے آ رہی ہیں۔ ہم کرنل کو تمہارے پاس بھیج رہے ہیں۔" میں نے "بہتر ہے پاپا۔" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور مسہری سے اتر کے سگریٹ سلگاتا ہوا غسل خانے کی طرف چل دیا' میں ناشتے سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کر رہا تھا کہ کرنل ماما کمرے میں داخل ہوئے۔ میں نے شیروانی پہنتے پہنتے سر جھکا کر سلام کیا۔ وہ میری کمر پر ہاتھ رکھ کر صوفے پر بیٹھ گئے۔ کینتھ نے انہیں سگریٹ کیس اور لائٹر دیا۔ انہوں نے سگریٹ سلگایا اور کہنے لگے۔ "کرن' ولاس پور کی راجکماری یشودھرا اور---- کیا نام سادھنا دیوی تمہیں ملنے آ رہی ہیں۔" میں نے کہا۔ "جی ہاں پاپا نے مجھے فون پر بتایا تھا۔" بولے---- "تو پھر رشی کے کمرے میں چلو---- معلوم نہیں جاگا بھی ہے یا نہیں؟"

"اگر سو رہا ہے تو جگائیں گے نہیں۔ میں راجکماری کو اسی کمرے میں ریسیو کر لوں گا۔" کرنل نے نفی میں سرہلایا اور اٹھتے ہوئے بولے۔ "آؤ میں ان کو لے کر ریڈنگ روم میں آیا اور رشی کے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا۔ وہ آگے بڑھ کر کمرے میں داخل ہوئے میں کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹے تو رشی---- ان کے ساتھ تھا۔ میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی بولا۔ "کرن تم فراڈ ہو۔" میں نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "ہاں رشی مجھ سے ایک چوک ہو گئی۔" کیا چوک ہوئی تھی' یہ مجھے خود بھی معلوم نہ تھا لیکن یہ جواب میں نے اس کی نفسیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے دیا تھا۔ مجھے معلوم تھا دیوانہ آدمی کسی قسم کی مخالفت برداشت نہیں کر سکتا۔ ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی اس نے میری نفسیات میرے منہ پر دے ماری---- مسکرا کر بولا---- "بتاؤ کس چوک کی طرف اشارہ کر رہے ہو----؟" میں نے گھبرا کر کرنل کی طرف دیکھا۔ وہ بھی چکرا گئے۔ وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "بتاتے کیوں نہیں کرن؟" کرنل نے مجھے اس الجھن سے نکالنے کے لئے مسکرا کر کہا۔ "رشی بیٹے کوئی بات نہیں ایک چوک تو بھگوان سے بھی ہو گئی تھی۔" وہ پلٹ کر بولا "مجھے معلوم ہے ماما---- بھگوان سے کیا چوک ہوئی تھی نہ بھگوان لنگائی کے چکر میں پڑتا نہ لنکا پھونکنے کی نوبت آتی لیکن میں وید شاستر کی بات نہیں کر رہا۔ میں اس سے ڈائرکٹ سوال کر رہا ہوں کہ مجھے اس چکر میں ڈال کر شردھام کو پھنکوانا چاہتا ہے یا پارہ گڑھ کو----؟"

"شیم ٹو یو رشی----" میں نے ڈپٹ کر کہا۔ "پتا سمان ماموں کے سامنے ایسے نازک

مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہو بچپنے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔" وہ گھبرا گیا---- میرا ہاتھ تھام کر بولا---- "آئم سوری کرن---- آئم سوری کرن۔" میں نے اسکی کمر پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ "خیر کوئی بات نہیں میں خود ماما سے معافی مانگ لوں گا۔ یہ بتاؤ مس کینتھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہو----؟" کینتھ کا نام سنتے ہی وہ صوفے سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اوہ مائی' مائی ایلیفنٹ آف اے گاڈ---- یعنی گنپتی بھگوان---- یہی تو وہ قاتلہ ہے جو لڑتی ہے اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں---- بتاؤ کہاں ہے---- وہ کرن----؟"

"جہنم میں----" میں نے بگڑ کر کہا۔ "یہ آج تمہیں کیا ہو گیا ہے رشی---- ابھی ماما جی سے معافی طلب کی ہے---- ابھی پھر---- یہ بازاری لہجہ کہاں سے سیکھا تم نے؟ شیم شیم۔" اس نے رونی صورت بنا کر کرنل کے گھٹنوں پر سر رکھ دیا۔ انہوں نے اس کو سینے سے لگا کر تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ رشی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں معلوم ہوتی۔ مسہری پر لیٹ جاؤ---- میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔" وہ سر جھکا کر بستر کی طرف چل دیا۔ کرنل نے مجھے اشارہ کیا اور میں اس کے کمرے کی طرف چل دیا۔ رشی کا ڈرائنگ روم اس وقت اس کی دماغی حالت کا آئینہ دار تھا۔ ٹیبل پر سگریٹ بکھرے ہوئے تھے۔ ایک نصف سے زیادہ خالی بوتل صوفے کے قریب قالین پر پڑی تھی۔ گلدان کے قریب ایک گلاس پڑا تھا جس میں دوسرے گلاس کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے ٹھونسے ہوئے تھے۔ ایک صوفے پر ٹافیاں بکھری پڑی تھیں۔ میں نے ایک سگریٹ اٹھا کر سلگایا اور ادھر ادھر تمام چیزوں پر نظر ڈال کر بزر دبایا۔ تھوڑی دیر میں ایک لڑکی اندر داخل ہوئی اور سر جھکا کر بولی۔ "حکم چھوٹے سرکار۔" میں نے اس کی گھبراہٹ دیکھ کر اندازہ لگایا کہ رشی اپنے خدمتگاروں کے لئے ہلاکو خان سے کم نہیں۔ مجھے خاموش دیکھ کر لڑکی کانپنے لگی میں نے مسکرا کر کہا۔ "ڈرو نہیں---- ہم اس وقت بالکل ٹھیک ہیں۔" اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "جی چھوٹے سرکار---- حکم؟" میں نے اس کو مزید تعطل میں رکھنا مناسب نہ سمجھا اور گلاسوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "انہیں پھینک دو اور کمرہ ٹھیک ٹھاک کر دو۔" وہ تیزی سے آگے بڑھی اور گلاس پھینک کر تمام چیزوں کو سلیقے سے رکھنے لگی۔ میں بیٹھا دیکھتا رہا۔ کمرہ تو صاف ہی تھا لیکن وہ برابر کام میں لگی ہوئی تھی اور "چھوٹے سرکار" کے خوف سے ہر چیز کو جھاڑ رہی تھی۔ وہ کسی چیز سے مطمئن نہیں تھی۔ آخر میں نے خود ہی کہا۔ "بس اب بالکل ٹھیک ہے شاباش۔" وہ سر جھکا کر بولی "اور کوئی حکم چھوٹے----" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "دیکھو ابھی کچھ مہمان آنے والے ہیں۔ تم یہیں رہنا۔" لڑکی سر جھکا کر پارٹیشن کے پیچھے چلی گئی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر ہزہائی نس کا نمبر ڈائل کیا۔ دوسری گھنٹی پر ریسیور اٹھایا گیا۔ میں نے ان کی آواز سنتے ہی کہا۔ "پاپا میں مہمانوں کا انتظار کر رہا ہوں---- کیا وہ----" انہوں نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "کرن وہ اس وقت یہیں بیٹھی

ہوئی ہیں۔ لو سادھنا کماری سے بات کرو۔۔۔" ایک لمحے کے وقفے کے بعد سادھنا دیوی کی آواز آئی۔ "ہیلو کرن کمار۔" میں نے آداب عرض کرتے ہوئے کہا۔ "دیدی کیا اتنے فاصلے سے بات کرنا چاہتی ہیں؟" ہنس کر بولیں۔ "نہیں بس آ ہی رہی ہوں۔" میں نے کہا۔ "تو پھر بسم اللہ کیجئے۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "یہ تو یشودھرا جانیں۔" میں نے کہا۔ "آپ بھی جانتی ہیں۔۔۔خیر آ جایئے آپ کھانا میرے ساتھ کھائینگی۔۔۔ نمستے۔" انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ دو تین کش لئے ہوں گے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے جھپٹ کر رسیور اٹھایا۔ ہزہائی نس کی آواز آئی۔

"کرن مہمانوں کو زیادہ دیر نہ روکنا۔۔۔ کھانے کا وقت ہو رہا ہے اور تمہیں۔۔۔ میرا مطلب ہے بہو رانی کے ساتھ کھانا ہے۔۔۔ تو۔۔۔ سمجھ گئے نا۔۔۔؟" میں نے کہا۔۔۔ "سمجھ گیا پاپا۔۔۔ آپ بیس پچیس منٹ بعد دوبارہ فون کر کے سادھنا۔۔۔"

انہوں نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں نے ان سے کہہ دیا ہے لیکن کیا تم نے ان کو اپنے ساتھ کھانے کو نہیں کہا۔۔۔؟"

"مجھ سے یہ غلطی تو ہوئی ہے پاپا۔" میں نے کہا۔ "خیر اس کا حل یہی ہے جو میں نے عرض کیا۔۔۔ آداب عرض۔" رسیور کریڈل پر رکھ کر میں نے دروازہ کھولا اور باہر نکل کر دیکھا۔ اسی وقت یشودھرا اور سادھنا ایک خادمہ کے ساتھ ہال میں داخل ہوئیں۔ میں ان کو لے کر کمرے میں آیا اور بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خادمہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "پاپا سے کہو رشی کرن ایک بجے سے پہلے حاضر نہ ہو سکیں گے۔" وہ سر جھکا کر پرنام کرتی ہوئی چلی گئی۔ میں نے اس کے جاتے ہی دروازہ بند کیا۔ سادھنا نے کہا۔ "اب بیٹھو بھی۔" میں یشودھرا کے پاس بیٹھ گیا مسکرا کر کہنے لگی۔ "تو یہاں رہتے ہو یوراج۔" میں نے کہا "ہاں یوراج یہیں رہتے ہیں۔۔۔ آپ کی آمد کی اطلاع کے بعد سین ٹرانسفر ہوا ہے۔ میرا قیام برابر والے اپارٹمنٹ میں ہے۔" سادھنا نے کہا۔ "اس کا صدر دروازہ کس طرف ہے؟"

"اس کے پہلو میں۔" میں نے جواب دیا۔ "اس کی کھڑکیاں پورٹیکو میں کھلتی ہیں۔ ہال کے دروازے پر تالا پڑا ہوا ہے۔" یشودھرا نے کہا۔ "کیا ہم دیکھ سکتے ہیں یوراج کو۔۔۔؟" "ضرور۔۔۔" میں نے کہا "لیکن رات کو۔۔۔ اس وقت تو وہ نظر بند ہیں اور اس وقت تک باہر نہیں نکل سکتے جب تک میں اپنے کمروں میں نہ پہنچ جاؤں۔"

"سمجھی۔" یشودھرا نے کہا میں نے سادھنا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "دیدی آپ نے پاپا سے کھانے کے متعلق کہہ کر میری دعوت کو شام پر ملتوی کر دیا۔ اب میں سات بجے اپنے باڈی گارڈ کو آپ کے پاس بھیجوں گا اور آپ اس کے ساتھ دوسرے راستے سے میرے پاس پہنچ سکیں گی لیکن یہ کسی کو معلوم نہ ہونا چاہئے۔۔۔ آپ کے ساتھ کوئی خادمہ بھی

نہیں ہونی چاہیے۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "کھانے کی شرط غیر ضروری ہے نعیم! وہاں اور یہاں ایک ہی بات ہے۔ ہاں ہم آئیں گے ضرور۔"

"ایک ہی بات نہیں ہے دیدی۔" میں نے کہا "آپ کو نہیں معلوم یہ میرے لئے کتنی خوشی کی بات ہے۔" انہوں نے مسکرا کر یشودھرا کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔ "واقعی نعیم مجھے کیا معلوم؟" میں نے بزر دبا کر خادمہ کو بلایا اور شربت لانے کو کہا اس کے جاتے ہی یشودھرا نے پوچھا۔ "انکل کو یہ تو معلوم نہیں ناکہ تم ولاس پور سے بلوائے گئے ہو؟" میں نے کہا۔۔۔ "نہیں! انہیں کچھ معلوم نہیں۔۔۔ گورنر نے انہیں صرف اتنا بتایا ہے کہ میرا تعلق برٹش آرمی سے ہے اور میں ان کا فیورٹ قسم کا لفٹیننٹ ہوں۔" سادھنا نے کہا "پھر تو کوئی خطرہ نہیں۔" میں نے ہنس کر کہا "خطرہ؟ آپ کو۔۔۔ مجھے؟ نہیں دیدی کوئی خطرہ نہیں۔۔۔ یہ ریاست میری ہے۔ یہاں مجھ سے بڑا خطرہ کوئی نہیں۔" یشودھرا نے کہا۔ "میں سمجھ سکتی ہوں نعیم۔۔۔ دیدی نہیں سمجھ سکتیں۔" سادھنا نے کہا۔۔۔ "سچ کہہ رہی ہو یشو۔۔۔ میں ناحق تم دونوں سے دس گیارہ سال پہلے پیدا ہوئی۔" میں نے کہا۔۔۔ "نہیں دیدی رانی یہ بات نہیں ہے آپ ہم سے زیادہ سمجھتی ہیں لیکن جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے۔۔۔" میں خادمہ کو ٹرے لے کر آتے دیکھ کر بولتے بولتے رک گیا۔ خادمہ نے ٹرے میز پر رکھ دی اور الٹے قدموں واپس چلی گئی۔ میں نے گلاس اٹھا کر سادھنا کو دیا۔ یشودھرا کو دیا اور تیسرا خود لے لیا دو گھونٹ لے کر سادھنا نے کہا۔ "تو یہ بات ہے نعیم۔۔۔" میں نے کہا "کیا دیدی؟" بولیں۔۔۔ "واقعی انکل تمہاری مٹھی میں ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک والی ریاست ایک نوعمر نوجوان پر اس حد تک اعتماد کیسے کر سکتے ہیں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "جس طرح یشودھرا نے کیا دیدی رانی! یہ کہہ کر آپ نے خود یشودھرا کے اس بیان کو صحیح ثابت کر دیا کہ جو کچھ وہ سمجھ سکتی ہیں آپ نہیں سمجھ سکتیں۔"

"ہاں نعیم۔" انہوں نے گلاس ٹرے پر رکھتے ہوئے کہا۔ "میں انسان کو انسان کے روپ میں ہی دیکھنا جانتی ہوں۔ دیوتا کے روپ میں نہیں۔۔۔ سلطنت اور حکومت کو دیوتا بھی۔۔۔"

"انسان ٹھکرا سکتا ہے۔ دیدی۔" میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "گوتم بدھ، رام چندر جی، ہریش چندر، بھرت ہری وغیرہ کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں۔" وہ یشودھرا کی طرف دیکھ کر مسکرائیں۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "شاید میری زبان سے یہ نام سن کر آپ کو تعجب ہوا دیدی۔" وہ بولیں۔ "نہیں نعیم تعجب کی کوئی بات نہیں ہے صرف اتنا ہے کہ تم نے دیوتاؤں اور مہارشوں کی مثالیں دیں۔۔۔ ذکر۔۔۔"

"انسان کا تھا۔" میں نے پھر بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "خیر چھوڑیئے۔۔۔ میں انسان

کو عظیم مانتا ہوں۔ آپ نہیں مانتیں اس لئے یہ بحث بیکار ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں یشودھرا سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔" وہ بے ساختہ ہنس دیں۔ "خوب ہے بھئی۔" انہوں نے کہا۔ "یشودھرا سے سوال کرنے کی اجازت---- مجھ سے؟" یشودھرا نے کہا۔ "ریاضی کا تو نہیں؟"

"نہیں" میں نے جواب دیا۔ "تاریخ کا ہے---- آپ نے مہارانی پارہ گڑھ کے سامنے کسی شاک کا ذکر کیا تھا---- کاہے کا شاک تھا وہ؟" یشودھرا نے کہا۔

"چھوڑو بھی نعیم اگر مجھے شاعری سے نفرت نہ ہوتی تو کہہ سکتی تھی اپنے دیئے ہوئے زخموں پر نمک پاشی کرنا اچھی بات نہیں ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے شاعری سے نفرت نہیں اس لئے میں سمجھ گیا آپ کیا کہنا چاہتی ہیں لیکن اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہے---- دور کے رشتے کی بہن جس کا ایکسیڈنٹ ہوا کون تھی وہ؟"

"تم نہیں جانتے اسے---- وہ کبھی بہت پہلے ولاس پور آئی تھی۔ اس وقت تم نہیں تھے۔" سادھنا نے مسکرا کر کہا۔ "اچھا ہی ہوا نہیں تھے نعیم ورنہ وہ تمہارے لئے دیوانی ہو کر موت سے ٹکرا جاتی۔" میں ہنسا۔ "اچھا دیدی شکریہ آپ کی محبت کا۔" "پگلا۔" انہوں نے یشودھرا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چلیں اب کھانے کا وقت ہو رہا ہے انکل پریشان ہو رہے ہوں گے۔" میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ سادھنا اور یشودھرا اٹھ کر کھڑی ہوئیں۔ میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "شام کو آٹھ بجے دیدی۔"

○

ان کو رخصت کرنے کے بعد اپنے کمرے میں آیا کرنل ماما رشی کو لے کر چلے گئے کینتھ مجھے ڈائننگ روم میں لے گئی۔ بیٹھتے ہی میرے چہرے کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔

"کرن تمہارا رنگ اڑا ہوا ہے---- کیوں؟" میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا خیال ہے---- ورنہ ایسی کوئی بات نہیں۔" اس نے خوان پوش اٹھاتے ہوئے کہا۔ "میں نے یقین کر لیا۔ کھانا شروع کرو۔" میں نے کھانا شروع کر دیا۔ وہ بھی کھانے لگی---- مجھے اس کی قیافہ شناسی پر تعجب تھا۔ اس نے میری دلی کیفیت کا اندازہ لگانے میں کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ سادھنا اور یشودھرا کی باتوں سے یہی سمجھا جا سکتا تھا کہ حادثے کا شکار ہونے والا روپا کے سوا کوئی نہ تھا۔ میں نے ان کے سامنے سب کچھ سمجھنے کے باوجود خود کو اس قدر سنبھالے رکھا کہ انہیں یقین ہو گیا کہ وہ مجھے ڈاج کرنے میں کامیاب تھیں۔ میں بے دلی سے کھانا کھا رہا تھا۔ کینتھ بار بار میری طرف دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر کھانے کے بعد اس نے فارک ہاتھ سے رکھ کر کہا۔ "کرن کیا یہ بہت ضروری ہے کہ تم اپنے معالج سے بھی اپنے زخم چھپاؤ---- یا یہ کہ کچھ زخم دکھا دو اور کچھ چھپانے کی

کوشش کرو---- حالانکہ---- تم جانتے ہو معالج سے کچھ نہیں چھپایا جاتا۔" میں نے بوتل اٹھا کر نصف گلاس بھرا کینتھ نے پانی کا گلاس اٹھا کر اس میں انڈیلا اور کناروں کے قریب پہنچا کر کہا۔ "اب پیو اور سچ بولنے کی جرات پیدا کر کے سب کچھ کہہ ڈالو۔" میں نے آنکھیں بند کر کے آہستہ آہستہ گلاس خالی کر دیا۔ اس نے میرے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے کہا۔ "جی یوراج؟" میں نے آنکھیں کھول کر کہا۔ "ڈارلنگ بہت بڑی ٹریجڈی ہے---- نہ سنو تو بہتر ہے۔" وہ بولی۔ "سنا ڈالو تو زیادہ بہتر ہے۔ تمہارے دل کا بوجھ ہلکا ہو گا۔ مجھے خوشی ہو گی کہ تم نے مجھ پر اعتماد کیا۔"

"تم میرا اہم ترین راز جانتی ہو ڈارلنگ---- اعتماد کی حدود تو بہت پیچھے رہ جاتی ہیں۔ خیر---- سادھنا دیوی نے آج جو کچھ کہا اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں اپنے ایک عزیز ترین دوست سے محروم ہو چکا ہوں۔ ایک ایسا دوست جس نے میری زندگی بچانے کے لئے بہت بڑی قربانی دی اور بار بار دی۔" میری آواز بھرانے لگی۔ اس نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "اس دوست کا نام؟" میں نے نیچی آواز میں کہا۔ "روپ کمار۔"

"معلوم ہوتا ہے پرنس تھا۔" اس نے کہا---- میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ پوچھنے لگی۔ "کیا حادثہ پیش آیا اس کو----؟" میں نے جواب دیا۔ "کار ایکسیڈنٹ لیکن یہاں سے میری پریشانی کا آغاز ہوتا ہے۔ مجھے یہ ایکسیڈنٹ قدرتی حادثے سے زیادہ قتل یا خود کشی نظر آتا ہے میں ولاس پور جانا چاہتا ہوں---- فوراً---- لیکن کس طرح جاؤں؟" اس نے کھانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کھاؤ---- سوچتے ہیں۔" میں نے مشینی انداز میں کھانا شروع کر دیا۔ وہ سوچنے اور کھانے کے ساتھ میرے چہرے کے تاثرات کا جائزہ بھی لیتی رہی۔ کھانے کے بعد اس نے مجھے اپنے ساتھ مزید دو پیگ پلائے اور میرے ساتھ ڈرائنگ روم میں آئی۔ میں سگریٹ سلگا کر بیٹھنے لگا تو بولی۔ "اب کیسا محسوس کر رہے ہو؟" میں نے کہا "بالکل ٹھیک---- لیکن پہلے بھی ٹھیک ہی تھا۔"

"اچھا----" اس نے میرے پاس صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "اگر شاک سے سنبھل گئے ہو تو ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں۔"

"شاک کو چھوڑو سوال کرو----"

"تمہارا وہ عزیز ترین دوست جس نے تمہاری زندگی بچانے کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دیں۔ کیا واقعی روپ کمار تھا۔ یا کوئی روپ کماری؟"

"اگر اس سے کوئی فرق پڑتا ہے تو کوئی روپ کماری سمجھ لو---- پھر----؟"

"یہ فرق پڑتا ہے کہ اس کی موت یا تو حادثہ تھی---- یا خودکشی---- لیکن خودکشی کے امکانات بھی بہت کم ہیں۔ رہا قتل تو اس کا قطعی کوئی امکان نہیں----" میں نے سگریٹ کی راکھ ایش ٹرے میں جھاڑتے ہوئے کہا۔ "تم پورے حالات سے واقف

نہیں ہو---- خیر اس مسئلے پر سوچنا بے کار ہے۔ یہاں سے نکلنے کے متعلق---- میرا مطلب ہے----" میں یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ یہاں سے نکلنا اس کے مفاد کے خلاف ہے اور وہ اس کے لئے کبھی تیار نہ ہو گی۔ یہاں اس کو ہزاروں روپے ماہانہ ملتے تھے۔ شہزادیوں کی طرح رہتی تھی اور وہ سب کچھ اس کو حاصل تھا جس کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ بمبئی میں کیا رکھا تھا۔ آٹھ گھنٹے بھاگ دوڑ---- گلے سڑے گندے زخموں کی ڈریسنگ مریضوں کی چیخ پکار سرجنوں کی ڈانٹ ڈپٹ---- الیکٹرک ٹرینوں اور بسوں اور ٹراموں میں صبح و شام سفر---- بڑا تیر مارا تو کسی بوائے فرینڈ کے ساتھ کوئی پکچر دیکھ لی اور تیسرے درجے کے ہوٹل کے کمرے میں رات گزار دی۔ مجھے خاموش دیکھ کر اس نے کوئی سوال نہ کیا۔ یہ بھی نہ پوچھا کہ میں بولتے بولتے کیوں رک گیا۔ آخر میں نے خود ہی کہا۔ "میں ہزایکسی لنسی کو لکھوں گا۔ یہاں اب میرے لئے کوئی کام نہیں---- مجھے واپس بلا لیا جائے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "میں ہزہائی نس کو بتا دوں گی کرن بھاگنے کی کوشش میں ہے اور ہر ایکسی لنسی کو لکھوں گی بھاگنے کی وجہ کیا ہے----؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم ایسا نہیں کر سکتیں۔" "کیوں نہیں کر سکتی؟" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ میں نے اس کے تیور دیکھ کر کہا۔ "میرا خیال ہے تم میری دشمن نہیں ہو---- اپنی دشمن نہیں ہو۔"

"اور اگر ہو جاؤں۔" میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ٹہلنے لگا۔ وہ بھی کھڑی ہو گئی اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھکر کہنے لگی۔ "کرن بھاگنے کا خیال دل سے نکال دو میں ہر طرح تمہارے ساتھ ہوں۔" میں نے کہا۔ "شکریہ مس کینتھ آج تم نے مجھے نیا زاویہ نظر عطا کیا----" "سنو کرن" اس نے کہا۔ "کہیں اس کے یہ معنی تو نہیں کہ تم میرے خلوص پر شک کرنے لگے ہو----؟" "نہیں بلکہ یہ کہ تم آنکھیں پھرا سکتی ہو اور میں نے تمہارے ہاتھ میں خنجر دے کر تمہاری گود میں سر رکھ دیا ہے۔ تم میرے متعلق بہت کچھ جانتی ہو لیکن ڈبل کراس کرنے سے پہلے ایک مرتبہ اپنی زبان بندی کی قیمت ضرور بتا دینا پلیز اور میں اسے بلیک میل نہیں سمجھوں گا----" "اوہ خدایا۔" اس نے پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا۔ "یہ تم کیا بکنے لگے ڈارلنگ---- میں تم پر جان دے سکتی ہوں۔ وہ سب مذاق تھا۔ خیر اس وقت تمہیں آرام کی ضرورت ہے سو جاؤ میں شام کو ایکسپلین کروں گی آؤ۔" اس نے میرا بازو تھام کر بیڈ روم کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ اس کے مغموم چہرے کی طرف دیکھ کر مجھے پیار آ گیا اور میں اپنے الفاظ پر شرمندگی محسوس کرنے لگا۔ اس نے مجھے مسہری پر بٹھا کر جوتے اتارے اور دونوں ہاتھوں سے دھکیل کر میرے سینے پر سر رکھ دیا۔ میں نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھراتے ہوئے کہا۔ "مجھے معاف کرنا ڈارلنگ شاید میں نشے میں ہوں۔" اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگی۔ "میں کوئی غیر تو نہیں ڈیئر تمہیں مجھ پر بگڑنے کا حق ہے۔ اچھا آنکھیں بند کرو دیکھیں۔" میں نے مسکرا کر آنکھیں بند کر لیں

اور۔

شام کو میں سو کر اٹھا تو ساڑھے پانچ بج رہے تھے۔ میں نے بزر پر انگلی رکھی دوسرے لمحے کینتھ مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی اور بولی۔ "کیسا محسوس کر رہے ہو کرن؟" میں نے کہا۔ "تقریباً" ٹھیک۔" بولی۔ "ایک منٹ میں چائے آ رہی ہے۔ ایک پیالی پی کر بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے۔" میں اٹھکر منہ ہاتھ دھونے چلا گیا اور واپس ہوا تو وہ سامنے چائے کی ٹرے رکھے بیٹھی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے چائے پیالیوں میں انڈیل کر تیار کی اور پیالی سرکاتے ہوئے کہنے لگی۔ "کرن آج مجھے معلوم ہوا شراب میں اتنا نشہ نہیں ہوتا جتنا ذہنی انتشار میں ہوتا ہے۔" میں نے پیالی اٹھا کر ہونٹوں سے لگائی اور ایک گھونٹ لے کر اسکی طرف دیکھا۔ وہ پیالی اٹھاتے ہوئے آگے چلی۔ "تم اس سے کہیں زیادہ پیتے چلے آ رہے ہو ڈیئر اور کبھی مشتعل نہیں ہوئے لیکن آج----؟ تم بہت پریشان تھے شاید----" میں نے کہا۔ "ہاں اور اب بھی پریشان ہوں۔"

وہ بولی---- "نہیں اس وقت اتنے پریشان نہیں ہو اور اگر میں ایکسپلین کروں تو تم سمجھ سکتے ہو----" میں نے کہا---- "سمجھ سکتا ہوں۔ لیکن اب مزید وضاحت کی ضرورت نہیں----" وہ خاموش ہو گئی اور میں چائے کی چسکیاں لینے لگا۔ چائے پینے کے بعد میں خود کو کچھ اور بہتر محسوس کرنے لگا۔ کینتھ نے مجھے سگریٹ اور لائٹر دیتے ہوئے کہا۔ "کرن ایک بات پوچھ سکتی ہوں؟" میں نے کہا---- "پوچھ سکتی ہو لیکن ولاس پور کا نام نہیں آنا چاہئے" وہ مسکرا دی۔ "نہیں میں اس وقت صرف کرن رشی یا رشی کرن کے معجون مرکب سے متعلق کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔ تمہیں معلوم ہے آج رشی تقریباً" ایک گھنٹہ میرے ساتھ رہا۔"

میں نے چونک کر کہا---- "پھر----؟ کیا کرنل ماما تمہارے ساتھ نہیں تھے؟"

"نہیں---- وہ دوسرے کمرے میں تھے۔ انہوں نے خود ہمیں تنہائی میں باتیں کرنے کا موقع دیا۔ خیر تم اس طرح نہ چونکو رشی بے ضرر ہے---- وہ صحیح معنوں میں رشی ہے---- شاید تم سمجھ گئے ہو میں کیا کہنا چاہتی ہوں----؟"

"تم نے سب کچھ تو سمجھا دیا لیکن تم کو یہ سب کس طرح معلوم ہوا؟ کیا تم نے اس سے براہ راست سوال کیا----؟"

"نہیں---- سوال کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اس نے کرنل کے جاتے ہی خود مجھ سے کہا۔ کینتھ تم میری سسٹر ان لا ہو۔ مجھے تم سے محبت ہے---- اس لئے تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ کرن سے ہوشیار ہی رہنا۔ وہ بہت چلتا پرزہ ہے۔ تمہیں دھوکا دے جائیگا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہاں آج وہ مجھے فراڈ کہہ رہا تھا---- پھر؟" کینتھ نے کہا۔ "میں نے پوچھا وہ مجھے کیسے دھوکا دے سکتا ہے میں اس کی بیوی ہوں۔" تو بولا "یہ سروج

کماری اس کی کون ہے؟ ہزاروں آدمیوں کی موجودگی میں اس سے شادی کی اور اب کہتا ہے وہ اس کی کچھ نہیں۔" میں نے کہا۔ "رشی وہ سچ کہتا ہے سروج سے تمہاری شادی ہوئی ہے وہ تمہاری بیوی ہے۔" تو بگڑ گیا اور اٹھ کر چلنے لگا۔ میں نے پکڑ کے بٹھایا ایک پیگ وسکی پلائی تو ذرا سنبھلا اور کہنے لگا۔ بھابی خدا کی قسم عورت کے متعلق میرا نظریہ یہ ہے کہ وہ صرف پوجنے کے لئے بنائی گئی ہے---- اس کا حسن ایک خفیف سے لمس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس کی مسکراہٹ کا مقصد صرف کائنات میں خوشبو پھیلانا ہے۔ یہ ہرگز نہیں کہ پھول بنتے ہی توڑ کر مسل دیا جائے۔ کم از کم میں---- ہاں میں تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ مجھ میں اس گناہ کی ہمت بھی نہیں ہے۔ طاقت بھی نہیں----" وہ خاموش ہو کر میری طرف دیکھنے لگی۔ میں نے ایک طویل سانس لے کر سگریٹ سلگایا اور کش لے کر آنکھیں بند کر لیں۔ کینتھ نے کہا۔ "کرن غلطی ہزہائی نس کی اور ان سے زیادہ کرنل کی ہے۔" میں نے آنکھیں کھول کر کہا "اور ان سے زیادہ ڈاکٹر ہرمین کی ہے جس نے اس کی جسمانی اور ذہنی کیفیت سے واقف ہونے کے باوجود اس کی شادی پر اعتراض نہ کیا۔" اس نے کہا "ٹھیک ہے---- لیکن سوال یہ ہے---- مشتعل نہ ہونا ڈارلنگ سوچ کر جواب دینا۔ ان حالات میں تم شروھام کیسے چھوڑ سکتے ہو؟" میں نے کہا۔ "ہاں نہیں چھوڑ سکتا---- لیکن یہاں رہ کر بھی کیا کر سکتا ہوں۔ اب معاملہ عوام اور خواص کو درشن دینے یا مہارانی کے گرگوں کو کھڑکی سے جھٹکنے تک محدود نہیں رہا بلکہ خلوتوں تک جا پہنچا ہے---- اور---- یہاں میں رشی کا کردار ادا نہیں کر سکتا۔"

"تم اسے درشن تو دے سکتے ہو۔" اس نے کہا۔ میں نے معنی خیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور وہ خاموش ہو گئی۔

ساڑھے سات بجے میں نے بخاری کو چند ہدایات دے کر یشودھرا اور سادھنا کماری کو لانے کے لئے بھیجا۔ کینتھ نے دعوت کے تمام انتظامات مکمل کرائے اور ان کے استقبال کے لئے اسموکنگ روم میں پہنچ گئی۔ یہ کمرہ میرے اور رشی کے اپارٹمنٹس کا مقام اتصال تھا جہاں سے دونوں میں سے کسی کے بھی لگژری روم میں داخل ہو جا سکتا تھا لیکن رشی کے لگژری روم میں تالا پڑا ہوا تھا اس لئے اس کے ڈرائنگ روم میں صرف ہال کی جانب کھلنے والے دروازے سے ہی داخل ہوا جا سکتا تھا۔ یہ میرے استعمال میں تھا اور صرف ہزہائی نس یا کرنل ماما کے لئے کھلوایا جاتا تھا۔ آٹھ بجے کے قریب یشودھرا اور سادھنا دیوی' کینتھ کے ساتھ میرے ڈرائنگ روم میں پہنچیں تو رشی میرے ریڈنگ روم میں کھڑا ہوا مجھ سے الجھ رہا تھا۔ چند منٹ پہلے کرنل ماما نے اس کو کھانا کھانے کے لئے روم [illegible] کو ٹیلیفون پر کہا تھا۔ ادھر جانے کے بجائے وہ میرے پاس آدھمکا اور جانے سے انکار [illegible] تھا۔ میں اس کو سمجھا رہا تھا کہ فوراً چلا جائے ورنہ پاپا ناراض ہو جائیں

گے۔ مجھے خطرہ تھا کہ اگر دیر ہو گئی تو کرنل ماما سیدھے دوڑے چلے آئیں گے اور یشودھرا اور سادھنا کی موجودگی کا راز کھل جائے گا۔ ڈرائنگ روم میں ان کو داخل ہوتے دیکھ کر میں نے رشی کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے کہا۔ "اچھا ایک منٹ ٹھہرو میں کینتھ کو لے کر آتا ہوں وہ پاپا کو ٹیلیفون پر تمہاری طبیعت خراب ہونے کا بہانہ کر دیگی۔" یہ بات اسکی سمجھ میں آ گئی اور میں درمیانی دروازہ بند کر کے باہر نکل گیا۔ آداب عرض کرتے ہی سادھنا دیوی نے کہا۔

"کرن اس قدر مصروفیت؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "دیدی مصروف نہیں گرفتار بلا ہوں۔ ابھی چند منٹ اور آپ سے معذرت خواہ ہوں۔ آیئے آپ کو پس منظر دکھاؤں---- آپ دروازے کے پردے کو سرکا کر ایک جھلک دیکھ لیں---- چلو مس کینتھ----" وہ تینوں میرے ساتھ ہو گئیں۔ میں کینتھ کو ساتھ لے کر ریڈنگ روم میں داخل ہوا۔ رشی ہمیں دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ "بھابی پاپا کو فون کرو میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔"

اس کے منہ میں "بھابی" سن کر میں سناٹے میں آ گیا۔ عام طور پر وہ کینتھ کو بھابی کہہ کر کبھی مخاطب نہیں کرتا تھا لیکن اس وقت---- اسے کیا معلوم تھا وہ کیا غضب کر رہا ہے۔ کینتھ نے اس کا کوئی اثر نہ لیا۔ مسکرا کر بولی۔ "اچھا یور ایکسی لنسی کہے دیتی ہوں آپ کی طبیعت خراب ہے۔" اس نے ہنس کر کہا۔ "تھینکس۔" میں نے اس کا بازو پکڑ کے دروازے کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "اب اس سے پہلے کہ کرنل ماما یہاں پہنچیں تم اپنے بیڈ روم میں جا کر لیٹ جاؤ۔" وہ۔ "ٹھیک ہے۔" کہہ کر اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہو گیا۔ میں دروازہ لاک کر کے ریڈنگ روم سے باہر نکلا۔ یشودھرا اور سادھنا دروازے کے دونوں طرف کھڑی ہوئی تھیں۔ باہر نکلتے ہی سادھنا نے کہا۔ "سروج کے ساتھ بہت بڑی ٹریجڈی ہو گئی کرن۔" میں نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "ہاں دیدی رانی---- خیر آیئے۔"

ڈائننگ روم میں میز پر بیٹھتے ہی یشودھرا نے کہا۔ "دیدی ان دونوں میں اس قدر مشابہت ہے کہ یہ تمیز کرنا مشکل ہے کہ کرن کونسا ہے اور رشی کون سا؟" کینتھ نے خوان پوش اٹھاتے ہوئے کہا۔ "واقعی ایکسی لنسی میں بھی چکر میں پڑ جاتی ہوں۔" میں نے کہا۔ "خیر کھانا شروع کریں---- دیدی---- یور ایکسی لنسی---- مس کینتھ۔" سادھنا نے لقمہ لیتے ہوئے کینتھ سے کہا۔ "حیرت انگیز مشابہت ہے مس کینتھ چہرہ مہرہ رنگ روپ' قدوقامت' آواز کسی چیز میں بھی تو فرق نہیں۔" کینتھ نے مسکرا کر کہا۔ "ہاں یور ایکسی لنسی---- میں اکثر سوچتی ہوں ان دونوں کی بیویاں کس طرح انہیں پہچانا کریں گی؟" یشودھرا نے کہا۔ "کرن کی بیوی کے لئے کوئی دشواری نہیں ہے وہ انہیں سر پر زخم کے نشان سے پہچان سکتی ہے۔ رشی کی بیوی کے لئے کوئی دشواری نہیں ہے کہ اسے پہچاننے کی

ضرورت ہی پیش نہ آئے گی۔" کینتھ مسکرا دی۔ سادھنا نے یشودھرا کی طرف تیز نظروں سے دیکھا۔ میں نے سر جھکا کر دکھاتے ہوئے کہا۔ "میرے سر پر کسی زخم کا نشان نہیں ہے یشو۔" سادھنا دیوی نے میرے بالوں میں انگلیاں پھراتے ہوئے کہا۔ "واقعی نشان غائب ہو چکا ہے۔ مجھے افسوس ہوا یشو' بیچارہ نشانی بھی کھو بیٹھا۔" ان کے الفاظ سے میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ اب وہ کھل کر مجھے روپا کی موت کا یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ میری آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ اپنی کمزوری چھپانے کے لئے میں نے قہقہہ لگایا۔ یشودھرا نے چونک کر میری طرف دیکھا اور سادھنا نے بھی۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "آپ سب غلط فہمی میں مبتلا ہیں میں کرن نہیں رشی ہوں۔" کینتھ نے میری طرف دیکھا تو میں نے اس کو آنکھ سے اشارہ کر دیا اور وہ حیرت کا اظہار کر کے کہنے لگی۔ "کیا واقعی یور ایکسی لنسی؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا تمہیں بھی یقین نہیں ----؟"

"کیسے کہہ سکتی ہوں یور ایکسی لنسی۔" اس نے جواب دیا۔ سادھنا اور یشودھرا چکرا گئیں۔ میں نے یشودھرا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا آپ زخم کا نشان نہ ہونے پر بھی میرا یقین نہیں کر رہیں؟"

یشودھرا نے سادھنا کی طرف دیکھا---- میں نے کہا۔ "خیر کرن کھانا کھانے رنواس گیا ہے۔ شاید دس بجے تک پیچھا چھڑا کر واپس آئے گا۔ میں آپ کو اس کے سر پر چوٹ کا نشان دکھا دوں گا اور کچھ؟"

سادھنا نے کہا۔ "ہاں رشی---- کرن یا جو کوئی بھی تم ہو---- یہ بتاؤ اگر تم واقعی رشی ہو اور اتنا دماغ رکھتے ہو جتنا اس وقت کی باتوں سے ظاہر ہو رہا ہے تو پھر سورج کی زندگی تباہ کرنے پر کیوں تلے ہوئے ہو----؟" میں نے پلٹ کر جواب دیا۔ "سادھنا دیوی آپ نے ایسا نازک سوال کر دیا جس کا جواب میں نہیں دے سکتا۔ ڈاکٹر ہرمین دے سکتا ہے---- اور غلطی کی ذمہ داری پاپا اور کرنل ماما پر عائد ہوتی ہے۔" یشودھرا نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ کیا یور ایکسی لنسی؟ آپ نے کھانا کیوں چھوڑ دیا۔ کہیں کرن کے متعلق تو---- یقین کیجئے---- وہ شجر ممنوعہ کو چھونے کی جرات نہیں کر سکتا---- یہ ہمارا معاہدہ ہے۔"

"ٹھیک ہے----" یشودھرا نے کہا۔ "میں جزوی طور پر تم سے متفق ہوں لیکن تمہیں رشی نہیں کہہ سکتی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میری طرف سے اجازت ہے۔ آپ مجھے کرن سمجھتی رہیں۔ معاہدہ دو طرفہ ہے۔" اس نے خاموشی سے کھانا شروع کر دیا---- سادھنا نے کہا۔ "اس کے معنی ہیں تم دماغی مریض نہیں ہو بلکہ----" انہوں نے مسکرا کر بات بدل دی---- "اگر واقعی ہم اس وقت کرن کے بجائے رشی سے باتیں کر رہے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "آپ یقیناً رشی سے باتیں کر رہی ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ میرا نام رشی کرن ہے۔ اور کرن جیسا کہ آپ جانتی ہیں---- میرا ہمزاد ہے یا میں اس کا ہمزاد ہوں۔ وہ میرا کامل نصف ہے میں اس کا ناقص نصف ہوں۔ وہ میرے لئے بلیدان پر بلیدان دیئے جا رہا ہے۔ میں اس کے لئے مسائل پر مسائل پیدا کئے جا رہا ہوں اور آپ کا یہ خیال بھی غلط ہے کہ میں دماغی مریض نہیں ہوں۔ ہاں یہ کہہ لیجئے کہ اس وقت نہیں ہوں۔" وہ چکرا گئیں اور یشودھرا کی طرف دیکھ کر سر جھکا لیا۔ کھانا کھانے کے بعد واش بیسن پر ہاتھ دھوتے ہوئے یشودھرا اکیلی رہ گئی تو میں نے اس کو تولیہ دیتے ہوئے کہا۔ "یشو میری جان---- یہ سب مذاق تھا---- کہیں تم بھی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر مجھے چھوڑ نہ دینا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے معلوم ہے نعیم---- لیکن دیدی مغالطے میں مبتلا ہو گئیں۔ تم دنیا کے بہترین جھوٹ بولنے والوں میں سے ایک ہو۔" میں نے میدان خالی پا کر اس کا منہ چوم لیا۔

ڈرائنگ روم میں پہنچتے ہی میں نے سادھنا کو بتا دیا کہ میں نے اس وقت تک جو کچھ کہا وہ جھوٹ تھا۔ وہ ہنس دیں۔ یشودھرا نے کہا۔ "اس کا کیا ثبوت ہے کہ اب جو کچھ کہہ رہے ہو وہ سچ ہے۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "ثبوت یہ ہے کہ میں اپنے بیان کی تردید کر رہا ہوں۔ غلطی کا رضاکارانہ اعتراف ہمیشہ سچ ہوتا ہے۔" سادھنا نے مسکرا کر کہا۔ "میں اس اعتراف کا مقصد سمجھ گئی۔ اگر یشودھرا نہ ہوتی تو اتنا کامیاب جھوٹ بولنے کے بعد تم کبھی اپنی تردید نہ کرتے۔"

دس بجے کے قریب وہ رخصت ہو گئیں۔ میں انہیں اسموکنگ روم تک پہنچا کر رشی کے کمرے میں گیا تو وہ گہری نیند سویا ہوا تھا۔ میں آہستہ آہستہ اپنے بیڈ روم میں آ گیا۔

صبح نو بجے پاپا نے مجھے ٹیلیفون پر کہا۔ "اجیتا دیوی چند راجکماریوں کے ساتھ رشی کو دیکھنے آ رہی ہیں۔ تم کمرے تبدیل کر لو۔ کرنل پہنچنے والے ہیں۔" میں نے کینتھ کی طرف دیکھا اور ریسور رکھ کر کہا۔ "کرنل ماما کو ریسیو کرو میں رشی کے کمرے میں جا رہا ہوں۔" وہ اٹھ کر چل دیا۔ میں سلیپنگ سوٹ پہننے لگا۔ تھوڑی دیر میں وہ ان کو لے کر آ گئی۔ میں نے ان کو سلام کیا اور رشی کے کمرے میں پہنچا۔ وہ صوفے پر بیٹھا ہوا کتاب کی ورق گردانی کر رہا تھا۔ میری آہٹ پاتے ہی چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "رات کھانا کھانے نہیں گئے نا؟" وہ بولا۔ "میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا مجھے بھوک نہیں ہے۔ تم نے پاپا کو فون کیوں نہیں کیا۔ انہوں نے صبح ہی ماما کو میرے پاس بھیجا۔" میں نے کہا۔ "ماما پھر آئے ہیں۔ تم میرے کمرے میں جاؤ۔ چند سالیاں تمہیں ملنے آ رہی ہیں۔" سالیوں کا نام سنتے ہی وہ گھبرا گیا۔ میں نے کہا۔ "پدھارو---- ہم نپٹ لیں گے---- کینتھ کو یہاں بھیج دینا۔" وہ میرے کمرے کی طرف چل دیا۔ دروازے کے

قریب پہنچ کر پلٹا اور کہنے لگا۔ "کرن' ماما کو بھیج دیتا ہوں۔ کینتھ کے بغیر مجھے کون پلائیگا؟" میں نے اس کو کمرے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ "الماری کھول کر خود نکال لینا۔ کینتھ میرے پاس رہے گی۔ مجھے بیمار بننا پڑیگا۔۔۔ سمجھ گئے؟" وہ "اچھا۔۔۔" کہہ کر پھر لوٹ گیا۔ میں کھڑا دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد میں آگے بڑھا۔ اسی وقت کینتھ ریڈنگ روم سے نکلی اور کرنل نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ میں اس کو دروازے کی طرف بیٹھ کر بیڈ روم میں پہنچا اور سگریٹ سلگا کر بستر پر بیٹھ گیا۔ کینتھ نے دروازے کا پردہ سرکایا اور اجیتا اپنے ساتھ آنے والی دو تین راجکماریوں کو لئے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ میں نے بیماروں کی طرح مسہری کے سرہانے کا سہارا لے کر اٹھتے ہوئے "نمستے اجیتا دیدی۔" کہہ کر ان کا استقبال کیا۔ اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر میرا بازو تھاما اور مسہری پر بٹھاتے ہوئے بولی۔ "کیسی طبیعت ہے روپ؟" میں نے نحیف آواز میں کہا۔ "کسی قدر بہتر ہوں دیدی۔۔۔ بیٹھیے۔" اس نے سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور قریب والے صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "رات کو تم کھانا کھانے بھی نہیں آئے۔۔۔ سروج کو بہت چنتا ہے۔"

"کیا کروں دیدی۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "کل مجھ پر اس قدر گھبراہٹ طاری تھی کہ ڈاکٹر نے مارفیا دے کر سلا دیا۔ خیر سروج سے کہنا اب بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ پلیز کہدوگی نا۔۔۔؟"

"خود کہنا روپ۔۔۔" اس نے جواب دیا۔ "میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں نئی نویلی دلہن کے جذبات کیا ہوتے ہیں۔۔۔ وہ تمہیں آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہتی۔۔۔ اور تمہاری یہ حالت ہے کہ چڑیوں ہاتھ سندیسہ' کووں ہاتھ سلام بھیجنا چاہتے ہو۔ کیا وہ مطمئن ہو جائے گی۔۔۔؟"

میرے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ وہ تھوڑی دیر میری طرف دیکھتی رہی۔ پھر کینتھ کی طرف مخاطب ہو کر بولی۔ "مس ان لڑکیوں کو یوراج کے کمرے تو دکھاؤ ذرا۔" کینتھ نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے یور ایکسی لنسی۔" راجکماریاں مسکراتی ہوئی اٹھیں اور اس کے ساتھ چل دیں۔ مجھے پسینہ آگیا۔ میدان خالی ہوتے ہی اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "روپ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ یہ بتاؤ یہ سب کیا ہے؟ اور میں کیا دیکھ رہی ہوں۔۔۔؟"

میں نے پیشانی پر ہاتھ پھراتے ہوئے کہا۔ "میری طبیعت خراب ہو گئی تھی دیدی اور کچھ نہیں۔۔۔" وہ بولی۔ "طبیعت کو چھوڑو۔۔۔ ایک نیا دولہا یم دوت کو دیکھ کر بھی دلہن کے پہلو سے نکلنا گوارا نہیں کرتا۔۔۔ تم کو کیا ہوا ہے۔۔۔ انگلی میں پھانس بھی نہیں لگی۔ کیا ہوا تمہارے جذبات کو روپ۔۔۔ میں تو تمہیں بہت تیز و طرار سمجھی تھی۔" میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "دیدی ڈاکٹر کا حکم۔۔۔"

"ڈاکٹر کا حکم۔" اس نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "میں پہلے کہہ چکی ہوں روپ۔ شب عروسی میں موت کا حکم بھی نہیں چلتا۔ ڈاکٹر کیا ہوتا ہے۔ اچھا یہ کل رات کی بات ہے۔ پرسوں کیا ہوا تھا تمہیں۔۔۔؟"

"پرسوں؟" میں نے پھر سر پر ہاتھ پھراتے ہوئے کہا۔ "پرسوں' معلوم نہیں دیدی۔" اس نے میرا ہاتھ پکڑ کے سر سے ہٹاتے ہوئے کہا۔ "اسے بھول جاؤ روپ پلیز اسے بھول جاؤ۔۔۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ دماغ کے بغیر لاکھوں آدمی زندہ ہیں۔ رگوں میں خون اور خون میں حرارت ہونی چاہیے۔ بتایئے پرسوں کیا ہوا تھا۔۔۔ بر فباری؟ ٹھاکور کے باز وشل ہو گئے تھے یا تلوار کو زنگ لگ گیا تھا؟" میں دل ہی دل میں اس کی معنی آفرینی پر تڑپ کر رہ گیا۔ ظالم نے کچھ نہ کہتے ہوئے سب کچھ کہہ ڈالا تھا۔ کاش اسے معلوم ہوتا وہ آتش فشاں کے دہانے پر کھڑی ہو کر بر فباری کا بیان کر رہی ہے وہ ایک ایسے شخص سے رگوں میں خون اور خون میں حرارت کی بات کر رہی ہے جس کی رگوں میں خون کے بجائے بجلیاں بھری ہوئی ہیں۔ "ڈیم اٹ؟" خیالات کی رو میں بے ساختہ میری زبان سے نکلا۔ وہ مسکرا کر بولی۔ "کیا ہوا روپ؟"

میں نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔ "کچھ نہیں اجیتا۔" اس نے چونک کر میری طرف دیکھا اور مسکرا دی۔ "تم نے اجیتا کہا کرن؟"

میں نے کہا۔ "ہاں اجیتا' تم نے جو کچھ کہا۔۔۔ جو کچھ سمجھا اور جو کچھ سمجھ رہی ہو اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔"

اس نے کہا۔ "جواب دینا چاہتے ہو؟ کس طرح بھلا؟"

"جس طرح تم کہو۔۔۔ جس طرح تم پسند کرو۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "میں سمجھی نہیں روپ۔" میں ہنس کر بستر سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے قریب پہنچ کر کہا۔ "سنو اجیتا ڈیئر' جو عورت اتنی ذہین اور سلجھی ہوئی ہو کہ خلوت کے دقیق اور نازک مسائل کو ایسے سب الفاظ میں بیان کر جائے جو طبیعت پر بار نہ ہوں۔ وہ اگر کسی سیدھی سی بات کو نہ سمجھنے کی شکایت کرے تو کون یقین کرے گا......؟" وہ مسکرا کر صوفے سے اٹھتی ہوئی بولی۔ "روپ یہ تم ایک دم کیسے تبدیل ہو گئے؟"

میں نے کہا۔ "تم نے الیکٹرک شاکس دینے میں کمی تو نہیں کی۔"

"چلو میرے شاکس نے برف تو پگھلائی۔"

"ہاں۔۔۔ لیکن اس کی روانی کی زد پر تم ہی ہو۔"

اس نے آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کے دونوں بازو تھام لئے۔ وہ کچھ دیر اسی طرح دیکھتی رہی پھر مسکرا کر آہستہ سے بولی۔ "نہیں روپ۔۔۔" میں نے کہا۔ "نہیں' ہاں کہو۔۔۔ تم نے پارہ میں کہا تھا۔۔۔ میرا کیا کرو گے؟"

"ہاں یاد ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ تمہارے الیکٹرک شاکس تمہیں لوٹانا چاہتا ہوں۔" اس نے میرا ہاتھ دونوں ہاتھوں سے تھام کر کہا۔ "روپ۔"

"اجیتا۔" میں نے کہا۔ "شام کو چھ بجے میں تمہیں جھیل پر لے جا رہا ہوں۔" اس نے نگاہیں جھکا کر "اچھا" کہا اور ہاتھ چھوڑ کر دوسرے کمرے کی طرف چل دی۔ میں نے بزر پر انگلی رکھی اور دوسرے لمحے پینٹری میں سے دو لڑکیاں ٹرے لئے ہوئے برآمد ہوئیں اور میز پر رکھ کر چلی گئیں۔ اسی وقت اجیتا اور کینتھ دونوں راجکماریوں کو لے کر پہنچ گئیں اور میز کے گرد بیٹھ کر کافی پینے لگے۔

ان کے جانے کے بعد کینتھ نے دروازہ بند کیا اور میرے پاس آ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تنہائی میں کیا کہا اس نے؟" میں نے کہا۔ "کیتھ ہزہائی نس نے رشی کی شادی کر کے بہت بری تباہی کو دعوت دی ہے۔ سروج نے اپنی محرومی کی داستان اجیتا کو سنا ڈالی اور اجیتا نے جن الفاظ میں میرا مضحکہ اڑایا ہے اگر وہ اصلی مجرم کو سنا دیئے جائیں تو وہ خودکشی کر لے۔" اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "فطری ہے ڈارلنگ۔"

"فطری ہے؟" میں نے کہا۔۔۔۔ اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ میں آگے چلا۔

"میرا خیال تھا کہ سروج کچھ دن انتظار کرے گی۔ کچھ دن شوہر کی عزت کا خیال کر کے اس کا راز چھپائے گی لیکن اس نے تیسرے دن ہی اس کا بھانڈا پھوڑ دیا۔۔۔۔ اب؟"

"اب کیا؟" اس نے کہا۔ "کرنل سے کہہ دو اور کیا کر سکتے ہیں؟" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ سگریٹ نکالا اور سلگا کر کش لگانے لگا۔ کینتھ نے میرا بازو تھام کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "چلو کرن۔۔۔۔ یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے کہ۔۔۔۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "نہیں ہے لیکن شام تک ہو جائے گا۔۔۔۔" وہ خاموش ہو گئی۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگی۔ "ہاں کرن تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ شہ پڑتے ہی وہ آخری مہرو پیچ میں رکھ دیں گے اور وہ آخری مہرہ تم ہو۔ اس لئے خاموش رہنا بہتر ہے۔"

میں نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ کہنے لگی۔ "اچھا تو پھر شام تک گونگے بن جاؤ۔۔۔۔ میں ریزیڈنٹ سے مشورہ کرنے جا رہی ہوں۔ اگر وہ طے نہ کر سکے تو وائرلیس پر ہزایکسی لنسی گورنر سے بات کروں گی اور جیسے وہ کہیں گے۔ اسی کے مطابق عمل کریں گے۔۔۔۔ اوکے؟"

میں نے کہا۔ "یہیں سے روانہ ہو جاؤ۔ میں شام کے چھ بجے تک تمہارا انتظار کر سکتا ہوں۔"

میں نے اپنے کمرے میں آتے ہی رشی کو رخصت کیا۔ بیٹھتے ہی کرنل نے پھیکی سی

مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "اجیتا کے ساتھ کون کون لڑکیاں تھیں کرن؟" میں نے کہا۔

"ارملا اور ایک اور جس کا نام میں نہیں جانتا۔"

"خیریت ہے نا۔۔۔۔؟" انہوں نے اصلی سوال کیا۔

میں نے مسکرا کر کہا۔ "قریب قریب خیریت ہی سمجھئے ماما جی۔"

"قریب قریب؟" انہوں نے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میں سمجھا نہیں کرن۔"

"میں بھی نہیں سمجھا ماما جی۔ شاید شام کو سمجھ سکوں۔"

"شام کو؟ کیسے؟" انہوں نے سوال کیا۔

"اجیتا جو کچھ کہنا چاہتی تھیں کھل کر نہ کہہ سکیں۔ میں شام کو چھ بجے ان کو سیر کے لئے لے جا رہا ہوں۔ واپسی پر شاید آپ کو پوری بات بتا سکوں۔" انہوں نے ہاتھ بڑھا کر سگریٹ کیس سے سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دبایا۔ میں نے ان کو لائٹ دی اور وہ کش لگانے لگے۔ ان کے چہرے اور پیشانی کی لکیریں ہر کش کے ساتھ گہری ہوتی جا رہی تھیں۔ ان کی افسردگی سے میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ شاید وہ سمجھ گئے تھے شام کو میں کیا کہنے والا ہوں۔ سگریٹ ختم ہونے تک وہ خاموش ہی رہے۔ پھر سگریٹ ایش ٹرے میں مسل کر اٹھے اور کہنے لگے۔ "کرن میں پردے والی کار کا انتظام کرا دیتا ہوں۔ اجیتا سے تفصیلی گفتگو کرنا۔ مجھے خیریت کی ایک فیصد بھی امید نہیں ہے۔" میں نے کہا۔ "ماماجی آپ زیادہ پریشان نہ ہوں۔ اگر کوئی گڑبڑ ہے تو ہم رشی کی بیماری کی آڑ لے سکتے ہیں۔" وہ بولے۔ "خیر دیکھا جائے گا۔ اچھا آرام کرو۔۔۔۔"

ان کے جاتے ہی میں آرام کرنے کے بجائے میں رشی کے پاس پہنچ گیا۔ وہ مسہری پر لیٹا ہوا سگریٹ پی رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی بولا۔ "پھر آدھمکے۔" میں نے اس کے بازو تھام کر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "یہ بازاری لہجہ کہاں سے سیکھا ڈیئریسٹ؟" میرے چہرے کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "یہ بازاری لہجہ ہے کرن۔۔۔۔؟"

"نہیں یہ راج محلوں کی زبان ہے۔" میں نے طنزاً کہا۔ "پھول جھڑ رہے ہیں تمہارے منہ سے۔۔۔۔ میں اپنے باڈی گارڈ سے بھی اس لہجہ میں بات نہیں کرتا۔" اس نے دونوں ہاتھ اپنے رخساروں پر مارتے ہوئے کہا۔ "آئم اے بلڈی ڈنگی' بوائے۔" میں نے تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں رشی۔۔۔۔ اگر یہی ہوتے تو کم از کم ڈھینچو ڈھینچو کر کے لوگوں کی نیند تو خراب کرتے۔" بگڑ کر بولا۔ "وہاٹ ڈو یو مین کرن۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میں کہنا چاہتا ہوں کہ تم نہ جاگ سکتے ہو نہ جگا سکتے ہو۔"

بولا۔ "آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "عرض کرتا ہوں۔ یہ بتاؤ تمہاری شادی ہوئی یا نہیں۔۔۔۔؟"

"ہو گئی۔۔۔۔ اچھا ہوا ہو گئی۔ میں شکایت تو نہیں کر رہا۔"

"شکریہ۔" میں نے کہا۔ "پاپا شکایت کر رہے ہیں۔ کرنل ماما شکایت کر رہے ہیں۔ سروج شکایت نہیں کر رہی لیکن مجسم شکایت ہے---" وہ بولا۔ "کیوں کس لئے---؟"

"تم شادی کرتے ہی خود کو پنشنر سمجھنے لگے' اس لئے۔ حالانکہ زندگی شروع ہی اب ہوئی ہے--- بھئی نہ تم نے ہنی مون منایا۔ نہ سروج سے بات کی نہ اس کو اپنے وجود کا کوئی ثبوت دیا۔ سہرا لٹکا کر کولہو کے بیل کی طرح آگ کے گرد سات چکر کاٹے اور گھر آتے ہی منہ لٹکا کر گوشہ عافیت میں بیٹھ گئے۔ یہ بھی سوچنا بھول گئے کہ اگنی دیوتا کی سا کھشی میں شکلا جی نے تمہاری دم سے جو گائے باندھ دی تھی اس پر کیا بیت رہی ہے؟"

"اتنی لمبی تقریر نہ کرو کرن۔" اس نے جھلا کر کہا۔ "ذرا حقیقت پسند بنو تم نے' پاپا نے اور ماما نے مجھے پھانسا ہے۔ خاص طور پر تم نے--- اب روتے کیوں ہو؟" میں نے کہا۔ "میں نے پھانسا۔ تم کو؟ کیا میں اور تم علیحدہ ہیں---؟" وہ بولا--- "معلوم نہیں--- پہلے میرا خیال تھا ہم ایک ہیں لیکن تم نے میرے ساتھ فراڈ کیا۔ خود اپنی پسند کی شادی کی--- میرے گلے میں سروج کی گھنٹی ڈلوا دی۔"

"اس کے معنی ہیں سروج تمہیں پسند نہیں؟ اچھا دچترا پسند ہے؟"

"نہیں--- مجھے--- کینتھ پسند ہے--- لیکن وہ تمہاری بیوی ہے۔" میں نے پلٹ کر کہا۔ "پرواہ نہیں--- اگر تمہیں پسند ہے تو وہی لے لو--- بولو لیتے ہو؟ ابھی--- اسی وقت۔" وہ انگلیوں سے کنپٹی بجانے لگا۔ پھر مسکرا کر کہنے لگا۔ "میں تم کو ناراض نہیں کر سکتا کرن---!"

میں نے کہا۔ "میں ناراض نہیں ہوں گا۔ بالکل نہیں ہونگا۔ قسم لے لو۔"

بولا۔ "تو پھر سروج سے تبدیل کر لو۔ تمہیں سروج پسند ہے۔ خیر تمہیں تو دچترا بھی پسند ہے۔ تمہیں ہر خوبصورت عورت پسند ہے۔" مجھے ہنسی آ گئی۔ کمبخت دیوانگی میں بھی کتنا صحیح بہک رہا تھا۔ شاید اسی کو کہتے ہیں دیوانہ بکار خویش ہشیار۔ میں نے اس کو بازو سے تھام کر کہا۔ "اٹھو اور تبادلہ کر لو لیکن پہلے دو باتیں سوچ لو۔" وہ اٹھ کر کھڑا ہوتے ہوئے کہنے لگا۔ "بولو کیا باتیں ہیں وہ---؟"

"ایک تو یہ۔" میں نے جواب دیا۔ "کہ سروج سے راج سنگھاسن وابستہ ہے۔ راجہ وہی بنے گا جو اس کا شوہر ہو گا۔" ہاتھ بڑھا کر بولا۔ "ایگریڈ--- مجھے منظور ہے۔ لکھوالو۔" میں نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ "مجھے منظور ہے---" وہ بولا۔ "اچھا اپنے ڈرائنگ روم میں چل کر پاپا کو ٹیلیفون کر کے بلاؤ چلو---" میں نے کہا۔ "ٹھہرو پہلے دوسری بات پر بھی تو رضا مندی ضروری ہے۔ تمہیں کینتھ پسند ہے لیکن تمہیں معلوم ہے وہ کس قسم کی عورت ہے؟ یا صرف خدوخال اور ابھار کو دیکھ کر لٹو ہو رہے ہو؟" وہ بولا۔

"تم نہیں بتاؤ گے---؟" میں نے کہا۔ "وہ جتنی لحیم شحیم اور لمبی چوڑی عورت ہے اتنے ہی لمبے چوڑے اس کے مطالبات ہیں۔ اس کو جیت لو تو تمہاری لونڈی ہے۔ ہار جاؤ تو وہ تمہیں غلام بنانا بھی پسند نہ کریگی--- اور پھر--- کہاں تک جیتو گے--- کتنی بار جیتو گے؟ کس طرح جیتو گے کہ تم اس فن میں سرے سے کورے ہو---" میں نے ہاتھ بڑھایا--- اس نے "سوری" کہہ کر ہاتھ پیچھے کر لیا۔ میں نے اس کی پیٹھ تھپک کر کہا۔ "مائی ڈیر رشی تم اپنے گلے میں سروج کی گھنٹی ہی ڈالے رہو تو بہت ہے۔" وہ پلٹ کر مسہری پر بیٹھ گیا اور ٹانگیں چلانے لگا۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "رشی خدا کے لئے مجھے ایک بات کا جواب دو لیکن جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کرنا۔"

وہ بولا۔ "پوچھو' میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔" میں نے کہا۔ "دماغی طور پر تم اب خاصے اچھے ہو--- کیا جسمانی طور پر کوئی کمی ہے تم میں---؟" وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے مزید وضاحت کی۔ "میرا مطلب ہے تمہیں سروج سے کوئی دلچسپی کیوں نہیں؟"

"معلوم نہیں۔" اس نے جواب دیا۔ "میں اس کو دیکھتے ہی کانپنے لگتا ہوں۔"

"کیوں کانپنے لگتے ہو۔ وہ تو حسن و جمال کے اعتبار سے لاکھوں میں ایک ہے--- تم اس رات اس کے ساتھ کھانا کھانے گئے تھے۔ کوئی بات کی تم نے اس سے---؟"

"نہیں---"

"پھر--- تم اس کے پاس گردن جھکا کر بیٹھ گئے۔"

"نہیں--- میں تھوڑی دیر کھڑا رہا پھر چلا آیا۔"

"تم چلنے لگے تو اس نے تمہیں روکا نہیں---؟"

"نہیں اس نے پرنام کہا اور دیکھتی رہ گئی۔ میں دوسرے کمرے میں جا کر سو گیا۔"

"خوب--- اور کل تم پھر اسی کمرے میں سو گئے--- آج کیا ارادہ ہے؟"

"یہیں سوؤنگا۔"

میں نے غصہ ضبط کرنے کے لئے سگریٹ سلگایا۔ ایک دو کش لئے اور جب مزاج پر قابو پایا تو کہا۔ "رشی یہ تمام حرکتیں تم نے ایسی غلط کیں کہ ایک چودہ سال کا لڑکا بھی نہیں کر سکتا۔ تم تو اکیس سال کے جوان ہو سب کچھ سمجھ سکتے ہو۔ معلوم ہے تمہاری اس حرکت کا نتیجہ کیا ہوا اور کیا ہونے والا ہے؟ سروج تمہیں پاگل سمجھتی ہے۔ کل پارہ گڑھ سے اس کے کزن اس کو لینے آئینگے۔ ان کو تمام باتیں معلوم ہو جائینگی اور وہ یہاں سے جانے کے بعد کبھی واپس نہ آئے گی۔ تمام خاندان کی ناک کٹوادی تم نے--- اب بھی بچا سکتے ہو تو بچالو--- آج اپنے وجود کا کوئی ثبوت دو رشی پلیز۔" وہ گم سم بیٹھا رہا۔ میں ہار کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

شام کو ساڑھے پانچ بجے کرنل ماما میرے پاس آئے۔ ان کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ میں نے سلام کیا تو بولے۔ "کرن بیٹے کار پورچ میں کھڑی ہے۔ تم میرے ساتھ نیچے چلو۔ اجیتا بھی تیار ہو چکی ہے۔" میں نے کہا۔ "چلئے ماما جی لیکن آپ کو رشی کے پاس ہونا چاہئے۔ اس وقت کینتھ بھی نہیں ہے۔" کہنے لگے۔ "اچھا پھر تم بخاری کو ساتھ لے جاؤ میں رشی کے پاس ٹھہرتا ہوں۔ کینتھ کہاں گئی ہے۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "شاید کیمپ گئی ہے۔ چھ ساڑھے چھ بجے تک واپس آ جائے گی۔"

"اچھا۔" انہوں نے چلتے ہوئے کہا۔ میں بخاری کو ساتھ لے کر نیچے آیا۔ گارڈ نے سلامی دی۔ ڈرائیور نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا۔ بخاری نے اس سے کہا۔ "چھوٹے سرکار خود چلائیں گے۔" ڈرائیور دروازہ بند کر کے ایک طرف ہو گیا۔ اسی وقت لفٹ نیچے آئی اور اجیتا مسکراتی ہوئی باہر نکلی۔ وہ اس وقت شو کیس آئٹم تھی۔ میں نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا۔ وہ اگلا دروازہ کھول کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔ میں نے وہیل سنبھالا اور اس کو ساتھ لے کر روانہ ہو گیا۔ گیٹ سے نکلتے ہی اس کا ہاتھ میری کمر کے گرد حمائل ہو گیا۔ میں نے بائیں ہاتھ سے اس کو گھسیٹ کر قریب کیا اور وہ میرے سینے سے چپک گئی۔ ایکسیلریٹر پر میرے پاؤں کا دباؤ بڑھنے لگا۔ چند میل پہنچتے پہنچتے وہ مجسم شعلہ تھی۔ میں اپنے جسم میں اس کی حدت محسوس کرنے لگا۔ اسکی آنکھیں بند تھیں اور دائیں ہاتھ کی انگلیاں میری پسلی میں گڑی جا رہی تھیں۔ مجھے جھیل تک دس میل کا فاصلہ ایک ختم نہ ہونے والا سفر نظر آ رہا تھا۔ ایک موڑ پر ٹرن لینے میں ٹائروں کی رگڑ سے پیدا ہونے والی آواز سن کر اس نے آنکھیں کھول کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "روپ کتنی دور ہے جھیل؟" اس کی آواز میں لرزش تھی۔۔۔۔ میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "چند میل اور۔" اس نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ جیسے شراب خانے کی کھڑکیوں کے پردے گرا دیئے گئے ہوں۔ مجھ پر بے پیئے نشہ طاری ہونے لگا۔ میں نے اس کے ابھار اپنے جسم کے بجائے دل میں پیوست ہوتے ہوئے محسوس کئے اور وسط جنگل میں ایک جگہ زمین سڑک سے ہموار دیکھ کر وہیل کو بائیں جانب گھمایا۔ گاری خفیف سی لچک کے ساتھ سڑک سے اتر گئی اور پختہ زمین پر مڑتی تڑتی جنگل میں داخل ہونے لگی۔ اجیتا نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ اس کی مسکراتی ہوئی آنکھوں کی سرخیاں اور گہری ہو گئیں۔ میں نے کچھ دور جا کر جھاڑیوں کے درمیان ٹرن لیا اور انجن بند کر دیا۔ اس نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر کہا۔ "یہ جھیل تو نہیں روپ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ کرشن کنج ہے پریتا۔۔۔۔ یہاں صرف دل کے کنول کھلتے ہیں۔" اس نے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور پریتم کہہ کر میرے وجود میں سما گئی۔

"نصف گھنٹے بعد جب ہم جھیل پر پہنچ کر گاڑی سے اترے تو اس کی چال میں

شرابیوں جیسی لڑکھڑاہٹ تھی اور نگاہیں میرے چہرے سے نہیں ہٹ رہی تھیں۔ وہ جو کچھ کہنا چاہتی تھی زبان سے ادا کرنے سے قاصر تھی۔ مجھے معلوم تھا وہ کیا کہنا چاہتی تھی۔ جھیل کے کنارے چٹان پر بیٹھ کر میں نے سگریٹ سلگایا تو وہ جھیل اور غروب آفتاب کے حسین منظر سے لطف اندوز ہونے کے بجائے مجھ میں کھوئی ہوئی تھی۔ میں نے اس کی محویت دیکھ کر کریدنے کے خیال سے اس کے کھلے ہوئے شانے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "سوئٹی اپنا حدود اربعہ تو بتاؤ۔" مسکرا کر کہنے لگی۔ "مشرق میں کرن' مغرب میں کرن' شمال میں۔۔۔۔" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "آج کی تاریخ میں ہر طرف کرن تسلیم۔۔۔۔ لیکن میرا مطلب تھا۔۔۔۔ تمہارا مستقل کرن کون ہے۔۔۔۔؟"

"اوہ۔۔۔۔ خود دیکھ لینا۔"

"میں تمہارے ساتھ نہیں جا رہا۔" میں نے کہا۔ وہ چونک کر بولی۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کل پارہ گڑھ سے سروج کو پیہرلے جانے کے لئے بیسیوں عزیز رشتہ دار آئینگے۔ تمہیں سروج کے ساتھ لازمی طور پر چلنا ہو گا۔ چوتھی چالے میں دولہا دلہن ساتھ رہتے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میرے متعلق سروج کا خیال ابھی تک وہی ہے۔ اس لئے ممکن ہے وہ خود ہی کہہ دے' کیوں زحمت فرماتے ہیں آپ کی نیند میں خلل پڑ جائے گا۔" اس نے ہنس کر کہا۔ "کیا جھوٹ کہے گی کرن۔۔۔۔؟"

"میں نے کب کہا جھوٹ کہے گی لیکن سچ کی چوٹ کھانے کے لئے کیا میں ہی ہریش چندر رہ گیا ہوں ڈیئر؟"

"تمہیں کون چوٹ دے سکتا ہے کرن۔۔۔۔ میں تمہارے لئے پارہ گڑھ کو لنکا کی طرح پھونک سکتی ہوں۔۔۔۔ میں تم پر مرتی ہوں۔۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اجیتا مرنے کے بعد میرے کس کام آؤ گی۔ جیتی رہو اور آرتی پوجا کا موقع دیتی رہو کافی ہے۔" وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ "کرن تم کتنے سوئٹ ہو ڈیئر" اس نے کہا۔ "لیکن سروج کے لئے اتنے کٹھور کیوں ہو گئے؟ ۔بے وجہ۔۔۔۔ بلا سبب۔" میں نے کہا۔ "اجیتا ممکن ہے میں اس کی وفا کا امتحان لے رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے میں اس کو آزما رہا ہوں کہ وہ کس حد تک میرے راز کو راز رکھ سکتی ہے۔ وہ میری دھرم پتنی ہے ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ عمر گزارنی ہے کیا مجھے یہ حق نہیں کہ میں اس کی پریکشا لے سکوں۔۔۔۔؟" اس نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ کونسی منطق ہے کرن؟ ابھی تو تمہیں کسی کلیم کا حق نہیں۔ اس کو بیوی بنانے سے پہلے کون سے حقوق کا مطالبہ کر رہے ہو بھلا؟"۔۔۔۔ "ہاں یہ صحیح ہے اجیتا۔۔۔۔ میں نے غلطی کی لیکن کیا اس نے میری کمزوری پر پردہ ڈالنے کے بجائے اس کو مشتہر نہیں کیا؟"

"خیر ان باتوں سے کیا حاصل۔ آج تم اپنی غلطی کی اصلاح کر سکتے ہو۔ اگر کسی وجہ

سے نہیں کرنا چاہتے تو نہ کرو۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "میں تمہاری وکالت کروں گی اور تم یہ خیال دل سے نکال دو کہ تم ہمارے ساتھ نہیں جاؤ گے۔ تمہیں چلنا ہو گا اور کسی کے لئے نہیں تو میرے لئے۔" میں نے سگریٹ جھیل میں پھینکتے ہوئے کہا۔ "دیکھیں گے۔"

سورج غروب ہوتے ہی میں اٹھ کھڑا ہوا اور اجیتا کا ہاتھ پکڑ کے اٹھاتے ہوئے کہا۔ "چلو کھانے کا وقت ہو رہا ہے۔" وہ میرا ہاتھ تھام کر چلنے لگی۔ میں نے کار کا دروازہ کھول کر اس کو سوار کرایا اور گاڑی بیک کر کے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے پھر میری کمر میں ہاتھ ڈال کر کندھے پر سر رکھ دیا۔ میں خاموش ہو گیا۔ کرنل ماما کا افسردہ چہرہ میرے ذہن میں ابھرا اور خیالات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ میں بڑی حد تک مطمئن تھا کہ میں ان کے لئے کم از کم اتنا امید افزا پیغام ضرور لے کر جا رہا تھا کہ بدنامی کا فوری خطرہ دور ہو چکا ہے لیکن ساتھ ہی اس خیال سے بے حد پریشان تھا کہ مسائل کی زنجیر میں ایک کڑی کا مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ اجیتا سروج کو کسی نہ کسی طرح ہموار کر لیگی۔ کچھ دنوں رشی کی خرابی صحت کی بنا پر انتظار کرنے پر بھی مجبور کر لیگی لیکن دوسری طرف اس کے اپنے بھی کچھ مطالبات ہوں گے---- اور---- رشی؟ رشی اس کو پہلی مسکراہٹ پر "دہاٹ ڈویو میں سسٹر" کہہ کر بیڑہ غرق کر دیگا۔ میں گھٹ کر رہ گیا۔ مجھے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے میں نے چٹان کے نیچے دبی ہوئی انگلی نکالنے میں سر پھنسا دیا ہو---- نہیں میرے پاس ماما کے لئے کوئی مسرت افزا پیغام نہ تھا۔ شہر کی پہلی روشنی چہرے پر پڑتے ہی اجیتا نے سر اٹھا کر بیک ویو مرر میں اپنے چہرے کا جائزہ لیا۔ بال سنوارے ساڑی کا پلو سنبھالا اور مسکرا کر کہنے لگی۔ "روپ---- لٹی لٹی تو نہیں لگ رہی----؟" میں نے ہنس کر اسکے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "نہیں پرنتا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی بہت بڑی مملکت فتح کر کے لوٹ رہی ہو۔"

"ہاں۔" وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "روپ کرن کی رانی بن کر لوٹ رہی ہوں۔"

"مبارک ہو۔" میں نے کہا---- "لیکن سروج کی طرح اعلان نہ کر بیٹھنا اور پلیز بارہ گڑھ میں اگر میں اجنبیت کا اظہار کروں تو مائنڈ نہ کرنا۔" اس نے مسکرا کر کہا "محلوں میں---- میں خود بھی تم سے الگ تھلگ رہنے کی کوشش کروں گی۔ اتنا جتنا کہ ضروری ہے---- نہ کم نہ زیادہ---- لیکن سیر کو ضرور لے جایا کروں گی۔ میں اپنے حقوق سے قطعی دست بردار تو نہیں ہو سکتی نا----؟" میری یہ عمارت بھی دھڑام سے نیچے آ رہی۔

میں اوپر پہنچا تو ساڑھے سات بج چکے تھے۔ کرنل ماما اس وقت میرے ریڈنگ روم میں بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے میں نے سلام کیا تو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "سناؤ کیا رہی----؟" میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "رشی کا معاملہ تو بیماری کا بہانہ بنا کر بالکل ختم کر دیا ہے ماما جی----" وہ خوشی سے اچھل پڑے اور میری کمر تھپک کر بولے۔

"شاباش میرے شیر۔" میں نے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے کہا "لیکن ماما جی۔ میں ان لوگوں سے جتنا قریب ہوتا جا رہا ہوں۔ رشی اتنے ہی دور ہوتے جا رہے ہیں۔" افسردہ ہو کر کہنے لگے۔ "ہاں کرن یہ تو ہے لیکن اس کا کوئی اوپائے نظر نہیں آتا۔" میں نے کہا۔ "یہ بہت خطرناک صورتحال ہے ماما جی---- اور کیا آپ مجھ پر ضرورت سے زیادہ وشواس نہیں کر رہے؟"

"اوہ! اسے چھوڑو کرن۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "میں کہہ چکا ہوں یہ ریاست تمہاری ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا چاہو گے تم؟---- شاید تم نے میری بات کا یقین نہیں کیا۔"

"میں نے آپکی بات کا یقین کیا۔ ریاست میرے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی ہے یہ بھی آپ جانتے ہیں۔ میرا مطلب کچھ اور تھا---- خیر---- یہ فرمایئے کینتھ آئی یا نہیں----؟"

"نہیں آئی----" انہوں نے کہا۔ "شاید کھانا کھا کر آئے۔ اچھا رشی کے پاس جا رہا ہوں۔" وہ اٹھ کر چل دیئے۔ میں نے دروازہ لاک کر دیا اور ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔ ساڑھے آٹھ بجے جب میں ڈائننگ روم سے کھانا کھا کر لوٹ رہا تھا کینتھ اسموکنگ روم سے اندر داخل ہوئی۔ میں نے کہا۔ "تم تو شام کے چھ بجے پہنچ رہی تھیں۔" وہ بولی۔ "روک لی گئی تھی۔" میں اس کو لے کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ "اچھا ہوا کیا----؟" میں نے بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔ اس نے کہا۔ کرن ہزایکسی لنسی نے کہا ہے کہ ہر حالت میں ہزہائی نس کے حکم کی تعمیل کرو۔" میں نے کہا۔ "یہی توقع تھی۔ واقعی شہزادگی نے میرا دماغ خراب کر دیا ہے۔ ورنہ---- خیر ڈارلنگ زحمت کا شکریہ۔" وہ مسکرا کر الماری کی طرف چل دی۔ میں نے کیپٹن دلیش مکھ کا پسندیدہ مصرعہ گنگنانا شروع کر دیا ع پیو کہ ماحصل ہوش کس نے دیکھا ہے اور جب کینتھ نے گلاس میرے ہاتھ میں تھمایا تو میری آنکھوں میں آنسو تھے۔ میں اس سے نگاہیں نہ ملا سکا۔

○

صبح نو بجے ٹیلیفون کی گھنٹی نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے ریسور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ "آداب عرض پاپا۔" بولے۔ "کرن---- حالات میں کوئی بہتری کی صورت پیدا نہیں ہوئی۔ آج رات بھی اس نے اپارٹمنٹ سے قدم باہر نہیں نکا۔ میں آج ڈاکٹر ہرمین کو فارغ کر رہا ہوں۔ روپیہ پھونکنے سے کیا فائدہ؟" میں نے کہا۔ "بجا فرما رہے ہیں پاپا۔" بولے۔ "کرنل نے مجھے بتایا تم نے اجیتا دیوی کو ہموار کر لیا ہے۔" میں نے کہا۔ "جی پاپا۔ ہمیں کچھ عرصہ سانس لینے کا موقع مل گیا ہے لیکن----؟" انہوں نے بات

کاٹ کر کہا۔ "بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔" میں نے منہ پر ہاتھ رکھ کر بمشکل ہنسی ضبط کی اور پھر ماؤتھ پیس میں کہا۔ "آپ فکر نہ کیجئے پاپا۔ یہ سطحی باتیں ہیں۔ شادیاں ہوتی رہیں ہیں۔ طلاقیں اور علیحدگیاں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ ان سے کوئی انقلاب نہیں آتا۔ ہاں ڈاکٹر ہرمین کو ضرور نکال دیں۔ وہ ڈفر ہے۔ وہ نمائشی ہاتھی ہے جو آدھی ریاست کو نگل کر ڈیوڑھی پر جھومنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا۔ بہتر تو یہ ہے میرے پاس بھیج دیں اور ایک گھنٹے کے بعد کھڑکی کے نیچے سے اس کے باقیات سمیٹ لیں۔" وہ بے اختیار ہنس دیئے اور ہنستے ہنستے بولے۔ "نہیں کرن---- بہرکیف آج اس کا بستر گول ہو رہا ہے---- نہیں---- آج نہیں کل---- آج پارہ گڑھ والے آ رہے ہیں۔ ان کے سامنے اس کی موجودگی ضروری ہے۔ کل صبح ان کے جاتے ہی---- اوکے کرن۔" میں نے ریسیور رکھ دیا---- دس بجتے نہیں پائے کہ کرنل ماما بغیر اطلاع دیئے تیزی سے میرے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ کینتھ ایک دم اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ماما جی خیریت؟" وہ کھسیانے ہو کر بولے۔ "معاف کرنا کرن میں بہت جلدی میں ہوں۔ وہ---- سادھنا دیوی وغیرہ تم سے ملنے آ رہی ہیں۔ بلکہ نکل چکی ہیں تم فوراً" رشی کے کمرے میں ان کو ریسو کرو۔ میں اس کو یہاں گھسیٹ لاتا ہوں۔" میں نے کینتھ کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "پدھاریئے ماما جی۔" انہوں نے ریڈنگ روم کا ملحقہ دروازہ کھولا اور رشی کے اپارٹمنٹ میں داخل ہو گئے۔ میں نے کینتھ کی طرف دیکھا۔ اس نے سر جھکا کر کہا۔ "میری غلطی ہے کرن---- دروازہ لاک نہیں کیا۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے---- میرے سوا سب کو غلطی کرنے کا حق ہے۔" وہ مسکرا کر کوئی جواب دینے والی تھی کہ کرنل رشی کو لئے ہوئے اندر آ گئے۔ رشی نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "مجھے کیوں بلایا کرن؟" میں نے کہا۔ "میرے چند مہمان آنے والے ہیں ڈیر---- تم یہاں کینتھ کے ساتھ پیو پلاؤ---- میں تھوڑی دیر میں آ رہا ہوں۔" وہ بولا۔ "تم پاپا کے بگڑے ہوئے بچے ہو کرن---- جاؤ عیش کرو۔" میں ہنس کر آگے بڑھا اور دروازہ بند کر دیا۔ ڈرائنگ روم میں پہنچ کر بزر دبایا اور صوفے پر بیٹھ کر ایک رسالہ پڑھنے لگا۔ ایک لڑکی اندر داخل ہوئی اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے اسکی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "دروازے پر جا کر مہمانوں کی سواگت کرو اور اندر پہنچا کر چائے کا انتظام کرو۔" وہ "جو آگیا" کہہ کر چلی گئی میں نے رشی کے سگریٹ کیس سے سگریٹ نکالا اور سلگا کر پھر ورق گردانی کرنے لگا تھوڑی دیر میں سادھنا دیوی اور یشودھرا اندر داخل ہوئیں۔ میں نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا اور مسکرا کر کہا۔ "پالاگن دیدی رانی۔" وہ ہنس کر مرہٹی میں بولیں۔ "دیدی رانی فارسی نہیں سمجھتی۔ صرف تین وید جانتی ہے۔ بلکہ آڑھائی یا تین وید----؟" دونوں بیٹھ گئیں۔ یشودھرا نے کہا۔ "مرہٹی انگریزی اور اردو---- آدھی

اردو---- خیر ہم یہ کہنے آئے ہیں آج ہم رخصت ہو رہے ہیں۔" میں نے کہا۔ "افسوس ڈیئریسٹ---- میں خدا حافظ نہیں کہہ سکتا۔ ساتھ چل سکتا ہوں۔" سادھنا نے کہا۔ "ہم ڈائریکٹ ولاس پور جا رہے ہیں' پارہ گڑھ نہیں۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "دیدی پارہ گڑھ سے میرا کیا تعلق---- میں بھی اسی لئے ساتھ چلنے کو کہہ رہا ہوں کہ مجھے معلوم ہے آپ ولاس پور جا رہی ہیں۔" دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا---- میں نے کہا۔ "میری طرف دیکھو یشو---- کیا تمہیں کچھ شک ہے----؟"

مسکرا کر کہنے لگی۔ "نہیں نعیم---- مجھے کبھی تم پر شک نہیں ہوا لیکن ان لوگوں کا کیا ہو گا۔ کیا تم انکل کو اتنا احمق سمجھتے ہو کہ وہ رشی کرن کو دلہن کے ساتھ بھیج کر----" وہ سادھنا کی طرف دیکھ کر بولتے بولتے رک گئی۔ میں نے کہا۔ "ڈارلنگ تو کیا تم انکل کو اتنا بے غیرت سمجھتی ہو کہ وہ مجھے اپنی بہو کی خوابگاہ میں دھکیل دیں گے----؟" سادھنا نے کہا۔ "تم بھی ان کے بیٹے ہو کرن---- نقلی سہی---- لیکن امیج تمہارا قائم کیا گیا ہے---- اصلی کو کوئی نہیں جانتا---- ریاست کے سوا تم ہر چیز ان سے چھین سکتے ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "دیدی پھر آپ ابھی چند سال اور میرا مطالعہ کریں---- خیر---- یہ بعد کی بات ہے۔ میں آپ کے ساتھ چل رہا ہوں۔ آپ کو باڈی گارڈ کی ضرورت ہے اور نعیم' مہاراجہ ولاس پور کا سارجنٹ میجر آپ کو امین پور روڈ کے آخری سرے تک حفاظت سے پہنچانے کے لئے شہزادگی کے خول سے باہر آ چکا ہے۔"

میں نے پھر بزر دبایا۔ دو لڑکیاں چائے اور ناشتے کی ٹرے لئے ہوئے پینٹری سے برآمد ہوئیں اور میز پر رکھ کر چلی گئیں۔ میں نے سر جھکائے جھکائے چائے تیار کرنی شروع کر دی۔ یشودھرا میرا ہاتھ بٹانے لگی۔ چائے پیتے پیتے سادھنا نے کہا۔ "پھر تمہاری واپسی کے لئے سواری کا کیا انتظام ہو گا----؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "لیفٹ رائٹ---- لیفٹ---- یا اگر اس پر آپ کو اعتراض ہو تو پاپا کی رالز رائس لیتا چلوں۔" سادھنا نے کہا۔ "میں کوئی گاڑی نہیں چلاؤں گی۔" میں ہنس دیا۔ یشودھرا نے کہا۔ "دیدی اتنی سنگدل نہیں ہیں نعیم----" میں نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے یشو---- اگر یہ نہ ہوتیں تو ہم کئی مرتبہ مر چکے ہوتے۔ یہ گاڑی بھی چلائینگی' ہماری رہنمائی بھی کرینگی اور کوئی شہر آئے گا تو چیز کھانے کو پیسے بھی دیں گی۔"

تھوڑی دیر بعد وہ چلی گئیں اور میں اپنے کمرے میں آ گیا۔ ماما نے رشی کو منتقل کرنے کے بعد کہا۔ "کرن سہ پہر کی چائے تمہیں ہزہائی نس کے ڈرائنگ روم میں مہمانوں کے ساتھ پینی ہے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "ماما آپ نے یہ بھی خیال فرمایا کہ اس طرح مجھے پیش پیش رکھ کر آپ رشی کو بیک گراؤنڈ میں پھینک رہے ہیں----؟" اکتا کر بولے۔ "کرن میرا دماغ خراب کر دیا تم نے۔ میں کیا کہوں تم سے۔ جاؤ ہزہائی نس کو فون

کرو شاید ان کی بات تمہاری سمجھ میں آ جائے۔" میں نے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔ "انہیں زحمت دینے کی ضرورت نہیں ماما۔۔۔ آپ ان کا نفس ناطقہ ہیں۔ انہی کے الفاظ دہرا رہے ہیں۔ اچھا میں تیار ہوں۔۔۔" انہوں نے اٹھکر میرے سر پر ہاتھ پھرایا۔۔۔ ماتھا چوما اور دعائیں دیتے ہوئے چلے گئے۔ میں خیالات کی رو میں بہنے لگا۔

○

سہ پہر کو پاپا کے ڈرائنگ روم میں پہنچا تو وہاں سروج' اس کے ساتھ آنے والی راجکماریاں' سہیلیاں' ہزہائی نس اور شانتا کے علاوہ پارہ گڑھ سے آنے والے کزن راجکماروں کا مجمع تھا۔ مصافحے معانقے کے بعد پاپا نے مجھے اپنے اور سروج کے درمیان بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے سروج پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب مانوس سی چمک پیدا ہوئی اور اس نے سر جھکا لیا۔ میں خاموشی سے اس کے دائیں جانب بیٹھ گیا۔ ایک لڑکی سونے کی ٹرے میں سگریٹ لے کر آئی اور سب کو پیش کرنے لگی۔ میں نے ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ بائیں جانب صوفوں پر سادھنا دیوی اور یشودھرا بیٹھی ہوئی تھیں۔ نظریں ملتے ہی میں نے سر جھکا کر اشارے سے سلام کیا۔ ان کے چہرے پر بھی وہی تاثرات تھے جو کسی کو پہچان لینے پر نمودار ہوتے ہیں۔ میں سروج کی طرف سے خائف تھا۔ اس کے بار بار کنکھیوں سے دیکھنے پر میں ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے وہ یہ کہنے کو بے چین ہو کہ بتاؤ تین دن سے کہاں چھپے ہوئے تھے؟ پاپا کی جہاں دیدہ نظروں نے میری دلی کیفیت بھانپ لی۔ میری طرف دیکھ کر پوچھنے لگے۔ "رشی کرن کیسی طبیعت ہے۔۔۔؟" میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "بالکل ٹھیک ہوں پاپا۔۔۔ "شیروانی کا کالر ذرا تنگ ہے شاید۔" انہوں نے ہاتھ بڑھا کر کالر کھول دیا اور بولے۔ "اب۔۔۔؟" میں نے کہا۔۔۔ "شکریہ پاپا۔۔۔ اب بالکل ایٹ ایز ہوں۔" وہ ہنستے ہوئے کہنے لگے۔ "ڈاکٹر ہرمیں بھی کہہ رہے تھے تم بالکل تندرست ہو گئے ہو۔" شانتا نے جھک کر ان کی طرف دیکھا اور ہنس کر بولی۔ "مبارک ہو پاپا اب بھیا سے کہئے میرے تمام نیگ ادا کریں۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "ہم اپنی طرف سے تمہارے تمام واجبات ادا کر چکے۔ اب یہ جانیں تم جانو۔" شانتا نے اور جھک کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کرن بھیا پلیز۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "چائے پینے کے بعد۔۔۔" وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور ہزہائی نس کے سامنے آ کر کہنے لگی۔ "پاپا جلدی چائے پیجئے پلیز۔۔۔" کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ پاپا نے اٹھتے ہوئے مہمانوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چلئے۔" سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک داسی نے ہال کی طرف کھلنے والے دروازے کا پردہ اٹھایا اور مہمان آہستہ آہستہ نکلنے لگے۔
میں صوفے سے اٹھنے لگا اور ایک ہلکا سا جھٹکا کھا کر رہ گیا۔ میری شیروانی کا دامن

سروج نے صوفے پر دبا رکھا تھا۔ میں مسکرا کر پھر صوفے پر ٹک گیا۔ دو تین لڑکیوں نے ہماری طرف دیکھا اور مسکرا کر دوسری طرف متوجہ ہو گئیں۔ میں نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "اٹھنے دو سروج۔" اس نے شیروانی چھوڑ دی میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس نے اٹھ کر میری انگلی پکڑتے ہوئے کہا۔ "ٹھہر جاؤ کرن' مجھے کچھ کہنا ہے۔" میں نے ادھر ادھر دیکھا نصف کے قریب کمرہ خالی ہو چکا تھا۔ یشودھرا اور سادھنا نے دروازے کے قریب پہنچتے پہنچتے ہماری طرف دیکھا اور مسکراتی ہوئی نکل گئیں۔ نئی آنے والی لڑکیوں میں سے ایک نے میرے بازو میں چٹکی لی اور ہنستی ہوئی چلی گئی۔ میں نے سروج کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چلو سروج۔" اس نے میری انگلی چھوڑ کر پھر دامن تھام لیا اور دروازے کی طرف چلتے ہوئے بولی۔ "اب تک کہاں چھپے ہوئے تھے کرن۔۔۔؟" میں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "میری طبیعت خراب ہو گئی تھی سروج۔ اجیتا نے تمہیں نہیں بتایا؟" اس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "بتایا حضور۔۔۔" اس نے دروازے سے گزرتے ہوئے پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اور جو کچھ وہ نہیں بتا سکی میں نے خود سمجھ لیا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "پھر تو شکایت نہیں ہونی چاہئے سروج۔۔۔ اور اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔" "شکر ہے۔" اس نے کہا۔ لہجے میں طنز نمایاں تھا۔ میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ ڈائننگ ہال کے دروازے پر پہنچتے ہی میں نے مسکرا کر اس کی کمر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور زیر لب شکریہ ادا کیا۔ "شکریہ۔" بذات خود ایک طنز تھا اور وہ خود مجسم نشتر تھی لیکن کیا' غلط؟ میں نے کرسیوں کی طرف نظر دوڑائی۔ پاپا اور ممی درمیانی کرسیوں کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔ پاپا ہمیں دیکھتے ہی ایک قدم آگے بڑھے اور دونوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کے کہا۔ "ادھر بیٹھو سروج۔۔۔ اور تم ادھر کرن۔۔۔ شنو سے بچ کر۔" وہ ہنسنے لگے۔ ہال مشترکہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ میں نے سروج کو پہلے بیٹھنے کا موقع دیا اور پاپا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یورہائی نس۔" وہ ہنستے ہوئے میرا ہاتھ تھام کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ نوکرانیوں نے پلیٹوں کے اوپر سے خوان پوش اٹھا لئے۔ چائے کے بعد پان اور سگریٹ تقسیم ہوتے ہی شانتا نے کہا۔ "پاپا۔" انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "ٹالو بھئی۔" میں نے کہا۔ "مانگو کیا مانگتی ہو شنو؟ جان کی امان کے علاوہ۔" پاپا نے قہقہہ لگایا۔۔۔ تمام حاضرین نے ہال سر پر اٹھا لیا۔ شانتا ہنس کر بولی۔ "جان کی پرواہ نہیں۔۔۔ سوا لاکھ دے دو سیدھے ہاتھ سے۔" سب پھر ہماری طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔
میں نے کہا۔ "اچھا سوا لاکھ کا سوال ہے؟ چیک یا کیش؟"
"کیش۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "ہارڈ کیش۔"
میں نے کہا۔ "منظور ہے۔۔۔ شام کو ہمارے محل آ کر لے جاؤ۔" پاپا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "بس شنو یا کوئی اور مطالبہ باقی ہے۔۔۔؟" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔ "میرے پاپا

اور بھیا ہزاروں برس جئیں۔" میں نے اٹھتے اٹھتے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اس دعا کا ایک سکہ اور ---- سوا لاکھ کے علاوہ ----" ہال پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔ پاپا اور ممی ہنستے ہوئے پہلو بہ پہلو دروازے کی طرف چلنے لگے۔ میری شیروانی پھر سروج کی انگلیوں میں پھنس گئی۔ میں رک رک کھڑا ہو گیا۔ ایک ریلے میں قہقہوں کا سیل دروازے سے گزر گیا۔

میں نے سروج کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چلو پریتا ----" اس نے نظریں گھما کر دیکھا اور چلتے چلتے بولی۔ "پریتم ---- سروج چل رہی ہے ---- اور چلتی رہے گی اگر۔" وہ بولتے بولتے رک گئی۔ میں نے آہستہ آواز میں کہا۔ "اگر سروج ڈیر؟"

"میرے کمرے میں چلو۔ بتاتی ہوں پریتم۔"

میں نے کہا۔ "اچھا ---- شنو کو اشارہ کرنا وہ تمہیں اپنے ساتھ لے کر چلی جائیگی۔ پانچ منٹ بعد میں تمہارے پاس ہوں گا۔" ڈرائنگ روم میں پہنچتے ہی شانتا اور اجیتا سروج کو لے کر چلی گئیں۔ چند منٹ بعد پاپا نے خود ہی کہا۔ "کرن اب تم آرام کرو۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "بہتر ہے پاپا ---- چلتا ہوں ---- آداب عرض۔"

مجھے جاتے دیکھ کر تمام مہمان اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے چلتے چلتے سادھنا اور یشودھرا کو سر جھکا کر پرنام کیا اور دوسرے دروازے سے باہر نکل گیا۔ غلام گردش کمروں اور دالانوں کی بھول بھلیاں سے گزرتا ہوا رنواس میں داخل ہو کر داسیوں کی مسکراہٹیں اور سلامیاں سمیٹتا ہوا سروج کے کمرے میں پہنچا تو شانتا جا چکی تھی اجیتا اور سروج نے مسکرا کر استقبال کیا۔ میں نے سروج کا بازو تھام کر صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بیٹھیے۔" اجیتا نے مسکرا کر ہماری طرف دیکھا اور "ابھی آئی۔" کہتی ہوئی پردہ اٹھا کر باہر نکل گئی۔ سروج بیٹھنے کے بجائے میرے منہ کو تکنے لگی۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "جی' کیا فرما رہی تھیں آپ؟" وہ میرا ہاتھ تھام کر صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "ایک عرض' ایک التجا' ایک درخواست' آپ اسے چیلنج بھی کہہ سکتے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہید خاصی طویل ہو گئی سروج۔"

بولی۔ "ہاں کرن ---- عرض یہ کرنا ہے کہ میں اس وقت تم کو اوریجنل فارم میں دیکھ رہی ہوں اور اسی فارم میں دیکھنا چاہتی ہوں۔ چیلنج یہ ہے کہ دوبارہ اس خول میں نہیں جانے دوں گی۔" میں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "خول؟ کیسا خول سروج؟ میں سمجھا نہیں۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "نہ سمجھیے حضور ---- میں الفاظ ضائع کرنے کے بجائے دوسرے طریقوں سے اپنے حقوق کی حفاظت کرنے کی قائل ہوں۔ ایک منٹ ----" اس نے تیزی سے بڑھ کر دروازہ بند کیا اور میرے سامنے آ کر کہنے لگی۔ "کرن پہلے یہ بتاؤ تم میرے کیا ہو؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟"

"ہاں" اس نے کہا۔ "تم نے عملی طور پر کچھ ثابت نہیں کیا۔ اس لئے زبانی ہی کچھ بتاؤ۔ یا تمہارا خیال ہے میں جلتی کڑھتی' روتی پیٹتی پھر بلی جاؤں گی کچھ دن چپ سادھے پڑی رہوں گی پھر رو رو کر ماتاجی سے کہوں گی۔ ماں مجھے کنوار کوٹھڑی چنوا دے۔ یہ سنسار' یہ راج پاٹ سب دھوکا ہے ماں۔ میں اس ماڈرن یگ کی الٹرا ماڈرن میرا بائی بننا چاہتی ہوں۔" وہ تھک کر ہانپنے لگی۔ میں اس کے چہرے کی طرف دیکھ دیکھ کر مسکراتا رہا۔ اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "سمجھ تو گئے ہو گے؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "خاک نہیں سمجھا۔"

"خاک نہیں سمجھے ----؟" اس نے پیر پٹک کر کہا۔ میں نے اس کو بھڑکانے کے لئے شعر سنایا۔ "بے زبانی ترجمان شوق بے حد ہو تو ہو۔ ورنہ پیش حسن کام آتی ہیں تقریریں کہیں۔" وہ بھڑکنے کے بجائے مسکرا دی۔ "آئم سوری ڈیر۔" اس نے شکست تسلیم کرتے ہوئے کہا "لیکن تم اپنے طرز عمل پر غور کرو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کرتا ہوں۔" جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا اور چھت کی طرف دھواں چھوڑا۔ وہ کھڑی دیکھتی رہی۔ میں نے ایک طویل کش لیا اور آنکھیں بند کر کے خیالات میں گم ہو گیا۔ وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی۔ اس کی مایوسی بجا تھی۔ میں نے تصور میں اعلیٰ اخلاقی قدروں کو اغراض و مقاصد کے دروازے پر دم توڑتے دیکھا۔ غیرت و حمیت کو مصلحتوں کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھتے دیکھا۔ مجھے اصول پرست کرن ایک بونا اور نعیم ملک ایک قد آور شخصیت نظر آنے لگا۔ میں نعیم بن گیا۔ آنکھیں کھول کر سگریٹ ایک راکھ دان میں پھینکا اور سروج کی طرف مخاطب ہوا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "جی!" میں نے جواب دینے کے بجائے اٹھ کر اس کو آغوش میں لے لیا اور ہونٹوں سے منہ بند کر دیا۔ اس نے اجتناب اور گریز کا رسمی مظاہرہ کیا۔ تلملائی' پھڑپھڑائی اور میری بانہوں میں سما گئی۔ میں نے اس کو پھول کی طرح اٹھا کر مسہری پر رکھ دیا۔

"حقوق کی حفاظت" اگر ٹوٹ پھوٹ کر مسکرانے کا نام ہے تو یقیناً وہ کامیاب ہو چکی تھی لیکن جہاں تک میرے جملہ حقوق محفوظ ہونے کا تعلق تھا۔ وہ پہلے ہی ہو چکے تھے یا پھر میں پبلک پراپرٹی تھا۔ میری زندگی ایک افسانہ تھی جو "صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے" کے عنوان سے طباعت اور اشاعت کے مراحل سے گزر چکی تھی ---- اور اب؟ میں نے سروج کے مسکراتے ہوئے چہرے پر نظر ڈالی۔ اس کی آنکھوں کو چوما اور بٹھاتے ہوئے کہا۔ "سروج ڈارلنگ اب میں تمہارا کیا ہوں؟" جواب دینے کے بجائے اس نے مسکرا کر میری گود میں منہ چھپا لیا ---- میں اس کے بالوں سے کھیلنے لگا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا اور "پران آدھار" کہہ کر دونوں ہاتھوں سے پھر منہ ڈھانپ لیا۔ میں اس کی کمر تھپتھپا کر اٹھتے ہوئے کہا "اچھا ڈیرسٹ اب چلتا ہوں۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے میرے ہاتھ

تھام لئے اور نگاہیں جھکا کر بولی۔ "کرن اب میں تمہیں آنکھوں میں بٹھانا چاہتی ہوں تو تم مجھے چھوڑ کر جا رہے ہو۔"

"کہاں جا سکتا ہوں سروج۔" میں نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "میں تو تمہاری لٹوں میں الجھ کر رہ گیا ہوں۔" میں نے اسیر زلف کا ترجمہ کیا وہ مسکرا کر بولی۔ "تو پھر کیسے جا سکتے ہو؟"

"نہیں نا۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "صرف اس چڑیل کا قرض ادا کرنے کی اجازت دو۔۔۔۔"

"شنو کا۔۔۔؟" اس نے کہا۔ "اچھا جاؤ۔۔۔ لیکن کھانا یہیں کھاؤ گے۔۔۔۔ میرے ساتھ۔۔۔" میں نے کہا۔ "یقیناً ڈیئریسٹ۔" وہ میرا ہاتھ تھام کر مسہری سے اتری۔ میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور اس کا منہ چوم کر باہر نکل گیا۔ وہ پردہ تھام کر ہاتھ ہلاتی رہی جب تک کہ میں والان سے گزر کے ستونوں اور گملوں کی آڑ میں نہ پہنچ گیا۔ میں بھی پلٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔

میں اپنے اپارٹمنٹ میں پہنچا تو شام کے سات بج رہے تھے۔ کرنل اور رشی ابھی تک میرے ڈرائنگ روم میں کینتھ سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے کرنل کو سلام کر کے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ماما جی۔۔۔ سوا لاکھ کے مقروض ہو کر آئے ہیں' ادائیگی کا طریقہ بتایئے۔" ماما مسکرا دیئے۔ رشی نے پوچھا۔ "کیا خرید ڈالا کرن؟" میں نے موڈ خوشگوار دیکھ کر کہا۔ "بیوی خریدی تمہارے لئے۔۔۔ کنگنا نہیں بندھوایا تھا شنو سے تم نے۔۔۔؟" سرہلا کر کہنے لگا۔ "بندھوایا تھا پھر؟" میں نے کہا۔۔۔ "آج اسی کے چارجز کا ڈیبٹ نوٹ پیش کیا ہے۔۔۔ اور وہ بھی تمہارے ان لاز کی موجودگی میں۔" وہ بولا۔ "ڈیم اٹ۔۔۔۔ خیر بابا سے کہو پے منٹ کر دیں۔" کرنل ماما مسکرا کر صوفے سے اٹھتے ہوئے بولے۔ "میں ابھی جا کر ادا کرا دیتا ہوں۔ آؤ۔" رشی اٹھ کر ان کے ساتھ ہو لیا۔ کینتھ ریڈنگ روم سے دروازہ بند کر کے لوٹی تو میں نے الماری کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے الماری کھول کر دو گلاسوں میں انڈیلی اور میز پر رکھ کر میرے سامنے بیٹھ گئی۔ میں نے گلاس اٹھا لیا۔ اس نے دو گھونٹ لے کر کہا۔ "اتنی دیر تک کہاں رہے یور ایکسی لنسی۔۔۔؟" میں نے غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ "تمہارے خیال میں کہاں رہا ہوں گا۔۔۔؟" میں نے سوال کا جواب سوال سے دیا۔

"یہ کوئی جواب نہیں۔" اس نے ہونٹوں سے گلاس ہٹاتے ہوئے کہا۔ میں نے گلاس خالی کر کے رکھ دیا اور ہنس کر کہا۔ "تم مجھ سے زیادہ جانتی ہو۔" وہ اثبات میں سرہلا کر مسکرا دی۔

میں نے شام کا کھانا کینتھ کے ساتھ کھانے کے بعد رشی کے کمرے کا چکر لگایا۔ وہ

کھانا کھا کر ڈرائنگ روم میں ٹہل رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی بولا۔ "کرن تم نے ایک روز مجھے سیر کو ساتھ لے جانے کا وعدہ کیا تھا۔۔۔ یاد ہے۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "یاد ہے۔۔۔ صبح چھ بجے تیار ہو جاؤ لے جاؤں گا۔" انگلیوں سے کنپٹی بجا کر کہنے لگا۔ "ام۔۔۔۔ پاسی۔۔۔۔ بل۔۔۔۔ دونوں دن کے اجالے میں کیسے ساتھ نکل سکتے ہیں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "اس وقت تم بالکل نارمل ہو رشی۔ رانواس جا کر سروج کے ساتھ چائے کیوں نہیں پی آتے؟" میرے بازو کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا۔ "تم کیوں نہیں چلے جاتے؟" میں نے اس کا بازو جھٹک کر کہا۔ "تم پھر بہکنے لگے رشی۔ جہاں تمہیں ہونا چاہئے وہاں میں کیسے۔۔۔؟" اس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "مجھے یہ یقین دلانے کی کوشش مت کرو کہ میں اور تم دو ہیں کرن۔"

"ہم ایک ہیں۔۔۔۔" میں نے کہا "لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ تمہارے بدلے کھانا بھی میں کھاؤں۔۔۔ پانی بھی میں پیوں؟" وہ دونوں رخساروں پر ہتھیلیاں رکھ کر سوچنے لگا۔ میں نے چلنے کے لئے قدم اٹھایا تو ہاتھ پکڑتے ہوئے کہنے لگا۔ "کرن میری شخصیت بہت محدود اور نامکمل ہے۔ ٹوٹی پھوٹی اور ناقص۔۔۔ تم مکمل ہو۔ اس لئے قدرتی طور پر میرا وزن تمہی پر پڑیگا۔" اس کے الفاظ سے میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ میں نے چلتے چلتے پلٹ کر اس کو سینے سے لگا لیا۔ وہ مسکرا دیا۔ میں نے اس کو گود میں اٹھا کر مسہری پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "کوئی بات نہیں ڈیئریسٹ اب میں تمہیں پھول اٹھانے کی بھی زحمت نہ دونگا۔" وہ ہنس کر بولا۔ "کرن میں تو سمجھا تھا تم ناراض ہو گئے۔"

"نہیں رشی ڈیئر۔" میں نے اس کے رخسار کو ہاتھ لگا کر کہا۔ "میں تم سے ناراض ہو سکتا ہوں۔ یا تم مجھ سے ناراض ہو سکتے ہو؟ اچھا آرام کرو۔" وہ "ڈیئر یو آر۔" کہہ کر بستر پر دراز ہو گیا۔ میں اس کے الفاظ کا بوجھ دل پر لئے اپنے کمرے میں آ گیا۔ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب ٹیلیفون کی گھنٹی جھنجھنائی۔۔۔۔ کینتھ نے رسیور اٹھا کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے آداب عرض کیا۔۔۔ پاپا نے کہا۔۔۔ "کھانا کھا چکے کیا کرن؟" میں نے کہا۔ "جی۔۔۔۔" بولے۔۔۔۔ "رنواس میں جا کر چائے وغیرہ پی آؤ کرن۔" میں نے ہمت کر کے کہا۔ "پاپا میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اجازت ہو تو حاضر ہو جاؤں۔" کچھ دیر خاموش رہ کر بولے۔ "رشی سے بات کی تم نے؟" میں نے کہا۔ "ابھی زخم کھا کر لوٹا ہوں پاپا۔" میری آواز بھرانے لگی۔ انہوں نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "کرن چائے پی کر میرے پاس آ جاؤ۔۔۔۔ میں ایک گھنٹہ تمہارا انتظار کر سکتا ہوں۔۔۔۔" میں نے "جو حکم پاپا۔" کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ کینتھ نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کرن مجھے آج معلوم ہوا کہ تم جذباتی بھی ہو۔"

میں نے ہاتھ بڑھا کر سگریٹ کیس سے سگریٹ لیا اور سلگا کر لمبے لمبے کش لینے لگا۔

وہ تھوڑی دیر میری طرف دیکھتی رہی پھر مسکرا کر کہنے لگی۔ "سنو ڈارلنگ اچ اچ سے اس موضوع پر کچھ نہ کہنا۔" میں نے کہا۔ "کیوں؟"---- "انہوں نے اب تک تم سے کچھ کہا----؟" اس نے سوال کیا۔ انہوں نے حالات ایسے پیدا کر دیئے۔ پھر کہنے کی کیا ضرورت رہی۔" بولی۔ "تمہیں بھی کیا ضرورت ہے خصوصاً" ہزایکسی لنسی کے حکم کے بعد----؟" میں نے کہا۔ "لیڈی اگر مجھ سے کوئی سلپ ہو گئی تو----" میں نے قصداً جملہ ادھورا چھوڑ دیا اور اٹھ کر چل دیا۔

○

سروج' اجیتا' ارملا اور مناکشی ڈائننگ ٹیبل کے گرد بیٹھی ہوئی تھیں۔ میز پر کھانے چنے ہوئے تھے' دو تین لڑکیاں ان کے قریب کھڑی ہوئی تھیں۔ میں کمرے میں داخل ہوا تو سب کھڑی ہو گئیں۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "تپسیا ہو رہی ہے سروج؟" بولی "کیا کریں ڈیئر! پتی دھرم بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ بھوک لگ رہی ہے اور کھا نہیں سکتے۔" میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ٹیڑھی کھیر نہ کھایئے اور بہت سی چیزیں ہیں۔" ایک لڑکی نے بڑھ کر خوان پوش اٹھا لیا۔ میں نے اجیتا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ سروج کے ساتھ کھائیں---- میں معذرت خواہ ہوں۔ پرہیزی کھانا کھاتا ہوں اور کینتھ نے اپنے سامنے بٹھا کر کھلایا ہے کہ اور کچھ نہ کھا سکوں۔" سروج نے منہ بنا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ کے ساتھ کافی یا چائے پی سکتا ہوں۔" انہوں نے رسمی سا اصرار کر کے کھانا شروع کر دیا۔ میں سگریٹ اور کافی سے شغل کرتا رہا۔ اجیتا نے کھانا کھاتے ہوئے کہا۔ "ہمارے ہاں پرہیزی کھانا نہیں ملے گا روپ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "پرواہ نہیں---- وہاں کوئی پابندی نہیں ہو گی۔ میں آہستہ آہستہ پرہیز توڑنے لگا ہوں۔" اجیتا میری طرف دیکھ کر مسکرا دی۔ دوسری لڑکیاں بھی مسکرانے لگیں۔ تھوڑی دیر بعد میں نے کہا۔ "سروج مجھے پاپا نے طلب کیا ہے۔ اگر ناگوار نہ ہو تو----" اس نے میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے کہا۔ "ہو آیئے---- میں ان کا حکم کیسے ٹال سکتی ہوں؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ایک اور بات---- اگر میں---- اچھا پھر کسی وقت سہی۔" سروج نے پیالی میز پر رکھ کر میری طرف دیکھا---- "پھر کسی وقت کیوں----؟ پانچ منٹ ٹھہریئے۔ ہم کھانا تو کھا چکے۔" میں نے سگریٹ سے سگریٹ سلگایا۔ وہ میز سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اجیتا وغیرہ بھی اٹھ کر ہاتھ دھونے چلی گئیں۔ خادماؤں نے پلیٹیں اٹھا اٹھا کر کشتیوں میں رکھیں اور لے کر چل دیں۔ تنہائی ہوتے ہی میں نے کہا۔ "تمہارے ساتھ پارہ گڑھ چل رہا ہوں سروج لیکن شام تک کی اجازت چاہتا ہوں۔ رات کو کسی وقت پہنچ جاؤں گا۔" وہ کچھ دیر حیرت کی نگاہوں سے میری طرف دیکھتی رہی پھر دبی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔ "میں نہیں سمجھ سکی

کرن----" میں نے ہنس کر کہا۔ "پارہ گڑھ پہنچ کر سمجھا دوں گا۔" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "نہیں حضور---- سمجھنے سمجھانے سے بات نہیں بنتی۔ یہاں آتے وقت بھی آپ غائب تھے اور اب جاتے وقت بھی ساتھ نہیں چلنا چاہتے۔ یہ میری توہین ہے مجھے میکہ والوں کی نظروں میں ذلیل کرنا ہے۔"

"میں تم سے اجازت طلب کر رہا ہوں سروج ڈیئر---- اس میں ت وہین کا کونسا پہلو نکلتا----؟"

"آپ میری عزت افزائی کرنا چاہتے ہیں یور ایکسی لنسی---- لیکن اس کے معنی یہی ہوتے ہیں جو میں عرض کر رہی ہوں اور یہ سلسلہ گھونگھٹ الٹتے ہی شروع نہیں ہونا چاہئے۔" مجھے ہنسی آ گئی۔ "تم نے گھونگھٹ کی آڑ میں شکار تو کر لیا ہمیں۔ اب الٹنے نہ الٹنے سے کیا فرق پڑتا ہے ڈیئریسٹ----؟" میں نے اس کو سائیڈ ٹریک کرنے کے لئے ایک دقیانوسی کہاوت کا سہارا لیا۔ وہ مسکرا دی۔ میں نے اس کا شانہ تھپک کر کہا۔ "سروج ڈیئر' کار اور ہوائی جہاز کے زمانے میں ڈولی اور کہاروں کے دور والی دلہنوں کا انداز فکر اختیار نہ کرو پلیز----" وہ چکرا گئی۔ میں نے اس کو سوچنے کا موقع دینا مناسب نہ سمجھا۔ مسکرا کر اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور شب بخیر کہتا ہوا باہر نکل گیا۔

میں ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو پاپا دونوں ہاتھ پشت کی جانب کئے کمرے میں ٹہل رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو مسکرا کر بولے۔ "آؤ کرن۔" ان کی مسکراہٹ میں درد پنہاں تھا وہ آنکھیں ملانے سے گریز کر رہے تھے۔ میں نے جھک کر ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا۔ انہوں نے میرے دونوں بازو تھام کر اٹھا لیا اور اپنے پاس صوفے پر بٹھاتے ہوئے بولے۔ "رشی کی طبیعت کیسی ہے کرن----؟" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہیں پاپا---- سو رہے ہیں۔" وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گئے---- میں نے اصل موضوع کو پس پشت ڈالتے ہوئے کہا۔ "پاپا کل ڈاکٹر ہرمین کو رخصت کر دیجئے پلیز۔" بولے۔ "ہاں یہ تو طے ہے کرن۔" میں نے کہا۔ "شکریہ پاپا---- میں یہی یاد دلانے کے لئے حاضر ہوا تھا۔" وہ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولے۔ "کرن میں رشی کی زندگی کے لئے تمہاری موجودگی ضروری سمجھتا ہوں---- کیا تم اس کے بھائی نہیں بن سکتے؟" میں نے کہا۔ "پاپا میں رشی کے لئے اپنی زندگی قربان کر سکتا ہوں۔ بھائی تو ہم بہت پہلے بن چکے۔ کیا میں آپ کو پاپا نہیں کہتا----؟" کہنے لگے۔ "ہاں کرن مجھے معلوم ہے تم اس کے لئے جان دے سکتے ہو۔ سلطنت چھوڑ سکتے ہو---- تم اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دے سکتے ہو---- میں تمہیں اپنا بیٹا سمجھتا ہوں---- اور آج بتاتا ہوں کرنل کی آڑ میں میں ہی تمہیں ایڈویٹ کر رہا تھا---- لیکن تم---- کرنل کہہ رہے تھے تم کسی کو وچن دے چکے ہو---- اگر ایسا ہے تو شردھام کا پرنس ہونا تمہارے لئے----"

"باعث فخر ہے پاپا۔" میں نے ان کی بات چھینتے ہوئے کہا۔ "لیکن یہ وچن سے آگے کی بات ہے یورہائی نس۔ ہم ایک دوسرے کے ہو چکے ہیں--- بہرکیف رشی کی سلامتی میرا دھرم ہے--- میں ان کے لئے عہد شکنی کے سوا سب کچھ کر سکتا ہوں--- اور--- خیر--- خیر آپ یقین فرمایئے آپ کا ہر حکم بھی میرا دھرم ہے۔" انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "جیتے رہو بیٹے۔" میں نے اٹھ کر پھر ان کے چرنوں کو ہاتھ لگایا اور اجازت طلب کر کے چلنے لگا تو ان کے چہرے پر مسرت جھلک رہی تھی۔

دوپہر کو دو بجے سروج اور اس کے میکے والوں کی روانگی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ میں نے بخاری کے ہاتھ ایک لفافہ بھیج کر سادھنا اور یشودھرا کو اپنے پروگرام سے مطلع کیا اور پاپا کی رالز لے کر پچھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔ ٹھیک چار بجے وہ پینتیس میل کا فاصلہ طے کر کے میرے پاس پہنچیں۔ میں اس وقت خاکی ہنٹنگ سوٹ پہنے زیادہ سے زیادہ باڈی گارڈ نظر آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کندھے پر پستول کا ہولسٹر پڑا ہوا تھا۔ گاڑی میں پاپا کی ونچسٹر الیون رکھی تھی اور میں ایک ایسی مسرت محسوس کر رہا تھا۔ جو شردھام آنے کے بعد کبھی نہیں کی تھی۔ یشودھرا نے میرے قریب پہنچ کر گاڑی کو بریک لگایا۔ میں نے اٹینشن ہو کر فوجی سلام کیا--- وہ دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ سادھنا نے مسکرا کر کھڑکی سے سر نکلتے ہوئے کہا۔ "ارے--- تم تو سچ مچ کے باڈی گارڈ بن گئے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "دیدی' یہ میرا اصلی روپ ہے--- مجھے اس روپ سے محبت ہے اور آپ کو بھی--- شہزادگی تو ایک بہروپ تھی جس سے میری کوئی حسین یاد وابستہ نہیں--- اور آپ تو (یشودھرا نہیں) اس غلط فہمی میں مبتلا تھیں کہ میں شاید ہی اصلیت کی طرف لوٹنا پسند کروں۔"

وہ ہنس کر کہنے لگیں "ہاں یہ صحیح ہے--- میرا یقین متزلزل ہونے لگا تھا--- خیر اب--- یشودھرا کو پچھلی سیٹ پر بٹھاؤ اور گاڑی اسٹارٹ کرو۔" میں نے یشودھرا کی طرف دیکھا' وہ مسکرا رہی تھی۔ میں نے اگلا دروازہ کھول کر اس کو سوار ہونے کا اشارہ کیا اور پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "دیدی' راستہ آپ کو معلوم ہے--- آگے ہو جایئے اور پلیز پیچھے پلٹ کر نہ دیکھئے--- ورنہ---" میں نے جملہ ناتمام چھوڑ کر وہیل سنبھالا اور دروازہ بند کر کے سیلف پر پیر مارا۔ "ورنہ کیا؟" سادھنا نے گاڑی آگے نکالتے ہوئے کہا۔ میں نے گیئر لگا کر گاڑی انکی کار کے پیچھے لیتے ہوئے کہا--- "حادثہ ہو جائے گا۔" انہوں نے "اوہ" کہہ کر اسپیڈ بڑھانی شروع کر دی--- ٹاپ گیئر لگاتے ہی میں نے یشودھرا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ میرے جسم میں پیوست ہو گئی۔

دو سوا دو گھنٹے مسلسل ڈرائیونگ کے بعد چھ بجے ہم ایک شہر میں پہنچے۔ پہلے پٹرول پمپ پر رک کر گاڑیوں کے ٹینک فل کرائے۔ ہلکا سا ناشتہ کر کے چائے پی اور منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ ولاس پور یہاں سے پچیس میل کے فاصلے پر تھا اور یہاں سے آگے

کا راستہ میرے لئے ان جانا نہ تھا۔ کچھ دور جانے کے بعد میں نے ہارن دے کر اسپیڈ بڑھائی۔ پیکارڈ کے برابر پہنچتے ہی سادھنا نے کھڑکی کا شیشہ نیچے اتارا اور سر باہر نکال کر کہا---- "کیا ہے نعیم؟"

"میں نے کہا۔ "ذرا جلدی پہنچنا چاہتے ہیں دیدی---- آپ تو پھونک پھونک کر قدم رکھ رہی ہیں۔"

انہوں نے ہاتھ سے پیچھے رہنے کا اشارہ کیا اور شیشہ چڑھاتے ہوئے گاڑی سڑک کے وسط میں لے کر اسپیڈ بڑھانی شروع کر دی۔ رالز پھر پیچھے ہو گئی۔ سنگ میل تیزی سے گزرنے لگے۔ آج مجھے معلوم ہوا سادھنا دیوی بڑی انتھک اور ماہر ڈرائیور تھیں۔ مزید نصف فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک کنوئیں کے قریب گاڑیاں روک کر پانی پیا---- تھرماس میں سے ایک ایک پیالی چائے پی اور چند منٹ چہل قدمی کرنے کے بعد پھر اسی تیزی سے روانہ ہو گئے۔ آٹھ بجنے والے تھے کہ ہم امین پور روڈ سے گزر رہے تھے "ڈیلائٹ کارنر" سے گزرتے ہوئے میں نے پیشانی کو ہاتھ لگا کر "سیلوٹ ٹو مائی سیکریڈ اسپارٹ" کہا۔ یشودھرا نے مسکرا کر میرے کندھے پر سر ٹکا دیا اور میں نے اس کا منہ چوم لیا۔

برٹش کیمپ کا گیٹ آتے ہی دونوں گاڑیاں رک گئیں۔ میں نے یشودھرا کو ایکبار پھر چوما اور دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ سادھنا بھی باہر نکل آئی۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "اچھا دیدی گڈ بائی ٹو یو----" یشودھرا گاڑی سے نکلی اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔ سادھنا نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔ "نعیم آج دن بھر تم نے آرام نہیں کیا' اب رات کو چار پانچ گھنٹے مسلسل ڈرائیونگ---- اور وہ بھی افسردگی کے عالم---- خطرناک نہیں کیا؟"

میں نے یشودھرا کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کوئی حل بھی تو نہیں دیدی---- مجھے صبح کے چار بجے سے پہلے لازماً" پہنچنا ہے۔" سادھنا نے یشودھرا کی طرف دیکھ"" کر کہا۔ "کاش ہم ایک ڈرائیور کا ہی انتظام کر سکتے۔" میں نے کہا۔ "خیر دیدی---- اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے---- میں پہنچ ہی جاؤں گا---- اچھا اب آپ کو دیر ہو رہی ہے۔" میں نے دونوں کی کمر کو ہاتھ لگا کر گاڑی کی طرف بڑھایا۔ وہ سوار ہو گئیں۔ گاری اسٹارٹ ہوتے ہی میں نے سیلوٹ کرتے ہوئے کہا "خدا حافظ۔"

پیکارڈ جب موڑ پر پہنچ کر نظروں سے اوجھل ہو گئی تو میں گاڑی میں سوار ہوا اور ریلوے اسٹیشن کی طرف چل دیا۔ ٹاور کے قریب ایک پٹرول پمپ پر ٹینک فل کرایا۔ ریڈی ایٹر میں پانی ڈلوایا اور اسٹیشن کے ٹیلی فون پر بوتھ میں پہنچ کر کیپٹن دلیش کھ کا نمبر ڈائل کیا' دوسری گھنٹی پر ریسیور اٹھایا گیا اور آواز آئی۔ "کیپٹن یشونت۔"

میں نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی' آداب عرض---- آپ کا مزاج؟"

وہ ایک دم چیخ کر بولے---- "ارے تم----؟---- ٹائیگر کہاں سے بول رہے ہو میرے چاند؟"

میں نے کہا۔ "بمبئی سے---- ٹرنک پر بات کر رہا ہوں ڈیڈی---- کہاں تک ضبط کرتا---- اب تو دل سینہ چیر کر نکل جانا چاہتا ہے۔"

"اوہ نعیم---- خدا کی قسم اپنا بھی یہی حال ہے----" انہوں نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "خدا کے لئے بتاؤ---- تم کہاں مل سکتے ہو' میں رخصت لے کر آنے کو تیار ہوں---- لیکن تمہارا تو پتا ہی نہیں---- جائیں تو جائیں کہاں----؟"

میں نے کہا۔ "اس وقت کیا کر رہے ہیں آپ؟"

وہ بولے۔ "کھانا کھا رہا تھا---- لیکن سچ بتاؤ نعیم---- تم کہاں سے بولے رہے ہو---- مجھے یقین نہیں تم بمبئی سے ٹرنک کال کر کے میرے زخم کریدنے کی حد تک ظالم ہو سکتے ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ کا خیال صحیح ہے ڈیڈی---- اچھا کھانا کھا کر اسٹیشن آ جایئے---- میں لگیج آفس کے کونے پر آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔" انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ کریڈل پر ریسیور گرنے کی آواز سن کر میں بوتھ سے باہر نکل آیا اور اندھیرے میں کھڑی ہوئی رالز کے وہیل پر بیٹھ کر سگریٹ سلگایا۔ نصف سگریٹ ختم نہ ہوا تھا کہ ایک کار تیزی سے میری گاڑی کے قریب آ کر جھٹکے سے رکی اور کیپٹن دلیش کھ دروازہ کھول کر باہر نکلے وہ اس وقت سلیپنگ سوٹ پہنے ہوئے تھے۔ میں گاڑی سے باہر نکلا "ڈیڈی" کہہ کر ان سے لپٹ گیا۔ وہ زور سے بھینچ کر میری پیشانی چومتے ہوئے بولے۔ "آہ نعیم مار ڈالا تم نے ہمیں---- اور نہ جانے کس کس کو---- خیر اچھے تو ہو؟"

میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر رالز کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "آپ کی دعاؤں سے عیش کے گہواروں میں جھول رہا ہوں ڈیڈی---- آیئے----"

میں نے ان کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر گاڑی بیک کر کے نکالی اور برٹش کیمپ کی دیوار کے ساتھ ساتھ چل کر تھوڑے فاصلے پر ایک درخت کے نیچے انجن بند کر دیا۔ کیپٹن نے کہا۔ "نعیم یہ تو رالز رائس معلوم ہوتی ہے تم بمبئی سے تو ہرگز نہیں آ رہے۔" میں نے کہا۔ "ہاں ڈیڈی بمبئی سے نہیں آ رہا---- خیر میرے پاس وقت بہت کم ہے---- صرف آپ سے ملنے کے لئے چھپ کر بھاگ آیا ہوں---- یہ بتایئے آپکے مالی حالات کیسے ہیں؟" مسکرا کر بولے۔ "جیسے ہمیشہ رہتے ہیں کیوں؟" میں نے سیٹ کے نیچے سے بریف کیس نکال کر کھولا اور ان کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ "اس میں سے دس بنڈل اٹھا لیں ڈیڈی۔" کہنے لگے۔ "نعیم ابھی تو مجھے روپے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب----" میں نے انکی بات کاٹ کر کہا---- "مجھے ضرورت ہے---- ڈیڈی کے پاس ہوں گے تو ورثے میں مجھ ہی کو ملیں گے مجھے معلوم ہے ڈیڈی اتنا کلوز فسٹیڈ ہے کہ لکشمی پوجا کے لئے صرف

دیوالی کے دن ہی ان کو دھوپ دینے کو نکالے گا۔" وہ ہنسنے لگے---- میں نے دس گڈیاں اٹھا کر سیٹ پر رکھدیں اور بریف کیس بند کر دیا۔ بولے---- "نعیم خدا تمہیں جلد واپس لائے---- مجھے یہاں سب کچھ سونا سونا لگتا ہے۔" میں نے سگریٹ دیتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی جلد لوٹنے کی کوشش کروں گا---- بہت برا پھنس گیا ہوں---- کچھ کہہ نہیں سکتا کب نکل سکوں گا۔"

"مجھے تو بتاؤ۔" انہوں نے کہا۔ "کہاں ہو؟" یا مجھ سے بھی راز داری برتنا چاہتے ہو؟"

"کوئی فائدہ نہیں ڈیڈی---- نہ ہم مل سکتے ہیں نہ خط و کتابت کر سکتے ہیں---- پھر حاصل؟ یہ بتایئے ہزہائی نس اور مہارانی تو کشل ہیں؟" ہنس کر بولے۔ "سب کشل ہیں---- ایک کے سوا۔"

"وہ ایک کون؟" میں نے پوچھا۔ وہ بولے۔ "چھوڑو---- تم نے اخیر تک اس سے اپنا تعلق ظاہر نہیں کیا' اس وقت ذراسی دیر کے لئے میرے پاس آئے ہو---- میں تمہیں افسردہ نہیں دیکھنا چاہتا---- نعیم کھانا میں نے بھی نہیں کھایا ہے اور تم نے بھی---- چلو کہیں چل کر کچھ کھائیں پیئیں---- تمہارے ساتھ بیٹے ہوئے---- ایسا معلوم ہوتا ہے---- جگ بیت گئے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈیڈی---- دل میرا بھی چاہتا ہے---- لیکن وقت نہیں ہے اور پھر ایکسپوز ہونے کا خطرہ بھی ہے---- اس لئے پھر کبھی سہی---- صرف یہ بتایئے---- آپ کس کا نام لیتے لیتے رک گئے تھے۔" انکی نگاہیں میرے چہرے پر جم کر رہ گئیں۔ میں نے کہا۔ "پلیز ڈیڈی۔"

انہوں نے سر جھکا کر کہا---- "نعیم تمہارے مفاد میں نہیں ہے---- نہ معلوم تم کن حالات میں ہو---- اگر یہاں پھنس گئے تو خدا جانے کیا ہو---- تم پاگل قسم کے آدمی---- نہیں میں ہرگز نہیں بتاؤں گا---- ہاں جب تم یہاں آ جاؤ گے تو کچھ نہیں چھپاؤں گا اور فائرنگ لائن سے لے کر فائرنگ اسکواڈ کے سامنے کھڑا ہونے تک تمہارا ساتھ دوں گا۔ "میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد انہوں نے میرا شانہ ہلایا---- میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی---- جو کچھ آپ کہنا نہیں چاہتے وہ میں سمجھ گیا۔ بہرکیف مجھے آپ سے شکایت نہیں ہے---- آپ کو ڈیڈی کی حیثیت سے یہی کرنا چاہئے۔" وہ ہنس دیئے سگریٹ جھاڑتے ہوئے بولے۔ "اب اپنا نجومی ہونا تو ثابت کرنے کی کوشش نہ کرو برخوردار۔" میں نے کہا۔ "روپا دیوی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا کہئے غلط۔" انہوں نے متعجب ہو کر نفی میں سر ہلایا۔ "نہیں غلط نہیں---- تمہیں کس نے بتایا؟" میں نے کہا۔ "آپ نے---- اور یہ ایکسیڈینٹ

دارصل ایکسیڈنٹ نہیں---- خودکشی بھی نہیں---- قتل ہے---- کہئے غلط۔"

"یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے۔" انہوں نے کہا۔ "اچھا یہ کس نے بتایا؟"

میں نے جواب دیا۔ "آپ نے---- کیا نہیں بتایا آپ نے ڈیڈی---- اور اگر یہ واقعی قتل ہے تو---- میں قاتل کو بھی جانتا ہوں۔"

وہ بولے۔ "واقعی تم جانتے ہو نعیم لیکن میں ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا---- اس لئے قتل نہ کہو۔"

"آپ نے کوشش کی؟" میں نے سوال کیا۔

"جس انداز میں تم کر سکتے ہو---- نہیں کی---- سرکاری طور پر جو تفتیش ہوئی اس کا میں جائزہ لیتا رہا ہوں---- میجر برنی نے بھی گہری دلچسپی لی ہے لیکن ایکسیڈنٹ کے سوا کچھ ثابت نہیں ہوا۔"

"ہزہائی نس اس تفتیش سے مطمئن ہیں؟"

"مطمئن ہیں---- انہیں روپا دیوی کی دماغی کیفیت کو دیکھتے ہوئے یہ شک ضرور ہے کہ انہوں نے خودکشی کی ہوگی۔"

"دماغی کیفیت۔" میں نے چونک کر کہا۔ "کیا وہ کچھ؟"

"نہیں---- دماغی توازن برقرار تھا۔ کسی قدر چڑچڑی اور زود رنج ہو گئی تھیں۔ بات بات پر الجھنے لگتی تھیں' ایک مرتبہ ہزہائی نس سے بھی بگڑ کر چل دی تھیں' حالانکہ بات کچھ بھی نہ تھی۔"

"ٹھیک ہے ڈیڈی۔" میں نے کہا۔ انہوں نے سگریٹ نکال کر مجھے دیتے ہوئے کہا۔ "آؤ نعیم ریفرشمنٹ روم میں چل کر کھائیں پیئیں۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

میں نے کہا۔ "نہیں ڈیڈی---- اسٹیشن پر ہزہائی نس کے پرچہ نویس ہروقت حاضر رہتے ہیں' آپ کو دیکھتے ہی مجھے بھی پہچان لیں گے اور صبح ہی آپ کی طلبی ہو جائے گی---- اس لئے پلیز۔" میں نے گاڑی اسٹارٹ کر کے یو ٹرن لیا اور انکی گاڑی کے برابر میں لاکر کھڑی کر دی۔ وہ خاموش بیٹھے میری طرف دیکھتے رہے۔ میں نے انکی طرف والا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی خدا جانتا ہے میرا دل آپ سے علیحدہ ہونے کو نہیں چاہتا---- لیکن مجبوری ہے---- خیر آپ کے درشن ہو گئے---- اب آپ ہنسی خوشی مجھے اجازت دیجئے---- انشاء اللہ جلد ملیں گے۔" انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "انشاء اللہ----" اور پیشانی چوم کر گاڑی سے اتر گئے۔ میں نے نیچے اتر کے انکی گاڑی کا دروازہ کھول کر ان کو سوار کرایا اور نوٹوں کی گڈیاں اٹھا کر ان کی سیٹ پر ڈالدیں۔ انہوں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور منہ پھرا کر بھرائی ہوئی آواز میں "خدا حافظ" کہہ کر روانہ ہو گئے۔ میں سرک کر نمبر پلیٹ چھپانے کے لئے اپنی گاڑی کے پیچھے ہو گیا لیکن انہوں نے

پلٹ کر نہ دیکھا۔ میں تھوڑی دیر کھڑا انکی کار کو نظروں سے اوجھل ہوتے دیکھتا رہا۔ گھڑی پر نظر ڈال کر دیکھا تو سوا نو بج رہے تھے۔ میں نے انجن بند کیا اور ریفرشمنٹ روم کی طرف چل دیا' ایک ویٹر نے سلام کر کے دروازہ کھولا' میں اندر داخل ہو گیا' اس نے پنکھے کھولے اور سر جھکا کر کہا۔ "حکم ان داتا۔" میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ڈنر' وہسکی' سوڈا' کافی۔" اس نے پھر سر جھکایا اور اندر کی طرف چل دیا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور تین سو میل کے سفر کی دشواریوں پر غور کرنے لگا۔ دو گھنٹے کے لئے ولاس پور آ کر واپس جاتے ہوئے مجھے ایسی الجھن ہو رہی تھیں جیسی لڑکپن میں آخری سنیما شو سے لوٹ کر جاتے ہوئے ہوا کرتی تھی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اس زمانے میں ایک ڈیڑھ میل پیدل گھسیٹا جایا کرتا تھا اور آج کار گھسیٹنے والی تھی لیکن فاصلہ بھی تو تین سو میل تھا۔ ویٹر کی آمد نے میرے خیالات کا سلسلہ منقطع کر دیا اور میں کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔ ایک ویٹر نے سلفچی لا کر کرسی پر بیٹھے بیٹھے میرے ہاتھ دھلوائے۔

دس بجے کے قریب میں کھانا کھا کر باہر نکلا' دروازے پر آتے ہی ایک تیس سالہ جوان نے جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھا' غور سے میری طرف دیکھا اور جب میں اس کے قریب پہنچا تو اٹینشن ہو کر فوجی سلام کرتے ہوئے بولا۔ "حضور کے مزاج تو اچھے ہیں میجر صاحب؟" میں نے ناواقفیت کا اظہار کرنے کے لئے پیچھے کی طرف دیکھا۔ حالانکہ میں سمجھ چکا تھا کہ یہ اسٹیٹ پولیس سی۔آئی۔ڈی برانچ کا ہیڈ کانسٹیبل تھا۔ اس نے مجھے اجنبیت کا برتاؤ کرتے دیکھ کر پھر سلام کر کے کہا۔ "حضور میں آپ ہی سے مخاطب ہوں' کیا آپ ٹائیگر نعیم صاحب ہیں؟" میں نے تیز نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔
"میجر۔۔۔۔ ٹائیگر۔۔۔۔ نعیم؟ کس کو کہہ رہے ہو تم؟" وہ میرے لہجے سے بوکھلا گیا۔ ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "معاف کیجئے سرکار۔۔۔۔ مجھے غلط فہمی ہو گئی۔" میں نے کہا۔ "ادھر آؤ میرے ساتھ۔۔۔۔" وہ پھر معافی مانگنے لگا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔۔۔۔ "بے وقوف' کیا تمہارا خیال ہے کہ میں تمہیں شوٹ کر دوں گا' آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں میں کون ہوں؟" وہ بادل ناخواستہ سر جھکا کر میرے ساتھ چلنے لگا۔ میں اس کو اپنی کار کے پاس لایا اور دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔۔۔۔ "نمبر پلیٹ دیکھی؟" بولا۔ "ان داتا دیکھ لی۔" میں نے کہا۔ "میرا نام رشی کرن ہے۔۔۔۔ سنا ہے کبھی؟" جھک کر بولا۔ "ان داتا' آپ شردھام کے یوراج ہیں۔" میں نے کہا۔ "ٹھیک۔۔۔۔ کار ڈرائیو کر سکتے ہو؟"

بولا "ان داتا نہیں۔" میں نے اس کو اندر دھکیلتے ہوئے کہا۔ "تو پھر ہم تمہیں ڈرائیو کریں گے۔" وہ میرے سانس کی خوشبو سے سمجھ گیا کہ میں ٹائٹ ہوں۔ گڑگڑا کر بولا۔ "سرکار میری ڈیوٹی ہے غیر حاضر نہیں ہو سکتا۔" میں نے دروازہ بند کر کے سیلف پر پیر مارتے ہوئے کہا۔ "غیر حاضر ہو جاؤ ہم تمہیں اپنا باڈی گارڈ بنائیں گے۔" وہ سمجھ گیا کہنا

سننا بیکار ہے۔ کونے میں سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ میں نے گیئر لگایا۔ گارڈن کے سامنے پہنچتے ہی امین پور روڈ کی طرف ٹرن لیا تو وہ ایک دم پیروں پر گر پڑا اور گڑگڑانے لگا۔ "حضور مجھے یہیں اتار دیں' بڑی غریب پروری ہو گی سرکار۔" میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ "لو پیو دوست۔" وہ پھر ہاتھ جوڑنے لگا۔ میں نے بائیں ہاتھ سے پستول نکالتے ہوئے کہا۔ "پیو سگریٹ یا پھر سورگ لوک جانے کو تیار ہو جاؤ۔" اس نے خاموشی سے سگریٹ لے کر سلگا لیا۔ میں نے "شاباش" کہہ کر ایکسلریٹر پر دباؤ بڑھانا شروع کر دیا' اسپیڈو میٹر کی سوئی پینسٹھ سے اوپر پہنچ گئی۔ اس کو خاموش دیکھ کر مجھے ہنسی آ گئی۔۔۔۔ وہ مجھے نعیم کی حیثیت سے پہچان گیا تھا اور اگر اغوا نہ کیا جاتا تو صبح سب سے پہلے ہزہائی نس کو یہ چونکا دینے والی خبر پہنچائے بغیر نہ رہتا۔۔۔۔ اور پھر۔۔۔۔ سادھنا دیوی اور یشودھرا کی آمد اور وہ بھی اس طرح کہ ان کا اپنا باڈی گارڈ ابھی تک پارہ گڑھ میں مکھیاں مار رہا تھا۔ ہزہائی نس ایک منٹ میں معاملے کی تہہ کو پہنچ جاتے۔ میں نے کونے میں بیٹھے ہوئے پرچہ نویس پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "تمہیں کیا تنخواہ ملتی ہے؟" اس نے سگریٹ کا دھواں خارج کر کے میری طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "ان داتا مبلغ ساٹھ روپے" میں نے کہا۔ "آج سے سو روپے ماہوار سمجھو لیکن ولاس پور جانے کا خیال دل سے نکال دو۔۔۔۔ بھول جاؤ کہ اس ریاست سے تمہارا کبھی کوئی تعلق رہا ہے۔۔۔۔ ٹھیک؟"
"اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "سرکار وہاں میرے بیوی بچے ہیں۔"
"انہیں ہم ایک ہفتے کے اندر اندر بلوا لیں گے۔۔۔۔ تمہارا سامان بھی آ جائے گا۔۔۔۔ اور کچھ؟"

وہ بولا۔ "ان داتا بس' بھگوان حضور کو خوش رکھے۔"

ایک بجے کے بعد ایک شہر پہنچ کر میں نے فیول ٹینک فل کرایا۔۔۔۔ ایک کپ چائے ٹہلتے ٹہلتے پی اور پھر روانہ ہو گیا۔ دو بجے شردھام اور پارہ گڑھ کے انٹرسیکشن پر پہنچ کر باپا کے نام ایک مختصر سا نوٹ لکھ کر پرچہ نویس کے ہاتھ میں تھما دیا اور دس روپے دیتے ہوئے کہا۔ "چیک پوسٹ یہاں سے ایک میل کے فاصلے پر ہے' وہاں جا کر یہ پرچہ دکھاؤ صبح تک آرام کرو' صبح وہ تمہاری سواری کا انتظام کر دیں گے۔ شردھام پہنچ کر باپا سے ملو' یہ خط انہیں دو اور سمجھو تم ملازم ہو گئے۔ ہم چار پانچ دن میں وہاں پہنچ کر فوراً" تمہیں اپنے پاس بلا لیں گے۔۔۔۔ اور پھر سمجھو۔۔۔۔ تمہارے دن پھر گئے۔۔۔۔" اس نے جھک کر سلام کرتے ہوئے کہا۔ "بہتر حضور۔" میں نے اس کو چلتے چلتے روک کر کہا "اور سنو۔۔۔۔ کسی کو یہ نہ بتانا کہ تم ہمیں کہاں ملے باپا تم سے کوئی ایسا سوال نہیں کریں گے اور اگر پوچھ بیٹھیں تو کہنا۔ ہم تمہیں پہلے سے جانتے ہیں اور پارہ گڑھ جاتے ہوئے راستے میں ملے تھے۔۔۔۔ ٹھیک؟" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "ان داتا حکم کی تعمیل ہو گی۔" میں

نے "او۔ کے۔" کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

صبح جس وقت میں پارہ گڑھ میں داخل ہوا' مندروں میں گھنٹیاں بج رہی تھیں۔ میری گاڑی گیٹ سے گزر کر راج محل کے پورٹیکو میں پہنچتے ہی ہزہائی نس کے درباری ریسپشن روم سے نکل نکل کے سیڑھیوں پر آ گئے اور گارڈ کی سلامی ختم ہوتے ہوئے میں چاروں طرف سے گھرا ہوا تھا۔ ہر طرف سے کفگیر چلانے کے انداز میں ہاتھ سلامیاں دے رہے تھے' ایک لحیم شحیم شخص نے جس کا ہر انداز پروقار تھا میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر شفقت آمیز لہجے میں کہا۔ "یوراج جی' آپ کہاں رک گئے تھے' یہاں تو بڑی چنتا ہو رہی ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "چلئے عرض کرتا ہوں۔" وہ میری کمر میں ہاتھ ڈال کر چلنے لگے۔ لفٹ میں داخل ہوتے ہی انہوں نے کہا۔ "رنواس میں ابھی تک کوئی نہیں سویا۔" میں نے کہا۔ "مجھے افسوس ہے شریمان---- لیکن میں نے سروج سے اجازت لے لی تھی' کیا انہوں نے کچھ نہیں بتایا؟" وہ مسکرا دیئے۔ "بے شک انہوں نے ہزہائی نس کو بتایا---- لیکن---- خیر اس وقت وہی سب سے زیادہ دیاکل ہیں۔"

لفٹ سے نکل کر ہال میں پہنچے تو ہزہائی نس اور مہارانی بیسیوں راجکماریوں اور داسیوں کے ساتھ ہار اور کلغیاں لئے کھڑے تھے۔ مجھے اس نا وقت اتنے بڑے ڈرامے کی توقع نہ تھی۔ مہاراجا اور مہارانی کو بے آرام کرنے کے احساس ندامت سے میری گردن جھک گئی۔ بمشکل پیشانی کو ہاتھ لگا کر "پالاگن" کہا۔ ہزہائی نس نے میرے سر پر ہاتھ رکھا مہارانی نے بلائیں لیں اور سیدھا ہوتے ہوتے ناک تک ہاروں میں چھپ چکا تھا۔ ساتھ آنے والے بزرگ نے مجھے ہاروں سے نجات دلائی اور سب ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ بیٹھتے ہی ہزہائی نس نے کہا۔ "کرن کہاں رہ گئے تھے تم؟"

میں نے سامنے بیٹھی ہوئی سروج کی طرف دیکھا۔ ہزہائی نس نے مجھے خاموش دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "ا - یمپلیکیشن کال ہو رہا ہے کرن بغلیں جھانکنے سے کام نہیں چلے گا۔"

میں نے کہا۔ "جی---- وہ دراصل---- شاید جو کچھ میں عرض کرنا چاہتا ہوں' اس میں آپ کو معقولیت نظر نہ آئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بیماری سے شفا پانے کے بعد بھی پاپا نے میری پابندیاں ختم نہیں کیں۔ میں ابھی تک راج محل کی چار دیواری میں نظر بند ہوں۔ ڈاکٹر نے مجھے مکمل طور پر صحت یاب اناؤنس کر دیا پھر بھی احتیاطی تدابیر اپنی جگہ برقرار رہیں۔ شادی ہونے کے بعد میں نے چند کڑیاں توڑی ہیں۔ ممکن ہے اس سلسلے میں سروج کو بھی مجھ سے شکایت ہو---- لیکن آج کی تاخیر کی وجہ تو صرف یہ تھی کہ میں دو بجے سے چند دوستوں کو ساتھ لے کر شکار کو نکل گیا تھا اور---- بہرکیف میں نے اجازت لے لی تھی۔" جھوٹ بولتے بولتے تھک کر میں سروج کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا تو

ہزہائی نس نے مسکرا کر مہارانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہمیں تو کرن کی بات میں معقولیت نظر آتی ہے یورہائی نس---- آپ کا کیا خیال ہے؟" مہارانی نے ہنس کر کہا۔ "ہمیں تو صرف ایک معقولیت نظر آئی---- اور وہ یہ کہ کرن کی زبان مغل شہزادوں جیسی ہے۔" میں نے سر جھکا کر کہا---- "یورہائی نس آپ کی پرشسا میرے لئے بہت بڑا سمان ہے۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "نہیں یورہائی نس کرن کی بات میں بہت معقولیت ہے۔ آخر راجکمار ہے' چھ سات سال سے بیمار رہنے کے بعد اچھا ہونے پر شکار اور سیر و تفریح کو جی چاہنا بالکل سو بھاوک ہے---- اچھا بھئی دیویو----" انہوں نے راجکماریوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا---- "اب ہم کرن کو چائے پلا کر آرام دینا چاہتے ہیں۔ سو تم میں جو ایسی پنڈتانیاں ہوں جو بغیر اشنان کئے جل پان کرنا پاپ سمجھتی ہوں وہ اپنے اپنے وشرام گرہ کو پدھاریں اور جو ماڈرن کلچر میں وشواس رکھتی ہوں وہ ہمارے ساتھ بریک فاسٹ کریں۔" چند راجکماریاں بیٹھی رہیں' باقی سب اٹھ کر سلام کرتی ہوئی رخصت ہو گئیں۔

ناشتہ کرنے کے بعد اجیتا ہمیں بیڈ روم تک چھوڑنے آئی دروازے پر رک کر کہنے لگی "کرن دن نکل رہا ہے پوجا پاٹھ نہیں کرو گے؟" میں نے ہنس کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "دیوی پوجا تو میرا پرم دھرم ہے اجیتا رانی۔" سروج میرا جملہ سن کر مسکراتی ہوئی کمرے کے اندر چلی گئی' اجیتا نے میرا ہاتھ تھام کر آہستہ سے کہا---- "سارے پھول ایک ہی دیوی کو نہ چڑھا دینا کرن---- تمہیں سندھیا پوجا بھی کرنی ہو گی' میں شام کو چھ بجے آ رہی ہوں۔"

میں نے ہنس کر اس کو اپنی طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔ "آجا اکھاڑے کے پیچ' دکھاؤں تجھے پہلوانی۔" اس نے میرے ہونٹ سے ہونٹ ٹکرائے اور ہاتھ چھڑا کر ہنستی ہوئی بھاگ گئی---- میں پردہ اٹھا کر اندر داخل ہو گیا---- مسہری کے قریب پہنچتے ہی سروج نے بانہیں پھیلا کر چھلانگ لگائی اور برقی رو کی طرح میرے انگ انگ میں سما گئی۔

میں نے ہنس کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "ہے سندری' کیوں اپنی کومل کایا کو کشٹ میں ڈال رہی ہے۔ دو گھڑی وشرام کر' ہمیں بھی وشرام کرنے دے کہ تیرا کرشن سمنگ رات کورو کشیتر میں بغیر گھوڑوں کا رتھ دوڑاتے دوڑاتے سدرشن چکر کے بجائے گھن چکر بن چکا ہے۔"

وہ مسکرا کر پیچھے ہٹی اور میرے کوٹ کے بٹن کھولتی ہوئی بولی۔ "کرن میں تمام رات تمہارے انتظار میں بے چین رہی ہوں---- اس کا بدلہ لئے بغیر نہیں چھوڑوں گی۔"

"لے لو۔" میں نے ہنس کر خود کو مسہری پر گراتے ہوئے کہا۔ "لیکن بدلہ لینے سے معاف کر دینا بہتر ہے۔" اس نے کوئی جواب دینے کے بجائے سر میرے سینے پر رکھدیا اور

میں اس کے بالوں میں انگلیاں پھراتے پھراتے نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔

شام کو چھ بجے اجیتا مجسم جامِ زریں بن کر آئی۔ سروج نے مسکرا کر اس کا استقبال کیا اور بیٹھنے کو کہا تو بولی۔ "تمہارے جیجاجی سے دو تین گھنٹے کی اجازت لے کر آ رہی ہوں۔ وہ بھی کرن کا نام لے کر کہہ رہے تھے اب تو سروج کی جان چھوڑو' ٹک کر بیٹھو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ٹک کر بیٹھنے سے ان کا مقصد یہ ہے کہ تم انکی طرف توجہ دو۔" پلٹ کر بولی۔ "اچھا یہی سہی---- اب جلدی اٹھو---- میرے پاس وقت نہیں ہے اور سورج ڈوب جانے کے بعد بارہ دری پہنچے تو کوئی فائدہ نہیں---- تم بھی چلو سروج۔"

سروج نے مسکرا کر کہا۔ "میں؟---- نہیں دیدی---- میں ابھی نہیں جا سکتی۔" اجیتا نے کہا۔ "خیر تمہیں لے کر جانے کے لئے تو مجھے گارڈن پارٹی دینی پڑیگی' اچھا پھر ہم چلے۔"

سروج نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "جایئے---- شہر بھی دیکھ آیئے۔" میں اٹھ کر اجیتا کے ساتھ چل دیا۔

بارہ دری پر غروب آفتاب کا منظر دکھانے کے بعد تاریکی ہوتے ہی وہ گاڑی میں آ گئی اور درشن جھروکے کی سیر کرانے کے بعد رنواس میں لے آئی۔ چند منٹ سروج سے باتیں کیں اور رخصت ہو گئی۔

دوسرے دن وہ شام تک نہ آئی۔ ساڑھے سات بجے جب ہم کھانے سے فارغ ہو کر کافی پی رہے تھے وہ اپنے شوہر کو ساتھ لے کر آئی---- اور مجھ سے اس کا تعارف کرایا۔ وہ پینتیس چھتیس سال کی عمر کا فربہ جسم آدمی تھا' جس کی آنکھیں چہرے کے تناسب سے کہیں بڑی تھیں اور غیر اختیاری طور پر ادھر ادھر گھومتی رہتی تھیں۔ وہ جتنی دیر بیٹھے رہے' میں نظر بچا بچا کر ان خود کار آنکھوں کی طرف دیکھتا رہا۔ دوران گفتگو ہر جملے پر میں خواہ مخواہ ہنستا رہا' اجیتا کے سوا کوئی نہ سمجھ سکا کہ میرے ہنسنے کی وجہ جیجاجی کے ذہانت آمیز جملوں کے بجائے انکی کراہت آمیز آنکھیں تھیں جن کا کوئی زاویہ قائمہ نہ تھا۔ اجیتا ان دونوں کی نظر بچا بچا کر بار بار میری طرف گھور رہی تھی۔ آخر ایک ڈیڑھ گھنٹہ باتیں کرنے کے بعد وہ اپنے "چشم حیران" راشٹرپتی کو لے کر چلی گئی۔ دوسری شام چھ بجے کے قریب وہ مجھے سیر کو لے جانے کے لئے آئی تو میں نے کہا۔ "اجیتا رانی' میں کل سے سوچ رہا ہوں کہ تمہیں آٹومیٹک آنکھوں والے جیجاجی تلاش کرنے میں کتنی مشکل پیش آئی ہو گی اپنے دیش میں تو ایسے بنتے نہیں۔" اس نے برا سا منہ بنا کر سروج کی طرف دیکھا---- اور کہنے لگی---- "سروج اپنے اونٹ کی نکیل ذرا ٹائٹ کر۔ یہ کل سے بہت بلبلا رہا ہے۔" سروج نے ہنس کر کہا---- "میں دیکھ رہی ہوں دیدی---- کل تمہارے جانے کے بعد انہوں نے جیجاجی کو چشم حیران کا خطاب دیا۔ آج گنگنا رہے تھے۔ "دیدی کے دیدا کے

دیدے عجیب ہیں۔"

"بکواس۔" اس نے غصے کے لہجے میں کہا اور پھر بے ساختہ ہنسنے لگی میں نے کہا۔ "ہنسیں کیوں؟"

سروج نے ہنس کر کہا۔ "خطاب پسند آگیا شاید---- ایں نا دیدی۔" اثبات میں سر ہلا کر بولی۔ "پسند تو آگیا' لیکن اگر ان کے کان میں بھنک پڑ گئی تو کرن کے دشمن ہو جائیں گے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اگر انکے کان میں بھنک بھی نہ پڑی تو پھر اتنا بڑا خطاب دینے سے فائدہ----"

سروج نے کہا۔ "نہیں کرن اسے بس یہیں تک رہنے دو' وہ بہت بد مزاج آدمی ہیں۔"

میں نے اجیتا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "خدا رحم کرے تم پر۔"

وہ بولی۔ "اس وقت تک جتنا رحم کیا وہ کیا کم ہے۔" میں نے اس کے چہرے پر دلی کرب کی پرچھائیاں دیکھ کر کہا۔ "خیر چھوڑو---- سب ٹھیک ہے---- آؤ چلتے ہیں۔"

اٹھتے اٹھتے سروج نے کہا۔ "وہ ہیں کہاں اس وقت؟"

اجیتا نے مسکرا کر کہا۔ "دوپہر سے دوستوں کے ساتھ شکار کو گئے ہوئے ہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تو اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے اجیتا رانی! شکار تو نظر آ جاتا ہو گا انہیں؟" وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی اور سروج کی طرف دیکھتے ہوئے بولی---- "تم بہت شیطان ہو کرن---- چلو---- دیر ہو رہی ہے۔" سروج نے آنکھوں سے اشارہ کیا اور میں اجیتا کے ساتھ چل دیا۔

"آج تم نے مجھے بہت بور کیا۔" اجیتا نے گاڑی میں بیٹھتے ہی کہا۔ "وہ مذاق تھا ڈیئر۔" میں نے گیئر لگاتے ہوئے کہا۔

"دکھتی رگ کو نہیں چھیڑا کرتے کرن۔"

"تمہاری کونسی رگ دکھتی ہے' مجھے کیا معلوم؟" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "میں تو تمہیں رواں سمجھتا ہوں---- خیر مجھے افسوس ہے ڈیئریسٹ۔" اس نے ہنس کر میرے بازو میں دانت گڑا دیئے اور آہستہ آہستہ دباؤ بڑھاتی چلی گئی۔ میں درد سے بے چین ہوتا ہوا بولا۔ "بس کرو اجیتا میری قمیص پھٹ جائے گی۔" وہ ہنسنے لگی۔ دباؤ کم ہوتے ہی میں نے جھٹکا دے کر بازو چھڑا لیا۔ وہ جھپٹنے لگی تو میں نے اس کا سر پکڑ کر گود میں دبا لیا اور وہ سیٹ پر دراز ہو گئی۔ میں نے ایکسلریٹر پر دباؤ بڑھانا شروع کر دیا۔ نصف فاصلہ طے ہوا تھا کہ وہ اٹھ بیٹھی اور پیچھے کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "کرن آج اور کہیں چلنا تھا' دریا کے کنارے تو وہ شکار کھیل رہے ہوں گے۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے ہم انہیں شکار کھیلتے دیکھیں گے۔"

وہ ہنسنے لگی---- میں نے کہا۔ "اچھا بتاؤ کدھر چلنا ہے۔" اس نے جنگل کی طرف اشارہ کیا "اس طرف چند میل کے فاصلے پر ایک پرانی باؤڑی ہے بنجاروں کی---- پہلے تو اس میں ڈاکو رہتے تھے لیکن سات آٹھ سال پہلے جوراور سنگھ کے مارے جانے کے بعد ڈاکو ختم ہو گئے اور ہزہائی نس نے اس کی مرمت اور صفائی کرا کے مسافروں کے لئے خوبصورت دھرم شالہ بنوادی ہے چلو آج وہیں چلتے ہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ہم تو مسافر نہیں ہیں۔"

بولی۔ "بحث نہ کرو کرن---- اتنی حسین عمارت دیکھ کر دنگ رہ جاؤ گے چاروں طرف زمین دوز کمرے' دالان' بارہ دریاں' بیچ میں خوبصورت تالاب جیسا کنواں' پانی تک پہنچنے کے لئے سیڑھیاں۔ ایسا دلکش منظر ہے جیسے ابھی پریوں کے ڈولے اترنے والے ہیں۔" میں نے اس کی منظر کشی سے متاثر ہو کر گاڑی روک دی اور راستہ پوچھا۔ اس نے گاڑی بیک کرائی اور دو تین میل واپس آنے کے بعد ایک بجری کی سڑک کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے ٹرن لے کر پوری رفتار سے گاڑی چھوڑ دی۔ وہ مسکرا کر کہنے لگی۔ "میں کئی سال سے اس باؤڑی کو دیکھنے کے لئے بے چین تھی کرن۔ آج تم نے میری خواہش کا احترام کیا۔" میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ "میں تمہاری کونسی خواہش کا احترام نہیں کرتا اجیتا۔" وہ ہنسنے لگی' اور میرے کندھے پر سر رکھتی ہوئی بولی۔ "کرن یقین کرنا میں سورج کو اتنا چاہتی ہوں کہ---- بس کیا کہوں---- لیکن تمہارے متعلق غلط فہمی میں مبتلا تھی---- مار کھا گئی---- مجھے بتایا گیا کہ تم ایک خوبصورت ماڈل کے سوا کچھ نہیں ہو---- اور اب---- ایسا محسوس کرتی ہوں کہ تمہارے سوا دنیا میں کچھ نہیں ہے---- میری چچا زاد بہن---- میری عزیز ترین سہیلی بھی پس منظر میں چلی گئی---- اور تم نے میرے دل پر اس طرح قبضہ جمایا ہے کہ میں اسے نت نیا دھوکا دینے پر مجبور ہوں۔ ہائے محبت۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "ہائے اونٹ۔" وہ چونک کر بولی "کیا؟" میں نے جواب دیا۔ "یہی کہ بے چارے کی کوئی کل سیدھی نہیں ہے۔" وہ ہنسنے لگی اور ہنستے ہنستے بے حال ہو گئی۔

درختوں کے عقب میں باؤڑی کی سیڑھیوں کی سرخ دیواریں دیکھ کر میں نے گاڑی کی رفتا کم کر دی اور سڑک سے اتار کے سیڑھیوں سے کچھ فاصلے پر انجن بند کر دیا۔ اجیتا نے دروزاہ کھولا اور نیچے اتر گئی۔ وہ ابھی تک ہنس رہی تھی۔ میں سگریٹ سلگا کر دروازے سے نکلا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔ سورج غروب ہونے والا تھا اور پرندے غول در غول بسیرا کرنے کے لئے ادھر سے ادھر اڑتے پھر رہے تھے۔ جنگل چہچہا رہا تھا۔ میں نے اجیتا کا ہاتھ تھاما اور سیڑھیوں کی طرف چلنے لگا۔ نیچے عمارتوں میں اندھیرا ہوتا جا رہا تھا۔ میں نے

سگریٹ ہونٹوں میں دبا کر جیب سے پستول نکال لیا۔ پندرہ بیس سیڑھیاں اترتے ہی پہلا برآمدہ آگیا۔ یہاں روشنی برائے نام تھی اور برآمدہ دائیں بائیں دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ جہاں تک نظر کام کرتی تھی ستون ہی ستون دکھائی دے رہے تھے۔ چند سیڑھیاں اور اترنے کے بعد دوسرا برآمدہ شروع ہو گیا۔ یہاں نسبتاً زیادہ اندھیرا تھا' اجیتا میرے جسم سے لپٹی ہوئی چل رہی تھی۔ وہ سہمی سہمی اور بالکل خاموش تھی۔ یہ برآمدہ عبور کرتے ہی ہم بارہ دری میں پہنچ گئے۔ یہاں کافی روشنی تھی' نیچے بیس گز لمبا اور بیس گز چوڑا تالاب نیلے پانی سے بھرا ہوا تھا۔ دائیں بائیں اور سامنے کی طرف اسی طرح کے دالانوں اور ستونوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ تمام ماحول پر اداسی چھائی ہوئی تھی۔ میں نے اجیتا کے سہمے ہوئے چہرے پر نظر ڈالی اور ہنس کر کہا "ڈر رہی ہو شاید۔"

سر ہلا کر مری ہوئی آواز میں بولی۔ "ہاں کرن---- اب واپس چلو۔"

میں نے کہا۔ "پھر آنے سے کیا فائدہ ہوا؟" بولی۔ "کسی روز دن کے وقت آئیں گے---- اس وقت تو وحشت ہو رہی ہے۔"

افسانوی روایات کے مطابق میں نے ہنستے ہوئے کہا "اور وہ پریوں کے ڈولے؟ تھوڑی دیر ٹھہرو' چاندنی رات ہے' ایسے میں پریوں کو ہمیشہ غسل کرنا پڑتا ہے۔"

وہ خوف زدہ ہو کر بولی۔ "کرن چپ ہو جاؤ پلیز۔" میں نے اس کا ہاتھ تھام کر واپس پلٹتے ہوئے کہا۔ "آؤ پھر---- تم سچ مچ ڈر رہی ہو----" وہ مڑ کر تیزی سے چلنے لگی۔ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آتے ہی اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "رات کو تو کوئی نہیں ٹھہر سکتا یہاں کرن۔ سر شام ہی میری گھگھی بندھ گئی۔" میں نے اس کو گاڑی میں دھکیلتے ہوئے کہا۔ "میں ٹھہر سکتا ہوں ڈیئر---- لیکن تمہاری حالت دیکھ کر لوٹنا پڑا---- مجھے اپنا کھیل تھوڑا ہی بگاڑنا تھا۔"

وہ ہنس کر لپٹتی ہوئی بولی۔ "تھینک یو ڈیئر---- میں تمہاری محبت کا اعتراف کرتی ہوں۔" میں نے ہنس کر دروازہ بند کر دیا۔ اس وقت بالکل اندھیرا ہو چکا تھا۔ اجیتا نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ لیمپ کا سوئچ آن کر دیا۔ گاڑی میں سرخ روشنی پھیل گئی---- ہلکی ہلکی---- مدہم رومان خیز---- دوسرے لمحے دو تھرکتے سائے فاصلے ختم کر کے ایک دوسرے میں مدغم ہو گئے۔ جنگل کی تمام آوازیں اور آہٹیں دھڑکنوں اور سسکیوں میں تبدیل ہو کر رہ گئیں لمحات کا سفر جاری تھا' بے ساز و بے آواز۔

اچانک بندوق کے فائر سے جنگل گونج اٹھا۔ میں چونک کر اپنی جگہ سے اچھل پڑا' اجیتا کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ گولیاں سنسناتی ہوئی کار کی چھت پر سے گزر گئیں۔ دوسرے لمحے ٹارچ کی تیز روشنی ہمارے چہروں پر پڑی اور آنکھیں چندھیا گئیں۔ ہم سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ تین چار مسلح ڈاکوؤں نے گھیر لیا۔ دونوں طرف کے دروازوں پر بندوق کی

نالیاں ٹک گئیں۔ سامنے کی طرف چند قدم کے فاصلے پر تیسرا آدمی بندوق تانے کھڑا تھا۔ فرار کی تمام راہیں مسدود تھیں۔ میرے ہوش اڑ گئے اس وقت میں نہ رنگین مزاج شہزادہ تھا نہ جاں باز باڈی گارڈ---- ہر طرف بندوقوں میں گھرا ہوا بے بس انسان تھا' جو ہاتھ بھی نہیں ہلا سکتا تھا۔ تینوں ڈاکو شکاری کوٹ پہنے ہوئے تھے' آنکھوں کے سوا تمام چہرہ سفید رومالوں میں چھپا ہوا تھا حواس بجا ہوتے ہی میں نے دایاں ہاتھ بڑھا کر دروازے کا شیشہ چند انچ نیچے سرکایا اور چار پانچ قدم کے فاصلے پر کھڑے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ "تم کیا چاہتے ہو؟" اس نے جواب دینے کے بجائے قہقہہ لگایا۔ دوسری طرف کھڑے ہوئے آدمی نے ایک غیر مانوس زبان میں کچھ کہا۔ میں نے اجیتا کی طرف دیکھا' اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ "لوٹنا چاہتے ہیں۔"

میں نے سامنے والے آدمی سے کہا۔ "میں تمہاری جرات کی داد دیتا ہوں کہ اپنے ہی راجکمار کو گھیر لیا---- خیر---- بولو کتنا روپیا چاہیے؟"

اس نے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ دوسری طرف والے نے پھر اسی زبان میں کچھ کہا۔ اجیتا نے اپنے ہاتھ سے کنگن اتارے اور کھڑکی میں سے باہر پھینک دیئے' اس نے پھر کچھ کہا۔ جس میں "بائی جی" کے سوا میری سمجھ میں کچھ نہ آ سکا اجیتا نے دونوں کانوں سے ایئررنگس اور انگلیوں سے دونوں انگوٹھیاں نکالیں اور کھڑکی میں سے ہاتھ باہر نکالا' اس نے بایاں ہاتھ پھیلا کر تمام چیزیں لے لیں۔ اجیتا نے کہا۔ "اچھا اب پیچھے ہٹ جاؤ اور راستہ چھوڑو۔" اس نے گاڑی کے انجن کی طرف دیکھا۔ اجیتا ان کا مقصد سمجھ گئی' اس نے میرے گلے سے موتیوں کا ہار اتارا اور باہر پھینکتی ہوئی بولی۔ "چلو کرن----" میں نے اس سے نگاہیں ملائے بغیر سوئچ آن کر کے سیلف دبایا' انجن اسٹارٹ ہو گیا اور میں نے ادھر ادھر دیکھے بغیر تیزی سے گاڑی آگے بڑھائی۔ سامنے کھڑا ہوا بندوقچی ایک طرف کو ہو گیا۔ کسی نے فائر نہ کیا۔ سڑک پر پہنچ کر ٹرن لیتے ہوئے میں نے پیچھے کی طرف نظر ڈالی تو وہاں کوئی نہ تھا' میں نے اجیتا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیسی رہی؟" نیچی نگاہیں کر کے بولی۔ "غضب ہو گیا کرن---- گھر جا کر کیا کہیں گے؟"

"میں تو کچھ نہیں کہوں گا۔" میں نے اسپیڈ بڑھاتے ہوئے جواب دیا۔ "کہہ بھی کیا سکتے ہیں؟"

اس نے مری ہوئی آواز میں کہا۔ "چھپانا بھی تو مشکل ہے۔ گجراج سنگھ تو دیکھتے ہی پہلا سوال کنگنوں اور انگوٹھیوں کے متعلق کرے گا۔"

میں نے کہا۔ "ایک ہفتہ ظاہر نہ ہونے دو' اتنے میں میں تیار کرا کے بھیجوں گا' افسوس صرف یہ ہے کہ بنیوں کی طرح بغیر لڑے بھڑے سب کچھ حوالے کر دیا' پوزیشن ہی ایسی تھی----"

وہ مسکرا دی---- میں نے کہا۔ "کیوں مائی ڈیئر---- اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے بھلا؟"

"یہی....." اس نے مسکرا کر کہا۔ "لڑنے بھڑنے والی بات---- کیا تم لاکھ ڈیڑھ لاکھ کے لئے اتنے ڈاکوؤں سے مقابلہ کرتے؟ اور کیا میں تمہیں لڑنے دیتی؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "پھر مری کیوں جا رہی ہو---- اگر گجراج گڑبڑ کرے تو مجھ سے بیرر چیک لے کر اس کے منہ پر مار دینا۔"

وہ بولی۔ "کرن صرف بدنامی کا خوف ہے' ورنہ گجراج کیا چیز ہے۔ میں اسے' اس کی دولت اور جاگیر کو تمہارے اوپر قربان کر سکتی ہوں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تو پھر کر ڈالو---- آئی لو یو۔"

وہ ہاتھ پھیلا کر بولی۔ "وچن دو۔" میں نے سڑک کو دائیں جانب مڑتے دیکھ کر ٹرن لیتے ہوئے اس کی طرف دیکھے بغیر ہاتھ بڑھایا۔ کار کی لائٹ جھاڑیوں پر پڑی اور عقب میں لشکتی ہوئی ایک کار چمک اٹھی---- غیر اضطراری طور پر میں نے ایکسلریٹر سے پاؤں ہٹا کر کلچ پر رکھ دیا---- گاڑی بیس پچیس قدم پر پہنچ کر کھڑی ہو گئی۔ اجیتا نے پوچھا۔ "کیا ہے کرن؟" میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "جھاڑیوں کے پیچھے ایک کار کھڑی ہے۔ دیکھنا چاہتا ہوں۔ کس کی ہے اور یہاں چھپانے کا کیا مقصد ہے؟" اس نے میرا بازو کھینچتے ہوئے کہا۔ "چھوڑ بھی کرن' اگر اس میں بھی کوئی----" وہ بولتے بولتے رک گئی۔ میں نے ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔ "اس کار کو میں کسی مقصد سے دیکھنا چاہتا ہوں ڈارلنگ---- میرا خیال ہے----" اس نے ہاتھ بڑھا کر میرا کالر پکڑ لیا اور بات کاٹتی ہوئی بولی۔ "اپنے خیال کو رہنے دو---- میں تمہیں نہیں جانے دوں گی۔" میں نے بگڑ کر کہا۔ "تم دیوانی ہو ڈیئریسٹ---- مجھے یقین ہے کہ اس کار سے ڈاکوؤں کا تعلق ہے---- اور اس میں کوئی نہیں ہے---- اور اگر ہے تو اس سے پہلے کہ وہ خطرناک ثابت ہو میں اسے کتے کی طرح شوٹ کر دوں گا۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "کرن---- میری جان---- انسانوں کو گولی مار دینا اتنا آسان کام نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو۔"

میں نے ہنس کر اس کے ہاتھ سے کالر چھڑایا اور گاڑی سے باہر نکل گیا۔ وہ چیخ کر کہنے لگی۔ "اچھا ٹھہرو کرن---- میں بھی آ رہی ہوں۔" میں پیچھے دیکھے بغیر جھاڑیوں کی طرف دوڑا۔ ہماری گاڑی کے ہیڈ لیمپس کی روشنی میں کار صاف نظر آ رہی تھی۔ جھاڑیوں کے قریب میں نے پستول نکال لیا اور کار کے پاس پہنچ گیا۔ گاڑی میں کوئی نہ تھا اور اس کی کنڈیشن ٹپ ٹاپ تھی۔ نمبر پلیٹ' پارہ گڑھ اسٹیٹ کی تھی اور وہ ڈاکوؤں کے بجائے کسی پرنس کی معلوم ہوتی تھی۔ میں اس کا دروازہ کھولنے والا تھا کہ اجیتا نے کہا۔ "کرن یہ تو ہماری ڈاٹسن فلو ہے۔ گجراج شکار میں لے کر گیا تھا---- لیکن----" میں نے تیزی سے

کہا---- "لیکن یہاں کس لئے---- اور اس انداز میں کیوں؟"

وہ بولی۔ "یہ تو معلوم نہیں----" میں نے کچھ خیال آتے ہی دوسرا سوال کیا۔

"اجیتا---- گجراج کے ان دوستوں کو جانتی ہو جو آج شکار میں ساتھ گئے ہیں؟" اس نے نفی میں سر ہلایا۔ میں نے کچھ سوچ کر کہا۔ "اچھا تم گاڑی میں بیٹھو' میں ابھی آ رہا ہوں---- لائٹ نہ بجھانا۔" وہ آہستہ آہستہ پلٹ کر چل دی۔ میں نے نک ٹائی پن نکال کر سیدھا کیا اور پچھلے وہیل کے ٹیوب نوزل میں ڈال کر دبایا' والو پنکچر ہو کر وہیل زمین پر ٹک گیا' اگلے پہیے کے ساتھ بھی یہی سلوک کر کے میں جھاڑیوں میں سے نکلا اور سڑک کی طرف چلنے لگا۔ اپنی گاڑی سے دس قدم کے فاصلے پر تھا کہ درختوں کے پیچھے سے فلیش لائٹ میرے چہرے پر پڑی۔ میں تیزی سے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ بیک وقت دو فائر ہوئے اور گولیاں سنسناتی ہوئی میرے سر سے ایک ڈیڑھ فٹ اوپر سے گزر گئیں---- اجیتا کی چیخ جنگل میں گونج اٹھی۔ اسی وقت تیسرا فائر ہوا اور گولی کار کے کلیچ بکس میں پیوست ہو گئی میں جھکا جھکا کار کی طرف دوڑا۔ فلیش لائٹ بار بار میرے عقب میں چمک رہی تھی۔ چوتھا فائر ہونے سے پہلے میں نصف سے زیادہ جسم گاڑی کے اندر گھسیٹ چکا تھا۔ گولی سڑک پر لگ کر اوپر اچھل گئی۔ میں نے دروازہ بند کیا اور فل اسپیڈ سے گاڑی چھوڑ دی---- پیچھے سے کئی فائر کئے گئے لیکن کوئی نشانہ کارگر نہ ہوا۔ میں روڈ پر ٹرن لیتے ہی میں نے دروازہ بند کیا اور اجیتا کی طرف دیکھا۔ اس کا سر سیٹ کی پشت پر ٹکا ہوا تھا اور وہ بیہوش ہو چکی تھی۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر اس کی کلائی پکڑ کے ہلایا۔ نبض چل رہی تھی۔ میں نے گاڑی آہستہ کی اور اس کا بازو پکڑ کے جھنجھوڑا' وہ ڈھلک کر گرنے لگی تو میں نے گاڑی روک کر اس کو سنبھالا۔ پیچھے کی طرف نظر ڈال کر دیکھا تو پانی کا نشان تک نہ تھا---- میں نے کینتھو والی ترکیب آزمائی---- ناک اور منہ بند ہوتے ہی اس نے آنکھیں کھول دیں اور زور سے چیخ کر مجھ سے لپٹ گئی۔ میں نے اس کو سینے سے چمٹا کر کمر تھپکی' پیار کیا---- تسلی دی' اپنے صحیح سالم ہونے کا یقین دلایا تو اس کے حواس درست ہوئے۔

میں نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "کیا سمجھیں؟"

بولی۔ "صاف نظر آ رہا ہے کرن---- لیکن ایسا کیوں ہوا؟ کیا اس نے ہمیں دیکھ لیا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "یقیناً" دیکھ لیا---- اپنی ڈگمگائی ہوئی آنکھوں سے---- یا اپنے کسی ساتھی کی آنکھوں سے۔"

وہ پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔ "غضب ہو گیا کرن---- اب؟"

میں نے کہا۔ "اب تم میرے ساتھ چلو---- لیکن اس حادثے کے متعلق سروج کو کچھ نہ بتانا---- میں اپنی مالا گر جانے کا بہانہ کر کے تلاش میں----"

"نہیں کرن---- میں تمہیں نہیں جانے دوں گی۔" اس نے میری بات کاٹ کر کہا---- میں نے کوئی جواب نہ دیا۔

ہم نو بجے کے قریب راج محل پہنچے۔ اجیتا کو سروج کے پاس چھوڑ کر میں نے ڈرائنگ روم سے پاپا کی ونچسٹر اور تین چار ری فل لئے اور نیچے آیا۔ تو گارڈ انچارج اجیتا کی کار کے کلیچ بکس پر گولی کے سوراخ کا معائنہ کر رہا تھا گارڈ نے اٹینشن ہو کر سلامی دی تو چونک کر میری طرف دیکھا اور سہم کر رہ گیا میں نے اس کو نظرانداز کر کے رائفل اگلی سیٹ پر رکھی اور سوار ہونے لگا تو انجن کے سامنے سے گھوم کر دروازے کے قریب آیا اور سلام کر کے کہنے لگا۔

"ان داتا' آپ کی کار پر گولی لگی ہوئی ہے۔" میں نے سیلف دباتے ہوئے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ہاں۔" کہنے لگا---- "کوئی بڑبڑ ہے تو میں حضور کے ساتھ چلتا ہوں' اکیلے جانا تو ٹھیک نہیں ہے حضور----" میں نے کہا۔ "حوالدار تم کچھ نہیں کر سکتے۔ صرف اتنا کہ اپنی زبان نہ کھولو اور ہمارے متعلق ہزہائی نس کو کوئی اطلاع یا اشارہ نہ دو---- تھینک یو۔"

وہ سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے گیئر لگایا اور گاڑی پورٹیکو سے باہر نکالی۔ حوالدار دوڑ کر باہر نکلا اور گاڑی کے ٹرن لیتے ہی سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے ایک دم سے بریک لگا کر گاڑی روکی اور ڈانٹ کر کہا۔ "بے وقوف مرنا چاہتے ہو کیا؟" جھک کر بولا۔ "حضور اگر آپ کے دشمنوں کو کچھ ہو گیا تو ان داتا کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ بہتر ہو گا حضور مجھے گولی مار دیں---- یا اپنے ساتھ لے چلیں---- میں نمک حرام نہیں ہوں حضور۔"

میں نے زچ ہو کر کہا۔ "اچھا جاؤ اپنی رائفل لے آؤ۔"

میرا خیال تھا وہ رائفل لینے جائے گا تو میں کار نکال کر لے جاؤں گا لیکن وہ بہت چالاک ثابت ہوا' وہیں کھڑے کھڑے ایک سپاہی کا نام لے کر آواز دی۔ میں نے پستول نکال کر ہاتھ باہر نکالتے ہوئے کہا---- "ڈھنڈورا پیٹنے کی کوشش کی تو پہرے والے تمہاری لاش اٹھانے ہی کے کام آئیں گے---- ہٹ جاؤ---- اب تم ہزہائی نس سے کہہ سکتے ہو کہ ہم پستول دکھا کر نکل گئے۔" وہ ہٹنے کے بجائے دروازے کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا اور بولا۔ "حضور پھر گولی ہی مار دیں۔ پستول دکھا کر نکل جانے کے متعلق کہنے پر تو شری حضور----"

میں نے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے باہر نکل کر اس کے منہ پر گھونسہ مارا اور وہ دیوار کی طرف نیچے گر گیا۔ میں نے کار وہیں چھوڑی اور پورٹیکو سے گزرتا ہوا لفٹ کے دروازے پر پہنچ کر بٹن دبایا۔ گارڈ کے تینوں جوان دم بخود کھڑے دیکھتے رہے۔ لفٹ نیچے آتے ہی میں اس میں سوار ہو کر اوپر پہنچا۔ سروج اور اجیتا بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں۔

مجھے دیکھتے ہی دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ سروج نے مسکرا کر میرے چہرے کی طرف دیکھا اور مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر جم کر رہ گئی۔ میں سر جھکا کر آگے بڑھا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ اجیتا نے آگے بڑھ کر کہا۔ "کیا بات ہے کرن؟"

میں نے سگریٹ کیس سے سگریٹ کھینچتے ہوئے کہا۔ "کچھ نہیں اجیتا۔۔۔" سروج نے مجھے لائٹ دی اور میرے برابر میں بیٹھ کر کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

"کرن۔۔۔ اجیتا نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔" میں نے اجیتا کی طرف دیکھا۔ اس نے سر جھکا لیا۔ سروج نے میرے گلے میں بانہیں ڈال کر آگے کہا "اور جو کچھ یہ نہیں بتا سکی وہ میں سمجھ گئی۔ بلکہ بہت پہلے سے سمجھ چکی ہوں۔" وہ ہنسنے لگی۔ مجھے پسینہ آگیا۔ سگریٹ کا کش لینے لگا تو اس نے ہنستے ہنستے میرے منہ میں سے سگریٹ نکال لیا۔

میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "اجیتا نے اچھا کیا۔۔۔ اتنی بڑی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔" سروج مسکرا کر کہنے لگی۔ "مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ڈارلنگ۔" میں نے انجان بنتے ہوئے کہا۔ "کیا؟"

وہ میری طرف دیکھ کر پھر ہنس دی اور اجیتا کو بیٹھنے کا اشارہ کرتی ہوئی بولی "یہی کہ اجیتا مستقل طور پر ہمارے ساتھ رہے۔"

میں نے اجیتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "سروج' اجیتا پاگل ہے' میں پاگل ہوں اور شاید تم بھی پاگل ہو۔۔۔ اور اگر نہیں ہو تو تھوڑے دنوں میں ہو جاؤ گی۔۔۔ اس وقت میں بازی ہار کر آ رہا ہوں اس لئے پلیز۔۔۔" میں اٹھ کر ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔ پردہ اٹھا کر اندر داخل ہوا کوٹ اتار کر ٹیبل پر پھینکا' اور الماری سے بوتل نکال کر منہ سے لگائی۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے تین چار گھونٹ لئے اور سگریٹ سلگاتا ہوا صوفے پر دراز ہو گیا۔

تھوڑی دیر گزری ہو گی کہ اجیتا اندر داخل ہوئی۔ میں نے سگریٹ کا دھواں نکالتے ہوئے کہا۔ "تم بہت عقل مند ثابت ہوئیں اجیتا۔" وہ میرے سامنے بیٹھتی ہوئی بولی۔ "یقین کرو کرن' میں نے آج کے واقعے کے متعلق تو اشارہ بھی نہیں کیا۔ سروج اس روز سے ہمیں پتی پتنی سمجھتی ہے جس روز تم نے پہلی مرتبہ مجھے اجیتا دیدی کے بجائے اجیتا رانی کہا۔ اس نے مجھے تمہاری اور اپنی جان کی قسمیں دے دے کر سب کچھ اگلوا لیا' میں تمہاری قسم کھانے کے بعد جھوٹ نہیں بول سکتی۔" میں نے کہا۔ "تو آج کے واقعے کا ذکر نہیں کیا تم نے؟ اور اس نے بھی تمہارے زیورات کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔ میں نے کہا۔ "تو جاؤ اس کو سب کچھ بتا دو' اب اس سے چھپانا بیکار ہے۔" وہ اٹھ کر چل دی۔۔۔ میں نے سرور میں کچھ کمی محسوس کر کے ایک پیگ اور گلاس میں انڈیلی اور پانی ملا کر آہستہ آہستہ پینے لگا۔

سروج اور اجیتا پردہ اٹھا کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوئیں۔ میں نے گلاس خالی کر کے ٹیبل پر رکھا۔ سروج نے میرے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا "کرن تم نے یہ سب کچھ مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے جواب دیا۔ "میرا خیال تھا اجیتا نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہو گا۔۔۔ اور پھر میں اپنی شکست کی کہانی کس طرح سناتا؟"

اس نے کہا۔ "اس میں شکست کا ہے کی ڈارلنگ۔ ڈاکوؤں سے مقابلہ کرنا شہزادوں کا کام نہیں۔ یہ کام پولیس اور فوج کا ہے۔ تم خواہ مخواہ۔۔۔"

میں نے سگریٹ کے دھوئیں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کاش وہ محض ڈاکو ہوتے۔"

"تمہارا خیال ہے گجراج سنگھ جی تھے۔۔۔ ہے نا؟"

"میرا خیال۔۔۔ ہونہہ۔" میں نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "یقیناً وہی تھے' انکی کار جھاڑیوں میں چھپی ہوئی تھیں جسے خود ان کی بیوی نے پہچانا۔۔۔ اور یہی نہیں مجھے کار کے قریب دیکھ کر مجھ پر چھ سات فائر کئے۔۔۔ میری کار پر گولی چلائی۔ میرا زندہ بچ جانا ایک چمتکار ہے۔" وہ میری طرف دیکھ کر مسکرا دی۔ میں نے نظریں چرا کر سگریٹ کا کش لگایا۔ اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "اس نے کیا غلط کیا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "عورتوں اور نامردوں کی لاجک کے مطابق بالکل صحیح کیا۔ مجھے یہ اس لئے غلط معلوم ہوتا ہے کہ میں اس کو مرد سمجھتا ہوں۔ اس کو اگر ہم پر غلط روی کا شک تھا تو مردوں کی طرح سامنے آکر دونوں کو شوٹ کر دیتا۔"

"شاید وہ تمہیں قتل کرنا نہ چاہتا ہو' شاید وہ اپنی۔۔۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "یہ بھی مردانگی نہیں۔۔۔ یا اسے مسکرا کر ہم سے عزیزوں کی طرح بات کرنی چاہئے تھی۔۔۔ یا دشمنوں کی طرح۔۔۔"

"خیر۔۔۔" اس نے کہا۔ "جو کچھ ہوا۔۔۔ اسے بھلا دو کرن۔۔۔"

"میں نے کہا۔ "اچھا پرتیا۔۔۔ بھلا دیا۔۔۔ اب اس کو بھی جا کر سمجھاؤ جو کچھ ہوا اسے بھلا دے۔۔۔ اور اجیتا کو۔۔۔" میں آگے کچھ نہ کہہ سکا اور لڑکھڑا کر رہ گیا۔ اس نے میری ٹھوری کو ہاتھ لگا کر منہ اپنی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "کیا حضور۔۔۔ اجیتا کو کیا کرے؟"

میں نے کہا۔ "اجیتا سے معافی مانگے۔" سروج پلٹ کر بولی۔ "کرن" کو اور سے' میں گرامر کی غلطی نظر نہیں آتی تمہیں؟ شاید پہلے تم کہنا چاہتے تھے "اور اجیتا کو معاف کر دے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "چلئے یوں ہی سہی۔"

وہ بولی۔ "اس کے معنی ہیں اجیتا نے کوئی غلطی کی ہے جس کے لئے اسے معاف کر دیا جائے۔۔۔ کیا آپ مجھے یہ بتائیں گے یہ اپیل مردوں کی لاجک کے مطابق ہے

یا---- خیر' جانے دیجئے۔" میرے پاس اس کے سوا کوئی جواب نہ تھا۔ وہ تھوڑی دیر انتظار کرتی رہی پھر اٹھتی ہوئی بولی۔ "چلئے سو جائیں---- دیدی ڈرائنگ روم میں سو جائیں گی صبح اگر گجراج شانت نظر آئے تو ٹھیک ہے ورنہ پاپا کے ذریعے ان کی غلط فہمی جو---- غلط فہمی نہیں ہے دور کرائیں گے۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "پاپا سے اسی انداز میں بات کرنا تاکہ ہمیشہ کے لئے شانتی ہو جائے اس نے مسکرا کر میرا ہاتھ تھاما اور اجیتا کو شب بخیر کہتی ہوئی چل دی---- بیڈ روم میں آکر دروازہ لاک کرتی ہوئی کہنے لگی۔ "کرن تمہاری حفاظت کے لئے مجھے ایک باڈی گارڈ رکھنا پڑے گا۔"

میں نے مسہری کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "سروج یقین کرو ایسی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔"

وہ مسکرا کر بولی "بھگوان کریں۔" میں نے ہنس کر اس کو بستر پر دھکیل دیا----

صبح ساڑھے سات بجے سروج نے ایک داسی کو اجیتا کے محل بھیجا۔ وہ ایک گھنٹے بعد واپس آئی تو گجراج سنگھ اس کے ساتھ تھا۔ ہنستا مسکراتا---- چست پاجامہ اور بادامی جامنا کارڈ کی شیروانی پہنے' تو ند اور کجامی' نماید کجامی زند' آنکھوں کے سوا ہر چیز اپنی اپنی جگہ موزوں اور متناسب---- ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی قہقہہ لگا کر کہنے لگا----

"سروج' رات کرن کمار سے سوائی منوالی ہے۔" سروج نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "بھلے جیجا جی---- پدھاریئے۔ جل پان سویکار کیجئے۔"

میں نے حیرت زدہ ہو کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "پدھاریئے شریمان۔" وہ ہنستا ہوا اجیتا کے برابر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اجیتا نے چائے بنا کر پیالی اس کی طرف سرکائی۔ اس نے شیروانی کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر یکے بعد دیگرے تمام زیورات نکال کر میز پر رکھے۔ اجیتا نے انگوٹھیاں پہنتے ہوئے کہا۔ "گجوجی' مجھ سے سوائی منوانے کی کیا ضرورت تھی۔" ہنس کر بولا۔ "اس وقت تم صرف کرن کی سالی تھیں---- اس لئے---- یہ لو کرن اپنی مالا۔" میں نے منافقانہ انداز میں مسکرا کر کہا "سوائی مان کر ارپن کی ہوئی چیزیں واپس نہیں لی جاتیں' گج راج سنگھ جی یہ مالا اب آپ ہی پہنئے۔" وہ چائے کی پیالی میز پر رکھتے ہوئے بولا۔ "وہ مذاق تھا کرن---- کیسی سوائی؟ کہاں کی سوائی؟ مالا اٹھا لو ورنہ یہ رکھی ہے تمہاری چائے۔" سروج نے مسکرا کر مالا اٹھائی اور میرے گلے میں ڈال دی۔ اس نے پیالی اٹھا کر چائے پینی شروع کر دی۔ میں نے دل میں کہا۔ "کیا شان ہے شمشیر بہادر سنگھ کی۔" تقریباً" ایک گھنٹے تک وہ ہنسی مذاق کی باتیں کرتا رہا بات بے بات قہقہے لگاتا رہا۔ آخر گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا اٹھا اور اجیتا کو ساتھ لے کر چلا گیا۔ میں خاموش بیٹھا حالات کی ستم ظریفی پر غور کرتا رہا' رات کے تمام واقعات خواب بن کر رہ گئے۔ جن میں سب سے مظلوم مجھے گارڈ انچارج نظر آیا جس کو وفاداری اور فرض شناسی کے جرم میں گھونسہ انعام

میں ملا۔ احساس ندامت نے مجھے بے چین کر دیا۔ سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتا ہوا اٹھا---- سوٹ کیس میں سے پانچ سو روپے نکالے اور ایک لفافے میں بند کر کے تیزی سے باہر نکلا۔ سروج میری تمام حرکتوں کو بیٹھی دیکھتی رہی۔

میں لفٹ سے باہر نکلا تو گارڈ نے سلامی دی۔ میں نے انچارج کے متعلق پوچھا۔ اس کے جواب دینے سے پہلے حوالدار تیزی سے باہر نکلا' اور اٹینشن ہو کر سلام کیا۔ میں نے مسکرا کر جیب سے لفافہ نکالا اور اس کے ہاتھ میں دے کر تھپکتے ہوئے کہا۔ "ہمیں اپنی حرکت پر افسوس ہے۔" اس نے پھر سلام کرتے ہوئے کہا۔ "ان داتا ہمارے مالک ہیں---- آپ کا ہاتھ ہمارے شریر کو لگتا تو بہت بڑا مان ہے حضور----" میں نے ہنس کر کہا۔ "شاید تمہاری بات اپنی جگہ ٹھیک ہی ہے۔" ایک بار پھر اس کی کمر تھپکی اور واپس ہو گیا۔

شام تک ہزہائی نس کو بھی گج راج سنگھ کے مذاق کا پتا چل گیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کرن نے اس کی گاڑی کے پہیوں کی ہوا نکال دی تھی اور وہ صبح تک محل میں نہ پہنچ سکے تھے۔ مجھے تعجب تھا اجیتا کی گاڑی پر گولی کے نشان کے متعلق حوالدار نے چوٹ کھا کر بھی کسی کو کچھ نہ بتایا تھا۔ یہ مذاق کس حد تک مذاق تھا' یہ پورے محل میں صرف مجھے سروج کو' اجیتا کو یا پھر خود گجراج کو معلوم تھا اور اب اس کے رد عمل کا انحصار صرف اجیتا کے ساتھ اس کے طرز عمل پر تھا۔ میں تمام دن اجیتا کے لئے فکر مند رہا---- شام آئی تو اپنے دامن میں میرے لئے ایک بہت بڑی حیرت کا سامان لئے ہوئے تھی۔ ٹھیک چھ بجے اجیتا حسب معمول ہنستی مسکراتی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ سروج نے اس کو اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "دیدی ہم تمہارے لئے تمام دن پریشان رہے۔"

وہ بیٹھتی ہوئی بولی۔ "سروج وہ تو اس قدر بدلا ہوا ہے کہ جو کچھ ہوا وہ سچ مچ مذاق ہی معلوم ہوتا ہے۔" سروج نے کہا۔ "بھگوان کریں ایسا ہی ہو دیدی۔" وہ بولی۔ "ایسا ہی ہے---- آج بھی وہ ہمارے ساتھ سیر کو چل رہے ہیں۔ تم جلدی تیار ہو جاؤ' آج تمہیں بھی چلنا ہے' انہوں نے انکل سے اجازت لے لی تھی۔" سروج نے ہنس کر میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "مائی پلژر" وہ مسکراتی ہوئی اپنے ڈریسنگ روم کی طرف چل دی اجیتا نے اس کے جاتے ہی کہا۔ "کرن میری جان---- گجو کہہ رہا تھا----"

"کیا کہہ رہا تھا؟" میں نے اس کو ہچکچاتے دیکھ کر پھر سوال کیا---- کہنے لگی----

"اس نے سب کچھ تو کہہ ڈالا کرن---- وہ اپنے چار دوستوں کے ساتھ شکار سے لوٹ رہا تھا۔ ہماری گاڑی کے ٹائروں کے نشان باؤڑی کی طرف جاتے دیکھ کر اس نے اپنے دوستوں سے کہا' اجیتا کرن کو ساتھ لے کر باؤڑی گئی ہے شائد---- آؤ ان کو ڈرائیں---- ایک دوست نے جس کا نام صلابت خاں ہے اس سے کہا۔ "اس وقت کی سیر؟ کیا اس کی بیوی

بھی ساتھ ہے؟" گجو نے کہا۔۔۔۔ "نہیں۔۔۔۔" صلابت خاں نے کچھ دیر سوچ کر کہا۔ "آؤ چلیں۔۔۔۔ لیکن کچھ فاصلے پر گاڑی چھپا دو۔" اس نے ایسا ہی کیا اور پیدل چلتے ہوئے اس وقت وہاں پہنچے جب ہم باؤڑی سے واپس آ کر گاڑی میں پہنچ چکے تھے' وہ کچھ دیر درختوں کی آڑ میں چھپے دیکھتے رہے۔ آخر صلابت خاں نے کہا "کچھ سمجھے گجویا۔۔۔۔؟" اس نے کہا۔ "جا کر دیکھو صلابت اور اگر۔۔۔۔ تمہیں اختیار ہے جس طرح مناسب سمجھو۔" وہ ہمیں دیکھ کر پس و پیش میں پڑ گیا۔ پیچھے ہٹ کر چند ہوائی فائر کرائے اور ہمیں ہوشیار کرنے کے بعد چہرے ڈھانپ کر۔۔۔۔ اس سے آگے تو تمہیں معلوم ہے۔۔۔۔ صلابت وہ تھا جو آخر تک خاموش رہا۔۔۔۔ اسے معلوم تھا کہ میں اس کی آواز پہچانتی ہوں۔۔۔۔ گجراج اس وقت وہاں نہ تھا لیکن ہمارے وہاں سے چل دینے کے بعد صلابت نے اس سے کہا۔۔۔۔ کرن اور اجیتا کو زندہ چھوڑنا بے غیرتی ہے۔ چنانچہ بعد کو جو فائر کئے گئے وہ ہمیں ختم کرنے کے لئے کئے گئے تھے۔۔۔۔ لیکن ہم بچ نکلے اور اس کے بعد گجراج رات بھر نہ آ سکا۔ شاید اس نے خطرہ محسوس کیا ہو۔۔۔۔ یہ ہے صحیح پوزیشن۔۔۔۔ اب تم بتاؤ مجھے اس پر کس حد تک اعتماد کرنا چاہئے۔"

میں نے کہا۔ "جب تک اس کی طرف سے کوئی شرارت نہ ہو اپنی طرف سے شکایت کا موقع نہ دو لیکن اعتماد نہ کرو' وہ اپنے دوستوں سے حملہ بھی کرا سکتا ہے۔۔۔۔ زہر بھی دے سکتا ہے۔ حادثے کا ڈھونگ بھی رچا سکتا ہے۔ تمہیں بہت ہوشیار رہنا چاہئے۔" وہ مسکرانے کی کوشش کرتی ہوئی کہنے لگی۔ "ایک عورت اپنے مرد سے کس طرح بچ سکتی ہے کرن۔۔۔۔ اور کب تک بچ سکی ہے؟" میں نے کہا "صحیح کہہ رہی ہو۔" بولی۔ "تم کچھ نہیں کر سکتے کرن؟"

"کیوں نہیں کر سکتا۔" میں نے جواب دیا۔ "لیکن کیا؟"

اسی وقت سروج تیار ہو کر آ گئی اور اجیتا اس سے مخاطب ہو گئی میں سگریٹ سلگاتا ہوا اٹھا اور ان کو ساتھ لے کر باہر نکلا۔

آج کی سیر کچھ نیم سرکاری انداز لئے ہوئے تھی۔ پورٹیکو میں دو گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں اور دونوں میں شوفر موجود تھے۔ گیٹ سے باہر نکلتے ہی تیسری گاڑی ہمارے ساتھ شامل ہو گئی جس میں ڈرائیور کے علاوہ مسلح باڈی گارڈ بیٹھے ہوئے تھے۔ راستے میں سروج نے مجھے بتایا گج راج نے ہزہائی نس سے اجازت لے کر بارہ دری میں گارڈن پارٹی کا انتظام کیا تھا۔ غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے ہم بارہ دری پہنچے تو وہاں ایک ٹرک اور دو کاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ بارہ دری میں فرش اور میز کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ پیٹرو میکس لیمپ روشن کئے جا رہے تھے' کچھ دیر بارہ دری اور اس کے قریب سیر کرنے کے بعد کھانا کھا کر دس بجے کے قریب لوٹ آئے۔

چوتھے روز میں نے ہزہائی نس سے اجازت طلب کی۔۔۔۔ اور سروج کو لے کر پارہ گڑھ کو روانہ ہو گیا' اس مرتبہ ہمارے ساتھ سروج کی گاڑی میں دو داسیاں تھیں' جس کو اس کا ڈرائیور چلا رہا تھا۔۔۔۔ شام کو پانچ بجے شردھام پہنچتے ہی میں نے بابا سے ملاقات کی۔۔۔۔ اب وہ سروج کے متعلق گفتگو کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اصلی کرن کا وجود مٹ گیا اور اس کی جگہ میں لے چکا ہوں۔ تھوڑی دیر پارہ گڑھ کی باتیں کرنے کے بعد میں نے ولاس پور کے پولیس مین کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بتایا وہ مہمان خانے میں ٹھہرا ہوا ہے۔ تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد سکریٹری کو فون کرنا وہ تمہارے پاس بھیج دے گا۔ مجھے ان سے باتیں کرتے ہوئے چند منٹ گزرے تھے کہ سروج سلام کرنے کو آ گئی اور اس کے پیچھے پیچھے شنو اور ہرہائی نس آ گئیں میں ان سے چند باتیں کرنے کے بعد اٹھا اور سلام کر کے اپنے اپارٹمنٹ کو چل دیا۔ ماما میرے ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے کینتھ سے باتیں کر رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی اٹھ کر لپٹ گئے۔ میں نے رشی کی خیریت دریافت کی تو کہنے لگے۔ "ٹھیک ہے۔۔۔۔ میں چار بجے آیا تو سو رہا تھا۔۔۔۔ شاید جاگ اٹھا ہو۔۔۔۔ دیکھوں؟"

میں نے کہا۔ "نہیں۔۔۔۔ سونے دیجئے ماما جی۔۔۔۔ مجھے یاد کرتا ہے کبھی؟"

"کبھی؟" انہوں نے کینتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کرن یہ کہو مجھے بھولتا ہے کسی وقت؟" میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے ماما کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا کر بولے۔ "یہ سچ ہے کرن۔"

میں نے ریسیور اٹھا کر سکریٹری کا نمبر ڈائل کیا۔ "ہیلو کرن۔" کہتے ہی اس کے سلام دعا اور مزاج پرسی کا طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ میں نے مختصر الفاظ میں جواب دے کر مہمان خانے میں ٹھہرے ہوئے پولیس مین کو فوراً" بھیجنے کو کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ بیٹھتے ہی ماما نے کہا۔ "کون ہے یہ کرن؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "میرا ایک اردلی ہے۔۔۔۔ اتفاقیہ طور پر مل گیا۔۔۔۔ میں اسے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔" بولے۔ "ٹھیک ہے رکھ لو۔۔۔۔ کہو تو میں اپنی باؤنی بھیج دوں۔۔۔۔ جو تنخواہ چاہو مقرر کر دو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "دیکھیں گے۔۔۔۔ لیکن یہ باؤنی کیا۔۔۔۔ میں نہیں سمجھا؟" ہنس کر کہنے لگے۔ "میری بھی ایک چھوٹی سی ریاست ہے جس میں اکیاون گاؤں ایک ایک قصبہ ہے اس لئے یہ باؤنی کہلاتی ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ماما اگر آپ نے مجھے گود لیا تو آپ کو ایک گاؤں اور آباد کرنا ہو گا جس میں میرا رنواس ہو گا۔" ماما ہنسنے لگے اور ہنستے ہنستے بولے۔ "منظور ہے کرن۔۔۔۔ چلو لکھ دو۔" میں نے کینتھ کی طرف دیکھا وہ مسکرا دی۔ ماما نے ہنس کر کہا۔ "یہ بھی ہمارے سر آنکھوں پر۔" میں نے سر کو خم دے کر کہا۔ "شکریہ ماما جی۔۔۔۔ لیکن آپ نے یہاں مجھے اتنے گہرے پانی میں اتا دیا ہے کہ میں

ایڑیاں اچکا کر بمشکل ناک سے سانس لے رہا ہوں۔ کس طرح نکالئے گا؟"

وہ سر جھکا کر بولے۔ "بیٹے یہ سچ ہے۔ سوارتھ (خود غرضی) نے ہمیں اندھا کر دیا ہے۔ ہم صرف اپنی ناک دیکھ سکتے ہیں' تمہارے زخم نہیں دیکھ سکتے۔ ہمارا خیال تھا کہ ہم جو کچھ پیش کر رہے ہیں وہ ایک لفٹیننٹ تو کیا ایک جنرل کو بھی خواب میں ہی نظر آ سکتا ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ تم کرن بننے سے پہلے بھی کرن تھے---- ہا---- ہم نے واقعی تمہیں دھرم یدھ میں پھنسا دیا' محبت اور فرض کی کشاکش میں مبتلا کر دیا۔"

میں نے انکی حقیقت پسندی سے متاثر ہو کر ان کے سینے پر سر رکھ دیا اور وہ میرے بالوں پر ہاتھ پھرانے لگے۔ اسی وقت رشی ریڈنگ روم سے نکل کر دروازے میں داخل ہو گیا اور کہتے لگا۔ "ماما' کرن کب آیا؟" انہوں نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ "ابھی ابھی۔" میں نے اٹھ کر کہا۔ "رشی ڈیئر۔" وہ ہاتھ پھیلا کر بڑھا اور مجھ سے لپٹ گیا۔ دیر تک زور سے بھینچتا رہا۔ اور پھر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ "کہاں بھاگ گیا تھا؟" میں نے کہا۔ "بمبئی گیا تھا---- بیٹھ جاؤ اور سچ بتاؤ تم نے کبھی مجھے یاد کیا؟"

"بہت یاد کرتا تھا۔" وہ بیٹھتا ہوا بولا۔ پھر ماما کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "ماما اب تو مجھے سیر کو جانے دوگے یا اب بھی نہیں؟"

ماما نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ضرور جاؤ بیٹے---- ابھی چلے جاؤ۔"

ٹیلی فون کی گھنٹی سن کر ماما نے چلے چلتے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور "اچھا فوراً بھیج دو" کہہ کر رسیور رکھتے ہوئے بولے۔ "کرن سکرٹیری اس آدمی کو لے کر آ رہا ہے---- تم رشی کے اپارٹمنٹ میں چلے جاؤ۔"

میں نے رشی سے کہا۔ "تم چند منٹ ماما جی سے باتیں کرو' میں ابھی آیا۔" ماما رشی کے پاس بیٹھ گئے اور میں ریڈنگ روم سے اس کے ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر میں سکرٹیری پولیس مین کو اندر لے آیا---- دونوں نے سلام کیا اور مجھے مہمان کی طرف مخاطب دیکھ کر سکرٹیری ایک طرف ہو گیا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "کوئی تکلیف تو نہیں تمہیں؟" وہ جھک کر بولا "نہیں ان داتا---- آپ کی مہربانی سے آنند ہوں۔"

میں نے کہا۔ "اس مہینے کی پہلی تاریخ سے تم ہمارے ملازم ہو' کیا نام ہے تمہارا؟" بولا "ان داتا---- دامن راؤ----" میں نے کہا۔ "اچھا سکرٹیری صاحب کے ساتھ جا کر ایک درخواست ایس۔ پی کے نام لکھ کر ہمارے پاس بھیج دو اور اپنے پریوار کو یہاں بلوالو' خزانچی سے ابھی سو روپے لے کر گھر بھیج دو اور لکھو کہ فوراً" یہاں چلے آئیں---- تمہیں جب ہم سے ملنا ہو سکرٹیری صاحب کے ساتھ آ سکتے ہو----" اس نے اور سکرٹیری صاحب نے بیک وقت سلام کیا اور رخصت ہو گئے۔ باہر نکلتے ہی پہرے دار نے دروازہ بند کر دیا اور میں اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

ساتھ بجے کے قریب میں نے رشی سے کہا۔ "اب تم سیر کو جا سکتے ہو رشی۔" کہنے لگا۔ "تم چلو گے میرے ساتھ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "پاگل ہو رہے ہو رشی۔ کتنی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ ہم اور تم لوگوں کو ایک جگہ نظر آ گئے تو ایک قتل ہو جائے گا---- یا تم' یا میں۔" کانوں کو ہاتھ لگا کر بولا "آئی ایم سوری---- آئی فورگوٹ دیٹ---- اچھا پھر بھابی کو لے جاؤں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "لے جاؤ اور کس کے کام آئے گی؟" کینتھ نے منہ بنا کر میری طرف دیکھا۔ رشی نے اس کے شانے کو ہاتھ لگا کر کہا "چلئے" وہ اسکے ساتھ ریڈنگ روم کی طرف چل دی' ان کے جاتے ہی میں نے سکرٹیری کو ٹیلی فون کر کے کہا۔ "ترلوک جی' ہم سیر کو جا رہے ہیں' شاید دیر سے لوٹیں رنواس میں اطلاع کرا دو' کھانے پر ہمارا انتظار نہ کریں۔"

کھانا کھانے کے بعد میں دیر تک پیتا رہا نو بجے غنودگی اور خمار کی کیفیت طاری ہونے لگی تو اٹھ کر بستر کی طرف چل دیا۔ مسہری سے دو قدم دور تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ مجھے نشے میں رشی اور کینتھ کی عدم موجودگی تو کجا یہ بھی ہوش نہ تھا کہ ان کا مجھ سے یا میرا ان سے کوئی تعلق ہے؟ لرزتے ہوئے ہاتھ سے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو کرن۔" دوسری طرف سے پاپا کی آواز آئی۔ "کرن کچھ طبیعت خراب ہے کیا؟" میں نے کہا۔ "نہیں تو پاپا---- ٹھیک ہوں۔" انہوں نے کہا۔ "بالکل ٹھیک ہوں---- اچھا اچھا ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔ "فرمایئے پاپا کیا حکم ہے؟" بولے۔ "شنو اپنی دو تین سہیلیوں کے ساتھ تمہارے پاس آ رہی ہیں۔" شنو کا نام سن کر میرا نشہ ہرن ہو گیا۔ اب مجھے یاد آیا کہ رشی ابھی تک نہیں لوٹا ہے اور اس وقت محل میں میرا وجود کوئی معنی نہیں رکھتا۔ سنبھل کر بولا۔ "پاپا' کیا وہ اس وقت آپ کے پاس بیٹھی ہوئی ہیں؟" بولے۔ "ہاں" میں نے تیزی سے کہا۔ "پاپا انہیں کچھ دیر کے لئے روکئے۔ بلکہ اپنے کمرے سے جانے نہ دیجئے۔ میں خود آپ کو رنگ کروں گا' کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے۔" انہوں نے مصنوعی قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "کوئی بات نہیں تھوڑی دیر ہمارے کمرے میں انتظار کر سکتی ہیں تم ہی رنگ کرنا۔" میں نے ریسیور رکھدیا اور بستر پر لیٹنے کے بجائے سگریٹ سلگا کر کمرے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔ مجھے پاپا کو رشی کے باہر جانے کی اطلاع نہ دینے پر افسوس ہونے لگا۔ یہ ایک غلطی تھی اور دوسری اس سے بھی بڑی غلطی یہ تھی کہ اس کی غیر حاضری میں ٹیلی فون ریسیو کر کے اس کا موجود ہونا ثابت کیا۔

ٹہلتے ٹہلتے سگریٹ پھونکتے پھونکتے نصف گھنٹہ گزر گیا' اور کینتھ اور رشی لوٹنے کا نام نہ لیتے تھے۔ مجھے غصہ آنے لگا اور جب توڑنے پھوڑنے اور ہنگامہ برپا کرنے کو جی چاہنے لگا تو خود پر ہنسی آ گئی' "ہوش میں آؤ نعیم" میں بڑبڑانے لگا۔ "اس مقام پر پہنچ کر غلطی کی سزا برخواستگی یا عہدے سے تنزلی نہیں' موت اور صرف موت ہے۔" مجھے حلق

خشک ہوتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ کیٹر سے ایک گلاس ٹھنڈا پانی انڈیل کر پیا' سر بھگویا' منہ اور آنکھوں پر چھینٹے دیئے۔ قدرے سکون ملا تو تکئے سے سر لگا کر بیٹھ گیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر میں غنودگی طاری ہونے لگی اور میں نے پیر پھیلا دیئے' اسی وقت رشی اور کینتھ کا مشترکہ قہقہہ سنائی دیا اور میں ایک دم اچھل کر بیٹھ گیا۔ وہ دونوں ہنستے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ میں نے ریسیور اٹھا کر ہزہائنیس کا نمبر ڈائل کیا اور رسٹ واچ پر نظر ڈالتا ہوا گھنٹی کی آواز سننے لگا۔ "ہیلو" سنتے ہی میں نے آداب عرض کہا۔ "شنو وغیرہ کو بھیج دیجئے پاپا۔" بولے۔ "کرن وہ تھوڑی دیر انتظار کر کے چلی گئیں۔ میں نے بھی یہی کہا اس وقت کرن تھکا ہوا ہے آرام کرنے دو۔" وہ صبح کسی وقت آئیں گی۔" میں نے "بہتر ہے پاپا---- شب بخیر" کہہ کر ریسیور رکھدیا اور ان دونوں سے مخاطب ہوا۔ "ہاں' اب بتاؤ رشی' کیوں ہنس رہے ہو اور اتنی دیر کہاں کی سیر کرتے رہے۔" مسکرا کر بولا۔ "ڈیٹس نن آف یور بزنس کرن۔ میں کبھی تم سے پوچھتا ہوں تم اتنے دن کہاں رہے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "یو آر رائٹ رشی۔" بولا۔ "ہاں یہ پوچھ رہے ہو کہ ہم دونوں ہنس کیوں رہے ہیں؟"

میں نے کہا۔ "اچھا بتاؤ پھر۔" اس نے گھوم کر کینتھ کی طرف دیکھا وہ مسکرا دی پلٹ کر بولا۔ "کرن آج میں نے کینتھ سے شادی کر لی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "کانگریچولیشنز۔"

بولا۔ "برا تو نہیں مان گئے۔" میں نے کہا۔ "بے وقوف میں تم سے کئی بار کہہ چکا ہوں کہ تم اسے اپنے ساتھ رکھ سکتے ہو۔" ہنس کر کہنے لگا "اور تم سروج کو اپنے ساتھ رکھ سکتے ہو حساب برابر ہو گیا۔"

میں نے کہا۔ "منظور ہے' میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔"

وہ ہاتھ بڑھا کر کہنے لگا۔ "شیک ہینڈ۔" میں نے مسکرا کر ہاتھ ملایا۔ جھٹکا دیتے ہوئے بولا۔ "گڈ نائٹ۔" پلٹ کر چلنے لگا تو میں نے کوٹ کا کالر پکڑ کے روکتے ہوئے کہا "اور یہ تمہاری بیوی؟ اسے نہیں لے جاؤ گے۔" پلٹ کر بولا۔ "یہیں رہنے دو' کل شام کو پھر----" اور وہ ہنستا ہوا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

رشی فطری طور پر اپنے دلی جذبات کو عملی جامہ پہنانے سے قاصر تھا۔ صرف ذہنی توازن ہی نہیں اس کے پورے نظام جسمانی میں سر سے پیر تک کہیں توازن کا نام نہ تھا۔ وہ محض سنگ مرمر کا حسین مجسمہ تھا' بے داغ بے داغ---- معالج بھی ملے تو سائی کیٹرسٹ اور برین اسپیشلسٹ' جن کی تمام مہارت فن' اس کے دماغ کا دہی بلونے تک محدود تھی' کاش انہوں نے بالائی منزل سے نیچے اتر کے بھی دیکھا ہوتا۔ اس کی شادی کے متعلق مشورہ کیا گیا' اس وقت بھی یہی کہا کہ ممکن ہے شادی ہونے کے بعد اس کی دماغی حالت

کچھ بہتر ہو جائے؟ لیکن شادی کس طرح ہو جائے؟ کیسے ہو جائے؟ صرف ڈھول بجانے سے تو شادی کی بیل منڈھے نہیں چڑھ جاتی' اس کی شادی کی بیل میرے منڈھے چڑھ گئی تھی اور روز بروز شاداب ہوتی جا رہی تھی۔ کینتھ جواب میرے ہر راز سے واقف ہو چکی تھی۔ مجھے مزید خطرات سے بچانے میں دلی تعاون کر رہی تھی۔ میرے لئے یہ سمجھنا دشوار تھا کہ اس کی وفاداری اس کے دلی جذبات پر مبنی تھی یا ہز ایکسی لنسی گورنر جنرل سے کئے ہوئے عہد پر۔

رشی اب ہر روز اس کے ساتھ سیر کو جانے لگا تھا اور بحیثیت مجموعی اس کی صحت پر اس کا اچھا اثر مرتب ہوتا جا رہا تھا۔ ایک ہفتہ گزرا تھا کہ سروج نے مجھے اجیتا اور اس کے شوہر کا خط دکھایا۔ وہ دونوں ہم سے ملنے آ رہے تھے۔ سروج نے مجھے دبے لفظوں میں محتاط رہنے کی تاکید کی' اسی شام میں نے دامن راؤ کو بلایا۔ اس کے حالات دریافت کئے اور اس کو ہر طرح مطمئن پا کر سکس شاٹ ریوالور دے کر کہا۔ "کل شام سے سیر کو جاتے وقت تم ہمارے ساتھ رہا کرو گے لیکن اتنے فاصلے پر اور اس انداز سے کہ ہم سے تمہارا کوئی تعلق ثابت نہ ہو۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے۔" میں نے پوچھا۔ "کار چلا سکتے ہو؟" بولا۔ "چلا سکتا ہوں سرکار لیکن کئی سال سے نہیں چلائی۔" میں نے اس کو سکرٹیری کے نام ایک خط لکھ کر دیا اور کہا---- "ابھی جا کر گاڑی لے لو اور دن بھر پریکٹس کر کے شام کو سکرٹیری کو رپورٹ پیش کرو۔" وہ گاڑی تمہارے پاس ہی رہے گی اور اس کی مینٹی نینس تمہارے ذمے ہو گی۔" اس نے جھک کر سلام کیا اور رخصت ہو گیا۔ میں اپنے اپارٹمنٹ میں آیا تو سہ پہر کی چائے کا وقت تھا۔ کینتھ نے چائے منگوائی اور رشی کو جاتے جاتے روک لیا۔ وہ ہمارے ساتھ شریک ہو گیا اور شام کی سیر کے پروگرام کے متعلق باتیں کرنے لگا' جو حسب معمول بے ربط اور اکتا دینے والی تھیں' وہ بولے جا رہا تھا' کینتھ پوری توجہ سے اور میں کہیں کہیں سے سن رہا تھا۔ دفعتاً" ٹیلی فون کی گھنٹی بجی کینتھ نے ریسیور اٹھا کر میری طرف بڑھایا۔ مجھ سے پہلے رشی نے ہاتھ بڑھا کر درمیان میں ہی ریسیور اچک لیا اور کان سے لگا کر بولا۔ "ہیلو پاپا آداب عرض۔" دوسری طرف سے زنانہ ہنسی کی آواز آئی۔ میں نے کہا۔ "کون شنو؟" بولی۔ "اسے چھوڑو کرن---- تمہیں شام کو ساڑھے سات بجے مجھ سے ملنا ہے کرن۔" میں نے حیرت اور غصے پر قابو پاتے ہوئے کہا "لیکن تم ہو کون اور کہاں سے بول رہی ہو؟" اس نے پھر ہنس کر کہا---- "شام کو دیکھ لینا---- تم مجھے جانتے ہو میں تمہیں جانتی ہوں---- یہ ملاقات تمہارے مفاد میں ہے' اس پر تمہارے مستقبل کا انحصار ہے۔" میں نے غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "اچھا بولو کہاں؟" وہ بولی۔ "پہلے وعدہ کرو کہ کسی کو ساتھ نہیں لاؤ گے---- کسی سے ذکر نہیں کرو گے۔" میں نے بگڑ کر کہا۔ "لڑکی تم ایک راج کمار سے بات کر رہی ہو----

تمہیں۔" وہ بات کاٹ کر بولی۔ "میں بھی راج کماری ہوں۔" میں نے سنبھل کر کہا۔ "اچھا میں آؤں گا اور وعدہ کرتا ہوں تنہا آؤں گا--- بتایئے کہاں؟" کہنے لگی۔ "کرن ایک بار پھر سن لو--- کوئی دھوکا کوئی چالاکی نہیں ہونی چاہئے ورنہ نقصان اٹھا جاؤ گے۔" میں نے مشتعل ہو کر ریسیور کریڈل پر پھینک دیا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کینتھ نے کہا۔ "کون تھی کرن؟" میں نے کچھ سوچ کر ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ "کچھ معلوم نہیں--- ایسا معلوم ہوتا ہے راز کھل گیا ہے۔" وہ حیرت زدہ ہو کر میری طرف دیکھنے لگی۔ "کیسے؟" میں نے ہزہائی نس کا نمبر ڈائل کیا' دوسری گھنٹی پر ریسیور اٹھا لیا گیا اور انہوں نے کہا۔ "ہیلو کرن--- بول---" میں نے آداب عرض کر کے کہا۔ "پاپا ابھی چند منٹ پہلے آپ کہیں تشریف لے گئے تھے؟" بولے۔ "نہیں تو میں یہیں ہوں' کیوں؟"

میں نے کہا۔ "کچھ نہیں پاپا--- میں نے آپ کو رنگ کیا تھا آپ کی طرف سے کوئی رسپانس نہیں ہوا۔"

"تعجب ہے۔" انہوں نے کہا۔ "ٹیلی فون میں کوئی خرابی تو نہیں ہو گئی--- یہاں رنگ نہیں ہوا' خیر تم کیا کہنا چاہتے تھے؟"

میں نے بات بنائی۔ "پاپا میں نے جو نیا باڈی گارڈ رکھا ہے اس کے لئے ایک کار کی منظوری دے دیجئے۔" ہنس کر بولے۔ "اچھا کرن اور کچھ؟" میں نے کہا--- "بس پاپا شکریہ--- آداب عرض۔"

میں نے ریسیور رکھ کر سگریٹ سلگاتے ہوئے کینتھ کی طرف دیکھا وہ یک طرفہ مکالموں سے بہت کچھ سمجھ گئی تھی۔ بولی۔ "تعجب ہے۔"

رشی نے کہا۔ "کیا چکر ہے کرن؟" میں نے جواب دیا "تم نے میرا فون ریسیو کر کے غضب کر دیا کرن' اب تمہاری سیر کا پروگرام ختم۔" بولا "کیوں؟" ٹیلی فون کی گھنٹی نے اس کا سوال دبا دیا۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ وہی زنانہ آواز سنائی دی۔ "کرن ناراض ہو گئے میری جان؟" میں نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ "ہاں' خیر اسے چھوڑو' مطلب کی بات کرو۔" بولی۔ "کرن تم نے ہزہائی نس سے جو کچھ باتیں کیں وہ میں نے سنیں--- اس راز داری پر میں تمہارا احترام کرتی ہوں اور اعتماد بھی۔"

میں نے کہا۔ "چھوڑو--- جگہ کا نام لو--- میں تمہیں دیکھنے کے لئے بے چین ہوں۔" اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "اگر میں بد شکل یا خرانٹ بڑھیا ہوں تو---؟"

"خرانٹ کے سوا سب جھوٹ۔" میں نے کہا۔ "تو پھر ابھی آ جاؤ ڈارلنگ----- میں جھیل کی طرف جا رہی ہوں--- اسی چٹان پر بیٹھی ملوں گی جہاں تم کینتھ کے ساتھ بیٹھتے ہو۔"

میں نے کہا۔ "اوکے--- میں بیس منٹ میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔" بولی۔

"اکیلے۔" میں نے کہا۔ "بالکل اکیلے--- اگر واقعی تم مجھے جانتی ہو تو یہ بھی جانتی ہو گی کہ میں زندگی کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا"

"شکریہ تم نے ایک موقع تو دیا۔" اس نے ہنس کر کہا۔ "دیکھتی ہوں۔" میں نے اوکے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ کینتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تم دونوں میرے واپس آنے تک یہیں رہو گے--- اسی کمرے میں--- اور اس کا ذکر کسی سے نہیں کرو گے--- کم از کم کھانے کے وقت تک---"

کینتھ اٹھ کر میرے قریب آ گئی۔ میں اس کو ساتھ لئے ہوئے کلوک روم میں آیا اور تمام واقعہ سناتے ہوئے کہا۔ "شاید وہ بلیک میل کرنا چاہتی ہے۔" اس نے نفی میں گردن ہلائی--- "نا ممکن--- بہرکیف اگر ایسا ہوا تو تم کیا کرنا پسند کرو گے؟" میں نے جھک کر سوٹ کیس میں سے لائف جیکٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "کیا کہہ سکتا ہوں ڈیئر----- جب تک معلوم نہ ہو کہ وہ میرے متعلق کتنا جانتی ہے' کتنی طاقت رکھتی ہے اور کس حد تک جا سکتی ہے۔ وہ خود کو راجکماری کہہ رہی تھی اور میرا خیال ہے اگر راجکماری نہیں تو کم از کم محل میں اثر و نفوذ ضرور رکھتی ہے۔" وہ بولی۔ "ظاہر ہے ڈارلنگ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "وہ بھی ڈارلنگ کہہ رہی تھی۔"

"خیر۔" اس نے کہا۔ "کیا جھیل پر ملاقات ہو رہی ہے۔"

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ "تم پیچھا نہ کرنا--- اچھا میں سوٹ تبدیل کرتا ہوں--- تم فون کر کے رائز منگواؤ۔" وہ سر جھکا کر چل دی۔ میں نے قمیص اتار کر لائف جیکٹ پہنی۔ شرٹ اور پینٹ بدلی اور پینٹ کی جیب میں آٹو میٹک پستول ڈال کر رشی کے پارٹمنٹ سے ہوتا ہوا باہر نکلا۔

جھیل کے قریب پہنچا تو دیکھا پارکنگ پوائنٹ پر ایک کار کھڑی ہے' میں نے اس کے برابر میں پہنچ کر گاڑی روک دیا ور انجن بند کر کے دروازہ کھولنے سے پہلے کار میں نظر ڈالی۔ اندر کوئی نہ تھا۔ سیٹیں خالی پڑی تھیں۔ نیچے اتر کر دروازہ لاک کیا اور ادھر ادھر دیکھ کر سگریٹ سلگاتا ہوا جھیل کی طرف چلنے لگا۔ چٹان کے قریب پہنچا تو دائیں جانب گھاٹ کی سیڑھیوں پر ایک عورت بیٹھی ہوئی دکھائی دی۔ وہ جھیل کی طرف دیکھ رہی تھی۔ میرے قدموں کی آہٹ سنتے ہی اس نے پلٹ کر دیکھا اور نظریں ملتے ہی مسکرا دی۔ میری زبان سے بیساختہ نکلا "وچترا؟" اس نے اٹھ کر سر جھکاتے ہوئے کہا "یور ایکسی لنسی۔" میں نے اس کا ہاتھ تھام کر چٹان پر کھینچتے ہوئے کہا "تو--- تو--- تم نے مجھے بلایا؟" اس نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔ "میں نے آپ کو بلایا یور---" میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا--- "ایکسی لنسی کو چھوڑو--- کرن تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ فوراً" کہہ ڈالو کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"چاہنے کے بجائے یہ پوچھئے کیا جانتی ہوں؟" اس نے کہا۔
"میرا مطلب یہی تھا۔۔۔۔ کہو۔" میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ وہ مسکرا کر بولی۔ "کسی کا انتظار بھی ہے کیا؟"
میں نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "نہیں تم بے فکر ہو کر اپنا مطلب بیان کر سکتی ہو۔" اس نے جھیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔ "میں تمہیں اپنا وعدہ یاد دلانے آئی ہوں۔" میں نے کہا۔ "شکریہ۔۔۔۔ اس میں میرے مفاد کی کونسی بات ہے؟" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔۔۔۔ "یہی کہ تم بدستور راجکمار رہو گے۔"
میں نے کہا "خوب۔۔۔۔ تو تمہارے خیال میں میں ایک کاٹھ کا پتلا ہوں جسے ایک تین پیسے کی چھوکری راج سنگھاسن سے لڑھکا سکتی ہے" اس نے ہنس کر کہا۔ "وہ تین پیسے کی چھوکری تمہاری پسند کی ہوئی منگیتر ہے۔۔۔۔ یہ دیکھو۔" اس نے انگوٹھی والا ہاتھ میرے سامنے کیا۔ میں نے اس کا ہاتھ پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔ "ایسی انگوٹھیاں میں سینکڑوں میں تقسیم کر چکا ہوں۔۔۔۔ تم پہلی خوش نصیب لڑکی ہو جو میری انگوٹھی پہننے کے باوجود اپنا دل سالم لئے پھر رہی ہے۔۔۔۔ بہرکیف اب معاملے کی بات کرو۔" وہ بگڑ کر بولی۔ "میں ثابت کر سکتی ہوں تم کرن نہیں ہو۔" میں نے کہا "ٹھیک ہے۔۔۔۔ تم ثابت کرو۔۔۔۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" بولی۔ "تمہارا خیال ہے کرن۔۔۔۔ تم سروج کی نظروں سے گرنے پر موت کو ترجیح دو گے۔۔۔۔ مجھے معلوم ہے تم ظالم ہو۔۔۔۔ لیکن غیرت مند بھی ہو۔" میں نے بگڑ کے کہا۔ "ظالم کا لفظ واپس لے لو وچترا۔۔۔۔ میں تمہاری درخواست پر دوسرے انداز میں غور کرنے کو تیار ہوں۔"
"اس کے لئے تمہیں ثابت کرنا ہو گا کہ تم نے رمولا کو قتل نہیں کیا۔" اس نے تند لہجے میں کہا۔
"یہ ڈیو ربا میری طرف۔۔۔۔ اپنی قیمت بتاؤ۔" مسکرا کر بولی۔ "وہ تم نہیں دے سکتے کرن۔" میں نے مسکرا کر طنزیہ لہجے میں کہا۔ "کرن نہیں' امپوسٹر کہو۔۔۔۔ اور بلیک میل کرنے والوں کی طرح کھل کر بات کرو' بولو کیا چاہتی ہو؟"
"اپنا وعدہ پورا کرو۔" اس نے کہا۔
"تو تم نے اس کے لئے اتنا خطرناک طریقہ اختیار کیا؟"
"خطرناک کیا؟ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔۔۔۔ اگر میں ایک گھنٹے میں واپس نہ پہنچی تو ایک خط سروج کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا اور تمام ریاست میں زلزلہ آ جائے گا۔"
میں نے ہنس کر کہا۔ "سروج اتنی بڑی طاقت تو نہیں۔۔۔۔ میری ایک بیوی ہے۔۔۔۔ تمہیں کسی نے غلط فہمی میں مبتلا کر دیا اگر یہ کہا کہ وہ میرے خلاف جا سکتی ہے' دوسری طرف اپنی پوزیشن پر غور کرو۔" اس نے بگڑ کر کہا۔ "میری پوزیشن تم سے بہتر ہے۔۔۔۔

میری پشت پر۔۔۔۔ بہت بڑی طاقتیں ہیں۔"
"شنو اور ممی۔۔۔۔ اور ان کا بوڑھا بھائی۔۔۔۔ چند فوجی افسر۔۔۔۔ وہ کیا چیز ہیں؟ اور میں۔۔۔۔؟ اس سے پہلے کہ تم سب مل کر مجھے امپوسٹر ثابت کرو۔۔۔۔ شردھام کو لنکا کی طرح پھونک سکتا ہوں۔۔۔۔ اور تم جو صرف رمولا کے قتل کو ظلم سمجھ کر کانپ اٹھی ہو' ظلم کے اصلی خدوخال دیکھ کر زندگی بھر کے لئے پاگل ہو جاؤ گی۔" میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالی۔ وہ خوف زدہ ہو کر ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ میں آگے چلا۔۔۔۔
"سنو وچترا۔۔۔۔ تم نے تنہا آنے کو کہا تھا۔۔۔۔ میں تنہا یہاں کھڑا ہوں۔۔۔۔ تمہارے سامنے۔۔۔۔ اب اگر مہارانی نے تمہاری حفاظت کے لئے کوئی پلٹن بھیجی ہے تو اپنے خطرے میں ہونے کا اشارہ کرو اور۔۔۔۔ ایک طرف کھڑی ہو کر بھگوان سے میرے مارے جانے کی دعا کرتی رہو۔۔۔۔ ورنہ یہاں سے لوٹتے ہی میرا پہلا کام تمہارے خاندان کا نام و نشان مٹا دینا ہو گا۔۔۔۔ اور تم یہ انجام دیکھنے کے لئے زندہ رہو گی۔" اس طرح کہ تمہیں پہچاننے والا کوئی نہ ہو گا۔" وہ کانپنے لگی اور لڑکھڑاتی ہوئی آگے بڑھ کر میرے پیروں پر گر پڑی۔۔۔۔ میں دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ وہ گھٹنوں کے بل سرک کر آگے بڑھی اور ہسٹریائی انداز میں چیخی۔ "نہیں نہیں کرن۔۔۔۔ فار گاڈز سیک۔۔۔۔"
میرے دل پر چوٹ سی لگی اور میں نے دوسری طرف منہ پھرا کر کہا "بے وقوف لڑکی۔۔۔۔ یہ تو تم راج محل میں بھی کر سکتی تھیں۔" اس نے میرے پاؤں چھوڑ کر دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپ لیا۔ میں پلٹ کر گاڑی کی طرف چل دیا۔ اس وقت میرے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ کبھی خیال آتا تھا کہ اس نے میری محبت میں مایوس ہو کر یہ انتہائی اقدام اٹھایا ہے معاف کر دینا چاہئے۔ کبھی سوچتا تھا یہ انتہائی خطرناک لڑکی ہے اسے معاف کر دینا ریاست کو خطرے میں ڈالنا ہے۔۔۔۔ میں کسی فیصلے پر پہنچنے سے قاصر تھا۔ آہستہ سے گاڑی کا دروازہ کھولا اور وہیل پر بیٹھ کر جیب سے سگریٹ نکالا۔
دفعتاً" وہ چٹان سے نیچے اتری اور پاگلوں کی طرح چیختی ہوئی میری طرف دوڑی۔۔۔۔ میں بیٹھا دیکھتا رہا۔ گاڑی کے قریب پہنچتے ہی وہ وحشت زدہ انداز میں کہنے لگی۔ "کرن خدا کے لئے مجھے گولی مار دو' میں زندہ رہنا نہیں چاہتی۔" میں نے ہاتھ بڑھا کر پچھلا دروازہ کھول دیا اور آہستہ سے کہا "گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔۔۔۔ شاید تمہیں پستول کی گولی کے بجائے ڈاکٹر کی گولی کی ضرورت ہے۔"
وہ کچھ کہے بغیر گاڑی میں سوار ہو گئی۔ میں نے دروازہ بند کرتے ہوئے پلٹ کر کہا۔
"تمہارے پاس پستول بھی نہیں کیا؟"
اس نے بلاؤز کے نیچے سے ایک چھوٹا سے پستول نکال کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔
"یہ ہے۔"

میں نے پستول کا میگزین کھول کر دوبارہ بند کرتے ہوئے کہا "تم نے اسے استعمال کیوں نہیں کیا؟" کھڑکی کے شیشے پر سر ٹکاتی ہوئی بولی۔ "کس پر استعمال کرتی؟"

میں نے پستول جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "خوب۔"

بولی۔ "کرن تم میرے جذبات کا مضحکہ تو نہ اڑاؤ۔" میں نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "جذبات---- عارضی چیز کا نام نہیں وچترا---- خیر اب مہارانی کے پاس لے چلوں یا مہاراجہ کے---- تمہیں میرا جعلی راجکمار کرن ہونا ثابت کرنا ہے۔ مجھے رمولا کے قتل سے بری ہونا ثابت کرنا ہے' فیصلہ مہاراجہ کے ہاتھ میں ہے۔"

اس نے آنکھیں کھولے بغیر کہا۔ "میرا فیصلہ تمہیں کرنا ہے کرن۔" میں نے گاڑی بیک کر کے شہر کی طرف گھماتے ہوئے کہا۔ "مجھے فیصلہ کرنا نہیں آتا۔ میں بھی تمہاری طرح انتہا پسند ہوں۔ یا مالا پہنانا جانتا ہوں یا گردن مار دینا---- درمیانی راستہ اختیار کرنا نہیں جانتا۔ یہ ہزہائی نس جیسے صحیح الدماغ آدمیوں کا کام ہے۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا میں نے گاڑی کی رفتار بڑھانی شروع کر دی۔

پورٹیکو میں گاڑی کھڑی کر کے میں نے استقبالیہ سے اپنا نمبر ڈائل کر کے کینتھ کو اپنے ساتھ ایک گرل فرینڈ آنے کی اطلاع دی اور وچترا کو ساتھ لے کر لفٹ کے ذریعے اوپر پہنچا۔ بخاری نے سلام کر کے رشی کے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلوایا' میں وچترا کو لئے ہوئے اندر داخل ہوا۔ کینتھ نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ انہی کی کال پر گئے تھے یور ایکسی لنسی۔"

میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "دوسرے کمرے میں جا کر پاپا کو فون کرو---- ہم فوراً ان سے ملنا چاہتے ہیں۔" اس نے وچترا پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ بہت ضروری ہے کہ انہیں زحمت دی جائے یور ایکسی لنسی۔"

میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "اچھا پہلے شنو اور ممی کو جا کر بلا لاؤ----" وہ سر جھکا کر باہر نکل گئی۔ میں نے وچترا کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے بیڈ روم میں جا کر قمیص کے نیچے سے لائف جیکٹ نکال کر دوبارہ قمیص پہنی اور ڈرائنگ روم میں واپس آ گیا---- وچترا ابھی تک اسی جگہ گم سم کھڑی ہوئی تھی۔ مجھ دیکھتے ہی کہنے لگی۔ "کرن مجھے ذلیل کر کے تمہیں خوشی محسوس ہوتی ہے کیا؟" میں نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "آج میں تمام جذبات اور احساسات سے عاری ہوں وچترا---- اب میرے پاس نہ خوشی ہے نہ غم---- کم از کم تمہارے لئے---- وقت جو بھی فیصلہ کرے۔ ہمیں تسلیم کرنا ہو گا۔" وہ آگے بڑھ کر میرے قریب ہوتی ہوئی بولی---- "میں تمہاری مجرم ہو کرن---- فیصلہ تم ہی کو کرنا چاہئے---- اور صرف میری ذات تک محدود رہنا چاہئے۔" میں نے کہا۔ "تم نے میرا کوئی جرم نہیں کیا---- شردھام کے راجا کا تخت و تاج چھیننے کی سازش میں

معاونت کی ہے اس لئے فیصلہ بھی وہی کر سکتے ہیں۔" وہ پھر کانپ اٹھی۔ "کرن تم یوراج ہو----"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "یوراج کہاں---- میں تو نقلی راجکمار ہوں---- اگر تم یہ ثابت کر دو تو مجرم میں ہوں نہ کہ تم۔"

وہ گھٹنوں کے بل بیٹھتی ہوئی بولی۔ "اگر تم مجھے معاف کر دو تو میں وہ خط واپس لے لیتی ہوں۔"

"کس کے پاس سے؟" میں نے سوال کیا' وہ ایک دم بوکھلا گئی میں نے کہا۔ "کوئی بات نہیں تھوڑی دیر میں سروج کو خط مل جائے گا' اور پھر ظاہر ہے وہ سب سے پہلے مجھ ہی کو دکھائے گی۔"

وہ گھبرا کر کہنے لگی۔ "نہیں نہیں---- سروج کو نہیں ملنا چاہئے کرن۔" وہ شنو کے پاس ہے آتے ہی اس سے لے لینا۔"

میں ہنس دیا۔ "تم خود کیوں نہیں لے سکتیں۔"

بولی۔ "کرن مجھے انکے سامنے نہ لاؤ---- ہزہائی نس کے سامنے بھی نہ لاؤ---- میں تمہارے ہاتھ سے مرنا چاہتی ہوں۔"

میں نے مرے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اچھا منظور ہے---- جاؤ میرے کلوک روم میں جا کر اندر سے بند کر لو' میں شنو وغیرہ سے نپٹ لوں گا---- وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی---- میں نے اس کو کلوک روم دکھایا' اور وہ اندر داخل ہو گئی۔ میں ڈرائنگ روم میں واپس ہو گیا۔

دروازہ کھلا اور کینتھ ہزہائی نس اور شانتا کماری کو لئے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ میں نے آگے بڑھ کر ان کو سلام کیا اور صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کینتھ سے پیچھا چھڑانے کے لئے کہا۔ "تھینک یو مس کینتھ۔" اس نے سر کو خم دے کر سلام کیا اور بیڈ روم کی طرف چل دی۔ میں نے ہزہائی نس کے چہرے پر نظر ڈالی۔ ان کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ بمشکل بولیں۔ "کیسے یاد کیا کرن۔۔۔؟" میں نے شنو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "موم زحمت کی معافی چاہتا ہوں۔ وہ دیوانی لڑکی آج مجھے جلی کٹی سنا کر گئی ہے۔۔۔" شنو نے کہا۔ "کون وچترا۔۔۔؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "ہاں وہی۔۔۔ دراصل میں اس سے بہت شرمندہ ہوں۔ ابھی تک وعدہ پورا نہ کر سکا اب۔۔۔" مہارانی نے کہا۔ "میری خود سمجھ میں نہیں آتا تم کس طرح۔۔۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کو بمبئی لے جا کر کورٹ شپ کر لوں۔" مہارانی نے شنو کی طرف دیکھا۔ میں نے جیب میں سگریٹ تلاش کرنے کے بہانے منہ پھیر لیا۔ سگریٹ نکال کر منہ میں لگایا تو شنو نے کہا۔ "یہی ایک راستہ ہے کرن بھیا۔۔۔ کیوں موم؟" مہارانی نے اثبات میں سر ہلایا۔ شنو بولی۔۔۔ "لیکن موم۔۔۔ پاپا اور سروج سے کیا بہانہ کریں گے کرن۔۔۔ اور پھر وچترا کو رکھیں گے کہاں؟" میں نے کہا۔ "میرے جانے آنے پر کوئی پابندی ہے کیا۔۔۔؟" پاپا سے تو فون پر اجازت لے سکتا ہوں۔ ہاں سروج کو چکمہ دینا پڑے گا۔ بائی دی وے۔ شنو ڈیئر۔ وہ لیٹر تم نے ابھی سروج کو دکھایا تو نہیں۔۔۔؟" مہارانی نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ "کیسا لیٹر کرن۔۔۔؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "کیا عرض کروں موم۔۔۔ آج وہ کس قدر غصے میں تھی۔ مجھے دھمکی دے رہی تھی کہ اگر آج تم نے کوئی معقول جواب نہ دیا تو شام کو میرا خط سروج کو مل جائے گا اور میں نے اس میں ایسی ایسی باتیں لکھی ہیں کہ سروج تمہیں کچا کھا جائے گی۔ آخر مجھے اس سے کورٹ شپ کا وعدہ کرنا پڑا اور وہ چلتے چلتے کہہ گئی ہے کہ وہ خط شنو سے لے کر بغیر پڑھے پھاڑ دینا۔" شنو نے کہا۔ "خط میرے پاس ہے لیکن وہ خود کیوں نہیں آئی؟"

میں نے کہا۔ "آٹھ بجے آنے کو کہہ گئی ہے۔۔۔" شنو نے وینٹی بیگ سے خط نکال کر میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "بھیا وعدے کے مطابق ہمارے سامنے پڑھے بغیر پھاڑ ڈالو۔" میں نے لفافے پر سروج کا نام پڑھ کر اس کو پھاڑنا شروع کر دیا اور چھوٹے

چھوٹے ٹکڑے کر کے اگلدان میں ڈال دیئے اور مہارانی کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "آج وچترا بالکل بدلی ہوئی تھی موم۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ مجھ سے اس لہجے میں بات کرنے کی جرات کر سکتی ہے۔" شنو نے ہنس کر کہا۔ "تعلیم یافتہ لڑکیاں اپنے حقوق منوانے کے لئے سب کچھ کر سکتی ہیں۔ تم نے خود اس کو پسند کیا پروپوز کیا۔ انگوٹھی پہنائی اور پھر اس طرح بھول گئے جیسے۔۔۔" وہ بولتے بولتے رک گئی۔ ممی نے مسکرا کر اس کو سنبھالا۔ "جیسے دشمنت شکنتلا کو بھول گیا تھا۔" شنو نے کہا۔ "میں نے یہ مثال اس لئے نہیں دی تھی کہ شکنتلا نے انگوٹھی دریا میں گرا دی تھی اور وچترا کرن کی انگوٹھی کو جان سے لگائے بیٹھی ہے۔ وہ ایک ایک دن گن رہی ہے اور بھائی صاحب کا یہ حال ہے کہ شاید اگلے جنم پر ملتوی کئے بیٹھے ہیں۔ میں نے اس سے کہا۔ "اری وچترا ٹسوے بہانے سے کام نہیں چلے گا۔ تو اس کی منگیتر ہے۔ خود پہنچ جاؤ اور دو ٹوک بات کرو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کوئی گھر کا بھیدی لنکا ڈھا رہا ہے اور وہ بھیدی شنو ہی ہو سکتی ہے۔ اچھی بات ہے بے بی بدلہ ڈیو رہا۔۔۔" مہارانی ہنسنے لگیں۔ آخر شنو نے کہا۔ "اچھا بھائی صاحب کھانے کا وقت ہو رہا ہے اب چلتے ہیں۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا "جیسی مرضی۔" دونوں مسکرا کر چل دیں۔

میں نے دروازہ بند کر دیا اور دوسرے کمرے سے کینتھ کو بلا کر کلوک روم سے وچترا کو لانے کے لئے بھیجا اور سر تھام کر بیٹھ گیا۔ آج مہارانی اور شانتا سے میں نے اس قدر منافقانہ باتیں کر کے وچترا کا خط اگلوایا تھا کہ نارومنی کا پاکھنڈ بھی اس کے سامنے پھیکا پڑ گیا تھا۔ آج مجھے محسوس ہو رہا تھا فن عیاری میں بھی میرا کوئی مقام ہے۔ آخر کینتھ نے "یور ایکسی لنسی" کہہ کر میرے خیالات کا سلسلہ منقطع کیا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا کینتھ کے قریب ہی وچترا نظریں جھکائے کھڑی تھی۔ میں نے کینتھ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "مس کینتھ تم اپنے مقدس مذہب کی رو سے بغیر کسی لاگ لپیٹ کے وچترا کو بتاؤ کہ رمولا کے قتل کا ذمہ دار کون ہے؟"

"یور ایکسی لنسی۔" اس نے کہا۔ "رمولا نے کسی کے اشارے پر آپ کو زہر کا انجکشن دینا چاہا لیکن کسی ایسی وجہ سے جو میں ظاہر نہیں کر سکتی۔۔۔" میں نے ہاتھ اٹھا کر اس کو رکوتے ہوئے کہا۔ "میں ظاہر کر سکتا ہوں۔ وہ میری محبوبہ تھی۔ مجھ سے محبت کرتی تھی۔" اب آگے بیان کرو۔" کینتھ نے کہا۔ "ہاں وہ آپ سے محبت کرتی تھی اس لئے وہ انجکشن نہ دے سکی۔ آپ نے اس کے ساتھی کو انجکشن لگانے سے پہلے شوٹ کر دیا۔ جس وقت آپ نے میرے آنے پر روشنی کی تو وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ ڈھانپے کھڑی تھی۔ میں نے اس کو دیکھ کر کہا۔ "یہ کیا رمولا؟" تو آپ نے جواب دینے سے پہلے فرمایا۔ "مس کینتھ تم اسی کی وجہ سے مجھے زندہ دیکھ رہی ہو۔ دراصل انجکشن تو یہ لگانا

چاہتا تھا۔ آپ نے لاش کی طرف اشارہ کیا تھا۔ یورایکسی لنسی مجھے آپ کی بات کا یقین نہیں آیا تھا میں سمجھ چکی تھی کہ آپ رمولا کو بچانے کے لئے جھوٹ بولے رہے ہیں لیکن میں خاموش رہی۔ آخر اس نے خود ہی اعتراف کر لیا۔ اس کے باوجود میری ذرا سی غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر آپ نے اس کو چھپا دیا لیکن میرے اصرار پر جب آپ مجھے اس کے پاس لے کر گئے تو میرے ہاتھ سے وہی سرنج جس سے وہ آپ کو قتل کرنے آئی تھی چھین کر اس نے کہ وہ ہزہائی نس کے حکم پر گولی سے مرنا پسند کرتی ہے یا اپنے ہاتھ سے انجکشن لے کر عزت کی موت چاہتی ہے۔ اس پر اس نے وہی سرنج اٹھا کر اپنے بازو میں انجکشن لگا لیا اور اسی وقت ختم ہو گئی۔ لہٰذا یا وہ خود اپنی قاتل ہے یا پھر میں ہوں جس نے اس کو تلاش کرنے کے لئے اصرار کیا تھا۔"

میں نے وچترا کی طرف دیکھا۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "کرن میں تم سے بہت شرمندہ ہوں۔ تم واقعی رشی ہو۔ مجھے معاف کر دو۔" میں نے کینتھ سے نظریں چرا کر کہا۔ "وچترا تم نے رمولا جتنا سنگین جرم نہیں کیا صرف سازش کی ہے۔ میں تمہیں نظر انداز کر سکتا ہوں لیکن افسوس میں فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں ہوں---- یہ صرف پاپا---- میرا مطلب ہے ہزہائی نس کر سکتے ہیں۔ مس کینتھ پلیز انہیں فون کر کے کہو کرن آپ کے درشن کرنا چاہتا ہے۔" کینتھ سر جھکا کر چل دی۔ وچترا خوف سے نڈھال ہو کر گر پڑی۔ میں نے تھوڑی دیر اس کی طرف دیکھا اور پھر اسی حالت میں چھوڑ کے بیڈروم کی طرف چل دیا اور بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں کینتھ میرے اپارٹمنٹ سے نکل کر آئی اور کہنے لگی---- "ہزہائی نس آ رہے ہیں لیکن تم یہاں کیا کر رہے ہو----؟ کہیں اس کو بھی بھگا تو نہیں دیا----؟" مجھے ہنسی آ گئی---- کمبخت نے میری فطرت کو کس قدر صحیح سمجھا تھا۔ "نہیں۔" میں نے جواب دیا۔ "وہ تو بے ہوش ہو گئی---- آؤ۔"

میں اس کو ساتھ لے کر ڈرائنگ روم میں آیا۔ وہ اسی طرح بے ہوش پڑی تھی۔ کینتھ نے مسکرا کر کہا۔ "کرن اس کو اٹھا کر صوفے پر تو ڈال دیتے۔" میں نے کہا۔ "کاش میں اس کو ہاتھ لگانے کی جرات کر سکتا۔" اس نے جھک کر وچترا کو اٹھایا اور صوفے پر لٹا کر اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ دوسرے لمحے اس نے آنکھیں کھول دیں۔ کینتھ نے اس کو پانی پلایا اور سہارا دے کر صوفے پر بٹھا دیا۔ میں نے کھڑے کھڑے سگریٹ سلگایا اور دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ کینتھ آہستہ آہستہ میرے قریب آئی اور سرگوشی کے لہجے میں کہنے لگی۔ "یہ سلسلہ کب تک چلتا رہے گا کرن۔" میں نے اس سے نظریں ملائے بغیر کہا۔ "خدا جانے---- میں خود بھی پریشان ہوں۔ کیا اس پاگل لڑکی کو کسی طرح بچایا جا سکتا ہے----؟" وہ طنزیہ انداز میں مسکرا کر دروازے کی طرف چلنے لگی۔ میں اس کے ساتھ بڑھتا رہا۔ وہ پردے کے قریب پہنچ کر رکی اور پلٹ کر میری طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "

کرن! کسی کے گلے پر چھری پھیرنے کے بعد رحم کھانے سے کیا حاصل----؟" میں نے کہا۔ "ابھی پھرائی تو نہیں گئی۔ اسی لئے تم سے پوچھ رہا ہوں۔"

وہ پھر اسی طرح مسکرائی جیسے میں نے انتہائی احمقانہ بات کہی ہو۔ میں نے اس کی طرف رحم طلب نگاہوں سے دیکھا۔ آہستہ سے بولی۔ "اگر اپنے گلے پر پھرانا چاہتے ہو تو اٹھا لو۔ میں تمہارے سوگ میں سیاہ لباس نہیں پہنوں گی اور ہزہائی نس---- یا تمہارے ساتھ وہ سلوک کریں گے جو تم اپنے دشمنوں کے ساتھ کرتے رہے ہو۔ یا پھر جلا وطن ہو کر اٹلی یا سوئزر لینڈ کی شہریت اختیار کر چکے ہوں گے۔ صاف گوئی کی معافی چاہتی ہوں کرن' لیکن حقیقت یہ ہے----" میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "جو کچھ کہہ چکی ہو وہ کافی نہیں کیا----؟"

وہ خاموش ہو گئی---- میں نے سگریٹ کا آخری کش لے کر پھینکنے کے لئے ادھر ادھر دیکھا۔ کینتھ نے مسکرا کر ٹکڑا میرے ہاتھ سے لیا اور ایش ٹرے میں ڈال کر واپس آ گئی۔ میں نے کہا۔ "ڈارلنگ میں وچترا کو معاف کرنے جا رہا ہوں۔" مسکرا کر بولی۔ "ڈیل ڈن---- شجاعت کا تقاضا بھی یہ ہے ڈیئریسٹ۔" میں نے کہا۔ "طنز نہ کرو---- میں اس وقت سنجیدہ ہوں۔ بلکہ آج سے زیادہ سنجیدہ کبھی نہیں ہوا۔"

وہ خاموش ہو گئی پھر میرا ہاتھ پکڑ کے بیڈ روم کی طرف چلتی ہوئی کہنے لگی۔ "آج میں تمہیں---- مارفیا دے کر سلانے جا رہی ہوں۔ تمہارے دماغ کو آرام کی ضرورت ہے۔" میں چلتے چلتے رک گیا۔ "پاپا آنے والے ہیں مجھے----" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "میں ان سے بات کر سکتی ہوں تمہاری ضرورت نہیں۔" میں نے کہا۔ "واقعی تم بات کر سکتی ہو۔ ایسی بات جیسی رمولا کے سلسلے میں کی تھی۔ اس مرتبہ یہ نہیں ہو گا۔"

"پھر کیا ہو گا----؟" اس نے پوچھا۔ میں اس کو جواب دینے کے بجائے ہاتھ چھڑا کر ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔ وچترا نے نگاہیں اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ وچترا پاپا آنے والے ہیں شاید ان کی آمد تمہاری موت کا پیغام لے کر آ رہی ہو۔" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "شاید نہیں کرن---- یقیناً---- اور میں اس کی مستحق بھی ہوں۔ میں نے تم سے محبت کا جرم کیا ہے۔" میں نے کہا۔ "کس سے یوراج سے یا مجھ سے؟" وہ مسکرا دی لیکن اس کی مسکراہٹ اس کے دلی کرب کی غماز تھیں۔ سنبھل کر بولی۔ "مالا کس کو پہنائی تھی میں نے۔ انگوٹھی کس نے پہنائی تھی مجھے؟" میں نے کہا۔ "اس وقت تم مجھے یوراج کرن سمجھی ہوئی تھیں۔ اب تمہیں حقیقت معلوم ہے۔"

"پتھر کو پوجنے والے پتھر کی حقیقت کو جاننے کے باوجود انہیں زندہ بھگوان سمجھ کر پوجتے رہتے ہیں۔ میں نے تم سے محبت کی ہے۔ تمہارے نام سے نہیں۔" اس نے کہا۔

میں نے کہا۔ "وچترا فرض کرو میں ایک معمولی فوجی سپاہی ہوں۔ آج تمہیں یہاں سے بھگا لے جانے کو تیار ہو جاتا ہوں۔ کیا تم میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو جاؤ گی۔ یہ جاننے کے باوجود کہ تمہیں زندگی بھر ایک چھوٹے سے مکان میں رہنا ہے۔ جہاں نہ کار ہے' نہ قیمتی ساڑیاں ہیں نہ کھانے کو پھل اور مٹھائیاں ہیں۔ نہ نوکر چاکر ہیں۔" وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ "بولی آؤ کرن میں تمہارے ساتھ کٹیا میں رہنے کو راج محل میں تم سے علیحدہ رہ کر زندہ رہنے پر ترجیح دوں گی۔ مجھ سے جذبات کی رو میں جو تلخ کلامی ہوئی اس کو معاف کر دو۔" میں نے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے سے بے پایاں مسرت جھلک رہی تھی اور میں یہ فیصلہ کرنے سے قاصر تھا کہ یہ خوشی زندگی بچ جانے کی تھی یا میرے پا لینے کی وہ تھوڑی دیر میری طرف دیکھتی رہی پھر یکایک دونوں ہاتھ پھیلا کر میری ٹانگوں سے لپٹ گئی اور میرے گھٹنوں میں منہ چھپا لیا۔ میں نے اس کو بازوؤں سے تھام کر اٹھایا اور صوفے پر بٹھا دیا۔ اسی وقت کاریڈور کے خفیہ دروازے پر لائٹ ہوئی اور میں نے کینتھ کو دوڑ کر پردے اٹھاتے اور ہزہائی نس کو اندر آتے دیکھا۔ لپک کر آگے بڑھا اور سر جھکا دیا۔ انہوں نے ڈرائنگ روم کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "کرن ہمیں آنے میں کچھ زیادہ وقت لگا۔ تم گھبرا تو نہیں گئے----؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "نہیں پاپا---- اچھا ہی ہوا مجھے آپ سے ایک مطالبہ کرنے کیلئے سوچنے کا وقت مل گیا۔" مسکرا کر بولے۔ "اوہ خوب کرن۔" اسی وقت ان کی نظر صوفے کے قریب کھڑی ہوئی وچترا پر پڑی اور انہوں نے میری طرف دیکھا۔ وچترا نے نمستے یورہائی نس' کہہ کر ان کے چرنوں کو ہاتھ لگایا---- انہوں نے چونک کر کہا۔ "یہ کیا وچترا----؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "جی پاپا یہ آپ کی---- پتر ودھو ہے۔" انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور آہستہ سے صوفے پر بیٹھ گئے۔ میں نے وچترا کو کھسک جانے کا اشارہ کیا۔ وہ پچھلے قدموں ہٹتی ہوئی بیڈ روم کی طرف چل دی۔

میں اسی طرح کھڑا رہا۔ ہزہائی نس کچھ دیر سوچتے رہے۔ پھر سگریٹ نکالتے ہوئے بڑبڑائے۔ "اٹس بٹ نیچرل۔" میں نے جھک کر ان کو لائٹ دی۔ کش لگا کر دھواں خارج کرتے ہوئے بولے۔ "بیٹھ جاؤ کرن۔" میں ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔ میری طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "کیا یہ ضروری ہے کرن----؟" میں نے کہا۔ "یورہائی نس یہ میرے متعلق اتنا زیادہ جانتی ہے کہ رمولا ناگر بھی نہیں جان سکتی تھی۔ ب یہی ایک راستہ رہ گیا تھا اور شاید ناری ہتھیا سے---- عورت کے خون میں ہاتھ رنگنے سے بہتر ہے۔" انہوں نے اثبات میں سر ہلایا اور کش لے کر کہنے لگے۔ "اجازت ہے کرن---- لیکن اس کے والدین بہت اہم شخصیتیں ہیں۔ راج کاج میں بھی عمل دخل رکھتے ہیں۔ راج محل میں آمد رفت ہے اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ کس طرح برداشت کر لیں

گے---- دراصل ہمارے ہاں ایک ہی شادی شادی سمجھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر دوسری عورت محل میں لائی جائے تو اس کی حیثیت داشتہ کے سوا کچھ نہیں ہوتی اس لئے----"

میں نے قطع کلام کی معذرت طلب کر کے کہا۔ "پاپا---- اس کی حیثیت داشتہ کی نہیں' برداشتہ کی ہے جسے میں برداشت کرنے پر مجبور ہوں اور میرا دل جانتا ہے کہ اس کے لئے میں کتنا بڑا بلیدان دے رہا ہوں----" انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ "ہمیں معلوم ہے کرن لیکن کیسے ہو گا----؟" میں نے کہا۔ "اس کی فکر نہ کیجئے پاپا---- آپ ہمارے لئے جھیل پر ایک بنگلہ تعمیر کرا دیں۔ زیادہ تر رشی ہی وہاں رہیں گے اور مجھے بھی خوشی ہو گی شردھام میں میری ایک یادگار----" ہزہائی نس نے تیزی سے میرے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "شٹ اپ۔" میں نے سر جھکا دیا اور وہ اٹھ کر چل دیئے۔ میں ان کو چھوڑنے کے لئے دروازے تک ساتھ آیا اور پردہ اٹھا کر کھڑا ہو گیا انہوں نے چلتے چلتے کہا۔ "کرن بنگلہ کل صبح سے تعمیر ہونا شروع ہو جائے گا لیکن اس مسئلے کو تمہیں حل کرنا ہے اور اس طرح کہ مزید مسائل نہ اٹھ کھڑے ہوں۔ یہ انعام شنتو کی طرف سے ملا ہے شاید----" میں نے کہا۔ "شنتو اور ممی دونوں کی طرف سے۔" وہ کاریڈور میں قدم رکھتے ہوئے بولے۔ "اچھا سویکار کر لو کرن----" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "شب بخیر۔"

پردہ چھوڑ کے پلٹتے ہی کینتھ تیزی سے میرے پاس آ گئی اور کہنے لگی۔ "کیا فیصلہ ہوا کرن----؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "وہ میری حرم سرا کی زینت ہو گی۔"

بولی "نہیں سمجھ سکی----" میں نے کہا۔ "وہ میرے بیڈ روم میں رہے گی---- آج سے---- اور میں تمہارے بیڈ روم میں رہوں گا---- کل سے۔" مسکرا کر بولی۔

"ڈارلنگ میں تمہیں شردھام کا سوپر مین ہونے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔"

"میں تمہیں آداب عرض کرتا ہوں----" میں نے پیشانی کو ہاتھ لگا کر کہا۔ "جس کے معنی ہیں گڈ نائٹ اینڈ لیوی الون۔" وہ مسکرا کر چل دی۔ میں نے وچترا کو آنے کا اشارہ کیا اور وہ دیوانہ وار دوڑی۔

"میرے ڈیڈی نے تو کہہ دیا۔ ایز یو پلیز۔" میں نے اس سے کہا---- "اب تمہارے----؟" وہ کہنے لگی۔ "شنتو سنبھال لے گی۔ مہارانی ہموار کر لیں گی۔" میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "انہیں بھی ایک منٹ میں رضا مند کر لوں گا لیکن تمہاری زبان----"

"کاٹ ڈالنا کرن---- اگر ایک لفظ کسی کے سامنے----" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "زبان ہی تو عورت کا سہاگ ہے ڈیئر---- اگر یہ چھین لی جائے تو عورت میں رہ کیا جاتا ہے۔ بیوگی کے سوا---- خیر آج سے تم ہماری مہمان ہو۔ راج محل

سے باہر نہیں نکلو گی۔ جب تک کہ ہماری شادی نہ ہو جائے۔ اس کے بعد تمام شردھام تمہارا ہے۔" اس نے دونوں بانہیں پھیلا دیں اور میں نے اسے آغوش میں لے لیا۔ وہ دیر تک جذبات کی رو میں بہتی رہی۔ آخر میرے کندھے سے سر اٹھا کر کہنے لگی۔ "کرن تم نے مجھے جیون دان دیا ہے میں یہ جیون تمہارے چرنوں میں قربان کر سکتی ہوں۔" میں نے اس کی کمر تھپتھپا کر کہا۔ "شکریہ ڈیئر۔۔۔۔ اب تم شنو اور ممی کو جا کر یہ خوشخبری سناؤ اور میری طرف سے کہو کل دوپہر کو تمہارے ڈیڈی کو اپنے بھون میں دعوت دیں اور پلیز صبح کو آنے سے پہلے فون ضرور کرنا۔" وہ میرے دونوں ہاتھ چوم کر رخصت ہو گئی۔

○

صبح ناشتے کے بعد کرنل ماما میرے پاس آئے۔ میں نے اٹھ کر پرنام کیا۔ مسکرا کر کہنے لگے۔ "کرن تمہیں مبارکباد دینے آیا ہوں۔ بنگلے کی۔" میں نے کہا۔ "تشریف رکھئے ماما جی اور یہ فرمایئے اس کے علاوہ کوئی اور مبارکباد تو نہیں دے رہے آپ۔۔۔۔؟" بیٹھتے ہوئے بولے۔ "علاوہ بھی اس میں شامل ہے بیٹے۔ مجھے معلوم ہے بنگلہ کس کے لئے بن رہا ہے۔" میں نے سگریٹ پیش کرتے ہوئے کہا۔ "جو کام دوست برسوں میں انجام نہیں دے سکتے دشمن ایک دن میں کر ڈالتے ہیں۔" انہوں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "ہاں کرن یہ سچ ہے لیکن یہ کس طرح ہو گا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ خیر مجھے یقین ہے تم کوئی پیچیدگی پیدا نہیں ہونے دو گے۔" میں نے کہا۔ "یہ پیچیدگی کا حل ہے ماما جی پیچیدگی نہیں اور اگر پیچیدگی ہے تو ان کے لئے ہے آپ اطمینان رکھیئے۔" وہ تھوڑی دیر خاموشی سے سگریٹ پیتے رہے پھر مسکرا کر بولے۔ "بہر حال کرن' مجھے خوشی ہے شردھام تمہیں آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ماما جی آپ اپنی ذمہ داریوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے اٹھے اور میری کمر تھپتھپا کر چل دیئے۔ ان کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ٹیلیفون کی گھنٹی نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا دوسری طرف سے پاپا بول رہے تھے۔ آداب عرض کے جواب میں کہنے لگے۔ "کرن چند منٹ بعد ہم ایک انجنیئر کو تمہارا ٹیلیفون تبدیل کرنے کے لئے بھیج رہے ہیں۔ اس کے بعد ہمارے کمرے کے سوا کسی سے کنکشن نہیں رہے گا۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے پاپا۔۔۔۔ بھیج دیجئے۔ میں ریڈنگ روم میں جا رہا ہوں۔" انہوں نے "اوکے" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ میں اٹھ کر ریڈنگ روم کی طرف چل دیا اور کتاب نکال کر پڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد کینتھ اندر آئی اور کہنے لگی۔ "کرن ہزہائی نس نے فون پر کہا ہے شانتا اور وچترا تم سے ملنے آ رہی ہیں۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں رشی کو یہاں بھیجتا ہوں۔ تم اس کے ساتھ رہنا اور۔۔۔۔ ایک آدمی ٹیلیفون ٹھیک کرنے آ رہا ہے۔ جب تک وہ نہ چلا

جائے رشی کو ڈرائنگ روم یا بیڈ روم میں نہ جانے دینا۔" کینتھ نے سر کے اشارے سے تعمیل کا یقین دلایا میں نے چابی نکال کر درمیانی دروازہ کھول دیا اور چابی کینتھ کے حوالے کر کے رشی کے اپارٹمنٹ میں پہنچ گیا۔ ابھی میں اس کو اپنے اپارٹمنٹ میں جانے کو تیار ہی کر رہا تھا کہ ہال کی سمت والے دروازے پر لائٹ ہوئی۔ میں نے رشی کو ریڈنگ روم میں پہنچا کر دروازہ بند کرایا اور ڈرائنگ روم میں آ کر کال سگنل کا جواب دیا۔ دوسرے لمحے شانتا اور وچترا مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئیں۔ میں نے ان کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "شنو ڈیئر آخر تم جیت گئیں۔ ہم ہار گئے۔"

"ہار جیت کیا تھی اس میں بھیا۔" اس نے ہنس کر کہا۔ "ہم نے تمہاری دلی تمنا پوری کرادی۔ تمہیں ہمارا شکر گزار ہونا چاہیے۔"

"شکر گزار ہوں شنو لیکن تم سے زیادہ وچترا کا ہوں جس نے میرے پاس پہنچنے کے لئے اتنا خطرناک راستہ اختیار کیا۔" اس نے قہقہہ لگایا اور وچترا کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ "اس لئے کہ آسان راستہ سروج پہلے ہی بند کر چکی تھی۔" میں نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "ہاں لیکن میں اپنا وعدہ بھولا نہیں تھا۔ خیر میں نے پاپا کو کسی نہ کسی طرح رضا مند کر لیا۔ اب وچترا کے۔۔۔۔" شانتا نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "اس کی کیا ضرورت ہے۔۔۔۔؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "شنو بچوں جیسی باتیں تو نہ کرو۔۔۔۔ خیر پرواہ نہ کرو۔۔۔۔ کسی روز ان کو کھانے پر بلالو میں خود رضا مند کر لوں گا۔" اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ "کیسے۔۔۔۔؟" میں نے جواب دیا۔ "یہ نہیں بتاؤں گا کہ میرا طریقہ یا الفاظ کیا ہوں گے۔ ہاں یہ بتا سکتا ہوں وہ انکار نہیں کر سکیں گے۔" شانتا نے کہا۔ "اگر اتنا یقین ہے تو پھر آج ہی انوائٹ کر لیتے ہیں انہیں۔" میں نے نفی میں سرہلایا۔ "پہلے میرا بھی یہی ارادہ تھا لیکن آج اجیتا دیوی اور ان کے پتی یہاں پہنچ رہے ہیں۔ اس لئے ان کی واپسی تک ملتوی رکھنا پڑے گا۔۔۔۔ اور۔۔۔۔" میں نے مسکرا کر وچترا کی طرف دیکھا۔ "میری امانت تمہارے پاس رہے گی۔۔۔۔ اوکے۔۔۔۔؟"

"اوکے بائی می۔" شانتا نے جواب دیا "لیکن ہم ہر روز ملنے آیا کریں گے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میرے سر آنکھوں پر۔" دونوں ہنستی ہوئی اٹھیں اور بائی بائی کرتی ہوئی رخصت ہو گئیں۔ میں نے تمام الجھنوں سے نجات حاصل [illegible] کے لیے [illegible]۔ میری [illegible] سہارا لیا۔ [illegible] سے لگا لیا۔ "ہزہائی نس کی

دوپہر کو کھانے پر سرد [illegible] نے کہا۔ "تھوڑی دیر [illegible] کہ میری "غیر حاضری" میں مجھے ڈارلنگ۔۔۔۔ تم۔۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "[illegible] دیا۔ "حکم پاپا۔" وہ بولے۔ "وہ۔۔۔۔ سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "چراغ جلانے کا خیال چھوڑ۔۔۔۔ تم کھانا آپنے ان لاز کے ساتھ کھاؤ موجودگی میں دو دو دن غیر حاضر نہ رہنا۔" میں نے [illegible]۔۔۔۔" وہ بولے۔ "اوکے۔۔۔۔" میں

اور مصروفیات بھی ہوتی ہیں۔ ورنہ آپ کو نگاہوں سے اوجھل کرنے کو کس کمبخت کا دل چاہتا ہے۔" وہ مسکرا دی۔ سرک کر میرے کندھے پر سر رکھتی ہوئی بولی۔ "ڈارلنگ تم کتنے سوئٹ ہو---- کس قدر پیار کرتے ہو۔ کتنی پیاری باتیں کرتے ہو لیکن پھر بھی نہ جانے کیوں ایسا لگتا ہے جیسے----" وہ بولتے بولتے رک کر مسکرانے لگی۔ میں نے اس کے بالوں پر منہ رکھ کر کہا۔ "رک کیوں گئیں پرتا----؟" کہنے لگی۔ "ایسا لگتا ہے جیسے سوئٹ ہو مگر شوگر کوٹیڈ کونین کی طرح۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اس کے معنی ہیں تم ملیریا سے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئیں۔" وہ بھی ہنس دی اور میرے چہرے کی طرف غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔ "تم برا تو نہیں مان گئے ڈیئر؟" میں نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھراتے ہوئے کہا۔ "نہیں سروج میرا غصہ میری طرح شوگر کوٹیڈ نہیں ہے لیکن وہ صرف جینٹس کے لئے ہے لیڈیز کے لئے نہیں۔"

"تھینکس۔" اس نے کہا۔ "ان تمام لیڈیز کی طرف سے جن پر تمہیں غصہ نہیں آتا۔ ایک آج آ رہی ہے اور اس کے ساتھ وہ بھی ہے جے پر----" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "وہ مہمان ہے ڈیئر اور مجھے اس سے کوئی شکایت بھی نہیں ہے۔"

سہ پہر کو اجیتا اور گجراج پہنچ گئے۔ ہم نے اطلاع ملتے ہی رنواس کے صدر دروازے پر ان کا استقبال کیا اور اپنے اپارٹمنٹ میں لے کر آئے سروج نے اجیتا اور گجراج سے تمام میکے والوں کی خیریت پوچھی۔ رسمی باتیں ہوئیں۔ مہمانوں کے ساتھ چائے پی کر پانچ بجے کے قریب میں اپنے اپارٹمنٹ میں چلا آیا۔ رشی اس وقت میرے ڈرائنگ روم میں کینتھ کے ساتھ چائے پی رہا تھا۔ "ہیلو" کہتے ہی بولا۔ "اچھا ہوا کرن تم آ گئے آئی واز ویٹنگ فاریو----" میں نے کہا۔ "حکم۔" وہ ہنس کر اٹھتے ہوئے بولا۔ "اب تم یہاں بیٹھو---- ہم دونوں سیر کو جا رہے ہیں۔" میں نے کہا۔ "اچھا رشی بڑے شوق سے جاؤ۔" اس نے کینتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تیار ہو جاؤ ڈارلنگ میں ابھی آیا۔" کینتھ نے میری طرف دیکھا---- میں نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ نمبر ڈائل کرنے سے پہلے دوسری طرف گھنٹی بجنے لگی۔ میں متعجب تھا۔ یکایک اپریٹس تبدیل کئے جانے کا خیال آیا۔
اس وقت رسیور اٹھانے کے ساتھ ہزہائی نس نے کہا۔ "ہیلو کرن----" میں نے آداب
ہیں۔ اس کے بعد مجھے سیر کو جانا ہے----" کہنے لگے---- "اچھا تیار ہو جاؤ۔ گاڑی
بہتر ہے پاپا---- بھیج دیں ہمارے سوا تم کسی سے بات نہیں کر سکتے۔ نہ کوئی تم سے
کر رسیور رکھ دیا۔ میں اٹھ کر کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔" میں نے کہا۔ "معلوم
تھوڑی دیر بعد کینتھ اندر آئی اور ڈائل نہیں کرنا پڑا اور ہاں پاپا---- یہ درخواست
دچترا تم سے ملنے آ رہی ہیں۔" میں لے۔ "خیر کینتھ ساتھ ہے نا----؟" میں نے کہا۔
اس کے ساتھ رہنا اور---- ایک آ۔ سیکریٹری کو حکم دیجئے کہ دامن راؤ کو میرے پاس

بھیج دیں۔" انہوں نے "اوکے" کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ میں نے سگریٹ کیس سے ایک سگریٹ نکال کر سلگایا اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں رشی نکٹائی ہاتھ میں لئے ہوئے ریڈنگ روم سے نکل کر آیا اور کہنے لگا۔ "کرن میں تم سے ٹائی کا پھندا لگوانے آیا تھا۔" مجھے پھندے پر ہنسی آ گئی۔ وہ بولتے بولتے رک کر میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "پھندا کیا ہوتا ہے ڈیئر۔ ٹائی کی ناٹ نہیں کہہ سکتے کیا----؟" پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا۔ "ویٹس وہاٹ آئی مین---- اب گڑبڑ یہ ہو گئی کہ دروازے پر لائٹ ہو رہی ہے۔ شاید کوئی تم سے ملنے آیا ہے۔" میں نے کہا۔ "شاید---- ہاں۔" میں نے قصداً" دامن راؤ نہ کہا۔ "اچھا رشی تھینک یو۔ ٹائی کا پھندا تم اس پھندے سے لگوالو جو میرے گلے سے اتار کر تم نے اپنے گلے میں ڈال لیا ہے۔ میں چلا۔"

ہنس کر بولا۔ "کرن یو ڈونٹ مین کینتھ----؟"

میں نے چلتے چلتے کہا۔ "آئی مین کینتھ' رشی۔" میری طرف سے اندر آنے کا سگنل ملتے ہی دامن راؤ اندر داخل ہوا اور سلام کر کے کہنے لگا۔ "کیا حکم ہے یورایکسی لنسی----؟" میں نے کہا۔ "دامن ہم ابھی سیر کو جا رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ مس کینتھ ہوں گی۔ تمہیں ہمارے پیچھے پیچھے اپنی گاڑی میں آنا ہے۔ اس طرح کہ ہم سے تمہارا کوئی تعلق ظاہر نہ ہو---- سمجھ گئے نا----؟" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "سمجھ گیا حضور---- اطمینان رکھئے۔" میں نے دریافت کیا۔ "پستول ہے تمہارے پاس----؟" وہ بولا۔ "ریوالور ہے حضور----" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے---- جاؤ گاڑی لے کر گیٹ سے نکل جاؤ۔ ہم جھیل کی طرف جا رہے ہیں۔ تمہیں ہم سے اتنے فاصلے پر رہنا ہے کہ پستول کی رینج سے باہر نہ ہوں۔" اس نے جھک کر کہا۔ "ایسا ہی ہو گیا حضور۔"

"گڈ۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اب بتاؤ تمہارا کوئی پرابلم کوئی پریشانی' کوئی مشکل؟" وہ سلام کر کے بولا۔ "حضور کی مہربانی ہے۔ کوئی پریشانی نہیں----" میں نے کہا۔ "ہو تو فوراً" بتانا۔ تمہیں فٹ رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔" وہ سلام کر کے اباؤٹ ٹرن ہو گیا۔ میں تھوڑی دیر مسہری پر دراز ہو کر سگریٹ پیتا رہا پھر اٹھ کر اپنے اپارٹمنٹ میں پہنچ گیا۔ رشی اس وقت کینتھ کو ساتھ لے کر جا چکا تھا۔

پونے آٹھ بجے کے قریب ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں بیٹھا دیکھتا رہا۔ تیسری گھنٹی پر اس کی مسلسل جھنجھناہٹ سے اکتا کر رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔ "ہزہائی نس کی آواز آئی۔ "ہیلو کرن۔" مجھے ان کی اس غلطی پر ہنسی آ گئی کہ میری "غیر حاضری" میں مجھے ٹیلیفون کر رہے ہیں---- بمشکل ضبط کر کے جواب دیا۔ "حکم پاپا۔" وہ بولے۔ "وہ---- آئم سوری۔ خیر اٹس آل رائٹ کرن---- اوہ---- تم کھانا آ کے ان لاز کے ساتھ کھاؤ گے۔" میں نے کہا۔ "جی پاپا---- واپس آتے ہی----" وہ بولے۔ "اوکے----" میں

نے ریسیور رکھ دیا۔ اسی وقت کینتھ اور رشی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "سیر کیسی رہی رشی؟" بولا---- "فائن۔" میں نے کہا۔ "اچھا اب تم کھانا کھاؤ---- میں چلا۔"

رنواس میں پہنچا تو سروج اور اجیتا کھانے کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ سروج مجھے دیکھتے ہی کرسی سے اٹھی اور کہنے لگی۔ "کرن جیجاجی کو ساتھ نہیں لائے----؟" میں نے ہنس کر اجیتا کی طرف دیکھا اور کہا۔ "وہ میرے ساتھ نہیں تھے سروج---- دیدی کے پرس میں ہوں گے۔" اجیتا نے کہا۔ "مذاق نہ کرو کرن' کیا واقعی وہ تمہارے ساتھ نہیں تھے----؟" میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "نہیں میرے ساتھ مس کینتھ تھیں---- خیر آ جائینگے۔ تم نے کھانا تو نہیں کھایا نا----؟" سروج نے جواب دیا۔ "نہیں----" میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "تو پھر شروع کرو مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔" اجیتا نے ہمارے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے سروج کب تک انتظار کرینگے۔" سروج نے میری طرف دیکھا۔ میں نے داسی کو اشارہ کیا اور اس نے جھک کر خوان پوش اٹھا لیا۔

ہم کھانا کھا کر ڈرائنگ روم میں لوٹ رہے تھے کہ گجراج سامنے سے کاریڈور میں آتا ہوا دکھائی دیا۔ اجیتا نے کہا۔ "گجو اتنی دیر؟" وہ قریب آتا ہوا بولا۔ "ہاں اجیتا ذرا دیر تو ہو گئی۔" سروج نے ہنس کر کہا "تو اب تو اکیلے کھانا کھایئے۔ آپ کی گجری تو کھا چکی۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "کھا لینگے۔" ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی میں نے دریافت کیا۔ "کہاں کہاں کی سیر کی آپ نے؟" کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔ "کچھ دیر باغ کی سیر کی---- پھر شہر دیکھا---- پھر----" وہ بولتے بولتے رک گیا اور سگریٹ کی طرف دیکھنے لگا۔ "پھر شاید غش آ گیا۔" میں نے اس کے جملے کو معنی خیز موڑ دے کر مکمل کیا۔ اجیتا اور سروج کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔ وہ خود بھی جھینپ کر ہنسنے لگا۔ میں نے اس کی خفت مٹانے کے لئے کہا۔ "اکیلے پھرنے میں کیا لطف آیا ہو گا؟ جھیل کی طرف نہیں گئے آپ؟" سگریٹ کا کش لے کر بولا۔ "نہیں کل دن کے وقت دیکھیں گے۔ نہانے دھونے کا مزا دوپہر کو آتا ہے۔" میں نے کہا۔ "گجراج جی ہماری جھیل تین سو فٹ گہری ہے۔ تیرنا جانتے ہیں آپ----؟" وہ ہنس دیا۔ میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے آپ اچھے تیراک ہیں۔" سروج نے ہنستے ہوئے ان کی توند کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "ہاں گھڑے کے سہارے تیرتے ہیں۔" سب ہنس دیئے۔ میں نے کہا۔ "اب انہیں کھانا وغیرہ کھلایئے مجھے ذرا پاپا کے پاس جانا ہے۔ بے بے۔"

سہ پہر کی چائے پر رشی ہمارے ساتھ تھا۔ اس وقت وہ سیر کو جانے کے لئے تیار ہو کر آیا تھا۔ میں وامن راؤ کو بلا کر پھر اس کی حفاظت کے لئے ہدایات دینے کے متعلق

سوچ رہا تھا اور چائے کی آخری پیالی پی رہا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھایا۔ ہزہائی نس کی آواز آئی۔ "کرن' اجیتا دیوی تمہارے پاس آ رہی ہیں۔" میں نے کہا۔ "بھیج دیجئے پاپا---- ویسے---- آج پھر سیر کی تیاری ہو رہی ہے۔ خیر آپ سیکرٹیری کو حکم دیجئے۔ وامن راؤ کو تیار رکھیں۔" بولے۔ "اجیتا دیوی کے رخصت ہونے کے بعد سیر کو جانے دینا۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے پاپا۔" لیکن میرے جواب دینے سے پہلے وہ ریسیور رکھ چکے تھے۔ میں نے کیتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میں رشی کے کمرے میں اجیتا دیوی کو ریسیو کر رہا ہوں۔ جب تک واپس نہ جاؤں سیر کو نہ نکلنا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "کبھی ایسا ہوا ہے؟" میں نے کہا۔ "پاپا کے الفاظ دہرا رہا ہوں ڈیئر۔ کاش میں بھی ان سے کہہ سکتا۔ "کبھی ایسا ہوا ہے----؟" وہ ہنس دی۔ میں ریڈنگ روم سے ہوتا ہوا رشی کے ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔ صدر دروازے پر سرخ اور سبز روشنیوں کا تبادلہ ہوا اور دوسرے لمحے اجیتا مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ میں نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا اور صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے چنیٹری کا بزر دبایا۔ "کرن!" اجیتا نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "رات ہم گیارہ بجے تک تمہارا انتظار کرتے رہے۔" میں نے صوفے پر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔ "میں پاپا کے پاس سے واپس ہوا تو ساڑھے دس بج رہے تھے۔ سوچا آپ سو چکی ہونگی۔"

ایک لڑکی نے سلام کر کے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کافی لے آؤ۔" لڑکی سر جھکا کر واپس ہو گئی۔ اجیتا نے کہا۔ "میں کافی پینے نہیں آئی ہوں کرن۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "اسکاچ بھی ہے۔"

"وہ بھی نہیں' میں تمہیں سیر کو لے جانا چاہتی ہوں۔" میں ہنس دیا۔

"اجیتا ڈارلنگ! میرے ساتھ سیر کرنا چاہتی ہو تو پھر یہ اپنا گجرا---- گوبھی کے پھولوں کا گجرا' کیوں اٹھا لائی ہو----؟"

"اٹھا لائی----" اس نے کہا۔ "تمہیں تو نہیں اٹھانا؟"

"کہاں ہیں اس وقت؟" میں نے سوال کیا۔

"سیر کو جا رہے تھے۔ شاید جا چکے ہوں گے۔"

"تمہیں ساتھ کیوں نہیں لے گئے----؟"

"میں نے خود ہی بہانہ کر کے پیچھا چھڑا لیا۔"

"اور اب میرے ساتھ دیکھ کر کیا کہے گا----؟ گولی نہیں چلائے گا----؟" ہنس کر میرے منہ پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ "تم پاگل ہو کرن۔" میں نے اس کا ہاتھ ہٹا کر کہا۔ "پاگل---- میں----؟ تمہیں میرے متعلق کئی غلط فہمیاں ہیں ڈیئر---- اور شاید

گجراج کے متعلق بھی---- اس نے ایک مرتبہ تمہیں نظرانداز کر دیا تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ۔" خادمہ کو ٹرے لے کر آتے دیکھ کر میں بولتے بولتے رک گیا---- اجیتا نے کہا۔ "کافی آ گئی شاید۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا---- وہ مسکرا کر بولی "لیکن صرف کافی ہی کافی نہیں کرن----" لڑکی نے سامنے آ کر ٹیبل پر ٹرے رکھ دی اور جھک کر پیالیوں میں کافی انڈیلنے لگی۔ اجیتا کافی تیار کرنے کے دوران اس کے سراپا کا جائزہ لیتی رہی۔ کافی بنانے کے بعد لڑکی نے سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے سر کے اشارے سے رخصت کر دیا اور پیالی اٹھا کر ہلکی ہلکی چسکیاں لینے لگا۔ اجیتا نے کافی پیتے پیتے مسکرا کر کہا۔ "کرن یہ لڑکی تو غضب ہے---- ہے نا؟

"ہے----" میں نے کہا---- "اور بھی سینکڑوں ہیں۔ راج محل انہی سے بھرا پڑا ہے لیکن یہ ہماری رعایا ہیں۔ ہم ان کی عزت کے محافظ ہیں۔ ان کے لئے کسی ڈیم فول انداز میں سوچ بھی نہیں سکتے----"

"ویل ڈن۔" اس نے ڈرامائی انداز میں کہا۔ "رشی ہوتا؟"

میں نے کہا۔ "کہیں کہیں---- ہر جگہ اور ہر مقام پر نہیں۔"

"مانتی ہوں---- اب میرے ساتھ چل رہے ہو نا----؟"

میں نے سگریٹ کا کش کھینچتے ہوئے کہا۔ "ڈیریسٹ' آج نہیں---- میرے بجائے سروج کو لے جاؤ۔ ذرا شاندار سیر ہو گی۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "خیر چھوڑو مجھے اپنے تمام کمرے دکھاؤ۔" میں نے بزر دبایا۔ پینٹری سے وہی لڑکی برآمد ہوئی اور ٹرے اٹھا کر لے گئی۔ اس کے جاتے ہی میں نے اس کا بازو تھام کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "آؤ تمہیں کچھ اور پلائیں۔ جو کافی نہ ہو اور کافی ہو جائے وہ ہنس کر اٹھ کھڑی ہوئی اور میری کمر میں ہاتھ ڈال کر چلنے لگی۔ میں نے اس کو چاروں آراستہ رہائشی کمرے اور کلوک روم وغیرہ دکھانے کے بعد اسموکنگ روم میں لے گیا جو سب سے الگ تھلگ ایک سرے پر تھا۔ پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوتے ہی وہ میری گردن میں بانہیں ڈال کر جھولنے لگی۔ میں نے اس کو گود میں اٹھا کر میز پر رکھ دیا اور الماری کھول کر دو گلاسوں میں اسکاچ انڈیلی۔ وہ بیٹھی دیکھتی رہی اور جب میں نے ایک گلاس اس کی طرف بڑھایا تو گھبرا گئی۔ میز سے کود کر کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ "نہیں کرن---- پینے کے بعد تو میں واپس جانے کے قابل بھی نہیں رہوں گی۔" میں نے اپنا گلاس منہ سے لگا کر چسکیاں لینی شروع کر دیں۔ ایک پیگ پیا ہو گا کہ اس نے ہاتھ بڑھا کر گلاس پکڑ لیا۔ میں نے دونوں ہاتھوں سے اسے پکڑ لیا اور وہ ریشم کے لچھے کی طرح میری بانہوں میں ٹوٹ کر گر پڑی۔

بیڈ روم میں بار بار بزر کی جھن جھناہٹ نے میرے دماغ کو جھنجھوڑا اور میں خود کو سنبھالتا ہوا اسموکنگ روم سے نکل کر بیڈ روم میں آیا۔ درمیانی دروازے پر سرخ بلب

روشن تھا۔ میں چلتے چلتے رک کر اجیتا کو کھسکانے کی ترکیب سوچنے لگا۔ اسی وقت وہ بالوں میں انگلیاں پھراتی ہوئی باہر نکلی اور بلب کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ "اس کمرے میں کون رہتا ہے کرن؟" میں نے پلٹ کر دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "پاپا کے ایڈی کانگ کا دفتر ہے شاید پاپا نے مجھے بلایا ہے۔" وہ گھبرا کر بولی۔ "مجھے بھی چلنا چاہئے---- بہت دیر ہو گئی۔" میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چھ بجکر دس منٹ ہو رہے ہیں۔" وہ تیزی سے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھی۔ میں کھڑا دیکھتا رہا۔ مجھے خطرہ تھا کہیں رشی بگڑ کر چیخنا چلانا شروع نہ کر دے۔ یہ بزر بذات خود خطرے کا الارم تھا جو کینتھ نے رشی کی طرف سے مایوس ہونے پر ہی استعمال کیا ہو گا۔ مجھے اجیتا کی سستی پر غصہ آنے لگا۔ وہ اس تکلف سے میک اپ میں مصروف تھی جیسے ایک بار پھر اسموکنگ روم کو معطر کرنا ہے آخر میں نے آگے بڑھ کر اس کے شانے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "کیا ارادہ ہے اجیتا----؟" وہ مسکرا کر دروازے کی طرف چلنے لگی۔ میں نے اس کو الوداعی بوسہ دیا اور وہ پردہ ہٹا کر ویو کرتی ہوئی باہر نکل گئی۔

میں تیزی سے کمرے عبور کر کے ریڈنگ روم میں داخل ہوا۔ رشی مجھے دیکھتے ہی صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا اور بگڑ کر بولا۔ "وہاٹ نان سینس کیا اس اجیتا کی بچی سے بھی امداد باہمی۔" میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ڈونٹ بی اسٹوپڈ---- اجیتا کو گئے ہوئے تو ایک گھنٹہ ہوا۔ میں ذرا اونگھ گیا تھا۔ جاؤ سیر کرو۔" کینتھ نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور مسکرا کر رشی کے ساتھ چل دی۔ میں نے ریڈنگ روم میں جا کر ایک کتاب نکالی اور ریوالونگ چیئر پر بیٹھ کر پڑھنے لگا۔ چند صفحے پڑھنے کے بعد نیند کے جھونکے آنے لگے۔ میں نے کتاب رکھ کر سگریٹ سلگایا اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اکتا کر پھر کتاب اٹھائی اور ڈرائنگ روم میں آ کر پڑھنے لگا۔ ایک دو باب ختم ہونے کے بعد کہانی دلچسپ محسوس ہونے لگی اور میں اس میں محو ہو کر رہ گیا۔ پچاس ساٹھ صفحے پڑھنے کے بعد بھوک محسوس ہونے لگی۔ میں نے گھڑی پر نظر ڈالی ساڑھے سات بجنے والے تھے۔ میں نے کتاب تکئے پر رکھ دی اور وائن شیلف سے کاجو نکال کر کھانے لگا۔ عام طور پر یہ وقت سیر سے لوٹنے کا تھا لیکن آج تو رشی چھ بجے کے بعد گھر سے نکلا تھا اس لئے کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ کھانے کے وقت بھی پہنچے گا یا نہیں' مجھے کینتھ کی حالت پر ترس آنے لگا۔ جو اصلی اور نقلی' دو شہزادوں کی حماقتیں برداشت کرنے پر مجبور تھی۔ میں بیئر کا گلاس سر سے اونچا اٹھا کر آج اس کو پانچ ہزار روپیہ انعام دینے کا عہد کیا اور اس کی صحت کے نام پر ایک چسکی میں خالی کر کے الماری میں رکھ دیا۔ اس کی خوشنودی سے ویسے بھی میرا حال اور مستقبل دونوں وابستہ تھے۔

ابھی میں انہی خیالات میں محو' الماری کے سامنے کھڑا ہوا سگریٹ پی رہا تھا کہ نیچے

کاروں کے دوڑنے اور پہرے داروں کی سیٹیوں کا غیر معمولی شور سنائی دیا۔ میں کھڑکی کے قریب آیا اور پردہ چہرے کے سامنے رکھ کر نیچے دیکھنے لگا۔ پورٹیکو کے اردگرد کئی کاریں اور موٹر سائیکلیں آ آ کر رک رہی تھیں پورٹیکو میں کتنی گاڑیاں تھیں یا کون کون موجود تھا کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ چند منٹ میں فوجی گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے اسٹارٹ ہونے اور گیٹ سے نکلنے کا سلسلہ شروع ہوا اور ہر طرف گاڑیاں دوڑنے لگیں۔ ایک ہنگامہ سا برپا تھا۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہے۔ آخر کچھ سوچ کر بیڈ روم میں آیا اور ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے لگی۔ ایک بار دو بار۔۔۔۔ گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ میں بے چینی سے پاپا کی آواز کا انتظار کر رہا تھا لیکن کوئی ریسیور اٹھانے والا نہ تھا۔ آخر اکتا کر میں نے ریسیور کریڈل پر دے مارا۔ اب مجھے خدشہ ہونے لگا کہ کہیں رشی یا کینتھ کو کوئی حادثہ تو پیش نہیں آ گیا۔ میں الجھن محسوس کرنے لگا۔ چند منٹ توقف کر کے پھر ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ گھنٹی گھنٹی اور گھنٹی۔ شاید دوسری طرف کوئی تھا نہیں۔ مجھے اس نئی ساخت کے آلے پر غصہ آنے لگا۔ اگر پہلا والا آپریٹس ہوتا تو سیکرٹیری یا گارڈ روم کو کسی دوسرے نام سے کال کر سکتا تھا لیکن یہ تو بچوں کا کھلونا تھا۔ میں ریسیور کو کان سے لگائے لگائے مسہری پر بیٹھ گیا اور گھڑیاں گننے کے بجائے پاپا کے انتظار میں گھنٹیاں گننے لگا۔ پانچ سات منٹ گزرے ہوں گے کہ کسی نے ریسیور اٹھایا۔ میں مصلحتاً ہیلو پاپا کہنے کے بجائے صرف "ہیلو" کہہ کر رک گیا لیکن یہ ہزہائی نس ہی تھے۔ انہوں نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "کرن کب سے رنگ کر رہے ہو؟"

میں نے تیزی سے کہا۔ "پاپا پہلے یہ بتایئے خیریت تو ہے۔ نیچے کیسا شور ہے اور آپ کہاں تشریف لے گئے تھے۔۔۔۔؟"

بولے۔ "خیریت ہے کرن۔۔۔۔ تم تو بہت ایکسائٹڈ ہو رہے ہو۔۔۔۔!" میں نے کہا۔ "ہاں پاپا۔۔۔۔ رشی تو خیریت سے ہے نا۔۔۔۔؟" کہنے لگے۔ "خیریت سے ہے۔ ابھی پہنچنے والا ہے۔ کرنل اس کو لے کر آ رہے ہیں۔"

"لے کر آ رہے ہیں؟ کیا مطلب پاپا؟"

"اوہ کرن! تم بہت گھبرائے ہوئے ہو۔۔۔۔ وہ ٹھیک ہے۔۔۔۔ بالکل ٹھیک ہے۔ اچھا ہم بھی آ رہے ہیں۔" انہوں نے ریسیور رکھ دیا۔ میں سر پکڑ کے بیٹھ گیا۔ مجھے اپنی عجلت پر افسوس ہونے لگا کہ کینتھ کے متعلق کچھ نہ پوچھ سکا اور ہزہائی نس نے بھی اس کا کوئی ذکر نہ کیا۔ تو کیا وہ۔۔۔۔؟

میں اٹھ کر بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں کینتھ اور کرنل ماما۔ رشی کو لئے ہوئے ریڈنگ روم سے میرے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ انہوں نے اس کو دونوں بازوؤں سے تھام رکھا تھا۔ رشی ہکا بکا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ وہ اس

وقت اپنے ہوش میں نہ تھا۔ میں نے اس کو سینے سے لگاتے ہوئے چیخ کر کہا۔ "رشی۔۔۔۔!" اس نے دونوں ہاتھ میری کمر میں ڈال کر آہستہ سے کہا۔ "کرن۔۔۔۔ گولیاں۔۔۔۔ پستول۔۔۔۔ بندوقیں۔۔۔۔ اف کرن۔" میں نے اس کی کمر تھپکتے ہوئے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کوئی بات نہیں ڈیریسٹ۔۔۔۔ کوئی بات نہیں۔۔۔۔ بیٹھ جاؤ۔۔۔۔" میں نے اس کو صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "میں تمام گولیاں لوٹاؤں گا گھبراؤ نہیں۔" وہ صوفے کی پشت سے کمر لگاتے ہوئے بولا۔ "تم میرے پاس بیٹھو کرن۔" میں نے کہا۔ "ایک منٹ رشی۔۔۔۔ میں تمہیں کچھ پلانا چاہتا ہوں۔" وہ بولا۔ "ہاں کرن پلاؤ۔" میں نے الماری کی طرف چلتے ہوئے کینتھ کا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ لے جاتے ہوئے پوچھا۔ "کیا واقعی کسی نے تم پر گولیاں چلائیں ڈارلنگ؟"

اس نے اپنی کنپٹی پر ہاتھ پھراتے ہوئے کہا۔ "ہاں کرن تین طرف سے گولیاں چلی ہیں اور تمام فائر رشی پر کئے گئے۔ پہلی گولی تو رشی کی ناک سے دو انچ کے فاصلے سے اور میری پیشانی سے چند فٹ کے فاصلے سے نکل گئی دوسرے فائر پر میں نے رشی پر چھلانگ لگا کر اس کو اپنے نیچے چھپا لیا اور اس کے بعد تو کئی منٹ تک گولیاں چلتی رہیں۔ میں نے بمشکل ہنسی ضبط کر کے کہا۔ "ویل ڈن۔۔۔۔ میں تمہیں اس دلیری پر پانچ ہزار کا چیک پیش کرتا ہوں اور ویسے خود تو ہمیشہ سے پیش ہوں۔" وہ اس پریشانی میں بھی مسکرا دی۔ میں نے بوتل اٹھا کر ایک پیگ برانڈی گلاس میں انڈیلی۔ دوسرے میں دو پیگ ڈالی۔ تھوڑا پانی ملایا اور کینتھ اور رشی کے ہاتھ میں دیا۔ تیسرا گلاس کرنل ماما کے حوالے کر کے رشی کے پاس بیٹھ گیا۔ دو گھونٹ پینے کے بعد اس کی وحشت کچھ کم ہوئی۔ میری طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "تم نہیں پی رہے کرن۔" میں نے کہا۔ "میں تمہاری صحت کا جام تمہارے آنے سے پہلے پی چکا ہوں۔ اب کھانے کے ساتھ پیوں گا۔"

"اچھا" کہتے ہوئے اس نے کینتھ کی طرف دیکھا۔ کینتھ مسکرا دی۔ رشی نے گلاس میرے رخسار کو لگا کر کہا۔ "کرن' مس کینتھ بڑی بہادر عورت ہے اس نے مجھے بچانے کے لئے اپنے نیچے چھپا لیا لیکن یہ سب کیا تھا کرن۔ یہ گولیاں چلانے والے کون تھے؟ ہم نے ان کا کیا بگاڑا تھا؟" میں نے کہا۔ "کوئی بات نہیں رشی۔۔۔۔ میں ان کو جانتا ہوں اور دو روز نہیں گزریں گے کہ میں انکی لاشیں تمہیں دکھاؤں گا۔" کرنل نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا واقعی کرن!۔۔۔۔ یا۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "یقیناً ماما۔۔۔۔ میں تھوڑی دیر میں آپ کو کچھ نہ کچھ اطلاع دوں گا۔ میرا ایک آدمی رشی کی نگرانی۔۔۔۔" وہ میری بات کاٹتے ہوئے بولے۔ "اوہو تو وہ تمہارا آدمی تھا جس نے ان کا پیچھا کر کے ایک آدمی کو زخمی کیا۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "ہاں ماما وہ میرا باڈی گارڈ ہے۔ شاید آپ نے دامن راؤ کا نام سنا ہے۔" غمگین لہجے میں بولے۔ "سنا ہے کرن۔۔۔۔ لیکن یہ بھی معلوم

ہوا ہے کہ وہ سخت زخمی ہے۔ ایمبولنس بھیجی گئی ہے۔ شاید وہ ہسپتال بھی پہنچ چکا ہو۔"
ماما کے الفاظ سن کر میں ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسی وقت پاپا اندر داخل ہوئے اور میرے قدم ٹھٹک کر رہ گئے۔ میں نے جھک کر سلام کیا۔ میرے چہرے کی طرف دیکھ کر کہنے لگے۔ "کرن' ابھی رشی کو چھوڑ کر نہ جانا۔" پھر رشی کی طرف مخاطب ہوئے۔ "اب تو ٹھیک ہو نا۔۔۔۔" رشی نے کہا۔ "ہاں پاپا اب گولیوں کی آوازیں نہیں آ رہیں۔" ہزہائی نس نے میری طرف دیکھا۔ میں نے رشی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "اب کبھی نہیں آئینگی۔" پلٹ کر میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "تم میرے ساتھ ہوتے تو ایسا کبھی نہ ہوتا۔" میں نے پاپا کی طرف دیکھا۔ انہوں نے اس کے رخساروں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "رشی ہم نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا ہے۔ اگر تمہیں بھوک لگ رہی ہو تو آؤ ہم تمہارے ساتھ کھائیں گے۔"

وہ کرنل کی طرف دیکھ کر اٹھتے ہوئے بولا۔ "چلئے ماما جی۔" ہزہائی نس نے کہا۔ "آیئے مس کینتھ آپ بھی ہمارے ساتھ کھائینگی۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "عزت افزائی کا شکریہ یورہائی نس۔" انہوں نے مسکرا کر میرا ہاتھ پکڑا اور ایک طرف لے جا کر کہنے لگے۔ "کرن تم جلدی رنواس جاؤ اور اپنے کشل ہونے کا اطمینان دلاؤ۔" میں نے سر جھکا دیا۔ چلتے ہوئے بولے۔ "کچھ سمجھ سکتے ہو یہ کون لوگ تھے۔۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "سمجھ سکتا ہوں پاپا لیکن ابھی سمجھا نہیں سکتا ممکن ہے کہ۔۔۔۔ دامن راؤ سے بات کرنے کے بعد کچھ۔۔۔۔ کیا حال ہے اس کا وہ افسردہ ہو کر بولے۔" دو گولیاں لگی ہیں بیچارے کو۔۔۔۔ ایک بائیں بازو میں دوسری بائیں بازو میں کندھے سے تین انچ نیچے۔۔۔۔ آپریشن ہو رہا ہے اس کی حالت خطرناک حالت میں ہے۔ سنا ہے حملہ کرنے والوں میں سے ایک کو اس کی گولی لگی ہے اور شاید وہ جھیل میں گر گیا ہے۔"

میں نے کہا۔ "اگر صبح ہونے سے پہلے لاش نکال لی جائے تو شناخت۔۔۔۔" انہوں نے سر ہلا کر کہا۔ "نا ممکن۔۔۔۔ جھیل کی گہرائی کنارے پر ہی ایک سو سے ایک سو تیس فٹ تک ہے۔"

میں نے کہا۔ "خیر پاپا۔۔۔۔ وہ چار آدمی تھے نا۔۔۔۔ اب تین ہیں۔ آپ سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ خدا کا شکر ہے رشی محفوظ ہے۔" بولے۔ "ہاں کرن خدا کا شکر ہے۔ اچھا اب تم سدھا رو۔" میں ان کو پرنام کر کے چل دیا۔

سروج کے ڈرائنگ روم میں اس وقت معلوم ہوتا تھا میلا ملن (خواتین کا اجتماع) ہو رہا ہے۔ مہارانی' شانتا' وچترا' اجیتا' سبھدرا اور کئی راجکماریاں بیٹھی اسی واقعے پر تبصرہ کر رہی تھیں۔ میں نے پرنام کیا تو سب اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔ مہارانی نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہنے لگیں۔ "کرن ہم کب سے انتظار کر رہے ہیں تمہارا۔۔۔۔ تمہیں پہلے یہاں

آنا چاہیئے تھا۔"
میں نے سر جھکا کر کہا۔ "موم میرے کمرے میں اس سے بھی زیادہ ہجوم ہے۔ ایک معمولی سی بات تھی ایسے حادثے تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔" سبھدرا نے کہا۔ "معمولی سی بات تو نہیں یوراج یہ تو بھگوان کی کرپا درشٹی ہو گئی۔ ورنہ۔۔۔۔"

میں نے کہا۔ "یہ تو آپ صحیح فرما رہی ہیں دیدی۔۔۔۔ بھگوان نے بڑی سہائتا کی۔۔۔۔" اس نے سروج کی طرف دیکھ کر کہا۔ "بھگوان ہمیشہ تمہاری سہائتا کریں۔" پھر مہارانی کی طرف پلٹ کر بولی۔ "میرے خیال میں اب چلنا چاہیئے۔۔۔۔ یورہائی نس۔۔۔۔ یوراج کھانا کھائینگے۔" مہارانی نے میرے سر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے سر جھکا دیا اور وہ ہاتھ پھرا کر دروازے کی طرف چلنے لگیں۔ شانتا اور وچترا ان کے پیچھے چلنے لگیں تو میں نے کہا۔ "شنو کل صبح اپنا سپر ٹیکس لینے آؤ گی نا۔۔۔۔؟" مسکرا کر بولی۔ "تو کیا چھوڑ دوں گی؟" اس کے ساتھ وچترا نے بھی پلٹ کر دیکھا اور سر جھکا کر سب کے ساتھ نکل گئی۔

میدان خالی ہوتے ہی میں نے سروج کی طرف دیکھا۔ اس نے اجیتا پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی اور آگے بڑھ کر میرے سینے پر سر رکھ دیا۔ اس کی سسکیاں نکلنے لگیں تو میں نے اس کو آغوش میں لے کر کمر پر ہاتھ پھراتے ہوئے کہا۔ "یہ کیا سروج میرے جسم پر تو خراش تک نہیں آئی ڈیئر۔۔۔۔ پھر یہ سب کیوں؟" وہ گردن اٹھا کر مسکرا دی۔ اس کی آنکھوں سے دو آنسو ٹپکے اور ساڑھی کے دامن میں جذب ہو گئے۔ میں نے اس کا بازو تھام کر ڈائننگ روم کی طرف گھماتے ہوئے کہا "چلو کھانا کھائیں۔" اس نے اجیتا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آؤ دیدی۔" اس کے چہرے پر افسردگی تھی اور اس میں میرے متعلق تشویش اور صدمے کے علاوہ خوف کی گہری پرچھائیاں بھی نظر آ رہی تھیں۔

کھانے کے دوران میں نے انہیں حملے کی فرضی داستان سنا دی۔ اجیتا نے کہا۔ "آستین کے سانپوں کے سوا اور کوئی اتنی جرات کر سکتا ہے۔" وہ بولی۔ "کیا تم نے کسی کو نہیں پہچانا؟" میں نے کہا۔ رات کے وقت صرف چاند کی روشنی میں سو پچاس گز کے فاصلے سے کیا پہچانا جا سکتا ہے ڈیئر۔۔۔۔ پھر بھی میں اپنے دشمنوں کو جانتا تو ہوں ہی۔"

"تعجب ہے۔۔۔۔ تمہاری اپنی ریاست میں تمہارے دشمن موجود ہیں کرن۔۔۔۔"

اس نے کہا۔۔۔۔ میں ہنس دیا۔ "کیا تمہارے خیال میں سب کو پھانسی پر چڑھا دینا چاہیئے تھا؟ اور پھر۔۔۔۔" میں نے اجیتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "بفرض محال اگر چند خطرناک لوگوں کو کسی طرح ختم کرا بھی دیا جائے تو کیا ان کا انتقام لینے والے اور پیدا نہ ہوں گے اور سلسلہ طویل نہ ہوتا جائے گا۔۔۔۔" وہ خاموش ہو گئی۔ اجیتا نے کہا۔ "کرن تمہیں باڈی گارڈ کے بغیر باہر نہیں نکلنا چاہیئے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میرے ساتھ باڈی گارڈ تھا۔۔۔۔ اور اس کی دلیری کی وجہ سے ہی میں اس وقت تمہارے سامنے۔۔۔۔ ٹیبل پر

بیٹھا ہوا ہوں اور وہ غریب آپریشن ٹیبل پر ہے---- نہ معلوم بچتا بھی ہے یا نہیں۔" سروج نے کہا۔ "کیا خطرناک زخم ہیں----؟" میں نے جواب دیا۔ "معلوم نہیں---- صبح دیکھنے جاؤں گا۔ خیر اب اس تکلیف دہ موضوع کو ختم کر دیا جائے تو بہتر ہے۔"

کھانا کھانے کے بعد ڈرائنگ روم میں آتے آتے سروج نے کہا۔ "دیدی جیجا جی کہاں ہیں----؟" اس نے جواب دیا۔ "معلوم نہیں سروج وہ تو چھ بجے باہر گئے تھے----" میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "دس بج رہے ہیں---- کہاں چلے گئے----؟" اجیتا نے کہا۔ "عجیب بے فکرے آدمی ہیں۔ اتنی بری بات ہو گئی اور ان کا ابھی تک پتہ نہیں۔"

میں نے رک کر کہا۔ "پتہ چلانا چاہئے---- اچھا میں جا رہا ہوں سروج۔" سروج نے جھپٹ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ "تم کہیں نہیں جا رہے ہو---- وہ خود آ جائینگے۔" میں نے کہا۔ "ڈیریسٹ میں کہیں باہر تو نہیں جا رہا۔ یہیں کہیں تلاش کروں گا۔ یا کسی کو بھیجوں گا---- آخر شہر میں ہی کہیں ہوں گے۔" اجیتا نے کہا۔ "نہیں کرن---- تم آرام کرو، میں جا رہی ہوں۔ غلطی میری ہے کہ انہیں جانے دیا۔" میں نے اس کو جاتے دیکھ کر کہا۔ "گارڈ روم میں نوٹ بھیج دو وہ خود انہیں تلاش کرا لیں گے۔" وہ "بہتر ہے" کہہ کر اپنے بھون کی طرف چل دی ہم ڈارنگ روم میں داخل ہو گئے۔

○

صبح آٹھ بجے ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر میں نے پاپا کو ٹیلیفون کر کے وامن راؤ کی خیریت دریافت کی۔ انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر کی اطلاع کے مطابق آپریشن کامیاب رہا ہے اور اسے صبح ساڑھے تین بجے ہوش آ گیا تھا۔ شام کو چار بجے ڈاکٹر پھر ٹیلیفون کر کے تفصیل سے کچھ بتائیگا۔

میں نے اسپتال جا کر اس کو دیکھنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے کہا۔ "دو باڈی گارڈ ساتھ لے کر جا سکتے ہو لیکن اس سے پہلے وامن کے کوارٹر پر جا کر اس کے بچوں کو تسلی دے کر آنا اور دو تین سو روپے خرچ کرنے کو دینا۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے پاپا ابھی جاتا ہوں۔" کہنے لگے۔ "ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی کرن---- خیال یہ ہے حملہ کرنے والے ریاست سے باہر نہیں گئے---- بلکہ شہر میں ہی کہیں ہیں۔ ویسے ناکہ بندی کر دی گئی ہے اور تفتیش جاری ہے۔ لاش اوپر آنے پر شناخت سے یا وامن کے بیان سے ممکن ہے تفتیش کچھ آگے بڑھے۔" میں نے کہا۔ "بجا ہے پاپا۔" انہوں نے اوکے کہہ کر کنکشن کاٹ دیا۔

تھوڑی دیر بعد لباس تبدیل کر کے اجیتا کی قیام گاہ پہنچا۔ ایک داسی نے بتایا۔ اجیتا

دیوی اور کنور جی آٹھ بجے ناشتہ کر کے پھر سو گئے اور ابھی تک نہیں جاگے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ تیسری چوتھی دستک پر اجیتا نے دروازہ کھولا اور خمار آلود نظروں سے میری طرف دیکھا میں نے پرنام کیا۔ گھبرا کر بولی "ارے---- تم---- کرن؟ صبح ہی صبح کیسے؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "صبح ہی صبح نہیں---- دس بج رہے ہیں۔" پیچھے نظر ڈالتی ہوئی بولی۔ "اچھا کرن---- چلو میں ابھی آئی----" میں نے کہا۔ "چلو کہاں----؟ کیا میں اندر نہیں آ سکتا----؟"

وہ سٹ پٹا گئی---- بالوں پر ہاتھ پھراتی ہوئی ایک بار پھر پیچھے نظر ڈال کر مری ہوئی آواز میں بولی۔ "اچھا آ جاؤ۔" میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سگریٹ نکالا اور پلٹ کر سروج بھون کی طرف چل دیا۔ وہ بمشکل کہہ سکی---- "میں دس منٹ میں تمہارے پاس پہنچ رہی ہوں کرن۔" میں نے اس کی دل شکنی کے خیال سے پلٹ کر دیو کیا اور ہال کے دروازے سے نکل کر سگریٹ سلگاتا ہوا چل دیا۔

صرف دس منٹ کے بعد اجیتا تیزی سے ہمارے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی اور مسکرا کر میرے سامنے بیٹھتی ہوئی بولی۔ "کرن میں تمہاری ناراضگی کے خوف سے دس منٹ میں تمہارے پاس آ گئی ہوں۔ تم----" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "شکریہ۔" مسکرا کر کہنے لگی۔ "تم برا مان گئے شاید۔" میں نے کہا۔ "شاید کیوں؟" اس نے میرے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "کرن مجھے افسوس ہے---- گجو---- کی طبیعت خراب ہے----" میں نے اس کے چہرے کی طرف غور سے دیکھا---- اس نے نظریں جھکا لیں۔ میں نے کہا۔ "اجیتا اچھا ہے سروج اس وقت یہاں نہیں ہے اور میں تم سے کھل کر بات کر سکتا ہوں۔ یہ بتاؤ رات کو گجراج کس وقت واپس آیا----؟" وہ بولی۔ "تقریباً گیارہ بجے۔"

"کیا وہ زخمی نہیں؟" میں نے سوال کیا---- اس کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ وہ کوئی جواب نہ دے سکی---- میں نے کہا۔ "کیا بات ہے اجیتا----؟" کہنے لگی۔ "اس کو چوٹ آئی ہے کرن، کہنی پر پٹی بندھی ہوئی ہے لیکن میں تمہارے سوال کرنے کے انداز سے ڈر گئی ہوں۔ کہیں اس چوٹ کا رات کے حملے سے تو کوئی تعلق نہیں----؟" میں نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "شاید ہے---- میں شام کو پانچ بجے یقین سے کچھ کہہ سکوں گا۔ یہ بتاؤ پارہ گڑھ سے گجراج اپنے ساتھ اپنے دوستوں کو تو نہیں لے کر آیا تھا----؟"

اس نے جواب دیا۔ "ہمارے ساتھ تو کوئی دوسری گاڑی نہیں تھی کرن لیکن میں کچھ کہہ نہیں سکتی---- کیوں----؟" میں نے کہا۔ "اجیتا---- دراصل---- غلطی میری ہے اور تمہاری بھی ہے کسی قدر---- اس لئے جو کچھ ہوا وہ اگر میرا خیال صحیح ہے تو بڑی حد تک جائز ہی ہوا۔ اس لئے---- اگر گجراج کے ہاتھ پر گولی لگی ہے یا جھیل میں

گر جانے والا آدمی گجراج کے ساتھیوں میں سے ہے تو ناشتہ وغیرہ کرتے ہی گجراج کی طبیعت خراب ہونے کا بہانہ کر کے فورا" اسے لے کر نکل جاؤ۔۔۔۔ اگر پارہ گڑھ میں اس کے خفیہ علاج کا انتظام ہو سکے تو ٹھیک ہے ورنہ کسی اور شہر لے جا کر علاج کراؤ۔۔۔۔ جاؤ جلدی کرو۔۔۔۔ کیونکہ لاش چند گھنٹے میں برآمد ہو جائے گی اور پھر تفتیش کرنے والے سراغ لگا لیں گے کہ۔۔۔۔ اور پھر شاید میں کچھ نہ کر سکوں۔۔۔۔ جاؤ جلدی کرو۔۔۔۔"
اس نے اٹھ کر میرے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا اور تیزی سے باہر نکل گئی۔ میں اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ حالات نے خطرناک رخ اختیار کر لیا تھا اور چونکہ حملہ میرے بجائے اصلی راجکمار پر ہوا تھا اسلئے میرا ہزہائی نس کو تفتیش ختم کر دینے کو کہنا بھی خطرے سے خالی نہ تھا۔ میں چکرا گیا۔۔۔۔ آخر سوچتے سوچتے پریشان ہو کر وامن راؤ کے کوارٹر کی طرف جانے کے لئے ایک داسی کو بھیج کر بخاری کو طلب کیا۔

○

وامن کی بیوی میرے آنے کی اطلاع پا کر جیفری میں آئی اور آنسو پونچھتی ہوئی پرنام کر کے بولی۔ "ان داتا۔۔۔۔ خیریت تو ہے نا؟" میں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "خیریت ہے۔۔۔۔ ہم ابھی دیکھ کر آ رہے ہیں وامن راؤ بالکل ہوش میں ہے اور وہ بہت جلد اچھا ہو جائے گا۔" بولی۔ "ان داتا بھگوان آپ کو ہماری عمر لگائیں۔۔۔۔ آپ نے ہمارا آنگن پاون کیا اور کشلتا کے سما چار دیئے۔" میں نے بخاری کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے اپنی جیب سے پانچ سو روپے نکال کر اس کو دیتے ہوئے کہا۔ "بائی یہ یوراج بہادر کی طرف سے تمہارے خرچ کے لئے ہیں۔" اس نے ساڑی کا پلو پھیلا دیا اور دعائیں دینے لگی۔ بخاری نے نوٹ اس کے دامن میں ڈال دیئے۔ اس نے جھک کر میرے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا میں نے کہا۔ "چار بجے میری گاڑی تمہیں ہسپتال لے جائیگی۔ اس وقت ہم بھی وامن راؤ کے پاس ہوں گے۔۔۔۔ اچھا سلام۔" کینتھ کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھا کر میں ڈرائنگ روم میں آیا ہی تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔
"ہیلو پاپا۔" دوسری طرف سے زنانہ ہنسی کی آواز سنائی دی۔ میں سناٹے میں آ گیا۔ سنبھل کر بولا۔ "کون؟" آواز آئی۔۔۔۔ "بھولی بسری ایک ناچیز' کرن۔" میں نے آواز پہچان کر کہا۔ "ریکھا۔"

بولی۔ "ہاں پریتم' تمہاری۔۔۔۔" میں نے بات کاٹ کر کہا۔ "ریکھا تم نے یہ کیسے تصور کر لیا کہ میں تمہیں بھول سکتا ہوں۔" ہنس کر کہنے لگی۔ "ہاں کرن آواز پہچان لینے سے مجھے یقین ہو گیا کہ تم مجھے بھولے نہیں ہو۔۔۔۔ خیر میں وچترا کے متعلق کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ بولو کس وقت مل سکتے ہو۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "ابھی۔۔۔۔ اسی وقت۔۔۔۔

فورا"۔۔۔۔ میں بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔" کہنے لگی۔ "ہزہائی نس مجھے یہاں چھوڑ کر گئے ہیں۔ ان کی واپسی پر آنے کی کوشش کروں گی۔۔۔۔ تم یہیں نہیں آ جاتے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "پاپا کے کمرے میں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ اتنے عرصے کے بعد تم سے ملنے پر شاید میں اس کمرے کا احترام ملحوظ نہ رکھ سکوں۔" بولی۔ "اچھا کرن۔۔۔۔ آج رات اپنے کمرے میں ملو۔۔۔۔ میں گیارہ بجے کے بعد آ سکتی ہوں۔۔۔۔ بخاری سے کہہ دینا۔۔۔۔ مجھے پہچاننے کی کوشش نہ کرے۔"
میں نے کہا۔ "منظور ڈیریسٹ۔۔۔۔ آئی لو یو۔۔۔۔" اس نے ہنس کر بائی بائی کہا اور رسیور رکھ دیا۔
میں دیر تک اس اچانک ملاقات پر سوچتا رہا۔ ریکھا واقعی میرے ذہن سے یکسر فراموش ہو چکی تھی۔ کینتھ کو کمرے میں آتے دیکھ کر میں نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور مسکرا کر کہا۔ "اوہ ڈارلنگ مجھے تمہیں ایک چیک دینا ہے۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "دے ڈالو پھر۔۔۔۔" میں نے رائٹنگ پیڈ پر خزانچی کے نام ایک نوٹ لکھ کر دستخط کئے اور کینتھ کو دے دیا اور اس نے تھینک یو کہہ کر اپنے پرس میں رکھ لیا۔ میں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کیش کیوں نہیں کرا لیتیں؟" کہنے لگی۔ "اگر کیش بھی کرا لوں تو کونسی شاپنگ کرنی ہے۔۔۔۔؟"
"تم نے اتنی بڑی شاپنگ کر لی ہے کہ اب کسی شاپنگ کی ضرورت نہیں رہی۔"
"ہاں ڈارلنگ۔۔۔۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "تم میرا کرنٹ اکاؤنٹ ہو۔۔۔۔ میں تمہاری پاس بک ہوں۔۔۔۔ اتنا اماؤنٹ ٹرانسفر کرا دو کہ یہاں سے بھاگنے کی نوبت آئے تو ہم بھی انگلینڈ کے لیڈیز اینڈ جینٹس میں شمار ہوں۔" میں نے کہا۔ "ڈیر تم لارڈ ولڑلی کی گریٹ گریٹ۔۔۔۔" اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ڈیم اٹ کرن' میں صرف تمہاری اسمال گیم شاٹ گن ہوں۔ تمہارا آخری شیلٹر۔۔۔۔ لاسٹ ریفیوج۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "میں ڈراپ سین میں ڈبل بیرل ۱۲ بور استعمال نہیں کروں گا۔ میرے دونوں ہاتھوں میں دو آٹو میٹک ہوں گے اور تم دونوں کو دیکھ چکی ہو۔ یہ اور بات ہے کہ کمانڈ تم ہی کرو گی۔" اس نے کندھے اچکا کر کہا۔ "کرن تم ایک نہایت تیز رفتار گھوڑے کی مثال ہو لیکن اس لمبی راس کا سرا میرے ہاتھ میں ہے جو تمہارے گلے میں بندھی ہوئی ہے---- دوڑو---- سرپٹ دوڑو---- بگٹٹ دوڑو---- چھلانگیں لگاؤ طرارے بھرو' ہوا سے باتیں کرو لیکن مجھے معلوم ہے تم ایک محدود سرکل کا چکر کاٹ رہے ہو۔ سرا میرے ہاتھ میں ہے۔ تمہاری انرجی ختم ہو رہی ہے میری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑ رہا۔ جب تم ایک میل کا چکر ختم کرتے ہو میں ایک ایڑی پر گھوم کر پلٹ جاتی ہوں۔ کب تک دوڑتے رہو گے۔ آخر ایک وقت آیگا کہ تھک کر گردن ڈال دو گے۔ میں چمکارتی ہوئی تمہارے قریب آؤں گی اور تھپک کر تمہاری کمر پر زین ڈال دوں گی۔ دیٹس آل----"

میں نے اس کی باتوں پر غور کیا تو دماغ چکرا گیا اور میں نے پیچھے سرک کر اس کی گود میں سر رکھ دیا۔ اس نے جھک کر میرا منہ چوم لیا اور بالوں میں انگلیاں پھرانے لگی۔ آخر ٹیلیفون کی گھنٹی نے ہمیں تقسیم کیا۔ میں نے صوفے سے اٹھ کر ریسور کان سے لگایا۔ ہزہائی نس نے کہا۔ "کرن جھیل سے لاش نکال لی گئی ہے۔" میں نے کہا۔ "پاپا کیا میں دیکھنے کو جا سکتا ہوں----؟" بولے۔ "کیا دیکھو گے---- طبیعت خراب کر بیٹھو گے۔ بڑی خراب حالت میں ہے---- پھولی ہوئی---- چہرے اور ہاتھوں کا تمام گوشت غائب ہے شاید مچھلیاں اور آبی جانور چٹ کر گئے۔ اس لئے شناخت بھی نہیں کیا جا سکا----"

"لباس کیا ہے----؟" میں نے سوال کیا---- بولے۔ "خاکی پتلون سفید قمیص---- اگر جانا ہے تو ہسپتال جا کر اپنے باڈی گارڈ کو دیکھ آؤ----" میں نے "بہتر ہے پاپا۔" کہہ کر ریسور رکھ دیا اور کینتھ کی طرف دیکھا۔

○

ہسپتال کے احاطے میں گاڑی رکتے ہی بخاری نے اتر کر پچھلا دروازہ کھولا اور میں کینتھ کے ساتھ باہر نکلا ایک نرس اور ایک ڈاکٹر ہمیں لے کر سرجیکل وارڈ میں آئے۔ یہاں ایک کونے میں دامن کا بستر تھا۔ وہ اس وقت آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا۔ بخاری نے

اس کا نام لے کر پکارا اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی مسکرا دیا اور ہاتھ اٹھانے لگا۔ میں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔ "کیا حال ہے دامن----؟" نحیف سی آواز میں بولا۔ "ٹھیک ہوں ان داتا۔" نرس نے میرے پیچھے ایک کرسی سرکاتے ہوئے کہا۔ "بیٹھئے یور ایکسی لنسی۔" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔" بخاری نے پھلوں کی ٹوکری کھول کر انگور اور موسمیاں وغیرہ دامن کے کپ بورڈ میں رکھ دیں۔ میں کرسی پر ٹک گیا اور سگریٹ نکال کر ڈاکٹر کی طرف دیکھا۔ اس نے کہا۔ "دے دیجئے یور ایکسی لنسی۔" میں نے سگریٹ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ ڈاکٹر نے لائٹر جلا کر کہا۔ "سگریٹ پیو جوان----" اس نے سگریٹ ہونٹوں سے دبایا' ڈاکٹر نے لائٹ دی۔ اس نے آہستہ آہستہ ایک دو کش لئے اور بولا۔ "ان داتا آپ نے میرے لئے بڑی تکلیف فرمائی----" میں نے اس کی سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "پگلے تکلیف کاہے کی' ہمیں تم جیسے بہادر جوانوں پر تو ناز ہے۔" اس نے مسکرا کر پیشانی پر ہاتھ رکھا بخاری نے کہا۔ "دامن گھبرانا نہیں---- تم جلد ہی اچھے ہو جاؤ گے۔ یوراج بہادر تمہارے گھر جا کر اپنے ہاتھ سے پانچ سو روپے خرچ دے کر آئے ہیں اور ان داتا تو تمہیں بہت بڑا انعام دیں گے۔" اس کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔ میں نے کہا۔ "دامن تم بہت بہادر ہو---- تم نے وفاداری اور جانثاری کا حق ادا کر دیا۔ اتنے دشمنوں سے تن تنہا مقابلہ اور ایک کو ختم کر دینا تمہارا ہی کام تھا۔" میں نے دیکھا میرے الفاظ سن کر اس کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔ مسکرا کر کہنے لگا۔ "ان داتا آپکی سلامتی کے لئے اپنی جان قربان کر دینا ہمارا فرض ہے۔ مجھے افسوس ہے اندھیرے کی وجہ سے نشانہ لینا مشکل تھا ورنہ ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ جانے دیتا----" میں نے کہا۔ "تم نے جو کچھ کیا وہ بھی ایک کارنامہ ہے دامن---- خیر یہ تو بتاؤ اگر ان کو تمہارے سامنے لایا جائے تو کسی کو پہچان سکتے ہو----؟" اس نے آنکھیں بند کر کے تھوڑی دیر کچھ سوچنے کے بعد کہا۔ "نہیں ان داتا---- ان کے چہروں پر---- جو دو ایک مجھے نظر آئے کپڑا بندھا ہوا ہونے کا شک ہے اور پھر چاند کی ہلکی روشنی میں چالیس پچاس گز کے فاصلے سے کیا نظر آ سکتا ہے۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک کہہ رہے ہو دامن۔" وہ کچھ دیر خاموش رہا۔ پھر کہنے لگا "ان داتا مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ ان میں ایک آدمی کچھ زیادہ موٹا تھا اور میں نے اس پر فائر کیا تو وہ بچنے کے لئے اوندھا گر پڑا تھا۔ اس کو کہیں نہ کہیں چوٹ ضرور آئی ہے۔" میں ٹھیک ہے کہہ کر خاموش ہو گیا۔ میرا ذہن اس تفصیل کے بعد گجراج کی طرف منتقل ہو گیا۔ وہ موٹا بھی تھا اور شاید زخمی بھی تھا۔ چند باتیں اور دریافت کرنے کے بعد میں نے اٹھتے ہوئے پھر آنے کا وعدہ کیا اور ڈاکٹر کو اس کا خیال رکھنے کو کہہ کر وارڈ سے چل دیا۔

تمام راستے میں خیالات میں گم رہا۔ کینتھ بھی میرے استغراق میں مخل نہ ہوئی۔

میرے خیالات کا سلسلہ اس وقت ٹوٹا جب گاڑی پورٹیکو میں پہنچ کر سیڑھیوں کے قریب رکی۔ بخاری نے دروازہ کھولا اور میں اتر کے لفٹ کی طرف چلنے لگا۔ گارڈ کی سلامی بھی مجھے متوجہ نہ کر سکی۔ لفٹ میں بیٹھنے کے بعد کینتھ نے کہا۔ "یورایکسی لنسی، اپارٹمنٹ کو چل رہے ہیں نا۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "نہیں پہلے پاپا سے ملنے جائینگے۔" وہ "ایز یو پلز" کہہ کر خاموش ہو گئی۔ لفٹ اوپر چلنے لگی۔ تیسری منزل آتے ہی میں نے لفٹ رکوائی اور ہال سے گزرتا ہوا پاپا کے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے بغیر عقبی گزرگاہ سے رنواس میں پہنچ گیا۔ سروج اس وقت ڈرائنگ روم میں اجیتا اور گجراج کے ساتھ بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی مسکراتی ہوئی اٹھی اور کہنے لگی۔ "کرن دیدی اور جیجاجی بھاگنا چاہ رہے ہیں۔ میں نے بڑی مشکل سے۔۔۔۔" میں نے مسکرا کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "بھاگ جانے دیا ہوتا۔۔۔۔ ہم پھر پکڑ لاتے۔" گجراج نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور ہنس دیا۔ اجیتا نے کہا۔ "کرن! ہم تو تمہارے پاس آنے والے تھے لیکن معلوم ہوا تم ہسپتال گئے ہوئے ہو۔" میں نے اثبات میں سرہلایا۔ "ہاں میں ہسپتال ہی سے آ رہا ہوں۔۔۔۔ شکر ہے۔۔۔۔ میرا باڈی گارڈ خطرے سے باہر ہے۔" میں نے گجراج کے چہرے کا رنگ بدلتے دیکھ کر قصداً اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور سروج کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چائے پئیں گے سروج۔" اس نے بزر دبایا اور ایک خادمہ اندر داخل ہوئی۔

چائے پیتے پیتے میں نے اجیتا کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ "تم دونوں کیا واقعی پارہ گڑھ واپس جا رہے تھے۔۔۔۔؟" گجراج نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "نہیں یوراج۔۔۔۔ صبح میری طبیعت کچھ خراب تھی یہ گھبرا گئیں۔"

"اوہ۔۔۔۔" میں نے پیالی ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔ "اتنی جلدی گھبرا گئیں۔" اجیتا گجراج کی طرف دیکھ کر ہنس دی۔ میں نے کلائی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ارے چھ بج رہے ہیں۔" سروج نے مجھے اٹھتے دیکھ کر کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "کیا چھ بجے مندر میں جا کر گھنٹی بجانی ہے کرن؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "پاپا مہاراج کے درشن کرنا ہیں سروج۔ میرا مندر تو ان کا ڈرائنگ روم ہے۔"

"اور اس کے بعد۔۔۔۔؟" سروج نے کہا۔

"اس کے بعد آٹھ بجے جل پان اور دس بجے دیوی پوجا۔" میں نے اٹھتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے مسکرا کر منہ پھرا لیا۔ میں پردہ ہٹا کر تیزی سے باہر نکل گیا۔

پاپا سے ملنا محض ایک بہانہ تھا۔ میں رنواس سے نکل کر سیدھا اپنے اپارٹمنٹ پہنچ گیا۔ یہاں میرے ڈرائنگ روم میں۔۔۔۔ رشی، کینتھ اور کرنل ماما کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ آج موضوع گفتگو کچھ غیر معمولی اہمیت کا حامل تھا۔ رشی کسی بڑے شہر کی سیر کو جانے پر مصر تھا اور کرنل ماما چند روز انتظار کرنے کو کہہ رہے تھے۔ میں دروازے کے قریب کھڑا

ہوا سن رہا تھا۔ وہ باتوں میں اس قدر منہمک تھا کہ میرے آنے کی خبر تک نہ ہوئی آخر ماما کو مسکراتے دیکھ کر اس نے میری طرف دیکھا اور "ہیلو کرن" کہہ کر اٹھا اور میرا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھا لیا۔ کرنل ماما نے کہا۔ "کیوں کرن اگلا مہینہ محرم کا ہے نا۔۔۔۔؟" میں نے اثبات میں گردن ہلائی۔ رشی نے کہا۔ "ہو گا۔۔۔۔ اس سے ہمیں کیا۔۔۔۔؟" ماما نے کہا۔ "بھئی تعزیہ داری ہو گی۔۔۔۔ مجلسیں ہونگی۔ جلوس نکلیں گے۔۔۔۔ شہر میں روشنی ہو گی۔ رونق میں اضافہ ہو گا۔ یہ سب چیزیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ کیا بھول گئے تمہیں کتنا شوق رہا ہے ان کے دیکھنے کا۔۔۔۔؟"

وہ بولا۔ "ہاں مجھے کچھ یاد نہیں۔۔۔۔ نہ میں یہاں محرم دیکھنے کے لئے ٹھہرنا چاہتا ہوں۔" ماما نے کہا۔ "اچھا پھر میں ہزہائی نس سے مشورہ کر کے جواب دوں گا۔" وہ ان کو چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہو گیا۔ "تم بتاؤ کرن۔۔۔۔ چل رہے ہو میرے ساتھ۔۔۔۔؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "یقیناً" چل رہا ہوں یہاں رہ کر مجھے کیا کرنا ہے۔" وہ انگلیوں سے کنپٹی بجانے لگا۔ چند لمحے سوچ کر کہنے لگا۔ "تم جھوٹے ہو کرن۔۔۔۔ ناؤ آئی ریممبر۔۔۔۔ تم ماما اور پاپا کے سر میں سر ملاتے ہو۔" میں اٹھ کر چلنے لگا تو ہاتھ پکڑ کر بولا۔ "سنو مائی ڈیئر ٹرتھ فیس کرنا انسان کی عظمت ہے۔"

میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ہو گی۔۔۔۔ میں تو پاپا اور ماما کے سر میں سر ملانے ہی کو عظمت سمجھتا ہوں۔ ہاں تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں میں نے تم سے کب جھوٹ بولا۔۔۔۔؟" کہنے لگا۔ "یہی کہ یہاں رہ کر مجھے کیا کرنا ہے۔۔۔۔ سراسر جھوٹ ہے۔ تم کیسے جا سکتے ہو یہاں سے۔ تم تو ذمہ داریوں کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہو۔" ماما نے تعجب کی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "رشی ڈیئر۔۔۔۔ صرف ٹرتھ فیس کرنا ہی عظمت نہیں ہے۔ ذمہ داری پوری کرنا بھی عظمت ہے۔ تم ہی بتاؤ زندگی کی صداقتوں سے گریز یا پہلوتہی کر کے ایک شخص صرف سچ بولنے پر ہی تل جائے اور اپنی ذمہ داریوں کو دوسروں کے سر تھوپ کر خالص ستیہ وادی بن بیٹھے تو اس بد نصیب پر کیا گزرے گی جو اپنی ذمہ داریوں کے علاوہ اس ستیہ وادی کی ذمہ داریاں پوری کرنے پر بھی مجبور ہو۔ محض اس بنا پر کہ وہ اس کا ڈپلی کیٹ ہے یا اس کو اپنا وائز ہاف (عاقل نصف) تسلیم کرتا ہے۔" وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے سگریٹ کیس نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے ہچکچاتے ہوئے ایک سگریٹ کھینچ کر ہونٹوں میں دبایا۔ میں نے اس کو لائٹ دی۔ اپنا سگریٹ سلگا کر سگریٹ کیس کرنل کی طرف بڑھایا۔ رشی نے ایک کش لے کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "دس از ہاف ٹرتھ کرن۔" میں نے کہا۔ "یہ گاڈلی ٹرتھ ہے لیکن چلو تم اسے نصف صداقت تو مانتے ہو نا؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ "دیٹس رائٹ۔۔۔۔" میں نے اس کا بازو تھام کر کہا۔ "دین فیس اٹ۔۔۔۔ اٹھاؤ یہ پلندہ

ادھورے سچ کا اور دیکھو تماشا۔ کل شام کے پٹاخے تو یاد ہوں گے۔۔۔۔ اور وہ صرف آدھی شب برات تھی۔ نصف صداقت۔۔۔۔ یہ ماما بیٹھے ہیں اور یہ تمہاری آدھی بھابی' آدھی منہ بولی' کیا؟"

مسکرا کر بولا۔ "مس کینتھ" میں نے کہا۔ "یہ بھی ہاف ٹرتھ ہے۔ تم انہیں بیوی کہہ چکے ہو صرف ماما کے خوف سے ٹرتھ فیس نہیں کر رہے۔" سر جھکا کر بولا۔ "دیٹس رائٹ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تھینک یو۔۔۔۔ اب ان دونوں سے پوچھو تمہاری غیر حاضری میں کرن نے کتنے پٹاخوں کا سامنا کیا۔ کتنے دھماکے کئے کتنی پھل جھڑیاں چھوڑیں اور کتنی مہتابیاں چلائیں؟ مائی ڈیئر۔۔۔۔ میں نے تمہارے فیس کرنے کے لئے چھوڑا ہی کیا ہے سوائے ٹرتھ کے۔۔۔۔ سو تم ٹرتھ فیس کرتے رہو۔ خون دو عالم میری گردن پر۔۔۔۔ بولو کیا سمجھے۔۔۔۔؟" اس نے جواب دینے کے بجائے کرنل ماما اور کینتھ کی طرف دیکھا۔۔۔۔ کینتھ نے کہا۔ "دس ازدی ہول ٹرتھ۔" کرنل نے کہا۔ "سو فیصدی سچ۔" رشی نے اٹھ کر مجھے گلے لگا لیا اور بولا۔ "کرن میں تم سے معافی مانگتا ہوں۔ تم واقعی جھوٹ نہیں بولتے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں۔۔۔۔ میں ضرورت کے تحت واقعی جھوٹ بولتا ہوں۔ لہٰذا یقین کرو کہ اگر میں تمہارے ساتھ چلنے کو کہوں تو وہ جھوٹ ہی نہیں سفید جھوٹ ہے۔۔۔۔ وجہ؟ یہی کہ جس روز بھی ہم دونوں ایک ساتھ منظر عام پر آئے' ایک ختم ہو جائیگا۔" کرنل نے کہا۔ "یہ سچ ہے۔" رشی نے کہا۔ "ماما پھر میں کیا کروں۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "یہیں رہو اور باہر قدم نہ نکالو۔" کرنل نے اٹھتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "رشی بیٹے کرن کی مرضی کے خلاف کبھی کوئی قدم نہ اٹھانا۔ یہ واقعی تمہاری شخصیت کا وائز ہاف ہے۔ تم اس کے بغیر نا مکمل ہو۔" رشی نے میرے سینے پر سر رکھ دیا۔ میں نے اس کو بانہوں میں بھینچ لیا۔ ماما مسکرا کر دیکھتے ہوئے چل دیئے۔

○

شام کا کھانا رشی نے ہمارے ساتھ کھایا۔ آج وہ خواہ مخواہ کھلا جا رہا تھا۔ میں نے کینتھ کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "رشی ڈیئر! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں باہر جانے کا پروگرام منسوخ ہو جانے کا کوئی ملال نہیں ہے۔" صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔ "دیٹس رائٹ۔۔۔۔ اب میں نے زندگی کے ہر مسئلے پر فلسفیانہ انداز میں سوچنا شروع کر دیا ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "یہ بہت اچھا ہوا۔۔۔۔ ہمارے خاندان میں اب تک کوئی فلاسفر پیدا نہیں ہوا تھا۔ تم یہ کمی پوری کر رہے ہو۔" کہنے لگا "لیکن مجھے تمہارے مشورے کی ضرورت اکثر پیش آیا کریگی۔ تم میرے وائز ہاف ہو۔" میں نے کینتھ کے

چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "رشی ڈیئر! دراصل ہمارے خاندان کو کسی فلاسفر کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کمی پوری کرنے کی کوشش نہ کرو تو بہتر ہے۔" تیوری چڑھا کر بولا۔ "یہ کیا مائی ڈیئر۔۔۔۔ نارومنی کی طرح دونوں طرف ڈھولکی بجا رہے ہو۔۔۔۔ کبھی ہاں' کبھی نا۔۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اصل فلسفہ زندگی یہی ہے رشی۔۔۔۔ کامیاب لوگوں کا فلسفہ۔۔۔۔ باقی تمام فلسفے ناکام لوگوں کے ہیں۔ جن میں سے ایک بھی کسی ریاست کا راجہ نہ بن سکا۔ اب بتاؤ راجہ بننا چاہتے ہو یا۔۔۔۔"

"میں تمہارے حق میں دست بردار ہو چکا۔" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "تم بار بار یہ ذکر کیوں لے بیٹھتے ہو کرن؟"

"اس لئے کہ میری ایک اور بھی ریاست ہے اور وہ شردھام سے بڑی ہے۔"

"کہاں؟ کونسی؟ اس نے سوال کیا۔۔۔۔ میں نے کہا۔ "یہ بتانے سے کوئی فائدہ نہیں ڈیئریسٹ۔۔۔۔ تم میری مدد کرو۔۔۔۔ خود کو سنبھالو۔۔۔۔ پاپا کی توقعات پوری کرو۔۔۔۔ اور۔۔۔۔" میں نے کینتھ کی طرف دیکھا "اور ممکن ہو تو اپنی آدھی بیوی کو پوری بیوی بنانے کی کوشش کرو۔ میں چلا۔۔۔۔ بائی بائی۔" قدم بڑھانے سے پہلے اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا۔ "تو کیا مجھے تمہارے کمرے میں سونا پڑے گا۔۔۔۔؟" میں نے آہستہ سے کہا۔ "میں سونے جاگنے کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔۔۔۔ اتنا جانتا ہوں آج میں تمہارے اپارٹمنٹ میں رہوں گا۔" وہ خاموش ہو گیا۔

میں ریڈنگ روم سے گزرتا ہوا رشی کے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا اور سلیپنگ سوٹ پہن کر سگریٹ سلگاتا ہوا ڈرائنگ روم کے دروازے سے ہال میں آیا۔ ابھی میں گیٹ کھلا ہوا تھا۔ روشنی دیکھتے ہی پہریدار نے بندوق سے سلامی دی ساتھ ہی کیبن کا دروازہ کھلا اور بخاری تیزی سے نکل کر باہر آیا۔ سلام کرتے ہی میں نے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی ہنس کر کہا۔ "بخاری ہم کافی دنوں سے تمہارے حالات دریافت نہیں کر سکے۔ تمہاری والدہ تو اچھی طرح ہیں نا؟" سر جھکا کر بولا۔ "یورایکسی لنسی آپکی مہربانی ہے' بالکل اچھی طرح ہیں۔ آپ کے لئے دعا کرتی ہیں۔" میں نے کہا۔ "یہ ان کی محبت ہے بخاری۔۔۔۔ انہیں ہمارا سلام کہنا اور یہ ان کی خدمت میں پیش کر دینا۔" میں نے جیب سے پانچ سو روپے نکال کر اس کو دیئے۔ اس نے سلام کر کے نوٹ لئے اور جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ "خدا حضور کو سلامت رکھے۔" میں نے کہا۔ "اپنی بہن کی شادی پر ہمیں ضرور اطلاع دینا بخاری۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "یورایکسی لنسی یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کو اطلاع نہ دیں۔۔۔۔ ہماری تو امیدیں ہی آپ کے دست کرم سے وابستہ ہیں۔" میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھا۔ بخاری میرا مقصد سمجھ گیا اور سلام کر کے چلنے لگا۔ میں نے چلتے چلتے کہا۔ "بخاری آج شاید ہماری ایک گرل فرینڈ

آئے--- پہریدار سے کہہ دو آنے دیا جائے۔" اس نے "بہتر ہے حضور!" کہہ کر سلام کیا اور رخصت ہو گیا۔ میں دروازہ بولٹ کئے بغیر اندر پہنچ کر بستر پر لیٹ گیا۔

بارہ بجے کے قریب جب میری آنکھیں نیند سے بوجھل ہو کر بار بار بند ہوئی جا رہی تھیں' دروازے کا پردہ ہٹا اور ایک عورت سیاہ شال میں لپٹی' منہ پر پلو ڈالے آہستہ سے اندر داخل ہوئی' دروازہ بند کیا اور تیزی سے چلتے ہوئے مسہری کے قریب آئی۔ میں نے اسے بٹھاتے ہوئے کہا۔ "ریکھا---!" وہ کھلکھلا کر ہنس دی اور چہرے سے شال ہٹاتی ہوئی بولی۔ "اجیتا---!" میں اس کو دیکھ کر چونک پڑا۔ "تم--- اس وقت کیسے--- اجیتا---؟" میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ وہ ہنس کر مسہری پر بیٹھ گئی اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگی۔ "تو تم ریکھا کا انتظار کر رہے تھے کرن--- کون ہے وہ؟" میں چکرا گیا۔ آخر سنبھل کر بولا۔ "شاید میں سپنا دیکھ رہا تھا اجیتا--- خیر--- بتاؤ اس وقت کیسے آئیں؟" مسکرا کر شال پھینکتی ہوئی کہنے لگی۔ "کیوں کیا مجھے یہ حق نہیں ہے---؟" میں نے کہا۔ "ہے تو--- لیکن ہم اس طرح نہیں مل سکتے۔ اگر کسی نے تاڑ لیا تو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں گے۔"

"ہاں!" اس نے کہا۔ "میں سمجھتی ہوں کرن لیکن مجبوری کے تحت مجھے یہ خطرہ مول لینا پڑا۔" میں ہنس دیا۔ "مجبوری کیسی---؟" کہنے لگی--- "میں تم سے ایک دان مانگنے آئی ہوں۔"

"دان؟" میں نے متعجب ہو کر کہا۔ "اوہ سمجھا شاید گجراج نے اعتراف کر لیا ہے۔"

"نہیں ڈارلنگ--- تمہاری قسم نہیں۔" اس نے میرے سر کو ہاتھ لگا کر کہا۔ "وہ اب بھی انکار کر رہا ہے کہ اس حملے سے اس کا کوئی تعلق نہیں لیکن تمہاری طرح مجھے بھی یقین ہے کہ حملہ اس نے اور اس کے دوستوں کے سوا کسی نے نہیں کیا۔"

"تو کیا---" میں نے پوچھا۔ "تم گجراج سے اجازت لے کر یہاں آئی ہو---؟" اس نے نفی میں گردن ہلائی۔ "میں اپنی مرضی سے آئی ہوں۔ صرف اس کی زندگی مانگنے--- اگر تم میری خاطر دان کر سکو۔" مجھے ہنسی آ گئی۔ "اجیتا ڈیئر۔ میں تمہارے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ تمہیں اپنا ڈبل سہاگ مبارک ہو لیکن اسے دان تو نہ کہو۔ میں نہ بھگوان ہوں نہ یم دوت (ملک الموت) کہ تمہارے گینڈے کو پچھاڑ کر ذبح کر ڈالوں گا۔" اس نے ہنس کر شکریہ ادا کیا اور دونوں ہاتھوں سے میرا سر تھام کر منہ چوم لیا۔ میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی گود میں گرا لیا۔ اس نے مسکرا کر ہاتھ جوڑے اور پھل کر گود سے نکلتی ہوئی بولی۔ "نہیں کرن' پلیز میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتی جانے دو۔" میں نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ مسکرا کر پیچھے ہٹتی ہوئی بولی "کرن مجھے تمہارے پروگرام میں

مداخلت کا افسوس ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "نان سینس--- تم نے میرے کسی پروگرام میں مداخلت نہیں کی ہاں عدم تعاون کا ارتکاب ضرور کیا ہے۔" وہ مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی۔ میں بستر پر دراز ہو گیا۔ اس ناوقت ملاقات نے میری نیند اڑا دی۔ دیر تک اس مسئلے پر غور کرتا رہا۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اجیتا نے گجراج کی مرضی کے بغیر اتنا بڑا قدم اٹھایا ہو۔ یقیناً" اس نے اپنی بیوی کی زبانی اعتراف جرم کر کے اپنی زندگی کی بھیک مانگی تھی۔ اسے معلوم تھا اجیتا مجھ سے اپنی بات منوا سکتی ہے۔ آخر مجھے پھر نیند آنے لگی۔ میں نے بزر دبا کر پہریدار سے دروازہ بند کرایا اور سگریٹ کے چند کش لگا کر لائٹ آف کر دی۔

دوپہر کا ایک بجا تھا۔ کینتھ کھانے کے کمرے میں جا چکی تھی۔ میں ایک ناول کا آخری حصہ پڑھنے میں منہمک تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے "ہیلو پاپا آداب عرض کہا---" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "یور ایکسی لنسی۔" میں نے آواز پہچان کر کہا۔ "ریکھا ڈیئر' پاپا کہاں ہیں؟" بولی۔ "ڈائننگ روم میں--- حکم؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "رات کو کیا ہو گیا تھا---؟" کہنے لگی۔ "کیا عرض کروں' یوں سمجھئے اجیتا فوبیا ہو گیا تھا۔" میں نے کہا۔ "تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ریکھا یقین کرو وہ صرف ایک درخواست لے کر آئی تھی اور---"

"کاؤنٹر سائن کرا کے چلی گئی۔" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ میں ہنس دیا۔ "ڈونٹ بی سلی--- تمہیں اس کے جانے کے بعد آنا چاہئے تھا۔ دراصل پہریدار نے اسے اس وجہ سے اندر آنے دیا کہ میں نے اس کو تمہارے آنے کی اطلاع دی تھی۔" "یقین کرو ریکھا میں تو اس غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ تم نے اس کو میرے پاس بھیجنے کے لئے مجھ سے چال چلی ورنہ وہ اس طرح ناوقت میرے بیڈروم میں آنے کی جرات نہیں کر سکتی تھی۔" اس نے قسم کھا کر کہا۔ "کرن میں اجیتا دیوی سے اتنی بے تکلف نہیں ہوں کہ وہ مجھے اتنے بڑے راز میں شامل کر لے--- یہ محض کوانسی ڈینس تھا۔" میں نے گفتگو کو طویل ہوتے دیکھ کر کہا۔ "خیر اب--- کس وقت مل سکتی ہو---؟" بولی--- "کیا عرض کروں پریتم--- تم میری مجبوریوں کا تصور نہیں کر سکتے۔ ہو سکتا ہے آج ہی کسی وقت ہو سکتا ہے پھر کبھی--- بہرکیف--- مقصد صرف یہ کہنا ہے کہ وچترا سے شادی کر کے تم ایک ایسے جال میں پھنس جاؤ گے جس سے ہزہائی نس بھی نہ نکال سکیں گے۔ اگر تم نے اس شادی کا کوئی دستاویزی ثبوت ان لوگوں کو فراہم کر دیا۔"

"سمجھ گیا---" میں نے کہا۔ "شکریہ ڈارلنگ۔"

بولی۔ "غیر ضروری ہے ڈیئریسٹ--- یہ بتاؤ کیا کرو گے۔ وچترا کا خاندان سمی پرنس فیملی ہے۔ نہ تم انہیں دبا سکتے ہو نہ ڈاج کر سکتے ہو نہ ڈرا سکتے ہو۔" میں ہنس

دیا--- اس نے جھلا کر کہا۔ "اوکے کرن ہنس لو لیکن یہ نہ بھولنا میں نے تمہیں وارننگ دی تھی۔" میں نے کہا۔ "میں ہر حالت میں تمہارا ممنون ہوں ڈارلنگ--- تھینک یو--- اینڈ بائی بائی۔" اس نے مائی لو کہہ کر ریسور رکھ دیا۔ میں بھی ریسور کریڈل پر رکھ کر ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔

○

اسی سہ پہر کو چار بجے اجیتا اور گجراج پارہ گڑھ واپس ہو گئے اور اسی شام پاپا' کرنل ماما کے ساتھ میرے پاس آئے۔ رشی کے متعلق چند باتیں کرنے کے بعد پاپا نے اس حملے کا ذکر چھیڑ دیا۔ کہنے لگے۔ "کرن جھیل سے جو لاش برآمد ہوئی تھی اس کی اٹوپسی میں موت کا سبب ڈراؤننگ اینڈ سفوکیشن بتایا گیا ہے۔ جسم کے کسی حصے سے گولی برآمد ہونا تو درکنار نشان تک نہیں پایا گیا۔

کرنل ماما نے کہا۔ "اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ممکن ہے وہ حملہ کرنے والوں میں سے نہ ہو--- بلکہ کوئی مچھلی کا شکار کرتے کرتے پھسل کر جھیل میں گر پڑا ہو اور ڈوب گیا ہو۔" میں نے کہا۔ "نہیں ماما جی وہ وقت مچھلی کے شکار کا نہیں تھا۔ اگر ہم اسے چند گھنٹے قبل ڈوبا ہوا بھی تسلیم کر لیں تو اس کے شکاری ہونے کی نشانی۔ چھڑی' ڈور' کانٹا' تھیلا وغیرہ کوئی سامان تو کنارے پر ملنا چاہئے تھا لیکن ایسی کوئی چیز نہیں ملی--- سائیکل وغیرہ قسم کی کوئی سواری بھی نہیں تھی۔ آخر بغیر سواری کے بارہ چودہ میل کا فاصلہ پیدل تو طے کرنے سے رہا جبکہ واپس بھی آنا ہو۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "یہ تو ٹھیک ہے---"

میں نے کہا۔ "پاپا--- وہ حملہ کرنے والوں میں سے ہی ایک تھا۔ ممکن ہے وہ عین کنارے پر کہیں کھڑا ہو اور فائرنگ کے دوران وامن کی گولی سے بچنے میں توازن برقرار نہ رکھ سکا ہو اور جھیل میں گر پڑا ہو۔"

کرنل ماما نے مسکرا کر کہا۔ "یقیناً ایسا ہی ہوا ہے۔" ہزہائی نس نے بھی اثبات میں سر ہلایا--- میں نے سوال کیا۔ "تفتیش کرنے والے کس نتیجے پر پہنچے پاپا---؟" وہ مسکرا دیئے۔ "ابھی تک کسی کو گرفتار نہیں کر سکے۔ اسی سے سمجھ لو--- کہاں پہنچے--- آج ہم ان میں سے کسی ایک کو آخری وارننگ دے رہے ہیں کہ اگر تین دن کے اندر اندر کسی کو گرفتار نہ کیا تو انہیں جبریہ طور پر ریٹائر کر دیا جائے گا۔" میں نے کہا۔ "پاپا یہ بھی تو ممکن ہے کہ کوئی اتنی بڑی شخصیت ملوث ہو جس پر وہ ہاتھ نہ ڈال سکتے ہوں۔"

"بڑی شخصیت تو ہے ہی۔" انہوں نے کہا "لیکن ہاتھ نہ ڈال سکنا ہماری سمجھ میں

نہیں آتا۔ کیا وہ ہم سے بڑی شخصیت ہے---؟"

"ممکن ہے وہ مجرم تک پہنچ گئے ہوں لیکن رشوت نے ان کا منہ بند کر دیا ہو---
انکوائری کون کر رہا ہے پاپا---؟"

"شاید تمہارا مطلب ہے--- سب سے بڑا افسر کون ہے؟"

"جی پاپا---" میں نے کہا۔ "میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

بولے۔ "ایل ڈی برمن چیف کمشنر پولیس ہے۔ اگر کوئی خاص بات ہے تو کل صبح آٹھ بجے تمہارے پاس بھیج دینگے۔" میں نے کہا۔ "ضرور بھیج دیجئے۔" انہوں نے پھر وعدہ کیا اور اٹھ کر رشی کے اپارٹمنٹ کی طرف چلنے لگے۔ میں ریڈنگ روم تک ان کے ساتھ آیا۔ جاتے جاتے کرنل ماما نے کہا۔ "کرن یہ برمن مخالف گروپ کی طرف جھکا ہوا ہے۔" میں نے متعجب ہو کر کہا۔ پھر آپ صحیح تفتیش کے متوقع کیوں ہیں ماما---" مسکرا کر بولے۔ "کیا کریں چیف تو وہی ہے۔" میں خاموش ہو گیا--- وہ پاپا کے ساتھ رشی کے کمرے میں داخل ہو گئے۔

دوسری صبح آٹھ بجے میں نے پاپا کو ٹیلیفون کر کے برمن کو بھیج دینے کو کہا۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد انہوں نے کہا۔ "کرنل ہمیں پانچ منٹ کی مہلت دو--- اس وقت ہم برمن سے بات کر رہے ہیں۔" میں ان کا اوٹ پٹانگ جواب سن کر کہنے جا رہا تھا۔ "پاپا کرنل نہیں' میں بول رہا ہوں" لیکن برمن کا نام سن کر سمجھ گیا کہ کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے اور پاپا نے قصداً" اس سے میرا نام چھپایا ہے چنانچہ مزید کچھ کہے بغیر ریسور کریڈل پر رکھ کر بیٹھ گیا اور سگریٹ سلگا کر ان کے ٹیلیفون کا انتظار کرنے لگا۔ پانچ منٹ نہیں گزرنے پائے تھے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسور اٹھا کر کان سے لگایا۔ ہزہائی نس نے کہا۔ "کرن بڑی گڑبڑ ہو گئی۔ وہ گدھے کا بچہ برمن بغیر اطلاع دیئے ساڑھے سات بجے رشی کے پاس جا دھمکا نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہئے تھا۔ رشی نے پہلے تو انکار کیا کہ میں نے تمہیں نہیں بلایا۔ جب اس نے ہمارا نام لیا تو بولا--- پھر پاپا ہی کے پاس جاؤ--- ہمیں تم سے اور تمہاری انکوائری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" وہ یہاں یہی کہنے آیا تھا اور جس وقت تم نے فون---"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے پاپا--- کچھ زیادہ نہیں بگڑا--- میں اس سے شام کو بات کروں گا۔ آپ اس سے جواب طلب کیجئے کہ وہ بغیر اطلاع دیئے--- نہیں اطلاع نہ کیجئے بلکہ یہ کہئے کہ وہ اپائنٹ منٹ سے آدھا گھنٹہ پہلے کیوں پہنچا۔" ہزہائی نس ہنس دیئے--- میں نے کہا۔ "بہتر ہے پاپا آپ اس کو کہئے اس وقت یوراج کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ شام کو چھ اور سات بجے کے درمیان پھر حاضر ہو۔" پاپا نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اچھا کرن شام کو دیکھیں گے۔" میں نے کہا۔ "پاپا یہ بہت ضروری ہے پلیز---"

شام کو چھ بجے کے قریب میں رشی کے ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا اور ایک انگریزی ناول کی ورق گردانی کرنے لگا۔ چند منٹ گزرے ہوں گے کہ دروازے کی لائٹ نے کسی کی آمد کی اطلاع دی۔ میں نے گرین لائٹ کا سوئچ دبایا اور برمن اندر داخل ہوا۔ میں نے کتاب ہاتھ سے رکھ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اس نے مزاج پرسی کرتے ہوئے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "صبح میری طبیعت کچھ خراب تھی مسٹر برمن۔۔۔ اس لئے آپ کو دوبارہ زحمت دینا پڑی۔ آپ نے مائنڈ تو نہیں کیا؟" وہ مسکرا کر بولا۔ "نہیں یورایکسی لنسی۔۔۔ ہزہائی نس نے بھی مجھے یہی کہا کہ ابھی اکثر آپ کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے اور اس وقت آپ کسی سے بات نہیں کرتے۔" میں نے کہا۔ "ہاں میں اکثر اپنے سر پر ایک وزن سا محسوس کرتا ہوں لیکن ایسا کبھی کبھی ہوتا ہے اور صرف دس پندرہ منٹ کے لئے ہوتا ہے۔ سگریٹ پیجئے۔" میں نے سگریٹ کیس اس کی طرف سرکایا۔ اس نے سگریٹ لے کر مجھے لائٹ دی اور اس دوران بھی غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھتا رہا۔ میں نے کش لے کر دھواں چھوڑتے ہوئے دریافت کیا۔ "کچھ پتہ چلا مسٹر برمن' وہ کون لوگ تھے۔۔۔؟"

کہنے لگا۔ "یورایکسی لنسی ایسا معلوم ہوتا ہے ان میں اس ریاست کا ایک بھی آدمی نہ تھا۔۔۔ وہ کسی دوسری جگہ سے آئے تھے۔"

"وہ کیسے؟" میں نے سوال کیا۔ "شہر کی ناکہ بندی کرا دی گئی تھی۔ چاروں طرف کے چیک پوسٹ مطلع کر دیئے گئے تھے کہ کسی گاڑی کو نہ نکلنے دیا جائے۔ پھر وہ باہر کیسے نکلے؟"

"یور ایکسی لنسی۔۔۔" اس نے کہا۔ "شاید آپکو راج محل پہنچنے میں زیادہ دیر لگی اور اس سے پہلے کہ ہم ناکہ بندی کریں وہ نکل گئے یا۔۔۔" میں نے نفی میں گردن ہلائی۔ "یہ ممکن نہیں ہے۔۔۔ کسی چیک پوسٹ سے کوئی گاڑی گزرنے کی اطلاع نہیں ملی۔ خصوصاً" ایسی کوئی کار جس پر کسی دوسری ریاست یا برٹش انڈیا کا نمبرپلیٹ ہو۔"

وہ مسکرایا۔ "تو پھر وہ باہر نہیں گئے۔ شہر میں کہیں غائب ہو گئے۔" میں ہنس دیا۔ اس نے سگریٹ ایش ٹرے میں جھٹکتے ہوئے کہا۔ "یورایکسی لنسی اگر میں کہوں کہ وہ راج محل میں غائب ہو گئے تو آپ یقین کر لیں گے۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "میرے یقین کرنے نہ کرنے سے حقیقت نہیں بدل سکتی۔ اگر یہ حقیقت ہے تو کیا آپ نے ہزہائی نس کو یہ بات بتائی۔" اس نے نفی میں گردن ہلا کر کہا۔ "میں پہلے آپ کو بتانا چاہتا تھا۔ اس لئے کہ اس میں چند باتیں ایسی ہیں جنہیں ہزہائی نس کے علم میں لانا شاید آپ پسند نہ کریں۔" میں نے کہا۔ "میں آپکا مطلب نہیں سمجھ سکا مسٹر برمن۔"

"میرا سمجھانا ٹھیک نہیں ہے یورایکسی لنسی۔ بہتر ہے آپ خود سمجھنے کی کوشش

کریں۔" میں ہنس دیا۔ اس نے سگریٹ کے دھوئیں کی آڑ سے میری طرف دیکھا۔ میں نے اٹھ کر ٹہلنا شروع کر دیا۔ الماری کے قریب جا کر گلاس میں ایک پیگ اسکاچ انڈیلی اور پانی ملا کر کھڑا کھڑا پینے لگا۔ برمن غور سے میری طرف دیکھتا رہا۔ گلاس خالی کر کے میں پھر اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور سگریٹ سلگاتے ہوئے بولا۔ "مسٹر برمن آپ کی متضاد بیانی نے مجھے پریشان کر دیا۔ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ آپ نے تحقیقات کا نتیجہ ہزہائی نس کو اس لئے نہیں بتایا کہ اس سے بعض پہلو ایسے سامنے آتے ہیں جو آپ ان سے پہلے مجھے بتانا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف جب میں آپ سے وہ پہلو جاننا چاہتا ہوں تو آپ کہتے ہیں بہتر ہو گا کہ میں خود سمجھنے کی کوشش کروں۔ یہ سب کیا ہے کیا یہ دماغ خراب کرنے والی باتیں نہیں ہیں؟"

وہ مسکرا دیا۔۔۔ "یورایکسی لنسی۔" اس نے نیچی آواز میں کہنا شروع کیا۔ "آپ سے زیادہ صحیح الدماغ آدمی شردھام میں کوئی نہیں ہے۔ بمبئی میں شاید کوئی ہو تو ہو۔" میں اس کا مقصد سمجھ گیا۔ وہ درپردہ یہ کہہ رہا تھا کہ میں نیم دیوانہ یوراج نہیں ہوں۔ میں نے اس کو مزید کھلنے کا موقع دینے کے خیال سے غصہ ضبط کر کے کہا۔ "یہ تو آپ صحیح کہہ رہے ہیں مسٹر برمن لیکن غصہ آ جانے پر مجھے کچھ ہوش نہیں رہتا۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "صبح آپ غصے میں نہیں تھے اور مجھے دیکھ کر جو کچھ آپ نے کہا وہ محض واقعات سے لاعلم ہونے کا نتیجہ تھا۔۔۔ غصے کا نہیں۔" میں نے بمشکل غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "مسٹر برمن آپ میرے سوال کا جواب دینے کے بجائے سائیڈ ٹریک کرنے کی کوشش نہ کریں۔ بتائیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔" وہ جواب دینے کے بجائے آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے اٹھ کر بزر دبایا اور اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "شاید تم کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو برمن۔ یہ تمہاری آخری غلط فہمی ہے۔" وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی وقت بخاری دروازے پر نمودار ہوا۔ میں نے برمن کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "بخاری اس سے تلوار چھین کر گرفتار کر لو اور ٹیلیفون کر کے پاپا کو بلاؤ۔" بخاری تیزی سے اندر آنے لگا۔ برمن نے گرج کر کہا۔ "اس کی کیا مجال ہے کہ برمن پر ہاتھ ڈال سکے۔" میں نے ایک ہاتھ سے اسکا کالر پکڑ کے جڑے پر گھونسہ مارا اور وہ چکرا کر گرنے لگا۔ میں نے اس کی کراس بیلٹ میں ہاتھ ڈال کر گرتے گرتے سیدھا کر کے کہا۔ "میری مجال یہاں سے انگلینڈ تک ہے برمن اور میں تمہارے باپ کی سمادھی پر بھی ہاتھ ڈال سکتا ہوں۔" اس نے آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا اور سنبھلتے ہی دونوں ہاتھوں سے میری کلائی پکڑ کے بل دینے لگا۔ اسی وقت میں نے اس کی گردن پر کراٹے کا ہاتھ مارا اور وہ بیہوش ہو کر فرش پر آ رہا۔۔۔ بخاری نے آگے بڑھ کر اس کی تلوار درمیان سے کھینچ لی اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

میں نے ایک بار پھر گلاس کا سہارا لیا۔ چند گھونٹ حلق سے اترنے کے بعد میرے اعصاب کا تناؤ کچھ کم ہوا اور سوچنے کی صلاحیت بتدریج ابھرنے لگی۔ میں نے آگے بڑھ کر برمن کو کھینچ کر صوفے پر ڈالا۔ پانی کے چھینٹے منہ پر مارے اور جب اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ہاتھ تھام کر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "کچھ ٹھکانے پر آئی عقل؟" اس نے گردن پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ کوئی جواب نہ پا کر میں نے کہا۔ "جسم کے ساتھ تمہاری عقل بھی موٹی ہو گئی ہے برمن---- لیکن یہ نہ بھولو کہ یہ گوشت جو تم لادے پھر رہے ہو' ہمارا چڑھایا ہوا ہے اور ہم اسے کتوں کو کھلا سکتے ہیں۔ پاپا کے یہاں پہنچنے سے پہلے بتاؤ تم کیا چاہتے ہو----؟" وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ "آپ نے میرے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا یورایکسی لنسی۔" میں نے فرش پر پیر مارتے ہوئے کہا۔ "برمن تمہارے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے یہ ہم جانتے ہیں۔ اگر تمہیں اپنی زندگی عزیز ہے تو فوراً" استعفے دے کر چوبیس گھنٹے میں شردھام سے نکل جاؤ ورنہ ہرہائی نس تو کوئی چیز نہیں ہیں' ہزہائی نس بھی تمہیں نہ بچا سکیں گے---- سن لیا----؟ ناؤ گیٹ آؤٹ اینڈ سیو یورہائیڈ۔" اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولنا چاہا لیکن میرے تیور دیکھ کر خاموش ہو گیا اور سر جھکا کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ میں نے دروازہ بند کرایا اور اپنے ڈرائنگ روم میں جا کر پاپا کو فون کیا۔ گھنٹی بجتے ہی انہوں نے رسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو کرن----" میں نے آداب عرض کرتے ہوئے کہا۔ "پاپا شاید برمن آپ کے پاس آئے۔ آپ اس سے فوراً" استعفے طلب کر لیں اور چوبیس گھنٹے میں ریاست سے نکل جانے کا حکم جاری فرما دیں۔"

ہنس کر کہنے لگے۔ "کرن ایسا نادر شاہی حکم تو نہ دو---- کیا بہت خطرناک ثابت----" میں نے کہا۔ "پاپا' جہاں نادر شاہی حکم کی ضرورت ہو وہاں الطاف خسروانہ فرمانے سے آستین میں سانپ نہیں اژدھے پنپتے ہیں۔ برمن قانون کا محافظ---- نہیں قانون شکنوں کا محافظ ہے۔ ریاست کا وفادار نہیں ریاست کے دشمنوں کا وفادار ہے۔ میں حملہ کرنے والوں کو جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ برمن نے ان کو گرفتار کرنے کے بجائے فرار ہونے میں مدد دی ہے۔ اسے کل اس وقت شردھام میں نہیں ہونا چاہئے اور اگر ہونا چاہئے تو کفن میں لپٹا ہوا ہونا چاہئے۔ آداب عرض۔" ہزہائی نس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے آہستگی سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پلٹتے ہی کینتھ نے مسکرا کر گلاس بڑھا دیا۔ میں نے "تھینکس" کہہ کر گلاس لے لیا اور مسہری پر بیٹھ گیا۔ کینتھ نے کہا۔ "ابھی تمہیں رشی کے کمرے میں ہی رہنا چاہئے۔ ممکن ہے ہزہائی نس برمن کو ساتھ لے کر تمہارے پاس آئیں----" میں نے ایک گھونٹ لے کر سگریٹ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ نہیں آئیں گے---- برمن بھی ان کے پاس نہیں جائے گا۔ جب تک کہ استعفے دینے کو تیار نہ ہو---- اور استعفے دینے سے پہلے وہ مہارانی اور ان کے ہمنواؤں سے صلاح مشورہ ضرور کریگا۔" کینتھ نے دو سگریٹ سلگا کر ایک میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ میں نے دو گھونٹ لے کر خالی گلاس ٹیبل پر رکھ دیا۔ کینتھ نے کہا۔ "تو پھر میں رشی کو ان کے اپارٹمنٹ میں چھوڑ آتی ہوں۔" میں نے کہا۔ "ہاں لیکن تمہیں واپس یہیں آنا ہے---- اور جلدی آنا ہے۔" وہ مسکراتی ہوئی چل دی۔ میں مسہری پر دراز ہو کر سگریٹ کے کش لینے لگا۔

بمشکل پانچ منٹ گزرے ہوں گے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی---- میں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔ ہزہائی نس نے کہا۔ "کرن اکیلے ہو نا؟" میں نے کہا۔ "جی پاپا---- لیکن آپ زحمت نہ فرمائیں---- میں حاضر ہو سکتا ہوں۔" کہنے لگے۔ "کرنل تمہارے پاس آ رہے ہیں۔" میں نے جواب دیا۔ "سر آنکھوں پر' لیکن پاپا اگر وہ آپ کے پاس ہیں تو کہہ دیجئے۔ کسی بھی انداز میں برمن کی وکالت نہ فرمائیں۔"

وہ بولے۔ "معلوم ہوتا ہے تمہارا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا کرن۔" میں نے کہا۔ "پاپا میں انتقامی جذبے کے تحت کوئی فیصلہ نہیں کیا کرتا۔ یقین فرمایئے وہ بہت بڑا کانٹا ہے۔" کہنے لگے۔ "ہم تم سے زیادہ یقین کسی پر نہیں کرتے کرن لیکن کچھ مصلحتیں بھی ہوا کرتی ہیں۔ ہمارا خیال ہے فوری عمل کا کوئی اچھا اثر نہیں پڑیگا۔" میں نے کہا۔ "پاپا سانپ کو زخمی کرنے کے بعد سر کچلنے میں پس و پیش کرنا خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہوتا ہے۔ آگے آپ جانیں۔" وہ بولے۔ "بہر کیف کرنل تمہارے پاس آ رہے ہیں۔" کینتھ کو کمرے میں آتے دیکھ کر کہا۔ "بہتر ہے پاپا---- آداب عرض۔" اس نے میرے ہاتھ سے رسیور لے کر کریڈل پر رکھ دیا اور مسہری پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "کوئی آ تو نہیں رہا----؟" میں نے سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے کہا۔ "صرف انکل۔"

دس منٹ بعد ریڈ بلب کی روشنی نے کاریڈور میں کسی کی آمد کا اعلان کیا اور کینتھ دروازہ کھولنے چلی گئی۔ تھوڑی دیر میں لوٹی تو کرنل ماما اس کے ساتھ تھے۔ میں نے اٹھ کر سلام کیا۔ وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "کرن بیٹے---- میں برمن کی سفارش لے کر نہیں آیا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں تم نے اسے نکالنے کا فیصلہ کیا ہے تو اسے نکلنا ہی چاہئے اور وہ نکالا جا رہا ہے۔ ملازمت سے' راج محل سے اور راج محل کی حدود سے لیکن ریاست بدر کرنا قرین مصلحت نہیں ہے۔ وہ یہاں کا خاصا بڑا جاگیردار ہے۔ ایک بڑے ذی اثر خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے کئی رشتہ دار بڑے بڑے عہدوں پر ہیں اور شہر میں کافی اثر و نفوذ رکھتے ہیں۔ جلا وطن کر دینا بہت بڑی سزا ہے۔ جلا وطنی کے ساتھ جائیداد بھی ضبط کرنی پڑتی ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کھلی عدالت میں مقدمہ

چلا کر کوئی بہت بڑا جرم ثابت نہ کیا جائے---" میں نے انہیں سگریٹ اور لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "ماما جی تو پھر ڈسمس کرنے کے بعد اس پر چوبیں گھنٹے مسلسل نگرانی رہنی چاہئے--- اور یہ اس سے بھی دشوار کام ہے۔ آپ کب تک نگرانی کرا سکیں گے۔ کیا ایک امیر آدمی نگرانی کرنے والوں کو نہیں خرید سکتا۔ کیا راج محل میں پہلے ایسا نہیں ہو چکا ہے۔" انہوں نے کش لے کر کہا۔ "ہاں ہوا ہے--- تمہارا پہریدار خود تمہارے اوپر حملہ کرنے میں شامل تھا۔" میں نے کہا۔ "پھر نگرانی سے فائدہ---؟"

وہ بولے۔ "کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ "کیا وہ اس قدر خطرناک ہے کرن؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ اٹھ کر ٹہلنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد رک کر کہنے لگے۔ "سردست ڈسمس کر کے نقل و حرکت پر نگرانی قائم کئے دیتے ہیں۔ اتنی احتیاط اور کر سکتے ہیں کہ ہر ہفتہ آدمی بدلتے رہیں۔ تمہارے اپنے آدمی کا کیا حال ہے اب؟"

"ٹھیک ہی ہے۔" میں نے جواب دیا "لیکن کم از کم ایک مہینے میں اس قابل ہو سکے گا کہ ڈیوٹی انجام دے سکے۔"

"خیر اور انتظام ہو جائے گا۔" انہوں نے کہا۔ "تو اب اس پر رضا مند ہو تا کہ برمن سے استعفٰے لے کر راج محل سے نکال دیا جائے---؟"

میں نے کہا۔ "آپ جیسے مناسب سمجھیں۔" وہ میرا سر تھپتھپا کر مسکراتے ہوئے چل دیئے۔

چند روز گزر گئے۔ برمن کو ملازمت سے نکالا جا چکا تھا۔ اس کی نگرانی کے لئے خفیہ پولیس کے تین آدمی تعینات کر دیئے گئے تھے جو ہر وقت سائے کی طرح اس کے پیچھے لگے رہتے تھے اور ہر آٹھ گھنٹے کے بعد ڈیوٹی بدلنے پر نئے چیف کو اس کی نقل و حرکت کی ڈائری پیش کرتے تھے۔ نیا چیف ایک قطعی غیر مستحق افسر تھا۔ جسے میں نے منتخب کر کے از سر نو حلف وفاداری اٹھوایا تھا۔ وہ ایک ذہین اور تیز طرار جوان تھا اور ایک دم تین سیڑھیاں پھلانگ کر آخری سیڑھی پر پہنچ جانے کے باعث وہ میرے حکم کو ہر چیز پر ترجیح دیتا تھا۔ ہر دوسرے تیسرے روز سلام کو حاضر ہوتا اور نہ صرف برمن بلکہ دربار کی تمام اہم شخصیتوں کے خیالات اور سیاسی سرگرمیوں سے آگاہ کرتا رہتا۔ ایک روز جبکہ برمن کو ملازمت سے برطرف کئے ہوئے پندرہ سولہ روز گزرے تھے اس نے بتایا کہ شام کو برمن کمپنی باغ میں مصنوعی پہاڑی کی سیڑھیوں پر ہرہائی نس سے دو منٹ تک باتیں کرتا ہوا دیکھا گیا۔ ملاقات بظاہر اتفاقیہ معلوم ہوتی تھی۔ ہرہائی نس اوپر سے اتر رہی تھیں اور برمن سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ عین درمیان میں پہنچ کر برمن نے ان کو سلام کیا۔ وہ رک گئیں اور دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد وہ نیچے آ کر کار میں بیٹھ گئیں اور برمن پہاڑی پر چلا گیا۔

میں نے پوچھا۔ "ہرہائی نس کے ساتھ کون کون تھا۔" تو اس نے بتایا۔ "صرف ایک عورت تھی لیکن وہ ان سے تین چار سیڑھیاں اوپر رک گئی تھی۔" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے--- میں معلوم کر لوں گا--- ان کے ساتھ کون عورت تھی اور بہت ممکن ہے ملاقات کی نوعیت کا بھی پتہ چل جائے۔"

اس کے جانے کے بعد میں نے ایک لڑکی کو وچترا کے پاس بھیج کر دوپہر کے کھانے پر آنے کی دعوت دی اور ہزہائی نس کو ٹیلیفون کر کے کرنل ماما کو بلایا تا کہ وہ رشی کو باتوں میں الجھائے رکھیں۔ وچترا کی موجودگی میں کینتھ کا میرے کمرے میں ہونا ضروری تھا۔ ایک بجے سے کچھ پہلے کرنل میرے اپارٹمنٹ میں رشی کے پاس پہنچ گئے اور کینتھ کو میرے پاس بھیج دیا۔ سوا ایک بجے کے قریب وچترا شعلہ جوالہ بن کر آئی لیکن وہ تنہا نہ تھی شنو بھی اس کے ساتھ تھی۔ میں نے اٹھ کر دونوں کا استقبال کیا اور سیدھا ڈرائنگ روم میں لے گیا۔ میز پر بیٹھتے ہی شنو نے کہا۔ "کرن بھیا میں کھانا نہیں کھاؤں گی۔ صرف---" میں نے مسکرا کر اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "کیسے کھا سکتی ہو شنو' تم وچترا کی باڈی گارڈ بن کر آئی ہو۔ یہ بھی ہماری مہربانی ہے کہ تمہیں اپنے پاس بٹھا رہے ہیں۔" وہ ہنس دی۔ "اچھا کافی پی لیتی ہوں--- تم کھانا شروع کرو---" میں نے وچترا کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا اور کھانا شروع کر دیا۔ شنو نے کافی تیار کر کے چینی ملاتے ہوئے کہا۔ "آج اچانک ہمیں کیسے یاد فرمایا یور ایکسی لنسی؟" میں نے فارک ہاتھ سے رکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔ "شنو فارگاڈ سیک اب خود کو اتنی اہم ثابت کرنے کی کوشش بھی نہ کرو۔ تمہارے بغیر ہمارے حلق میں کونسا نوالہ پھنس رہا تھا بھلا؟ یہ کیوں نہیں کہتیں--- 'مان نہ مان' میں تیرا مہمان---" وچترا ہاتھ سے چمچہ رکھ کر ہنسنے لگی۔ شنو بھی ہنس دی--- وچترا نے کہا۔ "کرن' پلیز' شنو میری آتما ہے۔ میں شریر ہوں۔ تم آتما اور شریر کو کیسے علیحدہ کر سکتے ہو---؟"

"ڈیم اٹ۔" میں نے فارک اٹھاتے ہوئے کہا۔ "یہ تم نے کالیداس کا ڈائلاگ کہاں سے سیکھ لیا وچترا---؟ آتما واتما سے پرماتما کو دلچسپی ہو گی۔ ہم شرارت پسند لوگ شریر تک ہی محدود رہنا چاہتے ہیں۔" شنو نے ہنس کر کہا۔ "اچھا فرض کر لیتے ہیں کہ تم نے صرف وچترا کو بلایا تھا۔"

"بلایا تو کیا جرم کیا--- کھلا پلا کے آپ کی امانت آپ کو لوٹا دیں گے۔ زیادہ سے زیادہ اپنا جھیل پر تعمیر ہونے والا مقبرہ دکھا دیں گے۔"

"بن گیا---؟" اس نے احمقانہ سا سوال کیا۔

"بن رہا ہے---" میں نے جواب دیا "اور اتنی تیزی سے بن رہا ہے کہ تم دیکھتی رہ جاؤ گی۔"

"پھر تو ہم ضرور دیکھیں گے۔" اس نے کہا۔

"ضرور---" میں نے جواب دیا--- "اگر کافی پی چکی ہو تو جلدی سے راجکماریوں والے سولہ سنگھار کر کے آ جاؤ---" وہ ہنس دی۔ "ٹرخانا چاہتے ہو مجھے---؟"

"اچھا' نہ ٹرخو--- شوق سے بیٹھو ہمارے سر آنکھوں پر---" میں نے اکتا کر کہا--- کافی ختم کر کے وہ اٹھی اور ٹہلتی ٹہلتی کینتھ کے پاس پہنچ گئی۔ میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ وچترا نے کہا۔ "کیا واقعی سیر کو چل رہے ہو کرن؟" میں نے ہنس کر کہا "اور کیا کہہ سکتا تھا اس پگلی سے--- ورنہ مقصد تمہیں دیکھنا تھا۔" وہ مسکرا دی۔ "میں خود بھی تمہیں دیکھنا چاہتی تھی کرن--- دراصل--- میں بہت شرمندہ ہوں کہ میں نے تمہیں پانے کے لئے بہت غلط طریقہ اختیار کیا--- تم نے معاف تو کر دیا نا؟"

"کیا بات کر رہی ہو ڈیئر۔" میں نے میز سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "مجھے خود اپنے اس طرز عمل پر شرمندگی ہے۔ بہتر ہو گا اگر ہم ان باتوں کو بھلا دیں۔" وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔ "شکریہ کرن--- پھر بھی شام کو کہیں چلیں تو کیا حرج ہے---؟"

"چلیں گے---" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "کل شام کو میں نے تمہیں ممی کے ساتھ لفٹ کی طرف جاتے دیکھا تھا۔ بلانے کو دل چاہا لیکن ممی کی وجہ سے خاموش ہو گیا۔"

"اوہ ہاں---" اس نے کہا۔ "کل میں ہرہائی نس کے ساتھ گئی تھی۔"

"کہاں کہاں کی سیر کی---؟" میں نے سوال کیا۔ "سیر کیا ڈیئر--- شہر سے باہر چند میل ڈرائیو کر کے چلے آئے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ممی کے ساتھ یہی مصیبت ہے ڈیئر--- وہ کبھی کسی ایسی جگہ نہیں جاتیں جہاں زندگی کا کوئی حسین پہلو نظر آئے۔"

"کیا کریں ڈیئر۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "انکار بھی تو نہیں کر سکتے۔ تو اب شام کو جھیل پر چل رہے ہو نا---؟"

"ضرور---" میں نے کہا۔ "تیار رہنا لیکن شنو کا دم چھلا نہ ہو تو بہتر ہے۔"

"کوشش کروں گی۔" اس نے کہا۔ میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھا کینتھ اس اشارے کو دیکھتے ہی آہستہ آہستہ قریب آنے لگی۔ شنو اس کے ساتھ تھی۔ "ایکس کیوزمی' یور ایکسی لنسی۔" کہہ کر اس نے الماری سے دو گولیاں نکالیں اور گلاس میں پانی لے کر میرے پاس آئی۔ میں نے اس کے ہاتھ سے گولیاں لے کر پانی کے گھونٹ سے نگلیں اور اتنا برا منہ بنایا جیسے زہر کھا لیا ہو۔ حالانکہ یہ صرف وٹامن بی کمپلیکس کی گولیاں تھیں جنہیں کھا کر میں دستر خوان کا شیر بن جایا کرتا تھا۔ گلاس کینتھ کو لوٹا کر میں نے شنو کی طرف دیکھا۔ "اچھا شنو--- شام کو پانچ بجے تمہیں بنگلہ دکھائیں گے۔" اس نے چلنے کا

وعدہ کیا اور وچترا کو لے کر چلی گئی۔ کینتھ نے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے صوفے پر بیٹھ کر سگریٹ سلگایا۔ میرا خیال تھا ہرہائی نس کے ساتھ ریکھا ہو گی اور اسی لئے میں نے وچترا کو چکر میں ڈال کر یہ جاننا چاہا تھا کہ ان کے ساتھ دوسری عورت کون تھی--- لیکن یہ خود وچترا تھی اور اس سے کچھ اگلوانے کی کیا امید ہو سکتی تھی۔ مجھے بڑی مایوسی ہوئی۔

شام کو پانچ بجے میں کینتھ کے ذریعے انہیں سیر کا پروگرام ملتوی کرنے کی اطلاع دے کر رنواس پہنچ گیا۔ سروج نے مالتی دیوی' ونمالا اور ہنسراج کے' دو تین دن میں پارہ گڑھ سے آنے کی اطلاع دی۔ میں نے ونمالا اور ہنس راج کو نہیں دیکھا تھا' حدود اربعہ دریافت کیا تو سروج نے بتایا "ہنس راج' گجراج کا چھوٹا بھائی ہے اور ونمالا اسکی جرمن بیوی ہے۔ جس کا اصلی نام ہندی میں ایک گالی ہونے کے باعث بدل کر ونمالا کر دیا گیا۔ یہ حال ہی میں جرمنی سے آئے ہیں۔" میں نے کہا۔ "پھر تو انہیں آنا ہی تھا۔" مسکرا کر کہنے لگی۔ "سچ کہنا کرن' تمہیں ان کا آنا ناگوار تو نہیں---؟" میں نے کہا۔ "ایسی باتیں سچ نہیں پوچھی جایا کرتیں--- سروج--- نہ سچ بتائی جا سکتی ہیں۔ یہ حالات پر منحصر ہے۔ آنے والوں کے مزاج اور خصائل پر منحصر ہے۔ بہرکیف سچ صرف یہ ہے کہ میں ہر نئے آنے والے سے گھبراتا ہوں۔ خصوصاً" اس سے جس کا تعلق براہ راست میری اور تمہاری ذات سے ہو۔" وہ مسکرا دی گود میں گر گئی۔ میں نے اسے بھینچ کر چوم لیا۔ دونوں ہاتھوں سے میرا سر اوپر اٹھاتی ہوئی کہنے لگی۔ "کرن تمہاری صاف گوئی سے میں بڑے نقصان میں ہوں۔ اجیتا دیدی کے سلسلے میں تمہیں کبھی معاف نہ کرتی اگر تم نے سچ نہ کہہ دیا ہوتا۔ اب یہ انہی کی دوسری بہن آ رہی ہیں جو ان سے بھی کہیں تیز ہیں--- وعدہ کرو---" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم کتنی بھولی ہو ڈارلنگ وعدے پر یقین رکھنے کے بجائے اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرو۔ کسی کو اتنا موقع نہ دو کہ تنہائی میں مجھ سے مل سکے۔ ڈیٹس آل۔" وہ کھلکھلا کر لپٹتی ہوئی بولی۔ تم کتنے پیارے ہو کرن--- اپنا علاج خود ہی بتا رہے ہو۔" میں نے اس کے بالوں پر ہاتھ پھراتے ہوئے کہا۔ "میں اپنی کمزوری سے واقف ہوں ڈیئر--- پیش قدمی کبھی نہیں کرتا لیکن پیش قدمی کرنے والوں سے فرار بھی حاصل نہیں کر سکتا امید ہے سمجھ گئی ہو گی۔" وہ "تھینکس" کہتی ہوئی اٹھی اور میرا ہاتھ پکڑ کے ڈرائنگ روم کی طرف چل دی۔

دو روز بعد پارہ گڑھ سے متوقع مہمان شام کے سات بجے شردھام پہنچ گئے---

رات کا کھانا سب نے ہزہائی نس کے ساتھ کھایا۔ ہنس راج کی جرمن بیوی نے ہماری شادی پر حاضر نہ ہو سکنے کی معذرت کے بعد دولہا دلہن کے لئے لائے گئے تمام تحفے ہزہائی نس کی خدمت میں پیش کئے اور انہوں نے سروج کے حوالے کر دیئے۔ رات کو گیارہ بجے تک ڈرائنگ روم میں باتیں ہوتی رہیں۔ ونمالا اپنے شوہر سے آٹھ [illegible] چھریرے جسم

والی عورت تھی۔ اس کے جسم کو ساڑھی سے اور زبان کو انگریزی سے وہی تعلق تھا جو ایک دھوتی پرشاد کو ترکی ٹوپی پہن کر عربی زبان سے ہو سکتا ہے۔ بحیثیت مجموعی وہ ایکسپلوسیو تھی۔ کاش وہ اسکرٹ پہن کر ہندی بول سکتی۔ مصلحتاً میں زیادہ تر مالتی کی طرف متوجہ رہا۔ ہم زبان ہونے کے علاوہ وہ نہایت خوش مزاج تھیں اور ویسے بھی ان حدود سے آگے نکل چکی تھیں' جہاں عورت کی خوش مزاجی اور التفات کو کوئی اور معنی دیئے جا سکتے ہیں۔ ساڑھے گیارہ بجے کے قریب مہمانوں کو ان کے کمروں میں پہنچا دیا گیا اور محفل برخاست ہو گئی۔

دوسرے روز سہ پہر کی چائے پر پاپا کے ڈرائنگ روم میں مہمانوں کے ساتھ پینی تھی۔ میں ساڑھے تین بجے پہنچا تو پاپا' ممی اور شنو کے سوا سب وہاں موجود تھے۔ میں نے مالتی دیوی کی طرف دیکھ کر پرنام کیا اور سروج کے برابر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ہنس راج نے غور سے میری طرف دیکھا۔ میں نے سلام کیا تو رسمی سا جواب دیکر کہنے لگے۔ "ارے---- ونمالا ڈیئر---- یہ تو ہمیں پہچانتے ہیں۔"

میں اس کے لہجے سے سمجھ گیا۔ گھپلا ہو گیا---- مسکرا کر کہا۔ "تو کیا مجھے آپ کو نہیں پہچاننا چاہئے ہنس راج جی----؟" اس نے جھک کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تو کیا بارہ بجے آپ سب کو بھول جاتے ہیں؟" سب کی نگاہیں میری طرف مرکوز ہو گئیں۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "آئم سوری آج گیارہ بجے مجھ پر شدید دورہ پڑا تھا۔ مجھے ڈیڑھ دو بجے تک کا کوئی واقعہ یاد نہیں۔" سروج نے گھبرا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے کرسی سے پشت لگا کر کہا۔ "اب میں بالکل ٹھیک ہوں سروج----"

سروج کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اس نے گردن جھکا لی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "میں بالکل ٹھیک ہوں سروج گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔" اسی وقت پاپا اور ان کے ساتھ ممی' شانتا اور کرنل ماما اندر داخل ہوئے---- پاپا نے مسکرا کر کہا۔ "ہیلو---- ہیلو---- ہیلو----" سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے سب کے چہروں پر نظر ڈالتے ہوئے کہا "کیا بات ہے---- تم سب خاموش کیوں ہو----؟"

میں نے کہا۔ "کچھ نہیں پاپا دوپہر کو میری طبیعت خراب ہو گئی تھی شاید اسی دوران ہنس راج جی وہاں پہنچ گئے۔ نہ معلوم میں نے کیا کہا اور انہوں نے کیا سنا----!"

"اوہ!" انہوں نے کہا۔ "اب کیسے ہو----؟" میں نے کہا۔ "اب بالکل ٹھیک ہوں پاپا---- بالکل ٹھیک----" انہوں نے ماما کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کرنل یہ کیا بات---- تین چار مہینے کے بعد پھر اٹیک ہو گیا۔"

ماما نے سر جھکا کر کہا۔ "مس کینتھ سے دریافت کرتا ہوں۔ کرن سے کوئی نہ کوئی بدپرہیزی ضرور ہوئی ہے----" وہ چلنے لگے۔ ہزہائی نس نے کہا۔ "کرنل اب ان کو

چائے---- خالی چائے پلا کر اپنے ساتھ ہی لیتے جاؤ۔" ماما چلتے چلتے پلٹ گئے۔

میں نے کہا۔ "میں بالکل نارمل ہوں پاپا---- مس کینتھ نے انجکشن دے دیا ہے۔ میں سب کچھ کھانے پینے کی اجازت پانے کے بعد ہی یہاں آیا ہوں۔" پاپا نے کہا۔

"کرن صرف چائے پیو کرن اور کرنل کے ساتھ اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو۔"

ہنس راج نے میری ہی نہیں' سب کی چائے کا مزا کرکرا کر دیا۔ سروج بھی صرف چائے پی کر اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ مالتی دیوی اور ہنس راج وغیرہ کے علاوہ کئی اور راجکماریاں اس کے ساتھ ہو لیں۔ میں ماما کو اپنے کمرے کی طرف روانہ کر کے سروج کو تسلی دینے کے لئے اس کے ساتھ گیا اور جب وہ ہنسنے لگی تو اپارٹمنٹ کو چل دیا۔ کرنل ماما' رشی اور کینتھ خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی کینتھ نے کہا۔ "ویلڈن کرن۔" پھر کرنل ماما پر نظر پڑتے ہی شرما کر بولی "آئم سوری' یور ایکسی----" رشی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "دیٹس آل رائٹ لیڈی---- غلطی میری تھی۔" میں نے اس کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ "کوئی غلطی نہیں رشی چاند---- میں تمہاری ہر غلطی کو مٹا کر دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک سکتا ہوں---- کیا ہوا تھا؟" اس نے مجھے کھینچ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ایک مرد اور ایک عورت تم سے ملنے آئے تھے---- کون تھے وہ؟"

"نیور مائنڈ----" میں نے ہنس کر کہا۔ "آگے چلو----" کہنے لگا۔ "میں نے گرین لائٹ سوئچ دبا دیا۔ سنتری نے دروازہ کھول کر انہیں اندر بھیج دیا۔ میں نے انہیں ڈانٹ کر بھگانا چاہا وہ دونوں پاگلوں کی طرح ہنستے ہوئے صوفے پر بیٹھنے لگے۔ میں نے چیخ کر سنتری کو بلایا اور انہیں باہر نکلوا دیا۔ معلوم نہیں کون تھے----؟"

میں نے پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا۔ "مائی ڈیئر رشی---- تم نے یہ نہیں سوچا راج محل میں اپنے رشتہ داروں کے سوا کون داخل ہو سکتا ہے۔ وہ تمہارا سالا تھا اور اس کے ساتھ اس کی وائف تھی۔ دونوں جرمنی سے تمہیں ملنے آئے تھے۔"

"میرا سالا؟" اس نے ایک دم جھلا کر کہا۔ "میرا سالا؟ جرمنی سے؟ آر یو آل رائٹ کرن؟" میں نے پھر اس کو گھسیٹ کر سینے سے لگا لیا۔ وہ پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ "کرن یہ چکر میری سمجھ میں نہیں آیا---- میرا کوئی سالا نہیں۔" میں نے کہا۔ "اچھا تمہارا کوئی سالا نہیں---- وہ میرا سالا تھا۔ بتاؤ تمہارا کیا ہوا----؟"

"ڈیم اٹ----" وہ پیچھے سرکتا ہوا بولا---- تم سب فراڈ ہو---- ماما تم بھی---- پاپا بھی اور یہ کینتھ بھی۔"

"اوکے---- اوکے---- ہم فراڈ ہیں----" میں نے بگڑ کر کہا۔ "تم اگر ستیہ وادی ہریش چندر بن کر زندہ رہنا چاہتے ہو تو بھنگی بننا پڑیگا۔ یہ کل جگ۔ ایسے حق پرستوں کو

راجہ کی حیثیت سے قبول نہیں کر سکتا۔ سوچ کر بتاؤ راج محل میں رہنا چاہتے ہو یا کسی دھرم شالہ میں؟" وہ ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور سینہ تان کر بولا۔ "وہاٹ ڈو یو مین----؟" میں نے اٹھ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ "آئی مین---- تمہارا کیریکٹر شہزادوں جیسا نہیں ہے۔ اپنا طرز عمل بدلو یا سادھو بن جاؤ اور کسی پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ کر الکھ نرنجن---- الکھ نرنجن چیخا کرو۔ تاکہ تمہاری آواز بھگوان کے کانوں تک پہنچ سکے لیکن یاد رکھو وہ وہاں سے بھی نہ سن سکے گا۔ وہ آج کل سائنس لیبارٹری میں آئن اسٹائن کے نظریہ اضافت کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے۔" وہ بے ساختہ ہنس دیا اور بولا۔ "وہاٹ اے ڈیول یو آر کرن۔" میں نے سر جھکا کر ڈرامائی انداز میں کہا۔ "تھینکس فار کمپلی مینٹس لیکن بات یہیں ختم نہیں ہوتی---- میں اگر تمہیں پرنس نہ بنا سکا تو خودکشی کر لوں گا اور سچ مچ کا شیطان بن کر زندگی بھر ستاتا رہوں گا۔" اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر مجھے سینے سے لگا لیا اور میرے منہ پر رخسار رکھ کر کہنے لگا۔ "نہیں کرن---- ایسا غضب نہ کرنا میری جان۔ میں ایک منٹ میں تڑپ کر مر جاؤں گا۔ خدا کے لئے بتاؤ تم کیا چاہتے ہو---- میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں----؟"

میں نے کینتھ کی طرف دیکھ کر ڈرنک لانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بیٹھ جاؤ---- بتاتا ہوں---- ان دی میں ٹائم---- ماما سے معافی مانگو تم نے انہیں بھی فراڈ کہا ہے۔" اس نے جھک کر کرنل کے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا اور انہوں نے اس کو اٹھا کر سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ "ویٹس آل رائٹ مائی کڈ۔" وہ ہنس کر میرے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔ "بس کرن---- اب تو خوش ہو نا؟ بتاؤ کیا کہہ رہے تھے----؟" کینتھ نے ٹرے لا کر رکھ دی اور میں نے گلاس اٹھا کر دیتے ہوئے کہا---- "پیو----!" اس نے آہستہ آہستہ چند گھونٹ لے کر گلاس رکھ دیا اور سنبھل کر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "ناؤ ڈیئر۔"

میں نے کہا۔ "ہماری عدم موجودگی میں کسی سے نہ ملاقات کرو گے نہ ٹیلیفون پر بات کرو گے۔ اتفاقیہ طور پر سامنے آنے والے ہر اجنبی کو اہم شخصیت سمجھو گے---- کیونکہ غیر اہم آدمی تمہارے پاس نہیں پہنچ سکتا---- جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کے لئے پاپا سے، ماما سے، مجھ سے یا کینتھ سے مشورہ کرو گے دیٹس آل۔" اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ایگریڈ----" میں نے مسکرا کر ماما کی طرف دیکھا اور وہ اس کے سر پر ہاتھ پھرا کر چل دیئے۔ میں نے کینتھ کی طرف دیکھا۔ اس نے اسکاچ کی بوتل نکال کر میز پر رکھ دی اور ہم دیر تک پیتے رہے---- رشی کا موڈ بالکل تبدیل ہو چکا تھا اور وہ بات بات پر قہقہے لگا رہا تھا۔ ایسے میں ٹیلیفون کی گھنٹی نے ہمیں اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے بڑھ کر رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ "پاپا---- آداب عرض۔" ہزہائی نس نے کہا۔ "کرن کیا تم کھانا ہمارے ساتھ کھا سکتے ہو----؟" میں نے جواب دیا۔ "حاضر ہوتا ہوں کرنل ماما

نے آپ کو سب کچھ----"

"بتا دیا----" انہوں نے میرا جملہ پورا کر دیا۔ میں نے کہا۔ "پاپا---- یہاں سب کچھ ٹھیک ہو چکا ہے اور جو کچھ نہیں ہوا ہے وہ میں کر لوں گا لیکن آپ ایسا انتظام کریں کہ موم یا سسٹر ایک سیکنڈ کے لئے بھی ہنس راج یا ونمالا وغیرہ سے تنہائی میں نہ مل سکیں---- وہ میری طرف سے مشکوک ہیں اور ذرا سے اشارے میں----"

"سمجھے----" انہوں نے میری بات پوری ہونے سے پہلے کہا۔ "ریکھا کچھ کر سکتی ہے؟" میں نے کہا۔ "بہت کچھ پاپا لیکن عرصہ ہوا میں اس سے بات نہیں کر سکا ہوں---- اس لئے کوئی---- ایک نہیں نہیں بلکہ دو تین تعلیمیافتہ لڑکیاں جن پر اعتماد کیا جا سکتا ہو ہر وقت ان کے ساتھ رہنی چاہیں تاکہ وہ انگریزی میں بھی کوئی اشارہ نہ کر سکیں۔ ورنہ پھر---- آپ کو مجھے جھیل کی آبادی میں دو تین کا اضافہ کرنے کی اجازت دینی ہو گی۔" انہوں نے کمزور سی آواز میں کہا۔ "نہیں کرن---- ہم تمہاری پہلی بات پر عمل کریں گے۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے پاپا---- میں حاضر ہو رہا ہوں---- آداب عرض۔"

میں کینتھ کو ساتھ لے کر ڈرائنگ روم پہنچا تو یہاں سہ پہر سے زیادہ ہجوم تھا۔ ہزہائی نیس، مہارانی، شنو اور کئی راجکماریاں میز پر بیٹھی ہوئی مہمانوں سے باتیں کر رہی تھیں۔ ونمالا اور سروج کے درمیان دو کرسیاں خالی رکھی گئی تھیں۔ میں سلام کر کے کینتھ کے ساتھ سروج کی برابر والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے نظریں اٹھا کر دیکھتے ہوئے آہستہ سے سوال کیا۔ "اب تم کیسے ہو----؟" میں "فائن" کہہ کر ونمالا اور ہنس راج کی طرف متوجہ ہو گیا ونمالا، کینتھ سے باتیں کر رہی تھی جو میرے متعلق ہی تھیں۔ میں نے ہنس راج کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میں ایک بار پھر اپنے طرز عمل کی معذرت چاہتا ہوں ہنس راج جی۔" وہ "فارگیٹ اٹ کرن۔" کہہ کر کینتھ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ہزہائی نس نے کہا۔ "مس کینتھ آج کرن کیا کیا چیزیں کھا سکتے ہیں----؟" اس نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "یور ہائی نس، کراکری اور کٹلری کے علاوہ ہر چیز جو میز پر نظر آ رہی ہے۔" ہزہائی نس نے ہنس کر کہا۔ "تھینک گاڈ---- اینڈ گو اہیڈ۔" سب نے کھانا شروع کر دیا۔ مہارانی نے کھانے کے دوران کئی بار رسمی مزاج پرسی کی اور زیادہ کھانا نہ کھانے کی تاکید کرتی رہیں۔ کھانا ختم ہونے کے بعد میں کینتھ کی معیت میں سروج کو رنواس چھوڑنے گیا اور تھوڑی دیر باتیں کر کے اپنے اپارٹمنٹ میں آ گیا۔ ہمارے پہنچنے کے بعد کرنل رشی کو بیڈ روم میں پہنچا کر چلے گئے۔

دوسرے دن ونمالا اور ہنس راج دوپہر کو پھر مجھ سے ملنے کو آئے۔ اب ان کا سواگت کرنے کو رشی نہیں، میں موجود تھا۔ میں نے عملاً گزشتہ غلطی کی تلافی کر دی اور

ایک گھنٹے کے بعد جب وہ واپس ہوئے تو ان کا دل میری طرف سے صاف ہو چکا تھا۔ شام کو چار بجے میں انہیں جھیل کی سیر کو لے گیا اور دو تین گھنٹے کشتی میں بیٹھ کر مچھلی کا شکار کرانے کے بعد ہم کھانے کے وقت واپس ہوئے۔

صبح آٹھ بجے ناشتہ کر کے میں مہمانوں سے ملنے کے لئے سروج کے اپارٹمنٹ میں پہنچا تو مالتی دیوی سروج کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے انہیں سلام کیا تو کہنے لگیں۔ "اچھا ہوا کرن تم خود یہاں آ گئے۔ ہم آج گھر جا رہے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ماسی جی کیا یہ آپ کا گھر نہیں؟" ہنس کر سر پر ہاتھ پھراتی ہوئی بولیں۔ "کرن بیٹے---- شاید میں غلط جملہ بول گئی۔ گھر کیوں نہیں ہے۔ میرا مطلب تھا ہم پارہ گڑھ جا رہے ہیں۔ یہ بتاؤ تم دونوں کب آؤ گے----؟" میں نے کہا۔ "اگلے مہینے تک---- ضرور میرا دل گھبرانے لگے گا اور پھر آپ جانتی ہیں۔ ملا کی دوڑ مسجد۔ پارہ گڑھ نہیں آئیں گے تو بمبئی تو جانے سے رہے۔" وہ بے ساختہ ہنس پڑیں سروج کی طرف دیکھ کر بولیں---- "سروج تم ہمارے ساتھ چلو بیٹی---- اس کرن کی باتیں تو اتنی پیاری ہیں کہ جی چاہتا ہے ہمیشہ سنتی رہوں۔" سروج ہنسنے لگی۔ اسی وقت ونمالا اور ہنس راج کمرے میں داخل ہوئے اور مجھے دیکھ کر بولے۔ "اچھا ہوا کرن---- تم مل گئے‘ ہم جا رہے ہیں۔" ونمالا نے پرس کھول کر ایک لفافہ نکالا اور میری طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے کہا۔ "انوی ٹیشن لیٹر----؟" مسکرا کر کہنے لگی۔ "سپر ٹیکس----" میں نے لفافہ سروج کی طرف منتقل کر دیا۔ چند منٹ باتیں کرنے کے بعد وہ رخصت ہو گئے۔ میں انہیں نیچے تک چھوڑنے آیا۔ اسی شام رشی کرنل ماما کے ساتھ میرے اپارٹمنٹ میں آیا اور کہنے لگا۔ "کرن کیا میں یہاں نظر بند ہوں؟" میں نے حیرت زدہ ہو کر ماما کی طرف دیکھا۔ وہ سر جھکا کر خاموش ہو گئے۔ رشی نے تھوڑی دیر انتظار کر کے میرے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "کرن میں نے تم سے سوال کیا تھا۔" میں نے کہا۔ "کیا میں ماما سے بہتر جواب دے سکتا ہوں رشی----"

وہ بولا---- "کرن ڈپلو میٹک جواب نہ دو---- میرا دماغ خراب ہو جائے گا۔"

میں نے کہا۔ "ڈیئریسٹ‘ اس سے زیادہ کیا خراب ہو گا کہ تم خود کو نظر بند سمجھنے لگے ہو۔ خیر بولو کیا چاہتے ہو----؟" بگڑ کر بولا۔ "سیر کو جانا چاہتا ہوں۔"

"خوب" میں نے کہا۔ "پچھلی مرتبہ سیر کو گئے تھے تو کیا ہوا تھا بھول گئے---- پھر وہی تماشا دیکھنے کو دل چاہتا ہے کیا----؟" وہ بولا۔ "تم میرے ساتھ چلو----" ماما نے کہا۔ "بڑی اچھی باتیں کر رہے ہو رشی----" کہنے لگا۔ "ماما---- پلیز شٹ اپ ناؤ۔" میں نے آگے بڑھ کر کہا۔ "شیم شیم---- رشی---- شیم ٹو یو---- ماما کو شٹ اپ کہہ رہے ہو۔" وہ بولا۔ "میرا دل گھبرا رہا ہے۔ میں ضرور باہر جاؤں گا---- اور اگر تم نے روکنے کی کوشش کی تو تمہارا----" اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا اور جھپٹ کر ریسیور اٹھا

لیا۔ "میں پاپا سے بات کروں گا۔ ہیلو پاپا‘ میں رشی بول رہا ہوں‘ یس رشی ہاں پاپا---- میں سیر کو جانا چاہتا ہوں---- گاڑی بھجوایئے---- ہیں---- ماما---- بھی ہیں---- دونوں مل کر میرا دماغ خراب کر رہے ہیں---- اچھا آ جایئے---- لیکن گاڑی کے لئے حکم دے کر آیئے---- اچھا---- ماما جی کو دیتا ہوں۔" اس نے ریسیور ماما کی طرف بڑھایا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر ریسیور لے لیا اور باتیں کرنے لگے۔ میں نے کہا۔ "رشی‘ مائی ڈیئر اتنی ضد کیوں کر رہے ہو----؟" اس نے جواب دینے کے بجائے میری طرف سے منہ پھرا لیا۔ کرنل ماما نے چند جملے تبدیل کئے اور ریسیور کریڈل پر رکھ کر کہا۔ "جاؤ رشی---- اجازت مل گئی---- مس کینتھ کو ساتھ لیتے جاؤ----" اس نے کینتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کم آن----" کینتھ اس کے ساتھ چلنے لگی‘ دروازے کی طرف جاتے ہوئے میری طرف دیکھ کر بولا۔ "یو آر اے بلڈی کاورڈ۔" میں کرنل ماما کی طرف دیکھ کر ہنس دیا۔ وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے۔ میں نے بڑھ کر الماری سے دو گلاس اور اسکاچ کی بوتل نکال کر میز پر رکھی۔ کرنل نے کہا "کرن---- مائنڈ نہ کرنا بیٹے---- آج رشی کچھ زیادہ ہی بہک رہا تھا----" میں نے گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "آیئے ماما جی آپ کی صحت کا جام پیئیں‘ رشی کی بات چھوڑیئے---- اسے کیا معلوم کہ میں اس کے لئے کتنا بڑا بلیدان دے رہا ہوں۔"

"برخوردار" انہوں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "یہ مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا---- اور میں---- میں تمہیں مہا پرش مانتا ہوں" میں نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ماما‘ آپ میرے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں لیکن پھر بھی بہت کچھ نہیں جانتے۔ میں کلیجے پر چھریاں کھا کر اسے مسکراہٹیں دے رہا ہوں---- اپنی ریاست کو چھوڑ کر اس کی ریاست کی حفاظت کر رہا ہوں---- اپنے ضمیر کے کچو کے کھا کر اس کا وجود ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔" ماما نے گلاس پر نگاہیں گاڑتے ہوئے کہا---- میں سمجھتا ہوں میرے چاند---- میں سمجھتا ہوں---- میں اس سے آگے بھی کچھ سمجھ سکتا ہوں---- خیر‘ دھیرج رکھو‘ دھیرج کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے۔" انہوں نے گلاس سے گلاس ٹکرایا۔ "ماما کی صحت کے نام" کہہ کر گلاس ہونٹوں سے لگا لیا---- دو تین گھونٹوں میں خالی کر کے پھر اور خالی کر دیا۔ کرنل ماما نے گلاس ٹیبل پر رکھا اور خود انڈیل کر پینے لگے۔ دو تین دور چلنے کے بعد انہوں نے کہا۔ "زیادہ نہ پیو کرن---- کھانے کے بعد چاہے ایک دو پیگ اور پی لینا۔" میں نے "بہتر ہے" کہہ کر گلاس رکھ دیا اور سگریٹ نکال کر سلگایا‘ وہ اٹھ کر ٹہلنے لگے۔ میں نے انکی آنکھ بچا کر گلاس میں انڈیلی اور اٹھا کر پینے لگا۔ وہ گردن جھکائے ٹہلتے رہے۔ میں پیتا رہا---- آخر ان کی نظر پڑ گئی۔ مسکرا کر بولے۔ "کرن‘ شاید تم نے رشی کی بات کو بہت شدت سے محسوس کیا ہے۔"

میں نے گلاس خالی کر کے رکھ دیا اور بزر دبایا۔ کرنل نے میری طرف دیکھا۔ میں رسٹ واچ دیکھنے لگا' مجھے خاموش دیکھ کر انہوں نے کہا۔ "تم نے کس کو بلایا کرن؟" میں نے کہا۔ "یہ نوکروں کو کھانا میز پر لگانے کا اشارہ ہے ماما۔"

میں دس منٹ بعد ان کو کھانے کے کمرے میں لایا۔ میز پر کھانا لگا ہوا تھا۔۔۔۔ اور کمرے میں کوئی نوکر نہ تھا۔ کرنل نے میز پر بیٹھتے ہوئے ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ میں نے کھانے سے خوان پوش اٹھا کر کہا۔۔۔۔ "کھائیے ماما جی۔" انہوں نے نفی میں گردن ہلائی' میں نے کھانا شروع کر دیا۔۔۔۔ وہ بیٹھے دیکھتے رہے۔ چند لقمے کھانے کے بعد میں نے بوتل اٹھا کر گلاس بھرا اور پینے لگا۔ انہوں نے غور سے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر کہنے لگے۔ "کرن۔۔۔۔ آج تم میری سمجھ میں نہیں آ رہے ہو۔ کیا بات ہے؟"

میں نے کہا۔ "کیوں' ماما جی' میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔"

"انہوں نے پھر نفی میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ "تم کچھ بے چین ہو۔۔۔۔ تمہاری حرکات کچھ غیر اختیاری سی ہیں۔۔۔۔ کہیں زیادہ تو نہیں ہو گئی۔"

میں نے "جی نہیں" کہہ کر پھر کھانا شروع کر دیا۔ انکی نظریں میرے چہرے پر جم کر رہ گئیں۔ میں کھاتے کھاتے رک گیا۔ مسکرا کر بولے "کیا ہوا؟" میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "معلوم نہیں ماما جی۔۔۔۔ کھانا بھی نہیں کھایا جا رہا۔۔۔۔ شاید آپ سچ کہہ رہے ہیں۔۔۔۔ میں کچھ بے چین ہوں۔"

"بزدلی کے طعنے کا تو اثر نہیں؟"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "کمال کر دیا ماما جی رشی کی بات کا اثر لے سکتا ہوں؟ نہیں یہ تو کچھ اور ہی بات ہے جو۔۔۔۔ دل میں ہے لیکن الفاظ بن کر زبان پر نہیں آ رہی۔"

کرنل نے بایاں ہاتھ گھما کر گھڑی پر نظر ڈالی۔ میں نے گلاس منہ سے لگایا اور دو گھونٹوں میں خالی کر کے میز پر رکھ دیا۔ سگریٹ سلگایا اور پھر انڈیلنے لگا۔ کرنل نے ہاتھ بڑھا کر بوتل پکڑ لی اور کرسی سے اٹھ کر کہنے لگے۔ "کرن تمہیں کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔ چھوڑو اسے" میں نے بوتل چھوڑ دی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ بولے۔ "خودکشی کرنا چاہتے ہو تو اور بہت طریقے ہیں کرن۔۔۔۔ لیکن کیوں؟"

میں گردن جھکا کر دروازے کی طرف چلنے لگا۔ وہ بھی میرے پیچھے پیچھے باہر نکلے میں نے ڈرائنگ روم تک پہنچنے میں دو مرتبہ دیوار کا سہارا لیا۔ اسکاچ میرے سر پر مسلط ہو چکی تھی اور میں زمین اوپر اٹھتی ہوئی محسوس کر رہا تھا۔ کرنل ماما نے اس وقت مجھے سہارا دینے کی ضرورت محسوس کی جب میں صوفے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ انہوں نے میرے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "آخر طبیعت خراب ہو گئی نا؟"

میں نے پاؤں پھیلا کر پشت گاہ سے کمر لگاتے ہوئے کہا "نہیں ماما جی۔۔۔۔ میں اب

پہلے سے بہتر ہوتا جا رہا ہوں' آپ نیچے جا کر دیکھئے رشی اور کینتھ لوٹے یا نہیں؟"

"ہاں' ساڑھے سات ہونے والے ہیں۔" انہوں نے کہا۔ "اس وقت تو انہیں یہاں ہونا چاہئے تھا۔ آؤ تمہیں بیڈ روم میں پہنچاتا جاؤں۔۔۔۔ سو جاؤ تو اچھا ہے۔" میں نے نفی میں سرہلا دیا۔ وہ "تمہاری مرضی" کہہ کر اٹھے اور باہر نکل گئے۔ میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں پھینکا اور صوفے پر دراز ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں میری آنکھیں بند ہونے لگیں اور نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔

میری آنکھ کھلی تو دن چڑھ چکا تھا۔ کھڑکیوں سے روشنی اندر آ رہی تھی۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ نو بجنے میں دو منٹ باقی تھے۔ خود کو صوفے پر دیکھ کر رات کے تمام واقعات یاد آنے لگے میں چونک کر اٹھ کھڑا ہوا اور خادمہ کو بلانے کے لئے بزر دبایا۔ کئی مرتبہ گھنٹی دینے پر بھی کوئی جواب نہ ملا تو کینتھ کو آواز دے کر بلانا چاہا۔۔۔۔ لیکن معاً کسی خوف سے یہ ارادہ ترک کر دیا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل کر اس کے کمرے میں پہنچا' بستر خالی تھا۔ کینتھ کا کہیں پتا نہ تھا۔۔۔۔ ڈرائنگ روم میں پہنچا۔ یہاں بھی کوئی نہ تھا۔ رات کے کھانے کی تمام پلیٹیں اسی طرح میز پر رکھی ہوئی تھیں۔ جس حالت میں ہم چھوڑ کر اٹھے تھے۔ مجھے حیرت تھی کہ سب کہاں چلے گئے۔ خادماؤں کے کمرے میں جا کر دیکھا یہاں کوئی نہ تھا۔ باورچی خانے میں بھی سناٹا تھا۔۔۔۔ رشی کو کوئی حادثہ پیش آ جانے کے اندیشے سے میرا دماغ چکرانے لگا بمشکل دیوار کا سہارا لے کر خود کو سنبھالا اور ایک گلاس پانی پیا' کچھ حواس درست ہوئے تو ریڈنگ روم کے راستے رشی کے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا' تمام کمرے سائیں سائیں کر رہے تھے۔ میرا شک یقین میں بدلنے لگا۔ صدر دروازہ کھول کر دیکھنا چاہا تو باہر سے مقفل تھا دیر تک کان لگائے کھڑا رہا۔ باہر کسی کے چلنے پھرنے کی آہٹ تک نہ تھی۔ آخر اپنے ڈرائنگ روم میں آ کر پاپا کو ٹیلی فون کرنے کے لئے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ ٹیلی فون ڈیڈ تھا۔ کسی قسم کی کوئی آواز نہ تھی جھلا کر پٹخ دیا۔ میں ہر طرف سے مایوس ہو کر صوفے پر بیٹھ گیا اور سگریٹ سلگا کر صورتحال پر غور کرنے لگا۔ دو تین گھنٹے گزر گئے اور میں اس کے سوا کچھ نہ سوچ سکا کہ شاید رشی اب اس دنیا میں نہیں ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو میں کہاں ہوں۔ اس کے بعد میرا وجود تو ریاست کے لئے۔۔۔۔ میں اس سے آگے کچھ نہ سوچ سکا۔ اٹھ کر ہاتھ منہ دھویا اور ڈرائنگ روم میں جا کر رات کی رکھی ہوئی مٹھائیاں اور پھل وغیرہ کھائے۔ اسکاچ کے تین پیگ پیے اور سگریٹ سلگا کر خواب گاہ میں آیا۔ اب میں بہتر طریقے پر سوچ سکتا تھا۔ رشی کو کسی حادثے یا حملے کا شکار ہو جانے کے متعلق اب کسی شک کی گنجائش نہ تھی۔ ممکن تھا کہ کینتھ بھی اس کے ساتھ ختم ہو گئی ہو۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔ اگر۔۔۔۔ لیکن دروازے مقفل ہونے اور ٹیلی فون کاٹ دیئے جانے کے بعد اب کسی اگر مگر کی بہت کم

گنجائش تھی۔ مجھے اپنی زندگی۔۔۔ خطرے میں دکھائی دینے لگی۔ رشی کے مارے جانے کے بعد میرے زندہ چھوڑ دیئے جانے کے امکانات بہت کم تھے کیونکہ مجھے صرف اسی صورت میں زندہ رکھا جا سکتا تھا کہ جب مہاراجہ مجھے رشی کی جگہ پلانٹ کرنے پر رضامند ہوں لیکن سوال یہ تھا کہ رشی کی موت کا واقعہ منظر عام پر آنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کس طرح ثابت کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے ننانوے فیصد امکان یہی تھا کہ مجھے خفیہ طریقے سے ڈسپوز آف کر دیا جائے۔

اس خیال کے ساتھ میں چونک کر بستر سے اٹھ کھڑا ہوا اور شہزادگی کا لباس پہن کر نعیم بننے کا تہیہ کر لیا۔ میرے اپارٹمنٹ میں اس وقت بھی دو آٹو میٹک پستول' انکے درجنوں ری فلز اور ایک الیون شاٹ ونچسٹر رائفل مع دو سو کارتوسوں کے موجود تھی۔ لاکھوں روپیہ نوٹوں اور جواہرات کی شکل میں تھا' اسٹور روم اشیائے خورد نوش سے بھرا پڑا تھا۔ ولایتی شراب کی درجنوں بوتلیں میری اور کینتھ کی الماریوں میں بھری پڑی تھیں۔ راج محل میں میرے دو قابل اعتماد ہمدرد موجود تھے' جن کے خلوص و محبت پر شک کرنا میرے لئے کفر کے مترادف تھا۔ ایک کرنل ماما جو میرے لئے باپ کا درجہ رکھتے تھے۔ دوسری سروج' بشرطیکہ اس کو میرے زندہ ہونے کا پتا چل جائے تیسری ریکھا تھی جس سے بہت سی توقعات وابستہ کی جا سکتی تھیں' میرے ذرائع وسائل کافی سے زیادہ تھے اور پھر قوت خداداد۔۔۔۔ نعیم کو ختم کرنے کے لئے ہزہائی نس کو۔۔۔ اگر وہ میری تمام قربانیوں کو نظرانداز کر دیں اور اپنی تمام پدرانہ محبت اور وعدوں کو فراموش کر کے مصلحت کے سامنے سر جھکا دیں تو۔۔۔۔ نعیم کو ختم کرنے کے لئے انہیں جلادوں کی نہیں ملک الموت مجسم کی خدمات حاصل کرنے کی ضرورت تھی۔ ڈیم۔۔۔ اٹ۔۔۔ اگر ایسا ہو ہی گیا تو۔۔۔ یہ سب محض کھلونے ہیں۔ جنہیں ہزار طریقے سے توڑ پھوڑ کر پھینکا جا سکتا ہے۔۔۔ نعیم ملک' گورنر کی امانت۔۔۔ جن کا ایک ٹیلی فون ایک چار سطری پیغام ریذیڈنسی کو حرکت میں لا سکتا ہے۔

اس احساس نے میرے دل کو تقویت بخشی۔ میں نے شیو اور غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر تمام دروازے اندر سے لاک کئے۔ باورچی خانے میں جا کر اسٹو جلایا۔ چار پانچ انڈوں کا آملیٹ بنایا اور ڈبل روٹی نکال کر کھڑے کھڑے کھانے لگا' بغیر دودھ کی چائے بنا کر پی اور بیڈ روم میں آ کر سو گیا۔ مجھے معلوم نہیں میری آنکھ کس وقت لگی اور کتنی دیر سوتا رہا لیکن جس وقت کال بیل کی جھنجھناہٹ سے میری آنکھ کھلی تو اس وقت کمرے میں اندھیرا تھا۔ میں نے بستر سے اٹھ کر روشنی کی اور تکیے کے نیچے سے پستول نکال کر صدر دروازے کی طرف چل دیا دروازے کا سرخ بلب میری رہنمائی کر رہا تھا۔ میں نے بولٹ سرکایا اور آہستگی سے کواڑ کھول کر ایک طرف ہو گیا۔ آنے والے کرنل ماما تھے نگاہیں ملتے ہی میرا پستول والا ہاتھ خود بخود نیچے چلا گیا۔ "ماما" میری زبان سے بے اختیار نکلا۔ انہوں نے

دروازہ بند کر کے بولٹ چڑھایا اور دونوں ہاتھ پھیلا کر مجھے سینے سے لگا لیا۔

میں نے ان کی سسکیاں سن کر کہا "یہ سب کیا ہے ماما۔۔۔؟ رشی"

انہوں نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ "رشی کہاں ہے میرے لال۔۔۔ ہمارا تو سب کچھ لٹ گیا۔" میرے منہ سے چیخ نکل گئی۔ انہوں نے مجھے ہاتھوں سے پھسل کر گرتے گرتے سینے سے چمٹا لیا اور آہستہ آہستہ ڈرائنگ روم کی طرف چلنے لگے۔ کمرے میں آتے ہی روشنی میں ان کا افسردہ چہرہ دیکھ کر میری پھر چیخیں نکلنے لگیں۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا "شانتی بیٹے شانتی۔۔۔" میں تکیئے میں منہ چھپا کر رونے لگا۔ رشی کی موت کا یقین میرے لئے سوہان روح تھا۔ میں اس کو حقیقی بھائی سمجھنے لگا تھا۔ اگر ممکن ہوتا تو میں اپنی جان دے کر بھی اس کو بچانے کی کوشش کرتا۔ ماما نے مجھے تھوڑی دیر رونے دیا۔ پھر میرے سر پر ہاتھ پھرا کر بولے۔ "کرن' بیٹے میری بات سن لو۔" میں نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ "فرمایئے۔"

کہنے لگے۔ "رشی تو اب اس دنیا سے منہ موڑ گیا۔ مس کینتھ بیہوش ہے۔۔۔ آپریشن ہو چکا ہے' لیکن بچنے کی کوئی امید نہیں' بخاری بھی سخت زخمی ہے' اس کی بھی امید نہیں۔"

میں نے کہا۔ "یہ سب کیسے ہوا ماما؟ کیا میری گھبراہٹ اسی معیبت کی نشاندہی کر رہی تھی؟" وہ بولے "ہاں بیٹے' یہ کارن تھا تمہاری بے چینی کا۔۔۔ یہ تمہارے مہان ہونے کا ثبوت ہے۔"

میں نے کہا۔ "خیر ماما اسے چھوڑیئے' یہ بتایئے یہ کیسے ہوا؟"

"بظاہر یہ ایک ایکسیڈنٹ ہے۔ رشی کی کار جھیل کی طرف جاتے ہوئے ایک بیل گاڑی سے بچ کر نکل رہی تھی کہ سامنے سے آتے ہوئے ایک تیز رفتار ٹرک سے ٹکرا گئی اور الٹ کر سڑک سے نیچے دس بارہ فٹ گہرے نالے میں گر گئی' ڈرائیور تو اسی وقت مر گیا اور رشی ہسپتال پہنچ کر آپریشن تھیٹر میں فوت ہوئے۔ باقی دونوں بے ہوش ہیں۔"

"ٹرک ڈرائیور گرفتار ہوا؟" میں نے سوال کیا۔

"ٹرک رکا ہی نہیں۔۔۔ تیزی سے نکل گیا۔۔۔ اسی سے تو یہ شک ہوتا ہے کہ یہ ایکسیڈنٹ نہیں قاتلانہ حملہ ہے۔"

"کیا اب تک اس کا پتا نہیں چل سکا؟"

"نہیں۔۔۔ شاید وہ ہماری ریاست کا نہیں تھا۔"

"پولیس چیف گھیتے کیا کرتا پھر رہا ہے۔۔۔ اس نے گارڈ کا انتظام نہیں کیا تھا۔" میں نے پوچھا۔ انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ "خیر جو ہونا تھا ہو چکا۔۔۔ تم نے کچھ کھایا؟"

"اسے چھوڑیئے ـــــ آپ دیکھ رہے ہیں میں زندہ ہوں اور ــــ یہ کافی ہے ـــــ اب یہ بتایئے میں رشی کا انتقام کس طرح لوں۔"

"انتقام؟" انہوں نے متعجب ہو کر پوچھا۔ "کس سے ـــــ؟ کس طرح؟ اور پھر ـــــ تمہارا ظاہر ہونا تو ـــــ"

"میں ظاہر ہوئے بغیر انتقام لوں گا ماما جی ـــــ اور ایسا انتقام کہ قاتلوں کے گھر میں چراغ جلانے والا باقی نہ رہے۔"

"تم قاتلوں کو پہچانتے ہو؟"

"جانتا ہوں ـــــ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ انہوں نے میرے دھوکے میں رشی کو قتل کیا ہے ـــــ اور اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ میرے جذبات کیا ہونے چاہئیں!"

"ہے بھگوان۔" انہوں نے پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا "لیکن یہ میں ہزہائی نس کو کس طرح سمجھاؤں ـــــ؟ وہ تو ـــــ"

"انہیں سمجھانے کی ضرورت نہیں ماما ـــــ آپ مجھے اس قید سے نکالئے ـــــ اس کے بعد میں خود ـــــ"

"کیسے نکالوں بیٹے؟ میں اس وقت جس طرح تمہارے پاس پہنچا ہوں' میرا دل جانتا ہے ـــــ"

"اچھا ماما جی ـــــ کوئی بات نہیں ـــــ آپ فکر نہ کریں ـــــ مجھے رشی کا انتقام ضرور لینا ہے ـــــ اور وہ مجھے زیادہ دیر نہیں روک سکیں گے ـــــ میں جب چاہوں یہاں سے نکل سکتا ہوں۔"

وہ میرا منہ تکنے لگے اور مسکرا کر بولے۔ "کیا واقعی؟"

میں نے کہا۔ "واقعی ماما جی ـــــ یہ حقیقت ہے ـــــ اگر پاپا کسی اور انداز میں سوچ رہے ہیں تو بڑی غلطی کر رہے ہیں۔" ان کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ "تو پھر ـــــ نکل جاؤ بیٹے ـــــ میری تمام ہمدردیاں تمہارے ساتھ ہیں ـــــ شانتی کرن بہت خطرناک انداز میں سوچ رہے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے معلوم ہے ماما ـــــ لیکن وہ مجبور ہیں۔ ان کے سامنے اب دو ہی راستے ہیں ـــــ اور دونوں خطرناک ہیں۔ انہوں نے غلطی سے زیادہ خطرناک راستہ اختیار کر لیا۔" وہ بولے "ہاں بیٹے' میں انہیں یہی سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں ـــــ بہرکیف میں تم سے یہی کہوں گا کہ تم ان سے کسی محبت کی توقع نہ رکھو اور اپنی آزادی برقرار رکھنے کی کوشش ـــــ" میں نے کہا۔ "کوشش کیا ماما' میں چاہوں تو ابھی ـــــ اسی وقت نکل سکتا ہوں لیکن میں نہیں چاہتا کہ ریاست پر کسی طرح کی آنچ آئے۔" انہوں نے مجھے پھر سینے سے لگا لیا اور کمر تھپکتے ہوئے بولے۔ "کرن ـــــ تم سچ مچ کے کرن ہو' خیر میں صبح پھر ایک مرتبہ انہیں سمجھاؤں گا کہ تمہیں

باعزت طریقے سے تمہارے حسن سلوک اور ایثار کا ـــــ بدلہ تو کیا دے سکتے ہیں لیکن پھر بھی پھول نہیں تو پھول کی پنکھڑی ہی پیش کر کے رخصت کر دیں ـــــ اور اگر اس پر بھی تیار نہ ہوئے ـــــ تو مجھے ابھی بتاؤ میں باپ کی حیثیت سے تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "ماما جی آپ واقعی میرے باپ کی جگہ ہیں اور مجھے یہی توقع تھی کہ چاہے زمانہ بدل جائے آپ نہیں بدلیں گے ـــــ میں آپ کا بے حد ممنون ہوں ماما ـــــ"

وہ بولے۔ "خالی باتوں سے حالات نہیں بدلا کرتے کرن' مجھے بتاؤ تمہیں کس طرح کی مدد چاہئے؟"

میں نے کہا۔ "ماما میں کل رات کے دو بجے تک آپ کا انتظار کروں گا ـــــ اگر آپ کی گفت و شنید کامیاب ہو جائے تو اس وقت سے پہلے مجھے اطلاع دیں ـــــ میرا مطلب ہے خود تشریف لائیں اگر ناکام ہوں تو ہزہائی نس کی رولز میری کھڑکی کے نیچے نصف شب سے پہلے کھڑی کرا دیں ـــــ اور بس۔" انہوں نے کچھ سوچ کر کہا۔ "ٹھیک ہے کرن ـــــ ہو جائے گا ـــــ میں چلتا ہوں ـــــ اگر دوپہر تک تمہیں کھانے پینے کا سامان پہنچ جائے تو سمجھنا ہم کامیاب ہیں ـــــ ورنہ بارہ بجے رات کو اپنی کھڑکی کے نیچے رالز یا کوئی اچھی کار کھڑی ہوئی دیکھ لینا۔ رشی کے کمرے کا صدر دروازہ تمہیں کھلا ہوا ملے گا ـــــ اور کچھ؟" میں نے ان کا شکریہ ادا کر کے کہا۔ "میں نے ایک سوٹ کیس میں کچھ روپیا اور آپکے دیئے ہوئے جواہرات وغیرہ اور کچھ ہتھیار رکھ دیئے ہیں اگر ممکن ہو تو اسی وقت لیتے جایئے اور اسی گاڑی میں رکھوا دیجئے۔" انہوں نے اثبات میں سر ہلایا اور میں نے سوٹ کیس اٹھا کر ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھرا کر پیشانی چومی اور کمرے سے چل دیئے۔ میں نے تمام دروازے اندر سے لاک کئے اور پڑ کے سو گیا۔

صبح میری آنکھ کھلی' اٹھ کر سگریٹ سلگایا' تکیے کے نیچے سے پستول نکال کر ہاتھ میں لیا اور دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکلا تو دروازے کے سامنے ایک تھرماس فلاسک رکھی ہوئی دیکھ کر چلتے چلتے رک گیا' جھک کر دیکھا۔ ہینڈل میں ایک چھوٹی سے چٹ بندھی ہوئی تھی۔ میں نے اٹھا کر دیکھا لکھا تھا۔ "چائے ـــــ جس کا پروگرام سے کوئی تعلق نہیں ـــــ کرنل۔" میں نے چٹ پھاڑ کر پھینک دی اور تھرماس کا ڈھکنا کھول کر چائے کپ میں انڈیلی' چکھ کر دیکھی ـــــ اور پھر یہ سوچ کر پروگرام کے متعلق کرنل ماما کے سوا کوئی دوسرا آدمی اشارہ نہیں کر سکتا ـــــ چسکیاں لے لے کر پینی شروع کر دی ـــــ چائے تیز گرم اور مزے دار تھی ـــــ ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر میں نے اپنے اور رشی

کے تمام کمروں کا جائزہ لیا رشی کے کمرے کا صدر دروازہ بدستور مقفل تھا۔ تمام کمرے خالی ہونے کی وجہ سے راج محل کا یہ چوتھائی حصہ سنسان قبرستان معلوم ہو رہا تھا' تمام تزئین و آرائش پھیکی پڑ چکی تھی۔ کسی چیز میں کوئی حسن یا دلکشی باقی نہیں رہی تھی۔ تمام ماحول پر وحشتناک خاموشی چھائی ہوئی تھی مجھے رونا آگیا۔ اب نہ رشی تھا نہ کینتھ تھی۔ نہ قہقہے نہ چہچہے تھے' نہ رنگا رنگ بزم آرائیاں تھیں' نہ سروج کی خلوت نہ وچترا کی جلوت' نہ میں کرن تھا نہ ہزہائی نس پاپا---- یا یہ اختیار تھا کہ بڑی بڑی شخصیتوں کو چٹکی میں مسل کر پھینک سکتا تھا یا یہ جبر کہ چوہے کی طرح پنجرے میں بند اور آواز تک نہیں نکال سکتا۔ میں دیر تک روتا رہا اپنی کسمپرسی پر اپنی ناکردہ خطاؤں پر۔

رو دھو کر دل کی بھڑاس نکال چکا تو نپے تلے قدموں سے چلتا ہوا اپنے ڈرائنگ روم میں آیا۔ الماری کھول کر اسکاچ کی بوتل نکالی' کھڑے کھڑے منہ سے لگا کر دو تین بڑے بڑے گھونٹ لئے اور صوفے پر بیٹھ کر سگریٹ سلگایا۔ شراب کے خمار نے آنسوؤں سے بجھائی ہوئی آگ پھر بھڑکا دی۔ خیالات نے پلٹا کھایا اور میں نے مدہوشی کے عالم میں بڑبڑانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر یہ ہیجانی کیفیت طاری رہی اور میں دیوانوں کی طرح خود سے باتیں کرتا رہا۔ مجھے خود بھی ہوش نہیں میں نے کیا کیا کہا۔ صرف اتنا یاد ہے کہ میرا مخاطب نعیم ملک تھا اور میں اس کو تھرو آؤٹ اخلاقی قدروں کے فریب میں نہ آنے کی تلقین کرتا رہا تھا۔ رفتہ رفتہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہونے لگا اور صوفے پر دراز ہو گیا۔

شام کے 6 بجے میں اس گہری نیند سے بیدار ہوا تو بھوک سے برا حال تھا۔ میں نے اٹھ کر ہاتھ منہ دھویا اور باورچی خانے میں جا کر اسٹو جالایا۔ فرائی پین میں بٹر کا ٹین خالی کیا۔ دس بارہ انڈے توڑ کر ان میں چینی ملائی اور فرائی پین میں ڈال کر گھونٹ ڈالا' پانچ منٹ میں ایک لذیذ مرکب تیار تھا۔ جسے میں نے انڈوں کا حلوہ سمجھ کر ٹھنڈا ہوتے ہوتے ڈکار لیا۔ دو تین گلاس پانی پیا اور سگریٹ سلگایا ہوا ڈرائنگ روم کی طرف چلنے لگا۔ دروازے میں داخل ہوتے ہوئے مجھے کرنل کے الفاظ یاد آئے اور صدر دروازے کی طرف پلٹ گیا---- کھول کر دیکھا تو وہاں کوئی چیز نہ تھی۔ تمام ہال خالی پڑا تھا' میں کاریڈور والے دروازے کی طرف گیا۔ دروازہ مقفل تھا۔ دوپہر کا کھانا بھیجنے کا وعدہ شام کے سات بجے تک پورا نہ ہونے کے معنی تھے کہ وہ ہزہائی نس کو سمجھانے میں ناکام رہے اور اب مجھے رات کو انکے دوسرے وعدے کے مطابق اپنی کھڑکی کے نیچے کار دیکھنے کا انتظار کرنا ہے۔

تمام کمرے دیکھنے کے بعد میں نے شیو کیا' خاکی سٹنگ سوٹ پہن کر اوپر کی جیبوں میں نوٹوں کے بنڈل ٹھونسے۔ نیچے کی جیبوں میں پستول کے ری فلز بھرے' دونوں رائفلیں لوڈ کر کے تیار رکھیں اور دس بجے تک تمام تیاری مکمل کر کے باہر نکلنے کی ترکیب سوچنے

لگا۔ کوئی ایسی ترکیب جس میں گولی چلانے کی نوبت نہ آئے۔ ہنگامہ برپا نہ ہو پولیس یا فوج سے براہ راست تصادم نہ ہونے پائے لیکن کوئی ایسی فول پروف اسکیم ذہن میں نہ آئی جس میں کوئی سقم نہ ہو---- گیارہ بجے کے قریب سوچتے سوچتے اکتا کر اٹھا اور الماری سے اسکاچ کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگائی اور آہستہ آہستہ پینے لگا۔ چند گھونٹ لیتے ہی پرواز فکر بلند ہونے لگی اور میں الماری بند کر کے۔ "بازیچہ اطفال ہے دنیا مرے آگے" گنگناتا ہوا کچن' پینٹری اور اسٹور روم کی طرف چلنے لگا' ایک تدبیر میرے ذہن میں آ چکی تھی جو فول پروف تو نہ تھی لیکن نیک و بدروحوں اور بھوت پریت پر یقین رکھنے والے اوہام پرست لوگوں کی نفسیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ناکام ہونے والی ہرگز نہ تھی کرنل ماما پر سو فی صد اعتماد ہونے کے باوجود اپنی ذاتی صلاحیتوں کے کسی پہلو کو بھی نظر انداز کرنے کا قائل نہ تھا۔ مجھے یقین تھا' جہاں پہنچ کر میری شعبدہ بازی کا طلسم ٹوٹنے لگے گا' وہاں میں قوت سے راستہ ہموار کر سکتا ہوں۔

اسٹور روم کی ایک الماری نئے اور دھلے ہوئے سفید میز پوشوں سے بھری ہوئی تھی۔ میں نے دروازہ کھول کر ایک چھ گز لمبا اور دو گز چوڑا نیا میز پوش نکالا اور الماری بند کر کے چلا آیا---- خدا خدا کر کے بارہ بجے---- راج محل پر سوگ اور خاموشی تو مسلط تھی ہی---- بارہ بجتے ہی کمپاؤنڈ کی روشنی بھی کم ہوتے ہوتے برائے نام باقی رہ گئی اور تیسری منزل کا یہ حصہ تو دو روز سے شمشان بھومی تھا۔ میں صوفے سے اٹھ کر مغربی سمت والی کھڑکیوں کے پاس پہنچا اور دروازہ ہٹا کر نیچے کی طرف جھانک کر دیکھا' یہاں کوئی گاڑی نہ پا کر میرا کلیجہ دھک سے رہ گیا۔ ادھر ادھر نظر دوڑائی اس طرف جہاں تک نظر کام کرتی تھی کسی اکر کا نشان نہ تھا۔ میں نے پلٹ کر سگریٹ سلگایا اور کھڑکی کے پاس کھڑا کھڑا کش لینے لگا۔ ساڑھے بارہ بجے کے قریب سرونٹ کوارٹرز کی طرف سے رالز اندر داخل ہوتی ہوئی دکھائی دی۔ میرا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا۔ گاڑی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی راج محل کی دیوار کے سائے میں عین اس کھڑکی کے نیچے آ کر رکی' جہاں میں کھڑا ہوا تھا گاڑی کا اگلا دروازہ کھلا اور کرنل نے باہر نکل کر اوپر کی طرف دیکھا۔ میں نے سگریٹ والا ہاتھ باہر نکال کر ہلایا۔ وہ دروازہ بند کئے بغیر پورج کی طرف چلنے لگے۔ میں تیزی سے ڈرائنگ روم میں آیا۔ نصف میز پوش پھاڑ کر پتلون کے اوپر تہہ بند کی طرح زمین تک لٹکتا ہوا باندھا---- بندوق کی سلنگ کندھے میں ڈالی اور دوسرا نصف سر پر اوڑھ کر تمام جسم پر کفن کی طرح لپیٹ لیا۔ ایک پستول کوٹ کی جیب میں ڈالا اور دوسرا ہاتھ میں لے کر کپڑے کے نیچے چھپا لیا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آ کر آئینے میں دیکھا تو اپنا حلیہ دیکھ کر خود بھی خوف زدہ ہو گیا اور دیکھنے کی تاب نہ لا کر آئینے کے سامنے سے ہٹ گیا۔

پندرہ بیس منٹ گزرے ہونگے کہ میرے اپارٹمنٹ کے ہال کی سمت والے فرہر

دروازے پر لائٹ ہوئی۔ میں تیزی سے دروازے پر پہنچا اور بولٹ کا ہینڈل گھمایا۔ کرنل نے دروازے کے قریب آکر دھیمی آواز میں کہا۔ "کرن بیٹے' میں ہوں کرنل۔"

میں نے پرنام کر کے درز میں منہ رکھ کر کہا۔ "میں عجیب حلئے میں ہوں ماما جی---- آپ چونک نہ جائیں۔" بولے۔ "کھولو بھی بیٹے مجھے کیا ڈرنا ہے' میں تو آدھا مر چکا ہوں۔"

میں نے درازہ کھول دیا اور وہ سر جھکا کر اندر آ گئے۔ کواڑ بند کر کے کہنے لگے۔

"آؤ تمہیں آخری بار سینے سے لگا لوں کرن۔" میں نے ان کے کندھے پر سر ٹکا دیا۔ وہ ہتھیاروں کی وجہ سے مجھے وہ لپٹا تو نہ سکے۔ مگر تھپتھپاتے ہوئے میرا منہ چومتے ہوئے بولے "کرن ' ایشور جانتا ہے---- میرا بھانجا رشی کرن پرسوں مرا اور بیٹا رشی کرن آج مجھے چھوڑ کر جا رہا ہے---- اب میں چھ مہینے بھی زندہ نہ رہ سکوں گا۔"

میں نے ان کا ہاتھ چوم کر کہا۔ "ماما آپ زندہ رہیں گے---- میں آپ کا داس' آپ کا بیٹا' کرن صرف ایک ہفتے کے لئے آپ کے چرنوں سے جدا ہو رہا ہوں' وہ بھی مجبورا"---- آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں---- خیر' تو میں ایک ہفتے کے بعد آپ کو پھر---- اگر بمبئ آ سکیں تو گورنرز ہاؤس میں ملوں گا اور اگر آپ کسی وجہ سے نہ پہنچ سکیں تو یہاں کسی خفیہ مقام پر یا آپکی باؤنی میں آپ کے پاس حاضر ہوں گا---- لیکن آپ زندہ رہنے کی کوشش کریں پلیز---- میں آپ کے لئے سب کچھ تیاگ سکتا ہوں---- خواہ وہ یشودھرا ہی کیوں نہ ہو!"

یشودھرا کا نام سن کر وہ چونک پڑے۔ "یشودھرا' ولاس پور کی راج کماری---- تو کیا----؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "جی' ماما جی---- میں اپنی زندگی کا راز آپ کو صرف اس لئے بتا رہا ہوں کہ اگر کہیں نہیں تو آپ مجھے وہاں مل سکتے ہیں۔ وہ آپ کے----"

انہوں نے کہا۔ "اچھا بیٹے اب مجھے اطمینان ہو گیا---- میں زندہ رہوں گا---- اچھا اب چلتا ہوں---- بمبئ پہنچ کر کسی اور نام سے مجھے خط لکھنا۔"

میں نے کہا۔ "بہتر ہے ماما جی---- میں اپنے مرحوم باڈی گارڈ نعیم کو بہت پسند کرتا تھا اسی کے نام سے لکھوں گا---- تو آپ کو یاد رہے گا نا باڈی گارڈ نعیم؟"

انہوں نے کہا۔ "زبان پر چڑھا ہوا نام ہے بیٹے۔ بھولنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" میں نے ان کے سامنے سر جھکا کر کہا۔ "پالاگن ماما جی" وہ میرے سر پر ہاتھ پھر کر چل دیے۔ میں ان کو ہال سے گزر کر کاریڈور میں پہنچنے تک دیکھتا رہا وہ سرتاپا خلوص ہی خلوص تھے۔ ان کی بے پایاں محبت میں میری آنکھیں بھر آئیں۔ دس منٹ بعد میں ہال سے باہر نکل آیا اور سیڑھیوں کی طرف چلنے لگا---- بے خوف' دونوں ہاتھ رانوں سے

چپکائے' نپے تلے قدموں سے نصف سے زیادہ چہرہ کفن میں چھپائے۔ نظریں فرش پر جمائے۔ با آواز بلند "ہری اوم نتھا ستو ہری اوم نتھا ستو" جپتا ہوا-----

رنواس کے صدر دروازے پر کھڑے ہوئے سنتری نے دور سے میری طرف دیکھا اور خوف زدہ ہو کر اندر کی طرف بھاگنے لگا لیکن پیر پھسلا اور دھڑام سے گر گیا' اس کے جسم کا نصف حصہ اندر اور بندوق اور ٹانگیں کاریڈور میں تھیں۔ میں آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترنے لگا۔ دوسری منزل سے ایک پہرے دار بندوق لئے دوڑتا ہوا زینے کی طرف آ رہا تھا۔ مجھ پر نظر پڑتے ہی ایک جھٹکے سے رکا اور اس کی گھگھی بندھ گئی۔ کانپتی ہوئی آواز سے "یو---- یو---- یورا---- جی چیخا اور بیہوش ہو کر گر پڑا' میں اس کے بے حس و حرکت جسم کے قریب سے گزرتا ہوا "ہری اوم نتھا ستو" کا جاپ کرتا ہوا بندوق اور پستول کا بوجھ گلے باندھنے کی اپنی طفلانہ حماقت پر دل ہی دل میں افسوس کرتا ہوا تینوں زینے اتر کے گراؤنڈ فلور میں گارڈ روم کے سامنے پہنچا۔ یہاں پہلی منزل کے شور سے تہلکہ مچا ہوا تھا۔ گارڈ کے چاروں سپاہی اور حوالدار گھبرائے ہوئے کھڑے تھے۔ میرے جسم کے نچلے حصے پر نظر پڑتے ہی ان میں بوکھلاہٹ پھیل گئی۔ ایک سپاہی دوڑ کر گارڈ روم میں گھس آیا۔ میں "ہری اوم نتھا ستو" جپتا ہوا اتر کر دالان میں ان کے سامنے آ کر رک گیا۔ حوالدار نے چیخ کر کہا۔ "یو---- یو---- یورا---- فالن۔" میں نے اس کی طرف دیکھ کر پھیپھڑوں کی پوری طاقت سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "بے وقوف---- یوراج فال ان---- یا گارڈ فال ان۔"

میرا قہقہہ سن کر ایک نوجوان بے ہوش ہو کر گر گیا۔ حوالدار نے نیچی نگاہیں کر کے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ "ان دا---- تا---- تا---- فال ان---- گارڈ---- فال ان۔" سنتری کی ٹانگیں کانپتی دیکھ کر میں نے دوسرا قہقہہ لگانا مناسب نہ سمجھا---- اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے "پریزنٹ آرمس" کرنے کی کوشش کی---- بندوق ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑی اور اس کو جھک کر اٹھانے میں وہ خود بھی گر پڑا حوالدار تنہا "پریزنٹ آرمس" کر کے سلامی دے رہا تھا۔ میں نے ہنس کر کہا "ڈِس مِس" کہا اور ہری اوم نتھا ستو---- ہری اوم نتھا ستو کرتا ہوا پورٹیکو کی سیڑھیاں اتر کے دائیں جانب مڑ گیا۔

کار میں وہیل پر بیٹھتے ہی میں نے میز پوش کا اوپر والا حصہ اتار کے سیٹ پر ڈال دیا اور انجن اسٹارٹ کر کے گیئر لگایا---- پورٹیکو کے سامنے سے گزرتے ہوئے میں نے گارڈ روم کی طرف نظر ڈالی تو سنسان میدان پڑا تھا۔ کسی میں جھانک کر دیکھنے کی جرات نہ تھی۔ میں گیٹ کے قریب پہنچنے سے پہلے میں نے زور سے ہارن دیا۔ سنتری نے آہستہ آہستہ چلتی ہوئی گاڑی پر ایک نظر ڈالی اور جھپٹ کر پھاٹک کھول دیا۔ گاڑی تیزی سے

نکالتے ہوئے میں نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ "پریزنٹ آرمس" کئے کھڑا تھا اور اس پر کوئی گھبراہٹ نہ تھی۔ شاید اس نے میرا چہرہ نہیں صرف ہزہائی نس کی رالس دیکھ کر سلامی دی تھی۔ مجھے مذاق کی سوجھی گیٹ سے نکلتے ہی بریک لگایا اور کھڑکی کا شیشہ نیچے گرا کر پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "سنتری!" اس نے بندوق کے بٹ پر زور سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا "ان داتا حکم" میں نے اوپر کی جیب سے ایک نوٹ کھینچتے ہوئے کہا۔ "ادھر آؤ۔" وہ بندوق کندھے پر رکھے تیزی سے دوڑ کر میرے قریب آیا اور مجھے سامنے کی طرف دیکھتے پا کر بولا۔ "حکم ان داتا۔" میں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "ہمارے محل میں تم سب سے بہادر سپاہی ہو۔ اپنی پٹرول بک لاؤ' ہم تمہیں پرموشن دینا چاہتے ہیں۔ وہ اباوٹ ٹرن ہوا اور دوڑ کر گارڈ روم میں داخل ہوا۔ ایک منٹ بعد پٹرول بک لے کر لوٹا تو حوالدار اس کے ساتھ تھا۔ میں نے ہاتھ پیچھے کی طرف کر کے پٹرول بک لے لی۔ مجھے جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے دیکھ کر حوالدار نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ان داتا پنسل" میں نے اس کے ہاتھ سے پنسل لے کر پٹرول بک میں لکھا۔ "پرموٹیڈ ایز حوالدار بائی ہی---- یوراج کرن۔" سو روپے کا نوٹ رکھا اور بند کر کے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا---- "لو" میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی حوالدار کے منہ سے بے ساختہ "یوراج" نکلا اور دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپا کر گھٹنوں کے بل گر پڑا۔ سنتری اپنی جگہ پر جم کر رہ گیا۔ اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ آخر میں نے نوٹ بک اس کی طرف پھینک کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

○

راج محل روڈ سے شاہراہ پر پہنچتے ہی گاڑی روک کر اپنے جسم کو میز پوش کے ٹکڑوں سے آزاد کیا اور سگریٹ سلگا کر منزل کا تعین کرنے لگا۔ سب سے پہلا خیال ریزیڈنٹ سے مل کر کینتھ کو کیمپ ہوسٹل میں منتقل کرانے کا آیا---- لیکن اس میں راز کھل جانے کا خطرہ نظر آیا---- " ولاس پور جانا بھی قرین مصلحت نہ تھا۔ مجھے رشی کا انتقام لینے کے لئے پارہ گڑھ جا کر گجراج اور اس کے دوستوں کو ختم کرنا تھا۔ برمن کا کھوج مٹانا تھا لیکن اس کارروائی میں میری پوزیشن محض ایک ڈاکو کی ہوتی اور زخمی یا گرفتار ہونے پر انکشاف راز کا خطرہ---- اور ایسا خطرہ جس سے ہزایکسی لنسی گورنر بھی نہیں بچا سکتے تھے۔ آخر میں نے یہی طے کیا کہ سب سے پہلے گورنر صاحب سے ملنا چاہئے۔ دوسرے لمحے رالس شاہراہ پر پہنچی اور بمبئی کی طرف گھوم گئی۔ شہر کے حدود سے نکلتے ہی میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ اس وقت صبح کے سوا تین بج رہے تھے۔ مجھے شدید بھوک لگ رہی تھی اور اس سے کہیں زیادہ چائے کی طلب تھی۔ یہاں سے قریبی شہر ڈیڑھ سو

میل کے فاصلے پر تھا جہاں پہنچ کر کسی ہوٹل میں چائے ناشتے کا انتظام ہو سکتا تھا لیکن کسی ہوٹل میں ناشتے کے لئے ٹھہرنا تو درکنار میرے لئے کسی شہر کے درمیان سے ہو کر گزرنا بھی اپنے سفر کی سمت کی نشاندہی کرنے اور اپنا زندہ ہونا ثابت کرنے کے مترادف تھا۔ شروحام اسٹیٹ کی نمبر پلیٹ اور وہ بھی رالس روائس پر---- ہر کوئی سمجھ سکتا تھا کہ اندر کون ہو سکتا ہے۔ تقریباً" پچاس ساٹھ میل نکل جانے کے بعد مجھے کرنل ماما کے ہاتھ بھیجا ہوا سوٹ کیس یاد آیا اور خود بخود ایکسی لریٹر سے پاؤں اٹھ گیا۔ گاڑی آہستہ ہونے لگی۔ تھوڑی دور جا کر میں نے بریک لگائی اور پیچھے جا کر لگیج بکس کھولا---- اندر ایک کے بجائے دو سوٹ کیس رکھے ہوئے تھے۔ ایک ناشتہ دان اور تھرماس اور سگریٹ کا پورا کارٹن رکھا ہوا تھا میں نے ناشتہ دان اور تھرماس نکال کر لگیج بکس بند کیا اور وہیل پر بیٹھتے ہی پہلے تھرماس کھول کر دیکھا۔ اس میں پانی کے سوا کچھ نہ تھا میری چائے ملنے کی امید پر اوس پڑ گئی۔ ٹفن کیریئر کھول کر دیکھا تو ایک خانے میں کھیر دوسرے میں پوریاں تیسرے میں شامی کباب اور چوتھے میں بریانی تھی۔ پندرہ منٹ میں میں نے ٹفن کیریئر اور ناشتہ دان خالی کر کے پچھلی سیٹ کے کیپ میں منتقل کر دیے۔ سگریٹ سلگایا اور روانہ ہو گیا۔ پانچ بجے جب کہ میں سو میل کا فاصلہ طے کر چکا تھا ایک قصبے کے درمیان سے گزرتے ہوئے ایک ہوٹل کھلا ہوا دیکھا۔ سڑک کے کنارے پر ایک ٹرک کھڑا ہوا تھا اور چار پانچ آدمی ہوٹل کے دروازے کے قریب بینچوں پر بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے۔ ہوٹل والا دروازے پر ہی سماوار میں پانی کھولنے کا انتظار کر رہا تھا۔

میں نے بنچوں کے قریب پہنچ کر گاڑی روک دی اور پچھلی سیٹ سے تھرماس اٹھا کر دروازہ کھولا۔ بنچوں پر بیٹھے ہوئے آدمی مجھے دیکھتے ہی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ہوٹل والے نے دونوں ہاتھوں سے سلام کیا اور ایک پرانی سی لوہے کی کرسی نکال کر باہر رکھتے ہوئے جھک کر بولا۔ "بیٹھئے سرکار" میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا "میں ذرا ٹہلنا چاہتا ہوں---- چائے تیار ہو جائے تو اس میں چھ سات کپ ڈال دینا۔ اس نے تھرماس لیتے ہوئے کہا۔ "جو حکم سرکار۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کھڑے ہوئے آدمیوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "آپ لوگ تشریف رکھیں۔" وہ سب سر جھکا کر خاموش ہو گئے میں پلٹ کر آہستہ آہستہ چہل قدمی کرنے لگا۔ دس منٹ میں چائے تیار ہو گئی۔ ہوٹل والے نے تھرماس بھر کے لاتے ہوئے کہا۔ "لیجئے سرکار۔" میں نے جیب سے دس روپے کا نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ میں دیا اور تھرماس لے کر گاڑی میں سوار ہو گیا---- دروازہ بند کرنے لگا تو اس نے قریب آ کر ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا---- "ان داتا' کوئی چھوٹا نوٹ---- میرے پاس ابھی----" میں نے مسکرا کر دروازہ بند کر دیا اور ہاتھ سے سلام کا اشارہ کر کے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ وہ دونوں ہاتھ پیشانی پر رکھ کر رکوع میں چلا گیا۔ میں

نے دوسری گیئر بدلی' پھر تیسری اور اور پھر ٹوپ---- گاڑی ہوا میں اڑنے لگی۔

ڈیڑھ سو میل جانے کے بعد ایک بڑے شہر میں پٹرول پمپ پر رک کر ٹینک فل کرایا' پانی بدلا اور پھر روانہ ہو گیا۔ بارہ بجے کے قریب جب تھرماس سے چائے کا آخری کپ پینے کے باوجود نیند کے جھونکے آنے لگے اور ڈرائیو کرنے میں ایکسیڈنٹ کا خطرہ پیدا ہونے لگا تو میں نے ایک گاؤں دیکھ کر گاری سڑک سے اتار دی اور کچے راستے پر آہستہ آہستہ چلاتا ہوا گاؤں میں داخل ہو گیا۔ سرے پر ہی ایک چوپال کے سامنے نیم پیپل کے درختوں کے سامنے چھ سات آدمی چار پائیوں پر بیٹھے ہوئے چوسر کھیل رہے تھے۔ کار دیکھ کر سب اس طرف متوجہ ہو گئے۔ میں ایک پیپل کے نیچے پہنچ کر گاڑی اور انجن بند کر کے باہر نکلا۔ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ میں نے ایک آدمی سے نمبردار کا مکان پوچھا۔ بیک وقت چار پانچ آدمیوں نے کہا۔ "یہی مکان ہے سرکار" ایک آدمی بغیر کہے مکان کی طرف دوڑا' دوسرا چوپال کی طرف گیا اور دو مونڈھے اٹھا لایا۔ بچھا کر بولا "بیٹھیے سرکار" میں مونڈھے پر ٹک گیا' اسی وقت ایک معمر آدمی صافہ باندھتا ہوا نکلا' دو تین آدمیوں نے کہا۔ "وہ آ گئے پٹیل۔" پٹیل نے قریب پہنچتے ہی ہاتھ جوڑ کر کہا "جے سری کرشن دربار" میں نے "جے سری کرشن کہہ کر مونڈھے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا' ہاتھ جوڑتا ہوا بولا۔ "دربار آپ کے ساتھ بیٹھنا ہمیں نہ شوبھے---- حکم فرمائیں کیا سیوا کریں؟"

میں نے ہنس کر کہا "پٹیل تم عزت دار بھی ہو اور ہم سے بڑے بھی---- بیٹھ جاؤ۔" پٹیل نے ایک لڑکے کی طرف دیکھ کر کہا---- "چائے پانی کا بندوبست کرو۔" میں نے ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے کہا۔ "صرف پانی---- اور اب بیٹھ جاؤ۔" لڑکا گھر کی طرف چل دیا۔ بڈھا مسکرا کر مونڈھے پر بیٹھ گیا۔ ارد گرد آدمیوں کا ہجوم ہو گیا۔ ایک آدمی بچوں کو کار کے قریب آنے سے روکنے لگا۔ میں نے کہا۔ "پٹیل میں بمبئی جا رہا ہوں لیکن رات بھر کا تھکا ہوا ہوں اور فوراً سو جانا چاہتا ہوں۔"

پٹیل نے مونڈھے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "دربار آپ منہ ہاتھ دھو کر جل پان [illegible] اتنی دیر میں بستر کرا دیتا ہوں۔ اندر ہوا کا بندوبست ہے۔" اس نے دو لڑکوں کو کار کی حفاظت کے لئے کھڑا کیا اور دو آدمیوں کو بستر لانے کے لئے بھیج دیا۔ منہ ہاتھ دھو کر پانی پینے کے بعد میں نے کار کے دروازے کو چابی لگائی اور پٹیل کے ساتھ چوپال کی طرف چل دیا' ایک کھڑکی کے قریب بہت بڑے پلنگ پر بستر تھا۔ جس پر سفید چادر اور تین چار سفید تکئے پڑے ہوئے تھے جن پر کسی پر "ویل کم" کڑھا ہوا تھا کسی پر گڈ نائٹ اور کسی پر سلیپ ول" میں دیہاتی لوگوں کی ترقی پسندی کا قائل ہو گیا۔ جوتے اتارے کوٹ ایک تکئے کے نیچے رکھا اور "جے سری کرشن پٹیل" کہہ کر بستر پر دراز ہو گیا۔ چھت میں ایک چھ فٹ لمبے تختے کا کپڑے کے جھالروں والا پنکھا لٹکا ہوا تھا۔ ایک لڑکے نے زمین پر اکڑوں

بیٹھ کر ڈوری کھینچنی شروع کر دی اور فراٹے سے ہوا آنے لگی۔ میں ہوا کے اس بندوبست کو دیکھتا دیکھتا نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔

عجیب و غریب خواب دیکھتے دیکھتے عجیب و غریب قسم کا شور و غل سن کر میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی' چار بج رہے تھے۔ انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھا۔ تکیے کے نیچے سے کوٹ نکال کر پہنا۔ اسی وقت کھڑکی پر نظر پڑی۔ کھڑکی پر عورتوں اور بچوں کا ہجوم تھا۔ میری نظر پڑتے ہی سب پیچھے ہٹنے لگے---- شور بڑھ گیا۔ میں نے پلنگ سے اتر کر سگریٹ سلگایا اور باہر نکلنے لگا---- دروازے پر پٹیل مونڈھا بچھائے بیٹھا تھا۔ مجھے دیکھ کر اٹھتا ہوا بولا۔ "دربار' آخر جگا ہی دیا آپ کو انہوں نے۔" میں نے ہنس کر کہا "اچھا ہی کیا پٹیل' میں چار گھنٹے سو چکا---- آپ نے بڑی تکلیف کی۔" وہ بولا۔ "دربار یہ تو ہمارا دھرم ہے---- خیر ہاتھ منہ دھوئیے---- اب تو چائے پئیں گے نا؟"

ایک لڑکے نے بڑھ کر وہیں کھڑے کھڑے لوٹے سے پانی ڈال کر منہ ہاتھ دھلوائے۔ تولیہ دیا۔ میں نے منہ پونچھا۔ ایک آدمی نے دو مونڈھے لا کا بچھا دیئے۔ پٹیل مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "دربار آپ کون سی ریاست کے راجکمار ہیں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "پٹیل میں شردھام سے آ رہا ہوں۔"

ایک لڑکے نے چائے کی ٹرے لا کر رکھ دی جس میں کئی طرح کی مٹھائیاں' پوریاں وغیرہ اور چائے دانی اور کپ پلیٹ رکھے ہوئے تھے۔ کھڑکی کے علاوہ دروازوں پر بھی آدمیوں کا ہجوم بڑھتا جا رہا تھا۔ مجھے سخت بھوک لگ رہی تھی لیکن اس ہجوم میں کچھ کھانا پینا پورا ڈرامہ بنانے کے مترادف تھا۔ لڑکے کو چائے بنانے کا اشارہ کیا۔ اس نے چائے دانی اٹھا کر ایک کپ میں انڈیلی۔ پٹیل نے کہا "دربار بیٹھ کر اطمینان سے ناشتہ کرو' پھر چائے پینا۔" میں نے کہا "پٹیل میں اس وقت صرف ایک پیالی ہی پی سکتا ہوں---- آپ نے بہت تکلیف کی۔" وہ لوگوں کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ "ٹھیک ہی فرما رہے ہیں دربار آپ---- اتنی بھیڑ بھاڑ میں کوئی----

میں نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "کسی نئے آدمی کے آنے پر دیہات میں ایسا ہی ہوتا ہے پٹیل---- یہ بالکل سوبھاوک ہے۔"

پٹیل نے ہنس کر کہا۔ "سچ ہے دربار---- میں تو ہاتھ جوڑ جوڑ کے ہار گیا۔ ایک مشترکہ قہقہہ لگا اور بیسیوں لڑکے لڑکیاں اندر گھس آئے۔

میں نے کھڑے کھڑے چائے پی اور کپ لڑکے کے ہاتھ میں دے دیا۔ سگریٹ سلگاتا ہوا باہر نکلا تو تمام چوک عورتوں اور مردوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں چلتے چلتے رک گیا اور پلٹ کر بیٹھک میں آ گیا پٹیل نے میری طرف دیکھا' میں نے ایک نوٹ نکال کر تکئے کے نیچے رکھتے ہوئے کہا۔ "پٹیل یہ آپ کے بچوں کی مٹھائی کے لئے ہے۔" وہ ہاتھ جوڑنے

لگا۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "اس سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے پٹیل اور نہ میں آپ کی مہاں نوازی کا بدلہ دے سکتا ہوں۔" وہ خاموش ہو گیا۔ میں اس کو ساتھ لے کر باہر نکل آیا۔ چند لوگوں نے میرے لئے کار تک پہنچنے کا راستہ بنایا۔ میں نے چابی لگا کر دروازہ کھولا اور کار کا پہرہ دینے والوں کو دس روپے دے کر پٹیل اور چند آدمیوں سے ہاتھ ملایا۔ ہجوم کو دونوں ہاتھوں سے پرنام کیا۔ تمام مکانوں کی چھتیں زرق برق ساڑیوں میں ملبوس عورتوں اور لڑکیوں سے بھری پڑی تھیں۔ میں نے دونوں ہاتھ اٹھا کر سلام کیا اور گاڑی میں سوار ہو گیا۔ چھتیں تالیوں کی آواز سے گونجنے لگیں۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور یوٹرن لے کر ہاتھ ہلاتا ہوا سڑک کی طرف روانہ ہو گیا۔

شام کو چھ بجے کے قریب جب کہ بھوک سے برا حال تھا اور گاڑی کے فیول ٹینک کی حالت بھی مجھ سے کچھ بہتر نہ تھی ایک شہر دکھائی دیا۔ میں نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے اسپیڈ اور بڑھائی پانچ منٹ میں جب کہ شہر کا پہلا پٹرول پمپ دو سو گز دور تھا۔ انجن آخری ہچکی لے کر خاموش ہو گیا۔ ٹینک میں پٹرول کا ایک قطرہ نہ تھا' میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور دروازہ کھول کر پستول کا ہولسٹر کندھے پر ڈالتا ہوا گاڑی سے باہر نکلا اور دروازہ بند کر کے پٹرول پمپ کی طرف چل دیا۔ سوچ رہا تھا۔ اگر یہ واقعہ دس میل دور پیش آیا ہوتا تو کیا گزرتی؟ اس وقت آفتاب غروب ہونے میں آدھا گھنٹہ باقی تھا اور بمبئی اسی میل دور تھا۔ میں نے پمپ پر پہنچ کر منیجر کو صورتحال بتائی' اس نے باہر نکل کر گاڑی پر نظر ڈالی اور پٹرول کا گیلن ٹن اٹھا کر میرے ساتھ ہو لیا۔ ٹینک میں پٹرول ڈلوا کر میں نے اس کو اپنے پاس بٹھایا اور گاڑی پمپ پر لا کر کھڑی کرتے ہوئے پہلے کسی ہوٹل سے کھانا منگوانے کو کہا۔ اس نے گاڑی سے اتر کے ایک لڑکے کو اشارے سے بلاتے ہوئے کہا۔ "سرکار ویجی ٹیرین یا نان ویجی----"

میں نے کہا۔ "کچھ بھی---- جو بہتر مل سکے۔"

اس نے لڑکے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چند مٹھائیاں پھل سموسے اور دودھ وغیرہ لے آؤ۔" میں نے پانچ روپے کا نوٹ نکال کر اس کو دیا لڑکا دوڑتا ہوا بازار کی طرف چل دیا۔ منیجر نے ایک آدمی کو پٹرول ٹینک فل کرنے اور پانی تبدیل کرنے کو کہا اور مجھے دفتر میں لے کر آیا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک چھوٹی میز اٹھا کر میرے سامنے رکھ دی اور مسکرا کر کہنے لگا۔ "سرکار ایسا معلوم ہوتا ہے حضور شردھام سے بہت سویرے چل پڑے اور راستے میں کہیں کھانا نہ کھا سکے۔"

میں نے کہا۔ "ہاں میں کہیں کھانا نہ کھا سکا۔ وہ کنپٹی کھجاتا ہوا بولا "سرکار کل کے اخبار میں یوراج شری دھام کی تصویر چھپی تھی بالکل----"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا "ہاں ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا" اس نے کچھ کہنے

کے لئے منہ کھولا لیکن پھر کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔ میں نے سگریٹ کا کش لے کر شیشوں سے باہر کی طرف دیکھا۔ کھانا لانے والے لڑکے کا کہیں پتا نہ تھا۔ منیجر نے بھی سڑک کی طرف دیکھا اور "اوہ" کہہ کر دفتر سے باہر نکل گیا' اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد میں بھی بیٹھے بیٹھے اکتا کر باہر نکل آیا اور دروازے کے سامنے آہستہ آہستہ ٹہلنے لگا۔ میکنک نے آ کر کہا۔ "حضور گاڑی میں آٹھ گیلن پٹرول ڈال دیا ہے۔ پانی تبدیل کر دیا ہے ٹائروں میں ہوا بھی ٹھیک ہے۔"

میں نے کہا۔ "اچھا بل بنا لاؤ' اسی وقت منیجر لڑکے کے ساتھ ایک ٹرے لئے ہوئے آیا۔ جس میں تمام چیزیں باقاعدہ پلیٹوں میں ڈھکی ہوئی رکھی تھیں۔ میں نے دفتر میں داخل ہوتے ہوئے کہا---- آپ نے بڑی زحمت کی۔"

وہ ٹرے میز پر رکھتے ہوئے بولا۔ "کوئی زحمت نہیں سرکار---- چائے تو لانا ہی تھی۔ ہوٹل سے چند پیٹیز وغیرہ بھی لے لیں۔ کھانا اس لئے نہیں منگایا کہ ہندو یا مسلم کسی بھی ہوٹل کا کھانا آپ کے شایان----"

میں نے اس کی تکلیف کا شکریہ ادا کیا اور جلدی جلدی کھانے سے فارغ ہو کر بل ادا کیا۔ لڑکے کو انعام دیا اور گاڑی میں سوار ہونے لگا۔ منیجر نے سلام کیا میں نے اس سے مصافحہ کر کے دروازہ بند کیا اور سیلف پر پیر رکھنے لگا تھا کہ ایک کار تیزی سے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی ایک جھٹکے سے رالس کے برابر رک گئی۔ میں نے سیلف دباتے ہوئے اچٹتی سی نظر ڈالی اور گاڑی بیک کرنے لگا۔ پچھلی سیٹ کے قریب سے گزرتے ہوئے میری نظر پڑنے سے پہلے اندر بیٹھے ہوئے آدمی نے دوسری طرف منہ پھیر لیا لیکن جسم اور سر کا پچھلا حصہ دیکھ کر میں نے پہچان لیا کہ یہ میرا معزول کیا ہوا ایس۔پی' برمن تھا۔ وہیل پر کوئی آفیسر تھا' جو یونیفارم پہنے ہوئے تھا لیکن بیک نظر یہ سمجھنا دشوار تھا کہ وہ یونیفارم پولیس کی تھی یا ملٹری کی۔

سڑک پر پہنچ کر گاڑی سیدھی کرتے ہوئے میں نے ان کی کار پر پھر ایک نظر ڈالی لیکن اب ان کا منہ دوسری طرف تھا اور وہ منیجر سے باتیں کر رہے تھے۔ شہر کی سڑک سے نکلتے ہوئے میں ہر موڑ پر ٹرن لیتے ہوئے پیچھے کی طرف دیکھتا لیکن کوئی گاڑی میرا تعاقب نہیں کر رہی تھی۔ اب لائٹنگ ٹائم ہو چکا تھا۔ میں نے ہیڈ لیمپ روشن کئے اور اسپیڈ بڑھانے لگا۔ سڑک دور تک خالی تھی۔ کہیں کہیں کوئی سائیکل سوار نظر آتا تھا' جو ایکسٹریم لیفٹ پر چلتا ہوا ہوتا تھا میں پچاس ساٹھ کے درمیان چلا جا رہا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ اب اگر کوئی پیچھا بھی کرے تو میرے نزدیک نہیں پہنچ سکتا تھا---- رالس کی میکسیم اسپیڈ ۹۵ میل فی گھنٹہ تھی اور میں اس کو اسی میل تک کنٹرول کر سکتا تھا۔ اسی میل پر کنٹرول کرنے والے شاید بہت سے ڈرائیور ہوں لیکن اسی میل دوڑنے اور کنٹرول میں رہنے والی گاڑیاں

بہت کم تھیں---- لہٰذا وہ اگر برمن بھی تھا تو کیا بگاڑ سکتا تھا---- یہ اور بات ہے کہ اب میں بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا' کیونکہ شردھام تین چار سو میل پیچھے رہ گیا تھا اور میری شہزادگی نہ پیچھے رہی تھی نہ آگے۔ رشی کے ساتھ اس کا جنازہ نکل چکا تھا۔ بلکہ سوئم بھی ہو چکا تھا' رشی کی یاد آتے ہی میری آنکھوں میں آنسو آ گئے' اس کا معصوم چہرہ اور بھولی بھالی باتیں نشتر کی طرح دل میں چبھنے لگیں' میرا پیر خود بخود ایکسی لریٹر سے اٹھنے لگا اور یہ اچھا ہی ہوا کیونکہ سامنے کسی پہاڑی نالے کا پل تھا۔ جس کے اردگرد نہ پروٹیکشن وال تھی نہ جنگلہ۔

پل غالباً" ون وے ٹریفک تھا کیونکہ اس کی چوڑائی بارہ فٹ سے زیادہ نہ تھی اور بیک وقت دو گاڑیاں گزرنے کی گنجائش نہ تھی میں نے پل کے سرے کے قریب پہنچتے ہی بریک لگایا اور دوسرے سرے کی طرف دیکھا۔ ہیڈ لیمپس کی روشنی میں پل تقریباً" دو سو فٹ لمبا نظر آ رہا تھا۔ سڑک کے دونوں طرف گھنا جنگل تھا اور اونچے نیچے درختوں اور جھاڑیوں سے ناہموار میدان میں اندھیرا چھایا ہوا تھا میں نے پیچھے کی طرف دیکھ کر گیئر لگایا اور گاڑی آہستہ آہستہ بڑھنے لگی۔ پل کے سرے پر پہنچنے نہ پائی تھی کہ پل کے دوسرے سرے سے کسی گاری کی تیز روشنی کا سیلاب الڈ پڑا۔ میں نے پھر بریک لگایا اور سامنے سے آنے والے وہیکل کے گزر جانے کا انتظار کرنے لگا۔ گاڑی نصف پل عبور کر کے مجھ سے بارہ چودہ گز کے فاصلے پر آ کر رک گئی۔ ہیڈ لیمپس اسی تیزی سے جل رہے تھے۔ میں نے ہارن بجایا اور روشنی کے زاویے سے بچ کر دہیل کی طرف دیکھا۔ یہ کھلا ٹرک تھا۔ دو تین آدمیوں کو ہاتھوں میں پستول لئے گاڑی سے کودتے دیکھ کر میں ایک ثانئے میں معاملے کی تہہ کو پہنچ گیا۔ بائیں ہاتھ سے ہولسٹر سے پستول نکالتے ہوئے کھڑکی کا شیشہ نیچے سرکایا اور بغیر وارننگ دیئے دو فائر کئے دو آدمی گر گئے اسی وقت ٹرک سے بیک وقت تین گولیاں چلیں۔ ایک ونڈ اسکرین کو توڑتی ہوئی میری کنپٹی کے قریب سیٹ کی پشت میں گھس گئی۔ دوسری نے دایاں فرنٹ لیمپ اڑا دیا۔ تیسری بائیں جانب چھت میں پیوست ہو گئی میں نے تیسرا فائر ٹرک کے سٹیرنگ وہیل پر بیٹھے ہوئے آدمی پر کیا اور گولی ونڈ شیلڈ توڑ کر برابر آدمی کی پیشانی میں لگی ڈرائیور نے جھک کر ریورس گیئر لگائی اور ٹرک پیچھے ہٹنے لگا۔ نیچے ایک آدمی جو اگلے اور پچھلے وہیل کے درمیان کور لئے ہوئے تھا پہیے کے نیچے آ کر کرش ہو گیا۔ میں نے نیچے اترنے والے تینوں آدمیوں کو تڑپتے دیکھ کر گاری سے باہر نکلتے نکلتے بائیں ہاتھ سے رائفل گھسیٹی اور دروازہ کھولتے ہی سڑک پر منہ کے بل گر گیا۔ ٹرک تیزی سے بیک ہوتا جا رہا تھا۔ کسی نے باڈی سے سر نکال کر فائر کیا اور گولی میرے سر سے دس فٹ آگے سڑک سے ٹکرا کر دس فٹ گئی۔ اب درمیانی فاصلہ پچاس گز کے قریب ہو چکا تھا اور میں پستول کی رینج سے باہر تھا رائفل سیدھی کر کے ڈرائیور کی کھوپڑی کا نشانہ لیا اور

ٹرائیگر دبا دیا گولی نشانے پر لگی اور ٹرک ٹیڑھا ہو کر چلنے لگا۔ پل پر آڑا ہوا اور چلتے چلتے ایک زبردست دھماکے کے ساتھ الٹ کر نالے میں گر گیا۔ صرف ایک آدمی چھلانگ مار کر کودا اور سنبھلتے ہی پستول پھینک کر دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر کھڑا ہو گیا---- مجھے اس کی باضابطگی پر ہنسی آ گئی---- شاید وہ اس قاتلانہ حملے کے باوجود اس خوش فہمی میں مبتلا تھا کہ اصول جنگ کے مطابق ہتھیار پھینکتے ہی اس کو امان مل جائے گی۔ میں اس ٹرک کی نمبر پلیٹ پر شردھام اسٹیٹ دیکھ چکا تھا۔ برمن کے درشن کر چکا تھا۔ مجھے یقین ہو چکا تھا کہ یہی لوگ رشی کرن کے قاتل ہیں---- میں انہیں پاتال سے نکال کر شوٹ کرنا چاہتا تھا اور یہ زمین پر مل گئے۔ میرے پاس ان کے لئے کوئی رحم نہ تھا کوئی اصول نہ تھا۔ اس کے ہاتھ اٹھاتے ہی سینے کا نشانہ لے کر چیخا۔ "اسی طرح ہاتھ اٹھائے ہوئے چلے آؤ۔" دل میں کہتا کہ گولی خطا نہ ہو۔ وہ آہستہ آہستہ نپے تلے قدموں سے آگے بڑھتا رہا' اپنے آدمیوں کی لاشوں کے قریب پہنچ کر رک گیا اور چیخ کر کہنے لگا۔ "رحم' ان داتا' رحم" میں نے پیچھے کی طرف نظر ڈال کر دور تک دیکھنے کے بعد کہا---- "نام بتاؤ----" بولا۔ "ان داتا دیو کی نندن۔" میں نے کہا "برمن کے آدمی ہو؟" بولا "ہاں ان داتا---- ہم کل سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" میں نے ٹرائیگر دباتے دباتے کچھ سوچ کر کہا۔ "اچھا اپنی ٹانگوں سے پٹیاں کھولو۔" وہ کھڑے کھڑے جھک کر پٹیاں کھولنے لگا۔ میں نے کہا۔ "اب بیٹھ جاؤ اور دونوں ٹانگوں کو اوپر نیچے رکھ کر مضبوطی سے پٹیاں باندھ کر دکھاؤ۔" اس نے ایک منٹ میں تعمیل کر کے ٹانگیں پھیلا کر دکھائیں۔ میں نے بندوق اگلی سیٹ پر پھینکی اور میز پوش سے چار پانچ چوڑی پٹی پھاڑ کر اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے کمرے کے پیچھے باندھے اور بائیں ہاتھ سے پیٹ کے بل اٹھ کر گھسیٹتا ہوا گاڑی کے قریب لایا اور پچھلا درواز کھول کر اندر دھکیل دیا وہ بائیں طرف جھک کر سیٹ پر گر پڑا۔ میں نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "دیو کی نندن تم راجپوت تو نہیں ہو نا؟" بیٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔ "نہیں ان داتا میں برہمن ہوں۔"

میں نے اس کا کندھا پکڑ کے سیٹ پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "اچھا بھگود گیتا کی قسم کھا کر کہو' جو کچھ میں پوچھوں اس کا سچ سچ جواب دو گے؟" اس نے قسم کھائی۔ میں نے پوچھا۔ "کیا یوراج کو قتل کرنے میں تم شامل تھے؟" بولا "سرکار برمن صاحب نے ہمیں ٹرک میں بٹھا کر بھیجتے وقت یہ نہیں کہا تھا کہ کسی کو قتل کرنا ہے یا ایکسیڈنٹ کرنا ہے---- صرف جھیل جا کر انتظار کرنے کو کہا تھا' چھ بجے کے قریب وہ خود بھی کار لے کر پہنچ گئے۔ کار ان کا بھائی لے کر واپس چلا گیا اور وہ ٹرک میں بیٹھ گئے---- ایکسیڈنٹ کرنے کے بعد ہمیں بھاگنا پڑا---- اور اب تو ہم سب قاتل بن گئے۔"

میں نے کہا۔ "میں تمہیں بچانے کی کوشش کر سکتا ہوں بشرطیکہ تم گورنر صاحب

کے سامنے یہی بیان دو۔" بولا۔ "سرکار قسم کھاتا ہوں---- یہی بیان دوں گا---- سرکار میں آپ کے وعدے پر وشواس رکھتا ہوں' آپ راجپوت بھی ہیں اور راجا بھی۔ آپ برہم ہتھیا کبھی نہ پسند فرمائیں گے۔"

میں نے کہا۔ "برہمن دیوتا میں تمہارے سر پر ہاتھ رکھ کر وچن دیتا ہوں کہ اگر میں راجپوت راجا ہوں تو برہم ہتھیا کبھی نہ کرونگا۔ بشرطیکہ تم یہی بیان دو۔" اس نے میری طرف دیکھ کر سجدے میں سر رکھ دیا۔ میں نے اس کو پھر سیدھا کر کے سیٹ پر بٹھایا اور دروازہ بند کر کے وہیل پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "برمن پچھلے شہر میں ہے پنڈت کیا وہ اس حملے کا نتیجہ دیکھنے نہیں آئے گا۔" بولا "نہیں ان داتا اسے وشواس ہے کہ آپ کتنے آدمیوں سے بچیں گے۔ ٹرک میں ڈرائیور سمیت آٹھ آدمی تھے۔ جن میں ایک اس کا بھائی تھا---- وہ جو ڈرائیور کے برابر میں بیٹھا تھا۔"

میں نے "ٹھیک ہے" کہہ کر پیچھے نظر دوڑائی اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ پل سے گزرنے میں جس ایک آدمی کے ہلنے جلنے سے زندہ ہونے کا پتا چل رہا تھا اسی کے اوپر گاڑی کا پہیہ پھراتا ہوا نکل گیا۔ گاڑی نے جمپ لیا تو دیو کی نندن کی چیخ نکل گئی۔ میں نے ہنس کر کہا "پنڈت تم محفوظ ہو۔" بولا "ان داتا' بھگوان آپ کو بھارت ورش کا سامراٹ پرش بنائیں۔"

"ایک سوال اور پنڈت۔" میں نے بیک ویو مرر کا زاویہ بدلتے ہوئے کہا۔ "تم لوگوں نے اپنی دانست میں یوراج کو ختم کر دیا میرے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟" وہ کچھ کہنے کے لئے منہ کھول کر رہ گیا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "دیکھو پنڈت میں تمہیں معاف کرا دینے کا وچن دے چکا ہوں اور اس وقت بھگود گیتا کی سوگند انوسار باتیں ہو رہی ہیں' تم اپنے خیالات چھپانے کی کوش نہ کرو۔"

اس نے ہونٹوں پر زبان پھراتے ہوئے کہا۔ "ان داتا برمن نے یوراج کے مرنے کی خبر اخبار میں پڑھنے کے بعد بہت افسوس کیا۔ وہ کہتا تھا مہاراجا' یوراج کے پاگل پن کی وجہ سے ایک بناوٹی راجکمار بمبئی سے لے کر آئے ہیں جو بالکل اسی کا ہم شکل ہے اور برمن اسی کو قتل کرنا چاہتا تھا۔"

"ٹھیک----" میں نے کہا "لیکن اس کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ مارا جانے والا اصلی راجکمار ہے؟"

"اس کا خیال ہے کہ نقلی راجکمار مارا جاتا تو مہاراجا اس کی موت کا اعلان ہرگز نہ کرتے۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔ "اس کے بعد کیا ہوا؟"

اس نے جواب دیا۔ "ان داتا اس نے ہمیں یہاں بھیج دیا اور کہا۔ "نقلی راجکمار

اب یہاں نہیں رہ سکتا۔ وہ ایک دو روز میں بمبئی بھاگے گا اور اکیلا بھاگے گا۔ مہاراجا اس کی حفاظت کے لئے کسی کو ساتھ نہیں بھیج سکتے۔ اس لئے آسانی سے اس کو ختم کیا جا سکتا ہے---- آج آپ کے یہاں ایک گھنٹہ پہنچنے سے پہلے برمن نے ہمیں تار کے ذریعہ اطلاع دی کہ آپ پہنچنے والے ہیں---- اور---- باقی تو سب آپ کے سامنے ہے۔"

میں نے اثبات میں سرہلا کر بات ختم کر دی اور اسپیڈ بڑھانے لگا۔

جس وقت میں بمبئی کے مضافات میں پہنچا۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ میں کسی طرح ساڑھے گیارہ سے پہلے مالا بار میں نہیں پہنچ سکتا تھا۔ گورنمنٹ ہاؤس دس بجے بند ہو جاتا تھا اور اس کے بعد گیٹ پر ٹامی راج ہوتا تھا جو صبح کے چھ بجے سے پہلے کسی کو پہچاننے کی کوشش نہیں کرتے تھے اور پھر میرے ساتھ تو ایک پلندہ بھی تھا' چنانچہ پونے بارہ بجے بہزار خرابی و دشواری ملزم کو کولابہ پولیس اسٹیشن کی کسٹڈی میں دینے میں کامیاب ہوا اور وہ بھی اس شرط پر کہ صبح دس گیارہ تک اس کو گورنمنٹ ہاؤس کی گاڑی آکر لے جائے گی---- یہ رات میں نے ہوٹل میجسٹک میں گزاری۔ صبح آٹھ بجے غسل اور ناشتے سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کیا اور دو تین ہزار روپے کے علاوہ تمام رقم اور قیمتی چیزیں لائیڈس بنک میں جمع کرا کے ساڑھے نو بجے گورنمنٹ ہاؤس پہنچ گیا۔ مسٹرولسن نے مجھے اپنے چیمبر میں ریسیو کیا۔ شردھام کے حادثے کے متعلق انہیں ریزیڈنٹ کی طرف سے مکمل رپورٹ مل چکی تھی لیکن اس میں میرے متعلق کوئی ذکر نہ تھا۔ دس بجے ہزایکسی لنسی نے مجھے اندر طلب کر لیا۔ اس وقت وہ تنہا تھے۔ شردھام کے تمام حالات بیان کرنے کے بعد میں نے راستے کا واقعہ سنایا---- اور وہ خالی پائپ ہونٹوں میں دبائے غور سے سنتے رہے۔ کہیں کہیں مسکراتے رہے۔ چند سوالات بھی کئے لیکن بحیثیت مجموعی ان کے چہرے سے ناراضگی کا اظہار ہوتا تھا' آخر انہوں نے مسٹرولسن کو لابہ پولیس اسٹیشن کو فون کر کے دیو کی نندن کو فورا" گورنمنٹ ہاؤس پہنچانے کا حکم دیا۔ کینتھ کے متعلق مجھے بتایا کہ ریزیڈنٹ کے اطلاع کے مطابق اب وہ خطرے سے باہر ہے۔ میں نے کہا۔ "اس کو بمبئی بلا لیا جائے تو بہتر ہے۔"

انہوں نے کہا۔ "وہ مہاراجا شردھام کے ساتھ آئے گی۔"

میں نے کہا۔ "یورایکسی لنسی' آپ مجھے مہاراجا شردھام کے سامنے نہ بلائیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "کیوں بھلا؟ وہ تمہارے پاپا نہیں کیا؟"

میں نے سرجھکا کر کہا۔ "یورایکسی لنسی---- انہوں نے رشی کرن کے مرتے ہی مجھ سے آنکھیں پھرالیں اور اگر کرنل نے مدد نہ کی ہوتی تو شاید میں زندہ نہ نکل سکتا۔"

انہوں نے کہا۔ "وہ تمہیں قتل نہیں کرا سکتے تھے---- تم ہماری امانت تھے----

لیکن تمہارا زندہ رہنا بھی خطرناک تھا۔ کیونکہ وہ ایک بہت بڑی غلطی کر چکے تھے۔ یعنی یوراج کی شادی ـــــ"

میں نے کہا "لیکن اس غلطی کی تلافی مجھے ختم کر دینے سے تو نہیں ہوتی۔"

وہ ہنس دیئے۔ "یقیناً نہیں ـــــ بلکہ اس غلطی کی تلافی تم نے کر دی تھی اور ہمارے حکم سے کی تھی۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میں نے اسے اپنی ڈیوٹی سمجھ کر انجام دیا۔"

انہوں نے قہقہہ لگا کر کہا "لیکن یہ امید نہ رکھنا کہ آئندہ پھر کبھی ایسی ڈیوٹی لگائی جائے گی۔"

میں نے ہنسی ضبط کرنے کے لئے بناوٹی کھانسی کی آڑ لے کر منہ پر رومال رکھ لیا۔

ہزایکسی لنسی اس وقت خوشگوار ترین موڈ میں تھے۔ تھوڑی دیر بعد میں نے خود پر قابو پا کر سر اٹھایا تو کہنے لگے۔ "پھر بھی یہ ہماری توقع کے خلاف ہوا۔ ہمارا خیال تھا کہ وہ اس حد تک بڑھنے کے بعد تمہیں رشی کرن کے ڈیلی کیٹ کی حیثیت سے ہمیشہ کے لئے پرنس بنا دیں گے۔" میں خاموش ہو گیا وہ میرے جواب کا انتظار کر کے آگے چلے۔ "خیر ہم اپنا وعدہ پورا کریں گے۔ ہمیں معلوم ہے شہزادگی کی زندگی گزارنے کے بعد زوال پذیر ہو جانا موت سے بدتر معلوم ہوتا ہے۔ شردھام کا فرض ہے کہ تمہاری قربانیوں کی قیمت ادا کرے۔"

میں نے شکریہ ادا کیا۔ "یورایکسی لنسی میرے لئے وہ زندگی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ آپ مجھے ولاس پور بھیجدیں۔ میں مہاراجہ ولاس پور کا باڈی گارڈ بننے میں فخر محسوس کروں گا۔"

وہ "وہاٹ اے فول یو آر" کہہ کر میرا منہ تکنے لگے۔ میں نے سر جھکا کر کہا۔

"یورایکسی لنسی ـــــ مجھ سے آج تک کوئی حماقت سرزد نہیں ہوئی ـــــ کیا آپ مجھے ایک حماقت کرنے کا موقع نہیں دیں گے۔"

"انہوں نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "اوکے ـــــ ضرور دیں گے ـــــ لیکن ہمیں یقین ہو جانے دو کہ یہ حماقت ہی ہے۔"

میں نے کہا۔ "بہتر ہے میں آپ کے حکم کا انتظار کروں گا۔"

انہوں نے ایک بزر دبایا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور مسٹرولسن برآمد ہوئے۔ گورنر نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مسٹرولسن ان کے ٹھہرنے کا انتظام کرو ـــــ پہلے سے بہتر، تمہیں معلوم ہی ہے کہ ایک معزول پرنس کو کس طرح رکھنا چاہیئے۔"

مسٹرولسن مسکرا دیئے۔ گورنر نے کہا۔ "ہی از دن آف آور لیفٹننس ناؤ۔"

مسٹرولسن نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کانگریچولیشنز ـــــ لیفٹنٹ نعیم۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ " تھینکس اینڈ گڈ بائی یورایکسی لنسی۔" گورنر نے اٹھ کر مصافحہ کیا اور میں

مسٹرولسن کے ساتھ باہر نکل آیا۔ اپنے چیمبر میں آتے ہی بولے۔ "مجھے افسوس ہے بوئے شردھام بڑا احسان فراموش ثابت ہوا۔" میں نے کہا "نہیں مسٹرولسن ایسا نہیں ہے۔ وہ حالات کا مقابلہ نہیں کر سکے بیٹے کی موت اور وہ بھی اس طرح ـــــ ان کا دماغ خراب ہو جانا بالکل فطری تھا۔"

"خیر دیکھیں گے۔" انہوں نے کہا۔ "تم کہاں ٹھہرے ہو؟"

"ایک ہوٹل میں۔" میں نے میجسٹک کا نام بتانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ وہاں میں نعیم کمار آف ولاس پور تھا۔

وہ بولے۔ "ابھی دوپہر کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ ـــــ شام تک سیر کرو پھر میں کیپٹن رابرٹ کو بھیج کر تمہارا سامان منگوالوں گا ـــــ گاڑی تو ہے ہی تمہارے پاس۔"

میں نے کہا۔ "شردھام کی رالس ہے ـــــ اور زخمی بھی ہے ـــــ ونڈ اسکرین میں گولی کا سوراخ ہے۔ ایک ہیڈ لیمپ غائب ہے۔"

وہ بولے۔ "ٹھیک کرا دیتے ہیں۔" انہوں نے اسی وقت ٹیلی فون پر گیراج سپرنٹنڈنٹ سے بات کی اور چند منٹ بعد ایک ڈرائیور گاڑی لے گیا۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد میں نے ایک بغیر فلیگ والی مورس لی اور دیو کی نندن کا تحریری بیان پڑھ کر کیپٹن بریڈلے کے ساتھ شہر کی طرف چل دیا۔

گیٹ سے باہر نکلتے ہی کیپٹن بریڈلے نے کہا۔ "لیفٹننٹ نعیم---- میں تمہیں لیفٹننٹ ہو جانے پر مبارکباد پیش نہیں کر سکتا۔" میں نے دائیں جانب ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن اب میرا احساس مردہ ہو چکا ہے---- حزن و ملال---- مسرت و سرخوشی میرے لئے بے معنی الفاظ ہیں۔"

"فطری ہے۔" کیپٹن نے مسکرا کر کہا۔ "اب مجھے معلوم ہو گیا تم کہاں تھے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "غنیمت ہے---- شاید میری گاڑی ورکشاپ میں دیکھ لی ہو گی----؟" کیپٹن نے پلٹ کر کہا۔ "تم نے مجھے---- ایک بھی خط لکھا؟" میں نے ہنس کر اسکی طرف دیکھا۔ "کیا سوال کیا ہے بریڈلے؟ میں کسی کو خط لکھ سکتا تھا؟"

"خیر میں شکایت نہیں کر رہا۔ تمہارے سوال کا جواب دے رہا ہوں یہ بتاؤ اب کہاں چل رہے ہو----؟"

"تاج---- گرین' جہاں تم پینا پسند کرو---- میں چار پانچ روز سے پیاسا ہوں۔"

"ہمارے پاس چھ سات گھنٹے کا وقت ہے نعیم جہاں چاہو چلو۔" میں نے چرچ گیٹ سے ہارن بی روڈ کی طرف ٹرن لیا اور میجسٹک کے سامنے سے گزرتے ہوئے گیٹ آف انڈیا پہنچکر تاج کے پورٹیکو میں گاڑی کھڑی کر دی۔ گاڑی پارک کرتے ہی ایک سفید وردی میں ملبوس ویٹر نے ہمیں ریسیو کیا اور لفٹ تک پہنچا کر چلا گیا۔ لفٹ میں داخل ہوتے ہی بریڈلے نے آپریٹر سے "بار" کا اشارہ کیا۔ فورتھ فلور پر پہنچا کر آپریٹر نے بار تک ہماری رہنمائی کی۔ دروازے پر دو ویٹروں نے استقبال کیا اور ہم بوتھ میں داخل ہو گئے۔ مینجر نے ٹرے میں رکھ کر مینو پیش کیا بریڈلے نے سرسری سی نظر ڈال کر بوربن اور فرائیڈ کڈنی کا آرڈر دیا۔ مینجر سر کے اشارے سے سلام کر کے چلا گیا۔ میں نے سگریٹ کیس نکال کر ٹیبل پر رکھا۔ بریڈلے نے اٹھا کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھنا شروع کر دیا۔ یہ کرنل ماما کا دیا ہوا خالص سونے کا سگریٹ کیس تھا۔ سگریٹ نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔ "سونے کا معلوم ہوتا ہے۔" میں نے کہا۔ "پسند ہے تو لے سکتے ہو۔" اس نے مسکرا کر سگریٹ سلگایا۔ مجھے لائٹ دی اور کہنے لگا۔ "لیفٹننٹ پیشکش کا شکریہ---- بہت شکریہ لیکن اسے اپنے پاس ہی رہنے دو۔ مجھے تمہاری باتوں سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تم کوئی بہت بھاری چوٹ کھا کر آئے ہو۔ تمہیں ہر چیز سے نفرت ہو چکی ہے اور---- میں مایوس

دوستوں کے تحفے قبول نہیں کیا کرتا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم اچھے فیس ریڈر نہیں ہو کیپٹن۔ میری لغت میں مایوسی کا لفظ نہیں ہے۔" اس نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ "پرنس نعیم میری آنکھیں بنفشی شعاعوں کی طرح انسانی جسم سے گزرنے کی طاقت رکھتی ہیں۔ میں تمہارے دل کو اس طرح دیکھ سکتا ہوں جیسے میرے ہتھیلی پر رکھا ہوا ہے۔" میں نے قہقہہ لگایا۔ "مائی ڈیر پھر تم نے ناحق اپنے لئے فرائیڈ کڈنی کا آرڈر دیا۔ ہتھیلی پر رکھی ہوئی چیز پلیٹ میں رکھی ہوئی چیز سے بہر حال کسی قدر قریب ہوتی ہے۔" بریڈلے کٹ کر رہ گیا۔ سگریٹ کا کش لے کر سنبھلتے ہوئے بولا۔ "نعیم تم سائیڈ ٹریک کرنے کا فن جانتے ہو مائی ڈیئر۔"

"کیپٹن۔" میں نے کہا۔ "میں بریڈلے کو نہیں ایک ایکس رے یونٹ کو سائیڈ ٹریک کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ دیکھنا یہ ہے اس میں کس حد تک کامیاب ہو سکتا ہوں۔" بریڈلے مسکرا کر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ایک اینگلو انڈین لڑکی بوتھ کے دروازے پر نمودار ہوئی۔ اس کے ہاتھوں میں ڈرنکس کی ٹرے تھی۔ "گڈ ایوننگ آفیسرز" کہہ کر اندر داخل ہوئی اور ٹرے میز پر رکھ کر کھڑی ہو گئی۔ چند لمحے بعد ایک اور لڑکی فرائیڈ کڈنی اور پوٹاٹو چپس لے کر دروازے پر آئی۔ پہلی لڑکی نے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے ٹرے لے کر میز پر رکھی۔ بوتل کا کارک کھول کر دو گلاسوں میں انڈیلی اور مسکرا کر دونوں کے سامنے رکھتی ہوئی باہر نکل گئی۔ بریڈلے نے گلاس اٹھاتے ہوئے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "پروپوز" میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "تمہاری سوئٹ ہارٹ کے نام۔" اس نے تھینک یو کہہ کر پینی شروع کر دی اور چند گھونٹوں میں گلاس خالی کر کے میز پر رکھتے ہوئے میری طرف دیکھ کر بولا۔ "بک اپ مین---- میں تمہاری سوئٹ ہارٹس کے نام پر پینے کے لئے بے چین ہوں۔" میں نے گلاس خالی کر کے ہنستے ہوئے کہا۔ "میرے لئے صیغہ جمع کیوں استعمال کیا بریڈلے کیا ایک کافی نہیں؟" وہ بولا۔ "نہیں یہ ایک پرنس کی توہین ہے۔ عرب شہزادے پورا ڈویژن رکھتے ہیں۔ انڈین پرنس کو کم از کم ایک بٹالین تو----" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "اچھا تو پھر بوربن کا ایک بیرل منگاؤ اور میں تمہارے سامنے لسٹ رکھتا ہوں۔ پیو اور پلاتے جاؤ حتیٰ کہ دونوں آنجہانی ہو جائیں۔" انڈیلتے انڈیلتے رک کر بولا۔ "پھر تو واقعی میری ریڈنگ غلط ہے دوست۔ تم اپنے سینے میں زخمی دل نہیں' سیمنٹ چھاننے کی چھلنی لئے پھر رہے ہو جس کے سوراخ صرف خوردبین ہی سے نظر آ سکتے ہیں۔"

"مجھے اپنے دل کی قیمت مل چکی ہے۔ لہٰذا اس کا ذکر چھوڑو جام بھرو اور بغیر پروپوز کئے غٹ غٹائے جاؤ۔ شراب ہر زخم کو مندمل کرے گی نوسٹ کسی زخم کی بخیہ کاری نہیں کریگا۔" بریڈلے نے ہنس کر گلاسوں میں انڈیلی اور میری طرف سرکاتے ہوئے بولا۔ "شروع کرو۔" میں نے گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا اور چند گھونٹوں میں خالی کر دیا۔ ڈنر

ٹائم ہونے تک نصف سے زیادہ بوتل خالی ہو چکی تھی۔ نو بجے کے قریب ہم ہوٹل سے نکل کر کار کی طرف چلنے لگے تو ایک دوسرے سے اپنی کیفیت چھپانے کا جذبہ ہمیں سنبھال رہا تھا۔ ڈرائیور کرنے کی ہمت ہم میں ایک میں بھی نہ تھی۔ میں نے گاڑی کا دروازہ کھول کر بریڈلے کی طرف دیکھا پھر میری طرف اس نے دیکھا اور مسکرا کر اندر داخل ہوا اور کھسک کر کونے میں جا کر بیٹھ گیا میں نے وہیل پر بیٹھ کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن مجھے زمین ابھرتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے اگر تم کچھ بہتر ہو تو وہیل سنبھال لو تو اس نے کہا "مائی ڈیر مجھے آسمان نیچے گرتا محسوس ہو رہا ہے۔" میں نے مشینی انداز میں چابی لگائی اور سوئچ آن کر کے سیلف پر پیر مارا۔ انجن اسٹارٹ ہو گیا۔ میں نے گاڑی بیک کر کے سڑک پر سیدھی کی اور گیٹ آف انڈیا پر سیر کو آنے والے پریوں کے غول پر اچٹتی سی نگاہ ڈال کر آہستہ آہستہ گرین کے سامنے ہوتا ہوا ایکسٹریم لیفٹ پر چلنے لگا۔ گاڑی کی چال بھی اندر بیٹھنے والوں سے بہتر نہ تھی۔

ساڑھے نو بجے گورنمنٹ ہاؤس پہنچے تو گیٹ پر ہی ایک نوٹ دے دیا گیا۔ جس میں مجھے فوراً" فرسٹ سیکرٹیری سے ملنے کا حکم دیا گیا تھا۔ کیپٹن بریڈلے اپنی جسمانی حالت کے پیش نظر گیٹ سے چند قدم چلنے کے بعد گاڑی رکوا کر اتر گیا اور ڈگمگاتے قدموں سے چلتا ہوا نیشنل کلب کے لان میں غائب ہو گیا۔ میں نے گاڑی کو بائیں جانب ٹرن دیا اور ریسپشن آفس کے سامنے جا کر انجن بند کر کے نیچے اترا۔ ایک سارجنٹ نے باہر نکل کر سیلوٹ کیا اور مجھے ریسپشن روم میں لے کر آیا۔ میں نے جیب سے سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "مسٹر ولسن کو اطلاع دے دو۔ میں ان کا انتظار کر رہا ہوں۔" اس نے اٹینشن ہو کر کہا۔ "سر ان کو اطلاع کر دی گئی ہے اور وہ چند منٹ میں پہنچنے والے ہیں۔" میں نے سگریٹ سلگایا اور صوفوں کے درمیان کھڑا کھڑا کش لگانے لگا۔ سارجنٹ سیلوٹ کر کے باہر نکل گیا۔ بمشکل دو منٹ گزرے ہوں گے کہ مسٹر ولسن نے دروازے میں داخل ہو کر مسکراتے ہوئے کہا---- "ہیلو لیفٹننٹ----" میں نے گڈ ایوننگ کہہ کر ہاتھ بڑھایا۔ مصافحہ کرتے ہوئے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھ کر بولے۔ "اوہ نعیم---- تمہیں تو ہرایکسی لنسی یاد فرما رہی ہیں---- اور میں نہیں سمجھتا کہ تم بالکل سوبر ہو۔" میں نے نفی میں سرہلایا---- "کیا صبح پر ملتوی نہیں کیا جا سکتا مسٹر ولسن؟" کہنے لگے "یہی بہتر ہو گا---- آؤ میں ان سے معذرت طلب کر لیتا ہوں۔" میں ان کے ساتھ برآمدے میں آیا۔ سارجنٹ کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ مسٹر ولسن نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیا اور گڈ ایوننگ یورایکسی لنسی کہہ کر بات کرنے لگے۔ "نعیم آگیا ہے لیکن اس کی طبیعت کچھ اچھی نہیں ہے یورایکسی لنسی---- کیا صبح دس بجے کا ٹائم دے دیں۔"

تو ہرایکسی لنسی نے کہا "اس سے کچھ ضروری کام ہے اس لئے اس کو ضرور بھیجئے"

مسٹر ولسن نے ہرایکسی لنسی سے کہا۔ "بہت بہتر یورایکسی لنسی۔" پھر مجھ سے مخاطب ہوئے۔ "لیفٹننٹ آپ کو جانا ہی ہو گا۔" میں نے کہا۔ "مسٹر ولسن ایک شرط پر کہ آپ بھی میرے ساتھ جائیں گے۔" مسٹر ولسن بولے۔ "ٹھیک ہے لفٹننٹ نعیم! میں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں۔ آؤ چلیں۔" ہرایکسی لنسی کی رہائش گاہ پر پہنچ کر انہوں نے کال بیل بٹن دبایا۔ ایک انگریز خادمہ نے آ کر دروازہ کھولا اور سلام کر کے کہنے لگی۔ "چلئے مسٹر ولسن---- ہرایکسی لنسی آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔" انہوں نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور چلنے کا اشارہ کیا۔ خادمہ ہمارے آگے آگے چلنے لگی۔ دو تین کمروں سے گزرنے کے بعد ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر رکی اور پردہ ہٹا کر ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ ہم اندر داخل ہوئے۔ ہرایکسی لنسی وسط میں ایک صوفے پر بیٹھی ہوئی سگریٹ پی رہی تھیں۔ میں نے سر جھکا کر سلام کیا۔ مسکرا کر ہاتھ بڑھاتی ہوئی بولیں "ہیلو پرنس کرن---- ہیل اینڈ ہارٹی----؟"

میں نے مزاج پرسی کی---- بولیں "بیٹھو----" میں شکریہ ادا کر کے ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ مسٹر ولسن میرے برابر والے صوفے پر بیٹھ گئے۔ ہرایکسی لنسی سگریٹ کی طرف دیکھتی ہوئی غمگین لہجے میں بولیں۔ "تمہیں بری ٹریجڈی سے گزرنا پڑا نعیم۔" میں نے ان کے چہرے کی طرف دیکھ کر نگاہیں جھکا لیں۔ انہوں نے مسٹر ولسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ولسن جب ہم کسی کو اہم فرائض تفویض کرتے ہیں تو اس کی حقیقت کو قطعی نظر انداز کر دیتے ہیں کہ وہ بھی انسانی جذبات رکھتا ہے۔ وہ بھی کسی سے محبت کر سکتا ہے اور ادائیگی فرائض میں ایسے موڑ بھی آ سکتے ہیں جہاں اس کی روح زخمی ہو کر رہ جائے---- کتنی بڑی ٹریجڈی!"

مسٹر ولسن نے کہا---- "آپ بہت صحیح فرما رہی ہیں یورایکسی لنسی----" وہ سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالتی ہوئی بولیں۔ "مجھے اس لڑکے پر رحم آنے لگا ہے ولسن۔ یہاں سے شردھام بھیجتے وقت میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں ایک بہت بڑے امتحان میں مبتلا کیا جا رہا ہے اگر تم کامیاب ہوئے تو تمہیں اس طرح کمپنسیٹ کیا جائے گا کہ تم ہماری فیاضی پر ہمیشہ فخر کرو گے---- لیکن----" انہوں نے ٹھنڈا سانس لیا۔ میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یورایکسی لنسی میں اب بھی آپ کی قدر شناسی پر فخر کرتا ہوں۔"

وہ مسکرا دیں اور بزر دباتی ہوئی میری طرف دیکھ کر بولیں۔ "نہیں---- تمہیں کمپنسیٹ کرنا ممکن نہیں ہے۔ تم نے اتنی بڑی قربانی دی ہے---- بلکہ ایک نہیں---- کئی---- ون ٹو' تھری' فور' فائیو---- اوہ آئی کینٹ کاؤنٹ دیم---- بہت قربانیاں دی ہیں۔ سچ تو یہ ہے مجھے تم سے اتنی توقع نہ تھی----" میں نے کہا۔ "یورایکسی لنسی آپ میری عزت افزائی کر رہی ہیں۔ یہ کمپنسیشن میری توقع سے بہت زیادہ ہے۔"

"خیر۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "یہ ہماری طرف واجب الادا ہے اور ہم تمہیں اپنے وعدے کے مطابق پرنس کی حیثیت دے کر رہیں گے۔" ایک بیرر نے اندر داخل ہو کر کافی کی ٹرے میز پر رکھی اور جھک کر پیالیوں میں انڈیلنے لگا۔ وہ کافی پاٹ کی طرف دیکھنے لگیں۔ بیرر کافی بنا کر چلا گیا تو انہوں نے پینے کا اشارہ کر کے ایک پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔ "تمہاری شہزادگی کے دور کی ایک ایک تفصیل ہمارے پاس ہے نعیم۔۔۔۔ میں تمہیں رشی کرن کی موت پر تعزیت دینے کے لئے مناسب الفاظ نہیں پا رہی۔ صرف افسوس کہہ دینا میں اس لئے کافی نہیں سمجھتی کہ تم اس کو حقیقی بھائی سے زیادہ چاہتے تھے۔ تم اس کے لئے اپنی زندگی قربان کر سکتے تھے۔"

"آپ صحیح فرما رہی ہیں یورایکی لنسی۔" میں نے کہا۔ "وہ میرے لئے سگے بھائی کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کی موت نے میرے دل کو گہرا زخم لگایا ہے۔ اس لئے ہی نہیں کہ میں اس کو اپنے بھائی کی طرح چاہنے لگا تھا بلکہ اس لئے بھی کہ وہ میرے بدلے میں مارا گیا۔ اس پر دونوں حملے میرے دھوکے میں کئے گئے۔" مسٹر ولسن نے کہا۔ "تمہارا اسکور دیکھ کر ہمیں یہی محسوس ہونے لگا تھا کہ اس کے ردعمل میں رشی کرن نہ مارا جائے سو۔۔۔۔ میں سمجھتا ہوں ایچ ایچ شردھام نے اسی وجہ سے تم سے بے رخی کا رویہ اختیار کیا۔" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ ہرایکی لنسی نے کہا۔ "نہیں مسٹر ولسن وہ اور بات تھی۔" میں نے کہا۔ "رشی کرن کی موت نے ان کے لئے اتنے پرابلمز پیدا کر دیئے ہیں کہ وہ ان کا حل تلاش کرنے کی بجائے صحیح اور غلط کی تمیز کھو چکے ہیں۔ اس صدمے نے ان کا دماغی توازن خراب کر دیا ہے۔ مجھے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے۔"

"مس کینتھ اب ٹھیک ہے نعیم۔" ہرایکی لنسی نے کہا۔ "ممکن ہے کچھ دن میں یہاں پہنچ جائے۔"

میں نے کہا۔ "مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی یورایکی لنسی۔۔۔۔ کیا آپ کے پاس کوئی خط آیا۔۔۔۔؟" انہوں نے پیالی رکھتے ہوئے کہا۔ "اس کا خط نہیں آیا ریزیڈنٹ سے معلوم ہوا۔"

میں نے کہا۔ "مس کینتھ کا سوٹ کیس میں نہیں لا سکا۔ اس میں پندرہ ہزار روپے اور کچھ تحفے وغیرہ ہیں۔ اگر ملازموں نے ادھر ادھر کر دیا تو۔۔۔۔ خیر میں اس کو ادا کر سکتا ہوں۔۔۔۔ ہزہائی نس کو اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے۔" ہرایکی لنسی نے رسٹ واچ کی طرف دیکھا۔ میں پیالی رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ مسٹر ولسن نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اب اجازت دیجئے یورایکی لنسی۔۔۔۔" انہوں نے اٹھ کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "شردھام سے کسی کے آنے پر میں تمہیں بلاؤں گی نعیم۔۔۔۔ اور شاید بہت جلد۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے یورایکی لنسی۔" ان کے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں میں لے کر چوما اور سلام کر کے مسٹر ولسن کے ساتھ باہر نکل آیا۔

○

تیسرے روز برمن گرفتار ہو کر بمبئی پہنچ گیا۔ اسی روز شام کو کرنل ماما' کینتھ کو لے کر گورنمنٹ ہاؤس پہنچے۔ رات کو ڈنر کے بعد مسٹر ولسن مجھے گورنر کے پاس لے جانے کو آ گئے۔ میں اس وقت بھی کافی ٹائٹ تھا۔ دراصل اس اچانک تبدیلی نے جس کے دامن میں عزیز ترین چیزوں سے مفارقت کی ان گنت داستانیں پنہاں تھیں مجھے توڑ کر رکھ دیا تھا اور میں ایسے کرب میں مبتلا تھا جس سے شراب ہی نجات دلا سکتی تھی اس لئے میں قریب قریب ہر وقت شراب میں ڈوبا رہتا تھا لیکن اسے میری قوت برداشت کہئے یا فوجی ڈسپلن کا احساس کہ گورنر یا ہرایکی لنسی سے ملاقات کا پیغام ملتے ہی میرے حواس بحال ہو جاتے۔ مسٹر ولسن کو معلوم تھا کہ مجھے ہوش میں آنے کے لئے صرف اتنا وقت درکار تھا جتنا لباس تبدیل کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ اسی اعتماد کے ساتھ نیشنل کلب میں میری قیام گاہ پر بغیر اطلاع دیئے اچانک پہنچ گئے۔ "گڈ ایوننگ۔" کہتے ہی میں نے تکیوں میں سے منہ نکال کر ان کی طرف دیکھا اور گڈ ایوننگ مسٹر ولسن کہہ کر بستر سے اٹھ بیٹھا۔ انہوں نے ٹیبل سے اسکاچ کی بوتل اٹھا کر دیکھی اور مسکرا کر بولے: "تقریباً" چار پیگ' نہیں۔" میں نے کہا۔ "جی۔۔۔۔ آپ بھی ٹرائی کریں۔" مسکرا کر بولے "تھینکس۔۔۔۔ کپڑے تبدیل کرو اور اس کے ساتھ شخصیت بھی۔۔۔۔ ہزایکی لنسیز تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا "کیا سچ۔۔۔۔؟" وہ بولے۔ "وقت ضائع نہ کرو۔" میں تیزی سے باتھ روم کی طرف چل دیا۔ ہاتھ منہ دھو کر کپڑے پہنے اور پانچ منٹ میں ان کے ساتھ تھا۔

ڈرائنگ روم میں اس وقت گورنر کے ساتھ ان کی لیڈی اور کرنل ماما بیٹھے ہوئے تھے۔ مسٹر ولسن دروازہ کھلتے ہی اسموکنگ روم کی طرف چل دیئے۔ میں نے سلام کیا تو کرنل نے اٹھ کر مصافحہ کیا۔ کمر پر ہاتھ لگایا اور چند رسمی باتیں کر کے صوفے پر بیٹھ گئے۔ گورنر نے مسکرا کر مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور میں شکریہ ادا کر کے کرنل کے برابر والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ ہرایکی لنسی نے کہا۔ "کرنل تمہاری بہت تعریف کر رہے تھے کرن۔" میں نے کہا۔ "کرنل مجھے اپنا بیٹا کہتے ہیں یورایکی لنسی۔۔۔۔ اور انہی کی وجہ سے آپ مجھے یہاں زندہ دیکھ رہی ہیں۔ ورنہ میں نہ ہوتا اور شاید شردھام اسٹیٹ بھی نہ ہوتی۔"

کرنل نے افسردہ لہجے میں کہا۔۔۔۔ "ان باتوں کو بھول جاؤ۔ میں تمہیں اب بھی اپنا بیٹا ہی سمجھتا ہوں۔ تم میرے لئے اب بھی کرن ہو اور ہمیشہ کرن رہو گے۔" میں نے کہا۔ "ماما میں آپ کا بیٹا ہی ثابت ہوں گا۔ یہ میں ہزایکی لنسیز کے سامنے وعدہ کرتا ہوں۔"

کرنل نے اٹھ کر میرے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور جیب سے ایک لفافہ نکال کر ہرایکسی لنسی کے سامنے رکھتے ہوئے بولے۔ "یورایکسی لنسی یہ آپ اپنے ہاتھ سے میرے بیٹے کو عنایت فرما دیں۔" انہوں نے تھینک یو کہہ کر لفافہ لے لیا اور کھول کر دیکھا۔ اندر انگریزی میں لکھا ہوا ایک خط اور اس کے ساتھ ایک چیک منسلک تھا۔ انہوں نے چیک پر ایک نظرڈالی اور "ویری جنرس آف یو کرنل۔" کہہ کر چیک گورنر کے سامنے کر دیا۔ انہوں نے چیک کی طرف دیکھ کر کہا۔ "جنرس انڈید ــــــ" ہرایکسی لنسی اپنی نشست سے اٹھیں۔ ان کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر میں بھی اٹھ کھڑا ہوا انہوں نے میری طرف ہاتھ بڑھایا اور میں نے سلام کر کے چیک اور خط لے کر ان سے مصافحہ کیا۔ گورنر نے مسکرا کر کہا "اب تم لکھ پتی ہو۔" میں نے بغیر دیکھے چیک جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ "آپ کا ادنٰی خادم۔" کرنل نے کہا۔ "یہ خط ہزہائی نس کا ہے کرن ــــــ انہوں نے تم سے معافی طلب کی ہے۔" میں نے کہا۔ "ماما وہ میرے باپ ہیں معافی کا لفظ ان کو زیب نہیں دیتا۔ بہرکیف مجھے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ میں اب بھی ان کے لئے کرن ہی ہوں اور وہ شردھام کے سوا' جہاں چاہیں مجھ سے مل سکتے ہیں۔"

ماما کی آنکھیں نم آلود ہو گئیں ــــــ بمشکل کہہ سکے۔ "مجھے تم سے یہی امید تھی کرن ــــــ" میں نے ان سے کینتھ کی خیریت دریافت کی تو کہنے لگے۔ "کمزوری کے سوا کوئی شکایت نہیں۔ ہزایکسی لینی نے اس کو ملٹری ہاسپٹل میں داخل کرا دیا ہے۔ ایک دو ہفتوں میں مکمل طور پر صحت یاب ہو کر آ جائے گی۔ ہزہائی نس نے اس کو دس ہزار روپیہ انعام دیا ہے۔" میں نے کہا۔ "کافی ہے ماما ــــــ پندرہ ہزار میں دے رہا ہوں۔" ہرایکسی لنسی نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ "ہزایکی لنسی نے مسکرا کر کہا۔ "مائی لیڈی شردھام جانے سے پہلے بھی اس کے دوست اس کو پرنس کہہ کر پکارتے تھے اور اب تو یہ واقعی پرنس ہے۔ اس لئے اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔" تھوڑی دیر بعد کرنل نے اجازت طلب کی اور سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہرایکسی لنسی نے چلتے چلتے مجھے روک کر کہا۔

"اس چیک کو اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرا کے کل اکاؤنٹ بک مجھے دکھاؤ۔"

میں نے سر جھکا کر وعدہ کیا اور کرنل کے ساتھ باہر آیا۔ انہوں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کرن بیٹے دس بجنے میں آٹھ منٹ ہیں اس لئے میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا اور شاید تم بھی اس وقت باہر نہیں جا سکتے لیکن کل صبح گیرن میں مجھے ملنا۔ میں دو روز اور یہاں ٹھہروں گا۔" میں نے "بہتر ہے ماما۔" کہہ کر سر جھکا دیا۔ انہوں نے میری پیشانی چومی اور اپنی کار کی طرف چل دیئے۔ میں ان کو گاڑی میں سوار ہوتے اور دور تک جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

قیام گاہ کو لوٹا تو پھر بری طرح ٹوٹا پھوٹا دل شکستہ انسان تھا۔ ایک دو پیگ پینے کے

بعد ماضی کی تاریکیوں سے ابھر کر مستقبل کی طرف پلٹا تو اپنی مایوسی پر خود ہی ہنسنے لگا۔ جیب میں ہاتھ ڈال کر کرنل کا دیا ہوا خط اور چیک نکالا اور فولڈ سیدھا کر کے دیکھا۔ یہ پانچ لاکھ روپے کا کراسڈ چیک تھا جس پر مسٹر نعیم ملک لکھا ہوا تھا۔ مجھے حیرت تھی کہ اتنا عرصہ قریب رہنے کے باوجود ہزہائی نس نے کبھی تنہائی میں بھی یہ ثابت نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ میرے اصلی نام سے واقف ہیں۔ چیک علیحدہ کر کے میں نے خط پڑھنا شروع کیا۔ تحریر تھا۔

"مائی ڈیئر ــــــ اگر تم نے میری معذرت قبول کر لی ہے تو یہ حقیر چیک اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرا لینا۔ یہ تمہاری قربانیوں کا بدلہ نہیں ہے۔ صرف جیب خرچ ہے تم حسب ضرورت ہزایکسی لنسی کی معرفت مجھ سے وقتاً" فوقتاً" اور بھی طلب کر سکتے ہو۔ میں اپنی زندگی میں تمہیں اسی مقام پر دیکھنا چاہتا ہوں جو یہاں تمہیں دیا گیا تھا ــــــ صرف ایک درخواست ہے کہ ماضی کی راکھ کو کریدنے کی کوشش کبھی نہ کرنا۔ ہمیشہ شاد کام رہنے کی دعاؤں کے ساتھ ــــــ تمہارا ــــــ شانتی کرن۔" خط پڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے ایک پیگ اور پیا ــــــ خط اور چیک سوٹ کیس میں رکھا اور کپڑے اتار کر سو گیا۔

○

صبح نو بجے میں نے سیکرٹیری سے ملٹری ہاسپٹل میں داخل ہونے اور مس کینتھ کو وزٹ کرنے کا اسپیشل پاس حاصل کیا اور گاڑی لے کر میرین لائنز ہوتا ہوا کرافوڑڈ مارکیٹ پہنچا۔ فروٹس اور پھول وغیرہ خریدے اور کولابہ' ملٹری ہاسپٹل پہنچ گیا۔ ایک وارڈ بوائے نے مجھے اسپیشل فیملی وارڈ تک گائیڈ کیا اور میں چند منٹ میں اس کے کمرے کے دروازے پر تھا۔ وارڈ بوائے پھلوں کی ٹوکری اٹھا کر داخل ہوا۔ کینتھ نے اٹھ کر دروازے پر مجھے ریسیو کیا۔ میں نے وارڈ بوائے کو انعام دے کر رخصت کیا اور کینتھ مجھے لئے ہوئے اندر داخل ہوئی' وہ کسی قدر کمزور ہونے کے باوجود ہشاش بشاش تھی۔ بستر کے قریب پہنچتے ہی اس نے ایڑیاں اٹھا کر میرے ہونٹوں پر بوسہ دیا۔ میں نے مسکرا کر اسے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر بستر پر بٹھا دیا اور تکیہ کمر کے پیچھے لگا کر اس کی طرف دیکھا۔ مسکرا کر بولی۔ "ویل ویل ــــــ ویل ــــــ" میں نے کہا۔ "شکر ہے زندہ ہیں اور پھر مل رہے ہیں۔" کہنے لگی۔ "تم اب بھی پرنس ہو ڈارلنگ ــــــ کرنل تمہارے لئے بہت بڑا چیک لے کر آئے ہیں۔" میں نے کہا۔ "آدھا تمہارا ہے۔" وہ اچھل پڑی کمر کے پیچھے سے تکیہ نکل کر ایک طرف گر گیا۔ میں نے پھر اٹھا کر ٹھیک کر دیا۔ بولی۔ "کرن ڈارلنگ' بیک وقت' اتنی خوشیاں تو نہ دو کہ میرا ہارٹ فیل ہو جائے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "پرواہ نہ کرو ــــــ ہارٹ فیل ہو گیا تو پورا چیک تمہارا ہے۔" وہ ہنسنے لگی اور ہنستے ہنستے بے حال ہو کر بستر پر

دراز ہو گئی۔ میں نے تھپک کر کہا۔ "اتنا زیادہ نہ ہنسو۔۔۔ شوگر! کہ میرا چیک سچ مچ خطرے میں پڑ جائے۔۔۔ اچھا اب۔۔۔ ممکن ہو تو اپنی ٹریجڈی بیان کرو۔"

وہ ایک دم سنجیدہ ہو گئی۔ چند لمحے میری طرف دیکھتی رہی اور پھر دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ کر سسکیاں لینے لگی۔ میں نے اٹھ کر اس کو سینے سے لگا اور کمر تھپکنے لگا۔ وہ ہسٹریائی انداز میں رو رو کر حادثے کی روداد سنانے لگی۔ میں گھبرا گیا اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر خاموش کرتے ہوئے کہا۔ "ڈارلنگ۔۔۔ چلو اس ذکر کو بھی چھوڑو۔۔۔ جلد ہاسپٹل سے نکلنے کی کوشش کرو۔۔۔ میں تمہیں شاپنگ کے لئے لے جانا چاہتا ہوں۔" اس نے گردن اٹھا کر میرے چہرے کی طرف دیکھا۔ میں نے اس کے منہ سے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "بولو کب چل سکتی ہو؟" اس نے تکیے کے نیچے سے رومال نکال کر آنکھیں پونچھتے ہوئے کہا۔ "کرن ڈیئر۔۔۔ میرے دل کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ گو ڈاکٹر کچھ نہیں بتاتے لیکن میں سمجھ سکتی ہوں کہ میری اندرونی حالت کیا ہے۔ نہ میں خوشی برداشت کر سکتی ہوں نہ رنج میں تمہیں چاہتی ہوں لیکن رشی کی پرستش کرتی رہی ہوں۔ وہ ایک معصوم فرشتہ تھا اور اسے اس طرح نہیں مرنا چاہئے تھا۔" میں نے اسکی کمر پر ہاتھ پھیر کر علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔ "وہ معصوم تھا۔۔۔ اسی لئے میرے بدلے میں مارا گیا۔ یہ دنیا محض عصمت کی بنا پر کسی کو جینے کا حق نہیں دیتی یہاں طاقتور جیت جاتا ہے۔ یہاں جینے کا حق چھین کر لیا جاتا ہے۔ خیرات یا زکواۃ کے طور پر نہیں ملتا۔ میری مثال تمہارے سامنے ہے۔ کس کس طرح مجھ کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کی گئی لیکن نتیجہ۔۔۔ تمہیں معلوم ہے میرے قاتلوں کی راکھ تک باقی نہیں ہے۔۔۔ اور میں آج بھی اسی طرح زندہ ہوں جس طرح کل تھا اور کل بھی اسی طرح زندہ رہوں گا جس طرح آج ہوں۔۔۔ کیوں۔۔۔؟ کیا اس لئے کہ میں فرشتہ ہوں؟ نہیں بلکہ اس لئے کہ مجھ میں زندہ رہنے کی طاقت ہے۔ جس روز یہ طاقت نہ ہو گی۔ یہ زمین میرا وزن اٹھانے کی بجائے مجھے نگل کر ہضم کر جائے گی۔ رشی کی موت میرے لئے سگے بھائی کی موت سے بڑا سانحہ ہے۔ میں نے اس کے جتنے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار کر اس کا تحفظ کیا وہ سب جانتے ہیں۔۔۔ اور اسے قتل کرنے والوں کو جس طرح ٹھکانے لگایا وہ ہزایکسی لنسی جانتے ہیں۔ صرف ایک ایل ڈی برمن باقی ہے سو گرفتار ہو چکا ہے اور اگر قانون نے اس کو سزائے موت نہ دی تو لاقانونیت سے بچ کر کہاں جائے گا۔۔۔ بولو۔۔۔ یہ تمام باتیں سن کر تمہارے دل کو کچھ سکون ہوا۔۔۔ رشی کا انتقام لے لیا گیا۔ تمہارے تمام دشمن آل مائی لارڈ کے دربار میں پہنچ چکے۔۔۔ کافی نہیں کیا؟"

وہ ہنس کر مجھ سے لپٹ گئی اور دبی آواز میں کہنے لگی۔ "آئی لو یو کرن۔۔۔ تم انصاف کی تلوار ہو۔"

میں نے کہا۔ "تھینک یو۔۔۔ اور اب تم ٹھیک ہو۔ اس لئے کرنل ماما سے ملنے کی اجازت چاہتا ہوں۔۔۔ کل پھر آؤں گا۔"

لائیڈس بنک میں چیک اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرانے کے بعد میں گرین ہوٹل پہنچا تو سوا بارہ بج چکے تھے۔ کرنل ماما منہ میں پائپ دبائے دونوں ہاتھ کمر کے پیچھے کئے اپنے اپارٹمنٹ کے سامنے کاریڈور میں ٹہل رہے تھے۔ نظریں ملتے ہی جھک کر سلام کیا۔ انہوں نے مسکرا کر میرے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "اتنی دیر کرن؟" میں نے دروازہ کھول کر انہیں داخل ہونے کا اشارہ کیا وہ میری کمر پر ہاتھ رکھ کر آگے سرکاتے ہوئے کمرے میں لائے اور صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "کرن تم نے اتنا انتظار کرایا کہ میں۔۔۔ اگر کھانے کا وقت قریب نہ ہوتا تو گورنمنٹ ہاؤس کی طرف چل دیا ہوتا۔۔۔" میں نے انہیں مختصر الفاظ میں اپنی مصروفیت بتائی۔۔۔ بولے۔ "خیر۔۔۔ یہ بتاؤ کھانا کتنے بجے کھاؤ گے؟" میں نے کہا۔ "ابھی۔۔۔ اسی وقت بشرطیکہ آپ کو بھی بھوک لگ رہی ہو۔" انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور کھانے کا آرڈر دیا۔۔۔ میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر ان کی طرف بڑھایا۔ سگریٹ نکالتے ہوئے بولے۔ "کرن اس حادثے کے بعد میری زندگی پانچ سال کم ہو گئی ہے۔ بتاؤ تم میرے لئے کیا کر سکتے ہو۔۔۔؟" میں نے لائٹر جلاتے جلاتے پھونک مار کر بجھاتے ہوئے کہا۔ "ماما اگر کوئی طریقہ ایسا ہو کہ ایک شخص کی زندگی کے ماہ وسال دوسرے کو منتقل کئے جا سکتے ہوں تو کھانا کھانے سے پہلے میں آپ کو اپنی زندگی میں سے دس سال لکھ دینے کو تیار ہوں۔ اگر ہندو شاستر کے مطابق دنیا میں کسی جگہ سجیون بوٹی کا استوا ہے تو میں آپ کے لئے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کر سکتا ہوں اور اگر ٹرانسفیوژن آف بلڈ سے آپ کی عمر میں اضافہ ہو سکتا ہو تو کھانا کھانے کے بعد سب سے پہلے ہسپتال چلئے۔" وہ ہنسنے لگے۔ سگریٹ سلگا کر میری طرف لائٹ بڑھاتے ہوئے بولے۔ "کرن خدا تمہیں بڑی عمر عطا کرے۔ مجھے تمہارے ایک ایک لفظ پر یقین ہے۔ تم میرے لئے سب کچھ کر سکتے ہو لیکن اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں کسی طرح تمہیں آنکھوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ تمہی میری زندگی ہو۔۔۔ یقین کرو کرن۔۔۔ راج محل میرے لئے شمشان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اب وہاں نہ رشی ہے نہ کرن۔ نہ روشنی کی کرن۔۔۔ ہر طرف گھور اندھیرا ہے۔۔۔ میں بہت جذباتی آدمی ہوں اس بھیانک اندھیرے میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ تاریکی مجھے نگل لے گی۔"

"ماما جی۔۔۔ آپ ایسی باتیں نہ کریں۔۔۔ اگر گورنر نے مجھے ولاس پور جانے کی اجازت دے دی تو آپ میرے ساتھ چلیں گے اور وہیں رہیں گے۔" انہوں نے چونک کر کہا۔ "اوہ۔۔۔!" میں نے چونکنے کی وجہ پوچھنی چاہی لیکن بیرر کو ٹرالی لے کر اندر داخل

ہوتے دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ بیرر نے پلیٹیں میز پر رکھیں۔ وسکی کی بوتل کا کارک کھولا اور غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھتا ہوا چلا گیا۔ میں اس وقت یونیفارم میں تھا اور یونیفارم کیپٹن بریڈلے کی تھی جو سیکرٹیری نے ملٹری کیمپ میں داخل ہونے کے لئے منگا کر دی تھی۔ بیرر کے باہر نکلنے کے بعد میں نے گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "ماما جی آپ ولاس پور کے نام پر پہنچ کر۔" وہ میری بات کاٹ کر بولے۔ "ہاں تمہیں بتانا بھول گیا تھا کرن۔۔۔ مہارانی ولاس پور' سادھنا' یشودھرا وغیرہ کئی راجکماروں کے ساتھ رشی کی موت کے تیسرے دن شردھام آئی تھیں۔ میں یشودھرا کو تمہارے بچ جانے کی اطلاع دینا چاہتا تھا لیکن کوئی طریقہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح اور کس کی آڑ لے کر کہا جائے تا کہ اسے شک نہ ہو کہ میں اس کے راز سے واقف ہو چکا ہوں۔ آخر دوسرے روز جب میں مس کینتھ کو دیکھنے گیا تو وہ بہت سنبھل چکی تھی۔ اس کا آپریشن میجر آپریشن نہ تھا وہ دیر تک باتیں کرتی رہی۔ میں نے تمہارے نکل جانے کے متعلق اطلاع دی تو اس کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا۔ اسی دوران یشودھرا کا ذکر نکل آیا تو وہ خاموش ہو گئی۔ میں نے پوچھا۔ "تم اس سے مل چکی ہو" تو اس نے کہا۔ کرنل میں اس کے متعلق بہت کچھ جانتی ہوں۔ میں نے کہا کرن کے متعلق بھی۔۔۔؟ اس نے گردن جھکا کر اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ میں نے کہا۔ "مجھے بھی معلوم ہے۔۔۔ میں صبح یشودھرا کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔ تم اس کو بتا دینا کہ کرن خیریت سے ہے اور بمبئی پہنچ چکا ہے۔"

میں نے کہا۔ "یہ آپ نے بہت اچھا کیا ماما جی۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے خوشی ہے کہ بروقت سوجھ گئی ورنہ میری یاد داشت تقریباً" ختم ہو چکی ہے۔ خیر اب کھانا شروع کرو۔" میں نے گلاس اٹھا کر کہا۔ "کرنل ماما کی صحت کے نام۔" انہوں نے مسکرا کر گلاس ہونٹوں سے لگا لیا۔ کھانے کے دوران میں ان سے ولاس پور کے متعلق باتیں کرتا رہا۔ وہ توجہ سے سنتے رہے۔ پھر گفتگو نے نیا موڑ لیا۔ وہ شردھام کی طرف لوٹ گئے اور کہنے لگے۔ "تم نے جس سنتری کو سو روپے انعام اور پروموشن دیا تھا اس کو صبح ہی ہزہائی نس نے حوالدار بنا دیا اور پیٹرول بک لے کر اپنے پاس رکھ لی۔ یہ واقعہ تمام شہر میں مشہور ہو گیا اور لوگ رشی کو سچ مچ کا رشی منی مان مان کر اس کی مورتی بنانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔" میں نے کہا۔ "اس کو سچ مچ کا شوق تو میں بھی مانتا ہوں۔۔۔ اور آپ بھی جانتے ہیں وہ مرتے دم تک اتنا ہی معصوم تھا جتنا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت تھا۔ یہ اور بات ہے کہ اس شعبدہ بازی سے اس کا کوئی تعلق نہیں میرا ہے لیکن یہ بات صرف آپ جانتے ہیں یا ہزہائی نس۔۔۔ وچترا پر اس شاک کا کیا اثر ہوا ماما۔" میں نے ایک دم سوال کیا۔ جس کا مقصد یہ تھا شاید وہ وچترا کے ردعمل کے بعد سروج کا ذکر کریں گے لیکن وہ صرف یہ کہہ کر رہ گئے کہ "وچترا کو صدمہ تو واقعی ہے اور اس کو بات بات پر روتے بھی

دیکھا گیا تاہم وہ اس حقیقت سے بھی آگاہ ہے کہ اس کا منگیتر نہیں مارا گیا۔"

میں براہ راست سروج کا نام بھی نہ لے سکا اور انہوں نے بات کو دوسرا موڑ دے دیا۔ کہنے لگے "ہزایکسی لنسی کہہ رہے تھے کہ برمن گرفتار ہو کر بمبئی لایا جا چکا ہے اور رشی کے قاتلوں کو تم نے ختم کر دیا۔۔۔ کیا سچ۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "ماما کیا ہزایکسی لنسی سے آپ غلط بیانی کی توقع رکھتے ہیں؟" بولے۔ "نہیں۔۔۔ لیکن یہ کس طرح ہوا کرن۔۔۔ تم تو معلوم ہوتا ہے بھگوان کا کوپ (قہر خداوندی) ہو۔" میں نے گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "تمام قاتل ختم ہو گئے صرف ایک بچا ہے اور وہ کراؤن وٹنس بن چکا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ موت انہیں خود گھیر لائی اور اب مجھے رشی کی آتما سے شرمندگی نہیں ہو گی۔ میں نے اس کا انتقام لے لیا ہے اور جو کچھ باقی ہے وہ۔۔۔ میرے ذمے زیادہ دیر واجب الادا نہیں رہے گا۔ یہ میرا آپ سے۔۔۔ اس کے سگے ماموں سے اور اپنے دھرم پتا سے عہد ہے۔۔۔ بھیشن پر گیا ہے۔" کرنل نے کھانا چھوڑ کر مجھے سینے سے لگا لیا۔ "بھگوان تجھے بھیشم پتامہ کا بھی بل دیں بیٹے۔ تو نے ہمارا کلیجہ ٹھنڈا کر دیا۔ شردھام راج ونش پر تیرا مہان پروپکار ہے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "نہیں ماما جی۔۔۔ کوئی اپکار نہیں۔۔۔ کوئی احسان نہیں۔۔۔ آپ کا بیٹا ہونے کی حیثیت سے شردھام راج ونش کی رکھشا میرا دھرم ہے۔ آپ نے مجھے اس خاندان میں شامل کر لیا ہے۔"

کرنل اپنی نشست پر پہنچ کر کافی پیالیوں میں انڈیلتے ہوئے بولے۔ "کوشش کروں گا کہ ہزایکسی لنسی تمہیں جلد ولاس پور جانے کی اجازت دے دیں۔" میں نے کہا۔ "مشکل معلوم ہوتا ہے۔ برمن پر مقدمہ چلانے کے لئے میری شہادت اہم ہے۔۔۔ اس لئے۔۔۔" انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔ "مقدمہ کیسے چلایا جا سکتا ہے تمہیں کس طرح مدعی یا عینی شاید کی حیثیت سے منظر عام پر لایا جا سکتا ہے۔ یہ سب کچھ نہیں ہو گا کرن۔"

"پھر کیا ہو گا۔۔۔؟" میں نے پوچھا۔

وہ بولے۔ "ایکسٹراڈیشن کا حکم کرا لیں گے۔ ملزم کو شردھام بھیج دیا جائے گا اور پھر وہاں سب ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا۔" میں خاموش ہو گیا۔ کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا اور شام کو گورنمنٹ ہاؤس میں ملنے کا وعدہ کر کے دو بجے کے قریب میں واپس ہو گیا۔

○

تیسرے دن برمن کا کیس شردھام ٹرانسفر کر دیا گیا اور بمبئی پولیس گارڈ اس کو اور دیو کی نند کو علیحدہ علیحدہ گاڑیوں میں سوار کرا کے شردھام روانہ ہو گئے۔ دوسری صبح کرنل کی روانگی تھی۔ میں نے ہزہائی نس کی رالز کے متعلق انہیں بتایا کہ "اس کی مرمت ہو چکی

ہے اور ونڈ اسکرین اور ہیڈ لیمپ وغیرہ تبدیل کرا دیئے گئے ہیں۔ آپ اسے اپنے ساتھ لے جایئے کیونکہ شردھام کی نمبر پلیٹ ہونے کی وجہ سے میں اس کو استعمال نہیں کر سکتا۔" انہوں نے لے جانے سے انکار کرتے ہوئے کہا۔ "سردست ہزایکسی لنسی سے کہہ کر اسے بمبئی میں رجسٹر کرا کے پلیٹ تبدیل کرا لو اور استعمال کرتے رہو۔ ہزہائی نس کو ابھی کسی گاڑی کی ضرورت نہیں ہے اور جب ہو گی تو کسی کو بھیج کر منگا لیں گے۔" میں خاموش ہو گیا۔

جانے سے پہلے وہ ہزایکسی لنسی سے ملنے کو آئے تو مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ چند باتیں کرنے کے بعد انہوں نے کار کے متعلق وہی الفاظ گورنر کے سامنے دوہرائے اور انہوں نے اپنے سیکرٹیری کو بلا کر رجسٹریشن تبدیل کرانیکا حکم دے دیا۔ چلتے چلتے کرنل نے میرے متعلق ان سے درخواست کی کہ اب اس کو ولاس پور بھیج دیا جائے تو بہتر ہے۔ ہزایکسی لنسی نے کوئی مثبت جواب دینے کے بجائے مسکرا کر "شیور۔۔۔۔ شیور۔" کہا اور دوسری باتیں کرنے لگے۔ کرنل نے بھی زیادہ زور دینا مناسب نہ سمجھا اور مصافحہ کر کے چلنے لگے۔ میں ان کے ساتھ باہر نکلنے لگا تو بولے۔۔۔۔ "کرنل کو سی آف کرنے کے بعد میرے پاس واپس آنا۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے۔" کار میں سوار ہونے کے بعد کرنل نے سرگوشی کے لہجے میں کہا "کرن میں ایک ہفتے کے اندر اندر ولاس پور پہنچ جاؤں گا لیکن گورنر کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاید ہی تمہیں واپس ہونے کی اجازت دیں۔ کہیں ایسا تو نہیں مہاراجہ ولاس پور نے تمہیں وہاں سے ہٹانے کے لئے ان کو آلہ کار بنایا ہو؟" میں نے کہا۔ "یقیناً نہیں ہزایکسی لنسی نے اتفاقیہ مجھے دیکھ لیا تھا اور خود اپنے پاس بلایا تھا۔ ہزہائی نس اگر مجھے اپنے طور پر نکالنا چاہتے تو یہ کونسی بڑی بات تھی وہ مجھے ڈسمس کر کے بھی نکال سکتے تھے۔"

انہوں نے تائید میں سر ہلا کر کہا۔ "بہرکیف تم گورنر سے ایک دو ہفتے کی اجازت تو لے سکتے ہو۔" میں نے کہا۔ "میں ضرور حاضر ہوں گا۔۔۔۔ آپ اطمینان رکھیے۔" انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور گاڑی چل دی۔ میں ان کو وِیو کرتا ہوا دروازہ کھول کر پھر اندر داخل ہوا اور ہزایکسی لنسی کے پاس پہنچا۔ مسکرا کر اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "نعیم ہم تمہارے جذبات کو سمجھ سکتے ہیں۔۔۔۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارے پاس اتنا روپیہ ہے کہ تم راجکماروں کی طرح زندگی گزار سکتے ہو۔ مہاراجہ شردھام کے چند ایسے راز بھی جانتے ہو کہ انہیں بڑی آسانی سے بلیک میل کر کے لاکھوں روپے ٹیلیگرام کے ذریعے اگلوا سکتے ہو لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تم ایسا کبھی نہیں کرو گے۔ خواہ ہم یہاں ہوں یا نہ ہوں۔۔۔۔ خیر یہ تو تمہاری میرٹس ہیں لیکن ہم جو کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ جذبات۔۔۔۔ خصوصاً" لطیف۔ جذبات انسان کے پیروں میں زنجیر بھی بن

سکتے ہیں اور وہ اس بلند مقام پر نہیں پہنچ سکتا جہاں پہنچنے کے لئے قدرت نے اس کو تخلیق کیا تھا۔۔۔۔" وہ یہاں پہنچ کر رکے۔ سگریٹ کیس اٹھا کر سگریٹ نکالا اور ہونٹوں میں دبا کر میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سگریٹ۔"

میں نے شکریہ ادا کر کے سگریٹ لے لیا اور انہیں لائٹ دے۔۔۔۔ کر اپنا سگریٹ سلگایا! ان کے کمپلی مینٹس سے ایک طرف میں اپنی ذات پر فخر محسوس کر رہا تھا اور دوسری طرف اس خیال سے خائف بھی تھا کہ کہیں یہ تمہید کسی بری آزمائش کا پیش خیمہ تو نہیں؟ بڑے لوگ ایک ہاتھ سے شراب کا جام پیش کرتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے جال پھینکتے ہیں۔۔۔۔ یہ اور بات ہے کہ اب میں اپنی حیثیت سے کئی گنا بلند مقام پر پہنچ چکا تھا اور زر و جواہر میرے لئے کسی خاص کشش کا باعث نہیں بن سکتے تھے۔ تاہم ان کے حکم سے انحراف کرنا اب بھی اتنا ہی خطرناک تھا جتنا پہلے اس لئے اگر انہوں نے محض ایک حکم دینے کے لئے یہ انداز بیان اختیار کیا تھا۔ تب بھی یہ بہت بڑا اعزاز تھا۔ محبت تھی، قدردانی تھی۔ میں نے تشکر آمیز نظروں سے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تھینک یو ویری مچ۔۔۔۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "امید ہے تم ہمارا مطلب سمجھ گئے ہو گئے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "کسی قدر یور ایکسی لنسی۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "کس قدر؟" میں نے کہا۔ "اس قدر کہ انسان کو کسی ترقی پر مطمئن ہو کر جدوجہد ترک نہیں کرنی چاہئے۔۔۔۔ اور لطیف جذبات کو ترقی کی راہ میں حائل نہیں ہونے دینا چاہئے۔" کش لے کر دھواں ناک سے خارج کرتے ہوئے بولے۔ "یہی۔۔۔۔ بالکل یہی۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "میں بصد شکریہ تسلیم کرتا ہوں یور ایکسی لنسی۔۔۔۔ اس توقع کے ساتھ کہ آپ مجھے ایک استثناء کا حق عطا فرمائیں گے۔" وہ ہنس دیئے۔ "ہمیں منظور ہے۔" میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کے ہر حکم کی تعمیل میرا مقدس فریضہ ہے اور اب اس سے پہلے کہ آپ مجھے نئے فرائض تفویض فرمائیں ایک ماہ کی رخصت کی درخواست کروں گا۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "یہ بھی منظور۔۔۔۔ ولاس پور کے لئے۔"

"ولاس پور کے لئے" میں نے ان کے الفاظ دہرائے "لیکن اب تم کسی کو قتل نہیں کرو گے۔" انہوں نے کہا۔

"جسٹ اے فیو۔۔۔۔ صرف چند واجب الادا ہیں یور ایکسی لنسی۔"

"رخصت نا منظور۔" وہ بولے تو میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "صرف وہ جنہوں نے ایک راجکماری کو قتل کیا اور وہ بھی دھوکے سے۔"

"تمہارا مطلب ہے روپا۔۔۔۔؟"

میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "یس یور ایکسی لنسی۔"

"گڈ لارڈ!" انہوں نے کہا۔ "تو کیا وہ ایکسیڈنٹ نہیں تھا؟"

میں نے نفی میں سرہلایا۔۔۔۔ بولے۔۔۔۔ "آر یو شور؟"

"کوائٹ۔۔۔۔ آپ یقین فرمائیں یورایکسی لنسی میری آستین کسی بے گناہ یا کسی عورت کے خون سے آلودہ نہیں ہے۔" انہوں نے غور سے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر بولے۔ "رخصت منظور ہے جانے سے پہلے انیس مہینے کی تنخواہ اور الاؤنس وغیرہ کا چیک مسٹرولسن سے لے لینا۔"

میں نے کہا۔ "تنخواہ یورایکسی لنسی؟" انہوں نے اثبات میں سرہلا کر کہا۔ "تنخواہ کے بغیر ہم بھی کام نہیں کرتے اور شردھام سے جو کچھ ملا وہ تنخواہ نہیں ہے۔ وہاں تم پرنس تھے یہاں لیفٹنٹ ہو اور پنشن یافتہ پرنس ہو۔۔۔۔ اوکے؟" میں نے شکریہ ادا کیا اور سلام کر کے باہر نکل آیا۔

دوسری شام چار بجے کے قریب مسٹرولسن نے فون کر کے مجھے اپنے چیمبر میں بلایا اور ایک پے واؤچر میرے سامنے رکھ کر کہا دستخط کرو لیفٹنٹ۔" میں نے دستخط کرنے کے لئے جیب سے پن نکالتے ہوئے واؤچر پر نظر ڈالی اور حیران رہ گیا۔ میزان کل چونتیس ہزار دو سو روپے تھا۔ میں نے "تھینک یو مسٹرولسن" کہہ کر واؤچر پر دستخط کئے۔ ولسن نے مسکرا کر چیک میری طرف سرکا دیا۔ میں نے چیک جیب میں رکھ کر ان سے ہاتھ ملایا اور چیمبر سے باہر نکل گیا۔ رالز لے کر ہارن بی روڈ پہنچا تو شام کے پونے پانچ بج رہے تھے۔ میں نے گاڑی الائیڈس بینک کے سامنے روکی اور تیزی سے اندر داخل ہوا۔ مینجر مجھے دیکھتے ہی دروازہ کھول کر باہر نکلا اور مصافحہ کر کے چیمبر کی طرف لے کر چلنے لگا۔ میں نے معذرت طلب کر کے چیک اور اکاؤنٹ بک دیتے ہوئے کہا۔ "مہربانی فرما کر یہ چیک میرے اکاؤنٹ میں جمع کرا دیں۔۔۔۔ میں کل کسی وقت آ کر اکاؤنٹ بک لے جاؤں گا۔ وہ اکاؤنٹ بک جیب میں رکھ کر دروازے تک پہنچانے آیا۔ میں اس سے رخصت ہو کر ہاسپٹل کی طرف چل دیا۔

میں نے کینتھ کے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو وہ تکیے کے سہارے بیٹھی ہوئی ہنس ہنس کر ایک اینگلو انڈین لڑکے سے باتیں کر رہی تھی جو اس کے بستر کے قریب اسٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ چونک پڑی اور مسکرا کر سر جھکاتی ہوئی بولی۔ "گڈ ایوننگ یورایکسی۔۔۔۔" میں نے آگے بڑھتے ہوئے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے کہا۔ "گڈ ایوننگ مس کینتھ۔۔۔۔ اب کیسی طبیعت ہے؟" اس کا وزیٹر اسٹول سے اٹھتے ہوئے جھک کر بولا۔ "برنارڈ اسٹوارٹ یورایکسی لنسی۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "ہاؤ ڈو یو ڈو مسٹر اسٹوارٹ؟" اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے ہاتھ سے اسٹول کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بیس اکیس سالہ اسمارٹ نوجوان تھا۔ اس نے میرے مصافحہ نہ کرنے کی توہین کو بڑی خوبصورتی سے کور کر لیا تھا۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کر کے کھڑے کھڑے کینتھ

سے کہا۔ "میں آج نا وقت تمہیں زحمت دینے کی معافی چاہتا ہوں مس کینتھ۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "آپ مجھے شرمندہ نہ کریں یورایکسی لنسی۔۔۔۔ آپ کا نام میرے لئے بہت بڑی عزت افزائی ہے۔" میں نے کہا۔ "بہرکیف۔۔۔۔ میں کچھ دنوں کے لئے باہر جا رہا ہوں اور میری واپسی کے وقت تم یہاں سے ڈسچارج ہو کر جا چکی ہو گی۔ اس لئے میں جاننا چاہتا ہوں کہ تم ہرایکسی لنسی کے پاس ٹھہرو گی یا کہیں اور؟"

اس نے غور سے میری طرف دیکھا اور مسکرا دی جیسے میری بات کا یقین نہ آیا ہو۔ پھر اسٹوارٹ کی طرف دیکھ کر اس کو باہر جانے کا اشارہ کرتی ہوئی بولی۔ "کب جا رہے ہیں آپ۔" میں نے کہا۔ "کل یا پرسوں۔۔۔۔ تمہارا دس بارہ ہزار روپیہ میرے پاس ہے۔۔۔۔ چاہو تو ابھی چیک لے سکتی ہو۔" میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر چیک بک نکالی۔ وہ ٹکٹکی باندھے میرے چہرے کی طرف دیکھتی رہی۔ میں نے اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر اسٹول پر پاؤں رکھ کر چیک لکھنا شروع کر دیا۔ اسٹوراٹ باہر نکل گیا۔ میں نے چیک پر دستخط کئے اور پھاڑ کر اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔" کہنے لگی۔ "چیک اپنے پاس رکھو کرن۔۔۔۔ میں واپسی پر تم سے خود مانگ لونگی۔"

"واپسی پر اور لے لینا۔ اس چیک کو اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرا دو۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "میری واپسی یقینی نہیں ہے۔۔۔۔" اس نے بستر سے اٹھ کر میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "کیا ولاس پور جا رہے ہو۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "ولاس پور ہی جا رہا ہوں لیکن ظاہر ہونے کے لئے نہیں وہاں بھی ایک برمن کا میری طرف کچھ قرض ہے۔" اس نے میرے ہاتھ کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔ "کرن اب یہ سلسلہ ختم کرو۔۔۔۔ اپنی زندگی کی قدر کرو۔۔۔۔ تم پرنس ہو اور زندگی بار بار نہیں ملتی اب اسے داؤں پر لگانا عقلمندی نہیں ہے۔۔۔۔" میں ہنس دیا۔۔۔۔ اس نے میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کرن ایک بات پوچھ سکتی ہوں؟" میں نے اثبات میں سرہلا کر سگریٹ کا کش لیا۔ کہنے لگی۔ "اسٹوارٹ کو یہاں دیکھ کر تم ناراض ہوئے ہو نا۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "نہیں۔۔۔۔ میں اس کا ممنون ہوں گا اگر وہ وہی کچھ ہے جو میں نے سمجھا۔" وہ ہنس دی۔ "تم جیلس ہو ڈارلنگ۔۔۔۔ میں تمہارے انداز گفتگو سے ہی سمجھ گئی تھی لیکن یقین کرو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ میرا کزن ہے۔" مجھے ہنسی آ گئی۔ "کزن۔۔۔۔ مائی گڈ گریشس۔" میں نے کہا۔ "مجھے آج معلوم ہوا تم اتنی اولڈ فیشنڈ ہو کہ کزن کا جدید لغوی مفہوم بھی نہیں سمجھتیں۔۔۔۔ خیر اس کے باوجود کہ میں بھی تمہارا کزن رہ چکا ہوں اور اب۔۔۔۔ کیا مجھے مبارکباد پیش کرنے کی اجازت ہے؟" وہ ہنسی ضبط نہ کر سکی۔ دونوں ہاتھوں سے میرا ہاتھ تھام کر دیر تک ہنستی رہی آخر سنبھل کر مجھے اسٹول پر بٹھاتی ہوئی

بولی۔ "یو آر ڈیولش۔ وہ میرا بھائی ہے۔" میں نے کہا۔ "یہ صحیح ہے---- اچھا اب اجازت---- اور یقین کرو تم اپنے معاملات میں قطعی آزاد ہو۔ یہ سب مذاق تھا۔" کہنے لگی۔ "ہو گا ڈیئر---- لیکن نوٹ کر لو میں بہت دور تک تمہارا پیچھا کروں گی۔" میں نے ہنس کر اسٹول سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "یو آر ویلکم ہنی۔"

○

ولاس پور کے پہلے چیک پوسٹ کے قریب پہنچ کر میں نے رالز کے شناخت ہو جانے کا خطرہ محسوس کیا۔ گو اس وقت اس پر بمبئی کی نمبرپلیٹ تھی اور یہاں مجھے کوئی پہچاننے والا بھی نہ تھا لیکن اس علاقے میں رالز رائس بھی کہاں تھیں---- صرف ایک تھی جو مہاراجہ ولاس پور کے ذاتی استعمال میں رہتی تھی اور ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا تھا۔ اس لئے گاڑی کو بھی پہچاننا مشکل نہ تھا اور بیٹھنے والے کو بھی چنانچہ میں نے کچھ فاصلے پر گاڑی ایکسٹریم لیفٹ پر لے کر موڑ کر قریب کھڑی کر دی اور نیچے اتر کے سگریٹ سلگایا۔ سگریٹ ختم ہوتے ہوتے آفتاب غروب ہو گیا سڑک پر روشنی ہونے لگی۔ میں نے گاڑی میں سوار ہو کر انجن اسٹارٹ کیا اور گیئر لگایا۔ ہارن دیتے ہی سنتری نے پلٹ کر گاڑی کی طرف دیکھا اور ہرڈل اٹھایا۔ میں نے گیئر بدل کر اسپیڈ بڑھائی اور اس نے کوئی سوال کرنے یا میری طرف دیکھنے کے بجائے بندوق پر ہاتھ مار کر سلامی دی۔ میری احتیاط غیر ضروری ثابت ہوئی۔ ریاست کا عملہ ادائیگی فرض سے زیادہ حکام کا ادب ملحوظ رکھتا تھا۔ یہاں کسی مجرم کے نکل جانے پر جواب طلب ہونے کے علاوہ تادیب و سرزنش کا طویل سلسلہ جاری ہو جاتا تھا۔ چنانچہ ریاستی فوج اور پولیس کے جوانوں کے ہاتھ سلامی دینے کے عادی ہو چکے تھے۔ قانون کے مطابق صحیح آدمی کو سلامی نہ دینا جرم تھا۔ غلط آدمی کو سلامی دینا کوئی جرم نہ تھا اور میں تو غلط آدمی بھی نہ تھا۔ یہ اور بات ہے کہ میں اس وقت سلامی لینے کے موڈ میں نہ تھا اور سلامی میرے لئے تشویش کا باعث ہو سکتی تھی۔ اگر میں فوراً" یہ نہ سمجھ سکا ہوتا کہ یہ سلامی مجھے نہیں بلکہ رالز رائس کو دی گئی ہے اور یہ محض ایک آٹومیٹک ایکشن تھا تربیت یافتہ فوجی جوان کے ہاتھ کا۔

اب کوئی رکاوٹ نہ تھی اور جانے پہچانے مناظر آنے لگے تھے خود بخود میرا پیر ایکسی لریٹر سے اٹھ گیا اور گاڑی دس میل کی رفتار پر آ گئی میں گرد و پیش کے مناظر میں محو ہو کر رہ گیا۔ مجھے پہنچنے کی جلدی بھی نہ تھی۔ آہستہ آہستہ گاڑی چلاتا ہوا سوا سات بجے کے قریب شہر میں داخل ہوا۔ میں اس وقت یونیفارم میں تھا۔ اندر کی لائٹ قصداً" آف رکھی تھی تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔ شہر میں داخل ہوتے ہی رفتار بڑھائی اور پل عبور کر کے نیشنل گارڈن کے سامنے ہوتا ہوا اسٹیشن پہنچ گیا۔ انجن بند کر کے ساڑھے سات بجے آنے والی

ٹرین کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ تاکہ ہجوم میں آسانی سے کسی کی نظر پڑے بغیر ویٹنگ روم میں پہنچ جاؤں۔ یہاں برٹش کیمپ میں مجھے ہر قسم کی مدد مل سکتی تھی لیکن کرنل گجندر سنگھ کی موجودگی کے باعث وقت سے پہلے افشائے راز کے خوف سے ابھی وہاں جانا نہیں چاہتا تھا۔ گاڑی کا فیول ٹینک بھی تقریباً" خالی تھا اور پٹرول ڈلوانے کی ضرورت تھی لیکن پٹرول پمپ پر جانا بھی خطرناک تھا۔ یہاں مجھے پہچاننے والوں کی کمی نہ تھی اور رالز بجائے خود ہر شخص کو متوجہ کرنے والی چیز تھی۔ میں نے فیول کے خیال کو ہی نظرانداز کر دیا اور سگریٹ سلگا کر کش لگانے لگا۔ ٹرین شاید لیٹ تھی کیونکہ پونے آٹھ بجے تھے اور گاڑی کا کہیں نشان نہ تھا۔ آخر اکتا کر باہر نکلا اور چابی نکال کر دروازے لاک کر کے ٹیلیفون بوتھ کی طرف چل دیا۔ دروازہ بند کر کے سکہ ڈالا اور کیپٹن کا نمبر ڈائل کیا۔ تیسری گھنٹی پر ریسیور اٹھایا گیا اور پرب کی آواز آئی "ہیلو کون صاحب؟" میں نے آواز بدل کر مرہٹی میں کہا۔ "کیپٹن یشونت کو بلاؤ۔" کہنے لگا۔ "صاحب ان کو بخار ہے---- سو رہے ہیں۔" میں نے ڈانٹ کر کہا۔ "تم ان کو جگا کر ٹیلیفون پر بلاؤ۔" چند لمحے سکوت طاری رہا۔ میں نے سگریٹ کا آخری کش لے کر باہر پھینکا۔ اسی وقت ٹیلیفون میں ہلکی سی سرسراہٹ ہوئی اور کیپٹن کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو یشونت" میں نے آواز پہچانتے ہی کہا۔ "ڈیڈی کیا واقعی بخار ہے؟" وہ آواز پہچان کر چونک گئے۔ "ارے---- تم----؟ نہیں مجھے بخار وخار نہیں ہے۔ بتاؤ کہاں سے بول رہے ہو----؟" میں نے کہا۔ "اسٹیشن سے---- اگر آپ آ سکیں تو ویٹنگ روم میں ملوں گا۔ ورنہ بارہ بجے دروازہ کھلا رکھئے----" کہنے لگے۔ "برخوردار ڈیڈی پر دھتکار ہے اگر بارہ بجے تک انتظار کر سکے۔ میں دس پندرہ منٹ میں تمہارے پاس ہوں گا۔" میں نے "او کے بائی بائی۔" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور باہر نکل کر تیزی سے فرسٹ کلاس ویٹنگ روم میں پہنچ گیا اور آرام کرسی پر دراز ہو کر اخبار پڑھنے لگا۔

دس منٹ نہیں گزرے تھے کہ دروازہ کھلا اور کیپٹن یشونت اندر داخل ہوئے۔ میں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ آگے بڑھ کر مجھ سے لپٹ گئے۔ میں نے محسوس کیا ان کا جسم تپ رہا تھا۔ تاہم وہ بار بار مجھے بھینچتے رہے۔ آخر علیحدہ ہوتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگے۔ "نعیم کیا مصیبت ہے کیا اس مرتبہ بھی پہلے کی طرح چھپ کر ملنے آئے ہو----؟" میں نے کہا۔ "نہیں ڈیڈی---- پہلے کی طرح نہیں---- دوسری طرح آیا ہوں---- آیئے ریفرشمنٹ روم میں باتیں کریں گے۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔" کرسی پر بیٹھتے ہوئے لے۔ "نہیں اگر تم ظاہر نہیں ہونا چاہتے تو پھر پلیٹ فارم پر بھی چلنا پھرنا ٹھیک نہیں ہے۔ خصوصاً" میرے ساتھ۔" میں نے کہا۔ "بجا ہے ڈیڈی---- کھانا یہیں منگا لیتے ہیں----" انہوں نے میز کھٹکھٹا کر ویٹنگ روم اٹنڈنٹ کو بلایا۔ میں نے اس کو ریفرشمنٹ روم جا کر دو آدمیوں کے لئے فل ڈنر کا آرڈر دینے کو کہا---- وہ سر جھکا کر چل دیا۔ میں

نے کیپٹن کے قریب کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے ان کی نبض پر ہاتھ رکھ کر دیکھا۔ ابھی جسم کسی قدر گرم تھا۔ مسکرا کر بولے۔ "میں بالکل ٹھیک ہوں۔" میں نے ان کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا۔ "ایک دو پیگ میں ٹھیک ہو جائینگے آپ---- اچھا مالی طور پر کیا پوزیشن ہے ڈیڈی؟" میرے چہرے پر نظریں جما کر دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ کہنے لگے۔
"دس ہزار کا مالک ہوں یورایکسی لنسی----" میں نے چونک کر کہا۔ "اس کے معنی ہیں اونچا ٹوپی والا بھائی کھایا پیا کچھ نہیں---- صرف گلاس توڑا---- چھ آنہ وصول کرو اور آپ نے تو چھ آنے کا گلاس بھی نہیں توڑا۔ پورے دس ہزار کے دس ہزار جمع کرا دیئے۔ یہ کیا ڈیڈی؟" ہنس کر بولے۔ "تمہارے کام آئینگے۔"

میں نے جیب سے سگریٹ کیس نکال کر بڑھاتے ہوئے کہا۔ "مائی بلیسڈ پاپا---- آپ کے خیال میں میرے پاس کتنا روپیہ ہو گا----؟" مسکراتے ہوئے کہنے لگے۔
"ڈیئریسٹ---- یشونت بیچارہ کیا جانے ایک ریاست کے خزانے میں کتنا روپیہ ہوتا ہے اور یہ بھی کیا جانے تم نے کتنی ریاستوں میں ٹنگڑی پھنسا رکھی ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔
"نہیں ڈیڈی---- نعیم بیچارہ انگریزی چمچہ---- دیسی ریاستوں کے پھٹے میں کیا پیر پھنسائیگا۔ ہاں آپ کی دعا سے لیفٹنٹ ہو گیا ہے۔" انہوں نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا "دیکھ رہا ہوں" میں نے کہا۔ "ہاں چار پیسے پاس ہیں اور اگر آپ نے کچھ چاندنی راتیں منالی ہوتیں تو اچھا تھا۔ اب بھی کچھ نہ کچھ سیوا کر جاتا۔" وہ دروازہ کھلتے دیکھ کر کچھ کہتے کہتے چپ ہو گئے۔ بیرر اندر داخل ہوا اور ٹرے میز پر رکھ کر پلیٹیں لگانے لگا۔ میں نے وسکی کی بوتل اٹھا کر کارک کھولا۔ بیرر سر جھکا کر پچھلے قدموں سے باہر نکل گیا۔ میں نے گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "آپ کچھ فرما رہے تھے۔" بولے۔ "ہاں میں کہہ رہا تھا۔ جب تم ہی میرے ہو تو رسمی سیوا چاکری کوئی معنی نہیں رکھتی۔"

میں نے گلاس اٹھا کر ان کی صحت کا جام پرویز کیا۔ انہوں نے گلاس اٹھا کر ملاتے ہوئے کہا۔ "میری صحت کو واقعی تمہارے جام کی ضرورت تھی۔" میں نے دو گھونٹ لے کر گلاس رکھ دیا اور کھانا کھانے لگا۔ وہ بھی شریک ہو گئے۔ چند لقمے لے کر کہنے لگے۔
"آج کس کو پہنچانے آئے ہو----؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "جس کو یا جن کو اس روز آپ نے چھپا لیا تھا---- امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے----؟"

"کہاں سے آ رہے ہو----؟" انہوں نے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا---- میں نے بھنا کر کہا۔ "شکار پور سے----" ہنستے ہوئے بولے۔ "میرا خیال تھا شکار کرنے آئے ہو۔"

میں نے کہا---- "آیا تھا اسی لئے آیا تھا لیکن آپ شکار کی طرف اشارہ تو کیجئے۔ روپا ایک راجکماری تھی اس کا قتل Hush up نہیں ہونا چاہئے آپ جانتے تو ہیں وہ آپ

لی کیا تھی؟" افسردہ لہجے میں بولے۔ "ہاں معلوم ہے---- لیکن شابلم زبلم---- شا ہوشم پربلم---- یعنی ورگزر کمزور آدمی کی طاقت اور طاقتور آدمی کا زیور ہوتی ہے۔" میں نے کہا۔ "ہوتی ہو گی ڈیڈی لیکن ہم کہاں کے طاقتور ہیں کہ زیور لادے پھریں آپ قاتل کا نام بتا دیں۔ ہم اس کو زیور سمجھ لینگے۔" میرے کان کے پاس منہ لا کر کہا۔ "راجکمار جے ونت نمبرون---- افضل خان ڈرائیور نمبردو---- بولو پہچانتے ہو----؟" میں نے کہا۔
"جے ونت کو پہچانتا ہوں۔ افضل کو نہیں----" وہ بولے۔ "ہیڈ کوارٹرس میں ایم ٹی لائز ۱۵/۶ میں رہتا ہے۔" میں نے کہا۔ "شکریہ پاپا---- آپ نے معلوم ہوتا ہے کافی کوشش کی ہے۔ ان کے علاوہ کوئی اور----؟"

"دو کم ہیں کیا----؟" انہوں نے کہا۔ "نہیں کم تو نہیں---- لیکن یہ تو چند گھنٹوں کا کھیل ہے اور میں دو ہفتے کی فرصت رکھتا ہوں۔ خیر افضل کا کچھ بیک گراونڈ معلوم ہے"

"بہت کم۔" انہوں نے کہا۔ "کونکنی ہے' ہاشمی گروپ سے تعلق رکھتا ہے۔ تمہارے بنارس خاں کا دوست ہے اکثر راج محل میں اس کے پاس آیا کرتا ہے۔"

"یہ کافی ہے پاپا۔" میں نے گلاسوں میں اور انڈیلتے ہوئے کہا۔ "جیونت کمار تو غالباً" نگرولاس میں رہتا ہے۔ سوجان سنگھ کے رشتہ داروں میں سے ہے نا----؟" انہوں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ایک ہی خاندان ہے۔" کھانا کھانے کے بعد میں نے بل ادا کرنا چاہا تو انہوں نے اس بری طرح گھور کر دیکھا کہ میں ہنس کر رہ گیا۔ انہوں نے ٹپے منٹ کر کے کہا۔ "میرے پاس کس وقت پہنچ رہے ہو----؟"

میں نے کہا۔ "کچھ نہیں کہہ سکتا اگر ممکن ہوا تو کہیں نہ کہیں ملتا رہوں گا ورنہ بغیر ملے نکل جاؤں گا۔ یہ حالات پر منحصر ہے۔ اچھا اب تشریف لے جانے سے پہلے میری گاڑی میں پٹرول ڈلوا دیجئے۔ یہ لیجئے چابی۔" انہوں نے چابی لیتے ہوئے پوچھا۔ "کس جگہ پارک کی ہے؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "لگیج آفس کے قریب---- رالز ہے آپ اندھیرے میں پہچان لیں گے۔" انہوں نے مسکرا کر "مبارک ہو" کہا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔ میں کرسی پر بیٹھ کر سگریٹ پینے لگا۔

پندرہ بیس منٹ کا وقفہ دے کر ویٹنگ روم سے نکل کر باہر آیا تو کیپٹن ڈیڈی پٹرول پمپ سے میری گاڑی لے کر لوٹ رہے تھے۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا' دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے باہر نکل کر اپنی گاڑی کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "نعیم میرے بیٹے تمہارے حالات دیکھ کر میں سمجھ سکتا ہوں کہ تم ہندوستان کے بہت سے شہزادوں سے بہتر پوزیشن میں ہو۔" میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کا خیال صحیح ہے پاپا---- یہ سب آپ کے آشیرواد کا پرتاب ہے۔"

"جو کچھ بھی ہے۔" انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "اب تمہیں مطمئن ہو جانا چاہئے۔ یہ مار دھاڑ' قتل و غارت' بدلے اور انتقام تمہیں زیب نہیں دیتے۔ ایک محل تعمیر کراؤ اور عیش و آرام کی زندگی گزارو--- اب تمہیں کیا کمی ہے۔ کیوں کسی پر حملہ کرد کیوں اپنی زندگی خطرے میں ڈالو۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ بالکل بجا فرما رہے ہیں پاپا اور یقین فرمایئے اگر میں نے آج تک کبھی آفینس کیا ہو تو خدا مجھے بصارت سے محروم کر دے لیکن جو شخص میرے عزیز ترین دوست کو موت کے گھاٹ اتار دے وہ اس دھرتی پر گھوڑے دوڑاتا پھرے اور میں عشرت کدہ قائم کرنے کے خواب دیکھوں تو اس زندگی پر لعنت ہے۔ بہرکیف یہ قرض وصول کرنے کے بعد میں آپ کی نصیحت پر عمل کرنے کا وعدہ کرتا ہوں آداب عرض---" انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر سلامتی کی دعا دی اور گاڑی میں سوار ہو کر شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ میں نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر دیکھا اور گاڑی میں سوار ہو کر مخالف سمت میں چل دیا۔

چند سڑکوں کے چکر کاٹ کے ہیڈ کوارٹرس کے سامنے ایک عارضی عمارت میں بنے ہوئے ہوٹل کے قریب گاڑی روک کر ایک لڑکے کو لیمن کی بوتل لانے کا اشارہ کیا۔ وہ بوتل لے کر آیا اور کھول کر میرے ہاتھ میں تھما دی۔ میں نے چند گھونٹوں میں خالی کر کے بوتل لوٹاتے ہوئے لڑکے کے ہاتھ میں ایک روپیہ دیا۔ وہ ہوٹل کی طرف چلنے لگا۔ میں نے کہا۔ "سنو--- تم ہیڈ کوارٹرس میں جا سکتے ہو؟" پلٹ کر بولا۔ "کیوں نہیں دن میں پچاس دفعہ جاتے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ٹھیک--- تم ایم ٹی لائنز میں افضل ڈرائیور کے کوارٹر پر جا کر اس سے کہو تمہیں بنارس خاں نے بلایا ہے اور یہ پورا روپیہ تمہارا ہے۔" لڑکے نے خالی بوتل کار کے قریب رکھ دی اور ہیڈ کوارٹرس کے دروازے کی طرف چل دیا۔ میں نے کوٹ اتار کے سیٹ پر رکھا اور ہولسٹر سے پستول نکال کر پتلون کی جیب مین ڈال لیا۔ تھوڑی دیر میں لڑکا گیٹ سے نکل کر ہوٹل کی طرف جاتا جاتا کہنے لگا۔ "حوالدار افضل کپڑے بدل کر آ رہا ہے صاحب۔" میں نے زمین پر پڑی ہوئی بوتل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ تو لے جاؤ۔" لڑکا دوڑ کر آیا اور بوتل اٹھانے لگا۔ میں نے کہا۔ "سنو تم نے کون سے افضل کو بلایا ہے---؟" وہ چلتے چلتے رک کر بولا۔ "صاحب! ایم ٹی والا افضل ایک ہی تو ہے۔ وہ مشاہور میکانک ہے جس کو سب بڑے لوگ ڈھونڈتے ہوئے آتے ہیں۔" میں نے کہا ٹھیک ہے۔ وہی افضل خان جس کو جیونت کمار بھی لینے آتے ہیں--- ایس نا---؟" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "یہ تو مجھے معلوم نہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "خیر جاؤ شاباش۔" لڑکا ہوٹل میں چلا گیا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اسی وقت ایک دوہرے جسم کا آدمی کوٹ کے بٹن لگاتا ہوا ہیڈ کوارٹرس سے نکل کر آتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ سیدھا میری طرف آ رہا تھا۔ میں نے غور سے اس کے چہرے کی

طرف دیکھا لیکن پہلے کبھی دیکھا ہوا ایسا یاد نہیں پڑتا تھا گاڑی کے قریب پہنچتے ہی میں نے کہا۔ "افضل خاں!" اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "جی سرکار--- بنارس خان نہیں آیا کیا--- ؟" میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "آؤ بیٹھ جاؤ اسی کے پاس چل رہے ہیں۔" اس نے ایک بار پھر میرے چہرے پر نظر ڈالی۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "تم مجھے نہیں جانتے افضل خاں--- میں بہت دور کا رہنے والا ہوں۔ آؤ بنارس خاں ہمارا تعارف کرائے گا۔" اس نے "بہتر ہے سرکار۔" کہا اور گاڑی میں سوار ہو گیا۔

دروازہ بند کرتے ہی میں نے انجن اسٹارٹ کیا اور بیک کر کے گاڑی سڑک پر لا کر شہر کا رخ کیا۔ وہ ڈیش بورڈ لیمپ کی ہلکی روشنی میں مجھے پہچاننے کی کوشش کرتا رہا۔ میں نے اس کی توجہ اپنی طرف سے ہٹانے کے لئے کہا۔ "دراصل کام میرا اپنا ہے اور مجھے تمہارے جیسے ہوشیار آدمی کی کئی سال سے تلاش تھی---" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "کئی سال سے؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہاں کئی سال سے--- آج اسی سلسلے میں بنارس خاں سے ملا تو اس نے تمہارا ذکر کیا--- اور میں تمہارے پاس پہنچ گیا۔" میں نے کہا۔

"یہ بنارس خاں کی مہربانی ہے سرکار۔" اس نے کہا۔ "کہ وہ مجھے کسی قابل سمجھتا ہے خیر فرمایئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ اس گاڑی میں کوئی خرابی ہے کیا---؟" میں ہنس دیا۔ سگریٹ اور لائٹر اس کی طرف سرکاتے ہوئے کہا۔ "نہیں بھئی--- گاڑی کی خرابی کے لئے کئی سال کسی کو تلاش کیا جاتا ہے؟" میں نے پوچھا۔ "یہ تو صحیح ہے سرکار۔" اس نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "پھر---؟" میں نے مسکرا کر کہا--- دراصل وہ کام کچھ ایسا ہے کہ جب تک ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح نہ سمجھ لیں۔ ایک دوسرے پر اعتماد نہ کریں نہ میں تمہیں بتا سکتا ہوں نہ تم کرنے کو تیار ہو سکتے ہو۔ اس لئے پہلے میں تمہیں اپنے ایک دوست کے پاس لے چلتا ہوں جو تمہاری ریاست کا ایک راجکمار ہے اور شاید تم اسے جانتے بھی ہو گے۔ وہ تمہیں میری ضمانت دیگا اس کے بعد جب تم مطمئن ہو جاؤ گے تو میں تمہیں اسی یا کسی اور کی ضمانت پر وہ کام بتاؤں گا۔" اس نے سگریٹ کا دھواں خارج کرتے ہوئے کہا۔ "کون سے راجکمار---؟" میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ساڑھے نو بج رہے ہیں--- کوئی ایسی جگہ بتاؤ جہاں بیٹھ کر ہم چند منٹ اطمینان سے باتیں کر سکیں۔" کہنے لگا۔ "سرکار آپ کام کی طرف اشارہ تو کریں تاکہ میں سمجھ سکوں کہ میرے بس کا بھی ہے یا نہیں---؟"

"تمہارے بس کا ہے۔" میں نے ہنس کر کہا "اور اتنا اچھا کام ہے کہ تم میری ملاقات کے بعد ایک بڑے آدمی بن جاؤ گے۔" میں نے ڈیش بورڈ کے ایک دراز کو کھینچ کر نوٹوں کی گڈیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا--- ان میں سے پانچ گڈیاں اٹھا لو

افضل۔۔۔ یہ پانچ ہزار ایڈوانس ہیں۔۔۔۔" وہ ہچکچا کر رہ گیا۔ میں نے کہا۔ "لے لو بھئی۔۔۔ تکلف نہ کرو۔۔۔ باقی پینتالیس ہزار بھی تمہارے ہیں لیکن کام کرنے کے بعد۔۔۔" اس نے نوٹوں کی گڈیاں نکال کر سیٹ پر رکھ دیں اور میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے کہا تفصیلی بات چیت کے لئے جھیل پر چلتے ہیں۔۔۔ وہاں اس وقت کوئی نہ ہو گا۔" اس نے کہا۔ "بہت دور ہے سرکار۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ رالز ہے افضل۔۔۔ پانچ منٹ میں جھیل کے اس پار ہوں گے۔" وہ خاموش رہا۔۔۔ میں نے گیسولین دینا شروع کر دیا۔ گاڑی اڑنے لگی۔ میں نے چند منٹ میں جھیل کے کنارے ایسے مقام پر گاڑی لے جا کر روکی جہاں سے توپ کے فائر کی آواز بھی شہر میں نہیں پہنچ سکتی تھی۔ گاڑی کے دروازے بند کر کے میں افضل کے ساتھ ایک کشادہ چٹان کی طرف بڑھتے ہوئے پھر مخاطب ہوا۔ "میں نور گڑھ کا ولیعہد ہوں افضل خان۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "سرکار میں پہلے ہی سمجھ چکا ہوں کہ آپ کسی نہ کسی ریاست کے راجکمار یا شہزادے ہیں۔۔۔" میں نے کہا۔ "خیر تعارف ضروری تھا۔ یہاں میں اپنی بیگم کے ساتھ سادھنا دیوی کے پاس ٹھہرا ہوا ہوں۔ میرے دوست جے ونت کمار ہیں جن سے شاید تم واقف ہو۔" اس نے کہا۔ "جانتا ہوں سرکار۔" میں نے چٹان پر بیٹھتے ہوئے سگریٹ سلگایا اور اس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ مجھ سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا اب وہ پہلے سے زیادہ مؤدب ہو چکا تھا۔ میں نے سگریٹ دینا چاہا تو اس نے دو مرتبہ کہنے پر بمشکل سگریٹ سلگایا۔ میں نے کہا۔ "اب میں تمہیں اپنا اہم ترین راز بتاتا ہوں لیکن تمہیں قرآن کی قسم کھا کر وعدہ کرنا ہو گا کہ یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرو گے اور تمہارے تجربے کے متعلق میں جو کچھ پوچھوں گا وہ بھی اسی قسم کے تحت سچ سچ بیان کرو گے۔" اس نے میرے کہنے کے مطابق قسم کھائی۔ میں نے کہا۔ "سنو افضل مجھے اپنی بیگم قطعی پسند نہیں ہے۔ وہ میری تایا زاد ہے اس لئے ابا حضور نے زبردستی میرے سر تھوپ دی۔ میں ایک دوسری ریاست کی شہزادی سے محبت کرتا ہوں اس لئے چاہتا ہوں مجھے اس سے چھٹکارا مل جائے۔۔۔ لیکن اس طرح کہ کسی کو اس پر قتل کا شبہ تک نہ ہو۔۔۔ تمہیں یہ کام کرنا ہے اور اس کا معاوضہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ بولو کیا کہتے ہو۔ چاہو تو جے ونت کو بلا لو۔ میں اس کے سامنے بات کر لیتا ہوں' بلکہ پینتالیس ہزار روپے اسی کے پاس امانت رکھ دیتا ہوں۔ کیوں ٹھیک ہے نا۔۔۔؟" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے حضور۔" میں نے اٹھ کر ٹہلتے ہوئے کہا۔ "تو تم تیار ہو نا۔۔۔؟" وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا اور بولا "میں تیار ہوں حضور۔ آپ جے ونت جی کو بلا کر انہیں روپیہ دے دیں۔" میں نے کہا۔ "منظور ہے آؤ۔" وہ میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ کار کے قریب پہنچ کر کہنے لگا۔ "سرکار آپ نے مجھ سے تو کوئی سوال نہیں کیا۔" میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "پہلے تمہیں اطمینان دلا دوں کہ میری

طرف سے کوئی دھوکا نہیں ہو گا۔ اس کے بعد اپنا اطمینان کر لوں گا۔" وہ بولا۔ "سرکار میری مجال ہے کہ آپ سے دھوکے کا خیال بھی ذہن میں لا سکوں۔"

میں نے گاڑی میں روشنی کر کے کوٹ کی جیب سے نوٹ بک اور فاؤنٹین پن نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا۔ "جے ونت کمار کو ایک نوٹ لکھو کہ "مجھے آپ سے ایک اہم راز کے سلسلے میں بات کرنی ہے۔ میرے دوست کی گاڑی میں بیٹھ کر تشریف لے آیئے۔" اس نے میرے کہنے کے مطابق لکھنا شروع کر دیا۔ خط ختم ہوتے ہی دستخط کرائے اور ورق پھاڑ کر جیب میں رکھ لیا۔ دروازہ بند کر کے پلٹتے ہوئے کہا۔ "افضل خاں میں اپنی بیوی کو اسی کار میں کل کسی وقت جس وقت بھی تم کہو سیر کے لئے یہاں لا کر تمہیں دکھا سکتا ہوں۔۔۔ اس کے بعد کسی وقت اسے صاف کر دینا۔"

اس نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے سرکار۔" میں نے دونوں ہاتھ کمر کے پیچھے کر کے آہستہ آہستہ جھیل کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ وہ بھی میرے ساتھ چلنے لگا۔ کچھ دور پہنچ کر میں نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور فکر مند انداز میں کہا "لیکن افضل۔۔۔ یہ کس طرح کرو گے؟" بولا۔ "سرکار آپ فکر نہ کریں۔۔۔ ہو جائے گا۔ صرف اتنا کریں کہ کوئی اور گاڑی دیں انہیں۔ اس قیمتی گاڑی کو ضائع کرانے سے کیا فائدہ؟" میں نے بناوٹی قہقہہ لگا کر کہا۔ "یار افضل کمال کر دیا تو نے۔۔۔ کیا میری بیگم اس گاڑی سے بھی گئی گزری ہے۔ جب میں اس کو ضائع کر رہا ہوں تو رالز سسری کیا چیز ہے۔ نئی بیگم کے ساتھ نئی رالز بھی آ جائے گی۔۔۔ بس تیرا آرٹ اس میں ہے کہ اسکاٹ لینڈ یارڈ والے بھی آ جائیں تو ایکسی ڈنٹ کے سوا کچھ ثابت نہ ہو۔" مسکرا کر بولا۔ "فکر نہ کیجئے۔۔۔ ایسا ہی ہو گا۔" میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ آواز میں کہا "لیکن دیکھنا افضل روپا دیوی کے ایکسی ڈنٹ سے ذرا مختلف انداز ہو۔ ورنہ پولیس کو شک ہو جائے گا اور وہ زیادہ گہرائی میں جانے کی کوشش کرے گی۔"

"روپا دیوی" کا نام سن کر وہ چونکا اور میری طرف دیکھ کر مری ہوئی آواز میں بولا۔ "سرکار یہ آپ کو کس نے بتایا۔۔۔؟" میں نے اس کی کمر پر ہاتھ مار کر کہا۔ "افضل مجھے معلوم نہ ہوتا تو یوں ہی تمہارے پاس پہنچ جاتا۔" کہنے لگا۔ "یہ تو ہے۔۔۔ میرا خیال تھا جے ونت جی نے بتایا۔" میں نے کہا۔ "وہ میرا بے تکلف دوست ہے۔ میں نے اسے اپنا راز بتا دیا تو وہ اپنا راز کیسے چھپا سکتا تھا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے اس نے تمہیں کتنا روپیہ دیا۔" مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔ "بجا ہے سرکار۔۔۔ آپ کو تمام باتیں معلوم ہیں۔" میں نے کہا۔ "تو تمہیں اعتراف ہے نا۔۔۔؟" مسکرا کر کہنے لگا۔ "سرکار آپ سے کیسے انکار کر سکتا ہوں۔ اچھا اب چلئے راج کمار سے۔۔۔۔"

میں نے کہا۔ "افضل خان جب تم نے روپا دیوی کے قتل کا اعتراف کر لیا تو مجھے

بھی ایک اعتراف کرتا ہے۔ ایک مجرم کو دوسرے مجرم سے کوئی پردہ نہیں رکھنا چاہیے۔ اس نے چونک کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "سرکار یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ آپ کیسے مجرم ہو سکتے ہیں---؟" میں نے چٹان سے کمر لگا کر اسے ٹھہرنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "دراصل میری وہ بیگم جن کا میں نے ذکر کیا روپا دیوی ہی تھیں اور جے ونت نے اسی لئے ان کو قتل کرایا کہ وہ میری بیگم بن چکی تھیں۔ میرا نام نعیم ملک ہے۔" میرا نام سنتے ہی وہ ہاتھ جوڑ کر گھٹنوں کے بل گر پڑا۔ میں نے جیب سے پستول نکال کر کہا۔ "کھیل ختم ہے افضل خاں---- کھڑے ہو جاؤ---- میں تم سے زیادہ سنگدل ہوں۔ میں تمہارے لئے تین ہزار میل کا سفر طے کر کے آیا ہوں۔" وہ کھڑا ہونے لگا تو اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ میں نے پستول سیدھا کیا اور اس کے دونوں ہاتھ سر سے اونچے اٹھ گئے۔ میں نے ایک قدم آگے بڑھ کر کہا۔ "اگر گولی سے نہیں مرنا چاہتے تو آگے بڑھو اور جھیل میں چھلانگ لگا دو---- ورنہ تمہاری لاش چھلانگ لگائے گی۔" اس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ "آپ نے میرے ساتھ دھوکا کیا جناب۔" میں نے کہا۔ "روز قیامت مجھ پر زیر دفعہ ۴۲۰ تعزیرات ہند مقدمہ قائم کرا سکتے ہو لیکن اس وقت گولی یا چھلانگ۔" وہ چٹانوں کے سرے پر پہنچ کر کھڑا ہو گیا۔ نیچے نظر ڈال کر تیزی سے پلٹا اور جھک کر مجھے ٹکر مارنے لگا تھا کہ میں نے پوری طاقت سے اس کے پیٹ پر لات ماری اور وہ قلا بازی کھاتا ہوا جھیل میں گرا۔ میں نے اس کے گرنے کا دھماکہ سنا لیکن یہ پانی میں گرنے کی آواز نہ تھی کسی ٹھوس چیز پر گرنے کا دھماکہ تھا۔ آگے بڑھ کر دیکھا تو چاند کی روشنی میں وہ ساٹھ فٹ کی گہرائی میں چٹانوں پر ڈھیر ہوا پڑا تھا۔ یہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ جھیل ان چٹانوں سے آگے چل کر شروع ہوتی تھی۔ میں تھوڑی دیر اس کے بے حرکت جسم کو دیکھتا رہا اور جب اس کے ختم ہو جانے کا یقین ہو گیا تو گاڑی کی طرف---- چل دیا۔

میرا خیال تھا میرے دیئے ہوئے نوٹ افضل خاں کی جیب میں اس کے ساتھ گئے لیکن جب گاڑی میں بیٹھ کر وہیل سنبھالا اور انجن اسٹارٹ کیا تو ڈیش بورڈ لیمپ کی روشنی میں تمام گڈیاں سیٹ پر پڑی دکھائی دیں۔ میں نے گاڑی بیک کرتے ہوئے تمام نوٹ اٹھا کر دراز میں رکھ دیئے اور سڑک پر آتے ہی تیزی سے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس وقت ڈیش بورڈ ٹائم پیس میں دس بجکر پانچ منٹ ہوئے تے۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور اسی وقت جے ونت کمار سے نپٹنے کا فیصلہ کر کے نگر ولاس راج محل کا رخ کیا۔ مجھے معلوم تھا اس محل پر جو محض برائے نام محل تھا کوئی خاص پہرا نہ تھا مین گیٹ پر ریاستی پولیس کا ایک ریٹائرڈ کانسٹیبل خستہ حال سی وردی پہنے پیٹی میں ڈیڑھ فٹ کا ڈنڈا لگائے دروازے کے قریب ایک ٹوٹی سی کھٹیا پر بیٹھا بیڑی پی پی کر کھانستا رہتا تھا اور بارہ بجے کے بعد دروازے بند کر کے اسی کھٹیا پر دراز ہو کر خراٹے لینے لگتا تھا اور اگر میری غیر حاضری میں اللہ کو

پیارا نہیں ہوا تھا تو اس وقت اس کی عمر چونسٹھ پینسٹھ سال تھی۔ اس قلعہ نما حویلی میں جس کو راج محل کہا جاتا تھا۔ کھٹملوں کی طرح راجکمار بھرے ہوئے تھے۔ جنہیں دنیا میں کوئی کام تھا تو افیون کا انٹا حلق میں چپکا کر شہد کی طرح آہستہ آہستہ چوسنا اور پلنگ میں اندر لوک کی اپسراؤں کے خواب دیکھنا یا پاتروں کے ناچ گانے پر تالیاں بجا بجا کر جھومنا۔ کھانے پینے کا سلسلہ جاگیر کی آمدنی سے چلتا تھا۔ ان میں جو ذرا اونچی قسم کے تھے بالفاظ دیگر جنہیں راجکماروں کے زمرے میں آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا بلکہ موجودہ حکمرانوں کے کزن تھے وہ خوشحال بھی تھے اور تعلیم یافتہ بھی---- وہ افیون سے متنفر تھے اور دیسی ٹھرے سے لے کر وسکی اور ہنڈرڈ ایپرز اولڈ برانڈی تک سے شغل فرماتے تھے۔ ان کے دوسرے شوق بھی اسی طرح اونچے تھے۔ راجکمار جے ونت کمار اور راجکمار سوجان سنگھ وغیرہ اسی صف میں آتے تھے۔

میں اگر چاہتا تو سیدھا اس راج محل میں دندناتا گھس کر جے ونت کو کسی کے ذریعے بلا سکتا تھا لیکن وہ افضل خان کی طرح مجھ سے ناواقف نہیں تھا۔ نظر پڑتے ہی پہچان سکتا تھا۔ گو اس سے پہلے کہ وہ شور مچا کر لوگوں کو بلاتا میں اس کو ختم کر سکتا تھا لیکن یہ شر دھام نہ تھا۔ ولاس پور تھا جہاں میں راجکمار کرن نہیں باڈی گارڈ نعیم تھا۔ چنانچہ نگر ولاس کے گیٹ سے پچاس گز کے فاصلے پر گاڑی روک کر کوٹ پہنا۔ سر پر پیک کیپ رکھی نیا سگریٹ سلگا کر ہونٹوں میں دبایا اور ٹہلتا ٹہلتا گیٹ پر پہنچا۔ پہرے پر وہی بانکا سپاہی اسی جھلنگا سی کھٹیا پر سرہانے رکھے ہوئے بستر سے کمر لگائے اپنے بانک پن کو سیدھا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اٹھتا ہوا بولا---- "حکم راجکمار جی؟" یہ جملہ سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ اس قدیم نمک خوار سرکار کی نظر اپنے وجود پر نظر ثانی کرنے میں مصروف ہے اور جب داخلی مسائل الجھ جائیں تو خارجی مسائل ہوتے کچھ ہیں اور نظر کچھ اور آتے ہیں۔ ہائے بڑھاپا---- غالب جیسے اہل بینش کو بھی بڑھاپے میں ستارے وہ کچھ نظر نہیں آتے تھے جو ان کی جوانی میں تھے۔ ورنہ کہاں ستارے اور کہاں بازی گر----؟ نگر ولاس کے اس اکلوتے محافظ کی نظر اگر ذرا بھی کام دیتی تو وہ خاکی وردی میں ملبوس فوجی افسر کو موٹر ڈرائیور تو سمجھ سکتا تھا لیکن راجکمار جی ہرگز نہیں---- چنانچہ میں نے ہنسی ضبط کر کے کہا۔ "سنتری جی میں تو ایک معمولی ڈرائیور ہوں راجکمار نہیں مہربانی کر کے یہ پرچہ راجکمار جے ونت جی کو پہنچا دو----" اس نے میرے ہاتھ سے پرچا لے لیا---- اور کہنے لگا۔ "ڈلائیور صاحب کہاں سے لائے ہو----؟" میں نے کہا "بڑے راج محل سے---- ذرا جلدی پہنچا دو---- میں گاڑی کے پاس کھڑا ہوں۔ راجکمار جی سے کہہ دینا اپنی گاڑی نہ لائیں۔" پہریدار افضل خان کا لکھا ہوا پرچہ لے کر اندر چل دیا۔ میں پھر اپنی گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔ دس پندرہ منٹ کے بعد پہریدار جے ونت کو ساتھ لے کر دروازے

پر آیا۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور گیٹ کے سامنے لا کر ٹرن لیتے ہوئے جے ونت کو
سلام کیا اور گاڑی روک کر پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "پدھاریئے راجکمار جی۔۔۔۔"
اس نے آگے بڑھ کر فٹ بورڈ پر پیر رکھتے ہوئے کہا۔ "افضل خان کہاں ہے
ڈرائیور۔۔۔۔؟" اس کے منہ سے دیسی شراب کا تیز بھبکا آیا۔۔۔۔ میں نے اس سے چہرہ
چھپانے کے لئے ونڈ اسکرین پر رومال پھراتے ہوئے کہا۔ "جھیل پر سرکار۔۔۔۔" اس نے
پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "جھیل پر۔۔۔۔؟" میں نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔
"جی میں اس کو وہیں چھوڑ کر آ رہا ہوں۔" اس نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "ڈرائیور
یہ تم ہزہائی نس کی رالز کیسے لے آئے؟"

○

میں نے یکے بعد دیگرے تیزی سے گیئر بدلنے کے بعد اسپیڈ بڑھاتے ہوئے کہا۔
"جی یہ شری حضور کی گاڑی نہیں ہے۔" اس نے چونک کر کہا۔ "پھر کس کی ہے۔۔۔۔
رالز تو ایک ہی ہے اور وہ مہاراجہ کی ہے۔" میں نے اس کے سوال کو نظر انداز کر کے
ایکسی لریٹر پر دباؤ ڈالتے ہوئے ہاتھ سے سگریٹ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ گاڑی اس
وقت مدھو نواس کے قریب اس مقام پر پہنچ چکی تھی جہاں چند سال پہلے کرنل ناسک کا
حادثہ ہوا تھا۔ اسپیڈو میٹر کی سوئی پینتالیس اور پچاس کے درمیان تھی۔ جے ونت کی طرف
سے کوئی عمل یا ردعمل نہ پا کر میں نے پیچھے گردن گھما کر کہا۔ "سگریٹ لیجئے راجکمار۔"
اس نے سگریٹ لینے کے بجائے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "گاڑی روکو۔" میں نے
ہنس کر کہا۔ "کیا ہوا راجکمار؟ جھیل کتنی دور رہ گئی ہے گاڑی بھی رک جائے گی آپ
سگریٹ تو لیں۔۔۔۔" بگڑ کے کہنے لگا۔ "گاڑی روکو میں پہچان گیا تم ڈرائیور نہیں ہو۔۔۔۔
روکو ورنہ میں چھلانگ لگاتا ہوں۔" میں سمجھ گیا اس کے پاس پستول نہیں ہے۔ گاڑی
روکنے کے بجائے اور تیز کرتے ہوئے کہا۔ "چھلانگ لگانے سے کوئی فائدہ نہیں جے ونت
اگر مرنا ہی چاہتے ہو تو مردوں کی طرح مرنے کے اور بہت طریقے ہیں۔" وہ چیخ کر بولا۔ "
کیا مطلب۔۔۔۔؟" میں نے جھیل کے قریب ہوتے دیکھ کر ایکسی لریٹر سے پیر اٹھا لیا۔
اسپیڈ تیزی سے کم ہونے لگی۔ "یہ لو جھیل آ گئی۔۔۔۔" میں نے گاڑی روکتے ہوئے کہا۔
اس نے دروازہ کھولا اور گاڑی سے اتر کے پیچھے کی طرف دوڑنے لگا۔ مجھے اسکی
حماقت پر ہنسی آنے لگی۔ وہ مقابلہ کر کے مارے جانے کے بجائے حادثے کا شکار ہونا چاہتا
تھا۔ یہ میرے لئے بہتر تو تھا لیکن میں اسے کچھ کہنا چاہتا تھا' کچھ سننا چاہتا تھا اور کچھ زخم
بھی کھانا چاہتا تھا۔ اگر وہ کسی قابل ہو لیکن وہ کسی قابل نہ تھا۔ صرف بھاگ کر جان بچانا
چاہتا تھا۔ میں نے گاڑی سے ٹکرانے کا خیال ترک کر کے دروازہ کھولا اور چھلانگ لگا کر

اس کے پیچھے دوڑا۔ وہ اس وقت مجھ سے پندرہ بیس گز آگے تھا۔ دو اڑھائی سو گز کا فاصلہ
بمشکل طے کیا ہو گا کہ اس کی گردن میرے ہاتھ میں تھی۔ وہ تین چار قدم بڑھ کر لڑکھڑایا
اور جھکائی دے کر گردن چھڑانے کی کوشش میں دھڑام سے گر گیا۔ میں نے جھک کر اس کا
ہاتھ پکڑا اور بل دے کر کمر پر چڑھا دیا۔ اب وہ قطعی بے بس تھا۔ ہاتھ کو ذرا سا کھینچتے ہی
درد سے بے چین ہو کر خود بخود اٹھتا چلا آیا۔ میں نے اس کا رخ جھیل کی طرف کرتے
ہوئے کہا۔ "چلو دوست اور چپ چاپ چلو۔" وہ اشارے کے ساتھ چلنے لگا۔ چند قدم چلنے
کے بعد میری طرف دیکھ کر بولا۔ "تم کیا چاہتے ہو آخر۔۔۔۔؟" میں نے ہنس کر کہا "کچھ
بھی تو نہیں۔۔۔۔ تم بتاؤ کس لئے مجھ سے خوف زدہ ہو کر بھاگ رہے ہو۔۔۔۔؟" کہنے
لگا۔ "میں تو شراب کے نشے میں ہوں۔" میں نے کہا۔ "تو میں کونسا تھانیدار ہوں کہ
شرابیوں کو مجھ سے خوف زدہ ہونا چاہئے؟ میں بھی شراب پیتا ہوں اور تم سے دگنی سے
تگنی پیتا ہوں۔ نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔۔۔ شدید کوئی اور بات ہے۔ بتاؤ
کیا۔۔۔۔؟" وہ چپ ہو رہا۔۔۔۔ میں نے بھی زیادہ اصرار نہ کیا۔ جھیل کا کنارہ آتے ہی۔
وہ خوفزدہ ہو کر چلتے چلتے رک گیا اور کہنے لگا۔ "کیا مجھے جھیل میں پھینکنا چاہتے ہو۔۔۔۔؟"
میں نے ہنس کر کہا۔ "کیوں؟ مجھے تم سے کیا دشمنی ہے کہ جھیل کو ناپاک کروں۔۔۔۔؟"
بولا۔۔۔۔ "قاتلوں کو دشمنی دوستی سے غرض نہیں ہوتی وہ قتل کرنے میں لذت محسوس
کرتے ہیں۔۔۔۔ اور۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "یہ تم اپنے متعلق کہہ رہے ہو یا میرے
متعلق۔۔۔۔؟" وہ خاموش ہو رہا۔۔۔۔ میں نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔۔۔ وہ جواب دینے
کے بجائے اپنا کندھا سہلانے لگا۔ میں نے اس کے سامنے آ کر کہا۔ "جے ونت تم نے
میرے سوال کا جواب نہیں دیا اور میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تمہیں دو گھنٹے جوڑ
سہلانے کا موقع دوں۔۔۔۔ بولو۔۔۔۔ قاتل کون ہے میں یا تم اور افضل خان؟"
افضل کا نام سنتے ہی اسے سائڈ ٹریک کرنے کا ایک موقع مل گیا۔۔۔۔ کہنے
لگا۔۔۔۔ "افضل کہاں ہے۔۔۔۔؟" میں نے بھنا کر کہا۔ "جہنم میں۔۔۔۔ اور چند منٹ
میں تم بھی اس کے پاس جا رہے ہو۔۔۔۔" وہ بولا۔ "کیوں؟" میں نے جواب دیا۔
"بھگوان کے دربار میں روپا دیوی کے قتل کا جواب دینے کو۔۔۔۔ لیکن اس سے پہلے یہ بتاؤ
کہ تم نے روپا دیوی کو تنہا سمجھا تھا۔۔۔۔؟" اس نے کوئی جواب نہ دیا میں نے پستول نکال
کر کہا۔ "لڑنا چاہتے ہو یا بھاگتے ہوئے پیٹھ پر گولی کھانا پسند کرتے ہو۔۔۔۔؟"
وہ پستول دیکھ کر کانپنے لگا۔ میں نے اس کی گھبراہٹ دیکھ کر پستول جیب میں ڈالتے
ہوئے کہا۔ "جے ونت تمہیں ختم کرنا میرے لئے ایک کھیل ہے۔ یقین کرو ایک کھیل
ہے۔۔۔۔ لیکن میں چاہتا ہوں روپا کے سامنے جاؤں تو میرا جسم بھی خون میں ڈوبا ہوا ہو
تاکہ اس کو معلوم تو ہو کہ اس کا انتقام لینے میں میں نے اپنا خون بہایا ہے۔ آؤ صرف

ہاتھوں سے لڑتے ہیں۔ پہلا وار تم کرو---- ون---- ٹو---- تھری۔" تھری کہتے ہی اس نے جھک کر مینڈھے کی طرح میرے سینے میں ٹکر مارنی چاہی لیکن اس کے جھکتے ہی میں اس کا مقصد سمجھ گیا تھا۔ چھلانگ لگا کر بائیں جانب ہو گیا اور وہ اپنے زور میں منہ کے بل زمین پر آ رہا تڑپ کر اٹھنے لگا تو چکرا کر پھر گر گیا۔ اس کا سر چٹان سے ٹکرا کر زخمی ہو گیا تھا اور پیشانی سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے اسکی کمر پر پاؤں رکھ کر دباتے ہوئے کہا۔ "جے ونت---- میں آہستہ آہستہ دس تک گنتا ہوں اگر تم اتنی دیر میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے تو ایک وار کا موقع اور دیتا ہوں---- ورنہ---- تم جھیل میں جا رہے ہو----" میں نے اس کی کمر سے---- پاؤں اٹھا لیا اور گننا شروع کر دیا۔ دس کہتے ہی وہ دونوں ہاتھ زمین پر ٹکا کر اٹھا اور لڑکھڑاتا ہوا میری طرف بڑھنے لگا۔ میں بے حس و حرکت کھڑا دیکھتا رہا۔ اس نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بند کر کے میرے سینے پر گھونسے لگانے شروع کئے۔ دو تین گھونسے کھانے کے بعد میں نے اس کے جبڑے پر ایک لیفٹ جیب لگایا تو وہ چکرا کر گر پڑا۔ میں نے دونوں ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر کندھے پر رکھا اور دس بارہ قدم بڑھ کر پتھر کی طرح جھیل میں پھینک دیا۔ ایک چھپاکا ہوا اور وہ پانی کی لہروں میں غائب ہو گیا۔ میں نے دو منٹ اس کے سطح پر آنے کا انتظار کیا لیکن وہ ایک بار بھی نہ ابھرا۔ میں فی النار والسقر کہہ کر مڑا اور سگریٹ سلگاتا ہوا گاڑی کی طرف چلنے لگا۔

گاڑی کے انٹرسیکشن پر پہنچنے تک میرا ارادہ برٹش کیمپ میں جا کر ریزیڈنٹ سے ملاقات کرنے کا تھا لیکن یہاں پہنچ کر یہ ارادہ متزلزل ہونے لگا۔ میں نے انٹرسیکشن سے تیس چالیس گز کے فاصلے پر گاڑی روک دی۔ اس وقت رات کے گیارہ بجنے والے تھے۔ میرے بائیں جانب والی سڑک راج محل کو دائیں جانب والی بمبئی کو اور سامنے والی شہر کو جاتی تھی۔ معاً" مجھے خیال آیا کہ چند گھنٹے بعد جے ونت اور افضل خان کی تلاش شروع ہو جائے گی اور دونوں جگہ اگر مجھے نہیں تو رالٹر کو کسی نہ کسی نے ضرور شناخت کر لیا ہو گا۔ اس حالت میں میرا یا اس گاڑی کا یہاں پایا جانا نہایت خطرناک ثابت ہو گا۔ اس لئے خیریت اسی میں ہے کہ ولاس پور کو فوراً" الوداع کہہ دیا جائے---- چنانچہ میں نے گیئر لگایا اور انٹرسیکشن پر آتے ہی دائیں جانب ٹرن لیا۔ چند منٹ میں چیک پوسٹ پر پہنچا تو دور سے ہرڈل اٹھا ہوا دکھائی دیا۔ چیک پوسٹ کے سامنے کپاس سے بھری ہوئی بیل گاڑیوں کی قطار کھڑی ہوئی تھی اور ایک ایک دو دو گاڑیاں نکل کر شہر کی طرف آ رہی تھی۔ میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور رفتار بڑھائی اس وقت اسٹاف کے دو تین آدمیوں کے علاوہ سنتری بھی گاڑی والوں سے محصول اور نذرانہ وصول کرنے میں اس قدر منہمک تھے کہ کسی نے میری گاڑی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا---- اس آخری رکاوٹ سے بخیریت گزر جانے کے بعد میں بے فکر ہو گیا۔ اب مجھے لاشیں برآمد ہونے یا جھیل کے

کنارے چٹان پر خون کے نشانات پائے جانے کی کوئی پرواہ نہ تھی لیکن میں اس استغراق میں دوراہے پر پہنچ کر بمبئی جانے والی سڑک کے بجائے غلطی سے پارہ گڑھ کے راستے پر پڑ گیا۔ دو اڑھائی گھنٹے مسلسل پوری رفتار سے ڈرائیو کرنے کے بعد مجھے اپنی غلطی کا احساس اس وقت ہوا جب سرخ دھرم شالہ کے قریب پہنچا۔ یہ دھرم شالہ پارہ گڑھ سے پانچ میل کے فاصلے پر تھی اور ہر وقت آنے جانے والے مسافروں سے بھری رہتی تھی۔ اس پر نظر پڑتے ہی خودبخود میرا پاؤں ایکسی لریٹر سے اٹھ گیا اور گاڑی سو گز کے فاصلے پر جا کر رک گئی۔ اس وقت رات کے ڈیڑھ بجے کا عمل تھا۔ گاڑی کے فیول ٹینک میں دو گیلن سے زیادہ پٹرول نہ تھا اور میرے لئے واپسی کا کوئی امکان باقی نہ رہا تھا۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا تھا ڈیڑھ سو میل سے پہلے کوئی پٹرول پمپ نہ تھا۔ میرے ہوش اڑ گئے---- پارہ گڑھ جانا میرے لئے کسی بھی طرح موت کے منہ میں جانے سے کم نہ تھا---- اور موت صرف پانچ میل کے فاصلے پر منہ پھاڑے کھڑی تھی۔ زندگی ڈیڑھ سو میل پیچھے رہ گئی تھی اور آٹھ دس گیلن پٹرول کا مطالبہ کر رہی تھی۔ میں نے انجن بند کر دیا اور اس جال سے نکلنے کی ترکیبیں سوچنے لگا جو ایک ذرا سی غلطی نے میرے گرد بن دیا تھا۔ مجھے فلسفہ جرم و سزا کے اس کلئے میں معقولیت نظر آنے لگی کہ قاتل کتنا ہی چالاک کیوں نہ ہو کوئی نہیں کوئی غلطی ضرور کرتا ہے اور وہی غلطی---- خواہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو اس کو تختہ دار تک پہنچا دیتی ہے مجھے تختہ دار قریب دکھائی دینے لگا لیکن دوسرے لمحے میں نے سر کو جھٹک کر اپنے بیدار ہونے کا یقین کیا۔ سگریٹ سلگایا اور غلطی کا حل تلاش کرنے کے بجائے قصداً" ایک اور غلطی کا ارتکاب کرنے کا فیصلہ کیا اور ان حالات میں یہی صحیح تھا کیونکہ صحیح حل کوئی نہ تھا اور میرے پاس بمشکل چار گھنٹے کا وقت تھا۔ مجھے جو کچھ کرنا تھا رات کی تاریکی میں کرنا تھا۔ میرا کوئی اقدام دن کی روشنی کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ وہ حدود تھیں جہاں میں زندہ و پائندہ نعیم ملک نہیں مردہ راجکمار کرن تھا۔

میں نے سگریٹ کا ایک بھرپور کش لے کر انجن اسٹارٹ کیا اور دھرم شالہ پر آخری نظر ڈالتا ہوا پارہ گڑھ کی طرف چل دیا۔ شہر کے سرے پر محاصل خانے کا منشی ہارن کی آواز سن کر دوڑتا ہوا آیا میری وردی پر نظر پڑتے ہی ٹھٹک کر سلام کیا اور پھاٹک کھول کر ایک طرف کھڑا ہو گیا میں تیزی سے شہر میں داخل ہو گیا۔ یہاں اس وقت ہر طرف سناٹے کا تسلط تھا۔ ایک پٹرول پمپ کے قریب پہنچ کر میرا پاؤں خود بخود بریک پر آ گیا۔ انجن بند کر کے میں نے ادھر ادھر دیکھ کر ہارن دیا لیکن یہاں کوئی جواب دینے والا نہ تھا۔ [illegible] سے دس گز کے فاصلے پر دفتر کی بند کھڑکیوں سے روشنی دیکھ کر میں نے ہولسٹر کندھے [illegible] اور پیک کیپ سر پر رکھ کر گاڑی سے باہر نکلا۔ اسی وقت اندر سے کسی کے کھانسنے کی آواز سنائی دی۔ میں نے آگے بڑھ کر کھڑکی کے شیشے کو انگلیوں سے کھٹکھٹایا۔ تھوڑی دیر میں

کھڑکی کھلی اور ایک ادھیڑ عمر کے آدمی نے سر نکال کر دیکھا اور بولا---- "حکم صاحب
بہادر۔" میں نے مشنری اردو میں کہا۔ "ہم کو پٹرول منگٹا فورا" سے پیشتر----" ایک
منٹ میں وہ چسٹر کے بٹن لگاتا ہوا باہر نکلا اور سلام کر کے پمپ کی طرف چلنے لگا۔ میں نے
اس سے ہوٹل کے متعلق پوچھا۔ پمپ کو چابی لگاتے ہوئے بولا۔ "صاحب بہادر ہوٹل تو
بہت ہے لیکن تین چار گھنٹے سے پہلے کوئی نہیں کھلے گا۔" میں نے ہنس کر کہا---- "ڈیم
اٹ---- اتنا ڈیری میں تو ہم گریو یارڈ پہنچ جائے گا----" اس نے ہنس کر گاڑی کا ٹینک
کھولا اور نوزل داخل کر کے ہاتھ سے پمپ چلاتے ہوئے بولا۔ "کتنا گیلن صاحب؟" میں
نے کہا۔ "ٹین گیلن---- بٹ پہلا ہم کو بتاؤ چائے کدھر ملنے سکتا----؟" اس نے
مسکرا کر کہا۔ "صاحب آپ چنگی کے دفتر جا کر کلرک سے کہیں---- وہ پانچ منٹ میں
چائے بنا کر پیش کر دیگا۔" میں "تھینک یو" کہہ کر گاڑی میں بیٹھ گیا---- وہ پمپ چلاتا
رہا۔ دس گیلن پورے ہونے کے بعد ٹینک دیکھا اور کہنے لگا۔ "صاحب ابھی دو گیلن اور آ
سکتا ہے۔" میں نے کہا۔ "فل کر ڈو۔" اس نے ٹینک فل کیا---- میں نے پندرہ روپے
نکال کر اس کو دیئے اس نے نوٹ جیب میں ڈالے اور تین روپے نکال کر میرے ہاتھ میں
دے دیئے۔ میں نے گاڑی بیک کی اور آکٹرائے پوسٹ کے سامنے پہنچ کر انجن بند کر کے
باہر نکلا۔ گاڑی دیکھتے ہی کلرک اٹھ کر میرے پاس آیا اور سلام کر کے کہنے لگا۔ "حکم
حضور؟" میں نے مسکرا کر دفتر کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "یو اسپیک انگلش؟" وہ نفی میں سر
ہلا کر بولا۔ "نو انگلش صاحب بہادر۔" میں نے دفتر میں پہنچ کر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے
کہا۔ "ہم کو چائے ضرور ضرور منگٹا---- تمام ہوٹل بند---- تم تکلیف کرے----"
اس نے مسکرا کر کہا۔ "حضور ابھی دس منٹ میں----" میں نے کہا۔ "تھینک
یو۔" وہ دوسرے کمرے کی طرف چلنے لگا۔ اسی وقت میری نظر دیوار پر لٹکے ہوئے ٹیلیفون پر
پڑی---- اسے روک کر کہا۔ "ہم ٹیلیفون بھی کرنا منگٹا۔" اس نے جواب دیا۔ "کرو
صاحب بہادر آپ ہی کا ہے۔"

میں نے کوٹ کی جیب سے نوٹ بک نکال کر اجیتا دیوی کا نمبر لیا اور ریسیور اٹھا کر
ڈائل کیا۔ گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اس وقت تین بج رہے تھے مجھے
اپنی اس حرکت پر ہنسی آنے لگی۔ وہ ریشمیں گدیلوں اور لحافوں میں گہری نیند سو رہی ہو
گی۔ پاس ہی پہلو میں گجراج لمبے لمبے خراٹے لے رہا ہو گا۔ وہ اس وقت جاگ بھی اٹھی تو
کس طرح بات کر سکے گی اور پھر کس سے بات کرے گی----؟ کرن کا نام سنتے ہی چیخ چیخ
کر محل کو سر پر نہ اٹھا لے گی۔ اس خیال کے آتے ہی ریسیور ہک پر رکھنے کے لئے آگے
بڑھا مگر دوسری طرف ریسیور اٹھائے جانے کی آواز سنتے ہی رک گیا۔ آواز آئی۔ "کون
ہے اس وقت؟" یہ اجیتا تھی میں نے آواز پہچانتے ہی کہا۔ "اجیتا ڈیر کیا بتاؤں کون ہوں

سوائے اس کے کہ ڈسٹرب کرنے کی معافی----"
"اوہ---- بھگوان----" اس کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ میں نے کہا۔ "اجیتا
اتنا نہ گھبراؤ مجھے تم سے بہت کچھ کہنا ہے۔"
"اوہ لیکن---- تم نام کیوں نہیں بتاتے---- تمہاری آواز----" میں نے کہا۔
"وہی ہے۔ وہی جو تم سنتی رہی ہو---- جو تمہیں عزیز ہے---- یہ بتاؤ گجراج تمہارے
پہلو میں تو نہیں----؟"
"نہیں---- لیکن تم---- کیا تم---- کیا میں جاگ رہی ہوں؟" میں نے ہنس
کر کہا۔ "تم جاگ رہی ہو ڈارلنگ---- یقین نہ ہو تو اٹھ کر منہ پر پانی کے چھینٹے
مارو---- چلو پھرو---- اس سے زیادہ یقین کرنا ہو تو---- کار نکالو---- نارتھ ویسٹرن
آکٹرائے پوسٹ پر آ جاؤ---- میں تمہیں دفتر میں چائے پیتا ملوں گا---- اور یقین
کرو---- میں ڈرنے کی نہیں پیار کرنے کی چیز ہوں۔"
"تو تم یہاں ہو---- پارہ گڑھ میں----؟ اچھا میں آ رہی ہوں----"
"آ جاؤ ڈارلنگ---- لیکن صرف تم---- اور قسم کھاؤ---- یہ راز کسی پر ظاہر
نہ کرو گی۔" اس نے قسم کھائی---- میں نے کہا۔ "اجیتا ڈیئر سروج کہاں ہے----"
"سو رہی ہے---- آہ بھگوان---- اس کا شوک مجھ سے دیکھا نہیں جاتا----
بھگوان مجھے موت آ جائے۔"
"ڈونٹ بی سلی---- خیر تو وہ یہاں آ گئی---- یہ اچھا ہوا---- بہت اچھا ہوا
ڈارلنگ۔"
"کیا اچھا ہوا---- وہ---- آہ بھگوان----"
"مجھے معلوم ہو گیا---- کینتھ نے مجھے سب بتا دیا اور اسی لئے مجھے تمام مصلحتوں
کے خلاف ظاہر---- نہیں ظاہر نہیں تمہیں کا ٹیکٹ کرنا پڑا تو آ رہی ہو نا----؟"
"آ رہی ہوں میری جان---- سر کے بل آ رہی ہو لیکن---- پانچ بجے سے پہلے
نہیں---- سروج کو لیتی آؤں----؟"
"ابھی نہیں ڈیر---- لیکن آج اسے بتا ہی دینا---- مجھ سے ملنے کے بعد----
پانچ بجے میں دھرم شالہ کے پاس کار میں تمہارا انتظار کروں گا۔ لیٹ نہ ہونا----
اوکے----" میں نے ریسیور ہک پر لٹکا دیا اور کرسی پر بیٹھ کر سگریٹ سلگایا۔ تھوڑی دیر
بعد کلرک ایک پیتل کی تھالی میں دو کپ چائے ایک پیڑا دو تین کیلے اور کچھ ٹھنڈی پوریاں
لے کر دفتر میں آیا۔ میں نے اٹھ کر تھالی لیتے ہوئے کہا۔ "تم بہت تکلیف کیا بابو۔" وہ
مسکرا کر بولا---- "صاحب آپ کے لائق تو کوئی چیز نہیں لیکن اس وقت یہی ہو سکتا
تھا۔" میں نے چائے کا کپ [illegible]تے ہوئے کہا۔ "تم بہت اچھا بابو ہے [illegible] ایک ہفتہ بعد تم

کوٹری ملے گا۔ ہمارا نوٹ بک میں اپنا نام لکھو۔"

اس نے میز سے میری نوٹ بک اٹھا کر اپنا نام لکھنا شروع کیا۔ میں نے چائے کا گھونٹ لے کر پیڑا کھایا اور دونوں پیالیاں خالی کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔ نوٹ بک جیب میں رکھی۔ پانچ روپے کا نوٹ نکال کر میز پر رکھا اور کلرک سے مصافحہ کر کے باہر نکلا۔ وہ مجھے کار تک پہنچانے آیا اور دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے وہیل سنبھالا اور انجن اسٹارٹ کر کے دروازہ بند کرتے ہوئے پھر اس سے ہاتھ ملایا۔۔۔۔ اور "وی آر فرینڈز" کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ جس وقت میں دھرم شالہ کے قریب پہنچا سوا تین بج چکے تھے۔ مجھے بار بار نیند کے جھونکے آ رہے تھے۔ گاڑی سڑک کے کنارے روک کر انجن بند کیا۔ یونیفارم جیکٹ اتار کے سرہانے رکھی اور سیٹ پر دراز ہو گیا۔

کھڑکی کے شیشے پر مسلسل کھٹ کھٹ کی آواز سن کر میری آنکھ کھلی اور میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ سوئچ آن کر کے اندر روشنی کرتے ہوئے کھڑکی پر نظر ڈالی باہر سیاہ ساڑی میں ملبوس ایک عورت شال میں منہ چھپائے کھڑی تھی۔ میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ اچھل کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔ میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "اجیتا۔۔۔۔!" میری آواز سن کر اس نے چہرے سے شال ہٹا دی اور بھرائی ہوئی آواز میں "کرن" کہہ کر مجھ سے لپٹ گئی۔ میں نے "سروج تم؟" کہہ کر اس کو بھینچ لیا اور کمر تھپکنے لگا۔ میری گاڑی سے چند قدم کے فاصلے پر اس کی کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ سسکیاں لے کر بے اختیار رونے لگی۔ میں نے اس کا منہ چوم کر کہا۔ "سروج میری جان۔۔۔۔ میں زندہ ہوں اور تمہارے پاس ہوں۔ سنبھلنے کی کوشش کرو۔۔۔۔ میرے پاس بہت کم وقت ہے۔" اس نے میرے کندھے سے سر اٹھا کر کہا۔ "کرن یہ سب کیا ہے۔۔۔۔؟ تم نے میرے دل کے ٹکڑے کر دیئے۔ کاش میں مر گئی ہوتی۔۔۔۔ اوہ بھگوان۔۔۔۔!" میں نے اس کی کمر تھپک کر گاڑی میں بٹھاتے ہوئے کہا۔ "آؤ تمہیں بتاتا ہوں۔۔۔۔" وہ خاموشی سے سیٹ پر بیٹھ گئی۔ میں نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "پاپا نے کسی مصلحت کی بنا پر میرے مارے جانے کا ڈھونگ رچایا ہے چاندنی۔۔۔۔ مارا جانے والا ایک بے گناہ نوجوان تھا۔۔۔۔ جو بدقسمتی سے میرا ہم شکل تھا۔ کیا تم نے راج محل سے میرے فرار ہونے کے متعلق کچھ نہیں سنا۔۔۔۔؟"

"سنا تھا پریتم۔۔۔۔" اس نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔ "لیکن میں نے اس پر یقین نہیں کیا۔"

"وہ حقیقت تھی۔" میں نے کہا۔ "میں تمہارے پاس پہنچنا چاہتا تھا لیکن رنواس کا پہریدار جاگ رہا تھا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی چیخنا شروع کر دیا اور جب میں اس پر بھی آگے بڑھنے سے نہ رکا تو بے ہوش ہو کر گر پڑا۔۔۔۔ مجھے لوٹنا پڑا ہے اب پلیز یہ سوال نہ کرنا یہ ڈرامہ کس لئے کیا گیا کیونکہ مجھے خود بھی اس سے زیادہ معلوم نہیں ہے کہ میری سوتیلی

ماں اپنی بیٹی کو راج سنگھاسن پر بٹھانا چاہتی ہے اور پاپا۔۔۔۔ خیر جانے دو۔۔۔۔" وہ سوچ میں پڑ گئی۔۔۔۔ اور چند لمحے بعد سر اٹھایا تو اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ "کرن۔۔۔۔ میری جان۔" اس نے کہا۔ "تمہیں میری حالت۔۔۔۔ کچھ معلوم ہے۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "معلوم ہے ڈیئریسٹ۔۔۔۔ کینتھ نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔۔۔۔ اور اسی لئے مجھے اپنی جان کو دوہرے تہرے خطروں میں ڈال کر تمہارے پاس آنا پڑا ہے۔۔۔۔ یقین کرو۔۔۔۔ میں ہمیشہ تم سے قریب ہوں۔ تمہاری طرف اٹھنے والی ہر آنکھ میری انگلی پر چپکی ہوئی دکھائی دے گی۔ صرف اتنا کرم کرنا کہ پارہ گڑھ میں ہی رہنا پاپا تمہیں ایک لاکھ روپے ماہانہ دیتے رہیں گے۔ یہاں میں اکثر تمہیں ملتا رہوں گا لیکن تم یہ کسی پر ظاہر نہیں ہونے دو گی۔۔۔۔ راج گدی تمہاری ہے سروج۔۔۔۔ شانتا کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو گا۔"

وہ نظریں جھکا کر بولی۔ "بھگوان کے ہاتھ ہے پریتم۔۔۔۔ اب پھر کب ملو گے۔۔۔۔؟"

"تم راج محل کے علاوہ کہاں مل سکتی ہو؟"

"تم کل یہیں ملو۔۔۔۔ میں کوئی انتظام کر کے تمہیں لے جاؤں گی۔" "مجھے افسوس ہے۔۔۔۔ ڈارلنگ۔۔۔۔ میں یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔ ہاں اگلے ہفتے اسی دن رات کو دس بجے یہیں مل سکتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" اس نے کہا۔ "میں کسی نہ کسی طرح تمہیں یہاں سے لے جاؤں گی اور اگر میں نہ آ سکی تو اجیتا دیدی لے جائینگی۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے۔۔۔۔ میں نے اسی کو بلایا بھی تھا۔ مجھے خوف تھا کہیں تم اچانک میری آواز سن کر صدمے سے بے ہوش نہ ہو جاؤ۔ تم جانتی ہو ایسی حالت میں شاک برداشت نہیں ہوتا۔۔۔۔ خیر تم میری توقع سے زیادہ بہادر ہو۔۔۔۔"

"تم کہاں ہو کرن۔۔۔۔ مجھے نہیں بتاؤ گے۔۔۔۔؟"

"کوئی فائدہ نہیں۔۔۔۔ خطرہ ہے۔۔۔۔ میری زندگی کا خطرہ۔۔۔۔ ورنہ بتا دیتا۔۔۔۔ بہرکیف تم سے ملتا رہوں گا۔۔۔۔ خط لکھتا رہوں گا۔۔۔۔ کسی اور نام سے۔۔۔۔ جو تم بتاؤ۔۔۔۔" اس نے سوچ کر کہا۔ "کینتھ کیسا رہے گا۔۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "فائن۔۔۔۔ اب یہ بتاؤ اجیتا کو ساتھ کیوں نہیں لے آئیں۔۔۔۔؟"

میں اس کو ساتھ لے کر ہی نکلی تھی لیکن یہاں نہیں لائی۔۔۔۔ وہ مندر میں میرا انتظار کر رہی ہے۔ میں اس کی ممنون ہوں کہ اس نے تم سے ملنے سے پہلے مجھے بتا دیا۔۔۔۔ ورنہ شاید تم مجھ سے ملے بغیر۔۔۔۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے سروج۔۔۔۔ اچھا اب اجازت۔۔۔۔ تمہیں بھی دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔" میں نے اس کو سینے سے لگا کر چوم لیا۔ وہ سات روز بعد پھر آنے کے وعدہ کی

توثیق کرا کے گاڑی سے اتری۔ میں نے اس کو کار تک پہنچایا اور اس کے جانے کے بعد دھرم شالہ میں منہ ہاتھ دھو کر چائے پی۔ نصف گھنٹہ بعد گاری میں سوار ہوا تو سپیدہ سحر نمودار ہو چکا تھا۔ میں نے کوٹ پہن کر انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے پیچھے کی طرف نظر ڈالی تو تین سو گز کے فاصلے پر ایک کار تیزی سے اس طرف آتی دکھائی دی۔ میں نے گیئر لگا کر گاڑی سڑک کے درمیان لی اور تیزی سے بمبئی کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس کے بعد "خواب زادہ"
کے تیسرے حِصّے کا مطالعہ کریں۔

خواب زادہ
ایس ایم الیاس

ہنگاموں کے بیوپاری

نعیم ملک

کی

تہلکہ خیز سرگزشت

خواب زادہ

ایس ایم الیاس

ٹوپ گیئر لگاتے لگاتے پیچھے سے آنی والی کار مجھ سے پچاس گز کے فاصلے پر پہنچ چکی تھی۔ ہارن کی آواز سن کر میں نے راستہ دینے کے بجائے اسپیڈ بڑھائی اور بیک ویومرر پر نظرڈال کر دیکھا۔ "پچھلی کار میں گجراج یا اس کی جسامت کا کوئی اور آدمی وہیل پر بیٹھا ہوا تھا اور تھوڑے تھوڑے وقفے سے مسلسل ہارن دیئے چلا جا رہا تھا۔ اس کے ہر ہارن پر میری رفتار پانچ میل کا اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ میں خطرہ محسوس کر چکا تھا اور ایکسی لریٹر پر مسلسل دباؤ ڈالے جا رہا تھا۔ اسپیڈو میٹر کی سوئی اس وقت ۶۵ میل سے اوپر تھی۔ میں بیک ویومرر کی طرف نظرڈالی تو پچھلی گاڑی کا فاصلہ تین سو گز سے بھی اوپر ہو چکا تھا۔ میں دس منٹ اسی رفتار سے ڈرائیور کرتا رہا۔ اب پچھلی گاڑی کا حد نظر تک کہیں پتہ نہ تھا۔ میں نے رفتار کم کر کے سگریٹ سلگایا اور اطمینان سے چلنے لگا۔ میرا خیال تھا اگر گجراج کا آنا محض اتفاق تھا تو وہ واپس ہو گیا ہو گا "لیکن اگر——" میں سوچنے لگا—— "نہیں یہ اتفاق نہیں وہ سکتا۔ اتنے سویرے وہ محض سیر کے لئے نہیں نکل سکتا—— یقیناً وہ اجیتا کو بستر سے غائب پا کر اس کی تلاش میں نکلا ہے۔ یا پھر اجیتا نے سروج کے اس کو ساتھ نہ لانے پر ناراض ہو کر خود ہی گجراج کو مطلع کر دیا ہے—— اور اگر ایسا ہے تو پھر وہ دور تک پیچھا کریگا اور ناکام ہو کر لوٹنا پڑا تو پارہ گڑھ پہنچ کر قیامت برپا کر دیگا۔ نہیں اسے لوٹنا نہیں چاہیے۔" یہ خیال آتے ہی میرا پاؤں خود بخود ایکسی لریٹر سے اٹھنے لگا۔ گاڑی کی رفتار بتدریج گھٹنے لگی—— حتی کہ بیس میل پر آگئی—— تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد میں نے پیچھے کی طرف نظرڈال کر دیکھا۔ گاڑی پھر نظر آنے لگی تھی۔ میں اس وقت اٹھارہ میل کا فاصلہ طے کر چکا تھا اور سڑک ویران جنگل کے درمیان سے ہو کر گزر رہی تھی دونوں طرف اونچے اونچے درخت سڑک پر سایہ کئے ہوئے تھے اور حد نظر تک پوری سڑک پر محراب سی بنی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ میرے تعاقب میں آنے والی گاڑی اس وقت بمشکل پچاس گز کے فاصلے پر تھی۔ مزید ایک میل کا فاصلہ اسی رفتار سے طے کرنے کے بعد میں نے بیک ویومرر پر نظرڈال کر دیکھا۔ درمیانی فاصلہ وہی تھا شاید وہ کسی شہر میں پہنچ کر اس فاصلے کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ یہ میرے حق میں نہ تھا۔ مجھے اس سے یہیں بات کرنا تھی اور بات کیا؟ اگر یہ گجراج ہی تھا تو آخری بات کرنا تھی اور وہ بھی پستول کی زبان سے۔ کرن کی حیثیت سے میرا اس کا حساب برابر تھا لیکن رشی کی طرف سے میرا اس پر بہت کچھ باقی تھا

اور آج وہ تمام مع سود وصول کرنے کا سنہری موقع تھا۔ وہ خود ہی بغیر سوچے سمجھے جال میں پھنس گیا تھا۔ میں نے رفتار مزید کم کی اور ایک جگہ زمین ہموار دیکھ کر گاڑی کو سڑک کے انتہائی دائیں جانب کھڑا کر کے انجن بند کر دیا۔ بریک لگا کر چابی نکالی اور بائیں طرف کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ پیچھے سے آنے والی گاڑی قریب پہنچ کر رک گئی۔ میں نے کنکھیوں سے گجراج کو نیچے اترتے دیکھا اور اس کے وجود کو کسی قسم کی اہمیت دیئے بغیر بائیں طرف مڑ کر سڑک سے اترا اور جنگل کی طرف چلنے لگا۔ گنجان جھاڑیوں کی آڑ ہوتے ہی پلٹ کر پیچھے کی طرف دیکھا تو وہ دونوں ہاتھ پتلون کی جیبوں میں ڈالے آہستہ آہستہ اسی طرف آ رہا تھا۔۔۔۔ وہ یقیناً گجراج ہی تھا۔ اس کو اپنے نقش قدم پر چل کر جھاڑیوں کے پہلو میں پہنچتے دیکھ کر میں نے جیب سے پستول نکالا اور جھاڑی کا چکر کاٹ کر اس کے پیچھے کی طرف پہنچ گیا۔ اب اس کے ہاتھ میں بھی سکس شاٹ ویبلے ریوالور چمک رہا تھا۔ وہ کھڑا ہوا اور ادھر ادھر دیکھ رہا تھا! آخر اس نے جھک کر زمین کی طرف نظر ڈالی اور بائیں طرف گھوم کر چلنے لگا۔ میں نے ایک قدم بڑھا کر اس کے سر کا نشانہ لیتے ہوئے چیخ کر کہا۔ "پستول پھینک دو۔" وہ میری آواز سن کر چونکا اور ریوالور پھینکے بغیر دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ میں نے پھر ڈانٹ کر کہا۔ "پستول پھینک کر میری طرف منہ کرو۔" وہ اپنے بھاری بھرکم جسم کے باوجود حیرت انگیز تیزی سے گھوما اور ریوالور والا ہاتھ سیدھا کر کے ٹرائیگر دبا دیا لیکن اس سے پہلے میرے پستول سے نکلی ہوئی گولی اس کے دل سے پار ہو چکی تھی اور اس کی گولی گرتے گرتے ایک اونچے درخت کی شاخوں سے چند پتے گراتی ہوئی نکل گئی۔ میں نے آگے بڑھ کر دیکھا۔ وہ زمین پر ٹکنے سے پہلے مر چکا تھا۔ ریوالور اب بھی اس کے ہاتھ میں دبا ہوا تھا۔ میں اس کو اسی حالت میں چھوڑ کر پلٹا اور چلنے کے لئے قدم اٹھایا لیکن اسی وقت سڑک پر کسی کار کے تیزی سے بریک لگانے کی آواز سن کر ٹھٹک کر رہ گیا۔ آنے والی گاڑی کا ہماری گاڑیوں کے قریب آ کر رک جانا شوٹنگ کا ایک طویل سلسلہ جاری ہو جانے کا پیش خیمہ تھا۔ اگر گجراج روانہ ہونے سے پہلے کسی کو اپنے مشن کی اطلاع دے کر نکلا تھا تو پھر میرے لئے بچ نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور اگر کوئی اجنبی محض تجسس کی بنا پر یا گاڑی میں خرابی پیدا ہو جانے پر مدد حاصل کرنے کے لئے ٹھہر گیا ہے تو اس کو آسانی سے ڈاج کیا جا سکتا تھا۔

○

میں جھاڑیوں کی آڑ لے کر چلتا ہوا سڑک کے قریب پہنچا اور پیچھے کھڑی ہوئی کار کی پلیٹ نمبر دیکھنے کی کوشش کرنے لگا لیکن نمبر نظر نہ آ سکا۔ تاہم کار جانی پہچانی معلوم ہوتی تھی۔ سیٹ پر کوئی نہ تھا۔ میں دوسری جھاڑی کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی وقت کسی نے آہستہ

سے کہا۔ "کرن۔۔۔۔ یہ تم ہو؟" آواز زنانہ تھی اور گو صاف نہیں پہچانی جا سکی لیکن یہ سروج یا اجیتا کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ میں جواب دیتے دیتے یہ سوچ کر رک گیا کہ اگر یہ اجیتا ہے تو میرا طرز عمل کیا ہونا چاہئے۔ وہ لاکھ مجھ سے مانوس سہی لیکن گجراج پھر بھی اس کا شوہر تھا اور میں۔۔۔۔ اس کا محبوب سہی لیکن میرا وجود ہی کہاں تھا۔ میں تو گجراج سے بھی پہلے مر چکا تھا۔ ان حالات میں اس کا ردعمل کسی صورت میں بھی پسندیدہ نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔۔ میں نے کرن کو پکارنے والی کو ایک اور آواز دینے کا موقع دیا۔۔۔۔ اور کوئی جواب دیئے بغیر اسی جگہ کھڑا رہا۔۔۔۔ آواز دینے کے بجائے اس نے ہلکا سا ہارن دیا۔ میں نے جھاڑی کی شاخیں ہٹا کر گاڑی کی طرف دیکھا۔ وہ وہیل کے قریب کھڑی ہوئی اسی طرف دیکھ رہی تھی۔ چہرے پر نظر پڑتے ہی مجھے اپنی دور اندیشی اور احتیاط پر افسوس ہونے لگا۔ یہ سروج تھی میں تیزی سے جھاڑی کی آڑ سے نکلا اور دوڑتا ہوا سڑک پر پہنچا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ گاڑی کے پیچھے سے گھوم کر سڑک کے کنارے پر آ گئی۔ میں نے ایک لفظ بولنے سے پہلے اس کو آغوش میں لے لیا اور درختوں کی آڑ میں لا کر چوم لیا۔ چند لمحے اس پر وارفتگی کی سی کیفیت طاری رہی آخر آنکھیں کھول کر خواب ناک لہجے میں کہنے لگی۔ "کرن۔۔۔۔ پریتم میں بہت پریشان ہوں۔۔۔۔ پہلے یہ بتاؤ جیجاجی کہاں ہیں۔۔۔۔؟" میں نے اس کے سوال کا جواب دینے کے بجائے مسکرا کر کہا۔ "کیا تم انہیں میرے پیچھے آتے دیکھ کر واپس ہوئی ہو سروج؟"

اس نے کہا۔ "اجیتا دیدی کی غلطی ہے کرن۔۔۔۔ وہ تم سے ملنا چاہتی تھی۔ میں نے انہیں پھر کسی وقت ملنے کو کہہ کر ایک جگہ چھوڑ دیا۔ وہ پیدل راج محل کی طرف چل دیں۔ جیجا جی ان کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس طرح ناوقت باہر نکلنے کا ذرا سختی سے جواب طلب کیا تو انہوں نے میرے ساتھ دھرم شالہ جانے کا اقرار کر لیا اور وہ ان کو راج محل پہنچا کر میری تلاش میں نکل پڑے۔ میں تم سے مل کو لوٹ رہی تھی کہ وہ مجھے راستے میں مل گئے۔ انہوں نے مجھ سے بھی وہی سوال کیا۔۔۔۔ میرا جواب انہیں مطمئن نہ کر سکا اور وہ تیزی سے دھرم شالہ کی طرف چل دیئے۔ میں نے چند منٹ کا وقفہ دینے کے بعد گاڑی بیک کی اور دھرم شالہ کی طرف لوٹی۔۔۔۔ مجھے خطرہ تھا۔۔۔۔" میں نے اس کو زمین پر ٹکاتے ہوئے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "وہ خطرہ تو نہیں رہا پریتما۔۔۔۔ لیکن تمہارے یہاں آنے سے ایک اور خطرہ پیدا ہو گیا۔ کاش تم نے گجراج کا تعاقب نہ کیا ہوتا۔"

"کیا۔۔۔۔؟ کیا۔۔۔۔ پریتم۔۔۔۔؟" اس نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

میں نے کہا۔ "شاید تم برداشت نہ کر سکو۔۔۔۔ ہاں تم تو کوئی شاک برداشت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہو۔۔۔۔ آؤ۔۔۔۔ تمہیں گاڑی تک پہنچا دوں۔" اس نے میرے

چہرے کی طرف دیکھ کر مرے ہوئے لہجے میں کہا۔ "شاک کیا تم نے ــــــ"

میں نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے میری طرف دیکھتی رہی۔ میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر سڑک تک پہنچایا اور گاڑی میں بٹھاتے ہوئے کہا۔ "سروج ڈیئر راج محل لوٹ جاؤ ــــــ شام کو اندھیرا ہونے کے بعد ــــــ سات بجے سے آٹھ بجے تک میں دھرم شالہ میں تمہارا اور اجیتا کا انتظار کروں گا۔"

اس نے وہیل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "جیجاجی کے متعلق کچھ نہیں بتاؤ گے کرن ــــــ؟" میں نے کہا۔ "کافی بتا دیا ــــــ تم نے کافی دیکھ لیا ــــــ اس کے علاوہ یہی کہہ سکتا ہوں کہ اگر اجیتا تم سے ان کے متعلق دریافت کرے تو یہی کہنا ــــــ وہ مجھے نہیں مل سکے ــــــ صرف کرن دوبارہ ملے تھے۔ وہ اب دھرم شالہ کے آس پاس کہیں چھپے ہوئے ہیں اور شام کو پھر ملیں گے۔ وہ صرف تمہاری وجہ سے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اچھا اب رخصت ڈیئریسٹ۔" میں نے اس کو چوم کر چھوڑ دیا۔ اس نے نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھا اور گاڑی بیک کی۔ میں کھڑا ہوا دیکھتا رہا اور جب وہ گاڑی کا رخ تبدیل کر کے پارا گڑھ کی طرف روانہ ہو گئی تو سگریٹ سلگا کر گجراج کی کار میں سوار ہو گیا۔ چند کش لگاتے ہی ایک تدبیر جو ایک بار پہلے بھی آزمائی جا چکی تھی' دماغ میں آئی۔ میں نے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی کو بیک کیا اور پچاس ساٹھ گز جا کر پھر واپس ہوا اور اپنی گاڑی سے دس قدم کے فاصلے پر دونوں بائیں وہیل سڑک کے کنارے سے اتار کر نشیب کی طرف ٹرن لے کر ایک دم بریک لگایا۔ گاڑی ٹیڑھی ہو کر بمشکل گرتے گرتے بچی۔ میں دروازہ کھول کر نیچے اترا اور ادھر ادھر دیکھ کر جھکی ہوئی کار کے دائیں پہلو پر دونوں ہاتھ رکھ کر پوری طاقت سے دھکیلا۔ دوسرے دھکے میں گاڑی الٹ کر پہلو کے بل لڑھک کر نشیب میں گر گئی۔ اس کی چھت زمین پر اور چاروں وہیل آسمان کی طرف ہو گئے۔ میں نے تیزی سے دوڑ کر جھاڑیوں کے پیچھے گجراج کی لاش اٹھائی اور بمشکل الٹی پڑی ہوئی کار میں دھکیلا۔ اس کے اڑھائی من وزن نے پندرہ بیس قدم کا فاصلہ طے کرنے میں مجھے توڑ کر رکھ دیا تھا۔ میرا تمام جسم پسینے میں شرابور تھا اور میں بری طرح ہانپ رہا تھا لیکن یہ انتہائی خطرناک مرحلہ تھا۔ گاڑی سڑک سے صاف نظر آ رہی تھی اور کسی بھی وقت کوئی آ سکتا تھا۔ میں نے ایک منٹ ضائع کئے بغیر اپنی گاڑی کے ٹینک میں ربر ٹیوب ڈال کر تھرماس پٹرول سے بھرا اور لاش پر انڈیل کر دیا سلائی دکھا دی۔ پٹرول نے ایک دم آگ پکڑ لی اور پوری گاڑی دھڑا دھڑ جلنے لگی۔ میں نے جھاڑیوں کے پیچھے جا کر لاش گھسیٹنے کے نشانات ہاتھوں سے مٹائے۔ خون کے دھبوں پر ریت ڈالی اور سڑک پر آ کر کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ گجراج کی گاڑی کے پٹرول ٹینک میں آگ لگ چکی تھی اور اب تمام گاڑی شعلوں میں گھری ہوئی تھی۔

میں نے انجن اسٹارٹ کر کے گیئر لگایا اور گاڑی تیزی سے سڑک پر پھسلنے لگی۔ دور دور تک کسی گاڑی یا پیدل چلنے والے کا پتا نہ تھا۔ دو تین میل آگے جانے کے بعد مجھے اپنے بچ نکلنے کا یقین ہونے لگا اور اس احساس کے ساتھ ہی بھوک کی لہر پیٹ میں اٹھی۔ میں نے دائیں بائیں دیکھنا شروع کیا کہ سڑک کے قریب کوئی آبادی نظر آئے تو کھانے پینے کی سبیل نکلے لیکن کئی میل تک کوئی گاؤں یا موضع راستے میں نہ آیا اور مجھے محسوس ہونے لگا کہ میں ایک بار پھر راستہ بھول گیا ہوں۔ پارہ گڑھ سے دھام پور یا بڑودہ کو جانے والی سڑک اس قدر غیر آباد نہیں ہو سکتی۔ اس خیال کے ساتھ ایکسی لریٹر پر میرے پیر کا دباؤ خود بخود کم ہونے لگا۔ میں نے میٹر کی طرف دیکھا۔ گاڑی بائیس میل کور کر چکی تھی۔ بھوک کی شدت میں ہر لمحہ اضافہ ہوتا جا رہا تھا لیکن اب میں آبادی کے بجائے کوئی ایسی جگہ تلاش کر رہا تھا جہاں سڑک سے ہٹ کر چند گھنٹے آرام کر سکوں لیکن یہاں حد نظر تک دونوں طرف درختوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ آخر ہر طرف سے مایوس ہو کر میں نے ایک بار پھر اسپیڈ بڑھانی شروع کی۔ درخت تیزی سے پیچھے بھاگنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ایک دوراہے سے گزرتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ میں راستہ بھولا نہ تھا یا اگر بھولا بھی تھا تو اب صحیح راستے پر آ چکا تھا کیونکہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اس دوراہے سے پانچ میل کے فاصلے پر سڑک ایک بارہ چودہ ہزار گھروں پر مشتمل قصبے کے درمیان سے ہو کر گزرتی تھی۔ اس قصبے میں ایک باقاعدہ بازار تھا۔ دس بارہ ہوٹل تھے ایک ہندو پیاؤ تھی۔ چند منٹ میں قصبہ آ گیا میں نے ہندو پیاؤ کی زد سے ایک تیر کے فاصلے پر ایک سادہ سے نیم پختہ ہوٹل کے سامنے گاڑی روک کر ہوٹل والے کو اشارے سے بلایا اور جو کچھ کھانے کو فوری طور پر دستیاب ہو لانے کا آرڈر دیا۔

کھانے سے فارغ ہو کر ایک پٹرول پمپ پر گاڑی دھونے اور تمام لبریکنٹس تبدیل کرنے کا آرڈر دیا اور سروس کے دوران دفتر میں سوتا رہا۔ پانچ بجے شام کو مینجر نے جگا کر گاڑی تیار ہونے کی اطلاع دی۔ میں نے اٹھ کر منہ ہاتھ دھوئے چائے پی اور واپسی کے متعلق سوچنے لگا۔ پارہ گڑھ جانا' کسی طرح قرین مصلحت نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ میں نے سروج سے ملنے کا وعدہ کیا تھا لیکن یہ وعدہ بدلی ہوئی صورتحال کے پیش نظر سراسر احمقانہ تھا۔ گجراج کا قتل' جسے میں نے حادثہ ثابت کرنے کے لئے نہایت کامیاب کوشش کی تھی ایک انتہائی اہم واقعہ تھا کہ ریاست میں جتنی ہلچل اور کہرام برپا ہو کم ہے ــــــ اور پھر نہ معلوم اجیتا کا اس حادثے پر کیا رد عمل ہو؟ جبکہ اسے میرے زندہ ہونے اور پارہ گڑھ پہنچنے کا بھی علم تھا اور ایک دوسرے کا دشمن ہونے کی وجہ بھی معلوم تھی ــــــ نہیں یہاں سے بھاگ نکلنے میں ہی عافیت تھی۔ پارہ گڑھ اور شردھام دونوں میرے لئے آؤٹ آف باؤنڈ تھے اور کسی سنگین جرم میں ملوث ہونا تو بڑی بات ہے' صرف وہاں پایا جانا ہی میرے

لٹکائے جانے کے لئے کافی تھا لیکن ولاس پور—— وہ بھی کونسا دارالامان تھا؟ وہاں بھی ایک چھوڑ دو' دو مقتولوں کی روحیں انتقام پکارتی پھر رہی تھیں۔ "مائی گڈ لارڈ——!" سوچتے سوچتے میرے منہ سے بے اختیار نکلا۔" پاس ہی بیٹھے ہوئے مینجر نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کتنا لیٹ ہو گیا—— یور بل پلیز۔" مینجر نے بل اٹھا کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے پے منٹ کیا اور باہر نکل کر میکانک سے گاڑی کی پوزیشن کے متعلق چند سوالات کئے اور سوار ہو کر بڑودہ کی سمت روانہ ہو گیا۔ چند میل چلنے کے بعد کراس روڈ پر "ولاس پور نوے میل" کا سائن دیکھتے ہی کسی نامعلوم جذبے کے تحت ایک شارپ ٹرن لیا اور ایکسی لریٹر پر پیر کا دباؤ بڑھا دیا۔ لینڈ مارکس تیزی سے پیچھے بھاگنے لگے۔ میں نے پروفیشنل ڈرائیوروں جیسی مہارت سے ایک ہاتھ سے سگریٹ سلگایا اور گہرے گہرے کش لگا کر پروگرام پر غور کرنے لگا۔ آٹھ بجے ولاس پور میں داخل ہوتے ہی میں نے قصداً" آکٹرائے پوسٹ پر گاڑی روک دی اور دروازہ کھول کر باہر نکلا ایک کلرک نے اٹھ کر سلام کرتے ہوئے کہا۔ "جائیے صاحب بہادر—— بڑے افسروں کی گاڑیاں چیک نہیں کی جاتیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میں اتنا بڑا نہیں ہوں—— شاید تم نے پہچانا نہیں—— میں ہزہائی نس کا باڈی گارڈ رہ چکا ہوں—— تم گاڑی چیک کر سکتے ہو۔" اس نے کہا۔ "پھر آپ بڑے تو ہیں—— ٹائیگر نعیم نہیں آپ؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "بالکل وہی—— میں اب برٹش آرمی میں لیفٹنٹ ہوں—— لو سگریٹ پیو——" اس نے شکریہ ادا کر کے سگریٹ لیتے ہوئے کہا۔ "بڑی خوشی ہوئی صاحب بہادر—— بھگوان آپ کو کرنل بنائیں کوئی سیوا ہمارے لائق——؟" میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور گاڑی میں سوار ہو کر چل دیا۔ پل عبور کر کے نیشنل گارڈن کے سامنے سے گزرتا ہوا برٹش کیمپ میں داخل ہوا اور ریزیڈنٹ کے بنگلے کے سامنے گاڑی روک کر نیچے اترا۔ اس وقت سوا آٹھ بجے تھے۔ ڈنر ٹائم تھا مجھے یقین تھا صاحب اس وقت کھانا کھا رہے ہوں گے لیکن پروگرام کے تحت میں آکٹرائے کلرک اور ریزیڈنٹ سے ملاقات کا درمیانی وقفہ پندرہ بیس منٹ سے زیادہ نہیں رکھنا چاہتا تھا چنانچہ آگے بڑھ کر دروازے کا کال بل بٹن دبایا—— ایک باوردی اردلی نے دروازہ کھولا اور مجھے پہچانتے ہی سلام کر کے بولا۔ "آپ کو تھوڑا انتظار کرنا پڑے گا صاحب—— آیئے گول کمرے میں بیٹھے—— معاف کیجئے میں آپ کا نام بھول گیا۔" میں نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "بولو لیفٹنٹ نعیم بمبئی سے آیا ہے۔" اردلی نے جھک کر سلام کیا اور اندر چل دیا۔ میں نے صوفے پر بیٹھ کر سگریٹ سلگایا اور کش لینے لگا۔ صوفے کے پہلو میں ایک سائیڈ ٹیبل پر ٹیلیفون دیکھ کر میں کھسک کر کونے میں پہنچ گیا اور ریسیور اٹھا کر کیپٹن دلیش مکھ کا نمبر ڈائل کیا۔ دوسری گھنٹی پر ریسیور اٹھایا گیا اور آواز

آئی—— "کیپٹن یشونت——" میں نے کہا۔ "ڈیڈی آداب عرض—— مزاج گرامی——؟" وہ ہنس کر بولے۔ "یہ فارسی کہاں سے بولی جا رہی ہے——؟"

"ریزیڈنٹ کے بنگلے سے ڈیڈی—— سب ٹھیک ٹھاک ہے نا——؟"

وہ بولے—— "قریب قریب ٹھیک ہی ہے—— ایکسپرٹ جو ہوئے—— آ رہے ہو——؟" میں نے کہا۔ "ابھی صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی۔ آپ نہیں آ سکتے اسٹیشن تک؟"

بولے۔ "نہیں تم آؤ گے—— اگر اس وقت نہ آ سکو تو صبح آ جانا۔"

میں نے کہا۔ "ڈیڈی آپ آ جاتے تو ساتھ کھانا کھاتے—— میں نے ہاتھ دھو لئے ہیں—— سمجھ گئے نا آپ؟"

ہنس کر بولے۔ "سمجھ گیا ڈارلنگ۔" میں نے گڈ نائٹ کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ اندر کھلنے والے دروازے کی طرف دیکھ کر دو تین کش لئے' سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالا اور پھر ریسیور اٹھا کر سادھنا دیوی کا نمبر ڈائل کیا۔ "ہیلو——" کہتے ہی میں نے کہا۔ "دیدی آداب عرض۔" بولیں۔ "کون——؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "سیوک نعیم——"

بولیں۔ "اوہ—— کہاں سے بول رہے ہو؟"

"برٹش کیمپ سے—— آپ سب کشل تو ہیں نا——؟"

"ہاں—— تمہارا انتظار کر رہے تھے—— میں یشودھرا اور ہزہائی نس کے ساتھ وہاں گئی تھی۔ بھئی سب سن لیا۔"

"آپ نے یا ہزہائی نس نے بھی؟"

"نہیں—— انہیں کون بتا سکتا تھا۔ یہ تو ہم دو ہی پاپ آتما ہیں جو تیسرے پاپ آتما کو پہچانتے ہیں۔ پرسوں تم نہ جانے کیوں اچانک مجھے یاد آئے——" میں نے ہنس کر کہا۔ "وہی بات دیدی—— پاپ آتما کو پاپ آتما صرف پہچانتا ہی نہیں یاد بھی کرتا ہے۔" بولیں۔ "نہیں اس کے علاوہ کچھ اور کارن بھی تھا۔ جو اگر تم تھے تو سمجھ گئے ہو گے اور اگر نہیں تھے تو—— لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

میں نے کہا۔ "اچھا دیدی بیگم جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔ کل حاضر ہونگا—— یشو کے پاس دوڑتی ہوئی جایئے اب—— اوکے اینڈ پالاگن——" ریسیور کریڈل پر رکھ کر میں نے ایک بار پھر اندرونی دروازے کی طرف دیکھا۔ اردلی بھی واپس آنا بھول گیا تھا۔ کبھی کبھار کسی کے ہنسنے کی آواز اندر کے کمرے سے سنائی دے جاتی تھی اور بس۔ مجھے اپنی کسمپرسی کھٹکنے لگی۔ سگریٹ سلگایا اور اکتا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ دل چاہتا تھا بغیر اطلاع دیئے چلا جاؤں—— مجھے ریزیڈنٹ سے کوئی خاص دلچسپی نہ تھی میرا مقصد اپنی آمد

کی ایک معقول شہادت فراہم کرتا تھا اور وہ اس کرنسی کال سے پورا ہو چکا تھا۔ اب ملاقات ہو تو کیا اور نہ ہو تو کیا لیکن ایک مقصد اور بھی تو تھا۔ میں یہاں رالز رائس میں نہیں گھوم سکتا تھا اور برٹش کیمپ کے سوا اور کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں اس کو چھپایا جا سکتا اور وہ بھی صبح ہونے سے پہلے پہلے کیونکہ دن نکلنے کے بعد کرنل گجندر سنگھ کی نظر پڑ جانے کا امکان تھا۔ یہ خیال آتے ہی میں پھر صوفے پر بیٹھ گیا اور اندر سے کسی کے نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔

آخر نو بجے کے قریب ریزیڈنٹ ہونٹوں میں پائپ دبائے ڈرائنگ روم میں برآمد ہوئے۔ میں نے اٹھ کر فوجی سلام کیا۔ مسکرا کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولے۔ "مجھے افسوس ہے لیفٹنٹ ـــــ تمہیں بہت دیر انتظار کرنا پڑا۔" میں نے مسکرا کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "دیٹس آل رائٹ۔" وہ مجھے بیٹھنے کا اشارہ کر کے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "کیا رخصت پر آئے ٹائیگر؟" میں نے کہا۔ "جی ہاں ـــــ بیس پچس روز یہیں قیام رہیگا۔" کہنے لگے۔ "مجھے ہزایکسی لنسی کی طرف سے تین روز قبل تمہارے یہاں پہنچنے کی اطلاع ملی تھی۔ کیا تم لیٹ نہیں ہو ـــــ؟"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "آپ صحیح کہہ رہے ہیں میں بمبئی سے ایک روز تاخیر سے روانہ ہوا اور پھر ایک روز بڑودہ ٹھہر گیا۔" انہوں نے رسٹ واچ پر نظر ڈال کر کہا۔ "اوہ ـــــ شاید تم نے ابھی کھانا بھی نہیں کھایا ہو گا۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ انہوں نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ "گیسٹ ہاؤس میں سب انتظام ہو جائیگا۔" میں نے شکریہ ادا کر کے کہا۔ "میں بائی کار آیا ہوں اس لئے ـــــ" انہوں نے نمبر ڈائل کرتے کرتے کہا۔ "ڈونٹ وری ـــــ" ماؤتھ پیس میں کسی سے چند جملے میرے قیام کے سلسلے میں کہے اور آخر میں میرے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "کیپٹن ہارورڈ ـــــ یہ مہمان صرف لیفٹنٹ نہیں ہزایکسی لنسی کا فیورٹ بھی ہے۔ اٹس ٹائیگر نعیم اینڈ یو نو دی ریسٹ ـــــ گڈ نائٹ۔" رسیور کریڈل پر رکھ کر انہوں نے بزر دبایا۔ اردلی حاضر ہوا اور انہوں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ویل مشاک' صاحب کے ساتھ کار میں بیٹھو گیسٹ ہاؤس لے جاؤ کیپٹن کو بولو صاحب بوٹ بوٹ بولا ٹائیگر کو کھاس اٹینشن دو۔" میں نے اٹھتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا۔ وہ اٹھے اور دروازے تک ساتھ آئے اور مصافحہ کر کے اندر چلے گئے۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور گیسٹ ہاؤس پہنچ گیا۔

دروازے پر ہی کیپٹن ہاورڈ نے ریسیو کیا۔ مصافحہ کر کے مزاج پرسی کرتا ہوا اندر لے گیا۔ اردلی نے اس کو ریزیڈنٹ کا پیغام دیا ـــــ مسکرا کر بولا ـــــ "صاحب سے کہنا گائیڈنس کا شکریہ ـــــ ہم ٹائیگر کا پورا بیک گراؤنڈ جانتا ہے۔" اردلی سلام کر کے چلا گیا۔ کیپٹن مجھے لئے ہوئے ایک اپارٹمنٹ میں آیا جو دو چھوٹے چھوٹے کمروں پر مشتمل

تھا۔ اس کمرے میں چار کرسیاں ایک راؤنڈ ٹیبل' ایک آرم چیئر اور ایک بید سے بنا ہوا بیڈ تھا۔ دوسرا غالباً" بیڈ روم تھا۔ کیپٹن نے مجھ سے کھڑے کھڑے چند رسمی باتیں کیں۔ ایک اردلی میرے سوٹ کیس' بریف کیس اور تھرماس وغیرہ لے کر آیا اور بیڈ روم میں رکھ کر چلا گیا۔ میں نے بیڈ روم میں جا کر دیکھا۔ یہاں بھی قریب قریب ایسا ہی فرنیچر تھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ یہاں مسہری کے قریب ایک بڑا سا آئینہ دیوار میں آویزاں تھا اور سائیڈ ٹیبل پر ٹیلیفون رکھا ہوا تھا۔ میں نے فرنیچر پر رکھا ہوا سوٹ کیس کھول کر سلیپنگ سوٹ اور غسل خانے کا سامان نکالا اور کپڑے تبدیل کرنے چلا گیا۔ واپس آیا تو ڈرائنگ روم میں بیرر کھانا چن رہا تھا۔ میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ کھانا ہندو مسلم اتحاد کا لذیذ شاہکار تھا۔ سوائے اس کے کہ پانی کیسٹر اور گلاسوں کے ساتھ کوارٹر وسکی بھی تھی۔ تمام چیزوں میں مجھے یہی ایک آئٹم "کھاس اٹینشن" نظر آئی۔ ویسے بھوک میں مجھے ہر چیز کھاس نظر آ رہی تھی۔ میں نے کھانا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر میں کھاس اور عام دونوں صاف ہو گئے۔ میں نے کافی پیتے پیتے ایک حوالدار کے ہاتھ سے کار اور گیراج کی چابیاں لیں اور سونے کے کمرے کی طرف چل دیا۔

صبح آٹھ بجے غسل اور ناشتے سے فارغ ہو کر میں نے سویلین لباس پہنا اور کیپٹن دلیش مکھ کو ٹیلیفون کیا۔ دوسری گھنٹی پر ان کے "ہیلو دیش مکھ" کہنے کے انداز سے منہ میں لقمہ ہونے کا پتا چلتا تھا۔ شاید وہ ناشتہ کر رہے تھے۔ میں نے آداب عرض کرتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی ناشتہ کر رہے ہیں آپ؟" ہنس کر بولے۔ "آ جاؤ ـــــ میں نے ـــــ بلکہ میں نے اور میجر برنی نے رات کے بارہ بجے تک تمہارا انتظار کیا اور جام صحت پیتے رہے۔" میں نے کہا۔ "پندرہ منٹ میں حاضر ہوتا ہوں ـــــ ہزہائی نس کو اطلاع دے دی کیا ڈیڈی ـــــ؟"

انہوں نے کہا۔ "نہیں تمہارے یہاں آنے پر فون کر دوں گا۔ آجاؤ۔" میں نے "آرہا ہوں۔" کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اپارٹمنٹ کو قفل لگایا اور اسٹیشن سے ٹیکسی لے کر راج محل پہنچ گیا۔

ٹیکسی والے کو کرایہ ادا کر کے ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو کیپٹن اور میجر برنی دونوں کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے سر جھکا کر سلام کیا۔ کیپٹن نے سر پر ہاتھ رکھ کر خیریت پوچھی۔ میجر برنی نے لیفٹنٹی کی مبارکباد دے کر سینے سے لگایا اور گردن چوم کر کرسی پر بٹھا دیا۔ کیپٹن نے کرسی پر بیٹھتے ہی کہا "کہاں کہاں رہے نعیم ـــــ؟" میں نے کہا۔ "صرف یہاں سر۔" کہنے لگے۔ "تمہیں بڑے اچھے موقع پر برٹش انڈیا آرمی میں کمیشن ملا ہے نعیم ـــــ جنگ شروع ہونے والی ہے۔ خدا تمہاری حفاظت کرے دو تین سال میں کرنل ہو کر لوٹو گے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کی دعا چاہیئے سر ـــــ انشاء اللہ میری

واپسی پر آپ بھی کرنل ہوں گے اور برنی صاحب بریگیڈیر یا میجر جنرل ہو چکے ہوں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کو بھی طلب کر لیا جائے۔" میجر برنی نے سگریٹ کیس نکال کر میری طرف بڑھایا---- کیپٹن نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ "چائے تو ضرور پیو گے نعیم----" میں نے کہا۔ "دریں چہ شک----" میجر برنی نے پرب کو آواز دے کر چائے لانے کو کہا اور مجھے لائٹ دی۔ کیپٹن نے نمبر ڈائل کر کے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "مسٹر مہتا اگر ہزہائی نس ناشتہ کر چکے ہوں تو انہیں میری طرف سے اطلاع دو کہ لیفٹننٹ نعیم بمبئی سے سلام کرنے کو حاضر ہوا ہے۔ کس وقت لے کر آ سکتا ہوں---- اوکے ہولڈ کر رہا ہوں---- تھینک یو مسٹر مہتا---- اچھا کہہ دیتا ہوں----" پھر میری طرف دیکھ کر بولے۔ "مسٹر مہتا تمہیں مبارکباد دے رہے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میں آپ کے سامنے بالمشافہ ان کا شکریہ ادا کروں گا۔ آپ صرف ان کو میرا ہاتھ دیکھنے کا موقع نہ دیں۔" میجر برنی نے ہنس کر کہا۔ "ہاں مہتا کو ہاتھ دیکھنے کا کریز ہے لیفٹننٹ---- لیکن بسا اوقات اس کی باتیں صحیح ثابت ہوتی ہیں۔"

پرب نے اندر آ کر چائے کی ٹرے رکھ کر مجھے سلام کیا۔ خیریت پوچھی اور چائے تیار کرنے لگا۔ میں نے اس کو جواب دیکر میجر سے کہا۔ "سر مجھے جوتشیوں پر کوئی یقین نہیں---- اور مسٹر مہتا----؟ خدا بچائے ان کی دورخی باتوں سے---- میں ایک دو مرتبہ پھنس کر بور ہو چکا ہوں۔ اس زمانے میں سارجنٹ تھا اس لئے ناراض بھی نہیں کر سکتا تھا۔" میں یہاں تک پہنچا تھا کہ کیپٹن نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "یس مسٹر مہتا---- بہتر ہے ابھی پندرہ منٹ میں حاضر ہوتا ہوں---- جے جے----" انہوں نے ریسیور کریڈل پر رکھا اور یونیفارم پہننے کو دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ میجر برنی نے کہا۔ "یس لیفٹننٹ---- گواہیڈ۔" میں نے کہا---- "کیا عرض کروں سر---- دونوں ہاتھوں میں ہاتھ جکڑ کے پیشہ ور ملا اور پنڈتوں کی طرح ایسے ذو معنی جملوں میں لمبی لمبی چھوڑتے ہیں کہ آپ یہ فیصلہ نہیں کر سکتے دن کہہ رہے ہیں یا رات۔" میجر برنی چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے ہنسنے لگے۔ میں نے پیالی اٹھا کر ایک گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ "ایک مرتبہ شاید آخری مرتبہ میرا ہاتھ دیکھتے ہوئے بولے۔ "سارجنٹ اونچے جانے والے ہو---- تمہارا ستارہ بدھوار کی کنڈلی سے نکل کر شکروار میں پردیش کر چکا ہے---- راج دربار میں تمہاری مان مریادا بڑھنے والی ہے۔ لاکھوں میں کھیلو گے۔" میں نے کہا۔ "کرکٹ یا فٹ بال' مسٹر مہتا----؟" ڈپٹ کر بولے۔ "شٹ اپ' لاکھوں میں کھیلنا تمہاری بھاشا کا ہی محاورہ ہے۔ کیا ہندی بھی بھول گئے----؟" میں نے کہا۔ "آئم سوری مسٹر مہتا۔" کہنے لگے۔ "ہاں تمہیں لاکھوں روپے ملیں گے---- پریم بندھن کا بھی سمبھو ہے پرنتو---- تمہارے شکر وار پر برہسپت وار کی چھایا پڑ رہی ہے۔ اس لئے ایک سمبھو یہ بھی ہے کہ----" وہ

بولتے بولتے رک کر لکیروں پر انگلی پھرانے لگے۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "پریم بندھن ٹوٹ جائے گا---- لاکھوں جو ملنے والے تھے---- کسی اور کی جیب میں چلے جائیں گے۔ راج دربار میں حقے کا پانی پینے پر مجبور کیا جائے گا۔ یہی نا----؟ آخر میں نے اس برہسپت سالے کا کونسا باپ مارا ہے کہ لکھ پتی بنتے بنتے میرے جمعتہ المبارک میں ٹنگڑی پھنسا رہا ہے۔"

بولے۔ "نو نو وات ایم چھے---- سوری' بات یہ ہے کہ لکھ پتی تو تم بنو گے شاید لیکن----"

میں نے کہا۔ "ڈیم اٹ---- چھوڑیئے مسٹر مہتا دونوں طرف کی ڈھولکی نہ بجایئے---- مجھے سارجنٹ ہی رہنے دیجئے۔" میجر برنی نے قہقہہ لگایا۔ میں نے چائے کا گھونٹ لے کر کہا۔ "دس از وہاٹ مسٹر مہتا کین فورٹیل سر۔" میجر نے پھر سگریٹ کیس نکال کر میری طرف سرکایا۔ میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا اور کیپٹن کو یونیفارم پہن کر آتے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے میجر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ یہیں تشریف رکھئے میجر صاحب---- ہم----" وہ جواب دینے کے بجائے کپ رکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ہمارے ساتھ بنگلے سے نکل کر اپنے بنگلے کی طرف چل دیئے۔ راج محل کے دروازے تک پہنچتے پہنچتے کئی دوستوں سے ملاقات ہوئی۔

ہم ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تو یہاں ہزہائی نس اور مہارانی کے علاوہ سادھنا کماری اور یشودھرا بھی موجود تھیں۔ میں نے قریب پہنچ کر درباری سلام کیا۔ مہاراج اور مہارانی کے چرن چھوئے۔ دونوں نے مسکرا کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا---- میں نے سادھنا دیوی اور یشودھرا کو سر جھکا کر سلام کیا۔ ہزہائی نس نے مسکرا کر خیریت دریافت کی۔ گورنر اور ان کی لیڈی کا حال پوچھا۔ میں نے مختصر الفاظ میں حالات بیان کئے۔ انہوں نے کہا۔ "رات کو ہمیں ریزیڈنٹ نے بتایا تھا کہ تم ایک ماہ کی رخصت پر آئے ہو---- سچ----؟" میں نے کہا۔ "حقیقت ہے یور ہائی نس---- میں چھٹی پر ہوں اور صرف درشنوں کے لئے حاضر خدمت ہوا ہوں۔" مہارانی نے کہا۔ "تو کیا یہاں آنے کا ارادہ نہیں ٹائیگر؟" میں نے کہا۔ "یور ہائی نس---- میری دلی تمنا ہے کہ آپ کی سیوا میں رہوں لیکن کیا کروں ہز ایکسی لنسی چھوڑ نہیں رہے۔" ہزہائی نس نے کہا۔ "ٹائیگر یورپ پر جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ لڑائی چھڑ جانا ایک دو روز کی بات ہے۔ ہمارا خیال ہے وہ تمہیں اپنی فوج میں لینا چاہتے ہیں لیکن کمیشن لئے بغیر شامل نہ ہونا۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یور ہائی نس آپ کا خیال بالکل صحیح ہے۔ وہ مجھے کمیشن دے چکے ہیں۔" ہزہائی نس نے مسکرا کر مہارانی کی طرف دیکھا۔ انہوں نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "یور ہائی نس یہ تو اچھا نہیں ہوا---- وہ اسے لام پر بھیج دینگے۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ " تو کیا ہوا؟ اچھا ہے کرنل وغیرہ ہو کر لوٹے گا۔ کوئی کراس لے کر آیا تو وطن کا نام روشن کریگا اور ہم سمجھتے ہیں اب اس کا وطن والاس پور ہی ہے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یورہائی نس میرے لئے اس سے بڑا اعزاز کیا ہو سکتا ہے کہ حضور کے چرنوں میں جگہ مل جائے۔"

"تم ٹھہرے کہاں ہو ٹائیگر ---؟" ہرہائی نس نے پوچھا۔

"برٹش کیمپ میں یورہائی نس۔" میں نے جواب دیا۔

"راج محل میں جگہ نہیں ہے کیا---؟ وہاں سے تو گورنر لڑائی شروع ہوتے ہی فورا" بلا لے گا۔" انہوں نے کہا--- ہزہائی نس بے ساختہ ہنس دیئے۔

"یہاں سے نہیں بلا سکتا کیا---؟" انہوں نے مہارانی کی طرف دیکھ کر کہا۔ میں ان کے سوال کے جواب میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا' بھول گیا۔ مہارانی نے کہا۔ "یہاں دو چار دن تو ٹالا جا سکتا ہے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کی محبت میری زندگی کا سرمایہ ہے یورہائی نس--- میں یہیں رہوں گا اور جب تک آپ کا حکم نہ ہو گا ہرگز نہ جاؤں گا۔" انہوں نے کیپٹن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ٹائیگر تمہارے ساتھ رہے گا لیفٹنٹ--- اور تم دونوں کا کھانا یہیں سے جایا کرے گا۔" کیپٹن نے کہا۔ "جو حکم یورہائی نس--- اب اجازت؟" انہوں نے کہا۔ "اجازت ہے--- لیکن نعیم تم آج ہرن شکار کر کے لاؤ گے۔" ہزہائی نس نے ہنس کر کہا۔ "تو یہ کہئے نا یورہائی نس کہ اپنا کھانا خود لے کر آؤ۔" وہ ہنس کر بولیں۔ "ایسا ہی سمجھ لیجئے۔" ہزہائی نس نے کہا۔ "لیفٹنٹ' نعیم کو رائفل نکال دو---" کیپٹن نے ہزہائی نس کی الماری کھول کر رائفل اور کارتوس نکالے اور سلام کر کے واپس ہو گئے۔

دربار ہال میں آتے ہی کیپٹن نے مسکرا کر کہا

وہ رعب حسن تھا غالب بوقت دید جمال
ہم اپنا حال اشاروں میں بھی بتا نہ سکے

میں ان سے کہنے والا تھا "ڈیڈی اچھا شعر ہے" لیکن اسی وقت چیمبر کا درواز کھلا اور مسٹر مہتا نے باہر آتے ہوئے کہا۔ "کیا مہتا جی کے مندر پر ناریل چڑھائے بغیر ہی نکل جاؤ گے کیپٹن---؟" کیپٹن نے رائفل میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "نہیں مسٹر مہتا ہم تمہارے پاس ہی تو آ رہے ہیں۔" پھر میری طرف دیکھ کر چلتے ہوئے کہنے لگے۔ "دائیں ہاتھ میں رائفل رکھنا تاکہ مصافحہ بھی نہ کر سکے۔" میں نے کہا۔ "سمجھ گیا۔"

چیمبر میں داخل ہوتے ہی مہتا نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا' کیپٹن نے کرسی پر بیٹھ کر سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "مسٹر مہتا سوکھی باتیں نہیں ہونگی۔ پہلے چائے منگاؤ--- ہم ڈیڑھ گھنٹے کھڑے کھڑے تھک کر چور ہو چکے ہیں---" مہتا نے

ہنس کر ریسیور اٹھایا اور مودی صاحب کا نمبر ڈائل کیا۔ کیپٹن نے کہا۔ "چائے بیکار ہے مسٹر مہتا--- کوئی گرم چیز منگانا۔" مہتا نے کہا۔ "چائے سے زیادہ کیا چیز گرم ہو سکتی ہے---؟" میں نے کہا۔ "برانڈی میں آپ کا مہمان ہوں اور بمبئی سے اورنج پکو کا جوشاندہ پینے نہیں آیا۔" مہتا نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "مودی صاحب' مہتا بول رہا ہے--- صاحب جی--- صاحب جی--- ایک بدیشی مہمان آدھمکا ہے--- دو سمجھ لیں اور کوارٹر برانڈی اور سگریٹ بھجوا دیں--- تھینک یو--- صاحب جی۔" ریسیور رکھ کر ہماری طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "اور کوئی سیوا---؟" میں نے کہا۔ "پینے کے بعد بتائینگے---؟" وہ ہنس کر بولے۔ "یہ بندوق کیا سورڈ آف آنر کے بجائے ملی---؟" کیپٹن نے کہا۔ "ہزہائی نس نے ہرن مار کر لانے کو دی ہے آج شام کو شامی کباب اڑیں گے---" بولے۔ "رام رام--- مرہٹے اور مسلمان ہماری طرح آلو گوبھی کھانے والے ہوتے تو کبھی جنگ نہ ہوتی اور آج ہندوستان کی آبادی چالیس کروڑ کے بجائے اسی کروڑ ہوتی---" کیپٹن نے ہنس کر کہا۔ "مسٹر مہتا اگر مرہٹے اور مسلمان گوشت چھوڑ کر آلو گوبھی پر پل پڑتے تو آلو گوبھی پچاس روپے سیر بکتے اور ہندوستان کی آبادی صرف بیس لاکھ رہ جاتی اور--- اور مہتا اور دیس مکھ راج محل کے بجائے غاروں میں چھپے ہوئے ہوتے یا پھر مویشیوں سے جان بچانے کے لئے گوبھئے چلا رہے ہوتے---" مہتا نے قہقہہ لگایا۔ کیپٹن نے کہا۔ "مائی ڈیئر مہتا--- مالتھس تھیوری پڑھی ہے---؟" مہتا نے نفی میں سر ہلایا--- میں نے ہنس کر کہا۔ "سر مالتھس تھیوری تو میں نے بھی نہیں پڑھی---" بولے "خیر تم پھر اردو داں ہو اگر مالتھس نہیں تو یہ شعر ضرور پڑھا ہو گا۔" گلے پر ہاتھ پھراتے ہوئے بولے۔ "ترنم میں سناؤں---؟" میں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "سر دیا دوشٹی کیجئے--- تحت اللفظ کا ٹھاٹ بھی آپ کا کوئی راج گنگ سے کم نہیں ہے۔" بولے۔ "اوکے اوکے---سنو۔

ہوا آباد عالم' اہل ہمت کے نہ ہونے سے
بھرے ہیں جس قدر جام و سبو میخانہ خالی ہے

میں نے بے اختیار کہا۔ "سبحان اللہ--- سر کیا شعر سنایا ہے۔ مالتھس تھیوری معلوم ہوتا ہے' اسی شعر کی شرح ہے۔" مہتا نے ہنس کر کہا۔ "جگ جگ جیو کپتان--- پر اپنی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔" میں نے کہا۔ "سمجھ میں اپنی بھی نہیں آیا لیکن شاید پینے کے بعد آ جائے۔" مہتا نے کرسی سے اٹھ کر دروازے میں داخل ہوتے ہوئے لڑکے کے ہاتھوں سے ٹرے لے کر رکھتے ہوئے کہا۔ "لو پیو ٹائیگر اور اپن کو بھی سمجھاؤ---" میں نے بوتل اٹھا کر دو گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "مسٹر مہتا جہاں یہ ملتی ہو وہاں فکر انگیز باتیں کرنے سے کیا فائدہ؟" کیپٹن نے گلاس اٹھا کر کہا۔ "ہزہائی نس کی صحت کے نام۔"

میں نے ان کے گلاس سے گلاس چھوا کر پینی شروع کر دی گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کیپٹن نے کہا۔ "شعر کی تشریح کرو نعیم——— ورنہ ا یکسپلین کرنا ہو گا کہ بغیر سمجھے سبحان اللہ کیوں کہا———؟"

میں نے ٹرے میں سے سگریٹ لے کر سلگاتے ہوئے کہا۔ "سر میں تو یہ سمجھا ہوں کہ دنیا کی آبادی اس قدر بڑھ جانے کا سبب یہ ہے کہ اب کوئی دریودھن' کوئی راون' کوئی ہلاکو' چنگیز یا کوئی نپولین بونا پارٹ جیسا اہل ہمت نہیں رہا جو انسانی آبادی اور خوراک کا توازن قائم رکھے۔ جب تک میخانہ پینے والوں سے خالی رہا جام و سبو بھرے ہوئے تھے۔ اب میخانہ پینے والوں سے بھرا ہوا ہے تو جام و سبو خالی پڑے ہیں اور وسکی ٹمرا بھی نہیں ملتا کہ خودکشی کی جا سکے۔" مہتا نے کیپٹن کی طرف دیکھ کر کہا "کمال ہے کیپٹن' اردو میں بہت اچھا اچھا شاعر ہے۔" کیپٹن نے میری طرف دیکھا——— میں نے دونوں گلاسوں میں بوتل خالی کر کے ایک ان کے ہاتھ میں دیا۔ مہتا نے میرا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن میں نے تیزی سے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ہاتھ نہیں دکھاؤں گا مسٹر مہتا——— آج کل میرے تمام ستارے بجھے پڑے ہیں——— ایک میں بھی کرنٹ نہیں پہنچ رہا۔" ہنس کر بولے۔ "پھر تو ضرور دکھاؤ——— میں کوئی اوپائے بتاؤں گا———" کیپٹن نے کہا۔ "چھوڑو مسٹر مہتا——— اس کا جنیٹری ڈس مینٹل ہو گیا۔ اوپائے کیا کرو گے۔ لڑائی ہونے والی ہے اور چند دن میں یہ فرنٹ پر ہو گا۔"

میں نے کہا۔ "ہاں مسٹر مہتا بمبئی کی کوئی سیوا ہو تو بتائیے۔" غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "کاہے کو لڑائی پر جاتے ہو نعیم——— ریزائن کر دو اب تو میرے کیل کیولیشن انوسار تمہارے پاس پندرہ بیس لاکھ روپیہ ہارڈ کیش اور——— خیر کیا کم ہے؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "مسٹر مہتا پلیز' پھر سے حساب کرو میرے خیال میں آپ نے ڈیبٹ اور کریڈٹ کو کنفیوز کر دیا۔ میرے بیلنس میں تو صرف ایک مہینے کی تنخواہ ہے۔"

مہتا آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھنے لگا۔ کیپٹن نے کہا۔ "مسٹر مہتا مجھے معلوم ہے آپ جوتش اور پامسٹری میں ایکسپرٹ ہیں لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر نعیم کے پاس نو دس لاکھ روپیہ ہوتا تو یہ اب تک دس شادیاں بھی کر چکا ہوتا۔ اس لئے آپ پھر سے حساب کریں۔ بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ نہ کریں۔" انہوں نے میری طرف آنکھ ماری——— میں نے گلاس خالی کر کے ٹرے پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ کیپٹن نے اٹھتے اٹھتے رائفل میرے ہاتھ میں تھما دی اور بولے۔ "اجازت——— مسٹر مہتا———" مہتا نے اٹھ کر مصافحہ کیا اور دروازے تک چھوڑنے آیا۔

بنگلے کے راستے میں روشوں کے قریب رسالدار میجر ہاشمی دو جوانوں کے ساتھ باتیں

کرتے ہوئے ملے۔ انہوں نے کیپٹن کو سلام کیا۔ میں نے ان کو سلام کیا——— مسکرا کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولے۔ "کب آئے ٹائیگر———؟" میں نے ان کے ساتھیوں پر اچٹتی سی نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کل شام کو میجر صاحب——— آپ کے ہاں سب خیریت سے ہیں نا؟"

وہ بولے——— "خدا کا شکر ہے——— کب حاضر ہو رہے ہو؟"

کیپٹن نے مسکرا کر کہا۔ "انہوں نے برٹش آرمی جوائن کر لی۔"

وہ بولے۔ "ماشاء اللہ مبارک ہو نعیم———" میں نے منافقت کا جواب منافقت سے دیتے ہوئے کہا۔ "ہاشمی صاحب آپ جیسے بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔" کیپٹن نے میرے بازو کو ٹھوکا دیتے ہوئے کہا——— "اوکے میجر' ابھی تو یہ کئی روز یہیں ہیں——— کسی وقت بنگلے پر آیئے۔" ہاشمی صاحب نے مسکرا کر سلیوٹ کیا——— اور ہم بنگلے کی طرف چلے دیئے۔ "چلو تعارف تو ہو گیا۔" کیپٹن نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی کہا۔ میں نے کہا۔ "کون تھے یہ———؟" وہ مسکرا دیئے۔ "خوب! اب یہ بھی بتانا پڑیگا۔" انہوں نے کہا——— میں جیب میں ہاتھ ڈال کر سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "نہیں ڈیڈی——— سمجھ گیا۔"

"چلو ٹھیک ہے۔" انہوں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "چہرے یاد رکھنا۔" میں نے ہنس کر سگریٹ کیس کھولا اور پیش کرنے کے بجائے ایک سگریٹ نکال کر ان کو دینا چاہا۔ انہوں نے سگریٹ لیتے ہوئے کہا "سگریٹ کیس نہیں دکھانا چاہتے شاید۔" میں نے ہنس کر لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی آپ سے میرا کوئی راز پوشیدہ نہیں ہے——— لیکن یہ سگریٹ کیس میرا نہیں ہزایکسی لنسی کا راز ہے——— اب بھی اگر آپ اصرار کرتے ہیں تو اپنے ہاتھ سے نکال کر دیکھ لیجئے۔" سگریٹ کا کش لیتے ہوئے بولے۔ "نہیں——— اگر ایسا ہے تو میں بے حد خوش ہوں کہ گورنر نے تمہیں اس حد تک اعتماد میں لیا۔" میں نے کہا۔ "ڈیڈی اس اعتماد کا سلسلہ بہت آگے تک جاتا ہے۔ سگریٹ کیس تو معمولی سی نشانی ہے۔" انہوں نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ "میں رالز دیکھ کر سمجھ چکا ہوں برخوردار——— لیکن تمہاری حماقت پر ہنسی آتی ہے——— اکثر ہنسی آتی ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "شاید آپ ٹھیک ہی ہنستے ہوں گے ڈیڈی۔" وہ بولے۔ "شاید کیوں؟ یقیناً کہتے ہوئے کیا ہوتا ہے——— سنو نعیم تم اب وہ کارپورل نعیم نہیں ہو جس کی———" میں نے ان کی بات کاٹ کر کہا——— "ہاں ڈیڈی میں اب لیفٹننٹ نعیم ہوں۔"

"بکو مت———" انہوں نے بگڑ کے کہا۔ "میں لیفٹننٹ نعیم کی بات نہیں کر رہا۔ میں اس نعیم کی بات کر رہا ہوں جو میرا بیٹا ہے' جو گورنر کا فیورٹ اور ٹریل پرنس ہونے کے باوجود آج بھی مجھے ڈیڈی کہنے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ جسے دیکھ کر میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوتا

ہے۔" میں نے ہنس کر ان کے گھٹنوں پر سر رکھ دیا۔ انہوں نے مجھے سینے سے لگا کر بھینچتے ہوئے کہا۔ "ڈارلنگ۔۔۔۔ تمہاری زندگی بہت قیمتی ہے۔۔۔۔ اس کو تین تین پیسے کے آدمیوں کی زندگی کے بدلے میں داؤں پر نہ لگاؤ۔" میں نے کہا۔ "ڈیڈی آپ میرے متعلق معلوم ہوتا ہے بہت زیادہ جانتے ہیں۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "بیٹھ جاؤ۔۔۔۔ میں اتنا زیادہ جانتا ہوں کہ تم سن کر چونک پڑو گے۔۔۔۔ اور میں تمہیں ضرور چونکاؤں گا لیکن کافی پلا کر۔" وہ اٹھ کر دروازے کی طرف گئے اور پرب کو آواز دے کر دو کپ کافی لانے کو کہا۔ اسی وقت ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ کیپٹن نے ریسیور اٹھا کر میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "تمہارا ہونا چاہئے۔۔۔۔ ہیلو کہو۔" میں نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "ہیلو دس از لیفٹننٹ نعیم پلیز۔" ایک مترنم آواز آئی۔ "تھینک گاڈ۔۔۔۔ تمہارے ڈیڈی کہاں ہیں نعیم؟" یہ یشودھرا تھی۔ مجھے کیپٹن کے قیافے پر حیرت ہوئی۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ جا چکے تھے۔ بولی۔۔۔۔ "مجھے معلوم ہے چندا۔۔۔۔ خیر یہ بتاؤ رشی کی تعزیت پیش کروں یا لیفٹننٹی کی مبارکباد۔"

"صرف تعزیت یشو۔۔۔۔ اس کے قتل کا پورا انتقام لینے کے باوجود میرے سینے میں آج بھی وہی آگ بھڑک رہی ہے۔۔۔۔ وہ میرے لئے سگے بھائی سے بڑھ کر تھا۔۔۔۔ کاش اس کے بجائے میں مارا گیا ہوتا۔۔۔۔" میری آواز بھرا گئی۔۔۔۔ وہ بھی کچھ کہنے کے بجائے رونے لگی۔۔۔۔ میں نے رومال سے آنسو پونچھ کر بولنا چاہا لیکن آواز نے ساتھ نہ دیا اور میں "یشو ڈیر" کہہ کر رہ گیا۔۔۔۔ وہ مجھ سے پہلے سنبھل گئی اور افسردہ لہجے میں بولی۔ "نعیم اب میں تمہارے زخموں کو کیا کریدوں۔۔۔۔ تم تو نام سنتے ہی۔۔۔۔ خیر میں تمہارے غم میں برابر کی شریک ہوں۔ یہ بتاؤ ہم کہاں مل سکتے ہیں۔۔۔۔ اور کس وقت؟" میں نے کہا۔ "شاید آج نہ مل سکیں۔۔۔۔ تمہیں معلوم ہے ہزہائی نس نے پسینہ خشک ہونے سے پہلے شکار لانے کا حکم دے دیا ہے۔۔۔۔ ان کا مقصد کیا ہے۔۔۔۔ یہ تو وہی جانیں۔۔۔۔ لیکن ابھی میں ایکسپوز ہونے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔۔۔۔" اس نے ٹھنڈا سانس لے کر کہا۔ "ہاں یہ میری سمجھ میں بھی نہیں آیا اور سادھنا دیدی بھی حیران ہیں۔۔۔۔ خدا تمہاری حفاظت کرے ڈارلنگ۔" میں نے بے ساختہ کہا۔ "آمین۔" اس نے کہا۔ "ہاں ڈیر امین سے ہوشیار رہنا ہے۔۔۔۔" میں نے چونک کر کہا۔ "کیا یشو؟"

وہ بولی۔ "امین' رسالدار میجر ہاشی کے گروپ میں ہے اور افضل خان ڈرائیور کا سگا بھائی ہے۔ وہ اس کی لاش پر سینکڑوں آدمیوں کی موجودگی میں انتقام لینے کی قسم کھا چکا ہے۔" میں نے سوال کیا۔ "کیا اس نے کسی کا نام لیا۔۔۔۔؟"

بولی۔ "نہیں۔۔۔۔ نام نہیں لیا۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "خیر۔۔۔۔ شکریہ یشو ڈیئر۔۔۔۔ میں شام کو تمہیں ریزیڈنسی سے فون کر کے بتاؤں گا کہ ہم کہاں مل سکتے ہیں۔"

"اور مل بھی سکتے ہیں یا نہیں۔۔۔۔؟ کیمپ میں تو تمہارا آنا مناسب نہیں۔۔۔۔ ایں نا۔۔۔۔؟"

"نہیں نعیم۔۔۔۔ لیکن اگر تمہارے کمرے میں ٹیلیفون ہو تو رات بھر باتیں کر سکتی ہوں۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "میں یہیں رہوں گا۔۔۔۔ زیادہ تر۔۔۔۔ اور جب وہاں ہوں گا تو تمہیں رنگ کروں گا۔ اوکے' ڈیڈی انتظار کر رہے ہیں ڈیئر اس لئے گڈ بائی۔" اس نے ماؤتھ پیس چوم کر کہا۔ "گڈ بائی ڈارلنگ آئی لو یو۔" میں نے اسی کے الفاظ دوہرائے۔ "مجھے معلوم ہے چاندنی۔" اس نے ہنس کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ میں ریسیور رکھ کر صحن میں آیا۔ کیپٹن کچن کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے کافی کی چسکیاں لے رہے تھے قریب ہی تپائی پر کافی کا ایک اور مگ بھرا ہوا تھا۔ میں نے بڑھ کر مگ اٹھا لیا اور کھڑا کھڑا پینے لگا۔ کیپٹن نے کہا۔۔۔۔ "ہرن کا کیا انتظام ہو گا نعیم۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "سر کھانا کھانے کے بعد سوچیں گے۔۔۔۔ نمک کھانے کے بعد حلال کرنے کی فکر ہونی چاہئے۔۔۔۔" وہ مسکرا کر چپ ہو رہے۔ میں نے پرب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اپنا واسو کہاں گیا پرب۔۔۔۔؟" کہنے لگا۔ "صاحب دو مہینے کی چھٹی پر گیا ہوا ہے۔۔۔۔ پندرہ بیس دن بعد حاضر ہو گا۔" میں نے کہا۔ "پھر تو شاید ہی مجھ سے مل سکے۔" کیپٹن نے مگ رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "آؤ نعیم۔" میں ان کے ساتھ کمرے کی طرف چل دیا۔

ساڑھے بارہ بجے مودی صاحب نے کیپٹن کو ٹیلیفون پر اطلاع دی کہ ایک بجے سے پہلے کھانا کھانے کے لئے گیسٹ ہاؤس لاؤنج میں پہنچ جائیں۔ انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "یہ اچھا ہوا نعیم۔۔۔۔ مودی صاحب نے یہاں کھانا بھجوانے کے بجائے ہمیں بلا لیا۔۔۔۔ یہاں تک کھانا پہنچنے میں گڑبڑ کی جا سکتی ہے۔ میں نے کہا۔ "آپ کا خیال غلط تو نہیں ڈیڈی۔" وہ بولے۔ "معلوم ہوتا ہے مودی صاحب کو بھی تمہارے متعلق کچھ نہ کچھ معلوم ہے۔۔۔۔ خیر چلو تیار ہو جاؤ۔"

پندرہ منٹ بعد جب ہم تیار ہو کر نکلے تو روش کے اختتام پر دو جوان لان میں موجود تھے۔ ایک گھاس پر پہلو کے بل لیٹا ہوا تھا دوسرا بیٹھا ہوا اس سے باتیں کر رہا تھا۔ ہم قریب ہو کر گزرنے لگے تو دونوں نے اٹھ کر کیپٹن کو سلیوٹ کیا۔۔۔۔ روش سے بیس پچیس قدم آگے جا کر کیپٹن نے پلٹ کر پیچھے کی طرف دیکھا وہ پورٹیکو سے پندرہ قدم کے فاصلے پر چلتے چلتے رک گئے اور رکنے لگے۔ "تمہارا شکار کو تنہا جانا ٹھیک نہیں نعیم۔۔۔۔ بلکہ راج محل سے باہر نکلنا بھی مخدوش ہے۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔"

میں نے کہا۔ "نہیں ڈیڈی آپ نہیں۔۔۔۔ بنارس خاں کو لے جاؤں گا۔" انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔ "تم نہیں سمجھے۔۔۔۔ تمہارے ساتھ کسی ایسی شخصیت کی ضرورت ہے جسے دیکھ کر وہ سلامی جھاڑنے کے سوا کچھ نہ کر سکیں۔۔۔۔" میں نے کہا "ٹھیک ہے

پھر آپ شہر جانے کی اجازت لے لیں اور مجھے کیمپ تک پہنچا کر واپس ہو جائیں۔ میں ریزیڈنٹ سے کہہ کر چند فوجی افسروں کو ساتھ لے لوں گا۔۔۔۔ اوکے۔۔۔۔؟" انہوں نے ہنس کر میری کمر پر ہاتھ مارا اور بولے۔ "ٹھیک ہے' آؤ چلیں۔۔۔۔"

گیٹ پر گارڈ کی سلامی لیتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ کر چوتھی منزل پر پہنچے تو لفٹ کا دروازہ کھولا ہوا تھا یشودھرا اس میں کھڑی ہوئی زینے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کیپٹن پر نظر پڑتے ہی لفٹ سے باہر نکلی اور نگاہیں جھکا کر آہستہ آہستہ کاریڈور میں چلنے لگی۔ کیپٹن رک کر کھڑے ہو گئے اور کاریڈور کی طرف دیکھ کر بڑبڑائے۔ "میں واقعی بالکل احمق ہوں۔" میں نے انجان بن کر کہا۔ "آپ نے مجھ سے کچھ ارشاد کیا ڈیڈی۔۔۔۔؟" چلتے ہوئے میری طرف دیکھ کر بولے۔ "میں معذرت خواہ ہوں۔"

میں نے کاریڈور میں گیٹ کے سامنے کیبن کے قریب پہنچ کر اس کو پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ کر سر جھکایا۔ وہ سر جھکا کر آگے بڑھ گئی۔ باڈی گارڈ کو اٹینشن ہوتے دیکھ کر میری نظروں میں ماضی کے واقعات گھوم گئے اور آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں چلتے چلتے رک گیا۔ یشودھرا نے ڈرائنگ روم کے دروازے پر پہنچ کر بٹن دباتے ہوئے ایک بار پھر میری طرف دیکھا اور رومال گرا دیا۔ میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ کیپٹن سر جھکائے آگے چلتے رہے۔ میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے پلٹ کر آنکھیں پونچھیں اور سگریٹ سلگا کر آگے بڑھا تو کیپٹن باڈی گارڈ کی سلامی لے کر اس کے ساتھ ہال میں داخل ہو رہے تھے۔ شاید انہوں نے رومال گرتے ہوئے دیکھ کر اس کو قصداً کاریڈور سے ہٹایا تھا۔ میں نے پیچھے کی طرف نظر ڈالی اور تیزی سے گیٹ کے سامنے سے گزر کر رومال اٹھالیا۔

میں پلٹ کر ہال میں داخل ہوا تو کیپٹن چیمبر کے قریب کھڑے ہوئے مہتا سے کچھ کہہ رہے تھے۔ کچھ فاصلے پر باڈی گارڈ اٹنشن کھڑا ہوا تھا۔ یہ کوئی نیا جوان تھا اور شاید میری جگہ بھرتی کیا گیا تھا۔ میری طرف دیکھنے لگا تو کیپٹن نے کہا۔ "لیفٹیننٹ نعیم ملک کو سلام کرو راول۔" باڈی گارڈ نے سلیوٹ کر کے کہا۔ "سر آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔" میں نے تھینک یو کہہ کر اس سے مصافحہ کیا۔ کیپٹن نے غور سے میرے طرف دیکھ کر کہا۔۔۔۔ "لیفٹیننٹ ابھی پانچ منٹ باقی ہیں۔۔۔۔ آپ باتھ روم میں جا کر ہاتھ وغیرہ دھو آئیں۔" میں غسل خانے کی طرف چل دیا۔ آئینے میں نعیم کے چہرے پر محرم طاری تھا۔ یشودھرا کا رومال جیب سے نکال کر چوما اور پھر ماضی میں گم ہو گیا۔ کسی نے دروازے پر آہستہ سے ہاتھ مارا۔ میں نے چونک کر آئینے پر نظر ڈالی اور اسی رومال سے آنسو پونچھ کر دروازے کا ہینڈل گھمایا۔۔۔۔ سامنے کیپٹن کھڑے ہوئے تھے۔ میری نگاہیں خود بخود جھک گئیں۔۔۔۔ "ماشاء اللہ ٹائیگر۔" انہوں نے آہستہ آواز میں کہا۔ "ارے شیر دل خاں' تم سے تو وہ لڑکیاں ہی اچھی جو اپنے آنسو کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتیں شیم شیم۔" میں نے

جھینپ کر منہ دھونا شروع کر دیا۔

کھانے کے دوران میں مودی صاحب اور دوسرے مہمانوں سے ہنستا بولتا رہا لیکن کیپٹن سے نظریں چار کرنے کی ہمت نہ کر سکا۔ وہ کوئی بات کرتے تو چمچے پلیٹ یا فارک کی طرف دیکھتے ہوئے مودبانہ انداز میں "سر" کہہ کر جواب دے دیتا اور پھر کسی اور کی طرف متوجہ ہو جاتا۔ کھانے کے بعد بنگلے جاتے ہوئے کیپٹن نے پورٹیکو سے باہر نکلتے ہی کہا۔

"نعیم تمہاری تصویر کا یہ پہلو تو ابھی تک میری نظروں سے چھپا ہوا تھا۔ آج مجھے معلوم ہوا محبت کی آگ آہن کو بھی گداز کر سکتی ہے۔"

"میں بہت شرمندہ ہوں ڈیڈی۔" میں نے پہلی مرتبہ ان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "واقعی میں کچھ اموشنل ہو گیا تھا لیکن یہ ماحول کا اثر تھا۔۔۔۔ اس دربار ہال' اس کیفٹن اور اس کاریڈور سے ماضی کی کچھ یادیں وابستہ ہیں۔۔۔۔"

"جو رومال گرنے سے شروع ہوئیں۔" انہوں نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "اور آج رومال گرتے ہی تازہ ہو گئیں۔۔۔۔ کیا خوب کہا ہے کالیداس نے۔

تازہ خواہی داشتن گر زخمہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

میں نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "حیرت ہے' کمال ہے' کرشمہ سازی ہے سر۔۔۔۔ آپ سنسکرت بھی جانتے ہیں۔"

ہنس کر بولے۔ "اسے فارسی کہتے ہیں برخوردار۔" میں نے کہا۔ "کیا واقعی ڈیڈی۔۔۔۔؟" بولے "اور کیا۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "پھر تو کمال نہیں' کمال پاشا ہے۔۔۔۔ کرشمہ سازی نہیں' معجز بیانی ہے۔ آپ کی نہیں کالیداس کی۔۔۔۔ جو سنسکرت کے ڈراموں میں فارسی شعروں کی گھڑائی جڑائی کا کام بھی کر لیتے تھے غالباً" فری لانسر تھے مرحوم۔" اب ان کے قہقہے لگانے کی باری تھی۔ بنگلے کی سیڑھی پر چڑھتے ہوئے کہنے لگے۔ "برخوردار' میں نے تمہارے چہرے سے یتیمی کے آثار قدیمہ مٹانے کے لئے کالیداس کا نام لیا تھا ورنہ دراصل شعر منٹو کا تھا۔"

جیفری میں آتے ہی میں نے کہا۔ "سعادت حسن منٹو کا۔۔۔۔؟" ہنس کر بولے۔ "نہیں منٹو پارک والے منٹو کا۔۔۔۔" میں نے نعرہ لگانے کے انداز میں کہا۔ "جے۔۔۔۔ ہند۔۔۔۔" وہ پھر ہنس دیئے اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے پیشانی پر ہاتھ پھرا کر کہنے لگے۔ "نعیم آج ہم نے ہندوستان کی تاریخ کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے۔۔۔۔ وہ سلوک کیا ہے۔۔۔۔ بتاؤ کیا۔۔۔۔؟" میں نے انہیں سگریٹ نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ "جو حالی نے شاعری کے ساتھ کیا۔۔۔۔؟"

انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔ میں نے کہا۔ "تو پھر۔۔۔۔ جو شاعری نے غالب

کے ساتھ کیا---؟" "نہیں یہ بھی نہیں۔"

میں نے کہا۔ "شاید آپ کہنا چاہتے ہیں جو سکندر نے پورس کے ساتھ کیا۔" سگریٹ سلگا کر دھوئیں میں الفاظ اور الفاظ میں دھواں آمیز کرتے ہوئے بولے۔ "نہیں' نہیں' نہیں' معلوم ہوتا ہے اردو ہندی ادب پر تمہاری گہری نظر نہیں ہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈیڈی' میں کہاں کا ادیب' دراصل آج کل میری نظر صرف پستول پر ہے--- ویسے اگر آپ ایک چانس اور دیں تو--- آپ یقیناً یہ کہنا چاہتے ہیں کہ--- آج ہم نے ہندوستان کی تاریخ ادب کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے' جو ہندوستان کی تاریخ ادب اپنے ادیبوں کے ساتھ کرتی رہی ہے۔"

"اونہوں---" انہوں نے ناک سکیڑ کر کہا۔ "میں یہ بھی نہیں کہنا چاہتا اور مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "تو پھر مجھے رائفل دیجئے اور گاڑی نکلوائیے--- میں طویلے جا رہا ہوں۔"

وہ اٹھتے ہوئے بولے۔ "اوہ ہاں--- یہ تو میں بھول ہی گیا تھا کہ تمہیں شکار کو جانا ہے--- دو بج چکے۔" انہوں نے چابیوں کا گچھا نکال کر پرب کو دیا اور الماری سے رائفل نکالنے لگے۔ میں نے ریسیور اٹھا کر برٹش کیمپ کا نمبر ڈائل کیا اور مسٹر واٹسن کے بنگلے سے رابطہ قائم کرنے کو کہا۔ چند ثانیوں میں مسز واٹسن نے "ہیلو" کہا۔ میں نے انہیں سلام کر کے اپنا نام بتایا--- بولیں۔ "کون لیفٹنٹ نعیم؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ٹائیگر نعیم کہہ لیجئے مسز واٹسن--- میں راج محل--- باڈی گارڈ یونٹ سے بول رہا ہوں---" وہ بولیں۔ "سوری لیفٹنٹ میں نہیں پہچان سکی۔" میں ان سے مسٹر واٹسن کے متعلق دریافت کرنے والا تھا کہ کیپٹن نے رائفل میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "مسز واٹسن کو بھی جانتے ہو کیا---؟" میں نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "نہیں ڈیڈی مسٹر واٹسن کو جانتا ہوں لیکن شاید وہ بنگلے پر نہیں ہیں۔" بولے۔ "ریزیڈنٹ کے بنگلے پر ہوں گے۔" اسی وقت ایئر پیس میں مردانہ آواز آئی۔ "ہیلو ٹائیگر---" میں نے "گڈ آفٹرنون مسٹر واٹسن" کہہ کر آغاز گفتگو کیا اور شکار کو چلنے کی درخواست کی--- ہنس کر کہنے لگے۔ "مجھے ابھی تمہارے آنے کے متعلق معلوم ہوا--- اچھا آجاؤ دیکھیں گے۔" میں نے کہا "اور کس کس کو ساتھ لینا چاہتے ہیں آپ؟" وہ بولے۔ "ایک دو انڈین افیسرز ہوں گے۔ خیر یہاں آکر بات کیجئے۔" میں نے کہا۔ "آ رہا ہوں مسٹر واٹسن بلکہ یوں سمجھئے آ گیا--- لیکن اپنا اپنا کارتوس' اپنا اپنا شکار--- گاڑی کے سوا کسی چیز میں شرکت نہیں ہو گی۔" ہنس کر کہنے لگے۔ "سمجھ گیا--- "ہزہائی نس کے لئے مرغابی یا ہرن چاہیں--- ہے نا---" میں نے "جی ہاں" کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ کیپٹن نے پستول کا ہولسٹر اپنے کندھے

پر ڈالا اور بولے۔ "کم آن۔" میں رائفل اٹھا کر ان کے ساتھ ہو لیا۔

دروازے پر دو چمکتی ہوئی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ایک میری مورس تھی۔ دوسری کیپٹن کی اسٹوڈی بیکر جو انہوں نے میرے جانے کے بعد خریدی تھی۔ میں نے اسٹوڈی بیکر کے قریب جا کر تفصیلی جائزہ لیا اور اس کی تعریف کی۔ مسکرا کر بولے۔ "آپ کی جوتیوں کے طفیل۔" میں نے ان کے چہرے پر نظریں گاڑ دیں۔ ہنس کر بولے۔ "کیا ہوا---؟" میں سر جھکا کر مورس کی طرف چلنے لگا۔ انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "یہ صرف مذاق تھا بوائے---" میں نے رک کر کہا۔ "مجھے معلوم ہے ڈیڈی--- لیکن اگر باپ بیٹے کے درمیان اشاریت کا یہ انداز ہو سکتا ہے تو پھر میں سرتاپا آپکی جوتیوں کے طفیل ہوں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں اب تک خاک میں مل کر بھولی بسری چیز ہو چکا ہوتا۔" انہوں نے مجھے گاڑی کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ "اچھا اچھا--- اب تو برابر ہو گیا حساب--- چلو وقت ضائع نہ کرو--- ہرن کہیں بندھے ہوئے نہیں ملیں گے۔ گھنٹوں جنگل کی خاک چھاننی پڑے گی۔"

میں نے وہیل سنبھالا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ گیٹ سے نکلتے وقت گارڈ نے سلامی دی تو کیپٹن کی گاڑی مجھ سے دس فٹ کے فاصلے پر چلی آ رہی تھی۔ راج محل کی حدود سے نکل کر شہر اور نیشنل گارڈن کو جانے والے انٹر سیکشن پر پہنچتے ہی درختوں کی آڑ سے ایک شخص سائیکل لئے ہوئے سڑک پر آیا اور پیڈل پر پیر رکھ کر سوار ہونے لگا۔ کیپٹن نے ہارن بجا کر گاڑی کی اسپیڈ بڑھائی اور مجھ سے آگے نکل کر اس کے قریب پہنچ گئے۔ سائیکل سوار ان کو دیکھ کر سٹ پٹا گیا اور سوار ہونے کے بجائے رک کر ان کو سلام کیا۔ میں نے چلتے چلتے اس پر نظر ڈالی۔ یہ انہی دو آدمیوں میں سے ایک تھا۔ جنہیں ہم نے راج محل کے لان میں گھاس پر بیٹھے ہوئے دیکھا تھا۔ اگر کراسنگ پر گاڑیوں کی آمدورفت نہ ہوتی یا وہ اس جگہ سے دو سو گز پیچھے ہمیں ملا ہوتا تو میں کیپٹن کی موجودگی کی پرواہ کئے بغیر اس کو سائیکل سمیت اٹھا کر کار میں ڈال لیتا لیکن چوراہا اور دن کا وقت ہونے کے باعث یہاں گاڑیوں اور پیدل چلنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ میں ضبط کر کے رہ گیا۔ دو تین منٹ میں پل کراس کر کے گاڑیاں نیشنل گارڈن کے سامنے سے گزرتی ہوئیں امین پور روڈ پہنچ گئیں۔ برٹش کیمپ کے گیٹ پر کیپٹن نے گڈ بائی کہا اور ٹرن لے کر شہر کو واپس ہو گئے۔ میں کیمپ میں داخل ہو گیا۔

دفتر کے سامنے سے گزرتے ہوئے پلٹ کر ایک نظر ڈالی۔ دروازے پر چقیں پڑی ہوئی تھیں اور اندر کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ میں نے اطمینان کا سانس لیا کہ پہلا قدم رکھتے ہی چاچا جی (کرنل گجندر سنگھ) کے شبھ درشن سے محفوظ رہا--- پریڈ گراؤنڈ اور جم خانہ عبور کرتے ہی فیملی لائنز شروع ہو گئیں۔ مسٹر واٹسن کے بنگلے کے سامنے پہنچتے ہی میں

نے انجن بند کیا اور گاڑی سے اتر کے دروازے پر لگا ہوا بٹن دبایا۔

ڈرائنگ روم میں مسٹر واٹسن اور کیپٹن میک نیپ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ دروازہ کھلتے ہی دونوں نے اٹھ کر مصافحہ کیا۔ مزاج پرسی اور چند رسمی باتوں کے بعد مسٹر واٹسن اور کیپٹن اندر گئے اور چند منٹ بعد واپس ہوئے تو ان کے ساتھ مسز واٹسن بھی ہنٹنگ کوٹ پہنے ہاتھ میں رائفل لئے مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئیں۔ میں نے سلام کیا تو مسکرا کر میری طرف دیکھتی ہوئی بولیں۔ "اوہ ـــــ یو رایکسی لنسی ـــــ آئم سو سوری۔" کیپٹن میک نپ نے چونک کر مسٹر واٹسن کی طرف دیکھا۔ میں نے مسز واٹسن سے کہا۔

"میں کافی دنوں کے بعد بمبئی سے آیا ہوں مسز واٹسن اس لئے آپ ٹیلیفون پر نہ پہچان سکیں۔" وہ بولیں۔ "ہاں واٹسن نے مجھے یاد دلایا تو پہچان سکی۔ آپ نے مائنڈ تو نہیں کیا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ کوئی بات ہی نہیں ہے مسز واٹسن' مجھے خوشی ہے آپ بھی شکار کو چل رہی ہیں ـــــ" واٹسن نے کہا "جیٹھو ٹائیگر ـــــ ابھی دس منٹ میں کیپٹن ڈریچ آنے والے ہیں ـــــ بس چائے پیتے ہی چل دیں گے۔" میں نے کہا۔ "پھر مجھے بھی دس منٹ کی اجازت دیجئے میں ہنٹنگ کوٹ پہن آؤں۔" بولے۔ "ہاں ہاں ضرور ـــــ یہیں ہے نا؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

پندرہ منٹ بعد اپارٹمنٹ سے ہنٹنگ سوٹ پہن کر لوٹا تو ڈرائنگ روم میں ایک آفیسر کا اضافہ ہو چکا تھا۔ مسٹر واٹسن نے ہمارا تعارف کرایا ـــــ کیپٹن ڈریچ اکتیس بتیس سال عمر کے بلند قامت جوان تھے اور تین چار ماہ قبل جبلپور سے ٹرانسفر ہو کر آئے تھے۔ ان کے مصافحے میں سر زمین پنجاب کی روایتی گرمجوشی تھی۔ مسٹر واٹسن اور کیپٹن میک اس کو پنجہ آزمائی سمجھ کر مسکرا دیئے۔ چائے پینے کے بعد ہم باہر نکلے۔ میں نے مسٹر اور مسز واٹسن کو اپنی گاڑی میں سوار کرایا اور میک اور ڈریچ کے ساتھ جیپ میں بیٹھ کر کیمپ سے باہر نکلا۔ امین پور روڈ پر آتے ہی میک نے گاڑی کو بائیں جانب موڑا اور رفتار بڑھانی شروع کر دی۔ میرے جانے پہچانے مناظر تیزی سے گزرنے لگے۔ پندرہ بیس منٹ میں گاڑیاں ڈیلائٹ کارنر کے قریب پہنچیں تو میں نے دل پر ایک چوٹ سی محسوس کر کے دوسری طرف منہ پھرا لیا۔ یہاں درختوں کے عقب میں جنگل کشادہ ہوتا جا رہا تھا۔ ریت کے اونچے اونچے ٹیلے' جھاڑیاں' سبزہ گھاس اور دور دور تک پھیلے ہوئے تارا میرا اور سرسوں کے کھیتوں کا سلسلہ دکھائی دے رہا تھا۔ کیپٹن میک نیپ نے مجھے اس طرف دیکھتے پا کر رفتار کم کی اور ندی کے پل کے قریب پہنچ کر بریک لگا دیا۔ ڈریچ نے دوربین سے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔ "ٹھیک ہے کیپٹن ـــــ میں نے بڑے ٹیلے سے ایک ہرن کو دوسری طرف اترتے دیکھا ہے ـــــ یہاں شکار موجود ہے۔" میک نے انجن بند کر دیا۔ مسٹر واٹسن بھی انجن بند کر کے اپنی میم کے ساتھ گاڑی سے باہر نکلے۔ میں نے آگے بڑھ کر

چابی نکالی اور بندوقیں نکال کر دروازے لاک کر دیئے۔

ہم نے سگریٹ سلگائے اور بندوقیں لوڈ کر کے کندھوں سے لٹکاتے ہوئے سڑک سے نیچے اتر کے جنگل میں داخل ہوئے۔ جس ٹیلے کے پیچھے ہرن کو جاتے ہوئے دیکھا گیا تھا وہ پانچ چھ فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔ درمیان میں کشادہ میدان تھا جس میں کہیں کہیں کیکر اور ببول کے درخت اور بیروں کی جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ کہیں کہیں سخت زمین پر گھاس اور خود رو پودے تھے لیکن میدان کا بیشتر حصہ ریت کے ٹیلوں پر مشتمل تھا۔ بیروں کی جھاڑیاں پیلے' سرخ اور سبز بیروں سے لدی پڑی تھیں۔ مسز واٹسن بار بار جھاڑیوں کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ وہ خاکی ہنٹنگ کوٹ برجیز' فل بوٹ اور سولا ہیٹ پہنے ہوئے تھیں۔ جب تک زمین سخت رہی وہ ہمارے ساتھ ساتھ چلتی رہی لیکن ڈیڑھ دو سو گز دور جانے کے بعد جب ریتلا میدان اور ٹیلے شروع ہوئے تو بار بار پیچھے رہنے لگیں۔ کبھی ہنس کر دوڑتی ہوئی آ ملتیں ـــــ کبھی ہمیں ان کو ساتھ لینے کے لئے رکنا پڑتا۔ تین چار فرلانگ کا فاصلہ طے کرنے میں ان کا سانس پھولنے لگا اور پسینہ پسینہ ہو گئیں۔ آخر ایک ٹیلا چڑھتے ہوئے ان کی ہمت جواب دے گئی۔ پہلے گھٹنے ٹکائے پھر سجدہ ریز ہو گئیں۔ مسٹر واٹسن نے بازو پکڑ کے اٹھایا تو گیسوں میں ریت بھر گئی اور وہ تسمے کھولنے بیٹھ گئیں۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "مسٹر واٹسن آپ انہیں زحمت نہ دیں تو بہتر ہے۔" میک نے کہا۔ "دیٹس رائٹ۔" مسز واٹسن مسکرا کر بولیں۔ "نہیں نہیں چل سکتی ہوں۔" میں نے کہا۔ "صرف چلنا ہی تو کافی نہیں ـــــ دوڑنا بھاگنا بھی پڑیگا۔ آپ دونوں یہاں بیٹھیں اور اگر کوئی ہرن بھاگ کر اس طرف آئے تو گرا لیں۔" ڈیچ جو دوربین سے گردوپیش کا جائزہ لے رہا تھا۔ میرا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگا۔ "لیفٹننٹ انہیں چھوڑو ٹیلے کی آڑ میں ان گنت ہرن چرتے پھر رہے ہیں ـــ اگر ہم دس منٹ میں پہنچ جائیں تو ذرا سی دیر میں ڈھیر لگا سکتے ہیں۔" میں نے کیپٹن کو اشارہ کیا اور تیزی سے ٹیلے سے اتر کے دوڑنے لگے۔

پانچ منٹ میں ہم ٹیلے کے قریب پہنچ گئے۔ میک نے پھیل جانے کا اشارہ کیا اور ڈریچ ٹیلے کے دائیں طرف اور میں بائیں طرف دوڑا میک ٹیلا چڑھنے لگا۔ ابھی میں نے نصف ٹیلے کا فاصلہ طے کیا تھا کہ اس نے ٹیلے پر چڑھ کر ایک فائر کیا۔ میں اور تیزی سے دوڑنے لگا۔ ٹیلے کے سرے پر پہنچا ہی تھا کہ فائر کی آواز سے تین ہرن چوکڑیاں بھرتے ہوئے مجھ سے دو سو گز کے فاصلے سے گزرے میں نے ایک گھٹنا ٹکا کر درمیان والے چکارے پر فائر کیا۔ ہرن الٹا ہو کر کمرے کے بل زمین پر گرا اور تڑپنے اور اچھلنے لگا۔ اسی وقت ایک ساتھ میک اور ڈریچ کے دو فائر ہوئے۔ میں نے دوڑ کر سر پکڑا اور دھڑ پر گھٹنا ٹکا کر گلے پر چاقو پھرا دیا۔ بندوق اٹھائی اور ٹیلے کے دوسری طرف جا کر دیکھنے لگا۔ اس طرف دو ہرن تڑپ رہے تھے۔ ڈریچ ایک کے قریب پہنچ رہا تھا۔ میک بندوق کندھے پر ڈالے سگریٹ

سلگاتا ہوا آہستہ آہستہ ٹہلتا ہوا اس کی طرف جا رہا تھا۔ اس کو ذبیحے یا جھٹکے کی پرواہ نہ تھی۔ ہرن کو گولی لگ چکی تھی اور یہ کافی تھا لیکن ہمارے قریب پہنچنے سے پہلے ڈریچ نے دونوں کی مشکل آسان کر دی۔ میں نے قریب پہنچ کر کہا "ٹو فارلیڈیز' ون فارجنٹس——" ڈریچ نے ریت سے چاقو صاف کرتے ہوئے کہا۔ "تمہارا فائر مس ہو گیا کیا——؟" میں نے کہا۔ "نہیں—— ایک گرا لیا ہے۔" چاقو بند کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے بولا۔ "پھر تو چار ہیں ایک میں نے بھی مارا ہے۔"

ڈریچ نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "میں جیپ یہیں لے آؤں گا۔ تم دونوں ان کو ایک جگہ اکٹھا کر لو۔" میک نے کہا۔ "بہتر ہے—— کوشش کرو۔ ضرورت ہو تو پہیوں میں ہوا کم کر دینا۔" ڈریچ جیپ لانے کے لئے چل دیا۔

ساڑھے پانچ بجنے والے تھے کہ میں دو ہرن لے کر راج محل پہنچ گیا۔ میں نے گیٹ پر ہی گاڑی ایک طرف کھڑی کر کے گارڈ روم سے مودی صاحب کو ٹیلیفون کر کے کیپٹن دلیش مکھ کے بنگلے سے دو ہرن منگوا لینے کو کہا اور گاڑی لے کر بنگلے پہنچ گیا۔ کیپٹن نے مجھے دیکھتے ہی پرب کو چائے لانے کو کہا اور شکار کے متعلق پوچھا۔ میں نے دو ہرن بتائے تو کہنے لگے۔ "نعیم سچ تو یہ کہ مجھے یقین نہ تھا کہ شکار گاہ کے سوا کہیں اتنی آسانی سے ہرن مل جائے گا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت تم پر مہربان ہے اور کامیابی تم سے دو قدم آگے آگے چلتی ہے۔"

میں نے رائفل الماری میں رکھتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی کا آشیرواد میری کامیابی ہے۔" بولے۔ "آج ڈیڈی نے آشیرواد کے بجائے تمہاری طرح ماضی کو یاد کر کے آنسو بہانے میں وقت گزارا ہے۔"

میں نے باتھ روم کی طرف چلتے چلتے ہنس کر کہا۔ "ڈیڈی آپ نے ناحق موتی لٹائے—— آپ کو ہماری طرح ایک ہاتھ سے لٹانے اور دوسرے سے ہاتھ سے سمیٹ لینے کا فن نہیں آتا۔ اینڈ—— وائے حسرتا' ایسا کوئی اسکول نہیں جہاں یہ آرٹ سکھایا جاتا ہو——" انہوں نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "ویٹس رائٹ کڈ——" میں ہنس کر غسل خانے میں داخل ہو گیا اور منہ ہاتھ دھونے لگا۔ باہر نکلا تو میز پر چائے کی ٹرے رکھی ہوئی تھی اور وہ گنگنا رہے تھے۔

"ان پریزادوں سے لیں گے خلد میں ہم انتقام"

میں نے ان کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "سنا ہے خلد میں پہنچتے ہی ہر شخص بارہ سال کا نابالغ بچہ بن جائے گا۔" بولے۔ "ویٹس رائٹ۔" میں نے چائے دانی اٹھاتے ہوئے کہا "اور وہاں آپ کی کمر میں یہ الیون شاٹ آٹو میٹک بھی نہیں ہو گا۔" بولے۔ "سو وہاٹ؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "پھر آپ انتقام کاہے سے لینگے سر؟" پیشانی پر

ہاتھ مار کر بولے۔ "واقعی ڈوب گئے ہم تو——" میں نے ان کی پیالی میں چائے انڈیلتے ہوئے کہا۔ "ڈوبنے نہیں دیگا آپ کا ریڈی میڈ فرزند ارجمند ایک شانتا سالوی کو چھوڑ کے تمام نیشنل اور انٹر نیشنل پریزادوں سے انتقام لے ڈالے گا۔" وہ اچھل کر کرسی سے اٹھے اور میری پیٹھ پر ہاتھ مارتے ہوئے بولے۔ "ماجا دیو (مائی گاڈ) نعیم تجھے ابھی تک میری شانتا کا پورا نام یاد ہے——؟"

میں نے میز پر چھلکی ہوئی چائے پر رومال دباتے ہوئے کہا۔ "بھول کیسے سکتا ہوں ڈیڈی وہ محترمہ میری دھرم کی ماں بنتی بنتی آپ کی انگلیوں میں سے سلپ ہو گئیں اور میں انہیں بھول جاؤں؟" انہوں نے مخصوص مرہٹی لہجے میں "ہو" کہا اور خاموش ہو گئے۔ میں نے پرب کو آواز دی اور وہ میز صاف کر کے چلا گیا۔ ہم کھڑے کھڑے چائے پیتے رہے۔

تھوڑی دیر بعد باہر نکل کر دیکھا تو مودی خانے کے چار پانچ آدمی مورس میں سے ہرن نکال رہے تھے۔ کیپٹن نے دو اردلیوں کو بلا کر گاڑی دھونے کا حکم دیا اور اندر آ کر مسٹر مہتا کو ٹیلیفون کر کے ہزہائی نس کو شکار کی اطلاع دینے کو کہا۔ پھر ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے بولے۔ "نعیم اگر ہزہائی نس نے تمہیں شکار کی تفصیل پوچھنے کے لئے بلایا تو میں اس مرتبہ تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔" میں نے کہا۔ "وہ شاید ہی بلائیں ڈیڈی—— لیکن آپ کیوں نہیں جائینگے——؟" مسکرا کر کہنے لگے۔ "اچھا چلا چلوں گا——" میں نے کہا۔ "کیوں چلے چلیں گے——؟" وہ بولے۔ "پہلے انکار اس لئے کیا تھا کہ ایک مرتبہ تمہیں رلا چکا ہوں اور اب اقرار اس لئے۔"

"کیا اس لئے تو نہیں کہ ایک بار خود بھی رو چکے ہیں۔" میں نے ان کی بات کاٹی—— بولے "نہیں تم نہیں سمجھ سکتے۔ مجھے ایک شعر یاد آ گیا تھا۔ "اسی وقت ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی اور انہوں نے ریسیور اٹھا کر "ہیلو لیفٹیننٹ" کہا۔ میں ان کا شعر سننے کی سعادت سے محروم ہو گیا۔ کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد ریسیور کریڈل پر رکھ کر اٹھتے ہوئے بولے۔ "مہتا کا فون تھا نعیم ہزہائی نس نے یاد فرمایا ہے۔" میں نے کہا۔ "سن رہا تھا ہو آیئے——" کوٹ اٹھاتے ہوئے بولے۔ "سات بجے ہیں—— تم ایک گھنٹہ بیٹھے بیٹھے کیا کرو گے——؟" میں نے کہا۔ "گرائیں کو بلوا کر اس سے باتیں کرتا رہوں گا۔" بولے۔ "ہاں ٹھیک ہے بنارس خاں کو بلا لو۔ اکیلے میں تمہیں شیطانی سوجھے گی۔" میں نے پرب کو آواز دیتے ہوئے کہا۔ "نہیں ڈیڈی اب تو معاملہ برعکس ہے شیطان کو نعیمی سوجھتی ہے۔" انہوں نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "سچ کہہ رہے ہو۔" کوٹ کے بٹن لگائے' ہولسٹر کندھے پر ڈالا اور بائی بائی کرتے ہوئے دروازے کی طرف چل دیئے۔ میں نے پرب کو بنارس خاں کی طرف روانہ کیا اور سگریٹ سلگا کر پینے لگا۔ دو تین کش لے کر اٹھا اور الماری کھول کر دیکھنے لگا۔ سب سے اوپر والے خانے پر کونے میں اسکاچ کی نصف سے زیادہ خالی بوتل رکھی

ہوئی تھی۔ میں نے کارک کھول کر سونگھی اور منہ سے لگا کر کھڑے کھڑے پینی شروع کر دی۔ تین چار گھونٹوں میں پینڈا دکھائی دینے لگا تو کیپٹن کے حال پر رحم کھا کر بوتل بند کر کے رکھ دی اور سگریٹ کا کش لیتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔ دماغ میں بتدریج شمعیں سی روشن ہونے لگیں۔ دروازے کی طرف دیکھ کر ریسیور اٹھایا اور سادھنا دیوی کا نمبر ڈائل کیا۔ چوتھی گھنٹی پر دوسری طرف ریسیور اٹھایا گیا۔ ایک زنانہ آواز سنائی دی۔ "ہیلو وملا۔" میں نے کہا۔ "سادھنا دیوی کو فون پر بلاؤ۔" جواب ملا۔ "سادھنا دیوی یہاں نہیں ہیں۔" اس وقت مجھے وملا کی آواز سے ایک واقعہ یاد آیا اور میں نے کہا۔ "وملا—— تم کونسی وملا ہو——؟" بولی "کونسی وملا——؟ میں ایک ہی تو وملا ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ " سموکنگ روم والی نا——؟" وہ بولی۔ "تم—— تم نعیم ہو——؟" میں نے کہا۔ "ہاں اور کون ہو سکتا ہوں——" بولی—— "اوہ—— اوہ میں مر جاؤں تمہاری آواز پر پریتم—— تم کہاں سے بول رہے ہو——؟" میں نے کہا۔ "کیپٹن یشونت کے بنگلے سے۔" کہنے لگی۔ "کس وقت مل سکتے ہو——؟" میں نے کہا۔ "ابھی آدھے گھنٹے کے بعد چوتھی منزل پر لفٹ کے سامنے—— لیکن دور سے دیکھنے کے لئے۔" وہ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولی۔ "اچھا آؤ تو سہی۔" میں نے "آٹھ بجے" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ اسی وقت دروازے پر آہٹ ہوئی—— گردن گھما کر دیکھا تو پرب اندر داخل ہو رہا تھا۔ کہنے لگا۔ "صاحب بہادر بنارس خاں تو دو بجے سے ڈیوٹی پر ہے۔" میں نے "اوکے" کہہ کر سگریٹ سلگایا اور اٹھ کر دروازے پر آیا۔ ایک ڈرائیور مورس کو مارفیکس لگا کر کپڑے سے صاف کر رہا تھا۔ میں نے سیڑھی اترتے ہوئے کہا۔ "گاڑی میں پٹرول کتنا ہے؟" اس نے کپڑا رکھ کر پٹرول چیک کیا اور بولا۔ "تین گیلن سے کچھ اوپر ہے صاحب۔" میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک نوٹ نکالا اور اسے دیتے ہوئے کہا۔ "گاڑی صاف کر کے قریبی پٹرول پمپ سے ٹینک فل کرا لاؤ۔ مجھے نو بجے گاڑی کی ضرورت پڑے گی——" ڈرائیور نے بہتر ہے کہہ کر نوٹ پتلون کی جیب میں ڈالا اور پھر کپڑا پھیرنے لگا۔ میں اندر چلا گیا۔ ساڑھے سات بجے ٹیلیفون کی گھنٹی نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا "ہیلو کیپٹن دیش مکھ" آواز آئی—— یہ مودی صاحب تھے جن کی آواز پہچانی جائے یا نہ پہچانی جائے' لیکن تلفظ صاف پہچانا جاتا تھا۔ وہ زے شین اور قاف نہیں بول سکتے تھے۔ "دیش مکھ" سنتے ہی میں نے کہا۔ "صاحب جی مودی صاحب کیپٹن مسٹر مہتا کے پاس گئے ہوئے ہیں۔" بولے۔ "کون ٹائیگر صاحب۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "جی ٹائیگر ہی ہے مودی صاحب لیکن صاحب نہیں—— حکم——؟" ہنس کر بولے۔ "ارے حکم کیا صاحب بہادر کھانے کے لئے آ جاؤ آٹھ سے پہلے۔" میں نے کہا۔ "آٹھ کیا ابھی حاضر ہوا؟" بولے "کم آن—— جیادہ بھوک لگا ہے تو پربھارا ہمیرے پاس آ جاؤ——" میں

نے پربھارا کے معنی پر غور کرتے کرتے "صاحب جی" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

باہر نکلا تو ڈرائیور مورس لے کر جا چکا تھا۔ میں نے انڈر ورلڈ کیریکٹرز کی طرح گرد و پیش کا جائزہ لیا اور پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پستول کا سیفٹی کیچ گرایا—— روشنی ہو چکی تھی ہر دس قدم پر ایک لیمپ پوسٹ تھا لیکن روشوں کے پیچھے تاریکی تھی اور ایک دو آدمی کیا پوری بٹالین چھپ سکتی تھی۔ میں نے تنہا ہونے کے باعث خطرہ محسوس کیا اور ایک روش کے سائے میں دوسری طرف والی روش پر نظر رکھتا ہوا تیزی سے راج محل کی طرف چلنے لگا۔ چند منٹ میں روشوں کے پیچ و خم سے نکل کر کھلے میدان میں آتے ہی جیب سے ہاتھ نکال کر اطمینان سے چلنے لگا۔ راج محل کے سامنے میدان میں تیز روشنی تھی اور مین گیٹ اور پیلس گیٹ گارڈز کے لئے پانچ پانچ سو گز کے فاصلے تک کھلی فائر لائن تھی۔ پورٹیکو سے سیڑھیاں چڑھتے ہی پہرے دار نے بندوق کے بٹ پر ہاتھ مار کر سلامی دی۔ میں نے کیپٹن دیش مکھ کے متعلق دریافت کیا اور زینے کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ چوتھی منزل پر پہنچ کر لفٹ کے سامنے رکا لیکن لفٹ اس وقت پانچویں منزل پر تھی اور کاریڈور آخری سرے تک خالی پڑا تھا۔ مجھے اپنی عجلت پر افسوس ہونے لگا۔ تھوڑی دیر سامنے اور دائیں بائیں راہداریوں کی طرف دیکھا۔ آخر سگریٹ سلگایا اور زینے کے فریم کے سہارے کھڑا ہو کر کش لینے لگا۔ پانچ منٹ اسی شغل میں گزر گئے۔ میں اکتا کر کاریڈور کی طرف چلنے لگا تھا کہ لفٹ نیچے آنے لگی۔ میں چلتے چلتے رک گیا اور پلٹ کر دیکھا۔ لفٹ چوتھی منزل پر آ کر رکی۔ سادھنا دیوی اور یشودھرا کھڑی ہوئی تھیں—— یشودھرا نے دروازہ کھولا اور سادھنا دیوی باہر نکلیں۔ میں نے سر جھکا کر انہیں سلام کیا وہ مسکرا کر آگے بڑھ گئیں اور کاریڈور میں رک کر دربار ہال کی طرف دیکھنے لگیں۔ میں نے لفٹ کے دروازے پر جا کر کہا۔ "یشو میری روح۔" اس نے زینے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کھانا کھانے کے بعد کے بی کی حویلی کے سامنے آ جاؤ نعیم——" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے—— میں ساڑھے آٹھ بجے نکل جاؤں گا۔" اس نے "اوکے" کہا اور لفٹ سے نکل کر کاریڈور کی طرف چل دی۔ میں اس کو سادھنا دیوی کے ساتھ دربار ہال گیٹ کے سامنے سے گزرتے دیکھتا رہا۔ ڈرائنگ روم کے پرائیویٹ دروازے تک پہنچتے پہنچتے کئی مرتبہ انہوں نے پیچھے مڑ مڑ کر دیکھا۔ وہ ڈائننگ روم میں داخل ہو گئیں تو آہستہ آہستہ چلتا ہوا دربار ہال میں پہنچا۔ بنارس خان نے اٹینشن ہو کر سلام کیا اور خیریت دریافت کی۔ میں نے اسے بتایا کہ پرب کو اسے بلانے کے لئے بھیجا گیا تھا۔" بولا—— "سر آج میں تمام رات آپ کے ساتھ رہوں گا——" میں نے ہنس کر کہا۔ "بنارس مجھے خود بھی معلوم نہیں رات کو میں کہاں ہو گا—— بہرکیف کوشش کروں گا کہ تم میرے ساتھ رہو۔"

ساڑھے آٹھ بجے جبکہ ہم کھانا کھا کر باتیں کر رہے تھے اور میں کیپٹن سے رخصت

طلب کرنے کے لئے موزوں الفاظ سوچ رہا تھا کہ مسٹر مہتا گھبرائے ہوئے لاؤنج سے آئے اور کہنے لگے۔ "کیپٹن' آپ کی موری میں نیشنل گارڈن کون گیا تھا۔۔۔۔؟" انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "وہ ڈرائیور جو اس کو صاف کر رہا تھا۔" بولے۔ "کیوں نیشنل گارڈن کس لئے گیا وہ۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "معلوم نہیں۔۔۔۔ اسے پٹرول ڈلوانے کو تو میں نے بھیجا تھا۔ خیر کیا ہوا اس کو مسٹر مہتا۔۔۔۔؟" بولے۔ "حادثہ۔" کسی نے گاڑی پر فائر کئے۔۔۔۔ ایک دو نہیں دس بارہ سوراخ ہیں گاڑی میں۔۔۔۔ ڈرائیور کو تو گولی نہیں لگی لیکن گھبراہٹ میں گاڑی پل سے ٹکرا گئی اس کا سر پھٹ گیا اور وہ بے ہوش ہے۔"

"ہے کہاں وہ۔۔۔۔؟" کیپٹن نے اٹھتے ہوئے سوال کیا۔ "باغ ہی میں ہے۔" مسٹر مہتا نے کہا۔ "شاید پولیس نے ہسپتال پہنچا دیا ہو۔۔۔۔ گاڑی وہیں پڑی ہے اور پولیس موجود ہے۔" کیپٹن نے میرا ہاتھ پکڑا اور تیزی سے باہر نکلے۔ کاریڈور میں آتے ہی بولے۔۔۔۔ "نعیم وہ تمہارے دھوکے میں رگڑا گیا۔" میں نے کہا۔ "یقیناً" سر۔۔۔۔ کیا نام تھا اس کا؟" بولے۔ "شاید رگوناتھ کدم۔۔۔۔ لمبا سا نام تھا۔۔۔۔؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ بولے۔ "خیر چل رہے ہیں۔۔۔۔ دیکھ لینگے۔۔۔۔" زینہ اترتے اترتے ان کا خیال بدل گیا۔ کہنے لگے۔ "تم یہیں ٹھہر جاؤ نعیم۔۔۔۔ مسٹر مہتا کے پاس۔" میں نے کہا۔ "کیوں جناب۔۔۔۔ میرا ڈرائیور مارا گیا۔۔۔۔ میری نئی گاڑی کا کباڑہ ہو گیا۔۔۔۔ میں دیکھنے بھی نہ جاؤں۔" وہ بولے۔ "تم سمجھنے کی کوشش کرو ڈیئر۔۔۔۔ تمہارے لئے اس وقت باہر نکلنے میں خطرہ ہے۔۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈیڈی پھر اس طرح سمجھایئے۔۔۔۔ نعیمہ بٹی۔۔۔۔ یہ وقت شریف گھرانے کی بہو بیٹیوں کے باہر نکلنے کا نہیں ہے۔ باہر مردوے بندوقیں چلا رہے ہیں۔" انہوں نے مسکرا کر سر جھکا لیا اور بولے "آؤ بھئی کون روک سکتا ہے۔"

میں نے پورچ سے گزر کے دس قدم نکل جانے کے بعد کہا۔ "ڈیڈی آفینسو میری طرف سے ہوا رائٹ۔۔۔۔؟" بولے۔ "ہوا ہو گا۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "ہوا ہے۔۔۔۔ انتقاماً" سہی لیکن ہوا۔۔۔۔ اب وہ بدلہ لینے کے لئے نکلے ہیں تو میں چھپ جاؤں۔۔۔۔ یا بمبئی بھاگ جاؤں۔۔۔۔ یہ جائز ہے؟" بولے۔ "ہاں محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہے۔۔۔۔ اور پھر اب تم یہاں نہیں ہو۔ اس لئے۔۔۔۔" میں نے جھٹکے سے گردن گھما کر دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔ "میں یہاں بھی ہوں اور دو تین جگہ اور بھی ہوں۔ شیطان کی طرح ہر جگہ ہوں اور جہاں بھی ہوں وہاں سے پسپائی میرے مسلک میں حرام ہے۔" بنگلے کے سامنے پہنچے تو ان کی کار سڑک پر کھڑی ہوئی تھی۔ ڈرائیور نے باہر نکل کر سلام کیا۔ پرب سیڑھیاں اتر کے ہمارے قریب آتا ہوا بولا۔ "سر' میجر برنی صاحب آئے تھے انہوں نے بتایا

آپ کی گاڑی۔۔۔۔" کیپٹن نے کہا۔ "ٹھیک ہے پرب ہم وہیں جا رہے ہیں۔۔۔۔" میں نے آگے بڑھ کر پچھلا دروازہ کھولا۔ وہ سوار ہو گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

نیشنل گارڈن میں میوزیم کے پیچھے لوگوں کا ہجوم تھا۔ ہماری گاڑی کو دیکھ کر پولیس والوں نے راستہ بنایا۔ سرصوبہ (انسپکٹر پولیس) نے آگے بڑھ کر کیپٹن کا استقبال کیا اور مختصر الفاظ میں جو کچھ انہیں معلوم ہو سکا تھا بتایا۔۔۔۔ ہم نے نیچے اتر کے گاڑی کی حالت دیکھی۔ اس کے دائیں بائیں اور پیچھے دس گولیوں کے سوراخ تھے اور یہ تمام گولیاں رائفل سے نکلی ہوئی تھیں۔ موری ایک چھوٹے سے پل سے ٹکرا کر سڑک سے نیچے الٹی پڑی تھی مڈگارڈ اور ریڈیٹر پچک گئے تھے۔ بونٹ تڑ مڑ کر انجن میں چپک گیا تھا۔ گاڑی انشورنس کمپنی کے سوا کسی کے کام کی نہیں رہ گئی تھی۔ گاڑی کا ڈھیچ دیکھ کر ڈرائیور کی حالت کا اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا تھا۔ برٹش کیمپ قریب ہونے کے باعث کیمپ سے بھی کئی فوجی افسر اس وقوعے کو دیکھنے آئے۔ کیپٹن چند منٹ سرصوبہ سے باتیں کر کے رگوناتھ کو دیکھنے کے لئے ہسپتال جانے کو میرے ساتھ ہجوم سے باہر نکلے۔۔۔۔ ڈرائیور نے پچھلا دروازہ کھولا اور ہم سوار ہو کر ہسپتال کی طرف چل دیئے۔ میرے دل میں رگوناتھ کے لئے کوئی خاص ہمدردی کا جذبہ نہ تھا۔ وہ میری ہدایات کے خلاف باغ میں گیا تھا۔ اس کی غلطی سے میرا پروگرام تلپٹ ہو کر رہ گیا تھا۔ اب میرے لئے کے بی کی حویلی جانے کا کوئی امکان نہ تھا۔ مجھے اس کی حماقت پر غصہ آ رہا تھا۔ ہسپتال سے بھی ہمیں ناکام لوٹنا پڑا کیونکہ ہمارے پہنچنے سے چند منٹ پیشتر ہی اس کو آپریشن تھیٹر لے جایا گیا تھا۔

بنگلے میں داخل ہوتے ہی میں نے کہا۔ "ڈیڈی آپ نے تو برسات سے پہلے پینے کی توبہ کر لی ہے کیا۔۔۔۔؟" بولے۔ "نہیں تو۔۔۔۔ الماری میں ہے نکالو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اتنی ساری ہے کہ ہماری پارسائی کا دامن [illegible] گیلا نہ ہو گا۔ نئی بوتل نکالئے۔" انہوں نے پرب کو بلا کر ٹرنک سے اسکاچ کی بوتل نکلوائی اور کاجو کی تھیلی ٹرے میں رکھ کر لائے۔ ابھی ہم نے گلاسوں میں انڈیلی ہی تھی کہ دروازے پر کار رکنے کی آواز آئی۔۔۔۔ کیپٹن نے پرب کی طرف دیکھ کر کہا۔ "شاید کوئی آیا ہے۔۔۔۔ دیکھو تو کون ہے۔۔۔۔؟" اسی وقت کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ پرب لپک کر دروازے پر پہنچا اور تھوڑی دیر میں لوٹا تو اس کے ساتھ کیپٹن میک نیپ' میجر ڈریچ اور کیپٹن ہاردورڈ تھے۔ ہم ان کو دیکھ کر کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ تینوں ہیلو ہیلو کرتے ہوئے قریب آئے۔ میک نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مسکرا کر کہا۔ "یو آل رائٹ ٹائیگر۔" میں نے کہا۔ "نیور فیلٹ بیٹر۔"

کیپٹن ان میں سے کسی سے واقف نہ تھے۔۔۔۔ میں نے ان کا تعارف کرایا۔۔۔۔ پرب نے میز کے قریب کرسیاں گھسیٹیں اور سب بیٹھ گئے۔ کیپٹن نے پرب کو کافی تیار

کرنے کا آرڈر دیا۔ میں نے الماری سے تین گلاس نکالے اور انڈیلنے لگا۔ میک نے کہا۔ "ٹائیگر ہم نے باغ میں تمہاری کار کی حالت دیکھی اور اسی لئے تمہیں تلاش کرتے ہوئے یہاں پہنچے۔۔۔ یہ حملہ تم پر کیا گیا۔۔۔؟" میں نے نفی میں سر ہلایا اور گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "وہ کیپٹن کا ڈرائیور تھا جس پر حملہ ہوا میک۔۔۔ بہرکیف آپ صاحبان کی ہمدردی کا بہت بہت شکریہ۔۔۔ پیو۔۔۔"

"لیفٹننٹ۔۔۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "تم ہم میں سے ایک ہو شکریہ کیوں۔۔۔؟ یہ تو ہمارا فرض تھا۔۔۔ تمہارا نہیں ہو گا کہ ایسے حالات میں۔۔۔" کیپٹن نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "دیٹس رائٹ۔" دس بجے تک پینے اور قہقہے لگانے کے بعد میجر ڈریچ نے کیپٹن دلیش مکھ سے کہا۔ "کیپٹن آپ مائنڈ نہ کریں ہم لیفٹننٹ کو لے جانا چاہتے ہیں۔۔۔ اور یہ ریزیڈنٹ کا آرڈر ہے۔ اس انسیڈنٹ کے متعلق انہیں معلوم ہو گیا ہے اور وہ اس کو کیمپ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔" کیپٹن نے کہا۔ "میں خود بھی یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ یہ کیمپ میں رہے میجر۔۔۔ صرف اتنا خیال رکھئے کہ کھانا یہیں کھایا کریگا۔۔۔ یہ ہزہائی نس کا حکم ہے۔" کیپٹن ہاورڈ نے کہا۔ "ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں کیپٹن۔۔۔ نوازشوں کا شکریہ۔" کیپٹن نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ڈونٹ مینشن اٹ۔"

سوا دس بجے کے قریب میں برٹش آفیسرز کے ساتھ راج محل سے نکلا تو یشودھرا کی پیکارڈ شہر سے واپس ہو رہی تھی۔ قریب پہنچتے ہی میں نے کھڑکی سے ہاتھ باہر نکال کر انہیں ویو کیا۔ میرے ہمراہیوں میں سے کوئی نہ سمجھ سکا کہ میرا ہاتھ باہر نکلا اور کوئی نہ دیکھ سکا کہ پیکارڈ میں کون تھا۔۔۔؟ کیمپ میں پہنچ کر گاڑی نے دو تین موڑ لئے اور ریزیڈنٹ کے بنگلے کے سامنے جا کر رک گئی۔ میجر ڈریچ نے اتر کے کال بیل بٹن دبایا۔ دروازہ کھلا اور ہم سب کار سے اتر کے چبوترے پر کھڑے ہو گئے۔ اردلی نے ڈریچ کو سلام کیا اور پلٹ کر اندر چل دیا۔ میں نے کیپٹن میک کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یہ مڈنائٹ ڈرامہ کیا ہے میک؟" اسی وقت ریزیڈنٹ دروازے میں نمودار ہوئے اور ہم نے اٹینشن ہو کر سیلوٹ کیا۔ انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کم ان۔۔۔ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" میں ان کے پیچھے پیچھے ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ دروازہ بند کر کے کہنے لگے۔ "تم بہت سے خطرناک معاملات میں ملوث ہو اور میں نہیں چاہتا کہ تم مارے جاؤ اس لئے تم کیمپ میں ہی رہو۔" میں نے سر جھکا لیا۔ مجھے خاموش دیکھ کر بولے۔ "تم سمجھ رہے ہو میرا مطلب کیا ہے۔۔۔؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یس سر۔۔۔ تھینک یو ویری مچ۔" انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر میرے چہرے کی طرف دیکھا۔ مسکرائے اور "گڈ نائٹ" کہہ کر اندر چل دیئے۔ میں دروازہ کھولکر باہر نکلا۔۔۔ میرے ہمراہی مجھے اپارٹمنٹ میں پہنچا کر چلے گئے۔

لباس تبدیل کر کے بستر پر بیٹھتے ہی میں نے ریسیور اٹھا کر کیپٹن دلیش مکھ کا نمبر ڈائل کیا اور انہیں تمام باتیں بتائیں۔ انہوں نے کہا۔ "تمہارے مرض کا اس سے بہتر علاج شاید ہی کوئی اور ہو لیفٹننٹ۔۔۔ مجھے امید ہے تم اس ٹائیڈ کو تھوکنے کی کوشش نہ کرو گے۔" میں نے کہا۔ "تھینکس فار ایڈوائس سر اور بائی دی وے سر آپ کے ایکسچینج کی ایفی شینسی کا کیا حال ہے؟" وہ سمجھ گئے اس سوال کا مقصد کیا تھا۔ بولے "یو آر نوٹ اے فول۔۔۔ آر یو؟" میں نے ہنس کر "گڈ نائٹ" کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ اس وارننگ کے بعد سادھنا دیوی یا یشودھرا کو ٹیلی فون کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور بستر پر دراز ہو گیا۔

صبح ٹیلی فون کی گھنٹی سن کر میری آنکھ کھلی۔ کمبل پھینک کر لائٹ آن کی اور ریسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ ابھی چھ نہیں بجے تھے۔ "ہیلو" کہتے ہی آواز آئی۔ "کون بول رہا ہے؟" یہ یشودھرا تھی۔۔۔ میں نے فدوایانہ انداز میں کہا۔۔۔ "آپ کا ادنیٰ خادم نعیم۔" بولی۔ "میں نے تمہیں ڈسٹرب کیا ڈیئر۔"

"میں یہ آواز سننے کے لئے قیامت تک جاگ سکتا ہوں تکلفات میں وقت ضائع مت کرو پرتما۔۔۔ بتاؤ کہاں مل سکتی ہو۔۔۔ میں تمہاری ایک جھلک دیکھنے کے لئے تڑپ رہا ہوں۔"

"بہت غلط تو نہیں ڈیئر لیکن اتنا زیادہ صحیح بھی نہیں۔ اگر بمبئی سے آنے کا مقصد صرف میری جھلک دیکھنا ہی ہوتا تو تم دوسرے مسائل پیدا کرنے سے پہلے۔۔۔" میں نے اس کا قطع کلام کر کے کہا۔ "غیرت مند پہلے قرض ادا کیا کرتے ہیں۔ وہ کر دیا۔۔۔ اب میرے جسم کا رواں رواں تمہارا ہے یشو۔۔۔ خالص تمہارا، صرف تمہارا، اس پر کسی کا قرض نہیں۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو" اس نے کہا۔۔۔ "لیکن ایسا نہیں ہے نعیم۔۔۔ تم نے بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال دیا ہے۔ اب میں تمہیں کہیں بلاتے ہوئے بھی ڈرتی ہوں۔"

"ڈرو نہیں یشو۔۔۔ وقت اور مقام بتاؤ۔" میں نے کہا۔ اس نے فوراً کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے ایک ہاتھ سے سگریٹ نکالا اور منہ میں لگا کر اسی ہاتھ سے سلگایا۔ "نعیم" اس کی آواز آئی۔ "میں دس بجے کے بعد پھر رنگ کرونگی۔ تم ٹیلی فون کے قریب ہی

رہنا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "رہوں گا ڈیئر--- لیکن اتنی احتیاط--- کیا تمہاری تمام فوج نے بغاوت کر دی ہے۔"

"ایسا تو نہیں ہے ڈیئر۔" اس نے کہا "لیکن میں تمہیں فائر کے سامنے ایکسپوز نہیں کر سکتی۔ مجھ میں اور روپا دیدی میں یہی فرق ہے۔" میں نے اپنی آواز کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "یشو' میں تمہارے جذبے کی قدر کرتا ہوں' میری جان لیکن کیا یہ نام لے کر میری روح کو زخمی کرنا ضروری تھا۔"

"آئی ایم سوری ڈیئر--- واقعی ایک ایسا راز تھا جسے میں نے جاننے کے باوجود تم پر کبھی ظاہر نہ کیا--- اس وقت زبان پر لا کر تمہیں دکھ نہیں پہنچانا چاہئے تھا۔ میں تم سے معافی---"

"پلیز یشو---" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "معافی تو مجھے مانگنی چاہئے--- مجرم میں ہوں تم نہیں--- تم نے آج تک مجھے شرمندہ نہیں کیا یہ تمہاری عظمت کی دلیل ہے--- تم آج بھی عظیم ہو--- پلیز یہ سب باتیں بھلا دو--- میں سمجھوں گا تم نے مجھے معاف کر دیا--- اچھا میں تمہارے ٹیلی فون کا انتظار کروں گا--- یشو آئی لو یو۔"

اس نے ماؤتھ پیس کو بوسہ دیا اور "سو ڈو آئی" کہہ کر ریسیور رکھ دیا میں ریسیور رکھ کر بستر سے اٹھا اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اردلی چائے لے کر آ گیا اور میں روزانہ معمول کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ دس بجے میں نے شیو اور غسل سے فارغ ہو کر کپڑے پہنے اور باہر نکل کر برآمدے میں ٹہلنے لگا۔ یہ وقت تمام افسروں کے باہر نکلنے کا تھا اور اگر کوئی اور نہیں تو میجر وڑائچ کسی بھی وقت یہاں آ سکتا تھا اور کمرے میں اس کی موجودگی میں ٹیلی فون پر بات کرنا ممکن نہ تھا اس لئے تھوڑی دیر ٹہلنے کے بعد میں نے اردلی سے کہہ کر دو کرسیاں برآمدے میں نکلوائیں اور بیٹھ کر سگریٹ پینے لگا۔

گیارہ بجے میجر وڑائچ اور کیپٹن میک نیب آ گئے۔ میں نے کرسیاں اندر ڈلوائیں اور ان کو لے کر سیٹنگ روم میں آ گیا--- سگریٹ پیش کئے۔ بیٹھتے ہی میک نیب نے کل شام کے واقعے پر تبصرہ شروع کر دیا۔ وہ چند ماہ پہلے یہاں آیا تھا۔ اسی طرح وڑائچ بھی نیا تھا۔ اس لئے دونوں میں سے ایک بھی میرے متعلق اس سے زیادہ کچھ نہ جانتا تھا کہ کچھ عرصے پہلے میں مہاراجہ کا فیورٹ باڈی گارڈ تھا اور سال ڈیڑھ سال پہلے ہزایکسی لنسی دورے پر یہاں آئے اور کسی وجہ سے پسند کر کے بمبئی لے گئے اور انڈین آرمی میں لیفٹننٹ کے رینک سے شامل کر کے اپنے پاس رکھ لیا۔ مجھے بھی انکی طرف سے اطمینان تھا۔ اگر کوئی خطرہ تھا تو گجندر سنگھ کی طرف سے تھا جو میرے محسن ہونے کے باوجود میرے اس حد تک

بڑھ جانے سے خوش نہ تھے۔ چنانچہ اس حادثے پر اپنی زبان کھولنے سے پہلے میں نے یہ جاننے کے لئے کہ ان دونوں--- خصوصاً" کیپٹن وڑائچ کے کرنل سے کیسے تعلقات ہیں۔ میں نے ان کے متعلق پوچھا۔ میک نیب نے کہا۔ "وہ چند روز پہلے دو ماہ کی رخصت پر گئے ہیں--- اور صرف اسی صورت میں جلد واپسی کا امکان ہے کہ جنگ چھڑ جائے اور انھیں طلب کر لیا جائے۔"

میں نے کہا۔ "اس صورت میں بھی مجھ سے تو ملاقات نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے بمبئی بلا لیا جائیگا۔"

وڑائچ نے کہا "لیفٹننٹ یہ تو بتاؤ تم رخصت پر وطن جانے کے بجائے یہاں کس سلسلے میں رک گئے؟" اس سوال نے مجھے چکرا دیا۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ کرنل کے متعلق دریافت کرتے ہی مجھے ایک ایسے سوال کا جواب دینا ہو گا جو ریاضی سے بھی مشکل تھا۔ بمشکل سنبھل کر کہا۔ "میرے تمام عزیز رتلام میں ہیں' ان سے سرسری ملاقات کر کے یہاں چلا آیا۔ ابھی ایک دو جگہ اور جانا ہے جو یہاں سے قریب ہیں--- اس کے بعد پھر رتلام چلا جاؤں گا۔" دونوں آفیسر ہنس دیئے--- میک نیب نے کہا۔ "تمہاری کار پر فائر ہونے سے یہ تو پتا چل گیا کہ ولاس پور سے تمہارے تعلقات بڑے خوشگوار ہیں لیفٹننٹ۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ خوشگوار تعلقات اس شخص کے نہیں ہو سکتے کیا جو اس وقت کار ڈرائیو کر رہا تھا۔"

وڑائچ نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "نو--- نیور--- وہ ایک معمولی حوالدار ہے--- اور ایک معمولی حوالدار پر پوری بٹالین رائفلیں لے کر نہیں چڑھا کرتی۔" میں نے پیچھا چھڑانے کے لئے کہا۔ "شاید مجھے اس کا زیادہ تجربہ نہیں اتنا جانتا ہوں کہ میری گاڑی تباہ ہو گئی لیکن یہ بھی میرا نہیں انشورنس کمپنی کا نقصان ہوا۔"

"دیٹس آل رائٹ۔" میک نیب نے کہا۔ "اگر تمہیں یقین ہے کہ حملہ تم پر نہیں کیا گیا تو ٹھیک ہے۔"

میں نے کہا۔ "تھینک یو فار کنسرن سر--- میرا یہاں کوئی ایسا دشمن نہیں۔"

وڑائچ نے کہا۔ "دیل بوائے--- پھر ریذیڈنٹ نے تمہیں کیوں بلا لیا؟" اس سوال کا میرے پاس کوئی جواب نہ تھا--- لیکن نہ جانے کیوں--- غالباً" یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اس کی معلومات بہت وسیع ہیں--- کیپٹن نے کہا "خیر--- یہ تو کوئی ایسی بات نہیں میجر--- ریذیڈنٹ کو معلوم ہے کہ یہ ہزایکسی لنسی کا فیورٹ ہے اگر اسے کچھ ہو گیا تو اسے میوزک فیس کرنا پڑے گا' اس لئے اپنے پروٹیکشن میں لے لیا۔"

میں نے دل ہی دل میں کیپٹن کا شکریہ ادا کیا اور رسٹ واچ کی طرف دیکھا۔ میک

نیب نے کہا۔ "کسی کا انتظار ہے کیا لیفٹننٹ" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ اس نے میجر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ساڑھے گیارہ بج رہے ہیں---- چلنا چاہیے۔" وڑائچ اٹھ کھڑا ہوا اور دونوں چل دیئے۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ ان کے سوالات خطرناک صورت اختیار کرنے لگے تھے اور اس سے زیادہ خطرناک اور پریشان کن صورت یہ تھی کہ ابھی تک یشودھرا نے ٹیلی فون نہیں کیا تھا۔

ڈیڑھ بجے کھانا کھانے کے بعد میں نے انتظار کیا لیکن ٹیلیفون پر دائمی سکوت طاری تھا۔ آخر میں نے اس حبس بیجا سے تنگ آ کر باہر نکلنے کے لئے ریسیور اٹھا کر ریزیڈنٹ کا نمبر ڈائل کیا۔ دوسری گھنٹی پر ریسیور اٹھا لیا گیا۔ "ہیلو" سنتے ہی میں نے کہا۔ "دس از لیفٹننٹ نعیم سر۔" ریزیڈنٹ نے کہا۔ "اوہ---- لیفٹننٹ نعیم---- ایک منٹ کے لئے آ سکتے ہو کیا؟"

میں نے کہا۔ "سر حاضر ہونے کے لئے ہی آپ کو زحمت دی تھی۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "فوراً" آ جاؤ مائی ڈیئر۔" میں نے تھینک یو سر کہہ کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور دروازہ بند کر کے بنگلے کی طرف روانہ ہو گیا۔

میں ریزیڈنٹ کے بنگلے پر پہنچا تو ان کا اردلی سارجنٹ دروازے پر کھڑا تھا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی سیلوٹ کیا اور پردہ اٹھایا۔ میں تھینکس کہہ کر اندر داخل ہوا۔ "لیفٹننٹ یہ عجیب کوانسی ڈینس ہے کہ جس وقت میں تمہیں رنگ کرنے جا رہا تھا اسی وقت تم نے مجھے رنگ کیا۔ "اوکے---- سٹ ڈاؤن۔"

میں "شکریہ" کہہ کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ بولے "ابھی تھوڑی دیر پہلے ہزہائی نس کا ٹیلی فون آیا تھا وہ چار بجے تمہیں پیلس میں ملنا چاہتے ہیں---- جانا چاہتے ہو؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یقیناً" سر---- یہ میرا فرض ہے۔"

وہ بولے "او کے---- ضرور جاؤ---- لیکن یونیفارم میں جانا اور یہ نہ بھولنا کہ تم برٹش آرمی آفیسر ہو اور صرف لیفٹننٹ نہیں---- ہزایکسی لنسی کے خاص آدمی ہو ہمارے پروٹیکشن میں ہو۔"

میں نے ایک بار پھر ان کا شکریہ ادا کیا۔ میڈم نے مسکرا کر کہا۔ "میک اس کے علاوہ یہ اور بھی بہت کچھ ہے جو تم جاننے کے باوجود نہیں کہہ رہے۔" ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کہا۔ "وہ ہمارے فیور میں نہیں ہے مائی لیڈی۔" پھر میری طرف پلٹ کر بولے۔ "یس لیفٹننٹ یہ تو میں پوچھنا ہی بھول گیا تم نے کس مقصد کے لئے اپائنٹمنٹ مانگا تھا----"

میں نے کہا "مقصد حل ہو گیا سر---- میں وہیں جانا چاہتا تھا جہاں آپ بھیج رہے ہیں۔" دونوں نے ایک ساتھ قہقہہ لگایا---- آخر ریزیڈنٹ نے کہا۔ "او کے تمہاری تمنا پوری ہو گئی لیکن تم ہزہائی نس کے سوا کسی اور سے نہیں ملو گے اور ہم تمہارے ساتھ کسی ایک

انگریز آفیسر کو بھیج رہے ہیں جو تمہیں پسند ہو---- بولو کون؟"

میں نے کہا۔ "سر اگر آپ اسے ضروری سمجھتے ہیں تو کیپٹن میک نیب کو بھیج دیجئے۔"

انہوں نے اردلی سارجنٹ کو بلا کر چند ہدایات دیں اور ریسیور اٹھا کر میک نیب کو تین بجے یونیفارم پہن کر اپنے ساتھ چائے پینے کو کہا میں نے ان سے یونیفارم پہن کر آنے کی اجازت طلب کی اور اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ ہزہائی نس کے بلانے کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ ممکن تھا کہ وہ محض راج محل سے ریزیڈنسی جانے کا سبب دریافت کرنے کو بلا رہے ہوں اور یہ بھی ممکن تھا کہ میری گاڑی پر فائرنگ کے سلسلے میں کوئی گرفتاری عمل میں آئی ہو اور معاملہ دوسرے قتل کے انکشاف تک پہنچ گیا ہو۔ ریزیڈنٹ کے انداز گفتگو سے اور ان کے بار بار برٹش آرمی اور ہزایکسی لنسی کے حوالے دینے سے تو یہی محسوس ہوتا تھا کہ وہ ہزہائی نس کی طرف سے میرے ساتھ کسی اچھے سلوک کے متوقع نہ تھے۔ ان کے الفاظ کا یہی مفہوم ہو سکتا تھا---- کہ خود کو بے یار و مددگار سمجھ کر دب نہ جانا---- ہم تمہاری پشت پر ہیں۔ یونیفارم پہن کر ریزیڈنٹ کے بنگلے واپس پہنچنے تک میرا ذہن متضاد خیالات کی آماجگاہ تھا۔

جس وقت میں ریزیڈنٹ اور ان کی میم کے ساتھ سہ پہر کی چائے پی کر باہر نکلا تو کیپٹن میک نیب میرے ساتھ تھا۔ پورچ میں ریزیڈنٹ کی کار کھڑی ہوئی تھی اور ڈرائیور کے برابر والی سیٹ پر ایک باوردی مسلح حوالدار میجر بیٹھا ہوا تھا۔ کیپٹن نے گاڑی کا دروازہ کھول کر انگریزی میں کہا۔ "میک نیب تمہارا باڈی گارڈ ہے نعیم۔"

میں نے اس کو اندر دھکیلتے ہوئے کہا۔ "تمہارا یہ خیال ہے سر؟"

ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کر کے باہر نکالی۔ سڑک پر آتے ہی بولا "اور شاید بہت غلط بھی نہیں ہے۔"

میں نے اس کو سگریٹ دیتے ہوئے کہا۔ "سر میں آپ کو جھٹلانے کی کوشش نہیں کروں گا---- یہ ڈسپلن کی خلاف ورزی ہے۔" وہ بولا۔ "ڈیم اٹ---- خیر جھٹلانے کی کوشش بیکار ہے---- ریزیڈنٹ نے اپنی کار دینے کی وجہ سمجھاتے ہوئے بتا دیا ہے کہ وہ تمہاری کار کو سڑک پر لانا نہیں چاہتے۔" میں نے کہا۔ "یہ صحیح ہے وہ ہزایکسی لنسی کی وجہ سے مجھے بہت کور دے رہے ہیں۔"

وہ مسکرا دیا---- ٹریفک کنٹرول کرنے والے پولیس مین نے گاڑی کو دیکھ کر سیلوٹ کیا اور وہ اس کو جواب دیتے ہوئے بولا۔ "مجھے معلوم ہے---- وہ تمہیں فوجی گاڑی میں اس لئے نہیں بھیجنا چاہتے کہ تم پرنس ہو اور راتر رائس اس لئے مناسب نہیں سمجھتے کہ تم لیفٹننٹ ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کیپٹن اس سیلف کنٹراڈکشن پر تمہیں مبارکباد پیش کرنے کو دل چاہتا ہے۔" اس نے سگریٹ کا دھواں میری طرف چھوڑتے ہوئے کہا۔ "مجھے جھوٹ سے نفرت ہے لیفٹنٹ۔"

میں نے کہا۔ "ظاہر ہے کیپٹن اسی لئے تم نے جھوٹ اور سچ کے درمیان ایک تیسری صنف فن تخلیق کی جسے حسب ضرورت ذرا سے لفظی الٹ پھیر سے دونوں طرف استعمال کیا جا سکتا ہے۔"

وہ ایک طویل کش لے کر سڑک کی طرف دیکھنے لگا اور دھواں چھوڑتا ہوا مسکرا کر بولا۔ "تم اچھی گفتگو کرتے ہو لیکن لفاظی پسندیدہ فن نہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ بھی نصف صداقت ہے کیپٹن! جھوٹ اور سچ ففٹی ففٹی---- نہ کم نہ زیادہ۔" وہ قہقہہ لگا کر رہ گیا۔

راج محل میں داخل ہوتے ہی گارڈ نے پریزنیٹ آرمس کیا اور ہم لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر پہنچے۔ دیوان ہال کے دروازے پر میری کیبن کے قریب مسٹر مہتا باڈی گارڈ کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے مجھے اس غیر معمولی استقبال پر تعجب ہوا۔ وہ ہمارے ساتھ باتیں کرتے ہوئے ایڈی کانگ چیمبرز میں آئے۔ کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے کیپٹن میک نیب سے ان کا تعارف کرایا۔ اس وقت چار بجنے میں دس منٹ تھے انہوں نے رسٹ واچ میں ٹائم دیکھ کر سگریٹ پیئے۔ میں نے سگریٹ سلگاتے ہی ان سے یاد آوری کا سبب پوچھا تو گجراتی میں کہنے لگے۔ "اگر تمہارے ساتھ وہسکی پارسل نہ ہوتا تو آج میں تمہارا ہاتھ دیکھے بغیر نہ چھوڑتا ٹائیگر۔" میں نے ہنس کر کہا "پہلے بات کا جواب دیجئے مسٹر مہتا پھر میں تو کیا یہ وہسکی پارسل بھی اپنی لکیریں دکھائے گا۔" بولے۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے تم اور اونچے جانے والے ہو ٹائیگر---- آج صبح ہزہائی نس کا ایک رشتہ دار راجہ آیا ہے اسی نے تمہیں بلوایا ہے۔"

میں ایک ثانیے میں سمجھ گیا۔ "یہ رشتہ دار راجہ کون ہو سکتا ہے لیکن اپنی مسرت کا اظہار کئے بغیر سوال کیا۔ مسٹر مہتا کسی راجہ کے آنے جانے سے میرے اونچا جانے یا نیچے آنے کا کیا تعلق بھلا؟"

انہوں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "یہ میں نہیں جانتا لیکن یہ تمہارے لئے راج کاج میں مان مریادا کا سوچک ہے۔"

"اچھا---- مان لیا۔" میں نے کہا۔ "یہ بتایئے پھر کوئی بر ہسپت تو اپنی ٹانگ نہیں پھنسا رہا؟ بلکہ بہتر تو یہ ہے کچھ نہ بتایئے---- چار بجنے والے ہیں ریسیور اٹھا کر ہزہائی نس کو اطلاع دیجئے آپ کا ٹائیگر حاضر ہو گیا ہے۔"

انہوں نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیا اور سلام عرض کر کے کہا۔ "یورہائی نس

لیفٹنٹ نعیم اور کیپٹن میک نیب حاضر ہو گئے ہیں---- بہتر ہے یورہائی نس---- جی حضور---- جو حکم---- بہتر ہے یورہائی نس---- بہت بہتر ہے---- آداب عرض ہے۔"

ریسیور رکھ کر انہوں نے کیپٹن کی طرف دیکھا۔ "کیا پینا پسند کریں گے آپ کیپٹن؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کوئی بھی انگلش ڈرنک----" کیپٹن ہنس دیا۔ مسٹر مہتا نے کہا "آپ اندر تشریف لے جائیں---- میں کیپٹن کی تواضع کر سکتا ہوں۔" میں "شکریہ آپ کا" کہہ کر چیمبر سے باہر نکلا اور ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔

ڈرائنگ روم میں اس وقت ہزہائی نس اور مہارانی کے علاوہ سادھنا دیوی' یشودھرا' ارملا دیوی اور کرنل ماما بیٹھے ہوئے تھے میں تمام صوفوں پر سرسری نظر ڈال کر ہزہائی نس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ قریب پہنچ کر سلیوٹ کیا۔ مہارانی کے چرنوں کو ہاتھ لگایا۔ ارمیلا' یشودھرا اور سادھنا دیوی کو نمستے کر کے کرنل ماما کو پرنام کیا اور گھٹنوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔ "شبھ آگمن' پوجیہ شریمان۔"

انہوں نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور آشیرواد دیا۔ ان کی پلکیں نم آلود ہونے لگیں تو مسکرا کر بیٹھتے ہوئے بولے "کشل ہونا برخوردار؟" ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "اتنا کشل ہے کہ ہماری کشلتا خطرے میں پڑ گئی ہے۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کی کشلتا میری زندگی ہے یورہائی نس۔"

کرنل ہنس دیئے۔ "یہ آپ نے صحیح کہا یورہائی نس---- میں نے اس کے متعلق ہزایکسی لنسی سے جو کچھ سنا وہ آپ کے خیال سے مطابقت رکھتا ہے۔" ہزہائی نس نے مسکرا کر مہارانی کی طرف دیکھا اور بولے "کرنل! ہزایکسی لنسی اس کے متعلق بہت کم جانتے ہیں۔"

کرنل نے کہا۔ "شاید یورہائی نس---- لیکن پھر بھی بہت کچھ جانتے ہیں---- انہوں نے مجھے بہت کچھ بتایا---- لیکن اس وقت جب میں نے ان سے کہا---- یہ جوان مجھے بہت پسند ہے۔ اگر آپ مجھے عنایت فرما دیں تو یہ میری باونی کا انتظام سنبھال سکتا ہے۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "پھر کیا جواب دیا انہوں نے؟"

کرنل مسکرا دیئے۔ سادھنا اور یشودھرا کی نگاہیں ان کے چہرے پر جم کر رہ گئیں۔ میں سوچ میں پڑ گیا---- نہ معلوم وہ کیا کہنے والے تھے۔ آخر انہوں نے یہ تعطل ختم کیا اور بولے "یورہائی نس" انہوں نے کہا۔ "کرنل اپنی باونی پر رحم کرو---- یہ جوان صرف ہماری فوج کے کام کا ہے میں تمہیں بہتر سے بہتر انگریز اسٹیٹ منیجر دے سکتا ہوں---- میں خاموش ہو گیا---- دراصل مجھے اس لڑکے سے کچھ محبت ہو گئی ہے---- لیکن محبت

انگریزوں کی سمجھ میں آنے والی بات نہیں اس لئے میں نے انہیں سمجھانے کے بجائے اس کو گرین میں بلا کر بات کی---- اور اب سوچتا ہوں کہ نہ کی ہوتی تو بہتر تھا۔" وہ آبدیدہ ہو کر بولتے بولتے رک گئے۔ ہزہائی نس نے معنی خیز نظروں سے مہارانی کی طرف دیکھا اور انہوں نے کہا۔ "کیوں کرنل؟"

وہ بولے۔ "اس کے بعد میں کئی بار اس سے ملا یہ مجھ کو باپ اور میں اس کو بیٹا سمجھنے لگا---- اب صورت یہ ہے کہ میں اس کو باونی لے جانا چاہتا ہوں---- اور گورنر اس کو چھوڑ نہیں رہے---- جنگ شروع ہوتے ہی لڑائی پر بھیج دیں گے---- کچھ سمجھ میں نہیں آتا----"

ہزہائی نس نے کہا۔ "کرنل مجبوری ہے---- ہم ہزایکسی لنسی کو ڈکٹیٹ تو نہیں کرا سکتے اور پھر ان کا یہ خیال سو فی صد صحیح ہے کہ یہ صرف فوج کے کام کا ہے اور وہاں بھی صرف جنگ کی صورت میں---- جہاں اسے ہزاروں آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کی اجازت ہو حتیٰ کہ کوئی مائی کا لال ایسا پیدا ہو جو اس کے کندھوں سے سر کا بوجھ اتار پھینکنے میں اس کی سہائتا کر سکے---- یقین کرو کرنل اس کو اپنا سر کندھوں پر بھاری پڑ رہا ہے---- اور برطانیہ کے سوا ہندوستان کی کوئی ریاست ایسے آدمی کی متحمل نہیں ہو سکتی جسے نہ کنٹرول کیا جا سکے---- نہ نکالا جا سکے---- نہ سر کے بوجھ سے سبکدوش کیا جا سکے۔"

کرنل نے مسکرا کر کہا۔ "یور ہائی نس---- کیا عرض کروں---- یہ کہہ دینا تو غلط ہو گا کہ مجھے ایسے ہی آدمی کی ضرورت ہے کیونکہ میں خود بہت امن پسند اور رحم دل واقع ہوا ہوں---- لیکن یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ فطرتاً" یہ بھی بہت خوش مزاج اور رحم دل ہے اگر اس نے کسی پر ہاتھ اٹھایا ہے تو اس کی کوئی معقول وجہ ہو گی---- مجھے افسوس ہے اس نے آپ کو ناراض کیا۔"

ہزہائی نس مسکرا دیے---- "تم یونہی ہے کرنل ہم اس سے ناراض نہیں ہیں---- یہ جاں نثار ہے---- وفادار ہے---- قابل اعتماد ہے---- ہمارے اشارے پر جان دے سکتا ہے اور جان لے سکتا ہے---- لیکن افسوس جتنی جانیں یہ لینا چاہتا ہے کوئی ریاست ایفورڈ نہیں کر سکتی۔ اس کی محبت اور نفرت دونوں ناقابل برداشت ہیں---- یہ معمولی لیفٹنٹ---- ایک خوبصورت شہزادہ ہے۔ جس کے ارد گرد درباریوں اور مصاحبوں کے بجائے لاشیں چلتی ہیں---- کیا یہ غلط ہے نعیم؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "صحیح ہے یور ہائی نس---- سوائے اس کے کہ آپ کا جاں نثار، خوبصورت شہزادہ نہیں صرف معمولی لیفٹنٹ ہے۔" کرنل نے کہا۔ "یور ہائی نس اگر آپ اس کو جاں نثار، وفادار اور قابل اعتماد تسلیم کرتے ہیں تو مجھے اس کی قطعی پروا نہیں

ہے کہ اس کے آگے پیچھے **مصاحبین** چلتے ہیں یا لاشیں---- اس کی دوسری خوبیاں کچھ مجھے معلوم ہیں کچھ ظاہر ہیں---- اور سب ٹھیک ہے---- کم از کم میرے لئے----"

"ٹھیک ہے تو لے لو ہزایکسی لنسی سے۔" انہوں نے کہا۔

میں اس طویل گفتگو سے اکتا گیا لیکن کس طرح کہتا کہ اٹھئے کرنل ماما---- باہر نکلتے ہی میں آپکا بیٹا ہوں---- رشی بھی اور کرن---- خاموش کھڑا برداشت کرتا رہا---- آخر کرنل نے کہا---- "یور ہائی نس ایک ہی طریقہ ہے اگر آپ پسند کریں۔"

"جی کرنل وہ کیا؟" ہزہائی نس نے پوچھا۔

"میں گورنر کو درخواست پیش کروں کہ لیفٹنٹ نعیم کو فوج سے سبکدوش کر دیا جائے، میں اسے ایڈوپٹ کرنا چاہتا ہوں۔" انہوں نے کہا۔ ہزہائی نس ہنس دیے۔ "کرنل آپ نے شاید تمام پہلوؤں پر غور نہیں کیا---- اور شاید نعیم کو بھی اتنا نہیں بتایا جتنا اس وقت کہہ رہے ہو۔ ورنہ یہ خود بھی بتا سکتا تھا کہ یہ تقریباً" ناممکن ہے خیر---- پھر کسی وقت اس موضوع پر بات کریں گے۔"

کرنل نے کہا۔ "یور ہائی نس---- کیا عرض کروں، میں تو اس کو بیٹا بنا چکا ہوں---- اور میری زبان---- آپ جانتے ہیں---- راجپوت کایا بدل سکتا ہے، زبان نہیں بدلا کرتا۔"

ہزہائی نس نے اٹھتے ہوئے کہا "تو پھر کہنے سننے کی گنجائش ہی کہاں رہی کرنل---- اٹھو اور اپنے بیٹے کو سینے سے لگا لو۔" کرنل نے اٹھ کر مجھے سینے سے لگا لیا اور پیشانی چومی۔ میں نے جھک کر ان کے چرن چھوئے۔ اٹھتے ہی ہزہائی نس اور مہارانی نے میرے سر پر ہاتھ پھرایا آشیرواد دیا۔ کرنل نے کہا۔ "نعیم بیٹے، اس سے پہلے کہ میں تمہیں تلوار اور جوڑا پیش کروں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اگر میں تمہیں نعیم کے بجائے کرن کہہ کر پکاروں تو کوئی اعتراض تو نہیں نا؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "پاپا ایک بیٹے کو اپنے باپ کے دیئے ہوئے نام پر اعتراض ہو سکتا ہے؟ یہ تو میری عزت افزائی ہے۔"

انہوں نے میری کمر تھپک کر کہا۔ "تم سے اسی جواب کی امید تھی بیٹے اور اب میں تمہیں اس کی وجہ بھی بتاتا ہوں۔ کرن میرے سورگباشی بھانجے کا نام ہے۔ جو شکل و شباہت میں تم سے بہت کچھ ملتا تھا---- میں نے پہلی مرتبہ تمہیں گورنر ہاؤس میں دیکھا تو ایسا محسوس کیا جیسے کرن صحت یاب ہو کر میرے سامنے آ گیا ہے----" ان کی آواز بھرانے لگی---- اور بولتے بولتے رک گئے۔ میں نے ان کا بازو تھام کر صوفے پر بٹھا دیا۔ مہارانی نے کہا۔ "کرنل اب اس ذکر سے آتما کو دکھی نہ کیجئے---- چلئے اب نعیم کو کچھ بھی سمجھ لیجئے۔" پھر میری طرف دیکھ کر بولیں۔ "بیٹھ جاؤ---- نعیم اپنے پاپا کے

پاس۔۔۔۔" میں نے کرنل کے برابر والے صوفے پر سادھنا اور یشودھرا کو بیٹھے دیکھ کر کہا۔ "عزت افزائی کا شکریہ یورہائی نس میں بالکل ایٹ ایز ہوں۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "ایٹ ہوم ہو جاؤ نعیم۔" میں نے جھک کر سلام کیا اور کرنل کے پاس بیٹھ گیا۔ مہارانی نے ایک داسی کو اشارے سے پاس بلا کر کچھ کہا۔ وہ سر جھکا کر تیزی سے چلی گئی۔ سادھنا اور یشودھرا نے ایک ساتھ کہا۔ "کانگریچولیشنز۔" فرق صاف ظاہر تھا کہ سادھنا نے کانگریچولیشنز کے ساتھ کرن کہاں اور یشودھرا نے نعیم اور میں نے سر جھکا کر کہا۔ "تھینکس یور ایکسی لنسیز۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "کرنل زبان کا پاس رکھنے کی حد تک تمہاری تمنا پوری ہو گئی یہ بہت اچھی بات ہے لیکن اگر تم اپنے بیٹے کی زندگی کے دشمن نہیں ہو تو بھول کر بھی جاگیر کی وراثت اس کو نہ دینا۔" کرنل سر جھکا کر سوچنے لگے۔ ہزہائی نس نے کہا۔ "یہ ہے۔۔۔۔ تمہارے بھتیجے ہر بھانجے' جن کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے' اس کے اور تمہارے ٹکڑے اڑا دیں گے۔" سادھنا دیوی نے کہا۔ "ہاں ماما جی یہ بہت بڑی غلطی ہو گی۔۔۔۔ بہتر تو یہ ہے کہ آپ اس کا اعلان بھی نہ کریں اور بات اسی راج محل تک رہنے دیں کیونکہ متبنیٰ بنانے کا پتا چلتے ہی ان لوگوں کو باؤلی ہاتھ سے نکلتی دکھائی دے گی اور آپ لاکھ سمجھائیں کوئی نہیں سمجھے گا۔"

کرنل نے سر اٹھا کر ہزہائی نس کی طرف دیکھا اور مری ہوئی آواز میں بولے۔ "یہ کچھ نہ ہوا پھر۔۔۔۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "اس سے زیادہ ہو بھی کیا سکتا ہے کرنل۔۔۔۔ یہی کہ تم اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کو دوسرے طریقوں سے فائدہ پہنچا سکتے ہو۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ جاگیر۔۔۔۔ یہ مسئلہ بھول کر نہ چھیڑ بیٹھنا۔"

کرنل نے چونک کر کہا۔ "بہتر ہے یورہائی نس۔۔۔۔ آپ کی رہنمائی کا شکریہ۔" ان کے الفاظ ختم ہونے سے پہلے چار پانچ داسیاں مٹھائی اور چائے کی کشتیاں لئے ہوئے آئیں اور سرو کرنے لگیں۔ ہزہائی نس کے سوا سب ہمارے ساتھ چائے میں شریک ہوئے۔

چائے پیتے پیتے کرنل نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "آج تم میرے پاس رہو گے کرن۔"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "آپ کے دل میں رہونگا پاپا۔۔۔۔ اور آپ میرے دل میں لیکن قیام ریزیڈنسی میں رہے گا۔"

وہ بولے "کیوں؟"

ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "ہم تمہارے اس بیٹے کی حفاظت نہیں کر سکتے' اس لئے کرنل۔" کرنل کے ہاتھ سے چمچہ چھوٹ گیا۔ "یہ کیا فرما رہے ہیں یورہائی نس۔" میں

نے احتراماً ذرا اٹھ کر پھر بیٹھتے ہوئے کہا۔ یورہائی نس آپ کا اقبال ہی آج تک میری حفاظت کرتا رہا اور ہمیشہ کرتا رہے گا یہ میرا عقیدہ ہے۔ اگر آپ کا اشارہ میری گاڑی پر حملے کی طرف ہے تو یقین فرمایئے میں نے اس سے کوئی اثر نہیں لیا۔ یہ ریزیڈنٹ کی مہربانی ہے کہ انہوں نے غلط فہمی میں مبتلا ہو کر خواہ مخواہ مجھے کیمپ میں بلا لیا اور اس واقعے کو اہمیت دے دی ورنہ میں کیا اور میری حفاظت کیا۔ میں خود آپ کی حفاظت میں قربان ہو جانے کو اپنا دھرم سمجھتا ہوں۔"

کرنل نے کہا۔ "مجھے یقین ہے بیٹے تم ایسے ہی ہو۔"

"ہے تو۔" ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "یہ ہم بغیر کہے جانتے ہیں۔۔۔۔ لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تم صرف پستول اور تلوار سے ہی نہیں زبان سے بھی کام لینا جانتے ہو۔۔۔۔ خیر اگر آج تم اپنے پاپا کے پاس رہنا چاہو تو ہم ریزیڈنٹ کو ٹیلی فون کر سکتے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "جو حکم۔" مسکرا کر بولے۔ "یہ ہمارا حکم نہیں اگر تم چاہتے ہو تو انتظام ہو سکتا ہے لیکن۔۔۔۔ تمہیں وعدہ کرنا ہو گا کہ مہمان خانے سے باہر نہیں نکلو گے۔" میں نے سر جھکا کر کہا "جو حکم۔۔۔۔ اگر کیپٹن دلیش مکھ سے ملنے کی اجازت۔۔۔۔"

"دلیش مکھ تمہارے پاس آ سکتا ہے۔" انہوں نے میری بات کاٹ کر کہا۔ میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یورہائی نس میں خود کو ان سے بڑا ثابت نہیں کر سکتا۔۔۔۔ وہ میرے افسر ہیں۔۔۔۔ میرے گرو ہیں میں جو کچھ نظر آ رہا ہوں یہ سب ان ہی کی تربیت کا نتیجہ ہے۔"

مہارانی ہنس دیں اور مہاراجا کی طرف دیکھ کر بولیں۔ "اس نے پھر الفاظ کا جال پھیلانا شروع کر دیا۔۔۔۔ کیجئے انکار۔۔۔۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "یورہائی نس میں اپنی درخواست واپس لیتا ہوں۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "نہیں۔۔۔۔ کوئی بات نہیں۔۔۔۔ جا سکتے ہو۔۔۔۔ بلکہ ابھی چلے جاؤ۔۔۔۔ آٹھ بجے کھانے پر ضرور کرنل کے پاس پہنچ جانا۔" میں نے مہارانی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اجازت یورہائی نس؟" انہوں نے مسکرا کر سر سے اشارہ کیا۔ میں نے کرنل کے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا۔ انہوں نے کہا۔ "اجازت" میں راجکماریوں کو سیس نوایا۔۔۔۔ ہزہائی نس کو سلام کیا اور دروازے کی طرف چل دیا۔۔۔۔ مہاراجہ نے ریسیور اٹھا کر ڈائل کرنا شروع کیا۔

چیمبر میں پہنچا تو کیپٹن اور مسٹر مہتا قہقہے لگا رہے تھے۔ ٹیبل پر اسکاچ بوتل اور کاجو کی پلیٹ رکھی ہوئی تھی۔ بوتل میں دو تین پیگ وہسکی دکھائی دے رہی تھی۔ کیپٹن نے مجھے دیکھتے ہی اٹھ کر مسٹر مہتا سے ہاتھ ملایا اور باہر نکل آیا۔ میں نے دروازے کی طرف

چلتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن تم اکیلے جا رہے ہو؟"

وہ بولا۔ "مذاق مت کرو۔"

میں نے کہا۔ "مذاق نہیں کر رہا کیپٹن---- ایک معزز مہمان کے استقبال کے لئے مجھے روک لیا گیا ہے---- ہزہائی نس نے ریزیڈنٹ کو ٹیلی فون پر کہہ دیا ہے----"

وہ بولا۔ "او کے---- میں گارڈ روم سے انہیں رنگ کر کے دریافت کرونگا۔"

"یقیناً" میں نے کہا۔ "لفٹ کے پاس پہنچے تو پرمیلا تھالی میں موگرے کے گجرے لئے ہوئے کاریڈور میں آ رہی تھی۔ ہماری طرف دیکھ کر چلتے چلتے رکی اور مسکرا دی۔ میں نے کہا۔ "پرمیلا تم؟" اس نے گیٹ کی طرف نظر دوڑائی اور ایک گجرا اٹھا کر میری طرف بڑھایا۔ میں نے اس کا ہاتھ دھکیلتے ہوئے کہا۔ "کم ہو جائے گا---- میں یہیں ہوں۔"

"کہاں؟" اس نے سوال کیا۔ میں نے لفٹ کے بٹن پر انگلی رکھ کر کہا۔ "مہمان خانے میں۔" وہ "او کے" کہہ کر آگے بڑھ گئی میک نیب نے آہستہ سے کہا۔ "ا سپیکس انگلش۔" اسی وقت لفٹ آ گئی---- میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "یہ سب رواں انگلش بولتی ہیں۔"

وہ اندر داخل ہوتے ہوئے بولا "اور سب کی سب تم سے اتنی ہی بے تکلف ہیں۔"

میں نے دروازہ بند کر کے گراونڈ فلور بٹن دباتے ہوئے کہا "میں اعلیٰ کردار کا مالک ہوں کیپٹن---- دیکھا نہیں کس طرح ٹرخا دیا۔"

اس نے میری کمر پر ہاتھ مار کر کہا۔ "خوب میک نیب اتنا ٹائٹ نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو۔"

میں نے گراؤنڈ فلور آتے ہی دروازہ کھول کر اسے باہر دھکیلا گارڈ نے سلامی دی اور سیلوٹ کرتا ہوا گارڈ روم میں گھس گیا۔ ایک منٹ بعد مسکراتا ہوا باہر نکلا۔ میں اس کے ساتھ سیڑھیاں اتر کے پورٹیکو میں آیا۔ مسکرا کر بولا۔ "وش یو لک---- اینڈ گڈ بائی۔" میں نے اس سے مصافحہ کیا اور کیپٹن یشونت کے بنگلے کی طرف چل دیا۔ ابھی نصف فاصلہ طے کیا تھا کہ کیپٹن یشونت روشوں سے نکلتے ہوئے دکھائی دیئے۔ قریب پہنچتے ہی میں نے انہیں سلام کیا۔ مسکرا کر بولے "خود آئے یا ہزہائی نس نے طلب کیا؟" میں نے کہا۔ "خود آیا تھا۔ ہزہائی نس کو سلام کر آیا---- آج یہیں رہوں گا---- مہمان خانے میں---- ڈیڈی کو سلام کرنے کی اجازت لے کر آیا ہوں کل واپس----"

ہنس کر میری کمر پر ہاتھ مارتے ہوئے بولے۔ "فل اسٹاپ۔"

میں "تھینک یو سر" کہہ کر خاموشی سے چلنے لگا۔ بنگلے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہنے لگے۔ "اندر میجر برنی بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے یہیں بتاؤ' ہزہائی نس نے تمہاری کار پر فائرنگ کے سلسلے میں تو کچھ نہیں پوچھا؟ میں نے کہا۔ "پوچھا تھا لیکن میں نے مطمئن کر

دیا۔ اندر داخل ہوتے ہوئے بولے۔ "چلو اچھا ہوا---- اب زیادہ باہر نہ نکلنا---- بلکہ بہتر تو یہ ہے کچھ دن کے لئے وطن ہو آؤ۔" میں ہنس دیا۔ وہ کمرے میں داخل ہوتے ہوتے رک کر دیکھتے ہوئے بولے۔ "کیوں بہت بڑے ہو گئے ہو اس لئے ہنس رہے ہو؟"

"نہیں ڈیڈی۔" میں نے کہا۔ "بڑا تو کیا ہو گیا پنجاب کے ایک ایک گاؤں میں کرنل اور جرنیل بھرے پڑے ہیں۔ لیفٹننٹ کی بساط ہی کیا ہے---- میرے نہ جانے کی وجہ کچھ اور ہے۔"

"ہو گی----" انہوں نے اکتا کر کہا۔ "آؤ برنی صاحب انتظار کر رہے ہیں میں ان کے ساتھ پہلے کمرے میں داخل ہوا۔ ڈرائنگ روم میں میجر برنی بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے۔ میں نے انہیں سیلوٹ کیا۔ مسکرا کر اٹھے اور ہاتھ پھیلا کر لپٹ گئے۔ "بوائے او بوائے۔" انہوں نے میری پیٹھ تھپکتے ہوئے کہا۔ "ہمیں چھوڑ کر بھاگ گئے نا؟" کیپٹن نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بھاگ کر کہاں جا سکتا ہے---- دیکھ لو پکڑ لائے۔"

میجر نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "مجھے خوشی ہے نعیم تم انگریزی فوج میں شامل ہو گئے۔" میں نے کہا۔ "آپ کی محبت ہے سر" کیپٹن نے کہا۔ "بولو نعیم کیا کھاؤ گے؟"

میں نے کہا۔ "بہت کچھ کھا چکا ہوں سر زحمت نہ فرمائیں۔"

میجر نے ہنس کر کہا۔ "پی تو سکتے ہو۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ کیپٹن الماری کی طرف گھوم گئے اور بوتل اور گلاس نکال نکال کر پکڑانے لگے۔ میجر نے کہا۔ "کیپٹن آپ دونوں صاحبان کھانا میرے ساتھ کھائیں گے۔"

انہوں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "آپ کے ساتھ یہیں میجر۔"

میں نے کہا۔ "مہمان خانے میں۔"

میجر نے بوتل اٹھا کر گلاس میں انلڈیلتے ہوئے کہا۔ "اوہ پھر تو ہم یہیں تمہارا جام صاحب پی ڈالیں۔"

ایک ڈیڑھ گھنٹہ پینے پلانے اور باتیں کرنے کے بعد آٹھ بجے کے قریب میں نے دونوں افسروں سے رخصت طلب کی اور وہ مجھے راج محل کے پورٹیکو تک پہنچا کر واپس ہو گئے۔ میں مہمان خانے میں پہنچا تو سادھنا اور یشودھرا کرنل کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے دونوں کو جھک کر سلام کیا۔ سادھنا نے اٹھ کر دروازے کا بولٹ چڑھا دیا اور مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرتی ہوئی بولیں۔ "نعیم کرنل ماما تو تمہارے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "ہاں ڈیڈی جتنا ایک باپ کو اپنے بیٹے کے متعلق جاننا چاہیے یہ اس سے زیادہ جانتے ہیں---- کینتھ کی بدولت۔"

یشودھرا نے کہا۔ "میرا خیال تھا وہ کسی سے ذکر نہیں کرے گی۔"

کرنل نے کہا۔ ''اس نے برا تو نہیں کیا۔ اگر وہ مجھ سے ذکر نہ کرتی تو تمہیں کس طرح معلوم ہوتا کہ نعیم زندہ ہے۔''

یشودھرا نے سر جھکا کر کہا۔ ''یہ تو صحیح ہے کرنل ماما لیکن یقین فرمایئے مجھے رشی کی موت کا کم صدمہ نہیں ہے۔''

''یہ سچ ہے یشودھرا دیوی۔'' انہوں نے کہا۔ ''پر وہ ہم سب کا مشترکہ دکھ ہے جس میں سینکڑوں نر ناری تمہارے ساتھ ہیں۔ اس کے غم میں بھگوان وہ وقت نہ لائے' کوئی شریک نہ ہوتا اور تم کسی کو بتا بھی نہیں سکتی تھیں۔ خیر اب یہ بتاؤ ماما تمہارے کس کام آ سکتا ہے۔

سادھنا نے کہا۔ ''شکریہ ماما جی--- لیکن آپ اس مسئلے سے علیحدہ ہی رہیں تو بہتر ہے--- اس کا کوئی اور ہی طریقہ ہو سکتا ہے۔''

انہوں نے کہا۔ ''میں ہر طریقے سے تمہارے ساتھ ہوں--- ہر طرح سے ساتھ ہوں۔'' یشودھرا نے کہا۔ ''کون نہیں سمجھ سکتا ماما جی--- یہ صرف آپ کی وجہ سے زندہ ہے۔''

وہ بولے۔ ''آہ بدنصیبی--- یقین کرو یشودھرا دیوی--- اگر رشی سڑک کے بجائے راج محل میں مارا گیا ہوتا تو ہم اس کی موت کو کبھی ظاہر نہ کرتے۔ کسی اور جگہ لے جا کر کریا کرم کراتے اور اس کو اس کے روپ میں سامنے لے آتے۔'' سادھنا نے یشودھرا کی طرف دیکھا اور مسکرا دی۔ مجھے بھی ان کی سادگی پر ہنسی آنے لگی۔ انہیں کچھ احساس نہ تھا کہ ان کے الفاظ کا مفہوم کیا ہے۔

سادھنا نے کہا۔ ''یہ آپ کی نعیم سے بے پناہ محبت کا ثبوت ہے کہ آپ نے اس انداز میں سوچا لیکن کاش اس کے دوسرے پہلوؤں پر بھی غور فرما لیتے۔''

انہوں نے حیران ہو کر کہا۔ ''دوسرے پہلو--- کیا؟''

''یہی کہ رشی شادی شدہ تھا۔ اگر آپ نعیم کو اس کے روپ میں پیش کرتے تو سروج کا کیا ہوتا؟'' انہوں نے سر جھکا کر کہا۔ ''ہاں سادھنا--- یہ تم نے ٹھیک کہا--- واقعی میں سٹھیا گیا ہوں--- کیسی مت ماری گئی ہے میری--- ارے ہاں--- تمہیں یہ بھی معلوم ہے--- پانچ چھ روز پہلے گجراج سنگھ کا اکسمات ہو گیا۔''

سادھنا نے کہا۔ ''نہیں--- ہمارے پاس ابھی تک کوئی خط--- لیکن کیا معلوم ہزہائی نس کے نام آیا ہو--- کیا ہوا گجراج کو؟''

''جنگل میں کار الٹ گئی۔'' انہوں نے کہا۔ ''جل کر مر گئے۔''

''نارائین--- نارائین۔'' دونوں نے بیک وقت کہا۔ سادھنا نے چچ چچ کرتے ہوئے کہا۔ ''اجیتا بے چاری کا کیا ہو گا؟ ابھی تو پچیس برس کی بھی نہیں ہے۔''

میں نے کہا۔ ''موت میں اتنی عقل کہاں--- سادھنا دیدی جو کسی کا گلا دبانے سے پہلے اس کی تپنی کی عمر کا حساب لگا سکے--- گجراج کی عمر کیا تھی؟'' کرنل نے کہا۔ ''معلوم نہیں--- لیکن اندازاً'' پینتالیس کے پیٹے میں تھے۔''

میں نے کہا۔ ''پاپا پھر تو غلطی موت کی نہیں ان کی تھی اپنی عمر کی عورت سے شادی کیوں نہیں کی؟''

سادھنا کچھ کہنے والی تھی کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں اٹھنے لگا تو کرنل نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور بولے۔ ''شاید ہزہائی نس نے ہمیں کھانے پر یاد فرمایا ہے۔'' میں نے ان کو چلتے ہوئے روک کر کہا ''پاپا میں ہزہائی نس کے ساتھ کھانا نہیں کھا سکتا لہٰذا آپ اکیلے تشریف لے جائیں۔''

وہ بولے۔ ''کیوں--- یہ تو تمہاری عزت افزائی ہے۔''

''عزت افزائی تو ہے--- لیکن ذرا زیادہ وزنی ہے۔ میں اس کا بار نہیں اٹھا سکوں گا اور بھوکا رہ جاؤں گا۔''

وہ ''اچھا'' کہہ کر چل دیئے اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔ ہم نے دو منٹ ان کی واپسی کا انتظار کیا' اس کے بعد سادھنا نے اٹھ کر دروازے کا بولٹ چڑھا دیا۔ وہ لوٹی تو ہمارے ہاتھ ایک دوسرے کے ہاتھ میں تھے اور نگاہیں سادھنا دیوی سے رحم کی درخواست کر رہی تھیں۔ انہوں نے ایک لمحے کے لئے رک کر ہمارے چہروں پر نظر ڈالی اور سر جھکا کر گیلری کے سمت میں کھلنے والے دروازے کی طرف چل دیں۔ ان کی پیٹھ پھرتے ہی ہم دونوں ہم آغوش ہو گئے۔ وہ چند منٹ کھڑکی کا پردہ سرکا کر گیلری کی طرف دیکھتی رہیں پھر ایک جھٹکے سے پردہ کھینچتی ہوئی مڑ کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کمرے کے وسط میں ایک صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولیں۔ ''یشو مجھے رہ رہ کر اجیتا کا خیال آ رہا ہے۔''

میں سنبھل کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ یشودھرا نے پلٹ کر کہا۔ ''دیدی--- سروج تو اٹھارہ سال کی بھی نہیں ہے اس کے سہاگ اجڑنے کو روئیں یا اجیتا کے۔''

''ہاں'' انہوں نے کہا۔ ''ایسا معلوم ہوتا ہے پارہ گڑھ کو اکسماتوں نے گھیر لیا ہے۔ چند مہینوں میں دو راجکماریاں ودھوا ہو گئیں--- ہمیں جانا تو چاہئے۔'' یشودھرا نے اثبات میں سر ہلایا اور میرے سامنے بیٹھ گئی۔

میں نے کہا۔ ''یشو کرنل پاپا کے جانے کے بعد روانگی کا پروگرام رکھو تو میں پارہ گڑھ کے حدود تک تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں۔''

سادھنا دیوی اٹھ کر ہمارے قریب آتی ہوئی بولیں۔ ''کیا کہہ رہے ہو؟''

میں نے اپنے الفاظ دوہرائے۔ تو بولیں۔ ''تم پارہ گڑھ کیسے جا سکتے ہو؟''

''آپ کے ڈرائیور کی حیثیت سے۔'' میں نے جواب دیا۔ انہوں نے سر ہلا کر کہا۔

"کسی نے پہچان لیا تو کیا ہو گا---- کچھ سوچا تم نے؟"

"میں شہر نہیں جاؤں گا۔" میں نے جواب دیا۔ وہ مسکرا دیں "واپس کس طرح آؤ گے؟"

میں نے کہا۔ "میرے پاس کرنل پاپا کی رائفل ہے۔" یشودھرا نے کہا۔ "پھر تو ٹھیک ہے دیدی۔"

انہوں نے ہنس کر کہا۔ "میں سوچ کر اس کا جواب دونگی تمہاری طرح اندھا دھند فیصلہ نہیں کر سکتی۔"

"بہتر ہے دیدی----" میں نے کہا "اور اب میں اجازت چاہوں گا۔" میں نے کہا۔ "آپ نے دریشن دینے کی زحمت فرمائی---- میرا جیون سامرتھ ہو گیا۔" یشودھرا نے اٹھتے اٹھتے ہاتھ بڑھا کر کوٹ کی جیب پکڑ لی اور میں پھر بیٹھ گیا۔ سادھنا دیوی نے اٹھ کر کہا۔ "یہ ٹھیک ہے یشو---- ہم کرنل ماما کے پاس آ سکتے ہیں لیکن اس کی موجودگی یہاں خطرناک ہے---- اچھا نعیم---- ابھی تم یہیں ہو---- ریزیڈنسی جانے کے بعد مجھے رنگ کرنا' میں تمہیں پروگرام سے مطلع کرونگی---- آؤ۔" میں سر جھکا کر اٹھ کھڑا ہوا' وہ عقبی دروازے تک میرے ساتھ آئیں۔ باہر نظر دوڑا کر اشارہ کیا اور میں تیزی سے باہر نکل گیا۔ کاریڈور کا ایک طویل چکر کاٹ کر ہال میں پہنچا تو ساڑھے آٹھ بج چکے تھے۔

میں نے چند منٹ انڈر سکرٹیری سے باتیں کیں اور گیلری والے راستے سے دوبارہ گیسٹ ہاؤس میں پہنچا تو کرنل پاپا رولنگ چیئر پر لیٹے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی بولے۔ "کھانا نہیں کھاؤ گے کیا؟"

میں نے کہا۔ "ضرور کھاؤں گا لیکن پاپا---- میں یونیفارم کے سوا کوئی کپڑا نہیں لایا کب تک ٹائٹ کالر میں رہوں۔"

وہ بولے۔ "میں تمہارے لئے خلعت اور ریشمی جوڑے تو سوٹ کیس میں بھر کر لایا ہوں کوئی ایک نکال کر پہن لو۔"

میں نے کہا۔ "شکریہ پاپا لیکن مجھے سلیپنگ سوٹ پہن کر سونے کی عادت ہے۔ خیر کھانا کھا کر کیمپ سے لے آؤں گا۔ اپنی کار کی چابی دے دیجئے۔" انہوں نے چابی نکال کر میرے ہاتھ میں دی اور بزر دبا کر خدمت گار کو بلایا اور کھانے کا حکم دیا۔ وہ سر جھکا کر چلا گیا تو میری طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "کتنی دیر میں لوٹو گے؟"

میں نے ان سے نظریں ملائے بغیر کہا۔ "زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں---- لیکن پاپا آپ انتظار کرنے نہ بیٹھ جایئے میں کسی وقت بھی آ کر اپنے کمرے میں سو جاؤں گا۔"

وہ بولے۔ "کوئی خطرہ تو نہیں؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ ہزہائی نس کی باتوں سے زیادہ اثر نہ لیں پاپا---- اگر

ان کے شبہات حقیقت پر مبنی ہوتے تو اب تک میرا نام و نشان باقی نہ رہتا---- یہاں میں ایک معمولی باڈی گارڈ تھا---- شردھام کا راج کمار نہیں۔"

وہ میرے استدلال سے چکر میں پڑ گئے---- "یہ تو ٹھیک کہہ رہے ہو۔"

کھانا کھانے کے بعد میں نیچے آیا اور کرنل پاپا کی کار میں بیٹھ کر بنارس کے بنگلے پر پہنچا اور گاڑی کا ہارن بجایا---- دوسرے ہارن پر اس نے تیزی سے دروازہ کھولا---- میں نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے کہا۔ "بنارس۔"

میری آواز سنتے ہی وہ سیڑھیوں سے چھلانگ لگا کر گاڑی کے پاس آیا اور سیلوٹ کر کے بولا۔ "سر آپ؟" میں نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "کونسی ڈیوٹی ہے کہ کہیں نظر نہیں آئے۔"

کہنے لگا۔ "سر نارتھ گیٹ پر ہوں---- صبح کے دس بجے سے ایک۔"

میں نے اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا۔ "پانچ منٹ میں یونیفارم پہن کر آ جاؤ میں تمہیں سیر کرانے لے جا رہا ہوں پستول ضرور لے لینا۔" پستول کا نام سن کر اس کی گرم جوشی پھیکی پڑ گئی۔ اسے میرا بیک گراؤنڈ معلوم تھا اور تازہ ترین واقعات سے بھی بے خبر نہ تھا۔ کنپٹی کھجاتا ہوا بولا۔ "سر میری بیوی کی طبیعت خراب ہے اور گھر پر کوئی سنبھالنے والا نہیں ہے---- میں ضرور چلتا لیکن----"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "خیر ایسی حالت میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ جاؤ رگھوناتھ کو میرا پیغام دو---- اور کہو ٹائیگر تمہیں شہر لے جانا چاہتا ہے۔ پانچ منٹ میں تیار ہو کر آ جاؤ---- یونیفارم اور پستول نہ بھولے۔"

وہ "بہتر ہے سر" کہہ کر تیزی سے دوسری روکی طرف چل دیا۔ میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا اور گرد و پیش پر نظر ڈال کر دیکھا۔ کئی بنگلوں کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ ایک دو جوانوں نے باہر نکل کر میری گاڑی کی طرف دیکھا بھی تھا وہ میرے جانے پہچانے ساتھیوں میں تھے لیکن اس وقت مجھے ان سے مصافحہ یا معانقہ کرنے کی فرصت نہ تھی اس لئے خاموش رہا۔ گاڑی کے اندر تاریکی ہونے کے باعث وہ بھی مجھے پہچان نہ سکے۔

میرا سگریٹ ختم نہیں ہوا تھا کہ بنارس خان اور رگھوناتھ دائیں طرف سے نمودار ہوئے۔ رگھوناتھ یونیفارم میں تھا اور اس کے کندھے پر پستول کا ہولسٹر لٹک رہا تھا۔ اس نے کار کے پاس پہنچتے ہی سیلوٹ کیا اور مسکرا کر بولا۔ "سر میں ایک ہفتے سے آپ کے لئے تڑپ رہا تھا۔ حضور کا مزاج تو اچھا ہے۔"

میں نے لائٹ آن کرتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "خود دیکھ لو' پہلے سے دس پونڈ زیادہ ہوں۔ چلو دروازہ کھولو اور اندر آ جاؤ۔" اس نے مسکرا کر دائیں جانب والا دروازہ کھولتے

ہوئے کہا۔ "سر آپ مجھے کیسے ڈرائیو کر سکتے ہیں یہ تو میرا فرض ہے۔" میں نے دوسری طرف سرکتے ہوئے کہا۔ "میں فرائض پر بحث نہیں کروں گا چلو تم ڈرائیو کرو۔" وہ گاڑی میں وہیل پر آگیا اور سوئچ آن کر کے اسٹارٹ کر دی۔ میں نے بنارس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "زحمت کا شکریہ بنارس۔" اس نے اٹینشن ہو کر سلام کیا۔ گاڑی تیزی سے گیٹ کی طرف روانہ ہو گئی۔ مین گیٹ کھلا دیکھ کر رگھوناتھ نے اتنی تیزی سے گاڑی نکالی کہ پہرے دار کو بمشکل اٹینشن ہونے کا موقع مل سکا۔ میں نے ہنس کر کہا "ویل ڈن رگھو-----" وہ مسکرا دیا۔

سڑک پر آتے ہی کہنے لگا۔ "سر کیا ہم دھار وہیٹرہ چل رہے ہیں؟" میں نے اس کو آزمانے کے لئے مسکرا کر کہا۔ "پہلے گاڑی میں پٹرول ڈلواؤ----- اس کے بعد بتاؤں گا----- یا تم سے پوچھوں گا تم کہاں تک ساتھ دے سکتے ہو؟"

اس نے ہنس کر شہر کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "سر رگھوناتھ بھی ابھی آپ کی طرح----- وہ سر انگریزی میں تیرتکے پر گزارا کرنے والے کو کیا کہتے ہیں؟"

میں نے کہا۔ "برہمچاری جی کہتے ہیں شاید۔" بولا۔ "نو سر----- بیچلر کہتے ہیں تو آپ کا غلام ابھی تک اسی لئے بیچلر ہے کہ شاید کسی وقت بھی آپ کے کام آسکے اور آج قسمت سے یہ موقع ملا ہے----- چلئے جہاں چلنا ہے۔" میں نے ہنس کر اس کی پیٹھ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "واقعی یار عشق کرنے کے لئے فوجی ہونا ضروری ہے----- سویلین عاشق تو آہ و زاری اور شاعری کے سوا کچھ نہیں کر سکتے----- چلو سروس اسٹیشن آگیا----- پٹرول اور ہوا چیک کراؤ۔" اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے ٹرن لیا اور پٹرول پمپ کے قریب پہنچ کر انجن بند کر دیا۔

دو منٹ میں پٹرول ٹینک فل کرا کے گاڑی پھر سڑک پر تھی----- رگھوناتھ نے سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا----- "دھاروہیٹرہ۔" اس نے "زندہ باد ٹائیگر" کہہ کر تیزی سے گیئر بدلنا شروع کئے اور گیس دیتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ گاڑی سڑک سے اٹھنے لگی۔ میں نے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر اس کے بازو کو ٹوکا دیا۔ اس نے ایکسی لریٹر سے پیر کا دباؤ کم کرتے ہوئے میری طرف دیکھا۔ "سگریٹ" میں نے ہنس کر کہا۔ بولا "سلگا کر دیجئے سر----- تھینک یو" میں نے سگریٹ سلگایا کر اس کے ہاتھ میں دیا۔ کش لگا کر کہنے لگا۔ "زیلدار کے یہاں تو نہیں چلنا؟"

"رات کے دس بجنے والے ہیں----- وہ شاید سو گئے ہونگے----- اس لئے-----"

"انہیں تکلیف نہ دی جائے تو بہتر ہے۔" اس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔
"سر میرے اور آپ کے سوچنے کا ایک ہی انداز ہے۔"

"جہاں تک محبت کی دوڑ بھاگ کا تعلق ہے-----" میں نے سگریٹ کا دھواں اس کے منہ پر چھوڑتے ہوئے کہا۔ اس نے ہنس کر کہا۔ "میری بھاگ دوڑ ہی کیا سر----- سر کیوں----- سرکنڈوں تک زیادہ سے زیادہ----- ایم۔ پی سے آنکھ مچولی کر کے آؤٹ آف باؤنڈ ایریا تک----- آپ کے طفیل کار میں----- ورنہ سائیکل----- یا کوئیک مارچ----- یہ دوڑ بھاگ تو نہ ہوئی جھک مارنا کہہ سکتے ہیں۔"

"شٹ اپ" میں نے اس کے منہ پر الٹا ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "فلسفی بننے کی کوشش نہ کرو----- اگر جھک مارنا ہی ہے تو پھر جھک مارنا ہی رہے گا----- پیدل جانے یا کار اور ہوائی جہاز میں چلنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مقصد ایک ہے----- حاصل کرنے کے طریقے مختلف ہوا کریں۔"

"ٹھیک ہے سر۔" اس نے سپردگی کے انداز میں کہا۔ "میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا نہیں کہہ سکا۔"

"اب کہہ ڈالو----- کون منع کرتا ہے----- اس میدان میں ہم دوست ہیں----- افسر یا ماتحت نہیں میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔" وہ ہنس دیا۔ سگریٹ کا کش لے کر دھواں اڑاتا ہوا کہنے لگا۔ "سر پیدل اور کار کا فرق کوئی فرق نہ سہی لیکن محبوبہ کی شخصیت کا فرق بڑا فرق ہے۔" ایک وہ جسے ہم او ر آپ خرید سکتے ہیں----- ایک وہ جو ہمیں خرید سکتی ہے اور ہم اس کو چھونے کی جرات نہیں کر سکتے۔ کیا ان دو شخصیتوں میں کوئی فرق نہیں؟"

"ہے۔" میں نے اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے کہا لیکن سوال یہ ہے کہ جس کو چھونے کی جرات نہ ہو اس سے محبت ہی کیوں کی جائے کیا اس لئے کہ ناکام ہو کر دوسروں کو بھی محبت سے متنفر کرنے کے لئے جگت ڈھنڈورا پیٹا جائے کہ "پریت کئے دکھ ہوت ہے' پریت نہ کریو کوئے۔"

"نو بوائے----- میں اس کا قائل نہیں ہوں۔ فلسفی بننے والوں کو محبت کے علاوہ کوئی اور معزز پیشہ اختیار کرنا چاہئے۔"

"یہ لیجئے سر----- آگیا اپنے خوابوں کا شیش محل-----" اس نے گاڑی روکتے ہوئے دائیں جانب اشارہ کیا۔ "یہ----- اب بتائیے----- یہیں ڈسماؤنٹ ہو کر کتوں کی مجلس مذاکرہ منعقد کرائیں یا زیلدار کی زنجیر ہلائیں-----"

اس کی آواز سے دو تین کتے اس کے پاس پہنچ کر بھونکنے لگے۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "سنو بلمپت دوست۔" رگھوناتھ نے زمین سے مٹی کا ڈھیلا اٹھا کر ان کی طرف پھینکا اور کتوں نے کھرج سے اٹھان لے کر اپنا راگ بے تال پنچم میں پہنچا دیا۔ مجھے ایک معروف سے کتے کا نام یاد آگیا اور آگے بڑھ کر کہا۔ "مکرر جھبرو مکرر" معلوم نہیں جھبرو شریک

محفل تھا بھی یا نہیں لیکن مصرعے کی تکرار پہلے سے بھی جاندار تھی۔ رگھوناتھ نے جھبرو کے ساتھ مکرر کو بھی کسی کتے کا نام سمجھ لیا اور زور زور سے پکارنے لگا۔۔۔۔ مکرر۔۔۔۔ جھبرو۔۔۔۔ مکرر۔۔۔۔ جھبرو۔۔۔۔ ابے چپ کرو یارو۔۔۔۔"

لیکن مکرر اور جھبرو داد' تحسین کے دلدادہ جان نکلنے تک کورس سنانے پر آمادہ تھے۔ نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا۔۔۔۔ نہ ترنم سے شناسا نہ گلے کی پروا۔ بس لگے ہوئے تھے کام سے۔۔۔۔ حتیٰ کہ ایک آدمی ایک ہاتھ میں لالٹین اور دوسرے میں ڈنڈا لئے ہوئے گلی میں سے نکلا اور ان کو ڈانٹ کر بھگانے لگا۔ کتے خاموش ہو گئے۔ رگھوناتھ نے آواز دے کر کہا۔ "ادھر آؤ۔" اس نے لالٹین اوپر اٹھا کر ہماری طرف دیکھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا قریب آ کر بولا۔ "حکم حضور۔"

میں نے کہا۔ "حکم کیا گانا سنیں گے!" غور سے میری طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "دربار آپ تو۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "ہاں میں تم کو پہچانتا ہوں۔۔۔۔ تابو اور گلابو ہیں نا؟"

وہ بولا "ہاں دربار ہیں پدھاریئے۔" وہ چلنے لگا ہم بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ ٹیکری پر پہنچ کر بولا۔ "آپ یہیں ٹھہریئے دربار میں انہیں بھیجتا ہوں۔۔۔۔ تکلیف ماف کرنا سرکار۔"

ہم نے دل ہی دل میں تکلیف معاف کر دی۔ اس نے تمام کتوں کو بھگایا اور گلی میں گھس گیا۔ میں نے سگریٹ نکال کر رگھوناتھ کو دیا اور دونوں سلگا کر کش لگانے لگے۔ تین چار منٹ گزر گئے۔

پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ دونوں آتی دکھائی دیں۔ قریب آئیں تو چند رسمی باتوں کے بعد میں نے کہا۔ بھئی تم دونوں ولاس پور چل سکتی ہو؟ گلابو بولی۔ "ہمارے نصیب ایسے کہاں حضور؟" رگھوناتھ نے کہا۔۔۔۔ "تمہارے نصیب ایسے کہاں کہ لفٹین صاحب تمہارے دروازے پر کھڑے ہیں۔" وہ ہنس دی۔۔۔۔ تابو نے کہا۔ "یہ ان کی محبت ہے۔۔۔۔ اور تمہاری بھی۔۔۔۔ ہم ضرور چلیں گے دربار۔۔۔۔ کیا ابھی؟" رگھوناتھ نے میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "ابھی صرف تم دونوں۔"

تابو نے مسکرا کر کہا۔ "چلئے لیکن کب تک کے لئے۔"

"زیادہ سے زیادہ کل شام تک کے لئے۔" میں نے کہا۔ "کل تمہیں اسی گاڑی میں واپس پہنچا دیا جائے گا۔"

وہ بولی۔ "جو حکم۔۔۔۔" میں نے پتلون کی جیب میں سے چند نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "سو سو روپے اپنے گھر والوں کو ابھی دے دو اور سڑک پر آ جاؤ ہم چلتے ہیں۔" وہ پلٹ کر چل دیں۔ ہم دونوں کار کی طرف واپس ہونے لگے۔ سرکیوں کے اختتام پر پہنچے تھے کہ درختوں کی آڑ سے سڑک پر ولاس پور کی سمت سے آنے والی کسی تیز

رفتار گاڑی کی روشنی پڑتی دکھائی دی۔ میں چلتے چلتے ٹھٹک کر رک گیا۔ رگھوناتھ میرے برابر میں آتے ہوئے رک کر بولا۔ "کس کی گاڑی ہو سکتی ہے یہ؟"

میں نے گاڑی کو موڑ سے نکلتے دیکھ کر کہا۔ "ملٹری کار یا جیپ معلوم ہوتی ہے اور یہ انہی دوستوں کی ہو سکتی ہے جن کی نیند حرام ہو چکی ہے۔" گاڑی ہماری کار کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ ہم ایک درخت کی آڑ میں ہو گئے۔ یہ ایک جیپ تھی اور اس میں ڈرائیور سمیت پانچ آدمی سوار تھے۔ رگھوناتھ نے پستول نکالتے ہوئے کہا۔ "دوست ہی ہیں سر بولئے کیا ارادہ ہے؟"

میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "نہیں چلو۔۔۔۔ سرکیوں کی آڑ میں دوسری طرف نکل جاتے ہیں۔ یہاں یہ ڈرامہ مناسب نہیں۔۔۔۔" اس نے "جو حکم" کہہ کر پستول ہولسٹر میں ڈال دیا اور گلی میں داخل ہو گیا۔ کچھ آگے چل کر ایک جگہ تابو کسی سے باتیں کرتی دکھائی دی۔ رگھوناتھ نے اشارے سے اس کو پاس بلایا۔ میں نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "تابو کچھ گڑ بڑ ہو گئی ہے۔ تمہیں اب باہر نہیں نکلنا ہے ہماری گاڑی کو انگریزی فوج نے گھیر لیا ہے۔۔۔۔ تم آرام سے سو جاؤ۔۔۔۔ اور ہمارے متعلق کوئی پوچھے تو کہہ دینا ہمیں کچھ معلوم نہیں۔۔۔۔"

اس نے برا سا منہ بنا کر سڑک کی طرف دیکھا اور بولی۔ "اچھا۔۔۔۔ جایئے دربار فکر نہ کیجئے۔" میں نے رگھوناتھ کو چلنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔ اور تیزی سے دوسری طرف چل دیا۔ سرکیوں سے نکل کر شارع عام پر آتے ہی رگھوناتھ نے کہا۔ "سر اس طرح جان کی خیر منا کر نکل جانا تو میری سمجھ میں نہیں آیا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہاں سمجھ میں تو میری بھی نہیں آیا لیکن حالات کا تقاضا یہی ہے رگھوناتھ۔"

وہ بولا۔ "حالات کیا ہوتے ہیں سر؟ ہمیں ٹکرا جانا چاہئے۔"

"نہیں۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "میں سرکاری مہمان خانے میں ٹھہرا ہوا ہوں۔۔۔۔ ہزہائی نس نے ریزیڈنٹ سے میری ذمہ داری لے رکھی ہے۔ میں وہاں سے سلیپنگ سوٹ لانے کے بہانے نکلا ہوں ہزہائی نس کو یہاں آنے کا کیا جواب دوں گا۔۔۔۔ تمہیں کچھ ہو گیا تو اس کا کیا عذر پیش کروں گا۔ میری بات چھوڑو۔۔۔۔ اگر مارا گیا تو کوئی ظلم نہیں بلکہ انصاف ہو گا۔۔۔۔ کیونکہ میری گردن پر ان گنت خون ہیں۔۔۔۔ اور زیادہ تر ان ہی لوگوں کے ہیں۔۔۔۔ لیکن تمہیں کس حساب میں ناحق۔"

"صاحب!" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "آپ کی دوستی کے حساب میں۔" میں نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ مار کر کہا۔ "او کے دوست۔۔۔۔ کل شام کو شہر میں ان سے بات کریں گے۔ اس وقت مجھے مرنے کا کوئی افسوس نہ ہو گا۔۔۔۔ اور تمہارے پاس بھی اتنا روپیا ہو گا کہ پورا کنبہ زندگی بھر آرام سے بیٹھ کر کھا سکے۔"

"سر میری سمجھ میں آپ کی باتیں نہیں آ رہیں۔"

"اگر تم نے چوبیں گھنٹے زیادہ رہنے کی اجازت دے دی تو خود بخود سمجھ میں آ جائیں گی۔"

وہ خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد میرے ذہن میں ایک تدبیر آئی اس کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد میں نے رگھوناتھ کا بازو پکڑ کے ایک گلی کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ دس منٹ بعد ہم پلٹ کر اپنی گاڑی کے پیچھے پہنچ چکے تھے۔ ایک درخت کی آڑ لے کر سڑک کی طرف دیکھا تو جیپ کی اگلی سیٹ پر ایک آدمی کے سوا کوئی نہ تھا۔ یہ یقیناً" ڈرائیور تھا۔ میں نے رگھوناتھ کے کان میں کہا۔۔۔۔ "صرف ڈرائیور ہے رگھوناتھ۔۔۔۔ بولو کیا خیال ہے؟"

اس نے پستول نکالتے ہوئے کہا۔ "بسم اللہ" میں نے پستول نکال لیا اور بڑھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "خطرے کے سوا فائر نہ کرنا۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا اور درختوں کی آڑ لیتا ہوا جیپ کے بائیں جانب سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔ میں نے تیزی سے سڑک عبور کی اور دائیں جانب بڑھنا شروع کر دیا۔ ڈرائیور کا منہ سرکیوں کی طرف تھا اور قطعی غافل نہیں تھا۔ ذرا سی آہٹ ہوتے ہی چوکنا ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگتا تھا۔ جس جگہ دونوں گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں وہاں میری طرف والے حصے پر تیس چالیس قدم کے فاصلے تک سڑک کے قریب اکا دکا جھاڑیوں کے سوا کوئی درخت نہ تھا جس کی آڑ لی جا سکتی۔ مجھے آگے بڑھنے میں خطرہ محسوس ہونے لگا۔ ڈرائیور بھی اسی طرف تھا۔ اس لئے گاڑی کا کور بھی نہیں لے سکتا تھا۔ دوسری طرف سے ایک ساتھ پہنچنا تھا۔ تاکہ اگر ایک طرف ڈرائیور متوجہ ہو جائے تو دوسری طرف پیچھے والا اس پر حملہ کر سکے۔ کوئی اور راستہ نہ پا کر آخر میں درخت کے سائے سائے اوندھا ہو کر کہنیوں اور ہاتھوں کے بل لائنگ ایڈوانس کرتا ہوا جیپ کا درمیانی فاصلہ طے کرنے لگا۔ سڑک کی بلندی کے باعث اب میں رگھوناتھ کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

میں جیپ سے دس قدم کے فاصلے پر تھا کہ کسی نے دبی آواز میں ہینڈز اپ کہا۔۔۔۔ میں آواز نہ پہچان سکا۔۔۔۔ لیکن یہ وقت چھپ کر بڑھنے کا نہ تھا۔ دوست یا دشمن دونوں میں سے کسی نے کہا ہو بہر حال مجھے ایکشن میں آنے کی ضرورت تھی۔ میں اچھل کر کھڑا ہو گیا اور ڈرائیور کو ہاتھ اٹھائے دیکھ کر دو تین چھلانگوں میں اس کے سر پر تھا۔ جیپ کے دوسری جانب رگھوناتھ پستول تانے کھڑا تھا۔ میں نے پیچھے پستول کی نالی ڈرائیور کی کنپٹی پر رکھ دی۔ رگھوناتھ نے جیپ میں آ کر سیٹ پر سے اس کا پستول اٹھا لیا۔ میں نے بائیں ہاتھ سے کار کی چابی نکال کر اس کو دی اور ڈرائیور سے کہا۔ "گاڑی بیک کر کے نکالو اور ولاس پور کی طرف چلو۔"

اس نے انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی بیک کر کے یو ٹرن لیا۔۔۔۔ "سو ڈیڑھ سو گز جانے کے بعد میں نے رگھوناتھ کو دس گز کے فاصلے پر پیچھے آتے دیکھ کر اس سے کہا۔ "تم یہاں ہمارے پیچھے کس لئے آئے ہو۔۔۔۔" اس نے میری طرف دیکھے بغیر کہا۔ "نہیں صاحب ڈاکہ ڈالنے آئے تھے۔۔۔۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک۔۔۔۔ دوسرے چار کون کون تھے؟"

وہ بولا۔ "میرے افسر تھے۔۔۔۔"

"نام نہیں بتاؤ گے؟" میں نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "خیر ملٹری پولیس خود آ کر گرفتار کر لے گی اب بھاگ تو سکتے نہیں۔۔۔۔ سواری چھن گئی۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموشی سے گاڑی چلاتا رہا۔ چند میل چلنے کے بعد ندی کا گھاٹ آ گیا۔ جہاں قرب و جوار کے دیہاتی نہانے دھونے اور پانی لینے آیا کرتے تھے۔ گھاٹ کی سیڑھیوں کے قریب پہنچتے ہی میں نے گاڑی رکوائی اور نیچے اترے کے ڈرائیور سے باہر آنے کو کہا۔ وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اسی اثنا میں رگھوناتھ بھی کار روک کر نیچے اتر آیا۔ میں نے ڈرائیور کو ہچکچاتے دیکھ کر پستول سیدھا کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔ "گیٹ ڈاؤن یو سوائن۔۔۔۔ اس نے داہنا ہاتھ اسٹیرنگ وہیل پر رکھا اور اٹھتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے سیٹ کی پشت گاہ تھام کر دونوں لاتیں پوری طاقت سے میرے سینے پر ماریں میں نے اس اچانک حملے سے گھبرا کر گرتے گرتے ٹرائیگر دبایا لیکن فائر مس ہو گیا اور اس سے پہلے کہ میں زمین سے اٹھتا وہ چھلانگ لگا کر میرے اوپر آ گیا اور دونوں ہاتھوں سے پستول چھیننے کی کوشش کرنے لگا۔ میری داہنی کلائی پوری طرح اس کی گرفت میں آ چکی تھی۔ اس نے بائیں ہاتھ سے پستول پکڑ کر میری کلائی کو مروڑنا چاہا۔ میں نے پستول والا ہاتھ نیچے گھسیٹ کر اس کو جھکنے پر مجبور کیا اور بایں ہاتھ کو دونوں ٹانگوں کے بیچ میں ڈال کر اوپر اٹھاتے ہوئے پستول والے ہاتھ کو جھٹکا دیا۔ اس کا سر زمین سے ٹکرایا اور ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ اب میں اس کے اوپر آ چکا تھا۔ ایک اور جھٹکا دیکر پستول اس سے چھڑایا اور پوری طاقت سے پستول کا کندا سر کے پچھلے حصے پر مارا۔۔۔۔ وہ چیخ بھی نہ سکا اور زمین پر لمبا ہو گیا۔ سر سے خون کا فوارہ ابلنے لگا۔ میں نے سیدھا ہو کر کپڑے جھاڑتے ہوئے رگھوناتھ پر نظر ڈالی۔ نگاہیں ملتے ہی مسکرا کر بولا۔ "ویل ڈن سر" میں نے کہا۔ "چلو تمہاری خواہش پوری ہو گئی رگھوناتھ۔۔۔۔ اب؟"

وہ بولا۔ "اب کیا ٹائیگر۔۔۔۔ ندی میں پھینکو۔۔۔۔ اور گھر چلو۔۔۔۔ ان سالوں نے تو ہماری کڑھی بگاڑ ہی دی تھی لیکن ہم نے ایک کا تو بھرتہ بنا دیا۔" میں نے پستول ہولسٹر میں ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔۔ "کم آن دین۔" اس نے جھک کر دونوں ہاتھ پکڑے۔ میں نے ٹانگیں تھامیں اور انھ [illegible] ھاٹ پر لے آئے۔ آخری سیڑھی پر پہنچ کر دن تو کہہ

دو جھکولے دیئے اور تیسرے جھکولے پر تھری کہہ کر دور پھینک دیا۔ پانی میں ایک چھپاکا ہوا اور مردہ یا نیم مردہ لاش لہروں میں غائب ہو گئی اس جگہ پانی کی گہرائی پندرہ بیس فٹ تھی اس کا مجھے اچھی طرح علم تھا۔ لاش پانی میں ڈوب چکی تھی۔

ولاس پور واپس آتے ہوئے رگھوناتھ اس ساری کاروائی کے متعلق بڑے دلچسپ انداز میں گفتگو کرتا رہا۔۔۔ بولا۔ "میں اس جھڑپ کے متعلق کہہ رہا تھا۔ مجھے یقین تھا۔۔۔ اتنی زور دار کک لگنے کے بعد آپ سنبھل نہیں سکیں گے۔۔۔ میں اسے شوٹ کرنے لگا تھا لیکن اتنے میں بازی پلٹ گئی۔ آپ نے اسے منہ کے بل گرا کر اوپر اٹھا لیا۔۔۔ میں گولی چلاتے چلاتے رک گیا۔۔۔"

"یہ تم نے اچھا ہی کیا۔" میں نے کہا۔ "اگر اس وقت تم فائر کر دیتے تو گولی دونوں میں سے نکل جاتی اور میں بھی اس کے ساتھ لیٹا ہوا ہوتا۔"

"یہ خیال مجھے بھی تھا سر۔" وہ کش لے کر بولا "لیکن دراصل میں دونوں کے داؤں پیچ دیکھنے میں کھویا ہوا تھا۔ یہ تو آپ بھی تسلیم کر لیں کہ وہ بہادر تھا اور طاقت میں بھی کچھ کم نہ تھا۔"

میں نے طویل سانس لے کر کہا۔ "رگھوناتھ۔۔۔ یقیناً وہ بہادر تھا۔۔۔ میں اس کا احترام۔۔۔ دلی احترام کرتا ہوں۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے مجھے لڑائی کا مزا چکھایا۔۔۔ اور جس کو ڈیسٹرائے کرنے کا مجھے افسوس ہے۔۔۔ لیکن میں ایسا کرنے پر مجبور تھا۔۔۔ اس کو چھوڑ دینا اپنے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالنا تھا۔"

"پھانسی دور کی بات ہے سر۔۔۔ اگر آپ ایک سیکنڈ لیٹ ہو جاتے تو پستول اس کے ہاتھ میں ہوتا۔۔۔ اور۔۔۔ اتنا موقع تو میں اس کو نہ دیتا لیکن۔۔۔" وہ ہنس دیا۔ "آپ کو میرا احسان مند ضرور ہونا پڑتا۔۔۔ اور میں نہیں چاہتا تھا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تو کیا تم سمجھتے ہو اب میں تمہارا احسان مند نہیں ہوں۔۔۔؟ سنو ہم دوست ہیں رگھوناتھ۔۔۔"

چند منٹ میں ہم کیمپ میں تھے۔ میں نے گاڑی سے اتر کے اپارٹمنٹ کھولا۔ آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر کوٹ اور پینٹ کو برش سے صاف کیا ہاتھ دھوئے۔۔۔ سوٹ کیس کھول کر سلیپنگ سوٹ اور نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور رگھوناتھ کو ساتھ لے کر باہر نکل آیا۔

جس وقت ہم راج محل میں داخل ہوئے سوا بارہ بج چکے تھے میں نے پورٹیکو کے قریب گاڑی پارک کرتے کرتے نوٹوں کی ایک گڈی اس کی بیرونی جیب میں سرکا دی۔ سوئچ آف کر کے چابی نکالتے ہوئے میری طرف دیکھ کر بولا۔ "یہ کیا سر؟"

میں نے اپنے منہ پر انگلی رکھ کر کہا۔ "ہش سوال و جواب صبح کرنا' اس وقت چپ

چاپ جا کر سو جاؤ۔" اس نے چابی نکال کر میرے ہاتھ میں دی اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ میں نے دروازہ لاک کر کے اس کو خدا حافظ کہا اور پورچ کی طرف چل دیا۔ سیڑھیاں چڑھتے ہی گارڈ نے بندوق پر ہاتھ مار کر سلام کیا اور ایک قدم آگے بڑھ کر کہنے لگا۔

"صاحب بہادر دس بجے کپتان صاحب نے ٹیلی فون پر آپ کے متعلق پوچھا تھا ہم نے بتایا۔ "باہر گئے ہیں۔" تو بولے "جس وقت آئیں ہمیں ٹیلی فون کرنے کو کہنا۔"

میں نے سلیپنگ سوٹ اسٹول پر پھینکتے ہوئے مخمور آواز بنا کر کہا "یو مین کیپٹن دیش مکھ؟" اس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔۔۔ "یس سر۔" میں نے گارڈ روم کی دیوار میں آویزاں ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر ڈائل کیا۔ پہلی گھنٹی پر ریسیور اٹھا لیا گیا اور آواز آئی "ہیلو لیفٹننٹ۔" میں نے کہا۔ "آپ جاگ رہے ہیں سر؟"

وہ بولے۔ "ہاں۔۔۔ کچھ زیادہ پئے ہوئے ہو کیا؟"

"کیمپ چلا گیا تھا سر۔۔۔ کیپٹن میک نیب نے پلاتے پلاتے یہ حالت کر دی۔۔۔ حکم؟" وہ بولے۔ "اسی لئے ہم بلا رہے تھے۔۔۔ میجر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تھینک یو سر۔" انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔ "اچھا صبح سہی۔۔۔ لو میجر صاحب سے بات کرو۔۔۔ بہت ٹائٹ ہے سر۔۔۔" میں سمجھ گیا۔ آخری جملہ انہوں نے میجر برنی سے کہا تھا۔ دوسری طرف سے میجر برنی کے ہنسنے اور ہیلو لیفٹننٹ کہنے کی آواز سن کر میں نے پہلے سے بھی زیادہ بھاری آواز میں کہا۔ "آداب عرض سر۔" بولے "اوہ بوائے۔۔۔ تم تو قریب المرگ ہو۔۔۔ جاؤ آرام کرو۔۔۔ شب بخیر۔۔۔" میں نے آواز پر سچ مچ نزع کی کیفیت طاری کرتے ہوئے کہا۔ "شب بخیر۔"

ریسیور رکھتے ہی گارڈ نے سلیپنگ سوٹ اٹھا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"صاحب بہادر آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اگر حکم ہو تو حوالدار کو جگا دوں تاکہ وہ آپ کو اوپر پہنچا دے۔۔۔" میں نے اپنی ایکٹنگ کی اوریجنیلٹی کی دل میں داد دیتے ہوئے کہا۔ "نہیں جوان فکر نہ کرو' میں لفٹ میں جا سکتا ہوں۔"

وہ "جیسی آپ کی مرضی۔" کہہ کر چپ ہو گیا۔ میں نے اس کے ہاتھ سے سلیپنگ سوٹ لیا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا لفٹ میں داخل ہو گیا۔

مہمان خانے میں پہنچا تو کرنل پاپا سو چکے تھے ان کا کمرہ اندر سے بند تھا۔ میں نے برابر والے کمرے کا دروازہ کھولا اور سوئچ آن کر کے روشنی کی۔ یونیفارم اتار کے سلیپنگ سوٹ پہنا اور کرنل پاپا کے کمرے میں کھلنے والے دروازے کا ہینڈل گھما کر کھولا۔ وہ بے خبر سو رہے تھے ان کے سرہانے ایک ٹیبل پر ریڈنگ لیمپ جل رہا تھا۔ اسی کے قریب ٹیلی فون رکھا ہوا تھا۔ میں نے جوتے اتارے اور دبے پاؤں اندر جا کر ٹیلی فون کا پلگ نکالا اور اٹھا کر اپنے کمرے میں لے آیا۔۔۔ دروازہ بند کر کے سوئچ بورڈ میں

کا نمبر ڈائل کیا۔ چوتھے پانچویں رنگ پر کسی نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "جی حضور" یہ میجر کا اردلی تھا۔ میں نے آواز پہچان کر کہا۔ "میجر صاحب سو گئے کیا؟"

وہ بولا۔ "نہیں حضور کپتان صاحب کے بنگلے گئے ہوئے ہیں" میں نے کہا۔ "اچھا ہم پھر رنگ کریں گے۔" کہنے لگا۔ "نہیں سرکار---- صرف پانچ منٹ میں بلا لاتا ہوں۔" اس نے ریسیور میز پر رکھ دیا۔ میں نے اس کے تیز قدموں کی چاپ دوڑتی ہوئی سن کر سگریٹ سلگایا اور مسہری پر بیٹھ گیا۔ دو تین منٹ گزرے ہوں گے کہ ریسیور اٹھانے کی آواز آئی میں نے کہا۔ "ہیلو---- ازاٹ یو میجر؟" برنی نے کہا۔ لیٹ پلیز---- ے آئی نو----" میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "کٹ اٹ آوٹ میجر---- تم اسٹیشن ایم۔پی کمانڈر ہو نا؟"

وہ بولا۔ "رائٹ۔" میں نے اسی بدلی ہوئی آواز میں اس سے بولنا شروع کیا۔ "دیکھو میجر---- صبح تک تمہارے سامنے ایک بہت بڑا پرابلم آ رہا ہے۔ اگر تم اسی وقت اپنے آرمی ہیڈ کوارٹر میں سرپرائز رول کر آؤ تو تمہیں ایم۔ ٹی کے پانچ جوان اور جیپ نمبر ۶۷۵۴ ڈبلیو غائب ملیں گے۔ پہلے چیکنگ کرانے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں یہ بھی بتانے کو تیار ہوں کہ وہ اس وقت کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟" میجر نے کہا۔ "پلیز بتایئے---- میں ابھی یونیفارم پہن کر ہیڈ کوارٹر جا رہا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "گڈ---- تم نے دھار وہیٹرہ کا نام سنا ہے؟"

وہ بولا۔ "جی ہاں---- اچھی طرح جانتا ہوں---- یہاں سے پندرہ میل۔" میں نے کہا۔ "بالکل درست---- وہ تمام جوان جہاں تک میرا خیال ہے آؤٹ آف باؤنڈ ایریا سے واپس آ رہے تھے۔ میں نے انہیں گھاٹ کے قریب ایک دوسرے سے لڑتے اور پستول نکالتے ہوئے دیکھا---- ہو سکتا ہے اس وقت ان میں سے کوئی نہ کوئی زخمی بھی ہو چکا ہو۔ مجھے صحیح علم نہیں---- میں نے انوالو ہونا مناسب نہ سمجھا---- جیپ کا نمبر لیا اور چلا آیا---- ناؤ ہری اپ اینڈ شو سم ایکشن گڈ نائٹ۔"

میجر کی طرف سے گڈ نائٹ کا انتظار کئے بغیر میں نے ریسیور رکھ دیا مجھے معلوم تھا گڈ نائٹ کہنے سے پہلے وہ ایک بار پھر میرا نام جاننے کی کوشش کرے گا۔ سگریٹ ایش ٹرے میں دبا کر میں نے ٹیلی فون کا پلگ نکالا' دبے پاؤں کرنل پاپا کے کمرے میں جا کر ان کے کمرے میں کا شیکٹ کیا اور ٹیبل پر رکھ کر اپنے کمرے میں واپس آ گیا۔

صبح آٹھ بجے میں نے غسل اور شیو سے فارغ ہو کر پاپا کے ساتھ ناشتہ کیا۔ چائے پینے کے بعد انہوں نے کپ بورڈ سے ایک سوٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "کرن اس میں تمہارے دو جوڑے ہیں۔ ایک درباری لباس ہے دوسرا انگریزی جو بھی پسند ہو پہن لو" میں نے سوٹ کیس کھول کر دیکھا تو آنکھیں چکا چوند ہو گئیں---- میں نے درباری لباس اٹھا

کر سوٹ اور قمیص نکالتے ہوئے کہا۔ "پاپا آپ تو مجھے سچ مچ کا راجکمار بنا رہے ہیں---- اتنا روپیا خرچ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

ٹھنڈی سانس بھر کر بولے۔ "یہ کیا چیز ہے میرے چاند اگر میرا بس چلے تو اپنی زندگی بھی تم پر قربان کر دوں۔ تم میرے لئے اصلی کرن ہو۔" میں نے جھک کر ان کے گھٹنوں پر سر رکھ دیا۔ اصلی کرن کا نام سن کر میرا دل بھر آیا اور خودبخود آنسو نکلنے لگے۔ انہوں نے مجھے اٹھا کر سینے سے لگا لیا اور سر پر ہاتھ پھرا کر بولے۔ "جاؤ سوٹ کیس اپنے کمرے میں لے جاؤ اور انگریزی والا سوٹ پہن لو---- یہ پھر کبھی میں اکیلے میں پہنا کر دیکھ لوں گا۔"

میں نے سوٹ کیس اٹھا کر چلتے ہوئے کہا۔ "پاپا میں دوپہر تک کے لئے کیپٹن دلیش مکھ کے پاس جا رہا ہوں۔ اگر آپ یاد فرمائیں تو ان کے بنگلے سے ٹیلی فون کر کے بلا لیں۔"

وہ بولے۔ "اچھا---- لیکن شام تک تم میرے ساتھ رہو گے---- میں کل صبح یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا---- اگر گجراج کا اکسمات نہ ہوتا تو ایک ہفتہ یہیں رہتا---- لیکن اجیتا کے سر پر ہاتھ پھرانا بھی ضروری ہے---- ہاہ----" وہ ٹھنڈی سانس بھر کر خاموش ہو گئے۔ میں نے کریدنے کے خیال سے سوال کیا۔ "پاپا کہیں یہ بھی رشی بھائی جیسا اکسمات تو نہیں؟"

وہ بولے۔ "نہیں خط میں تو صرف اتنا لکھا تھا کہ جنگل میں کار الٹی پڑی تھی اور لاش بری طرح جلی ہوئی تھی---- پہچانی بھی نہ جا سکی---- وہاں جا کر پوری تفصیل سے معلوم ہو گا۔" میں نے اثبات میں سرہلایا اور اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

میں کیپٹن کے بنگلے جانے سے پہلے بنارس خاں کے ہاں پہنچا اس نے جیفری میں کرسیاں لا کر بچھائیں اور سراپا معذرت بن کر رات کو ساتھ نہ چلنے کی معافی طلب کرنے لگا---- میں نے کہا۔ "معذرت کی ضرورت نہیں بنارس---- ہمیں برٹش کیمپ تک ہی تو جانا تھا۔ وہ بھی اس لئے کہ تم جانتے ہی ہو----"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "سر اسی لئے تو میں شرمندہ ہوں---- اچھا چائے پی سکتے ہیں آپ؟"

میں نے نفی میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ "میرے آنے کی وجہ یہ ہے بنارس کہ مجھے صبح معلوم ہوا بھابی واقعی بیمار ہیں اور تم آج رخصت پر ہو---- میں چاہتا ہوں تم ان کا اچھی طرح علاج کراؤ---- یہ لو۔" میں نے جیب سے سو روپے کا نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "مجھے شرمندہ نہ کیجئے سر اللہ کی مہربانی سے میرے پاس----"

میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "پاگل میں تمہیں مفلس سمجھ کر نہیں بڑا بھائی سمجھ کر بھابی کے لئے دے رہا ہوں۔" اس نے سر جھکا لیا۔ میں نے نوٹ اس کی جیب

میں ٹھونس دیا اور اٹھ کر ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ "شام کو بھابی کی خیریت بتانا۔" وہ کیپٹن کے بنگلے تک میرے ساتھ آیا اور اس وقت تک کھڑا رہا جب تک میں سیڑھیاں چڑھ کر جیفری میں نہ چلا گیا۔

ڈرائنگ روم میں کیپٹن سلیپنگ سوٹ پہنے آرام کرسی پر بیٹھے ہوئے پائپ پی رہے تھے۔ میں نے سلام کر کے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "سر آج ابھی تک ہالی ڈے موڈ میں کیسے؟" پائپ ہاتھ میں لیتے ہوئے بولے۔ "رات کو دیر تک جاگنا پڑا تھا--- نیند پوری نہیں ہوئی--- تم سناؤ رات کو اتنی پی گئے کہ بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔" میں نے کہا۔ "کچھ زیادہ ہی ہو گئی تھی ڈیڈی ورنہ ضرور آتا۔"

"پریشان ہوتے۔" انہوں نے کہا۔ "رات کو کسی نے برٹش کیمپ سے میجر برنی کو ٹیلی فون کر دیا اور وہ صبح کے تین بجے تک مجھ سے صلاح مشورہ کرتا رہا۔"

"ٹیلی فون؟" میں نے انجان بن کر کہا۔ "ایسی کیا بات تھی؟"

"ایم۔ٹی سیکشن کے کچھ جوان غائب تھے۔ برنی نے ساڑھے تین بجے وہاں جا کر بگل بجوا کر حاضری لی تو ایک جوان اور جیپ کے سوا سب حاضر تھے۔ پانچ بجے وہ بتائے ہوئے مقام پر پہنچے تو جیپ پڑی ہوئی مل گئی--- جوان کا پتا نہیں--- اب کچھ تیراک اور غوطہ خور ندی میں تلاش کرنے گئے ہیں۔ خیال ہے کسی نے قتل کر کے ندی میں پھینک دیا ہے۔"

"اوہ--- ٹیلی فون کرنے والا کون تھا؟ اور وہ وہاں کس لئے گیا تھا؟"

"معلوم نہیں--- برنی کہتا ہے لہجے سے کوئی انگریز آفیسر معلوم ہوتا تھا۔ اسے تو یقین نہیں آ رہا تھا لیکن یہ یقین تھا کہ بولنے والا انگریز تھا اور ایسے کمانڈنگ ٹون میں بات کر رہا تھا کہ برنی گھبرا گیا--- وہ کچھ نہ کرتا لیکن گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بحث کرنے کے بعد جب میں نے یہ کہا کہ اگر یہ بات سچ ہوئی اور اس نے صبح ہز ہائی نس کو رپورٹ کر دی تو تمہاری کیا پوزیشن ہو گی؟ تب وہ ایک لیفٹننٹ اور ایک سارجنٹ کو ساتھ لے کر ہیڈ کوارٹر پہنچا--- خیر جہنم میں جائے--- بولو کیا پی سکتے ہو؟"

"سب کچھ پی سکتا ہوں--- اومنی ڈرنک ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ وہ مسکرا کر اٹھے اور الماری سے بوتل اور گلاس نکالتے ہوئے بولے۔ "تین چار شاٹ باقی ہے--- اس لئے میں شریک نہیں ہو سکتا۔" میں نے ان کے ہاتھ سے گلاس لے کر میز پر رکھے اور دونوں گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "دو جام ہی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں--- پہلے آپ---" انہوں نے مسکرا کر گلاس اٹھایا اور پروپوز کرنے کو تھے کہ میجر برنی تیزی سے اندر داخل ہوئے اور پیک کیپ اٹھا کر--- "گڈ مارننگ" کہتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گئے۔ کیپٹن نے کہا۔ "سنائیے کیا ہوا---؟"

وہ بولے--- "ہو گیا--- گھاٹ سے کچھ فاصلے پر لانس نائیک اسمٰعیل نور کی لاش مل گئی--- رول کال میں وہی غیر حاضر تھا--- اس کے سر کا پچھلا حصہ پھٹا ہوا ہے۔ یہ لوگ پاتروں میں گئے تھے لیکن وہ لوگ کہتے ہیں یہاں کوئی فوجی نہیں آیا۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ اطلاع دینے والے صاحب وہاں کس لئے گئے تھے---؟"

کیپٹن نے جواب دینے کے بجائے گلاس ان کو تھما دیا اور بولے۔ "پیجئے۔" میجر نے بلا تکلف گلاس منہ سے لگا لیا۔ میں نے اپنا گلاس کیپٹن کی طرف سرکا دیا اور ریسیور اٹھا کر مودی خانے کا نمبر ڈائل کیا اور مہمان خانے کے اکاؤنٹ میں ہاف اسکاچ کیپٹن ولیش کے بنگلے بھیجنے کو کہا۔ ریسیور رکھتے ہی کیپٹن نے کہا--- "اسے تو ختم کرو---" میں نے ان کے حکم کی تعمیل کر دی۔ میجر نے کہا۔ "ٹائیگر رات کو تو تم اتنے ٹائٹ تھے کہ شاید لفٹ بھی گھومتی دکھائی دے رہی ہو گی۔"

"آپ کے آنے سے پہلے کیپٹن بھی یہی کہہ رہے تھے سر۔" میں نے کہا "لیکن ایسی کوئی بات نہ تھی--- میں خود چل کر کمرے تک پہنچا تھا۔" "وہ بولے" ینگ ہونا اس لئے' ہماری عمر میں اتنی پینے کے بعد---"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کتنی سر؟"

کیپٹن نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "ڈیئر ڈیئر--- لیس میجر--- بتائیے کتنی؟" میجر نے مسکرا کر کہا۔ "یو آر رائٹ بوائے۔"

تھوڑی دیر میں مودی خانے سے ایک لڑکا ہاف باٹل لے کر آ گیا اور ہم دیر تک پیتے رہے۔ میجر دو پیگ پی کر چل دیئے اور ہم دونوں کھانا کھانے تک آہستہ آہستہ پیتے رہے--- ایک بجے کے قریب میں نے کیپٹن سے رخصت چاہی تو اٹھتے ہوئے بولے۔

"یونیفارم پہننے کی اجازت دو--- میں پانچ منٹ میں تیار ہو کر تمہارے ساتھ چلتا ہوں---" میں پھر بیٹھ گیا۔ وہ یونیفارم پہننے لگے۔

بنگلے سے نکل کر لان کے قریب پہنچے تو پہلے ہی ٹرن پر رسالدار میجر ہاشمی روش کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی کیپٹن کو سلیوٹ کر کے میری طرف مخاطب ہوئے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ جواب دینے کے بجائے شعر پڑھنا شروع کر دیا۔

قریب ہے حشر اے ستمگر' چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

میں نے کیپٹن کی طرف دیکھا۔ ان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ پستول پر ہاتھ رکھتے ہوئے گرج کر بولے۔ "میجر میرے سامنے سے دفع ہو جاؤ--- ورنہ خدا کی قسم ابھی ایک منٹ میں میری آستین تمہارے خون میں کندھے تک ڈوبی ہوئی ہو گی۔" رسالدار میجر کی سٹی گم ہو گئی کانپتے ہوئے ہاتھ سے سلیوٹ کر کے چلنے لگا تو میں نے روک کر کہا۔ "

سنو رسالدار میجر صاحب---- " یہ شعر سویلینز کے لئے کہا گیا ہے' ہمارے لئے نہیں---- ہم فوجی ہیں---- جنگ میں اگر ایک ہزار آدمیوں کو شوٹ کر دیں تو قاتل نہیں ہیرو کہلاتے ہیں۔ پہلی گولی چلاتے چلاتے خود شوٹ ہو جائیں تو مقتول نہیں شہید کہلاتے ہیں---- اس لئے کہ ہم کولڈ بلڈ مرڈر نہیں کرتے۔ اعلان جنگ کر کے گولی چلاتے ہیں---- آیئے ڈیڈی---- ابھی آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں---- میرے پاس گولیاں ختم نہیں ہوئیں۔"

کیپٹن نے کہا۔ "میجر یونیفارم پہن کر تیار ہو جاؤ---- میں تمہیں پانچ منٹ میں ہزہائی نس کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔" وہ ہزہائی نس کا نام سن کر کانپ اٹھا۔ "ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔ "سر---- میرا مطلب یہ نہیں تھا۔ میں لیفٹننٹ کو رحم کرنے کو----"

میں نے کہا۔ "یہ ٹھیک ہے ڈیڈی---- آپ انہیں جانے دیجئے---- پلیز ڈیڈی----" کیپٹن سر جھکا کر راج محل کی طرف چلنے لگے۔ میں نے روشوں سے نکلتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی---- یہ ڈراؤنا شعر مایوسی اور شکست خوردگی کا مظہر ہے۔ اب یہ زندگی بھر گولی چلانے کا نام نہ لیں گے۔" انہوں نے مڑ کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تو کیا یہ آخری شکار----" میں نے اثبات میں سرہلا کر کہا۔ "آپ نہیں سمجھے تھے کیا؟"

انہوں نے مسکرا کر میری کمر پر ہاتھ مارا۔ "یو ڈیول آف مائی بلڈی بلڈی سن---- اب تمہارے متعلق کوئی بات کرنا اپنی بے بضاعتی کا مظاہرہ کرنا ہے۔" میں نے سر جھکا دیا۔ "راج محل میں چوتھی منزل پر پہنچتے ہی وہ ہال کی طرف گھوم گئے۔ میں نے سلام کیا اور مہمان خانے کی طرف چل دیا۔

شام کو میں نے کرنل پاپا اور ہزہائی نس سے رخصت طلب کی اور کیمپ پہنچ گیا۔ دوسری صبح سادھنا دیوی نے گیارہ بجے مجھے ٹیلی فون پر بتایا کہ کرنل ماما دس بجے پارہ گڑھ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں اور ایک دو روز وہاں ٹھہریں گے---- پرسوں دوپہر کو ہم جا رہے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے دیدی---- صرف ڈرائیور اور باڈی گارڈ کے تکلف سے پیچھا چھڑا لیں تو خادم آپ کے ساتھ ہو گا۔"

وہ بولیں "اسکی فکر نہ کرو---- بتاؤ پرسوں دو بجے کس جگہ انتظار کریں؟"

"آکٹرائے پوسٹ پر۔" میں نے کہا۔ "آپ کا ڈرائیور رائڑ میں ہو گا---- مائنڈ نہ کیجئے گا۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں---- یہ خلاف توقع نہیں نعیم---- اچھا نمستے----"

میں نے "آداب عرض" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور سگریٹ سلگا کر کیا کھویا' کیا پایا کے نقطہ نظر سے ولاس پور میں اپنی شان نزول پر غور کرنے لگا تو آستین پر لہو کے چند چھینٹوں

کے سوا دامن میں مسرتوں کے پھول کی خوشبو تک نہ تھی۔ اپنی محرومی پر میری آنکھیں بھر آئیں---- سگریٹ پھینک کر بستر پر گر پڑا اور تکیے میں منہ چھپا کر رونے لگا۔ دل کا غبار ہلکا ہوا تو ذہن دوسری طرف منتقل ہونے لگا۔ میری نظروں میں روپا کی تصویر ابھرنے لگی۔ میں نے محسوس کیا جیسے وہ میرے سرہانے کھڑی ہوئی کہہ رہی ہو۔ "نعیم تم محبت کے دیوتا ہو۔ تم نے میرا وہ انتقام لیا ہے کہ میری آتما کو ابدی سکون مل گیا۔"

آخری چیک پوسٹ سے چند میل اس طرف میں نے سایہ دار درخت کے نیچے سڑک کے کنارے گاڑی کھڑی کر دی۔ اس وقت ڈیڑھ بجا تھا۔ میں ریزیڈنٹ سے بمبئی واپس ہونے کا بہانہ کر کے رخصت ہو چکا تھا اور اس وقت یونیفارم پہنے ہوئے تھا۔ انجن بند کر کے شولڈرز سے بیج وغیرہ اتار کر ڈیش بورڈ پاکٹ میں چھپا دیئے اور سیٹ سے کمر لگا کر سگریٹ پینے لگا۔ اب میں سیکنڈ لیفٹننٹ کے بجائے باوردی شوفر تھا۔ ایک گھنٹے بعد بیک ویو مرر میں دور سے ایک کار آتی دیکھ کر میں نے ہاتھ بڑھا کر مرر کا ایڈ جسٹ منٹ صحیح کر کے غور سے دیکھا اس دوران گاڑی اور قریب آ گئی اور وہیل پر ایک باوردی ڈرائیور اور اس کے برابر میں ایک لڑکی بیٹھی ہوئی دکھائی دی۔ میں سنبھل کر بیٹھ گیا اور خود کو لاتعلق ظاہر کرنے کے لئے گردن جھکا کر سگریٹ سلگانے لگا۔ گاڑی تیزی سے گزر گئی۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا۔ اس تبدیلی پر تعجب ہوا دس پندرہ قدم آگے نکلنے کے بعد پیکارڈ کی پچھلی کھڑکی سے ایک لفافہ گرا اور اڑ کر سڑک سے نیچے ایک درخت کے تنے سے ٹکرا کر رکا۔ میں نے تھوڑی دیر توقف کیا اور جب کار نظروں سے اوجھل ہو گئی تو نیچے اتر کر لفافہ اٹھایا اور کھول کر خط پڑھنے لگا۔ "ڈیرسٹ طریق کار میں اس جبری تبدیلی پر ناراض نہ ہونا۔ تمہیں شام کو سات بجے پارہ گڑھ کے جنوبی دروازے پر پہنچ کر ہمارا انتظار کرنا ہے۔ یہ حکم بھی ہے اور درخواست بھی ہے---- تمہاری یشو۔"

میں نے خط کوٹ کی جیب میں رکھا اور آ کار میں بیٹھ گیا۔ مجھے واقعی غصہ آ رہا تھا لیکن حالات پر' اپنی قسمت پر---- یشودھرا سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ بھی میری طرح حالات کا شکار تھی۔ میں دیر تک سوچتا رہا اور کسی فیصلے پر نہ پہنچ سکا میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ چھ ساڑھے چھ بجے شام کو پارہ گڑھ پہنچنے کے بعد وہ سات بجے کس طرح مجھ سے ملنے کے لئے واپس آ سکتی ہے؟ آخر اکتا کر میں نے بمبئی چل دینے کا فیصلہ کیا بیج وغیرہ نکال کر کوٹ کے شولڈرز پر لگائے اور گاڑی اسٹارٹ کر کے چلتے ہوئے گھڑی پر نظر ڈالی' اس وقت تین بجنے میں دس منٹ تھے۔

○

دس گیارہ میل چلنے کے بعد انٹر سیکشن آ گیا "نو پارہ گڑھ" کا سائن نظر آتے ہی غیر

اختیاری طور پر میں نے ٹرن لیا اور رالز پچاس میل کی رفتار سے اڑی جا رہی تھی۔ میں ایک بار پھر اپنی مرضی کے خلاف خطرناک وادیوں میں داخل ہو رہا تھا اور مطمئن تھا کہ دل و دماغ کی ختم نہ ہونے والی کشمکش سے تو نجات ملی۔

پینتالیس اور پچاس میل کی رفتار سے ڈرائیو کرتا ہوا میں دھرم شالہ کے قریب پہنچا تو سوا چھ بجے تھے' سورج غروب ہونے والا تھا۔ میں نے انجن بند کر دیا اور ہولسٹر کندھے پر ڈال کر گاڑی سے نیچے اترا۔ دھرم شالہ کے کنویں پر جا کر پانی پیا اور سگریٹ سلگاتا ہوا گاڑی کے قریب آ کر ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں سورج غروب ہو گیا اور تاریکی چھا گئی۔ یہاں سڑک پر روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور آہستہ آہستہ شہر کی طرف چلنے لگا۔ شہر کے جنوبی دروازے سے سو قدم کے فاصلے پر پہنچ کر گاڑی روک کر بیک کر کے دو تین ٹرن لئے اور شہر سے مخالف سمت میں رخ تبدیل کر کے انجن بند کر دیا۔ مجھے یہاں کھڑے ہوئے بمشکل دس منٹ گزرے ہوں گے کہ شہر کی طرف سے ایک کار کے ہیڈ لیمپس کی روشنی سے سڑک دور تک جگمگا اٹھی۔ میں نے پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے سوئچ آن کر کے سیلف اسٹارٹر پر پیر رکھا۔ انجن اسٹارٹ ہو گیا۔ اسی وقت آنے والی گاڑی رالز کے برابر پہنچ کر ایک جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔ میں نے گیئر لگاتے لگاتے رک کر دائیں طرف نظر ڈالی۔ یہ پیکارڈ نہ تھی۔ وہیل پر سروج بیٹھی ہوئی تھی---- نگاہیں ملتے ہی اس نے دبی آواز میں کہا۔ "یور ایکسی لنسی" میری زبان سے بے اختیار نکل گیا۔ "سروج۔"

○

سروج نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور کار آگے بڑھائی۔ میں نے اپنی حیرت پر قابو پا کر پیچھے کی طرف نظر ڈالتے ہوئے گیئر لگایا اور گاڑی آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ اس نے اسپیڈ بڑھائی اور دو میل تک تیزی سے چلنے کے بعد رفتار کم کر کے کھڑکی سے سر نکال کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ اس وقت ہمارے درمیان سو فٹ کے قریب فاصلہ تھا۔ میں نے ایکسی لریٹر پر ہلکا سا دباؤ ڈالا اور چند سکنڈ میں اس کے برابر پہنچ گیا۔ اس نے بیک ویو مرر پر نظر ڈالتے ہوئے میری طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "کرن---- تم کل کیوں نہیں پہنچے میں ساڑھے آٹھ بجے تک تمہارا انتظار کرتی رہی۔

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "مجھے افسوس ہے یور ایکسی لنسی---- کل میں یہاں سے آٹھ سو میل کے فاصلہ پر تھا---- کسی طرح نہ پہنچ سکا---- زحمت کی معافی چاہتا ہوں۔" اس نے پھر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "غیروں کی طرح بات نہ کرو کرن---- میں شکایت نہیں کر رہی۔"

میں نے کہا۔ "شکریہ---- لیکن اب یہ بتایئے ہم کس جگہ اطمینان سے بات کر سکتے ہیں؟" وہ سوچنے لگی۔ دو تین فرلانگ جانے کے بعد بولی۔ "گاڑی پیچھے کر لو کرن اور دو تین سو گز کے فاصلے سے میری گاڑی کے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔"

میں نے اسپیڈ کم کر کے اس کو آگے نکلنے دیا۔ وہ اسپیڈ بڑھاتی رہی۔ میں اس کے پیچھے اسی رفتار سے چلتا رہا۔ دھرم شالہ سے کچھ پہلے اس نے دائیں طرف ٹرن لیا اور ایک ڈیڑھ میل جانے کے بعد گاڑی سڑک سے اتار کے درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان پہنچ کر رک گئی۔ میں نے اس کے قریب پہنچ کر انجن بند کر کے دروازہ کھول دیا۔ اس نے گاڑی سے اتر کے دروازہ بند کیا اور دوسرے لمحے میری بانہوں میں تھی۔ سرتاپا نیاز' مجسم خود سپردگی' الفاظ سسکیوں میں ڈھلتے رہے۔ دھڑکنیں بڑھتی رہیں۔ شدت جذبات نے دونوں کو مہر بلب کر دیا۔ مہینوں کی بیوگی کے احساس کے بعد خلاف توقع سہاگ کا خمار اس پر مدہوشی طاری کئے ہوئے تھا۔ حالات کے طبعی اصولوں سے بے نیاز ہو کر وہ میری وارفتگی کا شکار ہوتی رہی۔ اس کے اطمینان کے لئے یہ احساس کافی تھا کہ محبت کے مرتب کردہ نقوش کی موجودگی میں کوئی تازہ نقش مرتسم ہونے کا اندیشہ نہیں---- ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر فضائے بسیط میں دور دور تک روشنی کی لکیریں چھوڑتے رہے۔ جنگل کی تاریک وادیاں

جگمگاتی رہیں اور پھر دفعتاً" ایک کوندا سا لپکا۔ دماغ کا گوشہ گوشہ منور ہو گیا اور زندگی کی ٹھوس حقیقتیں سامنے آنے لگیں۔ ہم نے باغ ارم کی وادیوں کے بجائے اپنے آپ کو سنسان جنگل میں محسوس کیا اور ڈیش بورڈ لیمپ کی سرخ روشنی میں ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔ آخر اس نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ "یہ تو بتاؤ کرن تم رہتے کہاں ہو اب؟"

"بمبئی۔" میں نے کہا "لیکن اتنا اہم مسئلہ نہیں ہے ڈیئر میں جہاں بھی ہوں گا' تمہارے پاس آتا رہوں گا۔ بشرطیکہ یہاں میرے قیام کا انتظام ہو سکے۔" وہ سوچ میں پڑ گئی۔ میں نے اس کو پریشان دیکھ کر کہا۔ "چھوڑو ڈیئر--- یہ بتاؤ گجراج کے حادثے کے متعلق تمہارے خاندان والوں میں کیا تاثرات پائے جاتے ہیں؟"

اس نے ٹھنڈا سانس لے کر کہا۔ "اجیتا دیوی کے سوا سبھی اس کو حادثہ سمجھتے ہیں--- عام تاثر یہ ہے کہ میرا بیاہ کسی ایسی اشبھ گھڑی میں ہوا کہ ایک سال بھی نہ ہونے پایا تھا کہ راج محل میں دو راج کماریاں ودھوا ہو گئیں۔"

"یہ کس حد تک صحیح ہے--- یہ تو تم بھی جانتی ہو--- لیکن اجیتا کا خیال سب سے مختلف کیوں ہے؟"

"اس لئے کہ ان کو معلوم ہے وہ تمہارے پیچھے گئے تھے--- گو انہوں نے میرے سوا کسی سے اس کا ذکر نہیں کیا--- تمہیں ان سے مل کر انہیں یقین دلانا چاہئے کہ--- وہ ایک حادثہ ہی تھا۔"

"حادثہ بھی اگر تھا تو اس کی وجہ تو میں ہی تھا ڈیئر--- میں ان سے شرمندہ ہوں۔"

"شرمندگی تمہیں ان سے منہ چھپانے کے لئے معقول وجہ نہیں ہے کرن--- انہوں نے تمہارے لئے بہت بڑا بلیدان دیا ہے--- مجھے خوشی ہو گی اگر تم ان کے آنسو پونچھنے کی کوشش کرو۔"

"میں ان کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہوں پرنتا--- لیکن--- کیسے--- کہاں؟"

"یہاں سے نو میل کے فاصلے پر برٹش حدود میں ایک ریلوے اسٹیشن ہے۔ تم وہاں پہنچ کر ویٹنگ روم میں ہمارا انتظار کرو--- میں ایک گھنٹے میں ان کو لے کر تمہارے پاس پہنچ سکتی ہوں--- او کے۔"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "آج تمہارا باہر نکلنا مشکل ہے میں نے ولاس پور کی ایک کار کو راج محل میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔" وہ خاموش ہو گئی۔ ایک لمحے بعد سنبھل کر کہنے لگی۔ "کرن پھر تو مجھے بھی پہنچنا چاہئے--- ہو سکتا ہے مہارانی یا راجکماریاں آئی ہوں--- تم نے دیکھا نہیں اندر کون تھا؟"

"اس گاڑی میں اندر کچھ نظر نہیں آتا ڈیئر۔" میں نے جواب دیا۔

وہ شیشے میں اپنا عکس دیکھ کر بالوں پر ہاتھ پھراتی ہوئی کہنے لگی۔ "بہرکیف تم اسٹیشن چلے جاؤ کرن' وہاں تمہارے قیام کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ خاصا درمیانہ درجے کا اسٹیشن ہے۔ ریفرشمنٹ روم بھی ہے۔ ہم اگر آج رات نہ آ سکے تو کل کسی بھی وقت تمہارے پاس ہوں گے--- اچھا اجازت؟"

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس نے دروازہ کھولا اور میرا منہ چوم کر باہر نکل گئی۔ میں اس کو گاڑی بیک کر کے سڑک پر اور ٹرن لے کر تیزی سے شہر کی طرف جاتے دیکھتا رہا۔ سگریٹ سلگایا اور چند کش لے کر گھڑی کی طرف دیکھا۔ آٹھ بج چکے تھے۔ میں نے بسکٹوں کا پیکٹ نکال کر گاڑی میں بیٹھے بیٹھے تھوڑے بسکٹ کھائے۔ تھرماس سے ایک گلاس چائے نکال کر پی اور گاڑی اسٹارٹ کر کے شہر کی طرف چل دیا۔ آکٹرائے پوسٹ پر وہی کلرک موجود تھا۔ میں نے گاڑی کو بریک لگا کر اسے "ہیلو" کہا۔ اس نے مسکرا کر سلام کیا اور تیزی سے قریب آ کر مزاج پوچھا۔ میں نے مسکرا کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "میں ابھی تمہارے لئے سفارش نہیں کر سکا لیکن اس مرتبہ ضرور کر کے جاؤں گا۔"

اس نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "بہت مہربانی صاحب بہادر ہم تو آپ کو دیکھ کر ہی اتنا خوش ہوتے ہی جیسے کوئی ریاست مل گئی۔" میں نے اس کو سگریٹ دیتے ہوئے کہا۔ "دوست ہمیشہ مل کر خوش ہوتے ہیں میں پھر ملوں گا--- اور اس وقت تم بہتر حالات میں ہو گے---" وہ ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "صاحب چائے پی کر جاتے تو مجھے بڑی خوشی ہوتی۔"

میں نے دس روپے کا نوٹ نکال کر اس کو دیتے ہوئے کہا--- "میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں لیکن چائے کے بجائے کسی اچھے سے ہوٹل سے کھانا منگاؤ' میں گاڑی میں پٹرول ڈلوا کر واپس آتا ہوں۔"

اس نے دفتر کی طرف دیکھ کر ایک آدمی کو اشارے سے اپنے پاس بلایا۔ میں نے "او کے" کہہ کر گیئر لگایا اور شہر کی طرف چل دیا۔

اس وقت بازار میں خوب چہل پہل تھی۔ شہر کی باقاعدگی' عمارتوں اور دکانوں کی خوبصورتی اور سڑکوں پر روشنی کے اعلیٰ انتظام سے ریاست کے تمول کا اظہار ہوتا تھا۔ میں آہستہ آہستہ گاڑی چلاتا ہوا پٹرول پمپ پر پہنچا۔ گاڑی رکتے ہی ایک شخص نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ میں نے پیچھے کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ٹینک فل کر دو۔"

پمپ والے کو پے منٹ کر کے میں نے بازار کا چکر لگایا۔ سگریٹ وغیرہ خریدے اور آکٹرائے پوسٹ پر پہنچ کر ایک درخت کے نیچے گاڑی کھڑی کر کے دفتر میں آیا۔ میز پر

کھانے کی ٹرے رکھی ہوئی تھی۔ کلرک مجھے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے باہر نکل گیا اور دروازہ بند کر دیا۔ میں نے ٹرے کا خوان پوش اٹھانے سے پہلے ریسیور اٹھایا اور اجیتا کا نمبر ڈائل کر کے گھنٹی بجنے کی آواز سننے لگا۔ پانچویں رنگ پر ریسیور اٹھایا گیا اور آواز آئی۔ "ہیلو کون؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "بوجھو تو جانیں۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا میں نے اکتا کر کہا۔ "کیا تم اجیتا نہیں ہو؟"

بولی۔ "ہوں----"

ٹیلی فون میں آواز صاف نہیں پہچانی جا رہی تھی۔ صرف اتنا سمجھ میں آ رہا تھا کہ آواز زنانہ تھی لیکن وہ اجیتا کے علاوہ کسی اور عورت کی بھی ہو سکتی تھی۔ میں نے "ہوں ہاں" کے جواب کو مشکوک سمجھ کر انگریزی میں کہا۔ "اجیتا کیا تم میری آواز بھی پہچاننا بھول گئیں۔" جواب ملا---- "نہیں ڈیئر پہچان گئی بتاؤ کہاں ملو گے؟"

میں نے اس سوال سے مطمئن ہو کر کہا۔ "ریلوے اسٹیشن----" اس نے "او کے" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ مجھے اس اختصار پر تعجب تو ہوا لیکن اس خیال سے زیادہ اہمیت نہ دی کہ تھوڑی دیر میں سروج اس کو سب کچھ تفصیل سے بتا دے گی اور وہ کسی نہ کسی وقت اسٹیشن ضرور پہنچے گی۔" ریسیور ہک پر لٹکایا اور بیٹھ کر کھانا کھانا شروع کر دیا۔ آکڑائے کلرک نے برہمن ہونے کے باوجود میرے لئے کھانا کسی اسلامی ہوٹل سے منگایا تھا۔ مجھے خوشی ہوئی کہ اس کے نزدیک ہندوستانی کھانوں میں صرف مسلمانوں کا کھانا ہی اس قابل تھا جو مغربی کھانے دستیاب نہ ہونے کی صورت میں انگریزوں کو پیش کیا جا سکے---- میں چاہتا تھا وہ میرے متعلق غلط فہمی میں مبتلا رہے۔ کھانا کھانے کے بعد میں نے کافی منگوائی اور اطمینان سے پیتا رہا۔

دس بجے کے قریب جب کھانے سے فارغ ہو کر نکلا تو دروازے کے سامنے پہنچ کر ایک مضبوط تن و توش کا ایک ادھیڑ عمر آدمی جو سفید شرٹ اور خاکی پتلون پہنے ہوئے تھا مجھے دیکھ کر تعظیماً" اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے کلرک کا شکریہ ادا کیا اور برآمدے سے اتر کے چلنے لگا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر چند نوٹ نکالے اور کہنے لگا۔ "صاحب بہادر یہ سات روپے آٹھ آنے باقی بچے ہیں۔" میں نے اس کے رخسار پر ہلکا سا ہاتھ مار کر کہا۔ "اپنے پاس رکھو---- تم میرے کیشیر ہو۔"

اس نے نوٹ جیب میں ڈال کر خاکی پتلون والے کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "کپتان صاحب بہادر آپ کا قیام تو ریزیڈنسی میں ہی ہے نا؟"

میں نے اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھولا۔ کلرک نے رخصتی سلام کیا۔ میں نے گاڑی میں سوار ہوتے ہوئے دفتر کی طرف نظر ڈالی۔ خاکی پتلون والا اندر

جا چکا تھا۔ گاڑی اسٹارٹ ہوتے ہی کلرک نے پھر سلام کیا۔ میں اس کو جواب دیتا ہوا بازار کی طرف روانہ ہو گیا۔ شہر سے چھ سات میل جانے کے بعد اسٹیشن کی طرف متعدد تانگے، بگھیاں اور موٹریں شہر کی طرف آتی ہوئی ملیں اور اسٹیشن تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ راستے میں کئی دیہات اور قصبے آئے جو سڑک سے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر واقع تھے۔ صرف ایک قصبہ ایسا تھا جس کے درمیان ہو کر سڑک گزرتی تھی۔ یہاں ابھی تک ہوٹل وغیرہ کھلے ہوئے تھے۔ سڑک پر روشنی کا کوئی خاص انتظام نہ تھا۔ میں گیارہ بجے کے قریب اسٹیشن پہنچا تو تمام مسافر جا چکے تھے اور اسٹیشن پر ریلوے اسٹاف اور اسٹال کے گنے چنے آدمیوں کے سوا کوئی نہ تھا۔ مسافر خانے اور پلیٹ فارم کے سوا گرد و پیش کی روشنیاں گل ہو چکی تھیں۔ بحیثیت مجموعی قرون وسطے کی کارواں سرائے جیسا ماحول طاری تھا۔ میں نے ایک کونے میں گاڑی روک کر دروازے لاک کئے اور ادھر ادھر نگاہ دوڑائی---- ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ فرسٹ سیکنڈ کلاس گیٹ کے برآمدے میں سیڑھیوں کے اوپر ایک ہلکا سا بلب روشن تھا۔ میں اسی طرف چلنے لگا۔ سیڑھیوں پر ہی ایک صاحب جو بریچز بند گلے کا ہاف کوٹ اور جودھپوری صافہ باندھے کندھے پر پستول ہولسٹر ڈالے کھڑے تھے، ملاقات ہوئی۔ انہوں نے برآمدے میں پہنچتے پہنچتے غور سے میری طرف دیکھا اور منہ سے پائپ نکالتے ہوئے کہا۔ "گڈ ایوننگ آفیسر---- تم ہاموا گڑھ سے آ رہے ہو؟"

میں نے چلتے چلتے کر کہا۔ "دیٹس رائٹ۔"

وہ بولے۔ "شہر سے---- یا برٹش کیمپ سے؟"

میں نے ان کے چہرے پر نظر ڈال کر چلتے ہوئے کہا---- "دونوں جگہ سے---- فرمایئے آپ کون سی جگہ سے دلچسپی رکھتے ہیں؟"

وہ میرے ساتھ چلتے ہوئے کہنے لگے۔ "میری گاڑی شہر سے آنے والی تھی----"

میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "راج محل سے۔"

وہ بولے۔ "نہیں---- میں شہر میں رہتا ہوں---- اٹولہ گارڈن میں---- برج کے پاس---- میرا خیال تھا شاید آپ کو راستے میں کوئی کار----" میں نے نفی میں سر ہلایا اور ویٹنگ روم کی طرف چلنے لگا۔ وہ بھی میرے ساتھ لگے ہوئے تھے۔

ویٹنگ روم کے دروازے پر ایک عورت اور دو لڑکیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ ایک لڑکی نے آگے بڑھ کر میرے ہمراہی سے کہا۔ "ڈیڈی گاڑی آئی؟" اس نے نفی میں گردن ہلا کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ میری نظریں دروازے میں کھڑی ہوئی دوسری لڑکی پر جم کر رہ گئیں۔ وہ حسن و شباب کا شاہکار تھی۔ ہلکی روشنی میں اس کے شفق رنگ رخسار شعلوں کی طرح دہکتے نظر آ رہے تھے۔ اس نے نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ ایک ہلکا سا تبسم اس کے ہونٹوں پر ابھرا اور مجھے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ دوسرے لمحے وہ اپنے ڈیڈی کی

طرف مخاطب ہو گئی۔ "تو کیا تمام رات ہمیں یہیں ٹھہرنا ہو گا ڈیڈی ----" اس نے کہا۔
میں نے پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ نے اپنے پہنچنے کی اطلاع نہیں دی تھی کیا؟"

اس نے لڑکی کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں ---- اور یہاں پہنچ کر خیال آیا کہ ہم اپنے پروگرام سے ایک روز پہلے پہنچ گئے۔ میں "اوہ" کہہ کر اسٹیشن ماسٹر سے اپنے قیام کا انتظام کرانے کے لئے آفس کی طرف چل دیا۔ وہ تینوں وہیں کھڑے میری طرف دیکھتے رہے۔

"یہ کون ہے ڈیڈی؟" میں نے چلتے چلتے کسی کو کہتے سنا ڈیڈی نے کیا جواب دیا یہ نہ سن سکا۔

"ڈی ---- ایس ---- ایم اپنے دفتر کی میز پر بستر پھیلا کر سونے کی تیاری کر رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر بری طرح گھبرا گیا۔ بوکھلا کر کہنے لگا۔ "وہاٹ کین آئی ڈو فار یو گڈ ایوننگ کیپٹن سر۔"

میں نے اس کی گھبراہٹ کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "گڈ ایوننگ ---- مجھے صبح تک یہیں ٹھہرنا ہے ---- ویٹنگ روم میں ایک فیملی ہے ---- میرے لئے ----" وہ میرا جملہ ختم ہونے سے پہلے دروازے کی طرف چلتے ہوئے کہنے لگا۔ "آیئے جناب' میں لیڈیز ویٹنگ روم کھلوا دیتا ہوں۔" میں اس کے ساتھ باہر نکل کر پلیٹ فارم پر چلنے لگا۔ اس نے آگے بڑھ کر ویٹنگ روم کے دروازے پر ٹارچ سے لائٹ ڈالی اور دروازہ اندر سے بند دیکھ کر بڑبڑایا۔ "اوہ میں بھول گیا تھا ---- اس میں تو شام سے دو لیڈیاں ----"

میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "پھر؟"

وہ پلٹ کر دفتر کی طرف دیکھنے لگا ---- کچھ سوچ کر بولا۔ "سر اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو کسی دفتر میں انتظام کرا دوں؟"

میں نے کہا۔ "نہیں ---- آپ صرف ایک آرام چیئر باہر نکلوا دیں میں ویٹنگ روم کے سامنے چند گھنٹے گزار سکتا ہوں۔"

اس نے چند قدم بڑھ کر جینٹس ویٹنگ روم میں جھانکا اور کواڑ تھپتھپایا۔ میں ٹہلتا ٹہلتا اس کے قریب پہنچ کر دروازے کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔ وہی صاحب دروازے میں نمودار ہوئے۔ ایس۔ ایم۔ نے کہا۔ "دربار تکلیف فرمایئے ---- ذرا آرام کرسی باہر نکلوانی ہے ایک فوجی افسر ----" جملہ ختم ہونے سے پہلے انہوں نے دروازے سے باہر نکل کر میری طرف دیکھا ----۔ میں نے مسکرا کر کہا ---- زحمت معاف کیجئے گا شریمان ---- دوسرا ویٹنگ روم بھی رکا ہوا ہے۔"

انہوں نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور بولے۔ "آیئے ---- یہیں تشریف رکھئے

چند گھنٹے ہی تو گزارنے ہیں۔" میں نے کہا۔ "یہ مناسب نہیں ہے شریمان ----" انہوں نے آگے بڑھ کر کہا۔ "سفر میں اتنا نا مناسب بھی نہیں ---- آیئے۔"

اسٹیشن ماسٹر نے کہا۔ "کیپٹن صاحب کوئی مضائقہ نہیں۔" میں او کے کہہ کر دروازے میں داخل ہو گیا۔ اس نے گڈ نائٹ کہا اور جان چھڑا کر دفتر کی طرف چل دیا۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ ان کی شریمتی اور دونوں لڑکیاں کسمسا کر رہ گئیں۔ "میرا نام ہشیشر سنگھ ہے۔" انہوں نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ میں نے ان سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے پیرنسلی کہتے ہیں ----"

انہوں نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ "میں آرام کرسی چھوڑ کر دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ کسی قدر تکلف کے بعد وہ آرام کرسی پر بیٹھ گئے اور کہنے لگے۔ "کیپٹن شاید آپ ہنسیں گے۔ مجھے آپ کا نام سن کر تعجب ہوا ---- میری بڑی لڑکی ---- یہ ----" انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ میں نے گردن گھما کر دیکھا ---- وہ مسکرا دی ---- میں نے پھر اپنی نبضیں ساقط ہوتی ہوئی محسوس کیں۔ دل دو تین درمیانی دھڑکنیں فراموش کر کے کمی پوری کرنے کے لئے دھڑکنے کے بجائے چھلانگیں لگا رہا تھا ---- میں نے اپنی اندرونی کیفیت چھپاتے ہوئے کہا۔ "جی شریمان۔" قہقہہ لگاتے ہوئے بولے۔ "یہ وثوق کے ساتھ کہتی ہے ---- آپ راجکمار رشی کرن جی ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہشیشو جی ---- پھر تو سچ ہی کہہ رہی ہو نگی۔"

لڑکی نے کہا۔ "ڈیڈی ---- وہی آواز وہی شکل و صورت وہی قدوقامت ---- آپ یقین کیجئے میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے ---- اور ایک بار نہیں کئی بار دیکھا ہے۔"

میں نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "کب کہاں مسی؟"

اس نے براہ راست مجھ سے مخاطب ہو کر کہا ---- "راج محل میں ---- آپ کی شادی کے وقت راجکمار۔"

میں نے قہقہہ لگا کر ہشیشر سنگھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ---- "خوب ----"
لڑکی نے برجستہ کہا۔ "بلکہ بہت ہی خوب۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "تھینک یو ویری مچ مسی ---- مجھے آپ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ آپ نے مجھے فوجی افسر سے راجکمار غیر شادی شدہ سے شادی شدہ اور کرسچین سے راجپوت بنا دیا۔ اب اگر یہ بھی بتا دیں کہ کس ریاست کا راجکمار ہوں تو یقین فرمایئے میری آدھی ریاست آپ کی ہو گی۔"

لڑکی نے جھینپ کر سر جھکا لیا ---- ہشیشر سنگھ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ وہ آدھی ریاست کا مفہوم سمجھنے سے قاصر نہ تھے۔ میرا مقصد بھی ان کو ناراض کر کے اپنا پیچھا چھڑانا

تھا لیکن وہ پی کر رہ گئے اور خود پر قابو پاتے ہوئے بولے۔ "اس کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔"
"کیپٹن---- جس رشی کرن کا یہ ذکر کر رہی ہے اس کو سورگ باشی ہوئے کئی مہینے ہو چکے ہیں----"
میں نے کہا۔ "پھر یقیناً وہ مجھ سے شکل و صورت میں مشابہت رکھتا ہو گا ورنہ مس کو غلط فہمی نہ ہوتی۔"
لڑکی نے کہا۔ "او کے کیپٹن---- ایک بات بتایئے۔"
بشیشر سنگھ نے اس کی بات کاٹی---- "چھوڑو سریکھا بحث نہیں کیا کرتے---- اور اس وقت تو تم ناممکن کو ممکن ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔"
اس نے مسکرا کر کہا۔ "او کے ڈیڈی---- میں اپنی ہار مانتی ہوں---- گو----"
"پھر وہی بات۔" انہوں نے کہا---- وہ خاموش ہو گئی لیکن اس کی ذہانت نے مجھے ذہنی پریشانی میں مبتلا کر دیا۔
میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر بشیشر سنگھ کو پیش کیا۔ انہوں نے شکریہ ادا کر کے میز سے پائپ اٹھا لیا۔ میں نے ان کو لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا اور خاموشی سے پینے لگا۔ دھواں نکالتے ہوئے کنکھیوں سے سریکھا کی طرف دیکھا تو وہ میری طرف دیکھ رہی تھی نگاہیں ملتے ہی مسکرا دی۔ میں پھر سگریٹ کی طرف متوجہ ہو گیا اور آنکھیں بند کر کے کش لگانے لگا۔ یہ اتفاقیہ ملاقات میرے لئے بہت بڑا مسئلہ بن گئی تھی۔ سریکھا بری طرح میرے دل و دماغ پر چھائی ہوئی تھی اس کی صورت سکون جاں تھی۔ دل چاہتا تھا وہ ہمیشہ نظروں کے سامنے رہے لیکن اس کی ذہانت ہوش ربا تھی---- عقل کا تقاضا تھا کہ اس سے فرار اختیار کیا جائے۔ میں ایک عجیب کشمکش میں مبتلا تھا---- سوچ رہا تھا کاش وہ اتنی ذہین نہ ہوتی---- یا پھر اتنی حسین نہ ہوتی۔ وہ کلیجے سے لگا لینے کے قابل تھی---- لیکن ایسے کلیجے سے جو جسم سے چار چھ فرلانگ ہٹ کر واقع ہوا ہو---- کم از کم میرے حالات' اس کی معلومات عامہ کی روشنی میں اس سے' کم فاصلے کے متحمل نہیں تھے۔ دفعتاً بشیشر سنگھ جی کے ایک خراٹے نے چونکا دیا اور میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ وہ بائیں ہاتھ میں پائپ تھامے' کہنی کرسی کے بازو پر رکھے بے خبر سو رہے تھے۔ میں نے سگریٹ پیپر سے مسلتے ہوئے سریکھا کی طرف دیکھا' وہ ابھی تک جاگ رہی تھی۔ نگاہیں ملتے ہی اس نے ماں کی طرف دیکھ کر انگڑائی لی۔ اس کے بھرپور سینے کا مدوجزر تمام بندشیں توڑ ڈالنے کو مچل رہا تھا۔ مجھے زمین لرزتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ اس نے مسکرا کر جھٹکے سے دونوں ہاتھ نیچے گرا دیئے---- شاید وہ میری بے چینی کو مجھ سے زیادہ سمجھ سکتی تھی۔ میں مزید چوٹ کھانے کی تاب نہ پا کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے چہرے پر آخری نظر ڈالتا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ تمام پلیٹ فارم خالی پڑے تھے۔ برائے نام روشنی میں

بنچوں پر کہیں کہیں قلی اور خوانچے والے پڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ تیسرے درجے کا مسافر خانہ بھی جیتے جاگتے انسانوں کے بجائے اکا دکا چادروں اور کمبلوں میں لپٹے ہوئے بنڈل نما انسانوں کا گودام تھا۔ تھوڑی دیر پلیٹ فارم پر چہل قدمی کرنے کے بعد میں نے سگریٹ سلگایا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا گیٹ پر پہنچ کر رکا۔ دیا سلائی جلا کر رسٹ واچ پر نظر ڈالی تو دو بجنے میں چند منٹ باقی تھے' میں کار میں جا کر آرام کرنے کے خیال سے برآمدے میں داخل ہوا۔
ابھی سیڑھیوں تک نہیں پہنچنے پایا تھا کہ پیچھے سے آواز آئی۔ "کیپٹن!"
میں نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا۔ تین قدم کے فاصلے پر سریکھا کھڑی ہوئی تھی۔ میں حیرت زدہ ہو کر اس کا منہ تکنے لگا---- وہ اس مدہم سی روشنی میں بھی اتنی ہی حسین نظر آ رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ خود مرکز انوار ہے۔ "سریکھا!" آخر میں نے سنبھل کر کہا "یہ کیا؟"
مسکرا کر کہنے لگی۔ "تم کہاں جا رہے ہو کرن؟"
میں نے پھر ایک جھٹکا سا محسوس کیا۔ وہ مجھے کرن کے سوا کچھ ماننے پر تیار نہ تھی۔ مجھے خاموش دیکھ کر آگے بڑھتے ہوئے بولی۔ "نہیں بتانا چاہتے؟" میں نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ "سریکھا تمہیں مجھ پر رحم نہیں آتا۔"
"آتا ہے----" اس نے کہا---- "اتنا کہ کیا بتاؤں کرن---- میں نہیں بتا سکتی جب تک کہ تم تسلیم نہ کر لو کہ واقعی کرن ہو۔"
میں نے کہا۔ "تسلیم کرتا ہوں---- اب پلیز واپس جاؤ---- تمہارے ڈیڈی جاگ اٹھے تو----"
وہ بولی۔ "وہ نہیں جاگیں گے---- اچھا تو تم کرن ہو نا؟ اگر واقعی ہو تو اپنی پتنی کا نام بتاؤ۔" میں نے سیڑھیوں کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "آؤ بتاتا ہوں۔"
اس نے بغیر جھجکے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں نے اپنے تمام جسم میں سنسنی دوڑتی محسوس کی اور رکتے ہوئے کہا۔ "سریکھا پلیز۔"
وہ بولی "تو یہیں بتاؤ نا؟" میں نے آہستگی سے ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔ "تم بے وقوفی کی حد تک دلیر ہو سریکھا---- میں نہیں سمجھتا دنیا میں اتنی نڈر لڑکی کوئی اور بھی ہو سکتی ہے۔" مسکرا کر کہنے لگی۔ "یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے کرن۔"
میں نے کار کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "جواب وہاں دیا جا سکتا ہے۔"
وہ بولی۔ "کیا میں تم پر اعتماد کر سکتی ہوں؟"
میں نے نفی میں سر ہلا دیا۔ وہ میرا منہ تکنے لگی۔ "کمال ہے کرن----" اس نے

ہنس کر کہا۔ "اچھا---- میں تم پر اعتماد کرتی ہوں۔"

"آ جاؤ پھر----" میں نے کہا۔ اس نے سیڑھیاں پھلانگنی شروع کر دیں۔ میں نے چابی نکالی اور آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھولا وہ بغیر کچھ کہے گاڑی میں سوار ہو گئی۔ میں نے وہیل پر جگہ لے کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "قسم پر یقین کرتی ہو سریکھا؟"

وہ بولی۔ "کس چیز کی قسم؟"

میں نے چابی لگا کر ڈیش بورڈ لیمپ کا سوئچ آن کرتے ہوئے کہا۔ "جس چیز کی تم کہو۔" مسکرا کر بولی۔ "میرے سر کی۔"

سرخ روشنی نے اس کے تبسم میں بجلی بھر دی۔ میں اس کی حدت میں پگھل کر رہ گیا۔ وہ مجھے عزیز ترین چیز نظر آنے لگی---- میں نے مسکرا کر کہا۔ "سریکھا میری جان تمہاری خود اعتمادی اور خودشناسی نے مجھے جیت لیا---- اب تم مجھے ایک جنبش نظر سے مٹا سکتی ہو---- بولو مٹا تو نہ دو گی۔"

"جذباتی نہ بنو---- پہلے اپنا وعدہ پورا کرو۔"

میں نے اس کے سر کو ہاتھ لگا کر کہا---- "تمہارے سر کی قسم سریکھا میں راجکمار کرن نہیں ہوں---- فوجی افسر ہوں---- بالکل یہی جو کچھ نظر آ رہا ہوں---- میرا کوئی راج محل نہیں کوئی ریاست یا خزانہ نہیں---- یہ میرا قسمیہ بیان ہے اور یہیں ختم ہوتا ہے اس کے بعد میں جو کچھ کہوں گا اس کا تعلق صرف میرے جذبات سے ہو گا---- اب بولو---- کیا کہتی ہو؟" اس نے غور سے میری طرف دیکھا---- اور کہنے لگی---- "مجھے یقین ہے تم سچ کہہ رہے ہو---- لیکن میں تمہیں کرن کے سوا کچھ نہیں مانتی۔"

میں نے کہا "نہ مانو اس سے کیا فرق پڑتا---- میں راجکمار تو نہیں بن سکتا۔"

"ہاں----" اس نے آنکھیں بند کر کے کہا۔ "لیکن کرن میں نے تمہیں شادی کی صبح اجیتا دیوی سے باتیں کرتے دیکھ کر دل میں سوچا تھا۔" وہ بولتی بولتی چپ ہو گئی اور میرے کندھے پر سر ٹکا دیا۔ میں نے تھوڑی دیر انتظار کر کے اس کو جھنجھوڑا "کیا سوچا تھا تم نے؟"

اس نے بمشکل آنکھیں کھول کر دیکھا اور خمار آلود آواز میں بولی---- "سونے دو کرن۔" اس کا سر پھر میرے کندھے پر ٹک گیا۔ وہ سچ مچ سو چکی تھی۔ میں نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا اور اس کا شانہ ہلا کر کہا "سریکھا ڈارلنگ---- کیا تم مجھے قتل کرانا چاہتی ہو؟" وہ چونک کر بولی---- "کیا----؟" میں نے کہا۔ "کچھ نہیں---- تم سو رہی ہو---- ذرا ہوش میں آؤ اور ویٹنگ روم چلو---- میں تمہارے ڈیڈی کو جگا کر تم سب کو گھر چھوڑ آؤں گا---- اٹھو جلدی کرو۔" اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں۔ اس تکلف سے کہ گویا میکدے کا در کھلا---- میں اس کی نیم باز آنکھوں میں کھو کر رہ گیا کہنے لگی----

"اچھا کرن---- تمہارا حکم----"

میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "مان گئے دیوی۔" اس نے باہر نکلنے کا اشارہ کرتے ہوئے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا "تمہارے---- دیوتاؤں کو بھی---- ماننا پڑے گا---- کرن۔" میں ہنستا ہوا گاڑی سے باہر نکل گیا۔ اس نے میری طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "مجھے بھی تو نکالو۔" میں نے اس کا ہاتھ تھام کر باہر گھسیٹا اور زمین پر پیر ٹکتے ہی چھوڑ دیا۔ وہ ہنس دی اور سیدھی ہوتی ہوئی بولی۔ "ڈرتے ہو کرن؟" میں نے جھک کر کہا۔ "ہاں دیوی---- میرے دیوتاؤں کو بھی ڈرنا پڑے گا---- نہیں کیا؟" وہ مسکرا کر گیٹ کی طرف چلتی ہوئی بولی---- "پانچ منٹ بعد آنا کرن۔"

میں اس کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا اور جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی تو گاڑی میں بیٹھ گیا۔ دروازہ بند کیا اور سگریٹ سلگا کر اس ہنگامہ خیز رات کے واقعات پر غور کرنے لگا۔ وہ جو گزر چکے تھے---- طربناک تھے' جو گزر رہے تھے خطرناک تھے اور جو گزرنے والے تھے نہ جانے کیا تھے---- سریکھا---- دیوانہ کر دینے کی حد تک حسین تھی اور اسکو پا لینا موت سے ہم آغوش ہونا اور پا کر چھوڑ دینا زندگی سے منحرف ہو جانا تھا۔ وہ دلیر بھی تھی اور جینئس بھی---- میرے لئے فرار کی تمام راہیں مسدود تھیں۔ میں اس وقت جس کار کے وہیل پر بیٹھا ہوا تھا وہ مجھے نوے میل کی رفتار سے اڑا کر سات آٹھ گھنٹوں میں بمبئی پہنچا سکتی تھی لیکن میری تمام قوتیں سلب ہو کر رہ گئی تھیں۔ میں خود کو چاروں طرف سے گھرا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ میرے ہر طرف ایک نعیم پستول تانے کھڑا تھا اور میں نعیم کا حصار توڑ کر نہیں نکل سکتا تھا۔ سگریٹ کا آخری کش لے کر باہر پھینکا اور سیٹ کی پشت گاہ پر سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔

کھڑکی کے شیشے پر ٹھک ٹھک کی آواز سن کر میں نے آنکھیں کھول دیں---- بشیشر سنگھ اپنی بیوی اور بچیوں کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے دروازہ کھولا اور رسٹ واچ پر نظر ڈالتا ہوا باہر نکلا انہوں نے مسکرا کر زحمت دینے کی معافی طلب کی---- میں نے کہا۔ "کوئی بات نہیں---- میں نے خود ہی سریکھا دیوی سے کہا تھا---- چلئے سامان رکھوایئے۔"

میں نے پچھلا دروازہ کھولا۔ دو تین قلیوں نے تین چار سوٹ کیس اٹیچی' ہولڈال اور ناشتہ دان وغیرہ اندر رکھ دیئے۔ بشیشر سنگھ نے ان کو پے منٹ کر کے رخصت کر دیا---- سریکھا نے کہا۔ "ڈیڈی پیچھے جگہ بہت کم ہے---- میں اگلی سیٹ پر کرن---- کیپٹن کے برابر بیٹھ جاتی ہوں۔"

"بیٹھ جاؤ۔" انہوں نے کہا "لیکن انہیں کرن تو نہ کہو۔"

وہ مسکرا کر "سوری" کہتی ہوئی اگلی سیٹ پر چلی گئی۔ میں نے کہا "کوئی بات نہیں

شریمان--- مجھے خوشی ہے کہ انہوں نے مجھے راجکمار بنا دیا۔ میں آپ کے آنے سے پہلے خواب بھی کچھ ایسے ہی دیکھ رہا تھا۔" وہ ہنس کر گاڑی میں داخل ہو گئے اور سمٹ سمٹا کر ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ میں نے دروازہ بند کر کے گاڑی اسٹارٹ کی اور طویل چکر کاٹ کر سڑک پر آتے ہی سگریٹ سلگایا۔ شریمان نے خود کلامی کے لہجے میں کہا۔"سواری نہ ہو تو دس میل کا فاصلہ بھی کتنا بڑا فاصلہ ہو جاتا ہے۔ میں نے ٹوپ گیئر لگاتے ہوئے کہا۔ "جی دراصل مجھے ذرا پہلے یہ خیال نہیں آیا۔"

وہ بولے۔ "کیپٹن یہ آپ نے ہمارے لئے بہت بڑی زحمت گوارا کی ہے--- میں آپ کا بے حد ممنون ہوں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ مجھے شرمندہ نہ کیجئے--- یہ کوئی زحمت نہیں ہے--- مجھے کہیں جانا تو ہے نہیں ایک دوست آنے والا ہے--- وہ رات کی ٹرین سے نہیں پہنچ سکا--- صبح کی ٹرین سے آ جائے گا--- کس وقت پہنچتی ہے گاڑی---؟"

وہ بولے "پونے سات بجے؟" میں نے کہا۔ "اوہ ابھی تو چار گھنٹے ہیں--- پندرہ بیس منٹ کا راستہ ہے--- میں آپ کو چھوڑ کر چار بجے سے پہلے پھر اسٹیشن پہنچ سکتا ہوں۔" سریکھا نے گردن گھما کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یقیناً" اس کے لہجے میں استہزا کا عنصر نمایاں تھا۔ بشیشر سنگھ نے کہا۔ "اتنی جلدی تو ہم نہیں آنے دیں گے کیپٹن۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میں آپ کو اپنی مجبوریاں بتاؤں گا تو آپ یقیناً مان جائیں گے۔"

"دیکھ لیں گے کیپٹن--- بھئی---"

"جی؟" میں نے ان کو چپ ہوتے دیکھ کر کہا۔

"بھئی--- برا نہ مان جانا کیپٹن--- اس لڑکی نے جو تمہارے برابر براجمان ہے---" وہ پھر رک گئے۔ میں نے سریکھا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "سریکھا دیوی---"

وہ بولے--- "ہاں اس کی ضد نے مجھے تمہارے متعلق سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔" میں گردن گھما کر ان پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "یہ میری عزت افزائی ہے شریمان۔"

"یہ آپ کی گاڑی رالز ہے نا؟"

میں نے بناوٹی قہقہہ لگایا۔ "ہے تو جناب--- لیکن میری نہیں ڈیڈی کی ہے--- میں تو دس ہزار کی شورلے بھی نہیں خرید سکتا۔" سریکھا نے کہا۔ "تم اچھے جھوٹ بولنے والے نہیں ہو کرن--- آئم سوری کیپٹن۔" بشیشر سنگھ نے ہنس کر کہا۔ برا نہ مان جانا کیپٹن--- اسے معلوم نہیں انگریزی سوسائٹی میں کسی کو جھوٹا کہہ دینا بہت

بڑی گالی ہے۔"

میں نے ان کی معذرت کو نظرانداز کرتے ہوئے سریکھا کی طرف دیکھا۔ تھوڑی دیر میں ان کا شہر آ گیا۔ بشیشر سنگھ جی نے رہنمائی کی اور چند منٹ میں ہم ان کی حویلی کے مین گیٹ پر پہنچ گئے۔ گاڑی کی ہیڈ لائٹس کو دیکھ کر گیٹ پر موجود پہرے دار اٹینشن ہو گیا۔ میں گاڑی کو حویلی میں اندر بڑھا لے گیا۔ اندر وسیع و عریض لان اور باغیچے کے درمیان سڑک سے گزرتے ہوئے حویلی ایک جدید طرز کی کوٹھی نظر آنے لگی۔ بشیشر سنگھ یقیناً ریاست کی کوئی اہم شخصیت تھا۔ میں نے پورچ میں پہنچ کر گاڑی کھڑی کر دی اور دروازہ کھول کر باہر نکلنے لگا۔ سریکھا نے سوئچ آف کر کے چابی میرے ہاتھ میں تھما دی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "یہ کیوں؟"

بولی "باہر نکلئے کیپٹن' اب میں تمہارا وہ نام نہیں لونگی۔" میں اس سے الجھنے کے بجائے پھسل کر باہر نکل گیا اور پچھلا دروازہ کھولا اس کی والدہ اور بہن سامان کے انبار سے بچتی ہوئی باہر نکل کر کھڑی ہو گئیں اسی وقت دربان اور بشیشر سنگھ پہنچ گئے اور سامان نکالنے لگے میں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "اچھا شریمان اب اجازت چاہوں گا۔"

انہوں نے جواباً" ہاتھ جوڑ کر کہا "کیپٹن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ ہم پر اتنا بڑا احسان کر کے ہمارے گھر کو پاون کئے بغیر چلے جائیں۔" میں نے کہا۔"شریمان میرا وعدہ ہے کہ آپ کی خدمت میں پھر کبھی حاضر ہوں گا--- اس وقت آپ آرام فرمائیں۔"

انکی دھرم پتنی نے کہا۔ "کپتان بیٹے--- یہ تو ہماری روایت کے خلاف ہے کہ تم پہلی بار ہمارے گھر آئے اور ہم تمہیں جل پان کئے بغیر جانے دیں۔" میں نے سر جھکا دیا۔ انہوں نے میرے بازو کو ہاتھ لگا کر چلتے ہوئے کہا۔ "جیتے رہو بیٹے تم نے میرا مان رکھا۔"

ڈرائنگ روم کسی راج محل سے کم نہ تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی انہوں نے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور سب بیٹھ گئے۔ اندر سے دو تین نوکرانیاں نکل کر آئیں۔ ایک نوکر اور دربان سامان اٹھا کر اندر لے گئے۔ بشیشر سنگھ نے ایک لڑکی کو سگریٹ لانے کا اشارہ کیا۔ دوسری کو چائے تیار کر کے لانے کو کہا۔ وہ سر جھکا کر چل دیں۔ میں نے کہا "یہ وقت اس تکلف کے بجائے آپ کے آرام کرنے کا ہے شریمان آپ مجھے شرمندہ نہ کرتے تو بہتر تھا۔"

مسکرا کر بولے۔ "کیپٹن کیا یہ وقت چائے پینے کا نہیں۔ افسر سے زیادہ کون چائے کے عادی ہوتے ہیں۔"

"ہے۔" میں نے کہا "لیکن فوجی زندگی میں اس طرح سے مہمان بن کر رہنے کی گنجائش نہیں ہے شریمان۔" سریکھا نے کہا۔ "تو آپ اتنے فوجی بھی بننے کی کوشش نہ کیجئے کیپٹن کہ کسی کو غصہ آنے لگے۔" بشیشر سنگھ ہنس دیئے۔ میں نے کہا۔ "اچھا بے بی آپ

غصہ کیجئے---- میں فوجی بننے کی کوشش کرتا رہوں گا۔"

"اور میں آپ کو راجکمار ثابت کرنے کی کوشش کرتی رہوں گی۔"

سریکھا نے مسکرا کر کہا۔ اندر جانے والی لڑکی واپس آئی اور سگریٹ کیس ٹیبل پر رکھ کر چلی گئی۔ اب میں اس کو آدھی ریاست پیش کرنے کی جرات نہ کر سکا۔ یہاں ان کو ناراض کرنا خطرناک تھا۔ ہنس کر کہا۔ "جو آپ مناسب سمجھیں لیکن مردہ راجکمار سے زندہ کیپٹن بہر حال بہتر ہے وہ کم از کم آپ کو ڈرائیو کر کے گھر تو لا سکتا ہے۔" ہشیشر سنگھ نے کہا---- "یہ صحیح ہے کیپٹن اور میں اس عزت افزائی پر----"

میں نے ان کا قطع کلام کر کے کہا۔ "پلیز اس کا ذکر نہ کریں---- میرا مقصد زندگی کی اہمیت ظاہر کرنا تھا اور کچھ نہیں۔" انہوں نے موضوع بدلنے کے لئے اندر کھلنے والے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کہاں مر گئیں یہ چھوکریاں۔" چائے میں اتنی دیر؟" ان کی بیوی اٹھ کر چلتی ہوئی بولیں۔ "میں جا کر دیکھتی ہوں۔" ہشیشر سنگھ نے سگریٹ کیس کھول کر میری طرف بڑھایا۔ میں نے سگریٹ لے کر سلگایا اور کش لگاتے ہوئے رسٹ واچ پر نظر ڈالی---- سریکھا نے کہا---- "چار بجنے والے ہیں---- بہتر تو یہ ہے کہ آپ دو گھنٹے آرام کر لیں۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ دوسری طرف منہ پھرا کر کش لینے لگا۔ اسی وقت دونوں لڑکیاں چائے لے کر آ گئیں---- میں ٹرے میں ناشتے کا پر تکلف اہتمام دیکھ کر حیران رہ گیا۔ سریکھا نے صوفے کے سرے پر سرک کر چائے بنانی شروع کر دی۔ ہشیشر سنگھ نے مٹھائیوں کی پلیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "شروع کیجئے کیپٹن۔" میں نے چائے کی پیالی اٹھا لی---- سریکھا نے باپ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ڈیڈی انگریز لوگ مٹھائی نہیں کھاتے۔" وہ ہنس دیئے---- میں نے چائے کا گھونٹ لے کر کہا۔ "نہیں مسی میں انڈیا میں پیدا ہوا ہوں---- مٹھائیاں ہی نہیں بہت کچھ کھانا جانتا ہوں---- لیکن یہ وقت ٹھوس ناشتہ کرنے کا نہیں ہے---- اس لئے----"

"تو پھر کھا کر دکھایئے۔" اس نے کہا۔

"پھر کسی وقت سہی۔"

"دن میں کسی وقت۔"

"آج شام کو کسی وقت----"

"شام کو؟" اس نے پیالی منہ سے ہٹا کر کہا۔ "دن میں کیوں نہیں کیا روشنی میں اصلی روپ پہچانے جانے کا خطرہ ہے۔"

میرے لئے ہنسنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ وہ چائے پیتے پیتے باپ کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگی۔ وہ بھی مسکرا دیئے۔ میں نے ان کی مسکراہٹوں میں تفہیم باہمی کا انداز دیکھ کر جلدی جلدی چائے کا سلسلہ ختم کیا اور رسٹ واچ پر نظر ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا۔ "اب

اجازت دیجئے شریمان۔" میں نے کہا۔ "انہوں پیالی ہاتھ سے رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "آپ بہت جلدی کر رہے ہیں کیپٹن---- خیر زحمت کا بہت بہت شکریہ۔"

سریکھا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "تو کیا شام کو آپ کا انتظار کیا جائے کیپٹن؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "حاضر ہوں گا۔"

اسٹیشن سے دو فرلانگ اس طرف سڑک کے موڑ پر ایک جگہ جھاڑیوں کا جھنڈ دیکھ کر میں نے گاڑی سڑک سے اتاری اور جھاڑیوں کی آڑ میں پہنچ کر انجن بند کر دیا۔ سریکھا کی شخصیت میرے لئے پریشان کن تھی۔ وہ میرے دل و دماغ پر چھائی ہوئی تھی لیکن اس کا طرز عمل چونکا دینے والا تھا اس کی قیاس آرائی خطرناک حد تک صحیح تھی اور اگر وہ میری طرح دل کے ہاتھوں کسی الجھن میں گرفتار نہیں ہوئی تھی تو مجھے آسانی سے اپنے اشاروں پر چلا سکتی تھی۔ چنانچہ اب مجھے ہوشیار رہنے کی ضرورت تھی اور اسی خیال سے میں نے اسٹیشن پہنچ کر انتظار کرنے کے بجائے ایسی جگہ پسند کی تھی جہاں میری موجودگی کی توقع نہ کی جا سکے اور اگر کوئی افتاد پیش آ جائے تو گھر کر نہ رہ جاؤں۔ انجن کا رخ سڑک کی طرف ہونے کی وجہ سے آنے جانے والوں پر نظر رکھنے کا امکان بھی تھا لیکن ابھی اندھیرا تھا اور کچھ کہا نہیں جا سکتا تھا کہ گاڑی سے سڑک کو یا سڑک سے گاڑی کو کس حد تک دیکھا جا سکتا ہے۔

تھوڑی دیر میں میری آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگیں اور میں نے پشت گاہ سے کمر لگا کر سیٹ پر پاؤں پھیلا دیئے---- سریکھا کی خیالی تصویر حسین خواب میں تبدیل ہونے کا درمیانی وقفہ بہت ہی مختصر تھا۔ نیند میں بھی وہ مجھ پر اسی طرح حاوی تھی جس طرح عالم بیداری میں۔ وہ مسلسل آگے بڑھ رہی تھی۔ میں پچھلے پاؤں ہٹا رہا تھا۔ ہٹے چلا جا رہا تھا لیکن پلٹ کر بھاگنے کی ہمت نہ تھی۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ شاید وہ اپنی طاقت سے واقف تھی۔ اسے اپنی مسکراہٹ کے فسوں اور نظروں کی مقناطیسی کشش پر اعتماد تھا۔ اسے یقین تھا کہ میں زخم خوردہ ہرن کی طرح آخری زقند لگا کر گرنے والا ہوں---- بھاگ نہیں سکتا---- اور میں---- واقعی بھاگ نہیں سکتا تھا۔ اگر بھاگ سکتا تو وہ میری جیب میں تھی۔ وہ رات کے رومان انگیز لمحات میں نصف گھنٹہ میرے پہلو میں بیٹھی رہی تھی۔ اس طرح کہ میرے ہاتھ وہیل پر تھے اور میں اس کو طلوع آفتاب کا منظر ساحل بمبئی کے کسی ایسے ہوٹل کی بالکنی سے دکھا سکتا تھا جس کی یاد برسوں اس کے دل میں چٹکیاں لیتی رہتی لیکن ایسا نہ ہوا حالانکہ میں نے کار میں بیٹھتے ہوئے اس کے اعتماد کا رسمی وعدہ بھی نظر انداز کر دیا تھا۔

کئی تانگوں کے پہیوں کی کھڑکھڑاہٹ اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سن کر یکلخت میری آنکھ کھل گئی اور میں نے چونک کر سڑک کی طرف دیکھا۔ سورج کافی بلند ہو چکا تھا

اور ہر طرف دھوپ پھیلی ہوئی تھی لیکن جھاڑیوں کی آڑ سے سڑک کے سامنے والا حصہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کچھ فاصلے پر موڑ کے قریب تانگے جاتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ میں نے گھڑی کی طرف دیکھا تو سات بج رہے تھے۔ صبح کی ٹرین آ کر گزر چکی تھی اور یہ اسی سے اترنے والے مسافر تھے جو مختلف سواریوں میں بیٹھ کر شہر کی طرف جا رہے تھے۔

O

میں نے چائے کی طلب کو نظرانداز کر کے سگریٹ سلگایا اور لمبے لمبے کش لینے لگا۔ ابھی خود کو ایکسپوز کرنا قرین مصلحت نہ تھا۔ میں سڑک کے نظر آنے والے حصے کی طرف رخ کر کے خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔ پندرہ بیس منٹ گزر گئے۔ آنے جانے والوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ سڑک پھر سنسان ہو گئی۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کرنے کے لئے سوئچ آن کیا لیکن اسی وقت سڑک کے موڑ پر تیزی سے ایک کار اسٹیشن کی طرف جاتی دکھائی دی میرا ہاتھ خودبخود رک گیا۔ گاڑی میں وہیل پر کوئی عورت تھی لیکن اس مختصر عرصے میں اس کا چہرہ نہ دیکھ سکا۔ گاڑی درختوں اور جھاڑیوں کی آڑ میں نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ میں سوچ میں پڑ گیا۔ نہ معلوم وہ اجیتا تھی یا سروج تھی یا پھر سریکھا---- جس کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا کہ ڈرائیو کر سکتی ہے یا نہیں؟ چند منٹ گزر گئے اور میں کوئی فیصلہ نہ کر پایا کہ اسٹیشن جانا چاہئے یا نہیں۔ اسی اثناء میں ایک اور کار آتی دکھائی دی جس کی رفتار کسی قدر کم تھی اور میں نے بیک وہیل پر بیٹھے ہوئے شخص کو پہچان لیا---- یہ یوراج تھا۔ سروج کا بڑا بھائی اور میرا---- نہ جانے کیا؟ اسے دیکھ کر مجھے جھرجھری آ گئی---- اب؟ پہلی کار میں سروج ہو یا اجیتا---- یوراج اس کے تعاقب میں ہی آیا تھا اور اب میرے لئے اسٹیشن جانے کا تو خیر کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا یہاں ٹھہرنا بھی اتنا ہی خطرناک تھا۔ میں نے سوچنے میں وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ گاڑی اسٹارٹ کی' سڑک پر لایا اور تیزی سے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ نصف بازار طے کرنے کے بعد مختلف دیہات سے آنے والی بیل گاڑیوں' ٹھیلوں اور اونٹ وغیرہ کی بھیڑ دیکھ کر رکنے کے بجائے ایک سائیڈ اسٹریٹ کی طرف ٹرن لیا اور چند گلی کوچوں سے گزرتا ہوا شہر سے باہر نکلنے کا راستہ تلاش کرنے لگا۔ کسی سے راستہ دریافت کرنا بھی مناسب نہ سمجھا اور عقل کی رہنمائی میں جس قدر تیز چل سکتا تھا چلتا رہا---- عقل نے زمین گول ہونے کا ثبوت فراہم کر دیا اور تھوڑی دیر میں وہیں پہنچا دیا' جہاں سے چلا تھا۔ بشیشر سنگھ کی حویلی کا گیٹ دیکھ کر میں نے گاڑی کھڑی کر دی اور نیچے اتر کے پھاٹک کی کھلی ہوئی کھڑکی سے اندر جھانک کر دیکھا۔ دربان مجھے دیکھتے ہی دوڑتا ہوا آیا اور سلام کر کے ایک لفظ کہے بغیر دروزاہ کھولدیا۔ میں نے بشیشر سنگھ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا ابھی تک باہر نہیں آئے شاید سو رہے ہیں۔" میں نے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے کہا---- "اچھا کسی ڈرائیور کو بلا کر

میری گاڑی اندر پہنچا دو---- میں دو تین گھنٹے بعد آؤں گا۔" دربان نے کہا۔ "حضور آپ ڈرائنگ روم میں بیٹھئے---- میں دیکھتا ہوں---- ہو سکتا ہے وہ اٹھ چکے ہوں اور ناشتہ وغیرہ کر رہے ہوں۔" میں "اچھا" کہہ کر وہیل پر آیا اور گاڑی لے کر کوٹھی کے دوسرے رخ پر پہنچ گیا۔ کچھ فاصلے پر آؤٹ ہاؤسیز کے قریب گاڑی روک کر انجن بند کیا اور ہولسٹر سے پستول نکال کر پتلون کی جیب میں ڈال لیا۔ دروازے لاک کئے اور ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔

یہاں متعدد نوکر چاکر چل پھر رہے تھے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ میرے پہنچنے سے پہلے ان کو میرے آنے کی اطلاع مل جائے گی۔ اس وقت میرے لئے اس کوٹھی کے سوا کہیں جائے پناہ نہ تھی۔ خطرہ یہاں بھی تھا لیکن یقینی نہیں تھا اور فوری ہرگز نہ تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ سرے سے خطرہ ہی نہ ہو اور مجھے شام تک یہاں ٹھہرنے کا موقع مل جائے۔ میں پورچ میں پہنچا تو دربان سیڑھیوں پر کھڑا ہوا میرا انتظار کر رہا تھا۔ کہنے لگا۔ "میں نے اندر اطلاع بھجوا دی ہے---- دربار جاگ رہے تھے۔ انہوں نے آپ کو ڈرائنگ روم میں بٹھانے کا حکم دیا ہے۔ میں اس کے ساتھ ڈرائنگ روم میں داخل ہوا اور صوفے پر بیٹھ کر سگریٹ پینے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اندر سے ایک لڑکی چائے کی ٹرے لئے ہوئے نکلی' اور میرے سامنے رکھتی ہوئی بولی۔ "صاحب بہادر' دربار کپڑے پہن کر آ رہے ہیں آپ چائے پیجئے۔" میں نے "بہتر ہے" کہہ کر چائے بنانی شروع کر دی۔ وہ سر جھکا کر واپس چلی گئی۔ میں نے چائے ختم کر کے سگریٹ سلگایا تھا کہ سریکھا دروازے میں نمودار ہوئی۔ وہ اس وقت شعلہ جوالا بنی ہوئی تھی۔ میں نے اسکے چہرے پر سرسری نظر ڈال کر کہا "صبح بخیر مسی۔" مسکرا کر میرے سامنے بیٹھتی ہوئی بولی۔ "مجھے یقین تھا تم ضرور آؤ گے۔"

میں نے کہا۔ "حاضر ہو گیا---- شام مجھے بہت دور نظر آئی----" وہ مسکرا دی۔ میں آگے چلا "اور پھر مجھے دن کی روشنی میں اصلی روپ بھی دکھانا تھا۔" وہ ہنسنے لگی۔ "یہ اصلی روپ تو نہیں کرن شیو بڑھا ہوا---- یونیفارم میں رات سے بھی زیادہ سلوٹیں پڑی ہوئی تمام رات کے جاگے ہوئے---- نیند نہیں آئی کیا؟"

میں ہنس دیا۔ "یہ مجھ سے پوچھنے کی بات ہے مسی۔" اس نے میرے چہرے پر ایک بھرپور نظر ڈالی۔ میں نے سگریٹ کا بھرپور کش لے کر اس کے اور اپنے درمیان دھوئیں کا پردہ حائل کر دیا۔ وہ مسکرا دی "عارضی سہارا۔" اس نے دھواں غائب ہوتے ہی کہا۔

"دنیا میں مستقل کوئی چیز نہیں ہوتی۔" میں نے جواب دیا۔

"شاید---- اچھا ایک بات تو بتاؤ کیپٹن پرنسلی---- اگر تم واقعی انگریز یا اینگلو انڈین ہو تو اچھی ہندی کیسے بول سکتے ہو؟"

"اس لئے کہ میری ممی لکھنؤ کی تھیں۔ میں وہیں پیدا ہوا پلا بڑھا' دہلی میں تعلیم

پائی---- بمبئی میں فوج میں شامل ہوا---- انگلینڈ سے صرف اتنا تعلق ہے کہ دو چار مرتبہ ہو آیا ہوں اور دفن ہونے کے لئے پسند کرتا ہوں۔"

وہ ہنس دی اور موضوع تبدیل کرتے ہوئے بولی۔ "تمہارا دوست کیا صبح کی گاڑی سے بھی نہیں آیا؟"

"نہیں آیا کم بخت۔" میں نے جواب دیا---- اسی وقت ہشیشو سنگھ نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "شبھ آگمن---- شبھ آگمن۔" میں نے اٹھتے ہوئے آداب عرض کر کے ان سے مصافحہ کیا۔ "شاید آپ کا دوست صبح کی ٹرین سے بھی نہیں پہنچا کیپٹن۔" انہوں نے سریکھا کے برابر میں صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں---- اسی لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا---- ممکن ہے شام کو مجھے بمبئی جانا پڑے اور آپ سے نہ مل سکوں۔"

وہ ہنس دیئے---- "ارے ارے---- کیوں بھلا؟ ابھی تو ہم ایک دوسرے سے اچھی طرح واقف بھی نہیں ہوئے کیپٹن---- آپ چل بھی دیئے---- یہ کیا؟" میں نے انہیں سگریٹ دیتے ہوئے کہا۔ "میں جلد ہی واپس آؤں گا---- اور اگر جنگ شروع نہ ہوئی تو آپ سے اکثر ملتا رہوں گا---- بمبئی کی کوئی خدمت ہو تو بتایئے۔"

"شکریہ کیپٹن۔" انہوں نے کہا۔ "بمبئی میں کس جگہ قیام ہو گا؟"

"گورنمنٹ ہاؤس میں---- میں باڈی گارڈ یونٹ میں ہوں۔"

"اوہ---- پھر تو آپ بڑے کام کے آدمی ہیں---- بہت کچھ کر سکتے ہیں۔"

"فرمایئے---- میں کس کام آ سکتا ہوں۔"

ہشیشو سنگھ نے سگریٹ سلگایا اور ایک دو کش لینے کے بعد بولے "آپ مجھے اپنا ایڈریس دے دیجئے---- میں خط لکھوں گا۔"

"ایڈریس بہت مختصر ہے شریمان---- کیپٹن پرنسلی' گورنر باڈی گارڈ یونٹ---- گورنمنٹ ہاؤس بامبے۔"

ہشیشو سنگھ نے سریکھا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یاد رہے گا سریکھا۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "یاد ہو گیا ڈیڈی---- لیکن کیپٹن---- کیا واقعی آپ کرن نہیں ہیں؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "واقعی کرن ہوں مسی---- لیکن واقعی پرنسلی بھی ہوں---- میں بامبے پہنچ کر خط میں اپنی پوری یونٹ کے ساتھ لیا ہوا گروپ فوٹو بھیجوں گا---- شاید آپ کو یقین آ جائے۔"

"یقین دلانے کا تو ایک اور طریقہ بھی ہے۔" اس نے کہا۔ "چلئے میں آپ کو راج محل لے چلتی ہوں---- ایک منٹ میں معلوم ہو جائے گا۔"

"چلئے ـــــ" میں نے مسکرا کر کہا۔ "لیکن اگر آپ کا خیال غلط نکلا تو آپ میری واقفیت کا کیا جواز پیش کریں گی۔"

بشیشو سنگھ نے کہا۔ "یہ صحیح ہے سریکھا ـــــ تم اوور کانفیڈنٹ ہو ـــــ اور اپنی بات منوانے کے لئے دوسروں کے جذبات کا بھی پاس نہیں کرتیں ـــــ کیپٹن ہمارے نئے دوست ہیں ـــــ فرض کرو یہ کرن سے مشابہت رکھتے ہیں ـــــ بالکل ان جیسے ہیں ـــــ سروج کماری انہیں دیکھتی ہیں ـــــ کیا ان کے زخم ہرے نہ ہوں گے ـــــ اور کیا تمہاری اس حرکت سے کبلی کیشتر پیدا ہونے کا احتمال نہیں ہے۔" میں نے ان کی طرف غور سے دیکھا ـــــ انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "مائنڈ نہ کرنا کیپٹن ـــــ یہ سب مذاق ہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "میں مائنڈ نہیں کرتا شریمان ـــــ ابھی ابھی آپ نے ایک نام لیا تھا ـــــ کیا کماری ـــــ ڈلیس ـــــ سروج ـــــ سروج کماری کون ہیں؟"

"فارگٹ اٹ کیپٹن۔" انہوں نے کہا۔ پھر اٹھتے ہوئے بولے۔ "اگر آپ کے پاس وقت ہے تو مہمان خانے میں جا کر کچھ دیر سو جائیں ـــــ دوپہر کے وقت کھانے پر باتیں کریں گے۔" سریکھا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ بشیشو سنگھ مجھے کوٹھی کے عقبی حصے میں مہمان خانے کے کمرے میں پہنچا کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد میں نے کار میں سے دوسری یونیفارم اور شیونگ بکس نکالا اور شیو اور غسل سے فارغ ہو کر دروازہ بند کر کے سو گیا۔

میں سو کر اٹھا تو شام کے چار بج چکے تھے' اٹھ کر منہ ہاتھ دھوئے اور دروازہ کھولا۔ گاڑی پر ایک نظر ڈالی اور سگریٹ سلگا کر برآمدے میں ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں ایک نوکر کھانا لے کر آ گیا۔ میں نے بشیشر سنگھ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا وہ تھوڑی دیر پہلے کہیں گئے ہیں۔" میں نے سریکھا کے متعلق پوچھنا مناسب نہ سمجھا اور کھانا کھانے لگا۔ اس نے خود ہی بولنا شروع کر دیا کہنے لگا۔ "دربار نے آپ کو کھانے کے وقت یاد کیا تھا لیکن بائی جی نے کہا۔ "سونے دو نہ جانے رات بھر سونے کا وقت ملا ہے یا نہیں۔" وہ ٹھیک ہے کہہ کر چپ ہو گئے۔'

میں نے ہنس کر کہا۔ "انہوں نے اچھا ہی کیا۔ "میں واقعی تمام رات نہیں سو سکا تھا۔" وہ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولا۔ "دربار بائی جی سے کہہ رہے تھے کہ کیپٹن سے دوستی ہو جانے کے بعد اپنی رسائی گورنر صاحب تک ہو گئی۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "ان کا خیال درست ہے ـــــ مجھے ایک اچھے آدمی کے کسی کام آنے پر خوشی ہو گی ـــــ ان سے کہہ دینا ـــــ شاید میں نہ کہہ سکوں۔" وہ ٹرے لے کر چلنے لگا تو میں نے کہا۔ "سریکھا دیوی اگر موجود ہوں تو مجھے آ کر اطلاع دینا ـــــ میں اب جانا چاہتا ہوں۔" وہ اثبات میں سر ہلا کر باہر نکل گیا۔

میرا سگریٹ ختم نہیں ہوا تھا کہ نوکر واپس آ کر کہنے لگا۔ "سریکھا' کپتان صاحب' سریکھا دیوی آپ کو یاد فرما رہی ہیں۔" میں ان کے ساتھ ڈرائنگ روم میں آیا وہ اپنی والدہ اور بہن کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے سلام کیا تو مسکرا کر کہنے لگی۔ "تمہیں کہاں جانا ہے کیپٹن؟" میں نے کہا۔ "برٹش کیمپ ـــــ اور پھر ـــــ شاید بامے۔"

"اچھا بیٹھئے اور اس شاید کا مطلب سمجھایئے۔"

"شاید آج ـــــ شاید کل ـــــ ورنہ پرسوں ـــــ مجھے یقیناً روانہ ہو جانا ہے ـــــ شاید کا لفظ صرف آج اور کل کے لئے ہے۔" بس یہی مطلب تھا۔"

"چلئے پھر۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "مجھے بھی راج محل جانا ہے ـــــ ڈراپ کرتے ہوئے چلے جانا۔"

"آیئے۔" میں نے بلا جھجک کہا اور اس کی والدہ کو سر جھکا کر سلام کر کے دروازے کی طرف چل دیا۔ وہ پورچ تک میرے ساتھ آئی اور ادھر ادھر دیکھ کر کہنے لگی۔ "گاڑی؟"

"لے آتا ہوں۔" میں نے سیڑھیاں اترتے ہوئے کہا۔ وہ کھڑی ہو گئی میں اس کے کردار پر غور کرتا ہوا کوٹھی کے عقبی حصے میں جا کر کار لے آیا اور پورچ میں کھڑی کر کے پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "آیئے۔" کہنے لگی۔ "میں اگلی سیٹ پر بیٹھوں گی کیپٹن۔" میں نے اگلا دروازہ کھول دیا۔ وہ میرے برابر میں آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کر کے پھاٹک سے باہر نکالی اور سڑک پر آتے ہی کہا۔ "مجھے راج محل کا راستہ معلوم نہیں ہے مس سریکھا۔"

وہ بولی۔ "میں گائیڈ کرونگی ـــــ بازار سے تو باہر نکالو ـــــ لیکن کیا واقعی تم راج محل چلو گے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "خوب کیا راج محل آؤٹ آف باؤنڈ ہے؟"

"میرا خیال یہی تھا۔"

"اور اب کیوں نہیں رہا؟" میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہے تو ـــــ اب بھی ہے ـــــ اور ہمیشہ رہے گا ـــــ لیکن سوچتی ہوں کسی کے لئے دشواریاں پیدا کرنا کچھ اچھا نہیں۔"

"کسی میں اگر میں شامل ہو تو قطعی پروا نہ کرو ـــــ اور اگر تم خود بھی اس میں آتی ہو تو۔"

"میں کیسے؟"

میں نے بازار کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "مجھے یہاں کوئی نہیں جانتا تم کیا کہہ کر تعارف کراؤ گی ـــــ میں نہ تمہارا ہم وطن ہوں اور نہ ہم مذہب ـــــ کزن تو تم کہہ

نہیں سکتیں۔"

وہ ہنس دی۔ "میں صرف سروج کماری اور اجیتا دیوی کے پاس لے جانا چاہتی ہوں تمہیں۔۔۔۔ اور۔۔۔۔"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "یہ دیویاں کون ہیں؟"

"جو بھی ہیں۔" اس نے کہا۔ "اگر وہ تمہیں پہچاننے سے انکار کر دیں گی تو میں ان سے کہہ دوں گی تم میرے منگیتر ہو۔" میں نے غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ اس نے گردن جھکا لی۔ میں نے گاڑی کی رفتار بڑھاتے ہوئے کہا۔ "آیئے پہلے اس مسئلے پر کھل کر بات کر لیں۔۔۔۔ بتایئے کہاں چلیں؟"

مسکرا کر بولی۔ "کیا تم سنجیدہ ہو کیپٹن؟"

میں نے کہا۔ "کیا تم نہیں ہو؟" وہ بازار ختم ہونے تک تو خاموش رہی۔۔۔۔ ٹرن لیتے ہی کہنے لگی۔ "دھرم شالہ تو دیکھی ہے تم نے؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر "شکریہ" کہا اور ایکسی لریٹر پر دباؤ بڑھانا شروع کر دیا۔۔۔۔ گزشتہ شام والی سڑک آتے ہی ٹرن لیا اور اسی مقام پر انجن بند کرتے ہوئے کہا۔ "ناؤ میڈم۔۔۔۔ کیا تم نے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے؟"

اس نے نگاہیں جھکا کر کہا۔ "ہاں کیپٹن۔"

"تمہارے ڈیڈی' ممی آدھے ہندوستان کے رقبے پر چھایا ہوا فیملی اس جھٹکے کو برداشت کر سکے گا کہ تم ایک غیر مذہب سے شادی کر لو یا تم پہلی پراگریسو لیڈی ہو جو۔۔۔۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے معلوم نہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہیں اور بھی بہت کچھ معلوم نہیں ہے بے بی۔۔۔۔ خیر میں تمہارے جذبات کا احترام کرتا ہوں۔۔۔۔ پروپوز کرنے کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں اور اعتماد کی قدر کرتا ہوں۔"

اس نے میرا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لے کر کہا۔ "ان میں سے ایک چیز بھی میرے کام کی نہیں۔" مجھے اس کی بیباکی پر ہنسی آنے لگی۔۔۔۔ لیکن ضبط کر کے رہ گیا۔۔۔۔ وہ سرک کر میرے قریب ہوتے ہوئے بولی "پرنسلی سچ بتاؤ کیا تم ڈرتے ہو؟"

میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ نہیں سریکھا بالکل نہیں میں تمہیں پسند کرتا ہوں۔ تم سے پیار ہے مجھے لیکن یہ تمہارے مفاد میں نہیں ہے میں بہت جلد لڑائی پر چلا جاؤں گا مجھ سے شادی کر کے۔" میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی وہ آبدیدہ ہو گئی اور میں نے ہنس کر کہا۔ "میں تمہیں ہنستے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ ہماری ملاقات کو چوبیس گھنٹے بھی تو نہیں ہوئے ابھی۔۔۔۔ تم کچھ زیادہ ہی اموشنل واقع ہوئی ہو۔"

وہ بولی۔ "نہیں ڈارلنگ۔۔۔۔ میں اموشنل نہیں ہوں۔"

"اوکے۔۔۔۔ مجھے خوشی ہوئی۔۔۔۔ آؤ تمہیں پہنچا دوں۔" میں نے سوئچ آن کر کے سیلف اسٹارٹر پر پیر رکھتے ہوئے کہا۔ "بولو کہاں۔"

"گھر کے سوا کہاں جا سکتی ہوں۔" اس نے پژمردہ لہجے میں کہا۔ "لیکن تمہیں وہیں ٹھہرنا ہو گا۔" میں نے گاڑی بیک کرتے ہوئے کہا۔ "تمہارے ڈیڈی کیا سمجھیں گے ڈیئر؟"

وہ بولی۔ "ففٹی پرسینٹ تو سمجھ چکے ہیں۔۔۔۔ دو تین دن ٹھہرو کچھ پر سٹیج بڑھنے دو اور باقی میں سمجھانے کی کوشش کروں گی۔۔۔۔ بولو ٹھہر سکتے ہو؟"

میں نے کہا۔ "ٹھہر سکتا ہوں لیکن تمہارے گھر نہیں اور کیا تم سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس غلط ارادے سے باز نہیں رہ سکتیں؟"

"غلط ارادہ؟" اس نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ میں نے گاڑی سڑک پر لے کر گیئر بدلتے ہوئے کہا۔ "خیر سوچ لو۔۔۔۔ خدا تمہیں صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق دے۔"

وہ ہنس دی۔ "اگر کوئی اور نصیحت رہ گئی ہو تو وہ بھی کرو۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ گیئر بدلتے ہوئے شہر کی طرف نظر ڈالی۔ موڑ کے قریب پہنچ کر شہر کی طرف ٹرن لیتے ہوئے ارادہ کر رہا تھا کہ تین چار سو گز کے فاصلے پر ایک کار شہر کی طرف سے آتی ہوئی دکھائی دی۔ اسی وقت سریکھا نے بھی دائیں طرف دیکھا اور گھبرا کر کہنے لگی۔ "کیپٹن یوراج کی کار آ رہی ہے۔" میں نے "اوہ" کہہ کر تیزی سے بائیں جانب ٹرن لیا اور ٹوپ گیئر لگا کر ایکسی لریٹر پر دباؤ بڑھانا شروع کیا۔ گاڑی اڑنے لگی۔ سریکھا نے پیچھے دیکھتے دیکھتے کہا۔ "کیپٹن اب کیا ہو گا؟" میں نے بیک ویو مرر میں گاڑی کا فاصلہ بڑھاتے ہوئے دیکھ کر کہا۔ "وہ تمہیں دیکھنے تو نہیں پائیں گے۔۔۔۔ لیکن واپسی کا راستہ بند ہو گیا کیا تم انہیں فیس نہیں کر سکتیں؟" وہ خاموش ہو گئی۔ دھرم شالہ گزرتے ہی میں نے اسپیڈ اور بڑھا دی یوراج کی گاڑی بہت پیچھے رہ گئی۔ میں نے سریکھا کو خوف زدہ ہوتے دیکھ کر رفتار کم کرتے ہوئے کہا۔ "کوئی ایسا راستہ نہیں کہ ہم پچاس ساٹھ میل کا چکر کاٹ کر دوسری طرف سے شہر پہنچ سکیں؟"

پیچھے کی طرف نظر ڈال کر کہنے لگی۔ "ہے تو لیکن سو سوا سو میل سفر کرنا پڑے گا۔۔۔۔ اتنا پٹرول ہے گاڑی میں؟"

"شاید ہے۔۔۔۔ لیکن کیا اس راستے میں کوئی شہر یا قصبہ نہیں پڑتا۔"

"قصبے تو کئی آئیں گے۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ آٹھ ساڑھے آٹھ بجے سے پہلے نہیں پہنچ سکیں گے۔۔۔۔ ڈیڈی سے کیا کہو گی؟"

میں نے کہا "اور اگر رات بھر نہ پہنچ سکیں تو کیا کہو گی؟"

"پھر کہنے کو کیا رہ جاتا ہے ڈارلنگ اور پہنچنے کی ضرورت ہی کہاں رہ جاتی ہے۔"

"خیر---- کوشش کرتے ہیں---- اگر جلد پہنچ جائیں تو کہہ دینا راج محل میں رک گئی تھی۔"

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کار کا جائزہ لے کر رفتار میں پھر اضافہ کر دیا۔ چند میل جانے کے بعد اس نے ایک مائیل اسٹون دیکھ کر کہا۔ "کیپٹن اسپیڈ کم کرو---- انٹر سیکشن آ رہا ہے---- ہمیں بائیں طرف والی سڑک پر جانا ہے۔ میں نے ایکسی لریٹر سے پاؤں اٹھایا۔ رفتار بتدریج کم ہوتی چلی گئی۔ دوراہا آتے ہی سریکھا نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور گاڑی بائیں طرف ٹرن لے کر پھر ہوا میں اڑنے لگی۔ سریکھا نے اسپیڈو میٹر کی سوئی پچھتر پر دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "پرتیا گا تری منتر کا جاپ شروع کر دیا کیا؟"

اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں اور میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ "پرتیا---- گا تری منتر---- جاپ؟ تم یہ سب کیا جانو کیپٹن؟"

"کیوں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا میں کسی دوسرے سیارے کا رہنے والا ہوں۔"

"نہیں---- لیکن یہ مخصوص اصطلاحات تمہیں کس نے بتائیں' اگر تم واقعی وہ ہو جو نظر آنے کی کوشش کر رہے ہو؟"

میں نے قہقہہ لگایا۔ "میں واقعی وہ نہیں ہوں جو نظر آنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن وہ بھی نہیں ہوں جو تم سمجھ رہی ہو----"

وہ ہنس دی۔ "ڈونٹ کڈ می کیپٹن---- پلیز---- پلیز۔"

میں نے بایاں ہاتھ جیب میں ڈال کر سگریٹ نکالا۔ اس نے سگریٹ میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور بولی۔ "میں سلگا دیتی ہوں صاحب بہادر۔"

"جان کا خوف۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اس نے میری جیب سے ماچس نکال کر سگریٹ سلگایا اور میرے ہونٹوں میں دیتی ہوئی بولی۔ "اتنی تیز نہ چلاؤ کہ پارہ گڑھ کے بجائے ستارہ گڑھ پہنچ جائیں۔" میں نے اسپیڈ کم کر دی اور سگریٹ کا کش لے کر دھواں خارج کیا---- اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا "کیپٹن اب بتاؤ کہ تم کیا ہو؟"

میں نے کہا۔ "لیفٹننٹ۔"

"آل رائٹ---- لیفٹننٹ---- لیفٹننٹ کون؟"

"لیفٹننٹ پرنسلی۔" میں نے جواب دیا۔

"از دیٹ آل کیپٹن---- یا ڈیموٹ ہوتے ہوتے کارپورل تک آنا چاہتے ہو۔"

میں نے کہا۔ "دیٹس آل---- میں لیفٹننٹ ہی ہوں۔"

"مجھے تمہارے رینک سے زیادہ دلچسپی نہیں کیپٹن---- کیا تمہارے نام میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں؟"

تبدیلی ممکن نہیں؟"

"ہے---- جو تم چاہو----"

"کرن۔"

"تم چاہو تو مجھے چاند کی کرن بھی کہہ سکتی ہو سورج گرہن بھی۔"

اس نے نفی میں سرہلایا۔ "نہیں ڈارلنگ---- تم کھل نہیں رہے۔"

"میں کھلا ہوا ہوں ڈیئریسٹ بلکہ بیرنگ کھلا خط---- پڑھنا چاہو تو پڑھ لو ورنہ لوٹا دو---- بند سمجھ کر کھولنے کی کوشش نہ کرو۔"

اس نے گردن جھکا لی---- میں نے ایک کش لگا کر ہیڈ لیمپس روشن کئے اور پھر اسپیڈ بڑھانے لگا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "لوٹا تو نہیں سکتی ڈارلنگ---- اور پڑھنا بھی مشکل ہے کیا---- کیا بتاؤ کیا میں تم پر اعتماد کر سکتی ہوں؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا تم مجھ پر اعتماد نہیں کرتی ہو؟"

وہ کوئی جواب نہ دے سکی۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد سڑک کی طرف دیکھتی ہوئی بڑبڑائی۔ "وہاٹ اے فول آئی ایم۔"

میں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "آئی ڈونٹ تھنک سو۔" اس نے اس مرتبہ کوئی جواب نہ دیا۔ اسی طرح گم سم بیٹھی دیکھتی رہی۔ میں نے اس کو خوف زدہ کرنے کے لئے اسپیڈ اور بڑھا دی۔ گاڑی سڑک سے اٹھنے لگی۔ اردگرد کے درخت لکیر بن کر رہ گئے۔ اس نے اسپیڈو میٹر کی طرف دیکھا اور بائیں طرف سرک کر میری گود میں سر رکھ دیا۔ میں نے ایکسی لریٹر سے پیر اٹھانا شروع کر دیا۔

تقریباً" اسی پچاسی میل کا سفر طے کرنے کے بعد ایک قصبہ نما شہر راستے میں آیا۔ سرے پر ہی ایک پٹرول پمپ دیکھ کر میں نے گاڑی پمپ کے قریب لا کر روک دی اور دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ گاڑی دیکھتے ہی ایک خاکی ڈریس میں ملبوس جوان برآمدے سے نکل کر باہر آیا اور فوجی سلام کر کے میری طرف دیکھنے لگا۔ میں اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر حیران رہ گیا۔ "پٹرول" کہنے کے بجائے بے ساختہ میری زبان سے نکلا---- "وامن۔" اس نے جھک کر سلام کرتے ہوئے کہا۔ "ان داتا---- آپ؟"

میں نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "پہلے گاڑی میں پٹرول ڈالو وامن---- اور کسی ہوٹل سے چائے منگاؤ---- میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ پمپ کی طرف چلنے کے بجائے تیزی سے بازار کی طرف دوڑا۔ سریکھا نے کھڑکی کھول کر کہا۔ "کیا ہوا کیپٹن---- کیا پٹرول نہیں ہے؟"

میں نے کہا۔ "میں نے تمہارے لئے چائے منگائی ہے ڈیئر---- اگر پی سکو۔" اس

نے مسکرا کر کہا۔ "میں ہر وہ چیز پی سکتی ہوں جو تم پلانا پسند کرو۔" میں "تھینک یو" کہہ کر گاڑی کے پیچھے کی طرف چل دیا اور پٹرول ٹینک کی کیپ کھولنے لگا۔ اسی وقت دامن آ گیا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "یہاں کیسے دامن؟ کیا ہزہائی نس نے تمہیں بھی نکال دیا۔۔۔؟"

سر جھکا کر بولا۔ "ہاں ان داتا۔۔۔ لیکن آپ۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "بن باس سمجھو۔۔۔ لیکن میں پھر آؤں گا۔۔۔ یہ بتاؤ گزارہ کیسا ہو رہا ہے؟"

"گزارہ۔۔۔ بس ہو رہا ہے ان داتا۔۔۔ سپنے تو چکنا چور ہو گئے۔۔۔ سب کچھ آپ کے دم سے تھا۔۔۔ نہیں رہا۔۔۔"

"ہے بھئی میں بھی ہوں تم بھی ہوں اچھا پٹرول ڈالو۔۔۔ دیکھتے ہیں تمہارے دن کیسے نہیں پھرتے۔ صرف میرے متعلق زبان سے ایک لفظ نہ نکالنا۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھ کر پمپ سے نوزل اٹھا کر گاڑی میں لگایا۔ اسی وقت ایک لڑکا ہوٹل سے چائے لے کر آ گیا اور میں نے گاڑی میں بیٹھ کر چائے پینی شروع کر دی۔ دامن نے پٹرول ڈال کر ریڈی ایٹر میں پانی بھرا اور ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ چند منٹ میں چائے سے فارغ ہو کر میں نے ٹرے لڑکے کو تھما دی اور دامن کو اشارے سے بلا کر پوچھا۔ "کتنا بل ہوا؟"

اس نے جھجکتے جھجکتے کہا۔ "آٹھ روپے۔" میں نے کہا۔ "اچھا ہوٹل کا بل ادا کر دو۔"

اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر لڑکے کو کچھ دیا اور وہ ٹرے لے کر چل دیا۔ میں نے جیب سے دس روپے کا نوٹ نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ "یہ پٹرول کی قیمت اور۔۔۔" اس نے میرے ہاتھ سے نوٹ لے کر سلام کیا۔ میں نے ڈیش بورڈ کا خفیہ خانہ کھولا اور پانچ ہزار روپے کا بنڈل نکال کر اس کو دیا۔ وہ گڈی جیب میں رکھ کر سلامی کے لئے زمین بوس ہو گیا۔ میں نے شیشہ چڑھا کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ سڑک پر آتے ہی اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "سو دس از وہاٹ یو آر۔۔۔ کیپٹن۔۔۔ لیفٹننٹ۔۔۔ کارپورل۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ کا ادنیٰ غلام ہوں مادام؟"

شہر کا بازار اتنا طویل تھا کہ ختم ہونے میں ہی نہ آتا تھا۔ نہ خوبصورت تھا نہ بارونق۔۔۔ بس ایک سلسلہ تھا کہ ختم ہونے میں نہ آتا تھا میں نے اسی لئے اسے قصبہ نما شہر کہا تھا۔ دوسرے سرے پر پہنچتے ہی میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ "خدا کا شکر ہے۔"

سریکھا نے کہا۔ "تم اچھے ڈرائیور ہو کیپٹن؟"

میں نے کہا۔ "خاندانی پیشہ ہے میڈم۔"

مسکرا کر بولی "یقیناً۔۔۔ اور اس پٹرول پمپ والے کا بھی اسی خاندان سے تعلق معلوم ہوتا ہے۔ اتنا بڑا انعام غیروں کو نہیں دیا جاتا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "آخر آپ نے پہچان ہی لیا۔ خیر اب یہ بتائیے اب پندرہ منٹ میں ہم آپ کی حویلی پہنچ جائیں گے۔۔۔ اگر آپ کے ڈیڈی گھر میں موجود ہوئے تو آپ کا ردعمل کیا ہو گا؟" کہنے لگی۔ "دروازے پر گاڑی روک دینا میں تنہا اندر چلی جاؤں گی۔۔۔ تم لوٹ جانا۔۔۔ لیکن یہ بتاؤ پھر کہاں ملو گے؟"

میں نے کہا۔ "خوابوں میں۔" اس نے تیز نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "اچھا اسٹیشن پر۔۔۔ اگر ضروری سمجھو۔"

"اگر ضروری سمجھوں۔" اس نے میرے الفاظ پر طنز کرتے ہوئے کہا۔ "اور اگر ضروری نہ سمجھوں تو؟"

"تو پھر میں حاضر ہو جاؤں گا۔"

وہ خاموش ہو گئی۔۔۔ میں نے ایک شارپ ٹرن لے کر اسپیڈ میں اضافہ کرتے ہوئے کہا۔ "اس خاموشی میں ناراضگی کا تو کوئی پہلو نہیں ہے نا؟" وہ مسکرا دی۔ میں نے "شکریہ" کہہ کر ایک ہاتھ سے سگریٹ سلگایا۔ وہ تمام نقل و حرکت غور سے دیکھتی رہی میرا مقصد بھی اس مہارت فن کا مظاہرہ کرنا تھا لیکن اس نے اس کا جو کچھ اثر لیا وہ چونکا دینے والا تھا۔ مسکرا کر بولی۔ "پیشہ ور ڈرائیور ثابت ہونے کی اچھی کوشش کر رہے ہو کیپٹن؟"

"میں نے بار ثبوت تم پر چھوڑ دیا۔۔۔ جو کچھ ثابت کرو مجھے تسلیم ہو گا۔"

"ثابت کرنے کے معنی پانے کے بجائے کھونا ہے کیپٹن ورنہ کچھ مشکل تو نہیں۔"

"یقیناً کچھ مشکل نہیں خیر یہ روشنیاں پارہ گڑھ ہی کی ہیں نا؟"

"جی! اور اب دل بیٹھتا جا رہا ہے۔"

"میرا دل اٹھ کر حلق میں آ رہا ہے۔۔۔ کاش تم کچھ دور پیدل چل سکتیں۔"

اس نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا اور مسکرا دی۔ میں نے سگریٹ کا آخری کش لے کر باہر پھینکا۔ گاڑی شہر میں داخل ہوتے ہی وہ سنبھل کر بیٹھ گئی۔ دو تین ٹرن لینے کے بعد حویلی کے قریب پہنچے کارنر پر آتے ہی دروازے کے سامنے ایک کار کھڑی ہوئی دکھائی دی' میں نے گاڑی دھیمی کرتے ہوئے سریکھا کی طرف دیکھا۔ وہ میرا مطلب سمجھ کر کہنے لگی۔ "یہیں روک جاؤ کیپٹن۔۔۔ نہ معلوم کس کی گاڑی ہے؟" میں نے بریک لگایا اور ہاتھ بڑھا کر درواز کھول دیا۔ اترتی ہوئی بولی۔ "میں صبح ہونے سے پہلے اسٹیشن پر ملوں گی۔" میں نے دروازہ بند کیا اور گاڑی بیک کر کے سڑک پر لایا اور تیزی سے اسٹیشن کی طرف چل دیا۔

اسٹیشن پہنچ کر میں نے کار کلیج آفس کے قریب پارک کی اور اپر کلاس بکنگ آفس
کے سامنے سے گزرتا ہوا پلیٹ فارم پر آیا۔ ریفرشمنٹ روم کے قریب گزشتہ رات والا
ڈپٹی ایس ایم ملا "گڈ ایوننگ" کر کے کہنے لگا۔ "صاحب آج دونوں ویٹنگ روم خالی ہیں اگر
آپ کو ٹھہرنا ہو تو جینٹس والا کھلوا دیتا ہوں۔" میں نے اس کا شکریہ ادا کر کے کہا۔ "کھلوا
دینا۔۔۔۔ آؤ پہلے میرے ساتھ چائے پیو۔۔۔۔" وہ سر کے اشارے کے ساتھ "تھینک یو۔
سر" کہتا ہوا تیزی سے ویٹنگ روم کی طرف چل دیا۔ میں نے ریفرشمنٹ میں داخل ہو کر
ویٹر کو ڈنر کا آرڈر دیا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ کمرے میں میرے سوا اور کوئی نہ تھا۔
کھانا کھا کر کافی پی رہا تھا کہ ایک شخص نے جالی والا کواڑ کھول کر اندر جھانکا میں نے
ڈانٹ کر پوچھا "کیا ہے۔۔۔۔؟" وہ جواب دینے کے بجائے تیزی سے دروازے کی آڑ میں
ہو گیا۔ مجھے اس کے جواب نہ دینے پر شک ہوا اور ویٹر کو بلا کر کہا۔ "دیکھو باہر کون
ہے۔۔۔۔ اس کو ہمارے پاس لے کر آؤ۔" ویٹر باہر نکل گیا۔ چند منٹ گزر گئے لیکن وہ
واپس نہ ہوا میں سگریٹ سلگاتا ہوا اٹھا دوسرے ویٹر کو بلا کر پے منٹ کیا اور باہر نکلا۔ ویٹر
اسی آدمی کے ساتھ اپر کلاس گیٹ کے قریب کھڑا ہوا اس کو ساتھ لانے پر اصرار کر رہا
تھا۔ مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا۔

"لو صاحب خود ہی آ گئے۔۔۔۔ اب ان سے بات کرو۔" میں نے ویٹر سے کہا۔ "تم
واپس جاؤ۔۔۔۔ ہم نے پے منٹ کر دیا۔۔۔۔ یہ لو اپنا بخشش۔" ویٹر نے میرے ہاتھ
سے روپیہ لیا' جھک کر سلام کیا اور ریفرشمنٹ روم کی طرف چل دیا۔ میں نے اس آدمی
کی طرف دیکھا۔ وہ اٹھائیس تیس سال کی عمر کا جوان تھا مجھ سے نگاہیں ملتے ہی سہم کر
اٹینشن ہو گیا اور فوجی سلام کیا۔ "تم پولیس مین ہے جوان؟" میں نے سوال کیا۔ وہ دوبارہ
سلام کر کے بولا۔ "یس سر۔" میں نے کہا۔ "تم کو بلایا تو تم آیا کائے کو نہیں؟" وہ بولا۔
"صاحب بہادر ہم غلطی سے اندر دیکھ لیا تھا۔ سمجھا آپ ناراض ہو جائیں گے۔"

"ویل۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "جھانکنا ناراض ہونے کا بات نہیں ہے۔۔۔۔ بھاگنا
ناراض ہونے کا بات ہے۔۔۔۔ اچھا تم اسٹیٹ پولیس ہے؟" وہ بولا۔ "نہیں صاحب ہم
گورنمنٹ ریلوے پولیس ہے۔۔۔۔ اسٹیشن کا اسٹیٹ سے کوئی تعلق نہیں۔"

"ہم کو مالوم ہے۔" میں نے کہا۔ "تم کب تک ڈیوٹی پر ہے؟"

"دس بجے تک۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "آل رائٹ۔۔۔۔ ہم ویٹنگ روم میں ہے
اگر کوئی کار اور آتا ہے' پہلے دیکھو پھر ہم کو بتاؤ۔۔۔۔ یہ لو سگریٹ۔" اس نے جھجکتے
جھجکتے سگریٹ لیا۔ میں نے اس کو لائٹ دی اور کمر تھپک کر ویٹنگ روم کی طرف چل دیا۔

ساڑھے نو بجے کے قریب جبکہ میں اسکاچ کے خمار میں آرام کرسی پر پھیلا ہوا نیم
خوابیدہ سا پڑا تھا۔ پولیس مین ویٹنگ روم میں داخل ہوا اور کہنے لگا۔ "صاحب پارا گرھ کی

طرف سے ایک کار آئی ہے۔۔۔۔ اس میں۔" اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے میں
"تھینک یو" کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ہاتھ میں ایک روپیا دیتے ہوئے کہا۔ "تم
ریفرشمنٹ روم میں جا کر چائے پیو۔۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔"

○

وہ سلام کر کے ریفرشمنٹ روم کی طرف چل دیا۔ میں تیسرے درجے کے گیٹ سے
باہر نکلا۔ اپر کلاس گیٹ کے عین سامنے اندھیرے میں ایک گاڑی کھڑی ہوئی تھی میں نے
قریب پہنچ کر دیکھا۔ کار میں کوئی نہ تھا اور میں یہ بھی نہ سمجھ سکا کہ اجیتا کی ہے یا سریکھا
کی۔ بہرکیف کار سروج کی نہ تھی۔ میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر پلیٹ فارم پر
پہنچا۔ اجیتا ایس ایم آفس کے قریب کھڑی ہوئی دوسرے پلیٹ فارم کی طرف دیکھ رہی
تھی۔ میں نے دبی آواز میں "اجیتا" کہا اور آگے بڑھ گیا۔ دس بارہ قدم جا کر پلٹ کر دیکھا
تو وہ متاملانہ قدموں سے چلی آ رہی تھی۔ میں اسی جگہ رک گیا۔ وہ مجھ سے دو قدم کے
فاصلے پر پہنچ کر رک گئی اور اتنی کمزور آواز میں جو بمشکل سنی جا سکی اس کے منہ سے نکلا
"کرن؟" اس کے لہجے میں بے یقینی اور خوف کا عنصر نمایاں تھا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔
"اجیتا ڈارلنگ یہ گھبراہٹ کیوں؟ کیا سروج نے تمہیں نہیں بتایا۔۔۔۔؟" وہ بولی۔ "بتایا
کرن اور میں یقین ہو جانے پر ہی آئی ہوں لیکن صدموں نے میرا دل کمزور کر دیا اور اب
میں خوشی بھی برداشت نہیں کر سکتی۔" میں نے پلٹ کر چلتے ہوئے کہا۔ "آؤ کار میں چل کر
باتیں کرینگے۔" وہ میرے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ اب اسکی چال میں کوئی لڑکھڑاہٹ نہ تھی۔
میں اس کو اپنی گاڑی کے پاس لے کر آیا اور دروازہ کھول کر اگلی سیٹ پر بٹھایا۔ دروازہ بند
کرتے ہی کہنے لگی۔ "کرن میں نے جو کچھ سنا اس پر یقین کرنے کو جی نہیں چاہتا لیکن اب
تمہیں دیکھ کر شک کرنے کی گنجائش نہیں خیر یہ بتاؤ تم کہاں رہتے ہو؟"

"اس گاڑی میں۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "یہی میرا راج محل ہے۔ یہی میرا وطن
ہے۔"

"کب تک۔۔۔۔؟"

"چھوڑو اجیتا کوئی اور بات کرو۔ میں زندہ ہوں اور زندہ رہ سکتا ہوں ایک راج محل
چھن گیا دس راج محل بنا سکتا ہوں۔"

"تمہارے اخراجات؟"

"ہزہائی نس ایک لاکھ روپے سالانہ دیتے ہیں۔۔۔۔ بشرط ضرورت اور بھی لے سکتا
ہوں۔ جس روز ان کی۔۔۔۔ آئم سوری انہیں میری عمر بھی لگ جائے۔"

"میں سمجھ گئی کرن تم کیا کہنا چاہتے تھے لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ ان کے بعد تم گدی

پر بیٹھ سکو۔۔۔؟" تم اپنا زندہ ہونا کس طرح ثابت کرو گے؟"

"ڈیڈی مجھے جو چیک دیتے ہیں اس پر یوراج کرن لکھتے ہیں اور گورنر کی معرفت دیتے ہیں۔۔۔ اس سے بڑا ثبوت کیا چاہئے؟"

"کافی ہے کرن۔۔۔ یہ بتاؤ ہم تمہیں کہاں مل سکتے ہیں؟"

"تمہیں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود تمہیں ملتا رہوں گا۔۔۔ حالانکہ یہ گورنر کے حکم کے خلاف ہے۔"

"سمجھ سکتی ہوں کرن۔" اس نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ پھر کچھ سوچ کر اپنی گاڑی کی طرف دیکھنے لگی۔ میں نے کہا۔ "کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔؟"

وہ بولی۔ "خطرہ محسوس کر رہی ہوں کہیں کوئی میرا پیچھا کرتا ہوا نہ آیا ہو۔"

"کون آ سکتا ہے؟ یوراج؟" میں نے پوچھا تو اس نے اثبات میں گردن ہلائی۔ "آج کل وہ اکثر میرے باہر نکلنے پر پیچھا کرتے ہیں۔"

"کل صبح تم اسٹیشن آئی تھیں؟"

"نہیں۔۔۔ سروج آئی تھی۔۔۔ تمہیں ملی کیا؟"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "اتنا معلوم ہے یوراج کسی کا پیچھا کرتے ہوئے اسٹیشن آئے تھے۔ کیا پرسوں شام کو تم نے میرا ٹیلیفون ریسیو نہیں کیا؟" وہ بولی۔ "نہیں میں ولاس پور کی راجکماریوں کی تواضع میں مصروف تھی۔ شاید کسی اور نے۔۔۔"

"ایسا ہی ہوا ہے۔" میں نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "کون عورت تھی تمہارے کمرے میں۔۔۔؟ یقیناً وہ کوئی نوکرانی تو نہیں ہو سکتی۔۔۔"

گھبرا کر کہنے لگی۔ "یہ تو بڑی گڑبڑ ہو گئی کرن تم نے اپنا نام تو نہیں بتایا تھا نا۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "نہیں نام نہیں بتایا لیکن بولنے والی انگریزی سمجھتی ہے اور اس نے مجھے ڈیئر کہا میں نے اسے اسٹیشن کا پتا ضرور بتایا تھا لیکن یہ سروج بھی جانتی ہے۔" وہ سوچ میں پڑ گئی۔ میں نے کہا۔ "بہرکیف اب تمہارے لئے باہر نکلنا مناسب نہیں اور زیادہ دیر ٹھہرنے میں بھی خطرہ ہے چلو تمہیں شہر تک چھوڑ آؤں۔" اس نے دوسری طرف کا دروازے کھولتے ہوئے کہا۔ "نہیں تمہارا ساتھ آنا مناسب نہیں میں چلی جاؤں گی۔ میرے خیال میں تم گاڑی میں ہی بیٹھے رہو تاکہ کوئی آئے تو فوراً روانہ ہو سکو۔"

"بہتر ہے۔" میں نے کہا۔ "ولاس پور سے آنے والی راجکماریاں چلی گئی ہوں تو صبح دھرم شالہ کی طرف آ جانا۔۔۔ اگر رات خیریت سے گزر گئی تو میں آٹھ بجے تک تمہارا انتظار کروں گا۔" اس نے گاڑی سے باہر نکل کر ادھر ادھر دیکھا اور کہنے لگی۔ "وہ ابھی نہیں گئیں۔۔۔ شاید کل چلی جائیں۔۔۔ بہرکیف میں ضرور دھرم شالہ پہنچوں گی۔ تم نے مجھے گجراج کا پرسہ نہیں دیا کرن۔" میں نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "مجھے اس حادثے کا افسوس ہے اجیتا لیکن میں یہ زخم کرید کر تمہیں دکھ نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔" وہ بولی۔ "نہیں کرن مجھے گجراج کی موت سے زیادہ دکھ تمہاری صاحبی چھن جانے کا ہے۔ اس کی ساری ذمہ داری۔ خیر چھوڑو وہ حساب کسی بھی طرح ہو بیباق ہو گیا۔"

"ہاں۔" میں نے اس کے الفاظ کی گہرائی کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "میری صاحبی چھن گئی لیکن یہ صورتحال عارضی ہے۔ میں دنیا سے اپنے حقوق لینے کی طاقت رکھتا ہوں۔۔۔ تم دیکھ لو گی۔۔۔" اس نے جھک کر میرا منہ چوم لیا اور دروازہ بند کر کے اپنی کار کی طرف چل دی۔ میں اس کو گاڑی میں بیٹھ کر دور تک جاتے دیکھتا رہا اور جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی تو سگریٹ سلگا کر اس کے الفاظ پر غور کرنے لگا۔ اس نے گجراج کی موت کو حادثہ تسلیم نہیں کیا تھا لیکن اس کے باوجود کسی انداز میں بھی یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ اسے قتل سمجھتی ہے۔ یہ بہت بڑا بلیدان تھا۔

انہی خیالات میں کھوئے کھوئے میں نے بائیں طرف مڑ کر سیٹ پر پاؤں پھیلائے تو دروازے کے قریب ایک سیاہ رنگ کا وینٹی بیگ پڑا ہوا دکھائی دیا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر اٹھا لیا اور کھول کر دیکھا۔ میری حیرت کی انتہا نہ تھی۔ تمام بیگ کرنسی نوٹوں سے ٹھسا ٹھس بھرا ہوا تھا۔ جس میں ایک چھوٹے سے آئینے اور سینٹ کی شیشی کے سوا کوئی آرائشی سامان نہ تھا۔ وینٹی بیگ سے کیش بکس کا کام لیا گیا تھا اس سے سمجھا جا سکتا تھا کہ اجیتا ہی کا ہو سکتا ہے اور وہ بھی بھول کر نہیں بلکہ جان بوجھ کر چھوڑ گئی ہے۔ پیار کے لئے شوہر اور شوہر کی دولت وہ ہی قربان کر سکتی تھی۔ چند گھنٹے پہلے سریکھا بھی اسی سیٹ پر تھی۔ اس کے پاس بھی وینٹی بیگ تھا لیکن اتنی بڑی رقم کا تو وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ آخر میں نے بیگ بند کر کے ڈیش بورڈ کے خفیہ خانے میں رکھا اور سیٹ پر دراز ہو کر سگریٹ پینے لگا۔ تھوڑی دیر میں میری آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگیں۔ میں نے آخری کش لے کر سگریٹ باہر پھینکا اور شیشے چڑھا کر پھر سیٹ پر دراز ہو گیا۔

کھڑکی کے شیشے پر کھٹ کھٹ کی آواز سن کر اچانک میری آنکھ کھلی اور میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو صبح صادق کی ہلکی روشنی میں ایک چھریرے جسم کا لڑکا سیاہ رنگ کا جسٹر پہنے، مفلر میں نصف چہرہ ڈھانپے کھڑا ہوا تھا۔ مجھے اٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس نے ایک ہاتھ ہینڈل پر رکھ کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن دروازہ اندر سے لاک تھا نہ کھل سکا۔ میں نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے دروازہ کھولا۔ اس نے چہرے سے مفلر ہٹا دیا۔ میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ "سریکھا۔۔۔! تم۔۔۔ اس وقت؟" وہ خاموشی سے اندر آ گئی اور اٹیچی کیس میری گود میں رکھ کر دروازہ بند کرتی ہوئی بولی۔۔۔ "کیپٹن گاڑی اسٹارٹ کرو اور یہاں سے نکلنے کی کوشش کرو۔"

"خیریت تو ہے۔۔۔؟" میں نے اٹیچی کیس سیٹ پر رکھتے ہوئے کہا۔ وہ اسٹیرنگ

سے بچ کر نکلتی ہوئی بائیں طرف آکر بیٹھ گئی اور مجھے وہیل کی طرف سرکنے کا اشارہ کر کے کہنے لگی۔ "صرف اتنی خیریت ہے کہ میں یہاں تک پہنچ گئی تم گاڑی اسٹارٹ کرو۔"

میں نے کہا۔ "کہاں جانا ہے آخر---- بتاؤ تو----؟" وہ بولی۔ "اوہ کیپٹن میں سب بتا دوں گی---- کہیں چلو تو سہی----"

میں نے اس کی گھبراہٹ دیکھ کر سوئچ آن کر کے انجن اسٹارٹ کیا اور دو تین ٹرن لے کر اسٹیشن کمپاؤنڈ سے گاڑی باہر نکالی۔ سڑک پر آتے ہی کہنے لگی۔ "پارا گڑھ نہیں جا رہے ہیں۔" میں نے گیئر بدلتے ہوئے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ کہنے لگی۔ "اس طرح نہ دیکھو کیپٹن---- میں تمہارے ساتھ فرار نہیں ہو رہی---- صرف تمہیں خطرے سے دور لے جانا چاہتی ہوں۔"

"شکریہ----" میں نے کہا۔ "کیا خطرہ لاحق ہو گیا مجھے ڈیئریسٹ؟"

"طنزیہ لہجہ اختیار نہ کرو ڈارلنگ---- شام کو یوراج نے پندرہ میل تک ہمارا پیچھا کیا---- وہ تمہیں تو نہ پہچان سکے لیکن شاید مجھے پہچان گئے تھے۔ ہمیں غائب ہوتے دیکھ کر وہ لوٹ گئے لیکن ان کا خیال تھا کہ اب ہم صبح سے پہلے کسی طرح نہیں لوٹ سکتے۔ چنانچہ انہوں نے راج محل پہنچتے ہی اپنے سیکرٹیری کو ہمارے گھر بھیجا اور دھرم شالہ کی سڑک پر پولیس کا پہرہ لگا دیا۔ ہم ان کی توقع کے خلاف دوسری طرف سے گھر پہنچ گئے اور بہت جلد پہنچ گئے تم نے جو کار ہمارے دروازے پر دیکھی وہ یوراج کے سیکرٹیری کی تھی اور وہ مجھے دیکھ کر کہنے لگے سریکھا دیوی آپ کو سروج کماری نے بلایا ہے۔ کل دس بجے راج محل تشریف لے آئیں۔

میں نے کہا۔ "او کے ہو آنا---- لیکن اس میں میرے لئے خطرے کا کونسا پہلو ہے----؟"

وہ مسکرا کر بولی۔ "سروج کماری کو نہیں جانتے----؟" میں نے کہا۔ "مجھے جاننا چاہئے کیا----؟" وہ ہنس دی۔ "وہاٹ اے ڈیول یو آر۔" میں نے کہا۔ "اچھا---- خطرہ بیان کرو۔"

"شاید آج تم ایکسپوز کر دیئے جاؤ۔" میں نے کندھے اچکا دیئے بولی۔ "یہ ٹھیک ہے۔ اگر سروج نے مجھ سے تمہارے متعلق پوچھا تو میں اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتی کہ تم میرے فی انیس ہو اور ہم----"

"کہہ دینا----" میں نے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے کہا۔ "میں یہی چاہتا ہوں کہ کوئی میرا سوگ منانے والا ہو----" اس نے روتی شکل بنائی میں نے اس کے بازو کو ٹوکا دے کر کہا۔ "ہماری سوسائٹی میں رونا پیٹنا نہیں ہوتا---- صرف سیاہ لباس پہنا جاتا ہے۔" وہ مجھے۔ "تم کتنے ظالم ہو----" کہہ کر خاموش ہو گئی۔ باتوں باتوں میں گاڑی پارا

گڑھ کا نصف فاصلہ طے کر گئی۔ آخر اس نے یکایک چونک کر کہا۔ "تم شہر کی طرف کیوں جا رہے ہو کیپٹن؟"

"ایکسپوز ہونے کے لئے----" میں نے جواب دیا۔ "میں اس مذاق کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔"

"یہ مذاق نہیں ہے۔ میں اتنے سویرے تم سے مذاق کرنے کے لئے نہیں۔ تمہیں خطرے سے آگاہ کرنے آئی ہوں۔ اچھا گاڑی روک دو اور سنجیدہ ہو کر میری بات سن لو۔"

میں نے گاڑی سڑک کے کنارے پر لے کر بریک لگایا۔ "کہئے---- میں سنجیدہ ہوں۔" کہنے لگی۔ "ڈیڈی میرے طرز عمل سے اتنا تو ضرور سمجھ چکے ہیں کہ میں تمہاری طرف ضرورت سے زیادہ متوجہ ہوں۔" میں نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ "یقیناً" وہ بولی۔ "شام کو سیکرٹیری کے جانے کے بعد کہہ رہے تھے۔ "کیپٹن پرنسلی کا بمبئی سے یہاں آنا میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر سریکھا کا خیال غلط ہے تو اسے برٹش کیمپ میں ہونا چاہئے تھا۔" میں نے کہا۔ "اس قیاس آرائی کا تو انہیں حق ہے ڈیئر---- ایک نئے ملنے والے کے متعلق ہر شخص سوچتا ہے۔" وہ بولی۔ "بات یہیں ختم نہیں ہوتی---- ڈیڈی کہہ رہے تھے وہ آج ریزیڈنسی میں جا کر دریافت کریں گے۔ اگر ایسا ہوا----" میں نے ہنس کر کہا۔ "تو کیا تمہارے خیال میں میں امپوسٹر ہوں----؟" وہ بولی۔ "نہیں ڈیئریسٹ میرے خیال میں تم وہی ہو جو میں پہلے کہہ چکی ہوں۔" میں نے سامنے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم کس سواری میں اسٹیشن آئی تھیں ڈارلنگ؟"

"تانگے میں----" اس نے کہا۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "آؤ تمہیں گھر پہنچا دوں۔" اس نے میرا بازو تھام کر کہا۔ "سنو ڈارلنگ دن نکل آیا ہے---- تمہارا شہر جانا ٹھیک نہیں ہے۔" میں نے کوئی جواب دیئے بغیر اسپیڈ بڑھانی شروع کر دی۔ شہر کے قریب پہنچتے ہی اس نے گاڑی روکنے کا اشارہ کیا اور کہنے لگی مجھے یہیں اتار دو کیپٹن۔" میں نے گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "سات نہیں بجے ابھی ڈارلنگ میں چاہتا ہوں اس سے پہلے کہ تمہاری ڈیڈی جاگیں تمہیں گھر پہنچا دوں۔" اس نے عجیب نظروں سے میری طرف دیکھا۔ ایک پھیکی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر ابھری اور آہستہ آہستہ غائب ہو گئی۔ میں نے اس کو خاموش دیکھ کر کہا۔ "میں جانتا ہوں ڈارلنگ تم ان کو گڈ بائی کہہ کر آئی ہو لیکن میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ دشمنی نہیں---- اس لئے" اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں نے گاڑی کو اٹولہ گارڈن جانے والے راستے پر ڈالا اور چند سڑکوں سے گزرتے ہوئے حویلی کے کونے پر پہنچ کر روک دی۔ اس نے دروازہ کھول کر اترتے اترتے میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کے رخسار کو ہاتھ لگا کر کہا۔ "تم میری ہو ڈارلنگ---- جاؤ۔ میں دس بجے تمہارے پاس آؤں گا۔" وہ میری انگلیاں چوم کر چل

دی۔ میں نے اس کی اٹیچی اٹھا کر کہا۔ "یہ کیوں چھوڑے جا رہی ہو-----؟" اس نے چلتے چلتے رک کر کہا۔ "گاڑی میں رہنے دو----- شاید ہمیں اس کی ضرورت پڑے۔" میں نے اٹیچی سڑک پر رکھ دی۔ وہ پلٹی اور اٹیچی اٹھا کر مسکراتی ہوئی بولی۔ "اسے لے جاؤ کیپٹن----- دس بجے اپنے ساتھ لیتے آنا۔ میں نہیں لے جا سکتی----- تم سمجھتے کیوں نہیں-----؟" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ گاڑی بیک کرنے لگا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اٹیچی سیٹ پر ڈال کر تیزی سے پھاٹک کی طرف چل دی۔

بازار میں پہنچ کر میں نے گاڑی پٹرول پمپ پر کھڑی کر کے گیسولین اور ہوا چیک کرنے کا حکم دیا اور گاڑی سے اتر کے شو روم میں آیا۔ مینجر نے دروازے میں آتے ہی اٹھ کر سلام کیا اور کرسی پیش کی۔ میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ہم بریک فاسٹ کرنا مانگتا مینجر-----" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے۔" اور پمپ پر جا کر اٹینڈنٹ کو ہوٹل کی طرف روانہ کیا اور واپس آ کر دروازے میں کھڑا ہو گیا۔ میں خاموشی سے سگریٹ پیتا رہا۔ تھوڑی دیر میں ایک لڑکا چائے اور کیک پیس لے کر آ گیا۔

میں چائے پی کر گاڑی میں سوار ہوا تو آٹھ بجنے میں پانچ منٹ باقی تھے۔ مجھے دھرم شالہ جانا تھا لیکن خطرہ محسوس کر رہا تھا کہ اگر اس طرف ابھی تک پولیس کی نگرانی جاری ہوئی تو لوٹنا ناممکن ہو جائے گا اور لوٹنا ضروری تھا۔ سریکھا نے اٹیچی کیس رکھ کر مجھے پابند کر دیا تھا۔ آخر اسٹیشن کی طرف جانے کا فیصلہ کر کے پے منٹ کیا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے سروس اسٹیشن سے باہر نکالی۔ ریلوے اسٹیشن پہنچ کر میں نے گاڑی لگیج آفس کے قریب اسی مقام پر پارک کی اور دروازے لاک کر کے پلیٹ فارم کی طرف چل دیا۔ اس وقت یہاں کافی چہل پہل تھی۔ ویٹنگ روم----- مسافر خانہ پلیٹ فارم ہر جگہ مسافروں کا ہجوم تھا۔ میں دفتروں کے سامنے سے گزرتا ہوا ریفرشمنٹ روم میں داخل ہوا اس وقت یہاں بھی کئی صاحب بیٹھے ہوئے چائے وغیرہ پی رہے تھے۔ ویٹر نے سلام کر کے ایک خالی میز پر پہنچایا۔ میں نے اس کو بریک فاسٹ کا آرڈر دیا اور ٹائیلٹ میں جا کر منہ ہاتھ دھونے لگا۔

○

ٹرین گزر جانے کے بعد ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر میں ویٹنگ روم میں چلا گیا۔ شیو اور غسل کر کے دوسری یونیفارم پہنی اور بارہ بجے کے قریب دوپہر کی گاڑی دیکھنے کیلئے باہر نکلا۔ کچھ دیر پلیٹ فارم پر ایک سرے سے دوسرے تک مٹرگشت کرتے کرتے اکتا کر گیٹ سے باہر نکلا اور مسافروں کو تانگوں اور ٹیکسیوں میں بیٹھ بیٹھ کر جاتے دیکھتا رہا۔ سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر اپنی گاڑی کی طرف نظر ڈالی تو اس کے دائیں بائیں دو فوجی کاریں کھڑی ہوئی دکھائی دیں۔ جن میں سے ایک خالی تھی اور دوسری میں دو آفیسرز بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ

فاصلے پر دیوار کے قریب ایک سفید رنگ کی شورلے کھڑی ہوئی تھی۔ نہ جانے کیوں؟ مجھے اپنی گاڑی کے گردو پیش یہ رکاوٹیں دیکھ کر گھبراہٹ سی محسوس ہونے لگی۔ فوجی افسروں کی موجودگی میں خواہ وہ کسی بھی سبب سے آئے ہوں' مجھے نکلنے کی کوشش کچھ مناسب معلوم نہ ہوئی اور پلٹ کر ویٹنگ روم کی طرف چل دیا۔ پلیٹ فام پر آتے ہی ابھی ویٹنگ روم کی طرف مڑنے نہ پایا تھا کہ اس طرف سے بشیشر سنگھ ایک کرنل کے ساتھ آتا ہوا دکھائی دیا۔ ایک ثانیہ میں تمام معاملہ میری سمجھ میں آ گیا لیکن اب کہیں راہ فرار نہ تھی۔ بشیشر سنگھ نے مسکرا کر "ہیلو کیپٹن" کہا۔ میں نے مسکرا کر اس کو جواب دیا اور اٹینشن ہو کر کرنل کو سیلوٹ کیا۔

○

کرنل نے سیلوٹ کا باقاعدہ جواب دیا اور مسکرا کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "کرنل شیلڈن۔" میں نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ "لیفٹنٹ پرنسلی۔" چند رسمی جملے تبدیل کرنے کے بعد کرنل نے کہا "لیفٹنٹ میں تم سے چند پرائیویٹ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"مائی پلشرر سر۔" کہہ کر میں نے ویٹنگ روم کی طرف قدم بڑھایا وہ بھی میرے ساتھ چلنے لگے۔ بشیشر سنگھ نے کہا۔ "آفیسرز میں ریفرشمنٹ روم میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔" کرنل نے پلٹ کر کہا۔ "او کے مسٹر سنگھ۔" ویٹنگ روم میں داخل ہوتے ہی کرنل نے کہا۔ "لیفٹنٹ کیا تم ہزایکسی لنسی کے باڈی گارڈز میں شامل ہو؟"

میں نے کہا۔ "یقیناً سر۔" وہ بولے۔ "کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہو۔" میں ٹیبل پر رکھا ہوا سوٹ کیس کھول کر اپنا اپائنٹمنٹ لیٹر اور چند کاغذات ان کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ "سر میرا نام لیفٹنٹ نعیم احمد ملک ہے۔ پرنسلی مسٹر ولسن کا دیا ہوا عزازی نام ہے اور ہزایکسی لنسی مجھے پرنسلی کہہ کر ہی پکارتی ہیں----- ممکن ہے ان کاغذات میں ان کا کوئی لیٹر بھی ہو۔" کرنل چند منٹ میں تمام کاغذات سے گزر گئے اور مسکرا کر مجھے لوٹاتے ہوئے بولے۔ "کانگریچو لشنز لیفن----- تمہارے سامنے درخشاں مستقبل ہے۔" میں نے سگریٹ کیس ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا "شکریہ سر----- میرا ماضی بھی درخشاں رہ چکا ہے۔" کرنل نے سگریٹ نکال کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "وہ تو مجھے نظر آ رہا ہے----- رالز کسی معمولی آدمی کے پاس تو نہیں ہوتی۔" میں نے لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "سر مجھے امید ہے آپ میرا اصلی نام اپنی ذات تک ہی محدود رکھیں گے----- یہ ہزایکسی لنسی کا راز ہے-----"

کرنل نے ہنس کر کہا "او کے لیفن----- میں وعدہ کرتا ہوں----- تم بمبئی کب جا

رہے ہو؟"

"شاید آج ہی---- یا ایک دو روز بعد سر---- یہ حالات پر منحصر ہے ویسے میری رخصت ختم ہونے میں بارہ تیرہ دن باقی ہیں۔"

"پھر تم برٹش کیمپ میں ہمارے پاس قیام کیوں نہیں کرتے؟"

میں نے مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "پاراگڑھ میرے لئے ایک قسم کا ممنوعہ علاقہ ہے۔ ایکس کیوزمی سر---- اگر آپ میرے متعلق گورنمنٹ ہاؤس سے تصدیق کرنا ضروری سمجھیں تو میرا قیام اسی اسٹیشن پر ظاہر کریں۔"

کرنل نے مسکرا کر کہا "لیکن تم پاراگڑھ جاتے رہے ہو لیفن۔"

"صرف دو مرتبہ سر----" میں نے جواب دیا۔ ایک بار مسٹر سنگھ اور ان کی فیملی کو گھر چھوڑنے اور دوسری بار ان کی دعوت پر کھانا کھانے۔"

وہ بولے۔ "یہ مجھے معلوم ہے اچھا میں یقین کرتا ہوں۔"

"تھینک یو سر---- اگر آپ پسند فرمائیں تو اپنے اسٹاف سے میرا تعارف کرائیں اور میرے ساتھ کھانے میں شریک ہوں۔"

کرنل نے مسکرا کر کہا۔ "یہ تکلف غیر ضروری ہے لیفن---- آؤ میں تمہارے ساتھ کافی پی سکتا ہوں۔"

میں نے باہر نکلتے نکلتے کہا۔ "سر یہ ملاقات اتفاقیہ طور پر ہو گئی یا مسٹر سنگھ کی درخواست پر آپ نے یہاں آنے کی زحمت کی۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "اپنے دماغ کو سوچنے کی زحمت نہ دو لیفن---- اب ہم دوست ہیں---- مجھے یقین ہے کہ بمبئی پہنچ کر تم مجھے خط لکھا کرو گے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میرے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہو گا سر۔" انہوں نے مسکرا کر میری پیٹھ تھپکی اور ریفرشمنٹ روم کی طرف چلنے لگے۔

بشیشر سنگھ اسی ریفرشمنٹ روم میں بیٹھے ہوئے سگریٹ سے شغل کر رہے تھے۔ ہم اندر داخل ہوئے تو گھنٹی بجا کر ویٹر کو بلایا اور ہمیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

"کرنل کیا پینا پسند کریں گے؟"

کرنل نے میری طرف دیکھا۔ میں نے بشیشر سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ میرے مہمان ہیں شریمان---- یہاں یہ سوال میری طرف سے ہونا چاہئے---- بتایئے کیا؟"

کرنل نے مسکرا کر کہا۔ "کافی۔"

میں نے ویٹر کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا اور وہ سر جھکا کر چلا گیا۔ کرنل نے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر کہا بشیشر سنگھ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "مسٹر سنگھ آپ تھوڑی دیر

پرنسلی سے باتیں کریں۔ میں ابھی حاضر ہوتا ہوں۔"

بشیشر سنگھ نے کہا۔ "بہتر ہے کرنل۔"

کرنل نے ان کو لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا اور اٹھ کر چل دیئے بشیشر سنگھ سر جھکا کر سگریٹ پینے لگے۔ میں نے اپنی جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا اور ان کے چہرے سے دلی کیفیات کا اندازہ کرنے لگا۔ وہ اس وقت عجیب ذہنی کشمکش میں گرفتار تھے۔ بار بار چہرے کا رنگ بدل رہا تھا۔ سگریٹ کا کش لیتے ہوئے میں نے ان کی انگلیاں لرزتی محسوس کیں۔ خاموشی اپنی جگہ ایک علیحدہ اعتراف جرم تھی۔ آخر میں نے ہی ان کو اس الجھن سے نجات دلانے کے لئے آغاز گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ "کرنل شیلڈن بڑے خوش مزاج آفیسر ہیں شریمان۔" شریمان نے نگاہ اٹھا کر میری طرف دیکھا اور مسکرا کر بولے۔ "ہاں واقعی خوش مزاج ہیں---- اور ملنسار بھی میرے کرم فرماؤں میں سے ہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا "اور اب آپ کی مہربانی سے میرے کرم فرماؤں میں بھی شامل ہو گئے۔"

وہ بولے۔ "دراصل آج میں نے کرنل اور ان کے اسٹاف کے چند افسروں کے لئے ڈنر کا اہتمام کیا ہے۔"

میں نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "اسٹیشن پر۔"

"نہیں بھئی۔" انہوں نے میرے لہجے کو نظرانداز کر کے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "گھر پر اور اس میں تمہیں بھی شریک ہونا پڑے گا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "مسٹر سنگھ آپ کی دعوت کا شکریہ لیکن میں آج شام کو بمبئی جا رہا ہوں---- تاہم اتنا ضرور کہوں گا کہ جب آپ اتنی زحمت گوارا کر رہے ہیں تو کرنل شیلڈن سے میرا تعارف کھانے کی میز پر بھی کرایا جا سکتا تھا اور وہ اس سے کہیں زیادہ باوقار طریقہ ہوتا۔ شاید میں محسوس بھی نہ کر سکتا کہ آپ میری ذات میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں۔"

بشیشر سنگھ کی پیشانی عرق آلود ہو گئی۔ میرے لئے یہ جواب کافی تھا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "بہرکیف---- میں اسے بھی اپنی عزت افزائی سمجھتا ہوں۔"

اسی وقت ویٹر اندر داخل ہوا اور ٹرے رکھ کر میز پر کافی لوازمات رکھنے لگا۔ دوسرے ویٹر نے کافی پاٹ اور کپ وغیرہ رکھنے شروع کر دیئے۔ بشیشر سنگھ ایک بار پھر جواب کی زحمت سے بچ گئے۔ میں نے بھی انہیں زیادہ پریشان کرنا مناسب نہ سمجھا۔ ویٹر چلے گئے تو انہوں نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کیپٹن پرنسلی۔"

میں نے ان کا قطع کلام کر کے کہا۔ "لیفٹننٹ پرنسلی----" وہ ہنس دیئے کہنے لگے۔ "آل رائٹ---- لیفٹننٹ وہ غلط فہمی سریکھا کے کیپٹن کہنے سے پیدا ہو گئی

تھی--- واقعی تم نے خود کو کیپٹن ظاہر نہیں کیا بہرکیف میں کہنا چاہتا تھا کہ کیا تم آج ہمارے کہنے سے بھی نہیں ٹھہر سکتے۔" میں نے دروازے میں آہٹ پا کر اس طرف دیکھا۔ کرنل شیلڈن اندر داخل ہو رہے تھے۔ ٹیبل پر کافی دیکھ کر بولے۔ "انتظار کی زحمت دینے کی معافی چاہتا ہوں صاحبان۔"

بشیشر نے مسکرا کر کہا۔ "کوئی بات نہیں کرنل۔"

کرنل "تھینکس" کہہ کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ میں نے کافی پاٹ اٹھا کر پیالیوں میں انڈیلنی شروع کر دی۔ کرنل نے سگریٹ سلگایا۔ میں نے چینی اور دودھ ملانے کے دوران ان کو کئی بار اشارے کرتے تاڑا --- میرے لئے دو اور دو چار کر لینا مشکل نہیں تھا۔ چنانچہ کرنل کی طرف پیالی بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سر میرے خیال میں آپ کے لئے بمبئی چلنے کا ایک موقع پیدا ہو رہا ہے--- اچھا ہے ہزایکسی لنسی سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔" کرنل نے کافی کا گھونٹ لے کر کہا۔ "یو مین تمہارے ساتھ لیفن۔"

میں نے اثبات میں سرہلا۔ بولے "شاید تمہارا خیال ہے---"

میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں--- لیکن زبانی باتوں کا یقین کر کے بمبئی کی سیر کرنے کا چانس کیوں گنوائیں آپ؟"

کرنل ہنس دیئے--- کپ میز پر رکھتے ہوئے بولے۔ "ایسا نہیں ہے لیفن--- مجھے پورا یقین ہے کہ تمہارا ایک ایک لفظ صداقت پر مبنی ہے اور تمہارے کاغذات بالکل درست ہیں۔ یقین کرو ہم تم پر کوئی پابندی عائد کر کے ہزایکسی لنسی کی ناراضگی کا باعث بننے کو تیار نہیں۔"

میں نے کہا۔ "وہ آپ سے ناراض نہیں ہوں گے--- اگر آپ میرے ساتھ چلیں۔"

کرنل نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "لیفن اگر تم جانے پر مصر ہو تو میری طرف سے اجازت ہے ابھی گاڑی میں بیٹھو اور روانہ ہو جاؤ لیکن مجھے یقین ہے کہ تم ایک معزز جاگیردار کی دعوت کو ٹھکرا کر جانا کبھی گوارا نہ کرو گے۔ جب تک کہ تم اس سے بیزاری کی حد تک ناراض نہ ہو۔"

میں نے کپ رکھتے ہوئے کہا۔ "اگر آپ کا اشارہ مسٹر سنگھ کی طرف ہے تو میں عرض کروں گا مجھے ان سے ناراض ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

کرنل نے ہنس کر کہا۔ "تو پھر اگر تمہیں میرے الفاظ پر یقین ہے تو میرے کہنے سے آج ٹھہر جاؤ۔"

میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "اگر یہ آپ کا حکم ہے تو میں اس کی تعمیل اپنا فرض سمجھتا ہوں۔"

کرنل نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو لیفن--- میں جا رہا ہوں اور دعوت میں شرکت تمہارا اپنا معاملہ ہے میں مجبور نہیں کروں گا۔" بشیشر سنگھ نے ویٹر کو اشارہ کر کے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا--- میں نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "پلیز--- پلیز" وہ مسکرا کر خاموش ہو گئے۔ میں نے ایک نوٹ نکال کر ٹیبل پر رکھا اور ان کے ساتھ سیڑھیوں تک رخصت کرنے آیا۔ کرنل نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "کیا میں شام کو پھر مل سکتا ہوں لیفن---؟"

میں نے کہا۔ "یقیناً سر--- میں آپ سے ملے بغیر جانا کبھی پسند نہ کروں گا۔" وہ دونوں مصافحہ کر کے گاڑیوں کی طرف چل دیئے۔ میں نے ان کو سوار ہو کر جاتے دیکھا اور جب گاڑیاں ریلوے حدود سے نکل کر سڑک پر پہنچ گئیں تو ویٹنگ روم کی طرف چل دیا۔

میں دیر تک آج کے واقعات پر غور کرتا رہا۔ بشیشر سنگھ کا برٹش آفیسرز کو لے کر آنے کا مقصد میری شخصیت کے متعلق تصدیق کرنے کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا تھا--- لیکن سوال یہ تھا کہ کیوں؟ اس کیوں کے جواب میں ہر بار سریکھا کا چہرہ نظروں میں ابھرتا تھا وہ مجھے کرن کے سوا کچھ ماننے کو تیار نہ تھی--- ہو سکتا ہے اسی نے بشیشر سنگھ کو دعوت کرنے پر مجبور کیا ہو اور اسی نے اس کو برٹش کیمپ کی طرف دھکیلا ہو بہرکیف حالات کافی الجھ چکے تھے اور اب میرے ایکسپوز ہو جانے کا خطرہ شدید سے شدید تر ہوتا جا رہا تھا۔ ان حالات میں اسٹیشن پر ٹھہرنا کسی طرح مناسب نہ تھا۔ کاش میں نے کرنل سے شام تک ٹھہرنے کا احمقانہ وعدہ نہ کیا ہوتا۔ میرے لئے خود کو فرار ہونے سے باز رکھنا دشوار ہو گیا۔ دوپہر کو ایک بجے کھانا کھانے کے بعد میں دیر تک پیتا رہا اور آئندہ اقدام کے لئے سوچتا رہا--- اور جب شراب بھی کسی فیصلے پر پہنچانے میں معاون نہ ہو سکی تو آخری گھونٹ لے کر اٹھ کھڑا ہوا--- ویٹر سے بل لے کر پے منٹ کیا اور رسٹ واچ پر نظر ڈالتا ہوا ریفرشمنٹ روم سے نکل کر پلیٹ فارم پر آیا۔ اپر کلاس گیٹ کے سامنے اسی پولیس مین نے اسٹول سے اٹھ کر سلیوٹ کیا۔ میں نے "ہیلو" کہہ کر اس کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور ویٹنگ روم میں پہنچ کر سگریٹ سلگاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ وہ بولا۔ "حکم سرکار۔"

میں نے کہا۔ "آج میں بہت پریشان ہوں--- شاید تم میری مدد کر سکو۔"

مسکرا کر بولا۔ "حضور جان حاضر ہے صاحب بہادر کے لئے حکم؟"

میں نے ایک نوٹ نکال کر اس کی جیب میں ٹھونس دیا اور کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "میں تمہیں اپنے ساتھ کچھ دور لے جانا چاہتا ہوں--- زیادہ دور نہیں--- تقریباً ایک فرلانگ تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں کہاں ہوں--- اس کے بعد تم اسٹیشن آ جانا--- اگر کوئی لڑکی یا ملٹری آفیسر مجھے تلاش کرے تو اس کو ویٹنگ روم میں

بٹھا کر مجھے اطلاع دے دینا اور ریاست کا کوئی آدمی--- میرا مطلب ہے۔ کوئی افسر یا پرنس آئے تو یہ ظاہر بھی نہ ہونے دینا کہ میں یہاں ہوں یا تم مجھے جانتے ہو--- لو گے؟"

وہ سر جھکا کر بولا۔ "سمجھ گیا جناب۔"

میں نے سوٹ کیس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "اگر سمجھ گئے ہو تو چلو لگیج آفس کے پاس پہنچ جاؤ۔ میں ایک منٹ میں تمہارے پاس ہونگا اس نے سوٹ کیس لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "میں تم سے قلی کا کام نہیں لینا چاہتا۔" وہ مسکرا کر بولا۔ "جناب ہمارے ہوتے آپ سامان لے کر چلیں یہ بہت---" میں نے اس کے کندھے ہاتھ رکھ کر کہا۔ "اس سے میرا تمہارا تعلق ظاہر ہو گا--- اور یہ نہیں ہونا چاہئے--- سمجھ گئے نا؟" وہ سلیوٹ کر کے خاموشی سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد میں سوٹ کیس لے کر نکلا۔ وہ میری گاڑی کے قریب درخت نیچے کھڑا تھا۔ میں نے دروازہ کھول کر سوٹ کیس پچھلی سیٹ پر پھینکا اور اس کو بیٹھنے اشارہ کیا۔ وہ ادھر ادھر نظر دوڑا کر گاڑی میں سوار ہو گیا۔ میں نے وہیل سنبھالا اور ا اسٹارٹ کر کے گاڑی اسٹیشن سے نکالتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ وہ میرا مقصد سمجھ اور سڑک سے کچھ فاصلے پر ایک کھیت کی طرف انگلی اٹھا کر کہنے لگا۔ یہاں ایک غیر چھپر ہے۔ دیکھ لیجئے اگر پسند آئے تو یہ قریب ترین مقام ہے۔" میں نے گاڑی سڑک اتاری اور فرسٹ گیئر میں آہستہ آہستہ چلاتا ہوا چھپر کے دروازے پر لے گیا۔ یہ درختوں کی آڑ میں گاڑی کسی طرف سے بھی نظر نہیں آ سکتی تھی۔ میں نے انجن بند کر دروازہ کھولا اور باہر نکلا--- پولیس مین بھی نکل کر میرے پاس کھڑا ہو گیا۔ میں سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "میں شام کے چھ بجے تک یہیں ہوں--- تمہیں سبق ہے نا؟"

وہ مسکرا کر بولا "ملٹری آفیسرز اور لیڈیز کے لئے "یس"--- ریاست عملداروں اور راجکماروں کے لئے "نو---" میں نے کہا۔ "بالکل ٹھیک۔" وہ سلام کے تیزی سے اسٹیشن کی طرف چل دیا۔ میں نے اس کو سڑک کے قریب پہنچ کر پیروں ٹائروں کے نشان مٹاتے دیکھ کر اس کی ہوشیاری پر غائبانہ داد دی۔

شام کے چھ بجے تک کار میری خواب گاہ تھی اور جب کھڑکی کے شیشے پر ٹھک کر آواز سن کر اٹھا تو سامنے سریکھا کھڑی ہوئی مسکرا رہی تھی۔ میں نے دروازہ کھول اس کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔ بولی "میں تم سے ناراض ہوں۔"

میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "خدا کا شکر ہے کہ اب میں آسانی سے بمبئی سکوں گا--- تو جاؤ نا!"

میں نے سوئچ آن کر کے سیلف پر پاؤں مارتے ہوئے کہا "یہ چلا۔" وہ مجھے دھکیل کر اندر آ گئی اور دروازہ بند کرتی ہوئی بولی "چلو!" میں نے دیا سلائی جلا کر سگریٹ سلگایا اور کش لے کر کہا "میں انگریزی فوج کی حراست میں ہوں--- کیسے جا سکتا ہوں؟ تم بتاؤ کس طرح نازل ہو گئیں؟"

"بتا دیا کسی نے۔" اس نے ہنس کر کہا۔ "یہ بتاؤ تمہارا بن باس کب پورا ہو گا کرن؟" مجھے اس ضدی لڑکی کی استقامت پر ہنسی آ گئی وہ کسی طرح اپنے نظریئے سے ہٹنے کو تیار نہ تھی۔ مجھے ہنستے دیکھ کر بولی۔ "میرا سوال جواب چاہتا ہے ڈیئر اسے ہنسی میں نہ اڑاؤ۔"

میں نے کہا۔ "جس روز تم مجھے کرن بنا دو بن باس پورا ہو جائیگا۔"

وہ بولی۔ "آج ہی بنا سکتی ہوں لیکن مصلحت نہیں ہے۔"

"نہیں سمجھ سکا۔" میں نے کہا حالانکہ اچھی طرح جانتا تھا وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔

"نہ سمجھو۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "چلو گاڑی سڑک پر پہنچاؤ--- میں تمہیں لینے آئی ہوں۔"

"میں نہیں آ سکتا--- سات بجے کرنل شیلڈن سے ملنا ہے اور اس کے بعد بمبئی روانہ ہو جانا ہے۔"

"کرنل شیلڈن سات بجے ہمارے گھر پہنچ چکے ہوں گے یہاں چوروں کی طرح چھپ کر ان کا انتظار کرنے کے بجائے وہیں ان سے مل سکتے ہو۔" میں نے گاڑی بیک کر کے سڑک کی طرف موڑتے ہوئے کہا "پھر تو میں چلا--- تم کرنل سے میرا سلام کہہ دینا۔" سڑک پر ایک گاڑی دیکھ کر میں نے اس کے سامنے پہنچ کر بریک لگایا اور دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "گڈبائی--- کبھی کبھی یاد کر لیا کرنا کہ تمہارے دوستوں میں ایک راجکمار کرن کا ہم شکل بھی تھا۔"

اس نے دروازہ پھر بند کر دیا اور کہنے لگی۔ "تمہارے خیال میں میرے کتنے دوست ہونگے ڈیئر؟" میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں شوگر بس یہی ہماری تمہاری تہذیب میں فرق ہے--- ہمارے ہاں دوست کا لفظ اس مفہوم میں استعمال نہیں کیا جاتا جو تم سمجھ رہی ہو۔"

وہ مسکرا دی۔ "میں کچھ نہیں سمجھی ڈیئر--- اتنا کہہ سکتی ہوں کہ تمہاری تہذیب وہ نہیں ہے جو تم ثابت کرنا چاہتے ہو۔"

"میں جو کچھ ہوں وہ ثابت کر چکا ہوں--- کیا کرنل شیلڈن نے تمہیں نہیں بتایا میں کون ہوں--- کیا تم نے میرے چہرے سے نقاب نوچ ڈالنے کی بھرپور کوشش نہیں کی؟ لیکن کیا پایا؟ سنو ڈارلنگ تمہارے احساسات مجھ سے پوشیدہ نہیں اور تم بھی میرے

احساسات سے ناواقف نہیں ہم دونو ایک ہی آگ میں جل رہے ہیں اور جلتے رہیں گے کیونکہ ہمارے درمیان جو دیوار حائل ہے۔"

اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ کر خاموش کر دیا اور کہنے لگی۔ "تقریروں کی گنجائش نہیں ہے ڈیئر--- تم میرے ساتھ چل رہے ہو--- یقین کرو وہاں کرنل شیلڈن اور دو تین انگریز فوجی افسروں کے سوا کوئی نہ ہو گا اور میں ان کے سامنے تمہیں پرنسلی کے سوا کچھ نہ کہونگی--- او کے؟ یا کرنل کو درمیان میں لانے کی تحریری معافی پیش کروں؟"

میں ہنس کر خاموش ہو گیا۔ وہ تھوڑی دیر میرے چہرے کی طرف دیکھتی رہی اور پھر دروازہ کھول کر اپنی کار کی طرف چل دی۔ میں اس کو گاڑی میں سوار ہوتے دیکھتا رہا۔ اس نے وہیل سنبھالا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے رالز کے پیچھے لگائی اور آہستگی سے پش کیا۔ میں نے گیئر لگا کر گاڑی بڑھاتے ہوئے کہا۔ "فاصلہ ضرور رکھنا ڈیئر۔" اس نے اثبات میں سرہلا کر کہا "شیور شیور" میں بھی معنی خیز تھا وہ بھی کم نہ تھی۔

شہر میں داخل ہوتے ہوئے لائٹنگ ٹائم ہو چکا تھا۔ میں نے ہیڈ لیمپ روشن کرتے ہوئے پیچھے نظر ڈالی سریکھا کی گاڑی تقریباً سو گز کے فاصلے پر چلی آ رہی تھی۔ بازار میں پہنچنے کے بعد ہمارے درمیان آنے جانے والی گاڑیاں اور تانگے اور پیدل چلنے پھرنے والے حائل ہو گئے اور پچھلی گاڑی میری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ تاہم ابھی تک میرے دل میں سریکھا کو چکمہ دے کر نکل جانے کا کوئی خیال نہ تھا۔ دلی تقاضوں کے علاوہ اس کا اٹیچی کیس بھی میری گاڑی میں تھا اور وہ خود بھی میرے ذہن پر چھائی ہوئی تھی۔ میں اس کے لئے ہر خطرہ مول لینے کو تیار تھا لیکن بازار کے اس حصے میں پہنچنے سے پہلے جہاں سریکھا کی حویلی کو جانے کے لئے ٹرن لینا پڑتا تھا۔ اس گلی کے مختلف سمت میں واقع ترتولیہ بازار سے ایک کار تیزی سے اس طرف آتی دکھائی دی۔ وہیل پر کوئی عورت تھی جس کو فاصلہ زیادہ ہونے کے باعث میں پہچان نہ سکا لیکن گاڑی اور ڈرائیو کرنے والی کے پر شکوہ انداز راجکماری ہونے کا پتا چلتا تھا۔ میرے پیر کا دباؤ خودبخود ایکسی لریٹر پر بڑھ گیا اور بائیں جانب ٹرن لینے کے بجائے گاڑی بھیڑ بھاڑ سے گزرتی ہوئی سیدھی دھرم شالہ کی طرف بڑھنے لگی۔ بازار ختم ہوتے ہی آکٹرائے پوسٹ کی طرف گھومنے سے پہلے میں دائیں طرف نظر ڈالی۔ گاڑی اسی طرف آ رہی تھی اور ہمارا درمیانی فاصلہ دس گز کے قریب تھا۔ وہیل پر اجیتا بیٹھی ہوئی تھی۔ سریکھا کی گاڑی کا کہیں پتا نہ تھا۔ آکٹرائے پوسٹ سے نکلتے ہی میں نے رفتار میں مزید اضافہ کیا--- ایک میل کے قریب نکل جانے کے بعد پیچھے کی طرف دیکھا تو اجیتا بالکل قریب آ چکی تھی--- اور برابر میں آنے کے لئے سڑک کے درمیان آتی جا رہی تھی۔ میں نے گاڑی بائیں جانب کر کے اس کو راستہ دیا۔ ایک ثانئے میں بڑھ کر برابر میں آ گئی۔ میں نے اس کو ہاتھ اٹھا کر نمستے کیا۔ بولی "کل کہاں تھے؟"

میں نے کہا۔ "کل بھی خانہ بدوش تھے آج بھی خانہ بدوش ہیں۔"

"میں دو گھنٹے دھرم شالہ کے آس پاس گھومتی رہی آج بھی امید تو نہ تھی کہ تم ملو گے--- لیکن دل سے مجبور ہو کر چلی آئی۔"

میں نے کہا۔ "مجھے یقین ہے اجیتا--- یہ محبت کی کشش ہی ہے کہ آج بھی مل گئے اگر تم چند سیکنڈ لیٹ ہو جاتیں تو شاید آج بھی نہ مل پاتے۔" مسکرا کر کہنے لگی۔ "کہیں الجھ تو نہیں گئے ہو ڈارلنگ؟"

میں نے اثبات میں سرہلایا۔ بولی۔ "کہاں؟"

میں نے کہا۔ "بتاتا ہوں--- دھرم شالہ سے پہلے آنے والے چوراہے پر بائیں طرف گھوم جانا--- وہ راستہ سنسان ہے۔" وہ "اچھا" کہہ کر خاموش ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد انٹر سیکشن آ گیا۔ اجیتا نے بائیں طرف ٹرن لیا۔ دو میل چلنے کے بعد میں نے اشارہ کیا اور اس نے گاڑی سڑک سے اتار کر جھاڑیوں کے پیچھے لے لی۔ میں نے اس کے قریب پہنچ کر انجن بند کر دیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور میری گاڑی میں آ گئی۔ میں نے اس کو سینے سے لگا کر چوم لیا--- اور وہ میرے پھنس جانے کے متعلق پوچھنا بھول کر خود ہی پھنس کر رہ گئی۔ احساس تشنگی نے دونوں کو وارفتہ کر دیا اور ایک دوسرے کی حدت سے پگھل کر تاریکی میں تحلیل ہو گئے اور اس تاریکی میں اور سیاہی گھل گئی۔

چاند کی پہلی کرن کے ساتھ گیدڑوں کی مجلس مشاورت نے ہمیں وقت کا احساس دلایا۔ میں نے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے ڈیش بورڈ لیمپ کی روشنی میں گھڑی پر نظر ڈالی۔ آٹھ بجنے میں بارہ منٹ باقی تھے۔

"چلنا چاہئے۔" میں نے اجیتا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ہاں بہت دیر ہو گئی۔" اس نے بالوں کی لٹ درست کرتے ہوئے کہا۔ "تم نے یہ نہیں بتایا کہاں الجھے ہوئے تھے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہاری لٹوں میں پرتمبھا۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "میر لٹوں سے ہٹ کر کہاں؟"

"لٹوں سے ہٹ کر جانے کے لئے میرے تصرف میں کونسا راج محل رہ گیا ہے ڈیئر۔" میں نے جواب دیا وہ افسردہ ہو گئی اور میرے کندھے پر سر رکھ کر رونے لگی۔ میں نے اس کو آغوش میں سمیٹ کر چوم لیا۔ وہ مسکرا دی۔ میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "باقی آئندہ۔"

اس نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "کل؟" میں نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے جواب دیا۔ "کوشش کروں گا۔" وہ نیچے اتر کر اپنی گاڑی کی طرف چل دی۔ میں نے سگریٹ نکال کر سیٹ کی پشت سے کمر لگا لی اور اس کو گاڑی بیک کر کے سڑک پر جاتے

دیکھتا رہا۔

پانچ منٹ کا وقفہ دیکر میں گاڑی بیک کر کے سڑک پر لایا اور شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ آکٹرائے پوسٹ پر کلرک نے میری گاڑی گزرتی دیکھ کر سلام کرنے کے بجائے منہ پھرا لیا۔ مجھے اس کے طرز عمل پر تعجب ہوا لیکن وقت کی قلت کے باعث تیزی سے گزرتا چلا گیا۔ بازار کی رونق اس وقت ماند پڑ چکی تھی۔ بھیڑ چھٹ چکی تھی۔ اکا دکا گاڑیوں کے سوا سڑک بالکل خالی تھی۔ میں دو منٹ میں حویلی پہنچ گیا۔ دونوں پھاٹک کھلے ہوئے تھے۔ دروازے میں داخل ہوتے ہی دربان نے سلام کیا۔ میں نے پورچ میں پہنچ کر سریکھا کی کار کے پیچھے گاڑی پارک کی اور انجن بند کر کے ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔ سیڑھیوں کے سامنے ہی برآمدے میں بشیشر سنگھ نے مسکرا کر "ویل کم" کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "کہاں رہ گئے تھے پرنسلی؟"

میں نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ "ایک دوست مل گیا تھا مسٹر سنگھ۔" وہ اسی طرح ہاتھ پکڑے پکڑے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ اندر کرنل شیلڈن ایک کیپٹن اور ایک لیفٹننٹ کے ساتھ صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے والے صوفے پر سریکھا اور اس کی والدہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے کرنل کو سلوٹ کیا۔ کرنل اور ان کے دونوں ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے کرنل نے مسکرا کر صافحہ کیا اور اپنے ساتھیوں سے میرا تعارف کرایا کیپٹن کا نام کمنگز اور لیفٹننٹ کا جان ما لکم تھا۔ مصافحے معانقے کے بعد بیٹھتے ہی بشیشر سنگھ نے نوکروں کو کھانا لگانے کا اشارہ کیا میں نے کرنل کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سر میں دیر سے حاضر ہونے کی معافی چاہتا ہوں آپ کو انتظار کرنا پڑا۔" کرنل نے مسکرا کر کہا۔ "نیور مائینڈ لیفن تم بروقت پہنچے ہو۔۔۔۔ مجھے اندیشہ تھا شاید تم نہیں آؤ گے۔"

سریکھا نے کہا۔ "میرا بھی یہی خیال تھا۔"

میں نے اس کی طرف گھوم کر سر کے اشارے سے سلام کیا اس کی والدہ نے مسکرا کر کہا۔ "میرا خیال تم سے مختلف تھا۔۔۔۔ مجھے یقین تھا کیپٹن ضرور پہنچیں گے۔" میں نے ان کو سلام کر کے کہا۔ "میڈم آپ نے مجھے زیادہ صحیح سمجھا۔۔۔۔ شکریہ۔" کرنل شیلڈن کیپٹن سے باتیں کر رہے تھے۔ کیپٹن نے دوران گفتگو کئی بار میری طرف غور سے دیکھا۔ چہرے کے تاثرات سے پتا چلتا تھا کہ وہ میرے متعلق ہی باتیں کر رہے ہیں مجھے اپنی طرف متوجہ پا کر کرنل نے کچھ کہنا چاہا لیکن اسی وقت ایک نوکر نے بشیشر سنگھ کو اشارہ کیا اور انہوں نے کرنل کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کھانا تیار ہے۔"

کرنل "تھینک یو" کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے ان کے ساتھ سب کھڑے ہو گئے اور بشیشر سنگھ کے ساتھ ڈرائنگ روم کی طرف چل دیئے میز پر مشرقی اور مغربی کھانوں کا دل پذیر امتزاج تھا۔ کرنل اور ان کے ساتھی انگریزوں کے بیٹھتے ہی بشیشر سنگھ نے میز کے

دوسری جانب مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور میرے برابر والی کرسی پر بیٹھ گئے۔ میرے دائیں جانب ان کی اہلیہ اور سریکھا بیٹھ گئیں۔ کھانا شروع ہوتے ہی کرنل نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "لیفن تمہارے دوست کیپٹن بریڈلے اور کیپٹن کمنگز ایک دوسرے کے کزن ہیں۔" میں نے کمنگز کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "مجھے خوشی ہوئی۔۔۔۔ کوئی پیغام ہو تو فرمائیے گا۔"

کمنگز نے شکریہ ادا کر کے کہا۔ "کب جا رہے ہیں آپ؟"

میں نے کہا۔ "کل کسی وقت کیپٹن!"

کرنل نے کہا۔ "جلدی کیا ہے لیفن۔۔۔۔ ابھی تو تمہاری چھٹی پوری ہونے میں بہت دن باقی ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "سرپارہ گڑھ کچھ زیادہ ہی مہمان نواز ہے۔ خصوصاً" مسٹر سنگھ۔۔۔۔ جن کے خلوص نے مجھے اپنا تمام پروگرام منسوخ کر کے آنے پر مجبور کر دیا لیکن آپ سمجھ سکتے ہیں اس طرح آؤٹ آف شیڈول چیزیں درمیان میں آ جانے سے کہیں نہ کہیں پروگرام کے توازن پر ضرور اثر پڑے گا۔"

کرنل نے اثبات میں سر ہلا کر گلاس اٹھایا اور چند گھونٹ لے کر کہنے لگے۔ "اگر اتنا ٹائٹ پروگرام ہے تو یقیناً اس میں تکلفات کی کوئی گنجائش نہیں۔۔۔۔ لیکن۔" وہ فارک کی طرف دیکھنے لگے اور کچھ سوچ کر پھر کھانے میں مصروف ہو گئے۔ میں کھانے لگا۔ بشیشر سنگھ نے کہا "کرنل میں آپ لوگوں کی اس عزت افزائی کا بے حد ممنون ہوں۔۔۔۔ خاص کر لیفٹننٹ پرنسلی کا۔۔۔۔" میں ہنس دیا۔ کرنل نے میری طرف دیکھا۔۔۔۔ میں نے بشیشر سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں مسٹر سنگھ میں تو آپ کی مہمان نوازی کا لفظی شکریہ ادا کرنے کے سوا عملی طور پر کچھ نہیں کر سکتا۔"

سریکھا نے کہا۔ "شیور شیور۔" میں ہنس دیا۔ میرے ساتھ کرنل اور بشیشر سنگھ نے قہقہہ لگایا۔ کھانا ختم ہونے کے بعد میں لیڈیز کافی پی کر اٹھ گئیں اور ساغر و مینا کا دور چلنے لگا۔ دس بجے کے قریب محفل برخاست ہوئی اور سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ بشیشر سنگھ ہمیں پورچ تک رخصت کرنے آئے میں نے ان سے مصافحہ کر کے کرنل کو سلامی دی۔ وہ مسکرا کر کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگے۔ "کیمپ چلنا پسند نہیں کرو گے؟"

میں نے کہا۔ "آپ کو زحمت دینا میرے پروگرام سے باہر کی چیز ہے سر۔" وہ مسکرا کر بولے۔ "ایز یو پلیز۔۔۔۔ لیکن کل جانا ہو تو مجھ سے مل کر ضرور جانا۔" میں نے "بہتر ہے" کہہ کر پیچھا چھڑایا۔ اسی اثناء میں لیفٹننٹ ما لکم ان کی کار لے کر آ گیا اور وہ مجھ سے اور بشیشر سنگھ سے ہاتھ ملا کر گاڑی میں سوار ہو گئے۔ بشیشر سنگھ نے مجھے پھر الجھا لیا۔ کرنل کی گاڑی گیٹ سے باہر نکلتے ہی میری کمر پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے "آؤ پرنسلی۔۔۔۔ تھوڑی دیر اور بیٹھو۔۔۔۔ اگر مجھ سے ناراض نہیں ہو۔"

میں نے چلتے ہوئے کہا۔ "آپ نے ناراضگی کی شرط لگا کر مجھے مجبور کر دیا شریمان۔"

ڈرائنگ روم کے دروازے پر سریکھا کھڑی ہوئی تھی مسکرا کر بولی۔۔۔ "ڈیڈی کو میں نے مجبور کیا ہے۔۔۔ تمہیں بھاگنے کی وجہ ظاہر کرنی ہو گی" بشیشر سنگھ ہنس دیئے۔ صوفوں کے قریب پہنچتے ہی سریکھا نے کہا۔۔۔ "بیٹھیے پرنس۔۔۔ لی۔" میں بیٹھ گیا۔ اس نے میرے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "معاف کیجئے ڈیڈی میں صاحب بہادر سے ایک دوسرا سوال کرنا چاہتی ہوں آپ کی غیر موجودگی میں۔۔۔" بشیشر سنگھ نے چلتے چلتے کہا۔ "سریکھا مہمان کی دل شکنی نہ ہونے پائے۔۔۔ میں ابھی تک اپنی غلطی کی ندامت سے پیچھا نہیں چھڑا سکا ہوں۔" سریکھا بولی۔ "وہ غلطی بھی میری ہی تھی ڈیڈی۔۔۔ آپ کو شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔"

وہ مسکرا کر دوسرے کمرے کی طرف چل دیئے۔ میں اس نوخیز حسینہ کی خود اعتمادی اور جرات پر حیران رہ گیا۔ وہ مختصر سی چند ملاقاتوں میں مجھ پر حکومت کرنے لگی تھی۔ باوجود یہ کہ میں نے ابھی تک کسی کمزوری کا اظہار نہیں کیا تھا اس کی قربت اور خود سپردگی کو پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں دی تھی زندگی میں معمولی لڑکیاں تو کیا کسی راجکماری کے مقابلے میں اس قدر ضبط و تحمل کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ اس کے مقابلے میں خود کو انتہائی بلند کردار ثابت کیا تھا۔۔۔ لیکن۔۔۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ ہارنے کے باوجود خود کو جیتا ہوا اور مجھے جیتا ہوا ہونے کے باوجود ہارا ہوا سمجھ رہی تھی۔

تنہائی ہوتے ہی اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "جی لیفٹن؟"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "یس ڈارلنگ۔" بولی۔ "یس کیا؟ ایکس پلین کیجئے۔۔۔ اعتماد شکنی کیوں کی۔۔۔ بھاگے کیوں؟"

"میرے ڈیزرٹ کرنے کا فیصلہ کورٹ مارشل کر سکتی ہے۔۔۔"

"یہ کورٹ مارشل ہی ہے۔۔۔ "پلیز ایکس پلین۔" میں نے ٹرے سے سگریٹ اٹھایا۔ اس نے اٹھ کر لائٹ دی۔ میں نے شکریہ ادا کر کے کہا۔۔۔ "میں تمہارے یقین اور عزم کے سامنے ٹھہرنے کی سکت نہیں رکھتا اس لئے۔۔۔"

"میں ایک معمولی عورت ہوں۔۔۔ تم۔۔۔"

میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "عورت کبھی معمولی نہیں ہوتی۔۔۔ معمولی بنتی ہے۔۔۔ کبھی مظلوم نہیں ہوتی' مظلوم بنتی ہے' جو زیفائن جوزف بھی ایک عورت تھی۔۔۔ معمولی عورت جس نے نپولین بونا پارٹ جیسے فاتح اعظم کی ناک میں نکیل ڈال کر جنگ کے رہٹ میں جوت دیا۔۔۔ اور وہ اس کو جیتنے کے لئے پورے کرہ ارض کو جیتنے کے خبط میں مبتلا ہو گیا انجام تمہیں معلوم ہی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ پرنسلی ایک

معمولی لیفٹنٹ ہے جس کے لئے نہ تو واٹرلو کی ضرورت ہے اور سینٹ ہیلنا کی۔۔۔ جہاں کسی سنائپر کی رائفل سے نکلی ہوئی گولی سے بغلگیر ہو گیا وہیں اس کے ڈھیر پر رائفل گڑی ہو گی اور سنگین پر ٹن ہیٹ سایہ فگن ہو گی۔۔۔ اس لئے۔۔۔ کیا سمجھیں؟" اس نے کوئی جواب نہ دیا تو میں نے سگریٹ سے نظریں اٹھا کر دیکھا۔ اس کا سر اور ہاتھ صوفے کی پشت پر ٹکے ہوئے تھے اور کندھے ہل رہے تھے۔ میں نے تیزی سے اٹھ کر اس کے شانے پکڑ کے اپنی طرف گھمایا اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ میں نے گھبرا کر کہا۔ "آئی ایم سوری۔۔۔ آئم مائٹی سوری۔"

اس نے ساری سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ "تو پھر واپس کیوں آئے۔۔۔؟ یہ دکھانے کے لئے کہ تم کتنے سنگدل ہو؟" اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی اور بتدریج بلند ہوتی جا رہی تھی۔ میں اس صورتحال سے خائف ہو کر اس کے سامنے گھٹنوں کے بل گر پڑا اور دونوں ہاتھ پھیلا کر آغوش میں لے لیا اس نے میرے گلے میں بانہیں ڈال کر کندھے پر سر ٹکا دیا اور سسکیاں لینے لگی۔ میں نے دوسرے کمرے کے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی کمر تھپکی اور اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے سینے سے لگا کر منہ چوم لیا۔ وہ میری آنکھوں کی طرف دیکھ کر مسکرا دی میں نے دروازہ کی طرف اشارہ کر کے اس کو پھر تھپک کر علیحدہ کیا پیچھے ہٹ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ مسکرا کر کہنے لگی۔ "اب بتاؤ بھاگ سکتے ہو۔"

میں نے سگریٹ اٹھا کر کش لیتے ہوئے کہا۔ "میں کہاں بھاگ سکتا ہوں ڈارلنگ؟ صرف اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہوں۔ یہ جاننے کے باوجود کہ میں کسی طرح تمہارے مقابلے کا نہیں ہوں تمہاری کشش سے پیچھا نہیں چھڑا سکتا۔ میں تمہارے محور پر گھومنے پر مجبور ہوں۔" وہ مسکرا دی اور آگے بڑھ کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ "ڈارلنگ خدا کے لئے جھوٹ سے دامن چھڑاؤ۔۔۔ پلیز۔۔۔ پلیز۔۔۔" میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسل کر اس کی طرف دیکھا۔ "بتاؤ سچ کیا ہے؟ سریست؟" وہ آگے بڑھ کر میرے پہلو میں بیٹھ گئی۔۔۔ میں نے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سریکھا ڈیئر۔۔۔ ایسا تو نہ کرو کہ میں تمہارے ڈیڈی سے آنکھیں ملانے کے قابل بھی نہ رہوں۔"

وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ "ڈر رہے ہو ایں نا؟"

میں نے کہا۔ "ڈرتا ہوں۔۔۔ تم سے بھی؟"

"اس لئے کہ جھوٹ بولتے ہو۔۔۔ جھوٹ انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔۔۔ جس روز سچ بولنے لگو گے کسی سے نہ ڈرو گے۔۔۔ میری طرح۔"

میں ہنس دیا۔ "یہ سچ ہے۔۔۔ لیکن تمہارے حالات مختلف ہیں ڈیئر۔۔۔ تم غیر معمولی جرات کی حامل ہو اور یہ کہ تمہیں اور سچائی کو فیس کرنا بہت مشکل ہے۔"

"یقین کرو مجھ سے جھوٹ بولنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ سنو ڈارلنگ۔۔۔"

وہ بولتے بولتے مسکرا کر چپ ہو گئی۔

میں نے کہا۔ "سن رہا ہوں۔" وہ بولی۔ "جانے دو تمہاری دل شکنی ہو گی۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "دل شکنی معاف کہہ ڈالو۔"

وہ بولی۔ "تمہارے فرار ہونے کی وجہ اجیتا دیوی تھیں۔" میں نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "اجیتا دیوی کون؟ ----" اس نے قہقہہ لگایا۔ "وہی جو شادی کی رسموں میں تم سے بہت زیادہ مذاق کر رہی تھیں بتاؤ انہیں کس طرح ٹرخایا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ٹرخایا نہ جا سکا ---- انہوں نے بھی تمہاری طرح کمبل ڈال دیا --- اور میں ان سے شادی کر رہا ہوں۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "خوب ڈارلنگ ---- تم نے تو اوور باؤنڈری لگانی شروع کر دی ---- اجیتا دیوی تو ودھوا ہیں ---- تم ان سے ----" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "مجھے اس کی پروا نہیں وہ ودھوا ہیں یا ڈیورسی یا کنواری ---- ودھوا کو بھی جینے کا حق ہے ودھوا بھی کبھی نہ کبھی کنواری رہی ہو گی۔"

وہ کھل کر ہنسنے لگی اور ہنستی چلی گئی میں نے اس کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لے کر چومتے ہوئے کہا۔ "گڈ نائٹ۔" اس نے اپنے سر کو ایک جھٹکا دیا' اس کے بال لہرا کر میرے سر اور کندھوں پر پھیل گئے۔ میں اس خوشبو سے مسحور ہو کر اپنی جگہ منجمد ہو کر رہ گیا۔ وہ سیدھی ہوتی ہوئی مسکرائی اور شرارت آمیز لہجے میں بولی۔ "جاؤ۔"

میں ہنس کر اس کے سامنے جھک گیا۔ "پر قینچ ہو گئے۔" پیچھے ہٹ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "زنجیروں میں جکڑ کر کہہ رہی ہو جاؤ۔" وہ میرے سامنے والے صوفے کے سرے پر ٹکتی ہوئی بولی۔ "سینٹ ہیلنا تو نہیں محسوس کر رہے ڈارلنگ؟" میں نے ہزیمت خوردہ لہجے میں کہا۔ "سینٹ ہیلنا کی دیواروں سے سر تو ٹکرایا جا سکتا ہے ڈیئر ---- ریشمیں زلفوں کے جال میں پھنس کر تو خودکشی کا راستہ بھی بند ہو گیا۔"

"سنجیدہ ہو ---- ایں نا؟" اس نے سوال کیا۔ میں نے نفی میں سر ہلا۔

"نہیں ---- سحر زدہ ---- کوئی حکم؟"

"صرف ایک سوال کا جواب۔" اس نے مسکرا کر پوچھا۔ "اجیتا سے کس طرح پیچھا چھڑایا؟"

"ڈارلنگ جو اجیتا تمہارے ذہن پر مسلط ہے اس کے متعلق جواب دے چکا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اجیتا ہے تو [illegible] اس سے واقف نہیں۔" وہ آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھنے لگی۔ پھر مسکرا کر بولی۔ "تو پھر غائب کیوں ہوئے؟"

"یہ بھی عرض کر چکا ہوں فرار ہی میرے لئے ایک راستہ تھا سو اب وہ بھی بند ہو گیا اور کچھ؟"

"تو پھر واپس آنے کی زحمت کیوں فرمائی؟"

"تقریباً پچیس میل دور نکل جانے کے بعد مجھے یاد آیا کہ تمہارا اٹیچی کیس میری کار میں پڑا ہوا ہے ---- میں خیانت کا مرتکب نہیں ہونا چاہتا تھا اس لئے۔"

بولی۔ "تم نے اسے کھول کر دیکھا؟"

"نہیں ---- کیوں کھولتا؟"

"شکریہ ---- لاؤ مجھے لوٹا دو۔"

"سوری میڈم ---- وہ وقت گزر گیا ---- اب اگر واپس لینا چاہتی ہو تو صبح اسٹیشن آ کر واپس لے جانا ---- اس یقین کے ساتھ کہ میں اب اتنا خوش معاملہ نہیں رہا جاننا آج شام کے آٹھ بجے تک تھا۔"

"نہیں سمجھی۔"

"سمجھ جاؤ گی۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اب پلیز اپنے ڈیڈی صاحب کو بلاؤ ---- میں ان سے رخصت ہونا چاہتا ہوں۔" وہ اسی طرح جمی بیٹھی رہی۔ میں نے آگے بڑھ کر کمرے کے دروازے پر دستک دی اور پیچھے پلٹ کر صوفے کے قریب پہنچ گیا ---- تھوڑی دیر میں بشیشر سنگھ باہر نکلے۔ میں نے کہا۔ "سر اب اجازت چاہتا ہوں۔ میں نے سریکھا دیوی کے طفلانہ سوالوں کے جوابات دے دیئے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ میں انہیں مطمئن نہ کر سکا۔"

وہ مسکرا کر بولے۔ "ہاں نہیں کر سکتے۔ میں بھی نہیں کر سکا ---- اور کرنل شیلڈن بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ حالانکہ انہوں نے گورنر صاحب کے فرسٹ سکریٹری سے آدھا گھنٹہ وائرلیس ٹیلی فون پر بات کرنے کے بعد تمہارا نام اور رینک کی توثیق کی تھی ---- دراصل یہ لڑکی کچھ کریزی ہے کیا نہیں ہو سریکھا؟"

سریکھا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں ڈیڈی۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "تھینک یو میڈم۔"

بشیشر سنگھ نے کہا۔ "میں تمہاری رواداری اور اخلاق کا معترف ہوں پرنسلی۔"

میں نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "گڈ نائٹ" انہوں نے مسکرا کر ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور برآمدے تک پہنچانے آئے۔

○

اس رات ویٹنگ روم میرے لئے نیند فراہم نہ کر سکا۔ صبح کے چھ بجے تک میں پلیٹ فارم پر ٹہلتا رہا۔ ریفرشمنٹ روم کھلنے پر چائے اور سگریٹ سے شغل کرتا رہا اور کرسی پر بیٹھا بیٹھا اپنی کوتاہیوں پر غور کرتا رہا۔ میں راجکمار بننے کے باوجود ایرسٹو کریٹس کا

دبدبہ پیدا نہ کر سکا۔ انگریز بننے کے باوجود حکمراں قوم کے افراد جیسی نخوت کا مظاہرہ نہ کر سکا۔ واقعی اصل اصل ہے نقل نقل ہے۔ کیریکٹر کے اعتبار سے میں ان دونوں سے بہتر تھا لیکن وہ چیز ہرگز نہ تھا۔ خود کو سچا شہزادہ ثابت کرنے کے لئے میں نے ان کے تمام محاسن اپنی ذات میں سمو لئے اور شراب و شباب سے کھیلنے کے سوا تمام عیوب چھوڑ دیئے اور یہی میری بنیادی غلطی تھی کوئی شہزادہ صرف محاسن کا مجموعہ نہیں ہوتا اس میں چند کمزوریاں بھی ہونی چاہئیں اس سے غلطیاں بھی ہونی چاہئیں لیکن میں نے صرف فنی غلطیوں سے مبرا رہنے کی کوشش کی بلکہ ان غلطیوں کے ارتکاب سے بھی گریز کیا جن کا مرتکب ہونا ایک راجکمار کے لئے لازمی ہوتا ہے۔ مجھے سریکھا کے پہلے جملے پر ہی ایک سنجیدہ فوجی افسر کی طرح اظہار ناپسندیدگی کرنا چاہئے تھا تاکہ وہ اس حد تک بڑھنے نہ پاتی لیکن خواتین کا احترام انگلش ایٹی کیٹ کا پہلا درس۔۔۔۔ اور پھر سریکھا جیسی ہنگامہ خیز خاتون کا احترام جس کا حسن ع زہاد کے عمامے' شاہوں کے تاج اتریں۔۔۔۔ اور وغیرہ وغیرہ کا عنوان بن سکتا تھا۔۔۔۔ میرے لئے فرض منصبی کی حیثیت رکھتا تھا۔۔۔۔ میں اسے کچھ نہ کہہ سکا اور وہ آگے بڑھتی چلی گئی اور اس قدر تیزی سے کہ اس رفتار کی خود بھی متحمل نہ ہو سکی اور ٹھوکر کھا کر گر پڑی۔ میں جس دیوار کو اس کے اور اپنے درمیان حائل سمجھ رہا تھا وہ اس قدر کمزور ثابت ہوئی کہ ایک خفیف سے جھٹکے کی بھی متحمل نہ ہو سکی اور وہ دھڑام سے زمین بوس ہو گئی۔ میں نے اپنے سگریٹ کے دھوئیں سے نعیم کی شبیہ ابھرتی دیکھی۔ مسکرا کر ایک کش لیا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور بے منت کئے بغیر ریفرشمنٹ روم سے نکل کر چل دیا۔

○

صبح آٹھ بجے میں نے شیو اور غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر یونیفارم پہنی اور پلیٹ فارم پر آیا تو دونوں گاڑیاں جا چکی تھیں صرف برانچ لائن کی ایک ٹرین پلیٹ فارم نمبر ۳ پر کھڑی ہوئی تھی۔ جس میں مسافروں کی آمدورفت کا سلسلہ جاری تھا۔ مسافر خانے کے تمام اسٹال کھلے ہوئے تھے اور یہاں کافی رونق تھی۔ میں متاملانہ قدموں سے چلتا ہوا ریفرشمنٹ روم میں داخل ہوا۔ پہلی ہی میز پر دو فوجی افسر بیٹھے ہوئے ناشتہ کر رہے تھے۔ دونوں ہندوستانی تھے ایک کپتان اور دوسرا صوبیدار میجر تھا۔ مجھے دیکھتے ہی دونوں نے بیک وقت "گڈ مارننگ سر" کہا۔ میں مسکرا کر "مارننگ آفیسرز" کہتا ہوا ان کے برابر والی میز پر بیٹھ گیا۔ ایک ویٹر نے جھک کر سلام کیا اور پلٹ کر اندر چلا گیا۔ میں نے کپتان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "برٹش کیمپ سے یا۔۔۔۔" اس نے میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے جواب دیا "جبل پور سے بمبئی جا رہے ہیں۔"

میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "ڈیڑھ بجے والی ٹرین سے؟" وہ بولا۔ "پہلی ٹرین وہی ہے شاید۔۔۔۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا ویٹر کچن سے ٹرے لئے باہر نکلا اور ڈشیں میز پر رکھنے لگا۔ کپتان نے چائے کا گھونٹ لے کر میری طرف دیکھا۔ "آپ شاید برٹش کیمپ سے متعلق ہیں؟" میں نے چائے انڈیلتے انڈیلتے جواب دیا۔ "نہیں میرا تعلق بمبئی سے ہے میں چھٹی پر ہوں۔" بولا۔ "اوہ پھر تو آپ کو تیار رہنا چاہئے۔۔۔۔ صبح شام میں ٹیلی گرام ملنے والا ہے۔۔۔۔ چھٹیاں منسوخ کی جا رہی ہیں۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "ان کے پاس میرا یہاں کا ایڈریس نہیں ہے۔" کپتان مسکرا دیا اور میں ناشتہ کرنے لگا لیکن ذہن اسی طرف مرکوز تھا۔ میری رخصت کے آٹھ دن باقی تھے۔ پچھلے کئی ہفتوں سے عالمی سیاست نے عجیب رخ اختیار کیا تھا۔ فوج میں عام بھرتی شروع ہو چکی تھی اور اب مجھے کسی بھی وقت طلب کیا جا سکتا تھا۔ مجھے سب سے پہلا خیال کار لوٹانے کا آیا۔ ناشتے کے دوران تمام وقت اسی کے متعلق سوچتا رہا۔ آخر دامن راؤ پر نظر پڑی۔ وہی ایک ایسا آدمی تھا جو شردھام جا کر رازدارانہ طریقے سے گاڑی کرنل لال کے سپرد کر سکتا تھا۔ یہ خیال آتے ہی میں نے جلدی جلدی چائے پی اور بل ادا کر کے دونوں افسروں سے مصافحہ کر کے باہر نکلا۔ ویٹنگ روم سے سوٹ کیس اٹھایا اور گاڑی لے کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ چند میل کے بعد انٹرسیکشن آ گیا اور میں نے "روڈ ٹو لاکھوزدا" کا سائن پوسٹ دیکھ کر بائیں طرف ٹرن

لیا۔ ٹھیک گیارہ بج رہے تھے کہ پچیس میل کا فاصلہ طے کر کے قصبے میں داخل ہو چکا تھا۔

پٹرول پمپ پر گاڑی روکتے ہی مینجر باہر نکل آیا۔ میں نے اسے گاڑی میں پٹرول ڈالنے کو کہا اور دامن راؤ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ نائٹ شفٹ میں ہے اور شام کو ۶ بجے آئے گا۔ میں انجن بند کر کے نیچے اترا اور اس کو فوراً" بلوانے کو کہتا ہوا دفتر کی کیبن میں داخل ہوا۔ مینجر ٹینک فل کر کے اندر آیا اور کہنے لگا۔ "صاحب! دامن راؤ کو بلانے کو لڑکا بھیج دیا ہے——— چائے وغیرہ تو نہیں پیئیں گے آپ؟" میں نے کرسی کے بازوؤں پر ٹانگیں پھیلاتے ہوئے کہا۔ "منگوا لو——— "کچھ ناشتہ بھی ساتھ ہو تو بہتر ہے۔" اس نے ایک اسٹول اٹھا کر میرے پاؤں کے قریب رکھا اور باہر نکل گیا۔ میں نے اسٹول پر پاؤں رکھ کر سگریٹ سلگایا اور کش لینے لگا۔ دو تین کش لئے تھے کہ نیند آنے لگی۔ ہوٹل والا چائے لے کر آیا تو میں سویا ہوا تھا۔ مینجر نے میری انگلیوں سے جلتا ہوا سگریٹ کھینچا تو میری آنکھ کھلی۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "حضور انگلیاں تو نہیں جلیں۔"

میں نے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "نہیں——— شکریہ۔" ہوٹل والے نے ٹرے اسٹول پر رکھ دی۔ میں نے ناشتہ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر میں ایک لڑکے نے دروازے پر آ کر کہا۔ "مینجر صاحب دامن گھر پر نہیں ہے دو بجے آئے گا۔" مینجر نے میری طرف دیکھا——— میں نے کہا۔ "اچھا گاڑی کے تمام لبر یکینٹس ڈرین کرا کے نئے تبدیل کراؤ اور پوری گاڑی دھلوا ڈالو——— دو بجے تک ہو جائے گا۔"

مینجر نے کہا۔ "کوشش کروں گا۔" میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھا۔ "ساڑھے تین گھنٹے ہیں——— شروع کر دو——— میں اتنی دیر آرام کروں گا——— کسی کو آنے نہ دینا۔" مینجر "بہتر ہے۔" کہہ کر باہر چلا گیا۔ میں نے سگریٹ سلگا کر پھر پاؤں پھیلا دیئے۔

ساڑھے تین بجے دامن راؤ نے آ کر مجھے جگایا۔ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو اس نے میرے پاؤں چھو کر کہا۔ "سرکار مجھے افسوس ہے کہ آپ کو اتنی دیر۔"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "چھوڑو مجھے آرام کی ضرورت بھی تھی——— یہ بتاؤ ٹھیک ہو نا؟"

وہ بولا۔ "ان داتا بہت———"

میں نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "بکو نہیں——— شاید ٹھیک ہی ہو——— اگر کچھ کمی ہے تو پوری ہوتی رہے گی——— گاڑی تیار ہو گئی یا نہیں؟" وہ بولا۔ "سرکار آدھا گھنٹہ اور لگے گا——— مارفیکس پھرایا جا رہا ہے۔"

میں نے سگریٹ سلگا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے——— گھر جاؤ اور اطلاع کر آؤ میں اتنی دیر میں کھانا کھا لیتا ہوں۔" اس نے جھک کر کہا۔ "جو حکم" میں ہاتھ دھونے چل دیا۔

چند منٹ میں ہوٹل والا کھانا لے کے آگیا اور میں کھانے میں مشغول ہو گیا۔ دامن راؤ لوٹا تو نیا سوٹ پہنے ہوئے تھا اور خاصا معقول آدمی نظر آ رہا تھا۔ کہنے لگا۔ "سرکار گاڑی تیار ہے۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "مینجر کو اٹھا کر بل تیار کراؤ اور چلو۔" وہ باہر نکل گیا میں سگریٹ سلگا کر برآمدے میں ٹہلنے لگا مینجر نے بل تیار کر کے دامن کو دیا۔ میں نے پے منٹ کرتے ہوئے کہا۔ "آج تمہیں نائٹ شفٹ کے لئے دوسرا آدمی بلانا پڑے گا۔ میں دامن کو لے جا رہا ہوں اور شاید یہ کئی دن بعد واپس آئے۔"

وہ بولا۔ "جو حکم سرکار۔" میں نے دامن کو اشارہ کیا اور باہر نکل کر گاڑی پر نظر ڈالی۔ مینجر نے سر جھکا کر کہا۔ "سرکار شو روم کنڈیشن میں نظر آ رہی ہے نا؟" میں تھینکس کہہ کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دامن نے وہیل سنبھالا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے باہر نکالی۔ سڑک پر آتے ہی میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "پارہ گڑھ۔" گاڑی تیزی سے چلنے لگی۔ شہر سے باہر نکلتے ہی میں نے کہا۔ "دامن تمہیں پوزیشن تو معلوم ہے میں کرن کی حیثیت سے مر چکا ہوں۔"

وہ بولا۔ "ہاں ان داتا——— مجھ سے زیادہ کون جانتا ہے۔"

میں نے کہا——— " اب رازداری کے پورے اعتماد کے ساتھ میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہاں میرا نام لیفٹننٹ پرنسلی ہے——— اور تم میرے ذاتی ملازم ہو——— اس کے سوا مکمل خاموشی ضرورت ہمھوتو ہونٹوں پر زپ لگوا لو۔"

"زپ لگوا لی لیفٹننٹ۔" اس نے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "پارہ گڑھ میں کس جگہ جانا ہے سر؟"

"بشیشر سنگھ جی کی حویلی۔" میں نے کہا۔ "جانتے ہو؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا——— میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "میں بتاؤں گا۔"

ہم بشیشر سنگھ کی حویلی پہنچے تو شام کے چھ بج رہے تھے۔ گیٹ کھلا ہوا تھا۔ دربان نے گاڑی دیکھتے ہی اسٹول سے اٹھ کر سلام کیا۔ گاڑی کے ڈرائیو ان میں آتے ہی پورچ میں بشیشر سنگھ کی کار کے علاوہ دو اور گاڑیاں کھڑی ہوئی دکھائی دیں۔ مجھے اس خلاف معمول پر تعجب ہوا لیکن اطمینان صرف یہ تھا کہ گاڑیاں ملٹری آفیسرز کی نہ تھیں نہ ان کا تعلق راج محل سے تھا کہ یوراج یا کسی راجکمار کی موجودگی کا خطرہ ہو۔ دامن نے گاڑیوں کے پیچھے پہنچتے ہی انجن بند کیا اور نیچے اتر کر دروازہ کھولا۔ میں نے اس کو گاڑی میں ہی رہنے کی ہدایت کی اور سیڑھیوں کی طرف چل دیا۔

ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور سامنے ہی بشیشر سنگھ ان کی اہلیہ اور دونوں لڑکیوں کے علاوہ تین آدمی شیروانی' چودھپوری صافے اور چست پاجاموں میں ملبوس صوفوں

پر بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے مجھے دیکھتے ہی بشیشر سنگھ نے "کم ان" کہا اور پھر باتیں کرنے لگے اور پھر سریکھا نے نظریں اٹھا کر دیکھا اور پھر باپ کی طرف متوجہ ہو گئی۔ دونوں میں سے کسی کے چہرے پر مسکراہٹ نہ تھی۔ میں نے قریب پہنچ کر ان سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "مسٹر سنگھ کہیں میں آپ کی پرائیوسی میں تو مخل نہیں ہوا؟؟"

ایک پھیکا سا تبسم ان کے ہونٹوں پر ابھرا اور بجھے ہوئے لہجے میں بولے۔ "نہیں لیفن--- میٹ مائی سن ستیندر سنگھ۔"

میں نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "لیفٹننٹ پرنسلی۔" اس نے غور سے میری طرف دیکھ کر بیٹھے بیٹھے ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے اسے کھلی توہین سمجھ کر ہاتھ ملانے کے بجائے پیچھے ہٹ کر کہا۔ "ہاؤڈو یوڈو؟"

وہ بولا۔ "فائن تھینک یو۔" دوسرے دونوں غور سے میری طرف دیکھنے میں مصروف تھے۔ میں نے ان کو نظرانداز کر کے بشیشر سنگھ کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ "مسٹر سنگھ میں آج واپس جا رہا ہوں--- آپ سے---"

اس نے اپنے برابر والے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں جناب۔"

میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "تھینک مسٹر سنگھ زیادہ وقت نہیں ہے--- میں صرف آپ سے رخصت ہونے کو حاضر ہوا تھا۔" بشیشر سنگھ نے اخلاقاً کہا۔ "پھر بھی--- کم از کم چائے تو پینی ہی پڑے گی۔" ان کے لہجے میں گرم جوشی کے بجائے اخلاقی مجبوری کا عنصر نمایاں تھا--- سریکھا پر سکوت طاری تھا۔ وہ بت بنی بیٹھی تھی۔ میں "تھینک یو" کہہ کر بیٹھ گیا اور اپنی دلی کیفیت چھپانے کے لئے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ ستیندر نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے سرگوشی کے لہجے میں کچھ کہا اور وہ اٹھ کر بشیشر سنگھ اور ان کی اہلیہ کو نمستے کر کے چل دیئے۔ ستیندر نے پلٹ کو ان کو کمرے سے باہر جاتے ہوئے دیکھا اور کار اسٹارٹ ہونے کی آواز سن کر باپ کی طرف دیکھ کر بولا۔ "پتا جی' لیفٹننٹ سے کتنے سال سے واقف ہیں آپ؟" میں نے اس کے طنزیہ جملے سے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ بشیشر سنگھ نے کہا۔ "زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔"

وہ کہنے لگا۔ "پھر اتنے تعلقات کیسے بڑھ گئے؟"

میں نے بشیشر سنگھ کو خاموش دیکھ کر کہا۔ "کتنے مسٹر ستیندر؟"

وہ بولا۔ "اتنے کہ آپ کو ان سے رخصت ہونے کے لئے آنا پڑا۔"

"اس میں قابل اعتراض پہلو کیا نظر آیا آپ کو؟ کیا آپ اپنے دوستوں سے رخصت ہوتے وقت ان کو اطلاع دینا بھی پسند نہیں کرتے مسٹر ستیندر؟" میں نے پوچھا۔ اس نے منہ بنا کر کہا۔ "لیفٹننٹ میں اس سے کچھ زیادہ جانتا ہوں--- اسی لئے آپ مجھے یہاں دیکھ

رہے ہیں--- بہرکیف یہ ہمارے ذاتی معاملات ہیں--- مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔"

میں نے سگریٹ کا کش لے کر کہا۔ "تھینک یو--- مجھے افسوس ہے میری وجہ سے آپ لوگوں کے درمیان تلخی پیدا ہوئی--- او کے مسٹر سنگھ۔" میں بشیشر سنگھ کی طرف دیکھ کر اٹھنے لگا۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔ "بیٹھو لیفن میں ستیندر کی غلط فہمی دور کرتا ہوں انہیں کسی نے ٹرنک کال کر کے آمودگڑھ سے بلایا ہے۔"

میں پھر بیٹھ گیا۔ سریکھا نے کہا۔ "ڈیڈی ستیندر کو غلط فہمی میں مبتلا ہی رہنے دیں تو بہتر ہے۔ آپ ان کے نظریات سو سال میں بھی نہیں بدل سکیں گے۔"

ستیندر نے تیز نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا مطلب ہے تمہارا؟؟" سریکھا نے کہا۔ "تم ڈیڈی کے کیریکٹر پر نکتہ چینی نہیں کر سکتے۔ تم انہیں ڈکٹیٹ نہیں کر سکتے کہ کس سے ملنا ہے اور کس سے نہیں ملنا یا ملنا ہے تو کس طرح ملنا ہے!"

"میں پتا جی پر اعتراض نہیں کر رہا۔" اس نے ٹھنڈا پڑتے ہوئے کہا۔ "اعتراض دراصل تمہارے ایڈوانس منٹ---"

"میرے ذاتی معاملات میں تمہارے لئے بولنے کی بہت کم گنجائش ہے مائی ڈیئر۔" سریکھا نے سخت لہجے میں کہا۔

میں نے بشیشر سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مسٹر سنگھ پلیز--- کیا یہ ضروری ہے کہ میں آپ کے خاندانی مباحثے میں تماشائی کا رول ادا کروں۔"

بشیشر سنگھ نے کہا۔ "تم تماشائی نہیں ہو پرنسلی--- مہمان اور بڑی حد تک جزوبحث ہو' اس لئے بیٹھ سکتے ہو۔" ستیندر ناراض ہو کر سریکھا کی طرف تکتا ہوا اٹھ کر چل دیا۔ کسی نے اس کو روکنے کی کوشش نہ کی میں نے کہا۔ "آئم [illegible] سنگھ۔" سریکھا نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کیوں لیفن--- تم نے کیا کیا ہے؟ تصادم تو نئی اور پرانی تہذیب کا ہے--- بھائی اور بہن کے متضاد خیالات کا ہے۔"

"یقیناً مس سریکھا--- لیکن مجھے پارٹی نہ بنائیے۔ میں آپ کے خاندان میں کسی تنازعے کا باعث بننے میں ندامت محسوس کرتا ہوں۔" میں نے نرم لہجے میں کہا۔

سریکھا نے مسکرا کر کہا۔ "اس ندامت کا جواب نہیں لیفن۔"

میں نے بشیشر سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مسٹر سنگھ آپ مسٹر ستیندر کو بلائیے میں ان سے رخصت ہو کر جانا چاہتا ہوں۔" بشیشر سنگھ اٹھ کر اندر گئے۔ میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالا اور اٹھنے لگا۔ سریکھا نے کہا۔ "بیٹھے رہو پرنسلی۔" میں پھر ٹک گیا۔ سریکھا نے سگریٹ ٹرے میں میری طرف کھسکایا۔ میں نے خاموشی سے سگریٹ لے لیا اور لائٹر اٹھا کر سلگانے لگا۔ اسی وقت بشیشر سنگھ بیٹے کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے ڈرائنگ

روم میں داخل ہوئے۔ میں مسکرا کر اٹھا اور سگریٹ ہاتھ میں لے کر آگے بڑھا۔ بشیشو سنگھ نے مسکرا کر کہا۔ "لیفن چائے آ رہی ہے برائے مہربانی بیٹھ جائیں۔" میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مسٹر سنگھ ساڑھے سات بج رہے ہیں میں زیادہ لیٹ ہو گیا تو آج نہ جا سکوں گا ---- اور تمام پروگرام اپ سیٹ ہو کر رہ جائے گا۔"

"کل چلے جانا۔" انہوں نے ہاتھ پکڑ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ممکن ہے تم دونوں ایک دوسرے کو سمجھنے کے بعد دوست بن جاؤ۔"

میں نے ستیندر کی طرف دیکھا۔ وہ سریکھا کی طرف دیکھتا ہوا اپنے صوفے پر بیٹھ گیا۔ میں نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "کیا یہ ممکن ہے مسٹر سنگھ۔"

ستیندر نے باپ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "دوستی کی حد تک مجھے لیفن پر نسلی سے کوئی پرہیز نہیں پتا جی ---- لیکن اس سے آگے ----" وہ بولتے بولتے رک گیا۔

میں نے مسکرا کر کہا۔ "اس سے آگے کیا؟"

بشیشو سنگھ نے کہا۔ "چھوڑو پر نسلی ---- مجھے خوشی ہے تم ستیندر کی طرح زود رنج نہیں ہو۔" ایک نوکر نے چائے کی ٹرے ہمارے سامنے رکھ دی۔ سریکھا آگے سرک کر چائے بنانے لگی۔ ستیندر نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔ بشیشو سنگھ نے کہا۔ "ستیندر مہمان نوازی تمہیں کرنی چاہیے وہ تیوری چڑھا کر بولا۔ "میں چائے نہیں پیتا۔"

"نہ پیو ----" انہوں نے کہا۔ "مہمان کو تو پلاؤ۔"

تملا کر کہنے لگا۔ "سریکھا پلا تو رہی ہے ----" سریکھا نے ایک پیالی اٹھا کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "پیجئے۔"

اس نے سریکھا کا ہاتھ پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔ "سوری۔" جھٹکا لگتے ہی چائے چھلک کر سریکھا کے ہاتھ پر گر گئی اور وہ بمشکل پیالی سنبھال سکی۔ بشیشو سنگھ نے اس کے ہاتھ سے پیالی لے کر ٹرے پر رکھ دی اور تیز نظروں سے ستیندر کی طرف دیکھا۔ میں نے رومال سریکھا کی طرف اچھال دیا۔ اس نے کلائی صاف کی اور اٹھ کر ہاتھ دھونے چل دی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ ستیندر نے باپ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مجھے افسوس ہے پتا جی۔"

وہ "تمہیں شرم آنی چاہیے۔" کہہ کر بیٹھ گئے۔ میں نے تھوڑی دیر ان کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھتا رہا اور جب غصہ کسی طرح برداشت نہ ہو سکا تو اٹھتے ہوئے کہا۔ "مسٹر ستیندر تم نے میری کھلی توہین کی ہے اپنے گھر میں پہلی ملاقات پر اگر تمہیں مجھ سے نفرت تھی تو اس کے اظہار کے اور بہت طریقے تھے تمہیں اپنے جذبات کا اتنا گھٹیا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے تھا ---- گڈ بائی مسٹر بشیشو سنگھ۔"

بشیشو سنگھ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ میں سر جھکا کر تیزی سے دروازے کی طرف

چل دیا۔ برآمدے سے گزر کر پورچ میں پہنچا تو گیٹ سے ایک کار باہر نکل رہی تھی۔ میری گاڑی سیڑھیوں کے قریب کھڑی تھی۔ دامن نے مجھے دیکھتے ہی پچھلا دروازہ کھول دیا۔ میں نے سیٹ پر بیٹھ کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "دامن اس گاڑی میں کون تھا؟"

وہ گاڑی بیک کرتے ہوئے بولا۔ "سر کوئی لڑکی تھی۔" میں خاموش ہو گیا۔ میرے لئے یہ سمجھنا دشوار نہ تھا کہ لڑکی کون ہو سکتی ہے۔

گیٹ سے باہر نکلتے ہی دامن نے کہا۔ "کس طرف سرکار؟"

"ریلوے اسٹیشن۔" میں نے کہا۔ "دیکھا ہے۔"

وہ بولا۔ "نہیں حضور ---- لیکن راستہ معلوم ہے۔" اس نے اس بازار کی طرف ٹرن لیا اور اسپیڈ بڑھائی۔ گلی کے سرے پر پہنچتے پہنچتے وہی کار بازار کی طرف مڑتی ہوئی دکھائی دی۔ دامن نے کہا۔ "سرکار وہ گاڑی ہے۔"

"دیکھ رہا ہوں۔" میں نے کہا۔ "پیچھا کرو۔" اس نے بازار کی سڑک پر آتے ہی دائیں طرف ٹرن لیا اور رفتار بڑھائی۔ سڑک پر بھیڑ نہ تھی۔ بازار ختم ہوتے ہوتے ہم اگلی کار سے دس گز کے فاصلے پر تھے۔ ڈرائیو کرنے والی سریکھا ہی تھی۔ اس نے بیک ویو مرر میں رالز کو دیکھتے ہی رفتار کم کر دی اور ایک ثانئے کے لئے پلٹ کر پیچھے کی طرف دیکھا اور بازار ختم ہوتے ہی گاڑی کھڑی کر دی۔ میں نے دامن کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اس نے گاڑی کے برابر میں پہنچ کر بریک لگا دیا۔ میں نے بائیں طرف کھسک کر دروازے کا شیشہ گرایا۔ سریکھا نے میرا ہاتھ تھام کر کہا۔ "میں بہت شرمندہ ہوں ڈارلنگ۔"

"غلط شرمندہ ہو سریکھا۔" میں نے اس کا ہاتھ ہونٹوں سے لگا کر کہا۔ "مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں لیکن تمہیں اس طرح آنا نہیں چاہیے تھا۔" کہنے لگی۔ "تم جانے کو کہہ رہے تھے ڈارلنگ ---- میں تمہیں جانے نہیں دوں گی۔"

"میں ابھی نہیں جا رہا ڈیئریسٹ ---- اچھا تم واپس جاؤ ورنہ وہ لوگ تمہاری تلاش میں نکل پڑیں گے ---- گڈ بائی۔" دامن نے گیئر لگاتے ہوئے مڑ کر میری طرف دیکھا۔ سریکھا نے دونوں ہاتھوں سے میرا ہاتھ تھام کر کہا "نہیں ---- ابھی مجھے کچھ کہنا ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "تم جتنی ذہین ہو اتنی ہی ----" میں نے اسے پاگل کہنا مناسب نہ سمجھا اور جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ وہ مسکرا کر بولی۔ "پاگل کہنا چاہتے ہو تو صحیح کہہ رہے ہو ڈارلنگ۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں ---- ایک پاگل دوسرے کو پاگل نہیں کہہ سکتا ڈیئر ---- مجھے خود بھی معلوم نہیں میں کیا کہنا چاہتا تھا ----" اس نے دروازہ کھولا اور گاڑی سے باہر نکلنے لگی۔ میں نے دروازے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "پلیز ---- پلیز۔" وہ رک گئی اور دروازہ بند کر کے کہنے لگی۔ "میں صبح پانچ بجے اسٹیشن پر آؤں گی۔" میں نے نفی

میں سر ہلا کر کہا۔ "میں برٹش کیمپ جا رہا ہوں---- اور یہ سلسلہ تمہاری مہربانی سے قائم ہوا ہے۔ تم ہی نے میری اور اپنی راہیں مسدود کی ہیں۔

وہ بولی۔ "معاف نہیں کرو گے----؟"

میں نے ہنس کر اس کے بالوں پر ہاتھ پھراتے ہوئے کہا۔ "اب تو وہ مجھے معاف نہیں کرتے۔ بہرکیف میں کل صبح آٹھ بجے----"

"نہیں۔" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "آٹھ بجے میرا لئے گھر سے نکلنا ممکن نہیں---- پانچ بجے۔"

میں نے کہا۔ "اچھا---- اسی جگہ---- او کے؟---- دامن!" دامن نے اشارہ پاتے ہی گیئر لگایا۔ میں نے سریکھا کی طرف دیکھا کر کہا۔ "گڈ بائی ہنی۔" گاڑی موشن میں آ گئی۔ سریکھا دیو کرنے لگی۔

"دامن۔" میں نے کہا۔ "ریوالور تو ہے نا تمہارے پاس؟"

کہنے لگا۔ "آپ کا دیا ہوا ریوالور میرے پاس ہے۔ سرکاری تو یونی فارم کے ساتھ واپس لے لیا گیا۔"

"وہی بہت ہے۔" میں نے کہا۔ "ایسے حالات تو نہیں ہیں کہ تمہیں میرے لئے دوبارہ ہسپتال جانا پڑے---- لیکن کیا کہا جا سکتا ہے۔" وہ بولا۔ "سرکار آپ کے لئے شمشان جانے پر بھی فخر محسوس کرونگا دعا یہ ہے کہ بھگوان آپ کو سلامت رکھے۔" میں ہنس دیا۔ "پاگل کیا ہر مرتبہ تمہارا بلیدان دے کر زندہ بچ جانے پر مجھے خوشی ہو گی۔"

"سرکار۔" اس نے کنپٹی کھجاتے ہوئے کہا۔ "معاف کرنا----" وہ کچھ سوچ کر چپ ہو گیا۔ میں نے کہا۔ "بول ڈالو دامن---- ہچکچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم میرے جاں نثار ساتھی ہو تمہیں میرے متعلق جتنا زیادہ معلوم ہو بہتر ہے---- میں تم پر پورا وشواس رکھتا ہوں۔" وہ بولا۔ "سرکار میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ---- راجکماری بھی تو یہیں ہیں---- آپ----"

میں نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے دامن---- لیکن میں ان کے لئے مر چکا ہوں اور ابھی زندہ ہونا ثابت نہیں کر سکتا پاپا مجھے راز داری کے بدلے میں ایک لاکھ روپیہ سالانہ دیتے ہیں ایک لاکھ سروج کو دیتے ہیں---- دونوں عیش کر رہے ہیں۔ شردھام میں کیا رکھا ہے۔ سازشیں، چالیں---- شطرنج جیسی چالیں۔ ذرا سی غلطی ہوئی اور بازی مات۔ ہر قدم پر کشت و خون، شہ، بساط الٹ جانے کا خطرہ۔ کتنے مہرے پٹیں، کتنے پٹوائیں؟ اس سے یہی بہتر ہے کہ سرکاری راشن کھاتے رہیں اور وقت کا انتظار کریں۔"

"ٹھیک ہے سر۔" اس نے کہا---- "لیکن سرکار---- یہ سریکھا دیوی۔"

"ہاں---- تم نے دیکھ تو لی نا؟"

"اس شہر میں تو آپ کے لئے یہ بہت خطرناک ہے سر۔"

"آج سے ہو گیا لیکن کوئی اپائے نظر نہیں آتا---- تم نے کانوں سے سن لیا۔ آنکھوں سے دیکھا۔ خیر دیکھیں گے میں اسٹیشن چل کر تمہیں کچھ دکھاؤں گا---- جو ابھی تک میں نے بھی نہیں دیکھا۔"

وہ "بہتر ہے" کہہ کر خاموش ہو گیا۔ میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ ایک ٹرن لیتے ہی اسٹیشن کی روشنیاں نظر آنے لگیں ایک منٹ میں گاڑی احاطے میں پہنچ کر ایک درخت کے سائے میں رک گئی۔ میں دروازہ کھول کر نیچے اترا اور سیٹ کشن اٹھا کر سریکھا کا اٹیچی کیس نکالا۔ دامن راؤ انجن بند کر کے میرے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے اٹیچی کیس کا ڈھکنا کھولتے ہوئے کہا۔ "اندر آ جاؤ۔" وہ میرے پیچھے پیچھے اندر آ گیا اور دروازہ بند کر دیا اور ایک دو بنارسی اور ریشمیں ساڑھیاں اٹھانے کے بعد اٹیچی نوٹوں اور زیورات سے بھری ہوئی نظر چند کاسمیٹک آ ٹمز تھے۔ ایک سفید چمڑے کا پرس تھا جس میں ایک باغ اور زرعی زمین کے دستاویزات ڈرائیونگ لائسنس اور ریوالور کا لائسنس تھا لیکن ریوالور نہیں تھا۔ میں نے ایک ایک چیز اسی طرح واپس رکھ کر اٹیچی کیس بند کر دیا اور پھر سیٹ کے نیچے رکھتے ہوئے کہا۔ "دامن کیا سمجھے؟"

وہ بولا۔ "سرکار بڑے لوگ ہر حالت میں بڑے ہی رہتے ہیں۔ دنیا سب کچھ چھین لے ان کے بھاگ تو نہیں چھین سکتی۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "قصیدے کو چھوڑو' میں بڑا نہیں نہ میرے بھاگ بڑے ہیں---- اس دیوی کے پاگل ہونے میں کوئی شک ہے۔" پہلی ملاقات ایک ہفتہ دوستی کو نہیں ہوا اور---- کیا قیمت ہو گی ان زیورات کی اور کتنا روپیا ہو گا کل؟ جائداد کو چھوڑو۔"

کہنے لگا۔ "سرکار کیا عرض کروں؟ میری تو عقل کام نہیں کرتی۔"

"میری بھی۔" میں نے کہا "اور یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں ع نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے۔"

دامن نے مسکرا کر کہا۔ "اتنا ٹوٹ کر چاہنے والی کو جو سب کچھ نچھاور کر بیٹھی ہو کیسے چھوڑا جا سکتا ہے سرکار---- جب کہ وہ خود بھی اپسرا ہو۔" میں نے کہا۔ "اچھا دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے---- چلو کچھ کھائیں پئیں۔" وہ دروازہ کھول کر نیچے اترا میں بھی باہر نکلا اور دروازے لاک کر کے درونوں ریفرشمنٹ روم کی طرف چل دیئے۔ دروازے پر ہی ویٹر نے سلام کر کے کہا۔ "صاحب بہادر سات بجے کے قریب کوئی لیڈی آپ سے ملنے آئی تھی وہ اس روز والا سی۔ آئی۔ ڈی۔ آپ کو تلاش کرتا پھر رہا تھا۔" میں نے اندر داخل ہو کر دامن کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ہمارے لئے کھانا بھجوا کر اس پولیس

مین کو بلاؤ۔" وہ سر جھکا کر اندر چلا گیا۔ میں نے دامن کو ہاتھ تھام کر کرسی پر بٹھایا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا--- تھوڑی دیر میں کھانا آگیا اور ہم کھانے میں مشغول ہو گئے۔ ویٹر باہر چل دیا۔ دامن نے کہا۔ "سر کوئی لیڈی بھی امیدوار ہے کیا؟"

میں نے نفی میں سرہلا--- "لیکن پولیس مین میرا اپنا آدمی ہے--- کوئی نہ کوئی اس سے ملا ضرور ہے--- تم پیتے تو ہو گے دامن۔" کہنے لگا۔ "آپ شوق فرمائیں سر میں بہکنے لگتا ہوں۔"

ویٹر بہت دیر بعد پولیس مین کو لے کر پہنچا۔ ہم اس وقت کھانا کھا کر کافی پی رہے تھے۔ پولیس مین نے سلیوٹ کر کے کہا۔ "صاحب آپ کا کوئی دوست آیا تھا میں نے بہت تلاش کیا لیکن۔"

میں نے کہا۔ "ہم ابھی پہنچے ہیں کوئی نام پتا دیا اس نے؟"

اس نے جیب سے نوٹ بک نکال کر پنسل سے نام لکھا اور ورق پھاڑ کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے اس پر ایک نظر ڈال کر کہا۔ "تھینک یو۔" پرچے پر کیپٹل لیٹرز میں "اجیا" لکھا ہوا تھا اور سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "کھانا کھاؤ گے؟"

اس نے سلام کر کے کہا۔ "چائے پی سکتا ہوں صاحب۔"

میں نے بل منگا کر پے منٹ کیا اور ایک روپیہ فالتو دے کر پولیس مین کو چائے پیسٹری وغیرہ دینے کو کہا اور دامن کے ساتھ نکل کر ویٹنگ روم کی طرف چل دیا۔ اے۔ ایس۔ ایم نے اٹینڈنٹ کو چابی دے کر بھیجا اس نے ویٹنگ روم کھول کر روشنی اور صفائی کی--- ہم اندر جا کر آرام کرسیوں پر بیٹھ گئے اور سگریٹ پینے لگے۔

دس بجے کے قریب مجھے نیند آنے لگی۔ اٹھ کر کوچ کی طرف چلنے لگا۔ دامن راؤ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "سر کیا یونیفارم پہنے پہنے سونے کا ارادہ ہے؟"

میں نے کہا۔ "سوٹ کیس گاڑی کے گلیج بکس میں ہے--- لپک کے لے آؤ۔"

وہ "بہتر ہے۔" کہہ کر چل دیا۔ میں نیند اڑانے کے لئے ٹہلنے لگا۔ دامن ابھی گیٹ سے باہر نکلا ہو گا کہ ویٹنگ روم کے پیچھے موٹر رکنے کی آواز آئی۔ میں نے کھڑکی کے پاس جا کر دیکھا۔ رالز سے کچھ فاصلے پر ایک کار کھڑی ہوئی جس کو روشنی کم ہونے کے باعث میں پہچان نہ سکا لیکن کار کے اندر روشنی میں پچھلی سیٹ پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور وہیل پر بیٹھا ہوا آدمی انجن کی طرف پشت کئے ان سے باتیں کر رہا تھا۔ دامن کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ میں نے کھڑکی کے سامنے کھڑے کھڑے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ اسی وقت دامن راؤ دونوں ہاتھ پتلون کی جیب میں ڈالے رالز کی طرف جاتا ہوا دکھائی دیا۔ گاڑی کے قریب پہنچا تو وہیل پر بیٹھا ہوا آدمی درواز کھول کر باہر نکلا۔ میں نے دامن کو رک کر اس سے مخاطب ہوتے دیکھا لیکن فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے سن نہ سکا کہ کس نے کیا کہا۔

چند جملے تبدیل کرنے کے بعد دامن نے پلٹ کر چلتے ہوئے کہا۔ "دیکھتا ہوں اگر سو نہ گئے ہوں تو--- کیا نام بتاؤں؟"

"کہنا مسٹر سنگھ ملنا چاہتے ہیں۔" اس نے جواب دیا۔ دامن چل دیا آخری جملہ سن کر میں چہرہ دیکھے بغیر سمجھ گیا بولنے والا ستیندر تھا۔ مسٹر سنگھ نام ظاہر کر کے وہ مجھے مغالطے میں ڈالنا چاہتا تھا۔ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ میں کھڑا ہوا سن رہا ہوں۔ دامن کے ہٹتے ہی وہ گاڑی کے دروازے میں جھک کر اپنے ساتھیوں سے باتیں کرنے لگا جو میں بالکل نہ سن سکا اور سننے کی ضرورت بھی نہ تھی ان کی آمد کا مقصد واضح تھا۔ میں کھڑکی بند کر کے آرام کرسی پر دراز ہو گیا۔ اسی وقت دامن راؤ خالی ہاتھ اندر داخل ہوا اور دروازہ بند کر کے کہنے لگا۔ "سر مسٹر سنگھ--- دو آدمیوں کے ساتھ آپ سے ملنے آئے ہیں--- کیا حکم ہے؟"

میں نے کہا۔ "ملنا ہی پڑے گا--- میں کھڑکی سے سب کچھ سن چکا ہوں--- جاؤ کہدو ستیندر کے سوا کوئی بھی آ کر بات کر سکتا ہے۔"

وہ بولا۔ "اگر وہ نہ مانیں۔"

"تو کہ دینا ستیندر سے میں صرف پستول کی زبان میں بات کر سکتا ہوں--- اگر وہ تیار ہے تو آ جائے۔"

دامن خاموش کھڑا رہا--- میں نے اسے سوچتے دیکھ کر کہا "تم میری گاڑی میں بیٹھ جانا--- اور---"

اس نے جھک کر میرے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دیئے اور کہنے لگا۔ "سرکار میں ریلوے اسٹیشن پر یہ سب کچھ نامناسب سمجھ کر خاموش ہو گیا تھا۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں خوف زدہ ہو گیا۔ اگر آپ یہی چاہتے ہیں تو پھر بات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں کار میں ہی سنبھال لیتا ہوں۔"

میں نے اس کو سیدھا کرتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں بزدل نہیں سمجھتا دامن--- صرف یہ کہ اپنی آگ میں تمہیں جھونکنے پر میرا ضمیر ملامت کرتا ہے خیر آؤ۔" میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ "جب پستول سے ہی بات کرنی ہے تو یہاں بلانے کے بجائے وہیں کیوں نہ چلیں۔"

دامن نے دروازہ کھولا۔ باہر نکلتے ہی میں نے کہا۔ "دامن تم اپر کلاس گیٹ سے جا کر انہیں چند سیکنڈ باتوں میں لگاؤ میں گلیج آفس کی طرف سے نکل کر دائیں جانب پہنچ رہا ہوں--- تم چند باتیں کر کے ریوالور نکال لینا--- او کے؟"

وہ اثبات میں سرہلا کر تیزی سے چل دیا۔ میں لگیج آفس کی طرف لپکا۔ میرا راستہ طویل اور الجھا ہوا تھا لیکن اتنا ضرور تھا کہ باہر نکلنے کے بعد مجھے اپنی کار کی آڑ ملتی تھی اور

بغیر کسی کے نوٹس میں آئے ان سے دس فٹ کے فاصلے پر پہنچ سکتا تھا۔

میں اپنی کار کے پاس پہنچا تو دامن ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ ستیندر باہر کھڑا تھا۔ دامن کو دیکھتے ہی وہ اپنی گاڑی کے سامنے سے گزرتا ہوا دوسری طرف چلا گیا اور "ہیلو" کہہ کر کے بولا۔ "کیا فرمایا صاحب بہادر نے؟" اس کے سوال کے ساتھ کار میں بیٹھے ہوئے دو آدمی بھی اسی طرف دیکھنے لگے۔ میں ان کو دامن کی طرف متوجہ دیکھ کر تیزی سے کار کے قریب پہنچ گیا اور پستول نکال لیا۔ دامن کہہ رہا تھا۔ "لیفٹننٹ صاحب جاگ رہے ہیں' وہ مسٹر ستیندر کے سوا کسی سے بھی ملنے کو تیار ہیں۔"

ستیندر نے کہا۔ "کیوں جناب؟" دامن نے کنپٹی کھجا کر پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔ "وہ مسٹر سنگھ سے ملنے کو بخوشی تیار ہیں جناب۔" کار میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے کہا۔ "میں جاتا ہوں ستیندر---- ویسے کار تو یہاں نظر نہیں آتی۔"

دامن نے کہا۔ "کیسی کار؟"

ستیندر نے کہا۔ "تمہارے صاحب جانتے ہیں۔"

دامن نے راؤ کی طرف دیکھا۔ میں نے نفی میں سرہلا کر پر امن رہنے کا اشارہ کیا۔ اس نے اسی طرح جیب میں ہاتھ ڈالے ڈالے جواب دیا۔ "مسٹر سنگھ یہ بات تو میں بھی بتا سکتا تھا کہ ہم نے کسی کار کو آتے جاتے نہیں دیکھا۔ میں ہی صاحب کو ڈرائیو کر رہا تھا۔ کیا اتنی سی بات پوچھنے کے لئے آپ ان کو زحمت دینا چاہتے تھے---- یا کچھ چھپا بھی رہے ہیں۔"

ستیندر نے جھلا کر کہا۔ "تم بہت بولتے ہو۔"

اس نے تن کر کہا۔ "مجھے دوسری طرح بھی بولنا پڑے گا اگر تم فوراً اپنی گاڑی میں بیٹھ کر واپس نہ ہو گئے۔"

گاڑی میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے سیٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا---- میں نے پستول کی نالی کھڑکی سے اندر کرتے ہوئے با آواز بلند کہا۔ "حرکت مت کرنا۔" دونوں نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا اور ہاتھ اگلی سیٹ کی پشت گاہ پر رکھ دیئے۔ دامن کی آواز سنائی دی "ہینڈز اپ۔"

میں نے ستیندر کے ہاتھ اوپر اٹھتے دیکھ کر کہا۔ "ان تینوں کو غیر مسلح کر دو۔" دامن نے آگے بڑھ کر اس کی شیروانی کی جیب سے پستول نکال لیا اور بولا۔ "گیٹ کی طرف چلنا شروع کر دو۔"

وہ ہاتھ نیچے کر کے مڑا اور آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ دامن نے گاڑی کا دروازہ کھول کر دونوں آدمیوں سے پستول لے لئے۔ میں نے کہا۔ "انہیں ویٹنگ روم میں لے چلو جس کار کی تلاش میں یہ آئے ہیں وہ میرے سوٹ کیس میں ہے۔" دامن نے ایک کا ہاتھ پکڑ کے

باہر نکالا۔ دوسرا خود نکل کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے دامن سے تینوں پستول لے کر اپنی گاڑی کی سیٹ کے نیچے رکھ کر دروازہ پھر لاک کیا اور تینوں کو ساتھ لے کر ویٹنگ روم میں آیا۔ دامن نے دروازہ بند کر کے بولٹ چڑھا دیا۔

"بیٹھیے۔" میں نے کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔ وہ معمولی سی ہچکچاہٹ کے بعد بیٹھ گئے۔ میں ان سے کچھ فاصلے پر جیب میں ہاتھ ڈال کر کھڑا ہو گیا اور ستیندر سے مخاطب ہو کر کہا۔ "تم نے مہمان نوازی کا ایک اچھا نمونہ پیش کیا بتاؤ کیا سیوا کی جائے۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے دوسروں کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیسی کار ہے وہ جس کی تلاش تمہیں یہاں لے آئی؟" دونوں نے ستیندر کی طرف دیکھا وہ سر اٹھا کر میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "ہم سریکھا کی کار کی بات کر رہے ہیں۔"

"کیا تم بتا سکتے ہو سریکھا یا اس کی کار سے میرا کیا تعلق ہے؟" میں نے کہا۔

"بظاہر تو کچھ بھی نہیں---- لیکن وہ تم سے چند منٹ پہلے کار لے کر نکلی ہے۔"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "ستیندر بائی گاڈ اگر تم ذرا کم احمق ہوتے تو میں تمہیں شوٹ کئے بغیر نہ چھوڑتا---- لیکن تم---- مجھے تعجب ہے تم پاگل خانے سے باہر کیوں ہو؟ ڈرائیور!" میں دامن راؤ سے مخاطب ہوا۔ "ان سے کار کی چابی لو' گاڑی میں بیٹھو اور مسٹر سنگھ کو لے آؤ۔"

ایک نے کہا۔ "چابی سوئچ میں ہے لیفٹننٹ---- لیکن آپ ہمیں ذلیل کیوں کر رہے ہیں؟"

میں نے کہا۔ "میں تمہیں تو کیا کہوں لیکن بھیشو سنگھ کی وجہ سے ستیندر کے ساتھ ضرورت سے زیادہ شریفانہ سلوک کر رہا ہوں۔ ورنہ اس کے ہاتھ پیچھے کی طرف باندھ کر برٹش کیمپ تک پیدل چلاتا اور قاتلانہ حملہ کرنے کا مقدمہ قائم کراتا اور تب تم ذلیل ہوتے۔" تینوں نے سر جھکا لئے میں نے دامن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا انتظار ہے؟"

وہ بولا۔ "سر آپ اکیلے ہینڈل کر لیں گے انہیں؟"

میں نے ہنس کر کہا "بے وقوف۔" وہ "آل رائٹ" کہہ کر باہر نکلا اور دروازہ بھڑا کر باہر نکل گیا۔ میں نے پیچھے ہٹ کر دروازے کا بولٹ چڑھاتے ہوئے کہا۔ "ستیندر سنو' سریکھا ایک ذہین اور تعلیم یافتہ لڑکی ہے روشن خیال اور غیرت مند۔ تمہیں اس کے متعلق اپنے انداز میں نہیں سوچنا چاہئے۔ یقین کرو ابھی تک ہم ایک دوسرے کے کچھ نہیں ہیں ہماری ملاقات اسی ویٹنگ روم میں ہوئی۔ تمہارے ڈیڈی اور ممی نے تمہیں ضرور بتایا ہو گا۔ بہر کیف وہ محض اس وجہ سے مانوس ہے کہ اس کے خیال میں' میں راجکمار کرن کا ہم شکل ہوں۔"

ستیندر کے ایک دوست نے کہا۔ "یہ تو صحیح ہے جناب۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "ہو گا میں اس شباہت پر فخر محسوس نہیں کرتا ---- سنا ہے وہ مر چکا ہے---- زندہ ہوتا تو شاید ہم ایک دوسرے کے دوست ہوتے---- لیکن اب نہ وہ مجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ میں اس کو اعلیٰ ہذالقیاس سریکھا کے لئے بھی میں دونوں صورتوں میں دوست کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا میرا مطلب ہے اگر میں کرن ہوتا تو ایک شادی شدہ راجکمار ہوتا---- اور لیفٹنٹ پرنسلی ہوں تو میرا اور اس کا مذہب مختلف ہے۔"

ستیندر کے دوسرے دوست نے کہا۔ "آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں لفیٹنٹ۔"

"تھینک یو۔" میں نے کہا۔ "تمہیں معلوم ہے---- میں بشیشر سنگھ سے رخصت ہونے کے لئے آیا تھا رائٹ؟"

اس نے کہا۔ "لیس سر۔"

"اس کے معنی ہیں---- بات ختم تھی اور میں اس وقت یہاں سے ڈیڑھ دو سو میل کے فاصلے پر ہوتا---- ستیندر کا طرز عمل خیر یہ تمہارے جانے کے بعد کا واقعہ ہے۔ اس نے بلاوجہ میری توہین کی اور میں اب یہاں رکنے پر مجبور ہوں۔ مجھے اس توہین کا اور پھر اس نئے حملے کا انتقام لینا ہے۔ یہ میرا اخلاقی اور قانونی حق ہے۔" ستیندر خاموش تھا۔ اس نے شیروانی کی جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے ڈپٹ کر کہا۔ "ہاتھ مت ہلاؤ۔"

وہ بولا۔ "سگریٹ نکالنا چاہتا ہوں۔" میں نے اپنی جیب سے سگریٹ کا پیکٹ اور دیا سلائی نکال کر اس کی گود میں پھینک دی۔ اس نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو۔"

"خاموش رہو۔" میں نے کہا۔ "مہذب بننے کی کوشش نہ کرو اور اپنے لئے مجھے بھی گھامڑ سمجھو۔" تینوں کو سانپ سونگھ گیا۔ میں اس وقت خود کار کمپیوٹر سے کم نہ تھا۔ گیارہ بج کر چالیس منٹ پر ایک کار اسٹیشن کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ انجن کی آواز سن کر تینوں چوکنے ہو گئے۔ میں نے پیچھے کی طرف ہاتھ کر کے بولٹ کھینچ لیا۔ چند منٹ بعد دروازے پر کسی کا ہاتھ پڑا میں نے ایک طرف ہو کر دروازہ کھول دیا۔ بشیشر سنگھ اور سریکھا ایک ساتھ اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے دامن راؤ تھا۔ اس نے اندر آتے دروازہ بند کر دیا۔ بشیشر سنگھ، ستیندر اور اس کے دوستوں کو دیکھ کر سکتے میں آ گئے۔ ان کی نظریں ستیندر کے چہرے پر جم کر رہ گئیں۔ ستیندر نے سریکھا کو دیکھتے ہی نگاہیں جھکا لیں۔ بشیشر سنگھ کے حواس درست ہوئے تو ان کی زبان سے نکلا۔ "تم----؟ یہاں---- کیسے؟" ستیندر نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے سریکھا کی طرف دیکھا اس نے مجھے اپنی طرف دیکھتے پا کر بشیشر سنگھ کا ہاتھ تھام لیا اور بولی۔ "بیٹھ جائیے ڈیڈی۔" میں نے ان کو غصے سے کانپتے دیکھا۔ سریکھا کی طرف پلٹنے میں میرے چہرے پر نظر پڑی تو اس طرح چونکے جیسے انہوں نے اب تک مجھے دیکھا ہی نہ تھا۔ میں نے ان کی حالت سے گھبرا

کر کہا۔ "آپ تشریف رکھئے مسٹر سنگھ۔ مجھے آپ کو زحمت دینے کا افسوس ہوا۔" وہ میز پر ہاتھ رکھ کر سنبھلتے ہوئے بولے۔ "یہ سب کیا ہے لیفٹنٹ؟"

میں نے ان کا ہاتھ تھام کر آرام کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "میرے ڈرائیور نے آپ کو کچھ نہیں بتایا؟" وہ بولے۔ "نہیں کچھ نہیں بتایا سوائے اس کے کہ تم فوراً ملنا چاہتے ہو۔"

سریکھا نے کہا۔ "مجھے بتایا ہے لیفٹنٹ اور میں آپ سے شرمندہ ہوں۔" میں نے اس کی معذرت کو نظرانداز کرتے ہوئے بشیشر سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ کی صحت کسی شاک کی متحمل نہیں ہے مسٹر سنگھ اس لئے یہی سمجھئے کہ میں صرف آپ سے ملنا چاہتا تھا۔"

"نہیں---- میں سمجھ سکتا ہوں ان لوگوں کی موجودگی کیا معنی رکھتی ہے۔ پھر بھی اتنا ضرور جاننا چاہونگا کہ انہوں نے آپ کی شان----"

میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "مسٹر سنگھ آپ عمر میں والد کے برابر ہیں---- اگر واقعے سے آپ کی صحت پر کوئی برا اثر پڑا تو مجھے زندگی بھر افسوس رہے گا---- اس لئے میں انہیں معاف کر رہا ہوں آپ انہیں لے جائیے۔" وہ کرسی سے اٹھتے ہوئے بولے۔ "لیفٹنٹ---- صرف اتنا بتا دو کیا انہوں نے تم کو چیلنج کیا؟"

میں نے کہا۔ "چیلنج ایک باوقار لفظ ہے---- بہرکیف اس سے پہلے کہ نوبت یہاں تک پہنچتی۔ ہم دونوں نے ان کو غیر مسلح کر دیا۔ ان کے پستول میرے پاس ہیں---- اور اب واپس نہ ہونگے---- آپ کے خیال میں یہ فیصلہ صحیح ہے یا غلط؟"

"صحیح۔" انہوں نے کہا۔ "بلکہ بہت کم۔"

"تھینک یو سر۔" میں نے کہا۔ "اب آپ انہیں لے جائیے اور آرام کیجئے رات بہت جا چکی ہے گڈ نائٹ، گڈ نائٹ میڈم!"

سریکھا نے پست آواز میں کہا۔ "گڈ نائٹ لیفن۔" میں نے دامن راؤ کو اشارہ کیا اور وہ ان کو کار تک چھوڑنے چلا گیا۔ میں نے دروازہ بند کیا اور سگریٹ سلگا کر آرام کرسی پر دراز ہو گیا۔ دس منٹ بعد دامن راؤ واپس آیا۔ میں نے سگریٹ پھینک کر پاؤں سے رگڑتے ہوئے کہا۔ "چلے گئے۔"

وہ بولا۔ "جی چلے گئے---- اور اگر آپ میری بات ماننے کا وعدہ فرمائیں تو ایک پیغام دے سکتا ہوں۔" میں نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بیٹھ جاؤ اور کہہ ڈالو۔"

مسکرا کر کہنے لگا۔ "سر آپ وعدے کو اڑا گئے لیکن مجھے وشواس ہے کہ آپ میری بات کو ٹھکرائیں گے نہیں اس لئے عرض کرتا ہوں کہ سریکھا دیوی نے کار میں سوار ہوتے

ہوئے کہا ہے وہ پانچ بجے ضرور آئیں گی۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "وہ احمق ہے لیکن میں اس سے بڑا احمق ہوں۔" وہ بولا۔

"نہیں سرکار احمق بننے سے کام نہیں چلے گا اٹھئے میں آپ کو لاکھودرا لے کر جاؤں گا اور شام کو آپ کو بمبئ کی طرف ڈرائیو کرونگا۔"

میں ہنس پڑا۔ "تو یہ کیوں نہیں کہتے کہ مجھے پاگل کرنا چاہتے ہو؟"

"پاگل ہونے کی کیا بات ہے سر۔" اس نے میرے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "دنیا میں ایک سے ایک کریسم کٹ لڑکی پڑی---- آپ چاہیں تو بٹالین کیا رجمنٹ کھڑی کر لیں---- اٹھئے----" میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "بات کریسم کٹ یا ڈائمنڈ کٹ کی نہیں ہے دامن۔" اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "بات محبت کی ہے سرکار---- پریم کی ہے لیکن کیا میں نہیں جانتا آپ سے پریم کرنے والیاں کتنی ہیں۔"

"خیر دامن۔" میں نے کہا۔ "سو جاؤ---- وہ پانچ بجے نہیں آ سکتی۔ کم از کم آج ایسا کوئی چانس نہیں---- میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔"

دامن نے بادل ناخواستہ کوچ پر بستر پھیلا دیا اور میں اس کے لئے آرام کرسی چھوڑ کر کوچ پر پہنچ گیا۔

صبح آٹھ بجے ڈپٹی اسٹیشن ماسٹر نے دروازہ کھٹکھٹا کر ہمیں جگایا۔ دامن نے اٹھ کر درواز کھولا اور دو انگریز فوجی افسر اندر داخل ہوئے میں نے باتھ روم میں جا کر منہ دھویا۔ شیو کیا اور دامن کو ریفرشمنٹ روم بھیج کر چائے منگائی۔ یہ افسر بھی اپنی یونٹ کے ساتھ بمبئ جا رہے ہیں۔ چائے پینے کے دوران میں ان سے باتیں کرتا رہا۔ ان دونوں کا تعلق انجنیئرنگ سے تھا۔ جنگ شروع ہو چکی تھی۔ ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے یونیفارم پہنی۔ دامن راؤ سے سوٹ کیس کار میں رکھوایا اور اس کو لے کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ بازار سے بشمشیر سنگھ کی حویلی کو ٹرن لینے لگا تو دامن نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کا تجسس دیکھتے ہوئے کہا۔ "تینوں پستول اور سریکھا کا اٹیچی کیس سیٹ کے نیچے سے نکال لو۔" اس نے خاموشی سے تمام چیزیں نکال کر سیٹ پر رکھ لیں۔

گاڑی پھاٹک کے سامنے رکتے ہی دربان نے اٹھ کر دروازہ کھولنا چاہا۔ میں نے کہا۔ "ہم اندر نہیں آ رہے۔ بشمشیر سنگھ جی کو یہیں بلا لاؤ۔" وہ پلٹ کر جانے لگا اور کچھ سوچ کر چلتے چلتے رک گیا اور مڑ کر کہنے لگا۔ "صاحب وہ صبح ساڑھے تین بجے سوئے تھے شائد ہی اٹھے ہوں۔ آپ اندر آ جایئے۔" میں نے دامن کی طرف دیکھا۔ اس نے دربان سے کہا۔ "تمہیں رات کا واقعہ معلوم نہیں ہے ہمارا اندر داخل ہونا ٹھیک نہیں ہے۔ تم جا کر دیکھو اور جو کوئی جاگ رہا ہو اس کو بلا لاؤ۔" دربان سر جھکا کر کوٹھی کی طرف چل دیا۔ میں نے دامن سے کہا۔ "تینوں پستولوں کے میگزین خالی کر دو ممکن ہے وہ ستیندر کو لے کر آ

جائے۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا اور پستول خالی کر دیئے۔ تھوری دیر بعد دربان لوٹا۔ اس کے پیچھے پیچھے سریکھا اور اس کی چھوٹی بہن پورچ تک آئیں اور ہمیں اندر آنے کا اشارہ کیا۔ دامن نے مجھے دروازے پر ٹھہرنے کو کہا۔ میں گاڑی سے نیچے اتر کے کھڑا ہو گیا اور وہ پھاٹک پورا کھلوا کر گاڑی اسٹارٹ کر کے اندر چلا گیا۔ میں نے اس کو پورچ میں گاڑی سے اتر کے اٹیچی کے ساتھ سیڑھیاں چڑھتے دیکھا اور سگریٹ سلگا سڑک پر ٹہلنے لگا۔

دس پندرہ منٹ بعد دامن کو واپس آتا دیکھ کر میں نے وہیل سنبھالا اور گاڑی بیک کر کے دروازہ کھولا۔ وہ سر جھکائے ہوئے باہر نکلا اور خاموشی سے سوار ہو گیا۔ میں نے پورچ کی طرف نظر دوڑائی اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ حویلی کے کونے سے نکلتے ہی دامن نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "سر یہ سریکھا دیوی تو خطرناک حد تک دیوانی ہیں---- اس حد تک جھگڑا بڑھ چکا ہے اور ستیندر ان کو مار ڈالنے کی دھمکی دے چکا ہے لیکن وہ کسی بات سے ڈرنا نہیں جانتیں۔" میں نے اثبات میں سر ہلا کر بازار کی طرف ٹرن لیا کہنے لگا۔ "کس طرف چل رہے ہیں آپ؟"

"برٹش کیمپ---- اسٹیشن---- لاکھودرا جہاں تم کہو۔"

اس نے نفی میں سر ہلایا میں نے بازار میں پہنچتے ہی دھرم شالہ کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "شردھام۔"

وہ ہنس کر بولا۔ "سر اس کے بعد تو کہیں جانے کی ضرورت نہیں رہے گی نہ میں رہوں گا نہ آپ نہ ہزہائی نس نہ شردھام۔"

میں نے چیک پوسٹ کی طرف نظر ڈال کر اسپیڈ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "میں شہر میں داخل نہ ہوں گا۔ تم اکیلے جاؤ گے اور خفیہ طریقے سے یہ گاڑی کرنل ماما کو دے کر چلے آؤ گے۔"

اس نے گھبرا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کا عندیہ سمجھ کر کہا۔ "میں انہیں ٹیلی گرام کر دوں گا اور وہ تم سے ایک لفظ کہے بغیر گاڑی لے کر چلے جائیں گے۔" وہ "بہتر ہے۔" کہہ کر رہ گیا۔ میں اس مہم کی مشکلات پر غور کرنے لگا۔ دامن اور رالز دونوں اس شہر میں جانے پہچانے تھے ان کا خفیہ رہنا کسی طرح ممکن نہ تھا۔ رات کی تاریکی کسی حد تک ان کا پردہ رکھ سکتی تھی---- لیکن بہرکیف اس کے سوا چارہ کار نہ تھا۔

دامن نے مجھے خاموش دیکھ کر کہا۔ "سر آپ سریکھا دیوی کے متعلق تو نہیں سوچ رہے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں دامن---- دیویوں کے متعلق سوچنے کا وقت گزر چکا جنگ کا دیوتا للکار رہا ہے اب تو اس کے متعلق سوچنا ہے۔"

دامن خاموش ہو گیا۔ دھرم شالہ گزرتے ہی میں نے سگریٹ کیس نکال کر دامن کو

دیا۔ اس نے سگریٹ نکال کر میرے ہونٹوں میں دیتے ہوئے کہا۔ "سر شہری خطرہ تو گزر گیا اب آپ آرام کریں میں ڈرائیو کرتا ہوں۔"

میں نے گاڑی روک کر سیٹ تبدیل کر لی۔ دامن نے وہیل سنبھالا اور میں اس کے برابر بیٹھ کر سگریٹ پینے لگا۔ تھوڑی دیر میں گاڑی اس مقام پر پہنچ گئی جہاں چند ماہ قبل گجراج کا واقعہ پیش آیا تھا۔ غیر شعوری طور پر میری نظریں اس طرف اٹھ گئیں۔ درختوں اور جھاڑیوں کا وہ جھنڈ دیکھ کر میرے ذہن میں از سر نو تمام تعلقات تازہ ہو گئے اور بے ساختہ میری زبان سے ہلکی سی "آہ" نکل گئی۔ دامن نے میرے چہرے پر ایک نظر ڈالی اور مسکرا کر پھر سامنے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ میں نے پیشانی پر ہاتھ پھرا کر سگریٹ کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اسی وقت دامن نے کہا "کوئی کار آ رہی ہے سر۔" میں نے چونک کر سامنے کی طرف دیکھا۔ فاصلہ زیادہ ہونے کے باعث کار کی ساخت یا سائز سے اس کا شناخت کرنا تو ایک طرف رہا۔ رنگ پہچاننا بھی مشکل تھا۔ اس لئے میں اس کے قریب آنے کا انتظار کرتا رہا۔ دامن نے مجھے خاموش دیکھ کر رفتار گھٹانی شروع کر دی۔ چند لمحے میں ہمارا درمیانی فاصلہ کم ہو گیا میں نے گاڑی کے بجائے بیٹھے ہوئے شخص کو پہچان لیا۔ یہ یوراج تھا۔ "دامن۔" میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ دامن نے ایکسی لریٹر پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔ "سڑک بہت تنگ ہے سر۔" میں نے جواب دینے کے بجائے پشت گاہ سے کمر لگا کر خود کو ونڈ شیلڈ سے نیچا کر لیا۔ اسپیڈ و میٹر کی سوئی پچاس اور پچپن کے درمیان جھول رہی تھی۔ دفعتاً گاڑی بائیں طرف جھکی ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور ایک ثانئے میں سیدھی ہو کر سڑک کے درمیان فراٹے بھرنے لگی۔ میں نے پلٹ کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ میں نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "خوب دامن۔"

وہ بولا۔ "سر دونوں گاڑیوں کی سائیڈوں کو اچھی خاصی رگڑ لگی ہے۔" میں نے کہا۔ "معلوم ہے بھئی۔۔۔۔ اسی لئے میں نے تمہیں شاباش کہا۔۔۔۔ تم تھوڑے عرصے میں بہت اچھے ڈرائیور بن گئے ہو۔"

سر جھکا کر بولا۔ آپ کا پرتاپ ہے سر۔۔۔۔ بچ گئے ورنہ دونوں گاڑیاں الٹی پڑی ہوتیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "اگر پرتاپ سے ایسی ڈنٹ ملتے ہیں تو پھر یہ یوراج کا پرتاپ ہو گا۔ میں تو اس نام کی چیز سے واقف بھی نہیں۔" وہ مسکرا کر خاموش وہ گیا۔ میں نے ایک بار پھر گھوم کر پیچھے کی طرف دیکھا لیکن اب سڑک خالی پڑی تھی۔ یا تو ہم زیادہ فاصلے پر نکل چکے تھے یا پھر یوراج آگے بڑھ گئے تھے۔ کچھ دور جا کر میں نے دامن سے گاڑی رکوا کر سائیڈ کا معائنہ کیا۔ امپیکٹ کے مقابلے میں نقصان برائے نام تھا۔ گاڑی کے دروازوں پر معمولی سی لکیر کھنچی ہوئی تھی۔ نہ کہیں سے رنگ اڑا تھا نہ کوئی ڈینٹ پڑ سکا

تھا۔ بہر کیف پینٹ ری ٹچ کرانا ضروری تھا کیونکہ یوراج کے نزدیک پاراگڑھ سے دو مرتبہ ایک جانی پہچانی کار کا سامنا ہونا اپنی جگہ ایک چونکا دینے والی بات تھی۔ چہ جائیکہ وہ گاڑی ان کی گاڑی سے ٹکرا کر نکل جائے۔ میں خود بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کس حد تک مجھے پہچاننے یا دیکھنے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ تاہم اس تصادم کے بعد ان کا شردھام میں اس واقعے کی تفتیش کرنا بالکل فطری تھا اور ایسی صورت میں رالز کا اس خراش کے ساتھ شردھام پہنچنا بھی ثابت ہو جائے تو۔۔۔۔ میں اس مسئلے پر کافی دیر تک سوچتا رہا اور آخر اسی نتیجے پر پہنچا کہ رالز کو ان حالات میں شردھام لے جانا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ میں ان ہی خیالات میں غرق تھا کہ دامن نے گاڑی دھیمی کرتے ہوئے کہا۔ "سر دوراہا آ گیا۔۔۔۔ بتایئے کدھر چلنا ہے۔" میں نے سائن پوسٹ پر نظر ڈال کر کہا۔ "سیدھے بمبئی۔" دامن نے میرے چہرے پر ایک اچٹتی سی نظر ڈال کر گیئر بدلا اور گاڑی تیزی سے مین روڈ پر چلنے لگی۔ میں نے پشت گاہ سے کمر لگا کر آنکھیں بند کر لیں دامن نے کہا۔ "سر ان حالات میں بمبئی کے سوا کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ آپ نے صحیح فیصلہ کیا۔

میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا "خدا جانے۔"

وہ بولا۔ "کیوں سرکار۔۔۔۔ کیا گورنر صاحب نہیں سنبھالیں گے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کھال کھینچنے میں موت واقع نہ ہوئی تو شائد۔"

"ناراض ہیں کیا؟" اس نے گھبرا کر پوچھا۔ میں پھر سنبھل کر بیٹھ گیا۔ "اگر کرنل شیلڈن نے انہیں میرے پاراگڑھ میں پائے جانے کی اطلاع دے دی ہے تو میرا کریا کرم یقینی ہے۔۔۔۔ لیکن میں نے ان سے درخواست کی تھی کہ ایسا نہ کریں اور کرنل نے وعدہ بھی کیا تھا۔ اس لئے شاید انہوں نے پاراگڑھ کا نام نہ لیا ہو۔"

"آپ فکر نہ کریں۔" دامن نے کہا۔ "انگریز اپنے وعدے کے پابند ہوتے ہیں۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آپ کے مان میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔" میں نے "تھینک یو" کہہ کر سگریٹ سلگایا اور کش لینے لگا۔

تین گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد ہم ایک بڑے شہر کے مضافات میں پہنچے۔ میری ہدایات کے مطابق دامن راؤ صرف انگریزی علاقے کے کسی شہر میں پٹرول کے لئے رکنا چاہتا تھا ورنہ دیسی ریاستوں میں ہو کر گزرتے تو اتنا فاصلہ طے کرنے میں کئی شہر آ چکے ہوتے۔ مضافات سے نکلتے ہی پہلے پٹرول پمپ پر پہنچ کر دامن نے انجن بند کر دیا اور ہم گاڑی سے باہر نکلے۔ یہاں پٹرول ٹینک فل کرا کے کھانا وغیرہ کھایا اور ایک ڈیڑھ گھنٹے آرام کیا اور سگریٹ وغیرہ لے کر شام کے پانچ بجے کے قریب پھر روانہ ہو گئے۔ راستے میں ہر بڑے پل پر مسلح پولیس کے دستے پہرا دیتے ملے۔ سڑک پر ملٹری وہیکلز کی نقل و حرکت میں بھی غیر معمولی اضافہ ہو چکا تھا لیکن سوائے اس کے کہ چند مقامات پر پولیس گارڈ نے ہمے

بہت بڑا فوجی افسر سمجھ کر گارڈ فال ان کرائی یا باقاعدہ سلامی دی' ہمارے سفر میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہوئی اور رات کے گیارہ بج رہے تھے کہ ہم بمبئی پہنچ گئے۔ دامن پہلے کبھی یہاں نہیں آیا تھا اس لئے اس کو بمبئی کی سڑکوں سے کوئی واقفیت نہ تھی۔ چنانچہ پٹرول لینے کے بعد سے اب تک میں خود ڈرائیو کر رہا تھا۔

ساڑھے گیارہ بجے کے قریب ہوٹل ڈی سلویرا کے سامنے پہنچ کر میں نے گاڑی روک دی۔ دامن دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ میں نے نیچے اتر کے اس کو پچھلی سیٹ کے نیچے سے اجیتا کا پرس نکالنے کو کہا۔ اسی وقت ایک پورٹر دوڑتا ہوا آیا اس نے لگیج بکس سے سوٹ کیس ہولڈال' اٹیچی کیس اور دیگر سامان نکالا۔ میں نے دامن سے پرس لے کر اٹیچی کیس میں رکھا اور گاڑی لاک کر کے پورٹر کے ساتھ چل دیا۔

منیجر نے رجسٹر میں نام وغیرہ لکھنے کے بعد چابیاں لیں اور لفٹ کے ذریعے پانچویں منزل پر ایک اپارٹمنٹ کھول کر روشنی کی کھڑکیاں کھولیں اور میری طرف دیکھا۔ میں نے کمرے کے فرنیچر' فکسچر اور سامان پر نظر ڈال کر دامن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میرے ڈرائیور کے بستر کا انتظام؟" اس نے آگے بڑھ کر کلوک روم ٹائپ کے پارٹیشن کا دروازہ کھولا اور اندر جا کر روشنی کی اور کہنے لگا۔ "یہ ہے جناب---" میں نے اندر جھانک کر دیکھا۔ یہ آٹھ فٹ لمبا اور چھ فٹ چوڑا مختصر سا کمرہ تھا جس کے تین طرف پالشڈ برمائیک کی پارٹیشن تھی اندر ایک کوچ' ایک کپ بورڈ' دو کرسیاں اور ایک میز تھی۔ میں نے "او کے" کہہ کر پورٹر کو تمام سامان اسی کمرے میں رکھنے کا اشارہ کیا اور کھڑکی کے قریب جا کر باہر کا منظر دیکھنے لگا۔ سامان رکھوانے کے بعد منیجر نے کھانے کے متعلق دریافت کیا۔ میں نے اثبات میں سر ہلایا اور پورٹر کو ٹپ دی۔ منیجر ویٹر کو بھیجنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گیا۔

صبح ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے دامن کو سو روپے دے کر ڈاک خانے بھیجا تا کہ وہ اپنی بیوی کو ٹیلی گرام کر کے اپنے بخیریت ہونے کے متعلق اطلاع دے دے۔ میں کرنل ماما کو بھی کسی ذریعے سے خط لکھنا چاہتا تھا لیکن سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے آخر اکتا کر اس ارادے کو ملتوی کیا اور ٹیلی فون ریسیور اٹھا کر کیپٹن بریڈلے کا نمبر ڈائل کیا۔ چند منٹ بعد وہ ٹیلی فون پر پہنچا۔ "ہیلو پرنلس۔" سنتے ہی میں نے کہا۔ "پہنچ گیا ہوں--- اگر ممکن ہو تو فوراً" ڈی سلویرا میں پہنچ جاؤ۔ ہوٹل میجسٹک سے دو گز کے فاصلے پر--- آ رہے ہو؟"

وہ بولا۔ "ایک گھنٹے میں پہنچ رہا ہوں--- تم کب پہنچے یہاں؟"

"رات کو--- ماحول کیسا ہے میرا مطلب ہے میرے لئے۔"

"ماحول کو کیا ہوا ہے سوائے اس کے جنگ شروع ہو گئی ہے--- کتنی چھٹی باقی

ہے تمہاری؟"

"اسے چھوڑو میں کل حاضر ہو رہا ہوں--- اچھا آ جاؤ--- اور مسٹر ولسن سے اجازت لے کر آنا۔"

"کیوں؟"

"شاید--- واپسی میں دیر ہو جائے میں تمہارے لئے پورا گیلن لئے بیٹھا ہوں اوکے؟"

"اوکے--- بائی بائی۔" اس نے ریسیور رکھ دیا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور کھڑکی کے پاس آ کر باہر کا منظر دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد دامن ڈاک خانے سے واپس آ گیا اور نوٹ کی بقیہ رقم واپس کرنے لگا۔ میں نے اس کا ہاتھ پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا۔ "یہ تمہارے خرچ کے لئے ہیں گھومنے پھرنے نہیں جاؤ گے کیا؟"

مسکرا کر کہنے لگا۔ "سرکار کہیں گم ہو گیا تو؟"

"گم ہو جاؤ تو ٹیکسی میں بیٹھ کر ہوٹل ڈی سلویرا کا نام لے دینا چند منٹ میں یہاں پہنچا دیئے جاؤ گے--- ہاں جیب میں پیسے نہ ہوئے تو پھر تمہارا گم ہو جانا یقینی ہے--- اچھا میں ذرا بینک جا رہا ہوں--- زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے لئے میرا اٹیچی کیس اٹھا لاؤ۔"

وہ پلٹ کر اپنے کمرے میں گیا اور اٹیچی کیس لا کر ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے چلتے چلتے کہا۔ "اگر میری غیر حاضری میں کیپٹن بریڈلے آ جائیں تو انہیں تھوڑی دیر انتظار کرنے کو کہنا اور روم سروس کو ٹیلی فون کر کے وہسکی وغیرہ سے انٹرٹین کرنا اس نے "بہتر ہے" کہہ کر دروازہ بند کر لیا۔ میں لفٹ سے نیچے آیا اور گاڑی میں بیٹھ کر چند منٹ میں لائیڈس بینک پہنچ گیا۔ اجیتا کا دیا ہوا پچیس ہزار روپیہ جمع کرایا۔ منیجر سے چابی لے کر لاکر کا سامان چیک کیا اور ہوٹل واپس پہنچا تو کیپٹن بریڈلے میرے اپارٹمنٹ میں بیٹھا ہوا تھا۔ "ہیلو ہیلو اور مصافحے کے بعد بیٹھتے ہی میں نے دامن کی طرف دیکھا۔ اس نے میرے ہاتھ سے اٹیچی لیتے ہوئے کہا۔ "سر ڈرنکس کا آرڈر دے دیا ہے۔" میں "تھینک یو" کہہ کر بریڈلے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ "مسٹر ولسن سے ملے کیپٹن؟" میں نے سگریٹ کیس بڑھاتے ہوئے کہا۔

بریڈلے نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "وہ اس وقت ہز ایکسی لنسی کے کمرے میں تھے۔ میں ان کی میز پر نوٹ چھوڑ کر آیا ہوں۔ اس میں تم سے ملنے کا ریفرنس ہے۔"

میں نے اس کو لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے۔" اسی وقت ایک بیرا ٹرے پر کوارٹر وہسکی' سوڈا' برف اور گلاس لئے ہوئے کمرے میں داخل ہوا اور میز پر رکھ کر چلا

گیا۔ دامن نے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے دو گلاسوں میں انڈیلی' سوڈا اور برف ملایا
بریڈلے نے مسکرا کر "کینتھ کی صحت کے نام۔" کہہ کر گلاس سے ٹکرایا اور ہونٹوں سے
لگا لیا۔ میں بھی پینے لگا۔ چند گھونٹ لینے کے بعد بولا۔ "لیفن اب ہم شاید ہی ساتھ رہ
سکیں۔"

میں نے کہا۔ "ظاہر ہے---- لیکن یہ بھی ممکن ہے فرنٹ پر پھر کہیں نہیں کہیں
ساتھ ہو جائیں۔" ایک گھونٹ لے کر گلاس رکھتے ہوئے بولا۔ "تم تو شائد انڈیا میں ہی
رہو گے۔"

"کیوں؟" میں نے کہا۔ وہ بولا۔ "مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے تم دوہری شخصیت کے
مالک ہو۔" میں نے گلاس ہاتھ سے رکھ کر قہقہہ لگایا۔ "تمہیں آج معلوم ہوا کیپٹن؟"

اس نے غور سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تو کیا یہ سچ ہے؟" میں نے کہا۔
"اگر ہے بھی تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے کیپٹن۔ فوج میں داخل ہونے کے بعد دوہری
شخصیت تو کیا تہہ در تہہ شخصیت بھی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ حکم ملنے کے بعد کس کی مجال
ہے کہ تعمیل نہ کرے۔" اس نے مسکرا کر دونوں گلاسوں میں انڈیلی اور کہنے لگا۔ "میرا
مطلب یہ نہیں ہے کہ تم انکار کر سکتے ہو بلکہ یہ کہ کوئی بڑی شخصیت درمیان میں پڑ کر باہر
جانے سے تمہیں روک لے گی۔"

میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "یہ تمہارا خیال ہے کیپٹن لیکن میں ہر جگہ جانے
کو تیار ہوں---- اور سفارش کا سہارا کبھی نہیں لوں گا۔" کیپٹن نے "ویل ڈن" کہہ کر
گلاس اٹھایا۔ اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے اٹھتے اٹھتے ایک گھونٹ لے کر
گلاس ٹیبل پر رکھ دیا اور آگے بڑھ کر ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ہیلو لیفٹیننٹ پرنسلی۔"
آواز آئی۔ "لیفن دس از ولسن۔" میں نے چونک کر کہا۔ "گڈ مارننگ سر---- میں حاضر
ہو گیا ہوں---- آپ کو میرے متعلق۔"

بات کاٹ کر بولے۔ "بریڈلے کے نوٹ سے معلوم ہوا---- اچھا ہوا تم خود پہنچ
گئے۔ کب حاضر ہو رہے ہو؟" میں نے ان کے لہجے سے کسی قدر مطمئن ہو کر کہا۔ "جب
آپ حکم دیں۔ ویسے شام کو پانچ بجے سلام کرنے کو حاضر ہوں گا۔"

انہوں نے کہا۔ "آ جاؤ---- میں تمہارا انتظار کروں گا۔" میں نے "گڈ بائی" کہہ
کر ریسیور رکھ دیا اور گلاس اٹھا کر ایک ہی گھونٹ میں خالی کر دیا۔ بریڈلے نے مسکرا کر
کہا۔ "شاید مسٹر ولسن تھے۔"

میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ہاں کیپٹن انہیں تمہارے نوٹ سے معلوم ہو گیا----
اور یہ اچھا ہی ہوا میں ڈر رہا تھا کہ کہیں وہ مجھ سے ناراض نہ ہو گئے ہوں۔"
بریڈلے نے گھونٹ لے کر میری طرف دیکھا۔ "ناراض---- کس لئے؟" میں

نے ہنس کر بات ٹالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "ایسے ہی۔"

"ایسے ہی---- تمہارا مطلب ہے خواہ مخواہ؟"

"نہیں---- کسی نامعلوم وجہ کی بنا پر بھی ناراض ہو سکتے ہیں انہیں حق ہے۔"

"نان سینس۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "تم کچھ چھپا رہے ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تم سے کب تک چھپا سکتا ہوں کیپٹن آخر ایک روز بشرطیکہ
ہم دونوں یہیں رہے تو تم کینتھ کی طرح اس کی صحت کا جام پرپوز کر کے مجھے چونکا دو
گے۔"

"مبارک ہو۔" اس نے مسکرا کر گلاس ہونٹوں سے لگا لیا۔ مجھے خوشی ہوئی کہ آخر
کار میں اس کی توجہ اس طرف سے ہٹانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وہسکی ختم ہونے تک وہ
جنگ کے متعلق باتیں کرتا رہا اور میں خاموشی سے سنتا رہا۔ اس کی باتوں سے ظاہر ہوتا تھا
کہ ہٹلر کی فوجی طاقت سے یہ لوگ اندرونی طور پر خاصے سہمے ہوئے تھے۔ خاص طور پر
جرمن ایئر فورس اور یوبوٹس کا ذکر کرتے ہوئے بریڈلے کے چہرے کا رنگ بار بار بدل رہا
تھا۔ لڑائی چھڑے ہوئے چوتھا دن تھا فرانس اور برطانیہ جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کر کے
اپنی فوجیں محاذ پر بھیج چکے تھے لیکن نازی فوجیں پولینڈ کے کئی شہر فتح کر چکی تھیں اور ان
کی پیش قدمی جاری تھی۔ بریڈلے کسی کمزوری کا اظہار نہیں کر رہا تھا۔ اس کو اتحادیوں کی
کامیابی کا پورا پورا یقین تھا لیکن اس کے بلند بانگ دعووں کی بنیاد فوجی برتری سے زیادہ
مورال پر تھی۔ میں نے اس موضوع سے اکتا کر کہا۔ "ارے خوب یاد آیا کیپٹن تمہارا کوئی
کزن کیپٹن کمنگز ہے؟"

وہ مسکرا کر بولا۔ "بیشک ہے---- تمہیں کہاں ملا؟" میں نے کہا۔ "ریلوے ٹرین
میں---- اس نے مجھے اپنا ایڈریس بھی دیا ہے۔"

"اس کا ایڈریس میرے پاس بھی ہے۔" کیپٹن نے کہا۔ "لیکن کئی مہینے سے میں نے
کوئی خط نہیں لکھا۔" میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "میں اس کو خط لکھنے والا ہوں
کوئی پیغام ہو تو دے دینا۔" اس نے "اوکے" کہہ کر سگریٹ لیا اور میں نے اس کو لائٹ
دی۔ چند کش لے کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے کھانے کے لئے روکنا چاہا' لیکن وہ دیر ہو
جانے کا عذر کر کے رخصت ہو گیا۔

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد میں نے دامن کو پرنس آف ویلز میوزیم دکھایا۔ وکٹوریہ
گارڈنز اور چڑیا گھر کی سیر کرائی اور چار بجے ہوٹل پہنچ کر گورنمنٹ ہاؤس کی طرف چل دیا۔

گیٹ پر حفاظتی انتظامات میں کئی گنا اضافہ ہو چکا تھا۔ ایک کے بجائے دو سپاہی گیٹ
کے دونوں طرف سنگینیں چڑھائے پہرا دے رہے تھے۔ اندر ملٹری بیرکس اور گورنر ہاؤس کی
عمارت کے سامنے بھی پہرے دار نظر آ رہے تھے۔ گیٹ پر کار رکتے ہی پہرے دار نے

اٹینشن ہو کر سلامی دی۔ اندر سے ایک سارجنٹ نکل کر آیا اور غور سے میری طرف دیکھ کر ایک طرف ہٹ کر داخل ہونے کا سگنل دیا۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور چیمبرز کے سامنے پہنچ کر انجن بند کر کے نیچے اتر آیا۔ کاؤنٹر پر پہنچ کر مسٹر ولسن کو اپنی آمد کی اطلاع دی اور ایک صوفے پر بیٹھ کر طلبی کا انتظار کرنے لگا۔ چند منٹ بعد اردلی سارجنٹ دروازے پر نمودار ہوا اور چق اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ مسٹر ولسن اپنی میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی مسکرا دیئے۔ میں نے سلیوٹ کیا۔ مصافحہ کر کے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "میں نے ہزایکسی لنسی کو تمہارے آنے کی اطلاع دے دی ہے لیفن۔" میں شکریہ ادا کر کے ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ سگریٹ کیس نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے بولے۔ "ولاس پور میں کتنے دن ٹھہرے؟" میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "سر بیشتر وقت وہیں گزارا۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "تمہاری کار پر گولیاں چلائی گئیں---- کیا سچ؟"

میں نے کہا: "سر میری کار پر گولی چلانے والے شرِعام میں بھی ہو سکتے ہیں---- ولاس پور میں تو کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔" وہ آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھنے لگے۔ چند لمحے دیکھتے رہنے کے بعد بولے۔ "یہ غلط تو نہیں ہو سکتا لیفن۔" میں نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "یہ میں کھڑا ہوں آپ کے سامنے اور باہر رالز کھڑی ہے---- دونوں میں سے کسی پر آپ کو گولی کا نشان نہیں ملے گا۔" مسٹر ولسن مسکرا دیئے۔ "بیٹھ جاؤ لیفن۔" انہوں نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے تم انگلیوں میں آ کر پھسل جانے والی چیز ہو---- جس گاڑی پر فائر کیا گیا وہ تمہاری تھی لیکن زخمی ہونے والا کوئی اور تھا۔ بہرکیف اس پر ہمیں کوئی خاص اعتراض نہیں ہے۔ صرف ایک چیز ایسی ہے جس کے متعلق تمہیں یقین دلانا ہو گا----"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "ارشاد۔"

وہ بولے۔ "وہ سوال میں نہیں کروں گا۔"

میں نے کہا۔ "سر آپ ہزایکسی لنسی کے نفس ناطقہ ہیں---- وہ براہ راست تو جواب طلب کرنے سے رہے اور پھر آج کل تو وہ جنگ کے مسائل میں الجھے ہیں---- انہیں اتنی فرصت کہاں کہ----"

مسٹر ولسن مسکرا دیئے۔ "فرصت ہے---- اور اگر وہ مصروف ہونگے تو ہزایکسی لنسی کے پاس بہت وقت ہے۔"

"بہتر ہے سر۔" میں نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اگر آپ تعطل پیدا کر کے----" اسی وقت مسٹر ولسن کے سامنے والی پارٹیشن وال پر سرخ لائٹ ہوئی اور وہ معذرت کر کے اٹھ کھڑے ہوئے اور مسکراتے ہوئے گورنر چیمبر میں داخل ہو گئے۔ میں ان

کے الفاظ پر غور کرنے لگا۔ ان کا اشارہ یقیناً میرے پاراگڑھ کے گرد و نواح میں پائے جانے کی طرف تھا۔ گو انہوں نے ابھی تک کرنل شیلڈن کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔

دس منٹ بعد وہ باہر نکلے اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہنے لگے۔ "تم نے رالز واپس نہیں کی ابھی۔" میں نے کہا۔ "کرنا چاہتا تھا اور سلسلے میں کرنل راجن سنگھ سے کئی بار رابطہ قائم کرنا چاہا لیکن وہ نہ مل سکے اس لئے واپس لے آیا---- آپ انہیں یہاں بلا کر کار سونپ دیں۔" وہ بولے۔ "نہیں---- یہ ٹھیک نہیں ہے تم اپنے طریقے پر کسی قابل اعتماد ڈرائیور کے ساتھ بھجوا دو۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ تھوڑی دیر میری طرف دیکھتے رہے۔ پھر ریسیور اٹھا کر انٹرنیشنل کلب کے مینجر سے میرے قیام کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ ریسیور رکھتے ہی میں نے ان کی طرف دیکھا۔ کہنے لگے۔ "آج ڈنر کے بعد تمہیں ہزایکسی لنسی کے سامنے پیش ہونا ہے۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے---- لیکن آپ جانے سے پہلے کچھ کہہ رہے تھے۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "اسی سلسلے میں انٹرویو منظور کیا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں یہ اچھا ہے---- ہزایکسی لنسی کی موجودگی میں وہ نسبتاً بہتر موڈ میں ہوتے ہیں۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "تو کیا وہ مجھ سے ناخوش ہیں؟"

"میرا خیال ہے۔" انہوں نے کہا۔ "خیر تم کلب پہنچ جاؤ---- میں نے تمہارے قیام کا انتظام کر دیا ہے---- اگر فرصت ملی تو میں ایک چکر لگاؤں گا ورنہ نو بجے آنا یقینی ہے۔"

میں "بہتر ہے" کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور گاڑی میں بیٹھ کر لان عبور کیا اور کلب کے سامنے پہنچ کر انجن بند کر دیا۔ ایک سارجنٹ موٹر کی آواز سن کر باہر نکلا اور سلیوٹ کر کے کھڑا ہو گیا۔ میں نے گاڑی کا دروازہ بند کیا اور اس کے ساتھ اندر پہنچا اس نے برآمدے میں آتے ہی لائبریری کا رخ کیا اور اسی کمرے میں لے آیا جس میں پہلے قیام کر چکا تھا۔ میں نے کوٹ اتار کر ہینگر پر ڈالا۔ سارجنٹ نے پنکھا کھولا اور بزر دبا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ میں آرام کرسی پر دراز ہو گیا۔ گزشتہ واقعات میری نظروں میں گھومنے لگے۔ چند منٹ گزرے ہوں گے کہ وہی اردلی جو پہلے مجھے سرو کرتا رہا تھا۔ ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا سلام کر کے ٹرے ٹیبل پر رکھ دی۔ میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "کیا حال ہے جوان؟" وہ مسکرا کر کہنے لگا۔ "آپ کی مہربانی ہے حضور---- آپ کا مزاج تو اچھا ہے----؟" میں نے "ٹھیک ہے" کہہ کر چائے بنانی شروع کر دی۔ وہ باہر چلا گیا چائے کا ایک گھونٹ لے کر میں پھر ماضی میں گم ہو کر رہ گیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میرے زخموں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور اس وقت تنہائی میں ایک ایک زخم کی ٹیس علیحدہ علیحدہ محسوس کر رہا تھا۔ عزت اور دولت دونوں ان زخموں کو مندمل کرنے میں ناکام

رہیں۔ میری محبت کا ہر شیش محل ٹوٹ کر بکھر چکا تھا اور میرے دامن میں کانچ کے ٹکڑوں کے سوا کچھ نہ تھا۔۔۔ میں دنیا کا مایوس ترین انسان تھا۔ خیالات سے پیچھا چھڑا کر چائے کا دوسرا گھونٹ لیا تو چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ میں نے پیالی ہاتھ سے رکھ کر سگریٹ سلگایا اور اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اردلی اندر آیا اور ٹرے کے سامان خورد و نوش کو دیکھ کر کہنے لگا۔ "سر آپ نے تو کسی چیز کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔۔۔ اگر حکم ہو تو گرم چائے لے آوں۔" میں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "نہیں۔۔۔ میں چائے پی چکا۔" اردلی خاموشی سے اٹھا کر چل دیا۔ اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھایا اور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ "ہیلو۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "لیفٹن نعیم۔" یہ مسٹر ولسن تھے۔ میں نے کہا۔ "بول رہا ہوں سر۔" ہنس کر بولے۔ "چائے نہیں ملی کیا؟" میں نے کہا۔ "مل گئی سر تھینک یو۔" بولے۔ "اوکے۔۔۔ نو بجے کا انٹرویو کینسل ہو گیا۔ آج ڈنر پر ہزایکسی لنسی تنہا نہیں ہیں۔۔۔ تمہیں سات بجے طلب کیا گیا ہے۔۔۔ یونیفارم پہنے ہوئے ہونا؟" میں نے کہا۔ "پانچ منٹ میں آپ کے پاس پہنچ سکتا ہوں سر۔" بولے۔ "نہیں میں پانچ منٹ میں تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں۔" میں نے کہا۔ "بائی ہلنتر سر۔" انہوں نے بائی بائی کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ میں نے ریسیور رکھ کر آئینے میں ٹائی کی گرہ دیکھی اور پھر ٹہلنے لگا۔ ٹھیک پانچ منٹ بعد مسٹر ولسن کمرے میں داخل ہوئے۔ میں نے دروازے پر پہنچ کر ان کو سلام کیا اور کرسی پیش کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے شکر گزار ہونا چاہئے کہ آپ نے اس جان لیوا تعطل میں دو گھنٹے کی تخفیف کر دی۔"

مکسرا کر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "تعطل کیا؟"

میں نے کہا۔ "یہی جو ہزایکسی لنسی کی ناخوشی کے خیال نے مجھ پر طاری کر رکھا ہے۔" بولے۔ "اوہ۔۔۔ وہ کوئی خاص بات نہیں ہے۔" میں نے انہیں سگریٹ پیش کرتے ہوئے کہا۔۔۔ "ممکن ہے عام بات ہو سر۔۔۔ لیکن آپ نے مجھے بتائی بھی تو نہیں۔"

مسکرا کر بولے۔ "عام بھی نہیں ہے۔۔۔ تمہارا ذاتی مسئلہ ہے لیفٹن۔۔۔ یہ بتاؤ مس کینتھ سے تمہارا کوئی وعدہ ہے؟"

میں نے اطمینان کا سانس لے کر کہا۔ "سر وہ مخلص ہے۔ قابل اعتماد ہے۔ میں اس کو پسند کرتا ہوں۔ اسے آپ انسیت کہہ لیجئے۔" وہ کش لے کر بولے۔ "یہ انسیت نہیں۔۔۔ خیر جو کچھ بھی ہے ہمیں اس سے غرض نہیں اور اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں کہ وہ تمہاری مسٹریس رہ چکی ہے۔" مجھے اس انکشاف پر کوئی حیرت نہیں ہوئی یہ کوئی ایسا مسئلہ نہ تھا جس پر ہزایکسی لنسی کسی ناراضگی کا اظہار کر سکیں۔ مجھے اگر کوئی خدشہ تھا تو صرف یہ کہ کرنل شیلڈن نے وائرلیس پر بات چیت کرنے میں مجھے ریلوے اسٹیشن تک ہی

محدود رکھا تھا یا پاراگڑھ آنے جانے کا بھی ذکر کیا تھا لیکن مسٹر ولسن کسی وجہ سے سردست اس کا ذکر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ میں نے کرنل کا نام لینے میں پہل کرنا مناسب نہ سمجھا۔۔۔ اور اچھا ہی ہوا۔ مسٹر ولسن کو اپنی طرف دیکھتے پا کر میں نے سوال کیا۔ "مس کینتھ کہاں رہتی ہیں آج کل؟"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "۴۴۷۵۳ پر بات کر سکتے ہو لیکن اس وقت پونے سات بج رہے ہیں۔ انٹرویو کے بعد اطمینان سے بات کرنا۔ اٹھو۔" میں نے نوٹ بک میں نمبر نوٹ کیا اور ان کے ساتھ چل دیا۔

چند منٹ ریسپشن روم میں انتظار کرنے کے بعد اذن باریابی پا کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو ہزایکسی لنسی اور ان کی لیڈی بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے سلیوٹ کیا تو دونوں نے بیک وقت مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے مودبانہ لہجے میں مزاج پوچھا۔ ہزایکسی لنسی نے فائن کہہ کر میری خیریت دریافت کی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں شکریہ ادا کر کے ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ ہزایکسی لنسی نے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے کہا۔ "تمہاری رخصت ختم ہو گئی نعیم؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "تین دن باقی ہیں یورایکسی لنسی لیکن میں کل صبح حاضر ہونا چاہتا ہوں۔"

وہ بولے۔ "گڈ۔۔۔ لام پر جانا چاہتے ہو؟" میں نے کہا۔ "یقیناً یورایکسی لنسی میں نے اسی لئے کال کا بھی انتظار نہیں کیا کہ کہیں تین دن لیٹ نہ ہو جاؤں۔۔۔ میں پہلے کنٹی جنٹ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔"

مسکرا کر بولے۔ "ہم اس جذبے کی قدر کرتے ہیں لیکن ابھی تمہیں کم از کم چھ مہینے کی ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ جنگ صرف گولی چلانے کا نام نہیں۔۔۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔۔۔ اور وہ۔" انہوں نے مسکرا کر اپنی لیڈی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "شہزادگی سے مشکل ہے۔" میں نے ان کا اشارہ سمجھتے ہوئے کہا۔ "یورایکسی لنسی ایک پیدائشی سپاہی کے لئے اچھا سپاہی بننا شہزادہ بننے سے زیادہ مشکل نہیں ہے۔"

ہرایکسی لنسی نے مسکرا کر کہا۔ "یہ صحیح ہے۔" میں نے سر جھکا کر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "یورایکسی لنسی میں آپ کے معیار پسندیدگی پر پورا اترنے کی کوشش کرونگا۔۔۔ آپ میرے متعلق ضروری احکام صادر فرما دیں۔"

انہوں نے مسکرا کر سگریٹ کا دھواں خارج کیا اور پشت گاہ سے کمر لگا کر سوچنے لگے۔ ہرایکسی لنسی نے کہا۔ "نعیم ہم چاہتے ہیں تم ابھی انڈیا میں ہی رہو۔۔۔ ہمارے کچھ میتھس ہیں۔۔۔ خیر ٹریننگ تو حاصل کرو پھر دیکھا جائے گا۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "جو حکم" ہزایکسی لنسی نے میری طرف مخاطب ہو کر کہا۔ تم

کل ہیڈ کوارٹر میں حاضر ہو جاؤ---- شام تک کمانڈر کو تمہارے متعلق آرڈرز مل جائیں گے۔" میں نے اٹھ کر شکریہ ادا کیا اور سلام کر کے چلنے لگا تو انہوں نے کہا۔ "نعیم ہمیں خوشی ہے کہ تم چھٹیوں میں کسی ایسی جگہ نہیں گئے جہاں جانے کی ممانعت کی گئی تھی۔" میں نے پھر ان کا شکریہ ادا کیا اور باہر نکل گیا۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ کرنل شیلڈن نے میرے متعلق بمبئی سے کوئی انکوائری نہیں کی تھی۔

ریسپشن روم میں آتے ہی میں نے مسٹر ولسن کی طرف دیکھا۔ وہ صوفے سے اٹھے اور میرے ساتھ باہر نکلے۔ برآمدے میں آ کر ملاقات کی تفصیل دریافت کی اور رسٹ واچ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے "کھانا کھانے کے بعد ہوٹل جانا---- میں نے تمہارے کھانے کا انتظام کرنے کو کہہ دیا ہے۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے۔" چلتے چلتے رک کر کہنے لگے۔ "ایک بات اور کل ہوٹل سے رخصت ہو کر پہلے یہاں آنا---- رالز میں سوار ہو کر ہیڈ کوارٹر جانا ٹھیک نہیں ہے۔"

میں نے کہا۔ "آپ نے بجا فرمایا اور میرا بھی یہی خیال تھا---- لیکن مشکل یہ ہے کہ میرے ساتھ ایک ملازم بھی ہے اور----"

انہوں نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "اوہ یہ تو مسئلہ بن گیا۔" پھر کچھ سوچ کر بولے۔ "اگر وہ قابل اعتماد ہے تو رالز اسی کے ساتھ شردھام کو بھجوا دو۔"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "سر میں چاہتا ہوں کہ آپ ہی اس کو لوٹانے کا انتظام کریں تا کہ شردھام میں کسی قسم کا شک پیدا نہ ہو۔" کہنے لگے۔ "اچھا دیکھیں گے---- فی الحال تم اپنے ملازم کو کہیں اور بھیج دو---- کار یہاں لے آؤ---- ہم تمہارا سامان خود ہیڈ کوارٹرس بجھوائیں گے۔ اوکے؟"

میں نے "اوکے" کہہ کر سلام کیا اور وہ مصافحہ کر کے رخصت ہو گئے۔ میں کلب کی طرف چل دیا۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی اردلی نے سلام کر کے کہا۔ "حضور آپ نے چھوٹا حاضری کو تو چھوا تک نہیں---- اب ڈنر کے متعلق کیا حکم ہے---- انگریزی یا نیم اسلامی----؟"

میں نے چونک کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ دفعتاً مجھے یاد آیا اس نے ایک سال قبل میرے ہی کہے ہوئے الفاظ دوہرائے تھے۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہاری یادداشت کا جواب نہیں---- جاؤ اپنی مرضی سے جو چاہو لے آؤ۔" اس نے جھک کر پھر سلام کیا اور برآمدے میں نکل گیا۔ میں نے جیب سے نوٹ بک نکال کر کینتھ کا ٹیلی فون نمبر دیکھا اور ریسیور اٹھا کر ڈائل کیا۔ دو مرتبہ گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف ریسیور اٹھایا گیا اور کسی نے زنانہ آواز میں کہا۔ "ہیلو۔" میں نے کہا۔ "کینتھ---- یہ تم ہی ہو نا؟" بولی۔ "لیس دس از کینتھ---- آپ؟"

میں نے کہا۔ "تعجب ہے تم کرن کی آواز بھی نہیں پہچان سکیں؟" میرا نام سنتے ہی اس کی آواز مسرت کی چیخوں میں تبدیل ہو گئی اور میں "یوراکیسی لنسی" کے سوا کچھ نہ سمجھ سکا کہ وہ کیا کیا کہہ گئی۔ میں نے اس کے جذبات سے متاثر ہو کر کہا۔ "سنو ڈارلنگ---- ایک گھنٹے میں ہوٹل ڈی سلوریا پہنچ جاؤ---- پانچویں منزل کے زینے سے تیسرے اپارٹمنٹ پر لیفٹننٹ نعیم ملک کی نیم پلیٹ دیکھ لینا---- اوکے۔"

"اوکے---- میں پہنچ رہی ہوں ڈارلنگ آئی لو یو۔"

میں نے "تھینک یو" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ ہزایکی لینسی سے ملاقات کے بعد میرے تمام تفکرات اور پریشانیاں دور ہو چکی تھیں اور میں خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔ ایکبار پھر میری تمام غلطیاں تاریکی میں گم ہو گئی تھیں آج کھانا کھانے میں' میں نے اپنا سابقہ ریکارڈ توڑ دیا۔ شائد اس لئے بھی کہ اب میں سیف زون میں آ چکا تھا۔ جہاں مجھے نہ کسی کی گولی کا خوف تھا نہ کسی کو میری گولی کا---- رہے جرمن بم سو وہ ابھی دور تھے۔

کھانا ختم ہونے کے بعد کافی پیتے پیتے گھڑی پر نظر ڈالی تو ساڑھے آٹھ بج چکے تھے۔ میں نے کافی کا آخری گھونٹ لے کر گھنٹی بجائی---- اردلی نے آ کر برتن اٹھائے اور لے کر چلا گیا۔ میں سگریٹ سلگا کر کمرے سے باہر نکلا اور ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں وہ لوٹا تو کیپٹن بریڈلے اس کے ساتھ تھے۔ میں نے مسکرا کر ان کا خیر مقدم کیا کہنے لگے۔ "مجھے ابھی معلوم ہوا تم واپس جا رہے ہو۔"

میں نے کہا۔ "ہاں کیپٹن---- میں کل صبح ڈیوٹی پر حاضر ہو رہا ہوں۔ شاید ہم پھر ساتھ رہیں۔"

ہنس کر بولے۔ "مائی پلشر لیفن---- لیکن کیا تم اس زوال کا صدمہ----" میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "زوال اور عروج کوئی چیز نہیں کیپٹن---- کم از کم میرے لئے۔"

کیپٹن نے میرے شانے تھپکتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "خوب تم واقعی سپاہی ہو۔"

میں نے سیلوٹ کر کے کہا۔ "تھینک یو سر۔" کیپٹن نے جواب سیلوٹ کیا۔ میں نے آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور مصافحہ کر کے سوار ہو گیا۔

میں ہوٹل کمپاؤنڈ میں داخل ہوا۔ سوا نو بج رہے تھے۔ پارکنگ لاٹ میں دس بارہ گاڑیاں دو قطاروں میں کھڑی ہوئی تھیں۔ دائیں جانب کی قطار میں چند سیکنڈ پہلے ایک لینڈو آ کر رکی تھی۔ میں نے بائیں جانب والی گاڑیوں کے پیچھے پہنچ کر انجن بند کر دیا اور چابی نکالتے ہوئے لینڈو پر نظر ڈالی۔ اندھیرے میں اس کی اگلی سیٹ پر ایک مرد اور اس کے ساتھ ایک لیڈی بیٹھی ہوئی تھی۔ میری گاڑی روکتے ہی لیڈی نے بائیں طرف کا دروازہ کھولا اور اترتے اترتے پلٹ کر مرد کے گلے میں بانہیں ڈال کر اس کے ہونٹوں پر بوسہ

دیا۔ میں مسکرا کر گاڑی سے باہر نکلا اور دوازہ لاک کرنے لگا۔ مرد نے کہا۔ "ہنی زیادہ دیر نہ ٹھہرنا۔" عورت نے جواب دیا۔ "ایک گھنٹے سے زیادہ نہیں۔" آواز سن کر میں چونکا اور چلتے چلتے پلٹ کر دیکھا۔ یہ کینتھ تھی۔ اس کا ساتھی اس سمت کے دروازے سے سر نکال کر بات کر رہا تھا۔ میں کنکھیوں سے دیکھتا ہوا تیزی سے آگر بڑھ کر لفٹ میں داخل ہو گیا۔ دروازہ بند کرتے کرتے کینتھ کو سیڑھیاں چڑھتے دیکھ کر میں نے پانچویں منزل کا بٹن دبایا اور لفٹ تیزی سے اوپر جانے لگی پہلی منزل تک جاتے جاتے وہ کاؤنٹر پر پہنچ گئی۔ شاید وہ مجھے دیکھ نہ سکی۔ کاش میں نے بھی اسے نہ دیکھا ہوتا۔ میری نظروں میں اب اس کی کوئی وقعت نہ تھی۔ اس نے ایک ڈیڑھ سال کی رفاقت میں خلوص و محبت سے جو مقام میرے دل میں پیدا کیا تھا اسے ایک لمحے میں خاک میں ملا دیا۔ میں لفٹ سے نکل کر اپنے کمرے میں پہنچا تو غصے سے بخار کی سی کیفیت میں مبتلا تھا۔ دامن نے دروازہ بند کرتے ہوئے غور سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "کیا بہت تھک گئے سر؟" میں نے یونیفارم کوٹ اتارتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "ہاں---- دامن بہت تھک گیا ہوں---- روم سروس سے ٹھنڈا سوڈا کوارٹر اسکاچ منگاؤ۔" دامن ٹیلی فون کی طرف چل دیا۔ میں نے یونیفارم اتار کر سلیپنگ سوٹ پہنا اور مسہری پر بیٹھ گیا۔ دامن آرڈر دے کر میرے پاس آیا تو میں نے اپنی پریشانی چھپانے کے لئے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں کل حاضر ہو رہا ہوں دامن۔"

وہ بولا۔ "ٹھیک ہے سر---- مجھے خوشی ہے آپ اس جال سے تو نکلے۔" میں ہنس دیا۔ "وہ جال تو نہیں تھا دامن---- لیکن کیا کہہ سکتے ہیں شاید جال ہی ہو۔"

دامن مسکرا دیا۔ "شاید نہیں سرکار---- یقیناً----" اس کا جملہ ادھورا رہا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی نے اس کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور اس نے اٹھ کر ریسیور اٹھا۔ "ہیلو کہہ کر سننے لگا اور ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا۔ "سر مس کینتھ ملنے آئی ہیں---- کیا کہوں؟" میں اس کو جواب دینے کے بجائے چھت کی طرف گھورنے لگا۔ مجھے خطرہ تھا کہ شاید اس کو دیکھ کر میں اپنے جذبات چھپانے میں کامیاب نہ ہو سکوں۔ تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد دامن نے پھر کہا۔ "سرکار----" میں نے کہا۔ "کہ دو دس منٹ بعد پھر رنگ کریں۔" اس نے ماؤتھ پیس سے ہاتھ ہٹا کر میرے الفاظ دوہرا دیئے اور ریسیور رکھ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ "یہ روم سروس والے کہاں مر گئے دامن؟" میں نے اس کو موقع نہ دینے کے خیال سے دوسری طرف الجھایا۔ وہ اٹھنے لگا تو میں نے ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے کہا۔ "بیٹھے رہو---- آ ہی جائے گا۔" دامن میری اضطرابی کیفیت دیکھ کر گھبرا گیا۔ پھر کرسی پر ٹکتا ہوا بولا۔ "کیا بات ہے سرکار---- کچھ پریشان ہیں آپ؟"

میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں تو۔" وہ مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور ٹیلی فون کی طرف چلنے لگا کہ دروازہ کھلا اور ویٹر مشروبات کی ٹرے لئے ہوئے اندر داخل

ہوا۔ اس نے آگے بڑھ کر ٹرے لے لی اور مسہری پر رکھ کر گلاس میں انڈیلی۔ ویٹر چلا گیا۔ میں نے سوڈے کی بوتل کھول کر گلاس میں انڈیلی اور پینے لگا۔ دو تین گھونٹ لے کر گلاس ٹرے پر رکھ دیا اور سگریٹ سلگا کر کش لیا تو دامن نے مسکرا کر کہا۔ "اب کیسا محسوس کر رہے ہیں؟"

میں نے دھواں خارج کرتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک---- پہلے بھی ٹھیک ہی محسوس کر رہا تھا۔" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "سرکار ٹھیک ہوتے تو مس کینتھ کا نام سن کر اچھل پڑتے کیا مجھے معلوم نہیں ہے وہ ڈیڑھ سال آپ کے ساتھ رہی ہیں۔"

"ہاں۔" میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "اچھا رنگ کر کے بلا لو---- اب میں منافقت کی باتیں کر سکتا ہوں۔"

اس نے ریسیور اٹھاتے اٹھاتے میری طرف دیکھا اور پھر خاموشی سے نمبر ڈائل کیا۔ میں نے گلاس میں اور انڈیلی۔ دامن نے استقبالیہ سے مس کینتھ کو بھیج دینے کو کہا اور ریسیور رکھ کر اپنے روم میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں دروازہ کھلا اور کینتھ مسکراتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ میں نے پلٹ کر دیکھا اور گلاس رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور "یورایکسی لنسی" کہہ کر تیزی سے آگے بڑھی۔ میں نے ہنس کر ہاتھ بڑھا دیا۔ وہ ٹھٹک کر رہ گئی اور بمشکل خود کو سنبھال کر آگے بڑھایا۔ میں نے مصافحہ کر کے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بیٹھئے مس کینتھ۔" وہ آہستگی سے صوفے پر بیٹھ گئی۔ میں نے رسمی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "کیسی طبیعت ہے آپ کی؟" مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "بالکل ٹھیک---- شکریہ----" میں نے دوسرے گلاس میں انڈیلی اور دونوں گلاس اٹھا کر ایک اس کے ہاتھ میں دیا اور سگریٹ کیس ٹیبل پر رکھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک گھونٹ لے کر میری طرف دیکھا اور پھر نظریں جھکا لیں---- وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن کہنے کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔ میں نے سگریٹ نکال کر اس کے ہاتھ میں دیا۔ اس نے شکریہ ادا کر کے ہونٹوں میں دبا لیا۔ میں نے اس کو لائٹ دی۔ مجھے خود بھی اپنا منافقانہ رویہ ناگوار گزر رہا تھا لیکن میں چاہتا تھا کہ وہ پہلی ہی ملاقات میں اس قدر مایوس ہو کو لوٹے کہ دوبارہ ادھر کا رخ نہ کرے۔ گلاس ختم ہونے تک اس نے کئی بار میری طرف دیکھا آخر مسکرا کر کہنے لگی۔ "کرن ایسا معلوم ہوتا ہے تم مجھ سے ناراض ہو۔"

میں نے کہا۔ "اس کی وجہ؟"

وہ بولی۔ "مجھے کیا معلوم لیکن تمہارے رویے سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔"

میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں رگڑتے ہوئے کہا۔ "مس کینتھ مجھے آپ سے ناراض ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

اس نے پلٹ کر کہا۔ "یہ کیوں؟"

میں نے کہا۔ "اس کا جواب تو آپ کے پاس ہے—— اور مجھے آپ سے پوچھنا چاہئے تھا۔"

"پھر کیوں نہیں پوچھا؟"

"اس لئے کہ مجھے معلوم ہے رخصت پر جانے سے پہلے بھی معلوم تھا—— اور آج اس سے کچھ زیادہ معلوم ہو گیا۔ اطلاعاً" عرض ہے—— خیر ضروری نہیں کہ اس کی وضاحت کی جائے۔" اس نے سگریٹ کا کش لے کر میری طرف دیکھا۔ میں نے نیچی آواز میں رک رک کر کہا۔ "تم نے مجھے کار سے اترتے نہیں دیکھا میں نے تمہیں اترنے سے پہلے دیکھ لیا اور شاید یہ کافی ہے۔"

وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور بولی۔ "اچھا اجازت؟" میں نے اٹھ کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اجازت ہے—— ویسے ٹھہرنا چاہو تو ٹھہر سکتی ہو ابھی ایک گھنٹہ پورا نہیں ہوا۔" میرا اشارہ سمجھنے کے باوجود انجان بن کر ہاتھ ملایا اور گڈ نائٹ کہہ کر متاملانہ قدموں سے چلتی ہوی باہر نکل گئی۔ میں نے سگریٹ سلگا کر دامن کو آواز دی۔ اسنے باہر نکل کر ادھر ادھر نظر دوڑائی اور قریب آ کر کہنے لگا۔ "مس کینتھ بہت جلد چلی گئیں۔"

میں نے کہا۔ "ہاں—— بیٹھ جاؤ۔" اس نے بیٹھتے ہوئے غور سے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر بولا۔ "میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ آپ کو ایک دم کیا ہو گیا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہاری سمجھ میں آگیا اسی لئے تم پریشان ہو رہے ہو—— سب کچھ جاننے کے لئے۔"

"نو سر۔" اس نے کہا۔ "میں سب کچھ جاننے کے لئے پریشان نہیں ہوں—— صرف اس لئے پریشان ہوں کہ وہ آپ کے متعلق بہت زیادہ جانتی ہے اور مایوس ہو کر خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "وہ ہزایکسی لنسی کے خلاف جانے کی جرات نہیں کر سکتی اور پھر میں نے اسے آئینہ دکھانے کے سوا کچھ کیا بھی تو نہیں۔"

وہ بولا۔ "آئینہ دکھانے کے بعد باقی کیا رہ جاتا ہے۔ خیر اب آرام کیجئے صبح آپ کو ڈیوٹی پر حاضر ہونا ہے۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ہاں—— اور تم اگر کچھ دن ٹھہرنا چاہو تو میں کسی اور جگہ تمہارے ٹھہرنے کا انتظام کر سکتا ہوں۔" وہ کہنے لگا۔ "میں دو روز سے زیادہ نہیں ٹھہروں گا سر—— میرے چند عزیز رشتے دار یہاں موجود ہیں۔" میں اوکے کہہ کر بستر کی طرف چل دیا۔

دوسری صبح دس بجے کیپٹن بریڈلے مجھے ہیڈ کوارٹر لے گئے۔ سامان رکھوانے کے بعد

گیارہ بجے میں بریگیڈ انچارج کے سامنے پیش ہوا سیلوٹ کرتے ہی انہوں نے کاغذات سے نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور منہ سے پائپ نکال کر بولے۔ "یو لیفن پرنسلی—— نو؟" میں نے کہا۔ "یس سر۔" بولے۔ "ہزایکسی لنسی کی طرف سے آئے تھے نا؟" میں نے پھر "یس سر" کہا۔ میری رپورٹ پر سرسری سی نظر ڈال کر کہنے لگے۔ "اوکے لیفن—— آفس سے پروگرام شیٹ لے لو اور کل صبح سے تم کلاسز اٹینڈ کرو۔" میں نے "بہتر ہے" کہہ کر سلام کیا تو کہنے لگے۔ لیفن تمہارا اصلی نام صرف ریکارڈ تک محدود رہے گا۔ ہیڈ کوارٹر میں تم صرف پرنسلی کہہ کر ہی پکارے جاؤ گے۔" میں نے پھر "بہتر ہے" کہا اور سلام کر کے اباؤٹ ٹرن ہو گیا۔

اس مرتبہ مجھے کیپٹن بریڈلے کے ساتھ رہنے کی جگہ نہ مل سکی—— جنگ کی وجہ سے نفری میں کئی گنا اضافہ ہو چکا تھا اور تمام کوارٹرز اور بیرکس بھرے پڑے تھے۔ عہدے کے اعتبار سے سنگل روم بیچلر اکا موڈیشن کا مستحق تھا لیکن چونکہ میرا تعلق انٹیلی جینس برانچ سے تھا اور میرا الگ تھلگ رہنا ضروری تھا اس لئے بمشکل ایک ڈبل روم بنگلے کی جیفری میرے حصے میں آ سکی۔ دونوں کمروں میں انٹیلی جینس ڈیپارٹمنٹ کے دو آفیسرز تھے۔ جن میں سے ایک کیپٹن اور دوسرا لیفٹننٹ تھا۔ میں نے اسی کو غنیمت سمجھا۔ میرا فالتو وقت اب بھی کیپٹن بریڈلے کے بنگلے پر گزرتا تھا۔

دوسرے روز شام کو پانچ بجے کوارٹر گارڈ سے ایک لفافہ موصول ہوا جس میں مجھے کیپٹن بریڈلے کے ساتھ سات بجے شام کو گورنر ہاؤس پہنچ کر مسٹر جیمس ولسن سے ملنا تھا۔ میں یونیفارم پہن کر جیفری سے باہر نکلا اور گاڑی لینے کے لئے کوارٹر گارڈ کی طرف چلنے لگا۔ ابھی نصف فاصلہ طے نہیں کیا تھا۔ کیپٹن بریڈلے کی فورڈ آتی ہوئی دکھائی دی۔ میں رک کر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے میرے قریب پہنچ کر بریک لگایا۔ میں نے دروازہ کھولا اور ان کے برابر میں بیٹھ گیا۔ گاڑی تیزی سے گیٹ کی طرف چل دی۔ میں نے اسٹارٹ ہوتے ہی گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیپٹن چھ نہیں بجے ابھی۔"

بولے۔ "کیا ارادہ ہے؟" میں نے کہا "پہلے یہ بتاؤ کس وقت تک گیٹ کھلا رہے گا؟" بولے "نو بجے تک——" اس کے بعد کیمپ کمانڈر کے نوٹس میں آئے بغیر داخل نہیں ہو سکتے اور کمانڈر کو مطمئن کرنے کے معقول وجہ ہونی چاہئے۔"

گاڑی گیٹ پر پہنچ کر رکی۔ میں نے گارڈ روم کی طرف دیکھا۔ سنتری نے ہماری طرف دیکھا اور پورا دروازہ کھول دیا۔ گاڑی چل دی۔ باہر نکلتے ہی میں نے کہا۔ "ہم گورنمنٹ ہاؤس جا رہے ہیں۔ وہاں سے لوٹنے میں دیر بھی ہو سکتی ہے۔" کیپٹن نے ہنس کر کہا۔ "ہو سکتی ہے اور گیٹ بھی کھل سکتا ہے لیکن صبح کو کمانڈر مسٹر ولسن کو ٹیلی فون کر کے ڈیپارچر' ٹائم دریافت بھی کر سکتا ہے—— مقصد کیا ہے تمہارا؟ میں نے سگریٹ

نکال کر سلگاتے ہوئے کہا۔ "کھانے پینے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے چند بوتلیں لیتے ہی آئیں گے۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "تم بگڑے ہوئے بچے ہو پرنسلی۔۔۔۔ لیکن میرے سوا کوئی نہیں جانتا اور کوئی تمہارے ناز بھی نہیں اٹھائے گا۔ خیر اتنا وقت تو آسانی سے نکال سکتے ہیں۔" میں نے "کافی ہے" کہہ کر ایک سگریٹ ان کے ہونٹوں میں لگایا اور لائٹ دی۔

ساڑھے چھ بجے کے قریب گیٹ پر پہنچے تو گارڈ انچارج نے ہمیں انٹرنیشنل کلب کی طرف گائیڈ کیا۔ بریڈلے نے اندر داخل ہوتے ہی کلب کی طرف ٹرن لیا اور لائبریری روم کے سامنے پہنچ کر انجن بند کیا۔ ایک اردلی ہمیں ملاقاتی کمرے میں لے گیا۔ بریڈلے نے ہمیں ٹیلی فون کر کے سکرٹیری کو اپنے پہنچنے کی اطلاع دی اور چند جملے تبدیل کر کے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "مسٹر دلسن تمہیں اپنے بنگلے پر ملنا چاہتے ہیں۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "بہتر ہے۔" کیپٹن نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "ایک منٹ میں حاضر ہو رہے ہیں سر۔۔۔۔" میں ان کو اشارے سے سلام کر کے دروازے کی طرف چل دیا۔ مسٹر دلسن کے بنگلے پر انڈر سکرٹیری نے برآمدے میں مجھے ریسیو کیا اور ڈرائنگ روم میں پہنچا کر دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ چند منٹ بعد مسٹر دلسن پردہ اٹھا کر مسکراتے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ میں نے اٹینشن ہو کر سلیوٹ کیا۔ انہوں نے مصافحہ کر کے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور صوفے پر بیٹھ گئے۔ میں نے یاد فرمانے کا شکریہ ادا کیا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ مسکرا کر کہنے لگے۔ "پرنسلی ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہاری رہائش کا انتظام تسلی بخش نہیں ہے لیکن یہ عارضی صورتحال ہے۔"

میں نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ "سر مجھے کوئی شکایت نہیں ہے یہ میرے رینک کے مطابق بالکل صحیح ہے۔ ہیڈکوارٹرس میں کسی قسم کا ترجیحی سلوک دوسرے آفیسرز کو میری طرف سے بدظن کر سکتا ہے۔"

مسکرا کر بولے۔ "مجھے خوشی ہے تم صحیح انداز میں سوچ سکتے ہو پرنسلی۔۔۔۔ یہ بہت بڑی بات ہے کہ ڈیڑھ سال کے قریب ایرسٹو کریٹک لائف گزارنے کے باوجود تم کسی احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہوئے۔"

میں نے "تھینک یو سر" کہہ کر گردن جھکا لی۔ وہ تھوڑی دیر میری طرف دیکھتے رہے پھر سگریٹ ٹرے سرکاتے ہوئے بولے۔ "یقین کرو پرنسلی۔ ہزایکسی لنسی تمہیں پھر اتنی ہی بلندی پر دیکھنا چاہتے ہیں۔"

میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے یقین ہے سر اور میں کوشش کروں گا کہ ہر حالت میں ان کے معیار پسندیدگی پر پورا اتروں۔" اسی وقت ایک ملازمہ ٹرے لئے ہوئے اندر آئی اور گردن جھکا کر اشارے سے سلام کرنے کے بعد ٹرے میز پر

رکھ کر چلی گئی۔ انہوں نے گلاس اٹھا کر اشارہ کیا۔ میں نے گلاس اٹھا کر کہا۔ "آپ کی صحت کے نام۔" انہوں نے مسکرا کر گلاس ٹکرایا اور پینے لگے دو تین گھونٹ لینے کے بعد سگریٹ سلگاتے ہوئے بولے۔ "مس کینتھ سے ملاقات ہوئی یا نہیں؟"

میں نے کہا۔ "وہ ہوٹل میں آئی تھیں سر۔۔۔۔ معلوم ہوتا ہے ان کی منگنی ہو گئی ہے۔"

"نہیں تو۔۔۔۔" انہوں نے چونک کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا انہوں نے ایسا کہا تم سے؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "کہا تو نہیں۔۔۔۔" میں بولتے بولتے رک گیا۔ بولے۔ "ویل۔"

میں نے کہا۔ "گاڑی میں ان کے ساتھ ایک لڑکا تھا۔" وہ ہنس دیئے۔۔۔۔ "تم سمجھے وہ ان کا منگیتر تھا۔" میں نے پھر نفی میں سر ہلا کر کہا "میں نہیں سمجھا سر۔۔۔۔ بلکہ ان کے طرز عمل نے مجھے ایسا سمجھنے پر مجبور کر دیا۔"

"مجھے افسوس ہوا پرنسلی۔۔۔۔" انہوں نے پژمردہ لہجے میں کہا۔ "یقین کرو۔۔۔۔ ہمارا مقصد صرف یہ تھا کہ تمہارا ہولڈ رہے۔ کیونکہ وہ تمہارے متعلق بہت زیادہ جانتی ہے۔۔۔۔ بہرکیف۔۔۔۔" وہ بولتے بولتے رک کر سوچنے لگے۔ پھر اٹھ کر دوسرے کمرے کی طرف چل دیئے۔ میں نے دوسرا سگریٹ سلگایا اور کش لینے لگا مسٹر دلسن کے طرز عمل سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ اس مسئلے کو مجھ سے بھی زیادہ اہمیت دے رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ تیزی سے واپس آئے اور کہنے لگے۔ "پرنسلی ہزایکسی لنسی جاننا چاہتی ہیں کہ تم نے مس کینتھ کو کس انداز میں دیکھا؟" میں چکرا گیا۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ معاملہ اس حد تک بڑھ جائے گا۔ مسٹر دلسن نے مجھے خاموش دیکھ کر کہا۔ "پلیز وقت ضائع مت کرو۔" میں نے خود کو سنبھال کر کہا۔ "ان کی گاڑی مجھ سے چند سیکنڈ پہلے ہوٹل کمپاؤنڈ میں پہنچی تھی۔ میں نے دوسری قطار میں گاڑی پارک کرتے ہوئے ان کی گاڑی پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ کینتھ نے وہیل پر بیٹھے ہوئے شخص کے گلے میں ہاتھ ڈال کر اس کے ہونٹوں پر بوسہ دیا۔"

"کافی ہے۔" انہوں نے خود کلامی کے لہجے میں کہا اور پلٹ کر تیزی سے دوسرے کمرے کی طرف چل دیئے۔

○

میں بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ جو بات مسٹر ولسن نے "برسبیل تذکرہ" کہہ کر چھیڑی ہے وہ ان کے نزدیک اس قدر اہم بھی ہو سکتی ہے چند منٹ بعد وہ ڈرائنگ روم میں لوٹے اور خاموشی سے صوفہ پر بیٹھ گئے۔ میں ان سے اجازت طلب کر کے جانا چاہتا تھا لیکن ان کے تیور دیکھ کر ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔ آخر انہوں نے میری ذہنی کشمکش کا اندازہ لگا کر خود ہی کہا۔ "بیٹھو پرنسلی۔" میں آہستگی سے ان کے سامنے بیٹھ گیا اور سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے کہا۔ "سر میرا خیال تھا آپ اس بات کو اپنی ذات تک ہی محدود رکھیں گے کیونکہ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ ہر شخص اپنی مرضی کا مختار ہے۔" انہوں نے اثبات میں سرہلا کر کہا "یقیناً ہے لیکن یہ مسئلہ پہلے طے کیا جا چکا تھا۔ کینتھ اپنے معاہدے سے نہیں پھر سکتی---- اور پھر رہی ہے---- اور اس سے جو پیچیدگیاں پیدا ہونے کا احتمال ہے ان کا حل میں ذاتی طور پر نہیں کر سکتا۔" میں نے مسکرا کہا۔ "میں اتنا ضرور کہوں گا کہ کینتھ اعتماد شکنی بھی نہیں کر سکتی----" وہ ہنس دیئے---- "تم اس کے لئے سافٹ کارنر رکھتے ہو۔ جذبات سے ہٹ کر نہیں سوچ سکتے۔"

"سر!" میں نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ "یہ آپ نے صحیح فرمایا میں جذبات سے ہٹ کر سوچنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ورنہ کینتھ نے کوئی اتنا بڑا جرم نہیں کیا تھا جسے نظر انداز نہ کیا جا سکے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "تم بھی کیا عجیب چیز ہو---- مائی ڈیئر---- گھڑی میں ماشہ گھڑی میں تولہ---- مجھے یقین کر لینے دو کہ کہیں تمہارے یہ الفاظ بھی جذباتی تو نہیں۔"

"جی نہیں---- اس وقت میں حقیقت پسندانہ انداز میں سوچ سکتا ہوں۔ اس وقت مجھے اچانک صدمے نے مشتعل کر دیا تھا۔ میں نے کینتھ کو ایکس پلین کرنے کا موقع بھی نہیں دیا۔"

"او کے---- اسے ایکس پلین تو کرنا ہے لیکن کیا؟" انہوں نے سگریٹ سلگایا اور کش لے کر بولے۔ "مجھے خوف ہے کہ تم کینتھ کو خطرے میں سمجھ کر تھوڑی دیر میں یہ نہ کہہ دو۔ مسٹر ولسن اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو کچھ میں نے دیکھا وہ محض فریب نظر تھا۔" میں نے ہنسی روکنے کیلئے سگریٹ کا سہارا لیا۔ جھک کر سلگایا اور کش لے

کر کہا۔ "سر آپ ہرایکسی لنسی کو پھر زحمت دیں۔" رسٹ واچ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "ایک گھنٹہ نہیں ہوا کہ تم مجسم شکایت تھے اور اب سراپا عنایت ہو۔ اسے تمہاری کوالی فیکیشن سمجھوں یا ڈس کوالی فیکیشن میں نے سر جھکا کر کہا۔ "سر مجھے یقین ہے کم از کم آپ ڈس کوالی فیکیشن نہیں سمجھیں گے۔"

"اگر میں بھی تمہاری طرح جذباتی ہوتا تو شاید تمہیں خوش کرنے کے لئے اسے شویلر بھی کہہ سکتا تھا لیکن ایسا نہیں ہے میں ہر چیز کو اس کی اصلی شکل میں دیکھنے اور پرکھنے پر مجبور ہوں۔" میں خاموش ہو گیا۔ وہ تھوڑی دیر میری طرف دیکھتے رہے پھر کہنے لگے۔ "فی الحال تمہارے لئے خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔ ایک بار کینتھ کو میوزک فیس کرنے دو پھر دیکھا جائے گا۔ ہرایکسی لنسی خود تمہیں طلب کریں گی---- سمجھ رہے ہو نا؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "جی سمجھ گیا---- اجازت ہے؟" انہوں نے مسکرا کر ہاتھ بڑھا دیا۔ میں ان سے مصافحہ کر کے چل دیا۔

میں کلب واپس پہنچا تو پہلے سے کچھ زیادہ ہی بجھا ہوا تھا۔ بریڈلے نے مجھے دیکھتے ہی مسکرا کر کہا۔ "معلوم ہوتا ہے موسیقی کچھ المیہ انداز لئے ہوئے تھی لیفن۔" میں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ "بہت بے سری کیپٹن---- چلو یہاں سے نکلو---- باہر چل کر کچھ پئیں گے۔"

"مسٹر ولسن نے ڈرنک پیش نہیں کیا؟" بریڈلے نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "وسکی---- لیکن صرف ایک پیگ جس میں چار پیگ کی تلخی تھی۔" میں نے جواب دیا۔ "اوہ! برین واش۔" اس نے کہا۔ "آؤ پھر یہیں آفیسرز میس میں چلتے ہیں۔ ڈنر ٹائم بھی ہونے والا ہے۔ بل میں ادا کروں گا۔" میں نے نفی میں سرہلا کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میس اس وقت بھری ہوئی ہو گی---- میں زیادہ لوگوں سے متعارف ہونا نہیں چاہتا۔" کیپٹن نے "رائٹو" کہہ کر بزر دبا دیا اور پھر بیٹھ گیا۔ اردلی نے دوازے پر آ کر کہا "حکم جناب۔" بریڈلے نے اس کو آفیسرز میس سے دو ڈنر اور دو کوارٹر اسکاچ لانے کا آرڈر دیا اور میری طرف پلٹ کر انگریزی میں کہنے لگا۔ "پرنسلی اگر آج تم نے مجھے پے منٹ کرنے دیا تو ہماری دوستی کی تاریخ میں میری طرف سے یہ پہلا پے منٹ ہو گا۔" اردلی ہمیں باتیں کرتے دیکھ کر تیزی سے باہر نکل گیا۔ میں نے بریڈلے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیپٹن یقین کرو پے منٹ تمہی کو کرنا ہے---- اگر کھسکنے کی کوشش کی تو یہ ہماری دوستی کی تاریخ کا آخری دن ہو گا۔" بریڈلے نے ہنس کر کہا۔ "خدا کا شکر ہے آج میری جیب خالی نہیں ہے۔ اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا اور کان لگاتے ہوئے کہا "کیپٹن بریڈلے---- یس سر---- وہ یہیں ہے میس سے کھانا آنے کا انتظار کر رہے ہیں حکم؟" پھر میر طرف اشارہ کر کے بولا۔ "مسٹر ولسن۔" میں نے اٹھ کر اس کے ہاتھ سے

ریسیور لے لیا اور "گڈ ایوننگ سر" کہا۔ سلام کا جواب دے کر بولے۔ "پرنسلی کتنی دیر میں فارغ ہو جاؤ گے؟" میں نے کہا۔ "فارغ ہوں سرپانچ منٹ میں آپ کے پاس پہنچ سکتا ہوں۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "اتنی جلدی نہیں---- کھانا کھا لو---- نو بجے میرے بنگلے پر پہنچ جانا اور دیکھو میس کا بل دستخط کر کے میری طرف بھجوا دینا۔ اوکے؟" میں نے کہا۔ "نو سر میں پہلے آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں اگر ناگوار نہ ہو۔" وہ پھر ہنسنے لگے---- میں نے چند لمحے ان کے جواب کا انتظار کر کے کہا۔ "میں آ رہا ہوں سر۔" انہوں نے کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔ میں نے ریسیور کریڈل پر رکھ کر بریڈلے کی طرف دیکھا۔ کہنے لگا "جا رہے ہو؟" میں نے چلتے چلتے کہا۔ "خدا نے تمہاری جیب پر رحم کر دیا کیپٹن---- گڈ نائٹ۔"

مسٹر ولسن اپنے برآمدے میں ٹہل رہے تھے۔ میں نے پورٹیکو میں پہنچتے ہی ان کو سلام کیا۔ مسکرا کر کہنے لگے۔ "پانچ منٹ بھی پورے نہیں ہونے دیئے۔" اس وقت ان کے مزاج میں حیرت انگیز تبدیلی آ چکی تھی۔ میں نے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہا۔ "زحمت کی معافی چاہتا ہوں سر----" مسکرا کر نفی میں سرہلاتے ہوئے بولے۔ "تم نے ڈنر میں گڑبڑ پیدا کی ہے۔ مسز ولسن تمہیں معاف نہیں کریں گی۔" میں نے ان کے قریب پہنچ کر رکتے ہوئے کہا۔ "میں واپس جا سکتا ہوں سر---- واقعی مجھے مسز ولسن کے وقت پر کوئی حق نہیں ہے۔"

"خیر۔" انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "چلو---- دس منٹ پندرہ منٹ کی تاخیر کو وہ محسوس نہیں کریں گی---- اور اس وقت تو وہ چیف جسٹس کا رول ادا کر رہی ہیں۔" میں نے چلتے چلتے مڑ کر ان کے چہرے کی طرف دیکھا۔ پہلے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے وہ کہنے لگے۔ "کینتھ کو دیکھ کر چونکنا نہیں۔"

"کیتھ!" میں بڑبڑایا۔ اس کا اتنی جلدی گورنمنٹ ہاؤس میں پہنچ جانا میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ شاید وہ پہلے سے یہاں موجود تھی۔

ہم ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تو مسز ولسن اور کینتھ آمنے سامنے صوفوں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ کینتھ ہمیں دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی میں نے مسز ولسن کو سلام کیا۔ مزاج پوچھا۔ انہوں نے مسکرا کر جواب دیا اور مصافحہ کر کے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ مسٹر ولسن نے مجھے صوفے پر دبا دیا اور ہنستے ہوئے میرے سامنے بیٹھ گئے۔ مسز ولسن نے دروازے پر کھڑی ہوئی خادمہ کو ڈرنکس لانے کو کہا اور میری طرف دیکھتی ہوئی بولیں۔ "لیفن---- مجھے جیمس سے تمہارے متعلق کچھ معلوم ہوا ہے کیا واقعی تم اپنے دوستوں کے معاملے میں اتنے تنگ نظر واقع ہوئے ہو؟" میں نے کہا۔ "میڈم اگر آپ کا اشارہ مس کینتھ کی طرف ہے تو میں زیادہ وسیع النظر نہیں ہوں لیکن مسٹر ولسن نے آپ کو یہ بھی بتایا ہو گا کہ میں کس

حد تک غلطی پر تھا۔" مسز ولسن کے بجائے کینتھ نے جواب دیا۔ "غلطی میری تھی لیکن اتنی نہیں جتنی تم سمجھ رہے ہو۔"

"اور تمہیں اس پر افسوس ہے؟" مسز ولسن نے سوال کیا کینتھ نے کہا۔ "مجھے افسوس ہے---- میں شرمندہ ہوں حالانکہ----" میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "کافی ہے---- مجھے بھی افسوس ہے۔" مسٹر ولسن نے مسکرا کر کہا۔ "ٹھیک ہے تم پھر سے دوست ہو۔ اب تم دونوں ہاتھ ملاؤ۔" ہم نے اٹھ کر ایک دوسرے سے ہاتھ ملائے مسز ولسن نے اٹھ کر اندر کے دروازے کا پردہ اٹھا کر اشارہ کیا اور خادمہ ٹرے ہاتھوں میں اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی۔ تجدید مراسم کا جام پی کر مسز ولسن نے کینتھ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ہرایکسی لنسی کل اسٹاف نرس کی حیثیت سے تمہارا اپارئنٹ لیٹر جاری کرا رہی ہیں اور تمہیں کل شام تک گورنر ہاؤس کوارٹرز میں منتقل ہو جانا ہے----" کینتھ نے شکریہ ادا کیا اور مسکرا کر مسٹر ولسن کی طرف دیکھا۔ میں نے مسز ولسن سے اجازت طلب کی۔ انہوں نے شوہر کی طرف دیکھا۔ مسٹر ولسن نے مسکرا کر کہا۔ "اس کو تمہارے وقت کا بہت زیادہ احساس ہے۔" میں نے اٹھ کر سلام کیا اور دروازے کی طرف چل دیا۔

کلب میں کھانا کھانے کے بعد میں نے بل پر دستخط کئے اور بریڈلے کے ساتھ گورنمنٹ ہاؤس سے روانہ ہوا تو ساڑھے آٹھ بج رہے تھے شہر میں پہنچتے ہی میں نے ایک وائن اسٹور کے سامنے گاڑی روک دی۔ بریڈلے نے کہا۔ "کیا اور پینا چاہتے ہو؟" میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "ریزرو اسٹاک۔" کچھ کہنے کے بجائے وہ گاڑی سے نیچے اتر آیا اور میرے ساتھ اسٹور میں داخل ہو کر سیلز مین سے بولا۔ "تھری فل اسکاچ۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ "پورا کیس کیوں نہیں لیتے۔ بار بار کون آئیگا۔" وہ بولا۔ "گاڑی میں چل کر بتاؤں گا۔" میں خاموش ہو گیا۔ سیلز مین نے تین بوتلیں نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیں اور بل بنانے لگا میں نے پے منٹ کیا اور بوتلیں لے کر اگلی سیٹ کے نیچے رکھ کر گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے بریڈلے کی طرف دیکھا۔ مسکرا کر کہنے لگا۔ "مائی ڈیئر کیس اترتا دیکھ کر آفیسر ٹوٹ پڑیں گے اور دو دن میں صاف کر دیں گے اور ایک مرتبہ عادی ہونے کے بعد تمہیں مستقل آسامی بنا لیں گے۔" میں نے گیئر بدلتے ہوئے کہا۔ "پینے پلانے والے آفیسر کام بھی تو آتے ہیں کیپٹن۔"

"کام آتے ہیں۔" اس نے طنزیہ انداز میں میرے الفاظ دہرائے "کچھ دن بعد چہ میگوئیاں ہونے لگی کہ ایک معمولی لیفٹننٹ ڈرنک پر اتنا روپیہ کس طرح صرف کر سکتا ہے---- اب سمجھے کچھ؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "تھینک یو کیپٹن۔" بریڈلے ڈیم اٹ کہہ کر سگریٹ سلگانے لگا۔ تھوڑی دیر میں ہم کیمپ پہنچ گئے۔ اس رات ہم بارہ بجے تک پیتے

رہے۔ بریڈلے آفیسر ہونے کے باوجود میرا بہترین دوست تھا۔ اس نے نشے میں چور ہونے پر بھی کبھی میرے ذاتی حالات کریدنے کی کوشش نہ کی۔ حالانکہ میرے متعلق وہ مسٹر ولسن کے سوا سب سے زیادہ جانتا تھا۔ اسے میرا اصلی نام معلوم نہیں تھا لیکن پرنسلی کی وجہ تسمیہ یقیناً جانتا تھا۔

ایک ہفتہ گزر گیا میری تربیت کا دشوار ترین مرحلہ شروع ہو چکا تھا۔ جس میں ذہنی سے زیادہ جسمانی مشقت کا کام تھا بریگیڈیئر ہچکنس میرے بیک گراؤنڈ سے کسی قدر واقف ہونے کے باعث غلط فہمی میں مبتلا ہو کر مجھے سخت آزمائشوں سے گزار رہے تھے لیکن مجھ پر اس کا کوئی خاص اثر نہ تھا۔ عارضی شہزادگی مجھے نازک اندام یا تن آسان نہ بنا سکتی تھی میں آج بھی اتنا ہی ٹف سولجر تھا جتنا کیپٹن دلیش مکھ اور سالدار میجر ہاشمی کی ٹریننگ کے دوران رہ چکا تھا۔ روپ واکنگ اور سوئمنگ' ڈائیونگ میرے لئے تفریح کا سامان تھیں میں ہر انسٹرکٹر کا فیورٹ تھا۔

آٹھویں دن ہمارے پاس اسکاچ ختم ہو گئی۔ ڈنر کے ساتھ ملنے والے دو دو پیگ ہمارا دامن بھگونے کو کافی نہ تھے۔ شام کو چھ بجے پریڈ ختم ہونے کے بعد میں بریڈلے کے ساتھ اس کے بنگلے پر پہنچا تو دونوں افسوس کر رہے تھے کہ اس روز پورا کیس لے آتے یہ خشک سامانی کیوں ہوتی۔ اردلی چائے لے کر آیا تو بریڈلے نے اس کو ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ بھیجا تاکہ شہر کو جانے والی گاڑیوں کے متعلق معلوم کر کے آئے۔ اردلی چلا گیا تو ہم نے چپنی شروع کر دی۔ دس منٹ گزرے ہوں گے کہ کوارٹر گارڈ سے ایک سپاہی ایک لفافہ لے کر آیا۔ بریڈلے نے ہاتھ سے پیالی رکھ کر لفافہ کھولا اور پیغام پر سرسری سی نظر ڈال کر کہنے لگا۔ "لیفن چائے ختم کرو۔" میں نے ایک گھونٹ لے کر پیالی رکھ دی اور اٹھ کھڑا ہوا بریڈلے نے پرچا میرے ہاتھ میں دیدیا۔ میں نے اس پر نظر ڈالی۔ میمو سیکنڈ سیکرٹیری کی طرف سے تھا جس میں مجھے اور کیپٹن بریڈلے کو سات بجے فرسٹ سکرٹیری کے سامنے پیش ہونے کی ہدایت کی گئی تھی بریڈلے نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "پرنسلی تم واقعی پرنس کی قسمت لے کر پیدا ہوئے ہو۔" میں نے چلتے ہوئے کہا۔ "قسمت مجھے پیاسا نہیں دیکھ سکتی کیپٹن۔" بریڈلے ہنس دیا۔ دروازے پر پہنچے تو کیپٹن کا اردلی ٹرانسپورٹ سے اسٹاف کار لئے آتا ہوا دکھائی دیا۔ بریڈلے نے سپاہی کو رخصت کر دیا۔ اردلی نے دروازے کے قریب پہنچ کر گاڑی روک دی اور ہم اس میں سوار ہو کر کیمپ سے روانہ ہو گئے۔ گیٹ پر پہنچتے ہی گارڈ انچارج نے سلیوٹ کر کے ہمیں مسٹر ولسن کا مختصر سا پیغام دیا۔ "لیفن پرنسلی ٹو بنگلو' کیپٹن بریڈلے ٹو کلب۔" گارڈ روم سے چند قدم پر پہنچ کر میں نے بریڈلے سے نصف گھنٹے بعد میس سے ڈرنک منگوا کر انتظار کرنے کو کہا اور وہ مجھے سکرٹیری کے بنگلے کے قریب ڈراپ کر کے کلب کی طرف چل دیا۔ میں آگے بڑھ کر پورٹیکو میں پہنچا۔ برآمدے

میں سیکنڈ سکرٹیری نے ریسیو کیا۔ استقبالیہ میں پہنچتے ہی انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "لیفن آج تم اپنے انکل سے ملاقات کر رہے ہو۔" می نے انکل کی تشریح یا وضاحت طلب کئے بغیر مسکرا کر اطلاع کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "ہاں میں نے انہیں ٹیلیگرام کیا تھا۔" سکرٹیری نے مسکرا کر پردہ اٹھایا اور میں ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ سامنے ہی مسٹر ولسن اور کرنل ماما بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے۔ میں نے سلام کیا۔ ماما نے اٹھ کر مصافحہ کیا اور میری کمر پر ہاتھ رکھ کر صوفے پر بٹھایا۔ مسٹر ولسن نے کہا۔ "پرنسلی میں دیکھ رہا ہوں کرنل ارجن سنگھ تمہیں پرنس کرن کی طرح چاہتے ہیں۔" میں نے "بے شک" کہہ کر سر جھکا لیا۔ کرنل نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مسٹر ولسن میں آپ کو اپنی زندگی کا ایک انتہائی اہم راز بتانے کے لئے حاضر ہوا ہوں لیکن اسے آپ اپنی ذات تک ہی محدود رکھئے گا کیونکہ اس کو عملی شکل دینا ممکن نہیں ہے۔" میں نے سر اٹھا کر ان کے چہرے کی طرف دیکھا۔ مسٹر ولسن آگے سرک کر پوری طرح ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ "ویل کرنل" انہوں نے کہا۔ "کوئی چیز ناممکن نہیں---- شاید میں کوئی مشورہ دے سکوں۔"

ماما کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ ابھری اور ٹھنڈی سانس لے کر بولے۔ "میں اس کو اپنے مرحوم بھانجے سے زیادہ چاہتا ہوں اور بیٹے کی حیثیت سے اڈوپٹ کر چکا ہوں۔" مسٹر ولسن نے چونک کر کہا۔ "آئی سی۔" ماما آگے چلے۔ "لیکن یہ انڈیا ہے مسٹر ولسن---- ہمارے ہاں بہت سی پیچیدگیاں ہیں۔ اس لئے وراثت منتقل کرنے کے معنی اس کی موت کے دستاویز پر دستخط کرنا ہیں۔" مسٹر ولسن نے کہا۔ "ہاں---- میں سمجھ سکتا ہوں۔ یہ بہت خطرناک اقدام ہو گا۔ ہو سکتا ہے آگے چل کر وہ راز بھی فاش ہو جائے---- نہیں---- نہیں بھول کر بھی یہ کوشش نہ کرنا۔" ماما خاموش ہو گئے۔ میں نے کہا۔ "اس خیال کو دل سے نکال ڈالئے ماما جی۔ میں آپ کا بیٹا ہوں اور رہوں گا ہمیشہ۔ ویسے بھی آپ کی دعا سے میرے پاس کیا نہیں ہے؟" مسٹر ولسن نے اٹھ کر بزر دبایا اور بیٹھتے ہوئے بولے۔ "کرنل ہزایکسی لنسی بھی اس کو بہت پسند کرتے ہیں اور آپ دیکھیں گے وہ اس کو بہت جلد کسی بلند مقام پر پہنچا کر رہیں گے۔" ماما نے کہا۔ "یہ تو مجھے یقین ہے مسٹر ولسن!" اسی وقت خادمہ اندر سے کافی کی ٹرے لئے آئی اور ٹیبل پر رکھ کر چلی گئی۔ میں نے آگے سرک کر کافی پیالیوں میں انڈیلی۔ کافی کے ساتھ موضوع بدل گیا۔ مسٹر ولسن نے کہا۔ "کرنل---- وہ آپ کی رالز رائس ہمارے گیراج میں جگہ روکے ہوئے ہے----" ماما نے کافی کا گھونٹ لے کر کہا۔ "پڑی رہے---- شردھام کو اس کی ضرورت نہیں پڑی ابھی۔"

"کبھی بھی پڑ سکتی ہے۔" انہوں نے کہا۔ "لے جایئے۔"

"بہتر ہے---- لے جاؤں گا۔" ماما نے کہا---- "اور اگر اجازت ہو تو----"

انہوں نے میری طرف دیکھا۔ مسٹر ولسن نے مسکرا کر کہا۔ "اس کو بھی لے جاؤ۔۔۔ لیکن دس بجے سے پہلے واپس بھیج دینا۔" ماما نے نفی میں سرہلایا۔ "میں اس کو گرین لے جا رہا ہوں۔ مس کینتھ سے بھی ملنا چاہتا ہوں۔۔۔ تینوں ساتھ کھانا کھائیں گے۔۔۔ ہزاروں باتیں کرنی ہیں۔۔۔ میں ایک دو روز پھر اسی پرانے گھریلو ماحول میں رہنا چاہتا ہوں۔" مسٹر ولسن مسکرا دیئے۔ میری طرف دیکھ کر بولے "او کے پرنسلی تم کل رات کے آٹھ بجے تک کرنل کے ساتھ رہ سکتے ہو۔ ساڑھے آٹھ بجے بریڈلے تمہیں گرین سے لے آئے گا۔ تم کلب جا کر اس کو تمام بات سمجھا آؤ۔ میں مس کینتھ کو ٹیلی فون کر کے بلا لیتا ہوں۔" میں "بہتر ہے" کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور ماما کو سلام کر کے چل دیا۔ کلب پہنچا تو بریڈلے برآمدے کے دروازے پر کھڑا ہوا سگریٹ پی رہا تھا۔ میں نے سلیوٹ کر کے مسٹر ولسن کا حکم سنایا۔ مسکرا کر پلٹا اور کمرے کی طرف چلتے ہوئے کہنے لگا۔ "اب تمہارا ساتھ مہنگا پڑنے لگا ہے۔" میں نے کمرے میں ٹرے دیکھ کر کہا۔ "پے منٹ میرے ذمے رہا کیپٹن۔۔۔ اب تو مہنگائی کی شکایت نہیں؟" کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "پے منٹ کو درمیان میں نہ لاؤ۔۔۔ یہ بتاؤ کون آیا ہے؟" میں نے گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "میرے انکل اور ہم انہی کی صحت کا جام پی رہے ہیں۔" اس نے گلاس اٹھا کر میرے گلاس سے ملایا اور دونوں پینے لگے۔ چند گھونٹ لے کر اس نے میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا "حکم" مسکرا کر بولا۔ "پرنسلی۔۔۔ میں ایسا محسوس کرتا ہوں تھوڑے دنوں میں تم مسٹر ولسن کو بھی مہنگے پڑنے لگو گے اور اگر ان کو نہیں تو بریگیڈیئر ہچکنس تو ٹریننگ میں اس قسم کی انٹرپشن کبھی برداشت نہیں کریں گے۔" میں نے بوتل اٹھا کر دونوں گلاسوں میں خالی کرتے ہوئے کہا۔ "خدا وہ دن لائے کیپٹن۔۔۔ کہ وہ خود مجھے برداشت کرنے سے انکار کر دیں۔" بریڈلے ہنس دیا اور گلاس پر نظریں جما کر کہنے لگا۔ "بہت بڑی ٹریجڈی ہے یہ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "نان سینس کیپٹن۔۔۔ مردوں کی طرح بات کرو۔۔۔ ٹریجڈی کیا ہوتی ہے؟ پیو اور ناچو۔۔۔ زیادہ طاقت ہو تو دنیا کو نچاؤ۔" وہ گلاس ہونٹوں سے لگا کر ترچھی نظروں سے میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے تین چار طویل گھونٹ لے کر گلاس خالی کر کے میز پر رکھ دیا اور کرسی سے اٹھتے ہوئے ایک گریز نکال کر بریڈلے کے سامنے لہرایا۔ مسکرا کر بولا۔ "کیا ہے؟" میں نے کہا۔ "اسکاچ کا کیس۔۔۔" اس نے پیتے پیتے ہاتھ بڑھا کر نوٹ پکڑ لیا۔ میں گڈ نائٹ کہہ کر چل دیا۔

میں مسٹر ولسن کے بنگلے واپس پہنچا تو پورٹیکو میں رائٹر کھڑی ہوئی تھی۔ میں اس کی چمک دمک دیکھ کر چلتے چلتے رک گیا اور غور سے دیکھا۔ یہ مارفلیکس کی چمک نہ تھی۔ دائیں جانب رگڑ سے پیدا ہونے والی خراش یکسر غائب تھی۔ پوری گاڑی اسپرے پینٹ کرائی گئی تھی۔ میں نے ٹرانسپورٹ ورکشاپ کی کارکردگی کی دل میں داد دی۔ گورنمنٹ ہاؤس کے

حسن انتظام نے نادانستہ طور پر میرا بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا تھا۔ میں پہلی فرصت میں ٹرانسپورٹ آفیسر سے ملنے اور اگر انڈین ہو تو انعام دینے کا تہیہ کر کے اوپر تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ اسی وقت کرنل ماما اور کینتھ' انڈر سکرٹیری کے ساتھ دروازے پر نمودار ہوئے۔ کینتھ نے مجھے دیکھتے ہی کرنل ماما کی آڑ لے کر دونوں ہاتھ جوڑے اور زیر لب نمستے کہا۔ میں نے "ہیلو مس کینتھ" کہہ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کر کے ہونٹوں تک لے جانا چاہا اور کرنل کی طرف دیکھ کر جھٹکے سے ہاتھ چھوڑ دیا۔ میں نے آگے بڑھ کر کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور کرنل' انڈر سکرٹیری سے مصافحہ کر کے گاڑی میں سوار ہو گئے میں نے کینتھ کی طرف دیکھا۔ اس نے قریب کھڑے ہوئے انڈر سکرٹیری پر نظر ڈالی اور سر جھکا کر کرنل کے ساتھ پچھلی نشست پر بیٹھ گئی۔ میں نے اگلا دروازہ کھول کر وہیل سنبھالا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

گیٹ سے نکلنے کے بعد پہلے موڑ پر ہی کرنل ماما نے گاڑی رکوائی اور کینتھ سے معذرت کر کے اگلی سیٹ پر آ گئے۔ گاڑی دوبارہ حرکت میں آتے ہی کہنے لگے۔ "کرن میں آدھا پاگل ہو چکا ہوں۔۔۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ پورا دیوانہ ہونے سے پہلے مجھے اپنے پاس بلا لے۔" میں نے ان کے چہرے پر اچٹتی سی نظر ڈال کر کہا۔ "پاپا خدا وہ دن نہ دکھائے میں زندہ ہوں اور آپ کے پاس ہوں۔۔۔ آپ۔۔۔" انہوں نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "زندگی مسلسل صدمے برداشت کئے جانے کا نام نہیں ہے بیٹے۔۔۔ میں نے بیس سال پہلے بیوی کی موت دیکھی بیٹے اور بیٹی کی وجہ سے دوسری شادی نہیں کی۔ شادی کی عمر کو پہنچتے پہنچتے بیٹی بھگوان کو پیاری ہو گئی۔ اس کو بھی صبر کیا۔ تین سال نہیں گزرے تھے کہ جوان بیٹا پولو کھیلتے کھیلتے گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ میں سب کو چھوڑ چھاڑ کر بھانجے سے کلیجہ ٹھنڈا رکھنے کو شردھام آ گیا یہاں زندگی کو ایک اور دھچکا لگا۔ رشی کی دماغی کیفیت اس سے بھی بدتر تھی جس حالت میں تم نے دیکھا۔ تم آئے۔۔۔ میرے دل میں تمہارے لئے کوئی مقام نہ تھا اگر تھا تو صرف یہ کہ تم اتفاق سے رشی کے ہم شکل' ہم عمر اور ہم قامت تھے اور دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے ایک اچھے آلہ کار ثابت ہو سکتے تھے۔ گو ہمیں اس وقت خطرہ تھا کہ کسی نہ کسی مرحلے پر تمہاری ذرا سی غلطی سے بھانڈا پھوٹ کر رہے گا۔۔۔ "لیکن تم۔۔۔ تم ہماری توقع کے خلاف اصلی کرن سے کہیں بہتر ثابت ہوئے۔"

میں نے سگریٹ کیس نکال کر ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "چھوڑیئے پاپا! اس ذکر سے مجھے تکلیف ہوتی ہے اور آپ کے لئے تو اپنے ہاتھوں زخم کریدنے والی بات ہے۔ کیا یہ کافی نہیں کہ میں آج بھی آپ کے چرنوں میں ہوں۔" انہوں نے سگریٹ نکال کر سلگایا اور پیچھے گھوم کر سگریٹ کیس کینتھ کو دے دیا۔ اس نے شکریہ ادا کر کے سگریٹ

سلگایا اور میرے ہاتھ میں دیتی ہوئی بولی۔ "کرنل یہ کرن مجھ سے ناراض ہے۔" انہوں نے پلٹ کر کہا۔ "میں یقین نہیں کرتا کہ یہ تم سے ناراض ہو سکتا ہے۔" بولی۔ "ہاں مسٹر دلسن نے کمپر و مائز کرا دیا۔ اس لئے رسمی بات چیت کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے لیکن ----" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "تمہیں راستے میں یہ بات نہیں چھیڑنی چاہئے تھی اور اب چھیڑ دی ہے تو ہوٹل پہنچ کر پاپا کو ناراضگی کی وجہ بھی بتانا ہو گی۔"

"مس انڈر اسٹینڈنگ ----" اس نے اٹھ کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "اوکے ---- غلط فہمی تھی۔" میں نے کہا۔ "اگر ضرورت محسوس کرو تو ثابت کر دینا۔ ویسے بھی میں اس کو بھلا دینے کا وعدہ تو کر ہی چکا ہوں۔" کرنل نے مسکرا کر کہا۔

"کرن سمجھ گیا ---- اوکے مس کینتھ اسے بھول جاؤ۔"

گرین کے سامنے پہنچ کر میں نے گاڑی روک دی۔ اور لفٹ کے ذریعہ سیکنڈ فلور پہنچے۔ کرنل اس بار بھی اسی پارٹمنٹ میں ٹھہرے ہوئے تھے جس میں پچھلی مرتبہ مقیم رہ چکے تھے۔ میں نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔ "ماما کہیں یہ کمرہ مستقل طور پر تو بک نہیں کرا رکھا ہے؟" صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "نہیں بیٹے ---- اتفاق سے خالی مل گیا ---- کیوں؟ تمہیں چاہئے تھا؟" میں ہنس کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ "نہیں ماما ----" میں نے جواب دیا ---- "ایسے ہی پوچھ لیا تھا۔ میں تو کیمپ سے نکل بھی نہیں سکتا۔ اتنے مہنگے کمرے کو ریزرو کرا کے کیا کرنا ہے۔" انہوں نے کینتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تم کہاں رہتی ہو آجکل؟" مسکرا کر بولی۔ "آج کل میں بھی چار دیواری میں بند ہوں ---- پرنسلی کی مہربانی سے۔" میں نے کہا۔ "تم پھر اسی موضوع کی طرف لوٹ رہی ہو۔ پلیز مجھے ماما سے باتیں کرنی ہیں۔" وہ مسکرا دی۔ ماما بھی ہنس دیئے رسٹ واچ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "ڈنر کا وقت ہو گیا۔ مس کینتھ روم سروس کو رنگ دیکر اپنی پسند کا کھانا لانے کو کہہ دو اور پھر دونوں شوق سے لڑتے رہو ---- میں خود کو شردھام پیلس کے ماحول میں محسوس کر رہا ہوں ---- آہ وہ گزرا ہوا زمانہ" انہوں نے سر جھکا لیا۔ کینتھ اٹھ کر ٹیلی فون کی طرف چل دی۔ کرنل ماما کی افسردگی دیکھ کر میری آنکھیں بھر آئیں ---- وہ اپنی عمر سے پانچ سال زیادہ دکھائی دے رہے تھے۔ میں نے اپنی کمزوری چھپانے کے لئے سگریٹ نکال کر سلگایا اور کش لینے لگا۔ کینتھ آرڈر دیکر لوٹی اور کرنل کے برابر میں بیٹھ گئی۔ انہوں نے اسکی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہاں مس کینتھ ---- کیا جھگڑا ہے تمہارا ----؟" کینتھ نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر کہنے لگی۔ "کچھ نہیں کرنل' آپ نے فرمایا نا کرن مجھ سے ناراض نہیں ہو سکتا۔" انہوں نے میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "آپ نے فیصلہ پہلے کر دیا۔ ساعت بعد میں کر رہے ہیں۔ کیا عرض کروں اور کس زبان میں عرض کروں کہ اردو انگریزی کے سوا محلاتی زبان سے نابلد ہوں۔" بولے۔ "

ساعت وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ غلطی تمہاری ہے برخوردار۔" اور میں اپنی غلطی پر غور کر کے خاموش ہو گیا۔ واقعی مجھے اس پر ریزرویشن لیبل لگانے کا کوئی حق نہ تھا۔ مجھے خاموش دیکھ کر کہا۔ "سمجھ گئے نا؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "آپ نے بجا فرمایا ---- آئی ایم سوری مس کینتھ۔" وہ بھی مسکرا دی اسی وقت دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور ویٹر ٹرالی ٹرے میں کھانے پینے کا سامان لے کر اندر داخل ہوا اور میز پر رکھ کر چلا گیا۔

کھانا کھانے کے بعد کرنل ماما نے کافی کا آخری گھونٹ لے کر سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "کرن مجھے تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ کینتھ اور تم ابھی تک ایک دوسرے سے کھل کر بات نہیں کر سکتے ہو ---- اس لئے گھنٹہ دو گھنٹے کہیں گھوم آؤ۔ اتنی دیر میں تمہارے لئے کمرہ بک کرا لوں گا۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟" میں نے کینتھ کی طرف دیکھا۔ اس نے کرنل ماما کی طرف دیکھ کر کہا۔ "جو حکم۔" میں نے اٹھتے ہوئے رسٹ واچ کی طرف دیکھا اور سگریٹ سلگاتا ہوا دروازے کی طرف چل دیا۔ لفٹ میں داخل ہوتے ہی کینتھ نے میرے گلے میں باہیں ڈال دیں اور ایڑیاں اٹھا کر منہ چوم لیا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "تو تم نے مجھے معاف کر دیا؟" اس نے نفی میں سر ہلا کر میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "نو یور ایکسی لنسی لیکن یہ میری ڈیوٹی ہے۔" لفٹ نیچے پہنچ کر رک گئی۔ میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "اوکے ---- پھر یہ فری سروس ہمیں منظور ہے۔" کار میں بیٹھتے ہی کینتھ نے میرے کندھے پر سر ٹکا دیا۔ میں نے گاڑی بیک کر کے شہر کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "با ادب با۔" میرے منہ پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ "یہ شردھام نہیں بمبئی ہے ---- یہ دیکھو!" اس نے دائیں جانب اشارہ کیا۔ فٹ پاتھ پر کئی جوڑے ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے جسم سے جسم ملائے لڑکھڑاتے اور قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے ہوئے گیٹ آف انڈیا کی طرف جا رہے تھے۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ سویلین ہیں ان پر کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی۔ میر [illegible]ا فوجی ہو گیا ہوں۔ اس لئے شہر میں میرے لئے ایم پی فیلڈ میں لینڈ مائنز اور سمندر میں جرمن یو بوٹس سے بھی بڑا خطرہ ہے۔" کینتھ نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "ڈارلنگ اب اتنے فوجی بھی نہ بنو۔ اس رول میں بھی شہزادگی سے زیادہ صداقت نہیں ہے۔ لفظ رول" میرے دماغ پر ہتھوڑے کی طرح لگا۔ میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ "وہاٹ؟" اور خود بخود پیر کا دباؤ کلچ پر بڑھ گیا۔ گاڑی دس قدم پہنچ کر رک گئی۔ کینتھ نے سہمی ہوئی آواز میں کہا "آئی ایم سوری ڈارلنگ۔" میں اس توہین ---- کو برداشت نہ کر سکا۔ گیئر کو نیوٹرل کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے خالص دیسی انداز میں ہاتھ جوڑ لئے۔ میرا غصہ ہوا میں تحلیل ہو گیا۔ اس نے سرک کر میری گود میں سر رکھ دیا۔ میں نے اس کا شانہ تھپتھپا کر اٹھایا اور گیئر لگا کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ معاف کر دینے کے باوجود اس کے الفاظ نشتر کی طرح میرے دل میں چبھ رہے

تھے۔ اس نے ایکٹر کہہ کر مجھے خود اپنی نظروں میں حقیر کر دیا تھا۔ مجھے خاموش دیکھ کر اس نے میری کمر کے گرد ہاتھ ڈال کر پھر کندھے پر سر رکھ دیا---- لیکن مجھے یہ سب کچھ تصنع اور بناوٹ معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے جذبات کی صحیح عکاسی صرف وہی الفاظ کر رہے تھے جو غیر شعوری طور پر اس کی زبان پر آ گئے۔ واقعی میری شہزادگی بھی ایکٹنگ تھی اور فوجی زندگی بھی اور اس نے مجھ کو آئینہ دکھا کر میری دکھتی رگ پر ہاتھ نہیں چھرا رکھ دیا تھا میں نے تیزی سے یکے بعد دیگرے گیئر تبدیل کئے اور ٹوپ پر آتے ہی آزاد میدان عبور کر کے چرچ گیٹ ریلوے اسٹیشن سے گزرتا ہوا میرین ڈرائیو پر پہنچ کر ایک کونے میں گاڑی روک کر انجن بند کر دیا۔ کینتھ نے ونڈ شیلڈ ایک انچ اوپر اٹھایا اور سمندر کی تازہ ہوا کے جھونکے اندر آنے لگے۔ کینتھ نے اپنے وینٹی بیگ سے سگریٹ کیس نکال کر دو سگریٹ سلگائے اور ایک میری طرف بڑھاتی ہوئی مسکرا کر کہنے لگی۔ "کرن پیو گے یا ابھی تک ناراض ہو؟" میں نے اس کے ہاتھ سے سگریٹ لے لیا اور کش لگانے لگا۔ اس نے پھر گدگدایا۔ "کرن میرا خیال ہے آج کل تمہیں لیڈیز کو ٹارچر کرنے کی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔" میں نے اس کی طرف رخ بدلتے ہوئے کہا۔ "اچھا---- یہ خیال ہے تمہارا؟"

"اور زیادہ غلط بھی نہیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے یاد ہے رمولا ناگر نے تمہیں سوتے میں قتل کرنے کی کوشش کی۔ تم نے اس کو اتنی آسانی سے معاف کر دیا کہ کوئی ایک چانٹا مارنے کو ہاتھ اٹھا کر رہ جانے والے کو بھی نہیں کر سکتا۔ رائٹ؟" میں نے کہا "یس" بولی۔ "آخر تمہیں بچانے کے لئے مجھے اس کو----" میں نے کہا۔ "بالکل ٹھیک" کہنے لگی۔ "وچترا' سانپ سے زیادہ خطرناک---- تم نے اس کو اسی طرح چھوڑ دیا جیسے وہ تمہیں قتل کرنے کے بجائے تمہارے گلے میں مالا ڈالنے آئی تھی۔" میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "وہ مالا ڈالنے میں ناکام ہو کر میری دشمن ہوئی تھی۔ بہر کیف---- تمہیں یہ بھی معلوم ہے---- قتل کرنا اور قتل ہو جانا ایک دلچسپ مشغلہ ہے۔ میں اس کا زیادہ برا نہیں مناتا---- بائی گاڈ اگر بمبئی پہنچنے سے پہلے تم نے بھی ایسی کوئی کوشش کی ہوتی تو میں ایک بار نہیں بار بار تمہیں معاف کرتا رہتا حتیٰ کہ ایک روز تم مجھے ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جاتیں لیکن تم نے نہ صرف---- اوہ آئی ایم سوری---- وہ بات ختم ہو چکی---- اور اب اس کو بھی بھلا دو کہ تم نے مجھے امپوسٹر پرنس اور امپوسٹر لیفٹننٹ کہا---- جاؤ میں تمہیں ٹارچر نہیں کرنا چاہتا۔" اس نے مسکرا کر میرا منہ چوم لیا اور بولی۔ "ڈارلنگ میرا یہ مقصد ہرگز نہ تھا۔ میں نے صرف مذاق کیا تھا---- اوہ کرن تم اتنے الرجک تو کبھی نہیں تھے۔" میں نے پشت گاہ سے کمر لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ پاراگڑھ کی ناکامیاں اور محرومیاں قطار در قطار میری نظروں کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئیں اور میں خود کو مایوس ترین انسان سمجھ کر اس فتنہ قیامت کو بھی فراموش

کر بیٹھا جو ایک طویل عرصہ میری اقلیم دل پر حکومت کرتی رہی تھی اور اس وقت سب کچھ لٹا دینے کے لئے ایک اشارے کی منتظر تھی۔ "کرن!" اس نے میرا شانہ ہلا کر کہا۔ "چھٹیوں میں تم پاراگڑھ تو نہیں گئے تھے؟" میں نے آنکھیں کھول کر سیدھا ہوتے ہوئے اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔ وہ اس خوشگوار ماحول میں بھی شگفتہ نظر نہیں آ رہی تھی میری افسردہ دلی نے اسکو بھی افسردہ کر دیا تھا۔ میں نے خود ترسی کی گرفت سے نکل کر جیب سے سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "نہیں۔" مسکرا کر بولی۔ "چلو تمہاری ناراضگی کے خیال سے میں یقین کر لیتی ہوں کہ تم پاراگڑھ نہیں گئے اور ولاس پور کی طرف تو رخ بھی نہیں کیا۔" میں نے ہنس کر سگریٹ کیس اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے تھینک یو کہہ کر حسب معمول دو سگریٹ سلگائے اور ایک میرے ہونٹوں میں دے دیا۔ میں نے سوئچ آن کر کے گاڑی اسٹارٹ کی اور میرین لائنز کا رخ کیا یہاں ایک کیفے میں چند پیگ پئے اور گیارہ بجے کے قریب گرین پہنچ گئے۔ کرنل نے اسی فلور پر میرے لئے ایک کمرہ بک کرا رکھا تھا۔ مینجر نے اپنے ایک اسسٹنٹ کو چابی دے کر ہمارے ساتھ بھیجا۔ میں کینتھ کو کمرے میں چھوڑ کر کرنل کے اپارٹمنٹ پر پہنچا اور کال بیل بٹن دبایا۔ دوسرے رنگ پر انہوں نے دروازہ کھول کر دیکھا۔ میں ان کو سلام کر کے اندر داخل ہوا۔ انہوں نے دروازہ لاک کیا اور وسط کمرہ میں پہنچ کر صوفے پر بیٹھ گئے۔ میں نے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے معذرت طلب لہجے میں کہا۔ "کہیں میں آپ کے آرام میں مخل تو نہیں ہوا پاپا؟" انہوں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ تم لیٹ تو نہیں ہو۔" پھر سگریٹ کی ٹرے میری طرف بڑھاتے ہوئے بولے۔ "کرن تم ولاس پور سے روانہ ہو کر کہاں گے تھے؟" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "بڑودہ' سورت' اور ہاں کھمبات بھی کیوں پاپا؟" مسکرا کر بولے۔ "اونہوں---- تم کچھ چھپا بھی رہے ہو۔ جو تمہیں کم از کم مجھ سے چھپانا جائز نہیں۔" میں نے سگریٹ کا کش لے کر کہا۔ "مثلاً" کیا پاپا؟" وہ ہنس دیئے۔ "بھئی کمال ہے کرن بیٹے---- پہلے یہ بتاؤ مجھ سے تمہار زندگی کا کونسا پہلو چھپا ہوا ہے۔ شراب؟ معاشقے؟ قتل؟ اور اس سے بھی آگے---- سروج---- کونسا راز ہے جو میں نہیں جانتا۔ کونسی چیز ہے جس میں تمہیں میری سرپرستی حاصل نہیں؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میری زندگی بھی آپ کی وجہ سے ہے پاپا اور اسے آپ ہی کی امانت سمجھتا ہوں لیکن یہ کیسے کہوں کہ میں آپ کے حکم کی خلاف ورزی بھی کر چکا ہوں۔" وہ بولے۔ "میں یہی تو کہلوانا چاہتا تھا اور اسی وجہ سے تم مجھے یہاں دیکھ رہے ہو---- پاراگڑھ سے لوٹنے کے بعد پندرھویں روز مجھے یوراج کا ٹیلیگرام ملا جس میں مجھ سے فوراً" پہنچنے کی درخواست کی گئی تھی۔ چنانچہ میں باونی جانے کا بہانہ کر کے پاراگڑھ پہنچا۔ یوراج نے اپنی کار کی حالت دکھا کر کہا۔ کہ یہ ایکسیلنٹ رالز رائس کے ساتھ ہوا۔ جس میں ایک مرتبہ انہوں نے سر کھا

کو ایک کیپٹن کے ساتھ بیٹھا دیکھ کر تیس پینتیس میل تک پیچھا کیا اور جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تو دھرم شالہ پہنچ کر تمام رات پہرہ لگوا کر ناکہ بندی کی لیکن رالز نہ لوٹی۔ سریکھا بہر حال گیارہ بجے کے قریب پہنچ چکی تھی۔ یوراج کا بیان ہے کہ وہ تمہیں دونوں موقعوں پر دیکھ نہیں سکے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ چمتکار تمہارے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ میں ششیر سنگھ سے ملا۔ دو روز ان کے ہاں مہمان رہا اور سریکھا سے تنہائی میں بات کی۔ اس نے چھپانے کی کوشش کی لیکن چھپا نہ سکی میں نے ذرا چمکار کر پوچھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے سر پر ہاتھ پھرا کر تسلی دی تو ایک ایک واقعہ بیان کر دیا——— جہاں تک سریکھا کا تعلق ہے میں تمہیں قصوروار نہیں گنتا۔ تم نے اس کے ساتھ جس شرافت کا برتاؤ کیا وہ بھی میرے لئے فخر کا باعث ہے لیکن سوال یہ ہے کہ سریکھا کا ملنا تو محض اتفاق تھا۔ وہ کونسی کشش تھی جو تمہیں پارا گڑھ———"

میں نے کہا۔ "یشودھرا۔" وہ بولے۔ "اب مجھے یقین ہو گیا۔ کرن——— میرا بھی یہی خیال تھا۔ یوراج نے مجھے بتایا وہ میرے واپس ہونے کے دوسرے روز سادھنا دیوی کے ساتھ وہاں پہنچی تھیں اور دو روز ٹھہر کے واپس چلی گئیں——— تم سے ملاقات ہوئی یا نہیں؟"

"نہیں پاپا———" میں نے کہا۔ "سریکھا میرے لئے اتنا بڑا مسئلہ بن گئیں کہ اسٹیشن پر قیام ہونے کے باوجود میں یشودھرا سے نہ مل سکا۔"

"مجھے یہ جان کر دکھ ہوا۔" انہوں نے کہا "لیکن ساتھ ہی خوشی اس بات کی ہے کہ ششیر سنگھ آج بھی تمہارا احترام کرتے ہیں۔"

"یہ احترام مجھے بہت مہنگا پڑا ہے۔" وہ ہنس دیئے۔ "احترام کسی قیمت پر مہنگا نہیں ہوتا کرن۔" میں خاموش ہو گیا۔ کہنے لگے۔ "مجھے افسوس ہے کہ اتنا بڑا خطرہ مول لینے کے باوجود یشودھرا سے تمہاری ملاقات نہ ہو سکی۔ خیر میں واپسی میں ولاس پور ہوتا ہوا جاؤں گا اور ان کو بتا دوں گا۔" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "پاپا یہ آپ کے شایان شان نہیں——— ایسا بھول کر بھی نہ کیجئے گا——— اچھا اب آپ آرام کیجئے——— کافی رات ہو چکی ہے۔" اٹھتے ہوئے بولے "اچھا——— آرام کرو——— صبح پھر ملیں گے۔" میں نے انہیں جھک کر سلام کیا اور اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

دوسرے دن صبح کا ناشتا کرنے کے بعد ہم پھر کرنل کے اپارٹمنٹ میں پہنچ گئے۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد کمنتھ گورنمنٹ ہاؤس چلی گئی۔ کرنل شام تک مجھ سے باتیں کرتے رہے۔ انہوں نے کئی بار گورنر سے ملاقات کر کے مجھے ریلیو کر دینے کی درخواست کرنے کو کہا۔ "لیکن میں نے انہیں تمام پہلو سمجھا کر اس ارادے سے باز رکھا۔ شام کو آٹھ بجے رات کا کھانا کھانے کے بعد میں نے انہیں رالز کی چابی دی اور کیپٹن بریڈلے کے

ساتھ اسٹاف کار میں بیٹھ کر کیمپ کی طرف چل دیا۔

اس ملاقات کے بیس روز بعد مجھے مسٹر ولسن کی معرفت کرنل ماما کا خط ملا۔ جس میں انہوں نے اپنے بخیریت شردھام پہنچ جانے کے علاوہ چند باتیں ایسی لکھی تھیں جنہوں نے مجھے پریشان کر دیا۔ ایک تو رالز دیکھنے کے بعد مہاراجہ شردھام کے ردعمل سے متعلق تھی۔ انہیں اس سے زبردست ذہنی دھچکا لگا تھا اور وہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگے تھے۔ دوسری پارا گڑھ سے یوراج کے ایک خط کے متعلق تھی۔ انہیں نے لکھا تھا کہ سریکھا نے راج محل پہنچ کر ان سے خود کہا کہ جس کار میں اس کو دیکھا گیا تھا وہ بمبئی کے ایک فوجی افسر کی ہے اور وہ پرنس کرن یا ان کا ہم شکل ہے۔ جس رات ان کا پیچھا کیا گیا وہ سوا سو میل کا چکر کاٹ کر لاکھودرا ہوتے ہوئے پارا گڑھ پہنچے تھے۔ ششیر سنگھ نے صرف اتنا بتایا کہ ایک اینگلو انڈین لفٹیننٹ انہیں اسٹیشن پر ملا تھا جس کو سریکھا نے پرنس کہہ کر پکارا——— لیکن وہ کرن نہیں تھا۔ واقعی اینگلو انڈین تھا۔ بے حد شریف اور خوش مزاج——— وہ دیر تک سریکھا کی باتوں پر ہنستا رہا اور جب آدھی تک رات ہماری گاڑی اسٹیشن نہ پہنچی تو اپنی گاڑی میں بٹھا کر ہمیں گھر چھوڑ گیا۔ تیسری بات جو سب سے زیادہ پریشان کن تھی وہ یہ کہ مہاراجہ شردھام علاج کے لئے بمبئی آنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ میں چکرا گیا۔ سریکھا سے مجھے یہ خوف تو تھا کہ شاید وہ بمبئی پہنچنے کی کوشش کرے لیکن یہ امید نہ تھی کہ وہ یہ راز اس طرح فاش کرے گی۔ میں دیر تک اسی مسئلے پر سوچتا رہا۔ آخر کوارٹر گارڈ جا کر مسٹر ولسن کو ٹیلی فون کر کے انٹرویو کا وقت مانگا۔ انہوں نے دوسرے روز گیارہ بجے ملنے کی اجازت دی۔ میں نے اسی وقت ایک نوٹ بریگیڈیئر ہچکنس کے نام بھجوا دیا اور کوارٹر پہنچ کر کرنل ماما کو ایک طویل خط لکھا۔ جس میں ان کو پہلی فرصت میں کسی خاص آدمی کو لاکھودرا بھیج کر پٹرول پمپ سے دامن راؤ کو استعفے دلا کر معقول تنخواہ پر باونی بھیج دینے کی درخواست کی کیونکہ وہاں وہ محفوظ نہیں تھا۔

اس رات میں بارہ بجے تک بریڈلے اور کیپٹن ہال کے ساتھ اندھا دھند پیتا رہا اور جب بری طرح ہچکیاں لینے لگا تو بریڈلے اور ہال نے اٹھا کر بستر پر ڈال دیا۔

صبح دس بجے میں کیپٹن بریڈلے کے ساتھ گورنمنٹ ہاؤس کی طرف چل دیا۔ تھوڑی دیر کلب میں قیام کرنے کے بعد گیارہ بجے سے پہلے میں نے مسٹر ولسن کو ٹیلیفون سے اپنی آمد کی اطلاع دی تو وہ کانفرنس میں اس قدر مصروف تھے کہ میرا پیغام بھی انڈر سکریٹری نے ریسیو کیا اور معذرت کے ساتھ کہا کہ وہ چار بجے سے پہلے شاید ہی مل سکیں۔ میں نے بریڈلے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مارے گئے لیکن۔" مسکرا کر بولا۔ "یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔" میں نے ریسیور کریڈل پر رکھا اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کیا؟" کہنے لگا۔ "یہی بمبئی میں مرجانا——— تجہیز و تدفین تو نصیب ہو جائے گی۔ لڑائی میں کہیں مارے گئے تو کچھ

بھی نہ ہو گا۔" میں نے ہنس کر سگریٹ سلگایا۔ ایک دو کش لینے کے بعد کہا۔ "میں ففٹی پر سینٹ موت کی بات کر رہا تھا کیپٹن—— اگر بقیہ ففٹی تم شامل کر دو تو دونوں ایک ہی قبر میں دفن ہو سکتے ہیں۔" ہنس کر بولا۔ "اوکے—— اس آدمی موت کی وجہ بیان کرو۔" میں نے کہا۔ "چار بجے سے پہلے مسٹر ولسن نہیں مل سکتے—— دو منٹ کے انٹرویو کے لئے چھ گھنٹے انتظار—— مارے گئے یا نہیں؟" وہ ہنس کر خاموش ہو گیا۔ میں نے پاؤں پھیلا کر آنکھیں بند کر لیں اور ایک لمبا کش لے کر کرسی کی پشت گاہ سے سر لگا دیا۔

بارہ بجے کے قریب ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔ "ہیلو" کہتے ہی مسٹر ولسن نے کہا۔ "پرنسلی میں بہت زیادہ مصروف ہوں اور شاید آج تم سے ملنے کے لئے وقت نکال نہ سکوں لیکن اگر تم پانچ منٹ میں میرے پاس پہنچ جاؤ اور ایک دو منٹ سے زیادہ وقت نہ لو تو فوراً چلے آؤ—— میں چائے پی رہا ہوں۔" میں نے "تھینک یو" کہہ کر ریسیور رکھا اور اٹھ کر تیزی سے چل دیا—— چیمبرز کے استقبالیہ میں پہنچا تو مسٹر ولسن ہاتھ میں چائے کا کپ لئے دروازے پر کھڑے تھے۔ مسکرا کر بولے۔ "بہت جلد پہنچ گئے۔" میں اشارے سے سلام کرتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ وہ آگے بڑھ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئے میں نے میز کے قریب پہنچ کر کھڑے کھڑے کہا۔ "سر زحمت کی معافی چاہتا ہوں اور مختصراً عرض یہ ہے کہ شردھام میں کچھ ایسے حالات پیدا ہونے کی اطلاع ملی ہے کہ میرے لئے یہاں رہنا ناممکن ہو گیا ہے لہٰذا آپ مجھے فوراً کسی محاذ پر بھیج دیں۔" مسٹر ولسن نے کپ میز پر رکھ دیا اور حیرت سے میری طرف دیکھنے لگے۔ میں نے انہی خاموش دیکھ کر کہا۔ "کرنل ارجن سنگھ نے مجھے وارننگ دی ہے۔" بولے۔ "شاید رالز کے شردھام پہونچنے پر لوگوں کو شک پیدا ہوا ہے۔ مشکل یہ ہے تمہاری ٹریننگ ابھی مکمل نہیں ہوئی ورنہ جیسا کہ تم نے کہا ہم تمہیں فرنٹ پر بھیج دیتے۔ بہرکیف کل کسی وقت میں ہزایکسی لنسی سے کہوں گا۔ صرف یہ بتاؤ ڈیرہ دون بھیج دیا جائے تو؟" میں نے کہا۔ "بھیج دیجئے—— لیکن ٹریننگ پورے ہوتے ہی اور سیز——" بولے۔ "اوکے اوکے—— پرسوں تمہیں ملٹری کا اکاڈمی جوائن کرنے کا آرڈر مل جائے گا——" میں نے "تھینک یو" کہہ کر سیلوٹ کیا اور چل دیا۔ بمشکل سات منٹ گزرے ہونگے کہ پھر بریڈلے کے سامنے تھا۔ دیکھتے ہی بولا۔ "ارے اتنی جلدی واپس—— نہیں مل سکے کیا؟" میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "مل آیا کیپٹن—— اور شاید جلد ہی آپ لوگوں سے——"

"گڈ بائی تو نہیں کہہ رہے ہو؟" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ بولا۔ "مائی ڈیئر رات کو تمہارے بے تحاشہ پینے سے ہی ہمیں معلوم ہو گیا تھا کہ تمہیں غیر معمولی شاک لگا ہے۔" میں نے ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ "میں شاک کی پروا نہیں کرتا کیپٹن لیکن اب بمبئی میں ٹھہرنا قرین مصلحت نہیں ہے۔"

"کچھ بھی ہو۔" اس نے کہا۔ "مطلب یہ ہے ہم تمہیں کھو بیٹھے۔" میں نے آفیسرز میس کا نمبر ڈائل کر کے دو آدمیوں کے لئے لنچ بھیجنے کا آرڈر دیا اور ریسیور رکھ کر کہا۔ "کیپٹن میں تمہیں نہیں بھولوں گا اور اگر تم چند میں کہیں چلے نہ گئے تو کوشش کروں گا کہ تمہار ساتھ اور سیز جاؤں۔" وہ پیچھے سرک کر انگلیوں سے اپنی کنپٹی پر ڈرم بجانے لگا۔ میں دیر تک اس کے چہرے کی طرف دیکھتا رہا۔ ایک بجے کے قریب فارغ ہو کر میں نے بریڈلے سے کہا۔ "اب چلنا چاہئے کیپٹن!—— تھوڑی دیر شہر کی سیر بھی ہونی چاہئے۔" مسکرا کر بولا۔ "ہونا تو بہت کچھ چاہئے لیکن یہ وقت سیر کا نہیں تھوڑی دیر یہیں آرام کریں کچھ اور ہییں چار بجے شہر کو چلیں گے۔"

تین بجے یکایک مجھے یاد آیا کہ کرنل ماما کو لکھا ہوا لیٹر ابھی تک میری جیب میں پڑا ہوا تھا۔ میں اٹھ کھڑا ہوا اور بریڈلے سے چلنے کو کہا۔ اس نے سگریٹ نکالتے ہوئے میری طرف دیکھا۔ میں نے جیب سے خط نکال کر دکھاتے ہوئے کہا۔ "اسے صبح پوسٹ کر دینا چاہئے تھا۔ اگر اب بھی ڈراپ کر دیا جائے تو چار بجے کی ڈاک سے نکل سکتا ہے۔" اس نے سگریٹ جلایا اور کچھ کہے بغیر اٹھ کھڑا ہوا۔ جی پی او پہنچ کر خط لیٹر بکس میں ڈالا اور وکٹوریہ ٹرمینس اسٹیشن کے ریفرشمنٹ روم میں چائے پی کر کیمپ کی طرف چل دیئے۔ بریڈلے تمام راستے خاموش تھا۔ مجھے حیرت تھی کہ دوستوں کے معاملے میں انگریزوں کے جذبات بھی ہم سے مختلف نہ تھے۔ آخر کیمپ پہنچتے پہنچتے میں نے ادھر ادھر کی باتیں کر کے چند جملوں میں اس کا موڈ تبدیل کر دیا اور جس وقت گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوئی تو وہ قہقہے لگا رہا تھا۔ کوارٹر گارڈ کے سامنے پہنچ کر میں نے گاڑی روک دی اور دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ کیپٹن بریڈلے اتر رہا تھا کہ سنتری نے بندوق کی بٹ پر ہاتھ مار کر کہا۔ "لیفٹننٹ صاحب گاڑی ہینڈ اوور نہ کیجئے آپ کا سچ ہے۔" میں نے آگے بڑھ کر کہا۔ "کہاں ہے؟" اسی وقت گارڈ انچارج کمرے سے باہر نکلا اور کہنے لگا۔ "سر—— سیکرٹیری صاحب کا ٹیلی فون تھا۔ وہ آپ کو فوراً طلب کر رہے ہیں۔" میں نے بریڈلے کی طرف دیکھا۔ اس نے انچارج سے مخاطب ہو کر کہا۔ "کتنی دیر ہوئی؟" وہ بولا۔ "تقریباً پچیس منٹ۔" میں نے گھڑی پر نظر ڈالی اس وقت ساڑھے چار بج رہے تھے۔ میں نے کیپٹن کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور دروازہ بند کر کے گاڑی بیک کی۔ گیٹ سے نکلتے ہی بریڈلے نے کہا۔ "پرنسلی اگر تم اس وقت میری بات مان لیتے تو یہ خواہ مخواہ کا چکر نہ کاٹنا پڑتا۔ خیر کچھ سمجھ سکتے ہو دوبارہ بلانے کا کیا سبب ہو سکتا ہے؟" میں نے کہا۔ "شاید کانفرنس ختم ہونے کے بعد مسٹر ولسن نے ہزایکسی لنسی سے ذکر کیا ہو اور انہوں نے کچھ کہنے کو طلب کر لیا ہو۔" وہ بولا۔ "میرا بھی یہی خیال ہے—— اگر مجھے تمہارے حالات کا علم ہوتا تو ممکن ہے کچھ بتا سکتا——" میں نے ہنس کر کہا۔ "چند منٹ میں معلوم ہو جائے گا—— قیاس آرائی کی

زحمت فرمانے کی کیا ضرورت ہے۔"

"ہاں۔۔۔" اس نے باہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ تو یقینی ہے تم جا رہے ہو۔۔۔ اور یہ بھی یقینی ہے کہ میں تمہیں یاد کیا کروں گا۔" میں نے کہا۔ "میں بھی تمہیں یاد کروں گا کیپٹن۔۔۔ تم نے آفیسر ہونے کے باوجود مجھے کبھی جونیئر نہیں سمجھا۔" اس نے قہقہہ لگا کر میرے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "بے وقوف!" میں نے ہنس کر کہا۔ "فیکٹ" وہ بولا۔ "ڈیم اٹ۔۔۔ کون ہے سینئر۔۔۔ بریڈلے؟"

"نہیں پرنسلی۔" میں نے مسکرا کر طنز کیا۔ وہ کہنے لگا۔ "لک ہیر لیفٹ، کیپٹن بریڈلے صرف کیپٹن ہے اور تم؟ خدا جانے کیا کیا ہو۔۔۔" باتوں باتوں میں پورا پل عبور کر کے گاڑی پھاٹک کے قریب پہنچ گئی اور میں بمشکل "تھینک یو" کہہ سکا۔ دروازے کے اندر پہنچتے ہی سارجنٹ نے باہر نکل کر کہا۔ "لیفٹ مسٹر ولسن آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ سیدھے ان کے پاس پہنچیں۔" میں نے "اوکے" کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کی اور چیمبرز کے سامنے پہنچ کر روک دی۔ بریڈلے نے وہیل سنبھالا۔ میں تیزی سے برآمدہ عبور کر کے استقبالیہ میں داخل ہوا۔ چیمبرز کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ پہریدار نے مجھے دیکھتے ہی پردہ اٹھایا۔ میں نے مسٹر ولسن کو سیلوٹ کیا۔ مسکرا کر کرسی سے اٹھتے ہوئے بولے۔ "پرنسلی کانفرنس ختم ہوتے ہی میں نے تمہارا کیس ہزایکسی لنسی کے سامنے پیش کر دیا تھا۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں تمہارا باہر جانا تو ممکن نظر نہیں آتا۔۔۔ بہرکیف۔۔۔ بیٹھو میں انہیں اطلاع دیتا ہوں کہ تم حاضر ہو گئے ہو۔" میں "تھینک یو" کہہ کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے سگریٹ کیس اٹھا کر میری طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے سگریٹ لے لیا اور وہ پردہ اٹھا کر اندر داخل ہو گئے۔ میں نے ان کے جاتے ہی سگریٹ کیس میز پر رکھ دیا اور اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ چند منٹ بعد وہ مسکراتے ہوئے واپس آئے اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "ہزایکسی لنسی تمہارا باہر بھیجنا ضروری نہیں سمجھتے۔ اگر یہاں آ رہے ہیں تو آنے دو تمہیں ان سے ملنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ اگر تم کیمپ کی اکاموڈیشن سے مطمئن نہیں ہو تو شہر میں رہ سکتے ہو۔۔۔ سوا سو روپے ماہانہ پر بہترین فلیٹ مل جائے گا۔۔۔ زیادہ سے زیادہ تمہیں ایک کار خریدنی پڑے گی جو تم افورڈ کر سکتے ہو۔ صرف اتنی مہربانی کرنا۔" وہ مسکرائے "کہ رالز یا مل مین نہ خریدنا۔۔۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "سمجھ سکتا ہوں سر رالز واپس کرنے کی وجہ ہی اور کیا تھی۔"

"تھینکس۔" انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "فائنلی۔۔۔ ہزایکسی لنسی کے الفاظ میں تمہارا مسئلہ صرف ہرایکسی لنسی کا ہیڈیک ہے اور اب ہم وہیں چل رہے ہیں۔۔۔ آؤ۔"

ہرایکسی لنسی اس وقت لائبریری میں تھیں۔ مسٹر ولسن دروازے تک میری رہنمائی کر کے واپس ہو گئے۔ سیلوٹ کرتے ہی ہرایکسی لنسی نے مسکرا کر سر کے اشارے سے

جواب دیا اور کہنے لگیں۔ "سوری پرنسلی ارجن تے کیا لکھ دیا؟" میں نے کہا۔ "یورایکسی لنسی ایچ ایچ شردھام بمبئی پہنچ رہے ہیں۔۔۔ میں انہیں فیس نہیں کر سکتا۔" بولیں۔ "کون کہتا ہے فیس کرو۔۔۔ نو نو۔۔۔ اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہے بیٹھ جاؤ اور مجھے بتاؤ کیا؟" میں نے شکریہ ادا کیا اور سر جھکا کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ میرے چہرے کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں۔ "ڈرو مت۔۔۔ بالکل مت ڈرو۔۔۔ میں جانتی ہوں چھٹیوں میں تم سے غلطیاں ہوئی ہیں۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ کہنے لگیں۔ "مجھ سے چھپا کر میری سرپرستی کی توقع رکھ سکتے ہو؟"

"نہیں یورایکسی لنسی۔" میں نے کہا۔۔۔ "لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہاں سے شروع کروں۔" وہ مسکرا دیں۔۔۔ میں نے کہا۔ "یورایکسی لنسی۔۔۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا تھا کہ جب ہم کسی کو کسی خاص مشن پر بھیجتے ہیں تو اس حقیقت کو نظرانداز کر دیتے ہیں کہ وہ بھی انسانی جذبات کا حامل ہے۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے اچھی طرح یاد ہے اور میں وعدہ کرتی ہوں اس کو نظرانداز نہیں کروں گی۔" میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "میں پارا گرہ جانے کی غلطی کر بیٹھا ہوں یورایکسی لنسی۔" انہوں نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔ "آئی سی۔" پھر میری طرف مخاطب ہو کر آگے چلیں۔ "مجھے امید ہے تم نے خود کو ایکسپوز نہیں ہونے دیا۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کا خیال صحیح ہے لیکن ایکسپوز نہ ہونے کے باوجود ایک اور مصیبت پیدا ہو گئی اور وہ شاید کسی نہ کسی انداز میں میرا دروازہ کھٹکھٹائے اس لئے۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ یہاں پہنچے میں دروازہ بدل دینا چاہتا ہوں۔" انہوں نے میری توقع کے خلاف مصیبت کی نوعیت یا وجہ نزول دریافت کرنے کے بجائے ڈائریکٹ سوال کیا۔ "وہ تمہارا نام تو نہیں جانتی۔۔۔؟"

"وہ مجھے پرنسلی کی حیثیت سے جانتی ہے اور یہ بھی کہ میں گورنمنٹ ہاؤس سے تعلق رکھتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ میرا خیال تھا وہ ناراض ہو جائیں گی لیکن انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "نیور مائنڈ۔۔۔ وہ یہاں نہیں پہنچ سکتی۔۔۔ اور شردھام کو بھی تم سے نہیں ملنے دیا جائیگا۔۔۔ اور کچھ۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "آپ نے مجھے حوصلہ بخشا یورایکسی لنسی۔۔۔ بہت بہت شکریہ۔" وہ بولیں۔ "یہ تمام باتیں تم نے مسٹر جیمس ولسن سے تو نہیں کہیں۔۔۔؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "آپ کے سوا کسی سے نہیں کہیں یورایکسی لنسی۔۔۔ اور اب اس کے سوا کوئی خطرہ نہیں کہ اگر ہزایکسی لنسی کو معلوم ہو گیا تو وہ ناراض ہو جائیں گے۔" وہ ہنس دیں۔۔۔ "اطمینان رکھو۔۔۔ میں انہیں نہیں بتاؤں گی کہ۔۔۔ کہ تم بھی جذبات سے مات کھا چکے ہو۔" میں نے اٹھ کر ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور سلام کر کے چل دیا۔ مجھے مسئلہ حل ہو جانے کی خوشی کے ساتھ حیرت بھی تھی کہ انہوں نے کینتھ کے متعلق کوئی اشارہ تک نہیں کیا۔ ایسا معلوم

ہوتا تھا کہ یا تو انہیں ہمارے جھگڑے کے متعلق علم ہی نہیں تھا یا وہ بھول چکی تھیں۔ استقبالیہ میں مسٹر ولسن صوفے پر بیٹھے ہوئے دو تین لیڈیز سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے پیک کیپ اٹھا کر لیڈیز کو سلام کیا اور مسٹر ولسن سے رخصت طلب کی۔ انہوں نے میری طرف دیکھ کر اپنی مخاطب لیڈی سے ایک دو جملے تبدیل کئے اور اٹھتے ہوئے گڈ نائٹ کہہ کر میرے ساتھ چل دیئے۔ میں نے برآمدے میں آتے ہی کہا۔ "سر اب میں بمبئی میں رہ سکتا ہوں اگر آپ شہر میں رہنے کی منظوری دے دیں۔" انہوں نے سیڑھیاں اترتے اترتے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے پروٹیکشن مل گیا۔" میں نے مسکرا کر اثبات میں سرہلایا۔ بولے۔ "اوکے پرسوں آرڈرز جاری ہو جائیں گے لیکن تمہارا مکان فورٹ ایریا میں ہونا چاہئے اور اس میں ٹیلیفون ضرور ہونا چاہئے۔۔۔۔ تلاش کر لو گے؟" میں نے کہا۔ "کوشش کروں گا۔" انہوں نے آل رائٹ کہہ کر ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے مصافحہ کیا اور چیمبرز کی طرف چل دیا۔ کلب پہنچ کر بریڈلے کو ساتھ لیا اور مالا بار ہل سے نیچے آتے ہی پہلے بار میں داخل ہو گئے۔ ڈرنکس کا آرڈر دینے کے بعد میں نے بریڈلے سے اپنے شہر میں رہنے کی اجازت مل جانے کا ذکر کیا۔ کہنے لگا "اچھا ہے لیکن۔" کچھ سوچ کر بولتے بولتے رک گیا۔ اسی وقت بوتھ کا دروازہ کھلا اور ویٹر داخل ہوا۔ سر جھکا کر سلام کیا اور ڈرنکس کی ٹرے میز پر رکھ الٹے قدموں بوتھ سے نکل گیا۔ میں نے دروازہ بند ہوتے ہی بریڈلے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ کچھ کہہ رہے تھے کیپٹن۔" اس نے مسکرا کر بوتل اٹھائی اور گلاس میں انڈیلنے لگا۔ میں نے اس کو ہچکچاتے دیکھ کر کہا۔ "کیپٹن ہمارے درمیان دوستی کے علاوہ تکلف کا بھی کوئی رشتہ ہے کیا؟" گلاس اٹھا کر میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے بولا۔ "نہیں پرنسلی کی حیثیت سے تم میرے بے تکلف دوست ہو لیفن۔۔۔۔ لیکن تمہاری دوسری شخصیت جس کا تعلق گورنر اور۔۔۔۔" میں نے گھونٹ لے کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "ڈیم اٹ۔۔۔۔ مجھے معلوم نہیں تھا تم بھی دماغی مریض ہو کیپٹن۔۔۔۔" بریڈلے نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور سرگوشی کے لہجے میں کہنے لگا۔ "شہر میں رہنا کیا طرف تمہارے لئے فائدہ مند نہیں ہے لیفن۔"

"کیسے؟ کس طرح؟" میں نے سوال کیا۔ وہ ہنس دیا اور کہنے لگا۔ "وہاں تنہا نہیں رہ سکو گے تم۔۔۔۔ اور اگر کینتھ کو تمہاری قیام گاہ کا پتہ چل گیا تو وہ پہلی فرصت میں تمہارے اوپر لد [illegible] اور تمہاری تمام امیدوں کو فل اسٹاپ لگ جائیگا۔" اس نے ایک گھونٹ لے کر گلاس خالی کیا۔ میں نے بوتل اٹھا کر اس کا گلاس لبریز کر دیا۔ وہ پھر پینے لگا۔ دو گھونٹ لے کر پھر مجھ سے مخاطب ہوا۔ "وہ مسٹریس کی حیثیت سے خوب ہے پرنسلی لیکن اب تم اسے اس حیثیت سے نہیں رکھ سکتے۔ ہرایکسی لنسی کے ایک اشارے پر تمہیں اس کو بیوی کی حیثیت سے قبول کرنا پڑے گا۔۔۔۔ تم انکار کی جرات نہیں کر سکتے۔" میں نے

مسکرا کر گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ "تمہارا خیال بڑی حد تک صحیح ہے لیکن۔۔۔۔ لیکن بائی گاڈ ابھی تمہیں میری جرات کی اے بی سی ڈی بھی معلوم نہیں ہے۔ اس لئے اس دوستانہ مشورے کا شکریہ۔۔۔۔ بہت بہت شکریہ۔" وہ حیرت سے میرا منہ تکنے لگا اور بمشکل کہہ سکا۔ "از اٹ۔۔۔۔؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "یقین کر لو کیپٹن۔۔۔۔ اور اگر مدد کرنا چاہتے ہو تو میرے لئے مکان تلاش کرنے کی کوشش کرو۔"

کہنے لگا۔ "میں کوارٹر ماسٹر ہیرا والا سے کہوں گا۔ اس کے فادر ان لا کی بمبئی میں کافی جائیداد ہے۔" میں نے گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "چرچ گیٹ یا کولابہ کے علاقے میں پلیز۔" بریڈلے سر ہلا کر پینے لگا۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے کھانے پینے اور باتیں کرنے کے بعد بریڈلے نے بزر دبا کر ویٹر کو بلا کر بل ادا کیا اور تھوڑی دیر بعد ہم کیمپ پہنچ گئے۔ اسی رات بریڈلے نے میجر ہیرا والا سے ملاقات کر کے اکاموڈیشن کا انتظام کرنے کو کہا اور جب واپس لوٹا تو اس قدر پر اعتماد تھا جیسے فلیٹ اس کی جیب میں آ چکا تھا۔ اس نے مجھے یقین دلایا کہ دس گیارہ دن بعد پہلی یا دوسری تاریخ کو دو کمروں والا فلیٹ ہمارے قبضے میں ہو گا۔ میں نے شکریہ ادا کر کے اسکاچ بوتل جیب سے نکالی اور پھر گیارہ بجے تک نادیدہ محل کی خوشی میں جام لنڈھاتے رہے۔

میرا خیال تھا کولابہ کا فلیٹ بھی اندرون شہر کی طرح وسیع و عریض عمارتوں کے فلیٹس کی طرح حسین گرد و پیش اور چہل پہل کا حامل ہو گا لیکن دس روز بعد جب میجر ہیراوالا ہمیں فلیٹ دکھانے لے گیا تو مجھے بڑی مایوسی ہوئی۔ ساحل سمندر ہونے کے باعث یہاں چار چار اور چھ چھ فلیٹس پر مشتمل دو منزلہ اور سہ منزلہ عمارتیں تھیں۔ جن کے سامنے چھوٹی بڑی ناہموار چٹانوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا چٹانوں سے دو فرلانگ دور سمندر کی موجیں ٹکرا ٹکرا کر جھاگ اڑا رہی تھیں۔ پچھلی طرف گھاس کے لان گزر گاہیں اور داخلے کے دروازے اور لکڑی کے زینے تھے۔ بحیثیت مجموعی اکتا دینے والی خاموشی اور ویرانی کے سوا کچھ نہ تھا۔ مجھے یہ ماحول قطعی پسند نہ آیا۔ سرد ہوا کے جھونکے جن رعنائیوں کے متقاضی تھے وہ یہاں سرے سے مفقود تھیں۔ بریڈلے نے مجھے خاموش دیکھ کر بلڈنگ کی سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے آہستہ سے کہا۔ "یہ ماحول تمہیں شاید ہی پسند آئے لیفن۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہاں کیپٹن یہ جگہ پچپن سالہ پنشن یافتہ لوگوں کے لئے موزوں ہے لیکن خیر۔۔۔۔ میں بھی پنشنر ہی تو ہوں۔ صرف ایک سے کچھ تعاون کی امید تھی سو اس سے تم نے ڈرا دیا۔" بریڈلے ہنس دیا۔ لینڈ لارڈ نے زینے کی آخری سیڑھی پر پہنچ کر بائیں طرف گھومتے ہوئے کہا۔ "آفیسرز دیکھ لیجئے کس قدر پر سکون ماحول ہے۔ سمندر کا کنارہ تازہ ہوا شہر کے ہنگاموں سے دور۔" بریڈلے نے کہا "بے شک۔" اس نے آگے بڑھ کر آخری سرے والے اپارٹمنٹ کا درواز کھولا اور اندر داخل ہو کر دونوں کمرے کچن' پنٹری' باتھ

روم اور بالکنی وغیرہ دکھاتے ہوئے پوچھا "پسند ہے؟" بریڈلے نے کہا۔ "اچھا ہے۔" بولا۔ "تو سامان لے کر آ جایئے۔۔۔۔ بغیر فرنیچر دو سو روپے۔۔۔۔ فرنیچر کے ساتھ دو سو پچاس روپے ماہوار الیکٹرک چارجز علاوہ۔"

بریڈلے نے میری طرف دیکھا۔۔۔۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "لعنت بھیجو۔۔۔۔ اس جنگل میں کون رہ سکتا ہے۔" بریڈلے مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ لینڈ لارڈ نے ہماری طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا خیال ہے آفیسرز؟" میں نے کہا۔ "کرایہ بہت زیادہ نہیں بتا رہے آپ؟" مسکرا کر کہنے لگا۔ "نہیں جناب یہ پچویشن تو دیکھئے۔۔۔۔ خیر آپ میجر ہیراوالا کے دوست ہیں اس لئے الیکٹرک چارجز اسی میں شامل کر سکتے ہیں۔" بریڈلے نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "لیکن شاید تمہیں یہ تنہائی پسند نہ ہو لیکن میں سمجھتا ہوں تمہارے لئے یہ بہترین مقام ہے۔ یہاں غیرپسندیدہ افراد نہیں پہنچ سکتے۔" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے ایک سو پچاس روپے آفر کر دو۔" لینڈ لارڈ ہماری تمام باتیں سن رہا تھا۔ اس نے ڈیڑھ سو روپے کا نام سن کر ایک دو بار اصرار کیا اور پھر رضا مند ہو گیا۔ میں نے اس کو کرایہ کا چیک لکھ کر دیا اور چابی لے کر بریڈلے کے ساتھ واپس ہو گیا۔

بریڈلے کا خیال صحیح ثابت ہوا۔ جہانگیر والا کے اپارٹمنٹ میں منتقل ہونے کے چوتھے روز مسٹر ولسن نے مجھے ٹیلیفون کر کے شام کے سات بجے گورنمنٹ ہاؤس بلایا۔ میں بریڈلے کے ساتھ پہنچا اور اس کو حسب معمول کلب میں چھوڑتا ہوا ان کے بنگلے پر حاضر ہو گیا۔۔۔۔ گاڑی کی آواز سنتے ہی ان کے اسسٹنٹ نے باہر نکل کر برآمدے میں مجھے ریسیو کیا اور ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر ڈرائنگ روم میں لایا۔۔۔۔ دروازے میں آتے ہی مسٹر ولسن نے اٹھ کر مصافحہ کیا۔ مزاج پرسی کرتے ہوئے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔ انڈر سیکرٹیری نے بزر دبایا اور وہ بھی ان کے پہلو والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ مسٹر ولسن نے اپارٹمنٹ اور اس کے سچویشن سے متعلق چند سوالات کرنے کے بعد سواری کے انتظام کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا۔ "ابھی تو ایم ٹی کار پرابلم ہوں سر۔"

"گاڑی کیوں نہیں خرید لیتے۔" انڈر سیکرٹیری نے کہا۔ "چند سال استعمال کر کے دگنی قیمت پر فروخت کر سکتے ہو۔"

مسٹر ولسن نے کہا۔ "یہ حقیقت ہے پرنسلی۔۔۔۔ جنگ میں ہر چیز کی قیمت کئی گنا بڑھ جائیگی اور بڑھتی ہی رہے گی۔ خدا جانے کہاں تک؟" انڈر سیکرٹیری نے سگریٹ کیس بڑھایا۔ میں نے مسٹر ولسن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سر میری ایک گاڑی ولاس پور میں پڑی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو ایک اشارے پر منگا سکتے ہیں۔" انہوں نے سگریٹ لیتے ہوئے نفی میں سرہلایا۔۔۔۔ میں نے مسکرا کر ان کو لائٹ دی اور اپنا سگریٹ سلگایا۔ اسی وقت خادمہ ڈرنکس کی ٹرے لئے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ انڈر سیکرٹیری نے اس کے ہاتھ

سے ٹرے لے کر میز پر رکھی اور وہ پلٹ کر اندر چلی گئی۔ میں نے انڈر سیکرٹیری کے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال تھا آپ اس سلسلے میں مدد کریں گے۔" مسکرا کر بولے۔ "تم غریب آدمی تو نہیں ہو۔ ہم تو ڈرتے ہیں کہیں پھر رالز نہ خرید لو۔" میں نے ایک گھونٹ لے کر کہا۔ "آپ کا اشارہ نہیں ہے تو کیسے خرید سکتا ہوں۔ بہرکیف اس اتوار کو پیکارڈ ضرور خرید رہا ہوں۔"

"ویٹس اوکے۔" انہوں نے گھونٹ لے کر گلاس رکھتے ہوئے کہا۔ "بائی دی وے۔۔۔۔ اب تو تم اس پوزیشن میں ہو کہ کمپنی بھی رکھ سکتے ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "جنگ کے دروان ایک سولجر کی بہترین رفیق اس کی بندوق ہوتی ہے۔" انڈر سیکرٹیری نے مسکرا کر کہا۔ "گاڈ فاربڈ" لیکن' سولجر کے لئے اس سے بڑی خوشی کی بات کوئی نہیں ہے کہ اگر اس کو کچھ ہو جائے تو کوئی سوگ منانے والی موجود ہو۔" مسٹر ولسن نے اپنے اسسٹنٹ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "بہت ہیں مسٹر اسٹینلی۔۔۔۔ میں تو زندگی کی بات کر رہا تھا۔ خیر لیکن یہ ہرایکسی لنسی کا مسئلہ ہے وہ خود تم سے بات کریں گی۔۔۔۔ ویسے میں نے ان کے اشارے پر ہی تمہیں بلایا تھا۔" میں گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "میں سمجھ سکتا ہوں سر۔۔۔۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ ان ہی کے خیالات کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ بہرکیف میں آج مس کینتھ سے بات کر رہا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں۔" وہ مسکرا دیئے۔ انڈر سیکرٹیری نے کہا۔ "لیکن ایچ ایچ شردھام آج کسی وقت بمبئی پہنچ رہے ہیں کرنل ارجن سنگھ بھی ان کے ساتھ ہیں اگر وہ تم کو دیکھنا چاہیں تو کیا تم۔۔۔۔" میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "نو سر۔" مسٹر ولسن نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ پہلے کہہ چکے ہیں اور ہم کسی کو مجبور نہیں کر سکتے۔"

مسٹر اسٹینلی نے کہا۔ "یقیناً لیکن وہ علاج کے لئے آ رہے ہیں اور ہمارے پاس آنے کا مقصد اس کے سوا کیا ہے کہ وہ پرنسلی کو دیکھنا چاہتے ہیں۔" مسٹر ولسن نے کہا۔ "یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ مصلحت آمیز انداز اختیار کرتے دکھائی دے رہے تھے۔ پہلے انہوں نے صاف انکار کیا تھا اور اب رفتہ رفتہ مجھے ہموار کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مجھے خاموش دیکھ کر انہوں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور کہنے لگے۔ "کافی چلے گی پرنسلی؟" میں نے کہا۔ "تھینک یو سر۔۔۔۔ اب اگر اجازت دیں تو میں چند منٹ مس کینتھ۔" مسٹر ولسن نے ہنس کر کہا۔ "کافی پیو اس اثنا میں اگر ایچ ایچ آ گئے تو شاید مس کینتھ کو سب سے پہلے یاد کریں۔۔۔۔ اس صورت میں تم ایک تیر سے دو شکار کر سکتے ہو۔" میں نے غور سے ان کے چہرے کی طرف دیکھا۔ انہوں نے انڈر سیکرٹیری کی طرف دیکھ کر انگلی سے اشارہ کیا اور اس نے اٹھ کر بزر دبا دیا۔ میں نے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے کہا۔ "مسٹر ولسن میرے خیال میں شردھام یہاں پہنچ چکے

ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں ان سے ملوں تو چلئے میں آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہوں۔" مسٹر ولسن تھینک یو کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ریڈنگ روم کی طرف چل دیئے۔ ان کے جاتے ہی خادمہ کافی کی ٹرے لے کر آ گئی۔ انڈر سیکرٹیری نے ٹرے میز پر رکھ کر خادمہ کو چلتا کر دیا اور پیالیوں میں انڈیلنے لگے۔ مجھے اس حسن انتظام پر حیرت تھی کہ بزر میں ایسا کیا اشارہ تھا کہ گھنٹی بجتے ہی خادمہ کو بغیر کہے ڈرائنگ روم میں بیٹھنے والوں کے ارادے کا پتا چل جاتا تھا اور وہ وسکی کی طلب پر وسکی اور کافی کے مطالبے پر کافی فراہم کرتی تھی۔ مسٹر اسٹینلی کے اشارے پر میں نے پیالی اٹھا کر کافی پینی شروع کر دی۔ مسٹر ولسن ریڈنگ روم سے اتنی دیر میں لوٹے کہ ہم کافی ختم کر چکے تھے۔ وہ انڈر سیکرٹیری کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور کپ اٹھا کر کھڑے کھڑے کافی پینی شروع کر دی۔ دو تین گھونٹوں میں کپ خالی کر کے ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولے۔ "آؤ لیفن ہرایکسی لنسی اور شردھام تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔" میں نے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "تھینک یو سر۔" انہوں نے ہنس کر میری کمر پر ہاتھ رکھا اور دروازے کی طرف چل دیئے۔

گورنر ہاؤس کے برآمدے میں ہی کینتھ نے ہمیں ریسیو کیا۔ اس نے مسکرا کر "گڈ ایوننگ مسٹر ولسن" کہا اور ایک طرف ہو کر ڈرائنگ روم کی طرف چلنے لگی۔ مسٹر ولسن نے میری کمر پر ہاتھ رکھ کر آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ استقبالیہ میں پہنچتے ہی کینتھ نے کہا۔ "کرن ہزہائی نس کی صحت بہت گر چکی ہے۔ خدا کے لئے کسی اشتعال کا مظاہرہ نہ کرنا۔ ہرایکسی لنسی نے مجھے یہی کہنے کو دروازے پر بھیجا ہے۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ مسٹر ولسن نے آہستہ سے کہا۔ "وہ سمجھ سکتا ہے مس کینتھ۔" کینتھ نے دروازے کا پردہ ایک طرف کر دیا۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ ہزہائی نس کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ میں نے ہرایکسی لنسی کو سلام کیا تو انہوں نے گردن گھما کر دیکھا میں نے ان کو سلام کیا تو صوفے سے اٹھنے لگے اور لڑکھڑا کر رہ گئے۔ برابر میں بیٹھے ہوئے کرنل ماما نے ان کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "آؤ کرن۔" میں آگے بڑھ کر ان کے قریب پہنچ گیا۔ مسٹر ولسن نے برابر والے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور میرے قریب بیٹھ گئے۔ میں نے شردھام کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مجھے آپ کی صحت کی طرف سے تشویش ہے یورہائی نس۔" انہوں نے خود کو سنبھال کر مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "کرن میں بیمار تو کچھ ایسا نہیں ہوں لیکن اب زندگی سے دلچسپی ختم ہو گئی ہے اور——" وہ خاموش ہو گئے۔ مسٹر ولسن نے کہا۔ "یورہائی نس آپ خود کو سنبھالئے—— زندگی میں بہت سے صدمے اٹھانے پڑتے ہیں اور انہیں سہ جانا ہی مردانگی ہے۔"

وہ بولے۔ "ہاں مسٹر ولسن آپ صحیح کہتے ہیں لیکن رشی کی موت سے زیادہ صدمہ مجھے اس کے کھو دینے کا ہے۔" انہوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ ہرایکسی لنسی نے کہا۔

"اس کو کھویا ہوا نہ سمجھئے۔ یہ آج بھی آپ سے اتنی ہی محبت کرتا ہے جتنی ایک بیٹا اپنے باپ سے کرتا ہے۔" مہاراجہ نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یورایکسی لنسی مجھے اس کی طرف سے کوئی شکایت نہیں—— اس نے شردھام سے نکلتے نکلتے ہی رشی کا ایسا انتقام لیا جو میری پوری فوج بھی نہیں لے سکتی تھی۔ میں آپ کے انتخاب پر فخر محسوس کرتا ہوں—— لیکن—— لیکن میں نے اس کے ساتھ جو سلوک۔"

"فارگیٹ اٹ۔" ہرایکسی لنسی نے کہا۔ "یقین کیجئے اسے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ ہمیں بھی کوئی شکایت نہیں ہے۔ آپ نے اس وقت جو کچھ کیا وہ قابل معافی ہے۔"

ہزہائی نس نے مسکرا کر ان کا شکریہ ادا کیا اور میری طرف دیکھا۔ ان کے چہرے پر سرخی جھلکنے لگی تھی۔ کینتھ نے کہا۔ "یور ہائی نس آپ اگر چند دن یہاں رہیں تو بغیر علاج تندرست ہو جائیں گے—— آپ جن چیزوں اور جس قسم کے ماحول کو تلاش کر رہے ہیں وہ یہاں ہیں۔" کرنل نے کہا۔ "میں اسی لئے ان کو یہاں لے کر آیا ہوں۔ مس کینتھ یہاں کرن ہے، تم ہو، بہترین ڈاکٹر ہیں اور کیا نہیں؟" ہرایکسی لنسی نے کہا۔

"آپ کے ساتھ تو کافی عملہ ہو گا۔ نوکر چاکر، ڈرائیور، باڈی گارڈز وغیرہ—— نہیں کیا؟" مہاراجہ نے کہا۔ "صرف ایک باڈی گارڈ، ایک ڈرائیور اور ایک خادمہ—— جن میں سے ڈرائیور کے سوا سب قابل اعتماد ہیں——" اور ہرایکسی لنسی نے کہا۔ "ڈرائیور کو واپس بھیج دو۔" پھر میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کرن تم اپنا فالتو وقت ہزہائی نس کی نذر کر دو پلیز۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "جو حکم یور ایکسی لنسی۔" مہاراجہ نے اٹھ کر میرے سر پر ہاتھ رکھا، ہرایکسی لنسی کو رخصتی سلام کیا اور کینتھ کو چلنے کا اشارہ کیا۔ میں دروازے تک ان کو پہنچانے آیا۔ کرنل نے مجھے نو بجے تاج پہنچنے کو کہا اور میری پیشانی چوم کر روانہ ہو گئے۔

○

ہزہائی نس کے جانے کے بعد میں دروازے سے پلٹا اور ہرایکسی لنسی کے قریب پہنچ کر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے میرے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "تم جادوگر ہو پرنسلی------ شردھام کو کرن کی موت سے زیادہ تمہاری جدائی کا صدمہ ہے۔" میں نے سر جھکا دیا۔ وہ آگے چلیں۔ "میں شرط لگا سکتی ہوں وہ بغیر علاج صحت یاب ہو جائیں گے۔ اگر تم ان کے ساتھ رہے۔"

میں نے کمپلی مینٹس کا شکریہ ادا کر کے کہا۔ "اب میرا ان کے ساتھ رہنا کیسے ممکن ہے یور ایکسی لنسی۔ میں بہت جلد آپ سے جنگ میں شریک ہونے کا چانس دینے کی درخواست کرنے والا ہوں۔ میرا اصل مقام میدان جنگ ہے۔"

ہر ایکسی لنسی مسکرا دیں۔ "شاید ہم تمہاری توقعات پوری نہ کر سکیں پرنسلی------ لیکن تمہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔"

میں نے کہا۔ "میں مایوسی کا شکار ہو کر میدان جنگ کی بات نہیں کر رہا یور ایکسی لنسی------ میری کچھ تمنائیں ہیں------ میں وکٹوریہ کراس حاصل کرنا چاہتا ہوں------ بیمار شہزادوں اور راجاؤں کے ساتھ راج محل میں رہنا میرے لئے ہسپتال میں رہنے کے مترادف ہے۔"

وہ ہنس دیں۔ "تم اپنی محلاتی زندگی کا روشن پہلو چھپا رہے ہو گلیمر بوائے------ نہیں کیا؟"

میں نے جواب دینے کے بجائے سر جھکا لیا۔ انہوں نے ہنس کر میری طرف ہاتھ بڑھایا۔ یہ ڈیپارچر سگنل تھا۔ میں نے دونوں ہاتھوں میں تھام کر ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور گڈ نائٹ کہہ کر دروازے کی طرف چل دیا۔

○

میں ساڑھے آٹھ بجے تاج پہنچا تو ہزہائی نس' شردھام' کینتھ اور کرنل ماما سے باتیں کر رہے تھے۔ انہوں نے ابھی تک رات کا کھانا نہیں کھایا تھا۔ کینتھ مجھے دیکھ کر کھڑی ہو گئی۔ کرنل ماما نے صوفے کی طرف اشارہ کیا اور میں ان کے قریب بیٹھ گیا۔ ہزہائی نس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ ان کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ ابھری اور کہنے

لگے۔ "کرن میں ایک بار پھر تم سے معذرت------ سر"

"یور ہائی نس!" میں نے ان کا قطعہ کلام کرتے ہوئے کہا۔ "آپ مجھے بار بار اس تکلیف دہ واقعے کی یاد دلا کر شرمندہ کر رہے ہیں------ آپ کی زبان سے معذرت کا لفظ سن کر میں خود کو گنہگار محسوس کرتا ہوں۔" انہوں نے ہونٹوں پر زبان پھرا کر کہا۔ "کرن میں تمہاری زبان سے ڈیڈی سننا چاہتا ہوں۔ یور ہائی نس سے مغائرت جھلکتی ہے اور میں ایسا محسوس کرتا ہوں جیسے------ جیسے میں نے رشی کے ساتھ تمہیں بھی کھو دیا ہے۔

میں نے کہا۔ "یور ہائی نس میں آپ کو ڈیڈی کہنے پر فخر محسوس کرتا ہوں------ اور اب بھی میرے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے------ لیکن شاید آپ کو معلوم ہو کہ کرنل ماما مجھے بیٹا بنا چکے ہیں------ میں انہیں ڈیڈی کہتا ہوں------ ایسی صورت میں۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے معلوم ہے کرن------ لیکن کرنل ماما نے مجھے یہ بھی بتایا کہ تم لام پر جانے کی ضد کر رہے ہو------ اگر یہ سچ ہے تو اس کے معنی ہیں تم ہم دونوں سے دامن چھڑا کر------"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "نہیں یور ہائی نس------ علیحدہ کرنا نہ کرنا تو خدا کے ہاتھ ہے------ اگر آپ کی دعائیں شامل حال ہیں تو میں جنگ سے بھی خیریت سے واپس آ جاؤں گا اور کوئی بڑا عہدہ لے کر آؤں گا------ اور اگر------"

انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے کہا۔ "بڑا عہدہ کیا چیز ہے کرن------ تم پرنس تھے اور اب بھی پرنس ہو------ تمہارے پاس سب کچھ ہے اور جو کچھ نہیں ہے وہ بتاؤ۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کے پرتاپ سے سب کچھ ہے یور ہائی نس------ اور میری توقعات سے زیادہ ہے------"

کرنل نے کہا۔ "یور ہائی نس پہلے کھانا کھا لیں------ کرن کہیں نہیں جاتا------ میں آپ کے لئے ہر قیمت پر وہی ماحول پیدا کر کے رہوں گا۔" مہاراجا نے مسکرا کر کہا۔ "اچھا کرنل ڈنر کا آرڈر دو۔" کرنل ماما نے ریسیور اٹھا کر کھانے کا آرڈر دیا۔ تھوڑی دیر میں ٹرالی ٹریز پر کھانوں کی ڈشیں آنی شروع ہوئیں اور جب کرنل نے ایک ویٹر کو دوسرے کمرے کی طرف گائیڈ کیا تو مجھے کسی پردہ نشین کے موجود ہونے کا احساس ہوا۔

ویٹروں کی موجودگی کے باعث کھانے کے دوران موضوع گفتگو جنگ کے حالات سے آگے نہ بڑھ سکا۔ کھانا ختم ہونے کے بعد کرنل نے کہا۔ "مس کینتھ آؤ تمہیں تمہارا بیڈ روم دکھا دوں۔" کینتھ ان کا مقصد سمجھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ اس کو لے کر سائیڈ رومز

کی طرف چل دیئے۔ مہاراجا نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کرن تم نے رالز کیوں واپس کر دی؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "یور ہائی نس' گورنر صاحب بل مین استعمال کرتے ہیں۔ ان کا ایک لیفٹننٹ رالز میں کیسے نکل سکتا ہے یہاں وہ گیراج میں پڑی ہوئی تھی۔"

اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولے۔ "یہ تو ہے لیکن اب تمہارے پاس کوئی گاڑی ہے؟" میں نے کہا۔ "ابھی تو نہیں خریدی------ لیکن کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔"

وہ ہنس دیئے۔ "کرنل ماما کینتھ کو پہنچا کر آئے تو کہنے لگے۔ "کرنل کل کسی وقت کرن کو ساتھ لے جا کر اس کی پسند کی کار خرید دو۔" وہ بیٹھتے ہوئے بولے۔ "بہتر ہے------ کل ڈاکٹر گھاس والا کو ٹیلی فون کرنے کے بعد مجھے کوئی کام نہیں ہے۔"

"گھاس والا کو ابھی نہیں چھیڑو------ شام کو دیکھنا------" ہز ہائی نس نے کہا۔ میں نے ان کو شگفتہ خاطر دیکھ کر کہا۔ "یور ہائی نس ایس۔ پی برمن کے کیس کا کیا کیا آپ نے؟"

وہ بولے۔ "کرن افسوس ہے' ہمیں اس سے سودے بازی کرنی پڑی۔ اس کا تمام خاندان لیڈروں سے بھرا پڑا ہے------ اور پھر وہ رشی کے قتل میں براہ راست------"

میں نے بے چین ہو کر کہا۔ "آج کل کہاں ہے وہ؟"

وہ بولے۔ "اپنی زمین کی دیکھ بھال کر رہا ہے------ ایک دو باغ لگوا لئے ہیں۔ ہم سے زبان بند رکھنے کا معاہدہ کر لیا ہے اور عہد پر پابند ہے۔ اس سے زیادہ اور کچھ ممکن نہیں تھا۔" میں نے کرنل کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مجھے ایک بار پھر شردھام آنا پڑے گا ڈیڈی۔"

کرنل نے سگریٹ نکالنے اور سگریٹ لگانے میں جواب گول کر دیا۔ ہز ہائی نس نے کہا۔ "نہیں کرن اب یہ مناسب نہیں ہے۔"

میں غصے سے مغلوب ہو کر آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے جذبات چھپانے کے لئے کھڑکی کے قریب جا کر سمندر کی طرف دیکھنے لگا۔ کرنل تھوڑی دیر مہاراجا سے باتیں کرتے رہے۔ پھر میری طرف دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور قریب آ کر کہنے لگے۔ "کرن جو کچھ ہو گیا اب اس پر افسوس نہ کرو۔"

میں نے کہا۔ "ڈیڈی افسوس اور پچھتاپ میری لغت کے لفظ نہیں ہیں۔ برمن کو زندہ نہیں رہنا چاہئے اور وہ زندہ نہیں رہے گا------ وہ گجراج کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں ہے۔"

کرنل کا ہاتھ حیرت سے ہونٹوں پر آ گیا۔ "تو کیا؟" انہوں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے

میری طرف دیکھتے ہوئے کہنا چاہا۔ میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "یقیناً ڈیڈی------ پہلا حملہ اس نے کیا تھا------ گو اپنی دانست میں اس نے یہ حملہ مجھ پر کیا تھا------ وجہ آپ جانتے ہی ہیں۔"

انہوں نے مرے ہوئے لہجے میں کہا۔ "ہاں------ اچھی طرح۔"

میں نے کہا "ڈیڈی آپ کا بیٹا قاتلوں کے لئے قہر خداوندی ہے------ ایشور کا کوپ ہے۔"

انہوں نے میرا بازو تھامتے ہوئے کہا "خیر کرن بیٹے------ جیسا تم مناسب سمجھو کر آنا------ آؤ ہز ہائی نس کے پاس بیٹھو------ دو چار پیگ پیو------ آؤ۔"

میں ان کے ساتھ چلتا ہوا پھر نشست پر بیٹھ گیا۔ ہز ہائی نس نے کہا۔ "کرنل اگر اجازت ہو تو میں سونے چلا جاؤں۔ کرن کو نہ جانے دینا۔"

کرنل نے کہا۔ "آپ آرام کیجئے یور ہائی نس------ یہ کیسے جا سکتا ہے۔" ہز ہائی نس مسکرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور رخصتی سلام کرتے ہوئے بولا۔ "شاید مس کینتھ واپس جانا چاہیں تو انہیں------"

"وہ جانے کے لئے نہیں آئی ہے۔" انہوں نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں اسے دیکھ کر خوش ہوتا ہوں------ اور تمہیں دیکھ کر صحت کی طرف لوٹ رہا ہوں۔ میرے صحت یاب ہونے تک تمہارا فاضل وقت یہیں گزرے گا------ میں نے سر جھکا دیا۔" وہ کرنل کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی خواب گاہ میں داخل ہو گئے۔

ماما نے صوفے کی طرف اشارہ کر کے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کیمپ کس وقت پہنچنا ہے کرن؟"

میں نے کہا۔ "صبح ساڑھے پانچ بجے ریوالی ہوتی ہے' اس وقت مجھے وہاں ہونا چاہئے۔" انہوں نے رسٹ واچ پر نظر ڈال کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "تو پھر تمہیں سو جانا چاہئے------ میں صبح پانچ بجے تمہیں رنگ کروں گا------ آؤ------" میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ ایک اپارٹمنٹ کے دروازے پر پہنچ کر ہینڈل گھماتے ہوئے بولے۔ "یہ تمہارا کمرہ ہے کرن۔" دروازہ کھلتے ہی خود بخود روشنی ہو گئی۔ میں نے کمرے کی تزئین و آرائش پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "اچھا ہے ڈیڈی------ اب آپ آرام کیجئے۔ شب بخیر------"

کہنے لگے۔ "ریکھا سے چند منٹ بات کرنا چاہو تو یہ سائیڈ روم اسی کا ہے۔"

میں نے کہا۔ "صبح دیکھیں گے' اس وقت تو وہ سو چکی ہو گی------ بائی دی وے' کیا آپ نے اس کو سب کچھ بتا دیا ہے؟"

کرنل نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ "وہ خود جان چکی ہے اور جو کچھ نہیں جانتی

تھی وہ ہم نے بتا دیا------ آخر اعتماد میں لئے بغیر کیسے کام چل سکتا ہے۔ اچھا چلتا ہوں۔" میں نے جھک کر ان کے گھٹنے چھوئے اور وہ ایک سوئچ دبا کر باہر نکل گئے۔ میں نے دروازہ بند کر کے بولٹ چڑھایا اور ہینگر پر پڑا ہوا سلیپنگ سوٹ نکال کر یونیفارم اتاری۔ کپڑے تبدیل کر کے بستر پر پہنچنے تک ریکھا کو زحمت دینے کا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ میں واقعی اس سے صبح ملنا چاہتا تھا۔ سگریٹ سلگا کر بستر پہ لیٹتے ہی میں نے ٹیبل پر پڑا ہوا ایک میگزین اٹھایا اور ریڈنگ لیمپ روشن کر کے ورق گردانی کرنے لگا۔ ابھی اشتہارات اور تصویریں ہی دیکھ رہا تھا کہ بغلی دروازہ کھلتے ہی ہلکی سی آہٹ ہوئی۔ میں نے رسالہ چہرے سے ہٹا کر اس طرف دیکھا۔ دوسرے کمرے سے آنے والی روشنی میں ریکھا نائٹ گون پہنے دروازے میں کھڑی دکھائی دی۔ وہ نگاہیں ملتے ہی مسکرا دی اور متاملانہ قدموں سے چلتی ہوئی میری طرف آنے لگی۔ میں نے بیڈ سوئچ دبا کر درمیانی لیمپ روشن کیا اور "ریکھا" کہتا ہوا اٹھ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر "یورایکسی لنسی" کہا اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے اس کی کمر کے گرد ہاتھ ڈال کر صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے ڈیڈی نے تمہارے متعلق بتایا تھا ڈریسٹ---- لیکن----"

میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں نے اس کے بالوں پر منہ رکھ کر شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "میں تمہاری زندگی میں خلل انداز نہیں ہونا چاہتا تھا۔"

"آپ نے کیسے یقین کر لیا یورایکسی لنسی کہ آپ کے آنے کی اطلاع ملنے کے بعد میں سو بھی سکتی ہوں۔" اس نے سر اٹھا کر میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کی ادنیٰ داسی ہوں اتنی بڑی خوشی پر تو میں جگ جگ کی نیند قربان کر سکتی ہوں۔"

میں نے اس کی کمر تھپ تھپا کر کہا۔ "ایسا نہ کہو جان من---- تم میری محسنہ ہو---- میری زندگی بچانے میں تمہارا بہت بڑا حصہ ہے۔"

"میرا فرض تھا یورایکسی لنسی۔" اس نے جواب دیا۔ میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "فرض نہیں صرف محبت پرتما تمہیں معلوم تھا میں وہ نہیں ہوں جس کی رکھشا کرنا تمہارا فرض تھا۔ اس کے باوجود تم نے خود کو خطرے میں ڈال کر میری حفاظت کی---- میں تمہارا ممنون ہوں۔"

اس نے جواب دینے کے بجائے میرے گلے میں بانہیں ڈال دیں اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ "پری---- تم----" میں نے پرتما کہہ کر اس کو چوم لیا---- اور جب میرے جسم پر اس کا دباؤ بڑھنے لگا تو مسکرا کر پیچھے سرک گیا۔ اس کے ہاتھ پھسل کر میرے شانوں پر آ گئے۔ وہ خمار آلود نگاہوں سے میری طرف دیکھ کر زیر لب بڑبڑائی۔ "کرن۔" میں نے اس کے دلی جذبات کا اندازہ لگا کر کہا۔ "پرتما---- میں بیمار ہوں۔"

اس نے چونک کر کہا۔ "کیا سچ کرن؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا---- اور اس کو آغوش میں لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ "آؤ ڈارلنگ تمہیں کمرے میں پہنچا دوں۔" وہ نڈھال ہو کر میرے جسم سے چپک گئی---- میں اس کا آدھا وزن اٹھاتے ہوئے بیڈ روم میں لے گیا۔ بستر پر لٹا کر چومتے ہوئے کہا۔ "مائنڈ نہ کرنا ڈارلنگ چند روز کی بات ہے پھر میں تمہارا ہوں۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیا۔

شام کو چھ بجے کیمپ سے واپس آیا تو دیکھا کہ کرنل میرے کمرے میں ایک جنٹلمین کے ساتھ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے۔ "لیفٹننٹ ان سے ملو۔" یہ مسٹر انگلیڑیا ہیں میں نے مسکرا کر ہاتھ بڑھایا اور انگلیڑیا نے اٹھ کر مصافحہ کیا۔ کرنل نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "نیچے تین گاڑیاں کھڑی ہیں لیفٹننٹ---- شیورلے' موریس اور فورڈ چل کر دیکھ لو۔"

میں "آیئے" کہہ کر پلٹا اور دونوں کو ساتھ لے کر نیچے آیا۔ تینوں کاروں میں ڈرائیور بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی گاڑیوں سے نکل کر باہر کھڑے ہوئے۔ میں نے سرسری نظر ڈال کر گاڑیوں کا جائزہ لیا اور موریس میں بیٹھ کر وہیل سنبھالا---- اپالو اسٹریٹ کے ایک دو ٹرن لئے اور کرنل کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یہ ٹھیک ہے۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "لاک کر کے چابی نکال لو اور اوپر چلے جاؤ---- میں پے منٹ کر کے ایک گھنٹے میں واپس پہنچ رہا ہوں۔" میں ان کو سلام کر کے لفٹ کی طرف چل دیا۔

میں اوپر پہنچا تو ہزہائی نس ملاقاتی کمرے میں بیٹھے ہوئے کینتھ اور ریکھا سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔ میں نے سلام کر کے ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگائے تو سر پر ہاتھ پھراتے ہوئے بولے "بیٹھو کرن۔"

میں نے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ "کیسی طبیعت ہے یورہائی نس؟" مسکرا کر کہنے لگے۔ "بالکل ٹھیک---- مس کینتھ سے پوچھو دوپہر کو کتنا کھانا کھایا ہے؟"

کینتھ نے کہا۔ "یورہائی نس زیادہ تو نہیں کھایا---- لیکن خدا کی مہربانی سے اب بہت جلد اچھے ہو جائیں گے آپ---- یہیں رہئے۔" ہزہائی نس نے قہقہہ لگایا۔ "کچھ دن کو مس کینتھ---- مستقل تو نہیں رہ سکتا۔"

کینتھ نے کہا۔ "جب تک آپ بالکل صحت یاب نہ ہو جائیں اور میں وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ آپ کو علاج کی ضرورت نہیں ہے۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔" پھر میری طرف دیکھ کر بولے۔ "کوئی گاڑی پسند آئی کرن؟"

میں نے کہا۔ "جی موریس---- کرنل ماما ادائیگی کرنے گئے ہیں----

شکریہ۔۔۔۔"

وہ بولے۔ "پاگل کہیں کا۔" میں نے سر جھکا دیا۔

شام کو کھانا کھانے کے بعد کرنل نے کہا۔ "کرن مس کینتھ کو اپنی نئی گاڑی میں سیر نہیں کراؤ گے۔"

میں نے کہا۔ "کیوں نہیں۔۔۔۔ آپ کے حکم کی دیر تھی۔۔۔۔ چلو مس کینتھ۔" ہزہائی نس نے کہا۔ "ریکھا کو بھی لے جاؤ کرن۔" کرنل اٹھنے لگے اور کچھ سوچ کر پھر بیٹھ گئے۔ ہزہائی نس نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیوں شریمان؟"

وہ بولے۔ "میرے خیال میں ان تینوں کا ساتھ باہر نکلنا مناسب نہیں یورہائی نس۔ ممکن ہے شردھام کا کوئی آدمی مل جائے تو ریکھا اور مس کینتھ کو کرن کے ساتھ دیکھ کر فوراً" پہچان جائے گا۔"

مہاراجہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ میں نے کہا۔ "چھوڑیئے ماما پھر دیکھیں گے۔" کرنل نے اسکاچ کا آرڈر دیا اور سیر کا پروگرام ملتوی ہو گیا۔

ہزہائی نس دس روز بمبئی میں قیام پذیر رہے۔ کرنل نے رسمی طور پر ڈاکٹر گھاس والا کو بلا کر ان کا میڈیکل چیک اپ کرایا۔ ڈاکٹر نے تمام ٹیسٹ رپورٹس اور ایکس رے وغیرہ دیکھنے کے بعد چند دوائیاں تجویز کیں۔ جنہیں وہ باقاعدگی سے استعمال کرتے رہے انہیں یوراج کے صدمے کے سوا کوئی بیماری نہ تھی۔ روز بروز تندرست ہوتے چلے گئے۔ میں اپنا تمام فالتو وقت ان ہی کے ساتھ گزارتا تھا۔ وہ مجھ سے بات کرتے وقت ہر جملے کے ساتھ کرن ضرور شامل کرتے اور میں نے دیکھا کرن کہہ کر پکارنے میں ان کو دلی مسرت ہوتی تھی۔

دسویں روز روانہ ہونے سے پہلے وہ ہزایکسی لنسی سے رخصت ہونے گئے۔ ہوٹل واپس آ کر انہوں نے کینتھ کو ایک ہزار روپے کا چیک دیا اور میری طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "بولو کرن کیا چاہئے۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ نے مجھے کیا نہیں دیا۔۔۔۔ یورہائی نس!"

میری [illegible] تو رکھ کر پژمردہ لہجے میں کہا۔ "کاش میں جو کچھ تمہیں دینا چاہتا ہوں وہ دے سکتا۔"

"آپ مجھے سب کچھ دے چکے ہیں۔ یورہائی نس۔۔۔۔ پھر بھی اگر مجھے ضرورت ہوئی تو آپ سے مانگنے میں تکلف نہیں کروں گا۔"

کرنل نے کہا۔ "نہیں کرن۔۔۔۔ تم اس وقت بھی تکلف کر رہے ہو۔۔۔۔ بولو نا؟" میں نے ان کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "لائیے۔"

مسکرا کر بولے۔ "[illegible] دو نا کیا؟" میں نے اسی طرح ہاتھ پھیلائے پھیلائے کہا۔

"برمن۔" کرنل منہ کھول کر رہ گئے بمشکل ان کی زبان سے نکلا۔ "بیٹے۔۔۔۔" ہزہائی نس نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ "ہم ان سے معاہدہ کر چکے ہیں کرن۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کو معاہدہ شکنی نہیں کرنی پڑے گی یورہائی نس اور میں نے اس سے کوئی معاہدہ نہیں کیا۔ میں بہت جلد شردھام آؤں گا۔۔۔۔ لیکن اطمینان رکھئے کوئی مجھے نہ دیکھ سکے گا۔۔۔۔ کرنل ماما کے سوا۔۔۔۔" ہزہائی نس کوئی جواب نہ دے سکے۔ میں نے ان کو پریشان دیکھ کر کرنل ماما کی طرف دیکھا۔ انہوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "نہیں کرن۔" ان کے اس انداز نے مجھے ہلا کر رکھ دیا۔ میں نے جھپٹ کر ان کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "یہ کیا ڈیڈی؟ آپ مجھے ڈانٹ کر بھی حکم دے سکتے تھے۔۔۔۔ آپ نے یہ کیا کیا؟" کرنل نے آگے بڑھ کر مجھے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ "بیٹے تمہیں ڈانٹنے کے خیال سے ہی میرا کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔۔۔۔ تمہیں دیکھ کر تو ہم جیتے ہیں۔ ہمیں رشی کی موت محض افواہ معلوم ہوتی ہے ہزہائی نس کی صحت اس کا زندہ ثبوت ہے۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "اچھا ڈیڈی۔۔۔۔ میں برمن سے آپ کے معاہدے کا احترام کروں گا۔" ہزہائی نس نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر آشیرواد دیا۔

شام کی ٹرین سے وہ شردھام کو روانہ ہو گئے۔ میں اسٹیشن پر انہیں رخصت کرنے گیا۔ گاڑی چھوٹنے سے پہلے ہزہائی نس نے مجھے ایک چیک دیتے ہوئے کہا۔ "کرن میں نے ہزایکسی لنسی سے وعدہ لے لیا ہے کہ تمہیں جنگ پر نہیں بھیجا جائے گا۔ مجھے امید ہے تم اپنی طرف سے ایسی کوئی کوشش نہیں کرو گے۔۔۔۔ میں تمہیں ہر تیسرے چوتھے ماہ اسی طرح چند روز اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ یہ میری زندگی ہے۔"

میں نے ان کے سامنے سر جھکا دیا۔ انجن نے وسل دی تو انہوں نے میری پیشانی چوم کر گاڑی سے اتر جانے کا اشارہ کیا اور میں پلیٹ فارم پر اتر گیا۔ ٹرین چلنے لگی تو کرنل اور ہزہائی نس پلیٹ فارم کے آخری سرے تک کھڑکیوں سے جھانکتے رہے اور میں کھڑا کھڑا رومال ہلاتا رہا۔

ٹرین گزر جانے کے بعد میں اپنی گاڑی میں بیٹھ کر گھر پہنچا۔۔۔۔ ہزہائی نس کی طبیعت میں یک بیک اتنا بڑا انقلاب آ جانے پر میری حیرت کی انتہا نہ تھی۔ انہوں نے اس دس روز کے عرصے میں جس خلوص اور بے پایاں محبت کا مظاہرہ کیا وہ میری سمجھ سے بالاتر تھا۔ شردھام سے میری واپسی جن خطرناک حالات میں اور جس انداز میں ہوئی تھی اس نے مجھے ان سے متنفر کر دیا تھا اور اگر ہزایکسی لنسی درمیان میں نہ ہوتیں تو میں کبھی ان سے ملنے کے لئے تیار نہ ہوتا لیکن اب ملنے کے بعد' میں ایسا محسوس کر رہا تھا کہ ان سے نہ ملنا ایک اتنی بڑی غلطی۔۔۔۔ بلکہ ایک ایسا اخلاقی جرم ہوتا جس کا مجھے زندگی بھر افسوس رہتا۔۔۔۔ خیالات کی کشمکش میں اس رات مجھے دیر تک نیند نہ آئی۔۔۔۔ حتیٰ کہ مجھے

شراب کا سہارا لینا پڑا۔

میرا فلیٹ جس بلڈنگ میں تھا وہ کولابہ کے آخری سرے پر سمندر کے عین کنارے پر واقع تھی اس سے آگے چٹانوں کا سلسلہ تھا جن سے سمندر کی موجیں ٹکراتی رہتی تھیں۔ جنگ میں شدت پیدا ہونے کے بعد فوجی ضروریات کے تحت رفتہ رفتہ یہ علاقہ سویلین لوگوں سے خالی کرایا جانے لگا اور ان کی جگہ فوجی افسر آباد ہونے لگے۔ چند ماہ میں تمام علاقہ خالی ہو گیا اور اب یہاں خانسا ماؤں اور ملازموں کے سوا کوئی شہری نظر نہیں آتا تھا۔

تاج راج قائم ہونے کے بعد میں گھٹن محسوس کرنے لگا۔ خصوصاً اس وقت بمبئی مجھے ایک انتہائی مکروہ شہر نظر آنے لگا جب فوجی افسروں کی دل بستگی کے لئے ڈبلیو۔ اے۔ سی (آئی ز) وومنز آگزیلری کور (انڈیا) قائم کی گئی اور اینگلو انڈین اور کرسچین لڑکیاں خاکی وردی میں ملبوس کمیشن آفیسرز کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے غول در غول ساحل سمندر پر چہلیں کرنے لگیں۔ میرا پہلا تصادم تھری کولہا پور آرٹلری کے کرنل مائیکل کلوڈلیس کے ساتھ ہوا جس کو مجھ سے تیسرا فلیٹ ملا تھا۔ وہ شام کے وقت کاریڈور میں اپنے فلیٹ کے سامنے آرام کرسی پر نیم دراز ہو کر گھنٹوں پائپ پیا کرتا۔ یہ پچاس سالہ دیو قامت اینگلو انڈین اپنی بدمزاجی اور مہارانا پرتاپ سنگھ ٹائپ کی مونچھوں کی وجہ سے اپنی یونٹ کے علاوہ دوسری یونٹوں میں بھی بلی کہلاتا تھا اس کا چون انچ چوڑا سینہ دونوں جانب تمغوں سے بھرا ہوا تھا۔ بد قسمتی سے اس پوری بلڈنگ میں یہی سب سے سینئر آفیسر تھا۔ ہمارے فلور پر میرے سوا دوسرے تمام کیپٹن اور میجر تھے۔ ان چھ فلیٹوں میں رہنے والوں میں' میں سب سے جونیئر تھا۔ میرے برابر والے کمرے میں ایک پینتیس سالہ انگریز یہودی کیپٹن آئی۔ آر ٹیس رہتا تھا۔ جو اپنی قومی روایات کے مطابق نہایت بخیل اور مکھی چوس تھا۔ اس وقت جب کہ کیپٹن میکنم کا پیکٹ صرف تین آنے میں ملا کرتا تھا وہ ایک آنے والا پیکٹ چار مینار پیا کرتا تھا۔ پہلے پہلے میں نے اسے کافی لفٹ دی لیکن جب اس کی ذہنیت کا صحیح اندازہ ہوا تو ڈسکارڈ کر دیا۔ بریڈلے دوسرے تیسرے روز میرے پاس آیا کرتا تھا اس نے مجھے اس کا پورا بیک گراؤنڈ بتایا اور کرنل کلوڈلیس سے بھی ہوشیار رہنے کو کہا میں خود بھی اس کو پسند نہیں کرتا تھا لیکن وہ کاریڈور میں زینے کی طرف رخ کر کے بیٹھا کرتا تھا۔ اس لئے اس کے رینک کے پیش نظر آتے جاتے سیلوٹ ضرور کرتا تھا اور مجھے یاد نہیں جواب میں کبھی اس نے ہاتھ اٹھانے کی زحمت گوارا کی ہو۔ اگر موڈ ہوا تو سر کا اشارہ کر دیا ورنہ وہ بھی ندارد۔ میں نے کبھی کسی کیپٹن یا میجر کو اس کے پاس بیٹھا ہوا نہ دیکھا خالص انگریز اس کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے تھے اور اینگلوز کو وہ گھاس نہیں ڈالتا تھا۔

میرے متعلق وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا تھا کہ ایک لیفٹنٹ ہے جو سامنے آنے

پر سیلوٹ کر کے گزر جاتا ہے کمرہ بند کر کے کبھی کبھی کسی دوست کے ساتھ ورنہ تنہا بیٹھا پیتا رہتا ہے۔ زیادہ وقت پیشنس کھیلنے میں گزارتا ہے---- ویکائز سے ہمیشہ فاصلہ رکھتا ہے۔ خواہ اپنی ہو یا پرائی---- نہ معلوم میرے متعلق اس کے احساسات کیا تھے۔ اسے شاید میری نیشنلٹی بھی معلوم نہ تھی لیکن ایک روز نہ معلوم کہاں سے اسے میرا نام معلوم ہو گیا اور شاید کچھ عجیب ہی معلوم ہوا ہو گا کہ اس کا تجسس ریزرویشن پر غالب آگیا اور میں نے اسے سیلوٹ کیا تو نگاہیں اٹھا کر میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "لیفٹن تمہارا نام پرنسلی----؟" میں نے رک کر کہا۔ "یس سر۔"

پیشانی پر بل ڈال کر بولا۔ "کیسا عجیب نام ہے پرنسلی---- کیا تم پرنس ہو؟"

میں نے کہا۔ "نو سر---- میرا تعلق آرمی انٹلی جینس ڈیپارٹمنٹ سے ہے---- میرا اصلی نام راز ہے جو کسی کو معلوم نہیں۔"

وہ بولا۔ "مثلاً۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "آئم سوری سر۔"

اس نے بائیں ہاتھ سے پائپ منہ سے نکال کر حقارت سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "کیا مطلب ہے تمہارا؟"

میں نے غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "میں مجبور ہوں کرنل---- اگر آپ کو میرے نام سے دلچسپی ہے تو بریگیڈیئر ہچکنس سے معلوم کر لیں۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور چیخ کر بولا۔ "شٹ اپ۔" اس کی آواز سن کر کیپٹن لیٹیس دروازے پر آگیا اور کرنل کی طرف دیکھ کر بولا۔ "کیا ہوا کرنل

بگڑ کر بولا۔ "تم کون ہو کیپٹن---- جج یا گورنر؟"

کیپٹن نے غصے سے کہا۔ "آئی سی۔" میں دروازہ کھولنے کی بجائے زینے کی طرف چلتے ہوئے بولا۔ "آئیں کیپٹن ہم اس سلسلے میں بریگیڈیر ہچکنس سے بات کریں گے۔" کرنل نے گھور کر میری طرف دیکھا---- میں نے کیپٹن کی طرف دیکھ کر کہا "میں نیچے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔"

میں نے گیراج سے مورس نکالی اور بلڈنگ کے زینے کے قریب پہنچ کر ہارن دیا۔ تھوڑی دیر میں وہ نیچے آیا تو غصے میں آگ بگولہ ہو رہا تھا۔ میں نے دروازہ کھول کر اس کو اپنے پاس بٹھایا اور ٹرن لے کر چرچ گیٹ کی طرف چلنے لگا۔ ٹیس نے بیٹھتے ہی پوچھا۔ "کیا معاملہ تھا لیفٹن؟"

میں نے اس کو مختصر الفاظ میں تمام واقعہ بتایا۔ بولا۔ "لیفٹن میں اس [illegible] نفرت کرتا ہوں اور اس کے خلاف جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہیں کروں گا۔ بولو کیا کہوں ہچکنس سے۔"

میں نے کہا۔ "کیپٹن زیادہ جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں صرف یہ کہہ دینا کہ کرنل

نے گھونسہ تان کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔"

وہ میری کمر پر ہاتھ مار کر بولا۔ "ٹھیک ہے۔"

مالا بارہل کے قریب پہنچ کر میں نے ایک وائن اسٹور کے سامنے گاڑی روکی۔ وہائٹ ہارس کی ایک بوتل خریدی اور کاؤنٹر پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر مسٹر ولسن کا نمبر ڈائل کیا۔ ٹیس اس نمبر سے واقف نہ تھا۔ بولا۔ "کیمپ کو ٹیلی فون کر رہے ہو؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ اسی وقت دوسری طرف ریسیور اٹھایا گیا۔ میں نے "ہیلو" سنتے ہی کہا۔ "دس از پرنسلی سر---- گڈ ایوننگ۔" مسٹر ولسن نے سلام کا جواب دے کر کہا۔ "کوئی پرابلم پرنسلی؟"

میں نے کہا۔ "سیریس کیس سر---- میں استعفے پیش کرنا چاہتا ہوں۔" ہنس کر بولے۔ "بہت اچھے---- ذرا میرے پاس آ سکتے ہو؟"

"صرف پانچ منٹ میں سر۔" میں نے کہا۔ "آپ مہربانی فرما کر بریگیڈیر ہچکنس کو بلا لیں۔" وہ ہنس کر بولے۔ "نہیں---- میں خود منظور کر سکتا ہوں۔" میں نے کہا۔ "آپ کی مرضی سر میں حاضر ہو رہا ہوں اور اگر اجازت ہو تو ایک گواہ کو بھی ساتھ لیتا آؤں۔"

وہ بولے۔ "نہیں اس کی ضرورت نہیں میں تمہارا یقین کر سکتا ہوں۔" میں نے تھینک یو سر کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور ٹیس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیپٹن تم میرے خرچ پر بار میں بیٹھ کر پیو میں اکیلا جا رہا ہوں۔"

کہنے لگا۔ "لیکن کہاں۔"

میں نے بوتل اٹھا کر کیپٹن کو دس روپے کا نوٹ دیا اور باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "یہیں ملنا۔" کیپٹن خاموش ہو کر بار کے دروازے میں داخل ہو گیا۔ وہیل پر بیٹھے ہوئے میں سوچ رہا تھا کیپٹن ٹیس فالکن بیر کی ایک بیر پی کر ایک پلیٹ بریانی کھائے گا اور آٹھ روپے جیب میں ڈال کر میرے بجائے کرنل مائیکل کلوڈیس کا شکر گزار ہو گا۔ جس نے اس کے لئے چار دن کی خوراک مہیا کرنے کا موقع فراہم کیا۔ گاڑی موشن میں آتے ہی میں نے اس پیرا سائیٹ کے منحوس خیالات سے پیچھا چھڑایا اور ایکسی لریٹر پر دباؤ بڑھانا شروع کر دیا اور چند منٹ میں گورنمنٹ ہاؤس کے گیٹ کے اندر تھا۔

میں مسٹر ولسن کے بنگلے پر پہنچا تو وہ ہونٹوں میں پائپ دبائے برآمدے میں ٹہل رہے تھے۔ میں نے پورٹیکو میں سیڑھیوں کے قریب گاڑی روک کر انجن بند کیا اور دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہی انہیں سلیوٹ کیا۔ مسکرا کر میری کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔ "کیا بات ہے بھئی؟"

میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "میں ٹوٹ کر بکھر گیا ہوں سر---- مجھے پاش پاش کر ڈالا گیا ہے۔"

انہوں نے ہنس کر مجھے دروازے میں دھکیلتے ہوئے کہا۔ "مائی---- مائی---- میں تمہارا سوگ مناؤں گا---- میں جیمس ڈی ولسن---- تمہاری جوان موت کا انتقام لوں گا---- وغیرہ وغیرہ---- چلو بیٹھ جاؤ۔"

میں ان کے چہرے کی طرف دیکھے بغیر صوفے پر گر گیا۔ انہوں نے ہنسانے کی تمام کوششیں رائیگاں جاتے دیکھ کر میرے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "پہلے یہ بتاؤ کیا پیو گے؟"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "آپ وہ چیز نہیں پلائیں گے سر جس سے میری روح کو دائمی تسکین مل سکتی ہے۔"

انہوں نے مسکرا کر میرے شانے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "حماقت کی باتیں مت کرو۔ اصل بات بتاؤ۔" میں نے انہیں تمام واقعہ سنا دیا۔ مسکرا کر بولے---- "بس؟"

میں نے کہا۔ "یہ کم ہے کیا؟" جواب دینے کے بجائے اٹھ کر بزر دبایا اور پلٹ کر دیکھتے ہوئے بولے۔ "میں کلوڈیس کو سیدھا کر دوں گا----" میں نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اسے ٹیڑھا ہی رہنے دیں۔ میں نے آپ کو صرف اپنے مستعفی ہونے کی اصل وجہ بتائی ہے۔ جو بہر حال تحریر میں نہیں لائی جا سکتی تھی۔"

کہنے لگے۔ "تو کیا تم اتنی سی بات ہز ایکسی لنسی کے نوٹس میں لانا چاہتے ہو؟"

میں نے کہا۔ "جی نہیں---- آپ کیا نہیں کر سکتے؟" دروازہ کھلتے دیکھ کر میں بولتے بولتے رک گیا۔ خادمہ ڈرنکس کی ٹرے لئے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ سر کے اشارے سے سلام کیا اور مسکرا کر ٹرے میز پر رکھ کر چلی گئی۔ مسٹر ولسن نے میرا ہاتھ پکڑ کے بیٹھتے ہوئے کہا---- "تم نے مجھے ناراض کر دیا بوائے۔"

میں نے بوتل اٹھا کر گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے کہا---- "مجھے افسوس ہے سر۔"

انہوں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "میں اس کو ابھی یہاں بلاتا ہوں---- اور چار گھنٹے برآمدے میں کھڑا رکھنے کے بعد تمہارا غائبانہ تعارف کرا کے معافی مانگنے پر مجبور کر سکتا ہوں کافی ہے---- یا فائرنگ سکواڈ کے سامنے کھڑا کر کے کلیجہ ٹھنڈا ہو گا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ کافی سے زیادہ ہے سر---- شکریہ۔" ہنس کر گلاس میری طرف بڑھاتے ہوئے بولے "اوکے پروپوز۔" میں نے ہاتھ اونچا کر کے "ٹو یور ہیلتھ" کہا اور گلاس ملا کر دونوں پینے لگے۔ جام ختم ہونے تک وہ ہز ہائی نس شروھام کے متعلق باتیں کرتے رہے پھر سگریٹ سلگا کر ریسیور اٹھایا اور کرنل کلوڈیس کو رنگ کر کے فوراً گورنر ہاؤس پہنچنے کا حکم دیا۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور گڈ نائٹ کہہ کر چل دیا۔

میں نے راستے میں کیپٹن ٹیس کو اس سے زیادہ کچھ نہیں بتایا کہ کل صبح سے کرنل مائیکل اتنا بدلا ہوا انسان ہو گا کہ اس کی سابقہ زندگی سے واقف لوگ اس پر حیرت کریں گے۔ کیپٹن کو یقین ہو گیا کہ ایک جونیئر آفیسر اس قسم کا دعویٰ نہیں کر سکتا جب تک

کہ اس کا تعلق گورنر ہاؤس سے نہ ہو۔ میں نے اس کو خاموش رہنے کو کہہ کر بات ختم کر دی۔ آٹھ بجے کے قریب جب ہم اپنی اقامت گاہ کے قریب پہنچے تو کرنل مائیکل کی گاڑی کمپاؤنڈ سے باہر نکل رہی تھی۔

دوسرے روز شام کو چھ بجے میں کیمپ سے واپس ہوا اور زینے طے کر کے تیسری منزل پر پہنچا تو کاریڈور خالی پڑا تھا۔ آج یہاں کرنل اور اس کی آرام کرسی کا نشان تک نہ تھا۔ میں نے چابی نکال کر دروازے کا قفل کھولا اور کمرے میں داخل ہو کر پھر سے لاک کیا۔ یونیفارم اتار کر منہ ہاتھ دھویا اور سلیپنگ سوٹ پہن کر اسکاچ کی بوتل نکالی۔

ابھی میں نے گلاس میں برف ڈال کر اٹھایا ہی تھا کہ دروازے کی گھنٹی جھنجھنا اٹھی۔ میں نے ایک گھونٹ لے کر دروازے کی طرف دیکھا۔ گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ میں نے ایک گھونٹ اور لیا۔ دو تین کاجو منہ میں ڈالے اور لاپرواہی سے بیٹھا چباتا رہا۔ میرا خیال تھا آنے والا کیپٹن سٹیس ہے جسے میں مفت خورہ سمجھ کر ٹھکرا چکا تھا لیکن اب کرنل کی چپقلش نے اسے دوستوں کی صف میں لا کھڑا کیا تھا۔ میری طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر آنے والے نے بزر سے انگلی ہٹا کر دروازہ کھٹکھٹانا شروع کر دیا۔ آخر اکتا کر میں نے اسکاچ کی بوتل الماری میں رکھی اور گلاس ہاتھ میں لئے لئے دروازہ کھول کر دیکھا۔ ایک اینگلو انڈین ویکائی میرے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے نظریں ملتے ہی مسکر کر "گڈ ایوننگ لیفن" کہا۔ میں نے سر کے اشارے سے جواب دے کر کہا۔ "میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں میڈم؟" اس نے غور سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگی---- "لیفن میں کرنل کلوڈیس کی اسٹینو گرافر ہوں---- میرا نام----"

میں نے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے مسکرا کر کہا۔ "آپ سے مل کر مجھے خوشی ہوئی میڈم----" وہ بولی۔ "تم مجھے اندر آنے کو نہیں کہو گے۔"

میں نے ایک گھونٹ لے کر گلاس خالی کیا اور وہیں کھڑے کھڑے بستر پر پھینک کر دروازے سے باہر نکلا۔ وہ ایک طرف ہو گئی۔ میں نے کرنل کے اپارٹمنٹ کی طرف نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کرنل مجھے پسند نہیں کرتے میڈم---- کیا انہوں نے----" اس نے میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہنس کر کہا۔ "مائی گڈنیس---- وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں اور آپ کہتے ہیں---- خیر آیئے---- وہ آپ کو بلا رہے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "مجھے افسوس ہے میڈم---- شاید میں ان سے نہیں مل سکوں گا۔ آپ ان سے کہہ دیں میں مجبور ہوں۔"

اس نے متعجب ہو کر میری طرف دیکھا اور "اوکے لیفن" کہہ کر چل دی۔ میں نے اس کو کرنل کے اپارٹمنٹ میں داخل ہوتے دیکھ کر کمرے میں لوٹا اور بستر سے گلاس اٹھا کر الماری میں رکھ دیا۔ آسانی سے سمجھا جا سکتا تھا کہ مسٹر ولسن نے اس کا مزاج درست کر

دیا ہے۔

میں نے سگریٹ سلگایا اور کرسی پر بیٹھ کر کش لینے لگا۔ دو تین منٹ گزرے ہوں گے کہ دروازہ کھلا اور کرنل اپنی اسٹینو گرافر کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں رکھ دیا اور اٹھ کر سلیوٹ کیا۔ کرنل نے مسکرا کر سلیوٹ کیا اور مصافے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔ "لیفن مجھے اپنی غلطی پر افسوس ہے۔"

میں نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تشریف رکھئے۔" کرنل نے بیٹھنے کے بجائے میرے ہاتھ میں ہاتھ دیکر مصافحہ کیا اور مسکرا کر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "مسٹر ولسن ابھی مجھ سے ناراض ہی ہیں---- تم انہیں ٹیلی فون پر بتاؤ کلوڈیس نے معذرت طلب کر لی۔" میں نے سگریٹ کیس اور لائٹر اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ "سر معذرت کا لفظ میرے لئے آپ سے مناسب لفظ نہیں ہے---- میں ان سے کہہ دوں گا اب ہمارے درمیان کوئی تلخی نہیں ہے۔"

کرنل نے میرا جواب سن کر گردن جھکا لی اور شرمندہ ہو کر سگریٹ کھینچ کر منہ میں لگایا۔ میں نے اس کو لائٹ دی۔ ایک دو کش لے کر میری طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "لیفن تم واقعی پرنس ہو---- مجھے بہت افسوس ہے تمہیں سمجھنے میں مجھ سے غلطی ہوئی۔" میں نے اپنے جذبات پر پردہ ڈالنے کے لئے مسکرا کر کہا۔ "اب اس کا ذکر نہ کیجئے سر مجھے شرمندگی ہوتی ہے۔ بتایئے میں آپ کی کیا خدمت کروں؟"

اس نے اپنی اسٹینو گرافر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مارین میرے کپ بورڈ سے رم کی بوتل تو اٹھا لاؤ پلیز---- میں پرنسلی کے ساتھ پینا چاہتا ہوں۔" ویکائی حکم سن کر چلنے لگی تو میں نے اس کو ہاتھ کے اشارے سے روک دیا اور اٹھ کر الماری سے اسکاچ کی بوتل نکالی۔

کرنل دو تین پیگ پی کر "تھینک یو" کہتا ہوا اٹھا اور مصافحہ کر کے مسکراتا ہوا چلا گیا۔ میں اس بلی کو موم کی طرح پگھلتا دیکھ کر دنیا کی بوالعجبی پر حیران تھا---- جو ڈنڈے کے سوا کسی انسانی صفت کو تسلیم نہیں کرتی---- کل وہ جس پرنسلی کا مضحکہ اڑا رہا تھا آج اس کو شہزادہ تسلیم کر رہا تھا۔ یہ میری خوبی نہ تھی۔ مسٹر ولسن کی شخصیت کا کرشمہ تھا۔ شاید انہوں نے اس بلی کی کچھ کراری ہی کھنچائی کر دی تھی کہ بھیگی بلی بن کر رہ گیا تھا۔ دوسری صبح میں نے بریڈلے کو تمام قصہ سنا دیا۔ اسی شام بریڈلے نے پہلی مرتبہ اپنے خرچ پر چند دوسرے افسروں کے ساتھ میری صحت کا جام پیا۔

اس واقعے کو دو تین دن گزرے ہوں گے کہ بریڈلے نے مجھے شام کے چھ بجے بمبئی سینٹرل اسٹیشن چلنے کو کہا۔ میں نے وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ پاراگڑھ سے اس کا کزن کیپٹن کمنگز ایکسپریس ٹرین سے بمبئی پہنچ رہا ہے۔ میں پاراگڑھ کے نام کو سن کر

چونکا لیکن چونکہ کیپٹن کمنگز سے مل چکا تھا اور ہم ایک دوسرے سے واقف تھے اس لئے چلنے کو تیار ہو گیا--- بریڈلے نے ہچکنس سے اپنے اور میرے لئے دو گھنٹے کی رخصت حاصل کی اور دونوں مورس میں بیٹھ کر سوا پانچ بجے کے قریب اسٹیشن پہنچ گئے۔ ایکسپریس ٹرین اوپن پلیٹ فارم پر آکر ٹھہرتی تھی چونکہ ہم وقت سے بہت پہلے پہنچ گئے تھے اس لئے پلیٹ فارم کے ساتھ صرف چند کاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ درمیان کا بیشتر حصہ خالی پڑا تھا۔ میں نے یارڈ میں داخل ہوتے ہی گاڑی کو ایک ٹرن دیا اور بیک کر کے پلیٹ فارم کے ساتھ کھڑی کر دی۔ انجن بند کر کے نیچے اترا اور بریڈلے کے ساتھ پلیٹ فارم پر پہنچا۔ یہاں ریسیو کرنے کے لئے آنے والوں اور ہوٹلوں کے نمائندوں کا کافی ہجوم تھا۔ میں تقریباً دو سال بعد اسٹیشن آیا تھا--- اس اسٹیشن سے بھی میری کچھ یادیں وابستہ تھیں۔ مرکزی عمارت پر نظر پڑتے ہی چند دوستوں کی تصویریں ذہن میں ابھریں۔ جن میں سب سے پہلا سرجو بھائی کتھاریہ تھا۔ پھر اندو--- پھر ششی--- اور پھر سیکنڈ فلور ویٹنگ روم کی مستقل زینت تہمینہ سراج اور اس کا خوفناک ایلیشن--- میں ماضی کے خیالات میں گردو پیش سے بے نیاز ہو گیا۔ بریڈلے نے مجھے خاموش دیکھ کر سگریٹ کیس میرے ہاتھ سے لگاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "ڈر یمنگ۔"

میں نے سگریٹ کیس لیتے ہوئے کہا۔ "اپنے متعلق کہہ رہے ہو؟"

ہنس کر لائٹر جلاتا ہوا بولا۔ "یقیناً۔" میں نے سگریٹ کا کش لیا اور رک کر بلڈنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہاں میرا ایک دوست رہا کرتا تھا--- اس کے متعلق سوچ رہا تھا۔ نہ معلوم ہے یا چلا گیا۔"

مسکرا کر کہنے لگا۔ "عورت یا مرد؟"

میں نے سگریٹ کیس لوٹاتے ہوئے کہا۔ "تم یہیں ٹھہرو میں دیکھ کر آتا ہوں۔ اگر موجود ہوا تو میرے ساتھ آئے گا۔ دیکھ لینا۔" بریڈلے نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ٹرین پہنچنے میں بیس منٹ ہیں۔ اگر پندرہ منٹ میں واپس آنے کا وعدہ کرو تو جا سکتے ہو۔"

میں جواب دینے کے بجائے گیٹ کی طرف چل دیا۔ ہال عبور کر کے زینے کی طرف مڑا تھا کہ تہمینہ کتے کی زنجیر پکڑے سیڑھیاں اترتی دکھائی دی۔ وہ اسی طرح شاداب اور پر کشش تھی جس طرح دو سال پہلے تھی۔ میں چلتے چلتے رک گیا۔ اس نے نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ ذرا جھجکی--- رک کر کتے کی گردن پر ہاتھ پھراتے ہوئے غور سے میری طرف دیکھا۔ ایک مانوس سا تبسم اس کے ہونٹوں پر ابھرا۔ میں نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "ہیلو تہمینہ۔"

اس نے تیزی سے بڑھ کر ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ "تمہاری یونیفارم نے مجھے کنفیوز

کر دیا ڈارلنگ--- کیا آرمی جوائن کر لی؟"

میں نے کہا۔ "شوگر میں پہلے بھی آرمی ہی میں تھا--- تم بھول گئیں شاید۔"

مسکرا کر کہنے لگی۔ "خیر آؤ--- میں کمرے میں چل کر تمہارا مزاج پوچھتی ہوں۔" میں اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے بولی۔ "مجھے چھوڑ کر جانے کی کیا وجہ تھی۔ کیپٹن یا میجر جو کچھ بھی تم ہو---" میں نے ہنس کر کہا۔ "صرف لیفٹننٹ--- اور یقین کرو--- میں یہاں نہیں تھا--- ورنہ تمہیں پانے کے بعد کون چھوڑ سکتا ہے۔" اس نے قہقہہ لگایا اور پورا زینہ عبور کرنے تک ہنستی رہی۔ فرسٹ فلور پر پہنچ کر کہنے لگی۔ "اب تو میں تم کو نہیں چھوڑوں گی جان من--- میری طرف تمہارا بہت کچھ ڈیو ہے--- اور میں سب کچھ لوٹا دونگی۔"

میں نے اس کی کمر پر ہاتھ مار کر کہا۔ "ڈیم اٹ--- دوستوں میں ڈیو کچھ نہیں ہوا کرتا یہ بتاؤ تمہاری صحت کیسی ہے---؟"

"صحت؟" اس نے ہنس کر کہا۔ "میری صحت کو کیا ہوا؟ اوہ--- آئی سی--- کمرے میں چل کر بتاتی ہوں۔"

میں نے کہا۔ "خوب--- تہمینہ ڈیر' تمہارا کمرہ ہے یا ایکس رے روم جہاں مزاج پرسی بھی کی جاتی ہے۔ صحت کا معائنہ بھی کرایا جاتا ہے--- اور--- اور کیا؟"

وہ ہنس دی۔ سیکنڈ فلور پر آتے ہی میرا بازو تھام لیا اور ہال عبور کر کے اپنے کمرے کے دروازے کا تالا کھولتے کھولتے ویٹنگ رومز اٹینڈنٹ کے کمرے کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی۔ "میری صحت کی اطلاع اس کمرے سے نشر ہوتی رہی ہے۔ کہیں تم بھی اس کے ہتھے تو نہیں چڑھ گئے تھے۔"

میں نے اس کو کمرے میں دھکیل کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "کون رہتا ہے اس کمرے میں؟"

اس نے دروازے کا بولٹ لگا کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں بیٹھ گیا۔ کہنے لگی۔ "اس کمرے میں ایک چڑیل رہتی تھی۔ اب نکال دی گئی--- اور اس کی جگہ دوسری اٹینڈنٹ آگئی ہے--- کیا پیو گے؟"

میں نے کہا۔ "کیا پلاؤ گی؟" اس نے جواب دینے کے بجائے آگے بڑھ کر میرا منہ چوم لیا۔ میں نے رومال سے منہ پونچھ کر کہا۔ "تھینک یو ہنی۔" اس نے جھک کر الماری کے نچلے خانے سے شیمپن کی نصف بوتل نکالی اور ٹیبل پر رکھ دی۔ گلاس لے کر واش بیسن پر ہاتھ دھوئے اور میرے سامنے بیٹھ گئی۔ میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر کہا۔ تہمینہ ڈیئر مجھے ایکسپریس پر ایک دوست کو ریسیو کرنا ہے--- اس کو مکان پر چھوڑ کر سات بجے واپس آؤں گا۔ "آج ہم ساتھ کھانا کھائیں گے۔" مسکرا کر بولی "اور رات ساتھ

گزاریں گے۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "آج تمام رات ڈانس کریں گے۔" اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دباتے ہوئے کہا۔ "ٹھہرو میں تمہارے ساتھ پلیٹ فارم چل رہی ہوں۔" میں پھر بیٹھ گیا اس نے بوتل کھول کر گلاسوں میں انڈیلی اور ایک گلاس میرے ہاتھ میں تھما دیا اور دوسرا خود اٹھا کر پینے لگی۔ میں نے اس کی تقلید کی۔ گھونٹ لیتے ہی دیسی شراب کی تیز خوشبو اور تلخی سے سر چکرا گیا۔ میں نے گلاس میز پر رکھ کر کہا۔ "یہ کیا بلا ہے تہمینہ شیمپین تو ہرگز نہیں۔"

قہقہہ لگا کر بولی۔ "انڈین وہسکی ہے ڈارلنگ—— اس کا ایک ہی پیگ آسمانوں کی سیر کرا دیتا ہے۔"

میں نے مسکرا کر سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا "اور سنکھیا اس سے بھی اچھی چیز ہے—— مستقل طور پر آسمانوں کی سیر کا انتظام کر دیتا ہے۔" اس نے اپنا گلاس خالی کر کے رکھ دیا اور مسکرا کر کہنے لگی۔ "بچے ہو میری جان—— خیر میں تمہیں مجبور نہیں کرونگی۔" میں نے اپنا گلاس اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دے دیا اور وہ اس کو بھی غٹاغٹ پی گئی۔ میں اس کی بلا نوشی پر بیٹھا بیٹھا تعجب کرتا رہا۔ وہ گلاس اور بوتل لے کر اٹھی اور الماری میں رکھ کر میرے پاس آ کر بیٹھ گئی میں اس کے سانسوں کی ناگوار بو سے تنگ آ کر پیچھے ہٹنے لگا۔ اس نے دونوں ہاتھ میرے کندھوں پر رکھ دیئے اور مسکرا کر کہنے لگی۔ "ڈارلنگ بچے ہی نہیں اناڑی بھی ہو—— تمہیں دیسی عورت اور دیسی شراب کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔"

میں نے اس کے منہ سے نکلنے والا بھبکا برداشت کر کے کہا۔ "اوکے شوگر' سات بجے اس موضوع پر بات کریں گے—— اب اجازت دو۔" اس نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور اٹھتے ہوئے بولی۔ "اچھا آؤ۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میرے ساتھ کئی دوست مہمانوں کو ریسیو کرنے آئے ہیں۔ تم ان کے ساتھ ہو کر کیا کرو گی؟"

اس نے جواب دینے کے بجائے دروازہ کھولا اور بازو تھام کر باہر نکل آئی۔ دروازہ لاک کیا اور زینے کی طرف چلنے لگی' اس کی چال میں کوئی لڑکھڑاہٹ یا لغزش نہ تھی۔ میں نے سیڑھیاں اترتے ہوئے کہا۔ "تہمینہ تم اپنا کتا کیوں چھوڑ آئیں؟" اس نے میرے چہرے کی طرف دیکھ کر قہقہہ لگایا اور کہنے لگی۔ "تم جو ساتھ ہو ڈارلنگ۔"

میں کٹ کر رہ گیا۔ دو تین سیڑھیاں اترنے کے بعد کہنے لگی۔ "برا نہ مانا جانا—— میرا مطلب تھا—— حفاظت کے لئے تم جو ساتھ ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم نے غلط تو نہیں کہا ڈیئر—— مجھے خود بھی اس کا اعتراف ہے۔"

ہال سے گزر کر گیٹ کے قریب پہنچے تو ایکسپریس پلیٹ فارم پر کھڑی ہوئی تھی اور مسافر اتر رہے تھے۔ ہم تیزی سے اندر داخل ہوئے اور بھیڑ بھاڑ سے بچتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ اگلی چند بوگیوں سے گزرنے کے بعد میری نظر بریڈلے پر پڑی۔ وہ فرسٹ کلاس کمپارٹمنٹ کے سامنے کمنگز سے باتیں کر رہا تھا۔ ان کے قریب ہی ایک کیم شحیم آدمی جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھا ایک سوٹ کیس ہاتھ میں لئے کھڑا تھا۔ اس کی پیٹھ ہماری طرف ہونے کے باعث میں اس کو پہچان نہ سکا لیکن غیر ارادی طور پر چلتے چلتے میرے قدم رک گئے۔ کمنگز پارا گڑھ سے آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ کسی ملٹری آفیسر یا انگریز کا ہونا تو کوئی بات نہ تھی لیکن یہ تو کوئی ہندوستانی آدمی تھا اور پارا گڑھ سے کسی دیسی مہاشے کا آگمن' میرے دماغ میں خطرے کی **گھنٹیاں** بجنے لگیں۔ میں جم کر رہ گیا۔ غنیمت تھا کہ بریڈلے کی نظر ابھی تک مجھ پر نہ پڑی تھی۔ حالانکہ وہ متجسس نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ تہمینہ مجھے رکتے دیکھ کر بولی۔ "کیا بات ہے؟"

میں نے کہا۔ "ایک ایسا شخص موجود ہے جس سے میں ملنا نہیں چاہتا۔" کہنے لگی۔ "تو پھر واپس چلو۔"

اسی وقت بریڈلے نے کمنگز سے کچھ کہا اور مڑ کر کار کی طرف چلنے لگا۔ اس کے ساتھ کمنگز اور دوسرا شخص بھی مڑا اور میں دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ یہ **بشیشر** سنگھ تھا اور یہی نہیں اس کے پیچھے پیچھے اس کی دونوں لڑکیاں بھی تھیں۔ "یا خدا۔" میرا ہاتھ خود بخود ہونٹوں پر پہنچ گیا میں نے ایک آدمی کی آڑ میں سے ان کو کار میں سوار ہوتے دیکھا اور تہمینہ کو چلنے کا اشارہ کر کے پلٹا۔ گیٹ سے گزر کے ہال میں پہنچتے ہی تہمینہ سے کہا۔ "میں اوپر چلتا ہوں—— تم میرے دوست کیپٹن بریڈلے سے جا کر کہو——" اس نے مسکرا کر میرا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "خوب ڈارلنگ—— مجھے کیا معلوم وہ——"

"سنو ڈیئر۔" میں نے کہا۔ "وہ نیلی مورس ہے وہیل پر یا گاڑی کے قریب کھڑا ہوا ادھر ادھر دیکھ رہا ہو گا۔ طویل القامت گورا چٹا—— تیس سال کے لگ بھگ عمر ہے۔"

وہ بولی۔ "پھر پرپوز کروں کیا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "انکار کر دے گا—— تم ٹھراپتی ہو—— وہ اسکاچ سے کم پر ہاتھ نہیں ڈالتا اور وہ بھی میرے اکاؤنٹ میں۔"

"گڈ۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "اچھا تو تمہارا مطلب ہے میں اس سے مل کر کہوں کہ——"

"لیفٹننٹ پرنسلی رک گئے ہیں—— تمہیں گھر پر ملیں گے—— مہمانوں کو لے کر چلے جاؤ——" میں نے اس کو پیغام دیا۔ وہ چلنے لگی تو میں نے روک کر کہا۔ "اگر وہ تمہارے ساتھ آنا چاہے تو لے آنا اکیلے کو——"

تمینہ مسکرا کر چل دی۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور کھڑے کھڑے پینے لگا۔ دس منٹ گزر گئے---- ایکسپریس سے آنیوالے تمام مسافر چلے گئے۔ میں نے اپنی گاڑی کو بھی پورچ سے گزر کے آوٹ گیٹ سے باہر جاتے دیکھا لیکن تمینہ ابھی تک واپس نہیں ہوئی تھی۔ مجھے اس سے کوئی خاص دلچسپی نہ تھی۔ صرف یہ جاننا چاہتا تھا کہ اس نے بریڈلے کو میرا پیغام پہنچایا یا نہیں۔ آخر انتظار کرتے کرتے اکتا کر میں اس سے ملنے کے لئے اوپن پلیٹ فارم کی طرف چل دیا۔ یہاں اس وقت قلی کباڑیوں کے سوا کوئی نہ تھا۔ پلیٹ فارم اس سرے سے اس سرے تک خالی پڑا تھا۔ تمینہ کا کہیں نشان تک نہ تھا۔ مجھے حیرت تھی کہ وہ کہاں غائب ہو گئی۔ آخر یہ سوچ کر کہ شاید اس کا کوئی دوست مل گیا ہو گا اور وہ اس کے ساتھ چلی گئی ہو گی۔ میں نے لیک ٹیکسی پکڑی اور کولابہ کی طرف چل دیا۔

رات کے دس بجے جب کہ میں کھانے سے فارغ ہو کر سونے کی تیاری کر رہا تھا اطلاعی گھنٹی بجی۔ میں نے دروازہ کھولا' راہداری میں کیپٹن بریڈلے اور کمنگز کھڑے تھے۔ میں نے کمنگز سے مصافحہ کیا اور دونوں کو لے کر کمرے میں آیا۔ بریڈلے نے بیٹھتے ہی کہا۔ "مجھے تمہارا پیغام مل گیا تھا پرنسلی۔"

"مجھے افسوس ہے کیپٹن میں کیپٹن کمنگز کو ریسیور کرنے نہ پہنچ سکا۔" کمنگز نے مسکرا کر کہا۔ "اچھا ہی ہوا لیفن تم نہ پہنچے۔ میرے ساتھ کچھ دوست تھے---- ایسے دوست جو شاید تمہارے لئے پریشانی کا باعث ہوتے۔"

میں یہ پوچھنے کی جرات نہ کر سکا کہ کون دوست تھے۔ "آئی سی" کہہ کر رہ گیا۔ کمنگز نے بھی اس موضوع پر بات کرنا مناسب نہ سمجھا اور مسکرا کر کہنے لگا۔ "لیفن تمہارے پاس تو نئی رالز تھی۔ مورس کیوں لے لی۔"

میں نے بریڈلے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس لئے کہ مجھ سے سینئر آفیسرز کے پاس مورس بھی نہیں ہے۔" بریڈلے ہنس دیا۔ میں نے کمنگز کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا پینا پسند کرو گے کیپٹن؟"

بریڈلے نے کہا۔ "اسکاچ اور مزید اسکاچ۔" میں نے اٹھ کر الماری سے بوتل اور گلاس نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "شروع کرو۔" بریڈلے نے گلاسوں میں انڈیلی اور کمنگز کی طرف ایک گلاس سرکایا۔ میں اپنا گلاس اٹھانے کے لئے جھکا تو کان کے پاس منہ لا کر کہنے لگا۔ "کون تھی وہ؟"

میں نے گلاس کی آڑ لے کر جواب دیا۔ "میری چچی۔" کمنگز ایک گھونٹ لے کر بولا۔ "لیفن معاف کرنا---- کل کسی وقت تمہیں ایک کزن سے بھی ملنا ہو گا۔" مجھ سے پہلے بریڈلے بول پڑا۔ "اوہ یہ بات ہے کمنگز؟" کمنگز نے اثبات میں سر ہلا کر پھر پینی شروع کردی میں نے تھوڑے تھوڑے وقفے سے گھونٹ لے کر گلاس خالی کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کیپٹن---- میں تم سے شکایت کا حق تو رکھتا ہوں لیکن شاید نادانستگی میں تم انہیں یہاں لے آئے ہو اس لئے کچھ کہنا پسند نہیں کروں گا۔" کمنگز نے گلاس رکھتے ہوئے کہا۔ "تمہارا خیال صحیح ہے لیفن---- میں نے باتوں باتوں میں مسٹر سنگھ سے بمبئی جانے کا ذکر کر دیا تھا۔ وہ بھی اپنی لڑکی کے علاج کے لئے بمبئی آنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو گئے۔"

میں نے کہا۔ "مجھے یقین ہے کیپٹن ایسا ہی ہو گا---- کون سی لڑکی بیمار ہے ان کی۔"

ہنس کر کہنے لگا۔ "جانے دو لیفن---- تمہیں دکھ ہو گا۔"

میں نے بریڈلے کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ایسی کوئی بات نہیں ہے کیپٹن---- پلیز آپ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔" وہ بولا۔ "شاید غلط فہمی میں تم مبتلا ہو---- مجھے معوم ہے اس کی بیماری کیا ہے۔" میں نے "ممکن ہے" کہہ کر بات ختم کر دی بحث کو طول دینے کی گنجائش نہ تھی۔ چند پیگ پینے کے بعد وہ چلے گئے۔

دوسرے دن لنچ پر کیپٹن بریڈلے نے مسٹر سنگھ کا ذکر چھیڑتے ہوئے کمنگز سے کہا۔

"تم نے پرنسلی کے لئے بہت بڑا مسئلہ پیدا کر دیا کمنگز---- یہ پہلے ہی یہاں سے بھاگنے کی تیاری کر رہا تھا اور اب تو شاید میں بھی اسے روکنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ کاش یہ حادثہ نہ ہوا ہوتا۔" کمنگز نے کہا۔ "بریڈلے' مجھے جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں' اس غلطی پر افسوس ہے---- لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک طرح یہ انسانی ہمدردی کا تقاضا تھا جو میرے ہاتھوں پورا ہو گیا۔ تم نے اس لڑکی کو چند ماہ پہلے نہیں دیکھا اس لئے تم اس تبدیلی کا اندازہ نہیں کر سکتے ہو جو اس مختصر سے عرصے میں اس کی صحت میں رونما ہوئی---- کس قدر احمق نکلی وہ لڑکی بھی۔"

میں نے کھاتے کھاتے رک کر آہستہ سے کانٹا میز پر رکھ دیا۔ بریڈلے نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کی کھا جانے والی نظروں سے بچنے کے لئے ساغر و مینا کا سہارا لیا۔ ہاتھ بڑھا کر اس کے سامنے سے بوتل اٹھا کر گلاس میں انڈیلی اور پینے لگا۔ بریڈلے نے منہ بنا کر کندھے اچکا دیئے۔

میں نے گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "کیا میرے متعلق بھی یہی خیال ہے بریڈ؟" بریڈلے نے منہ بنا کر کندھے اچکا دیئے۔ میں دیندارانہ انداز میں بولا۔ "خدا دیوانوں کو ان کی دیوانگی کی سزا دے۔ اگر وہ جان بوجھ کر دیوانگی کو دعوت دے رہے ہوں۔"

بریڈلے نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "آمین---- اور میری دعا ہے یور ایکی نینس کہ خدا دیوانہ بنانے والوں کو بھی وہی سزا دے----"

میں نے اس کا جملہ آگے بڑھایا۔ "اگر وہ جان بوجھ کر کسی کو دیوانہ بنا رہے

ہوں ـــــــ او کے؟" کمنگز نے کہا۔ "دیٹس رائٹ ـــــــ اینڈ دہاٹ۔" بریڈلے نے ہنس کر کہا۔ "آمین۔" کمنگز نے گرگٹ کی طرح سر ہلایا۔ "پھر بھی لیفن۔" اس نے رک رک کر کہنا شروع کیا۔ اس سے پہلے کہ آل مائٹی پاگل خانے کی طرف متوجہ ہو تمہیں ایک مرتبہ اس بیچاری سے ضرور ملنا چاہئے ـــــــ اگر تمہارے حالات اجازت دیں۔" میں نے بریڈلے کی طرف دیکھا۔ وہ میرا اشارہ سمجھ کر بولا۔ "او کے ـــــــ بٹ ـــــــ مالا بارہل سے سگنل ملنے کے بعد ـــــــ" میں نے تھینک یو کہہ کر گلاس اٹھا لیا۔

اسی شام میں نے مسٹر ولسن کو ٹیلی فون کر کے ہر ایکسی لنسی سے ملاقات کا وقت طے کیا اور سات بجے گورنمنٹ ہاؤس پہنچ گیا۔ مسٹر ولسن نے انہیں میری آمد کی اطلاع بھجوائی اور جب اجازت ملنے پر میں ڈرائنگ روم میں پہنچا تو اندرونی دروازے سے ہز ایکسی لنسی داخل ہو رہے تھے۔ میں نے ہز ایکسی لنسی کو سلیوٹ دیا تو بیک وقت دونوں نے مسکرا کر جواب دیا ـــــــ میں اس اتفاق پر تلملا کر رہ گیا لیکن کیا کر سکتا تھا۔ ہز ایکسی لنسی نے بیٹھتے ہی مزاج پرسی کی اور بیوی کی طرف دیکھ کر کہا۔ تم نے بلایا۔ یور ایکسی لنسی؟" انہوں نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور اٹھتی ہوئی بولیں۔ "آئی ہیو اے ورڈ ود ہم ـــــــ کم آن پرنسلی۔"

میں تھینک یو کہہ کر ان کے ساتھ چلنے لگا۔ لائبریری میں پہنچ کر بولیں۔ "ویل۔"

میں نے کہا۔ "یور ایکسی لنسی' پارا گڑھ سے میری وہ دوست جس کا میں نے آپ سے ذکر کیا تھا' کیپٹن کمنگز کو ساتھ لے کر بمبئی پہنچی ہے ـــــــ وہ بیمار ہے۔ کیا میں اس سے مل سکتا ہوں؟"

انہوں نے تھوڑی دیر سر جھکا کر غور کیا اور پھر میری طرف دیکھ کر بولیں۔ "تمہیں یقین ہے وہ کسی حماقت کا مظاہرہ نہیں کرے گی۔"

میں نے کہا۔ "شاید نہیں یور ایکسی لنسی ـــــــ میں کوشش کروں گا کوئی پیچیدگی نہ ہو۔"

مسکرا کر بولیں۔ "خوب ـــــــ تو تم اس کے لئے اپنے دل میں گوشۂ عافیت رکھتے ہو ـــــــ او کے ـــــــ جاؤ لیکن ہوشیاری سے ہینڈل کرنا۔" میں نے سر جھکا دیا۔ وہ پلٹیں اور ڈرائنگ روم کی طرف چل دیں۔ میں نے ہز ایکسی لنسی کو سلام کیا اور دروازے کی طرف چلنے لگا تو بولے۔ "لیفن۔" میں نے رک کر سر جھکاتے ہوئے کہا۔ "یور ایکسی لنسی۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "کوئی پرابلم۔"

میں نے شکریہ ادا کر کے کہا۔ "نہیں یور ایکسی لنسی ـــــــ" وہ مسکرا کر خاموش ہو گئے۔ میں سلام کر کے باہر نکل آیا۔

رات کو نو بجے کے قریب جب کہ میں کھانا کھا کر سیر کو جانے کے لئے باہر نکل رہا

تھا۔ کیپٹن بریڈلے اور کمنگز پہنچ گئے۔ میں نے مصافحہ کر کے ان کو بٹھایا اور سگریٹ پیش کئے۔ بریڈلے نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "سگنل مل گیا؟" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کمنگز کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیپٹن میں مس سنگھ سے مل سکتا ہوں ـــــــ لیکن اس وقت جب کہ وہ ہسپتال میں داخل ہو چکی ہو گی ـــــــ مشکل یہ ہے وہ چیز باکس ہے۔"

کمنگز نے کہا۔ "اب نہیں رہی ـــــــ تم اسے نہایت غمزدہ اور خاموش پاؤ گے۔"

"وہ اتنی زیادہ بدل چکی ہے کہ اب اس کے پاس کہنے کو کچھ نہیں رہا۔"

"غنیمت ہے میں وہ نہیں ہوں جو وہ ثابت کرنا چاہتی ہے۔

"شیور ـــــــ شیور ـــــــ" اس نے مسکرا کر کہا۔ "میں نے تیز ہو کر کہا۔

"تمہارا کیا مطلب ہے کیپٹن؟"

مسکرا کر بولا۔ "پرنسلی کرنل شیلڈن نے تمہارے متعلق گورنمنٹ ہاؤس سے کوئی انکوائری نہیں کی ـــــــ یہ تو تمہیں معلوم ہے نا؟"

میں نے کہا۔ "رائٹ ـــــــ اس سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہو کیپٹن؟" وہ بولا۔ "یہی کہ ہمیں معلوم ہو چکا تھا مس سنگھ غلط نہیں کہہ رہی ـــــــ ویل مائی ینگ فرینڈ۔" وہ مسکرایا۔ "ہم اس سے زیادہ جانتے ہیں جتنا تم سمجھتے ہو ـــــــ اس لئے کیمو فلیج غیر ضروری ہے ـــــــ ہم قابل اعتماد دوست ہیں۔"

میں نے بریڈلے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تھینک یو کیپٹن۔" بریڈلے نے ہنس کر کہا۔ "بوائے او بوائے۔"

میں نے اٹھ کر الماری کھولی اور تین گلاسوں میں دو دو پیگ وہسکی انڈیل کر ان کو ایک ایک گلاس تھما کر کھڑا کھڑا پینے لگا۔ دس بجے تک جنگ کی صورتحال پر باتیں کرنے کے بعد وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں زینے تک ان کے ساتھ آیا۔ کمنگز نے دوسرے دن شام کو چار بجے آ کر مجھے نرسنگ ہوم لے جانے کا ارادہ ظاہر کیا اور دونوں مصافحہ کر کے رخصت ہو گئے۔ کمنگز کا انکشاف مجھے پریشان کرنے کو کافی سے زیادہ ثابت ہوا' مجھے بمشکل نیند آ سکی۔

ہم نیبولا نرسنگ ہوم پہنچے تو شام کے ساڑھے چار بج چکے تھے۔ وزٹنگ ٹائم ختم ہونے والا تھا۔ بریڈلے نے کمپاؤنڈ میں پہنچ کر زینے کے قریب گاڑی روک دی۔ باہر نکلتے ہی میں نے کمنگز سے کہا۔ کیپٹن زیادہ دیر نہ ٹھہرنا اور اگر میں غلط بیانی سے کام لوں تو پلیز جھٹلانے کی کوشش نہ کرنا۔"

کمنگز نے میرا بازو تھام کر زینے کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "لیفن تم ہم میں سے ہو ـــــــ اور پھر ـــــــ یہ سلسلہ تو اتنی اونچی سطح پر پہنچا ہوا ہے کہ تم ہمارے خلاف

ایک لفظ نہیں کہہ سکتے۔" میں نے بریڈلے کی طرف دیکھا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "میرے متعلق تو تمہیں معلوم ہی ہے۔ سیکرٹ سروس سے وابستہ ہوں۔" میں ہنس دیا۔ کمنگز "تھرڈ فلور" کہہ کر سیڑھیاں چڑھنے لگا اور ہم اس کے پیچھے پیچھے زینے طے کرتے ہوئے تیسری منزل پر پہنچے۔ پہلی ہی کارنر پر بشیشر سنگھ کاریڈور میں ٹہلتے ہوئے ملے۔ ہمیں دیکھتے ہی "ہیلو ہیلو" کہہ کر آگے بڑھے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ مسکرا کر مصافحہ کرتے ہوئے بولے۔ "لیفٹننٹ مجھے یقین تھا تم ہم سے ملنے ضرور آؤ گے۔۔۔۔۔۔ تھینک یو ویری مچ۔۔۔۔۔۔ کیپٹن بریڈلے اینڈ کیپٹن کمنگز۔۔۔۔۔۔ آیئے۔" انہوں نے آگے بڑھ کر ایک کمرے کے دروازے کا پردہ اٹھایا اور ہم اندر داخل ہوئے۔ دائیں جانب کھڑکی کے قریب ایک بستر پر سریکھا تکیے کے سہارے بیٹھی ہوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ اس کی چھوٹی بہن الماری میں کچھ تلاش کر رہی تھی۔ "سریکھا۔" بشیشر سنگھ نے اندر آتے ہی کہا۔ اس نے کتاب ہاتھ سے رکھ کر ہماری طرف دیکھا اور میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی مسکرا کر بولی۔ "اوہ کرن تم آگئے؟"

میں نے اس کے انداز تخاطب کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "کیسی طبیعت ہے مسی؟"

وہ بولی۔ "بالکل ٹھیک۔۔۔۔۔۔ شکریہ کرن۔۔۔۔۔۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "لیفٹننٹ پرنسلی۔۔۔۔۔۔ اچھا نام نہیں کیا مسی؟"

"ہو گا۔۔۔۔۔۔ بیٹھو تو سہی۔" میں نے گردن گھما کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ بشیشر سنگھ نے ایک کرسی سرکا کر میرے قریب کر دی۔ میں "تھینکس" کہہ کر بیٹھ گیا۔ پائنتی کی طرف دو کرسیوں پر بریڈلے اور کمنگز بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا۔ دونوں نے دوسری طرف منہ پھرا لیا۔ بشیشر سنگھ ایک اسٹول گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گئے۔ سریکھا سے نظریں ملانے کی جرات نہ پا کر میں ان سے مخاطب ہو گیا۔ "کیا شکایت ہے مس سریکھا کو مسٹر سنگھ۔"

وہ بولے۔ "خدا جانے۔۔۔۔۔۔ کسی ڈاکٹر یا وید کی سمجھ میں نہیں آ سکا کچھ نفسیاتی قسم کی شکایت ہے۔ شاید یہاں کچھ علاج ہو سکے۔"

میں نے سریکھا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مسی آپ کی حالت پر مجھے افسوس ہے۔" سنبھل کر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "تھینک یو۔"

میں نے نیچی آواز میں کہا۔ "راج محل میں جا کر بھٹکنے کا کیا مقصد تھا سریکھا؟"

"مجھے غصہ تھا تم پر۔" اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔ میں "بہت خوب" کہہ کر پھر بشیشر سنگھ کی طرف مخاطب ہوا۔ "بہتر ہے مسٹر سنگھ۔ علاج کرایئے۔ اگر میں کوئی خدمت کر سکتا ہوں تو بلا تکلف فرمایئے گا۔"

بشیشر سنگھ نے سر جھکا کر کہا۔ "میں تم سے بہت شرمندہ ہوں لیفٹننٹ۔۔۔۔۔۔ ہم نے تمہیں تکلیف کے سوا کچھ نہیں دیا۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "مجھے آپ سے شکایت نہیں۔۔۔۔۔۔ اور پھر یہ تو۔۔۔۔۔۔ شاید مینٹل کیس ہے۔۔۔۔۔۔ خدا رحم کرے۔" سریکھا نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "سنو اتنی جلدی کیوں بھاگ رہے ہو؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "مس سریکھا، آپ کو معلوم ہے آپ نے مجھے کتنی بڑی مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے؟"

"تمہارا خیال ہے کرن۔۔۔۔۔۔ میں تم سے بڑی مصیبت میں مبتلا ہوں۔۔۔۔۔۔ میں اس مرحلے پر پہنچ چکی ہوں جہاں۔۔۔۔۔۔"

"او کے۔" میں نے اس کو زیادہ بھٹکتے دیکھ کر بات کاٹی۔۔۔۔۔۔ "میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔ اچھی طرح سوچ کر جواب دینا۔"

وہ بولی۔ "اچھا سوال کرو۔" میں نے کہا۔ "فرض کرو تمہارا خیال صحیح ہے۔۔۔۔۔۔ میں پرنس کرن ہوں۔۔۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔۔۔؟" وہ سر پر ہاتھ پھرانے لگی۔ بشیشر سنگھ نے کہا۔ "ٹھیک ہے سریکھا۔۔۔۔۔۔ بتاؤ نا۔۔۔۔۔۔ اگر یہ کرن ہیں۔۔۔۔۔۔ تم کیا چاہتی ہو ان سے؟"

مسکرا کر بولی۔ "مجھے خود بھی معلوم نہیں۔۔۔۔۔۔ میں کیا چاہتی ہوں؟"

"بہرکیف۔" میں نے اکتا کر کہا۔ "تم اچھی طرح سوچ لو۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ تم صحت یاب ہو جاؤ اور وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں دیکھنے آتا رہوں گا۔۔۔۔۔۔ تم جب کسی نتیجے پر پہنچ جاؤ تو مجھے بتا دینا۔۔۔۔۔۔ او کے؟" اس نے نفی میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ "میں کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتی کرن۔۔۔۔۔۔ رہا بتانے کا سوال تو میں تمہیں کیا نہیں بتا چکی۔" میں نے ہنس کر کہا "اور میری طرف سے تمہیں اس کا جواب نہیں ملا کیا؟"

بشیشر سنگھ نے کہا۔ "سریکھا۔۔۔۔۔۔ طبیعت سنبھلنے کے بعد تم بہتر طریقے پر سوچ سکو گی۔۔۔۔۔۔ اب اس مسئلے پر ذہن کو نہ الجھاؤ۔"

وہ "بہتر ہے" کہہ کر خاموش ہو گئی۔ میں نے بریڈلے کو چلنے کا اشارہ کر کے کہا۔ "اچھا مس سریکھا۔ اجازت۔" اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا اور بولی۔ "بہتر ہے۔" میں نے بشیشر سنگھ کو سلام کیا اور اپنے دوستوں کے ساتھ باہر نکل آیا۔

راستے میں کمنگز نے بریڈلے سے کہا۔ "کیا سمجھے جان؟"

اس نے گردن گھما کر پیچھے کی طرف نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "وہ بری طرح محبت کا شکار ہو چکی ہے۔۔۔۔۔۔ گاڈ سیو دی پرنس۔"

کمنگز نے اس کے دعائیہ جملے کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا "نہیں جان۔۔۔۔۔۔ وہ

کنفیوزن کا شکار ہے ------ الجھن میں ہے ------ اس کو کرن کہہ کر بھی مطمئن نہیں ہے ------ کیونکہ وہ جانتی ہے کہ اگر یہ پرنس ہے تو ایک شادی شدہ پرنس ہے ------ اور اگر پرنسلی ہے تو غیر مذہب ------ دونوں صورتوں میں اس کی دسترس سے باہر ہے اب وہ سوچے تو کیا سوچے؟؟"

بریڈلے نے کہا۔ "یہ صحیح ہے ------ لیکن اس کا حل ------ میرا مطلب ہے جہاں تک لیفن کا تعلق ہے۔" کمنگز نے ہنس کر کہا۔ "ایک ہی حل ہے ------ کورٹ شپ۔" بریڈلے نے کہا ------ "یہ ممکن نہیں ہے مائی ڈیئر ------ حل صرف یہ ہے کہ لڑائی پر چلا جائے۔" میں نے کہا۔ "خدا وہ دن تو کرے کیپٹن ------ میں کئی بار یہ درخواست کر چکا ہوں ------ لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ یہاں بھی مجھ سے غلطی ہو گئی کہ انٹیلی جینس میں شامل ہو گیا۔ فائٹنگ فورس میں ہوتا تو چانس مل سکتا تھا۔" کمنگز نے سگریٹ کیس نکال کر مجھے دیتے ہوئے کہا۔ "جہاں تک میں سمجھتا ہوں تم اپنے سے زیادہ دوسروں کی غلطیوں کا شکار ہو رہے ہو لیفن اور ان غلطی کرنے والوں میں میں بھی شامل ہوں۔" میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا اور مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ آگے چلا۔ "ٹو بی فرینک ------ اس وقت مجھے حالات کا علم نہ تھا۔ میری تمام ہمدردیاں مس سریکھا کے ساتھ تھیں۔ میرا خیال تھا کہ ------ معاف کرنا لیفن ------ کہ شاید تم اس شریف لڑکی کو فلرٹ کر کے چل دیئے ہو اور وہ تمہاری محبت کو سچ سمجھ کر دھوکا کھانے پر توازن کھو بیٹھی ہے۔ گو اس وقت بھی مسٹر سنگھ نے مجھے یقین دلانے کی کوشش کی کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن میں نے ان کا یقین نہیں کیا۔ مگر اب تمہیں قریب سے دیکھنے کے بعد میں محسوس کرتا ہوں کہ میں نے ان کو یہاں لا کر تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا ------ کیا تم مجھے معاف نہیں کرو گے؟؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں ------ تمہارا کورٹ مارشل کراؤں گا۔"

بریڈلے نے گردن گھما کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "اور میں تمہارا گواہ ہوں گا ------ کمنگز نے میرے سامنے اعتراف جرم کیا ہے۔"

میں نے کہا۔ "نہیں ------ تم کزن ہو بریڈ ------ عین وقت پر دھوکا دے جاؤ گے ------ میں تمہاری گواہی پر انحصار نہیں کر سکتا۔" بریڈلے نے کہا۔ "تو پھر کلوڈ سلس کی طرح کمانڈو اٹیک کرا دو۔"

میں نے کمنگز کی طرف دیکھ کر کہا۔ "نہیں بریڈ ------ کیا معلوم کب اس سے پھر کام پڑ جائے ------ اس لئے فارگیٹ اٹ کمنگز۔" کمنگز مسکرا کر باہر کی طرف دیکھنے لگا۔ بریڈلے نے "یو آر آلویز ان مائی ہارٹ" کے ٹیون پر سیٹی بجانی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر میں فورٹ ایریا میں پہنچ گئے اور گاڑی ایک بار کے سامنے رک گئی۔

ڈیڑھ گھنٹے بعد جب ہم باہر نکلے تو بریڈلے تیس روپے کے خسارے میں تھا۔ آج میں نے قصداً بے منٹ نے گریز کیا تھا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے میں نے کمنگز سے کہا۔ "کیپٹن میں کچھ بھاری پن محسوس کر رہا ہوں ------" کمنگز نے کہا۔ "میرا بھی سر چکرا رہا ہے ------ شاید ڈرنکس میں کچھ گڑبڑ تھی۔" بریڈلے نے دروازہ بند کر کے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا ------ "اور میں خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہا ہوں ------ یہاں سے۔" اس نے مسکرا کر جیب پر ہاتھ مارا۔ میں نے کہا۔ "زندگی میں کبھی کبھی ایسا حادثہ بھی ہو جایا کرتا ہے کیپٹن ------"

بریڈلے نے گیئر لگاتے لگاتے پلٹ کر دیکھا اور کہنے لگا۔ "لیکن ایک پرنس کی موجودگی میں غریب کیپٹن کا پے منٹ کرنا معمولی حادثہ نہیں بہت بڑا المیہ ہے۔" کمنگز نے ہنس کر کہا۔ "بریڈ ------ دوست کو ایکسپوز نہیں کیا کرتے۔ یہ ٹریجڈی نہیں ٹریجری ہے۔ خدا سے ڈرو ------ اور کورٹ مارشل سے اور بھی زیادہ ڈرو۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "کیپٹن تمہارا بہادر کزن کسی چیز سے نہیں ڈرتا سوائے جرمن ڈرائیو بامبرز کے ------ جو انڈیا تک نہیں پہنچ سکتے۔"

بریڈلے نے ٹریفک کے رش کی وجہ سے پیچھے دیکھے بغیر کہا۔ "کمنگز تم گواہ رہنا۔ یہ مجھے ڈی مورلائز کر رہا ہے۔" میں نے کہا۔ "کمنگز تم گواہ ہو بریڈلے کا مورل بار میں پے منٹ کرتے ہی ختم ہو چکا تھا۔ کیا اس کی ڈرائیونگ سے شکست خوردگی کا احساس نہیں ہوتا؟" بریڈلے نے ہنس کر سپیڈ بڑھا دی۔ کمنگز نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "آپ' آپ' آپ۔" بریڈلے رفتار بڑھاتا چلا گیا۔ میں نے بریڈلے کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "بریڈ اتنی تیز بھی نہ کرو کہ تمہارا مورل کسی وہیکل سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے۔" بریڈلے نے کارنر پر گھومتے ہوئے پھر رفتار کم کر دی ------ میں اور کمنگز ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے۔ کولابہ پہنچ کر بریڈلے نے گیراج کے سامنے گاڑی روکی اور دونوں اتر کے کیمپ کی طرف چل دیئے۔

دوسرے روز شام کی گاڑی سے کمنگز پارا گڑھ روانہ ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد کیمپ میں ہماری مصروفیات اتنی بڑھ گئیں کہ مجھے اکثر رات کو گھر آنے کی فرصت بھی نہیں ملتی تھی۔ میں ایک ہفتے تک سریکھا کو دیکھنے نہ جا سکا۔ بریڈلے نے اس عرصے میں ایک دو مرتبہ کہا بھی۔ لیکن میں نے ٹال دیا۔ آٹھویں یا نویں روز ہمارا آف تھا۔ بریڈلے صبح سے میرے پاس آیا ہوا تھا اور سیر و تفریح کا پروگرام بنا رہا تھا۔ دس بجے کے قریب میں نے گاڑی میں پٹرول ڈلوایا اور دونوں شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ سردی کا موسم تھا۔ دوپہر تک کئی تفریحی مقامات دیکھ ڈالے۔ ڈیڑھ بجے کے قریب ایک کیفے میں کھانا کھایا اور وکٹوریہ سگار ڈنر گئے۔ گاڑی پارک کر کے گھنٹوں پیدل پھرتے رہے۔ تین بجے گارڈن کے ایک کھلے

ریسٹورنٹ میں سہ پہر کی چائے پر باتیں کرتے کرتے بریڈلے نے پھر سریکھا کا ذکر چھیڑا اور کہنے لگا۔ "تمہیں اس کو دیکھنا چاہئے بوائے۔" میں نے کہا۔ "کیپٹن میں نے اس کو ایک مرتبہ دیکھنے کی اجازت لی تھی۔" وہ بولا۔ "خطرہ وزٹ نہ کرنے میں ہے مائی ڈیئر۔۔۔۔۔۔ تمہیں اس کو تھپکی دیتے رہنا چاہئے۔۔۔۔۔۔ وہ دماغی مریضہ ہے۔ مایوس ہو کر کوئی غلط قدم۔"

"ایک منٹ۔" میں نے اس کا قطع کلام کیا۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے تم کچھ چھپا رہے ہو کیپٹن وہاٹس دیٹ۔۔۔۔۔۔"

وہ بولا۔ "مسٹر سنگھ شاید ہمارا ٹیلی فون نمبر جانتے ہیں۔۔۔۔۔۔ آٹھ بجے کسی نے رنگ کر کے میرے متعلق پوچھا اور جب اس کو بتایا گیا کہ میں سو رہا ہوں تو "او کے" کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے۔۔۔۔۔۔ شاید غلط ہو۔۔۔۔۔۔ کہ یہ مسٹر سنگھ ہی تھے اور صرف کنفرم کرنا چاہتے تھے کہ میں اس نمبر پر مل سکتا ہوں یا نہیں؟"

میں سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "لیفن سنو۔۔۔۔۔۔ اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ اگر ممکن ہوا تو اسے بازوؤں میں سمیٹ لو ورنہ ڈسکارڈ کر دو اور اس کی پروا نہ کرو کہ اس کا انجام کیا ہو گا۔۔۔۔۔۔ کم آن۔" اس نے اٹھ کر میرا بازو پکڑا اور چلنے لگا۔ میں نے کاؤنٹر پر پہنچ کر پے منٹ کی اور گاڑی میں بیٹھ کر نرسنگ ہوم کی طرف چل دیئے۔

کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا لیکن بغیر اطلاع دیئے اندر جانا مناسب نہ تھا۔ میں نے پردے کے پیچھے ہاتھ ڈال کر کواڑ تھپتھپایا۔ "کرن آ گیا پاپا۔" سریکھا کی آواز سنائی دی۔ اس کا یقین مجھے چکرا دینے کو کافی تھا۔ بریڈلے نے اس کے الفاظ سنے تھے۔ میری طرف دیکھ کر زیر لب بڑبڑایا۔ "کمال ہے۔" اسی وقت بشیشر سنگھ نے کہا۔ "آ جاؤ۔" میں نے بریڈلے کو اشارہ کیا اور پردہ اٹھا کر اندر داخل ہو گیا۔ بشیشر سنگھ کو سلام کر کے سریکھا سے مزاج پوچھا۔ وہ تکیے سے کمر لگائے بیٹھی تھی اور پہلے سے بہتر دکھائی دے رہی تھی۔ مسکرا کر بولی۔ "ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔۔ اتنے دن کیوں غائب رہے۔"

بشیشر سنگھ نے مسکرا کر کہا۔ "بیٹھنے تو دو بھئی۔" میں بریڈلے پر نظر ڈالتا ہوا بیٹھ گیا۔ اس نے بشیشر سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آج کل ہم لوگوں کو ایک گھنٹے کی بھی فرصت نہیں ہے مسٹر سنگھ۔۔۔۔۔۔ آپ تو حالات جانتے ہی ہیں۔"

بشیشر سنگھ نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے کیپٹن۔۔۔۔۔۔ نہ معلوم آج بھی آپ کس طرح وقت نکال سکے ہوں گے۔" سریکھا نے ہنس کر کہا۔ "پاپا انہیں فلیٹر نہ کیجئے پلیز۔ کرن ہم سے گھبراتے ہیں بس اور کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔۔" بریڈلے ہنس دیا۔ میں نے سریکھا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اسے چھوڑیے مس سریکھا۔۔۔۔۔۔ بائی گاڈ میں اکثر آپ کی

صحت کے لئے دعائیں کرتا رہتا ہوں۔"

وہ بولی۔ "شکریہ جناب۔۔۔۔۔۔ میں آپ سے زیادہ تندرست ہوں۔" بریڈلے اور بشیشر سنگھ ہنس دیئے۔ وہ بولتی رہی۔ "آپ سے زیادہ عقلمند ہوں اور آپ سے زیادہ بہادر ہوں۔۔۔۔۔۔ میں حالات کا مقابلہ کر سکتی ہوں اور آپ۔۔۔۔۔۔ خیر جانے دیجئے۔۔۔۔۔۔"

بشیشر سنگھ نے تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "پلیز سریکھا پلیز۔۔۔۔۔۔" میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "دیٹس آل رائٹ مسٹر سنگھ۔۔۔۔۔۔ مسی غلطی تو نہیں کہہ رہیں۔"

"میں آپ سے شرمندہ ہوں لیفن۔" بشیشر سنگھ نے معذرت طلب لہجے میں کہا۔ بریڈلے نہایت خوش مزاج اور ٹھنڈے دل و دماغ کا مالک تھا۔ لیکن میں نے دیکھا اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور سگریٹ سلگانے میں اس کی انگلیاں کانپ رہی تھیں۔ اس نے سگریٹ کیس میری طرف بڑھایا اور دھواں خارج کرنے کے لئے دوسری طرف منہ پھرا لیا۔ میں نے اس کے کیس سے سگریٹ نکال کر سلگایا اور رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "اچھا مس سریکھا اجازت؟"

بریڈلے اس کے جواب سے پہلے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سریکھا کو جواب دینے کے بجائے اپنے چہرے کی طرف دیکھتے پا کر میں بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "او کے کرن اجازت ہے۔۔۔۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔" میں نے بادل ناخواستہ اس سے ہاتھ ملایا۔ ڈر رہا تھا کہ اگر اس نے آنکھوں سے لگا لیا یا چومنا شروع کر دیا تو کیا ہو گا لیکن اس نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی۔ مصافحہ کرتی ہوئی کہنے لگی۔ "اگر فرصت ملے تو پھر آ جانا۔۔۔۔۔۔ لیکن پلیز کرن فرار اختیار کرنے کے لئے خود کو جنگ کی بھٹی میں نہ جھونک دینا۔۔۔۔۔۔ فار ہیونز سیک۔۔۔۔۔۔ ایسا نہ کرنا پلیز۔" اس کی آواز بھرانے لگی تو خاموش ہو کر میرا ہاتھ دھکیل کر چھوڑ دیا۔ میرے دل پر چوٹ لگی اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ بمشکل خود پر قابو پا کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "کمال کر دیا مسی۔۔۔۔۔۔ ایک سپاہی کے لئے جنگ پر جانا فرار ہے یا جنگ سے پہلو تہی کرنا فرار ہے؟" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے بشیشر سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آداب عرض مسٹر سنگھ۔۔۔۔۔۔"

وہ دروازے تک ہمارے ساتھ آئے۔ بریڈلے سے مصافحہ کیا اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "محسوس نہ کرنا لیفن۔۔۔۔۔۔ گڈ بائی۔" کار میں بیٹھنے تک ہم دونوں خاموش تھے۔ مجھ میں بولنے کی سکت نہ تھی اور بریڈلے شاید اس لئے چپ تھا کہ وہی گھسیٹ کر لایا تھا۔ اس نے اگلا دروازہ کھول کر مجھے اندر دھکیلا اور وہیل سنبھالا۔ کمپاؤنڈ سے باہر نکل کر سڑک پر آتے ہی کہنے لگا۔ "آئم سوری لیفن۔"

میں نے کہا۔ "مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں۔" وہ بولا۔ "مجھے اس کی طرف سے بھی فکر ہے۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔" میں نے اس کو ٹالنے کی غرض سے جواب دیا۔ "مجھے اس کی بھی شکایت نہیں۔"

وہ بولا۔ "یو فول۔" میں نے اس کو آگے بڑھنے سے روکتے ہوئے کہا۔ "یس آئی ایم۔" اس نے تیز نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور سڑک کی طرف متوجہ ہو کر اسپیڈ بڑھانے لگا۔ کرافورڈ مارکیٹ کے قریب پہنچ کر میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "بار کے سامنے پارک کرو کیپٹن۔" نفی میں سرہلا کر بولا۔ "اگر مجھ سے لڑنا چاہتے ہو تو آؤ پی لیتے ہیں۔" اس نے گاڑی سڑک کے سرے پر لا کر انجن بند کر دیا اور وہیل پر دونوں کہنیاں کراس کی شکل میں رکھ کر بیٹھ گیا۔ میں نے ہنس کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "مائی ڈیئر بریڈلے' میں تمہیں بٹر لگانا چاہتا ہوں------ مسکہ مارنا چاہتا ہوں۔" بریڈلے نے مسکرا کر دروازہ کھولا اور نیچے اتر کر بار کی طرف چلنے لگا۔ میں دوسرے دروازے سے نکل کر اس کے ساتھ ہو لیا۔ بار ٹینڈر نے ہمیں گیلری کے ایک بوتھ میں پہنچایا اور آرڈر لے کر چلا گیا۔ بریڈلے پر پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ میں نے سگریٹ کیس نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سگریٹ یور آنر۔" اس نے سگریٹ لیتے ہوئے کہا۔ "میں اس وقت پاگل ہو رہا ہوں لیفن۔" میں نے اس کو لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "آپ نے بہت دیر سے------ میرا مطلب ہے کئی سال بعد محسوس کیا ہے سر۔"

مسکرا کر بولا۔ "شٹ اپ۔"

میں نے کہا۔ "تھینک یو------ لیکن بریڈ میں سوچ رہا ہوں ہم انڈ-لنز خواہ ہاف کاسٹ ہوں یا ڈارک ٹین------ ازل سے سینٹی مینٹل کہلاتے چلے آ رہے ہیں لیکن تم نے یہ فن کہاں سے سیکھا------ ذرا بتاؤ تو سہی۔"

بریڈلے نے میز پر کہنی رکھ کر پیشانی رگڑنی شروع کر دی۔ میں نے اپنا سگریٹ سلگا کر کرسی کی پشت گاہ سے کمر لگا دی اور آنکھیں بند کر کے کش لینے لگا۔ سریکھا شروع سے ہی میرے لئے ایک مستقل تپش تھی۔ لیکن اب اس کے شعلے پھیلتے پھیلتے دوسروں کو بھی متاثر کرنے لگے تھے۔ آج میرا بہترین دوست اور سینئر آفیسر اس کے الفاظ سے مسحور ہو کر مجھ سے ناراض ہو گیا تھا۔ شاید اس کی نظر میں مجھ سے بڑا ظالم کوئی نہ تھا۔ اس کی نظروں میں اس کی وارفتگی کا سبب میری ذات تھی۔ یا پھر اس کا خیال تھا کہ میں اس کے دل میں آتش شوق بھڑکا کر اس کے جلنے کا تماشا دیکھ رہا ہوں۔ بریڈلے کی ناراضگی میرے لئے سوہان روح تھی۔ وہ سطحی انسان نہ تھا کہ ذرا سی غلطی پر مجھ سے ناراض ہو جائے یقیناً وہ مجھے کسی بڑے جرم کا مرتکب سمجھ کر ہی اس قدر ناراض ہوا تھا۔ اس کی خوش مزاجی اور

بذلہ سنجی غائب ہو چکی تھی۔ وہ میرے پاس بیٹھا تھا اور میلوں دور تھا۔ میں اس طویل خاموشی سے اکتا کر اٹھا اور دیوار میں لگا ہوا بزر دبایا۔ تھوڑی دیر میں زینے پر کسی کے قدموں کی آواز آئی۔ میں نے دروازے پر آ کر دیکھا مینجر اوپر چڑھ رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی گھبرا کر بولا۔ "حکم سرکار؟" میں نے بگڑ کر کہا۔ "بار ٹینڈر کہاں مر گیا؟"

ڈرتے ڈرتے بولا۔ "صاحب بہادر اسکاچ بڑی مشکل سے ملتا ہے------ وہ بھی بلیک ہے------ ہم آپ لوگ سے تو بلیک نہیں کر سکتا نا؟"

میں نے تائی لہجے میں کہا۔ "ہم لوگ سے بلیک کرومین------ ہم مائنڈ نہیں کرتا------ ہری اپ------" وہ تیزی سے زینہ اتر گیا۔ میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "بریڈ' اب تو بٹر بھی بلیک مارکیٹ میں چلا گیا۔" بولا۔ "اوہ------ برا ہوا------"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا برا ہوا؟" اسی وقت بار ٹینڈر کوارٹر وسکی گلاس اور برف وغیرہ کی ٹرے لئے ہوئے اندر داخل ہوا اور میز پر رکھ کر تاخیر کی معذرت کرتا ہوا باہر چلا گیا۔ میں نے گلاسوں میں انڈیل کر کہا۔ "ٹوسٹ۔"

اس نے گلاس اٹھا کر کہا۔ "تمہاری محبوبہ کی صحت کے نام۔" میں نے اس کو گدگدانے کے لئے مسکرا کر کہا۔ "فہرست طویل ہے بریڈ کون سی محبوبہ کے نام سمجھوں۔" آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "میرا بھی یہی خیال تھا لیفن------ خیر میرا اشارہ مس سریکھا کی طرف ہے۔"

میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "وہ میری محبوبہ نہیں ہے بریڈ------ تم غلطی کر رہے ہو------ بائی جو وہ میری کچھ نہیں ہے او کے' میں تمہاری صحت کے نام------" اس نے تھینک یو کہہ کر گلاس سے گلاس ملایا اور دونوں پینے لگے۔

دو پیگ پینے کے بعد اس کے چہرے پر بشاشت نمودار ہوئی اور کہنے لگا۔ "پرنسلی تم نے بائی جو کہا سریکھا تمہاری کچھ نہیں؟" میں نے اثبات میں سرہلا کر گلاس رکھتے ہوئے کہا۔ "یس بریڈ تم نے صحیح سنا------ میں اس پر مرتا ہوں لیکن یہ تعلق روحانی ہے جسمانی نہیں------ ہماری محبت ابھی تک معصوم ہے------ پاک ہے۔"

اس نے میرا ہاتھ پکڑ کے چومتے ہوئے کہا۔ "آئم مائی سوری ڈارلنگ------ تم عظیم ہو------ میں تمہاری عزت کرنے لگا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "گلاس بھرو بریڈ------ تمہارے خیالات میں پینے سے ہی تبدیلی آئی ہے ورنہ تم مجھے ایکس پلین کرنے کا موقع ہی نہیں دے رہے تھے۔"

اس نے دونوں گلاسوں میں بوتل خالی کرتے ہوئے ایک بار پھر معافی مانگی۔ گلاس اٹھا کر میری صحت کا جام پیا اور چلتے ہوئے بل منگا کر پے منٹ کرنے لگا۔ میں نے "ڈونٹ

باور" کہہ کر اس کے نوٹ لوٹائے اور بل ادا کر کے ہنستے ہوئے باہر نکلے۔

دس بارہ دن گزر گئے میں سریکھا سے ملنے نہ گیا۔ بریڈلے نے بھی اس وزٹ کے بعد مجھے کبھی نرسنگ ہوم جانے کو نہیں کہا۔ لیکن بھلانے کی کوشش کے باوجود سریکھا میرے دل سے محو نہ ہوتی تھی۔ اس کا خیال اکثر مجھے پریشان کرنے لگتا۔ صرف وہی تو بمبئی میں تھی اور تو سب دور کی چیزیں ہو چکی تھیں۔ اسی کشمکش میں ایک شام آٹھ بجے کے قریب کرنل کلوڈ-لِس کی اسٹینو گرافر نے کہا۔ "آپ کا ٹیلی فون ہے لیفٹننٹ۔۔۔۔۔۔" میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "کون ہے؟" مسکرا کر بولی۔ "کوئی لڑکی ہے لیفن۔ ریکھا یا لیکھا۔۔۔۔۔۔ میں صحیح طور نہ سمجھ سکی۔" میں نے سریکھا سمجھ کر چلتے ہوئے پوچھا۔ "کرنل کہاں ہے میڈم؟"

وہ بولی۔ "دوسرے کمرے میں ہے۔" میں اس کے ساتھ کرنل کے اپارٹمنٹ میں آیا اور ریسور اٹھا کر ہیلو کہا۔ دوسری مرتبہ آواز دینے پر پوچھا۔ "سریکھا بول رہی ہے۔" میں نے مزاج پوچھا تو ہنس کر کہنے لگی۔ "بالکل ٹھیک ہوں۔ تم نے تو بھلا دیا نا۔" میں نے کہا۔ "نہیں ڈیئر' ایسا نہ کہو۔" بولی۔ "تو آ جاؤ پھر ہم نرسنگ ہوم سے ہوٹل پیریزین میں آ گئے ہیں۔ تھرڈ فلور روم ۱۸۸ او کے۔"

میں نے کچھ سوچ کر کہا۔ "او کے۔۔۔۔۔۔ آ رہا ہوں۔۔۔۔۔۔ ذرا ڈیڈی کو ٹیلی فون پر بلاؤ کہنے لگی۔ وہ ذرا سمندر کے کنارے ہوا کھانے گئے ہیں' نو بجے تک واپس ہوں گے۔۔۔۔۔۔ تم آ جاؤ اور یونیفارم میں نہ آنا پلیز۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یونیفارم کے بغیر میں کمپاؤنڈ سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا۔ بولو کیا کہتی ہو؟" اس نے "آ جاؤ" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ میں نے اسٹینو گرافر کا شکریہ ادا کیا اور اپنے کمرے میں آ کر یونیفارم پہننے لگا۔

میں ہوٹل میں پہنچا تو کاؤنٹر پر ریپشنسٹ نے اٹھ کر استقبال کرتے ہوئے کہا۔ "آپ لیفٹننٹ پرنسلی ہیں نا جناب؟" میں نے کہا "روم نمبر ۸۸ سے تمہیں بتایا گیا؟" اس نے کاؤنٹر سے نکل کر لفٹ کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "آیئے لجناب۔" تھرڈ فلور پر پہنچ کر اس نے کارنر سے تیسرے اپارٹمنٹ کی طرف اشارہ کیا اور "گڈ نائٹ لیفن" کہہ کر واپس ہو گئی۔ میں نے آگے بڑھ کر اطلاعی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور سریکھا شعلہ جوالہ بنی ہوئی میرے سامنے کھڑی تھی۔ میں اس کا حسن و جمال اور زرق برق ساڑھی دیکھ کر سکتے میں آ گیا۔ نگاہیں ملتے ہی وہ شراب کی طرح دل و دماغ پر چھا گئی۔ میرے ہاتھ اسے لپٹانے کو اٹھتے اٹھتے رہ گئے۔ اس نے مسکرا کر آہستہ سے میرے کندھے پر سر ٹکا دیا۔ میں نے بمشکل خود کو سنبھالا اور کمرے میں نظر ڈال کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "ہاؤ گلیڈ مس سریکھا۔۔۔۔۔۔ تمہیں صحت یاب دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔" وہ میری

بوکھلاہٹ پر ہنس دی اور ہاتھ پکڑ کے صوفے پر بٹھاتی ہوئی بولی۔ "شکریہ کرن۔" میں نے اس کے انداز تخاطب کو نظر انداز کر کے سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "مسٹر سنگھ نہیں لوٹے ابھی۔" مسکرا کر کہنے لگی۔ "نہیں آئے کرن۔" میں نے سگریٹ سلگا کر کش لیا اور پشت گاہ سے کمر لگا کر دھواں خارج کرتے ہوئے اس کے چہرے پر نظر ڈالی۔ بالوں پر ہاتھ پھراتی ہوئی مسکرا کر بولی۔ "کرن' اپنی عزیز ترین سالی سے ملنا پسند کرو گے؟" میں نے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میری سالی۔۔۔۔۔۔ عزیز ترین سالی۔ پاگل ہو گئی ہو کیا؟" اس نے بیڈ روم کی طرف دیکھا۔ میں نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا۔ دروازے میں اجیتا کھڑی ہوئی تھی۔ خاموش اور بے حس و حرکت۔

○

اجیتا کو سکتے کی حالت میں دیکھ کر میں بمشکل اپنی حیرت کو چھپانے میں کامیاب ہو سکا۔ وہ خاموش کھڑی خالی خالی نظروں سے میری طرف دیکھتی رہی۔ اس نے کسی حرکت سے ثابت نہ ہونے دیا کہ وہ مجھے پہچانتی ہے۔ میں نے سریکھا کی طرف گردن گھما کر تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کون ہے یہ شریمتی؟" میرے تلخ لہجے سے اس کے چہرے پر افسردگی چھا گئی۔ ہونٹوں پر زبان پھراتے ہوئے کہنے لگی "تو کیا آپ اجیتا دیوی کو نہیں جانتے لیفن؟"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "تمہارا مطلب ہے۔ یہ لیڈی جو سامنے کھڑی ہیں اجیتا دیوی ہیں؟" اس نے گھبرا کر نگاہیں جھکا لیں اور کوئی جواب نہ دیا۔ اجیتا نے قریب آ کر سریکھا پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "معاف کرنا لیفٹننٹ اس کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔ ذرا کچھ ہسٹیرک ہے------ اور پھر ویسے بھی آپ پرنس کرن سے بہت------"

میں نے سر کو خم دے کر کر کہا "شریمتی------ میرا نام لیفن پرسلی ہے------ میں یہاں------"

"میں سن چکی ہوں لیفن۔" اس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "میرا نام اجیتا کماری ہے۔" اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ میں نے سر کو خم دے کر اس کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھام کر بوسہ دیا۔ سریکھا پھٹی پھٹی آنکھوں سے ہماری طرف دیکھ رہی تھی۔ اجیتا نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بیٹھئے لیفن۔" پھر سریکھا کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگی۔ "اس میں شک نہیں کہ پرنسلی سوگرباشی کرن سے اس قدر مشابہت رکھتے ہیں کہ صرف وہی ان میں امتیاز کر سکتے ہیں جنہوں نے راجکمار کو بہت قریب سے دیکھا ہے------ بار بار دیکھا ہے------ ورنہ ہر شخص دھوکا کھا سکتا ہے۔"

سریکھا کو پسینہ آ گیا۔ اس نے کچھ بولنے کی کوشش کی------ لیکن زبان نے ساتھ نہ دیا اور منہ کھول کر رہ گئی۔ اسی وقت اس کا بھائی ستیندر سنگھ اندر داخل ہوا اور "ہیلو لیفن" کہہ کر میری طرف بڑھا۔ میں نے "ہیلو" کہہ کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور لائٹر نکال کر سگریٹ سلگانے لگا۔ اس نے مصافحے کے لئے بڑھایا ہوا ہاتھ کھینچ کر اجیتا کی طرف دیکھا۔ اجیتا نے مسکرا کر نفی میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ "نہیں ستیندر تم سب غلط فہمی میں مبتلا ہو۔"

میں نے سریکھا کی طرف دیکھا۔ "مسٹر سنگھ کو بلوائیے نا مسی۔" اجیتا نے کہا۔ "بیٹھئے نا لیفن------ وہ بھی آ جائیں گے------ جلدی کیا ہے؟" میں بادل ناخواستہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ اجیتا نے سریکھا کو اشارہ کیا اور وہ اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ ستیندر نے مسکرا کر کہا۔ "میرے لئے کیا حکم ہے راجکماری جی؟"

"بیٹھ جاؤ۔" اس نے جواب دیا۔ "لیکن تمہیں لیفٹننٹ سے معافی مانگنی پڑے گی اور مجھے یقین نہیں کہ------"

میں نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ضروری نہیں میڈم------ مجھے آپ سے مل کر جو خوشی ہوئی ہے اسے ماضی کی تلخ باتیں یاد دلا کر ضائع نہ کیجئے------ پلیز------"

مسکرا کر بولی۔ "مجھے بہت افسوس ہے لیفن------ خیر یہ بتائیے کہ کیا پینا چاہیں گے؟" میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ ؟صرف سگریٹ------ اور وہ پی رہا ہوں------"

اجیتا نے مسکرا کر ریسیور اٹھایا اور روم سروس کو کافی کا آرڈر دے کر کہا۔ "یہ میری طرف سے ہے لیفن------ مجھ سے تو کوئی شکایت نہیں ہے نا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں۔"

سریکھا نے کہا۔ "یہ مجھ سے ناراض ہیں------ میری وجہ سے انہیں بہت تکلیف پہنچی ہے۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ پہلے ہی جو کچھ ہوا وہی کم نہ تھا اور اب تو اس نے کھلی سازش کی تھی کہ ستیندر اور اجیتا کو بلا کر مجھے ایکسپوز کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کے دیوتاؤں کو بھی معلوم نہ تھا کہ اجیتا میری کیا تھی اور میرے لئے کتنی بڑی قربانی دے چکی تھی۔ اس لئے مجھے تو ایکسپوز کیا کرتی میری رہی سہی ہمدردی سے بھی محروم ہو گئی۔ تھوڑی دیر میں بیرر کافی لے کر آ گیا۔ اجیتا نے اپنے ہاتھ سے پیالیوں میں کافی انڈیلی اور ایک پیالی میری طرف بڑھائی۔ میں نے تھینک یو کہہ کر اس کے ہاتھ سے پیالی لے لی اور چسکیاں لینے لگا۔ کافی ختم ہو گئی لیکن ہشیشر سنگھ ابھی تک نہیں پہنچے تھے۔ ہماری باتیں بھی ختم ہو چکی تھیں۔ کہنے سننے کو تھا ہی کیا------ اور جو کچھ تھا وہ نہ میں کہہ سکتا تھا نہ اجیتا۔ آخر میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "اچھا اجیتا دیوی------ اب میں اجازت چاہوں گا------ مسٹر سنگھ آئیں تو انہیں بتا دیجئے گا------ کہ میں حاضر ہوا تھا------ ویسے تو آپ کو انہیں اور بھی بہت کچھ بتانا ہو گا شاید------"

وہ ہنس دی۔ "آپ صحیح کہہ رہے ہیں لیفن------ لیکن کیا آپ ہمارے ساتھ کھانا نہیں کھا سکتے؟"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "پھر کبھی سہی اجیتا دیوی۔"

وہ "بہتر ہے" کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اب تک میں اسی سے باتیں کرتا رہا تھا۔ سریکھا پر سکوت طاری تھا اور ستیندر کو میں نے اس طرح نظرانداز کیا تھا جیسے اس کا وجود ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔ اجیتا مجھے دروازے تک پہنچانے آئی۔ سریکھا نے صوفے سے اٹھ کر گڈ بائی کہا اور پھر بیٹھ گئی۔ دروازے پر پہنچتے ہی میں نے اجیتا سے مصافحہ کرتے ہوئے دھیرے سے کہا۔ "کل دس بجے' ہوٹل گرین۔" اس نے میرا ہاتھ دبایا اور باآواز بلند کہا۔ "اس لڑکی کی باتوں پر ناراض نہ ہونا لیفٹن' اچھا گڈ بائی۔"

میں رامپاٹ رو کے ایک کیفے میں کھانا کھا کر گھر پہنچا تو رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔ میرا ذہن اس وقت مختلف خیالات کی آماجگاہ تھا۔ گو اجیتا کی ذہانت نے بگڑتی ہوئی بازی کو سنبھال لیا تھا اور میں سریکھا کے بچھائے ہوئے جال کو توڑ نکلنے میں کامیاب تھا۔ لیکن سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوتا' یہ تو پاراگڑھ سے شردھام اور شردھام سے بمبئی تک پھیلا ہوا تھا۔ اجیتا کا بمبئی آنا یا لایا جانا آسان کام نہ تھا۔ وہ ایک اہم شخصیت تھی' سورج کو اس کے اور اس کو سورج کے تمام راز معلوم تھے اور یہ بھی ممکن نہ تھا کہ وہ یکہ و تنہا راج محل چھوڑ کر اتنے طویل سفر پر نکل کھڑی ہوئی ہو۔ نہ معلوم ستیندر کے علاوہ اور کون کون اس کے ساتھ آیا تھا۔ سوچتے سوچتے میرا دماغ چکرانے لگا۔ بمشکل ایک بجے مجھے نیند نے تفکرات سے نجات دلائی۔

دوسرے روز دو تین ہزار جوانوں کی محاذ جنگ کی طرف روانگی تھی۔ میں کیپٹن بریڈلے کے روک لئے جانے کی خوشی میں تمام دن رخصتی انتظامات میں ضرورت سے زیادہ مصروف رہا اور شام کو سات بجے کے قریب اپارٹمنٹ کو لوٹا تو بریڈلے میرے ساتھ تھا۔ آج ہماری بلڈنگ میں بھی بھیڑ چھٹ چکی تھی۔ خاص طور سے جس فلور پر میں رہتا تھا بالکل خالی تھا۔ کرنل کلوڈ ملس سٹیٹس وغیرہ سب جا چکے تھے۔ کھانا کھانے کے بعد میں نے جلد سو جانے کا بہانہ کر کے نو بجے کے قریب بریڈلے کو چلتا کر دیا اور یونیفارم پہن کر باہر نکلا۔ کاریڈور میں آتے ہی کرنل کلوڈ ملس کے فلیٹ کا دروازہ کھلا دیکھ کر اجیتا کو ٹیلیفون کرنے کا خیال آیا اور چند قدم آگے بڑھ کر دروازے پر پہنچ گیا۔ پہلے ہی کمرے میں جو کرنل کے دفتر کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کی اسٹینو یونیفارم پہنے کرسی پر بیٹھی ہوئی سگریٹ پی رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی کرسی سے اٹھی اور سلیوٹ کر کے مسکراتی ہوئی بولی۔ "آیئے لیفٹن۔۔۔۔۔ کوئی خدمت۔" میں نے سلام کا جواب دے کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "آج گھر جانے کا ارادہ نہیں ہے کیا؟"

کہنے لگی۔ "آج نہیں جا سکوں گی سر' کمپنی کے لئے ممی کو بلایا ہے۔۔۔۔۔ دو تین دن میں دوسرا کرنل آئے گا اس کے بعد جانا ہو گا۔۔۔۔۔ سگریٹ لیجئے۔"

میں نے سگریٹ لے کر سلگایا۔ مسکرا کر کہنے لگی۔ "ٹیلی فون کرنا ہو تو میں دوسرے

کمرے میں چلی جاتی ہوں۔"

میں نے تھینک یو کہہ کر ریسیور اٹھا لیا۔ اس نے کرسی گھسیٹ کر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ میں نے ہوٹل گرین کا نمبر ڈائل کر کے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔ "میرے نام کوئی مسیج ہو تو بتایئے۔"

وہ بولی۔ "کیسا مسیج۔ کس کا مسیج؟ مسٹر پرنسلی؟" یہ ریپشنسٹ تھی۔ میں نے کہا۔ "مسٹر نہیں میڈم۔۔۔۔۔ لیفٹنٹ پرنسلی۔۔۔۔۔ لیکن اگر ابھی نہیں ہے تو دس پندرہ منٹ میں تمہیں ضرور مل جائے گا۔۔۔۔۔ میں ساڑھے نو بجے تک انتظار کروں گا۔" میں نے اسے اپنا ٹیلیفون نمبر دے کر ریسیور رکھ دیا اور سگریٹ پینے لگا۔ چند منٹ بعد اسٹینو گرافر نے دروازے سے جھانک کر دیکھا اور کمرے میں آ کر میز کے دوسری طرف والی کرسی پر بیٹھ گئی اور کہنے لگی۔ "سر آپ پہلے لیفٹنٹ ہیں جس سے کرنل کو معافی مانگتے دیکھا ہے۔ میں نے اپنے ڈیڈی سے یہ بات کہی تو انہوں نے میرا یقین نہیں کیا۔"

میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس لئے کہ غلطی کرنل کی تھی' اگر وہ معافی نہ مانگتے تو انہیں جواب دینا مشکل ہو جاتا۔۔۔۔۔ تاہم تمہیں آفیشل میٹرز سویلینز سے نہیں۔۔۔۔"

وہ میری بات کاٹ کر کہنے لگی۔ "مجھے افسوس ہے لیفٹن۔۔۔۔۔ لیکن وہ میرے والد ہیں۔۔۔۔۔ اور یقین کیجئے آپ سے ملنے کو بے چین ہیں۔"

میں ہنس دیا۔ "تم کتنی سادہ ہو مس۔"

"ڈینیس مسکاٹا سر۔"

"تم سے مل کر خوشی ہوئی۔" میں نے کہا۔ "کاش مجھے اتنی فرصت ہوتی کہ ان سے مل سکتا۔"

مسکرا کر بولی۔ "مجھے معلوم ہے سر۔۔۔۔۔ واقعی آپ بہت مصروف ہیں۔۔۔۔۔ اتنے مصروف کہ ڈیکائیز سے بات کرنے کی بھی فرصت نہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "بات تو ٹھیک کہہ رہی ہو تم۔"

اس نے سگریٹ کا پیکٹ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اور اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ واقعی پرنسلی ہیں۔"

میں نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "خوب۔۔۔۔۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ میں تنہائی پسند ہوں۔"

اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "نو سر' میں ایسا نہیں سمجھتی۔۔۔۔۔ بلکہ کچھ سمجھ ہی نہیں سکتی شاید۔"

میں نے اس کو باتونی پا کر پیچھا چھڑانے کے لئے سگریٹ سلگانے میں جواب گول کر

دیا۔ سریکھا سے شکست کھانے کے بعد میں اپنا طرز عمل بدلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن نہ جانے کیوں مجھ میں کسی لڑکی سے تیوری چڑھا کر بات کرنے کی جرات کا فقدان تھا۔ میں سگریٹ سلگا کر چلنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ آواز آئی۔ "ہیلو گرین ہوٹل۔"

میں نے کہا۔ "لیفن پرنسلی------" دوسری طرف سے کہا گیا "لیفن روم نمبر ۲۹ میں آپ کی دوست آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔ آپ کاؤنٹر پر آ جایئے میں آپ کو پہنچا دوں گی۔"

میں نے تھینک یو کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور ڈینس کا شکریہ ادا کر کے چل دیا۔

مجھے دیکھتے ہی ریپشنسٹ کاؤنٹر سے اٹھ کھڑی ہوئی اور باہر نکل کے کہنے لگی۔ "آیئے لیفن' میں آپ کو روم نمبر ۲۹ میں پہنچا دوں۔" میں نے کہا۔ "تکلف کرنے کی ضرورت نہیں------ اسی فلور پر ہے نا؟" اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور سامنے والی رو کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "وہ اپارٹمنٹ------ گڈ نائٹ------" میں نے آگے بڑھ کر روم نمبر ۲۹ کے دروازے کا بزر دبایا۔ پہلی ہی گھنٹی پر دروازہ کھلا اور اجیتا نے مسکرا کر خیر مقدم کیا۔ میں اندر داخل ہوا۔ اس نے دروازہ بند کر کے بولٹ چڑھایا اور صوفوں کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "تمہیں یہاں آتے ہوئے تو کسی نے نہیں دیکھا کرن؟"

میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "اگر تمہارا اشارہ ستیندر کی طرف ہے تو جواب نفی میں ہے------ وہ خواب میں بھی مجھے فالو کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔"

وہ آہستگی سے میرے پہلو میں بیٹھ گئی۔ میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر گھسیٹ لیا اور چومتے ہوئے کہا۔ "تشریف آوری کا شکریہ اجیتا------ میں تنہائی سے گھبرا چلا تھا۔ سروج کا کیا حال ہے؟" وہ بولی۔ "سب کشل ہیں------ تفصیل سے بعد کو بات کروں گی۔ پہلے یہ بتاؤ کہ اس کریک لڑکی کے جال میں کس طرح پھنس گئے؟"

"کیا عرض کروں ڈارلنگ------ شامت اعمال با صورت نادر گرفت------ اسٹیشن پر تمہارا انتظار کر رہا تھا------"

"سن چکی ہوں۔" اس نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "لیکن تم نے لفٹ کیوں دی؟ برٹش آفیسر کی طرح تیور بدل کر بات کرتے ہوئے کیا ہو گیا تھا؟"

"وہ کرن کرن کیے جا رہی تھی------ مجھے خوف تھا اگر ایسے میں تم آ گئیں تو نہ جانے کیا ہو' اس لئے میں نے مصلحتاً نرم رویہ اختیار کیا اور وہ آگے بڑھتی ہی چلی گئی------ اور پھر اس بری طرح چمٹی کہ------" میں نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ اجیتا نے پوری توجہ سے سننے کے بعد مسکرا کر کہا------ "تم نے اس حد تک بڑھنے کے

بعد ------ جب کہ اس کی وجہ سے تمہارا تمام پروگرام خاک میں مل گیا تھا------ اس کو تشنہ کیوں رہنے دیا؟"

میں نے کہا۔ "صرف اس لئے کہ میں اپنی مصیبتوں میں اضافہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ غور تو کرو جو لڑکی میری کچھ نہ ہونے پر ناک سے لکیریں کھنچوا رہی ہے اگر کچھ ہو جاتی تو شمشان بھومی تک پیچھا نہ چھوڑتی------"

اجیتا نے قہقہہ لگایا۔ "وہ اپنی کمزوری سے طاقت کا کام لینا جانتی ہے کرن۔ اس نے اس بری طرح خود کو تمہارے قدموں میں ڈالا ہے کہ اگر تم راکشس بن جاؤ تب بھی اس کو روند کر نہیں جا سکتے۔ سچ پوچھو تو میں تمہیں الزام دینے کی بجائے تمہاری قوت برداشت کی داد دیتی ہوں------ حالانکہ جہاں تک میں سمجھی ہوں------ تم------" وہ بولتے بولتے رک کر پھر ہنس دی۔

میں نے اس کے دونوں رخساروں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "کہہ ڈالو پرتیما کیوں رک گئیں؟" اس نے میری دونوں کلائیاں تھام کر کہا۔ "حالانکہ جہاں تک میں سمجھی ہوں تم کافی رنگین مزاج واقع ہوئے ہو------ کیا غلط------؟"

"نہیں------" میں نے ہنس کر جواب دیا۔ "یہ میرا پیدائشی حق ہے اجیتا ڈیئر------ اور میں اس سے دست بردار ہو جانے کو شہزادگی سے دست بردار ہو جانے کو مترادف تصور کرتا ہوں------ لیکن ان حالات میں جن سے میں اس وقت گزر رہا ہوں کسی رنگین مزاجی کی گنجائش نہیں ہے------ یہ خوش خرامیاں راج محل سے باہر اچھی نہیں معلوم ہوتیں------ اور جیسا کہ تم نے کہا اس طرح قدموں میں بچھ جانے والی لڑکی کو روند کر راکشس بھی نہیں گزر سکتا۔ بہرکیف اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے جو چال چلنا پڑی ہے۔ اس پر بھی میرا ضمیر ملامت کرتا ہے؟"

اجیتا نے مسکرا کر کہا۔ "کیوں؟" میں نے کہا۔ "اس لئے کہ میں نے اس کو اس کی غیر معمولی ذہانت' غیر معمولی خود اعتمادی' غیر معمولی محبت اور غیر معمولی ایثار کی سزا دی ہے------ میں نے ان تمام حقیقتوں کو جھٹلایا ہے۔"

اس نے میری کلائیاں چھوڑتے ہوئے کہا۔ "کرن جہاں تک اس کی ذہانت کا تعلق ہے' میں تم سے اتفاق کرتی ہوں لیکن اس سے ہٹ کر سب کچھ خود غرضی اور بے حیائی پر مبنی ہے تم ہی بتاؤ کہ یہ یقین کر لینے کے بعد کہ تم راجکمار کرن ہو------ اسے ایک شادی شدہ راجکمار سے محبت کرنے کا کیا حق تھا------ اور پھر اس حد تک؟ اگر اپنی اور اپنے خاندان کی بدنامی کی پروا نہ تھی تو نہ سہی لیکن کم از کم تمہاری زندگی کو خطرے میں نہیں ڈالنا تھا------ یہ کیسی محبت ہے کرن؟ کیا مجھے تمہاری عقل پر حیرت نہیں کرنی چاہئے۔"

میں خاموش ہو گیا۔ وہ تھوڑی دیر میرے چہرے کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر کہنے لگی۔ "کہیں ایسا تو نہیں تم جسمانی اتصال کو ہی محبت سمجھ بیٹھے ہو؟"

میں ہنس دیا۔ "نہیں ڈیرا ایسا نہیں ہے------ میں محبت اور ایثار دونوں کا مفہوم سمجھتا ہوں------ اور وہ------" میں بولتے بولتے رک گیا۔ اس کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ ابھری اور غائب ہو گئی۔ میں نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "اور وہ دونوں چیزیں تم پر ختم ہیں پرتیا------"

اس نے میرے سینے پر سر رکھ دیا۔ میں نے اس کا منہ اوپر اٹھا کر پیار کرنا چاہا تو میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا رہے تھے۔ میں نے اس کو آغوش میں لے کر چوم لیا------ سنبھل کر بیٹھتی ہوئی بولی------ "کرن' تمہیں میرے زخموں کو نہیں کریدنا چاہئے تھا۔ تمہاری محبت مجھے بہت مہنگی پڑی ہے۔"

"میرا اعتراف اس کا ثبوت ہے کہ میں اس قیمت سے واقف ہوں جس پر تم نے مجھے خریدا پرتیا------"

"تمہیں کون خرید سکتا ہے روپ------ یہ صرف ان لمحات کی قیمت ہے جو تمہارے ساتھ گزرتے رہیں۔"

میں نے جذبات سے مغلوب ہو کر اس کی گود میں سر رکھ دیا اور جب تک اس نے تھپک کر مجھے اٹھایا تو میری پلکیں نم آلود تھیں اور وہ مسکرا رہی تھی۔ میں نے بمشکل سنبھلتے ہوئے کہا۔ "اچھا اتنے عرصے کے بعد روپ کہہ کر تم نے مجھے زندگی کا وہ حسین دور یاد دلایا کہ میں خود کو مرا ہوا محسوس کر رہا ہوں۔"

"میری موجودگی میں تم کیسے مر سکتے ہو کرن۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "میں تمہیں امرت پلا کر مر سکتی ہوں------ اٹھو------ ارے میں تو بھول ہی گئی تم امرت کے علاوہ کئی ولایتی چیزیں بھی پیتے ہو۔" میں نے اس کا بازو تھام کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "آنکھوں سے۔" اس نے ہنس کر ریسیور اٹھا لیا اور روم سروس کو آرڈر نوٹ کرانے لگی۔

صبح پانچ بجے میں نے ہاتھ منہ دھو کر یونیفارم پہنتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "یہیں رہنا اچھا------ میں شام کو ساڑھے پانچ بجے تمہارے پاس ہوں گا۔"

مسکرا کر بستر سے اٹھتی ہوئی بولی۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے کرن------ سریکھا اور ستیندر------" میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "صبح ہی صبح ایسے اشبھ نام زبان پر نہیں لایا کرتے ڈارلنگ------" وہ بولی۔ "خیر ڈارلنگ۔ اشبھ سہی------ لیکن اس کے وجود کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا------ آخر مجھے پارا گڑھ جانا ہے------ اور------" میں نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "اونہوں تم نہیں جاؤ گی۔ جب تک میں یہاں ہوں۔" اس نے ہنس کر ریسیور اٹھانا چاہا۔ میں نے جھپٹ کر ریسیور کریڈل

پر دباتے ہوئے کہا۔ "وقت نہیں ہے ڈیر------ مجھے شیو' غسل اور ناشتے سے فارغ ہو کر ساڑھے چھ بجے ہیڈ کوارٹر پہنچنا ہے۔ وعدہ کرو یہیں ملو گی۔"

وہ بولی۔ "کیسے ممکن ہے ڈارلنگ؟" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "جیسے آج ممکن ہوا۔ ٹیلی گرام کر دو' بیمار ہو کر کسی کلینک میں داخل ہو گئی ہو۔"

کہنے لگی۔ "کرن کیا ہو گیا ہے تمہیں------ یہ اتنا آسان ہے؟ خیر میں شام کو یہیں ملوں گی------ پھر بات کریں گے------ او کے؟" میں نے پیک کیپ اٹھا کر "او کے" کہا اور چل دیا۔ وہ دروازے تک چھوڑنے آئی اور میرے زینے پر پہنچنے تک ویو کرتی رہی۔

میں انتہائی عجلت کرنے کے باوجود پندرہ منٹ لیٹ پہنچا۔ چنانچہ اس لئے اپارٹمنٹ پہنچ کر شیو اور ناشتہ کرنے کے بجائے سیدھا کیمپ کی طرف روانہ ہو گیا اور بریڈلے کے کوارٹر پر ناشتہ کیا۔ وہ میرے اس غیر معمولی طرز عمل پر حیران تھا۔ یہ پہلا اتفاق تھا کہ میں بغیر شیو کے پہنچا تھا اور صبح کی چائے کے لئے دوست کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا۔

شام کو پانچ بجے واپسی کے وقت بریڈلے میرے ساتھ چلنے لگا۔ میں نے اس کو ٹالنے کے لئے اسٹیشن جانے کا بہانہ کیا تو ہنس کر کہنے لگا۔ "لیفن پھر سے رومانٹک ہوتے جا رہے ہو' نہیں؟"

میں نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "نہیں کیپٹن ایسی کوئی بات نہیں ہے خواہ مخواہ شک نہ کرو۔" اس نے ہنس کر مجھے سیٹ پر دھکیلتے ہوئے کہا۔ "پرنسلی' ہم انٹیلی جینس میں ہیں------ ہمیں آپس میں ایک دوسرے کو ڈاج دینے کے لئے ایکسٹرا آرڈی نری انٹیلی جینس کی ضرورت ہے------ او کے خدا حافظ------" میں نے خدا حافظ کہہ کر انجن اسٹارٹ کیا تو کھڑکی میں جھک کر مسکراتے ہوئے بولا۔ "شاید مس سریکھا سے کمپرومائز ہو گیا ہے۔" میں نے گیئر لگاتے لگاتے رک کر کہا۔ "یو آر اے فول سر۔" مسکرا کر کہنے لگا۔ "کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

میں نے ہنس کر گیئر لگاتے ہوئے کہا۔ "غلط نہیں' بہت غلط------ تمہیں فائٹنگ فورس ہونا چاہئے کیپٹن------ گولی چلانے میں عقل کی نہیں صرف نشانے کی ضرورت ہوتی ہے------ بائی بائی۔"

میں نے گرین کے سامنے پارکنگ لاٹ میں گاڑی پارک کر دی اور زینہ طے کر کے کاؤنٹر کے قریب پہنچا تو رسیپشن پر وہی کل والی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ میں "ہیلو ہیلو" کہتا ہوا اس کے قریب ہو کر گزرنے لگا۔ اس نے مسکرا کر کہا "گڈ ایوننگ لیفن۔" کہا اور سگریٹ ہونٹوں میں دبا کر لائٹ کا اشارہ کیا۔ میں نے رک کر جیب سے لائٹر نکالا اور اس کو لائٹ دی۔ اس نے شکریہ ادا کر کے جھجکتے جھجکتے کہا۔ "لیفن آپ کی دوست کے کمرے

میں ان کا ایک رشتہ دار ہے۔ انہوں نے مجھے فون پر ہدایت کر دی تھی کہ آپ کو مطلع کر دوں۔"

میں نے مسکرا کر کاؤنٹر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "اوہ شاید ان کا کزن پہنچ گیا ہے------ ہنٹنگ کوٹ، جودھپور بریچز، مونچھیں، گول چہرہ، گندمی رنگ------"

مسکرا کر بولی۔ "بس بس لیفٹن، بالکل یہی کچھ۔"

میں نے سگریٹ کا کش لے کر دھواں نکالتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے وہ میڈم کا کزن ہے------ اور میں اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔" وہ بولی۔ "تو پھر آپ ریسپشن روم میں بیٹھئے۔ میں ان کے جانے کے بعد آپ کو رنگ دے کر مطلع کروں گی۔"

میں نے شکریہ ادا کر کے کمرے کی طرف چلتے ہوئے کہا "میرے واسطے کافی بھجوا دینا۔ اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور ریسیور اٹھا لیا۔ میں اندر جا کر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

اس وقت اجیتا کے ساتھ ستیندر کی ملاقات میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ مجھے خطرہ تھا کہ کہیں اجیتا کی وجہ سے وہ لوگ بھی اس ہوٹل سے گرین میں نہ آ جائیں۔ اطمینان کا پہلو صرف یہ تھا کہ گرین کے اخراجات تاج سے کچھ کم ہی تھے جنہیں راجا مہاراجا ہی برداشت کر سکتے تھے۔ یہ ستیندر جیسے جاگیرداروں کی رسائی سے باہر کی چیز تھا۔

چند منٹ بعد بیرا کافی لے کر آ گیا اور میں آہستہ آہستہ چسکیاں لے کر دیر تک پیتا رہا۔ ساڑھے چھ بجے کے بعد جب کہ میں بیٹھے بیٹھے اکتا چلا تھا کاؤنٹر سے رنگ ہوا۔ میں اٹھ کر باہر نکلا اور ریسپشنسٹ کو پانچ روپے دے کر کافی کا بل ادا کرنے کو کہتا ہوا اپارٹمنٹ نمبر ۲۹ کی طرف چل دیا۔ بزر دباتے ہی اجیتا دروازے پر آئی اور مسکرا کر اندر آنے کا اشارہ کیا۔ میں نے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "ستیندر کو تمہارا پتا کس نے بتا دیا؟"

"میرے سوا کون بتا سکتا تھا۔" اس نے صوفوں کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیوں؟" اس نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے سگریٹ سلگا کر ایک بار پھر جواب طلب نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ میرے برابر میں بیٹھتی ہوئی بولی۔ "میں صبح ان کے ہوٹل گئی تھی۔ کچھ سامان یہاں لے آئی ہوں۔ کچھ اسی ہوٹل میں پڑا ہوا ہے۔ میری نوکرانی اور منتظمہ بھی وہیں ہیں۔ میں تنہا یہاں ہوں اس لئے بتانا پڑا۔ ستیندر سہ پہر کو وہیں سے میرے ساتھ آیا تھا۔"

میں نے کہا۔ "اچھا پھر تو ان میں سے کوئی بھی آ سکتا ہے اور کسی بھی وقت آ سکتا ہے۔"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔ "اونہوں------ اب کسی کے آنے کی کوئی وجہ نہیں

ہے۔"

"سریکھا آ سکتی ہے------ اس کے لئے تمہارا ہوٹل میں منتقل ہو جانا------ خصوصاً مجھ سے ملاقات ہونے کے بعد------ سوچنے کی کئی راہیں نکال سکتا ہے۔ تمہیں معلوم ہے وہ ذہین بھی شکی بھی ہے اور ضدی بھی اور اب جب کہ وہ میری طرف سے مایوس ہو چکی ہے۔ مجھے تباہ کرنے میں ذرا بھی پس و پیش نہ کرے گی۔"

اجیتا سوچ میں پڑ گئی، میں اس کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھتا رہا۔ چند لمحے غور کرنے کے بعد اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "جی فرمایئے؟" بولی۔ "میں ایک حل پیش کر سکتی ہوں۔ لیکن خطرناک ہے------ ممکن ہے آگے چل کر پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں------ لیکن اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔"

میں سمجھ گیا۔ میں نے جواب دیا۔ "لیکن میں ایسی ناعاقبت اندیش لڑکی کو اعتماد میں لینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ وہ ایک منٹ میں ہم دونوں کو خود کشی کرنے پر مجبور کر سکتی ہے------ اس لئے پلیز ڈارلنگ------ تم کل ہی ان کو لے کر پارا گڑھ چلی جاؤ------ اور کچھ عرصے بعد خرابی صحت کا بہانہ کر کے پھر واپس آ جاؤ------ اور اگر مجھ کو خود سے علیحدہ نہیں سمجھتی تو پلیز یہ تمام بل مجھے ادا کرنے دو۔"

وہ ہنس دی۔ "کمال کر رہے ہو ڈارلنگ------ بات کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے------ یقین کرو جب مجھے ایسی کوئی ضرورت ہو گی تو میں تم سے بغیر ہچکچائے کہوں گی------ بل پے کر دو ڈارلنگ------ لیکن------"

"لیکن------" میں نے اس کا قطع کلام کیا۔ "یہ بل میں بغیر کہے ادا کر رہا ہوں اور اب بالکل خاموش رہو۔" وہ مسکرا کر خاموش ہو گئی۔ میں نے جیب سے چیک بک نکال کر پانچ ہزار روپے کا بیرر چیک لکھا اور دستخط کر کے اس کے تکیے کے نیچے رکھ دیا------ اس نے شاید مجھے لکھتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ کہنے لگی۔ "معلوم ہوتا ہے لیفٹننٹ پرنسلی کا بیلنس چھ سات ہندسوں میں ہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "دیوی دیوتاؤں کی مہربانی سے بھنڈار بھرپور ہے------ کرن راج محلوں سے نکلنے پر بھی کرن ہے------ اچھا اب گڈ بائی اینڈ پالاٹکن۔" اس نے جھپٹ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور چیک میری جیب میں رکھتے ہوئے بولی۔ "چپ چاپ بیٹھ جاؤ------ میں کھانا منگا رہی ہوں------ اور منیجر کو ہدایت کر رہی ہوں کہ اب کسی کو میرے پاس نہ آنے دیا جائے------"

میں نے "او کے ڈارلنگ" کہہ کر سگریٹ سلگایا اور پشت گاہ سے کمر لگا کر پاؤں پھیلا دیئے۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کھانے کا آرڈر دیا اور پھر ریسپشن روم کا نمبر ڈائل کر کے کہا۔ "مس جیرین------ اب کسی کو میرے پاس نہ آنے دیا جائے۔"

ریسیور رکھ کر وہ میرے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ کھانے کے دوران میں نے اس کو دوبارہ سمجھایا کہ جلد از جلد سریکھا وغیرہ کو لے کر پاراگڑھ روانہ ہو جائے اور اس نے کہا کہ وہ کل شام کی ٹرین سے جانے کا ارادہ کر چکی ہے۔ میں نے اس کو اپنا ایڈریس نوٹ کرایا اور پاراگڑھ سے روانہ ہونے سے پہلے ٹیلی گرام کرنے کو کہا۔

صبح پانچ بجے روانہ ہونے سے پہلے میں نے اس کو آج ہی روانہ ہو جانے اور جلد از جلد بمبئی واپس پہنچنے کی درخواست کی اور رخصت ہو گیا۔ وہ دروازے پر کھڑی ہوئی دیو کرتی رہی۔ سیڑھیوں کی طرف گھومتے ہوئے میں نے ہاتھ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو وہ رومال سے آنسو پونچھ رہی تھی۔ خود میری بھی کچھ ایسی ہی حالت تھی لیکن لوٹنے کا وقت نہ تھا۔ آج مجھے شیو اور غسل کے لئے لازماً اپنے اپارٹمنٹ کو جانا تھا۔ چنانچہ دل پر جبر کر کے تیزی سے سیڑھیاں اتر کے گاڑی سنبھالی اور چند منٹ میں گھر پہنچ گیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی وردی اتار کے شیو کیا۔ غسل سے فارغ ہو کر چائے پی اور دوسری یونیفارم پہنتے ہوئے جیب سے سگریٹ کیس اور پرس نکالتے ہوئے رات کو لکھا ہوا بیئرر چیک ہاتھ میں آ گیا۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی تو چھ بجنے میں سات منٹ باقی تھے اب گرین جانے کا وقت نہ تھا۔ جلدی جلدی تیار ہوا اور گاڑی لے کر ہیڈ کوارٹرز کی طرف روانہ ہو گیا۔

تین بجے کے قریب جب کہ انٹیلی جینس اسٹاف کلاس روم میں کرنل مرنی کا لیکچر سننے کے لئے جمع ہو رہا تھا۔ گارڈ روم سے ایک کارپورل کلاس روم کے دروازے پر آ کر بولا۔ "فون کال فار لیفٹن پرنسلی پلیز۔" میں نے بنچ سے اٹھ کر کرنل کی طرف دیکھا۔ انہوں نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا "ہری اپ۔" میں تیزی سے باہر نکلا اور کارپورل کے ساتھ گارڈ روم میں پہنچا۔

ٹیلی فون دیوار میں آویزاں تھا۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور ماؤتھ پیس میں "ہیلو لیفٹن پرنسلی اسپیکنگ۔" کہا۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔ "روپ ساڑھے پانچ بجے کہاں مل سکتے ہو؟" یہ اجیتا تھی۔ میں سناٹے میں آ گیا۔ اس کا ابھی تک یہاں ہونا چیک لوٹانے سے بھی زیادہ حیرت کا باعث تھا۔ بمشکل خود کو سنبھال کر کہا۔ "تم ابھی یہیں ہو۔ کیا آج جانے کا پروگرام ملتوی کر دیا؟" کہنے لگی۔ "ہاں روپ اسے ایک حادثہ سمجھ لو۔ تمہیں مجھ سے لازماً ملنا ہے------ بتاؤ کہاں؟"

میں نے سوچ کر کہا۔ "چرچ گیٹ ریلوے اسٹیشن پر------ او کے" بولی۔ "او کے ڈارلنگ۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "گڈ بائی۔" اس نے ماؤتھ پیس کو بوسہ دے کر ریسیور رکھ دیا۔ میں نے ریسیور رکھ کر گارڈ کا شکریہ ادا کیا اور تیزی سے کلاس روم کی طرف لپکا۔ ابھی لیکچر شروع نہیں ہوا تھا۔ میں نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کرنل مرنی کا شکریہ ادا کیا اور کیپٹن بریڈلے کے برابر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہی میرے کان کے پاس منہ لا کر بولا۔ "مسز ولسن تھے؟"

میں نے کہا۔ "نہیں ایک دوست تھا۔ آج پھر تم سے معذرت چاہوں گا۔" بولا۔ "شیور شیور۔" اسی وقت کرنل مرنی نے "آفیسرز سائیلنس پلیز" کہہ کر لیکچر شروع کر دیا اور سب ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

پانچ بجے ڈسمس ہوتے ہی میں نے آفیسرز میس میں بریڈلے کے ساتھ کھڑے کھڑے چائے پی اور سگریٹ سلگا کر گڈ بائی کہتا ہوا کار کی طرف چل دیا اور جس وقت اسٹیشن پہنچا تو پانچ بج کر بیس منٹ ہوئے تھے۔ میں نے ہال میں ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ ویٹنگ رومز میں دیکھا لیکن اجیتا ابھی تک نہیں پہنچی تھی۔ کچھ دیر گیٹ پر انتظار کرتا رہا پھر اپر کلاس بکنگ آفس سے اندھیری کے دو ریٹرن ٹکٹ خریدے اور پلیٹ فارم گیٹ کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ دفاتر کا کلوزنگ ٹائم ہونے کی وجہ سے اس وقت بے پناہ رش تھا اور ہر تین چار منٹ کے بعد ایک لوکل ٹرین پہنچ رہی تھی اور ایک روانہ ہو رہی تھی۔ پورا ہال' پلیٹ فارم' ویٹنگ اور ریفرشمنٹ رومز' ٹی اسٹال وغیرہ مسافروں سے بھرے ہوئے تھے۔ ہجوم میں گھٹن سی محسوس ہونے لگی تو پھر ہال سے نکل کر گیٹ پر آ گیا۔ کار پر نظر ڈالی تو اس کے قریب ہی پولیس کا ٹریفک کانسٹیبل کھڑا دکھائی دیا۔ میں نے آگے بڑھ کر کہا۔ "کوئی تکلیف؟" اس نے سلیوٹ کر کے کہا۔ "صاحب------ نو پارکنگ۔"

میں نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر کہا۔ "پھر کہاں؟" بولا۔ "ویری ویری سوری۔" میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور چابی نکال کر گاڑی کا دروازہ کھولا۔ اسی وقت ایک ٹیکسی آ کر رکی اور ڈرائیور نے باہر دھکیل کر پچھلا دروازہ کھولا۔ اجیتا نے پرس کھول کر ایک روپیہ ٹیکسی والے کے ہاتھ پر رکھ دیا اور باہر نکل کر ہیلو کہتی ہوئی میری طرف بڑھی۔ میں نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولنا چاہا تو اس نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "میں تمہیں ڈرائیو کروں گی۔" میں نے ہنس کر اس کو اگلی سیٹ پر دھکیلا اور وہیل سنبھالتے ہوئے کہا۔ "یہ بمبئی ہے' ایکسی ڈنٹ کر بیٹھو گی۔" مسکرا کر بولی۔ "اچھا تو میں چلانا نہیں جانتی کیا؟"

"جانتی ہو۔" میں نے گاڑی بیک کر کے سڑک پر لیتے ہوئے کہا۔ "لیکن یہاں سڑکوں کا جال تمہاری لٹ سے بھی زیادہ الجھا ہوا ہے۔ مجھے ہی سلجھانے دو تو بہتر ہے۔" وہ ہنسنے لگی۔ میں نے گیئر بدلا اور گاڑی تیزی سے سڑک پر پھسلنے لگی۔ اس کا ہاتھ میری کمر کے گرد آ گیا۔ میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "جی یور ایکسی لنسی------ فرمایئے کیا حادثہ پیش آ گیا کہ روانگی ملتوی کر دی گئی۔" کہنے لگی۔ "کرن کیا بتاؤں------ معاملہ بہت گمبھیر ہے' نہ معلوم تم اس کا کیا اثر لو۔"

میں نے کہا۔ "مثلاً"۔" وہ بولی۔ "سریکھا ایک پاگل لڑکی ہے------ میں بڑی مشکل میں پھنس گئی۔" میں نے سرخ سگنل دیکھ کر گاڑی روکتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہے وہ جو کچھ ہے ڈیئر صاف بتاؤ نا کیا ہوا؟"

اس نے غور سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "وہ پاراگڑھ جانے کو تیار نہیں ہے۔ میں نے بہت سمجھایا۔ انکار کرتی رہی۔ میں نے زیادہ اصرار کیا تو بگڑ گئی اور چیخ کر کہنے لگی۔ "پرنسلی کو بلاؤ میں اس سے معافی مانگے بغیر نہیں جاؤں گی۔" گرین سگنل دیکھ کر میں نے گیئر لگایا۔ گاڑی چلتے ہی اجیتا نے کہا۔ "اب بتاؤ میں تمہیں کس طرح بلا سکتی ہوں------ کیسے ظاہر کر سکتی ہوں کہ میرے پاس تمہارا ایڈریس اور فون نمبر ہے۔"

"ششیر سنگھ کے پاس بریڈلے کا ٹیلی فون نمبر ہے۔" میں نے طریقہ بتایا۔ وہ بولی۔ "کرن ششیر سنگھ تم سے اتنے شرمندہ ہیں کہ تمہارے سامنے آنے سے انکار کر چکے ہیں۔ دوسرے میں خود بھی نہیں چاہتی کہ تم سریکھا سے ملاقات کرو۔ وہ دیوانی اگر اپنے باپ اور بھائی کے سامنے کوئی غلط حرکت کر بیٹھی تو کیا ہو گا؟" میں نے جیب سے ریلوے کے ٹکٹ نکال کر کھڑکی سے باہر پھینکتے ہوئے کہا۔ "تو پھر ان پر لعنت بھیجو جائیں یا نہ جائیں تم ان کا انتظار نہ کرو اور کل پہلی ٹرین سے واپس ہو جاؤ۔"

وہ بولی۔ "یہ ٹھیک ہے۔ میں کل جا رہی ہوں۔"

"معاف کرنا ڈیئر' میں بار بار تمہیں جانے کو کہہ رہا ہوں------ لیکن یہ محض اس خوف کی وجہ سے ہے کہ کہیں مجھ سے یا تم سے کوئی غلطی ہو گئی تو بہت بڑی مصیبت بن جائے گی۔"

"جانتی ہوں۔" اس نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اچھا یہ بتاؤ اس وقت کہاں جا رہے ہو؟"

میں نے کہا۔ "جہاں تم کہو------ کسی ہوٹل میں کھانا کھائیں گے اور آٹھ بجے واپس ہو جائیں گے۔"

"نہیں کرن۔" اس نے کہا۔ "اتنا وقت نہیں ہے۔ میں تم سے صرف یہی کہنے آئی تھی۔ دیر ہو جانے پر انہیں شکایت ہو گی یہیں سے لوٹ چلو' پلیز برا نہ مان جانا۔"

میں نے گرانٹ روڈ انٹرسیکشن سے یو ٹرن لیا اور سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "اجیتا ڈیئر' میں تمہاری کسی بات کا برا نہیں مانتا۔ لیکن دیکھ رہا ہوں کہ تم مجھ سے مغائرت برت رہی ہو------ تم نے میرا چیک بھی واپس کر دیا۔"

وہ بولی۔ "ہاں' اس لئے نہیں کہ میں نے تمہیں غیر سمجھا بلکہ اس لئے کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ اتنا زیادہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے لٹانے پر بھی کم نہیں ہوتا------ اور اب تمہارے سوا خرچ کرنے والا کون ہے۔ شادی تو میں کر نہیں سکتی۔ پھر میری دولت

دشمن پیدا کرنے کے سوا مجھے کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے۔"

اس کے افسردہ لہجے سے میرے دل پر زبردست چوٹ لگی۔ بمشکل خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ "اچھا ڈیئر تمہاری محبت اور ایثار نے مجھے خرید لیا ہے------ تم کسی طرح اپنے آپ کو تنہا نہ سمجھو' میں تمہارے لئے ہر بلیدان دینے کو تیار ہوں۔ بولو کیا چاہتی ہو؟"

وہ مسکرا دی۔ "مجھے معلوم ہے کرن تم میرے لئے کچھ بھی کر سکتے ہو۔"

میں نے گاڑی دھیمی کرتے ہوئے کہا۔ "الفاظ پر نہ جاؤ ڈارلنگ------ عملی طور امتحان لو------ پلیز کچھ کہو------ کچھ بھی کہو------ اور سمجھو' ہو گیا------ میں اس وقت شہزادہ نہ ہونے کے باوجود شہزادہ ہوں' ایک ریاست کا نہیں' کئی ریاستوں کا۔"

وہ ہنس کر بولی۔ "مبارک ہو۔" میں نے کہا۔ "اچھا سائیڈ ٹریک نہ کرو' کچھ کہہ ڈالو' اچھا نہ کہو' میں خود درخواست کرتا ہوں------ پاراگڑھ سے پیچھا چھڑاؤ------ یہاں رہنے کا وعدہ کرو------ میں تمہارے لئے دو مہینے میں محل تیار کرا سکتا ہوں۔" اس نے میرے کندھے پر سر رکھ دیا اور بولی۔ "کرن میں آؤں گی لیکن اتنی جلدی نہ کرو------ مجھے تم پر وشواس ہے۔"

چرچ گیٹ کے سامنے پہنچتے ہی اس نے گاڑی روکنے کا اشارہ کیا۔ میں نے آئی لینڈ کا چکر لگا کر ٹیکسی اسٹینڈ کے قریب گاڑی روک دی اور وہ مجھے سریکھا کی کال کا کوئی جواب نہ دینے کو کہتی ہوئی نیچے اتری اور ٹیکسی میں بیٹھ کر روانہ ہو گئی۔

دوسرے روز ایک بجے میں بریڈلے کے ساتھ میس میں کھانا کھانے جا رہا تھا کہ گارڈ روم سے ایک کارپورل نے آ کر کہا۔ "آپ کا ٹیلیفون ہے کیپٹن۔" بریڈلے نے مجھے چند منٹ انتظار کرنے کو کہا اور تیزی سے گارڈ روم کی طرف چل دیا۔ میں برآمدے میں ایک بینچ پر بیٹھ گیا اور سگریٹ پینے لگا۔ چند منٹ بعد وہ مسکراتا ہوا واپس آیا اور کہنے لگا۔ "لیفن رومیو۔ مس سریکھا کے علاوہ بمبئی میں تمہاری کوئی اور گرل فرینڈ بھی ہے؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہارے ٹیلیفون سے میری گرل فرینڈز کا کیا تعلق؟" بولا۔ "میرے سوال کا جواب دو۔" میں نے کہا۔ "سمجھ لو ہے------ پھر؟" کہنے لگا۔ "اس نے مجھے کہا ہے کہ اگر سریکھا تمہیں پرنسلی کو ساتھ لے کر آنے کو کہے تو کوئی نوٹس نہ لینا۔ اس سے ملنا پرنسلی کے لئے خطرناک ہے۔" میں نے اس سے نام دریافت کیا تو کہنے لگی۔ پرنسلی سے صرف اتنا کہہ دینا میں آج شام کی ٹرین سے واپس جا رہی ہوں۔ وہ سمجھ جائے گا۔ میں کون ہوں۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو کیپٹن۔" اس نے مسکرا کر پوچھا۔ "کون تھی یہ؟"

"ایک سویٹ ہارٹ۔" میں نے جواب دیا۔ "یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے ڈیئرسٹ۔ انٹیلی جینس کے ا-شیلی جینٹ کیپٹن ہو۔ اتنا اشارہ کافی نہیں ہے کیا؟" وہ ہنس دیا۔

لنچ کے بعد کلاس روم میں جاتے ہی بریگیڈیئر ہچکنس کا ایک مختصر سا پیغام ملا جس میں مجھے فوراً ان کے دفتر میں پہنچنے کا حکم دیا گیا تھا۔ میں نے نوٹ جیب میں سرکاتے ہوئے بریڈلے کی طرف دیکھا۔ اس نے مسکرا کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اگر دیر ہو جائے تو بنگلے پر آ جانا۔" میں نے اس سے مصافحہ کیا اور مینجر کے ساتھ چل دیا۔ دفتر پہنچتے ہی بریگیڈیئر نے فوراً مجھے اپنے کمرے میں طلب کر لیا۔ میں نے سلیوٹ کیا تو مسکرا کر سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "بیٹھ جایئے لیفن۔" میں تھینک یو سر کہہ کر بیٹھ گیا۔ منہ سے پائپ نکال کر ہاتھ میں لیتے ہوئے بولے۔ "پرنسلی، تمہارا کورس تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ تم ابھی تک میری توقعات پر پورے اتر رہے ہو۔" میں نے پھر شکریہ ادا کیا۔ کہنے لگے۔ "اگلے ہفتے تمہارا امتحان ہو رہا ہے اور مجھے یقین ہے تم کامیاب ہونے والوں میں امتیازی حیثیت حاصل کرو گے۔ اس وقت میرا تمہیں یہاں بلانے کا مقصد تمہیں باہر جانے کے لئے تیار رہنے کا نوٹس دینا ہے۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟" میں نے کہا۔ "سر یہ میرے لئے انتہائی خوشی کا باعث ہے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے پہلا موقع مجھے دیا۔" وہ مسکرا کر بولے۔ "کوئی پرابلم ہو تو بتاؤ۔ مجھے خوشی ہو گی کڈ۔" میں نے کہا۔ "پھر شکریہ سر۔ کوئی پرابلم نہیں۔ آپ کا حکم میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ خدا کرے آپ کا اچھا شاگرد ثابت ہو سکوں۔" وہ مسکرا کر اٹھے اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے اٹھ کر ہاتھ ملایا اور سلیوٹ کر کے اباؤٹ ٹرن ہو گیا۔

سوا پانچ بجے کیمپ سے چلتے وقت بریڈلے میرے ساتھ تھا۔ اس نے ابھی تک میری طلبی سے متعلق کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ گاڑی گیٹ سے باہر نکلتے ہی کہنے لگا۔ "بریگیڈیر نے کسی تقریب میں یاد کیا تھا بوائے؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈیپارچر سگنل دینے کو۔" بریڈلے "گڈ" کہہ کر خاموش ہو گیا اور سگریٹ سلگانے لگا۔ کچھ دور جانے کے بعد کش لے کر دھواں چھوڑتے ہوئے بولا۔ "پرنسلی اس پیشگی اشارے سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک تو خیر یقینی ہے جو ہم بھی سمجھ سکتے ہیں کہ تم امتحان میں کامیاب ہو گے اور شاید ڈسٹنکشن کے ساتھ------ لیکن دوسرا میرا خیال ہے بوائے چیف کا مقصد یہ دیکھنا ہے۔ بتاؤ کیا سمجھے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "شاید وہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ میں ہر ایکسی لینس کو درمیان میں لا کر ان کے احکام میں نرمی کرانے کی کوشش کرتا ہوں یا نہیں؟ تو مائی ڈیئر اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" بریڈلے نے ہنس کر میری پیٹھ تھپکی۔ میں نے کہا۔ "لیکن میں ہر ایکسی

لنسی کو اپروچ تو ضرور کروں گا لیکن مقصد کچھ اور ہو گا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "کینتھ کو گھسیٹنا چاہتے ہو؟" میں نے بلڈنگ کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "بریڈلے کو۔" ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔ "اگر ایسا ہوا تو میں تمہیں شاندار ڈنر دوں گا۔" میں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "کہاں؟ تاج میں؟" وہ ناک کھجا کر سوچنے لگا اور مسکرا کر بولا۔ "او کے تاج میں۔" میں نے پھر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "صرف مجھے یا پوری فیملی کو؟" وہ کہنے لگا۔ "سوری بوائے۔ میں پرنس نہیں ہوں۔ تمہاری بٹالین مجھے ایک رات میں ریٹائرمنٹ تک کے لئے مقروض کر جائے گی۔ اس لئے صرف تم۔ اکیلے تم اور میں۔" میں نے انجن کے قریب پہنچ کر گاڑی کا انجن بند کر کے چابی نکالتے ہوئے کہا۔ "پھر کینسل کر دو۔ میں سنگل فائل میں کبھی نہیں چلتا------ " وہ ہنستے ہوئے سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ فلور پر پہنچتے ہی کاریڈور میں کھڑی ہوئی ڈینس نے سلیوٹ کیا۔ بریڈلے نے اس کو جوابی سلیوٹ کیا اور میں دروازہ کھولنے لگا۔ ڈینس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "آج تین دن بعد آپ کو دیکھ رہی ہوں۔ کہیں گئے ہوئے تھے؟" میں نے بریڈلے کو اندر چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں مس ڈینس میں یہیں تھا۔" مسکرا کر بولی۔ "تو پھر آپ دیر سے آتے رہے ہوں گے۔" میں اثبات میں سر ہلاتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔ اندر پہنچتے ہی بریڈلے نے میرے کندھے پر ہاتھ مارا اور مسکرا کر کہنے لگا۔ "معلوم ہوتا ہے ڈینس بھی تمہارے خواب دیکھنے لگی ہے بوائے۔" میں نے ٹیبل سے سگریٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ہاں میری پیشانی پر "ٹو لیٹ" لکھا ہوا ہے۔ اگر ارادہ ہو تو کہہ دوں۔ اس کمرے کی چابی بریڈلے کے پاس ہے۔" قہقہہ لگا کر کہنے لگا۔ "سوری بوائے' میں کرایہ داروں میں گھر جانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔" میں نے سگریٹ سلگا کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "تو پھر اپنے دروازے بند رکھو اور دوسروں کے گھر جانے پر اپنی ننھی سی جان نہ جلاؤ۔" وہ ہنستا ہوا بیٹھ گیا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "سر یقین کیجئے آپ کا لیفٹننٹ کوپے میں سفر کرتا ہے۔ سیکنڈ اور انٹر میں نہیں------ اور یہ------ یہ تو ریڈ کراس ایمبولینس ہے------ " ہنستے ہنستے بریڈلے کے ہاتھ سے سگریٹ چھوٹ گیا۔

چوتھے روز ہمارے گروپ کے امتحانات شروع ہو گئے اور یہ سلسلہ کئی دن تک جاری رہا۔ اس ٹیسٹ میں ایک پیپر کے سوائے' جو صرف دو گھنٹے کا تھا تمام عملی امتحان تھا۔ نتیجہ نکلنے پر معلوم ہوا کہ میں بارہ آفیسرز کے گروپ میں سیکنڈ آیا تھا۔ فرسٹ' کیپٹن وسکا نسن تھا جو آئی ایم اے ڈیرہ دون کا تربیت یافتہ پیراٹروپر تھا اور پیراشوٹ جمپ میں ہی اس نے تمام گروپ کو شکست دی تھی۔ یہ اس کا فیلڈ تھا۔ وہ بیس ہزار فٹ کی بلندی سے چھلانگ لگا کر آٹھ ہزار فٹ تک گرنے کے بعد پیراشوٹ کھولتا تھا۔ یہ ہم میں سے کسی کے لئے ممکن نہ تھا۔ تیسرے نمبر پر کیپٹن بریڈلے تھا۔ ایگزامنر نے اس ڈسٹنکشن پر تینوں کو

مبارکباد دی۔ بریگیڈیئر ہچکنس نے میڈل دیئے اور مبارکباد دیتے ہوئے تینوں سے مصافحہ کیا۔ پھر میری طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ کیپٹن وسکانسن ٹیرر ہے لیکن۔۔۔۔۔۔ اگر یہ تمہارے بیچ میں نہ ہوتا تو تمہارے لئے یقینی چانس تھا۔" میں نے مسکرا کر سلیوٹ کرتے ہوئے کہا۔ "سر ہمیں کیپٹن وسکانسن کی لیڈر شپ پر فخر ہے۔ وہ ہمارے ہیٹ مین ہیں۔"

پاسنگ آؤٹ کے بعد دوسرے روز ہمیں ایکوپمنٹ بیگ دیئے گئے۔ چلتے وقت بریگیڈیئر نے تنہائی میں مجھ سے کہا۔ "مجھے بہت خوشی ہے لیکن اس دوران تم نے کسی بڑے دروازے کو کھٹکھٹا کر مجھے ناراض نہیں کیا۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "سر' اگر میں اتنا بھی نہ سمجھ سکوں کہ میرے چیف کا قبل از وقت مجھے تیاری کا حکم دینے کا کیا مقصد ہے تو پھر میں انٹیلی جنس کے لئے قطعی نا اہل ہوں۔" بریگیڈیر نے "مچ پلیزڈ" کہہ کر میری پیٹھ تھپکی اور میں سلیوٹ کر کے رخصت ہو گیا۔

تیسرے روز بریگیڈیر نے مجھے اور بریڈلے کو اپنے دفتر میں بلا کر ایک ایک لفافہ اور ایک ایک ہزار روپے کے دو چیک دیتے ہوئے کہا۔ "کل صبح چیک کیش کراؤ اپنی تنخواہیں وصول کرو اور شام کے جہاز سے دونوں کلکتہ روانہ ہو جاؤ۔ تمہارے ٹرانسفر آرڈرز کے ساتھ مکمل ہدایات درج ہیں ان کے مطابق عمل کرنا ہے۔"

ہم نے لفافہ کھول کر ہدایتیں پڑھیں۔ مجھے وکٹر ہیرس کہہ کر خطاب کیا گیا تھا اور کیپٹن بریڈلے کو جان ہنٹرس۔ ہمیں کلکتہ پہنچ کر گرینڈ ہوٹل میں ملٹری کنٹریکٹرز کی حیثیت سے قیام کرنا تھا اور بنگال کے انارکسٹوں اور دہشت پسندوں کی تخریبی سرگرمیوں کا سد باب کرنا تھا۔ چند خطرناک لیڈروں کے نام حالات اور دائرہ عمل کی تفصیلات بھی فراہم کی گئی تھیں۔ لیکن ان کی تعداد چھ سے زیادہ نہ تھی جن میں دو لڑکیاں بھی تھیں ایک بنگالی ہندو اور دوسری مسلمان کیپٹن ہونے کی حیثیت سے بریڈلے اس مشن کا لیڈر تھا اور کلکتہ پہنچ کر ہمیں کرنل بشپ سے جو انٹیلی جنس چیف تھے رابطہ قائم کرنا تھا اور اس کے بعد ان کی ہدایات پر عمل کرنا تھا۔ تمام باتیں سمجھانے کے بعد بریگیڈیر نے ہمیں نئے سویلین ناموں پر جاری کئے ہوئے برٹش پاسپورٹ اور تھامس کک سے حاصل کئے ہوئے دو کیبن ٹکٹ اور دیگر کاغذات دیئے۔ ان سے رخصت ہونے کے بعد میں نے مسٹر ولسن کو ٹیلی فون کر کے ڈیئر ایکسی لنسیز سے انٹرویو مانگا۔ پندرہ بیس منٹ بعد انہوں نے مجھے رنگ کر کے شام کے سات بجے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ میں نے شکریہ ادا کر کے ریسیور رکھ دیا اور بریڈلے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "گاڑی کو کیا کریں ہنٹرس؟" بولا۔ "کیا کریں؟ ساتھ لے چلو پارٹنر۔ ابھی بک کرا دیتے ہیں۔" میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ساڑھے چار بجے ہیں۔ اڑھائی گھنٹے میں بک ہو جائے گی؟"

"کیوں نہیں۔" اس نے جواب دیا۔ "تھامس کک کے ہاں پھینک کر چلے آئیں

گے۔ وہ خود نپٹتے رہیں گے۔"

"گاڑی کے لگیج بکس میں چند قیمتی چیزیں بھی ہیں۔" میں نے کہا۔ "ایک ونچسٹر آٹو میٹک رائفل' دو پستول اور کچھ ڈائمنڈز وغیرہ۔" وہ مسکرا کر انگلیوں سے کنپٹی پر ڈرم بجانے لگا۔ کچھ دیر سوچ کر بولا۔ "کسٹمز والے نہیں جانے دیں گے۔ خیر میں بریگیڈیئر سے بات کرتا ہوں۔" اس نے ٹیلیفون اٹھا کر ڈائل گھمایا اور ہیلو کہہ کر باتیں کرنے لگا۔ چند منٹ جملے تبدیل کرنے کے بعد ریسیور رکھ کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ چیف اپنے آرڈرلی کے ساتھ "آن ہز میجسٹیز سروس" کا لیبل بھجوا رہے ہیں۔ تمہیں اس پر گورنمنٹ ہاؤس سے مہر لگوانی ہو گی۔" میں نے کہا۔ "ہنٹرس کسٹمز ڈیپارٹمنٹ والے مہر کو نہیں مانتے۔ میں سیکرٹری سے ٹیلیفون کرا دوں گا۔ لیبل ویسے بھی مشکوک ہے۔" وہ بولا۔ "ٹھیک ہے لیکن لیبل بھی لے لیتے ہیں۔" میں اوکے کہہ کر گاڑی لانے کو چل دیا۔

ہم گورنمنٹ ہاؤس پہنچے تو پانچ بج چکے تھے۔ مسٹر ولسن دفتر میں ہی مل گئے۔ میں نے سلام کیا تو مسکرا کر بولے۔ "اتنی جلدی آ گئے پرنسلی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "سر' وکٹر ہیرس کہئے۔ میں کلکتہ جا رہا ہوں اور اس وقت زحمت دینے کی وجہ یہ ہے کہ کسٹمز چیف کو ٹیلیفون پر ہدایت کر دیجئے کہ میری کار کا سامان چیک نہ کیا جائے۔" وہ بولے۔ "کیوں' سونا وغیرہ اسمگل کر رہے ہو کیا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "سر بنگالیوں کے لئے چاول کے سوا کیا اسمگل کیا جا سکتا ہے۔ میری گاڑی میں کچھ آرمز امیونیشن ہیں۔" مسکرا کر بولے۔ "بغیر لائسنس کے؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "پرنس اور ملٹری آفیسرز اسلحے کے لائسنس سے مستثنیٰ ہوتے ہیں اور میری ٹانگ دونوں جگہ پھنسی ہوئی ہے۔" بولے۔ "آئی سی۔ اچھا بیٹھو۔ میں ٹیلیفون کر دیتا ہوں۔" میں تھینک یو سر کہہ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ انہوں نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا۔ "گاڑی کہاں ہے؟" یہ نے کہا۔ "یہیں ہے سر' کیپٹن بریڈلے اس میں بیٹھا ہوا ہے۔" وہ بولے۔ "اس سے کہو گاڑی لے کر فوراً الیگزینڈرا ڈاک۔۔۔۔۔۔ ہیلو۔۔۔۔۔۔ جیمس ایٹ دس اینڈ۔۔۔۔۔۔" انہوں نے ماؤتھ پیس میں بولنا شروع کر دیا۔ میں نے باہر جا کر بریڈلے کو مسٹر ولسن کا حکم سنایا اور وہ گاڑی اسٹارٹ کر کے چل دیا۔ میں چیمبرز میں آیا تو وہ باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ میں نے انہیں پلیٹ نمبر بتایا اور انہوں نے ماؤتھ پیس میں دہرا دیا۔ پھر میری طرف دیکھ کر ریسیور رکھتے ہوئے بولے۔ "او کے وکٹر کلب جا کر ہمارے اکاؤنٹ میں کچھ کھاؤ پیو۔ میں سات بجے سے پہلے تمہیں فون کروں گا۔" میں نے اٹھ کر سلام کیا اور مصافحہ کر کے چل دیا۔

دوسری صبح ہم دونوں جہاز میں سوار ہو گئے۔ ہمیں سی آف کرنے والا کوئی نہ تھا۔ کلکتہ پہنچنے تک ہم سب سے الگ تھلگ رہ کر فارغ اوقات میں کرانتی کاریوں کی خفیہ سرگرمیوں کے واقعات اور اپنی مفروضہ سوانح حیات سبق کی طرح یاد کرتے رہے۔ ہم نے

کسی سے زیادہ تعلقات بڑھانے کی کوشش نہ کی۔ ہمارا کھانا اور ناشتا وغیرہ کیبنوں میں ہی فراہم کیا جاتا تھا۔ شام کو پینے کے لئے بار میں جاتے تو ہم سفرلوگوں سے رسمی بات چیت ہنٹرس ہی کی ذمہ داری تھی۔ میں کبھی کبھار ہوں ہاں یا ہنٹرس کی تائید میں ایک دو جملے تبدیل کر کے پینے کی طرف متوجہ ہو جاتا۔ کوئی لیڈی چھوٹ لینے کی کوشش کرتی تو وہ اس سے چھوت کی بیماری کی طرح میری حفاظت کرتا اور پھر کیبن میں آ کر کڑھی بگاڑنے پر خوب قہقہے لگاتا۔ حتیٰ کہ میں نے تنگ آ کر اس کو ریورنڈ فادر اور پھر یور ہائی نس کہنا شروع کر دیا۔

آخر یہ اکتا دینے والا سفر ختم ہوا اور ایک سہانی صبح ہمارا جہاز کلکتہ پورٹ پر لنگر انداز ہو گیا۔ زینے لگا دیئے گئے اور مسافر نیچے اترنے لگے۔ ہنٹرس ٹیکسی میں بیٹھ کر گرینڈ ہوٹل کی طرف روانہ ہو گیا۔ میں کار کی ڈیلیوری لینے کے لئے پورٹ پر رہ گیا۔ چار گھنٹے بعد جبکہ میں کارگو آفس میں بیٹھا بیٹھا اکتا کر بھاگنے والا تھا۔ میری گاڑی کرین کے تاروں میں جھولتی ہوئی ڈاک پلیٹ فارم پر ٹکی۔ میں نے بل آف لیڈنگ اور کاغذات متعلقہ افسروں کو دیئے، کسٹمز آفیسر کو ا یکڑیکی نیشن لیبل اور لیٹر وغیرہ دکھا کر مطمئن کیا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر وہیل سنبھالا۔ کسٹمز کا تمام عملہ کسٹمز آفیسر کے گرد جمع ہو گیا۔ گاڑی اسٹارٹ کرتے کرتے میں نے ان کو آپس میں اشارے اور چہ میگوئیاں کرتے دیکھا۔ قرائن سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ میرے متعلق ہی باتیں کر رہے ہیں۔ لیکن گفتگو بنگالی زبان میں ہونے کے باعث میں کچھ سمجھ نہ سکا اور گیئر لگا کر تیزی سے گیٹ کی طرف چل دیا۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد مجھے چار پانچ مقامات پر ٹریفک پولیس سے گرینڈ ہوٹل کا راستہ پوچھنا پڑا۔ ہوٹل کے پورٹیکو میں گاڑی رکتے ہی مینجر ریسیپشن آفس سے نکل کر سیڑھیوں پر آیا اور مسکرا کر گڈ مارننگ کہتا ہوا بولا۔ "آر یو مسٹر ہیرس سر؟" میں "جی ہاں۔" کہتا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور پورٹر کو چابی دے کر لگیج بکس سے سامان نکالنے کا اشارہ کیا۔ مینجر نے کہا۔ "سر، مسٹر ہنٹرس گیارہویں منزل پر اپارٹمنٹ نمبر ۳۴ میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" پورٹر میرے دونوں سوٹ کیس اور اٹیچی لے کر میرے سامنے آ گیا۔ مینجر نے اس کو میرے ساتھ جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "سر میں آپ کی گاڑی گیراج میں رکھوا کر آپ کے پاس حاضر ہوتا ہوں۔" میں او کے کہہ کر لفٹ کی طرف چل دیا۔

میں پورٹر کے ساتھ گیارہویں منزل پر پہنچا تو ہنٹرس' اپارٹمنٹ کے دروازے پر کھڑا مسکرا رہا تھا۔ میری کمر پر ہاتھ مارا اور اپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔ پورٹر نے سامان کپ بورڈ پر رکھ دیا---- ہنٹرس نے ایک روپیہ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھا اور وہ سلام کر کے رخصت ہو گیا۔ میں نے کمرے کے سامان پر نظر ڈالی۔ فرش پر قالین بچھا ہوا تھا۔ صوفہ سیٹ' ٹیبل' چسٹر ڈرائر' کرسیاں' الماری' ڈائننگ ٹیبل' ٹیلیفون' ایک مسہری' غرض آسائش

کی تمام چیزیں جو ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں ہونی چاہئیں موجود تھیں۔ مجھے اس طرح دیکھتے پا کر ہنٹرس نے کہا۔ "وکٹر برابر والا اپارٹمنٹ خالی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں' ایک ہی کافی ہے۔ شام سے پہلے یہیں ایک ایکسٹرا بیڈ منگا لیں گے۔ کیا ضرورت ہے پندرہ روپے روزانہ ضائع کریں۔ انڈین اسٹائل میں رہ لیں گے۔ کیا کہتے ہو؟" میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "ایز یو پلیز سر۔ لیکن کبھی کبھی مجھے فرصت دینا ہو گی۔ یعنی تمہیں کسی پارک میں رات----" اس نے جملہ پورا ہونے سے پہلے میرے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "سوری وکی۔ میں چوبیس گھنٹے تمہارے سر پر مسلط رہوں گا۔ مجھے اپنے باڈی گارڈ کے سوا کچھ نہ سمجھو۔" اس نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "خدا تم پر رحم کرے۔ لو سگریٹ پیو۔" اس نے ہنس کر سگریٹ کھینچ لیا اور میں نے اسے لائٹ دی۔ اسی وقت مینجر اجازت طلب کر کے اندر آیا اور کار کی چابی میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے بولا۔ "گیراج نمبر۹۔ کوئی اور خدمت؟" ہنٹرس نے کہا۔ "نہیں' اب تم جا سکتے ہو۔" اور وہ جس طرح آیا تھا اسی طرح چلا گیا۔

○

اگلے روز صبح جب ہم شیو اور ناشتے سے فارغ ہو کر بیٹھے سگریٹ پی رہے تھے تو ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ کیپٹن ہنٹرس نے ریسیور اٹھایا اور "ہیلو" کہہ کر خاموش ہو کر سننے لگا۔ چند سیکنڈ خاموش رہنے کے بعد ذرا سنبھل کر بیٹھ گیا اور بولا۔ "گڈ مارننگ سر---- بس سر ہم تیار ہو کر بیٹھے ہیں اور آپ کے پیغام کے منتظر تھے---- اوکے سر۔" ریسیور میری طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔ "چیف کرنل بشپ۔" میں نے ریسیور اس سے لے کر کان سے لگایا اور کہا۔ "گڈ ایوننگ سر!" کرنل کی آواز آئی "ایوننگ بوائے---- غور سے سنو۔ یہاں کیل کتا میں ایک ٹیررسٹ گروپ دہشت پسندانہ سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ اس کا ایک انتہائی فعال رکن "انیل" ہمیں بہت زیادہ نقصان پہنچا چکا ہے۔ لیکن پولیس اور انٹیلی جنس دونوں کو کئی مرتبہ غچہ دے کر نکل چکا ہے اور ہاتھ نہیں آتا۔ اسے فوری طور پر گرفتار کرنا تمہاری ذمہ داری ہے----" میں نے جلدی سے کہا۔ "سر آپ فکر نہ کریں بہت جلد اسے آپ کے سامنے پیش کروں گا۔" بولے۔ "لیفن---- مجھے تم سے یہی امید ہے۔ ہچکنس نے تمہاری تعریف کی ہے اور تمیں بیسٹ بوائے کہا ہے۔" میں نے کہا۔ "سر میں آپ کی امید پر پورا اتروں گا۔" وہ بولے۔ "اوکے---- ناؤ لسن---- انیل گزشتہ ایک دو روز کے دوران آسن سول میں دیکھا گیا ہے۔"

"کافی ہے سر!" میں نے کہا اور انہوں نے فون بند کر دیا۔ میں کیپٹن ہنٹرس کو ساتھ لے جانا چاہتا تھا لیکن اس نے بتایا کہ کرنل بشپ نے اسے اپنے دفتر طلب کیا ہے۔ میں

اسی وقت بذریعہ ٹرین آسن سول پہنچ گیا اور سارا دن اسٹیشن پر گزارا۔ رات آٹھ بجے ایک گاڑی کلکتے کے لئے روانہ ہونے والی تھی۔ اسٹیشن پر کافی رش تھا۔ گاڑی چلنے سے چند منٹ پیشتر میں نے ایک شخص کو پلیٹ فارم پر تیزی سے لگیج آفس کے آس پاس ٹہلتے دیکھا۔ ساتھ ساتھ وہ ادھر ادھر دیکھتا جا رہا تھا جیسے اسے کسی کا انتظار ہو۔ میرے دیکھتے دیکھتے لگیج آفس کا ایک کلرک اس کی طرف بڑھا اور اس نے چلتے چلتے بڑی راز داری سے ٹکٹ اس شخص کے ہاتھ میں تھما دیا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا وہ تھوڑی دور آگے جا کر واپس پلٹا اور لگیج آفس میں داخل ہو گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے آفس میں آ گیا اور آتے ہی میں نے اسے کہا۔ "آئی ایم لیفٹننٹ وکٹر ہیرس---- تم خود کو حراست میں سمجھو اور جلدی سے بتاؤ وہ شخص کون ہے جسے تم ابھی ٹکٹ دے کر آئے ہو۔" وہ بہت زیادہ گھبرا گیا اور ہکلاتے ہوئے بولا۔ "سر---- میں---- میں----" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "دیکھو---- اگر تم اپنی گردن بچانا چاہتے ہو تو جلدی سے اس شخص کا نام بتا دو---- میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔" مرے ہوئے لہجے میں بولا۔ "سر! انیل---- میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔"

○

"اوکے۔" کہہ کر میں تیزی سے لگیج آفس سے باہر آ گیا اور دروازہ بند کر کے ادھر ادھر دیکھا چند قدم کے فاصلے پر ٹکٹ ایگزامر کھڑا ہوا تھا میں نے اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا اسے اپنا تعارف کرا کے کہا۔ "لگیج کلرک کو اپنی حراست میں لے لو---- یہ ایک کیس میں ہمارے محکمے کو مطلوب ہے۔ فی الحال تمہاری کسٹڈی میں رہے گا۔" اس نے سلیوٹ کیا اور "اوکے سر کہہ کر چلا گیا۔ گاڑی نے آخری وسل دی اور چلنے لگی۔ میری نظریں انیل کو تلاش کر رہی تھیں۔ وہ کہیں نظر نہیں آیا۔ چنانچہ میں جلدی سے ٹرین پر سوار ہو گیا۔ اب ساری گاڑی میں اسے تلاش کرنے کا مشکل مرحلہ سامنے تھا۔ ابھی دو کمپارٹمنٹ ہی دیکھے تھے کہ یہاں بھی میری خوش قسمتی نے ساتھ دیا۔ میں تیسرے کمپارٹمنٹ کی طرف جا رہا تھا کہ انیل ٹوائیلٹ سے نکل کر اسی کمپارٹمنٹ میں داخل ہوا جس سے میں ابھی باہر آیا تھا۔ میں تھوڑی دیر رک کر دوبارہ کمپارٹمنٹ میں داخل ہو گیا۔ یہاں کل تین آدمی تھے۔ میں انیل کے سامنے والی خالی نشست پر بیٹھ گیا۔ میں نے نوٹ کیا کہ وہ میری نظر بچا کر مجھے بغور دیکھ رہا تھا۔ دل میں ایک فیصلہ کیا اور اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہیلو مسٹر----" مجھے رکتے دیکھ کر وہ بولا۔ "کرشن کمار۔" میں نے اس کا نام دہرایا ذرا معنی خیز انداز میں اور کہا۔ "آئی ایم لیفٹننٹ وکٹر ہیرس فرام انٹیلی جینس برانچ۔" میرا جملہ سن کر وہ چونکا اور اس کے منہ سے نکلا۔ "اوہ---- ہیلو لیفن! ہاؤ

ڈو یو ڈو؟" میں نے مسکرا کر کہا "فائن مسٹر انیل۔" جلدی سے بولا۔ "کرشن کمار لیفن۔" میں مسکرانے لگا اور وہ بے چینی سے پہلو بدلنے لگا۔ میں نے کہا۔ "سوری۔" بولا۔ "اٹس اوکے لیفن۔"

"لیس مسٹر کرشن ایز یو سے اٹس اوکے۔" اس کے ماتھے پر پسینہ آ گیا تھا اور وہ خاصا مضطرب نظر آ رہا تھا۔ چند منٹ میں گاڑی آہستہ ہو کر ایک اسٹیشن پر رک گئی انیل جلدی سے اپنا سوٹ کیس اٹھا کر چلنے لگا تو میں نے پستول نکال کر اس کی طرف کر دیا۔ "وہاٹ از دس لیفن۔" اس نے گھبرا کر کہا۔ میں نے کہا۔ "مسٹر---- کرشن یو آر ناٹ کرشن یو آر انیل اینڈ ناؤ ہینڈز اپ۔" اتنی دیر میں گاڑی چل پڑی تھی۔ اس نے ہاتھ اٹھا دیے۔ گاڑی کی رفتار بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

○○○

دوسری سیٹ پر بیٹھے ہوئے دونوں مسافر حیرت زدہ ہو کر میری طرف دیکھ رہے تھے۔
گاڑی آندھی کی طرح اڑی چلی جا رہی تھی۔ میں نے انیل کی طرف سے نظر ہٹائے بغیر ان سے کہا۔ "پلیز جنٹلمین ...... اگر آپ قانون کی مدد چاہتے ہیں تو فوراً" گاڑی کی زنجیر کھینچ لیں۔"

دونوں صاحبان دم بخود تھے۔ کسی میں اتنا بڑا کارنامہ انجام دینے کی ہمت نہ تھی۔ میں ایک قدم پیچھے ہٹ کر آسانی سے زنجیر کھینچ سکتا تھا۔ لیکن کچھ سوچ کر' جنگل میں گاڑی روکنے کے بجائے کسی اسٹیشن کا ڈسٹرکٹ سگنل آنے کا انتظار کرنے لگا' تاکہ رکتے رکتے پلیٹ فارم پر پہنچ جائے اور اسٹیشن ماسٹر اور کچھ نہ کر سکے تو کم از کم کنٹرولر کو ٹیلی فون کر کے ہاؤڑہ جنکشن پر پولیس کو مطلع کر دے۔ اسی اثناء میں میری نظر انیل کے اٹھے ہوئے ہاتھوں پر پڑی۔ اس کے کوٹ کی ستینیں سرک کر نیچے آ گئی تھیں اور بائیں ہاتھ کی کلائی پر "اے کے گھوش" گدا ہوا تھا۔ جس کو گھڑی سے چھپانے کی کوشش کی گئی تھی بلکہ چین کسی قدر ڈھیلی ہونے کے باعث گھڑی بھی نیچے سرک گئی تھی اور نام صاف نظر آ رہا تھا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "انیل' یہ "اے کے گھوش" گم ہو جانے کے خوف سے لکھوایا تھا' پولیس کی سہولت کے لئے۔"

اس کے چہرے کی تاریکی اور گہری ہو گئی۔ زبان ہونٹوں پر پھرا کر رہ گیا۔ میں نے کہا۔ "زحمت نہ کرو۔" اور واقعی اس نے زحمت نہ کی۔ زبان سے جواب دینے کے بجائے اونچے اٹھے ہوئے ہاتھوں سے اوپر برتھ تھام کر پوری طاقت سے دونوں لاتیں میرے پیٹ کی سمت چلائیں۔ یہ میرے لئے خلاف توقع نہ تھا۔ میں نے پیچھے چھلانگ لگا کر وار خالی کر دیا اور اس سے پہلے کہ وہ ٹانگیں گھسیٹ کر دوبارہ وار کرتا۔ بائیں ہاتھ سے ایک ٹانگ پکڑ کر دوسری پر پستول کا کندہ مارا۔ اس کی چیخ نکل گئی۔ ساتھ ہی سیٹ سے ہاتھوں کی گرفت پھسل گئی اور وہ دھم سے فرش پر گر پڑا۔ اس نے تڑپ کر اٹھنا چاہا۔ میں نے پوری طاقت سے اس کے سینے پر ٹھوکر لگائی اور وہ پھر چت ہو گیا۔ میں نے اس کی گردن پر پیر رکھ دیا۔ سامنے بیٹھے ہوئے مسافروں میں سے ایک نے اٹھ کر کہا۔ "صاحب رحم کرو' مر جائے گا۔" میں نے پیر اٹھا کر اس کا کالر پکڑا اور سیٹ پر دھکیلتے ہوئے کہا۔ "انیل میرے پاس تمہارا فوٹو ہے۔ ڈسکرپشن ہے اور تمہارے جرائم کی فہرست ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے اس ٹرین میں تمہارا ایک اور ساتھی بھی ہے۔ اور میں ہاؤڑہ پہنچتے پہنچتے اس کو بھی ڈھونڈ نکالوں گا ...... بولو تم انیل گھوش ہونے کا اقرار کرتے ہو یا تمہارے سوٹ کیس سے کوئی ثبوت نکال کر لاؤں۔"

اس نے گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "ہاں میرا نام انیل کمار گھوش ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ میں انڈر گراؤنڈ ہوں ...... لیکن میرے ساتھ دوسرا کوئی نہیں ہے۔"

میں نے کھڑکی سے ایک اسٹیشن کار کا ڈسٹرکٹ سگنل گزرتے دیکھ کر زنجیر کھینچ لی۔ ویکیوم خارج ہونے کی آواز سنائی دینے لگی اور ٹرین کی رفتار کم ہوتی چلی گئی۔ چند سیکنڈ میں گاڑی ایک درمیانے درجے کے اسٹیشن پلیٹ فارم کے وسط میں پہنچ کر رک گئی اور ٹرین گارڈ' انجن ڈرائیور اور اسٹیشن ماسٹر ویکیوم سگنل دیکھ کر ہمارے کمپارٹمنٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ میں نے پیچھے ہٹ کر دروازہ کھولا اور گارڈ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ہیلو" گارڈ میرے ہاتھ میں پستول دیکھ کر گھبرا گیا۔ میں نے اینگلو انڈین ڈرائیور کو کمپارٹمنٹ میں آنے کا اشارہ کیا۔ وہ "گڈ ایوننگ سر" کہتا ہوا ہینڈل پکڑ کے ڈبے میں آ گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے گارڈ اور ماسٹر بھی اندر آ گئے۔ پلیٹ فارم پر مسافروں کا ہجوم بڑھنے لگا۔ میں نے گارڈ سے ریلوے پولیس کو بلانے کو کہا اور وہ پھر نیچے اتر گیا۔ ڈرائیور نے انیل کی طرف دیکھتے ہوئے مجھ سے کہا۔

"کون ہے یہ؟" اس سے پہلے کہ میں اسے جواب دیتا اسٹیشن ماسٹر نے کہا۔ "یہ تو مسٹر انیل کمار گھوش معلوم ہوتے ہیں۔"

ڈرائیور نے چونک کر کہا۔ "گھوش؟" اسی وقت گارڈ اور پولیس مین آ گئے۔ میں نے ان سے کہا۔ "یہ انیل کمار گھوش ہے' اسے حراست میں لے لو۔" پولیس مین آگے بڑھے۔ ایک نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ دوسرے نے ہتھکڑی لگا دی۔ میں نے کوٹ کی جیب سے اپنا شناختی کارڈ نکال کر گارڈ کے ہاتھ میں دیا۔ "ان کو بتاؤ میں کون ہوں اور کس اتھارٹی کی بنیاد پر انہیں گرفتاری کا حکم دے رہا ہوں۔" گارڈ نے میرا نام اور عہدہ پڑھ کر سنایا۔ ایک پولیس مین نے اٹینشن ہو کر سلام کرتے ہوئے کہا۔ "صاحب بہادر اس کی کیا ضرورت ہے۔ ہم آپ کے ہر حکم کی تعمیل کرنے کو حاضر ہیں۔" میں نے کہا "نہیں جوان' یہ ضروری ہے۔" پھر ایس ایم کی طرف مخاطب ہو کر کہا "آپ سپرنٹنڈنٹ ریلوے پولیس کلکتہ اور کرنل بشپ' انٹیلی جنس چیف کو ٹیلی گرام کر دیں کہ انیل کمار گھوش کو گرفتار کر کے لایا جا رہا ہے ......" اسٹیشن ماسٹر چھلانگ لگا کر گاڑی سے اتر گیا۔ میں نے پولیس مین سے ملزم کی جامہ تلاشی لینے کو کہا اور سگریٹ سلگا کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔ انیل کے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک بھرا ہوا ریوالور برآمد ہوا۔ میں نے کارتوس نکال کر گارڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ویبلی سکاٹ ...... اعشاریہ اڑتیس بور' سکس شاٹ ...... لائسنس ہے مسٹر

گھوش؟" اس نے نفی میں سر ہلایا۔ میں نے پلیٹ فارم پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کھڑکیاں بند کر دو۔" گارڈ نے تمام کھڑکیاں بند کر دیں۔ ڈرائیور نے کہا۔ "سر کیا یہ بہتر ہو گا کہ گاڑی اسٹارٹ کر دیں۔" میں نے کہا۔ "اگر ایس ایم نے ٹیلی گرام کر دیا تو گاڑی لیٹ نہ کرو۔" ڈرائیور اور گارڈ دونوں دروازہ کھول کر باہر آ گئے۔ اسی وقت اسٹیشن ماسٹر نے آکر کہا۔ "صاحب ٹیلی گرام کر دیا گیا ہے' اور کوئی حکم؟"

میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "ایس ایم آسنسول کو ایک ٹیلی گرم اور کر دو ...... لیفٹیننٹ وکٹر ہیرس کی طرف سے ...... جس ملزم کو آسنسول پر ٹکٹ ایگزامی نر کے حوالے کیا گیا تھا۔ اسے پولیس کی حراست میں دے دیا جائے۔" ایس ایم ویری ویل سر کہہ کر واپس ہو گیا۔

اسی وقت انجن نے وسل دیا اور گاڑی حرکت میں آ گئی۔ میں نے دروازہ بند کر دیا۔ ایک پولیس مین جو ابھی تک ریوالور کی ساخت پر غور کئے جا رہا تھا۔ ملزم کے سوٹ کیس کی طرف متوجہ ہوا اور سیٹ کے نیچے سے نکالتے ہوئے بولا۔ "آپ کا ہے نا؟" اس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "اس میں تمہارے کام کی کوئی چیز نہیں' دیکھ سکتے ہو۔" اور واقعی سوٹ کیس میں کپڑوں اور شیو کے سامان کے سوا کچھ نہ تھا۔ ملزم کی جامہ تلاشی میں ایک فاؤنٹین پین ایک نوٹ بک' پرس میں ڈھائی سو روپے کے نوٹ ایک سگریٹ کیس وغیرہ جیسی چیزیں تھیں۔ پولیس مین نے ایک کاغذ پر تمام چیزوں کی فہرست بنائی اور سامنے بیٹھے ہوئے مسافروں سے دستخط اور پتے لئے۔ نگران کانسٹیبل نے اپنے ہمراہی سے بنگالی میں کچھ کہا اور اس نے ریوالور پھر سے لوڈ کر کے سوٹ کیس میں سامان کے ساتھ رکھ دیا اور سوٹ کیس لے کر ملزم کے دوسری طرف بیٹھ گیا۔

ٹرین رات کو ہاوڑہ جنکشن پہنچی تو پلیٹ فارم پر مسلح پولیس کا ہجوم تھا۔ میں نے دروازہ کھول دیا اور ہینڈل پکڑ کے کھڑا ہو گیا۔ گاڑی رکتے ہی ایس۔ پی اور دوسرے افسر جن کے ساتھ فوجی افسر بھی تھے' بڑھ کر کمپارٹمنٹ کے سامنے آ گئے۔ میں نے اپر کلاس گیٹ کے سامنے سے کرنل بشپ کو آتے دیکھ کر سلیوٹ کیا۔ پولیس مین ملزم کو لے کر نیچے اترے تو ایس۔ پی اور ایک سفید کپڑوں میں ملبوس انگریز افسر نے اس کو دیکھتے ہی کہا۔ "یہ رہا ...... انیل گھوش ...... کانگریچولیشنز لیفن۔" میں تھینک یو کہہ کر بشپ کی طرف بڑھ گیا۔ انہوں نے "ویل ڈن وکٹر" کہہ کر میری پیٹھ تھپکی۔ ایس۔ پی اور ڈی۔ ایس پی' سی آئی ڈی نے مجھ سے چند سوالات کر کے کرنل بشپ کو مبارکباد دی اور مصافحہ کر کے چل دیئے۔ میں کرنل کے ساتھ اسٹیشن سے باہر نکلا۔ پورچ کے سامنے ان کی گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ جس میں ڈرائیور کے ساتھ ایک سارجنٹ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں لائٹ سب مشین گن تھی۔ کرنل نے مجھے اپنے ساتھ بٹھایا اور گاڑی چل دی۔ تمام راستے وہ مجھ سے

تفصیلات دریافت کرتے رہے۔ چند منٹ میں ہم ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گئے۔ آج پہلی مرتبہ میں نے ان کا دفتر دیکھا۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن ہنٹرس آگیا اور اس کے ساتھ ہی آفیسرز میس کا اردلی کھانا لے کر پہنچ گیا۔ ہنٹرس نے مجھے مبارکباد دی اور کھانے کے دوران اس مہم سے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ کھانے کے بعد میں نے کرنل بشپ سے اپنی قیام گاہ جانے کی اجازت طلب کی۔ انہوں نے کہا۔ "چلے جاؤ۔ لیکن اب تمہیں بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ بہتر ہو گا' ہوٹل سے نکلتے وقت یونیفارم میں ہوا کرو۔" میں نے جان کو اشارہ کر کے اٹھتے ہوئے کہا۔ "بہتر ہے ...... کل کسی ٹرین سے مجھے آسنسول جانا ہو گا ...... اگر آپ اجازت دیں تو کیپٹن ہنٹرس کو ساتھ لے جاؤں؟"

بشپ نے ہنٹرس کی طرف دیکھا' وہ بولا۔ "جا سکتا ہوں سر۔" بشپ نے "او کے" کہہ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ اور ہم گڈ نائٹ سر کہہ کر باہر نکلے۔ دفتر کے سامنے میری گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ کیپٹن نے وہیل سنبھالا۔ میں ٹوپی اور کوٹ اتار کے اس کے برابر بیٹھ گیا اور دس منٹ میں ہوٹل پہنچ گئے۔ صبح کے اخبارات میں انیل کمار گھوش کی گرفتاری سرورق پر چھ کالمی نیوز آئٹم تھی۔

آٹھ بجے ہم یونیفارم پہن کر آسنسول جانے کے لئے باہر نکل رہے تھے کہ ایک شخص نے وزیٹنگ کارڈ ہنٹرس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "میں "اسٹیٹس مین" کا نمائندہ ہوں۔" ہنٹرس نے کارڈ واپس کرتے ہوئے کہا۔ "ویل۔"

وہ بولا۔ "آپ میں سے لیفن وکٹر ہیرس ......" ہنٹرس نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "آپ اس سے شام کو انٹیلی جینس آفس میں مل سکتے ہیں۔"

کہنے لگا۔ "مجھے معلوم ہوا ہے وہ گرینڈ ہوٹل میں ......"

ہنٹرس نے "آپ کو غلط اطلاع ملی ہے" کہہ کر چلنا شروع کر دیا اور ہم تیزی سے گزر گاہ عبور کر کے لفٹ میں پہنچ گئے۔ وہ دروازے پر پہنچا تو ہنٹرس نے گراؤنڈ فلور کا بٹن دبا دیا اور لفٹ تیزی سے نیچے آنے لگی۔ وہ کھڑا دیکھتا رہ گیا۔ "نیچے آ کر کار میں بیٹھتے ہوئے ہنٹرس نے کہا۔ "اگر وہ ہمیں فالو کرتا نظر آئے تو مجھے بتانا۔ اسے ڈاج کرنا پڑے گا ......" میں نے ہنس کر کہا۔ "اگر اس نے فالو کیا تو ......" میں نے اسے گھونسہ تان کر دکھایا۔ ہنٹرس نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "یہ شردھام نہیں ہے پیارے۔" میں نے چونک کر کہا۔ "اچھا تو تم شردھام تک پہنچ گئے جان۔"

وہ قہقہہ لگا کر کہنے لگا۔ "وکی ہم انٹیلی جینس میں ہیں۔ اگر ایک دوسرے کے متعلق بھی کچھ نہیں جانتے تو کسی اور کے متعلق جاننے کا ہر دعویٰ غلط ہے۔" میں خاموش ہو گیا۔ اس نے تھوڑی دیر جواب کا انتظار کیا پھر مسکرا کر بولا۔ "برا مان گئے وکی۔"

میں نے سگریٹ سلگا کر کش لیا اور اس کے چہرے پر دھواں چھوڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں ..... بلکہ مجھے افسوس ہے کہ میں نے تمہیں اپنے متعلق اتنا بھی نہیں بتایا جتنا دوست ہونے کی حیثیت سے تمہیں جاننا چاہئے۔" وہ ہنس دیا۔

میں نے بیک ویو مرر میں ایک کار کو اپنے پیچھے تیزی سے آتے دیکھ کر کہا۔ "جان شاید وہ پریس رپورٹر ہمیں فالو کر رہا ہے۔" اس نے اسپیڈ بڑھاتے ہوئے بیک ویو مرر پر نظر ڈالی اور اثبات میں سر ہلایا۔ گاڑی فراٹے بھرنے لگی اور چند منٹ میں اسٹیشن کمپاؤنڈ میں ملٹری آفس کے سامنے کھڑی تھی۔ الہ آباد کو جانے والی میل ٹرین چھوٹنے میں پچیس منٹ باقی تھے۔ ہنٹرس نے گاڑی کا انجن بند کیا اور ہم باہر نکلے۔ برآمدے میں ٹہلتے ہوئے سنتری نے بندوق سے سلامی دی۔ دفتر میں ایک سارجنٹ میجر موجود تھا۔ ہنٹرس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ "ہم ٹور پر جا رہے ہیں۔ ہماری کار کو واپسی تک کے لئے گیراج میں رکھنے کا انتظام کراؤ۔" سارجنٹ میجر نے کرسیاں گھسیٹ کر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بہتر ہے جناب۔" ہنٹرس نے اس کو چابی دیتے ہوئے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ چابی لے کر چلا گیا۔ ہم دونوں بیٹھ کر سگریٹ پینے لگے۔ ہم ابھی ٹکٹ خریدنے یا نہ خریدنے کے سوال پر بحث کر رہے تھے کہ رپورٹر دروازے پر نمودار ہوا۔ ہنٹرس نے گردن گھما کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "ویل" وہ مسکرا کر اندر آتے ہوئے بولا۔ ..... "کیپٹن اگر میں غلطی نہیں کر رہا تو یہ دوسرا آفیسر لیفٹن وکٹر ہے ......" ہنٹرس نے کہا۔ "پھر کیا میں نے تم سے کہا نہیں کہ لیفٹن انٹیلی جینس آفس کے سوا کہیں انٹرویو نہیں دے سکتا؟"

وہ بولا ..... "رائٹ ..... لیکن میں انٹرویو نہیں، صرف ایک سنیپ لینا چاہتا ہوں کیپٹن ..... اف پلیز ....." ہنٹرس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "سوری جنٹلمین۔" وہ گڈ بائی کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند منٹ بعد سارجنٹ میجر نے آ کر چابی دے دی اور کہنے لگا۔ "سر آپ کی واپسی کے وقت اگر میں ڈیوٹی پر نہ ہوں تو آپ سارجنٹ آن ڈیوٹی کو کار کا پلیٹ نمبر بتا کر گاڑی حاصل کر سکتے ہیں۔" ہنٹرس "او کے" کہہ کر اٹھا اور میری طرف دیکھ کر چلنے کا اشارہ کیا۔

برآمدے میں آتے ہی میری نظر پندرہ بیس قدم دو کھڑی ہوئی کار پر پڑی۔ اگلے دروازے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور وہیل پر وہی پریس رپورٹر بیٹھا ہوا تھا۔ "باسٹرڈ" میں نے ہنٹرس کو انڈرٹون میں کہتے سنا۔ برآمدے سے اترتے ہی رپورٹر نے کیمرہ اٹھا کر کھڑکی پر رکھا۔ اسی وقت میں نے ہنٹرس کو ہولسٹر سے ریوالور نکالتے ہوئے دیکھا۔ وہ چھلانگ لگا کر میرے سامنے آ گیا اور پستول سیدھا کرتے ہوئے دہاڑا۔ "کیمرہ پھینک دو ورنہ ....." رپورٹر نے کیمرہ سڑک پر پھینک دیا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے تیزی سے گیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہنٹرس نے ریوالور ہولسٹر میں ڈالا اور کیمرہ اٹھا کر سنتری کی طرف چل دیا۔ اسی وقت سارجنٹ میجر دروازے سے باہر نکلا۔ ہنٹرس نے وہیں سے کیمرہ اس کی طرف پھینکتے ہوئے

کہا۔ "اس کی فلم ڈیسٹرائے کر دو اور اگر کوئی مطالبہ کرنے کو آئے تو اس کو سیکیورٹی آف آرمڈ فورسز کے تحت گرفتار کر کے کرنل بشپ کو اطلاع دے دو کہ یہ ہنٹرس کے حکم کے تحت کیا گیا۔ او کے؟" سارجنٹ نے سلیوٹ کر کے کہا۔ "ویری ویل سر۔" ہنٹرس نے میرا بازو تھاما اور دونوں تیزی سے چلتے ہوئے اسٹیشن میں داخل ہو کر بغیر ٹکٹ سیکنڈ کلاس میں بیٹھ گئے۔

آسنول پہنچتے ہی ہم اسٹیشن ماسٹر کے دفتر میں داخل ہوئے اس نے اٹھ کر استقبال کیا۔ گھوش کی گرفتاری پر مجھے مبارکباد دی اور بتایا کہ بکنگ کلرک پدم سہنا کو اسی رات پولیس گرفتار کر کے کلکتہ لے جا چکی ہے۔ اس نے اعتراف کر لیا ہے کہ وہ کئی بار انیل اور اس کے ساتھیوں کو استعمال شدہ ٹکٹ دوبارہ تاریخ ڈال کر فراہم کرتا رہا ہے۔ اس نے ہاوڑہ جنکشن کے ٹکٹ کلکٹروں اور بکنگ کلرکوں کے کئی نام بتائے ہیں جو اس جرم میں شامل ہیں۔ اس کے بعد وہ کافی دیر تک ہمیں سمجھاتا رہا کہ کس طرح یہ ٹکٹ بونا فائیڈ پیسنجروں سے کلیکٹ کر کے رجسٹر میں اینٹری کئے بغیر جلد از جلد اشوئنگ اسٹیشن کے بکنگ کلرک کو پہنچا کر دوبارہ استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ شام کی ٹرین سے اپنا سوٹ کیس لے کر ہم پھر کلکتہ واپس ہو گئے۔

ایم۔ پی آفس سے گاڑی لیتے وقت وہی کل والا سارجنٹ میجر ڈیوٹی پر تھا۔ اس نے رپورٹر کا گلیش کیمرہ الماری سے نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "اسے لیتے جائیے سر...... ابھی تک کوئی نہیں آیا ..... اخبار میں بھی اس کے متعلق کوئی اشارہ تک نہیں ..... ہنٹرس نے کیمرہ اٹھا کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ گاڑی میں بیٹھنے کے بعد گیئر لگاتے ہوئے میں نے کہا۔ "جان' رپورٹر کا اس طرح کیمرہ پھینک کر چلے جانے اور اخبار میں اس کا کوئی ذکر نہ ہونے کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔" بولا "میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ خیر بشپ کے پاس تو چل ہی رہے ہیں ...... ممکن ہے ان کے پاس کوئی پہنچا ہوں۔" میں نے گاڑی انٹیلی جینس آفس کی طرف موڑ لی۔

انٹیلی جینس آفس پہنچ کر کرنل بشپ کو کیس کے مزید حالات بتانے کے بعد میں نے کیمرہ ان کو دکھایا اور تمام واقعہ بیان کیا کرنل نے کہا۔ "تم نے ٹھیک کیا۔ پریس کے نمائندے فوجی افسروں سے نہ انٹرویو لے سکتے ہیں نہ ان کی تصویر ...... جب تک کہ اعلیٰ سطح پر اجازت نہ حاصل کر لیں ..... ایک منٹ ....." انہوں نے ٹیلی فون ڈائریکٹری اٹھا کر ورق گردانی شروع کر دی۔ سگار کے دو تین کش لئے اور ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیا۔ ہنٹرس نے میری طرف آنکھ دبائی۔ کرنل "ہیلو" کہہ کر تیزی سے بولنے لگے۔ ہم یک طرفہ مکالموں سے سمجھ گئے وہ اسٹیٹس مین کے کسی نمائندے سے مخاطب تھے۔ چند جملے تبدیل کر کے انہوں نے ریسیور رکھ دیا اور ہماری طرف دیکھ کر بولے۔ "اسٹیٹس مین" کو اس رپورٹر

کے متعلق کوئی علم نہیں ...... انہوں نے کسی کو نہیں بھیجا ...... نہ وہ ایسی غلطی کر سکتے ہیں ..... بہرکیف ایڈیٹر یہاں پہنچ رہا ہے' شاید وہ کیمرہ دیکھ کر کچھ بتا سکے۔" وہ اپنی کنپٹی پر انگلیوں سے ڈرم بجانے لگے۔ ہنٹرس نے کہا۔ "ہمیں ٹھہرنا چاہئے کیا؟"

انہوں نے ناک سے سگار کا دھواں خارج کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں ...... تم جا سکتے ہو ...... اگر کوئی بات معلوم ہوئی تو میں شام کو ہوٹل پہنچ کر تمہیں بتاؤں گا۔" ہم اٹھ کر چلنے لگے تو بولے ..... "دکٹر میں نے تمہیں ترقی دینے کی سفارش کی ہے اور اگر مجھے وقت ملا تو آج کرنل ہچکنس کو بھی خط لکھوں گا۔" میں نے سیلوٹ کر کے کہا۔ "تھینک یو ویری مچ سر۔" انہوں نے مسکرا کر سگار کا کش لیا اور میز پر پڑے ہوئے کاغذات کی طرف متوجہ ہو گئے ...... ہم سلام کر کے چل دیئے۔

ہوٹل پہنچنے تک موضوع گفتگو رپورٹر اور اس کا سمجھ میں نہ آنے والا طرز عمل تھا۔ اسٹیٹس مین والوں نے اسے اپنا نمائندہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا' حالانکہ کارڈ پر اسٹیٹس مین کا نام درج تھا۔ ہنٹرس کو اعتراف تھا کہ اس نے رپورٹر کا نام پڑھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی۔ وہ اس کو جلد از جلد ٹرخانا چاہتا تھا۔ دوسری غلطی جس میں میں بھی برابر کا شریک تھا۔ یہ تھی کہ ہم نے اس کی کار کا نمبر نوٹ نہیں کیا۔ ورنہ پولیس کمشنر کے ریکارڈ سے ایک گھنٹے میں اس کی گردن پکڑی جا سکتی تھی۔ ہنٹرس کا خیال تھا کہ وہ سرے سے کسی اخبار کا نمائندہ ہی نہ تھا بلکہ ٹیررسٹ پارٹی سے تعلق رکھتا تھا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "نیور مائنڈ جان ...... ہم لائسنس یافتہ ٹیررسٹ ہیں ...... اور میرا اسکور تو ...... خدا کی پناہ .... میں اپنی سینچری پوری کر چکا ہوں ..... اب اگر کیچ آؤٹ بھی ہو جاؤں تو گھاٹے میں نہیں۔" ہنٹرس ہنسنے لگا۔ "مشکل یہ ہے وکی۔" اس نے ہوٹل کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا ...... "کہ میں تمہارے ساتھ ہوں ..... اور میرا کوئی اسکور نہیں ہے ...... کسی بھی فیلڈ میں کوئی اسکور نہیں ہے۔"

میں نے کہا۔ "پھر' یقیناً آسمانی باپ تمہاری حفاظت کرے گا۔" اس نے قہقہہ لگایا اور ہوٹل کے سامنے پہنچ کر گاڑی پارکنگ لاٹ میں کھڑی کر دی۔ دروازہ لاک کر کے ہوٹل میں داخل ہوتے ہی میں نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر بار کی طرف گھمایا۔ وہ رسٹ واچ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "چائے کا وقت ہے وکی۔" میں نے اثبات میں سر ہلا کر اس کو اندر دھکیلا۔ میری پسندیدہ میڈ اس وقت کاؤنٹر پر کھڑی ہوئی ڈرنکس سرو کر رہی تھی۔ ہمیں دیکھتے ہی مسکرائی۔ میں نے ہنٹرس کو کاؤنٹر کی طرف گھمایا اور "ہیلو مس برکلے" کہہ کر اس کے سامنے پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔ ہنٹرس نے سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے آواز نکالے بغیر کہا۔ "اسکاچ" اس سے پہلے کہ ہنٹرس میرے الفاظ دوہراتا۔ مس برکلے نے کوارٹر وہسکی اور گلاس ہمارے سامنے رکھ دیئے۔ میں نے سگریٹ

کیس نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ اور اس نے تھینک یو کہہ کر سگریٹ کھینچ لیا۔ ہنٹرس نے بوتل کھول کر گلاسوں میں انڈیلی اور ہاتھ بڑھا کر سگریٹ کھینچا۔ میں نے دونوں کو لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا اور گلاس اٹھا کر دونوں اپنی اپنی صحت کا جام پینے لگے۔
نصف گھنٹے میں پورا کوارٹر ٹھکانے لگانے کے بعد ہنٹرس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "اب"

میں نے کہا۔ "اور یو۔" مسکرا کر بولا۔ "نہیں ..... ہمیں اپنے اپارٹمنٹ میں ہونا چاہئے۔ ممکن ہے اولڈ بوائے رنگ کرے۔" میں نے اثبات میں سر ہلا کر برکلے کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا کر کہنے لگی۔ "کیپٹن' میں آپ کی کال یہاں ٹرانسفر کرنے کو کہہ دیتی ہوں ...... اور جنٹس۔"

ہنٹرس مسکرا دیا۔ میں نے کہا۔ "نہیں اب چلتے ہیں ...... کس وقت تک ہو یہاں؟"

وہ بولی۔ "آٹھ بجے تک ......"

میں نے جیب سے ایک نوٹ بک نکال کر کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں ڈرائیو کرونگا۔" وہ مسکرا کر ہنٹرس کی طرف دیکھنے لگی۔ میں نے اس کو ٹھوکا دیا اور دونوں دروازے کی طرف چل دیئے۔ لفٹ میں پہنچتے ہی ہنٹرس نے کہا۔ "مجھے یاد نہیں پڑتا' اس سے پہلے تم کبھی اس سے تنہائی میں ملے ہو وکی۔" میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "رائٹ" مسکرا کر بولا۔ "پھر واقعی تم بہت ڈیشنگ ہو وکی۔ میں اتنی جلدی کسی لڑکی کو ڈرائیو کرنے کو نہیں کہہ سکتا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "جان یہ سب کچھ حالات پر منحصر ہوتا ہے۔ حالات ہی انسان کو بہادر بناتے ہیں۔ حالات ہی بزدل۔ انسان اپنی ذات سے کچھ بھی نہیں ......"

وہ مسکرا کر بولا۔ "غلط .... بالکل غلط .... حالات انسان خود پیدا کرتا ہے ......"
لفٹ گیارہویں منزل پر پہنچ کر رک گئی۔ اور دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے بولا۔ "میں ثابت کرونگا۔" میں نے اسکے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔ "دیکھیں گے۔"

اپارٹمنٹ میں داخل ہوتے ہی وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "بیٹھ جاؤ۔" میں نے کوٹ اتار کر ہینگر پر ڈالتے ہوئے کہا۔ "جان میں فلاسفر نہیں .... پریکٹیکل سولجر ہوں' فلاسفر نہیں۔" میں نے ٹائی کھول کر قمیص اتاری اور ہینگر پر پھینک کر غسل خانے کی طرف چل دیا۔ وہ ایک دم اچھل کر صوفے سے اٹھا اور میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے ڈرامائی انداز میں سر جھکا کر کہا۔ "کوئی خدمت یور میجسٹی ...."

اس نے مسکرا کر میرے گلے میں پڑی ہوئی زنجیر پکڑ لی اور لاکٹ کو غور سے دیکھ کر بولا۔ "بوائے او بوائے ...... میں غلطی پر تھا۔"

میں نے چلتے ہوئے کہا۔ "اوکے جان' اب مجھے نہانے دو اور اس کے بعد سیر کو

جانے دو۔"

اس نے زنجیر چھوڑتے ہوئے کہا۔ "دیکھیں گے۔" میں ہنستا ہوا داخل ہو گیا۔ نہا دھو کر غسل خانے سے نکلا اور ڈریسنگ ٹیبل کے آگے آ کر بالوں میں کنگھا پھرانے لگا تو ہنٹرس نے مسکرا کر کہا۔ "وکی تمہیں معلوم ہے ہیرس کون تھا؟"

میں نے کنگھا رکھتے ہوئے کہا۔ "مائی گریٹ گریٹ گرینڈ ہولی فادر ...... آگے تم بتاؤ۔" وہ ہنس کر سگریٹ ایش ٹرے میں رکھتے ہوئے بولا۔ "یو فول تم اتنا بھی نہیں جانتے ...... ہیرس ایک مجسم شیطان تھا' لڑکیوں کے لئے ......" میں نے سگریٹ کیس اٹھایا اور کلوک روم کی طرف چلتے چلتے کہا ...... "وہ ہیرس دوسرا تھا برخوردار ..... اس مفروضہ فیملی میں تو مجسم شیطان پیدا ہی اب ہوا ہے جو ہنٹرس کو شکار کرنا سکھا رہا ہے۔"

وہ ہنس کر رہ گیا ..... میں سویلین ڈریس پہن کر کلوک روم سے نکلا اور ہولسٹر سے پستول نکال کر کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھتے ہوئے اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے میرے ہونٹوں میں سگریٹ دیکھ کر لائٹر جلایا اور سگریٹ سے لگا دیا۔ میں نے کش لے کر شکریہ ادا کیا۔ اپنا سگریٹ سلگاتے ہوئے بولا۔ "وکی تمہارا عزیز ترین عزیز کون ہے؟"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "کوئی بھی نہیں جان کیوں؟ تمہارا نام لکھا دوں؟"

مسکرا کر کہنے لگا۔ "تمہیں معلوم ہے وکی میں تمہیں ناراض نہیں کر سکتا۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "مجھے تم سے اسی قربانی کی امید تھی برخوردار۔"

پلکیں جھپکاتا ہوا بولا۔ "قربانی؟"

میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا ..... "بلکہ جھٹکا ..... میں اپنی اکاؤنٹ بکس نکال کر لاتا ہوں ...... لیکن بیلنس دکھانے سے پہلے ذرا بشپ کو ٹیلی فون پر اطلاع دیدوں کہ جان کا ہارٹ فیل ہو گیا ...... اور ہاں تمہارا قریبی عزیز کون ہے؟"

وہ ہنستے ہنستے دوہرا ہو گیا۔ بمشکل سنبھل کر بولا .... "مجھے معلوم ہے تم قریب قریب سچ ہی کہہ رہے ہو۔ لیکن ابھی مجھے مرنے کی فرصت نہیں۔"

"اوکے ...... جب فرصت ہو بتا دینا ...... اس وقت مجھے بھی ذرا جلدی ہے ..... روم سروس کو کھانے کا آرڈر دو جان۔" اس نے ریسیور اٹھا کر ڈنر کا آرڈر نوٹ کرا دیا۔

سوا سات بجے کے قریب ویٹر ٹرالی لے کر آ گیا اور ہم نے کھانا کھانا شروع کر دیا۔ ہنٹرس ابھی تک یونیفارم میں تھا۔ گھٹنوں پر نیپکن ڈالنے لگا تو میں نے ہنس کر کہا۔ "جان تمہارے لئے مجھے بازار سے خاکی نیپکن لانا ہوں گے۔"

وہ کانٹا اٹھاتے ہوئے بولا۔ "اس زحمت کی ضرورت۔"

"سفید نیپکن تمہارے جامہ اصلی سے میچ نہیں کرتا۔" میں نے جواب دیا۔

"یہ یونیفارم میرا جامہ اصلی کیسے ہوا؟"

"میرا خیال ہے ....." میں نے لقمہ اتارتے ہوئے کہا۔ "تمہیں دفن تو یونیفارم میں ہونا ہی ہے۔ شاید آسمان سے نازل ہوتے وقت بھی یونیفارم پہنے ہوئے تھے ..... اس لئے ....."

وہ مسکرا کر رہ گیا ...... کھانے کے بعد کافی پیتے پیتے کہنے لگا۔ "سنی' آٹھ بجنے میں دس منٹ ہیں ...... اب تم جانے کی اجازت مانگو گے۔" میں نے کافی کا گھونٹ لے کر کہا ...... "شاید ......"

مسکرا کر کہنے لگا ...... "پہلے یہ بتاؤ کس اسٹیج میں ہو؟" میں نے پیالی رکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں سمجھا۔"

"نہ سمجھو۔" اس نے سگریٹ کھینچ کر ہونٹوں کے قریب لاتے ہوئے کہا ...... "میں سمجھتا ہوں تمہارا اس طرح جانا ٹھیک نہیں ..... اب تم یہاں کافی پہچانے جا چکے ہو۔"

"پھر ..... تمہارا مطلب ہے باہر نکلتے ہی مارا جاؤنگا۔" میں نے اس کو لائٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ سکتے ہیں؟" اس نے کہا ...... "سنو' میں تمہاری کار کو لے کر چلا جاتا ہوں ...... اگر ممکن ہو تو مس برکلے کو یہیں بلا لو۔"

میں نے ہنس کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "جان تمہاری عمر کیا ہو گی۔"

وہ آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھنے لگا۔ "میں نے ذرا لہجہ مودبانہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارے جذبات کا ممنون ہوں جان ...... لیکن یقین کرو تشویش کی کوئی بات نہیں ہے ...... میں اس کو اس کے گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا .... یا زیادہ سے زیادہ پکچر چلے جائیں گے۔"

وہ اٹھ کر دروازے تک میرے ساتھ آیا اور چلتے چلتے کہنے لگا ....." اگر ایسا ہو تو مجھے رنگ کر کے پکچر ہاؤس کا نام ضرور بتا دینا۔" میں "اوکے" کہہ کر چل دیا۔ وہ لفٹ میں داخل ہونے تک دروازے میں کھڑا دھوئیں کے مرغولے چھوڑتا رہا۔

میں نے نیچے پہنچ کر قریبی پمپ سے گاڑی میں پٹرول ڈلوایا اور پورٹیکو میں واپس پہنچا تو وہ سیڑھیوں پر کھڑی ہوئی تھی۔ برآمدے میں اس کے قریب ہی ایک تیس پینتیس سالہ انگریز اور اس کی بیوی ایک پانچ سالہ بچے کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے "کم آن مس برکلے" کہہ کر دروازہ کھولا اور وہ ہنس کر تھینکس کہتی ہوئی میرے برابر میں آ کر بیٹھ گئی اور دروازہ بند کر دیا۔ میں نے گیئر لگا کر گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے سگریٹ کیس اس کی طرف سرکایا۔ اس نے تھینک یو کہہ کر ایک سگریٹ کھینچ لیا اور سلگانے لگی۔ گیٹ سے نکل کر سڑک پر آتے ہی میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کس طرف کو؟" ......

بولی۔ "چلے چلو۔ کولوٹولہ کے متعلق کیا خیال ہے؟" میں نے کہا۔ "فائن" مسکرا کر پرس کھولتی ہوئی کہنے لگی۔ "شاپنگ کرنا ہے۔" میں نے کہا۔ "خوبصورت خیال ہے ...... میں تمہاری مدد کرونگا ..... انتخاب میں ...." ہنس کر بولی۔ "کافی ہے ...... ویسے تمہارے یہاں آنے کے بعد میرا پرس روز بروز بھاری ہوتا جا رہا ہے۔ تم گریز سے کم پھینکنا جانتے ہی نہیں ...... سچ کہنا لیفن' لارڈ فیملی سے تو نہیں ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "لینڈ لارڈ فیملی سے تھا .... لیکن لینڈ اور فیملی انگلینڈ میں رہ گئیں اور میں یہاں آگیا ...... اب کیا ہوں یہ خود سمجھ لو ......" اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "خوب .... تو اب میں تمہیں کیا کہہ کر پکارا کروں؟"

میں نے ٹرن لیتے ہوئے سڑک محفوظ پا کر ایک ہاتھ سے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ وہ غور سے میری طرف دیکھتی رہی۔ میں نے کش لے کر دھواں چھوڑا تو بولی۔ "ویل" میں نے کہا۔ "وکٹر...... اور دوست سمجھتی ہو تو وکی ......" مسکرا کر بولی۔ "نہیں لیفن تم ایک فوجی افسر ہو .... اور جو کچھ میں نے اخبارات میں پڑھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے تم بہت جلد کیپٹن بن جاؤ گے ...... میں تمہیں وکی کہہ کر لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا نہیں کر سکتی ...... اور پھر...... یہ دیکھو۔" اس نے اپنا ہاتھ میری طرف پھیلایا۔ میں نے اس انگلی میں "منگنی کی انگوٹھی" دیکھ کر کہا۔ "مبارک ہو۔ لیکن میرا یہ مطلب نہیں تھا؟ مین ...... کم از کم پہلی ملاقات میں تو ہرگز نہیں۔"

میں نے دیکھا اس کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑتا جا رہا ہے۔ مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "بہرکیف ہم اچھے دوست تو بن سکتے ہیں ...... اور میں تمہیں بتاؤں گی' کیسے؟"

میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اس نے نظریں نیچی کر لیں۔ میری زبان سے نکلا ...... "تھینک یو ہنی۔" وہ مسکرا دی اور جب میں نے کولوٹولہ اسٹریٹ کی طرف ٹرن لیا تو میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگی۔ "میں نے شاپنگ کا ارادہ تبدیل کر دیا ہے وکٹر ....." میں نے کہا۔ "کیوں؟" بولی۔ "پھر کبھی سہی ..... اس وقت صرف سیر......"

"پکچر......" میں نے سوال کیا۔ میرا ہاتھ گھما کر رسٹ واچ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "اوکے بائی می۔" میں نے کولوٹولہ سٹریٹ عبور کر کے ایک انگریزی پکچر ہاؤس کے سامنے پہنچ کر گاری پارک کی اور ٹکٹ خرید کر زینے کی سیڑھیاں چڑھنے لگے۔

دروازے پر پہنچتے ہی گیٹ کیپر نے سلام کیا اور ٹارچ جلا کر رہنمائی کرتا ہوا بائیں جانب والے بکس میں پہنچا کر چلا گیا۔ اسکرین پر سلائیڈز دکھائے جا رہے تھے۔ صوفے پر بیٹھنے سے پہلے مس برکلے کی بانہیں میرے گلے میں تھیں اور اس کا کانپتا ہوا جسم میری آغوش میں ...... پردہ کھینچتے کھینچتے اس کے الفاظ سسکیوں میں ڈھل کر رہ گئے۔ اس کے

پگھلنے کا انداز حیرت انگیز تھا ...... وہ ایک گدرائے ہوئے آم سے زیادہ شیریں اور گلائے ہوئے تربوز سے زیادہ رسیلی تھی۔ انٹرویل تک ہم ایک دوسرے کی حدت جذب کرتے رہے ...... اسکرین پر مختلف تصویروں کے ٹریلرز اور کمی ماؤس وغیرہ دکھا کر تماشائیوں کو بے وقوف بنایا جاتا رہا۔ مین پکچر شروع ہونے کی نوبت نہ آئی تھی کہ روشنی ہو گئی۔ انٹرویل ہوتے ہی میں نے مینجر کی کیبن سے ہنٹرس کورنگ کر کے اپنے زندہ و تابندہ ہونے کا ثبوت دیا۔ اس نے پکچر ہاؤس کا نام پوچھا اور کہنے لگا۔ "امید ہے کافی بور ہو رہے ہو۔" میں نے کہا۔ "نہیں جان' اچھا پکچر ہے ......" قہقہہ لگا کر کہنے لگا۔ "تم بور ہونے کا مطلب نہیں سمجھے ...... گڈ نائٹ۔" میں نے ریسیور رکھ کر مینجر کی طرف دیکھا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "سر مین پکچر اب شروع ہو گا ...... خیر پسندیدگی کا شکریہ۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا اور اپنی سیٹ کی طرف چل دیا ...... مس برکلے دمثو پی رہی تھی۔ دوسری بوتل سیٹ پر رکھی تھی۔ اس نے اشارہ کیا اور اوپنر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں کھول کر پینے لگا' اسی وقت لائٹ آف ہو گئی اور پکچر شروع ہو گئی۔ ڈرنک لانے والے لڑکے کی واپسی کے خیال نے جو کسی بھی لمحے خالی بوتلیں اور پیسے لینے آ سکتا تھا' ہمیں پکچر کی طرف متوجہ رہنے پر مجبور کر دیا۔ گو وہ آخر تک نہیں آیا اور پکچر ختم ہونے کے بعد ہمیں چند منٹ اس کا انتظار کرنا پڑا۔

ہم گیلری سے نکلنے والوں میں سب سے پیچھے تھے۔ گیٹ سے باہر آتے ہی میں نے مس برکلے کا پرس لے کر اس میں ایک نوٹ ٹھونسا اور اس کے کندھے پر لٹکا دیا۔ وہ مسکرا کر رہ گئی۔ میں نے چلتے چلتے رک کر سگریٹ سلگایا اور اس کو لائٹ دی۔ زینے کی چند سیڑھیاں اتر کے موڑ پر آتے ہی وہ ٹھٹھک کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ پلٹ کر کہنے لگی۔ "گیٹ پر میرا منگیتر کھڑا ہے وکی ..... اور میں اسے تم سے متعارف نہیں کرانا چاہتی وکی ...... اس لئے۔"

میں نے رکتے ہوئے کہا۔ "وہ کیوں؟"

وہ بولی۔ "پلیز وکی' تم اکیلے ہوٹل چلے جاؤ ...... میں کل بتاؤنگی۔" میں اس کی گھبراہٹ دیکھ کر سیڑھیاں اترنے لگا۔ وہ وہیں کھڑی رہی۔

برآمدے کے تین چار دروازوں سے سینما دیکھنے والے گزر رہے تھے۔ کچھ لوگ کھڑے ہوئے بھی تھے۔ میں کچھ نہ سمجھ سکا۔ برکلے کا اشارہ کس کی طرف تھا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ایک دروازے سے باہر نکلا اور چابی نکال کر کار کا دروازہ کھولا۔ وہیل پر بیٹھتے بیٹھتے برآمدے کی طرف دیکھا اور انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی بیک کرنے لگا۔ اسی وت مس برکلے دروازے پر آئی۔ ایک تیس سالہ مضبوط دوہرے جسم والے شخص نے اس کو مخاطب کیا اور وہ "ہیلو ہیلو" کہہ کر مسکراتی ہوئی اس کے قریب پہنچ گئی۔ میں نے آہستہ آہستہ

گاڑی سیدھی کی اور سڑک کی طرف روانہ ہو گیا۔

بزر دباتے ہی اپارٹمنٹ میں لائٹ ہوئی اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ ہنٹرس سلیپنگ سوٹ پہنے کھڑا تھا۔ میں نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "معاف کرنا یار، تمہیں زحمت ہوئی۔" اس نے جواب میں میری کمر پر دھپ جمائی اور دروازہ بند کر کے بستر پر بیٹھ گیا۔

صبح دس بجے کرنل بشپ نے ٹیلی فون پر ہمیں فوراً یونیفارم پہن کر دفتر پہنچنے کا حکم دیا۔ ہم باہر جانے کے لئے یونیفارم پہن کر تیار بیٹھے تھے۔ باہر نکل کر کمرے کا دروازہ لاک کیا اور کار میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔ آج شہر کے بازاروں میں غیر معمولی چہل پہل تھی۔ شاہراہ پر جگہ جگہ ترنگے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ لوگ جوق در جوق ریلوے اسٹیشن کی طرف رواں دواں تھے۔ شاید کوئی کانگریسی نیتا آنے والا تھا۔ سڑک پر بھیڑ ہونے کے باعث میں گاڑی تیز نہیں چلا سکتا تھا۔ کہیں کہیں ٹھہرنا بھی پڑ رہا تھا۔ ایک جگہ شرارت پسند لڑکوں نے ہمیں دیکھ کر گھونسے تان کر نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ "ڈاؤن ود برٹش کیمپ۔ ڈاؤن ود برٹش ٹامیز۔ راشٹرپتی مولانا ابوالکلام آزاد کی جے۔" میں نے زور زور سے ہارن دے کر گاڑی نکالنی چاہی تو ہر طرف سے منہ پر مٹھیاں رکھ کر "بول گئی مائی لارڈ پوں پوں پوں" مجھے ہنسی برداشت کرنا دشوار ہو گئی۔ ہنٹرس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ تیز نظروں سے ان کی طرف دیکھ کر رہ جاتا تھا۔ سڑک کے کنارے پر تھوڑے تھوڑے فاصلے سے پولیس والے لاٹھیاں لئے کھڑے تھے۔ لیکن چپ سادھے ہوئے تھے۔ آخر ہوٹنگ سے تنگ آ کر میں نے ایک گلی میں ٹرن لیا اور تیزی سے نکلتے ہوئے بہ ہزار خرابی دشوار ایک طویل چکر کاٹ کر انٹیلی جنس آفس پہنچے۔ راستے بھر ہنٹرس کرنل بشپ کی حالت سے لاعلمی پر اس کو برا بھلا کہتا رہا تھا۔ سلیوٹ کرتے ہی کہنے لگا۔ "سر، شہر میں کانگریس کے اجتماع کے متعلق آپ کو معلوم نہیں کیا؟"

کرنل نے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "معلوم ہے ...... کیوں؟" ہنٹرس نے ہوٹنگ کے متعلق بتایا تو مسکرا کر کہنے لگے۔ "انہیں بھی کھیلنے کودنے کا حق ملنا چاہئے کیپٹن ...... فار گیٹ اٹ ......" ہنٹرس نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "اوکے کرنل، لیکن میں یہ مائی لارڈ پوں پوں پوں برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ کھلی توہین ہے۔"

کرنل نے لاجواب ہو کر میری طرف دیکھا۔ "اور تمہارا کیا خیال ہے لیفن؟" میں نے کہا۔ "مجھ سے نہ پوچھیں کرنل۔" قہقہہ لگا کر کہنے لگا۔ "تم نوجوانوں کے ساتھ یہی مشکل ہے ...... آل رائٹ ...... میں تمہیں اس ضبط پر شاباش کہتا ہوں ...... خیر ...... میں نے تمہیں یہ کہنے کو بلایا ہے کہ ...... اب تمہیں ملٹری کوارٹرس میں رہنا ہو گا۔ ہوٹل میں رہنا محفوظ نہیں ہے۔ ...... کم از کم ہیرس کے لئے۔"

میں نے ان کا قطع کلام کر کے کہا۔ "میری پروا نہ کیجئے سر، میں اپنی حفاظت کرنا جانتا ہوں ......" وہ ہنس دیئے۔ سگار کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "بہتر ہے لیفن ...... ہم تمہاری پروا نہیں کریں گے ...... لیکن تمہیں یہیں ایک بنگلے میں رہنا ہے ...... اور یہ کرنل بشپ کا حکم ہے۔"

ہمارے پاس خاموشی کے سوا کوئی جواب نہ تھا۔ کرنل نے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ شام کو چند جونیئر آفیسرز ملٹری ٹرک لے کر گرینڈ ہوٹل جائیں گے اور پے منٹ کر کے تمہارا تمام سامان یہاں لے کر آئیں گے۔ اپارٹمنٹ کی چابی میرے حوالے کر دو۔ ہنٹرس نے چابی نکال کر میز پر رکھ دی۔ انہوں نے چابی اٹھا کر کوٹ کی جیب میں ڈالی اور میز کی دراز سے کاغذ نکالتے ہوئے بولے۔ "پتریکا کیا ہوتی ہے آفیسرز؟"

ہنٹرس میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے کہا۔ "نیوز پیپر کرنل۔"

وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولے۔ "غلط ...... یہ دیکھو اسے پتریکا کہتے ہیں۔ انہوں نے کاغذ میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے نظر ڈالی اور حیران رہ گیا۔ اس پر میری اور ہنٹرس کی تصویر تھی۔ دونوں کے نیچے انگریزی میں نام تھے اور اس کے نیچے بنگالی زبان میں پندرہ بیس سطریں چھپی ہوئی تھیں۔ فوٹو ایم۔ پی۔ آفس کے سامنے لیا گیا تھا۔ میں نے ہنٹرس کی طرف اور ہنٹرس نے میری طرف دیکھا۔ کرنل نے پتریکا واپس لیتے ہوئے کہا۔ "یہ ایک خلاف قانون سرکلر ہے ...... اس میں ہنٹرس کو "سا" اور تمہیں خاص طور سے ٹیررسٹ فرینڈز کے ساتھ متعارف کرایا گیا ہے۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "اچھا ہے دونوں پارٹیاں ایک دوسرے سے واقف ہو گئیں ...... اور یہ بھی اچھا ہے کہ ایک کاپی آپ کو بھی بھیج دی کہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔"

کرنل نے کہا۔ "بھیجتا کون ہے؟ سی آئی ڈی نے ایک شخص کے بیگ سے برآمد کی ہیں...."

"گرفتار کر لیا گیا اسے؟" ہنٹرس نے سوال کیا۔ کرنل نے ہنس کر کہا۔ "اگر وہ کسی کو گرفتار کر سکتے ہیں تو ہم یہاں مارک ٹائم کرنے کے بجائے کسی فرنٹ پر مشین گن کی موسیقی سن رہے ہوتے .... انیل چھ سات مہینے پورے انڈیا کی سیر کرتا رہا۔ گرفتار کرنے والے اسے ٹکٹ اور سفر خرچ فراہم کرتے رہے۔ پولیس ...... سی۔ آئی۔ ڈی اور کار خاص کے چھوٹے بڑے "فدوی" لمبی لمبی ڈائریاں لکھتے رہے۔ کار گزاریوں کی بھرمار کرتے رہے ...... نتیجہ کیا ہوا؟ زیرو زیرو، نتھنگ بٹ زیرو ...... ملٹری انٹیلی جنس نے کیس ہاتھ میں لیا ...... اور ایک ہفتے کی تگ و دو میں انیل صاحب کو سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا گیا ...... سو بوائز ...... پتریکا ہاتھ میں آ گیا اور ملزم غچہ دے کر نکل گیا۔ خیر یہ بھی بہت ہے

...... باقی بشپ بوائز سنبھال لیں گے ..... اور اس کے ساتھ تم یہ بھی سمجھ گئے ہو گے کہ تمہیں یہاں شفٹ کرنے کا مقصد کیا ہے؟" ہم نے بیک وقت اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو سر۔"

تقریر ختم کر کے انہوں نے گھنٹی بجائی۔ ایک سارجنٹ برابر والے کمرے سے برآمد ہوا اور سیلوٹ کر کے کھڑا ہو گیا۔ کرنل نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ میجر ہارپر والے بنگلے پر جا کر دیکھو سجا دیا گیا یا نہیں؟" سارجنٹ سلام کر کے تیزی سے باہر نکل گیا۔ وہ ہم سے مخاطب ہو کر بولے۔ "چار کمرے' تین برآمدے' کچن' پینٹری' باتھ' کورٹ یارڈ' گارڈن' گیراج کافی ہے؟"

ہنٹرس نے کہا۔ "کافی سے زیادہ ....." بولے۔ "ایک اردلی اور ایک خانساماں ......"

ایک گھنٹے بعد ہم بنگلے میں بیٹھے ہوئے گورنمنٹ آف بنگال کے خرچ پر ہرایکسی لینسی اور ہزایکسی لینسی دی گورنر آف بمبئی کی صحت کے جام پی رہے تھے۔ چند گھونٹ حلق سے اترنے کے بعد پتریکا زیر بحث آ گئی ہے۔ میں نے کہا۔ "جان یہ ہماری پہلی شکست ہے ...... وہ خود ساختہ رپورٹر ہمیں الو بنا کر چلا گیا اور ہم نیک کیمرہ چھین کر ....."

وہ بولا۔ "ڈیم اٹ" .... بچ کر کہاں جائے گا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہاں یہ بھی ٹھیک ہے ...... کلکتہ کون سا بڑا شہر ہے؟" خانساماں نے اندر آ کر دوپہر کا کھانا تیار ہونے کی اطلاع دی اور ہم اٹھ کر ڈرائنگ روم کی طرف چل دیئے۔

شام کو ایک سیکنڈ لیفٹیننٹ اور چار مسلح سپاہی ٹرک میں ہمارا سامان لے کر آئے تو ان کے ساتھ ایک انگریز اور اس کی میم بھی ٹرک سے نیچے اترے۔ انگریز کے سر پر گاندھی کیپ تھی اور اس کی میم کے ہاتھ میں ترنگا۔ ہمیں ان کو اس ہیئت میں دیکھ کر تعجب ہوا۔ کرنل بشپ نے گھور کر ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ کیا سوانگ بنایا ہے؟" لیفٹیننٹ نے سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔ "سر انہیں اسٹوڈنٹس نے گھیر رکھا تھا اور زبردستی جھنڈا اور ٹوپی دے کر گاندھی جی کی جے کے نعرے لگوا رہے تھے۔ ہم بمشکل چھڑا کر لائے ہیں۔" کرنل کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ زمین پر پیر مارتے ہوئے چیخا۔ "تم نے ان کو پیٹا کیوں نہیں؟"

اس نے جواب دیا۔ "سر کافی لڑکوں کو پیٹا ہے ..... لیکن وہ بھاگ گئے ..... اور ہم ان کو یہاں لے آئے ....."

کرنل نے گھوم کر دونوں سے اپنا تعارف کرایا اور دفتر میں لے جا کر کرسیوں پر بٹھاتے ہوئے پوچھا۔ "انہوں نے آپ کے ساتھ کوئی تشدد تو نہیں کیا؟"

لیڈی نے کہا۔ "کیا یہ تشدد نہیں کہ ہم سے زبردستی انٹی برٹش نعرے لگوائے۔ جھنڈا لے کر چلنے پر مجبور کر دیا۔ میک کو گاندھی کیپ پہنائی؟" کرنل نے اثبات میں سر

ہلاتے ہوئے ہماری طرف دیکھ کر کہا۔ "ناؤ بوائز۔"

ہنٹرس نے کہا۔ "حکم کرنل۔"

کرنل نے کہا۔ "نہیں تم نہیں ..... لیفٹیننٹ تم بریگیڈیئر اسمتھ کے پاس جا کر ان کو تمام واقعہ بتاؤ۔ میں انہیں ٹیلی فون کر رہا ہوں۔" لیفٹیننٹ سیلوٹ کر کے چل دیا۔ کرنل نے سارجنٹ کو بلا کر ڈرنک لانے کو کہا اور ریسیور اٹھاتے اٹھاتے ہات رکھ کر کہنے لگے۔ "اوکے بوائز' تم اپنا سامان چیک کر کے بنگلے میں ارینج کر لو۔" ہم دونوں سلام کر کے بنگلے کی طرف چل دیئے۔

دوسری صبح ہم دس بجے تیار ہو کر دفتر پہنچے تو معلوم ہوا کہ رات کو آٹھ بجے بریگیڈیئر اسمتھ نے پندرہ نیوزی لینڈرس کو مسلح کر کے شہر بھیجا اور انہوں نے مسلح پولیس کے ساتھ کالج ہوسٹل پر چھاپہ مار کر انگریز جوڑے کی توہین کرنے والے پچاس ساٹھ طلبا کو گرفتار کر کے ان کی خوب دھنائی کی اور پھر کلکتہ سے پچیس تیس میل کے فاصلے پر جا کر چھوڑ دیا۔ تمام دن ہم ہیڈ کوارٹرس سے نہ نکل سکے۔ کیونکہ شہر میں اس گرفتاری پر احتجاجی جلسے جلوس سے ہنگامہ برپا رہا اور فوج کو چوبیس گھنٹے کمربستہ رہنے کا حکم دے دیا گیا۔

اسی شام کرنل بشپ نے سات بجے کے قریب مجھے رات کے گیارہ بجے ایک بامبر طیارے کے ذریعے بمبئی جانے کا حکم دیا۔ میں نے اس اچانک حکم کی وجہ دریافت کئے بغیر تھینک یو سر کہہ کر سیلوٹ کیا اور بنگلے آ کر ایک سوٹ کیس پیک کیا اور نو بجے ہنٹرس کے ساتھ دفتر پہنچ گیا۔ کرنل بشپ نے بریگیڈیئر ہچکنس کے نام ایک وزنی سا لفافہ دے کر ہنٹرس اور ایک لیفٹننٹ کے ساتھ ڈم ڈم ایرو ڈروم پہنچنے کو کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے ان سے ہاتھ ملایا اور اباؤٹ ٹرن ہونے لگا تو مسکرا کر بولے۔ "وکٹر .... تمہیں چند سویلین سوٹ بھی لے کر جانا ہے ...... ممکن ہے تمہیں دو ہفتے سے زیادہ وہاں ٹھہرنا پڑے اور سویلین شخصیتوں سے ملنے کے مواقع بھی پیدا ہوں ...."

میں نے کہا۔ "میں تیار ہو کر جا رہا ہوں سر۔" وہ "او کے" کہہ کر دوسری طرف متوجہ ہو گئے اور میں ہنٹرس کے ساتھ باہر نکلا۔ تھوڑی دیر میں لیفٹیننٹ ڈارلنگ تیار ہو کر آ گیا اور ہم کار میں بیٹھ کر ڈم ڈم کی طرف چل دیئے۔ اس وقت شہر پر سکون تھا۔ ہنٹرس نے چند دوستوں کو پیغام دیتے ہوئے کہا۔ "وکی کرنل نے تمہیں یہ بھی نہیں بتلایا کہ تم کس مہم پر بھیجے جا رہے ...... ایسا معلوم ہوتا ہے مادر مشفق نے یاد فرمایا ہے۔"

میں نے کہا۔ "میں ایسا نہیں سمجھتا کیپٹن ...... ان حالات میں ملکی مسائل سے ہٹ کر سوچنے کی فرصت انہیں کہاں ہے۔"

وہ مسکرا کر بولا۔ "میں شرط لگاتا ہوں اس کے سوا اور کوئی وجہ نہیں ہے۔"

میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "میں شرط نہیں لگاؤں گا۔ تم ڈرنکس کے علاوہ

شرط نہیں لگا سکتے۔"

ایرو ڈروم پہنچے تو ہنٹرس نے پائلٹ اور نیوی گیٹر سے میرا تعارف کرایا۔ حالانکہ وہ خود ان سے متعارف نہیں تھا۔ لیکن کیپٹن ہونے کی حیثیت سے یہاں اس کی بات وزن رکھتی تھی ...... پائلٹ اور کو پائلٹ طیارے میں سوار ہونے کے چند منٹ بعد میرے دوست تھے۔ طیارے میں نصف سے کچھ کم نشستیں خالی تھیں۔ سفر کرنے والوں میں چند ہندوستانی اور زیادہ تر انگریزی آفیسرز تھے۔ جن میں کیپٹن سے اونچے رینک کا کوئی آدمی نہ تھا۔ چار پانچ سفید فارم ویکائیز بھی تھیں۔ انجن اسٹارٹ ہونے سے پہلے ہی دور جام شروع ہو گیا اور قہقہے گونجنے لگے۔ بمبار رن وے پر دوڑنے ہی لگا تھا کہ فوجی ڈسپلن یکسر ختم ہو گیا۔ دو دو پیگ وہسکی کی آڑ میں جس سے حلق بھی تر نہیں ہو سکتا انہوں نے وہ حرکتیں کیں جنہیں دیکھ کر شیطان بھی شرما جائے۔ وہ رینک اینڈ فائیل کی پروا کئے بغیر ویکائیز پر ٹوٹ پڑے اور طیارہ بلند ہوتے ہوتے پستیوں کے عمیق گڑھوں میں غرق ہونے لگے۔ ایک ایک ویکائی کے چار چار پانچ پانچ امیدوار تھے۔ میں پائلٹ کے قریب کھڑا ہو کر طیارے کے انسٹرو مینٹیشن کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بات کرنے کی گنجائش نہ تھی۔ دونوں پائلٹ ایرو فون چڑھائے ہوئے تھے۔ کنٹرول ٹاور سے فارغ ہو کر ایرو فون اتارتے بھی تو آپس میں باتیں کرنے لگتے جو فلائٹ سے متعلق ہوتی تھیں۔ بلندی پر آنے کے بعد پرواز لیول پر آئی تو پائلٹ نے میری طرف دیکھا۔ میں نے جھینپتے ہوئے کہا۔ "یہ تو بہت زیادہ ہے کیپٹن۔" بورڈ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا۔ "تمہارا مطلب ہے موسم؟" میں نے کہا۔ "موسم ہی کہہ سکتے ہیں کیپٹن ..... طیارے کے اندر کا موسم۔" اس نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا۔ "شاید پہلی بار فائٹر بامبر میں سفر کر رہے ہیں لیفن۔" میں نے کہا۔ "یہ صحیح ہے۔" کو پائلٹ نے کہا۔ "نیور مائنڈ اٹ۔ آج تک کسی نے بھی ہمارے اصولوں میں کوتاہی نہیں کی اور آج تک ان سے کوئی بے ضابطگی نہیں ہوئی۔ کسی نے تعزیرات ہند کی کسی دفعہ کی خلاف ورزی نہیں کی۔"

میں ملٹری وہیکل میں لد کر کولالہ پہنچا تو اڑھائی بج چکے تھے۔ کوارٹر گارڈ پر ہی مجھے بریگیڈیئر ہچکنس کو فوراً ٹیلی فون پر اپنی آمد کی اطلاع دینے کو کہا گیا۔ پہلے رنگ پر کرنل نے ریسیور اٹھا کر "ہیلو" کہا۔ میں نے "گڈ مارننگ" کہا تو آواز پہچانتے ہی کہا۔ "لیفن میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں ...... اسی حالت میں چلے آؤ .... میں ڈرائنگ روم میں ہوں۔" میں نے "کمنگ سر" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور سوٹ کیس اٹھا کر کرنل کے بنگلے کی طرف چل دیا۔ مجھے ان کے اس وقت جاگتے پائے جانے پر تعجب تھا۔ لیکن اپنا انتظار کرانے کا یقین نہیں آ رہا تھا۔ میری اہمیت ہی کیا تھی۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت تھی کہ وہ جاگ رہے تھے اور پہلی گھنٹی پر ریسیور اٹھا لینے سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ واقعی انتظار کر رہے

تھے۔

دروازے کی سیڑھیوں پر پہنچتے ہی بریگیڈیئر کے اردلی نے سلیوٹ کر کے سوٹ کیس میرے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔ "صاحب بہادر ڈرنگ روم میں ہیں۔" میں "او کے" کہہ کر اندر داخل ہوا اردلی سوٹ کیس لے کر برآمدے کے پہلو والے کمرے میں چلا گیا۔ ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور بریگیڈیئر ہچکنس سلیپنگ سوٹ پہنے ہوئے ایک صوفے پر نیم دراز تھے۔ سلیوٹ کرتے ہی مسکرا کر اٹھے۔ اور "ویل ڈن بوائے" کہہ کر دونوں ہاتھوں سے میرے گال تھپتھپائے۔ میں نے شکریہ ادا کیا۔ بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پھر صوفے پر پشت لگا کر دراز ہو گئے۔ میں ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ بولے "ہمیں تمہاری کارگزاریوں کی اطلاع مل گئی' وکٹر ......"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "سر یہ آپ کی اعلیٰ تربیت کا نتیجہ ہے کہ مجھے کامیابی حاصل ہوئی۔ وہ مسکرا کر کہنے لگے۔" مجھے معلوم ہے وکٹر کہ تم بلا کے ذہین ہو۔ میری دعا صرف یہ ہے کہ تمہاری ذہانت کوئی غلط رخ اختیار نہ کرے .... سگریٹ پیو ..... اس وقت ہم افسر ماتحت نہیں ہیں۔" میں نے شکریہ ادا کر کے سگریٹ اٹھا لیا۔ اور لائٹر سے سلگایا۔ وہ آگے چلے .... "میں تم سے مل کر وہاں کی تفصیلات سننے کو بے چین ہوں وکٹر' لیکن یہ آرام کرنے کا وقت ہے .... دن میں کسی وقت سہی ..... اس وقت میں تمہیں صرف ترقی کی مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔" میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ کہنے لگے۔ "صبح دس بجے تمہیں کیپٹن کی یونیفارم اور لیٹر مل جائے گا۔ وہ یونیفارم پہن کر تمہیں فوراً مسٹر ولسن کے پاس جانا ہے۔ اس سے آگے کا پروگرام وہ خود بتائیں گے۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے سر۔" وہ اٹھنے لگے۔ میں نے جیب سے کرنل بشپ کا لفافہ نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ "خط کافی ضخیم ہے سر۔ آپ اسے آرام سے پڑھئے۔"

انہوں نے "تھینکس" کہہ کر خط لیا اور اٹھ کر چلتے ہوئے بولے۔ "میرا اردلی سارجنٹ تمہیں سونے کا کمرہ بتائے گا۔ گڈ نائٹ وکی۔"

صبح نو بجے میں نے شیو' غسل اور ناشتے سے فارغ ہو کر بریگیڈیئر کی بھیجی ہوئی یونیفارم پہنی اور مسٹر ولسن کو رنگ کیا۔ آواز پہچانتے ہی انہوں نے پروموشن کی مبارکباد دی اور بتایا کہ سہ پہر کو چار بجے چیمبرز پہنچنا ہے۔ میں نے کہا۔ "بہتر ہے۔" بولے "ایک اپائنٹ منٹ اور بھی ہے۔ تمہیں گرین ہوٹل میں کرنل ارجن سنگھ سے بھی ملنا ہے...... اور ابھی' اسی وقت ..... وہ پرسوں کے آئے ہوئے ہیں۔"

میں نے پھر کہا۔ "بہتر ہے سر۔" انہوں نے گڈ بائی کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ میں سواری کی فکر میں کنپٹی کھجاتا ہوا برآمدے میں آیا اور سگریٹ سلگا کر اردلی کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ بنگلے کے پہلو میں بریگیڈیئر کی اسٹوڈی بیکر کھڑی ہوئی تھی اور دوسرے پہلو

سے کسی جھکے ہوئے آدمی کا ہاتھ شیموزلیدر پھراتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ دفعتاً صفائی کرنے والا ہاتھ سیدھا ہوا اور مجھے دیکھ کر اٹینشن ہو گیا۔ بریگیڈیئر کا ڈرائیور تھا۔ کہنے لگا۔ "سر آپ دو منٹ انتظار کریں، صرف اوپر کا حصہ باقی رہ گیا ہے۔" میں بغیر سمجھے "اوکے" کہہ کر رہ گیا۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ بریگیڈیئر چنکس جیسا شریوڈ آفیسر ایک لیفٹیننٹ ...... نہیں حالیہ کیپٹن کو اپنی ذاتی گاڑی استعمال کرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔ یقیناً ڈرائیور کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ لیکن چند منٹ بعد جب ڈرائیور نے کار سیڑھیوں کے قریب لا کر کھڑی کی اور باہر نکل کر سلیوٹ کرتے ہوئے کہا۔ "آیئے کپتان صاحب۔" تو مجھے احساس ہونے لگا کہ غلط فہمی ڈرائیور کو نہیں، مجھے ہوئی تھی۔ بریگیڈیئر مجھ پر گزشتہ رات سے اتنا مہربان تھا کہ کبھی کسی پر نہیں دیکھا گیا تھا۔ میں کچھ کہے بغیر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کی اور گیٹ سے باہر نکلتے ہی کہا۔

"سرگرین ہوٹل ہی جا رہے ہیں نا؟" میں نے جواب دیا۔ "ہاں گرین ...... لیکن پہلے کرافورڈ مارکیٹ چلو۔ مجھے کچھ خریدنا ہے۔" ڈرائیور نے ہارن بی روڈ کی طرف ٹرن لیا اور گاڑی فراٹے بھرنے لگی۔

میں نے مارکیٹ سے کچھ فروٹ، پھولوں کے ہار، مٹھائی اور بوربن کی چند بوتلیں، جو کرنل ماما کا پسندیدہ مشروب تھا، خریدیں اور گرین کی طرف واپس ہو گئے۔ ہوٹل کے پورٹیکو میں پہنچ کر ڈرائیور نے واپسی کے متعلق دریافت کیا تو میں نے تین بجے کا وقت بتایا۔ گاڑی رکتے ہی اس نے پچھلا دروازہ کھولا اور میں نے نیچے اتر کے ایک پورٹر کو سامان اتارنے کو کہا اور اس نے تمام چیزیں نکالیں۔ مینجر کاؤنٹر سے اٹھ کر میرے قریب آیا اور مسکرا کر بولا۔ "سیکنڈ فلور، روم نمبر ۳۱، کیپٹن۔" اب وہ مجھے اچھی طرح پہچاننے لگا تھا اور کرنل ماما تو مستقل گرین کے مہمان تھے۔ میں اوپر پہنچا تو ان کے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ قدموں کی آہٹ پاتے ہی انہوں نے پردے کے درمیانی حصے میں سے دیکھا اور تیزی سے اٹھ کر دروازے پر آئے۔ میں نے انہیں سلام کر کے پورٹر کے ہاتھ سے ہار لئے اور ان کے گلے میں ڈال دیئے۔ ہنس کر سینے سے لگاتے ہوئے بولے۔ "کیا الٹی گنگا بہا رہے ہو بیٹے ......" میں ہنستا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ پورٹر نے ٹوکرا اور دونوں پارسل اندر رکھ دیئے۔ میں نے اسے ایک نوٹ نکال کر دیا اور وہ سلام کر کے رخصت ہو گیا۔ کرنل ماما نے دروازہ بند کر کے پلٹتے ہوئے کہا۔ "کرن میرے چاند کیپٹن ہونا کوئی بات تو نہیں، لیکن یہ تمہاری قابلیت کا ثمر ہے اس لئے مبارک ہو ...... آؤ بیٹھو ......"

میں نے ان کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔ "پاپا آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے ...... آپ کا مزاج تو اچھا ہے نا؟"

"بالکل اچھی طرح ہوں بیٹے۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "اور اب تمہیں دیکھ کر کلیجہ

ٹھنڈا ہو گیا ...... بتاؤ کیا پیو گے؟"

میں نے جھک کر دونوں پارسل اٹھائے اور میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "پاپا آپ کی چوائس لے کر آیا ہوں ...... یہی چلے گی ...... اچھا ہزہائی نس تو کشل ہیں نا؟"

"ٹھیک ہیں۔ بہت یاد کرتے ہیں ...... لیکن ...... آہ نہ تمہیں بلا سکتے ہیں نہ بار بار خود آ سکتے ہیں ......"

"خیر پاپا ...... آپ نے ہمیں پھر ملا دیا ...... اور اب میں ہر جگہ ان سے ملنے کو حاضر ہوں ...... آپ نے یہاں آنے کی زحمت کیسے فرمائی؟" انہوں نے جواب دینے کے بجائے سگریٹ ٹرے سے سگریٹ لے کر سلگایا۔ میں نے ان کے چہرے کی طرف دیکھ کر پیکٹ کھولنے شروع کر دیئے۔ وہ بوربن کی بوتل دیکھ کر مسکرائے اور ہاتھ بڑھا کر کپ بورڈ سے گلاس اٹھا کر ٹیبل پر رکھ دیئے۔ میں نے ایک بوتل کھول کر گلاسوں میں انڈیلی اور ان کی صحت کا جام تجویز کر کے گلاس ہونٹوں سے لگایا۔ دو گھونٹ لیتے ہی میری طرف دیکھ کر بولے۔ "کرن، میں ولاس پور سے آ رہا ہوں ...... اور اس خیال سے کہ تم بمبئی میں ہی ہو ......" بولتے بولتے رک کر پھر پینے لگے۔ میں نے بے چین ہو کر ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ...... "اور میں بمبئی میں نہ ہونے کے باوجود آپ کے پرتاپ سے بمبئی پہنچ گیا۔"

وہ بولے۔ "ہاں یہ میری سمجھ میں بھی نہ آ سکا کہ تمہیں کپتان بنانے کے لئے کلکتے سے بلایا گیا، یا میری درخواست پر؟" میں نے چونک کر پوچھا۔ "تو کیا آپ نے مسٹر ولسن سے کہا تھا۔"

اثبات میں سر ہلا کر بولے۔ "گڑبڑ ہے کرن۔ بڑی گڑبڑ ...... یشودھرا کو شادی کے لئے مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس نے خفیہ طور پر آدمی بھیج کر مجھے بلایا ہے ...... اور چغتائی کے مکان پر بلا کر تمام بات بتائی۔ کیا تم نے آج تک اسے کوئی خط نہیں لکھا؟" میں نے گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "کیسے لکھ سکتا ہوں پاپا؟" وہ بولے۔ "پاگل میری معرفت لکھ سکتے تھے۔ میں کیا نہیں جانتا۔" میں نے گلاس لبریز کرتے ہوئے کہا۔ "یہ میری غیرت نے گوارا نہ کیا ...... کہ باپ کو اس معاملے میں ملوث کروں۔"

وہ بولے۔ "خوب، کرن ...... خیر اب ...... کیا ہو گا؟ یشودھرا کی بڑی بہن سسرال سے آئی ہوئی ہے ...... اس کا شوہر میش پور والوں کا بھانجہ ہے اور وہی دونوں پیش پیش ہیں۔"

میں نے ایک طویل گھونٹ لے کر کہا۔ "اور ہزہائی نس ...... مہارانی اور سادھنا دیوی وغیرہ؟"

وہ بولے۔ "مہاراجہ اور مہارانی نے یشودھرا کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ سادھنا دیوی کھلم کھلا مخالفت کر رہی ہیں ...... تم یہاں سے کچھ نہیں کرا سکتے کیا ...... میرا مطلب

ہے گورنمنٹ ہاؤس ......"

"شائد۔" میں نے ان کی بات کاٹ کر کہا۔ "لیکن مشکل یہ ہے میں ان سے اتنی بڑی بات کہنے کے لئے الفاظ کہاں سے لاؤں؟ آپ نے مسٹر ولسن کو کوئی اشارہ کیا؟"

وہ بولے۔ "ہاں اشارہ نہیں تفصیل سے بات کی ہے۔ لیکن تمہارا نام نہیں لیا۔ صرف یہ کہا ہے کہ یہ شادی لڑکی کی مرضی کے خلاف ہو رہی ہے ..... اور اس نے مجھے اپنا وکیل بنا کر بھیجا ہے۔ انہوں نے اس کی عمر دریافت کی۔ میں نے کہا۔ "اکیس سال" وہ "دیکھیں گے" کہہ کر خاموش ہو گئے ..... میں انتظار کرتا رہا کہ شاید وہ سوال کریں کہ آخر کس سے شادی کرنا چاہتی ہے لیکن انہوں نے ایسا کوئی سوال نہ کیا تو میں نے براہ راست تمہارا نام لینے کے بجائے انہیں بالواسطہ تمہاری طرف متوجہ کرنے کے لئے بات بدلتے ہوئے کہا۔ "ویسے مسٹر ولسن میں لیفٹیننٹ پرنسلی سے ملنے کے لئے آیا تھا۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "کرنل پرنسلی اب وکٹر ہیرس ہے ..... اور اسے میری ٹور یلس سروس انجام دینے کے صلے میں پروموٹ کرنے کے لئے یہاں ...... اوکے آپ کل دس بجے مجھ سے پھر مل لیں ......"

میں نے کہا۔ "کافی ہے پاپا ...... وہ سمجھ گئے ہیں ..... اور اب میں بات کر سکتا ہوں .... شام کو چار بجے میرا اپائنٹ منٹ ہے اور ممکن ہے شام کے کھانے پر میں آپ کو کچھ بتا سکوں ...."

"خدا کرے وہ جلد کوئی قدم اٹھائیں ...... مجھے یشودھرا کی طرف سے بڑی پریشانی ہے ......"

میں نے دو تین گھونٹ لے کر نصف گلاس خالی کر دیا۔ انہوں نے غور سے میری طرف دیکھا اور گلاس چھین کر میز پر رکھ دیا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "گھبرایئے نہیں پاپا' مجھ پر کوئی خراب اثر نہیں ہوتا۔" انہوں نے میرا بازو تھام کر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہے کرن ..... لیکن اب تھوڑی دیر آرام کرو۔ میں لنچ کے وقت جگا دوں گا ....." میں نے کوٹ اتار کر مسہری کے سرہانے رکھا اور جوتوں سمیت بستر پر دراز ہو گیا۔

تین بجے ڈرائیور پہنچ گیا۔ میں نے کرنل کے ساتھ سہ پہر کی چائے پی اور گورنمنٹ ہاؤس کی طرف روانہ ہو گیا۔

میں چیمبرز میں داخل ہوا تو دیواری گھڑی میں چار بجنے والے تھے۔ میں نے مسٹر ولسن کو سلیوٹ کیا۔ وہ "ہیلو ہیلو" کہتے ہوئے اٹھے اور ہاتھ بڑھاتے ہوئے مسکرا بولے۔ "کانگریچولیشنز وکی۔" میں نے تھینک یو سر کہہ کر مصافحہ کیا۔ چند رسمی جملے تبدیل کرنے کے بعد دروازے کی طرف چلتے ہوئے بولے۔ "آؤ" میں ان کے ساتھ چل دیا۔ باہر نکلتے ہی میں نے سلام کر کے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔ مسٹر ولسن نے میری طرف اشارہ

کیا۔ میں نے دروازہ تھام کر کہا۔ "یہ سیٹ آپ کے لئے ہے۔ میں صرف ڈرائیو کر سکتا ہوں۔" انہوں نے مسکرا کر میرے بازو پر ہلکا سا گھونسہ لگایا اور گاڑی میں سوار ہو گئے۔ میں نے وہیل پر بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے کہا۔ "تم کلب میں انتظار کرو۔" وہ سلام کر کے پیچھے ہٹ گیا۔ گاڑی اسٹارٹ کرتے ہی مسٹر ولسن نے میرے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "کرنل ارجن سنگھ کے آنے کی وجہ معلوم ہے۔"

میں نے کہا۔ "مجھ سے زیادہ آپ کو معلوم ہے۔" بولے "ایکسی لینسیز کو بھی معلوم ہے۔" میں نے کہا۔ "ظاہر ہے۔"

کہنے لگے۔ "ہمیں معلوم تھا یہ پرابلم پیدا ہو گا ...... پھر بھی بہت دیر سے ہوا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "سر مجھے افسوس ہے میرے مسائل پر آپ کو پریشان ہونا پڑ رہا ہے۔ لیکن آپ صرف وائرلیس پر ریزیڈنٹ کو اشارہ کر کے اس کو ملتوی کرا سکتے ہیں۔"

مسٹر ولسن نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "خوب۔"

میں نے تیزی سے کہا۔ "آپ اس سے بہتر سوچ سکتے ہیں سر۔"

وہ بولے۔ "مجھ سے بہتر سوچنے والے بھی ہیں وکی ٹکی۔" میں نے گاڑی ڈرائیو ان سے پورٹیکو میں آتے ہی انجن بند کر دیا اور نیچے اتر کر پچھلا دروازہ کھولا۔ وہ مسکرا کر باہر نکلے اور برآمدہ عبور کر کے دونوں ری سیپشن روم میں پہنچے۔ کاؤنٹر بیٹھی ہوئی لڑکی مسکرا اٹھی اور گڈ ایوننگ مسٹر ولسن کہہ کر کمرے میں داخل ہو گئی۔ وہ میری طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "شاید تمہیں ولاس پور جانے کی اجازت نہ مل سکے کیپٹن۔" میں نے کہا۔ "وکی ٹکی جانے پر اصرار نہیں کرے گا۔" انہوں نے سر کے اشارے سے اظہار پسندیدگی کیا۔ اسی وقت ری سیپشنسٹ نے دروازے کا پردہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "کم ان مسٹر ولسن' کم ان کیپٹن ہیرس پلیز......"

ہم دونوں اندر داخل ہوئے۔ ہرایکسی لینسی صوفے کے قریب کھڑی ہوئی تھیں۔ سلام کرتے ہی مسکرا کر بولیں۔ "ہے گلیمر بوائے!" میں نے "ایکسی لینسی" کہہ کر ان کا بڑھایا ہوا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لے کر چوم لیا۔ صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولیں۔ "سٹ ڈاؤن ..... مسٹر ولسن ....."

میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "پروموشن کا بہت بہت شکریہ یورایکسی لینسی۔" ٹرے سے سگریٹ اٹھاتی ہوئی بولیں۔ "پہلے مجھے مبارکباد تو دینے دو ...... اب تو تمہارے اتنے نام ہو گئے کہ مجھے یاد بھی نہیں رہتا کہ تازہ ترین کون سا ہے؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یورایکسی لینسی ..... یہ آپ کی عنایت ہے ..... مجھے آپ کے دیئے ہوئے نام پر فخر ہے۔" مسکرا کر بولیں۔ "مجھے وکٹر سب سے زیادہ پسند ہے۔ تم اس کے مستحق بھی ہو .... کرنل بشپ نے تمہاری دل کھول کر تعریف کی ہے ..... تم نے واقعی میری نصیحت پر

عمل کیا۔"

میں نے کہا۔ "یورایکسی لینسی یہ میرا فرض ہے۔" مسکرا کر مسٹر ولسن کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں۔" لیکن تم نے اپنے فرائض میں خود بھی بہت کچھ اضافہ کر لیا ہے ..... کیا نہیں مسٹر ولسن؟"

مسٹر ولسن نے سر جھکا کر کہا۔ "بجا فرما رہی ہیں یورایکسی لینسی۔" وہ میری طرف مخاطب ہو گئیں۔ "کرنل ارجن سنگھ کس لئے آئے ہیں؟" میں نے کہا۔ "شاید کسی اور کا مسئلہ لے کر آئے ہیں یورایکسی لینسی۔"

"کس کا؟" انہوں نے سوال کیا۔ "آپ بہت پہلے سے جانتی ہیں یوارکیی لینسی۔" میں نے جواب دیا۔ وہ مسکرا دیں۔ "شاید ..... لیکن اس کا حل؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔

"یورایکسی لینسی میں آپ سے کیا عرض کر سکتا ہوں۔"

وہ پھر مسٹر ولسن کی طرف مخاطب ہو گئیں اور سگریٹ کا کش لے کر بولیں۔ "میرے خیال میں ریزیڈنٹ ولاس پور کو وائرلیس کے ذریعے مطلع کرو کہ راجکماری ......" وہ بولتے بولتے رک گئیں مسٹر ولسن نے کہا۔ "یشودھرا" وہ "تھینک یو" کہہ کر آگے چلیں۔ "یس' یشودھرا کے ایک پیغام کے مطابق ان کو مرضی کے خلاف اک رولنگ چیف کے لڑکے سے منسوب کیا جا رہا ہے ...... یہ خلاف قانون ہے اور دونوں ریاستوں کے مفاد میں نہیں۔ لہٰذا ہزہائی نس سے فوراً ملاقات کر کے اس رشتے کو منسوخ کرائیں ...... کافی ہے؟"

مسٹر ولسن نے کہا۔ "کافی ہے یورایکسی لینسی۔" انہوں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چار بج کر پینتیس منٹ ہوئے ہیں۔ یہ پیغام پانچ بجے تک ولاس پور پہنچ جانا چاہئے۔" مسٹر ولسن "بہتر ہے یورایکسی لینسی" کہہ کر اٹھے اور سر کے اشارے سے سلام کر کے چل دیئے۔ ان کے باہر جاتے ہی میری طرف دیکھ کر بولیں۔ "ناؤ ....؟" میں نے ان کو مسکراتے دیکھ کر کہا۔ "بہت بہت شکریہ یورایکسی لینسی۔" بولیں۔ "کیا تمہاری مشکلات میں اضافہ نہیں ہوا؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "یورایکسی لینسی آپ نے میرا اہم ترین اور بنیادی مسئلہ حل کر دیا۔ اضافی مشکلات اور ہیں جنہیں میں مشکلات نہیں سمجھتا اور آپ کو کبھی زحمت دینا گوارہ نہیں کروں گا۔" وہ ہنس دیں۔ "اگر تم سمجھتے ہو کہ مسئلہ حل ہو گیا تو بہتر ہے۔ لیکن میرا خیال ہے شاید تمہیں ہماری مدد کی پھر ضرورت پڑے گی۔"

"آپ کی مدد کی ضرورت مجھے ہر قدم پر پڑے گی یورایکسی لینسی' لیکن اس سلسلے میں نہیں' یہ معاملہ آپ نے تکمیل کو پہنچا دیا۔"

"مجھے خوشی ہوئی ......" انہوں نے کہا۔ "لیکن کیا تم ولاس پور جانا نہیں چاہو

گے؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "اگر آپ اجازت دیں یورایکسی لنسی ......" وہ بولیں۔ "دو تین روز بعد' اس شرط پر کہ تم ریزیڈنسی سے باہر نہیں نکلو گے ..... اپنے دوستوں سے ٹیلی فون پر بات کر سکتے ہو' اگر حالات اس قابل ہوئے تو۔"

میں کہا۔ "میں وعدہ کرتا ہوں یورایکسی لنسی .... ایسا ہی ہو گا ....." کہنے لگیں ..... "منظور ہے" ..... اب تم ایک دو گھنٹے کلب میں ولسن کے پیغام کا انتظار کرو۔"

میں نے تھینک یو کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے ان کا ہاتھ چوم کر کہا۔ "میں ہزایکسی لنسی سے ملنا چاہتا ہوں۔" وہ مسکرا دیں۔ "وکٹر' وہ بہت مصروف نہ ہوتے تو اب تک یہاں پہنچ چکے ہوتے ..... بہرکیف کلب میں اگر کوئی اضافی مشکل پیش آ جائے تو ..... جیسا کہ تم کہہ چکے ہو وہ تمہارا ذاتی مسئلہ ہو گا۔" میں گڈ نائٹ کہہ کر دروازے کی طرف چل دیا۔

استقبالیہ سے گزرتے ہوئے کاؤنٹر پر بیٹھی ہوئی لڑکی نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن' آپ مس کینتھ کو جانتے ہیں؟" میں نے چلتے چلتے رک کر کہا۔ "میرا خیال ہے جانتا ہوں میڈم .... اور شاید ....."

وہ میری بات کاٹ کر بولی۔ "آپ فون پر بات کرنا چاہتے ہیں؟" میں نے کہا۔ "شکریہ' مجھے معلوم ہے وہ کلب میں مجھ سے ملنے آ رہی ہیں ...... آپ انہیں کہہ دیں میں ان کا انتظار کر رہا ہوں پلیز۔" وہ مسکرا کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ریسیور اٹھایا اور "ہیلو مس کینتھ" کہہ کر باتیں کرنے لگی۔

میں کلب میں پہنچا تو ڈرائیور اور اردلی اسٹوڈی بیکر کے قریب کھڑے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ دونوں نے بیک وقت سلام کیا۔ اردلی میرے ساتھ کمرے میں آیا۔ میں اسکو چھوٹا حاضری کی ڈبل ٹرے لانے کو کہہ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ سر جھکا کر باہر نکل گیا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور ہزایکسی لنسی کی بے پایاں شفقت اور مہربانیوں پر غور کرنے لگا۔ انہوں نے میری توقع سے زیادہ عزت افزائی کی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اردلی چائے اور ناشتے کی ٹرے لے کر آ گیا۔ میں نے کچھ بسکٹ اور چائے ڈرائیور کو بھجوائی اور چائے بنا کر ناشتا کرنے لگا۔ ابھی دو گھونٹ لئے تھے کہ کینتھ کمرے میں داخل ہوئی۔ میں ہیلو کہہ کر اٹھا اور اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر کرسی پر بٹھایا۔ مسکرا کر کہنے لگی۔ "میں نے گرینڈ ہوٹل کے پتے پر تمہیں خط لکھا تھا ڈارلنگ .... ملا؟" میں نے اس کے لئے چائے بناتے ہوئے کہا۔ "نہیں' کیسے مل سکتا تھا۔ تمہیں میرا نیا نام معلوم ہے؟" اس نے ہنس کر کہا۔ "نیا نام؟ ہاٹ ڈویو....." میں نے چائے کی پیالی اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "آئی مین' وکٹر ہیرس ڈارلنگ ..... میں ہر سال ایک نیا نام لیتا ہوں' اور اگر نہ لوں تو لوگ خود مجھے دے دیتے ہیں۔"

مسکرا کر بولی۔ ”اور بیوی کتنے عرصے میں بدل ڈالتے ہو؟“ میں نے پیالی ہاتھ سے رکھتے ہوئے کہا۔ ”بیوی خطرناک چیز کا نام ہے ..... اور اسکے بدلنے نہ بدلنے کا تعلق آسانی باپ سے ہے ...... تم فرینڈز کہتیں تو زیادہ صحیح تھا۔“

”تم صحیح کہہ رہے ہو ڈیئر۔“ اس نے مسکرا کر کہا۔ ”اتنے اچھے حالات میں بیوی کا روگ پالنا واقعی بڑا غیر رومانی خیال ہے۔ میں صرف تمہاری کمپنی پسند کرتی ہوں ...... بلکہ تمہاری کمپنی کی کمپنی ..... سیکنڈ ان کی کمانڈ کہہ لو کیونکہ مجھے یقین ہے کوئی ایرسٹو کریٹ لڑکی تمہارے ساتھ قدم ملا کر ایک مہینے سے زیادہ نہیں چل سکتی .... بغیر میڈیکل سپرویژن کے .... اور تم جانتے ہو اس فریم میں کون فٹ آتی ہے۔“ میں نے کوئی جواب دینے کے بجائے اٹھ کر اس کا منہ چوم لیا۔ یہ دیکھے بغیر کہ اردلی باہر چلا گیا یا نہیں .... شکر ہے انگریزوں کے اردلی گھامڑ نہیں ہوتے۔ اس نے میرا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لے کر چوم لیا ...... اور کہنے لگی ”اب۔“ میں نے کہا۔ ”بیٹھ جاؤ لیو' ٹرے ہلکی کرنے میں مدد کرو ...... میں تمہیں ایک گھنٹے بعد گرین لے جا رہا ہوں۔ لیکن تین روز بعد کلکتہ واپس چلا جاؤں گا...... اور تم ہر ہفتے مجھے خط لکھا کرو گی' او کے۔“

اس نے اثبات میں سر ہلا کر بسکٹ کھا لیا ...... اور دونوں چائے پینے لگے۔ ساڑھے پانچ بجے کے قریب ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر ہیلو کہا۔ مسٹر ولسن کی آواز آئی۔ ”کیپٹن تمہارے ساتھ مس کینتھ ہے؟“ میں نے جواب دیا ”یس مسٹر ولسن ...... لیکن آپ آنا چاہیں تو .....“ وہ بولے ”نہیں' اگر تم جلد واپس جانا چاہتے ہو تو پانچ منٹ میں میرے پاس پہنچ جاؤ ..... تمہارا ایک لیٹر ہے۔“ میں نے ”کمنگ سر“ کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور کینتھ کا ہاتھ پکڑ کے اٹھاتے ہوئے کہا آؤ..........“

دو منٹ میں کار چیمبرز کے سامنے تھی۔ میں دروازہ کھول کر باہر نکلا اور ری سپشن کے سامنے پہنچا تھا کہ مسٹر ولسن ایک لفافہ ہاتھ میں لئے ہوئے چیمبرز سے باہر نکلے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے لفافہ میرے ہاتھ میں دیا اور دروازے کی طرف چلتے ہوئے کہنے لگے۔ ”یہ لیٹر کرنل ارجن سنگھ کو دے کر کل ہی ولاس پور روانہ کر دو۔ اس کی ایک کاپی ریزیڈنٹ کو دوسری یشودھورا کو اور تیسری ہز ہائی نس کو دینا ہے۔ لیکن ترسیل ریزیڈنٹ کرے گا .... ریزیڈنٹ کو پیغام مل چکا ہے اور وہ آج ڈنر پر مہاراجہ سے بات کرے گا ..... او کے؟“

میں نے کہا۔ ”تھینک یو سر۔“ مسکرا کر بولے۔ ”تمہیں ولاس پور جانے کی اجازت ملی یا نہیں؟“

میں نے خط جیب میں سرکاتے ہوئے کہا۔ ”مل گئی سر۔“ بولے ”او کے۔ وش یو گڈ لک۔“ میں سلام کر کے گاڑی کی طرف چل دیا۔ وہ پلٹ کر چیمبرز میں داخل ہو گئے۔

تھوڑی دیر کینتھ کو کرافورڈ مارکیٹ کی سیر اور مختصر سی شاپنگ کرانے کے بعد ساڑھے سات بجے کے قریب گرین ہوٹل پہنچ کر میں نے گاڑی واپس کر دی۔ کرنل ماما کینتھ کو دیکھ کر شگفتہ ہو گئے۔ بیٹھتے ہی ڈنر کا آرڈر دیا اور الماری سے بوتل اور گلاس نکال کر میز پر رکھ دیئے۔ میں نے کینتھ سے چند منٹ کے لئے معذرت طلب کی اور ماما کو بیڈ روم میں لے جا کر تمام تفصیل سنائی اور لیٹر دیا۔ بولے۔ ”چلو اس فکر سے نجات تو ملی۔“

میں نے کہا۔ ”ہاں پاپا ...... لیکن آپ کو یہ لیٹر لے کر کل ہی جانا پڑے گا....... یہ خط جلد از جلد ریزیڈنٹ کے ہاتھ میں پہنچ جانا چاہئے۔“ وہ سوچ میں پڑ گئے۔ تھوڑی کھجاتے ہوئے بولے۔ ”تم کینتھ کو ساتھ لے آئے ورنہ میں تمہیں بھی ساتھ لے چلتا ..... ٹھیک نہیں کیا!“ میں نے جواب دیا۔ ”ٹھیک ہے لیکن میں دو روز بعد یہاں سے روانہ ہونگا اور کینتھ کو وہاں نہیں لے جا سکتا ...... آپ کل چلے جائیں' پلیز پاپا۔“ وہ مسکرا کر بولے۔ ”اچھا پھر میں ٹرین سے چلا جاتا ہوں۔ تم میری کار میں آ جانا ....“ میں نے کہا۔ ”بہتر ہے ..... آپ چوتھے دن ریزیڈنسی میں مجھے مل سکتے ہیں ...... آیئے۔“

ڈرائنگ روم میں کینتھ میز پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک ویٹر ٹرالی سے کھانے کی ڈشیں اٹھا اٹھا کر میز پر رکھ رہا تھا۔ کرنل نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر برابر والی سیٹ پر بٹھاتے ہوئے سامنے جگہ لے لی۔ ویٹر ٹرالی پیچھے سرکا کر باہر نکل گیا۔ کرنل نے مسکرا کر گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ ”کرن' میں کینتھ کو تمہارے ساتھ دیکھنے کا اس قدر عادی ہو چکا ہوں کہ اب اس کے بغیر پکچر مکمل نظر نہیں آتی۔“

کینتھ نے کہا۔ ”کرنل یہ آپ کی عزت افزائی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کرن نے آپ کی طرح مجھے بھی ایسی تاریک خلاؤں میں لا کھڑا کیا ہے۔ جہاں اسکی ذات کے سوا روشنی کی کرن تک نہیں .....“ اس نے رک کر گلاس اٹھایا اور آپ کی صحت کا جام کہہ کر کسی کا انتظار کئے بغیر ہونٹوں سے لگا لیا۔ کرنل ہنس دیئے اور گلاس اٹھا کر پینے لگے ...... میں نے بھی گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیا۔ کینتھ نے گلاس رکھ کر کہا۔ ”اوہ کرنل روشنی ایک تیز رفتار چیز کا نام ہے۔ جسے کسی ایک مرکز پر قرار نہیں ..... آپ جھلک دیکھ سکتے ہیں' لیکن اس کو گرفت میں نہیں لے سکتے۔“ کرنل ہنس دیئے اور میری طرف دیکھ کر کہنے لگے۔ ”سچ کہہ رہی ہو کینتھ! ..... خیر بے بی' آج مجھے معلوم ہوا کہ تم بھی ہمارے جیسے جذبات رکھتی ہو .... میں کوشش کروں گا کہ تم اسی طرح ساتھ نظر آؤ ...... چلو کھانا شروع کرو۔“ اس نے ”تھینک یو“ کہہ کر کھانا شروع کر دیا۔ کافی کا آخری گھونٹ لے کر کرنل نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ ”سوا آٹھ کرن فرنٹیر میل چھوٹنے میں دو گھنٹے ہیں' میں سوچ رہا ہوں آج ہی کیوں نہ چلا جاؤں ....ابھی ......“

میں نے کہا۔ ”پاپا' اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے ..... کل کسی ٹرین سے ....“

وہ اٹھتے ہوئے بولے۔ "نہیں ...... بس اب چل پڑے ..... تم بمبئی سنٹرل' ٹیلی فون کر کے فرسٹ کلاس میں ایک سیٹ میرے نام سے بک کراؤ ...... میں سامان پیک کرتا ہوں۔"

میں نے "بہتر ہے" کہہ کر ریسیور اٹھا لیا اور ریزرویشن آفس کا نمبر ڈائل کیا اور ریزرویشن کرا کے میں نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا پھر کرنل ماما کو اطلاع دی۔ انہوں نے سامان پیک کر کے مینجر کو فائنل بل لے کر آنے کو کہا اور کینتھ کی طرف دیکھ کر بولے۔ "او کے بے بی ..... میں اس وقت جا رہا ہوں .... لیکن میرا وعدہ ہے کہ تم کرن کے ساتھ رہو گی ..... تم دو روز یہیں رہو گے کرن ......" میں نے کہا۔ "بہتر ہے پاپا......"

میں اور کینتھ کرنل ماما کو سی آف کر کے ساڑھے دس بجے ہوٹل واپس ہوئے۔ وہ اپنے بل کے ساتھ مزید دو روز کا پے منٹ کر چکے تھے۔ میں نے ان کی کار گیراج میں بند کر کے چابی جیب میں ڈالی اور اپارٹمنٹ میں پہنچے۔ اندر داخل ہوتے ہی کینتھ نے کہا۔ "کرن ڈارلنگ' تم نے یہاں آتے ہی کرنل ماما کو کیوں چلتا کر دیا؟"

میں نے کوٹ کے بٹن کھولتے ہوئے جواب دیا۔ "ڈیر! کرن پھر ایک مصیبت میں پھنس گیا ہے اور کرنل اسی سلسلے میں یہاں آئے تھے اور اس لئے فوراً روانہ ہو گئے کہ ایکسی لنسیز نے مسئلہ بڑی حد تک حل کر دیا ہے۔"

"مجھے نہیں بتاؤ گے؟" اس نے مسکرا کر کہا۔

"تمہیں معلوم ہو جائے گا ڈیر..... لیکن ابھی .... چھوڑو دونوں پیاسے ہیں۔ پینے پلانے کی بات کرو۔" خاموش ہو جانے کے بجائے اس نے میرا کوٹ لے کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور ٹائی کھولتے ہوئے بولی۔ "مسئلہ کون ہے؟ سروج ہے یا یشودھرا' ڈارلنگ؟" میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر گھسیٹتے ہوئے کہا۔ "اس وقت تم اور وہسکی۔" اس نے کوٹ ہینگر کی طرف پھینکا اور میرے وجود میں تحلیل ہو گئی۔

○

دو روز بعد جب کہ میں ولاس پور جانے کے طے شدہ پروگرام کے مطابق شام کو روانہ ہونے والا تھا۔ سہ پہر کو تین بجے کے قریب کرنل ماما کا ٹیلی گرام ملا' جس میں مجھے فوراً برٹش کیمپ پہنچنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ میں نے ہوٹل سے نکل کر کینتھ کو مالا بار ہل پہنچایا۔ ملٹری ہیڈ کوارٹرز سے سوٹ کیس لے کر کار میں رکھا اور شام کا کھانا میس میں کھا کر لائٹنگ ٹائم پر بمبئی سے روانہ ہو گیا۔ راستے میں دو تین جگہ پٹرول اور چائے کے لئے پندرہ منٹ ٹھہرنے کے سوا مسلسل ڈرائیو کرتا ہوا صبح ساڑھے پانچ بجے کے قریب ولاس پور کے پہلے چیک پوسٹ پر پہنچ گیا۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ سنتری سائیکلوں پر دودھ لے کر ولاس پور جانے والوں کو سلامی دینے کے سوا سب کچھ بھول جاتے تھے۔ میں نے دفتر کے سامنے

دودھ والوں کا ہجوم اور پہرے دار اور منشی کو ان سے الجھا ہوا دیکھ کر اسپیڈ بڑھائی اور تیزی سے نکلتا چلا گیا۔ شردھام کی نمبر پلیٹ ان کو چونکا دینے کے لئے کافی تھی۔ چھ بجتے بجتے میں شہر کے ناکے والے آکڑائے پوسٹ کو اسی طرح غچہ دے کر برٹش کیمپ میں داخل ہو گیا۔ یہاں پہلے ہی گیٹ والوں کو ہدایات مل چکی تھیں' چنانچہ ایک انڈین سارجنٹ کلب تک میرے ساتھ آیا اور میں جس کمرے میں پہلے قیام کر چکا تھا۔ وہاں سامان رکھوایا۔ اور گاڑی لے کر گیراج کی طرف چل دیا۔ میں نے شیو اور غسل سے فارغ ہو کر ناشتہ کیا۔ ساڑھے سات بجے کے قریب میں نے یشودھرا کا نمبر ڈائل کیا۔ دیر تک گھنٹی بجتی رہی کوئی ریسیور اٹھانے والا نہ تھا۔ میں اکتا کر رابطہ منقطع کرنے لگا تھا کہ ریسیور اٹھایا گیا اور آواز آئی۔ "ہیلو کون؟" یہ یشودھرا کی آواز نہ تھی۔ میں نے آواز بدل کر کہا۔ "کے بی چغتائی کی حویلی سے بول رہا ہوں' راجکماری یشودھرا کو فون پر بلاؤ۔" اس نے "ہولڈ آن" کہا اور ریسیور رکھ کر غائب ہو گئی۔ چند سیکنڈ بعد ایئر پیس میں یشودھرا کی آواز آئی "ہیلو یشودھرا" میں نے کہا "نعیم" چند لمحے خاموشی طاری رہی۔ پھر بھرائی ہوئی آواز ابھری "نعیم ...... یشودھرا کو مار ڈالا تم نے ..... معلوم ہے کیا گزر گئی مجھ پر؟" میں نے ہنس کر کہا "گزر گئی نا؟ .... اگر مجھے معلوم نہ ہوتا تو ہماری بھینٹ لئے بغیر نہ گزرتی ...... سنو یشو' تمہیں مجھ سے اور مجھے تم سے کوئی نہیں چھین سکتا ..... لہٰذا سب کچھ بھول جاؤ۔"

وہ بولی۔ "فون نمبر بتاؤ' میں سادھنا دیوی سے مشورہ کرنے کے بعد تمہیں رنگ کروں گی۔" میں نے اپنا ٹیلی فون نمبر نوٹ کرایا اور اس نے کہا۔ "یہیں رہنا نعیم ..... ممکن ہے تمہیں زیادہ دیر انتظار کرنا پڑے ..... میری بڑی بہن اور بہنوئی آئے ہوئے ہیں اور ان کی موجودگی میں کسی دشمن کی ضرورت نہیں رہتی ..... یوں سمجھو ناستک نے پھر سے جنم لے لیا ہے۔"

میں نے کہا۔ "یشو تم یم دوت کی بھی پروا نہ کرو۔ فوراً چلی آؤ ..... اگر انہوں نے تمہیں فالو کیا تو ..... یقین کرو' دونوں کو پھر سے جنم لینا پڑے گا۔ پلیز ہری اپ .... گڈ بائی۔" اس نے ریسیور کو بوسہ دیا اور گڈ بائی کہے بغیر کریڈل پر رکھ دیا۔

میں دروازہ کھول کر سٹنگ روم میں آیا تو کرنل ماما آرام کرسی پر بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی مسکرا کر اٹھے۔ میں نے "پالاگن پاپا۔" کہہ کر ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا۔ اور انہوں نے مجھے سینے سے لگا کر کرسی پر بٹھایا' کہنے لگے۔ "کرن یہاں تو میدان مار لیا۔ اس لیٹر کی تینوں نقلوں پر یشودھرا کے دستخط ہو گئے۔ ریزیڈنٹ نے تصدیق کی مہر بھی لگا دی۔ اور اب وہ اپنی پسند کے مطابق شادی کرنے کی مجاز ہے۔"

میں نے کہا۔ "اور کیا چاہئے پاپا؟" بولے۔ "بہت کچھ۔" میں نے کہا۔ "بہت کچھ کے لئے آپ کو انتظار کرنا پڑے گا پاپا۔"

وہ بولے۔ "ہاں بھگوان کی کرپا سے ..... اب اور بتاؤ کیا کرنا ہے؟ یشودھرا سے بات کی؟"

میں نے کہا۔ "جی بابا ...... آج وہ کسی وقت یہاں آ رہی ہے۔ میرے خیال میں اب آپ شردھام تشریف لے جائیں۔ اگر حکم ہو تو میں بھی چھپ چھپا کر ایک دو روز کے لئے پہنچ سکتا ہوں۔"

انہوں نے مسکرا کر نفی میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ "ابھی تمہارا وہاں جانا خطرناک ہے کرن ..... جب وقت آئے گا تو میں خود تمہیں آ کر لے جاؤں گا .... اچھا چلتا ہوں۔ میں نے اردلی کو بلا کر گیراج اور کار کی چابیاں دیں اور چند منٹ بعد وہ میری پیشانی چوم کر روانہ ہو گئے۔

کرنل ماما کے جانے کے بعد میجر وڈانچ اور واٹسن آ گئے اور میں ان سے باتیں کرنے لگا۔ وہ دس پندرہ منٹ میرے پاس بیٹھے اور آرام کرنے کا مشورہ دے کر چلے گئے۔ میں نے اردلی کو ایک بجے کھانے کے وقت جگانے کی ہدایت کی اور بیڈ روم میں جا کر بستر پر بیٹھ گیا۔ اس وقت نو بج رہے تھے اور ابھی تک یشودھرا نے فون نہیں کیا تھا۔ میں نے کچھ سوچ کر ریسیور اٹھایا اور کیپٹن دیش مکھ کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔ ابھی پہلے ہندسہ ہی کو گھمایا تھا کہ کمرے کے دروازے پر کار رکنے کی آواز آئی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کریڈل پر رکھ دیا اور اٹھ کر دروازے پر آیا۔ میرا خیال تھا شاید یشودھرا اور سادھنا دیوی پہنچ گئیں۔ اردلی کو بیرونی دروازے پر کھڑا دیکھ کر اندر آنے کا اشارہ کیا۔ اس نے وہیں سے جواب دیا۔ "صاحب کوئی لیڈی آپ سے ملنے آئی ہیں۔" میں نے سٹنگ روم میں آ کر دیکھا۔ برآمدے دروازے کے قریب ایک پچیس چھبیس سالہ عورت کھڑی ہوئی تھی جو ساڑھی میں ملبوس اور شکل و صورت سے باوقار نظر آ رہی تھی۔ نگاہیں ملتے ہی مسکرا کر کمرے میں داخل ہو گئی۔ میں نے اس کو سر کے اشارے سے سلام کرتے ہوئے فرمایا۔ "فرمایئے شریمتی۔"

اس نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور مسکرا کر بولی۔ "تم لیفٹننٹ نعیم ہو؟"

میں نے کہا۔ "میرا نام کیپٹن ....."

تیزی سے بات کاٹتی ہوئی بولی۔ "کانگریچولیشنز۔"

میں نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کی تعریف؟" اس نے کندھے سے وینٹی بیگ اتارا اور کرسی پر بیٹھ کر گود میں رکھتی ہوئی بولی۔ "میرا نام سچترا کماری ہے۔ میں یشودھرا کی بڑی بہن ہوں۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "سچترا دیوی' مجھے آپ سے مل کر معلوم نہیں' خوشی ہونی چاہئے یا حیرت ..... اس لئے کہ ہم ایک دوسرے سے قطعی ناواقف ہیں۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا اور مسکرا کر وینٹی بیگ کھولنے لگی۔ میں نے اردلی کو سگریٹ لانے کا اشارہ کیا۔ وہ تیزی سے بیڈ روم میں داخل ہوا۔ سگریٹ کیس اور لائٹر نکال کر لایا اور میرے ہاتھ میں دے کر برآمدے کی طرف چل دیا۔ میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ سچترا نے بیگ سے ایک کارڈ سائز فوٹو نکال کر لہراتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن نعیم ...... میں تم سے کس حد تک واقف ہوں یہ دیکھو!" میں نے سگریٹ کا کش نکالتے ہوئے کہا۔ "اور آپ نے اس کے لئے معلوم ہوتا ہے کافی زحمت اٹھائی ہے لیکن واقفیت کے لئے فوٹو کے علاوہ اور بھی بہت کچھ چاہئے .... بہرکیف اسے چھوڑیئے...... یہ بتایئے آپ کیا چیز پینا پسند کریں گی ...... چائے ..... کافی ..... یا کولڈ ڈرنک؟"

وہ بولی "شکریہ کیپٹن ..... میں صرف چند باتیں کرنا چاہتی ہوں۔" میں نے کہا۔

"شوق سے ..... یہ میری عزت افزائی ہے۔" کہنے لگی۔ "تو پھر کپڑے پہنو اور میرے ساتھ چلو..." میں نے ہنس کر کہا۔ "ایسی کون سی باتیں ہیں جو یہاں نہیں کی جا سکتیں میڈم؟ ..... اس نے منہ بنا کر کہا۔ "یہ برٹش کیمپ ہے۔ میں راج محل میں' گارڈن میں' پٹودھن کنج میں' یا کسی تنہائی کی جگہ میں' جہاں تم پسند کرو بات کرنا چاہتی ہوں۔"

میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں رگڑتے ہوئے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے آپ کسی خاص انداز میں ...... اپنے پسندیدہ ماحول میں' کسی کنٹروورشیل ٹاپک پر ..... بات کرنا چاہتی ہیں ..... کیا ہے وہ موضوع؟"

نفی میں سرہلا کر بولی۔ "ابھی کچھ نہیں کہہ سکتی۔" میں ہنس دیا۔ "خوب ..... اچھا میرے یہاں آنے کے متعلق آپ کو کس نے بتایا؟" وہ مسکرا کر کہنے لگی۔ "میں جاسوسی کرتی ہوں کیپٹن ..... تم نے ساڑھے سات بجے یشودھرا کو ٹیلی فون پر جو کچھ کہا ...... وہ میری نوٹ بک میں لکھا ہوا ہے ...... تم آج صبح بمبئی سے یہاں پہنچے ہو نا؟ صرف یہ کنفرم کرنے کے لئے ..... خیر یہ میں یہاں نہیں بتاؤں گی ....." مجھے ہنسی آنے لگی ..... میں نے کہا "واقعی آپ کے ذرائع اطلاع وسیع ہیں .... اچھا تو آپ شام کو پانچ بجے پھر زحمت فرمایئے .... ابھی مجھے چند گھنٹے آرام کرنا ہے اس کے بعد آپ کے ہر حکم کی تعمیل ہو گی

.... او کے۔" وہ اسی طرح بیٹھی ہوئی دیکھتی رہی۔ میں نے کہا۔ "چھ بجے ..... سات بجے ..... کسی بھی وقت اور کہیں بھی۔" تیوری چڑھا کر بولی۔ "اس وقت کیوں نہیں؟" اس کے لہجے کی تلخی نے مجھے بدمزہ کر دیا۔ میں اٹھ کر بیڈ روم میں داخل ہوا اور ریسیور اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کرنے لگا۔ اسی وقت وہ میرے قریب آ گئی اور کہنے لگی۔ "یشودھرا سے اجازت طلب کر رہے ہو؟" میں نے کریڈل پر ہاتھ رکھ کر اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں ہزہائی نس سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کس حیثیت میں بات کرنا چاہتی ہیں۔" وہ طنزیہ لہجے میں بولی ..... "اچھا .... آ ..... تم تو ہزہائی نس سے ٹیلی فون پر بھی بات کر سکتے ہو؟" میں نے تیز ہو کر کہا۔ "وہ کسی دوسرے سیارے پر نہیں رہتے۔ میں تمہارے سامنے بات کرتا ہوں اور تمہیں یہیں کھڑے کھڑے جواب دینا ہو گا۔"

وہ سٹ پٹا گئی' حالانکہ یہ حقیقت تھی' میں ہزہائی نس سے ٹیلی فون پر بات کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ خصوصاً" ایسی صورت میں جب کہ ریزیڈنٹ سے مل کر یہ بھی معلوم نہ کر سکا تھا کہ میں کس حد تک جا سکتا ہوں ...... اس کو پس و پیش میں مبتلا دیکھ کر میں نے کہا۔ "گھبرا گئیں .... جاسوس ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کو تو بڑا حوصلہ مند ہونا چاہئے ......"

مسکرا کر بولی۔ "کیپٹن وقت آنے پر میں ان سے بالمشافہ گفتگو کرونگی ...... پہلے تم سے تنہائی میں کچھ جاننا چاہتی ہوں۔" میں نے پلٹتے ہوئے کہا۔ "اوکے ..... میں شام کو چار بجے راج محل آ رہا ہوں ..... وعدہ کرو' ہزہائی نس کے ڈرائنگ روم میں ملو گی۔" اس نے میرے ہاتھ سے ریسیور لے کر کریڈل پر رکھ دیا اور دروازے کی طرف چلی گئی۔ میں اس کے ساتھ برآمدے میں آیا۔

وہ اپنی کار کے قریب پہنچ کر رکی اور پلٹ کر دیکھتے ہوئے بولی۔ "او کے کیپٹن' میں یشودھرا کے ساتھ وہاں موجود ہونگی۔" میں نے اس کے چہرے پر نظریں جما کر دیکھتے ہوئے کہا ..... "یور ورڈ آف آنر؟" تیوری چڑھا کر کہنے لگی۔ "یقین نہیں آیا شاید؟" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ "شاید کا لفظ اڑا دیجئے۔" وہ دروازہ کھول کر گاڑی میں سوار ہوتے ہوئے بولی۔ "دیکھ لینا۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا اور گڈ بائی کہہ کر اپارٹمنٹ میں چلا آیا۔ بیڈ روم میں پہنچ کر سگریٹ سلگایا اور یشودھرا کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔ ابھی تک باہر سے کار اسٹارٹ ہونے کی آواز نہیں سنائی دی تھی ..... لیکن میں نے اسے کوئی اہمیت نہ دی۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے لگی اور تیسرے رنگ پر کسی نے ریسیور اٹھا کر ہیلو کہا۔ آواز زنانہ تھی۔ لیکن میں شناخت نہ کر سکا۔ "ہو از اسپیکنگ۔" میں نے بولنے والی کا نام دریافت کیا۔ اس سے پہلے کہ وہ مجھ سے یہی سوال کرتی۔ ہیلو کہنے والی نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا۔ "تمہیں جس کی تلاش ہے' وہ میں نہیں ہوں۔" میں نے آواز پہچان کر کہا۔ "مجھے آپ ہی

کی تلاش تھی سادھنا دیوی ..... نمستے' آداب عرض' یعنی مزاج گرامی' یعنی اچھی تو ہیں نا؟"

وہ بولیں۔ "زیادہ زحمت نہ کرو ..... ہم وہیں پہنچ رہے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "زہے نصیب۔ شبھ آ گمن۔" کہنے لگی ..... "اچھا کہہ دوں گی .... نعیم فارسی سیکھ آیا ہے ....." انہوں نے ہنس کر ریسیور رکھ دیا۔ اسی وقت میں نے **سچترا** کو سٹنگ روم میں دوبارہ داخل ہوتے دیکھا اور ریسیور رکھتے رکھتے کان سے لگا کر سلسلہ منقطع ہونے کے باوجود بولنا شروع کر دیا۔ "ایک بات اور' یور ایکسی لنسی' کیا **سچترا** دیوی کو آپ نے۔" میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے **سچترا** نے تیزی سے اندر داخل ہو کر کریڈل پر ہاتھ رکھ کر دبا دیا۔ میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ کیا؟" وہ مسکرا کر سہمے ہوئے لہجے میں بولی۔ " پلیز کیپٹن اسے یہیں ختم کر دو ...... میں تم سے بات کرنے سے پہلے اپنا یہاں آنا ظاہر کرنا نہیں چاہتی۔" میں نے بے رخی سے کہا۔ "لیکن میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں میڈم ....." اس نے "پلیز کیپٹن" کہہ کر میرے ہاتھ سے ریسیور لے کر کریڈل پر رکھ دیا۔ میرا دلی مقصد پورا ہو گیا۔

شکایتی لہجے میں کہا۔ "میری سمجھ میں آپ کا طرز عمل نہیں آ رہا۔ **سچترا** دیوی! آپ رخصت ہونے کے بعد دوبارہ کس تقریب میں تشریف لائیں ..... جب کہ ......" میں اس کو ہوشائل کہتے کہتے رک گیا۔ اس نے مسکرا کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "برا مت مانو کیپٹن۔" میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ "**سچترا** دیوی آپ میرے متعلق بہت کم جانتی ہیں ...... ورنہ مجھ سے ملنے کے لئے یہ طریقہ اختیار نہ کرتیں۔ خیر شکریہ اور دوسری مرتبہ خدا حافظ۔" وہ گڈ بائی کہہ کر باہر نکل گئی۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور بستر پر دراز ہو گیا۔ اسی وقت موٹر اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔ ساتھ ہی ٹیلی فون کی گھنٹی جھنجھنائی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو کیپٹن نعیم۔" دوسری طرف سے کرنل گجندر سنگھ کی آواز آئی۔ "اوئے پترا' توں وڈیلے دا آیا ہویا اے .... تے حالا ...."

میں نے ان کی بات کاٹ کر کہا۔ "واگورو چاچا جی ...... بس آپ کے پاس آنے ہی والا تھا ...... مزاج تو اچھا ہے؟"

بولے۔ "سب ٹھیک ٹھاک ہے۔ تیری چاچی تو پنجاب گئی ہوئی ہے ..... آ جا ....."

میں نے ہنس کر کہا۔ "مارے گئے ..... اب چائے بھی کون پلائے گا۔"

ہنس کر کہنے لگے۔ "چائے مل جائے گی .... آ تو سہی ..... سنیا ہے تو کیپٹن ہو گیا ..... سچ ...."

میں نے کہا۔ "آپ کی دعا ہے چاچا جی .... اقبال سنگھ کا کوئی خط پتر؟"

وہ بولے۔ "دو مہینے پہلے خود آیا تھا .... تجھے پوچھا تو میں نے کہا ....اب وہ

صاحب بہادر بن کر بمبئی چلا گیا ہے۔ .... کہاں ہے تو آجکل؟"

میں نے کہا۔ "بمبئی ..... لیکن بہت جلد باہر جانے والا ہوں ..... رتلام میں ہی ہے نا اقبال؟"

"نہیں....." انہوں نے کہا ..... "وہ کوئٹہ ٹرانسفر ہو گیا ..... جانتا ہے کیا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "یہاں آنے کا مقصد اور کیا ہے چاچا جی ..... اچھا ..... میں شام کو آپ کے پاس حاضر ہونگا ..... باتیں تو ہو ہی گئیں۔" وہ بولے۔ "اچھا ..... آنا ضرور ..... یہاں بھی کوئی کام تھا کیا؟" انہوں نے کریدنا چاہا ..... میں نے کہا۔ "جی آفیشل کام تھا' ہو گیا۔ اب کسی وقت ہزہائی نس کو سلامی دینے جاؤں گا ..... اور پھر کوئٹہ .... بالے کے پاس ..... آداب عرض ....." ریسیور رکھ کر میں نے اطمینان کا سانس لیا اور پھر بستر پر دراز ہو گیا۔ سگریٹ ختم ہونے تک سادھنا دیوی کے ٹیلی فون کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن گھنٹی خاموش تھی ...... میں نے دوسری طرف کروٹ لی اور سو گیا۔

اردلی نے مجھے جھنجھوڑ کر جگایا تو دو بج چکے تھے۔ ٹیبل پر کھانا چنا ہوا تھا۔ میں نے ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھایا۔ اردلی سے دریافت کیا۔ "کوئی ٹیلی فون دفتر میں تو نہیں آیا؟" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "میجر ڈریج صاحب ایک بجے آئے تھے آپ کو سوتے دیکھ کر چلے گئے۔ چار بجے پھر آئیں گے۔"

میں نے ریسیور اٹھا کر کیپٹن دلیش مکھ کا نمبر ڈائل کیا ..... پہلی گھنٹی پر ریسیور اٹھا لیا گیا اور آواز آئی۔ "کیپٹن یشونت ....." میں نے کہا۔ "ڈیڈی ..... آداب عرض۔" بولے۔ "ارے ارے ماجا دیوا ..... نعیم تم ..... کہاں سے؟"

میں نے کہا۔ "وہ برٹش کیمپ سے۔" بولے۔ "اچھا' سمجھا ..... سمجھ گیا کب ..... آ رہے ہو؟"

"آپ آ جایئے ڈیڈی۔" میں نے جواب دیا۔

"میں آپ کے لئے خوش خبری لے کر آیا ہوں ..... مورس اچھی حالت میں ہو تو اسی میں تشریف لائیں ....." ہنس کر کہنے لگے "مورس نئی ہو گئی ..... اچھا پندرہ منٹ میں پہنچ رہا ہوں ..... برنی کو لیتا آؤں۔"

میں نے کہا۔ "ضرور ڈیڈی ..... مجھے خوشی ہو گی۔" انہوں نے ریسیور رکھ دیا۔ میں نے ریسیور رکھ کر یونیفارم پہننی شروع کر دی اور اردلی کو میس سے کوارٹر اسکاچ اور سوڈا لانے کو کہا وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔ میں نے کچھ یاد آتے ہی ریسیور اٹھا کر سادھنا دیوی کا نمبر ڈائل کیا۔ آواز پہچانتے ہی کہنے لگیں۔ "نعیم معاف کرنا ..... ہم قصداً" آتے آتے رک گئے۔ سچترا کی طرف سے کچھ خطرہ ہے' اس لئے میرا خیال ہے ہزہائی نس سے اجازت لے کر آئیں ..... تم نہیں آ سکتے کیا؟"

میں نے کہا۔ "شاید آ جاؤں ...... چار بجے ..... لیکن کچھ کہہ نہیں سکتا۔ بہرکیف میں نے آپ کو اس لئے زحمت دی کہ تھوڑی دیر میں کیپٹن دلیش مکھ میرے پاس آنے والے ہیں۔ آپ سمجھ گئیں نا؟"

ہنس کر کہنے لگیں...... "نہیں تو .... اچھا سمجھ گئی .... لیکن یہ نہیں سمجھ سکی کہ سچترا نے تمہاری باتیں کس طرح سن لیں۔"

"پروا نہ کیجئے دیدی۔" میں نے کہا۔ "فوجی بینڈ سن کر کچھ نہ کر سکیں تو اس ہلکی پھلکی موسیقی پر کیا بگاڑ لیں گی۔" انہوں نے ہنس کر شیطان کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ میں سگریٹ سلگاتا ہوا باہر نکلا اور برآمدے میں ٹہلنے لگا۔ چند منٹ بعد امین پور روڈ والے گیٹ سے دو کاریں اندر داخل ہوئیں اور میگزین کی طرف جانے لگیں۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا۔ اگلی کار نے ٹرن لیا۔ اور تیزی سے پریڈ گراؤنڈ کراس کر کے میری طرف آنے لگیں۔ پہلی گاڑی میں میجر برنی اور دوسری میں کیپٹن دلیش مکھ تھے۔ قریب پہنچتے ہی میں نے زور دار سلیوٹ کیا۔ گاڑیاں برآمدے کے سامنے رکیں اور دونوں آفیسرز مسکراتے ہوئے باہر نکلے۔ میجر برنی نے مصافحہ کرتے ہوئے شولڈر پر نظر ڈالی ...... "اوہ .... کانگریچولیشنز......" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "اب تم کیپٹن ہو گئے۔" میں نے "تھینک یو سر" کہہ کر کیپٹن دلیش مکھ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ انہوں نے میری کمر تھپک کر سینے سے لگا لیا اور مسکرا کر کہا .... "مبارک ہو یہ ترقی ...... اور ...... اور وہ بھی ...... ایں نا؟" میں نے دروازے کی طرف چلتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "ڈیڈی کے آشیرواد سے......"

سٹنگ روم میں کرسیوں پر بیٹھتے ہی میجر برنی نے مسکرا کر کہا۔ "کیپٹن ولاس پور چھوڑنا تمہیں واقعی راس آیا۔" کیپٹن دلیش مکھ نے ہنس کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہاں سے شفٹ ہونا کہتے میجر..... ولاس پور چھوڑنا تو اس کے لئے ناممکن ہے۔" میجر نے کہا۔ "جانتا ہوں کیپٹن ..... اور بھی بہت کچھ جانتا ہوں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "برنی صاحب' میں آپ حضرات کی تیغوں کے سائے میں پل کر جواں ہوا ہوں .... آپ نہ جانیں گے تو کون جانے گا۔" وہ بولے۔ "پھر بھی اس حد تک نہیں جانتا تھا کہ تم ایک اشارے میں شطرنج کی ایک بساط الٹ سکتے ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ چچا ہیں ..... ڈیڈی جانتے ہیں میں کتنا بڑا شیطان ہوں۔" کیپٹن نے ہنس کر کہا۔ "ہاں میجر..... یہ بکتر بند شیطان ہے' جس پر لاحول کا بھی اثر نہیں ہوتا ..... بالفاظ دیگر' لاحول پروف شیطان ہے۔"

میجر نے کہا۔ "اس کے معنی ہیں ...... لے مرے گا ......" کیپٹن نے میری کمر پر ہاتھ مار کر قہقہہ لگایا۔ "بائی ٹیلی گرام .... قلعہ بندی ٹوٹنے کے بعد کیا رہ جاتا ہے۔" میں نے سگریٹ کیس نکال کر بڑھاتے ہوئے کہا ...... "ڈیڈی' مجھے خوشی ہے آج

میجر کو معلوم ہو گیا آپ اور میں ایک دوسرے کے کیا ہیں ....." میجر نے مسکرا کر کہا۔ "خوب کیپٹن ....." وہ دروازے کی طرف دیکھ کر بولتے بولتے رک گیا۔ اردلی نے اندر آ کر ٹرے میز پر رکھ دی۔ مجھے تعجب ہوا' وہ اسکاچ کے ساتھ کافی اور کٹ لٹس اور بسکٹ وغیرہ بھی لے کر آیا تھا۔ میں نے "ویل ڈن" کہہ کر گلاس میں انڈیلنی شروع کر دی۔ میجر نے گلاس اٹھا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا "ٹوسٹ۔" میں نے کیپٹن کی طرف اشارہ کیا۔ مسکرا کر بولے۔ "چھوڑو نعیم ...... ہم دونوں ایک دوسرے کی صحت کے ہزاروں خم لنڈھا چکے ہیں ...... یہ جام ......"

میجر نے مسکرا کر گلاس ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ "اس کی صحت کے نام' جس کا نام زبان پر نہیں لا سکتے۔" کیپٹن نے میری طرف ہاتھ بڑھا کر گلاس ہونٹوں سے لگا لیا اور تینوں پینے لگے۔

نصف گھنٹے باتیں کرنے کے بعد انہوں نے اجازت چاہی اور میں برآمدے تک ان کے ساتھ آیا ..... کیپٹن دلیش مکھ نے بشرط اجازت مجھے شام کو راج محل آنے کی دعوت دی۔ اور ..... مورس چھوڑ کر برنی کی گاڑی میں واپس ہو گئے۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور بیڈ روم میں آ کر ریزیڈنٹ کو فون کر کے چار بجے کا اپائنٹ منٹ لیا۔ اس وقت ساڑھے تین بجنے والے تھے۔ سوٹ کیس سے چند تحائف جو بمبئی سے ریزیڈنٹ اور ان کی بیوی کے لئے لایا تھا نکال کر گاڑی کی سیٹ پر رکھے اور دس منٹ پہلے ڈرائیو کر کے متعدد لائنوں کا چکر کاٹتا ہوا بنگلے پہنچ گیا۔ اردلی سارجنٹ نے دروازہ کھول کر مجھے گول کمرے میں بٹھایا اور اندر اطلاع دینے چلا گیا۔ چند منٹ بعد ریزیڈنٹ اور ان کی میم دروازے میں نمودار ہوئے۔ میں نے اٹھ کر سلیوٹ کیا۔ دونوں نے مسکرا کر بیک آواز کہا۔ "خوب' ہمارا رومیو آ گیا۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "مادام آپ کا خادم ہوں۔ ریزیڈنٹ نے آگے بڑھ کر میرے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "کانگریچولیشنز۔" میں نے تھینک یو سر کہہ کر نیبل سے تحفوں کے بکس اٹھا کر میم کو پیش کئے۔ انہوں نے شکریہ ادا کر کے بکس کھولے اور ریزیڈنٹ کو دکھائے۔ مسکرا کر کہنے لگے۔ "پرنس نعیم تم ہمارے واسطے بار بار زحمت کرتے ہو ...... اور نہ معلوم۔" وہ رک کر مسکرائے۔ "وہ وقت کب آئے گا ہم تمہیں شادی پر تحفہ دیں۔"

میم نے کہا۔ "بیٹھو نعیم ...... ہمیں سوچنا پڑے گا کہ ..... تم تو خیر ہمارے ہو لیکن راجکماری کے شایان شان تحفہ افورڈ بھی کر سکیں گے یا نہیں۔" ریزیڈنٹ نے قہقہہ لگا کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "تمہاری معلومات کافی نہیں ہیں ڈارلنگ ...... دوسری اسٹیٹس جو بیک ڈور سے اس کو تحفے بھیجیں گی وہ ہماری وساطت سے ہی تو آئیں گے ..... تو پھر کب نعیم

میں نے کہا۔ "سر' میں جنگ ختم ہونے سے پہلے تو سوچ بھی نہیں سکتا .... آپ نے واقعی میرے لئے بہت کچھ کیا ہے اور سر دست یہ کافی ہے۔" میم نے ہنس کر کہا۔ " کافی نہیں ہے نعیم ...... جنگ میں کیا شادیاں نہیں ہوتیں۔" ریزیڈنٹ نے سگریٹ کیس بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اس پر سنجیدگی سے سوچنے کی ضرورت ہے نعیم .... تم یشودھرا سے مشورہ کرنے کے بعد کسی نتیجے پر پہنچ سکتے ہو ...... ملے ہو اس سے یا نہیں؟"

میں نے سگریٹ کھینچتے ہوئے کہا۔ "نہیں ...... آپ سے اجازت لئے بغیر میں راج محل کیسے جا سکتا تھا۔"

انہوں نے سگریٹ لے کر ہونٹوں میں لگایا۔ میں نے لائٹ دے کر' اپنا سگریٹ سلگایا۔ انہوں نے سگریٹ کا کش لیا۔ کچھ دیر سوچتے رہے پھر ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیا اور ہیلو یور ہائی نس کہہ کر باتیں کرنے لگے۔ چند رسمی جملے تبدیل کرنے کے بعد کہنے لگے۔ "آج صبح کیپٹن نعیم بمبئی سے ...... یس یور ہائی نس اب وہ کیپٹن ہے ...... پچھلے مہینے پرموشن ملا ہے ...... تھینکس ...... آپ ہی کا انتخاب ہے یور ہائی نس ...... ہاں وہ آپکے پاس آنے کو بے چین ہے ...... مجھ سے اجازت طلب کرنے آیا تھا .... میں نے آپ سے اپائنٹ منٹ لینا ضروری سمجھا .... تھینکس .... بھیج رہا ہوں ...... شیور' یور ہائی نس ...... یونیفارم میں ہے .... گڈ بائی ...." انہوں نے مسکر کر میری طرف دیکھا۔ جا سکتے ہو کیپٹن .... لیکن میجر وانسن کو ساتھ لے جاؤ ......" پھر اردلی کی طرف دیکھ کر چائے لانے کو کہا اور ریسیور اٹھا کر میجر وانسن کا نمبر ڈائل کرنے لگے ...... وانسن سے بات ختم ہوتے ہی میں نے سوال کیا۔ "سر' ہز ہائی نس اس مداخلت کے فوراً بعد میرے یہاں پہنچنے پر ...." ہنس کر اپنی بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "کون جانے؟" میم نے مسکرا کر کہا۔ "بوائے او بوائے .... تمہیں کیا ہو گیا ہے وہ سب کچھ جانتے ہیں اور جو کچھ نہیں جانتے وہ ہم نے بتا دیا .... بولو کیا کہتے ہو؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ " تھینک یو میڈم ...... میرا بھی یہی خیال تھا ...... اب اگر انہوں نے ابرامیرے بیان
سوال کیا تو میں انکار نہیں کروں گا۔"
مار کرنے والے کے
بولیں۔ "یہ بالکل ٹھیک ہے۔" اسی وقت اردلی نے چاۓ نے کہا۔ "گڈ ..... تو
دی۔ ریزیڈنٹ نے سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالتے ہوئے کہا۔ بمبئی ہوتا ہوا یہاں پہنچا
سوال نہیں کریں گے۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ اردلی"
میری طرف سرکا دی اور سب چائے پینے لگے اسی دوران نے سر جھکا کر کہا۔ "جانا
فل یونیفارم میں تھے۔ سلیوٹ کرتے ہی ریزیڈنٹ نے انز شدت اختیار کرتی جا رہی
کوارٹرز سے اسٹاف کار اور چند انگریز لیفٹننٹ اور کیپٹن
حکم دیا۔ وانسن نے اسی وقت ٹیلی فون کر کے ہیڈ کوارٹر نہیں ہوں گے؟" ہز ہائی نے

منٹ میں اسٹاف کار تین افسروں کو لے کر بنگلے پہنچ گئی۔

میجر واٹسن مجھ سے چند ماہ قبل ہی متعارف ہوئے تھے۔ اور ایک مرتبہ شکار میں بھی ساتھ رہ چکے تھے۔ دوست ہونے کے باوجود میرے پورے بیک گراؤنڈ سے واقف نہ تھے۔ ریزیڈنٹ نے انہیں میری کار میں بیٹھنے کو کہا تو انہیں کریدنے کا موقع مل گیا۔ ایک معمولی کیپٹن کو اس قدر اہمیت دیئے جانے کا سبب ان کی سمجھ میں نہ آنا بالکل فطری تھا۔ چنانچہ کیمپ کے پھاٹک سے باہر نکلتے ہی سگریٹ نکال کر میرے ہونٹوں میں دیا۔ مسکرا کر لائٹ دی ...... میں نے ٹرن لیتے لیتے ان کی طرف دیکھ کر شکریہ ادا کیا۔ تو میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے۔ "کیپٹن میں ایسا محسوس کرتا ہوں ہزایکسی لنسی اور ریزیڈنٹ سے غیر معمولی تعلقات کے علاوہ ہزہائی نس کی نظروں میں بھی تم کوئی اہم شخصیت ہو کیا نہیں ہو؟"

میں نے سڑک سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔ "سر میں ہزہائی نس کا باڈی گارڈ تھا ...... یہ تو آپ کو معلوم ہو گا ہی۔"

وہ بولے۔ "یقیناً ...... اور یہ بھی معلوم ہے تم سارجنٹ میجر تھے ...... لیکن ......"

"لیکن کو چھوڑیئے سر۔" میں نے ان کا قطع کلام کیا ...... "ہزایکسی لنسی کی نظر عنایت سے برٹش انڈیا آرمی میں سیکنڈ لیفٹننٹ کی حیثیت سے میرا اپائنٹ منٹ اور ڈیڑھ دو سالوں میں کیپٹن کے رینک تک پہنچ جانا' ہزہائی نس کی محبت کا باعث ہے ...... اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔"

میجر واٹسن ہنس دیئے۔ راج محل کے قریب پہنچ کر گاڑی آہستہ ہوئی تو پلٹ کر اسٹاف کار پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "مائنڈ نہ کرنا کیپٹن ...... یہ محض دوستانہ بے تکلفی تھی۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "میجر آپ بھی کمال کر رہے ہیں۔ میں آپ سے جونیئر ہوں اور ا۔ اپنی عزت افزائی سمجھتا ہوں۔" وہ تھینک یو کہہ کر ہنس دیئے۔ میں نے گیٹ کے کر تیبل سے ۔ ا۔ گاڑی فال ان ہونے لگی۔ حوالدار نے پورا دروازہ کھول کر کھولے اور ریزیڈنٹ و سلائی دی۔ نہ جانے مجھے یا میجر واٹسن کو؟ گاڑی تیزی سے اندر زحمت کرتے ہو ...... اور نہ میں پہنچ کر گاڑی روک دی اور انجن بند کر کے دونوں باہر تمہیں شادی پر تحفہ دیں۔" ا۔ لفٹ کے ذریعے اوپر پہنچے تو دربار ہال کے دروازے پر میم نے کہا۔ "بیٹھو نعیم .. اور اے ڈی سی چیمبرز میں لے جا کر بٹھایا۔ مسٹر مہتا نے راجکماری کے شایان شان تحفہ الفور' بعد مودی خانے کو ٹیلی فون کر کے چھوٹا حاضری طلب بیٹھتے ہوئے کہا۔ "تمہاری معلومات کی' کاریڈور چیمبرز کے منظر اور ان سے وابستگی کے تصور سے اس کو تحفے بھیجیں گی وہ ہماری طرح بے تکلفی سے ہاتھ پکڑ کے دیکھنا شروع کر دے ، حال بتانے لگے اور میں اس کی باتوں کو جھٹلاؤں۔ گو

حقیقت میں اس نے بہت کم ایسی باتیں بتائی تھیں۔ جنہیں غلط ثابت کیا جا سکتا ہو۔ آخر کیپٹن دلیش مکھ نے میرے خیالات کا سلسلہ توڑا۔ انہوں نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا۔ "یور ہائی نس' کیپٹن نعیم اور ان کے چند دوست اس وقت چیمبرز میں میرے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا حکم ہے؟" دوسری طرف سے کچھ کہا گیا اور انہوں نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"چلو کیپٹن۔" بیرے نے ٹرے میز پر رکھ دی۔ میں نے اٹھتے اٹھتے مرہٹی میں کہا۔ "دو منٹ ٹھہر نہیں سکتے ڈیڈی ......" کیپٹن اور مہتا نے مشترکہ قہقہہ لگایا۔ میرے ساتھ آنے والے دوست بغیر سمجھے ہنسنے لگے۔ کیپٹن دلیش مکھ نے میرے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "یہ میرے ذمے سہی ...." میں نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر "ایکس کیوزمی" کہا اور ان کے ساتھ چل دیا۔

ڈرائنگ روم میں اس وقت ہزہائی نس کے علاوہ مہارانی' سادھنا دیوی اور چند خادمائیں تھیں۔ اندر داخل ہوتے ہی میں نے اور کیپٹن دلیش مکھ نے بیک وقت سیلوٹ کیا۔ ہزہائی نس نے مسکرا کر جوابدیا۔ میں نے آگے بڑھ کر گھٹنوں کو ہاتھ لگانے چاہے تو اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور میری کمر پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں نے سادھنا دیوی کے سامنے سر جھکا کر کہا۔ "یورایکسی لنسی۔" ہزہائی نس نے بیٹھتے ہوئے سامنے والے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بیٹھ جاؤ یشونت ......" کیپٹن دلیش مکھ میرے برابر میں بیٹھ گئے ...... ہز ہائی نس نے پرمیلا کی طرف دیکھا اور وہ پچھلے قدموں ہٹتی ہوئی دروازے سے باہر نکل گئی۔ ہزہائی نس نے حقے کی مہنال ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ "آج کل کہاں ہو ٹائیگر' بمبئی؟"

میں نے کہا۔ "کلکتہ یورہائی نس ...... شاید آپ نے انیل گھوش کی گرفتاری کے بارے میں اخبار میں پڑھا ہو گا۔" ہزہائی نس نے کیپٹن دلیش کی طرف دیکھا۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "صحیح ہے یورہائی نس۔" میں نے اندازہ لگایا کہ کیپٹن نے صرف میرے بیان کی تائید میں جھوٹ بولا تھا۔ اگر اخبار میں تفصیل دیکھی ہوئی تو وہ گرفتار کرنے والے کے نام کا ذکر ضرور کرتے۔ کیونکہ وہاں نعیم کا کوئی ذکر نہ تھا۔ ہزہائی نس نے کہا۔ "گڈ ..... تو شاید تم کلکتہ سے آئے ہو۔" میں نے کہا۔ "نہیں یورہائی نس ..... بمبئی ہوتا ہوا یہاں پہنچا ہوں ایک آفیشل کام تھا .... شاید کل صبح واپس چلا جاؤں۔"

ہرہائی نس بولیں۔ "لام پر تو نہیں جا رہے ٹائیگر۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "جانا پڑے گا یورہائی نس ...... شاید جلد ہی ...... جنگ روز بروز شدت اختیار کرتی جا رہی ہے۔"

وہ کہنے لگیں۔ "ارجن سنگھ تمہارے جانے سے پریشان نہیں ہوں گے؟" ہزہائی نے

مسکرا کر کہا۔ "پریشان ہونے کی کیا بات ہے یورہائی نس' زندگی اور موت تو خدا کے ہاتھ ہے۔" پھر کیپٹن کی طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "لیفٹننٹ اسموکنگ روم میں چائے کا انتظام ہو رہا ہے۔ ٹائیگر کو ساتھ لے کر چلے جاؤ .... تم پیو گی سادھنا۔"

سادھنا نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "ضرور پیوں گی .... کرنل ارجن سنگھ جی کے ناتے یہ صرف کیپٹن نہیں۔ کنور جی بھی تو ہیں یورہائی نس۔" ہزہائی نس ہنس دیئے۔ "ہاں' لیکن اس سے پوچھو تو اب بھی یہ خود کو ٹائیگر نعیم ہی کہلوانا پسند کرے گا۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "مجھے اس پر فخر ہے یورہائی نس۔" کیپٹن دلیش مکھ آگے آگے چلنے لگے۔ دروازے سے نکل کر کاریڈور میں آتے ہی سادھنا دیوی میرے برابر میں آ گئیں۔ کیپٹن آگے نکل گئے تو کہنے لگیں ...... "کیا واقعی کل جا رہے ہو نعیم۔"

میں نے کہا۔ "یہ سچ ہے دیدی!"

"پھر آنے کا مقصد کیا تھا؟" انہوں نے چلتے چلتے رک کر کہا۔ "ہمیں چونکانا۔"

"آپ کے درشن کرنا۔" میں نے جواب دیا۔ وہ بولیں۔ "وہ تو اب بھی نہیں ہوئے ...... اچھا ٹھہرو ...." وہ ہزہائی نس کے سٹنگ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئیں۔ میں سگریٹ سلگا کر آہستہ آہستہ کاریڈور میں ٹہلنے لگا۔ اسموکنگ روم کے دروازے سے پرمیلا نے سر نکال کر جھانکا' مجھے تنہا دیکھ کر مسکرائی اور باہر نکل کر کہنے لگی۔ "کیپٹن دلیش مکھ اکیلے بیٹھے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ دعوت تمہاری ہے یا ان کی۔"

میں نے اس کو واپس جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "سادھنا دیوی کو لے کر آ رہا ہوں پرمیلا۔" وہ پلٹ کر چل دی۔ میں پھر رک گیا۔ تھوڑی دیر اور انتظار کر کے میں نے سٹنگ روم کا دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔ کمرہ خالی پڑا تھا۔ سادھنا دیوی وہاں نہ تھیں۔ شاید وہ دوسرے دروازے سے نکل کر کہیں چلی گئی تھیں۔ میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا سموکنگ روم میں داخل ہو گیا۔ کیپٹن نے دیکھتے ہی سادھنا دیوی کے متعلق دریافت کیا۔ میں نے ان کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "آ رہی ہیں ......" انہوں نے مٹھائی کی پلیٹیں کھول کر کھانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "پرمیلا چائے لے آؤ۔" وہ سر جھکا کر دروازے کی طرف چل دی۔ میں نے چمچہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی یہاں تو کچھ گڑ بڑ ہے۔ صبح ٹیلی فون پر بات کی تو یشودھرا کے بجائے **سچترا** پہنچ گئیں ..... اور اب سادھنا دیوی ہزہائی نس کے سٹنگ روم میں گئیں تو نہ جانے کہاں غائب ہو گئیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔" بولے۔ "کھاؤ پیو ..... تھوڑی دیر میں آ جائیں گی۔ میرے خیال میں وہ یشودھرا کو ہی بلانے گئی ہیں۔"

انہوں نے کھانا شروع کر دیا۔ میں بھی ان کا ساتھ دینے لگا۔ پرمیلا نے چائے کی ٹرے لا کر رکھ دی ...... اور پیالیوں میں انڈیلنے لگی۔ میں نے دروازے کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا "پرمیلا' سادھنا دیوی کہاں چلی گئیں ..... کیا ہمارے ساتھ چائے نہیں پئیں گی؟"

اس نے کپ میری طرف سرکایا اور مسکرا کر کہنے لگی۔ "**سچترا** دیوی مل گئی ہوں گی انہیں ...." میں نے اثبات میں سر ہلایا اور کہا۔ "ٹھیک کہتی ہو۔" کیپٹن نے کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "بہت دیر ہو گئی نعیم ...... ہزہائی نس انتظار کر رہے ہوں گے۔" میں نے چائے کا گھونٹ لے کر کہا۔ "چلئے سر۔" پرمیلا نے کہا۔ "کیپٹن چائے پیجئے۔ میں ایک منٹ میں سادھنا دیوی کو بلا لاتی ہوں۔ وہ یشودھرا کماری کے کمرے میں ہوں گی۔" میں نے کپ رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "نہیں ..... تمہاری پہلی بات زیادہ صحیح تھی وہ **سچترا** دیوی سے الجھ گئیں۔ خیر' انہیں میرا سلام کہہ دینا۔" "آیئے سر۔" کیپٹن نے سگریٹ کیس نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سگریٹ پیو ..... چلتے ہیں ..... تم جاؤ پرمیلا۔ لیکن ٹھہرنا نہیں۔" پرمیلا سر جھکا کر چل دی۔ وہ کیپٹن سے کہیں زیادہ جانتی تھی اور اگر کیپٹن ساتھ نہ ہوتے تو مجھے بہت کچھ بتا چکی ہوتی .... میں نے سگریٹ لے کر سلگایا۔ کیپٹن نے کش لے کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگے۔ "نیچرل ہے بوائے" ..... **سچترا** دیوی نے ریزیڈنٹ کی مہاراجہ سے ملاقات کے بعد خاموش ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔ پورا راج محل پراسراریت کی گرفت میں ہے۔" میں نے کہا۔ "سمجھ سکتا ہوں ڈیڈی ...... وہ چہل پہل اور رونقیں معدوم ہو چکی ہیں ..... میں اسے جنگ کا اثر سمجھا تھا ..... لیکن ایسا نہیں ہے ..... خیر آیئے ..... اب کسی کا انتظار کرنا بیکار ہے۔ مجھے ان سے ملنے کے لئے کوئی اور راستہ اختیار کرنا ہو گا۔"

وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور سگریٹ ایش ٹرے میں مسل کر دونوں باہر نکلے۔ ہزہائی نس کے ڈرائنگ روم سے سگنل ملنے پر اندر داخل ہوئے اور سلام کر کے اجازت طلب کی۔ انہوں نے سادھنا دیوی کے متعلق دریافت کیا تو کیپٹن نے کہا۔ "وہ اوپر تشریف لے گئیں ......" ہزہائی نس ان کے جواب پر مہارانی کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گئے پھر مسکرا کر میری طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے دونوں ہاتھوں میں لے کر ہونٹوں سے لگایا۔ مہارانی کے سامنے سر جھکایا اور انہوں نے سر پر ہاتھ رکھ کر آشیرواد دیا۔ "بھگوان تمہاری رکھشا کریں ٹائیگر۔" کیپٹن دلیش مکھ نے رخصتی سلام کیا اور مجھے ساتھ لے کر دروازے کی طرف چل دیئے۔ برآمدے میں نکلتے ہی بولے۔ "نعیم کوئی خطرناک قدم نہ اٹھانا ...... یشودھرا تمہاری جیب میں ہے۔"

میں نے کہا۔ "بہتر ہے ڈیڈی ...... لیکن شاید میں رات کو کسی وقت آپ کے پاس آؤں۔ کوئی اعتراض تو نہیں۔" وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے انہیں افسردہ دیکھ کر کہا۔ "اس طرح نہیں کہ آپ پر کوئی حرف آئے ڈیڈی اور ...... خیر یہ نہ بھولئے آپ خود بھی ایک محل کے مالک ہیں۔" انہوں نے مسکرا کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگے۔ "مجھے

معلوم ہے نعیم ...... لیکن خدا جانتا ہے کہ میری خاموشی کا یہ مطلب نہیں تھا ...... میں تمہاری سلامتی کی طرف سے فکر مند ہوں ...... تم پاگل قسم کے آدمی ہو۔ نہ معلوم تمہارے آنے کا کیا انداز ہو؟" میں نے ہال کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "اوکے ڈیڈی ...... آپ فکر نہ کیجئے۔" وہ مسکرا کر میرے ساتھ چلنے لگے۔ چیمبرز کے قریب پہنچتے پہنچتے میں نے اپنے چہرے سے افسردگی کے تمام آثار نوچ پھینکے۔ مسکرا کر مسٹر مہتا سے مصافحہ کیا اور دوستوں کو ساتھ لے کر چل دیا۔ کاویڈور کو تاحد نظر خالی دیکھ کر میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ جسے کیپٹن دلیش مکھ نے پوری طرح محسوس کیا اور مسکرا کر ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں۔ لفٹ کے سامنے پہنچنے تک کوئی حسین چہرہ دکھائی نہ دیا۔ تمام گزرگاہوں پر اداسی چھائی ہوئی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے فورتھ فلور پر کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے ...... میں اپنے دلی جذبات چھپانے کے لئے کیپٹن دلیش مکھ کی طرف متوجہ رہ کر زیادہ سے زیادہ شگفتہ نظر آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لفٹ نیچے آنے تک میں اس ماحول سے متاثر رہا۔ راج محل سے باہر نکلنے کے بعد میجر وانسن کی باتوں نے سب کچھ بھلا دیا۔

کیمپ میں پہنچ کر اپنے اپارٹمنٹ میں آتے ہی میں نے دروازہ بند کر کے یشودھرا کا نمبر ڈائل کیا۔ گھنٹی بجتے ہی دوسری طرف ریسیور اٹھا لیا گیا اور آواز آئی۔ "یشودھرا ......" میں نے کہا "نعیم' میں ابھی راج محل آیا تھا۔" کہنے لگی۔ "مجھے معلوم ہے سرتاج۔"

"سرتاج بری طرح مجروح ہو کر لوٹا ہے یشو۔" میں نے خود کو سنبھال کر کہا۔ "راج محل میں کرفیو لگا ہوا تھا۔ ہز ہائی نس اور مہارانی کا آشیرواد لے کر واپس ہو گیا۔ لیکن ...... لیکن ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے انہیں خود کسی آشیرواد کی ضرورت ہے۔ سادھنا دیوی ملیں اور بات کئے بغیر غائب ہو گئیں۔ خیر اس وقت ساڑھے چھ بجے ہیں۔ تمہیں ہر حالت میں آٹھ سے پہلے امین پور روڈ گیٹ پر پہنچنا ہے ڈارلنگ ......"

وہ بولی۔ "آ رہی ہوں ...... آٹھ بجے۔" میں نے خدا حافظ کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ سگریٹ سلگایا اور ریزیڈنٹ کا نمبر ڈائل کیا۔ اردلی سارجنٹ نے کال ریسیو کی اور میرا نام سن کر ریسیور ان کو دے دیا۔ "گڈ ایوننگ" کہتے ہی بولے۔ "مجھے اطلاع مل گئی نعیم' ہز ہائی نس تمہیں دیکھ کر خوش ہوئے۔" میں نے کہا۔ "یہ صحیح ہے سر' انہوں نے مجھے اور میرے دوستوں کو اچھا ری سپشن دیا۔" "کہنے لگے۔" ہمیں یہی امید تھی۔ وہ بہت وسیع النظر ہیں بوائے ...... تم اپنی منگیتر سے ملے؟"

"نہیں جناب ...... شاید آٹھ بجے وہ کیمپ کے ویسٹرن گیٹ پر آئیں ...... مل سکتا ہوں۔"

"کیوں نہیں ...... ضرور ملو ...... ہمارے بنگلے پر لے آؤ۔"

"شکریہ سر۔" یہ پیشکش میرے لئے بڑا اعزاز ہے لیکن مناسب نہیں ...... کرنل

گجندر سنگھ کی وجہ سے ...... میں نیشنل گارڈن یا کسی اور جگہ تنہائی میں چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔" وہ ہنس دیئے اور او۔ کے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

آٹھ بجنے میں دس منٹ باقی تھے۔ میں کھانا کھا کر کمرے سے نکل رہا تھا کہ ایک ایم۔ پی سارجنٹ میگزین کی طرف سے موٹر سائیکل پر میرے اپارٹمنٹ کے سامنے آ کر رکا اور سیلوٹ کر کے بولا۔ "سر مجھے آپ کو گارڈ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں ویسٹرن گیٹ سے خفیہ طور پر آپ کو فالو کروں گا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "سارجنٹ اس کی ضرورت نہیں ہے میں اپنی حفاظت کر سکتا ہوں۔" کہنے لگا۔ "سر مجھے حکم دیتے وقت بتایا گیا ہے' آپ ایک پوری بٹالین ہیں۔ لیکن آپ کے دشمنوں کی تعداد ایک رجمنٹ بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے واپس تو میں جا نہیں سکتا ...... اگر آپ مجھے ڈائریکشن دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔"

میں چکرا گیا ...... اس مسلح گارڈ کی موجودگی میں ڈیلائٹ کارنر فیڈ ان ہونے سے پہلے فیڈ آؤٹ ہو گیا۔ اور سوکھی باتوں کے لئے سات سو میل کا سفر اور اتنی بڑی بڑی شخصیتوں کا احسان ایسی ہی بات تھی جیسی ایک کاربن پنسل کے لئے بیس ہزار فٹ کی بلندی سے کود جانا۔ مجھے خاموش دیکھ کر سارجنٹ نے کہا۔ "سر' میرے اور آپ کے درمیان کم از کم دو سو گز کا فاصلہ رہے گا۔" مجھے اس کی ذہانت پر ہنسی آ گئی۔ ایسا لگا جیسے اس نے میرے خیالات لفظ بلفظ پڑھ لئے ہوں۔ "اوکے سارجنٹ۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "تم گیٹ کے پاس کسی ایسی جگہ جا کر کھڑے ہو جاؤ جہاں سے سڑک پر کھڑی ہوئی کار تمہیں نظر آ سکے اور میں تمہیں دیکھ سکوں۔ کار شہر سے آئے گی اور میں گیٹ تک پیدل جا کر اس کا انتظار کروں گا۔ سارجنٹ نے سیلوٹ کیا اور موٹر سائیکل پر سوار ہو کر تیزی سے امین پور روڈ گیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

میں گیٹ پر پہنچا تو وہ دیوار کے قریب دروازے کی روشنی سے بچا ہوا اندھیرے میں کھڑا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا۔ میں اس کے اشارے کا جواب دیتا ہوا گیٹ سے نکل کر سڑک پر آ گیا۔ چند منٹ گزرے تھے کہ ایک کار نے نیشنل گارڈن کی طرف سے امین پور روڈ کا ٹرن لیا اور آہستہ ہوتے ہوتے میرے قریب آ کر رک گئی۔ یہ پیکارڈ نہ تھی۔ کھڑکیوں کے شیشے بھی رنگین نہ تھے۔ میں یشودھرا کے بجائے **سچترا** کو وہیل پر بیٹھی دیکھ کر سناٹے میں آ گیا۔ گاڑی رکتے ہی اس نے دروازہ کھول کر کہا۔ "گڈ ایوننگ کیپٹن آیئے۔"

میں نے گاڑی پر بھرپور نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "شکریہ میڈم' میں ایک دوست کا انتظار کر رہا ہوں۔"

"یشودھرا کا؟" اس نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "میں نے گاڑی کے [illegible] کا

ڈھکنا دو تین انچ اٹھا ہوا دیکھ کر لائٹر جلایا اور سگریٹ نکالتے نکالتے کنکھیوں سے بکس کے نیچے ایک مردانہ کلائی دیکھی۔ سگریٹ جلایا اور کش لے کر کہا۔ "سچترا دیوی' یشودھرا میری بیوی ہے اور انتظار شوہر نہیں۔ بیوی کیا کرتی ہے۔" میں نے گیٹ لیمپ کی روشنی میں اس کے چہرے کو غصے سے سرخ ہوتے دیکھ کر ایک بار پھر لگیج بکس کی طرف دیکھا۔ اب کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی بھی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ سچترا نے خود کو سنبھال کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہے کیپٹن ...... لیکن اگر تم بیوی کے بجائے ہونیوالی بیوی کہتے تو بہتر تھا۔ خیر میں تم سے اپائنٹ منٹ لے چکی ہوں۔ آؤ گاری میں بیٹھ جاؤ ...... ذرا آگے چل کر باتیں کرتے ہیں ...... ہو سکتا ہے ہم کسی فیصلے پر پہنچ جائیں ......"

میں نے ہنس کر کہا۔ "سچترا دیوی حقیقت یہ ہے کہ میں اپنے دوست کا انتظار کر رہا ہوں' لیکن خیر' کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ خوفزدہ ہو گیا۔ اس لئے چلئے ...... اچھا اس طرف آ جایئے۔ ڈرائیو میں کروں گا۔" وہ تھینک یو کہہ کر اسٹیئرنگ سے سرک گئی۔ میں دائیں طرف پہنچنے کے لئے کار کے پیچھے کی طرف چل دیا۔ ادھر سچترا نے گاڑی کا دروازہ بند کیا اور ادھر میں نے ایک زور دار جھٹکے سے لگیج بکس کا ڈھکنا بند کر کے ہینڈل کو ٹرن دے دیا۔ لگیج بکس ایئر ٹائٹ بند ہو گیا اور اب چابی لگائے بغیر نہیں کھل سکتا تھا۔ اس سے پہلے کہ سچترا پلٹ کر پیچھے دیکھتی میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور وہیل سنبھالتے ہوئے کہا ...... "سچترا دیوی مجھے امید ہے تم یشودھرا کے انتخاب کو ملحوظ رکھ کر مجھ سے بات کرو گی۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "یقیناً" میں نے سگریٹ باہر پھینک کر دروازہ بند کیا اور گیئر لگا کر گاڑی بیک کی۔ اسی وقت لگیج بکس میں دھم دھم ہونے لگی۔ میں نے انجن کو ریس دیتے ہوئے گیئر لگایا اور گاڑی امین پور کی طرف دوڑنے لگی۔ پچھلے حصے میں دھماکے زور دار ہونے لگے۔ میں ایکسل ریٹر پر دباؤ بڑھاتا رہا۔ مجھے معلوم تھا پانچ منٹ میں سارا کھیل ختم ہو جائے گا اور جب دیوی جی ڈھکنا کھول کر دیکھیں گی تو چہرہ مبارک ہر زاویہ کیمرہ سے پوز لینے کے قابل ہو گا۔ میرا ارادہ ندی کے دوسرے کنارے ویران ریسٹ ہاؤس پر جا کر رکنے کا تھا جو شہر سے تقریباً" بارہ میل۔ یعنی کم از کم پندرہ منٹ کا رن تھا۔ اور پندرہ منٹ میں انسان تو کیا شیر اور ہاتھی بھی آکسیجن کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ میں سچترا کے ذہن کو مصروف رکھنے کے لئے گاڑی کی رفتار تیز سے تیز تر کئے جا رہا تھا۔ اسپیڈومیٹر پچپن اور ساٹھ کے درمیان لہرا رہا تھا۔ ندی کا پل قریب آنے لگا تو میں نے ٹرن لینے کے لئے اسپیڈ کم کرتے ہوئے بیک ویو مرر پر نظر ڈالی۔ موٹر سائیکل اسی رفتار سے کار کے پیچھے چلی آ رہی تھی۔ موڑ لیتے ہی سچترا نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہیں گاڑی روک دیں کیپٹن۔" میں نے اس کے چہرے پر اچٹتی سی نظر ڈال کر کہا۔ "ندی کے دوسرے کنارے ریسٹ ہاؤس کے سامنے چٹانوں اور پھولدار جھاڑیوں کا منظر بڑا حسین ہے

سچترا دیوی ...... چاندنی رات میں اس ندی کے کنارے کسی چٹان پر بیٹھ کر باتیں کریں گے۔"

اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہے تو بڑے رومانٹک ہو نعیم ...... لیکن زندگی مسلسل رومانس نہیں ہوتی ...... کہیں کہیں چند لمحے آتے ہیں۔ جن کی کبھی نہ کبھی بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ کیوں صحیح کہہ رہی ہوں نا؟"

میں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "یقیناً سچترا دیوی ...... لیکن اگر اشارہ میری طرف ہے تو نوٹ کر لیجئے۔ میں مسلسل رومان کا قائل ہوں اور اس کا ایڈوانس پے منٹ کر چکا ہوں۔ لہٰذا اب ہلکی یا بھاری کوئی قیمت مجھے نہیں آپ کو ادا کرنی پڑے گی۔" اس نے تیز نظروں سے میری طرف دیکھا اور ڈیش بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ گاڑی پل کے درمیان انتہائی بلندی پر پہنچ چکی تھی۔ میں نے ہنس کر کہا پستول چاہئے دیدی؟"

ہاتھ کھینچتی ہوئی بولی۔ "تمہارا خیال ہے میں پستول نکال رہی ہوں۔"

میں نے کہا۔ "نکال بھی لو تو کیا۔ اتنی اسپیڈ پر ڈرائیور کو وہی شوٹ کر سکتا ہے جو اپنے جسم کے بھی چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرانا چاہتا ہو ...... آپ احمق تو ضرور ہیں' لیکن اتنی احمق ہرگز نہیں۔" وہ غصے سے تلملا کر چیخی۔ "کیا؟"

میں نے جواب دیا۔ "میں نے آپ کو احمق کہا ہے ..... اور یہ تھوڑی دیر میں آپ کو خود معلوم ہو جائے گا۔"

اس نے جھلا کر کہا۔ "وہ دیکھیں گے۔"

میں نے او کے کہہ کر پل کا آخری سرا طے کیا اور تیزی سے ریسٹ ہاؤس کے سامنے پہنچ کر انجن بند کر دیا۔ بریک لگاتے لگاتے اس نے جھک کر تیزی سے ہاتھ بڑھایا اور ڈیش بورڈ کے نچلے خانے میں سے پستول نکال لیا لیکن قبل اس کے کہ وہ میری طرف پستول کا رخ کرتی اس کی کلائی میری گرفت میں تھی۔ اس نے جھٹکے اور مروڑیاں دے کر ہاتھ چھڑانا چاہا لیکن گرفت سخت تھی کامیاب نہ ہو سکی۔ میں نے دباؤ اور بڑھایا اور دوسرے ہاتھ سے ایک ثانئے میں پستول چھین لیا۔ اس نے میرے بائیں ہاتھ کو دونوں ہاتھوں میں لے کر کلائی پر دانت گاڑ دیئے۔ میں نے ہنس کر اس کی کنپٹی پر پستول رکھتے ہوئے کہا۔ "دیدی!"

اس نے خوف زدہ ہو کر میری کلائی سے منہ ہٹا لیا اور سیدھی ہو کر ہانپنے لگی۔ میں نے پستول جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "دیدی! آخر اپنا احمق ہونا ثابت کر دیا نا؟" اس نے گھور کر میری طرف دیکھا اور منہ بنا کر کہنے لگی۔ "ہونہہ ..... دیدی ..... جیسے کوئی راجکمار ہو۔" میں ہنس دیا۔ مجھے حیرت تھی۔ وہ ابھی تک اپنے معاون کار کو کس لئے نظر انداز کئے ہوئے تھی۔ "تو آپ مجھے ایک ..... صرف ایک' سنگل سولیٹری راجکمار بھی نہیں مانتیں

دیدی۔" میں نے اس کو پھر چڑایا .... خیر نہ مانئے ...... لیکن وہ بات ..... جو آپ کہنے کو مجھے یہاں لائی تھیں۔" میرا آخری جملہ سن کر جیسے اچانک اسے کچھ یاد آگیا ہو ..... پوری طاقت سے چیخی۔ "شٹ اپ۔" میں ہنس دیا۔ وہ پھر چیخی۔ "شٹ اپ۔" میں نے ہنس کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ اس نے تلملا کر دروازے کا ہینڈل گھمایا اور کھول کر باہر نکلنے لگی۔ میں نے اس کا بازو پکڑ کے کھینچتے ہوئے کہا۔ "دیدی .... پاگل ہو گئی ہو .... یہاں شیر اور چیتے پھرتے رہتے ہیں۔ ذرا سی دیر میں پھاڑ کر کھا جائیں گے۔" اس نے گھبرا کر دروازہ بند کر دیا اور نرم پڑتی ہوئی بولی۔ "تو پھر مجھے ایسی جگہ کیوں لائے ہو کیپٹن۔"

میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "خوب ..... میں لایا ہوں یا آپ؟"

وہ بولی۔ "خیر' میں لائی ..... اب واپس چلو ..... مجھے تم سے کچھ نہیں کہنا۔ اپنی جان کے خوف سے میں نے پھر سب کچھ بھلا دیا۔"

"بہت اچھے!" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا "تم نے میرا تمام پروگرام خاک میں ملا دیا ..... میری تمناؤں کا خون کر دیا .... میرا خون کرنے کی بھی کوشش کی .... اب کہہ رہی ہو کہ ......"

پل کی طرف سے کسی تیز رفتار گاڑی کی ہیڈ لائٹ دیکھ کر میں نے بولتے بولتے رک کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ سچترا بھی پلٹ کر دیکھنے لگی ..... اسی وقت میں نے چٹانوں کے پیچھے موٹر سائیکل اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی۔ چند سیکنڈ گزرے تھے کہ سارجنٹ تیزی سے کار کے قریب پہنچ کر رک گیا اور سلیوٹ کر کے پل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ "سر کوئی دوست متوقع ہے؟" سچترا آنکھیں پھاڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔ میں نے کہا۔ "شاید" اس نے موٹر سائیکل بڑھائی اور ریسٹ ہاؤس کے کارنر پر جا کر ٹرن لیا۔ سچترا نے آہستہ سے کہا۔ "تمہارا باڈی گارڈ ہے کیا؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "باڈی گارڈ تو راجکماروں کی سیوا کرتے ہیں دیدی .... ہم تو خود تم جیسی شخصیتوں کے باڈی گارڈ ہیں۔" وہ کچھ کہنے والی تھی کہ آنے والی کار پل عبور کر کے میدان میں آئی۔ میں نے گردن گھما کر دیکھا۔ یہ پیکارڈ تھی۔ "یشودھرا" میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ کار ہمارے برابر میں آکر ایک جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔ یشودھرا نے کھڑکی کا شیشہ گرا کر کہا۔ "دیدی آپ؟ ...... نعیم تم۔" میں نے ایکس کیوزمی' کہہ کر دروازہ کھولا اور باہر نکل کر یشودھرا کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے وہیل پر بیٹھے بیٹھے میرے سینے پر سر رکھ دیا۔ میں نے اس کے رخساروں پر ہاتھ رکھ کر چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "یشو ڈارلنگ اگر میں تمہاری طرح اپائنٹ منٹ کی پابندی کرتا تو اب تک تم کئی بار اغوا ہو چکی ہوتیں۔"

اس نے پیچھے سرک کر گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "اندر آ جاؤ' میں سب بتاتی ہوں۔" میں نے ریسٹ ہاؤس کے کونے کی طرف دیکھ کر ہاتھ اٹھایا۔ موٹر سائیکل

اسٹارٹ ہوئی اور دوسرے لمحے سارجنٹ میرے قریب پہنچ کر رکا۔ میں نے سچترا کی طرف پلٹ کر کہا۔ "دیدی' آپ گاڑی اسٹارٹ کریں ..... سارجنٹ آپ کو نیشنل گارڈن تک حفاظت سے پہنچائیں گے ..... تھینک یو فار دی ٹربل ..... گڈ نائٹ ......"

اس نے تیز نگاہوں سے یشودھرا کی طرف دیکھا اور سوئچ آن کر کے انجن اسٹارٹ کیا۔ میں نے جیب سے اسکا پستول نکال کر کارتوس ایجیکٹ کیے اور آگے بڑھ کر پستول اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ وہ اشتعال میں یہ بھی نہ سوچ سکی کہ دو مرتبہ چیخنے کے باوجود گاڑی کے ڈکی بکس میں جو کوئی بھی تھا اس کی مدد کو کیوں نہیں پہنچا؟ مجھے یقین تھا اب نہ وہ کسی کی مدد کو پہنچ سکتا ہے نہ کوئی اس کی کوئی مدد کر سکتا ہے۔ اس کو گیئر لگاتے دیکھ کر میں نے گاڑی میں سوار ہو کر وہیل سنبھالا اور ریورس گیئر لگا کر گاڑی کو راستہ دینے کے لئے پیچھے ہٹایا۔ سچترا نے تیزی سے یوٹرن لیا اور شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ اس کے پیچھے سارجنٹ بھی چل دیا۔ میں نے گاڑی کا رخ شہر کی طرف کرتے ہوئے۔ "ناؤ یور ایکسی لنسی۔" یشودھرا نے جواب دینے کے بجائے میری گود میں سر رکھ دیا۔ میں نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "یہ ویمپ بابل کے کھنڈرات سے نکل کر یہاں کیسے پہنچ گئی یشو؟"

اس نے میری گود سے سر اٹھا کر دیکھا تو اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ میں نے اس کو سینے سے لگا کر چومتے ہوئے کہا۔ "کیا رس بھرے نین ہیں ہماری شریمتی حضور کے ...... معلوم ہوتا ہے گنگا میا' شنکر جی کی جٹا سے نہیں' یہیں سے نکلی ہیں۔" وہ روتے روتے کھلکھلا کر ہنس دی۔ "تم مجھے مرنے بھی نہیں دو گے پریتم۔" اس نے کہا۔

"تمہاری وجہ سے میں خود کو بھی مرنے نہیں دے رہا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اب محبت میں ناکام ہو کر مرجانے والوں کے لئے لیلیٰ مجنوں اور شیریں فرہاد کی طرح جنت میں جھولا جھلانے کا رواج نہیں رہا۔ نئے سوشل آرڈر کے مطابق یہیں کچھ گزرو تو برادری میں نام اور اخباروں میں سنسنی خیز خبریں پیدا کر سکتے ہو ورنہ ..... ڈھش ...... اور آپ کی دیدی رانی ایسا ہی کچھ کرنا چاہتی تھیں۔"

اس نے ہنستے ہنستے ایک دم سنجیدہ ہو کر کہا۔ "تو کیا یہ پستول جو تم نے لوٹایا .....؟"

"ہاں یہ پستول جو میں نے لوٹایا ..... انہوں نے بڑے نیک کام کے لئے نکالا تھا۔" میں نے کہا۔ "لیکن افسوس' میں پستول نکالنے سے پہلے انہیں دیدی کہہ بیٹھا تھا۔ لہٰذا میرے لئے ان کے ساتھ کوئی نیک کام کرنے کا چانس نہ تھا ..... ورنہ ...... ڈیم اٹ۔"

وہ پھر ہنس دی اور کہنے لگی۔ "ڈیم اٹ کیا؟" میں نے گیئر لگا کر گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "اس کے معنی ہیں .... باقی آئندہ ..... جاری ہے .... مسلسل .... اور پھر کبھی سہی وغیرہ وغیرہ .... لیکن ابھی سننا چاہتی ہیں تو یہ کہ میں عرض کرنے والا تھا۔ ورنہ ہم بھی انڈین ڈان ژوان عرف واجد علی شاہ سے بڑے کلاکار ہیں

.... بائی دی وے یہ پل صراط عبور کرتے ہی ڈیلائٹ کارنر آ رہا ہے ڈارلنگ۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "ان حالات میں؟"

میں نے کہا۔ "آپ کی سہولت کے لئے۔"

ہنس کر میرے کندھے پر سر رکھتی ہوئی بولی۔ "ڈیم اٹ ...... اور دیکھئے' یہ ڈیم اٹ کتنا صحیح کہا گیا ہے۔ اس کے معنی' پھر کبھی سہی ہرگز نہیں ہوتے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یقیناً ڈارلنگ ...... تم نے ڈیم اٹ' ابھی سہی کے مفہوم میں استعمال کیا ہے .... واقعی اس طرح سے کہتے ہیں مخمور اپنا اور اپنے پارٹنر کا سرا ......" وہ سنجیدہ ہوتی ہوئی بولی۔ "ڈارلنگ ابھی تو مجھے بہت کچھ کہنا ہے .... دوپہر کو نہ آنے اور اس وقت دیر سے پہنچنے کا سبب بیان کرنا ہے .... حالات بڑے خطرناک ہیں ....."

"پہلے سے زیادہ نہیں ...... میرا مطلب ہے' جب میں صرف باڈی گارڈ تھا اور آپ .... یورایکسی لنسی ......"

"ڈارلنگ' اس وقت لنکا میں گھر کے بھیدی نہیں تھے .... آج کل میں مائیکرو اسکوپ کے نیچے ہوں ...... تم نے دو مرتبہ مجھے فون کیا ...... دونوں مرتبہ اس نے ہماری باتوں کا ایک ایک لفظ سن لیا۔ مجھے چکر میں ڈالا اور خود پہنچ گئی۔"

"جانتا ہوں ...... لیکن میرا وشواس ہے .... ایک وقت آتا ہے جب ہر عیار اپنے بچھائے ہوئے جال میں خود پھنس کر ہلاک ہو جاتا ہے ..... اور وہ وقت بہت دور نہیں ہے .... اوہ ڈارلنگ ..... شائد ہم منزل سے آگے نکل گئے۔" اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ میں نے گاڑی آہستہ کرتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "واللہ بیگم آپ کی یہ سول نافرمانی یہ ترک موالات' یہ عدم تعاون تو ہمارے لئے سوہان روح ہے۔"

اس نے میرے پیر پر پیر رکھ کر برک دباتے ہوئے کہا۔ "بیگم اور سول ڈس اوبیڈینس کے سوا خاک نہیں سمجھی ڈیئر۔" ریورس گیئر لگاتے لگاتے میرا ذہن پھر **سچترا** کی طرف منتقل ہو گیا۔ مجھے سو فی صد یقین تھا وہ اپنی گاڑی میں لاش لئے پھر رہی ہے اور کسی بھی لمحے اس کا انکشاف ہو سکتا ہے۔ خدا جانے وہ کون بدنصیب تھا۔ کرائے پر حاصل کیا ہوا کوئی پیشہ ور قاتل یا اسکے میکے یا سسرال والوں میں سے کوئی گرانقدر شخصیت اگر ایسا ہوا تو نہ معلوم اس کا یہ انجام دیکھنے پر **سچترا** کا رد عمل کیا ہو .... یہ خیال آتے ہی میرا ہاتھ رک گیا۔ یشودھرا نے مجھے پس و پیش میں مبتلا پا کر کہا۔ "مجھے جلد واپس ہو جانا چاہئے نعیم ....."

میں نے او کے کہہ کر پہلا گیئر لگایا۔ گاڑی تیزی سے شہر کی طرف دوڑنے لگی۔

"میں کل بمبئی چلا جاؤں گا یشو۔" میں نے کہا۔ "ویسے اب مسئلہ طے ہو چکا ہے .... اور تم جب چاہو میرے پاس آ سکتی ہو۔" مسکرا کر بولی۔ "کب نہیں آ سکتی تھی۔"

"ٹھیک ہے ...... میرا مطلب تھا اب تمہیں میری ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔"

"ہوں۔" اس نے میرے چہرے کی طرف دیکھا .... "کب اور کس طرح؟"

میں نے کوٹ کی اندرونی جیب میں سے اپنا کارڈ نکال کر اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "یہ میرا موجودہ نام اور پتا ہے ڈیئریسٹ ..... تم مجھے خط لکھنا یا آنا چاہو تو دیدہ و دل۔ فرش راہ بلانا چاہو تو ٹیلی گرام کر دینا۔ چند گھنٹوں میں حاضر خدمت۔" اس نے کارڈ پر نظر ڈالی اور میری طرف دیکھ کر "لیفٹننٹ وکٹر ہیرس .... کیل کٹا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "نام بدلتے رہتے ہیں۔ روح نہیں بدلنی چاہئے .... وہ تمہاری ہے .... جہاں بھی ہو .... مزید تبدیلیوں کی تمہیں اطلاع ملتی رہے گی۔ فی الحال یہی کہ لیفٹننٹ کے بجائے کیپٹن .... اور نعیم کے بجائے وکٹر ....."

اس نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "کافی ہے ڈارلنگ .... شکریہ۔" میں نے ہاتھ بڑھا کر اس کو آغوش میں سمیٹ لیا۔ برٹش کیمپ بمشکل دو میل کے فاصلے پر ہو گا کہ سامنے سے موٹر سائیکل کے ہیڈ لیمپ کی روشنی سڑک پر پڑنے لگی۔ میں نے گاڑی کی اسپیڈ کم کر دی۔ چند لمحے میں سارجنٹ نے ہمارے قریب پہنچ کر ہارن دیا۔ میں نے گاڑی کھڑی کر دی۔ اس نے موٹر سائیکل کو ٹرن دیا اور دروازے کے قریب آ کر کہنے لگا۔ "سر میڈم کیمپ کی کمپاؤنڈ وال کے قریب کھڑی ہیں اور آپ لوگوں کو فوراً بلایا ہے۔"

"کیوں؟" میں نے سوال کیا۔ کہنے لگا۔ "معلوم نہیں لیکن انہوں نے وہاں گاڑی روک کر چیک کی تھی۔ شاید انجن میں کچھ خرابی ہو گئی ہے۔" میں نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے یشودھرا کی طرف دیکھا۔ کہنے لگی۔ "نعیم اگر کوئی نئی چال ہوئی تو؟"

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ سوچ رہا تھا۔ "ہو نہ ہو' اس نے ڈکی بکس کھول کر دیکھ لیا ہے .... اور اب .... اور اب ...... اب؟" میں گراموفون نیڈل کی طرح اب پر اٹک کر رہ گیا۔ اب کا تعلق سچترا کے عمل اور رد عمل سے تھا اور اس کے متعلق کیسے کہا جا سکتا تھا کہ کیا ہو گا؟ گاڑی کا ٹیل لیمپ نظر آنے لگا تو میں نے خیالات سے دامن چھڑا کر کہا۔ "خدا جانے ڈیئر .... یہ نیا تعارف بہرکیف کچھ مہنگا ہی پڑ رہا ہے۔"

یشودھرا نے افسردہ ہو کر کہا۔ خیر اب تم جیسے کو تیسا کی پالیسی اختیار کرو۔ مجھے ان سے کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے۔"

میں نے "او کے" کہہ کر رفتار کم کی اور سچترا کی کار کے قریب پہنچ کر گاڑی کو روک دیا۔ وہ اسٹیئرنگ وہیل پر سر رکھے بیٹھی تھی۔ ہماری گاڑی دیکھتے ہی سر اٹھا کر چیخی ...... "نعیم بھیا۔" اس غیر متوقع انداز تخاطب پر چونک کر میں نے دروازہ کھولتے کھولتے یشودھرا کی طرف دیکھا۔ اس نے پھر "نعیم بھیا" کہا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔

میں نے گاڑی سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "جی سچترا دیدی ...... حکم؟" اس نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔ "بڑی ٹریجڈی ہو گئی بھیا۔"

میں نے کچھ فاصلے پر کھڑے ہوئے سارجنٹ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "سمجھ سکتا ہوں دیدی ...... ورنہ آپ اور مجھے بھیا کہنے کی توہین گوارا کریں' خیر بتایئے میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں۔" اس نے جواب دینے کے بجائے پیکارڈ کا پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "اندر بیٹھو ذرا ......" میں نے دروازہ پکڑ کر کہا۔ "پہلے آپ دیدی۔" وہ سر جھکا کر سیٹ پر بیٹھ گئی۔ میں بھی اس کے قریب بیٹھ گیا۔ یشودھرا نے پچھلی طرف رخ کرتے ہوئے کہا۔ "کیا ہوا دیدی؟" سچترا نے اس کے سوال کو نظر انداز کر کے میری طرف دیکھا۔ "نعیم میں تمہارے ساتھ اپنے طرزِ عمل پر بہت شرمندہ ہوں۔"

میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ یشودھرا نے کہا۔ "بات کیجئے دیدی۔" وہ بولی۔ "یشو میں تو لٹ گئی۔" اس نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر سسکیاں لینی شروع کر دیں۔ میں نے اس سے متاثر ہوئے بغیر پشت گاہ سے کمر لگا کر سگریٹ کا کش لیا۔ یشودھرا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ڈرامہ نہ کیجئے دیدی ...... کہہ بھی ڈالئے' کہیں۔" اس نے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر آنسو پونچھے اور میری طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ "میں نے ذرا سی غلطی کر کے اپنے دیور کو ختم کر دیا۔ نعیم۔" یشودھرا نے چونک کر کہا۔ "مدھو کو؟ ...... کیسے ......؟" وہ بولی۔ "کیا بتاؤں یشو ...... وہ میری کار کی ڈکی میں چھپا ہوا تھا ...... تیزی سے گاڑی چلانے میں نہ جانے کیسے ڈھکنا بند ہو گیا اور وہ ......"

"لگیج بکس میں تمہارا دیور؟ کیوں؟ کس لئے؟" میں نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے اس کی بات کاٹی ...... کہنے لگی ...... "شائد مذاق کرنا چاہتا تھا۔" اس نے اپنی پریشانی چھپانے کے لئے پھر رونا شروع کر دیا۔ میں نے اس کے ٹسوروں کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "تو غلطی اس کی ہے ...... اتنا گھٹیا مذاق کیوں کیا اور کیا اسے معلوم نہیں تھا کہ ڈکی کا ڈھکنا زور سے گرتے ہی لاک ہو جاتا ہے اور جب تک باہر سے ہینڈل نہ گھمایا جائے' نہیں کھلتا؟"

یشودھرا نے کہا۔ "نہیں دیدی ...... بات کچھ اور ہی ہے۔" میں نے کہا۔ "خیر کچھ بھی ہو ...... ایک ایکسی ڈنٹ تھا ہو گیا ...... اب ...... لیکن کیا وہ واقعی گھٹ کر مر گیا ...... آیئے دیکھتے ہیں۔"

وہ بولی۔ "کیا دیکھو گے بھیا ...... کوئی اپائے بتاؤ۔"

میں نے جواب دینے کے بجائے نیچے اتر کے اس کی کار کے پیچھے جا کر لگیج بکس کا ڈھکنا اٹھایا۔ روشنی ناکافی ہونے کے باوجود اندر ایک جوان عمر شخص مڑا تڑا کروٹ کے بل پڑا دکھائی دے رہا تھا۔ میں نے اس کا اوپر اٹھا ہوا ہاتھ چھو کر دیکھا۔ وہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

لائٹر جلا کر تفصیل سے دیکھنے کے لئے جھکا تو سچترا نے آ کر کہا۔ "چھوڑو نعیم' اس میں کچھ باقی نہیں رہا۔ اب یہ بتاؤ میں کیا کروں؟"

میں نے کہا۔ "دیدی کرنا کیا ہے ...... راج محل لے جاؤ اور ہز ہائی نس کو بتا دو' وہ جس طرح مناسب سمجھیں گے' کریں گے۔"

کہنے لگی۔ "نعیم ...... میرا شوہر ...... اس پر مجھے زندہ چھوڑ دے گا؟ وہ مجھ پر قتل عمد کا الزام عائد نہ کرے گا۔"

"قتل عمد۔" میں نے کہا۔ "حادثہ قتل عمد کیونکر ہو سکتا ہے دیدی؟ اور پھر اس کے سوا اور کچھ ہو بھی تو نہیں سکتا ...... آپ لاش کو چھپا تو نہیں سکتیں۔" اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور کار کے دوسری طرف لے جا کر سرگوشی کے انداز میں کہنے لگی۔ "نعیم اس کو ضائع ہی کرنا پڑے گا ورنہ۔" میں نے کہا۔ "ضائع کیسے ضائع؟ کریں گی دیدی ...... آپ پر سچ مچ قتل کا الزام آ جائے گا۔"

"وہ آ چکا ہے نعیم ...... تم میری مدد کرو بھیا ...... ورنہ میرے لئے خودکشی کے سوا کوئی راستہ نہیں۔" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "سوری میں قتل میں معاونت نہیں کر سکتا دیدی ...... اور اب اس سلسلے میں مزید کہنے سننے کی کوشش نہ کیجئے۔ اگر میں آپ کی طرح ہر مسئلے کا حل قتل سمجھتا تو ریسٹ ہاؤس پر سب سے پہلے آپ کو قتل کرتا ...... آپ نے مجھے شوٹ کرنے کے لئے پستول نکالا تھا۔" اس نے میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "یہ صحیح ہے نعیم ...... خیر میں سزا کی مستحق ہوں ...... اور وہ مجھے مل رہی ہے ...... جاؤ یشودھرا تمہیں مبارک ہو۔" میں نے کہا۔ "دیدی وہ مجھے بہت پہلے سے مبارک ہو چکی ہے۔ کاش آپ نے پہلے اس انداز میں سوچا ہوتا ...... کاش ......"

وہ بولی۔ "خیر نعیم دیر سے سہی' لیکن اب میں تمہیں اپنا بہنوئی تسلیم کرتی ہوں۔" میں نے آہستگی سے ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

وہ کچھ نہ سمجھی۔ اسی طرح کھڑی دیکھتی رہی۔ میں نے آگے بڑھ کر پیکارڈ کا دروازہ کھولا اور وہیل سنبھالا۔ وہ تیزی سے قریب آ کر کہنے لگی۔ "نعیم! یشودھرا' اگر راج محل میں اس بات ذکر نہ کرے تو میں چند چیزیں لانے کے لئے اس کے ساتھ جانا چاہتی ہوں۔"

میں نے یشودھرا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یشو میرے سر کی قسم کھاؤ۔"

اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "میں وعدہ کرتی ہوں کہ دیدی کو نقصان پہنچانے والی کوئی بات نہ کروں گی۔" میں نے گاڑی اسٹارٹ کر دی اور چند منٹ میں کیمپ کے گیٹ کے سامنے پہنچ کر گاڑی سے اتر گیا۔ یشودھرا گاڑی لے کر چلی گئی تو سارجنٹ چکر

کاٹ کر میرے پاس پہنچ گیا۔ اسی وقت سچترا پہنچی اور ہاتھ اٹھا کر سلام کرتی ہوئی تیزی سے گزر گئی۔ میں سارجنت کے ساتھ اپنی قیام گاہ پہنچ گیا۔ سارجنٹ ریزیڈنٹ کو میری واپسی کی اطلاع دینے چلا گیا۔ میں نے اردلی کو میس سے کوارٹر وسکی اور کافی لانے کو بھیجا اور یونیفارم اتار کر سلیپنگ سوٹ پہن کر منہ ہاتھ دھوئے۔ اردلی نے ٹرے میز پر رکھ کر بوتل کھولی اور گلاس میں انڈیلی اور رخصت ہو گیا۔ میں نے گھڑی پر نظر ڈال کر سگریٹ سلگایا اور گلاس اٹھا کر پینے لگا۔ چند پیگ پینے کے بعد کوفت دور ہو گئی۔ میں نے کافی انڈیلی اور دوسرا سگریٹ سلگا کر چسکیاں لینے لگا۔

وال کلاک نے ساڑھے دس کا گھنٹہ بجایا اور میں نے پیالی خالی کر کے میز پر رکھی اور بستر پر دراز ہونے لگا۔ اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی جھنجھنائی۔ میں نے لیٹے لیٹے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا اور "ہیلو" کہا۔ آواز آئی۔ "نعیم جاگ رہے تھے یا میں نے ڈسٹرب کیا؟" یہ سادھنا دیوی تھیں۔ میں نے آداب عرض کر کے تکیے کے سہارے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"دیدی ڈسٹرب تو آپ نے شام کو کیا تھا ...... کہاں بھاگ گئی تھیں؟"

ہنس کر بولیں۔ "نعیم میں یشودھرا کو بلانے گئی تھی۔ وہاں سچترا موجود تھی ...... میں بھی یشودھرا کے ساتھ مصیبت میں گرفتار ہو گئی ...... شرمندہ ہوں ...... تم نے کیا سوچا ہو گا ...... خیر اب تو تمہیں معلوم ہو گیا' کس قدر مجرمانہ ذہنیت کی مالک ہے۔"

میں نے کہا۔ "جی ...... معلوم ہو گیا ..... وہ اپنے انجام کو پہنچ گئی ...... اگر یشودھرا نے آپ کو بتا دیا ہے تو خود بھی سمجھ سکتی ہیں کہ وہ ڈراپ سین سے گزر رہی ہے۔" وہ بولیں۔ "نعیم اس کا کیا بنے گا؟ ہماری نیند حرام ہو چکی ہے ...... یشودھرا کو بڑا صدمہ ہے ...... افسوس ہم خاموشی سے آنسو بہانے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے ...... کچھ بھی تو نہیں کر سکتے۔"

میں نے سگریٹ کا طویل کش لے کر کہا۔ "دیدی آپ انہیں معاف کر دینا چاہتی ہیں؟"

یشودھرا اور سادھنا دونوں کی مشترکہ آواز آئی۔ "ہاں' نعیم پلیز ...... پلیز نعیم کو ئیک۔" میں نے کہا اگر وہ بھی یہیں ہیں تو انہیں روک لیں ...... اور آپ ...... یشو نہیں ...... فوراً" کار لے کر کیمپ کے اسٹیشن کی طرف والے گیٹ پر پہنچیں۔ میں دس منٹ میں وہاں پہنچ رہا ہوں ...... گڈ نائٹ ...... میں تیزی سے اٹھا اور ریسیور کریڈل پر رکھ کر یونیفارم پہننے لگا۔

گیٹ پر پہنچا تو پونے گیارہ بج چکے تھے۔ گارڈ نے مجھے دیکھ کر سلامی دی اور کہنے لگا۔ "سر آپ باہر جانا چاہتے ہوں تو سارجنٹ کو ساتھ لے جائیے۔" میں نے گارڈ روم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں ایک لیڈی آنے والی ہے اور میں اس سے دروازے پر ہی

چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے "بہتر ہے" کہہ کر دروازہ کھول دیا۔ میں آگے بڑھ کر سڑک کے کنارے کھڑا ہو گیا۔ اسی وقت ایک کار اسٹیشن کی طرف سے آئی اور دیوار کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ یہ پیکارڈ تھی' دروازہ کھلا اور سادھنا باہر نکلی۔ میں نے پیک کیپ کو ہاتھ سے چھو کر گڈ ایوننگ میڈم کہا اور ان کے قریب پہنچ گیا۔ گارڈ دروازے سے نکل کر ہم سے دس قدم کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔ میں نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "وہیں ہے نا؟" بولیں۔ "ہاں میں سمجھا کر روک آئی ہوں۔" میں نے کہا۔ "کسی قابل اعتماد ڈرائیور کو بھاری انعام دے کر گاڑی کسی اونچی پہاڑی سے جنگل میں کسی ایسی جگہ لڑھکوا دو جہاں آس پاس کوئی آبادی یا کوئی کھیت وغیرہ نہ ہوں۔" وہ پوری توجہ سے سنتیں رہیں۔ پھر کہنے لگیں۔ "کیا وہ خود یہ نہیں کر سکتی؟" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ "اگر وہ کر سکتی تو اب تک کر چکی ہوتی ......" وہ بولیں۔ "اچھا ..... نعیم شکریہ ...... صبح دس بجے تک میرے ٹیلی فون کا انتظار کرنا' اگر ممکن ہوا تو میں خود بھی پہنچنے کی کوشش کرونگی۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے دیدی ...... اور ہاں دیکھئے ڈرائیور سے کہئے کسی سیرگاہ یا پکنک اسپاٹ کا انتخاب کرے' جہاں جانے کا جواز پیدا کیا جا سکے۔" بولیں۔ "یہ سب میں سمجھا دوں گی۔" میں نے ہاتھ اٹھا کر سلام کیا اور وہ گاڑی میں سوار ہو کر چل دیں۔ میں گارڈ کا شکریہ ادا کر کے اپنی قیام گاہ کی طرف چل دیا۔ بستر پر لیٹتے ہی مجھے مہاراجہ کے وہ الفاظ یاد آئے جو انہوں نے کرنل ماما سے کہے تھے ......" ارجن سنگھ یہ وہ شہزادہ ہے جس کے آگے پیچھے مصاحبوں کے بجائے لاشیں چلتی ہیں-----" "اور آج میرے قیام کے پہلے ہی دن میرے پیچھے ایک اور لاش چل رہی تھی۔ لیکن شاید یہی میری زندگی کا راز تھا کہ میرے گرد و پیش لاشیں رقص کرتی رہیں ...... اس رقص سے گریز اور عدم توجہی' خوف اور تساہل' خفیف سی لغزش اور معمولی سی ہچکچاہٹ بھی کسی لمحے مجھے لاش میں تبدیل کر سکتی تھی۔ سچترا کی کار کے ڈکیج بکس میں ایک شخص کی موجودگی کا انکشاف ہونے کے بعد سوچنے اور پس و پیش کرنے کا موقع کہاں تھا۔ جب کہ وہ میرے چہرے پر نظریں جمائے مسلسل بولے جا رہی تھی۔ صرف وہی ایک لمحہ تو فیصلہ کن تھا۔ جب میں اس کی گاڑی کے پیچھے ہو کر گزرا۔ اگر اس وقت ایک سیکنڈ بھی ضائع کر دیا ہوتا تو ریسٹ ہاؤس پر سچترا کی زبان سے "شٹ اپ" نکلتے ہی مدھو چھلانگ لگا کر باہر نکلتا اور ..... اس رقص بسمل میں اس کے بجائے میری لاش شامل ہوتی ..... اور برمزار ماغریباں نے چراغے نے گلے' کی تو ایسی کی تیسی' یہ ڈھیر ساری غنچہ دہن' حسن چمن' شعلہ بدن جو اپنی اپنی جگہ نعیم' کرن' پرنسلی' اور وکٹر کا انتظار کر رہی تھیں۔ ایک لاش پر چار ہنگامہ خیز شخصیتوں کا کہاں کہاں ماتم کریں ..... خداوندا .....

صبح دس بجے جب کہ میں ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر سادھنا دیوی کے ٹیلی فون کا انتظار کر رہا تھا کہ گھنٹی بجی۔ میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں رگڑ کر ریسیور اٹھایا اور کیپٹن

نعیم کہا دوسری طرف سے ریزیڈنٹ کی آواز آئی۔ "گڈ مارننگ کیپٹن ..... مصروف تو نہیں ہو؟"

"میں نے کہا۔ "اتنا مصروف نہیں سر کہ آپ کے پاس حاضر نہ ہو سکوں .... اگر ضرورت ہو۔" بولے۔ "اوکے۔ یونیفارم پہنو اور فوراً" میرے پاس پہنچ جاؤ .... بنگلے پر ...." میں نے "بہتر ہے سر" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور یونیفارم پہن کر دس منٹ میں بنگلے پر پہنچ گیا۔ اردلی سارجنٹ نے مجھے دروازے پر ریسیو کیا اور پردہ ہٹا کر ایک طرف ہو گیا۔ میں نے اندر داخل ہو کر ریزیڈنٹ کو سلیوٹ کیا۔ اور انہوں نے مسکرا کر جواب دیا۔ ان کے دہنے بائیں صوفوں پر دیوان ریاست' انسپکٹر جنرل پولیس اور میجر برنی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے پیک کیپ کو ہاتھ لگا کر گڈ مارننگ کہا۔ تینوں نے اٹھ کر مجھ سے مصافحہ کیا۔ ریزیڈنٹ نے اپنے سامنے والے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "آپ تمام صاحبان ایک دوسرے کو جانتے ہیں اس لئے تعارف کی ضرورت نہیں۔" دیوان نے کہا۔ "دیٹس رائٹ سر۔" پھر مجھ سے مخاطب ہو کر ہز ایکسی لنسی اور ان کی لیڈی کی خیریت دریافت کی۔ چند رسمی باتیں کرنے کے بعد انہوں نے پولیس چیف کی طرف دیکھا اور میری طرف مخاطب ہوا۔ ریزیڈنٹ نے کہا۔ "ویٹ اے منٹ چیف ...... پہلے میں کیپٹن کو آپ لوگوں کی آمد کا مقصد بتا دوں۔ کیپٹن۔" انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کل رات' کسی وقت ایک ایکسی ڈنٹ ہوا ہے۔ راجکماری وہاٹس ہر نیم؟" میجر برنی نے کہا۔ "سچترا سر۔" ریزیڈنٹ کے بولنے سے پہلے میں نے متعجب ہو کر کہا۔ "کیا ہوا ان کو میجر؟ وہ شام کو آٹھ بجے تو مجھ سے مل کر گئی ہیں۔" پولیس چیف نے کہا۔ "ہمیں معلوم ہے کیپٹن ...... اور اسی لئے ہم آپ کے پاس آئے ہیں کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں وہ کار کیسی تھی اور کیا آپ اسے دیکھنے پر شناخت کر سکتے ہیں؟"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "میں نے کار پر کوئی خاص توجہ نہیں دی چیف۔ انہوں نے میرے قریب پہنچ کر دروازہ کھولا اور میں سوار ہو گیا۔ ہم ندی کے اس پار ریسٹ ہاؤس تک گئے۔ تھوڑی دیر میں راجکماری یشودھرا پہنچ گئیں اور میں ان کی کار میں بیٹھ کر واپس آ گیا اور کیمپ کے گیٹ پر اتر گیا۔ وہ اپنی گاڑیوں میں شہر کی طرف چلی گئیں۔ دیٹس آل۔"

میجر برنی نے کہا۔ "آپ نے کار کا پلیٹ نمبر تو دیکھا ہو گا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "میجر مجھے کار کی تفصیلات میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔" پولیس چیف نے کہا۔ "صحیح ہے .... لیکن پھر بھی نظر تو پڑ ہی جاتی ہے ....." میں نے کہا۔ "میرے نزدیک ان کی کار کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ میں ان کی باتوں کی طرف متوجہ تھا اور ان کی باتوں میں بھی موسیقت سے زیادہ سمع خراشی کا پہلو تھا ...... میں یشودھرا کا

..... آئم سوری .... راجکماری یشودھرا کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے فوراً" پہنچ کر مجھے بوریت سے نجات دلائی۔"

اس نے کہا۔ "کیا سچترا دیوی نے آپ سے تلخ لہجے میں باتیں کیں۔" میں نے کہا۔ "اتنا تلخ بھی نہیں ..... شکایتی انداز تھا .... آخر وہ ایرسٹور کریٹ ہیں ایک سولجر کو اپنی صف میں آتے دیکھ کر انہیں تکلیف پہنچنا فطری ہے .... ناؤ پلیز' کم از کم' مجھے یہ تو بتایئے کہ وہ خیریت سے تو ہیں؟"

میجر برنی نے کہا۔ "وہ خیریت سے ہیں کیپٹن۔" میں نے طویل سانس لے کر کہا۔

"تھینک گاڈ ..... میں تو یہ سمجھا تھا کہ انہیں کچھ ہو گیا اور آپ اس کا سلسلہ میری ملاقات سے ملانا چاہتے ہیں۔"

پولیس چیف نے مسکرا کر کہا۔ "ایسی کوئی بات نہیں کیپٹن ...... آپ کے ساتھ موٹر سائیکل پر جو باڈی گارڈ تھا اس کا بھی یہی بیان ہے۔ راجکماری یشودھرا بھی یہی کہتی ہیں .... ہم صرف کار کی شناخت کے سلسلے میں ......"

میں نے کہا۔ "چیف میرے سوال کا آپ نے ابھی تک پورا جواب نہیں دیا۔" وہ کہنے لگا۔ "دراصل سچترا دیوی کی کار ساٹھ فٹ بلندی سے جھیل کی چٹانوں پر گر کر تباہ ہو گئی ہے۔ اور اس میں ان کے شوہر کا چھوٹا بھائی بھی جل کر ہلاک ہو گیا۔ سچترا دیوی کا بیان ہے کہ وہ سادھنا دیوی کی کار لے کر آپ سے ملنے آئی تھیں۔ سادھنا دیوی ان کی تائید کرتی رہیں۔ لیکن گیٹ کے گارڈ کا بیان اس سے مختلف ہے وہ ان کو اس گاڑی میں واپس آتے دیکھا جانا بیان کرتا ہے جو حادثے میں تباہ ہوئی ...... تقریباً" یہی وقت حادثے کا ہے یا اس سے کچھ پہلے ...... کیونکہ اس کے بعد سیر و تفریح کے لئے جھیل پر جانے کا وقت نہیں رہتا۔"

"چیف۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "گارڈ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ سچترا دیوی اگر اپنی کار میں راج محل لوٹیں تو پھر وہی کار تقریباً" اسی وقت حادثے کا شکار کیسے ہو گئی؟ کیا اس کار کو دوبارہ راج محل سے نکلتے دیکھا گیا؟"

"نہیں۔" چیف نے جواب دیا۔ "لیکن راج محل سے نکلنے کا ایک راستہ ایسا بھی ہے جہاں پہرہ نہیں ہوتا۔"

"مجھے معلوم ہے۔" میں نے کہا۔ "ملازموں کے کوارٹرز کی طرف سے ..... لیکن وہاں سے کار گزرنے کی درجنوں شہادتیں بھی مل سکتی ہیں .... ٹرائی کیجئے۔" میجر برنی نے کہا۔ "تفتیش جاری ہے لیکن ابھی تک اس راستے سے کسی کار کے جانے کا کوئی ثبوت نہیں مل سکا۔"

پولیس چیف نے کہا۔ "خیر یہ تو ہوتا رہے گا ...... شکریہ کیپٹن۔" ریزیڈنٹ نے

ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔ دوسرے لمحے دو اردلی چائے وغیرہ کی ٹرے لئے ہوئے اندر داخل ہوئے اور میز پر رکھ کر چلے گئے۔ چائے کے ساتھ موضوع گفتگو تبدیل ہو گیا۔ دیوان نے مسکرا کر کہا۔ "کیپٹن نعیم' کئی سال ساتھ رہنے کے باوجود میں نے آج آپ کو تفصیل سے دیکھا ہے۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ نے میری عزت افزائی کی خان بہادر صاحب۔" ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کہا۔ "امید ہے آئندہ بھی ہمت افزائی کرتے رہیں گے۔" سب ان کے جملے پر ہنس دیئے۔ دیوان نے مسکرا کر کہا۔ "اس میں کیا شک ہے جناب۔" پھر میری طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "ابھی تو کچھ دن ٹھہریں گے آپ۔" ریزیڈنٹ نے کہا۔ "نہیں کے بی' آج شام کو واپس جا رہا ہے۔" وہ اوہ' کہہ کر چائے پینے لگے۔

ریاستی حکام کے جانے کے بعد میں نے ریزیڈنٹ سے رخصت طلب کی تو بولے "بیٹھ جاؤ .... مجھے معلوم ہے۔ میرے لئے تمہارے پاس اصل کہانی ہے اور وہ اس سے بہت مختلف ہے۔"

میں نے کہا۔ "یقیناً ہے سر۔" اور میں نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ مسکرا کر بولے۔ "میرا یہی خیال تھا بوائے .... تعجب ہے انہیں سادھنا کے آنے کے متعلق پتا نہیں چل سکا .... سب احمق ہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں جناب ...... چند عقلمند بھی ہیں .... لیکن انہیں ہم سے دلچسپی ہے اور وہ ہر اس غلطی کو مٹا ڈالتے ہیں جس پر میری تحریر کا گمان ہو ...."

وہ ہنس دیئے ...... "شاید میجر برنی انہی میں سے ایک ہے۔" میں نے کہا۔ "آپ کا خیال صحیح ہے .... دوسرے کیپٹن دلیش کھ ہیں جو پہلے اور آخری ہیں۔" وہ بولے۔ "او کے .... میں ان کا خیال رکھوں گا ...." میں نے کہا۔ "تھینک یو سر...... اور اب اگر آپ مجھے دو روز کی ایکس ٹینشن دیں تو میں ایک دوست سے ملنے کے لئے کوئٹہ جانا چاہتا ہوں۔"

مسکرا کر بولے۔ "سوری ...... تمہارے بیس گھنٹے اور باقی ہیں اس کے بعد تمہیں بمبئی کی طرف واپس ہو جانا ہے۔" میں نے بولنا چاہا تو ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے بولے ...... "دیٹس فائنل کیپٹن .... مجھے یہ کہنے پر مجبور نہ کرو کہ یہ میرے اختیار میں نہیں۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میں اصرار نہیں کرونگا سر..... تھینک یو ویری مچ ....." انہوں نے مسکرا کر میری طرف بڑھا دیا اور میں مصافحہ کر کے اپنی قیام گاہ کی طرف چل دیا۔

کمرے میں قدم رکھتے ہی اردلی نے کہا۔ "سر ابھی دس منٹ پہلے کسی نے آپ کو ٹیلی فون کیا تھا۔" میں نے نام دریافت کیا تو اس نے کہا۔ "صاحب سے کہنا آپ کا دھارہ

وہیڑہ والا باڈی گارڈ شام کو چار بجے اسٹیشن پر سلام کرنے کو آ رہا ہے۔ میں "او کے" کہہ کر بیڈ روم میں آیا اور یونیفارم اتارنے لگا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ بھاسکر مجھ سے کیوں ملنا چاہتا تھا۔ میں اس وقت گلابو سے ملنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ اور نہ اس کو بلا سکتا تھا ...... پھر ......بھاسکر کس سلسلے میں ملاقات کرنا چاہتا تھا ...... میں دیر تک غور کرتا رہا۔ آخر ریسیور اٹھا کر کیپٹن دلیش کھ کا نمبر ڈائل کیا۔ تیسری گھنٹی پر ریسیور اٹھایا گیا اور آواز آئی۔ "پرب' جناب عالی۔" میں نے کیپٹن کے متعلق دریافت کیا تو کہنے لگا۔ "سرکار وہ تو شری حضور کے پاس گئے ہوئے ہیں ...... کوئی حکم؟" میں نے کہا۔ "وہ آئیں تو کہنا مجھے رنگ کریں۔" بولا۔ "بہت بہتر ہے صاحب بہادر۔" میں نے ریسیور رکھ دیا۔ مسئلہ اب بھی حل نہ ہو سکا' اور کوئی ذریعہ نہ تھا ...... میں سگریٹ سلگا کر بستر پر پہنچ گیا اور ایک رسالہ پڑھنے لگا۔

سہ پہر کو تین بجے میجر ڈریج میرے ساتھ چائے پی رہے تھے کہ کیپٹن دلیش کھ پہنچ گئے۔ میں نے ان کو کار سے اترتے دیکھ کر اردلی کو چائے لانے کو کہا اور برآمدے میں پہنچ کر ریسیو کیا۔ وہیل پر بھاسکر بیٹھا ہوا تھا۔ انجن بند کر کے باہر نکلا اور سلیوٹ کر کے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ کیپٹن نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا۔ "تم نے مجھے فون کیا تھا کیپٹن؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "آپ سے باتیں کرنے کو جی چاہ رہا تھا ...... ڈیڈی چلئے اندر میجر ڈریج بیٹھے ہوئے ہیں۔" وہ اندر داخل ہوئے میجر ڈریج نے اٹھ کر ان سے مصافحہ کیا۔ میں دروازے پر رک گیا۔ وہ دونوں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ میں کھسک کر بھاسکر کے قریب پہنچ گیا اور سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "تم نے کیوں فون کیا تھا بھاسکر؟"

وہ بولا۔ "جی ...... میں آپ کو بتانا چاہتا تھا کہ اے ڈی سی آپ کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ ہاشمی گروپ سے آپ پر حملہ کرانے والا وہی ہے۔ اور ہاشمی صاحب کو شری حضور سے بچانے والا بھی وہی ہے۔" میں نے کہا۔ "خیر وہ آج تک میرا کیا بگاڑ سکا جواب بگاڑ لے گا .... تمہیں کیسے معلوم ہوا؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ "سر اب وہ مجھے خریدنا چاہتا ہے ...... اسے صرف اتنا معلوم ہے کہ آپ مجھ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس لئے میں آپ کو آسانی سے پھنسا سکتا ہوں ...... یہ نہیں جانتا آپ میرے لئے سگے بھائی سے زیادہ ہیں ......" میں نے اسکا شکریہ ادا کر کے کہا۔ "چند منٹ بعد پھر تم سے بات کروں گا بھاسکر ......" اس نے کہا۔ "ابھی میں نے پوری بات نہیں کی ہے سر....... میں کچھ ثبوت بھی پیش کروں گا ...... میں نے اس کی پیٹھ تھپک کر کہا۔ "او کے بوائے اندر آ جاؤ۔"

سٹنگ روم میں دروازے کے قریب ہی کیپٹن اور میجر ڈریج باتیں کر رہے تھے۔ میں نے ان کو سگریٹ پیش کرتے ہوئے اردلی کی کرسی کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔ "بیٹھ جاؤ بھاسکر۔" کیپٹن دلیش کھ نے کہا۔ "یہ تمہیں بہت یاد کرتا ہے ٹائیگر۔" میں تم سے ملانے

کے لئے ساتھ لے آیا۔" میں نے بھاسکر کو سگریٹ دیتے ہوئے کہا۔ "یہ میرا بہترین دوست ہے کیپٹن۔" بھاسکر مسکرا کر رہ گیا۔ اسی وقت اردلی چائے لے کر آ گیا۔ میجر ڈریج اٹھتے ہوئے بولے۔ "او کے کیپٹن ..... اب میں اجازت چاہوں گا۔" میں نے کہا۔ "ایک پیالی اور جناب۔" کیپٹن دیش مکھ نے بھی میری ہم نوائی کی۔ مسکرا کر بولے۔ "آج شام کو میں کیپٹن نعیم کو رخصتی پارٹی دے رہا ہوں۔ آپ بھی شریک ہو کر ہماری عزت افزائی کریں۔"

"میجر آج ہم بڑی مصیبت میں ہیں ..... ایک راجکماری کے ...." میجر نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "اوہ وہ کار ایکسی ڈنٹ؟" کیپٹن نے اثبات میں سر ہلایا۔ "دراصل میں تم سے بھی نہیں مل سکتا تھا۔ لیکن سوا چار بجے کی ٹرین سے مرنے والے کا بھائی راجکمار دگمبر سنگھ آ رہا ہے اور مجھے ان کو ریسیو کرنے کے لئے آنا تھا۔ چند منٹ پہلے چلا آیا۔" میجر نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان سے مصافحہ کیا اور رخصت ہو گئے۔ کیپٹن دیش مکھ نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کل جا رہے ہو نعیم؟ میں نے کہا۔ "جی ڈیڈی ...... آج شام تک کسی وقت آپ کار لے جائیں۔" میں ٹرین سے جانا چاہتا ہوں۔" وہ چائے کا گھونٹ لے کر بولے۔ "بمبئی لے جاؤ ...... یہاں بے کار پڑی ہے۔"

میں نے کہا۔ "میرے پاس ایک اور موریس ہے۔ اور پھر میں بمبئی سے جا چکا ہوں۔"

وہ بولے۔ "تو پھر اسے ڈسپوز آف کر دو۔" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "پڑی رہے ...... میں یہاں آتا رہتا ہوں۔ کہاں کسی سے مانگتا پھروں گا۔" انہوں نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ "ہزہائی نس کو سلام کرنے تو آؤ گے نا؟"

میں نے کہا۔ "ڈیڈی اس سوگوار ماحول میں وہ مجھ سے مل کر کیا خوش ہوں گے ..... ایک نوجوان راجکمار کی اندوہناک موت ..... کیسے ہوا یہ حادثہ؟"

کہنے لگے۔ "شام کو کسی وقت سچترا دیوی کی کار لے کر جھیل پر گیا تھا۔ واقفیت تو کچھ تھی نہیں۔ جھیل دیکھنے کے لئے شکار گاہ کی طرف والی چٹان پر آگے بڑھتا چلا گیا ہو گا۔ کار سمیت نچلی چٹانوں پر گر گیا۔ کار کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اور جو کچھ بچا تھا وہ آگ نے بھسم کر دیا۔ وہ جگہ ویسے بھی اتنی دور ہے کہ کوئی سیر کو بھی نہیں جاتا۔ صبح ڈھونڈ پڑی تو پتا چلا۔ ہر چیز جل کر کوئلہ ہو چکی تھی ..... ماجا دیوا ...... بے چارہ دو روز پہلے ہی بھاوج کو لینے آیا تھا۔" میں نے کپ رکھتے ہوئے کہا۔ "سن کر واقعی بہت صدمہ ہوا۔" چند منٹ باتیں کرنے کے بعد انہوں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ مجھے بھاسکر سے بات کرنے کا موقع بھی نہ مل سکا۔ برآمدے تک ان کے ساتھ آیا۔ وہ گاڑی میں بیٹھ گئے تو میں نے کہا۔ "ڈیڈی بہت ممکن ہے میں کل دس بجے ہزہائی نس سے

رخصت ہونے کو آؤں۔ آپ بنگلے پر ہی رہیے .... میں پہلے آپ کے پاس آؤں گا۔ بھاسکر تم بھی وہیں ملنا۔" اس نے پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "ضرور سرکار۔" میں نے کیپٹن کو سلیوٹ کیا اور انہوں نے گاڑی چلتے چلتے مصافحہ کر کے کہا۔ "ضرور آنا کیپٹن میں تمہارا انتظار کروں گا۔"

شام کو ساڑھے سات بجے میجر ڈریج نے مجھے کلب میں ڈنر دیا۔ جس میں میجر واٹسن، کیپٹن اسمتھ، کرنل گجندر سنگھ، لا انسٹرکٹر چند دوسرے کے سی او شامل تھے۔ رات کے گیارہ بجے تک پینے پلانے کا سلسلہ جاری رہا۔

صبح آٹھ بجے میں نے رخصت ہوتے وقت ریزیڈنٹ سے ہزہائی نس کو رخصتی سلام کرنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے میجر واٹسن کو جو اسی وقت میرے ساتھ آئے تھے۔ راج محل جانے کا اشارہ کیا اور ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے کہا۔ "سر ہزہائی نس کل والے ایکسی ڈنٹ سے پریشان ہیں۔ نہ معلوم وہ مجھ سے ملنے کی پوزیشن میں ہیں یا نہیں۔ اس لئے میں پہلے کیپٹن دیش مکھ کے بنگلے جا کر حالات کا جائزہ لونگا۔ اگر مناسب نہ ہوا تو بغیر ملے چلا آؤنگا۔" انہوں نے مسکرا کر ہاتھ روک لیا اور واٹسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تمہاری کمانڈ میں رہے گا۔" واٹسن نے مسکرا کر کہا۔ "ویری ویل سر۔" پھر میری طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "تمہیں یہیں واپس آنا ہے ...... چار گھنٹے کے اندر اندر ...."

میں نے بہتر ہے سر، کہہ کر سلیوٹ کیا۔ میجر واٹسن مجھے قیام گاہ پر چھوڑ کر تیار ہونے کو چلے گئے۔

ساڑھے نو بجے میں میجر واٹسن کے ساتھ راج محل پہنچا تو گیٹ کھلا ہوا تھا اور پورچ کے سامنے کمپاؤنڈ میں بیس پچیس کاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ ہم سیدھے کیپٹن دیش مکھ کے بنگلے پر پہنچے۔ سیڑھیوں پر بھاسکر نے ہمیں ریسیو کیا اور اندر لے جا کر ڈرائنگ روم میں بٹھاتے ہوئے کہا۔ "سرا کیپٹن، تو آٹھ بجے سے ہزہائی نس کے ساتھ ہیں ...... انہوں نے آپ کے لئے چائے اور ناشتے کا انتظام کرنے کا ہمیں حکم دیا ہے۔ اگر دس بجے تک واپس نہ آئے تو میں انہیں ٹیلی فون سے آپ کے آنے کی اطلاع دوں گا۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے بھاسکر۔ پرب سے الماری کی چابی لاؤ پہلے۔" اس نے جیب سے چابی نکال کر الماری کھولی اور میری طرف دیکھا۔ میں نے بوتل کی طرف اشارہ کیا اور اس نے اسکاچ اور گلاس نکال کر ہمارے سامنے رکھ دیئے۔ پرب باورچی خانے سے کھانے کے لئے ہلکی پھلکی چیزیں لے آیا اور ہم مصروف ہو گئے۔ دس بجے میں نے مسٹر مہتا کو فون کر کے کیپٹن دیش مکھ کو اپنے متعلق اطلاع دینے کو کہا۔ اس نے رسمی مزاج پرسی کے بعد کہا۔ "ٹائیگر! دیوان ہال راجکمار دگمبر جی کے رشتہ داروں سے بھرا پڑا ہے۔ دیش

کھ ہز ہائی نس کے ساتھ ہیں۔ فرصت ملتے ہی اطلاع دوں گا۔" میں نے تھینک یو کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ واٹسن نے میری طرف استفہامیہ نظروں سے دیکھا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "پیو اور انتظار کرو۔" واٹسن نے مسکرا کر بوتل اٹھائی اور گلاسوں میں انڈیلنے لگا۔ میں ریسیور نے اٹھا کر یشودھرا کا نمبر ڈائل کیا۔ دیر تک گھنٹی بجتی رہی۔ آخر کسی عورت نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "یشودھرا کماری شری حضور کے پاس گئی ہوئی ہیں۔" میں نے ریسیور رکھ کر گلاس اٹھایا اور واٹسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مشکل ہے سر...... شاید ہی آج ملاقات ہو سکے۔" مسکرا کر بولے۔ "پئے جاؤ۔" ابھی تھری کوارٹر باقی ہے۔"

اور ہم پیتے رہے۔ بیرا ہر وہ چیز جو تلی یا روسٹ کی جا سکتی تھیں۔ پلیٹیں اور ڈشیں بھر بھر کے لاتا رہا۔ ہم نگلتے اور انڈیلتے رہے۔ حتیٰ کہ ساڑھے گیارہ بج گئے۔ ہمیں کیپٹن دلیش کھ کی معاشی حالت پر اور ان سے زیادہ اپنی جسمانی حالت پر رحم آنے لگا۔ میز چھوڑ کر سگریٹ سلگائے اور آرام کرسیوں پر نیم دراز ہو گئے۔ بارہ سوا بارہ بجے مسٹر مہتا نے فون کر کے مجھے چیمبرز میں طلب کیا۔ میں واٹسن سے اجازت لے کر راج محل پہنچا۔ چیمبرز میں اس وقت ایڈی کانگ کے سوا کوئی نہ تھا۔ مجھے دیکھتے ہی مسکرا کر ہیلو ٹائیگر کہتے ہوئے اٹھا۔ مصافحہ کیا۔ میں نے کیپٹن دلیش کھ کے متعلق دریافت کیا تو کہنے لگا۔ "ہز ہائی نس کے ڈرائنگ روم میں ہیں۔ اور ہز ہائی نس کے ساتھ چند مہمان بیٹھے ہیں۔ اسموکنگ روم میں ملاقات کریں گے۔"

میں ان کے ساتھ چل دیا۔ کاریڈور میں ہوتے ہوئے اسموکنگ روم میں پہنچے تو وہاں چند داسیوں کے سوا کوئی نہ تھا۔ وہ ہمیں دیکھ کر با ادب با ملاحظہ ہو گئیں۔ ایڈی کانگ نے میرا بازو تھام کر صوفہ چیئر پر بٹھایا اور ایک لڑکی سے کہا۔ "ہز ہائی نس کے ڈرائنگ روم میں جا کر ساوتری بائی سے کہو کہ ٹائیگر آ گیا ہے۔ ہز ہائی نس کو اطلاع دینے سے پہلے لائٹ ریفرشمنٹ اور چائے کا انتظام کریں۔" میں نے کھانا کھا کر آنے کا عذر پیش کیا تو ہنس کر کہنے لگے۔ "ہلکا پھلکا ناشتہ کسی وقت بھی چل سکتا ہے ٹائیگر۔" میرے جواب سے پہلے لڑکی روانہ ہو گئی۔

ساوتری کا نام سن کر میں ماضی کے حسین تصورات میں گم ہو گیا۔ مہارانی کی یہ معتمد حسینہ راج محل کی شوبھا کہلاتی تھی۔ دو سال قبل ہولی کے تیوہار پر خود کو خطرے میں ڈال کر میری زندگی بچا چکی تھی۔ کئی بار میری خواب گاہ میں راتیں گزرنے کے باوجود میں نے اس کی انسانیت کا احترام کیا تھا۔ محض اس لئے کہ وہ میری محسنہ تھی۔ اس کو مایوس کرنا میرے ضمیر نے گوارا نہ [illegible] مجھ سے اس کی محبت وارفتگی کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ وہ میرے ایک اشارے پر آگ میں چھلانگ لگا سکتی تھی۔ بھاسکر کے اشارے کے بعد میں ایڈی کانگ کی طرف سے بدظن ہو چکا تھا اور اس کے کھانے پینے کو کبھی تیار نہ ہوتا۔ لیکن

ساوتری کا نام آتے ہی مطمئن ہو گیا۔ وہ مجھ سے ہنس ہنس کر باتیں کئے جا رہا تھا اور میں اس کو لیس سر اور نو سر میں الجھائے ہوئے تھا۔ چند منٹ بعد ساوتری ٹرے لئے ہوئے دروازے میں نمودار ہوئی۔ پرمیلا نے بڑھ کر اس کے ہاتھوں سے ٹرے لی اور ہمارے سامنے ٹیبل پر رکھ دی۔ ساوتری نے جھک کر سلام کیا اور مسکرا کر کہنے لگی۔ "ٹائیگر' مبارک ہو تم کیپٹن ہو گئے ......" ایڈی کانگ نے ہنس کر کہا۔ "اب یہ ٹائیگر نہیں ببر شیر ہو گیا ہے۔" اس نے مسکرا کر ٹرے سے خوان پوش اٹھایا اور پلیٹیں میز پر رکھنے لگی۔ ایڈی کانگ نے لڑکیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اب تم جا سکتی ہو۔" وہ دونوں جھک کر سلام کرتی ہوئی باہر نکل گئیں۔ ساوتری ایڈی کانگ کی کرسی کے قریب کھڑی ہوئی سرو کر رہی تھی۔ اس نے موہن بھوگ کی پلیٹ میرے سامنے رکھتے ہوئے آنکھیں مچکائیں اور دوسری پلیٹ ایڈی کانگ کی طرف سرکاتے ہوئے کہا۔ "ٹائیگر' ہاتھ دھونا چاہتے ہو۔" ساتھ ہی اثبات میں سر ہلا کر اشارہ کیا۔ میں اٹھ کر دائیں ٹوائلٹ کی طرف چل دیا۔ ہاتھ دھو کر واپس آیا تو ایڈی کانگ نے کہا۔ "سلفچی لے آؤ ساوتری ......" وہ پلٹ کر باتھ روم میں گئی اور سلفچی لا کر اسکے بائیں طرف کھڑی ہو کر ہاتھ دھونے کا اشارہ کیا۔ ایڈی کانگ گھوم کر ہاتھ دھونے لگا۔ اس نے پانی ڈالتے ڈالتے میری طرف دیکھ کر اشارہ کیا۔ میں نے ایک ہاتھ سے اپنی پلیٹ اٹھا کر اسکے سامنے اور دوسرے ہاتھ اس کی اپنے سامنے رکھ لی۔ ساوتری نے مسکرا کر تولیہ اس کے سامنے کر دیا وہ ہاتھ پونچھتے ہی "شروع کرو ٹائیگر" کہہ کر کھانے لگا۔ میں نے بھی کھانا شروع کر دیا۔ تمام چیزیں تھوڑی تھوڑی کھا کر چائے پی۔ سگریٹ وغیرہ سے فارغ ہو کر اس نے ساوتری سے کہا۔ "پرمیلا کو بھیج کر ٹرے اٹھواؤ اور تم ہز ہائی نس کو اطلاع دو کہ ایڈی کانگ ٹائیگر کو لے کر آ رہے ہیں۔" وہ سر جھکا کر چل دی۔ وہ مجھ سے حادثے کے سلسلے میں مہاراجہ کی مصروفیت سے متعلق باتیں کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ساوتری واپس آئی اور کہنے لگی۔ "شری حضور نے [illegible] ہے کہ آپ چیمبرز میں جا کر چغتائی صاحب اور ان کے رشتہ داروں کو ریسیو کیجئے۔ ٹائیگر کو میں لے کر جا رہی ہوں۔" ایڈی کانگ ہز ہائی نس کا فرمان سنتے ہی اٹھ کر "او کے ٹائیگر" کہتا ہوا باہر نکل گیا۔ میں بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ ساوتری میرے ساتھ دروازے تک آئی۔ باہر جھانک کر دروازہ بند کیا اور پلٹ کر میری گردن میں جھول گئی۔ میں نے اس کو سینے سے لگا کر چوم لیا۔ معاً" وہ سنبھلتی ہوئی بولی۔ "آہ نعیم آج تمہیں بچانے میں مجھے ختم ہونا پڑے گا۔"

میں نے اس کو آغوش میں لے کر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "پریتما ...... تمہیں ہاتھ لگانے والے کو پہلے مجھے ختم کرنا ہو گا ...... اور اتنا طاقتور یہاں کوئی نہیں ہے ...... میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں ...... ایڈی کانگ اپنے جال میں خود پھنسا ہے۔ ذرا سا خطرہ محسوس ہوتے ہی یشودھرا' سادھنا یا دلیش کھ کے پاس پہنچ جانا اور سب کچھ بتا دینا ...... وہ تمہیں برٹش کیمپ

میں میرے پاس پہنچا دیں گے ...... یا ......" میں نے ایک کارڈ پر اپنا فون نمبر لکھ کر دیا۔ اس نمبر پر رنگ کرنا میں خود شاگرد پیشہ والے گیٹ پر آکر تمہیں لے جاؤں گا۔" وہ مسکرا دی۔ میں نے پھر اسکا منہ چوم لیا۔ وہ تفصیل بیان کرنے لگی تو میں نے کہا۔ "وقت بہت کم ہے پرتما ...... صرف یہ بتاؤ کیا یہ سب کچھ ہزہائی نس کے اشارے پر ہوا؟" اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "سچترا نے اس سفید شیطان کو ہموار کیا اور اس نے مجھے' ایک ہزار روپیہ میری جیب میں آچکا ہے اور چار ہزار ملنے والا تھا جو اب نہیں ملے گا۔ لیکن مجھے خوشی ہے کہ میں تمہیں بچانے میں کامیاب ہو گئی اور اب یہ روپیہ برہمنوں میں تقسیم کر دونگی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اپنے عزیزوں میں تقسیم کر دو ...... تم نے اچھا کیا ڈارلنگ تیار ہو گئیں ورنہ تم نہیں تو کوئی اور تیار ہو جاتی اور ٹائیگر ......" اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں نے اس کو فرش پر ٹکا کر دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "آؤ تمہیں کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا ...... مہارانی تمہاری حفاظت کرے گی ...... اور اگر خطرہ نظر آئے تو ...... نعیم تمہارا ...... باڈی گارڈ ہے مائی لیڈی۔" وہ ہنستی ہوئی باہر نکل آئی اور ہزہائی نس کے ڈرائنگ روم میں مخالف سمت میں چلتی ہوئی کہنے لگی۔ "اڈی کانگ نے تمہیں اپنے طور پر بلا کر شکار کرنا چاہا تھا نعیم ...... اب جب کہ بازی پلٹ چکی ہے ہمیں کیا ضرورت ہے کہ شری حضور پر ظاہر کریں کہ تم اس کے ساتھ چائے پی کر آ رہے ہو۔" میں نے کہا "جیسے تم مناسب سمجھو ...... لیکن پرمیلا وغیرہ بھی تو موجود ہیں ...... ہز ہائی نس کو معلوم تو ہو کر رہے گا۔" بولی۔ "آج انہیں اتنی فرصت کہاں ہے کہ کوئی ان سے مل سکے۔ تم بھی چند منٹ سے زیادہ نہ ٹھہرنا۔ اگر ممکن ہوا تو میں یشودھرا دیوی کو تمہارے آنے کی اطلاع دینے کی کوشش کرونگی۔" میں او کے' کہہ کر خاموش ہو گیا۔

میں ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو ہزہائی نس کے ساتھ مہارانی' مچترا' دگمبر' سادھنا اور کئی نئے آدمی موجود تھے۔ میں نے سلام کر کے مدھوکر کی موت پر افسوس کا اظہار کیا اور اپنی واپسی کے متعلق بتایا۔ انہوں نے چند رسمی باتیں کر کے مہارانی کی طرف دیکھا۔ کہنے لگی۔ "نعیم' ہمیں معلوم ہوا ہے کرنل ارجن سنگھ ریزیڈنٹ کے پاس آئے تھے۔" میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "کب یورہائی نس۔" بولیں۔ "پرسوں" میں نے کہا۔ "پرسوں میں آیا تو وہ ریزیڈنسی میں نہیں تھے یورہائی نس ...... پہلے چلے گئے ہوں تو مجھے معلوم نہیں ...... ریزیڈنٹ صاحب نے بھی ان کے متعلق مجھ سے کوئی ذکر نہیں کیا۔" بولیں۔ "ریزیڈنٹ کو کیا معلوم کہ وہ تمہارے دھرم پتا ہیں۔" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "یہ بھی صحیح فرمایا آپ نے یورہائی نس۔" **دگمبر** نے مہارانی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تو یہ ہیں کیپٹن نعیم۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کا خادم۔" بولا۔ "کیپٹن' کیا ارجن سنگھ نے تمہیں گود لیا ہے۔"

میں نے مہارانی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "وہ مجھے بیٹا کہتے ہیں ...... دیٹس آل۔" مہارانی مسکرا دیں۔ میں نے ہزہائی نس کو سلام کرتے ہوئے کہا۔ "اجازت یورہائی نس۔" وہ بولے "اوکے ٹائیگر۔" میں نے مہارانی کے چرنوں کو ہاتھ لگایا۔ سادھنا اور **سچترا** کو جھک کر سلام کیا اور دروازے کی طرف چل دیا۔ کاریڈور میں آتے ہی ساوتری پھر ساتھ ہو گئی۔ گیٹ پر کھڑے ہوئے باڈی گارڈ نے اٹینشن ہو کر سلام کیا۔ یہ کوئی نیا جوان تھا۔ لفٹ کی طرف چلتے ہوئے میں نے یشودھرا کو اشارہ کیا اور وہ تیزی سے ہمارے قریب پہنچ گئی۔ "شاید ساوتری پر آج کوئی مصیبت آ جائے ...... تمہیں اس کو پروٹیکشن دینا ہے اور ہر قیمت پر میرے پاس لے کر پہنچنا ہے۔ اس نے میری زندگی بچائی ہے ...... تم سمجھ گئیں نا؟" وہ مسکرا کر بولی۔ "ہاں یہ کچھ کہہ رہی تھی ...... اچھا ساوتری تم میرے اپارٹمنٹ میں پہنچ جاؤ اور بالکل فکر نہ کرو۔" ساوتری سر جھکا کر زینے کی طرف چل دی اور سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ میں نے لفٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہی کہا۔ "آنے سے پہلے مجھے رنگ کرنا یشو ...... خدا حافظ ......"

کیپٹن دلیش مکھ کے ساتھ تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد میں میجر واٹسن کے ساتھ کیمپ پہنچ گیا۔ ریزیڈنٹ سے مل کر شام تک ٹھہرنے کی اجازت طلب کی۔ اور جب انہوں نے مسکرا کر اظہار رضا مندی کیا تو روانگی کے بعد راستے میں بارہ گھنٹے کا بریک جرنی بھی منظور کر لیا اور میں شکریہ ادا کر کے اپارٹمنٹ پہنچ گیا۔ سامان پیک کر کے سوٹ کیس کے بکس میں رکھوایا۔ فیول ٹینک فل کرایا اور گاڑی لاک کر کے یونیفارم پہنے پہنے بستر پر دراز ہو گیا۔

ساڑھے چھ بجے جب کہ میں یشودھرا کے فون کا انتظار کرتے کرتے مایوس ہو چکا تھا اور باہر نکلنے کی تیاری کر رہا تھا۔ دفعتاً ٹیلی فون کی گھنٹی نے اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے ریسیور کان سے لگایا۔ آواز آئی۔ "کیپٹن دس از یشو۔" میں نے کہا۔ "بہت انتظار کرایا یورایکسی ......" تیزی سے بات کاٹ کر بولی۔ "وہ مصیبت سچ مچ آ گئی ڈارلنگ ...... اولڈ مین ہسپتال پہنچ گیا ہے ...... تمہاری فرینڈ گھبرا رہی ہے ...... لیتی آؤں کیا ......؟" میں نے کہا۔ "کوئی معقول وجہ ہو تو فوراً لے آؤ' ورنہ یکایک غائب ہو کر سب کو اپنی طرف متوجہ کرنا حماقت ہے۔" وہ بولی۔ "بظاہر کوئی وجہ نہیں ...... خیر لے آتی ہوں ...... تم خود سمجھ لینا۔ اگر وہ مطمئن ہو گئی تو واپس لے جاؤنگی۔" میں نے "او کے" کہہ کر ریسیور رکھنے کا ارادہ کیا تو کہنے لگی ...... "سنو ڈارلنگ کہیں ایسا تو نہیں کہ جذباتی وابستگی کے تحت ایسا ہو رہا ہے؟" میں نے کہا۔ "یشو ڈیئر وابستگی تو یقیناً ہے ...... لیکن یکطرفہ ...... میں اس کو اپنی محسنہ سمجھ کر اس کا احترام کرتا ہوں اور کچھ نہیں۔" ہنس کر کہنے لگی۔ "مجھے یقین ہے ڈارلنگ ...... لیکن اگر وہ یہاں سے جانے پر اصرار کرے تو لے کر کہاں جاؤ گے ......

کوئی جگہ تو بتاؤ؟" میں نے جواب دیا وہ کسی راجکماری کے پاس ہی رہے گی .... اور تم یقیناً کبھی نہ کبھی دیکھ لو گی ...... درخواست صرف یہ ہے کہ ایسا ہو تو اس سے واقفیت کا اظہار نہ کرنا پلیز......"

خدا حافظ کہہ کر اس نے ماؤتھ پیس کو بوسہ دیا اور ریسیور رکھ دیا۔ میں کچھ دیر بیٹھا سگریٹ پیتا رہا پھر گاڑی لے کر ریزیڈنٹ کی طرف چل پڑا تاکہ ان سے الوداعی ملاقات کر کے رخصت ہو سکوں۔ اردلی سارجنٹ نے مجھے دروازے پر ریسیو کیا اور پردہ ہٹا کر ایک طرف ہو گیا۔ میں نے اندر داخل ہو کر ریزیڈنٹ کو سلیوٹ کیا۔ وہ صوفے پر بیٹھے تھے اور ان کے بائیں طرف میم بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے مسکرا کر جواب دیا اور بولے۔ "ویل کیپٹن! تم تیار ہو کر آئے ہو؟" میں نے کہا۔ "لیس سر—— آپ کی اجازت ہو تو میں رخصت ہو جاؤں۔" انہوں نے کہا۔ "اوکے کیپٹن! لیکن احتیاط کے ساتھ۔ میں نے سارجنٹ مائیکل سے کہہ دیا ہے وہ تمہیں کچھ دور تک واچ کرے گا۔" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے سر! لیکن اس کی ضرورت نہیں تھی——" مسکرا کر بولے۔ "کیپٹن ہمیں تمہاری زندگی عزیز ہے۔" اور کھڑے ہو کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے مصافحہ کر کے انہیں سلیوٹ کیا اور میم کی طرف جھک کر انہیں سلام کیا اور باہر آ گیا۔ گاڑی میں بیٹھ کر چلنے لگا تو سارجنٹ مائیکل نے اپنی موٹر سائیکل پر قریب آ کر سلیوٹ کیا اور بولا۔ "سر میں کچھ دور تک آپ کو فالو کروں گا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "اوکے سارجنٹ لیکن فاصلے کا خیال رہے اور ہاں آج بھی مجھے کوئی ملنے آ رہا ہے۔" بولا۔ "اوکے سر آپ مطمئن رہیں۔" میں نے گاڑی سٹارٹ کی اور گیٹ کی طرف چل دیا۔ اب تک یشودھرا کو پہنچ جانا چاہئے تھا۔ گیٹ سے نکل کر تھوڑی دور گیا تھا کہ سڑک سے ہٹ کر ایک کار کھڑی دکھائی دی اور میں اسے پہچان گیا یہ یشودھرا تھی۔ میں نے گاڑی آہستہ کر کے کار کے قریب لا کر روک دی اور کار سے باہر نکل کر یشودھرا کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا وہ اکیلی تھی۔ میں نے کہا۔ "ہاں یشو کیا رہا ساوتری کا؟" بولی۔ "نعیم میں نے اسے سمجھا دیا اور وہ سمجھ گئی اور اس نے آنے کے لئے بالکل اصرار نہیں کیا۔" میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یشو! ڈارلنگ سب ٹھیک ہو جائے گا تم بالکل فکر نہ کرنا اب مجھے اجازت دو۔" اور اس نے اپنا سر میری گود میں ڈال دیا۔

میں نے کچھ دیر کے بعد یشودھرا کو رخصت کیا اور جب وہ گاڑی بیک کر کے واپس ولاس پور کی طرف چلی گئی تو آ کر میں بھی اپنی گاڑی کے وہیل پر بیٹھ گیا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ سارجنٹ کی موٹر سائیکل ڈیڑھ' دو سو گز کے فاصلے سے میرے پیچھے آ رہی تھی۔ برٹش کیمپ آتے ہی میں نے گاڑی آہستہ کر کے روک لی۔ سارجنٹ قریب آ کر رکا تو میں نے مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور کہا۔ "اوکے سارجنٹ اب تم واپس جاؤ۔" اس

نے ہاتھ ملا کر کہا۔ "سر میں آخری چیک پوسٹ تک بلکہ اس سے بھی کچھ آگے تک آپ کے ساتھ ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "شادی شدہ ہو یا کنوارے' مائیکل!"

وہ بولا "صرف سولجر سر' جسے آپ کو بحفاظت برٹش حدود تک پہنچانے کا حکم ملا ہے۔" میں نے جواب دینے کی بجائے گاڑی اسٹارٹ کر دی اور وہ مجھ سے بیس پچیس گز کے فاصلے سے میرے پیچھے چلنے لگا۔

آخری چیک پوسٹ تقریباً" پندرہ میل کے فاصلے پر تھا۔ ہم بیس منٹ میں پہنچ گئے۔ سارجنٹ میرے دائیں جانب ساتھ ساتھ باتیں کرتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ ہرڈل سے نکلنے کے بعد برٹش حدود میں آتے ہی اس نے گردن گھما کر پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "دفتر کے پیچھے ایک کار کھڑی ہوئی ہے۔" میں نے بیک ویو مرر سے نظر ڈال کر دیکھا۔ پوسٹ لیمپ کی روشنی میں واقعی ایک کار موجود تھی۔ جس کا رخ ولاس پور کی طرف تھا۔ لیکن ایسی کار کہیں بھی ہو سکتی تھی۔ میں نے اسے کوئی اہمیت نہ دی اور گاڑی دھیمی کرتے ہوئے کہا۔ "اوکے سارجنٹ ...... گڈ بائی ......" وہ اسی طرح چلتا ہوا بولا۔ "یہاں سے چار میل پر ندی کا پل ایک خطرناک پوائنٹ ہے سر........ میں اس کو عبور کرا کے واپس ہو جاؤں گا۔"

"میں نے دیکھا ہے سارجنٹ۔" میں نے کہا۔ کہنے لگا۔ "اس پر کوئی پروٹیکشن نہیں ہے اور آج کل ندی کا پورا پاٹ بھرا ہوا ہے۔" میں خاموش ہو گیا اور اسپیڈ بڑھانے لگا۔ چند منٹ میں ہم پل کے قریب تھے۔ پل حد نظر تک خالی تھا۔ اس کی چوڑائی بیس فٹ کے قریب اور لمبائی دو اڑھائی سو گز معلوم ہوتی تھی۔ پل سے دس فٹ نیچے پانی ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ سارجنٹ ابھی تک کار کے پہلو بہ پہلو چل رہا تھا۔ پل پر آتے ہی میں نے ہیڈ لائٹس اور تیز کر دیں اور رفتار کم کر کے چلنے لگا۔ کیونکہ سڑک کے سرے پر ایک فٹ اونچی لوہے کی تین پٹیوں کے سوا اور کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ بمشکل نصف پل عبور کیا ہو گا کہ سامنے سے دو گاڑیوں کے ہیڈ لیمپس کی تیز روشنی نے چندھیا دیا۔ گاڑیاں فل اسپیڈ میں پہلو بہ پہلو چلی آ رہی تھیں۔ پل پر کسی طرف دو فٹ سے زیادہ جگہ نہ تھی۔ سارجنٹ نے چیخ کر کہا۔ "چھلانگ کیپٹن۔" میں نے دو ٹرک ایک ساتھ قریب آتے دیکھ کر تیزی سے گاڑی بائیں طرف گھمائی۔ ایک ہلکا سا جھٹکا لگا۔ گاڑی جنگلے کو توڑتی ہوئی انجن کے بل ندی میں گرنے لگی۔ میں نے ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ وہیل اور دوسرے سے سیٹ کی پشت گاہ تھام لی۔ گاڑی پانی میں ڈوب کر سطح سے ٹکراتے ٹکراتے پانی کے بہاؤ سے ایک بار پھر سیدھی ہو گئی۔ ناہموار سطح کا امپیکٹ برائے نام تھا۔ میرا سر گاڑی کی چھت سے ٹکرا دیا۔ دماغ میں پھلجھڑیاں سی چھوٹیں اور میں چکرا گیا۔ لیکن زندہ رہنے کے شدید جذبے نے مجھے بے ہوش نہ ہونے دیا۔ گاڑی ساکت ہوتے ہی دروازوں اور کھڑکیوں کی درزوں سے فوارے کی طرح پانی اندر آنے لگا۔

○

میرے حواس ابھی تک بجا تھے۔ اس جھٹکے میں ٹوٹ پھوٹ سے بچ جانے پر مجھے
ایک بار پھر بچ نکلنے کی امید ہونے لگی۔ میں نے ناک اور منہ پر ہاتھ رکھ کر ایک لمبا سانس
لیا اور دوسرے ہاتھ سے دروازے کا ہینڈل گھما کر زور سے باہر کی طرف دھکیلا۔ دروازہ
کھلنے سے پہلے ہی ایک ثانئے میں گاڑی پانی سے بھر گئی۔ میں نے دروازے کی سمت کا
اندازہ لگا کر سر باہر نکالا اور ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں گاڑی کی باڈی سے ٹکرا کر
لوٹنے والے پانی نے مجھے باہر دھکیل دیا۔ میں نے اوپر آنے کے لئے ہاتھ مارنے شروع کئے'
نصف منٹ بعد میں سطح آب پر تھا اور موجیں تیزی سے بہائے لئے جا رہی تھیں۔ اوپر
آتے ہی میں نے "سارجنٹ سارجنٹ" پکارنا شروع کیا۔ لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ گردن گھما
کر پیچھے کی طرف دیکھا تو سو گز کے فاصلے پر پل نظر آیا۔ ایک سرے پر ٹرک کا ٹیل لیمپ
چمک رہا تھا۔ سارجنٹ اور اس کی موٹر سائیکل کا کہیں نشان نہ تھا۔ میں نے چاند کی روشنی
میں قریبی کنارے کے فاصلے کا اندازہ لگایا اور دھارے سے بچ نکلنے کے لئے بتدریج اسی
طرف بڑھنے لگا۔ کنارہ زیادہ سے زیادہ پچاس گز کے فاصلے پر تھا اور بہاؤ کا زور مجھے تیزی
سے لئے جا رہا تھا۔ لیکن جسم پر پورا لباس اور پاؤں میں فل بوٹ ہونے کے باعث تیرنے
میں بہت زیادہ طاقت لگانی پڑ رہی تھی اور خوف تھا کہ اگر پندرہ بیس منٹ میں کنارے پر نہ
پہنچ سکا تو تھک کر ڈوب جانا یقینی ہے۔ بہرکیف میں ہاتھ پیر چلا رہا تھا اور ہر گزرنے والا لمحہ
مجھے قریب سے قریب تر کر رہا تھا۔ جھاڑیاں اور درخت واضح ہوتے جا رہے تھے۔ ایک دو
بار پھر سارجنٹ کا نام لے کر پکارا اور اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہ ملا۔ پندرہ بیس منٹ گزر
گئے میرے بازو تھک کر شل ہو گئے۔ کنارہ دس بارہ گز رہ گیا تھا اور یہ فاصلہ زیادہ تھا۔ لیکن
یہاں دھارے کا زور جو مجھے تیزی سے بہا کر لا رہا تھا' ٹوٹ چکا تھا اور تیرنے میں پہلے سے
زیادہ طاقت لگانی پڑ رہی تھی۔ کنارے سے صرف پانچ گز کے فاصلے پر تھک کر ڈوب جانے
کا خطرہ قریب ہو گیا۔ آخری پانچ گز مجھے پانچ میل نظر آ رہے تھے۔ بازوؤں نے جواب دے
دیا تھا۔ لیکن کنارے کے قرب نے ایک بار پھر ہمت بندھائی اور میں نے ایک لمبا سانس
لے کر غوطہ لگایا جو بمشکل آٹھ دس سیکنڈ کا رہا ہو گا۔ سانس ختم ہونے پر اوپر ابھرا تو دو گز
کے فاصلے پر ایک درخت کی تین چار جڑیں نظر آئیں جو کنارہ کٹ جانے کی وجہ سے باہر
نکل آئی تھیں۔ میں نے آہستہ آہستہ چند اسٹروک لگائے اور ہاتھ بڑھا کر ایک موٹی جڑ کو

پکڑ لیا جسم کو آگے گھسیٹتے ہی دونوں پاؤں زمین پر ٹک گئے۔ میں تھکن سے چور ہو کر لاش
بن چکا تھا۔ دونوں ہاتھوں سے جڑ کا بالائی حصہ تھام کر اس پر سینہ لگا دیا اور گہرے سانس
لینے لگا۔ چند منٹ بے حس و حرکت کھڑا رہنے کے بعد جسم میں کچھ توانائی آئی تو جڑ کا سہارا
لیتا ہوا اوپر آیا اور آہستہ آہستہ پل کی طرف چلنے لگا۔ میرے گرد و پیش گھنا جنگل تھا۔
سولہویں سترہویں تاریخ کا چاند افق مشرق سے ایک نیزہ بلند ہو چکا تھا اور ہر طرف ہلکی ہلکی
روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ سماں پرکیف تھا۔ لیکن میری اپنی حالت نے کم از کم میرے لئے اس
کی تمام دلکشی چھین لی تھی۔ میں پانی میں شرابور تھا۔ جنگل کی سرد ہوا سے تمام جسم کانپ
رہا تھا اور جلد از جلد سڑک پر پہنچ جانا چاہتا تھا۔ تاکہ کسی آنے جانے والے ٹرک یا
چھکڑے میں لفٹ مل سکے۔ مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ میں پل کو جانے والی سڑک سے کتنی
دور ہوں۔ بس سمٹا سکڑا چلا جا رہا تھا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد میری ٹانگوں میں طاقت آئی
اور تیزی سے چلنے لگا۔ دریا کا کنارہ ہونے کی وجہ سے زمین ہموار تھی۔ لیکن جھاڑیوں اور
درختوں کی رکاوٹیں راستے میں حائل ہو رہی تھیں اور ان سے بچ بچ کر چلنا پڑ رہا تھا۔ چند
منٹ تیزی سے چلنے کے بعد پل نظر آنے لگا۔ کچھ اور آگے بڑھ کر غور سے دیکھا تو وہ حصہ
بھی نظر آنے لگا' جہاں سے جنگلہ ٹوٹا تھا اور میں گاڑی سمیت دریا میں گرا تھا۔ مجھے
جھرجھری سی آ گئی۔ آج پھر قدرت نے بال بال بچا لیا تھا اور جس طرح بچایا تھا وہ ایک
معجزے سے کم نہ تھا۔ سارجنٹ کی وارننگ کے بعد میں نے سوچنے میں ایک سیکنڈ بھی ضائع
نہیں کیا تھا۔ کیونکہ ٹرک کی ٹکر کھا کر ٹوٹ پھوٹ کر گرنے کے بجائے صحیح سالم چھلانگ لگا
دینے میں کہیں زیادہ بچت تھی۔ لیکن سارجنٹ! میرا وہ محافظ دوست' جس نے بروقت
وارننگ دے کر میری زندگی بچائی .... اس وقت .... نہ معلوم زندہ بھی ہے یا نہیں
.... یہ خیال آتے ہی میں ایک بار پھر کانپ اٹھا۔ سڑک اب بالکل قریب آ گئی تھی۔ میں
نے پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پستول نکالا اور جھٹک کر کوٹ کی آستین سے پونچھا۔
سڑک آتے ہی ایک بار پھر پل پر نظر ڈالی۔ اب کوئی ٹرک یا اس کا لیمپ سرے پر دکھائی
نہیں دے رہا تھا۔ میں پل عبور کر کے آسانی سے چیک پوسٹ پہنچ سکتا تھا' جو زیادہ سے
زیادہ ڈیڑھ دو میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ لیکن اس کا تعلق ولاس پور سے تھا اور ممکن تھا
کہ جو کار دفتر کی آڑ میں کھڑی دیکھی گئی تھی۔ اس کا اس حملے سے کوئی گہرا تعلق ہو اور وہ
ابھی وہیں موجود ہو .... اور پھر سارجنٹ مائیکل .... وہ یقیناً دریا میں گر گیا۔ اگر کسی
طرح بچ گیا ہوتا تو ٹرک والوں کو کبھی زندہ نہ چھوڑتا۔ اس کے پاس گن تھی ...... مائیکل
کے متعلق سوچتے سوچتے میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ اس وقت گیارہ بج کر پچاس منٹ
ہو چکے تھے۔ سڑک دونوں طرف حد نظر تک خالی پڑی ہوئی تھی۔ میں نے پستول کا میگزین
کھول کر چیک کیا۔ ری نل بالکل خشک تھا میگزین میں پانی داخل نہیں ہو سکا تھا۔ مجھے

اطمینان ہو گیا کہ ضرورت پڑنے پر کام دے سکتا ہے۔ میگزین بند کیا اور تیزی سے چیک پوسٹ کی طرف چلنے لگا۔

چیک پوسٹ سے سو گز کا فاصلہ رہا ہو گا کہ میں سڑک سے نیچے اتر گیا اور دائیں جانب کے درختوں کے سائے میں چلتا ہوا دفتر کے عقب میں پہنچ گیا۔ اس وقت یہاں کوئی کار نہ تھی۔ ہرڈل نیچے پڑا ہوا تھا اور نگران غائب تھا۔ میں دبے پاؤں کھڑکی کے قریب پہنچا اور اندر نظر ڈالی۔ تپائی پر ایک ٹیبل لیمپ جل رہا تھا۔ دو آدمی فرش پر چادر اوڑھے سو رہے تھے۔ سڑک کی طرف کھلنے والے دروازے کی کنڈی چڑھی ہوئی تھی۔ دروازے سے ذرا ہٹ کر دیوار میں ٹیلی فون لگا ہوا تھا۔ بظاہر چیک پوسٹ والوں کے اس حملے کی سازش میں ملوث ہونے کے کوئی آثار نہ تھے۔ میں چند منٹ خاموشی سے اندر کا جائزہ لیتا رہا اور جب ان کے بے خبر سونے کا یقین ہو گیا تو دفتر کا چکر کاٹ کر دروازے پر آیا اور کنڈی کھٹکھٹائی۔ اندر سے کسی نے خواب آلودہ آواز میں کہا۔ "کون؟" میں نے جواب دیا۔ "ملٹری" اندر کچھ کھسر پھسر ہوئی اور ایک لمحے بعد دروازہ کھل گیا۔ میں تیزی سے اندر داخل ہوا' دروازہ کھولنے والے نے سہم کر میرے سراپا پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "حضور .... سرکار ...... صاحب بہادر ...... آپ۔" میں نے اس کی گھبراہٹ سے اکتا کر بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "ہاں میں بری طرح بھیگ گیا ہوں۔" اس نے لیمپ کی لو اونچی کرتے ہوئے اپنے ساتھی کو جگایا .... "نور الدین جلدی سے اٹھ کر انگیٹھی جلاؤ .... ایک چادر نکالو .... کپتان صاحب ...." اس کا ساتھی چونک کر اٹھ کھڑا ہوا اور میری طرف دیکھ کر "ارے ارے .... یہ کیا ہوا صاحب......" کہتا ہوا تیزی سے باہر نکل گیا تھا۔ میں نے دیکھا دونوں میں سے کوئی بھی مجھے شناخت نہ کر سکا تھا۔ ان کی گھبراہٹ اور سراسیمگی حالات سے بے خبر ہونے کا ثبوت تھی۔ پہلے شخص نے جھک کر بستر سے چادر اٹھائی اور میری طرف دیکھ کر اسے یہ کہنے کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی کہ اسے اوڑھ کر کپڑے اتار ڈالئے۔ میں نے چادر اس کے ہاتھ سے لے کر بنچ پر رکھتے ہوئے کہا۔ "اسے رہنے دو' برٹش کیمپ کو ٹیلی فون کرو۔" اس نے پھر میرے چہرے کی طرف دیکھا۔ میں نے اس کا عندیہ سمجھ کر میجر واٹسن کا نمبر دیا اور وہ آگے بڑھ کر ڈائل کرنے لگا۔" ہیلو سنتے ہی میں نے اس کے ہاتھ سے ریسیور لے کر کان سے لگایا اور میجر کی آواز سنتے ہی کہا۔ "زحمت کی معافی چاہتا ہوں میجر' لیکن ایک بہت بڑا حادثہ پیش آگیا ہے جس کے نتیجے میں ...."

میں نے مختصر الفاظ میں تمام واقعہ سنا دیا۔ اس نے مجھے تسلی دی اور ایک گھنٹے میں ضروری سامان لے کر چیک پوسٹ پہنچنے کا وعدہ کیا۔ میں نے ریسیور رکھ دیا۔ پوسٹ کے آدمیوں نے انگیٹھی میرے قریب رکھ دی اور میں کھڑے کھڑے ہاتھ تاپنے لگا۔ نور الدین نے اپنے ساتھی کو دوسرے کمرے میں جا کر چائے تیار کرنے کو کہا اور جھک کر میرے

جوتوں کے تسمے کھولنے لگا۔ میں بنچ پر بیٹھ گیا۔ اس نے جوتے اور موزے اتار کر انگیٹھی میرے پیروں کے قریب کر دی اور موزے نچوڑ کر سینکنے لگا۔ میں نے کوٹ کی اندرونی جیب سے نوٹوں کی گڈی نکال کر بنچ پر رکھ دی اور سگریٹ کیس کھول کر دیکھا۔ تمام سگریٹ خراب ہو چکے تھے۔ اس نے سگریٹ کیس اٹھا کر انگیٹھی میں خالی کر دیا اور تکیے کے نیچے سے بیڑیاں نکال کر میرے ہاتھ میں دے دیں۔ میں نے شکریہ ادا کر کے ایک بیڑی سلگائی اور پینے لگا۔

تھوڑی دیر میں دوسرا آدمی چائے بنا کر لے آیا اور پیالی بنچ پر رکھ دی۔ میں اٹھا کر پینے لگا۔ دو تین چسکیاں لینے کے بعد میں نے جسم میں حرارت محسوس کی۔ نور الدین نے موزے خشک کر کے میرے قریب رکھ دیئے اور نوٹ اٹھا کر سینکنے لگا۔ اس کے ساتھی نے چائے کی پیالی لبریز کر دی۔ میں نے بیڑی سلگا کر کش لیتے ہوئے کہا .... "ہم نے تم لوگوں کو بہت تکلیف دیا۔" نور الدین نے مسکرا کر کہا۔ "صاحب بہادر ...... یہ تو ہمارا فرض ہے .... ہمیں خوشی ہے اللہ نے ہمیں آپ کی خدمت کا موقع دیا۔ آپ ندی میں گر گئے تھے کیا؟" میں نے چائے کا گھونٹ لے کر کہا۔ "ہاں مسٹر نور ہم اور ہمارا سارجنٹ دونوں گر گئے تھے۔ ہم تیر کے نکل آیا۔ اس کا معلوم نہیں۔" دونوں افسوس کرنے لگے۔ نور الدین نے المناک لہجے میں سوال کیا۔ "یہ کیسے ہوا صاحب بہادر؟" میں اس کو جواب دینے والا تھا کہ سڑک پر کسی گاڑی کے تیزی سے ہرڈل کے قریب پہنچ کر رکنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی ہارن سنائی دیا۔ میں پیالی رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ نور الدین کے ساتھی نے لپک کر دروازہ کھولا اور ہرڈل کی طرف دوڑا۔ میں نے دروازے سے جھانک کر دیکھا تو وہ ہرڈل اٹھا چکا تھا۔ ملٹری ٹرک تیزی سے دفتر کے سامنے پہنچ کر رکا اور میجر واٹسن' ڈریج اور کئی جونیئر افسر اور سپاہی اتر کے میرے پاس پہنچے۔ میجر واٹسن نے دونوں ہاتھ میرے شانوں پر رکھتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن یہ کیسے ہوا؟" میجر ڈریج نے کہا۔ "پہلے انہیں گاڑی میں جا کر خشک کپڑے پہننے دیں میجر!" میں نے ٹرک کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے سر........ مجھ پر ایکسپوژر کا کوئی اثر نہیں۔ پہلے آپ سارجنٹ مائیکل کا پتا لگائیں .... مجھے خوف ہے وہ دریا سے نکل نہیں پایا۔" جونیئر افسروں نے مجھے اٹھا کر ٹرک میں سوار کرا دیا۔ نور الدین نے میرے جوتے' موزے اور نوٹ اٹھا کر ایک آفیسر کو دے دیئے۔ دو سپاہیوں نے میرے کپڑے تبدیل کرائے اور کوٹ پہنایا۔ چند منٹ بعد میں جب کہ برانڈی کا گلاس ہاتھ میں لئے اپنے دوستوں کو ٹرکوں کے حملے کی تفصیلات سنا رہا تھا' ایک لفٹیننٹ کار لے کر پہنچ گیا اور انہوں نے مجھے اس میں منتقل کر کے ولاس پور کی طرف روانہ کر دیا اور ٹرک پل کی طرف چل دیا۔

کیمپ میں کرنل گجندر سنگھ نے اپنے دفتر کے سامنے مجھے ریسیو کیا۔ وہ اس وقت فل

یونیفارم میں تھے۔ بچ جانے کی مبارکباد دے کر چند باتیں دریافت کیں اور اگلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "لیفن ہاسپٹل لے چلو۔" گاڑی چلنے لگی۔ "سر میں بالکل ٹھیک ہوں ...... آپ کی دعا سے مجھے خراش تک نہیں آئی ہے۔" پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہنے لگے "چیک اپ ضروری ہے کیپٹن ...... اور اس طرح تم ایک دو ہفتے آرام بھی کر سکو گے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "سرپالے کو بلانے کا وعدہ کیجئے ......" بولے "او کے چوبیس گھنٹے نہیں گزرنے پائیں گے وہ یہاں ہو گا......" میں خاموش ہو گیا۔

ہسپتال کے ڈرائیو ان کے اختتام پر دو وارڈ بوائے اسٹریچر لئے ہوئے تیار کھڑے تھے۔ گاڑی رکتے ہی ہم باہر آئے تو ایک وارڈ بوائے نے کرنل کو سلام کر کے کہا۔ "سر پیشنٹ ......" مجھے ہنسی آ گئی۔ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "میں پیشنٹ ہوں ...... کیا یہ اسٹریچر مجھے اٹھا کر لے جانا پڑے گا۔" وہ سر جھکا کر پیچھے ہٹ گئے۔ کرنل گجندر سنگھ مسکرا دیئے اور ہم برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ کر اندر داخل ہو گئے۔ ڈاکٹر کرنل فیروز شاہ مجھے دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ ایگزامن کرتے کرتے چند سوال کئے اور پوری طرح اطمینان کرنے کے بعد ایک مگ کافی پلا کر بستر پر لٹا دیا۔ سارجنٹ مائیکل کے خیال نے مجھے نیند نہ آنے دی۔ پندرہ منٹ بعد ایک نرس آہستگی سے دروازہ کھول کر دیکھنے آئی تو میں تکیے کے سہارے بیٹھا ہوا میجر واٹسن کے سگریٹ کیس سے سگریٹ نکال رہا تھا۔ نرس نے ایک نظر میری طرف ڈالی اور کچھ کہے بغیر چل دی۔ میں سگریٹ سلگا کر کش لینے لگا۔ نصف سگریٹ ختم ہوا تھا کہ ڈاکٹر شاہ کمرے میں داخل ہوئے۔ مسکرا کر بولے۔ "تمہیں سو جانا چاہئے تھا کیپٹن ...... خیر بایاں ہاتھ ادھر کرو۔" میں نے بایاں ہاتھ بڑھا دیا۔ نرس سرنج لئے ہوئے اندر داخل ہوئی اور اس نے آستین اوپر سرکا کر انجکشن لگا دیا۔ ڈاکٹر نے میرے ہاتھ سے سگریٹ لے کر نرس کو دے دیا اور سو جانے کی ہدایت دے کر دونوں باہر نکل گئے۔ میری آنکھیں بند ہونے لگیں اور نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔

ایک نرس نے مجھے جھنجھوڑ کر جگایا اور چائے کا مگ ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن پانچ منٹ میں تیار ہو جاؤ۔ ریزیڈنٹ فون پر تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔" میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ ساڑھے آٹھ بج چکے تھے۔ پانی کا گلاس اٹھا کر سلفچی میں دو تین کلیاں کیں۔ منہ پر چھپا کے مارے اور جلدی جلدی چائے پی کر سگریٹ سلگاتا ہوا نرس کے ساتھ آفس میں پہنچا۔ میٹرن نے ریزیڈنٹ کا نمبر ڈائل کیا اور ریسیور میری طرف بڑھا دیا۔ دوسری طرف سے "ہیلو" سنتے ہی میں نے کہا۔ "گڈ مارننگ سر۔" سلام کا جواب دے کر ریزیڈنٹ نے سوال کیا۔ "کیسے ہو کیپٹن؟" میں نے جواب دیا۔ "بالکل ٹھیک ہوں سر' شکریہ ...... سارجنٹ مائیکل ...."

بات کاٹ کر بولے۔ "وہ بھی ایک ڈیول ہے کیپٹن .... تمہاری طرح ....

صبح پانچ بجے پہنچ گیا .... تمہاری یونیفارم لے کر آ رہا ہے۔ فوراً" ٹپ ٹاپ ہو کر ہمارے بنگلے پہنچ جاؤ .... گڈ بائی ...." میں نے گڈ بائی کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور ایک کرسی پر بیٹھ کر سگریٹ پینے لگا۔ چند منٹ بعد مائیکل میری یونیفارم لے کر پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ ایک باربر تھا۔ میں دونوں کو ساتھ لے کر اپنے کمرے میں آیا۔ مائیکل نے اندر داخل ہوتے ہی مسکرا کر کہا۔ "سر آپ کو صحیح سلامت دیکھ کر اتنی خوشی ہوئی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ مجھے خوف تھا' اگر آپ اس کریش میں بچ بھی گئے تو کار میں پھنس کر رہ جائیں گے۔ اگر کسی طرح کار سے بھی نکل گئے تو فل یونیفارم میں تیر کر نکل جانا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ سر آپ بلا کے تیراک ہیں ...... سر اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو میں آپ کے ہاتھ چومنا چاہتا ہوں۔" میں نے اسٹول پر بیٹھتے بیٹھتے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے تھام کر بوسہ دیا۔ باربر نے میری گردن کے گرد سفید تولیہ ڈال کر برش سے صابن لگانا شروع لگا دیا۔ میں نے مائیکل کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارے لئے تم سے زیادہ فکر مند تھا ...... کیا تم ندی میں گرنے سے بچ گئے تھے؟"

وہ کہنے لگا۔ "سر آپ کو وارننگ دینے کے بعد میں نے سڑک پر پاؤں ٹکا کر موٹر سائیکل گھمائی اور پل کراس کر کے پھر پلٹا تو دونوں ٹرک آگے پیچھے میرے تعاقب میں پل کے سرے پر پہنچ چکے تھے۔ میں پستول نکالنے کے چکر میں گاڑی کا توازن قائم نہ رکھ سکا اور معہ گاڑی سڑک سے نیچے جا گرا۔ گھٹنے میں چوٹ آ گئی اور اس سے سنبھلنے اور گاڑی سڑک پر لانے میں کئی منٹ لگ گئے ...... اس اثناء میں دونوں ٹرک بیک ہو کر پل کراس کر چکے تھے۔ میں ان کا پیچھا کرنے کے بجائے پل پر کریش کی جگہ رک گیا۔ آپ کا کہیں پتا نہ تھا ...... دیر تک دیکھتا رہا ...... آخر مایوس ہو کر ٹرکوں کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ تیس پینتیس میل کے فاصلے پر ٹیل لیمپ دکھائی دیئے۔ میں نے اسپیڈ بڑھائی اور قریب پہنچ گیا۔ یہ وہی دو ٹرک تھے۔ میں نے گن سنبھال کر انہیں اوور ٹیک کرنا چاہا۔ لیکن میرے رینج میں آنے سے پہلے ٹرک میں سے رائفل فائر ہونے لگے اور میں رفتار کم کر کے ان کی رینج سے باہر رہ کر پیچھا کرتا رہا۔ تقریباً" دو گھنٹے بعد میں کسی شہر میں انہیں گھیرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ ہر شہر کو آؤٹ فلینک کرتے جا رہے تھے۔ ایک پہاڑی کے موڑ پر انہوں نے رک کر گولیاں چلائیں اور دس پندرہ منٹ مجھے فائر کر کے روکے رکھا ...... آخر ٹنڈر بار سے دس گیارہ میل کے فاصلے پر میری گاڑی میں پٹرول ختم ہو گیا ...... اور وہ نکل گئے۔ تین بجے کے قریب میجر ڈرتیج اور صوبیدار وارث علی خاں مجھے تلاش کرتے ہوئے پہنچے اور ٹرک میں ڈال کر کیمپ چھوڑ گئے .... سر کیا یہ سچا سمجھا حملہ نہیں تھا۔"

میں نے مسکرا کر اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہیں بھی اس میں کوئی شک ہے سارجنٹ ...... تم تو بہت کچھ دیکھ چکے ہو۔" باربر نے میرے [illegible] میں کنگھا کر کے تولیہ

اٹھایا اور سامان بیگ میں ڈال کر چل دیا۔ میں نے یونیفارم پہنی اور ناشتے سے فارغ ہو کر مائیکل کے ساتھ ریزیڈنٹ کے بنگلے کی طرف چل دیا۔

ہم کوارٹر کے سامنے سے گزر رہے تھے کہ کرنل گجندر سنگھ بنگلے کی طرف سے آتے ہوئے ملے۔ میں نے سلیوٹ کیا تو مسکرا کر بولے۔ "صاحب تمہارا انتظار کر رہے ہیں کیپٹن۔" میں نے کہا۔ "میں وہیں جا رہا ہوں سر...... آپ اقبال سنگھ کو ٹیلی گرام دیں ..... ہسپتال کا ریفرینس ضرور دیں ورنہ وہ نہیں آئے گا۔" انہوں نے مسکرا کر سلیوٹ کیا اور کوارٹر گارڈ کی طرف چل دیئے۔ ہم آگے بڑھ گئے۔

گول کمرے میں ریزیڈنٹ' ان کی میم' سادھنا دیوی اور یشودھرا اور مسز واٹسن بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے ریزیڈنٹ کو سلیوٹ کیا۔ لیڈیز کو سر جھکا کر گڈ مارننگ اور آداب عرض کہا۔ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ریزیڈنٹ کی میم نے دونوں ہاتھوں سے میرے گال تھپتھپا کر کہا۔ "ٹائیگر! گاڈ بلیس یو۔" سادھنا نے کہا۔ "زندہ باد نعیم۔" میں نے "تھینک یو میم ...... شکریہ سادھنا دیوی!"" کہہ کر یشودھرا کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا کر بولی۔ "نئی زندگی مبارک نعیم۔" ریزیڈنٹ نے کہا۔ "بیٹھ جاؤ کیپٹن۔" میں شکریہ ادا کرنے کے بعد بیٹھ گیا۔ انہوں نے دروازے پر جا کر پردہ سرکاتے ہوئے کہا۔ "سارجنٹ اب کسی کو اندر نہ آنے دیا جائے۔"

"اب کیپٹن۔" ریزیڈنٹ نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ہمیں بتاؤ یہ کس طرح ہوا؟" میں نے مختصر الفاظ میں تمام واقعہ بیان کر دیا۔ وہ بولے۔ "تمہارا بچ جانا معجزہ ہے کیپٹن .... افسوس یہ ہے کہ وہ صاف نکل گئے .... کچھ معلوم ہے کون ہو سکتا ہے؟"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "ہیڈ لیمپس کی تیز روشنی میں کچھ دیکھ نہ سکا سر..... اس وقت دریا میں چھلانگ لگا دینا ہی بہت بڑا کام تھا۔ شکر ہے جنگلہ بہت کم زور تھا۔ ورنہ خیر' سر..... جو کچھ ہو گیا اس سے بہتر کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔" مسز واٹسن نے کہا ..... "ان نیکٹ ..... تمہیں ..... اس حادثے سے بچ جانے پر خیرات کرنی چاہئے کیپٹن ....." میں نے یشودھرا کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ پھیکا پڑ چکا تھا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "مسز واٹسن اتنی بڑی بڑی شخصیتوں کی موجودگی میں اپنی چھوٹی سی جیب میں کیا ہاتھ ڈالوں ...... اگر میری گاڑی نکال لی گئی تو ...." ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کہا۔ "خدا بھیگے ہوئے نوٹ قبول نہیں کرتا کیپٹن ....." یشودھرا کے سوا سب ان کے جملے پر ہنس دیئے۔ سادھنا دیوی نے ہنستے ہنستے کہا "میرے پاس کچھ نوٹ ہیں ..... جو خشک بھی ہیں اور حاضر بھی کئے جا سکتے ہیں۔" میں نے کہا۔ "دے ڈالئے دیدی .... لیکن واپس نہیں ہوں گے۔" مسز واٹسن نے اپنا پرس کھول کر نوٹوں کی گڈی نکالتے ہوئے کہا۔ "ایک ہزار سے کچھ کم تو یہ ہیں جو جان نے

بھجوائے تھے .... تمہیں ان کے سکھانے کی فیس دینی ہو گی کیپٹن۔"

ریزیڈنٹ نے ہاتھ بڑھا کر نوٹ لیتے ہوئے کہا۔ "یہ کیپٹن کا سفر خرچ ہے مسز واٹسن ...... خیرات پرنس یشودھرا کی ذمہ داری ہے ..... ہم ان کے خاموش رہنے یا شرمانے کا کوئی نوٹس نہیں لیتے۔" یشودھرا ان کی طرف دیکھ کر ہنس دی اور زیر لب بڑبڑائی۔ "ایز یو پلیز" ریزیڈنٹ نے نوٹ میرے ہاتھ میں دے دیئے اور سنجیدہ ہوتے ہوئے بولے۔ "میں نے ہز ایکسی لنسی کو اس حادثے کی اطلاع دے دی ہے کیپٹن ...... تم ایک ہفتہ یہاں ٹھہر سکتے ہو ...... اگر کیمپ کی چار دیواری میں رہنا پسند کرو۔" میں نے شکریہ ادا کیا تو کہنے لگے۔ "معلوم ہے انہوں نے کیا کہا کیپٹن؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "سمجھ سکتا ہوں سر......" وہ مسکرا کر خاموش ہو گئے۔ یشودھرا نے پرس کھول کر چیک بک نکالی اور سادھنا کی طرف دیکھ کر چیک لکھنا شروع کر دیا۔ سادھنا نے جھک کر کچھ کہا اور اس نے چیک مکمل کر کے ریزیڈنٹ کے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے رقم پر نظر ڈالتے ہوئے کہا "سر' یہ تو پورا انکم ٹیکس ہے اگر اجازت ہو تو میں قبول کر لوں۔" یشودھرا نے مسکرا کر کہا۔ "تم دوسرا چیک لے سکتے ہو ...... چاہئے۔" ریزیڈنٹ نے ہنس کر کہا۔ "شیور شیور ...... وہ بھی مجھے دے دو ..... تاکہ جوائنٹ اکاؤنٹ کھلوا دیا جائے ......" یشودھرا نے ہنس کر پرس بند کر دیا۔ میں نے ریزیڈنٹ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "جوائنٹ اکاؤنٹ کھل چکا ہے سر..... تھینک یو ...." انہوں نے مسکرا کر مبارکباد دی اور ہاتھ بڑھا کر بزر دبایا۔ اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر ریزیڈنٹ کے ہاتھ میں دے دیا اور وہ ہیلو کہہ کر سننے لگے ...... میں ان کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھنے لگا۔ چند سیکنڈ ...... آئی سی ...... یس یس اور او کے کرنے کے بعد بولے۔ "گاڑی سے تمام سامان نکلوا کر ٹھیک کراؤ اور گاڑی گیراج میں ...... اچھا پہلے ورکشاپ میں بھیجو۔ پھر ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر بولے۔ "کیپٹن تمہارے سوٹ کیس میں نوٹ وغیرہ ہیں؟"

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ "ماؤتھ پیس میں کہنے لگے۔ "سوٹ کیس میجر واٹسن کی نگرانی میں کھلوا کر کپڑے لانڈری میں بھجوا دو ..... گڈ بائی۔" ریسیور رکھ کر کہنے لگے۔ "تمہاری گاڑی کو کافی نقصان پہنچا ہے کیپٹن ...... بمپر اور مڈگارڈ بری طرح پچک گئے ہیں ...... باڈی صحیح سالم ہے ..... تمہاری طرح ......"

لیڈیز میری طرف دیکھ کر ہنسنے لگیں۔ میں نے کہا۔ میں اس گاڑی کا شکر گزار ہوں سر' اس نے میری حفاظت کی ہے۔"

اندر کے دروازے سے بیرر ٹرالی لے کر آیا اور میزوں پر چائے کا سامان رکھنے لگا۔ چائے کے دوران میں نے ریزیڈنٹ سے کہا۔ "سر گاڑی مل گئی' آپ کے سارجنٹ اور

کیپٹن بھی بچ گئے۔ اب میں درخواست کروں گا کہ اس معاملے کو ختم کر دیا جائے۔" وہ بولے۔ "تمہارا مطلب ہے مجرموں کو آزاد چھوڑ دیا جائے؟" میں نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "سر آپ کو معلوم تو ہے ان کا میری طرف بہت کچھ ڈیو ہے ......" کہنے لگے ...... "اور ہز ایکسی لنسی دریافت کریں تو ......" میں نے جواب دیا۔ "سر ایکسی ڈنٹ ہی تو ہے .... آپ انکوائری ختم کر دیں پلیز......" وہ ہنس کر چپ ہو گئے۔ چائے ناشتہ ختم کرنے کے بعد سگریٹ سلگاتے ہوئے بولے۔ "او کے کیپٹن ...... لیکن شرط یہ ہے کہ تم خود بھی کوئی گڑ بڑ نہیں کرو گے ...... راج محل کی طرف رخ بھی نہ کرو گے۔" میں نے کہا۔ "میں وعدہ کرتا ہوں سر۔" وہ "او کے" کہہ کر لیڈیز کی طرف مخاطب ہو گئے۔ میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے یشودھرا کی طرف دیکھا۔ سادھنا نے کہا۔ "کیپٹن شاید ہز ہائی نس تمہیں بلا کر اس حادثے کے متعلق پوچھیں گے ......" میں نے کہا۔ "دیدی میں حاضر ہوں گا ..... ویسے آپ بتا دیں ایک ٹرک کی تیز روشنی کی وجہ سے گاڑی بچانے میں جنگلے سے ٹکرا کر الٹ گئی تھی۔"

وہ مسکرا دیں۔ ریزیڈنٹ نے کہا۔ "بس یہی۔ خیر میجر واٹسن ان کے ساتھ جائیں گے وہ ہز ہائی نس کو سمجھا سکتے ہیں ......" سادھنا نے کہا۔ "غنیمت ہے ..... ایکسی ڈنٹ ریاست کے حدود سے باہر ہوا ورنہ اسٹیٹ پولیس بھی تفتیش میں شامل ہوتی اور پھر یقیناً وہ مختلف انداز میں سوچتے۔"

ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کہا۔ "شیور ..... شیور ......" سادھنا نے ان کے لہجے کو نظر انداز کر کے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "بہتر ہے ...." یشودھرا نے اٹھتے ہوئے ریزیڈنٹ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اب اجازت چاہیں گے۔" سب اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہو گئے اور وہ میرے سوا سب سے ہاتھ ملا کر رخصت ہو گئی ...... ریزیڈنٹ اور ان کی لیڈی دروازے تک ان کے ساتھ گئے۔ چند منٹ بعد میں نے بھی اجازت طلب کی۔ ریزیڈنٹ نے دروازے سے باہر نکل کر کہا۔ "کیپٹن کیا تمہیں **دگمبر** پر کوئی شک نہیں؟" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ بولے۔ "اس کی وائف پر؟" میں نے کہا۔ "نو سر...... میں چاہتا تھا ..... لیکن آپ سے وعدہ کر چکا ہوں اور اب اس کے متعلق سوچنا بھی نہیں چاہتا ......" انہوں نے مسکرا کر ہاتھ بڑھا دیا اور میں مصافحہ کر کے میجر واٹسن کے بنگلے کی طرف چل دیا۔

سہ پہر کو چار بجے کے قریب ریزیڈنٹ کے اردلی نے آ کر پیغام دیا کہ مہاراجہ نے آپ کو بلایا ہے اور صاحب نے حکم دیا ہے کہ فوراً بنگلے پہنچیں۔ میں یونیفارم میں تھا کیونکہ میرے تمام کپڑے کیمپ کی لانڈری میں پڑے ہوئے تھے' اٹھ کر اردلی کے ساتھ چل دیا۔ بنگلے کے سامنے ریزیڈنٹ کی گاڑی کھڑی ہوئی تھی اور وہیل پر سارجنٹ مائیکل

بیٹھا ہوا تھا مجھے دیکھتے ہی باہر نکلا اور سلیوٹ کر کے بولا۔ "سر...... میجر واٹسن ..... اندر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" میں نے آگے بڑھ کر پردہ سرکایا ...... میجر واٹسن ریزیڈنٹ سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے اندر داخل ہو کر سلیوٹ کیا۔ ریزیڈنٹ نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن ممکن ہے ہز ہائی نس تمہیں کریدنے کی کوشش کریں ...... ایکسی ڈنٹ کے سوا کچھ ثابت نہ ہونے دینا ...... یہ بھی ممکن ہے **دگمبر** وہاں موجود ہو اور تمہیں مشتعل کرے ......"

میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "سر وہ کیا چیز ہے کہ مجھے اس سے زیادہ بولنے پر مجبور کر سکے۔ جتنا میں کہنا چاہتا ہوں ...... اور ہز ہائی نس کے سامنے میرے مشتعل ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں اب بھی ان کا اتنا ہی احترام کرتا ہوں جتنا پہلے کرتا تھا۔" مسکرا کر بولے۔ "ٹھیک ہے ...... ہز ہائی نس کے ڈرائنگ روم میں واٹسن تمہارے ساتھ نہیں ہوں گے ..... لیکن اس کے علاوہ اگر کوئی اور تمہیں انوائٹ کرے ..... میرا مطلب ہے سادھنا دیوی وغیرہ ...... تو وہاں تم میجر کو ساتھ لئے بغیر نہیں جاؤ گے۔"

میں نے کہا۔ "بہتر ہے سر۔" وہ بولے۔ "او کے .... پسٹل ہے تمہارے پاس۔" میں نے پتلون کی جیب پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ہے جناب۔" انہوں نے سر ہلاتے ہوئے اردلی سارجنٹ کو آواز دے کر بلایا اور بولے۔ "لپک کر دفتر جاؤ اور کرنل گجندر سنگھ سے کہو اپنا ہولسٹر دے دیں۔" سارجنٹ تیزی سے باہر نکل گیا۔ میجر واٹسن نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "چلو کیپٹن ہولسٹر چلتے چلتے لے لیں گے۔" میرے اور ریزیڈنٹ کے سگریٹ سلگاتے سلگاتے اردلی سارجنٹ ہولسٹر کو لے کر آ گیا اور میں نے اپنا پستول اس میں رکھ کر کندھے پر ڈال لیا ...... گاڑی چل دی۔

ہم چوتھی منزل پر لفٹ سے باہر نکلے تو کیپٹن دلیش مکھ دربار ہال کے سامنے راہداری میں ٹہل رہے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی آگے بڑھے۔ میجر واٹسن کو سلیوٹ کر کے ان سے مصافحہ کیا۔ مجھ سے ہاتھ ملایا۔ اوپر سے نیچے تک دیکھ کر صحیح سالم ہونے کی مبارکباد دی اور باتیں کرتے ہوئے ایڈی کانگ چیمبرز میں لائے۔ میں نے مسٹر مہتا سے ان کے باس کے فوت ہو جانے کا افسوس ظاہر کیا۔ انہوں نے کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے مودی صاحب کو رنگ کیا اور چائے بھیجنے کو کہا۔ کیپٹن دلیش مکھ نے ہمیں سگریٹ پیش کرتے ہوئے کہا۔ "ہز ہائی نس **دگمبر** کمار اور سجتوا دیوی کے ساتھ چائے پی رہے ہیں کیپٹن ...... اس لئے دس پندرہ منٹ انتظار کرنا ہو گا۔ میں نے ان کے چہرے کی طرف دیکھا اور دھواں خارج کرتے ہوئے کہا۔ "دیٹس آل رائٹ کیپٹن ..... ہم بھی چائے کا انتظار کر رہے ہیں ...... بائی دی وے سادھنا دیوی بھی اندر ہیں کیا؟ انہوں نے مجھے رنگ کرنے کو کہا تھا۔"

انہوں نے ریسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "دیکھ لیتے ہیں۔" مہتا نے

ریسیور اٹھا کر ان کے ہاتھ میں دے دیا اور نمبر ڈائل کیا۔ کیپٹن نے ایک لمحے بعد "نمستے سادھنا دیوی۔" کہہ کر میری طرف نظر ڈالی اور مزاج پرسی کرتے ہوئے کہا ...... "کیپٹن نعیم آ گئے ہیں ...... جی دیوی ..... چیمبرز میں ہیں ...... نہیں انتظار کر رہے ہیں ...... ہزہائی نس' سچترا دیوی' اور دگمبر جی کے ساتھ چائے پی رہے ہیں ...... بہتر ہے جی ...... کہہ دیتا ہوں ..... جے جے ......"

ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے میری طرف دیکھ کر کہنے لگے۔ "آ رہی ہیں کیپٹن۔" میں نے کہا۔ "زحمت کے لئے شکریہ۔" میں واقعی اس وقت ان کا شکر گزار تھا۔ اس لئے نہیں کہ انہوں نے ٹیلی فون کرنے کی زحمت کی تھی بلکہ اس لئے کہ بڑی خوبصورتی سے سچترا اور دگمبر کے ڈرائنگ روم میں موجود ہونے کی اطلاع بہم پہنچائی تھی۔ سادھنا دیوی کے ساتھ یشودھرا کا پہنچنا بھی لازمی تھا اس طرح میرے معاونوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا۔ سگریٹ ختم ہونے سے پہلے دو تین بیرر چائے اور پھل' مٹھائی لے کر پہنچ گئے۔

○

کیپٹن دلیش مکھ مجھے ساتھ لئے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ اندر ہزہائی نس مہارانی' سادھنا' یشودھرا اور ان کے سامنے سچترا اور دگمبر بیٹھے ہوئے تھے۔ مہرانی کے پہلو میں ساوتری اور پرمیلا کھڑی تھیں۔ میں نے ہزہائی نس کو سلام کیا۔ رجکماریوں کی طرف دیکھ کر سر جھکاتے ہوئے یورایکسی لینسی' یورایکسی لینسی کہا۔ مہارانی کے گھٹنے چھوئے۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "ٹائیگر ..... ہمیں خوشی ہے بھگوان نے تمہیں اس خطرناک حادثے سے بچا لیا۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کی دعا ہے یور ہائی نس۔" ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "شائد تم امر ہو نعیم ..... اچھا بیٹھو ..... تم بھی بیٹھو یشونت۔" انہوں نے اپنے دائیں جانب والے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے شکریہ ادا کیا اور ان کے قریب بیٹھ گیا۔ کیپٹن دلیش مکھ میرے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ ہزہائی نے یشودھرا کی طرف اور پھر ہرہائی نس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "نعیم ہم نے سادھنا کی زبانی اس حادثے کی تفصیلات سنیں ...... کیا واقعی یہ محض ایک حادثہ تھا یا ٹرک والوں نے کسی پلان کے تحت ....."

میں نے کہا۔ "یور ہائی نس میرے خیال میں تو یہ ایک حادثہ ہی تھا۔ ٹرک والوں کی اگر کوئی غلطی تھی تو یہ کہ انہوں نے لائٹ ڈم نہیں کی اور میری آنکھیں چندھیا گئیں۔" ہزہائی نس "آئی سی" کہہ کر خاموش ہو گئے۔ دگمبر نے مہاراجہ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یوری ہائی نس' شری نعیم بہت اچھے تیراک معلوم ہوتے ہیں۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "ہاں تمہارا خیال صحیح ہے ...... کیپٹن دلیش مکھ نے اپنی تمام خوبیاں اس میں منتقل کر دی ہیں

یہ ان کا بہترین شاگرد ہے۔"

کیپٹن نے اٹھ کر کہا۔ "یور ہائی نس' آپ میری عزت افزائی فرما رہے ہیں۔" دگمبر تھوڑی دیر پلک جھپکائے بغیر میری طرف دیکھتا رہا۔ پھر یشودھرا کے چہرے پر نظر ڈال کر کہنے لگا۔ "شری نعیم جی ......" ہزہائی نس نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "کیپٹن نعیم کہو۔" دگمبر سر جھکا کر بولا۔ "سوری کیپٹن نعیم آپ سچترا سے مل چکے ہیں۔" میں نے کہا "جی ...... سچترا دیوی نے دو مرتبہ میری عزت افزائی کی ہے۔"

اس نے سچترا کے چہرے پر اچٹتی سی نظر ڈال کر کہا ——— "انہوں نے تم سے ناراضگی کا اظہار تو نہیں کیا؟" میں نے ہزہائی نس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا آپ ایک راجکماری سے ایسی توقع کر سکتے ہیں شریمان؟ اور پھر مجھ سے ناراضگی کی کوئی وجہ؟" جھینپ کر کہنے لگا۔ "یہ یشودھرا کی بڑی بہن ہیں اور ———"

میں نے تیزی سے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہے ...... انہوں نے تعارف کراتے وقت ہی مجھے بتا دیا تھا۔" وہ سوچ میں پڑ گیا ..... سادھنا نے اس کو خاموش دیکھ کر مہاراجہ سے مخاطب ہو کر کہا ...... "یور ہائی نس میں نعیم کی دعوت کرنا چاہتی ہوں ...... اگر آپ اجازت دیں۔"

انہوں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "ریزیڈنٹ صاحب اس کو اجازت دے دیں گے ......؟ تمہیں معلوم تو ہے۔" سادھنا نے مسکرا کر کہا۔ "ان سے میں اجازت لے لوں گی۔"

مہارانی نے کہا ...... "ہمارا نام لینا ......" مہاراجہ نے کہا "آپ بھی چاہتی ہیں تو ٹھیک ہے ...... پھر ریزیڈنٹ اور ان کے اسٹاف کو انوائٹ کیجئے ..... کب تک ٹھہرو گے نعیم۔"

میں نے کہا ...... "معلوم نہیں یور ہائی نس ...... اصولاً" تو مجھے اس وقت بمبئی میں ہونا چاہئے تھا۔"

مہارانی نے ہزہائی نس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ ریزیڈنٹ کو ابھی فون پر کہہ دیں کہ کل شام کا کھانا نعیم کے ساتھ یہاں کھائیں۔"

ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "اتنی جلدی نہ کیجیے۔ پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ ریزیڈنٹ کو فرصت بھی ہے یا نہیں ....."

میں سمجھ گیا وہ کسی وجہ سے دعوت دینے کے حق میں نہ تھے اور یہ میری مرضی کے عین مطابق تھا۔ ایڈی کانگ کا واقعہ پرانا نہیں ہوا تھا۔ اس خیال کے ساتھ ہی میری نظر ساوتری کی طرف اٹھ گئی۔ اسی وقت دگمبر نے میری طرف دیکھا۔ میں نے ہزہائی نس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یور ہائی نس میرے لئے یہ بہت بڑی عزت افزائی ہے۔ لیکن کیا

میں سر تا پا آپ کا نہیں ہوں ...... پھر اس زحمت ......"

دگمبر نے بات کاٹتے ہوئے کہا ...... "کیپٹن ہمارے ساتھ اس وقت کی چائے پیجئے ...... اجازت ہے یور ہائی نس؟" مہاراجہ نے کیپٹن دلیش مکھ کی طرف دیکھا۔ "تم نے یہاں آنے سے پہلے اس کو چائے نہیں پلائی یشونت؟"

کیپٹن دلیش مکھ کے بولنے سے پہلے دگمبر نے کہا ...... "یور ہائی نس مجھے کیپٹن سے چند منٹ دوستانہ باتیں کرنی ہیں' چائے تو محض رسمی سی بات ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "میں اسے آپ کی محبت سمجھتا ہوں دگمبر جی اور شاید ہز ہائی نس بھی اسے ناپسند نہیں فرمائیں گے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ایک سینئر آفیسر میرے ساتھ ہے اور وہ مجھے تنہائی میں آپ سے ملنے کی اجازت نہ دے گا ......"

ہز ہائی نس نے کہا۔ "میجر واٹسن تو نہیں؟" میں نے کہا۔ "آپ کا خیال صحیح ہے یور ہائی نس۔" انہوں نے دگمبر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اگر تم اس کی موجودگی گوارا کر سکتے ہو تو اسموکنگ روم میں لے جا کر ڈرنکس آفر کرو اور بات کر لو ...... یشونت تم بھی ساتھ رہو گے۔" دگمبر نے کہا۔ "بہتر ہے یور ہائی نس۔" مہاراجہ نے کہا۔ "او کے نعیم۔"

میں نے اٹھ کر سلام کیا اور مہارانی کے سامنے سر جھکا کر کیپٹن کے ساتھ چیمبرز کی سمت کھلنے والے دروازے کی طرف چل دیا۔ دگمبر ہمارے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ کیپٹن نے باہر نکلتے ہی کہا۔ "یہ محض وقت کے ضیاع کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔" میں نے سگریٹ کیس نکال کر ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی' دوستی اور دشمنی کے لئے بڑھایا ہوا ہاتھ پیچھے دھکیلنا بداخلاقی اور بزدلی ہے۔ انہوں نے مسکرا کر سگریٹ کھینچ لیا۔ میں نے ان کو لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا اور دگمبر کو باہر نکلتے دیکھ کر کہا۔ "آیئے شریمان۔"

دگمبر نے جس انداز سے میجر واٹسن کو مدعو کیا اس سے میں اس کے گرگ باراں دیدہ ہونے کا معترف ہو گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر خود ہی اپنا تعارف کرایا۔ واٹسن اور مائیکل سے مصافحہ کیا اور مسکرا کر کہنے لگا۔ "میجر واٹسن! میں ہز ہائی نس کی طرف سے آپ کو ڈرنک آفر کرنا چاہتا ہوں ...... چند منٹ آپ سے اور کیپٹن نعیم سے دوستانہ باتیں بھی رہیں گی۔" واٹسن نے میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "اف یو پلیز میجر ......" میجر واٹسن نے مائیکل کو اشارہ کیا اور دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ مہتا سے ہاتھ ملایا اور باہر نکل آئے۔ دگمبر نے مہتا کو مودی خانے ٹیلی فون کر کے اسکاچ' سوڈا اور کٹلس وغیرہ اسموکنگ روم میں بھیجنے کے لئے کہا۔ وہ میجر واٹسن سے باتیں کرتا ہوا چل رہا تھا۔ کیپٹن میرے ساتھ تھے۔

اسموکنگ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور ساوتری اور پرمیلا سامنے کھڑی ہوئی تھیں۔ کیپٹن دلیش مکھ نے پرمیلا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تم کس لئے؟" اس نے میجر اور دگمبر

وغیرہ کو اندر جانے دیا اور پردہ سرکاتی ہوئی مسکرا کر بولی۔ "دادا کو چائے پلانے کے لئے۔" کہنے لگے "بھاگ جا ...... دادا وہسکی پئے گا ...... اور جب نشے میں آئے گا تو ......" وہ ہنس کر خاموش ہو گئے۔ پرمیلا شوخی سے آنکھیں مٹکاتی ہوئی بولی۔ "تو کیا دادا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم کو اٹھا کر میرے اوپر دے مارے گا۔" بولی "ارے ٹائیگر تمہارے اوپر نیچے جگہ کدھر باقی ہے۔ ہم کو دادا سے بات کرنے دو۔" کیپٹن نے ہنس کر پستول نکال لیا اور سیدھا کرتے ہوئے بولے۔ "ڈھش ...... اور پرمیلا کا رام نام ستیہ۔" وہ کھلکھلا کر ہنستی ہوئی بولی۔ "ارے دادا اسی واسطے تم کنوارہ رہ گیا۔ ٹائیگر کو دیکھو تم سے دگنا شراب پیتا ہے اور ...... اور ...... باپ رے ...... تم اتنا بھی گنتی نہیں جانتا دادا ...... چلو ساوتری۔"

کیپٹن دلیش مکھ نے ہنس کر پستول ہولسٹر میں ڈالا اور کہنے لگے۔ "چلو برخوردار اب تو سرٹیفکیٹ بھی مل گیا۔ دگمبر سمجھے گا ہم باہر کھڑے ہوئے سازش کر رہے ہیں۔" میں نے ساوتری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "چلئے ڈیڈی' اب انہیں کون سمجھائے اگر پدر نتو اند سپرتمام کند ...... دونوں میں سے ایک بھی تو فارسی نہیں جانتی۔" دونوں مسکراتی ہوئی ڈرائنگ روم کی طرف چل دیں۔ کیپٹن نے پردہ ایک طرف کرتے ہوئے کہا۔ "آؤ۔"

دگمبر اور میجر واٹسن ایک ہشت پہلو میز پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ کیپٹن نے مجھے واٹسن کے پہلو میں بٹھایا اور میرے سامنے والی کرسی پر مائیکل کے قریب بیٹھ گئے۔ دگمبر نے مسکرا کر کہا۔ "کیپٹن نعیم میں بہت دنوں سے تمہارے متعلق سن رہا تھا۔ آج خدا نے تم سے ملنے کا موقع دیا ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "واٹسن نے موقع دیا ---- ورنہ میں آپ کی موجودگی میں ایک مرتبہ پہلے بھی آ چکا ہوں۔"

وہ بولا۔ "ہاں ---- مجھے معلوم ہوا آپ میرے بھائی کی تعزیت کے سلسلے میں آئے تھے۔ اس روز مجھے کچھ زیادہ ہوش نہ تھا ---- اور ----" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "مجھے اس کی جوان موت کا دلی افسوس ہوا دگمبر سنگھ جی۔"

دروازے پر آہٹ ہوئی اور میں نے پلٹ کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ کیپٹن دلیش مکھ نے با آواز کہا۔ "آجاؤ۔" دو لڑکے ڈرنکس کی ٹرے لئے ہوئے اندر داخل ہوئے اور میز پر رکھ کر پچھلے قدموں واپس ہو گئے۔ دگمبر نے بوتل کھول کر گلاسوں میں انڈیلی اور موضوع گفتگو تبدیل ہو گیا۔ کیپٹن دلیش مکھ نے میری صحت کا جام پروپوز کیا اور سب پینے لگے۔ دگمبر پوری بوتل ختم ہونے تک باتیں کرتا رہا۔ میرے باڈی گارڈز میں داخل ہونے سے ملٹری میں جانے کے زمانے تک مختلف سوالات کئے۔ میں جواب دیتا رہا لیکن اس نے یشودھرا کا کوئی ذکر نہ کیا نہ سچترا سے میری ملاقات کا ---- رسمی باتیں کیں جن سے یہ بھی ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ وہ میرے بیک گراؤنڈ کے متعلق کچھ جانتا ہے میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ان میں ایسی بات کون سی تھی جس کے لئے اس نے اتنی زحمت گوارا کی۔ یقیناً

اسے بہت کچھ کہنا تھا۔ جو کیپٹن دلیش مکھ اور انگریز افسروں کی موجودگی میں کہنے کی جرات نہ کر سکا۔ یہ تو ممکن نہ تھا کہ اسے سچترا نے یہ بھی نہ بتایا ہو کہ یہ ہے وہ خطرناک آدمی جس نے کچھ نہ ہوتے ہوئے ہمیں نیچا دکھایا۔ وہسکی ختم ہونے کے قریب تھی۔ پلیٹوں میں برائے نام کچھ رہ گیا تھا۔ دگمبر نے بزر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میجر واٹسن نے مسکرا کر کہا۔ "مسٹر دگمبر اب زحمت نہ کیجئے---- کافی ہو گئی۔" مسکرا کر بولا۔ "آل رائٹ میجر کافی ہی سہی۔" کیپٹن دلیش مکھ نے کہا۔ "نہیں دگمبر سنگھ جی---- بہت زیادہ ہو گئی---- اب اسے مہمیز نہ لگایئے---- شکریہ۔"

میجر واٹسن نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اب اجازت دیجئے۔" سب کے ساتھ وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا---- مصافحے اور گڈبائی کرنے میں مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے چلتے چلتے رک کر کہنے لگا۔ "بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر کیپٹن---- خصوصاً" اس حادثے سے بچ جانے پر----" میں "شکریہ" کہنا چاہتا تھا کہ اس نے نیچی آواز میں کہا "لیکن یہ نہ سمجھئے سلسلہ یہیں ختم ہو گیا۔" میں نے چونک کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ کیپٹن دلیش مکھ نے باہر سے پردہ سرکا کر کہا۔ "آیئے نا کیپٹن۔" میں نے جواب دیا۔ "حاضر ہوا' پلیز ایک منٹ۔" وہ مسکرا کر پیچھے ہٹ گئے۔ میں نے دگمبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں سمجھا نہیں شریمان۔" تیوری چڑھا کر بولا۔ "اتنے بھولے بھی نہ بنو کیپٹن---- تم اچھی طرح سمجھ رہے ہو---- اور نہیں سمجھے تو اب سمجھ جاؤ کہ تم نہیں تمہاری لاش بمبئی جائے گی۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "وجہ---- یشودھرا---- یا کچھ اور بھی۔"

وہ بولا۔ "بہت کچھ---- اور بھی---- یقین کرو مجھے سب معلوم ہے اور ہم پر دھتکار ہے اگر تمہارا حساب بیباق نہ کیا۔"

میں نے اس کے شانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔ "دگمبر یقین کرو---- اگر تم میرے متعلق سب کچھ جانتے ہوتے تو مجھے چیلنج کرنے کی جرات کبھی نہ کرتے---- جاؤ ہزہائی نس سے اپنے خیالات کا اظہار کر کے دیکھو---- وہ تمہیں بہتر مشورہ دے سکتے ہیں۔"

اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "میں نے چوڑیاں نہیں پہن رکھی ہیں۔" میں ہنس دیا۔ دروازے کا پردہ پھر سرکایا گیا اور کیپٹن دلیش مکھ نے جھانک کر کہا۔ "کمال ہے کیپٹن ہمیں کیوں بور کر رہے ہو؟"

میں نے دگمبر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اوکے جنٹل مین---- میں تمہارا انتظار کروں گا---- بائی بائی----" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ دروازے کی طرف نظر ڈالی اور کیپٹن دلیش مکھ کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ میں پلٹ کر چل دیا۔

کاریڈور میں آتے ہی واٹسن نے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا۔ "میرا

خیال ہے اصل باتیں اب ہوئی ہیں کیپٹن۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ کیپٹن نے چلتے چلتے رک کر کہا۔ "دوستانہ۔"

میں نے کہا۔ "بڑی حد تک سر----" وہ پلٹ کر اسموکنگ روم کی طرف چلنے لگے۔ میں نے ان کے شانے کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔ "زحمت نہ کیجئے ڈیڈی---- کوئی ایسی خاص بات نہیں۔" وہ بادل ناخواستہ ہمارے ساتھ چلنے لگے۔ میں نے چلتے چلتے سگریٹ سلگایا۔ دربار ہال کے گیٹ پر پہنچ کر وہ پھر رک گئے اور کہنے لگے۔ "بتاؤ گے نہیں کیپٹن۔" میں نے چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ضرور بتاؤں گا---- لیکن اس کے لئے آپ کو کیمپ آنا پڑے گا۔"

وہ بولے۔ "ضرور آؤنگا---- صرف اتنا اشارہ کر دو کہ کیا معاملہ ہے؟"

"سیرئیس ہلکا لفظ ہے ڈیڈی۔" میں نے کہا۔ "دگمبر نے مجھے چیلنج کیا ہے---- بس اس سے زیادہ نہ پوچھئے اور پلیز ہزہائی نس سے کوئی ذکر نہ کیجئے---- اس کے لئے ہمیں ریزیڈنٹ سے مشورہ کرنا ہو گا----" وہ لفٹ کے سامنے پہنچ کر رک گئے اور سر جھکا کر سوچنے لگے۔ میں نے بٹن پر انگلی رکھ کر دبائی۔

کیپٹن دلیش مکھ ہمیں کار تک پہنچانے آئے۔ مصافحہ کر کے رخصت ہونے لگے تو میں نے ایک بار پھر انہیں مہاراجہ کے سامنے اس ضمن میں کوئی بات نہ کرنے کی درخواست کی اور وہ نو بجے کیمپ آنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گئے۔

راج محل کے گیٹ سے باہر نکلتے ہی میجر واٹسن نے مجھ سے سب کچھ اگلوا لیا۔ میں نے دیکھا ان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ کیمپ پہنچنے تک خاموش رہے۔ گیٹ میں داخل ہوتے ہی مائیکل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولے۔ "ریزیڈنٹ کے بنگلے سارجنٹ۔" مائیکل نے گاڑی کو بائیں جانب ٹرن دیا اور بنگلے کے سامنے پہنچ کر انجن بند کر دیا۔ اردلی سارجنٹ ہمیں دیکھتے ہی اندر اطلاع دینے چلا گیا۔ میجر واٹسن نے دروازہ کھول کر اترتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن اب یہ تمہارا ذاتی مسئلہ نہیں رہا---- اس لئے ریزیڈنٹ کے سامنے فیکٹس بیان کرنے کے سوا کوئی لفظ نہ کہنا۔ تم سمجھ گئے نا میرا مطلب؟" میں نے کہا۔

"سمجھ گیا سر---- مجھے اب اس کو اس حرکت پر پیٹے بغیر چلے آنے پر سخت افسوس ہے۔" مسکرا کر بولے۔ "نہیں---- تم نے اچھا کیا---- قاتل کو چانٹا مار کے نہیں چھوڑا جاتا۔" وہ کچھ اور کہنے جا رہے تھے کہ اردلی سارجنٹ نے دروازے کا پردہ ہٹاتے ہوئے کہا۔ "آ جایئے سر۔" واٹسن نے مجھے اشارہ کیا اور دونوں گول کمرے میں داخل ہوئے۔ ریزیڈنٹ ہونٹوں میں پائپ لگائے سامنے والے صوفے پر بیٹھے تھے۔ سیلوٹ کرتے ہی مسکرا کر بولے۔ "کہو واٹسن---- خیریت۔"

میجر واٹسن نے میری طرف دیکھا۔ ریزیڈنٹ نے کہا۔ "بیٹھ جاؤ---- شاید تم اچھا

اٹ لے کر نہیں آئے۔" ہم دونوں ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ میجر نے چند جملوں میں ملاقات کا حال بیان کر کے کہا۔ "یہاں تک وہ ہے جو میں نے دیکھا اور سنا لیکن اس کے بعد دگمبو نے نعیم کو روک کر تنہائی میں جو کچھ کہا وہ ناقابل برداشت ہے۔" انہوں نے منہ سے پائپ نکال کر میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "دگمبو نے اعتراف کیا کہ وہ حملہ اسی نے کرایا تھا اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ مجھے ختم نہ کر دیا جائے۔" ریزیڈنٹ نے تیوری چڑھا کر کہا۔ "از اٹ؟" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "سر اس نے قسم کھائی کہ میرے بجائے میری لاش بمبئی پہنچے گی۔"

انہوں نے میجر واٹسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مہاراجہ کے سکریٹری کو رنگ کر کے کہو ہم ہزہائی نس سے بات کرنا چاہتے ہیں۔" واٹسن نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیا۔ ریزیڈنٹ نے پائپ منہ میں لگایا اور صوفے کی پشت گاہ سے کمر لگا کر آنکھیں میچ لیں۔ دو تین منٹ میں ہزہائی نس سے رابطہ قائم ہو گیا اور واٹسن نے "گڈ ایوننگ یور ہائی نس" کہہ کر ریسیور ریزیڈنٹ کے ہاتھ میں دے دیا۔ انہوں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور منہ سے پائپ نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "اگر زحمت نہ ہو تو راجکمار دگمبو کو کیپٹن دلیش کھ یا میجر برنی کے ساتھ ریزیڈنسی بھیج دیں—— نہیں کوئی خاص بات نہیں۔ چند باتیں کرنا چاہتے ہیں—— جی ہاں دوستانہ باتیں—— انہوں نے بھی تو ہمارے آفیسرز سے دوستانہ انداز میں ہی باتیں کی ہیں—— انہیں انٹرٹین کیا ہے—— اسی سلسلے میں—— میجر واٹسن انہیں انٹرٹین کرنا چاہتے ہیں—— بہتر ہو گا کیپٹن دلیش کھ ساتھ آئیں—— شکریہ یور ہائی نس۔" ریسیور کریڈل پر رکھ کر ہماری طرف دیکھا۔ "ناؤ آفیسرز—— وہ آ رہا ہے—— ہو سکتا ہے کچھ ٹال مٹول کرے—— لیکن آئے گا ضرور—— ایچ ایچ نے بھیجنے کا وعدہ کیا ہے—— گو اس اچانک طلبی پر ان کے دل کی رفتار ضرور بڑھ گئی ہو گی۔"

میجر واٹسن نے کہا۔ "سر وہ ایک گھنٹے سے پہلے تو کسی طرح نہیں پہنچ سکتا۔ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ آپ کھانا وغیرہ کھائیں۔ میں اس کو ہینڈل کر سکتا ہوں—— وہ اتنی اہم شخصیت نہیں کہ آپ اس کا انتظار کریں۔" ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کہا۔ "ٹھیک ہے—— لیکن تم وعدہ کرو کہ ریش نہ ہو گے۔" میجر نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا۔ "سر میں کوشش کروں گا کہ ایسا نہ ہو اور اگر ہونے لگا تو اردلی سارجنٹ کو اشارہ کر کے آپ کو بلالوں گا۔" مسکرا کر اٹھتے ہوئے بولے۔ "او کے۔" ہم اٹھ کر کھڑے ہوئے گئے اور وہ پردہ اٹھا کر اندر چلے گئے۔

میں نے سگریٹ کیس نکال کر میجر کی طرف بڑھایا۔ واٹسن نے خشمگیں نگاہوں سے میری طرف دیکھ کر سگریٹ کھینچ لیا—— میں نے لائٹ دیتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "سر میں بھی پی سکتا ہوں نا۔" پیچھے ہٹ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "نوپ" میں نے

کیس بند کر کے جیب میں سرکا دیا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ کش لے کر کہنے لگے۔ "ڈرتے ہو یشودھرا ہاتھ سے نہ نکل جائے۔"

"مجھے اس کی پروا نہیں ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ظاہر ہے میجر۔" بولے "شٹ اپ—— وہ نہیں نکل سکتی—— بلکہ ہمیں خطرہ ہے تم اس کے ہاتھ سے نکل جاؤ گے۔ نکل گئے ہوتے اگر کرنل ہچکنس نے تمہیں ٹٖٖف سولجر نہ بنا دیا ہوتا۔ اتنے زبردست فال کے بعد فل یونیفارم میں آدھا گھنٹہ میں بھی نہیں تیر سکتا۔" میں نے کہا۔ "میجر میں اس حادثے سے بچ گیا نا؟ لیکن اس وقت آپ نے سگریٹ پینے کی اجازت نہ دی تو میری زندگی پانچ منٹ میں میرا ساتھ چھوڑ دے گی۔" وہ مسکرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور دروازے کی طرف چلتے ہوئے بولے۔ "او کے اجازت ہے۔" میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا اور کش لے کر دروازے کی طرف دیکھا تو وہ باہر جا چکے تھے۔ میں ٹانگیں پھیلا کر ایٹ ایز ہو گیا اور سگریٹ پینے لگا۔

دس منٹ گزر گئے۔ میں تنہا بیٹھے بیٹھے بور ہونے لگا سگریٹ ایش ٹرے میں ڈال کر اٹھا اور باہر نکلا۔ میجر واٹسن غائب تھے۔ اردلی سے پوچھا تو اس نے بتایا وہ کوارٹر گارڈ کی طرف گئے ہیں۔ ان کا اس طرح غائب ہو جانا میری سمجھ میں نہ آ سکا۔ تھوڑی دیر انتظار کرتا رہا پھر کوارٹر گارڈ کو ٹیلی فون کرنے کا خیال آیا اور کمرے میں داخل ہوا۔ ابھی میز پر رکھی ہوئی نوٹ بک میں کوارٹر گارڈ کا نمبر دیکھ رہا تھا کہ اردلی نے پردہ ہٹا کر کہا۔ "سر میجر واٹسن آ رہے ہیں۔" میں نوٹ بک رکھ کر دروازے پر آیا اور میجر کو سیڑھیاں چڑھتے دیکھ کر رک گیا۔ اندر آتے ہی کہنے لگے۔ "کیا اکیلے گھبرا گئے کیپٹن؟" میں نے کہا۔ "دیکھ رہا تھا کہ آپ کہاں چلے گئے۔" کہنے لگے۔ "مجھے یقین نہیں کہ دگمبو یہاں آنے کی جرات کر سکے۔ وہ مہاراجہ کا حکم ملتے ہی فرار ہونے کی کوشش کرے گا۔" میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "میں ایسا نہیں سمجھتا میجر—— اگر وہ اتنا ڈرپوک ہوتا تو حملے کا اعتراف اور قتل کی دھمکی ہرگز نہیں دے سکتا تھا۔ خیر—— یہ بتائیے—— آپ کہاں گئے تھے؟"

مسکرا کر کہنے لگے۔ "میں نے دو جیپوں میں چار جوان بھیجے ہیں کہ راج محل کے دونوں دروازوں کے قریب کھڑے رہیں اور اس کو ادھر ادھر نہ جانے دیں۔" میں ہنس دیا۔ "یہ غیر ضروری ہے میجر—— اور ضروری ثابت ہوا تو ناکافی ہے کیونکہ راج محل کا ایک دروازہ اور بھی ہے اور اس نے نکلنا چاہا تو ادھر سے نکل جائے گا—— لیکن ایسا ہو گا نہیں۔"

وہ بولے۔ "دیکھتے ہیں۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا اور سگریٹ کیس نکال کر ان کی طرف بڑھایا۔ انہوں نے مسکرا کر سگریٹ کھینچ لیا اور انہیں لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا

اور دونوں پینے لگے۔

آٹھ بجے کے قریب ایک کار دروازے کے سامنے پہنچ کر رکی اور اردلی سارجنٹ' **دگمبو** کمار' میجر برنی اور کیپٹن دلیش کھ کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ ہم نے اٹھ کر میجر برنی اور کیپٹن سے مصافحہ کیا۔ واٹسن نے **دگمبو** سے مصافحہ کئے بغیر اس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی جسے وہ بمشکل چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیپٹن دلیش کھ نے بیٹھتے ہی واٹسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیسے یاد فرمایا میجر؟" انہوں نے سگریٹ کیس ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "بتاتا ہوں' سگریٹ لیجئے۔" تینوں نے سگریٹ کھینچ لئے۔ میجر نے انہیں لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن---- **مسٹر دگمبو** نے کیپٹن نعیم سے تنہائی میں جس وقت ہم تم کاریڈور میں آ چکے تھے---- چند باتیں کی تھیں---- میں وہی سننا چاہتا ہوں---- یس مسٹر دگمبر---- فرمایئے۔" **دگمبو** نے سگریٹ کی راکھ ایش ٹرے میں جھاڑتے ہوئے کہا۔ "میجر واٹسن وہ ہمارے اور کیپٹن نعیم کے درمیان ہے اور آپ کو اس میں انٹر فیر نہیں کرنا چاہئے۔"

میجر واٹسن نے کہا۔ "کیپٹن نعیم اس وقت برٹش آرمی میں ہے اور اس کی زندگی پوری برٹش انڈیا آرمی کا ذاتی مسئلہ ہے۔" کیپٹن دلیش کھ نے کہا۔ "آپ بجا فرما رہے ہیں میجر۔" واٹسن نے **دگمبو** کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سو **مسٹر دگمبو** آپ ہمیں سادہ الفاظ میں بتائیں کہ کیا آپ نے اعتراف کیا کہ کیپٹن نعیم پر حملہ آپ نے کرایا تھا؟" **دگمبو** جواب دینے کے بجائے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ میجر برنی نے کہا۔ "میجر واٹسن----" واٹسن نے ہاتھ کے اشارے سے ان کو روکتے ہوئے کہا۔ "میں **مسٹر دگمبو** کا جواب سننا چاہتا ہوں۔" **دگمبو** نے ہونٹوں پر زبان پھراتے ہوئے کہا۔ "ہاں میں نے کہا تھا میجر اور یہ بھی----"

واٹسن نے کہا۔ "یہ کافی ہے **مسٹر دگمبو**---- آپ نے نعیم کو قتل کرنے کی دھمکی بھی دی ہے---- لیکن وہ ہمارے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی---- آپ خود کو اس وقت زیر حراست سمجھیں----" میجر برنی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میجر آپ اس معاملے کو اتنا سنگین نہ بنایئے کہ ہمارے آپ کے درمیان گفت و شنید کے تمام راستے بند ہو جائیں---- کم از کم اتنی لچک ضرور رکھیں کہ ہزہائی نس اور ریزیڈنٹ کے لئے اس مسئلے کا کوئی حل تلاش کرنے کی گنجائش باقی رہے---- آپ رولنگ فیملی کے ایک نوجوان کی غلط یا صحیح حرکت پر حکومت برطانیہ اور انڈین اسٹیٹز کے دیرینہ تعلقات کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔"

"میجر----" واٹسن نے کہا۔ "میں اس کیس کی سماعت نہیں کر رہا۔ یہ ہائی کورٹ کا کام ہے---- اسٹیٹ اور برٹش گورنمنٹ کے تعلقات بھی اپنی جگہ پر برقرار ہیں۔ میں

نے صرف ان الفاظ کی روشنی میں جو **مسٹر دگمبو** نے آپ کی موجودگی میں کہے اپنا وڑدکٹ سنایا ہے---- آپ چاہیں تو ہزہائی نس کو ٹیلی فون کر سکتے ہیں۔"

کیپٹن دلیش کھ نے اٹھ کر ہزہائی نس کا نمبر ڈائل کیا اور دس سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں رابطہ قائم ہو گیا۔ شاید وہ ان کی طرف سے ٹیلی فون کا انتظار ہی کر رہے تھے۔ ہیلو کہتے ہی انہوں نے چند جملوں میں تمام واقعہ بیان کر دیا۔ کچھ دیر سنتے رہے پھر "بہتر ہے یورہائی نس" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور اپنی جگہ آ کر بیٹھ گئے۔ سب خاموش تھے۔ میجر واٹسن نے **دگمبو** کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مجھے افسوس ہے کہ میں ایسا کرنے پر مجبور ہوں۔ کاش آپ نے قاتلانہ حملے کا ذکر کرنے کے بجائے صرف دھمکی دینے پر ہی اکتفا کیا ہوتا تو شاید ہم اس کا نوٹس بھی نہ لیتے۔" **دگمبو** نے جواب دینے کے بجائے جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ واٹسن نے اپنا سگریٹ کیس ان کے سامنے کر دیا اس نے مسکرا کر واٹسن کی طرف دیکھا اور سگریٹ کھینچ لیا۔ میجر برنی نے اس کو لائٹ دی۔

چند منٹ بعد اندر سے ایک اردلی آیا اور میجر واٹسن کو ایک کاغذ کی چٹ دے کر چلا گیا۔ انہوں نے ایک طرف جا کر اس کو پڑھا اور تہہ کر کے جیب میں رکھ لی۔ کیپٹن دلیش کھ' برنی کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔ میجر واٹسن اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور سگریٹ پینے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ایک کار دروازے پر آ کر رکی۔ اردلی سارجنٹ نے پردہ اٹھایا اور **سچترا**' سادھنا' اور یشودھرا اندر داخل ہوئیں۔ سب اٹھ کر کھڑے ہوئے گئے میجر واٹسن نے انہیں سلام کر کے بیٹھنے کو کہا اور ریسیور اٹھا کر ریزیڈنٹ کو ان کی آمد کی اطلاع دی۔ چند سیکنڈ میں ریزیڈنٹ اور ان کی میم ہیلو ہیلو کرتے ہوئے اندر آ گئے اور تینوں راجکماریوں سے مصافحہ کر کے ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ سادھنا دیوی نے ریزیڈنٹ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ہزہائی نس کو اس واقعے پر بہت افسوس ہے۔ انہوں نے ہمیں آپ سے درخواست کرنے کو کہا ہے کہ ذاتی طور پر مداخلت فرما کر اس معاملے کو آگے بڑھنے سے روک دیں تو بڑی مہربانی ہو گی---- وہ کل خود آپ سے ملاقات کریں گے اور آپ کی مرضی کے مطابق اس کا حل تلاش کریں گے۔" ریزیڈنٹ نے میجر واٹسن کی طرف دیکھا۔ انہوں نے اٹھ کر قریب آتے ہوئے کہا۔ "سر آپ اور ہزہائی نس بہتر سمجھ سکتے ہیں۔" ریزیڈنٹ نے تھینک یو کہہ کر سادھنا کی طرف دیکھا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے آپ سے یہی امید تھی---- شکریہ----" **سچترا** نے کہا۔ "میں آپ کی اور میجر واٹسن کی ذاتی طور پر احسان مند ہوں۔" یشودھرا نے مسکرا کر واٹسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میجر واٹسن' میں آپ کا شکریہ اس وقت ادا کرونگی جب آپ کیپٹن نعیم کو کمپرومائز کرنے پر مجبور کر دیں گے۔"

واٹسن نے ہنس کر کہا۔ "یورایکسی لینسی شاید معاملہ اس کے برعکس ہے۔" یشودھرا منہ پھرا کر ریزیڈنٹ کی میم کی طرف دیکھنے لگی۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "شاید واٹسن یہ

کہنا چاہتا ہے کہ وہ آپ کا شکریہ ادا کرے گا اگر آپ نعیم کو کمپرو مائز کرنے پر مجبور کر دیں۔" پھر واٹسن کی طرف دیکھ کر بولیں۔ "میجر' میرے الفاظ آف دی ریکارڈ رکھنا---- میں اس جھگڑے کے متعلق کوئی رائے نہیں رکھتی۔" ریزیڈنٹ نے سادھنا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چائے یا کافی یور ایکسی لینسی؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ "دونوں۔" ریزیڈنٹ نے مسکرا کر بزر دبا دیا۔

کافی کے دوران ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ جن کا اس جھگڑے سے کوئی تعلق نہ تھا اور مجھے ان باتوں سے کوئی سروکار نہ تھا۔ میں میجر واٹسن کے سامنے والے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور وہ بھی میری طرح ان غیر متعلق باتوں سے بور ہو رہے تھے۔ کافی ختم ہونے کے بعد سادھنا دیوی نے ہزہائی نس کی طرف سے ریزیڈنٹ اور ان کے عملے کو دوپہر کے کھانے پر مدعو کیا اور اجازت طلب کی۔ سب انہیں دروازے تک رخصت کرنے آئے۔ میں نے آگے بڑھ کر یشودھرا کی کار کا دروازہ کھول کر اس کو اور سادھنا کو سوار کرایا۔ یشودھرا نے وہیل سنبھالتے ہوئے کہا۔ "نعیم میں تمہیں کس وقت فون کروں۔" میں نے اس کو بتایا ابھی مجھے اکاموڈیشن نہیں مل سکی' کمرہ مل جانے پر میں خود فون کروں گا۔ اس نے مجھ سے لنچ پر آنے کا وعدہ لیا اور روانہ ہو گئی---- ان لوگوں کے جانے کے بعد واٹسن نے ریزیڈنٹ سے اجازت طلب کی اور میں ان کو ساتھ لے کر اسٹیشن کے ریفرشمنٹ روم میں کھانا کھانے چل دیا۔

کھانے کے دوران ایک پیگ پیتے ہی میجر واٹسن نے پھر **دگمبر** کے کیس کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کل لنچ کے بعد تم دونوں کے شیک ہینڈ پر معاملہ ختم ہو جائے گا۔" میں نے گلاس رکھتے ہوئے کہا۔ "ظاہر ہے میجر---- ہماری اصطلاح میں اسے ٹائیں ٹائیں فش کہتے ہیں---- اور میں اس کا قائل نہیں ہوں۔" مسکرا کر بولے۔ "میں بھی اسے پسند نہیں کرتا---- لیکن کیا کر سکتے ہیں---- صرف یہی کہ---- نہیں ریزیڈنٹ کے حکم کے خلاف نہیں جا سکتے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ نے بات بدل دی میجر---- خیر یہ فطری ہے لیکن میں **دگمبر** سے مصافحہ نہیں کروں گا---- جب تک کہ وہ ایک بار میرے ساتھ مقابلہ نہ کرے۔"

میجر نے قہقہہ لگایا۔ میں نے بوتل اٹھا کر ان کے اور اپنے گلاس میں انڈیلی وہ گلاس ٹکراتے ہوئے بولے۔ "مائی ڈیئر ڈوئل کا زمانہ تین سو سال پہلے ختم ہو چکا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یورپ میں---- لیکن انڈیا یورپ سے پانچ سو سال پیچھے ہے اس لئے یہاں دو سو سال بعد ختم ہو گا---- اور اگر یہ منطق غلط سمجھی گئی تو مجھے راج محل کا تیسرا راستہ ہی نہیں چوتھا' پانچواں اور چھٹا راستہ بھی معلوم ہے---- بے اصول دشمن کے لئے میں کسی اصول کی پابندی ضروری نہیں سمجھتا۔ کل **دگمبر** سے میری صلح کرانے والی صرف دو

طاقتیں ہیں---- ایک موت---- اور دوسری تم جانتے ہو۔"

میجر نے گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "میں جانتا ہوں۔" میں نے اس کا گلاس تین چوتھائی بھر دیا۔ رات کے گیارہ بجے تک جام چلتے رہے اور جب واٹسن نے کلب کے اپارٹمنٹ میں پہنچا کر شب بخیر کہا تو میں دروازہ بند کر کے بمشکل بستر تک پہنچ سکا۔ یشودھرا کو فون کرنا تو درکنار مجھے اپنا ہوش نہ تھا۔ مسہری پر لیٹتے ہی نیند نے آ دبوچا۔

صبح آٹھ بجے جب کہ میں چائے پی رہا تھا۔ میجر واٹسن کا اردلی میرا سوٹ کیس لے کر آ گیا۔ میرے تمام کپڑے لانڈری سے دھل کر آ گئے تھے۔ تھوڑی دیر میں میجر واٹسن بھی بریف کیس لئے ہوئے پہنچ گئے اور تمام نوٹ نکال کر دیتے ہوئے مسکرا کر بولے۔ "یہ مسز واٹسن نے استری سے سکھائے ہیں کیپٹن۔" میں گڈیوں کی ترتیب اور صفائی دیکھ کر مسز واٹسن کی نفاست پسندی پر حیران تھا۔ تمام نوٹ برانڈ نیو معلوم ہو رہے تھے۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "واقعی اس محنت پر دس فیصد کمیشن کچھ نہیں ہے---- اگر مسز واٹسن قبول فرمائیں۔"

واٹسن نے قہقہہ لگایا۔ "وہ کہہ رہی تھیں کہ کمیشن ڈیو رہا اور تم سے نہیں راجکماری یشودھرا سے لیا جائے گا---- اوکے' گنو اور سوٹ کیس میں رکھ دو۔" میں نے نوٹ اٹھا کر سوٹ کیس میں رکھ دیئے۔ دونوں چائے پینے لگے۔

دس بجے کے قریب ریزیڈنٹ نے مجھے ٹیلی فون کیا اور فوراً یونیفارم پہن کر بنگلے پہنچنے کا حکم دیا۔ میں پندرہ بیس منٹ میں تیار ہو کر پہنچا تو میجر واٹسن' ڈرینچ' کرنل سوڈھی' کیپٹن ہاورڈ اور دو لیفٹننٹ گول کمرے میں کھڑے ہوئے ریزیڈنٹ کا انتظار کر رہے تھے۔ میں نے سیلوٹ کیا اور میجر واٹسن کے قریب کھڑا ہو گیا۔ کرنل گجندر سنگھ کو دیکھ کر میرا ماتھا ٹھنکا۔ مجھے حیرت تھی ریزیڈنٹ نے انہیں کیوں مدعو کر لیا۔ جب کہ میں انہیں سب کچھ بتا چکا تھا---- وہ اس وقت سینئر موسٹ آفیسر تھے۔ میں ان سے اس سلسلے میں کوئی سوال کرنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ انہوں نے خود ہی مسکرا کر کہا۔ "کیپٹن یہ تمہارے اعزاز میں ہی دعوت دی گئی ہے کیا؟" میں نے کہا۔ "معلوم نہیں سر' کس کے اعزاز میں ہے۔ اتنا جانتا ہوں پانچوں گھی میں ہیں۔" وہ ہنس دیئے۔ "ڈرینچ بھی مسکرا دیا۔ انگریز افسروں میں سے کوئی نہ سمجھ سکا۔ وہ نہ مرغن غذائیں کھاتے ہیں نہ پانچوں انگلیاں استعمال کرتے ہیں کہ اس محاورے سے محظوظ ہوتے۔ کرنل نے کہا۔ "شاید یہ تمہارے حادثے سے بچ جانے کی خوشی میں ہے۔"

میں نے کہا۔ "یہ ممکن ہے سر کل ہزہائی نس کی باتوں سے ظاہر ہو رہا تھا۔ ممکن ہے انہوں نے ریزیڈنٹ صاحب کو دعوت نامہ بھیجا ہو----"

وہ سر ہلا کر رہ گئے۔ ان کی باتوں سے پتا چلتا تھا کہ وہ رات کے معاملے سے واقف

نہیں ہیں---- میں نے ان کو خاموش دیکھ کر کہا۔ "سر آپ نے اقبال سنگھ کو ٹیلی گرام تو کر دیا ہو گا؟"

وہ بولے۔ "کیا ہے کیپٹن---- کوئی جواب نہیں آیا---- اس سے معلوم ہوتا ہے---- شاید آج شام تک خود پہنچ جائے۔" ریزیڈنٹ کو کمرے میں آتے دیکھ کر سب نے سلام کیا۔ انہوں نے مسکرا کر سب پر ایک نظر ڈالی اور کرنل سے مخاطب ہو کر بولے۔ "کرنل ہم ہزہائی نس سے ملنے جا رہے ہیں۔ چار بجے کے بعد آئیں گے۔ اگر ہزایکسی لنسی کا کوئی پیغام آئے تو فوراً میسنجر کے ساتھ بھجوا دینا۔ کرنل نے اٹینشن ہو کر کہا۔ "بہت اچھا جناب۔" ریزیڈنٹ نے ہماری طرف دیکھ کر کہا۔ "کم آن آفیسرز۔" سب ان کے پیچھے پیچھے ڈرائنگ روم سے نکلے اور کاروں میں سوار ہونے لگے۔ کرنل سوڈھی نے ریزیڈنٹ کو رخصتی سلام کیا اور دفتر کی طرف چل دیئے۔

میرا خیال تھا راج محل پہنچنے کے بعد اتنا وقت ضرور ملے گا کہ کیپٹن دلیش مکھ کے بنگلے جا کر ان سے بات کر سکوں لیکن ایسا نہ ہوا۔ جس وقت ہم اندر پہنچے وہ نئے اے ڈی کانگ اور چند درباری حکام کے ساتھ استقبال کے لئے پورٹیکو میں موجود تھے۔ سلامی اور مصافحے معانقے میں انہیں بمشکل اتنی فرصت ملی کہ میری طرف دیکھ کر مسکرا دیئے اور پھر دوسروں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ دربار ہال کے دروازے پر ہزہائی نس' مہارانی اور چند راجکماروں اور راجکماریوں نے استقبال کیا۔ جن میں سچترا' دگمبر' یشودھرا' سہادھنا وغیرہ بھی شامل تھیں آج دربار ہال آراستہ کیا گیا تھا۔ پورے ہال میں سرخ قالین اور صوفے بچھے ہوئے تھے۔ دروازے پر سارجنٹ میجر آئزیک اور بنارس خاں فل یونیفارم میں موجود تھے---- وہی یونیفارم جس کے صرف شولڈر ہی اس وقت آنے والے تمام برٹش آرمی آفیسرز کی یونیفارم کی مجموعی قیمت کے مساوی تھے۔ میں نے دروازے سے گزرتے گزرتے مسکرا کر دونوں پر نظر ڈالی اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ نشستوں پر جگہ لیتے ہی طرح طرح کے مشروبات میزوں پر آ گئے اور ہزہائی نس اور ریزیڈنٹ کے درمیان رسمی باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ نصف گھنٹے کے قریب جنگی اور سیاسی حالات پر ریزیڈنٹ سے تبادلہ خیال کرنے کے بعد ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا "میرے خیال میں اب ہمیں کیپٹن نعیم اور دگمبر کمار کے تنازعے کا تصفیہ کرا دینا چاہئے۔" ریزیڈنٹ نے کہا۔ "ہاں یہ قضیہ ختم ہو جائے تو بہتر ہے۔" مہاراجہ نے کیپٹن دلیش مکھ کی طرف دیکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "ہم کانفرنس روم جا رہے ہیں---- یشونت' تم میجر واٹسن' دگمبر کمار وغیرہ کو ساتھ لے کر دس منٹ میں اس طرف سے پہنچ جاؤ۔" انہوں نے کاریڈور کی طرف اشارہ کیا۔ کیپٹن دلیش مکھ نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے یور ہائی نس۔" مہاراجہ ریزیڈنٹ کو ساتھ لے کر ڈرائنگ روم کی طرف چل دیئے۔ ان کے پیچھے تینوں راجکماریاں بھی چل دیں۔ کیپٹن دلیش

مکھ بیٹھتے ہوئے میری طرف دیکھ کر بولے۔ "کیپٹن میرا خیال تھا تم میجر واٹسن کے ساتھ وقت سے پہلے میرے پاس آؤ گے۔" میجر واٹسن نے مسکرا کر کہا۔ "ابھی ہمیں کیپٹن کی زندگی عزیز ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "سر یہ بھی مجھے زندہ دیکھنا چاہتے ہیں---- لیکن جب موت آئے گی تو کسی کی محبت کی بنا پر مجھے ایک دن کی بھی ایکس ٹینشن دینا گوارا نہ کرے گی۔" میجر نے ہنس کر کہا۔ "یہ باتیں چرچ میں زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہیں---- اور ہم سب بد قسمتی سے فوجی ہیں۔ اس لئے یہ زہد فروشی---- سچ کہتا تمہیں اپنا آوٹ آف ٹیون ہونا محسوس نہیں ہو رہا۔" میجر ڈریج نے کہا۔ "واقعی کیپٹن آج تم بہت بے سرے بول رہے ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "حسن سماعت ہے میجر آپ کا۔" کیپٹن دلیش مکھ نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "آیئے آفیسرز' پھر کانفرس روم میں چل کر سماعت ہی ہو جائے۔" سب اٹھ کر کاریڈور کی طرف چل دیئے۔

کانفرنس روم کے دروازے پر اے ڈی سی نے ہمیں ریسیو کیا۔ ہزہائی نس اور ریزیڈنٹ ایک گول میز کے گرد بیٹھے ہوئے کسی بات پر ہنس رہے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی خاموش ہو گئے اور بیٹھنے کا اشارہ کر کے پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنس دیئے۔ میجر واٹسن نے مجھے ریزیڈنٹ کے سامنے بٹھایا اور خود ہزہائی نس کے سامنے جگہ لی۔ ہمارے پہلو والی دو کرسیوں پر کیپٹن دلیش مکھ اور دگمبر بیٹھ گئے---- اے ڈی سی نے باہر سے دروازہ بند کر دیا۔ ریزیڈنٹ نے ہماری طرف دیکھ کر کہا۔ "میجر واٹسن اور کیپٹن نعیم ہزہائی نس نے مسٹر دگمبر کا بیان سن لیا۔ انہیں اس پر سخت افسوس ہے---- اب ہزہائی نس کی خواہش ہے کہ ان دونوں کی صلح کرا دی جائے۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں---- بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے؟" میجر نے سر جھکا کر کہا۔ "سر آپ چاہتے ہیں تو کیپٹن نعیم آپ دونوں کے حکم سے سرتابی کی جرات تو نہیں کر سکتے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اقدام قتل کمپرومائزیبل بھی ہے؟" ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "نہیں میجر---- لیکن ہم چاہتے ہیں ان تمام قانونی پہلوؤں پر غور کرنے کی نوبت آنے سے پہلے اس کیس کو ختم کر دیا جائے۔ ملک کے سیاسی حالات بہت مخدوش ہیں۔ جنگ نے صورتحال مزید خراب کر دی ہے کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ ہم آپس کے جھگڑوں میں اپنی انرجی ضائع کرنے کے بجائے اس انرجی کو بیرونی دشمنوں کے خلاف استعمال کریں؟ بہر حال ہم نے ان پہلوؤں کو جن کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے قطعی نظر انداز نہیں کر دیا ہے بلکہ----" انہوں نے رک کر ریزیڈنٹ کی طرف دیکھا۔ ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کہا۔ "ہزہائی نس نے مسٹر دگمبر کو حکم دیا ہے کہ وہ پچپن ہزار روپے تاوان ادا کریں---- اور----" میں نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔ وہ بولتے بولتے رک کر ہزہائی کی طرف دیکھنے لگے۔ میجر واٹسن ان دونوں کو بار بار ایک دوسرے کا سہارا لیتے دیکھ کر مسکرا دیئے۔ میں نے ریزیڈنٹ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "

سر میں اپنا خون اتنا ارزاں نہیں سمجھتا کہ پچاس ہزار روپے لے کر قاتل کو معاف کر دوں---- لیکن اگر ہزہائی نس کا یہی حکم ہے تو میں روپے کو درمیان میں لائے بغیر قاتلانہ حملے کے دعوے سے دستبردار ہوتا ہوں کیونکہ ابھی تک میں ان کی ملازمت سے مستعفی نہیں ہوا ہوں اور آپ کے حکم کے ساتھ ساتھ ہزہائی نس کے حکم کی تعمیل بھی مجھ پر فرض ہے۔"

ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "شکریہ کیپٹن۔" ریزیڈنٹ نے کہا۔ "تھینک یو کیپٹن۔" میں نے سر جھکا دیا۔ ہزہائی نس نے دیوار میں لگا ہوا بزر دبایا اور اے ڈی سی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا اور سر جھکا کر ان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ ہزہائی نس نے کہا۔ "کیپٹن نعیم کی تاریخ روانگی سے آج تک کی تنخواہ کی پے سلپ تیار کرا کے پیش کرو۔" اے ڈی سی "جو حکم" کہہ کر چلنے لگا اور کچھ سوچ کر رک گیا۔ کنپٹی کھجاتا ہوا بولا۔ "کس رینک سے یورہائی نس؟" کہنے لگے۔ "کیپٹن کے رینک سے بھئی----" "ہاں تمہیں ان کے پرموشن آرڈرز بھی جاری کرنا ہوں گے۔" میں نے اٹھ کر کہا۔ "یورہائی نس میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں---- لیکن یہ سب ضروری نہیں ہے۔" تیوری چڑھا کر بولے۔ "کیوں؟" اے ڈی سی پھر چلتے چلتے رک گیا۔ میں نے کہا۔ "یورہائی نس' اگر آپ مجھے کیپٹن پرموٹ کرنا چاہتے ہیں تو کیپٹن دلیش مکھ کو میجر پرموٹ کر کے پوسٹ خالی کرانی پڑے گی---- اسی تاریخ سے۔" ہزہائی نس نے ہنس کر ریزیڈنٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مہنگا پڑا----" ریزیڈنٹ نے کہا "لیکن یہ ضروری ہے۔" انہوں نے اے ڈی سی کی طرف دیکھ کر کہا۔ دونوں کو پرموٹ کرو---- دونوں کی ایک تاریخ سے تنخواہ اور اضافے کی سلپ تیار کراؤ۔ اے ڈی سی سر جھکا کر باہر نکل گیا۔ کیپٹن دلیش مکھ میری طرف دیکھ کر مسکرا دیے۔ ہزہائی نس نے سگریٹ اٹھا کر سلگایا اور کش لے کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن مجھے خوشی ہے کہ تم نے ہمارے کہنے سے **دگمبر** کی پیدا کی ہوئی مشکلات حل کر دیں۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یہ میرا فرض تھا یورہائی نس---- اس لئے کہ میں نے محسوس کر لیا تھا کہ آپ اسے اپنی الجھن سمجھ رہے ہیں۔ رہا میرا اور **دگمبر** جی کا معاملہ تو وہ اپنی جگہ برقرار ہے۔ اور اس چیلنج سے نہ میں گریز اختیار کر سکتا ہوں نہ یہ پسپا ہو سکتے ہیں۔" ہزہائی نس نے چونک کر ریزیڈنٹ کی طرف دیکھا اور پھر کیپٹن دلیش مکھ کی طرف دیکھا۔ کیپٹن نے کہا---- "یورہائی نس ٹھیک ہے اس مسئلے پر پھر کسی وقت بات کریں گے۔ اصل بات ختم ہو گئی---- اور ہمیں ریزیڈنٹ صاحب میجر واٹسن اور کیپٹن نعیم کی زحمت اور تعاون کا شکریہ ادا کرنا چاہئے----" ہزہائی نس کیپٹن دلیش مکھ کا اشارہ سمجھ گئے اور "اوکے یشونت---- اب یہ تمہارا پرابلم ہے۔" کہہ کر انہوں نے رسٹ واچ پر نظر

ڈالی اور تھینک یو جنٹلمین کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور سب ان کے ساتھ اٹھ گئے اور وہ ریزیڈنٹ اور **دگمبر** کو ساتھ لے کر چل دیے۔ ان کے پیٹھ پھرتے ہی کیپٹن دلیش مکھ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔ "تھینک یو کڈ۔"

میجر واٹسن نے ان سے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "کانگریچولیشنز میجر۔" میں نے بھی انہیں پرموشن کی مبارکباد دی اور وہ ہمیں ساتھ لے کر چلنے لگے۔ کاریڈور میں آتے ہی میں نے واٹسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سر آپ دونوں صاحبان دربار ہال میں تشریف لے جائیے---- میں تھوڑی دیر میں حاضر ہوتا ہوں۔" انہوں نے میجر واٹسن کی طرف دیکھا وہ مسکرائے اور "دیٹس آل رائٹ" کہہ کر انہیں ساتھ لے کر چل دیے۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور کاریڈور عبور کر کے ٹہلتا ٹہلتا ہزہائی نس کے سٹنگ روم کے سامنے پہنچ گیا۔ میری توقع کے مطابق یہاں داسیوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری تھا۔ میں نے ایک لڑکی کو تیزی سے ڈرائنگ روم کی طرف جاتے دیکھ کر کہا۔ "سنو!" وہ میری آواز سن کر پلٹی اور مسکرا کر بولی۔ "آؤ ٹائیگر تم؟" یہ نرملا تھی۔ میں اس کو دیکھ کر سکتے میں آ گیا۔ یہ آج بھی اتنی ہی ہنگامہ خیز تھی جتنی چند سال پہلے جب ہم مدھو سودن راج محل کے اسموکنگ روم میں ملے۔ مجھے خاموش دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھی اور اتنی قریب آ گئی کہ میں نے بے اختیار ہو کر اس کے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھ دیے۔ وہ مسکرا کر رک گئی اور سنبھلتی ہوئی بولی۔ "نعیم---- میری جان---- تم اب اتنے اونچے پہنچ گئے کہ پریتم کہتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔" میں نے سنبھل کر سگریٹ پھینکتے ہوئے کہا۔ "پریتما اونچا نہیں ہوا ہوں---- اس جگہ سے دور ہو گیا۔" کہنے لگی "خیر پریتم خوش رہو کبھی کبھی اب بھی یاد آ جاتے ہو---- میری شادی ہو گئی---- تم کب شادی----"

میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "مبارک ہو نرملا ڈیر۔" وہ مسکرا دی۔ میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر گریز نکالا اور اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "میری طرف سے شادی کا تحفہ خرید لینا---- اور دیر تک سہاگن رہنا۔"

وہ بے ساختہ ہنس دی---- "تمہیں تو آشیرواد دینا بھی نہیں آتا---- اچھا کہاں جا رہے تھے---- یشودھرا دیوی کی تلاش میں نا؟"

میں نے کہا۔ "ہاں وہ مل گئیں---- سادھنا دیوی ڈرائنگ روم میں ہوں تو انہیں بھیج دینا۔" بولی۔ "آؤ---- وہ سب سٹنگ روم میں ہیں۔" میں اس کے ساتھ واپس ہوا اور دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ وہ اندر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد لوٹی تو سادھنا اور یشودھرا اس کے ساتھ تھیں۔ میں نے سادھنا کو سلام کیا۔ مسکرا کر بولیں۔ "نعیم مجھے خوشی ہے تم نے **دگمبر** سے صلح نہیں کی۔" میں نے یشودھرا کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا دی اور باہر نکلتی ہوئی بولی۔ "آؤ سادھنا دیدی کے ڈرائنگ روم میں باتیں کریں گے۔" سادھنا

مسکرا کر آگے ہو گئیں اور تیزی سے چلنے لگیں۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد بولیں۔ "یشو ہرہائی نس کا سٹنگ روم ہی ٹھیک رہے گا۔ یہاں کوئی نہیں آئے گا۔ میرے کمرے میں سچترا اور دگمبر کسی وقت بھی دندناتے ہوئے آ سکتے ہیں۔" یشودھرا نے کہا۔ "ٹھیک تو ہے دیدی۔" آگے بڑھ کر سٹنگ روم کا دروازہ کھولا اور ہم اندر داخل ہوئے سادھنا نے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے اس وارڈ روب پر نظر ڈالی جس میں چند سال پہلے مہارانی کے اچانک پہنچ جانے پر ایک گھنٹہ بند رہ چکا تھا۔ اس خیال کے ساتھ اور بہت سی یادیں تازہ ہو گئیں۔ یشودھرا نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر صوفے پر بٹھا دیا اور مسکرا کر بولی۔ "اب ایسا نہ ہو گا نعیم، اگر وہ آئیں بھی تو تمہیں چوہے دان میں ——"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تو تم سمجھ گئیں میں کیا سوچ رہا ہوں۔" سادھنا نے کہا۔ "یہاں سے نکلنے کے متعلق بھی ہمیں معلوم ہے —— لیکن خیر —— اس وقت کے واقعات سناؤ۔"

میں نے کہا۔ "کوئی خاص بات نہیں سادھنا بہن —— سوائے اس کے کہ ہزہائی نس کی طرف سے چیک مل رہا ہے ایک مجھے اور ایک کیپٹن دلیش مکھ کو اور اب وہ میجر دلیش مکھ ہیں۔ میں نے حملے کو معاف کر دیا لیکن مصافحہ نہیں کیا اس لئے کہ چیلنج کا جواب دینا چاہتا ہوں۔" وہ یشودھرا کی طرف دیکھ کر ہنس دیں۔ یشودھرا نے کہا۔ "نعیم ہمیں خطرہ تھا کہ تم ہزہائی نس کے احترام میں دگمبر سے صلح کر بیٹھو گے۔"

میں نے کہا۔ "میں نے انہیں اس طرح چکر میں ڈالا کہ وہ تصفیہ کرانے میں کامیاب نہ ہونے کے باوجود خود کو کامیاب محسوس کریں۔ وہ مجھے ڈیمیجز دلانا چاہتے تھے۔ میں نے منظور نہ کیا تو انہوں نے میری سابقہ تنخواہ کی آڑ میں فائدہ پہنچانا چاہا —— یہاں مجھے ایک سکر لگانے کا موقع مل گیا اور میں نے کیپٹن دلیش مکھ کو بھی اپنے ساتھ گھسیٹ لیا —— کیسی رہی؟"

"خاصی اچھی رہی۔" سادھنا نے کہا۔ میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ اسی وقت کسی نے باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ سادھنا نے یشودھرا کو اشارہ کیا اور اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا سچترا نے اندر جھانک کر دیکھا اور بولی۔ "کیپٹن میں اندر آ سکتی ہوں؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "آ جائیے دیدی —— اگر اکیلی ہیں آپ۔" اس نے پیچھے کی طرف دیکھا۔ میں سمجھ گیا دگمبر ساتھ ہے۔ سادھنا نے تیزی سے دروازے پر جا کر کہا۔ "سچترا —— ہم اسی مسئلے پر بات کر رہے ہیں —— تم دگمبر کو لے کر چلی جاؤ پلیز —— ضرورت ہوئی تو ہم خود تمہیں بلا لیں گے۔"

سچترا نے پیچھے کی طرف گھوم کر کچھ کہا اور اندر آ گئی —— سادھنا نے منہ بنا کر دروازہ بند کر دیا۔ سچترا نے آگے بڑھ کر سادھنا کی جگہ بیٹھتے ہوئے کہا۔ "بیٹھ جاؤ

دیتے ہوئے کہا۔ "یہ کیپٹن۔" میں نے سگریٹ کی راکھ جھاڑتے ہوئے کہا۔ "میں ٹھیک ہوں! مطلب یہ تو نہیں زحمت فرمائی۔" مسکرا کر یشودھرا کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "کیوں نعیم کیا، کیا بھلا؟" میں کے نہیں مل سکتی؟"

"شاید۔" میں نے کہا۔ "پھر بھی آپ —— فرمائیے —— اگر کوئی خدمت ہو۔"

"میں تمہاری شکر گزار ہوں نعیم —— اور یقیناً شکوہ یہی کہنے آئی تھی کہ تم نے دگمبر سے صلح کر کے مجھ پر احسان کیا ہے۔"

"آپ سے کسی نے غلط کہا —— صلح کیا ہوتی ہے۔ میں نہیں جانتا ——" میں نے یشودھرا اور سادھنا پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "سادھنا دیدی جانتی ہیں —— مجھے حملہ کرنے اور دھمکی دینے والوں کو معافی دینا یا معافی طلب کرنا نہیں آتا۔" سادھنا نے کہا۔ "یہ صحیح ہے سچترا —— تمہیں یہ ذکر نہیں چھیڑنا تھا۔" وہ بولی۔ "یہ غلط ہے —— نعیم نے مجھے دو مرتبہ معافی دی۔" میں ہنس دیا۔ "دیدی آپ یشودھرا کی بہن ہیں اگر بھائی ہوتیں تو آپ سے مختلف انداز میں بات کی جاتی —— امید ہے آپ سمجھ گئی ہوں گی۔"

سادھنا نے کہا۔ "تم جاؤ سچترا، نعیم آج شام تک یہ یہیں ہے۔ ہم کسی نہ کسی طرح اس کو سمجھا لیں گے اور اگر نہ سمجھا سکے تو ہرہائی نس اس کو ——" اس نے بات کاٹ کر کہا۔ "ہرہائی نس نے انکار کر دیا ہے۔" میں نے کہا۔ "وہ کبھی کسی پر ناجائز دباؤ ڈالنا پسند نہیں فرماتیں۔"

اس نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "اچھا سادھنا دیدی، میں چلتی ہوں —— اگر آپ نعیم کو سمجھا سکیں تو اچھا ہے۔" وہ اٹھ کر چل دی۔ ہم تھوڑی دیر بعد تک باتیں کرتے رہے اس کے بعد میں نے بھی اجازت چاہی اور دربار ہال کی طرف چل دیا —— یشودھرا دروازے تک ساتھ آئی اور شام کو آٹھ بجے کیمپ پہنچنے کو کہہ کر سادھنا کے پاس واپس چلی گئی۔

ایک بجے ڈائننگ ہال میں کھانے پر دگمبر پھر ہزہائی نس کے ساتھ موجود تھا۔ اس کا چہرہ پژمردہ تھا۔ ایسا معلوم تھا جیسے کانفرنس روم سے نکلنے کے بعد مہاراجا نے بری طرح لتاڑا ہو، اس نے میرے چہرے پر ایک نظر ڈالی اور گردن جھکا لی۔ کھانے کے دوران ہزہائی نس نے ریزیڈنٹ سے باتیں کرتے کرتے میری طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "نعیم کرنل ارجن سنگھ سے خط و کتابت جاری ہے نا؟"

میں نے کہا۔ "یور ہائی نس —— مہینے میں ایک دو خط ضرور تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔" مسکرا کر ریزیڈنٹ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "انہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہے۔" ریزیڈنٹ نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے یور ہائی نس —— اور مجھے کوئی تعجب نہ ہو گا اگر کچھ عرصے میں آپ سنیں کہ گورنر جنرل نے انہیں رولنگ جف بنا دیا۔" ہزہائی نس نے مسکرا

مسکرا کر آگے ب ہے۔۔۔۔ بالکل اسی طرح جیسے کیپٹن دیش مکھ اچانک میجر ہو ہرہائی نس کا نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ "بالکل درست۔۔۔۔ آپ میرا مطلب سمجھتے۔" میجر دیش مکھ اور واٹسن ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرا دیئے۔ کھانا کھانے کے بعد ہزہائی نس کے سیکرٹیری نے چند کاغذات پر مہاراجہ سے دستخط کرائے اور ایک ایک سلپ مجھے اور میجر دیش مکھ کو دے دی۔ دونوں نے اٹھ کر ہزہائی نس کو سلام کیا۔ انہوں نے مصافحہ کر کے مبارک باد دی اور کہا۔۔۔۔ "کل خزانے سے روپیہ وصول کر کے ہمیں دکھانا۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر یور ہائی نس۔" ریزیڈنٹ نے میرے ہاتھ سے سلپ لے کر دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "وہاٹ اے لک۔۔۔۔ تقریباً" تیس ہزار۔۔۔۔ کون چھوڑتا ہے یور ہائی نس۔" مہاراجا ہنس دیئے۔

ڈھائی بجے کے قریب مہاراجا سے رخصت ہو کر ہم ریزیڈنٹ کے ساتھ کیمپ کو چل دیئے۔ میجر دیش مکھ اور میجر برنی کیمپ تک ہمیں پہنچانے آئے۔ ریزیڈنٹ سے مصافحہ کر کے رخصت ہونے لگے تو میں نے اپنے اپارٹمنٹ کی چابی دیتے ہوئے کہا "آپ میجر واٹسن کے ساتھ چلیں۔۔۔۔"

بولے۔ "پھر کسی وقت آئیں گے کیپٹن۔" ریزیڈنٹ مجھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے اندر داخل ہو گئے۔ میں نے چلتے چلتے آہستہ سے کہا۔ "ڈیڈی پھر نہیں۔۔۔۔ ابھی اس پرموشن پر دو چلو پانی بھی نہیں پینا چاہتے کیا؟" برنی نے مسکرا کر ان کو ٹھوکا دیا اور واٹسن کے ساتھ چل دیئے۔ میں پردہ اٹھا کر گول کمرے میں داخل ہوگیا۔ ریزیڈنٹ اپنی میم سے ہزہائی نس کی پذیرائی کا ذکر کر رہے تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا تو مسکرا کر کہنے لگے۔ "کیپٹن کو مبارک باد دو ڈارلنگ۔۔۔۔ یہ تیس ہزار کے نفع میں ہے۔" میم نے مسکرا کر کہا۔ "کیا واقعی کیپٹن۔۔۔۔ بلکہ یور ایکسی لنسی۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "ابھی ایسی کوئی بات نہیں میڈم۔۔۔۔ ہاں روپیہ ضرور ملا ہے۔" میں نے سلپ نکال کر اس پر دستخط کیئے اور ان کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "اسے کیش کرا کے اپنے پاس رکھئے اور ہماری شادی پر یشودھرا کے لئے پریزنٹ دینے کے کام میں لایئے۔" ریزیڈنٹ نے ہنس کر کہا۔ "خوب کیپٹن۔۔۔۔ لیکن ہم تم سے زیادہ مالدار ہیں۔۔۔۔ کیا ایک تحفہ دینے کے لئے بھی ہمیں ہزہائی نس کے چیک کو وائس ورسا کرنا پڑے گا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "سر انہوں نے بھی تاوان ادا کرنے کے لئے ان ڈائریکٹ طریقہ ہی اختیار کیا ہے۔" ریزیڈنٹ نے قہقہہ لگایا۔ "تمہارا جواب بہت صحیح ہے لیکن مجھے اپیل نہیں کرتا۔" میں نے کہا۔ "دراصل میرے پاس اب روپیہ رکھنے کے لئے جگہ نہیں رہی۔ اس لئے سیف کسٹڈی۔۔۔" وہ بولے۔ "اچھا۔۔۔ ہم کل لائیڈس بینک میں

تمہارا اکاؤنٹ کھلوا دیتے ہیں۔ کوئی اعتراض؟" لیڈی نے سلپ ان کو دیتے ہوئے کہا۔ "یہ ٹھیک ہے۔۔۔۔ لیکن کیپٹن بچ بچاؤ رکھنے کی جگہ نہ ہونے سے تمہارا مطلب یہ تو نہیں کہ۔۔۔۔" وہ ہنس دیں۔ میں نے کہا۔ "یہی میڈم۔" بولیں۔ "خوب' کیا بھلا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہی۔۔۔۔ چند ملینز۔ اب آپ ہی بتایئے میں اتنے روپے کا کیا کروں' جبکہ میرے اخراجات بھی محدود اور زندگی بھی مختصر اور غیر یقینی۔۔۔۔"

وہ بولیں۔ "نان سینس۔۔۔۔ ایسا نہیں کہا کرتے۔۔۔۔ حالانکہ زندگی یقینی کسی کی بھی نہیں ہوتی کیپٹن۔" ریزیڈنٹ نے کہا۔ "ہاں۔۔۔۔ لیکن یہ اپنا سر ہتھیلی پر رکھے نہیں بلکہ اچھالتا پھرتا ہے کہ ہے کوئی لینے والا۔۔۔۔ اسے سمجھاؤ ڈارلنگ کہ شہزادگی کے قریب پہنچ کر تو کچھ زیادہ عقلمندی کا ثبوت دے۔۔۔۔ ویسے۔۔۔۔"

لیڈی نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں تم غلطی پر ہو ڈارلنگ۔۔۔۔ میں سمجھتی ہوں اسے کچھ کم عقلمند ہونے کا ثبوت دینا چاہئے۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے آج تک کوئی انٹیلی جینٹ۔۔۔۔" ریزیڈنٹ نے ہنس کر کہا۔ "اتنا کہ انٹیلی جینس میں ہے۔۔۔۔ اور کسی کو بھی چکر میں ڈال سکتا ہے۔" وہ بولیں۔ "میں یہی کہنے جا رہی تھی۔۔۔۔ تعلیم کہاں تک ہے اس کی ڈارلنگ؟"

ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کہا۔ "ہارڈلی میٹرک۔"

حیرت زدہ ہو کر بولیں۔ "او۔۔۔۔ ڈیئر ڈیئر ڈیئر۔۔۔۔ اس پر یہ عالم' اگر گریجوایٹ ہوتا تو؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کسی دفتر میں اپر ڈویژن کلرک ہوتا۔" دونوں نے مشترکہ قہقہہ لگایا اور دیر تک ایک دوسرے کی طرف دیکھ دیکھ کر ہنستے رہے۔ جب بے حال ہونے لگے تو میں نے سلیوٹ کر کے کہا۔ "سر اب اجازت دیجئے۔ میرے دوست انتظار کر رہے ہیں۔" ریزیڈنٹ نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "او کے یور ایکسی لینسی' تھینک یو ویری مچ۔" میں نے ان سے ہاتھ ملایا اور دروازے کی طرف چل دیا۔

اپارٹمنٹ میں پہنچا تو تینوں میجر صاحبان سٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے۔ میں نے واٹسن کو ڈرنکس کے متعلق اشارہ کیا تو بولے۔ "بیٹھو' تمہارا اردلی لے کر آ رہا ہے۔" میں نے میجر برنی کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میجر ڈیڈی کے پرموشن کی خوشی مین کچھ گانا ہونا چاہئے۔" بولے۔ "دریں چہ شک۔۔۔۔ اور وہ لڑکیاں آنی چاہئیں۔۔۔۔ وہی۔۔۔۔ سمجھ گئے نا؟" میں نے کہا۔ "سمجھ گیا۔ بلوا لو کسی کو بھیج کر۔" میجر دیش مکھ نے ہنس کر کہا۔ "میجر برنی خود بھی گائیں گے۔۔۔۔ دو اڑھائی سال سے "ریاض" کر رہے ہیں۔" اردلی نے آ کر ٹرے میز پر رکھ دی اور بوتل کھول کر گلاسوں میں انڈیلنے لگا۔ اردلی کے جاتے ہی برنی نے کہا۔ "کیپٹن نعیم کی صحت کے نام۔" واٹسن نے مسکرا کر

کی۔ سب نے گلاس ٹکرائے اور پینا شروع کر دی۔ چند منٹ بعد میجر برنی نے سرور میں آتے ہی اپنا پسندیدہ گانا گانا شروع کر دیا۔ "اندھے کی لاٹھی تو ہی ہے۔" میجر دلیش مکھ نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ آن کیا اور تالیاں بجا کر "دیا جلاؤ ------ جگ مگ جگ مگ" گانا شروع کر دیا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "سبحان اللہ۔" برنی نے گانا بند کر دیا اور گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے بولے۔ "نان سینس' دلیش مکھ کی بد ذوقی نہیں ہے یہ دور اندیشی ہے۔ اندھے کے ہاتھ میں بھگوان کی اندھی لاٹھی آنے سے پہلے دیا جلا دینا ضر ری ہے تاکہ معلوم تو ہو کس کی کھوپڑی زد میں ہے۔" واٹسن نے کہا۔ "واقعی ------ لاٹھی سے میں بھی گھبراتا ہوں ------ خصوصاً جب کہ وہ اندھے کے ہاتھ میں ہو۔" برنی نے کہا۔ "او کے یو ریکارڈ پلٹ دیا جائے گا۔" سب نے گلاس اٹھا لئے۔

شام کے چھ بجے تک پینے پلانے تالیاں بجا بجا کر گانے اور قہقہہ لگانے کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر جب مزید پینے میں خطرے کا سگنل دکھائی دینے لا تو محفل برخاست ہوئی اور تینوں میجر مصافحہ کر کے رخصت ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد میں نے کرنل سوڈھی کو ٹیلی فون کر کے اقبال سنگھ کے متعلق دریافت کیا اسے تو کیا آنا تھا۔ چاچا چیک ہو گیا ------ دعوت میں نظر انداز کرنے کی شکایت ------ بنگلے پر نہ آنے کا شکوہ۔ میں نے بمشکل پیچھا چھڑایا ------ انہیں کس طرح بتا سکتا تھا کہ میری زندگی کا راز ہی انڈین آفیسرز سے الگ تھلگ رہنے میں مضمر تھا۔ ریزیڈنٹ کو بمبئی سے ہدایات بھی اسی قسم کی تھیں ---- اور کرنل سوڈھی سینئر موسٹ آفیسر ہونے کے باوجود اہم معاملات میں قابل اعتماد نہیں تھے۔

دوسری صبح ریزیڈنٹ نے سارجنٹ مائیکل کو میرے ساتھ بھیج کر ریاست کے خزانے سے روپیہ نکلوا کر بینک میں اکاؤنٹ کھلوایا۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد میں نے ان سے شام کی ٹرین سے واپسی کی اجازت حاصل کی۔ انہوں نے چھ بجے کے قریب ٹکٹ اور سیٹ ریزرویشن کا انتظام کرایا اور اپنی روانگی سے متعلق کسی کو اطلاع نہ دینے کی ہدایت کی۔ میری کار ابھی تک ایم ٹی ورکشاپ میں پڑی تھی۔ انہوں نے اس کی مرمت اور اوور ہالنگ ہو جانے کے بعد گیراج میں رکھنے کا وعدہ کیا۔ سات بجے ایک سپاہی جس کا نام ثابت خان تھا اور سفید کپڑوں میں میری حفاظت کے لئے بمبئی تک جانے والا تھا۔ میرا سوٹ کیس وغیرہ لے کر اسٹیشن پہنچ گیا۔ بمبئی میل آج کل ساڑھے سات بجے ولاس پور اسٹیشن پہنچ کر سات چالیس پر روانہ ہوتی تھی۔ شام کا کھانا اسٹیشن کے ویٹنگ روم میں کھایا اور گاڑی روانہ ہوتے ہی میں اپنے کمپارٹمنٹ میں سوار ہو گیا۔ ثابت خاں نے میرا ہولڈال کھول کر اپر برتھ پر بستر پھیلا دیا اور سرونٹ کلاس میں جا کر کھڑکی کے پاس بیٹھ گیا۔ میرا کمپارٹمنٹ وی آئی پی کوپے تھا۔ جس میں میرے علاوہ پہلے سے ایک اور انڈین میجر موجود تھا جو نہوہ کینٹ سے بمبئی جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ بھی ایک اردلی تھا۔ تعارف کے بعد ہماری بات

چیت شروع ہو گئی اور یہ سلسلہ کئی اسٹیشنوں تک جاری رہا۔ ساڑھے دس بجے کے قریب میں نے یونیفارم اتار کے سونے کے کپڑے پہنے اور اپر برتھ پر چڑھ کر بستر پر لیٹ گیا۔ میرا ہم سفر سلیپنگ سوٹ میں تھا۔ اس نے تمام بتیاں گل کیں اور بیڈ لیمپ کی روشنی میں لیٹ کر ایک رسالہ پڑھنے لگا۔

ٹرین کسی اسٹیشن پر ٹھہری اور مسافروں کی دوڑ' بھاگ' قلیوں اور خوانچہ والوں کے شور و پکار سے میری آنکھ کھل گئی۔ ایک کروٹ لی اور پھر سو گیا۔ مجھے معلوم نہیں گاڑی کس وقت وہاں سے چلی۔ لیکن کسی کے ڈانٹنے کی گرجدار آواز سن کر معاً میری آنکھ کھل گئی۔ یہ آواز ہمارے کمپارٹمنٹ سے ہی آئی تھی۔ میں نے جھک کر نیچے دیکھا۔ میرے ہم سفر میجر کے ہاتھ میں پستول تھا اور اس کا رخ کھلی ہوئی کھڑکی کی طرف تھا۔ ٹرین کی رفتار بمشکل پندرہ میل فی گھنٹہ رہی ہو گی۔ اس سے ثابت ہوتا تھا کہ اسٹیشن سے چلے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔ میں نے پیر سکیڑ کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔ "کیا ہے میجر؟" اس نے میری طرف دیکھے بغیر کہا۔ "ڈاکو ------ دروازے کی کھڑکی کھول کر دیکھو' وہ ہینڈل پکڑے ہوئے پائیدان پر کھڑا ہوا ہے۔" میں نے پستول کا سیفٹی کیچ گرایا اور دوسرے ہاتھ سے کھڑکی کا شیشہ اوپر چڑھایا۔ لیکن اس سے پہلے فائر کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک کراہ اور کسی کے گرنے کا دھماکہ۔ میں نے دروازہ کھولنے کے بجائے زنجیر کھینچ لی۔

اس کے بعد "خواب زادہ"
کے چوتھے حصے کا مطالعہ کریں۔

○

aazzamm@yahoo.com
خواب زادہ
ایس ایم الیاس

خواب زادہ

ایس ایم الیاس

میجر نے سیٹ سے اٹھتے ہوئے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "تھینک یوں کیپٹن۔" میں نے دروازہ کھول کر پائیدان کی طرف دیکھا۔ وہاں کوئی نہ تھا۔ شاید وہ نیچے گر چکا تھا۔ بوگی کے آخری سرے پر سرونٹ کلاس کی کھڑکی سے میرا محافظ اسی طرف دیکھ رہا تھا۔ میں نے چیخ کر سوال کیا۔ "فائر تم نے کیا۔ ثابت خان؟" اس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "یس سر۔" میں نے پلٹ کر میجر کی طرف دیکھا۔ بولا۔ "آپ کے اردلی نے گولی چلائی کیا کیپٹن؟" میں نے کہا۔ "ہاں---- لیکن گاڑی رکنے والی ہے۔ گارڈ کے آنے سے پہلے بتایئے آپ زخمی تو نہیں ہیں؟" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "نہیں کیپٹن اس نے پستول کا کندہ مار کر کھڑکی کا شیشہ توڑا تھا کہ میں چیخ پڑا---- وہ پیچھے ہٹ گیا۔" میں نے دیکھا اس کی سیٹ کے برابر والی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور بستر پر جا بجا شیشے کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "ٹھیک ہے میجر---- وہ میرے واسطے آیا تھا---- آپ کو دیکھ کر ہچکچا گیا---- خیر کوئی بات نہیں---- بہرکیف ڈاکو کتنا زیادہ بستر ہے۔" ٹرین آہستہ ہوتے ہوتے رک گئی۔ میرا محافظ دوڑتا ہوا آیا اور کمپارٹمنٹ میں چڑھتے ہوئے بولا۔ "سر آپ ٹھیک تو ہیں نا؟" میں نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "ویلڈن بوائے---- بدمعاش کو گولی لگی یا ایسے ہی گر گیا؟" وہ بولا۔ "شاید نہیں لگی وہ گھبرا کر گر پڑا ہے۔ میں نے بہت اوپر فائر کیا تھا۔" میں نے میجر کی طرف دیکھا۔ کہنے لگا۔ "اگر گولی لگی بھی ہے تو کیا ہوا کیپٹن---- ہمیں سیلف ڈیفنس کا حق ہے۔ وہ پستول سے مسلح تھا اور حملے کے ارادے سے آیا تھا---- یہ اس کا ثبوت ہے۔" میں نے گاڑی رکتے دیکھ کر تیزی سے کہا۔ "ٹھیک ہے میجر---- میں یہ نہیں کچھ اور سوچ رہا ہوں---- اگر ان وسٹی گیشن کے سلسلے میں ٹرین چھوڑنی پڑی تو لیٹ ہو جاؤں گا۔ میری رخصت ختم ہے اور سلسلہ طویل ہے۔" میجر نے کہا۔ "نیور مائینڈ کیپٹن' گارڈ سے میں بات کرتا ہوں----" اس نے دروازے پر آ کر پیچھے کی طرف دیکھا اور ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے پکارا۔ "گارڈ ادھر آؤ۔" میں نے ہاتھ بڑھا کر تکیئے کے نیچے سے سگریٹ لے کر سلگایا۔ گارڈ نے کمپارٹمنٹ کے سامنے آ کر "یس سر" کہا۔ میجر نے کہا۔ "زنجیر میں نے کھینچی ہے---- ایک ڈاکو نے پستول سے کھڑکی کا شیشہ توڑ دیا ہے---- اور وہ ٹرین سے گر گیا ہے اب؟---- گاڑی بیک کراؤ اور وہ جس حالت میں بھی ہو---- اسے

Azam & Ali

aazzamm@yahoo.com
aleeraza@hotmail.com

شر : محمد علی قریشی
تمام : عبدالحفیظ قریشی
ول : ۱۹۹۸ء
ع : نیئر اسد پریس
ت : -/۱۵۰ روپے

گرفتار کر لو۔" گارڈ نے اوپر آ کر کھڑکی اور ٹوٹا ہوا شیشہ دیکھا اور نیچے اتر کے انجن کی طرف روانہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں ٹرین آہستہ آہستہ بیک ہونے لگی۔ تقریباً" ایک میل کے فاصلے پر ایک آدمی لائن کے قریب اوندھے منہ پڑا ہوا دکھائی دیا۔ ٹرین رک گئی اور ہم نے نیچے اتر کے اس کو پلٹ کر دیکھا۔ ذرا سی دیر میں مسافروں کا ہجوم ہو گیا۔ گارڈ اور پولیس نے بمشکل ہجوم کو سرکایا اور اس کے چہرے پر لیمپ کی روشنی ڈالی۔ پیشانی اور منہ خون میں تر تھا۔ غور سے دیکھنے پر میں صرف اتنا سمجھ سکا کہ یہ **دگمبر** ہرگز نہیں تھا۔ یوں بھی وہ خود اتنا بڑا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ جسم پر گولی کے زخم کا کوئی نشان نہ تھا گو تمام جسم لہو لہان تھا۔ وہ زندہ تھا' گارڈ اور پولیس والوں نے مل کر اس کو بریک وین میں ڈالا اور ڈرائیور انجن کی طرف چل دیا۔ کمپارٹمنٹ میں پہنچ کر میں نے اپنے ہم سفر سے کہا۔ "میجر پستول نہیں ملا------ " کہنے لگا۔ "مل جائے گا مال گھر پر ٹرین رکتے ہی پولیس کو مطلع کر دیں گے------ وہ خود تلاش کرتے پھریں گے۔ یہ ہمارا دردِ سر نہیں ہے------ یہ بتایئے پہچانا بھی یا نہیں؟" میں نے نفی میں سرہلایا۔ وہ بولا۔ "پھر آپ کا خیال صحیح نہیں ہے------ وہ یقیناً ڈاکو------ " میں نے کہا۔ "اگر ڈاکو ہوتا تو کھڑکی توڑ کے آپ کو کور کرنے کے بعد وہ اندر آنے کی کوشش کرتا یا کسی چیز کا مطالبہ کرتا۔ جو اس نے نہیں کیا------ اس سے کیا ثابت ہوتا ہے؟" میجر سوچ میں پڑ گیا۔ چند لمحے بعد سر اٹھا کر بولا۔ "دیٹس رائٹ کیپٹن------ خیر مال گھر پر اس سے دریافت کریں گے وہ کون ہے اور کس ارادے سے آیا تھا------ بشرطیکہ اس کو ہوش آ گیا------"

میں نے سگریٹ سلگایا اور اس کو جواب دینے کے بجائے آئندہ اقدام کے متعلق سوچنے لگا۔ اگر یہ **دگمبر** کا آدمی نہیں تھا تو میرا اور میجر کا مشترکہ مسئلہ تھا اور اگر تھا تو پھر؟ کیا مجھے ولاس پور جا کر براہ راست **دگمبر** کا حساب چکانا چاہئے یا ریزیڈنٹ اور مہاراجہ کو اطلاع دے کر ان پر معاملہ چھوڑ دینا چاہئے؟ نہیں' دونوں صورتوں میں گورنر کی ناراضگی کا خطرہ تھا۔ ہر ایکسی لینسی بھی کہاں تک میرا بچاؤ کریں گی------ اس وقت جبکہ ان کے مسائل جنگ کی وجہ سے اتنے الجھے ہوئے ہیں کہ کسی وقت فرصت نہیں ملتی۔ میرے ذاتی معاملات ان کی الجھنوں میں مزید اضافہ نہیں کریں گے اور پھر میں کیا چیز ہوں؟------ نہیں------ اس وقت خاموشی ہی بہتر ہے------ زیادہ سے زیادہ **ثابت خاں** کے ذریعہ ریزیڈنٹ کو------ ایک مختصر سا نوٹ لکھ دینا کافی ہو گا------ باقی وہ خود بیان کر دے گا------ بس یہی۔

گاڑی مال گھر پہنچ کر رکی۔ میں میجر کو ساتھ لے کر باہر نکلا اور **ثابت خاں** کو سامان کی نگرانی کے لئے اپنے کمپارٹمنٹ میں بٹھا کر بریک وین کی طرف چل دیا۔ ہم وہاں پہنچے تو گارڈ زخمی آدمی کو فرسٹ ایڈ دے کر لگیج اتروانے جا چکا تھا۔ صرف ایک پولیس مین بیٹھا

ہوا تھا۔ میں نے اوپر چڑھتے ہوئے اس سے سوال کیا۔ "ہوش میں آیا یا بے ہوش ہے؟" پولیس مین نے فرش پر پڑے ہوئے آدمی کی طرف نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ہوش میں ہے جناب------ پانی پلایا تھا------ بولتا نہیں------ " میجر نے کہا۔ "اسے ہسپتال نہیں لے جاؤ گے؟" وہ کہنے لگا۔ "بمبئی سینٹرل پر ریلوے ہاسپٹل میں داخل کرائیں گے------ صاحب ٹکٹ تو ہے اس کے پاس------ انٹر کلاس کا------ " میجر نے کہا۔ "کس اسٹیشن سے سوار ہوا؟" بولا۔ "نوساری سے بمبئی تک کا ٹکٹ ہے------ " میں نے جھک کر زخمی کا بازو پکڑ کے ہلایا۔ وہ کراہنے لگا میں نے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ "اے ئی------ چائے پیئے گا؟" اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور سرہلایا------ پولیس مین نے ایک خوانچے والے سے چائے کی پیالی لے کر اس کے سامنے کر دی۔ میں نے اس کو سہارا دے کر بٹھایا۔ میجر نے کپ اٹھا کر اس کے ہونٹوں سے لگایا۔ دو تین گھونٹ لے کر کراہتے ہوئے وہ بولا۔ "میری ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ کندھا بھی------ " میں نے کہا۔ "ہم تمہیں ہسپتال لے جا رہے ہیں------ ٹھیک ہو جاؤ گے------ میں نے **دگمبر** کو ٹیلی گرام کر دیا ہے------ شام تک وہ بھی بمبئی پہنچ جائے گا------ " وہ چائے کی چسکی لے کر بڑبڑایا۔ "اچھا کیا کیپٹن------ بڑی مہربانی------ " میں نے معنی خیز نگاہوں سے میجر کی طرف دیکھا۔ اس نے مسکرا کر آہستہ سے کہا۔ "یو ور رائٹ۔" میں نے چائے ختم ہوتی دیکھ کر سگریٹ نکالا اور اس کے ہونٹوں میں دیتے ہوئے کہا۔ "تمہارا نام؟" اس نے آہستہ آہستہ سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور بڑبڑایا "شری دھر گوپال------ " میں نے اس کو لائٹ دی------ ایک کش لے کر کہنے لگا۔ "صاحب مجھے ایشور نے بہت بڑی سزا دے دی ہے------ کیا آپ اب بھی مجھے جیل بھجوائیں گے؟" میں ہنس دیا۔ "تم ابھی تک بہادروں کی طرح بات کر رہے تھے شری دھر اب ایک دم گر رہے ہو۔ اچھا میں وعدہ کرتا ہوں اگر تم سچ سچ بتا دو کہ کس نے تمہیں بھیجا اور کس لئے بھیجا تو پھر تم جیل نہیں جاؤ گے۔" وہ بولا۔ "صاحب میں آپ پر وشواش کرتا ہوں۔ لیکن------ " اس نے پولیس مین کی طرف دیکھا۔ میجر نے اس کا مطلب سمجھ کر پولیس مین کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا اور وہ پلیٹ فارم پر اتر گیا۔ اس نے سگریٹ کا کش لے کر بائیں ہاتھ سے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "کنور **دگمبر** سنگھ جی نے مجھے ایک ہزار روپیہ اور آپ کا فوٹو دیا اور کہا کیپٹن نعیم جسے ٹائیگر کہتے ہیں آج شام کی گاڑی سے بمبئی جا رہا ہے تم رات کو کسی وقت سوتے میں اسے ختم کر دو------ اگر کامیاب ہو گئے تو پانچ ہزار اور ملیں گے۔ شام کو چار بجے انہوں نے مجھے پستول اور گیارہ کارتوس دیئے اور ایم ٹی کی ایک گاڑی میں نوساری پہنچا دیا۔"

"وہ پستول کہاں ہے؟" میجر نے سوال کیا۔ وہ بولا۔ "میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا

سگریٹ کہیں۔۔۔۔ بلسلو پر میں گاڑی چلتے ہی آپ کے ڈبے کے فٹ بورڈ پر چڑھ گیا۔۔۔۔ اور باقی تو آپ کو معلوم ہی ہے۔" میں نے سوال کیا۔ "تمہارا تعلق کس یونٹ سے ہے۔۔۔۔ اور کیا تم مجھے جانتے ہو؟" وہ بولا۔ "میں کیولری میں لانس نائک ہوں۔۔۔۔ اور آپ کو ٹائیگر نعیم کی حیثیت سے پہچانتا ہوں۔"

"میں تمہیں نہیں جانتا جوان۔۔۔۔ لیکن تم مجھے قتل کرنے کو کیوں تیار ہو گئے جبکہ تم سے میری کوئی دشمنی نہیں۔۔۔۔ کیا روپے کے لالچ میں؟" وہ بولا۔ "صاحب۔۔۔۔ آپ ناراض ہو جائیں گے۔۔۔۔" میجر نے کہا۔ "میں وعدہ کرتا ہوں انہیں ناراض نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔ تم بے فکر ہو جاؤ۔۔۔۔" کہنے لگا۔ "صاحب انہوں نے ہمارے کم سے کم دس جوان ختم کیے ہیں اور وہ قریب قریب سبھی کیولری اور ایم ٹی کے تھے۔۔۔۔" میجر نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔۔۔۔ میں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "شری دھر اگر میں اس وقت' جب تم نے پستول سے کھڑکی توڑ کر حملہ کیا' تمہیں شوٹ کر دیتا تو کیا یہ قتل ہوتا؟" اس نے گردن جھکا لی۔۔۔۔ اسی وقت گارڈ نے وسل دیا اور ہم نیچے اترنے لگے۔۔۔۔ پولیس مین اندر آگیا۔ میں نے کہا۔ "جوان ہماری کوئی کمپلینٹ نہیں ہے۔۔۔۔ ریلوے ایکٹ کے تحت اگر اس پر کوئی جرم عائد ہوتا ہے تو تم چالان کر سکتے ہو۔۔۔۔" میجر نے اپنا کارڈ نکال کر اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "اگر ضرورت پڑے تو ہمیں بلا لینا۔" پولیس مین نے "بہتر ہے جناب" کہہ کر کارڈ جیب میں رکھ لیا اور ہم اتر کے اپنے کمپارٹمنٹ کی طرف چل دیئے۔

بمبئی سینٹرل پہنچ کر ہم نے ویٹنگ روم میں قیام کیا۔ شیو' غسل اور ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے ریزیڈنٹ ولاس پور کے نام ایک مختصر سا خط لکھا۔ جس میں حملہ کرنے والے کا نام' اس کا تفصیلی بیان تحریر کرتے ہوئے ہزہائی نس کو مطلع کرنے کے سوا کوئی کارروائی نہ کرنے کی درخواست کی۔ مجھے خطرہ تھا کہ شاید وہ ہز ایکسی لینسی کو اطلاع دیئے بغیر نہ رہیں گے۔۔۔۔ اس لئے یہ بھی اشارہ کیا کہ اگر ہز ایکسی لینسی سے اس واقعے کا ذکر نہ کیا جائے تو بہتر ہو گا۔" میجر میرے طرز عمل پر حیران تھا۔ میں نے خط لفافے میں بند کر کے ثابت خان کو دیا تو کہنے لگا۔ "کیپٹن مائنڈ نہ کرنا۔۔۔۔ میں تمہارے متعلق جتنا غور کرتا ہوں تمہاری پر اسراریت بڑھتی جا رہی ہے۔۔۔۔ میں اس شخص کو ڈاکو سمجھنے کے باوجود اس کے جرم کی سزا دلائے بغیر نہ رہتا۔۔۔۔ تم نے یہ جاننے کے باوجود کہ اس نے تمہیں قتل کرنے کی کوشش کی' اسے معاف کر دیا۔۔۔۔ کیوں؟ یہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میجر کیا اس نے تمہارے سامنے نہیں کہا کہ۔۔۔۔ کہ یہ ہمارا آپس کا لین دین ہے؟" وہ ہنس دیا۔ کہنے لگا۔ "ہاں ایسا معلوم ہوتا ہے دونوں پارٹیاں۔۔۔۔ با اصول ہیں۔۔۔۔ اس نے جس آسانی سے اعتراف جرم

کیا۔ اتنی ہی آسانی سے تم نے اسے معاف کر دیا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہاں میجر ہمارا معاہدہ کچھ ایسا ہی ہے۔" اس نے ہنس کر سگریٹ پیش کیا اور لائٹ دیتے ہوئے اردلی کو چلنے کا اشارہ کیا۔ میں نے اس سے اٹھ کر مصافحہ کیا اور ثابت خان کو تمام باتیں سمجھانے لگا۔۔۔۔ دس بجے کے قریب اس کو سو روپے انعام دے کر شام کی ٹرین سے واپس ہو جانے کو کہا اور ٹیکسی لے کر گورنمنٹ ہاؤس کی طرف چل دیا۔

گیٹ پر پہنچ کر ٹیلی فون کے ذریعے سیکریٹری کو اپنی آمد کی اطلاع دی اور ملاقات کے لئے ٹائم مانگا۔ انہوں نے کلب میں جا کر لنچ ٹائم کے دوران رنگ کرنے کو کہا۔ میں نے گڈ بائی کہہ کر ریسیور رکھنا چاہا تو بولے۔ "سنو نعیم' میں اس وقت بہت مصروف ہوں۔۔۔۔ مبارکباد ملاقات پر ڈیو رہی۔۔۔۔ تفصیل سننے کے بعد۔۔۔۔ او کے؟" میں نے "تھینک یو سر" کہہ کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ "سارجنٹ آن ڈیوٹی نے پھر سے سیلوٹ کر کے کہا۔ "سر مجھے افسوس ہے۔ سیکیورٹی کے پیش نظر ٹیکسی اندر نہیں جانے دی جائے گی۔۔۔۔ ہم نے آپ کا سوٹ کیس اور ہولڈال وغیرہ اتروا لیا ہے۔۔۔۔ آپ ڈرائیور کو پے منٹ کر کے یہیں سے رخصت کر دیں۔۔۔۔" میں نے "ویٹس آل رائٹ" کہہ کر ڈرائیور کو پے منٹ کر دیا۔ ٹیکسی واپس ہو گئی۔ میں نے سارجنٹ کی طرف دیکھا۔ اٹینشن ہو کر بولا۔ "سر' آپ کلب جا کر اپنے اردلی کو بھیج دیں۔ وہ سامان لے جائے گا۔" میں نے "او کے" کہہ کر سوٹ کیس اٹھایا اور کلب کی طرف چل دیا۔ نہ معلوم اس نے کیا سمجھا ہو لیکن سوٹ کیس میں تالا نہ تھا اور اس میں اب بھی اتنے کرنسی نوٹ تھے جو سارے گارڈوں کو کئی مہینے ڈنر' ڈانس اور ڈرنک فراہم کرنے کے لئے کافی تھے۔۔۔۔ میں اتنی بڑی قیمت پر ان کی دیانتداری کا امتحان نہیں لے سکتا تھا۔

کلب کے برآمدے میں پہنچتے ہی ایک اٹینڈنٹ نے اٹھ کر میرے ہاتھ سے سوٹ کیس لے لیا اور اپارٹمنٹ کا دروازہ کھول کر اندر لایا۔ بیڈ روم میں پہنچ کر میں نے اس کو گیٹ نمبر ون کے گارڈ روم سے اپنا ہولڈال منگانے کو کہا اور کوٹ کے بٹن کھولنے لگا۔ اس نے سوٹ کیس ریک پر رکھا اور باہر نکل گیا۔۔۔۔ میں نے یونیفارم اتار کے سلیپنگ سوٹ پہنا اور سگریٹ سلگا کر بستر پر دراز ہو گیا۔ رات بھر کا جاگا ہوا تھا فوراً آنکھ لگ گئی اور جس وقت بیدار ہوا تو شام کے ساڑھے چار بج رہے تھے۔ مجھے معلوم نہیں اردلی کس وقت آیا اور ہولڈال رکھ کر چلا گیا۔ مسٹر ولسن نے بھی کوئی ٹیلی فون نہیں کیا کہ گھنٹی کی آواز سے آنکھ کھل جاتی۔ مجھے سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ لہٰذا ان کی ملاقات کو پانچ بجے یا اس کے بعد کسی وقت پر ملتوی کیا۔ گھنٹی بجا کر اردلی کو بلایا اور چھوٹا حاضری لانے کا آرڈر دیا۔ وہ سر جھکا کر چل دیا۔ میں نے منہ ہاتھ دھوئے' یونیفارم پہنی اور ناشتہ وغیرہ کر کے فارغ ہوا تو پانچ بجنے میں چند منٹ باقی تھے۔ سگریٹ سلگایا اور مسٹر ولسن کو

رنگ کیا۔ "ہیلو" کہتے ہی بولے۔ "آئی ایم سوری پرنسلی میں مصروفیت میں بالکل بھلا بیٹھا تھا ——— او کے' کس شیپ اور کس فارم میں ہو؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "یونیفارم میں ہوں سر۔" ہنس کر بولے۔ "میرا مطلب تھا سوبر ہونا؟" میں نے کہا۔ "سر یہ سوال کینٹرز اور بیرلز سے نہیں کیا جاتا۔ آپ جانتے تو ہیں ——— حکم دیجئے ——— فوراً" سے پیشتر ——— آ جاؤں کیا؟" وہ بولے۔ "نہیں ——— ابھی نہیں ——— میں ہز ایکسی لینسی سے وقت لے رہا ہوں ——— ابھی ابھی ——— اس کے بعد تمہیں اطلاع دوں گا ——— اے ی' کلیمر بوائے ——— اگر ملاقات میں ایک گھنٹے کی تاخیر ہو تو شاید تمہیں میرے بنگلے پر آنا پڑے ———" میں نے ہنس کر کہا۔ "شاید کیوں سر ——— مسز ولسن کو سلام کرنا میرے فرائض میں شامل ہے ——— ضرور آؤں گا ——— اچھا خدا حافظ۔"

میں نے ریسیور رکھ کر سوٹ کیس چیک کیا اور لاک کر کے ٹہلنے کے لئے باہر نکلا۔

برآمدے میں قدم رکھا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی نے واپس ہونے پر مجبور کر دیا۔ لپک کر کمرے میں آیا اور ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ آواز آئی۔ "ہیلو کرن۔" میں نے ماؤتھ پیس کو چوم کر کہا۔ "ہیلو لیو ڈارلنگ۔" قہقہہ لگا کر بولی۔ "ڈارلنگ' آئی لو یو ———" میں نے بات کاٹ کر کہا۔ "شیور لیو' آسمانی باپ تم اور تمام مہ جبینوں پر بلا امتیاز رنگ و نسل اپنی رحمتیں نازل فرمائے جن کی فری لانس محبت مجھے بار بار ——— انکل عزرائیل کا شرمندہ احسان ہونے سے بچاتی ہے۔" بولی۔ "ڈارلنگ! کب ملاقات کر رہے ہو۔" میں نے کہا۔ "لیو! فی الحال تو ہز ایکسی لینسی سے انٹرویو کا انتظار ہے۔ مسٹر ولسن نے بتایا ہے کہ وہ مجھے ساڑھے چھ بجے تک کا کوئی وقت دے رہے ہیں۔" "تمہیں انٹرویو کے لئے ساڑھے چھ بجے حاضر ہونا ہے ——— ان دی مین ٹائم ——— بتاؤ نا؟" میں نے کہا۔ "ان دوران مسز ولسن کو سلام کرنے جاؤں گا۔ کار تو ہے نہیں لیو ——— کیسے باہر جائیں گے ——— تم نے نہیں خریدی کیا ابھی تک؟" ہنس کر کہنے لگی۔ "کس کے لئے؟" میں نے جواب دیا۔ "او ——— آٹھ بجے بتاؤں گا کس کے لئے ——— او کے؟ گڈ نائٹ ———" اس نے گڈ نائٹ کہہ کر ریسیور رکھ دیا ——— میں نے ریسیور رکھ کر رسٹ واچ پر نظر ڈالی ——— ساڑھے پانچ بجنے والے تھے ——— چند منٹ مسٹر ولسن کے ٹیلی فون کا انتظار کیا۔ آخر مایوس ہو کر اٹھا اور ان کے بنگلے کی طرف چل دیا۔ اطلاعی گھنٹی کی آواز سنتے ہی ایک ملازمہ باہر نکلی اور مسکراہٹ بکھیرتی ہوئی بولی۔ "اندر آیئے کیپٹن ——— مسٹر ولسن آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" میں اندر داخل ہوا۔ مسٹر ولسن اور ان کی بیوی صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سلیوٹ کیا تو دونوں مسکراتے ہوئے اٹھے اور مسٹر ولسن نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا۔ ان کی میم نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "اے گلیمر دائے۔ ابھی ہم تمہارے متعلق ہی باتیں کر رہے تھے ——— جیمس نے مجھے تمہارے

حادثے کے متعلق بتایا ——— تم تو معلوم ہوتا ہے کوئی لازمی روح ہو ———" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یہ آپ کی محبت ہے میڈم ——— حادثے تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔" مسٹر ولسن نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بیٹھو ——— اتنی دیر میں کیوں پہنچے؟" میں نے شکریہ ادا کر کے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "آپ کے ٹیلی فون کا انتظار کرتا رہا۔ آخر ———" ہاتھ اٹھا کر بولے۔ "بس بس کیپٹن ——— مجھے معلوم ہے ——— ہز ایکسی لینسی سے میری باتیں ختم ہونے کے ایک منٹ بعد تمہیں اپائنٹمنٹ کی تمام تفصیلات معلوم ہو گئی تھیں ——— کیا غلط؟" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "صحیح ہے سر ———" بولے "اب کیپٹن ولاس پور میں ہونے والے حادثے کے متعلق ساری کہانی سناؤ ———" میں نے کہا۔ "سر مجھے معلوم ہے آپ کے پاس اس کی ایک ایک تفصیل ہے لیکن میں درخواست کروں گا کہ اسے آف دی ریکارڈ رکھئے ——— مجھے افسوس ہے میں آپ کے لئے ایک مسئلہ بنتا جا رہا ہوں۔"

"نیور مائنڈ" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "مسئلے بھی ہوتے رہتے ہیں اور انہیں حل بھی کرنا پڑتا ہے ———" میں نے "ایز یو پلیز" کہہ کر تمام واقعہ سنا دیا۔ دونوں پوری توجہ سے سنتے رہے ——— مسکراتے رہے آخر مسٹر ولسن نے بزر دبایا اور ان کی ملازمہ ٹرے لئے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی اور ہمارے سامنے رکھ کر چلی گئی ——— ہز ایکسی لنسی کی صحت کا جام پینے کے بعد میں نے انہیں ٹرین میں پیش آنے والا واقعہ بھی سنایا۔ مسکرا کر بولے۔ "یہ واقعی تم نے ہماری معلومات میں اضافہ کیا ——— بولو کون سے نام سے پکاروں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "جو آپ کو پسند ہو سر ———" اسی وقت اطلاعی گھنٹی بجنے لگی۔ ان کی خادمہ تیزی سے دروازے پر پہنچی۔ مسٹر ولسن نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے وکٹر ہیرس پسند ہے کیپٹن ———" کینتھ کو اندر آتے دیکھ کر مسکرائے اور "ہیلو مس کینتھ" کہہ کر میری طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "لیٹ ہیں نا کیپٹن؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "یقیناً سر ———" کینتھ نے گڈ ایوننگ کہہ کر مسز ولسن یک طرف چلتے ہوئے میز پر نظر ڈالی اور مسکرا کر ان کے قریب بیٹھ گئی ——— میں نے مزاج پرسی کی ——— مسز ولسن نے کہا۔ "مجھے تمہارے لیٹ پہنچنے کا افسوس ہے مس کینتھ! کیپٹن اپنے سفر کے حالات سنا رہے تھے ———" مسٹر ولسن نے مسکرا کر مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ "اور وہ یقیناً ان سے زیادہ دلچسپ تھے جو تم نے ٹیلی فون پر سنے۔" کینتھ مسکرا دی۔ مسز ولسن نے کہا۔ "از اٹ؟" مسٹر ولسن نے اثبات میں سر ہلا کر ایک گلاس میں انڈیلی اور کینتھ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس نے شکریہ ادا کر کے گلاس لے لیا اور میری طرف دیکھ کر بولی "کیپٹن مجھے امید ہے سفر خوشگوار رہا ہو گا۔" میں نے جواب دیا۔ "یقیناً مس کینتھ' بڑا خوشگوار اور بڑا پرافٹ ایبل رہا۔" مسٹر ولسن نے مسکرا کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم

ہے کیپٹن۔۔۔۔ لیکن کیا تم اپنی دوست کو۔۔۔۔۔" میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "آپ بتایئے 'کیا؟" انہوں نے اپنی بیوی کی طرف دیکھا۔ بولیں "ڈائمنڈ رنگ۔" میں نے جھینپ کر کہا۔ "ڈائمنڈ رنگ حقیر چیز ہے مسز ولسن اور پھر اس کی افادیت کچھ نہیں۔۔۔۔ مس کینتھ کار لے لیں۔۔۔۔۔" مسز ولسن نے کینتھ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ کینتھ نے کہا۔ "شکریہ کیپٹن۔۔۔۔ میں کار مین ٹین نہیں کر سکتی۔" میں نے کہا۔ "وہ پلس مینٹی نینس الاؤنس ہے مس کینتھ۔" مسز ولسن نے مسکرا کر کہا۔ "منظور ہے۔۔۔۔۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "تھینک یو میڈم۔۔۔۔ کل صبح خرید لیں۔۔۔۔۔" مسٹر ولسن نے کہا۔ "تم واقعی اچھے دوست ہو وکی۔۔۔۔۔" کینتھ نے کوئی تبصرہ نہ کیا۔۔۔۔ گلاس ہونٹوں سے لگا کر چسکیاں لینے لگی۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "سکس ٹو ٹینٹی مسٹر ولسن۔۔۔۔۔" اٹھتے ہوئے بولے۔ "چلو۔" میں اٹھ کر کھڑا ہوا اور کینتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میں ایک گھنٹے بعد آپ سے ملوں گا مس کینتھ۔۔۔۔ اور اگر مسٹر ولسن گیراج سے ایک گاڑی منگا دیں گے تو۔۔۔۔۔" مسٹر ولسن نے ہنس کر میری کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "میرے پاس کوئی گاڑی نہیں ہے کیپٹن! ہر ایکسی لنسی سے درخواست کرنا۔۔۔۔ چلو۔" میں نے لیڈیز کی طرف دیکھ کر سر کو خم دیا اور ان کے ساتھ چل دیا۔

ہم ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تو ہز ایکسی لنسی اور لیڈی دونوں لائبریری سے ڈرائنگ روم میں داخل ہو رہے تھے۔ میں نے اٹینشن ہو کر سلیوٹ کیا۔ گورنر کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ ابھری اور بولے۔ "اے۔ مسٹر جگر۔۔۔۔۔" ہر ایکسی لنسی نے مسکرا کر ان کے چہرے پر نظر ڈالی اور میری طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے ان کے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر بوسہ دیا۔ بولیں۔ "وکی ہمیں اس حادثے سے تمہارے بچ جانے پر خوشی ہے۔ لیکن یقین نہیں کہ یہ سب صحیح ہے۔۔۔۔ ریزیڈنٹ نے جو تفصیلات ہمیں بتائی ہیں ان پر یقین کرنے کو دل نہیں چاہتا۔۔۔۔۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یور ایکسی لنسی۔۔۔۔ ہز ایکسی لنسی نے سچ فرمایا' میں شعبدہ باز ہی ہوں۔۔۔۔۔" وہ مسکرا دیں' گورنر نے ان کا بازو چھو کر اشارہ کیا اور دونوں صوفے پر بیٹھ گئے۔۔۔۔ ان کا اشارہ پا کر ہم بھی بیٹھ گئے۔ ہز ایکسی لنسی نے سیکریٹری کی طرف دیکھ کر کہا۔ "جیمس اس شیطان کی صحت کا جام پیو۔۔۔۔ اور صبح سب سے پہلے جانے والے ایئر کرافٹ سے کلکتہ کی طرف پارسل کر دو۔۔۔۔۔" مسٹر ولسن نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے یور ایکسی لنسی۔۔۔۔۔" انہوں نے ہر ایکسی لنسی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اور یور ایکسی لنسی آپ۔۔۔۔ پلیز اس کو ولاس پور جانے کی اجازت نہ دیا کریں۔" ہر ایکسی لینی نے بزر دبا کر میری طرف دیکھا اور مسکرا کر پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ "شیور۔۔۔۔ شیور یور ایکسی لنسی واقعی یہاں کے جال

کو توڑ کر نکل جاتا ہے۔۔۔۔ آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ وکی مائنڈ یو۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے یور ایکسی لنسی۔" ہز ایکسی لنسی ہنسنے لگے۔ "او کے ڈین۔۔۔۔ ابھی بھیج دیجئے یور ایکسی لنسی۔۔۔۔ ابھی ولاس پور میں چند پرنس اور باقی ہیں۔ جنہیں نہیں ہونا چاہئے۔" ہر ایکسی لنسی نے مسٹر ولسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "جیمس' عیسائی ہونے کی حیثیت سے مجھے سچ بتاؤ کیپٹن نعیم پر کس کس کے قتل کا الزام ہے؟" مسٹر ولسن نے سر جھکا کر کہا۔ "ایک بھی نہیں یور ایکسی لنسی۔" گورنر نے ہنس کر کہا۔ "یہ ہم بھی جانتے ہیں مائی لیڈی! لیکن آپ خود نعیم سے کیوں نہیں پوچھتیں کہ مہاراجہ ولاس پور کے ایڈی کانگ کو خودکشی کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟" ہر ایکسی لنسی نے ان کی طرف پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "اولڈ ایج۔۔۔۔ بوڑھا ہو چکا تھا۔۔۔۔ دوڑ بھاگ کی سکت نہیں رہی تھی۔۔۔۔ مہاراجہ اس کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔۔۔۔ اور کیا کر سکتا تھا بے چارہ؟" ہز ایکسی لنسی نے نفی میں سر ہلایا اور میری طرف دیکھ کر ہنس دیئے۔ پھر مسٹر ولسن کی طرف دیکھ کر بولے۔ "سگریٹ پیو جیمس۔" انہوں نے تھینک یو سر کہہ کر سگریٹ کیس اٹھا لیا۔۔۔۔ اندر سے ایک میڈ نے آ کر ڈرنکس کی ٹرے میز پر رکھ دی۔ مسٹر ولسن نے ہر ایکسی لنسی کے سامنے سگریٹ۔۔۔۔ کیس رکھ دیا اور گلاسوں میں انڈیلی۔ ہز ایکسی لنسی مسکرا کر دیکھتے رہے۔ مسٹر ولسن نے ہر ایکسی لنسی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ناؤ۔۔۔۔۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ایکس کیوز می مسٹر ولسن۔۔۔۔ میں اس غیر مستحق عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہر ایکسی لنسی کا جام صحت تجویز کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ میری زندگی انہی کی صحت کی مرہون منت ہے۔" ہر ایکسی لنسی مسکرا دیں۔ مسٹر ولسن نے کہا۔ "بی اٹ سو۔" سب نے گلاس اٹھا لئے۔ ہز ایکسی لنسی نے گلاس ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ "ڈیول۔" رخصت ہوتے وقت ہر ایکسی لنسی نے مسکرا کر کہا۔ "جیمس فارگیٹ ایوری تھنگ وکی تین روز بمبئی ٹھہرے گا۔" مسٹر ولسن نے مسکرا کر کہا۔ "بہتر ہے یور ایکسی لنسی۔" میں نے "شکریہ یور ایکسی لنسی کہہ" کر ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ ہز ایکسی لنسی نے مسکرا کر ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا اور مسٹر ولسن کے ساتھ چل دیا۔

باہر نکلتے ہی انہوں نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "وکی' سچ بتاؤ یہ ایڈی کانگ ولاس پور کی خودکشی۔۔۔۔۔" میں نے ان کے پہلو بہ پہلو چلتے ہوئے کہا۔ "سر' وہ میری خودکشی ہوتی۔۔۔۔ اگر ایک دوست نے پلیٹ تبدیل نہ کر دی ہوتی۔۔۔۔۔" وہ چلتے چلتے رک کر بولے۔ "گڈ لارڈ! اس کے معنی ہیں ہز ایکسی لنسی صحیح کہہ رہے تھے۔۔۔۔ کیا تم نے ریزیڈنٹ کو یہ بات بتائی تھی۔" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "آپ پہلے شخص ہیں سر جو میری زبان سے سن رہے ہیں۔۔۔۔۔" مسکرا کر بولے۔

"ایک بات اور۔۔۔۔ کون تھی وہ نوبل لیڈی جس نے تمہارے لئے اپنی جان خطرے میں ڈالی؟" میں نے مسکرا کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ انہوں نے میرا ہاتھ تھام لیا اور بولے۔ "پہلے بتانا پڑے گا وکی۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "مسٹر ولسن پہلے آپ بتایئے آپ نے کیسے تصور کر لیا کہ وہ کوئی لیڈی ہی تھی؟" بولے۔ "جیسے ہز ایکسی لنسی نے سمجھ لیا وہ خودکشی نہیں تھی۔۔۔۔" میں نے ان کے ہاتھ سے ہاتھ نکالتے ہوئے کہا۔ "آپ کا خیال بھی اتنا ہی صحیح ہے سر۔۔۔۔ لیکن آپ اس لیڈی کو نہیں جانتے۔۔۔۔ اس لئے نام سن کر کیا کیجئے گا۔۔۔۔ اب کیا میں امید کروں کہ مس کینتھ دس منٹ میں گاڑی لے کر کلب پہنچ جائے گی؟" نفی میں سر ہلا کر بولے۔ "میں گاڑی بھجوا رہا ہوں۔۔۔۔ لیکن کیا تمہیں سب سے پہلے ہچکنس سے نہیں ملنا چاہئے؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا اور "گڈ نائٹ سر" کہہ کر کلب کی طرف چل دیا۔

نصف گھنٹے بعد جبکہ میں کھانا کھا کر کافی کا آخری گھونٹ لے رہا تھا ایک ڈرائیور کار لے کر کلب پہنچ گیا۔ میں نے بریگیڈیئر ہچکنس کو ٹیلی فون کر کے اپنی آمد کی اطلاع دی۔ ۔۔ولے۔ "مجھے مسٹر ولسن نے ابھی بتایا تم میرے پاس آ رہے ہو۔۔۔۔ آ جاؤ' لیکن میں تم سے ناراض ہوں کیپٹن!" میں نے کہا۔ "مجھے افسوس ہے سر' میں نے آپ کو ناراض کیا۔۔۔۔ لیکن ایکس پلین کرنے کا موقع تو دیجئے۔" ہنس کر بولے۔ "آ جاؤ۔ وجہ ضرور ۔۔نائی جائے گی۔" میں نے گڈ نائٹ کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور آتے ہی گرفتار بلا ہو جانے پر ۔۔لڑھتا ہوا باہر نکلا۔ سیڑھیوں کے قریب ایک بغیر فلیگ کی شیورلے کھڑی ہوئی تھی۔ ۔۔رائیور نے سلام کر کے پچھلا دروازہ کھولا۔ میں نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ہیڈ ۔۔وارٹرس۔" ڈرائیور نے "بہتر ہے" کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کی اور گیٹ کی طرف روانہ ہو ۔۔۔۔

بریگیڈیئر ہچکنس اپنے بنگلے کے برآمدے میں آرام کرسی پر نیم دراز ٹیبل پر پیر رکھے ۔۔ٹپ پی رہے تھے۔ میں نے سلیوٹ کیا تو مسکرا کر اٹھے' مصافحہ کیا اور ڈرائنگ روم کی ۔۔رف چلتے ہوئے کہنے لگے۔ "کافی لیٹ ہو گئے ہو لیکن۔" میں نے چونک کر کہا۔ "ازات ۔۔ر؟" بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "میرا خیال ہے بوائے۔" میں نے ان کے سامنے ۔۔ٹے ہوئے کہا۔ "اسی لئے آپ ناراض ہیں سر؟" وہ مسکرا دیئے۔۔۔۔ ایک کش لے کر ۔۔پ ہاتھ میں لیتے ہوئے بولے۔ "ناراض ہونے کی بات ہے کیپٹن۔۔۔۔ میں نے تمہیں ۔۔نا ویسٹ بوائے سمجھ کر کلکتہ بھیجا تھا۔ تم نے وہاں پہنچ کر ایک چھوٹا سا شعبدہ دکھایا۔ ۔۔موش لیا اور اڑ کر بمبئی پہنچ گئے۔ مادر مشفق نے۔۔۔۔ مجھے معلوم نہیں وہ تمہاری ۔۔پرستی میں کس حد تک حق بجانب ہیں' تمہیں انٹیریئر جانے کا پاسپورٹ دے دیا اور تم ۔۔ ہفتے رومانس لڑانے کے بعد آج پہنچ رہے ہو۔ کرنل بشپ کلکتہ میں میری جان کو رو رہا

ہو گا کہ اچھا "ویسٹ بوائے" بھیجا جس کو ڈھونڈنے کے لئے ایک اور "ویسٹ بوائے" امپورٹ کرنا پڑے گا۔۔۔۔ سنو کیپٹن اگر کچھ بننا چاہتے ہو تو تمام سینٹی منٹس کو گڈ بائی کہو اور وہ کارنامہ کر کے دکھاؤ جس کی مجھے تم سے توقع ہے۔۔۔۔ اگر ایک انیل کو گرفتار کر کے تم مجھے خوش دیکھنا چاہتے ہو تو غلط ہے بوائے۔۔۔۔ تمہیں پورے انارکیٹ ریکٹ کو ختم کرنا ہے۔۔۔۔ تاکہ ہچکنس سر اٹھا کر کہہ سکے کہ ایسا ہوتا ہے اس کا "ویسٹ بوائے۔" میں نے ان کی لمبی چوڑی تقریر ختم ہونے پر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔ "سر کوشش کروں گا کہ آپ کی توقعات پر پورا اتروں۔"

"کب جا رہے ہو کلکتہ؟" انہوں نے سوال کیا۔۔۔۔ اور میں یہ کہنے کی جرات نہ کر سکا کہ مجھے تین روز یہاں ٹھہرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ ڈپلومیٹک جواب دیا۔ "بہت جلد سر۔ مجھے صرف ایکسی لنسیز کو رخصتی سلام کرنا ہے۔۔۔۔" مسکرا کر بولے۔ "جلد کر ڈالو کیپٹن۔۔۔۔ بشپ بڑا گھٹ رہا ہو گا۔" میں نے کہا۔ "سر! وہاں کیپٹن بریڈلے ہیں وہ۔۔۔۔"

"نان سینس۔" انہوں نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "بریڈلے انٹیلی جینٹ ہے لیکن وہ اردو نہیں جانتا۔۔۔۔ ان لوگوں کے خفیہ اڈوں میں داخل نہیں ہو سکتا۔۔۔۔ اور اگر ایسی حماقت کر بیٹھے تو زندہ واپس نہیں نکل سکتا۔۔۔۔ تم نکل سکتے ہو۔۔۔۔ تم ان سے دوستی کا ڈھونگ بھی رچا سکتے ہو۔ اس مہم کی کامیابی کا انحصار تمہاری ذات پر ہے اس لئے میں چاہتا ہوں تم پہلی فرصت میں۔۔۔۔ میرا مطلب ہے کل ہی کلکتہ روانہ ہو جاؤ۔۔۔۔ میری دعائیں اور نیک تمنائیں تمہارے ساتھ ہیں۔۔۔۔ ناؤ' بتاؤ میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں؟" میں نے رونے کی بجائے مسکرا کر کہا۔ "تھینک یو سر' تھینک یو ویری مچ۔" وہ مسکرا کر اٹھے' میری کمر تھپتھپائی اور مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

گاڑی میں بیٹھتے ہوئے مجھے اپنی شومئی قسمت پر افسوس تھا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ بریگیڈیئر ہچکنس سے ملاقات میں حکم کی بیگم کو چڑی کا غلام پیٹ کر رکھ دے گا تو ہرگز یہاں نہ آتا۔ اب میرے لئے اس کے سوائے کوئی راستہ نہ تھا کہ کل صبح اٹھتے ہی کلکتے روانہ ہو جاؤں۔ ہز ایکسی لنسی تو کجا مسٹر ولسن سے بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ میری تین دن کی رخصت ایک ورڈ آف کمانڈ میں بھاپ کی طرح اڑ گئی ہے۔ شہر کی سڑکوں کی طرح میرے دماغ پر بھی بلیک آؤٹ چھایا ہوا تھا۔ ڈم لائٹ میں کار تیزی سے سڑک پر پھسلتی جا رہی تھی۔ پہاڑی عبور کر کے گورنمنٹ ہاؤس میں داخل ہوئی تو ساڑھے نو بج چکے تھے۔۔۔۔ گیٹ پر ہی سارجنٹ نے سلیوٹ کر کے کہا "کیپٹن اگر مائنڈ نہ کریں تو اندر آ کر فرسٹ سیکریٹری کو فون کر لیں۔" میں گاڑی سے اتر کے گارڈ روم میں آیا تو اس نے نمبر

ڈائل کر کے ریسیور میرے ہاتھ میں دے دیا۔ تیسری گھنٹی پر ریسیور اٹھایا گیا اور مسٹر ولسن نے کہا "ہیلو' از اٹ یو وکی؟" میں نے جواب دیا۔ "یس سر' میں ہی ہوں۔" بولے' "وکی مائنڈ نہ کرنا' کلب میں آج ڈانس ہے ـــــ تم ڈسٹرب ہو گے ـــــ اس لئے پلیز گرین میں چلے جاؤ ـــــ سیکنڈ سیکریٹری نے کمرہ بک کرا دیا ہے ـــــ بل ہم ادا کریں گے۔" میں نے کہا۔ "ویٹس آل رائٹ سر' میں جا رہا ہوں ـــــ بل کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تھینک یو ـــــ اینڈ گڈ نائٹ۔"

میں نے باہر نکل کر ڈرائیور کو اپنے بیڈ روم کی چابی دی اور کہا۔ "کلب اٹنڈنٹ سے میرا سوٹ کیس اور ہولڈال نکلوا کر گاڑی میں رکھو اور دس منٹ میں یہاں واپس پہنچ جاؤ۔" اس نے میرے ہاتھ سے چابی لی اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ میں گارڈ روم میں جا کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور سگریٹ پینے لگا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد گاڑی واپس آئی ـــــ ڈرائیور نے ہلکا سا ہارن بجایا اور میں اٹھ کر باہر آ گیا۔ گاڑی کے اندر اندھیرا تھا۔ میں قریب پہنچا تو ڈرائیور نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "سر پچھلی سیٹ پر سامان رکھا ہوا ہے آپ دوسری طرف جا کر دروازہ کھول سکیں گے۔" میں نے انجن کے سامنے سے گزر کر پچھلا دروازہ کھولا اور سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ میں نے دوسرے کونے میں کینتھ کو بیٹھے دیکھا اور "اوہ!" کہہ کر خاموش ہو گیا۔ ایک موڑ سے گزرتے ہی ڈرائیور نے اندر لائٹ کر دی۔ کینتھ سرک کر میرے قریب آ گئی۔ میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر آغوش میں لیتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "مسٹر ولسن نے بھیجا تمہیں۔" کہنے لگی۔ "نہیں ـــــ میں کلب میں تم سے ملنے آئی تھی ـــــ وہاں آج ڈانس کا اہتمام کیا جا رہا ہے ـــــ میں لان میں گھومتی رہی ـــــ تمہاری گاڑی آئی تو ڈرائیور سے معلوم ہوا تم گیٹ پر ہو ـــــ " وہ ہنسنے لگی ـــــ میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو کان کے قریب منہ لا کر بولی۔ "وکی معاف کرنا۔ میں نے ڈرائیور کو چکمہ دیا ہے کہ ـــــ میں کیپٹن کی وائف ہوں ـــــ " میں نے ہنس کر کہا۔ "تم نے حقیقت کو چکمہ کیوں کہا ـــــ یہ میں معاف نہیں کروں گا ـــــ " اب وہ کھل کر ہنسنے لگی۔

ہوٹل گرین کے کاؤنٹر پر اس وقت مس جیزمین بیٹھی ہوئی چابی کا رنگ انگلی میں ڈالے گھما رہی تھی۔ ہمیں دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی اور گڈ ایوننگ کہہ کر چابی میری طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔ "روم نمبر ۴۰۵ تھرڈ فلور پلیز ـــــ " میں نے چابی پورٹر کو دے دی اور وہ لفٹ کی طرف چل دیا۔ کینتھ بھی اس کے ساتھ آگے بڑھ گئی ـــــ میں نے ریسپشنسٹ کو سگریٹ دیتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "مس جیزمین چابیوں کے رنگ کے سوا تمہاری انگلی میں کوئی رنگ فٹ نہیں آتی کیا؟" وہ مسکرا کر بولی ـــــ "لائٹ دیجئے لیفٹننٹ۔" میں نے اس کو لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "اور یہ وجہ ہے ـــــ تمہیں کیپٹن

بھی لیفٹننٹ نظر آتے ہیں ـــــ او کے مس جیزمین اب ایکسپلین کرنے کی ضرورت نہیں ـــــ " ہنس کر میرے کندھے پر دھواں چھوڑتی ہوئی بولی۔ "آئی ایم سوری کیپٹن ـــــ دراصل مشکل یہ ہے جنہیں ہم پسند کرتے ہیں وہ کبھی سنگل فائل میں چلتے ہی نہیں ـــــ " میں نے ہنس کر گڈ نائٹ کہا اور مڑ کر چلنے لگا تو مسکرا کر کہنے لگی۔ "کچھ تو کہئے کیپٹن کہ ہم بھی سہانے خواب دیکھیں۔" میں نے کہا۔ "ضرور دیکھئے مس جیزمین اگر گرین میں رہ کر بھی سرسبز نہ ہوئیں تو کہاں ہو سکو گی ـــــ کل میں سنگل فائل میں ہوں گا۔" اس نے "تھینک یو" کہہ کر سگریٹ ہونٹوں میں دبا لیا۔ میں لفٹ کی طرف چل دیا۔

تھرڈ فلور پر پہنچا تو کینتھ پورٹر سے سامان کمرے میں رکھوا کر اس کو ٹپ دے رہی تھی۔ میں نے اس کے ہاتھ میں ایک روپیہ دیکھ کر جیب سے ایک فائیور نکال کر پورٹر کو دیتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "ڈارلنگ تم ایک بلڈی کیپٹن کی بیوی ہو ـــــ ذرا فیاض بنو ـــــ " وہ مسکرا کر چپ ہو رہی۔ پورٹر نے تھینک یو سر کہا اور سلام کر کے تیزی سے لفٹ کی طرف چل دیا۔ میں نے کینتھ کی کمر پر ہاتھ رکھ کر کمرے میں داخل ہوتے ہوئے جملہ پورا کیا۔ "میری طرح۔" اس نے دروازہ لاک کیا اور میری گردن میں بانہیں ڈال کر جھولتے ہوئے بولی۔ "تمہاری طرح؟ ڈارلنگ تم خود بھی نہیں جانتے تم کیا کہہ رہے ہو ـــــ جانتے ہو کیا؟" میں نے اس کو چومتے ہوئے کہا۔ "نہیں۔ اگر جانتا تو تم سے اپنے جتنا فیاض ہونے کو کبھی نہ کہتا۔" وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔

صبح ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے کینتھ کو پانچ ہزار روپے کا چیک اور ریزیڈنٹ ولاس پور کے نام ایک ٹیلیگرام لکھ کر دیا اور بتایا کہ ٹیلیگرام میں مورس گڈس ٹرین سے بمبئی بک کر کے آر آر تمہارے پتے پر بھیج دینے کی درخواست کی گئی ہے۔ چیک کیش کرانے کے بعد تمہیں مسٹر ولسن سے ایک ہفتے کی رخصت حاصل کر کے شام کو سات بجے سے پہلے گرین واپس آنا ہے۔ کینتھ نے دونوں چیزیں وینٹی بیگ میں رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "کیا آج شام کو روانہ ہونا ہے؟" میں نے جیب سے چند نوٹ نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ "ہاں ـــــ اور تم کچھ دور میرے ساتھ چل رہی ہو ـــــ چلو گی نا؟" اس نے میرا ہاتھ تھام کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "امتحان لینے کی بھی ضرورت ہے کیا؟" میں نے نفی میں سر ہلا دیا ـــــ وہ دروازے کی طرف چل دی۔ ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور پلٹ کر کہنے لگی۔ "وکی' میں کسی لمحے بھی پلٹ سکتی ہوں ـــــ اس لئے پلیز ذرا بھی فیاض بننے کی کوشش نہ کرنا۔" میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا کر ویو کرتی ہوئی باہر نکل گئی۔

گیارہ بجے میں نے بریگیڈیئر ہچکنس کو ٹیلی فون کر کے بتایا کہ میں آج شام کو کلکتہ

روانہ ہو رہا ہوں۔ بولے گڈ——— بائی اسٹیم شپ یا ٹرین؟" میں نے کہا۔ "سر' بائی ٹرین——— آپ کرنل بشپ کو لیٹریا کوئی پیغام دینا چاہیں تو فرمایئے۔" بولے۔ "صرف میرا سلام اور یہ بھی کہ میں نے تمہیں رخصت ختم ہونے سے پہلے دھکیلا ہے۔" مجھے ہنسی آنے لگی' ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "ویٹس آل رائٹ سر' لیکن' یہ میں اپنی زبان سے نہیں کہہ سکتا۔" ہنس کر کہنے لگے۔ "ہاں——— ٹھیک کہتے ہو——— کون سی ٹرین سے جا رہے ہو؟" میں چکرا گیا۔ کلکتہ جانے کے لئے جی آئی پی لائن ہاوڑہ میل سے جانا پڑتا ہے جبکہ میں بی بی سی آئی سے جا رہا تھا جو دہلی سے پہلے کسی جنکشن سے کلکتہ سے کنکٹ نہیں ہوتی اس لئے میں نے گول مول سا جواب دیا۔ "سات بجے والے میل سے سر۔" یہ ٹائم ہاوڑہ میل کی روانگی کا تھا۔ فرنٹیئر میل شام کو آٹھ بج کر بیس منٹ پر روانہ ہوتا تھا——— ان کی زبان سے "او کے" سن کر مجھے اطمینان ہوا لیکن "گڈ بائی سر" کہتے ہی وہ بولے——— "شاید میں کسی لیفٹنٹ کو تمہیں سی آف کرنے کو بھیجوں۔" میں نے "تھینک یو سر' گڈ بائی" کہہ کر پیچھا چھڑایا اور ریسیور رکھ کر پیشانی پر ہاتھ مارا——— "کس خرانٹ سے واسطہ پڑا ہے نعیم۔"

کمنتھہ پانچ بجے لوٹی تو میں شام کی چائے سے فارغ ہو کر ایوننگ نیوز کی ورق گردانی کر رہا تھا۔ اس نے آتے ہی وینٹی بیگ کھول کر ٹیلیگرام کی رسید اور نوٹوں کی گڈیاں میرے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ ہے میری آج کی کارگزاری——— اس کے علاوہ دس روز کی رخصت اور تمہاری روانگی کی اطلاع وغیرہ وغیرہ——— " میں نے رسید اٹھا کر جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو ڈارلنگ۔" مسکرا کر بولی۔ "اور یہ ہز میجسٹی کے پورٹریٹس' کیا یہ میرا مینٹی نینس الاونس ہے؟" میں نے گڈیاں اٹھا کر اس کے بیگ میں رکھتے ہوئے کہا۔ "چالیس فیصد تمہارا کار الاونس——— ساٹھ فیصد——— ٹرین میں سوار ہونے کے بعد بتاؤں گا۔" کہنے لگی۔ "ٹھیک ہے——— سیٹیں بک کرائیں؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "ابھی طے نہیں کر سکا! تم سے مشورہ کرنا ہے——— " اس نے سگریٹ کیس سے سگریٹ کھینچ کر ہونٹوں میں دباتے ہوئے کہا۔ "کہو——— " میں نے اسے لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا۔ "میں تمہیں پارہ گڑھ لے جا رہا ہوں۔" چونک کر بولی۔ "پارہ گڑھ؟ آر یو کریزی؟" میں نے جواب دیا۔ "نہیں ہونا چاہئے کیا؟" وہ کچھ دیر سگریٹ کی طرف دیکھتی رہی——— میں اس کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھتا رہا۔ آکر میری طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ "قدرتی ہے ڈارلنگ——— تمہیں سروج کے بچے کو دیکھنا ہی چاہئے——— " میں نے افسردہ ہو کر کہا۔ "میں نہیں' صرف تم دیکھو گی اور تین ہزار روپے معذرت کے ساتھ اس کو دے کر چلی آؤ گی——— میں اسٹیشن پر تمہارا انتظار کروں گا۔" کہنے لگی۔ "ایک شرط پر میں تیار ہوں ڈیر——— اگر تم مائنڈ نہ کرو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "بغیر سنے شرط

منظور ہے۔"

"نہیں۔" اس نے کہا۔ "سن لو——— میں کلکتہ چل رہی ہوں۔ بولو منظور ہے۔"

"چلو' لیکن دس دن کی چھٹی میں کلکتہ پورا دیکھ بھی نہ سکو گی۔"

"چھٹی بڑھائی جا سکتی ہے——— استعفیٰ بھی دیا جا سکتا ہے——— وہ تمہاری۔"

وہ ہنس دی۔ "فیاضی پر منحصر ہے ڈیئر۔"

"اور مورس دس پندرہ دن میں بمبئی پہنچ جائے گی——— اس کا کیا ہو گا؟"

"وہ کلکتہ ری ڈائریکٹ ہو سکتی ہے۔"

"وہاں پہلے ایک مورس موجود ہے۔"

"شاید وہاں ایک لیو کمنتھہ بھی موجود ہو——— اس سے کیا فرق پڑتا ہے———"

"یو آر ویل کم دین——— میں خوش آمدید کہتا ہوں ڈارلنگ۔ لیکن کیا ایکسی لینسیز اس کو پسند کریں گے——— اب تو رشی بھائی کی تیمار داری کی آڑ بھی نہیں ہے۔"

"میں خود بھی اس کو پسند نہیں کرتی——— لیکن تمہاری فیاضی کو کہاں آواز دوں کہ ہر جگہ ہے اور کہیں نہیں ہے——— اور میں نہ تمہارا ریزرویشن لیبل نوچ کر پھینک سکتی ہوں۔ نہ راہبہ بن سکتی ہوں——— کاش تم نے عورتوں کو قتل کرنے کی بھی مشق کی ہوتی یا پھر میں تمہیں ٹھکانے لگا سکتی۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ انسانیت پر بڑا احسان ہو گا——— پلیز ڈو اٹ——— لو کے' میں تمہیں ایک چانس دیتا ہوں——— تم میرے ساتھ کلکتہ چل رہی ہو۔ اٹھو۔" اس نے اٹھنے کی بجائے پیچھے سرک کر صوفے کی پشت گاہ سے کمر لگا دی اور تیوری چڑھا کر بولی۔ "تھینک یو——— میں نہیں چل رہی۔" میں نے اٹھ کر اس کی کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "کیوں؟——— اچھا نہ کرو انسانیت پر احسان——— مجھ پر ہی کرتی رہو——— " اس نے میرا ہاتھ پکڑ کے کندھے سے ہٹایا اور کہنے لگی۔ "بیٹھ جاؤ اور سنجیدہ ہو کر بتاؤ کہ کیا تم اس لفظ کے معنی سمجھتے ہو؟" میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "اگر واقعی چلنا چاہتی ہو تو اتنا وقت نہیں ہے کہ ہم الفاظ و معنی کی بحث چھیڑ کر بیٹھ جائیں——— ٹرین ہمارا انتظار نہیں کرے گی اور پھر ویسے بھی آج کل سیٹ ریزرویشن بہت وقت طلب کام ہے——— اس لئے پلیز فوراً" ٹیکسی پکڑو' بمبئی سینٹرل پہنچ کر ڈیرول کے لئے فرسٹ کلاس کے دو ٹکٹ خرید کر کیپٹن پرنسلی کے نام پر سیٹ ریزرو کراؤ——— میں آدھے گھنٹے میں تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں——— گیٹ اپ ناؤ۔" وہ کسمساتی ہوئی اٹھی' وینٹی بیگ بند کر کے کندھے سے لٹکایا اور اپنا اٹیچی کیس اٹھانے لگی۔ میں نے اٹیچی کیس پکڑ کے کہا۔ "اسے رہنے دو' میں سامان کے ساتھ لے آؤں گا——— " اس نے مسکرا کر ایڑیاں اٹھائیں اور میرا منہ چوم کر تیزی سے باہر نکل گئی۔ میں نے مینجر کو فون کر کے

اور ایک پورٹر ساتھ لے کر آنے کو کہا اور سامان پیک کرنے لگا۔

فرنٹیئر میل میں ہمیں سیٹ نہ مل سکی ---- بمشکل گجرات میل میں ریزرویشن ہوا۔ صبح کے پانچ بجے گاڑی بدلنی پڑی اور ساڑھے سات بجے ڈیرول پہنچے۔ یہاں ٹیکسی دستیاب نہ تھی صرف تانگے چلتے تھے۔ میں نے اپنا سامان کلوک روم میں رکھوا کر جید کینتھ کے حوالے کی اور اسے ہر حالت میں رات کے نو بجے والی ٹرین کی آمد سے ایک گھنٹہ قبل پہنچنے کی تاکید کر کے تانگے میں بٹھا کر پارہ گڑھ کی طرف روانہ کر دیا۔ اب مجھے پورے بارہ گھنٹے اسی اسٹیشن پر گزارنے تھے۔ جہاں اس وقت ریلوے اسٹاف اور ہوٹل والوں' اسٹال والوں اور چند خوانچہ فروشوں کے سوا کوئی نہ تھا ---- میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا ریفرشمنٹ روم میں داخل ہوا۔ بیرر نے مسکرا کر سلام کرتے ہوئے کہا۔ "صاحب بہادر بہت دنوں بعد تشریف لائے۔" میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ہاں ہمارا ٹرانسفر ہو گیا ---- تم کیسے ہو؟" جھک کر بولا۔ "حضور کی مہربانی ہے ---- بریک فاسٹ لاؤں ---- یا" میں نے جواب دیا۔ "بریک فاسٹ۔" وہ سر جھکا کر اندر چلا گیا۔ میں سگریٹ سلگا کر ماضی میں پہنچ گیا۔ پندرہ بیس منٹ بعد بیرر ناشتہ اور چائے لے کر آیا اور میز پر ٹرے رکھ کر کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔ میں نے چائے بناتے ہوئے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "وہ ہمارا دوست پولیس مین آج کل کہاں ہے؟" بولا۔ "حضور ٹرین آنے کے وقت تو پلیٹ فارم پر تھا ---- شاید اب پولیس لائن میں ہو گا۔" میں نے چائے کا گھونٹ لے کر کہا۔ "پولیس لائنز یہاں سے کتنی دور ہے؟" کہنے لگا۔ "قریب ہی ہے صاحب بلاؤں کیا؟" میں نے سر سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ضرور ---- ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں۔" وہ سر جھکا کر چلنے لگا۔ میں نے جیب سے دس روپے کا نوٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "ایک منٹ ---- یہ اس کے بچوں کی مٹھائی کے واسطے دینا اور اس کو ساتھ لے کر آنا۔ ہم شام تک یہیں ہیں۔" اس نے نوٹ لے لیا اور "بہتر ہے حضور!" کہہ کر تیزی سے باہر نکل گیا۔ میں ناشتہ کرنے لگا۔

ناشتہ ختم کر کے میں نے چائے کا آخری کپ پیا اور میز پر رکھی ہوئی گھنٹی پر ہاتھ مارا ---- کچن کے دروازے سے خانساماں نے سر نکال کر کہا۔ "حکم سرکار۔" میں نے ٹرے اٹھانے کا اشارہ کیا۔ وہ باہر نکل آیا اور ٹرے اٹھا کر نیپکن سے ٹیبل صاف کرنے لگا۔ اسی وقت بیرر اور پولیس مین کمرے میں داخل ہوئے۔ میں نے مسکرا کر ہیلو کہا۔ پولیس مین نے سیلوٹ کر کے کہا۔ "حضور کا مزاج تو اچھا ہے کپتان صاحب؟" میں نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "بہت اچھا ---- بلکہ بہت ہی اچھا ---- اسی لئے تو پہلے تم کو یاد کیا۔" مصافحہ کرتے ہوئے بولا۔ "یہ تو حضور کی مہربانی ہے سر ----" میں نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بیرر سے کہا۔ "ان کے لئے چائے لاؤ بھئی۔" بیرر

تیزی سے اندر چلا گیا۔ میں نے سگریٹ کیس اس کی طرف سرکاتے ہوئے کہا۔ "آج میں شام تک یہیں ہوں۔" بولا۔ "صاحب! یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے' میں تمام دن آپ کی خدمت میں ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہاری بیوی ناراض تو نہیں ہو جائے گی؟" وہ مسکرا کر بولا۔ "صاحب وہ بہت خوش ہے آپ نے دس روپے مٹھائی کے لئے ----" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "وہ کوئی بات نہیں ہے ---- کوئی بڑا مسئلہ ہو تو بتاؤ ---- بلا تکلف۔"

"کوئی مسئلہ نہیں حضور ---- آپ کی مہربانی ----" اس نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "مجھے آپ کا بتایا ہوا وہ سبق آج تک یاد ہے ---- وہی۔ "لیس ---- لیڈیز کے لئے ---- نو ---- ملٹری افسروں اور راجکماروں کے لئے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اوو ---- شاباش ----" بیرر نے بسکٹ اور چائے کی ٹرے لا کر اس کے سامنے رکھ دی۔ میں نے شروع کرنے کا اشارہ کیا اور وہ چائے بنانے لگا۔ بل ادا کر کے میں نے بیرے کو انعام دیا اور اس کو ساتھ لے کر باہر نکلا۔ اس نے ویٹنگ روم کھلوایا اور ہم اندر داخل ہوئے۔ میں نے ہولسٹر اتار کے میز پر رکھا اور آرام کرسی پر دراز ہوتے ہوئے کہا۔ بیٹھ جاؤ دوست اور سگریٹ پیو ---- شاید آج بھی تمہیں میرے لئے تکلیف ----" وہ بولا۔ "سر تکلیف نہ کہئے ---- مجھے خوشی ہو گی ---- میرے خیال میں آپ آرام کریں۔ میں اپر کلاس گیٹ پر بیٹھتا ہوں اور ----" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "او کے ---- میں سو جاتا ہوں ---- ایک بجے جگا دینا ---- کھانا ساتھ کھائیں گے ---- اور ہاں آج آنے والی ایک انگریز لیڈی ہو گی ----" اس نے "بہتر ہے سر" کہہ کر سلام کیا اور باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا۔ میں نے بولٹ چڑھایا اور کوٹ اتار کے کاؤچ پر لیٹ گیا۔ چند منٹ میں میری انگلیوں سے سگریٹ چھوٹ کر فرش پر گر گیا۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں اور غافل ہو گیا۔ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سن کر میری آنکھ کھلی اور میں انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھا۔ گھڑی پر نظر ڈالی تو تین بجنے والے تھے۔ میں نے کوٹ پہن کر ہولسٹر کندھے پر ڈالا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو سامنے پولیس مین کے بجائے بیرر کھڑا تھا ---- مسکرا کر سلام کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "صاحب کھانا کھا لیجئے ----" میں دروازہ بھڑا کر اس کے ساتھ چل دیا۔ اس وقت بھی پلیٹ فارم خالی پڑا تھا ---- ڈیڑھ بجے والی گاڑیاں بھی جا چکی تھیں۔ میں نے بیرر سے پولیس مین کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ بمبئی سے آنے والی ٹرین سے ریلوے انسپکٹر آیا تھا وہ اس کو پولیس لائنیں لے گیا ---- اس نے چلتے چلتے مجھے بتایا کہ صاحب کو دو بجے اٹھا دینا ---- معاف کرنا حضور میں بھول گیا تھا۔" میں نے ریفرشمنٹ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "اچھا ہوا میں دو گھنٹے زیادہ سو سکا ---- یہ بتاؤ وہ واپس آئے گا یا

نہیں؟" اس نے کہا۔ "بس آنے والا ہی سمجھئے صاحب ——— اچھا آپ ہاتھ منہ دھوئیں میں کھانا لاتا ہوں۔"

چار بجے کے قریب جبکہ میں کھانا کھا کر بیٹھے بیٹھے اکتا چلا تھا ——— پولیس مین دروازہ کھول کر اندر آیا اور کہنے لگا۔ "صاحب ایک لیڈی ابھی ابھی کار سے اتری ہے ——— " میں نے سوال کیا۔ "انگریز یا ہندوستانی؟" وہ بولا۔ "انگریز ——— " میں نے بیرر کو دس روپے کا نوٹ دیا اور پولیس مین کے ساتھ باہر نکلا۔ کینتھ ویٹنگ روم سے اسی طرف آ رہی تھی ——— میں نے تیزی سے آگے بڑھ کر کہا۔ "اتنی جلدی؟" کہنے لگی۔ "ہاں واپس جانا ہے ——— میں تمہیں لینے آئی ہوں ——— " میں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے لینے آئی ہو' آر یو آل رائٹ؟" اس نے میرا ہاتھ تھام کر کہا۔ "آؤ بیٹھو گاڑی میں بتاتی ہوں۔" میں نے غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ وہ بے حد افسردہ اور مضمحل دکھائی دے رہی تھی۔ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے اس پر کوئی بہت بڑا حادثہ گزرا ہے ——— "خیریت تو ہے؟" میں نے سیڑھیوں کی طرف چلتے ہوئے گھبرا کر سوال کیا۔ "بولی خیریت ہے ——— آؤ سب بتاتی ہوں ——— " وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی نیچے اتری۔ سامنے اجیتا کی گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ اس کی کھڑکیوں پر پردے کھنچے ہوئے تھے۔ اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور مجھے سوار ہونے کا اشارہ کیا۔ میں نے اندر نظر ڈالی اور اسٹیرنگ سے گزر کے بائیں کونے میں بیٹھ گیا۔ کینتھ نے اندر آ کر وہیل سنبھالا اور دروازہ بند کرتی ہوئی بولی۔ "وکی۔ تمہاری سروج' اس کا بچہ' اجیتا' سب بالکل خیریت سے ہیں ——— میں نے ان سب کا اپنے ساتھ فوٹو کھنچوایا ہے ——— شام تک مل جائے گا ——— بہت خوبصورت ہے ——— تین مہینے اور کچھ دن کا ہے ——— اطمینان ہو گیا؟" میں نے کہا۔ "بہت بہت شکریہ۔ اب پلیز یہ بتاؤ۔ مجھے کہاں لے جا رہی ہو؟" اس نے گاڑی اسٹارٹ کر کے احاطے سے باہر نکالتے ہوئے کہا۔ "اٹولہ گارڈن۔" میں نے حیرت زدہ ہو کر کہا "ڈارلنگ اس سے پہلے کہ میں تم سے اٹولہ گارڈن یا بشیشر سنگھ کے متعلق سوال کروں' پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تم مجھ سے اکتا چکی ہو؟" ٹرن لے کر سڑک پر گاڑی لاتے ہوئے بولی۔ "تمہارا مطلب ہے میں تمہیں ——— " میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "یہ مجھے ٹھکانے لگانے کا بہترین طریقہ ہے یا نہیں؟" اس کے ہونٹوں پر پھیکی مسکراہٹ ابھری اور غائب ہو گئی۔ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "کاش میں ایسا کر سکتی ——— لیکن ڈارلنگ کیا تم اپنے الفاظ بھی بھول گئے کہ تمہیں مٹا دینا انسانیت پر بہت بڑا احسان ہو گا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں ——— میں اپنے الفاظ کبھی نہیں بھولا کرتا ——— چلو میں تیار ہوں ——— "

اس نے میرے چہرے پر نظر ڈالی اور خاموش ہو گئی۔ میں نے جیب سے سگریٹ

نکال کر سلگایا اور کش لینے لگا۔ اس نے تیزی سے بایاں ہاتھ بڑھا کر سگریٹ جھپٹ لیا اور ہونٹوں میں دبا کر کش لگایا۔ میں نے دوسرا سگریٹ سلگایا۔ اس نے گردن گھما کر کہا۔ "پرنسلی' ڈارلنگ ——— حفاظت خود اختیاری میں مجھ پر گولی نہ چلا دینا کہیں ——— " میں نے جواب دینے کے بجائے کندھے سے ہولسٹر اتار کر اس کے گلے میں ڈال دیا ——— مسکرا کر بولی ——— "شکریہ ڈارلنگ ——— اب میں کسی بھی انداز میں ——— "

"انسانیت پر احسان کر سکتی ہو۔ بے فکر ہو کر ——— " میں نے اس کا جملہ پورا کیا۔ کہنے لگی۔ "نہیں میں مائی لارڈ کی بھتیجی نہیں ہوں کہ پوری انسانیت پر احسان کرنے کا ٹھیکہ لے لوں۔ مجھے صرف ایک انسان کی بچی پر ——— نہیں اس پر بھی احسان نہیں ——— صرف معمولی سی ہمدردی کرنی ہے ——— " میں نے پھر اس کی بات کاٹی ——— "اور اس معمولی سی ہمدردی کے لئے تم ایک ایسے شخص کو قربانی کا دنبہ بنانے جا رہی ہو جس کے لئے ملک الموت بھی ہمدردی کے جذبات رکھتا ہے؟"

"شاید ملک الموت نے اس لڑکی کی حالت ابھی نہیں دیکھی ہے ——— ورنہ سب سے پہلے تمہارا گلہ دبا تا ——— بلکہ سالم نگل کر ڈکار بھی نہ لیتا۔" میں نے اکتا کر کہا۔ "اب یہ پہیلیاں چھوڑو اور سادہ الفاظ میں بتاؤ مجھ سے کون سا کفر سرزد ہو گیا ——— میں نے کس لڑکی کو زندہ دفن کر دیا ——— یا کسی قتالہ عالم کو زبردستی حرم سرا میں مقید کر کے مسلح خواجہ سراؤں کے پہرے لگا دیئے؟"

"ہونہہ ——— میں لفاظی سے متاثر نہیں ہوتی۔" اس نے تیوری چڑھا کر کہا۔ "تم نے یہ سب کچھ نہیں کیا ——— لیکن کیا تم اس سے بھی انکار کر سکتے ہو کہ تم نے ——— سریکھا کو فلرٹ کر کے اس طرح بے رحمی سے ٹھکرا دیا کہ اس کا دماغی توازن ——— " میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "سنو ——— " میں نے جھلا کر کہا۔ "تمہیں یہ سب بکواس کس نے سنائی؟" اس نے میرا ہاتھ جھٹک کر کہا۔ "اجیتا نے ——— اس نے مجھے اس کے مکان پر لیڈی ڈاکٹر کی حیثیت سے لے جا کر اس کی حالت دکھائی ——— میرے آنسو نکل پڑے ——— وہ نیم پاگل ہو چکی ہے ——— وہ سوکھ کر آدھی رہ گئی ہے ——— وہ ——— اوگاڈ ——— " میں نے پھر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا ——— بولنا چاہا تو شدت جذبات سے الفاظ گلے میں پھنس گئے۔ اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا کر کلچ پر پیر رکھا اور ہینڈ بریک کھینچ کر گاڑی کھڑی کر دی۔ کینتھ نے گھبرا کر کہا۔ "یہ کیا پرنسلی؟" میں نے کھڑکی کا شیشہ گرا کر سگریٹ باہر پھینکا اور بمشکل آواز پر قابو پاتے ہوئے بولا "سنو' میں کبھی نہیں بھولوں گا کہ تم نے مجھے ایکس پلین کرنے کا موقع دیئے بغیر مجھ پر ہینڈ گرینیڈ پھینکا ہے ——— کیا تم خود اس کا زندہ ثبوت نہیں ہو کہ میں اپنی کسی محبوبہ کو چھوڑ کر چل دینے کی حد تک ظالم نہیں ہو سکتا؟" اس نے میری طرف

دیکھے بغیر کہا۔ "رائٹ۔"

"پھر تم نے یہ کیوں کہا کہ میں نے سریکھا سے محبت کر کے اس کو چھوڑ دیا اور وہ ---- یقین کرو' وہ میرے لئے ابھی تک بہن کے سوا کچھ نہیں ہے ---- اب اگر وہ اپنی حماقت سے خودکشی کر لے یا ---- " کینتھ نے مسکرا کر میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگی۔ "معاف کرنا ڈارلنگ ---- میں اس کی حالت دیکھ کر جذباتی ہو گئی تھی ---- ورنہ اجیتا نے بھی مجھ سے یہی کہا کہ کرن کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے ----"

"قصور؟ ---- اس نے مجھے بلا قصور میرے ضبط اور جذبہ ترحم کی وہ سزا دی ہے کہ تم اس کا تصور نہیں کر سکتیں ---- اب یہ بتاؤ کہ تم میری ناکردہ گناہ کی کیا سزا تجویز کرتی ہو؟" جواب دینے کے بجائے اس نے اسٹیرنگ وہیل پر سر رکھ دیا ---- میں نے اس کو سوچنے کا موقع دینے کے لئے دوسرا سگریٹ سلگایا۔ چند منٹ بعد اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا تو اس کی پلکیں نم آلود تھیں۔ مسکرانے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔ "پرنسلی' مائی سویٹ ہارٹ ---- مجھے بے حد افسوس ہے ---- " میں نے کہا۔ "فار گیٹ اٹ ہنی۔ صرف یہ بتاؤ اب کیا کریں؟ ---- میں اس کا محبوب یا شوہر تو نہیں بن سکتا ---- لیکن بھائی ہونے کی حیثیت سے بھی اس کی یہ حالت' جو تم نے بتائی' برداشت نہیں کر سکتا۔" کینتھ نے میرے ہونٹوں سے سگریٹ نکال کر دو تین کش لگائے اور کہنے لگی۔ "ڈارلنگ تو پھر اس کے گھر چلو ---- ممکن ہے تمہیں دیکھ کر وہ سنبھل جائے۔"

"اور یہ بھی ممکن ہے کہ مجھے دیکھ کر پتھر مارنا شروع کر دے ---- کرن کرن کہہ کر چیخنا شروع کر دے ---- تو پھر؟"

"چیختی رہے ---- وہاں اس کے ماں باپ کے سوا سننے والا کون ہے ---- اور وہ اس کے لئے تیار ہیں۔" میں نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "پانچ بجنے والے ہیں ---- آٹھ بجے ہمیں ہر حالت میں اسٹیشن پہنچنا چاہئے ---- کیا اس میلو ڈرامہ میں ویلین کا کردار انجام دینے کے لئے وقت ہے میرے پاس ---- یا مجھے ڈمس ہو جانا چاہئے؟"

"پروا نہیں ---- اگر رکنا پڑا اور تم لیٹ ہو گئے تو میں سریکھا کے لئے اتنی قربانی دینے کو تیار ہوں کہ یہیں سے بمبئی واپس ہو جاؤں گی۔"

"اس قربانی کا اثر تم پر نہیں' مجھ پر پڑے گا ---- سریکھا اگر ٹھیک بھی ہو گئی تو میرے گھر میں شمعیں نہیں جلیں گی۔" وہ ہنس دی اور سگریٹ باہر پھینک کر گیئر لگاتی ہوئی کہنے لگی۔ "کلکتہ قطب شمالی پر واقع نہیں ہے ڈارلنگ ---- مجھے ایک ٹیلیگرام کرنا ---- مسز لیو ہیرس کے نام سے' میں پہلی ٹرین سے روانہ ہو جاؤں گی ---- "

اس نے اپنے ہاتھ کو بوسہ دے کر کلچ سے پاؤں اٹھانا شروع کیا۔ گاڑی چلنے لگی۔ میں نے "او کے" کہہ کر پشت گاہ سے کمر لگا دی۔

ہماری گاڑی حویلی میں داخل ہوتے ہی بشیشر سنگھ برآمدے میں پہنچ گئے۔ کینتھ نے سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر انجن بند کر دیا اور ہولسٹر میرے کندھے پر ڈال کر باہر نکلی۔ بشیشر سنگھ نے کہا۔ "بہت بہت شکریہ اس تکلیف کا ڈاکٹر ---- میڈیکل باکس اندر ہے کیا؟" مسکرا کر بولی۔ "میں سریکھا کے لئے بہت بڑے ڈاکٹر کو لے کر آئی ہوں مسٹر سنگھ ---- آپ گیٹ لاک کرا دیں پلیز۔" بشیشر سنگھ نے "تھینک یو ڈاکٹر" کہہ کر تالی بجائی اور دربان کو دروازے میں تالا ڈالنے کا حکم دیا۔ کینتھ نے میری طرف والا دروازہ کھول کر کہا۔ "آیئے کیپٹن پرنسلی ---- " میں گاڑی سے باہر نکلا اور گڈ ایوننگ مسٹر سنگھ کہہ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ مجھے دیکھ کر حیرت سے ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں آخر سنبھلے اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مصافحہ کرتے ہوئے بولے۔ "میں آپ کی تشریف آوری کا بے حد ممنون ہوں کیپٹن ---- اور پروموشن کی مبارکباد پیش کرتا ہوں ---- آیئے۔" میں نے ان کے ساتھ ڈرائنگ روم کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "مجھے مس سریکھا کی بیماری کا سن کر آنا پڑا ---- خدا ان کو صحت دے۔" کینتھ بولی۔ "مسٹر سنگھ بیٹھنے سے پہلے میں انہیں مس سریکھا کو دکھانا چاہتی ہوں۔" وہ دوسرے کمرے کی طرف چلنے لگی۔ اندر داخل ہوئی تھی کہ ایک زنانہ آواز آئی۔ "گیٹ آؤٹ' یو ڈاکٹر ---- " یہ سریکھا تھی۔ کینتھ نے کہا۔ "میں کیپٹن پرنسلی کو لے کر آئی ہوں مسی۔" اس نے چیخ کر کہا۔ "وہ ---- وہ فراڈ ---- وہ کرن جو مر بھی گیا اور زندہ بھی ہے ---- اگر کرن ہے تو کہاں سے آیا ---- کیسے آیا اور کیپٹن پرنسلی ہے تو کیوں آیا ---- کاہے کو آیا ---- وہ بھی مر کیوں نہیں گیا ---- اور شاید مجھ سے معافی مانگنے آیا ہو گا ---- فراڈ ---- جھوٹا ---- لباڈیا' بزدل ---- " میں خاموش کھڑا سنتا رہا۔ بشیشر سنگھ نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "معاف کرنا کیپٹن ---- میں آپ سے شرمندہ ہوں ---- بہت بہت شرمندہ ہوں ---- " میں نے آہستہ سے کہا۔ "ایسا نہ کہئے مجھے اس کی حالت معلوم ہے مسٹر سنگھ۔" اسی وقت سریکھا کی آواز آئی۔ "ڈاکٹر تمہیں جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ یہاں کیسے آ سکتا ہے؟" کینتھ نے مجھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بلاتی ہوں۔ مگر تم وعدہ کرو کہ اس کے ساتھ ہوش سے بات کرو گی۔" وہ بولی۔ "اچھا' بلاؤ۔ لیکن وعدہ نہیں کرتی۔ اس نے ہی مجھ سے کون سا وعدہ کیا ہے؟" کینتھ نے کہا۔ "یہ اس کی عظمت ہے مسی۔ آیئے کیپٹن۔"

میں متاملانہ قدموں سے چلتا ہوا دروازے میں پہنچ کر رک گیا۔ وہ سامنے ہی مسہری پر بیٹھی ہوئی تھی۔ دائیں بائیں اس کی والدہ اور بہن اس کو تھامے بیٹھی تھیں ---- وہ

نہایت لاغر ہو چکی تھی۔ گال پچک گئے تھے۔ آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں۔ یقین نہیں آتا تھا۔ یہ وہی گلرخ سریکھا ہے جس کی آنکھوں میں مے خانے رقصاں ہوا کرتے تھے اور رخسار گلاب کو شرماتے تھے۔ میرے دل کو زبردست دھچکا لگا۔ میں اس کی والدہ کو سلام کرنا بھی بھول گیا۔ وہ سریکھا کی کمر کے پیچھے منہ کر کے سسکیاں لینے لگی۔ سریکھا دیوانوں کی طرح آنکھیں پھاڑے میرے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر وحشت طاری تھی——— مجھے خاموش دیکھ کر کینتھ نے آہستہ سے کہا۔ "اسپیک کیپٹن۔ پلیز اسپیک۔" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ "مس سریکھا——— کیا بات ہے مجھے بیٹھنے کو نہیں کہو گی کیا؟" میری آواز سنتے ہی دوسری طرف دیکھ کر چیخی۔ "ہو آر یو؟——— وہاٹ آر یو؟" کینتھ نے میری کمر پر ہاتھ رکھ کر آگے بڑھایا——— میں نے اس کے قریب جا کر کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "میں تم سے معافی مانگنے آیا ہوں——— غصہ تھوک دو اور پلیز باتیں کرو——— " اس نے میری طرف منہ کر کے کہا۔ "آخ تھو——— لو تھوک دیا——— مانگو معافی——— " میں نے اس کی ٹھوڑی کو ہاتھ لگا کر منہ اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "پہلے یہ بتاؤ مجھے پہچان لیا؟" قہقہہ لگا کر بولی۔ "پہچان لیا تم کیپٹن فراڈ ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ویٹس رائٹ——— " بولی۔ "شاباش——— اب تم کچھ کچھ سچ بولنے لگے ہو——— اچھا ہاتھ جوڑ کر معافی مانگو۔ مانگو مجھ سے معافی۔" میں نے کہا۔ "یہ تو بتاؤ کس بات کی؟" اس نے اپنی بہن سے ہاتھ چھڑا کر اپنی پیشانی دبانی شروع کر دی۔ کینتھ نے مسکرا کر کہا۔ "سوچئے' خوب سوچ کر بتایئے کس بات کی؟" اس نے سر کو جھٹک کر غور سے میری طرف دیکھا اب اس کی آنکھوں میں وحشت کی جگہ سوچ اور غور و فکر نے لے لی تھی۔ چند لمحے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے کے بعد مسکرا کر بولی۔ "ڈاکٹر——— اب مجھے یاد آتا جا رہا ہے——— " اس نے پھر پیشانی پر ہاتھ پھرا کر کہا۔ "کیا یاد آیا تھا۔ کیپٹن——— ہاں' اوہ——— یہ تم لیفن پرنسلی ہو نا——— کیپٹن کب ہوئے؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "پچھلے مہینے——— " بولی۔ "کانگریچولیشنز——— " میں نے کہا۔ "تھینک یو——— " مسکرا کر کہنے لگی۔ "اچھا کیپٹن بیٹھ جاؤ——— " کینتھ نے ایک کرسی مسہری کے قریب سرکاتے ہوئے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں بیٹھ گیا——— کینتھ اور ششیر سنگھ میرے قریب دو کرسیوں پر بیٹھ گئے——— میں نے اس کا ہاتھ چھو کر کہا۔ "سریکھا' چائے نہیں پلاؤ گی؟" بولی۔ "ڈیڈی سے کہو کیپٹن——— میرے ایسے کیا لگتے ہو؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "تو پھر ڈیڈی کا بھی کیا لگتا ہوں——— بتاؤ؟" سر جھکا کر آہستہ سے بولی۔ "ویٹس رائٹ کرن۔" میں نے کینتھ کی طرف دیکھا۔ اس نے کہا۔ "تم پھر بہکنے لگیں——— یہ کیپٹن پرنسلی ہیں۔ تمہارے دوست۔" ناک چڑھا کر بولی۔ "اوہ جانتی ہوں ڈاکٹر اچھی طرح جانتی ہو——— او کے ڈیڈی ان کے لئے چائے منگاؤ———

مٹھائی بھی کھلاؤ۔" میں نے کہا۔ "تم تو کہا کرتی تھیں انگریز مٹھائیاں نہیں کھاتے۔" ہنس کر کہنے لگی۔ "تو یہ بھی تو کہا کرتی تھی کہ تم ایسے کہاں کے انگریز ہو۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔ "ہم مٹھائی کھائیں گے بشرطیکہ تم بھی ہمارے ساتھ کھاؤ۔" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "ڈیڈی سے پوچھ لو میں کبھی کچھ نہیں کھاتی۔" کینتھ نے مسکرا کر کہا۔ "ہمیں اس کی پروا نہیں تم کھاتی ہو یا نہیں۔ لیکن اس وقت کھانی پڑے گی ورنہ——— " وہ بولی۔ "کھا لوں گی ڈاکٹر——— لیکن اسے بھاگنے نہیں دوں گی——— یہ بار بار گھڑی دیکھ رہا ہے ڈیڈی پھاٹک بند کرا دو——— " ششیر سنگھ نے ہنس کر کہا۔ "ہم نے پہلے ہی بند کرا دیا ہے۔ لو چائے آ گئی——— یہیں پیو گی یا ڈرائنگ روم میں؟" اس نے ٹانگیں لٹکائیں اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر نیچے کھڑی ہو گئی——— میں نے اس کی ٹانگیں کانپتی دیکھ کر اس کا بازو پکڑ لیا اور اٹھ کر آہستہ آہستہ ڈرائنگ روم میں لا کر بٹھا دیا——— اس نے میرا ہاتھ کھینچ کر کہا۔ "یہیں بیٹھ جاؤ کیپٹن——— " میں اس کے برابر والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ ہمارے ساتھ چائے میں شریک بھی رہی۔ میں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے نظر بچا بچا کر گھڑی دیکھتا رہا اور بے چین ہوتا رہا۔ سات بجے کے قریب میں نے کینتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اب چلیں ڈاکٹر کل پھر آئیں گے——— امید ہے مس سریکھا صبح تک اور بہتر ہوں گی۔" کینتھ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ہاں کیپٹن اب——— " سریکھا نے ہاتھ بڑھا کر اس کا اسکرٹ پکڑ لیا اور بولی۔ "سٹ ڈاؤن۔ مجھے بے وقوف نہ بناؤ ڈاکٹر——— تم یہیں رہو گی۔" کینتھ میرے چہرے کی طرف دیکھتی ہوئی پھر بیٹھ گئی۔ میری نظروں میں بریگیڈیئر ہچکنس کا خونخوار چہرہ گھوم گیا——— کینتھ نے مجھے موت کے منہ میں دھکیلنے کے بجائے کورٹ مارشل روم کے دروازے پر لا کھڑا کیا تھا۔ ایکس لینسیز تو بعد کی باتیں تھیں مجھے پسینہ آ گیا۔ ششیر سنگھ نے میری دلی کیفیت کا اندازہ لگا لیا۔ بولے۔ "ٹھیک ہے سریکھا۔ اب انہیں جانے کون دیتا ہے——— ڈاکٹر اپنا سامان لینے جا رہی ہیں——— تھوڑی دیر میں آ جائیں گی——— "

میں نے ہر طرف سے مایوس ہو کر کینتھ کی طرف دیکھا۔ "اچھا ڈاکٹر لے آیئے سامان——— آج یہیں رہیں گے۔" کینتھ اٹھنے لگی۔ میں بھی اس کے ساتھ اٹھا——— سریکھا نے ہاتھ بڑھا کر میرے کندھے سے ہولسٹر کھینچ لیا اور ششیر سنگھ کے ہاتھ میں دے دیا——— میں نے ہنس کر اس کی طرف دیکھا اور کینتھ کے ساتھ کمرے سے نکل کر برآمدے میں پہنچا۔ کینتھ نے شرمندہ ہو کر کہا۔ "مجھے افسوس ہے کیپٹن۔" میں نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔ "افسوس جیسی قیمتی چیز کو ضائع نہ کرو——— فوراً اجیتا کے پاس جاؤ——— انہیں بتاؤ تم سریکھا کی خراب حالت کے پیش نظر آج اس کے ساتھ رہنے پر مجبور ہو——— جاؤ——— اس سے پہلے کہ راج محل سے کوئی تمہیں تلاش کرتا ہوا

یہاں آ جائے۔" کہنے لگی۔ "یہ تو ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔" میں نے اس کو گاڑی کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ "لیکن ویکن کچھ نہیں۔۔۔۔۔ بس ایک مہربانی ضرور کرنا کہ جلد از جلد واپس آ جانا اور سروج کو کسی قیمت پر بھی یہاں نہ لانا پلیز۔۔۔۔۔" وہ سر جھکا کر گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔ میں پلٹ کر ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔۔۔۔۔ سریکھا نے دیکھتے ہی مسکرا کر کہا۔ "تھینک یو کیپٹن۔۔۔۔۔" میں ہنس کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ ہشمشیر سنگھ نے ہولسٹر میرے کندھے پر ڈال دیا۔ چند منٹ بعد انہوں نے سریکھا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اب آٹھ بجے ڈاکٹر واپس آ جائیں گی اور ان کے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ تم سا وقت تک آرام کر لو۔" بولی۔ "ٹھیک ہے پاپا میں جا رہی ہوں۔" شیشر سنگھ اس کا ہاتھ تھام کر اٹھے۔ اس نے اٹھتے اٹھتے پھر میرے کندھے سے ہولسٹر چھیننا چاہا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے کہا۔ "اسے رہنے دو۔۔۔۔۔ گولی چل جائے گی تو کوئی زخمی ہو جائے گا۔۔۔۔۔ میں اب نہیں جا رہا۔" ہشمشیر سنگھ نے بھی میری تائید کی اور وہ متاملانہ قدموں سے بیڈ روم کی طرف چل دی۔۔۔۔۔ میں نے اطمینان کا سانس لیا اور پاؤں پھیلا کر سگریٹ پینے لگا۔

نو بجے کے قریب کینتھ راج محول سے لوٹی۔ وہ کھانا کھا کر آئی تھی۔ ہمارے ساتھ کھانے میں شریک نہ ہو سکی۔ ہشمشیر سنگھ نے میرے ساتھ کھانا کھایا۔ سریکھا ٹیبل پر ہمارے سامنے بیٹھی ہوئی انگور اٹھا اٹھا کر کھاتی رہی۔ میں نے اس کو شگفتہ خاطر پا کر کہا۔ "سریکھا اب کیسا محسوس کر رہی ہو؟" بولی۔ "فائین۔۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "لیکن میں سمجھتا ہوں ابھی تمہارے علاج کی ضرورت ہے۔ تبدیلی آب و ہوا بھی ضروری ہے اگر۔۔۔۔۔" مسکرا کر بات کاٹتی ہوئی بولی۔ "اس طرح جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کرو کہ میں غلط فہمی میں مبتلا ہو جاؤں کیپٹن۔۔۔۔۔"

"غلط فہمی؟" میں نے کہا۔ "غلط فہمی کیا؟" بولی۔۔۔۔۔ "جیسے۔۔۔۔۔ یہی' جیسے میرے ہاں کہتے ہی تم مجھے اپنے ساتھ بمبئی لے جاؤ گے۔" میں نے ہنس کر اس پر آخری حربہ استعمال کیا۔ "یہی کہنا چاہتا تھا مس سریکھا۔۔۔۔۔ میں تمہیں بمبئی لے جانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ دیوالی قریب ہے میں گورنر کے سامنے تم سے راکھی بندھوانا چاہتا ہوں۔ کیا۔۔۔۔۔" راکھی کا نام سنتے ہی اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ تیزی سے اٹھ کر انگوروں کی پلیٹ اٹھا کر میری طرف پھینکی۔ میں بائیں جانب جھک گیا۔ پلیٹ کمرے کے وسط میں جا گری۔ اس نے دوسری پلیٹ اٹھائی لیکن ہشمشیر سنگھ نے جھپٹ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور ڈپٹ کر بولے۔ "کیا کر رہی ہو سریکھا۔ لیفن نے کون سی غلط بات کہی۔۔۔۔۔" چیخ کر بولی۔ "تو میں نے کون سی غلط بات کہی۔۔۔۔۔ راکھی باندھ رہی ہوں۔" میں نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا۔ "سریکھا' ڈیئر ناراض نہ ہو۔۔۔۔۔ چلو میں تمہیں صرف

علاج کے لئے۔۔۔۔۔" بولی۔ "جہنم میں جاؤ کیپٹن اور اپنے ساتھ اس لیڈی ڈاکٹر کو بھی لے جاؤ۔" میں "آل رائٹ" کہہ کر ہنس دیا۔ شیشر سنگھ کو سر کا اشارہ کیا اور وہ اس کو سینے سے لگا کر سونے کے کمرے میں لے گیا۔ کینتھ نے میری طرف دیکھ کر آہستہ سے کہا۔ "تم نے اچھا کیا ڈارلنگ۔۔۔۔۔ کم از کم ان لوگوں کو تو تمہاری معصومیت کا پتہ چل گیا۔۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "چھوڑو۔۔۔۔۔ مجھے معصوم بننے کا شوق نہیں ہے۔ میں صرف اس پر ان الفاظ کا رد عمل دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ جو زیادہ خطرناک نہیں ہے۔۔۔۔۔ وہ ہسٹرک نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ ایک پلیٹ توڑ کر رہ گئی۔۔۔۔۔ خیر اسے میں تھوڑی دیر بعد پھر دیکھوں گا۔ یہ بتاؤ سروج اور اجیتا نے کیسے اجازت دی۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ کسی نے فالو تو نہیں کیا تمہیں؟"

اس نے بیڈ روم کی طرف دیکھ کر پرس سے ایک لفافہ نکالا اور میری جیب میں سرکا دیا۔ "فوٹوز۔۔۔۔۔" اس نے کہا۔ "شاید اجیتا کچھ دیر بعد تم سے ملنے آئے۔" میں نے کہا۔ "اجیتا کی حد تک ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ سروج کو نہیں آنا چاہئے۔۔۔۔۔" کہنے لگی۔ "وہ خود بھی سمجھ سکتی ہے۔۔۔۔۔ لیکن اب تم۔۔۔۔۔ لیٹ نہیں ہو جاؤ گے؟" میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ "بولی۔۔۔۔۔" میں تمہیں صبح کی ٹرین پر پہنچا سکتی ہوں۔۔۔۔۔ شام کی گاڑی سے خود بھی بمبئی واپس ہو جاؤں گی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "شکر ہے تمہیں حقیقت معلوم ہو گئی۔" وہ مسکرا کر سریکھا کے بیڈ روم کی طرف چل دی۔ میں سگریٹ سلگا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ چند منٹ بعد وہ لوٹی تو ہشمشیر سنگھ اس کے ساتھ تھے۔ انہوں نے سریکھا کے طرز عمل پر اظہار ندامت کر کے مجھ سے معافی مانگی۔ میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "وہ قابل معافی ہے مسٹر سنگھ۔۔۔۔۔ یقین فرمایئے مجھے آپ لوگوں سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ بہرکیف صورتحال یہ ہے کہ میں اس ڈاکٹر کینتھ کی مہربانی سے اتنا لیٹ ہو چکا ہوں کہ شاید ہی کورٹ مارشل سے بچ سکوں۔۔۔۔۔ کیا آپ مجھے فوراً اسٹیشن جانے کی اجازت دے سکتے ہیں؟" کینتھ نے کہا۔ "ہاں مسٹر سنگھ۔۔۔۔۔ مس سریکھا اس وقت گہری نیند میں ہیں۔۔۔۔۔ اس وقت بہترین موقع ہے۔" وہ سر جھکا کر بولے۔ "بصد اظہار ندامت کیپٹن۔۔۔۔۔ لیکن ٹرین تو صبح سات بج کر بیس منٹ پر جائے گی۔۔۔۔۔ آپ کچھ دیر آرام کریں میں صبح پانچ بجے۔۔۔۔۔" میں نے ہاتھ اٹھا کر روکتے ہوئے کہا۔ "شاید کوئی گڈز ٹرین تین بجے تک سورت پہنچا دے تو میں فرنٹیر میل پکڑ سکتا ہوں۔۔۔۔۔ ڈاکٹر یہیں ہوں گی میرا مطلب ہے اجیتا دیوی کے پاس۔۔۔۔۔ یہ کل شام کو بمبئی جائیں گی۔۔۔۔۔ اگر ضرورت ہو تو آپ مس سریکھا کو ان کے ساتھ بمبئی لے جائیں۔" انہوں نے بہتر ہے کہہ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

ہم اسٹیشن پہنچے تو رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ میں نے کینتھ کو کلوک روم سے

سامان چھڑانے اور اسٹیشن ماسٹر سے بمبئی کی طرف جانے والی گڈس ٹرین کے متعلق انکوائری کرنے کو روانہ کر کے گاڑی کا دروازہ لاک کیا اور پردے کھینچ کر سیٹ پر دراز ہو گیا۔ نصف گھنٹے بعد اس نے آکر بتایا کہ میرا سوٹ کیس اور ہولڈال اپر کلاس ویٹنگ روم میں رکھوا دیا گیا ہے اور ایک بجے کے قریب ایک گڈس ٹرین آنے والی ہے۔ میں اس کے ساتھ ویٹنگ روم میں آیا۔ سامان پر نظر ڈالی اور اس کو رخصت کر دیا۔

تین روز بعد کلکتے پہنچا تو ہاوڑہ جنکشن پر ایک اسٹاف کار میرا انتظار کر رہی تھی۔ مجھے تعجب ہوا کہ دہلی سے کیپٹن ہنٹرس (بریڈلے) کے نام ٹیلیگرام کرنے کے باوجود وہ میری گاڑی لے کر کیوں نہیں پہنچا۔ اسٹاف کار میں ڈرائیور کے ساتھ ایک حوالدار اور پچھلی سیٹ پر لیفٹننٹ مائیکل بیٹھا ہوا تھا۔ ایک لیفٹننٹ جو پلیٹ فارم پر مجھے رسیو کرنے آیا تھا' میرے ساتھ تھا۔ ہمیں دیکھتے ہی تینوں نے باہر نکل کر سلام کیا۔ قلیوں نے سامان گاڑی میں رکھ دیا۔ میں نے ان کو پے منٹ کیا اور سب گاڑی میں سوار ہو گئے۔ اسٹیشن کمپاؤنڈ سے باہر نکلتے ہی میں نے مائیکل سے ہنٹرس کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے کھڑکی کا شیشہ چڑھایا اور سرگوشی کے لہجے میں بولا۔ "سر دو روز سے اس کا کوئی پتہ نہیں ------" میں نے چونک کر کہا۔ "کوئی پتہ نہیں' سے تمہارا کیا مطلب ہے لیفٹن؟" وہ کہنے لگا۔ "سر پرسوں گیارہ بجے کے قریب وہ مورس میں نکلے تھے۔ اس کے بعد نہیں لوٹے ------ رات کے نو بجے تک انتظار کرنے کے بعد کرنل بشپ نے ان کی تلاش میں انٹیلی جینس اور ایم پی کے آدمی بھیجے جن میں میں بھی شامل تھا ------ صبح پانچ بجے چوبیس پرگناز کے قریب ہمیں آپ کی مورس سڑک کے کنارے کھڑی ہوئی مل گئی۔ کیپٹن ہنٹرس کا کہیں پتہ نہ تھا۔" میں اس کی باتیں سن کر سناٹے میں آگیا۔

○

میرے دائیں جانب بیٹھے ہوئے لیفٹننٹ نے مجھے خاموش دیکھ کر جیب سے سگریٹ کیس نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سگریٹ سر۔" میں نے سگریٹ لے کر سلگایا اور ایک طویل کش لے کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "لیفن جاتے وقت کیپٹن ہنٹرس نے کسی کو بتایا نہیں کہ وہ کہاں جا رہے ہیں؟"

کہنے لگا۔ "نو سر' وہ کئی روز سے انارکسٹوں کی تلاش میں پھر رہے تھے اور اکثر دس دس بارہ بارہ گھنٹے بعد لوٹتے تھے ------ انہیں کچھ کامیابی ہوئی یا نہیں' یہ ہمیں معلوم نہیں ------ شاید کرنل کو۔"

میں نے کہا۔ "آخری مرتبہ جاتے وقت وہ کس لباس میں تھے؟" کہنے لگا۔ "سفید قمیص' ڈارک گرین نکٹائی' گرے فلیل' ڈبل بریسٹ کوٹ اور پینٹس۔" میں آئی سی کہہ کر خاموش ہو گیا۔ مائیکل نے کہا۔ "سر' کرنل' بشپ اسی شام گرینڈ ہوٹل بھی گئے تھے۔ لیکن انہوں نے کچھ بتایا نہیں ------ شاید انہیں وہاں سے کوئی خاص بات معلوم نہیں ہو سکی ------ ورنہ ضرور بتاتے۔" میں نے کہا۔ "ظاہر ہے ------ چوبیس پرگنہ میں تفتیش کی کیا صورتحال ہے؟"

وہ کہنے لگا۔ "سر' عملی طور پر پورا علاقہ گھیرے میں ہے ------ کوئی شخص نہ وہاں سے نکل سکتا ہے نہ داخل ہو سکتا ہے' اندر بھی کافی آدمی سادہ لباس میں پھیلے ہوئے ہیں ------ مشتبہ مقامات پر چھاپے بھی مارے جا رہے ہیں ------ لیکن ابھی تک کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔" میں نے پوچھا۔

"کوئی گرفتاری عمل میں آئی۔" دونوں نے بیک وقت کہا۔ "سر ------ گرفتاری اور رہائی کا سلسلہ تو بہت طویل ہے لیکن فائدہ کچھ نہیں ------" میں خاموش ہو گیا۔

صبح کے سوا آٹھ بجے تھے کہ ہم دفتر کے سامنے کھڑے تھے۔ میں نے ڈرائیور کو سامان بنگلے پر پہنچانے کو کہا اور گاڑی سے اتر کے لیفٹننٹ مائیکل کے ساتھ دفتر میں داخل ہوا۔ کرنل ابھی نہیں آئے تھے۔ میں نے سارجنٹ آن ڈیوٹی سے اپنی کار کا اندراج کرایا اور کرنل بشپ کے بنگلے کا نمبر ڈائل کیا۔ چوتھی گھنٹی پر ریسیور اٹھایا گیا اور کرنل کی بھاری آواز سنائی دی۔ "ہیلو" میں نے ان کے منہ میں لقمہ ہونے کا اندازہ لگا کر اپنی عجلت پر شرمندگی محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "گڈ مارننگ سروس از ------"

"کیپٹن وکٹر---- " انہوں نے میری بات پوری ہونے سے پہلا کہا۔ میرے پاس تمہارے لئے اچھی خبر نہیں ہے بوائے---- سن چکے ہو گے---- ناشتہ کر لیا؟" میں نے کہا۔ "وہ کوئی بات نہیں ہے سر---- مجھے آپ کو ناشتہ کرتے وقت زحمت دینے کا افسوس ہے---- لیکن مجھے زبردست شاک پہنچا ہے۔ اس لئے فوراً"---- " وہ بولے۔ "ویٹس آل رائٹ---- تم دفتر میں ناشتہ کرو---- میں نو بجے پہنچ رہا ہوں۔" میں نے گڈ بائی کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ شیو وغیرہ سے ٹرین میں فارغ ہو چکا تھا۔ کرسی پر بیٹھ کر سگریٹ پینے لگا۔ تھوڑی دیر میں آفیسرز میس سے بریک فاسٹ پہنچ گیا۔ میں نے ناشتہ کیا' چائے پی اور ٹرے اٹھوا کا سگریٹ سلگایا۔ لیفٹننٹ مائیکل سے اپنی کار کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ گیراج میں ہے اور اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے---- ایسا معلوم ہوتا ہے کیپٹن ہنٹرس اپنی مرضی سے گاڑی کھڑی کر کے کہیں گئے اور پھر واپس نہ پہنچ سکے۔" میں نے کچھ سوچ کر گرینڈ ہوٹل کا نمبر ڈائل کیا اور مس برکلے کے متعلق دریافت کیا۔ ریسپ شنٹ نے بتایا وہ شام کے چار بجے سے دس بجے تک والی شفٹ میں ہے۔ میں نے بائی بائی کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد کرنل بشپ آ گئے۔ میں نے اٹھ کر سلیوٹ کیا۔ ایک افسردہ سی مسکراہٹ ان کے ہونٹوں پر ابھری اور کہنے لگے۔ "کیپٹن کچھ لیٹ پہنچے---- گو زیادہ لیٹ نہیں---- خیر---- تمہارا سفر کیسا رہا؟" میں نے کہا۔ "اچھا رہا سر' شکریہ---- میں نے آپ کا لیٹر کرنل ہگنس کو دے دیا تھا---- انہوں نے---- "

وہ میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے بول اٹھے۔ "انہوں نے مجھے اس کا جواب دے دیا بوائے---- ہنٹرس غائب ہے---- سن چکے ہو گے؟"

"میں نے سن لیا سر---- میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا---- اگر وہ زندہ ہے---- آپ گرینڈ ہوٹل گئے تھے سر' کیا کچھ---- " میں نے پوچھا۔

"وہ وہاں گیا تھا---- ایک ڈیڑھ گھنٹہ ٹھہرا' لنچ کیا' چند پیگ پئے اور واپس ہو گیا---- اس سے زیادہ کچھ معلوم نہ ہو سکا۔" انہوں نے کہا۔ "کیا وہ اس دوران تمام وقت تنہا رہا سر؟" انہوں نے اثبات میں سرہلایا۔ میں نے کہا۔ "اس کے ساتھ باہر نکلتے وقت کوئی تھا سر؟" انہوں نے نفی میں سرہلا کر کہا۔ "کوئی نہیں تھا کیپٹن۔" میں کچھ دیر تمام پہلوؤں پر غور کرتا رہا۔ پھر غیر اختیاری طور پر اٹھ کھڑا ہوا۔ کرنل نے میری طرف غور سے دیکھا۔ میں نے کہا۔ "میں گرینڈ ہوٹل جا رہا ہو سر۔" وہ بولے۔ "چند گھنٹے آرام کرو---- ایک بجے کے قریب مائیکل کو ساتھ لے کر چلے جانا۔" "نو سر۔" میں نے جواب دیا۔ "مائیکل کی ضرورت نہیں ہے---- اور یونیفارم بھی نہیں ہونی چاہئے---- ہاں لنچ ٹائم ضرور ہونا چاہئے۔"

وہ بولے۔ "او کے زیادہ سے زیادہ کتنی دیر میں لوٹو گے؟"

میں نے کہا۔ "میں کچھ نہیں کہہ سکتا سر---- " تھوڑی کھجاتے ہوئے بولے۔ "اچھا' لیکن ---- کوئی نہ کوئی سادہ لباس میں موٹر سائیکل پر تمہارے دائیں بائیں یا آگے پیچھے ضرور ہو گا---- اور وہ کوئی انڈین آفیسر ہو گا۔" میں نے "تھینک یو سر" کہہ کر سلیوٹ کیا اور دفتر سے باہر نکل آیا۔

بنگلے پہنچا تو میری کار احاطے کے باغیچے میں کھڑی ہوئی تھی اور ایک ڈرائیور اس پر شموز لیدر پھرا رہا تھا۔ میں نے گاڑی کے قریب رک کر اس سے پیٹرول کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ ٹینک فل ہے۔ میں بنگلے میں داخل ہوا۔ اردلی اور خانساماں نے سلام کر کے چائے کے متعلق پوچھا۔ میں نے کوٹ کی جیب سے چابی نکال کر اردلی کو دی اور اسکاچ کی بوتل نکالنے کو کہا۔ اس نے سلیپنگ سوٹ میز پر رکھا اور الماری کھولنے لگا۔ میں نے خانساماں کو کافی تیار کرنے کو کہا اور وہ کچن کی طرف چل دیا۔ مجھے کوٹ اتارتے دیکھ کر اردلی بھی بوتل اور گلاس رکھ کر باہر نکل گیا---- کپڑے تبدیل کر کے چند پیگ پئے' کافی کا کپ چڑھایا---- اور خانساماں نے کھانے کے متعلق پوچھا تو کہہ دیا کہ کھانا ہوٹل میں کھانا ہے۔ وہ ٹرے اٹھا کر چلا گیا اور میں اسے جگانے کا وقت بتائے بغیر سو گیا۔

تین بجے میری آنکھ کھلی تو اردلی اور اور مالی ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے گپیں لڑا رہے تھے۔ میں نے دروازے کا پردہ ہٹا کر دیکھا تو اردلی دوڑتا ہوا آیا۔ میں نے کہا۔ "تم نے مجھے لنچ کے لئے جگایا نہیں؟" وہ بولا۔ "صاحب خانساماں نے منع کر دیا تھا۔" میں نے اپنی غلطی محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "اس بے وقوف سے کہو جلدی چائے بنا کر لائے---- میں نہا کر آ رہا ہوں---- " وہ دوسرے دروازے کی طرف دوڑا۔ میں نے سوٹ کیس سے کپڑے نکالے اور غسل خانے کی طرف چل دیا۔

اردلی کو اپنی روانگی کی اطلاع دینے کے لئے کرنل بشپ کی طرف بھیج کر کپڑے پہنے اور کھڑے کھڑے چائے پی ہی رہا تھا کہ ایک انڈین وی سی او موٹر سائیکل لئے ہوئے کمپاؤنڈ میں داخل ہوا اور سلیوٹ کر کے کہنے لگا۔ "سر میں آپ کی حفاظت پر مامور ہوں اور گرینڈ ہوٹل پہنچ رہا ہوں۔" میں نے اس کی زبان سے مامور کا لفظ سن کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "اپنا نام بتانے سے پہلے یہ بتاؤ کہاں کے رہنے والے ہو؟"

وہ بولا۔ "صاحب میرا وطن بجنور ہے---- آپ مجھے سمن کہہ کر پکار سکتے ہیں۔" میں نے اس کے سوٹ پر غائرانہ نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "او کے' سمن' میں ایک منٹ بعد روانہ ہو رہا ہوں۔" اس نے سلیوٹ کیا اور گاڑی گھما کر تیزی سے باہر نکل گیا۔

گرینڈ ہوٹل پہنچتے پہنچتے میں نے تین مرتبہ اس کو کلوز اپ کرتے دیکھا اور وہ تینوں ٹرنگ اور ڈینجرس ہوا تنس تھے۔ گرینڈ ہوٹل کے قریب پہنچ کر وہ میری گاڑی سے آگے

نکل گیا۔ میں نے اس کو کچھ دور جا کر ٹرن لیتے دیکھا اور ہوٹل کے پارکنگ لاٹ میں پورٹیکو کے قریب گاڑی کھڑی کر دی۔ انجن بند کر کے ڈور لاک کئے اور رسٹ واچ پر نظر ڈالی تو پونے چار بج رہے تھے۔

بار گراؤنڈ فلور پر تھا۔ میں دروازے پر پہنچا تو برآمدے میں کھڑے ہوئے واچ مین نے مسکرا کر سلام کیا۔ میں نے اس کی آنکھوں میں شناخت کی چمک دیکھ کر رکتے ہوئے کہا۔ "کیسا ہے تم؟" پھر سے سلام کرتے ہوئے بولا۔ "صاحب بہادر کا بہت بہت مہربانی ہے۔" میں نے ہنس کر پتلون کی جیب سے پانچ روپے کا نوٹ نکالا اور ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ہم اور سے جاتے وقت تم کو بخشش نہیں دے سکا تھا۔"

اس نے جھک کر تیسرا سلام کیا اور گزرگاہ کی طرف دیکھ کر نوٹ لیتے ہوئے کہا۔ "خدا حضور کو سلامت رکھے۔" میں نے آگے بڑھ کر پردہ اٹھایا اور بار میں داخل ہو گیا۔ ہال کے بائیں جانب کاؤنٹر پر تین بارمیڈز کھڑی ہوئی تھیں۔ لیکن ان میں جین برکلے نہ تھی۔ ہال میں اس وقت بھی کافی رونق تھی۔ سہ پہر کی چائے کا وقت تھا اور بہت کم میزیں خالی تھیں۔ میں پہلی اور دوسری میڈ کو ہیلو ہیلو کرتا ہوا تیسری کے سامنے جا کر کاؤنٹر پر رکا۔ اس نے مسکرا کر "گڈ آفٹر نون" کہا۔ میں نے سگریٹ کیس نکال کر کاؤنٹر پر رکھا اور لائٹر نکالتے ہوئے کہا۔ "مس برکلے نہیں آئیں ابھی؟" دیواری گھڑی کی طرف دیکھ کر بولی۔ "پانچ منٹ میں پہنچنے والی ہے ——" میں نے سگریٹ کیس کھول کر اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے تھینکس کہہ کر سگریٹ لے لیا اور میرے چہرے کی طرف دیکھتی ہوئی مسکرا کر بولی۔ "صبح نو بجے کے قریب فون پر تم نے ہی ——" میں نے اثبات میں سر ہلا کر لائٹر جلایا۔ اس نے تیزی سے ہونٹوں میں سگریٹ دبا لیا۔ اسی وقت جین دوسرے سرے سے کاؤنٹر میں داخل ہوئی اور مسکرا کر بولی۔ "ہیلو کیپٹن اتنے دنوں بعد؟" میں نے پہلی میڈ کو لائٹ دے کر لائٹر بجھاتے ہوئے کہا۔ "میں باہر گیا ہوا تھا۔" کہنے لگی۔ "اور تمہارا فرینڈ ملا یا نہیں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "وہ ابھی تھوڑی دیر میں یہاں پہنچنے والا ہے۔" وہ گڈ کہہ کر اپنی ساتھی سے چارج لینے لگی۔ میں پہلی میڈ کے چہرے پر اپنے جملے سے مرتسم ہونے والے تاثرات دیکھ کر ہال میں جاتے جاتے رک گیا اور سگریٹ سلگاتے ہوئے جین کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مس برکلے پہلے مجھے اسکاچ کا ایک شاٹ دے دو پلیز۔" جین نے اکاؤنٹ بک پر نظر ڈال کر الماری سے بوتل اور گلاس نکالتے ہوئے کہا۔ "لنڈا کیش گن لو —— میں نے ٹوٹل دیکھ لیا۔"

میں نے گلاس تھام لیا۔ اس نے انڈیلنی شروع کی اور لنڈا کی طرف دیکھتی ہوئی اٹھلاتی چلی گئی۔ میں نے ہنس کر اس کے ہاتھ کو چھوتے ہوئے کہا۔ "بس مس برکلے۔" اس نے مسکرا کر بوتل کاؤنٹر پر رکھ دی اور تھرماس سے ایک چمچہ برف لے کر گلاس میں

ڈال دی۔ میں نے گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا اور کاؤنٹر پر کہنی ٹکا کر پیتے پیتے لنڈا کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کی حرکات کسی قدر غیر مربوط تھیں —— میں آہستہ آہستہ چسکیاں لیتا رہا —— آخر اس نے جین کو چارج دے دیا اور گڈ بائی جین گڈ بائی کیپٹن کہتی ہوئی چل دی —— میں اس کو دور تک جاتے دیکھتا رہا اور جب وہ دروازے سے نکل گئی تو گلاس رکھ کر جین کی طرف مخاطب ہوا۔ "ناؤ جین!" وہ دونوں کہنیوں پر ٹھوڑی رکھ کر مسکرائی "یس وکی ڈارلنگ ——" میں نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "ڈارلنگ تمہارا آدھا وکی مر چکا ہے —— باقی آدھے کو بچا سکتی ہو تو بچا لو ——" مسکرا کر بولی۔ "بے چارہ وکی۔" میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مذاق نہیں ہے جین —— خدا کی قسم، میں موت کے دروازے پر کھڑا ہوں —— اور تمہیں میرے لئے کچھ کرنا ہے —— اگر تمہیں میری زندگی عزیز ہے۔"

وہ سنجیدہ ہوتی ہوئی بولی۔ "وکی تم مجھے بہت عزیز ہو —— میں تمہیں یاد کرتی رہی ہوں —— بتاؤ تمہیں کیا چاہئے —— میں تمہیں اپنے جسم سے خون دے کر بچانے کو تیار ہوں —— بولو کیا چاہئے ڈارلنگ۔" میں نے نفی میں سر ہلایا اور گلاس اٹھا کر ایک گھونٹ لینے کے بعد آہستہ سے کہا۔ "سنو جین، ہنٹرس کا تین دن سے کہیں پتا نہیں اور وہ میرا دوست نہیں کزن ہے ——" اس نے گڈ گریشس کہہ کر سر پکڑ لیا۔ میں نے اس کو سگریٹ دیتے ہوئے کہا۔ "جین تمہاری دوست لنڈا کچھ جانتی ہے، میں شرط لگا سکتا ہوں ——" وہ سوچ میں پڑ گئی۔ میں نے لائٹر جلا کر اس کے سامنے کیا۔ اس نے چونک کر تھینک یو کہا اور سگریٹ ہونٹوں میں دبا کر سلگایا۔ ایک کش لے کر بولی۔ "وکی ڈارلنگ تم نے مجھے کبھی نہیں بتایا کہ کیپٹن ہنٹرس تمہارا ——"

"اب بتا دیا۔" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "وہ میرا ماموں زاد بھائی ہے۔" وہ بولی۔ "اچھا ڈارلنگ تم لاؤنج میں چلو، میں اس مسئلے پر تم سے تفصیلی بات کروں گی۔ لیکن خدارا یہ نہ سمجھنا وہ کچھ زیادہ امید افزا ہوں گی۔" میں نے کہا۔ "یقیناً —— لیکن میں یہ امید ضرور کر سکتا ہوں کہ تم میرے لئے ہر قربانی دے سکتی ہو —— ٹو لی قربنک جین —— اسے اپنا امتحان سمجھو، اور اگر امتحان اتنے کم عرصے کی دوستی میں تمہیں اپنے لئے سخت لفظ نظر آتا ہے —— تو پہلے میرا امتحان لو ——" وہ مسکرا دی۔ میں نے کہا۔ "جین پلیز اسے مذاق نہ سمجھو —— میں ذرا رشنگ ہوں —— مجھے وقت اور الفاظ ضائع کرنا پسند نہیں۔ تیزی سے آگے بڑھ کر اپنی پسند کی چیز جھپٹ لینا پسند ہے اس لئے فوراً بتاؤ —— میں تمہارے کس خواب کی تعبیر ہو سکتا ہوں؟"

اس کی نظریں جھک گئیں۔ مسکرا کر کہنے لگی۔ "وکی کیا میں نہیں جانتی —— کیا ہم تکلفات کے تمام پردے چاک نہیں کر چکے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "رائٹ۔ لیکن ہمیں وہ پردہ بھی چاک کرنا ہے جس کے پیچھے کزن ہنٹرس کو چھپایا گیا ہے۔۔۔۔۔ اچھا میں لاؤنج ہال میں جا رہا ہوں۔ جو کچھ کھانا پسند کرو بھجوا دو اور دس منٹ کے لئے آ جاؤ۔" اس نے "او کے" کہا اور میں ہال کے کونے میں جا کر ایک ٹیبل پر بیٹھ گیا۔

چند منٹ بعد ایک لڑکی کھانے اور ڈرنکس کی ٹرے لے کر آئی اور میز پر رکھ کر چلی گئی۔ اس کے جانے کے فوراً بعد جین کاؤنٹر سے نکل کر آئی اور میرے سامنے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ میں نے کھانا شروع کرنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ہنی اب بلا تکلف بتاؤ' میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں؟"

وہ بولی۔ "حماقت کی باتیں مت کرو ڈارلنگ۔۔۔۔۔ مجھے سودے بازی سے نفرت ہے۔۔۔۔۔ کیا تم مجھے یہودی سمجھتے ہو؟"

میں نے ہنس کر بوتل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں اسکاچ سمجھتا ہوں جین۔۔۔۔۔ کھولو اور ۔۔۔۔۔ چلو' دو پیگ پی کر بتانا۔۔۔۔۔" اس نے مسکرا کر بوتل کھولی اور دو گلاسوں میں انڈیلی۔ میں نے گلاس اٹھا کر اس کے گلاس سے ملاتے ہوئے کہا۔ "محبت کے دیوتا کے نام۔"

کھانا ختم ہونے سے پہلے کوارٹر اسکاچ انڈیلنے کے بعد میں نے کہا۔ "جین اور" بولی۔ "اور۔" میں نے ہاتھ بڑھا کر بزر دبایا۔ بار مینجر نے کاؤنٹر سے جھک کر ہماری طرف دیکھا۔ میں نے ہاتھ سے کوارٹر اسکاچ کا اشارہ کیا۔ ایک منٹ میں ٹرے پر اسکاچ اور آئس کیوبس کا گلاس لے کر ایک لڑکی آئی اور بوتل کھول کر مسکراتی ہوئی چلی گئی۔ جین نے گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "وکی۔۔۔۔۔ دو روز پہلے کزن ہنٹرس۔۔۔۔۔ مائنڈ نہ کرنا میں اسے کزن کہہ رہی ہوں۔۔۔۔۔ یہاں لنچ کرنے آیا تھا۔۔۔۔۔ یہ لنڈا نے بتایا۔۔۔۔۔ اس وقت یہاں صرف ایک سیٹ خالی تھی۔ جس پر دو اینگلو انڈین لڑکے اور ایک لڑکی بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔ وہ اجازت طلب کر کے ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ چند منٹ بعد وہ دونوں لڑکے اپنا بل ادا کر کے چلے گئے۔ وہ لڑکی بیٹھی رہی۔۔۔۔۔ کچھ دیر بعد ہنٹرس اس کے ساتھ باتیں کرتا ہوا دیکھا گیا۔ پھر اس نے شیمپین منگائی۔ دونوں اڑھائی بجے تک پیتے رہے۔ اس کے بعد ہنٹرس نے اٹھ کر اس کا اور اپنا بل ادا کیا اور چل دیا۔ وہ لڑکی اس کے جانے کے دس منٹ بعد لنڈا کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی۔

میں نے گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ "تمہارا خیال ہے۔ وہ مکس اپ ہو چکے تھے؟"

اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "لنڈا کا خیال ہے' مکس اپ ہونے کے بعد انہوں نے قصداً" اپنی روانگی میں دس منٹ کا وقفہ رکھا۔ تا کہ کوئی انہیں ساتھ دیکھ کر

شک نہ کر سکے۔ ہنٹرس نے طے شدہ مقام پر اس کا انتظار کیا ہو گا اور پھر۔۔۔۔۔"

"ہنٹرس' عورتوں کا رسیا نہیں ہے جین۔۔۔۔۔ کیا وہ لڑکی غیر معمولی طور پر حسین ہے؟"

"فل کریم۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "ایکسپلوسیو۔۔۔۔۔ وہ کسی کو بھی دیوانہ کر سکتی ہے۔۔۔۔۔ تم سے تو استعفیٰ دلا سکتی ہے۔" میں ہنس دیا۔ وہ گلاس ہونٹوں سے لگا کر پینے لگی۔ "اس کے معنی ہیں۔" میں نے گھونٹ لے کر کہا۔ "یہاں شکار کی تلاش میں آتی رہتی ہے۔"

"کیا عمر ہے اس کی؟"

"پچیس چھبیس۔۔۔۔۔ تمہارا جتنا قد' سرخی مائل بال' نیلی آنکھیں' گداز جسم۔۔۔۔۔ اور کیا نہیں۔۔۔۔۔ وعدہ کرو اس سے ملنے کی کوشش نہیں کرو گے۔"

"اس طرح نہیں ملوں گا جس طرح ہنٹرس شکار ہو گیا۔۔۔۔۔ واقعی ڈارلنگ شکاری نام رکھ لینے سے کوئی شکاری نہیں بن جاتا۔۔۔۔۔ ویسے کچھ معلوم ہے۔۔۔۔۔ کہاں رہتی ہے وہ؟"

اس کے بعد کافی دیر تک جین کے ساتھ باتیں ہوتی رہیں پھر وہ مسکرا کر اٹھتی ہوئی بولی۔ "بل پے کرو اور آگے چلو۔" میں نے جیب سے دو گریز نکال کر اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "ایک سے بل ادا کرو ایک تمہارے لئے۔ میں ٹھیک نو بجے پھر پہنچ رہا ہوں۔۔۔۔۔ بائی بائی۔" جین نے آگے بڑھ کر مینجر سے بل لے لیا۔ میں ہوٹل سے باہر نکل کر کار کے قریب پہنچا۔۔۔۔۔ دروازہ کھول کر وہیل سنبھالتے ہوئے انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی بیک کر کے سڑک پر لا رہا تھا کہ پیچھے سے موٹر سائیکل کی آواز سنائی دی اور سمن تیزی سے آگے جاتا ہوا دکھائی دیا۔

میں بنگلے پر پہنچا تو ساڑھے چھ بج رہے تھے۔ دفتر کھلا ہوا تھا۔ لیکن کرنل بشپ جا چکے تھے۔ بنگلے میں داخل ہوتے ہی خانساماں نے چائے کے لئے پوچھا۔ میں نے آرام چیئر پر پھیلتے ہوئے کہا۔ "پہلے نیاز احمد (اردلی) کو میرے پاس بھیجو۔ پھر کافی بنا کر لاؤ۔" وہ تیزی سے پچھلے دروازے کی طرف چل دیا۔ میں سگریٹ سلگا کر کش لینے لگا۔ اردلی نے اندر آ کر سلام کیا تو میں نے کہا۔ "نیاز دوڑ کر کرنل صاحب کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کیپٹن آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔" اردلی سر جھکا کر باہر نکل گیا۔ چند منٹ میں خانساماں نے کافی کا مگ لا کر میرے سامنے تپائی پر رکھ دی۔ میں نے سگریٹ کا آخری کش لے کر ایش ٹرے میں دبایا اور مگ اٹھا کر کافی پینے لگا۔ ابھی کافی ختم نہیں ہوئی تھی کہ باغیچے میں کار داخل ہوئی۔ میں نے مگ ہاتھ میں تھامے تھامے اٹھ کر دروازے سے باہر جھانکا یہ کرنل بشپ کی گاڑی تھی۔ میں نے پلٹ کر مگ تپائی پر رکھا اور باہر نکل کر ان کے قریب جا کر سیلوٹ کیا۔ وہ

دروازہ کھول کر باہر نکلے اور کمر کے پیچھے ہاتھ باندھ کر آہستہ آہستہ ٹہلتے ہوئے ایک کونے میں پہنچ کر بولے۔ "کوئی امید۔" میں نے کہا۔ "سر' امید تو بہت کچھ ہے ــــــ لیکن ابھی صرف امید ہے ــــــ میں نو بجے پھر جا رہا ہوں۔" وہ بولے۔ "جاؤ ــــــ ضرور جاؤ ــــــ مجھے یقین ہے کہ تم کوئی نہ کوئی سراغ لگانے میں ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔" کرنل سے کافی دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ پھر وہ بولے۔ "رات کو کسی بھی وقت واپس آؤ' مجھ سے ضرور ملنا۔" نے بہتر ہے کہہ کر سلام کیا اور وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے۔

میں سوا نو بجے کے قریب گرینڈ ہوٹل پہنچا تو سمن پھر میرے ساتھ تھا۔ میں بار میں داخل ہوا کاؤنٹر کے قریب سے گزرنے لگا تو جین مصروف تھی۔ اس کے سامنے دو آدمی کھڑے ہوئے تھے اور کاؤنٹر پر کہنیاں ٹکائے چسکیاں لیتے ہوئے آپس میں باتیں کرتے جا رہے تھے۔ جین نے نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور اجنبی کی طرح بولی۔ "وہاٹ کیپٹن آئی ڈو فار یو۔" میں نے اس کا انداز دیکھ کر کہا۔ "دو پیگ بورین۔" الماری سے بورین کی بوتل نکال کر کاؤنٹر پر رکھتی ہوئی مسکرا کر بولی۔ "اگر ٹائم ہو تو کونے میں ایک سیٹ خالی ہے سر' میں وہاں بھجوا سکتی ہوں۔" میں نے گردن گھما کر کونے کی طرف دیکھا۔ کونے سے پہلے ٹیبل پر فرنچ ونڈو کے قریب ایک مرد اور ایک لڑکی بیٹھے ہوئے کافی پی رہے تھے۔ مرد کی پشت اس طرف تھی۔ لڑکی کی پشت کھڑکی کی طرف' اس کے بالوں کا رنگ دیکھ کر جین کے مجھے اس طرف بھیجنے کی وجہ سمجھ میں آ گئی۔ تھینک یو میڈم کہہ کر کرسیوں سے بچتا ہوا کونے کی طرف چل دیا۔ آخری میز کے قریب سے گزرنے لگا تو دونوں نے نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ میں ان کی طرف دیکھے بغیر لاپرواہی سے میز کے قریب پہنچا اور بریف کیس ٹیبل پر رکھ کر ان کی طرف رخ کر کے بیٹھ گیا۔ لڑکی کے چہرے پر ایک سرسری نظر ڈال کر بریف کیس کھولا اور کرنل ماما کا دیا ہوا سونے کا سگریٹ کیس نکال کر اس میں سے سگریٹ لیا اور سگریٹ سلگا کر پینے لگا ــــــ مقصد اپنے تمول کا مظاہرہ کرنا تھا۔ ورنہ کوٹ کی جیب میں دوسرا معمولی سگریٹ کیس بھی تھا۔ ایک منٹ بعد ایک لڑکی بورین کا گلاس لے کر آ گئی اور ٹرے میز پر رکھ کر کہنے لگی۔ "ڈنر کے متعلق کیا حکم ہے سر؟" میں نے سگریٹ کیس اپنے سامنے رکھتے ہوئے کہ۔ "دس بجے ــــــ" وہ سر کو خم دے کر بولی۔ "او کے ــــــ بیل آپ کے دائیں جانب ہے۔" میں نے تھینک یو کہہ کر گلاس اٹھایا ــــــ لڑکی پلٹ کر دیکھنے لگی۔ میں نے ایک گھونٹ لے کر برا سا منہ بنایا اور ہاتھ بڑھا کر گھنٹی پر رکھ دیا۔ لڑکی جاتے جاتے پلٹ کر تیزی سے قریب آئی اور بولی۔ "سر ــــــ" میں نے گلاس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ بورین ہے؟" وہ میرے لہجے کی تلخی سے گھبرا گئی۔ سہم کر بولی۔ "معلوم نہیں سر' بار میڈ سے پوچھتی ہوں۔" وہ گلاس کی طرف ہاتھ بڑھانے لگی۔ میں نے کہا۔ "اسے رہنے دو ــــــ بار میڈ کو یہاں

بھیجو ــــــ" لڑکی سر جھکا کر واپس ہو گئی۔ میز پر بیٹھی ہوئی لڑکی نے اپنے ساتھی سے مسکرا کر باآواز کہا۔ "یہ لوگ بہت لاپروا ہیں۔" اس کے ساتھی نے میری طرف دیکھا اور لڑکی سے کہنے لگا۔ "شاید امریکن جنٹلمین ہے۔" لڑکی نے آہستہ سے کہا۔ "کیا اچھا ہو اگر یہ گلاس بار میڈ کے منہ پر پھینک دے۔" وہ سن کر ہنسنے لگا۔ مجھے بھی ہنسی آنے لگی' لیکن میں نے سگریٹ کا کش لے کر خود کو سنبھال لیا۔ اسی وقت جین میرے قریب آ کر گلاس اٹھاتی ہوئی بولی۔ "مجھے افسوس ہے سر' میں نے غلطی سے آپ کو ــــــ"

میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اسے کھڑکی سے باہر پھینک دو اور میرے لئے کوارٹر بورین بھیجو ــــــ" جین نے گھبراہٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "لیکن سر ــــــ" میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "نیور مائنڈ ــــــ میرے اکاؤنٹ میں لکھ لینا۔"

وہ "بہتر ہے سر!" کہتی ہوئی پلٹی اور کاؤنٹر کی طرف چل دی۔ میں نے سگریٹ کیس اٹھا کر کوٹ کی جیب میں ڈالا اور سگریٹ پینے لگا۔ برابر والے ٹیبل پر سرگوشیوں کا سلسلہ جاری تھا۔ لڑکی نے پرس سے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے پھر میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کی طرف لاتعلقی سے دیکھتے ہوئے کاؤنٹر کی طرف نظر ڈالی۔ جین ٹرے پر بوتل اور گلاس رکھے ہوئے چلی آ رہی تھی۔ میز پر بیٹھی ہوئی لڑکی اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔ جواب میں جین بھی مسکرائی اور ٹرے میز پر رکھ کر بوتل کھولنے لگی۔ اس نے قصداً کارک اوپنر گرا دیا اور جھک کر اٹھاتی ہوئی بولی۔ "یہی ہے وکی۔" میں نے سگریٹ کا کش لے کر گلاس میں انڈیلی۔ جین اوپنر لے کر کہنے لگی۔ "سر آپ پسند کریں تو پوٹاٹو چپس بھجوا دوں۔"

میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "نہیں ــــــ بس دس بجے ڈنر۔" وہ سر جھکا کر چل دی۔ میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں رگڑتے ہوئے ایک گھونٹ لے کر گلاس رکھ دیا اور سگریٹ کیس جیب سے نکالا' سگریٹ سلگایا اور پھر پینے لگا۔ تین گھونٹوں میں گلاس خالی کر کے رکھ دیا اور سگریٹ پینے لگا۔ لڑکی میز سے اٹھی اور متاملانہ قدموں سے چلتی ہوئی میرے پاس آ کر کہنے لگی۔ "ایکسکیوزمی جنٹلمین ــــــ ہمارے درمیان آپ کے سگریٹ کیس پر شرط لگی ہے۔" میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیسی شرط میڈم؟" وہ مسکراہٹیں بکھیرتی ہوئی بولی۔ "میں کہتی ہوں یہ خالص گولڈ ہے ــــــ میرا دوست کہتا ہے رولڈ گولڈ ــــــ" میں نے ہاتھ بڑھا کر گلاس میں انڈیلی اور ایک گھونٹ لے کر کہا۔ "شرط کیا لگائی ہے۔" وہ بولی۔ "ون پیگ آف اسکاچ ود سوڈا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم ہار گئیں۔ یہ رولڈ گولڈ ہے مس او ــــــ او مسز ــــــ"

وہ مسکرا کر بولی۔ "مس ہیلن اسمتھ۔" میں نے گلاس رکھ کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے

کہا۔ "وکٹر ہیرس۔" اس نے گرم جوشی سے مصافحہ کیا۔ میں نے اس کے دوست کی طرف نظر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "اس کے لئے ڈرنک ضائع نہ کرو مس اسمتھ۔۔۔۔ میرے ساتھ پیو۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "تھینک یو مسٹر ہیرس۔۔۔۔ اگر آپ تھوڑی دیر انتظار کریں۔" میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "آپ وعدہ کریں۔۔۔۔ میں کلوزنگ ٹائم تک انتظار کروں گا۔" وہ مسکرائی اور اوکے کہہ کر اپنی میز کی طرف چل دی۔ بزر دبا کر کرسی پر بیٹھتی ہوئی اپنے ساتھی سے جھوٹ بولتے ہوئے کہنے لگی۔ "تم ہار گئے مسٹر ولیم۔ اب ڈرنک معاف' کافی اور سگریٹ کا بل پے کرو۔۔۔۔ چل رہے ہیں۔" میڈ نے آ کر ان کے سامنے بل رکھ دیا۔ ولیم نے اٹھ کر ہپ پاکٹ سے پانچ روپے کا نوٹ نکال کر پلیٹ میں رکھ دیا۔ میڈ پلیٹ لے کر چل دی۔ میں گلاس اٹھا کر پینے لگا۔ سوچ رہا تھا سگریٹ کیس نے تعارف کا مسئلہ تو حل کرا دیا اور اب جین کو سامنے آنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن ہم دونوں میں بڑا عیار کون ہے۔۔۔۔ وہ یا میں؟۔۔۔۔ کس کو معلوم۔۔۔۔ پیتے پیتے نظر اٹھا کر بائیں طرف دیکھا تو وہ دونوں کاؤنٹر کے قریب پہنچ رہے تھے۔ چند منٹ بعد جین میرے قریب آئی اور مسکرا کر بولی۔ "فکڈ اپ؟" میں نے گلاس رکھتے ہوئے کہا۔ "لیں جین۔۔۔۔ تھینک یو۔۔۔۔ اچھا نوٹ کر لیا۔۔۔۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "اب اس گلاس کو کیا کرنا ہے۔۔۔۔ لے جاؤں؟"

میں نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ "وہ دس منٹ بعد آنے والی ہے۔۔۔۔ شاید کھانا بھی کھائے۔۔۔۔ دوسرے گلاس میں ڈال کر بھجوا دینا۔" اس نے اسکاچ کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "وہ زیادہ نہیں پیے گی وکی۔۔۔۔ زیادہ اصرار کرو گے تو کھٹک جائے گی۔ اس لئے اگر ڈاؤن کرنا ہو تو پہلے ہی پیگ میں نظر بچا کر سگریٹ ایش جھاڑ دینا۔۔۔۔ لیکن تمہارے لئے شاید یہ ممکن نہیں ہے۔۔۔۔ اوکے یہ ٹرک میں کروں گی۔۔۔۔ تم صرف اتنا کرنا کہ بورین کے سوا کچھ نہ پینا۔۔۔۔ اوکے؟" وہ گلاس لے کر چل دی۔

دس بجے کے قریب جب کہ میں کھانے کا آرڈر دے چکا تھا اور لاؤنج میں بہت کم آدمی باقی رہ گئے تھے۔ ہیلن نے ٹیبل کے قریب پہنچ کر ہیلو کہا۔ میں نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے اسے اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ بیٹھتی ہوئی کہنے لگی۔ "مسٹر ہیرس مجھے آپ کو اسکاچ پر بگڑتے دیکھ کر بڑی ہنسی آ رہی تھی۔۔۔۔ کیا آپ۔۔۔۔"

میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "اکثر پیتا ہوں مس اسمتھ۔۔۔۔ لیکن مجھے بورین کی خوشبو پسند ہے۔۔۔۔ اور پھر دیکھئے نا بورین کے آرڈر پر اسکاچ۔۔۔۔ ناراض ہونے کی بات نہیں کیا۔۔۔۔ خیر چھوڑیئے۔۔۔۔ کھانا کھائیں گی آپ؟"

مسکرا کر کہنے لگی۔ "شکریہ۔۔۔۔ کھانا کھا چکی ہوں۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "بورین' اسکاچ' جان ہیگ۔۔۔۔ یا لیڈیز ڈرنک شیری۔۔۔۔ کیا پینا چاہیں گی آپ؟ اوہ۔۔۔۔ سگریٹ تو لیجئے۔" میں نے وہی سگریٹ کیس کھول کر اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے سگریٹ کے بجائے سگریٹ کیس لے لیا اور الٹ پلٹ کر دیکھنے کے بعد سگریٹ نکال کر لوٹاتے ہوئے کہنے لگی۔ "مسٹر ہیرس۔ اس کے وزن سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ خالص سونے کا ہے۔" میں مسکرا کر جواب دینے لگا تھا کہ میڈ نے **"ایکسکیوزمی"** کہہ کر کھانے کی ٹرے میز پر رکھ دی۔ میں نے اس کو روک کر کہا۔ "دو پیگ۔" ہیلن نے مجھے دیکھتے ہوئے پا کر کہا۔ "جان ہیگ۔۔۔۔" لڑکی سر جھکا کر چلی گئی۔ میں نے اس کو لائٹ دی اور ہنس کر کہا۔ "واقعی سونے کا ہے۔۔۔۔ لیکن میں آپ کی شرط ختم کرانا چاہتا تھا تاکہ آپ۔۔۔۔ میرے ساتھ پی سکیں۔۔۔۔"

وہ ہنس دی۔۔۔۔ "کیوں' آپ نے کیسے سمجھ لیا کہ میں آپ کے ساتھ۔" میں نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا۔ "میرا خیال تھا شاید آپ میری عزت افزائی کرنا پسند کریں گی۔۔۔۔ دراصل میں تنہائی سے بور ہو رہا تھا۔۔۔۔ اجنبی شہر میں یہ مشکل ہے۔"

"آپ کہاں رہتے ہیں؟" اس نے میری بات پوری ہونے سے پہلے سوال کیا؟

"بمبئی" میں نے جواب دیا۔ "کل صبح ہی یہاں پہنچا ہوں۔" وہ بولی۔ "اوہ آئی سی۔" وہ میڈ کو آتے دیکھ کر اس سے مخاطب ہو گئی۔۔۔۔ اور ٹرے سے گلاس اٹھا لیا۔ میں "کیری آن پلیز" کہہ کر کھانا کھانے لگا۔ اس نے مسکرا کر گلاس والے ہاتھ کو سر سے بلند کیا اور پینے لگی۔ دو تین گھونٹ لے کر کہنے لگی۔ "بائی دی وے آپ یہاں ٹھہریں گے مسٹر ہیرس؟" میں نے کہا۔ "کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میرے والد سول اینڈ ملٹری کنٹریکٹر ہیں۔"

"کس چیز کے؟" اس نے سوال کیا۔ میں نے کھاتے کھاتے جواب دیا۔ "پرویژن اشن کے۔۔۔۔ یہاں آرمی کے ساتھ کوئی کنٹریکٹ ہوا ہے اور وہ برانچ کھولنا چاہتے ہیں۔" اس نے گھونٹ لے کر غور سے میری طرف دیکھا۔ "معاف کرنا مسٹر ہیرس' میں آپ سے ذاتی نوعیت کے سوال کر رہی ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "دیٹس آل رائٹ۔۔۔۔ ہو سکتا ہے ہم آگے چل کر اچھے دوست بن جائیں۔۔۔۔ میں آپ کو پسند کرنے لگا ہوں۔" وہ ہنس دی۔ گلاس خالی کر کے رکھتی ہوئی بولی۔ "سچ۔۔۔۔؟" میں نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ "آپ جانتی ہیں۔۔۔۔ اوہ بزر دبا کر اور منگایئے نا۔۔۔۔" میں نے بورین انڈیلتے ہوئے کہا اور خود ہی بزر پر انگلی رکھ دی۔۔۔۔ کہنے لگی۔ "کہیں ایسا نہ ہو گھر پہنچنا بھی مشکل ہو جائے۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "میں گاڑی میں بٹھا کر چھوڑ آؤں گا۔۔۔۔ کہاں رہتی ہیں آپ؟"

وہ بولی۔ "ریلوے لائنز میں۔۔۔۔ لیکن چھوڑیئے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "چھوڑ

دیا۔" وہ بھی ہنسنے لگی۔ میں نے سگریٹ کیس کی طرف اشارہ کیا اور وہ سگریٹ نکال کر لائٹر سے سلگانے لگی۔ دوسرے دو پیگ ہیلن نے بڑی مشکل سے ختم کیے میں بھی اس کے ساتھ بورین پیتا رہا اور جب وہ جھونکے کھا کھا کر سنبھلنے لگی تو "چلو" کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ سگریٹ کیس جیب میں ڈالا اور بریف کیس اٹھا کر چلنے لگا۔ وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور سنبھل کر میرے آگے آگے چلنے لگی۔ میں نے کاؤنٹر پر رک کر جین کے سامنے ایک نوٹ رکھا۔ اس نے بل کی طرف دیکھا اور دراز کھینچ کر اس میں نوٹ ڈال دیا۔ میں "کیپ دی چینج" کہہ کر ہیلن کے پیچھے چل دیا۔ دروازے سے نکلتے ہی اس نے رک کر میرا بازو تھامتے ہوئے کہا۔ "اب کہاں؟"

میں سیڑھیاں اتر کے اس کو اپنی گاڑی کے پاس لایا اور دروازہ کھول کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ بمشکل اندر داخل ہوئی اور میں نے دروازہ بند کر کے انجن سٹارٹ کیا تھا کہ میرے کندھے پر سر رکھ دیا اور بولی۔ "آج کچھ زیادہ ہی ہو گئی ہیرس ـــــ تمہارا چھوٹا نام کیا ہے؟" میں نے گاڑی بیک کر کے نکالتے ہوئے کہا۔ "وکٹر ـــــ میرے دوست مجھے وکی کہتے ہیں۔" وہ مسکرا کر دیکھتی ہوئی بولی۔ "ہاؤ سویٹ ـــــ" میں نے پیچھے کی طرف نظر ڈالی۔ سمن سو گز کے فاصلے سے ہمارا پیچھا کر رہا تھا۔ گاڑی روڈ پر آتے ہی میں نے ٹوپ گیئر لگا کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا۔ وہ میرے جسم سے چپک گئی اور جذباتی انداز میں بولی۔ "وکی میں تمہاری کمپنی پسند کرتی ہوں۔" میں نے اس کو گدگداتے ہوئے کہا۔ "میں بھی ـــــ وعدہ کرو کہ جب تک میں یہاں ہوں' میرے ساتھ رہو گی۔"

"تمہارا مطلب ہے ـــــ مستقل طور پر؟" اس نے کندھے سے سر اٹھا کر کہا۔

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔ "مستقل طور پر ـــــ چوبیں گھنٹے ـــــ کار میں بھی ـــــ کلب میں بھی ـــــ کمرے میں بھی ـــــ کل میں تمہیں شاپنگ کرانا چاہتا ہوں۔" اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "آہ وکی ـــــ تم تو ایک گھنٹے میں ہی میری روح میں سما گئے ـــــ ڈارلنگ ـــــ کیا یقین کر لوں تم واقعی ایسے ہو؟" میں نے اس کا رخسار تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "آزما کر دیکھو۔" اس نے میرے بازو میں کاٹ لیا ـــــ اور سر کو جھٹک کر بولی۔ "نہیں شاید ـــــ میں شراب کے زیر اثر کوئی خواب دیکھ رہی ہوں ـــــ ہاں یہ خواب ہی ہے ـــــ اگر میں اتنی خوش قسمت ہوتی کہ تم جیسا خوبصورت شہزادہ مجھے پسند کرے تو کبھی باغی نہ ہوتی ـــــ" میں اس کے چہرے پر نظر ڈال کر مسکرا دیا۔ "ڈیئر مس سے بغاوت کی تم نے؟ کیا تم جیسی حسین لڑکی بھی ـــــ میں یقین نہیں کر سکتا۔" وہ بولی۔ "ڈارلنگ تمہیں معلوم نہیں اینگلو انڈین ہونا کتنی بڑی سزا ہے ـــــ لیکن اوہ ـــــ کیا میں بہک نہیں رہی ہوں ـــــ کیا میں تم پر ـــــ" میں نے اس کو سنبھلنے کی کوشش کرتے ہوئے دیکھ کر بھینچتے ہوئے کہا۔ "تم

مجھ پر اعتماد کر سکتی ہو ـــــ میں بھی اینگلو انڈین ہوں تمہاری طرح ـــــ میں بھی خود ساختہ وہائٹس سے کچھ کم بیزار نہیں ہوں ـــــ یہ اور بات ہے کہ میرے ڈیڈی لاکھوں کروڑوں کے مالک ہیں اور برٹش گورنمنٹ ان کا تعاون حاصل کرنے پر مجبور ہے ـــــ ورنہ ڈیم اٹ ـــــ" میں اظہار تمول کا کوئی موقع ضائع نہیں جانے دے رہا تھا۔ وہ بے چین ہو کر بولی۔ "اوہ ڈارلنگ ـــــ تم اب تک کہاں چھپے ہوئے تھے ـــــ خدا کے لئے جلدی کہیں چلو ـــــ میں تمہیں اپنی آنکھوں میں بٹھا لینا چاہتی ہوں۔" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے راستہ بتاؤ ـــــ مجھے یہاں کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے۔" اس نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔ "پہلی کراسنگ پر دائیں جانب ٹرن لینا' چار فرلانگ پر ہوٹل **ایکسلسیئر** ہے ـــــ" میں نے اس کے اشارے پر چلنا شروع کیا اور چند منٹ میں ہوٹل کے سامنے پہنچ کر گاڑی پارک کر دی ـــــ انجن بند کر کے چابی نکالی اور سو کا ایک نوٹ اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "تم ری سپشن روم میں جا کر اپارٹمنٹ بک کراؤ ـــــ میں کار گیراج میں رکھوا کر آ رہا ہوں۔" اس نے نوٹ پرس میں ڈالا اور دروازہ کھول کر باہر نکلی اور مسکراتی ہوئی پورٹیکو کی طرف چل دی۔ میں نے گاڑی سے نکل کر دروازے لاک کیے اور آڑ میں جا کر سمن کو اشارہ کیا۔ ایک سیکنڈ میں وہ گاڑی کے پیچھے پہنچ کر رکا۔ میں نے آہستہ سے کہا "وہ میرے ساتھ ہے سمن ـــــ تم جا کر صاحب کو بتاؤ میں ایکسلسیئر میں ہوں اور صبح دس بجے سے پہلے باہر نہیں نکلوں گا۔" وہ سر کے اشارے سے سلام کر کے چل دیا۔ میں ری سپشن روم میں پہنچا تو ہیلن کمرہ بک کرا چکی تھی۔ مینجر نے گڈ ایوننگ مسٹر ہیرس کہہ کر رجسٹر میرے سامنے کر دیا۔ میں نے سرسری نظر ڈال کر دستخط کر دیے۔ رجسٹر میں مسز اینڈ مسٹر وکٹر ہیرس لکھا ہوا تھا۔ مینجر نے **ریسپشنسٹ** کو چابی دے کر سکینڈ فلور پر اپارٹمنٹ نمبر ۲۱۵ کھولنے کو کہا۔ ہیلن میرا بازو تھام کر لفٹ کی طرف چل دی۔

یہ ڈبل روم اپارٹمنٹ تھا۔ قیمتی فرنیچر اور فکچر سے آراستہ ـــــ ہیلن کے چہرے پر شراب مسکراہٹ بن کر پھیلنے لگی۔ میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر **ریسپشنسٹ** سے کافی اور اسٹیٹ ایکسپریس کاٹن بھیجنے کو کہا اور وہ گڈ نائٹ کہہ کر چل دی۔ دروازہ بند ہوتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھ کر مجھ سے ٹکرا گئی۔ میں نے اس کو سینے سے لگا کر چوم لیا۔ تھوڑی دیر میں ہی وہ مجسم شراب بن گئی۔ اس نے خود میرا کوٹ اتارا۔ ٹائی کھینچ کر صوفے پر پھینکی اور ایک لمحے میں خود سپردگی کی تمام منازل طے کر گئی۔ نصف گھنٹے بعد بیرا کافی اور سگریٹ لے کر آیا تو وہ غیر قانونی طور پر مسز ہیرس' بیگم نعیم اور شریمتی یوراج کرن بن چکی تھی۔

ساڑھے دس بجے صبح میں اس کو نیچے لے کر آیا۔ کار میں بیٹھتے ہوئے سڑک پر نظر

ڈالی تو سمن موٹر سائیکل پر گزرتا دکھائی دیا۔ میں نے ہاتھ باہر نکال کر اس کو واپس ہونے کا اشارہ کیا اور بازار کی طرف ٹرن لیتے ہوئے ہیلن سے پوچھا۔ "کیا خریدنا چاہتی ہو؟" مسکرا کر کہنے لگی۔ "جو کچھ تم پسند کرو ڈارلنگ۔" میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "مجھے ہر وہ چیز پسند ہو گی جو تمہاری پسند ہو ——— اچھا پہلے میرے کوٹ کی اندرونی جیب سے کچھ نوٹ نکال کر اپنے پرس میں رکھ لو ——— اس کے بعد ———"

اس نے "ایز یو پلیز ڈارلنگ" کہہ کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور چند گریز نکال کر پرس میں رکھتی ہوئی بولی۔ "آٹھ سو ——— اور یہ کافی سے زیادہ ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "نان سینس' مسز ہیرس اور آٹھ سو روپے شاپنگ کے لئے پرس میں لے کر جائے ——— چند اور نکالو ——— بلکہ ٹھہرو ———" میں نے بایاں ہاتھ جیب میں ڈال کر جتنے نوٹ انگلیوں کی گرفت میں آئے' نکال کر اس کی گود میں ڈال دیئے' اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ "وکی تم کتنے اچھے ہو۔" کہہ کر اس نے نوٹ پرس میں ڈالے اور بولی۔

"ڈارلنگ تم نے مجھے مسز کہا؟" میں نے سامنے سے نظر ہٹائے بغیر مسکرا کر جواب دیا۔ "ڈیئر تم نے ہوٹل میں مسز ہیرس نہیں لکھوایا۔" وہ ہنسنے لگی۔ میں بھی ہنس دیا۔

شام کو چھ بجے کے قریب شاپنگ کر کے لوٹے تو ہمارے ساتھ دو سوٹ کیس سامان سے بھرے ہوئے تھے۔ کمرے میں پہنچ کر چائے پیتے ہوئے میں نے کہا۔ "ہیلن تمہاری غیر حاضری سے تمہارے والدین تو ناراض نہیں ہوں گے۔" بولی۔ "فکر مت کرو ——— میں بالکل آزاد ہوں ——— پارٹی ورک میں ایک ایک ہفتہ ———"

"پارٹی؟ ——— ورک؟" میں نے کہا۔ "کیسی پارٹی؟"

اس نے سگریٹ کھینچتے ہوئے کہا۔ "پولی ٹیکل پارٹی ——— میں نے رات کو نہیں کہا تھا کہ میں ریوولیوشنری ہوں۔"

"اوہ یس ———" میں نے اس کو لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "ہاں تم نے کہا تھا ——— اب مجھے یاد آتا ہے ——— لیکن ہنی میں ——— اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گا۔" مسکرا کر میرے گال پر چٹکی لیتی ہوئی بولی۔ "کب تک ڈارلنگ ——— ایک ہفتہ ——— ایک مہینہ ——— ایک سال ——— رومانس تھوڑے دن چلتا ہے۔" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ بولی۔ "یہ صحیح ہے ——— ہم ایک دوسرے کو فلرٹ کر رہے ہیں ——— کب تک کریں گے؟" میں نے اس کے بازوؤں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "تو تم مجھ سے محبت نہیں کرتیں ہیلن؟" بولی۔ "کرتی ہوں وکی ——— ہر چیز سے زیادہ کرتی ہوں ——— ہمیشہ کرتی رہوں گی ——— لیکن کیا محبت ہی دنیا میں ایک کام ہے کیا اس کے لئے سب کچھ چھوڑ دینا چاہئے۔ نظریہ' سیاست' انتقام' فکر معاش؟ فکر معاش تمہارے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی لیکن کیا سیاست بھی؟" میں اس

کی باتیں سن کر حیران رہ گیا۔ وہ یکسر بدلی ہوئی نظر آنے لگی ——— میں نے آہستہ آہستہ آگے بڑھنے کا خیال ترک کر دیا اور مسکرا کر کہا۔ "ہیلن ڈارلنگ' تم آخر کس سے انتقام لینا چاہتی ہو ——— فرسٹریشن کا شکار تو نہیں ہو کہیں؟"

"نہیں ——— میں فرسٹریشن کی قائل نہیں ہوں۔ مجھے برٹش سے نفرت ہے ——— وہ ظالم ہیں ——— سو سال سے انڈیا کو ایکس پلائٹ کر رہے ہیں۔ اب انہوں نے ہمارے ساتھ بھی سوتیلی ماں کا سلوک شروع کر دیا۔ ہم بھی انگریز ہیں ——— لیکن انڈیا میں چند رشتے ہونے کے باعث انہوں نے ہمیں ڈسکارڈ کر دیا۔ ہم سے رشتہ کرنا پسند نہیں کرتے ——— ہمیں اچھوت کی طرح نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں ——— ہم انگلینڈ نہیں جا سکتے۔ انڈیا میں رہ نہیں سکتے ——— کہاں جائیں؟ لارڈ آل مائٹی کے پاس؟ جہنم میں' نہیں' ہمیں انڈیا میں رہنا ہے ——— انگریز عنقریب یہاں سے بھاگ رہا ہے ——— اور جب بھاگ رہا ہے اور ہمیں چھوڑ کر بھاگ رہا ہے تو پھر ہم اس کو ایک لات کیوں نہ لگائیں کہ کم از کم انڈیا تو ہمیں اپنا سمجھے ———"

میں نے اس کی کمر تھپک کر کہا۔ "مجھے تم سے اتفاق ہے ڈیئر ——— لیکن افسوس میں پولیٹکس میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ یہ میرا فیلڈ نہیں ہے اور پھر میرے ڈیڈی کا لاکھوں روپیہ کاروبار میں پھنسا ہوا ہے اور میں ان کا ایک ہی بیٹا ہوں۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "کون کہتا ہے کہ تم ہم جیسے ہو جاؤ ——— لیکن میں تمہیں اپنے متعلق بتا رہی ہوں ———"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "تم لاکھوں میں ایک ہو ہیلن ——— ہم لوگ اس انداز میں نہیں سوچتے ——— ابھی تک انگریز کے دامن سے لپٹے رہنے پر فخر کرتے ہیں۔ اسی میں خوش ہیں کہ کم از کم ہندوستانیوں پر تو دھونس ———"

"وہ دامن اب پھٹ رہا ہے ڈارلنگ اور ہمیں خوشی سے گریبان تک پھاڑ ڈالنا چاہئے۔ اس نے کہا۔

"وہ اس کے پھٹنے پر شرمائے گا نہیں ہیلن ——— اس کو جھینپے گا بھی نہیں ——— چار ٹانکے لگا کر اوپن شرٹ کہنا شروع کر دے گا اور اسی طرح سینہ تان کر چلے گا۔ وہ بد ترین شکست کو بھی کامیاب پسپائی کہتا ہے ———"

اس نے قہقہہ لگایا ——— اور اٹھتی ہوئی بولی۔ "کم آن وکی چلو بار میں چل کر کچھ پئیں ———" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "یہیں منگا لیتے ہیں ——— روم سروس کو رنگ کر کے کوارٹر اسکاچ سوڈا اور نمکین وغیرہ منگاؤ ———" اس نے ریسیور اٹھا کر آرڈر دیا اور جلدی آنے کو کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ میں منہ ہاتھ دھونے کے لئے غسل خانے کی طرف چلا گیا۔ واپس آیا تو ہیلن ڈرنکس سامنے رکھے بیٹھی تھی ——— اور میں اپنے ذہن

میں ایک سوال لئے ہوئے تھا۔۔۔۔۔ اس نے بوتل کھول کر دونوں گلاس میں انڈیلی' برف ڈالی اور مسکرا کر بولی۔ "اسکاچ تو تم پیتے نہیں وکی۔" میں نے ہنس کر گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "اسکاچ کے ساتھ اسکاچ پیتا ہوں۔۔۔۔۔ تمہاری صحت کا جام۔" اس نے گلاس آگے بڑھا کر ہونٹوں سے لگا لیا۔ میں نے بھی پینی شروع کر دی۔ کوارٹر انڈیلنے کے بعد وہ میری گود میں گر گئی۔۔۔۔۔ اور آگے بڑھنے لگی تو میں نے اس کو بھینچتے ہوئے کہا۔ "ہنی اگر مائنڈ نہ کرو تو ایک بات پوچھوں۔" مسکرا کر بولی۔ "پوچھو۔۔۔۔۔ میں مائنڈ نہیں کروں گی۔۔۔۔۔" میں نے اس کے بالوں پر ہاتھ پھرا کر کہا۔ "تم کافی پڑھی لکھی اور پولیٹیشن قسم کی لڑکی ہو' ایں نا؟" وہ بولی۔۔۔۔۔ "درست۔" میں نے کہا۔ "مجھ پر یہ غیر سیاسی توجہ کس طرح فرمائی گئی؟" اٹھ کر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "وکی' میں تمہیں سچ بتا سکتی ہوں لیکن پہلے ورڈ آف آنر دو کہ مجھ سے کوئی۔۔۔۔۔" اسے ہچکچاتے دیکھ کر میں نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "مائی ورڈ آف آنر۔۔۔۔۔ میں تم کو کسی تکلیف میں مبتلا نہیں ہونے دوں گا ڈارلنگ۔۔۔۔۔ کیا تم مجھے اتنا ذلیل سمجھتی ہو کہ اپنی سویٹ ہارٹ سے دھوکا کر سکتا ہوں؟"

اس نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں' تم کبھی ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ اچھا تو سنو' جس وقت تم آئے' میں نے تمہیں غور سے دیکھا' پسند کیا۔۔۔۔۔ بستر کے لئے نہیں' شکار کے لئے۔۔۔۔۔"

"شکار کے لئے۔۔۔۔۔ کیوں؟"

"انگریز سمجھ کر۔" اس نے کہا۔ "لیکن ذرا سی بات پر تمہارا بگڑ جانا اور روپے کو پانی کی طرح استعمال کرنا دیکھ کر میں نے تمہیں امریکن سمجھا۔۔۔۔۔ اور امریکیوں سے ہمیں کوئی پرخاش نہیں۔۔۔۔۔ اس لئے دوست بننے کی کوشش کی۔۔۔۔۔ اور پھر تم اتنے سویٹ ثابت ہوئے۔۔۔۔۔"

"ایک منٹ۔" میں نے کہا۔ "شکار سے تمہارا مطلب دوسری دنیا میں بھیجنا۔۔۔۔۔؟"

مسکرا کر بولی۔ "ہشت۔ وکی تم کتنے خطرناک ہو ڈیئر۔۔۔۔۔ کیا ہم جلاد ہیں۔ پکڑتے ہیں کسی مقصد کے لئے۔۔۔۔۔ جو سیاسی ہے۔"

"مثلاً" میں نے کہا۔ "میری سمجھ میں نہیں آیا ڈارلنگ۔" مسکرا کر بولی۔ "تو جانے دو کیوں اپنے دماغ کو تکلیف دیتے ہو؟"

"اچھا جانے دو ہی۔" میں نے کہا۔ "شاید تم میرے ورڈ آف آنر کو سیاست والوں کا ورڈ۔۔۔۔۔" اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "ارے ڈارلنگ انہوں نے ہمارے کچھ ساتھی گرفتار کر رکھے ہیں۔۔۔۔۔ ہم ان کے افسروں کو پکڑ رہے ہیں۔ ایک دے

دیں۔۔۔۔۔ ایک ہم سے لے لیں۔ کیا سمجھے۔۔۔۔۔؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "سمجھ گیا۔۔۔۔۔ ڈارلنگ۔۔۔۔۔ اب ڈر رہا ہوں کہ اگر مجھے بھی پکڑ لیتیں تو۔۔۔۔۔"

مسکرا کر کہنے لگی۔ "پکڑ تو رکھا ہے۔۔۔۔۔ فرق اتنا ہے کہ تم کلکتے کے ہوٹل میں ہو اور وہ کہیں دور کی سیر کر رہے ہیں۔"

"کہاں کی۔" میں نے بے ساختگی سے کہا۔ وہ بولی۔ "یہ نہیں بتا سکتی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اتنا کچھ بتانے کے بعد ذرا سی بات پر میری دل شکنی گوارا کر لو گی۔" مسکرا کر بولی۔ "نہیں وکی۔ وہ دانا پور کی ایک حویلی میں ہیں۔۔۔۔۔ ہمیں کوئی بیچ کا آدمی نہیں مل رہا جو ملٹری چیف سے بات کر سکے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "میں کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔ بولو کس کو چھڑانا ہے۔۔۔۔۔ کس کے بدلے میں چھڑانا ہے؟"

"انیل کمار گھوش کو۔ لیکن کیا تم ایسا کر سکتے ہو وکی؟"

"کوشش کروں گا۔۔۔۔۔ کوئی مشکل کام تو نہیں ہے۔۔۔۔۔ بدلے میں کس کو دو گی۔"

وہ بولی۔ "بے وقوف ہو وکی۔۔۔۔۔ یہ بہت مشکل ہے۔۔۔۔۔ وہ فوراً" تمہیں گرفتار کر لیں گے۔" میں نے کہا۔ "میں انہیں لیٹر لکھ کر سائیل کر لوں گا۔۔۔۔۔ تم نام بتاؤ۔۔۔۔۔" وہ بولی۔ "تم اپنے ڈیڈی کو بلا لو وہ کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ اور نام ہے کیپٹن ہنٹرس۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "او کے۔۔۔۔۔ کوشش کروں گا یہ میرا وعدہ ہے۔" وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ میں اسے لے کر بار کو چل دیا۔

گرینڈ کی طرح ا۔یکسلیئر میں بھی بار اور لاؤنج کمبائن تھیں اور شام کا وقت ہونے کے باعث لاؤنج میں کسی میز پر دو کرسیاں خالی نہیں تھیں۔ ہم نے چند منٹ کاؤنٹر کے قریب رک کر انتظار کیا لیکن کوئی جگہ خالی نہ ہوئی۔ آخر میں نے مینیجر کو ہاف بورین اور سوڈا وغیرہ روم نمبر ۲۱۵ میں بھیجنے کو کہا اور پھر اپارٹمنٹ میں پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر پینے کے بعد جب ہیلن بار بار جھونکے کھا کر مجھ سے چپکنے لگی تو میں نے کہا۔ "ڈارلنگ۔۔۔۔۔ کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ تمہارا سامان گھر پہنچا دیا جائے۔"

اس نے میرے کندھے سے سر اٹھا کر کہا۔ "جلدی کیا ہے وکی؟" میں نے کہا۔ "اپنے ڈیڈی سے متعارف نہیں کرانا چاہتیں کیا مجھے؟"

خواب آلود آواز میں بولی۔ "اتنا قریب آنے کی کوشش تو نہ کرو وکٹر کہ میں یہ سوچنے پر مجبور ہو جاؤں کہ کل صبح ہوتے ہی پرپوز کرنے والے ہو!" میں نے ہنس کر کہا۔

"ڈارلنگ ابھی چھ مہینے تو یہاں کاروبار کے انتظام میں لگ جائیں گے۔ ہو سکتا ہے ڈیڈی یہاں مکان بھی بنائیں یا۔۔۔۔ خرید لیں۔۔۔۔ یقین کرو۔۔۔۔ اس سے پہلے میں والد کو شادی کا اشارہ بھی نہیں دے سکتا۔۔۔۔ ویسے انہیں معلوم ہے۔۔۔۔ ان کا لاڈلا فرشتہ نہیں ہے۔۔۔۔ اب؟۔۔۔۔ بولو کیا کہتی ہو؟"

مسکرا کر کہنے لگی۔ "یہ ٹھیک ہے وکی۔۔۔۔ اتنے عرصے میں ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھ لیں گے۔۔۔۔" میں نے گلاسوں میں اور انڈیلتے ہوئے کہا۔ "پیو ڈارلنگ۔۔۔۔ پھر چلتے ہیں۔۔۔۔ اگر تمہارے ڈیڈی ہوئے تو چند منٹ ان سے باتیں کریں گے اور اگر نہ ہوئے تو سوٹ کیس رکھ کر چلے آئیں گے۔۔۔۔ کھانا بہرحال یہیں کھائیں گے۔۔۔۔ تمہیں بھوک تو نہیں لگ رہی نا؟"

نفی میں سر لا کر بولی۔ "نہیں۔۔۔۔ لیکن میں ڈیڈی سے کیا کہہ کر۔۔۔۔"

میں نے مسکرا کر ایک گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "کہنا ایک کامریڈ ہے جو تم میں دلچسپی لے رہا ہے۔" اس نے گھونٹ لیتے لیتے گلاس ہونٹوں سے ہٹاتے ہوئے کہا۔ "نان سینس۔۔۔۔ ڈیڈی' کبھی یقین نہ کریں گے کہ تم کامریڈ ہو سکتے ہو' وہ تمہیں دیکھتے ہی کہیں گے۔۔۔۔ میں شرط لگاتا ہوں ہیلن' یہ برٹش انٹیلی جینس کا آدمی ہے۔۔۔۔ اور تم۔۔۔۔"

"مصیبت میں پڑنے والی ہو۔۔۔۔" میں نے قہقہہ لگا کر اس کا جملہ مکمل کیا۔ "او کے ہنی۔۔۔۔ پھر تو میں ان سے ضرور ملوں گا اور ہر ہفتہ ملتا رہوں گا۔۔۔۔ چند روز میں ڈیڈی یہاں آنے والے ہیں اور میں ان کی رالز میں تمہیں لے کر جاؤں گا۔۔۔۔ تاکہ وہ مجھے کم از کم انٹیلی جینس چیف تو سمجھنے لگیں۔۔۔۔"

ہیلن نے قہقہہ لگایا اور گلاس رکھ کر میرے گلے میں بانہیں ڈال دی۔۔۔۔ میں نے اسے ایک ہاتھ سے اٹھا کر مسہری پر رکھ دیا۔ نصف گھنٹے بعد کھانا آ گیا۔ چند لقمے کھانے کے بعد میرے ذہن میں ایک تازہ سوال ابھرا اور میں نے کھاتے کھاتے کہا۔ "ہیلن کیا واقعی تم کو انیل کمار کی رہائی سے دلچسپی ہے؟" مسکرا کر بولی۔ "پارٹی کو دلچسپی ہے۔۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "پھر جہنم میں جائے انیل بھی اور پارٹی بھی۔۔۔۔ میرا ان سے کیا تعلق!" وہ کہنے لگی۔ "وکی تو کیا تم سنجیدگی سے اس مسئلے پر سوچ رہے ہو؟"

"خوب۔" میں نے اس کے چہرے پر نظریں جما کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "شاید تم کو یقین نہیں میں تمہارے لئے کچھ کر سکتا ہوں۔۔۔۔"

"وکی۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "تم میرے لئے بہت کچھ کر سکتے ہو۔۔۔۔ لیکن یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔۔۔۔ وہ انیل کو کسی قیمت پر چھوڑنے کو تیار نہ ہوں گے۔۔۔۔ الٹا تم مصیبت میں پھنس جاؤ گے۔"

"او کے۔" میں نے کھانے کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔ "کل میں اپنے ایک دوست سے بات کر کے دیکھوں گا۔۔۔۔ اگر کوئی چانس نظر آیا تو بہتر ہے ورنہ۔۔۔۔ کیا نام بتایا تھا تم نے اس کیپٹن کا؟"

"کیپٹن ہنٹرس۔" اس نے فارک رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "لیکن وکی اس کے رہا ہونے کے بعد مجھے انڈر گراؤنڈ ہونا پڑے گا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہنی تم میری دوست ہو۔۔۔۔ اگر وہ تمہاری طرف ٹیڑھی نظر سے دیکھے گا تو میں اسے سچ مچ انڈر گراؤنڈ کر دوں گا۔۔۔۔ چرچ یاڈ میں۔" وہ ہنس دی۔ "او کے ڈارلنگ۔۔۔۔ پہلے مجھے پارٹی لیڈر سے مشورہ کر لینے دو پھر۔"

"ڈونٹ بی سلی۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "تم میرا تماشا بنانا چاہتی ہو۔ آل رائٹ' فارگیٹ اٹ۔۔۔۔ ہم صرف دوست رہیں گے۔۔۔۔ کیا ضرورت ہے انیل اور ہنٹرس کو اپنا درد سر بنائیں۔۔۔۔ کافی پیو۔۔۔۔ سیر کو چلتے ہیں۔۔۔۔ یا تم مناسب سمجھو تو مسٹر اسمتھ سے تعارف کرا دینا۔۔۔۔ یا صرف اپنا سامان رکھ کر چلی آنا۔"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

کافی ختم کر کے میں نے مینجر کو بل ادا کرتے ہوئے کہا۔ "ہم رات کو دیر سے لوٹیں شاید۔۔۔۔ اپارٹمنٹ ہمارے نام پر ہی رہے گا۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "آپ ہی کے نام پر رہے گا سر۔" میں نے ہیلن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ہنی میں گاڑی میں گیسولین ڈلوانے جا رہا ہوں۔ تم پورٹر کے ساتھ سامان لے کر دس منٹ میں نیچے پہنچ جاؤ۔۔۔۔ چابی لینا نہ بھولنا۔" وہ مسکرا دی۔

پارکنگ لاٹ میں گاڑی کے پاس پہنچتے پہنچتے میں نے ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ سمن کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس کی موٹر سائیکل بھی یہاں نہ تھی۔ میں نے چابی نکال کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور وہیل سنبھال کر گاڑی بیک کی۔ سڑک پر پہنچ کر ہارن بجایا اور پٹرول پمپ کی طرف چل دیا۔ گاڑی رکتے ہی ایک لڑکے نے کھڑکی کے قریب پہنچ کر سلام کیا۔ میں نے ٹینک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "فل کرو۔" لڑکے نے کچھ کہنا چاہا لیکن میرے چہرے کی طرف دیکھ کر "سر" کے سوا کچھ نہیں کہہ سکا اور سر جھکا کر پیچھے کی طرف چل دیا۔ اسی وقت سمن کی موٹر سائیکل' دائیں جانب والے دروازے کے قریب پہنچ کر رکی۔ میں دروازہ کھول کر باہر نکلا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "سمن میں اس کو لے کر ریلوے لائنز جا رہا ہوں۔ چیف سے کہو کہ ایک پرائیویٹ کار میں چار پانچ جوان جو آٹومیٹک ہتھیاروں سے مسلح ہوں۔ ایک گھنٹے میں ریلوے لائنز میں کلاس ون انجن ڈرائیوروں کے بنگلوں کے قریب پہنچ کر ہمارا انتظار کریں۔۔۔۔ ان کے پاس پٹرول فاضل ہونا چاہئے۔۔۔۔ ہمیں بہت دور۔۔۔۔ میرا مطلب ہے چھ سات گھنٹے کے سفر پر جانا

ہے----" اس نے "بہتر ہے۔" کہہ کر گاڑی گھمائی اور تیزی سے روانہ ہو گیا۔ میں نے لڑکے کو پے منٹ کر کے گاڑی بیک کی اور ہوٹل کی سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر دروازہ کھول دیا۔ پورٹر نے دونوں سوٹ کیس پچھلی سیٹ پر رکھے۔ ہیلن نے اس کو ٹپ دی اور میرے برابر آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے گاڑی باہر نکالی اور ریلوے اسٹیشن کی طرف چل دیا۔ ہیلن نے سگریٹ سلگا کر دیتے ہوئے کہا۔ "شاید ڈیڈی گھر پر نہ ہوں دکی۔" میں نے ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "تو پھر سیر کو نکل جائیں گے---- دریا کتنی دور ہے؟" مسکرا کر بولی۔ "راستہ جانتی ہوں---- فاصلہ معلوم نہیں!" میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "فاصلے کی پروا نہیں---- ایک مرتبہ جانے میں معلوم ہو جائے گا۔" وہ مسکرا کر خاموش ہو گئی۔ اسٹیشن سے کچھ فاصلے پر پہنچ کر اس نے راستہ بتانا شروع کیا۔ ایک پل عبور کرنے کے بعد تھوڑی دیر میں ریلوے کوارٹرز پہنچ گئے۔ مینئل اسٹاف اور درجہ سوم اور درجہ دوم آفیسرز کوارٹرس سے گزرنے کے بعد ایک بنگلے کی روش کے قریب پہنچ کر اس نے کہا۔ "یہ ہے ہمارا بنگلہ۔" میں نے پھاٹک کے قریب پہنچ کر انجن بند کر دیا۔ وہ دروازہ کھول کر نیچے اتری اور کہنے لگی۔ "آؤ----" میں نے سوٹ کیسوں کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے مجھے باہر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "وہ خانساماں لے جائے گا۔ پہلے اندر آؤ ڈیڈی سے ملو---- اگر وہ نہ ہوں تو تھوڑی دیر بیٹھو---- پینگ گیسٹ کی طرح ایک دم سامان کے ساتھ اندر جا کر ان کو چکرانے سے کیا فائدہ؟"

میں نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ "ایز یو پلیز۔" اس نے میرے بازو کو ٹھوکا دیا اور چلتے ہوئے کہا۔ "گاڑی لاک کر دو دکی۔ میں اندر جا کر ڈیڈی کو دیکھتی ہوں۔"

میں نے گاڑی کے دروازے لاک کئے اور سگریٹ کا کش لیتا ہوا گرد و پیش کا جائزہ لینے لگا۔ چند منٹ بعد وہ واپس آئی اور مسکرا کر کہنے لگی۔ "آؤ ڈیڈی' جیفری میں تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔" میں اس کے ساتھ بنگلے کے احاطے میں داخل ہوا۔ باغیچہ عبور کرتے ہی جیفری والے کمرے کا دروازہ تھا۔ جس کے اوپر لگا ہوا بلب بلیک آؤٹ کی وجہ سے روشن نہیں کیا گیا تھا۔ کمرے میں ہلکی روشنی تھی۔ اندر داخل ہوتے ہی ایک پینتالیس سالہ بھاری بھرکم بلند قامت شخص نے جو سلیپنگ سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ مسکرا کر "ویل کم" کہا۔ میں نے گڈ ایوننگ مسٹر اسمتھ کہہ کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس کے چہرے پر نظر ڈالی اور ٹھٹک کر رہ گیا۔ یہ وہی شخص تھا جو اس میل ٹرین کو ڈرائیو کر رہا تھا' جس میں میں نے انیل کو گرفتار کیا تھا۔ مصافحہ کرتے ہوئے اس نے بھی مجھے غور سے دیکھا اور اس کی مسکراہٹ حیرت میں تبدیل ہو کر رہ گئی۔ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ہیلن کی طرف دیکھا اور مری آواز میں بولا۔ "یو چیف----" میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "میرا نام وکٹر ہیرس ہے مسٹر اسمتھ۔" اثبات میں سرہلاتے ہوئے بولا۔ "مجھے معلوم ہے میں نے

آپ کا شناختی کارڈ پڑھا تھا۔" میں نے ہنس کر ڈھٹائی کا سہارا لیا۔ "میرا شناختی کارڈ؟" شاید آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر اسمتھ----" ہیلن نے باپ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی یہ تو پرسوں ہی بمبئی سے آئے ہیں اور ایک بہت بڑے کنٹریکٹر ہیں---- آیئے اندر چلئے میں آپ کو سمجھاتی ہوں۔" وہ "او کے بے بی" کہہ کر کمرے میں داخل ہوا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ہیلن نے میری کمر کو ہاتھ لگا کر کہا۔ "بیٹھو مسٹر ہیرس۔" میں اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ہیلن نے گھنٹی بجا کر خانساماں کو بلایا اور کافی تیار کرنے کو کہا۔ مسٹر اسمتھ کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا' ان کے ہاتھ میں پائپ لرز رہا تھا۔ ہیلن کو کرسی پر بیٹھتے ہوئے دیکھ کر بمشکل اٹھے اور بولے۔ "ایک منٹ ہیلن۔" ہیلن ان کا ہاتھ تھام کر ایک طرف لے گئی اور دونوں پچھلے برآمدے کی طرف کھلنے والے دروازے کے قریب پہنچ کر سرگوشی کے لہجے میں باتیں کرنے لگے۔ میں سگریٹ سلگا کر پینے لگا---- مجھے یہاں آنے کی غلطی کرنے پر تمام بازی پلٹتی دکھائی دی۔ غنیمت تھا کہ وہ اسی کمرے میں موجود تھے۔ ورنہ میرے لئے کھل کر سامنے آ جانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا---- اس مرحلے میں' میں ہیلن کا اپنے ہاتھ سے نکل جانا برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ یہ خطرہ اب بھی موجود تھا۔ وہ کسی بھی لمحے ایکسکیوز می مسٹر ہیرس کہہ کر کھسکنے کی کوشش کر سکتی تھی لیکن جتنا وقت گزر رہا تھا میرے لئے فائدہ مند تھا۔ میں ایک فیصلے پر پہنچ کر مطمئن ہو گیا۔ مجھے ان کی باتیں سننے کی کوشش کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ آسانی سے سمجھا جا سکتا تھا کہ ان کے پیروں تلے کی زمین میں زلزلہ آیا ہوا ہے---- مجھے خطرہ تھا مسٹر اسمتھ کا ہارٹ فیل نہ ہو جائے۔ وہ اس وقت تک باتیں کرتے رہے جب تک کہ خانساماں کافی لے کر نہ آ گیا۔ اس نے ٹرے میز پر رکھ کر چلتے ہوئے کہا۔ "مس اسمتھ کافی پی لیجئے۔" ہیلن نے گردن گھما کر دیکھا۔ مسٹر اسمتھ نے با آواز کہا۔ "آؤ---- میں ان سے بات کرتا ہوں۔" دونوں متاملانہ قدموں سے چلتے ہوئے آ کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ میں نے مسکرا کر ہیلن کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ سفید پڑ چکا تھا۔ گھبراہٹ چھپانے کے لئے کافی پاٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس کا ہاتھ کانپتے دیکھ کر میں نے کافی پاٹ لیتے ہوئے کہا۔ "مس اسمتھ میرا خیال ہے---- تمہارے ڈیڈی نے میرے یہاں آنے کا کچھ اچھا اثر نہیں لیا----"

ہیلن نے افسردہ نظروں سے میری طرف دیکھا---- میں نے کافی پیالی میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "ویل؟" مسٹر اسمتھ نے کھنکھار کر گلا صاف کرتے ہوئے کہا۔ "مسٹر ہیرس آپ یقین فرمایئے مجھے آپ کی تشریف آوری پر صرف خوشی نہیں بلکہ فخر ہے کہ آپ نے ہمیں اس قابل سمجھا---- لیکن کیا آپ کی یہ وزٹ محض دوستانہ نوعیت کی ہے؟"

میں نے کافی پاٹ ہاتھ سے رکھتے ہوئے کہا۔ "آپ کا کیا خیال ہے مسٹر اسمتھ؟ کیا

آپ مجھے مس ہیلن کا دوست نہیں سمجھتے؟" ہیلن نے پیالیوں میں شکر ڈالتے ہوئے کہا۔" میں نے انہیں بتایا۔ مسٹر ہیرس میرے بہترین دوست ہیں---- لیکن---- جیسا کہ میں نے پہلے تم سے کہا تھا ڈیڈی کا خیال ہے تم----" اس نے استفہامیہ نظروں سے باپ کی طرف دیکھا---- مسٹر اسمتھ نے اس کو ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ٹو بی ویری فرینک---- ہیلن ایک برخود غلط لڑکی ہے مسٹر ہیرس یہ کسی مقصد میں---- جس کا اظہار اس وقت بے محل ہے ناکام ہو کر انتقاماً" ایک سیاسی پارٹی میں شامل ہو گئی اور----" وہ بولتے بولتے رک گئے۔ میں نے کافی کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہے---- اس سے کہیں زیادہ معلوم ہے مسٹر اسمتھ کافی پیجئے۔"

انہوں نے ہاتھ بڑھا کر کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "تو کیا یہ انتہائی خطرناک نہیں؟" میں نے کافی گھونٹ لے کر کہا۔ "ہو سکتا ہے---- لیکن یہ میری دوست ہیں اور ابھی تک تعاون کر رہی ہیں---- اس لئے کم از کم اس معاملے میں ان کے لئے کوئی خطرہ نہیں۔" انہوں نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "اوہ---- شکریہ---- مسٹر ہیرس---- بہت بہت شکریہ---- کیا میں اسے آپ کا وعدہ سمجھوں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "میں وعدہ بہت پہلے کر چکا ہوں۔" ہیلن نے کہا۔ "یہ صحیح ہے ڈیڈی۔" کہنے لگے۔ "تو پھر فوراً" ان کے ساتھ جاؤ اور جس طرح ممکن ہو---- کیپٹن---- کیا؟"

ہیلن بولی۔ "کیپٹن ہنٹرس۔" وہ بولے۔ "وہ جہاں بھی ہو ان کے حوالے کر آؤ---- اور مجھے یقین ہے مسٹر ہیرس تمہیں کسی تکلیف میں مبتلا نہیں ہونے دیں گے۔" میں نے مسکرا کر سگریٹ کیس نکالا اور ہیلن کی طرف بڑھایا۔ اس نے سگریٹ کھینچ کر ہونٹوں میں دبایا۔ میں نے سگریٹ کیس مسٹر اسمتھ کی طرف سرکا کر اسکو لائٹ دی۔ مسکرا کر کہنے لگی۔ "معاف کرنا وکی' ڈیڈی نے مجھے خوف زدہ کر دیا تھا---- تم تو وہی ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "صرف تمہارے لئے مس اسمتھ---- ویسے تمہارے ڈیڈی کا خیال زیادہ صحیح ہے دوسرے سب مجھے کیپٹن وکٹر ہیرس کہتے ہیں---- اور میں کوئی اتنا اچھا آدمی نہیں ہوں---- دشمنوں کے لئے۔" اس کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ ابھری اور غائب ہو گئی۔

کافی پینے کے بعد میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور اٹھتے اٹھتے مسٹر اسمتھ کی طرف دیکھا۔ انہوں نے ہیلن کو مخاطب کر کے کہا۔ "بے بی کیپٹن تمہارے دوست ہیں---- جاؤ ان کی کامیابی کے لئے بھرپور کوشش کرو اور اپنا فیصلہ ان پر چھوڑ دو----" وہ آہستہ آہستہ کرسی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور دروازے کی طرف چلنے لگی۔ مسٹر اسمتھ پھاٹک تک ہمارے ساتھ آئے۔ میں نے گاڑی کا دروازہ کھول کر ہیلن کو سوار ہونے کا اشارہ کیا اور وہ "گڈ بائی ڈیڈ" کہہ کر وہیل کے اس طرف جا کر بیٹھ گئی۔ میں نے مسٹر اسمتھ سے

مصافحہ کرتے ہوئے ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر کہا۔ "مسٹر اسمتھ میں آپ کے تعاون کا شکر گزار ہوں---- یقین فرمایئے مس اسمتھ ہنستی مسکراتی آپ کے پاس آئیں گی---- یہ میرا وعدہ ہے۔" انہوں نے "تھینک یو کیپٹن" کہہ کر مصافحہ کیا اور پلٹ کر گیٹ کی طرف چل دیئے۔ میں نے وہیل پر بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "ہیلن ڈارلنگ اپنے بدلے ہوئے خیالات کو جھٹک ڈالو---- میں تمہارے لئے صرف وکی ہوں----" اس نے مسکرا کر میرے کندھے پر سر رکھ دیا۔ پہلے موڑ پر ٹرن لیتے ہوئے میں نے ایک بنگلے کے قریب کرنل بشپ کی کار کھڑی ہوئی دیکھی۔ اب کسی کیمو فلیج کی ضرورت نہ تھی۔ میں کم از کم ہیلن اور اس کے والد کے سامنے خود کو ایکسپوز کر چکا تھا۔ گاڑی آہستہ کر کے کھڑکی سے سر نکال کر جھانکتے ہوئے ہاتھ سے فالو کرنے کا اشارہ کیا۔ انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی اور اسپیڈ بڑھا کر گیئر تبدیل کیا۔ ریلوے لائنز سے نکلتے ہی پچھلی گاڑی ہم سے دس قدم کے فاصلے پر ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ ہیلن نے مسکرا کر کہا۔ "یہ کار تمہارے دوستوں کی ہے وکی؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر بائیں ہاتھ سے سگریٹ کیس نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے سگریٹ سلگا کر میرے ہاتھ میں دیا اور اپنا سلگانے لگی۔ میں نے ایک دو کش لے کر کہا۔ "ہیلن اب بتاؤ کس طرف چلنا ہے؟" وہ بولی۔ "چلتے رہو۔" مضافات سے نکلنے کے بعد میں خود لیڈ کرونگی---- لیکن وکی----" پھر وہ کچھ سوچ کر خاموش ہو گئی اور میرے کندھے پر سر رکھ دیا۔ میں نے چند سیکنڈ کا وقفہ دے کر کہا۔ "تم کچھ کہہ رہی تھیں----" اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ اس کی پلکیں بھیگی ہوئی تھیں۔ دو آنسو میری آستین پر ٹپ پڑے۔ میں نے بایاں ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں ہے ہنی----" بمشکل خود کو سنبھالتی ہوئی بولی۔ "تم پر اعتماد ہے ڈارلنگ---- اپنی حد تک تم کچھ بھی ہو مجھے تباہ نہیں کرو گے---- اور یہ بھی کم نہیں ہے لیکن میں تمہیں جس جگہ لے جا رہی ہوں۔ وہ ہماری پارٹی کا خفیہ مستقر ہے۔ جس کے لئے ہم نے حلف اٹھا رکھا ہے کہ زندگی کے بدلے بھی کسی پر ظاہر نہیں کریں گے---- اور تم نے یہ معاملہ اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا---- اپنے ساتھیوں کو بھی لے آئے اور وہ صرف کیپٹن ہنٹرس پر اکتفا نہیں کریں گے---- یا خدا! یہ میں نے کیا کیا؟" وہ دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ کر سسکیاں لینے لگی۔ میں نے اس کی کمر تھپک کر کہا۔ "ہیلن---- میں نے اپنے دوستوں کو کچھ نہیں بتایا---- وہ صرف میری حفاظت کے لئے میرے ساتھ آ رہے ہیں---- یقین کرو ہیلن انہیں کچھ نہیں بتاؤں گا---- مجھے کسی چیز سے بھی دلچسپی نہیں---- صرف ہنٹرس چاہئے---- خواہ تم تنہا جا کر لے آنا یا ہمیں ساتھ لے چلنا---- لیکن ہمارا جانا تمہارے لئے نقصان دہ ہو گا---- شاید وہ لوگ مقابلہ کریں اور پھر ہمیں بھی طاقت استعمال کرنی

پڑے ــــ بولو کون سا راستہ اختیار کرنا چاہتی ہو؟"

وہ سنبھل کر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کچھ دیر بعد سر اٹھا کر بولی۔ "وکی ــــ وہاں ــــ میرا مطلب ہے اس بلڈنگ میں کم از کم دو تین لڑکے موجود ہوں گے ــــ جو مسلح بھی ہیں خطرناک بھی ذرا سا شبہ ہونے پر وہ مجھے بھی ختم کر سکتے ہیں اور ان آفیسرز کو بھی ــــ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم اپنے دوستوں کو کچھ فاصلے پر روک دو اور میرے ساتھ دروازے تک چلو ــــ"

میں نے سگریٹ کا آخری کش لے کر باہر پھینکتے ہوئے کہا۔ "منظور ہے ــــ تم کتنی دیر میں لوٹو گی؟" کہنے لگی۔ "زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں۔ میں ان سے کہوں گی، مجھے پولیس ریڈ کی اطلاع ملی ہے اور کیپٹن ہنٹرس کو یہاں سے منتقل کرانے کے لئے آئی ہوں۔"

میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "ٹھیک ہے ــــ شاید ہنٹرس تم کو دیکھ کر مشتعل ہو جائے یا آنے سے انکار کر دے تو اس کو آہستہ سے کہہ دینا پرنسلی دروازے پر تمہارا انتظار کر رہا ہے ــــ او کے؟"

اس نے مضافات سے نکلتے ہی انٹر سیکشن پر دائیں جانب ٹرن لینے کا اشارہ کیا۔ میں نے سوال کیا۔ "اگر تم دس منٹ میں باہر نہ نکل سکیں تو۔" بولی۔ "دس منٹ سے پہلے دروازے پر ہونگی ــــ لیکن اگر کوئی میرے ساتھ باہر آیا تو کیا کرو گے؟" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ "کچھ نہیں کر سکتا ــــ کوشش کرنا ہنٹرس کے سوا تمہارے ساتھ کوئی نہ ہو ــــ کسی حالت میں کوئی نہ ہو۔"

وہ خاموش ہو گئی۔ جنگل شروع ہوتے ہی میں نے گاڑی کی اسپیڈ بڑھا دی۔ پندرہ بیس میل چلنے کے بعد اس نے ایک چھوٹے سے پل کے قریب بائیں جانب کچے راستے پر گاڑی سڑک سے اتارنے کا اشارہ کیا۔ میں نے کچھ فاصلے پر درختوں کے جھنڈ سے روشنی نظر آتے ہی گاڑی آہستہ کر کے ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "کیا داتا پور کو یہ سڑک نہیں جاتی ہیلن؟" کہنے لگی۔ "داتا پور یہاں کہاں وکی ــــ بہر کیف ہنٹرس یہیں ہے اور پلیز اس سے زیادہ جاننے کی کوشش نہ کرنا۔"

میں نے اثبات میں سر ہلا کر پیچھے نظر ڈالی۔ پچھلی گاڑی چند قدم کے فاصلے پر سڑک سے کچے راستے میں اتر رہی تھی۔ وہیل پر لیفٹننٹ مائیکل بیٹھا ہوا تھا۔ درختوں کے جھنڈ سے نکلنے کے بعد تقریباً سو گز کے فاصلے پر بلڈنگ دکھائی دے رہی تھی۔ راستے کے دونوں طرف درختوں اور جھاڑیوں کا سلسلہ عمارت تک پھیلا ہوا تھا اور دروازے کے سامنے بلند و بالا درخت دکھائی دے رہے تھے۔ ہیلن نے دروازے سے کچھ فاصلے پر گاڑی روکنے کا اشارہ کیا۔ میں نے بریک لگا کر دروازہ کھولا اور باہر نکل کر پچھلی گاڑی کو اشارہ کر کے تیزی

سے قریب جا کر کہا۔ "لیفن انجن بند کر دو اور نیچے اتر کے بلڈنگ کے قریب ترین درختوں کی آڑ میں دونوں طرف دو دو آدمی کھڑے ہو جاؤ۔" مائیکل چاروں آدمیوں کے ساتھ باہر نکل آیا۔ غنیمت تھا کہ کرنل بشپ نہیں آئے تھے اور ان کی گاڑی میں مائیکل سے بڑے رینک کا کوئی آدمی نہ تھا۔ کمان میرے ہی ہاتھ میں تھی۔ میں نے مائیکل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "میں دروازے پر جا رہا ہوں۔ اگر میری دوست کیپٹن کو نکال کر لانے میں کامیاب ہو جائے تو بہتر ہے۔ ورنہ پھر تمہیں کلوزاپ کرنا ہے۔" اس نے "بہتر ہے" کہہ کر سر جھکا دیا۔ میں اپنی گاڑی کے قریب پہنچا اور وہیل پر بیٹھ کر دروازے کی طرف چلتے ہوئے ہیلن سے کہا۔ "ڈارلنگ فائنل ورڈ ــــ تمام جذبات سے بالاتر ہو کر اپنی اور میری عزت بچانے کی کوشش کرو ــــ یاد رکھو دس منٹ میں تمہیں ہر صورت میں واپس لوٹنا ہے ــــ او کے؟" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ میں نے ایک درخت کی آڑ میں انجن بند کر کے دروازہ کھول دیا۔ وہ باہر نکل کر مکان کے دروازے کی طرف چلنے لگی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "خدا حافظ۔"

ہیلن دروازے پر پہنچ کر بائیں جانب مڑنے والی سیڑھی پر چڑھی اور ہاتھ اونچا کر کے کوئی چیز پکڑ کر ہلانے لگی۔ میں غور سے دیکھنے پر صرف اتنا سمجھ سکا کہ وہ کوئی ڈوری یا تار ہلا رہی تھی۔ اس وقت میں نے اپنے ساتھیوں کو درختوں اور جھاڑیوں کی آڑ لے کر دونوں طرف سے بلڈنگ کی طرف بڑھتے دیکھا۔ ان کے کندھوں پر وزنی ہاورسیک لٹک رہے تھے اور ہاتھوں میں ہلکی آٹو میٹک گنیں تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ مکان کے دونوں کونوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ میں دروازے سے دس قدم کے فاصلے پر ایک درخت کی آڑ میں عین سیدھ میں کھڑا ہوا تھا۔ دروازہ میرے پستول کی رینج میں تھا۔ چند منٹ بعد دروازے میں ایک چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک آدمی نے سر نکال کر دیکھا۔ ہیلن سیڑھی سے کود کر اس کے سامنے آ گئی دونوں میں چند جملے تبدیل ہوئے۔ ہیلن نے میری گاڑی کی طرف اشارہ کیا۔ کچھ دیر کھسر پھسر ہوتی رہی۔ اس کے بعد کھڑکی پھر بند ہو گئی۔ ہیلن باہر کی طرف کھڑی رہ گئی۔ اس نے قریب آ کر کہا۔ "وکی وہ کیپٹن کو لے کر آ رہے ہیں ــــ اچھا ہوا مجھے اندر جانے کی ضرورت نہ پڑی لیکن پلیز یہ بتاؤ وعدے کے مطابق ہنٹرس کو لے کر واپس ہو جاؤ گے نا؟" میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "پہلے ہنٹرس کو خیریت سے پہنچنے دو تو ڈیئر۔" اس نے آگے بڑھ کر میرے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "وکی تمہارا لہجہ کچھ تبدیل ہوتا جا رہا ہے ــــ او کے ڈارلنگ اگر تم نے کٹ منٹ سے کھسکنے کی کوشش کی تو تمہیں پہلے مجھے ختم ہوتے دیکھنا ہو گا ــــ" اس نے پرس سے ایک چھوٹا سا کیپسول نکال کر منہ میں رکھ لیا۔ میں نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے دونوں رخساروں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "ڈونٹ بی اے فول ہنی ــــ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ پلیز اس کو منہ سے

نکال ڈالو——— سائنائیڈ ہے کیا؟" اس نے اثبات میں سرہلا کر کہا۔ "میں ابھی اسے کرش نہیں کر رہی——— لیکن نکال نہیں سکتی۔" میں نے ہنس کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اوکے انہیں کہہ دو——— ہنٹرس کو سونپنے کے بعد پندرہ منٹ میں دوسرے کسی راستے سے نکل جائیں——— ہمیں ریڈ کا ڈرامہ ضرور کرنا پڑیگا اس کے بغیر میں اپنے آفیسرز کو مطمئن نہیں کر سکتا۔" وہ بولی "اوکے میں جاتی ہوں——— تم گاڑی بیک کر کے رخ تبدیل کرو——— میں نے انہیں اپنا منگیتر ظاہر کیا ہے۔ اس لئے تمہیں کوئی خطرہ نہیں' بلکہ وہ تمہارے بر وقت مدد کرنے پر احسان مند ہونگے———" میں پلٹ کر گاڑی کی طرف چل دیا۔ وہ دروازے پر پہنچ گئی۔

میں نے گاڑی کو کمپاؤنڈ میں یو ٹرن دیا اور پھر اسی درخت کے نیچے لا کر انجن بند کر دیا۔ دروازہ کھول کر باہر نکلا اور درخت کے تنے کی آڑ لے کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا' دس منٹ گزر گئے۔ ہیلن نے ایک بار پھر اوپر چڑھ کر ڈوری ہلائی اور نیچے اتر کر انتظار کرنے لگی۔ مزید پانچ سات منٹ گزرنے کے بعد کھڑکی کھلی اور ہنٹرس جھک کر کھڑکی سے باہر نکلا۔ اس کے ہاتھ پیچھے کی طرف بندھے ہوئے تھے۔ ہیلن اسے دیکھتے ہی پلٹی اور بغیر ایک لفظ کے گاڑی کی طرف چلنے لگی۔ دروازے کی کھڑکی میں سے جھک کر ایک شخص ان کو گاڑی کی سمت جاتے دیکھتا رہا اور پھر کھڑکی بند ہو گئی۔ میں نے بلڈنگ کے اوپر والے حصے پر نظر ڈالی اور کسی کو نہ پا کر آڑ سے باہر نکل کر راستے پر آیا۔ ہنٹرس قریب پہنچ چکا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی چیخ کر بولا۔ "ہیلو۔" میں نے آہستہ سے "ہیلو بریڈ کہہ کر اس کی کمر پر ہاتھ رکھا۔ اس کے دونوں ہاتھوں سے ٹیپ نوچ کر اس کے ہاتھ کھولے اور اگلی سیٹ پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "تم تو باقاعدہ احمق نکلے۔" وہ مسکرا کر پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "ڈیٹس رائٹ وکی——— تھینک یو ویری مچ۔" میں نے ہنس کر پچھلا دروازہ کھولا اور ہیلن کو سوار ہونے کا اشارہ کیا۔ وہ آہستگی سے سرک کر عین اس وقت میری آڑ لے کر بیٹھ گئی لیکن ہنٹرس نے گردن گھما کر اس کی طرف دیکھا لیا۔ حیرت زدہ ہو کر کہنے لگا۔ "یہ کیا وکی——— یہ تو———"

میں نے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ میری عزیز ترین دوست ہے اور تمہیں سب کچھ بھلا کر اسے دوست——— کم از کم میری دوست کی حیثیت سے قبول کرنا ہے———" ہنٹرس نے "اوکے" کہہ کر سر جھکا لیا۔ میں نے اسے سگریٹ اور لائٹ دے کر ہیلن کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "خدا کا شکر ڈارلنگ——— سب ٹھیک ہو گیا——— اب وہ کیپسول میرے حوالے کر دو پلیز۔" اس نے کسی قدر ہچکچاہٹ کے بعد کیپسول منہ سے نکال کر مجھے دکھایا اور جھاڑیوں میں پھینک دیا۔ میں نے تھینک یو کہہ کر ہنٹرس سے کہا۔ "میں جا رہا ہوں بریڈ——— پلیز کوئی گڑ بڑ نہ

کرنا۔" اس نے پھر اوکے کہا اور سیٹ کی پشت گاہ سے کمر لگا کر آنکھیں بند کر لیں——— میں تیزی سے بلڈنگ کے کونے کی طرف دوڑا مائیکل اپنے دو ساتھیوں سمیت بے چینی سے میرا انتظار کر رہا تھا۔ قریب پہنچتے ہی بولا۔ "سر کیپٹن ہنٹرس ٹھیک ہیں نا؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "بالکل ٹھیک۔" بولا۔ "اب کیا حکم ہے سر؟" میں نے کہا۔ "کیپٹن مل گئے——— انارکسٹ پچھلے دروازے سے فرار ہو گئے۔ اب بلڈنگ پر ریڈ کرنا بے مقصد ہے——— بتاؤ کیا کریں؟" بولا "سر کیا عرض کر سکتا ہوں——— آپ حکم دیجئے۔" میں نے نفی میں سر ہلایا۔" میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا——— وائرلیس سیٹ ہے تمہارے ساتھ؟" اس نے گردن گھما کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ ایک انڈین حوالدار نے آگے بڑھ کر سیلوٹ کیا۔ میں نے اس سے مخاطب ہو کر کہا——— گاڑی میں چل کر کرنل صاحب سے ملاؤ۔" وہ بہتر ہے جناب!" کہہ کر تیزی سے کار کی طرف چل دیئے۔ میں نے گاڑی کے قریب پہنچ کر ٹائم پیس پر نظر ڈالی۔ اس وقت رات کے ساڑھے بارہ بج رہے تھے۔ حوالدار نے ماؤتھ پیس میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سر کیپٹن ہیرس سے پراگریس رپورٹ۔"

میں نے "گڈ مارننگ سر" کہہ کر کیپٹن ہنٹرس کی بازیابی کی مبارکباد دے کر ہیلن کے تعاون اور اس سے کئے ہوئے وعدے کی تفصیل بیان کر کے آئندہ اقدام کے متعلق احکام طلب کئے۔ کچھ دیر خاموش رہ کر کہنے لگے۔ "اگر تمہارا خیال ہے کہ وہ لوگ فرار ہو چکے ہیں تو فوراً" واپس آ جاؤ۔ اچھا ہے وہ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا رہیں کہ مس اسمتھ ہنٹرس کو اپنے طریقے پر نکال کر لے گئی ہے۔" میں نے کہا۔ "سر یہ غلط فہمی تو بہت دیر قائم نہیں رہ سکے گی۔ صبح ان کو معلوم ہو جائے گا کہ مس اسمتھ نے ان کے ساتھ دھوکا کیا۔ لہٰذا اگر آپ حکم دیں تو اس بلڈنگ کو ڈائنا مائٹ سے اڑا دوں۔"

وہ بولے۔ "نہیں یہ مناسب نہیں——— تم پولیٹیکل حالات نہیں جانتے——— اس لئے——— واپس ہو جاؤ——— یہی بہترین کامیابی ہے۔ ویل ڈن۔ سیدھے میرے بنگلے پہنچ جاؤ۔" میں نے تھینک یو سر کہہ کر آپریٹر کو اشارہ کیا اور اس نے ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کر دیا۔ میں نے مائیکل کو واپسی کا اشارہ کیا اور اپنی گاڑی کی طرف چل دیا۔

"ناؤ ہنٹرس۔" میں نے گاڑی کا اگلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "ڈرائیو کرنے کے موڈ میں ہو تو میں ہیلن کے ساتھ بیٹھ جاؤں——— وہ تم سے زیادہ نروس ہو رہی ہے۔" وہ بولا۔ "بیٹھ جاؤ——— لیکن مجھے تم سے باتیں کرنی ہیں۔" میں نے پچھلا دروازہ کھول کر ہیلن کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔ "گاڑی اسٹارٹ کرو——— میں تمہارا کارنامہ سن چکا ہوں——— سوال صرف یہ ہے کہ بشپ کو کیا کہو گے؟ یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ———" اس نے میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے انجن اسٹارٹ کر کے گیئر لگایا۔ گاڑی چلنے لگی——— ہمارے ساتھی بھی اپنی گاڑی میں سوار ہو کر چلنے لگے——— میں نے ہیلن اور ہنٹرس کو

سگریٹ اور لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا۔ سڑک پر پہنچ کر ہنٹرس نے گردن گھما کر دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "میں تو کچھ نہیں سوچ سکتا وکی۔۔۔ کیا اولڈ بوائے کو تم نے ابھی کچھ نہیں بتایا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "بریڈ میں چار دن میں ایک مرتبہ ان سے ملا ہوں۔۔۔ تمہارے متعلق اب مجھے جو کچھ کہنا ہو گا وہ پہلی اطلاع ہو گی۔۔۔ بتاؤ کیا کہنا ہے؟ کیا یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک مشتبہ شخص کا پیچھا کرتے کرتے چوبیس پرگنہ پہنچ گئے اور وہاں تمہیں چند آدمیوں نے مغلوب کر کے اغوا کر لیا۔"

اثبات میں سرہلا کر کہنے لگا۔ "یہی کہا جا سکتا ہے لیکن ہیلن کو کس طرح تصویر سے باہر رکھا جائے؟"

"کیا ضرورت ہے؟" میں نے ہیلن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ کہہ سکتی ہے تم بے ہوش تھے' اس نے تمہارا علاج کیا اور پھر اسی رات دوسری کار میں تمہیں شفٹ کر دیا گیا۔۔۔ یہ تمہارے ساتھ وہاں گئی اور چھوڑ کر واپس کلکتہ آ گئی۔۔۔ اس سے آگے پھر میں سنبھال لوں گا۔۔۔"

ہنٹرس نے گردن گھما کر کہا۔ "ایز یو پلیز وکی۔۔۔ مجھے امید ہے تم بشپ کو مطمئن کر لو گے۔" میں نے اس کے جواب دینے کے بجائے ہیلن کو گھسیٹ کر سینے سے لگا لیا۔۔۔ سبق یاد رکھنا بے بی۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "تھینک یو وکی۔۔۔ لیکن میرا کیا ہو گا۔۔۔ کیا میں محفوظ ہوں؟" میں نے اس کو زور سے بھینچا اور وہ تلملا کر رہ گئی۔ "تم قطعی آزاد ہو ہنی۔۔۔" میں نے کہا۔ "اگر اپنی حفاظت کر سکتی ہو تو میں پہلے تمہیں ریلوے لائنز میں پہنچانے کو تیار ہوں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "نہیں۔۔۔ میں تمہارے ساتھ چل رہی ہوں۔۔۔ ریلوے کوارٹرز میں میرا تحفظ غیر یقینی ہے۔"

ہنٹرس نے پھر گردن گھما کر میری طرف دیکھا۔

ہم ہیڈ کوارٹر پہنچے تو صبح کے تین بج چکے تھے۔ کرنل بشپ دفتر میں موجود تھے۔ ہماری گاڑی کی آواز سنتے ہی دروازے پر آ گئے۔ میں نے ہیلن کو گاڑی میں ٹھہرنے کا اشارہ کیا اور باہر نکل کر ان کو سیلوٹ کیا۔ ہنٹرس بھی میرے ساتھ باہر نکل چکا تھا۔ کرنل نے جواب سیلوٹ کر کے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "تم بھگوڑے نکلے۔" ہنٹرس نے مسکرا کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "آئی ایم سوری سر۔" انہوں نے میری کمر پر ہاتھ مار کر کہا۔ "ویل ڈن کیپٹن۔۔۔" میں نے پھر سیلوٹ کر کے کہا۔ "تھینک یو سر۔" وہ پلٹ کر اشارہ کرتے ہوئے اندر داخل ہو گئے اور بزر دبا کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ ایک حوالدار اندر داخل ہوا اور سیلوٹ کر کے کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے ہمیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس سے مخاطب ہو کر میس سے برانڈی کافی اور بسکٹ وغیرہ لانے کو کہا۔ حوالدار

سلام کر کے تیزی سے باہر نکل گیا اور وہ میری طرف مخاطب ہو کر بولے۔

"ویل۔"

میں نے انہیں مختصر الفاظ میں تمام واقعہ سنایا۔۔۔ ہنٹرس کی اسٹوری کے لئے حتی الامکان راستہ ہموار کیا اور مسکرا کر کہا۔ "سر میں اس شریف خاتون کو ساتھ لایا ہوں۔۔۔ اگر۔۔۔" وہ میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے مسکرا کر بولے۔ "اچھا کیا کیپٹن۔۔۔ تمہیں اس شریف خاتون کو پورٹیکشن بھی تو دینا ہو گا۔" میں نے کہا۔ "آپ صحیح فرما رہے ہیں سر۔۔۔ اس وعدے کے بعد ہی اس نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔" وہ کچھ کہنے والے تھے کہ حوالدار اندر داخل ہوا اور ٹرے میز پر رکھ دی۔ کرنل نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "دروازہ باہر سے بند کر دو۔" حوالدار نے باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا۔ میں نے کرسی سے اٹھ کر گلاسوں میں دو دو پیگ برانڈی انڈیلی اور گلاس کیپٹن اور کرنل کی طرف سرکا دیئے۔۔۔ گلاس اٹھاتے ہوئے بولے۔ "وکی ہمیں اس لڑکی کو پروٹیکشن تو ضرور دینا ہو گا۔۔۔ لیکن۔۔۔" انہوں نے گلاس والا ہاتھ اٹھا کر ٹوسٹ کرتے ہوئے ایک گھونٹ لیا اور آگے چلے۔۔۔ "لیکن ہو سکتا ہے اس کے لئے ہمیں کسی جنگلے والے کمرے کا انتظام کرنا پڑے۔" ان کے الفاظ سن کر میں نے اپنے جسم میں بجلی کا سا جھٹکا محسوس کیا۔ گلاس سے برانڈی چھلک کر میری پتلون پر گری۔ میں گلاس میز پر رکھ کر آہستہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔ کرنل نے میرے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا "شاکڈ؟" میں پتلون کی طرف دیکھے بغیر پھر کرسی پر بیٹھ گیا اور مری ہوئی آواز میں کہا۔ "یس سر۔۔۔ آئی ایم شاکڈ انڈیڈ۔۔۔ میں اس سے کمٹ منٹ کر چکا ہوں۔۔۔ اور مجھے یقین ہے آپ میرے کئے ہوئے وعدے کا احترام کریں گے۔" انہوں نے آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "سٹ داؤن کیپٹن۔" میں کرسی میں سما گیا۔۔۔ گلاس کی طرف اشارہ کر کے بولے۔ "میں نے سنا ہے وہ لڑکی خود بھی انارکسٹ ہے اور ہنٹرس کے اغوا میں اس کا بہت بڑا حصہ ہے۔۔۔ کیوں ہنٹرس کیا یہ سچ نہیں؟"

ہنٹرس نے کہا۔ "نہیں جناب۔۔۔ جیسا کہ ہیرس کا بیان ہے۔ اس نے مجھے چھڑانے میں اہم کردار انجام دیا ہے۔"

کرنل مسکرا کر پینے لگے۔ میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا وہ میری طرف دیکھتے رہے۔ آخر میں نے کافی پاٹ اٹھا کر پیالی میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "سر اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو مجھے بتائیں آپ سے یہ کس نے کہا کہ کیپٹن ہنٹرس کو مس اسمتھ نے۔۔۔"

انہوں نے ہاتھ اٹھا کر بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "تو کیا یہ غلط ہے وکی؟" میں نے کہا۔ "بہت زیادہ غلط سر۔۔۔ آپ کیپٹن ہنٹرس کی روداد سن کر اپنے فیصلے پر نظر ثانی کیجئے۔۔۔ میں مس اسمتھ کو ان کے مکان چھوڑ کر آتا ہوں۔۔۔ اگر آپ چاہیں تو صبح

ان کو وہاں سے گرفتار کر لیں۔۔۔۔" میں نے کافی کا ایک گھونٹ لے کر پیالی میز پر رکھ دی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ مسکرا کر بولے۔ "کیا کہو گے؟" میں نے کہا۔ "آپ پروا نہ کریں سر۔۔۔ کہہ دوں گا۔۔۔ مجھے افسوس ہے مس اسمتھ آپ کے جرائم ناقابل معافی ہیں۔ میں آپ کی حفاظت نہیں کر سکتا۔"

گلاس میز پر رکھتے ہوئے بولے "اوکے مس اسمتھ کے پاس جا کر یہ الفاظ اسی طرح سے دوہراؤ اور اس کا ردعمل مجھے آ کر بتاؤ۔۔۔۔ دس منٹ میں۔" میں نے سیلوٹ کیا اور اباؤٹ ٹرن ہو کر دروازے کی طرف چل دیا۔

○

دروازہ باہر سے بند تھا۔ میں نے ہینڈل گھما کر دو تین مرتبہ کھٹکھٹایا تو باہر سے اردلی سارجنٹ نے بولٹ سرکایا اور آہستگی سے کواڑ کھول کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ میں باہر نکلا اور کار کی طرف چلنے لگا۔ اندر سے کرنل نے گھنٹی بجائی اور سارجنٹ دفتر میں داخل ہو گیا۔ میں نے کار کے قریب پہنچتے پہنچتے گردن گھما کر دیکھا تو دروازہ بند ہو چکا تھا اور سارجنٹ تیزی سے میس کی طرف جا رہا تھا۔ ہیلن نے مجھے دیکھتے ہی گاڑی کا دروازہ کھولا اور باہر نکلنے لگی۔ میں نے اس سے نگاہیں ملائے بغیر کہا۔ "باہر نہ نکلو ہیلن میں گاڑی میں آ رہا ہوں۔" وہ مسکرا کر پیچھے سرک گئی۔ میں آگے بڑھ کر گاڑی میں سوار ہو گیا۔ بیٹھتے ہی کہنے لگی۔ "مجھے نیند آ رہی ہے وکی کہیں زیادہ دیر تو نہیں ٹھہرنا پڑیگا۔۔۔۔؟" میں نے اس کے سوال کو نظر انداز کر کے سگریٹ کیس نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ "سگریٹ پیو ڈارلنگ نیند اڑ جائے گی۔" اس نے غور سے میری طرف دیکھا اور نگاہیں جھکا کر سگریٹ کھینچ لیا۔ میں نے اس کو لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا۔ کش لے کر سگریٹ ہاتھ میں لیتے ہوئے ہیلن کی انگلیاں کانپ رہی تھیں۔ میری نگاہوں سے بچنے کے لئے اس نے پشت گاہ سے سر لگاتے ہوئے کمزور سی آواز میں کہا۔ "کچھ گڑ بڑ ہے کیا وکی۔۔۔۔؟ تم خاموش اور بجھے بجھے سے ہو۔" میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "ایسی کوئی بات نہیں ڈارلنگ۔۔۔۔ مجھے کون بجھا سکتا ہے۔۔۔۔ قدرت کے سوا۔"

"یقیناً نہیں۔" اس نے کش لے کر دھواں خارج کرتے ہوئے کہا "لیکن یہ ملازمت کا معاملہ ہے اور ملازمت بھی ملٹری کی جہاں سب سے بڑا وہائٹ ڈفر سب سے بڑا آفیسر ہوتا ہے۔ میں شرط لگا سکتی ہوں تمہارا یہ چیف انہی ڈفرس میں سے ایک ہے جن سے مجھے ہمیشہ نفرت رہی ہے۔"

"نہیں ہیلن۔" میں نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔" تیزی سے بولی۔ "غلط فہمی تمہیں ہوئی ہے وکی۔ ایک لیڈی کا احترام نہ کرنا اس کے ان کلچرڈ ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ میں زیادہ نہیں جانتی لیکن۔" میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارا احترام کرتا ہوں ہیلن۔" اس نے بائیں ہاتھ سے میرا ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔ "تم سویٹ ہو وکی۔۔۔۔ تمہیں مجھ پر اور مجھے تم پر ہر طرح کا حق ہے لیکن اس سے یہاں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سچ کہو' کیا چیف کو تم سے کوئی اختلاف

نہیں۔۔۔۔ میرے معاملے میں۔۔۔۔؟" میں نے پھر اس کو سائیڈ ٹریک کیا۔ "اگر اختلاف ہو بھی تو کیا فرق پڑتا ہے ڈیئریسٹ۔۔۔۔ میں دفتر کھلنے سے پہلے اس کے منہ پر استعفیٰ مار سکتا ہوں۔ لنچ ٹائم سے پہلے تمہیں ضمانت پر چھڑا سکتا ہوں اور ڈنر ٹائم سے پہلے تمہیں لے کر الوپ ہو سکتا ہوں اور کچھ۔۔۔۔؟" ہیلن حیرت زدہ ہو کر میری طرف دیکھنے لگی۔ جیسے اپنے کانوں پر اعتبار نہ آ رہا ہو۔ میں نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "ہیلن مائی لو تعجب نہ کرو۔۔۔۔ اب ملازمت میں میرے لئے کوئی کشش نہیں ہے۔" مسکرا کر بولی۔ "ہاں تم مجھے بتا چکے ہو تمہاری ڈیڈی بہت بڑے کنٹریکٹر ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "کنٹریکٹر نہیں ڈارلنگ وہ ہزہائی نس ہیں۔ والئی ریاست ہیں۔۔۔۔ اگر میرے حرم میں داخل ہو گئیں تو راج محل میں داخل ہوتے ہی تمہیں توپوں کی سلامی دی جائے گی۔ یہ اور بات ہے میرے کان کھینچ کر گنیش جی جیسے کر دیئے جائیں اور میں ان سے پنکھے کا کام لینے لگوں گا۔" ہیلن نے قہقہہ لگایا اور دوسرے لمحے اس کی بانہیں میری گردن میں آ گئیں۔ میں نے اس کو چوم لیا۔ چند منٹ گرد و پیش سے بے نیاز ہو کر ہم ایک دوسرے میں کھوئے رہے۔ آخر ہیلن کے شانے تھپ تھپا کر "سو ڈونٹ وری" کہتا ہوا گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ دفتر کے دروازے پر ہنٹرس اور بشپ کھڑے ہوئے تھے۔ ہنٹرس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ میں نے جھینپ کر نظریں نیچی کر لیں۔ کرنل میری طرف دیکھنے کے بجائے گاڑی کی طرف بڑھے اور دروازے پر ہاتھ رکھ کر بولے۔ "ایکس کیوزمی مس اسمتھ۔۔۔۔ میں ذرا مصروف تھا۔ بس ابھی آپ کو اندر بلاتا ہوں۔" ہیلن "تھینک یو کرنل" کہہ کر خاموش ہو گئی۔ بشپ پلٹ کر دفتر کی طرف چلنے لگے۔ ہمارے قریب پہنچتے ہی مسکرا کر بولے۔ "کم آن ان وکی۔" میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ اندر داخل ہوتے ہی کرسی کی طرف اشارہ کر کے بیٹھتے ہوئے کہنے لگے۔ "اب مجھے تمہاری اصلیت معلوم ہو چکی ہے۔" میں نے اپنی خفیف الحرکتی کو اصلیت سے تعبیر کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "جی ہاں جناب۔" مسکرا کر دوبارہ بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "نہیں یہ کوئی کہانی نہیں۔" میں ہنٹرس پر نظر ڈال کر کرسی پر بیٹھ گیا اور اسے مسکراتے دیکھ کر کرنل سے مخاطب ہو کر کہا۔ "بہرکیف سر۔۔۔۔ اب مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں کہ یہ میرا آخری کارنامہ ہے۔" مسکرا کر بولے۔ "کونسا۔۔۔۔؟ تمہارا مطلب ہے۔" میں نے ان کا جملہ پورا ہونے سے پہلے تیزی سے کہا۔ "کیپٹن ہنٹرس کی نویافتگی سر۔۔۔۔ اور اب میں بصد ادب فوج سے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں۔" کرنل نے آنکھیں سکیڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیوں؟" میں نے کہا۔ "سر مس اسمتھ سے میرے کچھ وعدے ہیں جو میں آپ کو بتا چکا ہوں۔ ممکن ہے آپ کے نزدیک وہ کچھ اہمیت نہ رکھتے ہوں لیکن میرے لئے ان سے انحراف ممکن نہیں ہے اور ماتحت ہونے کی حیثیت سے آپ کو ڈکٹیٹ کرانا بھی ممکن نہیں ہے۔ بس یہی

سر؟" مسکرا کر بولے۔ "تم احمق ہو وکی۔۔۔۔ سچ۔۔۔۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "ہو سکتا ہے سر۔۔۔۔ مجھے یقینی طور پر کچھ معلوم نہیں۔" بولے۔ "رائٹ۔۔۔۔ مجھے معلوم ہے۔ تم ذہین ہونے کے باوجود اتنے احمق ضرور ہو جتنا ایک پرنس کو ہونا چاہئے۔ خصوصاً" جب سامنا ایک لیڈی سے ہو۔" میں نے چونک کر ان کے چہرے کی طرف دیکھا۔ مسکرا کر گلاس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "اپنا حصہ ختم کرو۔" میں ان کے الفاظ میں کھو کر رہ گیا۔ بولے۔ "کیری آن بوائے۔۔۔۔ یا یہ چاہتے ہو کہ میں اٹھ کر کہوں۔۔۔۔ آپ کیا پینا پسند کریں گے یور ایکسی لینسی۔۔۔۔؟" میں نے جھینپ کر گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "نو سر۔۔۔۔ تھینک۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہنٹرس نے آپ سے۔" ہاتھ اٹھا کر بات کاٹتے ہوئے بولے۔ "اوکے اوکے۔۔۔۔ ہنٹرس نے مجھ سے جھوٹ بولا۔ تاکہ تمہارے استعفے دینے سے پہلے اس کو ڈسمس کر دیا جائے۔" میں نے کوئی جواب دینے کے بجائے گلاس ہونٹوں سے لگا لیا۔ وہ اٹھ کر چلتے ہوئے کہنے لگے۔ "اب مجھے مس اسمتھ سے معذرت کرنا ہے۔ اچھا سچ کہنا پروپوز تو نہیں کیا۔۔۔۔؟" میرے بجائے ہنٹرس نے اٹھ کر کہا۔ "سر یہ پروپوز کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔" کرنل مسکرا کر باہر نکل گئے۔

میں نے اٹھ کر دروازہ بند کر دیا اور ہنٹرس کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "بریڈ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم چیٹر بکس بھی ہو تو تمہارے لئے کبھی اس مصیبت میں چھلانگ نہ لگاتا۔"

وہ مسکرا کر بولا۔ "جھوٹ نہ بولو وکی۔۔۔۔ تم میرے لئے جہنم میں بھی چھلانگ لگا سکتے ہو اور میں تمہارے لئے جنت کو بھی ٹھکرا سکتا ہوں مجھے معلوم ہے اگر مسٹر ولسن کو اطلاع مل جائے کہ میں نے تمہیں ایکسپوز کر دیا تو وہ مجھے روسٹ کر کے آدم خوروں کو کھلا دینگے لیکن کیا کیا جائے اولڈ بوائے کسی طرح سمٹنے میں نہیں آ رہا تھا۔ اس لئے مجھے اس کو تمہارا بیک گراؤنڈ بتانا پڑا۔۔۔۔ اور۔۔۔۔ اب تو۔۔۔۔" وہ ہنس دیا۔ "چیف نے خود بھی تمہاری چنگاریاں اڑتی ہوئی دیکھ لیں۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "مجھے اپنی اس حماقت پر افسوس ہے بریڈ۔" وہ بولا۔ "ڈیم اٹ۔۔۔۔ میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ اگر کرنل تمہاری ہسٹری سن کر باہر نہ نکلے ہوتے تو ان چنگاریوں کو مسکرا کر ویل کم ہرگز نہ کرتے۔"

"ویٹس رائٹ بریڈ۔" میں نے تسلیم کیا۔۔۔۔" اسی وقت کرنل اور ہیلن کمرے میں داخل ہوئے۔ میں نے گلاس ہونٹوں سے لگا لیا اور بولتے بولتے رک گیا۔ کرنل نے ہیلن کو ہنٹرس کی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے ایک گلاس میں برانڈی انڈیل کر اس کو دی۔ ہیلن "تھینک یو کرنل" کہہ کر پینے لگی۔ انہوں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "مس اسمتھ آپ نے واقعی کیپٹن ہیرس کے ساتھ بڑا تعاون کیا۔ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ

آپ نے برٹش آفیسر کو چھڑانے کے لئے خود کو خطرے میں ڈالا۔ بہرکیف اطمینان رکھئے ہم آپ کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کریں گے۔"

ہیلن نے کرنل کا شکریہ ادا کیا۔ کرنل کے بدلے ہوئے طرز عمل نے مجھے چکرا دیا۔ جب تک وہ پیتی رہی وہ نظر بچا بچا کر اس کی طرف دیکھتے رہے۔ میں اور ہنٹرس کھڑے کھڑے ان کی نظر بچا بچا کر اس محویت پر مسکراتے رہے۔ ہیلن نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھا تو اس کو سگریٹ پیش کرتے ہوئے کہنے لگے۔ "اب آپ آرام کی ضرورت محسوس کر رہی ہوں گی۔ میرے خیال میں آپ کو گھر پہنچا دیا جائے۔ شام کو کسی وقت کیپٹن وکٹر آپ کو جا کر لے آئیں گے۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ آپ کو اس کارگزاری کا بہترین صلہ دیا جائے گا۔" ہیلن شکریہ ادا کر کے کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ کرنل نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کیپٹن تم ان کو گھر چھوڑ آؤ۔ اگر بہت تھکے ہوئے نہیں ہو۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "ایز یو پلیز کرنل۔" وہ بولے۔ "ایک انڈین حوالدار کو پستول سے مسلح کر کے ساتھ لے جاؤ اور حفاظت کے لئے وہیں چھوڑ آؤ——" ہیلن کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولے۔ "آپ مائنڈ تو نہیں کریں گی نا؟" اس نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "کرنل میں آپ کی ممنون ہوں۔" کرنل نے مسکرا کر اس کے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا دے کر چھوڑتے ہوئے کہا۔ "گڈ نائٹ۔" وہ گڈ نائٹ کہہ کر دروازے کی طرف چل دی۔ میں نے کرنل کو سلیوٹ کیا اور باہر نکل کر حوالدار آن ڈیوٹی کو ایک سادہ لباس آدمی کا انتظام کرنے کا حکم دے کر ہیلن کے ساتھ کار میں بیٹھ گیا۔ دروازہ بند کرتے ہی ہیلن نے کہا۔ "وکی چیف تو سوفٹ اینڈ ساؤنڈ تھا۔ تم کس بات سے گھبرا گئے تھے؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "پہلے نہیں تھا—— میں تمہارے لئے کسی اچھی خبر کے ساتھ نہیں بھیجا گیا تھا لیکن میرے باہر آتے ہی ہنٹرس نے سمجھایا کہ ہیلن کے ساتھ وعدہ خلافی ہونے پر ہیرس آج ہی ملازمت سے استعفے دے دیگا اور پھر میرا بیک گراؤنڈ بتا دیا۔ تمہارے پاس آئے تو اور بھی کچھ دیکھ لیا اور اب مجھے نیند آ رہی ہے ڈیئر—— ایکسلیٹر نہ چلیں——؟" اس نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں وکی—— پہلے مجھے ڈیڈی سے ملنا ہے۔ وہ بے چین ہوں گے۔" میں نے کہا۔ "بے چین ہم بھی ہیں لیکن خیر سردست ان کی بے چینی کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ بتاؤ کیا اس سے پہلے تم نے کبھی میرا نام نہیں سنا تھا——؟ میرا مطلب ہے ہوٹل میں ملاقات سے پہلے——؟" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "نہیں—— کیا مجھے جاننا چاہئے تھا——؟" میں نے جیب سے سگریٹ کیس نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے—— جاننا چاہئے تھا۔ تمہاری پارٹی میرے اور ہنٹرس کے متعلق بہت کچھ جانتی ہے بلکہ ممکن ہے ان کے پاس ہمارا فوٹو بھی ہو۔"

وہ "آئی سی" کہہ کر خاموش ہو گئی اور سگریٹ لے کر ہونٹوں سے لگایا۔ میں نے

لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "افسوس کلکتے میں ہمارا نام بھی کوئی نہیں جانتا حتیٰ کہ وہ دوست بھی ہمیں نہیں پہچانتے جنہیں چتریکا کے ذریعے ہماری تصویریں اور——"

ہیلن نے "اوہ" کہہ کر میری بات کاٹی۔ "وکی بات گئی گزری ہو گئی لیکن ہوا یہ کہ اس چتریکا کی تمام کاپیاں پولیس کے ہتھے چڑھ گئیں وہ فوٹو گرافر بھی گرفتار ہو گیا اور کوئی کاپی ہمیں نہ مل سکی۔ تو تم ہی تھے وہ——؟" میں نے سر کو خم دے کر کہا۔ "آپ کا خادم۔" وہ ہنس کر دھواں خارج کرتی ہوئی بولی۔ "بازی پلٹ گئی وکی—— اب میں تمہاری خادمہ ہوں—— بتاؤ عارضی یا مستقل؟"

حوالدار اور گن مین کی آمد نے مجھے جواب کی زحمت سے بچا لیا میں نے سلیوٹ کے جواب میں اسے پچھلی سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ دروازہ کھول کر سوار ہو گیا۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے حوالدار سے کہا۔ "کیپٹن صاحب سے کہنا میں ایک گھنٹے میں واپس آ رہا ہوں اردلی میرے کمرے میں موجود رہے۔" اس نے ویری ویل کہہ کر سیلوٹ کیا میں نے گیئر لگایا اور یو ٹرن لے کر گاڑی کمپاؤنڈ سے باہر نکالی۔

صبح کے تین بجے کے قریب ہم ریلوے لائنز میں پہنچے تو مسٹر اسمتھ کے بنگلے میں روشنی تھی۔ ہیلن نے دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ ایک کتاب ہاتھ میں لئے ہوئے جیفری میں آئے اور دروازہ کھولا۔ میں نے گڈ مارننگ مسٹر اسمتھ کہا۔ مسکرا کر جواب دیتے ہوئے بولے۔ "میں بائبل پڑھ رہا تھا کیپٹن۔" میں نے ہیلن کے ساتھ اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "آپ کی نیک تمناؤں سے ہم بھی کامیاب لوٹے ہیں مسٹر اسمتھ——" کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "تھینک گڈ لارڈ۔" مجھے امید ہے کیپٹن تم نے اس مشن میں ایک سچے عیسائی کی طرح خونریزی سے گریز کیا ہو گا۔"

میں نے سگریٹ کیس نکال کر ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "مسٹر اسمتھ میں انسانی زندگی کا احترام کرتا ہوں۔ جب تک کہ میری اپنی زندگی کا احترام خطرے میں نہ پڑ جائے۔ یقین فرمائیے میرا دامن کسی بے گناہ کے خون سے آلودہ نہیں ہے اور پھر اس مشن میں تو مس اسمتھ ساتھ تھیں انہیں دیکھتے ہی انہوں نے کیپٹن ہنٹرس کو ہمارے ساتھ کر دیا اور ہم انہیں لے کر خاموشی سے چلے آئے۔"

انہوں نے سگریٹ لے کر کہا۔ "آپ نے بہت اچھا کیا کیپٹن—— میں تمام رات بے چین تھا۔ خیالات پریشاں نے مجھے سونے نہ دیا۔ میں تصور میں گولیاں اور بم چلتے دیکھ رہا تھا۔ چیخ پکار سن رہا تھا۔ عمارتیں شعلوں میں——" ہیلن نے ان کی بات کاٹ کر کہا۔ "ڈیڈی ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ میں خیریت سے پہنچ گئی اور سب ٹھیک ہے۔" میں نے ان کو لائٹ دی اور اپنا سگریٹ سلگا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "مسٹر اسمتھ اب میں اجازت

چاہوں گا۔ سردست مس ہیلن کی حفاظت کے لئے ایک سفید پوش گن مین یہاں چھوڑے جا رہا ہوں۔ آپ اس کے قیام کا انتظام کریں اور تم مس ہیلن اپنے دونوں سوٹ کیس اتروا کر لے آؤ۔" ہیلن کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ مسٹر **اسمتھ** نے سوالیہ انداز میں اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا اور میرے ساتھ باہر نکل آئی۔ میں نے کار سے سوٹ کیس نکال کر گن مین کو دیئے اور ہیلن کو ساتھ روانہ کر کے گاڑی میں سوار ہو گیا۔

دوپہر کو اڑھائی بجے کرنل بشپ نے مجھے دفتر میں طلب کیا۔ اس وقت یہاں کیپٹن ہنٹرس کے علاوہ چند ایک برگیڈیئر اور ایک میجر جنرل بھی موجود تھے اور رات کے واقعے پر تبصرہ کر رہے تھے۔ میں نے سیلوٹ کیا تو میجر جنرل نے اٹھ کر مصافحہ کیا اور حسن کارکردگی پر شاباش دی۔ کرنل بشپ نے مجھے فوراً" مس **اسمتھ** کو کانفرنس روم میں لے کر پہنچنے کا حکم دیا۔ میں لیفٹننٹ مائیکل کو ساتھ لے کر ریلوے لائنز پہنچا۔ سفید کپڑوں میں ملبوس گن مین نے ہمارا استقبال کر کے جیفری میں بٹھایا اور مس ہیلن کو ہماری آمد کی اطلاع دی۔ مسٹر **اسمتھ** صبح آٹھ بجے ڈیوٹی پر جا چکے تھے۔ ہیلن اطلاع ملتے ہی جیفری میں آئی۔ رسمی آداب اور مصافحے کے بعد میں نے اس کو اپنی آمد کا مقصد بتایا۔ چند منٹ میں لباس تبدیل کر کے وہ ہمارے ساتھ باہر نکلی تو دروازے پر اردگرد کے بنگلوں میں رہنے والے عورتوں اور بچوں کا ہجوم تھا۔ اکا دکا مرد بھی موجود تھے۔ کار کے پاس پہنچتے پہنچتے کئی لیڈیز ہیلن کے گرد و پیش جمع ہو گئیں اور ازراہ ہمدردی فوجی افسروں کے ساتھ جانے کی وجہ دریافت کرنے لگیں۔ ہیلن کا جواب کسی کو مطمئن نہ کر سکا تو ایک اینگلو انڈین ریلوے آفیشل نے لیفٹننٹ مائیکل سے پوچھا کہ مس ہیلن کس سلسلے میں آپ کے ساتھ جا رہی ہیں۔ مائیکل نے میری طرف دیکھا۔ میں نے انہیں بتایا کہ وہ ایک دوستانہ تقریب میں شرکت کرنے جا رہی ہیں اور شام تک واپس آ جائینگی لیکن شاید یہ لوگ بھی ہیلن کی سیاسی سرگرمیوں سے واقف تھے اور "دوستانہ تقریب" ایک ایسی اصطلاح تھی جسے گرفتاری یا تفتیش کے سلسلے میں طلبی کا مفہوم بھی دیا جا سکتا تھا۔ لہٰذا دریافت کرنے والے نے مسکرا کر کہا۔ "سر ٹھیک ہے---- لیکن چونکہ آپ اس سے پہلے کبھی یہاں تشریف نہیں لائے اس لئے کیا مجھے اجازت دیں گے کہ میں ان کے ساتھ چل سکوں۔" میں نے ہنس کر ہیلن کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "دراصل میں آپ کو پوری بات نہیں بتا سکتا لیکن مس **اسمتھ** میری دوست ہیں اور واقعی دوستانہ تقریب میں جا رہی ہیں۔ ہو سکتا ہے شام کو یہ کوئی اعزاز حاصل کر کے لوٹیں---- ناؤ پلیز مس **اسمتھ**۔" میں نے پچھلا دروازہ کھول کر سیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ ہیلن مسکرا کر گاڑی میں سوار ہو گئی لیکن میں نے دیکھا وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنے طور پر مطمئن کرنے سے گریز کر رہی تھی۔ مائیکل نے وہیل سنبھالا۔ میں

نے گن مین کو اس کے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پچھلی سیٹ پر جگہ لی اور گاڑی چل دی۔ سب نے ہیلن کو ویو کیا۔ ریلوے لائنز سے نکلتے ہی میں نے اس کو پھر سے سبق یاد کرایا اور وہ ہنس ہنس کر اپنے والد کی گفتگو اور میرے متعلق ان کے خیالات بیان کرنے لگی۔

کانفرنس روم میں ہمارے پہنچنے تک مزید دو افسروں کا اضافہ ہو چکا تھا جن میں سے ایک بھی مجھ سے واقف نہ تھا۔ رسمی تعارف کے بعد پریزائڈنگ آفیسر نے مس **اسمتھ** سے چند سوالات کئے۔ کچھ دیر ان پر تبصرہ ہوتا رہا۔ حفاظتی اقدامات پر غور کیا گیا اور یہ سلسلہ ایک ڈیڑھ گھنٹے جاری رہا۔ اس کے بعد چائے اور شکریہ پر میٹنگ برخاست ہوئی۔ تنہائی ملتے ہی میں نے ہنٹرس کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے آخر تک حقیقت چھپائے رکھی اور اپنی بدترین مخالف کو بچانے میں میرے ساتھ دلی تعاون کیا۔ ہیلن کو رخصت کرتے وقت تمام آفیسرز نے اس سے مصافحہ کیا اور لیفٹننٹ مائیکل اور ایک گارڈ اس کو میری گاڑی میں بٹھا کر ریلوے لائنز چل دیئے۔ گاڑی کے پھاٹک سے باہر نکلتے ہی کرنل بشپ نے مجھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور دفتر میں داخل ہو گئے۔ اعلےٰ آفیسرز پھر کانفرنس روم میں پہنچ چکے تھے اور اردلی آفیسرز میس کی طرف دوڑ بھاگ میں مصروف تھے۔ کرسی پر بیٹھتے ہی کرنل نے کہا۔ "چلو یہ جھگڑا بھی نمٹا۔" میں نے شگفتہ لہجے میں کہا۔ "یس سر----" ہنس کر بولے۔ "وکی بوائے اب تم مجھے اصل کہانی سے آگاہ کر سکتے ہو!" میں نے سگریٹ کیس کھول کر ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سر اصل کہانی ذرا مہنگی ہے۔ میں نے ہنٹرس کی جو قیمت ادا کی ہے شاید آپ ادا کرنے میں ہچکچائیں---- لیکن----" میری بات کاٹ کر بولے۔ ڈیم اٹ وہ قیمت ہمیں معلوم ہے اور ادا کر دی جائے گی۔ یہ بتاؤ ہنٹرس کو چوبیس پرگناز لے جانے والی یہی لڑکی نہیں----؟" میں نے بے دھڑک ہو کر جواب دیا۔ "نو سر---- نیور---- اونہوں! ہنٹرس بہت پارسا ہے وہ' ہز ہولی نس ہے۔" انہوں نے میری بات کاٹ کر کہا "لیکن ہیلن ہیلن ہے اور ہنٹرس کو ٹونٹی فور پرگناز نہیں فورٹی ایٹ پرگناز بھی لے جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے وہاں جانے کی اور کوئی وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی۔"

"آپکا مطلب ہے وہ اس کو ہوٹل سے ٹونٹی فور پرگناز لے گئی؟ کیوں---- کیا ہوٹل میں کمرہ نہیں مل سکتا تھا----؟"

"تم نے ہیلن کو ہوٹل سے تلاش کیا۔ رائٹ؟ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہیلن نے ہنٹرس کو وہیں سے پھانسا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم اتنی جلدی اس کو تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔"

میں نے ان کو جواب دینے کے بجائے لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا۔ ایک کش

لے کر بولے۔ "بہرکیف یہ سب آف دی ریکارڈ ہے وکی اور مجھے خوشی ہے کہ وہ ہمیں مل گیا لیکن میری گڈ بکس میں آنے کے لئے اس کو کچھ زیادہ چالاک ہونے کا ثبوت دینا پڑے گا۔ یقین کرو لیکن اگر صورت حال برعکس ہوتی تو ہنٹرس تمہیں نہیں چھڑا سکتا تھا۔ کیا غلط؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "شاید آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں سر---- لیکن ہنٹرس کے وسائل بھی تو محدود ہیں۔ کسی ایڈوانسڈ لڑکی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ہی راک فیلر کا جانشین بننا پڑتا ہے۔ راہ پر لانا تو بعد کی بات ہے۔ اکثر تو صرف تھینک یو کہہ کر چل دیتی ہیں۔" کرنل نے قہقہہ لگایا۔ "شاید ٹھیک کہہ رہے ہو۔" میں نے ایش ٹرے میں سگریٹ جھاڑتے ہوئے کہا۔ "اس میں شاید نہیں لگتا سر---- کاش میں ایکس پلین کر سکتا۔ اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ میرا اس مشن کے اخراجات کا بل آپ کو آنکھیں بند کر کے پاس کرنا ہو گا یا پھر ابھی کہہ دیجئے۔ گوٹو ہیل ود یور بل وکی اور میں کال ہی جہنم کی طرف چلا جاتا ہوں---- دس دن کے لئے۔" کرنل نے پھر قہقہہ لگایا۔ سنبھلے اور ہنستے ہنستے کہنے لگے۔ "دس دن کے لئے---- سوری وکی---- بل پاس کر دیا جائیگا۔ تفصیلات ہمیں معلوم ہیں تم نے انٹرٹین مینٹ کے علاوہ شاپنگ بھی کرائی ہے۔ سچ کہنا کوئی احمقانہ کمٹ منٹ تو نہیں کیا----" "نو سر---- اتنی فرصت کہاں؟ آپ دس یوم کی رخصت بھی اڑا گئے حالانکہ جہنم جانے کے لئے مانگی تھی۔" مسکرا کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے۔ "ناؤ---- ہنٹرس تمہارا انتظار کر رہا ہے گڈ نائٹ۔" میں نے سیلوٹ کر کے مصافحہ کیا اور گڈ نائٹ کہہ کر اباؤٹ ٹرن ہو گیا۔

رات کو کھانے کی ٹیبل پر ہنٹرس میرے ساتھ تھا۔ اس کی صحت کا جام پینے کے بعد کھاتے کھاتے میں نے ہنس کر کہا۔ "اولڈ بوائے تمہاری کہانی سے مطمئن نہیں ہے بریڈ---- وہ تمہیں شکار کرتے کرتے شکار ہو جانے پر یقین رکھتا ہے۔"

ہنٹرس مسکرا کر بولا۔ "کیا غلط کہتا ہے---- دل چاہتا ہے اعتراف کر لوں لیکن وہ محض بشپ نہیں کرنل بھی ہے۔"

"یہ دوسری حماقت ہو گی بریڈ۔" میں نے کہا۔ "کرنل مذاق کر رہے تھے۔ میں نے انہیں تمہاری پارسائی کا یقین دلا دیا---- بہرکیف اب تمہیں کچھ کر کے دکھانا ہو گا۔ صورتیں تو پہچاننے لگے ہو گے یا نہیں۔" اثبات میں سر ہلا کر بولا۔ "دو تین کو جانتا ہوں---- وکی تمہیں کیا بتاؤں تمام اعلےٰ تعلیم یافتہ لڑکے ہیں۔ مہذب' شائستہ' با اخلاق مجھ کو ہر مرتبہ سر کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ میرے آرام و آسائش کا خیال رکھتے تھے۔" میں نے اس کا قطع کلام کر کے کہا۔ "آہ بریڈ میرا تو یہ خیال تھا تمہیں الٹا لٹکایا گیا ہو گا۔ تم نے پہلے نہیں بتایا وہ اس قدر مہمان نواز ہیں۔ کہو تو میں بھی ہو آؤں ایک ہفتے کے لئے----؟"

لئے----؟"

"وہاں کوئی لڑکی نہیں ہے بوائے۔" اس نے ہنس کر کہا۔ "بس یہی ایک ہیلن ہے۔ آؤٹ ڈور ٹرکس کے لئے' سو تمہاری جیب میں ہے اب بتاؤ میں کیا کروں؟"

"صبر" میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "میری گاڑی واپس آنے تک---- نہیں کل دوپہر تک۔" ہنٹرس نے مسکرا کر کہا۔ "میں نہیں سمجھا۔" میں نے گلاس میز پر رکھ کر کہا۔ "تمہارا سر اس گلاس کی طرح خالی ہے بریڈ---- کیسے سمجھ سکتے ہو۔ تم نے ابھی تک مجھ سے یہ بھی نہیں پوچھا کہ میرا بمبئی کا سفر کیسا رہا----؟" وہ مسکرا کر بولا۔ "سوری وکی بتاؤ کہاں کہاں گئے۔ کس کس سے ملے----؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "وقت گزر چکا---- چند زخم کھائے تھے۔ تمہاری تلاش میں سرگرداں رہ کر یہ بھی ہوش نہ رہا کب مندمل ہو گئے۔ تھینک ٹو یو۔"

وہ بولا۔ "مجھے افسوس ہوا وکی تم واقعی بہترین دوست ہو اگر تم نہ ہوتے۔"

"بریڈ----" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "فلیٹر نہ کرو مجھے میں تمہیں کزن کہہ چکا ہوں۔ جین کے سامنے۔"

"اوہ جین!" اس نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "کیا اس نے اس سلسلے میں مدد کی وکی----؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس نے مجھے ہیلن تک پہنچا دیا اور اب کل دو بجے میں تمہیں لنڈا تک پہنچا دوں گا۔ وہ دہشت پسندوں کو سپورٹ کرتی رہی ہے۔ اسے بلیک میل کرنے میں مجھے کوئی عار نہ ہو گا۔ کچھ سمجھے؟" ہنٹرس "گاڈ بلیس یو" کہہ کر ہنس دیا۔

دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد میں ہنٹرس کو ساتھ لے کر ہوٹل ایکسیل سیئر پہنچا۔ ٹوپ فلور پر ایک کمرہ بک کرا کے ہنٹرس کو وہیں چھوڑا اور گرینڈ ہوٹل کے سامنے گاڑی پارک کر کے بار میں داخل ہوا۔ اس وقت اڑھائی بجنے والے تھے اور لاؤنج میں کسی کسی میز پر چند جوڑے بیٹھے ہوئے تھے کاؤنٹر پر صرف ایک آدمی کھڑا ہوا گلاس ہاتھ میں لئے بار میڈ سے باتیں کر رہا تھا۔ میں لنڈا کے قریب پہنچ کر رکا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "ہیلو----" میں نے وہسکی کے شاٹ کا آرڈر دیا۔ اس نے پلٹ کر الماری سے بوتل اٹھائی اور گلاس اٹھاتے ہوئے راز دارانہ لہجے میں سوال کیا۔ مسکرا کر بولی۔ "جین اینڈ جین---- اگلے مہینے وہ شادی کر رہی ہے پھر کیا۔"

"گڈ!" میں نے گلاس ہونٹوں سے ہٹا کر اس کا قطع کلام کیا۔ "آپنے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟" اس نے ہنس کر دایاں ہاتھ میرے سامنے کر دیا۔ تیسری انگلی میں انگیج منٹ رنگ چمک رہی تھی۔ میں نے ہنس کر کہا "نیور مائنڈ۔" بولی۔ "ڈارلنگ میرا منگیتر ہیوی ویٹ۔" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "ویٹ تمہارا پرابلم ہے

ہنی---- باکسر میں بھی ہوں۔ اگر تم وعدہ کرو کہ جیتنے والے کی ہو جاؤ گی تو میں اس کو چیلنج کر سکتا ہوں۔" وہ ہنس دی اور میرے ہاتھ سے گلاس لیتی ہوئی بولی۔ "اوکے ڈارلنگ تم اسے ناک آؤٹ کر دو۔ میں اس کی انگوٹھی اس کے منہ پر مار دونگی---- لیکن کیا تم سنجیدہ ہو----؟"

میں نے اس کے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے کہا۔ "بہت سنجیدہ ہنی---- لیکن اس وقت تم سے اس سے بھی کہیں زیادہ اہم مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ تمہیں جین کو چارج دے کر ساڑھے تین بجے ہوٹل ا یکسیل سیئر پہنچنا ہے۔ میں ٹوپ فلور پر روم نمبر 270 میں تمہارا انتظار کروں گا۔" اس کے ہونٹوں سے مسکراہٹ غائب ہو گئی میں گلاس ہونٹوں سے لگا کر پینے لگا۔ گلاس خالی کر کے میز پر رکھا اور سگریٹ کیس کھول کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "چپ کیوں ہو گئیں ڈارلنگ---- کیا یقین نہیں آیا----؟" اس نے میرے چہرے سے نظریں ہٹائے بغیر نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "ابھی ہم ایک دوسرے سے اتنے واقف نہیں سر۔"

میں نے پلٹ کر دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یقیناً نہیں لیکن جین آنے والی ہے اور میں اس کے آنے سے پہلے یہاں سے نکل جانا چاہتا ہوں۔ صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ تمہاری دوست ہیلن اسمتھ گرفتار ہو چکی ہے۔ کیپٹن ہنٹرس جس بے جاسے رہا کرا لیا گیا اور تم بھی اس میں انوالو ہو۔ اس سے پہلے کہ تم مصیبت میں گرفتار ہو' ا یکسیل سیئر پہنچ کر کیپٹن ہنٹرس کو ہموار کر لو۔" میں نے سگریٹ دیتے ہوئے اس کے چہرے کی طرف غور سے دیکھا۔ اس کا رنگ سفید پڑ چکا تھا اور پیشانی پر پسینہ آ رہا تھا۔ "پریشان نہ ہو---- ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیپٹن تمہیں پسند کرتا ہے اور معاف کر دینے کے موڈ میں ہے۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا۔ اوکے یہ سگریٹ اور یہ تمہارا بل اور ٹیکسی فیئر۔" میں نے دو فائیورز اس کو دیئے اور گڈ بائی کہہ کر چل دیا۔ باہر نکل کر گاڑی میں سوار ہوا اور ہیڈ کوارٹرز پہنچ گیا۔

ہنٹرس صبح آٹھ بجے بنگلے پہنچا تو میں بستر پر بیٹھا ہوا چائے پی رہا تھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی مسکرا کر ہیلو کہا اور آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اردلی نے چائے کا مگ لا کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ میں نے مگ ہاتھ سے رکھ کر کہا۔ "ویل بریڈ؟" مسکرا کر بولا۔ "ڈن---- تھینک یو وکی۔" میں نے ہنس کر سگریٹ سلگایا اور سگریٹ کیس اس کے سامنے رکھ دیا۔ چائے کی چسکی لے کر کہنے لگا۔ "وکی اب کچھ کچھ سمجھ میں آنے لگا ہے کہ مجھ جیسے ایڈیٹ کے لئے زندہ رہنے سے مر جانا بہتر ہے۔ تم نے ایسا کیا کہہ دیا اسے کہ نگاہیں ملتے ہی شکست تسلیم کر لی۔" میں نے سگریٹ کا کش لے کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ وہ مگ ہاتھ سے رکھ کر اٹھا اور سرگوشی کے لہجے میں کہنے

لگا۔ "وکی وہ مستقلاً میرے ساتھ رہنے کو تیار ہے لیکن سوال یہ ہے----" وہ ہنس کر خاموش ہو گیا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "سمجھ گیا جیب متحمل نہیں ہوتی۔" اثبات میں سر ہلا کر بولا۔ "ایک گرنیر آتشبازی کی نظر ہو گیا۔"

میں نے اس کی کمر پر دھپ جما کر دھکیلتے ہوئے کہا۔ "بیڈ روم میں جا کر سو جاؤ---- شام کو بات کریں گے۔" اس نے اٹینشن ہو کر سلیوٹ کیا اور مسکراتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

دس بجے میں یونیفارم پہن کر باہر جانے کے لئے گاڑی میں سوار ہو رہا تھا کہ اردلی سارجنٹ نے آ کر کرنل بشپ کا سلام دیا۔ میں دفتر پہنچا تو سلام کرنے سے پہلے بولے۔ "وکٹر کیپٹن ہنٹرس رات کہیں گیا ہوا تھا؟" میں نے ان کے چہرے پر سنجیدگی طاری دیکھ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔ "یس سر---- وہ ابھی لوٹے ہیں۔" کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "تمہیں معلوم ہے وہ کہاں رہا۔" میں نے کرسی پر بیٹھتے بیٹھتے سوچ کر کہا۔ "میں ان کو ساتھ لے کر گیا تھا لیکن ہوٹل ا یکسیل سیئر میں وہ کسی دوست سے ملنے چلے گئے اور----"

"اور تم واپس آ گئے۔" انہوں نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "نان سنس---- کیپٹن مجھے معلوم ہے ا یکسیل سیئر میں وہ کس دوست کے ساتھ رہا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "سر اگر مجھے معلوم ہو تو کیا فرق پڑتا ہے۔ ہم ایک دوسرے کے پرائیویٹ افیئرز میں----"

انہوں نے پھر میری بات کاٹی۔ "لک ہیئر وکی---- مجھے اس سے زیادہ غصہ کسی بات پر نہیں آتا کہ میرے ماتحت مجھے ڈاج دینے کی کوشش کریں۔ صاف کیوں نہیں کہتے تم اسے سنہری مچھلیوں کو کانٹا لگانا سکھا رہے ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "سر آپ مجھے معاف کیجئے---- لیکن کیا حملہ کرنے والی مچھلی کو پکڑنا اور روسٹ کر کے کھا جانا کوئی جرم ہے----؟"

کرنل نے آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھا اور پھر منہ پھرا کر مسکرا دیئے میں نے ان کا موڈ تبدیل ہوتے دیکھ کر کہا۔ "سر آسمانی باپ کا حکم ہے کوئی تمہارے دائیں رخسار پر چانٹا----"

"غلط۔" انہوں نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ بائیں رخسار پر چانٹا پڑا کرتا ہے---- دایاں۔" میں نے کہا۔ "سر میں لیفٹ ہینڈرز کی بات کر رہا تھا۔" وہ پھر ہنس دیئے۔ "یو آر اے فول وکی۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "سر ہر بڑے آفیسر کا یہی خیال ہے۔ میرے متعلق---- لیکن سنہری اور سفید مچھلیاں اس سے برعکس سمجھتی ہیں---- اور ان کی تعداد زیادہ ہے۔ ہاں تو میں یہ عرض کرنے جا رہا تھا کہ آسمانی باپ کے حکم کے بالکل برعکس مادر گیتی کا حکم

ہے' آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت----" کرنل نے کہا۔ "وکی! تم ایک زندہ دل آدمی ہو کیا مسٹر ہچکنس کے ساتھ بھی اسی طرح کھل کر بات کر لیتے ہو یا مجھے بشپ آف کنٹربری کا نمائندہ خیال کر کے اعترافات کر رہے ہو؟

میں نے مغموم لہجے میں کہا۔ "سر میں ایک دل شکستہ انسان ہوں آپ سے کھل کر بات کرنے میں کچھ دیر کے لئے اپنی چوٹیں بھول جاتا ہوں۔"

"اوہ----!" کرنل نے چونک کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا واقعی تم زخم خوردہ ہو وکی؟ نو---- آئی ڈونٹ بیلیو----" میں نے اسی لہجے میں کہا۔ "میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا سر لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔" انہوں نے پائپ کا کش لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا اور کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اب میں جا سکتا ہوں سر۔" انہوں نے آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگے۔ "بیٹھ جاؤ---- آج تم نے مجھے حیرت میں مبتلا کر دیا۔ میں تمہیں دنیا کے خوش نصیب لوگوں میں سے ایک سمجھتا تھا۔"

"بڑی حد تک یہ بھی صحیح ہے سر۔" میں نے کہا۔ "لیکن جہاں متعدد فتوحات ہوں وہاں کہیں نہ کہیں شکست بھی ہوتی ہے۔ زندگی مسلسل قہقہوں کا نام نہیں۔ اس میں آہیں اور کراہیں بھی ہوتی ہیں۔ زخم دینے ہی نہیں زخم کھانے بھی ہوتے ہیں---- اور میں نے ہزاروں زخم دیئے ہیں۔ نہ جانے کس کس کو---- لیکن جو زخم کھائے ہیں وہ زخم نہیں ناسور ہیں۔ لہٰذا آپ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں میں صرف خوش نصیب ہی نہیں دنیا کا بد نصیب ترین انسان بھی ہوں۔ معاف کیجئے سر---- میں کچھ زیادہ ہی بہک گیا۔"

کرنل نے مسکرا کر پائپ میز پر رکھ دیا اور اٹھ کر میری کمر تھپتھپاتے ہوئے بولے۔ "تم اموشنل ہو وکی۔ پرفیکٹ سولجر بنو۔ فتوحات پر جشن ممکن نہیں کہیں نہ کہیں پسپا بھی ہونا پڑتا ہے۔ زخم بھی کھانے ہوتے ہیں۔ یہی زندگی ہے۔" انہوں نے بولتے بولتے رک کر رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور مسکرا کر جیب سے ایک ٹیلیگرام نکال کر میری طرف بڑھا دیا۔ میں نے "تھینک یو سر" کہہ کر لفافہ چاک کیا اور پڑھنے لگا۔ ٹیلیگرام کینتھ کا تھا وہ شام کو چھ بجے اجیتا کے ساتھ بمبئی میل سے کلکتہ پہنچنے والی تھی اور مجھے ہر حالت میں ہاوڑہ جنکشن پر ریسیو کرنے کی تاکید کی گئی تھی۔ میں نے ٹیلیگرام سے نظر اٹھا کر کرنل کی طرف دیکھا مسکرا کر بولے۔ "کون آ رہا ہے۔" اور میں نے ٹیلی گرام کرنل کی طرف بڑھا دیا۔ انہوں نے ٹیلی گرام پڑھ کر میری طرف مسکرا کر دیکھا اور بولے یہ چولیا تو سمجھ میں آ گئی لیکن دوسری رمبا جمبا کون ہے؟" میں نے نظریں ملائے بغیر کہا۔ سر یہ مس کینتھ کی ہیئشٹ ہے۔ شاید تبدیل آب و ہوا کے لئے۔" بولے۔ "ٹھیک ہے بتاؤ میں کچھ مدد کر سکتا ہوں ----؟" میں نے سیلوٹ کر کے کہا۔ "نو سر تھینک یو ویری مچ۔" انہوں نے اوکے

کہہ کر ٹیلیگرام میرے ہاتھ میں تھما دیا اور میں دفتر سے باہر نکل آیا۔

شام کے چار بجے میں نے گرینڈ ہوٹل میں ایک ڈبل روم سوٹ بک کرایا اور بمبئی میل کی آمد سے پندرہ منٹ پہلے ہنٹرس کے ساتھ پلیٹ فارم پر پہنچ گیا۔ اس وقت ہم دونوں یونیفارم پہنے ہوئے تھے۔ ریفرشمنٹ روم کے سامنے سے گزرتے ہوئے ہنٹرس نے گھڑی پر نظر ڈالی اور میرے بازو کو ٹھوکا دے کر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ باہر کھڑے ہوئے ویٹر نے سلام کر کے کواڑ کھول دیا۔ ہم دونوں اندر داخل ہو گئے۔ میز پر جگہ لیتے ہی ایک ویٹر ہمارے پاس پہنچ گیا۔ ہنٹرس نے اس کو ڈرنکس کا آرڈر دیا۔ میں نے سگریٹ نکالے اور دونوں پینے لگے۔ میں نے گرد و پیش پر نظر ڈالی۔ کمرے میں چھ ہشت پہلو میز تھے جن کے گرد دو دو کرسیاں بچھی ہوئی تھیں اور اس وقت تین میزوں پر ایک ایک آدمی اور ایک کونے والی میز پر ایک لیڈی اور جنٹلمین بیٹھے ہوئے تھے۔ لیڈی کے ایک ہاتھ میں گلاس اور دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں سگریٹ ہولڈر پھنسا ہوا تھا جس سے ہلکا ہلکا دھواں نکل رہا تھا۔ مجھ سے نگاہیں ملتے ہی وہ بولتے بولتے چپ ہو گئی۔ گلاس سے ایک گھونٹ لے کر اپنے ساتھی سے زیرلب کچھ کہا اور اس نے گردن گھما کر پہلے دیوار گھڑی کی طرف اور پھر میری طرف دیکھا۔ اسی وقت ویٹر نے ہمارے سامنے ڈرنکس کی ٹرے رکھ دی اور میں اس طرف متوجہ ہو گیا۔ مجھے لیڈی کے اشارے پر مرد کا اپنی طرف اس احتیاط سے دیکھنا کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا لیکن دونوں میں سے ایک کو بھی پہلے کہیں دیکھنا یاد نہیں آ رہا تھا۔ ہنٹرس نے گلاس اٹھا کر میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "وکی کس صحت کا جام پرپوز کروں؟"

میں نے اس کے گلاس سے ملاتے ہوئے کہا۔ "تمہاری صحت کا بریڈ---- تم نے بشپ کو میرا راز داں دوست بنا دیا اور تم خیر کافی عقلمند ہو اور مجھے تمہاری زندگی عزیز ہے۔" مسکرا کر بولا۔ "تھینکس فار کمپلی منٹس---- لیکن ہم اجیتا کی صحت کا جام پی رہے ہیں۔ کیری آن" میں نے گلاس ہونٹوں سے لگا لیا۔ وہ بھی پینے لگا۔ میں نے ایک گھونٹ لے کر گلاس منہ سے ہٹائے بغیر کہا۔ "بریڈ اس لیڈی کو پہچانتے ہو----؟" مسکرا کر کہنے لگا۔ "تعارف کراؤ پہچاننے لگوں گا۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے دو تین گھونٹ لے کر گلاس خالی کیا اور میز پر رکھتے ہوئے بولا۔ "جلدی ختم کرو ٹرین آنے والی ہے۔ بل تو تمہیں ادا کر رہے ہو نا؟" میں نے ایک سانس میں گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "ظاہر ہے---- ویٹر----!"

ویٹر "یس سر" کہہ کر آگے بڑھا اور ہمیں اٹھتے دیکھ کر بل دے دیا۔ میں نے اسکو پے منٹ کیا اور سگریٹ سلگا کر دونوں دروازے کی طرف چل دیئے۔ کونے میں بیٹھے ہوئے جوڑے نے ایک بار پھر میری طرف دیکھا۔ اس مرتبہ ہنٹرس نے بھی نوٹ کیا۔ پلیٹ فارم

پر آتے ہی کہنے لگا۔ "وکی یہ لوگ تمہیں جانتے ہیں کیا؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "میرے جاننے والے مجھے دیکھنے کے بعد خاموش نہیں رہ سکتے کیپٹن۔" ہنٹرس کندھے اچکا کر رہ گیا۔

بمبئی میل دندناتا ہوا اسٹیشن میں داخل ہوا انجن ہمارے سامنے سے گزرا تو اس کی رفتار سے ایسا محسوس ہوا جیسے اس ٹرین کو یہاں رکنا ہی نہیں ہے لیکن تین چار بوگیاں گزرنے کے بعد فرسٹ سیکنڈ کلاس کمپارٹمنٹس ہمارے سامنے پہنچے تو ویکیوم اور بریکس کی ہلکی سی آواز کے ساتھ گاڑی ایک دم رک گئی۔ دروازے کھلنے لگے اور ہم سے چھ سات قدم کے فاصلے پر لیڈیز فرسٹ کلاس سے کینتھ اور اجیتا نمودار ہوئیں۔ میں "ہیلو" کہہ کر تیزی سے آگے بڑھا اور اجیتا کو نمستے کیا۔ ہنٹرس نے ہیٹ کو چھو کر گڈ ایوننگ کہا۔ قلیوں نے سامان باہر نکالا اور آخری سوٹ کیس اور اٹیچی لے کر اترنے والا ایک گوانی ملازم تھا۔ جو غالباً" کینتھ بمبئی سے ساتھ لے کر آئی تھی۔ باہر نکل کر سوٹ کیس اور ہولڈال وغیرہ کار کے لگیج بکس میں رکھوائے اور ہنٹرس نے ہمیں ہوٹل تک ڈرائیو کیا۔ میں راستے میں کینتھ اور اجیتا سے رسمی مزاج پرسی اور متعلقین کی خیر و عافیت کے سوا کوئی بات نہ کر سکا۔ ہوٹل پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد کھانے کا وقت ہو گیا اور اس وقت ہنٹرس بھی میز پر ہمارے ساتھ تھا اس لئے گفتگو کا زیادہ رخ کینتھ کی طرف رہا۔ کیونکہ کینتھ کے متعلق ہنٹرس بہت کچھ جانتا تھا اور اجیتا سے میرے کسی رشتے یا تعلق کے بارے میں وہ بالکل تاریکی میں تھا اور میں اب اس کی معلومات میں مزید اضافہ کرنا مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد میں اسکو بار میں لے گیا۔ جین نے اس کو دیکھ کر مبارکباد دی۔ میں نے اس کے تعاون کا شکریہ ادا کر کے ڈرنکس کا آرڈر دیا اور دونوں کاؤنٹر پر کھڑے کھڑے پیتے رہے۔ پندرہ بیس منٹ بعد میں نے پے منٹ کیا اور ہنٹرس کو لے کر باہر نکلا۔ کار کی چابی دیکر صبح آٹھ بجے واپس آنے اور کرنل بشپ کو مطمئن کرنے کی تاکید کر کے خدا حافظ کہا اور لفٹ کے ذریعے اجیتا کے اپارٹمنٹ میں پہنچا۔

یہاں وہ اس وقت تنہا تھی۔ کینتھ اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔ اس کا ملازم ویلیٹ روم میں تھا۔ اجیتا نے اٹھ کر دروازہ بند کیا اور مسکرا کر بانہیں پھیلا دیں۔ دوسرے لمحے وہ میری آغوش میں تھی---- میں نے اس کو گود میں اٹھا کر صوفے پر بٹھایا تو اس کی سانسوں میں مجھ سے بھی کہیں زیادہ شراب کی خوشبو تھی۔ میں نے متعجب ہو کر اس کی آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اجیتا تم پینے لگیں---- کب سے----؟" اس نے نگاہیں جھکا کر میرے سینے پر سر رکھ دیا۔ میں اس کے بالوں میں انگلیاں پھراتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد سر اٹھا کر کہنے لگی۔ "کرن اب زندہ رہنے کے لئے اس کے سوا کوئی سہارا نہیں---- بتاؤ میں کیا کروں؟"

"ٹھیک ہے پریتما----" میں نے اس کو چوم کر کہا لیکن مجھے تمہارے پینے پر صدمہ پہنچا۔ حالانکہ میں خود بہت زیادہ پیتا ہوں۔" اس کے ہونٹوں پر افسردہ سی مسکراہٹ ابھری اور غائب ہو گئی۔ "اب میرے پاس کیا رہ گیا ہے کرن---- گجو کی موت---- جس طرح بھی ہوئی ہو گئی۔ میں نے تمہاری محبت میں اس کو خاموشی سے برداشت کر لیا۔ اب تم بھی نہ رہے تو کیا رہا؟ پشیما تاپ' بیوگی' محرومی---- دوہرے دوہرے زخم---- تم ہمارے ہاں مسکراہٹیں لے کر آئے اور آنسو دے کر چلے گئے۔ ہمیں مٹا کر مٹ گئے---- یا مٹ کر ہمیں مٹا گئے۔ بات ایک ہی ہے---- میرے زخموں کا علاج اب شراب ہی ہے پریتم---- اس سے مجھے سکون ملتا ہے---- اور تم اپنے ہاتھ سے پلاؤ تو اور بھی سکون ملے گا۔ پلاؤ کرن۔"

اس کی باتوں سے میرے دل پر چوٹ لگی اور آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے اسے زور سے بھینچ لیا۔ آنسو ٹپک کر اسکی گردن پر گرے تو چونک کر میرے چہرے کی طرف دیکھا۔ "تم رو رہے ہو کرن؟" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ میں نے آستین سے آنکھیں پونچھیں اور مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "نہیں اجیتا---- آؤ تمہیں اپنے ہاتھ سے پلاؤں۔ بتاؤ کہاں رکھی ہے----؟" وہ میرا منہ چوم کر علیحدہ ہوتی ہوئی بولی۔ "میں خود لاتی ہوں کرن۔" میں اسے سنگھار میز کی طرف جا کر سوٹ کیس سے اسکاچ کی بوتل اور گلاس نکالتے ہوئے دیکھتا رہا۔ کوٹ اتار کر ہینگر پر ڈالا تھا کہ وہ آ گئی اور بوتل اور گلاس ٹیبل پر رکھ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ میں نے کھڑے کھڑے بوتل اٹھا کر دونوں گلاسوں میں انڈیلی اور ایک اس کے ہاتھ میں دے کر صوفے پر ٹکتے ہوئے کہا۔ "ہماری غیر فانی محبت کے نام۔" اس نے مسکرا کر گلاس ٹکرایا اور ہونٹوں سے لگا لیا۔ ایک جام پی کر دوسرا بھرنے لگی تو میں نے گلاس اٹھا کر ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔ "صبح تک کافی ہے ہاں اب بتاؤ کیا میں نے بمبئی میں تم سے کہا تھا۔ میں تمہارے لئے محل تعمیر کرا سکتا ہوں۔ واپس نہ جاؤ---- اور اگر جا رہی ہو تو بیماری کا بہانہ کر کے پھر چلی آؤ----؟" اس نے سرک کر میرے کندھے پر سر رکھ دیا اور کہنے لگی۔ "مجھے یاد ہے کرن---- لیکن میں پاراگڑھ کس طرح چھوڑ سکتی ہوں جاگیر کا انتظام کون کریگا۔"

"جاگیر ترک کر دو----" میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔ "میں تمہاری جاگیر ہوں۔ صرف حصہ داروں کی پرواہ نہ کرنا۔ میں دولت مشترکہ ہوں۔ تم چاہو تو برٹش کامن ویلتھ بھی سمجھ سکتی ہو۔"

وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ "گوارا ہے کرن---- ایسا ہونا بھی چاہئے مجھے یاد ہے تم دوسری مرتبہ پاراگڑھ آئے تو ہرہائی نس نے مہاراجہ سے کہا تھا کرن کی زبان مغل شہزادوں جیسی ہے۔ میں سمجھتی ہوں تمہاری محبت بھی مغل----" میں نے اس کے منہ پر ہاتھ

رکھ دیا اور وہ ہنس کر رہ گئی۔ میں نے کہا۔ "اجیتا اب تم میرے ساتھ رہو گی۔۔۔ جب تک میں یہاں ہوں۔"

اس نے گلاس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ایک ہفتے سے زیادہ نہیں کرن۔" میں نے "اوکے" کہہ کر دونوں گلاسوں میں انڈیلی اور ایک گلاس اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ ایک گھونٹ لے کر بولی۔ "تم نے سروج کے متعلق ابھی تک کچھ نہیں پوچھا کرن۔"

میں نے گلاس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "اجیتا گہرے زخم کو نہیں چھیڑا کرتے۔ اگر میرے لئے یہ ممکن ہوتا کہ سروج کا ذکر کر سکوں تو پہلے اسی کا نام زبان پر آتا اور اس کے ساتھ یہ۔۔۔" میں نے جیب سے کینتھ کا لایا ہوا فوٹو نکال کر اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ "کیا یہ مجھے دیوانہ کر دینے کے لئے کافی نہیں ہے۔" اس نے فوٹو میری جیب میں سرکا دیا اور آبدیدہ ہو کر کہنے لگی۔ "آئم سوری کرن۔" واقعی مجھے یہ ذکر نہیں چھیڑنا چاہئے تھا۔ ارے ہاں۔" اس نے بات کا رخ بدلا۔ "ونمالا کنسن ٹریشن کیمپ سے فرار ہو گئی۔" میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ "ونمالا کنسن ٹریشن کیمپ؟ میں نہیں سمجھا ڈیر۔" اس نے گھونٹ لے کر کہا۔ "میری دیورانی' کرن۔۔۔ ہنس راج کی جرمن وائف۔" اس نے پھر گلاس منہ سے لگا لیا۔

اب میری سمجھ میں تمام واقعہ آگیا۔۔۔ "اوہ!" میری زبان سے نکلا "لیکن یہ کیسے ممکن ہے' کون سے کیمپ میں تھیں وہ؟" اجیتا نے گلاس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم نہیں اتنا جانتی ہوں ہنس راج اس کی ضمانت دینے کے لئے دہلی اور بمبئی کی بھاگ دوڑ کر رہے تھے اسی دوران چند انگریز فوجی افسر پارا گڑھ آئے اور ان سے معلوم ہوا کہ وہ کنسن ٹریشن کیمپ سے کسی دوسری جگہ لے جائی جا رہی تھی کہ غائب ہو گئی۔ مشکل ہنس راج کی ہے ایک طرف بیوی کو تلاش کر رہا ہے دوسری طرف برٹش کو یقین دلانے کی کوشش کر رہا ہے کہ اس فرار میں اس کا ہاتھ نہیں۔" میں نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔۔۔ کتنا عرصہ ہوا اس کو فرار ہوئے؟"

"تقریباً" دو ماہ۔" اس نے جواب دیا۔ "تم پارا گڑھ پہنچے اس سے پہلے کی بات ہے۔۔۔ خیر اٹھو۔۔۔ اب نیند آ رہی ہے۔" وہ اٹھ کر کلوک روم کی طرف چلنے لگی۔ صوفے اور میز کے درمیان سے نکلتے ہی اس کے قدم ڈگمگا گئے۔ میں نے جھپٹ کر گرتے گرتے تھام لیا اور گود میں اٹھا کر کلوک روم کے دروازے پر نیچے اتارتے ہوئے کہا۔ "اجیتا سمجھ میں نہیں آتا تم جیسی نازک اندام جو چار اونس وسکی کے وزن سے تین قدم چلنے میں لچک کر رہ جاتی ہے۔ ایک سو اسی پونڈ کے کرن کو کس طرح اٹھا لیتی ت۔" اس نے ہنس کر کہا۔ "ابھی سمجھاتی ہوں۔" ذرا ڈگمگائی اور کلوک روم میں داخل ہو گئی۔ میں ۔ٹ سلگایا اور پلٹ کر مسہری کی طرف چل دیا۔

صبح سوا آٹھ بجے ہنٹرس کار لے کر پہنچا تو میں کیتھ اور اجیتا کے ساتھ چائے پی رہا تھا۔ لیڈیز کو گڈ مارننگ اور ہاؤ ڈو یو ڈو کرنے کے بعد اس نے میری طرف دیکھ کر زیر لب "بک اپ" کہا۔ میں نے اٹھ کر اس کو سگریٹ دیا۔ اجیتا نے شام کو پھر آنے کا وعدہ کر کے اجازت طلب کی اور ہنٹرس کے ساتھ چل دیا۔

ہیڈ کوارٹرس میں داخل ہوئے تو نو بج چکے تھے۔ بنگلے کی طرف ٹرن لیتے ہی میری نظر کرنل بشپ پر پڑی۔ وہ اپنے بنگلے سے نکل کر دفتر جانے والی سڑک پر گھوم چکے تھے۔ ہماری طرف ان کی پشت تھی۔ میں نے ہنٹرس کے بازو کو ٹھوکا دیا۔ اس نے دائیں طرف گردن گھما کر دیکھا اور کرنل پر نظر پڑتے ہی بریک لگا دیا۔ وہ آگے بڑھ کر برآمدے کی سیڑھیاں طے کر کے سنتری کا سلام لیتے ہوئے دفتر میں داخل ہو گئے۔ ہنٹرس نے تھینک گاڈ کہہ کر گیئر لگایا اور دو تین ٹرن لے کر گاڑی بنگلے کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔ دس بجے شیو اور غسل سے فارغ ہو کر میں دفتر پہنچا تو ہنٹرس برآمدے میں ٹہل رہا تھا۔ میں نے سیلوٹ کیا تو کہنے لگا۔ "اولڈ بوائے ذرا زیادہ مصروف ہے۔ تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑیگا۔" میں اوکے کہہ کر اس کے ساتھ برآمدے کی پیمائش کرنے لگا۔ چند منٹ بعد اندر سے گھنٹی بجنے کی آواز آئی۔ اردلی سارجنٹ پردہ اٹھا کر اندر داخل ہوا اور دوسرے ہی لمحے باہر نکل کر بولا۔ "کیپٹن ہیرس پلیز۔" میں نے اندر جا کر سیلوٹ کیا۔ کرنل نے دو انگلیوں سے سلام کا جواب دے کر کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ میں تھینک یو سر کہہ کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ منہ سے پائپ نکالتے ہوئے بولے۔ "میں نے تمہیں آتے ہوئے دیکھا تھا وکی۔۔۔ تمہاری دونوں دوست خیریت سے پہنچ گئی نا؟"

میں نے اس تمہید سے خائف ہو کر مودبانہ لہجے میں کہا۔ "جی ہاں وہ ٹھیک ہیں شکریہ۔" سنجیدہ ہوتے ہوئے کہنے لگے۔ "وکی مس کینتھ سے میں کسی حد تک واقف ہوں لیکن یہ تمہاری۔۔۔ آئی مین۔۔۔ کینتھ کی ہدشنٹ کون ہے؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "سر کیا یہ کافی نہیں کہ وہ میری دوست ہے۔"

پائپ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "کافی ہے اور میں تم پر پورا۔۔۔ دوسرے تمام آفیسرز سے زیادہ اعتماد رکھتا ہوں لیکن مشکل یہ ہے کہ تم اموشنل ہو اور۔۔۔"

"سر۔" میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "آپ مجھے معاف فرمائیں۔ میں فرض کی راہ میں جذبات اور دوستانہ تعلقات کو حائل نہیں ہونے دیتا۔" اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولے۔ "دیٹس رائٹ۔۔۔ لیکن ہیلن کے معاملے میں تم نے مجھے فیصلہ بدلنے پر مجبور کیا۔" میں نے کہا۔ "نو سر' میں آپ کو پہلے بتا چکا تھا کہ میں نے اس کو معافی دلانے کا وعدہ کیا ہے۔۔۔ اور میں سمجھتا ہوں وعدہ بھی فرض ہی کی حیثیت رکھتا ہے بہر کیف کیا آپ مجھے بتانا پسند نہیں کریں گے کہ میری اس دوست سے ان تمام باتوں کا کیا

تعلق ہے------؟" وہ مسکرا کر بولے۔ "میرا خیال ہے وہ کسی اریسٹو کریٹ"
میں نے ان کا جملہ پورا ہونے سے پہلے کہا۔ "آپ کا خیال صحیح ہے سر---- اور اگر اطلاع ہے تو اطلاع بھی غلط نہیں---- وہ ایک رولنگ چیف کی بیوہ اور ایک ہزہائی نس کی بھانجی ہے۔"
ہنس کر کہنے لگے۔ "اور ایک کیپٹن کی ہونے والی بیوی ہے؟" میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "نو سر نہ وہ کسی کیپٹن کی ہونے والی بیوی ہے۔ نہ یہ کیپٹن کسی کا ہونے والا شوہر ہے اور اب جبکہ میں آپ کی معلومات میں کافی اضافہ کر چکا ہوں----" وہ پائپ والے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "میں بھی تمہاری معلومات میں اضافہ کروں گا۔ صرف یہ بتا دو کیا تمہاری یہ دوست کسی ایسے پرنس کی رشتہ دار ہے جس کی بیوی جرمن ہے----؟" یقین رکھو یہ میرے اور تمہارے درمیان ہے۔"
میں نے کہا۔ "وہ جرمن لیڈی اس کے شوہر کے بھائی کی بیوی ہے اور کنسن ٹریشن کیمپ سے فرار ہو چکی ہے۔"
مسکرا کر سر ہلاتے ہوئے بولے۔ "یہ اسی نے بتایا تمہیں۔" میں چیف کی حماقت پر مسکرا دیا---- لیکن دوسرے ہی لمحے وہ پلکیں جھپکاتے ہوئے بولے۔ "ویل کمبر بوائے---- یا تو تمہاری دوست تم پر بے حد اعتماد رکھتی ہے یا پھر تمہیں اعتماد میں لینے کی کوشش کر رہی ہے۔" میں نے کہا۔ "آپ کا خیال صحیح ہے سر---- دوسرا---- میرا مطلب ہے اگر آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ اس جرمن لیڈی کی نقل و حرکت سے واقف ہے اور اس کو کور دینے کے لئے یہاں آئی ہے تو پھر آپ اس کو غلط سمجھ رہے ہیں۔ وہ اتنے بڑے جرم کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔" جھینپ کر بولے۔ "مجھے افسوس ہے وکی---- میرا یہی خیال تھا۔" میں نے کہا۔ "سر اگر آپ کا خیال ایک فیصد بھی صحیح ہے تو یقین فرمائیے وہ آپ سے بچ کر نہیں جا سکتی۔" بولے۔ "وکی مجھے تم سے یہی توقع ہے---- ناؤ فار یور انفارمیشن---- یہ مجھے ابھی تمہارے آنے سے نصف گھنٹہ پیشتر وائرلیس پر بتایا گیا ہے---- اوکے---- اس کا ذکر کسی سے نہیں آنا چاہئے۔ کیپٹن ہنٹرس سے بھی نہیں۔ جاؤ اس کو اندر بھیج دو۔" انہوں نے مسکرا کر ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے مصافحہ کیا تو ہاتھ کو جھٹکا دیتے ہوئے بولے۔ "مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے۔" میں نے تھینک یو سر کہہ کر سلیوٹ کیا اور باہر نکل گیا۔

چیف بوائے نے اعلیٰ افسر ہونے کے باوجود مجھے دوستانہ مراعات دیں۔ انہوں نے وائرلیس کے پیغام کی بنیاد پر ایک ہفتے کے لئے گرینڈ ہوٹل میں ایک کمرہ میرے نام پر بک کرا دیا اور میں اسی شام ایک سوٹ کیس میں اپنی ضروریات کی تمام چیزیں لے کر مستقل طور پر وہاں رہنے کو چلا گیا۔ رات کو کھانے پر کیتھ سے ملاقات ہوئی تو میں نے تنہائی ملتے

ہی اس کو اپنے کمرے کا نمبر بتا کر ڈپلی کیٹ چابی دے دی۔ کھانے کے دوران اجیتا نے کیتھ کی موجودگی میں بے تکلف کاکٹیک پی۔ میں نے حتی الامکان اس کو دو تین پیگ تک محدود رکھنے کی کوشش کی لیکن وہ انجام کی پروا کئے بغیر پیش پیش رہنا چاہتی تھی۔ دوسری طرف کیتھ جو اس نو آموز کی کی حیثیت سے واقف تھی مصلحتاً اس کو مسلسل ترغیب دلائے جا رہی تھی۔ میں تصور میں اجیتا کو لڑکھڑا کر گرتے اور کیتھ کو اسے اٹھا کر گٹھڑی کی طرح مسہری پر پھینکتے دیکھ رہا تھا۔ میں خود بھی کیتھ کو شہر کی سیر کرانے کے موڈ میں تھا لیکن آج مجھے اجیتا سے ونمالا کے سلسلے میں بات کرنا تھی۔ اس لئے آخر جب وہ تیسری مرتبہ اپنے گلاس میں انڈیلنے لگی تو میں نے ہاتھ بڑھا کر گلاس میز سے اٹھا لیا۔ اجیتا اس وقت اس حد تک متاثر ہو چکی تھی کہ اس کو گلاس نہ ہونے کا ذرا ہوش نہ تھا۔ وہ میز پر انڈیلے جا رہی تھی۔ شراب کے چھینٹے اس کی ساڑھی پر پڑنے لگے تو میں نے ویل ڈن اجیتا کہہ کر بوتل اس کے ہاتھ سے چھین لی۔ اس نے "پلیز ڈارلنگ کہہ کر میری طرف دیکھا اور ہچکی کے ساتھ جھٹکا کھا کر کرسی کی پشت گاہ سے کمر لگا دی۔ میں نے اٹھتے اٹھتے کیتھ کی طرف دیکھا اور اجیتا کو سہارا دے کر اٹھایا۔ وہ بالکل نڈھال ہو چکی تھی ٹانگیں اس کا وزن سہارنے سے قاصر تھیں۔ کیتھ نے اٹھ کر دوسری طرف سے تھاما اور دونوں نے مل کر اس کو مسہری پر تکئے کے سہارے بٹھایا۔ سر پر ہاتھ پھراتی ہوئی مسکرا کر بولی۔ "آج کچھ تیز تھی کرن۔" میں نے پانی کا گلاس اٹھا کر سامنے کرتے ہوئے کہا۔ "پانی پو---- تیز نہیں تھی تم زیادہ پی گئیں۔ نیٹ پی گئیں اور تیزی سے پی گئیں۔" اس نے دو تین گھونٹ پانی پیا اور کہنے لگی۔ "اب مجھے سو جانا چاہئے۔ ایں نا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "اور کیا کر سکتی ہو----؟" مسکرا کر پیر پھیلاتی ہوئی بولی۔ "ٹھیک ہے کرن تمہاری کیتھ اب میری بھی عزیز دوست ہے اور خیر---- باہر نہ جانا۔" کیتھ نے اس کے جسم پر سوزنی ڈالتے ہوئے کہا۔ "ہم یہیں بیٹھے ہیں اجیتا دیوی آپ بے فکر ہو کر سو جائیں۔" اس نے مسکر کر شب بخیر کہا اور آنکھیں بند کر لیں۔

کیتھ میرا بازو تھام کر صوفے کی طرف چل دی اور بوتل کی طرف اشارہ کیا۔ جس میں نصف سے کچھ زیادہ باقی تھی۔ میں نے کھڑے کھڑے گلاسوں میں انڈیلی اور دونوں پھر پینے لگے۔ تھوڑی دیر میں اجیتا ہلکے ہلکے خراٹے لینے لگی۔ میں نے کیتھ کے کان کے پاس منہ لے جا کر کہا۔ "سچ کہنا---- اجیتا تمہیں چانس دے رہی ہے یا تم نے خود چانس لیا؟" پلٹ کر بولی۔ "وکی کہیں تم یہ تو نہیں کہنا چاہتے میں نے کوئی ٹرک کیا----؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس نے گلاس میز پر رکھ دیا اور اپنے بیڈ روم کی طرف چلنے کا اشارہ کرتی ہوئی بولی۔ "آؤ بتاتی ہوں۔" میں خاموشی سے اس کے ساتھ چل دیا۔ بیڈ روم میں پہنچتے ہی کیتھ نے دروازہ بند کر کے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "انیلی

جنس برانچ کے انٹیلی جینٹ کیپٹن یہاں پہنچنے کے بعد کل شام سے اب تک تم سے بات کرنے کے لئے صرف پانچ منٹ کی تنہائی نہ مل سکی حالانکہ مجھے جو کچھ کہنا ہے۔"

"کہہ ڈالو۔" میں نے ہنس کر اس کا قطع کلام کیا۔۔۔۔ "گالیاں بھی دے سکتی ہو لیکن ڈارلنگ میری مجبوری ملحوظ رہے۔ یہ پری پیکر تم نے خود اپنے پٹارے سے برآمد کی ہے۔" مسکرا کر بولی۔ "دیٹس آل رائٹ وکی۔ میں اس کی شکایت نہیں کر رہی۔۔۔۔ نہ پانچ منٹ میں تم مجھے کمپن سیٹ کر سکتے ہو یہ۔۔۔۔" میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر گھسیٹتے ہوئے پھر بات کاٹی۔ "اب صبح تک میں تمہارا اردلی سارجنٹ ہوں لیو۔۔۔۔ اجیتا۔۔۔۔" اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ڈیم اٹ وکی۔۔۔۔ تمہاری طبیعت گناہوں سے اس قدر آلودہ ہو چکی ہے کہ اس سے ہٹ کر سوچ ہی نہیں سکتے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا وعظ فرمانے کے موڈ میں ہو؟ اوکے گو اہیڈ۔۔۔۔ پاک کرو مجھے۔" وہ ہنس دی۔ "تم ڈرنک ہو وکی۔۔۔۔ تم نشے میں ہو مجھے کچھ نہیں کہنا۔" میں نے اس کو گھسیٹ کر چوم لیا۔ "مجھے تم سے بہت بہت کچھ کہنا ہے۔۔۔۔ اور میں صرف تمہارے نشے میں ہوں۔"

ایک گھنٹے بعد ہم اجیتا کو دیکھنے کے لئے اس کے کمرے میں آئے تو وہ اسی کروٹ پڑی ہوئی سو رہی تھی۔۔۔۔ میں نے کیتھ کی طرف دیکھ کر بوتل اٹھائی اور گلاسوں میں انڈیلنے لگا۔ کیتھ نے اپنا گلاس اٹھا کر اجیتا کی طرف اشارہ کیا اور مسکرا کر پینے لگی۔ میں نے گلاس اٹھاتے اٹھاتے مسہری کی طرف دیکھ کر کہا۔ "صبح جاگنے پر اجیتا ٹھیک ہی ہوں گی نا؟" منہ سے گلاس ہٹائے بغیر جواب دیا۔ "یقیناً بالکل ٹھیک ہوں گی۔" آخری لفظ ادا کرنے میں شاید کوئی قطرہ سانس کی نالی میں چلا گیا اور کھانسنے لگی۔ اس نے گھبرا کر منہ پر ہاتھ رکھنا چاہا لیکن اس سے پہلے کہ کھانسی پر قابو پا سکے' اجیتا کی آنکھ کھل گئی اور اس نے گردن گھما کر ہماری طرف دیکھا۔ کیتھ نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ "آئم سوری اجیتا دیوی۔ میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا۔" اجیتا نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کوئی بات نہیں ڈارلنگ پھر سنبھل کر بیٹھنے لگی۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دباتے ہوئے کہا۔ "اٹھو نہیں اجیتا نیند اڑ جائے گی۔" پیشانی پر ہاتھ پھراتی ہوئی مسکرا کر بولی۔ "کرن شکریہ تم میرے لئے ابھی تک یہاں کھڑے ہو۔ میں تو سمجھی تھی میری آنکھ لگتے ہی میرے خیالات کی طرح گڈ مڈ ہو چکے ہو گے۔" کیتھ نے معنی خیز نظروں سے میری طرف دیکھا۔ اجیتا نے کروٹ لے کر سوزنی گھسیٹتے ہوئے کہا۔ "سو جاؤ کرن۔۔۔۔ صرف لائٹ آف کر دو پلیز۔" میں نے شب بخیر کہہ کر چلتے چلتے سوئچ پر ہاتھ مار دیا۔

صبح سات بجے چائے پینے کے بعد کیتھ نے کہا۔ "وکی سچ کہنا کیا تمہارا چیف تمہاری کارکردگی سے مطمئن ہے۔۔۔۔؟" میں نے سگریٹ کا دھواں اس کے منہ پر چھوڑتے

ہوئے کہا۔ "تمہارا کیا خیال ہے۔۔۔۔؟" مسکرا کر کہنے لگی۔ "مجھے کچھ شک ہے۔ رات کو میں تم سے کچھ کہنا چاہتی تھی۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ بولی۔ "تم نے اسے مذاق میں اڑا دیا۔ اگر تم غیر معمولی طور پر ذہین ہوتے تو خیر اسے چھوڑو اب غور سے سنو میں ایک نہایت اہم راز کا انکشاف کرنے جا رہی ہوں۔ تمہیں معلوم ہے اجیتا کبھی شراب نہیں پیتی تھی۔ اب کیوں پینے لگیں۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "میں ان کا پرائیویٹ سیکرٹیری کبھی نہیں رہا۔۔۔۔ یہ سوال مجھ سے کیوں؟" بولی۔ "اس لئے کہ تم جانتے ہو اور میں بھی جانتی ہوں کہ تم ان کے پرائیویٹ سیکرٹری نہیں سیکنڈ ان کمانڈ ہو۔ انہوں نے چند روز پہلے۔۔۔۔" میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ڈیئر میرے لئے وہ پینے سے پہلے بھی اجیتا ہے اور پینے کے بعد بھی اجیتا ہے۔ پوائنٹ کی بات کرو پلیز۔"

"بہتر ہے۔" اس نے زچ ہو کر کہا۔ "ونمالا کو تو اچھی طرح جانتے ہو۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ "اجیتا کے ان لاکی جرمن وائف۔۔۔۔ راؤنڈ اپ ہونے کے بعد فرار ہو گئی اور ابھی گرفتار نہیں کی جا سکی۔ یہی نا؟"

"یہی" اس نے مسکرا کر کہا لیکن بات یہاں ختم نہیں ہوتی۔ میں اس سے آگے بھی بہت کچھ جانتی ہوں لیکن پہلے یہ بتاؤ۔۔۔۔ اگر وہ تمہیں مل جائے تو تمہارا طرز عمل کیا ہو گا۔۔۔۔؟" اس نے پوچھا۔

"میں اس کو گرفتار کر کے کنسن ٹریشن کیمپ بھجوا دوں گا اور پندرہ دن کے اندر اندر میجر بن جاؤں گا۔" کیتھ نے مسکرا کر نفی میں سر ہلا دیا۔ "مجھے یقین نہیں۔۔۔۔ وہ قریب قریب تمہاری رشتہ دار ہے۔ عورت ہے خوبصورت ہے۔۔۔۔ یعنی تمہاری کمزوری ہے۔۔۔۔ تم ان تمام چیزوں سے منہ نہیں موڑ سکتے۔" میں نے جل کر کہا۔ "تم بے وقوف ہو۔۔۔۔ میرے متعلق تم سے زیادہ جاننے والی عورت اس زمین پر نہیں ہے۔ اس کے باوجود تم ایسا کہہ رہی ہو۔ جس عورت سے میرے بزنس ریلیشنز نہ ہوں میں اسے شیخ دینار بن الریال القرصی کی حرام سرا میں بھیجنے کے سوا ہر سزا دے سکتا ہوں۔ اگر وہ مجرم ہے۔" اس نے مسکرا کر ہاتھ بڑھا دیا۔ "ورڈ آف آنر دو۔" میں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "مائی ورڈ آف آنر۔۔۔۔ میں کسی حالت میں ایکسی لنسیز کی اعتماد شکنی نہیں کروں گا۔"

"تھینک یو ڈارلنگ۔" اس نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "تم نے خود کو بچا لیا اور۔۔۔۔ نہ جانے کس کس کو بچا لیا۔۔۔۔ لیکن اجیتا کو بچانے کی کوشش نہ کرنا۔ وہ اس دلدل میں دھنس چکی ہے۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "کیا دیدہ دانستہ؟" وہ بولی۔ "نہیں اسے بلیک میل کیا گیا ہے۔ ہنس راج کو ہیبت خان نے تمہارے اور اجیتا کے

تعلقات کے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے اور یہ کہ گجراج کی موت حادثے سے واقع نہیں ہوئی بلکہ اجیتا نے اسے قتل کرایا۔ اس کی اسی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ــــــ"

"ایک منٹ۔" میں نے اسے روکتے ہوئے کہا۔ "گجراج' رشی کے حادثے کے بعد کار ایکسی ڈنٹ میں۔"

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔" اس نے میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے کہا۔ "اجیتا سیکنڈل سے ڈر گئی اور ونمالا کو سپورٹ کرنے کا وعدہ کر بیٹھی اسے معلوم ہے وہ کتنا بڑا جرم کر رہی ہے اور سخت پریشان ہے۔ پینے کا سلسلہ یہیں سے شروع ہوا ہے ــــ کیا اس نے ابھی تک تمہیں اصل واقعہ نہیں بتایا ــــ؟" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ بولی۔ "خیر اب نازک ترین لمحہ قریب ہے۔ ونمالا اور اجیتا کے درمیان رابطہ قائم ہو چکا ہے اور وہ دو تین دن میں کلکتہ پہنچنے والی ہے۔ یہ ملاقات کہاں ہو گی۔ مجھے معلوم نہیں لیکن اس کے بعد اجیتا اگر پکڑی نہ گئی تو دوسرے روز ہی واپس ہو جائے گی۔ وہ صرف اس کو روپیہ فراہم کرنے آئی ہے۔" اس کی باتیں سن کر میرا دماغ چکرا گیا۔ کئی منٹ کچھ نہ بول سکا۔ کیتھ غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھتی رہی۔ ونمالا میرے لئے پرکاہ کی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ اس کے لئے میرے دل میں ہمدردی کا شائبہ تک نہ تھا لیکن اجیتا؟ اجیتا میری روح کا ایک حصہ تھی۔ اس نے میرے لئے پہلے ہی اتنی بڑی قربانی دی تھی۔ جس کی مثال مشکل سے مل سکتی تھی اور اب ــــ اب تو اس پر تباہی میری ہی وجہ سے آئی تھی۔ اس کے لئے جان دے دینا میرے لئے امر ہو جانے کے مترادف تھا۔ میں نے ایک خاص فیصلے پر پہنچ کر سر اٹھایا اور کیتھ سے سوال کیا۔ "تمہیں یہ سب کس نے بتایا ــــ؟" وہ بولی۔ "نیور مائنڈ ــــ تمہیں معلوم ہو گیا اور یہ کافی ہے۔" میں ہنس دیا۔ "ڈارلنگ تم مجھے سب کچھ بتا کر اس محسن کا نام چھپانا چاہتی ہو جس کا مجھے اور تمہیں دونوں کو ممنون ہونا چاہئے۔" مسکرا کر بولی۔ "مسٹر ولسن نے اور اب پلیز کوئی سوال نہ کرنا۔" میں تھینک یو کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور اجیتا کے کمرے کی طرف چل دیا۔

دوپہر کو لنچ کے لئے تیار ہو کر اجیتا کے پاس پہنچا تو کیتھ شہر جانے کے لئے تیار ہو رہی تھی۔ میں نے اس کو اپنی کار کی چابی دے کر پانچ بجے شام سے پہلے واپس آنے کی تاکید کی اور دروازہ بند کرنے کے لئے اٹھا۔ کاریڈور میں آتے ہی کار کی چابی واپس لے کر جیب میں ڈالی اور ہوٹل سے باہر جانے کے بجائے اپنے کمرے کا نمبر بتا کر گڈ بائی کہا اور دروازہ بند کر کے اجیتا کے پاس پہنچ گیا۔ وہ اس وقت شگفتہ نظر آ رہی تھی اور ہنس ہنس کر رات کو بہک جانے پر ندامت کا اظہار کر رہی تھی۔ کھانے کے دوران اس نے میرے ساتھ پھر اسکاچ کے دو تین پیگ پیے۔ کھانا ختم ہوتے ہوتے وہ پھر اسی طرح مخمور ہو چکی تھی۔ واش بیسن کی طرف جاتے ہوئے اس کے قدم ڈگمگا رہے تھے۔ میں نے اس کو تھام

کر صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "شراب تمہارے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتی اجیتا اور اب تو میں ہر وقت تمہارے ساتھ ہوں نہ پیا کرو۔" اس نے گردن گھما کر میری طرف بھرپور نظروں سے دیکھا اور صوفے کی پشت گاہ سے کمر لگا لی۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں کرب کی گہری پرچھائیاں تھیں۔ کوئی جواب نہ ملنے پر میں نے سگریٹ سلگایا اور کش لگا کر آہستہ آہستہ اس کے منہ پر دھواں خارج کرنے لگا۔ اس نے مسکرا کر چہرے کے سامنے ہاتھ کرتے ہوئے کہا۔ "اچھی لگی ہے کرن ــــ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ بس ــــ اور تو کوئی بات نہیں ــــ" میں نے ہنس کر کہا۔ "بات تو ہے اجیتا ڈیر ــــ تم نہ بتاؤ تو اور بات ہے ــــ شاید تمہیں مجھ پر وشواس نہیں۔" اس نے آگے سرک کر میرے شانے تھام لئے۔ "کرن پلیز ــــ" اس نے قریب قریب چیخ کر کہا۔ میں نے اس کو گھسیٹ کر سینے سے لگا لیا اور کمر تھپکتے ہوئے کہا۔ "بولو ــــ اجیتا ــــ میری جان ــــ کچھ بتاؤ تو ــــ میں تمہارے لئے کیا نہیں کر سکتا؟" اس نے مجھے زور سے بھینچتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "کرن ڈارلنگ میں تمہیں تباہ نہیں کر سکتی ــــ اس لئے پلیز ــــ مجھے تنہا اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے دو۔" میں نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔ "اجیتا میرے اور تمہارے گناہ مشترک ہیں ــــ میں تمہارے ساتھ ہر سزا میں شامل رہنا چاہتا ہوں۔ مجھے بتاؤ وہ کونسا گناہ ہے اور اس یقین کے ساتھ بتاؤ کہ میں تباہ ہونے والا ہوتا تو اب تک تیس چالیس مرتبہ تباہ ہو چکا ہوتا ــــ" اس نے مسکرا کر میرا منہ چوم لیا اور سہمے ہوئے لہجے میں آہستہ آہستہ تمام واقعات بیان کر دیے۔ جو کیتھ کی کہانی سے مختلف نہ تھے۔ میں نے تمام تفصیلات سن کر اس کی کمر تھپتھپائی۔ "یہ تو کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ڈیئر ــــ صرف یہ بتاؤ تمہاری ملاقات کہاں طے پائی ہے؟ ونمالا تمہیں کب اور کس انداز میں ملنے آئے گی؟" اجیتا گھبرا کر پیچھے سرک گئی اور رحم طلب نظروں سے میری طرف دیکھنے لگی۔ "نہیں کرن ــــ مجھے ڈر لگتا ہے ــــ" میں نے ہنس کر کہا۔ "مجھ سے ڈر لگتا ہے اجیتا؟ خدا کے لئے اپنی اور میری حالت پر رحم کرو اور جلدی کرو ــــ یہ تعطل تم سے زیادہ میرے لئے سوہان روح ہے۔ اگر کیتھ آ گئی تو تمام کھیل بگڑ جائے گا۔ کم آن ــــ اسپیک اپ۔" اس نے ہونٹوں پر زبان پھرائی اور سہمے ہوئے لہجے میں بولنے لگی۔ "وہ کل شام کو آٹھ بجے والی پسنجر ٹرین سے تھرڈ کلاس زنانہ کمپارٹمنٹ میں برقع پوش مسلمان عورت کی حیثیت سے ہاوڑہ پہنچ رہی ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے ساتھ کوئی اور بھی ہو یہاں وہ ذکریا اسٹریٹ پر امجدیہ ہوٹل میں قیام کریگی۔ مجھے رات کو دس بجے اس سے ملنا ہے اور دس ہزار روپے اور کچھ غیر ملکی کرنسی دے کر چلا آنا ہے۔ رقم کی رسید اور خیریت سے پہنچ جانے کا خط لکھوا کر ہنس راج کو دینا ہے ــــ بس یہی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اب تم

بالکل محفوظ ہو اجیتا۔۔۔۔ فکر نہ کرو ہنس راج تمہیں بلیک میل نہیں کر سکے گا۔۔۔۔ یہ بتاؤ ونمالا کو یہاں کس نام سے پکارا جائے گا۔" وہ بولی۔ "اس کا نام مسعودہ بیگم ہو گا۔۔۔۔ لیکن شاید کمرہ کسی مرد کے نام پر ہو۔۔۔۔" میں نے ہاتھ بڑھا کر میز سے بوتل اٹھائی اور گلاسوں میں انڈیل کر ایک گلاس اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ تمہاری صحت کے نام۔" اس نے گلاس لے کر بلا تکلف پینی شروع کر دی۔ میں نے اپنا گلاس خالی کر کے اس کو صوفے سے اٹھایا اور مسہری پر لٹا کر کہا۔ "آرام سے سو جاؤ۔" اس نے مسمریزم کے معمول کی طرح آنکھیں بند کر لیں۔

میں نے دفتر کے سامنے گاڑی کا انجن بند یا اور اتر کر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ سارجنٹ نے سلیوٹ کر کے دروازے کا پردہ اٹھا دیا۔ میں نے اندر داخل ہو کر کرنل کو سلام کیا۔ کاغذات سے نظر اٹھا کر دیکھتے ہوئے بولے۔ "ہیلو وکی۔۔۔۔ کوئی خاص بات؟" میں نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "بیٹھ جاؤ۔" میں تھینک یو سر کہہ کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ انہوں نے گھنٹی بجا کر اردلی سارجنٹ کو دروازہ بند کرنے کا حکم دیا اور میری طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "ویل۔" میں نے کہا۔ "سر آپ کا خیال بالکل صحیح تھا لیکن میرا خیال بھی غلط نہیں تھا۔۔۔۔ ونمالا۔۔۔۔ آئی مین وہ جرمن پرنسس عنقریب کلکتہ پہنچ رہی ہے۔۔۔۔" میز پر ہاتھ مار کر مسکراتے ہوئے بولے۔ "بہت خوب۔" میں نے مختصر الفاظ میں چند تفصیلات بتاتے ہوئے جن میں امجدیہ ہوٹل اور ونمالا کے لباس کا ذکر نہ تھا آخر میں کہا۔ "اجیتا نے یہ تمام باتیں خود ہی مجھے بتائی ہیں سر جیسا کہ میرا خیال تھا وہ بے حد کمزور دل کی مالک ہے۔" کرنل نے مسکرا کر غور سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگے۔ "ویل کیپٹن۔۔۔۔ میں سمجھ گیا تم کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔۔ اگر دین مالا گرفتار ہو گئی تو ہم تمہاری دوست کو تصویر سے باہر رکھنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ خواہ اس نے خود تمہیں انفارمیشن دی یا تم نے اس سے کسی طرح۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "تو سر۔۔۔۔ دراصل وہ بہت پریشان تھی۔ میں نے وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ اس کو بلیک میل کر کے اس خطرناک کھیل میں شرکت پر مجبور کیا گیا ہے۔"

"کس نے بلیک میل کیا۔۔۔۔؟" انہوں نے تیوری چڑھا کر سوال کیا۔ میں نے کہا۔ "ہنس راج، سر وہ اجیتا کے متعلق کچھ جانتا ہے جو۔۔۔۔" وہ مسکرا کر بولے۔ "سچ کہنا۔۔۔۔ وہ کچھ تم تو نہیں ہو۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "نو سر میں اس حد تک اجیتا کا دوست نہیں کہ اس کا اسکینڈل کیا جا سکے۔" کرنل نے پائپ اٹھا کر ہونٹوں میں دبایا۔ میں نے اٹھ کر انہیں لائٹ دی۔ ایک کش لگا کر بولے۔ "اوکے بوائے۔۔۔۔ تم سینٹ دکٹر ہو لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا تمہیں ہر کیس میں لیڈیز ہی سراغ کیوں فراہم کرتی ہیں؟"

"دو کیسوں میں کہئے سر۔" میں نے جواب دیا۔ "انیل گھوش کی گرفتاری میں کوئی لیڈی نہیں تھی۔" ہنس کر بولے۔ "اوکے۔۔۔۔ اوکے اپنی دوست سے کہہ دو اس کو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ہم اس کے شکر گزار ہیں۔" میں نے کہا۔ "تھینک یو سر۔۔۔۔ اب کل یا پرسوں ونمالا آپ کے دفتر میں ہو گی۔" وہ بولے۔ "اوکے کتنے آدمی چاہئیں؟" میں نے تین انگلیاں اٹھا کر کہا۔ "ہنٹرس مائیکل اور سمن۔" کہنے لگے۔ "کل شام کو چھ بجے تمہارے پاس ہوں گے۔" میں نے اٹھ کر سیلوٹ کیا اور دروازے کی طرف چل دیا۔

رات کو ڈنر پر اجیتا بڑی حد تک مطمئن تھی لیکن آج بھی اسی طرح پینے میں مشغول تھی۔ کیتھ نے تیسرے جام پر ہنس کر کہا۔ "آج شہر کی سیر کو چلنا ہے اجیتا دیوی۔۔۔۔ ذرا۔۔۔۔" اس نے گلاس ہاتھ سے رکھ دیا اور کہنے لگی۔ "آج میں کل سے بہتر محسوس کر رہی ہوں لیکن سیر کو نہیں جا رہی۔ وجہ تم جانتی تو ہو۔" میں نے کیتھ کی طرف دیکھا۔ اجیتا کے الفاظ سے پتہ چلتا تھا کہ وہ اس کو بہت کچھ بتا چکی ہے۔" اجیتا میرے اس طرح کیتھ کی طرف دیکھنے کو چلنے کا اشارہ سمجھ کر بولی۔ "تم دونوں جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔" کیتھ رسٹ واچ پر نظر ڈال کر اٹھتے ہوئے بولی۔ "چلو پھر۔۔۔۔ ہو آتے ہیں۔۔۔۔ اجیتا دیوی مسہری تک چل کر دکھایئے۔" وہ چلنے کے بجائے ہنس کر صوفے پر نیم دراز ہو گئی۔۔۔۔ میں کیتھ کو لے کر چل دیا۔ ہوٹل کمپاؤنڈ سے باہر نکلتے ہیں میں نے سگریٹ کیس کیتھ کو دیتے ہوئے کہا۔ "کہاں چلیں؟" سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے کہنے لگی۔ "کہیں نہیں مجھے تم سے بات کرنا تھی۔ آہستہ آہستہ ڈرائیو کرتے رہو۔" میں نے اس سے سگریٹ جھپٹتے ہوئے کہا۔ "اوکے۔۔۔۔ بات کرو۔" وہ بولی۔ "کیا اجیتا نے تمہیں بتایا اس کے آنے کا مقصد کیا ہے۔۔۔۔؟"

"بتا دیا۔۔۔۔ سب کچھ بتا دیا۔" میں نے جواب دیا۔۔۔۔ مسکرا کر کہنے لگی۔ سچ بتانا وکی۔۔۔۔ اس نے خود بتایا یا تم نے پوچھا تھا۔۔۔۔؟" میں نے کش لے کر کہا۔ "ڈارلنگ جب اس نے تمہیں بتا دیا تو مجھ سے چھپا سکتی ہے۔۔۔۔؟" ہنس کر بولی۔ "مجھے اجیتا نے کھل کر نہیں بتایا۔ مسٹر ولسن کی طرف سے ٹیپ ملنے پر میں نے اس سے ان ڈائریکٹ سوالات کر کے اتنا اگلوا لیا کہ آخر اس نے باقی خود بتا دیا۔" میں نے کہا۔ "اب وہ کل شام تک پہنچ رہی ہے اور اجیتا کو اس چکر سے نکالا جا سکتا ہے۔ بولو کیا کہتی ہو۔۔۔۔؟" اس نے پلٹ کر کہا۔ اگر تم پر کوئی آفت نہ آئے تو نکال دو لیکن یہ ممکن نہیں ہے اور پھر اگر اجیتا نے ونمالا کے ساتھ دھوکا کیا تو ہنس راج کو کس طرح فیس کرے گی۔ آخر اس کے ہولڈ میں کچھ جان ہے تب ہی تو وہ اس کو نچا رہا ہے۔" میں نے کہا۔ "ہم اس کو بھی گھسیٹ ڈالیں گے۔ آخر وہ ونمالا کا شوہر ہے اور اس کے جرم میں عملی طور پر معاونت کر رہا ہے۔"

"پھر ٹھیک ہے وکی——" اس نے کہا۔ "میں نے ذکریا اسٹریٹ کی طرف ٹرن لیا اور امجدیہ ہوٹل کا محل وقوع دیکھنے کے بعد ایک کیفے میں کافی پی کر ساڑھے دس بجے کے قریب واپس ہو گئے۔

دوسری شام پروگرام کے مطابق ہنڑس' مائیکل اور سمن سات بجے مجھے ہاوڑہ اسٹیشن کے اپر کلاس ویٹنگ روم میں ملے۔ وہ اس وقت سادہ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ سمن شلوار قمیص' ہاف کوٹ اور سر پر انورکیپ پہنے ہوئے تھا۔ اس کے ساتھ ایک سوٹ کیس اور ہلکا سا ہولڈال تھا میں سمر سوٹ میں برہنہ سر اور بغیر نکٹائی تھا۔ ٹرین آنے سے چند منٹ پہلے میں اپنے ساتھیوں کو پلیٹ فارم کی طرف روانہ کر کے باہر نکلا اور پلیٹ فارم ٹکٹ خرید کر تیسرے درجے کے مسافر خانے سے دوبارہ پلیٹ فارم پر پہنچا تو پسنجر ٹرین اسٹیشن میں داخل ہو رہی تھی۔ میں گیٹ سے کچھ فاصلے پر کراسنگ برج کے قریب کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں مسافر پل سے اتر اتر کے گیٹ سے گزرنے لگے۔ پلیٹ فارم پر ہجوم ہو گیا۔ مسافر خانے کے چاروں گیٹ کھلے ہوئے تھے اور پلیٹ فارم تیزی سے خالی ہوتا جا رہا تھا۔ دس منٹ گزر گئے۔ آخر سمن پل سے اترتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے آگے آگے ایک قلی اس کا بستر اور سوٹ کیس لئے ہوئے تھا اور پیچھے کچھ فاصلے پر ایک شخص جو شیروانی—— پتلون نما پاجامہ اور ترکی ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔ ایک پانچ چھ سالہ بچے کی انگلی پکڑے دو برقع پوش عورتوں کے ساتھ پلیٹ فارم سے گیٹ کی طرف مڑا۔ سمن نے مجھے دیکھتے ہی چیخ کر ہلو خان صاحب کہہ کر دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔ میں نے سلام وعلیکم سمندر خان کہہ کر اس کو سینے سے لگا لیا۔ "کیسا مزاج ہے آپ کا؟" کہتے ہوئے اس نے گیٹ سے گزرتے ہوئے صاحب کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے علیحدہ ہو کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "آؤ۔" وہ قلی کو اشارہ کر کے گیٹ کی طرف مڑ گیا۔ میں نے گیٹ سے نکلتے نکلتے مائیکل کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ہاتھ سے سگنل دیا اور وہ پلٹ کر تیزی سے اپر گیٹ کی طرف چل دیا۔ میں نے مسافر خانے سے گزرتے ہوئے سمن کے برابر میں آ کر آہستہ سے سوال کیا۔ "کیسے شناخت کیا——؟" بولا۔ "سر کمپارٹمنٹ سے اترتے وقت اس نے ایک سیکنڈ کیلئے نقاب اٹھایا تھا۔ اس کا سفید رنگ اور لمبوترا چہرہ——" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے——"

سمن نے وکٹوریہ اسٹینڈ کے قریب پہنچ کر ایک وکٹوریہ میں سامان رکھوایا۔ قلی کو پیسے دیئے اور ہم دونوں وکٹوریہ میں سوار ہو گئے۔ اسی وقت مائیکل میری کار میں آہستہ آہستہ سامنے سے یارڈ میں آتا ہوا دکھائی دیا۔ سمن نے سر باہر نکال کر کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی وکٹوریہ کی طرف اشارہ کیا اور کوچوان سے کہا۔ "ذکریا اسٹریٹ۔" وکٹوریہ چل دی۔ میں نے پچھلی کھڑکی کا پردہ سرکا کر دیکھا۔ وکٹوریہ میں وہی لوگ سوار ہو رہے تھے۔ مجھے اس شریف آدمی پر ترس آنے لگا۔ جو شاید اپنی سادہ لوح بیوی کی صلاح پر ونمالا کا ساتھ دیکر

ایک ایسی مصیبت میں پھنس رہا تھا جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ شکل و صورت اور لباس سے وہ اس قماش کا آدمی نظر نہیں آ رہا تھا۔ جو جان بوجھ کر اتنے بڑے جرم میں شمولیت کو تیار ہو سکے۔ ایسی صورت میں جبکہ اہل و عیال بھی ساتھ ہوں۔

تھوڑی دیر میں ہم امجدیہ ہوٹل پہنچ گئے اور تیسری منزل پر ایک کمرے میں فروکش ہو گئے۔ یہ کمرہ زینے کے قریب تھا۔ برابر والا کمرہ اور اس کے برابر والا اور سامنے والا' تینوں کمرے انگیج تھے۔ سامان رکھوانے کے چند منٹ بعد میں باہر نکلا اور کاریڈور میں ٹہلتے ٹہلتے آخری سرے پر پہنچ کر سڑک کی طرف دیکھنے لگا۔ ہوٹل کے صدر دروازے سے کچھ فاصلے پر میری کار فٹ پاتھ کے قریب کھڑی ہوئی تھی اور مائیکل سگریٹ کی دکان والے کو پیسے دے رہا تھا۔ اس نے گاڑی میں سوار ہونے کے بعد اوپر کی طرف نظر ڈالی اور سیٹی بجاتا ہوا طے شدہ پارک کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسی وقت ہوٹل کا مینجر ہمارے مطلوبہ افراد کے ساتھ زینے سے نمودار ہوا میں نے برقع پوش عورتوں کو کاریڈور میں آتے دیکھ کر لائٹر جلایا اور چہرے کے سامنے ہاتھوں کی آڑ کر کے سگریٹ سلگاتے سلگاتے دراز قد عورت کے چہرے پر نظر ڈالی۔ وہ اس وقت نقاب اٹھائے ہوئے تھی اور بچے کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا۔ میں بیک نظر پہچان گیا وہ ونمالا ہی تھی۔ مینجر نے کاریڈور کے درمیان میں ایک کمرے کا تالا کھولا۔ میں بازار کی طرف رخ کئے کنکھیوں سے ان کو اندر داخل ہوتے دیکھتا رہا اور جب مینجر واپس چلا گیا تو اپنے کمرے میں آ کر اس کے حسن کارکردگی پر شاباش دی اور روم نمبر 45 پر کڑی نظر رکھنے کی ہدایات دیکر ہوٹل سے چل دیا۔ زینے سے اترتے ہوئے میں نے ہوٹل کے ایک ملازم کو نئے مہمانوں کے لئے کھانے کی ٹرے لے جاتے دیکھا۔

امجدیہ ہوٹل سے دو سو قدم کے فاصلے پر مائیکل کار میں بیٹھا ہوا میرا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے مجھے گرینڈ ہوٹل تک ڈرائیو کیا۔ میں اوپر پہنچا تو ہنڑس اجیتا کے اپارٹمنٹ میں بیٹھا ہوا کیتھ اور اجیتا سے باتیں کر رہا تھا۔ میں نے دروازہ بند کر کے ہنڑس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔ "سب ٹھیک ہے کیپٹن——" ہنڑس نے اجیتا کی طرف دیکھا۔ اجیتا نے میری طرف۔ میں نے اٹھ کر اس کے ہاتھ سے وینٹی بیگ لیتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کے ساتھ چل رہا ہوں اجیتا دیوی—— آپ کو صرف اس کو روپیہ دے کر اس سے رسید اور خط لینا ہے۔ یقین کیجئے ہم آپ کی موجودگی میں کوئی کارروائی نہیں کریں گے گو آپ پندرہ منٹ سے زیادہ اس کے ساتھ نہیں ٹھہریں گی۔" میری بات سن کر وہ کھڑی ہو گئی۔ میں نے ہنڑس کو اشارہ کیا اور تینوں چل دیئے۔

امجدیہ ہوٹل کے سامنے گاڑی رکتے ہی میں اجیتا کے ساتھ باہر نکلا اور کاؤنٹر کے سامنے سے گزر کر زینے کی طرف گھوما۔ مینجر نے میری طرف دیکھا اور پھر کتاب پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ تیسری منزل پر پہنچ کر میں نے اجیتا کو روم نمبر 45 بتا کر اپنے کمرے کے

دروازے کا پردہ سرکا کر اندر جھانکا۔ کواڑ کی اوٹ میں کھڑے ہوئے سمن نے کہا۔ "ابھی لڑکا چائے دے کر گیا ہے۔" میں نے روم نمبر 45 کے دروازے کا بولٹ سرکانے کی آواز سن کر ایک قدم بڑھ کر پردے کی آڑ لے لی۔ دروازہ کھلا اور اجیتا نے کہا۔ "مسعودہ بیگم اسی کمرے میں ہیں نا۔۔۔۔؟" کھولنے والا مرد تھا۔ وہ اجیتا کو دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ آخر سنبھل کر بولا۔ "آپ کو کیسے معلوم ہوا محترمہ۔" اندر سے زنانہ آواز آئی۔ "انہیں آنے دیجئے بھائی صاحب۔" وہ ایک طرف ہٹ گیا۔ میں اجیتا کو اندر داخل ہوتے اور دروازہ بند ہوتے دیکھ کر قریب کی کرسی پر بیٹھ گیا اور سگریٹ سلگا کر پینے لگا۔ بمشکل دس منٹ گزرے ہوں گے کہ سمن نے ہاتھ پیچھے کر کے مجھے اٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے پردے کے قریب آ کر دیکھا تو اجیتا اور ونمالا دروازے سے نکل کر باہر آ رہی تھیں۔ زینے کے قریب پہنچ کر رکیں اور ونمالا نے پلٹ کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ "اپنا چسٹر اور وینٹی بیگ مجھے دو اجیتا میں تمہارے ساتھ چل رہی ہوں۔" اجیتا نے جواب دیا۔ "میں چسٹر دے سکتی ہوں ونمالا۔۔۔۔ لیکن ساتھ نہیں لے جا سکتی۔۔۔۔ تم گرفتار ہو جاؤ گی اور میں بھی مصیبت۔۔۔۔" ونمالا نے ایک جھٹکے سے برقع اتار کر زینے کے فریم پر پھینکا اور بولی۔ "لاؤ چسٹر۔۔۔۔" اجیتا نے چسٹر اتار کر اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ اس نے تیزی سے چسٹر پہن لیا۔ دایاں ہاتھ آستین میں ڈالتے ہوئے میں نے ایک چھوٹے سے پستول کی جھلک دیکھی۔ اجیتا دم بخود کھڑی تھی۔ ونمالا کوٹ کے بٹن لگا کر جیبوں میں ہاتھ ڈالتی ہوئی بولی۔ "تم چند منٹ یہیں ٹھہرو اجیتا۔۔۔۔ میں ابھی آئی۔" اجیتا نے اسے روکنا چاہا لیکن وہ تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگی۔ میں نے سمن کو باہر دھکیلتے ہوئے کہا۔ "جانے نہ پائے شوٹ کر سکتے ہو۔" سمن نے دوڑ کر فریم پر ہاتھ رکھے اور چار چار سیڑھیاں پھلانگ گیا۔ میں تیزی سے کاریڈور کے آخری سرے کی طرف دوڑا اور ٹرک کی طرف دیکھ کر پکارا۔ "مائیکل۔" ہنٹرس اور مائیکل دونوں کار سے نکل کر ہوٹل کے دروازے میں داخل ہو گئے۔ میں تیزی سے اپنے کمرے کی طرف چل دیا اور اس سے پہلے کہ کوئی سامنے [illegible] نکل کر آئے۔ زینے سے برقع اٹھا

ونمالا کے ساتھ آنے والا شخص کمرے سے باہر نکلا اور راہداری میں کسی کو موجود نہ پا کر مجھ سے مخاطب ہوا۔ "جناب آپ نے۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔" میں نے اس کو بھٹکتے دیکھ کر طنزیہ لہجے میں کہا۔ "جناب۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ جسے مسعودہ کہتے ہیں۔ آپ کی شامت کو آواز دینے گئی ہے۔" اس نے میرے لہجے اور معلومات سے ہکلا کر پھر ہکلانا شروع کیا۔ "سس۔۔۔۔ سرکار میں وادا دونوں۔۔۔۔" میں نے جھنجلا کر اس کا ہاتھ پکڑا اور کاریڈور کے آخری سرے کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "کیا نام ہے تمہارا اور مسعودہ سے کیا تعلق ہے تمہیں؟" بمشکل خود کو سنبھال کر بولا۔ "خادم کو شہباز احمد کہتے ہیں۔۔۔۔ مسعودہ بیگم سے ہمارا تعلق صرف اتنا ہے کہ وہ الٰہ آباد سے میری بیوی کی ہم سفر ہیں۔ ان کے ساتھ کوئی مرد نہیں تھا۔ اس لئے ہمیں ازراہ ہمدردی راستے بھر ان کے کھانے پینے کا انتظام کرنا پڑا اور یہاں پہنچنے پر ہمیں ایک رات کے لئے ہوٹل لے آئیں۔۔۔۔ صبح ان کے شوہر یہاں پہنچنے والے ہیں۔ ان کے آتے ہی ہم اپنے رشتہ دارں کے ہاں چلے جائیں گے۔"

میں نے سگریٹ سلگا کر کش لگاتے ہوئے کہا۔ "شاید تم صحیح کہہ رہے ہو۔۔۔۔ میرا بھی یہی خیال ہے تم بڑے جرائم میں شریک ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ "سرکار۔۔۔۔ کون ہیں یہ مسعودہ بیگم؟ کیا۔۔۔۔" اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے سمن ونمالا کو تھامے ہوئے زینے سے اوپر آتا دکھائی دیا۔ میں نے چیخ کر کہا "ٹیک ہر ٹو لیفن مائیکل۔" سمن "اوکے" کہہ کر پلٹا اور اس کو لے کر سیڑھیاں اترنے لگا۔ شہباز نے تنہائی ملتے ہی کہا۔ "سرکار کیا یہ گرفتار کر لی گئی ہیں؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔ "حضور مجھے بچائیے۔۔۔۔ میں ایک شریف اور عیال دار آدمی ہوں اور خدا جانتا ہے۔"

میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "یقیناً اور میں بھی تمہیں مجرم نہیں سمجھتا۔۔۔۔ لیکن اپنی حماقت کا خمیازہ ضرور بھگتو گے یہ عورت جرمن ہے اور کیمپ سے فرار ہوئی ہے اس لئے یقیناً جاسوس بھی ہے۔۔۔۔ کیا تم اور تمہاری بیگم دونوں میں سے کوئی بھی عقلمند نہیں جو شکل و صورت اور رنگ سے سمجھ سکے کہ یہ عورت ہندوستانی نہیں؟" وہ ایک "سرکار وہ پردہ نشین مسلمان عورت کے لباس میں ہونے کے علاوہ اتنی

شستہ اردو بولتی ہے کہ ہم اس کو کسی بڑے خاندان کی مصیبت زدہ خاتون سمجھ بیٹھے۔"

"وہ ایک راجکمار کی بیوی ہے---- رالز رائس میں سفر کرنیوالی کیا اسکا تیسرے درجے میں تنہا سفر کرنا تمہیں مشکوک نظر نہیں آیا---- خیر جاؤ اپنے کمرے میں بیٹھو---- خدا تم پر رحم کرے۔" میں نے کہا۔ اس نے جھک کر سلام کیا اور کمرے میں چلا گیا۔ میں اس کی گلو خلاصی کے امکانات پر غور کرتا ہوا اپنے کمرے کی طرف چلتے چلتے زینے پر کسی کے قدموں کی آہٹ سن کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں ہنڑس نمودار ہوا۔ اس کے ساتھ ہوٹل کا مینجر تھا۔ ہنڑس نے اوپر آتے ہی کہا۔ "کیپٹن جرمن لیڈی کو تمہاری گاڑی میں مائیکل اور سمن کے ساتھ ہیڈ کوارٹرز بھیج دیا ہے۔ میں نے مائیکل کو ایک گھنٹے کے اندر اندر گاڑی لے کر واپس پہنچے کو کہہ دیا ہے۔ میں نے "اوکے کیپٹن" کہہ کر مینجر کی طرف دیکھا۔ اس نے سر جھکا کر کہا۔ "کپتان صاحب میں ہوٹل کی شہرت کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا۔ "تمہارا اس میں کوئی قصور نہیں---- تم پر یا تمہارے ہوٹل پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔" وہ بولا۔ "سرکار اخبارات میں۔" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "یہ فوجی راز ہے---- گرفتار ہونے والی جرمن جاسوس ہے---- اس واقعے کا اخبار میں آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر گواہی کے لئے بھی طلب کیا گیا تو راز دارانہ طریقے پر کیا جائے گا---- تمہیں بھی کسی سے اس کا ذکر نہیں کرنا ہے۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "بہت بہت شکریہ جناب۔" اب اگر پسند فرمائیں تو چائے وغیرہ کا انتظام کیا جائے۔" میں نے ہنڑس کی طرف دیکھا۔ اس نے مینجر سے کہا۔ "دس منٹ میں اپنے ہاتھ سے----"

بولا۔ "بہتر ہے حضور دس منٹ میں۔"

مینجر کے جانے کے بعد میں ہنڑس کو ساتھ لے کر اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ اجیتا کرسی کے پچھلے حصے پر سر ٹکائے مڑی تڑی بیٹھی تھی۔ میں نے ہنڑس کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے دروازے میں رکتے ہوئے کہا۔ "اجیتا دیوی مجھے آپ کو زحمت دینے کا افسوس ہے۔" سر اٹھا کر دیکھتی ہوئی بولی۔ "نہیں کیپٹن---- تمہارا اس میں کیا قصور؟" ہنڑس نے کہا۔ "خیر غنیمت ہے وہ گرفتار ہو گئی اور اب تھوڑی دیر میں چائے پی کر ہم آپ کو ہوٹل لے جا رہے ہیں---- اب آپ کو کوئی زحمت نہیں دی جائے گی۔" اجیتا۔

"تھینک یو کیپٹن" کہہ کر خاموش ہو گئی۔ میں نے دروازے میں کھڑے کھڑے سگریٹ سلگایا اور کاریڈور کی طرف گھوم کر کش لینے لگا۔ چند منٹ میں مینجر چائے کی ٹرے لے کر آ گیا اور ہنڑس نے پیالیوں میں انڈیل کر میرے حوالے کی اور اجیتا کے ساتھ بیٹھا ہوا پیتا رہا۔ مینجر کے چلے جانے کے بعد میں نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "بریڈ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ خاندان جو اس جرمن لیڈی کے ساتھ یہاں تک پہنچا محض دینی

ہمدردی کا شکار ہوا ہے۔" اجیتا نے ہونٹوں سے پیالی ہٹا کر کہا۔ "کیپٹن میرا بھی یہی خیال ہے۔"

میں نے ہاتھ بڑھا کر پیالی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "میں اس خاتون کو کنسن ٹریشن کیمپ تک پہنچ جانے سے قبل اجیتا دیوی کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔" ہنڑس "آئی سی" کہہ کر خاموش ہو گیا۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈال کر کہا۔ "بارہ بجکر پینتیس۔" اجیتا کرسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگی۔

ایک بجے کے قریب مائیکل اوپر آیا۔ اس کے ساتھ سمن کے علاوہ دو نوجوان اور تھے۔ مائیکل نے اجیتا کا فرکوٹ میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "سر آپ اور کیپٹن ہنڑس اجیتا دیوی کو ہوٹل لے جائیں۔ میں نے آپ کی گاڑی میں پانچ گیلن پٹرول ڈلوا دیا ہے۔ آپ کے جانے کے بعد ہم ان لوگوں کو جیپ میں ہیڈ کوارٹر لے جائیں گے۔" میں نے چسٹر اجیتا کے حوالے کر کے برقع ایک جوان کو دیتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن ہنڑس تمہارے ساتھ ہیڈ کوارٹر جائیں گے۔ انہیں کرنل سے ان لوگوں کے متعلق بات کرنی ہو گی ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔" کہنے لگا۔ "بہتر ہے سر" میں نے ہنڑس کو دیکھ کر گڈ نائٹ کہا اور اجیتا کو ساتھ لے کر چل دیا۔

صبح آٹھ بجے چائے پی کر میں اپارٹمنٹ میں پہنچا اور غسل اور شیو وغیرہ سے فارغ ہو کر یونیفارم پہننے لگا۔ ساڑھے نو بجے کے قریب ہنڑس نے گرینڈ ہوٹل لاؤنج سے ٹیلی فون کر کے مجھے بار میں آنے کو کہا---- میں نیچے اتر کے لاؤنج میں داخل ہوا تو وہ لنڈا کے سامنے کاؤنٹر پر کھڑا ہوا گلاس ہاتھ میں لئے اس سے باتیں کر رہا تھا۔ میں نے قریب پہنچ کر ہیلو کیپٹن، ہیلو لنڈا کہا تو وہ مسکرا کر وہسکی کے شاٹ کا آرڈر دیکر گلاس ہاتھ میں لئے لئے کارنر والی میز کی طرف چلنے لگا۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا گھوم کر آگے بڑھا اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "بریڈ کیسے زحمت فرمائی۔" بیٹھتے ہوئے بولا۔ "وکی اولڈ بوائے نے کہلوایا ہے جرمن لیڈی کو صبح چھ بجے کی ٹرین سے ناسک کیمپ روانہ کر دیا گیا ہے۔ اب تمہاری دوست کا پروگرام کب تک کلکتہ ٹھہرنے کا ہے۔" وہ بولتے بولتے رک گیا۔ ایک بار میڈ ٹرے لے کر آ گئی۔ میں نے گلاس اٹھا کر پیتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن شہباز خان کا کیا ہوا؟" بولا۔ "میں نے کرنل کو اس کی بے گناہی کے متعلق بتا دیا تھا۔

کرنل نے جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس کے ساتھ ابھی تک کوئی سخت رویہ اختیار نہیں کیا۔ انہوں نے اس کی فیملی کو اس کے رشتہ داروں کے ہاں بھجوا دیا اور اس کو پولیس کے حوالے کرنے کے بجائے انٹیلی جنس کے ایک وی سی کو تفتیش کے لئے اس کے وطن بھیجنے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ نیک چلن غیر سیاسی آدمی ثابت ہو گیا تو رہا کر دیا جائے گا---- ونمالا نے بھی اس کے متعلق یہی کہا ہے کہ----"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "خیر اس کے بیان کو تو کوئی اہمیت نہیں دی جا سکتی---- چلو---- اور اپنی دوست کو پے منٹ کرو۔" اس نے مسکرا کر جیب سے دس روپے کا نوٹ نکالا اور کاؤنٹر پر لنڈا کے سامنے رکھ کر چلنے لگا۔ میں نے اس کا ہاتھ تھام کر روکتے ہوئے کہا۔ "یہ کافی نہیں ہے ہنٹرس کم از کم لنڈا کے لئے----" اس نے مسکرا کر پھر جیب میں ہاتھ ڈالا---- لنڈا نے کہا۔ "نہیں کیپٹن کافی ہے۔" میں نے ہنس کر سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "پھر تم سستی ہو لنڈا۔" ہنٹرس نے جھینپ کر ایک نوٹ اور رکھ دیا۔ میں نے اس کو چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تمہیں بھی ایسی ہی کم خرچ بالانشین کی تلاش تھی بریڈ---- میرا شکریہ ادا نہیں کرو گے۔" ہنس کر کہنے لگا۔ "وکی میرا خیال تھا کہ ایک پے منٹ اور شکریہ تم دونوں کو زندگی بھر کے لئے کافی ہے۔"

میں نے اجیتا اور کیتھ کو چند گھنٹوں کے لئے ہیڈ کوارٹرس جانے کی اطلاع دی اور ہنٹرس کے ساتھ دفتر پہنچا تو ساڑھے دس بج چکے تھے۔ کرنل بشپ دفتر میں موجود نہ تھے۔ اردلی سارجنٹ نے بتایا وہ ایک گھنٹہ پہلے کار میں کہیں گئے ہیں اور آپ کو یہیں انتظار کرنے کو کہہ گئے ہیں۔ ہم اندر جا کر بیٹھ گئے اور سگریٹ پینے لگے۔ بارہ بجے کے قریب کرنل آ گئے اور انہوں نے مجھے اندر طلب کیا۔ انہوں نے مجھے مبارکباد دی ان کا لہجہ خشک تھا۔ میں نے اسے شدت سے محسوس کیا لیکن ماتحت ہونے کی حیثیت سے شکریہ ادا کرنا فرض تھا اس لئے لہجے کو نظر انداز کرتے ہوئے سر کو خم دیکر کہا۔ "تھینک یو سر۔" سگریٹ کا کش لے کر کہنے لگے۔ ہنٹرس نے بتا دیا ہو گا اس کو ڈسٹی نیشن کی طرف روانہ کر دیا گیا ہے؟" میں نے کہا۔ "یس سر بتا دیا۔" سگریٹ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "وکٹر میرا خیال ہے وین مالا تم سے اور تم اس سے واقف ہو---- کیا غلط؟" میں نے اپنے ذہن میں ابھرنے والے خدشات چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "سر---- میں صرف اپنے متعلق کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اسے زندگی میں پہلی بار کل رات دیکھا ہے۔" مسکرا کر بولے۔ "وہ اجیتا کماری کی قریبی رشتہ دار ہے۔"

"سر---- یہ میں پہلے آپ کو بتا چکا ہوں۔" میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا "لیکن واقفیت کے لئے تعارف ضروری ہے اور وہ نہیں ہوا۔" انہوں نے ہنٹرس کی طرف دیکھ کر کہا "تم تو جانتے ہو گے کیپٹن؟" ہنٹرس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ نو سر نوٹ ایٹ آل۔" میری طرف دیکھ کر کہنے لگے۔ "خیر یہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے کیپٹن---- تمہاری کارکردگی قابل تعریف ہے تاہم میری پریشانی کا سبب صرف یہ ہے کہ تم ہر مسئلہ اس طرح حل کرتے ہو کہ نتیجے میں دوسرا مسئلہ---- خواہ معمولی ہی سہی ضرور پیدا ہو جاتا ہے۔"

میں نے کرنل کا اشارہ سمجھ جانے کے باوجود سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "نہیں سمجھا

سر۔" قہقہہ لگا کر بولے۔ "ڈونٹ ٹیل می یو آر اے فول وہ---- میں ابھی مس اسمتھ کے پاس سے آ رہا ہوں---- وہ مسلح گارڈ کی موجودگی پسند نہیں کرتی۔ ہم بھی جنگ کے دوران اس پوزیشن میں ہرگز نہیں کہ ایک ایک آدمی کی حفاظت کے لئے ایک ایک جوان تعینات کریں---- غیر معینہ مدت کے لئے----"

میں نے پلٹ کر جواب دیا۔ "تو اسے جہنم میں جانے دیں۔"

وہ ہنٹرس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولے۔ "اوکے---- ناؤ ہاؤ اباؤٹ اجیتا" سر اس کے متعلق میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں البتہ آپ یقین کیجئے میں آپ کو کسی قسم کی زحمت نہیں دوں گا۔

وہ میری طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "از اٹ" میں نے جواب دیا۔ "یقیناً سر صرف مجھے دس روز کی رخصت دے دیجئے---- تاکہ میں انہیں حفاظت سے بمبئی پہنچا آؤں۔" بولے۔ "رخصت مل جائے گی---- لیکن شاید تمہیں ایک ہفتہ انتظار کرنا پڑے گا---- ابھی اس کیس کی پروسیڈنگس----"

میں نے ہنٹرس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سر اس کیس کا کریڈٹ آپ کیپٹن ہنٹرس کو دے دیں تو مجھے بڑی خوشی ہو گی۔" کرنل حیرت زدہ ہو کر میری طرف دیکھنے لگے۔ بمشکل سنبھل کر بولے۔ "تم اب تک میری سمجھ میں نہ آ سکے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یور ہمبل سرونٹ سر۔" ہنس کر بولے۔ "یہ سچ ہے---- لیکن بسا اوقات تم مجھے اس طرح ڈکٹیٹ کرتے ہو کہ میں چکرا جاتا ہوں---- تمہیں ایسا نہیں ہونا چاہئے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "سر میں ایسا نہیں ہوں---- "آپ کو ڈکٹیٹ کرنے کا تو تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ میرے درخواست کرنے کا انداز پسند نہ آیا ہو---- کوشش کرونگا کہ آئندہ----"

"نہیں۔" انہوں نے بات کاٹ کر کہا۔ "تمہاری صرف یہی کوشش ہونی چاہئے کہ فرائض کی تکمیل ہمیشہ اسی طرح ہوتی رہے ناؤ لک---- کیا اس کیس میں تم ہنٹرس کے لئے ضرورت سے زیادہ فیاضی کا ثبوت نہیں دے رہے؟" میں نے کہا۔ "نو سر---- ہنٹرس نے اس گرفتاری میں مجھ سے کم بھاگ دوڑ نہیں کی اس لئے میں کوئی فیاضی نہیں کر رہا---- برابر کا حصہ دینا چاہتا ہوں جو انصاف کا تقاضہ ہے۔" ہنس کر بولے۔ "گلیمر بوائے ایسا انصاف انڈین اسٹیٹس میں ہی ہو سکتا ہے---- برٹش آرمی میں ممکن نہیں---- خیر چھٹی پر جا سکتے ہو---- دو روز بعد۔" میں نے "تھینک یو سر!" کہہ کر ہنٹرس کی طرف دیکھا۔ "ہارڈ لک فار یو بریڈ۔" ہنٹرس مسکرایا۔ کرنل نے کہا۔ "اوکے بوائز---- دونوں جا کر مس اسمتھ کے لئے حفاظت کا کوئی اور انتظام کرو----" ہم اٹھ کھڑے ہوئے۔ دونوں نے بیک وقت سلیوٹ کیا اور باہر نکل آئے۔

گاڑی پھاٹک سے نکلتے ہی ہنٹرس نے کہا۔ "وکی کیا انتظام کرو گے——— سوائے اس کے کہ اگر اسمتھ گھر پر نہ ہوا تو ہیلن کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اندر چلے جاؤ گے اور میں جیفری میں بیٹھا بیٹھا سگریٹ پھونکتا رہوں گا——— اگین ہارڈ لک فاری۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "میری جیب میں سے سگریٹ نکالو اور دونوں پھونکنا شروع کرتے ہیں——— مشترکہ ہارڈلک کے نام پر۔"

ہم ہیلن کے بنگلے پہنچے تو نہ صرف مسٹر اسمتھ موجود تھے بلکہ ان کے ساتھ ہیلن کے علاوہ ایک مرد اور ایک عورت اور بھی جیفری میں بیٹھے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ ہمیں دیکھتے ہی سب نے اٹھ کر استقبال کیا۔ ہیلن نے ہمارا تعارف کرایا۔ مصافحے اور مزاج پرسی کے بعد میں نے بیٹھتے ہی کہا۔ "مس اسمتھ کیا تم اب گارڈ کی ضرورت محسوس نہیں کرتیں؟"

"کیپٹن" ہیلن نے جواب دیا۔ "میرے خیال میں ریلوے لائنز میں میرے لئے کوئی خطرہ نہیں——— گارڈ کی موجودگی سے خواہ مخواہ سوسائٹی کی نظروں میں مشتبہ قرار پا جاؤں گی——— میں نے چیف سے بھی یہی کہا تھا۔ انہوں نے بھی میرے خیال کی تائید کی۔"

میں نے ہنٹرس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ٹھیک تو ہے کیپٹن۔" ہنٹرس نے اثبات میں سرہلایا۔ "مسٹر اسمتھ نے کہا۔ "مجھے امید ہے آپ کبھی کبھی یہاں آتے رہا کریں گے کیپٹن ہیرس——— آپ کو تو سب جانتے ہیں کہ ہیلن کے دوست ہیں۔"

میں نے سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "یقیناً مسٹر اسمتھ میں جب تک یہاں ہوں——— فرصت ملنے پر ضرور حاضر ہوتا رہوں گا۔" ہیلن نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا۔ میں سگریٹ سلگانے لگا۔ ہنٹرس نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "بارہ بجنے والے ہیں کیپٹن چلنا چاہیئے۔" میں نے ہیلن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "گارڈ کو اطلاع دو تیار ہو کر آ جائے۔ ہم اسے ساتھ لے جا رہے ہیں۔ ہیلن نے خانساماں کو آواز دیکر بلایا اور میرے الفاظ دوہرائے۔ وہ سرجھکا کر باہر چلا گیا۔ ہیلن نے کھانے کے متعلق پوچھا تو ہنٹرس نے کہا ہمیں لنچ پر کرنل کے ساتھ موجود ہونا چاہیئے۔ اس نے بھی زیادہ اصرار نہ کیا۔ چند منٹ بعد گارڈ تیار ہو کر آگیا اور ہم اس کو لے کر چل دیئے۔

شام کو چار بجے میں گرینڈ ہوٹل پہنچا اور کیتھ اور اجیتا کو اپنی رخصت کے متعلق بتایا——— اجیتا پاراگڑھ جانے سے گریزاں تھی۔ خود میرا بھی یہی خیال تھا کہ وہاں اس کے لئے خطرات کے سوا کچھ نہیں ہے۔ واپس ہوتے ہی ہنس راج اس کے لئے مصیبت بن جائے گا۔ گو اجیتا نے پروگرام کے مطابق ونمالا کو طے شدہ مقام پر پہنچ کر روپیہ پہنچا دیا تھا اور بظاہر اس کی گرفتاری میں اس کا کوئی اشارہ نہیں پایا جاتا تھا لیکن خود ونمالا کی غلطی سے گرفتاری اجیتا کی موجودگی میں عمل میں آئی۔ اس سے اس پر شبہ کا امکان اور بھی قوی ہو

گیا۔ وہ پریشان تھی۔ شام کے کھانے پر اس نے پھر شراب کا سہارا لیا۔

اجیتا کے سو جانے کے بعد کیتھ نے مجھے بتایا کہ اجیتا پاراگڑھ جانے کو قطعی تیار نہیں ہے۔ اس کا دیور ہرگز یقین نہیں کرے گا کہ ونمالا کی گرفتاری میں اس کا ہاتھ نہیں ہے۔" میں نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ "دراصل ہم ونمالا کو صبح چھ بجے گرفتار کرنا چاہتے تھے——— اجیتا سے ملاقات کے آٹھ گھنٹے بعد لیکن اس نے فرار ہونے کی کوشش کر کے خود ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ ہمیں فوراً ہاتھ ڈالنا پڑا۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں اس نے مجھے پہچان نہ لیا ہو——— جس وقت وہ گرفتار کر کے اوپر لائی گئی تو میرا اس سے سامنا ہو گیا تھا——— بہرکیف اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہمیں اجیتا کے لئے کچھ کرنا چاہیئے——— بتاؤ کیا کریں؟"

کیتھ نے سگریٹ سلگایا اور سگریٹ کیس میری طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔ "مسٹر ولسن سے مل کر پروٹیکشن———"

میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں——— یہ راج محل میں رہنے والوں کے لئے ممکن نہیں ہے——— اجیتا اس قسم کی درخواست نہیں کر سکتی——— یہ ممکن ہے کہ وہ بمبئی میں رہنے لگے——— وہاں اس کو پرائیویٹ اور پولیس دونوں طرح کا پروٹیکشن مل سکتا ہے۔"

"تم رہوگی اس کے ساتھ؟" مسکرا کر کہنے لگی——— "محل بنا دو گے؟" میں نے جواب دیا۔ "بنا دوں گا——— میرے پاس اللہ دین کا چراغ ہے——— سمجھو محل تیار ہو گیا اب؟" بولی۔ "حرم سرا میں کتنی رانیاں ہوں گی؟"

میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "نظر لگانا چاہتی ہو؟" اس نے ہنس کر پورا دھواں میرے منہ پر چھوڑ دیا۔ میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ڈارلنگ——— تمہاری ذہانت کو زنگ لگ چکا ہے۔ اب تم کسی مسئلے کا حل———" اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔ "ہنس راج کو بھی اعانت جرم میں گرفتار کر لو——— لیکن یہ بات ثابت کرنے کے لئے اجیتا دیوی کو کھل کر سامنے آنا ہو گا——— انہیں پہلے مخبر اور سرکاری گواہ بننا پڑے گا۔" اس نے کہا۔

"اونہوں۔" میں نے غیر اختیاری طور پر منفی انداز میں سرہلایا۔ "اجیتا اتنی باہمت نہیں ہے——— اور پھر اسے جنگ ختم ہونے کے بعد بھی یہیں رہنا ہے اور——— ہنس راج کے علاوہ——— اور راجکمار بھی ہیں وہ سب دشمن نہیں ہو جائیں گے؟" کیتھ نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ "ویٹس رائٹ———" میں سرجھکا کر چل دیا اور اپنے اپارٹمنٹ میں آ کر سو گیا۔

دوسرے روز صبح نو بجے میں دفتر پہنچا تو دروازے پر ہی اردلی سارجنٹ سے معلوم ہوا کہ مس اسمتھ نے ایک گھنٹہ پیشتر ٹیلی فون پر بتایا کہ رات کسی نے ان کے بنگلے میں

داخل ہونے کی کوشش کی لیکن کتے کے بھونکنے سے خانساماں کی آنکھ کھل گئی اور اس نے مسٹرا سمتھ کی بندوق سے ہوائی فائر کیا تو بھاگ گئے مسٹرا سمتھ ڈیوٹی پر گئے ہوئے تھے اور وہ صبح تک جاگتی رہیں۔ میں "اوکے" کہہ کر اندر داخل ہوا۔ کرنل بشپ ابھی تک نہیں آئے تھے میں نے آفیسرز میس کو ٹیلی فون کر کے چائے بھیجنے کو کہا اور انتظار کرنے لگا۔ چائے کے ساتھ ہنٹرس بھی شیطان کی طرح نازل ہو گیا۔ اردلی نے ٹرے کونے والی میز پر رکھ دی اور میں ہنٹرس کو لیکر اس طرف چلا گیا۔ چائے پیتے ہوئے میں نے ہنٹرس کو ٹیلی فون کے متعلق بتایا۔ تیوری چڑھا کر بولا۔ "ہم اب تک اس کے ساتھ جس قدر ہمدردی کر چکے وہ کافی سے زیادہ ہے وکی ـــــ بشپ سے کچھ نہ کہنا ورنہ وہ تم سے ناراض ہو جائیں گے۔"

میں نے اس کے لہجے کو نظر انداز کر کے صورتحال پر غور کیا تو مجھے اس کی بات میں معقولیت نظر آئی۔ میں نے کچھ کہنے کے بجائے سگریٹ کیس نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "زگریت!" اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور سگریٹ کھینچتے ہوئے بولا۔ "گرینڈ مرسی۔ میں تو جواب میں پنچ کا انتظار کر رہا تھا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ابھی میں تمہیں کفن میں نہیں دیکھنا چاہتا اولڈ بوائے۔" اس نے ہنس کر میری کمر پر دھپ رسید کی اور اٹھ کر کرنل کے سامنے والی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ میں بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اردلی نے ٹرے اٹھا کر میز صاف کی اور باہر نکل گیا۔

گیارہ بجے کے قریب جب ہم انتظار کرتے کرتے اکتا چکے تھے کرنل بشپ تیزی سے کمرے میں داخل ہوئے اور "گڈ مارننگ بوائز" کہہ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "مجھے افسوس ہے بوائز میں تمہارے لئے کچھ اچھی خبر لے کر نہیں آیا۔" میں نے اٹھ کر سگریٹ کیس ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ڈیٹس آل رائٹ سر۔" انہوں نے سگریٹ کھینچ کر ہونٹوں میں دبایا ـــــ میں نے لائٹ دی۔ ہنٹرس نے اٹھ کر اردلی سارجنٹ کو بریک فاسٹ لانے کو کہا۔ کرنل نے سگریٹ کا کش لے کر کہا۔ "وکی ـــــ میں چیف آف جنرل اسٹاف کے پاس سے آ رہا ہوں ـــــ وہ وین مالا پھر فرار ہو گئی ہے اور ـــــ"

"سر ـــــ" میری زبان سے بے اختیار نکلا اور اچھل کر کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ "یہ کیسے ممکن ہے؟" ہنٹرس کے بھی یہی الفاظ تھے اور وہ بھی کھڑا ہوا تھا۔ کرنل نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا ـــــ "خدا جانے ـــــ لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ نکل گئی ـــــ اور اس کے ساتھ لیفٹننٹ مائیکل بھی گیا۔" ہنٹرس نے کہا۔ "لیکن کیسے سر؟" بولے۔ "کل رات کو گیارہ بجے ایک پل سے گزرتے ہوئے اس نے گاڑی سے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ اس کے ساتھ ہی مائیکل نے بھی ـــــ مائیکل اچھا تیراک ہے ـــــ لیکن یونیفارم میں تھا۔ نہ معلوم بچ سکا یا ـــــ خیال یہ ہے کہ وین مالا نے خودکشی کے ارادے سے چھلانگ لگائی ـــــ لیکن کون کہہ سکتا ہے وہ اچھی تیراک نہ ہو ـــــ کچھ سمجھ میں نہیں

آتا ـــــ صبح کے چھ بجے تک کی اطلاع کے مطابق دونوں میں سے کسی کی لاش بھی برآمد نہیں ہوئی۔"

میں نے کہا۔ "یہ واقعہ کہاں پیش آیا؟" کہنے لگے۔ "الہٰ آباد کے قریب ـــــ مجھے افسوس ہے ـــــ وہ اچھا آفیسر تھا۔"

ہنٹرس نے کہا۔ "سر تین افسروں کی حراست میں سے ایک عورت کا اس طرح نکل جانا ہمارے لئے انتہائی ذلت آمیز ہے۔"

"یقیناً ہے۔" انہوں نے کہا "لیکن کیا کر سکتے ہیں۔ مائیکل جو سینئر آفیسر تھا اس کے ساتھ ختم ہو گیا باقی دو کو کورٹ مارشل کر کے سزا دے ڈالو ـــــ فرق تو نہیں پڑتا ـــــ اور پھر اس کا شوہر کیا وہ اس کہانی سے مطمئن ہو جائے گا۔ ہنگامہ برپا نہیں کرے گا۔"

میں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "آپ اس کو اعانت جرم میں گرفتار کر لیں۔ ایک طرح سے وہ خود بھی اس کی موت کا ذمہ دار ہے ـــــ اگر ونمالا مر گئی ہے۔" کرنل سوچ میں پڑ گئے ـــــ اسی وقت اردلی سارجنٹ دروازہ کھول کر اندر آ گیا اور چائے کی ٹرے میز پر رکھ کر واپس چلا گیا۔ ہنٹرس نے اٹھ کر چائے بنانی شروع کر دی۔ کرنل نے چائے کی پیالی اٹھا کر ہونٹوں سے لگائی اور گھونٹ لے کے بولے۔ "شاید تم نے ٹھیک کہا دکٹر ـــــ ہنس راج کو آزاد نہیں رہنا چاہئے۔" ہنٹرس نے دوسری پیالی میری طرف سرکا دی ـــــ کرنل نے مسکرا کر کہا۔ "کیری آن۔" میں نے تھینک یو کہہ کر پیالی اٹھائی۔ ہنٹرس بھی پیالی اٹھا کر چائے پینے لگا۔ تھوڑی دیر خاموشی طاری رہی ـــــ چائے ختم ہونے کے بعد کرنل نے دروازے سے پائپ نکالا اور سلگاتے ہوئے کہنے لگے۔

"لنچ کے بعد میں چیف آف اسٹاف سے مل کر ہنس راج کی گرفتاری کے لئے گورنمنٹ آف بمبئی کو میمورنڈم بھجوا رہا ہوں تم میں سے کون آنا چاہتا ہے میرے ساتھ؟" ہنٹرس نے کہا ـــــ "دونوں۔" کرنل نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "تم تین بجے تک واپس آ سکتے ہو تو ہوٹل چلے جاؤ۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے۔" کرنل ہنٹرس باتیں کرنے لگے۔ میں گرینڈ ہوٹل جانے کے لئے بنگلے پہنچ گیا۔

شام کو دفتر بند ہونے کے وقت سے چند منٹ پہلے ہم چیف آف جنرل اسٹاف سے مل کر واپس ہوئے تو کرنل کا پی۔ اے ایک لمبا چوڑا ٹیلی گرام لئے ہوئے انتظار کر رہا تھا۔ اس نے لیفٹننٹ مائیکل کے بچ جانے کی خوشخبری کے علاوہ مزید تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔ وہ پل سے سات میل کے فاصلے پر مچھیروں کی بستی میں کنارے پہنچ کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ صبح چھ بجے چند ماہی گیر انہیں اٹھا کر بستی میں لے گئے اور ہوش میں لانے کی تمام کوششوں میں ناکام ہو کر دس بجے بیل گاڑی میں ڈال کر قصبہ فتح پور کے ہسپتال پہنچا دیا۔ انہیں نمونیا ہو گیا ہے لیکن اب ٹھیک ہوتے جا رہے ہیں۔" کرنل نے قیدی کے متعلق

سوال کیا تو اس نے ٹیلی گرام ان کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ "سر اس کا کہیں پتا نہیں۔۔۔ لیکن ڈوب جانے کا بھی یقین نہیں کر سکتے کیونکہ مائیکل نے کئی بار اس کو لہروں میں بہتے ہوئے دیکھا لیکن دریا کی روانی تیز ہونے کے باعث اس کو پکڑ نہ سکے۔" کرنل نے چشمہ لگا کر تار پڑھنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد تار ہاتھ سے رکھ کر ہماری طرف دیکھا۔ "میرا خیال غلط تھا بوائز۔۔۔ وین مالا اچھی تیراک ہے۔" اس نے خودکشی کرنے کے لئے چھلانگ نہیں لگائی۔۔۔ یقیناً وہ نکل گئی اور اب۔۔۔" انہوں نے کرسی کی پشت گاہ سے کمر لگا کر آنکھیں بند کر لیں اور سگریٹ کا لمبا کش لیتے ہوئے بولے۔ "لک وکٹر۔۔۔ اگر میں تمہاری دوستوں کی حفاظت کا انتظام کر دوں تو کیا وین مالا کی تلاش میں تم الہ آباد جانے کو تیار ہو؟"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "سر۔۔۔ کیا میں تعمیل حکم سے انکار کی جرات۔۔۔" وہ بولے۔ "نہیں نہیں میرا مقصد یہ نہیں لیکن اس میں ایک بہت بڑی دشواری ہے۔"

"خصوصاً۔۔۔" میں نے جملہ ادھورا چھوڑ کر ہنٹرس کی طرف دیکھا۔۔۔ ہنٹرس مسکرا دیا۔ کرنل نے اس کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "ویل!" کہنے لگا۔۔۔ "سر یہ وین مالا کے سامنے آنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔۔۔ وہ اس کو کسی دوسری شیپ اور فارم میں پہچانتی ہے۔۔۔ یہاں بھی یہ گرفتاری میں اس کے سامنے آنے کے بجائے بیک گراؤنڈ میں رہ کر گائیڈ کرتا رہا ہے۔" کرنل نے سگریٹ ایش ٹرے میں رگڑتے ہوئے کہا۔ "آئی سی۔۔۔ ٹھیک ہے ہنٹرس۔۔۔ اب میں کچھ کچھ سمجھ سکتا ہوں۔۔۔ او کے تم فوراً تیار ہو جاؤ میں کوشش کروں گا کہ تمہیں بمبئی یا دہلی جانے والے کسی ایئر کرافٹ میں جگہ مل جائے۔۔۔ ورنہ ٹرین تو ہے ہی۔۔۔" ہنٹرس سلیوٹ کر کے باہر نکل گیا۔ کرنل نے میری طرف دیکھا۔۔۔ میں نے ان کی نگاہوں سے بچنے کے لئے سگریٹ کیس نکال کر بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سر اب اس کے ہاتھ آنے کا کوئی امکان نہیں۔۔۔ اگر وہ ڈوبنے سے بچ گئی ہے تو۔۔۔ جہاں تک میرا خیال ہے وہ تربیت یافتہ جرمن جاسوس ہے اور شاید اس نے کسی مقصد کے تحت ہی ہنس راج کے ساتھ شادی کی ہو۔"

ہوٹل پہنچتے ہی میں نے اجیتا کو ونمالا کے فرار ہونے اور ہنس راج کی گرفتاری کے انتظامات کے متعلق اطلاع دی اور پھر ان کی شادی کی تاریخ دریافت کی۔ میری باتیں سن کر اس پر گھبراہٹ طاری ہونے لگی۔ میں نے اس کو اطمینان دلایا کہ یہ سب اسی کے تحفظ کے لئے کیا جا رہا ہے۔ ہنس راج گرفتار ہونے کے بعد جنگ ختم ہونے سے پہلے کسی طرح باہر نہ آ سکے گا کہ اس کے لئے کسی پریشانی یا خطرے کا باعث بن سکے۔۔۔ آخر تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد اس نے خود کو سنبھالا اور کہنے لگی۔ "مگر مجھے صحیح دن اور تاریخ تو یاد نہیں لیکن اتنا کہہ سکتی ہوں کہ 1937ء کے آخری مہینوں میں ہنس راج نے

ٹیلی گرام سے گجراج کو اپنی شادی میں شریک ہونے کے لئے جرمنی بلایا تھا۔۔۔ لیکن وقت کی کمی کے باعث ہم شریک نہ ہو سکے۔"

میں نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "کافی ہے۔۔۔" وہ رسٹ واچ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "مگر سات بجنے والے ہیں۔۔۔ اب واپس تو نہیں جاؤ گے نا؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا "نہیں صرف کرنل کو ٹیلی فون کرنے کے لئے چند منٹ کے لئے نیچے جاؤں گا۔۔۔ اپنے نوکر کو بلا کر میرے لئے ایک پیکٹ سگریٹ منگواؤ۔" اس نے اٹھ کر بزر پر انگلی رکھ دی۔ میں نے اس کی کمر تھپتھپائی اور "کمنگ انسٹنٹلی" کہتا ہوا چل دیا۔

اپنے اپارٹمنٹ میں پہنچ کر میں نے کرنل کے بنگلے کا نمبر ڈائل کیا۔ دوسری گھنٹی پر ریسیور اٹھا لیا گیا اور کرنل کی آواز آئی۔۔۔ "ہیلو وکی بوائے۔۔۔" میں نے گڈ ایوننگ کر کے کہا۔ "اکتوبر 1937ء سر۔۔۔" بولے "اوہ! اس کے معنی ہیں شادی با مقصد تھی۔۔۔" میں نے کہا۔ "میرا بھی یہی خیال ہے سر۔" بولے۔ "ناؤ لک۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہنٹرس اس مشن میں کامیاب ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔۔۔ وین مالا۔۔۔ ناگن سے زیادہ زہریلی ہے اگر وہ اس کو تلاش کرنے میں کامیاب بھی ہو گیا تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔۔۔ وین مالا، ہیلن سے کہیں زیادہ۔۔۔" وہ بولتے بولتے رک گئے۔ مجھے ان کے آخری جملہ پر ان کی ذہانت کا معترف ہو جانا پڑا معلوم ہوتا تھا انہوں نے ہماری کہانی پر یقین نہیں کیا۔ "آپ کے حکم کا انتظار کر رہا ہوں سر۔" ہنس کر بولے۔ "میں تمہیں نہیں بھیج رہا۔۔۔ سوچ رہا ہوں۔۔۔ دوسرا بیسٹ بوائے کون ہو سکتا ہے۔۔۔ تمہیں بھیجنے سے کمپلی کیشنز پیدا ہو جائیں گے۔ گڈ نائٹ۔۔۔" انہوں نے ریسیور رکھ دیا۔۔۔ میں نے اطمینان کا سانس لیا اور ماؤتھ پیس چوم کر ریسیور آہستہ سے کریڈل پر رکھ دیا۔

کھانا کھانے کے بعد میں نے کیتھ اور اجیتا سے کرنل بشپ سے ملنے کا بہانہ کر کے دو تین گھنٹے کے لئے اجازت طلب کی اور ریلوے لائنز کی طرف چل دیا۔ اس وقت نو بجنے والے تھے لیکن بلیک آؤٹ ہونے کی وجہ سے ابتدائے شب ہونے کے باوجود شہر کی چہل پہل ماند پڑ چکی تھی۔ سڑکوں پر وکٹوریہ گاڑیوں اور پیدل چلنے والوں یا رکشاؤں کی آمد و رفت میں بھی کمی آ چکی تھی۔ کاروں اور ٹیکسیوں کے رش کا زور بھی ٹوٹ چکا تھا۔ کہیں کہیں کوئی گاڑی نظر آتی اور تیزی سے گزر جاتی۔ میں نے اس سے پہلے کبھی کلکتے کی سڑکوں پر بے رونقی کا یہ عالم نہیں دیکھا تھا۔ آج ویسے بھی میں کور سے محروم تھا۔ اس احساس کے ساتھ خدشات سر ابھارنے لگے۔ میں نے اس گھٹن سے جلد از جلد نجات پانے کے لئے مین روڈ پر آتے ہی ایکسی لریٹر پر دباؤ ڈالنا شروع کیا اور گاڑی فراٹے بھرنے لگی۔ چند منٹ میں ریلوے اسٹیشن آ گیا اور یہاں قرب و جوار ہر اطراف میں سڑکوں پر ٹریفک

سگنل کی سرخ روشنی دیکھ کر گاڑی روکنی پڑی۔ میں نے بریک لگا کر سگریٹ سلگایا اور دائیں بائیں کھڑی ہوئی گاڑیوں پر نظر ڈالی۔ قطار بتدریج طویل ہوتی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں گرین سگنل ہوا۔ گاڑیاں حرکت میں آئیں اور ٹریفک سامنے اور دائیں جانب دو حصوں میں تقسیم ہونے لگا۔ میں نے دائیں طرف ٹرن لیتے ہوئے مخالف سمت میں نظر ڈالی اور گیئر تبدیل کیا۔۔۔۔ گاڑی تیزی سے پل کی چڑھائی طے کرنے لگی۔ نصف فاصلے تک پہنچتے پہنچتے ہی کتنی گاڑیاں اوور ٹیک کر کے آگے نکلیں۔ تیسرا گیئر لگانے کے بعد میری گاڑی کا اسپیڈ و میٹر چالیس پر پہنچ گیا اور اب کوئی گاڑی اوور ٹیک نہیں کر رہی تھی۔ پل ختم ہوتے ہی میں نے بائیں جانب ٹرن لیا۔ بیک ویو مرر میں ایک کنور نیمل دس قدم کے فاصلے پر بڑھتی ہوئی دکھائی دی۔ یہ سڑک ریلوے لائنز کو جاتی تھی اور شاذ ہی کوئی کار اس طرف جاتی دکھائی دیتی تھی۔ میں نے اس کو قریب آنے دیا اور ایک بار پھر بیک ویو پر غائرانہ نظر ڈالی۔ اس میں دو آدمی سوار تھے۔۔۔۔ ایک ڈرائیو کر رہا تھا اور دوسرا اس کے برابر بیٹھا ہوا تھا۔ شکل و صورت سے دونوں بنگالی معلوم ہوتے تھے۔ پچھلی سیٹ پر کوئی نہ تھا اگر تھا تو اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ گاڑی نے چند قدم کا درمیانی فاصلہ کور کیا اور پھر رفتار کم کر کے اسی فاصلے پر آ گئی۔ میں نے سگریٹ نکالنے اور سلگانے میں اسپیڈ اور کم کی اور دھواں نکالتے ہوئے پھر کنکھیوں سے دیکھا۔ گاڑیوں کا درمیانی فاصلہ برقرار تھا۔ چند قدم چلنے کے بعد ریلوے لائنز کے مینیل اسٹاف کوارٹرز شروع ہو گئے اور میں نے یہ دیکھنے کے لئے کہ پچھلی گاڑی میرا تعاقب کر رہی تھی یا میرا محض وہم تھا دو قطاریں گزرتے ہی دائیں جانب ٹرن لیا اور آہستہ آہستہ لائن عبور کر کے دوسری سڑک پر پہنچ کر بائیں طرف ٹرن لیتے ہوئے پیچھے کی طرف دیکھا۔ گاڑی اس طرف نہیں آئی تھی۔ کچھ دور جا کر ایکبار پھر بائیں طرف ٹرن لیا اور لائن عبر کر کے اسی سڑک پر آ گیا۔۔۔۔
اب اس گاڑی کا کہیں پتا نہ تھا۔ شاید وہ لوگ کہیں اور جا رہے تھے اور میرا انہیں اپنے تعاقب میں سمجھ لینا غلط تھا۔ میں تھوڑی دیر میں ہیلن کے بنگلے پہنچ گیا اور احاطے کے گیٹ کے سامنے گاڑی کھڑی کر کے اندر داخل ہوا۔ ہیلن نے دروازے پر آ کر مجھے ریسیو کیا۔ آج مسٹر اسمتھ ڈیوٹی پر گئے ہوئے تھے۔ میں نے کرنل بشپ کے حوالے سے اس سے گزشتہ شب کا واقعہ دریافت کیا۔ اس نے درمیانی کمرے میں کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ڈی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب میں یہاں محفوظ نہیں ہوں۔" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "تمہیں گارڈ کو نہیں ہٹانا چاہئے تھا۔" وہ بولی۔ "میں نے غلطی کی لیکن اب؟ میرے والد کا دل بہت کمزور ہے اور مجھے اپنی جان سے زیادہ ان کی فکر ہے۔۔۔۔ سمجھ میں نہیں آتا۔۔۔۔ کیا ہونے والا ہے۔" میں نے اس کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "دو تین روز بعد میں تمہیں اپنے پروٹیکشن میں لے لوں گا۔۔۔۔ ان سے کہہ دینا۔۔۔۔" مسکرا کر اٹھتی ہوئی

بولی۔ "شکریہ ڈارلنگ۔۔۔۔ مجھے خوشی ہے میں نے تمہیں سمجھنے میں غلطی نہیں کی۔۔۔۔ تم ابھی تک اپنے وعدے پر پورے اترتے چلے آ رہے ہو۔۔۔۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "فلیٹر نہ کرو شوگر۔۔۔۔ اپنے خانساماں سے کہو چائے لے کر آئے۔" وہ پلٹ کر کچن کی طرف چل دی۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور کش لینے لگا۔ چائے پینے کے بعد ہم دیر تک باتیں کرتے رہے۔ دیواری گھڑی میں بارہ بجے تو میں کھڑا ہو گیا۔۔۔۔ ہیلن نے بھی روکنے کی کوشش نہ کی اور اٹھ کر دروازے تک چھوڑنے آئی۔ میں اس کو شب بخیر کہہ کر باہر نکلا اور باغیچہ عبور کر کے سڑک پر آیا میری کار غائب تھی۔ میں حیرت زدہ ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔۔۔۔ گاڑی کا دور دور تک کہیں پتا نہ تھا۔ بنگلوں کے گرد و پیش چکر کاٹ کر مایوس ہونے کے بعد پھر ہیلن کے بنگلے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔۔۔۔ وہ جیفری میں آئی تو ہاتھ میں ٹارچ لئے ہوئے تھی اور خانساماں بندوق لئے ہوئے اس کے ساتھ تھا۔ میں نے اس کا نام پکارا۔

"کیا بات ہے کیپٹن؟" اس نے میری آواز سن کر دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ میں نے اسے کار غائب ہونے کے متعلق بتایا۔۔۔۔ خانساماں نے کہا۔ "صاحب میرا کمرہ اسی طرف ہے اور میں جاگ رہا تھا۔ اگر انجن اسٹارٹ کیا گیا ہوتا تو۔۔۔۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "شاید وہ کچھ دور دھکیل کر لے گئے۔ خیر میں تلاش کر لوں گا۔۔۔۔ تم بے خبر ہو کر نہ سو جانا۔۔۔۔ میں یہی کہنے کو آیا تھا۔۔۔۔ گڈ نائٹ ہیلن۔"

ہیلن نے مجھے روکنے کی کوشش کی لیکن میں نے ڈیوٹی کا بہانہ کر کے دروازہ بند کر دیا اور پلٹ کر باہر نکل گیا۔ اب میرے لئے اس کے سوا کوئی رستہ نہ تھا کہ جس طرح بن پڑے بچتا بچاتا ریلوے اسٹیشن پہنچ جاؤں جہاں ٹیکسی مل سکتی تھی اور ملٹری پولیس کو اس وقوعے کی اطلاع دے کر کار کی تلاش میں بھی بھیجا جا سکتا تھا۔ چنانچہ میں راستے سے ناواقف ہونے کے باعث ایک طویل چکر کاٹ کر جنکشن میں پہنچنے میں کامیاب ہوا تو ڈیڑھ بج چکا تھا۔

ایم پی آفس کے برآمدے میں گارڈ نے سلامی دی اور سارجنٹ آن ڈیوٹی کو میری آمد کی اطلاع دی۔ سارجنٹ نے دفتر کی روشنی میں اضافہ کیا اور باہر نکل کر سلیوٹ کیا۔ میں نے مختصر الفاظ میں ریلوے لائنز سے اپنی کار گم ہو جانے کا واقعہ سنایا۔ پلیٹ نمبر نوٹ کرایا اور جلد از جلد دو تین موٹر سائیکلسٹس کو ریلوے لائنز اور شہر میں تلاش کرنے کا حکم دیا۔ سارجنٹ نے "بہتر ہے جناب" کہہ کر ریسیور اٹھایا اور ہیڈ کوارٹر کا نمبر ڈائل کیا۔ میں آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھ گیا اور سگریٹ سلگا کر پینے لگا۔ چند منٹ ٹیلی فون پر سوال جواب کرنے کے بعد اس نے ریسیور لٹکا دیا اور میز کے قریب آ کر کہنے لگا۔ "سر چند منٹ میں تین ڈسپیچ رائیڈر پہنچ رہے ہیں۔۔۔۔ اگر آپ ہیڈ کوارٹرز جانا چاہیں تو ایک گاڑی لے کر

چلے جائیں۔" میں نے صورت حال پر غور کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں میں ان کے ساتھ رہونگا تم نے اچھا کیا ——— تین گاڑیاں منگا لیں۔" وہ "بہتر ہے" کہہ کر گارڈ روم کی طرف چل دیا۔ میں نے کرسی کی پشت گاہ سے کمر لگا کر آنکھیں بند کر لیں اور بازیابی کا پلان مرتب کرنے لگا۔ سب سے پہلی دشواری یہ تھی کہ میں کار اٹھائے جانے کا وقت تعین نہیں کر پا رہا تھا۔ یہ دس بجے سے رات کے بارہ بجے تک کسی وقت ——— غالباً" گیارہ بجے کے بعد ہٹائی گئی تھی اور مجرم وہی دو آدمی ہو سکتے تھے جنھوں نے پل سے ریلوے لائنز تک پیچھا کیا تھا۔

تھوڑی دیر میں سارجنٹ آگیا اس کے ساتھ ریفرشمنٹ روم کا بیرر چائے کی ٹرے لئے ہوئے تھا۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈال کر چائے دانی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"سارجنٹ پچیس منٹ گزر گئے وہ لوگ پہنچنے ہی والے ہیں۔ تم ان کے آتے ہی ایک جوان کو میری کار کا نمبر نوٹ کرا کے فوراً" ریلوے لائنز کی طرف روانہ کر دینا ———" سارجنٹ سیلوٹ کر کے دروازے کی طرف چل دیا۔ میں نے چائے تیار کی۔ دو تین بسکٹ کھائے اور ابھی نصف کپ چائے پی تھی کہ دروازے پر موٹر سائیکلوں کے انجن کی آواز سنائی دی۔ سارجنٹ برآمدے میں نکل کر انہیں ہدایات دینے لگا۔ میں نے جلدی جلدی چائے ختم کی اور سگریٹ سلگاتا ہوا اٹھا۔ بیرر کو پے منٹ کر کے باہر نکلا تو ایک موٹر سیکلسٹ روانہ ہو چکا تھا۔ دو کھڑے ہوئے تھے دونوں نے اٹینشن ہو کر سیلوٹ کیا۔ میں نے برآمدے سے اتر کر ان کا معائنہ کیا اور دونوں کو آٹو میٹک گنز سے مسلح پا کر کہا۔ "تم دونوں ایک گاڑی پر سوار ہو جاؤ۔" ایک جوان نے گاڑی گھما کر میرے قریب کر دی اور دونوں دوسری گاڑی پر آگے پیچھے بیٹھ گئے۔ میں نے سوار ہو کر گاڑی آگے نکالتے ہوئے کہا ——— آؤ ———"

اسٹیشن روڈ سے پل پر ٹرن لیتے ہوئے بائیں جانب دس قدم کے فاصلے پر ایک بلڈنگ کے قریب ایک ٹریفک کانسٹیبل کو ٹہلتے دیکھ کر میں نے پل پر جانے کی بجائے گاڑی کا رخ اس طرف کیا اور قریب پہنچ کر روک دی۔ کانسٹیبل نے چونک کر ڈھیلا ڈھالا سا سیلوٹ کیا۔ میں نے سوال کیا۔ "جوان تم کتنے بجے سے ادھر ڈیوٹی پر ہے؟" بولا۔ "صاحب بہادر ہم گیارہ بجے آیا اور صبح چھ بجے ریگولر ٹریفک کانسٹیبل آئے گا تو ———" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "گیارہ سے بارہ بجے کے درمیان تم نے ریلوے لائنز کی طرف سے دو گاڑیاں آتی دیکھیں ———؟ ایک کنورٹیبل' دوسری سیڈان جس پر بمبئی کا پلیٹ نمبر ہے ———؟" کانسٹیبل ہونٹوں پر انگلیاں رکھ کر سوچ میں پڑ گیا۔ چند سیکنڈ غور کرنے کے بعد کہنے لگا۔ "صاب ہم کو یاد پڑتا ہے۔ ایسا دو گاڑی ادھر سے گزرا ——— لیکن ہم نمبر نہیں دیکھا سکا ——— اتنا دیکھا دونوں میں ایک ایک آدمی تھا اور وہ فوجی آفیسر نہیں تھا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "شاباش جوان تمہارا خیال صحیح ہے ——— اچھا وہ کس طرف گیا؟" بولا۔

"ادھر سے سیدھا سامنے کی طرف۔ آگے جا کر دائیں بائیں مڑ گیا ہو تو آپ ناکے پر جا کر پھر پولیس مین سے پوچھیں۔" میں نے ویلڈن کہہ کر گاڑی گھمائی اور اپنے جوانوں کو اشارہ کرتا ہوا تیزی سے بتائی ہوئی سمت چل دیا۔

○

صبح کے چار بجے تک سڑکوں کے چکر کاٹنے کے باوجود گاڑی کا کوئی سراغ نہ ملنے پر آخر تلاش سے دست کش ہو کر ہیڈ کوارٹرز پہنچ گئے۔ ہنٹرس شام کو میل سے الہ آباد جا چکا تھا۔ اردلی نے اٹھ کر میرے کمرے کا دروازہ کھولا اور میں اس کو جب تک کرنل بشپ خود مجھے طلب نہ کریں نہ جگانے کو کہہ کر سو گیا۔

دس بجے جب کہ میں نے چائے پی کر سگریٹ سلگایا ہی تھا ——— کرنل بشپ مجھے دفتر میں طلب کرنے کے بعد خود ہی آگئے۔ میں نے گڈ مارننگ سر کہہ کر انہیں کرسی پیش کی اور خانساماں کو چائے لانے کا اشارہ کیا۔ وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "سچ کہنا وکی یہ پرو ٹیکشن تمہیں مہنگا نہیں پڑا؟" میں نے کہا۔ "نو سر میری گاڑی کہیں نہیں جاتی۔" وہ ہنس کر بولے۔ "چلی گئی ——— اور اگر شام تک کہیں نہ ملی تو تلاش جاری نہیں رکھی جائے گی پھر؟" میں نے خانساماں سے چائے کی ٹرے لے کر انکے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ "جنرل انشورنس کمپنی کو گیارہ ہزار کا نقصان ہو گا ——— ویسے آج مس کنتھ اور اجیتا دیوی کو بمبئی بھیج رہا ہوں ——— اور اس کے بعد ———"

انہوں نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "تو کیا ان کے ساتھ نہیں جا رہے؟" میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "نو سر۔" وہ "گڈ" کہہ کر چائے پینے لگے۔ میں نے جیفری میں جا کر یونیفارم پہننی شروع کر دی۔ دس منٹ بعد ٹپ ٹاپ ہو کر کمرے میں آیا تو وہ چائے پی چکے تھے۔ کرسی سے اٹھتے ہوئے بولے۔ "چلو دفتر سے اپنا چیک لے لو ——— شام تک ہنٹرس کی طرف سے ٹیلی گرام موصول ہونے پر اگر ضرورت محسوس ہوئی تو شاید تمہیں الہ آباد بھیجنا پڑے۔" میں نے چلتے چلتے ان کے چہرے کی طرف دیکھا۔ مسکرا کر کہنے لگے۔ "وکی میں ہنٹرس کے متعلق کچھ زیادہ اچھی رائے نہیں رکھتا اور یہ ہماری پرسٹیج کا سوال ہے۔ وہ کتیا ہمارے آدمیوں کے ہاتھ سے ہی پھسل کر غائب ہوئی ہے ———" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بھی خاموش چلتے رہے۔ دفتر میں داخل ہوتے ہی بولے۔ وکی تمہیں جانا ہی پڑے گا۔" پھر اپنے پی۔اے کی طرف دیکھ کر کہنے لگے چیک ٹائپ کر دیا؟" پی۔ اے نے "یس سر" کہہ کر دراز سے چیک نکالا اور ان کے سامنے رکھ دیا۔ دستخط کر کے میری طرف بڑھاتے ہوئے بولے۔ "اسٹاف کار لے کر امپیریل بینک جاؤ چیک کیش کراؤ۔ انشورنس کمپنی کو ٹیلی گرام سے کار گم ہو جانے کی اطلاع دو اور شام کو اپنی دوستوں

کو سی آف کر کے بنگلے پر مجھے ملو۔ میں نے چیک لے کر سیلوٹ کیا اور دروازے کی طرف چل دیا۔ ابھی ہینڈل کی طرف ہاتھ ہی بڑھایا تھا کہ انہوں نے میرا نام لے کر آواز دی۔ میں پلٹ کر پھر ان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ کرسی سے کمر لگا کر میری طرف دیکھتے ہوئے سرگوشی کے لہجے میں بولے۔ "کیپٹن اگر تمہاری دوست تنہا جانے کو تیار نہ ہوں تو زیادہ اصرار نہ کرنا۔ میں نہیں چاہتا—— تمہارے درمیان رنجش پیدا ہو۔" میں نے نیچی آواز میں کہا۔ "تھینک یو سر—— میں آپ کو ٹیلی فون پر اطلاع دونگا۔" انہوں نے اثبات میں سرہلا کر کہا—— "رائٹ—— گواہیڈ——" میں سلام کر کے چل دیا۔

چیک کیش کرا کے میں نے جنرل انشورنس کمپنی کی کلکتہ برانچ کو کار لفٹنگ کے واقعے کی اطلاع دی اور گرینڈ ہوٹل پہنچا تو کھانے کا وقت ہو چکا تھا۔ میں گاڑی پارک کر کے کھانا کھانے کے لئے بار میں داخل ہوا۔ کاؤنٹر سے گزرتے ہوئے دوسرے اسٹول پر بیٹھی ہوئی لنڈا نے مسکرا کر ہیلو کیپٹن کہا۔ میں نے اس کے سامنے پنچ کر رکتے ہوئے لاؤنج پر نظر ڈالی اور کسی میز پر جگہ نہ پا کر اسکاچ کے شاٹ کا آرڈر دیا اور باتیں کرنے لگا۔ اس نے ڈرنک کا گلاس میرے سامنے رکھا اور مسکرا کر ہیلن کے متعلق پوچھا۔ "وہ ٹھیک ہے لنڈا۔" میں نے گلاس اٹھا کر گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ "اس کے کامریڈ آج رات میری کار اڑا کر لے گئے——" ہنس کر کہنے لگی۔ "خدا کا شکر کرو کیپٹن اس وقت تم کار میں نہ تھے۔ میں نے سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "ہنی دو بجے ڈیوٹی سے آف ہو کر میرے ساتھ چرچ چلو دونوں مل کر شکر ادا کریں گے۔ لارڈ آل مائٹی سنگل فائل میں چلنے والوں کی کسی بات کا نوٹس نہیں لیتا۔" مسکرا کر بولی "اور اگر لارڈ نے ہمیں ساتھ دیکھ کر کہا۔ تم دونوں ایک دوسرے کے کچھ نہیں—— گیٹ آؤٹ——" میں نے گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "لاؤنج میں سیٹ خالی ہو رہی ہے ڈارلنگ کھانا کھانے کے بعد دیکھیں گے ہم ایک دوسرے کے کچھ ہو سکتے ہیں یا نہیں۔" وہ مسکرا دی۔ میں نے ایک نوٹ کاؤنٹر پر رکھ دیا اور خالی سیٹ کی طرف چل دیا۔

کھانا کھانے کے بعد میں اوپر پہنچا تو کینتھ اور اجیتا کے سامنے کافی کے برتن رکھے ہوئے تھے اور وہ کافی پی رہی تھیں۔ اجیتا نے میرے قدموں کی آہٹ سن کر گردن گھما کر دیکھا اور کہنے لگی۔ "دفتر سے آ رہے ہو کرن؟" کینتھ نے ہنس کر کہا۔ "نہیں ٹیبل فرنٹ سے۔" میں نے کینتھ کے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "نہیں ریس کورس سے——"

اجیتا نے کافی پاٹ اٹھا کر ایک پیالی میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "ہار کر نا؟" میں نے اثبات میں سرہلا کر پالی لیتے ہوئے کہا۔ "کار کھو بیٹھا—— رات کے بارہ بجے سے اب تک اسی سلسلے میں دوڑ بھاگ کرتا رہا۔" کینتھ نے مسکرا کر کہا۔ "بمبئی سے دوسری گاڑی لے آنا۔" میں نے کافی کا گھونٹ لے کر کہا۔ "شاید بمبئی نہ جا سکوں——" اجیتا نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے کرن؟ ہم تمہارے ساتھ کے بغیر کیسے جا سکتے ہیں۔" میں نے سر جھکا کر کہا "اجیتا دیوی کار کا گم ہونا تو خیر اتنی بڑی بات نہیں لیکن ونمالا نے ہمارے اعلیٰ افسروں کا دماغ خراب کر دیا ہے۔ کرنل بشپ مجھے ایکبار پھر اس کی تلاش میں بھیجنے پر مصر ہیں۔ حالانکہ انہیں بتا دیا گیا ہے میں اس کو فیس نہیں کر سکتا۔ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں؟" اجیتا پیالی ہاتھ سے رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور کینتھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی۔ "مس کینتھ تم میرے ساتھ ہیڈ کوارٹرس چلو—— میں بشپ سے بات کرونگی۔" میں نے کہا۔ "کیا کہو گی؟" بولی۔ "یہی کہ تم ہمارے ساتھ بمبئی جا رہے ہو—— میں پاراگڑھ میں خود کو محفوظ نہیں سمجھتی اور تم ہی وہاں سے میرے منتقل ہونے کا انتظام کر سکتے ہو——" کینتھ یہ سن کر ہنس دی۔ اجیتا نے ہنس کر کہا۔ "میں اسے سچ مچ تو پاراگڑھ نہیں لے جا رہی تھی مس کیتھ——" میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "تو پھر ہیڈ کوارٹرس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ٹیلی فون پر بات کر لو شاید مان جائیں——" اجیتا نے "ٹھیک ہے" کہہ کر مجھ سے کرنل بشپ کا ٹیلی فون نمبر لیا اور ریسیور اٹھا کر ڈائل کیا۔ تیسری چوتھی گھنٹی پر دوسری طرف ریسور اٹھا لیا گیا اور وہ "ہیلو اجیتا بول رہی ہے کرنل" کہہ کر بات کرنے لگی۔ چند جملے تبدیل کرنے کے بعد اس نے تھینک یو کرنل' گڈ بائی کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور میری طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ "کرنل نے کل سے تمہاری دس دن کی رخصت منظور کر لی ہے کرن—— میرے خیال میں ہمیں کل شام کی ٹرین سے روانہ ہو جانا چاہئے۔ کیوں مس کیتھ؟" کینتھ نے مسکرا کر کہا۔ "اوکے بائی می——" میں سگریٹ سلگا کر کش لینے لگا۔ "رخصت دو روز سے منظور ہوئی پڑی ہے۔ اجیتا۔" میں نے کہا۔ "کرنل کو بیچ بیچ میں سرکٹ کُس پڑتے ہیں اور وہ سب کچھ بھول کر چیخنے لگتے ہیں۔ "الہ آباد جاؤ—— وکٹر—— وین مالا کو تم ہی لا سکتے ہو زندہ یا مردہ۔"

اجیتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہے کرن—— مذہب' نام' عورت اور ڈرنکس کے معاملے میں تم بے حد بلکہ خطرناک حد تک تغیر پسند ہو لیکن خیر اس ذکر کو چھوڑو' رواتگی کے متعلق سوچو اس یقین کے ساتھ کہ مجھ سے وعدہ کرنے کے بعد کرنل بشپ اب تمہاری رخصت منسوخ نہیں کر سکتے۔" میں سگریٹ کا کش لے کر خاموش ہو گیا۔ کینتھ نے میرا شانہ ہلا کر کہا۔ "کیا سوچ رہے ہو وکی؟" میں نے نظریں ملائے بغیر کہا۔ "چل رہا ہوں۔" مسکرا کر سرکتی ہوئی بولی۔ "نہیں کچھ اور سوچ رہے ہو—— بتاؤ کیا؟" میں نے کش لے کر سگریٹ کا دھواں اس کے منہ پر چھوڑتے ہوئے کہا۔ "سوچ رہا ہوں فوج میں داخل ہونے کے بعد میں دلیر ہونے کے بجائے بزدل ہوتا جا رہا ہوں تم نے نوٹ نہیں کیا؟"

کنتھ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "قدرتی ہے وکی ——— اس وقت تم پرنس تھے ——— لا ابالی ——— غیر ذمہ دار ——— اب کیپٹن ہو ——— احساس ذمہ داری نے تمہیں تشدد سے متنفر کر دیا ——— اور پھر وہاں لاتعداد دشمن تھے یہاں کون ہے۔ فرنٹ پر جاؤ گے تو پھر ویسے ہی خونخوار ہو جاؤ گے لیکن یہ ایک دم تمہیں پھر سے چنگیزی کا دورہ کیوں پڑنے لگا؟" میں نے اجیتا کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "چنگیزی بہت سخت لفظ ہے میں آنکھ کے بدلے آنکھ کا قائل ہوں ——— اور دورہ اس لئے پڑ رہا ہے کہ کئی آنکھیں ایسی ہیں جنہیں مجھے نکال ڈالنا چاہئے تھا اور وہ اب تک اپنے مالکوں کے چہرے پر ٹکی نظر آ رہی ہیں۔" اجیتا نے معنی خیز نظروں سے کنتھ کی طرف دیکھا اور اس نے میرے ہاتھ سے سگریٹ کیس کھینچتے ہوئے کہا۔ "مثلاً" کس کی آنکھیں ——— کونسی آنکھ کے بدلے میں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "سگریٹ پیو ——— وہ سب صوبہ بمبئی میں ہیں ——— اور جب تم مجھے وہاں لے جا رہی ہو تو خود دیکھ لینا۔ یہاں والے دوستوں کا ذکر بیکار ہے کیونکہ تم انہیں نہیں جانتیں ——— اوکے اجیتا دیوی ——— آپ آج شام کی ٹرین سے روانہ ہونے کی تیاری کیجئے۔ میں ہیڈکوارٹرس جا کر کرنل سے لیٹر وغیرہ لے آتا ہوں ——— ممکن ہے میری گاڑی کا بھی کچھ سراغ مل گیا ہو۔"

اٹھ کر چلنے لگا تو کنتھ نے ہاتھ پکڑ کے کہا۔ "ویٹ اے منٹ ——— یہ بتاؤ کیپٹن پہلے اجیتا دیوی کے لئے مکان تعمیر کراؤ گے ——— یا آئی بینک قائم کرنے کی مہم پر روانہ ہو جاؤ گے؟" میں نے ہنس کر ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔ "اگر اجیتا دیوی بمبئی رہنا پسند کریں تو میں اپنے قرض داروں کو نظر انداز کر سکتا ہوں' بشرطیکہ وہ میری زد پر نہ آئیں۔" کنتھ نے تھینک یو کہہ کر سگریٹ ہونٹوں میں دبایا۔ میں نے اس کو لائٹ دی اور دیو کرتا ہوا دروازے کی طرف چل دیا۔

میں ریلوے لائنز ہوتا ہوا ہیڈ کوارٹرز پہنچا تو شام کے پانچ بجنے میں چند منٹ باقی تھے۔ دفتر کھلا ہوا تھا۔ میں گاڑی سے اتر کے تیزی سے اندر داخل ہوا۔ کرنل بشپ اپنی میز پر بیٹھے ہوئے شام کا اخبار پڑھنے میں محو تھے۔ میں نے سلیوٹ کیا تو اخبار سے نظریں ہٹا کر میری طرف دیکھتے ہوئے چیخے۔ "ہے ای ——— ٹولیٹ کیپٹن ——— یہ لو اپنی کار کا انجام دیکھو۔" انہوں نے اخبار میری طرف بڑھایا۔ میں نے اخبار لے کر بے چینی سے اس پر نظر دوڑائی ——— آخری صفحے پر جلی ہوئی کار کے ڈھانچے کی تصویر تھی۔ عنوان تھا۔ ایک فوجی گاڑی جوانارکی کا شکار ہو گئی۔ نیچے تفصیلات تھیں۔ جن میں ریلوے لائنز یا ہیلن اسمتھ کا ذکر نہ تھا۔ رات کے پہلے نصف حصے میں کسی وقت شہر کے کسی مقام سے جا کر ہگلی کے کنارے جلا دیا جانا بتایا گیا تھا۔ میں نے اخبار کرنل کے سامنے رکھتے ہوئے کہا ——— "ویٹس آل رائٹ سر ——— میں بہت جلد یہ قرض ادا کر دوں گا۔ اگر آپ نے

اجازت دی۔" مسکرا کر بولے۔ "اجازت ہے کیپٹن ——— ڈھونڈ نکالو اور بھون ڈالو ——— اپنی گاڑی کی طرح ——— لیکن تم تو بمبئی جا رہے ہو۔" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "دس روز بعد سہی سر اچھا ہے۔ میرے دوست کچھ دن خوشیاں منا لیں۔ میں یہ تو نہیں کہونگا کہ اس دوران آپ مس اسمتھ کے لئے تحفظ کا انتظام کریں ——— لیکن پھر بھی مجھے یقین ہے آپ اس کو خطرے میں نہیں پڑنے دیں گے۔" مسکرا کر بولے۔ "سوری کیپٹن ——— وہ تمہارا ہیڈیک ہے۔" بہتر ہو گا اسے بھی ساتھ لے جاؤ' تمہاری اجیتا دیوی زیادہ باوقار نظر آئیں گی اگر ان کے دائیں بائیں دو سفید گورنیس ہر وقت موجود رہیں۔"

"تھینک یو سر۔" میں نے سر کو خم دے کر کہا۔ "لیکن اتنے مصارف کا میرا بجٹ اجازت نہیں دیتا۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "یہ صحیح ہے کیپٹن ——— کار ضائع ہو جانا تمہارے لئے بہت بڑا نقصان ہے اور انشورنس کمپنی ایک سال سے پہلے پے منٹ نہیں کریگی۔ اس وقت تک قیمتیں دوگنی ہو جائیں گی اور تمہارا نقصان اپنی جگہ برقرار رہے گا ——— اوکے کب روانہ ہو رہے ہو؟"

میں نے جواب دیا۔ "آج شام کو آٹھ بجے والی میل ٹرین سے سر۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے معلوم تھا۔ کیپٹن تم اب مجھے پہلو بدلنے کا موقع نہیں دو گے ——— اس لئے اجیتا دیوی سے بات کرنے کے بعد میں نے تمہارے پیپرز تیار کرا لئے ہیں۔" میں نے پھر شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے لفافہ دراز سے نکال کر میرے ہاتھ میں دیا۔ اس میں اجیتا دیوی اور تمہارے لئے بمبئی تک کے دو فرسٹ کلاس ریلوے وارنٹ ہیں ——— مجھے افسوس ہے مس کنتھ کسی طرح فری ٹکٹ کی مستحق نہیں ہیں۔ اس لئے یہ تمہارا پرابلم رہا۔"

میں نے لفافہ جیب میں سرکاتے ہوئے ایکبار پھر ان کا شکریہ ادا کیا اور ایک لیفٹننٹ کو ساتھ لے کر سیٹ ریزرویشن کے لئے اسٹیشن کی طرف روانہ ہو گیا۔

صرف ریلوے ہی کیا نقل و حمل کے تمام ذرائع اور وسائل آرمڈ فورسیز کے محور پر گھوم رہے تھے۔ فوج کے لئے ہر جگہ ہر شعبہ حیات میں پرائیورٹی ترجیح ترجیح کے الفاظ گونج رہے تھے۔ ریلوے اسٹیشن کی تمام عمارتوں کی دیواروں پر ہر جگہ پوسٹرز اور پلے کارڈ چسپاں تھے۔ "افواہوں پر کان نہ دھرو ———" "کیا آپ کا سفر کرنا ناگزیر ہے؟ سفر کرنا ہے تو سامان ساتھ نہ لیجئے (سامان سے مراد ٹفن کیریئر ہولڈال اور بیوی جیسی [illegible] تھیں غالباً") زبان بند رکھئے دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ "دیوار کے چاروں طرف ہزاروں کانوں کے درمیان ایک شخص کی تصویر جو ایک ہاتھ سے ہونٹوں پر سلی ہوئی زپ کھینچ کر اپنا ساؤنڈ بیریر توڑ رہا تھا) کیپ دی وکٹر موونگ ———" اسی پوسٹر کے سامنے ایک ساڑھے چار من وزنی' پینتالیس پچاس سالہ انگریز عورت کھڑی ہوئی نہ جانے کیا دیکھ رہی تھی۔ میرے ساتھی لیفٹننٹ نے چلتے چلتے اس سفید گوشت کے تودے پر نظر ڈالی اور

مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ وہ پہلی مرتبہ میرے ساتھ ہوا تھا اور مجھ سے زیادہ واقف نہ تھا۔ میں نے گردن گھما کر بالاقساط اس جائداد غیر منقولہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ شاید یہ ملٹی والیوم لیڈی ایک ہی ٹکٹ میں ایک ہی مرحلے میں منزل مقصود پہنچنے کے لئے ویگن میں ایڈ جسٹ ہونے پر غور کر رہی ہے لیفن۔" لیفٹنٹ پاس ادب سے منہ پھرا کر پھر مسکرا دیا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اپر کلاس بکنگ آفس میں داخل ہو گیا۔ میں سگریٹ سلگا کر پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگا۔ چند منٹ میں فوجی پرائٹی نے اکاموڈیشن کا مسئلہ حل کر دیا لیفٹنٹ تین فرسٹ اور ایک سرونٹ کلاس ٹکٹ لے کر بکنگ آفس سے باہر نکلا تو ریزرویشن کلرک رجسٹر اور ریزرویشن لیبل لئے ہوئے اس کے ساتھ تھا۔ دونوں پلیٹ فارم کراس کر کے یارڈ میں گئے اور دس منٹ میں تھری سیٹ کمپارٹمنٹ پر لیبل لگا کر آ گئے۔ لیفٹنٹ نے ٹکٹ اور ریزرویشن پیپرز میرے حوالے کئے اور ہم ریزرویشن کلرک کا شکریہ ادا کر کے گرینڈ ہوٹل کی طرف چل دیئے۔

ساڑھے سات بجے کے قریب ہم دوبارہ اسٹیشن پہنچے تو ٹرین پلیٹ فارم پر کھڑی ہوئی تھی۔ ریزرویشن کلرک نے ہمیں کمپارٹمنٹ تک گائیڈ کیا اور دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔ قلیوں نے سامان کمپارٹمنٹ میں رکھا اور سیٹوں پر بستر پھیلا کر اتر آئے۔ میں نے اجیتا اور کینتھ کو سوار کرایا۔ ریزرویشن کلرک کا پھر شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک فائیور تھمایا اور کمپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔ کینتھ سیٹ کی آخری کھڑکی کے شیشے پر چپکے ہوئے ایک کاغذ پر لکھی ہوئی عبارت پڑھنے میں مصروف تھی۔ اجیتا اپر برتھ پر رکھے ہوئے سوٹ کیس میں کچھ تلاش کر رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی کینتھ نے قریب آنے کا اشارہ کیا۔ میں نے آگے بڑھ کر کاغذ پر نظر ڈالی تحریر تھا کیپٹن وکٹر ہیرس—— تمہاری کار جہنم میں پہنچا دی گئی۔ عنقریب ہیلن اسمتھ کو بھی وہیں پہنچا دیں گے۔ اگر تمہیں اپنی زندگی عزیز ہے تو بمبئی سے واپس نہ آنا پلیز—— ورنہ——" نیچے کچھ حلقے اور لکیریں تھیں۔ جن سے کسی زبان کا کوئی لفظ نہیں بن رہا تھا۔ میں نے گڈ کہتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر کاغذ نوچ لیا اور پلیٹ فارم پر کھڑے ہوئے لیفٹنٹ کے ہاتھ میں تھما دیا۔ "یہ ایک دوستانہ وارننگ ہے—— کوشش کرنا کہ ملاقات ہو جائے۔" لیفٹنٹ نے کاغذ پر نظر ڈال کر جیب میں سرکاتے ہوئے کہا۔ "شیور سر کل صبح ہم مارشلنگ یارڈ کے تمام کوارٹروں کو چھان کر رکھ دیں گے۔ یہ تھریٹنگ لیٹر آپ کے نام کا لیبل دیکھ کر یارڈ میں سے ہی کسی نے چسپاں کیا ہے۔" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "ریلوے میں باغیوں کے ہمدردوں کی کمی نہیں ہے۔ انیل کے سلسلے میں جتنی گرفتاریاں عمل میں آئیں سب ریلوے اسٹاف کی تھیں۔"

اس نے قریب آ کر نیچی آواز میں کہا۔ "سر—— میں آپ کو سی آف کرنے کے بعد ریزرویشن کلرک سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا۔ "نہیں جلدی نہ

کرو—— ابھی ان پر ظاہر نہ ہونے دو کہ تمہیں معلوم ہو گیا ہے—— کل صبح—— ایک دم—— آل راونڈ۔"

لیفٹنٹ "بہتر ہے" کہہ کر خاموش ہو گیا۔ اسی وقت انجن نے سیٹی دی۔ گارڈ نے وسل دے کر گرین سگنل دیا اور گاڑی آہستہ آہستہ رینگنے لگی۔ لیفٹنٹ نے اٹینشن ہو کر سیلوٹ کیا اور مصافحہ کر کے چل دیا۔ میں سگنل گزرنے تک دروازے کی کھڑکی سے دیکھتا رہا اور پھر شیشہ چڑھا کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کینتھ نے سرک کر قریب آتے ہوئے کہا۔ "یہ لو لیٹر کس کا ہو سکتا ہے؟ وکی!" میں نے ہنس کر کہا۔ "چند دوست جو نہیں چاہتے کہ میں تم سے جدا رہوں۔" مسکرا کر بولی۔ "پھر؟" میں نے جواب دیا—— "تم بتاؤ۔" اجیتا نے کہا۔ "تمہیں بمبئی پہنچتے ہی ملازمت سے استعفیٰ دے دینا چاہئے۔" میں نے ہنس کر سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "اجیتا دیوی میں کرن کی حیثیت سے مر چکا ہوں—— شردھام اور پارہ گڑھ میں میرے لئے کوئی جگہ نہیں۔ ایک فوج ہی تو ہے جہاں میں باوقار طور پر زندہ رہ سکتا ہوں اور عزت کی موت مر سکتا ہوں یہاں متعدد اعلیٰ حکام کی محبت اور ہمدردیاں حاصل ہیں جن کے بھروسے پر میں بے غل و غش ہر خطرے میں چھلانگ لگا سکتا ہوں اور کوئی مجھ پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا—— یہ یونیفارم پہنے ہوئے نہ ہوتا تو پارہ گڑھ جانے اور تم سے ملنے کا تصور تک نہ کر سکتا تھا—— کیا غلط؟" اجیتا مسکرا کر رہ گئی۔ کینتھ نے کہا۔ "نہیں—— یہ بالکل صحیح ہے۔"

بمبئی پہنچ کر ہوٹل جانے سے پہلے میں نے مسٹر ولسن کو اجیتا دیوی اور مس کینتھ کے ساتھ اپنے آنے کی اطلاع دی۔ انہوں نے چند رسمی باتیں کرنے کے بعد مجھے ہوٹل پہنچ کر دوبارہ رنگ دینے کو کہا۔ میں نے خدا حافظ کہہ کر سلسلہ منقطع کیا اور گرین کا نمبر ڈائل کر کے ڈبل روم سوئیٹ بک کرا کے بوتھ سے باہر نکلا۔ تھوڑی دیر بعد ہوٹل سے گاڑی آ گئی اور ہم چند منٹ میں گرین پہنچ گئے۔ غسل اور ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر میں نے گیارہ بجے کے قریب پھر مسٹر ولسن کو فون کیا۔ انہوں نے اجیتا دیوی کے متعلق دریافت کیا اور کہنے لگے۔ "پرنسلی کرنل ہچکنس ان سے ملاقات کے لئے گرین پہنچ رہے ہیں لیکن اس سے پہلے تم سے چند سوالات کرنا چاہتے ہیں—— میں فون ان کو دے رہا ہوں۔" میں نے کہا۔ "مائی پلیژر سر۔" ایک سیکنڈ بعد دوسری طرف سے ہچکنس کی بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔ "ہیلو کیپٹن۔" میں نے تیزی سے کہا "گڈ مارننگ سر—— مزاج گرامی؟" بولے۔ "فائن بوائے ہمیشہ کی طرح—— بشپ نے ایک بار پھر تمہاری کارکردگی کی تعریف کی ہے لیکن یہ بھی کہتا ہے کہ تم بہت ڈیفکلٹ ہو—— اپنی بات منوا کر رہتے ہو۔ شاید غلط کہتا ہے۔ میں تمہیں ایسا نہیں سمجھتا وکٹر——" میں نے "تھینک یو سر" کہہ کر بات ختم کر دی۔ وہ آگے چلے—— "ناؤ کیپٹن—— تمہاری یہ فرینڈ—— اجیتا—— کیسی

ہے—— میرا مطلب ہے پیس فل یا——" میں نے ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔
"نہایت پر امن سر—— آپ دیکھتے ہی سمجھ لیں گے کہ کس قدر بے ضرر عورت ہے۔" بولے۔ "اوکے میں دس منٹ میں تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں—— کس نام سے ریفر کروں؟" انہوں نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ "کیپٹن پرنسلی سر۔" میں نے جواب دیا۔ کہنے لگے۔ "ٹھیک ہے—— اچھا یہ بتاؤ—— اجیتا نے تمہیں خود بتایا یا تم نے چالاکی سے راز اگلوایا؟" میں نے کہا۔ "سر اس نے خود مجھے بتایا—— ورنہ میرا تو یہ خیال تھا وہ مجھ سے ملنے کیلئے کلکتہ پہنچی ہے۔" بولے۔ "اوکے بوائے تھینک یو—— بتا دو اسے میں ایک دوست کی حیثیت سے آ رہا ہوں—— گڈ بائی۔" میں نے ریسیور رکھ دیا اور اجیتا کو کرنل کی آمد کے متعلق بتایا۔ گھبرا کر کہنے لگی۔ "کرن—— سوری وکی——" میں نے ہنس کر کہا۔ "ایک مرتبہ پھر سوری کہو اور کیپٹن یا وکٹر کہہ کر مخاطب کرو۔" مسکرا کر بولی۔ "او کے کیپٹن—— کہنا یہ تھا کہ شاید میں کرنل کو فیس نہ کر سکوں۔ اسلئے ایک دو پیگ وہسکی نہ پی لوں——؟" میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "وہ فوراً سمجھ جائے گا—— تم پئے ہوئے ہو—— اور میں نے اس کے سامنے تمہارا جو امیج قائم کیا ہے وہ پاش پاش ہو جائے گا—— تمہیں سیدھی سادی ایک بے ضرر خاتون نظر آنا چاہئے——" کہنے لگی۔ "یہ تو ٹھیک ہے—— لیکن کیپٹن یہ لوگ پینے کو برا تو نہیں سمجھتے۔"
"ہاں اجیتا دیوی۔" میں نے کہا۔ "برا نہیں سمجھتے—— میں بھی برا نہیں سمجھتا۔ پینے والا' ہر پینے والے سے محبت کرتا ہے—— لیکن یقین کرو نہ پینے والے کی عزت کرتا ہے۔ اس کو پینے والے سے زیادہ قابل اعتماد سمجھتا ہے—— اس لئے پلیز—— ڈارلنگ یہ راز درون میخانہ ہے——" وہ ہنس دی۔
"مائی ڈیئر—— کیپٹن—— وکٹر—— تم خود اپنی تردید کر رہے ہو نہیں کیا؟"
میں نے کپ بورڈ سے بوتل اٹھا کر گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "خود تردید اس کو کہہ سکتی ہو ڈیئریسٹ—— وہ صداقت تھی جسے تم نے ہیر لول ٹرتھ کہا—— اس کے سوا جو کچھ ہے وہ نیم صداقت ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "ہے تو' لیکن کیا ایسی صداقت تمہیں زندہ رکھ سکتی ہے؟" میں نے دو گھونٹوں میں گلاس خالی کر کے کپ بورڈ میں رکھتے ہوئے کہا۔ "ہاں جب صداقت تمہیں موت کی سرحد تک لے جائے تو پھر جھوٹ سے کام لو اور ایک ہزار میل پیچھے ہٹ جاؤ—— میری طرح—— میں غیر ضروری سچ اور غیر ضروری جھوٹ دونوں سے پرہیز کرتا ہوں۔" ہنس کر بولی۔ "مجھے معلوم ہے کرن—— تمہارے خیال سے کہیں زیادہ معلوم ہے۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "کیا میں اتنا بھی نہیں جانتا سنو پرتا—— میرے لئے تم محبت اور ایثار کی دیوی ہو۔" اس نے ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے میری طرف دیکھا اور "تھینک یو کرن" کہہ کر خاموش ہو گئی۔

میں نے اٹھ کر اسے سینے سے لگا لیا اور کمر تھپتھپانے لگا۔ آخر کینتھ کو اپنے کمرے سے باہر نکلتے دیکھ کر اجیتا کے بالوں سے ہونٹ ہٹا کر آہستہ سے علیحدہ کیا اور صوفے پر بیٹھا دیا۔
ری سپشن کاؤنٹر سے کرنل ہچکنس کی آمد کا ٹیلی فون ملتے ہی میں نے باہر نکل کر لفٹ کے دروازے پر ان کا استقبال کیا اور اپارٹمنٹ میں لے کر آیا۔ کرنل مس کینتھ سے اچھی طرح واقف تھے—— اس کے ساتھ مصافحہ و معانقہ ہونے کے بعد میں نے اجیتا دیوی سے ان کا تعارف کرایا۔ چند رسمی جملے تبدیل کرنے کے بعد تینوں آمنے سامنے صوفوں پر بیٹھ گئے۔ میں نے بزر دبا کر کینتھ کے ملازم کو بلایا اور کپ بورڈ کی طرف اشارہ کیا۔ سگریٹ کیس اور لائٹر کرنل کے سامنے رکھے۔ انہوں نے سگریٹ نکالا اور میں نے کھڑے کھڑے ان کو لائٹ دی—— ملازم نے ایک ٹرے میں اسکاچ کی بوتل اور تین گلاس نکل کر میز پر رکھ دیئے۔ میں نے گلاسوں میں انڈیل کر کرنل اور کینتھ کو پیش کرنے کے بعد ایک گلاس اٹھا لیا۔ کرنل نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے اجیتا کی طرف دیکھا۔ میں نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "مبرا" دو گھونٹ پینے کے بعد کرنل نے میری طرف دیکھ کر آغاز گفتگو کیا۔ "مسٹر ہنس راج کو حراست میں لے لیا گیا کیپٹن—— کل اس کو کلکتہ روانہ کر دیا جائے گا۔" میں نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "یہ اچھا ہوا سر—— وہ اپنی بیوی کے فرار میں بھرپور تعاون کرتا رہا ہے۔" اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولے۔ "بشپ نے ہمیں تمام تفصیلات بھجوا دی ہیں ہم اجیتا دیوی کے تعاون کے شکر گزار ہیں—— کہ انہوں نے اصول کے لئے تمام رشتوں کو نظر انداز کر کے محب وطن ہونے کا ثبوت دیا۔" اجیتا دیوی نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "کرنل یہ میرے لئے ایک بہت بڑا مسئلہ تھا اور حقیقت تو یہ ہے کہا اگر مس کینتھ اور کیپٹن ہیرس نہ ہوتے تو میں اس سازش سے نکلنے میں ہرگز کامیاب نہ ہوتی۔" کرنل نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "یقیناً" آپ کو کسی طریقے سے اتنا آگے دھکیل دیا گیا تھا کہ آپ کسی مدد کے بغیر پیچھے ہٹنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھیں—— شاید آپ کو بلیک میل کیا گیا اجیتا دیوی—— آپ کی کسی کمزوری سے فائدہ اٹھایا گیا نہیں؟"
اجیتا نے اثبات میں سر ہلایا۔ "ایک حادثہ جس میں میں تباہ ہو گئی' لٹ گئی۔"
"آپ کا مطلب ہے کار کا حادثہ جس میں آپ کے شوہر جل کر ہلاک ہو گئے؟"
کرنل نے پوچھا۔
"وہی کرنل—— ایک ڈیڑھ سال گزرنے کے بعد دفعتاً" وہ حادثہ ہنس راج کو قتل نظر آنے لگا لیکن یہ اس وقت کی بات ہے جب ونمالا کیمپ سے فرار ہو چکی تھی۔ اس نے مجھے دھمکیاں دینی شروع کیں اور اس کے پاس شہادتیں موجود ہیں کہ یہ روڈ ایکسی ڈنٹ نہیں سوچا سمجھا قتل تھا اور میں نے کسی کے ذریعے کرایا تھا اور پھر چند روز بعد وہ مجھے

ونمالا کے سلسلے میں تعاون کرنے لئے ہموار کرنے لگا۔" اجیتا نے کہا۔ "شاید آپ اسکینڈل سے ڈر گئیں ورنہ ایک ڈیڑھ سال بعد اس کو ثابت کرنا نا ممکن تھا۔ بائی دے وے لاش کو دفن کیا گیا تھا یا جلایا گیا تھا؟" کرنل نے پوچھا۔ "جلایا گیا تھا۔" اجیتا نے آبدیدہ ہو کر جواب دیا۔ اس کی آواز شدت جذبات سے بھرائی ہوئی تھی۔ کرنل نے سگریٹ کا کش لے کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگے۔ "ہنس راج ہماری تحویل میں ہے۔ اس نے انٹیروگیشن میں اعتراف کر لیا ہے کہ اس نے ونمالا کو اجیتا دیوی کے ذریعے روپیہ بھجوایا۔۔۔۔ لیکن وہ یہ کہتا ہے کہ اجیتا دیوی مرضی سے کلکتہ جانے کو تیار ہوئیں۔"

میں نے کہا۔ "سر۔۔۔۔ نیچرل ہے۔۔۔۔ وہ اجیتا دیوی کو بلیک میل کرنے کا اعتراف کیسے کر سکتا ہے۔ ہنس راج کے حادثے کو قتل ظاہر کرنا۔۔۔۔ ایک کھوکھلی دھمکی کے سوا کچھ نہ تھا۔۔۔۔ وہ ثابت کیسے کر سکتا تھا۔۔۔۔ اب اگر ہم کہیں بھی تو وہ صاف انکار کر دے گا۔"

وہ اثبات میں سر ہلا کر بولے۔ "یقیناً۔۔۔۔ لیکن کیا ہم اجیتا دیوی سے اس کا سامنا کرائیں؟" میں نے چند لمحے غور کر کے جواب دیا۔ "سر آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔۔۔۔ میرے خیال میں تو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔۔۔۔ ایکسکوزمی سر۔۔۔۔ آپ اسے کرنل بشپ کی طرف میرا ڈکٹیٹ کرنا تو نہیں سمجھے نا؟" کرنل نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔ "وہاٹ اے سلی کو سچن وکی؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "سر۔۔۔۔ کرنل بشپ کا یہی طریقہ رہا ہے۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "میں بشپ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔۔۔۔ یقین کرو وہ مجھ سے بہتر انسان ہے۔ میں کسی کے جذبات کا احترام نہیں کرتا اور وہ ہر شخص کے جذبات کو ملحوظ رکھتا ہے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "سر یہ اعتراف ہی آپ کی عظمت کی دلیل ہے۔" ہنس کر بولے۔ "ڈونٹ فلیٹری کیپٹن۔" میں اجیتا دیوی کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ انہوں نے بوتل اٹھا کر اپنے گلاس میں انڈیلی اور پینے لگے۔ کینتھ نے معنی خیز نظروں سے میری طرف دیکھا۔ کرنل نے دو تین گھونٹ لے کر گلاس میز پر رکھا اور پھر اجیتا کی طرف مخاطب ہو گئے لیکن اب باتیں ذاتی نوعیت کی تھیں۔ جن سے ظاہر ہوتا تھا اس کیس میں ملوث ہونے کے بعد وہ اجیتا کے لئے خاندان والوں کی طرف سے پیدا ہونے والی مشکلات سے پریشان تھے۔

انہوں نے پھر گلاس اٹھایا اور گھونٹ لے کر بولے۔ "کیپٹن میں سمجھتا ہوں ہمیں اجیتا دیوی سے ہنس راج کی ایک ملاقات ضرور کرانی چاہئے تاکہ یہ ایکس پلین کر سکیں کہ ونمالا کی دوبارہ گرفتاری میں ان کا کوئی اشارہ نہیں تھا۔ مجھے یقین ہے اس طرح ان کی پوزیشن صاف ہو جائے گی۔" میں نے کہا۔ "ایز یو پلیز سر۔" انہوں نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھا اور اٹھتے ہوئے بولے۔ "یہ ٹھیک ہے وکٹر شاید تم مسٹر ولسن سے ملنے جاؤ

گے۔۔۔۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "یقیناً سر۔" بولے "آؤ پھر میں تمہیں گورنمنٹ ہاؤس ڈراپ کرتا ہوا چلا جاؤں گا اور آپ اجیتا دیوی چار بجے کی چائے میرے بنگلے پر پئیں گی۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔" اجیتا نے اٹھتے ہوئے کہا۔۔۔۔ "شکریہ کرنل۔۔۔۔ ضرور حاضر ہوں گی۔" وہ کہنے لگے۔ "سواری؟" کینتھ نے کہا کرنل گاڑی ہے۔۔۔۔ میں گورنمنٹ ہاؤس سے لے آؤں گی۔" کنپٹی کھجاتے ہوئے بولے۔ "اوہ! تو پھر کیپٹن کو یہیں رہنے دو۔۔۔۔ تم چلو۔۔۔۔ گاڑی لے کر آ جانا۔۔۔۔" کینتھ "بہتر ہے کرنل۔" کہہ کر خاموش ہو گئی۔ میں انہیں لفٹ تک پہنچانے کو ساتھ ہو لیا۔ لفٹ اوپر آتے آتے میں نے کینتھ سے اپنے لئے ایکسی لنسیز سے ملاقات کا وقت لے کر آنے کو کہا اور سی آف کر کے اپارٹمنٹ کو لوٹا تو اجیتا صوفے سے پشت لگائے وہسکی کے گھونٹ لے رہی تھی۔

مجھے دیکھ کر گلاس والا ہاتھ دوسری طرف کر کے مسکرا دی۔ میں نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔ "پیو ڈارلنگ اگر ڈر رہی ہو۔"

گلاس والا ہاتھ منہ کے قریب لاتی ہوئی بولی۔ "ہاں کرن مجھے اس بے ہنگم کرنل سے ڈر لگنے لگا ہے۔۔۔۔ کہیں یہ چائے بھی ٹریپ تو نہیں؟" میں نے اسکے ہاتھ سے گلاس لے کر اس کے ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ "پیو اجیتا۔۔۔۔ لیکن اس یقین کے ساتھ کہ کرنل تمہارے خلاف زبان نہیں ہلا سکتا۔ تمہارا کرن ہر ایکسی لنسی کا منہ بولا بیٹا ہے۔۔۔۔ اور بمبئی ہمارا اپنا شہر ہے۔۔۔۔ کلکتہ نہیں تھا۔" اس نے گلاس ہاتھ میں لے کر منہ چوم لیا۔

ڈیڑھ بجے کے قریب کینتھ کار لے کر واپس آئی تو ہم کھانا کھا رہے تھے۔ میں نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کھانے کے متعلق پوچھا تو اجیتا کے برابر میں جگہ لیتی ہوئی بولی۔ "نہیں مسٹر ولسن سے اپائنٹ منٹ لینے میں ہی ایک گھنٹہ لگ گیا۔ تمہیں ساڑھے پانچ بجے ان کے بنگلے پہنچنا ہے اجیتا دیوی یہیں رہیں گی۔۔۔۔ میں ان کے ساتھ ٹھہروں گی۔۔۔۔ گاڑی میں ایک گیلن سے زیادہ پٹرول نہیں ہے۔۔۔۔ بس یہی چند اطلاعات تھیں کیپٹن۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تھینک یو۔۔۔۔ اب کھانا شروع کر دو۔"

ساڑھے تین بجے جب کہ سیریمونیل یونیفارم پہن کر تیار ہو چکا تھا اور اجیتا کلوک روم میں تھی۔ کرنل ہچکنس کے پی اے نے ٹیلی فون کر کے کرنل کی طرف سے یاد دہانی کی۔۔۔۔ چند منٹ بعد اجیتا لباس تبدیل کر کے باہر نکلی اور میں اس کو لے کر ہیڈ کوارٹرز کی طرف روانہ ہو گیا۔

ہم کرنل کے بنگلے پر پہنچے تو وہ جیفری میں ٹہل رہے تھے۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ ہمیں کار سے باہر نکلتے دیکھ کر برآمدے میں آئے اور مسکرا کر اجیتا کا استقبال کیا۔ میں نے برآمدے میں رک کر ان کے اردلی کو گاڑی میں پٹرول ڈلوانے کو کہا۔ کرنل اجیتا کو ساتھ

لے کر کمرے میں چلے گئے۔ اردلی نے کرنل کے ڈرائیور کو بلا کر تمام بات سمجھائی اور میں اس کو گاڑی کی چابی دے کر کمرے میں پہنچا تو کرنل اور اجیتا آنے سامنے صوفوں پر بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ ان کے سامنے ٹیبل پر چائے کی ٹرے رکھی ہوئی تھی۔ جس پر چائے کے سوا بہت کچھ سامان تھا۔ مجھے بیٹھنے کو کہہ کر کرنل نے گھنٹی بجائی۔ میں تھینک یو سر کہتا ہوا ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ خانساماں نے بغلی دروازے سے داخل ہو کر چائے والی ٹرے میز پر رکھ دی اور پیالیوں میں چائے انڈیلنے لگا۔ ناشتے اور چائے کے دوران کرنل اجیتا دیوی سے ہنس ہنس کر مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہے۔ ساڑھا چار بجے کے قریب وہ ایکس کیوزی اجیتا دیوی کہہ کر اٹھے اور جیفری کی طرف چل دیئے۔ ان کے جانے کے بعد میں صوفے کی پشت گاہ سے ٹیک لگا کر آرام سے بیٹھ گیا اور اجیتا سے باتیں کرنے لگا۔ چند منٹ بعد اردلی نے اندر آ کر چابی دیتے ہوئے کہا۔ "صاحب بہادر —— کوارٹر ماسٹر نے صرف ایک گیلن پٹرول دیا ہے اور کلرک رجسٹر لئے ہوئے کھڑا ہے آپ اس پر دستخط کر دیں۔" میں نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا —— "میں وہ اندر آ کر دستخط نہیں کرا سکتا۔" میں نے جیب سے فاؤنٹین نکالا اور اردلی کے ساتھ چل دیا۔ ابھی ہم دروازے سے پانچ چھ قدم کے فاصلے پر تھے کہ ایک لیفٹننٹ ہنس راج کے پہلو بہ پہلو چلتا ہوا کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا۔ اس غیر متوقع تصادم سے میں سناٹے میں آ گیا۔

○

مجھے دیکھتے ہی لیفٹننٹ نے اٹینشن ہو کر سلیوٹ کیا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے خود پر قابو پاتے ہوئے "کم ان" کہہ کر ہنس راج کے چہرے پر نظر ڈالی۔ وہ حیرت زدہ ہو کر اجیتا کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اجازت ملتے ہی لیفٹننٹ اس کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ میں نے اجیتا کو "ہیلو ہنس راج" کہہ کر اٹھتے دیکھا اور اردلی کے ساتھ باہر نکل گیا۔ برآمدے میں پہنچتے ہی حوالدار کلرک نے سلیوٹ کر کے رجسٹر میرے سامنے کر دیا۔ میں نے مشینی انداز میں آخری اندراج پر دستخط کر کے رجسٹر اس کو لوٹا دیا اور وہ سلیوٹ کر کے چل دیا۔ میں اس واقعے پر غور کرتا ہوا اپنی گاڑی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ مجھے حیرت تھی کہ یہ سب کس طرح ہوا۔ کرنل ہچکنس نے اجیتا سے ہنس راج کی ملاقات کرانے کا ذکر کرتے ہوئے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ ملاقات وہ اپنے بنگلے پر میری موجودگی میں کرانا چاہتے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ ہنس راج کو کسی نا معلوم مقام پر نظر بند کر کے رکھا گیا ہو گیا اور وہ اجیتا کو چائے پلانے کے بعد وہاں لے جائیں گے۔ اگر مجھے ساتھ چلنے کو کہا گیا تو معذوری ظاہر کر کے پیچھا چھڑا لوں گا —— لیکن ایسا نہ ہوا —— ہنس راج کا اچانک یہاں پہنچنا اور اس سے چند منٹ پہلے کرنل کا "ایکسکیوزمی" کہہ کر کھسک جانا میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا —— بہر کیف جہاں تک میرا خیال تھا ہنس راج نے مجھے دیکھا نہ تھا دروازے پر آتے ہی اس کی نظر اجیتا پر پڑ گئی تھی اور شائد وہ خلاف توقع اس کو اچانک یہاں دیکھ کر اس قدر گھبرا گیا تھا کہ کسی اور طرف دیکھنے کا ہوش ہی نہ رہا تھا اور پھر مجھے تو بغور دیکھنے پر بھی پہچان جانا اس کے لئے ممکن نہ تھا یونیفارم میں ہونے کے علاوہ ویسے بھی میں اس کے تصور سے باہر کی چیز تھا۔ کم از کم ان حالات میں جب کہ وہ اپنے مسائل میں اس بری طرح گھرا ہوا تھا۔ یہاں تک پہنچ کر میں نے لاپرواہی سے کندھوں کو جھٹکا دیا اور سگریٹ سلگا کر گاڑی کا دروازہ کھولنے کے لئے ہینڈل گھمایا۔ اسی وقت جیفری میں سے کرنل کی آواز آئی —— "ہے ای وکٹر۔" میں نے پلٹ کر دیکھا۔ کرنل تولئے سے ہاتھ پونچھ رہے تھے۔ میں "یس سر" کہہ کر ان کے قریب پہنچا۔ مسکرا کر کہنے لگے۔ "میں نے باتھ روم جانے سے پہلے فون کیا تھا کہ ہنس راج کو بھیج دیا جائے —— وہ ——" میں نے بات کاٹ کر کہا۔ "وہ آ گئے سر —— آپ کے ڈرائنگ روم میں اجیتا دیوی کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں —— ایک لیفٹننٹ ان کے ساتھ ہے۔" بولے۔ "اوؤ —— تو پھر آؤ

نا؟" میں نے کہا۔ "سر میں ان سے نہیں مل سکتا۔" تھوڑی کھجاتے ہوئے بولے۔ "اوہ —— وکی سچ کہنا کیا مجھ سے یہ حماقت نہیں ہوئی کہ تم سے پوچھے بغیر ——" میں نے مسکرا کر کہا۔ "ڈزنٹ میٹر سر —— وہ مجھے دیکھ نہیں پائے ——" انہوں نے تولیہ دور کھڑے ہوئے اردلی کی طرف پھینکا اور بولے۔ "اوکے بوائے تم آفیسرز میس میں بیٹھو میں چند منٹ میں اس کو رخصت کر کے تمہیں رنگ کروں گا۔ میں نے کوئی جواب دینے کے بجائے رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ مسکرا کر کہنے لگے۔ "کوئی اپائنٹ منٹ ہے کیا؟" میں نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ "مسٹر ولسن —— ایٹ ہاف پاسٹ فائیو۔" کندھے اچکا کر بولے۔ "اوہ پانچ بجنے والے ہیں۔ اچھا تم روانہ ہو جاؤ —— تھوڑی دیر بعد اجیتا دیوی کو میں خود ہوٹل چھوڑ آؤں گا۔" میں نے بہتر ہے کہہ کر سیلوٹ کیا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر سوار ہو گیا۔ وہ اندر چلے گئے۔

گیٹ پر حفاظتی انتظامات پہلے سے کہیں زیادہ سخت ہو چکے تھے۔ گارڈ نے سلامی دے کر گارڈ روم کے سامنے گاڑی روکنے کا اشارہ کیا۔ میں نے گیٹ سے چند قدم آگے جا کر انجن بند کر دیا اور دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ سیڑھیوں پر کھڑے ہوئے گارڈ انچارج نے سیلوٹ کر کے کہا۔ "سر مسٹر ولسن آپ کو ساڑھے پانچ بجے ریسیو کریں گے۔ ابھی پندرہ منٹ آپ گارڈ روم میں انتظار کیجئے۔" میں "اوکے" کہہ کر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ اندر داخل ہوتے ہی میری نظر دیوار پر آویزاں بورڈ پر پڑی۔ جلی حروف میں لکھا تھا "آفیسرز اندر داخل ہونے سے پہلے اپنے ہتھیار گارڈ کے حوالے کر دیں۔ بحکم مسٹر جیمس ولسن سکرٹیری۔" میں نے نوٹس پڑھتے ہی کاندھے سے ہولسٹر اتار کر انچارج کے حوالے کر دیا۔ اس نے تھینک یو سر کہہ کر ہولسٹر لے لیا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور کرسی پر بیٹھ کر کش لگانے لگا۔ چند منٹ گزرے ہوں گے کہ وہ پھر آیا اور کہنے لگا۔ "سر اب آپ مسٹر ولسن کے بنگلے جا سکتے ہیں۔ واپس جاتے وقت اپنا پستول لے لیجئے۔" میں کرسی سے اٹھ کر باہر نکلا اور گاڑی میں سوار ہو کر بنگلے کی طرف چل دیا۔ دوسرے گیٹ پر گارڈ نے اٹینشن ہو کر سلامی دینے کے سوا کوئی مزاحمت نہ کی اور میں سر کے اشارے سے جواب دیتا ہوا تیزی سے بائیں جانب گھوم گیا۔

پورٹیکو میں انجن بند کر کے گاڑی سے باہر نکلا اور سیڑھیاں چڑھ کر برآمدے میں پہنچا تو ساڑھے پانچ بجنے میں چند منٹ باقی تھے۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور دروازے کے قریب کھڑا ہو کر کش لینے لگا۔ دو تین منٹ بعد ریسپشن روم کی دیواری گھڑی میں گھنٹے کی آواز کے ساتھ کال بیل بٹن پر انگلی رکھ کر دبائی۔ آخری گھنٹے کی اسٹرائیک کے ساتھ دروازہ کھلا اور مسٹر ولسن کی میڈ نے جھانک کر باہر دیکھا۔ "گڈ ایوننگ کیپٹن" کہہ کر پورا دروازہ کھول دیا اور ایک طرف کھڑی ہو گئی میں گڈ ایوننگ میم کہتا ہوا اندر داخل ہوا وہ میرے

ساتھ ریسپشن روم سے گزرتی ہوئی ڈرائنگ روم کے دروازے پر پہنچی اور پردہ اٹھا کر کھڑی ہو گئی۔ میں کمرے میں داخل ہو گیا۔ سامنے ہی صوفوں پر مسٹر ولسن' مس کینتھ اور سیکنڈ سکرٹیری بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سیلوٹ کیا۔ سیکنڈ سکرٹیری نے ہیلو کیپٹن کہہ کر مصافحہ کیا۔ میں نے آگے بیٹھ کر ہیلو مس کینتھ کہا۔ مسٹر ولسن نے ہاتھ بڑھا کر مصافحہ کرتے ہوئے سامنے والے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔ میں تھینک یو سر کہہ کر بیٹھ گیا۔ مزاج پرسی کے بعد مسکرا کر بولے۔ "وکٹر ہمیں تمہاری کارکردگی کی اطلاع مل گئی۔ ہچکنس تمہاری سروسز کا معترف ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ تم فرائض کی ادائیگی میں جذبات کو حائل نہیں ہونے دیتے۔" میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "سر مجھے معلوم ہے۔ فرض اور جذباتی لگاؤ دو مختلف چیزیں ہیں اور انہیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہی رہنا چاہئے —— افسوس یہ ہے کہ وہ —— آئی مین —— ونمالا ایکبار پھر ہماری انگلیوں میں سے پھسل کر نکل گئی۔" مسکرا کر بولے۔ "خیر وہ انگلیاں تمہاری نہ تھیں۔" سیکنڈ سکرٹیری نے کہا۔ "اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا مسٹر ولسن میں سمجھتا ہوں کیپٹن وکٹر کو اپنے ڈیپارٹمنٹ کے وقار کا خیال ہے اور یہ احساس ہی انہیں فرض کو تمام رشتوں پر ترجیح دینے پر اکساتا ہے۔" مسٹر ولسن نے مسکرا کر کینتھ کی طرف دیکھا اور بزر پر انگلی رکھ کر دباتے ہوئے بولے۔ "کرنل بشپ کا بھی یہی خیال ہے لیکن ایک خیال اور بھی ہے کہ ایسی کوئی کامیابی نہیں جس میں وکٹر نے اپنی شرائط نہ منوائی ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "سر یہ زمانہ قبل مسیح کی بات ہے۔ اب وہ میرے متعلق اپنا خیال تبدیل کر چکے ہیں۔" نفی میں سرہلاتے ہوئے بولے۔ "نہیں اب وہ محتاط ہو گئے ہیں اور میرا خیال ہے انہوں نے یہ اچھا ہی کیا —— کبھی غلطی نہ کرنے والا آدمی خطرناک ہوتا ہے —— لیکن قدم قدم پر غلطی کر کے گرفت میں نہ آنے والا مجسم خطرہ ہوتا ہے۔ کیا نہیں مس کینتھ؟" کینتھ نے مسکرا کر کہا —— "آپ صحیح کہہ رہے ہیں مسٹر ولسن۔" میں نے کہا۔ "میں نے خود کو خطرے میں محسوس کر کے آپ کے دامن میں پناہ ڈھونڈتا ہوں مسٹر ولسن میں کسی کے لئے کیا خطرہ ہو سکتا ہوں۔" مسٹر ولسن میڈ کو ڈرنکس کی ٹرے لے کر آتے دیکھ کر بولتے بولتے رک گئے۔ میڈ نے ٹرے ان کے سامنے رکھ دی اور سر جھکا کر واپس ہو گئی۔ انہوں نے گلاس اٹھا کر میری طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا۔ "پیو وکی تم واقعی بہت امن پسند ہو —— کچھ دنوں سے۔" میں نے تھینک یو سر کہہ کر گلاس اٹھا لیا۔ میرے ساتھ ہی کینتھ اور سکرٹیری نے بھی اپنے گلاس اٹھا لئے اور آخری فتح کے نام پر پینے لگے۔

چند گھونٹوں میں گلاس خالی ہو ہو کر میز پر پہنچنے لگے۔ کینتھ نے سگریٹ کیس کھول کر پیش کرنا شروع کئے۔ میں نے سگریٹ لیتے ہوئے مسٹر ولسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "سر کنور ہنس راج کے متعلق آپ نے کیا طے کیا؟" کہنے لگے۔ "ہچکنس کی طرف سے

ابھی فائنل رپورٹ نہیں آئی۔ مہاراجہ پاراگڑھ کو اطلاع دے دی گئی ہے اور اگر وہ اس کی ضمانت دینے کو تیار ہو گئے تو ممکن ہے اس کو پاراگڑھ بھیج دیا جائے۔۔۔۔" میں نے لائٹر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "اگر ایسا ہوا تو اجیتا دیوی کے لئے پاراگڑھ رہنا خطرناک ہو جائے گا۔" مسکرا کر بولے۔ "یہ ہزہائی نس پاراگڑھ کی ذمہ داری ہو گی۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "سر اگر آپ کرنل پچکنس کی طرح میری ناقص رائے کو ڈکٹیٹ کرنا نہ سمجھیں تو میں عرض کروں گا کہ اجیتا دیوی کی حفاظت مہاراجہ پاراگڑھ کی نہیں ہماری ذمہ داری ہے انہوں نے ہمارے ساتھ تعاون کرنے میں اپنے تمام خاندان کی مخالفت کا خطرہ مول لیا ہے۔ ہمیں ثابت کرنا ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو کبھی نظر انداز نہیں کرتے۔" مسٹر ولسن نے سیکنڈ سکرٹیری کی طرف دیکھا اور کہنے لگے "یہ ٹھیک ہے لیکن دونوں میں سے کس کو جاگیر سے محروم کیا جا سکتا ہے؟" میں نے تیزی سے جواب دیا۔ "ہنس راج کو۔۔۔۔ وہ مجرم ثابت ہو چکا ہے۔۔۔۔ لیکن سوال جاگیر ضبط کرنے کا نہیں صرف اس کو پاراگڑھ سے دور رکھنے کا ہے تاکہ وہ اجیتا کو پریشان نہ کر سکے وہ ایک لاوارث بیوہ ہے اور اپنی حفاظت نہیں کر سکتی خاندان میں بہت سے ایسے کزن موجود ہیں جو اس کی جاگیر پر دانت رکھتے ہیں اور ہنس راج کے ساتھ مل کر یا اس کی دشمنی کی آڑ لے کر اجیتا کو صاف کر دینے میں ذرا پس و پیش نہ کریں گے۔"

سیکنڈ سکرٹیری نے کہا۔ "ویٹس رائٹ۔" مسٹر ولسن بولے۔ "اچھا میں کل پچکنس سے بات کر کے جواب دوں گا۔" میں نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کے حکم کا انتظار کروں گا اور اب۔۔۔۔ ایک اور درخواست۔۔۔۔ ایکسی لنسیز سے ملاقات۔۔۔۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "مس کینتھ ان کے پاس ہو آئی ہیں۔۔۔۔ ہر ایکسی لنسی نے خود ہی کل گیارہ بجے کا وقت دیا ہے۔" میں نے بہتر ہے کہہ کر کینتھ کی طرف دیکھا کہنے لگے۔۔۔۔ "اور اب تم جانے کی اجازت چاہو گے؟" میں نے غور سے ان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "نو سر۔۔۔۔ ایسا کوئی ارادہ نہیں۔۔۔۔ جانے کی اجازت مسز ولسن دیں گی۔۔۔۔ کہاں ہیں وہ؟" بولے۔ "ہر ایکسی لنسی کے ساتھ ہیں۔" میں نے جھینپ کر کہا۔ "مجھے افسوس ہے انہیں سلام نہ کر سکا۔ خیر کل ساڑھے دس بجے سے پہلے ان ہی کے پاس حاضر ہوں گا۔ تم چل رہی ہو مس کینتھ؟" بولی۔ "مجھے ابھی کچھ دیر ٹھہرنا پڑے گا کیپٹن۔۔۔۔ ڈنر ٹائم پر بہرکیف پہنچ جاؤں گی۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ایز یو پلیز۔۔۔۔ میرے ساتھ چلتیں تو سواری کا پرابلم حل ہو جاتا۔" سیکنڈ سکرٹیری نے کہا۔ "ہم انتظار کریں گے۔" میں نے اوکے کہہ کر مصافحہ کیا اور رخصت ہو کر کلب کی طرف چل دیا۔

اٹینڈنٹ نے سلام کر کے گیسٹ روم کا دروازہ کھول دیا۔ میں نے اندر داخل ہوتے

ہوئے کوارٹر اسکاچ اور کافی کا آرڈر دیا اور ٹیلیفون اٹھا کر کرنل پچکنس کا نمبر ڈائل کیا۔ چھوتھی پانچویں گھنٹی پر ریسیور اٹھا لیا گیا اور آواز آئی۔ "پچکنس۔" میں نے سلام کر کے اپنا نام بتایا تو کہنے لگے۔ "وکی ابھی چند منٹ پہلے میں نے اجیتا دیوی کو ہوٹل روانہ کیا ہے۔ مجھے افسوس ہے بوائے میری غلطی سے تمہیں تکلیف پہنچی۔ خیر اجیتا دیوی کہہ رہی تھیں ہنس راج ان کو دیکھ کر اتنا گھبرا گیا تھا کہ تمہاری طرف نظر بھی نہ اٹھا سکا۔" میں نے کہا۔ "ویٹس آل رائٹ سر۔۔۔۔ اب آپ کا ان کے متعلق کیا خیال ہے؟ میرا مطلب ہے نظربندی کے لئے بمبئی ہی رکھنا پسند کریں تو بہتر ہو گا۔۔۔۔ یہاں آپ آسانی سے ان کی نقل و حرکت پر کنٹرول رکھ سکتے ہیں۔" وہ ہنس کر بولے۔ "تمہارا کیا خیال ہے؟" میں نے کہا۔ "سر میں سمجھتا ہوں اگر پاراگڑھ بھیج دیا گیا تو اجیتا دیوی کے لئے بہت بڑا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔" وہ بولے۔ "میرا بھی یہی خیال ہے۔ میں ان کے پاس کمرے میں پہنچا تو وہ دونوں تیز لہجے میں باتیں کر رہے تھے مجھے دیکھ کر خاموش ہو گئے اور پھر آپس میں بہت کم باتیں کیں ہنس راج اجیتا کو دوست نہیں سمجھتا۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے۔۔۔۔"

"آپ کا خیال بالکل صحیح ہے سر یہ دونوں ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔" میں نے کہا۔

"نہیں رہیں گے۔۔۔۔ لیکن کہیں تم ان ڈائریکٹ یہ تو کہنا نہیں چاہتے کہ ہنس راج کو پاراگڑھ بھیج دیا جائے اور اجیتا دیوی کو بامبے روک لیا جائے۔" انہوں نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں سر میں آپ سے چالیں نہیں چل سکتا۔۔۔۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میں اجیتا دیوی کی حفاظت کو اپنے محکمے کے علاوہ بھی اپنی ذمہ داری تصور کرتا ہوں۔" میں نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ "اوکے ایسا ہی ہو گا وکی مجھے خوشی ہے تم نے مجھ سے فرینک ہو کر بات کی۔۔۔۔ بہر کیف چیف سے رپورٹ کرتے وقت میں ملحوظ رکھوں گا کہ تمہاری درخواست کے مطابق انتظام کیا جائے اور کچھ؟"

○

پہاڑی کے پیچ و خم سے گزر کے ہموار سڑک تک پہنچتے پہنچتے مجھے محسوس ہونے لگا کہ گاڑی میرے کنٹرول میں نہیں آ رہی۔ پوری سڑک پر لہریئے لیتی ہوئی ہر موڑ پر پروٹیکشن وال سے رگڑ کھاتی ہوئی چل رہی تھی۔ پہلے ہی چوراہے پر ٹریفک کانسٹیبل نے گاڑی کی مستانہ روی دیکھ کر وسل بجا کر رکنے کا اشارہ کیا۔ میں نے موقع غنیمت جان کر کلچ دبایا اور کانسٹیبل کے قریب پہنچ کر گاڑی روک دی۔ اس نے غور سے میری طرف دیکھا اور سیلوٹ کر کے کھڑا ہو گیا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر شیشہ نیچے گرایا۔ وہ گھبرا کر بمشکل کہہ سکا۔ "لا سٹنگ ٹائم سر۔" میں نے اس کو قریب بلا کر کہا۔ "جوان ہم گاڑی کنٹرول نہیں کر سکتا۔۔۔۔ کوئی ڈرائیور بلاؤ۔" اس نے پھر سیلوٹ کیا اور ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف چل دیا۔

میں نے انجن بند کر کے جیب سے سگریٹ نکالا اور سلگا کر پینے لگا۔ ہر کش کے ساتھ میرا سر بوجھل ہوتا جا رہا تھا۔ مجھے اس صورت حال پر تعجب ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ آج میں کچھ زیادہ پی گیا تھا —— لیکن نہ اتنی زیادہ کہ مجھ پر غنودگی کی سی کیفیت طاری ہونے لگے۔ میں نے گھبرا کر سگریٹ باہر پھینک دیا اور دروازہ کھول کر باہر نکلا اسی وقت پولیس مین ایک خاکی وردی میں ملبوس ٹیکسی ڈرائیور کو ساتھ لئے ہوئے آ پہنچا۔ ڈرائیور نے آگے بڑھ کر سلیوٹ نما سلام کیا۔ میں نے دروازے کا سہارا لے کر خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ "ڈرائیور ہم کو گرین تک ڈرائیو کرو ——" اس نے "بہتر ہے" کہہ کر مجھے پچھلی سیٹ پر بٹھایا اور وہیل پر بیٹھ کر گاڑی اسٹارٹ کی۔ میں نے پولیس مین کا شکریہ ادا کیا۔ گاڑی چوراہے سے ٹرن لے کر چرنی روڈ پر آتے ہی فراٹے بھرنے لگی۔ میں نے پشت گاہ سے سر لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

ہوٹل گرین کے سامنے گاڑی رکتے ہی میری آنکھیں کھل گئیں۔ ڈرائیور نے انجن بند کرتے ہوئے گردن گھما کر میری طرف دیکھا اور باہر نکل کر پچھلا دروازہ کھولا۔ میں نے مسکرا کر اس کی طرف ہاتھ بڑھایا ڈرائیور نے میرا بازو تھام کر باہر نکالا۔ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے میں نے خود کو کسی قدر بہتر محسوس کیا۔ "آئم آل رائٹ ناؤ۔" میں نے مسکرا کر اس سے بازو چھڑاتے ہوئے کہا اور جیب سے دس روپے کا نوٹ نکال کر اسے دیا اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ ڈرائیور نے سلام کرتے ہوئے کہا۔ "صاحب بہادر ہمارا فرض تھا۔ آپ کا شکریہ ہمارے لئے بہت بڑا انعام ہے جناب۔" میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "صرف اتنی تکلیف اور کرنا ہے کہ گاڑی کو پارکنگ لاٹ میں پہنچا کر ڈور لاک کرو اور چابیاں دے جاؤ۔" ڈرائیور "بہتر ہے" کہتا ہوا سر جھکا کر دروازے کی طرف چل دیا۔ میں نے اندر آ کر کاؤنٹر کی طرف قدم بڑھائے ریسپ شنسٹ کو اشارے سے بلایا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ریسپ شنسٹ مسکرا کر آ گئی اور فلیپ بند کر کے کرسی پر بیٹھ گئی۔ میں نے سگریٹ کیس نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "کچھ لوگ غریب ہوتے ہوئے بھی بڑے خوددار ہوتے ہیں۔" سگریٹ نکالتی ہوئی بولی۔ "یس کیپٹن ہوتے ہیں اور اس کو قائم رکھنے میں اور بھی غریب ہو جاتے ہیں —— آج تمہاری طبیعت کچھ خراب ہے کیا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "تھی —— اب نہیں رہی —— تمہیں دیکھ کر ——" مسکرا کر کہنے لگی۔ "اوہ —— تھینک یو کیپٹن اگر یہ سچ ہے تو میں بھی انعام کی مستحق ہوں —— نہیں کیا؟"

میں نے کہا۔ "یقیناً ہی —— بہت دنوں سے —— میں خود کو تمہارا قرض دار سمجھتا ہوں۔" بولی۔ "اوکے —— سمجھتے رہو کیپٹن —— سگریٹ نہیں پی رہے کیوں؟"
"کافی پینا چاہتا ہوں تمہارے ساتھ۔" میں نے جواب دیا۔ ریسیور اٹھاتی ہوئی بولی۔

"اوکے کیپٹن —— لیکن پے منٹ میں کروں گی۔" اسی وقت ڈرائیور نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر کار کی چابی میرے سامنے رکھ دی اور سلام کر کے رخصت ہو گیا۔ میں نے چابی اٹھا کر جیب میں رکھ لی۔ جیز مین نے روم سروس کا نمبر ڈائل کر کے کافی بھیجنے کا آرڈر دیا اور ریسیور رکھ کر میری طرف دیکھا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "جیز مین' میں پہلے ہی تمہارا مقروض ہونے کا اعتراف کر چکا ہوں اب اتنا زیر بار بھی نہ کرو کہ بلوں کی ادائیگی بھی تم کرنے لگو۔" کہنے لگی۔ "اطمینان رکھو کیپٹن میں ڈیبٹ نوٹ نہیں بھیجوں گی۔ مجھے معلوم ہے تم بہت لوگوں کے مقروض ہو۔" ویٹر کی آمد نے مجھے جواب دینے کی زحمت سے بچا لیا۔ اس نے ویٹر سے ٹرے لے کر ٹیبل پر رکھ دی اور کرسی پر بیٹھ کر کافی انڈیلنے لگی۔ میں نے سگریٹ کیس نکال کر ٹیبل پر رکھ دیا۔ پیالی میری طرف سرکاتی ہوئی مسکرا کر کہنے لگی۔ "کیا میرا خیال غلط ہے؟" میں نے سگریٹ کیس کھول کر سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "ہاں ڈارلنگ غلط ہے —— میں مقروض کسی کا نہیں ہوں۔" اس نے سگریٹ ہونٹوں میں دباتے ہوئے میری طرف دیکھ کر قہقہہ لگایا۔ میں نے اس کو لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا اور کپ اٹھا کر کافی پینے لگا ہنستے ہنستے بولی۔ "بھول جانے کی عادت تو نہیں؟" میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "تم ریمائنڈ کرا سکتی ہو ——" وہ مسکرا کر کافی پینے لگی۔

کافی پینے کے بعد میں نے خود کو بہتر محسوس کیا۔ کرسی سے اٹھ کر کاؤنٹر سے باہر نکلا۔ کاریڈور میں چل پھر کے دیکھا۔ ٹانگوں میں کوئی لرزش نہ تھی۔ میری خود اعتمادی بحال ہونے لگی۔ جیزمین میری نقل و حرکت کو عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ میں نے جھینپ کر کہا "تھینک یو ڈارلنگ تم نے واقعی مجھے ٹھیک کر دیا۔ اب میں چل سکتا ہوں۔" مسکرا کر کہنے لگی۔ "جادو نہیں کیا کیپٹن —— تمہارا علاج ہی ہاٹ ڈرنک تھا اس وقت —— کتنی اسکاچ پی تھی تم نے؟"

میں نے چلتے چلتے رک کر اس کی طرف دیکھا۔ "میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا ڈیئر۔" میں نے کاؤنٹر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "اسکاچ سے مجھے کچھ نہیں ہوتا۔ اگر حد سے نہ گزر جاؤں۔ آج تو میں نے چار پیگ سے کچھ ہی زیادہ پی ہو گی۔" اس نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ "آج کل وہسکی کمیاب ہے اس لئے اکثر اس میں کنٹری لکر کی ملاوٹ کی جا رہی ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "نان سینس —— گورنمنٹ ہاؤس کی سپلائی میں ملاوٹ کر کے کنٹریکٹرز کو جیل جانا ہے —— تم شاید گرین کی بات کر رہی ہو ڈیر۔"

"میں تمام بمبئی کی بات کر رہی ہوں کیپٹن۔" اس نے سگریٹ ایش ٹرے میں دباتے ہوئے کہا —— "اور صرف تم سے کہہ رہی ہوں —— اپنی ذات تک محدود رکھنا اور آئندہ پیتے وقت ملحوظ رکھنا کہ ہر انگلش برینڈ میں تھرٹی پر سینٹ کنٹری شامل ہے —— ویسے اگر پیتے رہو تو چند روز میں عادی ہو جاؤ گے۔ ویسے بھی کوئی زہر تو نہیں۔" میں نے ہنس

کر کہا۔ "شکریہ جیزمین ــــ آئندہ خیال رکھوں گا ــــ اچھا اب پیغام؟"

وہ مسکرا کر بولی۔ "یہی کہ اندر آکر بیٹھ جاؤ ــــ میڈم کے کمرے میں ان کا کوئی رشتہ دار ملاقات کے لئے آیا ہوا ہے ــــ اس کی واپسی تک انہوں نے آپکو یہیں ٹھہرنے کا کہا ہے۔" میں تھینک یو کہہ کر خاموش ہو گیا اور اجیتا کے "رشتہ دار" کے متعلق سوچنے لگا۔ یقیناً یہ پاراگڑھ سے آنے والا ہی ہو سکتا تھا۔ جیزمین نے مجھے خاموش دیکھ کر کہا۔

"اندر آ جاؤ کیپٹن راہداری میں کھڑا رہنے سے تو میڈم کے اطلاع دینے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے ــــ" میں اوکے کہہ کر پھر کاؤنٹر کے پیچھے جا کر بیٹھ گیا۔ جیزمین نے سگریٹ کا پیکٹ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "شاید تم میڈم کے مہمان کے متعلق سوچ رہے ہو کیپٹن۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا ــــ کہنے لگی۔ "سنو وہ تمیں بتیس سال کا جوان آدمی ہے گول چہرہ' گندمی رنگ' چھوٹی چھوٹی مونچھیں' شیروانی' جودھ پوری بچر اور صافہ پہنے ہوئے ہے۔ انگریزی روانی سے بولتا ہے نام بتایا تھا لیکن مجھے یاد نہیں ــــ کچھ پال اوہ اجے پال کہا تھا اس نے یاد آیا کچھ کون ہے وہ؟" میں نے کہا۔ "نو جیزمن میں اسے بالکل نہیں جانتا ــــ شاید وہ مجھے جانتا ہو۔"

مسکرا کر بولی۔ "پرنس کی حیثیت سے؟" میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور اس کو مسکراتے دیکھ کر کہا۔ "نان سینس' میں اس ریاست کی ریزیڈنسی میں سیکنڈ لیفٹنٹ تھا۔" ہنس کر کہنے لگی۔ "مجھے یقین ہے کیپٹن تم سچ کہہ رہے ہو' اچھا پھر یہ آنکھ مچولی کیوں ــــ اوہ ــــ آئم سوری ــــ پلیز فارگیٹ اٹ!" میں نے مسکرا کر کہا۔ "نیور مائنڈ ــــ تم دوست کی حیثیت سے بات کر رہی ہو جیزمن ــــ لیکن ابھی اتنی دوست بھی نہیں ہو کہ اتنے ٹیڑھے سوالات کر سکو اور میں ان کے سیدھے جوابات دے سکوں۔"

وہ مسکرا کر خاموش ہو گئی۔ کاریڈور میں کسی کے پیروں کی آہٹ سن کر میں نے اس طرف نظر دوڑائی اور کینتھ کو آتے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کینتھ مجھے دیکھ کر چلتے چلتے رک گئی۔ میں نے کاؤنٹر سے باہر نکل کر کہا۔ "میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا مس کینتھ چلو پہلے لاؤنج میں چل کر کھانا کھائیں۔" کینتھ نے مسکرا کر میرے چہرے پر نظر ڈالی اور پلٹ کر چلتی ہوئی بولی۔ "آؤ۔" میں اس کے ساتھ چلنے لگا۔ دروازے پر پہنچتے ہی رک کر کہنے لگی۔ کاؤنٹر پر کس تقریب میں رک گئے تھے؟" میں نے اس کو وجہ بتائی مسکرا کر بولی۔ "ہو سکتا ہے کل تک مہاراجہ پاراگڑھ بھی پہنچ جائیں۔"

میں نے اس کا ہاتھ تھام کر گاڑی کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "میں کل واپس جا رہا ہوں۔" وہ بولی۔ "کہاں؟ کلکتہ؟" میں نے گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ جھک کر اندر داخل ہو گئی۔ میں نے وہیل سنبھال کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "اگر

ایکسی لنسی نے اجازت دے دی تو ولاس پور جاؤں گا ــــ تمہارے ساتھ۔" اس نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ میں نے پیچھے کی طرف دیکھ کر گاڑی بیک کی اور گیئر تبدیل کر کے سڑک کی طرف گھمائی۔ کہنے لگی۔ "وکی میں تمہارے ساتھ فرنٹ پر جانے کو تیار ہوں لیکن کسی ریاست کا نام نہ لینا پلیز۔" میں نے ہنس کر سگریٹ کیس اس کو دیتے ہوئے کہا۔ "تم سے اسی جواب کی توقع تھی۔" سگریٹ نکالتے ہوئے بولی۔ "ٹھیک ہے وکی ــــ تم نے مجھے زندگی میں شریک نہیں کیا موت میں کس طرح شریک ہو جاؤں؟"

میں نے ہارن بی روڈ کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "تمہارا خیال ہے ــــ" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "میرا خیال ہے تم موت کی وادی میں جا رہے ہو ــــ میں وہاں نہیں جا سکتی ڈیش آل ــــ" میں نے ہنس کر کہا۔ "آج تم ڈپلومیسی کو بالائے طاق رکھ کر لیفٹنٹ کی طرح بات کر رہی ہو ــــ ازنٹ اٹ لائک ہر ماسٹرس وائس؟" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ گردن گھما کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ میں نے اس کے ہاتھ سے سگریٹ کیس لینا چاہا تو اس نے ہاتھ کھینچ کر اپنی گود میں رکھ لیا۔ میں نے سگریٹ کیس چھوڑتے ہوئے کہا۔ "میں ناراض نہیں ہوا۔" ایک جھٹکے سے گردن گھما کر دیکھتی ہوئی بولی۔ "میں ناراض ہو گئی ہوں اور تمہیں بھی ناراض ہونا پڑے گا ــــ اگر ولاس پور جانا چاہتے ہو ــــ"

میں نے جواب دینے کے بجائے ایک کیفے کے سامنے پہنچ کر انجن بند کر دیا اور دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "آؤ۔" پشت گاہ سے کمر لگا کر سگریٹ کا کش لیتی ہوئی بولی۔ "میں کھانا کھائے بغیر کیسے آ سکتی تھی ڈیئر ــــ تم جاؤ میں گاڑی میں بیٹھی رہوں گی۔" میں نے اوکے کہہ کر دروازہ بند کیا اور کیفے کی طرف چل دیا۔

کھانا کھا کر گرین کی طرف لوٹتے ہوئے کینتھ کا موڈ بالکل بدلا ہوا تھا۔ گاڑی اسٹارٹ کرتے ہی مسکرا کر بولی۔ "وکی میں تمہارے ساتھ ولاس پور چل رہی ہوں۔" میں نے کہا۔ "میں پاراگڑھ جاؤں گا ولاس پور کا ارادہ بدل دیا۔" کہنے لگی۔ "پھر تو ٹھیک ہے ــــ ڈارلنگ وہاں تو تم میرے بغیر جا ہی نہیں سکتے۔" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "یقیناً ــــ لیکن اس مرتبہ تنہا جاؤنگا۔" وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

ہم گرین پہنچے تو رات کے ساڑھے نو بج رہے تھے کاؤنٹر پر پہنچتے ہی جیزمین نے کہا۔ "کیپٹن چند منٹ پہلے میڈم نے آپ کو اور مس کینتھ کو یاد کیا تھا۔ ان کے مہمان تو آپ کے جانے کے دس منٹ بعد ہی چلے گئے تھے۔" میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کینتھ کے ساتھ لفٹ کی طرف چل دیا۔

بزر پر انگلی رکھتے ہی اجیتا نے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھول دیا ہم اندر داخل ہو گئے۔ کینتھ نے دروازہ لاک کیا اور میں اجیتا کے ساتھ صوفوں کی طرف چل دیا۔ اس کے چہرے

سے گھبراہٹ نمایاں تھی۔ میں نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ "کون تھا؟" وہ بولی۔ "تم اسے نہیں جانتے کرن —— ہزہائی نس کے سکریٹری کا اسسٹنٹ تھا۔ کل شام تک وہ پہنچ رہے ہیں تاج میں سوٹ بک ہو چکا ہے۔ اب؟"

"شاید وہ ہنس راج کی ضمانت کے سلسلے میں آ رہے ہیں انہیں آنا بھی چاہئے تھا——" میں نے کہا۔

"مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اگر ہنس راج پارا گڑھ گیا تو میں کسی شرط پر بھی وہاں نہیں جاؤں گی—— وہ مجھے ونمالا کی گرفتاری کے لئے ذمہ دار سمجھتا ہے——" اس نے کہا۔

"تم یہیں رہ جاؤ—— میں نے مسٹر ولسن سے کہہ دیا ہے۔ کل ایکسی لنسیز سے بھی یہی درخواست کروں گا۔ سردست مس کینتھ تمہارے ساتھ رہیں گی۔ ایک دو مہینے میں تمہارے لئے مکان کا انتظام ہو جائے گا—— پھر اپنے ملازموں اور متعلقین کو بھی بلا لینا۔" میں نے اسے اطمینان دلایا۔

"ہزہائی نس شاید ہی رضا مند ہوں۔" اس نے خدشہ ظاہر کیا۔ کینتھ نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "اجیتا دیوی اس میں صرف آپ کی رضا مندی کو اہمیت حاصل ہے—— ہزایکسی لنسی مہاراجہ کو آپ کے ذاتی معاملے میں بولنے کی اجازت بھی نہیں دیں گے۔"

اجیتا نے کہا "اور میری جاگیر کا انتظام؟"

میں نے جواب دیا۔ "اسٹیٹ منیجر کرے گا۔" کینتھ نے کہا۔ "بہتر ہو گا آپ راجکماری سروج کے بچے کو ایڈوپٹ کرلیں تاکہ——" میں نے اس کو ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے کہا۔ "یہ بعد کی بات ہے——" اجیتا نے مسکرا کر کہا "لیکن کرن میں سمجھتی ہوں یہ پہلا اقدام ہونا چاہئے۔ جاگیر کا وارث مقرر ہونے کے بعد دوسرے امیدواروں کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور پھر میرا ہے بھی کون؟" اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ "اس تصویر کا دوسرا رخ بھی ہے اجیتا۔" میں نے اپنے ضمیر کی ملامت کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "وہ تمام لوگ راجکمار کے خون کے پیاسے ہو جائیں گے اور—— گاڈ فاربڈ—— نہیں اجیتا—— ایسی غلطی نہ کرنا تم اور سروج اس کی حفاظت نہیں کر سکو گی۔" اجیتا نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو کرن۔ شنو کے خطرے کی وجہ سے ہم راجکمار کو شردھام نہیں جانے دے رہے—— ایک معمولی سی جائداد کے لئے کیا پارا گڑھ میں بھی اس کے دشمن پیدا کرلیں؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ڈیئر یو آر—— اچھا اب بے فکر ہو کر سو جاؤ—— تمہاری جاگیر کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا بلکہ شردھام بھی تمہاری اور سروج کی مشترکہ ریاست ہو گی اگر ہندوستان جرمنوں کے قبضے میں نہ چلا گیا۔" وہ مسکرا کر اٹھی اور مسہری کی طرف چل دی۔

صبح آٹھ بجے کے قریب جب کہ میں شیو اور غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر یونیفارم پہن رہا تھا اجیتا کے سرہانے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے تیزی سے جھپٹ کر ریسیور اٹھا لیا۔ اجیتا نے کروٹ لے کر میری طرف دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔ ائیرپیس میں مسٹر ولسن کی آواز ابھری۔ میں نے گڈ مارننگ سر کہہ کر مزاج پوچھا۔ کہنے لگے "ونکٹر تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا آج کون بمبئی پہنچ رہا ہے؟" میں نے جواب دیا۔ "معلوم ہو گیا سر میں پندرہ منٹ میں آپ کو گڈبائی کہنے کے لئے حاضر ہو رہا ہوں۔" ہنس کر بولے۔ "ویل ڈن پرنسلی تم نے کبھی مجھے مایوس نہیں کیا اور اگر اس وقت پندرہ منٹ میں پہنچ گئے تو میں تمہیں سیدھا ایکسی لنسیز کے پاس لے جا رہا ہوں—— لیکن پلیز اتنی جلدی بھی نہ کرنا کہ ایکسیڈنٹ کر بیٹھو—— گڈبائی——"

میں نے ریسیور رکھ کر اجیتا کی طرف دیکھا۔ وہ بے خبر سو رہی تھی۔ میں نے جھک کر اس کا منہ چوم لیا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور مسکرا کر کہا۔ "تھینک یو۔" میں نے اس کا شانہ تھپتھپا کر کہا۔ "جا رہا ہوں پرتیا اور شاید رخصت ہونے کے لئے حاضر نہ ہو سکوں اس لئے گڈ بائی—— ایک گھنٹے بعد مس کینتھ کے ساتھ میرا سوٹ کیس گورنمنٹ ہاؤس بھجوا دینا۔" وہ بستر سے اٹھنے لگی۔ میں نے ہاتھ رکھ کر پھر لٹا دیا۔ مسٹر ولسن کا ٹیلی فون ریسیو کرنے کے ٹھیک بارہ منٹ بعد میں گیٹ سے گزر کے گورنمنٹ ہاؤس میں پہنچ چکا تھا۔ ایک گارڈ نے آفس چیمبرز سے مجھے ہزایکسی لنسی کے بنگلے جانے کا سگنل دیا اور میں نے مسٹر ولسن کے بنگلے جانے کے بجائے دائیں جانب ٹرن لیا—— پورٹیکو میں گاڑی سے اترتے ہی برآمدے میں انہوں نے مجھے ریسیو کیا۔ میں سیلوٹ کیا تو مسکرا کر میرے شانوں پر ہاتھ مارتے ہوئے بولے۔ "اسپلنڈڈ!" میں نے سر کو خم دے کر کہا۔ "تھینک یو سر۔" انہوں نے ریسپشن روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "چند منٹ انتظار کرنا پڑیگا۔ ریسپ شسٹ کے پاس بیٹھو—— میں تھوڑی دیر میں تمہیں بلاتا ہوں۔" میں آگے بڑھ کر ایک صوفے پر بیٹھ گیا وہ اندر چلے گئے۔ ریسپ شسٹ نے اٹھ کر مزاج پوچھا اور سگریٹ ٹرے میرے سامنے رکھ دی۔ میں نے سگریٹ سلگایا۔ وہ کھڑی کھڑی کلکتے کے حالات باتیں کرنے لگی۔ اس کی کمپنی میرے لئے بورڈم ہونے لگی۔ میں نے مختصر سے مختصر الفاظ میں اپنے تمام مسائل ایکسی لنسیز کے سامنے پیش کرنے کے لئے سوچنا چاہتا تھا اور وہ مجھے اپنی بے ربط اور غیر متعلق باتوں میں الجھائے ہوئے تھی۔ میں نے اس کو جھٹکنے کے لئے دو تین مرتبہ رسٹ واچ پر نظر ڈالی لیکن وہ اس کو کچھ اور سمجھی اسی طرح سوالات کرتی رہی۔ آخر میں نے اکتا کر کہا۔

"مس لارنس کلکتہ بہت ہنگامہ خیز شہر ہے اگر آپ کبھی وہاں گئیں تو آپ کو بڑی مایوسی ہو گی۔ بنگالی کسی بھی انداز میں وہائٹس سے کوآپریٹ نہیں کرتے۔" مسکرا کر بولی۔ "

کیپٹن میں صرف اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے آپ کو زحمت دے رہی ہوں۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "اوہ۔۔۔۔ ونڈر فل انڈیا نہیں پڑھی آپ نے۔" شاید وہ میرا مقصد سمجھ گئی۔ مسکرا کر کہنے لگی۔ "آئم سوری کیپٹن" میں نے اس کا قطع کلام کر کے کہا۔ "میرے پاس ہے کلکتہ پہنچتے ہی آپ کو بھیج دوں گا۔۔۔۔" وہ تھینک یو کہہ کر اپنے ٹیبل کی طرف چل دی لیکن اسی وقت دروازہ کھلا او رمیڈ نے باہر نکل کر کہا۔ "کیپٹن ہیرس پلیز۔" میں اٹھ کر دروازے کی طرف چل دیا۔

ایکس لنسیز ڈرائنگ روم کی دیوار پر لٹکے ہوئے نقشے کے سامنے کھڑے ہوئے کچھ دیکھ رہے تھے۔ مسٹر ولسن کے ہاتھ میں فولڈ کیا ہوا صبح کا "ٹائمز آف انڈیا" تھا۔ جس کے سرورق پر چھ کالمی سرخی دور سے نظر آ رہی تھی۔ بظاہر ہمارے نقطہ نظر سے یہ ایک اچھی خبر تھی لیکن جب ہیڈ نے میری آمداناؤنس کی اور انہوں نے پلٹ کر دیکھا تو تینوں کے چہرے بجھے ہوئے تھے۔ میں نے رک کر سلیوٹ کیا تو ہزایکسی لنسی نے مسکرا کر ہیلو کہا اور ہرایکسی لنسی نے "ہے ای" کہتے ہوئے مسکرا کر میرے چہرے کے دونوں طرف ہاتھ لگائے۔ میں نے ان کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لے کر چوما۔۔۔۔ مزاج پرسی کی اور ہزایکسی لنسی سے مصافحہ کیا۔ وسط کمرے میں پہنچ کر صوفوں پر بیٹھنے کے بعد مسٹر ولسن نے اخبار ہزایکسی لنسی کے سامنے رکھ دیا۔ میں نے دیکھا ان کے چہرے پر فکر و تردد کی گہری پرچھائیاں ابھی تک موجود تھیں۔ شاید محاذ جنگ کی صورتحال اخبار سے برعکس تھی۔ ہرایکسی لنسی خود کو سنبھالنے میں شوہر سے زیادہ کامیاب تھیں۔ انہوں نے ونمالا کی گرفتاری کے سلسلے میں میری کارگزاری کی تعریف کی۔ میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "یورایکسی لنسی اس کارروائی میں اجیتا دیوی کا تعاون ہماری کامیابی کا باعث ہے لیکن جیسا کہ ہونا ہی چاہئے تھا۔ ان کے لئے پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں۔" انہوں نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "جیمس سے سن چکی ہوں۔۔۔۔ شاید میں اجیتا دیوی سے نہ مل سکوں لیکن ان کی حفاظت کا انتظام کر دیا گیا ہے۔۔۔۔ وہ یہیں رہیں گی۔۔۔۔ شاید تم یہی چاہتے ہو۔۔۔۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "اس کے سوا کوئی حل نہیں ہے یورایکسی لنسی۔۔۔۔ تھینک یو ویری مچ۔۔۔۔" ہزایکسی لنسی نے پائپ سلگاتے ہوئے میری طرف دیکھا اور دھواں خارج کرتے ہوئے کہنے لگے۔ "ویٹ اے منٹ وکٹر۔۔۔۔ کیا تم نے اجیتا دیوی اور سروج کے سامنے خود کو ایکسپوز نہیں کیا؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یہ ناگزیر تھا یورایکسی لنسی لیکن یہ آج بھی ایک ایسا راز ہے جسے پاراگرہ میں ان دو کے سوا تیسرا کوئی نہیں جان سکا۔" انہوں نے پائپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ خطرناک صورتحال ہے۔" ہرایکسی لنسی نے کہا۔ "نہیں۔۔۔۔ میں نے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد اس کو پارا گڑھ جانے کی اجازت دی تھی۔" ہزایکسی لنسی نے مسکرا کر اخبار اٹھا لیا اور پڑھنے میں

مصروف ہو گئے میں نے ہرایکسی لنسی کی طرف دیکھا۔ کہنے لگیں۔ "گیمز بوائے۔ آج چار بجے سے پہلے تمہیں بمبئی کو گڈ بائی کہنا ہے۔۔۔۔ کلکتہ جاؤ گے یا۔۔۔۔؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "ولاس پور یورایکسی لنسی اگر آپ اجازت دیں۔" مسکرا کر بولی۔ "صرف ریزیڈنسی کی حدوود تک۔۔۔۔ تمہارے دوست وہاں آ کر تم سے مل سکتے ہیں۔" ہزایکسی لنسی نے اخبار ہاتھ سے رکھ کر ان کی طرف دیکھا۔ وہ مسٹر ولسن کی طرف مخاطب ہو کر بولیں۔ "ریزیڈنٹ کو اس کے پہنچنے کی اطلاع دے دو جیمس ہماری طرف سے کہنا کیمپ کی چار دیواری سے باہر نہ نکلنے دیا جائے۔" مسٹر ولسن نے سر کو خم دے کر کہا۔ "بہتر ہے یورایکسی لنسی۔۔۔۔ ویسے مجھے یقین ہے وکٹر آپ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔" ہزایکسی لنسی نے کہا۔ "وکٹر اس مرتبہ اگر کوئی مسئلہ پیدا کیا تو خود کو بالکل تنہا پاؤ گے۔" میں نے ذو معنی جواب دیا۔ "ایسا نہیں ہو گا یورایکسی لنسی۔" مسٹر ولسن منہ پھرا کر مسکرا دیئے ہرایکسی لنسی نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "یقیناً" ایسا نہیں ہو گا۔" میں نے اٹھ کر ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔۔۔۔ ہزایکسی لنسی کو سیلوٹ کیا اور گڈ بائی کر کے مسٹر ولسن کے ساتھ چل دیا۔

برآمدے میں آتے ہی کہنے لگے۔ "وکی بریک فاسٹ کے متعلق کیا خیال ہے؟" میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "اگر کلب میں چلنے پر اعتراض نہ ہو تو آیئے۔۔۔۔ میں ناشتہ نہیں کر سکا تھا۔ کہنے لگے۔ "اوکے تم جا کر چائے کا آرڈر دو میں ریزیڈینٹ ولاس پور کو ایکسی لنسیز کا پیغام دے کر دس منٹ میں پہنچ جاؤں گا۔" میں نے تھینک یو سر کہہ کر سیلوٹ کیا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر سوار ہو گیا۔ وہ پھر ڈرائنگ روم کی طرف چل دیئے۔

انٹرنیشنل کلب کے سامنے گاڑی رکتے ہی اٹینڈنٹ نے تیزی سے باہر آ کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور جھک کر سلام کیا۔ میں نے انجن بند کر کے باہر نکلتے ہوئے اس کو دو آدمیوں کے لئے بریک فاسٹ کا آرڈر دیا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ سگریٹ سلگا کر ریسیور اٹھایا اور کرنل پاپا کو شردھام سے فوراً" ولاس پور پہنچ کر برٹش کیمپ میں انتظار کرنے کا فونوگرام بک کرایا۔ تھوڑی دیر بعد اٹینڈنٹ چائے کی ٹرے لے کر آیا تو اس نے ٹرے رکھ کر کہا۔ "صاحب بہادر کیا آپ سکریٹری صاحب کا انتظار کر رہے ہیں؟" میں "اوہ" کہہ کر اٹھا اور تیزی سے نکل کر برآمدے میں پہنچا تو وہ سیڑھیوں سے گزر کے اوپر آ چکے تھے میں ان کو کمرے میں لے آیا اور کرسی پیش کر کے چائے بنانے لگا بیٹھتے ہی کہنے لگا۔ "ریزیڈنٹ کو تمہارے متعلق پیغام دے دیا ہے وکٹر۔۔۔۔ تمہیں ٹرین سے جانا ہے۔"

میں نے چائے تیار کر کے پیالی ان کی طرف بڑھائی اور اپنی پیالی اٹھائی۔ ایک گھونٹ لے کر بولے "آج کل پٹرول کی قلت ہے اس لئے کار میں سیر کرنا تکلیف کے سوا

کچھ نہیں۔۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ٹھیک ہے سر ولاس پور میں کیمپ سے باہر نکلنے پر تو پابندی ہے اس لئے کار کی ضرورت بھی کیا ہے۔" مسکرا کر بولے۔ "کیمپ میں گاڑیوں کی کمی نہیں ہے۔۔۔۔ میں نے اشارہ کر دیا ہے۔ "اور پھر ریزیڈنٹ سے تمہارے ذاتی تعلقات بھی اچھے ہیں وہ تمہارے لئے بہت کچھ کر سکتا ہے۔"

میں نے پیالی ہاتھ سے رکھتے ہوئے کہا۔ "یقیناً سر مجھے معلوم نہیں ان کی ہمدردی میں آپ کے اشارے کو کس حد تک دخل ہے صرف۔۔۔۔" انہوں نے بات کاٹ کر کہا۔ "ڈونٹ فلیٹری۔۔۔۔ بتاؤ اس کے علاوہ اور کیا کچھ کر سکتا ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ " عرض کرنے جا رہا تھا لیکن آپ نے میرے دلی جذبات کو فلیٹری کہہ کر زبان بند کر دی۔"

مسکرا کر بولے۔ "اب کہہ ڈالو۔۔۔۔ مختصر الفاظ میں۔۔۔۔" میں نے سگریٹ کیس نکال کر ان کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ "اگر میں ایک ہفتے میں واپس نہ آ سکوں تو کرنل بشپ کو ٹیلی گرام۔۔۔۔" بولے۔ "اوہ۔۔۔۔ دیٹس آل؟" میں نے انہیں لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو سر۔۔۔۔ اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہے۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ اسے ٹاپ سیکریٹ سمجھئے۔۔۔۔" مسکرا کر بولے۔ "اوؤ ٹاپ سیکریٹ۔۔۔۔ یشودھرا کے متعلق کچھ؟"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔۔۔۔ "اجیتا دیوی کے متعلق۔۔۔۔ اگر مائنڈ نہ کریں تو میں آپ کو ایک بیرر چیک دینا چاہتا ہوں آپ اپنے طور پر ان کے مستقل قیام کے لئے مضافات میں ایک مکان تعمیر کرا دیں تاکہ وہ۔۔۔۔" ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "ویٹ اے منٹ۔۔۔۔ وہ ایک قسم کی پرنس ہے کیا وہ خود۔۔۔۔" میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "وہ محل تعمیر کرا سکتی ہے لیکن یہ میری خواہش ہے کہ سر وست اس کو زیربار نہ ہونے دیا جائے۔" بولے۔ "اوکے۔۔۔۔ تم گرین ہوٹل جاؤ۔۔۔۔ میں ٹیلی فون پر اس سے بات کر کے تم سے چیک طلب کر لوں گا۔۔۔۔ شاید تم اس کو چیک اس لئے نہیں دے رہے کہ اکاؤنٹ نعیم کے نام سے ہے۔" میں نے کہا۔ ایک وجہ یہ بھی ہے لیکن حقیقت یہ ہے میں اب ہوٹل جانا نہیں چاہتا۔۔۔۔ کل شام کو پارا گڑھ کا سکریٹری یہاں پہنچ چکا ہے۔ میں کینتھ سے کہہ آیا ہوں کہ میرا سامان لے کر یہاں آ جائے۔" انہوں نے ہاتھ بڑھا کر کہا۔ "اوکے لاؤ چیک۔"

میں نے جیب سے چیک نکال کر لکھا اور ان کے حوالے کر دیا۔ وہ ایک سرسری سی نظر ڈال کر مسکرائے اور چیک جیب میں رکھ لیا۔ چائے کا آخری کپ پی کر انہوں نے گارڈ روم کا نمبر ڈائل کر کے سارجنٹ سے کہا کہ تھوڑی دیر میں مس کینتھ کیپٹن ہیرس کا سامان لیکر آ رہی ہے۔ اس کو انٹرنیشنل کلب بھیج دیا جائے۔ ریسیور کریڈل پر رکھ کر اٹھتے ہوئے بولے "اوکے گلیمر بوائے اب چلتا ہوں۔۔۔۔" میں بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا

میں نے جیب سے چیک نکال کر لکھا اور ان کے حوالے کر دیا۔ وہ ایک سرسری سی نظر ڈال کر مسکرائے اور چیک جیب میں رکھ لیا۔ چائے کا آخری کپ پی کر انہوں نے گارڈ روم کا نمبر ڈائل کر کے سارجنٹ سے کہا کہ تھوڑی دیر میں مس کینتھ کیپٹن ہیرس کا سامان لیکر آ رہی ہے۔ اس کو انٹرنیشنل کلب بھیج دیا جائے۔ ریسیور کریڈل پر رکھ کر اٹھتے ہوئے بولے "اوکے گلیمر بوائے اب چلتا ہوں۔۔۔۔" میں بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا
اور گاڑی تک چھوڑنے آیا۔ انہوں نے وہیل پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ تمہارا ٹاپ سیکریٹ میری جیب میں ہے ڈکی۔۔۔۔ اور اگر اجیتا دیوی نے اسے قبول کر لیا تو واپسی پر تم دیکھو گے ولسن" سے بڑا جادوگر کوئی نہیں ہے۔" میں نے سلیوٹ کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے یقین ہے سر۔" انہوں نے مسکرا کر گاڑی بیک کی اور بنگلے کی طرف روانہ ہو گئے۔

لنچ پر کینتھ میرے ساتھ تھی۔ وہ میرے سوٹ کیس کے علاوہ اپنا سامان بھی لے کر آئی تھی اور ولاس پور جانے کو تیار تھی۔ میں نے اجیتا کی تنہائی کا عذر پیش کر کے ٹالنا چاہا تو اس نے بتایا کہ پارا گڑھ سے مہاراجہ کے ساتھ اس کے دو نوکر شام کو چھ بجے بمبئی پہنچ رہے ہیں۔۔۔۔ اس لئے وہ بالکل فارغ ہے۔

کینتھ کو سنجیدگی سے آمادہ دیکھ کر میں چکرا گیا۔ اس کو ولاس پور لے جانا کسی طرح مناسب نہ تھا۔ آخر مجھے اس کو بھی اس راز میں شریک کرنا پڑا جسے مسٹر ولسن کے سوا کسی کو نہیں بتانا چاہتا تھا۔ بمشکل وہ اس شرط پر اجیتا کے ساتھ ٹھہرنے پر آمادہ ہوئی کہ مکان تعمیر ہونے کے بعد اس کا مستقل قیام وہیں رہے گا۔۔۔۔ شام کو چار بجے رخصت ہوتے وقت میں نے مسٹر ولسن پر اشارۃً ظاہر کر دیا کہ کینتھ کچھ تلف ہوتی جا رہی ہے مسکرا کر کہنے لگے۔ "کوشش کرنا کہ کبھی اختلافات کی نوبت نہ آنے پائے۔" میں سمجھ گیا کہ وہ کہنا چاہتے تھے کینتھ تمہیں ہندوستان سے بھاگنے پر مجبور کر سکتی ہے۔

صبح سات بجے ٹرین ولاس پور اسٹیشن پہنچی تو پلیٹ فارم پر سینکڑوں فوجی کھڑے ہوئے تھے۔ جابجا ٹرنکوں اور بستروں کے انبار تھے شاید اسی گاڑی سے کہیں روانہ ہونے والے تھے۔ اپر کلاس گیٹ کے سامنے میری نظر میجر وڑائچ اور کرنل گجندر سنگھ پر پڑی۔ گاڑی رکتے ہی وہ میرے کمپارٹمنٹ کے برابر والے فرسٹ کلاس کمپارٹمنٹ کی طرف بڑھے ان کے ساتھ میجر واٹسن، کیپٹن ہاورڈ اور لیفٹننٹ مائیکل وغیرہ تھے۔ میں دروازہ کھول کر پلیٹ فارم پر اترا تو تینوں مسکرا کر آگے بڑھے اور ہیلو کہہ کر مصافحہ کیا۔۔۔۔ ایک سپاہی نے کمپارٹمنٹ میں سے میرا سوٹ کیس وغیرہ اتارا۔ پھر میں نے میجر وڑائچ اور کرنل سے مصافحہ کیا۔ مزاج پرسی کے بعد معلوم ہوا ان کی یونٹ فرنٹیر جا رہی تھی۔ کرنل گجندر سنگھ نے اقبال سنگھ کے متعلق بتایا کہ وہ ناگدہ سے تبدیل ہو کر گودھرا ریلوے اسٹیشن پہنچ گیا۔ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی۔ وہ مجھ سے اب صرف تین گھنٹے کے فاصلے پر تھا اور میں آسانی

ے اس سے مل سکتا تھا۔ ٹرین روانہ ہونے کے بعد ہاورڈ نے چلنے کا اشارہ کیا اور ہم پلیٹ فارم سے نکل کر گیٹ کے سامنے کھڑی ہوئی اسٹاف کار میں سوار ہو کر چند منٹ میں کیمپ پہنچ گئے۔ ریزیڈ ینشیل کوارٹرس سے گزرتے ہوئے میجر واٹسن نے کہا۔ "کیپٹن تمہارے قیام کے لئے وہی کمرے کھلوائے گئے ہیں جن میں تم پہلے ٹھہرتے رہے ہو لیکن کیا کوئی اور بھی آنے والا ہے؟" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "ہاں میجر لیکن کیا وہ ابھی تک نہیں پہنچے؟" اس نے مائیکل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ریزیڈنٹ کے بنگلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "شاید آج شام تک پہنچ جائے۔ کون ہے؟" میں نے جواب دیا۔ "کرنل ارجن سنگھ آف" میں باونی کا نام لیتے لیتے رک گیا اور بات بدل دی۔ انہوں نے مجھے اپنا متبنہ بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔" وہ "اوہ" کہہ کر مسکرا دیا۔ مائیکل نے بنگلے کی سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر گاڑی کا انجن بند کر دیا۔ ہم دروازہ کھول کر باہر نکلے اور چبوترے پر چڑھنے لگے۔ اردلی سارجنٹ نے سلیوٹ کر کے دروازے کا پردہ اٹھایا۔ سامنے ہی ریزیڈنٹ اور ان کی میم دونوں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے اندر داخل ہو کر سلیوٹ کیا تو اٹھ کر کھڑے ہو گئے میم نے سلام کے جواب میں مسکرا کر میرے شانے پر ہاتھ مارا۔ ریزیڈنٹ نے مصافحہ کر کے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں شکریہ ادا کر کے ان کے سامنے میجر واٹسن کے پاس بیٹھ گیا۔ مزاج پرسی کے بعد انہوں نے لیکی لنیز اور مسٹر ولسن کی خیریت دریافت کی میں نے ہنس کر کہا۔ "میرے آنے کا مقصد آپ کے کیمپ میں محصور ہو جانے کے سوا کچھ نہیں۔" ریزیڈنٹ نے بیوی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یہ سچ ہے ڈارلنگ---- مجھے ایسی ہی ہدایات ملی ہیں۔" میم نے ہنس کر کہا۔ "خوب---- تو نعیم پھر تمہارے لئے تو یہ ایک سزا ہوئی۔" ریزیڈنٹ نے بزر دباتے ہوئے کہا۔ "خیر وہ ہدایات میرے لئے ہیں---- میجر واٹسن اپنے جونیئر دوست کے ساتھ تعاون کرنے کا مجاز ہے۔" واٹسن نے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا اور خاموش ہو گیا۔ ریزیڈنٹ نے سگریٹ ٹرے کی طرف ہاتھ بڑھایا اسی وقت خانساماں نے آ کر چائے کی ٹرے میز پر رکھ دی۔ ریزیڈنٹ نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ نعیم اس مرتبہ ہزہائی نس کی سلامی کے لئے نہیں جا سکو گے۔" میں نے استفہامیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔ سگریٹ سلگاتے ہوئے بولے۔ "میں نے انہیں ٹرین کے حملے سے متعلق تمہارا نوٹ دکھا کر دگمبر کو ریاست سے نکال دینے کو کہا تھا۔ وہ سن کر بہت برہم ہوئے لیکن دگمبر کو میرے سامنے نہیں بلایا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ دگمبر چلا گیا۔ نہ معلوم اس کے جانے کا انداز کیا تھا۔ لیکن اس کی بیوی ابھی یہیں ہے---- شاید وہ اس کو چھوڑ چکا ہے---- اس لئے تم خود سمجھ سکتے ہوئے کہ مہاراجہ کے تاثرات کیا ہوں گے۔" میم نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔ "نعیم---- تم خواہ مخواہ معاملے کو طول دیئے جا رہے ہو۔ کورٹ شپ کرو اور جھگڑا ختم کر ڈالو۔" ریزیڈنٹ نے مسکرا کر پیالی اٹھائی اور بیوی کی

طرف دیکھ کر نفی میں گردن ہلائی۔ "ہیلپ بہت سوچنا پڑے گا مائی لیڈی۔" پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ "تم پہلے یشودھرا سے بات کرو نعیم---- اپنے دوستوں سے رابطہ قائم کرو---- اس کے بعد حالات کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ میجر واٹسن تمہیں گائیڈ کریں گے۔ مائیکل تمہارے ساتھ رہے گا---- اوکے؟---- ہیلپ چائے پیو اور" میں نے کہا۔ "سر میں گاڑی کہاں سے لاؤں؟" انہوں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ٹیلی گرام نکالتے ہوئے کہا۔ "کرنل ارجن سنگھ---- شام تک یہاں پہنچ جائیں گے اور وہ بائی کار ہی آئیں گے۔" میں نے یس سر کہہ کر چائے کی پیالی اٹھائی۔ وہ بولے۔ "شاید تم نے انہیں بلایا ہے---- کسی خاص مقصد کے تحت؟"

میں نے چائے کا گھونٹ لے کر کہا۔ "سر میں نے انہیں بلایا ہے---- لیکن خاص مقصد کوئی نہیں ہے ملاقات کے سوا۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "تم میری سمجھ میں نہیں آ رہے نعیم---- بالکل نہیں آ رہے---- گاڈ ہیلپ یو۔" میں نے پیالی ہونٹوں سے لگا کر جولپ گول کر دیا۔

میجر واٹسن قیام گاہ تک میرے ساتھ آئے اور برآمدے میں کھڑے ہوئے اردلی کو چند ہدایات دے کر سہ پہر کی چائے پر پھر آنے کو کہہ کر رخصت ہو گئے۔ میں نے کمرے میں آ کر سوٹ کیس سے کپڑے نکالے۔ یونیفارم اتار کر غسل کیا اور اردلی سے لنچ ٹائم پر جگانے کو کہہ کر بیڈ روم کا دروازہ بند کر لیا۔ سگریٹ سلگا کر بستر پر بیٹھتے ہی ذہن میں بچترا کی تصویر ابھری۔ مخالفت اور دشمنی ہونے کے باوجود اس کے انجام پر مجھے افسوس ہونے لگا۔ جو کچھ میں نے سنا اگر وہ سچ تھا تو اس کی بربادی میں میرے سوا کسی کا ہاتھ نہ تھا۔ اس نے میرے خلاف جو کچھ کیا وہی اسے کرنا چاہئے تھا لیکن---- سگریٹ کے کش کے ساتھ میرے خیالات نے پلٹا کھایا---- لیکن---- لیکن کیا جو کچھ میں نے کیا وہ مجھے نہیں کرنا چاہئے تھا----؟ نہیں مجھے یہی کرنا چاہئے تھا---- ورنہ میں کہاں ہوتا میرا وجود ایک بار نہیں کئی بار مٹ چکا ہوتا۔ ندی کے حادثے سے میری سخت جانی بچا گئی---- زہر سے ساوتری کی قربانی بچا گئی---- "ریسٹ ہاؤس سے" میں نے رک کر "اہتماما" کہا۔ "خدا کی مہربانی بچا گئی----" مجھے اس طرح قافیہ پیمائی کے ساتھ سوچنے پر ہنسی آ گئی اور دوسرے ہی لمحے اپنی دماغی کیفیت پر غور کر کے سنجیدہ ہو گیا۔ ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا اور سادھنا دیوی کا نمبر ڈائل کیا۔ گھنٹی بجنے لگی بجتی رہی---- کوئی اٹھانے والا نہ تھا۔ پانچویں مرتبہ رنگ ختم ہوتے ہوتے اکتا کر کریڈل پر ہاتھ رکھا اور یشودھرا کا نمبر ڈائل کیا۔ دوسری گھنٹی پر ریسیور اٹھایا گیا اور آواز آئی "ہیلو۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ "یشو۔" دوسری طرف سے خاموشی طاری ہو گئی۔ میں چند لمحے انتظار کر کے بولا "ڈارلنگ ناراض ہو گیا؟" جواب ملا۔ "اوہ ٹائیگر' تیرے قربان' میں ساوتری بول رہی ہوں۔ یشودھرا دیوی تو شری حضور کے

ڈرائنگ روم میں ہیں—— شاید دیر سے آئیں۔" میں نے کہا۔ "انہیں بتا دینا—— برٹش کیمپ کے اسی نمبر پر ٹیلی فون کریں—— اور ساوتری میری آتما—— میری دیوی—— میرے پاس الفاظ نہیں کہ اپنے جذبات کا اظہار کر سکوں—— میں تم سے محبت ہی نہیں عقیدت بھی رکھتا ہوں—— تمہیں پوجتا ہوں—— میں تو خود کو اس قابل بھی نہیں سمجھتا کہ تم پر قربان ہونے کو کہہ سکوں—— وعدہ کرو کہ تم یشودھرا کے ساتھ میرے پاس آؤ گی۔" اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن آواز بھرانے لگی اور وہ نعیم کہہ کر رہ گئی پھر کوشش کی اور بمشکل کہہ سکی۔ "میں آ رہی ہوں نعیم—— بتاؤ کہاں تلاش کروں؟" میں نے جواب دیا—— "ابھی آ جاؤ—— میں امین پور روڈ والے گیٹ پر ملوں گا۔" اس نے ماؤتھ پیس کو چوم کر ریسیور رکھ دیا۔ میں نے ریسیور رکھ کر یونیفارم پہنی۔ پستول ہولسٹر سے نکال کر لوڈ کیا اور جیب میں ڈال کر کمرے سے باہر نکلا۔ اردلی نے حضور کہہ کر سوالیہ نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے ہاتھ کے اشارے کرتے ہوئے کہا۔ "امین پور گیٹ تک جا رہا ہوں۔" وہ سر جھکا کر بیڈ روم میں داخل ہو گیا۔ میں گیٹ کی طرف چل دیا۔ دفتر کے سامنے سے گزرتے ہوئے دروازوں پر چلمن دیکھ کر مجھے اطمینان ہوا لیکن دفعتاً ریکارڈ روم سے ایک حوالدار کلرک نے باہر نکلتے نکلتے اٹینشن ہو کر زور دار سیلوٹ کیا اور اس وقت مجھے اس کا ڈسپلن ایسا محسوس ہوا جیسے اس نے بگل بجا کر میری موجودگی کا اعلان کیا ہو تاہم ناگوار گزرنے کے باوجود سر کے اشارے سے جواب دیتا ہوں قدم بڑھا کر کونے کی طرف گھوم گیا اور کرنل گجندر سنگھ کے بنگلے کے پہلو سے گزرتا ہوا چند سیکنڈ میں گیٹ پر پہنچ گیا۔ سڑک پر اکا دکا گاڑیوں اور سائیکل سواروں کی آمد و رفت جاری تھی۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور گیٹ کے وسط میں رک کر نیشنل گارڈن کی طرف دیکھنے لگا۔ بائیں جانب پہرے پر کھڑے ہوئے گیٹ گارڈ نے بندوق کے بٹ پر ہاتھ مار کر ایک بار پھر مجھے چونکایا۔ میں نے اس کے سلام کا جواب دیا اور پھر اسی طرف دیکھنے لگا۔ دس منٹ گزر گئے اور میں بور ہونے لگا۔ انتظار سے بھی اور گارڈ کی موجودگی سے بھی آخر سگریٹ پھینک کر پلٹا اور گارڈ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "جوان شہر سے میرے کچھ دوست آنے والے ہیں—— ممکن ہے کوئی لیڈی بھی ہو اگر کیمپ میں آنا چاہے تو کلب کے سرے والے روم کی طرف گائیڈ کر دینا۔" اس نے اٹینشن ہو کر کہا۔ "بہتر ہے جناب۔" میں نے دوسرا سگریٹ سلگایا اور اپنی قیام گاہ کی طرف چل دیا۔ ابھی نصف فاصلہ طے کیا تھا کہ گیٹ کی طرف سے ہارن کی آواز سنائی دی۔ میں نے پلٹ کر دیکھا۔ گیٹ پر ایک کار کھڑی ہوئی تھی جسے فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے میں پہچان نہ سکا لیکن پہرے والے کو ہاتھ سے اپنی طرف اشارہ کرتے دیکھ کر سمجھ گیا کہ وہ میری قیام گاہ کی طرف اشارہ کر رہا تھا اور کار میں آنے والی ساوتری ہی تھی۔ میں نے چلتے چلتے رک کر ہاتھ اٹھایا۔ کار اندر داخل ہو گئی اور چند سیکنڈ میں

میرے قریب پہنچ کر رک گئی۔ یہ یشودھرا کی بلیو پیکارڈ تھی۔ مجھے تعجب ہوا کہ یشودھرا کس طرح آ گئی۔ اگر وہ نہیں ہے تو ساوتری اس کی گاڑی کیسے لے آئی۔ جب کہ نہ وہ ڈرائیو کر سکتی ہے نہ ڈرائیور کو ساتھ لا سکتی ہے لیکن دوسرے ہی لمحے اگلی سیٹ کا دروازہ کھلا اور یہ تعطل ختم ہو گیا۔ دروازہ کھولنے والی ساوتری تھی۔ اس نے مسکرا کر شبھ آگمن کہا اور میں گاڑی میں سوار ہو گیا۔ دروازہ بند کیا اور اس کو آغوش میں لے کر چوم لیا۔ کھڑکیوں کے رنگین شیشے بیٹھنے والوں کے فری اسٹائل کو دنیا والوں کی نظروں سے اوجھل رکھنے کے لئے کافی تھے اور پھر دنیا میں اس وقت تھا بھی کون چند لمحے دونوں پر وارفتگی کی کیفیت رہی۔ آخر اس نے سنبھل کر وہیل پر ہاتھ رکھا اور گیئر لگاتی ہوئی مسکرا کر بولی۔ "نعیم آج میں نے تمہیں وکٹ پر پہنچنے سے پہلے درمیان میں لپک لیا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اوہو بھاگیہ دیوی۔" گاڑی رینگنے لگی۔ اس نے گیئر بدلنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ مسکرا کر کہنے لگی۔ "پریتم—— اس وقت میں دیوی نہیں صرف ایک عورت بن کر آئی ہوں۔" میں نے اس کے الفاظ کی گہرائی محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "یقیناً ڈارلنگ ہر دیوی عورت ہی ہوتی ہے اور ہر عورت——" اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر میرے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "اور ہر عورت کا ایک دیوتا بھی ہوتا۔" میں نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "تسلیم—— اور اب تم کیا کہنا چاہتی ہو یہ بھی جانتا ہوں۔" مسکرا کر بولی۔ "اس پر بھی تسلیم کہو۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس نے ہنس کر سامنے نظر ڈالی اور گاڑی کی اسپیڈ بڑھائی۔ "پہلا کمرہ" کہہ کر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے دیکھا۔ میرے برآمدے کے سامنے مائیکل موٹر سائکل پر سوار ایک پیر سیڑھی پر رکھے ہماری طرف دیکھ رہا تھا۔ گاڑی قریب پہنچی تو نیچے اتر کے موٹر سائیکل پیچھے ہٹائی اور برآمدے میں کھڑا ہو گیا۔ ساوتری نے سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر انجن بند کیا اور دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ میں اس کو ساتھ لے کر برآمدے میں پہنچا تو مائیکل نے سیلوٹ کیا۔ اردلی نے دروازے کا پردہ ہٹایا اور ہم اندر داخل ہو گئے۔ بیڈ روم میں آتے ہی میں نے اس کو مسہری پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور اردلی کو میس سے چائے وغیرہ لانے کو کہا۔ اردلی سر جھکا کر چلا گیا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا ساوتری ابھی تک اسی طرح کھڑی ہوئی تھی۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بٹھایا اور کہا۔ "ساوتری مجھے آج معلوم ہوا تم کار چلا سکتی ہو۔"

مسکرا کر کہنے لگی۔ "جانتی ہوں بہت پہلے سے—— یشودھرا دیوی نے اور بھی پریکٹ کر دیا۔ صرف لائسنس نہیں لے سکی۔" میں نے ہنس کر سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "میرے پاس بھی لائسنس نہیں ہے—— اور یشودھرا کے پاس بھی شاید ہی ہو—— کیسی ہیں وہ؟"

"وہ اچھی ہیں—— لیکن شاید آج وہ مجھ سے ناراض ہو جائیں میں انہیں اطلاع

دے کر نہیں آئی۔" اس نے کہا۔

"میں کہدوں گا ——— میرے پاس گاڑی نہیں ہے میں نے ٹیلی فون پر گاڑی بھیجنے کو کہا تھا۔"

"نہیں ——— تمہیں دیکھنے کے بعد تو وہ مجھے سات خون معاف کر سکتی ہیں ——— یہ گاڑی انعام میں دے سکتی ہیں ——— اور کیا نہیں دے سکتیں اگر میں مانگنے کی جرات کر سکوں۔"

میں نے اس کے لہجے اور زیر لب تبسم سے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ آگے چلی۔ "انہیں معلوم ہے کہ میں تمہیں چاہتی ہوں ——— انہیں اور بھی بہت کچھ معلوم ہے۔ وہ تمہیں اس قدر چاہتی ہیں کہ تمہاری ہر غلطی کو مسکرا کر نظر انداز کر دیتی ہیں ——— میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ میں ایک رات تمہارے بنگلے میں گزار چکی ہوں۔ صبح تک تمہارے سینے پر سر رکھے سوتی رہی ہوں لیکن اس خود سپردگی کے باوجود تم نے میری نسائیت کا احترام کیا ہے۔"

میں نے پھر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ اس نے نگاہیں جھکا کر کہا۔ "معاف کرنا نعیم ——— شاید تم اسے غداری سمجھو گے ——— لیکن ایسا نہیں ہے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "نعیم ایسا نہ ہوتا تو میں اس کو کبھی نہ چاہتی اتنا طویل انتظار کبھی نہ کرتی۔ اور یہ سچ ہے نعیم ——— وہ تمہیں پوجتی ہیں۔ تمہیں اور بھی بہت سی راجکماریاں پوجتی رہی ہیں۔ پوج رہی ہیں ——— اس میں میرا بھی اضافہ سہی' انہیں ناگوار نہیں گزرا ——— وہ اب بھی مجھے اسی طرح چاہتی ہیں۔ پجارنیں آپس میں لڑا نہیں کرتیں۔ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کیا کرتی ہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ساوتری تم یہ سب کچھ کس لئے کہہ رہی ہو پتا ——— اس گوشت پوست کے لئے جو آج اپنی عارضی رعنائیوں سے تمہاری نگاہوں کو خیرہ کر رہا ہے اور کل ایک گولی یا زہر کا ایک گھونٹ اس کو مٹی ———"

اس نے چیخ کر میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور میرے سینے پر سر رکھ کر سسکیاں لینے لگی۔ میں نے اس کے بالوں پر منہ رکھ کر دونوں ہاتھوں سے بھینچ لیا اور کمر تھپکتے ہوئے کہا۔ "آئم سوری ہنی اچھا میں امر ہوں ——— کبھی نہیں مروں گا ——— ہمیشہ تم سے پیار کرتا رہوں گا ——— بس؟" اس نے سر اٹھا کر میرے چہرے کی طرف دیکھا اور مسکرا دی۔ اس کی پلکیں بھیگی ہوئی تھیں۔ میں نے جھک کر اس کے ہونٹ چوم لئے۔ وہ سنبھل کر پیچھے ہٹی اور سنجیدہ ہوتی ہوئی بولی۔ "میں وہ ساوتری نہیں ہوں نعیم جو تم سمجھ رہے ہو میرا بائی بھی نہیں ہوں ——— جو دنیا کے ہر مرد کو فانی سمجھ کر امر پریم کی تلاش میں پتھر کی مورتیوں کے سامنے ماتھا رگڑ رگڑ کے لہولہان ہو جائے اور دنیا کے عیش کو تیاگ کر ایک

اکتارہ اور چند بھجن چھوڑ جائے۔ جنہیں جھانجھ اور اکتارے پر گا گا کر برہمن چٹکی چٹکی آٹے کی بھکشا مانگتے پھریں۔ نہیں میں گوشت پوست کی بنی ہوئی پڑھی لکھی ساوتری ہوں۔ مجھ سے دیوتاؤں جیسی زبان میں باتیں نہ کرو گوشت پوست کی ضرورت اور مطالبات کو ملحوظ رکھو ——— تم نے کہا تھا ——— ساوتری میں تمہیں دل و جان سے چاہتا ہوں لیکن محبت کے یہ معنی نہیں کہ تمہیں لوٹ کر چل دوں۔" اس وقت میں نے تمہارے جذبے کا احترام کیا تھا۔ آج بھی اسی طرح احترام کرتی ہوں لیکن ڈارلنگ یہ احترام میرے زخموں کا علاج نہیں ہے۔ میرے جسم کا مطالبہ پورا نہیں کرتا۔ محبت کچھ اور چاہتی ہے ——— تکمیل ——— آسودگی کچھ بھی کہہ لو ——— یوگیہ ——— ایوگیہ ——— جائز ——— ناجائز ——— لافل اور ان لافل' خود ساختہ الفاظ ہیں جو تحریروں اور تقریروں میں ہی اچھے لگتے ہیں۔ جسمانی مطالبے کی زد میں آنے کے بعد ہوا کے جھونکے کے ساتھ اڑ جاتے ہیں ——— کیا غلط؟"

میں نے اس کے دلائل سے متاثر ہو کر کہا۔ "نہیں ساوتری تم صحیح کہہ رہی ہو ———" مسکرا کر میرے سینے سے چمٹتی ہوئی بولی۔ "آج میں لٹنے کے لئے آئی ہوں پریتم۔" میں نے اس کو زور سے بھینچ کر چوم لیا۔

سٹنگ روم میں قدموں کی آہٹ سن کر ہم سنبھل گئے۔ اردلی پردہ اٹھا کر اندر داخل ہوا اور چائے کی ٹرے میز پر رکھ کر چائے پیالیوں میں انڈیلنے لگا۔ ناشتے کا سامان اور کراکری ایر سٹوکریٹس کے شایان شان تھا۔ مجھے اردلی کی ذہانت پر خوشی ہوئی۔ وہ چائے تیار کر کے پیچھے ہٹ گیا۔ میں نے ساوتری کو شروع ہو جانے کا اشارہ کر کے پیالی اٹھاتے ہوئے اردلی کی طرف دیکھا۔ "لیفن مائیکل چلے گئے؟" کہنے لگا۔ "چلے گئے حضور ان کی موٹر سائیکل کھڑی ہوئی ہے ——— آپ باہر جانا چاہیں گے تو ایک منٹ میں پہنچ جائیں گے۔"

میں نے چائے کا گھونٹ لے کر کہا۔ "ابھی میں کہیں نہیں جا رہا۔" اس نے "بہتر ہے۔" کہہ کر سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور ٹیبل پر رکھ کر سٹنگ روم میں چلا گیا۔ چائے ختم کرنے کے بعد میں نے پردہ کھسکا کر اردلی کو اشارہ کیا اور وہ ٹرے اٹھا کر لے گیا۔ میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے ساوتری کی طرف دیکھا۔ اس نے مسکرا کر نگاہیں جھکا لیں۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "تھوڑی دیر میں کرنل پاپا آنے والے ہیں ڈارلنگ۔" بولی۔ "تمہارا مطلب ہے کرنل ارجن سنگھ یا ———" میں نے ہنس کر کہا۔ "وہی اگر ریزیڈنٹ نے اجازت دی تو میں ان کے ساتھ راج محل آؤنگا۔ ورنہ تم ——— بتاؤ کس طرح ملو گی؟ کہاں ملو گی؟" کہنے لگی۔ "اب تو یشودھرا دیوی کے ساتھ ہی آ سکتی ہوں۔" میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں جھٹکتے ہوئے کہا۔ "شاید وہ نہ آ سکیں تو؟" میں نے پوچھا۔

"میں تمہیں فون پر بتاؤں گی۔" اس نے کہا۔

"میں انتظار کروں گا۔۔۔ کوشش کرنا کہ۔۔۔ اوہ ڈیئر۔۔۔ ڈیئر خوب یاد آیا۔۔۔ اگر کسی طرح کامیاب نہ ہو سکو تو گیارہ بجے کے بعد شاگرد پیشہ دروازے پر پہنچ جانا۔"

وہ مسکرا دی۔ سرگوشی کے لہجے میں بولی۔ "یہ بہت خطرناک ہے ڈارلنگ۔۔۔ نہیں میں تمہاری زندگی کو اتنی غیر اہم نہیں سمجھتی تین چار مرتبہ راجکمار ہو۔۔۔ کیپٹن ہو۔۔۔ ولاس پور کی زمین پر تمہارے خون کی پیاسوں کی تعداد۔۔۔"

"وہ سب اپنے خون کے پیاسے ہیں ڈارلنگ۔" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "تم جانتی تو ہو۔"

وہ بولی۔ "جانتی ہوں۔۔۔ لیکن میں وہاں نہیں آؤں گی اور تم اس طرح مجھ سے ملنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ وعدہ کرو۔۔۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "ایز یو پلیز ہنی۔۔۔ جو حکم آپ کا۔۔۔" وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور مسکرا کر میرا ہاتھ تھامتی ہوئی بولی۔ "کچھ تو بدلو نعیم تم شہزادے ہو اور میں تمہاری داسی ہوں ایسے بھی اور ویسے بھی۔"

میں نے اس کے شانے تھپتھپا کر کہا۔ "اوکے ڈارلنگ۔ اب کیا کہوں تم میری کیا ہو۔۔۔ صرف یہ بتاؤ میں تمہارے لئے کیا کروں۔۔۔ میرا مطلب ہے اس وقت؟" وہ مسکرا کر خاموش ہو گئی۔ میں نے جھک کر سوٹ کیس سے چیک بک نکالی اور لکھنے لگا۔ بولی۔ "یہ کیا نعیم؟" میں نے دستخط کر کے چیک اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "تمہارا خرچ ڈارلنگ اب تم میری ذمہ داری ہو۔۔۔" وہ کچھ دیر میری طرف دیکھتی رہی پھر مسکرا کر ہاتھ بڑھایا اور چیک لے لیا۔ میں نے کہا۔ "تھینک یو۔۔۔ شام کو میں پاپا سے تمہارا تعارف کراؤں گا۔۔۔ انہیں معلوم ہو جانا چاہئے تم۔۔۔" اس نے آگے بڑھ کر میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں نے اس کا ہاتھ ہٹا کر کہا۔ "کیوں ڈیئر؟" ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی۔ "نہیں نعیم۔۔۔ پلیز نہیں۔۔۔ میں یشودھرا کے مقابلے میں نہیں آ سکتی۔۔۔ میں انہیں بھی تمہاری طرح پوجتی ہوں وہ بہت اونچی ہیں اور انہیں مجھ سے اتنی سیڑھیاں اونچا ضرور رہنا چاہئے کہ میرا سر ان کے چرنوں تک ہی رہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "کملیکس۔" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "وفاداری۔۔۔ خیر پھر کسی وقت ایکس پلین کرونگی۔۔۔ اب اجازت دو۔۔۔ رات کو نو اور دس بجے کے درمیان اسی گیٹ پر۔۔۔" میں نے "اوکے" کہہ کر اس کی کمر پر ہاتھ رکھا اور دروازے تک پہنچایا۔ وہ گاڑی میں سوار ہوئی اور اسٹارٹ کرتی ہوئی کہنے لگی۔ "میں راج محل پہنچتے ہی تمہیں فون کرونگی۔" میں نے اظہار تشکر میں سر جھکایا۔ اس نے گیئر لگایا اور ویو کرتی ہوئی چلی گئی۔

میں نے یونیفارم اتار کے سگریٹ سلگایا اور بستر پر دراز ہو گیا۔ سگریٹ ایش ٹرے

میں پھینکا اور کروٹ لے کر آنکھیں بند کر لیں۔ اسی وقت ٹیلیفون کی گھنٹی جھنجھنائی اور میری نیند اڑ گئی ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔ ہیلو کہتے ہی آواز آئی۔ "نعیم میں پہنچ گئی ہوں۔ یشودھرا آنے ہی والی ہیں۔ تم تھوڑی دیر بعد انہیں رنگ کرنا۔ میری ملاقات کا ذکر نہ کرنا۔۔۔ نہ میں انہیں بتانا چاہتی ہوں سمجھ گئے نا؟" میں نے کہا۔ "سمجھ گیا۔۔۔" اس نے بائی بائی کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ میں نے کریڈل پر ہاتھ رکھ کر میجر دلیش مکھ کا نمبر ڈائل کیا۔ پہلی رنگ پر ریسیور اٹھا لیا گیا اور آواز آئی "لیفٹننٹ۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ "ڈیڈی کھانا کھا چکے؟" بولے۔ "اوہ یہ میں کس کی آواز سن رہا ہوں۔۔۔ کہاں سے بول رہے ہو نعیم۔" میں نے کہا۔ "سکس تھری اور سکس۔۔۔ آ جایئے ساتھ کھانا کھائیں گے۔۔۔ پئیں گے۔۔۔ خوب پئیں گے۔۔۔ اگر یہاں خالص مل گئی تو۔۔۔" بولے۔ "یہ چلا۔۔۔ میں خالص نخالص کی پروا نہیں کرتا۔" انہوں نے ریسیور رکھ دیا۔ میں نے چند منٹ توقف کر کے پھر یشودھرا کا نمبر ڈائل کیا۔ چند لمحے بعد ریسیور اٹھانے کے ساتھ آواز آئی۔ "جی" یہ یشودھرا ہی تھی۔ میں نے آواز پہچان کر کہا۔ "یشودھرا اٹس می۔" بولی۔ "ہائے میں مرجاؤں نعیم کب آئے؟" میں نے کہا۔ "ابھی۔۔۔ لیکن مر گئیں تو میں کیا کرونگا جانم۔۔۔ یم لوک جانے کی بجائے برٹش کیمپ آ جاؤ۔۔۔ آ رہی ہو؟" کہنے لگی۔ "تمہیں معلوم ہے نیک روحیں رات کے اندھیرے میں گلے ملا کرتی ہیں۔ ساڑھے سات کے بعد۔۔۔ گیٹ پر ملنا۔۔۔ سلامی کے لئے نہیں آ رہے؟" میں نے کہا۔ "آ جاؤں کیا؟ ڈرتا ہوں پتر ا دیدی کے جھگڑے سے ہزہائی نس مجھ سے ناراض نہ ہو گئے ہوں۔"

"نہیں۔" اس نے کہا۔ "وہ تم سے ناراض نہیں ہیں۔ تم نے بڑی رواداری کا ثبوت دیا ہے۔ انہیں ٹرین میں تم پر حملہ کئے جانے کی اطلاع مل گئی ہے۔ تمہیں یہ سب کس نے بتایا ریزیڈنٹ نے؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں ڈارلنگ۔" میں نے جواب دیا۔ "یہ ان کا خیال ہے ہزہائی نس نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ تم سے پترا دیدی کے تعلقات کیسے ہیں؟"

"رسمی۔۔۔ دل میں گنجائش نہ ان کے ہے نہ میرے ہے۔"

"اوکے ڈارلنگ، چار بجے تک کرنل پاپا آنے والے ہیں اگر میں ان کے ساتھ راج محل نہ آ سکوں تو پھر تمہیں پہنچنا ہے۔ میں گیٹ پر انتظار کروں گا۔۔۔ سادھنا دیدی کو میرا سلام کہنا۔" ہنس کر کہنے لگی۔ "انہیں ساتھ لے کر آؤں گی۔۔۔ خود کہہ لینا۔۔۔ بائی بائی۔۔۔" اس نے رابطہ توڑ دیا۔ میں ریسیور کی طرف دیکھتا رہ گیا۔ مجھے پروگرام تلپٹ ہوتا نظر آ رہا تھا۔ اردلی کو اندر آتے دیکھ کر میں نے ریسیور رکھ دیا کہنے لگا۔ "صاحب لنچ کے متعلق کیا حکم ہے؟ میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر کہا۔ تھوڑی دیر میں

میجر دلیش کھ آنے والے ہیں—— ان کے آنے کے بعد لانا—— ہاف اسکاچ کے ساتھ۔" وہ "بہتر ہے جناب" کہہ کر چلا گیا—— میں سگریٹ سلگا کر پینے لگا۔

ڈیڑھ بجے کے قریب اردلی نے پردے سے جھانک کر کہا۔ "صاحب اسٹیٹ کی ایک کار گیٹ سے اسی طرف آ رہی ہے شاید میجر صاحب آ رہے ہیں۔" میں نے کھڑکی کا پردہ سرکا کر پریڈ گراؤنڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "وہی ہیں لپک کر جاؤ—— اور پانچ منٹ میں کھانا لے کر پہنچ جاؤ——" اردلی غائب ہو گیا۔ میں نے سلیپر پہنے اور دروازے پر پہنچا تو وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل رہے تھے۔ میں سلام کر کے آگے بڑھا تو تیزی سے برآمدے میں آ کر مجھ سے لپٹ گئے۔ میں نے مزاج پوچھتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی—— پٹرول کی قلت ہے انجن تو بند کیجئے۔" بولے۔ "سوری بوائے—— ایک منٹ بھی نہیں ٹھہر سکتا—— تمہارے پاس آنے کے لئے گاڑی میں سوار ہونے جا رہا تھا کہ ہزہائی نس نے فون پر خان بہادر چغتائی کو فوراً" لے کر آنے کا حکم دیا۔ میں نے جاتے جاتے تمہیں دیکھنے کو——"

میں نے کہا۔ "ڈیڈی میں نے آپ کے لئے کھانا منگوایا ہے۔" مسکرا کر پیٹھ تھپکتے ہوئے بولے۔ "شام کو میرے بنگلے پر یا جس وقت تمہیں فرصت ہو—— اوکے میں چلا۔" میں نے کہا۔ "ایز یو پلیز ڈیڈی۔" انہوں نے مصافحہ کیا اور کار میں سوار ہو گئے—— چلتے چلتے کہنے لگے—— نعیم سیر تفریح بہت ہی ہوشیاری سے—— بہتر ہے ان دور رہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "شکریہ ڈیڈی۔" وہ مسکرا کر ویو کرتے ہوئے گاڑی گھما کر گیٹ کی طرف چل دیئے۔ میں ان کی وارننگ پر غور کرتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔ کھانے میں کوئی لذت نہ تھی۔ میجر دلیش کھ کے اس طرح آ کر ایک منٹ میں واپس ہو جانے پر مجھے حیرت کے علاوہ تشویش بھی تھی ان کی عجلت کے پس پردہ مصروفیت کے علاوہ کوئی ایسی بات بھی نظر آ رہی تھی جسے وہ کھل کر نہ کہہ سکے۔ پھر ان سے دور رہنے کی تاکید کر کے انہوں نے بہت کچھ کہہ دیا تھا۔ شادی ساوتری نے ہزہائی نس کی ناراضگی کے متعلق جو کچھ کہا تھا وہ صحیح تھا۔ یشودھرا کی معلومات ناقص تھیں۔ میں کھانا کھانے کے بعد دیر تک پیتا رہا۔

تین بجے کے قریب ایک کار برآمدے کے سامنے آ کر رکی۔ انجن کو ریس دینے کی آواز سے رالز کا اندازہ لگا کر میں اٹھا اور سلیپر پاؤں میں اٹکا کر باہر نکلا۔ کرنل پاپا فل یونیفارم میں گاڑی سے باہر نکل رہے تھے۔ خضاب آلودہ مونچھیں چڑھی ہوئی تھیں اور وہ اکیاون سال کی عمر میں پینتیس سالہ چاق و چوبند جوان نظر آ رہے تھے۔ ان کے ٹرن آؤٹ نے مجھے حیرت میں مبتلا کر دیا۔ مسکرا کر سلام کیا اور دونوں ہاتھ مصافحے کے انداز میں تھام کر سیڑھیوں سے اوپر کھینچا ان کے ہاتھوں کی گرفت میں اب بھی جوانوں جیسی طاقت تھی۔ اوپر آتے ہی انہوں نے مجھے سینے سے لگا کر پیشانی چومی۔ میں ان کو لئے ہوئے اندر داخل

ہوا اور مسہری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "پاپا یہ کیا۔" ہنس کر تکیے کے سہارے بیٹھتے ہوئے بولے۔ "موبلائز ہونے کے لئے بمبئی جانے کا حکم ملا ہے—— امید ہے تم سے پہلے یورپ پہنچ چکے ہوں گے۔" میں نے سگریٹ کیس ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "پاپا آپ کو کیا ضرورت تھی؟" سگریٹ لیتے ہوئے بولے۔ "دیکھتے نہیں اٹینشن ہوتے ہی جوانی لوٹ آئی۔ پڑا پڑا بیلوں کی طرح توند کے بل موٹا ہوتا چلا جا رہا تھا۔" میں نے ان کو لائٹ دے کر اردلی سے گلاس دھلوایا اور وہسکی انڈیل کر دی—— ہاتھ سے منع کرتے ہوئے بولے۔ "چھوٹا حاضری منگاؤ' مجھے بھوک لگ رہی ہے۔" میں نے اردلی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "صبح کے موافق" وہ سلام کر کے تیزی سے باہر نکل گیا۔ کرنل نے سگریٹ کا کش لے کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "یشودھرا سے ملے؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "ٹیلی فون پر بات کی ہے۔ ٹھیک ٹھاک ہے واتا ورن کچھ انوکل نہیں معلوم ہوتا۔" غیر اضطراری طور پر گلاس اٹھا کر گھونٹ لیتے ہوئے بولے۔ "ماحول سازگار نہیں کیا مطلب؟ کیا مہاراجہ ناراض ہیں تم سے؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "ایسا ہی لگتا ہے پاپا—— میں رات کو تفصیل سے بات کرونگا۔" ایک طویل گھونٹ لے کر گلاس رکھتے ہوئے بولے۔ "مجھے افسوس ہے کرن—— میں دس بجے والی ٹرین سے روانہ ہو جاؤں گا اور ابھی ریزیڈنٹ سے ملنا ہے—— راج محل جانا ہے—— کئی کام ہیں۔"

میں نے منہ بنا کر کہا۔ "پھر میں بھی یہاں رہ کر کیا کروں گا۔ آپ کے ساتھ بمبئی چل رہا ہوں۔" انہوں نے حیرت کے انداز میں میری طرف دیکھا۔ اسی وقت اردلی نے آ کر ناشتے کی ٹرے میز پر رکھ دی۔ میں نے "اوکے" کہہ کر اردلی کو سر کے جھٹکے سے اشارہ کیا اور وہ سر جھکا کر کمرے سے نکل گیا۔ کرنل بسکٹ اٹھاتے ہوئے کہنے لگے۔ "تو اس رالز کا کیا بنے گا—— میں تو اسی خیال سے لے کر آیا تھا کہ جب تک تم یہاں ہو شان سے راج محل جاؤ آؤ اور روانہ ہوتے وقت یشودھرا کے پاس چھوڑ جاؤ—— شانتی کرن تو اس کو دیکھتے ہی رونے لگتے ہیں۔" میں نے چائے دانی اٹھا کر پیالیوں میں انڈیلتے ہوئے انہیں ونمالا کی گرفتاری اور ہنس راج اور اجیتا کے بمبئی میں موجود ہونے کا واقعہ سنایا۔ کھاتے کھاتے رک کر کہنے لگے۔ "تمہیں تو نہیں دیکھا ہنس راج نے؟" میں نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے نفی میں سر ہلایا "لیکن آپ کو اجیتا سے ملنا ہے اور زیادہ سے زیادہ ... کرنا ہے۔ ایچ ایچ پارا گڑھ بھی پہنچ چکے ہیں۔ اجیتا گرین میں کینتھ کے ساتھ ہے۔" بولے "تو پھر تمہارا بمبئی جانا خطرناک ہے—— اچھا یہاں کیا معاملہ ہے جو بھاگ رہے ہو؟ میں نے مختصر الفاظ میں تمام واقعہ سنایا انہوں نے ناشتہ ختم کر کے سگریٹ سلگایا اور تکیے سے کمر لگا کر سوچنے لگے۔ میں نے پردہ ہٹا کر اردلی کو اشارہ کیا اور وہ ٹرے اٹھا کر لے گیا۔ چند لمحے غور کرنے کے بعد کرنل نے آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگے۔ میں ریزیڈنٹ

سے مل کر راج محل جا رہا ہوں۔۔۔۔ اگر ہزہائی نس کو تمہاری طرف سے برہم پایا تو تمہارا ذکر نہیں کروں گا اور اگر سب ٹھیک ہوا تو تمہیں فون کر کے بلا لونگا۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے پاپا۔۔۔۔ آپ یشودھرا سے بھی ملیں۔۔۔۔ چترا سے بھی اور میجر دلیش مکھ سے بھی۔۔۔۔" بولے۔ "ملوں گا۔۔۔۔ لیکن کرن۔" وہ مسکرائے اور سگریٹ کا کش لے کر چپ ہو گئے۔ میں نے کہا۔ "جی پاپا۔۔۔۔ آپ کچھ کہہ رہے تھے۔" بولے۔ "ہاں۔۔۔۔ تم سے غلطی ہوئی ہے تم نے چترا کو اجیتا کی طرح ہینڈل کیوں نہیں کیا؟" میں نے سر جھکا لیا۔ یہ جملہ کم از کم اب جب کہ وہ مجھے ایڈوپٹ کر چکے تھے میری توقع کے خلاف تھا' ورنہ شردھام کے راج محل میں جب وہ میرے لئے کرنل ماما تھے دوست کی طرح بے تکلف انداز میں چاہے جو کچھ کہہ ڈالتے تھے۔۔۔۔ "مجھے خاموش دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولے۔ "خیر چھوڑو۔۔۔۔ لیکن صحیح حل یہی تھا۔" میں نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے پاپا۔۔۔۔ لیکن پھر نتیجہ بھی وہی کچھ ہوتا۔۔۔۔ اجیتا کی طرح وہ بھی میرے سینے پر سوار ہو جاتی۔"

مسکرا کر بولے۔ "یہ بھی ٹھیک ہے۔۔۔۔ خیر دیکھا جائیگا۔ اچھا میرے خیال میں اب مجھے ریزیڈنٹ سے مل لینا چاہئے۔۔۔۔ تم تو مل چکے ہو نا؟" میں نے اثبات میں سرہلایا۔ انہوں نے مسہری سے اٹھ کر پیک کیپ سر پر رکھی اور چلنے لگے۔ میں ان کے ساتھ کار تک آیا۔

ساڑھے چار بجے کے قریب کیپٹن ہاورڈ آ گیا اور ہم شام ہونے تک پیتے رہے۔ ساڑھے چھ بجے کے قریب مجھے اس کی موجودگی سے کوفت ہونے لگی' وہ جما ہوا تھا اور پئے جا رہا تھا اور میں خود کو حد ادب کے قریب پہنچتا محسوس کر رہا تھا۔ ابھی مجھے اپائنٹ منٹ کا ہوش تھا اور مزید پینے میں کسی چیز کا ہوش نہ رہنے کا خطرہ تھا۔ وقت بہت کم رہ گیا تھا۔ مجھے ٹھیک ایک گھنٹے بعد گیٹ پر پہنچنا تھا۔ چنانچہ میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "اوہ!" ہاورڈ نے گلاس رکھ کر میری طرف دیکھا۔۔۔۔ "کوئی اپائنٹ منٹ؟" میں نے اثبات میں سرہلا کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "تھینک گاڈ زیادہ لیٹ نہیں ہوا کیپٹن۔" مسکرا کر کہنے لگا۔ "میری ضرورت؟" میں نے کہا۔ "تھینک یو لیفن مائیکل کافی ہے۔" اس نے "اوکے" کہہ کر ریسیور اٹھایا اور مائیکل کا نمبر ڈائل کر کے اس کو دس منٹ میں پہنچنے کا حکم دے کر ریسیور رکھ دیا۔ میں غسل خانے میں چلا گیا اور منہ ہاتھ دھو کر نکلا تو کہنے لگا۔ "میں چلتا ہوں کیپٹن۔۔۔۔ گاڑی نہیں چاہئے کیا؟" میں نے یونیفارم اٹھاتے ہوئے کہا۔ "صرف گیٹ پر ہی تو جانا ہے۔ مائیک موٹر سائیکل پر ہو گا۔۔۔۔ اگر مجھے کسی نے لفٹ۔۔۔۔"

اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "سوری بوائے لفٹ کی اجازت نہیں ہے۔۔۔۔

اچھا میں کار لے کر آتا ہوں۔ تم اپنی سویٹ ہارٹ کو فالو کر سکتے ہو۔۔۔۔ ویش آل۔۔۔۔" اس نے پردہ اٹھایا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ میں نے اردلی کو کافی لانے کا آرڈر دیا اور یونیفارم پہننے لگا۔ اردلی سر جھکا کر میس کی طرف چل دیا۔ ابھی کوٹ پہن رہا تھا کہ باہر کار کے انجن کی آواز آئی۔ میں نے کھڑکی سے نظر ڈال کر دیکھا' یہ رالز تھی اور کرنل پاپا ہونٹوں میں پائپ دبائے ڈرائیو کر رہے تھے۔ میں ہولسٹر سے پستول نکال کر پتلون کی جیب میں رکھتا ہوا تیزی سے دروازے پر آیا۔ وہ برآمدے میں سے گزر کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگے۔ "بڑی مشکل سے پیچھا چھڑا کر آیا ہوں کرن وہ کھانے کے لئے روک رہے تھے۔۔۔۔ آؤ۔۔۔۔" وہ اسی طرح چلتے ہوئے آئے اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "تم کہیں جانے کو تیار ہو رہے ہو؟" میں نے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "جی پاپا۔۔۔۔ لیکن ابھی نہیں تھوڑی دیر بعد۔۔۔۔ آپ سنائیے داتا ورن کیسا ہے؟" انہوں نے پائپ کا ایک کش لے کر منہ سے نکالا اور میز پر رکھ دیا۔ اسی وقت اردلی نے اندر آ کر کافی کی ٹرے ہمارے سامنے رکھ دی اور سگریٹ کا پیکٹ جیب سے نکال کر دیتا ہوا پچھلے قدموں چلا گیا۔ میں نے کافی انڈیل کر کپ ان کی طرف بڑھایا۔ کپ ہاتھ میں لیتے ہوئے بولے۔ "حالات بہت خراب ہیں کرن مہاراجہ کا بھتیجا' جس کے متعلق خیال ہے کہ راج سنگھاسن۔۔۔۔" میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "راجکمار ونود سنگھ' جو انگلینڈ گئے ہوئے ہیں۔" بولے۔ "آ گیا بھئی۔۔۔۔ یہیں مرا ہوا ہے۔ چترا نے اسے خون کا پیاسا کر دیا ہے اور تمہیں ہر قیمت پر مٹا دینے کا تہیہ کر چکا ہے۔ مہاراجہ مجبور ہیں۔۔۔۔ اس لئے سمجھ سکتے ہو اب تمہارے لئے راج محل جانے کا تو تصور بھی خطرناک ہے۔۔۔۔ میں یشودھرا کے پاس بھی گیا۔ اسے یہ سب باتیں معلوم نہیں۔ میں نے اشارتاً ونود کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس کے آنے سے تمہارے دشمنوں کی تعداد میں اضافہ تو نہیں ہوا؟ تو کہنے لگی۔ "پاپا۔۔۔۔ آج پہلی مرتبہ اس نے مجھے پاپا کہا۔ میں نے اس کے سر پر ہاتھ پھرا کر کہا۔ "یشودھرا پاپا تم دونوں پر قربان ہو سکتا ہے۔ کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟" سر جھکا کر بولی۔ "پاپا۔۔۔۔ کہنا کیا ہے۔۔۔۔ میں آپ کے کرن کی منگیتر نہیں۔۔۔۔ دھرم پتنی ہوں۔۔۔۔ اب اگر ایک ونود اور چترا کیا تمام پریوار دشمن ہو جائے تو کیا فرق پڑتا ہے۔" میں نے اس کو اطمینان دلایا کہ میری زندگی میں تمہیں کرن کی ہونے سے کون روک سکتا ہے۔" اس نے میرے سینے سے سر لگا دیا اور میں اس کو آشیرواد دے کر چلا آیا۔۔۔۔ یہ ہے صورتحال۔۔۔۔ یہ بتاؤ۔۔۔۔ تم اسی سے ملنے جا رہے ہو۔" میں نے اثبات میں سرہلایا۔ کافی کا گھونٹ لے کر کہنے لگے۔ "میں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں۔" میں نے پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔ "نہیں پاپا میں صرف گیٹ پر کھڑے ہو کر دو باتیں کر کے چلا آؤں گا۔۔۔۔ وہاں بھی میرے ساتھ دو تین دوست ہوں گے۔" وہ خاموش ہو کر کافی

پینے لگے۔ دو تین گھونٹ لے کر پیالی میز پر رکھتے ہوئے بولے۔ "نہیں کرن میں تمہارا ایکسپوز ہونا مناسب نہیں سمجھتا۔ ممکن ہے وہ یشودھرا کی گاڑی کا پیچھا کریں۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔" میں ان کی دور اندیشی کو خوف کی پیداوار سمجھ کر ہنس دیا۔ "پاپا۔۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "وہ برٹش کیمپ کی حدود میں قدم رکھنے کی جرات نہیں کر سکتے۔ ٹائیگر نعیم پر حملہ کرنے کی ہمت نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ آپ فکر نہ کریں۔۔۔۔۔" بولے۔ "خیر۔۔۔۔۔ میں فکر نہیں کرتا۔۔۔۔۔ لیکن اتنا جانتا ہوں کہ وہ تمہیں دیکھتے ہی گاڑی کا دروازہ کھول دے گی تم دوڑ کر سوار ہو جاؤ گے اور گاڑی چل دے گی۔۔۔۔۔ اور پھر۔۔۔۔۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یہ آپ صحیح فرما رہے ہیں۔" اٹھ کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔ "کرن بیٹے۔۔۔۔۔ میں بھی جوان رہ چکا ہوں۔ مجھے معلوم ہے جوانی میں پربت بھی رائی نظر آتا ہے۔۔۔۔۔ بہرکیف تم نہیں جا رہے۔۔۔۔۔ ٹائم بتاؤ میں اس کو یہیں لے آؤں گا۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "ساڑھے سات بجے۔۔۔۔۔ لیکن کیا کہا جا سکتا ہے؟" انہوں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اوہ صرف پانچ منٹ باقی ہیں۔ ہاتھ بڑھا کر پائپ اٹھایا اور باہر نکل گئے۔ میں نے دروازے میں آ کر دیکھا تو مائیکل برآمدے میں ٹہل رہا تھا اس کی موٹر سائیکل سڑک کے کنارے پر کھڑی تھی اور کرنل پاپا لیفٹ رائٹ کرتے ہوئے گیٹ کی طرف چلے جا رہے تھے۔ مائیکل نے قریب آ کر سلیوٹ کیا اور میں اس کو ساتھ لے کر کمرے میں چلا آیا۔ ہمارے اندر داخل ہونے سے پہلے اردلی نے ٹرے اٹھا کر میز صاف کر دی۔ میں نے مائیکل کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "آج تم ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ گے لیفن۔" وہ تھینک یو سر کہہ کر میرے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ میں نے سگریٹ ٹرے اس کی طرف سرکا دی۔ اس نے سگریٹ اٹھا کر سلگایا اور کش لے کر دھواں خارج کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "سر یہ کرنل کسی رولنگ فیملی سے ہیں کیا؟" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "اور میرے فادر بھی تو ہیں۔" اس نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں رگڑتے ہوئے کہا۔ "حقیقی نہیں مائیکل انہوں نے مجھے گود لیا ہے۔" بولا۔ "سمجھ گیا سر ریذیڈنٹ نے ان کے لئے کرنل سوڈھی کا بنگلہ فرنش کرایا ہے۔" میں نے کہا۔ "بیکار تکلیف کی۔۔۔۔۔ انہیں اوور سیز جانے کا حکم مل گیا۔ آج دس بجے والی میل ٹرین سے بمبئی جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ کھانا کھانے کے بعد ہم انہیں سی آف کرنے جائیں گے۔" لیفٹننٹ نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور مسکرا کر پچھلی مرتبہ پیش آنے والے حادثات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "سر میری رائے میں تو آپ کورٹ شپ کر کے اس مسئلے کو ختم کر ڈالیں۔ جتنا وقت گزرتا جا رہا ہے آپ کے مخالفوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔" میں نے کہا۔ "لیفن ابھی حالات سازگار نہیں ہیں۔۔۔۔۔" بولا۔ "آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔۔۔۔۔" میں خاموش ہو گیا۔ مجھے حیرت تھی مائیکل میرے

متعلق میری توقع سے کہیں زیادہ جانتا ہے۔ اس نے مجھے خاموش دیکھ کر موضوع گفتگو تبدیل کر دیا اور ہم دیر تک جنگ کی صورتحال پر باتیں کرتے رہے۔ آٹھ بجے کے قریب مائیکل نے کھڑکی سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "سر کرنل آ رہے ہیں۔" میں نے گردن گھما کر دیکھا وہ تنہا پیدل چلے آ رہے تھے۔ مائیکل نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں انہیں ریسیو کرتا ہوں۔" میں بھی اٹھ کھڑا ہوا مجھے یشودھرا سے ملاقات نہ ہونے پر صدمہ ہوا۔ باہر نکل کر اردلی کو تین ڈنر اور ہاف اسکاچ لانے کا آرڈر دیا اور پاپا کو لے کر اندر آیا۔ مائیکل نے ہمیں تنہائی میں باتیں کرنے کا موقع فراہم کیا اور سٹنگ روم میں ٹھہر گیا۔ بیڈ روم میں داخل ہوتے ہی پاپا نے کہا۔ "کرن وہ ٹھیک وقت پر پہنچی۔ مجھے گیٹ پر دیکھ کر شاید اس کو شاک پہنچا۔ تاہم مسکرا کر سلام کرتی ہوئی بولی۔ "پاپا آپ نے کس لئے زحمت فرمائی؟" میں نے کہا۔ "اس لئے کہ حالات بہت خراب ہیں۔ کرن کا گیٹ پر آنا خطرناک تھا۔" آؤ اندر چلو وہ تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ کہنے لگی یہ بھی خطرناک ہے۔ اگر کوئی میرا پیچھا کرتا ہوا آ گیا تو ونود کو فوراً معلوم ہو جائے گا کہ میں ریذیڈنٹ سے ملی ہوں اور پھر میرا اس سے ملنے کا ہر امکان ختم ہو جائے گا۔۔۔۔۔ خیر آپ دس بجے والی ٹرن سے بمبئی جا رہے ہیں نا۔۔۔۔۔ میں نے آج شام کو پانچ بجے ساوتری کو دس دن کی رخصت کے بہانے دو سوٹ کیس اور ایک ہولڈال دے کر روانہ کر دیا ہے۔ ان میں میرا سامان ہے اور وہ نو بجے اسٹیشن پہنچ جائے گی۔۔۔۔۔ آپ اسی کو اپنے ساتھ بمبئی لے جائیں نعیم اس کو اچھی طرح جانتا ہے۔۔۔۔۔ آپ اس کو صرف یہ بتاتے جائیں کہ کہاں ملے گی' باقی وہ خود سنبھال لیں گے۔ ہو سکتا ہے پاپا۔۔۔۔۔ میں آپ کو بمبئی میں ملوں' اچھا پالا گن پوجیہ پاپا۔" وہ اتنا کہہ کر گاڑی بیک کر کے شہر کی طرف واپس ہو گئی۔" میں تھوڑی دیر گم سم کھڑا رہا' پھر ٹہلتا ٹہلتا آگے بڑھ گیا۔ میں نے نیشنل گارڈن کے سامنے کھڑی ہوئی ایک کار کو اسٹارٹ ہو کر یشودھرا کی گاڑی کے پیچھے جاتے دیکھا۔۔۔۔۔ یہ ہے صورتحال۔۔۔۔۔ شاید اسٹیشن پر ساوتری سے کچھ اور بھی معلوم ہو سکے۔" میں نے سر ہلا کر کہا "یقیناً پاپا۔" بولے۔ "اچھا اب جلدی چلنا چاہئے۔ کھانا منگواؤ۔" میں نے کہا۔ "اردلی گیا ہوا ہے پاپا۔۔۔۔۔ لیفن مائیکل اندر آ جاؤ۔" مائیکل اٹھ کر آ گیا۔ چند منٹ میں کھانا بھی پہنچ گیا۔ کھانا کھانے کے بعد مائیکل نے رالز کو گیراج میں پہنچا کر چابی میرے حوالے کی۔ اس دوران میں میں ریذیڈنٹ کو دو تین روز کے لئے کرنل کے ساتھ بمبئی جانے کی اطلاع دے چکا تھا۔"

نو بجے ہم اسٹیشن پہنچے تو میجر واٹسن کیپٹن ہاورڈ اور لیفٹننٹ مائیکل ہمارے ساتھ تھے۔ پاپا ساوتری کو لانے کے لئے ویٹنگ روم کی طرف چلنے لگے تو مجھے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ میں نے مائیکل کو دو ٹکٹ لانے کے لئے رقم دی اور ریزرویشن کرانے کے لئے کہہ کر ان کے ساتھ چل دیا۔ اپر کلاس ویٹنگ روم کے سامنے اسٹیٹ پولیس کا ایک ہیڈ کانسٹیبل سفید

کپڑوں میں ملبوس جو بظاہر ریلوے ٹائم ٹیبل پڑھنے میں مصروف تھا' بار بار ویٹنگ روم کی طرف دیکھ رہا تھا۔ میں سگریٹ سلگانے کے لئے رکا تھا کہ اس نے پلٹ کر سلام کیا اور پھر ٹائم ٹیبل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ میں نے آگے بڑھنا مناسب نہ سمجھا اور پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگا۔ کرنل پاپا ویٹنگ روم میں داخل ہوئے تو پولیس مین نے غور سے ان کی طرف دیکھا۔ میں ٹہلتا ٹہلتا ریزرویشن آفس کے قریب پہنچ گیا۔ چند منٹ بعد پاپا' ساوتری کے ساتھ باہر نکلے' ان کے پیچھے ایک قلی سوٹ کیس اور ہولڈال اٹھائے ہوئے تھا۔ اسی وقت ٹرین آ گئی اور وہ اپر کلاس گیٹ کے سامنے پہنچ کر رک گئے مائیکل نے ریزرویشن آفس سے باہر نکل کر ٹکٹ وغیرہ پاپا کو دے دیئے اور وہ ٹرین رکتے ہی فرسٹ کلاس کمپارٹمنٹ کی طرف بڑھے۔ ریزرویشن کلرک نے اپر برتھ پر دو سیٹیں خالی دیکھ کر لیبل پر ان کے نام لکھے رجسٹر میں اندراج کیا اور دروازہ کھول کر ان کو سوار کرایا۔ قلی نے دونوں سوٹ کیسے رکھے۔ پاپا کا سامان اندر پہنچایا اور اوپر والی سیٹ پر ہولڈال کھول کر بستر پھیلا دیا۔ انہوں نے ساوتری کو نچلی سیٹ پر ایک صاحب کے پاس بٹھا دیا اور دروازے پر آ کر میجر واٹسن سے باتیں کرنے لگے۔ ان کی نگاہیں مجھے تلاش کر رہی تھیں۔ میں ان کو پریشان دیکھ کر آگے بڑھا اور دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ مسکرا کر کہنے لگے۔ "کیپٹن تم نہیں چل رہے کیا۔"

ریزرویشن کلرک نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "سر میرا ٹکٹ ان کو دے دیجئے" انہوں نے جیب سے ٹکٹ نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے کلرک سے کہا۔ "انہیں اکاموڈیٹ کرو" کلرک "ویری ویل سر" کہہ کر پلٹا اور تیزی سے پیچھے کی طرف چل دیا۔ میں کھڑا دیکھتا رہا۔ وہ ہر کمپارٹمنٹ کے سامنے جا کر جگہ تلاش کرتا رہا اور مایوس ہو کر آگے بڑھتا رہا۔ شاید کسی کمپارٹمنٹ میں سیٹ خالی نہ تھی۔ میجر واٹسن بھی اس کی دوڑ بھاگ دیکھ رہے تھے۔ مسکرا کر کہنے لگے۔ "کیپٹن تمہارے لئے گاڑی میں کوئی گنجائش نہیں۔ کرنل کو سی آف کرو اور ہمارے ساتھ چلو۔" میں نے کہا۔ "ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔" اسی وقت ریزرویشن کلرک ٹرین گارڈ کے ساتھ ہمارے پاس آیا اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "سر مجھے افسوس ہے کسی فرسٹ کلاس کمپارٹمنٹ میں اکاموڈیشن نہیں ہے۔ صرف سیکنڈ کلاس لیڈیز کمپارٹمنٹ خالی ہے۔ اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو اس کو جینٹس میں کنورٹ کر کے آپ کو اکاموڈیٹ کر دیں۔" کرنل پاپا نے تیزی سے کہا۔ "نو آبجیکشن ـــــ کیپٹن تم ان کے ساتھ جاؤ میں تمہارا سامان بجھوا رہا ہوں۔" میں "ویری ویل سر" کہہ کر گارڈ کے ساتھ چل دیا۔

ٹرین چھوٹنے میں پانچ منٹ باقی تھے۔ پاپا نے دونوں سوٹ کیس اور اپنے بجائے ساوتری کا ہولڈال میرے کمپارٹمنٹ کے دورازے کے سامنے رکھوایا۔ کیپٹن ہاورڈ' مائیکل سے باتیں کر رہا تھا کہ دو شخص جو وضع قطع سے "دربار" معلوم ہوتے تھے۔ اپر کلاس گیٹ سے پلیٹ فارم پر آتے دکھائی دیئے۔ میرا رخ اسی طرف تھا۔ گیٹ کے قریب کھڑے ہوئے ایک شخص نے جھک کر انہیں سلام کیا اور گھوم کر ہماری طرف اشارہ کیا۔ وہ دونوں بڑھ کر ہمارے قریب پہنچ گئے۔ ایک نے ہاورڈ سے مخاطب ہو کر انگریزی میں کہا۔ "اوہ کیپٹن کہیں جا رہے ہو کیا؟" ہاورڈ نے مسکرا کر کہا۔ "نہیں پرنس ونود' میں اپنے دوست کو سی آف کرنے آیا ہوں ـــــ آپ کیسے آئے؟" مسکرا کر بولا۔ "میں کرنل ارجن سنگھ کو ملنے آیا ہوں۔ کیپٹن نعیم بھی تو جا رہے ہیں ان کے ساتھ۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "آپ کی اطلاع صحیح ہے پرنس ونود کیپٹن نعیم میرا نام ہے۔" مسکرا کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔ "آپ سے مل کر خوشی ہوئی کیپٹن ـــــ لیکن افسوس آپ بمبئی جا رہے ہیں ـــــ" میں نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "افسوس نہ کیجئے میں دو تین روز بعد واپس آ رہا ہوں ـــــ" کہنے لگا۔ "میں آپ سے ضرور ملوں گا۔" میں نے کہا۔ "عزت افزائی کا شکریہ ـــــ میں آپ کو واپس پہنچتے ہی ٹیلی فون کروں گا۔" اس نے غور سے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا۔ "شکریہ کیپٹن میں بے چینی سے انتظار کروں گا۔" اسی وقت گارڈ نے وسل دیا اور وہ گڈ نائٹ ایوری باڈی کہہ کر پاپا کے کمپارٹمنٹ کی طرف چل دیا ـــــ انجن کے وسل کے ساتھ ٹرین چلنے لگی اور وہ دونوں گیٹ پر پہنچ کر چلتے چلتے رک گئے۔ میں نے گاڑی کے دروازے سے اپنے دوستوں کے علاوہ اس کو بھی ویو کیا۔ وہ دیر تک کھڑا دیکھتا رہا۔ "تو یہ ہیں پرنس ونود کمار۔" میں نے دل میں کہا اور دروازہ بند کر کے سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

ٹرین کی رفتار بتدریج بڑھتی جا رہی تھی۔ ہوم سگنل گزرتے ہی گاڑی نے کلورٹ بدلا مین لائن پر آتے ہی اسپیڈ تیزی سے بڑھنے لگی۔ میں نے ونود کے خیالات سے پیچھا چھڑایا اور آف سائیڈ کی کھڑکی کھول کر پوری بوگی کے فٹ بورڈ کا جائزہ لیا۔ کرنل پاپا کے ساتھ ہونے کی وجہ سے میں نے کیمپ سے مسلح گارڈ ساتھ لینا مناسب نہیں سمجھا تھا اور یہ محض اتفاق تھا کہ اپر کلاس میں مجھے ان کے ساتھ جگہ نہ مل سکی اور تنہا سفر کرنا پڑا۔۔۔۔۔ باہر چاندنی چٹکی ہوئی تھی اور دور تک ہر چیز صاف دیکھی جا سکتی تھی۔ کسی کمپارٹمنٹ کے اس طرف والے دروازے سے کوئی چمٹا ہوا نہ تھا۔ میں نے ہر طرف سے مطمئن ہو کر کھڑکی بند کر کے سیفٹی کیچ چڑھائے اور ہولڈال کھول کر سیٹ پر دراز ہو گیا۔ غنیمت تھا کہ ونود اسٹیشن دیر سے پہنچا اور اسے اتنا وقت نہ مل سکا کہ مجھ سے مل کر کرنل پاپا کے پاس جا سکتا۔ ورنہ ساوتری کو ان کے ساتھ دیکھ کر اس کو یقیناً یشودھرا کی طرف سے کسی سازش کا شک ہوتا اور وہ زیادہ گہرائی میں جانے کی کوشش کرتا۔ میں دیر تک اسی کے متعلق سوچتا رہا حتیٰ کہ گاڑی کی رفتار کم ہونے لگی۔ میں نے یونیفارم اتار کر سلیپنگ سوٹ پہنا اور اسٹیشن پر گاڑی رکتے ہی نیچے اتر کے پاپا کے کمپارٹمنٹ میں پہنچا۔ وہ سیٹ پر لیٹے ہوئے بیڈ لیمپ کی روشنی میں کتاب پڑھ رہے تھے۔ ساوتری اوپر برتھ پر لیٹی ہوئی تھی۔ مجھے دروازے پر دیکھ کر پاپا اٹھ کر بیٹھ گئے۔ میں نے آداب عرض کر کے کہا۔ "راج کمار ونود آپ سے ملنے آئے تھے لیکن ٹرین اسٹارٹ ہو گئی اور مجھ سے مصافحہ کر کے واپس ہو گئے۔ بولے۔ اچھا۔۔۔۔؟ خیر تم اندر تو آؤ۔" میں نے کہا۔ "میرے کمپارٹمنٹ میں کوئی نہیں ہے پاپا۔" ساوتری نے سیٹ سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن آپ اپنا سوٹ کیس اپنے کمپارٹمنٹ میں لے جائیں۔" میں نے پیچھے گھوم کر پلیٹ فارم پر کھڑے ہوئے ایک قلی کو اشارے سے بلا کر کہا۔ اندر جا کر وہ دونوں سوٹ کیس اٹھا لو اور لیڈیز سیکنڈ کلاس میں پہنچا دو۔" قلی کمپارٹمنٹ میں داخل ہو گیا۔ ساوتری نے دونوں سوٹ کیس اس کو دے دیئے۔۔۔۔ میں نے کہا۔ "ساوتری۔۔۔۔ تم بھی لیڈیز کمپارٹمنٹ میں چلی جاؤ۔۔۔۔ سامان کے ساتھ کوئی ہونا چاہئے۔۔۔۔ مجھے پاپا سے چند باتیں کرنی ہیں۔" ساوتری قلی کے ساتھ چل دی۔ میں نے انہیں کمپارٹمنٹ میں پہنچایا۔ وہ کہنے لگے۔ "کرن۔۔۔۔ راجکمار ونود کا اسٹیشن پر آنا میری سمجھ میں نہیں آیا۔" میں نے کہا۔ "اس نے مجھے ابھی تک نہیں دیکھا

تھا اس لئے وہ صرف۔۔۔۔" پاپا نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "میں نے اس سے تمہارا کوئی ذکر نہیں کیا۔ پھر اسے تمہارے متعلق کیسے معلوم ہوا؟" میں نے کہا۔ "اسٹیشن پر ان کا ایک مخبر ہر وقت موجود رہتا ہے۔ اس نے ٹیلی فون سے اطلاع دی ہو گی۔ دراصل یہ ایک چیلنج ہے پاپا۔۔۔۔ میں بمبئی سے شام کو ہی واپس ہو جاؤں گا۔" وہ چونک کر بولے۔ " کیوں؟ تمہیں اس سے کیا کہنا ہے؟"

میں نے سگریٹ نکالنے اور سلگانے میں جواب گول کر دیا۔ کہنے لگے۔ "بتاؤ کرن۔" میں نے کش لے کر کہا کیا عرض کروں پاپا۔۔۔۔ لاکھوں کروڑوں کا حساب ہے جسے رائٹ آف نہیں کر سکتا۔ شرد ھام سے زیادہ پرچھائیاں تعاقب میں ہیں۔ جنھیں میں پیٹھ نہیں دکھا سکتا۔۔۔۔ اور پھر میری مسجد' مندر' گرجا' سبھی کچھ تو ولاس پور میں ہے جس سے منحرف نہیں ہو سکتا۔" بولے۔ "اچھا کرن ضد کر رہے ہو برخوردار ورنہ اس کا حل دشوار نہیں ہے۔ مسٹر ولسن سے بات کروں گا او کے اب تم جاؤ۔۔۔۔ گاڑی چھوٹنے والی ہے۔۔۔۔ ساوتری اکیلی نہیں رہنی چاہئے۔" میں شب بخیر کہہ کر اپنے کمپارٹمنٹ کی طرف چل دیا۔ انہوں نے دروازہ بند کر لیا۔ اسی وقت انجن نے سیٹی دی اور گاڑی آہستہ آہستہ سرکنے لگی۔ میں نے آگے بڑھ کر اپنے کمپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا بولٹ چڑھاتے ہی ساوتری نے بانہیں پھیلا کر آغوش میں لے لیا اور پھر صبح کے پانچ بجے تک ٹرین کے ملبار پہنچنے تک ہمیں کوئی ہوش نہ رہا۔ گاڑی زمین کے بجائے خلاؤں میں سفر کر رہی تھی۔ کائنات کا ذرہ ذرہ مسکرا رہا تھا۔ فضاؤں سے نشاط انگیز موسیقی ابھر رہی تھی۔ ٹرین رکتے ہی ہم ایک دوسرے کی گرفت سے نکل کر سنبھلے۔ میں نے کھڑکی کھول کر ڈائننگ کار والے کو دو بریک فاسٹ لانے کا آرڈر دیا اور منہ ہاتھ دھو کر غسل خانے سے باہر آیا تو وہ ناشتے کی ٹرے کھڑکی پر رکھے کھڑا تھا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر ٹرے اندر لے لی۔ ساوتری نے کھڑکی کو بند کر دیا اور ٹرے گود میں رکھ کر چائے بنانے لگی۔

چائے پینے کے بعد اس نے سیٹ کے نیچے سے ایک سوٹ کیس باہر نکال کر کھولا اور ایک ساڑی اٹھا کر میری طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "نعیم ڈارلنگ ادھر دیکھو۔۔۔۔ یشودھرا دیوی نے تمہیں سچ مچ کا پرنس بنا دیا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے معلوم ہے اسے بند کر دو۔۔۔۔ بمبئی پہنچتے ہی میرے ساتھ لائیڈس بنک چل کر لاکر میں رکھ دینا۔۔۔۔ اگر عقلمند ہو تو آدھا اپنے نام جمع کرا دینا۔"

ساوتری آنکھیں پھاڑ کر میری طرف دیکھنے لگی۔ میں نے اس کے ہاتھ سے ساڑی لے کر سوٹ کیس میں رکھتے ہوئے کہا۔ "شاید تمہیں یقین نہیں آیا ڈارلنگ۔" مسکرا کر کہنے لگی۔ "تم پر وشواس کرنا تو میرا دھرم ہے نعیم۔۔۔۔ لیکن میں یشودھرا دیوی سے وشواس گھات نہیں کر سکتی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ میں کہہ رہا ہوں ساوتری' یشودھرا

سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ لائیڈس میں میرا بیلنس اتنا ہے کہ اس روپے کے جمع ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا اور تم اب میری ہو تمہارے پاس بہت کچھ ہونا چاہئے۔"

اس نے سوٹ کیس بند کر کے مقفل کیا اور میری گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔ میں اس کے بالوں میں انگلیاں پھرانے لگا۔ تھوڑی دیر آنکھیں بند کیے لیٹی رہی۔ پھر اٹھ کر بیٹھتی ہوئی مسکرا کر بولی۔ "نعیم مجھے تمہارے الفاظ کے خلوص پر کبھی شک نہیں ہوا لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا کہ کیا کوئی انسان روپے سے اس قدر بے نیاز بھی ہو سکتا ہے کہ بغیر دیکھے کسی کو کہہ دے جاؤ آدھا تمہارا؟ تمہیں کیا معلوم اس میں کتنی دولت ہے؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "معلوم ہے ——— اگر نہ معلوم ہو تب بھی تمہارے ہی پاس تو ہو گی ——— اور تم میری ہو۔"

کہنے لگی۔ "ٹھیک ہے نعیم ——— اگر ایسے نہ ہوتے تو تمہارے لئے راجکماریاں دیوانی نہ ہوتیں ——— لیکن پھر بھی ——— پھر بھی۔" وہ اپنی زبان اٹک جانے پر خود ہی ہنس دی۔ میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

بمبئی سینٹرل پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ کرنل پاپا اسٹیشن سے سیدھے آرمی ہیڈ کوارٹرز جا رہے ہیں اور وہاں سے فرصت ملنے پر شام کو کسی وقت اجیتا سے ملنے گرین جائیں گے۔ ظاہر ہے ساوتری ان کے ساتھ ہیڈ کوارٹرس نہیں جا سکتی تھی اور اجیتا سے واقف تک نہ تھی اس لئے اس کے قیام کا انتظام مجھ ہی کو کرنا تھا۔ میں چکرا گیا۔ پاپا نے مجھے خاموش دیکھ کر کہا۔ "کرن ——— ساوتری کے ساتھ تمہارا گرین جانا مناسب نہیں ——— کسی اور ہوٹل میں ٹھہر جاؤ۔ میں شام کو گرین جانے سے پہلے تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا ——— مجھے ٹیلی فون کر کے ہوٹل کا نام اور روم نمبر بتا دینا۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے۔" انہوں نے مصافحہ کیا اور آگے بڑھ کر ٹیکسی میں سوار ہو گئے۔ میں نے ان کو رخصت کیا اور ساوتری کو پلیٹ فارم کے قریب کھڑی ہوئی ایک ٹیکسی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ آگے بڑھتے ہی شوفر نے پچھلا دروازہ کھول دیا اور وہ بیٹھ گئی۔ قلی نے دونوں سوٹ کیس اور ہولڈال اندر رکھ دیئے۔ میں نے اس کو پے منٹ کیا اور شوفر سے ہوٹل میجسٹک چلنے کو کہہ کر ساوتری کے پاس بیٹھ گیا۔ ٹیکسی چل دی اسٹیشن سے باہر نکلتے ہی میں نے سگریٹ سلگایا اور کش لے کر ساوتری کی طرف دیکھا۔ وہ سیٹ کی پشت گاہ سے کمر لگائے آنکھیں بند کئے ری لیکس کر رہی تھی۔ اس کا بایاں ہاتھ میری کمر کے گرد لپٹا ہوا تھا۔ "نیند آ رہی ہے ساوتری؟" میں نے اس کا شانہ چھو کر کہا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور مسکرا کر کہنے لگی۔ "نعیم نہیں ——— سوچ رہی ہوں اب کیا ہو گا؟"

"کیا ہو گا؟" میں نے کہا۔ "کیا ہونا چاہئے؟" وہ بولی۔ "میں یہ سوٹ کیس تمہیں

دینے آئی تھی۔ اس کے بعد مجھے اپنی بہن کے پاس گرگام بیک روڈ جانا تھا ——— لیکن اب تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں ——— اور تم شاید آج شام کو ہی ولاس پور واپس ہو رہے ہو۔" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "اس سے تمہارے پروگرام پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ بینک میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کا کام ہے چند گھنٹے آرام کرنے کے بعد تم اپنی بہن کے ہاں چلی جانا۔ میں پاپا اور چند دستوں سے مل لوں گا اور پھر ———" اس نے بات کاٹ کر کہا۔ "کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم دونوں اپنے سوا کسی سے نہ ملیں" میں ہنس دیا۔ "ہو سکتا ہے صرف شام تک ——— میں نے کھڑکی سے سگریٹ باہر پھینکتے ہوئے کہا۔ "ٹیکسی نے ہارن بی روڈ سے بائیں جانب ٹرن لیا اور چند سیکنڈ میں میجسٹک کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ میں دروازہ کھول کر باہر نکلا اور ساوتری کو بیٹھے رہنے کا اشارہ کر کے ری سپشن کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ صدر دروازے سے گھومتے ہی میری نظر کاؤنٹر کے سامنے کھڑے ہوئے پارا گڑھ کے سیکریٹری پر پڑی۔ میں نے چلتے چلتے رک کر سگریٹ نکالا اور سلگانے لگا۔ اتنی دیر میں ریسپ شنسٹ نے بورڈ سے چابی اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دی اور وہ تھینک یو کہہ کر لفٹ کی طرف چل دیا۔ ریسپ شنسٹ نے مسکرا کر میرے استقبال کیا۔ میں نے آگے بڑھ کر اپارٹمنٹ بک کرانے کے بجائے کرنل ارجن سنگھ کا اپارٹمنٹ نمبر دریافت کیا۔ مقصد محض اس کو چکر میں ڈالنا تھا۔ میں پارا گڑھ کے سکریٹری کی موجودگی میں یہاں نہیں رہ سکتا تھا۔ ریسپ شنسٹ نے رجسٹر پر نظر ڈال کر کہا۔ "کیپٹن وہ ہمارے ہاں نہیں ٹھہرے۔" میں نے کش لے کر کہا۔ "انہوں میجسٹک کا نام ہی لیا تھا۔ شاید گرین پہنچ گئے ہوں ——— تھینک فار دی ٹربل۔" میں پلٹ کر دروازے کی طرف چل دیا۔ ٹیکسی کے قریب پہنچا تو ڈرائیور نے کہا۔ "صاحب آپ نے کمرہ ایڈوانس بک نہیں کرایا تھا کیا؟" میں نے سوار ہوتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال تھا اکاموڈیشن مل جائے گی۔ خیر چلو ——— پہلے لائیڈس بینک چلو۔" ڈرائیور نے انجن اسٹارٹ کر کے گیئر لگایا اور یو ٹرن لے کر ہارن بی روڈ کی طرف چلنے لگا۔ میں نے ساوتری کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یشودھرا کا سوٹ کیس کھول کر جتنے نوٹ چاہو اپنے سوٹ کیس میں رکھ لو ساوتری۔" آنکھیں سکیڑ کر دیکھتی ہوئی بولی۔ "کہاں رکھو گی؟" میں نے کہا۔ "بینک میں جمع کرا دینا۔ مجھے نیا اکاؤنٹ کھلوانے کی فرصت نہیں ہے ورنہ میں خود کرا دیتا۔" کہنے لگی۔ "پھر اپنے ہی اکاؤنٹ میں رہنے دو جب مجھے فرصت ہو گی چیک لے لوں گی۔" میں نے متعجب ہو کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا اور خاموش ہو گیا۔ وہ مجھ سے اونچی جا رہی تھی۔

ٹیکسی لائیڈس کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ میں سوٹ کیس لے کر اترا اور بینک میں داخل ہو گیا۔ منیجر نے دیکھتے ہی پہچان لیا اور اٹھ کر مصافحہ کیا۔ میں نے مزاج پرسی کے بعد پچھلے چیک کے متعلق دریافت کیا تو اس نے چند منٹ میں کاؤنٹ چیک کرا کے کہا۔ "آپ

کا کوئی چیک کیش نہیں ہوا۔" مجھے تعجب ہوا کہ مسٹر دلسن نے اس کو ابھی تک کیش کیوں نہیں کرایا۔ مینجر نے سوال کیا۔ "کس کے نام پر جاری کیا تھا آپ نے؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "بیرر تھا کوئی بھی پریزنٹ کر سکتا ہے۔ خیر آیئے میں اپنے لاکر میں کچھ رکھنا چاہتا ہوں۔" مینجر نے سیف کھول کر چابی نکالی اور میرے حوالے کر دی۔ میں نے والٹ روم میں جا کر لاکر کھولا اور سوٹ کیسے اٹھا کر اس میں [illegible]۔ لاکر میں بند کر کے اسے دونوں چابیوں سے مقفل کیا اور خالی سوٹ کیس لے کر مینجر کے پاس آ کر اس کا۔ شکریہ ادا کر کے ایک چابی اس کو دی اور مصافحہ کر کے باہر نکلا۔

کرافورڈ مارکیٹ پہنچ کر ہم نے ایک کیفے میں ناشتہ کیا اور مولجی جیٹھا کلاتھ مارکیٹ سے ساڑھیاں بلاؤز کا سیکس وغیرہ خرید کر ساڑھے گیارہ بجے کے قریب میں ساوتری کو گرگام بیک روڈ چھوڑ کر اسی ٹیکسی میں مالا بارہل روانہ ہو گیا۔

گورنمنٹ ہاؤس کے سامنے پہنچ کر میں نے ٹیکسی ڈرائیور کو پے منٹ کیا اور اٹیچی لے کر باہر نکلا۔ گارڈ نے سلیوٹ کر کے گیٹ کھول دیا۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ گارڈ روم کے سامنے پہنچا تو مجھے سارجنٹ آن ڈیوٹی نے سلام کیا۔ میں نے سیڑھیاں چڑھ کر ہولسٹر اور اٹیچی کیس اس کے حوالے کیا اور مسٹر دلسن کو اپنی آمد کی اطلاع دینے کو کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند منٹ بعد وہ باہر آیا اور کہنے لگا۔ "سر وہ آپ سے خود بات کرنا چاہتے ہیں آیئے۔" میں اٹھ کر اندرونی کمرے میں گیا۔ یہاں موجود دونوں آف ڈیوٹی سولجرز کوٹ پہن کر بیلٹ وغیرہ باندھ رہے تھے۔ میں نے استفہامیہ نظروں سے سارجنٹ کی طرف دیکھا تو مسکرا کر بولا۔ "سر کوئی انڈین پرنس آ رہا ہے گارڈ سلامی کے لئے فال ان کی جا رہی ہے۔" میں نے "آئی سی" کہتے ہوئے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ "ہیلو سر" کہتے ہی مسٹر دلسن نے کہا۔ "وکٹر چند منٹ میں ایچ ایچ پارا گڑھ یہاں پہنچ رہے ہیں۔ میں ابھی دو تین گھنٹے تم سے نہیں مل سکوں گا بہتر ہو گا کہ تم کلب میں جا کر کھانا وغیرہ کھاؤ۔" میں نے "بہتر ہے سر" کہہ کر ریسیور لٹکا دیا اور گارڈ روم سے نکل کر کلب کی طرف چل دیا۔

میں کلب کے گیسٹ ہاؤس میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ ڈرائیو ان میں کاریں گزرنے کی آواز آئی۔ چند منٹ بعد اٹینڈنٹ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کے آج مہاراجہ پارا گڑھ ایکسی لنسیز کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھا کر شام کی ٹرین سے واپس جا رہے ہیں۔ یہ میری معلومات کے لئے کافی تھا۔ میں نے اٹینڈنٹ کو شام کے چار بجے چھوٹا حاضری کے وقت جگانے کو کہا اور یونیفارم اتار کر بیڈ روم کا دروازہ بند کر کے بستر پر دراز ہو گیا۔

شام کے ساڑھے چار بجے جب کہ میں غسل اور ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو چکا تھا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسور اٹھا کر کان سے لگایا اور "گڈ ایوننگ مسٹر دلسن" کہا۔ ائیر پیس میں زنانہ آواز آئی۔ "نو وکی دس از کینتھ۔" میں نے ہنس کر مزاج پوچھا تو

کہنے لگی۔ "میں مسٹر دلسن کے بنگلے سے بول رہی ہوں—— آ جاؤ وہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں—— ہے ای وکی اجیتا پارا گڑھ جا رہی ہے—— ہارڈ لک فار یو——"

میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں بے بی—— کوئی فرق نہیں پڑتا—— یہ محض اس کی سلامتی کے لئے سوچا گیا تھا۔ تمہیں بھی ایڈجسٹ ہونے کا موقع مل جاتا—— اوکے آ رہا ہوں——" میں نے ریسیور رکھ دیا اور سگریٹ سلگاتا ہوا بولا۔

ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ میں نے اطلاعی گھنٹی کے بٹن پر انگلی رکھی تو کینتھ اور مسٹر دلسن کا مشترکہ قہقہہ سنائی دیا گھنٹی بجتے ہی انہوں نے ہنستے ہنستے کہا۔ "کم آن وکی۔" میں پردہ اٹھا کر اندر داخل ہوا تو دونوں آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہنس رہے تھے۔ میز پر تین گلاس اور اسکاچ کی نصف بوتل رکھی ہوئی تھی۔ میں نے سلام کیا تو بیٹھے بیٹھے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہنے لگے۔ "وکی تم نے کینتھ کو کچھ زیادہ ہی جاننے کا موقع دے دیا۔" میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "واقعی سر—— یہ اگر چاہئے تو مجھے بلیک میل کر سکتی ہے۔" کینتھ ہنس دی۔ مسٹر دلسن نے گلاسوں کی طرف اشارہ کیا اور وہ انڈیلنے لگی۔ میں نے کہا۔ "میں آج شام کی گاڑی سے واپس جانے والا تھا لیکن ایچ ایچ پارا گڑھ کی وجہ سے رک جانا پڑا۔ مسٹر دلسن نے آنکھیں سکیڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "واپس؟ تمہارا مطلب ہے ولاس پور؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "میں صرف کرنل پاپا کو سی آف کرنے آیا تھا میرا سامان وہیں پڑا ہوا ہے۔"

کینتھ نے گلاس اٹھا کر مسٹر دلسن کی طرف بڑھا دیا انہوں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "کرنل نے مجھ سے کہا ہے کہ تمہیں واپس نہ جانے دیا جائے۔" میں نے گلاس اٹھا کر دونوں گلاسوں سے ٹکرایا اور "آپ کی صحت کے نام" کہہ کر ہونٹوں سے لگا لیا۔ وہ بھی پینے لگے۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "میں آپ سے ایسی توقع نہیں رکھتا کہ مجھے چیلنج سے پیٹھ پھرانے کی تلقین کریں گے۔" کہنے لگے۔ "کس نے چیلنج کیا تمہیں؟" میں نے گھونٹ لے کر کہا۔ "ایک نیا راجکمار پیدا ہوا ہے ونود——" انہوں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "جانتا ہوں—— لیکن وہ اتنی معمولی چیز نہیں ہے کہ تم اس کو یا وہ تم کو صاف کر دے اور ملک میں ہنگامہ نہ ہو——" میں نے گلاس خالی کر کے کینتھ کی طرف رکھتے ہوئے کہا۔ "سر لڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں ان سے ریزیڈنٹ ولاس پور کی موجودگی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔" مسٹر دلسن خاموش ہو گئے۔ کینتھ نے میرے گلاس میں انڈیل کر میری طرف بڑھا دیا۔ میں پینے لگا۔ انہوں نے گلاس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "کوئی گارنٹی؟" میں نے کہا۔ "مائی ورڈ آف آنر۔" مسکرا کر بولے۔ "اوکے اور واپسی کب؟" میں نے کہا۔ "یہاں سے روانگی کے تین روز بعد——" انہوں نے اوکے کہہ کر گلاس اٹھا لیا۔ میں نے کینتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تم گرین سے کب آئیں؟" کہنے لگی۔ "میں اجیتا کے ساتھ

پاراگڑھ جارہی ہوں۔۔۔۔۔ کوئی پیغام؟" مسٹر ولسن نے مسکرا کر کہا۔ "کپلی میٹس۔۔۔۔۔ ارے ہاں وکی۔۔۔۔۔ وہ تمہارا چیک۔۔۔۔۔" انہوں نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکال کر میرے ہاتھ میں دیا۔ اجیتا نے شکریئے کے ساتھ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ مہاراجہ پاراگڑھ نے ہزایکسی لنسی سے وعدہ کیا ہے کہ اگر اجیتا کو کسی قسم کا خطرہ ہو تو وہ خود اس کو بمبئی پہنچا دیں گے۔ مس کینتھ ان ہی کی درخواست پر جا رہی ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "افسوس میں انہیں سی آف کرنے کو نہیں جا سکتا۔" وہ ہنس کر پینے لگے۔ تھوڑی دیر بعد کینتھ کو لینے کے لئے گاڑی آگئی اور وہ اسٹیشن روانہ ہو گئی۔ میں مسٹر ولسن سے رخصت ہو کر کلب چلا آیا۔

رات کو کھانا کھانے کے بعد کینتھ کی مورس میں ہیڈ کوارٹرس گیا کرنل ہچکنس سے مل کر کلکتہ کے حالات معلوم کئے۔ انہوں نے دور روز قبل کرنل بشپ سے رابطہ قائم کیا تھا۔ ابھی تک ونمالا کا کوئی پتا نہیں چل سکا تھا۔ کیپٹن ہنٹرس اور انٹلی جینس کے چند دیگر افسروں کے علاوہ مقامی خفیہ پولس کے افسر علاقے میں تحقیقات میں مصروف تھے۔ مجھے ونمالا کے اس طرح غائب ہو جانے پر حیرت تھی۔ اس مرتبہ ہچکنس نے مجھے کلکتہ جانے کے متعلق ایک لفظ نہ کہا۔ ان سے رخصت ہو کر میں کرنل پاپا سے ملا۔ مہاراجہ شردھام کے نام انہوں نے ایک خط لکھا جس میں رالز واپس کرنے اور اپنی دو روز بعد انگلینڈ روانگی کے متعلق لکھا تھا۔ وہ دیر تک مجھے ونود کے ساتھ ملاقات کے دوران اشتعال سے گریز کی تاکید کرتے رہے۔ آخر ساڑھے نو بجے میں نے ان سے اجازت طلب کی اور گورنمنٹ ہاؤس پہنچ گیا۔

دوسری صبح آٹھ بجے ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے مسٹر ولسن کو ٹیلی فون سے اپنی روانگی کی اطلاع دی اور گیارہ بجے والی ایکسپریس ٹرین سے ولاس پور جانے کے لئے اسٹیشن کی طرف روانہ ہو گیا۔

ایکسپریس میں پورا فرسٹ کلاس خالی تھا اس لئے ریزرویشن میں کوئی دقت پیش نہ آئی اور میں گاڑی میں سوار ہوا تو دس بھی نہیں بجنے پائے تھے۔ میں چار نشستوں والے کوپے میں تنہا تھا۔ سیکنڈ کلاس اور نچلے درجوں میں بہرکیف رش تھا۔ وقت گزارنے کے لئے میں نے بک اسٹال سے لائف اور ٹائمز آف انڈیا خریدا اور کھڑکی کے قریب بیٹھ کر پڑھنے لگا۔ وقت گزارنے کے ساتھ ساتھ پلیٹ فارم پر مسافروں کا ہجوم بڑھتا جا رہا تھا۔ میں اخبار پڑھتے پڑھتے بار بار آنے جانے والوں پر نظر ڈال رہا تھا۔ ایک بار ایک عورت کو کتے کی زنجیر تھامے انجن کی طرف جاتے دیکھ کر تہمینہ سراج کا شک گزرا لیکن کچھ آگے جا کر اس نے پلٹ کر دیکھا وہ تہمینہ نہ تھی۔ ساڑھے دس بجے کے قریب ساوتری ریزرویشن کلرک کے ساتھ پل سے اتر کر لیڈیز سیکنڈ کلاس کمپارٹمنٹ کی طرف جاتی دکھائی دی۔ اس

کے ساتھ ایک قلی دو سوٹ کیس اور ہولڈال لئے ہوئے تھا۔ ریزرویشن کلرک کمپارٹمنٹ کے سامنے پہنچ کر رکا اور دروازہ کھول دیا۔ قلی نے اوپر چڑھ کر سامان رکھا۔ میری پشت ہونے کے باعث وہ ابھی تک مجھے نہ دیکھ سکی تھی لیکن جب قلی کمپارٹمنٹ سے نیچے اترا اور وہ اس کو پے منٹ کر کے گاڑی میں سوار ہونے لگی تو اچانک اس کی نظر مجھ پر پڑی اور وہ کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "خوب" وہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھی۔ میں نے دروازہ کھول دیا۔ کہنے لگی۔ "تو تم کل نہیں گئے کیپٹن۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اندر آؤ۔۔۔۔۔ میں تمہاری وجہ سے رک گیا تھا۔" وہ مسکرا کر اندر آگئی اور بیٹھتی ہوئی بولی۔ "میرے پاس سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ ہے۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔" میں اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے نیچے اتر گیا اور ایک قلی کو بلا کر سیکنڈ کلاس سے سامان اپنے کمپارٹمنٹ میں منتقل کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹرین چل دی میں نے تمام کھڑکیاں بند کر دیں اور اس کو اپنے رک جانے کی وجہ بتائی۔" کہنے لگی۔ "نعیم خدا کی قسم میں تمہارے خیال سے بے چین ہو کر چل نکلی ہوں۔ ونود بہت بیہودہ آدمی ہے' اس سے پہلے کہ وہ تم سے ملے مجھے راج محل میں ہونا چاہئے۔ بہت اچھا ہوا تم کل نہ جا سکے۔" میں نے اس کی ہمدردی کا شکریہ ادا کیا تو بگڑ کر کہنے لگی۔۔۔۔۔ "غیروں کی طرح بات نہ کرو نعیم۔۔۔۔۔" میں نے ہنس کر اس کو چوم لیا۔ دادر اسٹیشن پر ایک ٹکٹ ایگزامنر کو بلا کر میں نے اس کا ٹکٹ کنورٹ کرایا۔ اسٹیشن کے اسٹال سے سگریٹ خریدے۔ چند منٹ ٹھہرنے کے بعد گاڑی چل دی۔

شام کے پانچ بجے ٹرین ایک جنکشن پر ٹھہری تو ہمارا درجہ عین اپر کلاس گیٹ کے سامنے پہنچ کر رکا۔ ساوتری کھڑکی کے قریب بیٹھی ہوئی تھی۔ کہنے لگی۔ "نعیم گیٹ کے سامنے ولاس پور اسٹیٹ کی ایک کار کھڑی ہوئی ہے۔" میں نے جھانک کر دیکھے بغیر اس کو کھڑکی سے ہٹ جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ولاس پور یہاں سے بائی روڈ صرف پچاس اکیاون میل ہے۔ ممکن ہے ونود نے میری تلاش میں آدمی بھیجے ہوں۔" ساوتری گھبرا کے پیچھے سرک گئی اور کہنے لگی۔ "کھڑکی بند کر دوں؟" میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "یہاں کوئی نہیں آئے گا۔ یہ بتاؤ تم کو کوئی فوجی یا راج محل کا کوئی آدمی تو دکھائی نہیں دیا۔" اس نے سر ہلا کر کہا۔ "نہیں۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "پھر کوئی فکر نہ کرو وہ اندر آ کر نہیں دیکھ سکتے اور ریزرویشن لیبل پر کیپٹن وکٹر ہیرس لکھا ہوا ہے۔ کیپٹن نعیم نہیں۔۔۔۔۔ ولاس پور میں وکٹر ہیرس کو یشودھرا' سادھنا دیوی اور میجر دیش مکھ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ویسے بھی اب ڈیڑھ پونے دو گھنٹے میں ولاس پور پہنچ جائیں گے۔ اگر کوئی آیا بھی ہے اس کے لئے زیادہ تحقیقات کا چانس نہیں ہے۔" بولی یہ تو ٹھیک ہے لیکن ولاس پور اسٹیشن پر ہمیں ایک درجے میں سے اترتے ہوئے دیکھا جانا بھی تو خطرناک ہے۔" میں نے لاپروائی سے کہا۔ "ڈیم اٹ۔" اسی وقت گارڈ کی سیٹی سنائی دی اور گاڑی

چل پڑی۔ بمشکل پلیٹ فارم سے باہر نکلی ہو گی کہ کسی نے ہمارے کمپارٹمنٹ کی کھڑکی تھپتھپانی شروع کی۔ ساوتری نے میری طرف دیکھا۔ میں نے قصداً کوئی نوٹس نہ لیا۔ ٹرین کی رفتار بڑھنے کا انتظار کرتا رہا۔ دروازہ مسلسل کھٹکھٹایا جاتا رہا اور اب "پلیز پلیز۔۔۔ دروازہ کھولئے" کی آوازیں بھی آنے لگی تھیں۔ گاڑی کے ڈسٹرکٹ سگنل سے نکلنے کے بعد اس کی رفتار بیس اور پچیس کے درمیان پہنچ چکی تھی۔ میں نے پستول ہولسٹر سے نکال کر سیفٹی کیچ چڑھایا اور کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ میری حیرت کی انتہا نہ تھی اور دروازے سے لٹکنے والے میجر برنی تھے۔ "برنی صاحب آپ؟" میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ میجر نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور بولے۔ "دروازہ تو کھولو ٹائیگر۔" میں نے کھڑکی سے اٹھ کر ساوتری کی طرف دیکھا وہ بولی بولے "اب نعیم؟" میں نے ٹوائیلٹ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ خاموشی سے اٹھ کر باتھ روم میں داخل ہو گئی۔ میں نے آگے بڑھ کر دروازے کا بولٹ سرکا کر کھول دیا۔ میجر برنی تھینک یو کیپٹن کہہ کر اندر آ گئے۔ میں نے سیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "شان نزول۔" مسکرا کر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "ہزہائی نس نے تمہارے استقبال کے لئے پچھلی ٹرین پر بھی تمہیں تلاش کیا۔ میں نے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ہزہائی نس نے بھیجا آپ کو؟ کس تقریب میں؟" بولے پرنس ونود سے ہوشیار کرنے کے لئے۔۔۔ انہیں اطلاع ملی تھی کہ وہ اسٹیشن پر تمہیں چیلنج کرنے گیا ہے اور تم آج کی گاڑی سے واپس آ رہے ہو۔۔۔ ایک بات اور۔۔۔ لیکن وہ نظر نہیں آ رہی۔۔۔ ساوتری تمہارے ساتھ نہیں کیا؟" میں نے باتھ روم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ہے۔۔۔ لیکن برنی صاحب ۔۔۔ کیا آپ کے خیال میں ونود اتنی بڑی طاقت ہے کہ ہزہائی نس اس سے گھبراتے ہیں؟" مسکرا کر بولے۔ "ظاہر ہے یا پھر میں جھوٹ بول رہا ہوں۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "آپ سے جھوٹ بولنے کی توقع نہیں برنی صاحب لیکن۔۔۔ ونود؟۔۔۔ سمجھ میں نہیں آتا ہزہائی نس نے اس کو اتنی بڑی طاقت۔۔۔" ہاتھ اٹھا کر قطع کلام کرتے ہوئے بولے۔ "اس کو ولی عہد بنانے کا اعلان کر بیٹھے۔۔۔ اور اب فوجی اور سول حکام مہاراجہ کے بجائے اس کے اشاروں پر چل رہے ہیں۔۔۔ خصوصاً تمہارے معاملے میں۔۔۔ کل تمہارے سب سے بڑے دشمن دکمبر کمار کو بھی بلا لیا گیا ہے۔۔۔ حالانکہ ہزہائی نس نے اس کو ریاست میں داخلے کی ممانعت کر دی تھی۔۔۔ بہر کیف مختصراً ان کا پیغام یہ ہے کہ تم برٹش کیمپ کے سوا کہیں ملاقات نہ کرنا۔۔۔" میں نے لاپروائی سے کہا۔ "میں ہزہائی نس کی اطلاع اور آپ کی زحمت کا ممنون ہوں برنی صاحب۔۔۔ لیکن ونود جیسے تنکوں کو رکاوٹ سمجھ لینا میرے مشرب میں حرام ہے اور میرا مشرب۔۔۔ شاید آپ نے ڈیڈی سے ہزہائی نس کے الفاظ سنے ہوں گے۔۔۔" مسکرا کر بولے۔ "سنے ہیں بھئی۔۔۔ نعیم شہزادہ ہے لیکن ایسا

شہزادہ جس کے آگے پیچھے درباریوں کے بجائے لاشیں چلتی ہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "شہزادے کے سوا سب کچھ حقیقت ہے۔۔۔ صرف لاشوں کی تعداد ان سے کہیں زیادہ ہے جو مہاراجہ کی نظر میں ہیں۔۔۔ اب اگر ان میں میری لاش کا بھی اضافہ ہو جائے تو کونسا فرق پڑ جائے گا۔۔۔ ہزہائی نس سے کہہ دیجئے۔۔۔ نعیم نے جو کچھ بویا ہے اسے کاٹنے سے نہیں ڈرتا۔۔۔ شکریہ۔۔۔ اور۔۔۔ اب یہ موضوع ختم۔۔۔ بتائیے ڈیڈی کا کیا حال ہے؟" بولے۔ "ٹھیک ہیں۔۔۔ لیکن وہ بھی ونود کی بیڈ بکس میں ہیں۔۔۔ گڈ بکس میں میں بھی نہیں ہوں۔۔۔ صرف ہوا کا رخ دیکھ کر چلنے کی وجہ سے۔۔۔ دونوں خوش ہیں۔"

میں نے "خوب" کہہ کر انہیں سگریٹ کیس دیا اور باتھ روم کے دروازے پر جا کر کھٹکھٹاتے ہوئے کہا۔ "ساوتری نکل آؤ بھئی اور وہ باہر نکل آئی۔ میں نے ہنس کر آہستہ سے کہا۔ "آداب عرض کرو۔" اس نے نظریں اٹھا کر سامنے کی طرف دیکھا۔ سلام کرنے کی بجائے چلتے چلتے ٹھٹک کر رہ گئی۔ اس کا چہرہ خوف سے سفید پڑ چکا تھا۔ میں نے اسکی حالت دگرگوں پا کر پلٹ کر دیکھا۔ میجر کے دونوں ہاتھوں میں پستول تھے اور وہ میری طرف تانے کھڑا تھا۔ چیخ کر بولا۔۔۔ "ہینڈز اپ۔" میں اس کو اس طرح رنگ بدلتے دیکھ کر سناٹے میں آ گیا۔ ہاتھ اٹھانے کے بجائے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ "ویل ڈن انکل۔" ساوتری سہم کر مجھ سے لپٹ گئی۔۔۔ "ہاتھ اٹھاؤ ورنہ شوٹ کر دوں گا نعیم۔" وہ پھر دہاڑا۔ اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔ میں نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ "اے میرے ہم وطن یہ دھوکا آخر کس لئے؟ کیا ونود نے آدھی ریاست دینے کا وعدہ کر لیا ہے کہ تم۔۔۔" اس نے چیخ کر کہا۔ "شٹ اپ۔" میں نے ساوتری کو علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔ "میجر اتنا خطرناک کھیل نہ کھیلو۔۔۔ مجھے شوٹ کر کے تم صرف چوبیس گھنٹے زندہ رہ سکو گے ولاس پور میں ریزیڈنٹ کو میرے آنے کی اطلاع مل چکی ہے۔ میجر واٹسن اور لیفن اسٹیشن پر پہنچ گئے ہوں گے۔۔۔ تم ٹرین سے اترتے ہی گرفتار ہو جاؤ گے اور اگر کسی طرح نکل بھی گئے تو ہزہائی نس ریاست کو بچانے کے لئے تمہیں فوراً ریزیڈنٹ کے حوالے کر دیں گے۔ میں صرف ایک کیپٹن ہی نہیں۔۔۔ ہزایکسی لنسی کا فرزند خاص بھی ہوں۔"

برنی نے اب مجھے "شٹ اپ" نہ کہا۔ اس کے چہرے کا رنگ بدلتا جا رہا تھا۔ میں آگے چلا۔ "یقین کرو میجر ولاس پور کوئی چیز نہیں [illegible] کئی ریاستیں میرے پیچھے پیچھے پھرتی ہیں۔۔۔ برٹش کیمپ میں جا کر دیکھو میری قیام گاہ کے سامنے تمہیں ایک ریاست کے حکمران کی رالز رائس کھڑی ہوئی ملے گی۔ میری موت اتنی آسان نہیں جتنی تمہیں بتائی گئی ہے۔" میری باتیں سن کر اس کی زبان کو تالا لگ گیا۔ میں نے اس کو نظر

انداز کر کے ساوتری کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ڈارلنگ تم اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ جاؤ برنی صاحب میرے انکل ہیں اور میرے ان کے درمیان غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ تم سے کوئی تعلق نہیں۔" وہ سیٹ پر جانے کے بجائے پھر مجھ سے لپٹ گئی۔ برنی نے نگاہیں جھکا لیں۔ میں نے اسکا ارادہ متزلزل ہوتے دیکھ کر کہا۔ "میجر اموشنل ہونے کی ضرورت نہیں اگر مرنے کو تیار ہو تو فورا" مجھے شوٹ کر دو اور اگر ضمیر کے کچوکے برداشت نہیں کر سکتے تو دونوں پستول کھڑکی سے باہر پھینک دو اور نعیم کی رواداری کا مشاہدہ کرو۔"

برنی نے نگاہیں اٹھا کر میری طرف دیکھا اور دونوں پستول میرے سامنے پھینک دیئے—— میں ساوتری کو سہارا دیتا ہوا بیٹنے لگا تو میجر برنی آگے بڑھ کر کہنے لگا۔ "نعیم میری جان—— میں تم سے معافی نہیں مانگوں گا—— پستول اٹھاؤ اور مجھے گولی کا نشانہ بنا دو۔ برنی موت کا سامنا کرنے سے نہیں ڈرتا——"

میں نے ہنس کر منہ پھرا لیا۔ ساوتری نے کہا۔ "بیٹھ جایئے میجر بات ختم ہو گئی۔" کہنے لگا۔ "ہاں ساوتری بائی—— بات ختم ہو گئی لیکن میجر بھی ختم ہو گیا۔" میں نے کہا۔ "نان سینس—— آپ بچ گئے میجر—— اب پلیز اپنے پستول اٹھا کر جیب میں ڈالئے اور جو کچھ ہوا اسے بھول جایئے—— میجر اسی طرح کھڑا رہا۔ میں نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر سامنے والی سیٹ پر بیٹھایا اور دونوں پستول اٹھا کر خالی کارتوس باہر پھینک دیئے۔ وہ پتھرائی ہوئی آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ میں نے پستول اس کی جیبوں میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "میجر خدا کے لئے احساس ندامت سے مجبور ہو کر ڈیڈی کے سامنے اعتراف نہ کر بیٹھنا۔ مجھے بڑی شرمندگی ہو گی۔" میجر نے پھر سر جھکا لیا۔ میں نے سیٹ سے سگریٹ کیس لیا اور سلگا کر ساوتری کے قریب بیٹھ گیا۔ میجر کھڑکی کی طرف رخ کر کے غروب آفتاب کا منظر دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد گاڑی ولاس پور کے قریب پہنچ کر آہستہ ہونے لگی۔ میں نے اٹھ کر کمپارٹمنٹ میں لائٹ کی اور کھڑکی سے سڑک کی روشنیوں کو پیچھے بھاگتے ہوئے دیکھنے لگا۔ کچھ دور چل کر گاڑی کی رفتار تیزی سے کم ہونے لگی اور آخر ہوم سگنل کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ میجر چونک کر سیٹ سے اٹھا اور دروازہ کھول کر بولا۔ "نعیم میں کمپارٹمنٹ تبدیل کر رہا ہوں—— بہتر ہو گا اگر تم بھی اسٹیشن پر ساوتری کے ساتھ گاڑی سے اترتے نہ دیکھے جاؤ—— خدا تمہاری حفاظت کرے۔" وہ گاڑی سے نیچے اتر گیا۔ میں نے دروازہ بند کر دیا۔ ساوتری نے کہا۔ "نعیم میجر نے ٹھیک کہا—— ہمیں ایک کمپارٹمنٹ میں نہیں ہونا چاہئے۔ کیا مجھے لیڈیز میں نہیں پہنچا سکتے۔" میں نے کہا۔ "تمہارے ساتھ سامان ہے میں برابر والے کمپارٹمنٹ مین جا سکتا ہوں۔" اس نے اٹیچی کیس اٹھا کر میرے ہاتھ میں دے دیا اور میں دوسرے کمپارٹمنٹ میں پہنچ گیا۔

گاڑی ولاس پور اسٹیشن پر رکنے کے سے پہلے میں نے کیپٹن ہاورڈ اور لیفٹننٹ مائیکل

کو پلیٹ فارم پر کھڑے دیکھا۔ مجھے تعجب ہوا۔ مجھے معلوم ہوتا تھا مسٹر ولسن نے واقعی ریزیڈنٹ کو میرے پہنچنے کی اطلاع دے دی تھی۔ میجر برنی کو میں نے محض رعب ڈالنے کے لئے چکمہ دیا تھا۔ گاڑی رکتے ہی میں اٹیچی اٹھا کر نیچے اتر گیا اور دونوں افسروں سے مصافحہ کر کے رسمی باتیں کرتا ہوا ان کے ساتھ گیٹ سے باہر آیا۔ ٹکٹ کلکٹر ہمیں دیکھ کر پیچھے ہٹ گیا اور ہیٹ اٹھا کر سلام کیا۔ میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹکٹ نکالا اور اس کو دیتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ نظریں ملتے ہی جھینپ کر سر جھکا لیا۔ میں اپنے دوستوں کے ساتھ گیٹ سے باہر چل دیا۔ سیڑھیوں سے چند قدم کے فاصلے پر رالز کھڑی ہوئی تھی۔ میں نے مسکرا کر ہاورڈ کی طرف دیکھا۔ کیمپ کا مغربی دروازہ اسٹیشن سے قریب ہی تھا اور اتنے فاصلے کے لئے سواری کا تکلف ضروری نہیں تھا لیکن شان و شوکت کا مظاہرہ ہی تو برطانوی استعمار کی جان تھا—— اور پھر اس وقت تو ان کے ایک کیپٹن اور ریاست کے یوراج کے درمیان سرد جنگ جاری تھی۔ اس لئے رالز کی زیادہ سے زیادہ نمائش بالکل فطری تھی۔ ہاورڈ میرے مسکرانے کی وجہ سمجھ گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر پچھلا دروازہ کھولا اور مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ مائیکل اگلا دروازہ کھول کر وہیل پر بیٹھ گیا۔ گاڑی میں سوار ہوتے ہی میں نے ہاورڈ کو سگریٹ دیا اور دونوں نے سلگا کر کش لیا۔ اسی وقت میجر برنی سیڑھیاں اتر کے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی کنورٹیبل کار میں سوار ہوا۔ میں نے قصدا" اس کا کوئی نوٹس نہ لیا۔ مائیکل نے انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی بیک کر کے کیمپ کی طرف گھمائی۔ میں نے بیک ویو مرر سے کنورٹیبل کو یو ٹرن لے کر تیزی سے شہر کی طرف جاتے دیکھا اور مائیکل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ایک منٹ لیفن۔" مائیکل نے بریک لگا کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ کیپٹن ہاورڈ نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا ہے کیپٹن؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ذرا ایک دوست کو لفٹ دینا ہے—— راج محل تک—— کیا کہتے ہو؟"

ہاورڈ نے سگریٹ کو جھٹکا دے کر راکھ جھاڑی اور مسکرا کر بولا۔ "کم آن وہیر از شی۔" میں نے کہا۔ "اسٹیشن پر—— لیکن تم نے شی کیسے سمجھ لیا؟" اس نے مائیکل کو اسٹیشن کی طرف واپس چلنے کا اشارہ کیا اور کہنے لگا۔ "وکٹر تم ابھی بچے ہو——" مائیکل نے گاڑی بیک کر کے پھر وہیں لا کر روک دی۔ ٹرین ابھی پلیٹ فارم پر کھڑی ہوئی تھی۔ میں کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور گیٹ کے سامنے پہنچ کر پلیٹ فارم پر نظر ڈالی ساوتری ٹرین سے اتر رہی تھی۔ میں نے اس کو باہر آنے کا اشارہ کیا اور گاڑی کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ چند سیکنڈ میں وہ قلی کے ساتھ سیڑھیوں سے اتر کے کمپاؤنڈ میں آ گئی۔ میں نے ایک قدم آگے بڑھ کر کہا۔ "گاڑی میں بیٹھ جاؤ—— میں تمہیں راج محل چھوڑنے چل رہا ہوں۔" سرگوشی کے لہجے میں کہنے لگی۔ "میں تمہاری دشمن نہیں ہو نعیم—— خدا کے لئے کیمپ جاؤ—— ہو سکتا ہے میں یشودھرا کو لے کر تمہارے پاس پہنچوں۔" میں نے

اس کی بات کو نظر انداز کر کے قلی سے کہا۔ "سامان کار میں رکھ دو۔" قلی نے دونوں سوٹ کیس لگیج بکس میں رکھ کر ہولڈال ان کے اوپر رکھ دیا۔ ساوتری سر جھکا کر ہاورڈ کے قریب بیٹھ گئی۔ ہاورڈ نے پیک کیپ اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے دروازہ بند کیا اور قلی کو پے منٹ کر دیا۔ گاڑی چلتے ہی ساوتری نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "اتنا خطرناک کھیل کیوں کھیل رہے ہو نعیم ـــــ کیا میں اتنی بڑی چیز ہوں؟" میں نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ہاں تم اتنی بڑی چیز ہو ـــــ اور خطرہ؟ یہاں خطرہ میں صرف میں ہوں ـــــ تم نے اب تک جو کچھ دیکھا وہ بہت کم تھا۔ وہ سر جھکا کر خاموش ہو گئی۔ میں نے ہاورڈ کو مخاطب کر کے کہا۔ "کیپٹن ہم میجر برنی کے بنگلے چل رہے ہیں۔" ہاورڈ نے مسکرا کر کہا۔ "رائٹو کیپٹن۔" ساوتری نے آہستہ سے کہا۔ "برنی۔" میں نے کہا۔ "نہیں ـــــ اس کے نام پر صرف گیٹ سے گزرنا ہے ـــــ تمہیں راج محل کے پورٹیکو میں ڈراپ کر کے میجر دلیش مکھ کے بنگلے جائیں گے۔ یشودھرا سے کہنا ـــــ مجھے وہیں رنگ کرے۔" وہ سر جھکا کر خاموش ہو گئی۔ مائیکل نے ڈرائیو کرتے کرتے سوئچ دبا کر کھڑکیوں پر بلائنڈز چڑھا کر لائٹ ڈم کر دی۔

گیٹ کے سامنے گاڑی پہنچتے ہی گارڈ نے گیٹ کھول کر بندوق سے سلامی دی۔ مائیکل نے سر کے اشارے سے جواب دیا اور رکے بغیر راج محل کے صدر دروازے کے سامنے پہنچ کر پورچ میں گاڑی روک دی۔ ہاورڈ دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ پہرے دار نے اس کو دیکھ کر پریزنٹ آرمز کیا۔ اس کے ساتھ ہی مائیکل بھی باہر نکلا۔ گارڈ انچارج نے باہر نکل کر سلام کرتے ہوئے کہا۔ "حکم صاحب بہادر" ساوتری جھک کر گاڑی سے باہر نکلی۔ میں نے کونے میں بیٹھے بیٹھے ہاورڈ کو لگیج بکس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سنا۔ "میڈم کا سامان نکلواؤ اور میجر برنی کو فون کر کے اطلاع دو کیپٹن ہاورڈ ملنے کے واسطے آ رہا ہے۔" دو سپاہیوں نے لگیج بکس سے سامان نکالا اور ساوتری کو ساتھ لے کر لفٹ کی طرف چل دیئے۔ انچارج ٹیلی فون کرنے کے لئے گارڈ روم میں چلا گیا۔ میدان خالی دیکھ کر میں نے مائیکل کو اشارے سے وہیل پر بلا کر کہا۔ "لیفن اگر ٹیلی فون پر اوٹ پٹانگ جواب ملے تو تم گاڑی کو سیدھے میجر دلیش مکھ کے بنگلے لے چلنا۔" وہ "بہتر ہے" کہہ کر وہیل پر بیٹھ گیا اور دروازہ بند کر لیا۔ ہاورڈ نے اس کے قریب آ کر کہا۔ "کیا ہے مائیکل؟" مائیکل کچھ کہنے لگا تھا کہ انچارج کمرے سے باہر نکل کر کہنے لگا۔ "سر میجر برنی اے ڈی سی چیمبرز میں چند فوجی افسروں کے ساتھ اے پی آر سے متعلق باتیں کر رہے تھے۔ آپ ان سے وہیں جا کر مل لیں۔" مائیکل نے کہا۔ "کیا میجر دلیش مکھ بھی وہیں ہیں۔" انچارج نے جواب دیا۔ "جی نہیں وہ اپنے بنگلے پر ہیں۔" ہاورڈ نے مسکرا کر کہا۔ "ٹھیک ہے پھر ہم ان کے پاس جا رہے ہیں۔ انچارج نے "اوکے سر" کہہ کر سلیوٹ کیا۔ ہاورڈ نے اس کی توجہ گاڑی کی طرف پا

کر مائیکل کو سرکنے کا اشارہ کیا اور وہیل پر بیٹھ کر گاڑی بیک کی۔

ہاورڈ نے گاڑی سے اتر کے دروازے کی اطلاعی گھنٹی بجائی تیسری گھنٹی پر پرب نے جیفری میں آ کر دروازہ کھولا اور ہاورڈ کو سلام کیا۔ اس نے کہا۔ "میجر دلیش مکھ سے کہو کیپٹن ہاورڈ ـــــ" پرب نے سر جھکا کر کہا۔ "آیئے نا صاحب بہادر میجر صاحب اکیلے بیٹھے ہوئے ہیں۔" ہاورڈ نے مسکرا کر ہماری طرف دیکھا اور اندر داخل ہو گیا میں نے مائیکل کو اشارہ کیا اور دونوں گاڑی سے اتر کے ان کے پیچھے پیچھے بنگلے میں داخل ہو گئے۔ مجھے دیکھ کر میجر دلیش مکھ سراپا حیرت تھے۔ کچھ دیر میری طرف دیکھتے رہے پھر مسکرا کر آگے بڑھے میں نے سلیوٹ کر کے ان سے مصافحہ کیا۔ انگریز دوستوں کی موجودگی میں نہ انہیں ڈیڈی کہہ سکتا تھا نہ بغل گیر ہو سکتا تھا۔ انہوں نے مائیکل سے مصافحہ کیا اور بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے سوال کیا۔ "کب آئے کیپٹن؟" میں نے کھڑے کھڑے جواب دیا۔ "ابھی ابھی پہنچا ہوں اور صرف آپ کو یہ کہنے آیا ہوں کہ شام کا کھانا آپ میرے ساتھ ریزیڈنسی میں کھائیں گے۔" میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کرسی پر دباتے ہوئے ہاورڈ کی طرف دیکھ کر بولے۔ "پلیز سٹ ڈاؤن کیپٹن ہاورڈ ـــــ"

میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "سر یہاں کے حالات کچھ خطرناک نہیں کیا؟" بولے۔ "ہیں لیکن اب جب کہ تم آ ہی گئے ہو تو جو کچھ بھی ہے ٹھیک ہے ـــــ پرب!" پرب دوڑتا ہوا آ گیا۔ کہنے لگے۔ "دروازہ بند کر دو اور کچن کی پوزیشن بتاؤ ـــــ" وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ میں نے اس کو جیفری کی طرف گھما دیا ـــــ وہ سر جھکا کر دروازہ بند کرنے چلا گیا۔ میں نے مرہٹی میں کہا۔ "آپ ہمیں ڈرنک کی آفر کر سکتے ہیں ـــــ وہ بھی بیڈ روم میں لے جا کر تا کہ میں یہاں آ کر اپنی کال اٹینڈ کر سکوں۔" انہوں نے سگریٹ کیس اٹھا کر ہاورڈ کی طرف بڑھایا۔ مائیکل کو دیا میرے سامنے کیا۔ ہم نے سگریٹ کھینچ کر ہونٹوں میں دبائے۔ لائٹ دیتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگے۔ "اوکے کیپٹن ـــــ ڈرنک تو کر سکتے ہو نا؟" میں نے ہاورڈ کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرایا۔ میجر دلیش مکھ کرسی سے اٹھتے ہوئے بولے۔ "کم آن ـــــ دس منٹ میں کوئی طوفان نہیں آتا کیپٹن ـــــ اور آتا ہو تو آ جائے ـــــ" ہم اٹھ کر ان کے ساتھ بیڈ روم میں پہنچ گئے۔ انہوں نے خود الماری کھول کر بوتل اور گلاس نکالے ـــــ کھڑے کھڑے گلاسوں میں انڈیلی اور ہزہائی نس کی صحت کا جام تجویز کر کے پینے لگے۔ ایک گھونٹ لے کر کہنے لگے "کیپٹن آج کل ہزہائی نس تمہاری ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "سر مجھے یقین ہے ـــــ میں کل صبح ان کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں۔" سر جھکا کر بولے۔ "کیپٹن واتا ورن بھینکر روپ دھار چکا ہے۔ ونود کو نامزد کرنے کے بعد وہ اپنے آپ کو کچھ بیمار محسوس کر رہے ہیں ـــــ امید ہے سمجھ گئے ہو گے۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ دو

تین لمبے گھونٹ لے کر گلاس میز پر رکھا اور ٹیکس کیوزمی کہہ کر ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے ریسیور اٹھا کر یشودھرا کا نمبر ڈائل کیا۔ پہلی گھنٹی پر دوسری طرف ریسیور اٹھا لیا گیا اور آواز آئی "ہیلو۔" میں نے ریسیور کو چوم کر کہا۔ "نعیم۔۔۔ آج آٹھ بجے چغتائی صاحب کے ہاں دعوت نہیں آپ کی۔" بولی "اطلاع مل گئی۔۔۔ لیکن میں ریذیڈنٹ کے بنگلے جا رہی ہوں۔۔۔ ڈیڈی کے ہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرنا نعیم۔" میں نے ایزیو پلیز کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور بیڈ روم میں پہنچ گیا۔ وہ دوسرا جام پی رہے تھے۔ میرے گلاس میں بھی دو پیگ پڑی ہوئی تھی۔ میں نے کھڑے کھڑے پینی شروع کر دی۔ گلاس خالی ہوتے ہی اپنے ساتھیوں کو اٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اوکے سر اب اجازت۔۔۔" اٹھتے ہوئے بولے۔ "اوکے کیپٹن۔۔۔ میں دس بجے اسٹیشن پہنچ رہا ہوں۔" میں نے تھینک یو سر کہہ کر ہاتھ ملایا۔ وہ دروازے تک ہمیں رخصت کرنے آئے۔ ہم گاڑی میں سوار ہو کر گیٹ کی طرف چل دیے۔

گیٹ سے باہر نکلتے ہی ہاورڈ نے ہنس کر کہا۔ "کمڈ اپ۔" میں نے کہا۔ "نہیں کیپٹن وہ اور بات تھی۔۔۔ میں میجر واٹسن کو فون کرنے گیا تھا کہ ذرا لیٹ پہنچیں گے لیکن ان سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔" کہنے لگا۔ "ہاورڈ بے وقوف نہیں ہے یور ایکسی لنسی" مائیکل نے گردن گھما کر کہا۔ "میرا بھی یہی خیال ہے سر۔" میں خاموش ہو گیا۔ ہاورڈ نے سگریٹ نکال کر بڑھایا اور لائٹ دیتے ہوئے میری طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔

میرے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اردلی برآمدے میں ٹہل رہا تھا۔ ہم گاڑی سے اتر کے اندر داخل ہوئے تو سلام کر کے کہنے لگا۔ "سر میجر واٹسن صاحب نے کہا ہے آپ یہاں پہنچتے ہی انہیں فون کریں۔" میں نے ہاورڈ کی طرف دیکھا۔ اس نے میرا مقصد سمجھ کر ریسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کر کے کہا۔۔۔ "سر ہم پہنچ گئے ہیں وکٹر کے ساتھ ان کے ایک دوست بمبئی سے آئے تھے انہیں راج محل پہنچانے میں کچھ لیٹ ہو گئے ہیں۔۔۔ ہاں صحیح سالم ہیں سر۔۔۔ بہتر ہے کہہ دیتا ہوں آپ آرام کریں صبح مل لیجئے گا۔"

ریسیور کریڈل پر رکھ کر کہنے لگا۔ "تھینک گاڈ۔۔۔ اب تو تمہارا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ میجر واٹسن کہہ رہے ہیں وکٹر کی گاڑی لاک کر کے چابی لے لو۔" میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "لے لو چابی مجھے کہیں نہیں جانا۔" مائیکل نے چابی جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو کیپٹن۔" میں نے اٹھ کر اردلی کو بلایا اور کھانا لانے کو کہا۔ ہاورڈ نے مسکرا کر کہا۔ "تھری ڈنر اور کوارٹر اسکاچ۔" اردلی سر جھکا کر چلا گیا۔ میں ہاتھ منہ دھونے کے لئے غسل خانے کی طرف چل دیا۔

ہم کھانا کھانے کے بعد کافی کی آخری پیالی پی رہے تھے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔

ہاورڈ نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ "ہیلو گڈ ایوننگ سر" کہا اور ریسیور میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ریذیڈنٹ" میں نے ریسیور لے کر "کیپٹن نعیم سر" کہا۔ دوسری طرف سے ریذیڈنٹ نے کہا۔ "کیسے ہو کیپٹن!" میں نے کہا۔ "بالکل ٹھیک۔۔۔ تھینک یو سر۔۔۔ سلام کے لئے حاضر ہو سکتا ہوں۔" ہنس کر کہنے لگے۔ "فوراً" آ جاؤ۔۔۔ ہزہائی نس تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں ہمارے آنے کی اطلاع کیسے ہو گئی۔۔۔ اتنی جلدی؟" میں نے ہاورڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "سر ایکس پلین کروں گا۔" بولے۔ "اوکے چلنا شروع کرو ایک منٹ میں پہنچ جاؤ۔" میں نے ریسیور رکھتے ہوئے پھر ہاورڈ کی طرف دیکھا اور انتظار کرنے کا اشارہ کر کے باہر نکل گیا۔

ریذیڈنٹ کے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ سامنے والے صوفے پر اسی طرف رخ کیے بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی "کم آن ان" کہہ کر اٹھے۔ میں نے اندر داخل ہو کر سلیوٹ کیا۔ میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ٹیلی فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگے۔ "شاید تمہیں ابھی ملنا چاہتے ہیں۔۔۔ جانا چاہو گے۔" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "بشرطیکہ آپ اجازت دیں۔" وہ بولے۔ "اچھا پہلے بات کرو۔۔۔ وہ یقیناً تمہاری حفاظت کے سلسلے میں مجھ سے بات کریں گے۔" میں نے "بہتر ہے" کہہ کر ریسیور اٹھایا اور کان سے لگایا۔ آواز آئی "ہیلو ٹائیگر" میں نے کہا "پالاگن یور ہائی نس۔" بولے۔ "میں تم سے ابھی ملنا چاہتا ہوں ٹائیگر۔۔۔ ہز ہائی نس کی گاڑی بھیج رہا ہوں۔۔۔ ڈرائیور کا نام شمیم ہے۔۔۔ شمیم سنتے ہی گاڑی میں بیٹھ جانا۔۔۔ آ رہے ہو نا؟" میں نے کہا۔ "یور ہائی نس اس سوال کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔ آپ گاڑی بھیجئے۔" کہنے لگے۔ "گاڑی آ رہی ہے۔۔۔ تمہیں شمیم کے ساتھ گیٹ کے بائیں جانب والے ویٹنگ روم میں جانا ہے۔ اچھا فون ریذیڈنٹ کو دے دو۔" میں نے آداب عرض کر کے ریسیور ریذیڈنٹ کو دے دیا انہوں نے چند جملے تبدیل کرنے کے بعد" اوکے یور ہائی نس گڈ نائٹ کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "سٹ داؤن کیپٹن۔" میں تھینک یو سر کہہ کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ سرگوشی کے لہجے میں کہنے لگے۔ "تمہیں صبح کے چھ بجے تک وہیں رہنا ہے نعیم۔۔۔ چھ اور سات بجے کے درمیان انہوں نے کیمپ پہنچانے کا وعدہ کیا ہے۔ کچھ سمجھ سکتے ہو کیا وجہ ہو سکتی ہے؟" میں نے کہا۔ "نو سر۔۔۔" انہوں نے اس کے سوا کچھ نہیں بتایا کہ ڈرائیور کا نام شمیم ہے اور شاید مجھے انڈر گراؤنڈ راستے سے راج محل میں لے جایا جائے۔۔۔!" انہوں نے پائپ کا کش لیا اور خاموش ہو گئے۔ چند سیکنڈ بعد اٹھے اور دروازے کا پردہ کھینچ کر کمرے میں ٹہلنے لگے۔ میں بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگے "کیپٹن پستول تو ہے نا تمہارے پاس؟" میں نے کہا۔ "ہے لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے سر۔۔۔ ہزہائی نس جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔۔۔ ولود سے خطرہ محسوس

کرتے ہیں ـــــ ہو سکتا ہے ہزایکسی لنسی کو کوئی لیٹر وغیرہ دیں۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "شاید ـــــ شاید ایسا ہی ہے ـــــ مائیکل کو لے جانا چاہو گے؟" میں نے کہا۔ "نو سر۔"

دروازے پر کار رکنے کی آواز آئی۔ میں نے پردہ سرکا کر دیکھا گاڑی سے ہارن کی آواز آئی۔ میں گڈ بائی سر کہہ کر باہر نکلا۔ گاڑی کے قریب پہنچتے ہی ڈرائیور نے پچھلا دروازہ کھول دیا۔ میں نے دروازہ بند کر کے اگلا دروازہ کھول کر کہا۔ "ویل۔" ڈرائیور نے آہستہ سے کہا۔ "شمیم یورایکسی لنسی۔" میں نے اس کے برابر میں بیٹھ کر دروازہ بند کرتے ہوئے غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا وہ جسٹر پہنے ہوئے تھا۔ گلے میں مفلر پڑا ہوا تھا۔ ڈیش بورڈ لیمپ کی سرخ روشنی میں اس کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح شگفتہ دکھائی دے رہا تھا۔ میری نگاہیں اس پر جم گئیں۔ اس نے گیئر لگاتے ہوئے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور گاڑی کو یو ٹرن دے کر گیٹ کی طرف بڑھایا اس کی شخصیت میں کچھ ایسی کشش تھی کہ میرا دل خود بخود اس سے باتیں کرنے کو چاہنے لگا۔ گیٹ کے دائیں جانب ٹرن لینے میں اس کے ہاتھوں کی غیر ماہرانہ تیزی دیکھ کر میں نے محسوس کیا کہ وہ پیشہ ور ڈرائیور نہیں ہے ـــــ اور اس کے ہاتھ؟ اس کے ہاتھ ایک سخت کوش مردانہ جسم کا حصہ نہیں معلوم ہو رہے تھے۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "شمیم۔" میرے دل نے اسے ڈرائیور کہہ کر مخاطب کرنا گوارا نہ کیا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔ "یورایکسی لنسی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "محض ایک کیپٹن ہوں شمیم ـــــ تم مجھے کیپٹن نعیم کہہ سکتے ہو۔" اسی دبے ہوئے لہجے میں بولا۔ "مجھے آپ کا نام پتا ہے۔"

تانگوں اور سائیکلوں سے گاڑی نکالنے میں ایک بار پھر اس نے اسٹیر کرنے میں اسی تیزی کا مظاہرہ کیا۔ جس میں خود اعتمادی کا فقدان تھا پل سے گزرتے ہی میں نے مسکرا کر کہا۔ "شمیم تمہاری ڈرائیونگ کی طرح تمہاری آواز آواز لہجے میں بھی احتیاط کا عنصر بہت زیادہ ہے ـــــ ایسا کیوں؟" اس نے مسکرا کر ذرا اونچی آواز میں کہا۔ "آپ ایسا محسوس کر رہے ہیں یور ـــــ"

"ہاں۔" میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "گاڑی کو ایکسٹریم لیفٹ پر لے کر روک دو ـــــ" اس نے خاموشی سے میرے حکم کی تعمیل کر دی۔ گاڑی رکتے ہی میں دروازہ کھول کر باہر نکلا اور گھوم کر دائیں طرف آ رک کہا۔ "اس طرف سرک جاؤ میں تمہیں ڈرائیو کروں گا۔" اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور جگہ خالی کر دی۔ میں نے وہیل سنبھالا اور دروازہ بند کر کے گاڑی سٹارٹ کی۔ چند قدم چلنے کے بعد میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اس قدر کانفیڈنٹ ہونا چاہئے شمیم۔" میں ایک ہاتھ سے ڈرائیو کر سکتا ہوں اور دوسرے سے ـــــ اگر تم جسٹر اور مفلر اتار ڈالو تو تمہیں اٹھا کر گود میں بٹھا سکتا ہوں۔"

"یورایکسی لنسی۔" اس نے قریب قریب چیخ کر کہا اور نظریں جھکا لیں۔ میں نے ہنس کر گیئر بدلنے شروع کئے۔ گاڑی فراٹے بھرنے لگی۔ میں نے راج محل روڈ سے مدھوساگر بھون کی طرف ٹرن لیا تو اس نے گھبرا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے سگریٹ کا کش لے کر پھینکتے ہوئے کہا۔ "میرا دل چاہتا ہے اس تاروں بھری رات میں تمہارے ساتھ مدھوساگر کے کنارے پیدل سفر کروں لیکن یہ بتاؤ مس ہو یا مسز۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے تھوڑی دور چل کر گاڑی آہستہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں تم سے پوچھ رہا ہوں شمیم" اس نے نگاہیں جھکا کر کہا۔ "یہ آپ کو ہزہائی نس بتائیں گے یور ـــــ" میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "نعیم۔" اس نے مسکرا کر کہا "نعیم۔" میں نے گاڑی روک کر بیک کرتے ہوئے کہا۔ "چلو پھر ہزہائی نس سے ہی پوچھیں گے۔"

گاڑی گیٹ اور سلامیوں سے گزر کے ویٹنگ روم کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ شمیم نے مجھے گاڑی سے باہر آنے کا اشارہ کیا اور چابی نکال کر دروازہ کھولا۔ دونوں اندر داخل ہوئے۔ اس نے دروازہ بند کر کے لاک کیا اور دوسرے کمرے سے سرنگ میں داخل ہو کر آگے آگے چلنے لگی۔ یہاں ہر دس قدم پر ایک بلب روشن تھا اور اس ہلکی روشنی میں وہ مجسم قہر نظر آ رہی تھی۔ مفلر گاڑی میں اتار چکی تھی۔ اس کے بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ مجھے وہ صورت آشنا معلوم دے رہی تھی لیکن یاد نہیں آ رہا تھا کہ کب اور کہاں دیکھا تھا وہ رکی اور چوکھٹ کا پینل ہٹا کر بٹن تلاش کرنے لگی۔ مجھے معلوم تھا ہم کہاں کھڑے ہوئے ہیں اور اس نے بٹن پر انگلی رکھ کر دبائی اور دروازہ آہستہ آہستہ کھل گیا۔ اب ہمارے سامنے وہی جانی پہچانی خفیہ لفٹ تھی جو کبھی مجھے ہزہائی نس کے سٹنگ روم سے روپا کے اپارٹمنٹ میں پہنچا چکی تھی۔ میرے دل و دماغ پر افسردگی چھا گئی۔ میں نے سر جھکا لیا۔ شمیم نے مجھے اندر لے جا کر دروازہ بند کیا اور بٹن پر انگلی رکھ کر کہنے لگی۔ "یور ـــــ سوری نعیم ـــــ ہزہائی نس بیمار ہیں۔ پلیز ایسی کوئی بات نہ ہونے دینا کہ انہیں صدمہ پہنچے ـــــ مجھے معلوم ہے کہ تم ان کے لئے اب بھی بڑی سے بڑی قربانی دے سکتے ہو۔" میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "چلو ـــــ میں واقعی ایک استثناء کے سوا ان کے لئے ہنس کر سب کچھ کر سکتا ہوں۔" وہ چونک کر میرے چہرے کی طرف دیکھنے لگی میں نے ہنس کر اس کی انگلی پر انگلی رکھ کر دبا دی۔ لفٹ آہستہ آہستہ اوپر جانے لگی۔

لفٹ چوتھی منزل پر رکی۔ میں نے دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔ پانچویں منزل پر روپا کے اپارٹمنٹ میں جانا میرے لئے ممکن نہ تھا۔ شمیم نے دروازہ کھولا اور ہم کلوک روم کی بھول بھلیوں سے نکل کر نشست گاہ میں آئے۔ سامنے ہی مہارانی اور ہزہائی نس صوفوں پر بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے سلیوٹ کر کے باری باری جھک کر دونوں کے

گھٹنوں کو ہاتھ لگائے۔ مزاج پرسی کے بعد ہزہائی نس نے سامنے والے صوفے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "بیٹھ جاؤ نعیم ——— اور تم بھی شمیم۔"

میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی۔ اسی صوفے پر شمیم بھی دوسرے سرے پر بیٹھ گئی۔ مہارانی نے مسکرا کر کہا۔ "شمیم کو پہچانتے ہو نعیم؟" میں نے جواب دیا۔ "نہیں یورہائی نس آج سے پہلے کبھی دیکھا ہو ایسا یاد نہیں پڑتا۔" بولیں۔ "اپنے چغتائی صاحب کی لڑکی ہیں۔ ڈاکٹری کے چوتھے سال میں تعلیم پا رہی ہیں۔" میں نے شمیم کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مجھے خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "مجھے بھی خوشی ہوئی۔" ہزہائی نس نے پیچھے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "پرمیلا ٹائیگر کو سگریٹ دو اور جا کر چائے لاؤ۔" پرمیلا نے سگریٹ ٹرے لا کر میرے سامنے رکھ دیا اور چائے لانے چلی گئی۔ مہارانی نے کہا۔ "نعیم یہ شمیم اب ہماری بیٹی ہے۔ اس کی شادی ہم کریں گے۔" میں نے کہا۔ "یہ مس شمیم کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے یورہائی نس۔"

شمیم اٹھ کر چل دی۔ مہارانی نے مسکرا کر کہا۔ "اچھا جاؤ ——— اب سچ مچ کی بیٹی بن کر آؤ تمہیں ہمارے ساتھ چائے پینا ہے۔" پھر مجھ سے کہنے لگیں "چغتائی صاحب سے بہت مشکل سے یوں سمجھو زبردستی چھینی ہے۔"

اب کچھ کچھ میری سمجھ میں آنے لگا۔ ٹرے سے سگریٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "آپ کی محبت کی کوئی حد نہیں ہے یورہائی نس" مسکرا کر کہنے لگیں۔ "یہ تم نے سچ کہا نعیم دنیا کو جتنا پریم اور نیائے ہم نے دیا ہے شاید ہی کسی پرنس نے دیا ہو۔"

"میں اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہوں یورہائی نس۔" میں نے اعتراف کیا۔

"نعیم۔" ہزہائی نس نے کہا۔ "سگریٹ نہیں سلگا رہے۔" میں نے لائٹر اٹھا کر ان کے حکم کی تعمیل کی۔ وہ آگے چلے۔ "تمہیں تعجب ہو گا۔ پچھلی مرتبہ ہم نے تمہیں نہیں بلایا نعیم۔" وہ دوسری طرف دیکھنے لگے۔ میں نے کہا۔ "مجھے بدلے ہوئے حالات کا علم ہے یورہائی نس ——— اور یقین فرمایئے ——— ان کا حل اتنا دشوار نہیں ہے ——— آپ اطمینان رکھئے ——— بہت جلد ہو جائے گا۔" کہنے لگے۔ "ہمیں تم سے یہی توقع تھی نعیم لیکن ہم تمہیں یہاں دیکھنے کے خواہش مند ہیں۔"

"میں آپ کے چرنوں میں ہوں یورہائی نس۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "لیکن میرا یہاں نہ ہونا ولاس پور کے مفاد میں ہے۔ میں کل شام کو بمبئی واپس جا رہا ہوں اور آپ جلد ہزایکسی لنسی کی طرف سے ریاست کے نظم و نسق میں چند تبدیلیوں کے احکامات سنیں گے۔" ہرہائی نس کہنے لگیں۔ "تو تمہیں تمام حالات معلوم ہیں؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "جی یورہائی نس ——— اور وہ کافی ہیں ——— میں نہیں چاہتا کہ آپ کو بیان کرنے کی زحمت دوں ——— صبح ونود کمار مجھ سے ملاقات کر رہے ہیں جو کچھ معلوم نہیں ہے ان

سے اگلوا لوں گا۔"

ہزہائی نس جھک کر قریب ہوتے ہوئے کہنے لگے۔ "تو کیا ان کو تمہارے آنے کے متعلق ———" میں نے ان کا قطع کلام کر کے کہا۔ "معلوم ہے یورہائی نس ——— انہوں نے خود چیلنج کر کے مجھے دوبارہ آنے پر مجبور کیا ہے۔" ہزہائی نس نے مہارانی کی طرف دیکھا اور خاموش ہو گئے۔

پرمیلا دونوں ہاتھوں میں ایک وزنی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی اور میز پر رکھ دی۔ مہارانی نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "شمیم کہاں ہے پرمیلا؟" کہنے لگی۔ "آ رہی ہیں۔" انہوں نے ٹرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اچھا چائے بناؤ۔" وہ بیٹھ کر پیالیوں میں چائے انڈیلنے لگی۔ اسی وقت شمیم اندر داخل ہوئی۔ کمرہ خوشبو سے مہک اٹھا۔ وہ اس وقت گلابی ساڑھی اور ہم رنگ سلیولیس بلاؤز میں ملبوس تھی۔ اور شعلہ جوالا نظر آ رہی تھی۔ اس کے چلنے کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس کو ہفتوں ریہرسل کرائی گئی ہو۔ میرا دل کئی دھڑکنیں پھلانگ گیا اور جب وہ مہارانی اور مہاراجہ کو آداب عرض کر کے میرے برابر میں بیٹھی تو میں نے اپنی نبضیں ساقط ہوتی محسوس کیں۔ چائے شروع ہونے کے بعد سے ختم ہونے تک میں بمشکل ایک دوبار اس سے نگاہیں ملانے کی جرات کر سکا۔

گیارہ بجے کے قریب ہزہائی نس نے مہارانی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اب سو جانا چاہئے۔" انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اچھا نعیم اب آرام کرو ——— لیکن ابھی دو تین دن تمہیں یہاں ٹھہرنا ہو گا۔ کل دوپہر کو تمہیں اپنے دوستوں کے ساتھ چغتائی کے ہاں کھانا کھانا ہے۔" میں نے اٹھتے ہوئے شمیم کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اس تکلف کی کیا ضرورت ہے ——— لیکن یہ ہزہائی نس کا حکم ہے ——— اس لئے مجبور ہوں۔" مہارانی ہنس دیں۔ میں نے سر جھکا دیا اور وہ شمیم کو ساتھ لے کر چل دیں۔ میں دروازے تک ان کو پہنچانے گیا۔ کمرے میں پرمیلا کے سوا کوئی نہ تھا۔ وہ ٹرے اٹھا کر چلتی ہوئی میرے قریب پہنچی تو میں نے کہا۔ "سنو پرمیلا ——— کیا مجھے اتنے بڑے کمرے میں رات کو ڈر نہیں لگے گا۔"

مسکرا کر کہنے لگی۔ "میں نے بلایا ہے تمہیں ——— میں لے کر آئی ہوں۔" میں نے ٹرے کا کونہ پکڑ کر کہا۔ "میں سرکاری مہمان ہوں۔" "تمہیں واپس آنا ہے ڈارلنگ۔" کہنے لگی۔ "میری بلا سے ——— تم سرکاری مہمان ہو یا سرکاری سا ———" میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "سنو پرمیلا ——— میں نے زندگی میں تم سے زیادہ خش عورت نہیں دیکھی۔" اس نے جواب دینے کے بجائے ہاتھ میں کاٹ کھایا اور ہنستی ہوئی باہر نکل گئی۔ میں آہستہ آہستہ ٹہلنے لگا۔ دفعتاً" میری نظر وارڈروب پر پڑی' نیم وا دروازے سے ہرہائی نس کی ساڑھیاں روشنی میں جھلملاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ ایک ثانئے میں ماضی کا ایک نقشہ میری نظروں میں گھوم گیا اور غیر شعوری طور پر اس طرف

قدم اٹھنے لگے۔ قریب پہنچ کر دروازے کا ایک پٹ کھول دیا اور ملبوسات کا جائزہ لینے لگا۔ اس وقت میری دماغی کیفیت عجیب تھی۔ دل چاہتا تھا۔ اسی طرح ایک بار پھر اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لوں اور جب پرمیلا مجھے تلاش کرتے کرتے تھک جائے تو اچانک باہر نکل کر اسے خوف زدہ کر دوں لیکن دوسرے ہی لمحے یہ خیال احمقانہ دکھائی دینے لگا۔ میں نے آہستہ سے دروازہ بند کیا اور پلٹ کر چلنے لگا۔ میری حیرت کی انتہا نہ تھی۔ مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر پرمیلا کھڑی مسکرا رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں مردانہ سلیپنگ سوٹ تھا۔ نگاہیں ملتے ہی مسکرا کر کہنے لگی۔ "شاید پرانی یادیں تازہ ہو گئیں نعیم۔" میں نے سلیپنگ سوٹ لینے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "کیا پرمیلا؟" سلیپنگ سوٹ میرے ہاتھ میں دیتی ہو کہنے لگی۔ "وہی پرانی یادیں۔"

میں نے کلوک روم میں جا کر یونیفارم اتاری اور سلیپنگ سوٹ پہن کر باہر نکلا تو وہ صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ میز پر بوتل اور ایک گلاس رکھا ہوا تھا۔ میں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ڈارلنگ ایک گلاس کیوں؟" مسکرا کر بولی۔ "ڈارلنگ اس لئے کہ میں دارو نہیں پیتی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ دارو نہیں ہے سوئی وہسکی ہے۔۔۔۔ پیو اور تماشا دیکھو۔" اس نے "اونہوں" کہہ کر سر ہلا دیا۔ میں نے بوتل کھول کر گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "نصیب اپنا اپنا۔۔۔۔" مسکرا کر بولی۔ "اچھا پھر اپنے ہاتھ سے پلاؤ۔۔۔۔ لیکن اتنی نہیں۔۔۔۔" میں نے دو گھونٹ لے کر گلاس اس کے ہونٹوں سے لگا دیا۔ وہ آنکھیں بند کر کے آہستہ آہستہ حلق سے اتار گئی۔ میں نے اس کے ہونٹوں سے گلاس ہٹاتے ہوئے کہا۔ "آنکھیں کھولو اور بتاؤ کیسا محسوس کر رہی ہو۔" مسکرا کر پلکیں جھپکاتی ہوئی کہنے لگی۔ "خود کو زمین سے اٹھتے دیکھ رہی ہوں۔ نہیں بلکہ تیزی سے ماضی کی طرف لوٹ رہی ہوں۔۔۔۔ سچ نعیم۔۔۔۔ میں گزرے ہوئے واقعات کو آنکھوں سے دیکھ رہی ہوں۔۔۔۔ لیکن ابھی کچھ دھندلاہٹ ہے۔۔۔۔ تھوڑی اور پلاؤ۔۔۔۔ دیکھیں۔" میں نے گلاس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "نوپ۔۔۔۔ تم ماضی کے پردوں میں چھپ کر رہ گئیں تو پھر۔۔۔۔ دعوت شیراز کون کرے گا۔" اس نے میرا ہاتھ پیچھے دھکیل کر بوتل اٹھائی اور نصف گلاس بھر کر منہ سے لگا لیا۔ میں پیچھے سرک کر اس کے پینے کے اسٹائل سے اس کے اناڑی یا کھلاڑی ہونے پر غور کرتا رہا۔ وہ اناڑی نہیں تھی۔ اسے اناڑی ہونا بھی نہیں چاہئے تھا۔ اس رنگین ماحول میں بیس چوبیس سال کی نرم و گداز اور پھسلنے کی حد تک چکنی چپڑی دھالہ کو اناڑی کون رہنے دیتا تھا۔ نہ جانے وہ کتنے ہائی جمپ لگا چکی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ چسکیاں لے کر پیتی رہی۔ میں بیٹھا بیٹھا ہونٹ چاٹتا رہا۔۔۔۔ اپنے ہونٹ۔۔۔۔ آخر اس نے گلاس خالی کیا اور مسکرا کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "نعیم تم ٹائیگر ہو نا؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "کون جانے؟" بولی۔ "سب کہتے ہیں۔۔۔۔ میں بھی کہتی رہی ہوں۔۔۔۔

نرملا تو تمہیں بھیم سین مانتی ہے۔۔۔۔ ارجن سے بھی بڑا تیرا انداز مانتی ہے۔۔۔۔ ایں نا" میں نے کندھے اچکا کر کہا۔ "کہنے دو۔۔۔۔ یہ دو تین سال پہلے کی بات ہے۔۔۔۔ میں تمہارا خیال جاننا چاہتا ہوں۔۔۔۔ وہ جواب ہے۔۔۔۔ آج کی رات۔"

"میرا خیال؟" اس کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ ابھری۔۔۔۔ "میں نے تمہیں تین سال پہلے بھی چوہے کی طرح الماری کے کونے میں جاتے دیکھا ہے۔۔۔۔ اسی الماری کے کونے میں۔" اس نے اس کی طرف اشارہ کیا اور آج بھی ٹائیگر ماننے کو تیار نہیں ہوں جب تک کہ۔۔۔۔" وہ بولتے بولتے رک گئی۔ میں نے چند ثانیہ انتظار کر کے کہا۔ "لیں ڈارلنگ۔۔۔۔ جب تک کہ۔۔۔۔ کیا؟" وہ دونوں ہاتھ میرے کندھے پر رکھ کر ہنستی ہوئی کہنے لگی۔ "شاید تمہارا خیال ہے میں کہنا چاہتی ہوں جب تک کہ تم مجھے چیر پھاڑ کر اپنا ٹائیگر ہونا ثابت نہ کر دو۔" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "نہیں۔۔۔۔ ڈارلنگ۔۔۔۔ بکو نہیں۔۔۔۔ سرجری سے میرا کوئی تعلق نہیں رہا کہ اس انداز میں سوچ سکوں۔" اس نے مسکرا کر پھر بوتل کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ بولی۔ "اچھا میری جان۔۔۔۔ تو پھر سنو۔۔۔۔ میں تمہاری جیون داتا ہوں۔۔۔۔ یقیناً" تین سال قبل ایسی ہی ایک رات جب میں نے ابھی تمہیں کیا کہا تھا۔۔۔۔ چوہا؟۔۔۔۔ ایں نا؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "نیور مائنڈ۔" وہ بولی۔ "نہیں ڈارلنگ مجھے افسوس ہے۔۔۔۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں۔۔۔۔ ہاں تو تم اس رات یشودھرا کے ساتھ یہاں تھے۔ ہرہائی نس اچانک یہاں پہنچ گئیں اور تم اس وارڈروب میں چھپ گئے۔ میں ان کا کوٹ رکھنے گئی۔۔۔۔ میں تمہیں اچھی طرح دیکھ لینے کے باوجود۔۔۔۔"

میں نے جھینپ کر کہا۔ "تم نے مجھے نئی زندگی دی پرمیلا میں تمہارا احسانمند ہوں۔" بولی "اور زندگی کے ساتھ رہا نہیں کیا؟" میں نے سر جھکا دیا۔ اس نے میری ٹھوری کو ہاتھ لگا کر منہ اونچا کیا اور کہنے لگی۔۔۔۔ "ٹائیگر۔۔۔۔ اس تمہید سے کیا سمجھے؟" میں نے اس کو جواب دینے کے بجائے گلاس میں انڈیلی اور پینے لگا۔ وہ بیٹھی دیکھتی رہی۔ میں نے گلاس خالی کر کے رکھ دیا اور سگریٹ نکال کر سلگایا۔ دو تین کش لگا کر اس کی طرف دیکھا تو کہنے لگی "کیا سمجھے؟" میں نے مرے ہوئے لہجے میں کہا۔ "تم نے میرے پرانے زخم نوچ ڈالے پرمیلا۔۔۔۔ مقصد کیا ہے میں نہیں سمجھا؟"

"میں سمجھاتی ہوں۔" اس نے سرک کر قریب ہوتے کہا۔ "پہلے یہ بتاؤ مجھے تم پر کوئی حق ہے یا نہیں؟"

میں نے تیزی سے کہا۔ "ہے۔۔۔۔ مانگو۔۔۔۔ کیا مانگتی ہو۔۔۔۔ ایک سے لاکھ تک۔۔۔۔ کٹیا سے شیش محل تک۔۔۔۔ ایک گاؤں سے باون گاؤں کی باؤنی تک۔" مسکرا کر بولی۔ "جسم سے جان تک کیوں نہیں کہتے؟" میں نے نیچی آواز میں کہا۔ "یہ دونوں

چیزیں میں کسی اور کی نذر کر چکا ہوں ڈارلنگ۔۔۔۔ اور تم جانتی ہو وہ کون ہے۔" اثبات میں سرہلا کر کہنے لگی "اور یہ شمیم؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "خوب۔۔۔۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر کہا "قول دو۔" میں نے جواب دیا۔ "یہ میری توہین ہے پر میلا۔"

"شیش محل۔۔۔" میں نے کہا۔۔۔ "الفاظ کا نہیں۔۔۔ پتھر اور سیمنٹ کا۔۔۔ بیلجین گلاس سے مزین بولو قول چاہئے۔"

افسردہ لہجے میں بولی۔ "نہیں ڈارلنگ۔۔۔ تھینک یو۔۔۔" میں نے کہا۔ "شاید تم نے میری بات کا یقین نہیں کیا پر میلا۔۔۔ خیر اب یہ بتاؤ اس کے علاوہ میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔ تمہاری تمہید ضائع تو نہیں ہونا چاہئے۔" وہ ہنس کر اور قریب ہو گئی۔۔۔ اسقدر کہ میں اس کے تنفس کی گرمی اپنے چہرے پر محسوس کرنے لگا۔ میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں پھینک کر اس کو آغوش میں لے لیا اور وہ اس طرح میرے جسم میں پیوست ہو گئی کہ میں اس میں ڈوب کر رہ گیا۔

صبح پانچ بجے رخصت ہوتے وقت وہ کام شاستر کے چوتھے باب کی پھٹی ہوئی تصویر تھی۔ دروازے تک پہنچتے پہنچتے دو مرتبہ لڑکھڑائی اور دونوں مرتبہ میں نے اسے سہارا دیا حالانکہ سہارے کی مجھے خود بھی ضرورت تھی۔ بونٹ سرکانے میں اس کے ہاتھ کانپتے دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ اس حالت میں یہ دس قدم سے زیادہ نہ چل سکے گی۔ میں نے دروازہ کھولتے کھولتے بند کر دیا۔ اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگی۔ "مجھے پیاس لگ رہی ہے نعیم۔" میں نے گردن گھما کر بوتل کی طرف دیکھا اور اس کو واپس لا کر صوفے پر بٹھایا جو کچھ بچی تھی گلاس میں انڈیلی اور گلاس اس کو تھما دیا۔ وہ آہستہ آہستہ چتی رہی۔ دو تین گھونٹ لے کر کہنے لگی۔ "بیٹھ جاؤ نعیم۔۔۔ مجھے پھر تم پر پیار آ رہا ہے۔" میں شکریہ کہہ کر اس کے قریب بیٹھ گیا۔ اس نے دو تین گھونٹ اور لے کر گلاس خالی کیا اور ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھتی ہوئی بولی۔ "یہ کیا غضب ہے ڈارلنگ ستانے والے کو دل اتنا پیار کیوں کرتا ہے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "معلوم نہیں پرتما۔۔۔ ہمیں آج تک کسی نے ستایا ہی نہیں۔" مسکرا کر کہنے لگی۔ "سچ کہہ رہے ہو ڈیئر۔۔۔ تمہیں کون ستا سکتی ہے۔۔۔ تم۔۔۔" میں نے اس کو جھکتے دیکھ کر آغوش میں لے لیا۔ وہ تھوڑی دیر میرے سینے میں منہ چھپائے خاموش بیٹھی رہی۔ پھر سر اٹھا کر گلا چوم لیا اور مسکرا کر کہنے لگی۔ نعیم پروا نہیں کباڑہ ہو گیا لیکن آج سے یشودھرا کی پارٹنر تو ہو ہی گئی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "کانگریچولیشنز" اس نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔ "کانگریچولیشنز کہہ کر چپ کیوں؟"

میں نے کہا۔ "پارٹنر شپ کے خیال پر ڈیپسٹ۔" مسکرا کر بولی۔ "ٹھیک ہے بھئی۔۔۔ پبلک پراپرٹی ہو۔۔۔ اگر تمام حصہ داروں میں تقسیم کر دیا جائے گا تو ہمارے حصے میں مشکل سے ایک کان آئے گا۔" میں اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور دروازے کی طرف چلتی ہوئی کہنے لگی۔ "ڈرو نہیں کیپٹن۔۔۔ تمہارے حصہ دار آدم خور نہیں ہیں بشرطیکہ شمیم کی گھنٹی گلے میں نہ باندھ لو۔" میں نے ہنس کر دروازہ کھولا اور جھانک کر کاریڈور میں دیکھا وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔

چھ بجے کے قریب شمیم آئی۔ اس وقت بھی وہ شام والے مردانہ لباس میں تھی۔ فرق صرف یہ تھا کہ گلے میں مفلر نہ تھا بلکہ بالوں کو جسٹر کے اٹھے ہوئے کالر میں چھپا لیا گیا تھا۔ اس نے آتے ہی مسکرا کر شام بخیر کہا۔ میں نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو ہنس کر بولی۔ "منہ دھویا آپ نے؟" میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں پھینک کر کہا "نہیں یور ایکسی لنسی۔" وہ مسکرا دی۔ "خوب۔" اس نے کہا۔ "میں اور ایکسی لنسی؟" میں نے اٹھ کر غسل خانے کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "ہزہائی نس نے تمہیں بیٹی بنا لیا شمیم۔۔۔ کیا اب بھی تمہیں اپنے ایکسی لنسی ہونے میں شک ہے۔" وہ خاموش ہو گئی۔

میں غسل خانے سے منہ ہاتھ دھو کر نکلا تو وہ اپنے سامنے چائے کی ٹرے رکھے بیٹھی تھی۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "تو صرف چائے پینے کے لئے منہ دھونے کا حکم ہوا تھا۔۔۔ میں سمجھتا تھا۔۔۔" میں جملہ ادھورا چھوڑ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے چائے دانی اٹھاتے اٹھاتے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ "کیا سمجھے تم؟"

میں نے اس کے ہاتھ سے چائے دانی لے کر پیالی میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "یہی کہ شاید راجکماری بننے کے باوجود تم مجھے منہ لگانا چاہتی ہو۔" وہ صوفے کی پشت گاہ سے کمر لگاتے ہوئے بولی۔ "یس کیپٹن۔۔۔ ہزہائی نس اور مہارانی کا یہی حکم ہے۔۔۔ لیکن کیا تم اس کے لئے تیار ہو۔" میرے ہاتھ سے پیالی گرتے گرتے رہ گئی۔ مجھے اس سے اس قدر بیباکی کی امید نہ تھی۔ بمشکل سنبھل کر کہا۔ "شاید تم میرے بیک گراؤنڈ سے پوری طرح واقف نہیں ہو شمیم۔۔۔ مذاق کی حد تو ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سنجیدہ ہو۔۔۔ اور۔۔۔"

اس نے پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔ "بیک گراؤنڈ سے تمہارا اشارہ اپنے ایڈونچرز کی طرف ہے یا سوشل اسٹیٹس کی طرف؟"

میں نے چائے کا گھونٹ اپنے حلق میں رکتا ہوا محسوس کیا۔ معلوم ہوتا تھا اسے نہ صرف بولنے کی ریہرسل کرائی گئی ہے بلکہ میری پوری ہسٹری لکھ کر دے دی گئی ہے۔ اس نے رسٹ واچ میرے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ "وقت کم ہے حضور۔۔۔ کیا بات ہے بولنے میں اتنا تکلف کیوں؟ رنجیدہ تو نہیں کیا؟" میں نے گفتگو کو نیا موڑ دینے کے موقع سے

فائدہ اٹھایا اور ہنس کر کہا۔ "یہ صحیح ہے شمیم——— میں تمام رات نہیں سو سکا۔" کہنے لگی۔ "کیوں حضور آپکا ٹیلی فون ڈیڈ ہے——— دروازوں پر گارڈ ہے نہ آپ کسی سے بات کر سکتے تھے نہ باہر نکل سکتے تھے——— پھر——— کیا کسی دوست کی روح نے بیدار رکھا یا کسی کے احساس قربت نے۔" میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "صرف اس احساس نے کہ یہ ہرہائی نس کا سٹنگ روم ہے اور میں ایک باڈی گارڈ ہونے کی حیثیت سے ان کا احترام کرتا ہوں۔" وہ ہنس دی اور میری آنکھوں میں جھانکتی ہوئی کہنے لگی۔ "نعیم ڈیئر کاش میں تمہیں بتا سکتی کہ میں اس باڈی گارڈ کے متعلق کتنا جانتی ہوں——— خیر وقت بہت کم ہے——— دوپہر کو پھر بات کریں گے——— میں خود تمہیں لینے آؤں گی——— اتنا کرم ضرور کرنا کہ غریب خانے کو برٹش کیمپ نہ بنا دینا پلیز۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں صرف ایک دو انگریز دوست ہوں گے اگر میں آ سکا۔" اس نے چائے کی پیالی رکھ دی اور بولی۔ "اگر مگر کی گنجائش نہیں ہے نعیم——— اچھا اب پانچ منٹ میں یونیفارم پہن کر آ جاؤ۔" میں نے یونیفارم اٹھائی اور کلوک روم کی طرف چل دیا۔ مجھے اس کی معلومات یا ذہانت کی کوئی پروا نہیں تھی۔ میں اس کو آسانی سے جھٹک سکتا تھا لیکن تمام رات راج محل میں رہنے کے باوجود یشودھرا سے بات نہ کر سکنا میرے لئے سوہان روح تھا۔ تھوڑی دیر میں یونیفارم پہن کر باہر نکلنے کے بجائے میں نے کلوک روم کا دروازہ کھول کر شمیم کو اشارے سے بلایا اور اسی لفٹ کے ذریعے باہر نکل کر ویٹنگ روم کے سامنے کھڑی ہوئی کار میں سوار ہو کر کیمپ کو روانہ ہو گئے۔ میں نے شمیم کو ڈرائیو نہ کرنے دیا۔ کیمپ میں اپنی قیام گاہ پر میں نے گاڑی سے اتر کے اس کو خدا حافظ کہا تو مسکرا کر ہاتھ تھام لیا اور کہنے لگی۔ "نعیم میں چلتے چلتے ایک درخواست کرنا چاہتی ہوں۔" میں نے اس کا ہاتھ چوم کر کہا۔ "حکم یورایکسی لنسی؟" وہ بولی۔ "ممکن ہے دوپہر سے پہلے ونود کمار تم سے ملنے آئے۔ وہ بہت زیادہ بد دماغ ہے——— ریش نہ ہونا پلیز۔" میں نے کہا۔ "کوشش کروں گا شمیم——— اگر اس نے مجھے پاگل نہ کر دیا تو میری طرف سے کسی بد اخلاقی کا مظاہرہ نہیں ہو گا۔" اس نے نیچی نگاہیں کر کے خدا حافظ کہا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے تیزی سے گیٹ کی طرف روانہ ہو گئی۔ میں نے بیڈ روم میں آ کر یونیفارم اتاری اور بستر پر دراز ہو گیا۔

دس بجے جب کہ میں ناشتے سے فارغ ہو کر یونیفارم پہن رہا تھا۔ میجر واٹسن نے مجھے ٹیلی فون کر کے ریزیڈنٹ کے بنگلے پہنچنے کو کہا۔ میں نے ٹوپی سر پر رکھی اور اردلی کو کیپٹن ہاورڈ اور لیفٹننٹ مائیکل کو دوپہر کے کھانے کی دعوت کی اطلاع دینے کو کہہ کر ریزیڈنٹ کے بنگلے کی طرف چل دیا۔

بنگلے میں میجر واٹسن تنہا بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے میں نے سیلوٹ کیا تو مسکرا کر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے "کیپٹن آج پھر ایک دوست تم سے ملنے آ رہا ہے۔"

میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ونود تو نہیں؟" بولے۔ "وہی——— اس نے فون کیا تھا۔ ریزیڈنٹ نے مجھے ڈیل کرنے کا حکم دیا اور اندر چلے گئے میں نے تمہیں بلا لیا۔ وہ بھی پہنچنے والا ہے۔ اب یہ بتاؤ کس انداز میں پزیرائی کرنا چاہتے ہو؟" میں نے سگریٹ کیس نکال کر ان کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ "کسی ایسے انداز میں کہ دوپہر کی دعوت سے پیچھا چھوٹ جائے۔" انہوں نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ "کیوں———؟ کھانا تو چغتائی کے ہاں ہے اور مجھے بھی انوائٹ کیا گیا ہے۔"

"سر———" میں نے موؤب ہو کر کہا۔ "آپ کو میں انوائٹ کرتا ہوں——— یہ ایک ٹرمپ ہے——— کم از کم میرے لئے———" بولے "اوکے——— کینسل کیا——— بتاؤ کیسے؟" میں نے ہنس کر سگریٹ نکالا اور ان کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "سر مجھے ایسے مسائل کا ایک ہی حل———" بولے۔ "فسٹ؟" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ان کو لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا۔ مسکرا کر بولے۔ "اجازت ہے——— دگمبر کے تمام احسانات لوٹا دو۔ میں نے ریزیڈنٹ سے پیشگی معذرت طلب کر لی ہے۔" میں "تھینک یو سر" کہنے پایا تھا کہ باہر موٹر کار رکنے کی آواز سنائی دی اور گارڈ نے دروازے کا پردہ اٹھا کر جھانکتے ہوئے کہا۔ "پرنس ونود سر" میں نے کہا۔ "آنے دو انہیں۔" گارڈ نے پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا "آ جایئے یورایکسی لنسی۔" دوسرے لمحے پردہ اٹھا اور ونود اور میجر برنی اندر داخل ہوئے۔ ہم دونوں اٹھ کر کھڑے ہوئے گئے۔ ونود نے مسکرا کر ہیلو میجر واٹسن ہیلو کیپٹن نعیم کہتے ہوئے ہاتھ بڑھایا۔ میجر واٹسن نے مصافحہ کیا اور ہاتھ پکڑے پکڑے صوفے پر بیٹھ گئے۔ میں نے برنی سے مصافحہ کیا اور واٹسن کے ساتھ بیٹھ گیا۔ انہوں نے بیٹھتے ہی میرا سگریٹ کیس اٹھا کر ونود کو پیش کیا اور لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "کیسے زحمت فرمائی یورایکسی لنسی؟" اس نے کش لے کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن نعیم سے چند دوستانہ باتیں کرنے کے لئے میجر۔" واٹسن نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے ونود کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ارشاد فرمایئے۔" کہنے لگا۔ "کیپٹن میں بہت مختصر الفاظ میں اپنا مقصد بیان کرنے کی کوشش کروں گا کیونکہ تمہیں چغتائی کے ہاں کھانے پر مدعو کیا گیا ہے۔ مائنڈ نہ کرنا کہ میں فارمالٹیز کو نظر انداز کر رہا ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "پروا نہ کیجئے یورایکسی لنسی۔" مسکرا کر بولا "تھینک یو کیپٹن——— دراصل میں نے اس دعوت کا حوالہ اس لئے دیا ہے کہ یہ میرے ایما پر ہی دی جا رہی ہے اس پر ہمارے اور تمہارے درمیان صلح کا انحصار ہے اگر تم———"

میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "میرے اور آپ کے درمیان جنگ کب ہوئی کہ———" ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "نو کڈنگ پلیز——— ہم جانتے ہیں کہ ہے——— اور خطرناک صورت اختیار کر سکتی ہے اگر تم نے پسپائی اختیار نہ کی۔" میں نے واٹسن کے

چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "یور ایکسی لنسی اگر آپ ایک کیپٹن سے یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ محاذ جنگ سے فرار اختیار کر کے زندہ رہ سکتا ہے تو آپ فوج کے قانون سے بہت کم واقف ہیں۔ یا پھر یہ تسلیم کیجئے کہ ہمارے درمیان جنگ نہیں ہے۔" زچ ہو کر بولا۔ "کچھ بھی سمجھو—— یہ میرا فیصلہ ہے۔" میں نے جواب دیا "مجھے آپ کے فیصلے سے کوئی دلچسپی نہیں۔" جھلا کر کہنے لگا۔ "یہ میری توہین ہے یہ ایک پرنس کی توہین ہے کیپٹن۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "پھر آپ توہین کے متعلق بہت کم جانتے ہیں۔"

"وہاٹ ڈو یو مین؟" اس نے فرش پر پیر پٹخ کر کہا۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر روکتے ہوئے کہا۔ "شور مت مچاؤ یہ ریزیڈنٹ کا بنگلہ ہے۔" وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور برنی کی طرف دیکھ کر چیخا۔ "چلو میجر اس کی موت ہی اس کو یہاں گھیر کر لائی ہے۔" برنی خاموشی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کے ساتھ ہی میں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ "سنو ونود!" میں نے توہین آمیز لہجے میں کہا۔ "آج سے پہلے بہت سے پرنس مجھے قتل کرنے کی کوشش کر چکے ہیں—— وہ اب نہیں ہیں—— اگر تم کلاس ون کے احمق نہیں ہو تو اپنے الفاظ واپس لے لو ورنہ میں سمجھوں گا تم سینکڑوں میل زمین کی حکمرانی کو ٹھکرا کر دو تین مربع گز کی سمادھی قبول کر رہے ہو۔" میں اندرونی دروازے سے ریزیڈنٹ کو آتے دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ ونود کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ چکا تھا اس میں جواب دینے کی سکت نہ تھی۔ ریزیڈنٹ نے کمرے میں قدم رکھتے ہی مسکرا کر "ہیلو ہیلو" کہا اور ونود سے ہاتھ ملایا۔ میجر واٹسن نے اٹھ کر سیلوٹ کیا۔ مجھے ڈسپلن کا ہوش نہ تھا۔ ریزیڈنٹ نے ونود اور میجر برنی کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو ونود نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "ہم جا ہی رہے تھے کہ آپ تشریف لائے اب اجازت دیجئے—— پھر کبھی حاضر ہوں گے۔" ریزیڈنٹ نے "ایز یو پلیز" کہہ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا اس نے مسکرا کر ہاتھ ملایا اور سر جھکا کر باہر نکل گیا۔ برنی نے دروازے سے نکلتے ہوئے پلٹ کر میری طرف دیکھا۔

ریزیڈنٹ نے ہمیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور سگریٹ سلگاتے ہوئے بولے۔ "میں نے اس کا ایک ایک لفظ سنا نعیم—— ویل ڈن—— اینڈ تھینک یو میجر واٹسن۔" میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ واٹسن صرف مسکرا کر رہ گئے۔ باہر موٹر اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔ واٹسن نے جھک کر کہا۔ "مجھے اپنی دعوت منسوخ ہو جانے کا خطرہ ہے سر لیکن خیر نعیم نے کمپن سیٹ کرنے کا وعدہ کر لیا ہے اس لئے زیادہ افسوس بھی نہیں۔ اب آپ سے ایک درخواست——" وہ بولتے بولتے رک گئے۔ ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کہا۔ "ویل" کہنے لگے۔ "سر آپ نے سنا ہو گا ونود کمار نعیم کو قتل کی دھمکی دے کر گیا ہے۔ کیا ہم اس کو گرفتار نہیں کر سکتے—— میرا مطلب ہے ہزایکسی لنسی سے وائرلیس پر اجازت حاصل کر کے؟"

ریزیڈنٹ نے سگریٹ کا کش لے کر آنکھیں بند کر لیں۔ میں نے انہیں سوچتے دیکھ کر کہا۔ "نو سر" انہوں نے آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا۔ میں آگے چلا۔ "ہزایکسی لنسی نے مجھے یہاں آنے کی اجازت دیتے ہوئے کہا تھا کہ اگر کوئی پرابلم کھڑا کیا تو خود کو تنہا پاؤ گے—— اور یہ پرابلم نہیں بلکہ بہت بڑا پرابلم ہے—— اس لئے——"

"نیور مائنڈ۔" ریزیڈنٹ نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں جیمس سے کہوں گا۔ "ونود کمار نے میرے بنگلے پر آ کر بلا اشتعال دلائے نعیم کو قتل کی دھمکی دی۔ میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ صرف ہزہائی نس کو ٹیلی فون پر تمام باتیں بتا کر ونود کو وراثت سے محروم کر دینے کا حکم دے سکتے ہیں۔" مسکرا کر بولے۔ "خوب کیپٹن یہ تو شاید پرابلم ہی نہیں ہے۔" میں نے کہا۔ "پھر اس طرح نظر انداز کر دیجئے جیسے آپ کچھ جانتے ہی نہیں ہیں—— میں آج بمبئی واپس جا رہا ہوں۔"

واٹسن نے تیز نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یعنی وار ڈرا کر رہے ہو محاذ جنگ سے—— میں سینئر آفیسر کی حیثیت سے تمہیں شوٹ نہیں کر دوں گا۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میں بصد معذرت اپنا آخری جملہ واپس لیتا ہوں۔" ریزیڈنٹ مسکرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ریڈنگ روم کی طرف چل دیئے۔ میں نے گھڑی پر نظر ڈالی ساڑھے گیارہ بج چکے تھے۔ واٹسن نے سگریٹ ایش ٹرے میں رگڑتے ہوئے کہا۔ "کوئی اور بھی اپائنٹ منٹ ہے کیا؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "نہیں چلئے ایک ٹیلی فون کال کے سوا کوئی کام نہیں۔" وہ اٹھ کر میرے ساتھ ہو لئے۔ دروازے سے نکلتے ہی کہنے لگے۔ کیپٹن میں اپنے بنگلے جا رہا ہوں۔ ہاورڈ کو فون کر دینا کہ دعوت منسوخ کر دی گئی ہے۔ ایک بجے تمہارے ساتھ یہیں کھانا ہو گا۔"

میں نے کہا۔ "بہتر ہے آپ بھی آئیں گے نا؟" مسکرا کر شیور کہتے ہوئے اپنے بنگلے کی طرف چل دیئے میں نے انہیں سیلوٹ کیا اور اپنی قیام گاہ کی طرف چل دیا۔

برآمدے میں پہنچتے ہی اردلی نے سیلوٹ کر کے کہا—— "سر کیپٹن ہاورڈ نے ٹیلی فون——" میں نے کہا۔ "سمجھ گیا—— انہیں جا کر کہہ دو ایک بجے یہیں کھانا کھائیں گے۔" کہنے لگا۔ "بہتر ہے کھانا میس سے آئے گا نا۔" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "تین آفیسرز اور ایک اردلی کا—— ابھی کہہ دینا۔" وہ "بہتر ہے سر" کہہ کر روانہ ہو گیا۔ میں نے کمرے میں آ کر سادھنا دیوی کا نمبر ڈائل کیا۔ کافی انتظار کرنے کے بعد ریسیور اٹھایا گیا اور آواز آئی۔ "جی سادھنا۔" میں نے کہا۔ "دیدی—— آداب عرض——" چونک کر بولیں۔ "ارے نعیم تم—— کہاں سے بول رہے ہو؟" میں نے کہا۔ "برٹش کیمپ سے دیدی۔ یشو کہاں ہیں—— کشل تو ہیں نا؟" بولی "کشل ہیں—— مجھے ساوتری سے تمہارے متعلق معلوم ہوا تھا۔" میں نے کہا۔ "کس وقت تشریف لا سکتی ہیں آپ اور

یشو؟" کہنے لگی۔ "مشکل ہے نعیم ــــ لیکن کوشش کروں گی ــــ شام تک کسی وقت ــــ تمہیں یہاں کے حالات ــــ" میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "آپ سے زیادہ معلوم ہیں دیدی ــــ میں رات کے دس بجے سے صبح کے چھ بجے تک راج محل میں ہزہائی نس کا مہمان تھا ــــ پرمیلا نے آپ کو نہیں بتایا۔" بولیں۔ "نہیں۔" یشو کو بتایا ہو تو معلوم نہیں۔" میں نے کہا۔ "شاید نہیں بتا سکی ــــ ورنہ یشو آپ سے ضرور کہتی ــــ خیر آپ اس کو بلا کر کہیں کہ نعیم نے جال توڑ دیا ہے اور دعوت میں جانے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ آپ کو سب کچھ بتا دے گی۔ پلیز دیدی آپ اور یشو شام کو ضرور آئیں ــــ آداب عرض ــــ" میں نے ان کے سوالات سے بچنے کے لئے سلام کرتے ہی ریسیور رکھ دیا اور سگریٹ سلگا کر آرام چیئر پر دراز ہو گیا۔

موٹر کا ہارن کر میں کرسی سے اٹھا اور کھڑکی کی طرف جانے لگا تھا کہ اردلی اندر داخل ہوا اور کہنے لگا۔ "سر کوئی لیڈی آپ سے ملنے آئی ہے۔" میں اس کے ساتھ باہر نکل کر برآمدے میں آیا۔ رالز کے قریب ہی ہرہائی نس کی گاڑی کھڑی ہوئی تھی اور شیم کھڑکی سے سر نکالے اسی طرف دیکھ رہی تھی۔ میں نے قریب پہنچ کر آداب عرض کہا تو مسکرا کر کہنے لگی۔ "کیپٹن ہم سے کوئی خطا سرزد ہو گئی کیا؟" میں نے اس کے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر کہا۔ "نہیں شیم تمہاری کسی بات کو خطا سمجھنے سے بڑی خطا میرے لئے کوئی نہیں ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ تمہاری حویلی پلاسی کا میدان جنگ بن جائے۔" مسکرا کر بولی۔ "خاک نہیں سمجھی سوائے اس کے کہ تم نے خطاؤں کا ڈھیر لگا دیا۔"

"عرض کرتا ہوں۔" میں نے کہا۔ "ونود کمار مجھے قتل کی دھمکی دے کر گئے ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ میں دوپہر کو آپ کے ہاں کھانا کھانے جا رہا ہوں ــــ وہ مجھے تو خیر کیا چھو سکیں گے ــــ لیکن آپ کے اور آپ کے والد محترم کے لئے یہ دعوت اتنی بڑی عداوت بن جائے گی کہ ــــ آپ تصور نہیں کر سکتیں۔"

باپ کی ذلت کے خیال نے اس کو خوف زدہ کر دیا۔ سہمی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔ "پھر اب ــــ میرا مطلب ہے تم کس وقت مل سکو گے؟" میں نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "کسی بھی وقت کہیں بھی آپ کے مکان کے سوا ــــ" اس نے میرا ہاتھ تھام کر کہا۔ "وعدہ؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "وعدہ ــــ آنے سے پہلے ٹیلیفون سے اطلاع دینا۔" اس نے مسکرا کر "اوکے" کہا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ میں نے کوارٹر گارڈ کی طرف سے ہاورڈ کو آتے دیکھا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔

تین بجے کے قریب جبکہ میں واٹسن اور ہاورڈ کے ساتھ کھانا کھانے کے بعد ان سے پیچھا چھڑا کر سونے جا رہا تھا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی میں نے ریسیور اٹھا کر "ہیلو" کہا۔

دوسری طرف سے ریزیڈنٹ کی آواز آئی۔ "کیپٹن بمبئی سے تمہارے لئے ایک ارجنٹ میسج ہے پانچ منٹ میں میرے پاس پہنچ جاؤ۔" میں نے "بہتر ہے سر" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور پیک کیپ سر پر رکھ کر باہر نکل گیا۔

ریزیڈنٹ ملاقات کے کمرے میں تنہا بیٹھے ہوئے پائپ پی رہے تھے۔ میں نے سلیوٹ کیا تو مسکرا کر بولے۔ "سوری گلیمر بوائے تمہیں اپنے تمام اپائنٹ منٹ کینسل کر کے فوراً" بمبئی روانہ ہو جانا ہے۔ مسٹر ولسن کل صبح آٹھ بجے تمہیں اپنے بنگلے پر حاضر دیکھنا چاہتے ہیں۔" میں نے ان کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ایز یو پلیز سر" میرے لہجے سے متاثر ہو کر بولے۔ "سٹ ڈاؤن کیپٹن۔" میں نے "تھینک یو سر" کہہ کر کوٹ کی جیب سے کرنل پاپا کا خط نکال کر ان کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "زحمت کی معافی چاہتا ہوں سر یہ خط رالز کی ڈلیوری کے متعلق ہے ــــ رالز آج ہی ایچ ایچ شردھام کو بھجوا دیجئے۔" انہوں نے خط لوٹاتے ہوئے کہا "نہیں کیپٹن ایسی کوئی ٹرین نہیں جو تمہیں بروقت بمبئی پہنچا سکے تمہیں شردھام کی کار میں بمبئی جانا ہے ــــ مائیکل تمہیں ڈرائیو کرے گا ــــ جاؤ فوراً" تیار ہو جاؤ ــــ میں پٹرول کا انتظام کرا کے مائیکل کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔"

میں نے تھینک یو کہہ کر سلیوٹ کیا اور پلٹ کر چل دیا ــــ انہوں نے ریسیور اٹھایا اور کسی کا نمبر ڈائل کرنے لگے۔

○

شام کے پانچ بجے اپنے دوستوں سے رخصت ہو کر میں گاڑی میں سوار ہوا۔ لیفٹننٹ مائیکل ڈرائیونگ وہیل پر بیٹھا ہوا تھا اور میجر واٹسن پچھلی سیٹ پر میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ریزیڈنٹ کے بنگلے کے قریب پہنچتے ہی واٹسن نے مائیکل کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اس نے برآمدے کی سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر انجن بند کر دیا ——— ہم دروازہ کھول کر باہر نکلے اور برآمدے میں آئے۔ گارڈ نے پردہ اٹھایا اور ریزیڈنٹ مسکراتے ہوئے دروازے پر آ گئے۔ میں نے سیلوٹ کر کے کہا۔ "سر آپ کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔" مصافحہ کرتے ہوئے بولے۔ "کیپٹن یقین کرو مجھے مسٹر ولسن کے الفاظ تمہیں پہنچانے پر کوئی خوشی نہیں ہے ———" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "مائنڈ نہ کیجئے سر مجھے خوشی ہے کہ وہ ڈرا کر رہا ہوں اور میجر واٹسن شوٹ نہیں کر سکتے۔" ریزیڈنٹ نے مسکرا کر واٹسن کی طرف دیکھا اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے ——— "کیپٹن میں وعدہ کرتا ہوں کہ بہت جلد تمہیں یہاں بلاؤں گا۔" میں نے تھینک یو سر کہہ کر ان سے مصافحہ کیا اور گاڑی کی طرف بڑھا۔ میجر واٹسن نے گڈ بائی کہہ کر مصافحہ کیا اور میں گاڑی میں سوار ہو گیا۔

گیٹ سے باہر نکلتے ہی میں نے مائیکل سے کہا۔ "لیفن ہمیں صبح آٹھ بجے بمبئی پہنچنا ہے۔ دس بجے تک پہنچ جائیں تب بھی کوئی زلزلہ آنے سے رہا ——— یہ بتاؤ اگر ہم بغیر ٹھیرے چلتے رہیں تو کتنے گھنٹے میں پہنچ سکتے ہیں؟" کہنے لگا۔ "سر صرف سات گھنٹے میں۔" میں نے سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "اس کے معنی ہیں ہمارے پاس چھ سات گھنٹے کا وقت فالتو ہے ———" کہنے لگا "یقیناً سر ——— فرمایئے کیا حکم ہے؟" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "میرے دو تین اپائنٹ منٹس کینسل ہو گئے ہیں میں انہیں اطلاع دینا اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں ——— خطرے کی پروا کئے بغیر ——— بولو کیا کہتے ہو؟" اس نے گاڑی کی رفتار کم کر کے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "سر میں آپ کے ساتھ ہوں آخری سانس تک ——— کہئے کہاں چلنا ہے ——— راج محل؟" میں نے سگریٹ کیس والا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو لیفن ——— گاڑی ایک سائیڈ پر لے کر روک دو ——— میں ڈرائیو کروں گا ——— تم راستہ نہیں جانتے ———" مائیکل نے پل عبور کر کے گاڑی کھڑی کر دی اور بائیں طرف سرک گیا۔ میں نے سگریٹ اس کے ہاتھ میں دیا اور وہیل پر آ کر گاڑی اسٹارٹ کی مائیکل نے سگریٹ سلگایا ——— میں نے انٹر

سیکشن پر پہنچ کر شہر کی طرف ٹرن لیا تو مسکرا دیا۔ شائد اس کو معلوم تھا میں کہاں جا رہا ہوں۔

خان بہادر کے دولت کدے کا گیٹ کھلا ہوا تھا۔ گاڑی دروازے میں داخل ہوتے ہی پہریدار نے اٹینشن ہو کر فوجی سلام کیا میں نے گاڑی روک کر کہا۔ "چغتائی صاحب کو اطلاع دو کیپٹن نعیم ملنا چاہتے ہیں۔" کہنے لگا حضور بیگم صاحبہ اور صاحبزادی ہیں۔ نواب صاحب آپ کا انتظار کر کے راج محل چلے گئے۔" میں نے کہا۔ "بیگم صاحبہ کو میرا سلام عرض کرو ——— اور جانے سے پہلے گیٹ بند کر دو ———" پہرے دار نے آگے بڑھ کر گیٹ بند کیا اور دوڑتا ہوا اندر گیا۔ میں آہستہ آہستہ ڈرائیو کرتا ہوا پورٹیکو میں پہنچ گیا ——— تھوڑی دیر میں بیگم صاحبہ اور عظیم دو خادماؤں کے ساتھ ہال سے نکل کر سیڑھیوں کی طرف آتی دکھائی دیں۔ میں سگریٹ سلگاتا ہوا درواز کھول کر باہر نکلا اور انہیں سلام کیا۔ مسکرا کر سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولیں۔ "نعیم میں تم سے بہت ناراض تھی لیکن عظیم نے تمہاری صفائی میں جو دلائل پیش کئے ان سے میں مطمئن ہو گئی ——— گو ———" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "محترمہ آپ یقین فرمایئے مجھے خود اس عزت افزائی سے محروم رہ جانے کا کافی افسوس ہے ——— بہر کیف میں معذرت کرنے کو حاضر ہو گیا ——— اب اجازت دیجئے ——— میں ———" چونک کر بولیں۔ "کیا؟" میں نے کہا۔ "مجھے گورنر نے وائرلیس کے ذریعے فوراً بمبئی پہنچنے کا حکم دیا ہے ——— میرا آپ کی خدمت میں حاضر ہونا بھی ریزیڈنٹ کی ہدایات کے خلاف ہے۔" انہوں نے مسکرا کر میرا بازو تھام لیا اور کہنے لگیں۔ "اپنے دوست کو گاڑی سے اترنے کو کہو ——— تم شام کا کھانا کھائے بغیر نہیں جا سکتے ——— ونود کی یہ طاقت نہیں ہے کہ ہمارے مکان پر آنے کی جرات کر سکے۔" میں نے عظیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ——— "میں ونود سے نہیں اسکینڈل سے ڈرتا ہوں محترمہ ———" وہ بولیں "خیر تم اندر چلو تھوڑی دیر میں چغتائی آنے والے ہیں وہ تمہیں دیکھ کر خوش ہوں گے۔" میں نے پلٹ کر مائیکل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "لیفن انجن بند کر کے آ جاؤ ——— مسز چغتائی چائے پئے بغیر نہیں جانے دیں گی۔" مائیکل نے آٹو میٹک کا سلنگ کندھے پر ڈالا اور انجن بند کر کے باہر آ گیا ——— سیڑھیاں چڑھتے ہوئے پیک کیپ کو چھو کر گڈ ایوننگ میڈم کہا اور ہمارے ساتھ چلنے لگا ——— ڈرائنگ روم میں پہنچ کر بیگم چغتائی نے صوفے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "بیٹھیں۔" میں "شکریہ" کہہ کر بیٹھ گیا ——— معاً مجھے خیال آیا کہ کہیں وہ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ میں فارسی جانتا ہوں اور مائیکل سے راز داری برتنے کے خیال سے اسی زبان میں بولنا شروع کر دیں ——— خود ہی کہا ——— "محترمہ میں فارسی سے بے بہرہ ہوں۔" مسکرا کر بولیں ——— "خیر اردو میں بتاؤ کیا پیو گے؟ چائے یا کافی؟" میں نے مائیکل کی طرف دیکھا کہنے لگا۔ "جو

آپ پسند کریں سر۔" میں نے مسکرا کر اسی کے الفاظ دہرا دیئے۔ "جو آپ پسند فرمائیں محترمہ۔" انہوں نے ایک خادمہ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چائے تیار کر کے ڈائننگ روم میں پہنچاؤ۔" خادمہ سر جھکا کر اندر چلی گئی۔ وہ میری طرف مخاطب ہو گئیں۔ "کل ہرہائی نس سے تمہاری ملاقات ہوئی نعیم؟" میں نے اثبات میں سرہلا کر کہا "جی ——" نگاہیں جھکا کر کہنے لگیں۔ "وہ عظیم سے بہت محبت کرتی ہیں اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے تمہیں بھی ہرہائی نس اور ہزہائی نس دونوں بہت پسند کرتے ہیں۔" میں نے دائرہ تنگ ہوتے دیکھ کر الجھن محسوس کی لیکن سنبھل کر کہا۔ "پسند کرنے کی وجہ بھی آپ ضرور جانتی ہوں گی محترمہ۔" وہ سمجھ گئیں میرا اشارہ کس طرف تھا لیکن انجان بن کر کہنے لگیں۔ "کل تک کچھ معلوم نہیں تھا لیکن —— آج یقیناً جانتی ہوں —— کہ ہزہائی نس نے عظیم کو ——" وہ مائیکل کی طرف دیکھ کر بولتے بولتے رک گئیں۔ میں نے گجراتی میں کہا۔ "ہاں وہ فرما رہی تھیں کہ یہ اب ان کی بیٹی ہیں ——" مسکرا کر کہنے لگیں۔ "اس کے علاوہ اور کچھ نہیں فرمایا انہوں نے؟" میں نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ "یہ کہ ان کی شادی وہ خود کریں گی۔" بیگم چغتائی میرے اندازے سے کہیں زیادہ عقلمند نکلیں۔ میری طرف دیکھ کر مسکرائیں اور عظیم سے کہنے لگیں۔ "بے بی میرے پرس میں ہرہائی نس کا ایک لیٹر ہے نعیم کے نام —— ذرا ——" عظیم نے نفی میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ "ممّوم آپ خود زحمت ——" وہ اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے مسکرا کر اٹھیں اور "ایکسکیوزمی" کہہ کر تیزی سے اندر چل دیں —— عظیم نے مسکرا کر کہا۔ "کیا واقعی بمبئی جا رہے ہو کیپٹن؟" میں نے کہا "یہ حقیقت ہے مس چغتائی ——" اس نے چہرے سے کسی قسم کا تاثر ظاہر کئے بغیر سگریٹ ٹرے میز سے اٹھا کر میرے سامنے کر دی —— اور سوالیہ نگاہوں سے مائیکل کی طرف دیکھا۔ اس نے اثبات میں سرہلا کر کہا۔ "ان فیکٹ مس چغتائی —— اور ہمیں صبح آٹھ بجے گورنر ہاؤس میں داخل ہو جانا چاہئے۔" اس نے گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چھ بجنے والے ہیں —— تیرہ چودہ گھنٹے ہیں تو کیپٹن نعیم بمبئی جا کر واپس آ سکتے ہیں۔" مائیکل ہنس دیا۔ "کیپٹن کو لانگ جرنی میں ڈرائیو کرنے' چانس دینا ملک الموت کے ہاتھ میں ٹامی گن دینے کے مترادف ہے مس چغتائی اور میں بمبئی پہنچنے تک ان کا ہی نہیں اپنا بھی باڈی گارڈ ہوں۔" عظیم اس کے انداز بیان پر کھلکھلا کر ہنس دی۔ میں نے سگریٹ سلگا کر سگریٹ کیس مائیکل کو دیتے ہوئے کہا۔ "عظیم یہ باڈی گارڈ ہی نہیں شاعر بھی ہے —— میں اتنا بڑا ڈرائیور نہیں ہوں جتنا یہ ثابت کرنا چاہتا ہے۔ ارے یہ بیگم صاحبہ کہیں ہرہائی نس سے خط لینے تو نہیں چلی گئیں؟" وہ پھر ہنس دی اور اٹھتی ہوئی کہنے لگی —— "دیکھتی ہوں۔" میں نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خط کی ضرورت نہیں عظیم زبانی بتا دو کیا لکھا ہے؟" وہ بیٹھ گئی اور نظریں جھکا کر بولی۔ "میں نے جس خط کو

ہاتھ لگانا پسند نہیں کیا اس کے کانٹینٹس بتانا کیسے گوارا کر سکتی ہوں۔" میں "رائٹ" کہہ کر مائیکل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ عظیم اٹھ کر چلنے لگی۔ مائیکل نے اندرونی دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن مسز چغتائی دروازے پر کھڑی ہیں۔ شاید آپ سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتی ہیں۔" میں نے پلٹ کر دیکھا اور اٹھ کر ان کے پاس پہنچا۔ کہنے لگیں۔ "نعیم اندر چلو ہرہائی نس ٹیلیفون پر تم سے بات کرنا چاہتی ہیں۔" میں "بہتر ہے" کہہ کر ان کے ساتھ چل دیا۔ میری زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ میں ہرہائی نس سے فون پر بات کرنے جا رہا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ جو کچھ وہ کہنا چاہتی تھیں مجھے معلوم تھا۔ دیکھنا صرف یہ تھا کہ کس انداز میں کہنا چاہتی ہیں —— لائبریری میں پہنچتے ہی بیگم چغتائی نے ریسیور اٹھا کر میرے ہاتھوں میں دے دیا۔ میں نے ماؤتھ پیس میں "ہیلو نعیم" کہہ کر ریسیور کان سے لگایا اور آواز پہچاننے کے لئے پوری توجہ سے سننے لگا۔ میں نے اپنے لہجے سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی۔ جیسے مجھے ابھی تک معلوم نہیں تھا کہ میں کس سے مخاطب ہوں۔ دوسری طرف سے ہرہائی نس نے اپنا نام بتایا تو میں نے آداب عرض کرتے ہوئے کہا "ارشاد یور ہائی نس ——" بولیں۔ "تم بمبئی جا رہے ہو ٹائیگر؟" میں نے کہا۔ "جی یور ہائی نس ونود کمار کی مہربانی سے —— معلوم تو ہو گیا ہو گا آپ کو؟" کہنے لگیں۔ "معلوم ہو گیا ٹائیگر وہ ریاست کو تباہی کی طرف لے جا رہا ہے —— ہزہائی نس نے اس کو صاف الفاظ میں سمجھا دیا تھا کہ نعیم اب معمولی کیپٹن نہیں ایکسی لنسیز کا چہیتا بیٹا ہے لہٰذا ——"
میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "یور ہائی نس نعیم ان سے پہلے آپ کا بیٹا ہے۔ آپ کی' ہزہائی نس کی اور ولاس پور اسٹیٹ کی سلامتی اس کا مقصد حیات ہے۔ یقین فرمایئے ونود کمار اپنی ذات کے سوا کسی کو تباہ نہیں کریں گے ——" وہ بولیں۔ "ٹائیگر ہم تم سے یہی توقع رکھتے ہیں —— اچھا اب میں تم سے ایک خالص ذاتی نوعیت کا سوال کرنا چاہتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ عظیم جس کو ہم تمہارے لئے پسند کر چکے ہیں —— تمہارے خیال میں کیسی ہے؟" میں نے دروازے پر کھڑی ہوئی بیگم چغتائی پر سرسری نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "یور ہائی نس کیا میں بصد ادب آپ سے یہ دریافت کر سکتا ہوں کہ آپ کو نعیم پر یہ شک کیسے ہوا کہ وہ عہد شکنی بھی کر سکتا ہے؟" دوسری طرف خاموشی طاری ہو گئی۔ میں نے ایک ہاتھ سے ریسیور سنبھالتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے سگریٹ نکال کر سلگایا اور کش لے کر کہا۔ "یور ہائی نس؟" افسردہ لہجے میں بولیں۔ "نعیم اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں —— ہم صرف تمہیں سربلند دیکھنا چاہتے ہیں —— یہ تمہارے لئے بہت بڑا —— حادثہ ہو سکتا ہے۔" میں نے ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "یور ہائی نس —— آپ نے تصویر کا ایک رخ قطعی نظر انداز کر دیا۔" وہ کوئی جواب نہ دے سکیں بمشکل کہہ سکیں۔ "اوکے ٹائیگر اگر تم اسے حادثہ سمجھتے ہو تو میں تمہیں مجبور نہیں کروں گی لیکن بیگم چغتائی کو

کس طرح مطمئن کرو گے؟ وہ اس کو اپنی توہین سمجھیں گی۔" میں نے کہا۔ "آپ پریشان نہ ہوں۔ یورہائی نس —— آداب عرض۔" میں نے ریسیور رکھ دیا بیگم چغتائی نے آگے بڑھ کر مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کیا فرما رہی تھیں؟" میں نے سر جھکا کر کہا —— "محترمہ وہ مجھے سہرا باندھے ہوئے دیکھنا چاہتی ہیں ——" میں نے کہا۔ "یورہائی نس یہ تو بہت بڑا حادثہ ہو گا۔" بیگم چغتائی نے مسکرا کر کہا۔ "خدا نہ کرے کیسا حادثہ؟" میں نے کہا۔ "محترمہ میں ہفتے عشرے میں لڑائی پر جانے والا ہوں میرے اور موت کے درمیان ایک گولی کا فاصلہ ہو گا جو کسی بھی وقت ختم ہو سکتا ہے —— ایسی صورت میں کیا مجھے قبول کرنے والی بد نصیب لڑکی کے لئے یہ ایک تباہ کن حادثہ نہ ہو گا —— یقین فرمایئے مجھے کسی بے گناہ لڑکی سے ایسی دشمنی نہیں ہے۔" انہوں نے "خدا نہ کرے" کہہ کر سر جھکا لیا۔ میں نے دروازے کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "محترمہ میں آپ کی محبت اور عزت افزائی کا بے حد ممنون ہوں —— لیکن صحیح صورت حال یہ ہے جو میں نے آپ سے عرض کر دی۔" انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی کی دعائیں دیں اور ڈرائنگ روم میں پہنچ کر صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بیٹے مجھے خدا کی ذات سے امید ہے تم جنگ سے بہت بڑا عہدہ لے کر ساتھ خیرت کے واپس آؤ گے —— ہمیں بھی اتنی جلدی نہیں ہے شمیم ایم بی بی ایس کے آخری سال میں ہے —— ایک سال تو اس کی تعلیم میں ہی باقی ہے —— شمیم ——! غنچے سے کہو پانچ اشرفیاں سبز مخمل کی چوڑی سی پٹی میں سی کر لے آئے —— تمہیں اپنے ہاتھ سے نعیم کو امام ضامن باندھنا ہے۔" شمیم سر جھکا کر چل دی —— میں سر جھکا کر دل ہی دل میں اپنی شکست تسلیم کرنے لگا —— بیگم چغتائی بلا کی ذہین عورت تھیں۔ انہوں نے میرے انکار کو اس خوبصورت سے اقرار میں تبدیل کر لیا تھا کہ میرے لئے پسپائی کی تمام راہیں مسدود ہو کر رہ گئیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ میرے جاتے ہی وہ ہرہائی نس کو اپنی کامیابی پر مبارک باد پیش کریں گی۔ یہ اور بات ہے کہ وہ میرے الفاظ کی روشنی میں ان کا یقین کرنے کے بجائے ان کی غلط فہمی پر ہنسنے لگیں۔ مجھے خاموش دیکھ کر بیگم صاحبہ نے پہلو بدلا اور چونک کر بولیں۔ "ارے تمہارا لفٹیننٹ تو اکیلا بیٹھا ہے نعیم آؤ اسے ڈائننگ روم میں بلائیں۔ چائے لگا دی گئی ہو گی۔" میں اٹھ کر ان کے ساتھ چل دیا —— ایک خادمہ نے اطلاع دی کہ چغتائی صاحب آ چکے ہیں اور مہمان کے ساتھ ڈائننگ روم میں بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے ہیں۔ بیگم صاحبہ نے میری طرف دیکھا اور ڈائننگ روم کی طرف گھوم گئیں۔

میں نے چغتائی صاحب کو سلام کیا اور انہوں نے اٹھ کر مصافحہ کیا۔ بیگم صاحبہ نے انہیں بتایا کہ نعیم بمبئی جا رہا ہے۔ چند جملوں کے تبادلہ کے بعد میں نے اٹھ کر اجازت طلب کی تو چغتائی صاحب بولے۔ "ٹھیک ہے نعیم! بہرکیف جلد آنے کی کوشش کرنا۔" بیگم

صاحبہ نے شمیم کی طرف دیکھا۔ اس آگے بڑھ کر میرے بازو پر امام ضامن باندھ دیا۔ میں نے شکریہ ادا کیا اور مائیکل کی طرف دیکھا۔ بیگم اور چغتائی صاحب نے ڈرائنگ روم میں آتے ہی خدا حافظ کہہ کر رخصت کیا —— شمیم کار تک پہنچانے آئی۔ میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا تو کھڑکی سے جھانک کر کہنے لگی۔ "نعیم آج سے میں تمہیں اپنا سہاگ ماننے لگی ہوں اس کی حفاظت کرنا ڈارلنگ۔" میں اس کو چومنا چاہتا تھا لیکن اس کے جذباتی الفاظ سن کر ارادہ بدل دیا۔ اب اس کو چومنا سہاگ کی توہین کر دینے کے مترادف تھا۔ مسکرا کر خدا حافظ کہا اور اس کے رخسار پر ہاتھ پھرا کر رہ گیا —— مائیکل نے "خدا حافظ" سن کر گڈ نائٹ میڈم کہا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

گیٹ سے باہر نکلتے ہی میں نے بازو سے پٹی کھولی اور کوٹ کی جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ "مائیکل ڈنر کہاں کھانے کا ارادہ ہے؟" ڈیش بورڈ مرر ایڈ جسٹ کر کے کہنے لگا۔ "یہاں سے روانگی پر منحصر ہے سر اب کہیں اور تو ——" میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا —— "راج محل جانا ہے —— میجر دلیش مکھ کے بنگلے —— لیکن تم نہیں جاؤ گے —— کار بھی نہیں جائے گی۔" تیزی سے پلٹ کر دیکھتے ہوئے بولا۔ "سوری سر —— یہ میرے لئے ممکن نہیں ہے —— کیا آپ ٹیلیفون پر بات نہیں کر سکتے؟" میں نے شیشے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مائیکل تم میرے متعلق اتنا جانتے ہو کہ اب تم سے کچھ چھپانا بیکار ہے —— میں دو مرتبہ یہاں آیا لیکن جس سے ملنے آیا تھا اسکی ایک جھلک بھی نہ دیکھ سکا۔ کیا ایک دوست کی حیثیت سے تمہیں میرا دل ٹوٹ جانے کا کوئی احساس نہیں؟" کہنے لگا "تو سر مجھے معلوم ہے کہ —— اف یو ڈونٹ مائنڈ سر —— آپ کا دل شاک پروف میٹریل کا بنا ہوا ہے —— اگر ٹوٹنے پھوٹنے والا ہوتا تو مائیکر واسکوپک ذروں میں تقسیم ہو چکا ہوتا —— پچھلے سال۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ یو آر ڈیولش مائیکل —— اوکے —— شہر سے نکلو اور اتنی تیزی سے نکلو کہ میں پیچھے پلٹ کر نہ دیکھ سکوں —— صرف یہ وعدہ کرو کہ اگر راستے میں میرا ہارٹ فیل ہو جائے تو مجھے ولاس پور واپس نہیں لاؤ گے۔ اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور سگریٹ والا ہاتھ جھٹک کر کہنے لگا "سر میں سوچ رہا ہوں کہ آپ کے لئے راج محل میں داخل ہو کر فیس ٹو فیس بات کرنا تو ممکن نہیں —— زیادہ سے زیادہ میجر —— وہاٹ مکھ ——؟" "میجر دلیش مکھ۔" میں نے اس کو پرامپٹ کیا —— مسکرا کر بولا۔ "یس سر —— آپ میجر دلیش مکھ کے بنگلے سے ٹیلیفون ——" میں نے اس کا عندیہ سمجھ کر کہا۔ دیٹس رائٹ پال —— تمہارا خیال صحیح ہے —— جب فون ہی استعمال کرنا ہے تو کہیں سے بھی کیا جا سکتا ہے —— میں خواہ مخواہ شیر کی کچھار میں —— اوکے قریبی ٹیلیفون بوتھ بتاؤ ——" کہنے لگا۔ "پوسٹ آفس —— ریلوے اسٹیشن —— پولیس اسٹیشن ——" میں نے ہنس کر کہا۔ "پال اب

تم اپنے اوریجنل فارم میں آ گئے ـــــ اب تک جو ذہانت کی باتیں کیں وہ شاید میجر وانسن کے لیکچروں سے ماخوذ تھیں۔" مائیکل مسکرا دیا۔ "آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں سر ان تینوں مقامات میں سے ایک بھی ٹیلیفون کرنے کے لئے مناسب نہیں۔" میں نے پاور ہاؤس کو جانے والی طرف ٹرن لیا۔ اس نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا۔ کہنے لگا "یہ ٹھیک ہے سر افسوس مجھے اس کا خیال نہیں آیا۔ خیر ایک کیپٹن ایکسی لنسی اور سیکنڈ لیفن کے دماغ میں کچھ فرق تو ہونا ہی چاہئے ـــــ" "ہشت۔" میں نے قریب قریب چیخ کر کہا۔ "فلیٹری اچھا آرٹ نہیں ہے پال۔" وہ "سوری۔" کہہ کر معذرت طلب نگاہوں سے دیکھنے لگا ـــــ میں نے ایک اور ٹرن لیا مسکرا کر بولا۔ "سر وہ آپ کے بازو پر بندھا ہوا گرین بیج کہاں گیا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "وہ بیج نہیں تھا لیفن ـــــ یہ دوسری غلطی کر رہے ہو ـــــ یہ تمام حادثات سے محفوظ رکھنے والی بیش قیمت چیز ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "بیش قیمت سر؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "تقریباً" پانچ پاؤنڈ ـــــ" وہ منہ پھرا کر ہنسنے لگا میں نے اس کو یقین دلانے کی کوشش بھی نہ کی۔

پاور ہاؤس آ چکا تھا۔ گیٹ سے داخل ہوتے ہی چند قدم پر دفتر تھا۔ چبوترے کے قریب پہنچ کر میں نے گاڑی روک کے انجن بند کیا اور دونوں گاڑی سے نکل کر دفتر کے کمرے میں داخل ہوئے۔ ٹائم کیپر نے اٹھ کر سلام کیا۔ مائیکل نے سلام کا جواب دے کر کہا۔ "کیپٹن صاحب برٹش کیمپ فون کرنا چاہتے ہیں۔" کلرک نے فورمین کے ٹیبل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ـــــ "بڑے شوق سے صاحب بہادر۔" مائیکل نے ایک کرسی گھسیٹ کر میز کے قریب کر دی اور کلرک کو ساتھ لے کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ میں نے سادھنا دیوی کا نمبر ڈائل کیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے لگی بجتی رہی میں نے اکتا کر جیب سے سگریٹ نکالا اور سلگا کر کش لگانے لگا۔ گھنٹی بج رہی تھی۔ جواب دینے والا کوئی نہ تھا۔ مجھے مایوسی ہونے لگی لیکن اس خیال سے کہ کھانے کا وقت ہے ممکن ہے ڈائننگ روم میں ہوں۔ چند سیکنڈ انتظار کیا۔ آخر کسی نے ریسیور اٹھایا اور مردانہ آواز میں "ہیلو" کہا ـــــ یہ میری توقع کے خلاف تھا۔ سادھنا دیوی کا اپارٹمنٹ جو ریسیور گن کی کٹیا کی حیثیت رکھتا تھا۔ جہاں جاتے ہوئے تمام راجکمار کانپتے تھے۔ پھر یہ "ہیلو" کہنے والا کون ہو سکتا تھا۔ بہر کیف کوئی تھا۔ میں نے خود کو سنبھال کر کہا۔ "آئی وانٹ ٹو ہیو اے ورڈ ود پرنس سادھنا ـــــ" دوسری طرف سے یہ آواز آئی۔ "مے آئی نو ہواز ـــــ" میں نے اس کی آواز پہچاننے میں ناکام ہو کر جملہ پورا ہونے سے پہلے کہا۔ "کرنل شیفیلڈ فرام برٹش ریزیڈنسی۔" اس نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ "کرنل شیفیلڈ؟" میں نے یہ نام پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔" میں نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "نیور مائنڈ ـــــ سادھنا دیوی نے سنا ہے۔ وہ میری بڑی بہن ہیں ـــــ" بولنے والا "ہولڈ آن پلیز" کہہ کر چل دیا۔ اس کی آواز پرنس ونود کی

آواز ہرگز نہ تھی۔ مجھے خطرہ صرف یہ تھا کہ کہیں سادھنا دیوی کرنل شیفیلڈ کا نام سن کر یہ نہ کہہ دیں "کون شیفلڈ؟" کیوں کہ اس نام کا کوئی کرنل ریزیڈنسی میں نہ تھا ـــــ چند سیکنڈ کے تعطل کے بعد سادھنا کی آواز آئی "ہیلو شیفلیڈ کیسے یاد کیا؟" میں نے ان کے لہجے میں شفقت کا عنصر پا کر اطمینان کا سانس لیا اور نیچی آواز میں کہا۔ "پالاگن' دیدی ـــــ یشو کہاں ہیں اس وقت؟" کہنے لگیں ـــــ "تھوڑی دیر پہلے ہرہائی نس نے بلایا تھا انہیں ـــــ وہیں ہونگی۔" میں نے کہا۔ "میں بمبئی جا رہا ہوں دیدی ـــــ بلکہ یہ سمجھئے دو تین گھنٹے پہلے کیمپ سے نکل چکا ہوں۔ کیا آپ ـــــ" جملہ ختم ہونے سے پہلے بولیں۔ "چغتائی کے ہاں پہنچ جاؤ نعیم ـــــ ہم نو بجے سے پہلے ـــــ" میں نے متعجب ہو کر کہا۔ "آہ دیدی آپ کو تو کچھ بھی معلوم نہیں ـــــ میرے یہاں سے بھاگنے کا سبب ہی نعیم ہے ـــــ میں اس وقت پاور ہاؤس سے بول رہا ہوں ـــــ آپ اسی طرف شہر سے باہر آ جائیں ـــــ پلیز دیدی ـــــ یہ بہت ضروری ہے میں اگر آپ سے ملے بغیر چلا گیا تو ایسی غلط فہمیاں پیدا ہو جائیں گی کہ ـــــ بولیں ـــــ "اونہوں ـــــ نہیں ہونگی پرمیلا نے مجھے اور یشو کو بہت کچھ بتا دیا ہے۔ دراصل میں نے تمہیں آزمانے کے لئے چغتائی کا نام لیا تھا۔ خیر میں یشودھرا کے ساتھ آ رہی ہوں ـــــ اور اگر وہ نہ آ سکی تو میں اکیلی آؤں گی تم انتظار کرو ـــــ" میں نے "نمستے دیدی" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور باہر نکل کر کلرک کا شکریہ ادا کیا۔ مائیکل نے آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور دونوں سوار ہو کر چل دیئے ـــــ میں نے دروازے سے باہر نکلتے ہی مائیکل کی طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا۔ "پال آج پھر ریسٹ ہاؤس جیسا چانس پیدا ہو رہا ہے ـــــ" اس نے مسکرا کر میرے چہرے پر نظر ڈالی اور کہنے لگا۔ "سر یہاں ہم ہر صورت حال کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ راج محل میں بھی کر سکتے ہیں اگر آپ اعلانیہ جانے کو تیار ہوتے ـــــ لیکن جس انداز میں آپ مجھے باہر چھوڑ کر تنہا جانا چاہتے تھے وہ میرے لئے ناقابل عمل تھا ـــــ" میں نے ایک ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "مجھے تمہاری وفاداری پر پورا یقین ہے مائیکل ـــــ لیکن وہ صورت حال ابھی برقرار ہے اور اگر وہ کسی وجہ سے نو بجے تک نہ پہنچ سکیں تو پھر ہمیں ـــــ یہ جگہ کیسی رہے گی؟" میں نے پاور ہاؤس کی حدود سے نکل کر انٹر سیکشن پر آتے ہی گاڑی روک دی مائیکل نے کہا۔ "ٹھیک ہے کیپٹن ـــــ" میں نے انجن بند کر کے لائٹ آف کر دی اور سگریٹ نکال کر سلگایا اور مائیکل کو دیا ـــــ وہ سگریٹ سلگا کر آگے چلا۔ "آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ میں سمجھ گیا ـــــ اگر ہمیں راج محل جانا پڑا تو ـــــ آپ کسی بھی راستے سے جائیں میں صدر دروازے سے گاڑی لے کر اندر داخل ہو جاؤں گا اور گارڈ سے میجر دلیش مکھ کے متعلق اتنی دیر رک کر سوالات کروں گا کہ انہیں اچھی طرح گاڑی کا اندرونی حصہ دیکھنے کا موقع مل جائے۔" میں نے کہا ـــــ "ٹھیک ہے مائیکل ـــــ میں تمہیں میجر

کے بنگلے پر ہی ملوں گا۔" مائیکل نے سگریٹ کا کش لیا اور "اوکے" کہہ کر خاموش ہو گیا۔

نو بجے تک خاموشی سے انتظار کرنے کے بعد میں نے ڈیش بورڈ لیمپ روشن کرتے ہوئے مائیکل کی طرف دیکھا۔ کہنے لگا "چلیئے سر——" میں نے سوئچ آن کر کے سیلف اسٹارٹر پر پیر رکھ دیا۔ انجن جاگ اٹھا۔ گیئر لگاتے ہی گاڑی فرانٹے بھرنے لگی۔ چند منٹ میں ہم راج محل کے جنوبی حصے میں ریاست کی آرمی لائنز کو جانے والی سڑک پر جنگلے کے قریب تھے میں نے گاڑی کو روک کر دروازہ کھولا اور باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "خداحافظ پال۔" مائیکل نے خدا حافظ کہہ کر وہیل سنبھالا اور دروازہ بند کر کے روانہ ہو گیا۔ میں نے گرد و پیش پر نظر ڈال کر دیکھا سڑک سنسان پڑی تھی۔ جنگلے کے قریب جا کر ایک درخت کی آڑ سے راج محل کے اندرونی حصے کا جائزہ لیا اور چند منٹ ہر طرف سے اطمینان کر لینے کے دونوں ہاتھوں سے جنگلے کا بالائی حصہ تھام کر چھلانگ لگائی اور دوسری طرف کود گیا۔ ایک جھاڑی کی آڑ میں تھوڑی دیر رک کر روشوں کی طرف بڑھا اور ہر طرف سناٹا دیکھ کر دونوں ہاتھ پتلون کی جیبوں میں ڈال کر ٹہلتا ٹہلتا بنگلوں کی طرف چلنے لگا—— ایک لائن کے درمیان سے گزرتے ہوئے ایک عورت سامنے آتی ہوئی دکھائی دی۔ میں نے کوٹ کی جیب سے سگریٹ اور لائٹر نکالا اور جب وہ قریب پہنچی تو سگریٹ ہونٹوں میں دبا کر لائیٹر جلایا اور دونوں ہاتھوں سے آڑ کر کے سگریٹ سلگاتا ہوا آگے بڑھا۔ عورت سر جھکا کر میری طرف دیکھے بغیر گزر گئی۔ دو تین بنگلوں کے درمیان گزرنے کے بعد میں میجر دلیش مکھ کے بنگلے کے عقبی دروازے پر پہنچا اور آہستہ آہستہ کھٹکھٹانے لگا۔ تھوڑی دیر میں پرب نے دروازے کے قریب آتے ہوئے کہا—— "کون؟" میں نے مرہٹی زبان میں کہا۔ "دروازہ کھولو پرب۔" اس نے میری آواز پہچان کر "اوہ—— صاحب بہادر۔" کہتے ہوئے بولٹ سرکا کر دروازہ کھول دیا۔ میں نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "کیسے ہو پرب؟" اس نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کی دیا درشتی ہے صاحب بہادر——" آیئے میجر صاحب تو شری حضور کے پاس گئے ہوں گے۔" میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ لگا کر چلتے ہوئے کہا۔ "کوئی بات نہیں میں تھوڑی دیر انتظار کر سکتا ہوں۔" اس نے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول دیا۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ اس نے لائٹ کرتے ہوئے کہا۔ "چائے پئیں گے یا کافی؟ یا کچھ اور؟" میں نے کرسی پر بیٹھ کر سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "کافی——" وہ سر جھکا کر باہر نکل گیا۔ میں نے ریسیور اٹھا کر سادھنا دیوی کا نمبر ڈائل کیا۔ پہلی گھنٹی پر ریسیور اٹھا لیا گیا اور آواز آئی۔ "سادھنا۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "دیدی اب کہیں جانے کی زحمت نہ کریں میں یہاں پہنچ گیا ہوں یشو کہاں ہیں؟" کہنے لگیں۔ "ابھی تک ہزہائی نس کے ساتھ ہیں—— میں دو مرتبہ بلا چکی ہوں لیکن نہیں آ سکیں ایسا معلوم ہوتا ہے چترا وہاں پہنچ گئی—— سنو تم کہاں ہو اس وقت؟" میں نے آہستہ سے کہا۔ "ڈیڈی کے سوا کون پناہ دے سکتا ہے ہمیں دیدی رانی—— خیر تھوڑی دیر میں میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔ آپ یشودھرا سے کہہ دیں۔ ہمیں ستر سال کی عمر ہونے تک ایک دوسرے کا انتظار کرنا ہے۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "افسوس میں اس ہنر ملن کا حسین منظر دیکھنے کے لئے شاید ہی زندہ رہ سکوں—— کیا تم اپنے پروگرام کو چالیس پچاس سال آگے پیچھے نہیں کر سکتے؟" مجھے ان کی برجستگی پر ہنسی آ گئی۔ "کرنا پڑیگا دیدی۔" میں نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ "لیکن صورت حال یہ ہے——" میں نے شمیم کا تمام قصہ سنا دیا۔ بولیں۔ "شکریہ نعیم—— کہہ دوں گی—— اب زیادہ نہ ٹھہرو—— خدا حافظ——" میں نے مرے ہوئے لہجے میں "خدا حافظ دیدی" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور دروازے پر آ کر پرب کو آواز دی۔ وہ کافی کی ٹرے لے کر کچن سے نکلا اور میز پر رکھ کر جانے لگا۔ میں نے اس کو روک کر کہا۔ "ڈیڈی کو نہیں بلا سکتے کسی طرح؟" کہنے لگا۔ "صاحب وہ کھانا کھا کر نہیں گئے بس آتے ہی ہوں گے۔" میں نے "اوکے" کہہ کر کافی پاٹ اٹھایا۔ اسی وقت دروازے پر کار رکنے کی آواز آئی۔ میں نے پرب کی طرف دیکھ کر کہا۔ "دروازہ کھول کر دیکھو اگر گاڑی رالز ہے اور اس میں ایک لیفٹننٹ بیٹھا ہے تو اسے اندر لے آنا ور اس کے علاوہ کوئی اور ہو تو ٹرخا دینا۔" وہ سر جھکا کر چل دیا—— میں نے پیالی میں کافی انڈیلی اور چسکیاں لینے لگا۔ سگریٹ سلگا رہا تھا کہ مائیکل اور میجر دلیش مکھ مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے میں نے اٹھ کر سلام کیا—— بولے۔ "مجھے افسوس ہے کیپٹن آج آئے تو میں غیر متوقع الجھن میں پھنسا ہوا تھا—— میری وجہ سے لیفن مائیکل بھی دیر سے پہنچے—— خیر بیٹھو' آج ساتھ کھانا کھائیں گے۔" میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوتے کہا—— "سر ہم دونوں کھانا کھا چکے ہیں—— کافی پی سکتے ہیں۔" انہوں نے پرب کی طرف دیکھ کر الماری کی طرف اشارہ کیا—— میں نے پرب کا ہاتھ پکڑ کے روکتے ہوئے کہا۔ "سر ہمیں پانچ منٹ میں یہاں سے نکل جانا ہے—— مجھے آپ کے درشن کرنا تھے' ہو گئے—— زیادہ ٹھہرنے میں—— آپ جانتے ہی ہیں——" وہ مسکرا کر خاموش ہو گئے۔ میں نے دوسری پیالی میں کافی انڈیل کر مائیکل کی طرف دیکھا۔ اس نے تھینک یو سر کہہ کر پیالی اٹھا لی اور کافی پینے لگا۔ میجر نے پرب سے کہا۔ "خیر میرے لئے تو کھانا لاؤ——" پرب کچن کی طرف چل دیا۔ وہ میری طرف مخاطب ہو گئے۔ "نعیم دگمبو یہاں سے ناراض ہو کر چلا گیا تھا۔ ونود نے پرسوں پھر اس کو بلا لیا—— نہ معلوم چترا سے صلح کرانے کو یا تمہارے آنے کی خبر سن کر؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈیڈی ایک پروموشن لینے کا ارادہ ہو تو کہئے—— آج ونود کے جذبات بھی میرے خلاف وہی ہیں جو پچھلی مرتبہ دگمبر کے تھے۔" انہوں نے تیوری چڑھا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے آخری گھونٹ لے کر کپ خالی کیا اور میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ صحیح ہے ڈیڈی—— میں نے ریزی ڈنسی میں

اس کی بڑی بے عزتی کی ہے ——— میجر بنی نے کچھ نہیں بتایا آپ کو؟" نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولے ——— "ایسی کوئی بات زبان پر نہیں لا سکتا اگر اس کو ملازمت بھی کرنی ہو ——— اور پھر مجھ سے تو آج کل وہ کم ہی ملتا ہے؟" میں نے مائیکل کی طرف اشارہ کر کے اٹھتے ہوئے کہا ——— "ڈسکارڈ کر دیں ——— بنی اعتماد کے قابل نہیں ہے۔" چونک کر بولے۔ "ایں؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا "ایکس پلین کرنے کا وقت نہیں ہے۔ ڈیڈی یہ حقیقت ہے اور ———" انہوں نے اٹھ کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "سمجھ گیا ——— پرسوں شام وہ کہیں گیا تھا شاید تم سے ملاقات ہو چکی ہے۔" میں نے مسکرا کر گڈ بائی کہا اور مائیکل کو ساتھ لے کر دروازے کی طرف چل دیا۔ وہ ہمارے ساتھ جیفری میں آئے۔ دروازہ کھول کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ مائیکل کو اشارہ کیا۔ اس نے باہر نکل کر دروازہ کھولا اور وہیل پر بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کیا۔ میں نے میجر دلیش مکھ کی طرف دیکھا۔ ان کے ہونٹوں پر ایک افسردہ سی مسکراہٹ ابھری۔ میں نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "ڈیڈی اگر آپ کو ذرا بھی گھٹن محسوس ہونے لگے تو فوراً استعفیٰ دے کر بمبئی چلے آیئے اور مسٹر ولسن سے رابطہ قائم کر کے میرا نام لیجئے وہ آپ کو میرے پاس یا مجھ کو آپ کے پاس پہنچا دیں گے ——— اور یقین فرمایئے آپ خود ایک ریاست کے مالک ہیں۔" انہوں نے مسکرا کر میری پیشانی چوم لی اور خدا حافظ کہہ کر اندر چلے گئے۔

میں سیڑھیاں اتر کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ مائیکل نے پیچھے پلٹ کر دیکھا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ پہریدار نے ہماری گاڑی کی لائٹ دیکھتے ہی گیٹ کھول دیا اور بندوق کے بٹ پر ہاتھ مار کر سلام کیا ——— مائیکل نے ایکسی لریٹر پر دباؤ ڈالا اور گاڑی سنسناتی ہوئی گیٹ سے گزر گئی ——— انٹر سیکشن آتے ہی اس نے ہائی وے کی طرف ٹرن لیا اور ڈیش بورڈ مرر کی طرف دیکھ کر بولا۔ "کامیابی ہوئی سر؟" میں نے کھڑکی سے پردہ سرکا کر باہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "باتوں کی حد تک پال ——— تار کے سرے پر' وایا میڈیا ——— اسے چاہو تو کامیابی کہہ لو ———" کہنے لگا۔ "نو سر' یہ اس خطرے کا معاوضہ نہیں جو آپ نے لیا ———"

"دیٹس رائٹ مائیکل۔" میں نے اعتراف کیا۔ "دنیا میں کس چیز کی قیمت پوری ملتی ہے؟ تاہم مجھے خوشی ہے کہ میرا دو تین مرتبہ راج محل وزٹ کرنا راج کمار ونود کی زبردست شکست ہے۔" مائیکل نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "توہین ہے سر' شکست نہیں ——— اگر راج گدی سے محروم ہو جائے تو واقعی یہ زبردست شکست ہو گی ———" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "پال اب تم بہکنے لگے مائی ڈیئر۔ میں اتنا بڑا نہیں ہوں کہ ہز ایکسی لنسی سے اس قسم کی درخواست کر سکوں۔ ہاں

یہ ممکن تھا کہ اگر ریزیڈنٹ چند سیکنڈ اور ڈرائنگ روم میں نمودار نہ ہوتے تو ونود اپنے رخسار پر ایک چانٹے کا نشان لے کر لوٹتا ——— تاؤ ہم کافی لیٹ ہو چکے ہیں۔ بوائے اور تمہیں ———" اس نے میرا جملہ پورا کیا "ٹائم میک اپ کرنا ہے ———" میں نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے ایکسی لریٹر پر دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ گاڑی فراٹے بھرنے لگی۔ میں نے پشت گاہ سے کمر لگا کر سگریٹ کا طویل کش لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔

صبح ساڑھے نو بجے ہم بمبئی میں پہنچ چکے تھے۔ فورٹ کے ایک کیفے میں ناشتہ کرنے کے بعد میں نے مسٹر ولسن کو ٹیلیفون کر کے اپنی آمد کی اطلاع دی اور ملاقات کے لئے وقت مانگا۔ ہنس کر کہنے لگے۔ "وکی بوائے میں تم سے ناراض ہوں ——— ملاقات سے انکار کر دیتا ——— یا شام کو ملنے کا وقت دیتا لیکن مجھے شک ہے کہ شاید تم ابھی بمبئی سے سو میل کے فاصلے پر رہ کر ٹیلیفون کر رہے ہو تاکہ لیٹ ہونا ثابت نہ کیا جا سکے ——— اس لئے فوراً پہنچ جاؤ ——— دس بجے سے پہلے ——— او کے؟" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "آپ کا خیال صحیح ہے سر' لیکن دس بجے میں آپ کے پاس ہوں گا اور یہ اپائنٹ منٹ ہز ایکسی لنسی کے ساتھ ہے ———" وہ بولے۔ "ڈونٹ بی سلی ——— مجھے معلوم ہے تم اس اچانک مداخلت سے سخت ناراض ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایکسی لنسیز کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ——— یہ میرا حکم تھا ——— اب یہ بتاؤ ہز ایکسی لنسی سے مل کر کیا کرو گے؟" میں نے "او کے" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

دس بجے مسٹر ولسن نے مجھے اپنے چیمبر میں ریسیو کیا۔ مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر بولے۔ "ناراض ہو نا؟" میں نے نفی میں سر ہلا دیا۔ بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگے۔ "خیر' مجھے اس طرح تمہیں ولاس پور سے چھین لینے پر افسوس ہے ——— بتاؤ کس طرح کمپن سیٹ کر سکتا ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا واقعی آپ سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں؟" بولے۔ "واقعی ——— بتاؤ کیا چاہتے ہو؟" میں نے کہا۔ "سر ونود کمار کے نامی نیشن پر ایچ ایچ ولاس پور کو ——— نظر ثانی کا حکم دیجئے۔" آنکھیں سکیڑ کر دیکھتے ہوئے بولے۔ "خوب ——— کس بنا پر؟" میں نے جواب دیا۔ "وہ ——— میرا مطلب ہے مہاراجہ اس کو نامزد کر کے پچھتا رہے ہیں۔" انہوں نے سگریٹ کیس میری طرف سرکاتے ہوئے کہا۔ "کس نے کہا تھا کہ وہ ونود کو ولی عہد بنائیں اور اب ——— اچھا اگر وہ منسوخ کرنا چاہتے ہیں تو ——— درخواست گزار ہوں۔" میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "شاید آپ انہیں قتل کرانا چاہتے ہیں۔" بولے۔ "کیا ایسا ہے؟" میں نے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے کہا۔ "آپ ان سے دریافت کریں۔" کہنے لگے۔ "او کے ——— تم آج ہی کلکتہ چلے جاؤ ——— ونمالا ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکی ——— تم ———" میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "وہ مچھلیوں کی خوراک بن چکی ——— اگر آپ مجھ سے

معجزے کی توقع رکھتے ہوں تو اور بات ہے ورنہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ میری درخواست مسترد کر رہے ہیں۔" بولے۔ "تو۔۔۔۔ ایسا نہیں ہے۔ دنمالا زندہ ہے اور اگر تم کسی طرح اس کو گرفتار کر کے لے آؤ تو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر تمہاری مرضی کے مطابق ونود کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔۔۔۔ اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔" میں نے کہا۔ "آپ کو یقین ہے دنمالا زندہ ہے؟" کہنے لگے۔ "زندہ ہے۔۔۔۔ اس کو دریا سے نکالنے والے کا تحریری بیان موجود ہے۔ وہ چوبیس گھنٹے سے زیادہ وقت اس کے مکان پر ٹھہری اور چلتے ہوئے اس کو اپنی رسٹ واچ انعام میں دے کر گئی ہے۔ اس کی گھڑی کرنل بشپ کے پاس ہے۔۔۔۔ جہاں تک ہمارے علم میں ہے اس کو کہیں سے مالی امداد نہیں مل سکی۔۔۔۔ لیکن وہ کہاں ہے اس کے متعلق کوئی سراغ نہیں مل سکا۔۔۔۔ تمہارا دوست بریڈلے بھی ناکام ہو کر کلکتہ چلا گیا۔۔۔۔ اور کچھ؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "پھر وہ ولاس پور کے سوا کہیں نہیں گئی۔۔۔۔ میں اس کو تلاش کرنے جا رہا ہوں۔۔۔۔" ہنس کر کہنے لگے۔ "تم آج کلکتہ جا رہے ہو۔۔۔۔ تفصیلات بشپ سے لیں گی۔۔۔۔ وہ یقیناً تمہیں ولاس پور بھیج دے گا۔" میں نے سگریٹ کی راکھ جھاڑتے ہوئے کہا۔ "رالز کلکتے نہیں جا سکتی سر۔۔۔۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "تم کو ہوائی جہاز سے جانا ہے۔ رالز ہمارے پاس رہے گی۔۔۔۔ اچھا اب کلب جا کر آرام کرو۔ شام کو ملیں گے۔ تمہارے ساتھ کوئی اور تو نہیں؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "مائیکل۔۔۔۔" مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہنے لگے۔ "پھر رالز اسی کے ساتھ واپس کر دو۔۔۔۔" میں نے مصافحہ کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور گڈ بائی کہہ کر چل دیا۔

رالز کو نظر بد سے بچانے کے لئے گیراج میں بھجوا کر میں مائیکل کے ساتھ کلب پہنچ گیا۔ غسل اور کھانے سے فارغ ہو کر دونوں پڑ کر سو گئے۔ شام کو ساڑھے پانچ بجے اردلی نے مجھے جگا کر بتایا کہ مسٹر ولسن نے ٹیلی فون پر کہا ہے کہ آپ چھ بجے ان کے ساتھ چائے پئیں گے۔" میں نے مائیکل کو جگایا اور چھوٹا حاضری منگا کر ناشتہ کیا۔ مجھے معلوم تھا مسٹر ولسن کی چائے ایک گرم پیالی یا ایک ٹھنڈے گلاس کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ میں ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو مسز اور مسٹر ولسن دونوں موجود تھے۔ میں نے سلام کیا تو مسز ولسن نے ہیلو وکی کہہ کر مصافحہ کیا اور پچھلی مرتبہ نہ ملنے پر افسوس کا اظہار کیا۔ رسمی مزاج پرسی کے بعد میں مسٹر ولسن کی طرف مخاطب ہوا۔ انہوں نے ہاتھ ملا کر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور بزر دباتے ہوئے کہنے لگے۔ "میں نے ابھی تمہارے لئے کسی ایئر کرافٹ میں سیٹ کا انتظام نہیں کرایا وکٹر شاید کل کرا سکوں" میں نے کہا۔ "کل کرا دیجئے۔" انہوں نے جواب دینے کے بجائے سگریٹ کیس اٹھا کر میری طرف بڑھایا۔ میں نے سگریٹ لے کر سلگایا۔ مسز ولسن نے مسکرا کر کہا۔ "مس کینتھ نے پاراگڑھ سے خط لکھا ہے تمہارے لئے

بھی ایک پیغام ہے۔ پہلے یہ بتاؤ وہاں بھی ؟ نیم؟" میں نے مسکرا کر اثبات میں ... وکی۔۔۔۔ اس وقت مصروف نہ ہوتی تو تم نہیں۔۔۔۔ میں اس کو بہن کہتا ہوں۔۔۔۔ ...ش یو گڈ لک" میں نے "تھینک یو" کہہ ہر؟" شوہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگیں۔۔۔۔ لے۔ "کب جانا چاہتے ہو؟" میں نے ہے۔۔۔۔ ذرا نہیں، بہت زیادہ۔ کینتھ نے انسانیت کے نام پر ملا کر کہنے لگے۔ "تو بچے والی کی اپیل کی ہے۔۔۔۔ جانا چاہو گے؟" میں نے سگریٹ کا کش لے کر مسٹر ولسن ریذیڈنسی تمہیں دیکھا۔ انہوں نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "انہیں کمپلی کیشنز کا پتہ نہیں ہے۔۔۔۔ میں سمجھانے میں ناکام رہا ہوں۔ اس کینتھ کی بچی نے بھی تو غضب کیا ہے۔ انسانیت کے نام پر اپیل اور وہ بھی ایلزا ولسن سے۔۔۔۔" مسز ولسن نے میرے جواب دینے سے پہلے شوہر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کسی خاص وجہ کے بغیر کینتھ ایسے الفاظ نہیں لکھ سکتی جیمس۔۔۔۔ کچھ بھی ہو۔ وکٹر کو پاراگڑھ جانا پڑے گا۔ میں نے ہز ایکسی لنسی سے اجازت حاصل کرنے کے بعد تم سے کلکتہ کے بجائے پاراگڑھ بھیجنے کو کہا ہے۔" مسٹر ولسن نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "تاؤ کیپٹن؟" میں نے کہا۔ "اگر آپ اس لڑکی کو میری بہن مانتے ہیں تو میرا جواب آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔"

"ویل ڈن۔ گلیمر بوائے۔" مسز ولسن نے مسکرا کر کہا۔ میں "تھینک یو میم" کہہ کر خاموش ہو گیا۔ میڈ نے اندر سے آ کر چائے کی ٹرے میز پر رکھ دی اور جھک کر پیالیوں میں انڈیلنے لگی۔ مسز ولسن نے ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون ریسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کر کے بات کرنے لگیں۔ میرے ذہن میں ہز ایکسی لنسی کا خیال ابھرا اور پوری توجہ ان کی طرف مرکوز ہو گئی لیکن وہ فرانسیسی میں گفتگو کر رہی تھیں میرے پلے خاک نہ پڑ سکی۔ مسٹر ولسن نے آہستہ سے کہا۔ "تمہارا خیال صحیح ہے وکی۔۔۔۔ چلو، چائے پیو۔" میں نے مسکرا کر تھینک یو سر کہا اور پیالی اٹھا کر چائے پینے لگا۔ مجھے ان کی مائنڈ ریڈنگ پر حیرت تھی۔ چند منٹ بعد مسز ولسن نے ریسیور رکھ کر چائے کی پیالی اٹھائی اور ایک گھونٹ لے کر کہنے لگیں۔ "وکی میں نے ہز ایکسی لنسی کو کہہ دیا کہ تم پاراگڑھ جا رہے ہو۔ وہ ہز ایکسی لنسی سے مشورہ کر کے دس پندرہ منٹ بعد جیمس سے بات کریں گی۔۔۔۔ شاید تمہیں بلائیں۔" میں نے پیالی ٹرے پر رکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے خود بھی ان سے بہت کچھ کہنا ہے مسز ولسن۔۔۔۔ مجھے تعجب ہے انہوں نے میرا پاراگڑھ جانا اتنی آسانی سے کیسے منظور کر لیا؟" مسٹر ولسن نے غور سے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر پھر چائے پینے لگے۔ ان کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے بہت کچھ کہہ گئیں۔ میں نے ان کا مفہوم سمجھ کر اپنی غلطی محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "آئی ایم سوری سر" وہ پھر مسکرا دیئے لیکن اس مرتبہ انہوں نے میری طرف نہیں دیکھا۔ مسز ولسن نے چائے کا گھونٹ لے کر کہا۔ "جیمس میں بہت کچھ

معجزے کی توقع رکھتے ہوں تو اور بات ہے ورنہ
درخواست مسترد کر رہے ہیں۔" بولے۔ "تو ——— نسی وکٹر سے کیا کہنے والی ہیں؟" مسٹر ولسن
تم کسی طرح اس کو گرفتار کر کے لے آؤ تو بات ہے ڈارلنگ۔ وکٹر تمہارا احسان مند رہے گا
مطابق ونود کا فیصلہ کر دیا جائے گا ——— رہنے والوں میں سے ہو۔" وہ مسکرا دیں۔ میں نے مسٹر
کو یقین ہے ونمالا زندہ ہے؟" میں نے دوسرا سگریٹ سلگایا۔ میڈ چائے کے برتن اٹھا کر لے گئی۔
کا تحریری بیان۔ سگریٹ کا کش لے کر مسٹر ولسن کی طرف دیکھا۔ "شاید مجھے کلکتہ جانے میں کچھ
دیر لگے ——— کیا اس تاخیر کا اثر آپ کے اس وعدے پر نہیں پڑے گا سر؟" وہ سگریٹ
والے ہاتھ کی انگلیوں سے کنپٹی کھجا کر سوچنے لگے۔ میں نے تھوڑی دیر توقف کرنے کے بعد
کہا۔ "شاید میرا یہ سوال قبل از وقت ہے سر۔" مسکرا کر بولے۔ "نہیں، لیکن ابھی میں
نے اس کے بارے میں کچھ سوچا نہیں ———" میں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے یقین ہے میں
آپ کی شرط پوری نہیں کر سکتا۔" انہوں نے قہقہہ لگایا اور ہنستے چلے گئے۔ مسز ولسن نے
میری طرف دیکھ کر سوال کیا۔ "کیا شرط ہے وہ وکی؟" میں نے مسٹر ولسن کی طرف دیکھا۔
کہنے لگے۔ "ونمالا کی گرفتاری ڈارلنگ۔" تڑاخ سے بولیں۔ "جیمس تم اسے اپنا بچہ نہیں
سمجھتے کیا؟" سنبھل کر بولے۔ "یہ ایکسی لنسیز کا بچہ ہے ہنی میں اس کا گارجین ہوں۔ شرط
اس لئے رکھی گئی ہے کہ ———" انہوں نے قطع کلام کر کے کہا۔ "نان سینس ———
مجھے بتاؤ وکی میں ہر ایکسی لنسی سے بات کروں گی۔" مسٹر ولسن نے مسکرا کر کہا۔ "او کے
وکٹر ——— شرط واپس لے لی ——— اب مجھے سوچنے کا موقع دو ———" میں نے مسز
ولسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تھینک یو میم ——— آپ نے میرا بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا۔
اب بلا سے مسٹر ولسن اپنا مسئلہ حل کرنے کے لئے۔ ولاس پور اسٹیٹ کا دورہ کریں یا یہیں
بیٹھے سوچتے رہیں۔" مسٹر ولسن نے ہنس کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "سوری کلیم
بوائے۔ جنگ کے دوران ہمارے لئے دورے کرنے کا کوئی چانس نہیں ———" میں نے
کہا۔ "سر جنگ ہمارا مسئلہ ہے ——— آپ ہمیں حکم دے کر کہیں بھی جا سکتے
ہیں ——— ایڈمنسٹریشن قائم رکھنے کے لئے۔" مسز ولسن نے کہا۔ "ڈیش رائٹ۔"

مسٹر ولسن نے ہنس کر ریسیور اٹھا لیا اور نمبر ڈائل کر کے فرانسیسی میں باتیں کرنے
لگے۔ ان کی بیوی سن سن کر مسکراتی رہیں۔ میرے لئے یور ایکسی لنسی کے سوا سب کچھ
ناقابل فہم تھا۔ کئی منٹ باتیں کرنے کے بعد انہوں نے مسکرا کر ریسیور مجھے دے دیا میں
نے کان سے لگاتے ہوئے ان کو سلام کیا۔ بولیں "وکی" میں نے جیمس کو سب کچھ سمجھا دیا
ہے ——— کینتھ کے الفاظ کا مفہوم کچھ اور ہی ہے ——— شاید تم بھی سمجھ گئے ہو گے
میں سریکھا کو نہیں جانتی۔ لیکن سروج سے مجھے دلی ہمدردی ہے ——— تمہارے جذبات کا
بھی پاس ہے۔ جاؤ ایک دو روز کے لئے ہو آؤ ——— کوشش کرنا ہز ایکسی لنسی کو مجھ سے
شکایت کا موقع نہ ملے۔" میں نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ "یور ایکسی لنسی آپ بالکل اطمینان

رکھیے۔" کہنے لگیں۔ "مجھے تم پر اعتماد ہے وکی ——— اس وقت مصروف نہ ہوتی تو تم
سے بالمشافہ بات کرتی۔ مائنڈ نہ کرنا۔ او کے وش یو گڈ لک" میں نے "تھینک یو" کہہ
کر ریسیور رکھ دیا اور مسٹر ولسن کی طرف دیکھا۔ بولے۔ "کب جانا چاہتے ہو؟" میں نے
جواب دیا۔ "ابھی، اگر آپ کار اسپیئر کر سکیں۔" نفی میں سر ہلا کر کہنے لگے۔ "نو بجے والی
ٹرین سے چلے جاؤ۔ وہاں ریزیڈنٹ تمہارے لئے گاڑی کا انتظام کر دے گا۔ تمہیں ریزیڈنسی
میں ہی جانا چاہئے۔"

کلب میں مائیکل میرا انتظار کر رہا تھا۔ میں نے ڈنر اور کوارٹر اسکاچ۔ بیف اور
سیلڈ لانے کا آرڈر دیا اور بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں نو بجے والی ٹرین سے جا رہا
ہوں پال ——— تم آج رات یہیں قیام کرو گے اور صبح گاڑی لے کر ڈائریکٹ شردھام کو
روانہ ہو جاؤ گے۔" کہنے لگا۔ "شردھام؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا اور جیب سے کرنل
پاپا کا لیٹر اور دو گز گریز نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ "یہ تمہارا سفر خرچ ——— اور یہ ہز ہائی
نس مہاراجہ شردھام کے نام خط ——— تمہیں میرا نام لئے بغیر کرنل ارجن سنگھ کی طرف
سے رائز ان کو ڈلیور کر کے ولاس پور واپس جانا ہے۔" مائیکل نے لیٹر اور نوٹ جیب میں
رکھتے ہوئے کہا۔ "آپ کلکتہ جا رہے ہیں؟" میں نے جیب سے سگریٹ نکالتے ہوئے
اثبات میں سر ہلایا اور سگریٹ سلگا کر پینے لگا۔

صبح سوا سات بجے ٹرین پارا گڑھ اسٹیشن پہنچی تو کیپٹن اور لیفٹننٹ مالکم اپر کلاس
گیٹ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ گاڑی رکتے ہی دونوں تیزی سے بڑھ کر میرے
کمپارٹمنٹ کے سامنے آ گئے۔ میں دروازہ کھول کر گاڑی سے اترا اور دونوں سے مصافحہ
کیا۔ ایک قلی نے میرا سوٹ کیس اور ہولڈال باہر نکالا اور ہم اسٹیشن سے نکل کر کمپاؤنڈ
میں آ گئے۔ مالکم نے سیڑھیوں کے قریب کھڑی ہوئی اسٹاف کار کا دروازہ کھول کر سوٹ
کیس رکھوایا۔ کمنگز میرے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ مالکم نے دروازہ بند کر کے وہیل
سنبھالا اور گاڑی ریلوے کمپاؤنڈ سے نکل کر برٹش کیمپ کی طرف چلنے لگی۔ کمنگز نے
بریڈلے کی خیریت دریافت کی۔ میں نے اس کو بتایا کہ وہ اب میرے ساتھ کلکتہ میں مقیم
ہے اور جان ہنٹرس کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ چند منٹ میں ہم برٹش کیمپ میں داخل ہو
گئے۔ گاڑی ریزیڈنٹ کے بنگلے کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ کمنگز مجھے ساتھ لئے ہوئے
ڈرائنگ روم میں داخل ہوا اور اردلی سارجنٹ کے ذریعہ اپنی آمد کی اطلاع اندر بھجوائی۔
ابھی ہم کھڑے کھڑے ہی باتیں کر رہے تھے کہ ریزیڈنٹ اور ان کی میم ڈرائنگ روم میں
داخل ہوئے۔ ہم نے انہیں سلیوٹ کیا۔ ریزیڈنٹ کی میم نے مسکرا کر میری طرف دیکھا
اور دیکھتی چلی گئی۔ میں نے ایک بار پھر سر کو خم دے کر انہیں سلام کیا۔ ریزیڈنٹ ہمیں
بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئے۔ میم بھی ان کے پہلو میں بیٹھ گئیں۔ میم نے

میری طرف دیکھ کر کہا۔ "ویل کیپٹن ——" ریزیڈنٹ نے بیوی کو رکتے دیکھ کر کہا۔ "کیپٹن پرنسلی، ہنی —— " بولیں "لیس پرنسلی —— تم بہت بڑی رسک لے رہے ہو —— خیر دیکھا جائے گا ——" ریزیڈنٹ نے کہا۔ "تم پرنسلی کے متعلق زیادہ نہیں جانتی ہنی ——" پھر کمنگز کی طرف مخاطب ہو گئے۔ "کیپٹن ان کے ٹھہرنے کے لئے کیا انتظام کیا؟" کمنگز نے کہا۔ "سر گیسٹ ہاؤس کھلوا دیا گیا ہے ——" بولے۔ "او کے —— ان کے تمام اخراجات کا بل ہم ادا کریں گے۔ کرنل شیلڈن سے کہنا ایک وی سی او ہر وقت ان کے ساتھ رہے۔" کمنگز نے کہا۔ "بہتر ہے ——" ریزیڈنٹ چند ہدایات دے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم ان سے رخصت ہو کر گیسٹ ہاؤس کی طرف چل دیئے۔ مالکم گاڑی لے کر جا چکا تھا۔

گیسٹ ہاؤس اسٹیشن کی سمت والے گیٹ کے قریب تھا۔ ہم چند منٹ میں پہنچ گئے۔ اسٹاف کار برآمدے کے قریب کھڑی ہوئی تھی اور لیفٹننٹ مالکم سامان اندر رکھوا کر برآمدے میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک سفید وردی میں ملبوس خانساماں اور اردلی دروازے میں کھڑے ہوئے تھے۔ ہم اندر داخل ہوئے تو دونوں ہمارے ساتھ سٹنگ روم میں آئے۔ کمنگز نے خانساماں کو بریک فاسٹ لانے کا آرڈر دیا۔ اردلی نے بیڈ روم کا دروازہ کھول کر ضروری سامان ہولڈال سے نکالا اور غسلخانے میں پہنچا دیا —— ہم کرسیوں پر بیٹھ گئے اور سگریٹ پینے لگے۔ کمنگز نے دروازے کا پردہ کھینچ کر راز لہجے میں کہا۔ "پرنسلی، اگر مائنڈ نہ کرو تو میں ایک دوست کی حیثیت سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں ——" میں نے ہنس کر کہا۔ "کر ڈالو کیپٹن، لیکن میں تم سے ڈرتا ہوں —— تم ایک مرتبہ مشکل میں مبتلا کر چکے ہو ——" بولا۔ "مجھے آج تک اس کا افسوس ہے —— اور بدقسمتی سے اس سوال کا تعلق بھی اسی سے ہے —— سچ کہو کیا تم سریکھا کے انوی ٹیشن پر یہاں آئے ہو؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ سر جھکا کر خاموش ہو گیا۔ میں نے کہا۔ "ویل؟" کہنے لگا۔ "پھر تو یہ ٹریپ ہے کیپٹن —— وہ یہاں نہیں ہے، میراج ٹی بی سینی ٹوریم میں داخل ہے ——" میں نے کہا۔ "ٹریپ۔ لیکن اطلاع دینے والا میرا خاص دوست ہے؟" نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔ "ہو گا —— لیکن یہ حقیقت ہے کہ سریکھا یہاں نہیں ہے اور تمہیں یاد رکھنا ہے کہ کمنگز نے تمہیں بروقت وارننگ دی ——" میں "تھینک یو کیپٹن" کہہ کر خاموش ہو گیا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کینتھ نے مجھے غلط اطلاع دی یا اس کی آڑ میں کسی اور نے یہ حرکت کی؟ یہ خیال آتے ہی میں نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا اور اجیتا کا نمبر ڈائل کیا۔ کمنگز نے مسکرا کر کہا۔ "ویٹس رائٹ ——" دوسری طرف ریسیور اٹھایا گیا اور زنانہ آواز آئی۔ "ہیلو —— ہو از اسپیکنگ؟" میں نے جواب دیا۔ "دس از ہنٹرس میڈم ——" میں

نے اس خیال سے جملہ ادھورا چھوڑا کہ اگر بولنے والی اجیتا نہیں ہے تو فوراً سوال کرے گی۔ "کون ہنٹرس؟" لیکن ایسا نہ ہوا۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ "کیپٹن تم کلکتہ سے کب آئے؟ —— کیا وکٹر بھی تمہارے ساتھ ہے؟" اب میں نے آواز پہچان لی یہ اجیتا ہی تھی۔ ہنس کر کہا۔ "وکٹر ہی بول رہا ہے پرتبا۔ کینتھ موجود ہے کیا؟" کہنے لگی۔ "آہ وکی، میں تیری آواز پر قربان ہو جاؤں —— کب آئے تم؟" میں نے کہا۔ "ابھی ابھی —— کینتھ نے مجھے خط لکھا تھا لیکن اس کی تفصیلات غلط ثابت ہوئیں۔ ذرا اس کو بلایئے تو —— میں پہلے جاننا چاہتا ہوں ——" میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی وہ ہولڈ آن کہہ کر غائب ہو گئی۔ کمنگز نے مجھے خاموش دیکھ کر کہا۔ "ہولڈنگ" میں نے اثبات میں سر ہلایا اور جھک کر سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"یو نو مس کینتھ کیپٹن؟" "شیور جانتا ہوں —— میں نے اسے دیکھا بھی ہے ——" میں کچھ کہنے جا رہا تھا کہ ایئر پیس میں ہیلو کی آواز آئی یہ کینتھ تھی۔ میں نے نام بتایا اور چند رسمی جملے تبدیل کرنے کے بعد کہا۔ "لیو، تم نے مجھے بلانے کو خط لکھا تھا؟" بولی۔ "نو ڈارلنگ، کیسا خط؟" میں نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "کیپٹن تمہارا خیال صحیح ہے ——" کینتھ کی آواز آئی۔ "بولتے کیوں نہیں ڈارلنگ۔" میں نے کہا۔ "فارگیٹ اٹ —— یہ بتاؤ ریزیڈنسی کب پہنچ رہی ہو؟" کہنے لگی۔ "ڈارلنگ اکیلی یا ——" میں نے جواب دیا۔ "اکیلی ——" وہ بولی۔ "ابھی —— ایک گھنٹے میں۔" میں نے او کے کہہ کر ریسیور رکھ دیا —— اردلی نے پردہ اٹھا کر چائے تیار ہو جانے کی اطلاع دی۔ کمنگز نے اس کو لانے کا اشارہ کیا اور خانساماں ٹرے میز پر رکھ کر چلا گیا۔ کمنگز نے چائے پیالیوں میں انڈیلی اور آواز دے کر مالکم کو اندر بلایا۔

چائے پینے کے تھوڑی دیر بعد دونوں لنچ ٹائم پر آنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گئے۔ میں نے سوٹ کیس سے ایک میگزین نکالا اور مسہری پر لیٹ کر پڑھنے لگا۔ چند منٹ گزرے ہوں گے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی جھنجھنائی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے ہیلو کہا۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ہیلو پرنسلی، کون ہے تمہارے ساتھ؟" یہ ریزیڈنٹ تھے۔ "کوئی نہیں سر۔" میں نے جواب دیا۔ بولے "سنو پرنسلی، تم برٹش کیمپ سے باہر نہیں جاؤ گے۔ میں نے کمنگز کی موجودگی میں بتانا مناسب نہیں سمجھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ششیر سنگھ اور ان کی لڑکی اور ان دونوں سے زیادہ ستیندر سنگھ نے ہز ہائی نس کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی ہے کہ کیپٹن پرنسلی دراصل راجکمار رشی کرن ہے —— اور دو مرتبہ پاراگڑھ آ چکا ہے —— ان حالات میں تم سمجھ سکتے ہو تمہارا ایکسپوز ہونا کس قدر خطرناک ہو سکتا ہے۔ نہ صرف تمہارے لئے بلکہ ہمارے لئے بھی۔" میں نے کہا۔ "یقیناً سر۔" بولے "تم اپنے دوستوں کو صرف میرے ڈرائنگ روم میں مل سکو گے ——

نام بتا سکتے ہو۔ کون کون ہیں جن سے ملنا چاہتے ہو؟" میں چکرا گیا——— صرف ایک نام تھا جس کو ظاہر کیا جا سکتا تھا۔ میں نے خود کو سنبھال کر کہا۔ "مس کینتھ سر۔" ہنس کر کہنے لگے۔ "صرف مس کینتھ؟" میں نے کہا۔ "سردست ایسا ہی سمجھئے سر۔" بولے۔ "اوکے——— گیسٹ ہاؤس کا ایڈریس کسی کو نہ دینا———" میں تھینک یو سر کہنے جا رہا تھا کہ انہوں نے گڈ بائی کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ میں نے ٹیلی فون سے پیچھا چھڑایا اور سٹنگ روم میں آیا۔ دروازے کے قریب اردلی بینچ پر بیٹھا ہوا اردو کی کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا۔ میں نے پریڈ گراؤنڈ کا سرسری جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ "جوان کیا نام ہے تمہارا؟" اٹینشن ہو کر بولا۔ "سر مجھے دریا خاں کہتے ہیں۔ میں آپ کا اردلی بھی ہوں اور باڈی گارڈ بھی———" میں نے مسکرا کر کہا۔ "کون سا دریا؟——— راوی' چناب' جہلم؟" کہنے لگا۔ "سر جہلم کا رہنے والا تو ضرور ہوں———" میں نے کہا۔ "میرا مطلب بھی یہی جاننا تھا دریا خاں۔ اچھا میں سونے جا رہا ہوں ٹیلی فون سٹنگ روم میں لے لو اور ریزیڈنٹ صاحب یا کرنل شیلڈن کے سوا کسی کال پر نہ جگانا———" اس نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "سر دس بجنے والے ہیں' ایک بجے لنچ کے لئے———" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "دو بجے کے بعد———" اس نے "بہتر ہے سر" کہہ کر سلیوٹ کیا۔ میں پلٹ کر بیڈ روم میں داخل ہو گیا۔ اس نے اندر آ کر ٹیلی فون پلگ سے نکالا اور سٹنگ روم میں لے گیا۔ میں نے کوٹ اتار کر کھونٹی پر لٹکا دیا اور بستر پر بیٹھ کر حالات کی ستم ظریفی پر غور کرنے لگا۔ پارا گڑھ' ولاس پور سے ہزار گنا خطرناک تھا۔ وہاں کم از کم میرے مرنے مارنے کے امکانات تو تھے۔ یہاں تو میں ایک سال پہلے سورگباشی ہو چکا تھا۔ اور پھر اب یہاں میرا کوئی ایسا دشمن بھی نہ تھا جس پر بغیر ہچکچائے گولی چلا سکوں۔ پچھلی مرتبہ میں لیفٹننٹ کی یونیفارم میں محتاط رہ کر آزادی سے گھوم پھر سکتا تھا۔ پہچاننے والوں کو ڈاج کرنے میں ناکام ہونے پر بھی زیادہ سے زیادہ رشی کرن کی شباہت کا مسئلہ پیدا ہو سکتا تھا لیکن اب تو راج محل کی توجہ اس طرف مبذول ہو چکی تھی۔ سریکھا اور اس کے خاندان کے چند افراد انہیں کم از کم اتنا یقین دلانے میں کامیاب ہو چکے تھے کہ انہیں کرن کی موت میں گھپلا نظر آنے لگا تھا۔ یہاں مجھے سب سے زیادہ خطرہ یوراج کی طرف سے تھا جو ایک دو مرتبہ میری جھلک دیکھ چکا تھا۔ وہی میرا تعاقب کر سکتا تھا اور اگر خدانخواستہ کسی طرح گھیر لینے میں کامیاب ہو جائے تو——— میں اس کے ساتھ گجراج جیسا سلوک نہیں کر سکتا تھا۔ وہ مجھے عزیز تھا——— بہت زیادہ عزیز——— وہ بھی مجھ سے بے حد محبت کرتا تھا حتیٰ کہ اب بھی اس کی تلاش کا مقصد مجھے سینے سے لگا کر رونے چیخنے اور شکوے شکایت کرنے کے سوا کچھ نہ تھا——— میری زندگی سے پیدا ہونے والی پیچیدگیاں تو بہت بعد کی بات تھی——— "خداوندا———" میں سر تھام کر رہ گیا۔ کینتھ کا خط لکھنے سے

انکار کر دینا اور بھی چکرا دینے والی بات تھی۔ اگر یہ خط کسی اور نے لکھا تھا تو اس کے معنی یہ تھے کہ اس سازش میں ستیندر بھی شریک تھا اور اب جو کوئی بھی ہے وہ میرے یہاں پہنچنے کا انتظار کر رہا ہو گا اور کون کہہ سکتا ہے کہ اس کو میرے پہنچ جانے کی اطلاع نہ مل گئی ہو۔ سٹنگ روم میں ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی اور میرے خیالات کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اردلی نے ریسیور اٹھا کر ہیلو سر کہا۔ ایک دو جملے تبدیل کئے اور ہولڈ آن پلیز کہا۔ میں نے بستر سے اٹھ کر پردہ سرکایا۔ اردلی نے مجھے دیکھ کر کہا۔ "سر' کیپٹن کمنگز نے صاحب بہادر کے بنگلے سے کہا ہے کہ مس کینتھ آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔" میں نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھایا اور "ہیلو کیپٹن' دس از پرنسلی——— اگر ممکن ہو تو کینتھ کو یہیں بھیج دیجئے——— پلیز۔" چند سیکنڈ دوسری طرف خاموشی طاری رہی۔ اس کے بعد کمنگز کی آواز آئی۔ "او کے کیپٹن——— میں انہیں سارجنٹ کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ میں نے تھینک یو کیپٹن کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور اردلی کی طرف دیکھا۔ "کوارٹر اسکاچ اور کافی۔" اردلی نے معذرت طلب نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔ میں اس کے گریز کی وجہ سمجھ گیا۔ وہ مجھے تنہا بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا اور تعمیل حکم سے بھی انکار نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "دریا' کوئی جرمن آرمی نہیں آ رہی بوائے——— بھاگ کر جا——— وہ پہنچنے والی ہے———" دریا خاں نے "جو حکم سر" کہہ کر سلیوٹ کیا اور پلٹ کر تیزی سے میس کی طرف روانہ ہو گیا۔ میں نے بیڈ روم میں آ کر سگریٹ سلگایا اور کمرے سے باہر نکل کر برآمدے میں ٹہلنے لگا۔

تھوڑی دیر میں رہائشی کوارٹروں کی طرف سے ایک کار کلب کے کونے پر آ کر رکی۔ اگلا دروازہ کھلا اور کینتھ باہر نکلی۔ اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے سارجنٹ اترا اور دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے برآمدے میں آئے۔ میں نے "ہیلو مس کینتھ" کہہ کر ان کا استقبال کیا۔ کینتھ نے مسکرا کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور میں اس کا ہاتھ تھامے تھامے بیڈ روم میں داخل ہوا۔ سارجنٹ سٹنگ روم تک پہنچا کر پلٹ گیا۔ "تمہیں کس نے خط لکھا تھا ڈارلنگ؟" کینتھ نے کرسی پر بیٹھتے ہی بے چینی سے پوچھا۔ میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "مذاق تو نہیں کر رہی ہو لیو؟" گھبرا کر بولی۔ "خدا کی قسم ڈارلنگ میں نے تو کوئی خط نہیں لکھا۔ کیا تم وہ خط مجھے دکھا سکتے ہو؟" میں نے کہا۔ "نہیں لیو۔ مسز ولسن نے مجھے بتایا تم نے انہیں خط لکھا جس میں سریکھا کی سخت بیماری کا حوالہ دے کر مجھ سے انسانیت کے نام پر فوراً پارا گڑھ پہنچنے کی اپیل کی گئی تھی———" کہنے لگی——— "ڈی ڈارلنگ یہ تو بڑی خطرناک صورتحال ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں سروج تنہائی سے اکتا کر خود ہی تمہیں ایکسپوز کرانے پر تیار ہو گئی ہو؟" میں نے حیرت زدہ ہو کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ "کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟" اس نے مسکرا

کر کہا۔ "کیا نہیں ہو سکتا ڈیئر —— لیکن یہ صرف میرا خیال ہے تم ——" وہ اردلی کو آتے دیکھ کر بولتے بولتے رک گئی۔ اردلی نے سر جھکا کر اسے سلام کیا اور مشروبات کی ٹرے میز پر رکھ کر بوتل کھولنے لگا۔ میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالا اور گلاس ارینج کئے۔ اردلی گلاسوں میں انڈیل کر سٹنگ روم میں چلا گیا۔ کینتھ نے گلاس اٹھا کر میرے ہاتھ میں پکڑایا اور اپنا گلاس اٹھاتے ہوئے مسکرا کر بولی۔ "ٹوسٹ۔" میں نے اس کے گلاس سے ٹکراتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "تمہاری صحت کے نام۔" وہ مسکرا دی —— اور گلاس ہونٹوں سے لگاتے ہوئے بولی —— "شکریہ ڈارلنگ —— ویسے میرے خیال میں یہ تمہاری روانگی کا جام ہونا چاہئے تھا —— میں نے ایک گھونٹ لے کر کہا۔ "تم صحیح کہہ رہی ہو —— میں آج شام کو بلکہ شاید اس سے بھی پہلے جا رہا ہوں۔ جس محاذ پر گولی چلاتے ہوئے ہاتھ کانپنے لگے وہاں سے پسپا ہو جانا ہی بہتر ہے ——" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموشی سے پینے لگی۔ اس نے جام پینے کے بعد کافی پاٹ کو ہاتھ لگا کر دیکھا اور پیالی میں انڈیلتی ہوئی کہنے لگی۔ "سروج سے ملے بغیر جانا تو ٹھیک نہیں ہے وکی۔ لیکن اگر ملے تو پھر جانے کو دل نہ چاہے گا۔ اب اس کی کشش میں ایک ننھا منا سا اضافہ —— پلیز" میں نے اس کو ہاتھ اٹھا کر بولنے سے روکتے ہوئے کہا۔ "اس ذکر کو چھوڑو —— یہ بتاؤ اجیتا خطرہ تو محسوس نہیں کر رہی؟"

"نہیں۔ لیکن کیا کہا جا سکتا ہے۔ ابھی ہنس راج یہاں موجود بھی تو نہیں۔ اس کے آنے کے بعد ممکن ہے دشواریاں پیدا ہو جائیں؟"

"شاید میں اجیتا سے نہ مل سکوں۔ شاید وہ بھی یہاں نہ آ سکے۔ اس لئے تم اس کو میری طرف سے کہنا جلد از جلد بمبئی کی سکونت اختیار کر لے۔ اس سے ملنے کے بہانے سروج بھی وہاں ——" میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے کینتھ نے کہا۔ "سروج کا بھی یہی مشورہ ہے —— کئی بار کہہ چکی ہے۔" میں نے کافی کا گھونٹ لے کر کہا۔ "لیکن شاید میں اب اس کو ریمائنڈ کرانے کے لئے جلد واپس نہ آ سکوں —— یہ تمہیں کرنا ہے —— وہ یہاں محفوظ نہیں ہے ——" کینتھ نے پیالی رکھتے ہوئے کہا —— "وکی اگر تم ان دونوں سے ملے بغیر جانا چاہتے تو کم از کم فون پر بات ضرور کر لو ——" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "سروج کا نمبر ڈائل کر کے اس کو بلاؤ دیکھیں ——" کینتھ نے ریسیور اٹھا کر رابطہ قائم کیا اور دو تین جملے تبدیل کر کے ریسیور میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "سروج!" آواز آئی "کرن!" میں نے جواب دیا۔ "ہاں سروج —— میں تم سے ملنے آیا تھا لیکن حالات مخدوش ہیں۔ شاید اجیتا نے تمہیں بتا دیا ہو گا۔ تم بھی یہاں آنے کی کوشش نہ کرنا —— بہت جلد بمبئی میں ملیں گے —— تم سن رہی ہو نا؟" دوسری طرف سے سسکیوں کے سوا کوئی

جواب نہ تھا۔ میرے ہاتھوں میں ریسیور کانپنے لگا۔ "سروج —— سروج —— پلیز سروج ——" میں نے قریب قریب چیخ کر کہا۔ جواب میں سروج کی چیخ اور ریسیور میز پر گرنے کی آواز سنائی دی اور خاموشی طاری ہو گئی —— میرے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا۔ کینتھ نے جو شروع سے میری طرف دیکھ رہی تھی' جھپٹ کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "کیا ہوا وکی؟" میں نے آنسو چھپانے کے لئے اس کے کندھے پر سر رکھ دیا اور بمشکل کہہ سکا۔ "شاید وہ بے ہوش ہو گئی۔" اس نے میری کمر پر ہاتھ پھراتے ہوئے کہا —— "تم خود کو سنبھالو وکی۔ میں جا رہی ہوں ——" میں نے آنسو پونچھ ڈالے اور سر اٹھا کر نظریں ملائے بغیر کہا۔ "جاؤ —— اسے سنبھالو' کہیں جذبات کی رو میں بہہ نہ جائے —— مجھے فون ضرور کرنا پلیز ——" کینتھ نے "او کے" کہا اور تیزی سے باہر نکل گئی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر پھر کان سے لگایا اور ڈیڈ پا کر کریڈل پر رکھ دیا۔

اس نئے حادثے سے مجھے صورت حال مزید بگڑتی نظر آنے لگی۔ اچانک مجھے اجیتا کا خیال آیا۔ ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیا اور گھنٹی کی آواز کا انتظار کرنے لگا۔ ٹیلی فون انگیج تھا۔ اکتا کر ریسیور رکھ دیا اور سگریٹ نکال کر سلگایا —— چند کش لئے تھے کہ لیفٹننٹ مالکم اندر داخل ہوا اور کہنے لگا۔ "سر' کیپٹن کمنگز نے دریافت کیا ہے کہ اگر شیشر سنگھ آپ کے متعلق دریافت کرے تو کیا جواب دیا جائے۔" میں نے کہا۔ "نہیں' ان کو کچھ نہ بتایا جائے۔" مالکم نے ریسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ "ہیلو لیفن مالکم —— لیس برٹش کیمپ —— نو یور ایکسی لنسی' اس نام کا تو کوئی کیپٹن یہاں نہیں ——" کیپٹن اور یور ایکسی لنسی سن کر میں چونکا —— مالکم نے آنکھ دبائی اور آگے چلا۔ "ممکن ہے کیپٹن کمنگز یا کرنل شیلڈن کو معلوم ہو اور —— نو یور ایکسی لنسی —— اس وقت تمام سینئر آفیسرز ریزیڈنٹ کی کوٹھی پر ہیں —— ہاں' کانفرنس ہی سمجھئے —— شام کو کسی وقت دوبارہ زحمت کیجئے۔ ڈیٹس آل رائٹ یور ایکسی لنسی۔ گڈ بائی۔" اس نے ریسیور رکھ کر میری طرف دیکھا۔ میں نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ "یوراج تھے —— آپ کو دریافت کر رہے تھے ——" میں نے مسکرا کر کہا۔ "تم نے بہت صحیح جواب دیا لیفن —— سگریٹ پیو ——" اس نے تھینک یو کہہ کر سگریٹ کیس اٹھایا اور سگریٹ نکال کر سلگانے لگا۔ میں نے ریسیور اٹھا کر پھر اجیتا کا نمبر ڈائل کیا۔ گھنٹی بجنے لگی۔ دوسری گھنٹی پر ریسیور اٹھایا گیا اور مردانہ آواز آئی۔ "ہیلو' یوراج۔" میں یوراج کا نام سن کر چکرا گیا۔ سنبھل کر کہا۔ "مارننگ یور ایکسی لنسی' کیپٹن کمنگز ایٹ دس اینڈ —— ابھی چند منٹ پہلے آپ نے کیپٹن پرنسلی کے متعلق دریافت کیا تھا؟" بولا۔ "لیفن کیپٹن —— آپ جانتے ہیں انہیں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "وہ

میرے دوست ہیں یور ایکسی لنسی—— چند ماہ پہلے بمبئی میں تھے—— اب معلوم نہیں کہاں ہیں۔ ہو سکتا ہو محاذ پر چلے گئے ہوں—— وہ تو یہاں دو مرتبہ آ چکے ہیں۔" کہنے لگا۔ "مجھے معلوم ہے کیپٹن——" میں نے کہا۔ "آپ سے مل کر گئے ہوں گے—— مسٹر سنگھ تو بہت اچھی طرح——" بات کاٹ کر بولا—— "عجیب مسٹری ہے کیپٹن—— پہلے یہ بتاؤ تم نے میرے برادر ان لا راجکمار کرن کو دیکھا تھا؟——" میں نے کہا۔ "سوری یور ایکسی لنسی' بد قسمتی سے نہیں دیکھ پایا۔ لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ وہ —— کیا نام؟——" "یو مین سریکھا؟"

یوراج نے پرامپٹ کیا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "یس یور ایکسی لنسی—— وہ پاگل لڑکی اس کو راجکمار کرن سمجھ کر—— آئی ایم سوری——" ہنس کر کہنے لگا۔ "دیٹس آل رائٹ کیپٹن—— مجھے معلوم ہے—— وہ اس پر مرتی ہے—— اور یقیناً سچ مچ مرجائے گی۔ اس کو ٹی بی ہو چکی ہے اور سیکنڈ اسٹیج میں ہے—— ناؤ پلیز یہ بتاؤ کہ کیا تم کیپٹن پرنسلی کو پہلے سے جانتے ہو یا——"

"بہت پہلے سے نہیں——" میں نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "لیکن اتنا معلوم ہے وہ یارک شائر کی ایک نوبل فیملی سے تعلق رکھتا ہے۔ ڈیرہ دون میں پیدا ہوا۔ لکھنؤ میں پلا بڑھا۔ ہندوستانی بہت اچھی بولتا ہے۔ اس کے والد سول اینڈ ملٹری کنٹریکٹر ہیں۔ والدہ مرچکی ہیں——" یوراج نے کہا۔ "میں نے اسے رالز رائس میں دیکھا ہے کیپٹن—— بمبئی کا پلیٹ نمبر تھا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "یور ایکسی لنسی وہ پیدا ہی رالز رائس میں ہوا تھا۔ اس کی تنخواہ اس کے ڈرنک اور سگریٹ ایکس پینسز کے لئے بھی کافی نہیں ہے۔"

"سنو کیپٹن۔" اس نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ "میں چاہتا ہوں آج ہم ساتھ کھانا کھائیں۔ کیا تم——" "آ جایئے——" میں نے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے کہا۔ "یہ تو میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہو گا۔" بولا۔ "نہیں—— بلکہ تم راج محل آ جاؤ—— کانفرنس سے فارغ ہو گئے نا؟" میں نے کہا "یور ایکسی لنسی—— شام کو حاضر ہو سکتا ہوں۔ سات بجے کے بعد——" بولا۔ "او کے—— میں انتظار کروں گا——" "بائی دی وے کیپٹن—— تم نے کس نمبر پر فون کیا تھا؟" یہ سوال چکرا دینے والا تھا۔ میں نے سنبھل کر کہا۔ "معلوم نہیں یور ایکسی لنسی—— ایٹ رینڈم ڈائریکٹری میں جو نمبر پہلے آیا—— کیا غلط نمبر تھا؟——" ہنس کر بولا۔ "غلط نہیں' بلکہ بہت زیادہ غلط—— خیر اتفاق سے میں آیا ہوا تھا۔ اچھا اب شام کو کھانے پر باتیں کریں گے—— انڈین میوزک سے دلچسپی ہے کیپٹن؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "آئی ڈائی فار اٹ یور ایکسی لنسی۔" اس نے بائی بائی کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ میں نے بھی ٹیلی فون سے

جان چھڑائی اور طویل سانس لے کر مالکم کی طرف دیکھا۔ مسکرا کر بولا۔ "کمال ہے سر۔" میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "زوال ہے لیفن۔ اب کمنگز کو ڈیڑھ گھنٹہ سبق پڑھا کر بھیجنا پڑے گا—— بہتر ہو گا تم بھی اس کے ساتھ جاؤ—— کافی سن چکے ہو—— اگر کمنگز کہیں بہکنے لگے تو سنبھال لینا——" مالکم "ویری ویل" کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے استفہامیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ کہنے لگا۔ "آپ تھوڑی دیر آرام کریں میں کیپٹن کمنگز کے پاس جا رہا ہوں۔ لنچ کے وقت انہیں لے کر آؤں گا۔" میں نے "او کے" کہہ کر سگریٹ سلگایا اور اٹھ کر مسہری کی طرف چل دیا۔ وہ اشارے سے سلیوٹ کر کے باہر نکل گیا۔

بستر پر بیٹھتے ہی پھر خیالات نے گھیر لیا۔ سروج کو فون کرنے سے پہلے میرا ارادہ شام کی ٹرین سے کلکتہ چلے جانے کا تھا لیکن ایسی حالت میں جبکہ اس کی صحت اور صحت سے زیادہ افشائے صحت کا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا' میرے لئے حالات کو سلجھانے کی کوشش کئے بغیر یہاں سے چل دینا ممکن نہ تھا۔ یکایک ٹیلی فون کی گھنٹی نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا اور خالص انگریزی لہجے میں کہا۔ "ہیلو ہو از سپیکنگ؟" زنانہ آواز میں جواب ملا۔ "کینتھ۔" میں نے ٹیلیفون کو چوم کر کہا۔ "تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا ڈارلنگ۔" بولی۔ "تھینکس میں سروج کو سنبھالنے میں لگی ہوئی تھی۔ اب ٹھیک ہے۔ میں نے اسے یقین دلایا ہے تم آج نہیں جا رہے—— مل سکو گے کسی طرح؟" میں نے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد کہا۔ "یقیناً۔ پلیز ذرا فون پر بلا سکتی ہو اسے؟" کہنے لگی۔ "مشکل ہے' وہ اس وقت اجیتا' کامنی اور چند سہیلیوں میں گھری ہوئی ہے—— عیادت کو آنے والیوں کا سلسلہ بھی جاری ہے—— اجیتا شاید آ جائیں—— اچھا ہولڈ کرو ذرا——" وہ ریسیور رکھ کر غائب ہو گئی—— تھوڑی دیر بعد آواز آئی "ہیلو کرن!" میں آ گئی۔" یہ سروج تھی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "اس طرح نام نہ لو سروج—— کیسی طبیعت ہے تمہاری؟" بولی۔ "ٹھیک ہوں ڈارلنگ—— جا تو نہیں رہے نا؟" میں نے کہا۔ "نہیں۔ میں تم سے ملے بغیر نہیں جاؤں گا ڈیئر—— بولو کہاں مل سکتی ہو؟—— آٹھ بجے کے بعد——" کہنے لگی۔ "کیسے ملوں ڈارلنگ؟ باہر نکلتے ہی پیچھا شروع ہو جائے گا۔ بھیا کو ستیندر وغیرہ نے بھر دیا ہے اور مجھے معلوم نہیں انہوں نے کتنے آدمی تعینات کر رکھے ہیں—— یہ کب تک چلتا رہے گا آخر؟ ہم کب تک چوروں کی طرح چھپ کر ملتے رہیں گے؟" میں نے کہا۔ "خدا معلوم' ڈیڈی کیا چاہتے ہیں—— ایک ہی طریقہ ہے جو میں نے اجیتا کو بتایا۔ لیکن وہ تیار ہی نہیں ہوتیں۔"

"بمبئی جانے کا؟" اس نے کہا۔ "ہاں۔ بمبئی رہنے کا۔ اب ہنس راج کا بہانہ بھی ہے۔ ان کے پاس تم بھی آ سکتی ہو۔"

"اچھا ــــــ تو پھر ایسا کرو ــــــ میں ڈیڈی کو سنبھالوں گی ــــــ روپے کی ضرورت ہو تو بتاؤ۔"

"شکریہ ڈارلنگ ــــــ" میں نے ہنس کر کہا۔ "میں شردھام سے نکلا ہوا ہوں لیکن پھر بھی پرنس تو ہوں۔ ڈیڈی کیا نہیں کر سکتے تم آنے کا وعدہ کرو میں دو مہینے میں چھوٹا سا محل تعمیر کرا دیتا ہوں ــــــ" کہنے لگی۔ "وعدہ ہے ڈارلنگ ــــــ جاؤ ایک معمولی سی کوٹھی بن گئی تو دیدی پہنچ جائے گی اور پھر میں ــــــ" میں نے کہا۔ "کوٹھی نہیں سروج' میں نے محل کہا ہے ــــــ محل ہی ہو گا ــــــ رالز ہو گی' نوکر چاکر ہوں گے۔ باڈی گارڈ ہو گا ــــــ بیس پچیس لاکھ روپیہ تو میرے اکاؤنٹ میں اس وقت بھی ہے ــــــ اچھا تو میں پھر چلا جاؤں؟ یا پھر تم ملنے کا انتظام کر سکتی ہو؟" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے چند سیکنڈ انتظار کر کے کہا۔ "مجھے معلوم ہے سروج ڈارلنگ' "جاؤ" کہنا تمہارے لئے ممکن نہیں ہے۔ لیکن سوچو تو میرے لئے جانے کی اجازت طلب کرنا کتنا دشوار کام ہے۔ تمہارے علاوہ ایک چیز اور بھی تو ہے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے بھی کلیجہ منہ کو آ رہا ہے ــــــ اس کے دیکھنے کو دل ــــــ خیر' تم جذباتی ہو جاؤ گی ــــــ کچھ بولو ــــــ میرے لئے کیا حکم ہے؟" بھرائی ہوئی آواز میں رک رک کر بولی۔ "تمہیں اختیار ہے ــــــ" میں نے گڈ بائی کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

لنچ پر کیپٹن کمنگز میرے ساتھ تھا۔ میں نے کھانے کے دوران اس کو یوراج سے کی جانے والی باتیں سمجھائیں اور چند پوائنٹس نوٹ کرائے۔ شام کو پانچ بجے ریزیڈنٹ سے اجازت طلب کی اور ساڑھے سات بجے جبکہ مالکم اور کمنگز راج محل جا چکے تھے آٹھ بجے والی ٹرین سے بمبئی روانہ ہو گیا۔

صبح نو بجے گورنمنٹ ہاؤس پہنچتے ہی مسٹر ولسن نے مجھے فوراً اپنے بنگلے پر بلا لیا۔ شاید ریزیڈنٹ نے وائرلیس پر کینتھ کے لیٹر کے متعلق سب کچھ بتا دیا تھا۔ میں ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو مسز ولسن بھی موجود تھیں۔ سلام کرتے ہی انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے خط نکال کر مجھے دکھایا۔ خط لیڈیز ہینڈ رائٹنگ میں لکھا ہوا تھا اور دستخط کینتھ سے ملتے جلتے ہی تھے۔ میں نے "دیٹس آل رائٹ میم۔" کہہ کر خط ان کو لوٹا دیا اور اپنی ناکامی کی تفصیلات سنائیں۔ افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگیں ــــــ "تھینک گاڈ تم ان کا جال توڑ کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے ــــــ" چائے پیتے پیتے میں نے مسٹر ولسن کو ایک بار پھر ونود کمار کے متعلق ریمائنڈ کرایا۔ مسکرا کر بولے۔ "مائی ڈیئر وکی اب تو تمہیں کمپن سیٹ کرنا مجھ پر فرض ہو گیا ــــــ" میں نے ہنس کر کہا۔ "نو سر' یہ اس سے پہلے کی بات ہے۔ اگر آپ مجھے واقعی احسان مند کرنا چاہتے ہیں تو پلیز میرے لئے ایک چھوٹی سی کٹیا بنوا دیں ــــــ" وہ مسکرا دیئے۔ میں نے جیب سے چیک بک نکال

کر بیئرر چیک لکھا اور دستخط کر کے ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ سرسری سی نظر ڈال کر بیوی کو دکھاتے ہوئے بولے۔ "چھوٹی سی کٹیا کے لئے دو لاکھ روپیہ ــــــ سنو وکی کتنا روپیہ ہے تمہارے اکاؤنٹ میں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "اگر آپ ایک صفر کا اضافہ کر دیں تب بھی کیش ہو جائے گا۔" مسکرا کر بولے۔ "دین واش آف یور ہینڈز بوائے۔" میں نے کہا۔ "یہ سب آپ ہی نے تو دیا ہے سر۔ نو سوری' آدھا پہلے کا ہے ــــــ" مسز ولسن نے قہقہہ لگایا۔ میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اب اجازت چاہتا ہوں ــــــ شام کی ٹرین سے کلکتہ ــــــ ہوائی جہاز سے بجھوا دیں تو عین نوازش ہو گی ــــــ" اٹھ کر مصافحہ کرتے ہوئے بولے۔ "کل چلے جانا۔ آج کسی آرکیٹیکٹ سے پلان تیار کرا کے مجھے دے جاؤ ــــــ ڈبل اسٹوری نا؟" میں نے کہا۔ ڈبل' ٹرپل' جیسا آپ چاہیں ــــــ پلان اور ڈیزائن وغیرہ میں شام تک آپ کو فراہم کر دوں گا ــــــ" بولے۔ "او کے "گو اہیڈ" میں دونوں کو سلام کر کے چل دیا۔

دوسرے روز رات کو گیارہ بجے میں ڈم ڈم ایروڈرم پر ہوائی جہاز سے اترا تو لیفٹننٹ مائیکل جیپ لئے ہوئے پہلے سے وہاں پر موجود تھا۔ لوڈر نے میرا سوٹ کیس اور ہولڈال پچھلی سیٹ پر رکھا۔ میں اگلی سیٹ پر مائیکل کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ایروڈرم سے باہر نکلتے ہی میں نے ہنٹرس کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ واپس آ چکا ہے۔ جرمن لیڈی کا کوئی پتہ نہیں چل سکا لیکن اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ وہ زندہ ہے۔ ایک بستی میں اس نے بیس گھنٹے گزارے اور صبح کے پانچ بجے وہاں سے غائب ہو گئی ــــــ میں نے کہا کہ اس کے پاس روپیہ نہیں تھا تو مائیکل نے جواب دیا کہ اس نے اپنی رسٹ واچ پچیس روپے میں ایک شخص کو فروخت کی تھی ــــــ وہ گھڑی اور خریدنے والا اب ہمارے قبضے میں ہیں ــــــ" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے پھر وہ واقعی زندہ ہے۔" مائیکل نے ایک ٹرن لے کر مین روڈ پر آتے ہوئے کہا۔ "سر! تھریٹ ننگ لیٹر کے سلسلے میں کئی دن سے انکوائری ہوتی رہی تھی لیکن کسی کو گرفتار نہ کیا جا سکا۔" میں نے جیب سے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "لیفن' دھمکی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ اس کو عملی شکل دینے والے پیدا ہوں گے تو دیکھا جائے گا۔" مائیکل نے اسپیڈ بڑھاتے ہوئے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "دیٹس رائٹ سر۔" میں نے جھک کر دونوں ہاتھوں کی آڑ میں لائٹر جلا کر سگریٹ سلگایا اور پشت گاہ سے کمر لگا کر کش لینے لگا۔

جیپ بنگلے کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو کر دروازے کے سامنے رکی۔ دستک دینے سے پہلے دروازہ کھلا اور اردلی نے گاڑی سے سامان نکالا۔ اس کے ساتھ ہی کیپٹن ہنٹرس مسکراتا ہوا باہر نکلا۔ میں نے "ہیلو پال" کہہ کر اس سے مصافحہ کیا اور دونوں سٹنگ روم میں داخل ہوئے۔ مائیکل جیپ لے کر چلا گیا۔ اردلی نے دروازہ بند کیا۔ کیپٹن ہنٹرس نے اس کو کافی

لانے کا اشارہ کیا اور بیٹھتے ہوئے بولا۔ "وکی میرے پاس اپنی ناکامی کے علاوہ تمہارے لئے بھی کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔ ڈیئریسٹ۔" میں نے کوٹ ہینگر پر ڈال کر ٹائی کھولتے ہوئے کہا۔ "مجھے اس پر کوئی تعجب نہیں ہے بریڈ ——— میں خود بھی پے در پے شکستوں کا مرقع بن کر آیا ہوں ———" کرسی سے ٹیک لگا کر کہنے لگا۔ "مجھے افسوس ہوا وکی ——— میرا خیال تھا کہ تم کوئی خوشخبری ——— کوئی رومانٹک واقعہ سنا کر میری افسردگی دور کرو گے لیکن تم تو خود ——— کیا مس کینتھ بھی نہیں ملی وکی بوائے؟" میں نے بستر پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ملی تھی بریڈ۔" مسکرا کر بولا۔ "تو پھر اسی کے ساتھ فری اسٹائل فائٹ کا کوئی واقعہ سناؤ ———" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہر مورچے پر ادھر سے ادھر بھاگ کر جان بچاتا رہا۔ کہیں فائٹ نہ دے سکا۔" وہ خانساماں کو کافی لے کر آتے دیکھ کر ہارڈ لک کہہ کر خاموش ہو گیا۔ خانساماں ٹرے میز پر رکھ کر واپس ہو گیا اور ہم نے خاموشی سے مگ اٹھا کر چسکیاں لینی شروع کر دیں۔ کافی ختم کر کے میں نے سونے کے کپڑے پہنے اور بستر پر دراز ہو گیا۔ ہنٹرس گڈ نائٹ کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

صبح نو بجے اٹھا تو ہنٹرس دفتر جانے کو تیار ہو چکا تھا ——— میں نے دس بجے تک دفتر پہنچنے کو کہا اور سگریٹ سلگا کر چائے کے لئے گھنٹی بجائی۔ ہنٹرس بائی بائی کہتا ہوا دروازے کی طرف چل دیا ——— میں نے غسل اور ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر یونیفارم پہنی اور کمپاؤنڈ میں پہنچا تو لیفٹننٹ ڈارلنگ گیٹ سے اندر داخل ہو رہا تھا۔ سیلوٹ کر کے کہنے لگا۔ "سر' چیف نے کہلوایا ہے کہ ابھی آپ کی رخصت کے دو روز باقی ہیں اگر چاہو تو اویل کر سکتے ہو' لیکن دفتر آ کر ———" میں نے مسکرا کر کہا ——— "دفتر ہی تو جا رہا ہوں سر۔" وہ اپنے الفاظ ضائع کرنے کی غلطی پر خفیف ہو کر خاموشی سے میرے ساتھ چلنے لگا۔ کیپٹن ہنٹرس اور کرنل بشپ میز پر نقشہ پھیلائے آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ میں نے سیلوٹ کیا تو دونوں نے بیک وقت میری طرف دیکھا۔ کرنل نے مسکرا کر "ہیلو کیپٹن" کہا اور کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ میں تھینک یو سر کہہ کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ نقشہ ایک طرف سرکاتے ہوئے بولے۔ "وکی وہ جرمن لیڈی ——— دین مالا تمام انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ کو بے وقوف بنا کر نکل گئی بوائے ———" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "سر میں ان میں شامل ہوں کیا؟" مسکرا کر کہنے لگے۔ "کیا فرق پڑتا ہے اگر تم ان میں شامل نہیں ہو ——— یا میں ان میں شامل نہیں ہوں ——— سوال تو پورے محکمہ کے وقار کا ہے ———"

"یقیناً سر' لیکن جب مسئلہ کسی دوسرے محکمے میں زیر بحث آئے۔ یہ معاملہ اس وقت صرف انٹیلی جنس چیف کے زیر غور ہے اور وہ ان افراد کو سزا دے سکتے ہیں جن پر براہ راست اس کی ذمہ داری عاید ہوتی ہے ———" کرنل زچ ہو کر مسکرا دیئے ———

"تم بہت ڈیفیکٹ ہو وکٹر۔ وہ تمہاری انگلیوں سے بھی سلپ ہو کر نکل سکتی تھی ——— نہیں کیا؟" میں ان کے چہرے کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ انہوں نے پائپ نکال کر سلگایا اور ایک دو کش لے کر بولے۔ "ویل؟" میں نے جواب دیا۔ "نو سر' یہ ممکن نہیں ہے۔" قہقہہ لگا کر کہنے لگے۔ "کیوں نہیں کیپٹن؟" میں نے کہا۔ "سر! میری موجودگی میں وہ کھڑکی سے چھلانگ نہیں لگا سکتی تھی ———" مسکرا کر بولے۔ "ہپنوٹائز کر دیتے شاید تم ———" میں نے کہا۔ "نو سر ——— میں کسی شعبدہ بازی پر یقین نہیں رکھتا۔" بولے "او کے ——— اب گرفتار کر لاؤ اور تم میجر ہو ———" پھر خود ہی اپنے الفاظ کی تردید کرتے ہوئے ہنس کر کہنے لگے۔ "آئم سوری بوائے پروموشن تمہارے لئے کوئی کشش نہیں رکھتا۔ تم محکمے کے وقار کی خاطر ہی یہ کام کر سکتے ہو ——— کرو وکی ———" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا سر ——— اور شاید اسے زمین سے کھود کر نکالنے میں کامیاب بھی ہو جاؤں ——— لیکن کیا آپ اسے بہت لیٹ نہیں سمجھتے؟ ——— آپ میری رخصت کینسل کر دیجئے سر ——— تفصیلات میں کیپٹن ہنٹرس سے لے لوں گا۔" بولے۔ "ویل ڈن بوائے ——— آج آرام کرو ——— کل مہم پر روانہ ہو جاؤ ——— چاہو تو ہنٹرس کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ ———" پھر ہنٹرس کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ "کیپٹن تم بھی تیاری کرو اور ——— بنگلے میں لے جا کر وہ بات بھی بتا دو ———" میں نے سوالیہ نگاہوں سے ہنٹرس کی طرف دیکھا ——— کرنل نے کہا ——— "نو بوائے ——— بنگلے لے جاؤ' ڈرنک وغیرہ آفر کرو اور اس کے بعد بتانا ——— او کے ڈسمس۔" ہم نے اٹھ کر سیلوٹ کیا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔ برآمدے سے نیچے اترتے ہی میں نے ہنٹرس سے کہا۔ "کیا بات ہے بریڈ جو رات سے اب تک تمہاری زبان پر نہیں آ سکی؟ یو سکاؤنڈرل۔" کہنے لگا۔ "بے ہوش ہو جاؤ گے ———" میں نے ہنس کر کہا۔ "او کے' میرے بے ہوش ہونے سے قیامت تو نہیں آ جائے گی ———" بولا۔ "نہیں' لیکن یہ ایک سو نوے پونڈ کی لاش کون گھسیٹے گا؟" پھر خود ہی کہنے لگا۔ "چیف بوائے احمق ہے جو خواہ مخواہ سسپنس پیدا کر رہا ہے۔ مجھے معلوم ہے کنکھجورے کی ایک ٹانگ ٹوٹ جانے سے اس کی چال میں کوئی فرق نہیں پڑتا ———" میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تاؤ گو ٹو ہیل ——— میں سمجھ گیا تم کیا کہنا چاہتے ہو ——— یہی نا کہ ہیلن غائب ہو گئی؟" کہنے لگا۔ "یس ——— وہاٹ اے بلڈی کروک یو آر وکی۔" میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "بریڈ' کار جھپٹ سکتے ہو کسی سے؟" چلتے چلتے رک کر کہنے لگا۔ "لے آتا ہوں' لیکن اس خبیثہ کی تلاش میں مجھے ساتھ لے جانے کی کوشش نہ کرنا۔" میں نے اس کے چہرے پر حقارت کی نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "بریڈ گھٹیا پن کا مظاہرہ نہ کرو ——— جاؤ گاڑی لے کر آؤ ——— میں اس

وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔" وہ "آئی سی" کہہ کر پلٹا اور کرنل بشپ کے بنگلے کی طرف چل دیا۔ میں نے اپنے بنگلے میں جا کر یونیفارم اتاری ——— سویلین ڈریس پہن کر پتلون کی جیبوں میں دو پستول ڈالے ——— پرس اور سگریٹ کیس وغیرہ لئے اور سگریٹ سلگاتا ہوا باہر نکل کر سڑک پر کھڑا ہو گیا۔ چند منٹ بعد ہنٹرس، میجر شراف کی اسٹوڈی بیکر لے کر آ گیا اور ایک جھٹکے سے میرے قریب لا کر روک دی۔ میں دروازے کی طرف بڑھا تو باہر نکل کر بولا۔ "یور ایکسی لنسی' اور کیا حکم ہے۔" میں نے وہیل پر بیٹھ کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا اگر میں شام تک واپس نہ آ سکوں تو کرنل سے کہہ دینا کہ میری رخصت منسوخ نہ کریں۔" بولا۔ "میرے لئے کیا حکم ہے؟" میں نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "سر آپ جہنم میں تشریف لے جائیں۔" پچھلا دروازہ کھول کر سوار ہوتے ہوئے بولا۔ "پھر تمہارے ساتھ ہی چل رہا ہوں ———" میں نے ٹرن لے کر گیٹ کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا۔ "ہوائی جہاز سے جاتے تو تمہارے لئے بڑا اسکوپ تھا۔ خیر آ ہی گئے ہو تو بتاؤ ہیلن کب اغوا کی گئی اور کہاں سے؟" کہنے لگا۔ "چار روز پہلے ——— ہمیں مسٹر اسمتھ نے دفتر میں آ کر بتایا ——— ہم نے انارکسٹوں کے خفیہ اڈے پر بھی چھاپہ مارا لیکن وہاں کچھ بھی نہیں تھا ———" میں خاموش ہو گیا ——— کیمپ کے حدود سے باہر نکلنے تک وہ بھی خاموش بیٹھا رہا پھر کہنے لگا۔ "سچ تو یہ ہے ہم نے زیادہ دلچسپی بھی نہیں لی۔ یہ سول پولیس کا کام ہے ———" میں نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا اور ریلوے لائنز کی طرف ٹرن لے کر کہا۔ "بریڈ تم ہیلن کو ابھی تک دشمن سمجھتے ہو ——— نہیں؟" بولا۔ "نہیں' میں نے تمہاری دوست سمجھ کر اسے معاف کر دیا تھا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میں تمہارا احسان مند ہوں لیکن اس میں صداقت کا عنصر بہت کم نظر آتا ہے۔ تم نے اس کو خبیثہ کہا۔ یہ جاننے کے باجود کہ اس نے تمہاری رہائی کے لئے پارٹی سے غداری کی اور اسی کے نتیجے میں ——— نہیں' تم احسان فراموش ہو بریڈ ———" وہ ہنس دیا۔ میں نے بائیں ہاتھ سے سگریٹ کیس نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ "دو سگریٹ جلاؤ ——— تمہیں اس گالی کی پینلٹی بعد کو دینا ہو گی۔" "وہ کب؟" میں نے کش لیتے ہوئے کہا۔ "ہیلن کے ملنے پر ——— کتنی' وہ خود بتائے گی۔ بہرکیف سو روپے سے زیادہ نہیں۔" بولا۔ "تمہیں یقین ہے وہ مل جائیں گی؟" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ ریلوے کوارٹرز شروع ہو گئے تھے۔ ہنٹرس نے بھی مزید اصرار نہ کیا۔ چند لائنوں سے گزرنے کے بعد میں نے مسٹر اسمتھ کے بنگلے کے سامنے پہنچ کر گاڑی کا انجن بند کر دیا اور ہنٹرس کو بیٹھے رہنے کا اشارہ کر کے باہر نکلا اور کمپاؤنڈ میں داخل ہو کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ خانساماں نے باہر نکل کر سلام کیا اور کہا ——— "حکم جناب۔" شاید وہ مجھے سویلین لباس میں پہچان نہ سکا تھا۔ میں نے مسٹر اسمتھ کے متعلق پوچھا تو کہنے لگا۔ "جناب سو رہے ہیں کوئی ضروری کام ہے؟" میں نے

کہا۔ "انہیں جگا کر کہو کیپٹن ہیرس مس ہیلن کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔" وہ "اوہ" کر پلٹا اور تیزی سے اندر لوٹ گیا۔ ایک منٹ بعد پھر دروازے سے نمودار ہوا اور بولا۔ "آ جائیے صاحب۔" میں اس کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ مسٹر اسمتھ بستر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سلام کر کے تکلیف دینے کی معذرت چاہی۔ کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "کیپٹن بمبئی سے کب آئے؟" میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "صبح کی فلائٹ سے ——— میں نے مس ہیلن کے متعلق سنا مسٹر اسمتھ ——— آپ کو تفصیلات کی زحمت نہیں دوں گا ——— صرف یہ بتائیے کہ آپ ان کے دوستوں میں سے کس کس کو جانتے ہیں؟" بولے۔ "پولیٹیکل پارٹی والوں میں سے تو کسی کو نہیں جانتا ——— ویسے تمام دوستوں کے نام پولیس اور ملٹری آفیسرز کو نوٹ کرا چکا ہوں ———" میں نے سگریٹ کیس نکال کر بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ولیم کو جانتے ہیں؟" انہوں نے تھوڑی دیر خالی خالی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "ولیم ——— نو کیپٹن آئی ڈونٹ تھنک سو۔" میں نے ان کو لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا اور اٹھتے ہوئے کہا۔ "آل رائٹ ——— آئل فائنڈ آؤٹ۔" بولے۔ "مجھے افسوس ہے کیپٹن ———" میں نے گڈ بائی کہہ کر دروازے کا رخ کیا۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی ہنٹرس نے کہا۔ "بتایا اولڈ بوائے نے کچھ؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر گاڑی کا دروازہ بند کیا اور سوئچ آن کر کے اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "بریڈ میں گرینڈ ہوٹل پہنچ کر تم سے پیچھا چھڑا لوں گا۔ تم یونیفارم میں ہو اور مجھے شاید پھر سول اینڈ ملٹری کنٹریکٹر بننا پڑے۔" "او کے بائی جی ——— لیکن یہ بتاؤ کب تک انتظار کرنے کے بعد تمہاری تلاش شروع کی جائے؟" میں نے جواب دیا۔ "کل اس وقت تک نہ لوٹ سکوں تو لنڈا سے دریافت کرنا ——— میں حتی الامکان اس سے اور جین سے رابطہ قائم رکھنے کی کوشش کروں گا ——— اور کچھ؟" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "دیٹس آل بوائے۔"

گرینڈ ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں ہنٹرس نے وش یو اے لک کہہ کر مجھ سے مصافحہ کیا اور گاڑی لے کر واپس ہو گیا ——— میں سیدھا بار میں داخل ہو گیا۔ کاؤنٹر پر لنڈا کے سامنے کوئی نہ تھا۔ مجھے دیکھتے ہی مسکرا کر ہیلو کہا۔ میں اس کے سامنے پہنچ کر رک گیا اور وہسکی کے شاٹ کا آرڈر دیا۔ اس نے بوتل اٹھا کر برف میں ڈالا اور ایک کے بجائے دو شاٹ انڈیل کر میرے سامنے رکھتی ہوئی بولی۔ "کافی دنوں کے بعد نظر آ رہے ہو ———" میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "بمبئی گیا ہوا تھا ———" بولی۔ "کب آئے؟" میں نے دو گھونٹ لے کر گلاس کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے کہا۔ "آج صبح ——— جین کس وقت پہنچے گی؟" مسکرا کر بولی۔ "میں کسی قابل نہیں کیا؟" میں ہنس دیا اور آہستہ سے کہا۔ "جان ہنٹرس میرا کزن ہے ڈارلنگ بتاؤ میں تمہارا کیا ہوا؟" وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ میں نے دو

گھونٹ لے کر گلاس کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے سگریٹ کیس نکالا اور اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے سگریٹ سلگایا اور سگریٹ کیس الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی۔ میں نے اس کے ہاتھ سے لے کر سگریٹ نکال کر سلگایا اور جیب میں سرکا دیا۔ کہنے لگی۔ "بیوٹی فل" میں نے تھینک یو کہہ کر پھر پینی شروع کر دی۔

میں نصف گھنٹے کھڑا کھڑا پیتا رہا لیکن اس نے ہیلن کے متعلق ایک لفظ زبان سے نکالا۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "اوہ سوا بارہ! اب چلنا چاہئے——— ارے ہاں لنڈا ولیم اس وقت کہاں مل سکے گا؟" لنڈا کندھے اچکا کر رہ گئی۔ میں نے جیب سے دس روپے کا نوٹ نکال کر کاؤنٹر پہ رکھتے ہوئے اس کے چہرے پر نظر ڈالی۔ اس نے نظریں ملائے بغیر نوٹ اٹھا کر کاؤنٹر کے دراز میں ڈالا اور پانچ روپے نکال کر میری طرف بڑھایا۔ اس کی انگلیوں میں نوٹ لرز رہا تھا۔ میں نے اس کا ہاتھ پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔ "تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا لنڈا؟" نوٹ دراز میں ڈالتے ہوئے بولی۔ "کیپٹن کیا جواب دوں———" میں نے مسکرا کر کہا۔ "او کے' میں لاؤنج میں بیٹھتا ہوں——— ایک بجے میرے لئے لنچ بھجوا دینا۔ اس دوران اگر کسی نتیجے پر پہنچ سکو تو دوست سمجھ کر صحیح ایڈریس دے جانا ورنہ کھڑی کھڑی کانپتی رہنا———" وہ خاموش کھڑی دیکھتی رہی۔ میں آگے بڑھ کر ایک کونے میں پہنچا اور ایک خالی میز پر دروازے کی طرف رخ کر کے بیٹھ گیا۔ دس منٹ گزرے ہوں گے کہ لنڈا ٹرے میز پر رکھ کر میرے سامنے کھڑی ہو گئی۔ میں نے گلاس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ سٹ ڈاؤن اینڈ اسپیک ڈارلنگ———" وہ آہستہ سے بیٹھ گئی اور سرگوشی کے لہجے میں بولی۔ "کیپٹن اگر پروٹیکشن کی گارنٹی دو تو میں تمہیں اس کے مکان تک پہنچا سکتی ہوں———" میں نے ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "مائی ورڈ آف آنر——— کوئی تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکے گا جب تک یہ ہاتھ حرکت کر سکتا ہے——— جو تمہارے ہاتھ میں ہے۔ ہیلن سے یہی وعدہ تھا اور اگر وہ نہیں ہے تو میں بھی نہیں ہوں۔" کہنے لگی۔ "او کے——— دو بجے میں تمہارے ساتھ چلوں گی———" میں نے کہا۔ "نہیں میں تمہیں اس کے سامنے نہیں لانا چاہتا۔ صرف صحیح ایڈریس دے دو جہاں وہ مل سکے یا پھر رات کو میرے ساتھ چلو———" بولی۔ "ٹھیک ہے' دو بجے میرے ساتھ چل کر میرا مکان دیکھ لو اور رات کو آٹھ بجے مجھے ساتھ لے لو———" میں نے کہا۔ "ڈیٹس رائٹ' تھینک یو ہنی۔" اس نے مسکرا کر میرے چہرے پر ایک نظر ڈالی اور کاؤنٹر کی طرف چل دی۔

دو بجے میں اس کو ٹیکسی میں بٹھا کر گھر دیکھنے کو چل دیا۔ مین روڈ پر آتے ہی کہنے لگی۔ "کیپٹن اس وقت ولیم کا اپنے مکان پر موجود ہونا یقینی ہے——— شام ہونے کے بعد ممکن ہے نہ مل سکے۔" میں نے کہا کوئی پروا نہیں' آج نہیں تو کل سہی——— کہاں جا

سکتا ہے——— یہ بتاؤ ہیلن کے اغوا میں اس کا ہاتھ ہے یا نہیں؟ مسکرا کر بولی۔ "کیپٹن یہ تمام باتیں مجھ سے پوچھ رہے ہو؟ کیا مجھے بتا سکتے ہو اس خطرناک کھیل میں جیت جانے پر میری موجودہ حالت میں کیا بہتری ہو گی؟" میں نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔ "لنڈا ڈارلنگ شاید جو کچھ تم کہنا چاہتی ہو صاف نہ کہہ سکیں——— لیکن میں جانتا ہوں ہر چیز کی ایک قیمت ہوتی ہے اور میں تمہیں وہ قیمت دینا چاہتا ہوں——— پروٹیکشن اس کے علاوہ——— بولو' کتنی؟" نظریں جھکا کر بولی۔ "وہی جو تم نے ہیلن کو ادا کی———" میں نے ہنس کر کہا۔ "ایگریڈ۔ ہیلن کی شکل نظر آتے ہی دو ہزار روپے کا چیک لے لو——— یہی پے منٹ اس کو کیا گیا تھا۔ کیش نہیں' پریزنٹس کی شکل میں۔" بولی۔ "ڈیٹس رائٹ——— اب میں بتا سکتی ہوں——— ہیلن زندہ ہے اور ولیم تمہیں اس کے پاس پہنچا سکتا ہے——— لیکن وہ بکنے والی چیز نہیں ہے——— اف گاڈ———" میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "اگر اس نے یا اس کی گینگ نے انگلی اٹھانے کی حماقت کر دی تو تم ان کے ٹکڑے گن نہ سکو گی لنڈا' اس لئے پلیز———" وہ خاموش ہو گئی۔ میں نے سگریٹ نکال کر دیا اور دونوں کش لینے لگے۔

لنڈا کا مکان مارسٹن اسٹریٹ کے اختتام پر تھا۔ وہ مجھ سے ہاتھ ملا کر اندر گئی اور فرسٹ فلور کی بالکنی سے ویو کیا۔ میں نے گرد و پیش کا جائزہ لیا اور اسی ٹیکسی سے ہیڈ کوارٹرس پہنچ گیا——— تین بجنے میں چند منٹ باقی تھے کہ میں کرایہ ادا کر کے دفتر میں داخل ہو گیا۔ کرنل بشپ اپنے ٹیبل پر موجود تھے۔ سلیوٹ کرتے ہی مسکرا کر بولے۔ "سٹ ڈاؤن وکی بوائے——— جان نے مجھے بتایا کہ تم شروف کی کار لے کر ہیلن سے ملنے گئے تھے؟——— ملی کیا؟" میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "وہ پرنسس ہے سر——— برینڈ نیو کار میں ملنا پسند کرتی ہے اگر شام کے سات بجے تک آپ نئی کار اور ایسکورٹ کا انتظام کر دیں تو شاید——— دو مرتبہ' شاید ملاقات ہو سکے۔" کرنل اچھل پڑے۔ سنبھل کر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "کیا کہہ رہے ہو کیپٹن؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "جو کچھ آپ نے سنا سر" کہنے لگے۔ "او کے' انتظام ہو جائے گا لیکن مجھے یقین نہیں تم اتنے بڑے جادوگر ہو سکتے ہو——— اچھا اب بنگلے جا کر آرام کرو——— تھینک یو ویری مچ———" انہوں نے ہاتھ بڑھایا——— میں نے اٹھ کر مصافحہ کیا اور سلیوٹ کر کے چل دیا۔

شام کو ساڑھے سات بجے سمن مجھے بیوک میں ڈرائیو کر رہا تھا۔ ہم سے دو سو گز پیچھے لیفٹننٹ مالکم موٹر سائیکل چلا رہا تھا۔ تینوں سفید کپڑوں میں ملبوس تھے۔ ہم مارسٹن اسٹریٹ پہنچے تو لنڈا بالکنی میں کھڑی ہوئی تھی۔ گاڑی رکتے ہی تیزی سے نیچے آ گئی۔ میں نے پچھلا دروازہ کھولا اور وہ سوار ہو گئی۔ دروازہ بند کر کے سمن نے یوٹرن لیا اور مین روڈ کی طرف چل دیا۔ لنڈا اسے لیڈ کرنے لگی۔ چند منٹ میں گاڑی ایک سہ منزلہ عمارت کے

سامنے روک دی گئی۔ لنڈا نے اندر بیٹھے بیٹھے مجھے ولیم کا فلیٹ دکھایا۔ وہ دوسری منزل پر رہتا تھا۔ میں نے دروازہ کھول کر لنڈا کو مخالف سمت والی بلڈنگ میں جانے کو کہا اور گاڑی سے اتر کے زینے کی طرف چل دیا——— ولیم کے فلیٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا——— دوسری دستک پر ایک چودہ پندرہ سالہ لڑکی نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "گڈ ایوننگ میم مسٹر ولیم کو باہر بھیجئے ذرا۔" اس نے مجھے اوپر سے نیچے تک غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ کا نام جان سکتی ہوں؟" میں نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "میں پارٹی کے ہیڈ کوارٹرز سے آیا ہوں۔ انہیں فوراً" وہاں پہنچنا ہے۔ شاید مس ہیلن کو شفٹ کیا جا رہا ہے۔ وہ سر جھکا کر پلٹنے لگی۔ میں نے اس کو ٹھہرنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں نیچے جا رہا ہوں، سڑک پر میری گاڑی کھڑی ہے۔ وہیں بھیج دیجئے انہیں۔" وہ پلٹ کر اندر چلی گئی۔ میں آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے پہنچا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ سمن نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا۔ میں نے اشارے سے سمجھایا۔ "آ رہا ہے۔ شاید۔" تقریباً" پانچ منٹ گزر گئے۔ میں نے انتظار سے اکتا کر سگریٹ سلگایا اور کش لیتے ہوئے کھڑکی سے سر نکال کر زینے کی طرف دیکھا۔ کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ سمن نے آہستہ سے کہا۔ "سر! کافی دیر ہو گئی——— میں اوپر جا کر دیکھوں؟" میں نے کہا۔ "چند منٹ اور انتظار کرو اور اس کے بعد اوپر چلے جاؤ۔ اگر وہ آ رہا ہو اور تنہا ہو تو ساتھ لے آنا اور اگر ابھی کمرے میں ہی ہے تو دروازہ کھٹکھٹا کر بلانا اور کہنا۔ "کامریڈ کتنی دیر انتظار کراؤ گے———" یا پھر جو تم مناسب سمجھو کہہ دینا——— پھیلنے کی کوشش کرے تو——— آخر سناٹیپر ہو۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا اور خاموشی سے گزر گاہ کی طرف دیکھنے لگا——— مزید دو منٹ گزر گئے۔ میں نے اس کے کندھے میں انگلی چبھو کر سگنل دیا۔ سمن نے دروازہ کھولا اور باہر نکل کر سگریٹ سلگایا ہوا سڑک عبور کر کے فٹ پاتھ پر چڑھنے لگا۔ اس نے دوسرا قدم اٹھایا تھا کہ دوسری منزل کے زینے کی بالکنی سے ٹارچ کی تیز روشنی اس کے چہرے پر پڑی میں نے پستول نکالتے ہوئے اوپر کی طرف دیکھا۔ بالکنی میں تین آدمیوں کے چہرے دکھائی دے رہے تھے۔ جن میں سے ایک ولیم تھا۔ روشنی پڑتے ہی سمن نے اوپر کی طرف دیکھ کر رکتے ہوئے کہا۔ "مسٹر ولیم!"

○

ولیم نے جھک کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہو آر یو؟" سمن کے جواب دینے سے پہلے میں نے پستول آستین میں سرکایا اور تیزی سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "مسٹر ولیم نیچے آیئے نا۔" اس نے روشنی کا زاویہ بدل کر میری طرف دیکھا لیکن کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے دونوں ساتھی کھڑکی سے پیچھے ہٹ گئے۔ اس اثنا میں سمن تیزی سے فٹ پاتھ عبور کر کے گزر گاہ میں پہنچ چکا تھا۔ میں نے ولیم کی طرف سے جواب نہ پا کر اوپر دیکھتے ہوئے کہا۔ "وہاٹ از دس آل، ولیم؟" چیخ کر بولا۔ "میں نہیں جانتا تم کون ہو مسٹر؟" بلڈنگ کی تمام کھڑکیوں میں عورتوں، مردوں اور بچوں کے چہرے دکھائی دینے لگے۔ سڑک اور فٹ پاتھ پر بھی آنے جانے والے رک کر دیکھنے لگے——— میں نے سمن کو سیڑھیاں چڑھتے دیکھا۔ دوسری طرف سڑک کے موڑ سے موٹر سائیکل اسٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی اور ایک ثانیہ میں ملکم کار کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے تیزی سے فٹ پاتھ عبور کیا اور دو دو سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ پہلی منزل پر پہنچتے ہی پستول کا ہینڈل میرے ہاتھ میں تھا۔ دوسری منزل کی آخری سیڑھی پر میں سمن کو پیچھے چھوڑ چکا تھا۔ یہاں گذرگاہ میں متعدد افراد اپنے دروازوں کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی سب ادھر ادھر کھسک گئے۔ شاید وہ ولیم کے کردار سے واقف ہونے کے باعث صورتحال سمجھ گئے تھے۔ ولیم کے ساتھ اب کوئی نہ تھا——— وہ بالکنی سے گذرگاہ کی طرف بڑھا۔ میں نے دوستانہ انداز ترک کر کے ترش لہجے میں کہا۔ "مسٹر ولیم تم زیر حراست ہو——— بہتر ہو گا خاموشی سے خود کو قانون کے حوالے کر دو۔" سینہ تان کر آگے بڑھتے ہوئے بولا۔ "کس جرم میں؟" میں نے جواب دیا۔ "حکومت کے خلاف سازش۔ مس ہیلن اسمتھ کا اغوا فوجی کار کی تباہی وغیرہ وغیرہ کہنے لگا۔ "نان سینس کوئی ثبوت ہے تمہارے پاس؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "بڑی انٹیلی جینس بغیر ثبوت ہاتھ نہیں ڈالا کرتی——— آؤ۔" ہاتھ بڑھا کر بولا۔ "دکھاؤ وارنٹ۔" میں نے پستول سیدھا کرتے ہوئے کہا۔ "میں وارنٹ کی بجائے ڈیتھ سرٹیفکیٹ جیب میں ڈال کر نکلا ہوں——— جنٹلمین کی طرح ساتھ ہو جاؤ——— یا دہشت پسند کی طرح بم استعمال کرو۔ بولو کیا چاہتے ہو؟" ولیم نے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ میں نے سمن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اس کی جامہ تلاشی لو اور اگر کوئی ہتھیار نہ ہو تو بالکنی میں جا کر دیکھو۔" سمن نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے اس کی جیبوں کو دبا دبا کر دیکھا اور کچھ نہ ملنے

پر بالکنی کی طرف چل دیا۔ میں نے مالکم کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ٹیک ہم——— نیچے لے جاؤ اسے۔" لیفٹن مالکم نے "ویری ویل سر" کہہ کر ٹامی گن ولیم کی طرف کرتے ہوئے سیڑھیاں اترنے کا اشارہ کیا۔ وہ سر جھکا کر زینے کی طرف چلنے لگا۔ اسی وقت سمن بالکنی سے ہاتھ میں ایک دستی بم لئے ہوئے میرے پاس پہنچا۔ یہ دیسی ساخت کا ناشپاتی سائز کا فیتے والا بم تھا۔ میں نے غور سے دیکھ کر کہا۔ "بے ضرر ہے جب تک چنگاری نہ دکھائی جائے——— چلو۔" سمن میرے پیچھے پیچھے سیڑھیاں اترنے لگا——— نیچے پہنچے تو مالکم گاڑی کے قریب ولیم سے پانچ فٹ کے فاصلے پر کھڑا ہوا تھا۔ سڑک پر دونوں طرف سینکڑوں آدمیوں کا ہجوم تھا لیکن سب خاموش تھے۔ کسی میں قریب آنے یا زبان کھولنے کی جرات نہ تھی۔ سمن کے ہاتھ میں بم دیکھ کر راستے میں کھڑے ہوئے لوگ کائی کی طرح چھٹ گئے۔ میں نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "لیفٹن تم ڈرائیو کرو گے——— اور سمن تم ٹول بکس سے کپڑا لے کر ہینڈ گرنیڈ اس میں لپیٹو اور موٹر سائیکل پر سوار ہو جاؤ——— تمہیں گاڑی کے پیچھے رہنا ہے———" سمن نے "بہتر ہے سر" کہہ کر ٹول بکس سے ایک ڈسٹر نکالا اور موٹر سائیکل کی طرف چل دیا۔ میں نے ولیم کا بازو پکڑ کے پچھلی سیٹ پر بٹھایا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ مالکم نے دروازہ کھول کر وہیل سنبھالا اور انجن اسٹارٹ کر کے گیئر لگاتے ہی گاڑی حرکت میں آ گئی۔ ساتھ ہی موٹر سائیکل چلنے لگی۔ اسٹریٹ کارنر سے ٹرن لیتے وقت ولیم نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "اب میں نے پہچانا آپ کیپٹن وکٹر ہیرس ہیں———" میں نے مسکرا کر کہا۔ "تم نے ٹھیک پہچانا——— لیکن یہ بھی یاد آ گیا ہو گا کہ ہیلن میری دوست ہے' اور مجھے ہر قیمت پر اسے تم لوگوں سے واپس لینا ہے——— بتاؤ وہ کہاں ہے؟" کہنے لگا۔ "وہ میری بھی دوست ہے اور میں بھی چاہتا ہوں کہ وہ مل جائے———"

"سنو ولیم———" میں نے تیز ہو کر کہا۔ "تم اس وقت تک اعلیٰ درجے کے احمق ثابت ہو چکے ہو——— بائی گاڈ——— میں نے تمہارے مقابلے کا بے وقوف زندگی میں نہیں دیکھا——— اگر تم نے———"

"پلیز کیپٹن!" اس نے میرا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "آپ مجھے بے وقوف———"

شٹ اپ۔" میں نے ڈپٹ کر کہا۔ "بے وقوف نہیں——— بہت زیادہ بے وقوف——— میں تمہیں ہیلن کا دوست سمجھ کر محض اس خیال سے تمہارے پاس آیا تھا کہ شاید تم کچھ بتا سکو لیکن تم نے اپنے طرز عمل سے ثابت کر دیا کہ اس کے اغوا کرنے والے تم ہی ہو۔ صرف اپنی حماقت سے تم نے یہ الزام اپنے سر لیا ہے اور خود ہی اپنے جرم کا ثبوت پیش کیا ہے۔ میرا اشارہ بم کی طرف ہے۔ سچ کہنا کیا انقلابی جماعت میں سب

تم جیسے ہی ہیں———" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ سر جھکا کر خاموش ہو گیا۔ میں نے جیب سے سگریٹ کیس نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ "سگریٹ پیو ولیم اور اگر زندگی عزیز ہے تو ہیلن کا پتہ بتاؤ۔ اس سے پہلے کہ معاملہ کرنل کے سامنے جائے——— پھر میں تمہاری کوئی مدد نہ کر سکوں گا۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر سگریٹ لیتے ہوئے "تھینک یو" کہا تو اس کی آواز اور انگلیاں کانپ رہی تھیں۔ میں نے اس کو لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا۔ ایک کش لے کر کہنے لگا۔ "تو کیا آپ میری مدد کرنا چاہتے ہیں سر؟" میں نے دھواں خارج کرتے ہوئے کہا۔ "ہاں——— لیکن اس کا انحصار اس پر ہے کہ ہیلن صحیح سلامت ہو اور تم لوگوں نے اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہ کی ہو۔" کہنے لگا۔ "جہاں تک مجھے معلوم ہے اس کو کوئی جسمانی اذیت نہیں دی گئی۔ برین واش میں ٹارچ نہیں کیا جاتا۔"

"او کے———" میں نے کہا۔ "بتاؤ وہ کہاں ہے——— ہمیں کس طرف کو چلنا ہے؟" بولا۔ "مجھے یقینی طور پر معلوم نہیں۔ لیکن آپ مجھے کچھ وقت دیں تو ٹیلی فون کر کے کسی نہ کسی ذریعے سے معلوم کر سکتا ہوں۔" میں نے سگریٹ کا کش لے کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں زیادہ سے زیادہ چار گھنٹے کا وقت دے سکتا ہوں——— اگر اتنی دیر میں کچھ کر سکتے ہو تو کر لو——— صبح ہونے سے پہلے تمہاری گرفتاری کی خبر ان لوگوں تک ضرور پہنچ جائے گی اور پھر ہیلن کو کہیں منتقل کر دیں گے اور تم سے تو بات کرنا بھی گوارا نہ کریں گے۔ بولو کیا کہتے ہو؟" اس نے سگریٹ کا کش لے کر دھواں چھوڑتے ہوئے میری طرف غور سے دیکھا اور خاموش ہو گیا۔ میں نے اس کو پس و پیش میں الجھا دیکھ کر کہا۔ "سنو ولیم' یہ فیصلہ کن لمحات ہیں۔ اگر یہ وقت ضائع کر دیا تو سخت مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ یقین کرو تخریب کاروں کے لئے ہمارے پاس کوئی ہمدردی نہیں ہے اور تم وہ سب کچھ برداشت نہ کر سکو گے جو تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ تھرڈ ڈگری کا نام سنا ہے کبھی؟" اس نے نفی میں سر ہلا کر نظریں جھکا لیں۔ میں نے تھوڑی دیر جواب کا انتظار کر کے کہا۔ "ویل؟" مالکم نے گردن گھما کر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "لٹ ہم فیس اٹ سر!" ولیم نے سگریٹ کھڑکی سے باہر پھینکتے ہوئے کہا۔ "آپ مجھے ایک دوست سے ٹیلی فون پر رابطہ قائم کرنے کی اجازت دیجئے کیپٹن۔" میں نے "او کے" کہہ کر مالکم کے کندھے پر ہاتھ مارا۔ "کسی پولیس اسٹیشن کی طرف لے چلو لیفٹن۔" ولیم نے خائف ہو کر میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کی گھبراہٹ دیکھ کر کہا۔ "ہم تمہیں دہشت پسند کی حیثیت سے متعارف نہیں کرائیں گے——— تم اطمینان سے تنہائی میں بات کر سکو گے———"

وہ "تھینک یو" کہہ کر خاموش ہو گیا۔ مالکم نے ایک ٹرن لے کر گاڑی کی رفتار کم کی اور پولیس اسٹیشن کے احاطے میں پہنچ کر چبوترے کے قریب انجن بند کر دیا۔ ہم دروازہ کھول کر باہر نکلے۔ چبوترے پر چڑھتے ہی پہرے دار نے اٹینشن ہو کر سیلوٹ کیا۔

میں ولیم کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ مالکم کے ہاتھ میں ٹامی گن دیکھ کر ایس ایچ او اور اس کے اسٹاف نے اٹھ کر استقبال کیا۔ میں نے ایس ایچ او سے چند منٹ ٹیلی فون استعمال کرنے کی اجازت چاہی اور اس نے ٹیلی فون ہماری طرف سرکا دیا۔ میں نے ولیم کی کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "گو اہیڈ۔" اس نے ریسیور اٹھا کر کھڑے کھڑے نمبر ڈائل کیا۔ اردلی نے دو کرسیاں لا کر ہمارے قریب رکھ دیں۔ میں نے مالکم کو اشارہ کیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ ولیم نے ایک نمبر ڈائل کر کے ڈس کنیکٹ کیا اور دوبارہ ڈائل کرنے لگا۔ مالکم غور سے اس کی انگلی کی طرف دیکھتا جا رہا تھا۔ چند سیکنڈ بعد رابطہ قائم ہو گیا اور ولیم نے ہیلو پال' دس از ولیم کہہ کر باتیں کرنی شروع کر دیں۔ میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ "پال!" ولیم نے کہا۔ "مجھے ہیلن سے ضروری بات کرنا ہے—— ذرا اسے بلاؤ تو پلیز۔" دوسری طرف سے کچھ کہا گیا—— اس نے کنپٹی کھجا کر کہا۔ "اچھا تو اب کس نمبر پر ملے گی؟—— اوہ—— تو پھر کس ایڈریس پر—— ہاں پال میں نے کہا—— مجھے فوراً" اس سے کچھ کہنا ہے—— آئم ان ٹربل—— تھینک یو—— ویٹ اے منٹ——" اس نے ایس ایچ کی طرف اشارہ کر کے کاغذ اور پنسل لیتے ہوئے کہا۔ "یس سرپال" دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز آنے لگی اور اس نے لکھنا شروع کر دیا۔ ایڈریس مکمل ہوتے ہی اس نے "تھینک یو پال' گڈ نائٹ۔" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور کاغذ میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے سرسری نظر ڈال کر جیب میں سرکا دیا اور اٹھ کر ایس ایچ او کا شکریہ ادا کیا—— "مالکم نے ولیم کو اشارہ کیا اور میرے ساتھ دونوں باہر نکل آئے——

احاطے سے باہر نکلتے ہی میں نے ولیم سے کہا۔ "یہ پال کون شخص ہے جس کو تم نے فون کیا؟" کہنے لگا "کیپٹن آپ ہیلن کا پتہ جاننا چاہتے تھے—— وہ آپ کی جیب میں ہے۔ پال کوئی بھی ہے—— اس سے آپ کو کچھ فائدہ نہ ہو گا سوائے اس کے کہ میری زندگی خطرے میں پڑ جائے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم بھی عجیب ہو مسٹر ولیم—— پال اگر خطرناک ہے تو اس کے آزاد رہنے میں تمہارے لئے خطرہ ہے یا جیل پہنچ جانے میں؟" بولا۔ "دونوں صورتوں میں کیپٹن۔ اس کے جیل جانے پر پارٹی میری دشمن ہو جائے گی۔" میں نے سگریٹ باہر پھینکتے ہوئے کہا "تو پھر تمہیں پوری پارٹی ختم کرا دینا چاہئے—— اس سے پہلے کہ وہ تمہیں ختم کر دیں——" مالکم نے گردن گھما کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "سر' یہ رفتار کچھ تیز نہیں کیا؟" میں نے اس کا اشارہ سمجھ کر سڑک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہاں ہمیں اتنا تیز چلنے کی ضرورت نہیں۔ آہستہ چلو—— سگریٹ لو ولیم۔" ولیم نے شکریہ ادا کر کے سگریٹ لے لیا۔ میں نے اس کو لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "تمہیں اینگلو انڈین ہونے کی حیثیت سے پرو برٹش ہونا چاہئے ولیم—— میری

سمجھ میں نہیں آتا دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ترجیحی مراعات ملنے پر بھی تم گورنمنٹ سے کس لئے بغاوت کر رہے ہو؟" اس نے میرے چہرے پر بھرپور نظر ڈال کر دیکھا اور طویل سانس لے کر پھر سر جھکا لیا۔ میں نے بھی مزید سوالات کرنے کا خیال ترک کر دیا۔

ہیڈ کوارٹرس پہنچ کر میں نے آفس میں داخل ہوتے ہی کرنل بشپ کو ٹیلی فون کیا۔ وہ سونے کی تیاری کر رہے تھے۔ میری آواز پہچانتے ہی بولے۔ "اے ی ڈی کی' تمہارے لہجے سے معلوم ہوتا ہے مجھے دفتر آنا پڑے گا۔" میں نے کہا۔ "سر آپ کا خیال صحیح ہے۔ لیکن زحمت نہ کیجئے۔ صرف ریڈ ہیرنگ پھنسی ہے جو کئی دروازے کھولنے والی چابی ہے۔ ہو سکتا ہے صبح کو ہیلن آپ کے کاندھے پر سر رکھ کر ہچکیوں کے ساتھ اپنی بپتا سنائے اور—— خیر سر دست مجھے دو تین گاڑیاں اور کیپٹن ہنٹرس کے ساتھ بیس پچیس اور رینکس کی ضرورت ہے——" کہنے لگے۔ "پھر تو مجھے آنا ہی پڑے گا بوائے——" میں نے ایز یو پلیز کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور باہر نکل کر ڈیوٹی سارجنٹ سے کہا۔ "لیفن مالکم جس شخص کو گارڈ روم میں بند کر گئے ہیں اس کا نام ولیم ہے—— سمن نے جو ہینڈ گرنیڈ دیا ہے وہ اسی کے قبضے سے برآمد ہوا ہے—— انارکسٹ کی حیثیت سے بک کر لو لیکن لاک نہ کرنا اور ابھی ذرا فرینڈلی رہنا——" اس نے بہتر ہے کہہ کر سیلوٹ کیا اور میں مالکم کو دفتر پہنچنے کو کہہ کر اندر چلا گیا—— تھوڑی دیر بعد کرنل بشپ پہنچ گئے۔ میں نے اٹھ کر سیلوٹ کیا اور تمام روداد بیان کی۔ کہنے لگے۔ "یہ تو بہت بڑی کامیابی ہے بوائے—— تم تو جہاں تک میرا خیال ہے ان کے دروازے پر پہنچ گئے—— ناؤ—— ایک بات سن لو—— کوئی وعدہ نہ کر لینا——" میں نے مسکرا کر کہا۔ "بہتر ہے جناب۔" بولے۔ "او کے—— اب تم بنگلے جا کر کچھ دیر آرام کرو۔ میں ایک گھنٹے میں تمام انتظام کر کے تمہیں اطلاع دوں گا۔" میں سیلوٹ کر کے چل دیا۔ برآمدے میں مالکم اور سمن کھڑے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے سمن کو بھیج کر ولیم کو گارڈ روم سے باہر بلوایا اور سگریٹ دیتے ہوئے کہا۔ "ولیم! چیف دفتر میں آ چکے ہیں—— اس سے پہلے کہ وہ تمہیں بلائیں پال کا صحیح نام اور ایڈریس مجھے بتاؤ تاکہ میں ان سے تمہارے کو آپریشن کرنے کے متعلق کہہ کر ہمدردانہ سلوک کرنے کی درخواست کر سکوں۔" سر جھکا کر کہنے لگا۔ "کیپٹن الس ویری ڈس گریس فل آن مائی پارٹ—— یہ میرے لئے شرم کی بات ہے۔" میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "آہ ولیم سیو یور اسکن مین—— اپنی جان بچاؤ پھندا اس وقت تمہاری گردن میں ہے—— اسے نکالو—— کم آن اسپیک اپ۔" ولیم کی ہمت جواب دے گئی۔ مری ہوئی آواز میں بولا۔ "کامریڈ مل روائے—— دوست اسے پال کہتے ہیں' کاسموپولیٹن لباس پہنتا ہے—— میرا مطلب ہے انگریزی اسٹائل میں رہتا ہے۔ فلیٹ' انک ٹائی اینڈ آل دیٹ۔ بنکم چندر

بوس روڈ پر سامرتھ ولا میں رہتا ہے۔۔۔۔۔ مجھے یقین نہیں تم اسے گھیر سکو گے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "کون جانے۔۔۔۔۔ خیر تھینک یو۔۔۔۔۔ سمن' مسٹر ولیم کے لئے سگریٹ وغیرہ کا انتظام کر دینا۔۔۔۔۔ میں ذرا بنگلے جا رہا ہوں۔" سمن نے "بہتر ہے سر" کہا اور اس کو گارڈ روم میں لے گیا۔

میں بنگلے میں پہنچا تو ہنٹرس اپنے بیڈ روم میں مچھر دانی تانے اوندھے منہ پڑا ہوا سو رہا تھا۔ میں نے اس کو جھنجھوڑ کر جگایا تو آنکھیں مسل کر اٹھتا ہوا بولا۔ "آ گئے وکی؟" میں نے ہنس کر کہا "نہیں بریڈ' تم خواب دیکھ رہے ہو۔" کہنے لگا۔ "پھر Night Mare ہو گا خیر تم اپنے خواب کی کھو لی ہیلن؟" میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے کہا۔ "اٹھو اور پانچ منٹ میں یونیفارم پہن کر تیار ہو جاؤ' تمہیں اس کو گارڈ آف آنر دینا ہے۔" مسکرا کر بولا۔ "کون سی جیب میں ہے؟" میں نے اس کے منہ میں سگریٹ ٹھونستے ہوئے کہا۔ "بریڈ تم نابالغ ہو ابھی۔۔۔۔۔ اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ پانچ فٹ نو انچ کی عورت جیب میں نہیں' بستر میں بھی بمشکل چھپائی جا سکتی ہے۔ گارڈ آف آنر دینے کا مطلب ہے تمہیں میرے ساتھ چل کر لانا ہے۔۔۔۔۔ اور شاید۔۔۔۔۔ خیر میں تمہیں خوفزدہ نہیں کرنا چاہتا۔" وہ تھینک یو کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔ میں اپنے کمرے میں آ کر یونی فارم پہننے لگا۔ چند منٹ بعد خانساماں چائے لے کر پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ہی ہنٹرس بھی تیار ہو کر آ گیا اور کرسی گھسیٹ کر میرے سامنے بیٹھ گیا۔ چائے پیتے پیتے میں نے سنجیدگی سے اس کو تمام واقعہ تفصیل سے سنا کر ہیلن اور بھل روائے کے ایڈریس اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ "دونوں میں سے کون سی جگہ جانا پسند کرتے ہو؟" اس نے سگریٹ سلگا کر ایک کش لیا اور بھل بوائے کا ایڈریس لے کر جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ "ہیلن تمہارا پرابلم ہے بوائے۔۔۔۔۔ لیکن میں شناخت کے لئے ولیم کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "آؤ پھر۔"

صبح کے سوا تین بجے دو آرمڈ کاریں جن میں چھ چھ جوان اور دو دو آفیسر تھے ہیڈ کوارٹرس سے نکل کر مختلف سمتوں میں روانہ ہو گئیں۔ چوبیس پرگنہ جانے والی گاڑی میں میں ڈرائیور کے برابر والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اندر وائرلیس سیٹ کے علاوہ اتنا ایمونیشن تھا جو دس گھنٹے مسلسل استعمال کرنے پر بھی ختم نہیں ہو سکتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا ہم ایک عورت برآمد کرنے نہیں بلکہ جرمن مورچے پر حملہ کرنے جا رہے ہوں۔ کرنل بشپ نے حتی الامکان فائر آرمز کے استعمال سے گریز کرنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن دوسرا آف دی ریکارڈ حکم یہ تھا کہ اگر فائر ناگزیر ہو تو پھر موثر طریقے پر کیا جائے۔

صبح کے ساڑھے چار بجے ہم منزل مقصود پر پہنچ کر اس مکان کو گھیرے میں لے چکے تھے جس مکان میں ہیلن کا محبوس ہونا بتایا گیا تھا۔ میں لیفٹننٹ مالکم کے ساتھ حویلی

کے دروازے پر پہنچا اور اس کو دس گز بائیں جانب رہ کر ٹامی گن سے کور کرنے کو کہہ کر دروازہ کھٹکھٹانا شروع کیا۔ حویلی ایک وسیع و عریض ایک منزلہ عمارت تھی۔ میرا خیال تھا اس لمبی چوڑی عمارت میں نہ معلوم کتنے افراد ہوں گے اور دروازے سے کتنے فاصلے پر ہوں گے۔ ہو سکتا ہے ان کے جگانے میں پورا محلہ جاگ جائے لیکن ایسا نہ ہوا۔ دوسری ہی دستک پر کنڈی کھولنے کی آواز سنائی دی اور ایک ادھیڑ عمر کے آدمی نے دروازہ کھول کر جھانکا۔ ٹارچ کی روشنی میں میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی سہم کر رہ گیا۔ میں نے پستول والے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "باہر آؤ۔۔۔۔۔" وہ لڑکھڑاتا ہوا باہر نکلا تو بید کی طرح لرز رہا تھا۔۔۔۔۔ میں نے اس کے سراپا کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ "کون کون رہتا ہے اس مکان میں؟" اس نے بنگالی میں کچھ کہنا چاہا۔ میں نے پستول کا رخ اس کے سینے کی طرح کرتے ہوئے کہا۔ "ہندی میں بتاؤ مس ہیلن کے علاوہ اور کون کون ہے یہاں پر؟" "امار امار" کہہ کر ہکلایا اور دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ میں نے اس کی عیاری بھانپ کر جبڑے پر گھونسہ مارا اور وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح زمین پر گر پڑا۔ مالکم دو چھلانگوں میں دروازے پر پہنچ گیا اور ٹامی گن فائرنگ پوزیشن میں لئے ہوئے اندر گھس گیا۔ میں نے زمین پر پڑی ہوئی ٹارچ اٹھا کر دہلیز میں روشنی ڈالی اور گرے ہوئے آدمی کے پہلو میں ٹھوکر مارتے ہوئے بولا۔ "بولتا ہے یا گولی کھانا مانگتا ہے۔" وہ کراہتا ہوا اٹھا اور جبڑا سہلاتا ہوا کہنے لگا۔ "صاحب امارا ساتھ۔" میں نے اس کی گردن پر پستول رکھ کر کہا۔ "چلو۔" وہ دونوں چوٹیں بھول گیا اور دہلیز میں داخل ہوا۔ اب اس کی چال میں کوئی لڑکھڑاہٹ نہ تھی۔ دہلیز کے دوسرے دروازے سے گزرتے ہی ہم صحن میں تھے اور مالکم ایک دالان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ روشنی دیکھتے ہی اس نے رک کر ادھر ادھر نظر دوڑائی اور آگے بڑھ کر سوئچ آن کیا' دالان میں ایک دم دو بلب روشن ہو گئے۔۔۔۔۔ دائیں جانب کے کمرے سے کسی نے چیخ کر کہا۔ "کون؟" مالکم نے آواز کی سمت گھوم کر ٹامی گن سیدھی کرتے ہوئے کہا۔ "باہر آؤ۔" میں نے برآمدے میں پہنچتے ہی پستول کی نالی پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔ "نام لے کر آواز دو۔" اس نے پہلا لفظ زبان سے نکالا تھا کہ ایک آدمی پستول ہاتھ میں لئے ہوئے دروازے سے باہر نکلا۔ مالکم نے ڈپٹ کر کہا۔ "ہینڈز اپ۔" آنے والے نے گھبرا کر پستول زمین پر ڈال دیا اور دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لئے۔۔۔۔۔ میں نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ "ایک سیکنڈ میں بولو مس ہیلن کدھر ہے؟" اس نے سامنے والے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ مالکم نے پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ تالا لگا ہے۔ "کھولو اور مس صاحب کو باہر نکالو۔۔۔۔۔" اس نے پاجامے کی جیب سے چابی نکالی اور دروازے کی طرف چلنے لگا۔ میں نے آگے بڑھ کر اس کا پستول اٹھا لیا۔ مالکم اس کو ٹامی گن سے کور کئے ہوئے تھا۔ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور سوئچ آن کر کے کمرے میں روشنی کی۔ اندر سے

کوئی آواز نہ آنے پر مجھے حیرت ہوئی۔ شاید ہیلن اس کمرے میں نہیں تھی۔ ورنہ ڈسٹرب ہونے پر ضرور اس کی آواز سنائی دیتی۔ مالکم آگے بڑھ کر دروازے پر پہنچ چکا تھا۔ میں نے اپنے زیرِ حراست آدمی کو مخاطب کر کے کہا۔ "دونوں ہاتھ اس دیوار پر رکھ کر کھڑے ہو جاؤ اور جب تک دوسرا حکم نہ ملے اسی طرح کھڑے رہو۔" دوسرے لمحے وہ ہاتھ رکھنے کے بجائے پورا جسم دیوار سے چپکا کر کھڑا ہو گیا۔ میں تیزی سے دروازے پر پہنچا تو اندر جانے والا آدمی دوسرے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر جا رہا تھا۔ مالکم کمرے کے دروازے کو کور کئے ہوئے تھا۔ کمرے میں لائٹ ہوتے ہی ایک زنانہ آواز ابھری۔ "کون؟" قبل اس کے کہ اندر جانے والا آدمی کوئی جواب دیتا میں نے چیخ کر کہا۔ "ہیلن پل اپ یور سیلف ——— اٹس کیپٹن ہیرس۔" دوسرے لمحے وہ "گڈ لارڈ" کہہ کر دوڑتی ہوئی آئی اور مالکم کی پروا کئے بغیر میرے سینے سے لگ کر سسکیاں لینے لگی۔ میں نے اس کی کمر تھپک کر تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "اٹس آل رائٹ ہیلن ——— صرف یہ بتاؤ ان لوگوں نے تمہیں ٹارچر تو نہیں کیا؟" وہ آہستہ آہستہ علیحدہ ہوتی ہوئی بولی۔ "نہیں وکی' انہوں نے کوئی تشدد تو نہیں کیا ابھی تک۔" میں نے اس کے شانے تھپتھپا کر کہا۔ "پھر ٹھیک ہے کوٹ پہنو اور ہمارے ساتھ چلو۔" مالکم نے ہیلن کے کمرے کی طرف دیکھ کر باآواز کہا۔ "باہر نکل آؤ موشو بھالو۔" وہ سر جھکا کر باہر نکل آیا اور مالکم سے کچھ فاصلے پر پہنچ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے ہیلن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کتنے آدمی ہیں یہاں؟" وہ کہنے لگی دو تین آدمی ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ کبھی کبھی رات کو میٹنگ وغیرہ ہوتی ہے تو خاصا اجتماع ہوتا ہے۔" میں نے مالکم کو چلنے کا اشارہ کیا اور اس نے دونوں آدمیوں کو آگے کر کے چلنا شروع کر دیا۔ ہیلن اپنی اسیری کی داستان بیان کرتی ہوئی میرے ساتھ چلنے لگی۔

ہیلن کو ڈرائیور کے ساتھ گاڑی میں بٹھا کر میں نے مالکم کو دونوں آدمیوں کی نگرانی کے لئے چھوڑا اور تمام جوانوں کو ساتھ لے کر حویلی کے ایک ایک کمرے کی تلاشی لی لیکن وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ تمام کمرے اوٹ پٹانگ سامان اور غلے وغیرہ کی بوریوں سے بھرے ہوئے تھے۔ ساڑھے پانچ بجے کے قریب جبکہ مندروں میں گھنٹیاں اور ناقوس بجنے لگے تھے اور لوگوں کی آمد و رفت شروع ہو چکی تھی ہم نے کام ختم کیا اور گاڑی میں بیٹھ کر ہیڈ کوارٹرس کی طرف چل دیئے۔

ہنٹرس ہم سے ایک گھنٹہ پیشتر بھل روائے کو لے کر پہنچ چکا تھا اور آفس میں کرسی پر بیٹھا ہوا سگریٹ پی رہا تھا۔ میں نے اس کو اور اس نے مجھ کو کامیابی کی مبارک باد دی ——— میں نے ہیلن کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور تین بریک فاسٹ لانے کا حکم دیا۔ ہنٹرس نے ہیلن کو سگریٹ دیا اور اس سے باتیں کرنے لگا۔ میں بھی سگریٹ سلگا کر اس کے قریب بیٹھ گیا اور ان کی باتیں سننے لگا' جو اس کے اغوا کے متعلق ہی تھیں۔ اس کے بیان کے

مطابق ولیم اس کو سینما لے جانے کے بہانے گھر سے نکال کر لایا اور ریلوے لائنز سے باہر آتے ہی ایک ٹیکسی روک کر اس کو بٹھایا ——— اسی وقت سڑک کے دونوں طرف سے دو آدمی دوڑ کر آئے اور پستول دکھا کر گاڑی میں سوار ہو گئے۔ ٹیکسی تیزی سے روانہ ہو گئی۔ میں نے ہیلن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میرا بھی یہی خیال تھا کہ ولیم نے تمہیں ڈبل کراس کیا ——— لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آ سکی ——— مسٹر اسمتھ نے ولیم کو پہچاننے سے کیوں انکار کیا؟" ہیلن نے گردن گھما کر دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ میری غلطی ہے وکی۔ میں نے آج تک ان کے سامنے ولیم کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔" میں نے سوال کیا۔ "وجہ؟" کہنے لگی۔ "بس یوں ہی ——— میں نے کچھ مناسب نہ سمجھا۔" میں "آئی سی" کہہ کر خاموش ہو گیا ——— اس نے بھی سکوت اختیار کر لیا ——— میں نے ہنٹرس سے مخاطب ہو کر کہا۔ "چیف کو اطلاع دی بریڈ؟"

کہنے لگا۔ "ٹیلی فون کیا تھا۔ "پہنچنے ہی والے ہیں۔"

اسی وقت اردلی چائے لے کر اندر داخل ہوا اور ٹرے میز پر رکھ کر چائے بنانے لگا۔ ہم کرسیاں سرکا کر قریب ہو گئے اور کیک اٹھا کر کھانے لگے۔ چائے پیتے میں نے ہنٹرس سے بھل روائے کے متعلق پوچھا۔ ہنس کر کہنے لگا۔ "بوائے' بوائے ——— آج کی رات معلوم ہوتا ہے ہم دونوں کے ستارے عروج پر تھے ——— آئم سوری ——— تمہارا تو ہمیشہ ہی ہوتا ہے ——— صرف میرا ستارہ کہنا صحیح ہو گا ——— ولیم تو اسے بہت چالاک ——— بہت خطرناک ثابت کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ہوا یہ کہ دروازہ کھٹکھٹانے کے دو منٹ بعد ہی وہ دروازے پر آ گیا اور میرے ہاتھ میں پستول اور مائیکل کے پاس ٹامی گن دیکھتے ہی اس کے ہوش اڑ گئے ——— سر جھکا کر کہنے لگا۔ "آفیسرز صرف یہ بتا دیجئے کہ کیا ولیم آپ کو یہاں لے کر آیا؟" میں نے کہا۔ "اس سے کیا فرق پڑتا ہے ——— یہ بتاؤ اندر تمہارے علاوہ اور کون ہے؟" اس نے جواب دینے کے بجائے دروازہ پوری طرح کھول دیا۔ میں نے مائیکل کو اندر جانے کا اشارہ کیا اور وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ بھل دروازے پر اسی طرح کھڑا رہا۔ میں نے سمن کو اشارہ کیا اور وہ ولیم کو لے کر اس کے سامنے آ گیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا نگاہیں جھکا لیں۔ میں نے بھل کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اینف؟" اس نے ولیم کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تھینک یو مسٹر ولیم۔" ولیم نے بمشکل کہا۔ "تم دیکھ رہے ہو بھل۔" بھل اثبات میں سر ہلا کر خاموش ہو گیا ——— اسی وقت مائیکل باہر نکلا اور کہنے لگا۔ "ہی از آل الون سر۔" میں نے بھل کو تالا لگانے کی اجازت دی اور ——— اب وہ گارڈ روم میں ہے ——— اس سے زیادہ ہماری خوش قسمتی کیا ہو گی؟"

میں نے چائے کا آخری گھونٹ لے کر پیالی رکھتے ہوئے کہا۔ "شاید زندگی میں یہ

تمہاری پہلی کامیابی ہے بریڈ' نہیں؟" بولا——— "اگر تم اسے میری کہہ سکتے ہو تو پہلی ہی ہے——— گو ہے نہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "نان سینس۔" وہ بھی ہنسنے لگا۔ سگریٹ کیس نکال کر ہیلن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔ اب میں نے تمہیں سچے دل سے معاف کر دیا ہے مس اسمتھ۔" ہیلن نے مسکرا کر کہا۔ "تھینک یو کیپٹن۔" میں نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "سچ کہنا جان کہیں اس لئے تو نہیں کہ آج ثابت ہو گیا کہ ذہنی اعتبار سے تم دونوں ایک دوسرے کا پرفیکٹ میچ ہو؟" ہنٹرس نے ہنس کر ہیلن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "شاید صحیح کہہ رہے ہو۔" میں نے پلٹ کر کہا۔ "کزن اس میں شاید کی گنجائش بھی ہے کیا؟ تم دونوں سب اسٹینڈرڈ برین کی وجہ سے اپنی اپنی جگہ مصیبت میں پھنسے ہو اور دونوں کو——— خیر جانے دو مجھے خود ستائی سے نفرت ہے——— بولا۔ "لیکن شاید کی گنجائش اس میں بھی کہاں——— لیکن مائی ڈیئر تمہیں ایسا ہونا بھی چاہئے ورنہ ایسے نہ ہوتے———" ہیلن نے کہا۔ "کیپٹن ہنٹرس——— میں آپ کا آخری جملہ نہیں سمجھ سکی———" ہنٹرس نے کہا——— تمہاری یادداشت کمزور ہے پھر۔" وہ مسکرا کر خاموش ہو گئی۔ میں نے دروازے میں کھڑے ہوئے اردلی کو اشارہ کیا اور وہ ٹرے اٹھا کر باہر نکل گیا۔

ہم سگریٹ سلگا رہے تھے کہ کرنل بشپ نے اندر داخل ہو کر ہیلو ہیلو کہا۔ ہم نے اٹھ کر سلیوٹ کیا۔ انہوں نے ہیلن کو دیکھ کر گڈ مارننگ مس اسمتھ کہا۔ مزاج پرسی کی اور میری کمر پر ہاتھ مار کر کہا۔ "ویل ڈن کیپٹن۔" میں نے دوبارہ سلیوٹ کر کے کہا۔ "تھینک یو سر۔" مسکرا کر کرسی کی طرف چلتے ہوئے بولے۔ "کانگریچولیشنز۔" میں نے پھر تھینک یو سر کہا۔ "لیٹ می ہیو یورا سٹوری———" میں نے ان کو ولیم کی گرفتاری کے بعد کے تمام واقعات تفصیل سے سنا دیئے وہ کہیں کہیں "یس اور ویل" کہتے رہے۔ تمام روداد سن کر بولے "او کے کیپٹن اب تم مس اسمتھ کو اپنے ساتھ بنگلے لے جاؤ اور دونوں علیحدہ علیحدہ کمروں میں آرام کرو۔ تم نے بمبئی سے آنے کے بعد بالکل آرام نہیں کیا———" میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا——— ہیلن بھی اٹھی——— میں نے سلیوٹ کیا تو مسکرا کر بولے۔ "سنو وکٹر——— تمہیں چوبیس گھنٹہ بعد دین مالا کی تلاش میں الہ آباد سائیڈ جانا ہے۔" میں نے کہا۔ "ہو سکتا ہے اڑتالیس گھنٹے بعد سر———" بولے "دیکھیں گے———" میں نے سلیوٹ کیا اور ہیلن کو ساتھ لے کر چل دیا۔

میں سو کر اٹھا تو ایک بج چکا تھا۔ شیو اور غسل سے فارغ ہو کر کھانا طلب کیا اور اردلی کو ہنٹرس کو بلانے کو بھیجا۔ خانساماں نے ڈرائنگ روم میں کھانا لگایا اور کہنے لگا۔ "صاحب بہادر! وہ مس صاحب اور کپتان صاحب دس بجے سے آفس گئے ہوئے ہیں۔ پولیس کمشنر آیا ہوا ہے آپ ان کا انتظار نہ کیجئے۔" میں نے گھڑی پر نظر ڈال کر دیکھا اور

کھانا کھانا شروع کر دیا۔ اردلی نے آ کر بتایا کہ کیپٹن ہنٹرس اور مس صاحب کرنل صاحب کے ساتھ کھانا کھا چکے ہیں اور تین بجے واپس آئیں گے——— میں نے ولیم اور بھل وغیرہ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ چاروں ملزموں کو پولیس کے حوالے کر دیا گیا اور وہ ان کو لے کر چلے گئے۔

ساڑھے تین بجے کے قریب ہیلن اور کیپٹن ہنٹرس دفتر سے آ گئے۔ ہنٹرس نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "وکی' مسٹر اسمتھ کو مس ہیلن کی بازیافتگی کی اطلاع دے دی گئی ہے۔ تم جلد از جلد چائے پی کر انہیں ریلوے لائنز چھوڑ آؤ———" میں نے سگریٹ کیس ان کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ "بہتر ہے——— تم ساتھ چل رہے ہو نا؟" بولا۔ "تمہارا حکم ٹال سکتا ہوں؟" میں نے گھنٹی پر انگلی رکھتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "یہ حکم نہیں تعاون ناروا کی درخواست ہے بریڈ' اور سچ تو یہ ہے تمہاری دوست کا شکریہ ادا کرنے کو جانا ہے——— تمہارا ساتھ ہونا ضروری ہے———" مسکرا کر بولا۔ "کیا واقعی؟" میں نے اثبات میں سرہلایا——— خانساماں نے چھوٹا حاضری کی ٹرے لا کر میز پر رکھ دی——— میں نے ہیلن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیری آن۔" چائے پینے کے بعد میں نے یونیفارم پہنی۔ ہولسٹر کاندھے پر ڈالا اور تینوں گاڑی میں بیٹھ کر ریلوے کوارٹرز کی طرف چل دیئے۔ ہنٹرس پچھلی سیٹ پر تھا۔ میں ڈرائیو کر رہا تھا' ہیلن میرے برابر والی سیٹ پر تھی۔ گیٹ سے نکلتے ہی کہنے لگی۔ "وکی اب میری حفاظت کا کیا انتظام ہو گا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا اب بھی حفاظت کی ضرورت ہے؟" کہنے لگی۔ "خوب! کیا اب میں بلٹ پروف ہو گئی ہوں؟" میں نے سگریٹ کا دھواں اس کے منہ پر چھوڑا——— "تمہارے اوپر گولی چلانے والا کون ہے ڈارلنگ اور اگر کوئی ہے تو بہترین طریقہ یہ ہے کہ ویکائز میں بھرتی ہو جاؤ———" وہ مسکرا دی اور میرے کان کے قریب منہ لا کر سرگوشی کے لہجے میں بولی۔ "اب اتنی پرو برٹش بھی نہ سمجھو کہ کل تک جن سے نفرت کرتی رہی آج ان کے ٹامیز کی تفریح کا سامان بن جاؤں۔" میں نے ہنس کر کہا تو پھر راہبہ خانے میں چلی جاؤ———" بگڑ کر کہنے لگی۔ "وکٹر کیسی اوٹ پٹانگ باتیں کر رہے ہو——— کیا تم مجھے پروٹیکشن نہیں دے سکتے؟" میں نے اثبات میں سرہلایا۔ "دے رہا ہوں' دیتا رہوں گا لیکن یہاں سے چلا گیا تو پھر؟ یہ اغوا ہو جانے کی عادت تو اچھی نہیں۔" وہ مسکرا دی——— میں نے سگریٹ کھڑکی سے باہر پھینکتے ہوئے کہا۔ "آج رات تو مجھے تم کو یقیناً اپنی حفاظت میں رکھنا ہو گا بولو کہاں؟" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا۔ "اچھا شام کو ایکسل سیئر میں طے کریں گے' او کے؟" وہ دوسری طرف دیکھ کر مسکرا دی۔

ہم ریلوے لائنز پہنچے تو مسٹر اسمتھ بنگلے کے لان میں بے چینی سے ٹہل رہے تھے——— گاڑی رکتے ہی گیٹ سے باہر نکل آئے۔ ہیلن گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی

اور ڈیڈی کہہ کر ان سے لپٹ گئی۔ میں نے انجن بند کیا اور دروازے لاک کر کے ہنٹرس کے ساتھ ان کے پیچھے پیچھے بنگلے میں داخل ہوا۔ مسٹر اسمتھ دروازے پر پہنچ کر ہیلن سے علیحدہ ہوئے اور ہم سے مصافحہ کر کے شکریہ ادا کیا۔ اندر دس بارہ عورتیں بچے اور مرد بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے کھڑے کھڑے مسٹر اسمتھ اور ان کے دوستوں سے چند باتیں کیں اور اجازت طلب کر کے چل دیئے۔

گاڑی کارنر سے نکلتے ہی ہنٹرس نے کہا۔ "اب کس طرف؟" وہ میرے برابر والی سٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے جواب دیا۔ "لنڈا کے پاس ——— اس کے گھر جانا پڑے گا۔ وہ ڈیوٹی سے تو اڑھائی بجے آف ہو چکی ہو گی۔" بولا۔ "کیا واقعی؟" میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈال کر کہا۔ "ہاں بریڈ ——— اور تم دیکھو گے یہ ملاقات مجھے کافی مہنگی پڑے گی۔

"ظاہر ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "تمہاری کامیابی کا راز تمہاری قوت خرید ہے بوائے ——— ورنہ لنڈا ——— تمہارے طفیل ہی سہی لیکن میری زیادہ دوست ہے اور مجھے کچھ بتا کر نہ دیا ———"

"تو تم نے ڑائی کیا تھا اسے؟" میں نے کہا۔ "سب سے پہلے ——— بہت کوشش کی ——— پروٹیکشن کا وعدہ کیا ——— انعام ———" میں نے ہنس کر اس کا قطع کلام کیا ——— "اسے معلوم تھا بریڈ۔ تم اپنا پروٹیکشن نہ کر سکے تو اس کا کیا خاک کرو گے ——— اور انعام؟ اگر لوگوں کو ملٹری اور پولیس کے انعام پر یقین ہو تو دنیا میں کوئی مجرم باقی نہ رہے ———" وہ اثبات میں سر ہلا کر بولا۔ "تم صحیح کہہ رہے ہو وکی ——— لیکن ہنٹرس اس سے زیادہ کر بھی کیا سکتا ہے ——— ہے ای وکی' ہاؤ اباوٹ ونمالا؟ وہاں کیا کرو گے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "بتاؤں؟ دو تین مہینے پورے انڈیا کی سیر کرتا پھروں گا۔ دوستوں سے ملوں گا۔ دشمنوں سے لڑوں گا ——— اور اگر زندہ رہا تو سوری کہہ کر بات ختم کر دوں گا ——— میں کہاں کا شرلاک ہومز ہوں ———" ہنٹرس نے قہقہہ لگایا۔ "اب اگر تم مجھے ساتھ لئے بغیر گئے تو ———"

میں نے کہا۔ "تم سے بڑا بے وقوف کوئی نہ ہو گا۔ اگر تم نے میرے ساتھ چلنے پر اصرار کیا۔ سنو بریڈ پہلی بازی پر ہی زندگی داؤ پر لگا دینا کوئی عقلمندی نہیں ہے ———" مسکرا کر کہنے لگے۔ "وکی کیا تم مجھے اپنے ساتھ مرنے کا بھی حق نہیں دینا چاہتے ——— کیا میں اتنا برا دوست ہوں؟" میں نے کہا۔ "بریڈ تم اچھے دوست ہو اسی لئے میں تمہیں زندہ و تابندہ دیکھنا چاہتا ہوں ———" بولا۔ "نان سینس۔ میں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں۔" میں نے سڑک سے اسٹریٹ کی طرف ٹرن لے کر کہا۔ "او کے اولڈ بوائے' تم چل رہو

——— لیکن اب تمہیں حلف وفاداری اٹھانا پڑے گا ———" ہنس کر بولا۔ "بائبل نا؟ ——— کتنی مرتبہ؟" میں نے اس ٹیڑھے سوال پر گردن گھما کر اس کی طرف دیکھا ——— "میں دوستوں پر زیادہ بار ڈالنے کا قائل نہیں ہوں بریڈ' اگر تم صرف ایک ایڈیشن کی کاپیاں ایک ہی مرتبہ اٹھا لو گے تو کافی ہو جائے گا۔ اور اب یہ ہے تمہاری لنڈا کا مکان۔" میں نے بلڈنگ کے سامنے گاڑی کو بریک لگاتے ہوئے کہا۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے انجن بند کر کے چابی نکالی اور باہر نکل کر ہنٹرس کے ساتھ زینے کی طرف چل دیا۔

ہم پہلی منزل پر پہنچے۔ تو لنڈا اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ دروازے سے نکل رہی تھی۔ اس نے مسکرا کر ہمیں "ویل کم" کہا اور پلٹ کر اندر جانے لگی۔ میں نے اس کو روکتے ہوئے کہا۔ "سنو مس لنڈا ——— تم اپنا پروگرام منسوخ نہ کرو ——— ہم صرف یہ کہنے آئے تھے کہ ———" لنڈا نے ہنٹرس کی طرف دیکھ کر گردن جھکا لی اور کہنے لگی۔ "اندر تو آؤ' میں سینما جا رہی تھی کوئی اتنا ضروری کام نہیں تھا۔" میں نے کہا۔ "خیر میں کل بار میں لنچ کرنے آؤں گا اس وقت بات کرنا مناسب ہو گا۔ او کے گڈ نائٹ۔" اس نے بادل ناخواستہ مصافحہ کیا اور ہم واپس چل دیئے۔ زینے سے اترتے ہوئے ہنٹرس نے ہنستے ہوئے کہا۔ "میرے سامنے وہ ہیلن کے سلسلے میں مدد کرنے کا اعتراف کیسے کر سکتی تھی وکٹر؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا ——— "میں نے اپنا اخلاقی فرض ادا کر دیا ———" اس نے گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کافی ہے" میں نے مسکرا کر کہا۔ تمہارا مطلب ہے معاملہ ختم کر دیا جائے؟" ہنٹرس نے اثبات میں سر ہلایا۔ میں نے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی بیک کرتے ہوئے کہا۔ "وعدہ خلافی میرے اصول کے خلاف ہے بریڈ۔" کندھے اچکا کر بولا۔ "ایز یو پلیز۔ بوائے۔ تمہارے نزدیک کرنسی پیپر اور بلینک پیپر میں کوئی فرق نہیں۔ خیر اب آوارہ گردی ختم کرو ——— میں پینا چاہتا ہوں ——— کہاں چلو گے؟" میں نے ایکسل سیئر کا نام لیا تو کہنے لگا۔ "ایکسل سیئر اور گرینڈ کے علاوہ جہاں چاہو ———" میں نے ہنس کر اس کی طرف دیکھا۔ "ریجنٹ کے متعلق کیا خیال ہے؟" بولا۔ "نو آبجیکشن۔" میں نے سگریٹ کیس اس کی طرف سرکا کر مین روڈ پر آتے ہی ریجنٹ کا رخ کیا۔ اس نے دو سگریٹ سلگا کر ایک میرے ہونٹوں میں دے دیا ——— میں نے کش لے کر کہا ——— "ریجنٹ میں کیا نہیں ہے بریڈ؟" جھٹکے سے گردن گھما کر بولا۔ "کیا؟" میں نے ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "دی سیم سوئٹ ڈش ——— جس طرف بھی میں گیا ساتھ اک پری خانہ چلا۔" کہنے لگا۔ "مجھے یاد نہیں تم پہلے کبھی وہاں گئے ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے بھی یاد نہیں کبھی گیا ہوں۔ لیکن اب تو جا رہا ہوں۔ اٹ ٹیکس فائیو منٹس ٹو ون ——— میرا گیم ہی کچھ سپیریئر ہے۔" کہنے لگا۔ "جانتا ہوں سنی' تم ڈیول

انکارنیٹ۔ شیطان مجسم ہو——"

"پروا نہ کرو گرینڈ پا—— اگر اس جنگ میں نہ مارا گیا تو ستر سال کی عمر میں مجھ سے بڑا سینٹ کوئی نہ ہو گا۔"

ہنٹرس نے قہقہہ لگایا—— "ستر سال—— میرے اندازے کے مطابق ستر سال کی عمر کو پہنچنے تک تم تین مرتبہ قتل ہو چکے ہو گے اور تینوں مرتبہ عورت کے ہاتھ سے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "پھر یقیناً میری موت بلکہ موتیں آئرلینڈ میں واقع ہوں گی۔"

ہنٹرس کٹ کر رہ گیا۔ وہ آئرش تھا۔ یہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔

ریجنٹ ہوٹل کے پارکنگ لاٹ میں کاروں سے زیادہ جیپیں اور ٹیکسیاں ٹھسی ہوئی تھیں۔ میں نے گاڑی روک کر انجن بند کیا اور ہنٹرس کو اترنے کا اشارہ کیا۔ دروازہ کھولتے ہوئے بولا۔ "ڈکٹر، میں شرط لگاتا ہوں لاؤنج اس وقت ویکائیز اور جونیئر بوائز سے بھری ہوئی ہے——" میں نے باہر نکل کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا—— "آؤ—— ہم بھی کوئی خاص سینئر نہیں ہیں—— سیٹ نہ ملی تو کاؤنٹر پر کھڑے کھڑے پی کر چل دیں گے۔ اگر مل گئی تو ڈیرے ڈال دیں گے۔" وہ انجن کے سامنے سے گھوم کر میرے قریب آگیا اور دونوں ساتھ چلتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ کر لاؤنج میں داخل ہو گئے اندر واقعی تمام ٹیبل رکے ہوئے تھے اور بھاری اکثریت یونیفارم والوں کی تھی۔ لاؤنج چیخوں سے گونج رہا تھا۔ ہمیں دیکھ کر چند نگاہیں اٹھیں، کچھ سرگوشیاں ہوئیں۔ کچھ نگاہیں جھک گئیں۔ چند چہروں کے رخ تبدیل ہو گئے۔ اس سے پہلے کہ ہنٹرس کے جونیئر بوائز اور ان کی ویکائی فرینڈز پر ڈسپلن طاری ہو ہم ان کی طرف پیٹھ کر کے کاؤنٹر کے قریب ہو گئے۔ ایک بار میڈ نے قریب آ کر مسکراہٹیں بکھیرتے ہوئے وہی رسمی جملہ ادا کیا جس کا مفہوم تھا۔ "میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں جناب؟" میں نے ہنٹرس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "بتاؤ کیپٹن کیا خدمت لینا چاہتے ہو؟" ہنٹرس نے کہا۔ "دو ڈبل مارٹینی۔" اس نے اباؤٹ ٹرن کے انداز میں پلٹ کر الماری سے مارٹینی کی بوتل اٹھائی۔ کاؤنٹر ڈرائر سے دو گلاس نکال کر دو دو پیگ مارٹینی اور ایک ایک چمچہ آئس کیوبس ڈال کر ہمارے سامنے سرکا دیئے۔ ہم نے گلاس بلند کر کے پینی شروع کر دی۔ ایک گھونٹ لے کر میں نے سگریٹ کیس جیب سے نکال کر ہنٹرس کی طرف بڑھایا۔ اس نے سگریٹ نکال کر سلگایا اور میری طرف سرکایا۔ میں نے سگریٹ لے کر ہونٹوں میں دبایا اور ہنٹرس کی طرف لائٹ دینے کا اشارہ کیا۔ بار میڈ نے دراز سے لائٹر نکال کر جلایا اور مجھے لائٹ دی۔ میں نے تھینک یو کہہ کر سگریٹ کیس اس کی طرف بڑھایا اور گلاس اٹھا کر پھر ایک گھونٹ لیا۔ بار میڈ نے سگریٹ سلگا کر کیس لوٹاتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن بڑا خوبصورت سگریٹ کیس ہے اور اگر گولڈ ہے تو آپ کیپٹن ہیرس ہیں۔" میں نے متحیر ہو کر اس کی طرف دیکھا—— وہ مارٹینی سے کہیں زیادہ دل

دماغ پر چھا جانے والی چیز نظر آئی—— مجھے خاموشی سے اپنے سراپا کا جائزہ لیتے دیکھ کر مسکرا دی۔ "میرا خیال غلط ہے شاید کیپٹن۔" اس نے معذرت آمیز لہجہ بنا کر کہا۔ میں نے گلاس کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں بے بی غلط نہیں—— میرا نام ہیرس ہی ہے—— ڈکٹر بھی کہہ سکتی ہو اور میں تم سے یہ بھی نہیں پوچھوں گا کہ تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا—— صرف اپنا نام بتاؤ دیکھیں" مسکرا کر بولی۔ "جین برکلے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "پھر تو تمہیں مجھے جاننا ہی چاہئے تھی۔" وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ میں نے گلاس اٹھا کر پھر پینا شروع کر دی۔ وہ میرے گلاس کی طرف دیکھتی رہی۔ میں نے خالی کر کے اس کے سامنے سرکاتے ہوئے کہا۔ "اتنی ہی اور۔" ہنٹرس نے ہاتھ بڑھا کر اپنے گلاس میرے گلاس کے قریب رکھ دیا۔ بار میڈ نے پہلے ہنٹرس کا گلاس ری فل کیا اور پھر میرے گلاس میں انڈیلتی ہوئی بولی۔ "کیپٹن کیا اب بھی کوئی سوال ذہن میں نہیں آیا۔" میں نے ہنٹرس کو اپنا گلاس اٹھاتے دیکھ کر اپنا گلاس سے ملا کر اونچا اٹھاتے ہوئے کہا۔ "پہلا سوال۔ کیا تم اپنا اصلی نام بتانا پسند نہیں کرو گی؟" مسکرا کر بولی۔ "جین سوئٹ نہیں ہے کیا کیپٹن؟" میں نے ایک گھونٹ لے کر کہا۔ "ہے تو، لیکن جین سوئٹ ہونے کے باوجود اتنی ایگریسیو کہاں؟ خیر چھوڑو یہ تو ظاہر ہے تمہیں میرے متعلق کافی معلومات ہیں اور اپنے متعلق کچھ بتانا نہیں چاہتیں—— دوسرے سوال کی اجازت ہے؟" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "سوری کیپٹن۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈارلنگ میں ڈیٹ نہیں مانگ رہا——" کہنے لگی۔ "یقیناً نہیں——" میں نے ہنٹرس کی طرف دیکھا۔ گلاس منہ سے ہٹاتے ہوئے بولا۔ "ڈرنک ختم کرو کیپٹن—— کھانا گرینڈ بار میں کھائیں گے——" میں نے او کے کہہ کر گلاس منہ سے لگا لیا—— اس نے لاؤنج کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیپٹن ہیرس، دو تین ٹیبل خالی ہو چکے ہیں۔" ہنٹرس نے گردن اونچی کر کے نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔ "یس ڈکی۔ کیا خیال ہے؟" میں نے نفی میں سر ہلایا اور آہستہ آہستہ گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "پے منٹ کرو گرینڈ چلتے ہیں۔" ہنٹرس نے تین فائیور نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیئے—— اس نے مسکرا کر ہاتھ سے سرکاتے ہوئے کہا۔ "سر میں کیپٹن ہیرس کو ناراض نہیں کر سکتی، پے منٹ وہی کریں گے۔" ہنٹرس نے بے رخی سے اس کا ہاتھ پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن ہیرس چھوٹے پے منٹ نہیں کیا کرتے اور کامن ڈش کھانا پسند نہیں کرتے——" بار میڈ نے پانچ روپے کا نوٹ واپس دینا چاہا تو اس نے کہا "کیپ اٹ" کہہ کر میرا ہاتھ تھاما اور دونوں دروازے کی طرف چل دیئے۔

باہر آتے ہی ہنٹرس نے گاڑی کا دروازہ کھول کر مجھے پہلے اندر دھکیلا اور وہیل پر بیٹھ کر دروازہ بند کر دیا—— میں نے چابی گھما کر سوئچ آن کیا۔ اس نے گاڑی بیک کر کے نکالتے ہوئے کہا۔ "یہ دوسری جین برکلے کس نے گھڑی؟" میں نے کہا۔ "ہم پردیسی کیا

جانیں سر' ہو سکتا ہے خود جین برکلے نے ہی مینو فیکچر کی ہو——" مسکرا کر بولا۔ "تمہاری سہولت کے لئے؟" میں نے اس کو غلط راستے پر ٹرن لیتے دیکھ کر اشارے سے گائیڈ کرتے ہوئے کہا۔ "شاید اس کی فرینڈ یا کزن وغیرہ ہو گی سن لیا ہو گا کہ دو فارغ التحصیل کیپٹن آوارہ پھرتے ہیں جنہیں سوائے اس کے کوئی کام نہیں—— ویسے بریڈ تم نے آج ایک لیڈی کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے جو کیڈٹ شپ کے زمانے میں انسٹرکٹر سارجنٹ میجر تمہارے ساتھ کیا کرتا رہا ہے—— اب اگر وہ گرینڈ ہوٹل میں آ جائے تو تمہارا پہلا فرض ہو گا کہ اس سے معافی مانگو۔" ہنٹرس نے تیز نظروں سے میری طرف دیکھا۔ پھر کچھ سوچ کر ہنس دیا۔ "تمہیں یقین ہے وہ گرینڈ میں تمہیں ڈھونڈتی ہوئی آئے گی؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "کیوں نہیں آئے گی—— کیا میں تمہاری طرح تیزابی ہوں؟" ہنٹرس نے کوئی جواب نہ دیا' لیکن گاڑی کی رفتار میں تیزی سے اضافہ ہوتے دیکھ کر آسانی سے سمجھا جا سکتا تھا کہ اس کے دماغ کا تمام فاسفورس بھڑک کر بائیں پاؤں پر دباؤ ڈال رہا ہے۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "کلکتہ جیسے سنسان شہر میں سکسٹی فائیو کوئی اسپیڈ نہیں ہوتی بریڈ—— سیونٹی فائیو' ایٹی تک لے جاؤ' دیکھیں۔" ہنٹرس نے مسکرا کر پیر کا دباؤ کم کر دیا۔ میٹر کی سوئی تیس اور پینتیس کے درمیان تھرانے لگی۔

جین کاؤنٹر پر موجود تھی۔ ہمیں دیکھ کر مسکرائی اور گلاس ارینج کرنے لگی۔ میں ہیلو جین کہہ کر اس کے سامنے پہنچ کر ٹک گیا۔ اسکاچ کی بوتل نکالتی ہوئی بولی۔ "مارزیہ نے مجھے فون پر کہا ہے تم اس سے ناراض ہو کر چلے آئے ہو——" میں نے کہا۔ "تمہارا اشارہ ریجنٹ کی——" مسکرا کر بولی۔ "وہی—— وہ میری پلے میٹ ہے۔"

میں نے ہنٹرس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میرا کزن ناراض ہے ہنی—— میں تو لڑکیوں سے ناراض ہونا کفر سمجھتا ہوں۔ خیر سنگل وہسکی دو اور وجہ بیان کرو تم نے میری شخصیت کا ملٹری سیکریٹ اس اجنبی لڑکی پر کس لئے ظاہر کیا؟" جین نے دونوں گلاسوں میں ایک ایک پیگ انڈیلتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں نئی جین دے رہی ہوں—— کیا اس نے تمہیں نہیں بتایا؟" میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "بتایا لیکن 42۔26۔38 اینٹیس ٹکس کہاں سے لائے گی کہ جین برکلے نظر آئے—— سیکنڈلی اصلی جین کو کیا ہوا کہ——"

"شادی کر رہی ہے۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ میں نے کہا۔ "میں اسے کڈنیپ کر رہا ہوں۔ اس سے پہلے کہ کوئی نام ڈک ہیری اس کے ساتھ ہیرا پھیری کرے۔" جین نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ میں نے ایک گھونٹ لے کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ مسکرا کر کہنے لگی۔ "لڑائی پر نہیں جا رہے کیا؟" میں نے ہنٹرس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "جا رہا ہوں—— تمہیں فرنٹ کی سیر کراؤں گا۔ ہر وقت مورچے میں اپنے ساتھ رکھوں گا۔"

وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔ ہنٹرس کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ "از نٹ اٹ اے شیئر بگ کیپٹن؟" ہنٹرس نے کہا۔ "نہیں مس برکلے۔ اس جنگ میں آفیسرز کو بہت مراعات دی جا رہی ہیں۔ اطالوی آفیسرز کے مورچوں سے تو ہتھیاروں سے زیادہ لڑکیاں برآمد ہو رہی ہیں۔ کیپٹن وکٹر بھی موریل میں بالکل اٹالین ہیں۔ اس لئے چانس تو ہے آپ کے لئے بھی۔ مقبوضہ فرانس' بیلجئم اور جرمنی کی سیر کا۔" جین نے ہنس کر کہا۔ "کیپٹن اگر وکٹر اس موریل کا آفیسر ہوتا تو آج بھی آپ انارکسٹوں کے رحم و کرم پر ہوتے۔" مجھے اس کی حاضر جوابی پر پیار آ گیا۔ ہنٹرس مسکرا کر پینے لگے۔ وہ میری طرف مخاطب ہو گئی۔ "وکی' نو بجے تک مارزیہ یہاں پہنچ رہی ہے۔" میں نے گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے ہنٹرس کو لاؤنج کی طرف چلنے کا اشارہ کیا اور دونوں اندر جا کر ایک کونے میں میز پر آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ "اب وکی۔" ہنٹرس نے کہا۔ "ڈنر' ڈرنک—— اور جو حکم آپ کا۔" میں نے فدویانہ لہجے میں کہا۔ مسکرا کر بولا۔ "حکم نہیں' درخواست یہ ہے کہ زیادہ پیر نہ پھیلانا پلیز۔ میں تمہیں اس آرٹ پر اتھارٹی تسلیم کرتا ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ بہت پرانے ریمارکس ہیں۔ خیر میں آپ کو ناراض نہیں کروں گا۔ بلکہ جین کے الفاظ بھی——" بات کاٹتے ہوئے بولا۔ "معاف کر دیا۔" میں نے تھینک یو کہہ کر ایک ویٹرس کو بلایا اور ڈنر کا آرڈر دیا۔

کھانا کھانے کے بعد مجھے نیند آنے لگی۔ میں نے گھڑی پر نظر ڈال کر کہا۔ "فائیو نائن بریڈ۔ چلو مجھے نیند آ رہی ہے۔" کہنے لگا۔ "چائے پیو وکی۔ میں اپنے طرز عمل پر اس لڑکی کو پندرہ بیس منٹ کا گریس دینا چاہتا ہوں۔ شاید اس کے لیٹ ہو جانے کی کوئی معقول وجہ ہو——" میں نے بزر دبا کر ویٹریس کو چائے لانے کا آرڈر دیا۔ چند منٹ میں چائے کی ٹرے اور اس کے ساتھ جین آ گئی اور کہنے لگی۔ "کیپٹن میں نے مارزیہ کو فون کیا تھا وہ ساڑھے نو بجے——" میں نے پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ہم دس منٹ بعد جا رہے ہیں—— اس سے پھر کسی وقت جب ہنٹرس اچھے موڈ میں ہو گا۔ مل لیں گے—— آج تو یہ میرے تین اپائنٹ منٹ چوپٹ کر چکا ہے——" جین نے مسکرا کر ہنٹرس کی طرف دیکھا۔ میں نے چائے کا گھونٹ لے کر کہا۔ "اسے چھوڑو جین۔ بل بھجواؤ۔" وہ او کے کہہ کر لچکتی ہوئی کاؤنٹر کی طرف چل دی۔ چائے پینے میں دس منٹ گزر گئے لیکن نہ مارزیہ آئی نہ بل پہنچا۔ میں نے ہیرس کو اٹھنے کا اشارہ کیا اور جیب سے بیس روپے نکال کر اس کو پے منٹ کرنے کو کہہ کر کاؤنٹر کی طرف چل دیئے۔

دوسری صبح میں دس بجے سو کر اٹھا اور غسل اور ناشتے سے فارغ ہو کر یونیفارم پہن رہا تھا کہ ہنٹرس نے کمرے میں داخل ہو کر کہا۔ "وکی چیف بوائے تمہیں ایک اچھی خبر سنانے کو بلا رہا ہے۔" میں نے پی کیپ اٹھا کر سر پر رکھتے ہوئے کہا۔ "اچھی خبر——"

یعنی کیا؟" کندھے اچکا کر بولا۔ "معلوم نہیں——" میں نے دروازے کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "آؤ—— دیکھتے ہیں——" باہر نکل کر سڑک پر پہنچتے ہی کہنے لگا۔ "شاید میں تمہارے ساتھ الہ آباد نہ جا سکوں بوائے۔" میں نے تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہی تو وہ اچھی خبر ہے کیا؟" بولا۔ "نہیں یہ تو میرا خیال ہے۔ خبر سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "پھر اپنے خیال کو کسی اور وقت کے لئے بچا رکھو۔ وہ کبھی صحیح نہیں ہوتا—— تم میرے ساتھ چلو گے——" وہ تھینک یو کہہ کر خاموش ہو گیا۔

دفتر میں کرنل بشپ اپنے اسٹینو سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے سلیوٹ کیا تو مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولے۔ "کانگریچولیشنز کیپٹن۔ جنرل انشورنس کمپنی نے تمہیں پندرہ ہزار روپے کا چیک بھیجا ہے——" میں نے تھینک یو سر کہہ کر ہاتھ ملایا۔ دراز سے چیک نکال کر دیتے ہوئے کہنے لگے۔ "میں نے چند منٹ پہلے مورس کی قیمت دریافت کی تھی۔ برٹش انڈیا موٹر کمپنی کے ہاں مورس کی قیمت آج کی تاریخ میں انیس ہزار ہے۔ کل خدا جانے کیا ہو—— لیکن مجھے امید ہے تم کل کا انتظار نہیں کرو گے۔" میں نے کہا۔ "آپ کا خیال صحیح ہے سر—— میں شام کا بھی انتظار نہیں کروں گا——" مسکرا کر کہنے لگے۔ "اس کے معنی ہیں الہ آباد کل جانا چاہتے ہو——"

"یقیناً کل جناب' بائی کار—— کیپٹن ہنٹرس ڈرائیو کریں گے—— پیٹرول کوپنز آپ دیں گے۔"

کرنل کی انگلیاں کنپٹی پر ڈرم بجانے لگیں۔ کچھ سوچ کر ہنٹرس کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "مائیکل کو لے جاؤ' یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ ہر کیس میں تم دونوں ساتھ ہو—— دو کیپٹن—— حکم کس کا چلے گا' تعمیل کون کرے گا؟"

"ہم ایک دوسرے کو سمجھتے ہیں سر—— اور وہاں حکم چلانے نہیں ایک ایسی خطرناک جاسوس کو گرفتار کرنے جا رہے ہیں جس کے سامنے میں براہ راست نہیں آ سکتا۔ جب تک کہ——"

"او کے——" انہوں نے کہا۔ "تم اپنی بات منوانا جانتے ہو لیکن نوٹ کر لو یہاں کا اسٹاف اس بات کو ضرور محسوس کرے گا کہ ہر کامیابی کا کریڈٹ بمبئی بوائز کو جا رہا ہے۔"

"ہم نے کیل کتا' بوائز اور ہلمیے بوائز کی ٹرم میں کبھی نہیں سوچا سر—— سب آپ کے زیر کمان ہیں اور سب پر آپ کے حکم کی تعمیل فرض ہے۔ بہرکیف اگر آپ ایسا چاہتے ہیں تو لیفٹن مائیکل کو بھی——"

کرنل نے قہقہہ لگا کر میری بات پوری ہونے سے پہلے ہی ختم کر دی۔ پھر دراز

سے پائپ نکال کر لائٹ دینے کا اشارہ کیا۔ میں نے ادھ جلا تمباکو دیکھ کر سگریٹ کیس کھول کر ان کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ "سر Three Nuns کے بجائے Three Castles استعمال کیجئے۔" انہوں نے ہاتھ بڑھا کر سگریٹ کھینچا اور دفعتاً مسکرا کر بولے۔ "ایں۔" میں نے بمشکل ہنسی ضبط کر کے لائٹر جلایا اور سگریٹ کو لگا دیا۔ ایک کش لگا کر بولے۔ "یو ڈیول آف اے کیپٹن—— تم واقعی ڈسمس کئے جانے کے قابل ہو۔"

ہنٹرس نے مسکرا کر کہا۔ "واقعی سر۔" کش لگا کر بولے۔ "او کے بوائز—— جاؤ—— اگر وین مالا کو گرفتار کر کے نہ لائے تو دونوں خود کو ڈسمس سمجھو——" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "چیف ہم پوری کوشش کریں گے—— آپ اطمینان رکھئے——" مسکرا کر بولے۔ "کیا کوشش کرو گے؟" میں نے کہا۔ "سر وین مالا کو تلاش کرنے کی—— اور ہنٹرس کو لے جانے کی وجہ ہی یہ ہے کہ یہ اس شخص کو پہچانتا ہے جس نے اس کو پناہ دی تھی۔" کرنل نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "او کے تیاری کرو کل تمہیں موومنٹ آرڈر مل جائے گا۔" ہم نے اٹھ کر بیک وقت سلیوٹ کیا اور دروازے کی طرف چل دیئے۔

بنگلے میں پہنچتے ہی ہنٹرس نے کہا۔ "وکی' معلوم ہے کل شام میں نے لنڈا اور ہیلن سے کس لئے بچایا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تم نے جین اور اس نئی ریشہ خطمی سے بھی بچایا ہے——" بولا۔ "ہاں ان سے بھی—— اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نہیں چاہتا کہ تم لنڈا پر روپیہ ضائع کرو۔ بشپ اب تمہیں کمپن سیٹ نہیں کرے گا اور نہ تم اس سے مطالبے کی جرات کر سکو گے۔ کیا غلط؟" میں نے کہا۔ "غلط نہیں بریڈ—— لیکن بہت صحیح بھی نہیں—— خیر ایکس پلین کرنے کو نہ کہنا—— میرے پاس وقت نہیں ہے۔" اس نے بھنوئیں چڑھا کر میری طرف دیکھا—— میں نے ہنس کر کہا—— "گھورو نہیں پال—— گاڑی خریدنے چل رہے ہیں—— اور اس میں وقت لگے گا اور ہاں بینک سے ایک چیک کیش کرانا ہے——"

مسکرا کر بولا۔ "کم ان دین—— میں نے ناحق اپنی آنکھوں پر اسٹرین——" میں نے جیب سے سوٹ کیس کی چابی نکالتے ہوئے کہا۔ "آنکھیں ہی کہاں ہیں جن پر اسٹرین پڑے گا۔" وہ ہنس دیا۔ میں نے اٹھ کر چیک بک نکالی اور جیب میں رکھ کر کہا۔ "آؤ کیپٹن۔"

بنگلے کے احاطے سے گاڑی نکالتے ہی ہنٹرس نے کہا۔ "وکی چیف بوائے کو ساتھ لے لو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "کیوں سیکنڈ ہینڈ کار خریدنے کا ارادہ ہے کیا؟" بولا۔ "ڈیم اٹ—— صرف اس لئے کہ وہ اس کو اپنی عزت افزائی تصور کرے گا۔" میں نے اس

سے الجھنا مناسب نہ سمجھ کر آفس کی طرف ٹرن لیا اور برآمدے کے سامنے پہنچ کر انجن بند کرتے ہوئے کہا۔ "جاؤ' عزت افزائی کرو۔" وہ مسکرا کر گاڑی سے اترا اور دفتر میں پہنچ گیا۔ برآمدے میں جا کر دروازے کے قریب کھڑا ہو گیا۔ کرنل کہہ رہے تھے۔ "مجھے ساتھ لینے کا مطلب یہ ہو گا کہ تم کوئی اچھی گاڑی نہ خرید سکو گے۔" ہنٹرس نے کہا۔ "سر گاڑیاں تو خریدی ہی جاتی ہیں۔ وکٹر آپ کے ساتھ جانے کو اپنی عزت افزائی تصور کرتا ہے۔" وہ "او کے کیپٹن!" کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں ان کے قدموں کی چاپ سن کر دروازے سے سرک گیا۔ وہ پردہ ہٹا کر باہر آئے تو اٹینشن ہو کر سلیوٹ کیا۔ کرنل نے جواب دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "اندر کیوں نہیں آئے کیپٹن؟" میں نے کہا۔ "سر' وقت کی کمی کے باعث ——— میں نے دروازے پر ہی آپ کو ریسیو کرنا مناسب سمجھا۔" وہ ویل ویل کہتے ہوئے سیڑھیاں اترنے لگے۔ میں نے آگے بڑھ کر گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر انہیں سوار کرایا اور وہیل سنبھالا۔ ہنٹرس نے میرے برابر والی نشست پر بیٹھ کر دروازہ بند کیا۔ میرا سگریٹ کیس اور لائٹر کرنل کو پیش کیا۔ میں نے گاڑی بیک کر کے باہر نکالی۔

لائیڈ بنک میں جنرل انشورنس کمپنی کا چیک اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرا کے دوسرے چیک پر Below Thirty Thousand لکھ کر مینجر سے Certify کرا کے چیف کو سونپا اور برٹش انڈیا موٹر کمپنی کے شو روم پہنچ گئے۔ کرنل نے بلیو پیکارڈ 38 پسند کی اور میری طرف دیکھا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "سر رنگ سے گورنمنٹ ہاؤس پراپرٹی معلوم ہوتی ہے اور 38 ماڈل ہونے کی وجہ سے تین سال بڑھیا دکھائی دیتی ہے۔" کرنل نے قہقہہ لگا کر مینجر کی طرف دیکھا۔ "فورٹی ون ماڈل گرین ہے؟" مینجر نے پچھلی رو میں کھڑی ہوئی گاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کا۔ "فورٹی کا ماڈل ہے ریڈ ———" کرنل نے گاڑی کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "ول ڈو۔" گاڑی پسند کرنے کے قابل تھی۔ قیمت دریافت کی تو بتیس ہزار بتائی گئی۔ کرنل نے وہیل پر بیٹھ کر گاڑی اسٹارٹ کی۔ دروازے سے باہر نکالی اور پانچ سات منٹ الٹی سیدھی تیز اور آہستہ چلا کر اطمینان کرنے کے بعد شو روم کے سامنے لا کھڑی کر دی اور اندر آ کر جیب سے چیک نکال کر تیس ہزار کا فگر لکھ کر مینجر کے حوالے کر دیا۔ اس نے فگر پر نظر ڈالی اور کنپٹی کھجا کر نحیف سی آواز میں کہنے لگا۔ "سر' مہربانی فرما کر دو ہزار روپے کا ایک چیک اور دے دیجئے ——— ان سرٹیفائڈ بھی منظور ہے۔" مسکرا کر دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے دکھاتے ہوئے بولے۔ "اوور ڈرافٹ میرا طریقہ نہیں ہے۔ جنٹلمین ——— ویسے بھی آرڈ ورسز کے لئے مارجن آف پرافٹ پانچ ہزار سے زیادہ نہیں رکھنا چاہئے۔" مینجر نے مسکرا کر سر جھکا لیا۔ "آل رائٹ کرنل' ایز یو پلیز" کرنل "تھینک یو" کہہ کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ مینجر نے دراز سے سگریٹ ٹن نکالی۔ سب کو سگریٹ پیش کئے اور لائٹ دی۔ کرنل نے کش لے کر کہا۔ "وکٹر گاڑی میں پیٹرول ڈلوا

کر لاؤ ——— میں ڈاکومینٹس تیار کراتا ہوں ———" میں نے ہنٹرس کی طرف دیکھا ——— کہنے لگے۔ "دونوں چلے جاؤ لیکن پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں لگانا ———" ہم نے بیک وقت سلیوٹ کر کے "ویری ویل" سر کہا اور باہر نکلے۔ پیٹرول کی قلت کے باعث دو تین سروس اسٹیشنوں سے چھ گیلن پیٹرول فل کر کے واپس ہوئے تو کرنل ڈاکومینٹس کا لفافہ بغل میں دبائے مینجر کے ساتھ دروازے پر کھڑے تھے۔ گاڑی رکتے ہی مصافحہ کر کے سڑک پر آ گئے۔ ہنٹرس نے باہر نکل کر پچھلا دروازہ کھول کر انہیں سوار کرایا۔ بیٹھتے ہی کہنے لگے۔ "جنرل انشورنس کمپنی ———" میں نے اثبات میں سر ہلا کر گاڑی اسٹارٹ کر دی ——— ہنٹرس دوسری گاڑی لے کر ہمارے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ ایک کارنر پر ٹرن لیتے ہوئے میں نے پیچھے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "لنچ کے متعلق کیا خیال ہے سر؟" بولے "آوہ' یہ تو میں بھول ہی گیا تھا بوائے ——— لنچ کمز فرسٹ۔" میں نے کراس روڈ پر آتے ہی گرینڈ ہوٹل کی طرف ٹرن لیا۔

کاؤنٹر پر لنڈا موجود تھی۔ میں نے کرنل اور ہنٹرس کو لاؤنج میں داخل ہونے دیا اور لنڈا کی مسکراہٹ کا مفہوم سمجھ کر رکتے ہوئے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "کل ہنٹرس میرے سر پر سوار تھا ڈارلنگ' اب بتاؤ چیک کس وقت اور کہاں لینا چاہتی ہو ——— سات بجے کے بعد۔" بولی۔ "ابھی دے ڈالو ———" میں نے ہنس کر کہا۔ "کرنل کے سامنے؟ وہ یہ نہیں کہیں گے ——— دو ہزار تو اس لڑکی کی ٹوٹل پرائس سے بھی زیادہ ہے۔" مسکرا کر بولی۔ "کہہ دینا اس لڑکی کی ٹوٹل پرائس دس لاکھ روپے ہے۔ میں پارٹ پے منٹ کر رہا ہوں ——— ناؤ لک' ویسے میں فری بھی مل سکتی ہوں ———" میں نے لاؤنج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "پھر میں نے اچھا ہی کیا تمہیں ہنٹرس کے ساتھ پن اپ کر دیا۔ اسے ایسے ہی فری انٹرٹینر کی ضرورت تھی۔ "ناؤ لک" میں نے اسی کے اسٹائل میں کہا۔ "سپلا بلیک اینڈ وہائٹ اور ساڑھے تین جنٹس کے لئے لنچ بھجواؤ ——— اینڈ بی کوئیک پلیز۔" لنڈا نے مسکرا کر بزر پر انگلی رکھ دی۔ میں آگے بڑھ کر اپنے ہمراہیوں کے میز پر پہنچا اور کرنل کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ مسکرا کر بولے۔ "وکٹر' کچھ سمجھے' بڑی قیمت کی چیزیں کس طرح خریدی جاتی ہیں؟" میں ہنٹرس کے سامنے بیٹھ گیا۔ "یس سر ——— آپ کی وجہ سے میں دو ہزار روپے کے فائدے میں ہوں ——— بہت بہت شکریہ۔" بولے۔ "ٹھیک ہے ——— اب انشورنس کراتے وقت پچاس ہزار روپے کی پالیسی لینا۔ پریمیم کی پروا کئے بغیر ——— اور چیک کے لئے انشورنس کمپنی کا شکریہ ادا کرنا نہ بھول جانا۔" میں نے رہنمائی کا پھر شکریہ ادا کیا۔ کھانے اور پینے کا سلسلہ شروع ہوا تو تھوڑی دیر میں مجھے محسوس ہونے لگا کہ شاید کرنل بڑی قیمت کی چیزیں خریدنے کے ساتھ بڑا لنچ کھانے کا طریقہ بھی سمجھا کر ہی دم لیں گے ——— ہنٹرس بار بار ان کی نظریں بچا کر میری طرف

دیکھتا جا رہا تھا۔ کافی کے آخری کپ کے ساتھ میرا اپنے متعلق خوش خوراک ہونے کا خیال تبدیل ہو چکا تھا۔ ویٹرلیس بل لے کر آئی تو میں نے پینٹ کی جیب سے سو روپے کا نوٹ نکال کر مٹھی میں دبایا اور ہاتھ میز پر رکھ لیا۔ پلیٹ رکھتے ہی میں نے اور کرنل نے بیک وقت بل پر نظر ڈالی——— میری توقع کے برعکس انہوں نے زیرِ لب "تھنٹی تھری اونلی" کہا اور مسکرا کر بریسٹ پاکٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے "پلیز سر" کہہ کر نوٹ پلیٹ میں ڈال دیا۔ ویٹرلیس پلیٹ اٹھا کر چل دی۔ کرنل نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور چپ رہ گئے۔ میں نے اٹھ کر سگریٹ کیس ان کے سامنے کیا۔ وہ بھی سگریٹ لیتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہنٹرس بھی——— سگریٹ سلگاتے ہی وہ چل دیئے۔ ہم ان کے پیچھے ہو لئے۔

جنرل انشورنس سے کام ختم کر کے واپس ہوئے تو سہ پہر کے چار بج چکے تھے۔ بیتا برج کے علاقے سے گزرتے ہوئے ہنٹرس کی گاڑی ہم سے دس بارہ فٹ آگے چل رہی تھی۔ اس وقت سڑک پر ٹریفک کا کوئی خاصا رش نہ تھا۔ سگنل سے کچھ فاصلے پر بائیں جانب ایک سہ منزلہ عمارت کے سائے میں دو بنگالی جن کی عمریں پچیس اور اٹھائیس سال کے درمیان ہوں گی' کھڑے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ ہنٹرس کی گاڑی ان کے قریب سے گزری تو دونوں نے چونک کر دیکھا۔ ایک کی نظریں گاڑی سگنل کے قریب پہنچنے تک ان کا تعاقب کرتی رہیں۔ اسی اثناء میں ہماری گاڑی ان کے سامنے سے گزری تو دوسرے نے اس کے بائیں بازو میں کہنی ماری اور اس نے ہماری طرف دیکھا۔ میں نے ان کے اشاروں کا کوئی نوٹس نہ لیا۔ لیکن کرنل نے میرے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "گاڑی روکو کیپٹن۔ میرے دونوں پیر کلچ اور بریک پر جم گئے۔ گاڑی ٹائروں کی چیخ کے ساتھ دس فٹ پر جا کر رک گئی۔ کرنل دروازہ کھول کر باہر نکلے اور ان کی طرف دیکھ کر چیخے "ہے ای رک جاؤ۔" میں تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلا تو وہ دونوں بلڈنگ کی طرف دوڑتے دوڑتے کرنل کی ڈانٹ سن کر کھڑے ہو چکے تھے۔ میں نے جھپٹ کر دونوں کی گردنیں پکڑ لیں۔ کرنل نے پستول نکالتے ہوئے کہا۔ "ٹیک دیم۔" میں نے دونوں کو گھسیٹ کر ان کے سامنے لا کھڑا کیا۔ فٹ پاتھ پر ذرا سی دیر میں آدمیوں کا ہجوم ہو گیا۔ کرنل نے دونوں کو دھکیل کر پچھلی سیٹ پر بٹھا دیا۔ وہ احتجاج کرتے رہے۔ اپنا قصور جاننے کے لئے چیختے رہے لیکن کرنل نے "شٹ آپ" کہہ کر مجھے چلنے کا اشارہ کیا اور ان کے قریب بیٹھ کر دروازہ بند کر دیا۔ لوگ دور کھڑے دیکھتے رہے——— کسی میں بولنے کی جرات نہ تھی۔ میں نے وہیل سنبھالا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی——— سگنل سے نکلتے ہی دس قدم کے فاصلے پر ہنٹرس کی گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ قریب پہنچتے ہی اس نے ہماری گاڑی پر نظر ڈالی اور باہر نکل کر رکنے کا اشارہ کیا۔ میں نے گاڑی کھڑی کر دی۔ ہنٹرس نے کرنل کے پاس جا کر

دروازہ کھول دیا اور کہا۔ "سر آپ میری گاڑی میں چلے جائیں۔ کرنل اتر کے گاڑی کی طرف چل دیئے۔ ہنٹرس نے ہولسٹر سے پستول نکالا اور پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دونوں گاڑیاں آگے پیچھے چلنے لگیں۔ کچھ دور جانے کے بعد ایک نوجوان نے انگریزی میں کہا۔ "کیپٹن' کیا آپ بتائیں گے کہ ہمیں کس جرم میں گرفتار کیا گیا ہے؟" میں نے ویو مرر پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "یہ ہمارے چیف ہی بتا سکتے ہیں' میرا خیال یہ ہے شاید اس لئے کہ تم نے ہماری نئی کار پر بری نظر ڈالی۔" سوال کرنے والے کو یہ جواب شاید احمقانہ نظر آیا۔ گھبراہٹ کے باوجود اس کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ ابھری اور اس نے بیک ویو مرر میں مجھ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ "سر مجھے معاف کیجئے لیکن اگر آپ مذاق نہیں کر رہے تو اس توہم پرستی کا کوئی جواب نہیں———" میں نے گردن گھما کر اس کے چہرے پر اچٹتی سی نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "میں توہم پرست نہیں ہوں کامریڈ۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ تم لوگوں کی نظر سے میری ایک گاڑی ہگلی کے کنارے جل کر بھسم ہو چکی ہے——— شاید سمجھ گئے ہو گے کہ میرا نام وکٹر ہیرس ہے اور صرف ہیلن اسمتھ ہی تمہیں بتا سکتی ہے میں کیا پرست ہوں۔ اینڈ ناؤ کیپ کوائٹ۔" کامریڈ کی زبان کو تالا لگ گیا۔

ہیڈ کوارٹرز میں پہنچتے ہی کرنل نے گارڈ روم کے سامنے گاڑی روکنے کا اشارہ کیا۔ میں نے برآمدے کے پاس گاڑی لگا کر انجن بند کر دیا۔ ہنٹرس دونوں کامریڈز کو ساتھ لے کر باہر نکلا اور برآمدے میں کرنل کے پاس پہنچ کر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے مجھے قریب آنے کا اشارہ کیا۔ میں نے آگے بڑھ کر کہا۔ "لیس سر۔" بولے۔ "کیپٹن غور سے دیکھو' مجھے یقین ہے ان میں سے ایک جنٹلمین کو تم نے ضرور کہیں دیکھا ہو گا———" میں نے ان کا مقصد سمجھ کر مصلحتاً ایک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ صاحب' مجھے یاد پڑتا ہے کچھ دنوں پہلے کہیں سامنے آئے ہیں——— لیکن وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہاں اور کن حالات میں——— شاید مس ہیلن یا ولیم کچھ بتا سکیں———" کرنل نے مسکرا کر کہا۔ "رائٹ——— تم اور کیپٹن ہنٹرس فوراً جاؤ اور مس ہیلن کو میرا سلام دو۔" پھر کامریڈز کی طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "لک جنٹلمین اس سے پہلے کہ ہم اپنے طریقے پر حقیقت کا پتہ چلائیں۔ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ تم خود سچ بول کر اپنی خوبصورت جلد خراب ہونے سے بچا لو———" ایک نے جو مجھ سے پہلے سوال کر چکا تھا کہا۔ "جناب کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ———"

"ہاں" کرنل نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "تم نے کیپٹن ہیرس کی گاڑی ریلوے لائنز سے اٹھائی اور ہگلی کے———" اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "وہ ہم دونوں میں سے کوئی نہیں تھا' جناب!" کرنل نے ڈانٹ کر کہا۔ "تم تھے اور صرف دو گھنٹوں میں ہم ثابت کر دیں گے۔ گو اس وقت تمہاری کھال ادھڑی ہوئی ہو گی۔ ہمارے پاس دہشت

پسندوں کے لئے کوئی رحم نہیں ہے۔ سارجنٹ انہیں گارڈ روم میں لے جاؤ لیکن ابھی کوئی سختی نہ کی جائے۔ صرف نام وغیرہ نوٹ کر لینا۔"

سارجنٹ دونوں کو گارڈ روم میں لے کر چلا گیا۔ کرنل ہمیں ساتھ آنے کا اشارہ کر کے آفس میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے کرسی پر بیٹھتے ہی اردلی کو چائے لانے کا حکم دیا اور سگریٹ سلگا کر میری طرف مخاطب ہو گئے——— "کیپٹن کیا خیال ہے ان کے متعلق؟" میں نے کہا۔ "سر وہی جو آپ کا ہے——— لیکن ثبوت؟" بولے۔ "تھریٹننگ لیٹر جو تمہارے کمپارٹمنٹ میں چسپاں کیا گیا تھا یقیناً ان میں سے ایک کا لکھا ہوا ہے۔ نمبر ٹو' ہیلن اس کو ضرور جانتی ہے اور شاید ولیم بھی——— میں ان کو ابھی کمشنر پولیس کو فون کر کے طلب کرتا ہوں۔ اگر ان میں سے کوئی مجرم ثابت ہو جائے تو پھر تمہیں بھی اس کو کار لفٹ کرنے والے کی حیثیت سے پہچان لینے میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ "اگر آپ کو یقین ہے تو ٹھیک ہے سر۔" کہنے لگے۔ "ان کے اشارے کرنے کا انداز دیکھنے کے بعد ان کے مجرم ہونے میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے دکی———" میں نے مسکرا کر کہا۔ "پھر تو میں دو گھنٹے میں ان سے اعتراف کرا سکتا ہوں——— انہوں نے یا ان میں سے کسی ایک نے مجھے زندہ جلانے کی دھمکی دی ہے———"

اردلی کو آتے دیکھ کر بولے۔ "خیر چائے پی کر ہیلن کو لے آؤ——— اس کے بعد تمہیں اختیار ہے۔" اردلی نے ٹرے میز پر رکھ کر چائے تیار کی اور ہم نے پینی شروع کر دی۔ موضوع گفتگو تبدیل ہو گیا۔ کرنل نے ونمالا کی گرفتاری کے سلسلے میں ہدایات دینی شروع کر دیں۔ چائے پینے کے بعد میں نے ہنٹرس کو اشارہ کیا اور کرنل سے رخصت ہو کر گارڈ روم پر آئے۔ ہنٹرس نے اندر جا کر دونوں ملزموں کے نام نوٹ کئے اور ہم گاڑی میں بیٹھ کر ریلوے لائنز کی طرف روانہ ہو گئے۔ گیٹ سے باہر نکلتے ہی تقریباً سو گز کے فاصلے پر ڈیچ رائیڈر کو تیزی سے اپنے پیچھے آتے دیکھا۔ یہ سمن تھا جو فل یونیفارم میں کاندھے پر ٹامی گن کا سلنگ ڈالے عقابی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ اسٹیشن کے سامنے پہنچتے پہنچتے ہمارا درمیانی فاصلہ ڈیڑھ سو گز کے قریب ہو چکا تھا اور اب وہ ہر موڑ پر نظروں سے اوجھل ہو رہا تھا۔ پل کراس کرتے وقت وہ ایک مرتبہ پھر دکھائی دیا لیکن ریلوے لائنز کی طرف ٹرن لیتے وقت پھر غائب ہو گیا——— برعکس اس کے اس کے مخالف سمت سے ایک موٹر سائیکل آتی دکھائی دی جس پر ایک بنگالی ریلوے یونیفارم میں ملبوس سوار تھا۔ پل کی طرف جانے کے بجائے اس نے ریلوے لائنز کی طرف ٹرن لیا اور ایک دم سپیڈ بڑھائی۔ ہماری گاڑی سے پچاس گز کے فاصلے پر میں نے بیک ویو مرر سے اس کو فیول ٹینک اور سیٹ کے درمیان ہاتھ ڈالتے ہوئے دیکھا اور ٹھیک اسی وقت سمن کو تیزی سے اس کے پیچھے آتے دیکھا۔ چند سیکنڈ گزرے ہوں گے کہ ٹامی گن کے برسٹ کی آواز سنائی دی

بریک لگاتے ہوئے پیچھے نظر ڈال کر دیکھا تو سامنے والی موٹر سائیکل سوار سمیت سڑک کے دائیں جانب پڑی ہوئی تھی اور سمن دونوں پیر ادھر ادھر سڑک پر رکھے موٹر سائیکل روکے کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں ٹامی گن تھی۔ میں اور ہنٹرس دونوں تیزی سے گاڑی سے باہر نکل کر پیچھے کی طرف دوڑے اور قریب جا کر دیکھا تو ایک بنگالی سڑک پر پڑا تھا۔ اس کی دائیں ٹانگ چار انچ کے قریب جوتے سمیت غائب تھی اور خون تیزی سے بہہ کر سڑک پر پھیل رہا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک بم پڑا ہوا تھا جو کسی وجہ سے ابھی تک پھٹنے نہیں پایا تھا۔ گولیاں چلنے کی آواز سن کر مینیل اسٹاف کوارٹروں سے آدمی نکل نکل کر آنے لگے۔ سمن نے موٹر سائیکل سے اترتے ہوئے چیخ کر لوگوں کو آگے بڑھنے سے روکا اور ہنٹرس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سر آپ زخمی کو سنبھالیں۔ میں اس کے بم کے ڈیٹونیٹر کو چیک کرتا ہوں۔" ہنٹرس نے کہا۔ "اس میں ڈیٹونیٹر یا فائرنگ پن وغیرہ نہیں ہے۔ چند منٹ بعد اٹھایا جا سکتا ہے———" پھر ایک جوان عمر لڑکے کی طرف دیکھ کر بولا۔ "پولیس اسٹیشن کو ٹیلی فون پر کہو ریلوے لائنز میں پہنچ کر ایک زخمی انارکسٹ کو ہسپتال پہنچانے کا انتظام کرے۔" لڑکا اور اس کے ساتھ ایک اور آدمی تیزی سے ایک بنگلے کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہم نے آگے بڑھ کر زخمی کو سنبھالا' وہ بالکل [illegible] تھا۔

پسندوں کے لئے کوئی رحم نہیں ہے۔ سارجنٹ انہیں گارڈ روم میں لے جاؤ لیکن ابھی کوئی سختی نہ کی جائے۔ صرف نام وغیرہ نوٹ کر لینا۔"

سارجنٹ دونوں کو گارڈ روم میں لے کر چلا گیا۔ کرنل ہمیں ساتھ آنے کا اشارہ کر کے آفس میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے کرسی پر بیٹھتے ہی اردلی کو چائے لانے کا حکم دیا اور سگریٹ سلگا کر میری طرف مخاطب ہو گئے۔۔۔۔۔ "کیپٹن کیا خیال ہے ان کے متعلق؟" میں نے کہا۔ "سر وہی جو آپ کا ہے۔۔۔۔۔ لیکن ثبوت؟" بولے۔ "تھریٹننگ لیٹر جو تمہارے کمپارٹمنٹ میں چسپاں کیا گیا تھا یقیناً ان میں سے ایک کا لکھا ہوا ہے۔ نمبر ٹو' ہیلن اس کو ضرور جانتی ہے اور شاید ولیم بھی۔۔۔۔۔ میں ان کو ابھی کمشنر پولیس کو فون کر کے طلب کرتا ہوں۔ اگر ان میں سے کوئی مجرم ثابت ہو جائے تو پھر تمہیں بھی اس کو کار لفٹ کرنے والے کی حیثیت سے پہچان لینے میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ "اگر آپ کو یقین ہے تو ٹھیک ہے سر۔" کہنے لگے۔ "ان کے اشارے کرنے کا انداز دیکھنے کے بعد ان کے مجرم ہونے میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے وکی۔۔۔۔۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "پھر تو میں دو گھنٹے میں ان سے اعتراف کرا سکتا ہوں۔۔۔۔۔ انہوں نے یا ان میں سے کسی ایک نے مجھے زندہ جلانے کی دھمکی دی ہے۔۔۔۔۔"

اردلی کو آتے دیکھ کر بولے۔ "خیر چائے پی کر ہیلن کو لے آؤ۔۔۔۔۔ اس کے بعد تمہیں اختیار ہے۔" اردلی نے ٹرے میز پر رکھ کر چائے تیار کی اور ہم نے پینی شروع کر دی۔ موضوع گفتگو تبدیل ہو گیا۔ کرنل نے ونمالا کی گرفتاری کے سلسلے میں ہدایات دینی شروع کر دیں۔ چائے پینے کے بعد میں نے ہنٹرس کو اشارہ کیا اور کرنل سے رخصت ہو کر گارڈ روم پر آئے۔ ہنٹرس نے اندر جا کر دونوں ملزموں کے نام نوٹ کئے اور ہم گاڑی میں بیٹھ کر ریلوے لائنز کی طرف روانہ ہو گئے۔ گیٹ سے باہر نکلتے ہی تقریباً سو گز کے فاصلے پر ڈیج رائیڈر کو تیزی سے اپنے پیچھے آتے دیکھا۔ یہ سمن تھا جو فل یونیفارم میں کاندھے پر ٹامی گن کا سلنگ ڈالے عقابی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ اسٹیشن کے سامنے پہنچتے پہنچتے ہمارا درمیانی فاصلہ ڈیڑھ سو گز کے قریب ہو چکا تھا اور اب وہ ہر موڑ پر نظروں سے اوجھل ہو رہا تھا۔ پل کراس کرتے وقت وہ ایک مرتبہ پھر دکھائی دیا لیکن ریلوے لائنز کی طرف ٹرن لیتے وقت پھر غائب ہو گیا۔۔۔۔۔ برعکس اس کے اس کے مخالف سمت سے ایک موٹر سائیکل آتی دکھائی دی جس پر ایک بنگالی ریلوے یونیفارم میں ملبوس سوار تھا۔ پل کی طرف جانے کے بجائے اس نے ریلوے لائنز کی طرف ٹرن لیا اور ایک دم سپیڈ بڑھائی۔ ہماری گاڑی سے پچاس گز کے فاصلے پر میں نے بیک ویو مرر سے اس کو فیول ٹینک اور سیٹ کے درمیان ہاتھ ڈالتے ہوئے دیکھا اور ٹھیک اسی وقت سمن کو تیزی سے اس کے پیچھے آتے دیکھا۔ چند سیکنڈ گزرے ہوں گے کہ ٹامی گن کے برسٹ کی آواز سنائی دی۔

بریک لگاتے ہوئے پیچھے نظر ڈال کر دیکھا تو سامنے والی موٹر سائیکل سوار سمیت سڑک کے دائیں جانب پڑی ہوئی تھی اور سمن دونوں پیر ادھر ادھر سڑک پر رکھے موٹر سائیکل روکے کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں ٹامی گن تھی۔ میں اور ہنٹرس دونوں تیزی سے گاڑی سے باہر نکل کر پیچھے کی طرف دوڑے اور قریب جا کر دیکھا تو ایک بنگالی سڑک پر پڑا تھا۔ اس کی دائیں ٹانگ چار انچ کے قریب جوتے سمیت غائب تھی اور خون تیزی سے بہہ کر سڑک پر پھیل رہا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک بم پڑا ہوا تھا جو کسی وجہ سے ابھی تک پھٹنے نہیں پایا تھا۔ گولیاں چلنے کی آواز سن کر سینیل اسٹاف کوارٹروں سے آدمی نکل نکل کر آنے لگے۔ سمن نے موٹر سائیکل سے اترتے ہوئے چیخ کر لوگوں کو آگے بڑھنے سے روکا اور ہنٹرس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سر آپ زخمی کو سنبھالیں۔ میں اس کے بم کے ڈیٹونیٹر کو چیک کرتا ہوں۔" ہنٹرس نے کہا۔ "اس میں ڈیٹونیٹر یا فائرنگ پن وغیرہ نہیں ہے۔ چند منٹ بعد اٹھایا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔" پھر ایک جوان عمر لڑکے کی طرف دیکھ کر بولا۔ "پولیس اسٹیشن کو ٹیلی فون پر کہو ریلوے لائنز میں پہنچ کر ایک زخمی انارکسٹ کو ہسپتال پہنچانے کا انتظام کرے۔" لڑکا اور اس کے ساتھ ایک اور آدمی تیزی سے ایک بنگلے کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہم نے آگے بڑھ کر زخمی کو سنبھالا' وہ بالکل بے ہوش پڑا تھا۔

○

سمن اور ہنٹرس نے دو تین جگہ پٹیاں باندھ کر خون بند کیا۔ ڈریسنگ کے دوران سمن نے بتایا کہ اس نے پل کے اختتام پر آتے ہی موٹر سائیکلسٹ کو ریلوے لائنز کی طرف رانگ سائیڈ سے ٹرن لے کر جاتے دیکھ کر اس کو مشتبہ سمجھا۔ تیزی سے گھوم کر کلوز اپ کیا تو وہ بم نکال کر پیکارڈ کو رینج میں لے رہا تھا۔ میں نے گاڑی روک کر ٹامی گن سنبھالی اور ٹانگ پر ــــــ" میں نے اس کی کمر تھپک کر کہا۔ "ویل ڈن سمن ــــــ تم واقعی ملوکسمین ہو۔ اتنے کلوز کوارٹرز سے اتنا صحیح برسٹ لگانے والے بہت کم ہیں ــــــ" سمن نے بینڈیج کو آخری گرہ لگا کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو سر۔" ہنٹرس نے زخمی کو سیدھا لٹا کر ہوش میں لانے کی کوشش کی لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ ایک آدمی سے پانی منگا کر ہاتھ وغیرہ دھوئے۔ زخمی کے حلق میں چند چلو بھر بھر کے ڈالے ــــــ منہ پر چھینٹے دیئے ــــــ آخر گو ٹو ہیل کہہ کر چھوڑ دیا۔ چند منٹ میں پولیس کی لاری آگئی اور سمن اور ہنٹرس زخمی کو بمع اس کی ناکارہ موٹر سائیکل کے اس میں ڈلوا کر ہیڈ کوارٹرز کی طرف روانہ ہو گئے۔ میں گاڑی لے کر مسٹر اسمتھ کے بنگلے پہنچا اور ہیلن کو تمام واقعہ بتا کر اپنے ساتھ لے کر ہیڈ کوارٹرز پہنچا تو شام کے آٹھ بج چکے تھے۔ کرنل بشپ چند منٹ پہلے دفتر میں پہنچے تھے اور زخمی کو ہسپتال بھجوا چکے تھے۔ ہیلن سے چند رسمی باتیں کر کے میری طرف دیکھ کر ویلڈن کہا۔ میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "سر' کیپٹن ہنٹرس نے آپ کو بتایا ہو گا سمن نے ایکسٹرا آرڈنیری جرات اور ذہانت کا مظاہرہ کیا ہے۔ امید ہے آپ اس کو کمیشن کے لئے ریکومنڈ کریں گے۔" مسکرا کر بولے۔ "شیور وی ــــــ بہت جلد ــــــ" میں نے ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور ہیلن کو ملزموں کی شناخت کے لئے ساتھ لے کر گارڈ روم کی طرف چل پڑا۔

پہریدار نے بندوق سے سلامی دی۔ انچارج نے باہر نکل کر دیکھا۔ میں نے دونوں ملزموں کو باہر لانے کا حکم دیا۔ اس نے وہیں کھڑے کھڑے پلٹ کر اشارہ کیا اور ایک سپاہی دونوں کے بازو تھامے ہوئے گارڈ روم سے برآمدے میں لے آیا۔ ہیلن نے دیکھتے ہی کہا۔ "کیپٹن اس دائیں طرف والے کو میں جانتی ہوں۔ اس کا نام شیتل کمار ہے ــــــ دوسرے کو میں نہیں پہچانتی ــــــ" میں نے گارڈ انچارج کو انہیں اندر لے جانے کا اشارہ کیا اور ہیلن کو دفتر میں لے جا کر اس کی ہسٹری بیان کرنے کو کہا تو اس نے بتایا کہ

شیتل کمار چار پانچ سال سے ٹیررسٹ پارٹی میں شامل ہے اور سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ جس رات ہنٹرس کو رہا کرایا گیا یہ وہاں موجود تھا۔ دہشت انگیزی کی کوئی واردات ایسی نہیں جس میں یہ پیش پیش نہ رہا ہو۔" کرنل بشپ غور سے ہیلن کا بیان سن رہے تھے۔ وہ بولتے بولتے رکی تو لکھنے لگے۔ چند سوال کئے اور ان کے جواب بھی نوٹ کئے۔ آخر کاغذ دراز میں رکھ کر گھڑی کی طرف دیکھ کر کہنے لگے۔ "او کے وکٹر نو بجنے والے ہیں تم نے ابھی کھانا بھی نہیں کھایا۔ اس لئے اب جا کر آرام کو ــــــ صبح مزید تحقیقات کریں گے ــــــ" میں نے کرنل سے کہا۔ "نو سر' یہ کھانے کا انتظار کر رہی تھیں کہ میں پہنچ گیا۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو ــــــ" مسکرا کر بولے۔ "خوب ہو وکٹر پھر سے نئے دوست بننے کی کوشش کر رہے ہو ــــــ" میں نے ہیلن کی طرف دیکھا اور وہ مسکرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ کرنل بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور ہمارے ساتھ ہو لئے۔ بنگلے کے قریب پہنچ کر کہنے لگے۔ "کھانا کھانے کے بعد مس ہیلن کو مکان پر چھوڑ آنا۔" میں نے بہتر ہے کہہ کر سلیوٹ کیا اور ہیلن کے ساتھ کمپاؤنڈ میں داخل ہو گیا۔

دو روز ان گرفتاریوں کے مقدمے کی پیروی اور تحقیقات وغیرہ کی دوڑ بھاگ میں گزر گئے۔ دو ملزم جن کے خلاف جرم ثابت نہ کیا جا سکا انہیں عدم ثبوت کی بنا پر چھوڑ دیا گیا۔ کرنل بشپ نے اعلیٰ افسروں کی میٹنگ میں میری خدمات کی تعریف کی اور پروموشن کے لئے ریکومنڈ کیا ــــــ

تیسرے روز انٹیلی جنیس ڈیپارٹمنٹ کی نیک تمناؤں کے ساتھ جملہ سامان سے لیس ہو کر کیپٹن ہنٹرس اور سمن کو ساتھ لے کر میں طوفان میل سے الہ آباد کو روانہ ہو گیا۔ میری کار جس کے کیچ بکس میں دو ونچسٹر الیون رائفلیں اور وائرلیس ٹرانسیٹر نصب تھا ایک روز پہلے گڈس ٹرین سے بک کر دی گئی تھی۔ ہماری منزل فتح پور کا دیہاتی علاقہ اور گائیڈ سمن تھا۔ جسے ہم انٹر کلاس کے ٹکٹ پر فرسٹ کلاس میں اپنے ساتھ سفر کرا رہے تھے۔ تینوں سویلین لباس میں تھے اور سیر و شکار کے لئے فتح پور جا رہے تھے۔ یہ جانے بغیر کہ وہاں کس قسم کا شکار ملتا ہے اور ملتا بھی ہے یا نہیں۔ سمن ہمارا کمانڈر' انٹرپریٹر اور گائیڈ تھا۔ ہم نے اس کا کمپلیکس ختم کرنے کے لئے کمانڈر کہنا شروع کر دیا تھا اور دلیل یہ پیش کی تھی کہ ہر خطرناک مشن میں جونیئروں کی تعداد زیادہ ہوا کرتی ہے اور سینئر فقط ایک ــــــ مقصد صرف یہ تھا کہ سمن رینک اور فائل سے بے نیاز ہو کر بے تکلف دوستوں کی طرح ساتھ رہے ــــــ وہ ایک اچھا دوست ثابت ہوا۔ بے تکلف ہونے پر اس کے بہت سے جوہر عیاں ہوئے۔ مثلاً" وہ شطرنج اور تاش کا اچھا کھلاڑی تھا۔ شعر و شاعری سے اچھی دلچسپی رکھتا تھا اور بہترین گانے والا تھا۔ اس میں تمام خوبیاں تھیں ــــــ سوائے اس کے کہ پینے سے محروم تھا۔ اس کے مشرب میں مفت کی بھی

حلال نہ تھی۔ ہنٹرس کے خیال میں وہ شراب سے نہیں لیڈرشپ کی صلاحیتوں سے محروم تھا۔ تمام سفر کے دوران پیتے وقت ہر مرتبہ ہنٹرس اس کی محرومی کا جام تجویز کر کے گلاس بلند کرتا اور وہ تھینک یو کہہ کر منہ پھرا لیتا۔

الہ آباد پہنچ کر ہم نے طوفان میل کو "پھر ملیں گے" اور "خدا حافظ" کہا۔ حالانکہ منزل ابھی دور تھی۔ وجہ اس شارٹ بریک کی صرف یہ تھی کہ ہمیں کار کی ڈلیوری یہاں لینی تھی اور اس وقفہ انتظار میں جو چوبیس گھنٹے یا اڑتالیس گھنٹے ہو سکتا تھا۔ شہر کی سیر بھی کرنا تھی۔ گو اب یہاں یعنی شہر الہ آباد میں بہبود کا کوئی سامان نہ تھا——— اکبر اللہ کو پیارے ہو چکے تھے اور امرود کا موسم نہ تھا——— پھر بھی ہز ماسٹرس وائس کی' مائی نیم جانگی بائی آف الہ آباد عرف چھپن چھری کا شجرو نسب' امرود کے باغوں سے بھی زیادہ رقبے میں پھیلا ہوا تھا۔ لہٰذا یہاں کی شام بھی شام اودھ کی طرح مہکتی چہکتی' لچکتی' بل کھاتی رومان خیز شام ہوتی تھی۔ یہیں سے ٹھمریاں جنم لیتی تھیں اور یہیں راگنیاں پروان چڑھتی تھیں۔ اہل دل کے لئے مرمٹنے کا کافی اسکوپ تھا۔ ایک خاصے خراب ہوٹل میں جو صاحب لوگوں کے لئے خاص طور پر آبادی سے دور اور ویرانے سے قریب ڈوب مرنے کے مقام پر واقع تھا۔ قیام و طعام کے فرائض سے سبکدوش ہونے کے بعد میں نے اصلی اور پیدائشی صاحب بہادر——— ہنٹرس کو آرام فرمانے کا مشورہ دے کر سمن کو ایک طرف لے جا کر کہا۔ "کمانڈر آپ پر آتش دوزخ حرام ہو کچھ حور و قصور سے بھی دلچسپی ہے یا تیر نہ کمان' خالص بانکے پٹھان واقع ہوئے ہیں؟" ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔ "سر تنہائی میں تو خادم کو شرمندہ نہ فرمایئے۔ اردلی کی حیثیت سے کہیں بھی لے چلئے' حاضر ہوں———" میں نے ہنس کر کہا۔ "تو پھر کوئی شریفانہ یا نیم شریفانہ سا لباس پہنو اور لپک کر بگھی لے آؤ۔"

متعدد بالا خانوں کے تاریک زینے چڑھنے اترنے اور کھڑے کھڑے ٹھمری کے دو بول یا غزل کا ایک شعر سن کر ایک فائیور پھینک کر پھوٹ لینے کے بعد ایک کمرے میں بجلیاں کوندتی دیکھ کر میں نے سمن کو اشارہ کیا اور اس نے آگے بڑھ کر ایک کونے میں قالین پر بیٹھے ہوئے دو آدمیوں کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "سرکار اس طرف۔" میں آگے بڑھ کر خالی نشست پر پہنچا تو تمام نگاہیں اٹھ گئیں' رقاصہ نے گاتے گاتے جھک کر آداب عرض کیا۔ میں گاؤ تکیے سے کمر لگا کر بیٹھ گیا۔ تمام محفل میری طرف متوجہ ہو گئی——— میں نے محسوس کیا' غیر فوجی لباس میں بھی میں کافی ڈراؤنی چیز تھا۔ میرا اشارہ پا کر سمن بھی میرے پہلو میں بیٹھ گیا۔ چند بول سننے کے بعد میں نے سگریٹ سلگا کر رقاصہ کو ایک نوٹ دکھایا۔ وہ قریب آئی' گاتے گاتے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا اور جھپٹا مار کر نوٹ اڑا لے گئی۔ تھوڑی دیر میں گانا ختم کر کے پانوں کی تھالی لے کر آئی اور میرے سامنے کرتی ہوئی بولی۔ "وطن مالوف؟" میں نے پان اٹھا کر منہ میں رکھتے ہوئے کہا "برمنگھم۔" اس نے

مسکرا کر کہا۔ "کیا واقعی؟" میں نے جیب سے نوٹ نکال کر تھالی میں رکھتے ہوئے کہا۔ "کیا قسم کھانی پڑے گی——— آپ کے سر کی؟" وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ برابر میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے حیرت سے میری طرف دیکھا۔ وہ میرے سامنے جم کر رہ گئی تھی۔ برابر والوں کی طرف بڑھاتی ہوئی پھر مسکرائی۔ "اسم گرامی؟" اس نے دوسرا سوال کیا۔ میں نے کہا۔ "وکٹر ہیرس۔" برابر والوں نے ایک ایک روپیہ تھالی میں ڈالا اور میری طرف متوجہ ہو گئے۔ رقاصہ نے گھوم کر سمن کو پان پیش کیا۔ سمن نے پانچ روپے کا نوٹ تھالی میں ڈالتے ہوئے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو مسکرا کر سرگوشی کے لہجے میں بولی۔ "آپ کے صاحب انگریز ہیں؟" سمن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "شاید اردو بولنے پر حیرت ہے آپ کو؟" وہ ہنس کر دوسری طرف بڑھ گئی——— دو تین گانے ختم ہوتے ہوتے بھیڑ چھٹ گئی۔ میں نے اور سمن نے دو چار مرتبہ ہاتھ دراز کیا اور صرف تین چار آدمی باقی رہ گئے۔ ہمارے برابر والوں سے بھی ایک اٹھ کر چل دیا۔ مقطع کا آخری مصرع تھا۔

"ہم تو جلیل ایسے قاتل کو ڈھونڈتے ہیں"

میں نے ہنس کر ایک نوٹ دکھایا وہ آگے بڑھ کر انگلیوں سے نوٹ کھینچنے لگی تو میں نے ہاتھ نیچے کرتے ہوئے کہا۔ "سنو!" وہ مسکرا کر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی——— "کیا واقعی تم قاتل کو ڈھونڈتی پھر رہی ہو؟" مسکرا کر اثبات میں سر ہلاتی ہوئی بولی۔ "یس مائی لارڈ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "پھر ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہے' یہیں جو ایک موجود ہے۔" اس نے مسکرا کر اپنی ازکار رفتہ پاندان بردارہ کی طرف دیکھا اور سگریٹ ٹرے سے ایک سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دبا لیا۔ میں نے اسے لائٹ دی۔ چند گانوں کے بعد محفل برخاست ہو گئی۔

دوسرے دن دوپہر سے شام کے آٹھ بجے تک ہم بگھی میں گھومتے رہے۔ مختلف بازاروں کی سیر اور کچھ شاپنگ کی۔ ہینڈی کرافٹ کی ایک دکان سے پچیس روپے میں سنگ مرمر کا تاج محل خرید کر اسی شام گزشتہ آدھی رات کی رانی کے قصر ناز میں پہنچ کر جھوٹی محبت کو خراج تحسین پیش کیا۔ رات کو گیارہ بجے کے قریب گانا سن کر لوٹے تو پیکارڈ ہوٹل کمپاؤنڈ میں ایک درخت کے نیچے کھڑی ہوئی تھی اور کمرے میں ہنٹرس ایک انڈر ویئر پہنے اوندھا پڑا سو رہا تھا۔ میں نے لائٹر جلا کر اس کے کان کے قریب کرتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈ آر الائیو؟" کان پر ہاتھ رگڑ کر سیدھا ہوتا ہوا بولا۔ "زندہ ہوں۔ گاڑی لے آیا ہوں اور———" میں نے اس کے منہ میں سگریٹ ٹھونس دیا اور جملہ نامکمل رہ گیا۔ مجھے معلوم تھا ان دو خوشخبریوں کے بعد اس کے پاس گالی کے سوا کچھ نہ تھا۔ لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو بریڈ تمہیں خاندانی لباس میں دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔" کش لے کر کہنے لگا۔ "بیٹھ جاؤ اور غور سے سنو۔ اگر ایک گھنٹے کے اندر تیار ہو کر گاڑی میں سوار نہ ہو گئے

تو میں یہ خاندانی لباس بھی اتار پھینکوں گا اور کھڑکی سے باہر چھلانگ لگا دوں گا۔"

"ڈیئر ڈیئر۔" میں نے ہنس کر اس کی کمر تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "میں آدھے گھنٹے میں تیار ہو جاتا ہوں ——— تم ایک پیگ پیو اور ڈریس اپ ہو جاؤ ——— آخر تمہیں بھی ڈارون نے ڈیڑھ دو لاکھ سال ارتقائی منازل طے کرا کے ہنٹرس بنایا ہے ———"

وہ "سکاؤنڈرل" کہہ کر بستر سے کود پڑا ——— میں نے سوٹ کیس سے بوتل اور گلاس نکال کر اس کے ہاتھ میں تھما دیئے اور کپڑے اتارنے شروع کر دیئے۔ وہ اسی حالت میں میز پر بیٹھ کر گلاسوں میں انڈیلنے لگا۔ ایک پیگ پینے کے بعد میں نے کہا۔ "ہیڈ' گاڑی میں پیٹرول کتنا ہے؟" بولا "دس گیلن' اور کچھ؟" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے پارٹنر ——— صبح پانچ بجے بریک فاسٹ کرتے ہی روانہ ہو جائیں گے ———" برا سا منہ بنا کر کہنے لگا۔ "یہی امید تھی ——— اور اب یہ امید ہے کہ آٹھ بجے سے پہلے سو کر نہیں اٹھو گے ———" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ بھی صحیح ہے ——— کیونکہ میں تمہارے ساتھ نہیں جا رہا میں نے سمن کو سب کچھ سمجھا دیا ہے اور تم اس کو بچ بچ کمانڈر سمجھ کر اس کے کہنے پر عمل کرنا۔" بولا۔ "ڈیم اٹ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا؟" میں نے اس کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر بستر پر دھکیل دیا اور تھپک تھپک کر سلانے لگا۔ آنکھیں بند کر کے بولا۔ "دفع ہو جاؤ۔ پانچ بجے اٹھ جانا ورنہ ———" میں اس کو بڑبڑاتا چھوڑ کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

صبح آٹھ بجے ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر ہم نے سامان کار میں ٹھونسا اور فتح پور کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہنٹرس ڈرائیو کر رہا تھا اور میں اس کے برابر میں بیٹھا ہوا تھا۔ ہم دونوں ہنٹنگ سوٹ میں تھے۔ پچھلی سیٹ پر سمن درباری لباس میں راجکمار بنا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر پر جودھپوری صافہ' کلغی اور شیروانی پر لٹکتی ہوئی موتیوں کی مالا اور برابر میں ونچسٹر الیون تھی۔ سیٹ پر سونے کا سگریٹ کیس اور لائٹر وغیرہ پڑے ہوئے تھے۔ انور پاشا ٹائپ مونچھوں سے بچ بچ کا راجکمار نظر آ رہا تھا۔ شہر کے بازار اور سڑکوں سے گزرتے وقت وہ مرکز نگاہ تھا ——— بریٹنو کار بھی بڑی حد تک اس کی شخصیت میں کشش پیدا کرنے کا باعث تھی۔

فتح پور اتنا بڑا شہر نہ تھا جس میں کوئی اعلیٰ درجے کا ہوٹل ہو۔ لے دے کر ایک ریسٹ ہاؤس تھا جس میں انگریز حکام اور انتظامیہ کے اعلیٰ افسر ٹھہرا کرتے تھے۔ ہم پہنچے تو ریسٹ ہاؤس میں نگرانی کرنے والے کے سوا کوئی نہ تھا۔ احاطے کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ اس لئے کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی۔ گاڑی برآمدے کے سامنے رکتے ہی چوکیدار نے سلام کر کے دروازہ کھول دیا اور ہم گاڑی سے اتر کے ہال روم میں داخل ہو گئے چوکیدار نے ایک بیڈ روم کا دروازہ کھولا اور اسی وقت ایک ملازم گاڑی سے سوٹ کیس اور ہولڈال وغیرہ اتار

اتار کے بیڈ روم میں لانے لگا۔ نگران نے رجسٹر ہمارے سامنے لا کر رکھ دیا۔ میں نے شریمان ٹھاکر رام دیو سنگھ جی آف پاٹلی اور سیکرٹیری صاحبان برائے سیر و شکار لکھ کر اندراج مکمل کیا اور ٹھاکر صاحب (سمن) سے دستخط کرا کے رجسٹر لوٹایا اور کھانا اور اس سے پہلے چائے تیار کرنے کا حکم دیا۔ ہنٹرس نے گاڑی لاک کر کے چابیاں میرے حوالے کر دیں۔ ٹھاکر صاحب شیروانی اور صافہ اتار کر آرام کرسی پر دراز ہو گئے اور پائپ سلگا کر پینے لگے۔

چار دن گزر گئے۔ اسی دوران ہماری سرگرمیاں فتح پور اور مچھیروں کی بستی کے قریب اس وسیع جھیل تک محدود تھیں جہاں دریا کی ایک شاخ چند میل کا چکر کاٹ کر پھر دریا سے مل جاتی تھی۔ ہمارا تمام دن اسی جھیل پر مچھلی اور مرغابیوں کے شکار میں گزرتا تھا۔ ہم نے ایک کشتی کرایہ پر لے رکھی تھی۔ اس کے ملاح نے اپنے فرض منصبی کے علاوہ قرب و جوار کی تمام بستیوں سے ہمارا رابطہ قائم کرنے میں بھی خاصا کردار انجام دیا تھا۔ کنور جی کے انعام و اکرام نے اس کو گرویدہ کر لیا تھا ——— ویسے بھی وہ قریب قریب اس کے ہم زبان تھے۔

فتح پور میں تمام لوگوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ ڈاک بنگلے میں کسی بڑے ٹھکانے کے کنور صاحب دو انگریز شکاریوں کے ساتھ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ دو تین بڑے بڑے جاگیردار جن میں ایک راجپوت اور دو مسلمان تھے' کنور جی سے ملنے کو آ چکے تھے اور ان کے اخلاق اور بذلہ سنجی سے اس قدر متاثر ہو گئے تھے کہ راجپوت جاگیردار جن کا نام ٹھاکر بادام سنگھ تھا' پانچویں روز ہمارے ساتھ شکار میں شامل تھے۔ یہاں ایک اور حیرت ان کا انتظار کر رہی تھی۔ کنور جی بور شاٹ گن کے بجائے تین تین سو گز کے فاصلے سے ونچسٹر الیون سے مرغابیوں پر فلائنگ شاٹ لگا رہے تھے اور ان کی ہر گولی ایک مرغابی کو نیچے لے کر آ رہی تھی۔ ملاح چار روز سے یہ کھیل دیکھ رہا تھا اس کے لئے یہ کوئی خاص بات نہ تھی لیکن بادام سنگھ جی تجربہ کار شکاری تھے ان کے نزدیک اڑتے ہوئے پرندے کو رائفل کی گولی سے مار گرانا اتنا بڑا کمال تھا جو اس سے پہلے ان کے دیکھنے میں تو کیا خواب میں بھی نہ آیا ہو گا ——— انہوں نے دل کھول کر کنور جی کے نشانے کی تعریف کی۔ اور دوپہر کو جب درختوں کے سائے میں بھنی ہوئی مرغابیوں کے ساتھ وہائٹ ہارس کے لبریز جام چلے تو ٹھاکر صاحب اور کنور جی دوستی سے بڑھ کر چچا بھتیجے بن چکے تھے۔ دوسرے دن بادام سنگھ نے ہمیں دوپہر کو شاندار گارڈن پارٹی دی اور پھر یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچ گیا کہ انہوں نے دعوت کے ساتھ ناچ گانے کا اہتمام کرنا شروع کر دیا۔ یہ دعوتیں ان کی حویلی میں ہوتیں اور ان کے دوسرے دوست بھی شامل ہوتے۔ ہنٹرس کے خیال میں یہ صورت حال ہمارے مشن کا پروگرام تلپٹ کر دینے والی تھی اور وہ تنہائی میں مجھے انداز تبدیل کرنے کا مشورہ دیا کرتا تھا۔ مجھے خود بھی محسوس ہونے لگا تھا کہ ابھی تک ہم کہیں بھی نہیں پہنچ

سکے تھے۔ دس روز اور گزر گئے۔ حلقہ احباب وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا تھا۔ لیکن اب مزید قیام کی گنجائش نہ تھی۔ آخر ایک دعوت میں کنور جی نے دوسری صبح واپسی کا ارادہ ظاہر کیا اور اسی شام جب ہم اپنی قیام گاہ کو لوٹے تو بیڈ روم میں آتے ہی اس نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ "ہیئر—— یور ونمالا' سر۔" میں نے لفافے پر نظر ڈالی اور خوشی سے اچھل پڑا۔

"ویلڈن سمن۔" میں نے اس کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔ ہنٹرس نے کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "کمانڈر کیا واقعی اس لفافے میں ونمالا بند ہے؟" میں نے لفافہ اس کے سامنے کر دیا۔ ایڈریس پر نظر ڈال کر بڑبڑایا۔ "میناکشی دیوی کون ہے؟" میں نے کہا۔ "مناکشی دیوی ہنس راج کی ہاف سسٹر ہے اور ونمالا کے سوا دوسرا کوئی اس کو جاننے والا نہیں ہے۔ اس لئے تمہارے سوال کا جواب یہ ہے کہ واقعی ونمالا اس لفافے میں بند ہے—— لیکن دوسرا سوال یہ ہے او کے بیٹھ جاؤ۔ یہ ذرا اہم اور غور طلب ہے۔" وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ سمن نے سر سے صافہ اتار کر ہنٹرس کے بیڈ پر رکھ دیا۔ میں نے سوٹ کیس سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ سگریٹ سلگانے کے بعد ہنٹرس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "ویل۔" میں نے کہا۔ "سر—— پہلے لفافہ کھول کر خط پڑھئے تاکہ معلوم ہو ہم کس منزل میں ہیں۔" میں نے لفافہ جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ "مناکشی دیوی کا نام اور ونمالا کا ہینڈ رائٹنگ دونوں میرے لئے جانی پہچانی چیزیں ہیں۔ خط میں جو کچھ لکھا ہے وہ بغیر پڑھے سمجھا جا سکتا ہے۔ حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اس حد تک پہنچنے کے بعد یہاں سے چلا جانا تو غلط ہے—— اور—— لیں—— تم کیا مشورہ دیتے ہو بریڈ؟" کہنے لگا۔ "پہلے خط پڑھو وکی—— ہو سکتا ہے اس نے رابطہ قائم کرنے کے لئے اپنا پتہ لکھا ہو۔" میں نفی میں سر ہلاتے ہوئے خط نکال کر اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ "ونمالا ایسی حماقت کبھی نہیں کر سکتی بریڈ۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا' اٹھ کر میز پر رکھے ہوئے گلاس میں انگلیاں ڈبو کر لفافے کے فولڈ کو بھگویا اور چند سیکنڈ میں خط نکال کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ خط ہندی میں لکھا ہوا تھا۔ "پریہ مناکشی میں کشل ہوں۔ تم سے ملنا چاہتی ہوں۔ اگر پریاگ جی آ جاؤ۔ آج سے دس دن بعد گنگا اشنان کے تیوہار پر صبح کے پانچ بجے سے چھ بجے تک ہمارا ملاپ ہو سکتا ہے—— تمہاری بھابی راج مالا——" خط کسی اور کا لکھا ہوا تھا۔ انگریزی میں دستخط ونمالا کے تھے۔ میں نے خط ہنٹرس کو دیتے ہوئے کہا۔ "ملنے کا مقام اور تاریخ تعین کر رہی ہے۔" ہنٹرس نے خط لفافے میں رکھ کر بند کرتے ہوئے سمن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "الجھن پیدا ہو گئی کمانڈر' اب جبکہ ہمیں کچھ سراغ ملا ہے ہم آگے بڑھنے کے بجائے واپس جانے پر مجبور ہیں۔" سمن نے کہا۔ "سر ٹھاکور کئی روز سے کہہ رہے تھے کہ

واپسی پر میں آپ کو کچھ تکلیف دوں گا۔ اس لئے آج مجھے کہنا پڑا کہ ہم کل جا رہے ہیں—— اور انہوں نے شام کو یہ خط لا کر دیا آپ کو معلوم ہے دوپہر کو ہم سے رخصت ہو کر وہ تین گھنٹے غیر حاضر رہے۔" ہنٹرس نے اثبات میں سر ہلایا۔ سمن آگے چلا۔ "اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ونمالا کہیں اور چھپی ہوئی ہے۔ ٹھاکور اس کو سپورٹ ضرور کر رہے ہیں۔ لیکن ساتھ رکھنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔ "لیکن لفافے پر مناکشی دیوی کا پتا نہیں لکھا۔ کس کو دیا جائے گا اور کہاں؟"

کہنے لگا۔ "پارا گڑھ—— راج محل—— کسی عورت کے ذریعے بھجوانے کو کہا ہے۔" ہنٹرس نے سوال کیا۔ "تم نے انہیں کہا تھا کہ تم پارا گڑھ جا رہے ہو" بولا۔ "نہیں—— میں نے کہا اب ہم گجرات اور مالوہ جائیں گے—— اس پر——"

"خیر—— یہاں تک ٹھیک ہے۔" میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "خط مناکشی کو پہنچا دیا جائے گا—— یہ میری ذمہ داری ہے—— لیکن وہاں تمہارے جانے کی ضرورت نہیں۔ تم الہ آباد ٹھہر جاؤ—— نہیں الہ آباد مناسب نہیں—— کسی دوسرے شہر میں۔" ہنٹرس نے اعتراض کیا۔ "سویلین لباس میں ہم لوگوں کی نظر میں آئے بغیر نہیں رہ سکتے—— خاص کر میں—— اس لئے بہتر یہ ہے میں تمہارے ساتھ چلوں اور سمن چند روز کے لئے اپنے وطن بجنور ہو آئے اور ایک ہفتے بعد الہ آباد پہنچ جائے۔" میں نے سمن کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "او کے پے دی اکسپنسز۔" ہنٹرس نے کیش بکس کھول کر اسی وقت اس کو تین سو روپے دے دیئے—— کنور جی نے مسکرا کر "تھینک یو سر" کہا اور میٹنگ برخاست ہو گئی۔

صبح سات بجے جب کہ ہم ناشتہ کر کے فائنل پے منٹ کر چکے تھے اور سامان کار میں رکھا جا رہا تھا۔ ٹھاکور بادام سنگھ کی شکرم ریسٹ ہاؤس کے احاطہ میں داخل ہوئی۔ کوچوان نے گاڑی سے نیچے اتر کے دروازہ کھولا اور وہ باہر نکلے۔ ہم نے دروازے سے نکل کر برآمدے میں ان کو ریسیو کیا۔ وہ مسکرا کر آگے بڑھ کر کنور جی سے مصافحہ کرتے ہوئے بولے۔ "مجھے پہنچنے میں دیر ہو گئی' ایں نا؟"

سمن نے مسکرا کر کہا۔ "آپ نے ناحق زحمت فرمائی شریمان' میں اگر کل شام آپ سے رخصت ہونے کو کافی نہ سمجھتا تو خود آپ کی حویلی پر حاضر ہو جاتا۔ بہرکیف—— میں اس عزت افزائی کا——"

"چھوڑو بھئی۔" ٹھاکور نے مسکرا کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ایک طرف لے گئے۔ چند منٹ باتیں کرتے رہے اور پھر اسی طرح چلتے ہوئے کار کے قریب آ گئے—— ہنٹرس نے ریسٹ ہاؤس کے ملازموں کو انعام دیا اور ٹھاکور سے

مصافحہ کر کے وہیل پر بیٹھ گیا۔ میں نے پچھلا دروازہ کھول کر کنور جی کو سوار ہونے کا اشارہ کیا اور دوسری طرف جا کر ہنٹرس کے برابر والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹھاکور نے کنور جی اور مجھ سے مصافحہ کیا اور شکرم کی طرف چل دیئے۔ ہنٹرس نے گاڑی اسٹارٹ کی اور ٹرن لے کر گیٹ سے باہر نکالی۔

شہر سے نکلتے ہی سمن نے اس قیام کے دوران ٹھاکور سے مراسم بڑھانے کے سلسلے میں پیش آنے والے واقعات اور گفتگو تفصیل سے بیان کرنے کے بعد بتایا کہ رخصت کے وقت انہوں نے خط کا راز کسی پر ظاہر نہ کرنے کی تاکید کے ساتھ پیٹرول کے لئے سو روپے بھی زبردستی جیب میں ٹھونس دیئے۔" ہنٹرس نے ہنس کر کہا۔ "اس کے معنی ہیں تمہیں اس کیس کا انعام پیشگی مل گیا۔" اس نے "ایز یو پلیز سر" کہہ کر بیٹھے بٹھائے لباس تبدیل کرنا شروع کر دیا۔ الہ آباد اسٹیشن پر پہنچے تو وہ درباری لباس کے بجائے معمولی سوٹ میں ملبوس تھا۔ ہم نے اس کو اسٹیشن پر ڈراپ کر کے شہر کے ایک ہوٹل میں کھانا کھا کر کچھ دیر آرام کیا اور گاڑی کا فیول ٹینک فل کرا کے پھر روانہ ہو گئے۔

تیسرے دن بعد دوپہر ہنٹرس نے پاراگڑھ روڈ اسٹیشن پر پہنچ کر گاڑی کھڑی کی۔ میں سوٹ کیس ہاتھ لے کر اترا ہنٹرس نے انجن بند کر کے گاڑی کے دروازے لاک کئے اور پھر دونوں پلیٹ فارم پر آئے۔ یہاں اس وقت صرف ایک پسنجر ٹرین پلیٹ فارم پر نمبر 3 پر کھڑی ہوئی تھی اور اسی پلیٹ فارم پر مسافروں کے ساتھ ریلوے اسٹیشن کے ارکان بھی کہیں کہیں نظر آ رہے تھے۔ جس پلیٹ فارم پر ہم کھڑے ہوئے تھے کوئی نہ تھا۔ میری نگاہیں اپنے دوست پولیس مین کو تلاش کر رہی تھیں لیکن وہ مسافروں کے ہجوم میں بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ آخر میں نے ایک پورٹر کو بلا کر ویٹنگ روم کھلوایا اور سوٹ کیس رکھ کر ریفرشمنٹ روم میں پہنچے۔ اندر داخل ہوتے ہی ویٹروں نے مسکرا کر سلام کیا اور خیریت پوچھی۔ یہ سب مجھ سے واقف تھے۔ چھوٹا حاضری کا آرڈر دینے کے بعد میں نے پولیس مین کو تلاش کرنے کے لئے ایک آدمی کو بھیجا۔ ہنٹرس جلد از جلد کمنگز سے ملنا چاہتا تھا لیکن میں نے حتی الامکان ریزیڈنسی جانے سے گریز کیا۔ مجھے پاراگڑھ آئے ہوئے ابھی ایک مہینہ بھی نہیں ہوا تھا کہ دوسری مرتبہ پھر پہنچ گیا اور جن حالات کے تحت پہنچا تھا وہ کسی پر ظاہر نہیں کئے جا سکتے تھے۔ ناشتے اور چائے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد میں نے اسٹیشن ماسٹر کے دفتر سے برٹش کیمپ ٹیلی فون کر کے کمنگز کو کسی پر ظاہر کئے بغیر اپر کلاس ویٹنگ روم میں پہنچنے کی تاکید کی اور ریسیور ہنٹرس کو دے دیا۔ اس نے چند جملے تبدیل کر کے ریسیور رکھ دیا۔ دونوں ایس۔ ایم کا شکریہ ادا کر کے باہر نکلے اور ویٹنگ روم کی طرف چل دیئے۔

ہنٹرس نے آرام کرسی پر دراز ہو کر سگریٹ نکالا اور لائٹ دینے کا اشارہ کیا۔ میں

نے اس کو لائٹ دے کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "ہاں آج تمہیں خصوصی حلف وفاداری اٹھانا پڑے گا۔" چونک کر میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "خصوصی------ یو مین------ اولڈ ٹیسٹامنٹ؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا "شاید وہی------ یا کوئی اور' جس میں لارڈ آل مائٹی نے زمین سپاٹ اور چپٹی کر کے پیک کی ہو اور تم ہرکیولیس کی طرح دونوں ہاتھوں سے سر سے اونچا اٹھا سکو------" مسکرا کر سگریٹ کا پورا دھواں میرے منہ پر چھوڑتے ہوئے بولا۔ "گو ٹو ہیل' میں چپٹی یا گول' کسی زمین پر کیڈٹ پرنس نہیں ہوں اس لئے کوئی بنڈل تو کیا' سگریٹ کا ایک پیکٹ بھی اٹھانے کو تیار نہیں ہوں۔" میں نے سگریٹ کیس نکالتے ہوئے افسردہ لہجے میں کہا۔ "بریڈ تو نے میرا دل توڑ دیا۔ منحوس جھوٹا ہی اٹھا لیتا تو کون سی بجلی گر جاتی مجھ پر۔" مسکرا کر کہنے لگا۔ "او کے بوائے------ مائی ورڈ آف آنر------ صرف یہ بتاؤ اجیتا دیوی اور سریکھا کے علاوہ تیسری کون ہے پردہ زنگاری میں' جس کے لئے اعتماد در اعتماد کی ضرورت پیش آ گئی؟" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "کوئی نہیں------ میں خود یہاں آ کر پردے میں رہنے پر مجبور ہو جاتا ہوں اور تم سے صرف اتنی درخواست ہے کہ جو کچھ دیکھو------ فریب نظر سمجھ کر نظرانداز کرتے رہو۔" وہ مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

شام کو چھ بجے کے قریب کمنگز آ گیا۔ ہنٹرس چند ذاتی نوعیت کے سوال و جواب کرنے کے بعد میری طرف متوجہ ہوا۔ میں نے اس سے گزشتہ ملاقات کے دوران پیش آنے والے واقعات اور یوراج کی دعوت کے متعلق سوال کیا اور اس نے بتایا کہ وہ ان کو بڑی حد تک یہ یقین دلانے میں کامیاب رہا کہ کیپٹن ہیرس وہ چیز نہیں ہیں جو ان کا خیال ہے۔ میں نے اس کے خلوص کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "کیمپ سے کتنی دیر غیر حاضر رہ سکتے ہو؟" ہنٹرس کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "کل .. گھنٹے کی اجازت لے کر آیا ہوں اور تمہیں ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں۔ اسٹیشن پر ٹھہرنا تمہارے لئے کسی طرح محفوظ نہیں ہے۔" میں نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن ہم دونوں اس وقت ایک سیکریٹ مشن پر آئے ہوئے ہیں اور کم از کم چوبیس گھنٹے کے بعد یہ اسٹیشن چھوڑنے کا تصور کر سکتے ہیں۔ اگر زیادہ دن ٹھہرنا پڑا یا کوئی خطرہ پیدا ہو گیا تو پھر آخری پناہ گاہ کیمپ ہی ہو گا۔" ہنٹرس نے میرے بیان کی تائید کی اور اس نے بھی مزید اصرار نہ کیا۔ تھوڑی دیر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد وہ صبح دس بجے پھر آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔ ساڑھے سات بجے ہم دونوں کھانا کھانے کے لئے دوبارہ ریفرشمنٹ روم پہنچے تو ویٹر نے بتایا کہ وہ پولیس مین جلسے گیا ہوا ہے اور دو روز بعد واپس آئے گا۔ میں نے کھانے کا آرڈر نوٹ کرایا اور ایس ایم آفس میں جا کر اجیتا کو ٹیلی فون کیا۔ پہلی ہی گھنٹی پر ریسیور اٹھا لیا گیا اور آواز آئی "جی۔ اجیتا دیوی۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ "ہالاگن دیوی جی------ اسٹیشن آ سکتی

ہیں؟" حیرت اور خوشی کے ملے جلے لہجے میں بولی۔ "اوہ —— اوہ —— ڈکی تم —— میں ابھی ایک منٹ میں آئی ڈیئریسٹ۔" میں نے کہا۔ "اتنی جلدی بھی نہ کرو ہنی، اطمینان سے آ جاؤ۔ میں کھانا کھانے جا رہا ہوں۔ میرے ساتھ کیپٹن بریڈلے —— ہنٹرس ہے —— ہم ریفرشمنٹ روم میں ہیں —— پندرہ بیس منٹ بعد باہر ہوں گے۔ سرخ پیکارڈ نشانی —— کسی ہمزاد کو پیچھے نہ لگانا —— پلیز —— او کے۔ گڈ نائٹ۔"

ریفرشمنٹ روم میں ہنٹرس کھانا سامنے رکھے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ میں اندر داخل ہوا تو مسکرا کر بولا۔ "ویل ——" میں نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ "بیس منٹ میں پہنچ رہی ہے۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ اس نے چھری اور فارک اٹھاتے ہوئے کہا۔ "مناکشی؟" میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کھانا شروع کر دیا۔ ایک لقمہ لینے کے بعد کہا۔ "اس سے ڈائریکٹ کیسے مل سکتے ہیں پال —— اجیتا رہی ہے اور اس کو بھی لیٹر کی ڈیلیوری میں انوالو نہیں کر سکتے، اس کے لئے کوئی اور ذریعہ اختیار کرنا پڑے گا۔" بولا۔ "رائٹ —— لیکن کیا؟" میں کندھے اچکا کر خاموشی سے کھانا کھانے لگا۔ ہنٹرس نے بھی مزید پریشان کرنا مناسب نہ سمجھا اور کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اسکاچ کے دوسرے پیگ پر میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی اور گلاس رکھ کر ہنٹرس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ویٹر کی معرفت کسی پورٹر کو مینجر کی حیثیت سے استعمال کیا جائے تو کیسا رہے گا؟" بولا۔ "رازداری کی ضمانت؟" میں نے پیالیوں میں کافی انڈیلتے ہوئے جواب دیا۔ "انعام —— دس روپے کے لئے یہ لوگ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔" اس نے پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ٹرائی۔"

بل ادا کر کے رسمی ٹپ کے علاوہ میں نے اپنے معتمد ویٹر کو علیحدہ دس روپے انعام دیئے تو جھک کر سلام کرتے ہوئے بولا۔ "صاحب بہادر کیا واپس جا رہے ہیں؟" میں نے مسکرا کر اس کی کمر تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "نہیں ابھی کچھ دن ریزیڈنسی میں ٹھہریں گے —— لیکن شاید اسٹیشن نہ آ سکیں، اس خیال سے —— ارے ہاں ——" میں نے جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر کچھ سوچ کر ہٹاتے ہوئے کہا۔ "خیر ابھی نہیں —— تھوڑی دیر بعد ——" ویٹر نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کا ہر حکم میرے سر آنکھوں پر حضور ——" ہنٹرس نے میری طرف دیکھ کر چلنے کا اشارہ کیا اور دونوں دروازہ کھول کر پلیٹ فارم پر آ گئے۔ اس وقت ٹرین چند منٹ بعد آنے والی تھی۔ اس لئے پلیٹ فارم پر مسافروں کا ہجوم تھا۔ میں نے ہنٹرس کو ویٹنگ روم کی طرف اشارہ کیا اور اپر کلاس گیٹ سے نکل کر باہر آ گیا اور کار میں بیٹھ کر آنے جانے والوں کو دیکھنے لگا۔

ٹرین سے چند منٹ پہلے شہر کی طرف سے ایک کار کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ میں

نے الیکٹرک ہارن پر انگلی دبائی۔ آنے والی کار نے تانگوں کی طرف سے ٹرن لیا اور ہماری گاڑی کے برابر میں آ کر رک گئی۔ دوسرے لمحے اگلا دروازہ کھلا اور اجیتا نے سر باہر نکال کر دیکھا۔ میں نے دروازہ کھولتے ہوئے آداب عرض کہا اور باہر نکل کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں گاڑیاں لیمپ پوسٹ سے دور ایک درخت کے نیچے ہونے کے باعث اندھیرے میں تھیں۔ اجیتا بھی مسکرا کر باہر نکل آئی۔ میں نے جھک کر اس کی گاڑی کا انجن بند کیا اور دروازہ لاک کر کے چابی اس کے ہاتھ میں دے دی۔ وہ میرے کہنے سے پہلے میری گاڑی میں سوار ہو گئی۔ میں نے دوسری طرف سے وہیل پر آ کر انجن اسٹارٹ کیا اور یو ٹرن لے کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکلتے ہی اجیتا نے میرے کندھے پر سر رکھ دیا۔ گیئر تبدیل کرتے کرتے اس کی سسکیاں سنائی دینے لگیں۔ میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کھینچتے ہوئے کہا۔ "ڈارلنگ مزاج پوچھنے سے پہلے رونا شروع کر دیا —— خیریت تو ہے؟" بمشکل بولی۔ "کرن، میری جان —— رونا تو اسی بات کا ہے کہ خیریت ہے —— مرنے کی دعائیں کرتی ہوں اور بخار بھی نہیں آتا۔" میں نے جھک کر اس کا منہ چومتے ہوئے کہا۔ "ڈارلنگ اس قدر مایوسی؟ کیا میں نے تم پر قربان ہونے سے انکار کر دیا —— بتاؤ میں تمہارے لئے کیا نہیں کر سکتا —— یا خود تمہیں کس چیز کی کمی ہے؟" اس نے رومال سے آنکھیں پونچھتے ہوئے کہا۔ "کرن —— میں تم سے دور رہ کر زندگی کا سفر طے نہیں کر سکتی —— تم اندازہ نہیں کر سکتے کہ میں تمہیں اور سروج کو کس قدر چاہتی ہوں۔"

میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "غلط یہ فاصلے تم نے خود پیدا کئے ہیں —— اگر تم بمبئی رہنے کو تیار ہو جاتیں تو تم اور سروج دور نہ ہوتیں۔" اس نے پھر کندھے پر سر رکھ دیا اور کہنے لگی۔ "ہاں —— یہ میری غلطی ہے —— لیکن اس وقت مجھے معلوم نہ تھا کہ میں تمہیں اتنا چاہتی ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہارا کوئی جواب نہیں ڈیئریسٹ —— خیر اب بمبئی جانے کے متعلق کیا خیال ہے؟" بولی۔ "کل شام کی ٹرین سے چلنے کو تیار ہوں۔" میں نے انٹر سیکشن آتے ہی لاکھودرا کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "تمہارا مکان تعمیر ہو رہا ہے اجیتا۔ پندرہ بیس روز میں مسٹر ولسن تمہیں ٹیلی گرام سے اطلاع دیں گے۔ فوراً سروج اور چند نوکرانیوں کو ساتھ لے کر روانہ ہو جانا —— یہ میں نے تمہاری مرضی کے خلاف کیا ہے، اب بتاؤ جدائی کس کو زیادہ بے چین کر رہی ہے مجھے یا تمہیں؟" اس نے جھک کر میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو ڈارلنگ —— تم بہت سویٹ ہو —— اب مجھے خیریت سے ہونے کی شکایت نہیں رہی اور شکر ہے سروج اور پردیپ کرن بھی کشل ہیں —— کرن اس مرتبہ تو راجکمار کو دیکھ کر جاؤ گے نا؟"

میں نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "اجیتا پلیز ——— پلیز اب مجھے رلانے کی کوشش تو نہ کرو ——— اگر ایسا ممکن ہوا تو ———"

"یہ ممکن ہے کرن۔" اس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "تم صبح پانچ بجے اسی دھرم شالا کے قریب انتظار کرو' میں سروج اور پردیپ کو ساتھ لے کر تمہارے پاس پہنچنے کا وعدہ کرتی ہوں۔"

میں نے اس کا منہ چوم لیا۔ مسکرا کر بولی۔ "بے چین نہ کرو کرن اور پلیز اب واپس چلو ——— اس وقت اتنا ہی کافی ہے۔" میں نے ایز یو پلیز کہہ کر گاڑی روک دی۔ بیک کر کے ٹرن لیا اور اسٹیشن کی طرف چل دیا۔ اس نے کینتھ کے متعلق چند باتیں کیں اور پارا گڑھ آنے کی وجہ دریافت کی۔ میں نے آفیشل ڈیوٹی کہہ کر ٹال دیا ——— ہنس راج کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا۔ "یہیں ہے لیکن اس کو ہر روز ایک مرتبہ کیمپ جانا پڑتا ہے یا ریزیڈنٹ سے ٹیلی فون پر رابطہ قائم کر کے اپنی موجودگی کا ثبوت دینا پڑتا ہے۔ وہ ریزیڈنٹ سے اجازت لئے بغیر کہیں نہیں جا سکتا۔"

چالیس منٹ بعد پیکارڈ پھر اجیتا کی گاڑی کے قریب پہنچ چکی تھی۔ اجیتا دروازہ کھول کر باہر نکلی اور اپنی گاڑی میں سوار ہو کر شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور چند منٹ بعد انجن بند کر کے دروازے لاک کئے اور ویٹنگ روم پہنچ گیا۔ ہنٹرس مجھ سے کار کی چابی لے کر وائرلیس کے ذریعے کرنل بشپ سے رابطہ قائم کر کے اپنے پارا گڑھ پہنچنے کی اطلاع دینے چلا گیا۔ نصف گھنٹے کے بعد لوٹا تو میں سونے کے کپڑے پہن کر بستر پھیلا رہا تھا۔ وہ دروازہ بند کر کے میرے قریب آیا اور کہنے لگا۔ "وکی چیف نے ہمارے پہلے میسج کے فوراً بعد نائک عزیز احمد خاں کو روانہ کر دیا ہے۔ شاید صبح کی ٹرین سے وہ پارا گڑھ پہنچ جائے گا۔ ونمالا کا خط وہی راج محل ڈیلیور کرنے جائے گا۔" میں نے بستر پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ویٹس فائن۔" اس نے سگریٹ سلگایا اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہنے لگا۔ "میں نے ان سے لیفٹننٹ مالکم کو ساتویں روز الٰہ آباد بھیجنے کو بھی کہا ہے۔ کم از کم ایک آدمی ایسا بھی ضرور ہونا چاہئے جسے ونمالا نے کبھی نہ دیکھا ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ واقعی تم نے بہت عقلمندی کا کام کیا ہے بریڈ' وہ تمہیں اور سمن کو دیکھ چکی ہے اور میں تو اس کے سامنے آ ہی نہیں سکتا ——— ناؤ ——— اب تمہیں صبح کی ٹرین تک یہیں ٹھہرنا ہو گا۔" اس نے میرے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "تم مجھے کہیں لے جانا چاہتے ہو کیا؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ "صبح پانچ بجے ——— کم از کم دو گھنٹے کے لئے ——— زیادہ سے زیادہ ——— کچھ معلوم نہیں ——— شاید لوٹ ہی نہ سکیں۔" وہ ہنس دیا۔ سگریٹ کا دھواں خارج کرتے ہوئے بولا۔ "میں چل رہا ہوں بوائے ——— عزیز ہمارا انتظار کر سکتا ہے اور خط اگر [illegible] ڈیلیور نہ ہو تو کیا فرق پڑتا ہے' ہمارے پاس بہت وقت ہے۔"

میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "یو آر ویل کم بریڈ' کوشش کرنا پانچ سے پہلے جاگ اٹھو۔" وہ مسکرا کر اپنے بستر کی طرف چل دیا۔ میں نے جوتے اتارے اور کوچ پر دراز ہو گیا۔

صبح پانچ بجے ہماری گاڑی پیٹرول پمپ پر پہنچ کر رکی۔ ہنٹرس نے ہارن دیا اور ایک آدمی دوڑتا ہوا گاڑی کے قریب آ کر بولا۔ "حکم صاحب بہادر۔" ہنٹرس نے کھڑکی کا شیشہ نیچے اتار کر کہا۔ "پیٹرول۔" اس نے دس منٹ میں ہینڈ پمپ چلا کر ٹینک فل کر دیا۔ پے مینٹ کر کے ہنٹرس نے انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی سڑک پر لایا۔ میں نے اس کو راستہ بتایا اور گاڑی تیزی سے سرخ دھرم شالہ کی طرف روانہ ہو گئی۔ اس وقت ڈیش بورڈ ٹائم پیس میں پانچ بج کر پچیس منٹ ہو رہے تھے۔ سپیدہ سحر نمودار ہو رہا تھا۔ دھرم شالہ سے کچھ پہلے کراس روڈ پر پہنچتے ہی میں نے گاڑی رکوائی اور سیٹ تبدیل کر کے وہیل سنبھالا۔ ہنٹرس نے دوربین سے سامنے اور پھر شہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کوئی گاڑی نہیں وکی۔" میں نے کندھے اچکا کر گاڑی بیک کی اور بائیں طرف جانے والی سڑک پر چند قدم لے جا کر انجن بند کر دیا۔ ہنٹرس نے دو سگریٹ سلگا کر ایک میرے ہونٹوں میں دے دیا۔ دونوں کش لگا کر باتیں کرنے لگے۔ ہماری گاڑی کا رخ مین روڈ کی طرف تھا اور شہر کی جانب ککروندے کی جھاڑیوں کی خاصی آڑ تھی۔ روشنی ہر لحظہ بڑھتی جا رہی تھی اور اب بغیر دوربین بھی ہر چیز دور تک صاف نظر آ رہی تھی۔ ہنٹرس نے سگریٹ ہونٹوں سے نکال کر ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے کہا۔ "دن نکل آیا وکی اجیتا کی آنکھ نہ کھل سکی ——— ورنہ ———" میں نے سگریٹ جھاڑیوں میں پھینک کر اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "یہ تو ممکن نہیں ہے بریڈ ——— لیکن یہ ممکن ہے کسی نے ان کا پیچھا کیا ہو اور وہ اس کو ڈاج ——— ہے ای ——— لک ———" ہنٹرس نے دوربین سے شہر کی طرف دیکھا۔ میں نے درختوں کی آڑ سے اجیتا کی کار تیزی سے اس طرف آتی دیکھ کر سیلف اسٹارٹر پر پیر رکھ کر دبایا ——— انجن جاگ اٹھا ——— گاڑی آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔ دھرم شالہ کی طرف ٹرن لیتے ہوئے ہنٹرس نے کہا۔ "وکی وہیل پر اجیتا ہے اور اس کے ساتھ ایک اور لیڈی بیٹھی ہوئی ہے۔ لیکن ان کے پیچھے ایک اور گاڑی بھی ہے اور اس میں تین آدمی ہیں۔" میں نے مین روڈ پر آتے ہوئے بیک ویو مرر پر نظر ڈال کر دیکھا۔ آگے پیچھے دو گاڑیاں چلی آ رہی تھیں اور ان کے درمیان تقریباً دو سو گز کا فاصلہ تھا۔ میں نے دایاں ہاتھ باہر نکال کر ہلایا' اگلی گاڑی نے اسپیڈ بڑھائی۔ حتیٰ کہ ہمارا درمیانہ فاصلہ اتنا کم رہ گیا کہ اجیتا اور سروج صاف نظر آنے لگیں۔ میں نے کھڑکی سے جھک کر ایک لمحے کے لئے پیچھے نظر ڈالی تو سروج نے مسکرا کر پردیپ کو [illegible] ہاتھوں میں اٹھا کر ونڈ شیلڈ کے قریب کر

دیا۔ میں نے اپنا ہاتھ اس کی طرف کر کے انگلیاں چوم لیں اور پھر سامنے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اجیتا کی گاڑی قریب ہوتے ہوتے دس بارہ فٹ رہ گئی تو پچھلی گاڑی اور صاف دکھائی دینے لگی۔ ہنٹرس نے پچھلے شیشے میں دیکھ کر کہا۔ "دوکی پچھلی گاڑی میں ڈرائیور کے علاوہ ایک مسلح گارڈ اور پچھلی سیٹ پر کوئی پرنس ہے ——— اپنی دوستوں کو وارننگ دو ——— شاید انہیں معلوم نہیں ——— پیچھے کوئی آ رہا ہے۔ میں نے بیک ویو سے گاڑی کو اوور ٹیک کرنے کی کوشش کرتے دیکھ کر باآواز کہا۔ "اجیتا واپس ہو جاؤ۔ یوراج پیچھے آ رہے ہیں ———" اس نے پیچھے کی طرف نظر ڈالی اور اسپیڈ کم کر دی ——— میں نے بائی بائی کہہ کر ایکسی لریٹر پر دباؤ بڑھانا شروع کیا ——— میٹر کی سوئی' ساٹھ پینسٹھ اور پھر ستر سے اوپر جانے لگی۔ چند منٹ میں دونوں گاڑیاں نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔ ہنٹرس نے دوربین سیٹ پر رکھتے ہوئے کہا "ہارڈ لک" میں نے اپنے دلی کرب کو چھپاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "نیور مائنڈ بریڈ ——— میں اس کے لئے پہلے سے تیار تھا ———" بولا۔ "خیر دکی مائنڈ نہ کرنا۔ اب میں تمہارے شادی سے گریز کی وجہ سمجھ گیا۔ اب اسپیڈ کم کرو تا کہ باتیں کر سکیں ——— اب کوئی گاڑی نظر نہیں آ رہی ———" میں نے ایکسی لریٹر سے پیر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "بریڈ تم غلط فہمی کا شکار ہو ——— لیکن اب اس ٹاپک پر سوچنے کی زحمت بھی نہ کرو۔ چھ بج چکے ہیں اور اگر ہم لاکھودرا کا چکر کاٹ کر اسٹیشن پہنچنے کی کوشش کریں تو تقریباً" ڈیڑھ سو میل کا سفر ہے۔ چار گھنٹے میں پہنچیں گے بولو کیا حکم ہے۔" ہنٹرس نے دوربین اٹھاتے ہوئے کہا۔ "گاڑی روک کر کچھ دیر انتظار کرو۔ ممکن ہے وہ لوگ لوٹ گئے ہوں تو ہم بھی یہیں سے واپس ہو جائیں گے ——— ورنہ پھر ———" میں نے گاڑی ایک درخت کے نیچے لے جا کر انجن بند کر دیا۔ باہر نکل کر اپنے اپنے سگریٹ سلگائے اور ٹہلنے لگے۔ نصف گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد بھی جب کوئی کار دکھائی نہ دی تو شہر کی طرف واپس ہوئے اور سات بجتے بجتے اسٹیشن پہنچ گئے۔ راستے میں کسی سے سامنا نہ ہوا۔ الٰہ آباد کی طرف سے آنے والی ٹرین پلیٹ فارم پر پہنچی تو ہم ریفرشمنٹ روم میں ناشتہ کر رہے تھے۔

ٹرین آئی اور دس منٹ بعد روانہ ہو گئی' ایک گھنٹے بعد ہم سویلین لباس پہن کر ٹہلتے ٹہلتے انٹر کلاس ویٹنگ روم کے سامنے سے گزرے تو لانس نائک عزیز احمد اپنا اٹیچی کیس لئے دروازے سے باہر نکل رہا تھا۔ میں نے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "سرخ پیکارڈ۔" وہ سر جھکا کر اشارہ کرتا ہوا کلوک روم کی طرف چل دیا۔ ہم ٹہلتے ہوئے پلیٹ فارم کے آخری سرے پر جا کر پلٹے اور کچھ دیر تک واپس ہوئے ——— عزیز احمد نے ہمیں گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا اور تھوڑی دیر بعد ہمارے پاس پہنچ گیا۔ میں نے میدان خالی پا کر گاڑی کی پچھلی سیٹ کی طرف اشارہ کیا اور وہ دروازہ کھول کر سوار

ہو گیا۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کر کے کمپاؤنڈ سے باہر نکالی۔ ہنٹرس نے پیچھے کی طرف گھوم کر اس سے باتیں شروع کر دیں۔ پہلا سوال تھا۔ "تمہاری جیب میں واپسی کا ریلوے وارنٹ یا کوئی ایسی چیز تو نہیں جس کے برآمد ہونے پر تمہارا سرکاری آدمی ہونا ثابت ہو سکے۔" عزیز نے جواب دیا۔ "نو سر ———" دوسرا سوال تھا۔ "ایک لیٹر کے متعلق کہا تھا جسے راج محل پہنچانا ہے ———" ہنٹرس نے کہا۔ "ہاں یہی ——— لیکن اس کی ڈیلیوری پر پورے کیس کا انحصار ہے۔"

میں نے ایک مقام پر پہنچ کر گاڑی کھڑی کر دی اور انجن بند کر کے جیب سے لیٹر نکال کر عزیز احمد کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "مناکشی دیوی کو دینا ہے۔ اگر گیٹ پر کسی کو ڈیلیور کرو تو اس سے مناکشی دیوی کی رسید لئے بغیر نہ آنا ——— لیکن جہاں تک ہمارا خیال ہے وہ تمہیں ان کے پاس لے جائیں گے ——— یہ بھی ممکن ہے ایک دو روز تمہیں مہمان رکھیں ——— رہ جانا ——— کوئی خطرہ نہیں ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "سر' آپ اطمینان رکھئے ———"

ایک گھنٹہ اس کو الٰہ آباد اور بادام سنگھ سے متعلق تمام باتیں بتانے کے بعد ہم شہر کی طرف چل دیئے۔ مضافات سے نصف میل کے فاصلے پر اس کو ڈراپ کیا اور پھر اسٹیشن پہنچ گئے۔ ویٹنگ روم میں ہنٹرس پر ایک بار پھر ہمدردی کا دورہ پڑا۔ باتیں کرتے کرتے کہنے لگا۔ "میں ایسا محسوس کر رہا ہوں دکی۔ جیسے تم زبردست چوٹ کھا کر آئے ہو اور درد سے بے چین ہونے کے باوجود مجھ سے چھپا رہے ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "معلوم ہوتا ہے تمہارے دماغ میں چھٹی حس کی کونپلیں پھوٹنے لگی ہیں۔ اس سے پہلے تم اتنے بڑے دانشور کبھی نہ تھے۔" بولا۔ "او کے' میں صرف چار حسوں کا حامل ہوں ——— لیکن پانچویں میرے ہاتھ میں دوربین تھی۔ تم نے اس بچے کی صرف جھلک دیکھی۔ میں نے اس کو اٹھا کر دکھانے والی کے چہرے پر پیدا ہونے والے تاثرات بھی دیکھ لئے ہیں اس لئے ———"

"ڈونٹ بی اسٹوپڈ۔" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "فیس ریڈنگ کوئی باوقار پیشہ نہیں۔ صرف یہ بتاؤ اب جب کہ یوراج ریاست میں ایک نئی کار اور اس میں دو اجنبی فوجی دیکھ چکا ہے ہمارے لئے اسٹیشن پر قیام کرنا مناسب ہے یا نہیں؟" کہنے لگا۔ "یہ حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ یہاں وہ کسی وقت بھی آ سکتا ہے اور گاڑی کا کھلے میدان میں ہونا ہماری موجودگی کا کھلا ثبوت ہے۔" میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "دس بجنے والے ہیں آؤ ریفرشمنٹ روم چل کر ایک بار پھر ناشتہ کریں اور یہاں سے کہیں اور چل دیں۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "کہاں کو؟" میں نے جواب دینے کے بجائے باہر نکل کر ایک قلی کو بلایا اور سامان پیک کر کے سوٹ کیس میں رکھنے کو کہا۔ ہنٹرس مسکرا دیا۔

میں اس کو چھوڑ کر ریفریشمنٹ روم کی طرف چل دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہنٹرس سامان رکھوا کر آیا تو میں کھانے سے زیادہ پینے کا سامان میز پر رکھے بیٹھا تھا۔ اس نے مسکرا کر "از اٹ اے ٹفن؟" کہا اور سامنے بیٹھ کر گلاسوں میں انڈیلنے لگا۔ چند منٹ ہم خاموشی سے کھاتے پیتے رہے۔ دوسرا پیگ خالی کرنے کے بعد ہنٹرس نے ہاتھ روک کر کہا۔ "وکی ابھی ہمارے پاس ایک ہفتے مارک ٹائم کرنے کے سوا کوئی کام نہیں—— پاراگڑھ تمہارے لئے اور تمہاری وجہ سے میرے لئے مناسب نہیں۔ اگر واقعی یہاں سے جانا ہے تو بمبئی——" میں نے کہا۔ "وہاں مسٹر ولسن ہیں——" وہ بولا۔ "ہم کہیں بھی جا سکتے ہیں۔ کوئی پابندی تو نہیں—— اور پھر وہ تمہیں دیکھ کر کبھی ناراض ہوئے ہیں؟" میں نے تھوڑی دیر تمام پہلوؤں پر غور کر کے کہا۔ "او کے—— میں ان سے وائرلیس پر بات کروں گا—— لیکن اس سے پہلے—— ویٹ اے منٹ۔" میں نے گلاس کا آخری جرعہ حلق میں انڈیلا اور اٹھ کر ایس ایم آفس کی طرف چل دیا۔ اسٹیشن ماسٹر نے گڈ مارننگ کہتے ہی اٹھ کر مصافحہ کیا اور ٹیلی فون میری طرف سرکا دیا۔ میں نے ریسیور اٹھا کر اجیتا کا نمبر ڈائل کیا' دوسری گھنٹی پر آواز آئی۔ "جی اجیتا۔" میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن ہیرس' ایٹ دس اینڈ' خیریت؟" بولی۔ "خیریت ہے۔ تم نے اچھا کیا۔ تیزی سے آگے نکل گئے۔ یوراج کچھ نہ سکے۔" میں نے کہا۔ "خیر تمہاری زحمت کا بہت بہت شکریہ—— شاید ہم آج شام تک بمبئی روانہ ہو جائیں۔ وہاں تمہارا انتظار کریں گے۔" بولی۔ "اوہ اتنی جلدی؟ ایک دو روز ٹھہرو نا—— ایک منٹ—— اچھا لاکھوورا انٹر سیکشن پر—— چھ بجے ملو—— میں پھر ٹرائی کروں گی—— صبح کی طرح۔"

"صبح کی طرح؟—— نہیں۔" میں نے تیزی سے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "تم کافی چالاک نہیں ہو۔" کہنے لگی۔ "خیر تم ملنا تو سہی پلیز وکی——" میں نے او کے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ ایس ایم پلیٹ فارم پر ٹہل رہا تھا—— میں نے شکریہ ادا کیا اور ہنٹرس کو ساتھ لے کر باہر نکلا اور دونوں گاڑی میں سوار ہو کر ریزیڈنسی کی طرف روانہ ہو گئے۔

وائرلیس پر مسٹر ولسن سے رابطہ قائم ہوتے ہی ہنٹرس نے چند جملے تبدیل کرنے کے بعد کہا۔ "سر کیپٹن' ہیرس بھی میرے ساتھ ہے اور آپ سے بات کرنا چاہتا ہے——" پھر ریسیور میری طرف کرتے ہوئے بولا۔ "کیپٹن ہیرس——" میں نے ریسیور اس کے ہاتھ سے لے کر ان کو سلام کیا۔ بولے۔ "کیپٹن انکوائری کو پاراگڑھ کی طرف ڈائیورٹ کرنے میں مشکل تو پیش آئی ہو گی۔" میں نے کہا۔ "سر ہیزن فاک ڈک" کی پرواز لے آئی۔ آخر شکار تو کرنا ہی ہے—— کل بمبئی حاضر ہو رہا ہوں۔" کہنے لگے۔ "ڈک شوٹنگ سے فارغ ہو کر آنا۔ اس وقت تک تمہارا مکان تیار ہو جائے گا۔

تینوں شفٹوں میں کام ہو رہا ہے۔" میں نے شکریہ ادا کر کے کہا۔ "ہمارے پاس ایک ہفتہ کوئی کام نہیں سر' ولاس پور چلا جاتا' لیکن——" میں قصداً" خاموش ہو گیا۔ ہنس کر کہنے لگے۔ "وہ زیر غور ہے اور بہت جلد تم جا سکو گے' اگر مبارک باد دینے ہی کو جانا چاہتے ہو——" میں نے کہا۔ "پھر میں کہاں جاؤں سر؟" بولے۔ "اچھا بمبئی آ جاؤ۔ بشرطیکہ تمہارے پروگرام میں کوئی گڑبڑ پیدا ہونے کا امکان نہ ہو۔" میں نے شکریہ ادا کر کے سلسلہ منقطع کیا۔

کیپٹن کمنگز کے بنگلے سے میں نے ریزیڈنٹ سے رابطہ قائم کر کے مبہم الفاظ میں اپنی آمد کی وجہ ظاہر کی۔ کہنے لگے۔ "اگر پندرہ منٹ میں میرے بنگلے پر پہنچ سکتے ہو تو بریڈ کو ساتھ لے کر آ جاؤ۔" میں نے شکریہ ادا کر کے کہا۔ "آ رہا ہوں سر۔" انہوں نے او کے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ ہنٹرس نے مجھے ریسیور رکھتے دیکھ کر کہا۔ "کیا مجھے بھی چلنا ہے وکی؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ کہنے لگا۔ "یونیفارم میں نا؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "جس حالت میں بیٹھے ہوئے ہو۔ وہ کمنگز کی طرف دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

ریزیڈنٹ نے سلیوٹ کرتے ہی ہاتھ بڑھا کر دونوں سے مصافحہ کیا اور بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "ہاسپے سے آ رہے ہو۔" ہنٹرس نے کہا۔ "نو سر' کلکتہ سے بلکہ الٰہ آباد سے——" میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولے۔ "تم تو مستقل سفر میں ہی رہنے کے لئے پیدا ہوئے ہو وکٹر—— مجھے تمہاری مصروفیات دیکھ کر اکثر تم پر رحم آتا ہے۔" میں نے ہنٹرس کی طرف نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو سر—— میرے اکثر دوستوں کو ان ہی مصروفیات پر غصہ آتا ہے—— حالانکہ ان ہی بے پناہ مصروفیات سے میری زندگی کا توازن قائم ہے۔" ریزیڈنٹ نے قہقہہ لگایا اور بزر پر انگلی رکھتے ہوئے کہنے لگے۔ "میں اپری شی ایٹ کرتا ہوں—— یقین کرو وکی! میں نے آج تک کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو بیک وقت پرنس بھی ہو اور اتنا ٹف سولجر بھی ہو۔" ہنٹرس نے کہا۔ "دیٹس رائٹ سر۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "سر میں آپ کے کمپلی مینٹس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تھینک یو کیپٹن بریڈلے۔" دونوں ہنس کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ ایک اردلی اندر سے ڈرنکس کی ٹرے لئے ہوئے آیا اور ہمارے سامنے رکھ کر چلا گیا۔ ڈرنک کے دوران جنگ کے موضوع پر باتیں ہوتی رہیں۔ ریزیڈنٹ نے ہماری تفتیش کی نوعیت کے متعلق کوئی سوال نہ کیا۔ صرف چلتے وقت میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "مجھے معلوم نہیں بریڈلے تمہارے متعلق کس قدر جانتا ہے لیکن—— پھر بھی—— ایکسپوز ہونے سے بچنا۔" میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ہنٹرس کو ساتھ لے کر کمنگز کے بنگلے کو چل دیا۔ سہ پہر کو چائے پینے کے بعد چار بجے میں نے پھر اجیتا کو ٹیلی فون کیا۔ کہنے لگی۔ "میں تمہارے فون کا ہی انتظار کر رہی تھی۔ وکی

میں بمبئی جانے کو تیار ہوں۔ لیکن کوئی معقول بہانہ سمجھ میں نہیں آ رہا——— تم کچھ بتاؤ نا۔"

میں نے کہا۔ "سوچنے دو——— شام کو چھ بجے آ رہی ہو نا؟"

بولی۔ "یہ تو یقینی ہے ڈارلنگ———" میں نے تھینک یو کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

سٹنگ روم میں آتے ہی ہنٹرس نے کہا۔ "وکی پانچ بجے اسٹیشن جانا پڑے گا———" میں نے اس کا مقصد سمجھ کر کہا۔ "یقیناً شاید وہ واپس آ گیا ہو۔" کہنے لگا۔ "اگر نہ آیا تو؟"

میں نے جواب دیا۔ "پھر ہمیں پر اپ ٹرین سے جانے والوں پر نظر رکھنا ہو گی۔" نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔ "کیا فائدہ ہم کیا جانتے ہیں——— کس پر نظر رکھیں گے؟"

میں نے تمام پہلوؤں پر غور کرتے ہوئے کہا۔ "دیٹس رائٹ——— سوچنا پڑے گا———" کمنگز نے مسکرا کر کہا۔ "وکی جائے پی کر نہیں سوچا جاتا کیا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تم نے بہت صحیح کہا کمنگز——— لاؤ دیکھیں۔" ہنٹرس ہنس دیا۔ کمنگز اٹھ کر دوسرے کمرے میں گیا اور تھوڑی دیر میں ڈرائی جن کی بوتل اور گلاس لے کر آ گیا۔ ہنٹرس نے کارک اوپر اٹھا کر بوتل کھولتے ہوئے کہا۔ "کمنگز تمہارے متعلق مجھ سے زیادہ جانتا ہے وکٹر———" میں نے ہنس کر گلاس اس کے سامنے سرکاتے ہوئے کہا۔ "پھر؟" اس نے تینوں گلاسوں میں انڈیل کر کہا۔ "یہی کہ کمنگز ہی پرپوز کرے گا۔" میں نے گلاس ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ "کر سکتا ہے——— لیکن اس سے پہلے میں مسز کمنگز کی صحت کا جام تجویز نہیں کر سکتا کیا؟"

دونوں نے میری طرف دیکھ کر مشترکہ قہقہہ لگایا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "اگر یہ بھی لنڈورا ہے تو پھر مجھے اپنی صحت کا جام پینا پڑے گا۔" کمنگز نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "تمہارا خیال صحیح ہے ہم دونوں کنوارے ہیں——— لیکن تمہاری بجائے مس سریکھا کی صحت کا جام پینا پسند کریں گے۔" میں نے نو آبجیکشن کہہ کر گلاس بلند کیا اور تینوں پینے لگے۔ دو تین دور چلنے کے بعد ہنٹرس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "وکٹر اگر ہمیں بمبئی جانا پڑا تو میں تمہیں میراج ضرور لے جاؤں گا——— سریکھا کی عیادت کے لئے جانا تمہارا اخلاقی فرض ہے۔" میں نے گلاس رکھتے ہوئے کہا۔ "یس سر——— معلوم ہوتا ہے کچھ زیادہ ہو گئی ہے۔" کمنگز نے مسکرا کر میرے گلاس میں پھر انڈیل دی۔ میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن ساڑھے پانچ بجے مجھے ایک اور اخلاقی فرض ادا کرنا ہے——— لہٰذا' اس قابل رہنے دو کہ اسٹیئرنگ سنبھال سکوں۔" ہنٹرس نے کیری آن کہہ کر گلاس میری طرف سرکا دیا۔ میں نے اٹھا کر منہ سے لگایا اور چند گھونٹوں میں خالی کر کے

رکھ دیا۔

پانچ بجے ہنٹرس اسٹیشن جانے لگا تو مجھے اپنے دوست پولیس مین کا خیال آیا اور میں بھی اس کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گیا۔ گاڑی کیمپ سے باہر نکلتے ہی ہنٹرس نے کہا۔ "وکی میرے خیال میں تمہیں مسٹر ولسن سے وائرلیس پر بات نہیں کرنی چاہئے تھی۔ اگر انہوں نے ہمیں بلا لیا تو یہاں کے معاملات پر کون نظر رکھے گا؟" میں نے کہا۔ "یہاں ہے بھی کیا۔ مقررہ تاریخ پر ہمیں الٰہ آباد پہنچنا ہے اور جس طرح یہاں سے پہنچ سکتے ہیں——— بمبئی سے بھی پہنچ جائیں گے——— دراصل یہاں رہنے میں میرے لئے خطرے کے سوا کچھ نہیں——— میں خود بمبئی جانے کی کوشش کر رہا ہوں——— تم نہیں جانا چاہتے ہو کیا؟" بولا۔ "جانا چاہتا ہوں۔ لیکن اگر ونمالا پھر انگلیوں میں سے سلپ ہو گئی تو بشپ ہمیں کچا کھا جائے گا۔ اے ی' وکی' میں چاہتا ہوں تم ونمالا کو اس وقت گرفتار کرو جب وہ اشنان کرنے کو گنگا میں غوطہ لگائے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "مقصد کیا ہے حضور کا——— رومانس؟" کہنے لگا۔ "نہیں۔ دیکھنا چاہتا ہوں' کون اچھا تیرنے والا ہے' تم یا وہ؟" میں نے کہا۔ "بریڈ یہ خیالات اوریجنل ہیں یا ڈرائی جن سے ماخوذ۔"

"مائی ڈیئر گنگا اشنان سوئمنگ پول نہیں ہے جس میں لیڈیز اینڈ جینٹس کو مشترکہ غسل صحت فرمائے بغیر باہر نکلنے پر تالیوں کی گونج میں کوک پیش کیا جائے۔ تم میرا پچنگ بیگ بنوانا چاہتے ہوں تو اس کے اور بہت سے طریقے ہیں۔" ہنٹرس قہقہہ لگا کر سڑک کی طرف متوجہ ہو گیا۔

جن دو آدمیوں کی تلاش میں ہم اسٹیشن گئے تھے' ان میں سے ایک بھی نہیں پہنچ سکا تھا۔ خط لے کر جانے والا شاید راج محل میں روک لیا گیا تھا اور پولیس مین ابھی بمبئی سے واپس نہیں آیا تھا۔ دس پندرہ منٹ میں پلیٹ فارم اور ویٹنگ روم وغیرہ میں تلاش کرنے کے بعد باہر نکل کر کار میں بیٹھے کہ ایک جیپ تیزی سے ہمارے قریب پہنچ کر رکی اور کیپٹن کمنگز نیچے اتر کر ہمارے پاس آیا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "خیریت۔" مسکرا کر کہنے لگا۔ "معلوم نہیں۔" میں نے دروازہ کھول دیا' وہ اندر آ کر میرے برابر میں بیٹھ گیا اور سرگوشی کے لہجے میں بولا۔ "ابھی ابھی یوراج نے ٹیلی فون پر مجھ سے بات کی۔ انہوں نے صبح تمہیں اور بریڈلے کو دھرم شالہ کے قریب دور سے کار میں جاتے دیکھا ہے۔ گو پہچان نہیں سکے لیکن پوچھ رہے تھے کہ کیا کیپٹن بریڈلے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ میں نے گول سا جواب دیا۔ شاید آئے ہوئے ہوں لیکن ابھی تک میرے پاس نہیں پہنچے۔ کہنے لگے "کمنگز میرے دوست ہونے کے باوجود تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو۔" میں نے کہا۔ "یور ایکسی لنسی یقین فرمائیے۔ بریڈلے اور اس کا دوست جس وقت میرے پاس پہنچیں گے' میں ان کو راج محل لے کر آؤں گا۔ مجھے اپنا وعدہ یاد ہے۔" کہنے لگے۔ "شکریہ کیپٹن۔ لیکن ٹولی

ویری فرینک ود یو ـــــ یہ کوئی اتنی بڑی سازش ہے جس میں میری اپنی دو ـــــ خیر الس آل رائٹ کیپٹن ـــــ آئی فائنڈ آوٹ ـــــ تھینک یو ـــــ تو یہ ہے پوزیشن۔" وہ خاموش ہو کر میرے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ ہنٹرس نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ٹائم از اپ ـــــ اب اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ لاکھودرا ہوتے ہوئے بمبئی روانہ ہو جائیں۔ کمنگز نے کہا۔ "اس وقت نہیں رات کو ٹھیک رہے گا بریڈ۔" بریڈ نے مسکرا کر کہا۔ "تم نہیں جانتے کمنگز' چھ بجے رومیو کا جولیٹ سے اپائنٹمنٹ ہے۔ سو پلیز گیٹ ٹو یور جیپ ـــــ دی آر فلائنگ ـــــ" کمنگز گاڑی سے نکل کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے تھینک یو کہہ کر اس سے مصافحہ کیا۔ ہنٹرس نے گیئر لگا کر تیزی سے گاڑی کمپاؤنڈ سے باہر نکالی اور سڑک پر آتے ہی یکے بعد دیگرے تیزی سے گیئر بدل کر ایکسی لریٹر پر دباؤ بڑھاتا گیا۔ گاڑی فراٹے بھرنے لگی۔ انٹر سیکشن پر پہنچ کر لاکھودرا کی طرف ٹرن لیا اور پھر اسپیڈ بڑھانے لگا۔ دس بارہ میل نکلنے کے بعد سگریٹ کا اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگے۔ "تھینک گاڈ ـــــ دی ہیوبیٹن دیم ـــــ اب کوئی خطرہ نہیں۔" میں نے دو سگریٹ سلگا کر اس کو دیتے ہوئے کہا۔ "خطرہ کیا ہے بریڈ؟" اس نے سگریٹ کا کش لے کر دھواں خارج کرتے ہوئے کہا۔ "کمنگز نے بروقت وارننگ دے کر بچا دیا تمہیں ـــــ ورنہ آج گھر جانے میں کوئی شک نہیں تھا۔"

"خیر ـــــ" میں نے لاپروائی سے کہا۔ "ہم ساڑھے سات بجے لاکھودرا پہنچ جائیں گے۔ پہلے سروس اسٹیشن پر میرا ایک ملازم ہے اگر وہ دوسرے شہر نہیں چلا گیا تو ہمیں کافی مدد مل سکتی ہے۔ مجھے بمبئی کا راستہ نہیں معلوم ہے۔ تمہیں فیول لیتے وقت منیجر سے دریافت کرنا پڑے گا۔" بولا۔ "اس کی فکر نہیں۔ کھانا کہاں کھانے کا ارادہ ہے؟" میں نے کہا۔ "لاکھودرا میں پانچ دس منٹ سے زیادہ ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔ کسی دوسرے شہر میں ـــــ کم از کم دو سو میل نکل جانے کے بعد۔" ہنٹرس نے جواب دینے کے بجائے اسپیڈ بڑھانی شروع کر دی۔

شام کے سوا سات بجے لاکھودرا پہنچ کر پیٹرول پمپ سے فیول لیا۔ وامن راؤ کے متعلق دریافت کرنے پر معلوم ہوا وہ پچھلے سال ملازمت ترک کر کے کہیں چلا گیا تھا ـــــ اور اس کے بعد ابھی تک نہیں دیکھا گیا۔ یہیں سے معلوم ہوا کہ چند میل آگے جانے کے بعد انٹر سیکشن سے بائیں طرف جانے والی سڑک بڑودہ پہنچاتی ہے۔ ہم نے منیجر کا شکریہ ادا کیا اور روانہ ہو گئے۔

دفعتاً" ہنٹرس نے دوربین اٹھا کر گاڑی کی رفتار کم کرنے کا اشارہ کیا۔ میں نے ایکسی لریٹر سے پیر اٹھایا۔ لائن پوسٹ سے دو سو گز کے فاصلے سے بڑودہ جانے والی سڑک پر کئی گاڑیاں دکھائی دینے لگیں۔

ہنٹرس نے میری طرف گردن گھما کر کہا۔ "وکی ایک ٹرک اور دو کاریں سڑک روکے ہوئے ہیں ـــــ اس وقت یہاں ایک پوائنٹ پر یہ ہجوم ـــــ کہیں ایسا تو نہیں کہ ـــــ"

"ایگزیکٹ لی ـــــ یقیناً ـــــ" میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔

"نمبر پلیٹ دیکھنے کی کوشش کرو۔" ہنٹرس نے انٹر سیکشن سے پچاس قدم کے فاصلے پر پہنچتے پہنچتے کہا۔ "پارا گڑھ اسٹیٹ ـــــ ناؤ؟" میں نے ایکسی لریٹر پر پیر رکھ دیا۔ میٹر کی سوئی چالیس پر پہنچ گئی۔ ہنٹرس نے معنی خیز نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے ولاس پور کو جانے والی سڑک کی طرف ٹرن لیا اور ایکسی لریٹر پر دباؤ بڑھایا۔ گاڑی ہوا سے باتیں کرنے لگی۔ ہنٹرس نے پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کار اور ایک ٹرک اسی سڑک کی طرف ٹرن لے رہے ہیں وکی ـــــ" میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "پیچھے نہ دیکھو ـــــ اب وہ ہم تک نہیں پہنچ سکتے ـــــ اچھا ہوا تم نے مجھے بروقت ہوشیار کر دیا۔" ہنٹرس نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔ "اس کے معنی ہیں یوراج نے ہمیں ٹریپ کرنے کے لئے کافی زور لگایا ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اسے حق ہے بریڈ ـــــ لیکن ہماری گاڑی نئی ہے۔ ولاس پور یہاں سے ایک سو ترپن میل ہے ـــــ ہم سوا دو گھنٹے میں پہنچ جائیں گے ـــــ شاید اس سے بھی کچھ پہلے۔ کیا یوراج سکسٹی سے اوپر ڈرائیو کر سکتا ہے ـــــ" ہنٹرس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "آئی ڈونٹ تھنک سو۔"

میں نے اس کو سگریٹ سلگانے کا اشارہ کر کے کہا۔ "بہرحال وہ ہمیں راستے سے بھٹکا دینے میں کامیاب ہو گیا ـــــ شاید اب ہم بمبئی نہ جا سکیں ـــــ" ہنٹرس نے دو سگریٹ سلگا کر ایک میرے ہونٹوں میں دیا اور پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "کار کی لائٹ تو دکھائی دے رہی ہے ـــــ لیکن فاصلہ ایک ہزار گز سے کم نہیں ہے ـــــ" میں نے پیر کا دباؤ مزید بڑھا دیا۔ اسپیڈو میٹر پچھتر میل ظاہر کر رہا تھا ـــــ ہنٹرس نے دوربین آنکھوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ "سڑک میلوں تک خالی ہے وکی ـــــ" اسی اسپیڈ سے چلتے رہو ـــــ کوئی موڑ آیا تو تمہیں بتاؤں گا ـــــ" میں تھینک یو کہہ کر خاموش ہو گیا۔ دو گھنٹے کم و بیش اسی رفتار سے ڈرائیو کرنے کے بعد ہم ولاس پور چیک پوسٹ پر پہنچ گئے۔ پہریدار نے ہارن سنتے ہی گاڑی پر نظر ڈالی اور ہرڈل اٹھا دیا۔ گاڑی کی

رفتار بیس میل سے پھر چالیس پر پہنچ گئی۔ ایک لمحے میں چیک پوسٹ گزرا ہوا سین تھا۔ پارا گڑھ کی کار کا میلوں پیچھے تک کہیں نشان نہ تھا۔ تھوڑی دور جا کر میں نے ہنٹرس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "بریڈ کیا کھانا ہمارے لئے ضروری ہے؟" مسکرا کر بولا۔ "کیا مطلب؟ کیا شہر میں کوئی ہوٹل نہیں رہا؟" میں نے جواب دیا۔ "ہیں لیکن ہمارا شہر میں دیکھا جانا مناسب نہیں ہے——— خصوصاً" میرا جانا کسی طرح مناسب نہیں———" وہ خاموش ہو گیا۔ دھا دہیڑہ لنک روڈ پر آتے ہی میں نے گاڑی روک دی اور دروازہ کھول کر پچھلی سیٹ پر سے ونچسٹر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "بریڈ تم شہر چلے جاؤ اور پہلے ہوٹل سے انگریزی یا ہندوستانی جس قسم کا کھانا مل سکے یا پھر مٹھائیاں پھل جو کچھ نظر آئے لے کر فوراً" چلے آؤ' میں تمہیں یہیں ملوں گا——— اور ہاں گاڑی میں فیول بھی ڈلوانا ہے———" کہنے لگا۔ "تم میری سمجھ میں نہیں آ رہے وکی——— کیا ہم ریزیڈنسی نہیں جا سکتے۔" میں نے اس کو وہیل میں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "جا سکتے ہیں پال' راج محل بھی جا سکتے ہیں لیکن اس وقت نہیں۔ پلیز تم سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟" بریڈ نے او کے کہہ کر گیئر لگایا اور روانہ ہو گیا۔ میں نے رائفل کا سلنگ کندھے میں ڈالا اور سگریٹ سلگا کر سنگ میل پر ٹک گیا۔

مجھے یہاں بیٹھے ہوئے بیس پچیس منٹ گزرے ہوں گے کہ مخالف سمت سے کار کے ہیڈ لیمپس کی روشنی اس طرف آتی ہوئی دکھائی دی میں چونک کر اٹھ کھڑا ہوا اور سڑک عبور کر کے درختوں اور جھاڑیوں کی آڑ میں چلا گیا۔ ایک منٹ کے بعد روشنی قریب آ گئی اور کار سنسناتی ہوئی شہر کی طرف نکل گئی۔ میں نے درختوں کی اوٹ لے کر دیکھا۔ یہ یوراج پارا گڑھ ہی تھا——— شاید اس مرتبہ وہ ناکام نہ لوٹنے کی قسم کھا کر آیا تھا۔ مجھے اس کے کمنگز سے کہے ہوئے الفاظ یاد آئے۔ "او کے کیپٹن آئی فائنڈ آؤٹ۔" میں اس کی حماقت پر دل ہی دل میں ہنسنے لگا۔ ایک سو تریپن میل کا فاصلہ طے کرنے میں وہ ہم سے پچیس منٹ پیچھے تھا اور یہ ٹائم میک اپ کرنے کے لئے اس کو دوسرا جنم لینے کی ضرورت تھی۔ میں گاڑی نظروں سے اوجھل ہوتے ہی پھر سڑک پر آ کر اسی پتھر پر بیٹھ گیا۔ مجھے یقین تھا وہ برٹش کیمپ جا کر فوجی افسروں کی موومنٹ کے متعلق دریافت کرنے کی حماقت نہیں کر سکتا——— یہ ایک بہت بڑی مصیبت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ ونمالا کے فرار ہو جانے سے پارا گڑھ رولنگ فیملی انگریزوں کی نظروں میں پہلے ہی مشکوک تھی' نہیں' یوراج اتنا بے وقوف ہرگز نہیں تھا۔ وہ زیادہ سے زیادہ راج محل جا سکتا تھا' لیکن اس میں بھی بہت سے کمپلی کیشنز تھے۔ شہزادگی کے کچھ اصول ہیں کچھ روایتیں ہیں۔ جن کی پابندی لازمی ہے۔ وہ بغیر مدعو کئے یا بغیر پیشگی اطلاع دیئے حادثے کی طرح نازل نہیں ہو سکتا تھا۔ آخر اکتا کر میں نے ان خیالات کو ذہن سے جھٹک دیا اور شہر کی طرف

رخ کر کے سگریٹ سلگا کر پینے لگا۔ نصف گھنٹے کے بعد ایک گاڑی کی روشنی سڑک پر پڑی——— میں ہنٹرس کو ویل کم کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ گاڑی یوراج کی بھی ہو سکتی ہے اور کسی اور کی بھی اس لئے جب تک گاڑی کی شناخت نہ ہو جائے خود کو ایکسپوز کرنا خطرناک ہے——— میں ایک بار پھر جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو گیا گاڑی تیزی سے گزر گئی——— یقیناً یہ یوراج ہی تھا۔ میں نے اس کو دور جاتے دیکھ کر خدا کا شکر ادا کیا۔ چند منٹ بعد ہنٹرس واپس ہوا۔ گاڑی سائن پوسٹ کے قریب رکتے ہی میں اس کے پاس پہنچ گیا——— ہنٹرس نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا——— میں نے وہیل پر بیٹھ کر بغیر کچھ کہے گاڑی کو دھار دہیڑہ کی طرف موڑا اور یوراج کے آنے اور واپس ہو جانے کے متعلق بتایا۔ مسکرا کر کہنے لگا۔ "وکی تم بہت بے رحم ہو دوست۔" میں نے پچھلی سیٹ پر پڑے ہوئے پیکٹوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا کیا لے کر آئے؟" بولا۔ "چند پیکٹ بسکٹ' بٹر' کٹ لیٹس اور اسکاچ——— کہاں پہنچ کر کھانے کا ارادہ ہے؟" میں نے سامنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا——— "چار فرلانگ پر ندی کا گھاٹ بڑا خوبصورت اور صاف ستھرا ہے——— کھانے سے پہلے نہا بھی سکتے ہو———" ہنس کر کہنے لگا۔ "رات کے گیارہ بجے؟"

میں نے گھاٹ کی سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر انجن بند کر دیا۔ ہنٹرس نے پیکٹ اور بوتل اٹھا کر میرے ہاتھ میں دی اور سیڑھیوں پر پہنچ گئے۔ چاندنی رات میں ندی کا منظر قابل دید تھا۔ ہنٹرس گم ہو کر رہ گیا۔ میں نے ایک اونچی دیوار پر پیکٹ وغیرہ رکھ کر کھولے اور دونوں کھڑے کھڑے کھانے لگے۔ چند منٹ تیزی سے کھانے کے بعد ہنٹرس نے تھرماس کے کپ اور ڈھکنے میں وسکی انڈیلی اور کپ میری طرف سرکاتے ہوئے بولا۔ "وکی اگر اب یوراج اچانک یہاں پہنچ کر گاڑی سے کود پڑے تو کیا کرو گے؟" میں نے ایک گھونٹ میں نصف کپ خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "بریڈ——— ایسا کوئی امکان نہیں ہے——— اور اگر خدانخواستہ ایسا ہو جائے تو——— پھر میری بے رحمی پر تم مجھ سے نفرت کرنے لگو گے——— یوراج مجھے تم سے زیادہ عزیز ہے لیکن گزشتہ چند دنوں میں اس نے مجھے اتنی اذیت پہنچائی ہے کہ——— ڈیم اٹ——— آج صبح سے اس وقت تک تم نے جو کچھ دیکھا اس سے اندازہ لگا سکتے ہو۔" ہنٹرس نے مسکرا کر کہا۔ "ڈیٹس رائٹ پال——— خیر اب سوئیں گے کہاں؟ شہر تو تم جانا نہیں چاہتے۔" میں نے جھک کر تھرماس کے کپ کو ندی کے پانی میں جھکولے دے کر بھرا اور پینے لگا۔ ہنٹرس نے مسکرا کر کہا۔ "پیور؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "ہاں خالص——— وشی واٹر جیسا ہلکا اور صحت بخش۔" اس نے میرے ہاتھ سے کپ لے کر پانی بھرا اور پینے لگا۔ میں نے خالی پیکٹ اٹھا کر ندی میں پھینکتے ہوئے کہا۔ "بریڈ رات زیادہ گزر چکی ہے اس لئے کسی کو نیند سے محروم کرنا ٹھیک نہیں'

ورنہ ہم ایسی خواب گاہ میں سونے جا رہے تھے کہ تم قیامت سے پہلے بیدار ہونے کا نام نہ لیتے۔" اس نے قہقہہ لگایا اور میرے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "یو مین گریو یارڈ؟" میں نے تھرماس اور اسکاچ کی بوتل اٹھاتے ہوئے کہا۔ "چلو شہر چلتے ہیں۔ میری بات سینٹس اینڈ فولز نہیں سمجھ سکتے۔" وہ ہنس کر گھاٹ کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ میں نے گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے اندر دھکیلا اور وہیل پر بیٹھ کر گاڑی بیک کرتے ہوئے کہا۔ "سگریٹ!" ہنٹرس نے سگریٹ سلگا کر میرے ہونٹوں میں دے دیا۔ چند منٹ ڈرائیو کرنے کے بعد پاور ہاؤس کے سامنے انجن بند کر کے ہنٹرس کے ساتھ دفتر میں داخل ہوا۔ شفٹ انجینئر چونک کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور سلام کر کے کہنے لگا۔ "کیسے زحمت فرمائی سرکار؟" میں نے ٹیلی فون کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے کرسی اور ٹیلی فون میری طرف سرکائے اور متاملانہ قدموں سے باہر نکل گیا۔ میں نے ہنٹرس کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے میجر دلیش کھ کا نمبر ڈائل کیا اور گھنٹی کی آواز سننے لگا——— تیسری گھنٹی شروع ہوتے ہی ریسیور اٹھا لیا گیا اور آواز آئی۔ "یشونت۔" میں نے آداب عرض کر کے کہا۔ "ڈیڈی زحمت کی معاف———" چیخ کر بولے۔ "اوہ——— اوہ ماجا دیوا——— تم' برخوردار——— کہاں سے؟" میں نے کہا۔ "آپ کے پاور ہاؤس سے———" بولے "میں پندرہ منٹ میں پہنچ رہا ہوں' باہر کارنر پر ملنا!" میں نے او کے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ سگریٹ کا کش لے کر باہر پھینکا۔ ہنٹرس نے مسکرا کر کہا۔ "وکی اس وقت ڈیڈی کو زحمت دے رہے ہو——— میں تو سمجھا تھا تم کسی سوئٹ ہارٹ کو اپنے آنے کی اطلاع دے رہے ہو———" میں نے ہنس کر "یاد دہانی کا شکریہ" کہا اور خطرات کو نظر انداز کر کے یشودھرا کا نمبر ڈائل کیا۔ ہنٹرس نے مسکرا کر کہا۔ "ویئر یو آر؟" میں گھنٹی بجنے کی آواز سننے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ریسیور اٹھایا گیا اور یشودھرا کی خواب آلود آواز سنائی دی۔ "ہیلو——— دیدی۔" میں نے معذرت طلب لہجے میں کہا۔ "نہیں یشو ڈارلنگ' دیدی اتنی ظالم کہاں کہ اس وقت تمہاری نیند خراب کریں یہ تو———" اس نے تیزی سے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "اوہ نعیم' میری جان اگر یہ ظلم ہے تو میں اسے آخری سانس تک سہنے کو تیار ہوں——— کہاں سے بول رہے ہو تم؟" میں نے کہا——— "یہیں ہو روحی——— پاور ہاؤس سے بات کر رہا ہوں——— شاید ابھی لوٹ جاؤں——— میجر دلیش کھ میرے پاس پہنچ رہے ہیں——— صبح ان سے ضرور بات کرنا——— او کے' سادھنا دیدی کو میرا سلام کہنا——— یشو آئی لو یو۔" اس نے ریسیور کو چوم کر کریڈل پر رکھ دیا——— میں نے ہنٹرس کو اٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے آہستگی سے ریسیور رکھ دیا۔ دونوں نے باہر نکل کر انجینئر کا شکریہ ادا کیا اور گاڑی میں سوار ہو کر باہر نکلے۔ پاور ہاؤس کے کارنر کے قریب پہنچے تو مخالف سمت سے کار کی روشنی نظر آ رہی تھی۔ میں نے گاڑی روک کر انجن بند کر دیا۔ کار ہمارے قریب پہنچ کر رکی اور میجر دلیش کھ نیچے

اترے۔ وہ اس وقت سلیپنگ سوٹ پہنے ہوئے تھے۔ کاندھے پر ہولسٹر پڑا ہوا تھا——— میں گاڑی سے باہر نکل کر کھڑا ہو گیا اور سلیوٹ کیا۔ انہوں نے جواب دیتے ہوئے مجھے سینے سے لگا لیا اور پیشانی چوم کر بولے۔ "اس وقت اچانک؟" میں نے کہا۔ "ڈیڈی آپ سے یہ عرض کرنے آیا تھا کہ کل صبح ایل پی آر (رخصت قبل از ریٹائرمنٹ) کی درخواست دے کر فوراً" میرے ساتھ بمبئی چلیے۔"

مسکرا کر بولے——— "نعیم خدا کی قسم میں اسی وقت چلنے کو تیار ہوں——— لیکن ہز ہائی نس کو کس طرح چھوڑ دوں——— وہ میرے سوائے کسی پر اعتبار نہیں کرتے تمہاری کمی محسوس کر رہے ہیں——— اور تمہیں واپس بلانے کو گورنر سے درخواست کرنے والے ہیں——— بتاؤ کیا اس وقت جبکہ وہ دل برداشتہ ہیں——— میں یا تم ایک ایسے حکمراں کو' جس نے ہم سے باپ سے زیادہ محبت کی' چھوڑ کر چل دینے کا تصور بھی کر سکتے ہیں؟" میں نے مری ہوئی آواز میں کہا۔ "نہیں ڈیڈی——— آئم سوری۔ مجھے معلوم نہیں تھا' وہ ایسی پوزیشن میں ہیں——— وجہ ونود ہی ہے یا کچھ اور بھی؟" وہ تھوڑی کھجانے لگے——— میں نے چند لمحے انتظار کر کے کہا۔ "شاید میری ذات——— میں سمجھ سکتا ہوں کہ میرے ساتھ انہوں نے جس رواداری کا مظاہرہ کیا اس کی مثال نہیں مل سکتی اور اسی وجہ سے تمام خاندان ان کا دشمن ہو گیا۔"

"ہاں ڈیئر۔" انہوں نے کہا۔ "بڑی حد تک——— لیکن تمہیں کیا بتاؤں——— یشودھرا نے خودکشی کی دھمکی دے کر ان کی زبان بند کر دی تھی——— ورنہ انہیں بہت پہلے معلوم ہو چکا تھا اور وہ تمہیں اس حد تک نہ بڑھنے دیتے۔" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "میرا خود بھی یہی خیال ہے۔ او کے ڈیڈی——— آپ یہیں رہیں——— میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد——— نہیں میرے یہاں آنے سے حالات سدھرنے کے بجائے زیادہ بگڑ جائیں گے۔ بہرکیف آپ ہز ہائی نس کو یقین دلا دیں کہ ونود ایک ہفتے سے زیادہ عرصہ ولاس پور میں نہیں رہے گا——— بائی دی وے وہ کون سے محل میں رہتا ہے؟"

انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور دبی آواز میں کہا۔ "سنو برخوردار ونود کے متعلق کوئی غلط فیصلہ ریاست کو تہہ و بالا کر دے گا اور ہز ہائی نس کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈیڈی آپ کے سر کی قسم ایسی کوئی بات نہیں ہے——— میں اس کو صرف ڈس کوالیفائی کرانا چاہتا ہوں خواہ مجھے بے ایمانی ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔" کہنے لگے۔ "یہاں تک گوارا ہے——— وہ مدھو نواس میں مقیم ہے——— اور کچھ؟" میں نے کہا۔ "شکریہ ڈیڈی——— اگر کوئی ٹیلی فون پر آپ سے میرا پیغام طلب کرے تو کہہ دینا وہ ایک ہفتہ بعد پھر ولاس پور آ رہا ہے——— اچھا——— آیئے

اب چلتے چلتے اپنے بہترین دوست سے آپ کا تعارف کراؤں۔۔۔۔۔" وہ مسکرا کر آگے بڑھے۔ میں نے کھڑکی کے قریب پہنچ کر کہا۔ "کیپٹن جان ہنٹرس۔۔۔۔۔ مائی ڈیڈی' مائی پروٹیکٹر' میجر یشونت دلیش مکھ۔ دونوں نے مسکرا کر کہا۔ "گلیڈ ٹو میٹ یو اور ہاؤ ڈو یو ڈو" کہا۔ اور خدا حافظ کہہ کر رخصت ہو گئے۔

یہ رات ہم نے بڑودہ پہنچ کر ایک ہوٹل میں سویلینز کی حیثیت سے گزاری۔ میں صبح تک سو نہ سکا۔ونمالا کی گرفتاری کا مسئلہ ہی کافی دشواریاں لئے ہوئے تھے۔ اس پر میرے لا ابالی پن نے ایک اور خطرناک مسئلہ کھڑا کر دیا۔ میں اس کیس میں کسی بھی قیمت پر ونود کمار کو ملوث کرنا چاہتا تھا جو کسی طرح قابل عمل نظر نہیں آ رہا تھا۔ کہاں الہٰ آباد' کہاں ولاس پور۔۔۔۔۔ لاکھوں آدمیوں کے اجتماع میں ایک ہندو عورت کی گرفتاری بذات خود ایک ہنگامے کا باعث ہو سکتی تھی۔ اس کو راز رکھنا تقریباً" ناممکن تھا۔ میری سوچ مجھے کسی خاص نتیجے پر نہ پہنچا سکی۔۔۔۔۔ آٹھ بجے ناشتہ کرتے وقت ہنٹرس سے میری پریشانی پوشیدہ نہ رہ سکی۔ اس نے دوسری مرتبہ چائے پیالی میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "وکی ایسا معلوم ہوتا ہے پاراگڑھ کی طرح ولاس پور میں بھی تمہیں مایوسی کا شکار ہونا پڑا ہے۔ تمہارے اور میجر دلیش مکھ کے درمیان ہونے والی باتوں سے۔۔۔۔۔ اے ی وکی پہلے یہ بتاؤ تمہارے ڈیڈی کتنے ہیں بوائے؟" مجھے اس نامعقول کے نامعقول سوال پر بے ساختہ ہنسی آ گئی۔۔۔۔۔ ہاتھ سے پیالی رکھتے ہوئے کہا۔ "اصلی ڈیڈی تو تمہاری اور سب کی طرح ایک ہی ہے۔۔۔۔۔ یہ تین مختلف نام جو تم نے اب تک سنے اپنی اپنی جگہ مجھے بیٹا سمجھتے ہیں اور میں انہیں ڈیڈی اور پاپا سمجھتا ہوں۔۔۔۔۔ لیکن آج معلوم ہوتا ہے غرض کے لئے ایک گدھے کو بھی۔۔۔۔۔" اس نے ہنس کر بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "کہیں وہ گدھا بریڈ لے تو نہیں؟" میں خاموش ہو گیا۔ بولا۔ "او کے میں تیار ہوں۔۔۔۔۔ کون سی غرض پھنس گئی ہے؟" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "کسی وجہ سے میں یوراج ونود کمار کو ونمالا کیس میں انوالو کرنا چاہتا ہوں۔ تمہیں میرا ساتھ دینا ہے۔۔۔۔۔ بولو کیا کہتے ہو؟" مسکرا کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔ "میں ہر حالت میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔۔۔ اپنی اسکیم سمجھاؤ۔" میں نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔ "ونمالا کو خاموشی سے پھانسنا ہے۔۔۔۔۔ بلکہ یوں سمجھو اغوا کرنا ہے۔۔۔۔۔ یہ میرا کام ہو گا۔ اس کے بعد تم اور مالکم اس کو ولاس پور لے جاؤ گے۔ راستے میں تمہیں اس سے جھوٹی محبت کا ڈھونگ رچا کر ثابت کرنا ہے کہ تم اس کو ہندوستان سے باہر نکالنے پر آمادہ ہو سکتے ہو۔۔۔۔۔ اس سے آگے موقع محل کے مطابق سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہو گا۔" مسکرا کر کہنے لگا۔ "اور سچی محبت کے متعلق کیا خیال ہے؟"

"زیادہ مردانہ انداز میں نہ سوچو بریڈ۔ سچی محبت کی بڑی قیمت ادا کرنی پڑتی

ہے۔۔۔۔۔ اگر وہ اس مرتبہ بھی ہاتھ سے نکل گئی تو بشپ ہمیں پیرا شوٹ میں باندھ کر جرمن مورچوں میں پھنکوا دے گا۔" ہنٹرس سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا۔ "ٹو ویری فریک بوائے' ونمالا خطرناک ہے کہیں ایسا نہ ہو۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ کیا مالکم اور سمن کے بجائے تم بھیس بدل کر میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔" میں نے صورت حال پر غور کر کے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے تھینک یو کہہ کر میری پیٹھ تھپکی۔

تاریخ مقررہ سے دو روز پہلے ہم الہ آباد پہنچ گئے۔ یہاں اپر کلاس ویٹنگ روم میں ہمارا قیام تھا۔ دوسرے روز صبح کی ٹرین سے لیفٹننٹ مالکم اور دوپہر کو سمن بھی پہنچ چکے تھے۔ جس صبح گنگا اشنان تھا' چار بجے سمن اور مالکم شہر سے دریا کی طرف جانے والے تانگے پر اور میں اور ہنٹرس سر شام فتح پور سے الہ آباد آنے والے راستے پر پہنچ چکے تھے۔ سمن' ونمالا کو اچھی طرح پہچانتا تھا اور ونمالا اس کو۔ مالکم اس کے لئے جانی پہچانی چیز نہ تھی اور اسی لئے اس کو بلایا گیا تھا۔ لیکن اب پروگرام میں تبدیلی کی وجہ سے میں بیک گراؤنڈ میں رہنے کے بجائے پیش پیش رہنے پر مجبور تھا۔ ہم نے ابھی تک مالکم وغیرہ کو اپنے راز میں شریک نہیں کیا تھا اور محاذ اول پر خود جانے کا مقصد بھی یہی تھا کہ اگر الہ آباد میں داخل ہونے سے پہلے ونمالا سے تصادم ہو جائے تو ہم شاید آخر تک ان دونوں کو چکر میں ڈالے رکھیں۔ قیاس یہی تھا کہ ونمالا دن کے وقت شہر میں داخل ہونا کبھی پسند نہ کرے گی اور شاید ٹھاکر بادام سنگھ کی شکرم میں ہی یا کرایہ کی بگھی میں سفر کرے گی کیونکہ ریلوے ٹرین اس کے لئے خطرناک تھی۔۔۔۔۔ میں اس وقت شوفر کی وردی میں تھا جو سفید پتلون' بند گلے کا سفید ہاف کوٹ اور کالی پیک کیپ پر مشتمل تھا۔ چہرے پر فرنچ کٹ داڑھی اور چڑھی ہوئی چھوٹی چھوٹی مونچھیں تھیں اور میں اپنی عمر سے پندرہ سال بڑا نظر آ رہا تھا۔ ہنٹرس پچھلی سیٹ پر تھا' اس کے ہونٹوں پر ہلکی ہلکی مونچھیں تھیں۔ سویلین لباس میں پشت گاہ سے کمر لگائے پائپ پی رہا تھا۔ کار سڑک کے کنارے ایک کنویں سے ذرا ہٹ کر کھڑی ہوئی تھی۔ باہر سے آنے والے لوگ کھلی بیل گاڑیوں میں گاتے بجاتے اور خوشیاں مناتے جا رہے تھے۔ ہر بیل گاڑی کے اگلے حصے میں لالٹین روشنی کئے ہوئے تھی۔ سڑک پر چاند کے سوا کوئی روشنی نہ تھی۔ ہماری گاڑی کا رخ شہر کی طرف تھا۔۔۔۔۔ جوں جوں رات گزرتی جا رہی تھی۔ بیل گاڑیوں کی تعداد کم ہوتی جا رہی تھی۔ گیارہ بجتے بجتے سڑک پر آمد و رفت بالکل بند ہو گئی۔ حتیٰ کہ کنویں پر پانی پلانے والا برہمن بھی لوٹا ڈوری کندھے پر لٹکا کر چلتا بنا۔ ہم بار بار تھرماس سے چائے نکال کر پی رہے تھے۔ سوا بارہ بجے کے قریب دور سے گھوڑوں کی ٹاپوں کے ساتھ گاڑی کے پہیوں کی گڑگڑاہٹ سن کر میں نے اور ہنٹرس نے چونک کر بیک وقت پیچھے کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ پچاس قدم کے فاصلے پر دو گھوڑوں والی بگھی تیزی سے چلی آ رہی تھی۔۔۔۔۔ میں نے دروازہ کھول کر

سیٹ پر رکھا ہوا پیکٹ اٹھایا اور باہر نکل کر سڑک کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ کوچوان نے گھنٹی بجائی اور جب مجھے ہاتھ اٹھا کر روکنے کا اشارہ کرتے دیکھا تو گھوڑوں کی باگیں کھینچیں اور قریب پہنچ کر گاڑی روک دی۔ وہ اس قدر خوفزدہ تھا کہ ایک لفظ زبان سے نہ نکال سکا اور گردن گھما کر پیچھے کی طرف دیکھنے لگا۔ میں نے گاڑی پہچان کر قریب جاتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔ "گھبراؤ نہیں بھیا۔ ہم پارا گڑھ سے آ رہے ہیں۔ بائی جی سے پوچھ کر بتاؤ انہوں نے مناکشی دیوی کو کوئی سندیسہ بجھوایا تھا؟" مناکشی کا نام سنتے ہی کھڑکی کا پردہ اٹھایا گیا اور ونمالا نے چہرہ باہر نکال کر میری طرف دیکھا۔ میں نے پیکٹ والا ہاتھ آگے بڑھایا۔ اس نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ "ہاں میں نے سندیسہ بجھوایا تھا لیکن تم کون ہو؟ انہوں نے خود آنے کی بجائے ——" میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "وہ کیسے آ سکتی ہیں یور ایکسی لنسی —— میں ان کا وشواش پاتر ڈرائیور ہوں —— انہوں نے آپ کو دس ہزار روپیہ اور کپڑوں کا سوٹ کیس بھیجا ہے ——" اس نے ہاتھ بڑھا کر میرے ہاتھ سے پیکٹ لے لیا اور کہنے لگی۔ "سوٹ کیس بھی لے آؤ —— میں تمہیں رسید لکھ دیتی ہوں۔" میں نے دروازے کا ہینڈل گھماتے ہوئے کہا۔ "یور ایکسی لنسی راجکماری نے آپ کے لئے کار بھیجی ہے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ کو راتوں رات سفر کرا کے بڑودہ اسٹیٹ پہنچا دیں۔ برٹش انڈیا میں آپ محفوظ نہیں ہیں۔" وہ سوچ میں پڑ گئی —— میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ کار میں ان کے اسٹیٹ مینجر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ آپ کو تفصیل بتائیں گے —— آیئے' حالات خطرناک ہیں —— کوئی آ گیا تو ——" میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے اس نے پیکٹ میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کوچوان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اچھا رشی۔ ٹھاکور صاحب کو میرا پرنام کہنا۔ میں انہیں بڑودہ پہنچ کر خط لکھوں گی۔" کوچوان نے دونوں ہاتھ پیشانی کو لگا کر سلام کیا۔ ونمالا گاڑی سے نیچے اتر گئی۔ اس کے دائیں ہاتھ میں چھوٹا سا پستول تھا اور بائیں کندھے سے ٹریولنگ بیگ لٹک رہا تھا۔ میں نے اس کو کار کے قریب لا کر پچھلا دروازہ کھولتے ہی ہنٹرس سے کہا۔ "مینجر صاحب آپ میرے برابر والی سیٹ پر بیٹھ جایئے۔" وہ دوسری طرف سے نکل کر ونمالا کو گڈ ایوننگ یور ایکسی لنسی کہتا ہوا اگلی سیٹ پر چلا گیا۔ میں نے پیکٹ پچھلی سیٹ پر رکھ کر اس کو سوار کرایا اور دروازہ بند کرتے کرتے پستول کی نال پکڑتے ہوئے کہا۔ آپ کو اس کی ضرورت نہیں یور ایکسی لنسی —— آپ کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے ——" کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ اس نے پستول میرے حوالے کر دیا —— میں نے وہیل پر بیٹھ کر دروازہ بند کر دیا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی —— ہنٹرس نے سگریٹ کیس اور لائٹر نکال کر پیچھے کی طرف ہاتھ کرتے ہوئے کہا۔ "لیجئے یور ایکسی لنسی۔" ونمالا نے دونوں چیزیں لے کر ہنٹرس سے انگریزی میں مناکشی' اجیتا' سروج اور ہنس راج وغیرہ کی خیریت دریافت کی اور وہ پیچھے

دیکھے بغیر سنبھل سنبھل کر جواب دیتا رہا۔ اس قدر آسانی سے کامیاب ہو جانے پر میری خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔ تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد ونمالا نے سگریٹ سلگایا۔ میں نے ریلوے اسٹیشن کے قریب پہنچ کر گاڑی روک دی اور ہنٹرس سے کہا۔ "مینجر صاحب' آپ گاڑی میں پیٹرول ڈلوائیں۔ میں ابھی حاضر ہوا۔" ہنٹرس نے وہیل پر آتے ہوئے کہا۔ "آل رائٹ۔" میں باہر نکل کر تیزی سے اسٹیشن میں داخل ہوا اور ویٹنگ روم میں لانس نائیک عزیز احمد کو' جو پارا گڑھ سے مناکشی کا لیٹر اور دس ہزار روپے کا پیکٹ لے کر آیا تھا فوراً" شہر جا کر مالکم اور سمن کو اسٹیشن لے آنے کا حکم دیا۔ اس نے "بہتر ہے" کہہ کر کوٹ پہنا اور دروازہ بند کر کے باہر نکلا۔ پلیٹ فارم پر آتے ہی میں نے کہا۔ "سنو ونمالا کار کے ذریعہ فرار ہونے کی کوشش کر رہی ہے' ہم اس کا پیچھا کر رہے ہیں شاید وہ پارا گڑھ یا کسی قریبی ریاست میں جانا چاہتی ہے۔ تم پہلی ٹرین سے سمن اور لیفٹننٹ مالکم کے ساتھ ولاس پور پہنچنے کی کوشش کرو۔" اس نے نوٹ بک نکال کر ولاس پور نوٹ کیا اور ایک تانگے کی طرف چل دیا۔

میں کار کے پاس پہنچا تو ونمالا ہنٹرس کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔ پیکٹ فرش پر کھلا پڑا تھا۔ شاید وہ نوٹ بیگ میں رکھ چکی تھی۔ مجھے تعجب تھا کہ وہ ابھی تک ہنٹرس کو پہچان نہ سکی تھی حالانکہ مختصر سی مونچھوں کے سوا اس کے چہرے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی ہنٹرس نے دروازہ کھول دیا۔ میں نے وہیل سنبھال کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "چلیں حضور؟" اس نے سر کے اشارے سے اجازت دی اور ونمالا کو سنا کر کہا۔ "صبح سات بجے تک جو بڑا شہر آئے وہیں کسی ہوٹل میں قیام کرنا۔ سمجھ گئے نا؟" میں نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "سمجھ گیا سرکار۔" اس نے گردن گھما کر ونمالا پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "میرے خیال میں اب آپ آرام کیجئے۔ یور ایکسی لنسی ——" ونمالا نے سیٹ پر دراز ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔

ایک گھنٹہ خاموشی سے ڈرائیو کرنے کے بعد میں نے آہستہ سے کہا۔ "بریڈلے پچھلے دروازے لاک کر دیئے ہیں یا نہیں؟" اس نے پچھلی سیٹ پر نظر ڈال کر کہا۔ "دروازے لاک ہیں۔ لیکن کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ وہ —— تم تو خیر میک اپ میں چھپے ہوئے ہو مجھے بھی نہیں پہچان سکی؟" میں نے کندھے اچکا کر کہا۔ "کون جانے؟ ہو سکتا ہے پہچان لیا ہو اور وقت کا انتظار کر رہی ہو یا ہو سکتا ہے اس وقت روشنی کم ہونے کے باعث نہ پہچان سکی ہو اور صبح پہچان لے —— بہرکیف یہ بتاؤ کہ اگر نہ پہچان سکے تو ہمیں خود اس پر حقیقت ظاہر کرنی چاہئے یا نہیں؟" تیزی سے بولا۔ "نو' نیور —— اچھا تو ہے غلط فہمی میں مبتلا رہے —— ہم اسے ولاس پور پیلس میں دھکیل دیں گے۔ اگر پہلے ظاہر کر دیا تو پھر راج محل جانے کو یا تو وہ تیار ہی نہ ہو گی اور اگر ہو گئی تو ان لوگوں میں

سے کسی کی ہمدردی حاصل کر لے گی اور وہ اس کو کسی خفیہ راستے سے غائب کر دیں گے اور پھر تم آسانی سے تصور کر سکتے ہو۔ ہمارا کیا انجام ہو گا؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر سگریٹ کا اشارہ کیا۔۔۔۔ سگریٹ سلگانے کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ دفعتاً" مجھے ونمالا کے پستول کا خیال آیا اور میں نے ہنٹرس سے دریافت کیا۔ اس نے جواب دینے کے بجائے ڈیش بورڈ کے خانے سے پستول نکال کر دکھایا اور پھر رکھ دیا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "اس سے ثابت ہوتا ہے وہ ہمیں اپنا سمجھ کر پورا اعتماد رکھتی ہے۔" ہنٹرس نے کندھے اچکا کر میرا جملہ دوہرایا۔ "کون جانے۔" میں ہنس کر خاموش ہو گیا۔

راستے میں دو تین گھنٹے چند مقامات پر فیول اور آرام کے لئے ٹھہرنے کے سوا ہم نے کسی ہوٹل میں قیام نہ کیا۔ اس میں کئی پیچیدگیاں تھیں۔ سب سے بڑی یہ کہ ونمالا کی نظر میں ہم دونوں مناکشی کے تنخواہ دار ملازم تھے' بحیثیت شوفر میرا تو خیر ذکر ہی کیا ہوٹل کے رجسٹر میں وہ مسز ہنٹرس لکھوانا بھی پسند نہ کرتی جو مینجر تھا۔ علیٰ ہذا القیاس۔۔۔۔ سفر جاری رکھنے میں ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ نیند پوری نہ ہونے کے باعث ونمالا مسلسل اونگھ رہی تھی اور اسے ہماری طرف پوری توجہ دینے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ ہم دونوں باری باری ڈرائیو کر رہے تھے۔ الٰہ آباد اور ولاس پور کا درمیانی فاصلہ کم و بیش چھ سو میل تھا اور ہمیں ہر حالت میں شام کے سات بجے تک پہنچنا تھا۔ ونمالا کی کار میں مسلسل موجودگی کی وجہ سے ہمیں وائرلیس پر کرنل بشپ سے رابطہ قائم کرنے کا موقع نہ مل سکا تھا اور یہ ضروری تھا کہ کسی نہ کسی مقام سے ہم انہیں ونمالا کے کار سے فرار اور ہماری طرف سے اس کا پیچھا کرنے کی اطلاع دے کر۔۔۔۔ فرضی افسانے کو حقیقت کا روپ دیتے۔ پانچ بجے شام کو جبکہ ہم بڑودہ کو بائی پاس کر کے ولاس پور سے صرف اسی میل کے فاصلے پر تھے۔ ہنٹرس نے ونمالا کو مخاطب کر کے کہا۔ "میڈم ہمارا خیال بڑودہ سے پہلے ولاس پور جانے کا ہے کیوں کہ پرنس ہنس راج کے ملنے کا زیادہ امکان وہیں ہے۔ آپ تو جانتی ہیں وہاں ان کے کزن راجکماروں اور راجکماریوں کی تعداد کافی ہے۔۔۔۔" ونمالا نے سیٹ پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "ہاں مینجر' چند نام میں نے بھی سنے ہیں گو ابھی تک دیکھا کسی کو نہیں۔۔۔۔ ایک تو روپا دیوی ہیں' ایک۔۔۔۔ سادھنا دیوی۔۔۔۔ ایک نرنجن کمار اور ایک۔۔۔۔" ہنٹرس نے اس کو خاموش ہوتے دیکھ کر کہا۔ "ونود کو نہیں جانتیں کیا؟ وہ تو ہنس جی کے خاص دوستوں میں سے ہیں۔۔۔۔ جھیل والے محل میں رہتے ہیں۔" بولی۔ "ہاں نام تو سنا ہے۔۔۔۔ دیکھا نہیں کبھی۔۔۔۔ دراصل کسی کو بھی نہیں دیکھا۔" ہنٹرس نے کہا۔ "کوئی بات نہیں' ہنس جی موجود ہوں گے انہوں نے آپ کا تعارف کرا دیا ہو گا اور اگر وہ وہاں نہ ہوں گے تو پھر کل بڑودہ چلے جائیں گے۔" ونمالا خاموش ہو گئی اور سگریٹ سلگانے لگی۔ تھوڑی دیر میں ندی کا پل آ گیا۔ میں نے گاڑی سلو کرتے ہوئے

ہنٹرس کی ران میں انگلی چبھوئی۔۔۔۔ اشارہ پاتے میری طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔ "ڈرائیور گاڑی ایک طرف لے جا کر روک دو۔۔۔۔ تھوڑی دیر یہاں ٹہل کر شام ہو جانے کے بعد شہر میں داخل ہوں گے۔" میں نے پل عبور کرتے ہی گاڑی بائیں طرف کھڑی کر دی۔ وہ دروازہ کھولکر باہر نکلا اور پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے بولا۔ "آیئے یور ایکسی لنسی۔" ونمالا نیچے اتر کے اس کے ساتھ کنارے کی طرف چل دی۔ میں نے انجن بند کیا اور باہر نکل کر انہیں نشیب میں اتر کر کنارے کنارے جاتے دیکھتا رہا۔ یہ وہی ندی تھی جس کے پل پر کچھ مہینے پہلے میرے ساتھ حادثہ پیش آیا تھا۔ وہی پل تھا' وہی ماحول تھا' فرق صرف یہ تھا کہ آج کل ندی تقریباً" پایاب تھی۔ بیچ میں پانی کی پتلی سی دھار بہہ رہی تھی۔ میری نظروں میں گذشتہ واقعات گھومنے لگے۔ سگریٹ سلگا کر دوبارہ کنارے کی طرف دیکھا تو وہ دونوں درختوں کی آڑ میں جا چکے تھے۔ میں نے تیزی سے گاڑی کے پیچھے جا کر لگیج بکس کھولا اور ایریل اونچا کر کے فریکوئنسی ایڈجسٹ کی۔ چند سیکنڈ میں ایئر پیس میں ہیلو ہیلو اور کلکتہ کا کوڈ نمبر دوہرایا جانے لگا۔ میں نے اپنا نام بتا کر کرنل بشپ کے نام ارجنٹ میسج نوٹ کرانا شروع کر دیا۔ ہیرن فاک ڈک کی کار ولاس پور کی سرحد میں داخل ہو چکی ہے۔ ہم' ڈکٹر اور جان اس کی کار سے تین سو گز پیچھے رہ کر ان کا تعاقب کر رہے ہیں۔ کل اس وقت تک وہ گرفتار کر لی جائے گی۔ ریزیڈنٹ ولاس پور کو ہم سے تعاون کرنے کی فوراً" درخواست کی جائے۔ اوور۔۔۔۔ پلیز ریپیٹ مائی ورڈز۔۔۔۔" آپریٹر نے نوٹ پڑھ کر سنایا اور میں نے او کے کہہ کر سوئچ آف کر دیا۔ دس منٹ بعد ہنٹرس ونمالا کے ساتھ واپس پہنچ گیا۔ میں نے پچھلا دروازہ کھول کر دونوں کو سوار کرایا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے ولاس پور کو روانہ ہو گئے۔

شہر میں داخل ہوتے ہی میں نے مدھو بھون پیلس کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "مینجر صاحب' راج محل میں تو داخل ہونے کی ہدایات نہیں ہیں پھر۔۔۔۔" ہنٹرس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "تو کیا ہوا؟ گیٹ کے قریب پہنچ کر گاڑی روک دینا۔ ہر ایکسی لنسی چند قدم چل کر اندر پہنچ جائیں گی۔ انہیں پرنس کی حیثیت سے جا کر پورے راج محل کی توجہ اپنی طرف مرکوز تھوڑا ہی کرانا ہے؟" میں نے پیچھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "لگیج بکس میں ان کا سوٹ کیس رکھا ہوا ہے اور وہ کافی وزنی ہے۔" "یو فول۔" ہنٹرس نے جھلا کر کہا۔ "وہ ہم اپنے ساتھ ہوٹل لے جائیں گے۔ وہاں ٹیلی فون کر کے معلوم کریں گے اگر ہنس جی یہیں ہیں تو سوٹ کیس پہنچا دیں گے ورنہ دو گھنٹے بعد ہر ایکسی لنسی کو واپس لے جائیں گے۔ وہاں سے' خواہ مخواہ پبلسٹی کرنے سے۔۔۔۔ تم جانتے ہو۔۔۔۔ ریزیڈنسی کو بھنک پہنچ گئی تو۔۔۔۔" ونمالا نے آہستہ سے کہا۔ "یہ ٹھیک ہے ڈرائیور۔۔۔۔ میں عام مہمان کی حیثیت سے داخل ہونا مناسب سمجھتی ہوں۔" میں

بہتر ہے یور ایکسی لنسی کہہ کر خاموش ہو گیا۔ ہماری اسکیم ابھی تک سو فیصد کامیاب جا رہی تھی۔ گیٹ کے قریب پہنچ کر میں نے گاڑی کھڑی کر دی۔ ونملا نے ٹریولنگ بیگ کندھے میں لٹکایا اور اور ہنٹرس نے باہر نکل کر دروازہ کھولا۔ اس نے باہر نکل کر راج محل پر نظر ڈالی اور گیٹ کی طرف چل دی۔ ہنٹرس نے ہیٹ اٹھا کر اس کو گڈ بائی کہا اور وہ دائیں جانب گھوم کر اندر داخل ہو گئی۔ ہنٹرس تھوڑی دیر کھڑا دیکھتا رہا پھر گاڑی میں آ کر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "وکی' اسی وقت سے یہاں واچ رکھنے کی ضرورت ہے—— کہیں ایسا نہ ہو ہمارے جاتے ہی نکل کر روانہ ہو جائے۔" میں نے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی بیک کرتے ہوئے کہا۔ "ایکسی ڈنٹ ہوتے رہتے ہیں پال—— ہم آل مائٹی نہیں ہیں۔ ہم بھی کبھی نہ کبھی' کسی نہ کسی دن حادثات کا شکار ہو سکتے ہیں—— اور یقین کرو اگر ایسا ہوا تو یہ میرے ساتھ پہلا حادثہ ہو گا۔ ناؤ کیپ کوائیٹ——" ہنٹرس ہنسنے لگا۔ میں نے گاڑی کا رخ شہر کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "اب وہیل سنبھالو اس میک اپ میں میرا دم گھٹا جا رہا ہے۔" وہ وہیل پر آ گیا اور آہستہ آہستہ گاڑی چلانے لگا۔ میں نے داڑھی مونچھوں سے پیچھا چھڑایا اور سگریٹ سلگا کر ہنٹرس کے منہ پر دھواں چھوڑتے ہوئے کہا۔ "برٹش کیمپ——" ہنٹرس نے اسپیڈ بڑھائی۔ میں اس کو راستہ بتاتا رہا اور چند منٹ میں گاڑی میجر واٹسن کے بنگلے کے سامنے پہنچ کر کھڑی ہو گئی—— میں باہر نکل کر برآمدے کی طرف چلنے لگا تھا کہ دروازے کا پردہ اٹھا اور واٹسن باہر نکلا۔ میں نے سلیوٹ کیا اور وہ مجھے دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ "ہے ای یو ڈیول آف اے کیپٹن پرنس" کہتا ہوا آگے بڑھا اور مصافحہ کر کے گاڑی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "ہو از دس جنٹلمین؟" میں نے اس کو کیپٹن ہنٹرس سے متعارف کرایا اور مختصر الفاظ میں اپنی آمد کی وجہ بیان کرتے ہوئے دو تین جوانوں کو سویلین لباس میں مدھو بھون پیلس بھیج کر واچ رکھنے کا انتظام کرنے کو کہا۔ اس نے ہم دونوں کو بیٹھک میں لے جا کر بٹھایا اور ٹیلی فون سے گارڈ روم کو ضروری ہدایات دے کر سگریٹ پیش کئے—— میں نے اس سے اجازت طلب کی اور ہنٹرس کو لے کر اسٹیشن پہنچا۔ ریفریشمنٹ روم میں کھانے سے فارغ ہو کر واپس پہنچے تو واٹسن کلب میں ہمارے قیام کا انتظام کرا چکا تھا اور میرا عزیز دوست لیفٹننٹ مائیکل برآمدے میں کھڑا ہوا ہمارا انتظار کر رہا تھا۔ چند رسمی اور غیر رسمی' پر تکلف اور بے تکلف جملوں کے تبادلے کے بعد میں نے کیپٹن ہنٹرس سے اس کا تعارف کرایا اور وہ ہمیں کمرے میں لے گیا۔ میں نے کمرے میں چاروں طرف نظر ڈال کر کہا۔ "مائیکل یہ اپارٹمنٹ تو معلوم ہوتا ہے تم لوگوں نے میرے لئے ریزرو کر رکھا ہے۔" مسکرا کر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ "سر' آپ کے لئے یہاں بہت سی چیزیں ریزرو ہیں لیکن نہ معلوم کیوں آپ ہر مرتبہ آتے ہیں اور ریزرویشن لیبل پر ایک نظر ڈال کر واپس ہو جاتے ہیں۔ آج بھی میرا خیال غلط ثابت ہوا۔

ریزیڈنٹ نے بتایا اس مرتبہ آپ ایک آفیشل پرابلم لے کر آئے ہیں۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا اور سگریٹ کیس نکال کر اس کی طرف سرکایا اور اردلی کو بلا کر میس سے کوارٹر اسکاچ اور کافی لانے کو بھیجا۔

ساڑھے نو بجے جبکہ ہم سونے کی تیاری کر رہے تھے۔ ٹیلیفون کی گھنٹی نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے ریسیور اٹھا کر "ہیلو وکٹر۔" کہا دوسری طرف سے ریزیڈنٹ کی آواز آئی۔ "ہے ای وکی آ سکتے ہو؟" میں نے سلام کرتے ہوئے کہا۔ "آ رہا ہوں سر۔" بولے۔ "یونیفارم کی ضرورت نہیں' جس حالت میں ہو فوراً پہنچ جاؤ۔ دفتر میں——" میں نے او کے کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور کار میں بیٹھ کر دو منٹ میں آفس پہنچ گیا۔ ریزیڈنٹ بھی سلیپنگ سوٹ میں تھے۔ مسکرا کر میری کمر پر ہاتھ مارتے ہوئے وائرلیس سیٹ کی طرف اشارہ کیا اور سرگوشی کے لہجے میں بولے۔ "کرنل بشپ فرام کیل کٹا۔" میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے اپنا نام بتا کر سلام کیا۔ کہنے لگے۔ "کیپٹن کیا پوزیشن ہے؟" میں نے کہا۔ "سر راج محل میں پہنچ گئی ہے واچ لگا دی گئی ہے—— ٹمن اور مالکم وغیرہ صبح ٹرین سے پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد——" بولے۔ "او کے بوائے—— میں نے تمہارا پیغام ملتے ہی ریزیڈنٹ سے تعاون کی درخواست کر دی ہے—— ناؤ کیپٹن—— کل رات مجھے رزلٹ سے مطلع کرنا۔ وش یو لک گڈ بائی۔"

ریسیور رکھتے ہی ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کہا۔ "وکٹر کیا مسئلہ ہے؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ اسے رائل برج کہہ سکتے ہیں سر' جس میں آپ کے ہاتھ میں تین یکے ہیں اور مخالف دو جوکر اور ایک کوئن تھامے بیٹھا ہے۔ آپ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اس کوئن کو یہاں تک دھکیل لانے میں کتنی دشواریاں پیش آئی ہوں گی۔" وہ مسکرا دیئے۔ سگریٹ کا کش لے کر بولے۔ "میں سمجھ رہا ہوں بوائے—— بشپ کو معلوم ہے کہ؟" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ کہنے لگے۔ "او کے—— تم اس کو راج محل سے برآمد کر لو—— ونود کو ریاست بدر کرنا میری ذمہ داری ہے۔" میں نے تھینک یو سر کہہ کر سلیوٹ کیا اور باہر نکل آیا۔

مجھے سوئے ہوئے بمشکل دو گھنٹے گزرے ہوں گے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی سے اچانک آنکھ کھل گئی۔ میں نے روشنی کر کے ریسیور اٹھاتے ہوئے دیوار گھڑی پر نظر ڈالی۔ ابھی ایک نہیں بجا تھا۔ ریسیور اٹھاتے ہوئے میجر واٹسن کی آواز آئی۔ "ہیلو وکی' صوبیدار عالم خان نے وائرلیس پر کہا ہے لیڈی کار میں پرنس ونود کے ساتھ باہر نکلی ہے——" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "ان سے کہو پیچھا کریں۔ وہ بڑودہ یا پارا گڑھ جا رہے ہیں——" تیزی سے بولا۔ "ہولڈ آن میں عالم خان کو انسٹرکشن دے کر پھر تم سے بات کر رہا ہوں۔" میں نے او کے کہہ کر ہنٹرس کا دروازہ کھٹکھٹا کر جگایا۔ وہ دروازے پر آ

کر بولا۔ "کیا ہے وکی؟" میں نے ریسیور کان سے لگائے لگائے جواب دیا۔ "فرار ہو رہی ہے۔ پانچ منٹ میں تیار ہو جاؤ اگر چلنا چاہتے ہو——" بولا۔ "نو وکی—— یہ غلط ہو گا——" میں نے جواب دیا۔ "او کے بائی می—— لیکن میں جا رہا ہوں—— یونیفارم میں—— ورنہ وہ—— گئی ہاتھ سے——" وہ کندھے اچکا کر رہ گیا۔ میں نے ٹیلی فون ریسیور اس کے ہاتھ میں تھمایا اور یونیفارم پہننے لگا۔

چند منٹ میں واٹسن اسٹاف کار لے کر آ گیا۔ اس کے ساتھ دو لیفٹننٹ ٹای گنوں سے مسلح فل یونیفارم میں اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے لیفٹننٹ مائیکل کو پچھلی سیٹ پر دھکیلا اور وہیل پر بیٹھ کر تیزی سے گاڑی باہر نکالی۔ امین پور روڈ سے شہر کی طرف ٹرن لے کر اسپیڈ بڑھاتے ہوئے واٹسن کی طرف بیک ویو مرر ایڈ جسٹ کیا۔ "میجر آپ مجھے ونود اور ونمالا کے سامنے لانے کے علاوہ ہر کام میں استعمال کر سکتے ہیں۔" واٹسن نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ شہر سے باہر نکلتے ہی گاڑی کی اسپیڈ ستر میل پر پہنچ گئی۔ ڈیڑھ گھنٹہ ڈرائیو کرنے کے بعد آگے جانے والے کسی گاڑی کا ٹیل لیمپ نظر آنے لگا۔ پندرہ منٹ میں میں نے اس کو اوور ٹیک کر لیا۔ یہ ہماری گاڑی تھی اور عالم خاں ڈرائیو کر رہا تھا۔ کراس کرتے ہوئے میں نے رفتار کم کی اور واٹسن نے اس کو اشارے سے پیچھے رہ کر راستہ روکنے کی ہدایات دیں۔ اب ونود کی کار نظر آنے لگی تھی۔ میں نے پھر ایکسی لریٹر پر دباؤ بڑھانا شروع کیا—— بڑودہ پاراگڑھ انٹر سیکشن ابھی تیس میل دور تھا کہ میں نے پچاس گز کے فاصلے سے ہارن دیا۔ ونود نے گاڑی کو بائیں جانب لے کر دائیں ہاتھ سے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ میں نے تیزی سے اوور ٹیک کیا اور دو سو گز آگے بڑھا کر گاڑی سلو کی اور سڑک کے بیچوں بیچ ٹیڑھی کر کے انجن بند کر دیا۔ واٹسن نے دروازہ کھولا اور باہر نکل کر پستول نکال لیا۔ دونوں لیفٹننٹ سڑک کے دوسری طرف کھڑے ہو گئے۔ ونود کی کار ہم سے دس گز کے فاصلے پر پہنچ کر رک گئی۔ ونمالا' ونود کے برابر میں بیٹھی ہوئی تھی۔ واٹسن نے اس کے قریب پہنچ کر پستول سیدھا کرتے ہوئے کہا۔ "مسٹر ونود کمار آپ اور مسز ونمالا دونوں میری حراست میں ہیں۔" میں نے ونود کمار کو دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے دیکھا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے سیدھی کر لی۔

گردن گھماتے ہی کار کے پچھلے شیشے سے سڑک کا منظر میرے سامنے تھا۔ تعاقب کرنے والی فوجی گاڑی ونود کمار کی کار سے دس فٹ کے فاصلے پر آ کر رک گئی۔ میجر واٹسن نے آگے بڑھ کر کہا۔ "مسٹر ونود کمار آپ پر ایک مفرور جرمن جاسوس کی اعانت کرنے کا جرم ثابت ہو چکا ہے۔ آپ اپنا پستول ہمارے حوالے کر دیں۔"

"جرمن جاسوس؟" ونود نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ واٹسن نے ونمالا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یس مسٹر ونود۔ آئی مین مسز ہنس راج۔" ونود نے ہولسٹر

کندھے سے اتار کر واٹسن کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "آئم سوری میجر۔ مجھے کچھ معلوم نہیں' یہ جرمن سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ میں انہیں محض مسز ہنس راج——"

واٹسن نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "پلیز مسٹر ونود' آپ اپنے الفاظ ضائع نہ کریں۔ خاموشی سے مسز ہنس راج کے ساتھ کار میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ جائیں۔ صوبیدار میجر' راجکمار کی کار کا اسٹیئرنگ سنبھالو اور برٹش کیمپ لے چلو۔" ونود نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "میجر آپ بھی ہمارے ساتھ بیٹھئے مجھے ایکس پلین کرنے کا موقع دیجئے۔" واٹسن نے اس کو سوار ہونے میں مدد دیتے ہوئے کہا۔ "بہتر ہو گا آپ ریزیڈنٹ سے بات کریں مسٹر ونود میں فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں ہوں۔" ونود نے خاموشی سے دروازہ بند کر لیا۔ عالم خان نے وہیل سنبھالا۔ واٹسن نے ونمالا کو پچھلی سیٹ پر بھیجا۔ ایک لیفٹننٹ کو اس کے ساتھ بٹھایا اور عالم خان کے برابر والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دونوں گاڑیاں ٹرن لے کر شہر کی طرف روانہ ہو گئیں۔ میں سگریٹ سلگا کر انہیں جاتے دیکھتا رہا۔ یہ اتنی بڑی کامیابی تھی کہ مجھ پر نشہ سا طاری ہونے لگا۔ لیفٹننٹ مائیکل کی اچانک مداخلت نے مجھے چونکا دیا۔ اس نے دوسرے دروازے سے اندر آ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "چلئے سر۔" میں نے "اوہ" کہہ کر اس کی طرف دیکھا اور گاڑی بیک کر کے سیدھی کی۔ مائیکل نے مسکرا کر کہا۔ "سر مبارک باد پیش کرنے کی اجازت ہے؟" میں نے گیئر لگاتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو پال۔ شاید اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تم مجسم مبارک باد نظر آؤ گے۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "میں آپ کا بیسٹ بوائے بننے کا متمنی ہوں سر۔"

ریزیڈنسی پہنچتے ہی میں نے وائرلیس روم سے کرنل بشپ کو پیغام دیا۔ میرا نام سنتے ہی کلکتہ آپریٹر نے کہا۔ "سر چند منٹ انتظار کیجئے کرنل صاحب نے آپ کے پہلے میسیج کا جواب دینے کا حکم دیا تھا کہ ولاس پور سے دوسرا میسیج آنے پر انہیں جگا کر آپ سے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔" میں نے کہا۔ "او کے انہیں جگا کر مبارک باد کہو۔ میں ان کا انتظار کر رہا ہوں۔"

چند منٹ بعد کرنل کی بھاری آواز سنائی دی۔ "ہیلو کیل کٹا۔ بشپ اسپیکنگ——" میں نے جواب دیا۔ "دس از وکٹر سر—— گڈ مارننگ اینڈ کانگریچولیشنز دی ڈک از ان اوور ہینڈز——" بولے "ویل ڈن بوائے——" میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "سر ایک پرنس کے ساتھ اڑنے کی کوشش کرتی ہوئی ولاس پور سٹیٹ سے سو میل کے فاصلے پر۔" بولے "کون ہے وہ پرنس؟" میں نے کہا۔ "یوراج ونود کمار سر۔" آپ ریزیڈنٹ سے کہیں ونود کو جھٹکے نہ دیں وہ اینٹی برٹش ہے۔ وہ خود بھی جانتے ہیں ناؤ سر' شاید مجھے کچھ دن یہاں رکنا پڑے۔ آپ مائنڈ تو نہیں کریں گے۔" دوسری طرف سے ہنسنے کی آواز آئی۔ "ٹیک یور ٹائم——" انہوں نے کہا۔ "لیکن پوری

پارٹی کے ساتھ نہیں۔" میں نے کہا۔ "کیپٹن ہنٹرس کے سوا سب کو آج یا کل شام تک واپس کر رہا ہوں سر اور کوئی حکم؟" ہنس کر بولے۔ "نو تھینکس اینڈ گڈ بائی۔" میں نے گڈ بائی سر کہہ کر سوئچ آف کر دیا۔

صبح دس بجے ناشتے سے فارغ ہو کر میں نے ہنٹرس سے کہا کہ ونمالا کے سامنے آنے کے سوا اب ہر محاذ پر اسی کو پیش پیش رہنا ہے——— مسکرا کر بولا۔ "وکی تمہیں معلوم نہیں۔ میں صبح کے پانچ بجے سے دس بجے تک مہاراجہ ولاس پور اور ریزیڈنٹ کی میٹنگ میں شریک رہا ہوں۔ میجر واٹسن بھی شریک تھے۔ مہاراجہ کے جانے کے بعد ریزیڈنٹ نے مجھ سے دریافت کیا کہ کہیں ہیرس نے اس گرفتاری سے پہلے ان کو اطلاع تو نہیں دی تھی کہ یہ ہونے والا ہے؟ میں نے جواب دیا سر میرے علم میں تو ایسی کوئی بات نہیں۔" ہنس کر کہنے لگے۔ "یہ تمہارا دوست ڈیول ہے۔ اس سے کچھ بعید نہیں کہ ایسا کیا ہو۔ ورنہ سوچو تو سہی۔ ہزہائی نس کو یہ سب کچھ کیسے معلوم ہو سکتا تھا——— ویسے وہ بہت خوش ہیں——— اور میں بھی وکٹر کا ممنون ہوں کہ اس نے ونود کمار کی ویعہدی کا خاتمہ کرانے میں ہماری مدد کی——— تو یہ ہے پوزیشن۔"

میں نے کہا۔ "اس کے معنی ہیں ریزیڈنٹ نے ہزہائی نس کو بتا دیا کہ میں یہاں آ چکا ہوں۔ او کے بریڈ اب تم واٹسن کے پاس نہیں جا رہے کیا؟" ہنس کر بولا۔ "وہ خود یہاں آئیں گے۔ میرا کہیں جانے کا ارادہ نہیں——— ویسے ٹیلیفون استعمال کرنے کی اجازت دے سکتا ہوں۔" میں نے تھینک یو سر کہہ کر ٹیلیفون کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے ٹیلیفون میری طرف سرکا دیا اور اٹھ کر جانے لگا۔ میں نے ہنس کر اس کو ٹانگ سے روکتے ہوئے کہا۔ "سٹ ڈاؤن یو فول۔" وہ مسکرا کر پھر کرسی میں دھنس گیا۔ میں نے ریسیور اٹھا کر یشودھرا کا نمبر ڈائل کرتے ہوئے پھر اس کی طرف دیکھا۔ "تم میرے متعلق کیا نہیں جانتے بریڈ' جو بھاگنے کی ضرورت پیش آئی؟" ہنٹرس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ دوسری طرف سے ریسیور اٹھایا گیا اور آواز آئی۔ "ہیلو ساوتری———" میں نے کہا۔ "ڈارلنگ تمہارا پجاری درشن کا ابھیلاشی ہے۔ کسی وقت اور———" اس نے قطع کلامی کرتے ہوئے کہا۔ "اوہ میں مر جاؤں تجھ پر نعیم۔ تو یہ سب تمہارا ہی کرشمہ ہے کیا؟" میں نے کہا "ایسا ہی سمجھ لو۔" بولی۔ "یشودھرا دیوی سچ کہہ رہی تھیں پھر تو——— وہ صبح سے شری حضور کے پاس گئی ہوئی ہیں———" میں نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے کہا۔ "انہیں بلاؤ نا؟" ہنس کر کہنے لگی۔ "نعیم مشکل ہے۔ یہاں تو بھونچال آیا ہوا ہے۔ ہزہائی نس کے ڈرائنگ روم میں سب جمع ہیں۔ پترا دیوی اور ان کے پتی بھی وہیں ہیں۔ میجر دلیش مکھ بھی——— بلکہ وہ تو صبح کے ساڑھے دس بجے سے ہزہائی نس کے ساتھ ہیں——— اور ہاں' کے پی کی بیگم اور شمیم

بھی آئی ہوئی ہیں۔ سچ بتاؤ ڈارلنگ' ونود کمار جی کو رہا کرو گے؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈیئریسٹ ہم نے آج تک پکڑنے کے بعد کسی کو چھوڑا ہے؟" وہ کھلکھلا کر ہنسی۔ ادھر ہنٹرس بھی منہ پھرا کر ہنسنے لگا۔ میں نے نیچی آواز میں کہا۔ "سنو ڈیئر۔ آ سکتی ہو تو یشو کی کار لے کر کیمپ آ جاؤ میں گیٹ پر ملوں گا۔" بولی۔ "گڑ بڑ ہو گئی تو؟ آج ہر طرف دوڑ بھاگ ہو رہی ہے——— اچھا آ رہی ہوں———"

میں نے "شکریہ" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ ہنٹرس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ "کلنڈ اپ؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "جا رہا ہوں میں پال۔" وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے یونیفارم اٹھاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ کہنے لگا۔ "مجھے بتایا گیا ہے تمہارا کیمپ سے تنہا باہر نکلنا خطرناک ہے۔" میں نے دوسرے کمرے میں جاتے ہوئے کہا۔ "اطلاع درست ہے۔"

یونیفارم پہن کر باہر آیا تو ہنٹرس سگریٹ سلگا رہا تھا۔ دھواں خارج کرتے ہوئے بولا۔ "میں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں۔" میں نے آنکھیں سکیڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ مسکرا کر بولا۔ "کیا میں تمہاری حفاظت نہیں کر سکتا پرنسلی——— کیا میں ایک اچھا باڈی گارڈ نہیں بن سکتا۔ یور ایکسی لنسی۔" میں نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور نیچی آواز میں کہا۔ "بریڈ میں تمہارے لئے سپریٹو ڈگری استعمال کر سکتا ہوں مائی ڈیئر' تم واقعی بہترین دوست ہو لیکن میں یہاں کچھ اس قسم کا پرنس ہوں جسے سلامی دینے والی توپوں کا رخ ہر مرتبہ سینے کی طرف ہوتا ہے۔ اس لئے پلیز———" ہنٹرس نے گھونسہ تان لیا۔ میں نے پیچھے ہٹ کر کار کی چابی اس کی طرف اچھال دی۔ "او کے کزن گیٹ پر پہنچ جاؤ———" ہنٹرس نے چابی لپک لی اور باہر جانے لگا۔ میں نے کہا "سنو بریڈ وہ کار رنگین شیشوں والی پیکارڈ ہو گی۔ اندر کون ہے یہ تم نہ دیکھ سکو گے بولو کیا اب بھی جانے کو تیار ہو؟" مسکرا کر بولا۔ "شیور بوائے مجھے اس سے کیا کہ وہ کار ہے یا چلتا پھرتا ہنی مون سیل! میں تو صرف تمہارے ساتھ تعاون کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اس امید پر کہ اتنا تعاون تم بھی کرو گے کہ اپنی منگیتر——— ہے ای۔ منگیتر یا کچھ اور؟" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ قہقہہ لگا کر بولا۔ "نان سینس۔ خیر پھر بھی تم مجھے اس سے متعارف ضرور کراؤ گے———" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ کندھے اچکا کر باہر نکل گیا۔ میں سگریٹ سلگا کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ دو منٹ گزر گئے۔ انجن اسٹارٹ ہونے کے بجائے برآمدے سے کھسر پھسر کی آواز آنے لگی۔ میں نے باہر کی طرف والی کھڑکی کا پردہ اٹھا کر دیکھا۔ ہنٹرس برآمدے میں کھڑا ہوا اردلی کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ ایک دو جملے تبدیل کرنے کے بعد وہ اندر آیا اور کہنے لگا۔ "وکٹر' ریزیڈنٹ کے بنگلے کے سامنے سٹیٹ کی چار پانچ گاڑیاں کھڑی ہوئی ہیں۔ کیا ایسے میں تمہارا باہر نکلنا غلط نہیں؟" میں نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے

ہوئے ریسیور اٹھا کر پھر یشودھرا کا نمبر ڈائل کیا۔ پہلی گھنٹی پر ریسیور اٹھا لیا گیا اور آواز آئی۔ "ساوتری۔" میں نے کہا۔ "شاید تم نہیں آ رہی ہو' ایں نا؟" "اگر آ سکتی ہوتی تو تمہاری دیوی کو ساتھ لے کر آتی ڈارلنگ لیکن ہزہائی نس' پر دھان جی' کے بی۔ اور بہت سے راجکمار اور درباری ریزیڈنسی پہنچ چکے ہیں۔ ایسی صورت میں—— سمجھ سکتے ہو—— بہرکیف مہارانی اور سادھنا دیوی اور یشودھرا دیوی کو معلوم ہے تم یہاں آ چکے ہو۔ وہ ابھی مہارانی کے پاس ہیں۔ اور وہ بھی۔ بتاؤ کون؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "بھگوان۔" کہنے لگی۔ "نان سینس—— بھگوان سے تمہارا کیا تعلق ہے۔ میں تو اس کی بات کر رہی ہوں جس نے تمہارے بازو پر سونے کی ٹکڑیاں باندھی تھیں۔ سچ کہنا ڈارلنگ کیا تمہاری قیمت صرف پانچ اشرفی ہے؟" میں نے اس کو ستانے کے لئے کہا۔ "یہ غیم کی مہربانی ہے ڈیئر' کہ اس نے اس قابل تو سمجھا۔ تم نے تو کبھی جو چیز کھانے کو ایک آنہ بھی نہ دیا۔" قہقہہ لگاتی ہوئی بولی۔ "ڈارلنگ شام کو میں تمہارے لئے بہت سی چیزیں لے کر آ رہی ہوں۔ نو بجے۔" میں نے "او کے" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ ہنٹرس نے آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھا اور کچھ بولتے بولتے رہ گیا۔ میں کرسی کی پشت گاہ سے کمر لگا کر غیم کے متعلق سنجیدگی سے سوچنے لگا۔ وہ اس مرحلے پر واقعی ایک علیحدہ پرابلم بن سکتی تھی۔ ساوتری کو اشرفیوں کے متعلق معلوم ہو جانے کے معنی تھے کہ یہ اطلاع اس کو مہارانی کے ذریعے سے ملی تھی اور جب ساوتری جانتی تھی ناممکن تھا کہ یشودھرا کے علم میں نہ آ چکی ہو۔ مائی گاڈ!" میں اپنے خیالات سے زچ ہو کر بڑبڑایا۔ "یس مائی چائلڈ۔" ہنٹرس نے مسکرا کر کہا۔ "ڈیم اٹ" اور ہاتھ بڑھا کر میز سے سگریٹ کیس اٹھایا۔ ہنٹرس نے لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "آل رائٹ' ڈیم اٹ۔ ڈیم ایوری تھنگ۔ لیکن یہ غیم کون ہے بوائے۔ ون آف دی کزنز؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "لاتک سریکھا۔ ایسی نہیں جیسی کینتھ' جین اور وغیرہ وغیرہ۔" بولا۔ "پھر رونے کا مطلب؟" میں نے کہا۔ "یہی کہ ہنسنے کی کوئی وجہ نہیں اور جو تھی وہ ابھی تک اسپیکنگ رینج سے بہت پرے ہے۔" لائٹر سے اپنا سگریٹ سلگا کر دھواں خارج کرتے ہوئے بولا۔ "گڈ گریشس تو ان دو کے علاوہ کوئی اور بھی ہے؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "بریڈ یور آر اے پلین فول۔ تم سے بڑا احمق کوئی نہیں' ستارے گننے کی کوشش کر رہے ہو۔ لنچ ٹائم ہو رہا ہے۔ اردلی کو بلاؤ اور پینے پلانے کا انتظام کرو۔" ہنٹرس کندھے اچکا کر رہ گیا۔ میں نے بزر دبا کر اردلی کو بلایا اور کھانے کی تفصیل بتا کر میس کی طرف چلتا کر دیا۔

دوپہر کی ٹرین سے لیفٹننٹ مالکم' سمن اور عزیز وغیرہ پہنچ گئے۔ ہم نے انہیں ونمالا اور ونود کی فرضی کہانی یاد کرائی۔ سمن اور عزیز کو پس منظر میں رکھا اور لیفٹننٹ مالکم کو عملی طور پر میجر واٹسن کے تعاون سے گرفتاری کا کریڈٹ دیا۔ شام کو سات بجے

ونود اور ونمالا کو دو علیحدہ کاروں میں مالکم اور دیگر فوجی افسروں کی نگرانی میں بمبئی روانہ کر دیا گیا۔ پرنس ونود کے ساتھ ریاست کے اعلیٰ حکام اور راجکماریوں کی بھی تین چار کاریں تھیں۔ ساڑھے سات بجے کے قریب میں نے مسٹر ولسن سے وائرلیس پر بات کی۔ تمام کاروائی کی تفصیل سننے کے بعد انہوں نے خود ہی کہا۔ "وکی اطمینان رکھو۔ میں اپنا وعدہ پورا کروں گا۔ چاہو تو ایچ ایچ کو مبارکباد پیش کر سکتے ہو۔ لیکن تمہیں دو تین روز میں یہاں آ کر اصلی کہانی بیان کرنی ہے۔ میں تمہیں اتنا بڑا جادوگر تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں۔" میں نے کہا۔ "سر نہ کیجئے یہ جادوگری نہیں چھوٹی سی ہیٹ ٹرک ہے۔" بات کاٹتے ہوئے بولے۔ "تمہارا مکان تیار ہے آ جاؤ اور کوئی بڑا کھیل دکھاؤ۔ بولو کب؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "سر ابھی ملٹری بینڈ فارغ نہیں ہے۔" بولے۔ "ایز یو پلیز وکی۔ بہرکیف تمہیں جلد یہاں پہنچنا ہے۔ گڈ نائٹ۔" میں نے گڈ بائی کہہ کر سوئچ آف کر دیا۔

رات کو ریزیڈنٹ نے ہمیں ڈنر دیا۔ جس میں میرے اور ہنٹرس کے علاوہ مسز اور میجر واٹسن بھی شریک تھے۔ کھانے کے دوران جنگ اور ہندوستانی سیاسی صورت حال پر باتیں ہوتی رہیں۔ نو بجے کے قریب ڈنر ختم ہوا اور ہم اپنے اپارٹمنٹ میں پہنچے تو اردلی نے کہا کہ "تقریباً" پندرہ منٹ پہلے کسی نے ٹیلیفون کیا تھا لیکن "ہیلو" کہتے ہی کنکشن توڑ دیا۔ کوئی لیڈی تھی۔" میں ٹھیک ہے کہہ کر ہنٹرس کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا اور یشودھرا کا نمبر ڈائل کیا۔ تیسری گھنٹی پر یشودھرا کی آواز آئی۔ "ہیلو نعیم۔" میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں پھینکتے ہوئے کہا۔ "خادم—— ڈارلنگ صبح سے دو مرتبہ رنگ کر چکا ہوں۔ ساوتری نے بتایا تو ہو گا۔" بولی۔ "ہاں میں بہت گھری ہوئی تھی۔ دونوں ڈرائنگ روم بھرے ہوئے تھے ساوتری نے کئی بار اشارے کئے لیکن تمام خاندان خصوصاً" پترا اور اس کے شوہر کی موجودگی میں میرے لئے کھسکنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ سچ کہنا نعیم یہ تمہارا ہی——" میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "کیا پیشگی اطلاع ملنے پر بھی کسی میسیج کی ضرورت رہتی ہے یشو؟ ایچ ایچ کو بھی معلوم ہے—— خیر اسے چھوڑو آ رہی ہو؟" بولی۔ "آہ نعیم یہاں جھوٹی صف ماتم بچھی ہوئی ہے۔ راج محل میں ہنگامہ سا برپا ہے۔ چہرے بجھے ہوئے ہیں۔ دلوں میں کنول کھل رہے ہیں۔ چند کے سوا جن کی ونود سے کچھ توقعات وابستہ تھیں۔ ایسے میں میرا باہر نکلنا۔ تم آ جاؤ—— اسی راستے سے غیم کو بھیج دوں کیا؟" میں نے کھنکارتے ہوئے کہا۔ "یشو' میری جان ایسے امتحانوں سے بھی گزرنا پڑتا ہے اور جب امتحان لینے والی شخصیتیں اتنی بڑی ہوں تو ہماری کیا مجال ہے کہ سرتابی کر سکیں۔ بہرحال ہماری ثابت قدمی میں فرق نہیں آیا—— سنو ڈارلنگ' غیم کو میرے یہاں آنے کے متعلق معلوم تو نہیں ہے نا؟" کہنے لگی۔ "نہیں—— لیکن شاید کل معلوم ہو جائے گا۔ وہ یہیں ہے زیادہ تر یہیں رہتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے ہزہائی نس خود

اس کو بتا دیں۔" میں نے کہا۔ "تمہارا خیال صحیح ہے شاید۔ کل میں دس بجے ہزہائی نس کی سلامی کو حاضر ہو رہا ہوں۔ اگر ہرہائی نس نے ابھی تک بیگم چغتائی کو ٹیلیفون پر میرے کہے ہوئے الفاظ سنا کر ان کی غلط فہمی دور نہیں کی ہے تو پھر مجھے شمیم سے خود کہنا پڑے گا۔" وہ کچھ دیر خاموش رہی پھر کہنے لگی۔ "نعیم ——— کیا یہ سلسلہ بہت طویل نہیں ہو گیا؟ آخر ہمیں کب تک انتظار کرنا ہے۔ کب تک آزمائشوں سے گزرنا ہے اور کیوں؟ یا تم ہز ہائی نس کی بلیسنگز حاصل کرنے کے بعد کوئی قدم اٹھانا چاہتے ہو؟" میں نے اپنی ذہنی الجھن کو ہنسی میں چھپاتے ہوئے کہا۔ "نہیں چاندنی' ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کورٹ شپ ہمارے لئے محض ایک فارمیلٹی ہے ورنہ جو کچھ ہمیں ہونا چاہئے وہ تو ہم بہت پہلے سے ہیں اور اس سے نہ میں گریز کر سکتا ہوں اور نہ تم۔ یہ سب جانتے ہیں ——— انتظار ہمیں بہرحال جنگ ختم ہونے تک کرنا ہے اس میں کورٹ شپ کے اس سرٹیفکیٹ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"پڑتا ہے ڈارلنگ۔" اس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں کھلم کھلا تم سے مل سکوں گی۔ تمہارے ساتھ رہ سکوں گی۔" میں نے کہا۔ "او کے ڈیئریسٹ اگر اس انداز میں سوچ رہی ہو تو کل ہی چاہیے روانہ ہو جاؤ۔ مسٹر ولسن تمہارے قیام کا انتظام کر دیں گے۔ میں پرسوں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ بولو کیا خیال ہے؟" چند لمحے سکوت طاری رہا۔ پھر اس نے میرا نام لے کر کہا۔ "اتنی جلدی بھی نہ کرو شاید تین چار دن لگ جائیں۔ اچھا میں صبح سات بجے کیمپ پہنچ رہی ہوں۔ گیٹ پر ملو۔ گڈ نائٹ۔ آئی لو یو ڈارلنگ۔" میں نے ریسیور چوم کر اس سے پہلے کریڈل پر رکھ دیا۔ نگاہیں ملتے ہی ہنٹرس نے سر جھکا کر کہا۔ "آئی لو یو یور ایکسی لنسی۔" میں "شٹ اپ" کہہ کر یونیفارم اتارنے کے لئے دوسرے کمرے کی طرف چل دیا۔

صبح سات بجے میں تیار ہو کر باہر نکلنے والا تھا کہ دوسرے کمرے سے ہنٹرس میرے کمرے میں داخل ہوا اور مسکرا کر بولا۔ "گڈ مارننگ وکی۔" وہ اس وقت فل یونیفارم میں تھا۔ کندھے پر ہولسٹر پڑا تھا۔ میں نے گڈ مارننگ بریڈ کہہ کر اس کا بازو تھاما اور برآمدے کی طرف چل دیا۔ ہنٹرس نے چابی لے کر کار کا دروازہ کھولا اور دونوں بیٹھ کر گیٹ کی طرف چل دیے۔ میدان عبور کر کے بنگلوں کے پیچھے پہنچتے ہی میں گاڑی سے اتر کر پیدل گیٹ پر پہنچ گیا۔ پہریدار نے بندوق پر ہاتھ مار کر سلامی دی۔ میں باہر نکل کر سڑک پر آ گیا اور سگریٹ سلگا کر ٹہلنے لگا۔ چند منٹ گزرے تھے کہ پیکارڈ نے نیشنل گارڈز کی طرف سے ٹرن لیا اور میرے قریب پہنچ کر ایک دم رک گئی۔ اگلا دروازہ کھلا اور یشودھرا مسکرا کر وہیل سے دوسرے کونے کی طرف سرک گئی۔ میں نے سر کے اشارے سے اسے سلام کیا اور آگے بڑھ کر وہیل پر بیٹھ گیا۔ پچھلی سیٹ پر ساوتری بیٹھی ہوئی تھی اس نے پیشانی پر ہاتھ

رکھ کر سلام کیا۔ میں نے آداب عرض کر کے دروازہ بند کیا اور گیئر لگا کر گاڑی اسٹارٹ کی۔ چند قدم آگے بڑھتے ہی یشودھرا نے کہا۔ "نعیم' تم آج ہی بمبئی چلے جاؤ ——— دو تین روز بعد میں سادھنا دیوی اور ساوتری کو ساتھ لے کر پہنچ جاؤں گی ———" میں نے بیک ویو مرر پر نظر ڈال کر ہنٹرس کو پیچھے آتے دیکھا اور سپیڈ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "جو حکم۔ ہزہائی نس سے ملاقات کی اجازت ہے یا نہیں؟" کہنے لگی۔ "میرے خیال میں نہ ملو تو بہتر ہے۔ انہیں معلوم تو ہے ہی تم نے ان سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا پھر لوگوں پر یہ ظاہر کرنا کیا ضروری ہے کہ تم یہاں آئے ہوئے ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ایز یو پلیز۔ میں آج شام کو چلا جاؤں گا۔ ویسے سادھنا دیدی کا کیا حال ہے؟ ٹھیک ہیں تو ساتھ کیوں نہیں لائیں؟" مسکرا کر بولی۔ "بالکل ٹھیک ہیں۔ ابھی تو انہیں پوجا پاٹ سے ہی فرصت نہیں ملی ہو گی۔ ساتھ کس کو لاتی؟" میں نے پیچھے کی طرف نظر ڈال کر دیکھا۔ "ساوتری تم پوجا نہیں کرتیں؟" مسکرا کر بولی۔ "کر تو رہی ہوں یور ایکسی لنسی۔" میں نے یشودھرا کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "خوب ہے ڈارلنگ۔" ہنس کر کہنے لگی۔ "آئی ڈونٹ مائنڈ نعیم۔ تمہیں معلوم ہے میں کتنی وسیع النظر ہوں۔" مجھ کو اس کی وسیع النظری پر پسینہ آ گیا۔ شاید ساوتری نے اس سے کچھ بھی نہیں چھپایا تھا۔ میں بمشکل "تھینک یو" کہہ سکا۔ چند منٹ ڈرائیو کرنے کے بعد ڈیلائٹ کارنر آ گیا۔ میں نے جھینپ سے پیچھا چھڑا کر کہا۔ "یشو!" وہ ڈیلائٹ کارنر کا نام میری زبان پر آنے سے پہلے مسکرا کر بولی۔ "سوری ڈارلنگ۔" میں نے سپیڈ کم کرتے کرتے ایکسی لریٹر پر دباؤ بڑھا دیا ——— گاڑی پھر فضٹی پر پہنچ گئی۔ کہنے لگی "پل آ رہا ہے سپیڈ کم کر دو نعیم۔" میں نے پل کے سرے پر پہنچ کر رفتار کم کرتے ہوئے کہا۔ "یشو پیچھے آنے والی گاڑی میں میرا دوست کیپٹن بریڈلے (فی الحال جان ہنٹرس) تم سے متعارف ہونا چاہتا ہے۔ اجازت ہے؟"

مسکرا کر کہنے لگی۔ "کیا اجازت بہت ضروری ہے نعیم؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں یشو۔ دراصل وہ میرا عزیز ترین دوست ہے۔ چند وجوہ کی بنا پر مجھے اپنا چھوٹا بھائی سمجھتا ہے اس لئے میں تعارف سے پہلے تمہیں اس کے متعلق کچھ باتیں بتانا چاہتا تھا۔ وہ تین چار سال سے میرے ساتھ ہے۔ میری زندگی کے نشیب و فراز سے واقف ہے۔ کم و بیش تمام راز جانتا ہے تمہارے متعلق۔"

"ایک منٹ!" یشودھرا نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "کیا وہ شردھام میں بھی تمہارے ساتھ تھا؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "نہیں ——— لیکن پارا گڑھ کے متعلق بہت کچھ جانتا ہے۔ ہم وہیں سے آ رہے ہیں۔" یشودھرا نے متعجب ہو کر میری طرف دیکھا۔ "کیا تم پارا گڑھ۔" وہ کچھ سوچ کر بولتے بولتے رک گئی۔ میں نے اس کی نظروں سے دلی شبہات کا اندازہ لگا کر کہا۔ "پارا گڑھ ہم ونمالا کے تعاقب میں گئے تھے' یشو'

کہیں تم یہ نہ سمجھ بیٹھنا کہ میں راج محل۔" وہ مسکرا دی۔ "نہیں نعیم —— میں جانتی ہوں تم وہاں کرن کی حیثیت سے مر چکے ہو۔ سورج کے سامنے جانے کی حماقت نہیں کر سکتے۔ ہاں مہاراجہ شردھام کو بلیک میل کر سکتے ہو لیکن یہ تمہاری فطرت کے خلاف ہے اور پھر گورنر سے بھی تمہارا کچھ نہ کچھ معاہدہ ضرور ہو گا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ صحیح ہے ڈارلنگ —— تم کافی جانتی ہو —— بریڈ اتنا نہیں جانتا ——"

گاڑی پل عبور کر چکی تھی۔ میں نے ریسٹ ہاؤس کے سامنے پہنچ کر انجن بند کرتے ہوئے پیچھے کی طرف دیکھا۔ ہنٹرس کی گاڑی پل کے سرے پر پہنچ کر ریسٹ ہاؤس کی طرف ٹرن لے رہی تھی۔ یشودھرا نے پیچھے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تم نے بریڈلے کو بتا دیا میں تمہاری منگیتر ہوں؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "نہیں۔ اس نے صرف ٹیلیفون پر تم کو باتیں کرتے سنا ہے۔" یشودھرا کچھ کہنا چاہتی تھی کہ ہنٹرس نے ہماری گاڑی کے قریب پہنچ کر انجن کو ریس دے کر بند کر دیا اور وہ خاموش ہو گئی۔ میں نے دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "آیئے۔" یشودھرا سے پہلے ساوتری گاڑی سے نکل کر اگلے دروازے کے قریب پہنچ گئی اور اس کو سہارا دے کر گاڑی سے باہر نکلنے میں مدد دی۔ یشودھرا نے ریسٹ ہاؤس میں نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کس قدر ویرانی ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "بد روحیں ایسی ہی غیر آباد جگہ ملا کرتی ہیں۔" وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ ساوتری بھی ہنس دی۔ میں نے ریسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ساڑھے سات بج رہے ہیں یشو۔ تم نے یہاں چائے کا انتظام کرا دیا ہوتا تو مزا آ جاتا؟؟"

"آیئے کیپٹن ہنٹرس۔"

ہنٹرس کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور قریب آتے ہی پیک کیپ چھو کر گڈ مارننگ یور ایکسی لنسی کہہ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے تعارف کرایا راجکماری یشودھرا۔ کیپٹن ہنٹرس۔ مس ساوتری ——" یشودھرا نے ہنٹرس سے مصافحہ کیا۔ "ہاؤ ڈو یو ڈو" کیپٹن۔ نے کہا۔ ساوتری نے ہاتھ جوڑ کر نمستے کیا۔ تینوں ہنسنے لگے۔ میں نے کہا۔ "شیک ہینڈ ساوتری۔" اس نے مسکرا کر ہاتھ بڑھا دیا۔ ہنٹرس نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "میڈم گھر جا کر ہاتھ تو نہیں دھونا پڑے گا نا؟" ساوتری میری طرف دیکھ کر ہنس دی —— میں نے ہنٹرس سے کہا۔ "بریڈ ہمیں آج ہی ہلیسے کی طرف روانہ ہونا ہے —— تین روز بعد یشودھرا بھی پہنچ رہی ہیں ——" مسکرا کر یشودھرا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "اوور کانگریچولیشنز یور ایکسی لنسی۔" یشودھرا نے نگاہیں جھکا کر کہا۔ "تھینک یو کیپٹن ——" میں نے ہنٹرس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "خوب ہو بریڈ —— مبارکباد مجھے دینی چاہئے تھی یا ——" یشودھرا نے مسکرا کر کہا۔ "ہی از رائٹ نعیم۔ کیپٹن ہنٹرس جانتے ہیں کون مستحق ہے اور کیوں؟"

ہنٹرس نے ہنس کر میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "او کے بریڈ' ایک ہی بات ہے۔ ناؤ بیک ٹو پویلین۔" ہنٹرس نے ٹوپی کو ہاتھ لگایا اور کار کی طرف چل دیا۔ ہم بھی گاڑی میں سوار ہو گئے اور دوسرے لمحے دونوں گاڑیاں بیک ہو کر شہر کی طرف واپس ہو گئیں۔ کیمپ کے قریب پہنچ کر میں نے یشودھرا کو گڈ بائی کہا اور ہنٹرس کے ساتھ اپنے اپارٹمنٹ میں پہنچ گیا۔

گیارہ بجے کے قریب میں نے ریزیڈنٹ کو فون پر اپنی روانگی کی اطلاع دی۔ بولے "او کے کیپٹن —— وش یو لک۔" میں نے شکریہ ادا کیا تو کہنے لگے۔ "تم نے اس مرتبہ ہز ہائی نس سے ملاقات نہیں کی' حالانکہ۔ شاید یہ پہلا موقع ہوتا کہ وہ ذاتی طور پر تمہارا شکریہ ادا کرتے۔" میں نے جواب دیا۔ "سر' میں اسی وجہ سے گریز کر رہا ہوں۔ انہیں صرف آپ کا اور مسٹر ولسن کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ میں منظر عام پر نہیں آنا چاہتا۔ ان گرفتاریوں سے میرا تعلق ظاہر ہونا ہز ہائی نس کے لئے اچھا نہیں ہے۔" بولے۔ "ٹھیک ہے۔" میں نے گڈ بائی کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ ہنٹرس نے سگریٹ کیس میری طرف سرکا دیا۔ میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ اور ریسیور اٹھا کر میجر دلیش کھ کا نمبر ڈائل کیا۔ پہلی گھنٹی پر ریسیور کریڈل سے اٹھا لیا گیا اور آواز آئی۔ "میجر دلیش کھ۔" میں نے کہا۔ "آداب عرض ڈیڈی۔" بولے۔ "مجھے معلوم ہے برخوردار۔ بہت بہت شکریہ —— اور یہ میری طرف سے نہیں' بلکہ ——" میں نے کہا "سمجھ گیا ڈیڈی —— انہیں شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں —— صرف آپ ریزیڈنسی آ کر کمر تھپتھپا جایئے —— میں شام کو واپس جا رہا ہوں۔" بولے۔ "تم آ جاؤ' ہنگامہ ختم ہو چکا ہے۔ کیپٹن ہنٹرس کو بھی لے آؤ۔ ساتھ کھانا کھائیں گے ——" میں نے کہا۔ "ڈیڈی' ہز ہائی نس نے پچھلی مرتبہ ایک نیا مسئلہ پیدا کر دیا تھا اگر ——" ہنس کر بیچ میں بول پڑے۔ "شیم نا؟" میں نے کہا۔ "جی —— اور مجھے آج شام کو ہر حالت میں واپس ہونا ہے۔" بولے۔ "نیور مائنڈ —— وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے ——" آ جاؤ —— اچھا میں تمہیں لینے آ رہا ہوں۔ تیار ہو جاؤ ——" میں نے او کے کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور ہنٹرس کی طرف دیکھا۔ "میجر دلیش کھ ہمیں راج محل لے جانے کو آ رہے ہیں پال۔" بولا۔ "چلو —— لیکن ٹھہرو میں ریزیڈنٹ کو اطلاع دے دوں۔" میں نے ٹیلیفون کی طرف اشارہ کیا اور اس نے ریسیور اٹھا لیا۔ چند منٹ باتیں کرنے کے بعد ہنٹرس نے ریسیور رکھتے ہوئے کہا۔ "وکی انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کہہ رہے تھے ممکن ہے وکٹر اس مرتبہ ہز ہائی نس سے کوئی بہت بڑا انعام لے کر آئے۔" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے لیکن ہم میجر دلیش کھ سے آگے نہیں بڑھنا چاہتے۔ وہ خود ہمیں ہز ہائی نس کے پاس لے جائیں تو علیحدہ بات ہے۔"

میجر دلیش کھ بارہ بجے کے قریب ہمیں لینے آئے تو ہم اپنا سامان کار میں رکھوا چکے تھے۔ میجر واٹسن کو اپنی روانگی کی اطلاع دے چکے تھے اور برآمدے میں گاڑی کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ گراؤنڈ میں کار آتی دیکھ کر دونوں نیچے اتر آئے اور کار رکتے ہی دونوں نے ان کو سیلوٹ کیا۔ وہ مسکراتے ہوئے باہر نکلے۔ مصافحہ کیا اور مجھے اپنی گاڑی میں بیٹھنے کو کہہ کر وہیل سنبھال لیا۔ ہنٹرس میری گاڑی میں سوار ہو گیا اور دونوں گاڑیاں ریزیڈنسی سے نکل کر راج محل کی طرف چلنے لگیں۔ پل عبور کرتے ہی کہنے لگے۔ "نعیم' ہزہائی نس تم سے اس قدر خوش ہیں کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔" میں نے کہا۔ "ڈیڈی یہ ان کی محبت ہے ورنہ میں نے صرف اپنا فرض ادا کیا ہے۔ انہوں نے مجھے جس بلندی تک پہنچایا اس کی کم مثالیں مل سکتی ہیں۔ پھر اگر میں ان کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دوں تو کون سی بات ہے؟" ہنس کر بولے۔ "نعیم سچ تو یہ ہے تم نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ تم نے جب مجھ سے ایک ہفتے میں ونود کو ختم کر دینے کا دعویٰ کیا تو میرا خیال یہی تھا کہ شاید تم اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر اس کو شوٹ کر دو گے لیکن یہ حل؟ یہ تو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا——" میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈیڈی آپ جتی ستی آدمی ہیں۔ سیاسی شطرنج کی چالیں کیسے سمجھ سکتے ہیں۔" بولے۔ "ٹھیک ہے بوائے اسی لئے ہم کنوارے رہ گئے۔" راج محل گیٹ قریب آتے ہی میں خاموش ہو گیا۔ دونوں گاڑیاں گیٹ سے گزر کر آفیسرز لائن میں داخل ہوئیں اور بنگلے کے سامنے پہنچ کر رک گئیں۔ انہوں نے اندر داخل ہونے سے پہلے گاڑیوں کی حفاظت کا انتظام کیا اور ہمیں لئے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل آئے۔ اندر پہنچتے ہی پرب اور واسو نے جھک کر سلام کیا۔ آج کچن میں مودی خانے کے دو باورچی کھانا پکانے میں مصروف تھے۔ میں نے یہ بھاگ دوڑ دیکھ کر کہا۔ "ڈیڈی کیا بات ہے اس قدر اہتمام؟" مسکرا کر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "ہاں آج ایک پرنس کی دعوت ہے۔ پرب الماری کھولو اور اپنے صاحب بہادر کو جل پان کراؤ بھئی۔" پرب نے الماری کھول کر بوتل اور گلاس نکالے اور ٹرے میز پر رکھی دی۔ میں نے بوتل کھول کر گلاسوں میں دو دو پیگ انڈیلی' ہزہائی نس کی صحت کا جام تجویز کیا وہ ہنسنے لگے۔ ایک دو گھونٹ لینے کے بعد میجر دلیش کھ نے ہنٹرس کی طرف دیکھا۔ "کیپٹن آپ' میں سمجھتا ہوں دو تین سال سے اس کے ساتھ ہیں۔" ہنٹرس نے مسکرا کر کہا۔ "یس میجر۔ آپ کا خیال صحیح ہے۔" گلاس اٹھاتے ہوئے بولے۔ "کیسا پایا اس کو؟" بولا۔ "میرا عزیز ترین دوست ہے اور آپ مجھے اسی کی وجہ سے دیکھ رہے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "پھنس گیا تھا۔" چونک کر بولے۔ "اوہ۔ کہاں؟" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے جواب دیا۔ "دہشت پسندوں کے جال میں۔ وہ صاف کر دیتے لیکن میری ایک گرل فرینڈ نے کچھ مدد کی اور میں اسے نکال لایا۔" ہنس کر کہنے لگے۔ "ویلڈن۔ شاید اسی لئے خدا تمہیں ہر آفت سے——" میں نے کہا۔

"واقعی ڈیڈی اس نیک آدمی کو بچانے کے لئے خدا نے مجھے چند روز پہلے دریا کے حادثے سے صحیح سالم بچایا تھا۔" بولے۔ "اوہ' اس وقت کا ذکر ہے؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "فوراً" بعد کا—— میں کلکتہ پہنچا تو آپ اسیر زلف ہو چکے تھے۔" ہنٹرس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ڈی تم نے مجھے اپنے ایکسی ڈنٹ کے متعلق کیوں نہیں بتایا؟" میجر دلیش کھ نے گلاسوں میں غٹاغٹ غٹاغٹ قہقہہ لگا کر کہا۔ "کیپٹن' اگر یہ گزرے ہوئے حادثات بیان کرنے لگے گا تو سن کر پاگل ہو جاؤ گے۔ مائی ڈیئر' یہ مجسم حادثہ ہے اور ہم اس کی سلامتی کی دعائیں کرتے کرتے مجسم پجاری ہو گئے ہیں۔" ہنٹرس نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "آپ صحیح کہتے ہیں میجر' یہ ڈیول ان کارنیٹ ہے۔" میں نے گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی اگر دعوت والا پرنس میں ہی ہوں تو پلیز کھانا منگایئے۔ "ع آب انگور نے تو آگ لگا دی ساقی۔" انہوں نے پرب کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا پوزیشن ہے پرب؟" اس نے ڈائننگ روم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"بدھاریئے صاحب بہادر۔" ہم اٹھ کر چل دیئے۔

کھانے کا اہتمام واقعی شاہانہ تھا۔ سرو کرنے والے بھی باوردی بیرر تھے۔ ہنٹرس حسن انتظام سے بے حد متاثر تھا۔ کھانے کے دوران گفتگو میں اس نے راج محل دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ میں نے وقت کی تنگی کا عذر کر کے باز رکھنے کی کوشش کی تو میجر دلیش کھ نے کہا۔ "شاید تم آج نہ جا سکو۔" میں نے چونک کر ان کی طرف دیکھا تو مسکرا کر کہنے لگے۔ "نعیم ذرا ذرا سی بات پر انعام و اکرام دینے والے حکمران کے لئے اتنا حیرت انگیز کارنامہ انجام دینے کے بعد اگر اس کی طرف سے کسی بڑے اعزاز کی توقع نہیں رکھتے تو تمہاری عقل کو کیا کہوں مائی ڈیئر۔" میں نے کھانے سے ہاتھ روک کر کہا۔ "او کے ڈیڈی سمجھ گیا۔ خدا کرے وہ قدیم حکمرانوں کی طرح کریں۔ مانگو ٹائیگر کیا مانگتے ہو؟ تو"

"مجھے معلوم ہے۔" انہوں نے قہقہہ لگا کر بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "تم ایک ہی چیز مانگ سکتے ہو۔ گو وہ چیز تم——" ہنٹرس نے قہقہہ لگایا اور انہوں نے معنی خیز نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "صبح تعارف ہو چکا ہے ڈیڈی۔ لیکن بات کا رخ نہ بدلئے۔ جو کچھ میں اپج اپج سے مانگوں گا وہ ڈیڈی کے ریٹائرمنٹ کے مطالبے کے سوا کچھ نہ ہو گا۔" وہ پھر ہنس دیئے۔ میں نے گلاس اٹھا کر ایک گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ "مجھے آپ کی ضرورت پڑے گی۔ بہت جلد۔" ہنٹرس نے مسکرا کر کہا۔ "اٹس اے فیکٹ میجر——" وہ کنپٹی کھجانے لگے—— میں نے گلاس رکھتے ہوئے کہا—— "فی الحال دو مہینے کی رخصت سے بھی کام چل جائے گا۔" بولے۔ "تمہارے سامنے کہوں گا—— لیکن تم سپورٹ نہ کرنا ورنہ وہ سمجھ جائیں گے تمہارا کوئی خاص پروگرام ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میرے سامنے اس کے معنی ہیں' مجھے ہزہائی نس کی خدمت میں حاضر بھی ہونا

ہے۔ آج آپ بہت آہستہ آہستہ کھل رہے ہیں ڈیڈی۔ مجھے خطرہ ہے اس کے بعد آپ یہ نہ کہہ دیں کہ اگر وہ شمیم کو انگوٹھی پہنانے کا حکم دیں تو انکار نہ کر دوں۔" انہوں نے سنجیدہ ہو کر کہا۔ "نہیں بھئی۔ خدا کی قسم شمیم کے متعلق مجھے کچھ معلوم نہیں کہ وہ یہاں ہے یا نہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو وہ واقعی اس وقت موجود ہو اور تم خیال کرو کہ ڈیڈی نے تمہیں ٹریپ کیا۔" میں نے کہا۔ "میں یقیناً ایسا ہی سمجھوں گا جناب۔ بلکہ ایسا ہی سمجھ رہا ہوں۔" بولے۔ "میں خدا کی قسم کھا چکا ہوں۔"

"سن رہا ہوں ڈیڈی۔" میں نے شرارت آمیز لہجے میں کہا۔ "لیکن قسم کھانے کے سوا خدا سے ہمارا تعلق بھی کیا ہے۔ نو سر' میں نے اس کا کوئی اثر نہیں لیا۔"

"تو پھر بتاؤ تمہیں یقین دلانے کے لئے کیا کروں؟"

"بتا سکتا ہوں لیکن آپ کو ڈکٹیٹ کرنا میرے لئے جائز نہیں۔"

"میں مشورے کو ڈکٹیٹ کرنا نہیں سمجھتا۔ بتاؤ کیا کرنا ہے؟"

"آپ ہز ہائی نس کو فون پر کہیں کہ نعیم سلامی کے لئے حاضر ہونا چاہتا ہے لیکن شمیم یا بیگم چغتائی کو آپ کے ڈرائنگ روم میں نہیں ہونا چاہئے۔" انہوں نے کافی کا آخری گھونٹ لیا اور گھنٹی بجائی۔ ایک بیرر نے دروازے پر آ کر کہا۔ "حکم سرکار؟" اٹھتے ہوئے بولے۔ "کھانا بڑھاؤ۔" دو تین بیرر اندر آ کر پلیٹیں اور گلاس وغیرہ اٹھانے لگے۔ ہم سگریٹ سلگاتے ہوئے ڈرائنگ روم کی طرف چل دیئے۔

صوفے پر بیٹھتے ہوئے میری طرف دیکھ کر بولے۔ "تم نے اب تک مجھے شمیم کے متعلق کچھ نہیں بتایا تھا اور اب ایک دم آخری دھماکہ کر دیا۔"

میں نے جواب دیا۔ "یہ عنایت پچھلی مرتبہ فرمائی گئی تھی اور وہ بھی روانہ ہوتے وقت۔ مجھے آپ سے بات کرنے کا موقع نہیں ملا خیر اب بھی بعد از وقت نہیں ہے۔"

انہوں نے اثبات میں سرہلا کر ریسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کر کے مسٹر مہتا سے باتیں کرنے لگے۔ چند رسمی جملے تبدیل کرنے کے بعد بولے۔ اگر ہز ہائی نس کھانا کھا چکے ہوں تو ان سے ملاقات کا وقت دریافت کر کے مجھے بتائیں۔ دوسری طرف سے کچھ کہا گیا اور وہ او کے کہہ کر خاموش ہو گئے۔ ریسیور کان سے لگائے لگائے ایک سگریٹ اٹھا کر ہونٹوں میں دبایا۔ میں نے ان کو لائٹ دی اور انہوں نے کش لیا۔ ایئر پیس میں بولنے کی آواز آئی۔ وہ سنبھل کر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "او کے مسٹر مہتا ذرا مجھے ہز ہائی نس سے سلام کرنے کا موقع دیجئے۔" ایک لحہ توقف کے بعد اضطراری طور پر پیشانی کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولے۔ "جے جے' یور ہائی نس۔ جی یور ہائی نس۔ ابھی دس منٹ میں حاضر ہو رہے ہیں۔ وہ عرض یہ کرنا تھا کہ مس شمیم اور بیگم چغتائی چلی گئیں یا۔ بہتر ہے۔ بہتر ہے یور ہائی نس۔ جی۔ جی یور ہائی نس بہتر ہے۔ جے جے یور ہائی نس ———" اس جی جی اور جے جے کی تکرار سے

مجھے ہنسی آنے لگی۔ ہنٹرس نے مسکرا کر میری طرف آنکھ دبائی۔ میجر دلیش مکھ نے ریسیور رکھ کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگے۔ "وہ دونوں یہیں کہیں ہیں کیپٹن۔ لیکن ہز ہائی نس نے ہمیں اپنے ریڈنگ روم میں بلایا ہے اور وہاں مہارانی اور پرمیلا کے سوا کوئی نہ ہو گا۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "ویٹس او کے بائی می۔" وہ ہنٹرس کی طرف دیکھ کر بولے۔ "ایکس کیوز می کیپٹن ہنٹرس۔ آپ تھوڑی دیر ریلیکس کریں۔ جس چیز کی ضرورت ہو لیکن اوہ وہاٹ اے فارگیٹ فل مین آئی ایم۔ آیئے آپ بھی چلئے۔ میں آپ کو راج محل دکھاؤں گا۔" وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم نے ان کی تقلید کی۔

راج محل کے پورٹیکو میں کار سے اتر کے لفٹ کی طرف چلنے لگے تو گارڈ روم کا دروازہ بند تھا۔ گیٹ پر کوئی پہریدار نہ تھا۔ میں نے میجر دلیش کی طرف دیکھا۔ لفٹ کے بٹن پر انگلی دباتے ہوئے بولے۔ "تمہاری آمد کو راز رکھنے کے لے پہریداروں کو ہٹا دیا گیا ہے۔" ہنٹرس نے کہا۔ "ظاہر ہے ونود کی گرفتاری کے فوراً بعد تمہارا یہاں آنا قیاس کی راہیں کھول سکتا ہے وکی۔" میں سرہلا کر خاموش ہو گیا۔ لیکن اس قدر رازداری سے میرے دل میں شبہات پیدا ہونے لگی۔ میری اہمیت ہی کیا تھا۔ لفٹ میں بیٹھ کر چوتھی منزل پر پہنچے تو تمام کاریڈور خالی پڑا تھا۔ حتیٰ کہ دیوان ہال کے دروازے پر کیبن میں بھی کوئی نہ تھا۔ میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ دیوان ہال میں داخل ہوئے تو یہاں مسٹر مہتا نے استقبال کرتے وقت درباری سلام کیا۔ میں نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو وہ مصافحہ کرتے ہوئے بھی جھجکپا رہے تھے۔ مزاج پرسی میں بھی با ادب اور با ملاحظہ نظر آ رہے تھے۔ آخر چیمبر کے سامنے سے گیلری کے راستے دو تین ہال اور کمروں سے گزرتے ہوئے' لائبریری کے دروازے پر پہنچا کر واپس ہو گئے۔ یہاں پرمیلا اور نرملا کے سوا کوئی نہ تھا۔ دونوں نے مسکرا کر نمستے کیا۔ میجر دلیش مکھ نے مجھے اندر جانے کا اشارہ کیا اور ہنٹرس کو ساتھ لے کر سموکنگ روم کی طرف چل دیئے۔ اندر داخل ہوتے ہی پرمیلا نے میرا بازو تھام لیا اور صوفے کی طرف چلتی ہوئی کہنے لگی۔ "ٹائیگر۔ میری جان' بلکہ ہم دونوں کی جان' ٹائیگر ہی رہنا ———" میں نے نرملا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا تم اب بھی میری جان ہو۔" نرملا بولی۔ "پریتم' ہمیشہ کے لئے' دلوں کے بندھن کبھی نہیں ٹوٹا کرتے۔" میں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "پرمیلا اگر ہز ہائی نس کے آنے میں دیر ہو تو دروازہ بند کر دو۔" پرمیلا دروازے کی طرف چل دی۔ میں نے نرملا سے کہا۔ "ڈارلنگ اگر تم بھی پرمیلا کی ہم خیال ہو تو یہ بتاؤ کبھی تم نے شیر کو گیدڑ بنتے دیکھا ہے؟" ہنس کر بولی۔ "نہیں پریتم ———" اسی وقت پرمیلا واپس آ گئی اور کہنے لگی۔ "کیا کہہ رہا ہے ری تیرا پریتم۔ اکیلی کا؟" میں نے کہا۔ "تم بتاؤ ٹائیگر ہی رہنا سے کیا مطلب ہے تمہارا؟" بولی۔ "راجکمار ہو تو راجکمار ہی رہنا ———" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "اوہ! یہ تو تم پہلے بھی کہہ چکی ہو

ڈارلنگ اور تمہیں معلوم ہے میں نے غیثم کو کیا جواب دیا۔" مسکرا کر اثبات میں سر ہلاتی ہوئی بولی۔ "معلوم ہے' لیکن بڑی حضور نے دباؤ ڈالا تو کیا کرو گے؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "وہ مجھ پر دباؤ نہیں ڈال سکتے۔ چلو کچھ پلاؤ مجھے پیاس لگ رہی ہے۔" نرملا نے لپک کر الماری کھولی اور بوربن گلاس میں انڈیل کر لے آئی۔ میں نے گلاس لے کر پینی شروع کر دی۔ دو تین گھونٹ لے کر کہا۔ "نرملا اب بڑی حضور کو میری حاضری کی اطلاع دے دو۔" وہ سر جھکا کر دروازے کی طرف چل دی۔ میں نے گلاس خالی کر کے پرمیلا کو دیا اور اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ پرمیلا گلاس الماری میں رکھ کر مسکراتی ہوئی دروازے کی طرف چل دی۔ چند منٹ بعد کاریڈور میں آہٹ ہوئی۔ پرمیلا نے پردہ اٹھایا اور ہزہائی نس اور مہارانی مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ میں نے آگے بڑھ کر سلیوٹ کیا اور دونوں کے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا۔ ہزہائی نس نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "شاباش نعیم' تم نے حق ادا کر دیا۔" ہز ہائی نس نے کمر تھپکتے ہوئے کہا۔ "تم سے ہمیں یہی توقع تھی——" میں نے سر جھکا لیا۔ "یور ہائی نس یہ میرا فرض تھا۔ حق تو ادا کر ہی نہیں سکتا۔" وہ مسکرا کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "بیٹھو نعیم۔" میں نے مہارانی کے بیٹھنے کا انتظار کیا اور جب وہ ان کے قریب بیٹھ گئیں تو دونوں کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ پرمیلا نے سگریٹ ٹرے لا کر میز پر رکھ دی۔ ہزہائی نس نے سگریٹ اٹھا کر ہونٹوں میں دبایا۔ میں نے جھک کر ان کو لائٹ دی۔ کش لے کر کہنے لگے۔ "نعیم' یشونت نے تمہارا پیغام ہمیں پہنچایا تھا۔ لیکن سچ تو یہ ہے ہمیں وشواش نہیں تھا کہ ایک ہفتے میں اتنا بڑا کام ہو سکتا ہے۔ خیر ہو گیا۔ تم نے ہمیں بہت بڑی جلن سے نجات دلا دی۔ سوچتے ہیں اب تمہیں کیا انعام دیں؟" میں نے سر جھکا کر کہا "یور ہائی نس میں سر تا پا آپ کا ہوں۔ آپ کی خدمت میرا سب سے بڑا انعام ہے۔ آپ کے اس انداز میں سوچنے سے مجھے محسوس ہوتا ہے جیسے میں محض انعام و اکرام کے لئے آپ کی محبت کا ڈھونگ رچائے ہوئے ہوں۔" ہزہائی نس نے بے ساختہ اٹھ کر مجھے گلے سے لگا لیا اور دیر تک کمر تھپکتے رہے۔ میں نے جھک کر ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگائے اور سیدھا ہو کر نظریں اٹھائیں تو ان کا چہرہ جذبات مسرت سے کھلا ہوا تھا۔ مسکرا کر بولے۔ "نعیم ایشور جانتا ہے میں تمہیں اپنے بیٹے کی طرح چاہتا ہوں۔ کاش میں تمہارے لئے وہ کچھ کر سکتا جو میری دلی آرزو ہے—— کاش——" وہ پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے۔ مہارانی نے کہا۔ "یور ہائی نس جب آپ نے اس کو بیٹا ہی کہہ دیا تو کاش بے معنی ہے۔ آپ اس کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یور ہائی نس' شری حضور نے میرے لئے کیا نہیں کیا۔ آپ کے پرتاپ سے میرے پاس کیا نہیں ہے۔ یقین فرمایئے میں ان کو اپنی قسمت کا رخ تبدیل کرنے والا دیوتا مانتا ہوں۔ مہاراجہ ہنس دیئے۔ سگریٹ ٹرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "سگریٹ پیو نعیم۔ تم نے دیوتا

کہہ کر میری زبان بند کر دی۔ اب مجھے سوچنا پڑے گا کن کن الفاظ میں تمہیں پیش کش کی جائے۔"

میں نے سگریٹ اٹھا کر سلگایا۔ وہ تھوڑی دیر میں میرے چہرے کی طرف دیکھنے کے بعد مہارانی سے مخاطب ہو گئے۔ "یور ہائی نس جو کچھ آپ اس نعیم کی زندگی کے متعلق جانتی ہیں اس پر نظر ڈال کر بتایئے یہ دولت سے اس قدر بے نیاز کیوں ہے؟" مسکرا کر بولیں۔ "کمپلیکس۔ شاید یہ چند لاکھ روپے حاصل کر کے مطمئن ہو گیا ہے کہ یہ اس کی حیثیت سے بہت زیادہ ہو گئے۔" ہزہائی نس نے ہنس کر کہا۔ "سنیپ ڈسیشن آپ نے فیصلہ کرنے میں عجلت سے کام لیا۔ پرمیلا! کافی وغیرہ پلاؤ بھئی۔" پرمیلا سر جھکا کر پچھلے قدموں ہٹتی ہوئی دروازے کی طرف چل دی۔ مہارانی نے ہزہائی نس کی طرف دیکھا۔ مسکرا کر بولے۔ "ہم جانتے ہیں۔ اچھا نعیم پہلے یہ بتاؤ تم نے غیثم اور بیگم چغتائی کے متعلق کیوں پوچھا تھا؟"

"یور ہائی نس۔" میں نے جواب دیا۔ "وہ میرے متعلق ابھی تک غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ میں نے کھلے الفاظ میں اپنی معذوری کا اظہار کر دیا تھا۔ یہ ہر ہائی نس بھی جانتی ہیں۔" مہارانی نے اثبات میں سر ہلا کر میری تائید کی۔ میں نے کہا۔ "مشکل یہ ہے یور ہائی نس' بیگم چغتائی الفاظ کا جال بچھانے کا فن جانتی ہیں——" ہزہائی نس مہارانی کی طرف دیکھ کر مسکرا دیئے۔ وہ میری طرف مخاطب ہو کر ناصحانہ لہجے میں کہنے لگیں۔ "نعیم اس رشتے سے انکار کر کے تم بہت بڑا چانس کھو رہے ہو۔ لاکھوں کے جہیز اور کوٹھی کار اور جاگیر کے علاوہ یہاں معزز ترین لوگوں میں شامل ہو گے۔ ہم نے غیثم کو بیٹی کہا ہے اس لئے ہماری طرف سے بھی دس لاکھ روپے سلامی اور اتنا ہی جہیز طے ہو چکا ہے اور پھر دو چار سال بعد جب تم فوج سے لوٹو گے تو چغتائی ریٹائر ہو چکے ہوں گے اور ان کی جگہ تم دیوان ریاست ہو گے۔ یہ میرا وعدہ ہے۔ سوچو۔ یشوت سے مشورہ کرو کرنل ارجن سنگھ سے رائے لو۔ ہمیں جلدی نہیں ہے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یور ہائی نس۔ کیا عرض کروں۔ کاش آپ نے کہا ہوتا۔ نعیم مجھے تمہارے سر کی ضرورت ہے تو——" ہزہائی نس نے ہاتھ اٹھا کر روکتے ہوئے کہا۔ "نعیم یہ امتحان تو تم بہت پہلے دے چکے ہو۔ اب تو ہم تمہیں سربلند دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر ممکن ہوتا تو تمہارے سر پر تاج بھی رکھ دیتے لیکن افسوس——" میں نے ان کا جملہ پورا ہونے سے پہلے کہا۔ "افسوس نہ کیجئے' یور ہائی نس' خدا کی قسم تخت و تاج میں میرے لئے کوئی کشش نہیں ہے۔ میں اس سے بڑی ریاست کا ولی عہد ہوں۔"

دونوں نے چونک کر میری طرف دیکھا اور تصویر حیرت بن کر رہ گئے——

پرمیلا اور نرملا نے اس تعطل کے دوران کافی اور لائٹ ریفریشمنٹ کی ٹرے میز پر رکھ

دیں۔ تین پیالیوں میں کافی تیار کی اور خاموشی سے کھسک کر صوفوں کے پیچھے ہو گئیں۔ ہز ہائی نس اور مہارانی نے پیالی اٹھا کر ایک چسکی لی اور پھر سکوت طاری ہو گیا۔ میں نے پیالی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے آہستگی سے کہا۔ "اجازت یور ہائی نس؟" مسکرا کر بولے۔ "اوہ۔ شیور شیور۔ آئم سوری بوائے۔" میں نے پیالی اٹھا کر ایک گھونٹ لیا اور ان کی طرف دیکھا۔ مسکرا کر کہنے لگے۔ "میں تمہاری بات کا یقین کرتا ہوں نعیم۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ ولیعہد ریاست ہونے کے باوجود تم ہمارے باڈی گارڈز میں کیوں داخل ہوئے؟" میں نے پیالی کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "اس وقت میں ولیعہد تو کجا کسی ریاست کے نام سے بھی واقف نہ تھا یہ بعد کی بات ہے۔ اسی لئے میں آپ کو اپنی تقدیر بدل دینے والا دیوتا مانتا ہوں۔" مسکرا کر کافی کا گھونٹ لیا اور کہنے لگے۔ "کیا تم بالکل سنجیدہ ہو نعیم؟" میں نے کہا۔ "یور ہائی نس اگر میں برٹش آرمی میں چلا گیا ہوں تو کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے سامنے غیر سنجیدہ ہونے کی جرات کر سکتا ہوں۔" مہارانی نے کہا۔ "نہیں نعیم تم سچ کہہ رہے ہو۔ لیکن ریاست کا نام کیوں نہیں بتا دیتے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یور ہائی نس یہ کسی اور کا راز ہے اور اس کا نام زبان پر نہ لانے کا میں معاہدہ کر چکا ہوں۔ ریاست مجھے ایک لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ دیتی ہے۔ ضرورت پڑنے پر وظیفہ دوگنا بھی ہو سکتا ہے۔ اس راج محل میں ایک سے زیادہ شخصیتیں ایسی موجود ہیں جنہوں نے مجھے اس حیثیت میں دیکھا ہے اور میرے یوراج ہونے کی گواہی دے سکتی ہیں۔ یہاں پھر عرض ہے کہ نام جاننے پر اصرار نہ کیجئے گا۔" ہز ہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "ضرورت نہیں۔ اب ہم سمجھ گئے۔ تم صحیح کہہ رہے ہو نعیم —— خیر اب یہ بتاؤ ہم تمہارے لئے کیا کر سکتے ہیں؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "کیا عرض کر سکتا ہوں یور ہائی نس' میں آپ کا باڈی گارڈ ہوں اور ہمیشہ رہوں گا۔" مہارانی کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "کوئی بھی تو کمی نہیں ظالم میں۔ ارے یہ یشونت کہاں گیا نعیم ——"

میں نے کہا۔ "وہ کیپٹن بریڈلے کو راج محل دکھاتے پھر رہے ہیں۔" بولے۔ "اوہ —— ہمیں دیر سے یاد آیا —— تم بمبئی کب جا رہے ہو نعیم؟" میں نے کہا۔ "آج ہی —— شام کو ——" اٹھتے ہوئے کہنے لگے۔ "ٹھیک ہے کھانا کھانے کے بعد جانا۔" میں نے اٹھ کر کہا۔ "جو حکم۔" وہ مسکراتے ہوئے دروازے کی طرف چل دیئے۔ میں بھی ان کے ساتھ چلنے لگا۔ کاریڈور میں پہنچ کر میں نے رخصتی سلام کیا اور وہ دونوں اپنے ڈرائنگ روم میں داخل ہو گئے۔ دروازہ بند ہوتے ہی پرمیلا نے کہا۔ "ویل ڈن بوائے۔" میں اس کی شرارت پر ہنس دیا۔ "تو میں بوائے ہوں' تمہاری نظر میں؟" نرملا نے ہنس کر کہا۔ "بکتی ہے ٹائیگر۔ تم اس سے پہلے تو میرے بوائے فرینڈ رہ چکے ہو۔ لیکن آج معلوم ہوا تم واقعی شیر ہو اور صرف راجکماری کی وجہ سے نہیں' پیدائشی راجکمار ہو۔" میں

نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "شکریہ لیڈیز —— لیکن اب یہ بتاؤ تم میں سے کون میجر دلیش مکھ کو ڈھونڈ کر لا سکتی ہو؟" نرملا نے جواب دیا۔ "جسے آپ حکم دیں۔" میں نے چلتے ہوئے کہا۔ "نہیں میں خود تلاش کر لوں گا۔" دونوں ہنس کر میرے ساتھ چلنے لگیں۔ کاریڈور سے ٹرن لے کر دوسری طرف آنے تک تمام راہداریاں دور دور تک خالی پڑی ہوئی تھیں۔ میجر دلیش مکھ اور ہنٹرس بھی نہ معلوم کس کمرے کی سیر کر رہے تھے۔ میں نے اکتا کر دیوان ہال کے عین سامنے والے کاریڈور کی طرف رخ کیا۔ پرمیلا نے کہا۔ "نعیم تم چند منٹ مہتا کے چیمبر میں بیٹھو ہم یشوت دادا کو تلاش کر کے وہیں بھیج دیں گے۔" میں نے کیبن کی طرف نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "نہیں پرمیلا' میں دادا کے بنگلے جا رہا ہوں۔ ان کو وہیں بھیج دینا۔" نرملا نے مغموم لہجے میں کہا۔ "ٹھیک ہے پرمیلا' اس سنسان ماحول میں نعیم کا دل کیا لگے گا؟ جانے دو انہیں۔" میں نے سگریٹ کا آخری کش لیتے ہوئے کہا۔ "صحیح ہے نرملا۔ یہاں تو کرفیو لگا ہوا ہے۔ دور دور تک کوئی دوست تو کیا دشمن بھی نظر نہیں آتا۔" بولی۔ "دوستوں کو کیا معلوم کہ تم یہاں آئے ہوئے ہو۔" پرمیلا نے کہا۔ "میں اوپر جا رہی ہوں۔ تم دونوں لفٹ کے دروازے پر انتظار کرو۔" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ "بچترا یہیں ہے۔ میں بنگلے پہنچ کر فون پر بات کر لوں گا۔ تم صرف یشودھرا کو اطلاع دے دو۔" پرمیلا لفٹ کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ میں نے بٹن پر انگلی رکھ کر دبائی۔ لفٹ اوپر آنے لگی۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو نرملا زینے کی طرف جا رہی تھی۔ پرمیلا کھڑی ہوئی تھی۔ نگاہیں ملتے ہی مسکرا دی۔ "مجھے تم سے تنہائی میں کچھ کہنا ہے ڈارلنگ' اس لئے نرملا کو اپنی جگہ بھیج دیا۔"

میں نے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے کہا۔ "حکم!" ہنس کر بولی۔ "یشودھرا کے ساتھ کون کون جا رہا ہے؟"

○

"یشودھرا کے ساتھ؟" میں نے کہا۔ "کہاں جا رہی ہیں یشودھرا؟"
"بمبئی ـــــــ کلکتہ ـــــــ لندن ـــــــ مجھے معلوم نہیں' کہاں لے جا رہے ہو تم؟"

"ٹھیک ہے ـــــــ اگر میں لے جا رہا ہوں تو تم بھی یشودھرا کے ساتھ ہو۔ بس؟" اس نے ہاتھ بڑھایا۔ "وعدہ؟" میں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "وعدہ بلکہ ورڈ آف آنر۔ لیکن یہ تم سے کس نے کہا ـــــــ یشو نے؟" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "نہیں۔ لیکن یہ یقینی ہے اور تمہیں شام تک معلوم ہو جائے گا ـــــــ" میں نے ہنس کر تھینکس کہا اور لفٹ میں داخل ہو گیا۔

میں میجر دلیش مکھ کے بنگلے پر پہنچا تو ڈرائنگ روم میں کوئی نہ تھا اور ٹیلیفون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور "ہیلو" کہا۔ اسی وقت پرب دوڑتا ہوا دروازے پر آیا اور مجھے بات کرتے دیکھ کر واپس چلا گیا۔ ایئر پیس میں آواز آئی۔ "نعیم۔" میں نے کہا۔ "یشو۔ نرملا سے بات کی؟" بولی۔ "ہاں ڈارلنگ وہ ابھی یہاں سے گئی ہے۔ تھینک یو ویری مچ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "نان سینس۔ راجکماری ہو کر اپنے باڈی گارڈ کا شکریہ ادا کر رہی ہو یور ایکسی لنسی!" کہنے لگی۔ "اچھا شکریہ واپس لے لیا۔ بتاؤ ہز ہائی نس نے کیا کہا؟"

"بہت کچھ ـــــــ" میں نے کہا۔ "لیکن' میں جو کچھ سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ غیم سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔" بولی۔ "نرملا نے بتا دیا۔ لیکن ڈارلنگ تم نے چالیس پچاس لاکھ روپیہ کھو دیا۔" میں نے ریسیور گرا دیا۔ یشودھرا کی آواز آئی۔ "نعیم ـــــــ" میں نے ہنس کر کہا۔ "یشو ـــــــ" بولی۔ "ناراض ہو گئے تھے؟" میں نے کہا۔ "نہیں۔ چالیس پچاس لاکھ کھو دینے کا شاک برداشت نہ کر سکا۔" ہنس کر کہنے لگی۔ "پریتم وہ مذاق تھا۔ تم روپے کو کیا سمجھتے ہو جبکہ پوری ریاست کو ٹھکرا سکتے ہو۔ آج تو تم نے ہز ہائی نس کو بھی بتا دیا۔"

"بتا دینا پڑا ڈارلنگ۔ مہارانی صاحبہ لاکھوں کی رٹ لگائے جا رہی تھیں۔ سنو یشو' پرمیلا کچھ زیادہ جانتی ہے اسے بلا کر دریافت کرنا۔" "او کے ڈارلنگ۔ ابھی بلاتی ہوں۔" اس نے کہا۔ "اور کوئی حکم؟" میں نے گڈ بائی کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور صوفے کی پشت گاہ

سے کمر لگا کر سگریٹ پینے لگا۔ پرب مجھے فارغ دیکھ کر اندر آیا اور الماری سے اسکاچ کی بوتل اور گلاس نکال کر میرے سامنے رکھ دیئے۔ میں گلاس میں انڈیل کر پینے لگا۔ وہ باورچی خانے سے پوٹاٹو چپس کی پلیٹ لے آیا اور میرے سامنے رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے گلاس رکھتے ہوئے کہا۔ "میجر برنی دکھائی نہیں دیئے پرب۔" بولا۔ "صاحب بہادر وہ کئی مہینے سے اپنے ہاں نہیں آتے۔" میں نے پوچھا۔ "آج کل کہاں ہیں؟" کہنے لگا۔ "یہیں ہیں۔ ونود جی نے اپنے ساتھ رکھنا شروع کر دیا تھا۔ اس لئے کچھ مہنگے ہو گئے تھے۔" میں نے گلاس اٹھا کر گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ "اسی لئے ونود جی کا سورج ابھرنے سے پہلے گرہن میں آ گیا۔ سنو پرب۔ اس عرصے میں ڈیڈی کے ساتھ برنی کا رویہ کیا تھا؟ سچ بتانا۔" کہنے لگا۔ "صاحب مجھے زیادہ معلوم نہیں۔ لیکن ہمارے صاحب کچھ فکرمند ہی نظر آتے تھے۔ ان کا زیادہ وقت شری حضور کی خدمت میں گزرتا تھا۔" میں نے بوتل اٹھا کر گلاس میں انڈیلی اور انڈیلتا چلا گیا۔ گلاس تقریباً لبریز ہو گیا۔ پرب نے سر جھکا لیا۔ وہ میری ذہنی کیفیت سمجھ گیا۔ نیچی آواز میں کہنے لگا۔ "صاحب بہادر' شری حضور سمجھ چکے ہیں برنی صاحب وشواس پاتر نہیں ہیں۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا اور گلاس اٹھا کر پینے لگا۔ اسی وقت جینٹری میں آہٹ ہوئی اور میجر دلیش مکھ' ہنٹرس کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے ڈرائنگ روم میں نمودار ہوئے۔ میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی مسکرا کر بولے۔ "ویلڈن بوائے۔ ہم وہاں تمہیں ڈھونڈتے پھرے اور تم یہاں۔"

"شریک ہو جائیے۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "یہ بعد کو ثابت کریں گے کہ کس نے کس کو تلاش کیا ـــــــ" انہوں نے ہنٹرس کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا ـــــــ "آپ دونوں صاحبان پئیں۔ میں تو صرف کیپٹن کو پہنچانے آیا تھا۔ ہز ہائی نس نے یاد فرمایا ہے۔ جا رہا ہوں۔" میں نے ہاتھ اٹھا کر روکتے ہوئے کہا۔ "ایک منٹ ـــــــ میں میجر برنی کو بلانا چاہتا ہوں اجازت ہے؟" مسکرا کر بولے۔ "نہیں۔ پرب نے کچھ کہا ہے شاید۔" میں نے ایک گھونٹ لے کر کہا۔ "جی نہیں۔ میرا اپنا کچھ حساب کتاب ہے جو میں نے آپ کو تفصیل سے نہیں بتایا تھا۔" ٹرے سے سگریٹ اٹھا کر سلگاتے ہوئے بولے۔ "نعیم' بہتر ہے رائٹ آف کر دو۔ بڑے لوگوں کو وسیع النظر ہونا پڑتا ہے ع شما بھوشنم پربلم۔ درگزر طاقتور کا زیور ہے۔" میں نے گلاس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی پلیز ـــــــ میں ان دہی بڑوں میں سے نہیں ہوں اور پھر برنی صاحب سے کوئی خاص دشمنی نہیں ذرا یوں ہی سا کچھ۔ ہلکے سروں میں موسیقی کا پروگرام ہے۔" پلٹتے ہوئے بولے۔ "اچھا تو پھر تھوڑی دیر انتظار کرو میں واپس آ کر خود انہیں بلاؤں گا۔" میں ایز یو پلیز کہہ کر پینے لگا۔ وہ مسکرا کر دیکھتے ہوئے چل دیئے۔ ایک اشارہ کرتے ہی ہنٹرس نے ہاتھ بڑھا کر بوتل اٹھائی اور میرا شریک جام ہو گیا۔ دو پیگ حلق سے اترتے ہی راز درون الفاظ کا جامہ پہن کر

عیاں ہونے لگے۔ گلاس میز پر رکھ کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "وکی آج میں نے راج محل دیکھا۔" میں نے کہا۔ "اچھا ہوا دیکھ لیا بریڈ۔" ناک سکیڑ کر بولا۔ "کیا اچھا ہوا وکی ـــــ ایک فرد واحد کے پاس اس قدر دولت اور تعیش دیکھ کر خدا سے میرا یقین اٹھ گیا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ بھی اچھا ہوا۔ خدا کو تمہارے یقین نہ کرنے سے کیا نقصان پہنچا۔" برا منہ بنا کر گلاس انڈیلنے لگا۔ میں نے تھوڑی دیر اس کے جواب کا انتظار کیا اور جب وہ دو تین گھونٹ لے کر گلاس رکھنے لگا تو ہنس کر کہا۔ "بریڈ' یو آر اے پلین فول۔" اثبات میں سر ہلا کر بولا۔ "لیس وکی آئی ایم ـــــ اگر بیوقوف نہ ہوتا تو تم سے ایسی بات نہ کہتا۔ تم بھی تو انہی میں سے ایک باسٹرڈ ہو" میں نے ہنس کر کے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "وہ کیسے' کیا میں پیدائشی شہزادہ ہوں۔" اس نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھ دیا اور دو تین مرتبہ پیشانی پر ہاتھ مارا۔ مجھے ہنسی آ گئی۔ مسکرا کر کہنے لگا۔ "نہیں وکی میں غلطی پر تھا۔ آئم سوری۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "گو ٹو ہیل۔ میں ذرا ایٹ ایز ہونا چاہتا ہوں۔ فار یور انفارمیشن۔ ہمیں شام کا کھانا کھاتے ہی بمبئی کی طرف روانہ ہو جانا ہے۔ رپیٹ' روانہ ہو جانا ہے۔" مسکرا کر کہنے لگا۔ "ناؤ' یو آر اے فول' رپیٹ' یو آر اے فول۔" میں نے بیڈ کی طرف چلتے چلتے کہا۔ "ہر وقت تمہارے ساتھ رہنے کی وجہ سے؟" بولا۔ "نہیں میں اتنا بے وقوف نہیں ہوں کہ راج محل چھوڑ کر چل دوں۔" میں نے پلٹ کر قریب آتے ہوئے کہا۔ "بریڈ مائی سویٹ بریڈ اینڈ بٹر میں راج محل چھوڑ کر نہیں جا رہا' راج محل میرے ساتھ چل رہا ہے۔" مسکرا کر بولا۔ "دین آئم اے بلڈی ڈنکی۔" میں نے اس کو چڑایا۔

"اور گدھا بھی عیسٰی کی سواری کا نہیں' خالص ہسٹ آف برڈن۔ وہ جو توپیں گھسیٹتا ہے۔ دولتیاں چلاتا ہے۔ جس کے آٹھ ماموں' ہر میجسٹی کی گاڑی گھسیٹتے ہیں اور باقی تمام تانگوں میں رگڑے جاتے ہیں۔ ٹاٹا۔"

ہنٹرس نے اپنی انگلیاں چوم کر قہقہہ لگایا اور صوفے پر دراز ہو گیا۔ میں کوٹ اتارتا ہوا بیڈ روم میں داخل ہوا۔

میجر دلیش کھو نے مجھے جگایا تو کمرے میں روشنی کی جا چکی تھی۔ مسکرا کر بولے۔ "سات بج چکے' کب سے سو رہے ہو؟" میں رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے بولا۔ "چار بجے تک آپ کا انتظار کیا۔ وسکی ٹھکانے لگائی اور سو گئے۔ آپ کب آئے؟" بولے۔ "دس پندرہ منٹ ہوئے۔ اٹھو منہ ہاتھ دھو کر کھانا کھانے چلو۔" میں نے کوٹ پہن کر سگریٹ سلگایا اور چلنے لگا تو جیب سے ایک لفافہ نکال کر دیتے ہوئے بولے۔ "یہ ہزہائی نس نے تمہیں دیا ہے۔" میں نے لفافے پر کیپٹن نعیم لکھا دیکھ کر کھولنا چاہا تو ہاتھ بڑھا کر روکتے ہوئے کہنے لگے۔ "بمبئی پہنچنے سے پہلے کھولنے کا حکم نہیں ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ

حکم ڈیڈی کا ہے یا ہزہائی نس کا؟" بولے۔ "ہزہائی نس کا بھی اور میرا بھی۔" میں نے لفافہ جیب میں سرکاتے ہوئے کہا۔ "ڈرا دیا آپ نے' اب بمبئی پہنچنے تک سسپنس طاری رہے گا۔" مسکرا کر ہاتھ بڑھایا اور جیب کا بٹن لگاتے ہوئے بولے۔ "اتنا اشارہ کر سکتا ہوں فیور ہے۔ ڈس فیور نہیں۔ لیکن یہ میرا خیال ہے انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ آؤ۔" میں ان کے ساتھ چلنے لگا۔ سیدھے ڈائننگ روم میں لے گئے۔ یہاں دوپہر کے کھانے کی طرح پھر بیرر اور ویٹر موجود تھے۔ انہوں نے پرب کو ڈرائنگ روم بھیج کر ہنٹرس کو بلایا۔ میز پر بیٹھتے ہی میں نے مینجر ہرنی کے متعلق پوچھا۔ کندھے اچکا کر بولے۔ "ایچ ایچ نہیں چاہتے کہ تم ان سے ملاقات کرو۔" میں ایز یو پلیز کہہ کر خاموش ہو گیا۔ انہوں نے خوان پوش اٹھانے کا اشارہ کیا۔ دو ویٹروں نے ان کے حکم کی تعمیل کی اور ہم نے کھانا شروع کیا۔

کھانا کھانے کے بعد ہم کچھ دیر لان میں ٹہلتے رہے۔ ساتھ ساتھ باتیں کرتے رہے۔ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب ہم نے میجر دلیش کھو سے اجازت حاصل کی۔ انہوں نے چائے کا ایک تھرماس ہماری گاڑی میں رکھوایا اور دروازے تک رخصت کرنے کو آئے۔ گاڑی میں سوار ہوتے وقت انہوں نے میرے جیسا ہی ایک سربمہر لفافہ کیپٹن ہنٹرس کو دیا اور مسکرا کر کہا۔ "یہ کیپٹن نعیم کے ساتھ آنے کا تحفہ ہزہائی نس کی طرف سے۔ جسے آپ بمبئی پہنچنے کے بعد کھولیں گے۔" ہنٹرس نے مسکرا کر لفافہ لے لیا اور میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "اسے آنکھوں سے لگاؤ اور میجر کا شکریہ ادا کرو بریڈ۔" ہنٹرس نے لفافہ پیشانی سے لگایا اور "تھینک یو سر" کہا۔ میجر نے مسکرا کر اس کی پیٹھ تھپکی اور گڈ بائی کہہ کر سلیوٹ کیا۔ ہنٹرس نے گیئر لگا کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ گیٹ سے باہر نکلتے ہی میں نے سگریٹ سلگا کر اس کو دیا۔ کش لگا کر میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "وکی تمہیں بھی پریزنٹ ملا؟" میں نے پلٹ کر کہا۔ "ہاں کیپٹن مل گیا' تھینک یو۔" بولا۔ "کیا تمہارے ساتھ بھی بمبئی پہنچ کر لفافہ کھولنے کی شرط عائد کی گئی ہے؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ میں اپنا لفافہ بہت پہلے کھول چکا ہوں پال۔" اس نے مین روڈ کی طرف ٹرن لیا اور اسپیڈ بڑھاتے ہوئے بولا۔ "ہاؤ مچ یو گاٹ؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "بریڈ یو آر ریئلی اے۔ وہاٹ؟" مسکرا کر بولا۔ "یو مین ڈنکی؟ ـــــ بٹ وہائی ـــــ؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "بتانے سے کوئی فائدہ نہیں پال ـــــ بائی دی وے تمہاری تعلیم کہاں تک ہے؟" وہ شٹ اپ کہہ کر خاموش ہو گیا۔ شہر سے چند میل نکل جانے کے بعد کہنے لگا۔ "وکی' ہزہائی نس بہت سوئٹ ہیں' نہیں؟" میں نے جواب دیا۔ "اس میں کیا شک ہے۔ ان کے علاوہ چند اور لوگ بھی بہت سوئٹ ہیں۔" ہنس کر بولا۔ "میں سمجھ گیا کہ تمہارا اشارہ اپنی۔"

"نہیں۔" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ میرا اشارہ اپنے ڈیڈی' میجر دلیش

مکھ کی طرف ہے لیکن ان چند کے علاوہ سینکڑوں کونین سلفیٹ سے بھی زیادہ تلخ ہیں اور پہلے انہیں نگلنے والے ہی سوئٹ لوگوں تک پہنچ سکتے ہیں——" بولا۔ "میں سمجھ سکتا ہوں۔ ناؤ وکی۔ میں زیادہ دیر سسپنس برداشت نہیں کر سکتا—— ذرا میری جیب سے لفافہ نکال کر کھولو۔ دیکھیں تو میں کل کے مقابلے میں آج کتنا امیر ہو گیا ہوں۔" میں خود بھی اپنا نوشتہ قسمت پڑھنے کے لئے اس سے کم بے چین نہ تھا۔ ایک لفظ کہے بغیر ہنٹرس کی جیب سے لفافہ نکال کر چاک کیا اور کاغذ کھولا۔ دوسرے فولڈ میں لائیڈس بنک کا ایک ہزار روپے کا بیرر چیک تھا۔ جس پر مسٹر مودی کے دستخط تھے۔ میں نے ہنٹرس سے کہا۔ "پال' یو گیٹ ون تھاؤزنڈ—— کانگ۔" بولا۔ "تھینکس ٹو یو وکی۔" میں نے چیک فولڈ کر کے اس کی جیب میں سرکا دیا۔ مسکرا کر کہنے لگا۔ "وہاٹ اے لکی ٹرپ۔ وتمالا کی گرفتاری کا کریڈٹ ہی کم نہ تھا۔ اس پر یہ——" میں نے کہا۔ "تھینک یور لارڈ—— اس سے پہلے کہ میں اپنا—— ون منٹ۔" میں نے اپنی جیب سے لفافہ نکالا۔ "کیسے کہا جا سکتا ہے چیک ہے یا——" لفافہ کھول کر دیکھا تو اس میں چیک ہی تھا۔ رقم دیکھتے ہی میرے لئے مسرت کی چیخ کو ضبط کرنا دشوار ہو گیا۔ دس لاکھ روپے سے زیادہ خوشی اس بات کی تھی کہ اس پر بیئرر کے بجائے پرنس نعیم کمار لکھا تھا اور ہز ہائی نس نے اس کو کاؤنٹر سائن کیا تھا۔ میں نے چیک فولڈ کر کے جیب میں رکھا تو میری انگلیاں شدت جذبات سے لرز رہی تھیں۔ ہنٹرس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "ہاؤ مچ وکی؟" میں نے سگریٹ سلگا کر جواب گول کر دیا۔ ایک دو کش لینے تک انتظار کرنے کے بعد شانے پر ہاتھ مار کر کہنے لگا۔ "نہیں بتانا چاہتے کیا؟" میں نے جواب دیا۔ "بریڈ' تم تھوڑی دیر پہلے اپنا جیلس ٹائپ ہونا ثابت کر چکے ہو۔"

"کیسے——" اس نے سوال کیا۔

"راج محل دیکھنے کے بعد تم نے خدا پر سے یقین اٹھ جانے کے متعلق جو کچھ کہا وہ کسی گہرے مطالعے کا نتیجہ نہ تھا بلکہ محض جذبہ رشک کے تحت تھا۔ میں نے دنیوی عز و جاہ کو ذہانت' چالاکی یا عیاری مکاری کا ماحصل ثابت کرنا چاہا تو تم نے مجھے بھی ون آف دوز باسٹرڈس کہا۔ اب——"

"اب کیا——؟ کہہ ڈالو اور پیچھا چھڑاؤ——"

"بمبئی پہنچنے کے بعد—— پہلا کام یہی کروں گا—— تم میرے سامنے اپنا چیک کیش کرانا—— میں تمہارے سامنے اپنے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کراؤں گا—— دیکھ لینا——"

"کیا بہت بڑی رقم ہے۔"

"اتنی بڑی کہ——" میں بولتے بولتے رک گیا۔ شاید مجھے کوئی موزوں مثال

نہیں مل رہی تھی۔ میں نے مسکرا کر کہا۔

"اتنی بڑی کیا بتا دینے میں خطرہ ہے کہ تم—— گو ٹو ہیل۔ اگر یہ بتا دیا کہ تم کیا کرو گے تو تم وہی کر بیٹھو گے۔" اس نے ہنس کر بائیں ہاتھ سے میرے بازو پر ہلکا سا پنچ مارا اور بولا۔ "گو ٹو ڈیول ود یور چیک۔" میں نے سلیوٹ کر کے کہا۔ "ویری ویل سر۔" اور دونوں پاگلوں کی طرح قہقہے لگانے لگے۔ بیوڈہ پہنچ کر فیول لینے کے بعد اسٹیرنگ وہیل پر بیٹھتے ہوئے میں نے اسے چیک دکھا دیا۔ ہنس کر کہنے لگا۔ "بوائے او بوائے۔ اب کیا کروں۔ وہیل بھی میرے ہاتھ میں نہیں——"

○

صبح نو بجے بمبئی پہنچنے کے بعد ایک معمولی ایرانی ریسٹورنٹ میں ناشتہ کرتے ہوئے میں نے ہنٹرس سے اپنے قیام کے متعلق مشورہ کیا تو کہنے لگا بہتر تو یہی ہے کہ سرکاری مہمان رہیں۔" میں نے کہا۔ "آزادی سلب ہو جائے گی بریڈ۔ اب تم بھی مالدار ہو۔ تاج میں ٹھہریں۔ بورڈنگ میرے ذمے لاجنگ تمہارے ذمے۔" مسکرا کر بولا۔ "شیم شیم—— پرنسلی۔ اب تو فل فلیج پرنس ہو ایک معمولی کیپٹن سے اخراجات شیئر کراتے ہوئے تمہیں موت نہیں آ جانی چاہئے۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ "آنے والی ہے موت۔ کبھی کی آ چکی ہوتی لیکن میں نے تمہارے ساتھ پی جانے والی وہسکی کے بلوں کا ٹوٹل نہیں کیا۔ آج بھی یہ خطرہ ہے کہ میں تمہاری جیب میں دو تین ہزار روپے چھوڑ کر نہیں مرنا چاہتا۔" مسکرا کر کہنے لگا۔ "وکی کچھ تو انصاف کرو میں تمہاری جیب میں لاکھوں روپے دیکھ کر بخار میں بھی جلا نہیں ہوا۔ تم میرے پاس صرف دوسروں کے دیئے ہوئے دو تین ہزار دیکھ کر خودکشی کرنے کو تیار ہو رہے ہو' کیا یہ جائز ہے۔ میرے نام وصیت نامہ لکھے بغیر؟"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "پھر تو یہ موت' زندگی سے بھی بڑی سزا ہوئی پال۔ مجھے مسٹر ولسن سے مشورہ کرنا پڑے گا۔" وہ ہنسنے لگا۔ میں بوتھ سے نکل کر کاؤنٹر پر پہنچا۔ بل پے کر کے ریسیور اٹھایا اور مسٹر ولسن کا نمبر ڈائل کیا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی سلام کیا۔ آواز پہچانتے ہی بولے۔ "کب پہنچ رہے ہو وکٹر؟" میں نے کہا۔ "پہنچ چکا ہوں سر۔ کیپٹن ہنٹرس بھی میرے ساتھ ہیں۔" بولے۔ "او کے فوراً" چلے آؤ۔ تمہارا کمرہ ریزرو ہے اور وہ دونوں یہاں سے کلکتہ ٹرانسفر کر دیئے گئے ہیں۔ جن سے تم پردہ کرتے ہو۔" میں نے کہا۔ "صرف ایک سے پردہ کرتا ہوں سر۔ ونود سے تو چند دوستانہ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ خیر ہنٹرس کے ساتھ پہنچ رہا ہوں گیٹ پر ہماری گاڑی چیک نہ کرنے کا حکم دے دیں۔" بولے۔ "اس ایگزمپشن کی وجہ؟" میں نے جواب دیا۔ "محاذ جنگ سے لوٹ رہے ہیں' کامیاب ہو کر۔ وائرلیس سیٹ۔ گنز' آٹو میٹک ویپنز' سبھی کچھ ہے ہماری گاڑی میں۔" بولے۔ "آ

جاؤ—— گڈ بائی——" میں نے ریسیور رکھ دیا۔ سگریٹ خریدے اور ہنٹرس کو لے کر مالا بارہل کی طرف روانہ ہو گیا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ونود کو کلکتہ بھیجنے کا کیا مقصد تھا یا ونود کے بجائے وہ ہنس راج کہنا چاہتے تھے؟

گیٹ پر پہنچنے سے پہلے غالباً" مسٹر ولسن گارڈ روم کو ہمیں گاڑی کے ساتھ بغیر چیک کئے پاس کرنے کا حکم دے چکے تھے۔ کیونکہ گارڈ انچارج کمرے کی سیڑھیوں پر کھڑا ہوا تھا۔ اس نے گاڑی اندر داخل ہوتے ہی رکنے سے پہلے سلیوٹ کر کے اندر جانے کا سگنل دیا۔ اس وقت ہنٹرس ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس نے آفس چیمبرز کے سامنے پہنچ کر انجن بند کیا اور دونوں اتر کر برآمدے میں داخل ہوئے۔ ریسپ شنسٹ نے مسکرا کر استقبال کرتے ہوئے کہا۔ "مسٹر ولسن آپ دونوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ "مسٹر ولسن واقعی انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے سلیوٹ کرتے ہی ہیلو ہیلو کہہ کر دونوں سے مصافحہ کیا۔ مبارک باد دی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے بیٹھتے ہی کہا۔ "سر کیا ونود کمار کو بھی کلکتہ بھیج دیا۔" بولے۔ "نہیں تم نے پوری بات نہیں سنی۔ دونوں سے میرا مطلب ونمالا اور اس کا شوہر ہنس راج تھا۔ وہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آ رہا۔ ونود پر ملٹری کورٹ میں مقدمہ چلایا جا راہ ہے۔ تھینکس ٹو یو بوائز۔ او کے اب تم اپنے اپارٹمنٹ میں جا کر آرام کرو۔ میں شام کو چھ بجے تمہیں بنگلے پر بلاؤں گا۔ کیپٹن بریڈلے۔ تم بھی ساتھ آؤ گے۔" بریڈلے نے تھینک یو سر کہہ کر میری طرف دیکھا اور دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے مسکرا کر ہاتھ بڑھا دیا۔ بریڈلے نے پہلے مصافحہ کیا۔ میں نے ہاتھ ملایا تو مسکرا کر بولے۔ "ہے وکٹر کوئی خوشخبری؟" میں نے کہا۔ "سر ونمالا کی گرفتاری اور ونود کمار کا انوالومنٹ کم ہیں کیا؟" نفی میں سر ہلا کر بولے۔ "آئی مین یور پرسنل' بوائے؟" ہنٹرس نے مسکرا کر کہا۔ "ہی از رچ بائی اے ملین سر——" "ویٹس برابری کیپٹن۔" ہم نے تھینک یو کہہ کر بیک وقت سلیوٹ کیا اور دروازے کی طرف چل دیئے۔

گاڑی میں بیٹھتے ہوئے ہنٹرس نے کہا۔ "وکی تم نے کینتھ کے متعلق نہیں پوچھا۔ کہاں ہے؟" میں نے کہا۔ "بریڈ اگر وہ یہاں آئی ہوئی ہوتی تو مسٹر ولسن ضرور اس کا ذکر کرتے۔"

انٹرنیشنل کلب کے سامنے پہنچ کر اس نے گاڑی روک دی۔ اٹینڈنٹ ہمیں اسی اپارٹمنٹ میں چھوڑ کر بریک فاسٹ لینے چلا گیا۔ ہم شیو اور غسل وغیرہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ناشتہ کرنے کے بعد ہم دو بجے تک سوتے رہے۔ لنچ کے دوران ہنٹرس نے کہا۔ "وکٹر اگر مسٹر ولسن مجھ سے تمہارے ذاتی معاملات کے متعلق کچھ پوچھیں تو——" میں نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "وہ مجھ سے کیا نہیں پوچھ سکتے پال۔ پھر بھی اگر مذاق میں کوئی سوال کر بیٹھیں تو تم کچھ بھی کہہ سکتے ہو۔" کہنے لگا۔ "ٹھیک ہے اب پلیز مجھے سنجیدگی سے بتاؤ

کہ کیا تم شادی کر رہے ہو؟

میں سوچ میں پڑ گیا۔ ہنٹرس میرے متعلق بہت کچھ جانتا تھا لیکن پھر بھی بہت کچھ نہیں جانتا تھا۔ اگر وہ سب کچھ جانتا تو شاید یہ سوال نہ کرتا۔ مجھے خاموش دیکھ کر اس نے کہا۔ "ویل۔" میں نے ٹالنے کی غرض سے جواب دیا۔ "وہ تم سے یہ سوال نہیں کریں گے۔" بولا۔ "ڈیم اٹ۔ میں یہ سوال کر رہا ہوں۔ مجھے بتاؤ۔" میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "بریڈ کیا جنگ کی غیر یقینی حالت میں ایک فوجی کے لئے شادی کرنا مناسب ہے؟" کہنے لگا "یو فول تم خالص فوجی تو نہیں ہو۔ استعفیٰ۔"

"استعفیٰ؟" میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "اگر تم استعفیٰ منظور کرا دینے کا وعدہ کر لو تو میں ابھی لکھ کر جیب میں رکھ لیتا ہوں۔ بولو کیا حکم ہے؟" وہ کچھ سمجھانے لگا۔ میں نے کہا۔ "بریڈ میں کتنی مرتبہ کوشش کر چکا ہوں اور وہ اس طرح مذاق میں اڑا دیتے ہیں کہ مجھے کہہ کر شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔"

اس نے گلاس اٹھایا اور گھونٹ لے کر بولا۔ "پھر تم نے اپنی منگیتر کو بمبئی آنے کو کیوں کہا۔" میں نے لاپروائی سے کہا۔ "وہ کوئی بات نہیں۔ چند روز بمبئی کی سیر کرے گی۔ ہزہائی نس کے چیک سے ایک شاندار محل کی تعمیر شروع ہو گی اور وہ مطمئن ہو کر چلی جائے گی۔" ہنٹرس نے نفی میں سر ہلایا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "او کے—— میں مسٹر ولسن سے مشورہ کروں گا۔" بولا۔ "ویٹس رائٹ۔"

شام کو چھ بجے ہم مسٹر ولسن کے بنگلے پر پہنچے۔ مسز ولسن حسب معمول گرمجوشی سے ملیں لیکن مسٹر ولسن کسی قدر بجھے بجھے نظر آئے۔ میں نے مسز ولسن سے چند رسمی باتیں کر کے ان کی طرف دیکھا تو سگریٹ ٹرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگے۔ "تمہارا بنگلہ تیار ہو گیا وکٹر—— فرنش کیا جا رہا ہے۔ کل جا کر دیکھ آؤ۔" میں نے کہا۔ "دیکھ آؤں گا سر' تھینک یو ویری مچ۔" مسکرا کر بولے۔ "ویٹس آل رائٹ۔ سگریٹ پیو۔" میں نے ٹرے سے سگریٹ لے کر سلگایا اور ہنٹرس کو پیش کیا۔ مسٹر ولسن کے ہونٹوں میں سگریٹ ہولڈر دبا ہوا تھا اور وہ ہلکے ہلکے کش لگا رہے تھے۔ میں نے ایکسی لنسیز کی خیریت دریافت کی تو کہنے لگے۔ "چند منٹ پہلے میں نے ان سے ٹیلیفون پر طویل گفتگو کی ہے اور وہ تمہارے متعلق تھی——"

"میرے متعلق؟" میں نے کہا۔ "شاید آپ نے ونمالا کے متعلق۔" بات کاٹ کر بولے۔ "وہ تو ان کو پہلے ہی بتا دیا گیا تھا اور وہ تمہاری کارکردگی اور ذہانت سے بہت خوش ہیں۔ لیکن ولاس پور کے چیک کے متعلق سن کر انہوں نے کوئی کمنٹ نہیں کی۔ وہ تم سے بات کرنا چاہتی ہیں۔" میں نے کہا۔ "مائی پلژر—— کس وقت کا اپائنٹ منٹ ہے؟" بولے انہوں نے ٹیلیفون پر بات کرنے کو کہا تھا۔ ٹھہرو میں انہیں اطلاع دے

دوں۔" وہ "ایکس کیوز می بریڈلے" کہہ کر لائبریری کی طرف چل دیئے۔ میں ان کے طرز عمل پر تشویش میں پڑ گیا۔ چند منٹ بعد جب میڈ نے ڈرنکس کی ٹرے لا کر رکھی تو دروازے کا پردہ ہٹا کر مجھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "ہزایکسی لنسی یہیں آ رہی ہیں۔" میں نے گلاس بلند کر کے ایک گھونٹ لے کر کہا۔ "مسٹر ولسن مجھے یہ سب کچھ آوٹ آف پروپورشن نظر آتا ہے۔ ہرایکسی لنسی کچھ ناراض تو نہیں ہیں مجھ سے؟" انہوں نے منہ سے گلاس ہٹایا اور مسکرا کر بولے۔ "نہیں لیکن شاید انہیں کچھ پیچیدگیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اور ہزایکسی لنسی کی مصروفیات دیکھتے ہوئے ان کے سامنے بات نہیں کرنا چاہتیں۔" وہ رکے اور ایک گھونٹ لے کر بولے۔ "تمہاری بہت سی غلطیوں میں ان کی حوصلہ افزائی کو بڑا دخل ہے۔ اس لئے۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ انہوں نے گلاس خالی ہوتے دیکھ کر میز پر سرکا کر ڈرائنگ روم میں جھانکا۔ میڈ تیزی سے اندر آئی اور دونوں گلاس اٹھا کر لے گئی۔ میں نے سگریٹ کیس نکال کر ان کو سگریٹ پیش کیا۔ لائٹ دی اور اپنا سگریٹ سلگایا اور دونوں کھڑے کھڑے باتیں کرتے رہے۔ چند منٹ بعد اطلاعی گھنٹی بجنے پر مسٹر ولسن نے میری طرف دیکھا اور بیرونی دروازے کی طرف چلنے لگے۔ میں بھی ان کے ساتھ دروازے پر پہنچا۔ اطلاعی گھنٹی بجانے والا اردلی سارجنٹ تھا۔ گورنر کی لِمِن پورٹیکو میں داخل ہو رہی تھی۔ ہم تیزی سے برآمدے میں نکلے۔ ڈرائیور نے باہر نکل کر کار کا دروازہ کھولا اور ہرایکسی لینسی گاڑی سے نکل کر برآمدے میں آئیں۔ مسٹر ولسن نے ان کا استقبال کیا۔ میں نے اٹینشن ہو کر سلیوٹ کیا۔ مسکرا کر "ہیلو وکی" کہا اور لائبریری کے دروازے کی طرف چلنے لگیں۔ اردلی سارجنٹ نے اٹینشن ہو کر پردہ اٹھایا۔ وہ اندر داخل ہو گئیں۔ ہم ان کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے صوفوں کے قریب پہنچے۔ بیٹھتے ہوئے بولیں۔ "ڈکٹر ہم تمہارے اس آخری کارنامے کے متعلق سن کر بہت خوش ہوئے۔" میں نے شکریہ ادا کر کے کہا۔ "آخری کیسے یور ایکسی لنسی۔ میں تو یہ سلسلہ جاری رکھنا چاہتا ہوں۔" مسکرا کر کہنے لگیں۔ "مجھے خوشی ہوئی یہ سن کر۔ میرا خیال تھا تمہارے یہاں آنے کا مقصد یہ ہے کہ تم فوج سے سبکدوش ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔" میں نے مسٹر ولسن کی طرف دیکھا۔ کہنے لگے۔ "تمہارا چیک کسی کو بھی غلط فہمی میں مبتلا کر سکتا ہے۔" ہر ایکسی لنسی نے مسکرا کر کہا۔ "دیٹس رائٹ——— اس سے یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ تم شادی کرنا چاہتے ہو——— اور اس میں کافی کمپلی کیشنز ہیں جن کی ذمہ داری براہ راست مجھ پر عائد ہوتی ہے۔ تم سمجھ گئے۔ میں کیا کہنا چاہتی ہوں؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "سمجھ گیا یور ایکسی لنسی۔ لیکن وہ مشکلات کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ اول تو یہ کہ میں جنگ ختم ہونے سے پہلے شادی نہیں کر سکتا۔ دوسرے یہ کہ میں جنگ ختم ہونے کے بعد بھی۔ بشرط زندگی، شادی انگلینڈ میں کروں گا۔" انہوں نے چونک کر کہا۔ "تمہارا مطلب ہے۔"

"یور ایکسی لنسی۔" میں نے ان کا جملہ پورا ہونے سے پہلے کہا۔ "میرا مطلب ہے میری منگیتر۔ میرا انتظار کر سکتی ہے۔ انگلینڈ کے اخراجات برداشت کر سکتی ہے———" مسکرا کر بولیں۔ "یو آر ڈیویلش وکی۔ تم نے مجھے اس غلط فہمی میں مبتلا کر دیا کہ تم کسی انگلش گرل سے شادی کرنا چاہتے ہو۔" میں نے مسٹر ولسن کی طرف دیکھا۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "یور ایکسی لنسی اس کے ڈیویلش ہونے میں شک نہیں لیکن یہ ان فیتھ فل ٹائپ نہیں ہے———" بولیں "مجھے معلوم ہے۔ یہ صرف مذاق تھا۔" انہوں نے سگریٹ ہولڈ ایش ٹرے کی طرف ہاتھ بڑھا کر خالی کیا اور دوسرا سگریٹ اٹھا کر لگایا۔ مسٹر ولسن نے جھک کر نہیں لائٹ دی۔ وہ کش لے کر پھر میری طرف مخاطب ہو گئیں۔ "تاؤ——— شاید تم کلکتہ جانا پسند نہ کرو ڈکٹر——— اس لئے——— اگر تم سمجھتے ہو کہ اپنی تمام پیچیدگیاں سلجھا سکتے ہو تو میں تمہیں واپس بلانے کو تیار ہوں۔ میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ کوئی پیچیدگی پیدا نہیں ہو گی۔ یور ایکسی لنسی یہ میرا وعدہ ہے لیکن میں کیپٹن بریڈلے سے علیحدہ نہیں ہونا چاہتا۔" انہوں نے مجھے جواب دینے کے بجائے مسٹر ولسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "جیمس دونوں کو پروموشن کے لئے ریکومنڈ کرو اور جلد از جلد بمبئی واپس بلا لو۔" مسٹر ولسن نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے یور ایکسی لنسی۔" میں نے پھر شکریہ ادا کیا۔ مسکرا کر بولیں۔ "وکی میں آج تم سے ناراض تھی۔ تمہاری غیر ذمہ دارانہ حرکتوں پر لیکن اب نہیں ہوں———" میں نے پھر شکریہ ادا کیا۔ وہ اٹھ کر ڈرائنگ روم کی طرف چلنے لگیں۔ دروازے پر پہنچ کر رکیں اور کہنے لگیں۔ "اب دوسرا مکان بنانے کی کوشش نہ کرنا۔ چیک اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرا دو۔" میں "بہتر ہے" کہنے والا تھا کہ وہ پردہ ہٹا کر اندر چلی گئیں۔ میں پیچھے ہٹ کر صوفے پر بیٹھ گیا اور سگریٹ سلگا کر پینے لگا۔

دس پندرہ منٹ بعد مسٹر ولسن کیپٹن ہنٹرس کے ساتھ لائبریری روم میں آئے اور مسکرا کر کہنے لگے۔ "وکی تمہاری اور بریڈلے کی کہانی میں انداز بیان کے سوا کوئی فرق نہیں۔ ہرایکسی لنسی مطمئن ہو گئی ہیں اور میرے لئے کافی مسئلے پیدا ہو گئے۔ میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہے سر——— آپ کو کئی ٹیلیفون اور کئی ٹرنک کالز———"

"نیور مائنڈ۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے خوشی ہے تم بہت تیزی سے آگے بڑھ رہے ہو اور اپنے دوستوں کو کبھی نظرانداز نہیں کرتے شاید یہی تمہاری کامیابی کا راز ہے۔" میں نے ہنٹرس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "سر میرے جیسے دوست بھی کسی کو کہاں ملتے ہیں۔ تھینکس فار کمپلی مینٹس۔ گڈ نائٹ۔"

دوسرے دن صبح آٹھ بجے میں نے مسٹر ولسن سے شہر جانے کی اجازت طلب کی اور انہوں نے انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کا ایک آفیسر جو اکثر اوقات مکان کی تعمیر میں صلاح د

مشورے دیتا رہا تھا۔ ہمارے پاس بھیج دیا۔ ہم گاڑی میں سوار ہو کر فورٹ پہنچے۔ لائیڈس بنک میں چیک اپنے اکاؤنٹ میں جمع' ہنٹرس کا چیک کیش کرایا اور سانتا کروز کی طرف روانہ ہو گئے۔ لال باغ اور دادر کے درمیان سڑک پر ہزاروں آدمیوں کا ہجوم تھا۔ ترنگی جھنڈیاں فضا میں لہرا رہی تھیں اور راشٹرپتی مولانا ابو الکلام کی جے اور "کوئٹ انڈیا" کے نعرے دیوانہ وار لگائے جا رہے تھے۔ فٹ پاتھ پر دونوں طرف پولیس اور درمیان میں مسلح ماؤنٹ پولیس گشت کر رہی تھی۔ ہماری گاڑی ہجوم کے قریب پہنچی تو ایک اینگلو انڈین سارجنٹ جو موٹر سائیکل پر سوار تھا ہمیں رکنے کا اشارہ کر کے قریب آیا اور سلیوٹ کر کے کہنے لگا۔ "سر اس جلوس کے درمیان سے گزرنا مناسب نہیں ہے۔ آپ مہربانی فرما کر واپس ہو جائیں۔" ہنٹرس نے گاڑی کو بریک لگا کر روکتے ہوئے کہا۔ "تمہارا مطلب ہے انگلینڈ واپس ہو جائیں۔" سارجنٹ نے پھر سلیوٹ کیا اور جھینپ کر بولا۔ "نو سر آئی مین——" ہنٹرس نے "نان سینس" کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ سارجنٹ دیکھتا رہ گیا۔ ہجوم کے قریب پہنچ کر ہنٹرس نے ہارن بجانا شروع کیا لیکن لوگوں نے اس کا کوئی اثر نہ لیا۔ نعرے لگانے والے راستہ دینے کے بجائے سمٹ سمٹ کر سڑک کے بیچ میں آ گئے اور راشٹرپتی کی جے بھی اڑا گئے اور ہماری طرف گھونسے تان تان "کوئٹ انڈیا' کوئٹ انڈیا ٹو ڈے" چیخنے لگے۔ ایک نے سینہ تان کر کہا۔ "بائی فرسٹ شپ۔" ہنٹرس نے گاڑی روک کر میری طرف دیکھا۔ میں نے نیچی آواز میں کہا۔ تم نے غلطی کی بریڈ۔ اب پلیز پستول نکالنے کی غلطی نہ کر بیٹھنا۔ یہ وائلنٹ لوگ نہیں ہیں۔" گاڑی رکتے ہی نعروں میں شدت پیدا ہو گئی۔ چند نوجوان کھڑکیوں کے پاس آ کر چیخنے لگے۔ "کوئٹ انڈیا۔ بائی فرسٹ شپ" میں نے دروازے کا شیشہ نیچے سرکا کر کہا۔ "پہلا شپ سٹرڈے کو جائے گا ہم وطنو۔ اور ہم انڈین ہونے کے باوجود اس جہاز سے لیبیا جا رہے ہیں اور کوئی خدمت؟" ایک نے جھک کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم انڈین نہیں ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میرا نام کیپٹن نعیم ہے اور مجھے جنگ ختم ہونے کے بعد پھر یہیں آنا ہے کامریڈس۔" وہ میری زبان سے کامریڈس کا لفظ سن کر مسکرا دیا اور سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "آر یو سوشلسٹ سر؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "اعتراف نہ کراؤ کامریڈ——" وہ جوش میں آ کر بولا۔ "کیپٹن نعیم زندہ باد۔" میں نے مسکرا کر پیک کیپ چھوتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو کامریڈ—— ناؤ پلیز کوئٹ دی ہائی وے۔" دوسرے لڑکے نے کہا۔ "جانے دو گپت' کپتان صاحب میں اور ہم میں صرف خاکی اور کھدر کا فرق ہے۔" سب پیچھے کھسک گئے۔ گپت نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے ساتھیوں کو راستے سے ادھر ادھر کیا۔ سڑک کا کچھ حصہ خالی ہوتے ہی ہنٹرس نے ہارن دیا اور گاڑی آہستہ آہستہ رینگنے لگی۔ ہجوم "راشٹرپتی" کے نعرے لگاتا رہا۔ راستہ بھی دیتا رہا۔ گاڑی کی رفتار بڑھنے لگی اور دو تین منٹ میں جلوس کے نرغے

سے نکل کر دادر کے پل پر پہنچ گئی۔ ہنٹرس نے مسکرا کر کہا۔ "یو آر اے بلڈی جینئس وکی۔ تم تو ہر سچویشن کے ماسٹر ہو اور آج سے کامریڈ بھی۔" میں ہنس دیا۔ کہنے لگا۔ وکی کیا یہ سوشلسٹ تھے؟" میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "ڈونٹ بی سلی بریڈ۔ یہ گھٹیا لوگ کیا سوشلسٹ ہو سکتے ہیں صرف ایڈوانسڈ کہلانے کے لئے فیشن کے طور پر سوشلزم سوشلزم چیختے ہیں۔ سوشلسٹ اور کامریڈ کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ کیا وہ دن سوشلزم کی تاریخ میں یوم سیاہ نہ ہو گا جب ہندوستان کی گلیوں میں ہندو سوشلزم' مسلم سوشلزم' عیسائی سوشلزم اور پارسی سوشلزم کے نعرے لگائے جائیں گے۔ مائی ڈیر پال' سائنٹفک سوشلزم میں ڈیڑھ لاکھ خداؤں کی گنجائش کہاں ہے۔ سائنٹفک سوشل ازم کے اجزائے ترکیبی میں ملاوٹ کہاں ہے؟"

لنچ ٹائم سے کچھ پہلے ہم بریگیڈیئر ہچکنس کے بنگلے پہنچ گئے۔ دونوں کو مبارک باد دے کر انہوں نے ونمالا کی گرفتاری کی روداد سنی اور بتایا کہ مسٹر ولسن نے تمہیں بمبئی واپس بلانے کے لئے چیف آف اسٹاف سے بات کی ہے۔" ہنٹرس نے میری طرف دیکھ کر ان سے کہا۔ "سر ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔ کلکتہ میں پبلک کو آپریٹ نہیں کرتی اور ہم دونوں میں سے کوئی بھی بنگالی نہیں سمجھتا۔" وہ کہنے لگے۔ "پھر بھی وہاں تمہارے لئے یہاں سے زیادہ اسکوپ ہے۔ ترقی کا بھی اور انڈیا میں رہنے کا بھی۔ یہاں نہ فارورڈ بلاک ہے نہ انارکسٹ گروپ ہے۔ کسی روز اچانک پہلے جہاز سے سیدی رزلغ یا ایریٹریا جانے کا حکم مل جائے گا۔" انہوں نے ایریٹریا اس طرح کہا جیسے ترن تارن کہہ رہے ہوں۔ مجھے پنجاب یاد آ گیا جو کبھی میرا وطن مالوف تھا اور ہندوستان کے گیارہ صوبوں میں سے ایک ہونے کے باوجود انڈیا کو دوسرا ملک تصور کرتا تھا۔ ہنٹرس کے جواب نے میری یادوں کی چھوٹی برات کو تتر بتر کر دیا۔ وہ کہہ رہا تھا "سر ہم چاہتے بھی یہی ہیں کہ فرنٹ پر جائیں۔" مسکرا کر بولے۔ "کیا تم بھی پرنسلی کی طرح کسی سے منہ چھپانا چاہتے ہو؟" میں نے کہا۔ "سر بریڈلے اور پرنسلی مارک ٹائم کرتے کرتے اکتا گئے ہیں۔ اب ایڈوانس کرنا چاہتے ہیں۔ کم از کم معلوم تو ہو ہم کتنے پانی میں ہیں؟" وہ ہنس دیئے۔ بریڈلے کی طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "شاید اس کو معلوم ہو گیا ہے کہ اجیتا کماری ایک دو روز میں بمبئی پہنچنے والی ہے۔" "نو سر۔" میں نے ان کا قطع کلام کیا۔ "اٹس اے نیوز ٹو می۔ مجھے کچھ معلوم نہیں۔" بولے۔ "کیا واقعی؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "فیکٹ—— اور پھر مجھے اجیتا دیوی سے بھاگنے کی کیا ضرورت ہے؟ وی آر فرینڈز۔ جسٹ فرینڈز۔" کہنے لگے۔ "او کے وہ آ رہی ہے۔ ونمالا کی گرفتاری اور ہنس راج کی دوبارہ طلبی کے بعد دوسرے رشتہ دار اس پر الزام لگا رہے ہیں کہ وہ مخبری کر رہی ہے۔ کیا مسٹر ولسن نے تمہیں نہیں بتایا؟" میں نے جواب دیا۔ "دراصل ان سے تفصیلی ملاقات نہیں ہوئی۔ اس لئے نہیں کہہ

سکے۔ لیکن آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہی ہے۔" ہنٹرس نے معنی خیز نظروں سے میری طرف دیکھا اور خاموش ہو گیا۔ لیکن لنچ کے بعد جب ہم واپس ہوئے تو وہ خاموش نہیں تھا۔ گیٹ سے باہر نکلتے ہی کہنے لگا۔ "وکی تم مارے گئے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "آئی ڈونٹ مائنڈ پال۔" بولا۔ "تم بہت جلد مائنڈ کرو گے۔ یہ تمہاری اپنی غلطی ہے۔ بیک وقت دونوں کو آنے کی دعوت دے دی۔ تمہیں سنجیدگی سے دور کا بھی تعلق نہیں وکی۔"

میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "یہ سچ ہے پال۔" اس نے شہر کو جانے والی سڑک کی طرف ٹرن لیا اور میری طرف دیکھ کر بولا۔ "شکر کرو بوائے تمہارا ستارہ عروج پر ہے۔ ایکس لنسیز تمہیں پسند کرتے ہیں۔ ہر صحیح اور غلط گیم میں تمہیں سنبھال رہے ہیں۔ لاکھوں بلکہ شاید کروڑوں روپیہ تمہارے پاس ہے اور انہی طاقتوں نے تمہیں ہیرو بنا رکھا ہے ورنہ ــــــ" میں نے شٹ اپ کہہ کر اس کا منہ بند کر دیا۔ جملہ ادھورا چھوڑ کر میرے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے بولا۔ "یو آر اے فول۔ بتاؤ اس ڈبل گیم کا کیا حل ہے؟" میں نے پلٹ کر کہا۔ "جسٹ ون ٹیلیگرام اور ون ٹرنک کال۔" جھینپ کر بولا۔ "یو آر اے بلڈی کننگ فاکس۔ دیٹس آل ــــــ" میں نے اسٹیئرنگ وہیل پر ہاتھ رکھ کر گاڑی کا رخ جی پی او کی طرف کر دیا۔ ہنٹرس مسکرا دیا۔ جنرل پوسٹ آفس پہنچ کر میں نے ان ہز میجسٹیز سروس کی دھونس دے کر پاراگڑھ پیلس کی ارجنٹ کال بک کرائی اور دس منٹ میں مناکشی دیوی تار کے دوسرے سرے پر مجھ سے مخاطب تھی۔ "ہیلو، مناکشی۔" سنتے ہی میں نے کہا۔ "گڈ آفٹر نون مناکشی دیوی۔ دس از کرنل براؤن آف ملٹری انٹیلی جینس۔"

"کرنل براؤن ــــــ؟" اس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "آئم سوری کرنل۔ میں آپ سے واقف نہیں۔ مجھے یاد نہیں ہم کبھی ملے ہوں۔" میں نے کہا۔ "میں عرض کرتا ہوں۔ ہم کبھی نہیں ملے۔ لیکن راجکماری ونمالا کی گرفتاری کے دوران تفتیش میں آپ کے مینیجر کے بیان سے ــــــ معلوم ہوا کہ وہ آپ کی طرف سے دس ہزار روپیہ اور ایک سوٹ کیس کپڑوں کا جو اس وقت بھی ہمارے پاس موجود ہے لے کر الہ آباد گیا تھا۔ ہیلو آپ سن رہی ہیں نا؟ میں بلمبیے سے بات کر رہا ہوں۔" اس نے مری ہوئی آواز میں جواب دیا۔ "سن رہی ہوں کرنل۔ لیکن یقین کرو میں اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتی۔" میں نے کہا۔ "تردید کرنا بیکار ہے میڈم۔ ہمارے پاس ٹھوس ثبوت موجود ہیں۔ بہرکیف ہم۔ خصوصاً میں نہیں چاہتا کہ ایک راجکماری کو اس کیس میں ملوث کر کے پریشان کیا جائے جبکہ اس کی غیر موجودگی میں بھی کیس ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اب تک آپ کو حراست میں لیا جا چکا ہوتا۔" اس نے پژمردہ لہجے میں کہا۔ "آئی انڈر اسٹینڈ دیٹ کرنل۔ تھینک یو ویری مچ۔"

"پلیز ڈونٹ مینشن۔ صرف یہ بتائیے کہ راجکماری اجیتا سے آپ کے تعلقات کیسے

ہیں؟"

"سچ تو یہ ہے کرنل کہ بہت خوشگوار نہیں۔ گزشتہ مہینوں سے ان کا طرز عمل کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ ٹو بی فرینک۔ ونمالا جرمن ہونے کے باوجود ایک انڈین پرنسس ہے اور آپ کی نظروں میں اس کی کچھ بھی پوزیشن ہو ہمارے لئے پرسٹیج کا مسئلہ۔ اب اگر ہمارے خاندان کا کوئی فرد ــــــ"

"ایک منٹ میڈم۔" میں نے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے کہا۔ "میں آپ کی فرینک نس کا احترام کرتا ہوں لیکن دراصل اجیتا دیوی کے متعلق آپ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ ان کو ونمالا کے سلسلے میں مخالفت کا الزام دینا بڑی غلطی ہے۔ شاید اسی وجہ سے وہ آپ لوگوں سے خطرہ محسوس کرتی ہیں۔ خیر میں ٹرنک پر پوری تفصیل نہیں سمجھا سکتا۔ لیکن اتنا عرض کروں گا کہ آپ ان کو بمبئی نہ آنے دیں ورنہ آپ کا انوالو ہو جانا یقینی ہے۔"

"تھینک یو ویری مچ کرنل۔ میں پوری کوشش کروں گی۔"

"کیجئے میڈم ــــــ لیکن نہایت ہوشیاری سے۔ یہ ثابت نہ ہونے پائے کہ آپ کو ٹپ کیا گیا ہے۔ وہ مجھ سے ذاتی طور پر واقف ہیں۔"

"بہتر ہے کرنل۔ میں انہیں ٹیکٹ فلی ہینڈل کروں گی۔ بتائیے میں آپ کے لئے کیا کر سکتی ہوں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "تھینک یو میڈم۔ دیٹس ویری کائنڈ آف یو ــــــ گڈ بائی ــــــ" ریسیور رکھتے ہی ہنٹرس نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "وہاٹ اے بلڈی کروک یو آر وکی۔" میں نے سگریٹ سلگا کر کیبن کا دروازہ کھولا۔ پے منٹ کی اور دونوں گیٹ آف انڈیا کی طرف چل دیئے۔ ہنٹرس نے کہا۔ "اجیتا دیوی کا مسئلہ تو شاید حل ہو گیا لیکن وہ ــــــ" میں نے کہا۔ "اس کا اتنا آسان کام نہیں ہے اور اگر آ ہی جائے تو اب عارضی قیام کا انتظام تو ہو ہی گیا ہے۔ چند روز بمبئی کی سیر کر کے واپس چلی جائے گی۔ یہ بھی ممکن ہے مکان میں جو کچھ کمی ہو اس کو پوری کرنے کے لئے کچھ زیادہ ٹھہر جائے۔ ہم بہرکیف دو تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہریں گے۔" ہنٹرس نے کندھے اچکا کر ایز یو پلیز کہا اور گیٹ آف انڈیا کی طرف لے کر تاج کے سامنے گاڑی روک دی۔ شام کو ساڑھے سات بجے ہم کھانا کھا کر گورنمنٹ ہاؤس لوٹے تو دونوں ٹائٹ تھے۔ گیٹ میں داخل ہوتے ہی سارجنٹ نے گارڈ روم سے نکل کر سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔ "سر مسٹر ولسن نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ کو یہاں سے ڈائریکٹ ان کے بنگلے پہنچا دیا جائے۔" میں نے اپنی حالت کے پیش نظر اسے ٹالنے کے لئے کہا۔ "لیکن یہ تو ان کے ڈنر کا وقت ہے۔" کہنے لگا۔ "یقیناً سر۔ پھر آپ گارڈ روم سے ٹیلیفون کر کے دریافت کر لیں۔" میں نے انجن بند کیا اور بمشکل خود کو سنبھال کر ہنٹرس پر نظر دوڑاتا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ سارجنٹ میری حالت دیکھ کر سمجھ گیا۔ سر جھکا کر بولا۔ "سر آپ زحمت نہ کریں۔ میں خود ان سے

دریافت کر لیتا ہوں۔" چند منٹ بعد سارجنٹ نے آ کر کہا۔ "سر انہوں نے کہا ہے آپ کلب جا کے اپنے اپارٹمنٹ سے انہیں رنگ کر دیں۔" میں نے او کے کہہ کر انجن اسٹارٹ کیا اور کلب کی طرف چل دیا۔ گاڑی بند کر کے کلب میں داخل ہوئے تو دونوں کی ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں۔ اردلی نے مجھ سے چابی لے کر اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا اور کرسیاں گھسیٹ کر قریب لایا۔ ہم ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر آہستگی سے بیٹھ گئے۔ اردلی نے حالت سے اندازہ لگا کر کھانے کو پوچھنے کی بجائے کہا۔ "سر کافی پینا چاہیں گے؟" میں نے کہا۔ "ہاں۔"

اردلی کافی کی ٹرے لئے اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ کنتھ تھی۔ میں ہیلو کہہ کر کرسی سے اٹھنے لگا اور جسم میں توازن نہ پا کر پھر بیٹھ گیا۔ مسکرا کر بولی۔ "زحمت نہ کرو۔ مسٹر ولسن نے مجھے اسی لئے بھیجا ہے کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" میں نے ہنٹرس والی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "سٹ ڈاؤن میں ٹھیک ہوں۔ کب آئیں تم؟" کنتھ نے کہا۔ "وکی' پاراگڑھ کے حالات بہت خطرناک ہو چکے ہیں۔ یوراج کو اب یقین ہو چکا ہے کہ کرن کی موت واقع نہیں ہوئی۔ وہ فوجی کیپٹن کا پارٹ ادا کر رہا ہے۔ اجیتا اور سروج سے ملنے آتا ہے۔ وہ دونوں کسی وجہ سے اس راز کو ظاہر نہیں کرتیں۔ اس بار دو مرتبہ یوراج نے تمہارا پیچھا کیا لیکن تم ہمیشہ دوسری طرف نکل گئے۔ یہاں تک بھی غنیمت تھا لیکن اب وہ برمن ان کے پاس پہنچ گیا ہے اور انہیں یقین دلانے کی کوشش کر رہا ہے کہ کرن کی موت ایک بہت بڑی سازش ہے جس میں مہاراجہ شردھام' اجیتا اور سروج سب شامل ہیں۔ اجیتا نے مجھے یہی کچھ کہنے کو بھیجا ہے کہ یوراج اور برمن چند جاسوس ساتھ لے کر بمبئی پہنچنے والے ہیں۔ وہ خود آنے والی تھیں لیکن اس وجہ سے نہیں آئیں کہ ——" میں نے کافی کا گھونٹ لے کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو ڈارلنگ تم نے حق ادا کر دیا۔ خیر فکر نہ کرو۔ میں ان سے نپٹ سکتا ہوں۔ تم نے مسٹر ولسن سے تو یہ ذکر نہیں کیا؟" اس نے کافی کی پیالی ہونٹوں سے سے ہٹا کر کہا۔ "یہ کیسے ممکن تھا کہ ان سے نہ کہتی۔" انہوں نے کہا۔ "وہ وکٹر تک نہیں پہنچ سکتے۔ ہم اس کو یہاں سے ہٹا دیں گے۔ ورنہ یہ بھی ممکن ہے وکٹر ان کو ہٹا دے۔ شردھام نے برمن کو چھوڑ کر بہت بڑی غلطی کی ہے ——" کافی ختم ہوتے ہوتے میرا نشہ کافور ہو چکا تھا۔ میں نے فکرمند ہونے کے باوجود مسکرا کر کہا۔ "یہ بتاؤ کھانا کھا چکی ہو؟" بولی۔ "کھا چکی ہوں۔ مسٹر ولسن کے ساتھ چند دوست باتیں کر رہے ہیں۔ ان کے جاتے ہی وہ یہاں آئیں گے۔ ان کے آنے تک میں بھی یہیں ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم صبح تک یہیں رہو گی۔ میری طبیعت دیکھ تو رہی ہو اچھی نہیں ہے۔ ایسے میں تم مجھے چھوڑ کر کیسے جا سکتی ہو؟" اس نے مسکرا کر خالی کپ ٹرے پر رکھ دیا۔ ہنٹرس نے میری طرف دیکھ کر آنکھ دبا کر زوردار جماہی لی۔ میں

نے ہنس کر کہا۔ "تھینک یو بریڈ۔ مجھے ایسے ہی دوستوں کی ضرورت ہے جنہیں ایک اشارے میں نیند اور دوسرے اشارے میں فرضی موت آ سکتی ہو۔ لیکن آج تمہارے سوئچ بورڈ کے ٹائمنگ میں کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے۔ جب تک مسٹر ولسن آ کر چلے نہ جائیں ہم تمہیں کوئٹ انڈیا نہیں کہہ سکتے۔" ہنٹرس ہنس دیا اور اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ کنتھ نے سوال کیا۔ "کوئی حل سمجھ میں آیا وکی؟" میں نے کہا۔ "کب تک پہنچنے والے ہیں وہ؟" کہنے لگی۔ "شاید کل کسی ٹرین سے یا پرسوں صبح۔" میں نے اس کو لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگاتے ہوئے پوچھا۔ "تمہاری مورس کہاں ہے؟" بولی۔ "یہیں ہے۔ کیوں؟" میں نے اٹھ کر ٹیلیفون کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "صبح سات بجے مجھے اس کی ضرورت پڑے گی۔" مسکرا کر بولی۔ "کرایہ دینا پڑے گا۔" میں اپنی جسمانی حالت پر غور کر رہا تھا۔ میں نے ریسیور اٹھا کر مسٹر ولسن کا نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں ایک مہینے کا ایڈوانس پے منٹ کرنے جا رہا ہوں۔ ہیلو —— گڈ ایوننگ مسٹر ولسن ——" میں نے دوسری طرف سے "ہیلو جیمس" سن کر کہا۔ "آپ کا پیغام پہنچ گیا سر —— آپ اسے پرابلم نہ سمجھئے۔" بولے۔ "او کے۔ صبح مجھ سے تفصیل سے بات کرنا۔" میں نے کہا۔ "سر جس وقت میرے پاس کچھ کہنے کو ہو گا میں خود حاضر ہو جاؤں گا۔ آپ ابھی اس کو جیب میں ہی رہنے دیں پلیز ——" بولے۔ "اچھا۔ کنتھ سے کہہ دینا ایکی نسیز سے ذکر نہ کرے اور دیکھو اسے وہاں روک نہ لینا۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے۔" انہوں نے گڈ نائٹ کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ ہنٹرس نے قریب آ کر کہا۔ "مجھے نیند آ رہی ہے۔ گڈ نائٹ مس کنتھ۔" وہ مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔ ایک گھنٹے بعد کنتھ بھی رخصت ہو گئی۔

○

ہمیں پکچر سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ شاید ہی کوئی منظر توجہ سے دیکھا ہو۔ انٹرویل ہوتے ہی ہم باہر نکلے اور قریبی کیفے میں داخل ہو گئے۔ فیملی بوتھ میں بیٹھ کر کھانا کھایا۔ نو بجے کے قریب میں نے جولیس کو گھر پہنچایا اور اسی ٹیکسی میں گورنمنٹ ہاؤس پہنچ گیا۔ ہنٹرس اپنے کمرے میں بستر پر لیٹا ہوا کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اٹھ کر بیٹھ گیا اور مسکرا کر کہنے لگا۔ "اتنی جلدی آ گئے وکی۔ میرا خیال تھا تم صبح سے پہلے نہیں لوٹو گے۔" میں نے اس کے قریب کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "تمہاری تنہائی کے خیال سے پال' ورنہ میں اور گریز؟" وہ ہنس دیا اور سگریٹ کیس میری طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔ "تھینک یو وکی۔ پروگرام کیا ہے۔ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں تم چاہتے کیا ہو؟" میں نے سگریٹ سلگا کر کش لیتے ہوئے کہا۔ "پال —— مجھے کچھ بھی چاہنے کی ضرورت نہ تھی اگر صرف یوراج آئے ہوتے لیکن اتفاق سے ان کے ساتھ میرا ایک ایسا دشمن بھی آ گیا ہے جسے جنم

رسیدہ کرنا میرا فرض ہے ——— میں ہر قیمت پر اس سے نپٹنا چاہتا ہوں۔ لیکن خطرہ یہ ہے کہ کہیں یوراج لپیٹ میں نہ آ جائیں۔ وہ میرے بھائی کی حیثیت رکھتے ہیں۔" اس نے سگریٹ کا پورا دھواں میرے منہ پر چھوڑا اور مسکرا کر بولا۔ "شوئر بوائے' رشتے کی نزاکت ہی تمہیں ان سے بھاگتے رہنے پر مجبور کر رہی ہے۔ ورنہ تم اور گریز؟" اس نے میرے الفاظ دوہرا کر مجھے ہنسانے کی کوشش کی اور پھر خود ہی شرمندہ ہو کر بولا۔ "آئم سوری وکی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "دیٹس آل رائٹ ——— میں ابھی تک کوئی لائن آف ایکشن طے نہیں کر پایا سوائے اس کے' ممکن نہیں ہے ——— بمبئی میرا آخری قلعہ ہے پال ———" اس نے سگریٹ کی راکھ ایش ٹرے میں جھاڑتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے وکی ——— میں تمہارے ساتھ ہوں ——— جہاں تمہارا پستول مس فائر کر جائے گا بریڈلے کا نشانہ خطا نہیں ہو گا کیونکہ وہ کسی کا ان لا نہیں ہے۔ اب ——— جاؤ آرام سے سو جاؤ ———" میں اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

صبح سوا دس بجے ہم دونوں دو گاڑیوں میں گرین کی طرف جا رہے تھے۔ ہنٹرس میری پیکارڈ میں اور میں کنتھ کی مورس میں تھا۔ دونوں سو-یلین ڈریس میں تھے۔ پارکنگ لاٹ میں دونوں گاڑیاں پہلو بہ پہلو کھڑی کر کے ہم تھوڑی دیر آپس میں باتیں کرتے رہے۔ دس بج کر پچپن منٹ پر میں گاڑی سے نکل کر ہنٹرس کو اپنی گاڑی سے کچھ فاصلے پر لے جانے کو کہتا ہوا گرین کی طرف چل دیا۔ ریسپشن کاؤنٹر کے قریب پہنچا تو وہاں جیزمس کے سوا کوئی نہ تھا۔ میں نے استفہامیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تو کاریڈور کی طرف اشارہ کر کے بولی۔ "آ رہے ہیں۔" میں نے وہیں کھڑے کھڑے سگریٹ سلگایا اور بائیں طرف والی راہداری میں داخل ہو کر نوٹس بورڈ کی طرف دیکھنے لگا۔ چند منٹ بعد ریسپشن کی گزرگاہ میں قدموں کی چاپ سنائی دی اور ساتھ ہی جیزمس کے گڈ مارننگ مسٹر برمن کہنے کی آواز آئی۔ میں نے کارنر کے قریب آ کر اس طرف جھانک کر دیکھا۔ برمن کاؤنٹر کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ میری طرف اس کی پشت تھی۔ جیزمس نے کاؤنٹر کا فلیپ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "اندر آ کر بیٹھ جائیے مسٹر برمن ——— فون نمبر تو ہے نا آپ کے پاس؟" برمن نے اثبات میں سر ہلایا اور کاؤنٹر کے پیچھے جا کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ جیزمس نے ٹیلی فون اس کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا۔ اس نے تھینک یو کہہ کر نمبر ڈائیل کرنا شروع کیا۔ میں دروازے سے نکل کر کاؤنٹر کی طرف چلا۔ جیزمس مجھے دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی اور مسکرا کر بولی۔ "ہیلو۔" میں نے ہنس کر اس کے شانوں پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "ہیلو جیز ——— میں شام کو سات بجے تمہارے گھر آ رہا ہوں ———" وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ "ویلکم ڈارلنگ۔" برمن نے ریسیور کان سے لگاتے ہوئے میری طرف دیکھا اور چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے اس کے چہرے پر سرسری سی نظر ڈالی اور کسی قسم کا تاثر ظاہر

کئے بغیر پھر جیزمس سے مخاطب ہو گیا۔ اس نے مسکرا کر میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "تم بیٹھ کیوں نہیں جاتے؟" میں نے ایک بار پھر برمن پر اچٹتی سی نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو ڈیئر مجھے ذرا جلدی ہے۔" بولی۔ "بوائے بوائے ———" میں نے مسکرا کر کہا۔ "میرا ایک دوست نیچے انتظار کر رہا ہے ——— لیکن سات بجے کا وعدہ بھول نہ جانا۔" منہ بنا کر بولی۔ "او کے او کے ڈارلنگ۔" میں نے ہنس کر اس کے شانے تھپتھپائے اور "سولونگ" کہہ کر پلٹا اور تیزی سے چل دیا۔ دروازے تک پہنچتے پہنچتے میں نے برمن کو کہتے سنا۔ "یور ہزبینڈ؟" جیزمس نے جواب دیا۔ "مائی نی انس۔" میں نے دروازے سے نکلتے ہوئے پلٹ کر جیزمس کو ویو کیا تو برمن میری طرف دیکھ رہا تھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ مچھلی کانٹا نگل گئی۔

پورٹیکو سے باہر نکلتے ہی میں نے سڑک پر نظر ڈالی۔ ہنٹرس گاڑی میں بیٹھا ہوا اسی طرف دیکھ رہا تھا۔ گاڑی کا انجن تاج کے سامنے ہو کر ٹاور آف سائی لینس کی طرف جانے والی سڑک کی طرف تھا۔ میں نے پیچھے کی طرف دیکھ کر اسے ویو کیا اور آگے بڑھ کر اپنی گاڑی میں سوار ہو گیا ——— پندرہ بیس منٹ میں اس کے آنے کا انتظار کرتا رہا لیکن وہ میری تلاش میں ہوٹل سے باہر نہ آیا۔ شاید اس نے فوراً میرا تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا یا پھر مجھے پہچاننے سے قاصر رہا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ اس نے ہمارے درمیان ہونے والی گفتگو کو حقیقت سمجھا ہو اور میرے آنے کے بعد جیزمس سے مسکرا کر کہا ہو۔ "مسی تمہارے منگیتر کی شکل و صورت میرے ایک دوست سے اس قدر مشابہت رکھتی ہے کہ میں دھوکا کھا گیا۔" اور جیزمس نے ہاؤ ونڈر فل کہہ کر قہقہہ لگایا ہو۔ بہرکیف مزید انتظار کرنا بیکار تھا۔ میں نے گاڑی بیک کر کے پارکنگ لاٹ سے نکالی اور ہنٹرس کو فالو کرنے کا اشارہ کرتے ہوئے شہر کی طرف ٹرن لیا۔ چرچ گیٹ کے ایک کیفے کے سامنے گاڑی پارک کر کے میں کیفے میں داخل ہوا اور کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر رکا۔ چند سیکنڈ بعد ہنٹرس پہنچ گیا۔ میں اس کے ساتھ ایک بوتھ میں داخل ہوا۔ بیٹھتے ہی میری طرف دیکھ کر بولا۔ "ملاقات ہوئی؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "تقریباً" دو منٹ ہم ایک دوسرے کے سامنے تھے۔ میں جیزمس کے ساتھ باتیں کرتا رہا وہ ٹکٹکی باندھے میری طرف دیکھتا رہا۔"

"پہچانا یا نہیں؟" ہنٹرس نے دوسرا سوال کیا۔ "پہچان لیا۔ کیونکہ اس نے مجھے دیکھ کر ٹیلی فون کا سلسلہ بھی منقطع کر دیا تھا۔ میں گاڑی میں اسی کا انتظار کرتا رہا تھا۔ لیکن اس نے پیچھا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ شاید شام کو جیزمس کے مکان پر پہنچے۔"

ایک ویٹر نے آ کر ہماری باتوں میں خلل ڈالا۔ میں نے اس کو چند چیزوں کے ساتھ کافی کا آرڈر دیا اور وہ سر جھکا کر چلا گیا۔ ہنٹرس نے کہا۔ "جیزمس کا مکان کہاں ہے؟" میں نے اس کو پتہ بتایا تو کہنے لگا۔ "وکی ایک بات بتاؤ ——— آخر تم برمن کے ساتھ کیا

کرنا چاہتے ہو ـــــ کہیں ڈیم فول انداز میں تو نہیں سوچ رہے۔" میں نے کہا۔ "ڈیم فول انداز میں سوچ نہیں رہا عمل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ نہ پوچھنا کیوں۔ میں اس کو برش آف کرنا چاہتا ہوں۔" ہنٹرس کنپٹی کھجانے لگا۔ سگریٹ کیس نکال کر میز پر رکھتے ہوئے بولا۔ "وکی کیا اس کے سوا کوئی حل نہیں؟" میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "بریڈ' یہ دنیا ڈیم فول انداز میں سوچنے والوں کو ہی تسلیم کرتی ہے۔ میں تمہارا دوست بننے سے بہت پہلے آل مائٹی کے دربار پہنچ چکا تھا۔ اگر ڈیم فول انداز میں سوچنے والا نہ ہوتا۔ آج پھر اسی انداز میں سوچنے پر زندگی بچتی ہے ورنہ وکی مارا گیا۔" اس نے افسردہ ہو کر کہا۔ "ٹھیک ہے وکی ـــــ سگریٹ تو پیو۔" میں نے ہاتھ بڑھا کر سگریٹ لے لیا۔ اس نے مجھے لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "صرف راز فاش ہو جانے کے خوف سے یا؟" میں نے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے کہا۔ "یہ بھی ہے لیکن اس کے علاوہ ـــــ ناؤ' تم یہ سب جان کر کیا کرو گے بریڈ؟" وہ بولا۔ "سنو وکٹر ـــــ ہم لوگ جذباتی فیصلے نہیں کیا کرتے ـــــ میرا مطلب ہے کسی کی آگ میں چھلانگ نہیں لگاتے اپنی آگ کے سوائے۔ خواہ وہ کزن ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن میں ایسا محسوس کر رہا ہوں جیسے ـــــ تمہیں کچھ ہو گیا تو مجھے پاگل ہو کر خودکشی کرنا پڑے گی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "کر لینا۔ لیکن اس معاملے میں میں تمہیں شریک نہیں کروں گا۔ یہ میرا خالص' خالص ذاتی معاملہ ہے ـــــ یا پھر ان کا جنہوں نے اس جن کو بوتل سے نکال دیا۔" ہنٹرس کش لگا کر سگریٹ کی طرف دیکھنے لگا۔ ویٹر نے ٹرے لا کر میز پر رکھ دی۔

میں نے ہنٹرس پر ایک نظر ڈال کر پیالیوں میں کافی ڈالنی شروع کر دی۔ "کیری آن سر۔" میں نے بسکٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس نے کپ اٹھاتے ہوئے میری طرف دیکھا۔ "او کے پال۔ جن کو آزاد کرنے والا کون ہے؟" میں نے کافی کا گھونٹ لے کر جواب دیا۔ "ہز ہائی نس۔"

"ہز ہائی نس۔ یو مین پارا گڑھ؟" اس نے سوال کیا۔ میں نے کہا۔ "نو سر۔" اس نے کافی کا گھونٹ لے کر نظریں اٹھائیں۔ "ولاس پور؟" میں نے نفی میں سر ہلایا اور کافی پینے لگا۔ کپ میز پر رکھتے ہوئے بولا۔ "ہو دی ڈیول آف دی ہیل از ہی؟" میں نے گھونسہ تان کر کہا۔ "یو باسٹرڈ' ایڈ جیکٹو استعمال نہ کرو۔" مسکرا کر بولا۔ "سوری یوائے ـــــ پرنس ون آف یور بلڈی پاپاز ـــــ" میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پردہ اٹھا کر تیزی سے باہر نکل گیا۔ اس نے سر نکال کر جھانکا تو میں کاؤنٹر کے قریب پہنچ رہا تھا۔ میں نے ٹیلی فون ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرتے ہوئے بوتھ کی طرف نظر ڈالی تو وہ دروازے پر کھڑا مسکرا رہا تھا۔ "ہیلو جیز۔" میں نے دوسری طرف سے ریسیور اٹھائے جانے کی آواز سنتے ہی کہا۔ جیزس نے جواب دیا۔ "لیں ـــــ آئی لو یو ـــــ" میں نے ہنس کر کہا۔ "آؤٹ

آف ٹیون ـــــ بٹ تھینکس ـــــ میں نے بیس پچیس منٹ باہر اس کا انتظار کیا ـــــ" بولی۔ "اس وقت مجھ سے تمہارے متعلق سوال جواب ہو رہے تھے۔ خیر وہ شام کو سات بجے ہمارے مکان پر آ رہا ہے ـــــ ٹھیک؟" میں نے کہا۔ "بہت زیادہ ٹھیک ـــــ وہ مجھ سے ملاقات کے لئے تڑپ رہا ہے۔ اکیلا آ رہا ہے نا؟" بولی۔ "اوہ ڈارلنگ' تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ میں نے اس کو بھی بمشکل اجازت دی ہے۔ لیکن سنو ویسے وہ کور ضرور کیا جائے گا ـــــ" میں نے تھینک یو بائی بائی کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ پے منٹ کی اور ہنٹرس کو لے کر باہر نکلا۔ کہنے لگا۔ "اب کہاں کو ـــــ؟" میں نے کہا۔ "جی پی او ـــــ میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے اگر کامیاب ہو گئی تو کسی حرکت کی ضرورت نہیں پڑے گی۔" اس نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "گاڈ بلیس یو وکی ـــــ" میں نے اس کو گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور اپنی گاڑی کی طرف چل دیا۔

ایکسچینج میں چیف آپریٹر نے ہمیں سادہ لباس میں ہونے کے باوجود پہچان لیا اور مسکرا کر استقبال کیا۔ میں نے ہز ہائی نس مہاراجہ آف شردھام کے نام کیپٹن کیم ملک کی طرف سے ٹرنک کال بک کرائی۔ اس نے مسکرا کر ایک سگریٹ ختم ہونے سے پہلے پہلے لائن خالی کرانے کا وعدہ کیا اور کرسی پیش کر کے چلا گیا۔ ہنٹرس نے مجھے سگریٹ اور لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "ویل بوائے ناؤ آئی اسٹینڈ بٹ وہیر ـــــ"

"ان دی ہل انڈیڈ۔" میں نے اس کا جملہ پورا کیا اور وہ ہنسنے کے بجائے کھانسنے لگا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "اتنی جلدی نہ کرو بریڈ۔ پہلی فلائٹ جنت کو جا رہی ہے۔ اس کی بکنگ دوسروں کے نام ہو چکی ہے۔" وہ کھانسنے کے بجائے ہنسنے لگا میں نے سگریٹ کا کش لیا۔ وہ سنجیدگی کے احاطے میں لوٹ آیا اور مسکرا کر بولا۔ "او کے یور ایکسی لنسی۔ آئل ویٹ۔"

صرف پندرہ منٹ بعد چیف آپریٹر اٹھ آیا اور ہمیں کیبن میں چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن ـــــ" ہز ہائی نس کی آواز آئی۔ "ہیلو کرن۔" سسکیوں کی آواز سن کر میں نے کہا۔ "دھیرج پاپا دھیرج ـــــ قدم بوسی ـــــ پالا گن ـــــ کرن آپ کے چرنوں میں حاضر ہے۔" سنبھل کر بولے۔ "کرن میں بمبئی آ رہا ہوں ـــــ میں تمہیں فوراً دیکھنا چاہتا ہوں۔ آہ کتنی مدت بعد میں یہ آواز سن رہا ہوں۔" میں نے کہا۔ "پاپا داتا ورن بھینکر روپ دھار چکا ہے جس اتیا چاری کو آپ نے کشما دے کر چھوڑ دیا تھا۔ وہ آج یوراج پارا گڑھ کے ساتھ موجود ہے ـــــ" بولے۔ "کہاں؟" میں نے کہا۔ "یہاں دونوں بمبئی میں ہیں ـــــ اگر آپ نہیں چاہتے کہ اس کو پرلوک یاترا کرائی جائے تو فوراً ہز ایکسی لنسی کو اس کے نظربندی سے فرار ہو جانے کی اطلاع دے کر وارنٹ جاری کرائیے ـــــ تاکہ ـــــ آپ سمجھ

گئے نا؟ــــــ اس کی گردن میرے ہاتھ میں ہےــــــ اور اب وہ ہی راستے ہیںــــــ آپ ابھی یہاں تشریف نہ لائیںــــــ" وہ بولے۔ "زندہ باد کرنــــــ چار بجے ٹیلیگرام پہنچ جائے گا۔ کل آٹھ بجے پولیس چیفــــــ از دیٹ انیف؟" میں نے کہا۔ "شکریہ پاپا' آداب عرض۔" میں نے ریسیور رکھ کر ہنٹرس کی طرف دیکھا۔ اس نے اٹھ کر میرے سامنے سر جھکا دیا۔ میں نے اس کا بازو تھاما اور دونوں کیبن سے باہر نکلے۔ میں نے پے منٹ کرتے ہوئے آپریٹر سے کہا۔ "اسٹرکٹ لی کانفیڈنشل" رسید دیتے ہوئے اٹھ کر بولا۔ "حضور ہماری کیا مجال کہ ایک لفظ زبان پر لا سکیں۔" میں نے تھینک یو کہتے ہوئے اس کا نام پوچھا اور ایک گرینز نکال کر اس کے رجسٹر پر رکھ دیا۔ "یہ تمہارا انعام۔" اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا۔ ہم باہر نکل گئے۔

کلب پہنچے تو ایک بج چکا تھا۔ کینتھ دو مرتبہ رنگ کر چکی تھی۔ ہم کھانا کھانے بیٹھے تو اردلی نے اس کے بتائے ہوئے فون نمبر پر رنگ کر کے ہمارے پہنچ جانے کی اطلاع دی۔ چند منٹ بعد وہ کلب میں پہنچ گئی۔ ہم نے اس کو کھانے میں شریک کیا۔ کہنے لگی۔ "وکی یوراج پارا گڑھ نے مسٹر ولسن سے اپائنٹ منٹ مانگا تھا۔ انہوں نے ایک ہفتے کے بعد دوبارہ یاد دہانی کرانے کو کہا ہے اور اس وقت بھی فرصت ہونے کی شرط لگا دی ہے۔" ہنٹرس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "مبارک ہوــــــ شکریہ مس کینتھ آپ نے بہت اچھی خبر سنائی۔" وہ میری طرف مخاطب ہو کر بولی۔ "تمہاری کیا پروگریس ہے وکی؟" میں نے کہا۔ "امید ہے آج رات یا کل صبح تک تم ہمیں مبارک باد کہو گی۔" مسکرا کر بولی۔ "میں ابھی کہنے کو تیار ہوں وکیــــــ مجھے معلوم ہے تم ایول جینئس ہو۔ برمن کی شامت اسے کھینچ لائی ہے۔ شاید وہ یوراج کو بہت بڑی طاقت سمجھ کر یہاں آگیا ہے اپائنٹ منٹ کے متعلق سن کر اتنا تو معلوم ہو گیا ہو گا یوراج کی کیا قدر ہے بمبئی میں۔ اگر اس کی جگہ میں ہوتی تو پہلی ٹرین سے واپس بھاگ جاتی۔" ہنٹرس نے مسکرا کر کہا۔ "از اٹ؟" کینتھ ہنس دی۔ میں نے کہا۔ "سنو ہنی یہ تو تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میرا دوست اور میرا دشمن آج تک بھاگنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ صرف یہ بتاؤ تم نے مجھے ایول جینئس کہنا کس سے سیکھا۔ میں نہ ایول ہوں نہ جینئس۔"

وہ بولی۔ "مجھ سے زیادہ تمہیں کون جانتا ہے؟" میں ہنس دیا۔ "ڈونٹ بی سلی۔ کئی ہیں جو تم سے زیادہ جانتی ہیں۔ یشودھرا کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟" مسکرا کر کہنے لگی۔ "اب تم حماقت پر اتر آئے۔ جس انداز میں وہ تمہیں مجھ سے زیادہ جانتی ہےــــــ یو ول ایکس کیوز می کیپٹن بریڈلےــــــ اس طرف میرا اشارہ نہیں ہے اور جس انداز میں جاننے کے متعلق میں دعوے کر رہی ہوں اس میں وہ کچھ بھی نہیں جانتی۔ بہرکیف میں تمہیں بتا ہی دوں کہ یہ ریمارکس کسی بڑی شخصیت کے ہیں اور وزن رکھتے ہیں۔" میں نے

ہنس کر کہا۔ "مجھے معلوم ہے اور اسی لئے میں تم سے کہلوانا چاہتا تھا۔" ہنٹرس نے چچ روک کر کہا۔ "پال' مجھے نہیں بتاؤ گے۔"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "شاید تم خود سن لو گےــــــ لیکنــــــ ابھی کیا کہا جا سکتا ہے۔ میں اتفاق سے فطرتاً" خوش فہم واقع نہیں ہوا ہوںــــــ" وہ مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ کھانا کھانے کے بعد دو پیگ پی کر کینتھ چلی گئی اور ہم کپڑے اتار کر اپنے کمرے میں سو گئے۔

سہ پہر کو چار بجے اردلی نے ہمیں جگا کر چھوٹا حاضری پیش کی اور ہم چائے پینے لگے۔ ابھی ناشتے سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی نے اپنی طرف متوجہ کیا میں نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔ ہیلو کہتے ہی مسٹر ولسن نے کہا۔ "وکٹر فوراً" میرے چیمبرز میں آؤــــــ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوںــــــ ڈریس کی پرواہ نہ کروــــــ ہری اپ" میں نے بہتر ہے سر کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ ہنٹرس نے معنی خیز نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے چائے کا آخری گھونٹ لے کر کپ رکھتے ہوئے کہا۔ "مسٹر ولسن تھے۔ شاید شردھام سے ٹیلیگرام یا وائرلیس پہنچ گیا۔" بولا۔ "او کےــــــ کوٹ پہنوــــــ میں تمہیں ڈرائیو کروں گاــــــ" وہ اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے کھونٹی سے کوٹ اتار کے چڑھا لیا۔ چند منٹ میں ہماری گاڑی' مسلح پیکارڈ" چیمبرز کے سامنے کھڑی تھی۔ مسٹر ولسن ریسپشنسٹ کی کرسی پر بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے۔ سلام کرتے ہی کہا۔ "اندر آ جاؤ۔" میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ کہنے لگے۔ "وکی ریزیڈنٹ شردھام نے ایچ ایچ کی طرف سے ہمیں برمن کی گرفتاری کی درخواست کی ہے۔ وہ بمبئی پہنچ چکا ہے کیا یہ تمہارے اشارے پر کیا گیا؟ میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ "ایچ ایچ نے برمن کو پیرول پر چھوڑنے کی حماقت کی تھی۔ اس کا یہ شاندار نتیجہ برآمد ہوا ہے۔" بولے۔ "نیور مائنڈــــــ یہ بتاؤ تم ہینڈل کر لو گے یاــــــ" میں نے کہا۔ "سب انتظام ہو چکا ہے سر' آپ کو صرف مطلع کرنا تھا۔ اگر آپ کے پاس چند منٹ ضائع کرنے کو ہیں تو چیف کمشنر پولیس کے کیپٹنــــــ" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "میجر وکٹر ہیرس سے اینڈ مائی ہارٹلی کانگریچولیشنز۔" ان کا ہاتھ بڑھا۔ میں نے تھینک یو سو ویری مچ کہہ کر مصافحہ کیا۔ "ناؤ سرــــــ چیف کو فون پر حکم دیں کہ میجر وکٹر ہیرس سے تعاون کریں۔" انہوں نے مسکرا کر ریسیور اٹھایا اور چند سیکنڈ پولیس چیف سے باتیں کر کے کہا۔ "جاؤ وہ تمہارا انتظام کر رہے ہیں۔ ہاؤ اباؤٹ یونیفارم وکی؟" میں نے نفی میں سر ہلا لیا۔ بولے۔ "او کےــــــ وش یو اے لک۔" میں نے تھینکس کے ساتھ مصافحہ کیا اور ہنس کر کہا۔ "سر ہاؤ اباؤٹ مائی پال؟" مسکرا کر بولے۔ "اف یو وانٹ دی ٹرتھــــــ ریگرڈســــــ" میں نے ان کے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھ کر کہا۔ "آپ کا وقت ضائع نہیں

کرا، گا سر' لیکن کل لنچ پر میں آپ کے ساتھ ہوں گا اور اس وقت آپ بریڈلے کو پرو' ٹ کریں گے۔" وہ مسکرا کر کھڑے ہو گئے اور چیمبرز کی طرف چل دیئے۔ میں نے باہ: لل کر ہنٹرس کو ایک طرف دھکیلا اور وہیل پر بیٹھ کر گاڑی اسٹارٹ کی۔

چیف کمشنر پولیس نے اٹھ کر ہم سے ہاتھ ملایا اور بغیر تعارف مجھ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "میجر کہئے میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں؟" میں نے اس کو مختصر الفاظ میں برمن کا جرم اور حلیہ بتا کر کہا۔ "آپ جن آفیسرز کو گرفتاری کے لئے بھیجیں انہیں میرا یا کیپٹن ہنٹرس کا اس معاملے سے کوئی تعلق ظاہر نہ کرنے کی ہدایت کر دیں ہم اس کو خود ا ایک دوست کے مکان پر بلا رہے ہیں وہ تقریباً" سات بجے شام کو وہاں پہنچ رہا ہے ـــــــ گرفتاری مکان سے باہر نکلنے کے بعد ہونی چاہئے ـــــــ کل صبح دس بجے شردھام اسٹیٹ کا پولیس چیف وارنٹ وغیرہ لے کر پولیس ہیڈ آفس پہنچ رہا ہے۔" پولیس حف کے اسٹینو گرافر نے ساری باتیں نوٹ کیں۔ آخر میں' میں نے جیزمس کے مکان کا نوٹ کرایا اور ساڑھے چھ بجے خفیہ طور پر بلڈنگ کی نگرانی کے انتظامات کرانے کو کہہ کر مصافحہ کیا اور رخصت ہو گئے۔

شام کو پونے سات بجے سے چند منٹ پہلے ہم فرگام پہنچے تو سلیمان مینشن کے سامنے کوئی کار نہ تھی۔ میں نے دروازے کے قریب گاڑی پارک کرتے ہوئے کہا۔ "ابھی نہیں پہنچا۔" ہنٹرس نے کہا۔ "ایسا ہی معلوم ہوتا ہے ـــــــ یہ بتاؤ کیا مجھے تمہارے ساتھ اوپر چلنا ہے؟" میں نے انجن بند کر کے لائٹ آف کی اور سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا بہتر تو یہ ہے کہ تم گاڑی میں رہو ـــــــ ہم دونوں کی موجودگی سے یوراج کا خیال سیدھا ہماری طرف جائے گا۔ میں اکیلا تو خیر اس کے نوٹس میں آ ہی چکا ہوں۔" اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے میں گاڑی میں ٹھہرتا ہوں ـــــــ ناؤ لک پال' جہاں تک بھی ممکن ہو خود کو ایکسپوز نہ کرنا۔" میں "او کے بریڈ" کہہ کر گاڑی سے باہر نکلا اور زینے کی طرف چلنے لگا ـــــــ سیڑھیوں کے قریب پہنچتے پہنچتے ایک نوجوان نے تیزی سے میرے قریب آ کر آواز لگائی۔ "ایوننگ نیوز ـــــــ بامبے کرانیکل۔" میں نے دیکھا اس کے ہاتھ میں دو ہی پیپر تھے جو وہ میری طرف بڑھا رہا تھا۔ وہ رنگین قمیض اور سفید پتلون پہنے ہوئے تھا۔ اس کا قد و قامت اس کے پولیس مین ہونے کی گواہی دے رہا تھا۔ میں نے رک کر کہا۔ "چیف کون ہے تمہارا؟" اس نے ادھر ادھر نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔ "آئیڈان ٹٹی سر؟" میں نے کہا۔ "میجر وکٹرس ہیرس۔" ایڑھیاں اٹھا کر اشارے سے سلام کرتے ہوئے بولا۔ "حضور انسپکٹر بینیھم ـــــــ دی اسٹاف" میں نے کہا۔ "ان سے کہنا گرین کے دروازے پر جا کر گرفتار کریں۔" اس نے بہتر ہے کہہ کر سلام کیا۔ میں دور سے کسی کار کی لائٹ آتے دیکھ کر تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ تھرڈ فلور کے تیسرے فلیٹ کا دروازہ کھلا

ہوا تھا اور روشنی باہر آ رہی تھی۔ مجھے دروازے پر دیکھتے ہی جیزمس کرسی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور مسکرا کر ویل کم کہا۔ اندر اس کی ہم شکل ایک چودہ پندرہ سالہ لڑکی اور موجود تھی۔ اس نے سر کو خم دے کر کہا۔ "گڈ ایوننگ مسٹر میک ملن۔" میں نے مسکرا کر اس کے شانے کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا "گڈ ایوننگ ینگ لیڈی۔" کرسیوں پر بیٹھتے ہوئے جیزمس نے کہا۔ "یہ میری چھوٹی بہن نورما ہے میک۔" میں نے کہا۔ "شیور جیز۔ چہرہ ہی کہہ رہا ہے۔" نورما مسکرا کر اٹھتی ہوئی بولی۔ "کیا پئیں گے مسٹر میک آپ؟" جیزمس نے اشارہ کیا اور وہ دوسرے کمرے سے دو آدھے بھرے ہوئے گلاس ٹرے میں رکھ کر لائی اور میز پر رکھ کر چلی گئی۔ جیزمس نے گلاس اٹھا کر دیکھا۔ "تمہاری کامیابی کے نام میک۔" میں نے تھینک یو کہہ کر گلاس اس کے گلاس سے ٹکرایا اور دونوں پینے لگے۔ اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی ـــــــ جیزمس نے گلاس ہاتھ میں لئے لئے اٹھ کر دروازہ کھولا اور "گڈ ایوننگ مسٹر برمن۔" کہہ کر میری طرف دیکھا۔ میں نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ اس نے گڈ ایوننگ مسٹر میک ملن کہہ کر مصافحہ کیا۔ جیزمس نے دروازہ بند کیا اور میں نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ بیٹھتے ہوئے مسکرا کر بولا۔ "مسٹر میک ملن آپ کو اس ملاقات پر تعجب تو ہو گا لیکن ـــــــ" میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "نہیں مسٹر برمن ـــــــ جیز نے مجھے بتا دیا کہ میری شکل و صورت آپ کے کسی دوست سے ملتی ہے اس لئے آپ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔" جیزمس ایکسکیوزمی کہہ کر ڈرنک لانے چلی گئی۔ برمن نے کہا۔ "مشابہت ہی نہیں جناب ـــــــ قد و قامت' چہرہ مہرہ' رنگ و روپ' چال ڈھال سب وہی ہے۔ مجھے حیرت ـــــــ اس پر نہیں کہ آپ ان سے مشابہت رکھتے ہیں بلکہ اس پر ہوگی' اگر ثابت ہو جائے کہ آپ وہ نہیں ہیں۔" میں نے گلاس ہاتھ سے رکھ کر قہقہہ لگایا۔ "ہاؤ ونڈر فل مسٹر برمن ـــــــ ہاؤ ـــــــ ونڈر ـــــــ فل۔" اسی وقت جیزمس نے کوارٹر اسکاچ اور گلاس لا کر میز پر رکھ دیا اور برمن کے برابر والی کرسی پر بیٹھ کر گلاس میں انڈیلنے لگی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "تھینک یو مس جیزمس۔ مجھے افسوس ہے میں شراب' نہیں پیتا۔" جیزمس نے مسکرا کر ہاتھ روکتے ہے کہا۔ "از اٹ ـــــــ دین ـــــــ کافی؟" اس نے کہا۔ "زحمت نہ کیجئے۔ مس جیزمس۔" میں نے جیب سے سگریٹ کیس اور لائٹر نکال کر میز پر رکھتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "فار گاڈز سیک مسٹر برمن اب یہ نہ کہئے گا کہ آپ سگریٹ بھی نہیں پیتے۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر سگریٹ نکالا اور سگریٹ سلگا کر کش لیتے ہوئے بولا۔ "ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" میں نے تھینک یو کہہ کر گلاس اٹھایا اور ہونٹوں سے لگایا۔ جیزمس بھی پینے لگی۔ برمن نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "یقین فرمائیے مسٹر میک کہ آپ میرے لئے اتنی بڑی شخصیت ہیں کہ میں آپ کے سامنے سگریٹ پینے کی جرات بھی ـــــــ" میں نے ہنس کر

اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو مسٹر برمن آئم فلیٹرڈ ٹو ہیر دیٹ ——— لیکن شاید جیز نے آپ کو بتایا نہیں کہ میں ایک معمولی اپر مس لوکو فورمین ہوں اور وہ بھی اجمیر میں ——— کل صبح کی ایکس پریس ٹرین سے وایا احمد آباد روانہ ہو جاؤں گا ———" مسکرا کر بولا۔ "اوہ پھر میں سمجھتا ہوں میں آپ لوگوں کے پروگرام میں ———" میں نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "نو۔ یور کمپنی از اے پلاژر ٹو اس مسٹر برمن۔" وہ مسکرا کر بولا۔ "وہی آواز۔ وہی لہجہ۔ مسٹر میک میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ذرا ریلش ہو کر بھی دکھائیں ———" میں نے قہقہہ لگا کر جیزمس کی طرف دیکھا۔ "وہاٹ اے کونسچن ڈارلنگ۔" وہ بھی ہنس دی۔ "میک۔ تم دس منٹ پہلے بھی آ گئے ہوتے تو میں تمہیں ان سے پوری طرح متعارف کراتی ——— دراصل مسٹر برمن پرنس آف پارا گڑھ کے سیکرٹری ہیں۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "اوہ! یہ تو خوش قسمتی ہے ——— میری ———" برمن نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "دراصل مسٹر ——— جو کچھ آپ کو سمجھ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ شردھام اسٹیٹ کے لیٹ پرنس ہیں۔" میں نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "پھر تو یقیناً میں وہی ہوں مسٹر برمن۔ پلیز بتایئے کہ کیا آپ اپنے ساتھ کہیں لے جانا چاہتے ہیں؟" اس نے میرے چہرے پر نظر جماتے ہوئے کہا۔ "یس اف یو پلیز۔" میں گلاس رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ "اسی وقت چلئے مسٹر ———" جیزمس نے میرا ہاتھ پکڑ کے کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "مسٹر برمن اگر آپ واقعی سنجیدہ ہیں تو پلیز اتنا ضرور انتظار کریں کہ ہماری شادی ہو جائے ——— ورنہ پرنس بن جانے کے بعد ——— یو انڈر اسٹینڈ وہاٹ آئی مین ———" برمن نے کہا۔ "سوری مس جیز مین ایسی کوئی بات نہیں وہ پرنس۔ میں نے کہا نا مر چکا ہے ———" میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ہارڈ لک فار اس جیز؟" برمن نے مسکرا کر کہا۔ "پھر بھی آپ کو گرین چلنے کی زحمت ضرور دوں گا مسٹر ———" میں نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "ناٹ انڈر سٹڈ۔" ہاتھ بڑھا کر سگریٹ اٹھا کر ہونٹوں میں دبایا اور سلگا کر کش لینے لگا۔ وہ میرے چہرے کی طرف دیکھتا رہا۔ میں نے دھواں چھوڑتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ کہنے لگا۔ "کیا آپ ہمارے ساتھ کھانا پسند نہیں کریں گے؟" میں نے جیزمس کی طرف دیکھتے ہوئے کہ۔ "ڈنر تیار ہے جی؟" اس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "کیوں نہیں' گرین سے ہی منگایا گیا ہے۔" برمن نے کہا۔ "میرا مقصد یوراج پاراگڑھ سے آپ کا تعارف ———" میں نے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلا کہا۔ "کیوں کہ میرا جواب وہی ہے مسٹر برمن ——— اب آپ ہمارے ساتھ کھانا کھائیں تو یہ بہت بڑی عزت افزائی ہو گی ——— اس کے بعد ہم نو بجے پکچر دیکھنے جا رہے ہیں ———" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ جیزمس نے کہا "کیا بات ہے مسٹر برمن آپ ہمیں ہوسٹائل سمجھتے ہیں کیا؟ نہ آپ کھا رہے ہیں؟" مسکرا کر بولا۔ "ارے نہیں مسی ایسی کوئی

بات نہیں ہے۔ دراصل ہمارے پرنس مسٹر میک سے ملنا چاہتے ——— اور یہ گرین جانے کو تیار نہیں ہیں ——— لہذا ——— ٹیلی فون ہے یہاں کہیں قریب ہی۔" جیزمس نے کہا۔ "دوسری لائن میں کارنر والی بلڈنگ میں ڈاکٹر مہتا کے کلینک میں ہے۔" وہ میری طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "پھر میں انہیں اطلاع دے دوں آپ کے پاس وقت نہیں ہے ——— شاید وہ یہاں آنا پسند فرما لیں ———" میں نے کہا۔ "ایز یو پلیز ——— ہم ساڑھے آٹھ بجے تک تو یہیں ہیں ———" وہ تھینک یو کہہ کر باہر نکل گیا۔ جیزمس نے دروازہ بند کیا ——— میں نے گلاسوں میں انڈیلی اور دونوں پینے لگے۔ مجھے یقین تھا وہ ٹیلی فون کرنے کے بجائے سیدھا گرین جائے گا اور اب پولیس اسٹیشن کے سوا اس کا دوسرا ایڈریس نہ ہو گا۔

دس منٹ بعد نورما نے میز پر کھانا چن دیا اور ہم تینوں کھانے میں مصروف ہو گئے ——— کھانا واقعی گرین سے منگوایا گیا تھا ——— جیزمس نے کھانے کے دوران پھر برمن کا ذکر چھیڑا۔ "شاید اسے خطرہ تھا کہ ہم اس کو زہر نہ دے دیں۔" میں نے نفی میں سر ہلایا ——— "وہ مجھ کو یقینی طور پر پہچان چکا تھا اور اس کو معلوم ہے کہ میں بزدلوں کی طرح دھوکا دینا نہیں جانتا۔ ہاں یہ خطرہ ضرور ہو گا کہ تیسری منزل کی کھڑکی سے پھینک دیئے جانے کے بعد آخری بیان دینے کا بھی چانس رہتا ہے یا نہیں؟ اگر تمہارا مکان گراؤنڈ فلور پر ہوتا تو شاید اس کا انداز گفتگو کچھ اور ہوتا۔" جیزمس مسکرا دی۔

تقریباً" نصف گھنٹے بعد جب ہم کافی کی آخری پیالی پی رہے تھے۔ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "ہنٹرس ہے شاید۔" جیزمس نے اٹھ کر دروازہ کھولا ——— "گڈ ایوننگ میڈم کہنے والا ہنٹرس ہی تھا۔ میں نے اس کو اس وقت کم آن ان کہا جب وہ میز کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جیزمس نے اس کے لئے کافی بنانی شروع کی ——— کہنے لگا۔ "وکی وہ گرین میں داخل ہونے سے پہلے گرفتار کر لیا گیا ——— میں نے پولیس کار کو فالو کیا تھا۔" میں نے تھینک یو بریڈ کہہ کر اس سے ہاتھ ملایا۔ "انسپکٹر ہنمم نے اس کو یوراج سے ملنے کا موقع تو نہیں دیا نا؟" میں نے اس سے پوچھا۔ "نوپ۔" ہنٹرس نے کہا۔ انسپکٹر ہنم نے گاڑی رکتے ہی گڈ ایوننگ مسٹر برمن کہہ کر اس کے ہاتھ میں وارنٹ گرفتاری تھما دیا اور کہا اگر آپ اسکینڈل نہیں چاہتے تو سیدھے پولیس آفس چلئے ——— آپ کو ڈیفنس کا پورا پورا حق دیا جائے گا!" اس نے صرف یوراج پاراگڑھ کو اطلاع دینے کو کہا اور ہنمم نے ایک جونئر آفیسر کو اوپر جا کر پرنس کو برمن کی گرفتاری کی اطلاع دینے کو بھیج دیا اور اس کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر پولیس ہیڈ آفس لے گیا ———" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے بریڈ کافی پیو اور چلتے ہیں ——— امید ہے کل تمہیں خوشخبری سناؤں گا جو تمہاری ذات سے متعلق ہو گی۔" وہ تھینک یو کہہ کر کافی پینے لگا۔ میں نے

واشنگ ٹیبل پر جا کر دو ہزار روپے کا ایک بیرر چیک لکھا اور جب چلنے لگے تو ہنٹرس کی آنکھ بچا کر جیزمین کے ہاتھ میں سرکا دیا ——— دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے چیک کھولا اور ایک نظر ڈال کر میری جیب میں ڈالنے لگی۔ میں نے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "جیز کیا میں دوست کی حیثیت سے تمہیں شاپنگ نہیں کرا سکتا؟" بولی۔ "کرا سکتے ہو ——— کل شام کو آٹھ بجے آ جاؤ ———" میں نے نیچی آواز میں او کے کہا اور اس نے چیک میری جیب میں ڈال کر ایڑیاں اٹھائی۔ میں نے دروازہ بند دیکھ کر اس کو چوم لیا اور گڈ نائٹ کہہ کر باہر نکل گیا۔

سوا نو بجے ہم اپنے اپارٹمنٹ واپس پہنچ گئے۔ ہنٹرس کے لئے اردلی کو کھانا لانے کو بھیج کر میں نے مسٹر ولسن کو رنگ کیا اور برمن کی گرفتاری کی اطلاع دی۔ تمام تفصیل سن کر بولے۔ "ویلڈن بوائے تم پہلے مرحلے سے کامیاب گزر گئے۔" میں نے کہا۔ "کوئی دوسرا مرحلہ بھی ہے کیا؟" بولے۔ "ہاں دوسرا بھی اور پھر شاید تیسرا اور چوتھا بھی ———"

"پھر تو شاید مجھے ملک چھوڑ کر بھاگنا پڑے گا۔" میں نے کہا۔ بولے "بھاگ جاؤ ——— میری نصیحت بھی یہی ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "سر بھاگنے کی وجہ؟" بولے۔ "وجہ نامعلوم۔" میں نے ذرا جان دار لہجے میں کہا۔ "مسٹر ولسن' یقین فرمایئے مجھے بھاگنے کے سوا ہر فن آتا ہے۔ ویسے 460 میٹر ریس میں سیکنڈ رہتا آ رہا ہوں لیکن جہاں کسی خطرے سے بھاگنا ہو وہاں میری ٹانگیں کام نہیں کرتیں۔" بولے۔ "آل رائٹ وین ——— کل میوزک فیس کرو ———" میں نے کہا۔ "امید تو نہیں آپ مجھے تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے ———" بولے۔ "کوئی وعدہ نہیں ———" میں نے تھینک یو سر کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ ہنٹرس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "یو آل رائٹ پال؟" میں نے ہنس کر "معلوم نہیں بریڈ ——— کچھ گڑبڑ ہے ——— لیکن کوئی گڑبڑ بہت بڑی گڑبڑ نہیں ہوتی۔ تمہیں معلوم ہے۔" وہ اثبات میں سر ہلا کر ہنسنے لگا۔

صبح گیارہ بجے ہمیں اطلاع مل گئی کہ شردھام کا ایس پی کمشنر پولیس کے دفتر میں پہنچ چکا ہے اور برمن کا وارنٹ گرفتاری اور ایکسٹرا ڈیشن کے کاغذات پیش کر دیئے گئے ہیں۔ یہ وہی شخص تھا جسے برمن کو ڈسمس کرانے کے بعد میں نے انسپکٹر کر رینک سے ڈاریکٹ سپرنٹنڈنٹ پروموٹ کیا تھا۔ یہ ایک طرح میرا خاص آدمی تھا اور میرے ایک اشارے پر کچھ بھی کر سکتا تھا۔ لیکن میں وہ نہ تھا جسے وہ اپنا محسن مانتا تھا ——— اور اگر تھا تو اس کے سامنے نہیں آ سکتا تھا۔ پھر بھی میں اس انداز میں سوچ رہا تھا کہ اس موسٹ ان ایفی شینٹ آدمی سے (رشی کرن اسی کی نا اہلیت کے سبب مارا گیا تھا ——— کوئی ایفی شینسی کا کارنامہ سرزد کرایا جا سکتا ہے یا نہیں ——— کیسے؟ میں نے ہنٹرس کو پیغام رسانی کے لئے استعمال کرنے پر غور کیا لیکن پھر اس خیال سے ترک کر دیا کہ اس طرح میرا

بہترین دوست ملوث ہوتا ہے اور اگر اس بے وقوف نے پھر اپنا نا اہل ہونا ثابت کر دیا تو ہنٹرس کا نام سامنے آ کر رہے گا۔ آخر بڑی دیر کے بعد ایک ترکیب سمجھ میں آئی اور میں نے ٹیلی فون اٹھا کر پولیس ہیڈ آفس فینکلو برانچ کا نمبر ڈائل کر کے ایس پی شردھام اسٹیٹ کے متعلق دریافت کیا۔ چند منٹ انکوائری کرنے کے بعد بتایا گیا۔ ملزم کو لے جانے والی گارڈ کے تین جوان یہاں موجود ہیں اور ایس پی' بلمیے سینٹرل اسٹیشن کے قریب سوائے بار اینڈ ہوٹل میں مقیم ہیں۔ میں نے تھینک یو کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ سوائے ہوٹل میں میں پہلی بار بمبئی پہنچا تو ایک روز قیام کر چکا تھا۔ اس وقت مجھے اس ایجنٹ کا نام یاد نہیں آ رہا تھا جو مجھے وہاں لے گیا تھا اور بار بار خدمت دریافت کرتا رہتا تھا ——— میں شکل و صورت سے آج چار پانچ سال بعد بھی اس کو پہچان سکتا تھا اور ممکن تھا کہ وہ بھی مجھے پہچان لے۔ بہرکیف میں نے اس کو ٹرائی کرنے کا ارادہ کر لیا۔

سگریٹ سلگاتے ہی ہنٹرس نے مسکرا کر کہا۔ "کوئی نیا کھیل زیر غور ہے ———! نہیں؟" میں نے دھواں خارج کرتے ہوئے کہا۔ "شیور پال ———؟" بولا۔ "خطرناک؟" میں نے کہا۔ "کیا کہہ سکتا ہوں پال ——— بظاہر تو بے ضرر سا ہے لیکن رات کو واپس نہ آ سکیں شاید ———" کہنے لگا۔ "پھر معلوم کر لو کوئی اور اپارٹمنٹ تو نہیں ہے ———" میں او کے کہہ کر خاموش ہو گیا۔ سہ پہر کو چائے کے وقت مسٹر ولسن نے ٹیلی فون کر کے چیمبرز میں آنے کو کہا۔ میں نے سن کر کہا۔ "سر چائے پینے کے لباس میں یا میوزک سننے کے لئے یونیفارم میں؟" بولے۔ "یونیفارم میں ——— پندرہ منٹ کے اندر اندر۔" پھر نیچی آواز میں کہنے لگے۔ "گھبراؤ نہیں میوزک سوئٹ اینڈ ساؤنڈ ہو چکا ہے۔" میں نے "تھینک یو۔" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

یونیفارم پہن کر پہنچا تو مسٹر ولسن ریسپشن کے دروازے پر کھڑے تھے۔ گاڑی رکتے ہی برآمدے سے باہر نکلے۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر پچھلا دروازہ کھولنا چاہا تو بولے۔ "میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے پچھلا دروازہ بند کر دیا۔ وہ چکر کاٹ کر دوسری طرف سے میرے برابر میں آ کر بیٹھ گئے۔ میں نے گاڑی کو بیک کر کے ٹرن دیا۔ بولے۔ "آج دس بجے یوراج پارا گڑھ نے مجھے ٹیلی فون کر کے برمن کی ضمانت کرا دینے کو کہا تھا۔" میں نے جواب دیا۔ "برمن قتل میں اعانت کا مجرم ثابت ہو چکا ہے اور اب یہ شردھام کا مسئلہ ہے ——— آپ چاہیں تو شردھام جا کر چھڑا لیں ——— لیکن شاید آپ کو معلوم نہیں اس نے کس کے قتل میں اعانت کی ہے ———؟" کہنے لگا۔ "نہیں ——— کیا آپ نہیں بتائیں گے پلیز؟" میں نے کہا۔ "نہیں' آپ شردھام جائیں گے تو آپ کو خود معلوم ہو جائے گا اور اس وقت آپ کو افسوس ہو گا کہ آپ نے اسے اب تک زندہ کیوں رہنے دیا۔" اس نے "تھینک یو" کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔ تاؤ ایکسی

لنسیز کے بنگلے۔" میں نے گاڑی کو ٹرن دیتے ہوئے کہا۔ "آپ نے میرا بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا سر—— تھینک یو ویری مچ۔" وہ مسکرا کر خاموش ہو گئے۔

سلیوٹ کرتے ہی ہر ایکسی لنسی نے مسکرا کر کہا۔ "ہے ای گیمر بوائے یو آر اے میجر ناؤ——" میں نے سر جھکا کر شکریہ ادا کیا۔ بولیں۔ "بیٹھ جاؤ۔ مسٹر ولسن کا شکریہ ادا کیا؟" میں نے مسٹر ولسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یور ایکسی لنسی میں مجسم شکریہ نظر نہیں آ رہا کیا؟" ہنس کر بولیں۔ "اچھا تو بتا دیا گیا ہے—— ناؤ یہ مسئلہ طے ہو جانا چاہئے وکٹر—— کافی پیچیدگیاں ہیں۔ سمجھتے ہو نا؟" میں نے کہا۔ "یس یور——" بولیں۔ "ٹھیک ہے ایک بات اور—— ابھی ولاس پور سے کسی کا یہاں پہنچنا ٹھیک نہیں ہے—— جیمس تم ریزیڈنٹ کو اپنے طور پر اطلاع دے دو نعیم کو پروموشن دے کر مدراس ٹرانسفر کر دیا گیا ہے——" پھر میری طرف مخاطب ہو کر۔ "اور اس کو سچ بھی ثابت کیا جا سکتا ہے اگر تم ضروری سمجھتے ہو۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے یور ایکسی لنسی۔" مسکرا کر بولیں۔ "جیمس کی مرضی پر۔" مسٹر ولسن نے مسکرا کر کہا۔ "بہتر ہے—— اب اجازت؟" انہوں نے مسکرا کر ہاتھ بڑھا دیا۔ باہر نکلتے نکلتے میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔ میں نے ایس پی شردھام سے نصف شب کو کرن کی روح کے روپ میں جو کچھ کہنے کا ارادہ کیا تھا وہ ترک کر دیا۔ یہ کام کینتھ بھی کر سکتی تھی۔ وہ اس کو اچھی طرح جانتا تھا اور کرن کی نرس' کمپینئن اور بے تکلف دوست کی حیثیت سے اسکا احترام کرتا تھا۔ ناممکن تھا کہ وہ اس کی بات ٹال دے جبکہ وہ اس کی جیب میں ایک چیک بھی ڈال چکی ہو۔" گاڑی میں سوار ہونے کے بعد مسٹر ولسن نے کہا۔ "کیا سوچ رہے ہو میجر؟" میں نے وہیل سنبھالتے ہوئے کہا۔ "سر میوزک سننا تو ایک طرف رہا آپ نے چائے سے بھی محروم کر دیا۔" قہقہہ لگاتے ہوئے بولے۔ "ذکی کل شام تک تمہاری طرف سے وائلینس کا خطرہ تھا۔ اچھا ہوا تم نے بے ضرر طریقہ اختیار کیا اور کامیاب بھی ہو گئے۔ چائے تم میرے ساتھ پی سکتے ہو۔" میں نے تھینک یو کہہ کر چیمبرز کے سامنے گاڑی روکی اور انہیں ڈراپ کر کے کلب پہنچ گیا۔

"ہے ای۔" ہنٹرس نے مجھے دیکھتے ہی کہا۔ "یو او کے؟" میں نے کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "فائن تھینکس—— بریڈ میں نے چائے نہیں پی۔" اس نے جواب دینے کے بجائے گھنٹی بجا کر اردلی کو بلایا اور چائے لانے کو کہا۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کینتھ کا نمبر ڈائل کیا—— چند سیکنڈ میں ہیلو مس کینتھ سن کر میں نے کہا۔ "لیو چائے پی چکی ہو یا پی رہی ہو یا میرے ساتھ پینا چاہتی ہو؟" بولی۔ "تمہارے ساتھ پینے میں کیا ملے گا؟ کل سے کہاں تھے؟" میں نے کہا۔ "پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ سب کچھ ملے گا جو اب تک ملتا رہا ہے۔ تم مجھے پروموشن کی مبارک باد دو گی اور پہلے سے زیادہ ڈرو

گی۔ کیوں کہ کیپٹن سے میجر زیادہ خطرناک ہوتا ہے——" قہقہہ لگا کر بولی۔ "بوائے بوائے—— ہچکنس بریگیڈیئر ہے' گرجتا ہے تو تم جیسے کیپٹن اور میجر کونے ڈھونڈنے لگتے ہیں لیکن یہی ہچکنس جب اپنے بنگلے میں داخل ہوتا ہے تو پہلے اردلی سے مسکرا کر پوچھتا ہے۔ "ویل نیور مائنڈ میم ساب کا مزاج شریف کیا ہے؟" نیور مائنڈ اسے گرین سگنل مل گیا تو یتیم کی طرح سر جھکا کر ڈرائنگ روم میں داخل ہو گیا اور اگر اس نے کہہ دیا۔ "ویری بیڈ صاحب بہادر! ویری بیڈ بلکہ ویری ویری بیڈ۔" تو وہیں سے اباؤٹ ٹرن ہو کر آفیسرز میں؟ سو ڈارلنگ ہوم فرنٹ پر اے میجر از نتھنگ ویٹ میٹرس اینڈ اے کیپٹن از ایب سولیو ٹلی نتھنگ ویٹ کاؤنٹس پھر بھی تمہیں مبارک باد کہنے کو آ جاؤں گی اور چلو چائے بھی سہی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اچھا میڈم نہ ڈرو آ جاؤ۔ تم سے کام ہے——" بولی۔ "بریڈلے کہاں ہے؟" میں نے ہنٹرس کی طرف آنکھ دباتے ہوئے کہا۔ "سو رہا ہے۔" اور ہاں تمہارے دوسرے سوال کا جواب یہاں آنے پر دیا جائے گا۔" اس نے او کے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

کینتھ نے آتے ہی مبارک باد دی۔ میں نے تھینک یو کہہ کر اس کے لئے کرسی گھسیٹ لی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ہنٹرس' اس کے لئے چائے انڈیلنے لگا۔ مسکرا کر بولی۔ "کیپٹن آپ زحمت نہ کریں سوتے سوتے چائے نہیں بنائی جاتی۔" ہنٹرس نے ہنس کر کہا۔ "میں اسے ناراض نہیں کر سکتا مس کینتھ—— پہلے صرف دوست تھا اب آفیسر بھی ہے——" ہنس کر پیالی لیتے ہوئے کہنے لگی۔ "واقعی مشکل ہو گئی—— لیں تم کیا کہنے جا رہے تھے میجر؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "بریڈ کو دفع ہو جانے دو——" ہنٹرس نے پیالی ہونٹوں سے لگا کر آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔ "بریڈ دفع ہو گیا۔" میں نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "لیو تمہیں شردھام کے نئے ایس پی سے ملنا ہے وہ سوائے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا——" بولی۔ "تم ساتھ چلو گے۔" میں ہنس دیا۔ ہنٹرس نے کہا۔ "میں ساتھ چلوں گا——" بولی۔ "او کے کیا کرنا ہے؟" میں نے کہا "وہ برمن کو لے کر شردھام جا رہا ہے—— تمہیں اس کو ریمائنڈ کرانا ہے کہ یہ تمہارے محسن کرن کا قاتل ہے اور کرن کی روح کا تم سے کچھ مطالبہ ہے——" مسکرا کر کہنے لگی۔ "کیپٹن بریڈلے—— کیا یہ غلط نہیں ہے؟" ہنٹرس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "میں کہہ سکتا تھا لیکن وہ مجھ سے واقف تک نہیں۔ میری بات کا اثر کیا لے گا؟" بولی۔ "او کے—— لیکن سوائے نہیں جاؤں گی۔ اس کو کسی بڑے ہوٹل میں بلاؤں گی۔" میں نے چیک بک نکال کر ایک چیک پر زیادہ سے زیادہ مبلغ پانچ ہزار روپے لکھے اور دستخط کر کے کینتھ کو دے دیئے۔ کینتھ ناک سکیڑ کر بولی۔ "میرے پاس بہت روپیہ ہے—— شکریہ۔" ہنٹرس نے مسکرا کر کہا۔ "یہ تمہارے خرچ کے لئے ہے مس کینتھ—— ہو سکتا ہے کئی ایسا

مرحلہ بھی آ جائے جہاں آپ کسی کو انعام وغیرہ دینا چاہیں تو ـــــ" وہ خاموش ہو گئی۔
مجھے ہنٹرس پر تعجب ہونے لگا آج وہ کچھ بتائے بغیر محض ذہانت کے بل پر وہی باتیں کر رہا تھا جو میں کہنا چاہتا تھا ـــــ کینتھ نے چیک اپنے پرس میں رکھ لیا تو میں نے ہنٹرس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اگر جا رہے ہو تو اسی وقت روانہ ہو جاؤ ـــــ اور مورس لے جانا ـــــ ممکن ہو تو ہوٹل پہنچنے کے بعد مجھے رنگ کرنا۔" کینتھ او کے کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور ہنٹرس کے ساتھ چل دی۔

شام کو ساڑھے سات بجے ہنٹرس نے مجھے فون پر بتایا کہ وہ تاج کے لاؤنج میں میرے دوست کے ساتھ بیٹھے ہیں اور ڈنر کھانے کے بعد ساڑھے نو اور دس بجے کے درمیان واپس ہوں گے۔ میں نے کہا۔ "میرے آنے کی کوئی ضرورت' میرا مطلب ہے بیک گراؤنڈ میں؟" بولا۔ "نہیں ـــــ وہ اچھی جا رہی ہے ـــــ وہ اس سے ایک شہزادی کے شایان شان انداز میں بات کر رہا ہے۔ گڈ نائٹ۔"

دس بجے کے قریب کینتھ اور ہنٹرس واپس آئے تو میں ان کو دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ کامیاب ہو کر لوٹے ہیں۔ کینتھ نے بیٹھتے ہی چیک نکال کر کہا۔ "خرچ نہیں ہوا ـــــ" میں نے اس کے ہاتھ پر الٹا ہاتھ مارنا چاہا تو اس نے مسکرا کر پرس میں ڈال لیا۔ ہنٹرس نے کہا "وکی وہ بے چارہ تو اس قدر وفادار اور جذباتی ثابت ہوا کہ پرنس کرن کا نام آتے ہی آبدیدہ ہو گیا۔ مس کینتھ نے صرف اتنا کہا کہ رشی کرن جیسے معصوم انسان کے قاتل کو چلتا پھرتا دیکھنا ایچ ایچ شردھام کے لئے انتہائی شرمناک ہے اور ہمارے لئے بھی ـــــ" اس نے دونوں ہاتھوں میں اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔ "یور ایکسی لنسی آپ یقین فرمایئے ـــــ شردھام کا سفر اس کا ناتمام سفر ہے۔" مس کینتھ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے یقین ہے شریمان ـــــ وہ فرار ہونے کی کوشش بھی کرے گا اور آپ اپنے قانونی اختیارات کا استعمال بھی کریں گے ـــــ بہرکیف آپ خود کو تنہا نہیں پائیں گے ـــــ میں آپ کے ساتھ ہوں اور میرے ساتھ آپ جانتے ہی ہیں ـــــ" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "مجھے معلوم ہے یور ایکسی لنسی ـــــ ہے ای پال ـــــ تو مس کینتھ شردھام میں ہر ایکسی لنسی ہیں؟"

کینتھ نے مسکرا کر کہا۔ "کچھ لوگ ایسا بھی سمجھتے ہیں۔ وکٹر کی مہربانی ہے ـــــ" میں نے اس کے دونوں رخساروں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "شکریہ ڈارلنگ ـــــ آج تم نے مجھ پر ایک اور بڑا احسان کیا ـــــ اس لئے پرانی مہربانیوں کا ذکر نہ کرو یہ بتاؤ اس وقت کیا خدمت کر سکتا ہوں؟" وہ مسکرا کر اٹھتی ہوئی بولی۔ "شکریہ ـــــ جا رہی ہوں ـــــ ساڑھے دس بج رہے ہیں۔ گڈ نائٹ۔"

صبح گیارہ بجے جبکہ ہم باہر جانے کے لئے تیار ہو رہے تھے۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے کوٹ پہنتے پہنتے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ دوسری طرف سے آواز آئی "میجر وکٹر یا ہنٹرس۔" یہ بریگیڈیئر ہچکنس تھے۔ میں نے کہا۔ "وکٹر سر۔" بولے۔ "ویل کب تک یہاں مارک ٹائم کرتے رہو گے میجر؟" میں نے جواب دیا۔ "حکم کیجئے سر۔" بولے۔ "اپنا بیگ اینڈ بیگیج پیک کرو اور شام کو چار بجے ہیڈ کوارٹر میں رپورٹ کرو ـــــ کرنل بشپ ـــــ اور تمہاری اطلاع کے لئے ـــــ وہ اب بریگیڈیئر ہے اور تم دونوں کو فوراً کلکتہ میں دیکھنا چاہتا ہے۔ سو گیٹ اپ اینڈ لیٹ اس سی ہم ان ایکشن۔" انہوں نے جواب کا انتظار کئے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔ میں نے ریسیور رکھ کر ہنٹرس کی طرف دیکھا۔ "مارے گئے بریڈ!" ہنٹرس نے مسکرا کر پوچھا۔ "ہچکنس؟" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "چار بجے کلکتہ کو روانگی کا حکم۔" وہ ٹیلی فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ "مسٹر ولسن کو اطلاع دے دو۔ کینتھ کو لنچ پر بلاؤ اور کہہ دو۔ پھر ملیں گے۔ اپنا تو ہے ہی کیا تمہارے سوا سو تم ہر وقت ساتھ ہو۔"

میں نے ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ "پال' تمہارا گیا بھی کیا اپنا تو رہا ہی کچھ نہیں ـــــ" بولا۔ "تمہارے ساتھ واقعی ٹریجڈی ہو گئی وکی ـــــ سوائے میرے سب کچھ چھن گیا ـــــ خیر رنگ کرو پال' تمام لکی اسٹارس تمہاری جیب میں ہیں۔" میں نے ہنس کر پہلے کینتھ کا نمبر ڈائل کیا اور اپنے ساتھ الوداعی لنچ کھانے کو کہا۔ اس کے بعد مسٹر ولسن کو رنگ کیا تو انہوں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے معلوم ہے وکٹر ـــــ وش یو اے لک۔" میں نے تھینک یو سر کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ "انہیں معلوم تھا بریڈ۔" میں نے ہنٹرس سے کہا۔ "ٹھیک ہے ـــــ پھر کسی وجہ سے تمہیں یہاں سے ہٹایا جا رہا ہے۔ مدراس نہ سہی کلکتہ سہی ـــــ" اس نے کہا۔ گھنٹی بجا کر اردلی کو بلایا اور دونوں سکول

کیس پیک کر کے پیکارڈ میں رکھوا دیئے——— لنچ پر کینتھ کو تفصیل سے تمام باتیں سمجھائیں اور تین بجے وہ اپنی مورس لے کر چلی گئی۔ ہم ہیڈ کوارٹرس کی طرف روانہ ہو گئے۔

بریگیڈیئر نے ہمیں ڈرائنگ روم میں ریسیو کیا۔ بیٹھتے ہی کہنے لگے۔ "بوائز کس روٹ سے جانا پسند کرو گے؟ بائی شپ یا ریلوے ٹرین؟" میں نے کہا۔ "بائی روڈ؟ کار ہمارے پاس———" مسکرا کر بولے۔ "گیسولین؟ اتنا پیٹرول کہاں سے ملے گا جو ہلیسے سے کیل کتا پہنچا سکے؟ پندرہ سو میل——— کم از کم ساٹھ گیلن اور اگر بھاری گاڑی ہے تو ہنڈرڈ گیلنز———" میں نے ہنس کر کہا۔ "سر ہماری کار آرمڈ کار ہے۔ وائرلیس سیٹ' آٹومیٹک رائفلز' ٹامی گنز اور بہت سامان ہے جو اور کسی طرح———" قطع کلام کرتے ہوئے بولے۔ "تمام غیر فوجی اور فوجی سامان ہم پیک کرا کے بائی ایئر بھجوا سکتے ہیں۔ کار ڈسپوز آف کر دو———" ہنٹرس نے کہا۔ "سر اتنے وقت میں تو———" پھر بات کاٹتے ہوئے بولے۔ "وکٹر اپنی کسی گرل فرینڈ کو ابلائج کر سکتا ہے۔" ہنٹرس نے مسکرا کر کہا۔ "سر ایک کار دے چکا ہے———" ہنس کر بولے۔ "کینتھ کو——— دوسری کسی اور کو دے ڈالے۔" ہنٹرس نے کہا۔ "اور جتنی دوست ہیں ان سب کے پاس کئی کئی کاریں ہیں اور یہ جو اس کے پاس ہے وہ بھی انہی میں سے کسی کی دی ہوئی ہے۔" قہقہہ لگا کر بولے۔ "تو اسی کو لوٹا سکتا ہے۔"

بریگیڈیئر اس وقت بڑے خوشگوار موڈ میں تھے۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "سر' خیال تو بہت صحیح ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ وہ اتنے فاصلے پر ہے کہ آپ کو ڈیڑھ سو گیلن پیٹرول کا انتظام کرنا پڑے گا۔" وہ قہقہہ لگا کر بولے۔ "ہچکنس ہار گیا بوائز——— تم میرے لئے فرینکنسٹین بن چکے ہو——— دس گیلن پیٹرول اور ففٹی گیلنز کے کوپن لو اور چائے پی کر روانہ ہو جاؤ———" میں نے اس فیاضانہ پیشکش کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے خوش ہو کر اس انداز میں ہمیں سگریٹ پیش کئے جیسے وکٹوریہ کراس عنایت فرما رہے ہوں۔ ہم بہرحال اس وقت فتح کے نشے میں جھوم رہے تھے۔ قطرے قطرے کا حساب لینے والے بریگیڈیئر ہچکنس سے ساٹھ گیلن پیٹرول اگلوا لینا ایک جرمن مورچہ فتح کر لینے سے کم نہ تھا۔ ہمارے حاشیہ خیال میں بھی یہ نہ تھا کہ صرف دس منٹ بعد ایک جھٹکے میں وہ تمام کوپنز چھن جائیں گے جو ابھی جاری بھی نہیں کئے گئے تھے۔

نور محمد نے (جو مسز ہچکنس کے مزاج کا ریکارڈ کیپر بھی تھا۔) چائے اور ناشتے کی ٹرے لا کر میز پر رکھ دی اور ہم ناشتہ کرنے لگے۔ چند منٹ بعد بریگیڈیئر نے چائے پیتے پیتے میری طرف دیکھا اور پیالی رکھتے ہوئے خود کلامی کے انداز میں بولے——— "بوائے بوائے———" میں نے اور ہنٹرس نے بیک وقت ان کی طرف دیکھا۔ مسکرا کر

بولے۔ "وکٹر——— آئی ایم سوری بوائے' تو کوہنز فاریو میں بھول گیا تھا تم تو اب بامے میں ایک عالیشان کوٹھی کے مالک ہو——— کیا اس میں ایک کار کے لئے جگہ نہیں؟" میں نے صاحب بہادر کو اتنی تیزی سے پسپائی اختیار کرتے دیکھ کر چائے کا گھونٹ حلق میں پھنستا محسوس کیا——— لیکن میرے لئے مزید پسپائی کا امکان نہ تھا۔ اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "جگہ تو ہے سر۔ ہال میں۔" ہنس کر بولے۔ "وہاٹ ڈو یو مین؟" ہنٹرس نے اس وقت بڑی حاضر دماغی کا ثبوت دیا۔ کہنے لگا۔ "سر دو گاڑیوں کی گنجائش کا گیراج ہے اور اس کی منگیتر چار گاڑیاں لے کر پہنچنے والی ہے———" بریگیڈیئر نے چونک کر کہا۔ "وہاٹ؟" ہنٹرس نے کہا۔ "ہو سکتا ہے مسٹر ولسن نے انہیں وائرلیس کے ذریعے اطلاع دے دی ہو کہ میجر ہنٹرس ایکٹو سروس پر جا رہا ہے اور———"

"گڈ گریشس۔" انہوں نے کپ رکھتے ہوئے کہا اور پھر میری طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے۔ "ہیونٹ آئی کلڈ یو———"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "نو سر——— آپ افسوس نہ کریں۔ میں جا رہا ہوں——— ویسے بھی ابھی میں شادی کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔" انہوں نے اردلی کو بلا کر چابی دی اور کوپن بک اور رجسٹر منگوایا۔ ہنٹرس نے ان کو رائٹنگ ٹیبل کی طرف جاتے دیکھ کر میری طرف آنکھ ماری۔ اردلی نے رجسٹر اور کوپن بک نکال کر ان کے سامنے رکھی۔ انہوں نے چشمہ لگا کر جیب سے فاؤنٹین پین نکالا اور رجسٹر کھولتے کھولتے پھر نیت بدل گئی۔ چشمہ اتارا اور ریوالونگ چیئر گھما کر ہماری طرف رخ کرتے ہوئے بولے۔ "ویل بوائز اب مجھے یاد آیا۔ رات کو گیارہ بجے ایک لنکاسٹر دہلی ہوتا ہوا ڈم ڈم جا رہا ہے۔ یہ تمہارے لئے بڑا کنوینینٹ ہو گا۔ چار گھنٹے دہلی کی سیر کر کے شام کو کلکتہ پہنچ جاؤ گے——— کار کو ایز اٹ از لاک کر دو ہم اس کو بائی شپ بھجوا دیں گے۔" ہمارے لئے سر جھکا کر شکریہ ادا کرنے کے سوا چارہ نہ تھا۔ اب ہم کیمپ کمانڈر کی مزید قلابازیوں کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے۔ اٹھ کر باہر آئے اور اس نئی افتاد پر گور کرنے لگے۔ ہنٹرس نے کہا۔ "وکی جہاز سے گاڑی کلکتہ پہنچنے میں کم از کم ایک ہفتہ لگے گا۔ دس دن بھی ہو سکتے ہیں ہم اتنے دن کیا کریں گے؟ اور پھر اس میں جو اسلحہ اور سامان ہے اس کو اس طرح چھوڑ جانے پر بشپ کا رد عمل———" میں نے کہا۔ "پھر؟ بریگیڈیئر تو ہر پانچ منٹ میں گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہا ہے۔ اس کو کس طرح سمجھائیں؟ اب تو ہم وعدہ بھی کر چکے———" کہنے لگا۔ "تم گاڑی میں بیٹھ جاؤ——— میں اس کو تمہاری منگیتر کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے ولاس پور کے راستے جانے کی اجازت دے دینے پر مجبور کر سکتا ہوں۔ ہمیں پیٹرول کی ضرورت نہیں ہے——— بولو کیا کہتے ہو؟" میں نے چابی نکال کر دروازہ کھولا اور ڈہیل پر بیٹھ گیا۔ ہنٹرس میرے جواب کا انتظار کئے بغیر بنگلے میں داخل

ہو گیا۔۔۔۔۔ میں سگریٹ سلگا کر پینے لگا۔ پانچ منٹ بعد وہ لوٹا تو بریگیڈیئر اس کے ساتھ تھا۔ میں باہر نکل کر کھڑا ہو گیا۔ آتے ہی مسکرا کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "وکی۔۔۔۔۔ دراصل ایک بڈھے آدمی کے لئے جوانوں کے جذبات بہت دور پرے کی چیز ہو جاتے ہیں۔ تم سے ہمدردی ہونے کے باوجود میں نے اس پوائنٹ کو نظر انداز کر دیا۔۔۔۔۔ مجھے افسوس ہے بوائے۔"

میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "نیور مائنڈ سر' آپ مجھ پر ہمیشہ مہربانیاں کرتے رہے ہیں۔ مشکل صرف یہ ہے کہ میری منگیتر پرنسس ہے اسے فوجی ڈسپلن کی اہمیت معلوم نہیں ہے اگر میں اس سے ملے بغیر۔۔۔۔۔"

"ویٹس رائٹ میجر۔" انہوں نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "جاؤ اس سے ملو۔۔۔۔۔ اس کو چومو لپٹاؤ۔۔۔۔۔ میری طرف سے بھی پیار کرو۔۔۔۔۔" وہ میری پیٹھ تھپک کر چل دیئے۔ دروازے پر پہنچ کر پلٹے اور مسکرا کر ویو کرتے ہوئے بولے۔ "ٹیک کیئر آف یورینم برینڈ۔" ہم نے بیک وقت سیلوٹ کیا اور وہ بنگلے میں داخل ہو گئے۔ ہم گاڑی میں سوار ہو گئے اور ایک منٹ میں گیٹ سے باہر تھے۔ دونوں نے تھینک گاڈ کہہ کر قہقہہ لگایا۔

پندرہ منٹ بعد سانتا کروز پہنچ کر کوٹھی کے سامنے گاڑی روک دی اور دونوں اتر کے اندر داخل ہوئے۔ چوکیدار سیلوٹ کر کے دوڑا اور دروازہ کھولنے لگا۔ ہم نے تمام کمروں پر سرسری سی نظر ڈالی' ایڈریس نوٹ کیا۔ چوکیدار سے ایک ایک چابی لی اور اس کو اور مالی کو سو سو روپے انعام اور تین تین ماہ کی تنخواہ دی۔ میجر دلیش مکھ اور راجکماری یشودھرا آف ولاس پور کے بارے میں انہیں بتایا اور بازار سے کھانے پینے کا سامان اور پٹرول وغیرہ لے کر اسی وقت روانہ ہو گئے۔

بمبئی کے مضافات سے نکلتے ہی ہنٹرس نے وہیل سنبھال لیا اور پچھلی سیٹ پر اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اب دوستی ختم یور ایکس لنسی۔ آپ ولاس پور پہنچنے تک آرام کریں۔ ہاں جاتے جاتے چائے کا تھرماس سیٹ پر رکھ جائیں۔" میں نے تھرماس سیٹ پر رکھ دیا اور پچھلی سیٹ پر پہنچ کر سگریٹ سلگایا۔ ہنٹرس نے بیک ویو کی طرف دیکھ کر کہا۔ "گڈ نائٹ سر۔" میں نے سگریٹ کا کش لے کر کہا۔ "سنو بریڈ۔۔۔۔۔ تم جانتے ہو ولاس پور میرے لئے کتنا فرینڈلی اور کتنا ہوسٹائل ہے۔۔۔ لیکن پھر بھی کم جانتے ہو۔ اس لئے پلیز پہلے پوسٹ سے دس میل اس طرف مجھے جگا دینا۔۔۔۔۔ یہ درخواست بھی ہے اور حکم بھی۔" بولا۔ "او کے۔۔۔۔۔ گڈ نائٹ۔" میں نے گڈ نائٹ کیپٹن کہہ کر ہولسٹر کندھے سے اتارا اور سیٹ پر دراز ہو گیا۔

ایک دو جگہ گاڑی رکنے پر آنکھ کھول کر دیکھا۔ وہ صرف پٹرول لینے کے لئے چند

منٹ ٹھہرتا تھا اور روانہ ہو جاتا تھا۔ صبح کے تین بجے بڑودہ پہنچ کر گاڑی پیٹرول پمپ پر ٹھہری تو میں پوری طرح جاگ چکا تھا۔ میں نے ہنٹرس کو پچھلی سیٹ پر دھکیلا اور وہیل سنبھال لیا۔ اب فاصلہ بھی سوا سو میل ہی رہ گیا تھا اور میں چاہتا تھا کہ ساڑھے پانچ بجے سے پہلے ولاس پور پہنچ جائیں تو پاور ہاؤس سے ٹیلی فون کر کے یشودھرا سے ملاقات کی سبیل نکالی جا سکتی ہے۔ ہنٹرس مسلسل آٹھ گھنٹے ڈرائیو کرتا رہا تھا اور نیند اور تکان سے مضمحل ہو چکا تھا۔ زیادہ تیز چلانے میں خطرہ تھا اور چھ بجے اجالا ہو جانے پر ملاقات کا کوئی چانس نہ تھا۔ میں اس ٹرپ کو قطعی راز رکھنا چاہتا تھا۔ چنانچہ شہر کے پیچ و خم سے نکلتے ہی میں نے اس وقت پیر کا دباؤ روکا جب اسپیڈ و میٹر کی سوئی پینسٹھ اور ستر کے درمیان لہرانے لگی۔ ہنٹرس تھوڑی دیر خاموش لیٹا رہا اور پھر سر اٹھا کر کہنے لگا۔ "وکی مجھے نیند تو آ نہیں رہی۔ اجازت دو تو تمہارے پاس آ کر بیٹھ جاؤں۔۔۔۔۔" میں نے سڑک سے نظر ہٹائے بغیر کہا۔ "شاید چائے زیادہ پی گئے تم۔۔۔۔۔ خیر لیٹے رہو یہاں آ کر مجھے ڈسٹرب کرو گے۔۔۔۔۔" بولا۔ "نہیں خاموش بیٹھا رہوں گا۔۔۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اسپیڈ سے ڈر رہے ہو شاید۔۔۔۔۔ ڈرتے رہو۔ مجھے اڑھائی گھنٹے میں پاور ہاؤس پہنچنا ہے۔۔۔۔۔ اور سورج طلوع ہونے سے پہلے ولاس پور سے باہر نکل جانا ہے اور یہ لیٹ تم نے کیا ہے۔" ہنٹرس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے سگریٹ سلگایا اور ہاتھ بڑھا کر میرے ہونٹوں میں دے دیا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ ""اب آ جاؤ۔۔۔۔۔" وہ "تھینک یو۔" کہہ کر اگلی سیٹ پر آ گیا اور سگریٹ کے کش لگانے لگا۔ کچھ دیر بعد سگریٹ پھینکتے ہوئے میری طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ میں نے اس کو بولنے کے موڈ میں دیکھ کر کہا۔ "اپنا خوبصورت دہانہ بند رکھنا بریڈ۔" ہنس کر بولا۔ "صرف ایک سوال۔ خدا کے نام پر۔۔۔۔۔ ہم سو ہو کے شرفا کی طرح اندھیرے کی آڑ میں اچانک ولاس پور جا رہے ہیں' رائٹ؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "ہوں۔" بولا۔ "ایسی صورت میں کون سے توپ خانے کا رخ ہماری طرف ہو جانے کا خطرہ ہے؟" میں نے اس کے چہرے پر اچٹتی سی نظر ڈال کر کہا۔ "ہاں تم وائرلیس کو نظر انداز کر رہے ہو۔۔۔۔۔ اگر میرے ٹرانسفر کی اطلاع لیک آؤٹ ہو گئی تو چند دوست ایسے بھی ہیں جو سمجھتے ہیں کہ ایسی صورت میں میرا پہنچنا یقینی ہے۔۔۔۔۔ لہٰذا سمجھ سکتے ہو کہ میرا خدشہ بے بنیاد نہیں ہے۔" بولا۔ "نہیں' ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔۔۔۔ ویسے بھی اس مرتبہ تم ہولی مدر کی بلیسنگز کے بغیر جا رہے ہو۔۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "اسی لئے میں ریزیڈنسی میں بھی کسی سے مل نہیں سکتا۔۔۔۔۔ اب؟" وہ خاموش ہو گیا۔

راستے میں کوئی خطرہ پیش نہ آیا۔۔۔۔۔ ٹھیک ساڑھے پانچ بجے میں نے پاور ہاؤس کے سامنے پہنچ کر گاڑی کا انجن بند کر دیا اور دونوں اتر کے آفس میں داخل ہوئے۔

شفٹ انجینئر نے اٹھ کر گڈ مارننگ کہا۔ میں نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اس نے ہم دونوں سے ہاتھ ملایا اور کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ "کیپٹن مجھے افسوس ہے ہمارا ٹیلی فون کل شام سے آؤٹ آف آرڈر ہے۔ کئی مرتبہ میمو بھیجے جا چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک کوئی نہیں آیا۔۔۔۔۔" میں نے ہنٹرس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چلو کیپٹن پھر خود ہی کیمپ پہنچ کر اطلاع دے دیتے ہیں۔۔۔۔۔ تھینک یو جنٹلمین۔۔۔۔۔" اس نے پھر معذرت کی اور ہم اس سے مصافحہ کر کے باہر نکل آئے۔ "اب میجر؟" ہنٹرس نے گاڑی سڑک پر آتے ہی کہا۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن اب ریلوے اسٹیشن کے سوا کہیں سے ٹیلی فون نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔" بولا۔ "اسٹیشن پر ایم پی والے موجود ہوں گے اور کیمپ کو اطلاع دے دیں گے۔۔۔۔۔" میں چکرا گیا۔ اب اس کے سوا کوئی راستہ نہ تھا کہ راج محل ہی کے کسی گیٹ سے رابطہ قائم کیا جائے لیکن یہ کام میں نہیں کر سکتا تھا۔ کچھ سوچ کر مین روڈ پر آتے ہی راج محل کی طرف ٹرن لیا۔ ہنٹرس نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ میں اس کی نظروں کا مفہوم سمجھ کر بولا۔ "بریڈ ہم ایسٹرن گیٹ کی طرف چل رہے ہیں۔ وہاں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس نے تمہیں دیکھا ہو۔۔۔۔۔ میں کچھ فاصلے پر گاڑی روک دوں گا' تم جا کر گارڈ سے کہو گے۔ "ہماری گاڑی میں خرابی ہو گئی ہے اور کیمپ کو اطلاع۔۔۔۔۔" بولا۔ "رائٹ۔۔۔۔۔ پھر؟" میں نے اس کو یشودھرا کا فون نمبر دیا۔۔۔۔۔ "اپنا نام دے کر انگریزی میں بات کرنا۔ میرا نام نہ لینا بلکہ کہنا تمہارا نی ایفس ڈیلائٹ کارنر پر تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ ہم ابھی یہاں پہنچے ہیں اور دن نکلنے پر یہاں نہ ہوں گے۔ اگر آپ کار استعمال نہ کر سکیں تو ناردرن انٹرینس پر (گیٹ ہرگز نہ کہنا)۔۔۔۔۔ آپ کو کار میں مل سکتے ہیں۔۔۔۔۔" وہ او کے او کے کرتا رہا۔ میں نے ایسٹرن گیٹ کے کارنر پر پہنچتے ہی گاڑی کھڑی کر کے کہا۔ "وش یو اے لک پال۔" وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ میں نے ہولسٹر سے پستول نکال کر جیب میں رکھ لیا اور سگریٹ سلگایا۔

پندرہ منٹ بعد ہنٹرس لوٹا میں نے انجن سٹارٹ کر کے گاڑی کا رخ شہر کی طرف کیا۔ وہ دروازہ کھول کر بیٹھتے ہوئے بولا۔ گفتگو کچھ طویل ہو گئی وکی۔ اس نے بڑی مشکل سے یقین کیا۔ خیر وہ ناردرن گیٹ پہنچ رہی ہے۔" میں نے تھینک یو پال کہہ کر اسپڈ بڑھائی اور ایک طویل چکر کاٹ کر ناردرن گیٹ سے کچھ فاصلے پر گاڑی کھڑی کر دی اور اتر کر تنہا دروازے کی طرف چل دیا۔ یہ شاگرد پیشہ کوارٹروں کی طرف جانے والا چھوٹا سا دروازہ تھا جہاں کار یا بگھی وغیرہ نہیں جا سکتی تھی۔ میں دروازے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ چھ بج چکے تھے اور اجالا ہوتا جا رہا تھا۔ روشیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ مزید آگے بڑھنے میں کم از کم شاگرد پیشہ لوگوں میں سے کسی کی نظر پڑ جانے کا خطرہ تھا۔ چند منٹ اسی طرح

گزر گئے۔ آخر میں دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈال کر ٹہلتا ٹہلتا کوارٹروں کے درمیان سے گزرتا ہوا روش کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت راج محل کے شمالی دروازے پر سنتری کے اٹینشن ہو کر بندوق پر ہاتھ مارنے کی آواز سنائی دی۔ میں نے روش کی آڑ لے کر اس کی طرف دیکھا۔ یشودھرا گرم کوٹ پہنے سیڑھیاں اتر کے اسی طرف آ رہی تھی۔ اس کے پیچھے پیچھے ساوتری کتے کی زنجیر پکڑے چلی آ رہی تھی۔ میں سنتری کا رخ اس طرف دیکھ کر ایک کنج کی آڑ میں ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں یشودھرا میرے سامنے تھی۔ "نعیم!" اس نے کہا۔ "کیا لام پر جانے کا حکم آ گیا؟" میں نے آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے اور کہا۔ "نہیں یشو۔۔۔۔۔ کلکتہ جا رہا ہوں۔۔۔۔۔ تمہیں ملنا ضروری تھا اس لئے بغیر اجازت یہاں پہنچ گیا۔ صرف چند منٹ کے لئے۔۔۔۔۔ باہر میرا دوست کار میں بیٹھا ہوا ہے۔۔۔۔۔" وہ دروازے کی طرف چلنے لگی۔ کچھ فاصلے پر ساوتری کھڑی ہوئی تھی۔ ہمیں دروازے کی طرف جاتے دیکھ کر وہ بھی اسی طرف آنے لگی۔ دروازے سے کچھ فاصلے پر ایک درخت کی آڑ میں رک کر کہنے لگی۔ "چغتائی کا دروازہ بھی ہمارے لئے بند ہو گیا نعیم' ورنہ کچھ دیر بعد انہی کے ہاں جانے کا بہانہ کر کے نکل سکتی تھی۔" میں نے اس کا ہاتھ چومتے ہوئے کہا۔ "یشو میں نے تمہیں دیکھ لیا۔۔۔۔۔ میری زندگی کا مقصد پورا ہو گیا۔ ہم بہت جلد ملیں گے میری جان۔۔۔۔۔" میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر کوٹھی کی چابیاں نکالیں اور اس کے ہاتھ میں دے دیں۔ "یہ بمبئی میں تمہارے مکان کی چابیاں ہیں یشو۔ ابھی تمہارے شایان شان تو نہیں لیکن ایک نظر دیکھ آنا جو کچھ کمی نظر آئے۔۔۔۔۔ لائیڈس بنک پوری کر دے گا۔ میں انہیں تمہارے نام کا اتھارٹی لیٹر دے آیا ہوں۔ لاکر کی چابی بھی اسی گچھے میں ہے۔۔۔۔۔" بولی۔ "ٹھہرو نعیم کیا تم لڑائی پر۔۔۔۔۔" میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں یشو۔۔۔۔۔ یہ صرف اس لئے دے رہا ہوں کہ یہ سب تمہارے پاس ہونا چاہئے۔ فی الحال کلکتہ جا رہا ہوں اور تم اسی ایڈریس پر مجھے لکھ سکتی ہو۔ صرف اتنا کہ کیپٹن کے بجائے میجر دکنز ہیرس لکھنا۔" اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری اور میرے شولڈر پر نظر ڈالتی ہوئی بولی۔ "کانگ۔" میں نے اس کی مبارک باد کے الفاظ پورے ہونے سے پہلے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا اور "بہت جلد ملیں گے۔۔۔۔۔" کہہ کر ویو کرتا ہوا باہر نکل آیا۔ گاڑی اسٹارٹ ہوتے ہوتے میں نے دروازے پر آ کر ویو کیا۔ ہنٹرس نے ٹوپی اتار کر سلام کیا تو اس نے مسکرا کر تھینک یو کیپٹن کہا اور پلٹ کر چل دی۔

مین روڈ پر آتے ہی ہنٹرس نے کہا۔ "پرسلی۔۔۔۔۔ دن تو نکل آیا۔۔۔۔۔ اب کسی ہوٹل میں بریک فاسٹ کیوں نہ کریں۔ کیمپ کے سامنے سے بغیر نوٹس میں آئے تو نکل نہیں سکتے۔" میں نے کہا۔ "آؤ پھر۔۔۔۔۔ ریلوے اسٹیشن سے بہتر کون سی جگہ ہے۔

زیادہ سے زیادہ مسٹر ولسن کو مطلع کر دیا جائے گا۔ سو بریگیڈیئر کی اجازت ہے۔۔۔۔۔۔ اور ہم پلس کے حدود میں نہیں دیکھے گئے۔۔۔۔۔۔" ہنٹرس نے پل کراس کرتے ہی اسٹیشن کی طرف ٹرن لیا۔

ویٹنگ روم میں شیو غسل اور ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر نکلے تو صبح کی دونوں گاڑیاں آمد و روانگی کے مرحلوں سے گزر چکی تھیں اور پلیٹ فارم پر چند آدمی چلتے پھرتے دکھائی دے رہے تھے۔ ہم نے باہر نکل کر پیٹرول پمپ سے ٹیک فل کرایا اور اسی وقت پاراگڑھ کی طرف روانہ ہو گئے۔ دوپہر کا کھانا لاکھودرا کے سروس اسٹیشن پر کھایا۔ گاڑی کی سروس کے دوران چند گھنٹے آرام کیا اور شام چھ بجے اسٹیشن پہنچ گئے۔ ٹیلی فون سے کیپٹن کمنگز کو اپنی آمد کے متعلق اطلاع دے کر اسٹیشن پہنچنے کو کہا۔ نصف گھنٹے میں کمنگز ہمارے پاس پہنچ گیا۔ ونمالا کی گرفتاری کی مبارک دیتے ہوئے کہنے لگا۔ "وکٹر بمبئی میں یوراج سے تو تصادم نہیں ہوا؟" میں نے کہا۔ "شاید ابھی تو وہ مسٹر ولسن سے ملنے میں بھی کامیاب نہیں ہو سکا ہو گا۔" ہنٹرس نے اضافہ کیا۔ "وہ وہاں اپنے مسائل ہی حل کر لے تو بڑی بات ہے۔" کمنگز نے ہنس کر کہا۔ "وکٹر میرے لئے پر اسرار ہوتا جا رہا ہے۔۔۔۔۔۔" پھر میری طرف مخاطب ہو کر بولا۔ "اب تو تمہارے لئے کوئی رکاوٹ نہیں رہی۔ شاید ملنے ہی آئے ہو۔" میں نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ہاں کیپٹن اور میں سمجھتا ہوں شاید آخری بار۔۔۔۔۔۔ اس کے بعد شاید۔۔۔۔۔۔ لیکن ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا۔" ہنٹرس نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ "کیوں، پال تم نے مجھے پہلے تو ایسا کوئی اشارہ نہیں کیا۔" میں نے اثبات میں سرہلایا اور اٹھ کر ایس ایم کے دفتر کی طرف چل دیا۔ ڈپٹی ایس ایم نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے گڈ ایوننگ سر کہا اور کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "ایک کانفیڈنشل کال کرنا چاہتا ہوں۔ وہ "بائی آل مینز" کہہ کر باہر نکل گیا اور دروازہ بند کر دیا۔ میں نے کھڑے کھڑے ریسیور اٹھا کر اجیتا کا نمبر ڈائل کیا اور ہیلو کہتے ہی اس نے میری آواز پہچان کر کہا۔ "کہاں سے بول رہے ہو وکی؟" میں نے کہا۔ "اسٹیشن سے پرتیا۔۔۔۔۔۔ کس وقت مل سکتی ہو؟" بولی۔ "وکی۔۔۔۔۔۔ پہلے یہ بتاؤ خیریت تو ہے نا؟" یوراج، برمن کے ساتھ بمبئی گئے ہوئے ہیں۔ تمہیں ملے تو نہیں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "برمن گرفتار کر کے شردھام بھیج دیا گیا۔ یوراج گرین میں انٹرویو کا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ میں یہاں پہنچ گیا ہوں۔۔۔۔۔۔ اور تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔ بولو سروج کے ساتھ کتنی دیر میں لاکھودرا انٹر سیکشن پر پہنچ رہی ہو؟" کہنے لگی۔ "کھانا کھا چکے ہو؟" میں نے جواب دیا۔ "کھانا اتنا اہم نہیں ہے پرتیا۔۔۔۔۔۔ تمہارے درشن زیادہ اہم ہیں۔۔۔۔۔۔ تم بمبئی نہیں پہنچیں۔" وہ بولی۔ "وجہ بتاؤں گی۔ اچھا تم کھانا کھا لو ہم آٹھ بجے پہنچ رہے ہیں۔" میں نے شکریہ کہہ کر ریسیور رکھ

دیا اور دفتر سے نکل کر ڈپٹی ایس ایم کا شکریہ ادا کر کے ویٹنگ روم پہنچ گیا۔ کمنگز اور ہنٹرس کھڑے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے دروازے میں رک کر کہا۔ "آؤ کھانا کھا لیں۔" دونوں باہر نکل آئے۔ ریفرشمنٹ روم کے دروازے پر پہنچتے ہی کمنگز نے کہا۔ "وکی مجھے تو اجازت دو اگر رات کو ٹھہرنے کا پروگرام ہو تو کیمپ آ جانا۔۔۔۔۔۔" میں نے ہنس کر اس کی کمر پر ہاتھ رکھا اور کمرے میں دھکیل دیا۔۔۔۔۔۔ تینوں ایک میز پر بیٹھ گئے۔ ہنٹرس نے ویٹر کو ڈنر لانے کا آرڈر دیا اور کوارٹر اسکاچ لانے کو کہا۔ ویٹر چلا گیا۔ ہنٹرس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "وکی کیا بات ہے۔۔۔۔۔۔ میں تمہیں بہت بجھا بجھا دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "بریڈ ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔۔" کمنگز نے کہا۔ "نو ناٹ ایٹ آل۔۔۔۔۔۔ مائی ڈیئر تم وہ دکٹر نہیں ہو۔۔۔۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تم نے کہا تمہاری یہ وزٹ آخری وزٹ ہے۔۔۔۔۔۔ وہائلس دی آئیڈیا مین مجھے ڈر ہے کہیں تم یہ نہ کہہ دو یہ ڈنر تمہارا آخری ڈنر ہے۔۔۔۔۔۔" میں نے قہقہہ لگایا۔ وہ آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔۔۔ "لک بوائے۔۔۔۔۔۔ ہم دوست ہیں۔۔۔۔۔۔ ہم دونوں تمہیں اس لئے کہیں زیادہ جانتے ہیں جتنا تم سمجھتے ہو۔۔۔۔۔۔ شاید تمہارے تمام راز نہ جانتے ہوں۔ لیکن تمہاری فطرت، تمہاری طبیعت اور تمہاری خصوصیات ہم تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ وکٹر کی لغت میں مایوسی نہیں ہے۔ تم اس وقت مایوسی کی آخری منزل میں ہو۔ کیوں؟ تمہیں ایکس پلین کرنا پڑے گا۔" میں پھر ہنس دیا۔۔۔۔۔۔ ویٹر نے ڈرنکس کی ٹرے میز پر رکھ دی۔ کمنگز نے بوتل کھولتے ہوئے کہا۔ "بتاؤ وکی۔۔۔۔۔۔ ورنہ تم تمہیں کسی سے نہیں ملنے دیں گے۔" میں نے گلاس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "پیو کمنگز۔۔۔۔۔۔ تم میرے ساتھ رہو گے۔۔۔۔۔۔ میرا مطلب ہے بریڈ کے ساتھ کار میں دس قدم آگے یا پیچھے۔۔۔۔۔۔ خود دیکھ لینا۔۔۔۔۔۔" اس نے گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے دیکھ سکیں گے۔۔۔۔۔۔ لیکن سن نہیں سکیں گے۔۔۔۔۔۔ بتاؤ۔۔۔۔۔۔ کچھ تو بتاؤ۔۔۔۔۔۔ او کے ٹو یور ہیلتھ بوائے۔" اس نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا اور تینوں ہنسنے لگے۔ میں نے ایک گھونٹ لے کر کہا۔ "کمنگز، میرے ضمیر پر ایک بوجھ ہے۔۔۔۔۔۔" اس نے مسکرا کر اثبات میں سرہلایا۔ "رائٹ۔۔۔۔۔۔ اور تم وہ بوجھ اتارنا چاہتے ہو آج کیوں؟" میں نے دوسرا اور تیسرا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ "بریڈ کو معلوم ہے اب میں مزید اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔" ہنٹرس نے اثبات میں سرہلا کر کہا۔ " "یس کمنگز ویٹس رائٹ۔" کمنگز نے پلٹ کر کہا۔ "او کے صرف یہ بتاؤ اس کا ردعمل خطرناک ہے؟" میں نے گلاس رکھ کر انڈیلتے ہوئے کہا۔ "اب تم احمقانہ باتیں کرنے لگے۔" بولا۔ "او کے میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ وکی۔ لیکن۔۔۔۔۔۔" وہ ہنٹرس کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ ویٹر نے کھانا لا کر ہمارے سامنے رکھ دیا۔

دیواری گھڑی میں آٹھ بجتے ہی میں نے کافی کا پیالہ رکھتے ہوئے کہا۔ "بل ادا کرو بریڈ۔۔۔۔" پانچ منٹ بعد ہم گاڑی میں بیٹھے ہوئے شہر کی طرف جا رہے تھے۔ انٹر سیکشن آتے ہی میں نے لاکھودرا کی طرف ٹرن لیا اور گاڑی کھڑی کر کے تینوں شہر کی طرف دیکھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ایک کار تیزی سے آتی ہوئی دکھائی دی اور دروازے کے قریب آ کر آہستہ ہوئی۔ میں نے اس کو لاکھودرا روڈ پر ٹرن لیتے دیکھ کر اس کے پیچھے دور تک نظر ڈالی اور تعاقب میں کسی کو نہ پا کر گاڑی سے باہر نکل آیا۔ آنے والی کار میں وہیل پر اجیتا تھی اور سروج اس کے برابر میں بیٹھی تھی۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر ٹوپی کو چھوا اور گاڑی ہماری کار سے دس گز کے فاصلے پر کھڑی ہو گئی۔ میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور اجیتا وہیل چھوڑ کر باہر نکل آئی۔ میں نے مزاج پوچھا اور وہ مسکرا کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ میں وہیل پر بیٹھ گیا۔ دروازہ بند کرتے ہی سروج نے میرے کندھے پر سر رکھ دیا۔ میں نے سروج کہہ کر اس کو آغوش میں لے لیا اور اس کی سسکیاں ابھرنے لگیں۔۔۔۔ میں اس کے بالوں پر منہ رکھ کر کمر تھپکنے لگا۔ تھوڑی دیر دونوں پر وارفتگی طاری رہی۔ آخر وہ سنبھلی اور کہنے لگی۔ "معاف کرنا کرن میں پردیپ کو نہ لا سکی۔۔۔۔ وہ سو رہا ہے اور ویسے بھی اتنی جلدی میں۔۔۔۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا "کوئی بات نہیں ڈارلنگ۔۔۔۔ ایشور اس کی رکھشا کریں۔۔۔۔ میں بہت جلد اس کو کلیجے سے لگاؤں گا۔۔۔۔ یہ بتاؤ تمہاری طبیعت تو اچھی ہے نا؟" بولی۔ "ٹھیک ہے پریتم۔۔۔۔ یوراج بھیا اور برمن کے متعلق کیا کہہ رہے تھے اجیتا دیدی سے؟" میں نے گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "برمن گرفتار ہو گیا۔ بھیا بمبئی کی سیر کر رہے ہوں گے یا پھر شردھام پہنچنے والے ہوں گے۔ کشل ہیں اور آج کل میں پہنچنے والے ہیں۔ اب پلیز دنمالا اور ہنس راج کے متعلق کچھ نہ پوچھنا۔ آؤ مجھے تنہائی میں تم سے کچھ کہنا ہے۔" میں نے گاڑی سڑک کے کنارے پر لا کر کھڑی کر دی اور دروازہ کھولا اس نے مسکرا کر میرا بازو تھاما اور باہر نکل آئی۔ اجیتا نے ہنس کر کہا۔ "کرن' اس قدر رازداری؟ کیا اس اندھیرے جنگل میں تمہارا باہر نکلنا ضروری ہے؟ چلو پچھلی سیٹ پر آ جاؤ۔ وہ دروازہ کھول کر باہر نکل آئی اور سروج کو پچھلی سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے وہیل پر بیٹھ گئی۔ سروج نے مجھے اندر گھسیٹ لیا۔ ہنٹرس اپنی کار آگے نکال لے گیا۔ میں نے اجیتا سے آہستہ آہستہ ڈرائیو کرنے کو کہا۔ گاڑی موشن میں آتے ہی سروج مجھ میں سما گئی۔ شاید وہ گاڑی سے باہر نکلنے کا مقصد کچھ ایسا ہی سمجھی تھی۔ اس کی وارفتگی نے میری زبان بند کر دی اور میں سب کچھ بھول کر جذبات کی رو میں بہنے لگا۔ چند منٹ اس کے جذبات کا احترام کرنے کے بعد میں نے اس کو علیحدہ کیے بغیر جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا پستول نکالا اور اس کی گود میں رکھ دیا۔ پستول پھسل کر نیچے گر گیا۔ اس نے اپنا منہ میری گردن سے ہٹا کر نیچی آواز میں کہا۔ کرن پستول اٹھا لو۔ میں نے

جھک کر پستول اٹھایا اور اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "سروج چلانا تو جانتی ہو نا؟" مسکرا کر بولی۔ "تمہارا کیا خیال ہے۔۔۔۔ نہیں جانتی ہوں گی۔" میں نے کہا۔ "نہیں میں اس لئے کہہ رہا تھا کہ سروس پسٹل ہے اس میں سیفٹی کیچ وغیرہ کا جھگڑا نہیں ہے۔ یہ دیکھو اس وقت سیف ہے۔ ٹرائیگر دباؤ' فائر نہیں ہو گا۔۔۔۔ اور اب۔۔۔۔" میں نے ہاتھ بڑھا کر سیفٹی کیچ اوپر کر دیا۔ "ٹرائیگر دباؤ فائر ہونے لگے گا۔" وہ ہنس دی۔ بیرل نیچے کی طرف کر کے بولی۔ "مقصد کیا ہے میجر صاحب کا؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "ڈارلنگ مقصد کیا ہوتا۔۔۔۔ تمہیں آٹو میٹک پسٹل کی ٹیکنیک سمجھا رہا ہوں۔" بولی۔ "اپنے ساتھ لام پر لے جانا چاہتے ہو؟" میں نے پژمردہ لہجے میں کہا۔ "لام پر تو میں خود بھی کہاں جا رہا ہوں سروج۔۔۔۔" اس نے ذرا پیچھے سرک کر غور سے میری طرف دیکھا۔ میں نے سر جھکا لیا۔ اس نے بائیں ہاتھ سے میرا منہ اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "کیا بات ہے کرن پراسرار بننے کی کوشش کر رہے ہو؟" میں نے نگاہیں ملائے بغیر جواب دیا۔ "نہیں ڈارلنگ۔۔۔۔ پراسرار نہیں بننا چاہتا۔۔۔۔ میں اسرار سے پردہ اٹھانا چاہتا ہوں۔۔۔۔ تم سے صرف ایک اعتراف کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔" اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر پستول کی نالی میرے سینے پر رکھ دی اور بولی۔ "سنو کرن۔۔۔۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "میرا مقصد یہی تھا یور ایکسی لنسی۔۔۔۔" جھلا کر کہنے لگی۔ "سنو کرن۔۔۔۔ تمہارا اعتراف۔۔۔۔ اعتراف شکست ہے۔۔۔۔ اور شکست بھی تمہاری نہیں۔۔۔۔ میری۔۔۔۔ اور۔۔۔۔ میں تنہا نہیں۔۔۔۔ بہت کچھ آتا ہے۔۔۔۔ بہت کچھ۔۔۔۔ اس شکست کی ذلت سے مر جانا اچھا سمجھتی ہوں۔۔۔۔ تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو وہ میں بہت پہلے سے جانتی ہوں۔۔۔۔ اور بھی ایک ہستی ہے جو جانتی ہے۔۔۔۔ ہم جانتے ہیں۔۔۔۔ اچھی طرح جانتے ہیں۔۔۔۔ لیکن سننا نہیں برداشت کر سکتے۔۔۔۔" میں نے مری ہوئی آواز میں کہا۔ "تم جانتی ہو؟" کہنے لگی۔ "اجیتا بھی جانتی ہیں۔ سنو کرن۔۔۔۔ تم کرن ہو اور کرن ہی رہو گے۔ تم پرنسلی ہونے سے انکار کر سکتے ہو۔ وکٹر ہیرس ہونے سے انکار کر سکتے ہو۔ لیکن کرن ہونے سے انکار۔۔۔۔ میرے سامنے انکار کرو۔۔۔۔ اور تمہارے دونوں کیپٹن تین لاشیں اٹھائیں گے۔۔۔۔" اجیتا نے گاڑی ایک دم بریک لگا کر کھڑی کر دی اور پلٹ کر دیکھا۔ میں نے مرے ہوئے لہجے میں کہا۔ "میں کرن ہی تو ہوں پریتما۔" اس نے پستول پیچھے ہٹا کر سیفٹی کیچ نیچے کیے اور گلے میں بانہیں ڈال کر سینے پر سر رکھ دیا۔ اجیتا نے گھوم کر کہا۔ "کرن میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم اتنے بیوقوف ہو سکتے ہو۔" میں نے سروج کی کمر تھپکتے ہوئے کہا۔ "یہ صرف مذاق تھا۔ اجیتا دیوی۔۔۔۔ اینڈ آئی ایم سوری فار دیٹ۔" قہقہہ لگا کر سروج کے رخسار پر چٹکی لیتے ہوئے کہنے لگی۔ "سروج' تیرے کرن میں اتنی عقل تو ہے کہ اپنی غلطی تسلیم کر کے معافی۔۔۔۔ چلو کر دو

معاف——" سروج نے میرے بازو پر آنکھیں رگڑ کے سر اٹھایا اور مسکرانے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔ "دیدی—— معافی تو مجھے ان سے مانگنی چاہئے——" میں نے کہا۔ "نان سینس—— فارگیٹ اٹ۔" مسکرا کر بولی۔ "بھلا سکتی ہوں۔ ایک شرط پر۔"

"حکم۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ اس نے پستول میری جیب میں ڈال دیا اور اجیتا کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ "دیدی گاڑی بیک کریں—— میں' آپ اور کرن تینوں ساتھ کھانا کھائیں گے۔" اجیتا نے گاڑی بیک کی۔ ایک دو ٹرن لے کر رخ تبدیل کیا۔ میں نے پیچھے نظر ڈال کر ہنٹرس کو بھی یو ٹرن لیتے دیکھ اور سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "ریلوے اسٹیشن ریفرشمنٹ روم میں نا؟" اس نے پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں—— اور اب میں تم سے پوچھتی ہوں کہ یہ ڈرامہ کب ختم ہو گا؟ تم شردھام کے راج سنگھاسن سے کب تک فرار کرتے رہو گے؟" میں نے گاڑی کو انٹرسیکشن سے اسٹیشن کی طرف ٹرن لیتے دیکھ کر کہا۔ "شکریہ اجیتا دیوی۔ تم ہم دونوں سے کہیں زیادہ عقلمند ہو——" بولی۔ "کرن یہ میرے سوالوں کا جواب نہیں ہے——" میں نے کش لے کر سگریٹ پھینکتے ہوئے کہا۔ "اجیتا زندگی کا ڈرامہ موت پر ختم ہوتا ہے—— ابھی دس منٹ پہلے میں اس کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ نہیں ہوا—— اب مجھے معلوم نہیں کب ختم ہو گا—— یہ پہلے سوال کا جواب ہے۔" سروج نے کہا۔ "ٹھہرو کرن۔ یہ ایک ڈپلومیٹک جواب ہے۔ ایک اکاڈمک ایکسپلے نیشن ہے—— جو لاجواب کر سکتا ہے کسی کو مطمئن نہیں کر سکتا—— تم کرن کی حیثیت سے جواب دو' سروج کب تک تم سے علیحدہ رہ کر زندہ رہ سکتی ہے؟"

"جنگ ختم ہونے تک تمہیں انتظار کرنا پڑے گا ڈارلنگ۔" میں نے اس کو آغوش میں لے کر کہا۔ "اس دوران جب تک میں ہندوستان میں ہوں تمہارے پاس آتا رہوں گا۔" سروج نے ہاتھ بڑھا کر کہا۔ "ورڈ آف آنر؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "ورڈ آف آنر۔" اجیتا نے کہا۔ "اب دوسرے سوال کے جواب کی ضرورت نہیں رہی۔" میں نے پلٹ کر کہا۔ "ضرورت ہے شردھام کا راج سنگھاسن۔ پردیپ کا حق ہے—— اور میرا وعدہ ہے یہ اسی کو ملے گا یا کسی کو نہیں ملے گا۔" اسٹیشن کے قریب پہنچتے ہی اجیتا نے دائیں جانب ٹرن لیا اور مال گودام کے عقب میں ایک درخت کے نیچے گاڑی کھڑی کر دی—— میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "نو بج رہے ہیں اجیتا دیوی اگر مناسب ہو تو ریفرشمنٹ روم میں چلو۔" مسکرا کر بولی۔ "کرن جس طرح تم راج محل نہیں جا سکتے اسی طرح ہم——" اس کا جملہ پورا نہ ہوا تھا کہ کمنگز گاڑی سے اتر کے ہمارے قریب پہنچ گیا اور پیک کیپ اٹھا کر اجیتا کو سلام کیا۔ میں نے باہر نکل کر کہا۔ "ویل؟" کہنے لگا۔ "میجر میں کافی لیٹ ہو گیا ہوں۔ اب کیمپ پہنچنا چاہئے۔ اگر تم رک سکو تو کسی بھی وقت میرے پاس آ سکتے ہو——" میں نے مسکرا کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ اس نے

ہاتھ ملا کر گڈ لک کہا اور سیلوٹ کر کے اپنی جیپ کی طرف چل دیا۔ اجیتا نے مجھے اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا۔ میں نے کھڑکی میں سر جھکا کر کہا۔ "جی۔" بولی۔ "مکان تیار ہو گیا؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "چھوڑو ڈیئر۔ تیار ہو بھی گیا تو تم اس کو پاون کرنے کو کہاں تیار ہو—— میں نے تین روز بمبئی میں تمہارا انتظار کیا—— حتیٰ کہ لیٹ ہو گیا اور دوسرے جھگڑوں میں پھنس گیا۔" کہنے لگی۔ "کیا بتاؤں کرن مجھے مناکشی نے ڈرا دیا ورنہ ضرور پہنچتی——" میں نے کہا۔ "سمجھ گیا—— خیر میں ابھی گیارہ بجے تک کلکتہ روانہ ہو رہا ہوں—— تمہارے پاس میرا ایڈریس ہے—— فون نمبر ہے جب چاہو کال کر سکتی ہو۔ آنا چاہو تو دیدہ و دل فرش راہ——" سروج نے کہا۔ "کیا صبح تک بھی نہیں ٹھہر سکتے؟" میں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "نہیں سروج ڈیئر—— اگر ممکن ہوتا تو تمہارے کہنے کی ضرورت نہ پڑتی——" بولی۔ "اچھا وعدہ کرو بمبئی ٹرانسفر کراؤ گے۔ اس مرتبہ تمہاری اطلاع ملتے ہی میں دیدی کے ساتھ بمبئی پہنچوں گی۔" میں نے کہا۔ "میں انتظار کروں گا۔" اس نے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔ میں نے جھک کر تیزی سے اس کا منہ چوم لیا۔ اس کے ایثار نے میری روح کے گرد زنجیروں کا جال پھیلا دیا۔ میں زندگی داؤ پر لگا کر بھی اس کو خود سے متنفر کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ یہ میری شکست فاش تھی۔ اجیتا نے گردن گھما کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "اچھا کرن' جاؤ بھگوان تمہاری رکھشا کریں—— اپنے خیالات میں لڑکھڑاہٹ محسوس کرو تو یہ نہ بھولنا کہ ہم نے تمہارے لئے کتنا بڑا بلیدان دیا ہے۔" اس کے آخری جملے نے میرا دل برما دیا۔ میں نے اپنی پلکوں پر نمی محسوس کر کے دوسری طرف منہ پھرا لیا۔ "میں بھلانا بھی چاہوں تو کیا کیا بھلاؤں گا۔ اجیتا——" میں نے بمشکل اپنی آواز پر قابو پا کر کہا۔ دونوں نے بیک وقت کہا۔ "اچھا کرن جلد آنا۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "بہت جلد——" گاڑی ایک ہلکے سے جھٹکے کے ساتھ حرکت میں آئی اور بائیں جانب ٹرن لے کر شہر کی طرف چل دی۔ میں نے پچھلے شیشے سے سروج کو دیکھتے پا کر ویو کیا اور دوسرے لمحے کار گیٹ سے باہر نکل کر غائب ہو گئی۔ میں سگریٹ سلگاتا ہوا اپنی گاڑی کی طرف چل دیا۔ ہنٹرس دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ "خدا کا شکر ہے وکی' زندہ تو ہے——" اس نے مسکرا کر کہا۔ میں نے ہنس کر اس کو گاڑی میں دھکیلا اور وہیل پر بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "شاید میں امر ہو چکا ہوں بریڈ——" اس نے ہنس کر کہا۔ "میرا بہت پہلے سے یہی خیال ہے۔ شیطان اور فرشتے لا فانی ہوتے ہیں اور تم دونوں کا مرکب ہو—— اس لئے—— ممکن ہے ہٹلر کا سیکریٹ ویپن ہی تمہیں ڈیسٹرائے کر سکے۔" میں نے اثبات میں سر ہلا کر گاڑی کو یو ٹرن دیا اور شہر کی طرف چلنے لگا۔ ہنٹرس نے سگریٹ سلگاتے سلگاتے میری طرف دیکھا۔ "اب کس طرف کو؟" میں نے دھواں اس کے چہرے پر چھوڑتے ہوئے کہا۔ "ہٹلر کے علاوہ ایک

قاتل اور بھی ہے اور اسی شہر میں ہے اسے ٹرائی کر دیکھیں-----" اس نے تیزی سے کلچ پر پیر دباتے ہوئے کہا۔ "میجر! آپ گاڑی روک دیں پلیز۔" میں نے بریک لگا دیا۔ گاڑی رکتے ہی اس نے جھک کر میری طرف والا دروازہ کھولا اور کہنے لگا آپ پچھلی سیٹ پر سو جائیں میں راستے سے واقف ہوں-----" میں نے کہا۔ "سنو تو-----"

"سر۔" اس نے بے رخی سے کہا۔ "مجھے معلوم ہے----- آپ سریکھا سے بات کرنا چاہتے ہیں لیکن اب اس کا وقت نہیں ہے۔ ہم کافی سے زیادہ لیٹ ہو چکے ہیں----- سو پلیز۔" اس نے سیٹ سے ڈرائی جن کی بوتل اٹھا کر میرے ہاتھ میں دی۔ "چند گھونٹ پئیں اور آرام سے سو جائیں----- صبح کسی شہر میں ناشتے پر باتیں کریں گے-----" میں "او کے" کہہ کر پچھلی سیٹ پر چلا گیا۔ اس نے گاڑی کا رخ تبدیل کیا اور دوسری سڑک پر ڈرائیو کرنے لگا۔

صبح سات بجے کے قریب ایک چھوٹے سے شہر میں ایک ہوٹل کے سامنے گاڑی کھڑی کر کے ہنٹرس نے مجھے جگایا۔ ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر گاڑی میں پیٹرول ڈلوایا۔ ریڈی ایٹر کا پانی تبدیل کرایا اور پھر روانہ ہو گئے۔ ہنٹرس پچھلی سیٹ پر دراز ہو کر سگریٹ پی رہا تھا----- شہر سے نکلتے ہی کہنے لگا۔ "وکی میں تم سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن رات کو صرف ایک جگہ چند منٹ ٹھہرنے کے سوا مسلسل ڈرائیونگ نے مجھے توڑ کر رکھ دیا ہے۔ اس لئے سو جانا چاہتا ہوں۔" میں نے پیچھے دیکھے بغیر کہا۔ "سو جاؤ بریڈ----- میرے پاس کہنے کو کچھ نہیں رہا اب۔" ایک دم اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "آئی۔ سی----- آٹھ نو گھنٹے سونے کے بعد بھی مزاج میں کوئی بہتر تبدیلی نہیں آئی-----"

"تھرماس ادھر دے دو۔" میں نے اس کے جملے کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ اس نے ہنس کر تھرماس اٹھائی اور سیٹ پھلانگ کر میرے برابر میں آ کر بیٹھ گیا۔ "سونا نہیں چاہتے؟" میں نے اس کو تھرماس کھولتے دیکھ کر پوچھا۔ بولا۔ "تمہیں چائے پلا کر سو جاؤں گا-----" میں نے ہاتھ سے اشارہ کر کے روکتے ہوئے کہا۔ "ابھی نہیں----- لیکن مجھے ناراض نہ سمجھو----- رات کو تم نے جو کچھ کیا تمہیں وہی کرنا چاہئے تھا۔ جاؤ آرام کرو-----" وہ فلاسک سیٹ پر رکھ کر پھر پیچھے چلا گیا اور سگریٹ سلگا کر لیٹ گیا-----
مختلف شہروں میں ایک ایک گھنٹہ ٹھہرتے ہوئے رات کو نو بجے ہم کلکتہ ملٹری ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے اور بریگیڈیئر بشپ کو حاضری کی اطلاع دی۔ ٹھیک ایک گھنٹے بعد جبکہ ہم غسل اور کھانے سے فارغ ہو کر ان کے بنگلے جانے کو تیار ہو رہے تھے تو وہ خود ہمارے پاس پہنچ گئے۔ سیلوٹ کرتے ہی مسکرا کر بولے۔ "یو آر لیٹ۔" ہم نے بیک وقت کہا۔ "یس سر' بائی ٹوینٹی فور آورز۔" اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولے۔ "بہرحال تم نے بڑا کام کیا ہے وکٹر اور میں تمہیں اس کامیابی اور پروموشن پر مبارک باد دیتا ہوں۔ میں نے شکریہ ادا کرتے

ہوئے کہا۔ "سر کیپٹن ہنٹرس کے لئے آپ کو-----" بات کاٹتے ہوئے بولے۔ "سنو وکٹر کیا تم ایک دوسرے کے ساتھ رہنے سے اکتا گئے ہو۔" میں نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہنٹرس کو ڈرنک لانے کا اشارہ کیا اور وہ کپ بورڈ کی طرف چلا گیا۔ میں بریگیڈیئر کی کرسی کے سامنے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا اور کہا۔ "سر ونمالا کی گرفتاری میں ہنٹرس اور سمن نے بہت زیادہ دوڑ بھاگ کی ہے----- میں تو محض۔" انہوں نے پھر ہاتھ اٹھا کر قطع کلام کیا۔ "میں سمجھ سکتا ہوں اور مجھ سے زیادہ مسٹر ولسن سمجھ سکتے ہیں----- خیر دیکھیں گے اگر تم یہاں سے ٹرانسفر ہو کر بمبئی نہ چلے گئے----- اور تمہیں تو میں سمجھتا ہوں----- تم نے عقلمندی کی کہ شادی ملتوی کر دی۔" ہنٹرس نے ٹیبل پر ڈرنکس رکھتے ہوئے آنکھ ماری۔ میں نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے تینوں گلاسوں میں انڈیلی اور بریگیڈیئر کی طرف دیکھا۔ گلاس بلند کرتے ہوئے بولے۔ "گریٹ بریٹن کی آخری فتح کے نام۔" ہمارے گلاس ٹکرائے اور تینوں ہنسنے لگے۔ میں نے گھونٹ لے کر کہا۔ "سر' بریگیڈیئر ہچکنس نے شاید آپ سے تفصیلی گفتگو کی ہے۔" مسکرا کر بولے۔ "ہاں۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر وکٹر اور ہنٹرس کچھ لیٹ ہو جائیں تو مائنڈ نہ کرنا میں نے خود انہیں دوستوں سے ملنے کی اجازت دی ہے۔" میں نے سر ہلا کر کہا۔ "یہ صحیح ہے سر' وہ بھی آپ کی طرح ہم دونوں پر مہربان ہیں۔" گلاس رکھ کر بولے۔ "ہے ای یو' ڈونٹ فلیٹر ی----- میں کسی پر مہربان نہیں ہوں-----" میں نے بوتل اٹھا کر ان کے گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "یہ صحیح نہیں ہے سر----- اگر آپ ایسے نہ ہوتے تو میں کبھی کا گڈ بائی بشپ کہہ کر جا چکا ہوتا۔" قہقہہ لگا کر بولے۔ "ویل' ویل' ویل۔ یو آر اے بلڈی گڈ ٹاکنگ مشین۔ ناؤ اپنی کارگزاری کی تفصیل پیش کرو۔ میں نے مختصر الفاظ میں ونمالا کی گرفتاری کی تفصیلات بتائیں۔ جن میں حقیقت صرف اسی حد تک تھی جتنی ضروری تھی۔ تقریباً" ایک گھنٹہ باتیں کرنے کے بعد وہ اپنے بنگلے چلے گئے۔

صبح دس بجے ہم دفتر گئے تو بریگیڈیئر نے کاغذی کارروائی سے فرصت پاتے ہی کمشنر پولیس کو ٹیلیفون پر کہا کہ میجر ہیرس اور کیپٹن ہنٹرس ہلسیے سے واپس آ گئے ہیں اور اب پراسی کیوٹنگ انسپکٹر کو اطلاع دے کر مس ہیلن سمتھ اغوا کیس کی سماعت کی تاریخ مقرر کرا لی جائے----- ہنٹرس نے میرے اشارے پر کمشنر آفس سے سلسلہ منقطع ہوتے ہی بریگیڈیئر سے مخاطب ہو کر کہا۔ "سر مس ہیلن کیا ریلوے کوارٹرز میں ہی رہتی ہیں؟" انہوں نے چشمہ اتار کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا۔ "ویل کیپٹن وہ وہیں ہے۔ پولیس پروٹیکشن میں' لیکن یہ سوال' سچ کہنا تم نے وکٹر کے اشارے پر نہیں کیا؟" میں نے کہا۔ "سر' کورٹ میں جانے سے پہلے ہمیں اس سے مل کر چند پوائنٹس سمجھانے ہیں۔ اس لئے۔" بولے۔ "آئی سی۔ ویل ابھی جا کر سمجھاؤ۔" ہنٹرس نے کہا۔ "ابھی ہمیں

گاڑی کی سروس کرانی ہے۔ شام کو اگر فرصت ہوئی تو مل آئیں گے۔" بولے۔ "اجازت ہے لیکن سمن کو ساتھ لے جانا۔ شہر کے حالات پہلے سے زیادہ خراب ہو چکے ہیں۔ دیہات میں غلہ ختم ہو گیا ہے اور چاروں طرف سے لوگ کلکتہ پہنچ رہے ہیں۔ مضافات میں سڑکوں پر چلنے کا راستہ بھی نہیں ملتا۔"

بارہ بجے تک دفتر میں رپورٹیں وغیرہ مرتب کرتے رہے۔ ہنٹرس نے تمام اخراجات کے بل تیار کئے اور کہنے لگا۔ "میجر ڈیڑھ ہزار روپے کے قریب بچ رہے ہیں۔" میں نے نظر اٹھائے بغیر کہا۔ "بچنے نہ دو۔" بولا۔ "کس اکاؤنٹ میں؟" میں نے اس کو جواب دینے کے بجائے بریگیڈیئر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سر' کار کی سروس کے اخراجات کے لئے کتنی رقم منظور کریں گے؟" انہوں نے پھر چشمہ اتار کر دیکھا اور بولے۔ "ڈکنز تمہارے بل کا ففٹی پرسینٹ——" میں نے مسکرا کر کہا۔ "میں نہیں سمجھ سکا سر! کیا آپ ہمیں پہلے سے اشارہ کر رہے ہیں کہ ہم ففٹی پرسینٹ کا مارجن رکھ کر بل تیار کریں۔" کہنے لگے۔ "نو' ناٹ ایٹ آل۔ اگر تم اپنے پرائیویٹ سفر اس میں شامل نہ کرو تو پھر——" میں نے ان کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہنٹرس سے کہا۔ "لیکن تین ہزار کے بجائے صرف پندرہ سو روپے لکھ دو پلیز۔" بریگیڈیئر نے ہنس کر میری طرف دیکھا اور کچھ کہتے کہتے رک کر بات بدلتے ہوئے بولے۔ "او کے۔ لیکن اس میں آج کی سروس بھی شامل ہے۔" میں نے ایز یو پلیز سر کہہ کر بات ختم کر دی۔ ہنٹرس نے بل تیار کر کے میرے سامنے سرکا دیا۔ میں نے بلند آواز میں کہا۔ "کیپٹن بیلنس صرف دو سو پچاس روپے گیارہ آنے——؟" بریگیڈیئر نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "سر میجر ہیرس بچ جائے تو یہ سمجھے۔" وہ رک کر میری طرف دیکھنے لگا۔ بولے۔ "سمجھ گیا تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ تاؤ شاید تم گرینڈ میں کھانا پسند کرو گے۔ جا سکتے ہو۔" ہنٹرس نے ان کا موڈ خوشگوار دیکھ کر کہا۔ "سر کیا آج بھی ہمیں اپنے ساتھ لنچ کھانے کا اعزاز نہیں دیں گے؟" کہنے لگے۔ "ہاں تمہاری گاڑی تو سروس اسٹیشن پر رہ جائے گی۔ چلو چلتے ہیں۔" وہ کرسی سے اٹھے' گھڑی کی طرف دیکھا۔ کچھ کسمسائے اور پھر کندھے اچکا کر دروازے کی طرف چل دیئے۔

ہنٹرس سروس اسٹیشن تک میری کار میں آیا اور پھر بریگیڈیئر کی گاڑی میں وہیل پر آگیا۔ بریگیڈیئر پچھلی سیٹ پر چلے گئے۔ شہر کے وسط میں سڑکوں پر واقعی قحط زدہ لوگوں کے ہجوم کے باعث کسی پوائنٹ پر بھی گاڑی تیز چلانا ناممکن تھا۔ میں نے بریگیڈیئر کی زبان سے کئی مرتبہ "پٹ پٹ" سنا اور سر گھما کر ان کی طرف دیکھا تو ان کے چہرے پر پژمردگی چھائی ہوئی تھی۔ میں ان کے جذبہ ہمدردی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ مجھے اپنی طرف متوجہ پا کر خود کلامی کے لہجے میں بولے۔ "ویری سیڈ—— ویری سیڈ میجر۔" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "یس سر۔" انہوں نے بش شرٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر دس روپے کا

نوٹ نکالا اور ہنٹرس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ ہنٹرس نے گاڑی فٹ پاتھ کے قریب لے کر کھڑی کر دی۔ بریگیڈیئر میری طرف دیکھ کر کہنے لگے۔ "کسی دکان سے چینج لے کر بچے والی عورتوں کو ایک ایک روپیہ تقسیم کر دو۔" میں نے ان سے نوٹ لے کر دروازہ کھولا اور باہر نکلا۔ میرے ہاتھ میں نوٹ دیکھ کر آس پاس کے تمام لوگ سمٹ آئے۔ میں انہیں ٹھہرنے کا اشارہ کرتا ہوا تیزی سے ایک بڑے اسٹور میں داخل ہوا اور نوٹ کاؤنٹر پر رکھ کر کہا۔ "چینج!" اسٹور والوں نے۔ ایک منٹ میں چالیس نوٹ گن کر میرے ہاتھ میں دے دیئے۔ میں تھینک یو کہہ کر باہر نکلا اور چند منٹ میں روپے بانٹ دیئے۔ ہجوم گھٹنے کے بجائے بڑھنے لگا۔ میں تیزی سے کار میں گھس گیا۔ ہجوم شور مچاتا ہوا کار پر ٹوٹ پڑا۔ بریگیڈیئر نے سر باہر نکال کر کہا۔ "دیکھو ابھی ہم کو جانے دو۔ ایک گھنٹہ بعد واپسی پر پھر۔" ہنٹرس نے ہارن بجا کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

ہوٹل گرینڈ کے قریب پہنچتے پہنچتے کہنے لگے۔ "ڈکنز' لنچ پر ہم تقریباً" سو روپے خرچ کر ڈالیں گے۔ نہیں؟" میں نے کہا۔ "یقیناً جناب!" بولے۔ "کیا ہم اتنا روپیہ ان لوگوں کو دے کر سو آدمیوں کو ایک دن کی زندگی نہیں دے سکتے؟" میں نے کہا۔ "یقیناً جناب! آپ کھانا کھایئے پہلے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس سے کوئی فرق پڑ سکتا ہے تو ہم واپسی پر پانچ سو روپے تقسیم کر دیں گے—— لیکن جناب' وہ لاکھوں ہیں——" بولے۔ "نیور مائینڈ۔ ہم اس سے زیادہ نہیں سوچ سکتے۔" میں "بہتر ہے سر" کہہ کر خاموش ہو گیا۔ ہنٹرس نے گاڑی پارک کر کے انجن بند کیا اور ہم اتر کر لاؤنج میں داخل ہو گئے۔ لاؤنج کی رونق میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ وہی رنگ برنگ ڈشوں پلیٹوں اور گلاسوں کی کھنک' وہی قہقہے' چہچہے' بھوک اور افلاس' چیخیں اور کراہیں' سڑکوں اور گلیوں میں رہ گئی تھیں۔ جین کے سامنے سے گزرتے ہوئے میں اسے ہلکی سی مسکراہٹ بھی نہ دے سکا۔ شاید وہ اسے بریگیڈیئر کی موجودگی کا سبب سمجھی ہو۔ وہ مشینی انداز میں کھٹ کھٹ کرتے سیدھے بڑھے چلے گئے۔ بہت سے لوگوں نے سر اٹھا اٹھا کر ہماری طرف دیکھا۔ ایک کونے والے میز پر پہنچ کر وہ بیٹھ گئے۔ ہم ان کے سامنے والی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ویٹر کے آتے ہی میں نے ہنٹرس کی طرف اشارہ کیا اور وہ آرڈر دینے لگا۔ ویٹر چلا گیا تو بریگیڈیئر نے پیک کیپ اتار کر خالی کرسی پر رکھا اور بولے۔ "میجر ایسے حالات میں میں سول ایڈمنسٹریشن سے متنفر ہو جاتا ہوں——" میں نے کہا۔ "آپ بہت صحیح ہیں سر۔" نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولے۔ "نہیں میجر' کوئی فائدہ نہیں اور جیسا کہ تم نے کہا۔ ہزار دو ہزار روپیہ تقسیم کرنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن پھر بھی خدا کہتا ہے انسان کی مدد کرو۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا تو مسکرا کر بولے۔ "نہیں کیا' میجر؟" میں نے کہا —— سے شہر کے سر——" بولے۔ "نہیں میجر' یہ وہ نہیں جو تم کہتے چونک کر بولی۔ "کیا دکی؟" میں کر دیکھ لو۔" وہ کندھے اچکا کر اندر چلی

یہ ہے جو میں کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ جس قدر آپ حکم دیں۔" بولے۔ "ڈیلڈن ضرور کرو۔ تم افورڈ کر سکتے ہو۔ تمام گرل فرینڈز کو ڈسکارڈ کر دو اور۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "یہ تو خدا نہیں کہتا سر۔" بریگیڈیئر نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ "وہاٹ اے ناٹی بوائے یو آر وکی!" میں نے لیس سر کہہ کر سر جھکا دیا۔ ہنٹرس منہ پھرا کر ہنسنے لگا۔

کھانا کھانے کے بعد ہم باہر نکلے تو میں نے کاؤنٹر پر پہنچ کر چند گریزز کے چھوٹے نوٹ تبدیل کراتے ہوئے جین سے باتیں کیں اور باہر نکل کر گاڑی میں سوار ہوئے تو رومال بریگیڈیئر کے قریب سیٹ پر رکھتے ہوئے کہا۔ "سر اب یہ آپ اپنے ہاتھ سے تقسیم کریں۔" بولے۔ "او کے' اسی پوائنٹ پر گاڑی روک دینا ـــــــ" ہنٹرس سے کہا۔ "بہتر ہے جناب!"

مین روڈ پر پہنچے تو سڑک اور فٹ پاتھ پر پہلے سے زیادہ ہجوم تھا۔ کلکتہ پر نیم برہنہ قحط زدہ مردوں' عورتوں اور بچوں کی یلغار بڑھتی جا رہی تھی۔ بریگیڈیئر نے اسی مقام پر پہنچ کر گاڑی رکوائی اور چاروں طرف سے ہجوم ٹوٹ پڑا۔ چند منٹ میں تمام روپیہ ختم ہو گیا۔ حتیٰ کہ وہ رومال بھی چھن گیا اور شور اور چھین جھپٹ میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا تھا۔ ہنٹرس نے بمشکل گاڑی نکالی۔ ہیڈ کوارٹر میں پہنچ کر دفتر میں داخل ہوتے ہی بریگیڈیئر نے کہا۔ "واقعی میجر۔ ہماری قربانی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ بنگال بد ترین قحط کی گرفت میں آ چکا ہے۔ او کے بیٹھ جاؤ۔ میں اب باہر نہیں جاؤں گا۔ جب تک کہ کوئی ایمرجنسی نہ ہو۔ میں باغیوں اور دشمنوں کو مشین گن سے اڑا سکتا ہوں ـــــــ لیکن عورتوں اور بچوں' بوڑھوں کو بھوک سے مرتے نہیں دیکھ سکتا۔" میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "آپ صحیح کہہ رہے ہیں سر' ہم سے بھی انسانوں کو اس طرح مرتے نہیں دیکھا جاتا۔ ہم بھی اب ڈیوٹی کے سوا شہر نہیں جائیں گے۔" بریگیڈیئر نے پائپ نکال کر سلگایا اور کش لے کر بولے۔ "تمہیں شام کو مس اسمتھ کے پاس جانا ہے' بھول گئے؟" میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "گاڑی نہیں ہے سر' اگر اجازت ہو تو انہیں کسی ذریعے سے یہیں بلوا لوں۔" نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولے۔ "گرینڈ میں لے جاؤ۔" میں نے کنکھیوں سے ہنٹرس کی طرف دیکھا۔ کہنے لگے "میجر شروف کی گاڑی لے جاؤ۔" میں نے بہتر ہے کہہ کر ریسیور اٹھایا اور میجر شروف کو رنگ دے کر چند رسمی جملوں کے بعد کہا۔ "اگر آپ کا کوئی اپائنٹ منٹ نہ ہو تو شام کو سات بجے مجھے آپ کی گاڑی چاہئے میجر۔" کہنے لگے۔ "آپ کی کیا ہوئی؟" میں نے ہوئی تھی۔ میں ان کی "میجر میری ایک اسٹیٹ میں رہ گئی۔ آپ ایک رات کے لئے اپنی اسپیئر کر دیں کر خود کلامی کے لہجے میں بولے ہے ای۔ کارنا؟" میں نے کہا۔ "کار ہی چاہئے سر۔ آپ کے سر ہلا کر کہا۔ "یس سر۔" انہوں نے منگوا لینا۔" میں نے بائی بائی کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

بریگیڈیئر نے مسکرا کر کہا۔ "خیر شروف سے یہ نہ کہنا تم نے یہ بکواس میری موجودگی میں کی۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "سر آپ کی موجودگی ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ بکواس نہیں تھی۔" قہقہہ لگا کر کہنے لگے۔ "شیور شیور اٹ واز اے گاسپ فرام دی ہولی بک۔"

چھ بجے میجر شروف خود ہی گاڑی لے کر آ گئے۔ چند پیگ پئے۔ کچھ دیر قہقہے لگائے اور ساڑھے چھ بجے ٹہلتے ٹہلتے اپنے بنگلے چلے گئے۔ سات بجے کے قریب ہم تیار ہو کر نکلے تو سمن موٹر سائیکل لئے ہوئے سڑک پر ہمارا انتظار کر رہا تھا۔ وہ اس وقت جمعدار کی یونیفارم میں تھا اور کندھے پر ٹامی گن لٹکائی ہوئی تھی۔ ہماری گاڑی دیکھتے ہی سلیوٹ کر کے گیٹ کی طرف چل دیا۔ شہر کی گلیوں اور سڑکوں پر لوگوں کا وہی اژدہام تھا۔ میں نے پشت گاہ سے کمر لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

ہنٹرس نے ریلوے لائنز میں ہیلن کے بنگلے کے سامنے پہنچ کر گاڑی کھڑی کر دی۔ میں اس کو گاڑی میں ٹھہرنے کو کہہ کر باہر نکلا اور گیٹ کھول کر اندر داخل ہوا۔ جیفری والا دروازہ بند تھا۔ میں نے کنڈی کھٹکھٹائی تو ہیلن نے اندر کے کمرے سے نکل کر دیکھا اور "ہیلو ہیلو" کرتے ہوئے جھپٹ کر دروازہ کھولا۔ اس کے ساتھ خانساماں 12 بور شاٹ گن لئے ہوئے تھا۔ "گڈ ایوننگ کہتے ہوئے ہیلن نے میرا ہاتھ پکڑ کے جیفری میں بچھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "وقت نہیں ہے ہیلن۔ یہ بتاؤ مسٹر اسمتھ کہاں ہیں؟" کہنے لگی۔ "وہ تو ڈیوٹی پر ہیں کیپٹن' صبح کو آئیں گے۔ تم کہاں' بلمپے چلے گئے تھے کیا؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ "اب میں میجر ہوں ڈارلنگ اور آج تمہیں گرینڈ میں ڈنر دے رہا ہوں۔" اس نے گردن گھما کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ خانساماں اندر جا چکا تھا۔ کہنے لگی۔ "کھانا یہیں کھا لو۔ آج انڈی پینڈنس منائیں گے ـــــــ میں دل کھول کر تمہیں پروموشن کی مبارک باد دوں گی۔" میں نے پیچھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "باہر گاڑی میں کیپٹن ہنٹرس میرا انتظار کر رہا ہے۔ اسے کون مبارک باد دے گا۔ سو پلیز ڈریس اپ اینڈ۔" بات کاٹ کر بولی۔ "گرینڈ میں ہنٹرس کو کون۔ آئی سی۔ آل رائٹ ڈارلنگ ـــــــ اچھا میں خانساماں کو بتا دوں۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "صبح دس بجے لوٹو گی ملٹری ہیڈ کوارٹرس جا رہی ہو۔" چلتے چلتے رک کر بولی۔ "ہے ای وکی۔ ڈیڈی مطمئن ہو جائیں گے؟" میں نے آگے بڑھ کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔ "ان سے کہہ دینا کہ پھر سے انقلابی ہو گئی ہو۔" ہنس کر کہنے لگی۔ "پروموشن ملتے ہی سوچنے والی مشین کی کارکردگی میں کچھ گڑبڑ تو نہیں ہو گئی ڈارلنگ؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "معلوم ہوتا ہے بہت دنوں سے نہ باہر نکلی ہو نہ اخبار پڑھتی ہو۔ نہ کسی سے شہر کے حالات سن سکی ہو۔ اس لئے چلو آج آنکھوں سے دیکھ لو۔" چونک کر بولی۔ "کیا وکی؟" میں نے پلٹ کر چلتے ہوئے کہا۔ "وقت نہیں ہے۔ آؤ اور دیکھ لو۔" وہ کندھے اچکا کر اندر چلی

گئی۔

پل کراس کر کے اسٹیشن کے سامنے آتے ہی دونوں طرف کے فٹ پاتھ سوکھے مریل اور چیتھڑوں میں لپٹے ہوئے بچوں' عورتوں اور بوڑھوں سے بھرے پڑے تھے۔ ہر طرف سوکھے سوکھے ہاتھ پھیلے ہوئے بھیک کی التجا کر رہے تھے۔ ہیلن دیر تک یہ منظر دیکھتی رہی۔ مین روڈ پر آتے ہی پشت گاہ سے کمر لگاتی ہوئی بولی۔ "گڈ لارڈ' یہ تباہی؟" میں نے کہا۔ "اسی لئے میں نے تم سے کہا تھا کہ پھر سے انقلابی بن جاؤ۔" آنکھیں سکیڑ کر بولی۔ "انقلابی بن کر غلے کا کون سا گودام کھول سکتی ہوں۔ قحط کا باعث تم لوگ ہو۔" میں ہنس دیا۔ "ہم اگر ہیں بھی تو ففٹی پرسینٹ ہیں۔ سینٹ پر سینٹ ذمہ داری کے لئے تمہیں کیپٹن ہنٹرس سے رجوع کرنا پڑے گا اور وہ اس وقت ڈرائیو کر رہا ہے۔ بگڑ گیا تو ہمیں جہنم رسید کر سکتا ہے۔"

ہنٹرس نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "میجر تجربہ ہمیں بتاتا ہے کہ رومان اور سیاست ساتھ ساتھ نہیں چلا کرتے۔" ہیلن نے سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "لیکن ہم دونوں میں سے کسی ایک پر بھی سنجیدہ نہیں ہیں۔" ہنٹرس نے ہوٹل ایکسیلسیئر کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہے لیکن میں سنجیدہ ہوں اور گرینڈ نہیں جاؤں گا۔ تمہارے ساتھ۔ وہاں تم مجھے شکست دے چکی ہو اور یہ کئی دوستوں کو معلوم ہے۔" ہیلن خاموش ہو گئی۔ میں نے کہا۔ "نو بحیکشن بریڈ۔۔۔۔۔ لیکن ہیلن اب ہماری دوست ہے۔ تمہیں گزری ہوئی باتوں کو بھول جانا چاہئے۔" ہنٹرس "او کے سر" کہہ کر خاموش ہو گیا۔

کھانے کی میز پر بھی ہیلن پر سنجیدگی طاری تھی۔ ہم ڈیڑھ گھنٹہ لاؤنج میں بیٹھے رہے۔ کھانے کے بعد بھی جانی واکر کے جام چلتے رہے لیکن ہیلن کچھ بجھی ہوئی رہی۔ آخر میں نے ہنٹرس کے اشارے پر رسٹ واچ پر نظر ڈال کر ویٹر سے بل منگایا اور پے منٹ کر کے اٹھتے ہوئے کہا۔ "چلو ہیلن تمہیں بنگلے چھوڑ آئیں۔" اس نے میرے چہرے پر نظر ڈال کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "شکریہ دکی۔۔۔۔۔ مائنڈ نہ کرنا' میں کچھ اموشنل واقع ہوئی ہوں۔" میں مسکرا کر دروازے کی طرف چلنے لگا۔ ریلوے لائنز میں داخل ہوتے ہی میں نے کہا۔ "ہیلن میں تمہیں یہ بتانے آیا تھا کہ پرسوں سول کورٹس میں تمہارے اغوا کے مقدمے کی سماعت ہے۔ صبح آٹھ بجے تیار ہو جانا۔ ہم دونوں تمہیں لینے آئیں گے۔ بیان وہی دینا جو بریگیڈیئر بشپ کو دے چکی ہو' او کے؟" کہنے لگی۔ "شیور ڈارلنگ۔" ہنٹرس نے گاڑی بنگلے کے سامنے لے کر کھڑی کر دی۔ میں نے دروازہ کھول کر باہر نکلتے نکلتے اس کا پرس لے کر ایک گرینز اس میں سرکا دیا۔ مسکرا کر بولی۔ "یہ کیوں' ڈیئر؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "کورٹ الاؤنس۔" اس نے تھینکس کہہ کر پرس لے لیا۔ میں نے اور ہنٹرس نے بیک وقت گڈ نائٹ کہا اور گاڑی موشن میں آ گئی۔ لائنز سے باہر نکلتے ہی سمن کی موٹر

سائیکل پھر ہمارے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ ہنٹرس نے سگریٹ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "پال آج کا دن تمہاری جیب پر بھاری گزرا۔" میں نے دو سگریٹ سلگا کر اس کو ایک دیتے ہوئے کہا۔ "شاید تم یقین نہ کرو بریڈ لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں بزنس پوائنٹ آف ویو سے۔ یعنی جس انداز میں تم سوچتے ہو' نو سو روپے بچا لایا۔" ہنٹرس نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "سمجھ گیا دکی۔ بالکل سمجھ گیا۔" میں نے پل پر پہنچتے ہی آنکھیں بند کر کے پشت گاہ سے کمر لگا دی۔

تیسرے روز ہم ہیلن کو سول کورٹ میں لے کر گئے تو میں اور کیپٹن ہنٹرس پچھلی سیٹ پر ہیلن کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے تھے۔ لیفٹننٹ مائیکل ڈرائیو کر رہا تھا اور جمعدار سمن حسب معمول موٹر سائیکل پر ہمارے پیچھے چل رہا تھا۔ حفاظتی انتظام معقول ہونے کے علاوہ تاریخ سماعت بھی راز رکھی گئی تھی۔ اس لئے ہم بخیریت عدالت پہنچ گئے۔ مستغیثہ کو پچھلے دروازے سے مجسٹریٹ کے ریٹائرنگ روم میں بھیج دیا گیا۔ جہاں پولیس کا خصوصی انتظام تھا۔ پروگرام کے مطابق پہلی سماعت اسی مقدمے کی ہونا تھی لیکن چند تبدیلیوں کی وجہ سے نو بجے کے بجائے سوا دس بجے ہیلن کیس کے گواہوں اور ملزموں کے نام پکارے گئے اور ہم اندر داخل ہوئے۔ سماعت شروع ہوتے ہوتے پونے گیارہ بج گئے۔ صرف مستغیثہ کا بیان اور پراسی کیوشن کی جرح مکمل ہونے میں لنچ ٹائم ہو گیا اور دوسری سماعت کی تاریخ مقرر کر دی گئی جو ایک ہفتے کے بعد کی تھی۔ پولیس تینوں ملزموں کو لے کر چلی گئی اور ہم پھر اسی طرح ہیلن کو لے کر واپس ہوئے۔ پل کے قریب پہنچے تو وہاں اس وقت غیر معمولی ہجوم تھا۔ دور تک ٹریفک رکا ہوا تھا۔ ہم نے گاڑی رکوا کر سمن کو اشارہ کیا اور وہ تیزی سے بڑھ کر پل پر گیا۔ چند منٹ بعد واپس آ کر بتایا کہ ایک بھکارن کو بچانے میں ایک کار سامنے سے آتے ہوئے ٹرک سے ٹکرا گئی اور چکنا چور ہو گئی۔ ڈرائیور اس کے برابر میں بیٹھا ہوا آدمی ابھی تک پچکی ہوئی گاڑی میں سے نہیں نکالے جا سکے۔ پچھلی سیٹ والے تین آدمی بری طرح زخمی ہوئے لیکن نکال لئے گئے ہیں۔" میں نے ہنٹرس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اب؟" یہ راستہ تو شاید دیر سے کھل سکے گا سر۔۔۔۔۔ بہتر ہو گا کسی دوسرے راستے سے چلیں۔" سمن نے کہا۔ "کیمپ جا سکتے ہیں سر' ریلوے لائنز میں جانے کے لئے تو دوسرا راستہ کئی میل کا چکر۔۔۔۔۔"

"کتنے میل؟" ہنٹرس نے اس کی بات کاٹ کر پوچھا۔ بولا۔ "کم از کم پانچ میل سر!" مائیکل نے پیچھے کی طرف نظر ڈالی اور کہا۔ "تمام سڑک بلاک ہو چکی بیک ہونے کے لئے بھی جگہ نہیں ہے۔ میں نے اور ہنٹرس نے سر نکال کر دیکھا۔ حد نظر تک کاروں اور گاڑیوں کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا اور ہارن اور گھنٹیوں کے سوا کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ فٹ پاتھ پر بھکاریوں کا قبضہ تھا۔ ٹریفک رکا دیکھ کر وہ ہر طرف سے امڈ آئے تھے اور

ہر گاڑی کے سامنے بیسیوں ہاتھ پھیلے ہوئے تھے۔ سگنل تھا کہ مستقل سرخ ہو کر رہ گیا تھا۔ پندرہ بیس منٹ اسی بے چینی میں گزر گئے۔ آخر سگنل زرد اور پھر سبز ہوا اور گاڑیوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ مائیکل نے اگلی گاڑیوں کو فالو کیا اور چالیس پچاس قدم چلنے کے بعد پل کی طرف ٹرن لیا۔ اس وقت حادثے کا شکار ہونے والی کار کرین کے ذریعے ہٹائی جا چکی تھی اور ٹرک پولیس اسٹیشن لے جایا جا رہا تھا۔ سڑک کا درمیانی حصہ خون سے سرخ تھا۔ رش ہونے کی وجہ سے دونوں گاڑیاں آہستہ آہستہ چل رہی تھیں۔ ہماری کار پل کا نصف حصہ عبور کر کے ڈھلان کے قریب پہنچ رہی تھی کہ ایک زور کا دھماکہ ہوا اور ہماری گاڑی اچھل کر بائیں طرف فٹ پاتھ پر الٹ گئی۔ اس کے بعد مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہوا؟

○

جس وقت میری آنکھ کھلی تو ہلکی روشنی کا بلب جل رہا تھا اور میں بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ میری دائیں ٹانگ میں گھٹنے کے جوڑ سے درد کی ایک لہر سی اٹھی اور میں کراہنے لگا۔ اسی وقت ایک سفید فام نرس نے بستر کے قریب آ کر مسکراتے ہوئے گڈ ایوننگ میجر کہا اور جھک کر میری نبض پر ہاتھ رکھا۔ میں نے پیشانی پر ہاتھ پھراتے ہوئے کہا۔ "مجھے کیا ہوا نرس؟" وہ پھر مسکرائی اور رسٹ واچ سے نظر ہٹا کر کہنے لگی۔ "کچھ نہیں ہوا میجر۔ تم بالکل ٹھیک ہو' ایک معمولی سا زخم ہے۔ بہت جلد ٹھیک ہو جاؤ گے ون منٹ۔" وہ تیزی سے گھومی اور پارٹیشن سے باہر نکل گئی۔ میں نے لیٹے لیٹے اپنے سر اور چہرے پر ہاتھ پھرا کر دیکھا۔ کہیں کوئی پٹی بندھی ہوئی نہ تھی۔ ٹانگ کے سوا جسم کے کسی حصے میں درد نہ تھا۔ رفتہ رفتہ میرا ذہن کام کرنے لگا اور مجھے پل پر ہونے والا دھماکہ اور اپنی گاڑی کا الٹ جانا یاد آیا۔ اسی وقت نرس ایک ڈاکٹر کے ساتھ پارٹیشن میں داخل ہوئی۔ ڈاکٹر نے جھک کر میرے سینے پر سٹیتھسکوپ لگا کر دیکھی اور میرے گال پر ہاتھ لگا کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "یو آر آل رائٹ میجر۔" پھر نرس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کافی پلاؤ میجر کو۔" نرس نے پارٹیشن سے باہر ہاتھ نکال کر کسی سے کافی کا مگ لیا۔ ڈاکٹر نے مجھے سہارا دے کر بٹھایا اور دو تین تکئے کمر کے ساتھ لگا دیئے۔ نرس نے مگ میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے چند گھونٹ لے کر کہا۔ "ڈاکٹر میری دائیں ٹانگ میں سخت تکلیف ہے۔ کیسا فریکچر ہے۔ سمپل یا کمپاؤنڈ؟" ڈاکٹر نے نرس کو مارفیا دینے کو کہہ کر میری طرف دیکھا۔ "سمپل فریکچر آف نی کیپ میجر۔" میں نے ہارڈ لک کہہ کر پھر کافی پینی شروع کی۔ ڈاکٹر کھڑا دیکھتا رہا۔ کافی ختم ہوتے ہی اس نے مگ لے کر کپ بورڈ پر رکھ دیا اور سگریٹ نکال کر دیا۔ میں نے سگریٹ سلگا کر کش لیتے ہوئے کہا۔ "ڈاکٹر میرے ساتھ کار میں تین دوست تھے۔ دو جونیئر آفیسرز اور ایک لیڈی۔ ان کا کیا حال ہے؟" ڈاکٹر اسٹول پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔ "میجر ـــــــ تم

سب سے خوش نصیب ہو۔ کیپٹن ہنٹرس ابھی ہوش میں نہیں آیا لیکن فریکچر یا زخم وغیرہ نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے ہوش میں آنے پر وہ تم سے بھی زیادہ خوش نصیب ہو اور صبح خود چل کر تمہیں دیکھنے آئے۔ ہو سکتا ہے۔ لیکن ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ڈاکٹر وہ خطرے میں تو نہیں؟"

ڈاکٹر نے کندھے اچکا دیئے۔ "خدا کرے نہ ہو۔ لیکن بیہوشی بھی خطرناک تو ہو سکتی ہے۔ ایکس رے میں کوئی خاص بات نظر نہیں آئی۔ امید ہے وہ ٹھیک ہو جائے گا ـــــــ مائیکل اور مس اسمتھ خطرے میں ہیں۔ ان کے سر فٹ پاتھ سے ٹکرائے ہیں۔" میں نے سگریٹ کا کش لے کر کہا۔ میں بائیں طرف تھا۔ میرا سر کیسے بچ گیا ڈاکٹر؟"

ڈاکٹر مسکرا دیا۔ "تمہارے سر کے نیچے ایک آدمی کا جسم آ گیا تھا۔ وہ غریب کار کے نیچے آ کر کرش ہو گیا۔" میں نے کہا۔ "اوہ! تو وہ بے چارہ مر گیا؟" ڈاکٹر نے کہا۔ "یس میجر۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ تم بہت خوش نصیب ہو۔ ٹانگ کا فریکچر معمولی بات ہے چار پانچ مہینے میں پھر دوڑنے لگو گے۔" میں نے چونک کر کہا۔ "پھر کیا خوش نصیب ہوں ڈاکٹر۔ اگلے مہینے میری شادی ہونے والی تھی۔" ڈاکٹر نے ہنس کر کہا۔ "چار ماہ بعد سہی اینی وے یو آر آل رائٹ۔ اچھا اب تم کھانا کھاؤ۔ میں بریگیڈیئر بشپ کو فون کر کے بلاتا ہوں۔ وہ یہاں آئے تھے۔ تمہارے لئے فکرمند ہیں۔ گڈ نائٹ ـــــــ"

ڈاکٹر کے جاتے ہی نرس سرنج لے کر آئی اور مارفیا کا انجکشن دے کر چلی گئی۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی تو آٹھ بجنے والے تھے۔ گھڑی کا کچھ نہیں بگڑا تھا۔ حتیٰ کہ شیشہ بھی صحیح سالم تھا۔ مجھے اس کی پائیدار اور اپنی ناپائیداری پر تعجب ہوا۔ اس کی چال میں کوئی فرق نہیں آیا تھا اور میری چال یکسر ختم ہو چکی تھی۔ نہ معلوم کتنے عرصے کے لئے اور پھر نہ معلوم نئی چال میں رکوع و قیام کی شان ہوتی ہے یا مشکیزہ لے کر چلنے والے سقے کا انداز۔ مجھے اپنے اس انجام پر رونا آ گیا۔ وہیل ییئر اور بیساکھی کے مقابلے میں پستول کی گولی باوقار نظر آئی۔ میری ٹانگ میں اب کوئی درد نہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ میرے جسم کا حصہ ہی نہیں رہی۔ میں اس پر نظر ڈالتے ہوئے گھبرا رہا تھا لیکن معاً خیال آیا کہ کہیں سچ مچ علیحدہ ہی نہ کر دی گئی ہو۔ میں نے ایک جھٹکے سے بلینکٹ دور پھینک کر ٹانگوں پر نظر ڈالی۔ دونوں ٹانگیں موجود تھیں۔ دائیں ٹانگ پٹیوں میں لپٹی ہوئی تھی۔ چاروں طرف سے سپلنٹس بندھے ہوئے تھے جو اسے سیدھی رکھے ہوئے تھے۔ مجھے کسی قدر اطمینان ہوا۔ آستین سے آنکھیں پونچھ کر نرس کو بلانے کے لئے گھنٹی بجائی۔ تھوڑی دیر بعد وہ آئی تو اس کے ساتھ وارڈ اردلی کھانے کی ٹرے لئے ہوئے تھا۔ نرس نے چھوٹی سی فولڈنگ ٹیبل کھول کر میری ٹانگوں کے درمیان پھیلائی اور اس پر ٹرے رکھ کر کھانا کھلایا۔ مجھے شروھام کا راج محل یاد آنے لگا جہاں بیمار کرن کی حیثیت سے پہلی مرتبہ اسی طرح ناشتہ

کرایا گیا تھا۔ میں نے بیماری کی اداکاری اور حقیقی بیماری کا فرق شدت سے محسوس کیا۔ کافی کی آخری پیالی پینے کے بعد ٹرے اٹھا لی گئی اور میں سگریٹ سلگا رہا تھا کہ ڈاکٹر' بریگیڈیئر بشپ' میجر شروف اور کیپٹن کھلے کے پارٹیشن میں داخل ہوا اور جگہ کی کمی کی وجہ سے ایکسکیوز می کہہ کر چلا گیا۔ میں نے مسکرا کر گڈ ایوننگ کہا تو بریگیڈیئر نے "ہے ای" بوائے کہہ کر پیٹھ تھپکی اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہنے لگے۔ "ڈاکٹر نے مجھے بتایا تم بہت جلد ٹھیک ہو جاؤ گے۔ گھبرانا نہیں۔" میں نے سگریٹ کا کش لے کر کہا۔ "مجھے ایسی ہی امید ہے سر' تھینک یو۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "معلوم ہے ہم نے کیا کیا؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا "اتنا سمجھ سکتا ہوں کہ یہ انارکسٹ فرینڈز کی کارروائی ہے اور اگر میں زندہ بچ گیا تو۔" انہوں نے میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے کہا۔ "زندہ بچ جانا کیا معنی بوائے؟ کیا تم ایک مائنر فریکچر سے مر بھی سکتے ہو؟" شروف نے ہنس کر کہا۔ "ڈونٹ بی سلی میجر۔ یور آر آل رائٹ۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میجر خدا کرے ایسا ہی ہو۔ میں تمہیں کیا بتاؤں۔" بریگیڈیئر نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "کچھ نہ بتاؤ وکی۔ مجھے معلوم ہے تم مکمل فزیکل پر فیکشن چاہتے ہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں یہ تمہیں ملے گی۔ خواہ اس کے لئے ہمیں تمہارے وزن جتنا سونا دینا پڑے۔ ناؤ؟" میں نے کہا۔ "شکریہ سر مجھے آپ سے یہی توقع تھی۔" مسکرا کر بولے۔ "بوائے بوائے۔ خیر تم نے میری بات پوری نہیں ہونے دی۔ میں کہنا چاہتا تھا کہ سمن نے بم پھینکنے والے انارکسٹ کا پیچھا کیا اور شہر سے سات میل کے فاصلے پر ٹامی گن برسٹ سے اس کو ڈرائیور سمیت چھلنی کر کے رکھ دیا۔ حالانکہ وہ ہاتھ اٹھا کر سرنڈر ہونا چاہتے تھے ——— میں اس کو پروموشن کے علاوہ آئی ڈی ایس ایم دے رہا ہوں۔ وہ تمہارے واسطے روتا رہا ہے اور اب دعائیں کر رہا ہے۔ صبح آئے گا۔" میں نے کہا۔ "سر وہ بہترین آدمی ہے۔ خیر کیپٹن ہنٹرس' مائیکل اور ہیلن وغیرہ کس شیپ میں ہیں؟"

وہ بولے۔ "ہنٹرس خطرے سے باہر ہے۔ مائیکل ابھی غیر یقینی حالت میں ہے' ہیلن کو بھی کچھ ایسا ہی سمجھو۔" میں نے سگریٹ کی راکھ جھاڑتے ہوئے ان کے چہرے کی طرف دیکھا وہ کچھ کہتے ہوئے ہچکچا رہے تھے۔ "آئی سی۔" میری زبان سے نکلا۔ کھڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "مجھے افسوس ہے وکی۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولے۔ "اب آرام کرو میجر۔ صبح میں پھر آؤں گا۔" میں نے ان سے مصافحہ کیا۔ وہ گڈ نائٹ کہتے ہوئے دونوں افسروں کو ساتھ لے کر چل دیئے۔ ان کے جاتے ہی نرس نے آ کر مجھے لٹا دیا اور کمبل اڑھا کر چلی گئی۔

دوسرے دن میری ٹانگ اور ہنٹرس کی گردن کا آپریشن ہوا۔ بریگیڈیئر بشپ آپریشن کے دوران چار پانچ گھنٹے ہسپتال میں رہے اور میرے ہوش میں آنے کے بعد دیر تک مجھے تسلی دیتے رہے۔ انہی سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر کرنل البرٹ نے میرے گھٹنے کی چپنی کے چار

ٹکڑوں کو سکریو لگا کر جوڑنے کے بعد سیٹ کیا اور ایک ماہ کے اندر چلنے پھرنے کے قابل ہو جانے کا یقین دلایا ہے۔

دس روز گزر گئے۔ گیارہویں دن شام کو چار بجے کیپٹن ہنٹرس میرے پاس آیا۔ اس کی گردن پٹیوں میں غائب تھی اور بت کی طرح اکڑا ہوا تھا۔ ناک کی سیدھ میں چل سکتا تھا۔ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "مارے گئے پال' کیا حال ہے تمہارا؟" میں نے کہا۔ "درد تھا اور ہے بریڈ۔ لیٹ سکتا ہوں۔ بیٹھ سکتا ہوں۔ ٹانگ نہیں ہلا سکتا۔ چلنا پھرنا خواب میں بھی نظر نہیں آتا۔ دوڑنے بھاگنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا اور کیا چاہئے؟" مسکرا کر کہنے لگا۔ میری گردن ختم ہو گئی۔" میں نے اس کو سگریٹ دیتے ہوئے کہا۔ "گردن اتنی ضروری نہیں بریڈ۔ تم خوش قسمت ہو۔" کہنے لگا۔ "ہنسانے کی کوشش نہ کرو وکی۔ میں ایک منٹ میں مر جاؤں گا۔" میں نے اپنا سگریٹ سلگا کر اسے دیتے ہوئے کہا۔ "بریڈ اگر ایسا ہے تو اپنی گردن مجھے دے ڈالو۔ میں ایک منٹ میں مر جانے کو تیار ہوں۔" وہ بہ مشکل مسکرا سکا۔ سنبھل کر کش لیتے ہوئے بولا۔ "وکی تمہارے ساتھ یہ حادثہ ہو جانے کا مجھے بڑا صدمہ ہے۔ اے ی۔ تم اپنی منگیتر کو اطلاع کیوں نہیں دیتے۔ وہ کسی اور ملک میں تمہارا علاج کرا سکتی ہے۔" میں نے نفی میں سرہلایا۔ "ابھی ایسی کوئی بات نہیں۔ یہاں بھی انگلینڈ کا بہترین سرجن علاج کر رہا ہے۔ تم اچھے ہو جاؤ تو ایک ہفتے کی چھٹی لے کر ولاس پور چلے جانا اور۔" میں آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ ہنٹرس نے میرے چہرے کی طرف دیکھ کر خاموشی اختیار کر لی۔

ایک ماہ بعد ہنٹرس ٹھیک ہو گیا۔ میری ٹانگ کا پلاسٹر اتار دیا گیا اور میں آہستہ آہستہ واکنگ سٹک کی مدد سے چلنے کے قابل ہوتا جا رہا تھا۔ کسی قدر تیز بھی چل سکتا تھا۔ لیکن درد ابھی باقی تھا اور میں لنگڑائے بغیر چلنا چاہتا تھا۔ چپنی کا زخم مندمل ہونے کے قریب تھا لیکن ابھی خشک نہیں ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر کرنل البرٹ نے ایکسرے کرا کے دیکھا اور پھر آپریشن کیا۔ ایک ماہ گزر گیا۔ زخم کی حالت بدستور تھی۔ چار پانچ ماہ میں تین مرتبہ آپریشن کئے گئے۔ میری ہمت جواب دے گئی۔ چوتھی مرتبہ آپریشن کی تیاریاں ہونے لگیں تو میں نے ہنٹرس کو بلا کر کہا۔ "کزن یہ کرنل البرٹ معلوم ہوتا ہے انگلینڈ میں ویٹرنری سرجن تھا۔ میں نے مزید سرجری کرانے سے انکار کر دیا ہے۔ تم ایک ہفتے کی رخصت لے کر جاؤ اور یشودھرا کو میری بیماری کی اطلاع دے آؤ لیکن پلیز ذرا محتاط انداز میں بہتر ہو گا اگر پہلے ریزیڈنٹ سے مل لو۔ جیسے تم مناب سمجھو۔" ہنٹرس سر جھکا کر چلا گیا۔

شام کو چھ بجے بریگیڈیئر بشپ میرے پاس آئے اور مسکرا کر کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔ "کیا بہت گھبرا گئے میجر؟" میں نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "بہت گھبرا گیا سر۔ ڈاکٹر البرٹ نے مجھے مایوس کیا۔" بولے۔ "او کے۔ میں خود بھی مطمئن نہیں ہوں البرٹ

ہے۔ میں نے اسے پہلے آپریشن کے وقت تاکید کی تھی کہ میجر وکٹر پرنس ہے اور میں اسے اپنے بیٹے کی طرح چاہتا ہوں اس پر خاص توجہ دینا۔ لیکن وہ کچھ نہ کر سکا۔ خیر اب یہ بتاؤ کہاں جا کر علاج کرانا چاہتے ہو؟ انگلینڈ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا؟" میں نے کہا۔ "صحیح ہے۔ خیر آپ ہنٹرس کو چھٹی دے دیجئے اور مجھے یہاں سے ڈسچارج کرایئے پلیز۔" تھوڑی کھجاتے ہوئے بولے۔ "وکی بظاہر تم اچھی حالت میں ہو۔ چل پھر سکتے ہو۔ ڈرائیو کر سکتے ہو۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ کہنے لگے۔ "پھر کیا بہتر نہ ہو گا کہ تم خود بھی ہنٹرس کے ساتھ چلے جاؤ۔ اس طرح تم اپنی منگیتر کو شاک سے بچا سکتے ہو۔ سمجھ گئے نا میرا مطلب؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "ٹھیک ہے سر۔ آپ مجھے کسی ایئر کرافٹ سے بلیسے بجوا دیں۔ ہنٹرس کے ساتھ۔ باقی وہ خود سنبھال لے گا۔" بولے۔ "او کے بلیسے بہتر ہے۔ وہاں تم کسی بڑے سرجن کو کنسلٹ کر سکتے ہو۔ ملٹری ہاسپٹل بھی یہاں کی نسبت ویل ایکوئپڈ ہے۔" وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ "میں تمہیں ابھی اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں۔ یہ کپڑے اتار پھینکو اور یونیفارم پہن کر تیار ہو جاؤ۔"

دوسری صبح میں ہیڈ کوارٹر میں اپنا سامان پیک کر رہا تھا۔ ہنٹرس سروس اسٹیشن جا کر میری کار لے آیا۔ ایک ایک سوٹ کیس کے سوائے اپنا اور میرا تمام سامان اس میں رکھوا کر لاک کیا اور باقی گڈس ٹرین بامبے کے لئے بک کرا دیا۔ دن بھر بنگلے پر دوستوں کا ہجوم رہا۔ میں ایک ایک سے اٹھ کر ملتا رہا۔ آفیسرز کو دروازے پر پہنچ کر ریسیو اور سی آف کرتا رہا۔ میری ٹانگ میں لنگڑاہٹ کا نام نہ تھا۔ وہ مجھے مکمل طور پر صحت یاب سمجھتے رہے۔ لیکن مجھے معلوم تھا کہ ٹائیگر نعیم اب محض ایک رینگ کر چلنے والا بیمار نعیم رہ گیا ہے۔ اسی شام ہنٹرس نے میری طرف سے میجر دلیش مکھ کو اور اپنی طرف سے ریزیڈنٹ کو قریب قریب ایک ہی مضمون کے دو ٹیلیگرام دیئے۔ "میجر وکٹر ہیرس بمبئی پہنچ رہا ہے۔ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ تاریخ روانگی سے مطلع کریں!" ساتھ ہی سانتا کروز کا پتہ بتایا گیا تھا۔ یہ میجر دلیش مکھ کے نام تھا۔

"میجر وکٹر ہیرس بمبئی پہنچ رہا ہے۔ ہز ہائی نس کو مطلع کر دیں کہ علیل ہونے کے باعث وہ حاضری سے قاصر ہے۔ میجر دلیش مکھ کو ایک ہفتے کے لئے بمبئی جانے کی رخصت دے دی جائے۔" یہ ریزیڈنٹ کے نام تھا۔

رات کو گیارہ بجے بمبئی جانے والے طیارے میں ہمیں سیٹ مل گئی اور صبح ساڑھے چار بجے ہم اپنے مکان پر پہنچ چکے تھے۔ کار کے سوا سب کچھ تھا۔ دس بجے سو کر اٹھے۔ غسل اور ناشتے سے فارغ ہو کر ہنٹرس نے کینتھ کو ٹیلیفون کر کے ایک انگریزی خانساماں کے ساتھ فوراً" سانتا کروز پہنچنے کو کہا۔ چار بجے جبکہ ہم مسٹر ولسن کو اپنی آمد کی اطلاع دینے کو جانے والے تھے۔ کینتھ کی کار گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔ ہم دونوں اٹھ کر

برآمدے میں آئے۔ کینتھ انجن بند کر کے گاڑی سے اتر کر مسکراتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ اس کے ساتھ ایک خانساماں جس کا تعلق گورنمنٹ ہاؤس سے تھا' باہر نکلا اور سلام کر کے کھڑا ہو گیا۔ ہم نے کینتھ کو ویل کم کیا اور ساتھ لے کر ڈرائنگ روم میں پہنچے۔ کینتھ نے مجھے آہستہ خرام بلکہ مخرام کے انداز میں چلتے دیکھ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کیا بات ہے وکی؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "لیو دائیں پہیئے کا ایکسل ٹوٹ گیا۔" چونک کر بولی۔ "کیا؟" ہنٹرس نے کہا۔ "زخمی ہو گئے ہیں میجر——" کہنے لگی۔ "نہیں کیپٹن تم مجھے ڈرا رہے ہو۔ یہ لڑائی پر تو نہیں گئے۔" میں نے کہا۔ "یہ سچ ہے مسی۔ میں زخمی ہوں اور دو ماہ کی رخصت پر ہوں۔ کیپٹن بریڈلے تبادلے پر آئے ہیں خیر تمہیں سب معلوم ہو جائے گا۔ تم یہ بتاؤ کہ خانساماں تلاش کرنے میں اتنی دیر ہو گئی؟" اس نے مرے ہوئے لہجے میں کہا۔ "ہاں وکی۔" میں نے ہنٹرس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "بریڈ خانساماں کو پانچ سو روپے دے دو تاکہ پرویژن اور کچن کا سامان لے آئے۔" بریڈ جیب میں ہاتھ ڈالتا ہوا اٹھا اور برآمدے کی طرف چل دیا۔ کینتھ نے ڈارلنگ کہہ کر میرے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔ میں نے اس کو چوم کر تھپکی دی اور سسکیاں ابھرتی دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔ "لیو ڈیئر۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کسی بھی ایکسپرٹ سرجن کے ہاتھ کا لمس مجھے ایک مہینے میں چھلانگیں لگانے کے قابل بنا سکتا ہے اور شاید ایسا سرجن تم تلاش کر سکتی ہو۔" اس نے میرے بازو تھام کر پیچھے سرکتے ہوئے کہا۔ "ڈارلنگ چوبیس گھنٹوں میں ڈاکٹر آف جی ٹی ہاسپٹل شام کو مہمان ہو گا اور اگر تمہیں اسٹینڈ کرنے کو رضامند ہو جائے تو کل اس وقت سے پہلے آپریشن ہو چکا ہو گا۔" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے لیو اسے بلا لینا۔ تم یہیں رہو گی۔ ہاں برمن کا کیا ہوا لیو؟" مسکرا کر بولی۔ "وہی جو ہونا چاہئے تھا۔ جو ہم چاہتے تھے۔" میں نے کہا۔ "ویلڈن لیو۔ تم میری سیکنڈ ان کمانڈ ہو۔" وہ ہنسنے لگی۔ میں اٹھ کر برآمدے کی طرف چل دیا۔

ہم گورنمنٹ ہاؤس پہنچے تو سوا پانچ بج چکے تھے۔ میں نے گیٹ سے مسٹر ولسن کو ٹیلیفون کیا تو انہوں نے سیدھا اپنے بنگلے آنے کو کہا۔ ہنٹرس نے اشارہ پاتے ہی گاڑی اسٹارٹ کی اور پورٹیکو میں پہنچ کر کھڑی کر دی۔ میں اتر کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوا اور مسٹر ولسن کو سیلوٹ کیا۔ انہوں نے ہے ای بوائے کہہ کر مصافحہ کیا۔ ہنٹرس بھی پہنچ گیا اور سیلوٹ کر کے میرے قریب پہنچ گیا۔ مسٹر ولسن نے سگریٹ دیتے ہوئے کہا۔ "وکٹر مجھے تمہارے زخمی ہونے کی اطلاع ملی تھی اور بعد کو یہ بھی معلوم ہوا کہ تمہارے آپریشن زیادہ تسلی بخش ثابت نہیں ہوئے۔ مجھے افسوس ہے بوائے——" میں نے سگریٹ ہونٹوں میں لگاتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو سر—— میں ٹھیک ہوں۔" بولے۔ "یقیناً ہو جاؤ گے وکی۔ ابھی ایک گھنٹے بعد ایکی لنسیز سے مل رہے ہیں—— ہم تمہارے لئے کیا نہیں

کر سکتے۔۔۔۔۔۔" میں نے پھر شکریہ ادا کیا۔ مجھے آپ سے یہی امید تھی سر۔۔۔۔۔ اپنی وے اب کچھ اور مسائل بھی ہیں۔" اثبات میں سر ہلا کر مسکراتے ہوئے بولے۔ "مجھے معلوم ہے ایک طرف سے۔ میرا مطلب ہے پارا گڑھ کی طرف سے تو اطمینان ہے۔ اچیتا دیوی نے تمہارے متعلق دریافت کیا تھا۔ انہیں مس کینتھ کے ذریعے جواب دلا دیا گیا کہ تم سروس پر گئے ہوئے ہو اور کچھ معلوم نہیں کہاں ہو اور کب لوٹو گے۔ ناؤ ہاؤ اباؤٹ یور اون چوائس؟"

میں نے کش لے کر دھواں خارج کرتے ہوئے کہا۔ "آ رہی ہے۔۔۔۔۔ گڈس ٹرین سے۔" انہوں نے ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے ہنٹرس کی طرف دیکھا اور بزر پر انگلی رکھ کر پھر ہنسنے لگے۔ "گڈس ٹرین کا سفر۔ اچھا خیال ہے وکٹر۔ ایک ہفتے میں پہنچ جائے گی۔

میڈ نے چائے کی ٹرے لا کر رکھ دی اور ہم پینے لگے۔ شام کے چھ بجے مسٹر ولسن نے ہز ایکسی لنسی کو ٹیلیفون کر کے ہمارے آنے کی اطلاع دی اور مجھے ساتھ لے کر ان کے پاس پہنچے۔ ایکسی لنسیز کا رویہ مسٹر ولسن سے بھی زیادہ ہمدردانہ اور تسلی آمیز تھا۔۔۔۔۔ انہوں نے اسی وقت ملٹری ہاسپٹل ٹیلیفون کرا کے دوسری صبح میڈیکل بورڈ کا انتظام کرایا اور رخصت ہوتے وقت ہز ایکسی لنسی نے میری کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "نعیم اطمینان رکھو۔ تمہیں پھر سے ٹائیگر نعیم بنانا ہماری ذمہ داری ہے۔ جیمس اس کو ملٹری کراس ملنا چاہئے اور اتنی جلدی کہ۔۔۔۔۔ ہے ای بوائے تمہاری شادی کب ہو رہی ہے؟" میں نے تھینک یو ویری مچ یور ایکسی لنسی کہہ کر جواب اڑانا چاہا۔ مسٹر ولسن نے مسکرا کر کہا۔ "یور ایکسی لنسی بہت جلد۔ پرنس یشودھرا بائی گڈس ٹرین روانہ ہو چکی ہیں۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "ویل۔ پھر تو ریسپشن کے وقت ملٹری کراس اس کے سینے پر ہونا ضروری ہے۔" مسٹر ولسن نے شوئر یور ایکسی لنسی کہہ کر سر جھکا دیا۔ میں نے انہیں سلیوٹ کر کے مصافحہ کیا اور ہز ایکسی لنسی کے ہاتھ کو بوسہ دے کر مسٹر ولسن کے ساتھ باہر نکل آیا۔ مسٹر ولسن نے ہمیں ڈنر دے کر ساڑھے نو بجے رخصت کیا اور دروازے تک چھوڑنے آئے۔ یہ اعزاز مجھے کچھ نیا محسوس ہوا۔ ہنٹرس کو کار کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے مصافحہ کرتے ہوئے بولے۔ "وکی' مس کینتھ کو جاتے ہی بھیج دینا۔۔۔۔۔ میں گیٹ پر کہہ دیتا ہوں کہ اسے ساڑھے دس بجے تک اندر داخل ہونے دیا جائے۔" میں نے بہتر ہے سر کہہ کر سلیوٹ کیا اور کار میں بیٹھ کر چل دیا۔ گیٹ سے نکلتے ہی میں نے ہنٹرس کو مسٹر ولسن کا لاسٹ ورڈ آف کمانڈ سنایا۔ کہنے لگا۔ "ہاں عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ اب تم اپنے سیماب صفت دل کو ہتھیلی پر لئے پھرنے کی بجائے کسی والٹ میں ڈپازٹ کرا دو۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے یور ایکی تینس۔ اب کینتھ کو ڈیپارچر سگنل دینے کا مقدس فریضہ آپ ہی سرانجام دیں گے۔" ہنٹرس مسکرا کر خاموش رہا۔

دوسری صبح دس بجے میں ملٹری ہاسپٹل کے آپریشن تھیٹر میں چھ سرجنوں کے میڈکل بورڈ کے چیک اپ سے گزر رہا تھا۔ انہوں نے تمام ایکس ریز دیکھے۔ ہسٹری کا مطالعہ کیا۔ سکرین کر کے دیکھا اور آخر چیف میڈیکل آفیسر نے اپنا ورڈکٹ سنایا۔ "پس فارمیشن کو چیک کر دیا جائے تو زخم ایک ہفتے میں مندمل ہو سکتا ہے۔ اس لئے سکریپ کر کے پنسلین سوڈیم سے ڈریس کرایا جائے۔ روزانہ صبح و شام۔" چند ڈاکٹروں نے ان کی تائید کی اور تین گھنٹے بعد میں آپریشن تھیٹر سے نکلا تو ایک اور آپریشن ہو چکا تھا۔ چار روز انڈر آبزرویشن رکھ کر پانچویں روز ڈاکٹر نے آخری معائنہ کیا تو زخم مندمل ہو چکا تا۔ ٹانگ کی سختی اور ورم ختم ہو کر لوچ پیدا ہو چلا تھا۔ مجھے اس نئی ایجاد پر جسے سوڈیم پنسلین کہا جاتا تھا حیرت ہوئی۔ دیر تک مارک ٹائم اور ڈبل مارک ٹائم کر کے خوش ہوتا رہا۔ گھر جانے کی اجازت ملتے ہی دوڑتا اور چھلانگیں لگاتا ہوا دفتر میں پہنچا اور ہنٹرس کو گاڑی لے کر آنے کو کہا تو میری آواز پر مسرت کا عنصر غالب تھا۔ مجھے اس کی بھی پرواہ نہ تھی کہ دیکھنے والے میری طفلانہ حرکتوں پر ہنس رہے ہوں گے۔ نصف گھنٹے بعد ہنٹرس میری گاڑی لے کر پہنچ گیا۔ یہ میری نئی پیکارڈ تھی جو آج ہی صبح کلکتہ سے پہنچی تھی۔ ہنٹرس نے میری زبان سے مکمل صحت یاب ہونے کی خبر سن کر مجھے گود میں لیا اور اچھال دیا۔

گھر پہنچ کر اسی سہ پہر کو میں نے ریزیڈنٹ ولاس پور سے ٹرنک پر رابطہ قائم کر کے یشودھرا کی خیریت دریافت کی۔ وہ میرا اشارہ سمجھ گئے اور ہنس کر بولے۔ "نعیم اب جبکہ تم صحت یاب ہو گئے ہو خود کیوں نہیں آ جاتے۔ اب تو کوئی خطرناک دشمن بھی نہیں رہا۔" میں نے کہا۔ "سر اسی لئے میں اپنا آنا بھی ضروری نہیں سمجھتا۔" بولے۔ "او کے بوائے پرسوں فرنٹیئر میل پر صبح نو بجے تم انہیں ریسیو کر سکتے ہو۔ لیکن اب وقت ضائع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔" میں نے "بہتر ہے" کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

تیسرے روز میں بریڈلے اور کینتھ کے ساتھ سوا آٹھ بجے بمبئی سنٹرل اسٹیشن پہنچ گیا۔ یشودھرا فرنٹیئر میل سے اتری تو اس کے ساتھ سادھنا دیدی' ساوتری اور پرمیلا تھیں۔ دوسرے کمپارٹمنٹ سے بھاسکر اور لیفٹیننٹ مائیکل نکلے۔ ان کے ساتھ میجر دلیش کھ نہیں تھے۔ کینتھ نے سادھنا دیدی اور یشودھرا کو ہار پہنائے اور مزاج پرسی کے مرحلے سے گزر کر کاروں اور ٹیکسیوں میں سوار ہو کر سانتا کروز پہنچ گئے۔ اسی شام سیرمونیل پریڈ پر مجھے اور بریڈلے کو ملٹری کراس عطا کئے گئے۔ اس تقریب کے ایک ہفتے بعد میجر دلیش کھ بمبئی پہنچے تو چند گھنٹے پیشتر رجسٹرار نعیم اور یشودھرا کو کاغذی پیرہن میں ملفوف کر چکا تھا اور ملٹری آفیسرز کے ڈنر کا اہتمام ہو رہا تھا۔

○○○